[illegible]

کتاب مستطاب بہمہ فیوض و برکت حاوی حالات عظمت آیات حضرت رسالت یعنی جلد دوم

ترجمہ مدارج النبوت

تصنیف شریف تالیف لطیف مصدر محاسن جلیل مظہر [illegible]

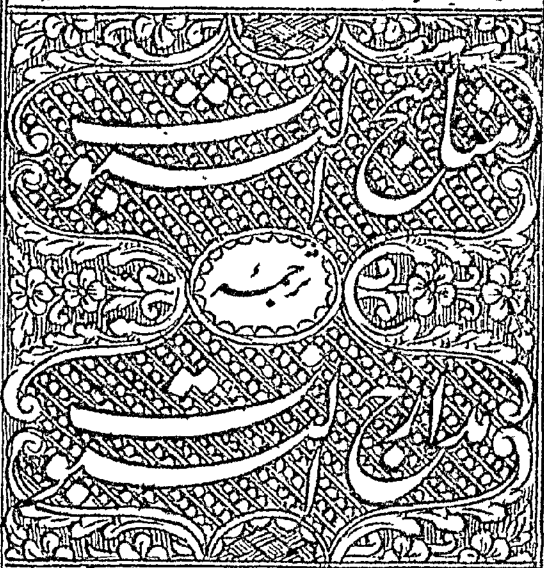
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی

فہرست ابواب و فصول وغیرہ جلد دوم کتاب مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت

تمام شد

[illegible]

کتاب مستطاب ہمہ فیوض و برکت حاوی حالات عظمت آیات حضرت رسالت یعنی جلد دوم



تصنیف شریف تالیف لطیف مصدر محاسن جلیل مظہر بیان نبیل جامع صفات حمیدہ خواجہ عبد الحمید

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف اور حمل اور پیدائش اور رضاعت
اور کفالت عبد المطلب اور اونکے انتقال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوطالب کے اعانت کرنے
اور ابوطالب کے ہمراہ آپکا جانب شام سفر کرنے اور بحیرا کا علامتوں سے آپکی نبوت پہچاننے
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے عقد کے بیان میں ہے اور کعبے کی بنا ابتداے وحی اور نبوت کی
ثبوت اور دعوت کے ظہور اور کفاروں کے دکھ دینے اور صحابہ کی حبشہ کے جانب ہجرت کرنے
اور ابی طالب کی وفات کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے اور طائف کے طرف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لیجانے اور جن کی بیعت کرنے اور سید مختار صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ساتھ یہود اون کی عداوت اظہار کرنے اور مدینہ طیبہ میں صحت اور سلامتی سے انصار کے
پہونچنے اور ہجرت کے باعث کے ثبوت کرنیکے ذکر میں ہے اور اس قسم میں چار باب ہیں پہلا باب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف اور حمل اور پیدائش اور دودھ پینے کے بیان میں ہے
آگاہ ہو کہ اول مخلوقات اور واسطہ صدور کائنات اور پیدائش عالم اور آدم کا نور محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری یعنی
پہلے اللہ نے جو چیز پیدا کی وہ نور میرا ہے اور تمام چیزیں علوی اور سفلی اس نور اور جوہر پاک سے

پیدا ہوئی ہین ارواحین اور شکلین اور عرش اور کرسی اور لوح وقلم اور دوزخ اور بہشت اور فرشتے اور آدمی اور جن اور زمین اور آسمان اور دریا اور پہاڑ اور درخت تمام مخلوقات آئیو اوس وحدت سے اس کثرت کے ظہور کی کیفیت مین اور اوس جوہر سے مخلوقات کے پیدا ہونیکے حال مین عبارتین اور تعبیرنا در نقل کیے ہین اور حدیث اول ما خلق اللہ العقل یعنی پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ عقل ہی محققین اور محدثین کے نزدیک صحت کو نہین پہونچی ہی اور حدیث اول ما خلق اللہ القلم یعنے جو پہلے چیز اللہ تعالی اسنے پیدا کی وہ قلم ہی یہ بھی ایسی ہی لیکن بعضون نے کہا ہی کہ مراد لیو العرش والماء ہی کیونکہ واقع ہوا ہی وکان عرشہ علی الماء یعنے تھا عرش پانی پر اور بعضی حدیثون مین تصریح اسکی واقع ہوئی ہی اور مروی ہی کہ پیدائش پانی کی عرش سے بہت پہلے ہی اور مروی ہی کہ جب قلم پیدا کیا گیا تو پروردگار تعالی نے اوسکو حکم کیا کہ لکھ عرض کیا قلم نے کیا لکھون حق تعالی جلشانہ نے فرمایا ما کان وما یکون الی الابد یعنے جو چیز کہ ہو چکی ہی اور جو کچھ کہ ابد تک ہونے والا ہی اوسکو لکھ پس معلوم ہوا کہ قلم کی پیدائش سے پہلے کچھ پیدا ہوا ہی اور لوگون نے کہا ہی کہ وہ عرش اور کرسی اور روحین ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی پیدائش اوس سے پہلے ہی اور اسوجہ سے ہو سکتا ہی کہ ما کان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور احوال ہون جو اوس عالم مین اول ثابت ہین اور ما یکون سے جو کچھ کہ آخرت اور دنیا مین ظاہر ہو وہ مراد ہو اور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس عالم مین ثابت تھی چنانچہ فرمایا ہی کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد یعنی مین نبی تھا اور آدم درمیان روح اور جسد کے تھے اور دوسری حدیث مین آیا ہے انی عبد اللہ وخاتم النبیین وآدم لمنجدل فی طینہ یعنے بیشک مین بندہ اللہ کا ہون اور خاتم انبیا ہون اور آدم اپنی مٹی مین لتھڑے ہوئے تھے اور یہ جو لوگون کی زبان پر ہی اور مشہور ہی کہ وآدم بین الماء والطین یہ ان لفظون کے ساتھ محدثین کے نزدیک صحت کو نہین پہونچا ہے لیکن معنی ایک ہی ہین اور بہر تقدیر آدم کی پیدائش کا قبل مراد ہی اور اگرچہ نبوت تمام نبیون کی علم الہی مین ثابت اور موجود تھی لیکن نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درمیان فرشتون اور ارواحون کے ظاہر اور معلوم تھی اور نبوت اور نبیون کی پوشیدہ چھپی ہوئی تھی بلکہ کہتے ہین کہ روح آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس عالم مین نبیونکی روحون کو علوم الٰہیہ پہونچاتی تھی جیسا کہ اس عالم دنیا مین تمام نبی آدم پر آپ بھیجے گئے تھے اور مبعوث ہوے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس عالم مین بالفعل خارج مین نبی مرسل تھے نہ فقط علم الٰہی مین اور ہو سکتا ہے نحن السابقون الاخرون اشارہ اسی معنی کیطرف ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ عالم میثاق مین بھی آپ اسی صفت کے ساتھ تھے اگر وجود اوس عالم کا اور نکالنا ذریات کا حضرت آدمؑ کی پشت سے بعد پھونکنے روح کے حضرت آدمؑ کے جسم مین ہے جیسا کہ اکثر محدثین اوسپر دلالت کرتی ہین لیکن استخراج ذات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پشت حضرت آدمؑ سے اونکی اور ذریات کی استخراج پر مقدم ہے واللہ اعلم اور اخبار مین آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا اوس سے اور نبیون کے نور نکالے گئے تو پروردگار تعالیٰ نے نور محمدی کو حکم کیا کہ نبیون کے نورونکی طرف دیکھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نے دیکھا اور اونکے نورون کو ڈھانپ لیا انبیا نے عرض کی کہ اے پروردگار ہمارے یہ کون ہے کہ جسکے نور نے ہمارے نورونکو چھپا لیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے اگر تم اوسکا ایمان لاؤ تو مین تمکو نبی کرتا ہون اُن سبھون نے عرض کیا اے پروردگار ہمارے ہم اوسپر اور اوسکی نبوت پر ایمان لائے ہین پروردگار جلشانہ نے ارشاد فرمایا مین تمھارا گواہ ہوا اور حقتعالیٰ کے قول کے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ کے یہ معنی ہین اور اس آیہ کریمہ کا ذکر تفسیر کے ساتھ فضائل شریف کے ذکر مین گذرا ہے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیون کے نبی ہین اور یہ معنی آخرت مین ظاہر ہونگے کہ جب سب نبی آنحضرت صلی اللہ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور ایسے ہی شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی ہے اور اگر حضرت آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کا اتفاق ہوتا تو انکو اور انکی اُمت کو آپ پر ایمان لانا اور آپ کی یاوری کرنا واجب ہوتا اور حقتعالیٰ نے انسے اسی کا عہد لیا ہے اور جب قلم پیدا کیا گیا تو اوسکو حکم ہوا کہ ساق عرش اور بہشت کے دروازون پر اور اوسکے پتون اور قبون اور خیمون پر لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک روایت مین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء کہ نبی ہے بعد اوسکے جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے وہ لکھ جیسا کہ آیا ہے جف القلم

بنا ہوگا کہ جب حق تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو کنیت ابو محمد رکھی اور نقل کی ہو کہ جب آدمؑ سے وہ لغزش واقع ہوئی تو کہا کہ اے پروردگار میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اس لغزش سے مجکو بخش دے خدا تعالی نے فرمایا کہ تو نے محمد کو کہان سے پہچانا حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ جبکہ تو نے مجکو پیدا کیا تھا تو میری نظر عرش پر اور بہشت کے دروازون پر پڑی تھی اور وہان مین نے لکھا ہوا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جانا مین نے کہ وہ تیرے نزدیک تمام خلق سے بزرگتر ہوگا کیونکہ نام مبارک اوسکا تو نے اپنے نام کے برابر کیا ہے پس آواز آئی کہ وہ تیری ذریات مین سے ہے آخری پیغمبر ہے کہ نام اوسکا آسمان پر احمد ہے اور زمین پر محمد ہے اور اگر نہوتا وہ تو پیدا نہ کرتا مین زمین اور آسمان کو اور مین نے تجکو اوسکے طفیل سے پیدا کیا ہے اور سلمان کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل مین آیا ہے کہ جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ مین نے ابراہیم کو خلیل اور تجکو حبیب کیا اور کسی پیدا کیے ہوئے کو تجھسے بزرگتر اپنے نزدیک نہین پیدا کیا ہے اور مین نے دنیا اور اہل دنیا کو نہین پیدا کیا ہے مگر اس لیے کہ تیری بزرگی اور منزلت اور مرتبت جو میرے نزدیک ہے اوسکو جتلواؤن اور اگر تو نہوتا تو دنیا کو مین نہ پیدا کرتا پھر حضرت آدمؑ کی پیشانی مین نور محمدی رکھا گیا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت آدمؑ کی پشت مین رکھا گیا اور وہ نور حضرت آدمؑ کی پیشانی پر چمکتا تھا بعد اوسکے اوس نور نے تمام اعضا مین سرایت کی اور حق تعالی نے اوس نور کی برکت سے حضرت آدمؑ کو مخلوقات کے نام تعلیم کیے اور تمام فرشتونکو حضرت آدمؑ کے سجدے کا حکم کیا اور اس مقام مین دو قول ہین ایک جماعت کہتی ہے کہ مراد ملائکہ سے خدا تعالی عزوجل کے قول مین کہ اذ قال ربک للملائکۃ ہے ابلیس اور اوسکے فرشتون کا لشکر ہے جو زمین مین تھے اور سجدے کا وہی حکم کیے گئے ہین اور یہی جماعت کہتی ہے کہ جب خدا تعالی نے آسمان اور زمین اور فرشتون اور جنون کو پیدا کیا تو فرشتونکو آسمان پر ٹھہرایا اور جنون کو زمین پر جگہ دی پس جن ایک مدت تک زمین پر اپنے مالک کی عبادت مین مشغول رہے بعد اوسکے بغاوت اور ظلم اختیار کیا اللہ تعالی نے اونکے ہلاک کرنیکو اور اونکی بنیاد مٹانے کو فرشتون کا لشکر بھیجا جنکو جن کہتے ہین باعتبار اونکی نظرون سے پوشیدہ

ہوسکتے یا بوجہ اسباب کے کہ یہ جماعت خازن جنتوں کی تھی اور ابلیس کو اسی قسم کے فرشتوں میں سے
شمار کرتے ہیں وکان من الجن لینے تھا جن میں سے جو قرآن مجید میں واقع ہوا ہے اسی معنی کے
ساتھ ہی اور ابلیس ان فرشتوں کے گروہ کا پیشوا اور مرشد اور معلم تھا پس ان فرشتوں نے
ان جنیوں کو جو زمین پر قابض اور متصرف تھے نکال دیا اور وہ پہاڑوں اور جزیروں میں جا
بھاگ گئے اور اس قسم کے فرشتوں کو جن کا نام جن تھا زمین قرار دیا اور حقتعالی نے تمام
روے زمین کا ملک اور آسمان دنیا اور خازنی بہشت کی ابلیس کو عنایت کی اور ابلیس کبھی عبادت
زمین میں اور کبھی آسمان پر اور کبھی بہشت میں کرتا تھا پس حقتعالی جلشانہ نے اس قسم کے
فرشتوں کو جنکا سردار ابلیس تھا سجدے کا حکم کیا پس سبھوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا
روضۃ الاحباب میں تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں سے ایسے ہی نقل کیا گیا ہی اور قول صحیح ہی کہ تمام
فرشتے زمین اور آسمان کے سجدے کے لیے خطاب کئے گئے تھے اور مامور ہوے تھے اور یہ قول
قرآن شریف کے نظم کی ترتیب کے موافق ہی اور صاحب مواہب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے
نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے جنسے سجدہ کیا وہ جبرئیل تھے بعد اوسکے میکائیل بعد
اونکے اسرافیل بعد اونکے عزرائیل پھر تمام مقرب فرشتے تھے اور اونھوں نے فرمایا ہی فسجد الملائکۃ
کلھم اجمعون پھر سب فرشتوں نے سجدہ کیا اور جب آدم علیہ السلام بہشت میں داخل ہوے
تو انہنے ایک انیس ہمجنس کو چاہا تاکہ اوس سے انس کرے اور حقتعالی کے ذکر میں جی لگنے
اور صنعت الہی کا اوس میں مشاہدہ کرے حق تعالی نے اون کو نیند میں ڈالا اور اوسی خواب میں
بائیں پسلی کی ہڈی سے حوا کو پیدا کیا اور اونکو حوا اسی سبب سے کہتے ہیں کہ وہ زندہ شخص سے
پیدا کی گئی ہیں اور جب حضرت آدم نے حضرت حوا کو دیکھا اونکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا پس
فرشتوں نے کہا ٹھہر جاؤ اے آدم تاکہ اون سے نکاح کرو اور اونکو مہر دو حضرت آدم نے کہا
اونکا مہر کیا ہی فرشتوں نے کہا کہ تین بار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور ایک
روایت میں بیس بار درود کا بھیجنا آیا ہے پس حضرت رب العزت نے حضرت آدم کا حضرت
حوا کے ساتھ نکاح کیا اور اپنے کلام پاک کے ساتھ خطبہ پڑھا پس ابلیس نے حضرت آدم پر
حسد کیا اور اونکو ایک وسوسے میں ڈالا اور بہشت سے نکالا القصہ جب حضرت آدم زمین پر آئے اپنے

کیے ہوئے سے پشیمان ہوئے اور طرح طرح کی دنیا کی مشقت مین مبتلا ہوئے اور ایسا مروی ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر آئے تین سو برس تک اپنا سر جھکائے رہے اور آسمان کی طرف شرم سے اوٹھایا اور اوپر نہ دیکھا اور آنسو اونکے اتنے بہتے تھے کہ مسعودی کہتے ہین اگر تمام اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائین تو بھی حضرت آدمؑ کے آنسو سے زیادہ نہونگے اور اخبار مین آیا ہی کہ خدا تعالی نے حضرت آدمؑ کے آنسوؤن سے عود اور زنجبیل اور صندل اور طرح طرح کی خوشبوئین پیدا کین اور حضرت حوا جو ہین تو اونکے آنسوؤن سے لونگ اور جو پیدا ہوا بعد اوسکے حقتعالی نے اونکو وہ کلمے الہام فرمائے کہ کہنا اونکا اونکی توبہ کے قبول ہونیکا سبب ہوا اور اکثر مفسرین اسکے قائل ہین کہ وہ یہ کلمے ہین ربنا ظلمنا انفسنا ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنے اے پروردگار ہمارے ہمنے اپنے نفسون پر ظلم کیا ہی اور اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نفرمائیگا تو ہر آئینہ ہم نقصان والونمین سے ہوجائینگے اور دوسرے کلمے استغفار کے تفسیر اور سیر کی کتابونمین مذکور ہین اور بعضے مفسرینون نے اون کلمونکو جو اونکے دلون مین ڈالے گئے تھے سید مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل اور طلب شفاعت کے ساتھ تفسیر کیا ہی اور یہ قول منافی اور مخالف دوسرے قولون کا نہین ہی اور انھون نے آنحضرتؐ کے توسل کے ساتھ توبہ اور مغفرت کی طلب کی اور پوشیدہ نرہے کہ حضرت آدمؑ کا قصہ اور داستان اونکے جنت مین داخل ہونیکی اور ابلیس کے وسوسہ ڈالنیکی اور جنت سے حضرت آدمؑ کے نکلنے کی طول و طویل ہی اور بہت سے معنی کو شامل ہی اور چونکہ اس کاتب حروف کا مقصود سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل اور عظمتونکا ذکر تھا اسیقدر کہ اون قصون مین سے اس مطلب کے شامل تھا اوسکو اختیار کیا اور ایسے ہی دوسرے انبیا علیہم السلام کے ذکر بھی اسی وجہ سے اختصار کیا اگرچہ وہ ذکر بھی موافق نسبت کرنے کے اوس جناب کیطرف اور اور سند لینے کی حیثیت سے ذکر شریف کے راجع ہوتی تھی اور آگاہ ہو کہ عادت آلہی اس طرح پر جاری تھی کہ حضرت حوا کے ہر وضع حمل مین دو فرزند لڑکا اور لڑکی جوڑوان پیدا ہوتے تھے لیکن شیث علیہ السلام جو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد بزرگوار تھے وہ تنہا پیدا ہوئے تا کہ نور نبوی درمیان اونکے اور اونکے غیر کے مشترک نہو اور جب حضرت حوا نے وفات پائی تو حضرت شیث کو وصیت کی کہ اس نور پاک کو عورتون مین رکھنا اور حضرت شیثؑ نے بھی یہی وصیت اپنے بیٹے کو کی جنکا نام انوش تھا اور ہمیشہ یہی وصیت جاری رہی اور یہ نور ایک قرن سے دوسرے قرن مین

نقل کیا جاتا تھا یہانتک کہ یہ نور عبد المطلب کو اور حضرت عبد المطلب سے حضرت عبد اللہ کو جو والد بزرگوار احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پہونچا اور حق تعالےٰ نے اس نسب شریف کو زنا سے پاک رکھا یعنے جاہلیت کے زمانے میں جاری تھا کہ سٹھا اپنی عورتونکو شرفا کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ عورتین اونسے حاملہ ہوجاوین اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ عرصہ بعید تک عورت مرد کے ساتھ زنا کرتی تھی بعد اوسکے وہ عورت اوس سے نکاح کرلیتی تھی چنانچہ بیہقی نے اپنے سنن مین ابن عباس سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین جاہلیت کی کسی بری چیز مین نہین پیدا ہوا ہون اور پیدا ہوا ہون مین نکاح اسلام سا اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور نہین ایام جہالت کی بری چیزون سے پیدا ہوا ہون مین حضرت آدم کے وقت سے یہانتک میرے ماں باپ نے مجکو جنا اور مجکو جہالت کی بری چیز نے نہین چھوا ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ مجکو ہمیشہ پاک صلبون سے پاک اور طاہر رحمون مین منتقل کرتا تھا اور دو شاخین جدی ہوئی نہ ہوتی تھین مگر یہ کہ بہتر اون دو شاخون مین سے مین ہوتا تھا اور ابن عباس نے سبحانہ تعالےٰ کے قول کی تفسیر مین کہ وہ تقلبک فے الساجدین ہے کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ گردش دی ہے ہمنے تجھکو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیا علیہم السلام کی پشتون مین دور کرتے تھے یہان تک کہ آپ کی ماں نے آپ کو جنا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لقد جاءکم رسول من انفسکم کو ساتھ فتح فا کے پڑھا اور فرمایا کہ مین تمھارے نفیس ترین لوگون مین سے ازروے حسب اور نسب اور دامادی کے ہون اور میرے باپ دادا مین حضرت آدم کے وقت سے زنا نہین ہے اور سب مین نکاح ہے اور ابو نعیم نے دلائل مین ذکر کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اونھون نے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ نے حضرت جبرئیل سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل نے کہا ہے کہ مین زمین کی تمام مشرق اور مغرب مین پھرا پس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسیکو بزرگتر نہین دیکھا اور بنی ہاشم سے بزرگتر کسی شخص کی اولاد کو نہین دیکھا اور صحیح بخاری مین ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین بنی آدم کے نیک قرنون مین سے ایک قرن مین بعد ایک قرن کے آمادہ کیا گیا تھون

یہانتک کہ پیدا ہوا مین ایک قرن مین کہ جسمین مین ہون اور صحیح مسلم مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تحقیق خدا تعالی نے برگزیدہ کیا ہی کنانہ کو اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور قریش کو برگزیدہ کیا کنانہ سے اور بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا ہی قریش سے اور مجکو برگزیدہ کیا ہی بنی ہاشم سے اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ خدا تعالی نے اپنے خلق کو برگزیدہ کیا پھر برگزیدہ کیا انمین سے بنی آدم کو اوسکے بعد برگزیدہ کیا بنی آدم مین سے عرب کو اوسکے بعد برگزیدہ کیا مجکو عرب سے آگاہ ہو تم کہ جو شخص دوست رکھتا ہی عرب کو پس میری دوستی سے اونکو دوست رکھتا ہی اور جو کوئی دشمن رکھتا ہی عرب کو پس میری دشمنی سے اونکو دشمن رکھتا ہی اور نسب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ذکر کیا گیا ہی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹے عبد اللہ کے اور وہ بیٹے عبد المطلب کے اور وہ بیٹے ہاشم کے اور وہ بیٹے عبد مناف کے جو میم کے زیر کے ساتھ ہی اور وہ بیٹے قصی کے جو ساتھ ضم قاف اور فتح صاد اور تشدید یے کے ہی اور وہ بیٹے کلاب کے جو ساتھ کسر کاف کے ہی اور وہ بیٹے مرہ کے جو ساتھ ضم میم اور تشدید رے کے ہی اور وہ بیٹے کعب کے جو ساتھ فتح کاف اور سکون عین کے ہی اور وہ بیٹے لوی کے جو ساتھ ضم لام اور فتح ہمزہ اور تشدید یے کے ہی اور وہ بیٹے غالب کے اور وہ بیٹے فہر کے جو ساتھ کسر فا کے اور سکون ہے کے ہی اور وہ بیٹے مالک کے اور وہ بیٹے نضر کے جو ساتھ فتح نون اور سکون ضاد معجمہ کے ہی اور وہ بیٹے کنانہ کے جو ساتھ کسر کاف کی ہی اور دو نون کے ساتھ ہی اور وہ بیٹے خزیمہ کے جو ساتھ ضم خاے معجمہ اور فتح زاے معجمہ کے اور سکون یے کے تصغیر کے وزن کے صیغے پر ہے اور وہ بیٹے مدرکہ کے جو ساتھ ضم میم اور سکون دال مہملہ اور کسر رے کے ہی اور وہ بیٹے الیاس کے ساتھ ہمزہ کے کسر کے بعضو نکے قول پر اور فتح اوس کا بعضون کے نزدیک ہی اور بعضو نکے نزدیک یاس ہے ہی جو امید کے خلاف ہے اور اوسکا ہمزہ وصل کا ہی اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ یہ قول صحیح زیادہ ہی کہ خزیمہ بیٹے مضر کے جو ساتھ ضم میم اور فتح ضاد معجمہ کے ہی اور وہ بیٹے نزار کے جو ساتھ کسر نون اور زے کے ہے اور وہ بیٹے معد کے جو ساتھ ضم میم اور فتح عین مہملہ کے ہی اور بعضون نے ساتھ فتح میم اور سکون عین مہملہ کے اور اسکی صحت بیان کی ہی اور وہ بیٹے عدنان کے ہین جو ساتھ فتح عین مہملہ اور سکون دال کے ہی اور نسب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزدیک سیر والون کے اور عالمون کے اس مقام تک متفق علیہ ہی اور اوس سے زیادہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتفاق معلوم نہین۔

اور نہ صحیح ہی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہین اور حضرت ابراہیم اور نوح اور ادریس علیہم السلام آپکے اجداد مین سے ہین اور ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نسب شریف کا ذکر فرماتے تھے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے تھے اور بعد اوسکے ٹھہر جاتے تھے اور فرماتے تھے کذب النسابون یعنے جھوٹے ہین نسب کرنے والے مسند الفردوس مین ایسا ہی روایت کیا گیا ہی لیکن سہیلی نے کہا کہ بہت صحیح یہ بات ہی کہ یہ قول حضرت ابن مسعود رضہ کا ہی کہ وہ جب

اس آیت کو پڑھتے تھے کہ الم یاتکم نبؤا الذین من قبلکم قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدھم لا یعلمھم الا اللہ یعنے کیا نہین ملی تمکو خبر اونکی جو پہلے تھی تم سے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور جو اونکے سے پیچھے ہوئی خبر نہین ہی اون کی مگر اللہ کو تو کہتے تھے کذب النسابون یعنے یہ لوگ دعوے کا نسبون کے علم کا کرتے ہین اور حق تعالیٰ نے اوسکے علم کی بندون سے نفی فرمائی ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ مین عدنان تک نسب بیان کرتا ہون اور اس سے بڑھکر نہین جانتا ہون اور عروہ بن زبیر رح نے کہا ہی یعنے کسیکو نہین پایا ہے جو بعد معد بن عدنان کے اور نام جانتا ہو اور عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک اور حضرت اسمٰعیل سے آدم تک بہت اختلاف ہین اور بعضون نے عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان مین تین شخص ذکر کیے ہین کہ جنکا احوال اور وہ خود مشہور نہین ہین اور بعضون نے اس سے کم اور بعضون نے اس سے زیادہ بیان کیے ہین اور امام مالک سے ایک شخص جو حال اپنے نسب کا حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچاتا تھا پوچھا گیا پس وہ ناخوش ہوئے اور کہا کہ کیا اوس شخص کو اوس نسب کی خبر دی گئی ہی اور ایسے ہی امام مالک رح سے انبیاء علیہم السلام کے حضرت آدم تک نسب پہونچانے مین روایت کی گئی ہی پس چاہیے کہ بوجہ اسبات کے کہ اوسمین اور اشخاص شامل ہوجاتے ہین اور لفظون مین تغیر ہوجاتا ہے اور کوئی فائدہ اوس مین نہین ہی توقف کرے اور عدنان سے آگے نہ بڑھے اور اس سبب سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وحی نہین کی گئی ہی اور روضۃ الاحباب کے حاشیے مین عدنان سے بڑھکر حضرت آدمؑ تک ابن جوزی کی کتاب سے بیس آدمی بیان کیے ہین چونکہ اوسپر اعتماد نہین ہی اور وہ عالمون کے قول کے مخالف ہی مین نے اوسکو ذکر نہین کیا ہے واللہ اعلم

اور اب احوال اون شخصوں کا جو مشہور اور معلوم او تحقیق علیہ ہین بیان کرتا ہون کہ عبد المطلب کا نام شیبہ ہی
اور اونکا نام جو شیبہ رکھا گیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدایش کے وقت
اونکے سر کے بال سپید تھے اور اونکو شیبۃ الحمد بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ اونکے نیک کامون کی کثرت
سے لوگ اونکے اوسی کے ساتھ تعریف اور مدح کرتے تھے اور بعض اون کا نام عامر کہتے ہین اور
صاحب مواہب نے کہا ہی کہ یہ قول قتیبہ کا ہے اور مجد الدین شیرازی نے اونکی تعمیت کی ہے
اور کنیت اونکی ابو الحارث موافق اونکی اولاد اکبر کے نام کے ہی کہ انکا نام حارث تھا اور اونکے
عبد المطلب نام ہونیکی وجہین بہت سی وجہین بیان کی ہین اور مشہور یہ ہے کہ اون کے باپ
ہاشم ایک وقت مین مدینہ مطہرہ گئے تھے اور وہان جا کے اوترے تھے اور اونسے ایک لڑکا پیدا
ہوا تھا جب مطلب بھائی ہاشم کے مدینہ منورہ مین گئے اور اوس لڑکے کو کہ خوبصورت اور خوش
جمال تھا دیکھا کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہی کہ ہمین سے معلوم ہوتا ہے اور ہمارے مشابہ ہے لوگون
نے کہا کہ ہاشم بن عبد مناف کا ہے پس مطلب نے اوسکو اوٹھا لیا اور اپنے اونٹ کے پیچھے بٹھا لیا
اور چونکہ اوس لڑکے کے کپڑے میلے تھے اور شکستہ حال تھا اور لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے
تو مطلب کہتے تھے کہ یہ میرا عبد ہے پس اسی سبب سے اونکو عبد المطلب کہتے ہین اور بعضون نے
کہا ہی کہ جب ہاشم اس جہان سے گئے تو مطلب کو وصیت کی کہ اپنے عبد کو جو یثرب مین ہے لے اور
یہ کنایہ اپنے لڑکے سے کیا جو مدینے مین تھا اسی جہت سے اون کو عبد المطلب کہتے ہین اور بعضون
نے کہا ہے کہ وہ طفل تھے کہ اونکے باپ نے وفات پائی اور اونکے چچا نے کہ وہ مطلب تھے اونکی
پرورش کی تھی دستور عرب کا تھا کہ جو شخص جس یتیم کو پرورش کرتا تھا اوس یتیم کو اوسکا عبد کہتے تھے
روضۃ الاحباب مین ایسے ہی مذکور ہے اور اس عادت کے کلیت مین کلام ہے کیونکہ اکثر آدمی
یتیمون کی پرورش کرتے تھے اور یہ عادت عرب مین ہمیشہ کی ہے لیکن اون یتیمون کو اونکا عبد
نہین کہتے تھے ہان اسجگہ ایسے ہی واقع ہوا ہی اور لفظ دستور کے قاعدے اور کلیت کو
چاہتی ہی اور جب مطلب نے وفات کی تو اہل مکہ کی ریاست نے عبد المطلب پر قرار پایا اور
خانہ کعبہ کی دربانی کا منصب اونکو سپرد ہوا اور تمام اہل مکہ اونکے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور
اونکی عظمت اور توقیر کرتے تھے اور عبد المطلب مین سے مشک اذفر کی خوشبو آتی تھی اور

اونکی پیشانی مین نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمک رہا تھا اور جب اہل مکہ کو کوئی حادثہ پیش
ہوتا تھا تو وہ لوگ اونکو ثبیر کے پہاڑ پر جو ساتھ فتح نے کے اور کسر بائے موحدہ کے اور سکون یائے تحتانی
کے ہو اور نام ایک پہاڑ کا ہو جو مکہ معظمہ مین واقع ہی لیجاتے تھے اور درگاہ رب العزت مین
اونکو وسیلہ گردانتے تھے اور بارش کے قحط کے دنون مین اونکے واسطے سے مینھ طلب کرتے تھے
اور نور محمدی کی برکت سے کہ جو اونکی پیشانی مین چمکتا تھا اہل مکہ کی مشکلین آسان ہوجاتی تھین
اور کعب سے یہ اخبار آئے ہین کہ جب نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبد المطلب کو پہونچا
اور وہ اس فضل سے مشرف ہوگئے تو ایک روز حجر مین جو ساتھ کسر کے حے اور سکون جیم کے ہے
کعبہ مکرمہ کے ایک مقام کا نام ہو سوگئے اور جب بیدار ہوئے آنکھون مین سرمہ لگا ہوا اور بالون مین
تیل پڑا ہوا اور لباس بیش قیمت پہنے ہوئے تھے اور یہ جمال اور جلال دیکھکے لوگ حیرت مین
آگئے کہ یہ بات کہان سے حاصل ہوئی اور کسنے اونکا ایسا حال کیا پس اونکے باپ نے اونکو اپنے ساتھ لیا
اور قریش کے کاہنون کے پاس لیگئے اونھون نے خبر دی کہ آسمانون کے پروردگار نے اجازت
دی ہو کہ یہ غلام اپنا نکاح کرے گو اون کاہنون نے اس حال کو نکاح کی حالت کے ساتھ
تعبیر کیا یا غیب کی خبر دی کہ جسکا وہ دعوے کرتے تھے پس اونکے باپ نے اونکی شادی ایک
عورت کے ساتھ کر دی جسکا نام قیلہ تھا اور اوس عورت سے حارث پیدا ہوئے جو عبد المطلب
اولاد اکبر تھے بعد اوسکے قیلہ نے انتقال کیا اور عبد المطلب نے پھر دوسری عورت کے ساتھ
کہ جسکا نام ہند بنت عمرو تھا نکاح کرلیا اور جب ابرہہ ملک یمن سے اصحمہ نجاشی کی طرف سے آیا
اور سفید ہاتھی بیت اللہ الحرام کے ڈھانے کے لیے اپنے ہمراہ لایا اور عبد المطلب کو یہ خبر پہونچی
تو عبد المطلب نے کہا اے گروہ قریش تم نہ ڈرو اور خوف نہ کرو اس گھر کا حافظ پروردگار ہے کہ وہ
اسکی نگہبانی کرتا ہو اور ہم اسکے حافظ نہین ہین بلکہ اس گھر کی حفظ مین ہین پس ابرہہ آیا اور
قریش کے اونٹ اور بکریان ہنکا لیگیا اور عبد المطلب کے چار سو اونٹ تھے پھر عبد المطلب قریش کی ساتھ
سوار ہوئے اور جبل ثبیر پر چڑھ گئے پس نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد المطلب کی
پیشانی پر مثل ہلال کے ایک گھیرا سا ہوگیا اور بیت الحرام پر اوسکے پرتو سے ایسی
روشنی ہوگئی جیسے چراغ روشن ہوتے ہین اور جب عبد المطلب نے اوس نور کی طرف دیکھا

تو کہا کہ اے قریش جاؤ بیشک تمھاری یہ مشکل آسان کردی گئی قسم ہے خدا کی کہ یہ نور میری پیشانی مین ایسا
نہین چمکتا تھا مگر جبکہ ہمکو فتح ہونے والی ہوتی ہے پس قریش وہان سے پلٹے اور متفرق ہوئے
اور ابرہہ نے ایک شخص کو لشکر کی شکست دینے کے واسطے بھیجا تھا اور وہ جب مکہ مین آیا
اور عبد المطلب کے چہرے پر اوسکی نظر پڑی زمین پر بیہوش ہوکے گر پڑا اور آواز دی اوس
نے جیسے کہ ذبح کرنے کے وقت گاؤ آواز دیتی ہے اور جب ہوش مین آیا تو عبد المطلب کو
سجدہ کیا اور کہا کہ مین اسبات کی گواہی دیتا ہون کہ تو بیشک قریش کا سردار ہے اور روایت مین
آیا ہے کہ جب عبد المطلب وہان گئے تو اونھون نے سپید ہاتھی کو کہ جسے ابرہہ اپنے ساتھ
بیت اللہ شریف کے ڈھانیکو لایا تھا اپنے سامنے منگوایا اور جب ہاتھی کی نظر عبد المطلب کے
چہرے پر پڑی اوسنے سجدہ کیا اور اوس فیل کی عادت تھی کہ ابرہہ کو سجدہ کرتا جیسا کہ اور
اور ہاتھی سجدہ کرتے تھے پس گویا کہ حق تعالی نے اوس فیل کو آگاہ کردیا کہ اوس نے کہا
کہ اے عبد المطلب سلام ہو اوس نور پر جو تیری پشت مین ہے اور ہر چند اوس ہاتھی کے سر مین مارا
مگر وہ نہ اوٹھا آخر وہ لوگ یمن کی طرف پھر گئے پس حق تعالی جلشانہ نے ابابیل کو بھیجا کہ
ہر ایک تین تین کنکریان رکھتی تھین ایک چونچ مین اور دو پاؤن مین اور مقدار اوسکے
مسور کے برابر تھی اور یہ کنکری جسپر پڑتی تھی وہ زمین پر گر پڑتا تھا اور ابرہہ کے جسم مین ایک ایسا
درد پیدا ہوگیا کہ اوسکی اونگلیان ریزہ ریزہ ہوکے گر پڑین اور اوس سے زرد پانی اور پیپ اور خون
جاری ہوا اور دل تک اوسکے شگافت پڑ گیا نعوذ باللہ من غضب اللہ اور یہ معجزہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو نبوت کے پہلے ظاہر ہوا اور اس قسم کے معجزون کو ارہاصات کہتے ہین
کہ وہ بنیاد کی مضبوط کرنے کے معنی مین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابر کا سایہ کرنا
یہ بھی بعثت سے پہلے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے معجزات تین قسم پر ہین ایک
قسم یہ ہے کہ جو نبوت کے قبل ظہور مین آئے تھے اور دوسری قسم وہ ہے جسنے نبوت کے زمانے مین
ظہور پایا اور تیسری قسم وہ ہے جو نبوت کے بعد ظاہر ہین کہ وہ اولیاء امت کی کرامتین ہین اور
صاحب مواہب سے عجب ہے کہ انھون نے بحث کی ہے کہ حجاج نے کعبے کو خراب کیا اور کوئی چیز
اوس سے نہین حادث ہوئی اور جواب دیا کہ ارہاص ظہور نبوت کے پہلے اوس نبوت کے امر کی

مضبوطی کے لیے تھی اور جب نبوت ظاہر ہو گئی اور دلیلوں سے ثابت ہو گئی تو ازالہ اوس کی حاجت باقی نرہی کیونکہ حجاج کا کعبہ کو ڈھانا کعبے کے خراب کرنیکے اور فساد کرنیکے قصد سے تھا بلکہ بسبب تعصب کے اور عبداللہ بن زبیر کے فعل کے رد کرنیکے اور اونکی اوس روایت کو قبول نکرنیکی وجہ سے تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی تھی اور اپنے گمان مین اوس نے کعبے کی تعظیم اور اعزاز کے لیے وہ امر کیا تھا اور اسی سبب سے جب عبدالملک کو حضرت عائشہ رض کی حدیث پہونچی تو اوس فعل سے پشیمان ہوا اور خوف قریش سے کئی بار کعبے کی عمارت کی تجدید کرائی چنانچہ ایک اون مین سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدایش کے سال مین ہوا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس پتھر ڈھوتے تھے اور وہ فعل اصلاح کے قصد سے تھا فساد کے قصد سے نہ تھا جیسا کہ اصحاب فیل چاہتے تھے اور ہاشم کا نام عمرو ہے اور ہاشم اونکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ ہاشم روٹی کے ٹکڑے کرنے کے معنی مین ہی اور پہلے جسنے قحط کے زمانے مین اپنی قوم کو روٹی کے ٹکڑے پکا کے کھلائے ہین وہ وہی تھے اور اونکو عمرو العلی بھی بوجہ اونکے علو مرتبت کے کہتے تھے اور وہ بہت صاحب جمال تھے صاحب جاہ تھے اور ہاشم کے چار بیٹے تھے ایک اسد جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ماں کے باپ تھے اور دوسرے نفیلہ او رصیفی اور عبدالمطلب کہ جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد تھے اور ہاشم کی اولاد نرہی تھی مگر عبدالمطلب سے اور عبدمناف کا نام مغیرہ ہی اور کنیت اونکی ابو عبد شمس تھی اور مناف نام ایک بت کا ہے اور عبدمناف کے چار بیٹے تھے ہاشم جو جد عبداللہ کے کہ وہ والد ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عبد شمس جو جد بنی امیہ کے تھے اور نوفل جو جد جبیر بن مطعم کے تھے اور مطلب جو جد اعلی امام شافعی رح کے تھے اور کہتے ہین کہ ہاشم اور عبد شمس جڑوانی پیدا ہوئے تھے اور اون دونونکی پیشانی آپس مین چمٹی ہوئی ہر چند اوسکے جدا کرنے مین کوشش کرتے تھے لیکن جدا نہو تی تھی آخر کو تلوار سے اون دونون کی پیشانی کو جدا کیا اسی وجہ سے اونکی اولاد مین عداوت تھی اور آپس مین شمشیر زنی واقع ہی ایسے ہی روضۃ الاحباب مین ہی اور لوگون مین مشہور یہ ہے کہ دونون کی پشت آپس مین چمٹی ہوئی تھی آخر تلوار سے جدا کیا اور قصے تصغیر قصے کی ہی کہ وہ بعید کے معنی مین ہے اور اونکے قصی نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ سے اوس وقت مین کہ جب

اپنی بان کے شکم مین تھے جنکا نام ناعلم ہے بلاد قضاعہ مین دور پڑ گئے تھے اور اونکو مجمع بھی کہتے ہین
اس وجہ سے کہ اونھون نے اوس ترتیب سے قبیلون کو اکٹھا کیا تھا جو بنی خزاعہ کے غلبہ مین مکہ معظمہ سے
متفرق ہوگئے تھے اور جب قصی بچپن سے مین آگئے اور اون قبیلون کو جو بنی خزاعہ کے قبضے سے
نکالا تو پھر اونکو مکہ معظمہ مین جمع کیا اور کہتے ہین کہ دار الندوہ کو قصی نے بنایا تھا اور جب قریش کو
کوئی مشکل آن پڑتی تھی تو اوسی مکان مین جمع ہوتے تھے اور آپس مین مشورہ کرتے تھے اور
ندوہ لغت مین بمعنی بات کرنیکے ہے اور ندی اور نادیہ بمعنی مجلس کے ہی اور یہی وجہ انکی قصی نام
ہونیکی ہی اور نام قصی کا زید تھا اور کلاب بالمعنی مکالبت کے ہی جو منازعت اور مخاصمت
یعنی آپس مین دشمنی کرنے اور جھگڑا کرنے کے معنی مین ہی جیسے کالب عادہ مکالبۃ نازعہ وخاصمہ
یعنے لڑائی کی دشمن نے جو حق لڑائی کا تھا جھگڑا اور دشمنی کرے یا بمعنی جمع کلب کے جو کتے کے
معنی مین ہین اور مراد اس سے کثرت ہی جیسا کہ سباع کے ساتھ نام رکھتے ہین ایک اعرابی سے
پوچھا گیا کہ تم اپنے لڑکون کا نام برے نامون کے ساتھ مثل کلاب اور ذئب کے جو کتے اور بھیڑیے کے
معنی مین ہی کیون رکھتے ہو اور اپنے غلامون کا نام نیک نامون کے ساتھ مثل مرزوق اور رباح کے
کیون رکھتے ہو اوسنے جواب دیا کہ ہم اپنے لڑکون کا نام تو دشمنون کے واسطے رکھتے ہین اور غلامونکا نام
اپنے لیے رکھتے ہین اور کلاب نام ایک حکیم کا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ عروہ نام ہی اور مرہ بن کعب
اوس شخص کا نام ہی جسنے پہلے سب سے یوم عروبہ قرار دیا ہے اور عروبہ ساتھ فتح عین مہملہ کے روز
جمعہ کا نام ہے اور وہ اوسدن قریش جمع کرتا تھا اور اون کے سامنے خطبہ پڑھتا تھا اور پیغمبر
آخر الزمان کی بعثت کی اونکو خبر دیتا تھا اور اونکو آگاہ کرتا تھا کہ وہ پیغمبر میری اولاد مین سے ہی اور اون
کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کا اور آپ پر ایمان لانیکا حکم کرتا تھا اور اسباب مین
شعر پڑھتا تھا کہ جسمین کا یہ ایک شعر ہی ع یا لیتنی شاہدا فحواء دعوتہ ٭ اذا قریش تبغی الحق خذلانا ٭
اور لوی بن غالب تصغیر لائی کی ہی اور لائی بمعنی شدت اور سختی کے ہی جو عیش مین واقع ہو اور
فہر کے باب مین کہتے ہین کہ ایک جماعت اہل سیر اور تواریخ کی اسبات کی قائل ہی کہ قریش لقب
اوسکا ہی اور اوسی سے قریش کو نسبت کرتے ہین اور کہتے ہین جو شخص فہر کی اولاد مین سے نہین ہی
اوسکو قریشی کہنا نچاہیے بلکہ کنانی کہنا چاہیے اور اکثر اسبات کے قائل ہین کہ نضر بن کنانہ کا لقب ہی

اور اوسکی اولاد کو قریشی کہتے ہین اور قریشی بھی لکھتے ہین اور قریش کے ساتھ نام رکھنے مین لوگون نے
کئی وجہین بیان کی ہین مشہور یہ ہی کہ قریش کرابی جانور کا نام ہی کہ وہ بہت بڑا ہی اور مچھلیون کو
کھاتا ہی اور اوسکو کوئی پانی کا جانور نہین کھا سکتا ہی اور وہ تمام پانی کے جانورون پر غالب ہوجاتا ہی
اور اوسپر کوئی جانور پانی کا غالب نہین ہوتا اور صراح مین بعض اگلے شاعرونکے شعر جو اس معنی پر گواہی
دیتے ہین لکھے ہوئے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ لوگ مکہ معظمہ سے متفرق ہونیکے بعد حرم شریف مین
جمع ہوئے تھے اور تقرش بمعنی اکٹھا ہونا اور جمع ہونیکے معنی مین ہی یا یہ کہ یہ لوگ اہل کسب اور اہل
تجارت تھے اور قرش بمعنی کسب کرنے اور جمع کرنے کے ہی اور بعضے کہتے ہین کہ جب حج کرنے کو
آتے تھے تو یہ قوم فقیرون کے حال کی کھوج کرتی تھی اور اونکو چیزین دیتے تھے اور تقریش بمعنی تفتیش
لینے کھوج کرنے کے ہی اور صراح مین تقریش بمعنی بر غالبیدن کے ہی جو بمعنی غالب آنے کے ہے اور
اقراش کسی کے لیے سعی کرنے کے معنی مین ہی اور مدرکہ نام اونکا عامر یا عمرو تھا اور اون کو مدرکہ
اس جہت سے کہتے ہین کہ ایک دن وہ ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے اور اوسے پا گئے اور پکڑ لیا
اونکے باپ نے مدرکہ اونکا لقب کر دیا اور وہ اوسی کے ساتھ مشہور ہو گئے اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو مدرکہ
اس سبب سے کہتے ہین کہ جو عز اور شرف اونکے باپ دادا رکھتے تھے اونھون اسلئے وہ سب اونمین جمع
کیا تھا اور اوسکو پا گئے تھے اور سہر تقدیر نے جو اس کلمے مین ہی مبالغے کے واسطے ہے ایسے ہے
روضۃ الاحباب مین آیا ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ تے دفعیہ سے اسمیت کیطرف نقل کرنے کے لیے ہو
واللہ اعلم اور الیاس وہ شخص ہین جنھون نے سب سے پہلے بیت الحرام مین اونٹ بطریق ہدیہ کے بھیجے تھے
اور قاموس مین لکھا ہی کہ وہ اول شخص ہی کہ اوسکو یاس مرض کہ یعنی سل پہونچی ہی اور نقل کیا ہی کہ وہ اپنے پشت سے
حج مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لبیک کہنا سنتے تھے اور مضر وہ اول شخص ہے کہ جنھون نے
اونٹ کی حدی مقرر کی ہی اور وہ اپنے زمانے کے سب لوگون سے خوش آواز زیادہ تھے اور
ملت ابراہیمی پر اونکا دین اور اسلام تھا اور نزار نزر سے ہی جو بمعنی قلیل کے ہی اور کہتے ہین
کہ جب وہ پیدا ہوئے اور اونکے باپ نے نور محمدی دیکھا جو اونکی دونون آنکھونکے درمیان مین تھا
بہت خوش ہوئے اور مسکینونکو کھانا تقسیم کیا اور کہا کہ یہ سب اوس مولود کے حق مین بہت تھوڑا ہی
پس اونکا نام نزار اسی وجہ سے رکھا گیا اور اونکی کنیت ابو ربیعہ ہی اور معد بن عدنان اور عدنان

یہ دونوں بیٹے عدنان کے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں اور موافق
صحیح روایتوں کے عدنان سے آگے نسب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں پہونچتا ہے
اور جو لوگ کہ نسب بیان کرتے ہیں اونکا اسمین اختلاف ہے جیسا کہ معلوم ہوا ہے اور حکمت الٰہی بھی
وحی کے مقتضی نہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو نہین چاہا و مثل جب حقتعالے
جلشانہ نے عبد المطلب کو ابرہہ کے شر سے بچایا اور اسپر فتحیاب کیا ایکروز عبد المطلب حجر کے بیچ
جو کعبے کے ایک مقام کا نام ہے سوتے تھے ناگاہ ایک بہت برا خواب دیکھا کہ ترسان اور لرزان بیدار
ہونے مجلس اوس خواب کے قصے کو کاہنوں کے سامنے بیان کیا کاہنوں نے کہا کہ اگر تمھارا یہ خواب
ٹھیک ہوگا تو تمھاری پشت سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جسپر تمام اہل آسمان اور زمین
ایمان لاوینگے اور لوگوں میں ایک نشانی کھلی ہوئی ظاہر ہوگی پس عبد المطلب نے فاطمہ سے عقد کیا
اور فاطمہ کو عبد اللہ ذبیح کا حمل رہا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد تھے اور
عبد اللہ کا ذبیح نام ہونا مشہور ہے اور لکھا ہوا ہے اور سبب اس نام کا عبد المطلب کا چاہ زمزم کا
کھودنا ہے اوسکے پٹ جانے کے بعد اور اگر اوسکے حادث ہونیکا قصہ بھی بیان کروں تو بہتر اور خوب ہے
آگاہ ہو کہ جب ابراہیم خلیل اللہ کے یہان ہاجرہ سے جو ساتھ فتح جیم کے ہے اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے
تو نور محمدی اونکی پیشانی سے چمکتا تھا سارہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی تھین اونکو رشک ہوا
اور طبیعت اونکی سہارت کی متحمل نہوئی کہ اسمعیل کو اور اونکی ماں ہاجرہ کو دیکھین اس وجہ سے کہ اونکا
کوئی فرزند نتھا اور اسبات کی خواہش رکھتی تھین کہ ہاجرہ کے یہاں ایسا فرزند ہو جو نور محمدی کا
حامل ہوا آخرکار سارہ نے چاہا کہ ابراہیم ہاجرہ اور اسمعیل کو ایسے مقام پر لیجاوین کہ جہان عمارت اور
کھیتی اور پانی اور آبادی نہو اور اون دونوں کو وہان تنہا چھوڑ دین اور ابراہیم سارہ کی دلجوئی پر
مامور تھے پس ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ اور اسمعیل کو اوٹھا اور ایسی زمین پر لے گئے کہ جہان
اب حرم مکہ شریف ہے اور اونکو ٹیلے کے قریب کہ جہان خانہ کعبہ بنا ہوا ہے چھوڑ دیا اور ایک
انبار خرمے کی اور ایک مشک پانی کی ہاجرہ اور اسمعیل کے سامنے رکھدی اور اونکو خدا یتعالی کے
سپرد کیا اور آپ جس بات پر مامور تھے وہ عمل مین لائے پس ہاجرہ ان خرموں مین سے کھاتی تھین
اور اوسی پانی مین سے پیتی تھین اور حضرت اسمعیل کو دودھ پلاتی تھین اور جب کہ خرما اور پانی خرچ ہوگیا

اور اون پر پیاس نے غلبہ کیا یہانتک کہ اسمٰعیل پیاس کے مارے خاک پر لوٹنے لگے ہاجرہ بیچین اور بیقرار
ہوگئے اوٹھین اور کوہ صفا پر گئین اور ایک لحظہ وہان کھڑی رہین تا کہ کوئی اونکی فریاد کو پہونچے اور
پانی کا نشان ہاتھ لگے بعد اوسکے وہانسے اوتر آئین اور کوہ مروہ کی طرف گئین اور اوسپر چڑھ گئین اور
ایک لحظہ وہان بھی کھڑی رہین اور اسی طریق سے سات بار کوشش کی اور ہر دفعہ حضرت اسمٰعیل کے پاس
آتی تھین اور اونکو دیکھ جاتی تھین اخیر کے مرتبے مین انکو قریب ہلاکت کے پایا جب اس مرتبہ کوہ مروہ پر
گئین تو ایک آواز سنی اور اوس طرف متوجہ ہوئین اور کہا کہ آواز تیری مین نے سنی میری فریاد کو
پہونچ اور وہ جبریل علیہ السلام تھے کہ حضرت اسمٰعیل کے پاس زمزم کے مقام مین کھڑے ہوئے تھے
پس جبریل علیہ السلام نے اپنی ٹھوکر سے یا اپنے پر سے اوس زمین کو شق کر دیا اور ایک چشمہ پانی کا
پیدا ہوگیا پس ہاجرہ ڈرین کہ یہ پانی کہین بہ نجاوے اوس چشمے کے گرد ایک حوض نمودار بنا دیا تا کہ
پانی اوسمین جمع رہے اور اصل چاہ زمزم وہ ہی مقام تھا جہان ہاجرہ نے پانی اکٹھا کیا تھا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسمٰعیل کی مان پر خدا کی رحمت ہو جیسو کہ اگر چھوڑ دیتین زمزم کو اور
اوس چشمے کے پانی کو نہ روکتین تو تمام روے زمین پر پانی بہتا اور اس طرح کا ترجمہ زبان عرب مین
راست کی شفقت کی وجہ سے کرتے ہین اور وہ دلالت اس بات پر کرتا ہی کہ ایسا کرنا اچھا ہے تھا پس ہاجر
اور اسمٰعیل اوسی پانی سے پیتے تھے اور وہ پیاس کو بھی دفع کرتا تھا اور بھوک کو بھی کھوتا تھا اور یہ
زمزم کے خواص مین سے ہی کہ بجاے کھانے پینے دونون کے ہے جیسا کہ دودھ ہے اور مزہ اوس پانی
کا مثل شتر کے دودھ کے مزے کے ہے اور ہاجر اور اسمٰعیل کتنی ایک مدت اسی حال پر رہے
یہان تک کہ قوم جرہم ملک یمن سے اوس مقام پر آئی اور پانی کی وجہ سے اوس قوم نے وہان
رہنا اختیار کیا اور اسمٰعیل اوس قوم مین نشو و نما پاتے تھے جب جوان ہوے تو قبیلہ جرہم مین اونکی
مواصلت ہوگئی اور اولاد پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی کبھی سارہ کی اجازت سے
ملک شام سے براق پر سوار ہو کے اون کی محبت کی وجہ سے آتے تھے لیکن چونکہ دوپہر کا کھانا سارہ کے پاس
کھاتے تھے اور مکے مین آتے اور قیلولے کے وقت سارہ کے پاس پہونچ جاتے تھے اور یہ امر
اوسوقت تک رہا کہ جب حق تعالی کی طرف سے کعبہ شریف کی بنا کا اور اوسکی تعمیر کے لیے حکم کیے گئے
پس حضرت اسمٰعیل کی اعانت سے مقام تل سرخ مین کہ جہان پہلے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو چھوڑ گئے تھے خانہ کعبہ بنایا

اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اس مقام میں حقتعالی جلشانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے
ایک مکان یاقوت کا بہشت سے بھیجا تھا کہ جسمیں دو دروازے سبز زمرد کے تھے کہ ایک دروازہ
طلوع کو تھا اور ایک پچھم کو تھا اور حقتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو خطاب کیا تھا کہ اس گھر کا
طواف کرو اور ایک روایت میں ہی کہ حقتعالی نے حضرت آدم سے فرمایا کہ زمین حرم میں ایک خانہ بنا
اور گرد اوسکے طواف کر جس طرح سے فرشتوں کو دیکھتا ہی کہ آسمان پر عرش کے گرد طواف کرتے ہیں
پس آدم علیہ السلام ہر برس ہند سے اوس گھر کے طواف کرنے کے لیے آتے تھے اور ابن عباس سے
منقول ہی کہ حضرت آدم نے چالیس حج پیادہ کیے ہیں اور نوح علیہ السلام کے طوفان میں وہ گھر
ساتویں آسمان پر اوٹھا لیا گیا ما جاء من القصص فی ہذا الباب اور اس جگہ ذکر کرنا حال زمزم کا اور
اوسکے پٹ جانے کے سبب کا اور اوسکے ظاہر ہونیکا عبد المطلب کے زمانے میں اور عبد المطلب کا
چاہ زمزم کا کھودنا اور اوسکے سبب ہونیکا عبد اللہ کے ذبح کے ساتھ نامزد ہونے کا مقصود تھا
نقل کرتے ہیں کہ جب تک حضرت اسمعیل علیہ السلام زندہ تھے ولایت خانہ کعبہ کی اونکے ساتھ
تعلق رکھتی تھی اور اونکے بعد تا ثابت کہ اونکی اولاد اکبر تھے قایم مقام اونکے ہوئے اور ایکمدت
گزرنے کے بعد درمیان حضرت اسمعیل کی اولاد اور قوم جرہم کے کہ وہ اسمعیل علیہ السلام کے ساتھ
رشتہ داری رکھتے تھے اس نظر سے جھگڑا اور لڑائی واقع ہوئی اور آپس میں صلح ہو گیا تاکہ
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بہت سی اولاد مکہ معظمہ سے باہر چلی گئی اور عرب کے گرد اطراف میں
رہنے لگی اور حکومت مکہ شریف کی قوم جرہم کے قبضے میں رہی جب تک ایکمدت اسیطور پر
گذری تو قوم جرہم نے کہ حاکم اونکا عمرو تھا ابن حارث تھا ظلم اور فساد اختیار کیا اور شہر کے رہنے والونکو
اور مسافروں کو ستانے لگے اور جو ہدیے کہ لوگ خانہ کعبہ کے واسطے لاتے تھے اور بھیجتے تھے
وہ قوم جرہم اپنے واسطے اوٹھا لیجاتی تھی عرب کے قبیلے جو مکہ شریف کے گرد و پیش رہتے تھے
اونکے ہلاک کرنے کے واسطے اور نام و نشان مٹانے کے لیے آمادہ ہوئے قوم جرہم میں اوسکے ساتھ مقابلہ
برابری کرنے کی طاقت نہ رہی آخر کو بھاگی اور یمن کی طرف چلی گئی اور عمرو بن حارث نے جو اونکا حاکم تھا
حجر اسود کو اوسکے مقام پر سے کھودا اور زر و لعل و دیگر آہوؤں کی جو سونے کی اور مرصع کا تھیں
اور بہت ہتیار فارسی نے بطریق ہدیے کے کعبہ شریف میں بھیجی تھیں اور اون کو غزال الکعبہ کہتے تھے

چند ہتھیار جو خانہ کعبہ مین تھے اونکے شمول مین اون سبکو چاہ زمزم مین چھپا دیا اور چاہ زمزم کو پاٹ دیا
اور زمین سے برابر کر دیا اور بالکل نام و نشان اوسکا مٹا دیا اور ظلم اور گناہ جو انکی شامت سے کہ حرم
محترم شریف مین کیے تھے حقتعالی نے ایک وبا کہ اوسکو عدسہ عرب مین کہتے ہین اونپر بھیجی بعضی ہلاک ہوے
اور بعضے وہانسے بھاگ گئے اوسوقت سے پھر اولاد اسمعیل کی مکہ شریف مین آئی اور چاہ زمزم
اوس زمانے تک پوشیدہ اور ناپیدا تھا اور جب حکومت اور ریاست اہل مکہ کی عبد المطلب کے
قبضے مین آئی اور ارادہ الٰہی چاہ زمزم کے ظاہر کرنے کی طرف متوجہ ہوا تو عبد المطلب کو خواب مین دکھایا
زمزم کو ظاہر کرنا چاہیے اور مقام اوسکا مشتبہ تھا اور یہ تحقیق نتھا کہ کہان ہی پس عبد المطلب نے
علامات اور نشانیون سے اوسکو دریافت کیا اور چاہا کہ اوسکو کھودین قریش اوس سے مانع ہوے
اور اونمین سے بیوقوف لوگ عبد المطلب کو دُکھ دینے لگے اور زمزم کے مقام مین دو بت تھے
جنکا نام اساف اور نائلہ تھا قریش نے نچاہا کہ اون دونون بتون کے درمیان مین کنوان
کھودا جاوے عبد المطلب کہ اوس زمانے مین ایک فرزند رکھتے تھے اور اوسکا نام حارث تھا
اسکے ساتھ قریش پر غالب آگیے اور زمزم کے کھودنے مین مشغول ہوے جب تھوڑی زمین کھودی
تو پتھر اور نشان ظاہر ہونے لگے اور وہ ہتھیار اور دو تصویرین آہو کی جو اومین چھپا دی تھین
وہ نکل آئین پس زمزم کا کھودنا تمام ہوگیا اور پانی نکل آیا اور اوسکے سبب سے مرتبہ اور منزلت
عبد المطلب کی زیادہ ہوگئی اور عبد المطلب نے نذر مانی کہ اگر حقتعالی مجکو دس بیٹے دیوے اور وہ حد بلوغ کو
پہونچین اور میرے معین اور مددگار ہون تو ایک کو اونمین سے خدا کی راہ مین قربانی کرون اور جب
حقتعالی نے اونکو دس بیٹے دیے اور وہ حد بلوغ کو پہونچے تو ایک شب کو عبد المطلب کعبہ شریف کے
نزدیک سو رہے تھے خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ کہنے والا کہتا ہی کہ اے عبد المطلب اس گھر کے
پروردگار کے لیے اپنی نذر کو وفا کر پس عبد المطلب ترسان اور لرزان بیدار ہوے اور چونکہ اس
مقدمے مین دیر کرنا اونکے نفس پر دشوار ہوا فوراً ایک دنبہ ذبح کیا اور فقیرون اور مسکینون کے لیے
اوسکو پکا کر تقسیم کیا بعد اوسکے پھر سو رہے دیکھا کہ وہ ہی شخص کہتا ہی کہ اس سے بڑھ کر
قربانی کر پس جاگے اور ایک گاو کو قربانی کیا بعد اوسکے پھر سو رہے دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہی
کہ اس سے بڑھکر قربانی کر پس اونٹ کو قربانی کیا بعد اوسکے پھر سو رہے اور دیکھا کہ حکم کرتے ہین

اس سے بھی بزرگتر قربانی کر عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے بڑھکر زیادہ کیا چیز ہے کہا کہ تیرے
بیٹوں میں کا ایک بیٹا کہ جسکے ذبح کرنے کی نذر کی تھی پس عبدالمطلب غمگین ہوئے اور
اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور خواب کی سب کیفیت اونسے بیان کی لڑکوں نے کہا کہ تم مختار ہو اگر ہم
سبھوں کو ذبح کرو تو ہم راضی ہیں عبدالمطلب بیٹوں کی اطاعت سے شاد ہوئے اور کہا کہ قرعہ
پھینکا جاوے جب قرعہ پھینکا تو عبداللہ کے نام پر نکلا اور وہ باپ کے نزدیک بہت اولاد سے
زیادہ پیارے تھے اسوجہ سے کہ نور محمدی اونکی پیشانی پر چمکتا تھا اور وہ بہت خوشکل اور جمیل
اور شجاع اور پہلوان اور تیرانداز تھے پس عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور چھری لی
اور اساف اور نایلہ کے نزدیک کہ وہ دو بت قریب کعبہ شریف کے تھے اور اونکے قریب قربانی کیجاتی تھی
لائے اور جب قوم قریش اس حال سے واقف ہوئی تو مانع آئی اور عبدالمطلب کو نہ چھوڑا کہ وہ یہ کام کریں خصوصاً
اون لوگوں نے جو عزیز اور رشتہ دار تھے اور عبدالمطلب کو ایک عورت کاہنہ کا جو حجاز میں تھی بتا دیا
اور وہ عورت عقل اور دانائی میں اور کاہنوں سے ممتاز تھی اور اوسوقت تک جن آسمان تک جانے
اور وہاں کی باتیں سننے سے باز نہیں رکھے گئے تھے اور کہا کہ اوس کاہنہ کی پاس جاؤ اور یہ قصہ اوسکے آگے
بیان کرو دیکھو وہ کیا کہتی ہے پس عبدالمطلب اوس عورت کے پاس گئے اور تمام قصہ بیان کیا
اوس عورت نے کہا کہ آج تو جاؤ کل آنا دیکھوں میں کہ جن جو میرا ہمنشین ہے اس قصہ کی باب میں کیا اشارہ
کرتا ہے دوسرے روز جو عبدالمطلب کاہنہ کے پاس گئے تو اونسے پوچھا کہ آدمی کی دیت تمہارے نزدیک کتنے
اونٹ ہیں اونھوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں اوس کاہنہ نے کہا کہ دس اونٹ اس لڑکے کے
مقابلے میں کھڑے کرو اور اوسکے اور اونٹوں کے درمیان میں قرعہ پھینکو اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر
نکل آوے تو اونٹوں کو قربانی کرو اور اگر لڑکے کے نام پر نکل آوے تو اور دس اونٹ بڑھاؤ اور اسی
ہی طرح سے قرعہ پھینکے جاؤ جب تک قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلے اور جسوقت کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ
نکل آوے تو جان لو کہ پروردگار راضی ہوا کہ وہ اونٹ اوسکے فدیہ واقع ہوئے اور تمہارے لڑکے نے
خلاص پائی پس عبدالمطلب اور تمام قریش مکہ معظمہ کو پھر آئے اور عبداللہ کو قربانی کے مقام
میں کہ جہاں اساف اور نایلہ دونوں بت تھے لائے اور دس اونٹ عبداللہ کے مقابلے میں
کھڑے کئے اور قرعہ پھینکا یہانتک کہ شمار اونٹوں کا سو تک پہونچا اوسوقت اونٹوں کے اوپر قرعہ نکلا

لیکن اوسوقت تک عبد المطلب کے دلکو قرار نہوا اور پھر مکرر اونٹوں کے نام پر قرعہ پھینکا اور ہر بار
اونھیں کے نام قرعہ نکلا پس عبد المطلب کو اطمینان حاصل ہوا خدا تعالی کی حمد کی اور عبد اللہ نے ذبح
ہونے سے خلاصی پائی پھر اون سو اونٹونکو ذبح کیا اور خاص وعام اور پرند چرند کو سیر کر دیا اور عرب
مین بعد اوسکے دیت آدمی کی سو اونٹ ہو گئی اور جب اسلام کا دور ہوا تو شارع نے بھی وہی امر مقرر رکھا
اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو انا ابن الذبیحین یعنی مین بیٹا دو ذبیح کا ہون
اور دونو ذبیحون سے عبد اللہ اور اسمعیل کو مراد رکھا ہی اور صاحب مواہب نے کہا ہو کہ زمخشری نے اسکو کشاف مین
روایت کیا ہو اور حاکم نزدیک مستدرک مین معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہو کہ اونھون نے بیان کیا ہو کہ
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور قحط اور خشک سالی اور مال کی برباد ہونے اور عیال کے ہلاک ہونیکی شکایت کی
اور عرض کیا یا ابن ذبیحین آپکے پروردگار نے جو آپکو غنیمت دی ہی اوس مین سے مجکو دیجیے پس آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور اوسپر انکار نکیا تنبیہ قول مشہور درمیان جمہور کے یہ ہی کہ اسمعیل علیہ السلام
کا نام ذبیح ہو اور بعضے اسبات کے قائل ہین کہ اسحاق علیہ السلام کا نام ذبیح ہو اور اگر یہ قول صحیح ہو تو
تاویل ابن الذبیحین کی یہ ہوگی کہ اطلاق باپ کا چچا پر آیا ہی جیسا کہ حق تعالی کے قول مین اخبار نبی یعقوب
مین واقع ہو اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراہیم واسمعیل واسحاق یعنے
جب کہا اپنے بیٹونکو تم کیا پوجوگے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیری اور تیرے باپ دادونکی رب کو کہ وہ
ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق ہین اور اسمعیل کو اپنا باپ کہا ہو حالانکہ اسمعیل اونکے چچا ہین ایسے ہی موافق
اس قول کے اسحاق ذبیح ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونکا بیٹا کہا کیونکہ وہ آپکے چچا
ہین اور ابن قیم نے پہلے قول کی ترجیح مین کہا ہو کہ بیشک ذبیح مکے مین تھا اس سببسے روز اضحے مین
قربانی مکے مین کیجاتی ہو جیسا کہ سعی کرنا درمیان صفا اور مروہ کے اور کنکریان پھینکنا مکہ مین ہین
واسطے یاد دلانے شان اسمعیل اور اونکی مان کے اور قائم کرنے ذکر اللہ تعالی کے اور اگر ذبیح شام مین
ہوتا تو قربانیان اور نحر بھی شام مین واقع ہوتین اور قرآن شریف مین ذبیح کو حلیم کہا ہی اور کوئی حلیم
زیادہ اوس شخص سے جسنے اپنے تئین پروردگار کی طاعت کی وجہ سے ذبح کرنیکے لیے سپرد کر دیا
اور اسحاق کو علیم کہا ہی اور عادت بھی یہی جاری ہو کہ پہلا لڑکا محبوب بہت ہوتا ہو اور چونکہ خلیل کے

دلکو اوسکے ساتھ تعلق ہو گیا تھا غیرت محبت الٰہی مقتضی اسبابت کی ہوئی کہ اوسکے ذبح کرنیکے حکم سے اس محبت
کو قطع کرنا چاہیے اور دلالت اسمٰعیل کی اسحاق کی دلالت سے پہلے ہی اور یہ توجیہین اور ترجیحین واہیات
ہین کیونکہ ظن غالب کا فائدہ نہین دیتے ہین یقینی اور قطعی ہونیکا ٹھکانا کہان صاحب مواہب نے
ایک حکایت نقل کی ہی کہ عمر بن عبدالعزیز نے عالم یہودی سے جو اسلام لایا تھا پوچھا کہ حضرت ابراہیم
کے دونون بیٹون مین سے کس بیٹے کے ذبح کرنیکا حکم ہوا تھا پس یہودی نے کہا واللہ یا امیر المؤمنین
یہودی جانتے ہین کہ وہ اسمٰعیل ہین لیکن تم پر معشر عرب اس بات کا حسد کرتے ہین کہ تمھارا باپ فضیل
ہوا و حقتعالی نے اوسکا ذکر کیا ہی اور یہ اوسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ اسحاق ہین اور شیخ
جلال الدین سیوطی اپنے رسالو مین نقل کرتے ہین کہ وہ قول کہ ذبیح اسحاق ہین اہل کتاب کی تحریفات سے ہی
انتہی اور یہی قول بعضے بڑے بڑے مشائخو نکے کلام مین مذکور ہی اور لکھا ہوا ہی وصل چونکہ عبداللہ حسن اور
جمال مین شہرۂ آفاق تھے اور یہ قصہ اونکے ذبح اور فدیے کا اور اونکی شہرت کا باعث ہوا قریش کی عورتین
اونکے جمال اور حسن پر عاشق ہو گئین اور اونکے وصال کی طالب اور شائق ہو گئین اور اونکی راستے پر آکے
کھڑی ہوتی تھین اور اونکو اپنے پاس بلاتی تھین اور حقتعالی عفت اور عصمت کیوجہ سے اونکو محفوظ رکھتا تھا
اور اہل کتاب بعضے ان علامتون کے دریافت ہونے سے کہ پیغمبر آخر الزمان عبداللہ کی نسبت سے پیدا ہوگا دشمن
ہو گئے تھے اور ہلاک کرنے پر آمادہ رہتے تھے اور قتل کرنیکے قصد سے اوسکے گرد و پیش مین آتے تھے اور عجیب اور غریب
امور دیکھتے تھے اور ذلیل اور خوار ہو کر پھر جاتے تھے ایکروز عبداللہ شکار کھیلنے گئے تھے کہ ایک جماعت کثیر
اہل کتاب کی تلوارین کھینچے ہوئے اونکے قتل کے لیے پہونچی اور وہب بن مناف باپ حضرت آمنہ کے جو
والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تھین اوس جنگل مین موجود تھے اونھون نے دیکھا کہ کچھ سوار
جو یہانکے لوگون سے مشابہت نہ رکھتے تھے دفعۃً غیب سے ظاہر ہوئے اور اوس گروہ کو عبداللہ
کی جانب سے دفع کیا وہب بن مناف نے جو یہ حال دیکھا اپنے گھر مین آئے اور اپنی بی بی سے کہا
کہ مین چاہتا ہون کہ آمنہ کو کہ وہ اون کی بیٹی تھین عبداللہ بن عبدالمطلب کے نکاح مین دون
چنانچہ اپنے ایک دوست کے وسیلے سے عبدالمطلب کو اس بات کی اطلاع دی اور عبدالمطلب
بھی چاہتے تھے کہ عبداللہ کا عقد کر دین اور ایسی عورت کہ جو بزرگی اور نسب اور حسب اور
عفت مین ممتاز ہو ڈھونڈھتے تھے تاکہ عبداللہ کا اوسکے ساتھ عقد کر دین اور جب آمنہ کو ان صفتون کے

ساتھ موصوف پایا تو عبد اللہ کا اونکے ساتھ نکاح کر دیا اور نقل کرتے ہین کہ عبد اللہ ایک عورت کیطرف جو قبیلہ اسد سے تھی گزرے اور وہ کعبہ شریف کے قریب کھڑی ہوئی تھی اور نام اوس کا رقیقہ جیسے صیغہ تصغیر کے وزن پر ہے اور بیٹی نوفل کی تھی اور ایک روایت مین قتیلہ قاف کے ساتھ ہی عبد اللہ کے چہرے پر جو اوسکی نظر پڑی تو اونکے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور کہا کہ جو سو اونٹ تمھارے بدلے فدیہ مین دیے گئے ہین تمکو دیتی ہون تم میرے گھر ایک شب رہجاو پس عبد اللہ کو عفت اور حیا دامنگیر ہوئی اوس سے انکار کیا اور درگزر کی دوسرے روز ایک عورت سے جو قبیلہ خثعمیہ سے تھی اور کہانت کے علم مین مہارت تمام رکھتی تھی اور بہت دولتمند تھی عبد اللہ سے وہی بات چاہی اور دولت اور مال کا فریب دیا لیکن عبد اللہ نے وہی بات کہی جو پہلی عورت سے کہی تھی اور فریب مین نہ آئے اور اوس سے بہانہ کیا کہ مین کسی کام کو گھر جاتا ہون پھر آؤنگا جب گھر مین آئے تو حضرت آمنہؓ سے صحبت کی اور نور محمدی اونسے آمنہؓ کی طرف منتقل ہو گیا اور آمنہؓ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمل سے ہو گئین اور یہ منا کے دنون مین واقع ہوا تھا جیسا کہ آگے آئیگا دوسرے وقت عبد اللہ اوس عورت کی طرف گزرے اوسنے جو نور محمدی عبد اللہ کے چہرے پر نہ پایا تو کہا کہ یہان سے جا کے کسی عورت کے ساتھ صحبت کی تھی عبد اللہ نے کہا کہ ہان اپنی بی بی آمنہؓ کے ساتھ جو بیٹی وہب کی ہین مین نے صحبت کی تھی اوس زن نے جو قبیلہ بنی خثعم سے تھی کہا کہ مجھکو تمھارے ساتھ کچھ سروکار نہین مین نے ایک نور تمھاری پیشانی مین دیکھا تھا چاہتی تھی کہ وہ میری طرف منتقل ہوجانے اور دوسرے کو نصیب ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ عورت جو اپنے تئین عبد اللہ کے حوالے کرتی تھی وہ بہن ورقہ کی اور بیٹی نوفل کی تھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچیرے بھائی تھے اور ایک روایت مین اور بھی عورت مذکور ہو کہ جسکا نام لیلی عدویہ تھا اور یہ بات ہو سکتی ہو کہ سب عورتون سے ایسا امر ظہور مین آیا ہو وصل آگاہ ہو کہ قرار پانا نطفۂ پاک مصطفویہ کا اور سپرد ہونا نور محمدیہ کا رحم آمنہؓ مین حج کے دنون مین واقع ہوا تھا اور قول صحیح یہ ہو کہ درمیان تشریق کے دنون کے روز جمعہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جمعے کی رات کو شب قدر سے بزرگتر جانتے ہین کیونکہ برکتین اور خیر اور بزرگیان اور سعادتین اس شب متبرکہ مین جو اس عالم مین ولیونکو اور مومنونکو ملی ہین اور

اون پر نازل ہوتی ہین کسی شب مین نہین ہوتی ہین اور قیامت تک بلکہ ابد تک نہوگی اور اگر اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت کو شب قدر سے افضل جانیے تو سزاوار ہی اور تحقیق مین اسکے علماء رحمہم اللہ نے تصریح کی ہی اور اخبارون مین آیا ہی کہ اس رات کو ملک اور ملکوت مین پکار دیا گیا کہ تمام عالم کو انوار قدس سے روشن کردین اور فرشتے زمین اور آسمان کے بہت مسرت اور خوشی مین آئے اور بہشت کے خازن کو حکم ہوا کہ فردوس برین کے دروازے کھول دے اور تمام عالم کو خوشبوؤن سے معطر کردے اور تمام آسمانون کے طبقون مین اور زمین کے بقعون مین خوشخبری دی گئی کہ آج کی رات نور محمدی نے حضرت آمنہ رضی کے رحم مبارک مین قرار پایا اور ایسا کیون نہو کسواسطے مصدر تمام خیرون اور برکتون اور بزرگیون اور نورون اور بھیدونکا اور مبداء تمام عالم کے فلق کا اور اصل اصول بنی آدم کے نوع کا قریب اس عالم ظہور مین تشریف لاتا ہی اور تمام عالمون کو منور اور معطر اور خوش کیا جاتا ہی اور مروی ہی کہ اوس شب کی صبح کو تمام روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے جیسا کہ شیطان آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور کوئی تخت کسی بادشاہ دنیا کا ایسا تھا جو اوندھا نہین ہوا اور اوس شب مین کوئی مکان ایسا نتھا جو روشن نہین ہوا اور کوئی مکان باقی نرہا کہ جسمین نور کا گزر نہین ہوا اور کوئی جانور ایسا نتھا کہ جو گویا نہین ہوا اور اوسنے خوشخبری نہین دی اور مشرق کے وحشیون نے مغرب کے وحشیونکو خوشخبری دی اور قریش کہ شدت قحط سے بہت تنگ تھے اور تمام درخت اونکے خشک ہوگیے تھے اور چارپائے اونکے سب دبلے ہوگئے تھے حقتعالی نے مینھ برسایا اور سب درختونکو سبز اور شاداب کردیا اور خوشی اور سرور اور نعمت نے ظہور کیا یہانتک کہ اوس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو مہینے کامل نہ کم نہ زیادہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مین رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ بزرگوار نے نہ درد کی صورت دیکھی اور نہ کچھ اونکی طبیعت بدمزہ ہوئی جیسے کہ حمل کے دنوں مین عورتون کی عادت ہوتی ہی اور حضرت آمنہ رضی سے منقول ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مین واقف نہین ہوئی کہ مین اب بچے کو ہون اور نہ مجھکو کچھ ثقل معلوم ہوا جیسا کہ حاملہ عورتون کو ہوتا ہے لیکن ہان اتنی بات تھی کہ حیض منقطع ہوگیا تھا اور بعضے روایتون مین ثقل کا پایا جانا معلوم ہوتا ہی اور ابو نعیم نے اون دونون روایتون کو یون جمع کیا ہی کہ ابتداء علوق مین ثقل معلوم

ہوتا تھا اور حمل پر بہت دن گزرنے کے بعد خفت معلوم ہوئی اور یہ دونون حالتین عادت کے
خلاف ہین ایسے ہی مواہب مین ہی اور ابو نعیم نے عباس سے یہ بھی روایت کی ہو کہ حضرت آمنہؓ کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمل ہونیکی ایک یہ دلیل تھی کہ قریش کے جتنے چارپائے تھے
اوس رات کو گویا تھے اور کہا کہ قسم ہی پروردگار کعبہ کی کہ آمنہؓ کے حمل مین رسول آیا ہے جو تمام دنیا کا
امام اور اوسکی اہل کا چراغ ہی اور ایک روایت مین روے زمین کے چارپائے واقع ہوئے ہین کہ اون
سبھون نے اوسی کلمہ کے ساتھ بات کی اور حضرت آمنہؓ کہتی ہین کہ مجکو ایک آواز آئی اور مین کچھ
سوتی تھی اور کچھ جاگتی تھی کہ کوئی کہتا ہی کہ اے آمنہؓ تجکو وضع حمل ہونے کو ہی اور مین نہ جانتی تھی
کہ مجھے وضع حمل ہوگا پھر کہا تجھ سے اس اُمّت کا بہتر پیدا ہوگا اور ایک روایت مین ہی جو تمام خلق سے
جو بہتر ہی وہ پیدا ہوگا اوس روز مجکو معلوم ہوا کہ مجھ سے لڑکا پیدا ہونیوالا ہے اور حضرت آمنہؓ
کہتی ہین کہ حمل کے ہر مہینے مین آسمان اور زمین سے ایک آواز میرے کان مین آتی تھی کہ تجکو
بشارت ہو کہ اب وہ وقت پہونچا ہی کہ ظاہر ہوا چاہتا ہی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو
مبارک اور نیک ہی اور وہ بہت ضعیف ہی اور یہ بھی حضرت آمنہؓ فرماتی ہین کہ محمدؐ میرے شکم مین تھے کہ
مین نے ایک واقعہ دیکھا کہ ایک نور مجھ سے جدا ہوا جس سے تمام عالم منور ہو گیا اور مین نے
بصرے کے محلون کو دیکھا اور بصرہ ساتھ ضمہ باء موحدہ اور سکون صاد کے شام کیطرف ایک شہر ہے
اور مثل اس واقعہ کے ولادت شریف کے وقت بھی نقل کیا ہی اور حضرت آمنہؓ کے یہان کوئی
فرزند دوسرا سوا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین پیدا ہوا اور عبد اللہ کا بھی کوئی فرزند
بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نتھا اور محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اپنی ماں کے شکم مین تھے کہ حضرت عبد اللہ نے وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس یا آٹھ مہینے کے یا سات مہینے کے یا دو مہینے کے پنڈولے مین تھے
جب حضرت عبد اللہ نے انتقال کیا اور یہ قول سب قولون مین سے صحیح زیادہ ہے اور وفات
حضرت عبد اللہ کی مدینہ مطہرہ مین واقع ہوئی ہی اور حضرت عبد اللہ قریش کے ساتھ تجارت کرنے
گئے تھے جب یثرب مین گزر ہوا تو وہ قریش سے جدا ہو گئے اپنے بھائیونکے پاس جو بنی نجار مین تھے
رہ گئے اور اونکے پاس قیام کیا اور جب ساتھی اونکے مکہ شریف مین آئے تو عبد المطلب نے

اون لوگون سے عبد اللہ کا حال پوچھا اونھون نے بیان کیا کہ وہ بیمار ہو گئے ہین پس عبد المطلب نے
اونکے بلانے کے لیے اپنے بیٹے کو جنکا نام حارث تھا اور عبد المطلب کی اولاد اکبر تھے بھیجا پس اونھون نے
اونکو زندہ نہین پایا اور وہ دار نابالغہ مین دفن ہو چکے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ابوین اور یہ
ساتھ فتح ہمزہ کے ایک مقام مدینے کے قریب ہی اور لوگون مین مشہور یہی ہی اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت عبد اللہ نے وفات پائی تو فرشتون نے
کہا الٰہنا وسیدنا یعنے ای معبود ہمارے اور ای مالک ہمارے محمد پیغمبر تیرا اور حبیب تیرا یتیم
ہو گیا ہی حقتعالے جلشانہ نے فرمایا مین اوسکا نگہبان ہون اور مددگار ہون اور کفالت
کرنے والا ہون تم اوپر درود بھیجو اوسکے حق مین برکت چاہو اور اوسکے لیے دعا کرو وصلوات اللہ
وملائکتہ والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین علے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب و
برکتہ وسلامہ وصل سبحان اللہ جب کہ دبدبہ حمل شریف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقدمہ
ظہور کا اور خوشخبری دینے والا آپکے وجود باجود کا ہے ایسا ہوگا تو حال ولادت شریف جو
بالفعل ظہور سعادات اور حصول برکات کا وقت ہی کیا کچھ نہوگا آگاہ ہو کہ جمہور اہل سیر اور
تاریخ اسبات کے قائل ہین کہ تولد آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام فیل مین بعد
چالیس دن کے یا پچپن دن کے ہوا تھا اور یہ قول سب قولون سے صحیح زیادہ ہی اور مشہور یہ ہے
کہ ربیع الاول مین ہوا تھا اور بعضے عالمون نے اس قول کے متفق ہونے پر دعوی کیا ہے کہ
ولادت شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارھوین تاریخ واقع ہوئی تھی اور
بعضون نے کہا ہی کہ دو راتین اوس مہینے کی گذر گئی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ آٹھ راتین ربیع الاول
کی گذر گئی تھین اور بعضے عالمونکے نزدیک دس راتین بھی ہین اور قول پہلا مشہور زیادہ اکثر سے ہے
اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہی کہ اس شب مین مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہین اور مولد شریف
اور جو کچھ اوسکے آداب اور اوضاع مین سے ہی بارھوین شب کو پڑھتے ہین اور ولادت بارھوین
روز دوشنبے کو واقع ہوئی تھی اور ابتدا وحی کی اور ہجرت کرنا اور مدینہ منورہ مین پہونچنا اور
فتح مکہ اور وفات شریف بھی روز دوشنبہ کو ہوئی تھی اور ولادت شریف صبح صادق کے وقت
آفتاب کے طلوع سے پہلے اور غفر کے طلوع کے قریب ہوئی تھی اور غفر ساتھ فتح معجمہ اور سکون

فاعین جیوت سے ستارے قمر کے مقام پر ہین اور مواہب الدنیہ مین لکھا ہی کہ پیدایش پیغمبر کی اسوقت مین
واقع ہوئی ہی اور اکثر روایتین ولادت شریف کے وقت مین طلوع فجر کے آئی ہین اور اسی وقت طلوع
فجر کو بوجہ قرب شب کے اعتبار چاہیے کرنا اور مواہب مین شیخ بدرالدین زرکشی سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے
ہین صحیح یہ ہی ولادت شریف دن مین ہوئی تھی اور ستارو نکا ٹوٹنا اور زمین کیطرف جھکنا جو واقع ہوا ہے
وسکے ساتھ رات ہونے پر دلیل لانا نچاہیے کیونکہ زمانہ نبوت کا اور ولادت کا خوارق عادت کا
زمانہ ہی پس ہوسکتا ہی کہ ستارون کا ٹوٹنا دن مین ہوا ہو واللہ اعلم اور بعضے نجومیون نے جو
اس فن مین ماہر ہین اونھون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی گھڑی کو تمام
گھڑیون مین نیک زیادہ گھڑی قرار دیا ہی اور روضۃ الاحباب مین اسکو بیان کیا ہی اور حق یہ ہے
کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمانے سے شرف نہین ہی بلکہ زمانے کو آپ سے شرف
حاصل ہی جیسا کہ مکان کو مکین سے شرف ہوتا ہی اور یہی سبب ہے کہ ولادت شریف ان مہینون مین
جو برکت اور بزرگی کے ساتھ مشہور ہین نہین واقع ہوئی ہی جیسے محرم اور رجب اور رمضان اور
جیسا کہ غریب روایتون مین آیا ہی اور جیسا کہ جمعے کا دن افضل ہے اور پیدایش حضرت آدم
علیہ السلام کی اوسی دن مین واقع ہوئی ہے اور جمعے کے دن مین ایک گھڑی ہی جو شخص اوس
گھڑی مین دعا مانگے قبول ہو جاے لیکن اوس گھڑی کو کہ جس مین سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اس عالم مین شرف ظہور فرمایا ہی کہان پہونچتی ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہے
حق سبحانہ نے دوشنبے کے دن مین جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کا دن ہی عبادت
کی تکلیف نہین دی جیسے کہ روز جمعہ مین ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہی اور سبب
یہ ہے کہ اپنے حبیب کی بزرگی اور ظہور وجود سے امت کی عبادت مین تخفیف کی ہے بمضمون
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنے نہین بھیجا ہی ہمنے تمکو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے
تمام عالم کے اور اگرچہ اس دن مین بنظر شرف اور کرامت ولادت شریف کے کہ وہ اسی مین واقع ہوئی ہے
روزہ رکھنا مستحب ہے اور حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز دوشنبہ مین روزہ رکھتے تھے اور
سبب اسکا جو پوچھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسی دن متولد ہوا ہون اور
اسی دن مجھپر وحی نازل ہوئی ہی اسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور عبد اللہ بن عمر اور بن جلس سے روایت ہے

کہ اونھون نے بیان کیا ہو کہ مر الظہران نام ایک مقام کا ہی جو قریب مکہ معظمہ کے ہو اور لوگ اوسکو وادی فاطمہ
کہتے ہین وہان ایک راہب اہل شام مین سے تھا جسکا نام عیص تھا کہا اسنے اہل مکہ قریب ہی کہ تم
مین ایک ایسا لڑکا پیدا ہو کہ جسکی طاعت عرب کرین اور وہ ملک عجم کا مالک ہو اور یہ اوسکی ولادت
شریف کا زمانہ ہی اور جو لڑکا مکے مین پیدا ہوتا تھا اوسکا احوال پوچھتا تھا اور جب صبح اوس دن کی ہوئی
کہ جسمین ولادت شریف واقع ہوئی تو عبد المطلب اوس راہب کے پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ولادت شریف کی خبر دی عیص نے کہا ہی کہ یہ لڑکا جو تم مین پیدا ہوا ہی وہی لڑکا ہی جسکی مین تمکو خبر دیتا تھا
اور پوچھا اسکا نام کیا رکھا ہی عبد المطلب نے کہا کہ محمد نام رکھا ہی اوسنے کہا قسم ہی خدا کی کہ کچھ شک نہین
اوس لڑکے کا پیدا ہونا تین خصلتون سے کہ جن سے مین اونکو پہچانتا ہون کہا جاتا تھا ایک تو طلوع
اوسکے ستارے کا کل کی رات دوسرے ولادت اوسکی دوشنبہ کے دن تیسرے نام اوسکا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مکے مین
ایک یہودی تھا کہ وہ تجارت کرتا تھا جب اوس راتکو آیا کہ جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا
ہوئے تو اوسنے کہا کہ اے گروہ قریش کیا آجکی رات تم مین کوئی لڑکا پیدا ہوا ہی اون لوگون
نے کہا کہ ہم نہین جانتے اوسنے کہا کہ پیغمبر اس اخیر امت کا پیدا ہوا ہی جسکے دونون شانون کے
درمیان ایک نشانی ہی کہ اوس مین بال مثل گھوڑے کی رگ کے اکٹھا ہین پس اوس یہودی کو قریب
حضرت آمنہ کے بچھونے کے لائے اور اوسنے کہا کہ میرے سامنے اپنے لڑکے کو لاؤ پس اوس لڑکے
کو لائے اور اوسکی پشت کو کھولدیا اور اوس یہودی نے اوس نشان کو دیکھا اور زمین پر بیہوش ہوکر
گر پڑا اور کہا قسم ہی خدا کی کہ نبوت بنی اسرائیل سے جاتی رہی اوسکو حاکم نے روایت کیا ہی اور ابو نعیم نے
حسان بن ثابت سے نقل کیا ہی کہ وہ بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت
شریف کے وقت مین طفل تھا کہ میری عمر سات برس کی یا آٹھ برس کی تھی کہ یہ قصہ دیکھا اور سنا کہ ایک
یہودی اپنی قوم کے آگے فریاد کرتا ہی پس وہ قوم کہتی تھی کہ تجھکو کیا ہوا پھر فریاد کرتا ہی اور چلاتا ہی
اوسنے کہا کہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا یعنی آجکی شب عثمان بن عاص اپنی مان سے روایت کرتا ہی کہ
اونھون نے بیان کیا کہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت حاضر تھی مین
نے دیکھا کہ ایک نور سے تمام گھر اور مکان روشن ہوگئے اور مین نے دیکھا کہ ستارے یہانتک زمین کے قریب ہوگئے

کہ مجھے گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑتے ہیں اور گھر تمام نور سے بھر گیا اور مشہور اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بی بی آمنہ
نے کہا کہ جس شب میں کہ میرا وضع حمل ہوا تو میں نے ایک نور ایسا دیکھا کہ جس سے شام کے قصر روشن ہو گئے
یہانتک کہ ان قصروں کو میں نے دیکھ لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائی حلیمہ سے مروی ہے کہ بی بی آمنہ نے
مجھسے کہا کہ باہر آیا میرے اندام سے ایک ستارہ ایسا روشن کہ اوس سے زمین یہانتک روشن ہو گئی کہ دیکھا میں
نے شام کے قصروں کو اور وہ پیدا ہوا مجھ سے ایسا پاک صاف کہ حرکت نہ تھی ساتھ اوسکے اور یہ حدیث صریح ہے
اس بات میں کہ ولادت طریق معتاد سے تھی یعنے جسطرح تمامی عورتوں کو ہوتی ہے اور ایک حدیث میں بھی آیا ہے
کہ کہا بی بی آمنہ نے فاخذنی المخاض یعنے پکڑا مجھکو زہ کے درد نے اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے اور
عبدالرحمن بن عوف نے روایت کی ہے کہ کہا میری والدہ نے کہ نام جسکا شفا تھا کہ جسوقت وضع حمل ہوا
بی بی آمنہ کو اوسوقت مولود میرے ہاتھ میں پڑا اور چھینکا آپ نے اور سنا میں نے کہ کوئی شخص کہتا
ہے یرحمک اللہ شفا نے یہ کہا ہے کہ اوسوقت روشن ہوا مابین مشرق اور مغرب کا یہانتک کہ دیکھا میں
نے شہر شام کے بعض قصروں کے تئین اوس نور سے اور ایک روایت میں قصور روم آیا ہے اسی روایت
میں لیکن روایت قصور شام کی زیادہ صحیح ہے کہ شام اوس حضرت کا ملک ہے اور کتب سلف میں آیا ہے
محمد رسول اللہ مولدہ بمکہ ومہاجرہ بیثرب وملکہ بالشام شفا راوی ہے کہ اوسوقت ایک لرزا مجھپر پڑا
بعد اسکے ایک نور سیدھی جانب سے پیدا ہوا اور سنا میں نے کہ کوئی کہتا ہے کہ کہاں لیگیا تو اوسکے تئین
اوسکے جواب میں دوسرا کہتا ہے کہ میں اوسکو مغرب کیطرف لیگیا اور تمام زمین کے بقاع متبرک پر اسکو
میں نے پہونچایا بقاع جمع ہے بقعہ کی یعنے مکان اور جانب چپ سے بھی ایک نور پیدا ہوا اور اوس میں سے
بھی کوئی گوینده کہتا ہے کہ کہاں لیگیا تو اوسکو جواب دیتا ہے اوسے دوسرا کوئی کہ میں نے اوسکو مشرق
کیطرف لیجا کر بقاع متبرکہ میں پہونچایا اوسکو اور ابراہیم خلیل کو اوسے دکھایا یعنے اور ابراہیم خلیل نے
اوسے اپنی چھاتی سے لگا کر ساتھ طہارت اور برکت کے اوسپر دعا کی اور کہتی تھی شفا کہ ہمیشہ سے
تھی یہ حادثہ میرے جی میں یہانتک کہ مبعوث ہوا وہ سرور تب اسلام لائی میں اور تھی سابق الاسلام
میں سے ہوئی میں یعنے اون لوگوں سے جنھوں نے سبقت کی اسلام لانے میں اور حدیث یہ بھی
کرتی ہیں بی بی آمنہ کہ جب مدت حمل میری چھٹے مہینے کو پہونچی خواب میں دیکھا میں نے کہ کوئی کہتا ہے
اے آمنہ درخت امید تیرا بارور ہوا ہے ساتھ بہترین اہل عالم کے جسوقت وہ تولد پاوے تجھ سے

تب نام اوسکا محمد رکھنا اور پوشیدہ رکھنا اسنے حال کو ان حدیثون کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تسمیہ یعنے
محمد کا نام رکھنا حضرت کا بی بی آمنہ سے ہوا اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ یہ تسمیہ عبد المطلب سے ہے اور
منافات نہین ان دونون حدیثون مین اور بی بی آمنہ کہتی ہین کہ جب پکڑا مجھکو اوس چیز نے جو پکڑتا ہے
عورتونکو ولادت کے وقت یعنی درد نے اور مین اوسوقت تنہا گھر مین ہون اور عبد المطلب طواف مین
ایسا آواز سنی مین نے اور کہ ہیبت مین ڈالا مجھکو اوس آواز نے بعد اوسکے دیکھتی ہون کہ ایک طائر سفید کے پر
بازو کو یطرف کہ دل میرے کو ملتا ہی اور دور ہوا وہ ترس سے اور وہ خوف بعد اسکے دیکھتی ہون کہ میرے نزدیک
ایک پیالہ شربت سپید رنگ کا رکھا ہوا ہے اوسے پیا مین نے اور پیتے ہی قرار اور سکون مجھکو حاصل ہوا بعد
اسکے دیکھتی ہون کہ ایک نور ہی کہ بلند ہے اور اپنے نزدیک دیکھتی ہون عورتین بلند قامت ہر ایک خرمے کے
درخت کے مانند گویا عبد المناف کی بیٹیان ہین کہ میرے پاس کھڑی ہین مجھکو تعجب پیدا ہوا کہ یہ کہان
سے پیدا ہوئی ہین تب اون عورتون مین سے ایک نے مجھ سے کہا کہ مین آسیہ ہون فرعون کی اہلیہ
دوسری نے کہا کہ مین مریم ہون عمران کی بیٹی اور یہ عورتین حور عین ہین اور حال مجھپر دشوار ہوا
اور ہر ساعت ایک آواز سنتی ہون مہیب اور ڈرانی اون آوازون سے جو پہلے اس سے مین
سنتی تھی اتنے مین دیکھتی ہون کہ دیباے سپید ہے کہ دراز کھینچا گیا ہو درمیان آسمان اور زمین
کے اور دیکھتی ہون مردون کو آسمان اور زمین کے بیچ مین کھڑے ہین اور ہاتھون مین اونکے
آفتابے اور ابریق ہین روپے کے بعد اوسکے دیکھتی ہون کہ طائرون نے آگے آنکے پرون سے
میرے حجرے کو پوشیدہ کیا منقار یعنے چونچ اون پرندون سے ہر ایک کی زمرد سے تھی اور بازو
اونکے یاقوت کے اور اوٹھایا خدا تعالے نے میرے نظر سے پردے کے تئین کہ دیکھا
مین نے مشارق اور مغارب ارض کے تئین اور دیکھا مین نے کہ تین علم ہین کہ ایک مشرق کیطرف
بر پا ہے اور ایک مغرب کیطرف اور ایک کعبے کے اوپر اور پکڑا مجھکو مخاض یعنے درد زہ نے اور پیدا ہوئے
سرور عالم دیکھا مین نے اوسوقت آپ سجدے مین کہ دونون انگشت مسبحہ کے تئین آسمان کیطرف اوٹھائے
ہوئے تھا جس طرح کوئی تضرع اور زاری مین ہوتے اور جناب باری کی پرستش اور اخلاص مین
بعد اسکے مین نے مشاہدہ کیا کہ ایک ابر سپید نے آکر اوسکو اپنے مین پوشیدہ کیا اور غائب کیا میری نظر
سے اور مین حال مین تھا مین نے کہ کوئی کہتا ہی کہ پھراؤ اسکو مشرقون اور مغربون زمین کے اور دریاؤن مین سے

اوسکو نکالو کہ پہچانیں اہل دریا اوسے اس اسم اور نعت اور اس صورت سے اور معلوم کریں کہ نام اوسکا ماحی ہی کہ یہ محو کریگا آثار شرک اور کفر کے تئین اور دوسری ایک حدیث میں آیا ہی کہ بی بی آمنہ کہتی ہین کہ جسوقت متولد ہوا وہ سرور دیکھتی ہون اوسوقت کہ ایک ابر نورانی ہی کہ اوسمین سے آواز نکلتی ہی گھوڑون کی اور آواز نکلتی ہی اوسمین بازونکی لرزنے کی اور لوگونکے بات کرنیکی آواز اور ابر مین سے مین سنتی ہون یہانتک کہ چھپا یا اوس ابر نے اوس مولود کو اور غائب ہوا مجہ سے بعد ایکے سنتی ہین نے ایک آواز کہ کوئی کہتا ہی کہ پھراؤ محمد کے تئین تمام زمینونمین اور دکھاؤ اوسے جن وانس کی روحانیونکے تئین اور ملائک کے تئین اور وحوش وطیور کے تئین اور دو اوسے خلق آدم کا یعنے آدم کا سا خلق اور معرفت شیث کی اور شجاعت نوح کی اور خلت ابراہیم کی اور لسان اسمٰعیل اور رضا اسحٰق پیغمبر کی اور فصاحت صالح پیغمبر کی اور حکمت لوط پیغمبر کی اور بشری یعقوب کا اور شدت موسیٰ پیغمبر کی اور صبر ایوب کا اور طاعت یونس کی اور جہاد یوشع پیغمبر کا اور آواز داؤد اور حب دانیال پیغمبر کا اور وقار الیاس پیغمبر کا اور عصمت یحییٰ پیغمبر اور زہد عیسیٰ پیغمبر کا اور پیغمبرون کے دریاے اخلاق مین اوسے غوطہ دو کہتی ہین بی بی آمنہ کہ اسکے بعد وہ ابر کھل گیا اور دیکھتی ہون کہ محمد ایک سبز حریر کے پارچے مین لپیٹا ہوا ہی شدت سے اور ٹپکتا ہی اوس حریر سے پانی چشمہ کے مانند اور کوئی کہ بندہ کہتا ہی کہ کیا خوب بھیجا گیا محمد تمامی دنیا پر کہ کوئی خلق باقی نرہیگی اہل دنیا سے جو اوسکی فرمانبردار نہو اور اوسکے قبضہ اقتدار مین نہ آوے بعد اسکے نظر کی مینے اوسکے روے منور پر ایسا روشن تھا گویا چودھوین رات کا چاند ہی اور دہن مبارک سے اوسکے نکلتی تھی بو مشک اذفر کی اور دیکھتی ہون اوسوقت تین شخص کھڑے ہوے ہین ایکسکو ہاتھ مین ایک آفتابہ ہی روپے کا اور ایک کے ہاتھ مین ایک لگن ہی زمرد سبز کی اور تیسرے شخص کے ہاتھ مین سفید حریر ہی اوسوقت ایک نے خاتم باہر نکالی ایسی تابدار تھی کہ وہ انگوٹھی جسکے دیکھنے سے سرگشتہ ہون نظرین نگاہ کرنے والون کی اوس جھاپ کو سات مرتبہ پانی سے دونون شانون مین اوس سرور عالم کے مہر کی اور اوس حریر مین لپیٹ کر اپنی گود مین اوٹھالیا اور اپنے بازون سے ایک ساعت تک لگا کے مجھے سونپ دیا عبد المطلب سے منقول ہی کہتے ہین کہ شب ولادت مین اوس سرور کی مین کعبے کے نزدیک تھا جب آدھی گذری تب دیکھتا ہون کہ کعبہ معظم مقام ابراہیم کی طرف مائل ہوا اور سجدے مین گیا اور اوس سے یہ آواز تکبیر کی آئی اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفے

اللہم قد طہرتنی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین یعنی خدا بزرگ ہے پروردگار محمد مصطفےٰ کا تحقیق
کہ دھو ڈالین مجھ سے نجاستین بتون کی میرے پروردگار نے اور پاک کیا مجھکو مشرکون کے عمل بد سے یعنی
مجھکو اون چیزون سے پاک فرمایا جو اونمین ہے اور غیب سے آواز پیدا ہوئی کہ قسم ہے کعبے کی خدا کی کہ کعبے کے
تئین خالص کیا اوس خدا نے اور آگاہ ہو تم کہ کعبے کو خدا نے قبلہ اور جائے سکون گردانا محمد کا اوسوقت جتنے
بت تھے گرد کعبے کے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے اور اون بتون مین جو بڑا بت تھا جسے ہبل کہتے تھے اوندھا
گر پڑا تھا اور ندا آئی کہ پیدا ہوا آمنہ بیبی سے محمد اور اوترا اوسپر سحاب رحمت خاص جہان یہ بات کہ جمہور اہل سیر
کے یعنے تمامی اہل سیر متفق ہین اسبات پر کہ سرور عالم ختنہ کیے ہوئے متولد ہوئے تھے اور ناف بریدہ
تھی اوس سرور کی روایت ہے انس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری تمامی گرامی اسنے سے اور عزتون سے
جو رب العزت کے نزدیک ہے ایک یہ ہے کہ مین ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور نہ دیکھا کسی نے میرے اندام کو اور
یہ اشارت ہے حکمت تولد کی طرف اس وجہ کے ساتھ بعضے علما نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ صورت اسواسطے
تھی کہ کوئی مخلوق تکمیل خلقت مین اوس جناب کے ساتھ دخل نرکھے اور یہ بھی کہ تا کوئی عیب لاحق نہو
اوپر محبوب الٰہی کو اور بعضے متاخرین نے انکار کیا ہے اس کا یعنے حضرت ختنہ کیے ہوئے پیدا ہونے پر
اور طعن کیا ہے اور حاکم نے دعوا کیا ہے مستدرک مین تواتر کا مستدرک کتاب کا نام ہے یعنے مستدرک مین
لکھا ہے کہ یہ بات تواتر کو پہونچی ہے تواتر کے لغوی معنی پے در پے ہونا اور محدثون کی اصطلاح مین
تواتر اوسے کہتے ہین مثلاً ایک زمانے کے علما ایک چیز کی خبر ظاہر کرین اور اوسپر قائل رہین اور
بعد اونکے دوسرے زمانے والے بھی وہی بات بولین اور اونکے بعد والے بھی بدستور اور ذہبی نے
کہا ہے کہ کلام اسکی صحت مین ہے متواتر کس طرح سے ہو اور بعضون نے گمان کیا ہے تواتر کے تئین اوپر معنی
اشتہار کے یعنے لغوی معنی پر اور ابن قیم نے کہا کہ اکثر مولود اسی ہیئت پر پیدا ہوتے ہین اور بعضون نے
اہل سیر سے لکھا ہے کہ جبرئیل نے اوس سرور کا ختنہ کیا جسوقت اونکے شق صدر کیا اور تطہیر کی اونکے
قلب مبارک کی یہ احوال عنقریب آیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عبد المطلب نے ولادت کے ساتوین روز
حضرت کا ختنہ کیا اور مہمانی کی واللہ اعلم اختلاف کیا ہے علما نے اسمین کہ ختنہ کرنا سنت ہے یا واجب
اول یعنی سنت ابی حنیفہ اور مالک کا بھی مذہب یہی ہے اور بعضے شافعیہ کا بھی یہی ہے اور ثانی یعنے واجب ہے
ختنہ کرنا یہ شافعی کا قول ہے اور بعضے مالکیہ کا بھی تمہ آیات اور کرامات جو حضرت کے تولد کے وقت ظاہر

ہوین زیادہ ہین اوپر اسکے کہ حد حصر مین آوین اور جو کچھ کہ مذکور ہوا ایک شمہ ہی اوسکا اور مشہور تر اور عجیب تر
اس کو یہ ہی کہ جنبش مین آنا اور لرزنا اور کانپنا کسرے کی ایوان کا اور گرنا اوس ایوان پر سے چودہ کنگرے یعنے
علمانے اس چودہ سے اشارت رکھی ہے طرف اوس بات کے جو وقوع مین آئی بادشاہی اونکی چودہ تن کہا
دس تن اونکون مین سے مالک ہوئے چار برس مین اور چار شخص امیر المومنین عثمان کی خلافت تک ان
فی المواہب اور روضۃ الاحباب مین عمر ابن الخطاب کی خلافت تک لکھا ہی اور ازانجملہ یعنے اونہی کرامات اور
آیات سے جو ولادت شریف مین ظاہر ہوئین یہ کہ خشک ہونا دریاے ساوہ کا اور بیٹھ جانا اوس ندی کے پانی
کا زمین کی تہ مین اور جاری ہونا رود خانے کا کہ جسکا نام وادی ساوہ ہی اور ہزار برس سے کہ ابھی یکبار
وہ رود خانہ منقطع ہوا تھا اور بجھنا فارسیونکے آتشکدے کا یعنے جس شب مین حضرت پیدا ہوئے اہل کا آتشکدہ
جیسے وہ پوجتے تھے بجھ گیا کہ جس مین ہزار برس سے آگ نہین بجھی تھی اور وہ آتشکدہ اوس مدت سے
گرم تھا کسرے اس وقوع سے خوفناک ہوا اور بہت اوسنے ناشکیبائی کی اور اوسکے پوشیدہ کرنے
مین اوسنے دلیری کی اور دیر تک اوسنے اسکو پوشیدہ رکھا تھا اور قاضی القضات اوسکے شہر
نے جسے موبد کہتے ہین خواب مین دیکھا اوس موبد نے کہ بہت سے اونٹ ہین سرکش اور بار بردار
کہ وے عربی گھوڑونکو کھینچتے ہین یہانتک کہ دجلہ سے اونھون نے گذر کیا اور شہرون مین پراگندہ
ہوئے اور تعبیر اس خواب کی موبدون نے اسطرح سے کی کہ بلاد عرب مین ایک حادثہ واقع ہووے گا کہ
سبب اوسکے عجم کا ملک مغلوب ہوگا اور بھاگے گا کسرے نے یہ سنکر اس حال کی تحقیق کیہ اسطے کاہنون کے
پاس لوگونکو بھیجا خصوصاً سطیح کے پاس سطیح ایک کاہن کا نام ہی کہ کہانت کے علم مین سب سے زیادہ ماہر تھا
اور حال اوسکا عجائب و غرائب سے تھا حقیقت اوسکی یہ ہی کہ اوسکو مفاصل نہ تھے یعنے بند اور اوٹھنے بیٹھنے
پر اوسے قدرت نہ تھی مگر جس وقت کہ وہ غصے مین آتا اور غضب مین ہوتا پر باد ہوتا اور پھول جاتا مشک کے
مانند اور اوٹھ بیٹھتا اور اعضا مین اوسکے کوئی استخوان نہین تھی مگر جمجمہ سر کی کھوپڑی اسکو کہتے ہین
اور سرے ہاتھونکے اور اوسکے اصابع یہ جمع ہی اصبع کی جسے اونگلی کہتے ہین گویا گوشت کی ایک سطح تھی
لوگ جسے چاہتے کہ اوسے کہین لیجاوین تب اوسکو لپیٹ لیتے جسطرح کپڑے کو لپیٹتے ہین چہرہ اوسکا اوسکے سینے
مین تھا یعنی ایسا تھا جسطرح بشر کو گردن اور سر ہوا اور عمر اسکی اوس زمانے مین چھ سو برس کی قریب پہنچی
تھی جب لوگ چاہتے کہ وہ کہانت کرے یعنے غیب کا احوال کہے تب اوسکو جنبش دیتے اور ہلاتے جسطرح مشک کو

بلاویش اس سی اوسکو مفصل ہوتا یعنی سالش بجھتا اور عجیب کا احوال بیان کرتا جسوقت کسریٰ کا فرستادہ اوسکی
نزدیک پہونچا یعنے سطیح کے نزدیک جو اس صورت کا تھا اوسوقت سطیح سکرات موت مین تھا گیا یہ اور جا کر اوسکو
کسریٰ کیطرف سے سلام اور تحیت پہونچانے لگا کاہن سے قاصد نے اپنے کلام کا کچھ جواب نپایا تب اس نے
سوچکر بیتین کہتی ایک سطیح کے آگے پڑھین کہ وہ مشتمل تھین کسریٰ کے سوال پر اور اوسکے انکشاف حال پر
یعنی سوال اوسکا یہ تھا کہ جبل کا اور تمامی بتون کا گرنا اور ایوان مین لرزہ پڑنا اور کنگرے اوسکے ٹوٹ جانا
اور موبذ کا خواب دیکھنا جو مذکور ہوا اور انکشاف اسکے حال کا کہ ان صورتونکا مآل کیا اور انجام کیا سطیح
نے اول بیتونکا مضمون سنکر جنبش مین آیا اور کہنے لگا یہ وہ وقت ہے کہ پیدا ہو تلاوت یعنی کلام الہی کو پڑھین
اور صاحب عصا ظاہر ہووے یعنے پیغمبر پیدا ہو صاحب معجزہ اور روان ہووے تمھارا رودخانہ اور سوکھ جاوے
وہ ندی کہ جسکا نام ساوہ ہے اور بجھ جاوے فارس کا آتشکدہ اور سطیح نرہے اور رخت حیات سراچہ
دنیا سے باہر لیجاوے جو ہین اس کاہن نے یہ کلام تمام کیا بس وہین گر پڑا اور مر گیا حقتعالی نے
یزدجرد کی مملکت کے تئین کہ وہ بادشاہ تھا آخر ملوک فارس سے سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ سے مفتوح فرمایا
اور وہ وہ شخص ہے کہ جسنے اسلام کے لشکر سے گریز کی اور کئی بار لشکر جمع کرکے محاربہ کیا اور خراسان کیطرف
گیا عثمان ابن عفان کی خلافت کے وقت مین ایک آسیابان نے اوسکو ہجرت کی اکتیسوین سال مرو کے قصبے مین
مار ڈالا اور اوسی قسم سے ہے یعنے اوسی آیات و کرامات سے بتونکا اوندھا گرنا اور نگونسار ہوجانا کہتے ہین قریش کی
ایک جماعت کے تئین ایک بت تھا کہ ہر سال اوس بت کے نزدیک جمع ہوتے اور عید اور جشن کرتے اور
اوس بت کے آگے وہ جماعت معتکف بیٹھتی ایک شب یہ اونھون نے دیکھا کہ وہ اوپنی جگہ پر سے اوندھا
گرا ہے تب اونھون نے اوسے اوٹھا کر اوسجگہ پر قائم کیا پھر نگونسار ہو کر گر پڑا پھر سیدھا کیا تیسری بار
پھر بھی اوندھا ہی گرا جب اوس جماعت نے یہ مشاہدہ کیا بہت غمگین اور ملول ہو کر اوسکو پھر اوسجگہ پر
محکم کیا اچانک اونکے کان مین بت کے اندر سے ایک آواز پہونچی کہ گوینده یہ کہتا ہے اشعار تردّی
لمولود اضاءت بنوره ٭ جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب ٭ وخرت له الاوثان طرا وارعدت ٭
قلوب ملوک الارض جمیعا من الرعب ٭ یعنے رد اوڑھائی مولود کو ایسا مولود کہ روشن ہوئین اوسکے
نور سے تمامی فجاج ارض مشرق سے مغرب تک فجاج جمع ہے فج کی فج کہتے ہین راہ کو جو درمیان
دو کوہ کے واقع ہو ساتھہ کشادگی کے تیسرا مصرع وخرت له الاوثان طرا آخر خرت سے

آیا ہی بمعنے آواز کرنا پانی کا اور اوثان جمع ہی وثن کی بمعنی بت اور طر بمعنے تغیر کرنا اور کا ثنا ارجا رتہا صیغہ تانیث کا ہی ضمیر اسمین قلوب ملوک الارض کی اور مشتق ہی بیر رعد سے اور رعد بمعنے گرجنا ایر کا چوتھا مصرع قلوب ملوک الارض من الرعب قلوب ملوک الارض فاعل ہی اور ارعدت کا جو مصرع ثالث کے آخر مین واقع اور اسی طرح جمیع فجاج الارض فاعل ہی اضاءت کا جو اول اور دوم مصرع مین دونون واقع ہین چنانچہ اس کا ترجمہ ہی سے ردائے نور ہی بردوش مولود ✽ ضیا جس سے ہوئی عالم مین موجود ✽ ہوئی اس نور کے دریا مین سب غرق ✽ فجاج الارض ما بالغرب والشرق ✽ خزاری مین ٹپے بت اوس سے سارے ✽ بہم مل خرت الاوثان پکارے ✽ دلون مین بادشاہون کے پڑا ہول ✽ گرجنے لاگے مثل رعد کیا ہول ✽ وصل اول جنے سرور عالم کو شیر دیا ثویبہ کنیزک تھی ابولہب کی جب متولد ہوا پیغمبر سرور عالم ثویبہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جاکر پہونچائی کہ تیرے بھائی کے گھر مین یعنی عبد اللہ کے یہان فرزند متولد ہوا ابولہب نے یہ مژدہ سنکر ثویبہ کو آزاد کیا اور امر کی کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اوس مولود محمود کے واسطے کی حقتعالی نے اوسکے عذاب مین تخفیف فرمائی اور دوشنبے کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اوٹھا یا چنانچہ حدیث مین آیا ہی اور اوسجگہ سند ہی اہل موالید کو کہ جس شب مین حضرت کی ولادت ہوئی اوسمین سرور کرین اور بذل اموال کرین اور خیرات نکالین یعنے ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اوسکی مذمت مین نازل ہوا ہی چنانچہ تبت یدا ابی لہب یعنی قطع ہو جیو دونو ہاتھ ابولہب کے جب ایسے کافر کی خبر دیجاوے کہ اوسنے پیغمبر کی ولادت مین سرور کیا اور بذل کیا اپنے جاریہ کا شیر واسطے اوس سرور کے تو کیا مسلمانون کا مال کہ پر ہین محبت مین سرور عالم کی اور سرور اور بذل مال مین اوسکی راہ مین کیا کچھ ہو لیکن لازم ہی کہ بدعتون سے وہ سرور خالی ہو یعنی مغنی سے اور آلات محرمہ سے یعنے عوام نے جو احداث کیا ہی باجون کو اور راگ کو اوس سرور مین یہ نہون کیونکہ یہ حرام ہین اور منکرات سے ہین یہ شادی اور سرور اوس سے خالی ہو کیونکہ موجب حرمان طریقہ اتباع سے نہووے یعنے بے بہرہ نہووے راہ متابعت سے اور ثویبہ کے اسلام مین اختلاف ہی یعنے محدثون نے اوسے صحابیات سے گنا ہے اور کتب اہل سیر مین آیا ہے کہ حضرت اکرام فرماتے تھے اوس پر بسبب رضاعت کے یعنے دودھ پینے کے سبب سے اوسے گرامی رکھتے تھے اور مدینے سے اوسکی خاطر پوشاک اور انعام بھجواتے تھے اور وفات ثویبہ کی خیبر کی جنگ کے بعد واقع ہوئی

سال ششم میں بعد حضرت غزوہ کی فتح سے جب مکے میں تشریف لائے تب فرمایا کہ ثوبیہ کے خویشوں سے کوئی ہے
لوگوں نے تلاش اور تفحص کیا کوئی نہ پایا کذا فی روضۃ الاحباب اور اسی ثوبیہ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو
تین برس دودھ دیا ہے اسی جہت سے حضرت کے اور حمزہ کے درمیان اخوت رضاعی ثابت ہوا اور لائے ہیں یعنی
محدثوں نے لکھا ہے کہ سات روز بی بی آمنہ نے سرور عالم کو شیر دیا اور چند روز ثوبیہ نے دودھ پلایا اور مشہور
اور معروف اور مخصوص دستار سعادت ارضاع میں سید المرسلین کی حلیمہ سعدیہ ہے کہ سعادت سے موصوف تھی
اپنے نام کے مانند ساتھ حلم اور وقار کے بنی سعد بن بکر کی قوم سے کہ وہ قبیلہ مشہور ہے عذوبت آب اور
اعتدال ہوا اور فصاحت اور بلاغت میں اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں عرب سے زیادہ
فصیح ہوں کیونکہ قریش سے ہوں اور دودھ دیا گیا ہوں بنی سعد بن بکر میں حلیمہ کے ارضاع کا قصہ لیجئے
حلیمہ کے دودھ دینے کا احوال جتنا کچھ واقع ہوا ہے فضائل اور کرامات سے اور معجزات سے سرور عالم
کے شائع ہوا اور صحیح سے مختصر اوس سے یعنی اوس قصے سے تھوڑا ایک مرقوم ہوتا ہے مواہب لدنیہ میں
لایا ہے کہ ابن اسحق اور ابن راہویہ اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم ذکر کرتے ہیں حلیمہ کے
احوال کا کہتے ہیں حلیمہ کہ مکے کے درمیان بنی سعد بن بکر کے زمرے میں لیئے گروہ میں اطفال کے طلب
رضاعت کے واسطے ہم آئے کہ اگر کوئی چاہے تو اوسکے طفل کو دودھ پلاویں اور اوس سال ایسا قحط
باران تھا کہ ایک بوند آسمان سے زمین پر نہیں پڑتی تھی سوکھے ہوئے آسمان یوں زمین بخیل ہو
کر تھے خشک لب سارے زرع و نخیل کے اور ہمارے پاس ایک مادہ خر تھی کہ لاغری اور ناتوانی سے
راہ نہیں چل سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی کہ ایک قطرہ دودھ نہیں دیتی تھی اور میرے ہمراہ بچہ اور خاوند
تھا اور احوال ہمارا عسرت سے اس مرتبے میں تباہ تھا کہ نہ رات کو نیند تھی نہ دن کو قرار و آرام جب
میری قوم کی عورتیں مکے میں پہنچیں اون سب نے لوگوں کے بچے دودھ پلانے کو لیے مگر محمد کو کیونکہ وہ
سنتی تھیں کہ یتیم ہے کسی عورت نے اوس سرور کو دودھ دینے میں اقبال نکیا اور کوئی اس امر سے بیکار
نہ رہی مگر میں کہ مجھکو کوئی رضیع نہ ملا شیر خوار مگر سرور عالم یہ دیکھکر اپنے شوہر سے میں نے کہا واللہ کہ میں یہ
نہیں چاہتی ہوں کہ مکے سے خالی پھروں اور اپنے ساتھ کسی رضیع کو نہ لیجاؤں اسواسطے جاتی ہوں
میں اس یتیم پاس اور اوٹھا لیتی ہوں اوسکو رضاعت کے واسطے یہ کہکر میں نزدیک اوس یتیم کے
گئی دیکھتی ہوں وہ سوفت کی چادر میں لپٹا ہوا ہے اور وہ چادر ایسی سپید ہے کہ دودھ سے

الاکوع کے فرزند جسوقت مالک ارتبادر ہوئے تو تم بمساہلہ اور مسامحہ کر اور اسجح صیغہ امر ہے
باب افعال سے جسکا مصدر اسجاح ہی بمعنی رفق اور نرمی کرنا اور سجاحت بمعنے سہولت یعنے
شدت مت کر کہ مقصود اعداے دین کی نکبت تھی یعنے تباہی سو وجود حاصل ہی اور رشک اللہ کا
اور فرمایا اونھون کے تئین غطفان کے درمیان مہمانی کرینگے بعد اسکے ایک شخص غطفان سے
آیا اور خبر لایا کہ انھون نے ایک اونٹ کو ذبح کیا تھا اور پوست اونٹ کے چھیل رہے تھے کہ
ایک طرف سے غبار بلند ہوا اور انھون نے اس تصور سے کہ یہ گرد لشکر اسلام کی ہی رو بگریز
لائے بعد اسکے بنی عمر اور بنی عوف سے مدینے سے مدد یعنے کمک آئی سوار اور پیادون سے اور
کام تو آپ ہی انصرام کو پہونچ چکا تھا یعنے کفار بھاگ چکے تھے اور حضرتؐ نے سہم یعنے حصہ سوار اور پیادے
کا مجکو عطا فرمایا اور اپنا ردیف گردانا ردیف اوسے کہتے ہین کہ ایک گھوڑے پر آگے پیچھے دو شخص
سوار ہون اور اقامت کی یعنے مقام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شب بیس رجوع کیا یعنے پھرے
وہانسے اور مدت غیبت درمیان اس غزوے کے پانچ شب تھی اور روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ نے
اس غزوے مین بھی نماز خوف پڑھی ہی کہتے ہین کہ حضرتؐ اس غزوے مین گھوڑے سے جدا ہوئے اور پنڈلی
اوس جنابؐ کی مجروح ہوئی اور جب مدینے مین پہونچے اس سبب سے کئی نمازین بیٹھکر پڑھین یہ قضیہ گھوڑے
سے گرنے کا اور مجروح ساق یا ہونیکا یا فخذ کا یعنے پایہ کہ ران کے مجروح ہونے کا قضیہ ایلا مین
جو نوین سال مین واقع ہوا سو بھی آیا ہی ظاہر ایہ گھوڑے سے جدا ہونا اوس جنابؐ کا دو بار تھا واللہ
اعلم اور یارون کے تئین بھی حضرتؐ نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھین امام کی رعایت متابعت کی
جہت سے لیکن بہت علما کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی کہ کیونکہ صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ حضرتؐ
نے مرض موت کے درمیان بیٹھے ہوئے نماز پڑھی اور یارون نے کھڑے ہوکے اقتدا کی اور اوس
جنابؐ نے اوسکے تئین تقریر فرمایا اور اسی سال مین عکاشہ بن محصن اسدی کے تئین چالیس مرد
کے ساتھ بنی اسد کے ایک گروہ کی طرح بھیجا فرمایا اس موضع مین جسکا نام غمرہ ہی اور جب اوس
نواحی پہونچے وی سب عکاشہ کے آنے سے خبردار ہوگئے اپنے گھرون کو خالی چھوڑ کر
بھاگ گئے اور جب یہ سب اونکے مکانون مین آئے کسیکو نہ دیکھا پس ایک شخص ان لوگون
سے ہاتھ چڑھا اسے امان دی اور اوسنے اونھون کی دلالت کی یعنی راہ بتائی طرف اوس موضع کے

جنمین مواشی اور جانور تھے اس قوم کے وہاں جاکر دو سو اونٹ اونکے ہانکے اور مدینے کیطرف پھیرے
اور اسی سال مین زید بن حارثہ کے تئین ایک جمعیت کے ساتھ جموم کے موضع مین جو بطن نخلہ سے قریب ہی
بنی سلیم پر بھیجا انھون نے جاکر انھونکے مواشی کو غارت کیا اور ایک گروہ لوگو نکو اسیر یعنے قید کرکے
مدینے کو پھیرے انتہای روضۃ الاحباب مین ذکر کیا ہی اور سبل اور مواہب مین یون کہا ہی کہ سریہ زید
بن حارثہ کا بنی سلیم کیطرف جموم مین اور بولا جاتا ہی کہ جموح مین ایک ناحیہ ہی بطن نخلہ کرکے مدینے
سے چار کوس پر سریہ ربیع الآخر کے مہینے مین سنہ ست مین پس پایا انھون نے ایک عورت کو کہ نام اوس کا
حلیمہ تھا اس مین دلالت کی یعنی راہ بتائی اوس عورت نے ایک محلے پر بنی سلیم کے محال سے محالے کی جمع
محال ہی اور محل یعنے مکان پس پایا انھون نے اونٹون کو اور بکریون کو اور اسیر انکو اور درمیان
اسیر ونکے خاوند اس عورت کا بھی تھا پس رجوع کی زید نے یعنے پھر الیکر جو کچھ پایا اور پھونچا سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پس بخشا حضرت نے واسطے اوس عورت کے اوس کے
نفس کو یعنے اوسکی ذات اور اوسکے خاوند کو بھی اور اسی سال مین دوسری بار زید بن حارثہ کے
تئین موضع عیص مین کہ مدینے سے چار میل کے فاصلے پر ہی جمادی الاول کے مہینے مین ستر سوار سے
قریش کے کاروان کے طلب مین جو شام سے آتا تھا بھیجا پس آئے اوپر کاروان کے اور لیا اہل
کاروان سے جو کچھ اونھون کے پاس تھا اور بہت سی چاندی جو صفوان بن امیہ کے پاس تھی لی اور
اسیر کیا اونھون سے جماعت کے تئین کہ ابو العاص بن ربیع زوج زینب بنت رسول اللہ کا درمیان
اُنھونکے تھا پس امان دی اور اپنی پناہ مین لیا اُسکے تئین اوسکی زوجہ زینب نے پس روا رکھا
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی امان دینے کے تئین اُسکے حق مین پس مکے مین گیا ابو عاص اور ایمان
لایا اور مدینے کو پھر آیا اور تمام قصہ ابو العاص کا یہ ہی کہ وہ بدر کے اسیرونمین تھا اور سب اہل مکہ نے
اپنے اسیرونکے لیے فدیہ دیا زینب بنت رسول اللہ جو اُسکے تحت مین تھی اور اوسوقت مین نکاح
مومنہ کا مشرک کے ساتھ درست تھا سو اُسنے مکے سے ابو العاص کے فدیہ مین کچھ ایک مال بھیجا کہ
درمیان اوسکے ایک ہار گلے کا خدیجہ کا تھا جو زینب کے جہیز مین دیا تھا جب حضرت ص نے اُس ہار
کے تئین دیکھا خدیجہ رض کے یاد آنے سے ایک رقت پیدا ہوئی اصحاب رض سے فرمایا ہوسکتا ہی تمسے
اگر فدیہ ابو العاص سے نہ لو اور اسیر منت رکھو یعنے احسان اور چھوڑ دو اصحاب رض نے قبول کیا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے چھوڑ دینے کے وقت اس سے عہد لیا کہ زینب کو مدینے مین بھجوا دے
پس زینب کے لانے کے واسطے لوگونکو بھجوایا اور زینب مدینے مین آئی اور ہنوز ابو العاص مشرف
باسلام نہین ہوا تھا یہانتک کہ سنہ سادسہ مین ہجرت سے شام کی تجارت کو جاتا تھا اور وہانسے قریش
کاروان مین آتا تھا اہل اسلام نے کاروان کو تاراج کیا اور کاروان والونکو اسیر کیا اُ
درمیان ابو العاص بھی اسیر ہوا اُسکو اپنے زینب کے نزدیک بھجوایا کہ لے اپنی جوار
ہمسایہ اور حمایت زینب نے حضرت سے التماس کی اور التماس زینب کی قبول ہوئی پس اگر
ابو العاص سے کہا کہ مسلمان ہو تاکہ یہ اموال لوگونکا جو تیرے ہمراہ ہی اسکا مالک تو ہی
حاشا کہ مین اپنے اسلام کے تئین انکے مالون سے چرک آلود کرون پس ابو العاص
اور اموال لوگونکا اُنکو سونپا اور کہا ای اہل مکہ پایا تمنے اپنے مالون کے تئین تمام
لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اور اصابہ بیچ وقت جانے سفر شام کے
واقعہ شام کی تجارت سے پھرنے کے بعد ہے جیسا کہ اہل سیر نے ذکر کیا ہی اور اصابہ
ہی ذکر کیا ہی اور پہلے قول کی تضعیف کی ہی جیسا کہ تامل سے اصابہ کے درمیان معلوم
یعنے سوچکر اصابہ نام کتاب کا ہی اور اسی سال مین زید بن حارثہ کے تئین در
رمضان کے مہینے مین حضرت ص نے بھجوایا اور سبب اس واقعے کا یہ تھا کہ
کی طرف جاتا تھا اور اصحاب رض نے بھی اُسکے ساتھ اپنی اپنی بضاعت
جب زید وادی القریٰ کے نزدیک ہوا تب ایک گروہ نے بنی بدر سے
سر راہ پکڑی یعنے اُنکو نکا ناکا روکا اور آپسمین محاربہ اور مقاتلہ مین
لوگ بہت تھے اور اہل اسلام اندک کفار غالب ہوئے پس مارا اُنکو
اور اموال مسلمانون کے لیگئے زید ہزیمت کھا کر مدینے کو پھرا اور
نبوی مین عرض کی اوس جناب ص نے ایک جماعت اوسکے ہمراہ کی
چلتے پس صبح کی زید نے اور اوسکے اصحاب رض نے اور انتقام کھینچا
اور ایک گروہ عورتونکو اسیر کیا باقی بھاگ گئے یہ کئی سریے زید
مین ذکر کیے ہوئے ہین اور مواہب مین کئی اور بھی اوپر

حارثہ کا رمضان کے مہینے میں طرف ام القرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن زید فزاریہ کہ جو ام القرے سکے ناحیہ
میں تھی اور وہاں کی رئیسہ اور ملکہ تھی مدینے سے سات شب کی مسافت پر اور اسجگہ میں بھی قصہ وادی
القرے کے سریے کا ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ پکڑا ام قرفہ کے تئین کہ بڑی عجوز تھی اور مار ڈالا اسکے
تئین مارنا سخت اور اوسکے دونوں پانوں میں رسی باندھکر اس رسی کو دو اونٹوں کے درمیان
باندھکر اور اون دونوں اونٹونکو ہانکا اور دوڑایا پس ٹکڑے ٹکڑے ہوا اندام اوسکا اور جب
زید بن حارثہ مدینے میں آیا حضرتؐ کے محل کے دروازے پر جاکر حلقہ مارا یعنی دستک دی یعنی تالی بجائی
پس باہر آئے حضرتؐ گھر سے حالیکہ بدن مبارک برہنہ تھا اور جس حال میں کہ پوشاک متعلق جسم منور سے
اوتارتے تھے پس بغل میں لیا زید کو اور بوسہ دیا اوسے اور احوال اوسکا پرسش فرمایا پس خبر دی
اوپر اس خبر کے جو کچھ اللہ تعالے نے ظفر دی تھی اوسکو اور دوسرا سریہ زید بن حارثہ کا طرف کیطرف
طرف نام ہی ایک پانی کا مدینے سے چھتیس ۳۶ میل کی مسافت پر پس باہر آیا بنی ثعلبہ پر پندرہ مرد کے ہمراہ
پس پایا انھون نے اونٹونکو اور بکریون کو پس بھاگے اعراب اور صبح کی زید نے مدینے میں بیست بعیر
میں اور ملاقات نہ کی کسی جنگ کے تئین اور غائب ہوا چار شب یعنی مدت غیبت چار شب تھی
بیست بعیر یعنی شتر خانہ اور سریہ بدر کا طرف حسمی کے سوائے وادی القرے کے جمادی الآخر کے
مہینے میں اور سبب اوسکا یہ تھا کہ اقبال کیا دحیہ بن خلیفہ کلبی نے قیصر کے آگے سے بھجوایا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اسکی طرف اور جائزہ اور خلعت دیئے تھے اوسکو قیصر نے پس ملاقات کی
اس سے ہنید نے ایک خدام کی جماعت کے ساتھ درمیان حسمی کے پس قطع کیا اوپر اوسکے طریق کے
تئین یعنی راہ کے تئین پس ستایا اسکے تئین ایک جماعت نے بنی الضبیب سے پس لوٹے اوپر
اونھون کے اور لے گئے دحیہ کے متاع کے تئین اور آیا دحیہ حضور نبی میں اور خبر دی اوسنے
اوپر حقیقت حال کے پس بھجوایا حضرتؐ نے زید بن حارثہ کے تئین پانچسو مرد کے ساتھ اور دحیہ
کو بھی اوسکے ساتھ روانہ فرمایا پس چلتے تھے رات کو اور کمین میں رہتے دن کو یعنی دبکی مارتے
پس ہجوم لائے صبح کے وقت اوپر اس قوم کے اور تاخت لے گئے اون پر اور قتل کیا ہنید کے
تئین اور اوسکے بیٹے کو اور لوٹا اون کے مواشی سے ہزار شاة کے تئین یعنی بکریوں کو اور
عورتوں سے اور بچوں سے سو تن کے تئین پس رجعت کی زید بن رفاعہ جذامی نے رجعت

یعنے ابر کا سر پر سایہ کرنا اور قصہ حضرت کے شق صدر کا اور غسل قلب مبارک کا بھی حلیمہ ہی پاس واقع
ہوا ہی بیان اسکا یہ ہو کہ ایک روز حضرت نے حلیمہ سے کہا کہ ای اماں میرے بھائی چراگاہ میں جاتی رہتے
ہیں مجھے کیوں نہیں ہمراہ کرتی اونھوں کے کہا کہ میں بھی سیر کرون اور تمھاری بکریونکو چراؤن حلیمہ
نے یہ سنکر حضرت کے موے مبارک میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ دیا اور پوشاک پہنائی اور گردن میں
جزع یمانی کا دفع عین الکمال کے واسطے گردن مبارک میں باندھا جزع کہتے ہیں مہرۂ یمنی کو کہ وہ ایسا سفید
اور سیاہ ہوتا ہی کہ آنکھ کو سفیدی اور سیاہی میں اسکے ساتھ مشابہت دیتے ہیں حضرت نے اوس جزع
یمانی کو گردن سے نکالکر پھینکدیا پھر فرمایا کہ نگہبان میرا پروردگار ہے اسکے بعد حضرت اپنے رضاعی بھائیون
کے ساتھ باہر تشریف لیگئے اور بکریون کے چرانے میں مشغول ہوے جب دن دوپہر ہوا تم حلیمہ کا بیٹا
روتا پیٹتا گھر میں آکر بولا ای اماں اور بابا پہونچو تم محمد کے تئین کہ ہم کھڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک
شخص اوسکے نزدیک آکر ہمارے درمیان سے پہاڑ پر لیگیا اور لٹا کر اوسکا پیٹ چاک کیا پھر معلوم نہیں
کہ احوال اوس کا کس حد کو پہونچا جو ہیں حلیمہ نے اور اوسکے شوہر نے یہ سنا بے تحاشا دوڑے اور جب
نزدیک پہونچے دیکھا کہ وہ سرور پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہی اور آسمان کیطرف دیکھ رہا ہی اور جب ہمکو دیکھا تبسم
فرمایا ہمنے پہونچکر سر و چشم کا اوس سرور کے بوسہ دیکر کہا ای عالیمقدار ہماری جان تجھپر فدا ہو حمزہ
نے ہم سے یون کہا کہ تیرا شکم اطہر کسینے چاک کیا ہی اسواسطے ہم دوڑے ہوئے آئے ہیں کہو واقعہ
کیا ہے پھر حضرت نے قصہ بیان کیا اور یہ قصہ کتب احادیث میں ایک نوع اختلاف عبارت میں
آیا ہی ابو یعلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کی حدیث سے لائے ہیں کہ رسول خدا
نے فرمایا کہ میں شیرخوار تھا بنی لیث بن بکر میں یعنے دودھ پینے والا ایک روز جنگل میں گیا تھا میں
اپنے ہمزاد لڑکون کے ساتھ ناگاہ دیکھا میں نے تین شخصون کے تئین کہ اون سب کے ساتھ ایک
طشت ہی سونیکا کہ اوسمین برف بھری ہے اور ایک روایت میں یہ کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک نقری
آفتابہ ہی اور دوسرے کے ہاتھ میں لگن زمرد سبز کا برف سے بھرا ہوا ان شخصون نے مجھکو میرے یارون
میں سے لیئے اور جو لڑکے تھے ہمراہ کے ان میں سے انتخاب کیا اون تینوں شخصون نے مجھکو اسی
حال میں دیکھکر وہ سب بھاگ گیے اور اپنے محلے کی راہ لی اسکے بعد قصد کیا اون میں شخصون میں سے ایک
نے میرا ہاتھ پکڑا اور گرایا مجھکو زمین پر نرمی سے اور شگافت کیا میرے سینے کے مابین متفرق ہونے تک شکم

تاتنہائے سانہ عانہ موے زہار کے موضع کا نام ہی اگرچہ مین دیکہتا تھا یہ حال اپنا لیکن مجھکو اصلا درد نتھا
اوس ہستے بعد اسکے باہر نکالا میرے احشاء البطن کو یعنے رودے پیٹ کے اور اونہین برف سے دھویا اور
خوب دھوکر اوسکی جگہہ مین قائم کیا اپنے شکم مین بعد دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اوس پہلے شخص کو کہا
ایک طرف ہٹ تو پہر کہکر لایا وہ ہاتہ اپنا کر جوف مین میرے شکم کو شق کئے ہین اور جو چیز میان تہی ہو
اوسکو بھی جوف ہی تک لئے ہین اونکالا اوسنے میرے دل کو اور مین دیکھتا ہون لیکن اوسنے میرے
دل کو شگافتہ کیا اور اوس مین سے ایک مضغہ سیاہ نکالا اور ایک روایت مین یہہ کہ نکتہ سیاہ کے تئین نکالا
اور اوسے پہینکدیا اور کہنے لگا یہ شیطان کا حصہ ہی تجھہ سے اور اوسنے پر کیا اوس چیز سے جو اوسکے
پاس تھی بعد اسکے اشارت کی اوسنے داہنے اور بائین ہاتہہ کیطرف اس طرح سے کہ گویا کوئی
چیز لیتا ہے ناگاہ اوسنے ایک خاتم لی نور کی کہ جسکے دیکھنے سے حیران ہوں دیکھنے والے کی آنکھین
بعد اوس خاتم سے اوسنے میرے دل پر مہر کی اور دل میرا بھر گیا نور سے اور وہ حکمت اور نبوت کا
نور تھا پھر اپنی جگہہ مین قائم کیا اوسنے میرے دل کو اوس مہر کی خوشی اور سردی پائی مین نے زمانہ
دراز تک اور اسی طرح ہر لحظہ ہوتا ہے یعنے ہوا ہے مین بھی ایسا ہی ہی کہ فرمایا حضرت نے
فوجدت برد ذلک الخاتم فی صدری یعنے پس پائی مینے سردی اوس خاتم کی اپنے سینے مین اور
روضۃ الاحباب کی عبارت مین یون ہی کہ فرمایا کہ خوشی اور خنکی اوسکی یعنے اوس خاتم کی اب تک اپنے
عروق اور مفاصل ہی یعنے رگون مین اور جوڑون مین پاتا ہون اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وجدان بردہت عمر مین تھا یعنے سردی کا پانا مدت عمر مین تھا واللہ اعلم اور ایک روایت
مین یون آیا ہے کہ فرمایا جسوقت میرے احشا کے تئین دہو چکا اوسوقت دوسرے شخص سے
کہتا تھا کہ آب تگرگ لاؤ یعنے اولے کا پانی لاؤ تب دہویا اونہون نے میرے دل کے تئین دونون
پانیون سے یعنے پانی سے اور آب تگرگ سے یہ روایت مناسبت رکہتی ہی اوسکے ساتھ جو دعاے
ماثورہ مین آیا ہی اللہم اغسل عنی خطایای بماء الثلج والبرد یعنے ای پروردگار دہو میرے خطائین
آب تگرگ سے اور سردی سے اور ایک روایت مین یہ کہ بالماء والثلج والبرد یعنے دہو میری
خطائین پانی سے اور تگرگ سے اور سردی سے مقصود شامل ہوجاے طرح طرح کی پاکیزگیون
کا ہے بعد ازان تیسرے نے کہا کہ اوٹھو کہ ہم اپنا کام کر چکے یہ کہکر ہاتہ ڈالا اوسنے میرے

اسفرق صدر بین تا انتہائے عانہ اور ملتئم ہوا وہ شگاف یعنے مل گیا وہ شگاف پھر زمین سے مجھے اوٹھایا اونھون نے اوسکے ایک نے اپنے سینے سے لگایا اور بوسہ دیا میرے سر کے تئین اور دونون آنکھونکے وسط مین اور کہنے لگے ڈر مت ای دوست اگر تو جانے کہ تیرے واسطے ہم کیا خیر و خوبی چاہتے ہین تو روشن ہووین تیری آنکھین اور شاد ہووے تو یہ کہکر اوسی جگہ مجھے چھوڑ دیگر پرواز مین آئے اپنے بین دیکھتا رہا کہ وے آسمانکو جا پہونچے انس رضی کی حدیث مین آیا ہی جو حضرت کے علیہ شرلیت کہ باتین ہیکہ ہم دیکھتے تھے حضرت کے سینہ مبارک پر اور شکم پر اوس التیام کا نشان التیام کے معنی ملنا جراحت کا کہ وہ نشان لکیر کے مانند دراز تھا اور باریک آور کہا ہی محدثون نے کہ غسل دل صرف حضرت کا مخصوص نہین ہی بلکہ عام ہی تمامی انبیا کے تئین کہ شیطان کا حصہ اونھون سے منتفی ہی اور معلوم کیا چاہیے یہ بات کہ شق صدر حضرت کا مخصوص زمان صغر پر کہ حلیمہ کے پاس تھے نہین ہی بلکہ متعدد واقع ہوا ہے اول اسوقت مین یعنی جب حلیمہ کے پاس تھے اور سن مبارک تھا چھ برس کا کہ شق صدر ظہور مین آیا اور دوسرا دسوین برس مین بھی روایات مین آیا ہی اور احادیث صحیحہ مین ثبوت کو پہونچا ہی کہ شب معراج مین بھی شق صدر واقع ہوا ہی مولف کتا ہی اس کتاب کا کہ بعضے علما نے اوسکے مجموع کے تئین رسالہ مفردہ مین ذکر کیا ہی مینے تمامی احوال شق صدر مبارک کے ایک رسالہ مین بعضے عالمون نے لکھے ہین اور ہمنے اسکی شرح کا مشکوۃ مین اور اس کتاب کے اوائل واقع مین ذکر کیا ہے اور خاتم النبوۃ کا ذکر سابق مذکور ہوا حلیمہ رض کہتی ہین بعد از ان کہ قضیہ محمد کے شق صدر کا واقع ہوا تب میرے شوہر نے مجھے کہا اور لوگون نے کہ بہتر یہ ہی کہ اس طفل کو اسکی مان اور جد کے پاس پہونچا و پیش از ان کہ اس کو کچھ آسیب پہونچے مین یہ سنکر اوس نونہال گلستان رسالت کو لیکر مکے کی طرف متوجہ ہوئی اور جب مکے کے حوالی مین پہونچی حوالی جمیع حول ہے بمعنی گرد اگرد تب محمد کے تئین ایک جگہ مین بٹھاکر قضاے حاجت کے واسطے گئی اور جب اوس سے فراغت کر کے پھر آئی تب اوس سرور کو وہان مینے نہ دیکھا اور ہر چند اوس کا نشان مینے ڈھونڈھا نہ پایا. ندان جب نا امید ہوئی تب اپنا سر پر ہاتھ دھر کر بکا کرنے لگی اور پکار پکار کر کہنے لگی کہ وا محمداہ وا ولداہ یکایک دیکھا مینے کہ ایک پیر مرد ایک عصا ہاتھ مین لیے ہوئے میرے نزدیک آیا اور بولا ایتہا السعدیہ تجھے کیا واقع در پیش ہے جو اس طرح سے جزع اور فزع تو کرتی ہے مین نے اوس سے کہا محمد بن عبدالمطلب

کے تئین جینے ایک مدت تک دودھ پلایا اور واسطے مین یہان لائی تھی کہ اوسکی والدہ کو اوسے سونپون سو وہ
مجھسے بچھڑ گیا ہی اور گم ہوا ہی یہ سنکر اوس پیر مرد نے کہا کہ تو رومت اور غم مت کھا کہ مین تجھکو دلالت کرون
یعنے رہنمائی کرون اوس شخص کی طرف جو جانتا ہو کہ وہ کہان ہی اور اگر تو چاہے تو پہونچا سکے اوسے
تیرے پاس مینے یہ سنکر کہا ای پیر مرد تیرے فدا ہوؤن مین بھلا بتا تو سہی کہ ایسا وہ کون ہی جو مجھے پہونچا سکے محمدؐ تک
تب اوسنے کہا کہ بڑا بت ہبل عالیقدر کہ وہ جانتا ہی کہ تیرا فرزند کہان ہی کہا مینے یہ سنکر کہ ای بڈھے وای تجھپر
گویا تو نے دیکھا نہین اور نہین سنا کہ اوسکی ولادت کی شب بتون کی کیا نوبت ہوئی تمام ٹوٹ گئے اور
نگونسار ہوگئے بڈھے نے یہ سنکر بزور سے مجھے ہبل کے پاس لیگیا اور اوسکے گرد اوسنے طواف کیا اور یہ قصہ
اوسکے آگے ظاہر کیا معًا ہبل اوندھا ہوکر گر پڑا اور تمام بت سرنگون ہوگئے اور اون بتون کے جوف
مین سے ایک صدا نکلی کہ دور ہو ای بڈھے ہمارے سامنے سے اور اس طفل کا نام یہان مت لے کہ ہماری
ہلاکت اور تمامی بتونکی اور بت پرستون کی اوسکے ہاتھ سے ہوویگی اور خدا اوسکو ضائع نہین کرنے کا اور
ہر حال مین اوسکا نگہبان ہی حلیمہؓ کہتی ہین کہ مین اسکے بعد عبد المطلب کے نزدیک گئی جب نظر اوسکی مجھپر
پڑی پوچھا کیا ہوا تجھکو ای حلیمہؓ جو مین تجھے ایسا دردناک دیکھتا ہون اور محمدؐ تیرے ہمراہ نہین ہے
مینے کہا یا ابا الحارث مین محمدؐ کو بخوبی ہمراہ لیے آتی تھی جب مکے کے پاس پہونچی اوسے ایک جگہ
بٹھلاکر قضاے حاجت کے واسطے گئی جب سے وہ مجھ سے غائب ہوا ہی ہر چند مینے جستجو کی کہین
اوسکا پتا نہ ملا اور خبر نپائی تب عبد المطلب نے کوہ صفا پر جاکر قریش کے تئین ندا کی کہ یا آل غالب
یہ ندا سنکر تمامی قریش نے اجابت کرکے نزدیک اوسکے جمع ہوگئے اور کہنے لگے ای سردار کیا حال
رو دیا تیرے تئین کہا میرا فرزند محمدؐ گم ہوا ہے یہ کہکر عبد المطلب اور قریش سب سوار ہولیے اور
حضرت کی تلاش کو نکلے مکے کے اعلا سے اسفل تک جستجو کی یعنے فراز و نشیب پر کہین سراغ نہ لگا
تب عبد المطلب مسجد الحرام مین گئے اور طواف کرکے مناجات کرنے لگے پس سنا اون سبھون نے کہ ہاتف
غیبی کہتا ہی کہ ای گروہ غم مت کھاؤ محمدؐ کا ایسا خدا ہی کہ اوسے فروگذاشت نہین کریگا عبد المطلب
نے کہا کہ ای ندا کرنیوالے مجھسے کہہ تو محمدؐ کہان ہی ندا آئی کہ وہ وادی تہامہ مین ایک درخت
کے نیچے بیٹھا ہوا ہی عبد المطلب وادی تہامہ کیطرف روانہ ہولیے اور بیچ راہ مین ورقہ بن نوفل
آگے آیا اور وہ بھی ہمراہ ہوکر چلے جاتے تھے یہانتک کہ وادی مین پہونچے حضرت کے تئین دیکھا

کہ ایک موٹے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہین اور اوسکے ورق چنتے ہین ورق درخت کے نیچے کو
تو پوچھا عبد المطلب نے کہا من انت یا غلام یعنے کون ہی تو اے لڑکے جواب مین فرمایا انا محمد بن عبد
اللہ بن عبد المطلب تب عبد المطلب نے کہا میری جان فدا ہو تجھ پر مین تیرا جد ہون عبد المطلب ہون اوسکو
اپنے ترین کے آگے بٹھا کر مکہ معظمہ مین لائے اور اس شادمانی مین بہت سا سونا اور بہت سا اونٹ
حضرت پر سے تصدق کیے اور حلیمہ کے ساتھ انواع کے احسان اور انعام بجا لاکر بنی سعد کے قبیلے مین پھیر
روانہ کیا یہ ہی قصہ حضرت کے گم ہونیکا حلیمہ کے لانیکے بعد مکے کی طرف اور نزار اہی جانے ایسے مین
ہیر کیا تھا یعنے مشہور یہ ہی ہے کہ مناقب مکی کے تین ساتھ اسکے تفسیر کرتے ہین یعنی حضرت کے
گم ہونے کے ساتھ اور دوسری جہت سے یہی ہی جیسا کہ گذرا قضیہ شق صدر کا قبل از ورود مکہ یعنے شق صدر
پہلے واقع ہوا اسکے ساتھ بعد حلیمہ ضرور مکے مین لائی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حلیمہ حضرت کو تین برس کے
مین آمنہ کے پاس لائی اور خیر اور برکتین بہت سی جو حضرت کے قدوم مبارک سے جو اوسنے دیکھی تھین
حرص تھی اس بات پر کہ تھوڑی مدت اور بھی وہ صاحب خیر و برکت اوسکے نزدیک رہے اسواسطے
بی بی آمنہ سے کہنے لگی کہ مکے مین وبا ہی اور اس وبا سے مین اندیشہ کرتی ہون اگر اجازت ہو
تو پھر اونکو مین اپنے قبیلے مین لیجاؤن بی بی آمنہ اس بات پر راضی ہوئین اور حلیمہ پھر
بنی سعد کے قبیلے مین حضرت کو لیکر آئی دو برس یا تین برس تک پھر حضرت اوسکے پاس تھے اور
شق صدر آخر مدت مین واقع ہوا یعنی مکے مین لیجا کر پھر اپنے قبیلے مین لانے کے بعد واللہ اعلم اور حلیمہ کے
پھر لانیکے بعد حضرت کو چھ برس کے ہوئے والدہ آمنہ کے تین ہو سینے سے بعد ام ایمن کنیز کہ تھی عبد اللہ بن عبد المطلب
کی اور حضرت کو میراث مین پہونچی تھی سو وہ حضرت کی دائی بنی اور حضانت اور خدمت کرتی تھی
اور مواہب لدنیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ام ایمن کی حضانت بی بی آمنہ کی وفات کے بعد تھی حضرت
کے بچپنے مین پرورش کرنا ام ایمن سے روایت ہی کہ مینے کبھی نہ دیکھا کہ بھوک یا پیاس سے وہ صاحب
شکایت کرے جب صبح ہوتی ایک پیالہ آب زمزم کا حضرت پیتے اور پھر شتاب طلب نہ کرتے اور بہت
اتفاق پڑتا اس طرح سے کہ دوپہر کے کھانے کے واسطے اوس جناب سے عرض کرتی تو فرماتے کہ مجھے کھانے پر رغبت نہین

باب دوم مین بیان ہی عبد المطلب کی کفالت کا حضرت کی پرورش اور وفات عبد المطلب کی
اور ابتدا او واقعات اور مدح ابو طالب کی اور سفر کرنا حضرت کا ابو طالب کے ہمراہ

شام کی طرف اور پہچانا بحیرا حضرت کی نبوت کو علامات اور نشانوں سے بحیرا ایک راہب کا نام تھا اور
جرجیس صومعہ کا اور ذکر اسکی بنا کا جب حضرت کا سن مبارک چار برس کو پہونچا یا پانچ کو یا چھ برس کو یا سات
برس کو اور بعضوں نے بارہ برس کر کے لکھا ہی اور زیادہ صحیح چھ برس یا سات برس کا اقوال ہی تب
بی بی آمنہ حضرت کو ہمراہ ام ایمن کے ساتھ مدینے میں لے گئیں واسطے دیکھنے اپنے اخوال واب کے
کہ وہ بنی النجار سے تھی اخوال شنیہ ہی واحد اسکا خال یعنی بھائی اور اب یعنی باپ اور ایک مہینے تک وہان
استقامت کرکے وہاں سے مکہ معظمہ کو معاودت کی اور جب ابوا میں پہونچی ابوا نام ایک گاؤن کا ہی نزدیک
مدینے کے وہان بی بی آمنہ نے وفات پائی اور اوسی جگہ مدفون ہوئیں اور ایک روایت میں یون
ہی کہ بی بی آمنہ کی قبر حجون میں ہی مکہ کی جانب اعلا کی جگہ اعلا مکہ اور اسفل مکہ مذکور ہوا جان کہ
جہان کوہستان میں آبادی ہوتی ہی وہان یہی صورت ہوتی ہے کہ نشیب اور فراز پر آبادی ہوتی
ہی اور مکہ معظمہ کی آبادی کا رویہ اسی طور سے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہی کہ ابوا میں دفن ہونے
کے بعد مکہ میں لے گئے ہون یہ احتمال بعد سے خالی نہیں حق ہی اور صواب یہ ہے لدنیہ میں ہی کہ ابن عباس
کی حدیث میں آیا ہی کہ حضرت یاد کرتے تھے اون باتون کو جو اوس سفر میں اپنی والدہ کے ہمراہ
مدینے کی اقامت میں دیکھی تھیں اور جب نظر کرتے جانب منزل اور تب فرماتے اس منزل میں میری
والدہ نے نزول کیا تھا اور اس جگہ یہود کی قوم آمد و رفت کرتی تھی اور میری طرف نظر کرتی اور
کہتی کہ یہ پیغمبر ہی اس امت کا اور یہ دار ہجرت ہی اس کا مجھکو یہ سب یاد ہے اور ابو نعیم
روایت کرتا ہی طریق زہری سے کہ اسما بنت رہم نے کہا کہ حاضر ہوئی میں بی بی آمنہ کی خدمت
میں اوس بیماری میں کہ جس میں رحلت کی اور ان دنوں میں سرور عالم پانچ برس کا سن رکھتے تھے اور
بی بی آمنہ کی وفات کے بعد متصدی حضرت کی کفالت کے یعنی سر انجام کرنیوالے اور تربیت کے
عبدالمطلب ہوئے کیونکہ تمام فرزندوں سے حضرت کو زیادہ چاہتے تھے اور معزز اور مکرم رکھتے تھے اور ہرگز
حضرت بن کہیں کبھی دستر خوان بچھواتے تھے اور حضرت تمامی اوقات میں کیا خلوت میں کیا جلوت عبدالمطلب
کے نزدیک جاتے اور انکی مسند پر پہلو میں فرماتے اگر عبدالمطلب کی خواصون سے کوئی فرد اوس جا کی
ممانعت کرنے چاہتے کہ منع کریں تو عبدالمطلب اونسے کہتے کہ چھوڑو اس مسند پر میرے فرزند کو کہ وہ اپنی
ذات پاک میں ایک شرف اور عزت معائنہ کرتا ہی اور میں امیدوار ہون کہ ہر تبہ شرف اور

بزرگی مین اور سرداری کو پہونچے کہ اہل عرب سے کوئی اوس سے زیادہ اوس اعلی رتبے کو نہ پہونچا ہو اور اس عالی درجات کے بعد بھی اوس درجے کو نہ پہونچے اور اہل قیافہ عبدالمطلب کے کہنے سے کہ بخوبی رکھوا اپنے فرزند کو اور محافظت کرو تم اسکی کہ ہمنے کسی قدم کو نہین دیکھا اشبہ یعنے زیادہ مشابہت رکھنے والا اوس قدم کے ساتھ کہ اثر جسکا یعنی نشان جس قدم کا مقام ابراہیم مین ہی اور اوس سال عبدالمطلب اشراف قریش کے ساتھ سیف ذی یزن کی تہنیت کیواسطے یمن کیطرف گئے اور اوسنے بشارت دی کہ پیغمبر آخرالزمان کا ظہور تیری نسل سے ہوگا چنانچہ یہ قصہ باب فضائل مین خبر دینا امم سابقہ کا یعنے سلف کے اماموں کی خبر دینے مین حضرت کے ظہور کا احوال گذرا الغرض جب عبدالمطلب اوس سفر سے پھرے تب دیکھا قریش مین قحط پڑا ہی اور چند سال سے تتابع کھینچا ہی تتابع یعنی پے درپے ہونا کسی چیز کا عبدالمطلب نے حضرت کے ساتھ ہاتف غیبی کی اشارت سے استسقا کیا استسقا طلب آب کرنا عبدالمطلب نے حضرت کو اپنے شانوں پر لیا اور ابوقبیس پر گئے نزول باران کے واسطے دعا کرنے ابوقبیس نام ہے پہاڑ کا خدا کے فضل سے ایسا مینہہ برسا کہ گذرے ہوئے برسوں کی خشکی کی تلافی ظہور مین آئی اور جب عبدالمطلب نے وفات پائی ایک سو دس کی عمر تھی اور ایک روایت مین ایک سو بیس برس کی اور ایک روایت مین ایک سو چالیس برس کی عمر تھی رحلت کے وقت حضرت کی کفالت کا عہدہ ابوطالب کے ذمے مین رکھا اور مقرر کیا اگرچہ زبیر بن عبدالمطلب بھی حضرت کے بڑے چچا تھے لیکن درمیان عبداللہ اور ابوطالب کے زیادہ ارتباط اور محبت تھی وصیت کی ابوطالب کو کہ حضرت کی محافظت بیحد و نہایت کرے حضرت سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت اپنے جد کی رحلت کا احوال یاد ہی فرمایا ہان یاد ہی مین اوسوقت آٹھ برس کا تھا یہ بات درست آئی ہی اوس گروہ کو جو قائل ہین اوپر اسپاس کے کہ حضرت اپنے جد کی وفات کے وقت آٹھ برس کے تھے اور نو سال اور دس سال اور چھ برس کے تھے کر کے بھی کہا ہی تشکک کے معنی چنگل مارنا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ عبدالمطلب کی رحلت کے بعد حضرت کو مخیر کیا اسپات پر کہ اپنے اعمام سے کس کی کفالت درکار ہے حضرت نے ابوطالب کو اختیار فرمایا اور ابوطالب نہایت خوبیون سے اور احسن وجوہ سے حضرت بن کھانا نہین کھاتے تھے اور بچھونا حضرت کی استراحت کا اپنے پہلو مین بچھواتے اور گھر مین اور باہر اپنے ہمراہ ہی رکھتے اور ابوطالب نے حضرت کی توصیف مین اشعار بہت کہے ہین اونمین سے ایک بیت

یہ ہی ہے وشق لہ من اسمہ لیجلہ ؛ فذو العرش محمود وہذا محمد ؛ حسان بن ثابت نے اس بیت کو اسطرح
سے تضمین کیا ہی الم تر ان اللہ ارسل عبدہ ؛ بآیاتہ واللہ اعلی وامجد ؛ وشق لہ من اسمہ لیجلہ ؛
فذو العرش محمود وہذا محمد ؛ نتیجہ آمنا یہ ہی کہ لفظ محمود نام ہی اللہ تعالی کا اور محمد نام ختم المرسلین کا اور
یہ دونون لفظین اسم مفعول ہین ہم معنی لیکن فرق یہ ہی کہ لفظ محمود اسم مفعول ہی ثلاثی مجرد کا اور لفظ محمد
اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ کا اور ثلاثی مجرد اصل ہی اور مزید فیہ فرع اوسکی چنانچہ اشارت کی ہے طرف
اسبابت کے وشق لہ من اسمہ یعنی نکالا واسطے اوس عبد کے نام سے اللہ کے یعنی محمود جو نام اللہ تعالی کا ہی
اوسمین سے اوس عبد کا نام جو محمد ہے نکالا ہی تاکہ بزرگ کرے اللہ تعالی اوس عبد کو اور ظاہر کرے کہ ہمارے
پیغمبر نے لقب عبد کا اختیار کیا ہی اسی کیطرف اشارت کی ہی ارسل عبدہ بآیتہ کرکے چنانچہ اس کا ترجمہ
یہ ہی قطعہ نہین تو نے دیکھا کہ بھیجا خدا نے ؛ یہان عبد اپنے کو اعلی و امجد ؛ کیا واسطے اوسکے شق اسم
اپنا ؛ فذو العرش محمود وہذا محمد ؛ کذا فی روضۃ الاحباب ؛ نام کتاب کا ہی یعنی روضۃ الاحباب مین
ایسا لکھا ہی ابو طالب کے عہد کفالت مین بھی مکے مین قحط پڑا تھا ابن عساکر لایا ہی عرفطہ سے کہ کہا
اوسنے کہ مین مکے مین گیا تھا اور اوس سال قحط عظیم تھا استسقا کرنے کے واسطے قریش ابو طالب
کے پاس گئے ابو طالب نے اونکی التماس قبول کرکے گھر سے باہر نکلے حالانکہ اون کے گرد و پیش
قریش کے لڑکے تھے اور اونکے لڑکون مین ایک کودک ہی مثل آفتاب تابان گھر سے اس طرح نکلا جس طرح
آفتاب بدلی سے نکلے اور پردا ابر کا اوسکے منھ پر سے اوٹھ جاوے ابو طالب نے اوس کودک کو لیکر
اوسکی پشت مبارک کے تئین کعبے سے لگا کر کھڑا کیا اور اوس لڑکے نے اپنی انگشت مبارک سے آسمان
کی طرف اشارت کی حالانکہ اسوقت آسمان پر نہین ابر تھا ایکا ایک ابر کے ٹکڑے ہر جانب سے نمودار ہوئے
اور آسمان پر چھا گئے اور ایسی بارش ہوئی کہ ندی نالے بہ نکلے جنگل اور جھیل لبالب ہو گئے اسپر قصیدہ
کہا ہی ابو طالب نے حضرت کی مدح مین جسکا ایک شعر یہ ہی شعر وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ؛ ثمال الیتامی
عصمۃ للارامل ؛ اگرچہ اول اس کتاب کی ایک جگہ یہ بیت واقع ہوئی ہی مع ترجمہ لیکن مناسب مقام
یہان پر سنئے اسکے ترجمے کئے ایک ہی ہین لیکن یہان لباس اوسکے اور طرح جیسے ہی وہ ہو ہذا ابیات
سفیدی تیرے رخ کی دیکھ ابر تار ؛ ہوا تشنہ پھر مست و تیار ؛ نہین بلکہ یہ دیکھ ابر سفید ؛ فلک پر سے
مستے بیقرار ؛ پناہ یتیمان تری ذات ہی ؛ ہی بیوہ کا تو آسرا بالقرار ؛ یہ بیت ابو طالب کے

قصیدے سے ہین کہ حضرت کی مدح مین کہا ہی محمد بن اسحق نے ذکر کیا ہی کہ یہ قصیدہ اسی بیت سے زیادہ ہر کے ہین یہ ابیات ابوطالب نے اوس وقت کہی ہین جس وقت لوگون نے پیغمبر پر اجتماع کیا اور دور رکھتے تھے پیغمبر سے اوسکو جو ارادہ کرتا تھا سلام کا اور اس ابیات مین ابوطالب نے قریش کی ہجو کی ہی اور سبب اوسکا کیونکہ قریش نے انکار اور عداوت ظاہر کی پیغمبر سے اور ابوطالب نے اونکو ترغیب دی اعتقاد او اطاعت مین پیغمبر کے ساتھ ابن التین نے کہا ہی کہ ان بیتون مین دلالت ہی اس بات کی کہ ابوطالب کو معلوم تھی حضرت کی نبوت پیش از بعثت کیونکہ بحیرا نے خبر دی تھی حضرت کے اس شان کی چنانچہ سابق مذکور ہوا بحیر ابر وزن سجیلا نام اسکا جرجیس تھا شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہی کہ ابوطالب نے یہ اشعار حضرت کی بعثت کے بعد کہے ہین اور پہچاننا ابوطالب کا حضرت کی نبوت کے تئین بہت حدیثون مین مذکور ہی اسی بات پر تمسک کرتے ہین شیعہ یعنی گردانتے ہین اوپر اسی بات کے کہ سلام ابوطالب کا اور ابن حجر کہتا ہی کہ دیکھا مینے علی بن حمزہ بصرانی کے تئین اور ایک کتاب کو کہ اسمین ابوطالب کے اشعار جمع کیے ہین اور زعم کیا ہی کہ وہ مسلمان تھا اور با ایمان گیا ہی جہان فانی سے اور رشو یہ نے گمان کیا ہی کہ کافر گیا ہی اور استدلال کیا ہی اپنے دعوی پر اوس چیز سے جسمین دلالت نہین انتہی کلام ابن حجر اور علما احادیث لاتے ہین کہ دلالت رکھتے ہین کہ حضرت ابوطالب کے پاس وفات کے وقت تشریف لے گیے اور دعوت کی اور ابوطالب سے اجابت واقع ہوتی نہین اور علما یہ بھی حدیث لاتے ہین کہ عباسؓ نے اپنا سر جھکایا اور اور ابوطالب کے پاس اور کلمہ شہادت سنا اور حضرت سے عرض کی اسلم عمک یا رسول اللہ یعنے مسلمان ہوا تیرا چچا اے رسول خدا کے یہ سنکر حضرت خوشحال ہوے اور حضرت نے بارھوین سال مین بھی شام کیطرف سفر کیا اور جب بصرے مین پہونچے بصرہ ایک بلد کا نام ہی بلاد شام سے اور اسی سفر مین بحیرا راہب کا قصہ ہے کہ حضرت کے تئین ساتھ صفات اور علامات پیغمبر آخر الزمان کے جو کچھ اوسنے توریت اور انجیل اور دوسری کتب سماویہ مین پڑھا تھا پہچانا اور یہ بحیر احبار نصاری سے تھا احبار جمع ہی حبر کی یعنی دانشمند اور زہد و ورع مین موصوف اور ممتاز تھا اور ایک گانون مین بصرے کے نزدیک صومعہ رکھتا تھا صومعہ کہتے ہین ویر کے تئین مدتین گذری تھین کہ پیغمبر آخر الزمان کے دیکھنے کے انتظار مین بیٹھا ہوا اپنی عمر بسر کرتا تھا جب قریش کا کوئی قافلہ اوس راہ سے گذرتا اور اوس جگہ اوس قافلے کا نزول ہوتا تب وہ اپنے صومعہ سے نکلتا اور اوس قافلے مین

حضرت کو جن تھالون سے کہ جانتا تھا ڈھونڈھتا اور جب نشان نہ پاتا تھا پھر اپنے ویرانے میں چلا جاتا ایک بار
قریش کا قافلہ آکر اوترا ہوا تھا اور اوسنے نگاہ کرکے دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا اونھونکے سر پر سایہ کیے ہوئے
ساتھ ساتھ پھرتا تھا اور جب ابوطالب حضرت کو لیکر ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھے تب وہ ابر اوس درخت پر
آکر کھڑا ہوا بحیرا مشاہدے سے اس حال کے متحیر اور متعجب ہوگیا بحیرا نے اونھو کے واسطے ضیافت تیار کی
اور اہل قافلہ کے تئیں طلب کیا سب گئے اور ابوطالب حضرت کے تئیں اوسی درخت کے نیچے چھوڑ کر ضیافت
میں گئے بحیرا نے منزل گاہ کیطرف نگاہ کی دیکھا تو وہ ابر کا ٹکڑا اوسی جگہ کھڑا ہے تب کہا اونسے اے
اہل قافلہ کوئی اور بھی تم میں سے کہ اس مجلس میں حاضر نہوا ہو یہ سنکر ابوطالب نے حضرت کو بھی بلا لیا
اور وہ قطعہ ابر بھی حضرت کے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے ہمراہ آیا اور آیا ہے کہ جب قافلہ عقبہ جبل پر آیا
عقبہ پہاڑ کی بلندی کی درازی کو کہتے ہیں جسپر بدشواری رفتار ہو سکے تب بحیرا نے سنا اوس کوہ
کے شجر اور حجر کہتے ہیں السلام علیک یا رسول اللہ اور اوسنے حضرت کے کتفین میں مہر نبوت دیکھی
جس صفت سے کہ کتب سماوی میں پڑھا تھا تب بحیرا نے مہر نبوت پر بوسہ دیا اور مسلمان ہوا اور تصدیق
کی اور اقرار کیا اوسنے حضرت کی نبوت پر پس یہ بحیرا اون شخصون سے ہے جو ایمان لائے حضرت پر پیش
از نبوت جیسے بحیرا کے مانند تھے میں اصحاب القریہ وغیرہ سے ابومندہ اور ابونعیم نے اوسکو صحابیون
سے ذکر کیا ہے اور یہ بات بنائی گئی ہے اوپر اوس قول کے کہ صحابی کی تعریف میں معتبر رویت ہے اگرچہ پیش
از نبوت ہو اور مختار خلاف اسکا ہے لیکن راجح یہ بات ہے کہ رویت ہے اسے صحابی نہیں ہوتا اور
اس تقدیر میں ورقہ بن نوفل اقرب ہوا اطلاق اسم صحابی میں کہ مبادی نبوت میں تھا اور
تحقیق اسکی اور مقام میں ہے اور اسی سفر میں روم سے سات شخص حضرت کے قتل کے واسطے
نکلے تھے اور بحیرا نے اونکو دشمن دلیلون سے نبوت حضرت کی اون ساتون کے تئیں اثبات کو
پہنچائی اور کہنے لگا کہ یہ وہ لڑکا ہے کہ جسکے وصف تمنے توریت اور انجیل اور زبور میں پڑھے
ہیں اور کہا کہ جو امر خدا چاہتا ہے اسکو کوئی بھی نہیں کر سکتا اور تغیر نہیں دے سکتا اسلئے ہیں جو لفظ
نقل کرتے ہیں کہ بحیرا نے ابوطالب کے تئیں وصیت کی یہ کلام اوسی کلام سے علاقہ رکھتا ہے جو
اوپر مذکور ہوا کہ بحیرا نے اوس قافلے کی ضیافت کرکے حضرت کو پہچانا علامات نبوت سے اور
ابوطالب کو وصیت کی کہ حضرت کی محافظت کیجیو اور نصاریٰ سے کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہوگا

اور دین اسکا ناسخ ہوگا یعنے رد کرنیوالا ہوگا تمام دینون کا بہتر یہ ہی کہ اس صبح سعادت کو شام کے ملک مین
مت لیجا کیونکہ یہود دشمن ہین اسکے تب ابوطالب نے اپنی متاع کو بصرے مین بیچکر مکے کو مراجعت کی اور
ایک روایت یون ہی کہ ابوطالب نے حضرت کے تئین ایک جماعت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا اور
اور شام کو روانہ ہوئے اور یہ قصہ مشہور ہے ترمذی نے اسکی تحسین کی ہی یعنے اس قصے کو اور حاکم نے
اسکی تصحیح کی ہی یعنی یہ مذکور صحیح رکھا ہی مگر یہ اسکے بعضے طریق مین واقع ہوا ہی کہ ابوبکر نے مکے کی طرف
بلال کو حضرت کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ بات درست نہین آتی کیونکہ ابوبکرؓ اس سفر مین نہین تھے حضرت
کے ہمراہ اور بلال کو خرید بھی نہین کیا تھا اور دو برس چھوٹے تھے ابوبکر حضرت سے یعنے دس برس کے
تھے اور حضرت بارہ برس کے شیخ ابن حجر نے اصابہ مین کہا ہے اصابہ نام ہی کتاب کا کہا ہی کہ اس حدیث
کے رجال ثقات ہین یعنے یہ کہ خبر دینے والے لوگ دانشمند اور راستگو ہین اور منکر نہین اسمین مگر یہ
لفظ یعنے اس بات مین یہ جو مذکور ہوا کہ بلال کو خلیفۂ اول نے حضرت کے ہمراہ کیا یہی انکار ہے پس یہ
گمان ہوتا ہی اوسپر اس بات کا کہ یہ حدیث مدرج اور منقطع ہی اور دوسری حدیث سے یعنی راویون کے
وہم کے سبب سے ہان صحبت ابوبکرؓ کی حضرت کے ساتھ جیسے کہ صاحب مواہب کی روایت سے کہ [illegible]
روایت موجود ہین چنانچہ ایک سند ضعیف سے ابن مندہ ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہی کہ ابوبکر صدیقؓ نے
حضرت صلعم کے ہمراہ شام کے سفر مین مصاحبت کی تھی بہ تجارت کیواسطے اسوقت اٹھارہ برس کے تھے اور حضرت بیس برس
کے تھے تک نزول واقع ہوا ایک ایسی منزل مین کہ جسمین ایک درخت تھا کنار کا حضرت اس درخت کے نیچے
جالگے بیٹھے اور ابوبکرؓ وہان ایک راہب کے پاس گئے کہ نام اوسکا بحیرا تھا اسواسطے کہ اوس سے کچھ پوچھین اس نے
ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ مرد کون ہی جو اس درخت کے سایہ مین بیٹھا ہی ابوبکرؓ نے کہا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب
راہب نے کہا قسم ہی خدا کی کہ یہ مرد پیغمبر ہے کیونکہ ہمارے اخبار مین آیا ہی کہ عیسیٰ کے بعد اس درخت
کے نیچے کوئی نہین بیٹھے گا مگر محمد ابوبکرؓ کے دل مین اس سے تصدیق پڑی اور جب حضرت صلعم
مبعوث ہوئے تب اوس جناب کی اتباع کی اور شیخ ابن حجر نے یہ کہا ہی کہ اگر یہ قصہ صحیح ہے تو
دوسرا کوئی سفر ہوگا سوا ابوطالب کے سفر کی انتہا اور اسیطرح انوار اور آثار فضل و کمال کی اور مشاہدہ
ملائک کا اور صور غیبیہ کا ملازم حال برکات مآل تھا ابوطالب مشاہدے سے ان حالون کے حضرت
کے تئین منجمین کے اور کاہنون کے پاس لیجایا کرتے تھے اور یہ طبیب اور کاہن خبر دیتے تھے کہ یہ احوال

وساوس شیطانی سے اور امراض جسمانی سے تئین ہی یہان تک کہ حضرت پچیسوین سال مین بہر رسم تجارت
شام کیطرف گئے بی بی خدیجہ کا مال مضاربت سے لیکر مضاربت اوسے کہتے ہین جو کوئی کسیکا مال لیکر تجارت
کرنے اور اوسکا شریک ہو نفع مین ایک قول یہہ ہی کہ ابو طالب نے حضرت سے کہا کہ میرے ہاتھ مین کچھ مال باقی
نہین رہا اور وقت نزدیک پہونچا ہی کہ قریش کا کاروان شام کو جاوے تجارت کیواسطے اور خدیجہ بنت خویلد
مالدار ہی اور لوگونکو مال اپنا بمضاربت دیکر تجارت کو بھیجتی ہی اگر تم بھی اپنا احوال اوس سے جا کر ظاہر کرو
البتہ تمکو بھی کچھ مال دیگی تجارت کرنیکے واسطے شاید اس وسیلے سے تمکو کچھ مال حاصل ہو نفع مین اوسکے اور
صحیح یہہ قول ہی کہ حضرت ام المومنین خدیجہ کے تئین ایک امین مطلوب تھا ایسا کہ مال اپنا اوسے سونپے حضرت
سے زیادہ خدیجہ نے کوئی امین نپایا اور تمام قریش خود اوس جناب کو محمد امین بولتے تھے حضرت کے تئین از
پیش ظہور نبوت خدیجہ نے اپنا غلام حضرت کے پاس بھیجوایا کہ اگر حضرت شام کیطرف مال لیجاوین اور خدائے
تعالیٰ اوسمین نفع دیوے جو کچھ حضرت کی مراد ہو اوسمین سے نکال لیوین حضرت نے اس بات مین
ابو طالب سے مشورت کرنیکے بعد قبول فرمایا تب خدیجہ نے ایک اپنا غلام کہ نام اوسکا میسرہ تھا اور ایک
شخص کو تئین اپنے خویشون سے کہ اوسکا نام خزیمہ اون دونون کو حضرت کی خدمت مین دیا اس سفر مین بھی
جب بصرے مین پہونچے وہان ایک دیر مین ایک راہب تھا کہ نام اوسکا نسطورا تھا اور حضرت ایک درخت کے
نیچے بیٹھے ہوئے تھے نسطورا نے جو ہین دیکھا کہا کہ اس درخت کے نیچے نہ بیٹھے گا کوئی مگر وہ جو کوئی پیغمبر
ہو اور یہہ درخت بن پھل اور خشک بھی تھا پتے اوسکے گر گئے تھے اور ڈالیان بوسیدہ ہوئی تھین حضرت
کے بیٹھنے سے وہ درخت ہرا ہو گیا اور میوہ دار اور گرداگرد اوس درخت کا سبز و خورم ہو گیا نسطورا یہہ
دیکھکر حضرت کے نزدیک آیا اور کہنے لگا کہ قسم دیتا ہون مین تجھے لات اور عزیٰ کی کہ اپنا نام بتا کیا ہے
حضرت نے فرمایا محمد تب ایک لحظہ دور ہو بیٹھے کہ عرب نے مجھ سے ایسے کلمے سے تکلم نہین کیا کہ تیرے
اس کلمے سے زیادہ دشوار ہو یعنی لات و عزیٰ جو یہہ دونون نام ہین دو بت کے اس کی قسم دشوار
گذری حضرت کو چنانچہ جبر اسنے بھی حضرت کو یہی سوگند دی اور حضرت نے اوسے رد کیا تھا اور
نسطورا کے ہاتھ مین ایک صحیفہ تھا اوسمین وہ دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ قسم اوس خدا کی جس نے یہہ
انجیل عیسیٰ کو بھیجی کہ یہہ وہی ہی القصہ حضرت نے اپنی متاع کے تئین بصرے مین فروخت کیا اور
دو چند نفع ہوا اوروں سے اور اہل قافلہ نے بھی حضرت کی صحبت کی برکت سے ہر ایک نے نفع

حاصل کیا جب مکہ مین تشریف لائے دوپہر کا وقت تھا خدیجہ اوسوقت بالاخانے پر اور مستورات کی جمعیت کے
ساتھ بیٹھی ہوئی تھین دیکھا حضرت کو کہ دو طائر حضرت کے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے ہین روضۃ الاحباب
مین بھی ایسا ہی ہے اور مواہب مین اسطرح ہے کہ حضرت خدیجہ نے دیکھا کہ دو فرشتے سایہ کیے ہوئے ہین اور
یہ خود ظاہر ہے کہ فرشتے ہی تھے متمثل بصورت طائرون کے اور نہین تو کیا جگہ ہے مرغونکے سایہ کرنیکی لیئے
یہ عادی نہین ہے یہ سایہ لطف الٰہی ہے کہ فرشتے بصورت طائر متمثل ہوکر سایہ کرین خدا کے حبیب پر خزیمہ اور
میسرہ جو خویش اور غلام تھا ان دونون نے راہ مین حضرتؐ سے جو جو خوارق اور کرامات مشاہدہ کیے
تھے سو بھی خدیجہؓ کے روبرو شرح کیے حضرت کی اوصاف سے خدیجہؓ کے دلمین محبت عظیم پیدا ہوئی کہ حضرت
کے ساتھ اپنا خطبہ پڑھاوین اور خدیجہ عقل اور فراست مین کامل تھین اور قریش کی مستورات [illegible] سے
اشرف اور انسب تھین اور مال وافر رکھتی تھین تمامی قریش کے اشراف حریص تھے اونکے نکاح پر
اور اونھون نے خطبہ کیا تھا خدیجہ نے قبول نہین کیا تب خدیجہؓ نے ایک عورت کے تئین حضرتؐ
کے نزدیک خفیہ بھجوایا کہ استعلام کرے کہ حضرت کتخدائی پر رغبت رکھتے ہین یا نہین اور اس عورت نے
حضرت کو خدیجہ کے نکاح کی ترغیب دی اور کہنے لگی کونسی بات مانع ہے تمکو یا محمدؐ کدخدائی کرنے سے
فرمایا حضرت نے کہ ساز اور سامان نہین رکھتا کہ کتخدائی کرون اس عورت نے عرض کی کہ اگر ایسی کوئی
عورت پیدا ہو کہ صاحب جمال ہو اور مال وافر رکھتی ہو اور اشراف ہو اور تمھاری کدخدائی کی کفایت
کو کافی ہو تو آپ رغبت کرینگے حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہان پیدا ہوتی ہے تب اوسنے کہا کہ خدیجہ
بنت خویلد تمکو بہت چاہتی ہے اگر چاہو تو اوسے اس بات پر مین راغب اور راضی کرون حضرت
نے اوسکو فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تب وہ عورت خدیجہ کے پاس گئی اور کہنے لگی لو مبارک ہو تمکو
کہ محمدؐ تمکو خواستگاری کرتا ہے خدیجہ نے یہ سنتے ہی خوشحال ہوکر اپنا ایک خادم اپنے چچا کے
پاس کہ جسکا نام عمرو بن اسد تھا بھجوایا کہ مجلس نکاح مین حاضر ہووین اور حضرتؐ بھی
ابوطالب اور حمزہ اور بعضے اعمام اور شہر کے رئیسون کے تئین ہمراہ لیکر خدیجہ کے مکان مین
رونق افزا ہوئے اور نکاح اپنا حضرت خدیجہ کا والد عمل مین لائے اور مواہب لدنیہ کے کلام سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ خویلد بی بی خدیجہ کا والد وقت نکاح حین حیات مین تھا اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ
صحیح یہ ہے کہ نکاح کے روز حین حیات مین نہ تھا اور چچا اون کا جیتا تھا کہ جسکا نام عمرو بن اسد ہے واللہ اعلم

اور ابوطالب نے جو حضرت کے نکاح مین خطبہ بلیغ پڑھا اوسکا ترجمہ یہ ہی حمد اور سپاس اوس خدا کے تئین
جسنے ہمکو فرزندان ابراہیم اور زرع اسمعیل سے گردانا اور اوس اصل سے ہمارے تئین معد اور مضر باہر نکالا اور
نگہبان کیا ہمکو اپنے بیت مقدس کا اور پیشوا گردانا اپنے حرم کا اور گھر ہمارے تئین ارزانی رکھا کہ لوگ
اطراف و جوانب سے اوس گھر کی زیارت کا قصد کر کے آتے ہین اور ہمارے تئین ہوشیاری اور آگاہی
عطا فرمائی کہ جو کوئی اس بیت مین آوے امان مین رہے اور ہمکو لوگون پر حاکم گردانا بعد حمد و ثنا کے
الٰہی یہ کہ جو میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبد اللہ ہی نوجوان ہی ایسا کہ ہم وزن نکیا جاوے اسکے ساتھہ
کوئی مرد قریش سے الا یہی افزون ہووے اوس مرد پر خوبی اور بزرگی مین اگرچہ مال مین اوسکے قلت ہی
اور مال سایہ زائل ہی اور امر حائل یعنے مال کو اعتبار نہین ہی مثل مشہور ہی ڈھلتی پھرتی چھانو اور محمد وہ
شخص ہی کہ بتحقیق خوب پہچانتے ہو تم قرابت اور خویشی اوسکی ہمارے ساتھہ اور تحقیق کہ وہ خواستگاری
کرتا ہی خدیجہ خویلد کی بیٹی کے تئین اور گردانتے ہین مہر اوسکا بیس شتر مایہ دار میرے مال سے اور سوگند
ہی خدا کی کہ اسکے بعد اوسکو شان عظیم ہوگی اور امر بزرگ روضۃ الاحباب مین لاتا ہی کہ جب ابوطالب نے خطبہ
تمام کیا ورقہ بن نوفل جو خدیجہ کا چچیرا بھائی تھا اوسنے بھی خطبہ پڑھا مضمون اوسکا یہ ہی حمد و سپاس خدا کا
کہ گردانا ہمارے تئین جیسا کہ تونے ذکر کیا ای ابوطالب اور فضیلت دی ہمکو جس طرح تونے شمار کیا پس
اسواسطے ہم سب پیشوا اور سردار عرب کے ہین اور تم سب اون تمام فضیلتون کے اہل ہو اور کوئی عشیرہ یعنی
گروہ تمھاری فضیلت کا منکر نہو سکیگا اور کوئی شخص فخر اور شرف تمھارا رد نہین کر سکنے کا اور بہ تحقیق
کہ رغبت کی ہمنے تمھارے ساتھہ بوصلت و پیوند گواہ رہو تم ای اہل قریش کہ ہمنے خدیجہ بنت
خویلد کے تئین محمد بن عبد اللہ کی زنی مین دیا چار سو مثقال پر اور ابوطالب نے کہا اسے ورقہ
دوست رکھتا ہون مین اس بات کو کہ خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی تیرے ساتھہ اس نکاح مین شریک
ہووے پس عمرو بن اسد نے کہا ای اہل قریش تم گواہ رہو کہ ہمنے خدیجہ بنت خویلد کے تئین محمد کی زنی
مین دیا بعد ازان دونون طرف سے ایجاب اور قبول متحقق ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ
مین بعضی روایتون سے نقل کی ہی کہ حضرت خدیجہ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا یعنے ساڑھے بارہ
اوقیہ کیونکہ نش آدھا اوقیہ کو کہتے ہین اور اوقیہ چالیس درہم کا نام ہی اور وجہ مطابقت مین ان دونون
روایتونکی ابوطالب کے خطبے کی روایت کے ساتھہ یہ بات کہتے ہین کہ شاید قیمت بیست شتر مایہ کی

اوس زمانے میں پانچ سو درہم ہوں یا چار سو مثقال درہم طلا ہو واللہ اعلم روضۃ الاحباب میں لایا ہے کہ
حضرت خدیجہؓ کی باندیوں نے خدیجہؓ کے حکم سے دف بجایا اور رقص کیا اور حضرت کو کہا حضرت خدیجہؓ نے کہ یا
محمد اپنے چچا کے تئیں کہو کہ تمھارے اونٹوں سے ایک شتر کے تئیں نحر کریں یعنی ذبح کریں اور لوگوں کے تئیں
کھانا دیویں اور اوسی روز زفاف واقع ہوا اور حضرت اس وصلت سے شادان ہوئے ہمیشہ شادان
رکھے اللہ تعالیٰ اوس جناب کو دنیا اور آخرت میں اور ابو طالب نے بھی بہت فرح اور شادی کی اور کہا

الحمد للہ الذی اذہب عنا الکرب ادفع عنا الہموم یعنی تمام حمد ثابت ہیں واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ جسنے
دور کیا ہے غم اور دفع کیا ہے اندوہوں کے تئیں اور حق سبحانہ تعالیٰ لائے اس قول کی مفسروں نے
کہ ووجدک عائلاً فاغنی یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غنی کیا حضرت کو خدیجہؓ کے مال سے اور یہ بات
باعتبار ظاہر ہے ساتھ اس قصے اور نہیں تو حضرت اغنی الاغنیا ہیں اور کونین اوس سرور عالی
کی نظر ہمت میں مختصر ہے علیہ وآلہ وسلم کما یحب و یرضی اور پینتیسویں سال میں قریش نے خانہ کعبہ کے
تئیں ایک اوس وہن کی جہت سے یعنی سستی کے سبب سے کہ سیلاب ہوئے تھے باعث جسکے کعبے میں اوبائی
تھی نئے سر سے بنائے تو ظہور میں لائے باقوم نام ایک شخص روم سے آیا ہوا تھا اور فنون بنا میں استاد تھا
قریش نے اوس سے فرمایا کہ بنا کرے اور قریش بھی پتھر کھینچتے تھے اور حضرت بھی اونکے درمیان تھے اور
پتھر ڈھوتے تھے اور اوہنوں نے اپنے ازاروں کے تئیں نکالکر اپنے کاندھوں پر رکھ لیا تھا کہ پتھر
کی سختی سے دکھ نہ پاویں کیونکہ کشف عورت زمان جاہلیت میں شائع تھا اور رایج اور بہ مکرمت یعنی ستر عورت
عہد اسلام میں موکد اور مقرر ہوا اور حضرت اوس حالت میں ایسا نہیں کرتے تھے یعنی لنگی اونکی
کیطرح اپنے دوش پر نہیں ڈالتے تھے پتھر کھینچتے کیوقت عباسؓ نے بجہت شفقت حضرت کے تئیں اور اس
بات کے لائے جو ہیں حضرت نے قصد کیا کہ ازار اوٹھا کر اپنے کاندھے پر رکھیں ستر ظاہر ہوا
یکایک زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے فرمانے لگے ازاری ازاری
اور غیب سے ندا آئی خمر عورتک یعنی ڈھانپ تو اپنے ستر کو کہتے ہیں کہ یہ اول ندا تھی کہ غیب سے حضرت
کو پہونچی اور پھر کبھی کسی نے حضرت کو برہنہ نہ دیکھا لائے ہیں کہ قائم کرنے میں حجر اسود کے اپنی جگہہ
میں قبائل قریش میں نزاع واقع ہوئی اور ہر ایک قبیلہ مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ کام آپ کرے
یعنے اس بات کا دعوی کیا ہر ایک قبیلے نے کہ حجر اسود ہمارے ہاتھ سے قائم ہو نزدیک تھا کہ

آپس مین قتال واقع ہوا آخر قرار اسبات پر ہوا کہ جو کوئی مسجد حرام کے دروازے سے اول آوے اوسے
حکم کرین کہ لینی نیا وچکا نیوالا ناگاہ اول آئے سب نے کہا جاء الامین یعنے امین آیا سب راضی ہوئے
حضرت کے حکم کرنے پر تب حضرت نے اپنی ردا سے مطہر کو بچھایا اور حجر اسود اوسکے بیچ مین رکھا اور
فرمایا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک شخص آوے اور ردا کا گوشہ ہاتھ مین پکڑے ایک ایک شخص نے آکر ردا کو
چارون طرف اپنے اپنے ہاتھون مین تھام کر لے آئے حجر کو تب حضرت نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود اوٹھا
لیا اور اوسکی جگہ مین استوار کیا اور خانہ کعبہ کے تئین چھ ستون پر وضع کیا جیسا کہ حدیثون مین آیا ہی اور
مورخون نے کہا ہی کہ خانہ کعبہ کی بنا اول آدمؑ سے ہی اور وہ بنا نوحؑ کے طوفان مین غرق ہوئی اوسکے بعد
ابراہیم خلیل اللہ نے بنا استوار کی اوسکے بعد عمالقہ نے اوسکے پیچھے قبیلہ جرہم نے تس پیچھے عبداللہ
ابن زبیر نے خانہ کعبہ کی بنا کی بسبب اوس حدیث کے جو اونہون نے عائشہؓ سے سنی تھی اور حجاج نے جو امیر الامرا
تھا عبد الملک بن مروان کا اوسکے حکم سے یعنے عبد الملک بن مروان کے کہنے سے حجاج نے اوس
بنا کے تئین تغیر دی اور یہ بنا ابتک باقی ہی نقل ہی کہ ہارون رشید نے چاہا کہ مروان کی بنا کے
تئین گرا دیوے اور بموجب حدیث رسولؐ بنا راست کرے اس امر مین امام مالک سے کہ امام
عصر تھا اونہون نے مشورت کی مالک نے کہا یا امیر المومنین رہنے دے اسی طرح خانہ کعبہ کے تئین کہ
بادشاہ لوگ مقصود سے یعنی بازی کیا گیا کہ ایک دوسرے کے تعصب سے تغیر نہ دیوے اور تخریب اوسکی نکرے
کمال اجمالی اسباب مین یہ ہی اور تفصیل مکے کی تاریخ مین مذکور ہی اور ازرقی کی تاریخ مین مقاتل سے حدیث
مرفوع مین آیا ہی کہ جب آدمؑ نے کہا کہ ای میرے پروردگار مین جانتا ہون اپنی سعادت کے تئین اور
دیکھتا ہون مین ایک ایسی چیز تیرے نور کی کہ وہ عبادت کیجاوے تب بھیجا اللہ تعالی نے بیت معمور کے تئین
اوپر عرض خانہ کعبہ کے یعنی اوس میدان مین کہ جہان کعبہ ہی اور وہ جگہ کہ جب تھا خانہ کعبہ کی اسی جگہ ہی لیکن
طول اوسکا اتنا کہ جتنا طول زمین سے آسمان تک ہی اور امر کیا حقتعالی نے آدمؑ کو کہ طواف کرو گرد اگرد
اوسکے پس اوٹھایا اللہ تعالی نے اوس خیمہ کے تئین کہ جسنے پکڑا تھا آدمؑ کو اور بہت آگئے یعنی جو غم اور
اندوہ کہ آدمؑ کے لاحق حال تھا اس بیت معمور کے مسدود کی اول اور نوحؑ کے وقت مین وہ بیت معمور اوٹھا لی
گئی زمین سے مترجم کہتا ہی اوپر مذکور ہوا حدیث مرفوع کا اور وہ اقسام حدیث سے ہی اور بیان اسکا
حدیث محدثون کی اصطلاح مین قول اور فعل اور تقریر رسول اللہؐ کو کہتے ہین اور تقریر سے

یعنی یہ ہین کہ مثلاً کسی شخص نے حضرت کے حضور کچھ کام کیا یا کچھ بات کی اور سرور عالم اوسپر مطلع ہوئے
اور اوس قول اور فعل سے اوس جناب نے نہی نفرمائی اور خاموش رہے اور اوسے مقرر رکھا اسکے
تئین تقریر کہتے ہین اور یہ بھی داخل حدیث ہی اور بعضون کے نزدیک صحابہ اور تابعین کے قول اور
فعل اور تقریر کے تئین بھی حدیث کہتے ہین پس جو کچھ ہو رسول خدا کے تئین اوسے حدیث مرفوع کہتے ہین
جسطرح کہا جاوے کہ حضرت نے کہا یا کیا یا تقریر کی اوس جناب نے یا یہ کہ کہا جاوے کہ ابن عباس رض سے آیا ہی
مرفوعاً یا یہ کہ کہین رفع کیا اسکے تئین ابن عباس نے یہ سب حدیث مرفوع ہین اور جو کچھ منتہی ہو اصحاب کے
تئین اوسے مقطوع الاثر کہتے ہین جسطرح کہا جاوے کہا یا کیا یا تقریر کی ابن عباس رض نے موقوف ہی ابن عباس رض پر
مثلاً اور جو کچھ منتہی ہو تابعین کے تئین اوسے مقطوع الاثر کہتے ہین اور مشہور یہ ہی کہ موقوف اور مقطوع کے
تئین اثر کہتے ہین جسطرح کہتے ہین در آثار چنین آمدہ است اور بعض اوپر اثر کے بھی اطلاق کرتے ہین چنانچہ
کہتے ہین کہ دعائے ماثورہ مین اسطرح آیا ہی اور خبر اور حدیث کے معنی ایک ہی ہین اور بعضی حدیث کے تئین
مخصوص حضرت سے اور صحابہ و تابعین سے رکھتے ہین اور خبر کے تئین اخبار ملوک اور سلاطین مین استعمال
کرتے ہین اور رفع کبھی صریح ہوتا ہی جیسا کہ مذکور ہوا اور کبھی در حکم صریح ہوتا ہی جسطرح صحابہ اور تابعین سے
کوئی فعل یا بات نقل کرین اور اوسے اجتہاد سے اور فکر و قیاس سے کہ نہین سکتی اور نہین کر سکتے
اور سوائے نقل اور سماع راہ طرف اوسکے نہین جسطرح احوال آخرت سے اور ماضی کے اخبار انکی خبر دیوین
یہ بھی در حکم رفع ہی اور اگر کہین کہ حضرت کے زمانے مین اسطرح کرتے تھے یا کہین کہ سنت یون ہی یہ بھی حکم
مرفوع مین ہی لیکن بنا ہونا کعبے کا اولاد آدم سے جیسا کہ وہب ابن منبہ سے آیا ہی کہ بنا کیا گیا کعبہ پانچ بار اول بنا کیا
اوسکے تئین شیث نے اور ایسا ہی ذکر کیا ہی ابن عبد البر نے تمہید مین دوسری بنا خلیل کی ہی اور وہ مذکور ہی
نص قرآن مین اور سنت نبوی مین اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے منقول ہی کہ اول جسنے بنا کیا
خانہ کعبہ کے تئین وہ خلیل تھا ایسا ہی ذکر کیا ہی فاکہی نے اوس سند سے جو رکھتا ہی ابن کثیر نے اپنی
تفسیر مین کہا ہی اور جزم کیا ہی اوپر اسبات کے کہ کسی خبر مین نہین آیا کہ بنا کیا گیا کعبہ از خلیل اور پہلے
خلیل کے بنا کیا انھون نے اوس بیت کو اور اسمعیل پتھرون کے تئین نقل کرتے تھے اپنی گردن پر
اور ابن عباس رض کی حدیث مین آیا ہی کہ جن پتھرون سے کہ خلیل ع نے کعبے کے تئین بنا کیا وہ پتھر
پنج کوہ حرا سے اور ثبیر اور لبنان اور طور اور جودی سے تھے اور بعضی روایت مین مذکور ہی کہ وہ

سنگ کوہ حرا اور ابو قبیس اور قدس اور ورقان اور رضوی کے تھے ملائک ان پتھروں کو ان پہاڑوں سے
تراشتے تھے اور اسمٰعیل کی مددگاری کرتے تھے اور پتھر کھینچا اور یہی معجزہ اسمٰعیل تھا اور بعد اسکے بنا کرنا عمالقہ
اور جرہم کا ہے اور تقدیم اور تاخیر بنا میں درمیان عمالقہ اور جرہم کے اختلاف ہے اور چونکہ ولایت عمالقہ کی اسکے
تئیں مقدم ہے اوپر جرہم کی ولایت سے صواب تقدیم عمالقہ کے بنا کا ہوگا یعنی اگر عمالقہ کی بنا مقدم ہو جرہم کی
بنا پر صواب یہ ہے اسکے بعد بنا قصی ابن کلاب کی ہے اور خلیل کی بنا کے بعد اور اوسکے بعد قریش کی بنا ہے اور
قریش کی بنا تا بعد ہی بسند صحیح ملی کہ پینتیسویں ۳۵ سال میں حضرت کی ولادت سے وقوع میں آئی چنانچہ سابق مذکور
ہوا اور ایک روایت میں پچیسویں ۲۵ برس میں حضرت کی ولادت سے لیکن صحیح قول اول ہے اور سلیمان بن خلیل
نے کہا ہے کہ بنا ہی کعبہ ثلاثین میں واقع ہوئی یعنی تیسویں برس ولادت سے اور یہ قول غیر معروف ہے
ظاہر یہ ہے کہ لفظ خمس اوسکی کتابت سے ساقط ہوا ہے بعد اسکے بنا ابن الزبیر کی ہے کہ سال اربع اور ستین
میں ہجرت سے یعنی چونسٹھ ۶۴ برس ہجرت سے بعد اس حدیث کے سبب جو اسنے عائشہ رضی سے سنی تھی بنا کیا
اوسنے کعبے کو قواعد خلیل پر اور اوسکے بعد بنا حجاج ہے کہ عبد الملک بن مروان کے حکم سے سنہ اربع اور تسعین
میں یعنی چورانوے ۹۴ سال میں حضرت کی ہجرت سے تغیر دیا اوسنے بنائے ابن الزبیر کے تئیں کہتے ہیں
عبد الملک پشیمان ہوا اس تغیر دینے سے اور جب اوسنے خبر دی حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے
کہ سنا ہے حدیث کے تئیں عائشہ رض سے جیسا کہ ابن الزبیر نے سنا تھا واللہ اعلم بالصواب

تیسرا باب ابتدای وحی میں اور ثبوت نبوت اور ظہور دعوت اور اذیت اور عداوت کفار کی اور ہجرت کرنا اصحاب کا حبش کی طرف اور وفات پانا ابی طالب کا اور رحلت کرنا خدیجہ کا اور جانا حضرت کا طائف کی جانب اور بیعت کرنا جن کا

جب سن مبارک حضرت کا چہل سال کو پہنچا ظہور تباشیر وحی نے آفاق عالم کے تئیں منور کیا یعنی وحی کی نازل ہونیکا ظہور
ہوا اور آفتاب نبوت نے مطلع سعادت سے طلوع کیا تباشیر کہتے ہیں اول فجر کو اور ظاہر ہونا اس نور کا یعنی اوترنا وحی کا
بقول صحیح پیر کے روز آٹھویں یا تیسری ربیع الاول کی سنہ احد و اربعین یعنی اکتالیس میں عالم غیب سے تھا اور ایک گروہ نے
گمان کیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں نزول وحی ہوا مطابق اس آیہ کریمہ کے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور مطابق
اس قول اللہ تعالی کے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ابتدا اور وحی رمضان میں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت کو ساتھ نبوت کے
اول جب جبرئیل سے اکرام کیا ہے نہیں وہ مگر نزول قرآن اور جب فرمایا کہ نزول قرآن رمضان میں ہے

چنانچہ آیۂ کریمہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر خبر دیتا ہی ثابت ہوتا ہی کہ ابتدا سے وحی رمضان ہی مین ہو اور اکثر مفسر اوسی بات کے ہین کہ مراد اِس سے نزول قرآن ہی لوح محفوظ سے اوپر آسمان دنیا کے کیونکہ روایت کیا گیا ہی کہ قرآن یکبارگی تمام و کامل رمضان کے درمیان شب قدر مین لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اوترا اور وہان سے بحسب مصالح اور وقائع و واقعات کر کے تیئیس برس مین نازل ہوا اور نازل ہونا قرآن کا بحسب وقائع ہی اپنی ترتیب سے ہی لوح محفوظ مین جس طرح کہ آپ ذہ مصحفون مین اور پر اوسی ترتیب کے ہی و پر مثال کتب فقہ مثلاً جو مسائل کہ اوس مین مذکور ہین ترتیب خاص پر ہین اور لوگ وہان سے مسائل نکالتے ہین اور مقدم و موخر بحسب ہر حادثہ کے جو وقوع مین آتا ہی اور بدو وحی یعنے آغاز وحی بعضون کے نزدیک رجب کے مہینے مین ہی اور یہ قول نادر ہی اور آیا ہی کہ جب ظہور نبوت کا وقت نزدیک پہونچا تب محبوب اور مرغوب گردانی گئی طرف حضرت خلوت اور گوشہ گزینی خلق سے تو حضرت خلوت نشینی کرنے لگے کوہ حرا مین اور اوسکا نام جبل نور بھی ہی اور اوس جبل پر سے آنکھین کعبے کے جمال سے روشن بھی ہوتی ہین یعنے کوہ حرا سے کعبہ نظر آتا ہی حضرت وہان عبادت کرنے لگے اور متوجہ بجناب عزت ہو کر مستغرق بیٹھتے تھے اور اختلاف کیا ہی علماء نے اِس مین کہ حضرت کی عبادت اوس خلوت مین تفکر تھی یا بذکر اور مذہب مختار یعنی راجح اور متحقق یہ ہی کہ عبادت حضرت کی ذکر قلبی اور لسانی سے تھی اور عمل کرتے تھے حضرت بشریعت ابراہیم یا جو شریعت کہ ثابت ہوتی تھی حضرت کے نزدیک انبیا کی شریعتون سے یا باستحسان عقل یعنی عقل کی خوبی اور دلالت سے اور اپنے ہمراہ لیجاتے تھے گھر سے حضرت توشے کے تئین اور جب توشہ تصرف ہوتا یا دل جذب کرتا یعنے کشش کرتا اہل خانہ کیطرف تب اوس جبل سے نیچے اوترتے اور پھر ہمراہ لیتے توشہ کتنے ایک دنون کا اور مشغول ہوتے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت ہر سال ایکبار مکہ معظمہ سے باہر آتے اور ایک مہینے تک غار حرا مین خلوت نشینی کرتے اور جب ایام وحی کے نازل ہونے کے نزدیک پہونچے التزام اور اکثار کیا حضرت نے خلوت مین یعنے بہت خلوت نشینی کرنے لگے اور عبادت مین التزام لازم کرنا اور اکثار کثرت کرنے کے معنے ہین یکایک وارد ہوا اوپر اوس جناب کے وحی اور نازل ہوا کلام اللہ اسکا خیال نہ کرے کوئی کہ ظہور نبوت اور وارد ہونا وحی کا مجاہدہ اور ریاضت اور عبادت کے اثر سے ہی کیونکہ نبوت محض موہبت

اور عنایت ہی اور کسب و عمل کے تئین اوس مین مدخل نہیں تبارک اللہ یا وحی بمکتسب و لا نبی علی غیب بمتہم ترجمہ
اسکا یہ ہو قطعہ نہو وحی نازل کبھی مکتسب پر ، عبادت مین ہر چند ثابت قدم ہو ، ولایت کو پہونچے
ریاضت سے لیکن ، نبی غیب کے ساتھہ کب متہم ہو ، ہان سچ ہی کہ ولایت ایک نسبت اور معنی رکھتی ہی کہ کسب و
ریاضت کو اوسمین مدخل ہی اور تاثیر ہی کہ اوس سے کشف بعضے عوالم کا اور مشاہدہ بعضے روحانیات کا اور الہام
بعضے معانی کا حاصل ہوتا ہی لیکن نبوت قرب خاص ہی اور نسبت مخصوص کہ وحی آسمانی حامل جس کا
روح القدس ہی جسے جبرئیل امین کہتے ہین محض اجتبا اور اصطفاے آلہی سے حاصل ہوتا ہی حاصل یہ کہ جب
نازل ہوا حضرت کے تئین فرشتہ وحی کر کے کہا بشارت ہو جیو تمکو یا محمد کہ مین جبرئیل اور خدا نے مجھکو
تمھارے پاس بھجوایا ہی اور تم رسول خدا ہوا ہی امت پر انس و جان پر دعوت کرو بقول لا اله الا اللہ
اور کہا پڑھو تم یا محمد حضرت نے فرمایا مین خوانندہ نہیں ہون اور پڑھنا نہیں جانتا یعنے امی ہون کہ پڑھنا اور
لکھنا نہین سیکھا حضرت فرماتی ہین تب آغوش مین لیا مجھکو جبرئیل نے اور ایسا بھیچا کہ پہونچا جبرئیل مجھ سے میری
طاقت کے تئین یعنے ایسا بغل مین لیکر بھیچا مجھکو کہ مین اپنی طاقت کو پہونچا اور طاقت میری طاق ہوئی
یعنے بیطاقت ہوا یا یہ کہ پہونچا جبرئیل اپنی طاقت کے تئین اور بھینچا مجھکو اوتنا جتنی اوسکی طاقت تھی لفظ و
حدیث احتمال دونون معنو نکا رکھتی ہی [illegible] ہی اور شرح کرنے والون نے اسیطرح تصریح
کی ہی پھر چھوڑ دیا جبرئیل نے حضرت کے تئین اور کہا اقرا یعنے پڑھ حضرت نے کہا مین خوانندہ نہین ہون
پھر آغوش مین پکڑا اور بھینچا اتنا کہ اپنی طاقت کو پہونچا مین پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا حضرت نے کہا
مین پڑھا ہوا نہین ہون تیسری بار پھر آغوش مین پکڑا اور بھینچکر کہنے لگا اقرا باسم ربک الذی خلق
خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ کہا جبرئیل نے یا محمد استعاذہ کر و شیطان کے شر سے یعنے طلب پناہ کر تا خدا سے حضرت نے کہا استعیذ باللہ
من الشیطان الرجیم پھر کہا کہو یا محمد بسم اللہ الرحمن الرحیم تب پیچھے کہا اقرا باسم ربک الذی خلق آخر آیہ
تک یعنی تو اپنی حول و قوت کیطرف نہ دیکھ ہماری تائید اور تقویت کیطرف دیکھ کہ تیرا معلم اور پروردگار
ہون اور یہ آغوش مین لینا اور بھینچنا جبرئیل کا تصرف تھا حضرت کے وجود شریف مین ساتھہ
داخل کرنے انوار ملکوت کے تا کہ تہیہ کرے واسطے قبول وحی ہوا اور خالی ہو اوسکے ماسوا کے
شغل سے اور یہ اشارت بھی ہی اوس قول کیطرف کہ القا کیا جاتا اوپر اوسکے جیسا کہ آیا ہے۔

ناسلقی علیک قولاً ثقیلاً القا کے معنی دل میں ڈالنا کسی امر کا اور اشارت ہی اوپر اسبات کے کہ تخییل اور وسواس کے قبیل سے نہیں ہی کیونکہ خیال اور وسواس کے تئین جسم میں تاثیر اور تصرف نہیں اور تکرار تاکید کے واسطے اور تقریر اور مبالغے کے واسطے کہ اول اور آخر پر ایک کلام ہی حضرت صاحب کے قول میں سے کہ فرمایا انا بقارئ یعنی میں پڑھنے والا نہیں کیونکہ پڑھنا امی کا کسی غیر کے کلام کے تئین تعلیم اور تلقین سے یعنی سکھانے سے کتنا بعد رکھتا ہی یعنی چندان بعد نہیں رکھتا ساتھ اسکے جو فصاحت اور بلاغت حضرت کو تھی اور امی پناہ جو منافات رکھتا ہی کتابت کرنے سے اور پڑھنے سے مکتوب کی رو سے یہ تکرار اوس مقام کی وحشت اور ہیبت سے ہوگا لیکن حدیث کی شرح کرنے والوں نے گمان کیا ہی امی ہونے پر اور ایک روایت میں یوں آیا ہی کہ جب کہا جبرئیلؑ نے اقرأ یا محمد تب حضرت نے کہا کیا پڑھوں کہ ہرگز نہیں پڑھا تھے جبرئیلؑ ایک نامہ حریر کا بہشت کے دروں یاقوت سے منسوج تھا یعنی بنا ہوا تھا باہر نکالا اور کہا پڑھو ان حضرت نے فرمایا کہ میں خوانندہ نہیں ہوں جبرئیلؑ نے حضرت کے تئین اپنے ساتھ ضم کیا اور بھینچا الی آخر کلام یعنے اوس کلام کے آخر تک جو اول مذکور ہوا اسی معنی پر اور یہ بات مناسبت رکھتی ہی امی ہونے کے ساتھ بعد اسکے جبرئیلؑ نے اپنا پانوں زمین پر مارا چشمہ ایک پانی کا پیدا ہوا اور وضو کیا مشتمل بر مضمضہ اور استنشاق ناک دھونا اور جبرئیلؑ نے منھ اور ہاتھ اور پانوں ہر ایک کے تئین تین بار دھونا اور مسح سر ایکبار کیا ساتھ اس فعل کے اوسنے حضرت کو وضو کی تعلیم کی غالباً تعلیم فعلی خصوصاً ایسے افعال کے امثال میں سہل تر اور اوقع تھی تعلیم قولی سے تب حضرت نے بھی وضو کیا جبرئیلؑ نے ہتھیلی میں پانی اوٹھا کر حضرت کے روے مبارک پر چھڑکا اور آگے جا کر کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز ادا کی اور حضرت اوسکے مقتدی ہوئے اوسوقت جبرئیلؑ نے کہا کہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا اسیطرح ہی اس کلام سے تعلیم قولی بھی دفع ہوئی بعد اسکے جبرئیلؑ نے رستا لیا عالم بالا کا اور عروج کیا آسمان پر اور حضرت نے رجوع کیا مکے کیطرف اور جس حجر اور جس شجر کے پاس سے گذر فرماتے تھے یہی سنتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ حال آنکہ مراجعت کیوقت کانپتا تھا حضرت کا دل اور بوادر بوادر گوشت کے ٹکڑونکو کہتے ہیں جو دوش اور گردن بیچ ہوتے ہیں اور ترس اور ہول کیوقت لرزتے ہیں ایسی حالت سے حضرت گھر میں حضرت خدیجہ کے نزدیک آئے اور فرمانے لگے زملونی زملونی یعنے ڈھانپو مجھکو ڈھانپو مجھکو تب ڈھانپا حضرت کے تئین اور بدن مبارک پر گلیم ڈالی یعنے کمل اور آب سرد کا حضرت پر تریرا دیا تاکہ ترس اور لرزہ حضرت سے مرتفع ہوا اور بحالی خود آئے

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام حالت بیان مین لائے اور فرمانے لگے کہ مین ڈرتا ہون اپنی ذات پر کہ بلیات مین
نہ پڑون یعنی نبوت اور رسالت بار عظیم ہو اور ازراہ بازیکساری بی بی خدیجہ نے عرض کی کہ یا حضرت اندوہ مت
کرو اور شاد رہو قسم ہے کہ حقتعالی آپکو بلا مین نہین ڈال دیگا اور مخذول نہین کریگا اور خوف مت کرو کہ خدا تعالی تم سے
سوای نیکی اور خوبی اور کچھ نہ کریگا کسواسطے کہ تم صلۂ رحم بجا لاتے ہو اور عیال کا بوجھ اوٹھاتے ہو اور کسب و
ریاضت کرتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور مددگاری اور فریادرسی کرتے ہو تم لوگونکے تئین درماندگی اور
حوادث سے از روی حق نہ ازراہ باطل کے اور جگہ دیتے ہو تم یتیم کے تئین اور راست گو اور امانت گزار ہو تم
اور دستگیری کرتے ہو عاجزونکی اور نیکی کرتے ہو تم غریبون سے اور فقیرونسے اور نیک خوئی کرتے ہو تم خدا کی
خلق سے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرت خدیجہ نے حضرت سے عرض کی کہ آپ خوبصورت ہین اور
خوش خلق اور خوش آواز اور خوش کردار اور خوش گفتار اور عالی ہمت جو کوئی یہ صفات اور احوال رکھتا
ہو ہرگز بدی مین گرفتار نہو ویگا اور ویرانی کا منھ نہ دیکھے گا حضرت خدیجہ نے حضرت کو این مقالات سے
تسلی دی اور یہ باتین دلالت کرتی ہین کمال فراست اور معرفت پر حضرت خدیجہ کی اور ایک روایت مین
یون آیا ہی کہ حضرت نے کوہ حرا سے تشریف لا کے خدیجہ کے تئین اوس احوال کی خبر سے آگاہ کیا حضرت
خدیجہ یہ سنکر غایت فرح اور نہایت شادی سے بیہوش ہوئین اور جب ہوش مین آئین تب لیگئین حضرت
کو تائید اور تقویت حال کے واسطے ورقہ ابن نوفل کے پاس کہ وہ چچیرا بھائی تھا حضرت خدیجہؓ کا اور
ورقہ بن نوفل ایسا شخص تھا کہ دین قریش اور رسوم جاہلیت سے نکلکر نصاری کے دین مین آکر موحد ہوا
تھا اور انجیل کا علم خوب جانتا تھا اور انجیل سے عربی زبان مین چیزین لکھتا تھا اور عبرانی کے تئین بھی
جانتا تھا اور تھا شیخ کبیر اعمی حضرت خدیجہ نے کہا اے ابن عم میرے تو اپنی برادرزادی سے سن تو سہی کہ
کیا کہتا ہی کہ حضرت خدیجہ حضرت کے تئین برادرزادہ اوسکا بولین اور یہ عرب کا دستور بھی ہے کہ
ایک دوسرے کے تئین برادرزادہ کہکر خطاب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ورقہ بن نوفل ہمسن تھا عبداللہ
کا تب ورقہ نے کہا کیا دیکھتے ہو تم یا محمدؐ حضرت نے بیان کیا جو کچھ دیکھتے تھے اور خبر دی اوسے اپنے
حال سے ورقہ نے کہا کہ یہ وہ ناموس ہی کہ جو موسیٰؑ پر نازل ہوئے تھے بشارت ہو تجھے یا محمدؐ کہ تو
رسول برحق اللہ کا گواہی دیتا ہون مین کہ تو وہ پیغمبر ہی کہ جسکی عیسیٰؑ نے خبر اور بشارت دی تھی کہ میرے
بعد ایک رسول مبعوث ہوگا جسکا نام احمد ہو اور دیر نگذرے گی کہ تو مامور ہو جنگ و قتال مین کفار کے ساتھ

اے کاش کہ اوس روز مین حیات مین ہوتا اور جوان اور توانا ہوتا جسوقت کہ باہر نکالین تیری قوم تجھکو اسجگہ سے حضرتؐ نے فرمایا کہ آیا باہر کرنیوالے ہین مجھکو یہ لوگ ورقہ نے کہا کہ ہان نہین لایا کوئی مرد ہرگز مانند اوس چیز کے جو لایا ہی تو یا محمدؐ مگر وہ کوئی جو دشمنی کیا گیا ہو اور ایذا پایا گیا یعنے سنت الہی اور عادت سے جاری ہی کہ کفار ہمیشہ پیغمبرون کے دشمن ہوتے ہین کوئی پیغمبرؑ آیا مگر یہ کہ دشمن رکھا اوسے کفار نے اگر مین اوس روز کو پاؤن یعنی جس روز کفار کا غلبہ ہو دعوت کے سبب سے اور مین اوس روز حیات مین ہون تو یاری اور مددگاری کرون جو حق یاری کا ہی پس دیر نہ گذری کہ ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور زمان ظہور دعوت تک وہ نہ جیا آرزو وہ یعنے ورقہ ایمان لانیوالون سے اور تصدیق کرنیوالون سے ہی حضرتؐ کے اور اوس نے زمان نبوت کو پایا اور تحقیق کہ جماعت ایک تھی کہ حضرت کے وجود ظہور صورت عنصری سے پہلے قبل ایمان لائی تھی حضرت پر مثل حبیب نجار وغیرہ بلکہ خصوصیت انتہی اسم حبیب نجار کرکے ہو اور تمامی انبیا اور رسل اور اونکی اُمتین ایمان لائے ہین حضرت پر اور ورقہ بن نوفل کے تئین صحابی کہنا ہوسکتا ہی ظاہر تعریف صحابی کی جو کی گئی ہی من رائے النبی مومنا بہ یعنے جس شخص نے کہ دیکھا نبی کا ایمان لایا اوس پر کے صادق ہی اوپر اوسکے یعنے ورقہ بن نوفل پر یہ صادق ہی مطابق اس تعریف کے کہ اوسنے پیغمبر کو دیکھا ہی اور اقرار کیا ہی گو دعوت نہین دیکھی اوسنے اور تعریف مذکور مین ظہور دعوت کو شرط نہین کیا لیکن مشکوۃ مین صاحب مشکوۃ ایک حدیث مین لایا ہی کہ خدیجہ نے حضرت سے پوچھا ورقہ بن نوفل کا احوال اوسکی وفات کے بعد حضرت نے فرمایا کہ دیکھنے اوسکو خواب مین دیکھا ہی کہ اوسکے تن پر پوشاک سپید ہی اور یہ علامت ایمان ہی اور اس مقام مین توقف ایک واقع ہوتا ہی کہ جب وہ یعنی ورقہ بیقین مومن ہوا تو کیا احتیاج ہی استدلال کی اور علامت ایمان کی یعنے یہ کہ دلیل قائم کرین کہ وہ مسلمان گیا یا علامت چاہین کہ اوس کے مسلمان ہونے کی علامت کیا ہی شاید کہ یہ بات تاکید اور تقریر کے واسطے ہو روضۃ الاحباب مین ایک حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مشاہدہ کیا مین نے قس کے تئین جنت مین کہ اوسکے تن پر سبز پوشاک تھی کیونکہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور تصدیق کی تھی اوسنے میری نبوت کی اور مراد قس سے ورقہ بن نوفل ہی کیونکہ قس اور قسیس دانشمند اور رئیس نصاری کے تئین کہتے ہین اور مواہب لدنیہ مین آیا ہی کہ بعضون کے قول سے اول من اسلم وہ ہی یعنے جو اول

اسلام لایا وہ ورقہ بن نوفل تھا اور ابن مندہ نے اُس صحابیوں میں ذکر کیا ہی اور لیجانا خدیجہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئیں ورقہ کے پاس اور پوچھنا کیفیت حال کے تئیں جو کہ حرا میں حضرت پر حالت واقع ہوئی اِس قصّے میں اشارت ہی اوپر اثبات کے کہ مشورت اور استفسار کرنا لازم ہی حیرت اور اشتباہ کے وقت میں علما اور اہل بصیرت سے کہ صلاح نیک بتلاویں اور راہ دکھاویں طرف مقصود کے اوسی مقام سے دبت آویز صوفیوں کی اور طبا عان کی یعنے دانشمند وں کے اور سالکوں کے ہی غرض معاملات میں اور اپنے واقعات میں ساتھ مشایخ کے کہ کشف کریں حقیقت حال ان کے تئیں چنانچہ متعارف ہی اور معہود درمیان اس قوم کے کذا ذکر بعضے علما الصوفیہ یعنے ایسا ہی ذکر کیا ہی صوفیہ کے بعض علما نے تنبیہ یعنے آگاہ کرنا اشتباہ جو اس مقام میں عارض ہوتا ہی یہ ہے کہ حدیث بخاری کا شروع کلام چنانچہ ابواب لعنیہ میں اور روضۃ الاحباب میں بھی لایا ہے اثبات میں کہ آنا حضرت کا غار حرا سے ترسان اور لرزان اور کہنا خدیجہؓ سے کہ خشیت علی نفسی یعنے ڈرا میں اپنی ذات پر اور تسلی کرنا خدیجہؓ کا حضرت کے تئیں ساتھ اثبات صفات حمیدہ اور کمالات رفیعہ کے یعنے یہ کہ حضرت کو تسلی دی کہ تمھارے اعمال تمامی نیک ہیں چنانچہ اول مذکور ہوا اور صاحب صفات حمیدہ بلیۃ اور خذلان سے محفوظ رہتا ہے اور لیجانا حضرت خدیجہؓ کا حضرتؐ کے تئیں ورقہ بن نوفل کے پاس اور طلب کشف کرنا اوس حال کا بعد از ظہور نبوت اور نازل ہونا جبرئیلؑ کا اور وارد ہونا وحی کا غار حرا میں اور حاصل ہونا علم اور معرفت کا حضرتؐ کے تئیں ساتھ نبوت کے خواہ ساتھ پیدا کرنے علم ضروری کے حضرت میں اثبات پر کہ جبرئیلؑ ملک ہی کہ نازل ہوا ہی خدا کے پاس سے نہ یہ کہ جن ہو یا شیطان جیسا کہ اللہ تعالیٰ خلق کرتا ہی جبرئیلؑ میں علم ضروری کے ضمن اس طور کے ساتھ کہ کلام کرنیوالا اوسکے ساتھ خدا ہی اور بھیجنے والا اوسکا پروردگار جلشانہ ہی چنانچہ اکثر اسی بات پر ہیں یعنے اکثر لوگوں کا اتفاق ہی اوپر اثبات کے اور خواہ بنظر یعنے بتفکر و تامل اور استدلال یعنے طلب دلیل کرنا ظہور معجزات کا جبرئیلؑ کے باعث سے جیسا کہ ظاہر کیے اللہ تعالیٰ نے معجزے ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سے پہچانا جنے اون معجزوں سے صدق اوس جناب کا چنانچہ بعضوں نے کہا ہی اور آیا ہی کہ حرا میں داخل ہونے کے بعد اور پیش از داخل ہونے حضرت اوس مکان میں سے آوازیں سُنا کرتے تھے اور کہ ہر جانب سے ندا بلند تھی کہ یا محمد اور یا رسول لیکن کسیکو دیکھتے نتھے اور ایک روایت میں

آیا ہی کہ نزول وحی سے پندرہ برس پہلے اول حضرت آواز سماعت فرماتے تھے اور کسیکو دیکھتے نہ تھے اور سات
برس تک روشنائی دیکھتے تھے کہ نظر آتی تھی اور نشانات سے یعنی دیکھنے سے اوسکے شاد تھے خواہ اوس روشنائی
محسوس ہو یا نور علم الیقین سے مراد ہو کہ دل کو شاد کرتا تھا اور انشراح مین لاتا تھا اور نور اور وہ ایک
پتھر سے اور گیاہ سے سلام سنتے تھے یعنے یہ کہ آواز آتی تھی گیاہ سے اور حجر سے کہ السلام علیک
یا محمد اور جامع الاصول اور کتاب الوفا مین آیا ہی کہ ابتداے نبوت مین تین برس تک اسرافیل
ملازم خدمت تھا حضرت کا اور اوسکے بعد جبرئیلؑ نازل ہو کر حضرت کے تئین پہونچائی اور وحی اسکے معنے
پیغام پہونچانا خدا کا اور پوشیدہ بات کہنا آیا ہی لغت مین اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ
سات برس کے سن سے حکم باری سے اسرافیل حضرت کی ملازمت مین قیام رکھتا تھا اور ہمیشہ نزدیک
حضرت کے رہتا تھا یہانتک کہ حضرت کے سن مبارک کا پندرھوان سال تمام اور کامل ہوا اور کچھ کلام
نہین کرتا تھا مگر ایک کلمہ یا دو کلمہ اور ایسا ہی میکائیلؑ کا احوال کہتے ہین بعد اسکے جبرئیلؑ کے تئین حکم
ہوا درگاہ ایزدی سے کہ حضرت کی ملازمت مین حاضر رہے اور جبرئیلؑ کی رفاقت اور ملازمت حکم الٰہی
سے حضرت کے ساتھ انتیس[29] برس تک تھی لیکن حضرت پر ظاہر نہوتا تھا اور وحی نہین پہونچاتا تھا
باوجود ظاہر ہونے اِن انوار کے اور آشکار ہونے اِن اسرار کے تردد اور وہم اور اشتباہ
کے تئین کیا مجال اور احتمال ہو سکے وہ جو اول مذکور کیا اشتباہ اور اشکال بیان واقع ہوتا ہی
کہ حرا سے حضرت کا لرزان آنا اور خوف کھانا باوجود اس انوار کے کہ جسکا یہ کچھ مراتب ہو کہ مقرب
فرشتے درگاہ الٰہی سے اوسکے محافظ ہون اور وحی پہونچاوے جبرئیلؑ جیسا ملک پھر اوسکو
اتنا کچھ لرزنا اور فواد معنے دل اور جمع اسکی افئدہ بر وزن امثلہ اور یا نسبت کی یعنے تھا
حضرت کا یہ دل کا لرزنا اور ڈرنا اور ہول مگر نہایت ہیبت اور جلال اور رفعت سے اوس
مقام کے کہ طاقت بشریت اوس جناب کی غلبہ مطلوب سے اوس مقام کی بیتابی مین آئی اور اگر
یون ہوتا کہ بتدریج یعنے درجہ بدرجہ رفتہ رفتہ ظہور آیات اور علامات اور انوار سے وہ
حضرت اون انوار کے استغراق کا مستعد ہوتا اور مانوس اور مالوف ہوتا ساتھ اوس عالم
کے تو مشکل تھا کہ نظام کارخانہ وجود کا طرف اپنے خالق کے رہتا اور انجام استہلاک ہوتا
استہلاک کے معنے ہلاک ہونا لغۃً مستغرق ہونا اور قول حضرت کا خشیت علی نفسی اشارت

طرف سے گمراہی اس کی نہ ہوگی اور اس معنی پر محمول کیا چاہیے یا یہ کہ جب حضرت نے ثقل بار نبوت کو اور صعوبت و دشوار ہونا اس کے تئیں اور ادا سے امانت کے تصور کیا پشت طاقت اوس جناب کی شکست ہوئی اور خوف کھایا اور ڈر گئے اپنی ذات پر کہ اس بار گران کے بوجھ کے نیچے میں ہلاک ہونگا اس جہت سے فرمایا خشیت علی نفسی اور یہ تشویش لینے خوف قبل اسکے تھا کہ حاصل ہوا اوس حضرت کو علم اور اثبات اسکے کہ نازل ہوا تجھ پر جبرئیل خدا کے پاس سے نہ یہ کہ جن ہو یا شیطان ہو نستغفر اللہ من ذلک اور شاق تھا حضرت پر سننا بات سے کہ قوم اوس جناب کو مجنون کہیں یا کاہن تصور کرتی اور قصے کے سیاق کے کہ ذکر کیا گیا ہے نادر نہیں کیونکہ یہ خوف اور ہول جبرئیل کے نازل ہونے کے بعد اور ورود وحی اور ثبوت پر علم حاصل ہونے سے پہلے ہوا تھا نہ بعد آیات اور ظہور انوار و اسرار کے لعد پھر یہ دہشت جیسا کہ معلوم ہوا اور اگر ابتدا کے حال میں اسوقت کے آگے بعض آیات کے ظاہر کرنے کے نزدیک کہ میں احتمال اور اشتباہ ہو اثبات کرنا درست آوے لیکن سیاق قصے کا جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں واقع ہوا ہے درست نہیں آنے کا اور لیجانا خدیجہ کا حضرت کے تئیں ورقہ کے رفع شک و ریب کے لیے اور اصل علم الیقین کے حصول کے واسطے نہ تھا بلکہ مزید ایقان لینے زیادت یقین اور اطمینان اور وضوح محبت اور ظہور محبت کے واسطے تھا کہ یہ بات حکم نور علی نور رکھتی ہے اور اگر اس بات کے تئیں منظور رکھال حضرت خدیجہ رکھیں تو یہ بات وجہ صحت رکھتی ہے کیونکہ خدیجہ نے استدلال سے ساتھ وجود صفات کمال کے کہ منافی ہے تردد اور گمراہی کا علم نظری کے تئیں حاصل کیا کہ طریان وہم احتمال غیر کا بھی شاید کچھ دخل ہو لیکن اثبات کرنا احتمال اور اشتباہ کا نسبت بحال حضرت فی شاو کلا کہ تقریر کی ہمنے اثبات سے کہ اشتباہ کے تئیں نسبت دیں ہم حضرت سے اور اثبات احتمال کریں ہم اوس جناب سے اور یہ جو ورقہ بن نوفل کے کہنے سے اور تسلی دینے سے وضوح اور عیان ایک حاصل ہوا یہ ایسا کچھ ہوگا کہ بعضے معجزات کے ظہور کے بعد حضرت فرماتے تھے اشہد انی رسول اللہ یعنی شہادت دیتا ہوں میں برستیکہ میں رسول ہوں اللہ کا واسطے اثبات کے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات آوے اور یہ بات موجب تہیا ہو واسطے تصدیق کے اور ایمان لانے کے خوب سمجھا چاہیے اس معنی کے تئیں اور تحصیل کیا چاہیے اس مطلب کے تئیں اور خوب پاسداری کیا چاہیے اس مقام میں اور نظر بایہام عبارات قوم ایہام اسے کہتے ہیں جس کلام میں دو معنی ہوں سامع کا ذہن انتقال کرے معنی قریب کیطرف اور قائل کی مراد معنی بعید کیطرف ہو اور لغت میں ایہام معنی وہم کرنا آیا ہے یعنے عبارتوں میں قوم کی جو ایہام واقع ہے

اوسپر نظر کرکے متسلی رہنا اور رادے سے ذوکنا والتائید والہدایۃ من اللہ الملک العلام یعنی تائید اور ہدایت خدا کیطرف سے ہو ایسا خدا کہ بادشاہ ہو اور دانا ہو اور جو کچھ کہ اول مذکور ہوا اوس سے معلوم ہوا کہ اول جو چیز نازل ہوئی قرآن سے سورۂ اقرء باسم ربک سے علم الانسان مالم یعلم تک اور امام محی الدین نووی نے بھی یہی کہا ہے کہ صواب یہی ہے کہ اسبات پر جماہیر سلف اور خلف متفق ہیں جماہیر جمع ہے جمہور کی لیکن جو کچھ کہ جابر کی روایت میں آیا ہے یہ ہے کہ جو کچھ اول نازل ہوا کلام اللہ سے سورہ یا ایہا المدثر ہے مگر وحی کی فترت کے بعد چنانچہ مذکور اسکا آویگا لیکن جو کچھ کہ حدیث میں آیا ہے کہ اول ما انزل سورہ فاتحہ یعنی اول جو کچھ نازل ہوا الحمد کا سورہ ہے چنانچہ بعضے مفسروں کا قول بھی یہی ہے بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور اگر درست ہو تو احتمال رکھتا ہے کہ خبر اوسکی نزول سے ہو یعنی الحمد کے نزول سے اقرء اور یا ایہا المدثر کے بعد ہون اور بعضون نے کہا ہے اول جو نازل ہوا سو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تھا کہ جبرئیلؑ نے کہا استعاذہ کرو یا محمدؐ استعاذہ طلب پناہ کرنا خدا سے تب حضرت نے فرمایا استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم پھر کہا جبرئیلؑ نے کہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ تس پیچھے کہا اقرء باسم ربک الذی خلق کذا ذکر صاحب مواہب لدنیہ یعنی ایسا ہی مواہب لدنیہ والے نے کہا ہے اور یہ بات جاننا چاہیے کہ فتور وحی کتنے وقتون کے بعد ہوا لیکن اونھون نے کہا ہے کہ مدت فتور تین برس تھی اور جزم کیا ہے اسبات پر ابن اسحٰق نے اور مواہب لدنیہ میں مذکور ہے کہ امام احمد نے ایک تاریخ میں شعبی سے روایت کی ہے کہ نازل ہوئی حضرتؐ پر نبوت حال آنکہ اوس جناب کا سن مبارک چالیس سال کا تھا اور قرین ہوا ساتھ نبوت کے اسرافیلؑ تین سال تک اور تعلیم کرتا تھا اوس جناب کو شئیں کلمہ اور کچھ اور نازل نہین ہوتا تھا کلام الٰہی اوپر اوس حضرتؐ کے زبان کے اور جب تین برس گذرے قرین ہوا حضرت کی نبوت سے جبرئیلؑ اور نازل ہوا حضرت پر قرآن بیس برس تک انتہی اور روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ اون ایام میں جبرئیلؑ حضرت پر ظاہر ہو کر تسلی دیتے لیکن قرآن حضرت کے آگے نہین پڑھتے تھے اور حضرت قرب وحی سے بہت اندوہناک رہتے تھے اس ڈرسے مین کہ کئی بار حضرت نے ارادہ کیا کہ اپنے تئین قلہ کوہ سے نیچے گرادین اور ہر بار جبکہ جبرئیلؑ ظاہر ہوتے حضرت سے کہتے یا محمدؐ انک رسول اللہ یعنی ای محمدؐ تحقیق کہ تو رسول ہے خدا کا ازروے تحقیق کے اور کہتے کہ یا محمدؐ مین دوست ہون اور بھائی اور آیا ہے حدیث مین کہ حضرت نے جبرئیلؑ کو درمیان آسمان اور زمین کے کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اس مقام سے بھی خوف کھاکر اندوہ پراتس مین آکر گھر میں آکے فرمانے لگے زملونی زملونی چنانچہ بار اول قضیہ

غار حرا مین فرمایا تھا اس حق تعالی نے وحی یعنی پیغام بھیجا کہ یا ایہا المدثر قم فانذر اوسوقت سے وحی متتابع اور متتالی ہوئی
یعنی پے درپے سنیے آپ کلام اللہ کے اگرچہ مترجم بقدر اپنے حوصلے کے لکھ سکتا ہی لیکن محل خوف ہی کہ کلام الٰہی کا
سمجھنا اشد دشوار ہی اور یہ نعمت ختم ہو چکی پیغمبر پر اور آل پر اون جناب کی مگر کہین کہین جہان سند ہو
معلوم ہوا کچھ ضرورتًا لکھا ہی بعضون نے کہا ہی کہ نبوت اون نبی پر جو کی مقدم ہی اوپر رسالت
اون رسول مطلق کے اور محدثین کے مذہب پر تبلیغ اور انذار شرط نہین ہی تبلیغ کے معنی پیغام پہونچانا
اور انذار ڈرانا خدا کے غضب سے اور نزول وحی تکمیل نفس کے واسطے کافی ہی جیسا کہ سورۂ اقرأ
حضرت کی تعلیم و تفہیم اور تکمیل کے واسطے نازل ہوا ہی یہ نبوت ہوا اوسکے بعد نازل ہوا سورۂ یا ایہا المدثر
تبلیغ اور انذار کے واسطے یہ رسالت ہی وصل جان کر اسباب کو کہ عالمون نے وحی کی مراتب
عدیدہ ذکر کیے ہین یعنے کئی وجہ سے اول رویاے صالحہ ہی چنانچہ عائشہ کی حدیث مین آیا ہی کہ اول ما بدی
به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرؤیا الصالحہ یعنے اول جس چیز سے کہ ابتدا کیا گیا اوس کر کے
رسول کو وہ رویاے صالحہ ہے وفی روایۃ الصادقہ فکان لا یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح فلق
بمعنے شگافتہ ہونا اور فلق یعنے پوپھٹنا صبح کا اور مراد اوس سے نور صبح ہی یعنے وحی کے مراتب سے
ایک رویاے صالحہ ہے لفظ صالحہ کے واسطے ہے کہ خواب مین اکثر چیزین نظر پڑتی ہین کہ محمول
ہوتی ہین وسوسے اوپر اہمال کے اور فساد کے لیکن انبیا کو یہ نہین بلکہ وہی رویا ہی انبیا کا کہ
بمنزلہ وحی ہو اسیواسطے کہا رویاے صالحہ اور بعضی روایت مین آیا ہی رویاے صادقہ پس
نہین دیکھتا رویا کے تئین مگر آتا ہی رویا مثل فلق صبح یعنے نور صبح بعضی کتابون مین واقع
ہوا ہی کہ رویا چھ مہینے تک تھا اور ثبوت مین اس مدت کے کلام ہی واللہ اعلم ثانی یہ کہ القا کرتے
جبرئیل یعنے ڈالتے قلب نبوی مین بدون اسکے کہ حضرت دیکھین جبرئیل کو القا بمعنے الہام ہی چنانچہ
فرمایا ہی حضرت نے کہ روح القدس نے القا کیا میرے دل مین فوت نہوگا ہرگز کوئی نفس یہانتک
کہ تمام و کمال نہ لے اپنی روزی کے تئین اور استیفا نکرے اوسے یہ حدیث روایت کی ہی یہ حدیث حاکم
نے اور اسکی تصحیح کی ہی اور تیسرے ثالث مراتب وحی سے یہ کہ تمثل کرتے جبرئیل یعنے بصورت انسانی
کبھی شخص کی صورت سے متمثل ہو کر خطاب کرتے حضرت کے تئین تاکہ یاد کرتے حضرت جو کچھ
جبرئیل کہتے اور اکثر بصورت دحیہ کلبی آتے تھے جبرئیل دحیہ نام ایک صحابی کا ہی قبیلۂ بنی کلب سے

اسیواسطے اُسے وحیہ کلبی کہتے تھے اور خوش رو تھا نہایت حسن و جمال مین کہتے ہین کہ جب وحیہ تجارت کیواسطے نکلتا
تو محل کی بیٹھنے والی عورتین نظارہ کرتین اوسکے تئین اور تحقیق یہ ہی اسکی یعنی تمثل جبرئیلؑ کا بصورت وحیہ اسبات مین
کلام ہی اہل ظاہر اشکال لاتے ہین اس طور سے کہ جب تمثل کرتے تھے جبرئیلؑ صورت وحیہ مین تب روح جبرئیلؑ کی
کہان رہتی تھی اگر جسد مین تھی وہ روح تو جبرئیلؑ کے چھہ سو جناح تھے یعنی بازو کہ صورت اصلی
جبرئیلؑ کی یہ ہی تو معلوم ہوئی یہ بات کہ جو حضرت کے سامنے آتا تھا وہ روح نتھی جبرئیلؑ کی اور نہ
جسد تھا اور اگر روح جبرئیلؑ کی اس جسد مین آئی تھی یعنی وحیہ کلبی کے جسد مین اور جسد اصلی سے مفارقت
کرکے اس جسد مین آئی تھی تو پھر کیا مرجاتے تھے جبرئیلؑ بسبب انتقال روح کے اپنے جسد سے یا خالی رہتا
تھا وہ جسد روح سے اور بے روح جیتے تھے جبرئیلؑ مواہب لدنیہ مین عینی سے جواب ہی اسبات کا
عینی بخاری کی شرح کرنے والون سے ہی حنفی المذہب یہ کہ بعید نہین کہ انتقال روح موجب موت
نہو باقی رہا جسد جسد کی مفارقت سے کوئی چیز نقصان پذیر نہین ہوتی یعنے بدن سے اگر روح انتقال
کرے جسد کو اوسکے جدا ہونے سے کچھ نقصان نہین بلکہ یہ نقل کرنا روح کا ہی جسد ثانی مین جیسے
[illegible] انتقال شہیدون کی روح کا سبز طائرون کے جوفون مین مترجم کہتا ہی جوف بمعنی شکم ہی اور اجواف
اسکی جمع ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ احد کے شہیدون کو حضرت حق سبز طائرون کے بدن مین
لایا اور ہر روز وہ طائر بہشت کی نہرون پر آتے ہین اور میوے بہشت کے کھاتے ہین اور سیر
کرتے ہین اور پرواز کرتے ہین اور لاموت ہین تو گویا انتقال روح کرتے ہین ایک جسد سے ایک
جسد مین اگرچہ روح اوسی ایک جسد کی ہی لیکن روپ علیحدہ علیحدہ ہی یہی انتقال ہی شہدا کی روح کا اور مرنا
اجساد کا یعنے بدنونکا ارواح کی مفارقت سے امر واجب نہین ہی یعنے یہ کہ اگر روح بدن سے نکلجاوے تو یہ
ضرور نہین کہ روح کے نہونے سے جسد تمام ہوجاوے عقلاً بلکہ یہ عادت ہی کہ جاری کیا ہی خدا تعالیٰ نے
بنی آدم مین اس عادت کے تئین اور یہ بات لازم نہین ہی کہ یہ عادت بنی آدم کے غیر مین بھی ہو بلکہ
جائز ہے بنی آدم مین بھی اندر وسے عقل اور داخل ہی یہ بات قدرت حق مین یعنے حق تعالیٰ کو یہ مقدور
ہے کہ ایسی خلاقی کرتا ہی یہ کلام جو بعضے عالمون نے کہا ہے کلام ظاہری ہے جسکی تمہید گذری
اول اور اہل تحقیق کے نزدیک تمثل جبرئیلؑ یعنے صورت پکڑنا بصورت وحیہ یہ ہے کہ جبرئیلؑ
کے ذہن مین وحیہ کلبی کی صورت حلمیہ آئی اور بسبب قدرت کاملہ اور ارادت شاملہ کے جبرئیلؑ نے

اپنے وجود کی افاضت کے تئین یعنی البیاری کے تئین اوپر اوس صورت علمیہ کے کہ بنایا حسن صفات سے کہ وہ صورت ہی اور اپنے تئین بصورت وحیہ دکھلایا اور اوس صورت علمیہ کے تئین متلبس کیا اوس صفات موجود کے ساتھ یعنی وحیہ کلبی کی صورت علمیہ کے ساتھ التباس دیا جبرئیل نے اوس صفات موجود کے تئین التباس یعنی ایک رنگ ہونا یعنے وہ جو وحیہ کا وجود بنا تھا اوسکے ساتھ اوسکی صورت علمیہ کے تئین جبرئیل نے التباس دیا اور جبرئیل اپنے مقام میں ثابت اور قائم ہین اور کائن ہین ذات وصفات ملکی کے ساتھ اور وحیہ کلبی اپنی جگہ مین تھا جس صورت سے کہ مخلوق تھا اور یہ صورت حاصل ساتھ تمثل کے نہین ہی مگر تعین کرنا جبرئیل کا ساتھ اوس صورت کے کیونکہ جبرئیل کی حقیقت اور ہی اور صورت اور اور جبرئیل کی ذات اور صفات وہی ہی جو فرشتونکی ہوتی ہی لیکن ساتھ اس صورت کے تمثل کیا ہی چنانچہ اہل توحید کا مذہب ہی کہ وے قائل ہین اس بات کے کہ حقتعالے تمثل کرتا ہی بصورت عالم اور ظہور کرتا ہے اپنا اوسمین اور اسی طریق سے ہی تمثیل روحانیون کی بصورت جسمانی ہی اور تمثل حق کی بصورت بشر اور تمثیل بعضے مکمل اولیا کی بصورت متعدد یعنے تعداد کی ہوئی صورتون کے ساتھ فاعلم پس بوجھ تو ان باتون کو اور کبھی جبرئیل بصورت غیر وحیہ بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبرئیل مین بیان اسلام وایمان اور احسان مین آیا ہی رابع مراتب وحی سے یہ کہ آتا تھا صلصلۃ الجرس کے مانند یعنے آواز جرس کی کہ مفہوم نہین ہوتی تھی اوس آواز سے کلمات اور معانی سوا حضرت کے کسیکو اس قسم کی وحی زیادہ دشوار تھی حضرت پر انواع وحی سے یہان تک کہ جبین مبارک سے حضرت کی پسینا ٹپکتا تھا سخت سردی کے ایام مین وحی کے وقت اور کبھی حالت نزول وحی مین حضرت کا ناقہ بیٹھ جاتا تھا زمین پر اگر سواری کی حالت مین یہ حالت وقوع پاتی اسی طرح سے حضرت کا سر مبارک زید بن ثابت کی ران پر تھا یکایک بھاری ہو گئی ران زید بن ثابت کی یہانتک کہ نزدیک ہوا کہ ران اوسکی ٹوٹ جاوے روایت کرتا ہی طبرانی کہ ابن ثابت نے روایت کی ہی کہ مین پیغمبر خدا کی وحی کے تئین لکھا کیا کرتا تھا اور جب نزول وحی ہوتا حضرت پر تو سختی کی شدت پکڑ لیتی حضرت کے تئین اور پسینا ٹپکتا بدن مبارک سے قطرے ایسے کہ روپی کے دانونکے مانند ایکروز حضرت میری ران پر سر مبارک رکھے ہوئے استراحت مین تھے یکایک میری ران بھاری ہو گئی اس طرح مین کہ نزدیک ہوا کہ میرا پانون ٹوٹ جاوے مینے گمان کیا کہ پھر راہ نہین چل سکنے کا مین ہرگز اپنے پانون سے اور جسوقت سورۂ مائدہ نازل ہوا حضرت پر

نزدیک تھا کہ اوس وقت حضرت کے ناقے کا بازو ٹوٹ جاوے اور ثقل مطلق وحی مین بھی آیا ہی یعنے حدیث مین آیا ہی کہ صرف نزول وحی مین بھی ثقالت اور گرانی ظہور مین آتی تھی یعنی بدون نزول سورۃ اور آیت کے کہ جب نزول ہوتا وحی کا اوس جناب پر تب کرب اور محبت کھینچتا وہ سر درسبب اوسکے اور متغیر پاتا رنگ تابان اوس جناب کے روے مبارک کا خاکستر کے رنگ کے مانند اور نیچے جھکا جاتا سر مبارک اور اصحاب کے سر بھی نگون ہوکر گرتے اور جب کشادہ ہوتے یعنی جب اوس حالت سے حضرت کو افاقہ ہوتا تب سر کے تئین اوٹھاتے اور محققون نے کہا ہی کہ افاضی اور استفاضی مین مناسبت شرط ہی افاضہ کے معنی گذرے اور استفاضہ بمعنی خبر چاہنا اور پراگندہ ہونا اور فاش ہونا خبر کا بیان استفاضہ بمعنے طلب خبر کرنا اولی ہی اور مراد ان دونون معنون سے یہ کہ آپ اور کسیکے رد پ مین آنا اور اور کسیکو اپنے رد پ مین لانا چنانچہ کبھی ملکیت یعنے فرشتہ پنا جبرئیل کا غالب آتا اور حضرت کو اپنی حالت سے لیجاتا اپنے عالم مین اور کبھی بشریت حضرت کی جبرئیل پر غالب ہوتی اور جبرئیل کے تئین بصورت البشر ثانی یہ صورت وعدہ بشارت مین تھی اور اول یعنی فرشتہ پنا جبرئیل کا حضرت پر غلبہ کرنا اور اپنی صورت مین لیجانا یہ صورت وعید اور نذارت مین تھا نذر کے معنی بالفتح بمعنی پیمان اور بضمتین یعنے دو ضمے کے ساتھ جمع ہی نذیر کی مثل منذر بمعنی دہشت چنانچہ نذیر بمعنی ڈرانیوالا اور بمعنی ڈرنا آیا ہی اور وعد بمعنی خوشخبر پہونچانا خامس مراتب وحی سے یہ ہی کہ معائنہ کرتے تھے حضرت فرشتے کے تئین بصورت اصلی اور صورت اصلی فرشتے کی یہ ہی کہ اوسکے چھ سو بازو ہین اوسکی صورت سے حضرت کے تئین وحی پہونچاتا تھا فرشتہ جو کچھ کہ خدا چاہتا تھا چنانچہ سورۂ والنجم مین مذکور ہے کہتے ہین کہ ایسا دوبار اتفاق ہوا ہی واللہ اعلم سادس مراتب وحی سی یہ کہ اللہ تعالی نے وحی حضرت پر جا کے فوق سماوات تھے یعنی وحی ہوئی حضرت پر جس وقت کہ ساتوین پر تھے شب معراج مین کہ وحی کیا حق تعالی نے حضرت پر صلوات خمس وغیرہ کے تئین سابع مراتب وحی سے یہ کہ کلام کرنا حضرت رب العزت کا پیغمبر سے بدون وساطت فرشتے کے جس طرح تکلم کیا موسیٰ سے ثامن یہ کہ کلام کرنا حق سبحانہ کا پیغمبر سے آشکارا اور بے حجاب اور ظاہر یہ ہی کہ وحی فوق سماوات اسی قبیل سے ہے اور مواہب والے نے کہا ہے کہ یہ بات اوس شخص کے مذہب پر ہے جو کہے کہ دیکھا حضرت نے اپنے پروردگار کے تئین شب معراج مین یہ مسئلہ خلافیہ ہے واللہ اعلم اور کبھی یون تھا کہ دیکھا حضرت صلعم نے پروردگار تعالی وتقدس کے تئین منام مین یعنے خواب مین اور تکلم کیا اللہ تعالی سے چنانچہ

حدیث مین آیا ہی کہ دیکھا مینے پروردگار کے تئین بہترین صورت سے کہ رکھے اپنے دونون ہاتھ میرے دونون شانون پر اور پائی مینے اوسکی اونگلیونکی خنکی اور سردی اپنے سینے مین اور پوچھا اللہ تعالی نے مجھ سے

فیم یختصم الملاء الاعلی یہ حدیث ہی ساتھ طول اپنے کے اور حضرت کے اجتہاد کے تئین جو علم حاصل ہوتا تھا اوس وصائب کے سبب تھا وصائب جمیع بحر اصب کی یعنی ہمیشہ دائم اور شدید یہ بھی اقسام وحی سے مقرر رکھا گیا ہی صاحب مواہب نے کہا ہی کہ اتفاق کیا گیا ہی اوپر اس بات کے کہ جب حضرت اجتہاد کرتے تھے صواب اور اجتہاد بجا کرتے تھے قطعاً یعنے حضرت کے اجتہاد مین صواب ہی تھا کہ خطا کو دخل نتھا اسمین اور معصوم تھا وہ صاحب اجتہاد خطا اور نسیان سے بخلاف اجتہاد امت اور مشہور کتب اصول مین یہ ہی کہ مقرر نہین کیا جاتا تھا اوپر خطا کے اور تنبیہ کیا جاتا تھا اوپر اوسکے جیسا کہ اساری بدر کے قصے مین مذکور ہی تنبیہ کے معنے آگاہ کرنا اور اسارے اسیرون کو کہتے ہین اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ حلیمی نے کہا کہ وحی کیجاتی تھی پیغمبر خدا کے تئین چھیالیس نوع سے اور ذکر کیا ہی اوسنے ان نوعون کا اور فتح الباری مین مذکور ہے کہ غالب اوسکا یعنی اکثر اس انواع کا باعتبار اختلاف احوال حامل وحی کے ہی حامل وحی یعنے وحی اوٹھانیوالا خلاصہ اسکا یہ کہ انواع وحی کے چھیالیس اس اعتبار سے ہین کہ نزول وحی ایک نوع سے نہین ہوا اور حامل وحی کے احوال مین اختلاف ہی اس معنے سے اور یہ مجموع داخل ہو اوس چیز مین جو ذکر کیا گیا ہی یعنے یہ تمامی مذکور داخل اوس مذکور مین جو ذکر کرنے مین آیا یعنے مذکور نزول وحی مین واللہ اعلم اور بعضے عالمون نے کہا ہی کہ نازل ہوئے جبرئیل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوبیس ہزار بار اور آدم پر بارہ مرتبے اور ادریس پر چار بار نازل ہوئے جبرئیل اور نوح پر پچاس مرتبے اور ابراہیم پر بیالیس بار اور موسی پر چار سو مرتبے اور عیسے پر دس بار جبرئیل نازل ہوئے کذا نقل صاحب المواہب یعنے صاحب مواہب نے بھی ایسی ہی نقل کی ہی واللہ اعلم اور کہا ہی اونھون نے یعنے عالمون نے کہ اول جو چیز کہ واجب ہوئی عبادات سے توحید اور ایمان لانیکے بعد سو دو رکعت نماز تھی کہ تعلیم کی جبرئیل نے حضرت کو اور ساتھ حضرت کے ادا کی وہ نماز جبرئیل نے توحید کے معنے ایک گرداننا اور خدا کے تئین ایک سمجھنا اور ایک کہنا اور مقاتل نے کہا ہی کہ فرض اول دو رکعت نماز تھی غدوات مین غدوات یعنے فجر اور دو رکعت عشا کے وقت اللہ تعالی کے اس حکم کے موافق وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار

انکار صبح ہی کبھی بمعنی فجر اور سبح امر ہی بمعنی تسبیح کر تو اور فتح الباری مین مذکور ہی یون یہ کہ نماز پڑھتے تھے حضرت
قضیہ اسریٰ کے اول سے اور اصحاب ابھی انکے قبل سے بھی بدستور لیکن اختلاف واقع ہوا ہو اسبات مین کہ آیا
صلوات خمس سی آگے فرض تھی نماز بعضون نے کہا ہو کہ فرض تھی نماز پیش از طلوع آفتاب و پیش از غروب
آفتاب اور اسبات پر حقتعالیٰ کا قول بھی حجت اور سند ہی یعنے وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا
انتہیٰ اور نووی نے کہا ہو کہ اول جو کچھ واجب ہوا حضرت پر سو انذار تھا اور دعوت بتوحید یعنی ڈرانا خدا
کے غضب سے اور دعوت کرنا اسبات پر کہ خدا کو واحد جانو اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرض کیا قیام شب کے تئین
چنانچہ سورۂ مزمل کے اول مین مذکور ہی بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے منسوخ کیا اسکو اس صورت کے آخر مین
پس کے بعد منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے تمام کے تئین یعنی وہ جو اول مذکور ہوا کہ نماز صبح اور شام فرض دو دو
رکعت تھی اسکو اور اسکو یعنے یہ جو مذکور ہوا ان تمام کے تئین منسوخ کیا ساتھ ایجاب صلوٰۃ خمس لیلۃ الاسریٰ
کے ایجاب کے معنی واجب کرنا یعنے جسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ صلوٰۃ خمسہ واجب گردانی تب منسوخ کیا اون
سبھون کو جو مذکور ہین آئین اور اختلاف کیا ہی عالمون نے اسبات مین کہ جو شخص اول ایمان لایا رسول خدا اور
تصدیق کی اونسے اوس جناب کی وہ کون ہی جمہور اوپر اسبات کے کہ اول من امن علی الاطلاق ام المؤمنین
خدیجہ یعنے جو شخص اول ایمان لایا علی الاطلاق سو وہ ام المؤمنین خدیجہ ہین اسطرح سے کہ جب تشریف لائے
حضرت حرا سے اور خبر وار کیا حضرت خدیجہ کے تئین نزول وحی سے ایمان لائین تب حضرت خدیجہ اور تصدیق
کی اور استدلال کیا خدیجہ نے اونکے صدق پر اور اتباع کی معنی پیروی کرنا اور بعد اوسکے اول اور اسبق ابو بکر
صدیقؓ تئین اسلام کے لانیوالون سے اور اسبات پر ہین ابن عباس اور حسان بن ثابت اور اسما بنت
ابی بکر اور نخعی وغیرہم یعنے یہ سب متفق ہین اوپر اسبات کے کہ خدیجہ کے بعد ابو بکر ایمان لائے اور غیرہم سے
مراد تابعین ہین اور جماعۃ صحابہ اور تابعین سے اور غیر اونکے عالمون سے اور بعضون نے کہا ہی کہ
سب سے اول ایمان لائے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کہ حضرت کی آغوش تربیت مین تھی اور اوس زمانے
مین حضرت علی حلمی تھی کہ بحد بلوغ نہین پہونچے تھے لہذا فرمایا ہی حضرت علی نے شعر سبقتکم
الی الاسلام طرا صبیا ۔ ما بلغت اوان حلمی ۔ حلم بالضم بمعنے خواب دیکھنا اور مراد اوس سی حد بلوغ
ہی قطعہ ہوئی سب پہ سبقت مجھے دین مین بکسیکا تھا ابھین کچھ جور نو ظلم ۔ نہ ہلال حر انورایمان سے یہ بدر اگرچہ پہونچا
اوان حلم ۔ اور سن شریف حضرت علی کا اوسوقت دس برس کا تھا چنانچہ حکایت کی طبری نے

اور ابوعمر بن عبد البر نے کہا ہے کہ جو اشخاص کہ سبقت کی اثبات کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اول من اسلم ہیں سو سلمان اور ابوذر اور مقداد اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم ہیں اور ابن شہاب اور قتادہ وغیرہم کا بھی یہی قول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اول اسلام لانیوالوں سے ورقہ بن نوفل تھا اور شیخ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ اورع اور احوط یعنے پرہیزگارتر اور محیط تر یہ بات ہے کہ کہا جاوے کہ رجال احرار سے یعنے احرار جمع حر بمعنی پاک ابوبکر اور صبیان اور احداث سے حضرت علی رض اور نساء سے خدیجہ اور موالی سے زید ابن حارثہ اور عبید سے بلال واللہ اعلم عبید جمع ہے عبد کی بروزن فعیل اور ابن عبد البر نے دعوا کیا ہے کہ اتفاق اوپر اس بات کے ہے کہ اول من اسلم حضرت علی ہیں لیکن اس وقت میں چھوٹے تھے اور پوشیدہ رکھا اسلام کے تئیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابی طالب کے خوف سے اور ابوبکر نے اسلام لاکر اظہار کیا اپنے اسلام کے تئیں اور تائید کرتا ہے وہ اس بات کی اس روایت سے جو حضرت امام حسن نے روایت کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا سبقت کی ابوبکر نے مجھسے چار چیزیں کہ نہ پایا میں نے انکو بغیر انکو اول افشای اسلام یعنے ظاہر کرنا ثانی قدم ہجرت ثالث مصاحبت غار میں رابع اقامت صلوٰۃ اور اظہار صلوٰۃ اور میں شعب میں تھا اخفا کرتا تھا اوسکے تئیں یعنے اسلام کو شعب بالکسر یعنے پہاڑ کا درا اور جو راہ کہ پہاڑ میں ہو بعد ازان اسلام لایا ابوبکر رض کے بعد زید بن حارثہ تس پیچھے عثمان بن عفان اور زبیر ابن العوام پھر عبد الرحمن بن عوف پھر سعد بن ابی وقاص پھر طلحہ بن عبد اللہ ابی بکر صدیق رض کی دعوت سے یعنے ابوبکر صدیق کی دعوت کرنے سے یہ اتمام اشخاص اسلام لائے تس پیچھے اسلام لائے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ ابن الجراح ابو سلمہ بن عبد اللہ بن عبد الاسد نو شخصوں کے بعد اسلام لائے ارقم مخزومی اور عثمان بن مظعون اور عبد اللہ بن مسعود اور سعید بن زید اور فاطمہ بنت خطاب اور ابن سعد نے کہا ہے کہ خدیجہ رض کے بعد عورتوں سے جو عورت پہلے ایمان لائی ام الفضل زوجہ عباس رض اور اسما بنت ابی بکر تھا ہیں **وصل** بمعنے ملنا اور پیوند کرنا اور بہ معنے مثل اور مانند یہاں بمعنے پیوند کرنا اولی کیونکہ یہ حالات جو اسکے ماتحت پیوند کیے جاتے ہیں اوس کلام سکے ساتھ جو ماقبل ہے اسکے یہاں یہ وصل ضد فصل ہے بمعنی جدا لانا ایک کلام کا دوسرے سے اگرچہ وہ کلام داخل کتاب ہی ہے تین برس تک حال اس طرح پر تھا یعنی جو مذکور ہوا اوپر اور حضرت ماموریتھے یعنی حضرت امر پائے ہوئے تھے درگاہ ایزدی سے کہ اس امر کو مخفی رکھیں

اور رہا یہ زبان تو حضرت خفیہ دعوت کرتے تھے امت کے تئین یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی فاصدع بما تؤمر

وأعرض عن المشركين اگرچہ مترجم از راہ خوف بدون دیکھنے تفسیر کے جرأت نہین کر سکتا اور سب انکو بالیقین شوار جانتا ہی کیونکہ کلام الٰہی کو بغیر از رسول و آل اور صحابہ کے کون سمجھ سکتا ہی جو حق سمجھنے کا ہی لیکن یہ موقع اور بعض مواقع اس نہج سے واقع ہوتے ہین اگر ہندی زبان مین بقید ترجمہ نہ آوین تو ہندی خوانونکو لطف سخن ظاہر نہین ہوتا اور تفہیم مطالب سے مغالطے مین آجاتے ہین اسواسطے لازم ہوا کہ برادران زبانی زبان دانی مین زبان آور ہو وین اگرچہ اس مطلب کی تمہید مین مقصد سے دور پڑا لیکن پھر سر رشتۂ مقصود کے تئین دست مراد مین لاتا ہی والتائید من اللہ کہتا ہی مؤلف تین برس کی مدت جب اتمام کو پہونچی تب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوا فاصدع بما تؤمر وأعرض عن المشركين یعنے متصدع ہو تو یا محمد امت کے تئین جس چیز سے کہ مامور ہے یعنے دعوت آشکارا کر تو یا محمد کہ امر کیا گیا ہی تو دعوت کرنے پر اور پھیر اپنے منھ کے تئین مشرکون سے مجاہد کہتا ہی کہ مراد جہر قرآن سے جہر یعنے آشکار کرنا اور بلند پڑھنا اور قرآن سارے کلام اللہ کو بھی کہتے ہین اور ایک آیت کو بھی قرآن ہی کہتے ہین اور صدع بالفتح شگاف کرنا کسی چیز کو یہانتک کہ دو پارہ ہو اور یعنے کلام اللہ آشکارا کہنا اکثر معنون سے تفسیر کرتا ہی مجاہد یعنے وہ آیہ جو مذکور ہوا فاصدع بما تؤمر وایمان سے کہتا ہے وہ کیونکہ اصدع صیغہ امر ہے اور معنی اسکے عن حق آشکارا کر تو یعنے مراد اصل تصدع سے جو آیہ امر مین ہے اس سے اور جہر قرآن سے تمیز اور ابانت مراد ہی تمیز کے معنے جدا کرنا اور ابانت کے معنے بلند پڑھنا ان دونونکے مقصد یہ ہین کہ اظہار حجت کرنا کفار پر اور جدا کرنا حق سے باطل کے تئین اس قرآن کے نزول کے بعد حضرت نے اجتہاد کرنے کے واسطے دعوت کرنے پر کمر استوار باندھی قریش بہ سبب دیکھتے تھے لیکن متعرض حال نہوتے تھے تا آنکہ حضرت اونکے متعرض حال ہونے لگے اونکے بتونکے اور حکم کیا کہ تمھارے بت اور بتونکی عبادت کرنیوالے دوزخ مین ڈالے جاوینگے تب یکبارگی سے مشوش ہوئے یعنے قریش اور ایکا کیا اونھون نے کہ پایداری کرین مقام آزار مین حضرت کے اور حضرت سے پہونچاوین مخالفت اور عداوت کو ظہور مین لاوین مگر وہ کوئی جسکے کام مین حفظ اور عصمت ہوتی اور خدا سے توفیق پاتا اسلام کی طرف استثنا کیا مؤلف نے اسبات مین کہ حضرت سے قریش وغیرہ سب بدل گئے تھے بہ سبب اظہار کرنے دعوت کے اور جسکو خدا توفیق دیتا وہ مسلمان ہوتا اور مخالفت نکرتا اسکو مستثنی کیا ہی جیسا کہین کہا ہے مگر وہ کوئی جسکو خدا موفق باسلام کرتا نہ

واقعہ چوتھی برس مین تھا یعنی جس سال مین دعوت آشکارا کرنے کا حکم کیا حضرت نے کہ بت اور بت کے پیرو تمام فی النار
ہو دینگے اور مقام ایذا مین حضرت کی کفار سب آپسمین آتش کی طرح ہمدم اور تیز دم ہوئے تب حضرت کی
حمایت کی ابوطالب نے کہ چچا تھے حضرت کے اور منع کیا قریش کے تئین ایذا دینے سے اور حاضر ہو کر کھڑے
ہوئے اور یاوری کی ابوطالب نے درمیان اوس گروہ کفار کے اور حضرت پر دشوار ہوا کام اور قوم نے آپسمین
ایک دوسرے کے درپے ہو کر اپنے درمیان مین عداوت ظاہر کی اور اتفاق کیا یعنے ایکا کیا باہم قریش
نے کہ جو کوئی ہم مین سے مسلمان ہو اوسکو عذاب دین اور اوسکو فتنے اور فساد مین ڈالین اوسکے دین سے
اور منع کیا خدا نے یعنے باز رکھا اللہ تعالی نے اونھون کے تئین اپنے رسول سے اوس جناب کے عم
کے سبب سے عم یعنے چچا یعنے ابی طالب کے سبب سے اور بنی ہاشم کے سبب سے غیر ابولہب یہان یہ لفظ
غیر حرف استثنی ہے بمعنے سوا اور ابولہب لفظ غیر کے بعد مستثنی منہ ہی یعنے پیغمبر کو خدا نے ابوطالب
اور بنی ہاشم کے سبب سے باز رکھا مگر ابولہب کے سبب نہین اور بنو المطلب یعنے عبد المطلب کی اولاد بھی
عصبیت اور قرابت کے سبب سے ربقہ حمایت اور رعایت مین حضرت کی در آمد ہوئی ربقہ کہتے ہین
رسی کے تئین ایک دن حضرت ابوطالب کے پاس بیٹھے ہوئے دعوت کرتے تھے ابوطالب کو اسلام کی
طرف یہ دیکھکر قریش مجتمع ہوئے اور ابوطالب کیطرف قصد کیا کہ ایذا دیوین اور پیغمبر خدا کے تئین
رنج دیوین اور آزردہ کرین ابوطالب کے تئین یہانتک ستاوین کہ عاجز ہو کر محمد صلعم کے تئین وہ ہمکو حوالے
کرے جب کفار نے ابوطالب پر نرغہ کیا اور حضرت کو طلب کیا ابوطالب نے کہا کہ اگر ناقہ اپنے بچے کے
غیر کی طرف میل کرے تو مین تمکو سپرد کردون محمد صلعم کے تئین اور حضرت کیطرف توجہ کر کے کتنی ایک بیتین
حضرت کے خطاب مین ابوطالب نے پڑھین کہ مضمون اون بیتونکا یہ ہے قسم ہے خدا کی ای محمد صلعم کہ ہرگز
نہ پہونچ سکینگے یہ یعنی قریش تیری طرف یعنے تیرے مقابل نہو سکینگے اور آزار نہین دے سکینگے ظاہر کر تو
اپنے امر کے تئین کہ نہین کہ تجھپر خوف اور تنگی خوش رہ اور ٹھنڈی رہین تیری آنکھین بسبب
اوس خوشی کے کہ دعوت کی تو نے میرے تئین اور کہا مجھکو کہ تو نصیحت کرنیوالا ہی اور میرا خیر خواہ
تحقیق کہ سچ کہا تو نے یا محمد اور یہان امین ہی تو اور ظاہر کیا تو نے ایسا دین کہ بہترین ادیان خلق ہے البتہ
ادیان جمیع ہے دین کی اگر مجھکو لوگونکی ملامت کا ملاحظہ نہوتا اور اونھون کی گالیون سے خوف نہوتا
مجھکو تحقیق کہ پاتا تو مجھکو کشادہ دل اور قبول کرنے والا اور ظاہر کرنے والا اوس دین کا اور

صورت حال یہ کہ حضرت طواف کرتے تھے لوگو نپر اور گرد ڈیگر داونکون کے پھرتے اور دعوت کرتے تھے اور فرماتے
ای لوگو خدا تعالی امر کرتا ہی تمکو کہ عبادت کرو اور شریک اوسکا مت مانو کسی شی کو حضرت یہ فرماتے تھے اور ابولہب
کھڑا ہوا کہتا تھا ای لوگو یہ شخص امر کرتا ہی تمکو کہ ترک کرو تم اپنے آبا کے دین کے تئین خبردار اوسکے نزدیک کم
مت آؤ کفار قریش سے بعضے ساحر کہتے تھے حضرت کو اور بعضے شاعر اور بعضے منسوب بہ کہانت کرتے تھے اور
بعضے مجنون کہتے تھے کاہن غیب گو کو کہتے ہین نقل ہی کہ قریش نے آپسمین اتفاق کیا کہ حج کا موسم جب
آویگا تب عرب کے قبائل چارو نطرف سے آوینگے اس مرد کا آوازہ تو اونھون نے سنا ہی ہی خواہ مخواہ
اوسکے پاس جاوینگے اور اوس کی باتین سُنین گے اور گرویدہ ہووینگے اوسکے تمکو چاہیے کہ آپس مین
قرار کرو کہ اوسکے تئین کسی ایک ایسی مذمت اور نقصان کے ساتھہ منسوب کرو کہ وے اسکی طرف مائل
نہوئین اونھون نے کہا کہ ہم کہین گے کہ یہ کاہن ہی ولید بن مغیرہ اس جماعت کا اعقل اور اسن تھا
یعنے زیادہ عقل اور سن رکھنے والا کہا اونے کہ مینے کاہنون کے تئین بہت دیکھا ہی کلام اوسکا یعنے حضرت کا
کاہنونکے زمزمے اور سجع کے ساتھہ کچھ مناسبت اور مشابہت نہین رکھتا قبائل عرب جب آوین اور
اوسے کاہنونکی صفت پہ نپاوین تو تم سب دروغگو ٹھہروگے پھر اونھون نے کہا کہ ہم کہینگے کہ وہ
مجنون ہی ولید نے یہ سُنکر کہا ہم جانتے ہین کہ وہ مجنون نہین اور صفت حال اوسکی وسوسۂ جنون کیسی نہین
پھر کہا اونھون نے کہ ہم کہین گے کہ وہ شاعر ہی ولید نے کہا کہ ہم شعر خوب جانتے ہین اور اوسکے اقسام کو
بھی پہچانتے ہین اوسکا کلام شعر سے نہین ملتا پھر کہا اونھون نے کہ ہم کہینگے کہ وہ ساحر ہی ولید نے کہا
سحر اوس سے کچھ مناسبت نہین رکھتا کیونکہ سبب اوسکا یہ ہی کہ وہ طاہر ہے اور لطیف اور ارباب
سحر پلید اور نجس ہوتے ہین اور کہا کہ جو کلام محمد لایا ہی اوسکو وہ حلاوت اور لطافت ہی کہ کسی دوسرے
کلام کے تئین نہین غایت اسکا یہ ہی یعنے اسبابکو جو مذکور ہوا کہ اوسکے کلام کی لطافت کو کوئی کلام
نہین پہونچتا اسبات کا غایت یہ ہی کہ اوسکے کلام کا ایسا تصرف ہی اور ایسی تاثیر قلوب و نفوس مین
یعنے دلون مین اور جانون مین کہ جدائی کہ ڈالتا ہی باپ اور بیٹے اور بھائی مین اور جدا کرتا ہی شوہر کو
زن سے یعنے اسکے کلام مین ایسی تاثیر ہے کہ جسکے سُننے سے شوہر اپنی اہلیہ کو بھول جاتا ہی اور محو ہوجاتا ہی
اس معنی سے مناسبت رکھتا ہے اور مشابہت سحر کی ساتھ اگرچہ یہ بھی کہنے سے فائدہ مترتب
نہوگا لیکن اگر کہا چاہین تو یہی کہین حق تعالی نے ولید بن مغیرہ کے باب مین یہ قرآن بھیجا

یہ آیہ نازل کیا اس معنی میں کہ ولید نے تامل کیا اور اندازہ کیا اصل اور نقل کے تئین یعنی کفار قریش نے چاہا کہ
پیغمبر کو یہ کہانت اور شعر اور جنون منسوب کریں کیونکہ جنون مین اکثر خیالات سوجھتے ہین اور شعر جاذب قلوب
ہی اور سحر کے وہ گن ہین کہ دلکو پھیر دیتا ہی ولید نے ان سب باتون کی تمیز کی اور بوجھ کر پا گیا اسی بات
مین یہ آیہ نازل ہوئی انہ فکر وقدر فقتل کیف قدر کبھی یہ صورت تھی یعنے یہ جو مذکور ہوا اتفاق کرنا
کفار قریش کا باہم حضرت کی ایذا دینے کے واسطے اور کبھی یہ حالت کہ ایک اس گروہ کفار کا بغاوت
اور ضلالت سے بیحیائی کرکے خاک حضرت کے سر مبارک پر ڈالتا اور دوسرا کانٹے حضرت کی راہ مین بکھیرتا
اور بدن مطہر پر پتھر مارتا قطعہ ہوے جو سیمین بدن گل سے فگار ٭ سایۂ سنبل سے رخ افگار ہوے ٭
خار غم کیا ہوا سپر جب کہ راہ ٭ دشمنون کے ہاتھ سے پرخار ہوے ٭ اور نہایت گمراہی اور بیحیائی
سے کفار قریش کے یہ کہ پے سپر کرتے تھے گردن مبارک کے تئین جسوقت حضرت سجدہ مین ہوتے
تھے یہانتک کہ نزدیک تھا کہ آنکھیں باہر نکل پڑین سپردن مصدر فارسی بفتحتین یعنے گوشے مین
بیٹھنا اور تسلیم کرنا اور سپردن بضم اول وفتح ثانی راہ چلنا اور پائمال کرنا یہان بلفظہ ومعنی ثانی
مراد ہے جہان اوپر مذکور ہوا کہ کفار پے سپر کرتے تھے گردن مبارک کو حضرت کی ایک بدبخت
شقی نے پہونچکر حضرت کی گردن مبارک کو خفہ کیا یعنے گھونٹا بہت شدت سے ابوبکر صدیق
بیچ مین پڑے اور اوس کافر کو حضرت سے دور کیا کفار نے سر اور محاسن کے تئین ابوبکر صدیقؓ کے
کھینچا اور کھسوٹا اکثر بال ڈاڑھی سے ٹوٹکر گرے اور سر پھوٹ گیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ
کفار نے نعلین سے سر اور منھ مین اتنا زدوکوب کیا کہ ابوبکر صدیقؓ بیہوش ہوکر گر پڑے اور کہتے تھے
اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی مگر قتل کرتے ہو تم ای کفار اوس مرد کے تئین جو
کہتا ہی رب میرا اللہ ہی اور تحقیق کہ آیا ہی وہ تمھارے تئین بیناب کے ساتھ یعنے علامات کے ساتھ تمھارے پروردگار
سے اور یہ قول مومن آل فرعون کا ہی کہ فرعونیون کو کہتا تھا موسی کے حق مین اور صحیح بخاری مین روایت
ہی ابن عمر سے کہ کہا ہم کھڑے ہوئے تھے رسول خدا کے ساتھ کعبے کے صحن مین یکایک
عقبہ بن ابی معیط لعنۃ اللہ علیہ آیا اور اپنی چادر کو حضرت کی گردن مبارک مین لپیٹ کر کھینچا اور
شدت سے گلا گھونٹا یہ دیکھکر ابوبکر صدیقؓ نے دوڑ کر اوس مدہوش کے پکڑا اور اوس ملعون کو
دفع کیا حضرت سے اور کہا اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ اتقتلون مین الف استفہام کے واسطے ہے

اور لفظ تقتلون ہی بمعنی قتل کرتے ہو تم اور آیتمین آیا عربی ہین اور مگر فارسی ہین اور کیا ہندیمین مستعمل ہے
اور علما نے کہا کہ ابو بکر افضل ہین مومن آل فرعون سے کیونکہ اونسے اقتصار کیا نصرت لسانی پر یعنے مومن آل فرعون
نے صرف زبان سے نصرت کی موسیٰ کی اور ابو بکر نے یاری دی زبان اور ہاتھ اور قول اور فعل سے کہتے ہین
کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ گویا ہوتے تھے ابو بکر رض کی شجیعت کے بات مین شجیعت اسم تفضیل ہی
اور تا مصدری ہی اسمین اور لفظ اشجع ہی بمعنے زیادہ شجاعت رکھنے والا ہونا اور عجیب قصہ اسباب
مین یہ ہی صحیح بخاری مین لاتا ہی کہ حضرت ایک روز نماز پڑھتے تھے کعبے کے پاس اور قریش کی جماعت
اپنی مجلسون مین تھی ناگاہ کہا ایک نے اوس گروہ مین سے کہ دیکھو اس دیکھیے ہوئے کو تمین اور کون ہی
تم مین سے ایسا کہ فلانے قبیلے مین جو اونٹ ذبح کیا گیا ہی وہان جاوے اور سکنبہ اوسکا لاوے اور ایک
روایت مین یون ہی کہ اوسکا مشیمہ لاوے اور جسوقت محمد سجدے مین سر رکھین اوسوقت اوس شکنبی کو یا اوس
مشیمے کو اوسکے دونون شانون کے بیچ مین رکھدیوے شکنبہ یعنی اوجھڑی اور مشیمہ اوسے کہتے ہین جسمین مان کے
پیٹ مین بچہ رہتا ہی یہ سُنکر ایک شقی بدبخت کہ جسکا نام عقبہ بن ابی معیط تھا اوٹھا اور وہ شکنبہ لاکر نماز
پڑھتے مین حضرت کے شانون مین اوسنے رکھدیا حضرت ثابت ہی رہے اور جنبش نہ کی اور سر نہ اوٹھا
سجدے سے اور وہ کفار یہ دیکھکر بے اختیار ہنستے تھے ایسا کہ آپسمین ہنستے ہنستے گر پڑتے تھے اور
لوٹ لوٹ جاتے تھے حضرت فاطمہ رض نے آکر اوس اوجھڑیکو حضرت کی پشت مبارک سے اوٹھا کر دور پھینکا
اور اون بدبختونکو دشنام دی جب حضرت فارغ ہوئے نماز سے تب دعا کی حضرت م نے قریش پر اور کہا
اللہم علیک بقریش ای پروردگار تجبیر ہے قریش کے یعنی تیرے حوالے کرتا ہون تو سمجھ لے اونھون سے
دعا کرنے سے حضرت کے اوس جماعت سے مخصوص کتنے ایک اونھون سے کہ ابو جہل اور دوسرے
اور اشقیا تھے ہلاک ہوئے بدر کے روز اور چاہ لعنت مین ڈالے گیے وہ ملاعین چنانچہ یہ احوال باب
غزوات مین مفصل آویگا حضرت نے صبر کیا اور درگذرے اونکی زیادتی سے لیکن جب بے ادبی کی
اونھون نے نماز سے اور وقت بھی آپہونچا اور درگاہ ایزدی سے پہونچا اوس قوم پر جو پہونچا تھا یعنے
جس آفت اور عذاب کے سزاوار ہوئے تھے وے کفار اوسمین گرفتار ہو کر واصل جہنم ہوئے نعوذ باللہ
من غضب الحلیم علماون نے کلام کیا ہی اس حدیث مین باب فقاہت سے یعنی اس حدیث مین کہ نماز پڑھتے
مین اوجھڑی حضرت کی گردن مبارک پر عقبہ ملعون نے لاکر رکھدی اور حضرت نے حرکت نہ کی اور ثابت رہے

اسباب مین کلام کیا ہی علما نے کہ با وجود نجاست کسطرح ثابت رہے حضرت اور جنبش نہ کی کیونکہ اوجھڑی نجاست سے پر ہوتی ہی لیضے گئے ہین طرف اسبات کے کہ عارض ہونا نجاست کا اور پہونچنا نجس چیز کا اثناء نماز مین نماز کی صحت کا مانع نہین ہوسکتا یعنے نماز صحیح ہی اگر اثناء نماز مین کوئی نجاست عارض ہو یا پہونچے اور بعضون نے کہا ہی کہ شکنبہ مأکول اللحم کا نجس نہین یعنی جسکا گوشت کھایا جاوے اوسکی اوجھڑی نجس نہین ہوتی اور امام نودی نے کہا ہی کہ حضرت مشغول بہ نماز تھے معلوم نہوا اوسوقت کہ پشت مبارک پر کیا رکھا گیا ہی اسواسطے ثابت اور مستمر رہے سجود مین اس جہت سے کہ سابق طہارت موجود تھی لیکن وارد ہوتا ہی اس کلام پر یہ کہ پھر کیون نہ اعادہ کیا حضرت نے جاننے کے بعد یعنی یہ بات جب ثابت ہوئی کہ حضرت کو بسبب اسبات کے کہ نماز مین مشغول تھے معلوم نہوا کہ پشت مبارک پر کیا رکھا گیا ہی جو پھر اسبات کے معلوم ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ کیون نکیا جواب دیا ہی اسبات کا کہ اگر نفل کی نماز تھی تو ظاہر یہی ہی کہ اوسکا اعادہ لازم نہین اور اگر نماز فرض تھی تو شاید کیا ہو اعادہ اور اوسبات مین سخن ہی کہ اگر اعادہ کیا ہوتا نقل کیجاتی حال آنکہ نقل نہین کی گئی اور تقریر بھی پیغمبر صلعم سے نماز فاسد پر بعید ہے واللہ اعلم

وصل جسطرح سے کفار انواع اور اقسام سے حضرت کے تئین اذیتین دیتے تھے فقرا اور ضعفاء صحابہ کے تئین بھی اوسی طرح تعدی کرتے تھے اسواسطے کہ باز رکھین اونکو دین اسلام سے لوہے کی زرہین پہناتے تھے کفار اصحاب کے تئین اور دھوپ مین بٹھلاتے تھے اور بلال کی گردن مین رسی ڈالکر چھوکرون کو سونپتے تھے اور مکے کی گلیون مین اوسے پھرواتے تھے اور اس سے بازی کرتے تھے اور ایسا کھینچتے تھے کہ رسی کا زخم کا اثر بلال کی گردن مین پیدا ہوتا اور امیہ بن خلف جمحی کہ مولا تھا بلال کا مکے کے بطحا مین لیجاتے بطحا یعنے وادی مکہ معظمہ مین بلال کے صاحب کو لیجاتے کفار تھے پکر اور گرم ریتی مین ننگا کرکے لٹالتے اور دھوپ کے گرم کئے ہوئے پتھر کو اوسکی چھاتی پہ اور پیٹ پر رکھتے اور خام کرتے اوسکے تئین پوست بلیتہ مین خام بتشدید میم یعنے گوشت کر نیوالا اور دھوپ مین ڈالتے اوسکو اور لکڑیون سے کوٹنا شروع کرتے تب کہتا وہ احد احد یہ دیکھکر خوار ہوا بلال پر سانس لینا اوسکا اور ممزوج کیا یعنے مرکب کیا اوسنے عذاب تلخی کے تئین ایمان کی شیرینی سے ایک روز عذاب دیتے تھے اوسکو ایسا ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہان پہونچے اوسکو خرید کر آزاد کیا حضرت نے فرمایا یا ابا بکر صدیق رضی بلال کے خریدنے مین مجھکو کیون نہ شریک کیا کہا یا رسول اللہ صلعم اوسکو مینے مول لیکر اوسیوقت آزاد کیا اور عمار بن یاسر اور اوسکے باپ کو اور مان کو

انواع کی تعذیب کرتے تھے کفار ایکروز اونکو دھوپ مین جلتی ہوئی ریت مین جھلاکر عذاب دیرہی تھے کہ حضرت وے وہان گذر کیا دیکھا کہ یہ عذاب مین ہین فرمایا صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ صبر کرو تم صبر کرنا کرکے یاسر کی آل پس تحقیق کہ جنت مین جانیکا وعدہ ہی تمھارے تئین ابوجہل لعین نے سمیہ کے اندام نہانی مین جو عمار کی مان تھی دشنہ مار کر شہید کیا اور عمار کے باپ کو بھی اول جو اشخاص دین اسلام کے واسطے مارے گئے یہ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین روایت ہی کہ بعض قریش سے یہود کے نزدیک گئے اور جاکر اونھون نے حضرت کے حال سے اور نبوت کی علامات سے پوچھا یہود نے کہا کہ اون سے یہ تین سوال تم کرو اگر انکا جواب دیوے تو جانو کہ نبی مرسل ہی اور نہین تو مرد مفتون ہی پہلا سوال یہ کہ کونسے جوانمرد تھے جو زمانے سابق مین خدا کی طلب مین نکلے تھے مراد اصحاب کہف دوسرا سوال یہ کہ وہ کون تھا جو ربع مسکون کے گرد پھرا یعنے ذوالقرنین تیسرا سوال تم کرو اون سے کہ روح کیا شی ہی اور حقیقت اوسکی کیا یہ تینون سوال یہود کے قریش نے حضرت کے حضور آکر بیان کئے حضرت نے فرمایا کل آؤ تم اسکا جواب دونگا اور ساتھ اسکے انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہا اور رنگ کیا وحی نے اور نازل ہوا قول اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنے ہرآئینہ نہین کہہ سکتا ہی تو واسطے کسی شی کے کہ ہرآئینہ مین فاعل ہون اوسکا کل فجر کو مگر یہ کہ کہنا تیرا انشاء اللہ تعالیٰ شی سے مراد کوئی بات فاعل کہنے والا اوسکا یعنے اگر خدا چاہے تو کہونگا بعدہ نازل ہوا قرآن اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصے کے ذکر مین حضرت نے دونون قصے اونکو پڑھکر سنائے اور روح کی حقیقت کو بیان نکیا اختلاف کیا ہی علما نے کہ مراد روح انسانی ہی یا جبرئیل کی یا کوئی صنف ملائک ہی کہ تنہا صف باندھے ہوئے ہونگے قیامت کے روز چنانچہ حضرت رب العزت کے قول مین یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا مراد ٹھرائی ہی عالمون نے یعنی دن قائم ہونے روح کا اور ملائک کا ازروے صف باندھنے کے اور کہا ہی اونھون نے یعنے عالمون نے کہ راجح یعنے غالب یہ بات ہی کہ مراد روح انسانی ہو پس بعضون نے کہا ہی اور مشہور لوگون کے بیچ مین یہی قول ہوا ہی کہ حق تعالیٰ کے قول سے جو قل الروح من امر ربی ہی مراد وہ ہے کہ پروردگار تعالیٰ متاثر اور منفرد ہی روح کے علم مین اور غیر کو اوسکے روح کی حقیقت کی معرفت مین راہ نہین ہی اور حق یہ ہی کہ آیت مین کوئی دلیل نہین اوپر اس بات کے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مطلع نہین کیا روح کی ماہیت پر بلکہ احتمال ہے کہ مطلع کیا ہو

خلاق روح نے اور امر نہ کی ہو کہ مطلع کرے وہ مخبر صادق اِس قوم کے تئین باہیت روح پر اور بعضے علما
نے علم ساعت مین بھی مثل اسی معنی کے کہا ہی ساعت یعنی قیامت یا وقت قیامت کے قیام کا یعنے یہ کہا ہی
بعضے علما نے کہ علم ساعت بھی خدا ہی جانے اور مخلوق کو اسمین کیا دخل ہی واللہ اعلم وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنے نہین عطا کیا گیا تمکو علم سے مگر تھوڑا یہ قول اللہ سبحانہ تعالی کا اشارت کرتا ہی طرف اِس
معنی کے کہ خطاب طرف اوس قوم کے ہی جنھون نے سوال کیا یہ خطاب یعنی تم اسکے قابل نہین ہو کہ سمجھ سکو
اِس حقیقت کو اور جو مانند اس حقیقت کے ہو اوسکے دریافت مین تم عاجز ہو پس علامت نبوت کی نہ بتلانا
اور خبر نہ دینا یہود کا بھی اسی سبب تھا نہ یہ کہ نجاننا اور آگاہ ہونا اوس سے اسیواسطے یہودیون نے کہا کہ اگر
ان سوالون کا جواب دیوے تو جانیو پیغمبر ہین فافہم مولف اِس کتاب کا کہتا ہی کس طرح جرأت کرسکے مومن
عارف کہ روح کے علم کی حقیقت کو نفی کرے حضرت سید المرسلین ؐ سے کیونکہ عطا کیا اللہ سبحانہ نے اوس
جناب کے تئین علم اپنی ذات اور صفات کا اور مفتوح کیا ہی اوپر اوس سرور کے فتح مبین کو علم اولین اور
آخرین سے روح انسانی کو وجود کیا ہی کہ جنب حقیقت جامعہ مین اوس جناب کی ایک قطرہ ہی دریا سے
اور ایک ذرہ ہی بیضا سے فافہم وباللہ التوفیق جنب یعنی پہلو اور طرف اور بیضا آفتاب کو کہتے
ہین اور یوح اور شمس اور بازغہ بھی اوسی کا نام ہے وصل جب جفا اور جور کفار کا اصحاب پر
سید ابرار کے حد سے زیادہ گذرا تب اذن دیا حضرت نے اونکو ہجرت کرنے کی حبش کیطرف کہ محل امن
وامان تھا اور دست ستم اوس دیار مین اعدا سے کوتاہ تھا یہ ہجرت رجب کے مہینے مین تھی سنہ خمس
مین نبوت سے گیارہ شخص اور ایک قول سے بارہ اور چار عورتین اور ایک قول سے پانچ نکلے سنے خفیہ
نکلکر باہر گئے اور بعضے مرد اپنے اہل کو ساتھ لیکر اور بعضے بدون اہل کے دریا کے کنارے تک پیادے گئے اور
وہان کشتی مین سوار ہوکر حبش کیطرف روانہ ہوئے حقتعالی نے اونکو اون شریرون کی شر سے نجات بخشی
اور بخیر وخوبی نجاشی کے جوار مین پہونچایا نجاشی حبش کے بادشاہ کو کہتے ہین اور نام اوسکا اصحمہ تھا اول
جو شخص اپنی اہل کے ساتھ نکلا عثمان ابن عفان تھے کہ اپنے زوجہ رقیہ کے ساتھ نکلے اور جب اونکی سلامتی کی
خبر پہونچنے مین دیر ہوئی تب ملال حال پیدا ہوا حضرت کو ایک عورت پیدا ہوئی اور خبر لائی کہ مینے
دیکھا عثمان ؓ کے تئین کہ اپنی اہل کے تئین ایک حمار پر سوار کیے ہوئے چلے جاتے تھے حضرت ؐ
نے فرمایا کہ ہر آئینہ عثمان ؓ اول اوس شخص کا ہے جسنے ہجرت کی اپنے اہل کے ساتھ لوط کے بعد

اور جب اصحاب حبش مین پہونچے اور نجاشی کی جوار مین بیٹھ کر ہو کر بیٹھے تھوڑی ایک مدت کے بعد خبر کاذب اصحاب کو حبش مین پہونچی کہ حضرت اور کفار کے درمیان مصالحہ واقع ہوا یہ خبر سنکر حبش سے مکے کی طرف روانہ ہوئے اور جب مکے کی نواح مین پہونچے معلوم ہوا اونھونکو کہ اوس صلح کو کچھ اعتبار نتھا اور کفار اوسی طرح مسلمانون کی ایذا کے درپے تھے ہر ایک مہاجرون سے جوار مین کسیکی مکے مین آئے جوار جمع ہی جار کی بمعنی ہمسایہ بعد از چندگاہ حضرت کے اذن سے پھر حبش کیطرف اصحاب روانہ ہوئے اور اس نوبت مین جمعیت کثیر مسلمانون سے حبش کی جانب نکلی جبتک حضرت مکے مین تھے اہل اسلام سے جو کوئی ایذا پاتا کفار کے ہاتھ سے سو حبش کی جانب ہجرت کرتا اور کفار نے جو وقت امن اور استقرار اونھونکا معلوم کیا عمرو بن عاص کے تئین تھوڑی ایک جمعیت سے تحف اور ہدایا کے ساتھ نجاشی کے پاس روانہ کیا کہ اونھونکو وہ رد کرے وہانسے لیئے پھر آوے قوم کیطرف اور جب یہ نجاشی کی مجلس مین پہونچے اوسے سجدہ کیا اور تحفون کے تئین گذران کر خوشامد لگے کرنے نجاشی نے اس بات سے ابا کی اور اونھونکو جواب دیا اور کہا کہ یہ لائق نہین کہ ایک قوم میرے ملک مین وارد ہوئی ہو اور پناہ لائی ہو مجھسے اور مین اونکو اونکے دشمنونکو حوالے کرون یہ مجھسے نہوگا یہ کہکر اپنے لوگونکو حکم کیا کہ مسلمانونکو بلاؤ کہ بات کرین وے درباب مذہب اور ملت کا بیان کرین مسلمانون نے نجاشی کی مجلس مین جاکر اوسے سلام کیا لیکن سجدہ تحیت نکیا جیسا کہ حبشیونکا رسم تھا اونکیا نجاشی کے مصاحبون نے کہا کسواسطے تمنے شاہ کو سجدہ نکیا جعفر بن ابوطالب نے جواب دیا کہ ہم سجدہ نہین کرتے سوا اپنے پروردگار کے کسیکو ہمارے پیغمبر نے ہمکو ایسا ہی کہا ہی یہ کہکر بیان کیا دین مسلمانی اور احکام اسلام ساتھ اوکد اور ابلغ وجوہ کے نجاشی کو جعفر کے کلام سے ہیبت ایک دلمین پڑی اور کہنے لگا کہ جو کلام کہ تمھارے پیغمبر پر نازل ہوا ہی اوسمین سے کچھ پڑھو جعفر نے سورہ مریم کے اوائل کو پڑھا نجاشی اور اوسکے ساتھ جتنے اساقفہ تھے تمام روا وٹھے اور کہنے لگے قسم ہی خدا کی کہ یہ کلام اور جو کلام کہ موسی پر نازل ہوا ہی یہ دونون ایک مشکات سے باہر نکلے ہین اساقفہ جمع ہی اسقف کی اسقف ترسا کے عالم اور پیشوا اور اونکے دین کے قاضی کو کہتے ہین اور کہا نجاشی نے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد رسول ہی خدا کا اور وہ نبی ہی جسکے آنے کی بشارت دی تھی عیسی ابن مریم نے اپنے بعد بعد اسکے نجاشی نے قریش کو اون کے ہدیون کے ساتھ اپنی مجلس سے خائب اور خاسر باہر نکالا اور رد کیا اوسنے اونھون کو

وصل اثنا ربیان مین مجملا مذکور ہوا کہ حبش کے مہاجرون نے خبر وقوع صلح کے درمیان حضرت اور کفار

قریش کے سنکر حبش سے مکے میں آئے اور پھر تفصیل آگی یہ ہوا ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابلاغ اور انذار میں آکر سورۂ والنجم کے تئیں مشرکوں پر پڑھکر سناتے تھے جب اس آیہ کو پہونچے افرایتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری یعنی آیا دیکھا تمنے لات اور عزی اور منات ثالثہ اخری کے تئیں شیطان نے ادبی وقم اونکے درمیان کے کان میں اونہوں نکے یہ پھونکا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی اس طور سے ابلیس نے یہ قول مشرکوں کے کان میں پہونچایا کہ گویا آخر آیت ماقبل ہے جو حضرت نے تلاوت کیا یعنے افرایتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری ساتھی اسکے ابلیس نے مجال اور فرصت پاکر سنایا اونکو تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی یعنی یہ ملک غرانیق علی کی اور تحقیق شفاعت اونھونکی ہر آئنہ امید کیجاتی ہے تلک معنی مالک ہونا کسی چیز کا اور معنی راہ راست اور غرانیق جمع ہے غرنیق کی غرنیق نام بت کا جب حضرت نے سورہ تمام کیا سجدے میں آئے اور مسلمانوں نے بھی سر سجدے میں رکھا مشرکوں نے بھی موافقت کی اور سجود میں گئے اور مسجد الحرام میں کوئی کافر نرہا جسنے سجدہ نکیا مگر امیہ بن خلف جمحی نے سجدہ نکیا اور بقول مشہور امیہ نے ایک مشت خاک لیکر اپنی صورت شوم پر ملی اور بولا حسبی یعنی یہ بس ہے مجکو بعد اسکے تمام مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہمارے بتونکو یاد کیا اور مدح کی اور ہمارے بتونکی اثبات شفاعت کی ہم بھی اتنا ہی اعتقاد رکھتے ہیں یعنی بتونکو شفاعت خواہ جانتے ہیں خالق اور رازق اور محیی اور ممیت یعنے مارنیوالا اور جلانیوالا نہیں جانتے اور اب جو محمدؐ نے اس امر میں ہمارے ساتھ اتفاق کیا چاہئے ہم بھی اس سے صلح کی اور اوذیت دینے سے اوسکے اور اوسکے یارونکے ہم دست بردار ہوئے یہ خبر اطراف میں منتشر ہوئی اور ابلیس نے اسے فاش کیا اور جب حبش کے مہاجرونکے شنوائی یہ خبر پہونچی گمان صدق سے اس خبر کی مہاجرین نے اپنے وطن کو عود کیا اور جب واقع ہونا اس بات کا سبب حزن اور باعث ملال ہوا خاطر اقدس نبوی کا حق تعالی نے اپنے حبیب کی تسلی خاطر کیواسطے یہ آیہ نازل کیا

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم کفار نے جب اس آیت کو سنا کہا محمدؐ پشیمان ہوا اس بات سے جو اثبات کی تھی اوسنے ہمارے بتونکی منزلت کی خدا کے نزدیک ہم بھی اوس صلح سے پھرے پھر مسلمانونکی ایذا دینے میں مستعد ہوئے اور مہاجروں نے پھر حبش کیطرف ہجرت کی چنانچہ مذکور ہوا لیکن کلام صحت میں اس قضیے کے اور وقوع میں اس حادثے کے ہے یعنے یہ قضیہ اور یہ حادثہ صحیح ہے

اور تحقیق تکلم کیا ہے قاضی عیاض نے شفا میں اوپر اس قصے کے اور سست رکھا ہے اونے اسکی اصل کے تئین بروجہ
شافی وافی آور امام فخر الدین نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے اور وضع زنادقہ سے ہے زنادقہ جمع
زندیق کی زندیق بمعنی کافر یعنی کافرون نے اس قصے کو وضع کیا ہے یعنے یہ جو مذکور ہوا کہ ابلیس نے گفتار کے
کان مین ملک الغرانیق العلی پہونچایا کہ منسوب ہوتی ہے یہ بات صاحب رسالت سے اسکا واضع زندیق ہے
اور بعضی نے کہا ہے کہ ابن زبعری کی مفتریات سے ہے یہ بات افترا یعنی بہتان کرنا اور کس طرح جائز ہے یہ
بات اوس پر جسکی زبان حق ترجمان صاحب وما ینطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحی ہے کہ بتون کی مدح
جاری ہو صاحب ما ینطق عن الهوى سے مراد پیغمبر کی زبان ہے یعنے جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہین ہے وہ کلام
مگر وحی اپنی طرف سے نہین ہے اور محال ہے یہ بات کہ عمداً زیادہ کرے وہ سرور قرآن جو کچھ کہ نہو کلام الٰہی
سے اور نہ سہواً وقتی کہ ہووے وہ چیز یعنے مدح اصنام کی مغایر اوس چیز کے ساتھہ جو لایا ہے وہ سرور
توحید سے حال آنکہ معصوم ہو سہو سے اور بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ غیر ثابت ہے نقل اور روایت کی جہت
سے اور کلام کیا ہے اوسکی روایت مین رواۃ بروزن کلال یعنے جمع راوی بمعنی روایت کرنے والا
کلام کیا ہے بیہقی نے اثبات مین کہ اسکے راوی سب مطعون ہین اور بخاری نے روایت کی ہے اپنی صحیح مین
کہ حضرت نے سورہ والنجم پڑھکر سجدہ کیا اور ساتھی مسلمانون نے اور مشرکون نے اور انس و جن نے بھی
سجدے کیے اور نہین اوسمین یعنے صحیح بخاری مین حدیث غرانیق اور ارباب صحاح نے اسکے تئین روایت
کیا ہے بطریق کثیر یعنے بہت روایتین کین ہین کثرت سے لیکن کہین حدیث غرانیق نہین اور شک نہین ہے کہ
جو کوئی تجویز کرے حضرت رسالت پر تعظیم اوثان کی وہ کافر ہے اوثان جمع ہے وثن کی وثن بمعنی بت
یعنے یہ تجویز اگر کوئی کرے کہ حضرت نے بتون کی عظمت بیان کی وہ کافر ہووے نعوذ باللہ منہا پس
جانا ہمنے بطریق عقل اور نقل کہ یہ قصہ موضوع یعنے بنایا ہوا ہے اور باطل ہے اور کہا گیا ہے کہ وضع زنادقہ
سے ہے اور نہین اسکو کچھ اصل انتہی ایسا کہا ہے جمہور علماے محدثین نے لیکن جمع کثیر نے اونمین
سے یعنے محدثون سے مثل ابو حاتم اور طبری اور ابن المنذر اور ابن اسحق اور موسی بن عقبہ اور معشر
وغیرہم ساتھہ اوس طریق کے کہ سبب یا اکثر انھون کا یعنے اون روایتون کا ضعیف اور رد اور منقطع
اور مرسل اور مضطرب اور غیر صحیح ہین روایت کی ہے اور ان سبھون کی روایتون کی صحت سے یعنے
قطع نظر کرکے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فی الجملہ یعنے تھوڑا سا اسبات کو کچھ اصل ہے یعنے یہ کہ حضرت سے

وہ لفظ تلک الغرانیق کا کہتے ہین سرزد ہوا اور بر تقدیر ثبوت چارہ نہین اوسکی توجیہ کرنے سے اور تاویل سے
یعنے جب اندازہ اسباب سے ثبوت کا ہوا تو ضرور ہوا کہ اوسکی توجیہ اور تاویل کیا چاہیے اور آخرین
یعنے زیادہ اندوہ کہ وہ ظاہر سے یعنے اس احوال کے شروع سے اس محذورات تک محذورات جمع
محذورہ کی یعنی محذر کی گئی یعنے زیادہ حزن اس محذورات سے جو کچھ مذکور ہوا انکیجا وسے اور تحقیق
سلوک کیا ہی یعنے رفتار کی ہی محدثون نے توجیہات اور تاویلات مین مسالک بعیدہ کی یعنے ایسی
توجیہین محدثون نے کین ہین کہ وہ موجب تسلی اور تشفی نہین ہین پس بعضون نے کہا ہی دربیان
سبب توجیہات اور تاویلات شروع ہی جسکی تمہید اوپر گذری کہ جاری ہوا یہ کلمہ یعنے مدح کرنا اصنام
کا حضرت کی زبان پر اوس حالت مین کہ عارض ہوا تھا حضرت کو سنہ یعنی مقدمہ خواب جسکو نعاس کہتے ہین
بیدون اسباب کے کہ شعور ہو اوس جناب کو اوپر اوسکے شعور کے معنی جاننا اور دریافت کرنا اور جب مشعر
ہوئے حضرت اوپر اوسکے اور دریافت کیا اوسکے تئین تب محکم کیا اللہ تعالی نے آیات کے تئین طبری نے یہ حکایت
کم کم ہی قتادہ سے اور قاضی عیاض نے اسکو رد کیا ہی کیونکہ جائز نہین ولایت ابلیس کی اوپر اوس جناب کے
[illegible] ولایت کے معنی بالکسر حاکم ہونا اور بعضے نے کہا ہی کہ شیطان نے مضطر کیا حضرت کے تئین اور صادر
ہوئی یہ بات اوس جناب سے بے اختیار یہ مقولہ زیادہ فاسد ہی اور زیادہ نامعقول مقولہ اول سے موافق
قول اللہ تعالی کے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنے تحقیق میرے بندون پر نہین ہی تیرا غلبہ اور
اگر شیطان کے تئین قوت اور قدرت اتنی ہو تو کسی شخص کو قوت اوپر طاعت کے نہو اور بعضے نے
کہا ہی کہ مشرکین جب خوب ذکر اور یاد کرتے تھے اپنے بتون کے وصف کرتے تھے وصف کرتے اوسکے
تئین متعلق ہوئے اوصاف ذہن شریف سے حضرت کے اور حافظے مین اوس جناب کے رہا اس جاری
ہوا زبان مبارک پر سہواً قاضی نے اسکو بھی رد کیا ہی اور سزاوار ہے یہ کہ رد ہووے اور بعضے نے کہا
ہی کہ جب پہنچے حضرت قرأت مین اس مقام تک ومناۃ الثالثۃ الاخری تب کفار ڈرے کہ ایسا نہو
کہ حضرت زیادہ مذمت کرین اونکے بتونکی پس جرأت کی اونھون نے طرف اس کلام کے یعنی جو بتونکی
مدح مین تھا ملا دیا اونھون نے تلاوت مین حضرت کی اوسکو چنانچہ عادت تھی اونکی لغو کرنیمین قرآن کی
اور منسوب ہوئی یہ بات طرف ابلیس کے اس جہت سے کہ ابلیس حامل اور باعث تھا اوپر اسکے یا مراد شیطان
سے جنس شیاطین ہو کہ شامل ہی شیاطین انس کے تئین بعضے نے کہا ہی کہ حضرت ترتیل کرتے تھے قرأت مین

ترتیل سے یعنی ہموار اور نمایاں پڑھنا اور وقف اور سکتہ کرتے تھے رؤس آیات پر رؤس جمع ہی راس کی یعنی سر اور شیطان منتظر تھا سکتے کا سکوت سے ناگاہ مجال پائی اوسنے فی الحال نطق کیا اون ماعون نے اس کلمات سے محاکی اور مشابہ ہو کر حضرت کے آہنگ کی ساتھ اس حیثیت سے کہ جو اوسکے نزدیک تھا سُنا اوسنے اوسکو اور گمان کیا کہ یہ حضرت کے منھ سے صادر ہوا اور اشاعت کی اوسنے اوسکی یعنی جس جس نے سنا ابلیس سے اوس قول کو گمان حضرت کے قول کا کر کے مشہور کیا اوسکے تئین اشاعت پراگندہ کرنا محاکی حکایا کرنیوالا صاحب مواہب نے کہا ہی کہ یہ احسن وجہ ہی یعنے یہ توجیہ آخر اور مستحسن کہا اسکے تئین قاضی ابن العربی نے جو اماظم علما مالکیہ سے ہی اور کہا ہی کہ خبر دی ہی اللہ تعالی نے اس آیہ مین کہ سنت اللہ جاری ہوئی ہی پیغمبرون مین اور انبیا مین کہ جب کسی قول کی تئین کہین ابلیس اوسمین زیادہ کرے اپنی طرف سے ایک کلمے کے تئین اور یہ نص ہی اور برہان ہے کہ شیطان نے زیادہ کیا حضرت کے قول مین نہ یہ کہ حضرت نے تکلم کیا ہو ساتھ اون کلمات مردون کے اور کہا ہی صاحب مواہب نے تحقیق کہ سبقت کی ہی اس قول کر کے طبری نے اپنے جلالت قدر اور وسعت علم کے ساتھ اور ساتھ قوت بازو اپنی کے بیچ نظر کے پس تصویب کی ہی اوسنے اسکی یعنے طبری نے اس توجیہ کو صواب رکھا ہی یعنے تصدیق کی کہ سچ ہی انتہی اگر کہی جاوین یہ توجیہین اور تاویلین جو اوپر فرض ثبوت اس قضیے کے ہین یعنی بر تقدیر اگر فرض ثبوت کرین اس قضیے کے تئین اس توجیہات اور تاویلات سے لیکن اگر قضیہ موضوع ہو اور باطل یعنے بنایا ہوا قضیہ اور جھوٹا تو معنی آیت کے کیا ہین اور مراد القائے شیطان سے کیا اور نسخ اوسکا اور احکام آیات کے کونسے ہین اگرچہ آیت تحریر پا چکی تھی لیکن یہان زیادہ فائدے کیواسطے پھر تحریر کیجاتی ہی وما ارسلنا من قبلک من رسول الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ حکیم علیم جواب اوسکا یہ کہ تمنا اوپر تقدیر قضیے کے بمعنی قرآن ہی اور امنیت بمعنی قرأت آیا ہی اور اوپر تقدیر وضع اور بطلان قضیے کی تمنا بمعنی آرزو رکھنا اور ہوائے نفس اور شہوت نفس کا اندیشہ کرنا اور رغبت اور شغل کرنا طرف دنیا کے اور خاطر کے تئین ایک نوع وسوسے اور سہو سے پوشیدہ رکھنا باطن مین راہ پانا جائز ہین یہ باتین انبیا پر بدون اصرار اور استمرار کرنے اوپر اوسکے یعنے یہ معنی جود و فریب پر مذکور ہوئے جواز انکا انبیا پر کب ہے جب اصرار اور استمرار اوسکا نہو یعنے ہمیشہ یہ حالت نہو بلکہ گاہ و بیگاہ قید بدون استمرار کے اس معنون سے ہے اور قول حضرت کا انہ لیغان علی قلبی و استغفر اللہ محمول ہی اوپر اوسکے کبھی ناشی ہوتی ہی

یعنی وہی تمنا یعنی پیدا ہوتی نہایت حرص سے لوگونکے ایمان پر اور تمنا نازل ہونا اوس چیز کا جو قریب
گردانتی ہی لوگون کو اوس سے جسنے موجب انس اور الفت ہوتا ہی اونکو اور نرم ہوتے ہین دل اون کے اور
تغیر اوس مین القای شیطان کرکے لیکن جب عصمت ثابت ہی تو باطل کرتی ہی اس القا کے تئین اور پاک
کرتی ہی ساحت عز و کمال کے تئین بسبب ارشاد او تنبیہ کے اوس چیز سے جو زائل کرتی تھی اسکے تئین یعنے
عصمت کے باعث سے کہ عصمت زائل کرنے والی ہی القاء شیطان کی القا کے معنے لغت مین مشغول کرنا
اور ابہام کرنا اور التقا یعنی بہم پہونچنا دو شخص کا آپسمین اور ایک دوسرے کو آپس مین دیکھنا اور اثبات
کرتے ہین اون آیتونکی جو داعی ہین یعنی طلب کرنے والیان طرف استغراق کے امر آخر مین جیسا کہ فرمایا
اللہ تعالی نے ثم یحکم اللہ آیاتہ اور حضرت باری جل وعلا کے تئین امین اور حکمتین ہین کہ سوا اوسکے کوئی
جانتا نہین یہ حاصل کلام ہی بیضاوی کا اس آیت مین جس کی تفسیر ہے اور اوسنے اس قصے کو نقل کیا ہے
اور پھر رد کیا اور آخر مین یہ کہا کہ آیت دلالت کرتی ہی جواز سہو پر انبیا کے اور اوپر تطرق کرنے وسوسے کے
اوپر اونکے صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین تطرق کے معنی راہ کرنا واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ
ابوبکر صدیق نے بھی ہجرت کی تھی حبش کیطرف لیکن ہجرت اول و ثانی مین بالفعل کوئی ایسی تصریح قوم
کی کلام مین ساتھ اس مضمون کے نہین پاتے ہم لوگون نے کہا کہ جس شہر سے کہ ابوبکر باہر جاوین کس طرح
اوسمین رہ سکتے تو شاید پھر آئے ہون راہ سے ابوبکر کے تئین اور ظاہر یہ ہی کہ یہ بات ہجرت ثانی مین واقع
ہوئی ہو واللہ اعلم اور روضۃ الاحباب سے معلوم ہوتا ہی کہ ہجرت ابی بکر کی تیرھوین برس مین تھی مدینے کی
ہجرت کرنے سے آگے عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد اور جب ہجرت کی ابی بکر نے اور جب برک الغماد مین پہونچے برک الغماد
نام ہی ایک موضع کا تب وہانسے پھیر لے مکے کیطرف اور سردار قبیلہ قارہ بن مالک بن دغنہ کے جوار مین پناہ
لے گئے اس مرد نے ابی بکر کو اپنی پناہ مین لیا قریش کے شر سے پس عبادت کی ابوبکر نے اپنے مکان
مین اور اپنے گھر کے صحن مین ایک مسجد بنائی اور اوسمین نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے اور رویا کیا کرتے
تھے اور اتنے نرم دل تھے کہ اپنی آنکھونکے مالک نہ تھے قرات کیوقت بہت روتے تھے مشرکون کی عورتین
وہان جمع ہوتین اور داہ اور غلام زادہ یعنی باندی اور لڑکے اونکون کے اکثر تماشا کرتے اور تعجب کیا کرتے
فضیلت خاصہ ابوبکر کی تھی کہ کسیکو لیکن اصحاب سے اوس مین شرکت نہ تھی اور اس جیسے وقت مین کہ
اسلام مخفی تھا علانیہ مسجد بنائی قرآن پڑھتے تھے اور عبادت کرتے تھے یہ دیکھکر منادی نے کفار قریش کے

وڑھاتا اور کہا ابن دغنہ سے تئین کہ ہم ڈرتے ہین یہ مفتون نہووین ہماری عورتین اور اولاد اوسے ساتھہ باز رکھ اس مرد کو اس کام سے اور اگر چاہے کہ عبادت کرے اپنے پروردگار کی تو گھر کے اندر کرے اور اگر بجبر کہ آشکارا کرے تو اوس عہد کو توڑ تو جو عہد کیا ہی اوس سے اور اپنے جوار ہین اوسے لیا ہے تو لئے کہ ہم بھی تجہ سے عہد شکن نہووین جب ابو بکر صدیق نے یہ حکایت سُنی ابن دغنہ سے کہا کہ رد کیا مین نے تیرے جوار کے تئین اور راضی ہوا مین خدا کے جوار سے رواہ البخاری وصل چھٹے سال مین دائرہ اسلام سے فائض ہوئے چچا رسول خدا کے اور رضاعی بھائی حضرت کے حمزہ بن عبد المطلب رض اور حمزہ غیرت ناک جوانمرد تھے قریش مین اور سخت تر ازروے شکیمہ کے اونکے اسلام لانے سے غالب اور قوی ہوئے حضرت قریش پر روایت ہی کہ ایک روز ابو جہل نے حضرت کے تئین آزار بہت دئے تھے اور گالیان بھی یہ خبر حمزہ رض کے تئین پہونچی جس وقت شکار سے آتے ہوئے تھے اور طواف کر رہے تھے یہ خبر سُنتے ہی غضب مین آکر اوسی جگہ سے ابو جہل کے پاس گئے اور کمان تھا نے پر تھی حمزہ رض کے اوسکو ابو جہل کے سر پر مار کر سر اوس خیرہ سر کا توڑا اور کہا اے ملعون تو محمد کو گالیان دیتا ہی اور ایذا نہین جانتا کہ مین اوسکے دین پر قائم ہون اور اوس جگہ سے حضرت کے نزدیک حمزہ رض گئے اور ایمان لائے اور بعضے کہتے ہین کہ ایمان لانا حمزہ کا پانچوین سال مین تھا واللہ اعلم اور حمزہ بن عبد المطلب کے ایمان لانے سے تین روز کے بعد عمر ابن الخطاب رض اسلام لائے حضرت صلعم نے حضرت مقلب القلوب سے دعا مانگی تھی اللهم اعز الاسلام بعمر ابن الہشام او بعمر الخطاب یعنی بار الہا غالب گردان تو دین اسلام کو اسلام کو ابو جہل سے کہ نام اوسکا عمر ابن الہشام ہی یا عمر ابن الخطاب سے اور یہ دونون تن اشد اور اقوی تھے اپنی قوم مین لیکن ابو جہل اون لوگون سے تھا کہ ختم اللہ علی قلوبہم وسواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون حضرت کی دعا نے اوسکے باب مین راہ نپائی اور عمر ابن الخطاب کے حق مین بعضے حجابون کے سبب سے کہ حقیقت اون حجابونکی نہ پاسکے اور یہ موقوف بر وقت تھا مستجاب ہوئی دعا حضرت کی اور مشہور یہ کہ تعداد مسلمانونکی اوس روز تک اُنتالیس ۳۹ تک پہونچی تھی اور عمر ابن الخطاب کے ساتھ عدد اربعین اتمام کو پہونچا اربعین یعنے چالیس ۴۰ بمدینہ منورہ مین زیارت کے وقت جب اون پر سلام پڑھتے ہین کہتے ہین السلام علیک یا من کمل اللہ بہ الاربعین یعنی سلام اوپر تیرے اے شخص کہ کامل کیا اللہ تعالی نے

اوس کے اربعین کے تئین مواہب لدنیہ مین کہتا ہی کہ چالیس اور کئی مرد اور گیارہ عورتین اسلام
لا چکے تھے جب عمر بن الخطاب رض اسلام لائے اور عجب یہ کہ اتنی مدت تک عمر بن الخطاب کی اسلام سے
تاخیر پائی اور قیاس سی یہ چاہیے تھا کہ بہت مقدم ہوتا ابی بکر رض کے مقارن زمان اسلام کے شاید حکمت
اسمین ظاہر کرنی قوت دین کی تھی اسلام لانے سے اونکے اور وجود عدد اربعین کا کہ کمال اور تکمیل مین
اثر عظیم رکھتا ہی واللہ اعلم اور مدت کفر مین عمر بن الخطاب رض سے ہرگز ایذا اور جفا اور نامشروع نسبت آنحضرت
اور اصحاب کے واقع نہین ہوا اور نقل سبب اسلام مین عمر ابن الخطاب رض کے الفاظ مختلفہ اور عبارات
متعددہ سے حکایات آئی ہین اور ہو سکتا ہی کہ تمام حکایتین واقعی اور صحیح ہون اور راوی نے
جو شخص جس چیز پر واقف ہوا ہی اوسنے روایت کی ہو گی واللہ اعلم مواہب لدنیہ مین کہتا ہے کہ
روایت کی گئی ہی عمر بن الخطاب رض سے کہ کہا پہونچا مجھکو اسلام میری ہمشیر کا اور ہمشیر اونکی سعد بن زید بن عمرو بن
نوفل کے تحت مین تھی جو عشرہ مبشرہ سے ہی اور آخر حدیث مین بشارت عشرہ مذکور ہے کہتے ہین عمر بن الخطاب رض
کہ آیا مین اپنی ہمشیر کے نزدیک اور بولا کہ اے دشمن اپنی ذات کی تحقیق پہونچی ہی خبر مجھکو کہ تو صابی ہو گئی
ہی صابی اوسکو کہتے ہین جسنے رغبت کی ہو ایک دین سی دوسرے دین کیطرف اور قریش اوس مسلمان
کو صابی کہتے تھے جسنے اپنے آبا کے دین کو چھوڑ کر اسلام کیطرف رغبت کی تھی کہتے ہین کہ
مین نے مارا اپنی بہن کو اتنا کہ روان ہوا اوس سے لہو اور جب دیکھا ہمشیرہ نے خون کے
تئین روکر مجھ سے کہا تحقیق تو جو چاہے سو کر مین اسلام لائی ہون بعد اسکے مین گھر کے
اندر گیا حالت غضب اور خشم مین ناگاہ دیکھا مینے کہ ایک کتاب کے تئین ایک گوشے مین گھر کے
لکھا ہوا ہی اوسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم اور جب مین نے پڑھا الرحمن الرحیم کے تئین ڈرا مین اور لرزا
اور پھینکدیا مین نے صحیفے کو ہاتھ سے پھر مینے نظر کی اوسمین اور دیکھا کہ لکھا ہوا ہی سبح للہ ما فی
السموات والارض وہو العزیز الحکیم لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر
ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم یعنے تسبیح کرتے ہین خدا کے واسطے جتنے آسمان
اور زمین مین ہین وہ یعنی اللہ غالب ہے اور حکیم ہی واسطے اوسکے ہین یعنی اوس سے ہین ملک
آسمانون کے اور زمین کے جلاتا ہی جسکو چاہتا ہی اور مار ڈالتا ہے جسکو چاہتا ہی اور وہ اوپر تمامی
اشیا کے قدرت رکھتا ہی وہی اول ہی اور وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہی اور وہ اوپر

تمام شی کے دانا ہے کہتے ہیں عمر بن الخطاب رض اوس صحیفے کو میں پڑھتا تھا تا آنکہ اس آیت تک پہونچا
وَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ یعنی ایمان لاؤ تم خدا سے اور اوسکے رسول سے پس کہا میں نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
واشہد ان محمدا رسول اللہ یعنی شہادت دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ ہے اور شہادت
دیتا ہوں میں یہ کہ محمد رسول ہے اللہ کا بعد اوسکے باہر نکلی قوم یعنی مسلمان جو تکبیر کرتے تھے خوشحالی
اور استبشار سے واسطے اس بات کے کہ مجھ سے کلمہ شہادت کا سنا مسلمانوں نے بعد آیا میں رسول خدا
کے پاس اوس گھر میں جو مکے کے اسفل میں تھا ار ارقم سے کہ حضرت وہاں چند گاہ مختفی تھے
جب میں حضرت کے سامنے گیا تب میرے دونوں بازو لوگ پکڑے ہوئے تھے جب نزدیک ہوا میں
اوس جناب سے فرمایا کہ چھوڑ دو اوسکے تئین لوگوں نے میرے بازو نکو چھوڑ دیا اور میں حضرت کے
روبرو گھٹنوں کے ما بین بیٹھا حضرت نے سر مجمع ثیاب کے تئین اپنے دست مبارک میں لیکر کھینچا اپنی طرف
اور فرمایا مسلمان ہو اے ابن خطاب الٰہی تو ہدایت کر اوسکے دل کو تب کہا میں نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
واشہد انک رسول اللہ ثیاب جمع ہے ثوب کی ثوب کہتے ہیں جامے کے تئین لیکن نہ یہ جامہ جو ہند میں
متعارف ہے عام ہے اس بات سے کہ عبا ہو یا چادر وغیرہ بعد اسکے مسلمانوں نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اس درجے
میں کہ سنا گیا مکے کے طرق میں طرق جمع ہے طریق کی طریق یعنی راہ عمر بن الخطاب رض کے اسلام لانے کے
آگے طور یہ تھا کہ جو کوئی اسلام لاتا تھا اخفا کرتے تھے اور اوس وقت علانیہ ہوا کہتے ہیں عمر رض اسکے بعد میں
وہاں سے باہر آیا ایک شخص تھا عادت اوسکی یہ تھی کہ کسیکا اسرار چھپاتا نہ تھا میں اوسکے پاس گیا
اور بولا کہ صابی ہوا ہوں میں یہ سنتے ہی اوس شخص نے آواز بلند اوٹھائی اور پکارا کہ آگاہ رہو لوگو کہ
ابن خطاب صابی ہوا ہے اعلام سے اوسکے یہ وتیرہ تھا کہ لوگ قصد ایذا کرکے دی مجھکو مارا کرتے تھے
اور میں اونکو پس میرے خال نے یعنی ابو جہل نے کہ ماموں تھا عمر بن الخطاب کا پوچھا کہ یہ شور و غوغا کیا
ہے لوگوں نے کہا ابن الخطاب مسلمان ہوا ہے ابو جہل یہ سنکر کھڑا ہوا حجر پر اور سب کی طرف اشارت
کرکے کہنے لگا آگاہ رہو اے اہل مکہ تحقیق امان دی میں نے اپنی بہن کے بیٹے کے تئین یہ سنکر
وے مجھسے دور ہوئے ایسا آیا ہے روایت میں اس روایت میں اور اور روایتوں میں آیا ہے کہ
ابو جہل سے عمر ابن الخطاب رض نے سختیاں کیں اور لڑائیاں لیں یہاں تک کہ بس آیا اور زبون ہوا اور عمر ابن الخطاب رض
کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ جنگ کیا کرتا اور مارتا لوگوں کے تئین اور وے مجھکو تا آنکہ قوی کیا حضرت

قوی کیا تعالیٰ نے دین اسلام کے تئین والحمد للہ اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ جب ابن الخطاب اپنی بہن اور
داماد کے گھر میں پہونچے لفظ داماد عام ہے اس بات سے خواہ بیٹی کا شوہر ہو خواہ بہن کا خواہ بھانجی وغیرہ کا اور یہ نہیں ہے
کہ بیٹی کے خاوند ہی کو داماد کہیں چنانچہ یہان داماد یعنی شوہر ہمشیرہ ہی اونکے کان میں آواز عمر
ابن الخطاب کی قرأت کی پہونچی کہ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کرتی تھی اور وہ سورت صحیفے میں لکھی ہوئی تھی
عمر خطاب نے کہا یہ صحیفہ کیسا ہے مجھکو دو ہمشیرہ نے جواب دیا کہ تجھکو نجاست سے شرک کی اور یہ وہ کتاب ہے
جسکے وصف میں آیا ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون یعنی نہیں چھوتے اوسکو مگر پاکیزہ لوگ یہ سنکر عمر خطاب نے
غسل کیا اور وہان سے سورۂ طٰہٰ پڑھنا شروع کیا یہانتک پہونچے وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی
اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی عمر ابن الخطاب یہ پڑھکر رونے لگے اور بولے کیا بہتر کلام ہے یہ کلام اور وہ
خداوند صفت جسکی ہے کہ دانا ہے سر وخفی ہے سزاوار ہے اس بات کا کہ پرستش کریں اوسکی غیر کے تئین یہ کہکر کہا
اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ اوسوقت کہا کہان ہے پیغمبر کہ میں اونکے پاس جاؤن
بعدہ اپنی شمشیر کو حمائل کرکے حضرت کے حضور میں جانے لگے یارون نے خوف سے دروازہ کھولا حضرت
نے حکم فرمایا دروازہ کھولدو حکم سے حضرت کے کھولدیا عمر خطاب آگے آئے حضرت نے دونون بازو اور
ایک روایت میں ہے کہ کمر کو عمر خطاب کی پکڑکر فشردہ کیا یعنی مسوس ڈالا اور فرمایا اے عمر اگر صلح کی
راہ سے آیا ہے تو ہاتھ اوٹھاؤن تجھسے اور اگر جنگ کیواسطے آیا ہے تو تجھکو ہلاک کرون عمر خطاب نے
حضرت سے جب یہ کلام سنا ہیبت سے بند بند عمر خطاب کا لرزا اور کانپا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور سر
نیچے ڈال دیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ پیغمبر نے شادی سے تکبیر فرمائی اور یاران نے
بھی صدائے تکبیر بلند کی ہوئی ایسا غلغلہ تکبیر کا بلند ہوا کہ قریش کی مجمع میں آوازہ پہونچا اوسوقت عمر خطاب نے
کہا یا رسول اللہ کفار لات اور عزے کو آشکارا پرستش کریں اور آپ دین حق کو ظاہر نکریں پس حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور ابوبکر صدیق اور حمزہ کے تئین ہمراہ لیکر کعبے کیطرف روانہ ہوے
عمر خطاب نے اوس جماعت کے تئین ضرب اور حرب سے خانۂ کعبہ کی نواحی سے دور کیا حضرت کعبے میں آکے
اور دو رکعت نماز اصحاب کے ساتھ حضرت نے ادا فرمائی کذا ذکر فی روضۃ الاحباب مع اختصار کہتے ہین
یہ آیہ کریمہ اسیوقت میں پیغمبر پر نازل ہوا یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین
روایت کی ہے ابن عباس نے کہ جب عمر خطاب اسلام لائے کہا جبرئیل نے پیغمبر کے تئین

یا محمد اہل آسمان نے استبشار کی ہی عمر خطابؓ کے اسلام لانے کی رواہ ابن ماجہ وصل ساتوین برس مین
جب قریش نے قوت اور عزت دین اسلام کی اسلام لانے سے حمزہ اور عمر خطابؓ کے دیکھی اور ہجرت کرنا
اصحاب کا حبش کی طرف اور قبائل مین نشو و نما ہونا اسلام کا معاینہ کیا تب قریش کی حسد اور عداوت کا
شعلہ بلند ہوا اور مقدمہ قتل اور ہلاک مین حضرت کی پائداری کرنے لگے لیکن حضرت چچا ابوطالب کی حمایت
اور کفالت مین تھے تو قریش اظہار تعرض اور دراز دستی نکر سکے ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے کہ تو اپنے
بھتیجے کو ہمین سونپ دے اور نہین تو جنگ کا آمادہ ہو یا اوس سے کہو کہ سب اور شتم ہمارے بتونکے باز رہے
سب اور شتم کے ایک ہی معنی ہین یعنے گالی دشنام یہ سنکر ابوطالب نے حضرت کے تئین بلوا کر کہا کہ تمھاری قوم آئی تھی
ایسا کچھ کہتی ہے اب لازم ہے کہ تم اپنی ذات پر ترحم کرو کہ لڑنا قریش کے ساتھ میری اور تمھاری طاقت سے
باہر ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے چچا تجھکو خیال یہ ہوگا کہ مین تمھاری حمایت مین یہ کام کرتا
ہون یہ نہین بلکہ حامی اور ناصر میرا میرا پروردگار ہے میرے خداوند نے مجھکو حکم کیا ہے یہ کام کرنے کو اور
جبتک یہ مہم آخر کو نہ پہونچے تب تک ہاتھ اس کام سے نہ اوٹھاؤنگا اور نہ بیٹھونگا اگر تم میری تقویت کرو اور
موافقت کرو تجہ سے تو تمھاری ہی سعادت ہے اور نہین تو عون ربانی اور تائید آسمانی مجھے بس ہے یہ فرمایا اور مجلس سے
اوٹھے اور ابوطالب کے تئین حضرتؐ کی ان باتون نے ایک رقت اور ہمت پیدا ہوئی اور کہا کہ یا محمدؐ تم اپنے
کام مین مشغول ہو قسم ہے رب کعبہ کی جبتک مین جیتا ہون اور میرے تنمین دم ہے تب تک تیرے دسترس نہین
پا سکنے کے قریش ہین یہ کہکر ایک شعر بھی ابوطالب نے پڑھا جسکا مضمون یہ ہے قسم ہے خدا کی کہ ہرگز قریش تیری
طرف نہ پہونچ سکین گے اپنی جمعیت کے ساتھ جبتک مین خاک کے نیچے دفن ہون آشکارا کر اور ظاہر کر تو اپنے
کام کے تئین یعنے اپنے دین کو اور اندیشہ مت کر اور خوش رہ اور ٹھنڈی ہو وین تیری آنکھین اوس کام
سے تب ابوطالب نے بنو ہاشم کو جمع کیا اور بنو ہاشم نے بھی اونھون کے ساتھ اتفاق کیا اگرچہ وہ کافر تھے
بعادت جاہلیت لیکن اون سبھون نے بحکم عصبیت اپنے شعب مین حضرتؐ کے تئین لے گئے شعب کے معنے
بہت ہین لیکن یہان معنی قبیلہ بزرگ ہے اور عصبیت کے معنے تعصب کرنا قوم کا اور حمایت کرنا لیکن ابولہب
اگرچہ بنی ہاشم سے تھا پر اوس ملعون نے موافقت نہ کی اور تمامی قریش نے آپسمین اتفاق کیا اور عہد
باندھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے مناکحت اور مبایعت اور مخالطت اور مصاحبت اور مکالمت نہ کرین
علی الترتیب معنی ان لفظونکے یہ ہوئے یعنے آپس مین نکاح اور بیع اور آمیزش اور صحبت اور گفتگو نکرین اور قطع

صلۂ رحم کرین اور بیچو شرا سیکو اونہین سے کہ وہان کی سرزمین مین کسی چیز سے منتفع ہووین یعنے فائدہ مند
اور اہل بازار کے تئین اوپر صحابات کے لانے کہ کوئی چیز اونھون کے ہاتھ مین نہ بیچین اور اگر حج کا موسم آوے
اور اطراف کے لوگ جمع ہووین اون سے بھی منع کیا کہ کچھ اونسے خرید کرنے نپاوین آپ ہی وہ سب خریداری
کر لیتے تھے اور بھاری قیمت سے اشیا اور اجناس مول لیتے تھے اور اسباب مین اون سب کافرون نے عہدنامہ
لکھا اور مہر کر کے کعبے کے دروازے پر لٹکا دیا کہ صلح نہووے درمیان ان سبھون کی آپسمین مگر قتل کرنے سے
حضرت کے کہتے ہین کہ جسنے اپنے ہاتھ سے یہ نامہ لکھا تھا اوسکا ہاتھ شل ہوگیا یعنے سوکھ گیا ہی شعر ہوا ہو جسکا
یاور ہیہ اکرم ❊ جہان سارا ہو گر دشمن تو کیا غم ❊ نہ بعد و پر و سیاہی کا ہو لگا ❊ نہ ہو منظور حق کا بال بیکا ❊
یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنے ارادہ کرتے ہین کفار یہ کہ بجھا دین
خدا کے نور دین کو اپنے دہانون مین اور خدائے عز وجل کامل کرتا ہی اپنے نور کے تئین اگرچہ کراہت کرین
کفار یہ واقعہ یعنے یہ کہ بنو ہاشم کا اتفاق کرنا اور حضرت کو اپنے قبیلے مین لیجانا اور بلوہ کرنا مشرکون کا ہلال
محرم کی تھا ساتوین برس مین نبوت سے ہلال ماہ نو کو کہتے ہین تین شب تک ہلال کہلاتا ہی اوسکے بعد قمر
اس [illegible] مطلق ہلال لکھتا ہی یہ نہین کہ مقید ہو پہلی محرم کی یا دوسری یا تیسری شب معلوم ہوا ان تین
شبون [illegible] تھی جب حضرت بنو ہاشم کے قبیلے مین گئے اور تین برس اسی اسلوب سے گذرے یعنے
ا[illegible]ر ہوا کفار کا آپسمین ایکا کرنا اور قدغن کرنا محمد کو اور اونکے ہوا خواہون کو خرید و فروخت
وغیرہ [illegible]مین اور جب ضیق عسرت یعنی تنگی اور تہیدستی اور پریشانی حد سے گذری تب قریش کی
ایک جماعت کو کہ دوستی قرابت قریبہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ رکھتے تھے شفقت اور رقت انگیز
حال اونھون کا ہمراہ رفق بمعنی نرمی اور لطف کرنا اور مقتضائے لاحیلتا نہ ستانے اونھون کے دلمین ڈالا کہ اوس عہد
کو توڑ ڈالین اور اوس صحیفۂ قاطعہ کے تئین یعنے وہ جو عہدنامہ لکھکر اونھون نے کعبے کے دروازے
لٹکایا تھا اوسکے تئین پھاڑ ڈالین جنگ اور خصومت درمیان قریش کے واقع ہونے کے بعد
اتفاق ہوا اوپر اس بات کے کہ اوس صحیفے کے تئین حاضر کرین ابو طالب نے کہا کہ محمد نے مجھکو
یون خبر دی ہی کہ حق تعالے نے اوسپر یعنے اوس نامے پر ارضہ کے تئین نازل کیا کہ جہانتک
اوسمین ظلم اور جور اور قطعیت کی عبارتین تھی سب چاٹ گئی خدا اور رسول کا نام اوسمین سالم رہنے
دیوین اگر محمد اپنی اخبار مین کاذب نکلے تو جیا ہو سو اوس سے بدی کرو اور اگر صادق ہو تو

اتنا ہی بس کہ اوس خط کے مضمون سے تم سب درگذر دو اور جس وقت اوس صحیفے کو کھولا ویسا ہی دیکھا جیسا
اخبار دیا تھا پیغمبر نے یہ دیکھکر قریش شرمندہ ہوئے اور بعضون نے اپنے اپنے سر نیچے ڈالے ارضہ اوس کیڑے کو
کہتے ہین جو لکڑی کو کھاتا ہی باوجود اوسکے ابوجہل اور اوسکے تابعون نے لجاج یعنی ستیزہ کیا کہ نقض عہد نامہ
کرین نقض یعنی توڑنا ابوطالب اپنے یارون کے ساتھ کعبے کے استار مین آئے استار جمع ہی ستر کی
ستر یعنے پردہ اور چادر دیواری مراد ہے اور دعا کی وہان آکر ابوطالب نے اللھم انصرنا علی من
ظلمنا وقطع ارحامنا واستحل ما یحرم علینا یعنے یا اللہ نصرت دے تو مجھکو اوپر اوس شخص کے جسنے
ظلم کیا مجھپر اور قطع صلہ رحم کیا میرا اور حلال کرنا چاہا اوس چیز کو جو حرام ہی مجھپر اسکے بعد
شعب کو پھر گئے اور لوگ اوس جماعت کے جو نامے کا عہد توڑنے مین سعی کرتے تھے سو غالب آئے وے
اور ہتھیار باندھکر شعب مین در آمد ہوئے اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کو اونھون نے باہر نکالا
اور اپنے اپنے مکانون مین سبھون نے قرار اور آرام پایا اور مخالف کچھ نہ کہہ سکے یہ صورت
دسوین سال مین واقع ہوئی اور اسی سال مین درمیان اہل فارس اور اہل روم کے لڑائی ہوئی
اہل فارس غالب ہوئے اہل روم پر جب یہ خبر عربستان مین پہونچی کفار قریش نے خوشی کی
اور مسلمانون سے کہا کہ غالب ہوئے ہمارے بھائی تمھارے بھائیون پر آجکے دن کل ایسا ہوگا
کہ ہم بھی غالب ہوینگے تمھارے اوپر کفار نے مراد اپنے بھائیون سے اہل فارس کو اس اعتبار
سے کہا کہ اہل فارس اہل کتاب وملت نتھے اور مسلمانون کے بھائیون سے ارادہ کیا اہل روم کے
تئین کہ اہل کتاب تھے وے ملت اور نصرانیت پر اہل اسلام کفار قریش سے یہ بات سنکر ملول ہوئے
تب حقتعالی نے یہ آیت نازل کی الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ
فِي بِضْعِ سِنِينَ خبر دی حضرت سبحانہ جلشانہ نے کہ اگرچہ اس برس مین مغلوب ہوگئے اہل روم
اہل فارس کے ہاتھون سے سر انجام یہ کہ غالب ہونگے وے اوپر کئی ایک برس مین اور ابوبکر صدیق نے
اعتماد کرکے خبر ربانی پر قریش سے کہا کہ ٹھنڈی نکرے اللہ تعالی تمھاری آنکھونکو یعنی خوش نکرے تمکو خدا قسم ہی
خدا کی ہر آئنہ غالب کریگا اللہ تعالی روم کو فارس پر کئی برس مین ابی بن خلف نے تکذیب کی ابوبکر کی یعنے
جھوٹا ہی کہا اور مراہنت کی مراہنت رہن سے آیا ہی یعنے گرو رکھنا اور شرط کرنا اور مراہنت یعنی شرط کرنا
دو شخص کا آپسمین یہ مراہنت ابی بن خلف نے ابوبکر سے کی اگر اہل روم تین برس تک اہل فارس پر غالب

ہوا تو دس اونٹ زیادہ ہیں ورنہ تجھکو نہیں تو تو مجھکو دس اونٹ شتر دے ابوبکر نے حضرت کے پاس جاکر یہ قصیہ
ظاہر کیا حضرت نے فرمایا جاؤ اوسکے پاس اونٹوں میں افزایش کرو اور مدت میں بھی زیادت کرو یعنے اونٹوں کو جو
مراہنت کیے گئے ہیں او نہیں دس سے زیادہ بڑھاؤ اور مدت جو تین برس کی مقید کی گئی اسمیں افزایش کرو اور
یہ یعنی مدت کا بڑھانا اس جہت سے تھا کہ بضع نام ہے عدد کا تین سے دس تک اور حقتعالی نے آیہ میں مبہم
فرمایا ہے بضع نہیں کرکے تو ابہام یہاں تین سال سے دس سال تک ہے اور تعین مدت آیہ سے مستنبط
نہیں ہوتا احتیاط اسمیں ہے کہ تعین تین کا نکریں شاید کہ غلبہ روم کا تین برس کی مدت میں حاصل نہو ابوبکر
صدیق نے جاکر مدت کے تعین نو سال تک کی افزایش دی اور اونٹوں کے تئیں سو تک بڑھایا اور
طرفین سے ضمانت مقرر ہوئی یعنے ابوبکر نے ضامن لیا ابی بن خلف سے اور ابی بن خلف نے ابوبکر رض سے
کہ اگر موافق اس کہنے کے نو برس میں اہل روم فارس پر غالب ہوویں تو الیفاء شرط کرنا پڑے پس بدر کے
دن یا حدیبیہ کے روز خبر پہونچی کہ رومیوں نے فارسیوں پر ظفر پایا روایت حدیبیہ کے روز کی اظہر معلوم ہوتی
ہے اس جہت سے کہ جس وقت آیہ نازل ہوئی اوس وقت بعثت کو دسواں سال تھا وہاں سے حدیبیہ کی صلح تک
کہ ہجرت سے چھٹے سال میں واقع ہوئی برابر نو برس ہوتے ہیں ابوبکر نے سو اونٹ ابی بن خلف سے یا اوسکے
ضامن سے لیے کذا فی روضۃ الاحباب اور بیضاوی نے کہا ہے کہ اوسکے وارثوں سے لیے کیواسطے کہ ابی غزوہ
احد میں بہشت بہ بہشت کر چکا تھا روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکر صدیق رض مراہنت کی بابت کے سو اونٹوں کو
حضرت کے حضور میں لائے تب حکم کیا حضرت نے کہ ان اونٹوں کو تصدق کرو غالبا حضرت کا حکم کرنا انکو
تصدق کرنے کے واسطے شکرانہ حصول نعمت کے واسطے تھا یعنے حصول اس نعمت کا کہ غالب کیا اللہ تعالی نے
اہل روم کو جو صاحب کتاب تھے اہل فارس پر کہ وے مشرک تھے اس نعمت کا شکرانہ یا اسواسطے ہو
تصدق کرنا اونٹوں کا کہ مراہنت کے مال میں شبہہ ہے بعضوں نے کہا ہے عالموں سے کہ قصہ ابی بکر رض کی
تحریم قمار سے آگے تھا یعنے جب جوا کھیلنا حرام ہوا اوس سے آگے تھی یہ مراہنت اور امام ابوحنیفہ رح
اور امام محمد کے نزدیک عقود فاسدہ مانند عقد ربا وغیرہ جائز ہیں دار الحرب میں کفار اور مسلمانوں
کے درمیان فتدبر ربا یعنے سود کھانا اور سود اوسے کہتے ہیں جو مال کوئی بیچے کسیکے ہاتھ یا روپے قرض
دیوے کسیکو اور اوسپر کچھ زیادہ کرکے لیوے نہیں امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ لینا جائز ہے اس شرط سے
کہ اگر دار الحرب میں ہو تو مسلمان لیوے یہ کافر سے عقود فاسدہ بھی اسی طرح سے جائز ہیں جب ان کو

امر عزیز کہ اس آیت مین یعنی الم غلبت الروم آمین دو قرأت ہین ایک اون دونون سے یہ کہ غلبت بصیغہ مجہول اور سیغلبون بلفظ معلوم ہی اور معنی اوپر اسی قرأت کے ہین جو تقریر کی گئی اور دوسرے غلبت بلفظ معروف و سیغلبون بلفظ مجہول ہی بنا اس قرأت کا اوپر اسباب کے ہی کہ اہل روم غالب ہو سکے بعد اہل فارس پر مغلوب ہوئے وے مسلمانون سے کہ نوین برس مین اس آیت کے نزول سے غزا کی اہل اسلام نے اور فتح کیا اونھون نے انکے بعض شہرون کے تئین اور اضافت علیہم کے اول کی قرأت کی رو سے من قبیل اضافت مصدر بسوے مفعول ہی اور قرأت ثانی کی رو سے اضافت مصدر بسوے فاعل ہے

وصل اسی سال مین یعنی دسوین برس مین بعثت سے ابو طالب نے وفات پائی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ جب گذرے اونچاس برس آنحضرتؐ مہینے گیارہ روز تب وفات پائی پیغمبرؐ کے چچا نے یعنی ابو طالب نے اور بعضے نے کہا ہی کہ نصف شوال سنہ عاشرہ سے اور بعضون نے کہا ہی کہ ہجرت کی تین برس آگے سے وفات پائی ابو طالب نے اور عمر اونکی اوسدم ستاسی برس کی تھی روایت کی گئی ہی کہ جسوقت ابو طالب رحلت قریب ہوئے تب حضرتؐ نے فرمایا ای چچا کہو لا الہ الا اللہ یہ وہ کلمہ ہے کہ جسکے سبب سے شفاعت کرونگا مین تمھاری قیامت کے روز جب دیکھا ابو طالب نے کہ حضرتؐ کلمہ پڑھنے کے واسطے حریص ہین تب کہا ای میرے بھتیجے اگر مجھکو قریش کا یہ خوف نہوتا کہ کہین گے کہ ابو طالب نے یہ کلمہ ترس سے اور موت کے خوف سے پڑھا ہر آئنہ پڑھتا مین اوسکے تئین یعنی کلمے کو اور روشن کرتا مین اوسکے پڑھنے سے تمھاری آنکھونکو اور روضۃ الاحباب مین کہتا ہی کہ ابو طالب نے کہا حضرتؐ کے جواب مین کہ اگر مجھکو سبابت کا خوف نہوتا کہ قریش سرزنش کرینگے اور کہین گے کہ تیرے چچا نے موت سے ڈر کر کلمہ پڑھا روایت کی گئی ہی کہ ابو طالب نے اوسوقت کئی بیتین پڑھین کہ مضمون اون کا یہ ہی کہ تو نے دعوت کی مجھکو اور جانا مینے کہ تو میرا ناصح ہی اور خیر خواہ ہر آئنہ تحقیق سچ کہا تو نے اور تو اوس بات مین امانت دار ہی ظاہر کیا تو نے ایسے دین کے تئین کہ تحقیق جانا مین نے کہ وہ دین بہترین دین ہی خلق کے دینون سے اگر خوف لوگونکی ملامت کا اور اونکی گالیون کا مجھکو نہوتا تو ہر آئنہ پاتا تو مجھکو جوانمرد اور قبول کرنے والا اور ظاہر کرنیوالا اس دین کا یہ دیکھکر قریش نے فریاد بلند کی اور کہا کہ اپنے آبا کی ملت سے اور شیاخ عبد المطلب اور ہاشم اور عبد مناف سے روگردان ہوتا ہی تو کہا نہین اپنی اشیاخ یعنی اپنے شیخون کی ملت پر جاتا ہون منقول آیا ہی روایت مین کہ ابو طالب نے بنی عبد المطلب کے تئین یعنی عبد المطلب کی اولاد کو

اپنی موت کیوقت بلا کر وصیت کی کہ اگر تم محمد کی بات سنو اور اوسکے امر کی اتباع کرو اور مددگاری کرو اور نصرت دو اوسے تو تم فلاح اور رشد سے دور نہوگے اور خوبی پاؤگے اور مواہب لدنیہ میں ہشام بن ثابت سے روایت کی گئی ہی کہ جب حاضر ہوا ابوطالب وفات کے تئین تب جمع کیا ابوطالب نے وجوہ قریش کے تئین اور اونکے اکابر کے تئین جمع کر کے سبھونکو ابوطالب نے وصیت کی اور کہا کہ ای گروہ قریش تم برگزیدہ خدا کے ہو خدا کے خلق میں سے گزیدہ یعنی چنیدہ انتخاب کرنا اور میں وصیت کرتا ہون تمکو محمد کیطرف خیر کے تئین کیونکہ وہ امین ہی قریش میں اور صدیق ہی عرب میں اور وہ جامع ہی ہر خیر کے تئین وصیت کرتا ہون میں اوس کر کے اور تحقیق کہ لایا ہی وہ اوس امر کے تئین کہ قبول کیا ہی اوس امر کو لوگونکے دلون نے اور انکار کیا ہی اونکی زبانون نے ملامت کے خوف کی جہت سے قسم ہی خدا کی کہ گویا دیکھتا ہون میں فقرا کو اور درویشونکو اور صحرا کے بیٹھنے والون کو عرب کے اور اطراف کے ضعفا اور مسکینون کو دیکھتا ہون کہ اجابت کرتے ہین اونکی دعوت کے تئین اور تصدیق کرتے ہین اوس کے کلمے کی اور گرامی رکھتے ہین اوسکے امر کے تئین پس ہوگئے رؤس قریش کے اور اونکے اکابر کے نگونسار اکابر جمع ہی کبیر کی یعنی بزرگ اور رؤس جمع ہی راس کی یعنی سر مقولہ ابوطالب کا یہ ہی کہ کہتے ہین گویا ایسا معلوم ہوتا ہے مجھکو کہ گویا نگونسار ہوگئے سر قریش کے اور اوسکے اکابر سرنگون اور گھر اونھون کے خراب ہوگئے اور ضعفا اونکے صاحب خیر ہوئے اور زیادہ بزرگ اونھون کے یعنی قریش کے زیادہ محتاج ہوئے اونھون کے محتاجون سے طرف اوسکے یعنی محمد کیطرف اور جو اشخاص کہ زیادہ دور تھے قریش سے اوس سے ہونگے زیادہ با نصیب اور بہرہ مند ہونگے نزدیک اوسکے اور تحقیق کہ خالص کیا عرب نے واسطے اوسکے اپنی دوستی کے تئین اور صاف کیا اوسکے واسطے اپنے دلون کے تئین اور قبول کیا قریش نے اوسکی اطاعت اور انقیاد کے تئین ای معشر قریش یعنی ای گروہ قریش تم سب اوسکے دوستدار ہو اور اوسکے گروہ کی حمایت کرنے والے ہو تمکو قسم ہی خدا کی جو کوئی اوسکی متابعت کی راہ چلے رشد پاوے اور کام اوسکا ساتھ سامان کے ہو اور اوسکی سیرت کو کوئی نیاوے مگر جو شخص کہ نیک بخت ہو اگر میری ذات کو کچھ مدت بقا ہے اور میری اجل کو کچھ تاخیر ہو تو البتہ باز رکھونگا میں آفتون کے تئین اور دفع کرونگا میں اوس سے حادثون کے تئین یہ کہا ابوطالب نے اور رحلت کی اور بالجملہ اعانت اور امداد اور حمایت اور رعایت اور مدح اور ثنا کرنا ابوطالب کا حضرت

کے تئیں اور اعلائی شان اور رفع مکان رسول الرحمن کے اشعار اور اخبار میں بہت ہیں باوجود اسکے لوگ
کہتے ہیں کہ ابوطالب ایمان نہیں لائے اور مسلمان ہو کر جہان سے نہیں گئے جواب دیتے ہیں اس کا کہ
ابوطالب نے اقرار کیا زبان سے اور تصدیق کی ساتھ قلب کے لیکن اذعان یعنی اعتقاد اور قبول
اور اطاعت اونکے وجود میں نہیں آئی اور معتبر ایمان لانے میں دو چیزیں ہیں تصدیق اور اقرار
کہ یہ دونوں مقارن ہیں اذعان اور قبول اور انقیاد اور تسلیم کے جیسا کہ کتب کلامیہ میں تحقیق پایا ہے
اور احادیث اور اخبار میں ثبوت ایمان اونکا نہیں پایا مگر یہ کہ ابن اسحق کی روایت میں آیا ہے کہ
ابوطالب اسلام لائے موت کے وقت کہا ہے ابن اسحق نے کہ جب نزدیک ہوئی موت اونسے
یعنی ابوطالب سے تب دیکھا عباس رض نے اون کی طرف کہ دونوں ہونٹھ ہلتے تھے عباس رض نے
اپنے کان لگا دیے اونکے منھ سے اور حضرت صلعم کے پاس جا کر کہا یا ابن اخی یعنی ای میرے بھائی کے بیٹے
تحقیق کلمہ پڑھا میرے بھائی نے کہ امر کیا تھا تم نے اوسنے اون کلمے کے پڑھنے کیواسطے اور
ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا باوجود اسکے کہ حدیث صحیح
اثبات کی ہے ابوطالب کے واسطے کفر کے تئیں کہ کہا اپنے آخر کلام میں علی ملة عبد المطلب یعنے
مرتا ہوں میں عبد المطلب کی ملت پر اور نہ کہا لا الہ الا اللہ اور کہا رسول خدا صلعم نے ہر آئینہ استغفار
کرتا ہوں میں یعنی طلب بخشش کرتا ہوں میں تیرے لیے خدا سے اسواسطے کہ نہی کیا جاؤں میں اوس سے یعنی
استغفار سے پس نازل ہوئی یہ آیۃ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی
قربی یعنے نہیں ہے واسطے نبی کے اور واسطے اون شخصوں کے جو ایمان لائے یہ کہ طلب بخشش کریں
مشرکین کے واسطے اگرچہ ہوویں وے ذوالقربی اور یہ بھی آیا ہے کہ ابوطالب کے باب میں
یہ آیۃ بھی نازل ہوئی ہے انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء یعنے تحقیق نہیں
ہدایت کرتا ہے تو اے محمد جسکو چاہتا ہے تو لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور صحیح میں
آیا ہے عباس رض سے کہ ابن عباس رض نے کہا حضرت کے تئیں کہ ابوطالب ایسا تھا کہ حضرت کی حمایت
کرتا تھا اور نصرت دیتا تھا اور غضب کرتا حضرت کے واسطے مشرکوں پر آیا یہ اعمال اوسکو کچھ نفع
نہ پہونچائینگے حضرت صلعم نے فرمایا ہاں پایا میں نے اوسکو درکات اور غمرات نار میں درکات جمع ہے
درک کی درک بمعنی پایانا لیکن درکات بمعنے طبقات دوزخ ہے چنانچہ درجات منازل بہشت

کو کہتے ہیں اور باہر لایا میں اوسکے تئیں ضحضاح نار میں کہ پہونچتی ہی اوسکے شتالنگ تک در جو تئیں آیا ہی اون سے دماغ اوسکا ضحضاح کہتے ہیں تھوڑے سے پانی کو جو کعبتین تک یا آدھی پنڈلی تک پہونچے اور شتالنگ کہتے ہیں ٹخنونکی ہڈیون کو جو پانون کے فوق اور پنڈلی کے تحت ہوتی ہی اونھین کعبتین کہتے ہیں کعبتین تثنیہ ہی واحد اسکا کعب اور ایک روایت مین اس سے زیادہ آیا ہی کہ سیلان کرتا ہی دماغ اوسکا ظرف اوسکے پانون کے اور یہ بھی آیا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ آسان اور سبک ترین مردم عذاب مین قیامت کے روز ابوطالب ہے کہ اوسے دو شید نعال ہین آتش کے کہ جوش مارتا ہی اوس سے دماغ اوسکا نعال معروف ہی جسکو پانون مین پہنتے ہین واحد اوسکا نعل اور تثنیہ نعلین اور یہ واسطے سیات کے ہے کہ آیا ہی کہ کفار کے اعمال نیک سبب تخفیف ہین قیامت کے روز اور روضۃ الاحباب مین بھی ابوطالب کی موت کا اخبار کفر کرکے لایا ہی اور یہ لایا ہی کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین حضرت کے نزدیک گیا اور کہا ان عمک الشیخ الضال قدمات یعنی بہر آئینہ چچا تیرا الشیخ ضال تحقیق کہ گیا ضال یعنی گمراہ حضرت نے یہ سنکر رونا شروع کیا اور کہا جاؤ غسل دو اور تجہیز و تکفین اوسکی کرو کہا مینے یا رسول اللہ انہ مات مشرکا فرمایا حضرت نے جاؤ پوشیدہ کرو اوسے زمین مین اور یہ بھی فرمایا غفر اللہ لہ ورحمہ یعنی بخشے اللہ تعالیٰ اسکو اور رحمت کرے ابوطالب کے تئین اور یہ بھی لایا ہی روضۃ الاحباب والا کہ سید عالم ابوطالب کے جنازے کے ساتھ جاتے تھے اور فرماتے تھے اے چچا میرے بسا رحم میرا بجا لایا تو اور میرے حق مین تجھسے کوئی قصور واقع نہین ہوا خدا تیعالے تیرے تئین جزاے خیر دیوے اور بالجملہ تعنیہ ابوطالب کا غرابت سے خالی نہین مترجم اس کتاب کا ان روایتون کے اختلاف سے حیران ہی کہ کسی روایت سے ثابت ہوتا ہی اسلام ابوطالب کا اور کسی سے کفر خدا جانے حقیقت حال کیا ہی بالجملہ اوسے ان باتون نے کیا جد کچھ عبد الحق دہلوی نے تالیف کی ہی وہ اوسکا بے کم و کاست مترجم ہی اور یے تقصیر اور اسطرح سے آیا ہی کہ جب قریش نے مزاحمت اور مخاصمت ظاہر کی تب کہا ابوطالب نے کہ مرتا ہون مین ملت پر عبد المطلب اور ہاشم اور عبد مناف کے یعنی جس ملت پر وے گئے مین بھی اوسی ملت پر مرتا ہون اور حضرت نے فرمایا ہی کہ عبد المطلب اور قوم اونکی سب آتش مین ہین اور متاخرین نے اثبات کی ہی کہ آبا اور اجداد حضرت کی پاک اور صفا تھی ولوث کفر سے اور شرک سے ولوث نقصین یعنی آلودگی اور جیرک باری اوس سے کم نہوگا کہ اس مسئلے مین توقف اور صرفہ

کرین صرف یعنی افزونی اور زیادہ کرنا کسی چیز کا یعنی توقف اثبات مین نہین کہ آبا و اجداد حضرت کے
پاک او ر مصفا تھے ابوطالب کے تین روز یا پانچ روز کے بعد وفات پائی ام المومنین بی بی خدیجہ نے
اور مدت اقامت انکی حضرت کے ساتھ پچیس ۲۵ برس تک تھی اور حضرت نے اس سال کا نام عام الحزن
فرمایا یعنی اس سال مین حزن عام تھا کہ چچا نے اور زوجہ سرور نے اسی ایک ہی سال مین چند روز کے
تفاوت سے وفات پائی اور حضرت نہایت الم اور حزن سے اپنے مکان سے کہ حکم بیت الحزن
رکھتا تھا کم برآمد ہوتے تھے اور کفار بے بنیاد و بنیاد جور و جفا پہلے سے زیادہ کرنے لگے خدیجہ کی
رحلت کے بعد حضرت نے سودہ اور عائشہ سے تزویج کی سودہ بنت زمعہ قرشیہ عامریہ تھین اور
عائشہ چھ برس کی تھین زفاف انکا ہجرت کے بعد واقع ہوا ہی باقی احوال ازواج طاہرات کے
ذکر مین آویگا انشاء اللہ تعالی بعد اسکے یعنی ابوطالب اور خدیجہ کی رحلت کے بعد ابولہب بحکم
عصبیت رسم حمایت کے تئین نسبت بہ بندگان حضرت درمیان لایا اور جب سنا اوسنے کہ حضرت
فرماتے ہین کہ عبدالمطلب اور اونکے قوم کی جگہ دوزخ مین ہی تب بیزار ہوا اور حمایت سے دست بردار
ہوا اور کفار کے ساتھ ایذا دینے مین اور ضرر پہونچانے مین شریک ہوا اسد رہے ہین کہ حضرت کو
مکے مین رہنا دشوار ہوا اور قبیلہ بکر بن وائل کی دعوت کرنیکے واسطے مکے سے باہر نکلے اور
جب وہان پہونچے تب حضرت نے اونکو دعوت کی لوگون نے جگہ ندی وہان قبیلہ قحطان مین رونق
بخش ہوئے اول اونھون نے جگہ دی آخر پشیمان ہوئے اوس جگہ سے طائف ثقیف کیطرف متوجہ ہوئے
زید بن حارثہ اس سفر مین ملازم رکاب تھا ایک مہینے تک ثقیف مین حضرت مقیم تھے اور دعوت
کرتے تھے کسی نے اجابت نہ کی اور اپنے غلامونکو اور چھوکرونکو اونھون نے تعین کیا یہ تمام گمراہ اور نادان
آتے تھے اور حضرت کو ایذا دیتے تھے اور دھوم کرتے اور گالیان دیتے اور عقب مین حضرت کے جاکر
پتھر پھینکتے اور پانوؤن کو اس جناب کے خونی کرتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب وے حضرت
پر پتھر برساتے زد و ضرب سے پتھرونکی حضرت ناتوانی مین آکر زمین پر گرتے اور بیٹھتے خدام پھر
حضرت کے بازونکو اوٹھا کر کھڑا کرتے اور جب حضرت رفتار فرماتے تب پھر وے سنگدل سنگ زنی کرتے اور
ہنستے اور زید بن حارثہ نے اپنے تئین سپر کیا تھا حضرت کا اور اون پتھرونکو اپنے اوپر لیتا تھا یہانتک کہ مارے
پتھرونکے اسکا سر پھوٹ گیا شعر دیوار سے سنگ بار در سے اغیار یہ عاشق کو بلا ہی جان ہر در اور دیوار نہ

اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ طریق حق اور منصب نبوت کسقدر دشوار ہی اور اشد بلا انبیا ہو تھی قدر الولا کر
الانبیاء اشد بلاء ثم الامثل فالامثل یعنی بلا مقدار دوستی پر ہی انبیا پر بلا اشد بلا یعنے دوستی زیادہ
کی انبیا کے حق مین بلاے عظیم ہی اس معنی سے کہ جو پیغمبر دین حق آشکارا کرے اور کفار سے جہاد کرے
اور بت توڑے کفار بھی اوسکی دشمنی پر کمر باندھیں خالق کی دوستی سے دشمنوں مین خوار ہو لیکن
مقبول پروردگار ہی انبیا کا ولا کا یہ مرتبہ ہی اولیا کی ولا بھی اسقدر رتبہ او سکے بعد جو رتبہ عالمون کا
ہی او سکے بعد اور جو مانند اونکے ہون بلا کش اور زحمت نصیب ہوتے ہین راہ خدا مین اونھین
معنوں سے کہتا ہی قائل اس قول کا ثم الامثل فالامثل یعنے انبیا کا تقرب درگاہ الٰہی مین سب
ولا سے ہی کہ دعوت کے باعث پتھر اونکی مار کفار سے کھاوین ایذا پاوین اور مصیبت کھینچین
بیتابی کے جاوین اور جلا وطن ہون اسکے بعد اولیا کی ولا اور بلا علے قدر مرتبہ اونھی کے مانند
ہوتا ہی اسکے بعد زہاد اور علما وغیرہ کی ولا اور بلا قدر اندازہ کار سے اور یہ ضرب المثل ہے
اور یہ کے اپنے موقع پر ثم الامثل فالامثل یعنی پس جیسے مانند تر او سکے پس ہو بکر صحیح بخاری اور مسلم مین
عائشہ صدیقہ کی حدیث سے آیا ہی کہ پوچھا عائشہ صدیقہ نے حضرت سے کہ یا رسول اللہ جنگ احد کا
روز سے دشوار تر بھی کوئی روز مصیبت کا تمھارے او پر آیا حضرت نے فرمایا تحقیق کہ پہونچین
تیری قوم سے مجھپر شدتین اور بلائین لیکن زیادہ دشوار اور سخت یہ چیز روز مجھپر گذرا وہ اونھوں کی
شدت اور سختی سے سو عقبہ کا روز تھا جسوقت مین نے ظاہر کیا اپنی ذات کو ابن عبد یالیل
بن کلال پر اور دعوت کی مینے اوسکو پس اجابت نہ کی اوسنے مجھسے جو کچھ چاہا مینے اوس سے
پس روان ہوا مین اور حال یہ کہ مغموم اور مہموم ہون اور بیخود یہانتک کہ اپنے ہوش مین نہ آیا
قرن الثعالب مین پہونچنے تک پس اوپر اوٹھایا مینے اپنے سر کے تئین ناگہان دیکھتا ہون کہ
میرے اوپر ایک ٹکڑا ابر کا سایہ گستر ہی اور اوس ابر مین جبرئیل بھی موجود ہین مجھسے مخاطب ہو کر کہا
جبرئیل نے کہ یا رسول اللہ تحقیق کہ سنا اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم کے قول کے تئین مراد اہل مکہ اور
رد کرنا اونھونکا دعوت کے تئین اور جواب دینا تمھارے تئین تحقیق بھیجا گیا ہے تمھارے پاس یا محمد
ملک الجبال یعنی وہ فرشتہ کہ کوہستان جسکے حوالے ہین خدا نے بھیجا ہی اسکو تمھارے پاس کہ امر کرو
تم اوسکو جو کچھ چاہو یعنی اگر چاہو تو اوسکو امر کرو کہ کفار پر پہاڑون کے پتھر برساوے وہ فرشتہ

اور ہلاک کرے حضرت فرماتے ہین پس ندا کی مجھکو ملک الجبال نے اور سلام کیا اور کہا یا محمدؐ تحقیق کہ سنا
اللہ تعالی نے تیری قوم کے قول کے تئین اور مین ملک الجبال ہون اور جہان کے پیدا کرنیوالے نے تحقیق
بھیجا ہی پروردگار نے مجھکو کہ میرے حبیب کیطرف جاؤ اور جو کچھہ فرماوین بجا لاؤ یا محمدؐ اگر چاہو تم تو ایکدم
مین اخشبین کو زمین سے اکھاڑون اور اونکے سرون پر ہلاک کرون اونکو اخشبین نام ہی دو پہاڑ کا جو
کہ مکہ معظمہ اون دونونکے بیچ مین بستا ہی حضرت نے ملک الجبال کا یہ کلام سنکر فرمایا کہ مین نہین چاہتا بلکہ
امیدوار ہون کہ اللہ تعالی پیدا کرے انکی اصلاب سے ایسے شخصونکو کہ عبادت کرین اللہ تعالی کی اور
شریک نکرین پروردگار سے کسی شی کو اصلاب جمع ہی صلب کی اور صلب بمعنے استخوان پشت اور مراد
اوس سے نطفہ ہی اور یہ ابن یا لیل جسکا مذکور ہوا اکابر اہل طائف سے تھا ثقیف کی نسل سے اور
قرن الثعلب نام ہی ایک موضع کا کہ میقات اہل نجد ہی اور قرن المنازل بھی اوسی کا نام ہی اور صاحب
مواہب نے کہا ہی کہ اقامت حضرت کی طائف مین دس روز تک تھی اور روضۃ الاحباب مین یون آیا ہی کہ
ایک روایت سے یہ کہ اقامت حضرتؐ کی طائف مین ایک مہینے تک تھی واللہ اعلم بالصواب۔
وصل جب اہل طائف نے حضرت کی دعوت اجابت نہ کی تب مراجعت کی حضرتؐ نے مکہ کیطرف
ساتھہ اوس وحشت کے کہ اوس جناب کے عارض وقت ہوئی تھی اثناء راہ مین حضرت ایک باغ
مین پہونچے اوسجگہ کے ساکنون نے اثر پریشانی حضرت کے سیمای حال سے مشاہدہ کرکے رگ رحم
اونکی جنبش مین آئی ایک خوشہ انگور کا ایک نصرانی غلام کو کہ نام اوسکا عداس تھا اوسکے ہاتھہ
مین دیکر حضرت کے نزدیک اونہون نے بھجوایا جب حضرت نے دست مبارک اپنا انگور کے خوشے پر رکھا تناول
کیواسطے کہا بسم اللہ عداس نے یہ سنکر حضرتؐ کے منہہ کیطرف دیکھا اور کہا واللہ کہ مینے نہین سنا ایسا
کلام اس شہر کے رہنے والونسے یعنے یہ کہ بسم اللہ کہین کسی چیز کے کھانیکے وقت حضرتؐ نے فرمایا
عداس کو کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہی اور تیرا دین کیا ہی کہا اوسنے کہ مین نصرانی ہون نینوی سے
حضرتؐ نے فرمایا کہ تو قریہ مرد صالح یونس بن متی سے ہی عداس نے کہا کہ تم کیا جانتے یونس کو تئین اور کہا تم
اوسکو کیا جانتے ہو حضرتؐ نے فرمایا وہ میرا بھائی ہی اور پیغمبر تھا میرے مانند عداس نے کہا تمھارا نام
کیا ہی فرمایا نام میرا محمدؐ ہی یہ سنکر عداس نے کہا ایک مدت مدید سے تمھارے اوصاف مین انجیل
مین دیکھے ہین اور نعت تمھاری توریت سے مینے معلوم کی ہی کہ اللہ تعالی نے تمکو اہل مکہ معظمہ

پر پہنچیگا اور وہاں لوگ انقیاد نکرینگے اور اخراج کرینگے اپنے سے تمکو لیکن آخر الامر نصرت اور ظفر
تمکو نصیب ہوگا اور یہ دین تمھارا تمام روے زمین پر جاری اور عالمگیر ہوگا یہ کہکر عداس حضرت
کے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں کو چوم کر مسلمان ہوا جونسی دعاؤں سے کہ حضرت حال
ضعف اور ناتوانی اور انکسار مین ورد کیں تھیں اور پڑھی تھیں ایکسا ان دعاؤں سے یہ ہے کہ
اپنے ضعفا امت کو اور درماندوں کو ساتھ اوسکے تلقین اور تعلیم فرمائی ہے یہ دعا ہے اللھم الی اشکو
الیک ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی من المخلوقین انت ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین الی من تکلنی
الی عدو بعید یتجھمنی وملکتہ امری ان لم یکن لک الی غضب فلا ابالی ولکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور
وجھک الذی اشرقت الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والآخرہ فان نزل لی غضبک یحل علی سخطک
لک العتبی حتی ترضی ولاحول ولاقوۃ الا بک اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب ابو طالب نے
وفات پائی حضرت نے طائف کو سفر کیا پیادہ پا اور دعوت کی اہل طائف کو طرف اسلام
کے اہل طائف نے اجابت نہ کی تب حضرت وہاں سے مغموم اور محزون ہو کر ایکدرخت کے نیچے آکر
بیٹھے اور دو رکعت نماز ادا کرکے یہ دعا پڑھی اللھم انی اشکو الیک ضعف قوتی الی آخرہ اور یہ دعا کتب
احادیث اور سیر مین مرقوم ہے اور ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کہ اے پروردگار میرے پرستش کے سزاوار
شکایت اور نالہ کرتا ہون مین تیری درگاہ مین ضعف قوت اور حیلہ سے اپنی اور اپنی مذلت اور
خواری سے نالان ہون مخلوقون کے ہاتھون سے تو ارحم الراحمین ہے اور پروردگار ہر ضعیف اور مسکین کا
اور پروردگار میرا ہے تو میرے تئین کس کے دروازے پر چھوڑتا ہے تو کہ جب مجھکو دیکھے صورت کو اپنی ترش
کرے اور اوسکے تئین میرے امر کا مالک کیا ہے تو نے اگر غضب تیرا مجھپر واقع نہین ہے تو مجھکو خوف کچھ
نہین لیکن تیری عافیت وسیع ہے پناہ چاہتا ہون مین تیرے نور وجہ سے وہ نور کہ تاریکیونکا روشن کرنیوالا ہے
اور دنیا اور آخرت کے کامونکو صلاح مین لانیوالا ہے اوس بات سے کہ سخط اور غضب تیرا مجھپر نازل ہو
مجھکو سیدھا ہے عتاب اوسوقت تک کہ راضی ہووے تو ولاحول ولاقوۃ الا بک اور نہین حول و
قوت مگر تجھسے اور جب حضرت بطن نخلہ مین پہونچے بطن نخلہ نام گانون کا مکے سے ایک شب کی
مسافت پر تب وہان ہی حضرت نے توقف کیا یہانتک کہ دن شب کو پہونچا اور جب قیام کیا حضرت
نے نماز کیواسطے نے سات شخص اور ایک روایت یہ کہ نو شخص نصیبین کے جنون سے نصیبین

شام کے شہر دنیے ہی اون جنون نے حضرت کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی کہ نماز مین پڑھتے تھے
واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن یہ آیۂ کریمہ اشارت اوسجگہ سے ہی تا آنکہ حضرت نماز سے
فارغ ہوئے تب اوس جماعت جنیہ نے اپنے تئین حضرت پر ظاہر کیا حضرت نے اونکو طرف ایمان کے
دعوت فرمائی اور وے سب ایمان لائے اور امر سے حضرت کے اپنی قوم کیطرف پھر گئے جب اون جنون
نے اپنی قوم کیطرف مراجعت کی تب کہا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی الآیہ کذا فی روضۃ
الاحباب یعنی اے گروہ ہمارے تحقیق کہ سُنا ہمنے اوس کتاب کے تئین جو نازل کی گئی موسی کے بعد الخ
اور مواہب لدنیہ مین ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے اور ہی کچھ روایت کرتا ہے کہ مقتضی تعدد
اسباب کے تئین کہ ان چند اشخاص جنون نے حضرت کا قرآن پڑھنا سُنا لیکن حاضر اور ظاہر نہین
ہوئے اور حضرت آگاہ نہین ہوئے اونکے حاضر ہونے سے اس مرۃ مین اس بار بھی قرآن
پڑھنا حضرت کا سُنا اون جنیون نے اور اپنی قوم کیطرف مراجعت کی بعد ازان قدوم لائے اقوام اور
افواج جن کے یعنے فوج فوج اور قوم قوم جنیونکے آنے لگے حضرت کی خدمت مین ایک قوم دوسری
قوم کے بعد اور ایک فوج دوسری فوج کے پیچھے اور اگر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے لیکن ظاہر نہین
ہوئے اور نادیدہ مسلمان ہوئے یعنے حضرت نے اونکو نہین دیکھا اور وے حاضر تھے الیسما ظاہر کہ غائب
اور روایت کرتے ہین کہ مکّے کے حرم کے درختونسے ایکدرخت نے حضرت سے تکلم کیا اور خبر دی کہ یا رسول
اللہ قوم جنی تمھاری ملاقات کیواسطے آتے ہین اور حجون مین اونھون نے نزول کیا ہی حجون نام ہی ایک جگہ
کا کہ مکّے کے اعلا مین واقع ہی یعنے بلندی پر حضرت کے نے درخت سے یہ سنکر جنیون کے استقبال کیواسطے مکّے
سے باہر آمد ہوئے ابن مسعود کو اپنے ہمراہ لیا اور حجون کیطرف متوجہ ہوئے اور جب شعب حجون مین پہونچے
تب حضرت نے اپنی انگشت مبارک سے ایک دائرہ زمین پر کھینچا اور ابن مسعود کو فرمایا کہ اس دائرے سے
باہر قدم مت رکھنا ایسا نہو کہ تجھکو کوئی آفت پہونچے اوسوقت حضرت نماز پڑھنے مین مشغول ہوئے اور
سورۂ طٰہٰ نماز مین پڑھنا شروع کیا ایک روایت مین یہ ہی کہ بارہ ہزار اور ایک قول سے یہ کہ چھ ہزار
جن حضرت کی ملازمت مین آئے حضرت نماز سے جب فارغ ہوئے تب اون سبھونکو دعوت کی
تمام جنی مسلمان ہوگئے اور آیا ہے کہ حضرت کی نبوت پر جنیون نے حضرت سے گواہ طلب
کیا اوسوقت امر الٰہی سے ایکدرخت اوسی وادی سے آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا

بہ تحقیق گواہی دیتا ہون کہ تو خدا کا رسول برحق ہی حدیث مین آیا ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ
مجھ سے جنون نے زاد طلب کیا یعنے توشہ مانگا اپنے واسطے اور اپنے چارپاؤن کیواسطے تب مقرر
فرمایا حضرت نے کہ جنیونکا زاد استخوان رہے اور اونکے دواب کے واسطے زاد سرگین رہے اور فرمایا
جنیون سے کہ کوئی ہڈی نہوگی جسپر یاد کروگے تم نام خدا کے تئین مگر یہ کہ پیدا ہوا اوپر اوسکے گوشت
وافر تر اوس سے جتنا کہ درکار ہو یعنی جس استخوان پر تم نام پروردگار کا ذکر کروگے اوسپر قدرت الٰہی
سے اتنا گوشت پیدا ہوگا جس سے تم سیر ہوجاؤگے اور کوئی سرگین نہوگی مگر یہ کہ مشکون ہو دنیگے اوس سے
دانے تمھارے دواب کیواسطے یعنے تمھارے حیوانون کیواسطے سرگین مین سے دانے پیدا اور موجود
ہونیگے وہی توشہ ہی اونکا اسی مقام سے ہی کہ نہی واقع ہوئی ہی استنجا کرنے سے استخوان پر اور سرگین
پر اور جب حضرت نے طائف سے مراجعت کی مکے مین یکایک داخل نہوے کیونکہ مبادا اہل مکہ طائف
اور ثقیف کے سفہا کا احوال جو کچھ گذرا ہے ستمکر سفاہت ظہور مین لاوین اور ثقیفون کے دستور پر عمل
کرین سفاہت مصدر ہی یعنے بیوقوفی اور سبکی کرنا اور سفہا جمع ہی سفیہ کی سفیہ معنی مرد نادان اور
سبک یعنے اسواسطے حضرت یکایک مکے مین درآمد نہوے کہ ایسا نہو وے جیسا معاملہ اہل طائف
اور اہل ثقیف نے بیخردی اور سبکی سے اور جہالت سے اپنے ساتھ ظاہر کیا اس لیے حضرت صلعم
نے ایک شخص اہل قریش کیطرف طلب امان اور جوار کیواسطے بھجوایا کسی نے قبول نکیا مگر معطم بن
عدی نے کہ جسوقت پیغام اوس سرور کا معطم کو پہونچا اجابت کی اوسنے پھر حضرت صلعم مکے مین داخل ہوکے
اور استلام حجر اسود کا کرکے خانہ کعبہ کا زیادہ کرے اللہ تعالیٰ بزرگی اور شرافت اوسکی طواف کرکے دو رکعت
نماز ادا کی صلوٰۃ خدا کی اور سلام اوس جناب پر نازل ہو جیو استلام کے معنے چھونا پتھر کا ہاتھ سے یا مونھ سے

چوتھا باب مبنی ہی اوپر آنے قوم کے مدینے سے مکے کیطرف اور بیعت لانا اونھون کا اور انبعاث باعث ہجرت اور پہونچنا مدینے مین بصحت و سلامت

ایک روز حضرت حج کے ایام مین عقبہ منا مین کھڑے ہوئے تھے ناگاہ ایک گروہ اہل مدینہ کا
قبیلہ خزرج سے حضرت کے نزدیک پہونچا حضرت نے اونھون کے تئین دعوت کی طرف
اسلام کے اور قرآن پڑھا اونکے آگے اور فرمایا خدا نے میرے تئین برسالت بھیجا ہے
اگر تم میری متابعت کرو سعادت دنیا اور آخرت کو تم پہونچو اور اونھون نے یعنے اوس گروہ نے

مدینے کے یہود سے سُنا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے زمانے کا ظہور نزدیک پہونچا ہی اور جب اونھوں نے
کلام اوس سرور کا سُنا اور جمال باکمال اوس جناب کا دیکھا تب آپس مین کہنے لگے کہ قسم ہی خدا کی
کہ یہ وہی پیغمبر ہی جسکا احوال یہود کہا کرتے تھے فرصت کو غنیمت جانو اور اوس سے ایمان لاؤ کہ
اہل مدینہ سے کوئی شخص تم پر سبقت نکرسے یہ کہکر مسلمان ہوئے اور یہ چھ شخص تھے اور تمام قصہ انصار
کا ابتدا ہی بیان ہجرت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور بارھوین برس مین قضیہ معراج کا واقع ہوا ہجرت
سے ایک برس کے آگے اور ذکر اس قضیہ شریفہ کا سابقہ باب فضائل مین حضرت کے گذرا اور فرض ہونا
صلواۃ خمسہ کا بھی اوسی سال مین واقع ہی اور یہ واقع ہوا ہی کہ خدیجہؓ نے حضرت ؐ کے ساتھ نماز ادا کی یہ نماز
غیر صلواۃ خمس مین ہوگی اور تحقیق ثابت ہوا ہی کہ ابتدای وحی مین نماز اول روز اور آخر روز فرض تھی
لیکن فرضیت صلوۃ خمس کی معراج مین بارھوین سال مین تھی اور وفات خدیجہؓ کی دسوین برس مین ہی نبوت
سے جیسا کہ معلوم ہوا **وصل** تیرھوین سال کی حقیقت نبوت سے مبادی ہجرت اور قضیہ ہجرت کے
بیان مین اور انبعاث باعث قدوم حضرت کا مدینے مین انبعاث کے معنی اوٹھ کے جانا اور قدوم بمعنی
آگے آنا کہ وہ منبعث ہونا اور مدینے مین تشریف لانا حضرت کا مبداء اور مفتاح تھا تمامی ابواب خیرات
اور برکات اور فتوح کا مبداء صیغہ ظرف کا ہی بمعنے جای ابتدا اور مفتاح آلہ بمعنی کنجی ابواب جمع ہی باب
کی بمعنی دروازہ برکات جمع ہی برکت کی اور فتوح بفتح اول مصدر ہی بمعنی کشایش اور بضم اول جمع ہی فتح کی
بمعنے کھلنا جان تو کہ حضرت کثرت شرائع اور احکام کے بعد شرائع جمع ہی شرع کی بمعنی راہ راست
بتانا اور احکام جمع ہی حکم کی یعنے کفار کو راہ نمائیو نکی اور احکام آلہی پہونچانے کے بعد اور قریش
نا فرجام کی عداوت اور کثرت جہالت کے بعد حضرت چشم انتظار کے تئین اوس لسبب آلہی پر رکھتے
تھے کہ بے تیار ایسا سبب ظاہر کرے کہ ایک ایسی قوم کے تئین بھجواوے کہ مؤید اور ناصر دین
اسلام کے ہوں اور معارض اور مصادم اعدائے دین کے رہین پیچ اسباب آلہی سے حضرت چاہتے
تھے اس جہت سے مجامع اور مواسم مین یعنی مجمعون اور موسمون مین کہ قبائل عرب وہان جمع ہوتے
تھے رونق فرماتے مثل آفتاب جلوہ گر ہوکے اظہار دین اور تبلیغ رسالت کرتے تبلیغ کے معنی پہونچانا کہ سعادت
قبول اور توفیق نصرت مین ایک کو اونھوں مین سے موافق کرین توفیق کی معنے متوجہ کرنا کام کا طرف
مطلوب تیر کے لیکن چونکہ عرب تمام اون سعادت کے ادراک مین اور اس دولت کے دریافت مین یعنی

اقرار شہادت مین توقف اور تردد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قوم اوس کی یعنی حضرت کی کام اوس سے زیادہ
نزدیک ہین اور اوسکے احوال پیدا نا ہر جب تک وے سب رابطہ اطاعت مین اوسکے نہ آوین دوسرے
کے تئین صلاح وقت توقف اور تردد مین ہی یعنے جو قوم کہ حضرت سے نزدیک تر ہین اس معنی سے
کہ اول حق اونکا ہی کہ ایمان لاوین جب تک وے رابطہ فرمان مین حضرت کے نہ آوین دوسرے
جو نوعی دوری مین قومیت سے اونکو توقف اور تامل کرنا ہی صلاح وقت ہی رابطہ رسی کو کہتے ہین در
توقف بمعنی دیر کرنا انہی اثناء حال مین یعنے یہ جو مذکور ہوا کہ حضرت کو اسباب الٰہی سے شہداشت یہ تھی
کہ کسی ایسی قوم کو بھیجے کہ ناصر و موید اسلام ہو اور کفار باوجود اوسکے کہ حضرت سے اعجاز دیکھتے تھے
اور متامل اور متردد تھے اس اثناء حال مین بعضے اشخاص قبیلہ بنی اشہل سے قصد تحالف اور تعاہد قریش
کا کرکے مدینے سے مکے مین آئے تھے تحالف کے معنی آپسمین قسم کھانا اور تعاہد بایکدیگر عہد کرنا یعنی
قبیلہ بنی اشہل کے لوگ قریش سے عہد و میثاق کرنیکے واسطے آئے تھے اوسوقت مین پیغمبر خدا نے قبیلہ
بنی اشہل کے لوگونکو باسلام دعوت کی اونمین ایک جوان کہ نام اوسکا ایاس تھا بیٹا معاذ کا کہا اوسنے
اے قوم اگر بیعت کرتے ہو تو اس مرد سے کرو قسم خدا کی کہ عہد کرنا اس مرد سے بہتر ہی اوس حلف اور
عہد سے جو قریش سے باندھا چاہتے ہو یہ کام اوس سے بہتر ہے یعنے حضرتؐ سے عہد و حلف کرنا اور
اہم ہی اوس سے یعنے قریش سے عہد و حلف کرنے سے دوسرا ایک مرد کہ وہ رئیس قوم تھا اس سعادت
سے اور اک سے مانع نہ آیا یعنے حضرت کے ساتھ عہد کرنے سے اور کہنے لگا کہ دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہی
دوسرون نے اوسکے خوف سے سکوت اختیار کیا اور خاموش ہو رہے تحالف قریش اور بیعت
اسلام بھی موقوف کرکے اونھون نے مدینے کیطرف عود کیا یعنے پھر گئے اور ایاس بن معاذ نے وفات
پائی ایک قول اور روایات کے ہی کہ وہ مسلمان گیا بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب کے ارادے سے علاقہ اجابت سے
پکڑا کہ خزرج کی جماعت سے ایک گروہ مدینے سے موسم حج مین آئے ہوئے تھے حضرت نے اون لوگونکے پاس جاکر فرمایا کہ
خداوند عالم نے مجھکو برسالت خلق کی دعوت کیواسطے بھیجا ہی اور میری قوم اور میری تبلیغ اور ادا امر الٰہی سے اور
تمشیت احکام دین سے مانع ہوتے ہین تبلیغ بمعنی پیغام پہونچانا اور تمشیت بمعنی کام روان کرنا اور کارگذاری اگر تم درمیان
آؤ مدد گاری دین کی کرو تو دین اور دنیا کی سعادت کو تم پہونچو اونھون نے یہ کلام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
سنکر آپسمین ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہی کہ جسکی خبر دیتے تھے

قسم ہی اور جواب اس قسم کا یہ ہی اِنّا جعلناہ یعنی تحقیق کہ بھیجا ہمنے اس کتاب کے تئین قرآنًا عربیًا قرآن ایسا قرآن کہ بلغت عرب ہی لعلکم شاید کہ تم تازی زبان ہو تعقلون پاؤ تم اوسکے معانی کے تئین یا یہ کہ سمجھو تم پیغمبر کی نبوت کی صحت کے تئین ساتھہ اسبات کے کہ مشاہدہ کرو تم اوسمین آثار فصاحت اور سلاست کے تئین اور اطوار بلاغت کو وانہ یہ تحقیق کہ وہ قرآن فے ام الکتاب اصل مین ہی تمام کتب سماوی کی یعنی لوح محفوظ مین کہ میرا ہی تغیر اور تبدیل سے لدینا نزدیک ہمارے لعلی تحقیق بزرگوار ہی حکیم محکم کیا گیا ہی ایسا کہ اوس مین نقصان نہین ہوتا یا یہ کہ ناسخ ہی کہ رسم نسخ اوپر اوسکے کھینچا نجاوے حکیم صفت مشبہ ہی اور صفت مشبہ کبھی بمعنی فاعل مستعمل ہوتا ہی اور جہان معنی مفعولیت درکار ہون وہان بمعنی مفعولیت مستعمل یہان لفظ حکیم بمعنی مفعولیت ہی افنضرب عنکم الذکر لفظ نضرب صیغہ متکلم ہے اور الف واسطے استفہام کے ہے بمعنے آیا یعنے آیا باز رکھین ہم تم سے قرآن کو یعنے اوٹھالیوین ہم قرآن کو تم سے صفحًا باز رکھنا انکنتم ساتھہ اس بات کے کہ تم ہو قومًا مسرفین ایک گروہ شرک لانے والا یعنے ساتھہ اسبات کے کہ تم سر پھیرا ؤ قرآن سے اور اوسکی تکذیب کرو لیکن ہم اپنی وحی کے تئین باز نہین رکھین گے بلکہ بیان ایسا نازل کرینگے ہم الزام حجت کے تئین اور بتیان مین یون اسکی تفسیر ہی کہ تمھارے شرک کرنے کے سبب سے ہم آسمان پر نہین لیجاوین گے کیونکہ ہمارے علم مین ہی کہ جلد آوے گی ایک قوم کہ اوسپر ایمان لاویگی اور اوسکے احکام پر عمل کرے گی وکم ارسلنا اور بہت بھیجے ہین ہمنے من نبی فی الاولین پیغمبر اگلے زمانے والون مین کہ مشرک تھے اور مسرف یعنی شرک لانے والے تھے خدا سے اور سرف پانے والے حق سے یا یہ کہ مسارف الارض تھے یعنے رئیس تھے زمین کے اور کفار نے اونھون کے ہمارے ارسال رسل سے منع نکیا یعنی وہ جو زمانہ ماضی مین پیغمبر بھیجے گئے تھے اونکے کفار کو یہ قدرت نہوئی کہ پروردگار عالم پیغمبرونکو خلق مین بھیجوا دے اور روے امر آلہی کے مانع اور مزاحم ہوسکین وما یاتیہم اور نہ آیا اونھو نکو یعنے اونھین کفار کے تئین جو گذرے مین نبی کوئی پیغمبر ہمارے نزدیک سے الا کانوا بہ مگر یہ کہ تھی اوس کی قوم دشمن اوس کی کہ اوس سے یعنی پیغمبر سے یستہزءون استہزا کرتے تھے یعنے تمسخر کرتے تھے کفار اوس پیغمبر سے چنانچہ جاحدان قریش تجھہ سے تمسخر کرتے تھے جاحد بمعنی انکار کرنے والا اور یہ خطاب ہی جناب رسالتماب محمدی کی طرف

کہ بہتسے پیغمبر کو خلق پر رسالت بھیجا اوسکی قوم ہمیشہ سے اوسکو استہزا کرتی تھی جسطرح منکران قریش تجھسے
استہزا کرتے ہین فاہلکنا الخ پس ہلاک کیا ہمنے بسبب استہزا کے اشد منہم زیادہ سخت اور دشوار ہونکو اونکون سے
یعنی کفار کے تئین ازروے قوت کی جہت سے یعنی اونکے قریب تنکے تئین ہمنے ہلاک کیا اور اونکی شدت اور
شوکت ہمکو عاجز نکر سکی و مضی اور گذر رہی ہے قرآن مین کئی جگہ مثل الاولین وصف اور خبر اور قصہ
اگلے زمانہ والون کا کہ اونھون نے پیغمبرون سے کیا سلوک کیا اور ہمنے اونھون سے کیا کیا اس
شامین عادہ کرتا ہی پروردگار عالم پیغمبر کے ساتھ نصرت اور فیروزی دینے کے اور وعید فرماتا ہی
منتقم حقیقی اپنے حبیب سے اوپر اوسکے دشمنون کے عقوبت اور عذاب دینے کے اور وعید کے
سننے کے بعد ذکر ہین آسکے سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنکر لرز گیا اور متغیر ہوا یعنی رنگ اوڑ گیا
اوسکا اگرچہ اوسنے اوسوقت اظہار شہادت نہ کی لیکن نور ایمان نے اوسکے دلمین جگہ پائی یہانتک کہ
رجوع کیا اوسنے طرف اپنی قوم کے اور تمام بنی عبد الاشہل کے تئین یعنی عبد الاشہل کی اولاد کو بلایا اور
اسلام لایا اور آن سبھون کو بھی مسلمان کیا الحمد للہ علی ذلک شکر خدا کا اور یہ اسباب ہے یعنی اوسکے اسلام
لانیکے پر مصعب بن عمیر نے تعلیم احکام اور راہ نمائیون کے لیے جیسا کہ فرمان تھا حضرت کا بھیجا لاکر
جناب رسالتمآب کی پاس ساتھ گروہ کثیر انصار کے اور حجاج مکے قافلے کے ہمراہ اور اپنی قوم کی
ہمراہی سے طولانی جمعیت پانسو تک اور ایک روایت مین یہ کہ تین سو آدمی اوس اور خزرج
کے موسم حج مین روانہ ہوکر مکہ معظمہ مین آئے اور حضرت کی ملازمت سے کامیاب ہوئے ایک گروہ سے
اونھون مین سے ایک قول ہے یہ کہ ستر آزاد ضد عبد اور ایک روایت ہے یہ کہ تہتر مرد اور دو
عورتین ان مین اونھون نے وعدہ کیا اجتماع اور استطلاب کا استطلاب یعنی قبول بیعت اور بیعت کرنا یہ وعدہ
کیا تھا سبب اوسکے لیالی التشریق مین اوس عقبہ مین جو مذکور ہوا جمع ہونگے لیالی التشریق تین راتون
کو کہتے ہین گیارھوین بارھوین تیرھوین شب ذالحج کی اور سوا ذالحج کے مہینے کے اور مہینا کے تئین
یہ لیالی بعض کہلاتی ہین جب وعدے کی رات آپہونچی آدھی رات کے بعد مشرکون کے درمیان
سے جو ہمراہ تھے اونھون کے بطریق خفیہ نکلکر اوس جبل مین جو عقبہ کے نزدیک ہی جمع ہوے
جبل پہاڑ کو کہتے ہین اور وہان سب مجتمع ہوکر منتظر تھے حضرت کے جمال مبارک کے حضرت اپنے چچا
عباس رض بن عبد المطلب کو ہمراہ لیکر اوس مکان میعاد مین آملے کہتے ہین تھا مصعب بن

عبدالمطلب اوسوقت تک اسلام مین نہین آئے تھے لیکن شفقت اور اہتمام کی جہت سے حضرتؐ کے ہمراہ اوس جبل مین آکر اوس قوم سے کہنے لگے ای قوم معلوم ہی تمکو کہ محمدؐ درمیان ہمارے کس درجے مین شرف اور بزرگی رکھتا ہی ہر چند ہمنے اوسکو منع کیا دعوت سے لیکن اونے ہرگز ہماری بات نہ سُنی اور تمھارے اتفاق اور اجتماع سے باز نہ آیا یعنی تم نے ہر چند آپسمین اتفاق کیا کہ محمدؐ کو اس کام سے باز رکھو اور اوسکے امر و نہی کے آڑے آؤ لیکن اوسنے اپنے احکام کو جاری ہی کیا اور تمھارے اتفاق اور نفاق سے کچھ نہوا اب اگر تمکو اوس سے وفاداری کا عزم مصمم ہے اور محقق اور موافقت کا عہد محکم ہی اور مضبوط اگر تم اپنی اپنی ذاتو نپر اعتماد رکھتے ہو کہ اوس سے وفا کروگے جیسا وعدہ کرتے ہو تو مرادیہی ہی اور نہین تو ابھی بولو دو اور پھر پشیمان مت ہو جیو اور ہمکو مقام عداوت اور انتقام مین اپنے مت لائیو یہ سُنکر اون سبھون نے کہا یا عباس جو کچھ تمنے کہا سو سب ہمنے سُنا اور معلوم کیا یا رسول اللہؐ تم کیا فرماتے ہو جو نسا عہد اپنے واسطے اور اپنے پروردگار کے واسطے چاہتے ہو سو ہم سے لو حضرتؐ نے کئی آیتین کلام اللہ کی پڑھکر اونکو نصیحت کی اور فرمایا کہ خدا کا عہد یہ ہی کہ اوسکی بندگی کرو اور کسی شی کو اوس سے شریک مت گردانو اور میرا عہد یہ ہی کہ تبلیغ رسالت مین میری نصرت اور اعانت کرو یعنے پیغام الٰہی پہونچانے مین کفار سے جو کوئی اس امر کا مانع اور مزاحم ہو اوس سے جہاد اور قتال کرو اور فرمایا کہ بیعت کرو تم مجھ سے اوپر اسباب کے کہ جو کچھ مین کہون سو تم سنو اور میرے فرمانبردار ہو حالت خوشی مین اور سُستی کیوقت مین اور نفقہ کرو اپنے مال کے تئین خدا کی راہ مین حال تنگی اور فراخی مین یعنے خدا کی راہ پر اپنا مال نثار کرو خواہ فراغت مین ہو تم خواہ مفلس اور بجالاؤ تم امر معروف اور نہی منکر کے تئین یعنی جس کام مین خدا راضی ہو سو اختیار کرو آپ اور امر کرو دوسرونکو اور جس فعل سے خدا بیزار ہو اوس سے انکار کرو تم آپ اور نہی کرو دوسرونکو اور مُنھ سے اپنے سخن حق نکالو اور مت ڈرو کسی ملامت کرنیوالے سے اور ثابت رہو اوپر اسباب کے کہ میری مددگاری کرو اور جب مین تمھارے پاس آؤن تب میری محافظت کرو جسطرح اپنی جانون کی اور اپنی اہل اور فرزندونکی محافظت اور نگہبانی کرتے ہو یہ سُنکر کہا اون سبھون نے کہ یا رسول اللہ تمکو معلوم ہی کہ ابا عن جد کام ہمارا حرب و قتال ہی یعنے باپ دادی کیوقت سے ہمارے یون ہی ہوتی آئی ہی کہ جنگ کرنا ہی ہمارا کام ہی لیکن ہمارے اور یہودی کے بیچ مین روابط اور سوا اوس قسم اور عہد کے درمیان مین اب ہم اون سب عہدونکو اور قسمونکو قطع کرتے ہین لیکن ایسا نہو

کہ جب خدا تعالیٰ تمکو نصرت اور غلبہ دیوے تب اپنی قوم کیطرف پھر جاؤ تم اور ہمکو مت چھوڑیں اکیلا چھوڑ کر حضرت نے یہ سنکر تبسم کیا اور فرمایا ایسا نہیں ہوگا میں تمہارا ہوا اور تم میرے جان کے ساتھ جان اور تن کے ہمراہ تن حیات میری تمہارے ساتھ اور ممات بھی تمہارے ہمراہ اور قبر میری تمہاری ہی اور مقام میرا تمہارے ساتھ لڑونگا میں اوس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرونگا اوس سے جو تم سے صلح کرے تب اونھون نے کہا یا رسول اللہ اگر تمہاری محبت کی راہ میں ہم مارے جائیں اور جان و مال اپنا تمہارے اوپر فدا کرین جزا یعنے بدلا اوسکا کیا ہی حضرت نے فرمایا جزا اسکی جنات تجری من تحتہا الانہار ہی یعنے بدلا جان و مال فدا کرنیکا اس راہ مین جنتین ہین یعنے بوستانین ہین بہشت کی رہنے کے واسطے کہ اون بوستانون کے درختون کے نیچے نہرین پانی کی جاری ہین یہ سنکر سب نے خوش ہوکر عرض کی ربح البیع بسم اللہ یا رسول اللہ ابسط یدک فقد بایعناک ربح بمعنے نفع اور بمعنی نیک ضرب المثل ہے یہ عرب کی خرید و فروخت کیوقت بیچنے والے جب راضی ہوتے ہین جس مول پر کہتے ربح البیع یعنے نفع دار ہے اور نیک ہی بیع نام خدا یا رسول اللہ کھول اپنے ہاتھ کو پس تحقیق بیعت کرتے ہین ہم تیرے تئین نازل ہونا اس آیت کا خبر دیتا ہی اوس مقام سے جو فرمایا ہی بے نیاز نے ان اللہ اشترى من المومنين انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یعنے تحقیق کہ خریداری کی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والون سے اونکی جانون کی کہ جہاد کرین اور مالون کی خریداری یہ کہ نفقہ کرین خدا کی راہ مین ساتھ اسبات کے کہ بہشت ہو واسطے اونکے یعنے ایمان لانے والون کو بہشت دیوے اسکے تئین عقبۂ کبیر کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر نے اسکا نام عقبۂ ثانیہ رکھا ہی اور کلام قوم کے موافق موسوم ہی یہ عقبۂ ثالثہ کرکے مناسب اپنی تسمیہ کی اور یہ واقعہ تیرھوین سال مین ہی نبوت سے ذالحج کے مہینے مین ہجرت سے تین مہینے آگے اور اسکے بعد قضیۂ ہجرت واقع ہوا اور جو کچھ اس واقع کے آگے گذرا سو وہ گیارھوین سال مین تھا چنانچہ مذکور ہوا بعد اسکے یعنے اس بیعت کے بعد حضرت نے اون لوگونکے درمیان سے بارہ شخص چنکر اختیار کیے اور اونکو لقب کا سردار اور رئیس اونھون کا گردانا کہ محافظ اور مراقب اونھون کے احوال کے رہین اور یہ نقبا اثنا عشر یعنے یہ بارہ سردار جو حضرت نے اون سبھون مین سے انتخاب کیے سو یہ بارہ تن اکابر ہین اور رئیس انصار کے ان بارہ مین سے ایک انصار نے

حضرت سے عرض کی یارسول اللہ اگر فرماؤ تو تمام مشرکون کے تئین جو آج کے دن منا مین جمع ہین تلوار کے نیچے ہم لیوین اور تمام کو تمام کرین حضرت نے فرمایا کہ مجھکو یہ امر نہین ہوا جناب باری سے کہ تلوار کھینچون اور کافرون سے قتال کرون انصار نے اپنی منزل پر قرار پکڑا رضی اللہ عنہم اور التماس کی رخصت پانیکے واسطے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اگر آپ ہمارے ساتھ نکلین اور اوس دیار کیطرف متوجہ ہون تو زہے عین اور سعادت ہے اور حکم آپکا ہی حکم ہی جو کچھ فرماؤ ہم بجان و دل بندۂ فرمانبردار ہین حضرت نے فرمایا کہ مجھکو مکے سے باہر نکلنے کا حکم صادر نہین ہوا ہی اور میری ہجرت کے واسطے کوئی مقام معین نہین پایا جسوقت کہ حکم ہوگا اور جس جگہ اشارت ہوگی اوسوقت یہ صورت ظہور مین آئیگی یہ فرما کر انصار کو حضرت نے رخصت کیا سمجھا چاہیے کہ یہ کونسا وقت جمعیت کا ہی اور حضور اور ذوق اور سرور کا جان اہل جہان کی فدا ہو جیوا اوسوقت اور حضور پر اور اس ذوق و سرور پر
شعر شہا چمن کی ترے اختیار اور ہی ہو ترے جمال کے آگے بہار اور ہی ہو نہین کھلی ترے غنچون سے اک کلی بھی ہنوز ترے کمال و فضا کا شمار اور ہی ہو اور جب کفار قریش کو انصار کی اس متابعت کی خبر پہونچی تب اونھون نے دست حسرت اپنے سینون پر مارے اور خاک مذلت اپنے سرون پر ڈالی وصل جب قبائل انصار تمام عہد اور اقرار موکد اور مضبوط کر کے متوجہ طرف اپنے دیار کے ہوے حضرت سید الابرار نے بھی اپنے پروردگار کیطرف توجہ کی کہ ہجرت کے اختیار کرنے مین اور تعین وقت اور مقام مین جناب باری عزاسمہ سے اوپر کس امر کے مامور ہوئین ساتھ اس نیت کے سرور عالم نے رجوع کی سب بے نیاز کیطرف اول رویا مین حضرت کو ایک مقام دکھایا گیا ایسا کہ صفات اوسکی دو تین موضع مشترک مین معلوم ہوتی تھی یعنے ایسا مقام ہجرت کیواسطے حضرت کو دکھلایا گیا کہ دو تین مقام مشابہ تھے اور مانند ایک دوسرے کے مثل ہجر کے بحرین کے شہرون سے ہی اور قرین شام کی سرزمین سے اور یثرب حجاز کی سرزمین سے اوسکے بعد مدینہ افزونی انکشاف اور ظہور تمیز اور تعین سے مخصوص ہوا انکشاف معنی کھلنا اور ظاہر ہونا تمیز جدا کرنا تعین مقرر کرنا مخصوص چنا گیا اور تحقیق کہ حکمت الٰہی تخصیص اور تعین مین مدینے کے اشتراک اور ابہام کے بعد زیادت اکرام اور اہتمام اور حصول مزید امتنان اور اغتنام مین تھی امتنان قبول احسان کرنا

اور اهتمام قبول غنیمت کرنا ابہام اوسکے کہتے ہین جو بات مبہم ہو یعنی نکتہ زبانی ہے تھی یہ بات کہ رویا مین حضرت کو ہجرت کیواسطے تین مقام بتائے گئے کہ ایک کے مانند دوسرا تھا اور مخصوص ہوا اون تینون مین مدینہ ہجرت کے لیے یہ بات زیادت اکرام وغیرہ کیواسطے تھی جسطرح مہمان عزیز کے تئین منازل متعددہ بتاتے ہین اور مقامات رنگ برنگ دکھلاتے ہین اور مخیر کرتے ہین یعنے اختیار دیتے ہین مہمان کو باوصف اسکے کہ کسی مکان مین جونسا مکان چاہے پسند کرے رہنے کے واسطے یہ ہی زیادت اکرام اور اہتمام اور مزید استنان اور اختصاص یا یہ کہ یہ ارادت جو منام مین تھی یعنے نیند مین صفائی مرات مین یعنے آئینہ دل مین بحسب اختلاف احوال اور اوقات تفاوت ایک رونما ہوئی واللہ اعلم اور کئی روایتون مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ہجرت کی مینے ملکے نخلستان کی زمین پر گمان میرا طرف اسبات کے گیا کہ وہ زمین یمامہ ہو یا ہجر کی سرزمین ہو اور وہ خود مدینہ ہی تھا اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت نے یارون سے فرمایا کہ مجھکو دکھلایا گیا ہے مقام ہجرت تمھارا نخلستان کی سرزمین کے درمیان دو پہاڑون کے ہے یعنے مدینہ ایسا ہے روضۃ الاحباب مین ہے کہ ابھی تک تعین وقت اور میعاد خروج حضرت کا اوس وقت مین تھا لیکن بعضے اصحاب کے تئین حضرت نے مدینے کی رخصت فرمائی اور مرور ایام یعنے دنون کے گذرنے کے بعد اصحاب اکرام متوجہ مدینے کے ہوئے مثل عمر ابن الخطاب اپنے بھائی زید بن الخطاب کے ساتھ اور عیاش ابن ربیعہ بیس سوار کے صحابہ کبار سے اور حمزہ ابن المطلب اور عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور عثمان بن عفان اور زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مسعود اور بلال وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مدارج النبوت مین کہتا ہے کہ اکثر اصحاب تمام پنہان اور پوشیدہ گئے مگر عمر ابن الخطاب کہ شمشیر کمر سے باندھا اور کمان ہاتھ مین لے اور تیرونکو اوٹھا کر کعبے مین آئے اور اوسوقت قریش کعبہ کی فنا اور نشست پر بیٹھے ہوئے تھے عمر ابن الخطاب اندر آئے اور بآرام تمام سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم مین دو رکعت نماز بتعدیل ارکان اور اطمینان ادا کی تعدیل ارکان اوسے کہتے ہین جو نماز کے قیام اور قعود کے تئین برابر ادا کرے اور کھانا خوش ہو جیو زمانہ اس گروہ کا کہ تجھے کے ٹکڑے ٹکڑے کے تئین لیا خدا سجھین اور فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ اپنے بیٹے کے تئین چھوڑے اور اپنی جورو کو رانڈ کرے وہ میرے پیچھے آوے یعنی یہ کہ جو کوئی میرے پیچھے آویگا مارا جاوے گا جورو اوس کی بیوہ ہوگی

اور بیٹا اوسکا یتیم یہ سنکر کسیکو مجال حرکت کرنے کی نہوئی اور کوئی پیچھے نگیا اور اصحاب سے غیراز
ابی بکر صدیق اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے بین حضرتؐ کے ساتھ کوئی نرہا کذا قالوا جیسا کہ کہا
راویون نے اور تحقیق کہ مراد یہ تھی کہ اعیان صحابہ سے یعنے بزرگان اصحاب سے اور منشا یہی
سے اونھون کے غیراز مرتضی اور صدیق حضرت کے ہمراہ کوئی نرہے اور نہین تو روایتون مین آیا
ہو کہ حضرت کی ہجرت کرنے کے بعد مکے سے جو اصحاب کہ ضعف اور ناتوانی سے حضرت کے ساتھ
نکل نہ سکے مکے کے مشرکین اون بیچارون کو دکھ دیتے تھے اور رنگ برنگ کے عذابون مین گرفتار
کرتے تھے چنانچہ قرآن مجید بھی ناطق ہی اوپر اسبات کے کہ ضعفاے اصحاب دکھ اور مصیبت کے
عالم مین خداے عالم سے یہ استغاثہ کرتے تھے ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا یعنے اے پروردگار
ہمارے باہر نکال ہمکو اس گانوں سے یعنے مکے سے ایسا گانوں کہ ستم کرنیوالے ہین اہل اوسکے یعنے
باشندے اوسکے اور آیا ہی روایت مین کہ ابوبکر صدیقؓ نے بھی چاہا کہ اسباب سفر کا تہیہ کرین حضرتؐ نے
فرمایا صبر کرو کہ مین امید رکھتا ہون حقتعالی سے کہ مجھکو بھی اذن ہو ہجرت کا اور ہمراہ رہین ہم تم اور
ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا شتابی مت کر کہ مین امید رکھتا ہون کہ کردا دے اللہ
تعالے اس سفر مین واسطے میرے ایک صاحب یہ سنکر ابوبکر صدیقؓ طمع مین پڑے کہ وہ مصاحب
مین ہی ہوون اور جب مشرکون نے ابتداے ترقی اور کمال اور اسباب انتظام مصالح احوال کا مشاہدہ کیا
اور جانا اصحاب کا طرف مدینے کے استدلال کیا استدلال یعنی دلیل قائم کرنا کہ حضرت بھی برآمد ہوونگے
روے مشورت اور عناد اپنے کے تئین امضاے ہمہ شر اور فساد مین لائے امضا یعنے روان کرنا اور
سرگروہ اوس گروہ بے شکوہ کا ابوجہل تھا اور دوسرے شیاطین بھی ساتھ اوسکے یار ہوگئے اور ابلیس
بھی قرین حال اونھون کا ہو کر بصورت پیر نجدی آیا اور اونھونکی مجلس مین بیٹھا مشورت ہونے لگی
بعضے ملعونون نے اخراج اور تعذیب مین حضرت کی مصلحت دیکھی اخراج نکالنا اور تعذیب عذاب دینا
اور بعضون نے قید کرنے مین مشورت کی اور بعضون قتل اور ہلاک مین سرور عالمؐ کی چنانچہ یہ آیہ اون
بدبختون کی خباثت حال سے خبر اور آگاہی بخشتا ہی واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک
او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنے یاد کر اسبات کو یا محمدؐ مکر کیا تجھسے اون
لوگون نے جو ایمان نہین لاے کہ قید کرین تیرے تئین یا مار ڈالین تجھکو مختلف تلوارون سے

پانچوان درین یہ تمسک کرتے ہین اور وے سب بدی کر رہے ہین اور جزا دیتا ہی اللہ اونکو اونکے مکر پر
اور بہترین جزا دینے والا ہی جزا دینے والون سے مکاروں کے تئین اور جزا یہ ہی کہ اونکے مکر کے تئین رد
کرتا ہی اونھین کی طرف اور اونھون نے جو کنوان کہودا ہی اوروں کیواسطے آپ ہی اوسمین گرتے ہین
ابوجہل ملعون نے کہا پانچ شخص پیدا کیا چاہیے پانچ قبیلون سے کہ یہ پانچون یکبارگی تلوارین کھینچکر
محمد پر ماریں اور بنی ہاشم کے تئین طلب قصاص کرنا متفرق قبیلون سے دشوار ہو پس نجدی
نے یہ تمام مشورت سنکر سب کی صلاح کے تئین پسندیدہ ٹھہرایا اور ابوجہل کی تدبیر کو اختیار کیا اور مختار رکھا
سخن یعنی اونکا نظر نہ اور جب حضرت نے یہ حال مشاہدہ کرکے ہجرت کا قصد کیا کہ ہجرت کرنا
سنت انبیا ہی سلام اللہ علیہم اجمعین ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت کے تئین اذن ساتھ
اختیار کرنے ہجرت کے اس آیت سے تھا قل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعلنی
من لدنک سلطانا نصیرا یعنی کہہ تو یا محمد کہ ای پروردگار میرے داخل کر تو میرے تئین قبر مین داخل
کرنا ایسا داخل کرنا کہ پسندیدہ اور سبب ندامت ہوئے اور نکال باہر مجھکو تو اوس سے باہر نکالنا
کرکے ایسا کہ ساتھ کرامت کے یا یہ کہ داخل کر تو میرے تئین مدینے مین سالم اور باہر نکال مکے سے
سلامت یا داخل کر تو بہشت مین اور باہر نکال دنیا سے یا یہ کہ داخل کر ساتھ دعوت کے باہر کر
تبلیغ اور رسالت کے عہدہ سے اور دے میرے تئین اپنے نزدیک سے ایک حجت ایسی کہ وہ
یاور ہو میری اور قوت ایک کہ یاری اور اعانت کرنے والی ہو میری اور آیا ہی روایت مین
کہ امر سبحانی سے جبرئیل نے نازل ہو کر حضرت کو یہ فرمان پہونچایا کہ یارسول اللہ ان اللہ یامرک
بالہجرۃ یعنی ای رسول خدا کے تحقیق خدا تجھکو حکم کرتا ہی کہ ہجرت کرو اور روایت مین آیا ہی کہ ابوبکر صدیق
نے ایک خواب دیکھا اور آپ ہی تعبیر کی اوس خواب کی کامل تھے صدیق اکبر تعبیر خواب مین
تعبیر کے وقوع ہجرت مین حضرت کی اور اصحاب کے مدینے کیطرف اور آپکا وفات پانا اور مدفون
ہونا مدینے مین یہ خواب روضۃ الاحباب مین مفصل مذکور ہی اور جب حضرت نے ارادہ کیا کہ فجر
کیوقت ہجرت کرکے نکلین تب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے تئین فرمایا کہ شب کو میری خوابگاہ
مین آرام کرو کہ مشرکین شب مین آکر حقیقت حال سے آگاہ نہوئین اور اصل باعث علی
مرتضی کرم اللہ وجہہ کے یہان چھوڑ جانیکا یہ تھا کہ ردودایع کفار قریش کا کرین رد یعنی پھیر دینا.

ودائع جمع ہی ودیعۃ کی ودیعت بمعنی سونپنا یعنے جو کچھ قریش سے حضرت کو سونپا تھا اوسے پھیر دینے کے واسطے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے تئین اپنے خوابگاہ مین حضرتؐ نے سولایا اور قریش حضرت کے تئین ساتھہ اعتقاد اور دیانت کے اور ساتھہ مشاہدہ کرنے امانت کے حضرتؐ کے نزدیک امانت رکھتے تھے اور حضرت کے تئین محمد امین صادق کہا کرتے تھے پس آرام کیا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے حضرتؐ کے بستر پر اور چادر خاص جسے حضرتؐ اوڑھتے تھے سونے وقت سو علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اوڑھ لی پس جناب ولایت مآب اول ہین اوس شخص کے جسنے فدا کیا اپنی جان کے تئین اور بیچا اپنے تئین راہ محبت مین رسول خدا کی یہ آیت اوس جناب کی شان مین اسباب مین نازل ہوئی ہی ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ واللہ رؤف بالعباد یعنے مردون سے ہی وہ شخص جو بیچتا ہی اپنی ذات کے تئین یعنی جان بذل کرتا ہی اپنی طلب خوشی مین خدا کی اور خدا تعالی مہربان ہی اپنے اون بندون پر جو طلب رضا مین اوسکی جان اپنی فدا کرتے ہین اور اسباب مین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اس شعر کو بھی نقل کرتے ہین کہ فرمایا شعر وقیت بنفسی خیر من وطی الثری ۞ ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر ۞ رسول اللہ خاف ان یمکروا بہ ۞ فنجاہ ذو الطول الالہ من المکر ۞ مواہب مین یہ دو ہی بیتین مرقوم ہین اور روضۃ الاحباب مین یہ دو بیتین اور بھی لایا ہی کہ شعر وبات رسول اللہ فی الغار امنا ۞ موقی وفی حفظ الالہ وفی ستر ۞ وبت اراعیہم وما یثبتوننی ۞ وطنت نفسی علی القتل والاسر ۞ آخر کی ان دونون بیتون سے اشارت ہی طرف رفاقت کرنے ابوبکر صدیقؓ کے حضرتؐ کے ساتھہ اس سفر مین کہ وہ بھی موجب فدا اور وقایت ہی وقایۃ بمعنے نگاہ رکھنا اور شرح ان چارون بیتون کی یہ کہ وقیت صیغہ ماضی متکلم کا ہی بمعنے محافظت کی مینے بنفسی لفظ نفس سے بے آئین واسطے مبادلت کے ہی یعنے بدن کے معنے کے واسطے اور یا متکلم کا بمعنے مین سو نے ساری لفظ کے معنے بدلے اپنی ذات کے خیر اسم تفضیل بمعنے بہتر اصل اسکا اخیر تھا من بمعنے شخص ہے جس طرح لفظ ما بمعنی شی وطی صیغہ ماضی کا ہی بمعنے روندھنا زمین کا اور ثری بمعنے ساری مصرع کے معنی محافظت کی مین سو نے بدلے اپنی ذات کے بہترین اوس شخص کے جس سو نے زمین روندھی یعنے جو اشخاص کہ زمین پر چلے اون مین جو شخص بہتر ہے اوس کی نگہبانی کی مین سو نے مراد جناب رسالت مآب سے دوسرا مصرع ومن طاف من کا معنے مذکور ہوا طاف فعل ماضی ہی بمعنی طواف کیا

بالبیت میں با زائدہ جسطرح اس آیت میں ولیطوفوا بالبیت العتیق یعنے کو کہ طواف کریں بیت عتیق کے تئیں اور الف لام اسمیں واسطے تعریف کے ہی اور لفظ بیت ہی بمعنی گھر اسیطرح العتیق میں الف لام تعریف کا ہی اور لفظ عتیق ہی بمعنی نیک اور جو چیز کہ نیک ہو اور بیت عتیق کے معنی نیک گھر اور مراد اوس سی خانہ کعبہ ہی سارہی اس دوسرے مصرع کے معنی یکہ اور وقایت کی مینے عوض اپنی جان کے اوس شخص کے جس شخص نے طواف کیا بیت عتیق کے تئیں کسواسطے کہ وہ من طاف بالبیت العتیق عطف ہی دوسرے مصرع میں لفظ خیر پر تو پس وقیت بنفسی خیر یہاں مقدر ہوگا تقدیر عبارت کی یہ کہ وقیت بنفسی خیر من طاف بالبیت العتیق اور لفظ من دو مصرعون میں بدل ہی رسول اللہ سے جو تیسرے مصرع میں واقع ہی اس طور سے کہ رسول اللہ خاف ان یمکروبہ یعنے جو شخص زمین پر چلا عالم ہجرت میں اور جس شخص نے طواف کیا وہ کون ہی رسول ہی خدا کا اس کی نگہبانی کی مینے بدلے اپنے ذات کے اور جیسا ساری اس تیسرے مصرع کے معنے یہ ہین کہ خوف کیا رسول خدا نے یہ کہ مکر کرینگے کفار اپنے ساتھ پس نجات دی اوسے یعنی رسول خدا کو صاحب قوت خدا نے یعنے خدا نے نجات دی اپنے رسول کو ایسا خدا کہ صاحب قوت ہی اور پیچ یہاں یہ ہی کہ مقدم مؤخر ہین آپسمین صفت اور موصوف الہ موصوف ہی بمعنی خدا اور طول صفت ہی بمعنی قوت موصوف کو لازم ہی کہ مقدم ہو صفت پر اور صفت مؤخر ہو اپنے موصوف سے یہاں صفت مقدم ہی موصوف پر اس مصرع کے لفظ آخر میں من المکر یعنے مکر سے من بیان ہی نجاہ کا جو اسی مصرع کے اول میں واقع ہی فنجاہ کر کے اور ذوالطول الالہ فاعل ہی اسی نجاہ کا جو فعل ماضی ہی اور ہو ضمیر ہے راجع طرف رسول کی یعنی نجات دی مکر سے صاحب قوت خدا نے اوسکے تئین جسکا اول نام مذکور ہوا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیا شک اول کی دونون بیتون کے چارون مصرع ہو چکے جو علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اپنے حسب حال فرمائے اور بعد کی دونون بیتون کا مصرع اول یہ کہ وبات رسول اللہ فی الغار امنا یعنی شب گذرانی رسول خدا نے غار میں حالیکہ امن پانے والے تھے یہ لفظ امنا یہاں حال ہی لفظ رسول اللہ سے اور حال اوسی کو کہتے ہین جس سے ہیئت فاعل یا ہیئت مفعول پوچھی جاوے یہان حال لفظ امنا ہیئت فاعل کا بیان کرتا ہی یعنی جس حال میں کہ امان پانے والے تھے رسول اللہ اس حال میں شب گذرانی

غار مین اوس جناب نے اور اوسکے دوسرے مصرع مین بھی لفظ موقی حال ہی اور اوسیطرح ذوالحال سے آخر یعنی لفظ رسول اللہ سے جو اسکے اول مصرع مین ہی لیکن یہان حال ہئیت مفعول کو بیان کرتا ہے اس طور سے تقدیر عبارت کی وبات رسول اللہ فی الغار موقی یعنے شب گذرانی رسول خدا نے حالیکہ وقایت پائی تھی یعنی پناہ اور محافظت پائی تھی رسول خدا نے خدایتعالی کی اوس حال مین شب گذرانی غار مین وفی حفظ الالہ وفی ستری تتمہ ہی اس مصرع ثانی کا معنی اور درمیان حفظ الٰہی کے اور درمیان پردے کے وفی الالہ پر معنے عطف ہی یعنے پھرتا ہی یہ لفظ طرف موقی کے اور اوسکے بعد وفی ستری یہ عطف ہی لفظ وفی حفظ الالہ پر معنے اس سارے مصرع کے یہ کہ حالی کہ پناہ پائے ہوئے تھے اور حفظ الٰہی مین تھے اور پردے مین تھے غار کے اس دوبیتی کا تیسرا مصرع بیت اور عیسیہم وما یثبتونی یہ مقولا ہی ابوبکر صدیق کا یعنی شب گذرانی مینے غار مین حضرت کے ساتھ کہ دیکھتا ہون مین اونکو یعنے کفار کو اور نہین ثابت کرتے ہین وے میرے تئین یعنے سراغ میرا نہین پا سکتے ہین کفار اراعی صیغہ متکلم کا ہی معنے مراعات کرتا ہون مین یعنے دیکھتا ہون مین اور ہم ضمیر جمع ہے کہ مرجع اسکا لفظ کفار ہے اور واو حرف عطف ہے اور لفظ ما اسکے بعد نفی کے واسطے ہی اور یثبتونی مرکب ہی یثبتون سے اور نون وقایہ اور یاء متکلم سے مثل نی چوتھا مصرع اسکا یہ کہ فقد وطنت نفسی علی القتل والاسر یعنے پس تحقیق وطن کیا میری ذات نے اوپر مارے جانے کے اور قید و بند

اول کے دوبیتونکا ترجمہ یہ ہی جو علی مرتضی سے ہین حسب حال

شخص بہترین رہروان راہ اوسکو جان کے   کی وقایت مین نے اوسکی بدلے اپنی جان سے
یعنے اوسکی کی نگہبانی بجان جس نے بجان   طوف بیت اللہ کیا اور حجر اسود آن کے
راہ حق مین سر کو رکھا تھو نپہ نذر ذوالجلال   گرچہ چاہے خوف تھی پر فضل سے یزدان کے
دشمنونکے مکر سے نجاۃ ذوالطول الالہ   کون وہ یعنے محمد لاڈلے سبحان کے

آخر کی دوبیتونکا ترجمہ یہ ہے جو صدیق اکبر سے ہین حالیہ

رات کاٹی غار کے اندر رسول اللہ نے   حفظ حق شامل تھی ساتھ اوس صاحب عرفان کی
دیکھتا تھا دشمنونکو کھوج مین بن کھوج سے   گرچہ کرتے تھے تفحص آشقیا اوس آن کے
قتل و زندان کا تصور چھا گیا آنکھون مین آ   ہاتھ دھو بیٹھا مین اپنی جان سے یہ جان کے

اوّل کی دو بیتونکا ترجمہ چار بیتونمین واقع ہوا اگرچہ اس سے مضاعف مین ہوتا متصور تھا اور آخر کی
دو بیتونکا ترجمہ تین بیتونمین اور شرح ان چارون بیتونکی دو ورق مین مرقوم ہوئی اگرچہ اسکے
چار چند مین بھی گنجائش نہ کرتی اور حقیقت مین یہ کہ یہ بھی امر زائد ہی تھے کیونکہ ہندی زبانون کو ان
باتون سے کیا کام مگر نکتہ دانونکو اور صاحبان دانش کو اس سے حظ حاصل ہوگا اور مجھکو بھی غرض اونھین سے
ہی علما کے تئین اسکے مقام مین مقال ہی یعنے اسجگہ مین گفتگو کی ہی کہ ان دونون احوالون سی شجاعت
مین دونون کونسا حال ہی قوت مین اور کمال مین یعنی میزان انصاف مین یہ بات کہ ان دونون
شجاعتون سے کونسی شجاعت سنجیدہ ہی اور پسندیدہ شجاعت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کہ جسنے
بالفعل اپنا نقد جان نثار کیا اور فدا ہوا یا شجاعت اور جرأت ابوبکر صدیق رضی کی کہ جسنے ہمراہی کی خدا
کے رسول کی ایسی بلای مہلک مین گرفتار ہوا کہ کوئی دوسرا اسمین شریک نتھا بعضے کہتے ہین یہ لغوی
ہی یعنے شجاعت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کہ بستر پر اوس جناب کے سوئے اور حال یہ کہ چارون طرف
سے دشمن تلوارین کھینچے ہوئے دروازیکو گھیرے ہوئے ہین ایسے مقام مین ہلاک متحمل ہی یعنے یہ وہ مقام
ہی کہ جو کوئی ایسے حال مین رفاقت کا نام لے پہلے اپنے تئین بیسر دیکھ لیوے رفاقت اور جان نثاری
مین آفتین کیسی ہوئینگی سوا قتل کے اور حضرت اپنی شوکت کی پناہ مین چلے جاتی ہین یعنے چارون
طرف قاتل کھڑے ہین لہو کے پیاسے اور اپنے اقبال اور شوکت کی پناہ مین یعنے آسرے مین حضرت
چلے جاتے ہین اور اون دشمنونکی آنکھونمین غفلت کا پردہ پڑ گیا ہی ایسا کہ حضرت اونکے درمیان ہی
سے چلے جاتے ہین اور اوس جناب کو وے دیکھتے ہین اور سرّت مین نہین اور کہتے ہین کہ
قریش اسجگہ بھی بے مقدور تھے کہ ابو طالب کے فرزند پر آگرین اور حیف نکرین یعنی کفار
کو قدرت نتھی کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اوپر تلوار چلاوین کیونکہ ابی طالب رئیس تھے
بنی ہاشم کے اور سردار قوم تھے اور روضۃ الاحباب مین مرقوم ہی کہ حضرت آنے علی مرتضیٰ
سے فرمایا یا علی دل قوی رکھو کہ یہ کفار تمسے مکر نکر سکین گے اور نقل کرتے ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ
فرماتے کہ ہماری شجاعتین میدان جنگ مین ہین کہ مارے جانیکا خوف دونو طرف سے ہی لیکن یہ ابو بکر رضی
ہمیشہ کفار قریش سے دست و گریبان رہے ساتھ ہمیشہ کے اونکی جہل اور شدت کسدر رہے مین سے
اور ملاحظہ نکیا یہ صعب سے یعنی زیادہ دشوار واللہ اعلم جب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے تئین

حضرت نے اپنی جگہ پر سولایا تب اپنا سر مبارک چادر سے لپیٹ کر گھر مین سے باہر آئے حقتعالی نے کفار کی ابصار اپنی حبیب سے اوٹھالین یعنی پروردگار عالم نے اونھونکی بینائیان اوٹھالین اس طور سے کہ حضرت کو وے نہ دیکھ سکے اور نور اوس عالی حضرت کی طلعت کا اون کور باطنون کی آنکھو نین نہ آیا اور حضرت نے ایک مٹھی خاک اوٹھا کر اون نابکارون کے اوپر پھینکی اعجاز سے اوس جناب کے وہ خاک ہر ایک کے سر پر پڑی وہان جتنے اعدا تھے اور سورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی حضرت نے فہم لایبصرون تک اور ایک روایت مین آیا ہی کہ یہ آیت بھی تلاوت مین حضرت نے زیادہ کر کے اونھون کے آگے ہی سے نکلے کہ واذ قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لایؤمنون بالآخرۃ حجابا مستورا یعنے جسوقت پڑھا تو نے قرآن کے تئین گردانا ہمنے درمیان تیرے درمیان اون لوگون کے جو ایمان نہین لاتے آخرۃ کر کے حجاب ایسا حجاب کہ پردہ کیا گیا یعنے جو گروہ ایمان نہین لاتے اسبات پر کہ آخرت برحق ہی اونھون کے اور تیرے درمیان ہمنے پردۂ حجاب حائل کیا کہ وے تجھکو نہ دیکھ سکین اور ابی حاتم کی روایت مین آیا ہی کہ دو مٹھی خاک جو حضرت نے کفار پر پھینکی جس جس کے سر پر وہ خاک پہونچی بدر کے روز وہ مارا ہی گیا حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہی یعنے کہا ہی یہ روایت صحیح ہی روایت کرتے ہین کہ جب حضرت گھر سے نکلے ابو جہل لعین نے بطریق استہزا یعنے تمسخر کی راہ سے کہا کہ یہ محمد ہی جو کہتا ہی کہ اگر تم سب میرے دین کے تابع ہو تو عرب اور عجم کی مملکت کے مالک ہو تم اور بہشت برین تمہارا مکان اور ماوا ہووے اور اگر میری متابعت نکرو تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ اور آخرت مین دوزخ مین جلو حضرت نے یہ سنکر فرمایا ہان سچ ہی یہی کہتا ہون اور ایسا ہی ہی اور تو ایک اون دوزخیو نسے ہوگا جنکی خبر دی ہی یعنے یہ فرما کر ایک مٹھی خاک زمین سے اوٹھا کر اونھو نپر پھینکی اسی اثنا مین ایک شخص ان ملعونون کے پاس آیا اور بولا یہان کیا کھڑے ہو اور کسکی انتظاری مین ہو اونھون نے کہا ہم منتظر فجر ہونے کے ہین کہ صبح ہووے تو محمد کے تئین مار ڈالین یہ سنکر اوسنے کہا وائے تم پر ای اندھے بیوقوفو یہ محمد نہ تھا تو کون تھا جو ابھی تمھارے سامنے سے گیا ابو جہل اور تمامی کافرون نے یہ سنکر ندامت اور پشیمانی کی خاک سر پر اوڑائی فجر کے وقت جب اونھون نے علی مرتضی کو حضرت کے بستر پر دیکھا پوچھا پیغمبر کہان گیا فرمایا واللہ اعلم بحال رسولہ یعنے خدا زیادہ دانا ہی اپنے رسول کے حال سے اور

آیا ہو روایت ہین کہ حضرت مکہ معظمہ سے نکلتے وقت حزورہ پر کھڑے ہوئے حزورہ نام ہو ایک موضع کا حرم شریف سے متصل بیت اللہ کے کھڑے ہو کر بقصد خطاب طرف مکے کے فرمایا واللہ تحقیق تو زیادہ محبوب ہے خدا کی زمینو ن سے میرے نزدیک اگر تیرے اہل یعنی تیرے ساکن مجھکو باہر نہ نکالتے تو مین باہر نہ نکلتا یہ حدیث حجت ہو واسطے اوس جماعت کے جو تفضیل دیتے ہین مکے کو اوپر مدینے کے اور ایک جماعت قائل ہین اوپر اسبات کے کہ مدینہ کو فضیلت اور شرف ہو مکے پر کیونکہ حضرت نے نیاز سے اپنے حبیب کو یہان سے نکال کر وہان مقیم کیا اور مبداء ظہور آثار اور انوار اور فتوحات اور فیوضات کیا اور یہ وہ بحث ہو جو درمیان عالمون کے کہ جذب القلوب الی دیار المحبوب ہین کہ تاریخ ہو مدینے کی تفصیل سے ہمنے ذکر کیا ہو اور دو جانب کے دلائل لاکر یعنے وہ جو کہتے ہین کہ مکہ مرجح ہو مدینے پر آسکی دلیل اور وہ جو کہتے ہین مدینے کو ترجیح ہو مکے پر اسکی دلیل دونون جانب بیان کرکے تفضیل مدینے کی مکے پر راجح کی گئی ترجیح کے معنی بزرگی اور شرف دینا ایک کا اوپر دوسرے کے بعد اسکے حضرت ابو بکر صدیق رض کے نزدیک آئے اور عائشہ صدیقہ رض کی حدیث مین آیا ہو کہ جس اثنا مین کہ ہم بیٹھے ہوئے ہین ابی بکر صدیق کے گھر مین دوپہر کیوقت دنکو رسول خدا چلے کہ متقنع تھے کہ ایسی ساعت مین کہ کبھی ایسی گھڑی مین نہ آتے تھے یعنی جلتی دھوپ مین متقنع کے معنی قبول مقنع کرنے والا ابو بکر صدیق رض نے مجھسے کہا کہ میرے والدین فدا ہو جیو اوس عالی جناب پر نہین لاتے اوس جناب کو اس ساعت مین مگر کوئی امر عظیم یعنے یہ وقت حضرت کے آنے کا نہ تھا لیکن کوئی ایسی ہی دشوار بات درپیش آئی ہو جو وہ والا جناب اسوقت آیا ہو لتنے مین استیذان کیا حضرت صلعم نے یعنے طلب اذن کیا اور فرمایا باہر لاؤ دیا ابی بکر اوسکو جو کوئی تمھارے نزدیک ہے گھر مین صدیق اکبر نے حضرت سے کہا کہ یا رسول اللہ نہین گھر مین کوئی مگر تمھاری اہل تب حضرت نے خبر دی ابو بکر صدیق رض کے تئین بامر ہجرت ابو بکر رض نے کہا یا رسول اللہ ابو بکر رض بھی خدمت مین حاضر رہے حضرت صلعم نے فرمایا اچھا حاضر رہے اور روضۃ الاحباب مین آیا ہو کہ کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ اوسوقت دیکھا مینے صدیق اکبر کو کہ اس خوشی سے لگے گریہ وزاری کرنے اور اس سے آگے مجھکو یہ گمان نتھا کہ کسیکو خوشی سے بھی رونا آتا ہو اور پوشیدہ نرہے کہ گمان عائشہ صدیقہ رض کا اوپر اس خوشی کے رونے کے ساتھ قرینہ حال کے تھا کہ عائشہ صدیقہ رض نے ساتھ ذوق کے دریافت کیا

اور زمین تو غم اور اندوہ مہاجرت دیار کا اور چھٹنا باعث محبت اور شفقت کا اور حضرت کے بھی درمیان تھا
واللہ اعلم کہتے ہیں ابوبکر صدیق کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار سو درم میں اور ایک روایت میں یہ کہ آٹھ سو
درم میں خرید کر کے چار مہینے تک اون دونوں کو گھاس کھلا کر فربہ کیا تھا اُن دونوں اونٹوں کو حضرت
کی حضور میں لائے کہ ایک کے تئیں حضرت قبول فرماویں حضرت نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا لیکن بشرط
ابتیاع یعنی اس شرط سے کہ مول کر کے دو تب لونگا ۹ درم کو حضرت نے اون دونوں میں سے ایک ناقہ خرید کیا
اور تحقیق کہ خرید کرنے میں اس ناقے کے صدیق اکبرؓ سے باوجود نہایت صدق اور وداد اور اتحاد
کے حکمت یہ تھی کہ حضرتؐ نے چاہا کہ راہ خدا میں کسی سے استمداد اور اعانت ڈھونڈھیں جیسا کچھ
خدا نے اشارت اس آیت کی ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا اس بات میں ناظر ہے ترجمہ اسکا یہ کہ شریک
مت کرے اپنے پروردگار کی عبادت کے ساتھ کسی کو اور بقول صحیح نام اس ناقے کا قصوا تھا اور ایک
قول ہے یہ کہ جدعا نام تھا اوسکا بعد اسکے یعنے ناقہ خرید کرنیکے بعد بنی دیل کے قبیلے سے ایک شخص تھا
کہ نام اوسکا عبداللہ بن اریقط تھا اور وہ بدرقہ پنے میں ماہر اور ساتھ امانت اور حفظ اسرار کے
مشہور تھا یعنی وہ بدرقہ تھا اور امانت دار اور راز چھپانے میں نامی تھا اس شخص سے واسطے راہبری
کے اجورہ کیا کہ تین دن کے بعد ان دونوں اونٹوں کو جبل ثور میں لا کر حاضر کرے اور وہ شخص کفار
کے دین میں تھا امام نووی نے کہا ہے کہ اوسکا اسلام کہیں معلوم نہیں ہوا واللہ اعلم اور نکلنا حضرتؐ
کا مکے سے عقبہ کی بیعت کے بعد جسکا ذکر گذرا دو مہینے کئی دن کے بعد اور بعضوں نے اڑھائی
مہینے کے بعد کہا ہے اور بعضوں نے تین مہینے کے بعد کہا ہے یہانتک کہ نزدیک اسکے ربیع الاول
کا غرہ جمعرات تک اور صحیح یہ ہے کہ پیر کا دن تھا اور وجہ جمعیت بین اون دونوں روایتوں سے
یعنے پنجشنبہ اور دوشنبہ کے یہ ہو سکتا ہے کہ ابتدا سے خروج مکے سے جمعرات کے روز ہوگا اور غار
سے پیر کے دن یا یہ کہ یعنے غار سے جمعرات کے دن اور مکے سے پیر کے دن اور یہ وجہ
موافق ہے بہت سی روایتوں کے ساتھ کذا ذکرہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یعنے حافظ ابن حجر
نے بھی ایسا ہی مذکور کیا ہے اور اوپر اس راز کے سوا سے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے اور آل
ابی بکر کے دوسرا کوئی مطلع اور خبردار نہ تھا غرض حضرت گھر سے نکلے اور صدیق اکبرؓ نے راتوں رات کھڑکی
کی راہ سے کہ ابوبکر صدیقؓ کے گھر کے نشیب میں تھی اور اب تک وہ مقام قائم ہے

اور کھڑکی بنی اوسین بنی ہوئی ہے اوس کھڑکی کی راہ سے غار کی طرف صدیق اکبر روانہ ہوئے عائشہ صدیقہ کہتی ہین کہ ہمنے تعجیل تمام سے یعنی نہایت شتابی سے کارسازی سفر کی کی اور دسترخوان کی ترتیب دی لیکن ایسی کوئی ڈوری نہ تھی کہ جس سے دسترخوان محکم باندھین اسماء بنت ابی بکر نے اپنے نطاق کے تئین یعنی کمر بند کے تئین اور اوسکو فارسی مین تک لیند کہتے ہین عادت ہے نساء عرب کی کہ ایک کمر بند ازار کے اوپر باندھتی ہین کہ طول اوسکا اڑھائی گز ہوتا ہے اوس کمر بند کو دو ٹکڑے کیا آدھے سے انبان کا منھ یعنی دسترخوان کا منھ محکم کیا اور دوسرا آدھا کمر مین باندھا اسی جہت سے اونکو ذات النطاقین کہتے ہین اور انبان چمڑے کو کہتے ہین جسکا دسترخوان ہوتا ہے اور عرب مین اوسے نطع بھی کہتے ہین لیکن وہ سوا اس انبان کے ہے اور عبداللہ بن ابی بکر کے تئین کہ جوان دانا اور ہوشیار تھا مقرر کیا اوپر اسبات کے کہ تمام دن قریش مین بسر کرے اور شب کیفیت غار ثور مین آیا کرے اور کفار کی خبر پہونچایا کرے اور کہتے ہین کہ ابو بکر صدیق پانچہزار درہم اپنے گھر مین موجود رکھتے تھے وہ سب درہم اپنے ساتھ اوٹھائے اور صدیق اکبر راہ مین کبھی حضرت کے آگے آگے چلتے تھے اور کبھی پیچھے پیچھے کمینگاہ کی محافظت کے واسطے اور آیا ہے روایت مین کہ راہ چلتے چلتے اوس جناب کے پاؤن مجروح ہوگئے اور پھپھولے پڑ گئے ابو بکر صدیق نے اوس عالیجناب کو اپنے شانون پر سوار کیا اور غار کے دروازے پر پہونچایا اول آپ غار مین درآمد کی کہ مبادا اگر کوئی آفت اوس مین ہو تو سرور عالم کو نہ پہونچے ہوام اوس غار مین مسکن رکھتے تھے ہوام جمع ہے ہامہ کی اور ہوام سانپ اور چیونٹی وغیرہ کو کہتے ہین صدیق اکبر اوس غار مین جا کر بیٹھے اور اوسے پاک کیا جو کہ تاریک تھا جسجگہ اوس غار مین سوراخ نظر آیا اپنے کپڑون سے ایک ایک ٹکڑا پھاڑ کر اوسمین لگایا اور سوراخ کے تئین اوس سے مضبوط کیا ایک سوراخ باقی رہگیا کہ صدیق اکبر کو پوشاک نے کفایت نہ کی اور تمام چیتھڑے چیتھڑے ہوکر سوراخون مین لگائی گئی تب اپنا پاشنہ اوس سوراخ مین لگا کر بند کیا بعد اسکے کہا یا رسول اللہ آؤ اس غار مین حضرت درآمد ہوئے اور سر زانو پر ابی بکر صدیق کے رکھکر آرام کیا سانپون نے اور بچھوؤن نے جو ہین ابوالنسان کی ایذائی اپنے بلون مین سے نکل آئے اور صدیق اکبر کو لگے کاٹنے اور ڈنک مارنے ابو بکر باوجود مار و کژدم کے نیش کو نوش سمجھکر دم نہین مارتے تھے اور جنبش نہین کرتے تھے کیونکہ مبادا ہلنے سے حضرت بیدار ہون لیکن آنسو آنکھون سے بہنے لگے

رحضرت سے روی مبارک پر پڑے حضرت بیدار ہوئے اور فرمانے لگے یا ابا بکر لاتحزن ان اللہ یعنی
ابو بکر مت حزن کر تحقیق کہ اللہ ساتھ ہمارے ہی حضرت بے نیاز نے سکینہ نازل فرمایا یعنے آرام اور
قرار نازل فرمایا اور آرام اور قرار ابو بکر کے دل میں پیدا ہوا اسکے بعد ہوام سے ابو بکر کو کچھ ضرر
نہ پہونچا یا اور روایت مین آیا ہی کہ کہا ابو بکر نے اوس غار مین نظر کی مین نے رسول خدا کے
پانون پر دیکھا مینے کہ خون ٹپکتا تھا حضرت کے دونون پانون سے یہ دیکھکر مجھکو رونا آیا کہ حضرت
عادت اوپر اِن محنت اور جفا کے نہین رکھتے اور اہل معرفت نے کہا ہی کہ جب موسیٰ کی قوم نے
کہا کہ پایا جب ہمکو فرعون نے تب کہا موسیٰ نے کلا ان معے ربی سیہدین یعنی حقا تحقیق ساتھ میرے
رب میرا نزدیک ہی کہ ہدایت کرے اور جب ابو بکر نے شکایت کی حضرت سے قریش کے حال سے فرمایا حضرت
نے لاتحزن ان اللہ معنا یعنے حزن مت کر تحقیق خدا ساتھ ہمارے ہے پس واقع ہوئی نظر موسیٰ کی
پہلے اوپر اپنی ذات کے کیونکہ معے کہا موسیٰ نے معنا نہ کہا اسکے پیچھے دیکھا اوسنے ربوبیت حق کے تئین
کہ معے کے بعد ربی کہا تو پس شہود موسیٰ کا موافق اوسکے ہی کہ کہا ہے مارایت شیئاً الا رایت اللہ
بعدہ یعنے نہ دیکھا مینے کسی شی کو مگر دیکھا اللہ کو بعد اوس شی کے اور واقع ہوئی نظر ہمارے پیغمبر
کی اول الوہیت حق پر کیونکہ ان اللہ کہا اور بعد اسکے اپنی ذات پر کہ ان اللہ کے بعد معنا
فرمایا موافق اسکے مارایت شیئا الا ورایت اللہ قبلہ یعنے نہین دیکھا مینے کسی چیز کو مگر دیکھا
مینے اللہ کو آگے اوسکے یعنی دیکھا تو اول اللہ ہی کو دیکھا اور اوسکے بعد دیکھا اشیا کو مواہب لدنیہ مین
بعضے عارفو نسے نقل کی ہی کہ کہا ہی اونھون نے کہ غور کرو موسیٰ کے قول مین بنی اسرائیل کے تئین ان معی ربی
اور ہمارے پیغمبر کے قول مین ابو بکر کے تئین ان اللہ معنا پس معلوم ہوا کہ موسیٰ نے خاص گردانا شہود
معیت کے تئین ساتھ اپنے اور متعدی نہوا موسیٰ کے اتباع کیطرف اور ہمارے پیغمبر سے
متعدی ہوا نور شہود طرف صدیق کے اور مدد کی ابو بکر کے تئین ساتھ اپنے نور کے پس دیکھا
سر معیت کے اور سرایت ہوئی اوس جناب سے طرف ابو بکر کے اور نازل ہوا اوپر اونکے سکینہ یعنی آرام
وقرار نہین تو ثابت نرہتے ابو بکر تحت اعبا اس تجلی کے اور شہود کے معیت مین حرف تا واسطے
افادہ معنی مصدری کے ہی بمعنی مع ہونا اور مع کے معنی ساتھ ہین اور اتباع بمعنی پیرو بصیغہ جمع
بروزن الطاف لیکن متعدی کا سمجھنا اس راہ سے ہی کہ موسیٰ نے جو کہا معے ربی یعنی ساتھ میرے

رب میرا اور پیغمبر آخر الزمان نے فرمایا معنا یعنی ساتھ ہمارے ایسکو متعدی کہتے ہین کہ اپنی ذات سے تجاوز
کرکے دوسرے تک پہونچا چنانچہ کہا جاتا ہی کہ ایمان پایا مینے اور ایمان پایا ہمنے اول کی نظر مین تعدیہ نہین ہے
کیونکہ صرف اپنی ہی ذات پر تمام ہوا اور جسوقت کہا ہمنے اسکا اشتمال تثنیہ اور جمع دو سے ہزار تک
اور جہانتک کہ جمعیت ہلو ہو سکتا ہی اس معنی سے سمجھا چاہیے لازمی اور متعدی کو انتہی کلامی
اور فرق ہی معیت ربوبیت کی شہود کا موسی کے قصے مین اور معیت الوہیت کا ہمارے
پیغمبر کے قصے مین جس طرح معیت مین حرف تا مصدری ہی اسی طرح ربوبیت اور الوہیت
مین کہ یہ دونون لفظین اصل مین رب اور آلہ ہین اور تا کے لحوق سے معنے اسکے رب ہونا
اور آلہ ہونا ہوتے ہین انتہی مولف اس کتاب کا کہتا ہی اسی طور سے ہی حال موسی کا طلب
رویت کے تئین واسطے اپنے بلفظ افراد کہ کہا رب ارنی انظر الیک یعنی اے پروردگار دیکھونگا
مین تجھکو لفظ افراد سے یہ نکلا کہ موسی نے صرف اپنے واسطے طلب رویت کی پروردگار سے اور طلب
رویت ہمارے پیغمبر کی کہ کہا رب ارنی حقائق الاشیا کما ہی بلفظ جمع کہ اپنے تابعون کے تئین بھی داخل
کیا لفظ جمع کی قید سے یہ نکلا کہ کہا دیکھینگے ہم اشیا کی حقیقتون کو اور اوس جناب نے کلام در پردہ کیا
کہ خدا سے طلب رویت حقائق اشیا کی کی اور نہ کہا ارنی ذاتک یعنے یہ نکہا دیکھونگا مین ذات
کو تیری یہ کمال معرفت اور تادب کی رعایت کی جہت سے تھا اور حق تعالی کی حقیقتونکی حقیقت کی جہت
سے تادب یعنی ادب کرنا یہ کمال معرفت اور ادراک حقیقت ہی فافہم واللہ المستعان یعنی پس بوجھہ تو
اور اللہ تعالی مدد کرنیوالا ہی پھر آیا بر سر مطلب جب وہ نور سبحانی آب حیات کیطرح اوس غار کی
ظلمت مین در آمد ہوا حضرت بے نیاز نے ببول کے درخت کا نیٹے دار اس غار کے دروازے پر اگا دئے اور ایک
جوڑا کبوتر وحشی کا وہان بھیجا کہ اون درختونپر اونسنے گھونسلا بنایا اور اوسی شب مین اس کبوتر کے
جوڑے نے انڈے دیے اور مکڑی کے تئین رب العالمین نے حکم کیا جسنے جالا بنایا مواہب مین مسند بزار
سے روایت کی گئی ہی کہ مکے کے کبوتر اوس جفت کبوتر کی نسل سے ہین جنھون نے غار کے دروازے
کے سامنے گھونسلا بنایا تھا حضرت کی دعا کی برکت سے قیامت تک آفت اور ہلاک سے محفوظ
رہینگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین مذکور کیا ہی حلیہ نام ہی کتاب کا یہ کہ مکڑی نے نسیج کیا دو بار
ایکبار واسطے داود کے جس ہنگام مین کہ طلب کیا داود کو جالوت نے اور دوسری بار

کہ داخل ہونا اوسمین ممکن ہو الا بمشقت جیسا کہ دیکھنے مین آیا ہی یعنی اوس غار کے دیکھنے سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ اوسمین داخل ہونا سہل ہی لیکن جا کر باہر نکلنا اوس سے دشوار ہی ساتھ ہونے مکڑی کے جالے کے
اور ہونے انڈون کے اور اُگنے درخت کا یا وجود اسکے کہ طول اوس غار کا یہ تھا تو استنجا اور
وضو کے واسطے کیا کرتے ہونگے مگر یہ کہ استنجا اور وضو وقوع نپاتا ہو از روے احتیاج کے یعنی
احتیاج نہوتی ہوگی شاید ان دونون ضروری کامونکے واسطے یا خروج بطریق معجزہ کے ہوتا ہو
اور باب اوسمین سے داخل ہونیکی جگہ ہے اوسکے سامنے کیطرف ایک در کشادہ کیا گیا ہو کہ اوس سے
باہر نکلتے ہین اس در مین سے شاید ہجرت کی قضیہ کے بعد لوگون نے سہولت کیواسطے یہ کہ نکلنا
پیٹھنا اوسمین بسہولت ہو اوسکے تئین کشادہ کیا ہو یا یون ہو جیسا کہ بعضی تاریخون مین لکھا ہے
کہ جب حضرت کے نکلنے کا وقت پہونچا اوس غار سے تب جبرئیل نے پر مارا اور در نکالا یعنے در
کشادہ کیا ارباب حدیث اور حدیث کی شرح کرنے والون نے کسیکو ایسا نہین دیکھتا ہون مین
کہ اس بات پر اعتراض کیا ہو یعنے یہ کہ جبرئیل نے اپنا بازو مارکر غار کا در کشادہ کیا اسبات پر
اور نصیب ہوئے ضعیف یعنی عبدالحق مؤلف اس کتاب کا اوس غار کی زیارت کو مشرف ہوا ہماری
جماعت کے ساتھ ایک شخص تھا بہت فربہ لمبا چوڑا اوس سے کہا کہ تو پہلے اس غار مین درآمد کر
اور اوسنے بسم اللہ کے بعد درود پڑھکر بے تکلف اور بے تحاشا اوس غار مین گیا تعجب سے بے اختیار
صیحہ بآواز بلند سرزد ہوا صیحہ یعنی بانگ بلند اور یہ بات خیال مین آئی کہ سبحان اللہ ایک وقت وہ
تھا کہ حضرت کو عرش اعلا پر آیات کبرے کی دکھانے کے واسطے لیگئے آیات جمع آیت کی ہے اور کبرے
اسم تفضیل ہے صیغہ مؤنث کا اور مذکر اسکا اکبر ہے یعنے بزرگتر اور ایکروز یہ ہوا کہ کفار کے خوف سے تنگ ترین
متبرکات زمین یعنے گروہ زمین کے ادنی اور اعلی کو شامل ہے اوس جناب مستطاب کو تنگ ترین [illegible]
تھی جگہ ملی اور متصل اسی خیال کے الہام ہوا کہ شہود مین کچھ تفاوت اور فرق نہین جو شہود [illegible]
یعنے معراج کی شب آسمان پر ہی شہود یہان تھا یعنے غار مین بے تفاوت ہے اگر فرق [illegible]
کشف و صفات مین تھا شہود ذات ایک ہی ہے کشف یعنی کھلنا روشن ہونا اور شہود یعنی دیکھنا [illegible]
شہود اوسی محل انوار اسرار مین بصیرت کی آنکھ یعنے [illegible] کی آنکھ کھل گئی دوسرے [illegible]
سامنے [illegible] کی زیارت کا خیال کرکے او جگہ فخر سے [illegible]

وصل جب تین راتین غار مین گذرین تیسری شب کی سحر کو عبد اللہ اریقط کا بیٹا جسکو راہبری اور بدرقہ کیواسطے اجیر سفر کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ دونون اونٹونکو اوسنے حاضر کیا اور عامر فہیرکا فرزند جو غلام صدیق کا تھا آ پہونچا حضرت نے جس شتر کا نام جدعا تھا اوسپر سوار ہوکر صدیق کو اپنا ردیف گردانا یعنی پیچھے سوار کیا اوس اونٹ پر اور عبد اللہ اور عامر دوسرے اونٹ پر سوار ہوئے اور سواحل کا رستہ آسکے پکڑا سواحل جمع ہی ساحل کی ساحل معنی کنارہ دریا کا اوس روز اور اوسکی شب بھر تمام دن اور تمام رات راہ چلے دوسرے روز جب آفتاب گرم ہوا صدیق نے حضرت کیواسطے ایک جگہ پیدا کی مقیل صیغہ ظرف کا ہی معنی جگہ سونے کی یہ قیلولہ سے آیا ہی قیلولہ بمعنے دوپہر دن کا تھوڑا سونا ایسی جگہ اوس راہ مین پیدا کی کہ سایہ دار تھی اور دیکھا کہ ایک پتھر کھڑا ہوا ہی اور دھوپ کا آسرا ہی اوسی کے نیچے زمین ہموار اور صاف کرکے ایک پوست ہمراہ تھا اوسکو وہان بچھایا حضرت نے اوسپر آکر تکان اپنا استراحت کی اتفاقاً اوس جنگل مین ایک دھنگر یعنے بکریون کا چرواہا بکریان چراتا تھا صدیق نے دودھ طلب کیا چرواہا ایک قدح دودھ دوھکر لایا ابو بکر صدیق نے اوسمین تھوڑا پانی ملایا کہ خنک ہوئے اور عادت ہی عرب کی کہ جب تازہ دودھ دوہا ہوا دین اوسمین پانی ملاوین کہ ٹھنڈا ہووے اوسکے بعد پی جاوین اوسی کا نام لسّی ہی جو بکری کا دودھ پانی ڈالنے سے پتلا اور خنک ہوتا ہی اور حضرت کے بیدار ہونے کے بعد ایک قدح لسّی کا صدیق آگے لائے حضرت نے بھی نوش جان کیا اور سوار ہوکر کوچ کیا اس مقام مین کہتے ہین کہ کسطرح روا ہووے کہ ابو بکر صدیق نے بکریان چرانے والے سے دودھ لیا بدون اسکے کہ بکریون کے مالک کا اذن معلوم تھا جواب دیتے ہین کہ قریش کی عادت تھی کہ اپنے دھنگرونکو اذن دیتے تھے کہ اگر کوئی مسافر راہ گذر آسکے آوے اور دودھ مانگے تو اوسکو دیا کرین یا یہ ہو کہ اوس گڈریئے کا صاحب ابو بکر صدیق کا آشنا ہوا اور پہچانکر دودھ اوس سے لیا ہو اس دلالت کے اعتماد سے کہ اپنے دودھ لینے سے وہ راضی ہوگا اور گمان یہ ہی کہ شاید قیمت اوسکی دی ہوا اور وہ چرواہا مامور ہوا اپنے صاحب سے دودھ بیچنے مین واللہ اعلم اسما بنت ابی بکر کہتی ہین کہ جب مخفی ہوا کام رسول اللہ صلعم کا تب گروہ قریش جمعیت کے ساتھ آئے کہ درمیان اونکے ابو جہل لعین تھا مین یہ بلوا دیکھکر باہر نکلی اونہنے پوچھا کہان گیا تیرا باپ مین نے کہا واللہ نہین معلوم کہ کہان گیا تب

اوس ملعون نے ہاتھ اوٹھا کر ایسا طمانچہ میرے رخسار پر مارا کہ گوشوارہ میرا نکل کر گر پڑا اور واقعہ
عجیب و غریب جو اس راہ مین واقع ہوا یہ تھا کہ وارد ہوئے حضرتؐ ام معبد کے خیمے مین ام معبد خالد کی
بیٹی تھی خزاعی قبیلے کی جو قدید مین تھا اور یہ ام معبد ایسی عاقل اور مسن تھی یعنی بڑھی کہ اپنے خیمہ کے
دروازے پر بیٹھی رہتی اور رہگذر مسافرونکی مہمانی کرتی اور کھانا پانی کھلاتی پلاتی حضرتؐ نے اوس سے
خرما اور دودھ اور گوشت طلب کیا واسطے تناول کرنے کے ام معبد نے عرض کی یارسولؐ اللہ اس سال
مین ہمارے یہان قحط پڑا ہی اور احوال بتنگ ہی میرے پاس کچھ ہوتا تو مین آپکی ضیافت کرتی حضرتؐ نے
اوسکے خیمے کے گوشے مین ایک بکری دبلی سوکھی ٹھٹھری ہوئی بیحال دیکھی فرمایا یا ام معبد یہ بکری کیسی ہی
جو گھر مین رہگئی اور چرائی کیواسطے نہین گئی اوسنے عرض کی کہ دبلے پنے نے اور ماندگی نے اوسے
گرایا ہی اور جدا کیا ہی بکریون کے ساتھ سے حضرتؐ نے فرمایا اوسے دودھ ہی ام معبد نے کہا کہ وہ
اس سے زیادہ دبلی ہی جو کوئی گمان کرے اوس سے دودھ کا حضرتؐ نے فرمایا یا ام معبد تو اذن
دیتی ہی کہ مین اس سے دوہون اوسنے کہا ہان بہتر ہی یارسولؐ اللہ میرے مان اور باپ فدا ہون
تجھپر سے اگر دیکھو کہ وہ دودھ دیویگی تو البتہ اوسے دوہو حضرتؐ نے یہ سنکر اوس بکری کے
پانون کو تھام کر دست مبارک اوسکے پستان پر لیجاکر نام سبحانی زبان مبارک سے لیا اور کہا
اللہم بارک لہا فی شاتہا یا الٰہی برکت دے تو واسطے اوسکے یعنی ام معبد کے اوسکی شاۃ مین یعنی ام معبد
کی بکری مین حکم الٰہی سے فی الفور اوس بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے اسقدر جیسے کہ دونون پچھلے
پانون اوسکے آپسمین جدا ہوگئے اور تھن بھر گئے دودھاری ہوگئی حضرت کی دعا کی برکت سے حضرت
نے ام معبد سے ایک ہانڈی طلب کی اور اوسمین دودھ اوسکا دوہنا شروع کیا اور اوس خیمہ مین جتنے
لوگ تھے سبکو اوس دودھ سے آسودہ اور سیر کیا اوسکے بعد اپنے ہمراہ والونکو حضرتؐ نے سیر کیا اوس دودھ
سے بعد اوسکے آپ سیر ہوئے دوسری بار پھر حضرتؐ نے اوسکا دودھ دوہا اور مکرر سبکو پلایا اور اوس گھر
مین جتنے برتن تھے سبکو پر کیا اوسکے دودھ سے کہتے ہین کہ وہ بکری کہ دست مبارک اوس جناب کا
اوسکو پہونچا تھا اٹھارہ برس تک جی عام رمادہ تک عام رمادہ کہتے ہین خاکستر کو جیسے دھول
بولتے ہین اور عام بمعنی سال یعنے سال خاکستر اور ظاہر ہے کہ قحط باران سے تراوت جاتی رہتی ہی
خشکی ظاہر ہوتی ہی اسواسطے عام رمادہ نام رکھا ہی سخت قحط کا اور یہ قحط عمر ابن الخطاب رضی

سے وقت مین پڑا تھا ایسا کہ بہت خلائق ہلاک ہوگئی اور اوس بکری کو فجر اور شام چلا تا غرہ دو با کرتے تھے اور
زمین پر خشکسالی سے نہ بکری رہی تھی نہ دودھ نہ قلیل نہ کثیر یعنے نہ تھوڑا نہ بہت بعد اسکے یعنی حضرت کے
روانہ ہونیکے بعد ام معبد کے خیمے سے ابو سعید اکثم بن الجون آیا اور وہ بچارا بکریونکو چراتا ہوا آیا
تھا تمام بکریان سوکھکر ڈانگر بیحال ہو رہین تھین اور اونکی ہڈیونمین گودا باقی نہین رہا تھا اوسنے
گھر مین آکر دیکھا تمام باسن بھرے ہوئے ہین دودھ سے اوسنے پوچھا اے ام معبد گھر مین تو دودھ تھا اور بکری
بھی کوئی دودھیلی گھر نہین تھی اگر دودھ والی بکری کوئی تھی بھی تو چراگاہ مین تھی یہ دودھ اس قدر اسنے
گھر مین کہانسے آیا ام معبد نے کہا واللہ کہ ایک مرد مبارک قدم مقدس دم کہ صفت حال اوسکی ایسی اور وہ
ایسا تھا خوبصورت اور نیکخو تمام اوصاف اور اخلاق اور شکل و شمائل کا بیان کیا اور حلیہ شریف کے
تئین زبان فصیح اور بیان ملیح کرکے اوسنے تعریف کی یہ سنکر ابو معبد نے کہا واللہ نہو گا یہ مرد مگر صاحب
قریش کا جسکی جستجو کرتے ہین اور ڈھونڈھتے پھرتے ہین آبادیونمین اور جنگلونمین اور نہین پاتے پتا
اوسکا یہ وہ شخص ہے کہ جسکا نام اور آوازہ عالمگیر ہوا ہے در مثل آفتاب روشن کاش اگر مین حاضر ہوتا تو
التماس کرتا مین اوسکی صحبت کی اوس سے اور اختیار کرتا مین اوسکی خدمت اور امید رکھتا ہون
کہ پہونچون اور ملحق ہون مین ساتھ اوسکے کہتے ہین بعد اسکے ام معبد نے اور اوسکے شوہر نے
ہجرت کی اور اسلام لائے اور حضرت م کے نزول کی اپنے مکان مین تاریخ یاد رکھی حضرت م کے
نکلنے کے بعد مکے سے وہان کے رہنے والون نے کئی دنون کے بعد سنا یہ آوازہ کہ کوئی ہاتف باواز
بلند پڑھتا تھا ہاتف یعنی غیب کا آواز کرنیوالا قطعہ جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین حلا
خیمتی ام معبد ہما نزلاہا بالبر ثم ترحلا فقد فاز من امسی رفیق محمد یعنے جزا دے اللہ تعالے
ایسا اللہ کہ پرورش کرنیوالا ہے لوگونکا بہترین جزا دو رفیقونکے تئین کہ آئے دونون خیمے مین ام معبد
کے وہ دونون یعنی دونون رفیق نازل ہوئے اوسمین یعنی ام معبد کے خیمے مین ساتھ نیکوئی کے پس
پیچھے رحلت کی ان دونون نے یعنے اون دونون رفیقون نے پھر سفر کیا وہانسے پس تحقیق
فیروز ہوا اور رستگاری پائی اوس شخص نے جو رفیق ہوا محمد کا شام کیوقت ان بیتون کو اور
ابیات کے ساتھ قریش کی مذمت اور ہجو ہین ہاتف غیبی نے کے کانونمین پڑھکر کان کھولے ان دو
بیتون کے سوا جو اور ابیات ہین مشتمل ہین ام معبد کی بکری کے قصے پر اور دوہنا حضرت م کا

اوسکو اور اور ابیات جو حسان بن ثابت نے ان ہیتوں کے جواب مین کہین ہین لغت مین حضرت کی اور مدح مین ابو بکر صدیق کی اور شرح صدیق کے سعادت پانیکی اور یہ تمام ابیات روضۃ الاحباب مین مرقوم ہین اور مانند اسی ام معبد کے قصّے کے اور ایک راعی کا یعنے چرانے والے کا قصہ ہی کہ اوسکی اونٹنی کو دودھ نتھا حضرت نے اوسکو دوہا اور اوس سے بھی وافر دودھ پیدا ہوا یہ بھی روضۃ الاحباب مین مرقوم ہی اور ان واقعات سے جو راہ ہجرت مین گذرے انمین سے ایک واقعہ سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا تھا اور قصہ اوسکا یہ ہی کہ جب حضرت مکے سے نکلے قریش نے منادی کی لوگونمین کہ جو کوئی محمد کو اور اون کے مصاحب کو مار ڈالے یا اسیر کر کے لاوے سو اونٹ کی قطار پاوے اس مہم کیواسطے سراقہ کے نزدیک کسیکو بھجوایا کہ وہ یہ کام بجالاوے سراقہ کہتا ہی کہ مینے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تاخت کی یعنے دوڑکی یہانتک کہ نزدیک اونکے پہونچا مینے حضرت کے نزدیک اتنے مین میرا گھوڑا ٹھوکر کھاکر گرا پھر مین نے سوار ہوکر ہانکنا شروع کیا یہانتک نزدیک ہوا کہ آواز پیغمبر کی قرات کی میرے کانونمین پہونچنے لگی یکایک میرے گھوڑے کے دونون ہاتھ زمین مین دھنس گئے مین گھوڑے کی پیٹھ سے جست کرکے زمین پر کودا اور گھوڑے کو ڈپٹا کہ زمین سے اوٹھے جتنا مین اُسے زجر کرتا تھا زمین مین سے اوسکے ہاتھ نہین نکل سکتے تھے اور نزدیکی میرے اور پیغمبر کے درمیان ایک تیر سے یا دو تیر سے کے مقدار سے زیادہ نتھی اتنے مین حضرت نے میری طرف دیکھکر کہا اللھم اکفنا شرہ یعنے الٰہی کفایت کر تو میرے تئین شر سے اسکے ساتھ اوس چیز کے جو چاہا ہی تونے فی الفور چارون ہاتھ پانون میرے گھوڑے کے زمین مین دھنس گئے یہ دیکھکر مینے فریاد بلند کی اور کہا یا محمد دعا کرو کہ میرا گھوڑا نجات پاوے اور مجھکو تم سے کچھ کام نہین ہی اور مینے شرط کی کہ جو کوئی تمھارے پیچھے آوے اوسکو راہ سے پھیر دون حضرت نے فرمایا اللھم ان کان صادقا فاطلق فرسہ یعنے اے بے نیاز اگر یہ سچ کہنے والا ہی تو رہائی دے تو اسکے گھوڑے کو اُسیوقت میرے گھوڑے کے پانون ہاتھ زمین سے نکل آئے تب مینے پہونچایا توشہ اور متاع نذر کیا حضرت نے قبول نکیا اور فرمایا کہ ہمکو کسی چیز کی احتیاج نہین ہی اور تجھسے کچھ نہین چاہتے ہم مگر یہی کہ ہمارے راز کو تو پوشیدہ رکھ اور سراقہ کے اسلام کا وقت بھی ابھی نہین پہونچا تھا جسوقت حضرت نے مکے کے تئین فتح کیا اوسوقت سراقہ آکر اپنے قبیلے کی بہت سی جمعیت کے ساتھ مسلمان ہوا۔

کہتے ہین کہ جب سراقہ راہ مین نزدیک پہونچا ابو بکرؓ نے اوسے دیکھکر رونا شروع کیا اور حضرتؐ سے کہا یا رسول اللہ یہ پہونچا ہمارا طلبگار ہمکو حضرتؐ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنے تو حزن مت کر بدرستیکہ خدا ساتھ ہمارے ہی اور روایت مین یون آیا ہی کہ حضرت رسولؐ کے دعا پڑھنے سے سراقہ کے گھوڑے کے ہاتھ اور پانوؤن زمین مین بند ہوگئے سراقہ نے پناہ مانگی سراقہ کہتا ہی کہ اوسوقت مینے معلوم کیا کہ غالب ہوگا حکم رسولؐ خدا کا اور نذر کی مینے کہ اپنے متاع اور زاد کو لیجا کے حضرتؐ کو دون اور قبول نکیا اوس جناب نے دوسرا ایک واقعہ ابو بریدہ اسلمی کا ہی ابو سلیمان خطابی کہتا ہی کہ جب سرور انبیا مدینے مین تشریف لائے اور اوس نواحی کے نزدیک پہونچے اوسوقت اسلمی ستّر آدمیون نے اپنی قوم کے کفار قریش کی اشارت سے ہمراہ لیکر سیّد انبیا کے پکڑنے کے قصد کے لیے کمر باندھکر پیش آیا اور سو اونٹون کا وعدہ تھا اس کام کے انعام مین جب وہ حضرتؐ کے سامنے پہونچا حضرت نے فرمایا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اوسنے کہا میرا نام بریدہ کہتے ہین حضرتؐ نے بطریق تفاول کے یعنی شگون کی راہ سے کہ عادت شریف اوس جناب کی اوپر اسکے یعنی تفاول کے جاری تھی مادہ اشتقاق سے اوسکے یعنے جس سے لفظ بریدہ مشتق ہوا ہی یعنے برد سے نکالا گیا ہی بریدہ اور بنایا گیا ہی یہ کلمہ سلامتی اور سکون جمعیت سے ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا قد برد امرنا وصلح یعنے خوشی اور خنکی ہوئی ہمارے کام کے تئین کہ درستی صلاحیت رکھتا ہی پھر حضرتؐ نے فرمایا کس قبیلے سے ہی تو اوسنے کہا بنی اسلم سے حضرتؐ نے فرمایا سلمنا یعنے یہ خبر اور سلامتی ہی ہمکو پھر فرمایا کون سے بنی اسلم سے اوسنے کہا بنی سہم سے حضرت نے فرمایا اصبت سہمک یعنے پایا تو نے اپنے سہم کے تئین یعنے حصّے کو اور نصیب کو اسلام سے بعد اسکے بریدہ اسلمی نے حضرتؐ سے پوچھا آپ کون ہین حضرتؐ نے فرمایا مین محمدؐ ہون بیٹا عبد اللہ کا رسولؐ خدا کا بریدہ بمجرد سُنتے نام حضرتؐ کے ایمان لایا اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی شہادت دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی الٰہ مگر اللہ ہے اور شہادت دیتا ہون مین یہ کہ محمدؐ رسول ہی اللہ کا اور جتنے لوگ بریدہ کے ساتھ تھے سو سب مسلمان ہوئے اور بشرف اسلام مشرف اور کامیاب ہوگئے بریدہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکی عنایت سے امید یہ ہی کہ جب مدینے مین حضرتؐ تشریف ارزانی فرماوین اوسوقت لوا یعنے علم ہمارا حضرت کے ہمراہ ہو یہ کہا اور بریدہ نے

اپنی دستار کو سر سے اوتار کر نیزے پر باندھا اور آگے آگے سرور انبیا کے چلنے لگا اور عرض کی بریدہ نے یا رسول اللہ کس سعادتمند کے گھر کو اپنے نزول کے شرف سے مشرف کرینگے آپ یعنی زہی سعادت ہو اگر میرے گھر مین نزول کرو حضرت نے فرمایا کہ میرا ناقہ مامور ہی جسجگہ یہ بیٹھے منزل میرے اوترنے کی وہی ہی شعر جو کوئی کوے یار مین گذرے ٭ سچ ہو اپنے سے وہ گذر جاوے ٭ کھینچین قلاب دوستی مین اوسے ٭ جو جسم زلف مین گذر جاوے ٭ یعنے اصحاب کامل نصاب اوس جناب اوس جناب کے جو شام کے شہرون کی تجارت کو گئے ہوئے تھے پہونچنا اونھون کا اس منزل مین موافق پہونچنے حضرت کے اتفاق ہوا یعنے اوسی روز آکر اوس مقام مین پہونچے سپید پوشاک پاکیزگی کے ساتھ حضرت کیواسطے اور ابوبکر صدیق کے لئے بطریق ہدیہ لاکر گذرانی وصل انصار محبت شعار نے حضرت سید ابرار کا خروج سنا ہوا تھا ہر روز فجر کو اپنے اپنے گھرون سے نکلکر مدینے کی بلندیون پر منتظر طلوع آفتاب جمال محمدی کے ہو کر کھڑے رہا کرتے اور جب آفتاب گرم ہوتا اپنے اپنے گھرونکو پھرتے ایک روز برحکم عادت یعنی موافق عادت کے کہ لازم گردانا تھا اونھون نے کہ ہر روز منتظر قدوم رہا چاہیے پیغمبر کی اسی عادت کے مطابق ایک روز انتظار مین آنکھین سفید کرکے بیتاب ہوکر اپنے گھرون مین آئے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص یہودیون سے مقام معہود مین کھڑا ہوا یعنے جو مقام منتظر ونکے کھڑے رہنے کا تھا اوس مقام پر ایک یہودی نے کھڑا رہکر دیکھا نظر اوسکی ایک جماعت کی کوکبہ قدوم پر پڑی قدوم کے معنی پیش آنا اور کوکبہ کے معنے چمک یعنے اس یہودی نے دیکھا تو ایک جماعت کی آگے آنے سے ایک چمک نظر آئی سے فی الفور اس یہودی پر ثابت ہوا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان آتا ہی جو ہین آتے دیکھا انصار کا قبیلہ تو اوس سے نزدیک ہی تھا اوس یہودی نے پکار اکر اے لو تمہارا مقصد اور مقصود آپہونچا یعنے جسکا تم انتظار کرتے تھے وہ خود آپہونچا مسلمانون نے یہ سنتے ہی اپنے سلاح اور ہتھیار لیکر حضرت کے استقبال کے واسطے یعنی پیشوا لینے کے واسطے نکلے اور حرہ کے اوپر ملازمت سے حضرت کی شرف اندوز ہوئے مبارکبادی اور شادی سبکو شامل ہوئی آپس مین مبارکباد دیتے تھے اور لیتے تھے لڑکے جوان عورات اور مرد اور چھوٹے بڑے یہی کہتے تھے جاء رسول اللہ اور جاء نبی اللہ یعنے یہ کہتے تھے کہ آیا خدا کا رسول اور آیا خدا کا نبی اور جیوش بھی جیوش جمع ہی جیش کی جیش لشکر کو کہتے ہین یعنے لشکر بھی موافق اپنی

عادت تھے نیزہ بازی کرنے لگے فرحت اور سرور کی داد دینے لگے ظاہر ہی کہ لشکر فیروز اور خوش ہوتا ہی اپنے
سردار سے اور خوشی اونکی یہی ہی کہ چوگان بازی کرتے ہین اور گھوڑونکو جولان مین لاتے ہین یہی آئین
فرح ہین اونکے کہتے ہین کہ بنی النجار کے قبیلے کی لڑکیونکا ایک گروہ اس شادمانی سے یعنی حضرت ؐ کے
تشریف لانے سے مدینے مین جمع ہوکر دف بجاتی ہوئین نکلین اور زبان فرحت ترجمان سے یہ مقال ادا کرتی
تھین شعر نحن جوار من بنی النجار ٭ یا حبذا محمد من جار ٭ نحن ضمیر جمع متکلم مع الغیر ہی اور تذکیر و تانیث
مین یکسان یعنی مردونکا گروہ بھی یہ بات کہ سکتا ہی کہ نحن اور عورتین بھی نحن اور معنی اسکے ہم سب اور جوار جمع
جار کی ہی جار بمعنی ہمسایہ من حرف جار بمعنی سے بنی النجار نام قبیلے کا دوسرا مصرع یا حبذا یا حرف ندا ہی
جس طرح ای چنانچہ بولتے ہین ای حسن یا حسین اور ہندی مین ارے جس طرح ارے او شیخ لیکن فصیحون
مین اس کا استعمال کم ہے اور منادی اسکا محذوف ہی منادی اوسکو کہتے ہین جو ندا کیا جاوے
یہان حرف ندا کے بعد یہ منادی مقدر ہی اے فلان یا عیسو بلاتا ہون مین تجھے اور یا کے
بعد حبذا حرف مدح ہی جیسے نعم بمعنی نیک اور اچھا ضد ان دونون کی بئس اور ساء بمعنی بد
اور زبون اسیواسطے ان کو افعال مدح و ذم کہتے ہین اور محمد یہان مخصوص بالمدح ہی یعنی
جو وصف اچھے ہونے کی ہی اس مقام مین وہ خاص کی گئی یعنے جتنی گئی واسطے محمد ؐ کے من جار
یہان لفظ جار اسم فاعل ہی بمعنے ہمسایگی کرنے والا اور من حرف جر ہی بمعنے سے اس سارے مصرع
کے معنے تقدیر سمیت یہ ہین ای وہ کوئی ندا کرتے ہین ہم تجھکو نیک ہی محمد ہمسایون سے علاقہ
انسبات کا اوس سے ہی جو مذکور ہوا کہ بنی النجار کی لڑکیان پیغمبر ؐ کے تشریف لانے سے
اپنے گھرون سے تہنیت کرتی ہوئی نکلین یہ اونکی تہنیت یہی تھی ذوق اور شوق سے اور
بنو النجار کا گروہ نسبت قرابت بھی ایک جانب سے پیغمبر ؐ سے ثابت رکھتا تھا حضرت ؐ نے انکو فرمایا
آیا گروہ انصار آیا مجھکو چاہتے ہو عرض کی اونھون نے یا رسول اللہ ہم تمھارے دوستدار ہین
حضرت نے فرمایا حقا کہ مین بھی تمکو دوست جانتا ہون اور چاہتا ہون اور مخدرات قبیلہ انصار
کے یعنے مستور بیبیان انصار کی اپنے کوچون مین بلندی پر اور گھرون کے دروازون پر اور اپنے
قصرون پر نکلکر یہ پڑھتی تھین شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ٭ وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع ٭ یعنے طلوع کیا ایک بدر نے بدر چودھوین رات کے چاند کو کہتے ہین ۱۲

ہم پہ ثنیات وداع سے وداع بمعنی ترک کرنیوالا اور ثنیات جمع ہی ثنیہ کی بمعنے اونچی عمارت سارے
اس مصرع کے معنی طلوع کیا ایک چودھوین رات کے چاندنے ہمارے اوپر بلند عمارتوں سے
اونکے جو لوگ تن آسان ہین اور ترک کرنے والے ہین دوسرے مصرع کے یہ معنی ہین وہ جب ہوا شکر
اوپر ہمارے یعنی شکر اسبات کا ہمپر واجب ہوا کہ خدا کے فضل و احسان سے طلوع بدر ہوا ہمارے اوپر
جسکے دیکھنے کے ہم مشتاق تھے اور محتاج مراد حضرت ص سے اس نعمت کا شکر کرنا ہمارے اوپر واجب ہوا
اور بعضی روایتون مین یہ مصرع ساتھ اس مطلع کے زیادہ آیا ہی ایہا المبعوث فینا بالامر المطاع یعنے
اے وہ کوئی کہ اوٹھایا گیا درمیان ہمارے امر مطاع کر کے مطاع بمعنے اطاعت کیا گیا اور امر مطاع
یعنے حکم ایسا حکم جسکی خوب اطاعت کی گئی ہی روایت کی گئی ہی انس رض سے کہ کہا مین اوس وقت
آٹھ برس یا نو برس کا لڑکا تھا یاد ہی مجھکو کہ جس روز حضرت ص مدینے مین تشریف لائے
در اور دیوار نور جمال سے اوس صاحب جمال کے ایسے روشن ہوئے جسطرح آفتاب طلوع
کرے اور جس روز کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تمام جہان تیرہ اور تاریک ہو گیا
بعینہ جسطرح آفتاب غروب کرے اور وصول مدینے مین یعنے پہونچنا حضرت کا مدینے مین دوشنبے
کے دن بارھوین تاریخ ربیع الاول کی یا تیرھوین اور اختلاف محمول ہے اوپر رویت
ہلال کے یعنی بارھوین تیرھوین مین جو اختلاف ہی گمان کیا گیا ہی ہلال کے دیکھنے پر نووی نے
جزم کیا ہی کتاب سیر مین روضة الاحباب سے بارھوین تاریخ کرکے اور اور بھی اقوال ہین کہ مقام صحت
سے دور ہین یعنے اور بھی اسباب مین راویون کے قول ہین کہ صحیح نہین ہین اور مکے سے برآمد
ہونا حضرت کا ستائیسوین تاریخ صفر کے تھا اور خروج ربیع الاول سے اور اتفاق ہی درمیان علمائے
سیر کے اسبات مین کہ مدینے مین جس روز حضرت داخل ہوئے وہ دوشنبے کا دن تھا اور مہینا
ربیع الاول کا لیکن اختلاف اسمین ہی کہ کونسی تاریخ تھی مہینے کی اور فضائل سے ہی اوس روز
مبارک کے یعنے دوشنبے کی فضیلتون سے ولادت پانا سرور انبیا کا اس روز مبارک مین اور ابتدائے
بعثت اوس جناب کی اور ہجرت اور مدینے مین آنا اور قبض روح مطہر اوس جناب کی دوشنبے کے
روز کذا قالو یعنے ایسا ہی کہا ہی راویون نے اور ارباب سیر کے نزدیک ابتدا کتاب کی
اور تاریخ کی اوسی روز سے ہے یعنے جس روز حضرت رسول مدینے مین داخل ہوئے

کتابت اور تاریخ اور تاریخ اوسی دن سے مقرر ہوئی لیکن لوگون مین مشہور یہ بات ہی کہ مبدا یعنی ابتداے
اعتبار تاریخ اور کتابت کا عمر ابن الخطاب کی خلافت مین ہوا محرم کے مہینے مین جناب ولایت مآب
علی ابن ابی طالب کے اتفاق سے اور اول نزول یعنے اوترنا حضرت کا بنی عمر اور بنی عوف کی منازل
مین تھا جسجگہ مسجد قبا بنا کی گئی ہی اور اوسی جگہ امیر المومنین علی مرتضی رض نے بھی تین روز کے تفاوت
سے یعنے حضرت ص کے تشریف لانے سے وہان تین دن کے بعد مکے سے آکر حضرت ص کے تئین
خوشحال کیا اپنی ملاقات سے اور آپ خوشوقت ہوے اونسے اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہے
کہ علی مرتضے رض مکے سے پیادہ راہ چل کر مدینے مین حضرت ص کے پاس آئے اور اوس جناب کے
دونون پانون مین پیادہ چلنے سے چھالے پڑگئے تھے حضرت ص نے اپنا دست مبارک اونکے پانون پر ملا
فی الحال صحت ہوئی انتہی یہ حقیقت اوس کیفیت کے مانند ہی جو جنگ خیبر مین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی آنکھین آئی تھین حضرت ص نے اپنا لعاب دہن مبارک ملا خدا کے فضل سے ایسی صحت حاصل
ہوئی اوس جناب کو پھر ہرگز درد چشم نہ ہوا روایت کی گئی ہی کہ حضرت مدینے مین تشریف
لانے کے بعد ایک درخت کے نیچے سر نیچے جھکائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے خاموش اور
سکوت اوس جناب پر غالب تھا ابو بکر صدیق لوگونکی ملاقات مین مشغول یعنی وہان جو لوگ پیغمبر ص
کے ملنے کے واسطے آتے جاتے تھے اونسے ملتے تھے اور اژدحام خلائق کا بہت تھا بعضے
انصار جنھون نے حضرت ص کے تئین نہین دیکھا تھا ابو بکر صدیق رض کے تئین پیغمبر جان کر سلام
کرتے تھے اور قاعدہ تحیت کا بجا لاتے تھے جب آفتاب بلند ہوا اور چھانو ڈھل گئی
ابو بکر صدیق رض یہ دریافت کرکے اوٹھے اور اپنی ردا کے تئین حضرت کے سر مبارک پر آسرا
دھوپ کا کرکے کھڑے ہوئے اور رفع اشتباہ کیا لوگون کا یعنے لوگون کو جنھون نے پیغمبر ص کو نہ دیکھا تھا
اس ردا پکڑنے سے سر پر حضرت کے شبہہ دور کیا اور صاحب مواہب کہتا ہے کہ ظاہر
اوس کلام کا وہ ہی کہ حضرت کے تئین دھوپ پہونچتی تھی اور سایہ کرنا ابر کا اور فرشتے کا
حضرت کے سر مبارک پر پیش از بعثت تھا یعنے نبوت سے آگے تھی یہ بات کہ پیغمبر اگر دھوپ مین
ہوتے تو ابر یا فرشتہ سر مبارک پر اوس جناب کے سایہ کرتا تھا چنانچہ محل مین اس کیفیت کی تصریح
کی گئی اور کئی روز تک حضرت نے اسی مقام مین یعنی مدینے مین جسجگہ اوترنے کا اتفاق ہوا اقامت کی

ایک قول ہے یہ کہ چودہ روز تک اور ایک قول سے بائیس روز اور ایک قول سے چار روز پیر منگل بدھ جمعرات قول اول صحیح ہی یعنے چودہ روز غرض ہر تقدیر سے جمعہ کے دن نہار بلند ہونے کے وقت یعنی تڑکے کے وقت صبح دم حضرت اوس مقام سے برآمد ہوئے اور وادی کے پیٹ کی راہ مین اوس موضع کی جس جگہ اب مسجد صغیرہ بنا کی گئی ہی وہان نماز جمعہ ادا کر کے خطبہ بلیغ البشار اور انذار مین پڑھکر اہل ایمان کے دلونکو پر نور فرمایا ابشار یعنی بشارت دینا اور انذار ڈرانا یعنے حضرت نے خطبہ بلیغ پڑھا مضمون اوسکا ابشار تھا اور انذار البشار اسباب ہین کہ خدا جزا دیگا مومنونکو اور انذار اسباب ہین کہ خدا کے غضب سے ڈرین لوگ اور شرک و ریا سے احتراز کرین پھر وہان سے اپنے مرکب پر سوار ہوئے جمعہ کی نماز کے بعد اور متوجہ ہوئے طرف مدینے کے قبائل انصار کیا پیادہ اور کیا سوار سب نے جمعیت کر کے رکاب کرامت مآب مین اوس جناب کی حاضر اور کامیاب ہوئے بنی عمر اور بنی عوف کہ یہ دونون منازل قبا کے ساکنون سے تھے ساتھہ عذر خواہی کے آگے آئے اور عرض کی انھون نے کہ یا رسول اللہ مبادا اگر ملال حضرت کے دامن عزت اور جلال پر اس منزل سے بیٹھی ہو یعنے ایسا کہین نہوا ہو کہ اس منزل نے آپکا مزاج مبارک آزردہ ہوا ہو اور ملال موجب انتقال اور ارتحال ہوا ہو اوس موضع سے یعنی اس مکان سے کچھہ ملال خاطر ہوا ہو اس سبب سے نقل مکان فرمایا ہو حضرتؐ نے فرمایا کہ مامور ہون طرف اوس گانون کے جو اکالۃ القری اور اکالۃ البلدان مدینے کے نامون سے ہے قری جمع ہے قریہ کی قریہ کہتے ہین گانونکو اور اکالۃ بمعنے بہت کھانیوالا مبالغے کا صیغہ ہی اور اکالۃ القری مدینے کو اس ملاحظے سے کہتے ہین کہ تسلط اوسکا تمامی شہرون پر ہے اور غلبہ اسکے حکم کا تمامی اطراف عالم پر کیونکہ مقام پیغمبر ہے اور بعضے عالمون نے اس معنی کے تئین گمان کیا ہے مدینے کے فضل اور عظمت کے رتبے پر یعنے فضیلتین مدینے کی جنب عظیم الفضل ہین مضمحل اور متواری ہین جنب بمعنے پہلو عظیم الفضل یعنے بزرگ فضیلت مضمحل بمعنے محو اور نابود یعنے مدینے کی فضیلت بزرگ کے مقابل تمام جہان کے شہرون کا رتبہ نیست اور نابود ہے اور محو ہی اور ام القری مکہ معظمہ کا نام ہی اور لغوی معنی اوسکے سب گانون کی مان یہ نام رکھے گا اس اعتبار سے ہی کہ عراقت اور اصالت اوسکی تمامی شہرون پر ثابت ہی اصالت اور عراقت سکے

آیات ہی معنی مین دونون کے اور اوسکی اصالت اوسکی اقتضا محو کا اور اضمحلال کا ذکر کرنے
یعنی اپنا ام بنا اور اصیل ہونا سگے یہ نہین چاہتا کہ اور شہرون کو محو کرے اور نابود کرے زمین
کے اوپر سے پہنچ یہان یہ ہی کہ عظمت اور بزرگی سنگے کی جہان کے شہرون پر ثابت ہی اور
رتبہ اوس شہر مقدس کا اس درجے مین عالی ہے جس طرح آفتاب سے چراغ بے نور ہو وے
لیکن یہ لازم نہین آتا کہ وفور نور سے چراغ بجھ جاوے اگر ہوگا تو کم نور ہوگا ورنہ نہین تو
معدوم ہوگا انتہی پھر رجوع کرتا ہون طرف مقصد کے اور مقصد یہان بیان ورود ہے
حضرت کا حضرت کے نکلنے کے بعد اور تشریف لانے کے پیچھے قبائل انصار سے ہر ایک شخص
چشم توقع اور انتظار کے تئین راہ امید پر اوس جناب کے لگا کے آن آن کے سب
گھر لئے ہوئے اور ہر ایک نے التماس کی کہ یا رسول اللہ اپنے ورود اور نزول سے
اگر اس غلام کے گھر کو نور برکت سے پر فرما دین تو زہے سعادت ہی اس بندے کی
اور قدم رنجہ کرنا حضرت کا موجب ثروت یعنی فراغت اور نعمت ہی اور ہم سب راسخ دم
اور ثابت قدم ہین خدمتگاری اور جان نثاری مین آپ کی حضرت اون سبھو کو دعا سے خیر
فرماتے تھے اور فرماتے کہ یہ ناقہ میرا مامور ہے یعنے درگاہ ایزدی سے یہ مامور ہے جس جگہ یہ
بیٹھے منزل اور قرارگاہ میرا وہ ہی جگہ ہووے گی بعد اسکے سررشتہ راہ کا ہاتھ مین مقام کر
طیبہ مطیبہ کیطرف متوجہ ہوئے اور منتظر تھے ناقے کے بیٹھنے کے کہ کہان بیٹھے یہانتک کہ
اوس موضع مین پہونچے جہان اب مسجد منیف نبوی ہی منیف نام ہی مسجد کا جہان ناقہ بیٹھا
اور یہ مسجد مبارک اوسی جگہ بنائی گئی اور طیبہ مطیبہ جگہ کا نام ہی کہتے ہین جب ناقہ اوس جائے
پاک پر پہونچا اپنے اختیار اوس جگہ بیٹھ گیا اور حضرت کو بھی اوس ناقے کی پشت پر جو حالت کہ
مخصوص وحی کے نازل ہونیکے وقت کی تھی سو لاحق ہوئی ناقہ جس جگہ بیٹھ گیا تھا وہان سے
اوٹھا اور کئی قدم اوس جگہ سے آگے جاکر پھرا اور پھر اوس پہلی ہی جگہ مین بیٹھا گویا ناقے نے
اس آمد و رفت مین بناء مسجد کی تحدید کی یعنی حد کی اوسنے چند قدم جاکر پھرنے مین مسجد کی کہ اتنی
لمبی جگہ چاہیے چنانچہ اوتنی ہی جگہ مین جہانتک ناقے نے رفت و آمد کی مسجد تیار ہوئی اور
نام رکھا گیا اوس کا مسجد منیف اور لفظ منیف کے معنی بلند اور زیادہ ہین اور ابو ایوب

انصاری کا دروازہ اسجگہ سے زیادہ نزدیک تھا نسبت کرنے اور رونکے مکانون سے کہ ابوایوب نے اسباب ناقے کی پشت پر سے اتار کر نظر مبارک سے حضرت کی گذرانا اور احتمال رکھتا ہے۔ یعنی قیاس چاہتا ہے کہ حضرت سے بھی اوسنے کچھ اشارت پائی ہو چنانچہ روضۃ الاحباب کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسباب ناقے پر سے اوتار کر ابوایوب اپنے گھر مین لیگیا حضرت نے فرمایا المرء مع رحلہ رحل یعنی اسباب اور بمعنے منزل اور مرد کو یعنے منزل اور مقام ہر کسیکا اوسجگہ ہے جہان اسباب اور اشیا اسکی ہو ابوایوب اس سعادت بے نہایت سے کامیاب ہوا اور مکان اوسکا سعادت نزول سے حضرت کی مشرف ہوا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنی وہ فضل ہی عطا کرتا ہے حقتعالی جسکو چاہتا ہے شعر ہی مبارک وہ مکان جہا کین یہ شاہ ہووے نیک وہ تسلیم ہے جس عرصے کا ایسا ماہ ہووے ابن جوزی نے بنی النجار کی وہ حکایتین جوار وغیرہ کی جو مذکور ہوئین اسی مقام مین مذکور کی ہین یعنے وہ کیفیت اس مقام مین ہی اور روضۃ الاحباب وغیرہ کے سیاق کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقت اس سے آگے ہی بہر تقدیر یعنے ہر ایک اندازہ کرنے سے وقوع پانا اوس کیفیت کا یعنی بنی النجار وغیرہ کا اسی شہر کرم مین ہے یعنی اسی شہر کے تشریف لانے کا احوال ہی خواہ اس مقام مین ہو وہ کیفیت خواہ اس سے آگے ہو ابوایوب سے روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا نے میرے مکانمین شرف نزول ارزانی فرمایا شرف بزرگی نزول اترنا ارزانی بخشش تب اوس جناب نے نیچے کے مکان کو اپنے واسطے اختیار فرمایا مین اور والدہ اوز فرزند میرے بالاخانے مین رہے مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ماں باپ میرے فدا ہون تجھپر مین بالاخانے کی سکونت سے بہت رنج اور کلفت کھینچتا ہون یہ کہ سرور انبیا نیچے کے مکان مین ہون اور مین بالاخانے پر یا رسول اللہ آپ بالاخانے کو پسند فرمادین تو سرفرازی ہے اس خدمتگار کی حضرت نے فرمایا کہ مکان واسطے میرے اصلح اور انسب ہے کہ ہمارے ساتھ جمعیت اور لوگون کے گروہ ہماری ملازمت کیواسطے آتے ہین مناسب یہی ہے کہ تم اپنی اہل وعیال سمیت بالاخانے ہی پر رہو اوسنے عرض کی کہ الامر فوق الادب یعنے حکم آپکا اوٹھانا ادب سے فائق ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ ابوایوب ہمیشہ زاری اور التماس مین رہتا یہانتک کہ حضرت بالاخانے پر رونق افزا ہوئے اور وہ اپنے اہل وعیال

سمیت انہیں کے مکان مین رہے اور مدت قیام سرور عالی مقام کی ابو ایوب کے اس مقام مین
اصح روایت سے یہ ہو کہ سات مہینے تک تھی اور اور روایتون مین کم و بیش آیا ہے ۔
تیسری قسم سنوات ہجرت کے واقعات مین کہ ابتدا ہجرت سے مبادی مرض اور وفات تک حضرت سے وقوع پایا
سنوات جمع ہی سن کی سن معنی سال مبادی اور ابتدا کے ایک ہی معنی ہین فرق مصدر اور
اسم فاعل کا ہو اور یہ سنوات مذکورہ جو دس ہین تو ذکر ہر سال کے وقائع کا علیحدہ علیحدہ
ایک ایک باب مین ہوگا تو پس معنی مین یہ قسم بھی مرتب دس باب پر ہوگی باب کہتے ہین
دروازے کو اور کتابون مین جو لکھتے ہین تو مراد اس سے یہی ہو احوال بمنزلہ بیت ہے
اور باب بمنزلہ شروع مطلب اور ظاہر ہی کہ کتاب مین احوال انواع اور اقسام سے ہوتا ہو
اسواسطے کتاب کو مبوب کرتے ہین ایک ایک احوال کے بانٹنے ایک ایک باب مین وقس علی ہذا
جان ای بھائی کہ اقامت حضرت کی باتفاق علما مدینے مین دس سال تک تھی یعنے متفق ہین
اہل سیر آپس مین اوپر اسبات کے اور علما سیر نے اوس دس برس کی کیفیت تو نکو جس
جس برس مین جو جو کیفیت گذری ہی جدا جدا ذکر کیا ہو اور بعضی کیفیت مین اختلاف بھی ہے
کہ کونسے برس مین یہ قصہ گذرا ہو ایک سال کی کیفیت کے ذکر مین کتب قوم مین یعنے علماء سیر کی
کتابون مین تقدیم اور تاخیر واقع ہوئی ہو یعنی جو احوال اول کا ہو وہ آخر مین مذکور ہوا ہے اور
جو آخر کا ہو وہ اول مین لکھا ہو اسکو تقدیم اور تاخیر کہتے ہین اور مواہب لدنیہ مین یہ ذکر لفظ
سنوات مقید نہین ہوا یعنی صاحب مواہب نے سال کی قید نہین کی اس احوال مین کہ کونسا
احوال مثلا کونسے سال مین گذرا اور مدارج النبوت مین ہر سال کے واقعہ کو دوسرا تیسرا چوتھا کرکے
لکھا ہو یعنی دوسرا واقعہ یا دوسرا احوال یا تیسرا یا چوتھا اگرچہ مراد اسم عدد سے ساتھ اس لفظ کے بیان
احوال اور طریقہ حال ہوتا ہو تو چاہیے کہ وقوع پاتا ہی ترتیب ما نیکے ساتھ ہو یعنی جو مذکور ہوا کہ مدارج
والے نے یہ نہین لکھا کہ فلانے سال مین یہ واقعہ گذرا اور فلانے مین یہ تو لازم ہوئی یہ بات کہ ہر ایک
کیفیت کا وقوع پانا بھی علی الترتیب زمانہ ہو یعنی ایک وقت مین ایک احوال گذرا اور
دوسری مین دوسرا لیکن ظاہر وہ بات ہی کہ مقصود مجرد عدد ہی یعنی اس دوسرا تیسرا چوتھا
کہنے سے مقصود صرف عدد ہی ہو اور دوسرا اور کتابون مین سوا اس ترتیب کے بھی مرقوم ہے

واللہ اعلم ترتیب کے معنی لغت مین سنوارنا آراستہ کرنا اور اصطلاح مین ترتیب اوسکو کہتے ہین کہ الفاظ
لائے جاوین کتابت مین اسطور سے کہ جس حرف کا جو مقام ہو اوسی مین مقام مین لکھا جاوے اور
احوال جو اول گذرا ہو اول ہو اور جو اوسکے بعد سو بعد لکھا جاوے مقدم موخر نہو وے اور ہم نے
ترتیب سنوات مین یعنی ہر سال کی کیفیت علی الترتیب اور بیان واقع یعنے بیان اوس کیفیت کا
جو وقوع مین آیا راہ موافقت روضۃ الاحباب کی کہ یہ کتاب مشہور ہے اور متداول اختیار کی
متداول یعنی ہاتھون ہاتھ پھرنے والی اور ظاہر ہے کہ جو کتاب معتبر ہوتی ہے وہی دست بدست
پھرتی ہے کہ پڑھی جاتی ہے اور لکھی جاتی ہے اور سند لانے کے واسطے ایسی ہی کتاب کافی ہے
ذکر سال اول کے وقائع کا یعنے یہ مذکور جو اب ہم کرتے ہین حضرت کے احوال کا سو
پہلے برس کا احوال ہے ہجرت سے جان تو پہلا واقعہ حضرت کے تشریف لانے کے بعد
مدینے مین بنیاد کرنا مسجد قبا کا ہے کہ پہلے وارد ہونے مین درمیان مدینے کے بنی عمرو اور
بنی عوف کے مکان مین اس مسجد کی تیاری ہوئی چنانچہ یہ کیفیت اوپر گذری حضرتؐ نے آپ
اپنے دست مبارک سے پتھر اوسپر رکھے اور خلفائے ثلثہ نے بھی سوا امیر المومنین علیؓ کے اوس پر
پتھرون سے مددگاری کی کیونکہ حضرت کے داخل ہونے سے تین ۳ روز کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے
اور احتمال ہے کہ اوس والا جناب نے بھی آنے کے بعد پتھر پہونچانے مین کوشش کی ہو اور وہ وہ مسجد ہے
کہ اول تیار ہوئی اسلام مین اور سابق ہے وہ مسجد ان مسجدون سے جن مین حضرت نے نماز
بجماعت ساتھ اصحابؓ کے پڑھی یعنے پہلے تیار وہ مسجد ہوئی اور پہلے نماز ساتھ جماعت
کے حضرت نے اسمین ادا کی اور بعضون نے اوس مسجد کی تعریف اس عبارت سے کی ہے
کہ وہ مسجد اول اون مسجدون کی کہ بنائی گئین واسطے مسلمانون کے اگرچہ اوس سے آگے بھی
کوئی مسجد تیار ہوئی ہوگی لیکن یہ مسجد قبا خاص کی گئی اوس کر کے جسنے بنا کی ایسا ہی
مواہب مین ہے اور ابوبکر صدیقؓ نے مسجد کہ ابتدائے اسلام مین اپنے دروازے پر
تیار کی تھی اور اوسمین قرآن اور نماز پڑھتی تھین عورتین اور غلام اور لڑکے قریش کے آکر
جمع ہوئے تھے چنانچہ سابق مذکور ہوا اگر ہو تو مانند اسی مسجد کے یعنے مسجد قبا کے اول کوئی اور
مسجد بنی ہو اور اکثر مفسرون کے قول سے یہ آیہ مسجد قبا کی شان مین نازل ہوا لمسجد اسس علی التقویٰ

من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین معنی اسکے یہ ہین
لمسجد اسس ہے البتہ ایسی مسجد کہ تیار کی گئی ہو علی التقوی اوپر پرہیزگاری کے من اول یوم روز اول
سے احق سزاوار تر ہے ان تقوم فیہ یہ کہ قیام کرے تو اوسمین واسطے نماز کے فیہ اوس
مسجد مین یعنے اوس مسجد مین جسکا اساس اوپر تقوی کے ہے رجال لوگ ہین کہ پاکیزہ
طبیعتی سے یحبون دوست رکھتے ہین ان یتطہروا یہ پاک رہین یعنے یہ کہ پاک رہین نجاستون سے
اور انجاس سے یعنے ہمیشہ طاہر رہین اور یتطہروا کے معنے یہ کہتے ہین کہ نہ سوین حالت جنابت مین
واللہ یحب المطہرین اور خدا دوست رکھتا ہی پاک رہنے والونکو بعضے علما گئے ہین طرف اسبات کے
کہ مراد اس مسجد سے یعنی جسکی شان مین یہ آیہ نازل ہوا سو مسجد اعظم نبوی ہی اور بعضے حدیثین بھی اسی
قول پر وارد ہوئی ہین اور حق یہ ہی کہ مفہوم اس آیت کا ان دونون مسجدونپر صادق ہی یعنے مسجد قبا
اور مسجد نبوی کیونکہ بنا ان دونون مسجدون کی اول سے تقوی پر ہے تو ہوسکتا ہی کہ مراد دونون
مسجدین ہووین جیسا کہ کلام مین علما محدثین کے سے اشارت ایک طرف اسبات کے کی
گئی ہے واللہ اعلم لیکن احمد نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہتا ہی کہ گروہ اصحاب حضرت
کے نزدیک آنے حضرت م نے فرمایا جاؤ تم مسجد تقوی مین اور پیچھے سے اونکون کے
آپ بھی متوجہ ہوئے ایک ہاتھ ابی بکر صدیق رض کے شانے پر اور ایک عمر ابن الخطاب رض کے
رکھے ہوئے روانہ ہوئے اور یہ بات مؤید ہے اسکی کہ مسجد اسس علی التقوی مسجد قبا کا نام
ہووے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم المسجد الذی اسس علی التقوی من اول یوم ہو مسجد قبا قال اللہ تعالی
جل ثناءہ وفیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
حضرت م نے کہ جو مسجد بنا کی گئی ہی اوپر تقوی کے سو مسجد قبا ہی کہا اللہ تعالی نے بزرگ ہی ثنا اوسکی اوس
مسجد مین لوگ ہین کہ چاہتے ہین یہ کہ پاک رہین اور خدا چاہتا ہی پاکیزہ لوگونکو اور حدیث مین
آیا ہی کہ جو کوئی وضوی کامل کرے اور مسجد قبا مین آوے اور نماز پڑھے ثواب عمرہ
اوسکو حاصل ہو امیر المومنین عمر رض نے فرمایا کہ اگر یہ مسجد اطراف عالم مین ہوتی تو
طلب مین اس مسجد کے کیا کلیجے اونٹون کے نثار کرتا مین نفی سے اثبات کرتے ہین

یعنے اگر یہ مسجد کہین دور واقع ہوئی ہوتی تو اوسکے واسطے اونٹونکے کلیجے پانی ہوتے میری سواری
سے کہ مین طلب ہی مین اس مسجد کی پھیرا کرتا اور صورت حال یہ کہ عمر ابن الخطاب رضی نے اوس مسجد مین
جھاڑو اپنے ہاتھوسے دی اور اوسکے تنکے اور کوڑے اپنے ہاتھون جھاڑتے اور سعد بن ابی وقاص
سے روایت ہی کہ دو رکعت نماز جو مین مسجد قبا مین پڑھون زیادہ محبوب ہے مجھے اوس سے کہ دو بار زیارت
بیت المقدس کی کرون اگر لوگ معلوم کر سکین کہ مسجد قبا مین کیا سر ابداع ہی تو کیا ہی سعی کرین اور
تلاش اوسکی زیارت مین ابداع بمعنی نادر کرنا اور ابی ہریرہ رضی کے قول سے بھی ایسا ہی آیا ہی اسنا صحیح سے
اسناد صحیح ہی سند کی اور سند کے معنی مشہور ہین اور مناقب مسجد قبا کے بہت ہین اور وقائع سنہ اول سے
یہ بات ہی یہ عطف ہی اول کے وقائع پر جہان بولا کہ واقع سال اول کا یعنی دوسرے واقعے سے سال اول
کے یہ کہ بیان ہو اسین عبد اللہ بن سلام کے اسلام لانیکا کہ وہ احبار یہود سے تھا احبار جمع ہی حبر بمعنے
دانشمند اور قصہ اوسکا یہ ہی کہ عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ جب رسول خدا مدینے مین تشریف لائے تب
لوگ خدمت سے اوس جناب کی کامیاب ہونے لگے مین بھی اونھونکی موافقت کرکے حضرت صلعم کی
ملازمت مین مشرف ہوا جو ہین میری آنکھین اوس جناب کے روے مبارک پر پڑین دو نہین مجھے معلوم ہوا
کہ صورت اوس جناب کی کذابون کی صورت مین نہین ملتی کذاب اوسے کہتے ہین جو جھوٹ موٹ اپنے
تئین پیغمبر بتاوے اور سنا مینے کہ وہ سرور فرماتا ہی یا ایہا الناس افشوا السلام یعنے اے لوگو
فاش کرو تم سلام کے تئین یعنے اپنے اور بیگانے کو سلام کرو یہ نہین کہ اپنے خویش اور آشناونکو
سلام کرو یا یہ بلند کہو کہ مسلم علیہ سنے مسلم علیہ اوسے کہتے ہین جسپر سلام واقع ہو یعنے ایسا آواز
بلند سلام کہو کہ جسکو سلام کرے تو وہ سنے واطعموا الطعام اور کھلاؤ تم کھانا یعنے مواسات کرو
فقیرونکی اور غمخواری کرو درویشونکی اور محتاجون کی وصلوا الارحام اور پیوند کرو تم یعنے نسبت
اور شادی کرو اپنے خویشونسے جو تمسے نسبت قرابت کی رکھتے ہین دوری کی اور نزدیک کی
اور تفاوت مراتب کے یعنے جسکا جو مرتبہ ہو اوسکے موافق اوس سے یہ عمل بجالاؤ اور توڑو
مت اونسون سے رشتہ اور علاقہ اونسے مت کاٹو وصلوا باللیل والناس نیام اور نماز پڑھو
رات کو اور شب بیداری کرو جس حال مین کہ لوگ سوتے ہین یہ اول وعظ ہی جو حضرت صلعم نے
مدینے مین فرمایا عبد اللہ بن سلام کہتا ہی کہ پھر مین اپنے گھر کو پھرا دوسری بار پھر خلوت مین

حضرت کی خدمت مین پہونچا اور تین سوال ایسے ادس جناب سے کیے ایسے کہ سوا پیغمبر کے جواب اون سوالونکا کوئی نہ دے سکتا تب فی الحال درگاہ رب لایزال سے انزال وحی ہوا اور حضرت مشغول جواب ہوے پہلا سوال یہ کہ جسوقت قیامت کے برپا ہونے کا ظہور ہوگا اوسکی علامات لیعنے اوسکی نشانیون سے پہلے کونسی علامت ظاہر ہوگی جواب اسکا حضرت نے یہ ارشاد کیا کہ آثار قیامت سے اول یہ ہے کہ مشرق کیطرف سے ایک ایسی آگ پیدا ہوگی کہ اہل جہانکو مغرب کیطرف ہانکے گی جسطرح گڈریا بکریون کو ہانکتا ہے دوسرا سوال یہ کیا کہ جب اہل بہشت کو حق تعالےٰ بہشت مین دعوت کرے گا پہلا کھانا بہشت کا مومنونکے واسطے کیا ہوگا جواب اسکا یہ فرمایا کہ پہلے پہل جو کھانا اہل بہشت کے آگے لادینگے کلیجی ہوگی مچھلی کی لیکن مچھلی وہ جسکی پشت پر زمین قائم ہے اور بہت لذیذ ہوگا وہ کھانا اور نفیس اور گوارا لیعنے جسکو معدہ برغبت قبول کرے اور اخبار مین آیا ہے کہ حق تعالےٰ اپنی قدرت سے اوس روز لیعنے قیامت کے دن زمین کے تیئن ایک روٹی کے گردے کے مانند کرے گا تیسرا سوال یہ ہے کہ بنی آدم سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اسکا سبب کیا ہے کہ لڑکا کبھی باپ کی صورت پیدا ہوتا ہے اور کبھی ماں کیصورت جواب ارشاد کیا اوس عالی جناب نے کہ سبب اسکا یہ ہے کہ جونسی منی ماں یا باپ کی رحم مین بیشتر یا پیشتر پڑے لڑکا اوسکی صورت پیدا ہو بیشتر سے مراد یہ ہے کہ ملنے کے وقت مرد کی یا عورت کی دونون مین جسکی منی ہو بہت ہو بچہ اوسی کے مشابہ ہو خواہ ماں خواہ باپ اور پیشتر سے اشارہ یہ کہ دونون مین جو پہلے خلاص ہو بچہ اوسی کی صورت لاوے عبد اللہ ابن السلام نے جواب مسائل کا سنکر فریاد دلبر کی اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ لیعنے شہادت دیتا ہون مین کہ کوئی الٰہ نہین مگر اللہ ہے اور شہادت دیتا ہون مین یہ کہ محمد رسول ہے اللہ کا پھر کہا اوسنے کہ یا رسول اللہ یہ قوم یہودیون کی نہایت جھوٹی ہے اور بہتان کرنے والی باوجود اسکے کہ مجھکو علم اور سیادت اور ریاست مین مسلم رکھتے ہین لیعنے مجھے سید اور رئیس اور عالم جانتے ہین اور اقرار کرتے ہین اسبات پر کہ مین اونکا سردار ہون اور سردار زادہ اور اعلم اونکا اور اعلم زادہ اونکا ہون جسوقت وے یہودی سنین گے کہ مین ایمان لایا بہتان کرینگے اور برخلاف اوسکے کہین گے لیعنی سردار اور سردارزادہ وغیرہ جو وہ مجھکو مانتے ہین اسکے برخلاف مجھکو بولین گے التماس میری

یہ ہو آپکی جناب مین کہ جبتک میرا اسلام لانا آشکارا ہووے آپ امتحان کیجیے میرے احوال کو اوس جماعت سے اور دیکھیے کہ وے کیا کہتے ہین حضرت نے عبد اللہ کے تئین وہان ہی ایک جگہ پوشیدہ کر کے یہودیونکو طلب کیا اور اونکو موعظہ اور تہدید فرمایا موعظہ بمعنی وعظ کرنا اور تہدید بمعنی ڈرانا خدا کے غضب سے اور فرمایا کہ قسم اوس خالق کی جسکے سوا کوئی خالق نہین ہی کہ تم جانتے ہو اور توریت مین تم نے پڑھا ہی کہ مین رسول ہون خدا کا اور خدا تعالی نے مجھے بھیجا ہی حق سے ایمان لاؤ تم اور مسلمان ہو اونھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ تو خدا کا رسول ہی پھر فرمایا حضرت نے کہ عبد اللہ بن السلام تم لوگون مین کیسا شخص ہی اونھون نے کہا سیدنا وابن سیدنا واعلمنا وابن اعلمنا یعنے سردار ہمارا اور سردار زادہ ہمارا اور اعلم ہمارا اور اعلم زادہ ہمارا اعلم اسم تفضیل ہے بمعنی زیادہ جاننے والا مصدر اس کا علم بمعنی جاننا یعنے وہ اور اوس کا باپ پشتون سے تمام بزرگ اور رئیس ہی ہوتے آئے ہین حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ ای یہودیو کیا کہتے ہو تم اگر وہ مسلمان ہووے اونھون نے کہا اوسکو خدا اس کام سے محفوظ رکھے کہ وہ اسلام لاوے پھر حضرت نے اس بات کو مکرر فرمایا یہی جواب سنا تب حضرت نے فرمایا ای عبد اللہ باہر آ عبد اللہ بن سلام شہادت پڑھتا ہوا یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ پڑھتا ہوا باہر نکلا اور کہنے لگا کہ ای گروہ یہود خدا سے ڈرو اور ایمان لاؤ تم محمد سے کہ مقرر تم جانتے ہو کہ وہ خدا کا رسول ہی اونھون نے کہا تو جھوٹ کہتا ہی اور ہم نہین جانتے اور کہنے لگے ابن سلام کے حق مین کہ ہو شرنا وابن شرنا واجہلنا وابن اجہلنا یعنے وہ بدترین ہمارا اور بیٹا ہمارے بدترینون کا اور جاہل ترین ہمارا اور بیٹا ہمارے بدترین جاہلون کا ہے اور ابھی کہتے تھے سیدنا وابن سیدنا اعلمنا ابن اعلمنا اور حقیقت یہ ہی کہ جب ابتداے طلوع ہونا صبح سعادت کا منازل انصار سے ہوا انصار ناصر کی جمع ہی بمعنے یاری اور مددگاری کرنے والا لیکن انصار دو فرقے ہین انصار اور مہاجر انصار ہین دونون اصحاب سرور عالم کے لیکن مہاجر انصار اون کو کہتے ہین جنھون نے ہجرت کی ہمراہ اوس جناب کے اور طلوع ہونا صبح سعادت کا منازل انصار سے اس معنے سے ہین کہ صبح نہین ہے مگر نور جسکو دمبدم افزایش اور عروج ہو اور تخصیص اوس نور کی جو مقید ہے ساتھ سعادت کے منازل انصار کے اگرچہ نور صبح کا نیک اور بد مومن اور کافر سب خلائق کو شامل ہی لیکن سعادت کی صبح کا نور ابتدا انصار کو شامل ہے اور

وسے مصداق ہین اوسکے کیونکہ وے یارا اور یاور ہین رسول خدا کے اور اوس سعادت سے محروم ہین
کفار یہود وغیرہ اسی معنی سے کہا ہے کہ جب طلوع ہونا صبح سعادت کا انصار کے گھرون سے ہوا عروق
یہودیون کے اونھون کے علاقہ عداوت سے نسبت بحضرت بھی جنبش مین آئی عروق جمع ہے عرق
کی عرق کہتے ہین رگ کو جسکی ہندی نس ہے اور رگ جنبیدن بمعنی جوشش وخروش مین آنا کسیکا
یعنے انصار کی عداوت سے یہودیونکو جوش عداوت ہوا بعضے دشمنی کے ظاہر کرنے مین کوشش
کرنے لگے اور جتنا اونسے ہوسکا ہلاک کرتے ہین اپنے اونھون نے قصور نکیا اور بعضے دوسرے اوسی
اشقیا گروہ کے نفاق اور دشمنی کو بہانہ اور وسیلہ حطام دنیوی کا اور صیانت حیات فانی کی کرنے لگے
صیانت بمعنی نگاہبانی اور محافظت کرنا اور حطام بمعنی تھوڑا مال اور ایک فرقہ اوس اور خزرج کا کہ یہ
دونون قبیلے ہین انصار کے اونھون نے بھی علت نفاق مین اون بدبختونکے ساتھ اتفاق باندھا
اور اکثر منافق یہودی تھے اور بعضے احبار یہود سے احبار جمع ہے حبر کی بمعنی دانشمند اور علما اونھین یہودیونکے
کہ رحمت ازلی نے اونھونکے اقبال کی پیشانیونپر حرف سعادت لکھا تھا ازل اوسے کہتے ہین جسکو ابتدا
نہو بلکہ خود ابتدا ہو یعنے اونکی سرنوشت مین ازل سے کاتب قدرت نے حرف سعادت لکھا تھا موافق
پہچان کے جو حضرت کی رسالت کی تحقیق مین رکھتے تھے یعنے حضرتؐ کے پیغمبر ہونے کی پہچان یہ کہ یہ علامت
ہے پیغمبر آخرالزمان کی اس پہچان کے موافق بے تردد اور بے توقف اونھون نے گردن اطاعت
ربقۂ اسلام مین لاکر سعادت ابدی کو پہونچے ابد ضد ازل ہے تعریف ابد کی یہ کہ لیس لہ الانتہاء
یعنے ابد اوسے کہتے ہین جسکو انتہا نہووے اور ازل ضد اسکی یعنے جسکی ابتدا کو ابتدا نہو
اور مبتدا وہ ہے آپ ہوا اور ربقہ بمعنی رسّی یعنے تحقیق رسالت مین جو معرفت وے رکھتے
تھے بمجرد دریافت اونھون نے اطاعت کی اور مسلمان ہوئے جس طرح عبداللہ بن سلام
ایمان لایا اور مانند اوسکے اور حقیقت مین حضرتؐ کے احوال پر اور اوس جناب کی حقیقت رسالت
پر یہودیون سے زیادہ کوئی نہجانتے ہین اور پہچانتے مین کیونکہ کتب سماوی مین احوال اور
اوصاف اوس جناب کا اونھون نے پڑھا تھا اور منتظر بعثت اور رسالت کے تھے اور اوس جناب پیش آنے
کے انتظار مین تھے کہ کب عرصۂ ظہور مین آوے اور کب ہم اوس سے ایمان لاوین کتب جمع ہے کتاب
کی اور کتب سماوی اون کتابونکو کہتے ہین جو مرسل پیغمبرون کے واسطے آسمان سے نازل ہوئین

یہودیوں اور کتب سماوی چار ہین توریت انجیل زبور فرقان توریت نازل ہوئی موسیٰ پیغمبر کو اور انجیل عیسیٰ کو اور زبور داؤد کو اور فرقان جسکو قرآن کہتے ہین وہ نازل ہوئی ہمارے پیغمبر کو یہودیون سے کے باپ دادے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کرتے تھے اور بشارت دیتے تھے پیغمبر آخر الزمان کے آنے پر موافق قول اللہ تعالےٰ کے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنی پہچانتے ہین وے یعنی یہودی اوسکو یعنی محمد کو جسطرح پہچانتے ہین وے اپنے بیٹونکو پہچان باپ کی بیٹونکو علم یقینی مشہودی ہی مشہود بمعنی دیکھنا اور علم جاننا یعنے جاننا اور دیکھنا باپ کا بیٹے کو یہ ایسی پہچان جسمین شک نہین ہوتا اسیواسطے تشبیہ دی حضرت کی باری تعالیٰ نے اونھون کی پہچان کی حضرت کے تئین ساتھ اونکی اولاد سکے اسیواسطے یہ لکھا کما یعرفون ابناءہم یعنے ایسا پہچانتے ہین یہودی پیغمبر کو جسطرح اپنے بیٹونکو پہچانتے ہین باوجود اس علم اور معرفت کے جان بوجھکے وے شقاوت اور وبال مین گرفتار ہوئے ع علم کہ رہ بحق ننماید جہالت ست یعنے جو علم راہ طرف خدا کے نہ دکھلاوے وہ جہالت ہی علم نہین ہی اور واقعات جو پہلے سال مین گذرے اون مین سے یہ واقعہ تھا کہ حضرت نے زید بن حارثہ اور ابورافع کو پانچ درہم اور دو شتر دیکر مکے کو بھجوایا کہ فاطمہ اور ام کلثوم اور سودہ زمعہ کی بیٹی اور ام ایمن کے تئین مدینے مین لاوین اور عبد اللہ بن ابی بکر نے بھی اپنے والد کے عیال و اطفال کو لیکر اونھون کے ہمراہ یعنے زید بن حارثہ وغیرہ جو غلام تھے حضرت کے اونھون کے ہمراہ مدینے مین لائے اور واقعات جو پہلے سال مین واقع ہوا اونسے یہ واقعہ تھا کہ مدینے مین مسجد عظیم کی تعمیر واقع ہوئی اور تیار ہوئی یہ واقعہ اول گذرا جہان مین مذکور ہوا کہ حضرت کی سواری کا ناقہ آکر جس جگہ منبر شریف ہی وہان بیٹھا اور پھر اوٹھا اور کئی قدم آگے جاکر پیچھے پھرا اور مسجد کی تحدید کی یعنے حد باندھی کہ اتنی جگہ مین مسجد تیار ہو اور حضرت پر حالت وحی ظاہر ہوئی اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھکو امر کیا کہ ایک عریش تیار کرون موسیٰ کے عریش کے موافق کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور گھر کی عریش یعنے چھت لکڑی سے اور کھجور کے پتون سے ڈھانپون عریش کہتے ہین چھت کو اور یہان مراد مسجد کی چھت سے ہے اور عرش الٰہی کیفیت اوس کی اور بیان کرنا اوسکی حد کا شرع مین جائز نہین کہتے ہین کہ ایک یاقوت سرخ ہی کہ خدا کے نور سے درخشان ہی اور عرش تخت کو اور

کنوین کو بھی کہتے ہین اس مسجد کی تعمیر کی اول جسجگہ وقت نماز کا آپہونچتا اوسی جگہ حضرت نماز ادا کرتے
اندر اوس مسجد کے سامنے ایک فضا تھی محوط یعنی احاطہ کیا گیا اور فضا بمعنی فراخ مکان بنی النجار سے حضرتؐ
نے فرمایا اے بنی النجار قیمت کرو اپنے حایط کی حایط بمعنے دیوار اور بستان کی اونھون نے کہا کہ ہم قیمت
نہین کرتے اوسکی یعنے مول نہین کرتے اوس مکان کا اور ثمن طلب نہین کرتے مگر خدا سے ثمن بمعنی
آٹھوان حصہ اور قیمت کرنا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ حایط یعنی یہ بستان
کسکا ہی عرض کی لوگون نے کہ دو یتیمون کا ہی اور ان چھوکرون کا وہان ایک مربد تھا مُربد اوسے
کہتے ہین جہان چھوہارونکو سوکھلاوین اور تمر بناوین حضرتؐ نے اوس حایط کو مول لیا تب بنی النجار
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمنے قیمت اوسکی ان دونون یتیمونکو دی اور اسکو ہمنے تمھین بخشا
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اون دونون یتیمون نے آپ ہی کہا کہ ہم قیمت اوسکی نہین لیتے اور حضرت کو
ہمنے بخشی اوسکی قیمت لیکن حضرت نے ابا کی یعنے قبول نکیا اور دس مثقال طلا کو اوس سے مول لیا ابوبکر صدیقؓ
کے مال سے جو ہجرت کے وقت ہمراہ لے گئے تھے چنانچہ اوپر یہ قصہ گذرا مثقال پتھر کے ریزے کو کہتے
ہین جس سے سونا روپا تولا جاوے اور مقدار اوسکی ایکدرہم بھر ہے اور درہم اور درم ایک ہی ہی
اور وزن اوسکا چودہ انگشت ہی اور دانگ دو طسوج بھر اور ایک طسوج دو جو کے برابر وزن مین ہوتا ہی
اور دس درہم شرعی سات مثقال ہوتا ہی اور درہم شرعی کو درہم بغلی بھی کہتے ہین کیونکہ راس
البغل ٹکسالی نے کہ وہ عجم کا تھا اوسکا سکہ درست کیا اور مقدار اوس درہم کی چوڑائی مین ہتھیلی کے
برابر ہوتی ہی اور غرائب اخبار سے جو کچھ طبرانی نے روایت کی ہی یہ ہی غرائب جمع غریبہ کی ہی غریب
بمعنی نادر اور اخبار جمع خبر کی ہے ایک شخص انصار سے ہمسایہ تھا اوس مسجد شریف اور مسجد مین
وسعت کم تھی حضرت نے اوس سے فرمایا کہ تجھسے ہو سکتا ہی کہ بقعہ اس زمین کا جسکی ملکیت تجھکو ہی
بدلے اوس گھر کے جو واسطے تیرے جنت مین ہوا اسکو بیچے تو مسجد کو اوس سے وسیع اور فراخ کرون
بقعہ اوس زمین کو کہتے ہین جو حد باندھی ہوئی ہو اور جدا کی ہوئی ہو اور زمین سے انصاری کو
توفیق مساعدت کی نہوئی کہنے لگا یا حضرت مین عیال دار ہون اور غریب محمد بن اسحق سمانی
کہا ہی کہ جگہ اپنی رایگان دو دن مین عثمان ابن عفان نے اوسجگہ کو اوس سے دس ہزار درہم دیکر
خرید کیا اور حضرت کی ملازمت مین آکر اوسی زمین کو داخل مسجد کیا اس جگہ معلوم ہوا کہ

طبیعتین اور ہمتین طلب خیرات اور مرضیات مین اختلاف رکھتی ہین یعنے سبکی طبیعتین ایک طرح کی نہین تہین
اور سعد انصاری مفلس اور فقیر تھا اور عیال مند اور حضرت سے بھی امر ایجابی واقع نہوا اور اوائل مین
اصحاب بھی تمام مہذب الاخلاق نہ تھے مہذب یعنے پاک کرنے والا حضرت کی صحبت مین رفتہ رفتہ
سب مہذب ہوئے اور مانند اسکے یعنی اس احوال کے مانند اور بھی ایک جگہ واقع ہوا ہے اور وہ فیق عدا
سے ہر ایک موضع نخیل کا تھا اور ویرانہ مشرکون کے قبرستان کا نخیل نخلستان کو کہتے ہین واحد اسکا نخلہ
چنانچہ شیخ سعدی نے کہا ہے شعر چنان آسمان بر زمین شد بخیل * کہ لب تر نکردند زرع و نخیل *
قحط سال اور امساک باران کے بیان مین کہا ہے حضرت نے امر کی کہ درختونکو کاٹین اور ویرانے کو
ہموار کرین اور قبرونکو اوکھاڑین اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی موضع مین مسجد تیار کرین اور
وہان گورستان ہو تو قبرونکو اوکھڑوادین اور ہموار کرین اور کھودنا اور ہموار کرنا قبرونکا مسجد کی بنا
کیواسطے شرع مین درست ہے یارب شاید کہ اس بات کو مخصوص رکھین مشرکونکے قبرستان کیکے واللہ اعلم بعد
صفائی اور ہموار کرنے اس ویرانے کے فرمایا کہ اینٹ پاتھین اور اوس سے مسجد تعمیر ہووے مدینے مین اب تک
وہ موضع جسمین اینٹین پاتھین گئین تھین بقیع کیطرف موجود اور مشہور ہے بقیع نام ہے قبرستان کا مدینے مین
جسکو جنت البقیع بھی کہتے ہین جب کچی اینٹین تیار ہوئین تب فرمان سے اوس فرمانروا کے انہین
کچی اینٹونسے دیوارین مسجد کی بنائی گئین اور چھت کھجور کی شاخون سے اور کھم اوسی خرما کی
لکڑیون سے اور چھت مسجد شریف کی اون دنون مین ایسی تھی کہ اگر مینہ برستا تو اوس سے پانی
ٹپکتا اور چھت سے مٹی سرون پر جھڑتی اور مسجد کی زمین بھی کیچڑ ہوتی اور اوسی کیچڑ پر سجدہ
کرتے تھے حضرت کے یارون کا کام یہ تھا کہ اینٹین ڈھوتے تھے اور ہر ایک ایک اینٹ اوٹھاتا تھا
اور عمار بن یاسر دو اینٹین اوٹھاتا اور کہتا کہ مین ایک اینٹ اپنی طرف سے اوٹھاتا ہون اور ایک حضرت کی
طرف سے حضرت نے اوس سے فرمایا کہ لوگون کو ایک اجر ہوگا اور تجھے دو اجر اجر یعنے مزدوری پانا
اور حضرت نے خبر دی اوسے کہ توشہ تیرا آخر عمر مین شربت لبن ہوگا لبن کہتے ہین دودھ کو
اور تجھکو گروہ باغی شہید کرینگے اور ایک روایت مین یہ لفظ زیادہ آیا ہے کہ فرمایا بلاتا
ہے تو انکو جنت کی طرف یعنے اوسی گروہ باغی کو جسکی خبر دی حضرت نے اور بلاتے
ہین وے تجھے طرف دوزخ کے اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت اصحاب کے ساتھ اینٹین

دھوتے تھے اور خاک سے شکم مبارک آلودہ ہوتا تھا اصحاب نے جب یہ حال دیکھا کہ وہ عالیجناب بنفس نفیس اینٹیں اوٹھاتا ہی اور کام کرتا ہی بہت ترغیب ہوئے یعنے اصحاب زیادہ کوشش کرنے لگے کام مین اور رجز پڑھتے تھے لئن قعدنا والنبی یعمل * ذاک اذا للعمل المضلل یعنے ہم بیٹھیں اور پیغمبر کام کریں دوسرے مصرعہ مین ذاک کا مرجع قعود ہی یعنے وہ بیٹھنا جسوقت واسطے کام کرنے گمراہ کے ہووے کہ نبی کو کام کرتے ہوئے دیکھے اور آپ بیٹھا رہے اور حضرتؐ بھی واسطے ترغیب اور تشویق اصحاب کی کار خیر مین یہ فرماتے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ یعنے ای پروردگار کوئی چیز بہتر نہین مگر نیکی آخرت کی پس رحم کر تو اوپر انصار کے اور مہاجرین کے اور روایت کی گئی ہی کہ حضرتؐ اپنے لباس مین اینٹین لیتے تھے اور مقام اعتذار اور انکسار مین یہ فرماتے شعر ہذا الحمال لا حمال خیبر ہذا ابر عند ربنا ابر واطہر یعنے یہ مزدور نہین ہو خیبر کا مزدور بہتر نزدیک میرے پروردگار کے زیادہ پاک ہی اور زیادہ طاہر ہی یعنے یہ کام اور یہ رجز بھی پڑھتے تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ معنے اوسکے اوپر مذکور ہوچکے ابن شہاب نے مواہب مین لکھا ہی کہ نہین پہونچا مجھکو یعنے نہین سنا مینے کہ حضرتؐ نے تمثیل کیا ہو بیت شعر کے سوا اسکے یعنے یہ بیت جو اوپر مذکور ہوئی ہذا الحمال الخ اور بعضون نے کہا ہی کہ جو کچھ ممتنع ہی اوپر اوس جناب کے انشا کرنا شعر کا ہی نہ یہ کہ انشاد یعنے شعر کہنا سنا اور اوس نبی کو نہین سزا اور انشاد ممتنع نہین اور دلیل بھی نہین منع انشاد پر بطریق تمثیل انشا کے لغت مین معنی نئے سر سے پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور اصطلاح مین انشا کلام کو کہتے ہین خواہ نظم ہو خواہ نثر اور انشاد کے معنے پڑھنا غیر کے شعر کا جیسا کہ آیا ہی وانشد القصیدۃ یعنے پڑھنا قصیدے کو اور یہان امتناع شعر کہنے کا پیغمبر خدا کو مطابق اس آیہ کے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر وقرآن مبین * یعنے نہین تعلیم کی ہمنے اوسکو یعنے پیغمبر کو شعر کہنے کی اور نہین سزاوار واسطے اوسکے مگر ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا با وجود اسکے کس طرح اطلاق شعر کا کیا جاوے اوس جناب پر اور انشاد منع نہین اس معنی سے کہ غیر کا شعر کہا ہوا پڑھنا نامناسب نہین ہوتا نبی کو اور ممتنع نہین ہی اور طول مسجد نبوی کا اول قبلہ سے حد شمال تک سو گز اور مشرق سے مغرب تک ساٹھ گز تھا اور خیبر کی فتح کے بعد کہ سنہ سابعہ مین واقع ہوئی سہ سر سے تیاری اوس مسجد کی دونون جانب جو مذکور ہوے صد در صد

تیار ہوئی بعد اوسکے زیادتیان اور تعمیرین واقع ہوئین اور تکلفات اور زینتین عمل مین آئین تمامی وہ کیفیتین مدینے کی تاریخ مین ہمنے مذکور کین ہین اور قبلہ اس تعمیر مین جیسا مذکور گذرا بیت المقدس کی جانب تھا بعد اسکے مسجد الحرام کیطرف قبلے کی تحویل ظہور مین آئی چنانچہ دوسرے سال وقائع مین یہ کیفیت آویگی انشاء اللہ تعالی اور علامت محراب کی جو اب مسجدون مین متعارف ہے حضرت کیوقت مین یہ طور تھا اور ابتدا اوسکی یعنے محراب کی عمر عبد العزیز کے وقت سے ہے کہ وہ ولید بن عبد الملک کیطرف سے مدینے کا امیر تھا اور تعمیر مسجد شریف کی کرتا تھا اور مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ مسجد مین ایک موضع مظلل تھا یعنے سایہ دار کہ اوسمین پناہ پاتے تھے اور جو مساکین خان ومان نہین رکھتے تھے اونھون نے اوسے اپنی بود وباش کی جگہ گردانا تھا اوسی کی خان ومان دو لفظین ہین اور معنی ایک یعنی رہنے کی جگہ فارسی مین خان اور خانہ گھر کو کہتے ہین اور مان بھی یعنی جگہ رہنے کی اور اُسے صفہ کہتے ہین اور وہانکے رہنے والونکو اہل صفہ حضرت اونھونکو یعنے وہانکے رہنے والونکو اپنے نزدیک رات کو بلاتے اور جو جو صحابی صاحب ثروت اور غنی تھے اون مسکینونمین سے کئی کئی شخص ہر ایک صحابی کو سونپتے کہ اونکی ضیافت کرین اور ایسا گروہ اونھونکا اپنے گھر مین مہمان کرکے اپنے خوان نعمت سے آسودہ فرماتے اور اونھونکو اضیاف اللہ کہتے تھے یعنے اون مسکینونکو اضیاف جمع ہے ضیف کی ضیف معنی مہمان صحیح بخاری مین ابی ہریرہ رض کی حدیث سے آیا ہے کہ کہا دیکھا مینے ستر تن کو اہل صفہ سے کہ کسی پر انمین سے چادر نتھی مگر ایک ازار یا کملی کہ باندھا تھا اوسے اپنی گردن مین بعضے کو آدھی پنڈلیون تک پہونچتی تھی اور بعضونکو ٹخنون کو تک در سجدے کیوقت اوس کملی کو سمیٹتے تھے وسے کہ بدن نہ کھلے یہ عبارت ابی ہریرہ رض کی مشعر ہے یعنے آگاہی دینے والی ہے اوپر اس بات کے کہ اہل صفہ ستر سے بھی زیادہ تھے ایسا ہی کہا ہے صاحب مواہب نے اور تحقیق کیا جاے کلام ہے کثرت مین اونکے عدد سے اور تحقیق آیا ہے کہ ایک وقت چار سو تک بہم پہونچتے تھے اور کبھی کم ہوتے تھے مرنے سے یا توجہ کرنے سے اور کبھی بڑھتی ہوتے تھے اور ستر آدمی اونمین سے شہید ہوے بیر معونہ کی غزا مین یہ لڑائی بیر معونہ کی ابو ہریرہ رض کے اسلام سے آگے تھی اور بیہقی کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ صفہ عبارت اوس مسجد سے ہے جو اول بنا پائی گئی تھی اور قبلے کی تحویل کے بعد

ہونسی مسجد کہ اوس طرف تیار ہوئی پہلے سے قبلے کے حایط کے تئین بحال چھوڑا حایط یعنی دیوار اور اِس
بنا مین مسجد شریف مین منبر نتھا اور حضرتؐ جذع پر تکیہ فرما کر خطبہ پڑھتے اور جب منبر تیار ہوا اور حضرت
اوپر اوسکے بیٹھے وہ جذع مفارقت سے حضرتؐ کی فریاد اور نالہ کرنے لگا مراد جذع سے ستون چوبی مسجد کا
اور مواہب مین مرقوم ہو کہ وقوع اِس امر کا آٹھوین سال مین تھا یا ساتوین مین ہجرت سے اور
بعضون نے سیر سے کہا ہو کہ حضرت اوس مدت تک مٹی کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے پیش از انکہ
منبر تیار ہوا لکڑی سے اور احادیث صحیحہ ناطق ہین اوپر اِس بات کے کہ جب خطبہ پڑھتے تب جذع
پر متکی ہوتے اور مسجد کے پہلو مین حضرتؐ نے مکان تیار فرمایا کچی اینٹون سے اور چھت اوسکی
خرما کی ڈالیون سے اور ازواج مطہرات سے اوسوقت مین حضرتؐ عایشہ صدیقہ اور حضرت سودہ
رضی اللہ عنہا تھین پس بنایا گیا مکان ایک عایشہ صدیقہؓ کے واسطے اور ایک سودہ کیواسطے
اور ابی ایوب کے گھر سے ان گھرون مین تشریف لائے جو تیار فرمائے تھے اور زفاف فرمایا
حضرت نے عایشہ صدیقہؓ سے اور زفاف عایشہ صدیقہ کا بھی ایک اون وقایع سے ہے جو نو
مہینے کے بعد سنہ اولی مین شوال کے چاند مین ہجرت سے واقع ہوا اوسکے ذکر مین معلوم ہوا
کہ دسوین سال مین حضرت نے عایشہؓ اور سودہؓ کے تئین نکاح کیا اور عایشہ صدیقہ اوس
وقت چھ برس کی تھین روایت کی گئی ہے عایشہؓ سے کہ کہا جب ہم مدینے مین آئے
والد میرا ابو بکر صدیقؓ محلے مین شیخ بن حبیب بن یساف کے یا خارجہ بن زید کے
محلے مین اگر اوترے ایک روز حضرت ہمارے گھر مین تشریف لائے اور پاس اس جناب
کے ایک گروہ انصار کے مردون کا اور عورتون کا جمع ہوا میری والدہ نے مجھے لیکر میرے
سر کو کنگھی کرکے میرے منھ کو دھویا اور مجھے ہمراہ لیجاتی تھی یہانتک کہ جس مکان مین حضرت تھے
اوسکے دروازے تک پہونچی میرے دم نے مجھپر تنگی کی اور سانس چڑھ گئی پس ایک لحظہ توقف
کیا کہ تسکین اور آرام مجھ مین پیدا ہوا تب لیگئی میری والدہ اوس گھر کے اندر دیکھا مینے کہ
حضرتؐ تخت پر بیٹھے ہوئے ہین میری والدہ نے مجھکو لیجا کر حضرت کے پہلو مین بٹھایا اور کہا یا
رسول اللہ یہ اہل تمھاری ہو خدا تعالے برکت دیوے انمین واسطے تمھارے اور برکت دیوے
تمکو واسطے اوسکے پس لوگ گھر سے باہر گئے اور حضرتؐ نے مجھ سے زفاف کیا اور کوئی

اونٹ اور بکری ذبح نہ کی اور جو رسمی کھانا جسکو زبان عرب مین ولیمہ کہتے ہین نہ پکوایا مگر ایک پیالہ
دودھ کا تھا کہ سعد بن عبادہ کے گھر سے آیا ہوا رکھا اور مین اوس روز نو برس کی تھی اور اسما بنت
عمیس سے روایت ہی کہ کہا مین عائشہ صدیقہؓ کے زفاف کے دن حاضر تھی قسم خدا کی کہ اوس روز کچھ
کھانا اور ولیمہ حاضر تھا مگر ایک قدح دودھ کا کہ پیغمبرؐ نے اوسمین تھوڑا تناول فرما کر عائشہ صدیقہؓ کو دیا اور
عائشہ صدیقہؓ شرم سے نہین لیتی تھین مینے کہا کہ پیغمبرؐ کے ہاتھ کو رد مت کرو اور لے لو پس بشرم تمام اوسکو
لیکر تھوڑا دودھ پیا اور وقائع سنہ اولی سے ہجرت کے یہ ہی کہ مریض ہونا بعضے مہاجروں کا مدینے کی ہوا سے کہ
زمان قدیم مین تعفن بہت رکھتی تھی وہانکی ہوا تعفن یعنی بدبو اور زمین وہانکی زمین حمی تھی اور وبا کی
سرزمین تھی حضرتؐ کے قدم مبارک کی برکت سے مبدل بخوشبو اور صحت ہوئی کہتے ہین تپ کو اور وبا
اوسے کہتے ہین جو ایک ہواے بد پیدا ہوتی ہی جس سے لوگ بیمار ہوتے ہین اور مرتے ہین اور حضرتؐ
نے حمی اور وبا کے تئین اس بلدۂ طیبہ سے دور کر کے طرف جحفہ کے کہ دار شرک اور طغیان تھا نقل کیا
اور بلال اور عامرؓ کے تئین تپ آئی تھی اور جب ابو بکر کے تئین آئی تب کہتے شعر کل امرء مصبح فی
اہلہٖ والموت ادنی من شراک نعلہ ؂ یعنے ہر مرد صبح کیا گیا ہی اپنی اہل مین اور حال یہ کہ موت
تر ہے اوسکی دوال نعل سے مراد اس سے معنی مجازی ہین یعنے ہر شخص اپنے اہل و عیال
کے ساتھہ اپنے گھر مین بود و باش اور معیشت کرتا ہے اور غافل اسبات سے کہ موت نزدیکتر
اوس کی جوتیون کے بندھن سے ہے بندھن شراک کو کہتے ہین جو جوتی کے نیچے پر دونون
طرف سے فیتون اور ڈوریون سے باندھتے ہین اور لوگون پر اوسکی پھندنے مقیش کے
لگاتے ہین یا ریشم کے پھندنے اور مراد اس شراک نعل سے یہ ہی کہ شراک نعل پیش پا افتادہ
ہے اسی طرح سے موت بھی ہر بشر کے پیش پا ہر دم موجود ہے بلکہ شراک نعل سے بھی
نزدیک تر ہے باوجود اسکے آدمی غفلت مین ہی عائشہ صدیقہؓ واسطے عیادت کے نزدیک
صدیق اکبرؓ کے گئین جب یہ خبر سنی یعنے یہ کہ یہ شعر پڑھتے ہین کہا واللہ کہ میرا باپ بیہوش
ہے خبر نہین رکھتا کہ کیا نکلتا ہی اوسکی زبان سے اور بلال اور عامر کے تئین تھا کہ ایک
دوسرے گوشے مین پڑے ہوے مکے کے کفار کو لعنت کر رہے ہین گویا اونھون نے ہمکو مکے سے
نکال دیا ہی اور مکے کے اور اوسکے مواضع اور چشمے اور مرغزار کی یاد مین اشعار پڑھ رہے ہین

اور وہ اوتپلا کرتے ہیں بحکم طبیعت اور بیہوشی سے تپ کی ہزیان کہتے ہیں ہذیان یعنی عالم بیہوشی اور بیحواسی میں واہی تباہی گفتگو کرنا عائشہ صدیقہ نے یہ دیکھکر قصہ کایت حال انھونکی رسول خدا کے آگے لائیں حضرت نے فرمایا بارخدایا محبوب گردان تو ہمارے طرف مدینے کے تئیں مانند ہماری محبت کے مکّے کو یا زیادہ اوس سے اور صحیح اور درست گردان تو اوسکی ہوا کے تئیں ہمارے بدنوں پر اور برکت دے ہمارے تئیں اوسکے صاع میں اور بدن میں اور پھیر مدینے کی تپ کو جحفہ کیطرف اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کبھی عارفونکو اور منتہیونکو بھی بحکم طبیعت صورت جزع اور فزع عارض ہوتی ہے اور مرض وبلا انکے حال میں سرایت کرتی ہی اور رضا و تسلیم مقامات قلب سے ہی اگر قلب یعنے دل برقرار ہے تو طبیعت کا اضطراب ازیان نہیں رکھتا واللہ اعلم اور جو وقائع واقع ہوئے سنہ اولی میں اوس سے تشریع اذان کی ہی تشریع بمعنی شرع کرنا اور شرع بمعنی راہ مراد مقرر کرنا اذان کا اور ذکر اسکا باب عبادات میں بتفصیل گذرا ہی حاجت طرف اعادہ کے نہیں اور وقائع سنہ اولی سے ہجرت کے یہ ہی کہ اسلام لانا سلمان فارسی کا اور اصل اوسکی یعنی سلمان کی فارس ہرمز سے ہے اور بعضوں نے اصفہان سے کہا ہی اور وہ اوس قوم سے تھا جو ابلق گھوڑونکو پرستش کرتے ہیں جس طرح ہندو گائے کو پوجتے ہیں سفر کیا سلمان نے دین کی طلب کے لیے پہلے دین نصرانی میں آیا اور انجیل کو اونے پڑھا اتفاقا عرب کی ایک قوم کا بندھوا ہوا اور بیچا اونھون نے اوسے یہودیوں کے ہاتھ اور مکاتب کیا اسے یہود نے مکاتب اوس غلام کو کہتے ہیں جسے آقا اوسکا کہے کہ مثلاً اگر تو مجھے ہزار روپیے یا پانسو یا سو پچاس دیوے تو میں تجھے آزاد کروں اور وہ قبول کرے اور فکر زر میں کسیکی محنت مزدوری کرکے پیدا کرنے بعد اداکرنے اپنے آقا کے زر کے آزاد ہووے لیکن تب تک اطاعت اور خدمت سے اوسکی آزاد نہیں ہوتا جبتک تمام روپیہ اپنے صاحب کے نہ پہونچادے فقط کہتے ہیں سلمان مکاتب ہوا تھا جب یہود کا تب اعانت کی اوسکی حضرت رسول خدا نے بدل کتابت میں اوسکی اور شریک کیا اوسے حضرت نے اوس سے بشرط عتق کہتے ہیں سلمان دس جگہ بکا کیا تب حضرت تک پہونچا اور اسلام اوسوقت لایا جسوقت حضرت مدینے میں تشریف لائے اور قصہ اوسکے اسلام لانیکا یہ ہی کہ ایک روز اونے ایک خوان پر کھجور کا حضرت کے آگے لاکر رکھا حضرت نے فرمایا اے سلمان یہ کیسی رطب ہیں کہا اونے یارسول اللہ یہ صدقہ ہے تمھارے پر اور تمھارے اصحاب پر حضرت نے فرمایا کہ اوٹھا

اسکو کہ ہم صدقہ نہین کہاتے سلمان نے اوسے اوٹھایا اور اوسکے دوسرے دن پھر ایک خوان خرمائے تر
کا لاکر حضور مین پیغمبرؐ کے رکھا حضرتؐ نے فرمایا کیا ہے یہ ای سلمان عرض کی اوسنے کہ یہ ہدیہ ہی واسطے تمھارے
اور تمھارے اصحابؓ کے فرق صدقے مین اور ہدیہ مین یہ ہے کہ صدقہ فقیرونکو دیتے ہین برسبیل مہربانی
اور ترفع ترفع بیان یعنی دفع کرنا اور رد کرنا چنانچہ رد بلا کیواسطے اور بیماری کے صحت کیواسطے صدقہ
دیتے ہین اور ہدیہ بزرگون کے اور امیرونکے نزدیک لاتے ہین اور بطریق پیشکش ورتادب رکھتے
ہین فقط پس فرمایا حضرتؐ نے اصحابؓ کو کہ کشادہ کرو اپنے ہاتھونکو اور کھاؤ اس ہدیہ کو ناگاہ نظر
سلمان کی مہر نبوت پر پڑی اور پہچانا اوسنے اوس جناب کو اس علامت سے اور ایمان لایا سلمان
اون دنون مین غلام تھا یہود کا پس خرید فرمایا حضرتؐ نے اوسکو یہودیون سے اور جو کچھ کہ کہا گیا ہے
سلمانؓ کی عمر مین کہ ساڑھے تین سو برس کی تھی اور اکثر اوپر اسبات کے ہین اڑھائی سو برس کی اصح یہی
قول آخر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اوسنے عیسیٰؑ کا زمانا دیکھا تھا واللہ اعلم بالصواب اول مشاہد سلمان کا
خندق کا جنگ تھا اور وہ وہ کوئی ہے جسنے اشارت کی خندق کھودنے کیواسطے کہ یہ عادت ہمارے شہرون
کی ہے کہ جسوقت دشمن آوے اوس وقت خندق کھودتے ہین کہ شر سے اوسکے امن رہین جھگڑے
آپسمین مہاجرین اور انصار خندق کھودنے مین کیونکہ سلمان مرد قوی تھا انصار نے کہا کہ سلمان
ہماری طرف ہووے خندق کھودنے مین اور مہاجرین نے کہا ہماری جانب پس حضرت نے فرمایا
سلمان منا اہل البیت یعنی سلمان میرا ہی اہل بیت ہے اور وہ یعنی سلمان اُن لوگونسے ہے کہ جنت جنھون کے
لیے مشتاق ہے کما جاء فی الحدیث جسطرح آیا ہے حدیث مین بعضے حدیث مین بھی ایسا ہی آیا ہے عمر ابن الخطاب رضؓ
نے سلمان کو اپنی خلافت مین مدائن کا حاکم کیا تھا اور سلمان اپنے ہاتھون کی محنت سے پیدا کر کے
کھاتا تھا اور جو کچھ بیت المال سے آتا تھا اوسے فقیرونکو تصدق کرتا تھا اور فقیر دوست تھا
اور محتاج نواز اور وہ اہل صفہ سے ہے اور مناقب اوسکے بہت ہین یعنے اس قبیلے کی بزرگیون
کے اوصاف اوسکے بہت ہین وفات پائی اوسنے سنہ خمس یا ست و ثلثین مین یعنے پینتیسوین
سال مین یا چھتیسوین برس مین عثمانؓ بن عفان کے زمانے مین اور بعضے کہتے ہین عمر ابن الخطابؓ
کے عہد مین اول زیادہ صحیح ہے ثانی سے اور کہا کرتا تھا سلمانؓ انا سلمان ابن الاسلام یعنے مین
سلمان ہون بیٹا اسلام کا کہا عمرؓ نے تحقیق قریش جانتے ہین کہ خطاب عزیز تھا جاہلیت مین

لیکن عمر ابن الاسلام بھائی ہی سلمان بن الاسلام کا اور وقائع سنہ اولی یہ تھا کہ حضرت نے عقد مواخات
باندھا درمیان مہاجرین اور انصار کے مواخات یعنی آپسمین بھائی ہونا اور تھے وہ یعنی مہاجرین اور
انصار ہر گروہ پینتالیس پینتالیس شخص اور ایک قول ہے یہ کہ پچاس شخص تھے مہاجرین سے اور
پچاس انصار سے حضرت نے عقد مواخات باندھا اور توارث درمیان اونھون کے بر حق توارث
آپسمین ارث ہونا اور یہ سبب اس آیہ کے نزول سے اول تھا والوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب
اللہ یعنے الوا الارحام بعض اونھونکے بہتر ہین بعض سے ارحام جمع ہے رحم کی اور مراد کو بعضی صاحبان اس آیہ کے
نزول سے بعد عقد مواخات منسوخ ہوا یعنے رد کیا گیا اور روضۃ الاحباب مین شیخ ابن حجر سے فتح الباری
مین ابن عبد البر سے نقل کی گئی ہے کہ مواخات اور ہی تھی مخصوص ساتھہ مہاجرین کے کہ درمیان
اونھون کے حضرت نے عقد باندھا چنانچہ عقد مواخات باندھا حضرت نے درمیان ابوبکرؓ
کے اور عمر ابن الخطابؓ کے اور درمیان طلحہ اور زبیر کے اور درمیان عثمان ابن عفانؓ اور
عبد الرحمن بن عوف کے تب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا رسول اللہ اپنے یارونکے درمیان
عقد برادری باندھا تم نے اور مجھکو بھول گئے اور کیسکے ساتھہ برادری نہ کی تمنے میرا بھائی کون
ہی حضرت نے فرمایا بھائی تیرا مین ہون اور فرمایا یا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنی یا علی
تو بھائی ہے میرا دنیا مین اور آخرت مین اور وقائع سے سنہ اولی کی زیادت نماز حضر ہے
حضر ضد سفر ہے صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے کہ جب دو مہینے حضرت کے تشریف لانے
سے گذرے ربیع الآخر سے تب زیادہ کی گئی نماز حضر مین یعنے جتنی اول نماز پڑھی جاتی
تھی اوس سے زیادہ کی گئی اور بعضی روایتون مین ایک سال کے بعد زیادت کی گئی نماز
حضر مین اور اس سے آگے نماز دو رکعت تھی سوا شام کی نماز کے کہ تین رکعت تھی پس زیادت
ہوئی پیشین اور پسین یعنے ظہر اور عصر اور خفتن کی نمازون مین دو دو رکعت یعنے پہلے ان
نمازون مین دو دو رکعت تھی اب چار چار رکعت ہوئی اور ترک کی گئی نماز فجر کی اس جہت
سے کہ اس مین قرأت طول تھا اور نماز مغرب ترک کی گئی اس جہت کر دو نہار کی وتر تھی اور
صحیح بخاری مین عائشہؓ سے روایت کی گئی ہی کہ کہا فرض ہوئین دو دو رکعت نماز مین
پس ہجرت کی حضرت نے طرف مدینے کے پس فرض ہوئین چار چار رکعتین جو ترک

ہوئی نماز سفر کی اوپر فریضہ اولی کے اور یہی حدیث متمسک ہے یعنی حجت ابی حنیفہ کے وجوب قصر
مین اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چار رکعت نماز تھی اس کے پیچھے تخفیف ہوئی اوپر مسافر

کے اور دلالت رکھتا ہے اوپر اس حدیث کے یہ آیہ ان اللہ وضع من المسافر نصف صلوٰۃ یعنے
آدھی نماز اللہ تعالے نے مسافر پر تخفیف گردانی اور بعضون نے کہا ہے نماز ہین حضر مین چار
مشروع ہین اور سفر مین دو روایت کیا اسکے تئین مسلم وغیرہ نے اور بالجملہ مذہب حنفی وجوب
قصر ہے قصر گھٹانا یعنے مذہب حنفی مین قصر واجب ہے نماز کا اور شافعی کے نزدیک قصر رخصت ہے یعنے
قصر کرنا نماز مین شافعی مذہب مین واجب نہین بلکہ اجازت ہے اگر چاہین قصر کرین اور اگر
چار رکعت پڑھین سفر مین اوسے عزیمت کہتے ہین اور ابو حنیفہ کے نزدیک بھی مجازاً اطلاق
رخصت کا کرتے ہین یعنی انکے یہان بھی اجازت ہے از روے مجاز کے مجاز یعنے جو شئی حقیقت سے
تجاوز کرے اوسے مجاز کہتے ہین اور تمام تحقیق اس مقام کی اصول فقہ مین ہے جو کوئی چاہے
دریافت کرے اور وقائع سنہ اولی سے تکلم کرنا گرگ کا ہے گرگ کہتے ہین بھیڑیے کو جسے دکھن اور کرناٹک
مین لانڈگا کہتے ہین نقل کرتے ہین کہ ایک گرگ مدینے کے باہر ایک بکری کو اوسکی ریوڑ مین سے
لے بھاگا شبان نے گرگ کے پیچھے دوڑ کر اوس بکری کو چھڑا لیا بھیڑیے کہا اے گڈریے جو رزق کہ خدا
تعالی نے مجھے دیا تھا سو تو نے مجھسے چھین لیا چرواہا حیران ہو کر رہ گیا اور بولا اعجبا یعنے اے
تعجب بھیڑیا بات کرتا ہے بھیڑیے کہا بھیڑیے کا بات کرنا تعجب نہین ہے بلکہ تعجب اسمین ہے کہ
ایک مرد مدینے کے نخلستان مین اور سنگستان مین خبر دیتا ہے آنے والے کی اور جانے والے کی
اور تم تصدیق اسکی کرتے ہو چرواہا یہودی تھا حضرتؐ کے نزدیک آکر اوسنے حکایت بھیڑیے
کی بیان کی حضرتؐ نے فرمایا یہ علامت ہے قیامت کی علامتون سے جلد ہووے کہ مرد اپنے
گھر سے باہر نکلے اور ہنوز اپنے گھر نہین پھرا ہو کہ اوسکی نعلین اور تازیانہ یعنے کوڑا اوسے
خبر دیوین اوس باتون سے جو کچھ اوسکی اہلیہ نے گھر مین عمل کیا ہو اوسکے پیچھے اس حکایت کو قوم
نے یعنے اہل سیر نے معجزات مین ذکر کیا ہے اس اعتبار سے کہ دلالت کرتی ہے وہ حکایت اوپر
صدق نبوت کے اور معجزہ یہ ہے کہ خبر دینا حضرتؐ کا نعلین اور تازیانے کا اور خبر دینا گھر کے اخبار
سے یا یہ کہ تکلم کرنا بھیڑیے کا بھی معجزے کی حقیقت مین سے ہے کہ اس جگہ مین ظہور کیا اور یہ قیاس۔

اسباب تک کہ کہتے ہین کرامت ولی کی رسول کے معجزے کی حقیقت مین ہی اور منجملہ اوس کے وقائع سے یہہ امر کرنا حضرتؐ کا اصحاب کے تئین اوپر اسباب کے کہ عاشورہ کے روز یعنے محرم کی دسوین کو روزہ رکھین ابن عباسؓ سے آیا ہی کہ جب حضرتؐ مدینے مین آئے یہودیونکو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہین اور کہتے تھے وے یہودی کہ اس روز مین موسیٰؑ نے فرعون کے شر سے نجات پائی اور قبطی تمام رود نیل مین غرق ہوئے اس نعمت کے شکرانے مین موسیٰؑ نے تمام عمر روزہ رکھا اس روز مین حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم بھی اپنے بھائی کی احیاء سنت کے واسطے اور اوسکے اتباع کے لیے احق اور اولی ہین احیاء یعنی زندہ کرنا ندا کرنے والے کو فرمایا کہ ندا کرے کہ آجکے روز روزہ رکھین پس آپ بھی حضرتؐ نے روزہ رکھا اور اصحاب کو بھی فرمایا کہ روزہ رکھین اور کہا ہے انھون نے یعنے اہل سیر نے کہ آگاہی اوس جناب کو اس خبر کے صدق مین یعنے یہ جو یہود نے خبر دی کہ عاشورے کے روز موسیٰؑ نے فرعون کے شر سے نجات پائی اور موسیٰؑ نے اس روز کا روزہ کبھی ناغہ نکیا اس خبر کا صدق حضرتؐ کے تئین شاید آگاہی وحی سے ہو کہ یہودی پہ بات رہے کہتے ہین یا متواتر یعنے پے درپے خبر دی اوس سرورؐ کو اوس جماعت نے جو یہودیون کے عالمون سے اسلام مین آئے جسطرح عبداللہ بن سلام وغیرہ جسکے اسلام لانے کا احوال گذرا کہ وہ عالم اور بزرگ قوم تھا یہودیون کا ایسے ایسے لوگون نے اسباب کی خبر دی ہو حضرتؐ کو اور نہین تو خبر دینی کافر کی دیانت اور شرائع مین مقبول نہین اور جب رمضان مبارک کا روزہ فرض ہوا جاتا اہتمام اور مبالغہ کہ عاشورے کے روزے کے باب مین تھا اوٹھا دیا اور فرمایا کہ جو کوئی چاہے روزہ رکھے اور جو کوئی چاہے نرکھے کذا فی روضۃ الاحباب اور بعضی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشورے کے دن کا روزہ فرض تھا رمضان کے روزے کے فرض ہونیکے بعد فرضیت اوسکی منسوخ ہوئی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم اور موطا اور ابو داؤد اور ترمذی مین عائشہ صدیقہؓ سے آیا ہی کہ قریش جاہلیت مین یعنے پیش از اسلام عاشورے کے روز روزہ رکھتے تھے اور رسول خدا بھی روزہ رکھتے تھے اور کہا ہی اہل سیر نے کہ روزہ رکھنا قریش کا عاشورے کے دن ماسلف کی شریعت سے ہوا اور اسیواسطے تعظیم کرتے تھے یعنے بزرگی دیتے تھے اور لباس پہناتے تھے کعبے کو اوس روز مین اور عکرمہؓ سے روایت کرتے ہین

کہ کہا اونسے کہ قریش نے جاہلیت مین ایک گناہ کیا تھا اور خوف اوس گناہ کا اونکے دلونمین بدرجہ
کامل ہوا پس کہا گیا واسطے اونکے روزہ عاشورے کا کفارت اوس گناہ کا ہووے ایسا ہی
فتح الباری مین ہی اور سفر السعادت مین یون ہی کہ حضرت عاشورے کے دن البتہ یعنے خواہ مخواہ
روزہ رکھتے تھے اور جامع الاصول مین حدیث نسائی سے لاتا ہی یعنی جامع الاصول مین نسائی کی حدیث
سے لکھتا ہی صاحب اوس کتاب کا کہ چار چیزین تھین حضرتؐ اونکو ترک نہین کرتے تھے عاشورے
کا اور عشرہ ذی الحج کا روزہ اور تین روزے ہر مہینے سے اور دو رکعت نماز پیش از فجر اور یہ بھی
لکھتا ہے جامع الاصول والا کہ مراتب عاشورے کے روزے کے تین ہین افضل اور اکمل یہ ہی
کہ تین روزے رکھے جائین دسوان روز اور ایک دن اوسکے آگے کا اور ایک بعد کا دوسرا
مرتبہ یہ کہ نوین دسوین گیارھوین کو روزہ رکھے تیسرا مرتبہ یہ کہ دسوین دن علی انفرادہ یعنی صرف
منفرد دسوان روزہ بھی رکھے حضرتؐ نے فرمایا کہ مکے کے فتح کے بعد اگر سال آئندہ با نوین مین یعنی
اگر حیات جبتک وفا کرے روزہ رکھون مین تاسع کو یعنے نوین کو اور مراد اسبات سے کہ ملاؤن
مین نوین دن کو عاشورے کے روز سے اور مقصود اس کلام سے مخالفت اہل کتاب کی بھی
صوم عاشورہ کے افراد مین اور تعظیم مین اوسکی مراد اہل کتاب سے یہود ہی اور افراد یعنی ایک کرنا
اور تعظیم بزرگی دینا اور احمد بزاز کی روایت مین ابن عباسؓ سے آیا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روزہ رکھو
عاشورے کے روز مخالفت کرو اس روزے مین یہود کے تئین اور روزہ رکھو اوس سے آگے اور
اوس سے بعد یعنے ایک روز مت رکھو یہی مخالفت ہی اہل کتاب کی اس تقریر سے اول اور بعد کی
عاشورے کے روز سمیت تین روز ہوئے ایسا ہی سفر السعادت مین آیا ہی اور یوم عاشورہ کی
فضیلت مین وارد ہوا ہی کہ روزہ عاشورے کے روز کا ثواب ایک برس کے روزونکا رکھتا
ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ عاشورے کے روز کا روزہ ایک برس کے گناہونکی کفارت
کرتا ہی اور عرفے کے روزہ مین دو سال واقع ہوئے ہین یعنے دو برس کے گناہون کی کفارت ہوتی
ہے عرفے کے دن روزہ رکھنے سے اور بعضے عالمون نے ایک نکتہ اسباب مین کہا ہی کہ عاشورے
کا روزہ موسیٰؑ کی شریعت سے ہی اور عرفے کا روزہ شریعت محمدی سے ہے پس ثواب
اسکا مضاعف یعنے دوچند ہی اوسکے ثواب پر اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو صورت رکھتا تھا

اور وقائع سنہ اولی سے یہ ہے وفات پانا براء بن معرور کا کہ وہ انصار کے نقبا سے ہے خزرجی سلمی خزرج نام
ہے ایک قبیلے کا ہے اور یائی نسبت کی ہے خزرج کے قبیلے سے تھا براء بن معرور نقبا جمع ہے نقیب کی
یعنے بزرگ اور پیشرو اور اول جس شخص نے بیعت کی حضرتؐ سے لیل عقبہ ثانیہ مین اپنی قوم کے
قول مین بیان اسکا گذرا اور اول جسنے وصیت کی اپنے ثلث مال مین اور اول جسنے وفات پائی
نقبا سے سو براء بن معرور تھا اور سردار تھا انصار کا اور کبیر اونھون کا کہتے ہین وفات پائی اُسنے
صفر کے مہینے مین حضرتؐ کے تشریف لانے سے مدینے مین ایک مہینے سے آگے اور مدینے
مین تشریف لانے کے بعد حضرتؐ نے اوسکی قبر پر جاکر اپنے یارونکی جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور
فرمایا اللھم اغفر لہ وارحمہ وارض عنہ وقد فعلت یعنے اے پروردگار بخشش کر تو واسطے اوسکے اور
رحم کر تو اوسکے تئین اور راضی ہو تو اوس سے اور تحقیق کہ کیا تو نے یعنے جو دعا کہ مینے تجھ سے
مانگی تو نے میری دعا حاصل کی یہ معنی ہین قد فعلت کے اور اسعد بن زرارہ کی موت بھی اسی سال
مین ہے وہ بھی نقبائے انصار سے ہے حاضر ہوا عقبۂ اول اور ثانی مین اور بیعت کی اوسنے
دونون مین اور وہ نقیب یعنی بزرگ تھا بنی ساعد کا اور اول اون شخصون کا ہے جسنے جمع کیا
انصار کو مدینے مین اور اجتہاد کیا یعنے کوشش کی دین اسلام کی تائید مین اور ایمان
لائے اوسکی سعی سے انصار اہل بیعت کی بہت لوگ اور باقی ایسا کوئی گھر نہ رہا جو اسلام مین
نہ آیا وفات پائی اوسنے جنگ بدر سے آگے سنہ اولی مین سر پر چھہ مہینے ہجرت سے
جس ایام مین مسجد شریف کی تعمیر ہوئی اور مدفون ہوا وہ بقیع الغرقد مین انصار کہتے ہین
اول جو کوئی بقیع مین دفن کیا گیا وہ تھا اور مہاجرین کہتے ہین کہ اول عثمان بن مظعون مہاجرین
سے ان دونون نے وفات پائی اور ایک گروہ مشرکون کا بھی اسی سال مین پشت بہ بہشت ہوا
اونمین عاص بن وائل سہمی عمرو بن عاص کا باپ اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ بیٹا ولید کا کہتے ہین کہ ولید
بن مغیرہ حالت نزع مین بیقراری کرتا تھا اور روتا تھا ابوجہل نے اوس سے کہا کہ اے چچا
میرے کس واسطے جزع کرتا ہے تو اوس نے کہا کہ ڈرتا ہون اس بات سے کہ کبشہ کا
دین مکے مین ظہور کرے ابوسفیان نے کہا مت ڈر کہ مین ضامن ہون کہ دین اوسکا ظہور
نکرے گا کہ مشرکین حضرتؐ کے تئین ابن ابی کبشہ کہتے تھے پھر کہتے ہین کہ ابو کبشہ ایک

مرد تھا جاہلیت میں کہ عبادت کرتا تھا پس بقصد مشابہت حضرتؐ کے تئین اوس کا ابن کبشہ کہتے تھے
یعنی ابن ابوکبشہ بولتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ وہ رضاعی کے اجداد سے تھا رضاعی نام قبیلے کا ہو

ذکر دوسرے سال کے وقائع کا ہجرت سے

ایک ان وقایعوں سے تحویل قبلے کی ہے جس وقت کہ حضرتؐ مدینے میں تشریف لائے اوائل میں تا
اوسکے سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک نماز بیت المقدس کیطرف پڑھتے تھے اور حقتعالی سے مامور تھے اوپر
اسی بات کے یعنے یہ کہ نماز بیت المقدس کیطرف پڑھیں باوجود اسکے کہ یہ بات شامل تھی تالیف قلوب پر
یہود کے اسلام میں اور اتباع دین میں تالیف بمعنی بہم لانا قلوب جمع ہے قلب کی قلب کہتے ہیں دل کو
اور اتباع بمعنی متابعت یعنی بیت المقدس کیطرف نماز پڑھنا حکم الہی سے یہود کی تالیف قلوب کے
واسطے تھا کہ اسلام میں رغبت کریں اور متابعت دین کی کریں باوجود اسکے حضرت دوست رکھتے تھے
یعنی چاہتے تھے اس بات کو کہ قبلہ اپنا مسجد الحرام ہووے جو قبلہ ابراہیم خلیل اللہ کا تھا اور ہمیشہ اسی
بات کے انتظار میں تھے کہ نگران رہتے تھے کہ وحی یعنے حکم الہی اس بات پر نازل ہووے پس
نازل ہوا یہ آیہ قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضیہا فول وجہک شطر المسجد الحرام
یعنے تحقیق دیکھا ہمنے گردانا رو تیرے کا آسمان میں متوجہ ہونا تیرا آسمان کی طرف انتظار
وحی کے واسطے پس متوجہ کیا ہمنے تجھکو طرف اوس قبیلے کے جسے تو چاہتا ہے اور پسند
کرتا ہے پس گردان تو رو اپنے طرف مسجد حرام کے اس آیۃ کے نازل ہوتے ہی قبلہ
بیت المقدس کا منسوخ ہوا اور اختلاف ہے اس بات میں کہ جب حضرتؐ مکے میں تھے قبلہ
اوس جناب کا کعبہ تھا یا بیت المقدس اکثر اس بات پر ہیں کہ بیت المقدس اون دنوں میں
قبلہ تھا لیکن حضرتؐ اسطور سے کھڑے ہوتے تھے کہ کعبہ حضرتؐ کے اور بیت المقدس
کے درمیان ہوتا تھا اور یہ بات مستمر یعنے جاری تھی جبتک کہ مدینے میں تشریف
لائے پس تحویل پائی قبلے نے طرف مسجد الحرام کے اور ایک گروہ یوں کہتے ہیں
کہ حضرتؐ جب مکے میں تھے تب قبلہ اوس جناب کا کعبہ معظمہ تھا اور مکے ہی میں
بیت المقدس قبلہ ہوا اور تین برس تک حضرتؐ نے طرف اوسکے نماز ادا کی اور جب
مدینے میں آئے پھر سترہ مہینے کے بعد کعبہ معظم قبلہ ہوا اور اوس تقدیر پر یعنے اس اندازے پہ

نسخ متعدد ہوتا ہے یعنی کئی بار اسکا منسوخ ہونا پہلے کعبہ قبلہ تھا سو منسوخ ہو کر بیت المقدس قبلہ ہوا پھر
بیت المقدس منسوخ ہو کر کعبہ معظمہ کعبہ مقرر ہوا واللہ اعلم بالصواب روایت کرتے ہین کہ حضرت
ایک صحابی کے گھر مین تھے کہ ظہر کا وقت ہوا یعنے صحابی کے وہان جمع تھے انکے ساتھ مشغول
نماز ہوئے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اوسجگہ بنی سلمہ کی ایک مسجد تھی وہان نماز
مین مشغول تھے دوسری رکعت کے رکوع مین تھے کہ وحی نازل ہوئی قبلے کی تحویل کیواسطے
یکایک حضرت کعبے کیطرف پھرے اور جتنی صفین کہ حضرت کے پیچھے تھین سب پھرین اور تمام نماز
ادا ہوئی اور بعضی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی قبلے کی تحویل کیواسطے خارج نماز بیچ
تھا یعنے حضرت نماز مین نہ تھے جس وقت قبلے کی تحویل کیواسطے نزول وحی ہوا اور ایک قول یہ ہے
کہ یہ ظہر کی نماز تھی جسمین تحویل واقع ہوئی حضرت اپنی ہی مسجد مین اصحاب کے ساتھ نماز مین
تھے کسی صحابی کے یہان نہ تھے لیکن قول اول اثبت ہے یعنے زیادہ ثابت ہے پہلا قول
اور جو کچھ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ جون سی نماز کہ حضرت نے پہلے کعبے کی جانب پڑھی وہ
نماز عصر کی تھی احتمال رکھتا ہے کہ اول جو نماز کہ تمام وکمال حضرت نے کعبے کیطرف پڑھی اور
یہی نماز تھی یعنے سوا اس نماز کے تھی ایسا ہی روضۃ الاحباب مین ہے اور مدینہ منورہ مین مساجد
فتح کی مغرب کیطرف آدھے میل کے فاصلے سے وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک ایک مسجد ہے
کہ جسکو مسجد قبلتین کہتے ہین جہان تحویل قبلے کی واقع ہوئی ظاہر اگر اوس صحابی کا جسجگہ تحویل
واقع ہوئی اسی موضع مین تھا اور کعبہ اور بیت المقدس دونون سمت مقابل مین ہین
یکدگر کے یعنے آمنے سامنے چنانچہ اگر بیت المقدس کے آگے کھڑے ہوین تو کعبے کی طرف
پشت ہوا اور اگر کعبے کے سامنے نماز کے لیے کھڑے رہین بیت المقدس پیچھے ہو جاے میل کہتے ہین
منار کو اور قاعدہ ولایت کا اور عرب کا یہ ہے کہ ایک کوس پر ایک منارہ تیار کرتے ہین کہ معلوم ہو راہ روندہ
کو میل کے دیکھنے سے کہ کتنے کوس آئے اور فرسنگ تین کوس کو کہتے ہین اور جب قبلے نے تحویل
پائی تب یعنے لوگون کو یہودیون سے اور منافقین کو شک واقع ہوئے پس یہ آیہ نازل
ہوا وللہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنے مشرق اور مغرب سب
خدا کے ہین ہدایت کرتا ہے بے نیاز جسکو چاہتا ہے راہ مستقیم کی طرف یعنی یہ بات

حکم الٰہی سے جسطرف چاہے اوسطرف پھر آئے اور اوسکے حکم کے مطابق پھرا یا ہے اور بعضے مومنون نے اوس بجاست کے حق مین گفتگو کی جو پیش از تحویل قبلہ جہان سے رحلت کر گیے یہ کہ اون لوگونکی نماز کا حال کیا ہوگا جنھون نے بیت المقدس کیطرف جواب منسوخ ہوا نماز پڑھی جیسے براء بن معرور اور اسعد بن زرارہ وغیرہ پس حقتعالی نے یہ آیہ نازل کی وما کان اللّٰہ لیضیع ایمانکم اور مراد ایمان سے یہان نماز ہے کہ اقوی اور اعظم اعمال ہے اون لوگون کا اور یہان خود کیا جائے تو نقب ہے وہ بھی بحکم الٰہی منسوخ ہونا قبلے کا موجب بطلان حکم سابق نہین دونون حق ہین یعنے اب جو ناسا قبلہ منسوخ ہوا تو منسوخ ہونا اوسکا یہ نہین چاہتا کہ باطل کرے پہلے حکم کو کہ خدا کے حکم سے نماز اوس طرف بھی پڑھی گئی تھی اور جب قبلے کی تحویل ہو چکی تب مسجد شریف جو مدینے مین تھی اوسکی بنا دوسری ہوئی اور مسجد قبا کے تئین بھی تغیر دی گئی حضرت نے نفس نفیس اور اصحاب نے پتھر اسکے ڈھوئے تا آنکہ تیار ہوئی اور وقائع سنہ ثانیہ سے یہ ہے کہ نکاح حضرت فاطمہ زہرا کا علی مرتضے کرم اللّٰہ وجہہ کے ساتھ ہوا ولادت خاتون جنت کی بقول صحیح بنوت سے پانچ برس آگے ہے جسوقت قریش نے بنا کیا بیت کے تئین سبب اس وہن کے یعنے سستی کے سبب سے جو واقع ہوئی تھی احوال اسکا سابق گذرا اور تزویج ہوئی اوس والا منزلت کی حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ کے ساتھ سنہ ثانیہ مین ہجرت سے رمضان کے مہینے مین اور ابتدا اوسکی ذی حجہ کے مہینے سے تھی اور بعضون نے کہا ہے تزوج حضرت بی بی کا رجب کے مہینے مین ہوا اور بعضون نے صفر کے مہینے مین کہا ہے اور بعضون نے اُحد کی غزا کے بعد کہا ہے ایسا ہی جامع الاصول مین ہے تزویج اور تزوج بمعنی زوج کرنا یعنے نکاح کرنا اور حضرت زہرا تزوج کیوقت سولہ برس کی تھین اور بعضون نے کہا ہے اٹھارہ برس کی اور بعضون نے کہا ہے پندرہ سال کی اور حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ اون دنون مین اکیس ۲۱ برس پانچ مہینے کے تھے اور روایت مین آیا ہے کہ خواستگاری کی فاطمہ زہرا کی ابو بکر صدیق نے پس تعلل کیا حضرت صلعم نے اور فرمایا کہ مین انتظار کرتا ہون وحی کا تزویج کرنے مین زہرا کے بعد اسکے عمر خطاب نے خواستگاری کی حضرت صلعم نے جواب اوسی کلمے سے دیا جو صدیق کو فرمایا تھا اور مشکوۃ مین لایا ہے کہ جب خطبہ کیا یعنے خواستگاری کی حضرت خاتون کے تئین شیخین نے تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ

صغیرہ ہیں یعنے عمر اوس معصومہ کی صغیر ہی بعد اسکے ام ایمن نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ یا علی
کو تم خواستگاری کی اور روضۃ الاحباب میں یوں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تئیں اہل اور خواص
نے اس حال پر عتاب کیا کہا یا علی تم جاؤ حضرت کے نزدیک اور خواستگاری کرو کہا مجھ کو شرم آتی ہے رسول
خدا سے اور کہا حضرت سے ابوبکر اور عمر نے خواستگاری کی اور رد کیا مجھے کس طرح دینگے تب خواص
اور اہل نے عرض کی یا علی تم اقرب اور اولی ہو رسول خدا سے نسبت کر کے اور لوگوں کے اور ابن عم
ہو یعنے چچیرے بھائی ہو اور ابو طالب کے فرزند ہو جاؤ شرم مت کرو پس متفکر ہو کر جناب حضرت کے
نزدیک آیا اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے ابو طالب کے فرزند کونسی چیز
لائی تجھے میرے پاس یعنے کس چیز کی خواہش کیواسطے میرے پاس آئے کہا میں آیا ہوں اس
واسطے کہ خواستگاری کروں فاطمہ زہرا کے تئیں حضرت نے یہ سنکر فرمایا مرحبا و اہلا اور اسکے
اوپر کچھ زیادہ نہ کہا یعنے ان دو لفظوں سے زیادہ اور کچھ نفرمایا انس رض روایت کرتا ہے
کہ اوس وقت میں رسول خدا کے نزدیک حاضر تھا یکایک اوس جناب کو وہ حالت لاحق
ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہوتی تھی اور اپنی حالت اصلی سے تغیر فرمایا یعنے بیہوش
ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب اوس حالت سے یعنے حالت وحی سے کشادہ ہوئے اور
بحال خود آئے فرمایا کہ یا انس آیا میرے پاس جبرئیل پروردگار عرش کے پاس سے اور
کہا بدرستیکہ حقتعالے امر کرتا ہے تمکو یا نبی اللہ کہ تزویج کرو تم فاطمہ کی علی سے اور اے
انس جلد جاؤ اور ابا بکر اور عمر خطاب اور عثمان ابن عفان اور طلحہ اور زبیر اور جماعت
انصار کے تئیں بلا لاؤ پس حاضر ہوئے یہ سب پس حضرت نے خطبہ بلیغ پڑھا اور حمد الٰہی کے تئیں
اور ثنا کی پروردگار قیوم کی اور رغبت کی نکاح میں پس حضرت بی بی فاطمہ زہرا کی تزویج کی
حضرت علی کے ساتھ چار سو مثقال نقرہ مہر پر اور فرمایا یا علی قبول کیا تمنے اور راضی
ہوئے اتنے مہر پر کہا قبول کیا میں نے اور راضی ہوا میں بعد اسکے حضرت نے ایک
طبق خرما کے تئیں اوٹھا کر پراگندہ کیا یعنے خرما کے تئیں بکھیر دیا اور لوگوں سے کہا لو
اسجگہ سے کہتے ہیں فقہا کہ مستحب ہے بادام اور شکر وغیرہ بکھیرنا عقد نکاح کی ضیافت میں اور
جمع نے فقہیہ کی اور مواہب لدنیہ میں کہتا ہے اور نقل کرتا ہے انس رض حضرت سے پڑھا

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله المحمود بنعمته المعبود بقدرته المرهوب من عذابه وسطوته النافذ امره
فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیه محمد صلی الله
علیه وآله وسلم ان الله تبارک اسمه وتعالی عظمته جعل المصاهرة سببا لاحقا وامرا مفترضا واوشج به
الارحام والزمه الانام فقال عز من قائل وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وکان
ربک قدیرا ولکل اجل کتاب یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ثم ان الله امرنی ان
ازوج فاطمة من علی بن ابی طالب الخ یعنے مجمل اسکے یہ ہین تمامی حمدین ثابت ہین واسطے الله
کے ایسا الله کہ حمد کیا گیا ہے اپنی نعمت سے معبود ہے اپنی قدرت سے اطاعت کی گئی غلبے
سے اوسکے یعنے اوسکے غلبے سے عالم اطاعت کیا گیا ہے ڈرایا گیا ہے عالم عذاب سے اوس
سکے اور دبدبے سے اوسکے جاری ہے حکم اوسکا آسمان مین اوسکے اور زمین مین اوسکی ایسا
خالق کہ پیدا کیا خلق کو اپنی قدرت سے اور تمیز دی اوسنے درمیان اوسی خلق کے اپنے احکام
سے اور غالب گردانا اوسی خلق کو اپنے دین سے اور گرامی کیا اوسی خلق کو سبب سے اپنے
نبی کے سو کون محمد مصطفے تحقیق کہ الله تعالے بزرگ ہے نام اوسکا اور برتر ہے عظمت اوس کی
گردانا مصاہرت کے تئین یعنے خویشی دامادی کے تئین سبب ایسا سبب کہ لاحق ہونے والا ہے
امر مفترض کا یعنے حکم ایسا حکم کہ فرض ہے زینت پائی سبب سے اوسی مصاہرت کے ارحام نے
ارحام جمع ہے رحم کی اور لازم ہوا انام کے تئین یعنے امت کو فقال عز من قائل یعنے پس فرمایا
بے نیاز نے عزیز ہے کہنے والے سے [illegible] اگر بیان کیا جاوے تو [illegible]
ہین من قائل اور بعد اسکے بیان کرتے ہین اوسکے مقولے کو یعنی یہ آیہ کلام الله کی جو بعد اسکے
واقع ہے خطبے مین وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وکان ربک قدیرا یعنے وہ خالق
ایسا کہ پیدا کیا پانی سے آدمی کو پس گردانا اوسے نسب اور کتخدائی اور ہے پروردگار تیرا قدیر یہ
دلیل ہے اس کلام کی جہان حضرتؐ نے فرمایا جعل المصاهرة سببا لاحقا ولکل اجل کتاب یمحوا الله ما یشاء
ویثبت یعنے ہر وعدے کیواسطے ایک کتاب ہے محو کرتا ہے پروردگار جسکو چاہے اور ثابت رکھتا ہے جسکو
چاہتا ہے وعنده ام الکتاب اور نزدیک اوسکے ہے ام الکتاب یعنے لوح محفوظ ان الله امرنی ان
ازوج فاطمة من علی ابن ابی طالب یعنے تحقیق امر کیا مجھکو الله نے یہ کہ تزویج کرون مین فاطمہ کو

علی ابن ابی طالب الخ اور ذکر کیا ہی جزری نے حصن حصین مین ابن حبان سے اپنی صحیح مین کہ جب تزویج کی حضرت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بی بی فاطمہ زہرا کے ساتھ تب گھر مین درآمد ہوئے اور فرمایا ای فاطمہ تھوڑا پانی لاؤ پس حضرت بی بی ایک قدح پانیکا کہ لکڑیکا تھا پانی سے بھرکے لائین حضرت نے اوسے لیکر آب دہن مبارک اپنا اوسمین ڈالا اور حضرت فاطمہ زہرا کو اپنے روبرو بلاکر وہ پانی سر اور سینے پر انکے چھڑکا اور کہا ای پروردگار میرے مین تیری پناہ مین دیتا ہون اسکو اور اسکی ذریت کو یعنی اولاد کو شیطان سے جو مردود ہوا ہی تیری درگاہ سے پھر فرمایا اے فاطمہ اپنی پیٹھ میری طرف کرو پس چھڑکا حضرت نے پانیکو دونون شانون مین حضرت خاتون کے اور کہا یا الٰہی تیری پناہ مین دیتا ہون اسکو اور اسکی ذریت کو شیطان رجیم سے پھر فرمایا حضرت نے لاؤ میرے واسطے پانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہین معلوم کیا مین نے اسوقت کہ حضرت کیا چاہتے ہین پس کھڑا ہوا مین اور کاسے کو بھرکر حضور مین لایا پس حضرت نے اوسے لیکر آب دہن مبارک اوسمین ڈالا اور مجھے فرمایا آگے آؤ یا علی پس گیا مین پس ڈالا حضرت نے اوس پانی کو میرے سر پر اور میرے منھ پر اور کہا اللھم انی اعیذہ بک و ذریتہ من الشیطان الرجیم یعنی ای پروردگار میرے پناہ مین دیتا ہون مین اسکے تئین اور اوسکی ذریت کو یعنی اولاد کو شیطان سے بعد اس کے فرمایا یا علی اندر آؤ تم اپنی اہل کے ساتھ خدا کے نام سے اور برکت سے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا کا اور حضرت علی کے نکاح کے اور عشا کی نماز کے بعد حضرت علی کے گھر مین آئے پس ایک ظرف پانی کا اوٹھا کر آب دہن مبارک اپنا اوسمین ڈالا اور معوذتین کو پڑھا اور دعا کی اور امر کی حضرت علی کے تئین کہ اوسے پیوین اور اس سے وضو کرین بعد اوسکے بی بی فاطمہ زہرا کو فرمایا کہ اوس پانی کو پیوین اور اس سے وضو کرین بعد اسکے کہا ای پروردگار یہ دونون میری ذات ہین اور مین انکا ہون اے پروردگار میرے جس طرح دور کیا تو نے مجھ سے پلیدی کے تئین اور پاک کیا مجھکو پاک کر اوسی طرح ان دونو ںکو اسکے بعد فرمایا جاؤ اپنی خوابگاہ کیطرف اور کہا بار خدایا پیوند دے تو اور الفت دے ان دونونکو آپس مین اور برکت دے انکو اور دور کر انکی پریشانی کو اور نیک کر انھونکے بخت کو اور برکت دے انکو اور پیدا کر انھونسے اولاد بہت سی کہ پاک اور پاکیزہ ہون اور خطیب نے روایت کی ہی ابن عباس سے

کہ جب تزویج کی حضرت نے بی بی فاطمہ زہرا کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تب حضرت زہرا رونے لگیں
فرمایا کیوں روتی ہو اے میری دختر عرض کی کہ یا رسول اللہ تزویج کی آپ نے میری ایسے شخص سے کہ جس
پاس کچھ نہیں اور نہ کچھ اسباب حضرت نے فرمایا آیا راضی نہیں ہو تم کو انتخاب کیا یعنی چنا اللہ تعالی نے
ایسے دو مردوں کو کہ ایک ان دو سے تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر اور حاکم کی روایت میں آیا ہے
ابی ہریرہ رض سے فرمایا کہ آیا راضی نہیں تو کہ تزویج کی میں نے تیری اوس شخص سے جو سابق ہے سب لوگوں سے
از روئے اسلام اور دانا تر ہے لوگوں کا علم کی رو سے اور بہترین النسا میری امت سے تو ہے جیسے مریم
اپنی قوم میں اور طبرانی کی روایت میں آیا ہے کہ فرمایا کہ تزویج کی میں نے تیری ایسے شخص سے جو
نیک بخت ہے دنیا اور آخرت میں صالحین سے اور روایت میں آیا ہے کہ پوچھا حضرت نے حضرت
علی سے کہ یا علی تمہارے ہاتھ میں کچھ ہے کہا ایک گھوڑا اور ایک زرہ فرمایا گھوڑا تم کو ضرور ہے
واسطے جہاد کے لیکن زرہ کو بیچو اور اسکی قیمت کو میرے پاس لاؤ پس حضرت علی نے اوس زرہ
کو چار سو اسی درہم پر بیچی اور حضرت کے نزدیک لائے حضرت نے ایک مٹھی اوس میں سے لیکر
بلال کو دیا کہ خوشبو میں صرف کرے اور باقی ام سلیم کو سونپا کہ فاطمہ زہرا کے جہیز میں صرف
کریں اور کار سازی جہیز کی کریں اور متاع واسطے گھر کے اور اثاث البیت یعنی گھر کا
سامان خرید کریں پس دو لباس برد کی برد چادر کو کہتے ہیں اور دو نہالی کتان کی کتان
اوس کپڑے کو کہتے ہیں مشہور یوں ہے کہ اگر کوئی اوس کا ملبوس پہنکر چاندنی میں بیٹھے
تو تار تار ہو جاوے اور چار بالش یعنی بچھونا اور دو بازو بند روپے کے اور قطیفہ اور تکیہ
اور ایک قدح اور ایک چکی اور ایک کوزہ اور مشک اور مشربہ وغیرہ اور روایت کی گئی ہے
حضرت نے مقرر کیا کہ گھر کا کام جس طرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور بازار سے کچھ خرید کرنا
علی مرتضی یا والدہ اوس جناب کی فاطمہ بنت اسد یہ کام کریں اور روایت میں آیا ہے
حضرت بی بی فاطمہ از بسکہ آگ کے سامنے بیٹھتی تھیں اور روٹیاں پکاتی تھیں اور جو
چکی میں دلتی تھیں رنگ روا اوس جناب کا متغیر ہوا تھا یعنی تبدیل ہو گیا تھا رنگ
اور ہاتھ اور پاؤں متاثر ہوتے تھے یعنی گٹے پڑ گئے تھے ہاتھوں میں چکی پیسنے سے
اور پوشاک غبار آلودہ ہو گئی تھی ایک بار حضرت بی بی زہرا حضرت کے پاس ایک خادم

کی طلب کیواسطے لیکن حضرتؐ نے فرمایا کہ مین تکو ایسی ایک چیز کی تعلیم کرون کہ خادم سے بہتر ہو جس وقت سونے کیواسطے بچھونے پر جاؤ تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھو اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر علی مرتضیٰ کہتے ہین کہ ہرگز اس ورد کو ترک نکیا اور صفین کی شب بھی وظیفہ میری زبان پر جاری تھا اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہی کہ ولیمہ یعنے طعام عروسی پکوایا حضرت نبیؐ کرم اللہ وجہہ نے حضرت بی بی فاطمہؓ کی عروسی کے دن اور اوسوقت مین ولیمہ کچھ موجود نہ تھا پس اپنی زرہ کو ایک یہودی کے پاس حضرت علی نے گرو رکھا کر آدھا پیالہ شعیر یعنے جو لیا اور طعام عروسی کی صلح شعیر اور تمر اور خیس تھا روایت کیا اسکے تیئن احمد نے مناقب مین خیس اوس کھانے کو کہتے ہین جو خرما سے اور روغن سے اور قروت وغیرہ سے مرکب ہوکر تیار ہووے اور روایت کی سنہ دوم سے فرضیت رمضان کے مہینے کی ہو اور عید کی نماز اور صدقہ فطر کا اٹھارہ مہینے کے بعد حضرتؐ کے تشریف لانے سے مدینے مین اور صاحب مواہب کہتا ہی کہ یہ پیش از فرضیت زکوٰۃ ہی اور زکوٰۃ فرضیت بھی اسی سال مین ہوا اور بعضون نے پیش از ہجرت کہا ہے یعنے یہ کہ فرضیت رمضان کے مہینے کی ہجرت سے آگے تھی انتہی اور اسی سال مین یعنے سنہ ثانیہ مین امر جہاد اور قتال واقع ہوئی یعنے یہ کہ امر ربانی ہوا اوپر اصحاب کے کہ کفار سے جہاد کرین اور اذن دیا گیا اوپر اصحاب کے اور نازل ہوا یہ آیہ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر یعنے اذن دیا گیا واسطے اون لوگون کے جو آپس مین مقابلہ کرتے ہین اس طور سے کہ ظلم کیا اونھون نے اور تحقیق پروردگار اوپر نصرت دینے اونکے ہر آئینہ قادر ہے یہ آیہ اور آیتین کہ جن مین امر جہاد اور قتال واقع ہی اور اس سے آگے منع کرتے تھے حضرتؐ اصحاب کو قتال و جہاد سے اور صحابہ نالش لیکر آتے تھے حضرت رسول خدا کے نزدیک حالیکہ مضروب تھے یعنے مار کھائے ہوئے کفار سے اور حضرتؐ فرماتے تھے صبر کرو مین ابھی مامور بقتال نہین ہوا یہانتک کہ ہجرت کی اون جناب نے اور مامور اور ماذون یعنی اذن پائی واسطے جہاد اور قتال کے ہوئے ہین جو مشرکین بہت تھے اور ایک نوع سے غلبہ بھی رکھتے تھے اور مسلمان کم تھے اور خالی از ضعف بھی نہین حکمت پروردگار تعالے نے اقتضا یعنے خواہش تاخیر تشریع قتال کی کی تشریع شرع کرنا یعنے حکمت الٰہی سے یہ بات تھی جو قتال اور جہاد مین تاخیر واقع ہوئی جب تک کہ حضرتؐ مدینے مین تشریف لائے اور اصحاب حاضر ہوئے اور نصرت امر نہ

یاری دینے مین قائم اور ثابت ہوئے اور مدینہ اونکا ماوا اور ملجا ہوا اور معقل تشریح کیا یعنی جگہ نصرت پانے کی یعنے اللہ تعالی نے مدینے کو مومنون کے واسطے معقل یعنے جگہ نصرت کی کیا جہاد کو اعدائے دین پر پروردگار نے خذلہم اللہ وما النصر الا من عند اللہ یعنے مخذول کیا یعنے خراب کیا اللہ تعالی نے اونکو یعنی کفار کو اور نہین نصرت مگر اللہ کے نزدیک سے **فائدہ** اور اصطلاح ارباب سیر کی اوپر اسبات کے جاری ہوئی ہے کہ جس لشکر مین رسول خدا بنفس نفیس حاضر اور موجود ہوا یعنے غزوہ اور غزوات کہتے ہین اور جسجگہ پیغمبر آپ موجود نہو بلکہ فوج بھجوائی ہو اوسے بعث اور سریہ کہتے ہین اصل اشتقاق لفظ سریہ کا سری سے ہے یعنے رات کو سیر کرنا اور اہل سیر کی اصطلاح مین یعنے ایک ٹکڑی لشکر کی جو باہر نکلے لشکر سے اور شمار کی روسے سو سے پانسو تک اسمین جوان ہون اور اگر پانچ سو سے زیادہ ہو اوسے منسر کہتے ہین بروزن مجلس منبر اور اگر آٹھ سو سے زیادہ ہو اوسے جیش کہتے ہین اور اگر چار ہزار سے زیادہ ہو اوسے جحفل کہتے ہین بروزن جعفر اور اگر بہت بھاری لشکر ہو اوسے خمیس کہتے ہین جسمین پانچ فرقے ہون مقدمہ یعنے ہراول جو ٹکڑی کہ لشکر سے آگے ہو دوسرا فرقہ قلب یعنی درمیان لشکر کا جسے قول کہتے ہین جہان لشکر کے سردار کے رہنے کی جگہ ہے تیسرا فرقہ میمنہ یعنے دست راست کی ٹکڑی چوتھا میسرہ یعنے دست چپ کی ٹکڑی پانچوان ساقہ اور کتیبہ لشکر کا جو مجتمع ہووے اور پراگندہ نہووے اور تمامی غزوات اوس جناب کے جہان بنفس نفیس موجود تھے اور لشکر سمیت جہاد کے واسطے نکلے ستائیس ۲۷ غزوات شمار مین آئے ہین ایسا ہی مواہب لدنیہ مین ہے اور صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ ایک قول سے اکیس ۲۱ غزوے اور ایک قول سے چوبیس ۲۴ بھی نقل کی ہے اور وجہ تطبیق کو بھی ذکر کیا ہے یعنے دونون قولون کی مطابقت کی وجہ بھی ذکر کی ہے اور تعجب ہے کہ جو قول کہ صحیح بخاری مین زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ اونیس ۱۹ غزوے تھے کہ ذکر نہین کیا اور نو غزوون مین اس تمام غزوات سے قتال واقع ہوا ہے قتال یعنے بایکدگر قتل کرنا بدر احد احزاب بنو قریظہ بنو المصطلق خیبر فتح مکہ حنین طائف اور سرایا کے عدد سینتالیس ۴۷ تھے اور بعضون نے چھپن ۵۶ کہے ہین سرایا جمع ہے سریہ کی سریہ اوسے کہتے ہین اہل سیر کی اصطلاح مین جہان پیغمبر خود بنفس نفیس نہ گیا ہو بلکہ فوج بھجوائی ہو اور صحیح بخاری مین روایت کی گئی ہے کہ

پہلے جو نسا غزوہ حضرت سے کیا وہ غزوہ ابوا تھا اوسکے بعد بواط کا غزوہ اوسکے بعد عشیرہ کا غزوہ
ابوا بروزن ابرا نام ہی ایک موضع کا جحفہ سے قریب اور اصل اوسکا اوبا تھا ویا سے پس قلب
کیا گیا کثرت استعمال سے اور ابوا نام رکھا گیا اور ابوا کے تئین ودان بروزن منان بھی کہتے
ہین اور بعضی کتابون مین غزوہ ودان بھی واقع ہوا ہے اور صاحب مواہب کہتا ہی کہ ابوا اور
ودان دو موضع کا نام ہی کہ آپسمین نزدیک ہین کہ ان دونون مین فاصلہ تین میل کا ہوگا اور
بواط بروزن برات نام ہے ایک کوہ کا جہینہ کے پہاڑون سے منبع کے نزدیک اور عشیرہ
صیغہ تصغیر سے آخر مین ہاء ہوز ساتھ شین نقطہ دار کے اور بخاری مین عسیرہ بسین مہملہ
یعنے سے بے نقطہ بھی آیا ہے اور عشیر بغین معجمہ یعنے بانقطہ بے ہاء ہوز بھی آیا ہے لیکن عسیرہ بضم
عین اور سکون سین مہملہ بمعنی دشواری اور نام ہی یہ تبوک کا کہ یہ غزوہ آخرین غزوہ ہی اسکے بعد
کوئی غزوہ حضرت کو در پیش نہین آیا اور لوگون نے اوس مین دشواریان دیکھین اور سختیان
کھینچین ذکر اسکا آوے گا اب تین غزوون کو اسی ترتیب سے ہم ذکر کرتے ہین جتنے سریہ اونکے
درمیان واقع ہوئی ہین اونکے ساتھ اور ایسا ہی طریق ہی اس وقائع کے بیان کا ان کتابون مین
اول غزوہ ابوا کا اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی کہ دوسرے سال کے اوائل مین یا سال
اول کے اواخر مین حضرت نے سعد بن عبادہ کے تئین مدینے مین خلیفہ گردانا اور آپ اصحاب کی
جمعیت سے بنی ضمرہ کے قافلے کا قصد کرکے باہر شہر کے آئے بنی ضمرہ ایک قبیلے کا نام ہے
قریش سے اور حامل لوا یعنے علمدار اوس جناب کا حمزہ بن عبد المطلب تھا جب ابوا مین
پہونچے بنی ضمرہ کا پیشوا مخشی بن عمر ضمری تھا بصلح پیش آیا حضرت بھی راضی بصلح ہوئے
اور صلح نامہ لکھکر پندرہ روز کے بعد مدینے کیطرف پھرے بعد اوسکے یعنے اس صلح کے بعد
اور ایک قول ہے یہ کہ ابوا ہی کے منزل سے اور ایک قول ہے یہ کہ ابوا کے واقعہ سے آگے
سریہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کا کہ ابن عم تھے حضرت کے اور اسن یعنے زیادہ سن دار تھے
عبیدہ بن حارث حضرت سے دس برس کر کے اور اسلام لائے تھے حضرت کے داخل ہونیکے آگے مدینے مین
اونکو اور ارقم کو ساٹھ شخص مہاجرین کے ساتھ قریش کی جمعیت پر حضرت نے بھجوایا اور وہ جمعیت
قریش کی ستے سے کسی مہم کے واسطے باہر نکلتی تھی اور سردار اونکا ابوسفیان بن حرب تھا

اور ایک قول ہے یہ کہ عکرمہ ابوجہل کا بیٹا سردار تھا اُنھون کا اور حضرت ؐ نے ایک سفید علم اُنھون
کے واسطے باندھا اور اوٹھانیوالا اوس علم کا سطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف قرشی
مطلبی صاحب افک عائشہ صدیقہ رضہ کا یعنے تہمت بزنا کرنے والا بی بی عائشہ رضہ کا اور مجلود اوس مین
یعنے دُرّے مارا گیا اوس تہمت مین افک کہتے ہین زنا کی تہمت کرنے کو اور مجلود بمعنی دُرّے مارا گیا
مترجم کہتا ہی قصہ اسکا مشہور ہے مجمل یون ہی کہ حضرت صلعم کسی غزوے کیواسطے تشریف لیجاتے تھے۔
اور قاعدہ اوس جناب ؐ کا تھا کہ ازواج مطہرات سے ہر کیکے نام سے قرعہ ڈالتے تھے جسکے نام سے
قرعہ آتا اوسی بی بی کو ہمراہ لیجاتے تھے اتفاقاً اس سفر مین عائشہ صدیقہ کے نام سے قرعہ آیا
سفر مین ہمراہ لیگئے کسی منزل مین مقام واقع ہوا اور کوچ کے وقت جب سامان بندھنے لگا
اور تیاری کوچ کی ہونے لگی اوسوقت عائشہ صدیقہ رضہ قضاء حاجت کیواسطے خیمے سے باہر نکلین
اور وہانسے جب پھر کر اپنی جگہ مین آئین ایک ہار گلے مین تھا سو وہ گم ہوا جہان قضا سے
حاجت کیواسطے گئین تھین وہان پھر گئین اور وہانسے جسوقت پھرین تو دیکھا کہ لشکر اور ہمرہی وغیرہ
سب کے سب جا چکین ہین ناچار اپنی چادر اوڑھے ہوئے اوسی زمین پر لیٹی ہوئی تھین لیکن
مین ایک صحابی کہین پیچھے کسی کام واسطے رہگیا تھا سو اونٹ پر سوار ہوا چلا آتا تھا اوسنے دیکھا
کہ ایک عورت چادر اوڑھے ہوئے پڑی ہی پوچھا تو کون ہی حضرت عائشہ رضہ نے احوال بیان کیا
تب اوس صحابی نے اپنے اونٹ پر اون کو سوار کیا اور لشکر اسلام مین پہونچایا تب مسطح بن اثاثہ
نے حضرت ؐ سے کہا کہ پیچھے رہجانا عائشہ صدیقہ رضہ کا مخبر ہی زنا کا یہ نہین مگر ایسے شخص سے
جو اپنے اونٹ پر سوار کرے اور اس ماجرے کی تفتیش اور تحقیق کے بعد حضرت ؐ نے
اوسے اسّی دُرّے مارے یہ معنے ہین اوسکے جو کہا گیا صاحب افک عائشہ اور مجلود اوسمین
پھر رجوع کرتا ہون طرف اوس مطلب کے جہان بولا کہ حضرت ؐ نے ایک علم سفید اُنھونکے واسطے
تعین کیا اور علمدار سطح بن اثاثہ کو گردانا روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ اوّل جونسا علم کہ
لشکر اسلام کے واسطے مرتب ہوا یعنے آراستہ ہوا اکثر اہل سیر کے قول سے یہ بات ہی کہ وہ ہی
علم تھا لیکن یہ قول اوس تقدیر مین یعنے اوس اندازے سے درست ہو کہ سریہ عبیدہ ابن حارث کا
ابوا کے غزوے سے اول ہوا اور نہین تو مواہب والا کہتا ہی کہ اس غزوے سے غزوہ ابوا

جو سابق ہو اسمین بھی لوا یعنی علم تھا اور علمدار حمزہ بن عبد المطلب تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ اول جونسا لوا کہ عقد کیا گیا یعنے باندھا گیا سریہ مین اوسکا علمدار حمزہ بن عبد المطلب تھا اور ذکر اوسکا آوے گا پس اسمین تیر چلائے یعنے یہ سریہ جو عبیدہ بن حارث کا تھا انھون نے کفار کے گروہ پر تیر چلائے اور جو صدر پر جنکا ذکر ہے سعد بن وقاص جو لشکر اسلام مین تھا اوسنے تیر چلائے یا اور اول جونسا تیر کہ راہ خدا مین چلا یہ تیر سعد بن ابی وقاص کا تھا کہتے ہین سعد بن ابی وقاص کے پاس آٹھ تیر موجود تھے آٹھونکو دشمنون پر چلایا ایک تیر اونمین سے خالی نگیا یا کسی آدمی کو لگا یا حیوان کو اونھون کے لیکن ان دونون لشکرون کے درمیان جنگ واقع نہوا کفار نے اس تصور سے کہ لشکر اسلام اور بھی پیچھے ہو ڈرکر فرار اختیار کیا اور مسلمانون نے انکا پیچھا نکیا اور مدینے کی طرف پھر سے مقداد بن اسود اور عتبہ بن غزوان کہ یہ دونون صحابی اصحاب جلیل القدر قدیم الاسلام تھے اور مکے کے کفار کے ساتھ برسم تجارت ان دونون نے سفر کیا تھا سو لشکر اسلام مین ملحق ہو گئے یعنے آملے اور انھین دنون مین جو عبیدہ بن حارث کو سریہ کر کے بھجوایا تھا مدینے مین خبر آئی کہ ایک جماعت قریش سوداگران سے شام کے شہر سے پھر کر مکے کیطرف جاتے ہین پس حضرت نے حمزہ بن مطلب کے تیس ۳۰ شخص مہاجرین کے ساتھ بعث کیا اور اوس کاروان کے سر پر بھجوایا البعث اور سریہ ایک معنی پر ہین اور معنی اسکے مکرر گذرے اور بعضون نے کہا ہو انصار کو بھجوایا تھا حضرت نے مہاجرین کو نہین یہ وہم ہو اور تحقیق یہ ہے کہ انصار کو حضرت نے غزوہ بدر کے سوا بعث نہین کیا یعنے فوج سے آگے سوا بدر کے غزوے کے اور کسی غزوے مین انصار کو نہین بھیجا ایسا ہی کہا ہو صاحب مواہب نے اور سفید علم اونھون کے واسطے تیار کیا اس جملے کا عطف اوس جملے پر ہو جہان کہا گیا کہ حمزہ بن مطلب کے تیس ۳۰ شخص مہاجرین سے ہمراہ دیکر اس کاروان کے سر پر بھجوایا اور ابو مرثد غنوی علمدار اس لشکر کا ہوا بعضے اہل سیر کے قول سے اول جونسا علم کہ لشکر اسلام مین باندھا گیا یہ علم تھا اور سابقاً مذکور گذرا کہ اول اوس سے سریہ عبیدۃ الحارث کا تھا اور اکثر اسباب پر ہین صاحب مواہب ابن اسحق سے نقل کرتا ہو کہ ایسا پہونچا ہو مجھے یعنے اس طرح مین نے سنا ہو یا کتابون مین دیکھا ہے کہ پہلے جونسا رایت یعنی علم تیار ہوا اسلام مین سو رایت حمزہ کا تھا اور کہا ہے اوسنے یعنے

صاحب مواہب نے کہ سبب اس امر کا اشکال اور اشتباہ کا یعنی یہ کہ کونسا علم پہلے اسلام مین ورزاست ہوا
اسباب کا مشکل ہونا اور شبہہ مین ہونا اسباب سے اسکا سبب یہ ہوگا کہ یہ دونون سریے معاً یعنے ایک
ساتھ بعث ہوئی اور قریب تھے آپسمین پس مشتبہ ہوا لوگون پر کہ اول کونسا سریہ تھا بعثہ اور
سریہ کے ایک معنی ہین لفظی معنی بعث کے برانگیختن یعنی اوٹھانا اور اہل سیر کی اصطلاح مین اوسے کہتے
ہین جو لشکر کہ فوج سے آگے نکالا جاوے پیغمبر بھیجا وے دشمن پر اور آپ اوسمین حاضر نہووے بعث اور
سریہ کہتے ہین صاحب مواہب کہتا ہی کہ یہ بات مشکل ہوتی ہی کہ بعث حمزہ کا سر پر سبعۃ عشر شہر کے تھا
یعنی ہجرت کی سترھوین مہینے کی اول بعث حمزہ کا تھا اور بعث عبیدہ کا سر پر ثمانیہ کے یعنی اٹھارھوین
مہینے کے اوائل مین اور کہتا ہے کہ احتمال رکھتا ہے یعنے شاید اس طرح ہو کہ حضرتؐ نے عقد کیا ہو
یعنے باندھا ہو دونون کے رایتون کے تئین ایک ساتھ اور بعد اوسکے متاخر ہوا ہو ابی عبیدہ
راس ثمانیہ تک یعنی آٹھوین مہینے کے اوائل تک جہت سے اوس امر کے جسکا اقتضا کیا
ارادۃ اللہ نے واللہ اعلم پس اہل اسلام گئے حمزہ کے ہمراہ دریا کے ساحل کے قریب پاس
ساحل بمعنے کنارہ دریا کا جہان خشکی ہو اور پہونچے کفار کے لشکر پر اور وے تین سو کے قریب
اور مسلمان تیس تھے اور ابو جہل اوس جماعت کفار مین تھا پس جانبین یعنے طرفین
متہی قتال کے یعنے جنگ کا تہیہ کرنے والے ہوئے مجدی بن عمر جہنی کہ فریقین کا حلیف تھا
حلیف بمعنی ہم قسم اور ہم عہد اور فریقین بمعنی دو فرقے اسنے جنگ ہونے دیا اور نہ چھوڑا کہ قتال
واقع ہوا ابو جہل اور قافلہ اوسکا مکے مین گئے اور حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینے کو
پھرے اوسکے بعد سریہ بن سعد ابی وقاص کا خرار کیطرف بیس شخص مہاجرین سے ہمراہ دیکر حضرتؐ نے
اور دوسرے ایک کاروان کے قصد پر قریش کے روانہ فرمایا نوین مہینے کے اوائل مین خرار نام
ایک وادی کا ہی حجاز مین جحفی کے قریب اور عقد کیا لوا یعنے باندھا علم واسطے اوسکے سفید
جسکو اوٹھایا مقداد بن اسود نے اس علم کو اوٹھایا اور علمدار ہوا جب اوس موضع مین یہ پہونچے
انکے پہونچنے کے اول ہی وہ قافلہ وہانسے گذر چکا تھا پس مدینے کیطرف اونھون نے مراجعت کی
فائدہ جان اے عزیز کہ حدیثون مین ذکر لوا کا واقع ہوا ہی اور لوا کہتے ہین علم کو جو جنگ مین
برپا کیا جاتا ہی اور اوٹھایا جاتا ہی اور پہچانا جاتا ہے اوس جگہ مین صاحب جیش کیونکہ جہان

لشکر کا سردار ہوتا ہی اوسی جگہ علم کو برپا کرتے ہین اور کبھی اوٹھاتا ہی اوسے مقدم لشکر کا یعنے لشکر کا
پیشرو اور بعض محققین تصریح کی ہی اہل لغت نے رایت اور لوا مترادف المعنی ہین یعنے دونون کے
معنی ایک ہی ہین اور مترادف اوسے کہتے ہین جو دو سوار ایک گھوڑے پر آگے پیچھے سوار ہون
لیکن روایت کی ہی احمد نے اور ترمذی نے ابن عباس سے حدیث اس لفظ کے ساتھ کہ تھا
رایت رسول خدا کا سیاہ اور لوا اون جناب کا سفید اور طبرانی کے نزدیک بھی یوہین آیا ہے
بریدہ سے اور ابن عدی کے نزدیک بھی یون ہی ہی لیکن زیادہ کیا ہے ابن عدی نے اوس مین
اجنا نکو کر اوسمین یہ لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ بات ظاہر تغایر مین ہے شاید کہ
فرق درمیان ان دونون کے عرفی ہو تغایر یعنے یکدیگر مین غیر ہونا اور عرف بمعنے مشہور اور
ابن اسحق اور ابوالاسود کہتے ہین کہ عروہ نے ذکر کیا ہی کہ اول احداث رایتونکا غزوہ خیبر مین تھا
اس سے آگے سوا لوا کے رایت کسیکے دیکھنے مین نہین آیا ذکر کیا ہی اس سب کے تئین صاحب
مواہب نے لیکن بیان نہین کیا فرق کے تئین اور بعضی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ لوا
کہتے ہین چھوٹے علم کو اور رایت بڑے علم کو اور قاموس مین یون آیا ہی اللواء بالمد العلم یعنے
لوا ساتھ مد کی کشش کے علم کو کہتے ہین اور صراح مین آیا ہی کہ لوا چھوٹے علم کو کہتے ہین اور رایت کا
ذکر نہین کیا اور غزوہ بواط بھی دوسرے ہی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین ہجرت سے
تیرھوین مہینے کے شروع مین واقع ہوا بیان اوسکا یہ کہ حضرت نے ایک سفید علم سعد بن
ابی وقاص کے ہاتھ دیا اور مدینے مین سعد بن معاذ کو خلیفہ کیا اور بعضے کہتے ہین کہ سائب بن
عثمان بن مظعون کو خلیفہ کیا اور دوسو مرد اصحاب رضہ سے ہمراہ لیکر مدینے سے روانہ ہوئے
قریش کے قافلے کا قصد کرکے کہ امیہ بن خلف جمحی اوس قافلے مین تھا اور روضۃ الاحباب والا
کہتا ہی کہ سو مرد قریش سے اسکے ساتھ تھے اور اڑھائی ہزار شتر سے حضرت مدینے سے کوچ کرکے بواط تک
پہونچے لیکن اعدا تک نہ پہونچکر وہان ہی سے پھرے بعد اوسکے غزوہ عشیرہ کا ہوا حضرت
جمادی الاول کے مہینے مین اور بعضے کہتے ہین جمادی الآخر مین ہجرت سے سولھوین مہینے کے
اوائل مین ڈیڑھ سو مرد اور ایک روایت ہے کہ دوسو مرد ہمراہ لیکر مدینے سے باہر نکلے اور
ایک علم درست کیا سفید اور حمزہ بن عبد المطلب کو عنایت کرکے علمدار گردانا ابو سلمہ بن عبد الاسد کو

عامل گروانا مدینے کا اور جو لشا قافلہ کہ ابو سفیان جمعیت کثیر کے ساتھ برسم تجارت جاتا تھا اوس پر
قصد کرکے روانہ ہوئے یہانتک کہ عشیری مین پہونچے اور کئی روز تک اوس جناب نے وہان توقف
کیا اور جب یہ خبر متحقق ہوئی کہ ابو سفیان کا قافلہ یہانسے آگے گذر چکا ہی ساتھ جمعیت کے بنی مدلج سے
کنانہ سے صلح اور موادعت کرکے مدینے کو پھرے اور صلح اونسے کرکے صلحنامہ لکھدیا کنانہ نام
شخص کا اور موادعت وداع سے آیا ہی یعنے آپسمین یکدیگر سے رخصت ہونا روضۃ الاحباب
مین اور معارج النبوۃ مین مذکور ہی کہ اسی سفر مین حضرتؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تئین کنیت
دی ابو تراب کرکے کنیت بھی نام ہی لیکن اقسام نام کے تین ہین جو اسم کہ متضمن ہو مدح کا
مثل اسد اللہ الغالب حیدر صفدر کرار غیر فرار امیر المومنین اوسکو لقب کہتے ہین اور
جو اسم متضمن مذم ہو اوسکو بھی لقب ہی کہتے ہین اور جو اسم کہ مصدر بہ ابن و اب ہو مثل
ابو الحسن ابو تراب ابو طالب اوسے کنیت کہتے ہین اور جو اسم کہ ان دونون صورتون سے
ایک بھی نرکھتا ہو اوسے علم کہتے ہین مثل علی اور قصہ اسکا یہ ہے یعنے یہ کہ حضرتؐ نے کنیت دی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تئین کہ عمار بن یاسر کہتا ہی کہ مین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشیرہ
کے غزدے مین ایک کھجور کے درخت کے نیچے سوتے تھے اور زمین ریگستان تھی یعنے ریتی تھی
اور ہم گرد سے آلودہ ہوگئے تھے پس حضرت ہماری بالین پر تشریف لائے اور ہمکو بیدار کیا اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا یا ابو تراب بعد اوسکے کہا یا علی خبر دون مین تمکو کہ تمام جہان کے
لوگون سے زیادہ بدبخت کون ہی کہا نعم یا رسول اللہ خبر دو مجھکو حضرتؐ نے فرمایا کہ بدبخت
ترین مردم دو ہین ایک وہ جسنے صالح پیغمبر کے ناقے کو مارا دوسرا وہ جو تمھاری محاسن کو
تمھارے خون سے گلگون کریگا یہ فرماتے تھے اور اپنا دست مبارک حضرت علی کے سر اور صورت پر
پھراتے تھے ان دونون کتابون مین یعنی روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مین یون لکھا ہے
اور مشہور یون ہی کہ احوال اوس عالیجناب کی کنیت کا بخاری اور مسلم سعد بن ساعدی سے
نقل کرتے ہین یعنی اوسکے زبانی کہتے ہین کہ کہا سعد بن ساعدی نے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھر مین
تشریف لائے بی بی خاتون جنت کے پاس اور پھر وہانسے برآمد ہوکر مسجد مین جاکر استراحت کی اتنے مین حضرتؐ
وہان تشریف لائے حضرت خاتون سے پوچھا کہ کہان ہی تیرا ابن عم یعنے چچا کا بیٹا یہ بات زبان عرب

کی عادت یہ ہی کہ کلام میں کسی سے کسیکو منسوب کر کے کہتے ہیں حضرت ﷺ نے ابن عم فرمایا اور نہ چاہا کہ
کہیں تیرا شوہر کہاں ہی خاتون جنت نے عرض کی کہ میرے اور حضرت علی کے درمیان کچھ واقع ہوا ہے
یعنے کچھ گفتگو اس سبب سے غضب میں آ کے باہر گئے اور قیلولہ میرے نزدیک نہیں کیا قیلولہ کے
معنی دوپہر دن کا سونا حضرت ﷺ نے یہ سنکر کسیکو فرمایا کہ دیکھو کہاں ہیں پس خبر گذری کہ مسجد میں آرام
کر رہے ہیں حضرت ﷺ مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت علی کروٹ لیے ہوئے خواب میں ہیں اور ردا پہلو
سے جدا ہو گئی ہی اور بدن مبارک خاک آلودہ ہے حضرت ﷺ نے یہ دیکھکر فرمایا قم یا ابو تراب
یعنے اٹھو ابو تراب اوس روز سے کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ابو تراب ہوئی اور حضرت نے
اس کنیت کو جمع کیا کنیت اصل سے اوس والا منزلت کی جو ابو الحسن ہے اور یہ کنیت اونکے
ابو تراب زیادہ گرامی اور عزیز تھی حضرت علی کے نزدیک مخالفین اور معاندین حضرت علی کو
اس کنیت سے پکارتے تھے اور قصد کرتے تھے اسبات سے نقصان اور حقارت کے تئین
حالانکہ اس کنیت میں اوس عالی جناب کی بکمال التعظیم اور تکریم ہے اور اسی سال میں کرز بن جابر
فہری آکر مدینے کے اونٹوں کی چراگاہ میں آیا حضرت کے بھی وہاں شتر چرتے تھے اُن اونٹوں
کو ہانک کر لیگیا اور جب حضرت ﷺ کو خبر گذری ایک لوا مرتب فرما کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو علمدار گردانا اور زید بن حارثہ کو مدینے پر عامل کر کے آپ اصحاب رض کی جمعیت کے ساتھ مدینے
سے نکلے اوس وادی تک پہونچے کہ جسکا نام سفوان ہی اور وہ ایک موضع ہے بدر کے نزدیک
اسی جہت سے اس غزوے کو غزوہ بدر اولے کہتے ہیں اور جب وہاں پہونچے خبر تحقیق ہوئی کہ گذرا اسجگہ
سے کرز چکا ہی اور دستگیر نہو گا وہانسے مدینے کو پھرے اسکو بھی اہل سیر نے غزوات سے شمار کیا ہی اور
بعضوں نے اسکا نام غزوہ بدر اولی رکھا ہی اور روضۃ الاحباب کے حاشیے میں جو عنوانات
غزوات کے لکھے ہیں اس غزوے کو غزوہ طلب کرز بن فہری کر کے لکھا ہے اور مواہب لدنیہ میں
غزوہ بدر اولی کر کے غزوات جمع ہی غزوہ کی اور عنوانات جمع عنوان کی اور اسی سال میں سریہ
عبد اللہ بن جحش حضرت ﷺ کی پھپھی کے فرزند ہیں اور بھائی زینب بن جحش کے آٹھ شخصوں کے ساتھ
اور ایک روایت یہ کہ بارہ شخص صحابہ کبار سے مثل سعد بن ابی وقاص عکاشہ بن محصن
عتبہ بن غزوان واقد بن عبد اللہ تمیمی وغیرہم کو حضرت عبد اللہ بن جحش کی ساتھ بھجوایا

اور اس سریے میں عبداللہ بن جحش مسمی ہوئے امیر المومنین کرکے اور یہ جو کہتے ہیں کہ اول مسمے
بامیر المومنین عمر خطاب ہوئے یہ معنی رکھتا ہی کیونکہ خلفا سے اول جو کوئی ملقب ہوا اس لقب سے
سو عمر خطاب تھے سو ان معنی لغوی اور اصطلاحی پر جیسا کہ ہوتا ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے ایک
نامہ لکھا اور امر کی عبداللہ بن جحش کو کہ دو روز تک اس خط کو مت پڑھنا اور جب دو روز گذر سے
تب پڑھنا خدا جانے کہ اخفا کرنے میں اس نامے کے دو روز تک کیا حکمت تھی بالجملہ عبداللہ بن جحش
نے دو دن کے بعد اوس خط کو پڑھا اور عمل کیا اوسپر مضمون اوس نامے کا یہ تھا کہ سیر کر تو یعنے
رفتار کر تو اپنے صحابی کے ساتھ بنام خدا بزرگ ہے نام اوسکا اور برکت اوسکے نام کی اپنے
اصحابؓ کے ساتھ سیر کر تو اوس وقت تک کہ بطن نخلہ میں پہونچے تو بطن نخلہ نام ہی ایک موضع کا
اور وہان اوتر کر منتظر قریش کے کاروان کا رہ تو اور چاہیے کہ کسی شخص کو اپنے ساتھ کراہیت سے
مت لیجا جو کوئی چاہے تیرے ہمراہ آوے اور جو کوئی چاہے پھر سے جب عبداللہ نے اس مضمون پر
اطلاع پائی بموجب فرمان متوجہ بطن نخلہ کا ہوا سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کہ ہمراہ اوسکے
تھے دونوں کی سواری کے واسطے ایک ہی اونٹ تھا کہ بنوبت سوار ہوتے تھے سو وہ
شتر گم ہوا ان دونوں نے عبداللہ سے رخصت طلب کرکے اونٹ کی طلب کے واسطے گئے
اور دونوں نے تخلف کیا اور عبداللہ جب ابن نخلہ میں پہونچے اور اس منزل میں منتظر کاروان کے
بیٹھے تھے کہ یکایک قریش کا قافلہ طائف کیطرف سے اوس موضع میں پہونچا مویز یعنے منقہ اور ادیم یعنی
چمڑا ابو دار جسکو ولایت میں بلغار کہتے ہیں اور اور متاع طائف کی بار رکھتے تھے اور کفار کے
قافلے میں عمر بن حضرمی اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ مخزومی تھے اور وہ روز رجب
کے مہینے کا اول روز تھا اور اشتباہ ہوا مسلمانوں کو کہ آخر جمادی الآخر ہے پس شتابی کی
اونھوں نے کہ مبادا رجب کا مہینہ آپہونچے اور ہتک حرمت شہر حرام کی لازم آوے
شہر حرام اس معنی سے کہ اس مہینے میں اور رمضان اور محرم کے مہینے میں قتال وغیرہ حرام ہے
پس اہل قافلہ پر ٹوٹے اور حملہ آور ہوئے اور واقد بن عبداللہ تمیمی نے ایک تیر ایسا عمر بن حضرمی
کو مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ اسیر اور دستگیر ہوئے اور باقی کفار
تمام بھاگ گئے اور تمام اموال اوس قافلے کا غنیمت ہوا غنیمت کے معنے لوٹ کہتے ہین کہ یہ اول

غنیمت تھی اسلام مین اور اول اسیران عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان تھے پس عبداللہ بن جحش اس اموال کو اور اسیران کو حضرت ؐ کے حضور مین لیکر آئے اور روضۃ الاحباب مین یون ہی کہ عبداللہ بن جحش نے اون اموال کو اپنے اصحاب پر قسمت کیا یعنے حصہ کیا اور خمس کو حضرت کیواسطے جدا کیا اس مال مین سے اور ہنوز آیت اسبات مین نازل نہین ہوئی تھی اور جب مشرکون نے اور یہودیون نے اس واقعے کی صورت سے آگاہی پائی زبان طعن اونھون نے دراز کی اور کہنے لگے کہ محمدؐ نے اور اوسکے اصحابؓ نے ماہ حرام کو حلال گردانا خون گرانے مین اور تاراج کرنے مین شہر حرام مین امر کی اور ہتک حرمت کی اس مہینے کی پس حضرتؐ نے حکم اموال اور اسیرونکے تئین موقوف رکھکر فرمایا کہ کوئی شخص اوس مال مین تصرف نہ کرے اور عبداللہ بن جحش کو فرمایا کہ مینے کہا نہ تھا کہ ماہ حرام مین قتال مت کرو اور سرزنش کی حضرتؐ نے عبداللہ پر اور دوسرے مسلمانون سے بھی بسرزنش پیش آئے یہانتک کہ عبداللہ اور تمامی اصحاب سریہ ملول ہوئے اور اپنے کیے سے پشیمان ہوئے ہرچند یہ کام ازروے اشتباہ اور التباس واقع ہوا تھا اور گمان کیا کہ حضرت حق اونھون پر غضب کرے گا اور امید باندھی کہ حق تعالے اوس سے درگذر کرے اونھون سے اس گناہ کے تئین یہانتک کہ یہ آیہ نازل ہوا یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل اور حاصل مضمون اس آیت کا یہ ہی کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ نعم یعنے ہان سچ ہی کہ قتال شہر حرام مین گناہ ہی اور گناہ بزرگ ہے لیکن وہ گناہ جو تم سے اے کفار وجود مین آئے ہین کہ منع وصرف کیا تمنے اہل اسلام سے اور طاعتون سے جو موصل ہین یعنے پہونچانیوالے ہین طرف خدا کے اور کفر بجالانا اور باز رکھنا مسجد حرام سے اور باہر نکالنا پیغمبر کا اور مومنون کا اس مسجد سے یہ سب بزرگ اور اشد ہے اوس خطا سے جو اہل سریہ سے ظہور مین آیا اور یہ کام بھی ظن اور اشتباہ سے تھا یعنی یہ کہ اہل سریہ کو شبہہ تھا اس مین کہ رجب کے مہینے کی پہلی ہی یا جمادی الآخر کا روز آخر اور جو جو فتنے کہ تمنے برپا کرے شرک سے اور اخراج سے یہ بدتر اور سخت تر ہے عمرو بن حضرمی کے قتل سے اور ابن کیسان کے اسیر ہونے سے پس تم کس منھ سے سرزنش کرتے ہو اونھون پر اور ایک نوع کا اسمین عذر ہے مسلمانون کی جانب سے

اس آیت کے نازل ہونیکے بعد عبداللہ بن جحش اور اصحاب اوس غم سے فارغ ہوئے اور سرور کیا اور تقسیم کیا حضرتؐ نے وہ مال جسکو موقوف رکھا تھا اور خمس کو قبول کیا اور ایک روایت میں یون ہے کہ حضرتؐ نے تقسیم اس مال کی غزوۂ بدر کی غنائم کے ساتھ کی جسکا بیان اس سے بعد آوے گا بعدہ اہل مکہ نے اپنے ان دونون اسیرون کیواسطے یعنے حکم اور عثمان کے لیے فدیہ بھجوایا کہ انکو بدلے اوسکے چھڑا وین حضرتؐ نے فرمایا کہ جبتک میرے وہ دونون یار یعنے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان جو اونٹ کے ڈھونڈھنے کے واسطے گم ہوئے تھے بسلامت نہ آوین ان اسیرون کو نچھوڑونگا اور وہ دونون یعنے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان ابھی تک مدینے میں پہونچے نتھے اور اہل سریہ وہان سے مراجعت کرکے پہونچ چکے تھے اور جب یہ دونون مدینے مین آگئے تب حضرتؐ نے حکم کو دعوت باسلام کی اور وہ مسلمان ہوا اور نیک ہوا اسلام اوسکا اقامت کی اوسنے رسول خدا کے نزدیک یہانتک کہ شہید ہوا بیر معونہ کے روز لیکن عثمان جو دوسرا اسیر تھا گیا مکے مین اور کفر ہی مین مرا اور اعظم وقائع یعنی بزرگترین وقائع سال دوم مین ہجرت سے واقعہ غزوہ بدر کا ہے کہ جسے واقعہ بدر کبری اور بدر عظمی کہتے ہین بدر ایک قریے کا نام ہے مشہور کہ منسوب ہے بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ سے کہ نزول کیا تھا اوسنے یعنے بدر نے اوس گانوں مین یا یہ کہ بدر بن حارث سے یہ قریہ منسوب ہے جو حافر بیر تھا حافر مشتق ہے حفر سے حفر کہتے ہین کھودنے کو اور حافر یعنی کھودنے والا اور بیر یعنی گڑھا جسے یہان گڈھا کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اس بدر کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہان بیر مرد تھا تسمیہ کیا گیا اوس گانون کا اوسکے نام سے اوسکی استدارت کی جہت سے استدارت یعنی دیر کرنا یعنے مدتون سے وہ پیر مرد وہان مقیم تھا اس سبب سے اسکے نام سے موسوم ہوا تھا یا یہ کہ دائرے کی وسعت کی جہت سے اور وہان کے پانی کی صفائی کے سبب سے کہ بدر جسمین معلوم ہوتا تھا اور لغت مین بدر کہتے ہین چودھوین رات کے چاندکو اور ایک شب سے تین شب تک ہلال یہ غزوہ بدر کا اعظم غزوات سے ہے اور اوس سے ظہور عزت اور شوکت دین تھی اور تابان اور درخشان ہوا اور یہ روز وہ مقام ہے جو مراد یوم الفرقان ہے جس نے فرق کیا حق اور باطل مین یوم التقی الجمعان کہ جہان جمع ہوئے مسلمان اور کفار اور نمایان کیا اللہ تعالی نے اوس سے اسلام کو اور اس کے اہالی کو اہالی جمع ہوا اہل کی

اور توڑا اور پایمال کیا اور خراب کیا حق جل علا نے بناے کفر کو باوجود قلت عدد اہل اسلام اور کثرت اعداے دین باوجود یہ کہ اونھون کے ساتھ ساز اور اسباب جنگ نکا اور گروہ لوگون کا اور اسباب خیل اور تکبر تھا خیل یعنی گروہ گھوڑونکا اور اونٹون وغیرہ کا پس غلبہ دیا اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اور قوی کیا اپنے دین کو اور سفید گردانا دین کے جاہ و جلال کے منھ کو اور رسوا کیا حزب شیطان کو حزب یعنی گروہ اور یعنے لشکر اور سیاہ کیا اوسکے چہرے کو اور احسان کیا اپنے مومن بندون پر بسبب اوسکے اور فرمایا ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ یعنے نصرت دی اللہ تعالے نے بدر مین تمکو درحالیکہ تم اذلہ تھے اذلہ یعنے ذلیل آیا ہی تاکہ معلوم کرین کہ نصرت اور فیروزمندی خدا سے ہی اور کثرت عدد سے نہین ہو وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم یعنے نہین ہی نصرت مگر خدا کے نزدیک سے ایسا اللہ کہ غالب ہی اور حکیم ہی اور خروج حضرت کا واسطے اس غزوے کے رمضان کی بارھوین تاریخ تھا انہین مہینے کی تمامی پر ہجرت سے اور بعضون نے آٹھوان مہینا کہا ہی اور قتال واقع ہوا رمضان کی سترھوین کو جمعے کے روز اور بعضون نے کہا ہو دوشنبے کے دن وقیل غیر ذلک یعنی اور کہا گیا ہی سوا اوسکا یعنے دوشنبے کا سوا کوئی اور روز بھی کہا گیا ہے اور استخلاف کیا اس غزوے مین ابو لبابہ انصاری نے استخلاف یہ ہے طلب خلافت کرنا یعنے ابو لبابہ انصاری اس غزوے مین حضرت کے ہمراہ رکاب سعادت نہین نکلا اور باہر نکلے اس غزوے مین حضرت صلعم کے ہمراہ انصار اس غزوے سے اول کبھی ہمراہ حضرت صلعم کے انصار نہین نکلے تھے اور کسی سریہ کے واسطے بھی کیونکہ بیعت عقبہ کے روز جسکا بیان گذرا اقرار اونھون کا یہ تھا کہ ممانعت کرین کفار کی اوس جناب سے اور مخالفت کرین اعدا کے شر سے اپنے دیار مین حضرت کو اور کسیکو نچھوڑین کہ متعرض حال ہو سرور عالم کا اس غزوے مین تعداد مسلمانون کا تین سو تیرہ تھا ستر مہاجرین سے اور دوسو چھتیس انصار سے جو اشخاص کہ ملازمت اور حضور مین حضرت صلعم کے حاضر تھے تین سو پانچ تھے اسی مہاجرین سے اور باقی انصار سے اور آٹھ شخص اوس تین سو تیرہ مین سے کسی عذر کے سبب سے جو حاضر تھے حضرت صلعم نے فتح کے بعد ان آٹھونکا سہم یعنی حصہ غنیمت مین سے دیا غنیمت اوسے کہتے ہین جو دشمن کا مال اور اسباب جنگ مین حاصل ہوا اہل سیر نے اون آٹھون کو اہل بدر سے شمار کیا ہی تین مہاجرین سے تھے اور آٹھ انصار سے مہاجرین سے

تین شخص یہ تھے عثمان بن عفان کہ اپنی زوجہ کی بیمار داری کے سبب سے مدینے مین رہ گئے تھے
دوسرے طلحہ تیسرے زبیر کہ یہ دونون صاحب مشرکونکے قافلے کے تجسس اور تلاش کے واسطے گئے ہوئے
تھے اور پانچ شخص انصار سے کہ نام اونکا کتب سیر مین مذکور ہے اور مسلمانونکے ساتھ سواری کے
واسطے تمامی مین تین گھوڑے تھے اور ستر اونٹ چھ زرہ آٹھ تلوار اور تقسیم سواری کی مسلمانون مین
یون تھی کہ دو دو شخص یا تین تین شخص کو ایک ایک اونٹ سواری کے واسطے مقرر تھا کہ آپس مین
نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے اور شریک حضرت رسول کی سواری مین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
تھے جب حضرت کے پیادہ چلنے کی نوبت پہونچتی تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے یا رسول اللہ تم
سوار رہو مین تمھاری رکاب مین پیادہ چلتا ہون حضرت فرماتے یا علی تم مجھ سے زیادہ قوی نہین
ہو اور مین مستغنی زیادہ تم سے نہین ہون اجر مین یعنے راہ خدا مین اور مشرکون کے ہمراہ پندرہ سو
یا ساڑھے نو سو مرد جنگی اور ایک قول ہے یہ کہ ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ کفار تھے اور
اونکے ساتھ سو گھوڑے اور سات سو اونٹ یا زیادہ اور شوکت اور کر و فر اور تکبر اور ساز و سامان
اپنے ہمراہ موجود رکھتے تھے اور زرہ پوش تھے سوار کفار کے بلکہ اکثر پیادے بھی زرہ پوش تھے
کفار کے اور کافرونکے ہمراہ مغنیہ عورتین گیت گانیوالیان اور آلات طرب یعنے باجے بجانے کے جس
نہر یا تالاب یا ندی کے کنارے پہونچتے اوترا کرتے اور وہ ڈومنیان دف بجاتین اور سرود گوزیان
طعن اسلام کی ہجو مین کھولتے اور ہر روز ایک شخص صنادید یعنے سردار قوم قریش سے لشکر کو کھانا دیتا
اور ہر روز نو یا دس اونٹ نحر یعنے ذبح کرتے نحر کے معنے لغت مین گلا کاٹنا آیا ہے واقعہ وقوع
بدر کا بے قصد تھا مسلمانون سے اور بے میعاد یعنے مسلمانون کا قصد یہ نہ تھا کہ اون سے لڑین
اور حضرت صلعم کا قصد نہ تھا مگر متعرض ہونا قریش کا اور اونکے قافلے کا ایک عظیم قافلہ شام سے آتا
تھا اور اموال قریش کا اوسمین تھا اور اوس قافلہ کا امیر قافلہ ابو سفیان اموی تھا کہ تیس
سوارون سے شام سے آتا تھا اور عمر بن عاص بھی اوسکے ہمراہ تھا یہانتک کہ بدر کے قریب پہونچا
حضرت صلعم کو خبر گذری حضرت صلعم نے اصحاب رض سے فرمایا کہ اموال کثیر عمر بن عاص کے ساتھ ہے اور دشمن
قلیل ہین پس باہر آؤ اونکی طرف شاید کہ سامان بخشے اللہ تعالے تمکو اوس سے اور ایک
روایت مین یون آیا ہے کہ حضرت صلعم نے دعا کی اصحاب رض کے حق مین یا پروردگار یہ سب پیادے

ہین سوار کر اونکو اور بھوکے ہین آسودہ کر اونکو اور ننگے ہین پوشاک دے اونکو اور فقیر ہین
تونگر کر اونکو یعنے اصحابؓ کو اپنے فضل سے برکت سے حضرتؐ کی دعا کی اون سفر سے کوئی
ایسا نہ پھرا جسکے ساتھ اونٹ اور پوشاک اور اموال بیشمار ہاتھ نہ لگا ہو حضرتؐ نے طلحہ بن عبد اللہ کو
اور سعید بن زید کے تئین بھجوایا کہ قافلے کے اخبار کا تفحص کرین پس اُن دونون نے یہ خبر تحقیق
کرکے مدینے کیطرف پھرے اور جب ابو سفیان اوس موضع مین پہونچا یعنے جہان یہ دونون شخص تفحص
کے واسطے گئے تھے تب وہانکے لوگون سے اوسنے پوچھا کہ تمکو محمدؐ یون سے اور اونکے جاسوسون
سے کچھ خبر ہے اونھون نے کہا دو شتر سوار فلانے موضع مین آکر اوترے تھے اور جلدی چلے گئے
ابو سفیان نے اوس موضع مین آکر اونٹون کی لید کو دیکھا اونکی مینگنیونکو اوسنے توڑا اور خرما کے
ریزے اوسمین سے پائے یہ دیکھکر بولا واللہ ان اونٹون نے یثرب کے خرما کی گھاس چری ہے
اور غالب یہ ہے کہ یہ محمدؐ کے جاسوس تھے پس راہ سے پیچھے پھرا اور بدر کو اپنے بائین ہاتھ کیطرف
چھوڑکر ساحل کی راہ سے مکے کی طرف اوسنے توجہ کی اور تعجیل تمام سے چلنا پکڑا اور جب وسنے
متوجہ ہونا حضرتؐ کا اور اصحابؓ کا سُنا ضمضم بن عمر غفاری کو مکے کی طرف بھیجا کہ اہل مکہ کیطرف
خبر پہونچا دے کہ محمدؐ نے میرے قافلے کیطرف قصد کیا ہی جسطرح ہو سکے اپنے تئین قافلے مین پہونچاؤ
اور اموال کی حمایت کرو ضمضم بن عمر بسرعت تمام یعنے بہت جلدی سے مکے مین پہونچا اور سبکو
خبردار کیا جب ابو جہل لعین نے یہ خبر سنی کہنے لگا محمدؐ نے اور اوسکے اصحابؓ نے خیال کیا ہی
کہ یہ قافلہ عمرو بن حضرمی کے قافلے کے مانند ہی واللہ ایسا نہین ہی روایت کرتے ہین کہ مکے مین
ضمضم کے پہونچنے کے اول عبد المطلب کے بیٹے نے خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور موضع ابطح
مین کھڑا ہوا اور باواز بلند بولا کہ اے قریش کی جماعت جلدی کرو اور اپنے مارے جانے کی
جگہ مین آؤ ابطح ایک موضع کا نام ہے جب یہ خواب کی خبر ابو جہل کو پہونچی عباس سے کہا کہ اے
ابو الفضل یہ عورت تمھارے مین کب پیغمبر ہوئی اور بولا کہ تم راضی نہین ہو اسبات مین کہ تمھارے
مرد نبوت کا دعوی کرین یہ بس نتھا کہ عورتین بھی تمھاری نبوت کا دعوی کرنے لگین تین روز اور بھی
مین صبر کرتا ہون اگر کچھ اثر اوسکے خواب کا مترتب ہو تو اخبار لکھونگا اور اطراف و قبائل مین
بھجواؤنگا کہ بنی ہاشم تمامی عرب سے جھوٹے ہین اور ضمضم غفاری سے بھی روایت کرتے ہین کہ کہا

اوسنے کہ جس وقت مین قافلے سے جدا ہوا اور مکے کیطرف چلا خواب مین مینے دیکھا کہ مین ایک اونٹ پر سوار ہون اور وادی لہو سے مالا مال یعنے بھری ہوئی بہی جاتی ہی اور جب بیدار ہوا ثابت ہوا مجھپر کہ قریش کو کوئی عظیم مصیبت پہونچیگی کہتے ہین بنی ہاشم ضمضم کے اس خواب سے بہت خوش ہوئے کہ شاید ہے صدق رویاے عاتکہ پر رویا کے معنے خواب دیکھا پس اہل مکہ نے شتابی اپنی کارسازی کی اور مقرر کی اونھون نے یہ بات کہ دونون شخصون مین سے اگر کوئی شخص کسی کام کے واسطے باہر آوے دونون ایک ساتھ نہ جاوین ایک جاوے یا اپنی طرف سے اور کسیکو بھجواوے قریش کے رئیسون مین سے کسی شخص نے اوس مین توقف یعنی دیر اور تخلف یعنے خلاف نکیا مگر ابولہب نے کہ اپنے بدلے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھجوایا اور امیہ ابن خلف جمحی بھی نہین جاتا تھا مکے سے اس جہت سے کہ اوسکو یہ خبر پہونچی تھی کہ حضرتؐ نے کسی وقت سعد بن معاذؓ کو خبر دی تھی کہ امیہ بن خلف جمحی کو میرے یار مار ڈالینگے اور خبر حضرتؐ کی کفار کے نزدیک صادق تھی پس ابوجہل امیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے صفوان تو سردار ہے اہل وادی کا اور جب لوگونکو یہ معلوم ہوا کہ تونے چلنے مین تخلف کیا تمام تخلف کرینگے اور فہم بہم نہ پہونچے گی ابوجہل نے مبالغہ کیا کہ وہ باہر چلنے پر راضی ہوا اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ ابوجہل نے ندا کی کعبے کے اوپر کہ اے اہل مکہ شتابی ہو اور باہر آؤ اور جمع کرو اپنے کو اور کاروان کو اگر پہونچین تم سے آگے کاروان کو محمدؐ کے اصحاب پس فلاح نہو جیو تمکو ہرگز پس باہر آئے ہزار شخص جنگی مردون سے اور چلتے چلتے تھے سیکڑون کروفر اور غرور اور تکبر سے ساز اور سامان اور آلات غنا اور ملاہی کے ساتھ جیسا کہ مذکور ہوا اوپر آلات جمع آلت کی ہی آلت یعنے ہتھیار اور ملاہی لہو سے آیا ہی پس جبرئیلؑ علیہ السلام کا نزول ہوا اور حضرتؐ کو قریش کے نکلنے سے خبردار کیا پس حضرتؐ روے مشورت طرف اصحابؓ کے لائے اور فرمانے لگے کہ حقتعالے نے تمسے وعدہ کیا ہی ایک کے تئین دو گروہ سے یا کاروان یا قریش اور کاروان زیادہ محبوب تھا اصحابؓ کے نزدیک اصحابؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کسواسطے ذکر نکیا آپ نے اور فرمان ہمکو واسطے قتال کے تا ہم ہم آمادہ ہوتے تے واسطے اوسکے اور ساز کرتے ہم اوس کا حضرتؐ نے فرمایا کاروان گذر گیا دریا کے ساحل پر یہ ابوجہل ہے جو آتا ہی تمھاری طرف اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ کاروان کو

لواور قتال کو چھوڑو یہ سنکر غضب مین آئے حضرت پس ابو بکر صدیق اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سے
عرض کرنے لگے بعد عمر خطاب اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سے عرض کرنے لگے پس خوش آئین
اوس جناب کو باتین اونکی اور دعاے خیر کی حضرت نے پھر کھڑا ہوا سعد بن عبادہ اور عرض
کی اوس نے کہ یا رسول اللہ نظر فرمائیے اور فکر کیجیے اپنے کام مین چھوڑ دیجیے اوس کام کو
جنگ کرو ابو جہل کے ساتھ پس قسم ہے خدا کی اگر چلین گے آپ عدن تک تخلف نکریگا کوئی مرد
انصار سے پس دعاے خیر کی حضرت نے اوسکو پس پیچھے کھڑا ہوا مقداد بن عمرو اور عرض کی
اوسنے کہ یا رسول اللہ ہم آپکے ساتھ ہین جہان آپ چلین نہین کہتے ہم آپ کو جو کچھ کہا
بنی اسرائیل نے موسی پیغمبر سے اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنے جا تو اور تیرا رب
مین قتال کرو تم ہم اسجگہ بیٹھنے والے ہین بلکہ کہتے ہین ہم اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون
یعنے جا تو اور تیرا رب پس قتال کرو ہم مقاتلہ کرنے والے ہین کفار سے قسم ہے خدا کی جسنے
بھیجا تجھے حق کیساتھ ہین ہم اور جلادت یعنے مردانگی کرنے ہین تمھارے ساتھ جس جگہ جاؤ
اگرچہ برک غماد تک ہمکو لیجاؤ وہ نام ہے حبش کے شہرون سے ایک شہر کا پس حضرت نے تبسم کیا
اور دعاے خیر کی اور اوسکے بعد فرمایا اشارت کرو تم میری طرف اور مقصود خطاب
طرف انصار کے تھا اور استمزاج اور استکشاف اونکے حال کا یعنے یہ کہ انصار کس بات مین
کیا کہتے ہین اور شراح نے اس کلام کی شرح مین کہا ہے کہ انصار نے جو بیعت عقبہ کے روز
کیا تھا کہ ہم نکلتے ہین تمھاری ذمام سے ذمام جمع ہے ذمہ کی یعنے تمھارے عہد سے یہان تک کہ
پہونچو تم ہمارے شہر تک اور جب ہمارے دیار مین تم پہونچو تو ہمارے ذمے مین ہو کہ ہم
منع کرینگے کفار کو تم سے اور حمایت تمکو ہر چیز سے جن چیزون سے کہ حمایت کرتے ہین ہم اپنی
ذات کو اور اپنی اولاد اور اہل کو اسبات سے کہ وہ پاس آئی ہے کہ حمایت اونکی
حضرت کو جبھی تک ہے کہ جب تک حضرت مدینے مین ہون اور اگر کوئی دشمنی کرے تو
اوٹھے آوین اور اب جو مدینے مین نہین ہین حمایت اونکی شامل حال اوس
جناب کے نہو یہ احتمال یعنے گمان عبارت کا ہے کہ متوہم ہے یعنے وہم کیا گیا ہے اوس عبارت سے
ایسا جو مذکور ہوا اور کمال وثوق اور استکشاف حال اونکا ہے یعنے انصار کا

اور یہین تو ظاہر یہ بات ہو کہ مراد اونکی انصار کی اوس بات سے یہ تھی کہ تمھارے تشریف لانے کے بعد ہمارے دیار مین ہم البتہ تمھاری خدمت اور حمایت مین رہینگے پس کہا سعد بن معاذ نے کہ اکابر انصار سے تھا علاقہ اس کلام کا اس کلام سے ہو جو حضرت نے فرمایا اشارت کرو تم میری طرف اور مقصود اس خطاب کا انصار سے تھا سعد بن معاذ نے یہ فرمان سنکر عرض کی کہ یا رسول اللہ گویا یہ خطاب ہمارے اوپر ہی حضرت نے فرمایا ہان سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ درحق ایسا نہین بلکہ ہم ایمان لائے ہین تم سے اور تصدیق کی ہی ہمنے تمھارے تئین اور ہم شاہد ہین اوپر اس بات کے کہ جو کچھ تم لائے ہو سو خدا کے نزدیک سے ہی اور تمکو تمھاری اس بات پر ہم تصدیق کرتے ہین تصدیق یعنی سچ کہنا اور حق سمجھنا اس تصدیق پر ہمنے دیے اپنے عہد اور مواثیق تمکو اس بات پر کہ جو کچھ فرماؤ سو سنین ہم اور اطاعت اور فرمان برداری کرین ہم پس لیچلو ہمکو یا رسول اللہ جس جگہ چاہو قسم ہی اوس خدا کی جسنے تمکو بحق بھیجا ہی اگر تم چلو اور ہمکو دریا مین ڈالو تحقیق کہ ہم دریا مین گھسین اور پیچھے نرہے گا تم سے کوئی مرد ہم لوگون مین سے اور ہمکو بد نہین گذرتا اس بات سے کہ ہم روبرو ہون دشمن سے ہم صابرون سے اور صادقون سے ہین دشمن کے مقابلے مین اور شاید حق تعالے دکھاوے تمکو ہم سے دشمن کے مقابلے کے وقت ایسا کچھ جس سے روشن اور خنک ہون آنکھین تمھاری پس لیچلو تم ہمکو جس جگہ چاہو ابن سعد کے اس کلام کو حضرت سنکر مسرور ہوئے اور نشاط مین لایا اوس جناب کو یہ سخن حضرت نے فرمایا سیر کرو یعنی رفتار کرو یعنی چلو خدا کی برکت پر یعنی خدا کی برکت کی امید پر اور بشارت ہو جیو تمکو کہ فتح اور نصرت تمکو ہی بتحقیق خدا نے وعدہ کیا مجھسے ایک ان دو گروہ کا یعنی کاروان یا قریش کی قوم کا قسم ہی خدا کی گویا مین دیکھتا ہون جگہ اونکے ہلاک کی اور اونکے مارے جانے کی جگہ یہ کہکر اشارت کی حضرت نے قریش کے مارے جانے کی جگہ انس کہتا ہو کہ حضرت نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا اور فرمایا یہ فلان شخص کے مارے جانے کی جگہ ہے اور یہ فلان شخص کی اور نام لیتے تھے ایک ایک کا مارے جانے والون سے پس نہ گذرا اوس موضع سے ہاتھ اوس جناب کا یعنی جس جگہ دست مبارک رکھکر بتا دیا تھا کہ یہان فلان مارا جاوے گا اور یہان فلان بے تفاوت اوسی جگہ لاش اوس کی پڑی اور وہان ہی

وہ مارا گیا تنبیہ سید الناس سے صاحب مواہب روایت کرتا ہے کہ سید الناس نے
عیون الاثر میں کہا ہو کہ روایت کیے گئے ہین ہم طریق مسلم سے نام ہو ایک محدث کا کہ یہ قول یعنے
یہ اوپر گذرا کہ حضرتؐ سے سعد بن معاذ نے کہ وہ اکابر قریش سے تھا الخ یہ قول سعد بن معاذ سے
جو مروایت کیا گیا ہو سعد بن عبادہ سے کہ شہود میں بدر کا ذکر نہین کیا اوسکا یعنے سعد بن عبادہ کا
ابن عقبہ اور ابن اسحٰق نے بدرین مین اور ذکر کیا ہو واقدی اور مدایتی نے اور ابن کلبی نے
اوسکو بدرین مین انسے نقل ہو کہ جب قریش منزل جحفہ مین پہونچے تب جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب
بن عبد مناف نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص ایک گھوڑے پر بیٹھا ہوا چلا آتا ہو اور ایک اونٹ
ہو اوسکے ساتھ اور کہتا ہو وہ شخص کہ عتبہ اور شیبہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ اور فلان
مارے گئے اسکے بعد اوسنے ایک چھری اپنے اونٹ کے گلے پر ماری اور اونٹ کو چھوڑ دیا
کوئی خیمہ قریش کے لشکر کے خیمون سے نرہا جسپر ایک ایک بوند اوس اونٹ کے لہو سے
نہ پہونچی ہو یہ خبر ابو جہل کو پہونچی اوسنے سنکر کہا یہ دوسرا ایک پیغمبر پیدا ہوا ہو مطلب سے کہ
لوگ معلوم کرین کہ مقتول کون ہو اگر ہم پہونچے تو یعنے ہم بہت جمعیت رکھتے ہین اور اسباب
جنگ اور محمدی گروہ قلیل ہین اور بے اسباب ہم اونکو مقتول کرینگے یہ معلوم ہوگا لوگون پر کذا ذکر
روضۃ الاحباب اسجگہ سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ ملعون یعنی ابو جہل سرگروہ ملعونون کا ہمیشہ گرفتار تھا انکار
اور استہزا مین اور ہذیان مین نسبت بارگاہ نبوت اور جلد ہو کہ وہ جاننے اور دیکھے جیسا کہ اپنی
پلید زبان سے اوسنے کہا کہ جلد ہو کہ معلوم کرین کہ مقتول کون ہو کہ دونون بیٹے عفرا کے معاذ اور معوذ
اوسے یعنی ابو جہل کو مجروح کر کے خاک مذلت اور خواری پر گرا دین انکار منکر ہونا استہزا مسخرگی کرنا ہذیان
اوسے کہتے ہین جو خبط منھ سے بیہودہ بڑبڑاوے یعنے وہ ہمیشہ منکر نبوت تھا اور استہزا کرتا تھا اور بیہودہ
بڑبڑاتا تھا اور ابن مسعود سے یون ہو ان لفظون کے ساتھ کہ جلد ہو کہ عفرا کے دونون بیٹے اوس کے
بیٹے پہ بیٹھین اور سر مردار اوسکا تن ناپاک سے اوسکے جدا کرین نعوذ باللہ من شقاوۃ یعنی خدا
سے پناہ مانگتا ہون شقاوت سے روایت کرتے ہین کہ ابو سفیان نے کاروان کو محل خطر سے
پار کیا اور کسیکو قریش کے پاس بھجوایا کہ تم کاروان کی محافظت کیواسطے مکے سے نکلے
تھے اب کاروان چھٹا اور بچ کر ہوا چاہیے کہ اب تم مکے کو پھرو اور متعرض حال پیغمبر کے

نسبت ہوا اور اونھون نے عشا اور نذر بھی جو مکے مین تھے منع کرتے تھے خروج کرنے سے اور
عتبہ اور شیبہ بھی مانع تھے اور عداس نصرانی جو غلام تھا عتبہ اور شیبہ کا اور ایمان لایا تھا حضرت
سے وہ بھی کہتا تھا کہ ای وہ خداوند میرے محمد برحق رسول ہے خدا کا اوس سے لڑنے مت جاؤ اور
حریص ہونا ساتھ جوا کھیلنے کے عادت مستمرہ یعنی جاری عادت اونھون کی تھی وہ بھی نا ہی اور مانع تھی نا ہی
یعنے باز رکھنے والا کسی کام سے لیکن یہ ابوجہل خون گرفتہ مجبور تھا کہ اوس فتنے اور فساد سے ممتنع نہین ہوتا تھا
اور کہتا تھا کہ محمد کے ساتھ لڑنے سے مین باز نہ آؤنگا اور قسم ہے خدا کی نہ پھرونگا مین جبتک بدر کو نہ پہونچین
ہم تین روز تک وہان ہم رہینگے اور جشن کرینگے اور شراب پیوینگے اور راگ سنین گے اور ذوق کرینگے
یہانتک کہ ہماری عظمت اور شوکت کا آوازہ اطراف قبائل مین عرب کے منتشر ہو اور محمدی تمام اسکے
بعد ہم سے ڈرتے رہینگے بدر موسم ایک تھا عرب کے موسمون سے کہ ہر سال کو ایکبار وہان جمع ہوتے تھے
اوس لعین نے یعنے ابوجہل نے اسباب کو بزبان قال کہا اور گویا بزبان حال کہتا تھا کہ ہم نہ پھرینگے
یہانتک کہ فسق و فجور اور فساد کو کفر اور شرک کے ساتھ جمع کرینگے اور خاک مذلت پر سوئینگے اور جہنم مین
جاوینگے کہ آوازہ ہماری بدعاقبتی کا اور شقاوت حال کا آفاق عالم مین قیامت تک دائم اور باقی
رہے اور اہل عالم عبرت پکڑین یعنے ڈرین نعوذ باللہ من سوء العاقبت یعنے پناہ مانگتا ہو مین
خدا سے بدعاقبتی سے ابوسفیان اگرچہ قریش کے آنے کو مکے سے بدر کیطرف منکر تھا اور
منع کرتا تھا اون کو یہان آنے سے لیکن جب قافلے کو اونسنے مکے مین پہونچایا فی الفور
وہان سے پھرا اور اپنے تئین سپاہ قریش مین پہونچایا اور بدر کی جنگ مین کبھی زخم کھا کر
بھاگا اور بھاگتے وقت بھی کہتا تھا ہرگز زیادہ منکر اس مقام سے کوئی مقام مین نے نہین دیکھا
قسم ہے خدا کی کہ ابوجہل ہم کو نامبارک ہے پس کوچ کیا حضرت نے اوس منزل سے جسمین اترے
ہوئے تھے اور قریب بدر کے آکر نزول اجلال فرمایا اور قریش اور طرف اترے ہوئے
تھے کہ قرآن مین اوس مکان کی اس عبارت سے خبر ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وہم بالعدوۃ
القصوی عدوہ بمعنے شط وادی یعنے کنارا اور دنیا مشتق دنو سے بمعنے قریب مکے سے
اور قصوی بعید یعنی مکے سے بعید پس مسلمانون کا نزول عدوہ دنیا مین تھا اور کفار کا
نزول عدوہ قصوی مین مکے کیطرف اور جسجگہ نزول گاہ مسلمانون کا تھا وہان ایسی ریگستان

تھی کہ اونمیں سے پانوئن اور جانورون کے سم زانو تک دھنستے تھے اور پیاس نے اونھون پر غلبہ کیا
ہو اوس طرف جہان کفار اوترے ہوئے تھے وہان پانی تھا کہ کفار نے اوسے جمع کیا تھا اور کوئین متعدد
کھودے تھے اور اس طرف اہل اسلام پانی بغیر یعنے جنب اور محدث صبح کیے ہوے تھے پس وسوسہ ڈالا
درمیان اونھون کے ابلیس نے کہ تم مت گمان کرو کہ برحق ہو اور درمیان تمھارے خدا کا پیغمبر ہے اور
تم خدا کے دوست ہو دیکھو اب مشرکین تمام پانی پر غالب ہین اور تم مارے پیاس کے بجان آئے ہو اور
محدث اور جنب ہو یعنے ناپاک اور محدث حدث کیے گئے اور تمھارے اعدا منتظر ہین کہ تم پیاس سے
ناتوان ہو اور تمھارے قوی سست ہو وین اور تمھارے بین وے تحکم کرین جسطرح چاہین پس حقتعالے
نے بھیجا باران کو کہ سائل ہوا اور پر وادی کی سائل سیل سے آیا ہی پس سیراب ہوئے اہل اسلام اور وضو اور
غسل کیا اونھون نے اور اونٹونکو پانی دیا اور مشکونکو پر کیا اور زمین جو ریت تھی محکم ہو گئی اور کفار
کی طرف کی زمین جھیل اور چہلا اور دلدل ہو گئی پس شیطان کا وسوسہ اہل اسلام کے دل سے دور
ہوا اور اطمینان حاصل ہوا اور اوپر اسباب کے خبر دیتا ہے یہ قول حق سبحانہ تعالے کا وینزل علیکم من
السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان یعنے نازل ہوا اوپر تمھارے آسمان سے پانی تاکہ
پاک ہو تم سب اوس پانی سے اور دور ہو وے تم سے وسوسہ شیطان کا کہتے ہین کہ حضرت اپنے یارون
کے ساتھ بدر کے میدان مین گذرے دست مبارک اپنا زمین پر رکھتے تھے اور مواضع مارے جانے
والون اور گرنے والون کے تعین فرماتے تھے کہ یہ جگہ فلانے شخص کے مارے جانے کی ہو اور
یہ فلان شخص کی اور تمام کے تئین تعین فرماتے تھے چنانچہ ایک بالشت اوس جگہ سے تفاوت اور
تجاوز نہوا جیسا کہ ہابن بھی انصار کی تسلی مین فرمایا تھا اوس جناب نے روایت کرتے ہین کہ
سعد بن معاذ نے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکے واسطے ایک عریش تیار کرین
ہم کہ آپ اوسجگہ تشریف رکھین عریش اوس گھر کو کہتے ہین جو بستانون مین لکڑیون اور پتون سے
بناتے ہین اور اوسکی چھاؤن مین آسایش کرتے ہین اور اکثر لکڑی سے اور خرما کے پتون سے
بناتے ہین غالب یہ کہ شاید ترجمہ عریش کا منڈوا ہوا اور نہایہ مین عریش کے معنے اس لفظ سے
آئے ہین العریش کل ما یستظل بہ یعنے عریش اوسے کہتے ہین جس سے طلب سایہ کیا جاوے اور
حضرت نے اپنی مسجد کے مقدمے مین جیسا کہ بعضے روایتون مین آیا ہے فرمایا پروردگار تعالے کے

نے مجھے امر کیا ہو کہ مین ایک عریش بناؤن موسی پیغمبر کے عریش کے مانند اور مسجد شریف بھی ابتداء حال مین لکڑی سے اور خرما کے پتون سے تھی آیا ہو روایت مین کہ سعد بن معاذ انصار کی جمعیت کے ساتھ عریش کے باہر حضرتؐ کی پاسبانی اور نگہبانی کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہو کہ کہا سعد بن معاذ نے یا رسول اللہ تم عریش مین رہو اور سواری تمھاری اسجگہ مہیا رہے اور ہم جنگ مین مشغول رہین اگر خدا تعالے اہمکو دشمنونپر غلبہ دیوے فبہا اور اگر خدا نخواستہ دوسری صورت ہو تو تم اپنی سواری پر سوار ہوکر ہمارے یارون سے جو مدینے مین ہین ملحق ہو کہ دے دوستی اور اخلاص مین تمھارے ہمسے کم نہین ہین اور اگر وے جانتے کہ جنگ ہوگی تو تم سے وے جدا نہوتے اور آج نہایت اخلاص اور جانثاری بجالاتے حضرتؐ نے سعد کو دعاے خیر کی پس عریش طیار ہوا اور اب جہان کہ وہ عریش بنا تھا مسجد تیار ہوئی ہو جیسا کہ اور ایک موضع مین آثار شریف کے محال مین مسجدین بنائی گئین ہین محال بمعنے جگہ یعنے جہان جہان آثار شریف ہو وہان وہان مسجدین بنی ہین پس کفار کا لشکر پیدا ہوا حضرتؐ نے جو نہین اونکو دیکھا دعا کی اور کہا اے پروردگار یہ قوم قریش اسدم پہونچی اور چاہتی ہو کہ تجھ سے اور تیرے رسول سے لڑین خدایا مین یہ منتظر ہون نصرت کا کہ مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہو اور اسلام کا لشکر بھی نکلا کتے ہین کفار قریش نے ایک سوار اپنے لشکر والون مین سے دیکھا کہ لشکر اسلام کو اندازہ کرے کہ کتنا ہے وہ سوار گرداگرد لشکر اسلام کے پھر کر قریش سے جا کر بولا تین سو مرد کم یا زیادہ ہووینگے اور اطراف و جوانب مین کوئی نہین لیکن اے لشکر قریش دیکھا مینے بلایا کو یعنے بلاؤنکو کہ اوٹھاتے ہین منا کو یعنے موتونکو اور دیکھا مینے اونٹون کو یثرب کے کہ زہر قاتل تھا بار اونکا یعنی لڑنا اونکون کے ساتھ سبب ہلاک ہو تمھارا جب تم مارے جاؤ تب کیا احوال ہو تمھارے پس ماندون کی زندگی کا سلامتی تمھاری اس بات مین ہو کہ یہانسے پھر جاؤ ورنہ لڑو حکیم بن حزام اوسوقت اون کافرون کے درمیان تھا جب اوسنے یہ بات سُنی عتبہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابوالولید تو بزرگ ہو اور پیشوا قریش کا چاہتا ہے تو کہ ذکر خیر تیرا تیرے آخری زمانے تک رہے یا نہین عتبہ نے کہا اے حکیم کیا کیا چاہیے اوسنے کہا چاہیے کہ تو یہانسے لوگونکو پھیرا وے اور بولا کہ تو ابوالحنظلہ یعنے ابوجہل کے پاس جا اور کہہ کہ ہوسکتا ہے تجھ سے کہ تو یہانسے پھر سکے

اور لوگونکو پھیرا اوسے پس ابوجہل کے پاس گیا اور علتبہ کا پیغام پہونچایا پس ابوجہل بیدار ہوا اور بولا
علتبہ سے انتفخ سحرک یعنے پھول گیا تیرا پھیپھڑا اور یہ کنایہ ہی نامردی اور بددلی سے یعنے تو نامرد اور
بددل ہی علتبہ یہ سنکر بولا نزدیک ہی کہ معلوم ہو کہ کسکا پھیپھڑا پھولے اور ایک روایت مین
یون ہے کہ علتبہ نے ابوجہل سے کہا مجھے سرزنش کرتا ہی تو اے زرد کرنیوالے اپنی دُبُر کے
یہ بات اسواسطے اوسنے کہی کہ ابوجہل کی نشستگاہ پر برص تھا اور زعفران سے اوسے
رنگا کرتا تھا وصل جب لشکر اسلام مجتمع ہوا تب حضرت نے تسویہ صفوف کیا تسویہ یعنے کرنا
برابر کرنا صفون کا اور فرمایا جبتک مین نہ کہون دشمن پر حملہ مت کرو اور اگر وے آپ
تمھارے نزدیک آوین تو تیر باران کرو لیکن تیر صرف سے پھینکو کہ جلدی تیر خرچ ہوجاوین اس
مقام مین ایک حکایت نادر ذکر کی گئی ہی کہ جس وقت حضرت صفوف اپنے اصحاب کی
راست کرتے تھے ہاتھ مین ذکر کرتے تھے ہاتھ مین ایک لکڑی تھی اوس جناب کے سواد ابن
عزمہ کہ صحابی خوش طبع تھا اور صف سے نکلکر بڑھکر آگے کھڑا ہوا تھا تاگاہ حضرت اوسکے
نزدیک پہونچے اور اوس لکڑی سے اوسکے سینے پر مارکر فرمایا استو یا سواد یعنے برابر ہو اور سیدھا
کھڑا ہو سواد اوسنے عرض کی یا رسول اللہ ایک ضرب دردناک مجھپر ماری تمنے اور حقتعالے
نے تمکو بحق بھیجا ہی عدالت اور انصاف تمھارے ہاتھ ہی مجھے قصاص دیا جاوے حضرت نے
ردا اپنے سینہ مبارک سے دور کی اور فرمایا قصاص لے اسے سواد اوسنے فی الحال اپنا منھ
سینۂ مبارک پر اوس جناب کے ملا اور بوسہ دیا حضرت نے فرمایا کیون قصاص کیون نہ لیا
اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ میرا آخری وقت ہی اور اسی ساعت مارا جاؤنگا مین ملینے
چاہا کہ آخر عمر مین میرا بدن حضرت کے بدن مبارک تک پہونچے حضرت نے اوسے دعا سے
خیر کی پس اول جو کوئی کہ لشکر کفار سے لڑنے کے واسطے باہر آئے علتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن
ربیعہ اور ولید بن علتبہ تھے اور اونھون نے مبارز طلب کیے لشکر اسلام سے بھی تین شخص باہر
نکلے عوف اور معاذ دونون بیٹے حارث کے اور عبداللہ بن رواحہ کفار نے اونھون سے پوچھا تم
کون لوگ ہو اونھون نے کہا ہم انصار کی قوم سے ہین اونھون نے کہا ہمکو تم سے کام نہین ہے
ہم اپنے ابنائے اعمام کو چاہتے ہین اعمام جمع ہی عم کی عم یعنی چچا اور ابنا جمع ابن ابن کے معنی

بیٹا اور ایک شخص نے اون مین سے ندا کی کہ یا محمدؐ باہر نکالو ہمارے اکفا کو قوم سے یعنی ہمارے ہم کفو انکو لڑنے کے واسطے بھیجو حضرتؐ نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور حمزہ اور عبیدہ بن حارث سے کہ اوٹھو انھون سے مبارزت کرو تم پس یہ تینون تن میدان مین آئے پس کہا اونھون نے کہ تم اکفائے گرامی ہو عبیدہ اس قوم تھا اور عمر اوسکی اسی سے تجاوز کر چکی تھی پس مبارزت کی عبیدہ نے عتبہ کے ساتھ اور حمزہ نے شیبہ کے ساتھ اور ایک روایت مین بالعکس آیا ہے یعنے مبارزت کی حمزہ نے عتبہ سے اور عبیدہ نے شیبہ سے اور مبارزت کی حضرت علی رضؓ نے ولید بن عتبہ کے ساتھ پس صاحب ذوالفقار نے قتل کیا ولید کو اور حمزہ نے بھی اپنے مبارز کو اور عبیدہ اور اوس کے مبارز کے درمیان بھی ہتھیار ہوا طرفین سے پس واقع ہوئی ایک ضرب عبیدہ کے زانو مین پس میل کی حمزہ اور حضرت علی رضؓ نے عبیدہ کے مبارز کیطرف اور اعانت کی اوسکے دشمنونکے قتل پر اور اٹھا کر لائے عبیدہ کو حضرتؐ کے حضور مین حالیکہ پنڈلی سے اوسکی گودا جھڑتا تھا کہا اونسنے یا رسول اللہ مین شہید ہون حضرتؐ نے فرمایا ہان تو شہید ہے شاید پوچھنا عبیدہ کا کہ مین شہید ہون اس جہت سے تھا کہ دیر ہوئی اور بالفعل جان نہ دی اور فقہا کے بیچ ایسی صورت مین اختلاف ہے یعنے دیر ہونے مین اور فی الفور نہ مرنے مین کما ذکر فی کتب الفقہ جسوقت بدر سے پھرے اور وادی صفرا مین پایہ کہ روحا مین پہونچے وہان عبیدہ نے وفات پائی اور وہان ہی مدفون ہوا رمعوذ اور معاذ کہ دونون بھائی تھے بیٹے عفرا کے یہ دونون جنگ گاہ مین تلاش کرتے تھے ابوجہل کی اور جب اوسکے تئین اونھون نے دیکھا جزع کے مانند اپنی جگہ جست کرکے اوسکو بضرب شمشیر مار گرایا معاذ کہتا ہے کہ مینے ایک زخم مارا ابوجہل پر کہ پنڈلی اوسکی جدا ہوئی اور عکرمہ ابوجہل کے بیٹے نے مجھپر ایک ہاتھ چھوڑا کہ ہاتھ میرا شانے سے جدا ہوا چنانچہ میرے پہلو سے لٹکتا تھا ساتھ اسکے مین لڑتا تھا آخر مین بتنگ ہوا اوس اپنے ہاتھ کو مین نے اپنے پانؤن کے نیچے دبا کر اپنے پہلو سے جدا کیا بعد اسکے میرے بھائی معوذ نے ابوجہل کو ایک تلوار مار کر گرایا لیکن اوس سے ایک رمق باقی تھی روایت کرتے ہین کہ یہ دونون یعنے معوذ اور معاذ نے حضرتؐ کے حضور مین آکر ابوجہل کے مارے جانے کی خبر پہونچائی حضرتؐ نے فرمایا تم دونون مین سے کس نے اوسکو قتل کیا ہے اون

دونوں میں سے ہر ایک مدعی تھا اس بات کا کہ میں نے اوسے قتل کیا ہی حضرت نے فرمایا
تمنے اپنی تلوار دنکو پاک کیا ہی عرض کی کہ نہیں حضرت نے اُن تلواروں کو ملاحظہ کر کے فرمایا
تم دونوں نے اسے مارا سلب اوسکا یعنے اسباب ابوجہل کا معاذ لیوے روایت کرتے ہیں
کہ معاذ ساتھ اوس زخم کے عثمان بن عفان کے زمانے تک جیتا تھا اور قاضی عیاض نے روایت
کی ہی ابن وہب سے کہ معاذ حضرت کے نزدیک آیا کہ وہ ہاتھ اوسکا لٹکتا ہوا تھا اوسکی جلد سے پس
حضرت نے اپنا آب دہن مبارک اوسپر ملا پس چسپیدہ ہوا اسکے بدن سے پس جیتا رہا وہ عثمان کے
زمانے تک اور معاذ ادہی بدر کے روز شہید ہوا اور حکم حضرت کا معاذ کو ابوجہل کے سامان کے لینے
کے واسطے اس سبب سے تھا کہ پہلے اوسنے ابوجہل کو جراحت سے سست کیا اگرچہ دونوں بھائی
شریک تھے جرح میں اور فرمانا حضرت کا کلاکما قتلہ یعنے تم دونوں نے قتل کیا اوسے
ہر ایک کے دل خوش کرنے کے واسطے تھا اس حیثیت سے کہ دوسرے کو شرکت ہی اوسکے
قتل کرنے میں اور نہیں تو قتل شرعی متعلق ہی جسکے ساتھ استحقاق سلب کا اور اخراج جسد سے
امتناع ہی یہ پایا نہیں گیا مگر معاذ سے یعنے معاذ ہی کو پہونچتا ہے سامان اوسکا پیچھے شریک
ہوا اوسکا مسعود سمجھنے سے اون دونوں کی تلواروں کے نشان پیچھے پایا اوسے ابن مسعود نے اور
حال آنکہ اوسمین ایک رمق جان باقی تھی پس کاٹا اوسنے اوسکے سر کو چنانچہ احادیث صحیحہ میں
آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ کون ہی کہ جاوے ابوجہل کی خبر لاوے پس گیا ابن مسعود اور پایا اوسکو
حالیکہ مارا تھا اوسکو عفرا کے دونوں بیٹوں نے اور سرد کیا تھا اوسکو پس بیٹھا ابن مسعود اوسکے سینے
پر اور ڈاڑھی اوسکی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا ابوجہل تو ہی ہی اخزاک اللہ یا عدو اللہ یعنے خراب کیا تجھے
خدا نے اے دشمن خدا کے ابوجہل نے کہا زیادہ اوس بات سے نہیں کہ ایک مرد کو اوسکی قوم نے
مار ڈالا کاشکے مجھے کوئی دہقان مارتا اور مراد دہقان سے اوسنے انصار کو رکھا کہ وے اہل زراعت
تھے اہل سیر نے کہا ہی کہ ابوجہل کو فرعون ہذہ الامۃ کہا گیا ہے لیکن وہ ملعون فرعون سے
بدتر تھا کیونکہ فرعون جسوقت ڈوبتا تھا جانا اوسنے کہ یعنے یاد کیا اور معترف ہوا وہ اپنی بدکرداری
پر اور یہ بدبخت یعنے ابوجہل دم آخر تک ایسے حال میں کہ خوار و زار پڑا ہوا تھا
تکبر اور غرور دنیا اوسنے نہ چھوڑا لعنت اللہ علیہ پس ابن مسعود نے سر اوس کا کاٹا اور

حضرتؐ کے حضور میں لایا حضرتؐ نے فرمایا الحمد للہ الذی اخزاک اللہ یا عدو اللہ یعنے شکر ہی خدا کا خراب کیا تجھے خدا نے ای دشمن خدا کے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز دینہ یعنے شکر خدا کا کہ نصرت دی اللہ نے اپنے بندے کو اور غالب کیا اپنے دین کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا ھٰذا فرعون ہٰذا الامۃ یعنے اس گروہ کا فرعون مر گیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرتؐ سجدۂ شکر درگاہ الٰہی مین بجا لائے اس مقام سے ہی کہ بعضے فقیہ قائل ہین کہ مستحب ہے سجدۂ شکر حادث ہونے سے نعمت متجددہ کی یعنی نئی نعمت کے حاصل ہونے سے اور بلا اور مکروہ کے دفع ہونے سے سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے اور علما کے بیچ مین اختلاف ہی مشروعیت مین اوس سجدہ کے جو سجدہ خارج صلوٰۃ ہو سجدۂ تلاوت کے سوا مثل سجدۂ شکر اور سجدۂ مناجات جمہور علماے حنفیہ قائل نہین ہین اوس اثبات کے اور جو کچھ کہ اس حدیث مین آیا ہی مراد نماز کی سجدے سے رکھتے ہین اور حدیث مین بھی ایک روایت سے آیا ہی کہ دو رکعت نماز پڑھی روایت کی گئی ہے کہ جب حضرتؐ نے تراجعت لوگون کا جنگ مین مشاہدہ کیا اور کثرت کفار کی اور اپنے اصحابؓ کی قلت کو ملاحظہ فرمایا عریش مین در آمد ہوئے اور منھ طرف قبلے کے لاکر دست دعا کو بلند کرکے مشغول ہوئے سوال اور مناجات مین اپنے پروردگار سے اور عریش مین سوا ابو بکر صدیقؓ کے اور کوئی نتھا حضرتؐ حضرت حق جل وعلیٰ سے وہ فتح اور نصرت طلب کرنے لگے جسکا وعدہ کیا تھا بے نیاز نے اور کہا ای پروردگار میرے وفا کر اور عطا کر جو کچھ وعدہ کیا تو نے اپنے لطف وکرم سے مجھ سے اور کہا ای پروردگار میرے اگر ہلاک کرتا ہی اس گروہ اسلام کو عبادت نہین کیجائیگی تیری روی زمین پر اور اوس جناب نے اتنا کچھ مبالغہ اور الحاح کیا دعا مین کہ ردا دوش مبارک سے گر پڑی الحاح مین گڑگڑا نا ابو بکرؓ نے ردا اوٹھا اوس جنابؐ کی اوٹھا کر پھر دوش مبارک پر اوڑھائی اور کہا یا رسول اللہ چھوڑو الحاج اور سوال کو اور بس ہی اتنا ہی جو کچھ طلب کیا تمنے اپنے پروردگار سے نزدیک ہی کہ بے نیاز اپنے وعدے کو تم سے وفا کرے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرتؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اور ابو بکر صدیقؓ داہنی طرف حضرتؐ کے کھڑے ہوئے اور حضرتؐ نے نماز مین دعا کی کہ ای پروردگار میرے مجھکو فروگذاشت مت کر اور عطا کر مجھکو وہ کچھ جو وعدہ کیا تو نے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آیا ہے کہ کہا قتال کرتا تھا

مین بدر کے روز اور ہر بار آتا تھا مین عریش مین حضرت کے نزدیک اور دیکھتا تھا مین اون جناب کو
کہ سجدے مین وہ سیر ہو کر کہتا تھا یا حی یا قیوم برحمتک استغیث یعنی یا حی یا قیوم تیری رحمت سے استغاثہ
کرتا ہون اور آیا ہی کہ حضرت عریش مین تھے ساتھ صدیق کے یکایک نیند آ گئی اون جناب کو پس
بیدار ہوئے حضرت اور تبسم کر کے فرمایا یا ابا بکر پہونچی خدا کی نصرت اسوقت آیا جبرئیل اپنے گھوڑے
کی لگام کو تھامے ہوئے اور اسکے دانتون پر اوسکا غبار بیٹھا ہوا تھا یہ فرما کر عریش سے باہر
تشریف لائے اور لوگون کو تحریض کی اون جناب نے اوپر جنگ کے اور فرمایا قسم ہی اوس خدا
کی کہ بقا ہے ذات محمد کی ہاتھ مین جس خدا کے ہی کہ جو کوئی ان کافرون سے جنگ کرے گا واسطے
طلب ثواب کے اور رضاے حق کے واسطے پس جو کوئی مارا جاوے گا بہشت جاوے گا ان سے واسطے
اوسکے عمیر بن حمام اپنے ہاتھ مین کئی خرما رکھتا تھا اور کھا رہا تھا یہ سنکر بولا خوش خوش درمیان میرے
اور بہشت مین داخل ہونے کے واسطے نہ رہا مگر یہ کہ مارا جاؤن مین اونھون کے ہاتھ سے پس خرما کے
تئین ہاتھ سے گرا دیا اور اپنی تلوار کو کھینچکر کفار سے جنگ کرنے لگا اور شہید ہوا انتہی و منتہ الاحباب
مین مناشدت سے یعنی بڑھنے سے اور سوال اور الحاح سے حضرت کے دعا کرنے مین انتہا کی
ذکر کیا ہے لیکن شراح کو اسمین کلام ہے طویل کہ اشکال کرتے ہین کہ کس طرح روا ہو کہ اقدام
کرے یعنی سبقت کرے صدیق اوپر امر کرنے کے حضرت کے تئین اجتہاد سے اور الحاح اسنے
سے دعا اور سوال مین اور تقویت کرے اوس جناب کی رجا کے تئین اور تثبیت کرے
اوس جناب کی یقین کے تئین حال آنکہ مقام رسول کا ارفع اور اعلی ہی اور یقین اوسکا فوق سب
یقینیون کا ہی رجا کے معنی امید اور تثبیت ثابت کرنا یعنی یہ اور یہ مذکور ہوا کہ حضرت دعا اور
الحاح مین تھے اور صدیق نے کہا کہ بس ہی یا رسول اللہ تمھاری دعا مستجاب ہوئی ہو گی یہی تقویت
رجا ہے اس معنی سے کہ تم جو رجا کرتے ہو حق سے بس کرو اسقدر ہی پر کفایت کرو اور تثبیت یقین
اس معنے سے کہ یہ جو کہا کہ دعا تمھاری مستجاب ہوئی پس معلوم ہوا کہ پیغمبر جو دعا مین مبالغہ کرتے
تھے اونکو بلا تشبیہ یقین نہ تھا استجابت مین کہ میری دعا مستجاب ہے یہ دیکھی صدیق نے اوس کی
تثبیت کی یہی اشکال ہی اور جواب دیا اونھون نے یعنی اہل سیر نے کئی وجہون سے پہلی یہ
کہا ہی کہ صدیق اوس ساعت مقام رجا مین تھے اور پیغمبر مقام خوف مین اور شہود تھا

اوس جناب کہ اسباب پر کہ پروردگار تعالیٰ و تقدس جو چاہتا ہے سو کرتا ہے دوسرا اصحاب سے کہ
عبادت نہیں کیجاوے گی پروردگار کی پس یہ خوف اوس جناب کا عبادت ہے اور کمال ہے ناقص
نہیں ہے اور خطابی نے کہا ہے کہ توہم نکرے کوئی یہ کہ ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ واثق تر تھے پروردگار سے
اوس حالت میں حضرت سے بلکہ صدیق حامل اور باعث تھے حضرت کے تئین اوپر اوس شفقت کرنے
اصحاب کے اور تقویت اور تشویق کے قلوب کی تھی پس مبالغہ کیا حضرت نے توجہ کرنے میں اور دعا میں
تاکہ سکون و آرام پکڑے اصحاب اور ثبوت اور قوت قبول کریں اونکے دل کیونکہ یہ جانتے تھے
کہ دعا اور سوال اوس جناب کا مستجاب اور مقبول ہے پس کس طرح کہا اوس جناب کو صدیق نے جو کچھ
کہا اور پھر آئے یعنی بخود آئے حضرت اور معلوم کیا اوس جناب نے کہ مستجاب ہوئی دعا میری اوس
جہت سے کہ جو کچھ پایا صدیق نے اپنی ذات میں قوت اور طمانینت سے اسیواسطے تعقیب کی آپ
نے اوس بات کی اپنے قول سے سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنے نزدیک ہے کہ بھاگیں جمع کفار کی اور
اور پھیرین اونکی دبر یعنے شکست کھاوین اور پشت دکھاوین اور حضرت اوس حالت میں مقام
خوف میں تھے اور یہ اکمل حالات صلوٰۃ ہے اور جائز تھی یہ بات نزدیک اوس جناب کے کہ واقع نہو وے
فتح آج کے روز کیونکہ وعدہ اوسکا نصرت سے معین نتھا اوس واقعے میں اور اوس روز میں بلکہ
وعدہ مجمل تھا یعنے وعدے احتمال تھا کہا خطابی نے یہ ہے جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا
کہ عبادت نہیں کیا جاوے گا اب سے پیچھے اسواسطے کہ جانا اوس جناب نے کہ میں خاتم النبیین
ہوں پس اگر ہلاک ہوں میں اور جو کوئی میرے ساتھ ہیں پس مبعوث نہوگا کوئی ایسا کہ دعوت
کرے بایمان اور عبادت اور شدت اجتہاد اور مشقت اوس جناب کی دعا میں اس جہت سے کہ
دیکھا کہ مسلمان خوض کرتے ہیں غمرات موت میں اور ملائک کھڑے ہوتے ہیں قتال میں چاہا اوس
جناب نے کہ آپ بھی اجتہاد کرے جہاد میں اور جہاد دو قسم ہے اول جہاد بالسیف یعنے تلوار سے
دوسرا جہاد بدعا و سنت یہ ہے کہ امام یعنے پیشرو سواے لشکر کے ہو اور قتال کرے لشکر کے ہمراہ
پس سب جد اور اجتہاد میں تھے اور نہ چاہا حضرت نے کہ آپ راحت میں رہیں ان دونوں
سے یعنے جہاد بالسیف اور جہاد بالدعا ان دونوں سے جہاد کیا نقل کیا ہے اس
سب کے تئین صاحب مواہب لدنیہ نے فقال اس مقام میں ایک کلام ہے مناسب مقام

نے کہ سیدی احمد زروق کہ محققین سے علماء صوفیہ کے ہے اور مشاہیر مشایخ سے مغرب کے ذکر کیا اوسنے
کہ رعایت ادب مقام ربوبیت سے ایک یہ ہے کہ ساتھ اجابت کے کہ وثوق یعنے استحکام ہو صدق
وعدہ مین حضرت حق کے واجب ہے اعتقاد رکھنا اوپر اجابت کے کہ بے نیاز پر کچھ حق واجب
نہین ہے اور اعتبار اس قاعدے کا اور دونون اصل کا یعنے وثوق بصدق وعدہ اور اعتبار
اسباب کا کہ واجب نہین بے نیاز پر کچھ حق اور تطبیق یعنے مطابقت درمیان ان دونون
اصلون کے تعارض کے نزدیک واجب طریقہ ایمان ہے یقین معتبر جاننا ان دونون اصلون کا
اور قاعدے کا واجب ہے طریق ایمان سے تعارض کے نزدیک تعارض کے معنے انکی اصطلاح مین
اوسے کہتے ہین کہ اثبات اور نفی ان دونون کی دلیل موجود ہو پس اگر وعدہ اجابت کا
وقت معین مین نہو پس اشکال نہین اسمین اور بالفرض اگر وقت معین مین بھی ہوا ہو اور
اجابت اوس موعود کی یعنے وعدہ کیے گئے کی اوس وقت مین وقوع نہ پاوے اجابت کے معنے
قبول کرنا یعنے جو شخص کہ وعدہ کیا گیا ہے اوسکی اجابت اوسوقت معین مین نہو تو صدق مین
وعدے کے شک اور تردد مین نہ پڑے اس جہت سے کہ ہوسکتا ہے کہ وقوع مین آنا وعدے کا
علاقہ رکھتا ہو کسی اسباب سے اور شرط سے کہ ذات مطلق عز شانہ ہی متاثر اور مخصوص ہوا اور
بندے کو اطلاع نہ دی ہو ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء یعنے محیط نہین ہوسکتی خلائق
کسی شی کو علم سے اوسکے مگر جو کچھ چاہے حضرت حق شیخ سعدی کی یہ بیت اس مقام مین موجہ
ہے شعر محیط است علم ملک بر بسیط ٭ قیاس تو بر وے نگردد محیط ٭ اور حق تعالی پر واجب نہین ہے
کہ جو کچھ اوسکے علم مین ہے قیدیون سے اور شرطون سے بیان فرماوے اور بندیکو اوسپر اطلاع
بخشے بہت ایسا ہے کہ حکمت بالغہ ربانی اقتضا ستر اور کتمان کا کرے القا سطوت کیواسطے طرف
ربوبیت کے بندے کی نظر مین اور استیفا یعنے طلب وفا کرنا احکام عبودیت کا اوپر بندے کی
ربوبیت کے معنی رب ہونا اور سطوت بمعنی دبدبہ اور جلال اور القا ڈالنا اور کتمان بمعنی پردہ اور ستر بمعنے
ڈھانپنا اقتضا کے معنے خواہش کرنا جیسا کہ تادب کیا یعنے قبول ادب کیا ابراہیم خلیل نے کہ پہلے اپنی
قوم سے کہا ولا اخاف ما تشرکون یعنے نہین خوف کرتا مین اوس چیز کا جس چیز کا شریک کرتے ہو
تم مجکو کہنا خلیل کا جزم اور قطع کی جہت سے تھا حق کے وعدے مین عدم خوف سے

یعنے پیغمبرون کو خوف نہین ہوتا کفار سے جزم سے مراد یہان وثوق بصدق وعدۂ حضرت حق ہی اور
قطع مراد اعتقاد اسباب کا کہ واجب نہین کچھ حق حضرت حق پر اور کہنا خلیل کا ولا اخاف ما
تشرکون بہ جوب نصرت سے تھا اپنے اعداے دین پر یعنی فیروزمندی واجب ہو ادخفونکو اعداے دین پر
پس استثنا کیا خلیل نے اوس سے یعنی ولا اخاف ما تشرکون سے اور فرمایا الا ان یشاء ربی شیئا معنے
اس استثنا اور مستثنی منہ کے یہ کہ نہین ڈرتا مین اوس چیز سے جس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم مجھکو مگر یہ کہ
جو چاہے پروردگار میرا جس شی کو یہ کہنا خلیل اللہ کا سبب رجوع اور وسعت علم باری تعالی کے تھا
اور نہونا مطلع بندے کا اور احاطہ کرنا حق کا اپنے علم پر بس پیچھے کہا خلیل نے وسع ربی کل شیٔ علما
یعنے یہ کہنا واسطے رفع ہونے توہم کے عدم وثوق مین ساتھ وعدۂ صادق کے تھا کہ تحقیق کہ نظر خلیل
کی طرف اتساع علم حق تھی اتساع بمعنی وسیع ہونا یعنے یہ جو استثنا کیا مینے کہ جو وعدہ کہ غلبہ اور تسلط
نہونے مین اعدا کے پیغمبرون پر کیا گیا ہی اسمین وثوق اور یقین نہین رکھتا مین اسواسطے استثنا
نہین کیا مین نے بلکہ اس جہت سے کہ نظر میری طرف وسعت علم حق کے ہے اور قیام طرف
حق کے اور ادب جناب حق مین اس مقام سے ہی کہ جو کہا گیا کہ خوف انبیا کا اور مبشرون کا یعنے
بشارت دینے والون کا خوف حکم لاابالی سے ہی نہ یہ کہ عدم وثوق کی جہت سے ہو وعدے مین
کریم متعالی کے فافہم پس سمجھ اور ایسا ہی شعیب پیغمبر نے کہا اپنی قوم سے وما یکون لنا
ان نعود فیہا یعنے نہین ہی سزاوار ہمکو اور یہ ہرگز نہوگا کہ ہم تمھاری ملت مین جو کفر ہی عود
کرین یعنے آوین پھر فرمایا ان یشاء ربنا وسع کل شیٔ علما جیسا کہ خلیل کے احوال مین مذکور ہوا
اور یہ بھی نظر اور رجوع کرنا طرف وسعت علم باریتعالی کے جہت سے تھا کہ حضرت سید
کائنات نے بدر کے دن فرمایا اللہم ان اہلکت ہذہ العصابۃ لن تعبد علی وجہ الارض یعنی اے
پروردگار اگر ہلاک کرے گا تو اس گروہ کو ہرگز عبادت نکیا جاویگا تو زمین کے منہ پر یعنی اوپر
زمین کے کوئی عبادت نکرے گا کیونکہ ختم المرسلین اور اونکی امت اگر ہلاک ہو پھر دعوت کرنیوالا
طرف اسلام کے نرہیگا اس مقام مین ابو بکر صدیق حضرت کے نزدیک آکر کھڑے ہوئے اور بولے
خل یارسول اللہ مناشدتک ربک فان اللہ منجز لک ما وعدک یعنے خالی نہین یارسول اللہ تیری
دعا طرف چھوڑنے کو تیرے رب کی پس تحقیق اللہ تعالے خبر دینے والا ہے واسطے تیرے جو وعدہ

کیا ہی تجھکو امام ابو حامد غزالی رحمہ کہتے ہین کہ اول یعنی حال رسول کا اتم اور اکمل ہے یعنے قوی اسم
تنت کرو اور کیا یہان گنجایش توہم کی ہی یہ کہ وثوق اور یقین صدیق کا صدق وعدہ حق مین حضرت صلعم
سے بیشتر ہو جاتا بلکہ حضرت مقام تادب مین تھے اور نظر اوس جناب کی اتساع علم حق مین
تھی اور خوف تھا اوس جناب کو لا ابالیت حضرت حق جلشانہ کا اور یہ مقام اعلی اور ارفع اور اتم
ہی معرفت صفات حق مین اور ملاحظہ حقیقت مین اور نظر صدیق رضہ کی ظاہر حکم شریعت پر تھی جو کچھ
کہ حق تعالی کے وعدے مین واقع ہی ایسا ہی وعدہ کیا حق جل وعلا نے احد کے روز اور اغراب
کے روز اور حنین کے روز اور مکے کے داخل ہونے مین حضرت صلعم کے اور پوشیدہ رکھین حضرت
ستار نے شرطین اوسکی اور وارد ہونا مانند اس معنی کے یعنے اس حقیقت کے مانند انبیا کے احوال
مین واقع ہی نازل ہونا بلا کا اور جہاد مین اعدا کے ساتھ اور کبھی وہی ہی جو کہا گیا یعنے جو اول
مذکور ہوا اور بالجملہ جیسا کہ حضرت حق کے وعدہ کریم مین اتمام واجب نہین فعل حکمت مین اوسکے
ایسا ہی عدم اتمام لازم ہے اور سب اوسی بے نیاز کے پاس سے ہی اول ساتھ حکم کے اور
دوسرے کے حکم قہر سے اور دونون احکام مین قہر ہے اور مقام معرفت پر اور مقربان بارگاہ عزت
کا حال یہ ہی لا یسئل عما یفعل ولا یعترض علے ما یقول لیفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید یعنے نہین
سوال کیا جاتا ہی اوس چیز سے جو کرتا ہی حضرت حق اور نہین اعتراض کیا جاتا اوپر اوس چیز کے
جو کہتا ہی کرتا ہی اللہ تعالے جو چاہتا ہی اور حکم کرتا ہے واللہ اعلم آیا ہی روایت مین کہ جس وقت
ملتقی ہوے دونون جمع یعنے مقابل آپس مین کھڑے ہوئے لشکر اسلام اور لشکر کفار تب حضرت صلعم نے
ایک مٹھی کنکریان پتھر کی اور خاک کی پھینکی اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنے بھونڈے ہوئے
اون کے منھ پس باقی نہ رہا کوئی مشرک مگر یہ کہ آیا اون پتھرون کی کنکریون سے اور دھول سے
آنکھون مین اور ناک کے دونون سوراخون مین اون کافرون کے اور منہزم ہوئے یعنے بھاگے
پس مارا اللہ تعالی نے صناوید قریش سے یعنے قریش کے رئیسون سے اوس شخص کو جسنے مارا
اور اوسیر کیا اونھون کے اشرافون کو صاحب مواہب کہتا ہے کہ قول اللہ تعالے کا
وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنے نہین پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالی نے
پھینکا یہ آیہ حضرت کے رمی مین نازل ہوا ہی یعنے وہ جو مٹھی خاک کی کفار کے اوپر حضرت صلعم نے

پھینکی بدر کے روز یعنے بدر کی جنگ کے روز اگرچہ حنین کے روز بھی حضرتؐ نے یہ عمل کیا چنانچہ بیان اوس کا آوے گا اور تحقیق گمان کیا ہی ایک جماعت نے کہ مراد ما رمیت سے سلب فعل ہے عباد سے سلب یعنی نفی اور عباد جمع ہی عبد کی اور اسناد یعنی نسبت اوس فعل کی پروردگار تعالیٰ سے ہی اور گردانا اوس جماعت نے دلیل مذہب جبر پر اور باطل کرنے پر نسبت افعال کے طرف عباد کے یہ بات غلط ہی اوس جماعت سے قرآن کے سمجھنے مین اور اگر یون ہوتا تو فعل رمی کی تخصیص کے واسطے کوئی وجہ نہین ہی یعنے فعل رمی ہی مخصوص ہووے ابطال اسناد کے واسطے طرف بندون کے بلکہ بہت افعال ہین جس طرح ما صلیت اذ صلیت ولکن اللہ صلی یعنے نہین نماز پڑھی مین نے جسوقت نماز پڑھی مین نے لیکن اللہ نے نماز پڑھی اور جس طرح ما صمت اذ صمت ولکن اللہ صام یعنے نہین روزہ رکھا مینے جسوقت روزہ رکھا مین نے لیکن اللہ نے روزہ رکھا پس اگر مسطور کیا یعنے وافر کیا اسکے تئین تمامی افعال عباد مین اور طاعات و معاصی مین تو یہ ضلال یعنے گمراہی صریح ہی اور مخصوص کیا افعال نبی سے تو یہ بھی غلط ہے بلکہ یہ بنی ہے اوپر اسبات کے کہ معجزہ فعل نبی نہین ہے بلکہ فعل خدا ہے کہ پیغمبر کے ہاتھون سے ظاہر کیا ہی اللہ تعالیٰ نے بخلاف اور فعلون کے کہ کسب اوس کا یعنے حاصل ہونا اوس کا بندے سے ہی اور پیدا کرنا خدا سے اور معجزے مین بھی کسب کرنا بندے سے نہین ہے پس معنی آیت کے یہ ہین کہ ما رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن اللہ رمی حقیقۃ یعنے نہین پھینکا تو نے جسوقت پھینکا تو نے ازروے صورت کے یعنے ظاہری کی روسے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا ازروے حقیقت کے یعنے باطن کی روسے اور وہ بھی مراد نہین ہی کہ ما رمیت خلقا اذ رمیت کسبا یعنے نہین پھینکا تو نے ازروے پیدا کرنیکے جسوقت پھینکا تو نے ازروے کسب کے یعنی خلق کرنا فعل کا خدا سے ہی اور کسب اوس کا تجھ سے کیونکہ یہ بات بھی تمامی افعال مین جاری ہی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ مبدا رمی کا تجھ سے ہی لیکن ایصال اوس کا یعنے پہونچانا اوسکا یعنے جو چیز پھینکی گئی اوسکا پہونچانا اونکی آنکھون تک خدا سے ہی اور خلاصہ یہ کہ نظر طرف اس قول کے ہی حضرت باری عز اسمہ کی کہ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم یعنے پس نہین قتل کیا تمنے اونکو یعنے کفار کو لیکن اللہ تعالیٰ نے قتل کیا اونکو فافہم وباللہ التوفیق

پس بوجھ اور خدا سے توفیق ہی کہ تو بوجھے اور روایت کی ہی ابن اسحاق نے کہ قتال کیا عکاشہ بن
محصین اسدی نے بدر کے روز اپنی تلوار سے یہانتک کہ ٹوٹ گئی تلوار ہاتھ مین اوسکے پس آیا حضرتؐ
کے پاس حضرتؐ نے ایک لاٹھی اوسکے ہاتھ مین دی اور فرمایا قتال کر تو اس سے پس امر الٰہی سے
وہ لاٹھی اوسکے ہاتھ مین تلوار ہو گئی ایسی کہ پیٹھ اوسکی سخت اور استوار اور لوہا اوسکا سپید اور
دراز شمشیر پس قتال کیا عکاشہ نے اوس شمشیر سے یہانتک کہ فتح ہوئی مسلمانون کی اور نام رکھا
گیا اوس تلوار کا عون کر کے پس ہمیشہ تھی وہ تلوار عکاشہ کے ہاتھ مین اور شہود کرتا تھا اوس سے مشاہد کو
حضرتؐ کے ساتھ یہانتک کہ مارا گیا اور وہ تلوار اوسکے ہاتھ مین تھی وصل اعظم فضائل اور خصائص سے غزوۂ
بدر کے یہ تھا کہ حاضر ہونا ملائک کا اور قتال کرنا اونکا کفار سے اعظم یعنی بزرگتر فضائل جمع ہی فضیلت
کی یا فضل کی اور خصائص جمع خصیصہ ہی صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہی کہ بعضون نے کہا ہو کہ ملائک نے
سوائے غزوۂ بدر کے قتال نہین کیا اور غزوات مین اور دوسرے ایام مین احداد اور امداد بھی لیکن
قتال کرنا فرشتون کا مخصوص ہی اوس غزوۂ عظیم الشان سے عماد بن کثیر نے بھی اپنی تفسیر مین تصریح
کی ہی تصریح صریح کرنا یعنے ظاہر کرنا اور کہا ہی عماد نے کہ مشہور یہ ہو کہ قتال ملائک کا نتھا مگر بدر کی
جنگ مین بتن پیچھے روایت کی ہی اوسنے ابن عباس سے کہ کہا قتال نہین کیا ملائک نے مگر بدر کے
روز اور ابن مرزوق نے کہا ہی کہ قتال نہین کیا ملائک نے سوائے بدر کے روز کے مگر حاضر ہوتے
تھے قول مختار پر یعنے رائج اقوال سے بعضے علما کے نزدیک مختار کے معنے اختیار کیا گیا اور
نہایۃ البیان سے جو تفسیر قرآن مین ہی تفسیر مین اس قول حضرت حق سبحانہ کے ویوم حنین لائے ہین
یعنے بیان کیا ہی مفسرون نے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہی اسبات مین کہ حنین کے
روز قتال کیا ملائک نے یا نہین جمہور کا قول یعنے سب مفسرون کا قول یہ ہو کہ نہین کیا لیکن
رد کرتی ہی اس قول کو مسلم کی حدیث کہ مسلم نے اپنی صحیح مین روایت کی ہی سعد بن ابی
وقاص سے کہ دیکھا سعد بن ابی وقاص نے احد کے روز حضرتؐ کے یمین وشمال کیطرف دو شخصون کو
کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہین اور ایسی شکل وشمائل رکھتے ہین کہ ہرگز نہ دیکھا تھا اوس سے آگے
اور نہ بعد اوسکے یعنے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو اور قتال کرتے تھے اشد قتال اور امام نووی
نے صحیح مسلم کی شرح مین کہا ہو کہ اوس جناب کا اکرام ہے ساتھ نازل ہونے

ملائکہ کے واسطے قتال کے اور بیان یہ ہے کہ قتال ملائکہ کا مخصوص تھا بدر کے روز یعنی یہ کہ بدر ہی کے روز ملائکہ نے قتال کیا ہو اور کسی غزوے میں نہیں اور کہا نووی نے یہی صواب ہے بخلاف اوس شخص کے جسنے گمان کیا ہے اوسکو یعنے ملائکہ کے قتال کو مخصوص کیا ہے بدر ہی کے روز سے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مخصوص نہیں ہے رویت ملائکہ کی انبیا کو بلکہ دیکھتے تھے اونکو یعنے ملائکہ کو اصحاب اور اولیا کہتا ہو مؤلف اس کتاب کا کہ ثابت ہوا ہے دیکھنا عباسؓ کا جبرئیلؑ کو حضرتؐ کے نزدیک بیٹھے ہوئے بصورت انسان جبرئیلؑ نے پوچھا حضرتؐ سے کہ یہ کون ہے حضرتؐ نے کہا یہ میرا چچا ہے جبرئیلؑ نے کہا کس واسطے مجھے سلام نکیا پس پوچھا ابن عباسؓ نے اس جلسے کے گذرنے کے بعد کہ یا رسول اللہؐ یہ مرد کون تھا جو بیٹھا ہوا تھا آپکے پاس حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ اور فرمایا حضرتؐ نے ابن عباسؓ سے کہ کس واسطے سلام نکیا تمنے ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھے شرم آئی اوس مرد سے اور اوسکے جمال سے اور جلال کی ہیبت سے نعم یعنے ہاں اگر کہا جاوے کہ دیکھنا ملایک کا صورت خاص میں مخصوص ساتھ انبیا کے ہی گنجایش رکھتی ہی یہ بات اور حق یہ ہی کہ وحی مخصوص ہی نہ یہ کہ رویت ملک کی یعنے دیکھنا ملک کا مخصوص نہیں بلکہ وحی مخصوص ہی واللہ اعلم اب آیات اور احادیث جو باب قتال میں ملایک کے بدر کے روز آئی ہیں اونکو نقل کرون وقال اللہ تعالی اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین بکسر دال کہا اللہ تعالے نے جسوقت استغاثہ کیا تمنے اپنے رب سے پس استجاب کیا واسطے تمھارے تحقیق کہ میں مددگار ہون تمھارا ہزار ملائکہ سے ایک ملائکہ کہ مردفین ہیں اور مردفین بمعنے متابعین آنے والے یعنے پیچھے بعض کے اور بفتح دال اسم مفعول کے صیغے سے یعنے لائے گئے یعنے پیچھے بعض کے یعنے بھیجا اللہ تعالی نے اون فرشتونکو اس صفت سے کہ پے در پے آئے واسطے قتال کے سورۂ انفال میں ایسا ہی ہے اور سورۂ آل عمران میں اس طور سے ہے الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین یعنے آیا نہیں کفایت کرتا ہے یہ کہ مدد کرتا ہے تمکو پروردگار تمھارا تین ہزار ملائک سے ایسے ملائک کہ منزلین ہیں اور وجہ توفیق یعنے موافقت کی وجہ یہ ہے ان دونون آیتون میں کہ مراد الف سے یعنے ہزار سے وہی ہیں جو مقدمہ یعنے لشکر کے آگے یا پشت پر یا وجوہ اور اعیان سے اونکو مراد ہے اعیان بمعنے

بزرگ یا سردار یا مراد یہ ہے کہ جنہوں نے قتال کیا وے ہزار تھے لیکن اتفاق ہوا وے کے مقاتلوں میں
کذا قال البیضاوی یعنے بیضاوی نے بھی یہی کہا ہے مقاتل یعنے آپس میں قتل کرنے واسطے اور
بعضوں نے کہا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اردف یعنے پیچھے درپے کیا اللہ نے اونکو ثلثۃ آلاف کر کے
یعنے تین ہزار کر کے یعنے بھیجا یا ثلثۃ آلاف کو بعد الف کے پس کثیر عدد کا رہے قلیل کے پیچھے وہ
تین ہزار اول ایکہزار کے مدد ہوئے اور یہ بھی سورہ عمران میں ہے جو پڑھا یا حضرت نے حق جل شانہ نے

بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین یعنے معلمین
مسومین جمع ہے مسوم کی مصدر اسکا تسویم ہے بر وزن اور ہم معنی تعلیم ہے یعنے ظاہر کرنا کسی شی کے سیما اور
علامت کا اور ظاہر اس آیت کا یہ ہے کہ خمسۃ آلاف ملائکہ نہیں آئے بلکہ وعدہ کیا پروردگار تعالیٰ نے
یہ کہ اگر تم صبر کرو اور تقوی اور اگر ٹوٹ پڑیں تم پر کفار فی الفور تب مدد کریگا پروردگار تمکو پانچ ہزار
فرشتوں سے اور سوا اسکے ربیع بن انس سے آیا ہے کہ مدد کی پروردگار نے بدر کے روز ہزار فرشتوں
سے پس پیچھے وے تین ہزار ہوئے پس پیچھے پانچہزار ہو گئے اور ابو قتادہ سے روایت کرتے
ہیں کہ مدد کی اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز پانچہزار فرشتوں سے اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ امداد حق نے خمسۃ الاف کر کے وقوع پایا ہے یعنے پانچہزار فرشتے مدد کو حضرت کے آئے
ہیں بدر کے روز اور حضرت امیر المومنین علی رض سے روایت کی گئی کہ فرمایا کہ بدر کے روز
ایسی ایک ہوا چلی کہ ویسی تند ہوا ہرگز دیکھنے میں نہیں آئی تھی اور اوسکے بعد پھر ایک
ہوا چلی مانند اول کے اور پھر بھی اوسی کے مانند پس فرمایا حضرت نے کہ اول جبرئیل تھے
ہزار فرشتوں سے دوسری ہوا میں میکائیل تھے ہزار ملائک سے اور تیسری بار اسرافیل
ہزار فرشتوں سے بدستور اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا حدیث کی مجھ سے ایک مرد نے بنی
غفار سے کہ بدر کے روز میں اور میرا چچا ہم دونوں آگے نکل کے ایک پہاڑ پر کہ ملا ہوا تھا
بدر سے چڑھے اور ہم اون دنوں میں مشرکین تھے اوس جبل پر چڑھے ہوئے اس انتظار
میں تھے کہ جس فوج کی ہزیمت ہو یعنے جونسی فوج بھاگے ہم اوسکو لوٹیں اور غارت
کریں یکایک ہمنے دیکھا کہ جس پہاڑ پر ہم تھے ایک ابر ہمارے نزدیک ہوا کہ اوس میں بادل
میں گھوڑوں کی آواز آتی تھی پس سنا ہمنے اوس ابر میں سے یہ کہنا کہنے والے کا

کہ کہتا تھا کہ اقدم حیزوم حیزوم جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہی اور اقدم بروزن انصر اور اکرم بھی دونون امر کے صیغے ہین انصر ینصر اور کرم یکرم سے یعنی قدم بڑھا اے حیزوم کہتا ہی وہی شخص جو اپنے چچا کے ساتھ بہار پر تھا کہ یہ دیکھکر میرے چچا کے دل کا پردا پھٹ گیا گر پڑا اور فے الفور مر گیا اور مین بھی نزدیک تھا کہ مرون لیکن مینے سخت جانی سے اپنے تئین ضبط کیا اور روایت کی گئی ہی کہ نزول کیا جبرئیل نے پانسو فرشتون نے اور میکائیل نے پانچسو فرشتون سے آدمیون کی صورت مین ابلق گھوڑون پر کہ تن پر اونکے سپید پوشاک تھی اور سرون پر عمامے سفید کہ شملے لٹکائے ہوئے تھے اطراف اون عمامون کے یعنے پگڑیونکے اپنے شانون تک اور ابن عباسؓ نے کہا ہی کہ سیما پر ملائک کے بدر کے روز سفید عمامے تھے اور حنین مین سبز عمامے سیما یعنے پیشانی آیا ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یون آیا ہی کہ سیما ملائک کی بدر کے روز سفید صوف تھے سیما اونکے اونکے خیل کے درمیان خیل یعنے گروہ گھوڑونکا اور بعضے روایتون مین آیا ہی کہ سیما ملائک کی بدر کے روز سیاہ تھی اور حنین کے روز سرخ اور روایتون مین سفید اور سرخ اور سبز اور زرد یہ سب آیا ہی ظاہر یعنے کو ایسا تھا اور بعضے کو ویسا یعنے بعضے فرشتے سفید عمامے رکھتے تھے اور بعضے سیاہ اور بعضے زرد بعضے سرخ بعضے سبز اور ظاہر حدیث یہ ہی کہ ملائک نمودار ہوتے تھے صورت انسان مین اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ مشرکین ملائک کے گھوڑونکے صہہ کی آواز سنتے تھے یعنے ہنہنانا لیکن گھوڑے اون کے تئین نظر نہین آتے تھے اور جب کوئی مسلمان کسی کافر کے درپے جاتا کہ اوسے مارے پیش ازانکہ پہونچے دیکھتا کہ سر اوسکا کٹا ہوا زمین پر پڑا ہوا ہی اور کہا ہی اونھون نے یعنے مفسرون نے کہ واقع نہین ہوتی تھی ضرب ملائک کی مگر سرون یا بندون کا فرونکے اور یہ ہی تفسیر حق سبحانہ تعالے کے قول کی فاضربوا فوق الاعناق ای الرؤس واضربوا منھم کل بنان ای کل مفصل یعنے گویا امر فرماتا ہی حضرت حق ملائک کو پس مارو تم اوپر اعناق کے یعنے سرون پر اور مارو تم اونھونکے یعنے کافرون کے تمامی بنان پر یعنے مفاصل پر یعنے بندون پر اور بیضاوی نے کہا ہے کہ فوق الاعناق ای المذابح مذابح جمع ہی مذبح کی صیغہ ظرف ہی یعنے جاے ذبح کرنے کی یعنے بیضاوی نے فوق الاعناق کے معنے یہ لکھے ہین کہ مراد اوس سے مذابح اور رؤس جمع ہی راس کی راس یعنے سر واضربوا منھم کل بنان ای الاصابع اصابع جمع ہی اصبع کی اصبع کہتے ہین اونگلی

کو ای حرف تفسیر ہے یعنی لینے اور کشاف مین مذکور ہے کہ مراد اوس سے اطراف ہی لینی کاٹو تم اونکی گردنون کو اور اطراف کو کافرون کے اور کہا ہو اونکون نے کہ پہچانتے تھے مارے ہوے لوگ ملائک کے آثار سیاہ وسے اعناق مین اور بنان مین اور ابن عباسؓ سے آیا ہی کہ ایک شخص انصار سے ایک کافر کے اوپر جاتا تھا ناگاہ اوسنے ایک آواز کوڑے کے مار کی سنی اور ایک سوار کی آواز اوسکے کانمین پڑی کہ کہتا تھا اقدم خیزوم اوس انصاری نے دیکھا کہ وہ کافر بھاؤ اوسکے روبرو تھا پڑا ہوا ہی اور منہ اوسکا کچلا ہوا اور ناک ٹوٹی ہوئی لیس وہ انصاری حضرتؐ کے نزدیک آیا اور جو کچھ دیکھا تھا سو عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تمام تیسرے آسمان کی مدد سے ہے نقل ہی کہ جب اہل مدینہ اصحاب بدر کو بدر سے پھر آنے کے بعد تہنیت اور مبارکبادی فتح کی دینے لگے تب وے بولے اے اہل مدینہ ہمکو تہنیت کس بات کی دیتے ہو تم یہ فتح ہمارے زور اور قوت بازو سے نہتی کیونکہ ہم دیکھتے تھے کفار کو کہ آپ سے آپ اون کا سر جدا ہوتا تھا اور کسیکو ہم دیکھتے نہ تھے کہ کون تلوار اون کو مارتا تھا کفار کی بہتی اونٹ کی طرح ہاتھ پانون بندھکر گر پڑتے تھے اور ہم جاکر اونکے سرون کو تن سے جدا کرتے تھے یہ خبر حضرتؐ کی سماعت مین پہونچی فرمایا کہ یہ سب ملائک کے کام تھے اور مراد اوسکی یہ نہین ہی کہ سب کا یہی حال تھا بلکہ بعضے صحابی لڑتے تھے اور مقابلہ بھی کرتے تھے اور بعضونکا ملائک کی ضربات سے سر تن سے جدا ہوتا تھا جیساکہ معلوم ہوا اور بعضون کو ایسا ہوتا تھا یعنی اصحاب مارتے تھے روایت کرتے ہین کہ جب حضرتؐ کی فتح اور اون شقیون کے مارے جانے کی خبر مکے مین پہونچی تب ابولہب اور جتنے کفار مکے مین تھے متعجب اور متحیر ہوئے اور جسوقت ابوسفیان ابن حارث کہ ابن عم تھا حضرتؐ کا اور تب تک اسلام مین نہین آیا تھا بدر سے بھاگ کر مکے مین گیا ابولہب نے اوس سے کہا ای میرے بھائی کے بیٹے آ کہ تو تحقیق خبر رکھتا ہوگا اوسنے کہا اے چچا میرے جب ہم محمدؐ کے اصحابؓ تک پہونچے کشتہ تنگ ہوکر جگہ پر رہ گئے اور یہی ہم دیکھتے تھے کہ ہتھیار ہمارے ہمسے کھول لیتے تھے اور ہمارے ہاتھونکو ہمارے کندھون سے باندھتے تھے اور زمین و آسمان مین ہم دیکھتے تھے سفید پوش مرد ہین کہ ابلق گھوڑون پر سوار ہین اور کوئی اونسے بچ نہین کر سکتا ابورافع غلام عباسؓ کا کہتا ہی کہ اوس وقت مین نے یہ سنکر کہا واللہ کہ وے سب ملائک تھے ابولہب یہ سنکر نہایت غصے مین آیا اور ایک مکی اوسنے میرے منہ پر ماری اور مجھے

اوٹھاکر زمین پر گرایا اور میری چھاتی پر چڑھا اور لت کرنے لگا اور حال یہ کہ مین ناتوان تھا اوس سے مقاومت نہین کرسکتا تھا ام الفضل عباس کی زوجہ نے سنکر ایک ستون اوٹھاکر ابولہب کے سر پر مارا ابولہب خوار اور ذلیل گھر کے اندر گیا سات روز کے بعد قہر الٰہی سے زحمت عدسہ اوسپر نازل ہوئی یہانتک کہ مرگیا اور عرب اوس مرض کو شوم جانتے تھے ابولہب کے مرنیکے بعد اوسکے آزار کے خوف سے کوئی اوسکی لاش کے نزدیک آتا تھا تین دن تک ویساہی پڑا رہا تین روز کے بعد مزدورون سے اجرت کرکے اوسکو اوٹھواکر مکے کے باہر لے گئے اور ایک گور کھدوا کر اوسکو اوسمین ڈالا اور پاٹ دیا مواہب مین شیخ تقی الدین سبکی سے روایت کی گئی کہ کہا پوچھا گیا مین یعنے لوگون نے مجھ سے پوچھا کہ ملائک کے قتال کرنے مین ہمراہ حضرت م کے کیا حکمت تھی اسمین کہ ساتھ اسبات کے کہ صرف جبرئیل قادر ہے کہ تمامی کفار کو اپنے بازو کے ایک پر پر اوٹھالیوے اور ہلاک کردے اتنے ملائک کا قتال کرنا کفار سے اسمین کیا حکمت تھی کہتا ہی شیخ کہ جواب دیا مین نے کہ یہ اسواسطے تھا کہ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اون کے اصحابون کا ہو اور ملائک مدد اور اعانت کے واسطے تھے اور یہی عادت ہی لشکر کے مدد کی اور اسجگہ رعایت اسباب ہی کہ جاری کیا خالق نے اپنے بندون مین اور فاعل حقیقی سب کا وہی ہی تعالے لاشائۂ مؤلف کہتا ہے کہ اصل اس سوال کا عوام سے ہی کہ نظر تدبیرات الٰہی جل جلالہ پر نہین رکھتی اور نہین تو یون کیون نہ کہین کہ حاجت کیا تھی کہ حضرت جہاد اور قتال کرین حق تعالے خود قادر ہے کہ ہلاک کرے تمامی کفار کو اپنے قہر سے اور جلال سے اور آثار کفر یکبارگی محو اور نابود گردانے اپنے نور ہدایت سے اور کمال سے اور مدار ثواب اور نوال مومنون کا اور عقاب اور نکال کافرون کا اوپر اسی بات کے ہی اور اشیا یعنے سوائے انسان کہ عالم اسباب اور اوضاع سے متعلق ہین اور ضبط اور حد وحصر کے احاطے سے باہر ہین خدا علیم ہے اور حکیم ہے پھر آیا بر سر مطلب عدد بدر کے مقتولون کا کفار سے ستر تھا اور ستر اور اسیر ہوئے تھے اور مسلمانون سے چودہ شخص درجۂ شہادت کو پہونچے ۶ چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے ان آٹھون مین چھ خزرج کے قبیلے سے اور دو اوس کے قبیلے سے تھے تو ہم نکرین کہ مارا جانا مسلمانون کا فتح اور نصرت کے وعدے کا قادح ہے کیونکہ وعدہ دین کی بلندی مین اور خواری اور نگونساری مین کافرون کے ہے اور وہ یعنے وہ وعدہ ساتھ وجہ اتم کے حاصل ہو اگر

علاماتِ الٰہی شہادت کی فضیلت کے علامات گر نہیں بعض پر شامل ہوئی ہو اور حکمت یزدانی نے اقتضا اسباب کا کیا ہو
یعنی یہ کہ اتنے صحابی شہادت کے مرتبے کو پہونچین تو یہ بات فاوح مقصود کی نہین ہی جسطرح ابقا یعنے باقی
رکھنا بعضے کافرونکا اور ہلاک کرنا اور تمامی کفار کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ ڈالنا منافی اس وعدے کا
نہین آن اشقیا مین سے جو بیست تن یعنی بیست و چہار آدمیون کو اون مین سے حضرت ﷺ نے حکم کیا
کہ بدر کے کنوؤن مین ایک کنوان تھا نہایت پلید کہ جسمین نجاستین لوگ ڈالا کرتے تھے اوس مین اون
چارون کو ڈالا اور عادت اوس جناب کی یہ تھی کہ جب دشمنو نپر غالب ہوتے اور فتح کرتے تین
روز تک اوسی میدان مین مقام کرتے اسجگہ بھی تین دن تک مقام کیا تیسرے روز حکم کیا کہ راحلہ یعنے
سواری تیار ہووے پس مہیا ہوئی سواری حضرت ﷺ اوسپر سوار ہوئے اور ایک جمعیت صحابہ کی بھی
ہمراہ ہوئی دل مین اپنے یہ کہتے تھے کہ شاید حضرت ﷺ کسی کام کے واسطے سوار ہوئے ہونگے یہانتک کہ آئے
اوس کنوئین پر جسمین اون مردونکو ڈالا تھا پس ندا کی اونکو اون کے نامون سے اور کہا اے
فلان بن فلان یا فلان بن فلان اور بعضے روایتون مین صحیح آیا ہے کہ فرمایا اے عتبہ بیٹے
فلانے کے ای ابوجہل بن ہشام ای شیبہ بن ربیعہ آیا شاد کرتی ہی تمکو یہ بات کہ فرمانبرداری کرو تم
خدا کی اور خدا کے رسول کی اب جو پردہ اوٹھ گیا اور خدا کے عذاب کو تم نے دیکھا یعنے آرزو
ہو تمکو کہ کاش مسلمان ہوتے یا مراد بیان کی شادی سے غم اور اندوہ ہی استعارے
وسے ضد کی ضد کا شادی کی ضد غم اور اندوہ ہے یعنے یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اون
لوگون کو جو کنوئین مین پڑے ہوئے تھے کہ آیا شاد کرتی ہے تمکو یہ بات کہ فرمانبرداری
تم خدا کی اور خدا کے رسول کی استعارہ اس شادی کا غم سے جو ضد ہی شادی کا یعنے آیا
معلوم ہوا اس بات سے کہ تمنے خدا اور خدا کے رسول کی استعارہ ایک شادی کا مترجم کہتا ہے
لغت مین استعارے کے معنی طلب رعایت کرنا اور اصطلاح مین استعارہ اوسے کہتے ہین کہ جو لفظ معنے
حقیقی مین مستعمل ہوا ہووے اوس حقیقی معنے سے نقل کرین اور کسی جگہ بر سبیل عاریت کام مین لاوین
چنانچہ کہتے ہین تمہارا سایۂ شفقت مجھپر ہمیشہ رہے اور چنانچہ بولنے مین آتا ہی اپنا دامن عفو
میرے گناہون پر ڈھانپو حقیقت مین سایہ بعضے اجسام کو ہی اور استعمال اوسکا یعنے چھپانیکا شفقت
مین استعارہ ہی اور اسیطرح دامن حقیقت مین لباس ہی آدمی کا اور استعمال اوسکا عفو مین استعارہ

ہی یہ معنی ہین استعارے کے جسکا تعلق علم بدائع سے ہے اور مؤلف نے یون لکھا ہی مترجم کو ایسی نوعی تامل ہی شاید ایسا استعارہ بھی اون کے نزدیک جاری ہوا تھے اور فرمایا حضرت نے اون مردون کو تحقیق کہ ہمنے حق پایا جو وعدہ کہ ہمارے پروردگار نے ہمسے کیا تھا آیا تمنے بھی پایا اوسے یعنے اپنے جزا اسنے اعمال کو اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا کہ بد خویش و اقارب تھے تم ای دی کو دی کہ کنوئین مین پڑے ہو تم کہ تکذیب کی تم نے میری اور لوگون نے تصدیق کی پس عمر خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ کیا گفتگو کرتے ہین آپ اجساد سے جن مین ارواح نہین حضرت نے فرمایا کہ قسم ہی مجھکو اوس خدا کی کہ جان میری جسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ یہ کلام جو میرے کیا تم زیادہ شنوا ان مردون سے نہین ہو یہ بات جو مین کہتا ہون یہ سنتے ہین لیکن جواب نہین دیسکتے وصل جان ای عزیز کہ یہ حدیث جو مذکور ہوئی متفق علیہ صریح ہے بیچ اس حدیث کی صحت اور اثبات پر سب متفق ہین ثبوت سماع مین یعنے اون مردونکے سننے مین اور بوجھنے مین اور واقف ہونے مین اونکے جو کچھ خطاب کیا گیا اون کو اور ایسا ہی حدیث صحیح مسلم مین بھی آیا ہے کہ مردہ سنتا ہے لوگون کی جوتیون کی آہٹ کو جسوقت دفن کرنے سے اسکے پھرتے ہین اور جو کچھ زیارت کرنیمین اوس جناب کے اہل بقیع کے تئین آیا ہی کہ خطاب کیا اوس جناب نے اہل بقیع کو اور فرمایا سلام تمپر ای اہل دار مسلمانان پہونچا تمکو وہ کچھ جو کچھ وعدہ کیا گیا تھا تم سے ہم بھی انشاء اللہ تعالی آملتے ہین تم سے بقیع نام ہے ایک قبرستان کا مدینہ مین جسکو جنت البقیع بھی کہتے ہین حضرت نے اوس قبرستان کے اہل قبور سے یہ کلام کیا کیونکہ خطاب کرنا جس شخص سے کہ نہ سنے اور نہ سمجھے معقول نہین ہی اور نزدیک ہی کہ شمار کیا جاوے عبث سے یعنے خطاب کرنا میت کا عبث ہو جیسا کہ عمر خطاب نے کہا شیخ ابن ہمام نے ہدایہ کی شرح مین کہا ہی کہ اکثر مشائخ حنفیہ اوسپر بات کے ہین کہ میت نہین سنتا اور تصریح کی ہی اونھون نے کتاب الایمان مین یہ کہ اگر کوئی قسم کھاوے کہ مین بات نکرونگا فلان شخص سے پس بات کی اوس سے مرنیکے بعد پس وہ حانث نہین ہوتا کیونکہ یہ یمین یعنے قسم منعقد نہین ہوئی مگر اوس شخص پر جو حیثیت اور قابلیت سننے کی رکھتا ہو اور میت ایسا نہین ہی یعنے حانث کے معنے گنہگار بسبب خلاف قسم کھانیکے اور قسم توڑنے والا اور یمین کے معنے قسم کھانا یعنے جو شخص قسم کھاوے کہ بات نکرونگا"

اور مردے کے یہ بات کرنے تو کچھ حنث نہین ہوتا کیونکہ قسم درست ہوتی ہے اون سے جنکو سننے پر
قدرت ہو تمیت کو یہ قدرت نہین اس سبب سے قسم کھانیوالا حانث نہین ہوتا اور جواب دیا ہے
اس جماعت نے حدیث مسلم سے ایسی حدیث جو ناطق ہے اوپر سماع میت کے لوگونکی جوتیونکی آہسٹ
کو اوپر اسبات کے کہ یہ مخصوص ہے یعنے مردے کا سننا قبر مین رکھنے وقت سوال کے مقدمے
کے واسطے اور یہ تخصیص کرنا خلاف ظاہر ہے اور کوئی دلیل نہین ہے اوپر اوسکے اور ظاہر حدیث
یہ ہے کہ یہ حالت حاصل ہوتی ہے میت کو قبر مین اور زندہ کرنا میت کا سوال کے وقت مین ہے
اور یہ آگے اوس سے جلانا میت کا مقدمہ سوال کے واسطے کیا معنے رکھتا ہے اور جواب دیا ہے
حدیث مذکور سے کہ نقض ہے خلاف مذہب پر اونھون کے کبھی اوپر اسبات کے کہ مخصوص ہے
حضرتؐ پر اور معجزہ اوس جناب کا ہے جیسا فتاوی مین لائے ہین کہ فرمایا حضرت پروردگار نے
کہ زندہ کیا اللہ تعالی نے اونکون کو یعنے اون مُردونکو جو کنوین مین پڑے تھے اور حضرتؐ نے اونسے
کلام کیا اسواسطے کہ سنواوے اونکو یہ کلام پیغمبر کا واسطے زیادت توبیخ اور حسرت کے اور
ندامت کے اور پوشیدہ نرہے کہ گمان اوپر اسکے صرف احتمال اور تاویل ہے گمان نہین کر سکتے اوپر
اسکے یہانتک کہ تمام ہو دلیل استحالت سماع پر یعنے میت کا سننا جو محال ہے اسپر دلیل تمام ہوا در
پروردگار عزّوجل قادر ہے اوپر اوسکے اور ہیئت حواس کی ادراک کو یعنی دریافت کرنیکے تئین عادی ہے
یعنے حواس خمسہ جنکو شامہ سامعہ ذائقہ لامسہ وغیرہ کہتے ہین سبب ہین دریافت کرنے کے اور
عادی ہین مجبور و قلق بار تعالے کے یعنے حسب پیدائش اور بدون اوسکے یعنے بدون حواس کے بھی
حق تعالی پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ کتب مذہب مین مقرر ہوا ہے اور کبھی اوپر اسبات کے کہ یہ بات
ضرب المثل ہے یعنے کہاوت ہے حقیقت نہین ہے اور حقیقت کلام مراد نہین یہ بات پہلے جواب سے بعید تر
اور ضعیف تر ہے اور قوی ترین شبہات سے اس جماعت منکرین کی یہ بات ہے کہ جب روایت کی
گئی یہ حدیث عمر بن خطابؓ کی عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک کہا عائشہ صدیقہؓ نے یہ کس طرح
ہووے کہ رسول خدا یہ بات کہے حالانکہ حق تعالے فرماتا ہے انک لا تسمع الموتی وما انت
بمسمع من فی القبور یعنے بدرستیکہ اے محمدؐ تو سنوا نہین سکتا موئے کو اور نہین تو سنوانیوالا
اون شخصونکا جو قبر و نمین ہین کہتے ہین کہ تاویل کی عائشہ صدیقہؓ نے کہ مراد پیغمبرؐ کی

یہ ہی کہ کیسے تم جانتے ہو جو کچھ مین کہتا ہون سو حق ہی اور کہا کہ وہم ہوا عمر خطاب رضہ کو علم بولنے کی جگہ مین سمع کہا کیونکہ موتے کو انتقال کے بعد دنیا سے علم حاصل ہوتا ہی طرف حقیقت آخرت سے اور بالجملہ عائشہ رضہ نے انکار کیا موتے کی سماع کا یعنے تاویل تو کی لیکن سماع کا پھر بھی انکار کیا اور استدلال کیا اون دونون آیت قرآن سے جو مذکور ہوئین ولیکن علما نے جواب دیا ہے عائشہ صدیقہ رضہ کے قول کا اور استدلال اونکا قرآن سے قبول نہین کیا اس قول کو عائشہ صدیقہ رضہ سے اور مواہب لدنیہ مین اسمٰعیل سے نقل کی گئی ہی کہ کہا اگرچہ عائشہ صدیقہ رضہ کو فہم وذکا تھا اور کثرت روایت اور غواص علوم مین ایسی کچھ نہین کہ زیادہ اوپر اوسکے متصور نہو لیکن کوئی راہ نہین طرف رد روایت ثقہ کے مثل عمر رضہ مگر کسی نص سے کہ مانند اوسکے ہو اور دلالت کرے نسخ پر تا تخصیص یا استحسان پر اور آیت قرآنی محتمل ہی اور معنے اوس آیت کے یہ ہین کہ ای محمد تو نہین سنوا سکتا بلکہ خدائے عزوجل سنواتا ہے اور مراد موتے سے اور من فی القبور سے کفار ہین کہ مراد عدم سماع سے یعنے یہ کہ نہین سنوا سکتا تو اس سے مراد اجابت حق ہے اس دلیل سے کہ یہ دونون آیتین کفار کی دعوت مین طرف ایمان کے نازل ہوئی ہین اور عدم اجابت ہین اونکے یعنے کفار کے حق کے یعنی نہین قبول حق نہ کرنے مین کافرون کے اور یہ بھی کہا ہے کہ مراد موتے سے موتی القلوب آیا ہے اور مراد قبور سے اجساد اونھون کے اجساد مع ہی جسد کی کہ جسمین دل اونھون کے مرے ہوئے پڑے ہوئے ہین اس مقام مین سعدی کی بیت بہت موجہ ہی جیسے یون اوسکو تصرف کیا ہے ؎ دل زندہ ہرگز نہوئے ہلاک ٭ تن مردہ دل گر مرے کیا ہی باک ٭ اور تحقیق ذکر کیا ہے مواہب لدنیہ مین کہ مغازی مین محمد بن اسحٰق کے اسناد صدر سے اور مسند مین احمد بن حنبل سے بھی حسن کے اسناد سے عائشہ صدیقہ رضہ سے مثل حدیث عمر رضہ کے آیا ہی پس گویا عائشہ رضہ نے رجوع کیا انکار سے یعنے انکار کرنے سے باز آئین عائشہ صدیقہ رضہ سبب سے اوس چیز کے جو کچھ ثابت ہوا ہی نزدیک عائشہ رضہ کے صحابہ کبار رضہ کی روایت سے کیونکہ وہ رضہ حاضر نتھین اوس قضیے مین اور صحیح مسلم کی شرح مین بھی مثل اسی کے مذکور ہوا ہی اور بالجملہ اخبار اور آثار موتے کی سماع مین اور علم و شعور مین بہت ہین اور کوئی دلیل قاطع خلاف پر اوسکے ثبوت کو نہین پہونچتی اور کلام اس مقام مین شرح مشکوٰۃ مستوفی مین ذکر کیا گیا ہی واللہ اعلم اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ﷺ نے

جب فرمایا کہ مشرکونکے مردونکو کنوئین مین ڈالو تب عتبہ بن ربیعہ کو لوگون نے پکڑ کر خاک ذلت پر کھینچا
اور کنوئین مین ڈالا ابو حذیفہ اوسکے بیٹے نے جب اوسکو یعنے عتبہ کو اس حال سے دیکھا بحکم طبیعت
اوسپر گران گذرا اور مکروہ سمجھا حضرت ؐ نے حذیفہ کے منھ کیطرف نگاہ کی رنگ اوسکے چہرے کا متغیر ہوا
تھا اور اثر رونیکا اور حزن ظاہر تھا حضرت ؐ نے یہ دیکھکر فرمایا اے ابو حذیفہ گویا تیرے دل مین
تیرے باپ کی حالت دیکھنے سے تغیر کی راہ پائی ہے اوسنے عرض کی یا رسول اللہ ؐ قسم خدا کی کہ شک
اسلام مین نہین لایا ہون لیکن میرا باپ صاحب عقل تھا اور حلیم اور آداب و اخلاق خوب رکھتا
تھا امید خدا سے رکھتا تھا مین کہ یہ خصلتین اوسکو اسلام مین لا دینگی اور اب دیکھا مین نے
کہ اس سعادت سے محروم رہا اس سبب سے مین اندوہناک ہون حضرت ؐ نے اوسے دعاے خیر دی
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفات نیک اور آداب و اخلاق نیک مستقل یعنے استقلال
دینے والے اور داعی یعنے طلب کرنے والے راہ حق کے نہین ہین حصول ایمان مین یہ بات
محض ہدایت اور فضل و عطاے الٰہی سے ہے مصرع عشق موقوفست ہی ہدایت بر پند اور یہ بھی
معلوم ہوتا ہی کہ طبیعت کی کراہت جو اختیار مین نہین اعتبار نہین رکھتی اگر دل برقرار ہو
اور مرکز یقین پر ثابت ہو اور صبر و رضا و تسلیم کا مدار مقام بھی یہی حکم رکھتا ہی مدار بمعنی
جاے دور اور عمدہ فوائد حدیث یہ ہی کہ تصور کیا چاہیے کہ یقین اصحاب ؓ کا رسول خدا کی
حقانیت کیطرف کسقدر رسے مین تھا کہ ایک کے باپ کو کہ موصوف تھا ایسے وصفون سے
اس حالت سے کھینچا جاوے اور خاک ذلت پر کھینچے اور چاہ ذلت مین پڑے اور تھوڑا سا
ملال اور کراہت جو اوسکے بیٹے کی طبیعت مین راہ پاوے عتاب مین آوے اور اعتذار کرے سبحان اللہ جب
حق منکشف ہوا اور مرتبہ یقین کو پہونچا تب تمامی موانع برطرف ہوے القار لایرد او وصالہ یہی معنے
رکھتا ہی اور یہ بھی لائے ہین یعنے روایت کی ہی اوتھون نے کہ سرور عالم نے اپنے یارون سے فرمایا تھا کہ مین
جانتا ہون کہ بنی ہاشم کی جماعت کو جو مکے سے باکراہ باہر لائے ہین یعنے وے راضی نتھے اور اونکو
کفار لائے تھے کوئی تم مین سے بنی ہاشم کو خصوصاً عباس بن مطلب کو مہونچی چاہیے کہ اوسکے
قتل کرنے مین شتابی نکرے اسے ابو حذیفہ عتبہ بن ربیعہ کے بیٹے نے کہا کہ ہان اپنے باپ اور
بھائیونکو اور خویشونکو قتل کرین اور عباس کو یونہین چھوڑ دین واللہ اگر مین اوس تک پہونچا

تو شمشیر اوسپر ماردونگا اور اوسکا کام تمام کردونگا یہ بات حضرتؐ نے سنی عمر خطابؓ سے فرمایا اے ابو حفص
سنتے ہو ابو حذیفہ کیا کہتا ہی یہ اول نوبت تھی کہ حضرتؐ نے عمر خطابؓ کو اس کنیت سے پکارا عمر
خطابؓ نے عرض کی یا رسول حکم کرو کہ اوسکی گردن ماروں کہ وہ منافق ہوا ہے ابو حذیفہ کہتا ہے
کہ یہ بات جو مین بولا تھا ہمیشہ اس سے ترسان اور لرزان رہتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ
کفارت اس گناہ کی کیا ہووے گی مگر یہ کہ راہ خدا مین شہید ہوون مین پس یمامہ کے روز ابو حذیفہ
شہید ہوا راضی ہووے خدا اوس سے و صلی لیکن بدر کے اسیر جس طرح سے قتیل وہان کے ستر تن
تھے مقتول بھی مانند اوسکے ستر ہی تھے اور درمیان اسیرون کے عباس بن مطلب تھے چچا
پیغمبر خداؐ کے اور عقیل بن ابو طالب ابن عم اوس جنابؐ کے اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب
بھی ابن عم پیغمبر خداؐ کے تھے یہ سب ایمان لائے اور یہ معلوم نہوا کہ ان ستر تن سے کون سے اشخاص
ایمان لائے اور کون سے کفر پر باقی رہے واللہ اعلم اور آسامی اونھون کے یعنے وے جو اسیر ہوے
بدر کے روز اونکے نام بھی بالفعل نظر مین نہین آتے مروی ہی کہ جسوقت اسیرونکی گردن مین غل
اور پانوون مین زنجیر پہنا کر حضرتؐ کے حضور مین لائے تب حضرتؐ نے فرمایا عجب رکھا پروردگار تعالےٰ
و تقدس نے اونھون سے کہ کھینچے جاتے ہین بہشت کی طرف سلاسل اور اغلال سے یعنے یہ نہین
چاہتے ہین کہ مسلمان ہووین اور بہشت مین آوین حقتعالے اونھونکو بزور باندھکر درگاہ مین لاتا ہے
اور بہشت مین داخل کرتا ہی اور ایسا ہی حکم شرع کی تکلیفون کا کہ حضرت حق اپنے بندونکو تکلیف
کرتا ہی اور اونھون کو یعنے بندون کو مقید اوپر اوسکے یعنے شرع پر مقید کرکے درگاہ مین لاتا ہی
اور بہشت مین داخل فرماتا ہی کہتے ہین عباس ایمان لائے تھے از روے قدیم کے لیکن پوشیدہ رکھتے
تھے اسلام کے تئین اور باہر نکلے تھے مشرکونکے ہمراہ بدر کے دن اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرتؐ
نے فرمایا کہ جو کوئی آگے ہو پہنچے عباس کو چاہیے کہ اوسے نہ مارے کیونکہ وہ باہر نکلا کفار کے
ساتھ اکراہ سے یعنے اپنی خوشی سے نہین نکلا کراہیت سے نکلا ہے لیکن جب کہ عباس رضؓ
اسلام لائے بدر کے روز اور استقبال کیا عباس رضؓ نے حضرتؐ کے تئین فتح کے روز ابوا مین اور
مکے کی فتح مین حضرتؐ کے ہمراہ تھے اور ختم کی گئی اون تک ہجرت اور بعضون نے یون کہا ہی
کہ عباس ایمان لائے خیبر کی فتح کے اول اور کہتے ہین کہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ظاہر

لیا اسلام اپنا انکی فتح کے روز لیکن اسلام لانا اونکا بدر سے قبل تھا اور لکھا کرتے تھے اخبار مشرکون کے حضرت صلعم
کیطرف اور خواہش اونکی یہ تھی کہ حضرتؐ دولت حضور سے سعادت اندوز ہووین پس حضرتؐ نے اونکو
لکھا کہ تمکو تمھاری جگہ مین بالفعل رہنا مناسب ہے اور بہتر اور یہ بھی آیا ہو کہ سبب عباس کی اسلام کا یہ ہوا
کہ دس بیس اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لائے تھے کہ مشرکین کو کھانا دیوین جنگ مین وہ طلا اون سے چھینا گیا
اور داخل کیا گیا غنیمت مین پس التماس کی عباس رضؓ نے حضرت صلعم سے کہ حساب کر داوس بیس
اوقیہ طلا کو میرے فدیے مین حضرت صلعم نے قبول نکیا اور فرمایا کہ وہ طلا وہ چیز ہے کہ تم باہر
لائے تھے کفار کی اعانت کے واسطے ہمارے ساتھ لڑنے کے لیے اب وہ طلا مسلمانون کا
غنیمت ہوا اوسکو فدیہ دینے مین حساب کرنا نہین ہوسکتا عباس رضؓ نے عرض کی میرے پاس اور
کچھ نہین یارسول اللہ چاہتے ہو کہ چچا تمھارا گدائی کرے اور لوگون کے آگے ہاتھ پسارے حضرت صلعم
نے فرمایا کیا ہوا وہ سونا کہ مکے سے باہر نکلنے کے وقت اپنی زوجہ ام الفضل کو سپرد کیا تم نے
عباس رضؓ حیرت مین آکر عرض کرنے لگے تمکو کسنے اوس طلا پر اطلاع دی ہی حضرتؐ نے فرمایا
میرے پروردگار نے مجھے آگاہ کیا عباس رضؓ نے یہ سنکر کہا گواہی دیتا ہون مین کہ تم صادق ہو
کوئی اوس حال پر اطلاع نہین رکھتا تھا سوا خدا کے پس اسلام لائے عباس رضؓ اور کہا اشہد ان لا
الہ الا اللہ واشہد انک محمد رسول اللہ یعنے گواہی دیتا ہون یہ کہ تو رسول ہی خدا کا اور ان روایتون
کے انداز سے پر سابق ہونا اونکے اسلام کا مراد اوس سے اظہار اسلام ہوگی کہ پوشیدہ رکھتے
تھے واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ جس شخص نے اسیر کیا عباس رضؓ کو اوسکا نام ابوالیسر تھا اور وہ مرد
ضعیف اور کوتاہ قد تھا اور عباس رضؓ جسیم یعنے تن دار اور بلند قامت تھے کہتے ہین کہ سب اشخاص
عجب قد ابن عباس رضؓ کے شانے تک پہونچتے تھے اور ابن عباس عباس رضؓ کے مونڈھو تک اور عباس رضؓ
عبدالمطلب کے شانے تک اور عبدالمطلب نہایت مہیب اور طویل قامت تھے لوگون نے عباس رضؓ سے
پوچھا کس طرح ابوالیسر نے اسیر کیا تمکو کہ اوسکا جثہ نہایت حقیر تھا اگر تم چاہتے تو اپنی ہتھیلی پر اوسے
پھراتے عباس رضؓ نے کہا سچ ہی لیکن مین جسوقت اوسکے مقابل ہوا تو وہ میری آنکھون مین
خندمہ کے مانند معلوم ہوا خندمہ نام ہے ایک پہاڑ کا مکے کے پہاڑون سے اور ایک
روایت مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے ابوالیسر کو کہ کس طرح اسیر کیا تو نے عباس رضؓ کو اوسنے کہا کہ

اوسوقت بدر کی مجھ سے ایک ایسے مرد نے کہ نہایت ہیبت تھا اور مین نے کبھی اوسے دیکھا تھا حضرت نے
فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا کریم کہ جسنے اعانت کی تھی تجھے روایت کرتے ہین جسوقت مسلمانون نے بدر کی اسیرونکو
بند کیا شب کو عباس نالہ کرنے لگے کیونکہ اونکے پانون مین بھاری بیڑیان تھین اور اونکے رونے کی
آواز سے حضرت کو نیند نہین آتی تھی اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ کسواسطے آپ آرام کرتے نہین
حضرت نے فرمایا کہ میرے چچا عباس کے نالہ کرنیکے سبب سے انصار نے جو نہین دلالت رضا عباس کے بند
ڈھیلے کرنے مین معلوم کی فی الفور عباس کے بند کو سبک کیا اور عباس سو گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا ہوا
جو مین عباس کا نالہ نہین سنتا عرض کی یا رسول اللہ ہمنے اونکے بند کو ڈھیلا کیا یہ سنکر حضرت نے
فرمایا سب بندیونکے بند کو سبک کرو حضرت محکوم حکم الٰہی تھے فعل و ترک مین یعنے جو کرتے تھے خدا
کے حکم سے کرتے تھے اور جسے چھوڑتے تھے خدا کے حکم سے چھوڑتے تھے اور لطف اور قہر اور لین کسی
چیز کا کسی سے خواہش نفس سے نکرتے تھے اور متابعت نفس ہرگز اوس جناب کو نہ تھی اور
پھرتے تھے جسطرف پھراتی اوس جناب کو تقدیر الٰہی اور حکم الٰہی اور جان اصحاب کو جسوقت لائے
گئے اسیر حضور مین اوس جناب کے اوسوقت مشورت کی اونکی شان مین حضرت نے صدیق اکبر سے
کہ کیا کیا چاہیے اون کو مار ڈالنا یا فدیہ لینا یا چھوڑ دینا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ
باقی رکھو انھو تکو کہ خدا تعالیٰ انسے توبہ کروائے اور توفیق دیوے اور لو انھون سے فدیہ کہ قوت
پکڑین اوس سے تمھارے اصحاب حضرت نے عمر فاروق سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو عرض کی یا رسول
اللہ اونکی گردن مارو کہ یہ کافرون کے امام ہین اور پیشوای کفار ہین اور خدای عزوجل نے آپ کو
بے نیاز کیا ہی مال لینے سے اور خویش کو میرے مجھے دو اور عقیل کے تئین علی کو سونپو اور عباس کو حمزہ
کے تئین دو کہ گردن مارین ہم اونکی حضرت نے یہ سنکر رغبت کی صدیق کے قول کیطرف
اور فرمایا تحقیق کہ خدا تعالیٰ نرم کرتا ہی بعض مردون کے دلون کو یہانتک کہ مسکے سے زیادہ نرم
ہوتے ہین اور سخت کرتا ہی بعضونکے دلون کو یہانتک کہ پتھر سے زیادہ سخت ہوتے ہین اور
حال تیرا ای ابوبکر ابراہیم کے حال کی طرح ہی کہ کہا اوسنے فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی
فانک غفور الرحیم یعنے پس جسنے متابعت کی میری پس تحقیق وہ میرا ہے اور جسنے عصیان کی
مجھسے پس تحقیق کہ تو بخشنے والا ہی اور رحم کرنے والا ہی اور حال تیرا ای عمر نوح کے

حال کیطرح ہی کہ کہا رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنے اے پروردگار مت رکھ اوپر زمین کے
کافرونکو جو صاحب گھر ہین پس وحی نازل ہوئی کہ یا محمد مخیر کرو تم اپنے اصحابکو درمیان قتل اور فدا کے
یعنے قتل اختیار کرین یا فدیہ لینا اختیار کرین لیکن فدیہ اس شرط سے کہ مارے جاوین سال آئندہ مین ستر
آدمی تم مین سے اور کفار ظفر پاوین اوپر اصحاب نے اوس فدا کو اختیار کیا اور کہا اختیار کیا ہمنے فدا کے تئین اور پر
اسباب سکے کہ مارے جاوین ہم مین سے ستر تن مطابق عدد ان اسیرونکے پس ایسا ہی واقع ہوا سال آئندہ غزوہ
احد مین کہ شہید ہوئے ستر تن اہل اسلام سے کہ حمزہ بن مطلب اور مصعب بن عمیر اونمین ہین اور جسوقت اصحاب
فدیہ لینے مین مشغول ہوئے اوسوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے وما کان لنبی ان یکون لہ
اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم یعنے سزاوار نہین
کسی پیغمبر کو یہ کہ اوسکو اسیر لوگ ہوین یہانتک کہ بافراط کشش کرے اونکی اور مبالغہ کرے اونکے
قتل مین ارادہ کرتے ہو تم عرض دنیا کے تئین یعنے چاہتے ہو تم فدیہ کہ متاع حیات دنیا ہی اور خدا
چاہتا ہی آخرت کو اور اسپے دین کی اور خدا غالب ہے کہ غالب کرتا ہے اپنے دوستونکو دشمنون پر
اور حکیم دانا ہے اوپر اوسباب سکے جو کچھ لائق ہے بہر حال اور ہر وقت کبھی حکم کرتا ہی قتل
مین جسوقت شوکت کافرون کی اور کبھی تخیر کرتا ہے یعنے اختیار دیتا ہی درمیان قتل اور
فدا کے اور کبھی درمیان من اور فدا کے جسوقت غلبہ ہو مومنون کو جسجگہ فرمایا فاما منا بعد
واما فداء بعد اسکے عمر خطابؓ اندر آئے حضرتؐ کے حضور مین دیکھا کہ حضرتؐ اور صدیقؓ بیٹھے
ہوئے روتے ہین پس کہا یا رسول اللہ کسواسطے ہی یہ رونا تمھارا اور تمھارے یار کا مین بھی
رونون یا آنسو گرا ؤن اگر نہ پاؤن رونا تو رونا پاک کرون اور تکلف کرون رونا لانے مین یعنے دواعی
حاضر کرنے مین اور اوسکے سامان مین حضرتؐ نے فرمایا کہ روتا ہون مین اپنے یارون پر کہ فدا اختیار
کیا اونھون نے اور بہ تحقیق دکھایا گیا عذاب اونھون کا مجھکو یہ درخت جو سامنے ہی اس سے بھی
نزدیک تر روایت کی گئی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا اگر نازل ہوتا عذاب نجات کوئی نپاتا مگر عمر
اور سعد بن معاذ کہ وہ بھی اس تدبیر مین موافق تدبیر عمرؓ کے تھا اور کہتے ہین کہ اصحاب رضہ
نے اختیار کی یہ شق یعنے فدیہ نہایت رغبت اسلام کے واسطے واسطے اسیرونکے کہ شاید
مسلمان ہووین اور اس جہت سے کہ رغبت کری اونھون نے درجہ شہادت کی قطار مین یا اس

جہت سے کہ اپنے اقربا کی رقت اور مہربانی کے لیے یا دوسری جہت سے واللہ اعلم اور اسی مقام مین نازل
ہوا ہے یہ آیہ ولولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب الیم یعنے اگر نہوتی کتاب یعنی حکم خدا سے جو سابق ہی
یعنے ثابت ہی لوح محفوظ مین تو ہر آیئنہ پہونچتا تمکو فدیہ لینے مین عذاب بزرگ اور مراد حکم سابق سے یہ ہی
کہ مخطی یعنے خطا کرنیوالا اجتہاد مین معاقب نہین ہوتا یعنے عقاب مین نہین آتا یا وہ حکم کہ اہل بدر عذاب
نہین کیے جاوینگے یا یہ کہ کسی قوم کو خدا عذاب نکریگا جس چیز مین نہی صریح نہین کی گئی اوس سے یعنے
جسکام سے منع کیا ہی حضرت حق نے صراحتًا یا مراد اوس سے یہ کہ فدیہ جو لیا ہی تمنے تمکو حلال ہی چنانچہ فرمایا
فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا یعنے پس کھاؤ تم اوس چیز سے جو غنیمت کی ہی تمنے حلال اور طیب ہی اور
کہتے ہین کہ یہ تخییر یعنے اختیار کرنا اور فدیہ لینا حضرت صلعم کے اجتہاد سے تھا وحی سے تھا اور
حضرت صلعم کو بعضے احکام مین اجتہادات تھے چنانچہ اس حکم مین اور ماریہ کی تحریم مین اور عسل
مین کبھی خطا بھی ہوتی تھی اجتہاد مین لیکن اوس جناب صلعم کو اوس بابت کے مقرر نہین رکھتے
تھے اور آگاہ کرتے تھے خطا پر اسی طرح ہی احوال تمامی پیغمبرونکا صلوات خدا کی اونپر اور سلام
اشکال لاتے ہین اس مقام مین کہ جب مخیر ہوے اصحاب رضی قتل اور فدا مین اور اختیار کیا
اونھون نے فدا کے تئین پس عقاب اور عتاب اون پر کس جہت سے ہوا اور تخییر منافی ہی اسکا
یعنے عتاب کا کیونکہ جب تخییر ہوا عتاب کس بات کا رہا جواب دیتے ہین اس اشکال کا یہ کہ تخییر
بر سبیل امتحان تھا جسطرح حضرت صلعم کا تخییر یعنے اختیار دینا نسا کا اختیار کرنے مین دنیا کے یا آخرت
کے امتحان اسمین تھا کہ آیا اختیار کرتی ہین یہ یعنے نسا اوسکو جس چیز مین مرضی حق کی ہے اور
اسبات کے کہ رغبت اونھون کی نفس کی اور کس چیز کے ہی اور جب اختیار کیا اونھون نے اوس چیز
کو جسپر رغبت اونکے نفس کی تھی عتاب کی گئین اوپر اوس چیز کے مترجم کہتا ہی کہ اس مبہم عبارت کا
بیان یہ ہی کہ حضرت صلعم کی نساؤن سے بعض وے تھین جنھون نے مطالبہ کیا زینت اور زیور کا اور تجدد کی خواہش
آہین پس حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی خدا اور رسول خدا کو چاہے زینت دنیا کو نچاہے اور جو کوئی مال
و جمن چاہے مجھے نچاہے چنانچہ ایک بی بی نے کہا مین چاہتی ہون مال و زیور کے تئین
حضرت صلعم نے اوسے طلاق دی الی آخرہ اور توربشتی نے کہا ہی کہ استبعاد کیا گیا ہے یعنے
بعید سمجھی گئی ہی صحت اس حدیث تخییر کی یعنے یہ کہ اصحاب رضی کو اختیار دیا گیا درمیان قتل

اور فدیہ کیواسطے مخالف ہوا اوسکے یعنے اوسی صحت حدیث کے واسطے اوس چیز کو ظاہر تر نہین ہے اور
ترمذی نے بھی حکم اوسکی غرابت پر یعنے نادر ہونے پر کیا ہے یعنے تعجب کیا ہے اور طیبی نے
کہا ہی کہ حکم اوسکی غرابت پر موجب طعن نہین ہی کیونکہ غریب یعنے نادر بات کبھی صحیح بھی ہوتی ہے
مؤلف کہتا ہی کہ توفیق خدا سے ہی کہ غریب یہان بمعنی شاذ ہی اور شاذ بمعنے نادر اور اکثر جہان
ترمذی غریب کر کے کہتا ہی سو بمعنے شاذ ہی تصریح کی ہی اسبات کی صاحب جامع الاصول نے
واللہ اعلم اور روضۃ الاحباب مین شیخ ابن حجر سے شرح صحیح بخاری مین منقول ہی کہ کہا ترمذی اور
نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے باسناد صحیح کہ علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہین یہ کہ مخیر کرو تم
اپنے اصحابؓ کو اسیرون کے مار ڈالنے مین اور اونسے فدیہ لینے مین اس شرط سے کہ اہل اسلام
سال آئندہ مین اسیرون کے مانند یعنے جتنے اسیر ہین اوتنے مسلمان مارے جاوینگے اور حضرتؐ نے اصحابؓ کو
مخیر کیا اور اصحابؓ نے فدا اختیار کیا انتہی روایت کرتے ہین کہ جب اصحابؓ کا قصد فدیہ لینے پر مصمم ہوا کتنے
ایک لوگ اسیر وہین ایسے مفلس تھے کہ جنسے کچھ نفع نتھا اونکو آزاد کیا اور اونھون سے عہد کیا کہ پھر بار دیگر
مسلمانون سے لڑنے کو نہ آوین اور ایک جمعیت سے اونھین اسیرونکی جو صنعت کتابت جانتے تھے مقرر
کیا کہ ہر ایک کو اون مین سے دو دو لڑکو نکو انصار کے لکھنا سکھاوے اور جو اشخاص کہ مالدار تھے
اون مین سے ہر ایک شخص اپنے مقدور کے موافق مال دیوے اور امر کی کہ عاصم بن ثابت کو قتل کرین
عاصم بن ثابت نواد تھا عاصم بن عمر خطاب کا اور امر ہوا عقبہ بن ابی معیط شقی کے قتل کرنے پر جسنے
اونٹ کی اوجھڑی حضرتؐ کے شانون پر ڈالی تھی نماز پڑھنے مین اور واجب سزاوار تھا وہ قتل
ہونے کا اور جب فارغ ہوے حضرتؐ اس قضیے سے آخر رمضان کے اور شوال کے اول روز
زید بن حارثہ کے تئین مدینہ کو بھیجا کہ فتح کی بشارت پہونچاوے اور پہونچا وہان وہ اضحی کے
وقت فارغ ہوئے تھے لوگ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ہذا ہو الصحیح
یعنے یہی بات صحیح ہی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرتؐ رقیہ کے دفن مین آپ حاضر ہوئے
تھے اور قبر پر اونکی بیٹھکر آنکھونسے آنسو گرائے تھے واللہ اعلم **وصل** احادیث اہل بدر کی
فضیلت مین بہت واقع ہوئی ہی اونمین سے ایک حدیث یہ ہی ان اللہ قد اطلع علی اہل البدر
فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وفی روایۃ فقد وجبت لکم الجنۃ یعنے ہر آئینہ اللہ تعالے

نے تحقیق کہ اطلاع دی اور اہل بدر کے پس کہا عمل کرو تم جو کچھ چاہو یعنے یا فدیہ یا قتل اختیار کرو پس تحقیق بخشش کی میں نے واسطے تمھارے اور ایک روایت میں یون کہ پس تحقیق واجب کیا میں نے واسطے تمھارے جنت کے تئین اور اسی باب سے ہی قضیہ حاطب بن بلتعہ کی لکھنے کا جو صحیح بخاری میں مذکور ہے اور یہ بھی کہ حارثہ ایک جوان تھا کہ بدر کے روز مارا گیا اوسکی ماں نے حضرت سے آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ مجھے خبر دو کہ حارثہ کہاں ہی اگر بہشت میں ہو تو منتظر ثواب کی رہوں میں اگر دوسری کسی جگہ ہے تو رونون میں اوسپر اور دیکھو کہ کیا کچھ روتی ہون حضرت نے فرمایا کہ آیا روتی ہے اور گمان کرتی ہے تو کہ وہ ایک بہشت میں ہی وہ بہت سی بہشتون میں ہی اور وہ جنت فردوس میں ہے اور ثبوت کو پہونچی ہے یہ بات کہ ایک روز جبرئیل نے آکر حضرت سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کسطرح شمار کرتے ہو تم درمیان اپنی اہل بدر کو حضرت نے فرمایا کہ مسلمانون سے افضل گنتے ہیں ہم اونکو کما قال جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ہم بھی اون فرشتونکو اور فرشتون سے افضل جانتے ہیں جو غزوہ بدر میں حاضر ہوئے تھے کہتے ہیں فتح کرکے پھرنے کے بعد حضرت وادی صفرا میں آئے اور غنیمت کو تقسیم کیا اور ایک تلوار جسکا نام ذوالفقار ہے غنیمت میں سے غزوہ بدر کے خاص اپنے واسطے اختیار کی پس بخشی اوس جناب نے وہ تلوار علی مرتضیٰ رضہ کو غزوہ خندق میں ذوالفقار اوس تلوار کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ پیٹھ پر اوس کی پیٹھ کی ہڈی کے مانند فقرے مصنوع تھے یعنے صنعت کی ہوئی تھی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت قریش پر غالب ہوے بدر کے روز اوسی روز اہل روم اہل فارس پر غالب ہوے اور یہ بات موجب شادمانی اور باعث ازدیاد فرح ہوئی واسطے مسلمانون کے جیساکہ گذرا بیان اسکا نقل ہی کہ ابوسفیان اموی بدر سے پھرنیکے بعد قریش کو منع کرتا تھا اظہار مصیبت سے اور گریہ وزاری سے کہ موجب شماتت اعدا ہو ساتھ اسکے کہ ایک بیٹا اوسکا حنظلہ نام مارا گیا تھا اور دوسرا بیٹا عمر نام اسیر ہوا تھا اور قسم کھائی تھی اوسنے کہ جب تک پیغمبر خدا سے جنگ نہ کرے اور بدلا نہ لیوے تب تک عورتونکی مصاحبت نکرے اور اونکی ملاعبت یعنے کھیلنے سے پرہیز کرے اور ہندہ اوسکی جورو نے بھی قسم کھائی تھی کیونکہ باپ اوسکا عتبہ اور حنظلہ بیٹا اوس کا مارا گیا تھا اور سر گروہ مشرکونکا احد کے روز ابوسفیان تھا نقل ہے کہ جب حضرت بدر سے مدینے کی طرف پھرے تب اعیان

یعنے بڑے لوگ مدینہ کے عذر کی جہت سے جو تخلف کرکے مدینہ مین رہ گئے تھے سو وے سب رو جا مین جو مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے آکر شرف استقبال مین مشرف ہوے اور بہت سے عذر بیان کیے تمام عذر اونکے قبول ہوے کیونکہ نکلنا سرور عالم کا قتال کے لیے متعین نتھا بلکہ منظور تھا تاراج کرنا کاروان کا اور یکایک قتال واقع ہوا لہذا مروی ہی کعب بن مالک سے کہ کہا تخلف نہین کیا مینے رسول خدا سے کسی غزوے مین سوا غزوہ تبوک کے سوا اسکے کہ تخلف کیا مینے غزوہ بدر مین اور عتاب نہین کیا گیا کسی ایک پر اوس تخلف سے کیونکہ باہر نہین نکلے حضرت مدینہ سے مگر قریش کے کاروان کے ارادہ سے یہانتک کہ یکایک جمع کیا یعنے ملایا درمیان اوس جناب کے اور دشمنون کے بغیر میعاد انتہی باوجود اسکے بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا ابن عباس نے لایستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنے برابر نہین ہوسکتے اہل اسلام سے وہ اشخاص جو بیٹھ رہے بدر سے یعنے بدر کو نہین گئے اور جو خارج ہوے بدر کیطرف یعنے جو بدر کو گیے یہ دونون گروہ آپسمین برابر نہین ہوسکتے اس مقام مین ایک نادر حکایت ہی عوام الناس مین مشہور ہی کہ بدر کے پہاڑونمین سے ایک موضع ہی کہ سنی جاتی ہی اوس موضع سے آواز نقارے کی آواز کے مانند کہ شاہان وقت کے نزدیک یہ علامت فتح و نصرت ہی کہتے ہین کہ یہ آواز ایک آیت ہی یعنے ایک نشانی کہ حقتعالے لائے علامت فتح اور نصرت مومنین کی اوس وادی مین جہان فتح مبین یعنی فتح ظاہر اور نصر عزیز واقع ہوئی تھی وہان یہ نشانی رکھی ہی اور بعضے عالمون سے سُنا ہی کہ اوس جگہ ایک ہوا پیدا ہوتی ہی کہ مانند اس آواز کے یعنے نقارے کی آواز کے مانند اوسجگہ سے حادث ہوتی ہی خدا بہتر جانے اور صاحب مواہب نے از بسکہ تعطش اور ولع یعنے آرزو اور حرص آثار نبوی سے رکھتا ہی اوپر اوسکے اعتنا اور اعتماد کرکے اوسکا ذکر کیا ہی اور کہا ہے بسا کہ مین سُنا کرتا تھا بہت سے صاحبون سے کہ جب وے حجاج اوس موضع سے گذرتے ہین اوس آواز کو سُنتے ہین اور بسا کہ مین منکر ہوتا تھا اوسکا یعنے اوس آواز کا اور کبھی تاویل کرتا تھا کہ شاید زمین اوس موضع کی سخت ہی دواب کے سُم یعنے گھوڑونکے گدھونکے گاے بیل وغیرہ یعنے دواب ہی بسا اور بس معنی بہت اعتماد بھروسا اعتنا پروا التعطش پیاس اوس سخت زمین پر دواب کی ٹاپین پڑنے سے آواز پیدا ہوتی ہوگی حجاج مجھسے بولتے تھے کہ زمین وہان کی نرم ریگستان ہی

اور اکثر جو وہان چلتے ہین اونٹ آواز نہین آتی اونکے پاؤن کی سخت زمین پر چہ جائے کہ ریت ہو اور
کہتا ہی صاحب مواہب جب منت رکھی مجھپر پروردگار نے پہونچانے مین اوس مکان کے نیچے اوترا مین
اپنی سواری سے اور پیادہ چلنے لگا اور ہاتھ مین میرے ایک لاٹھی تھی لمبی سعدان کے درخت کی
جسکو ام غیلان کہتے ہین اور تحقیق کہ فراموش ہوئی تھی مجھے وہ خبر جو سُنی تھی مین نے حجاج سے
اور راہ چلتا تھا مین دوپہردن کے وقت مزدورون کے جھوکرونسے ایک نے مجھے کہا آیا سُنتے ہو تم
نقارے کی آواز کو جو ہین مین نے یہ کلام سُنا میرے اندام پر لرزا پڑا اور یاد آئی مجھے وہ حکایت جو
لوگون سے مینے سُنی تھی اور اوسوقت آسمانکے جوف مین جوف یعنی بیٹ آواز تھی پس سُنا مین نے
نقارے کی صدا کو اور مدہوش ہوا اوس چیز سے کہ عارض ہوئی مجھپر فرحت اور ہیبت اور اوس چیز
سے جسکا خدا دانا ہی پس شک کیا مینے اور کہا کہ شاید ہوا بند ہو گئی تھی اس لکڑی مین جو میرے ہاتھ
مین ہی اور نہ پائی آواز وہ مینے اوس لاٹھی سے اور حالانکہ مین حریص ہون طلب تحقیق مین
اس آیت عظیمہ کے یعنے بزرگ نشانی پس پھینک دی ہاتھ سے مینے وہ لاٹھی اور بیٹھ گیا
پھر حیرت سے اور دہشت سے اوٹھا پس سُنا مینے نقاری کی آواز کو ایسی آواز کہ محقق یعنے
تحقیق کی ہوئی کہ شک نہین کرسکتا مین کہ یہ آواز طبل کی یعنے نقارے ہی کی ہے اور یہ یمن
کہ نواح سے تھا اور مین جاتا تھا کیطرف پس اوترا مین بدر مین اور سنتا تھا مین تمام روز بار بار اوس
آواز کو اور بہ تحقیق خبر دیا گیا مین یعنے مجھے لوگون نے خبر دی کہ یہ آواز ہر کوئی نہین سُنتا یعنے
کے کان مین یہ آواز نہین آتی انتہے مؤلف کہتا ہی کہ جب مین اوس مکان مین پہونچا جو بدر
کی زیارت کے واسطے کہ وہ مقام فتح ونصرت مومنو نکا ہے نکلا دیکھا تو عجائب مقام فتح کا وسیع
اور لطیف ہی اور منور کہ دیکھنے سے اوسکے یعنے اوس بدر کے میدان کے دیکھنے سے معرکہ یعنے
جنگ اور حضور سید انام اور صحابہ کرام کا نصرت پایا ہوا یاد آتا تھا اور متخیل یعنے خیال کیا ہوا
ہوتا تھا اور قصد تھا دل کو اس موضع کے دیکھنے کا اور اس آواز کے سننے کا جو مشہور ہوئی ہی
اوس وادی کے رہنے والون کی ایک جماعت سے جو کھڑی ہوئی تھی حقیقت حال کو مین نے پوچھا
اونھون نے کہا نعم ذلک شئی قد یکون وقد لا یکون یعنے ہان وہ ایک شئی ہے کبھی ہوتی ہی اور کبھی نہین
ہوتی ایسا بچار ہو کر اونھون سے کہا کہ باعث طلب اور شناخت مجھے تو ہی ہوا اور خدا دانا

تر ہو جب میں مکے میں آیا وہاں کے عالموں سے اور مشائخوں سے یہ پوچھا اونھوں نے بھی اوسی طور سے کہا جو اوپر مذکور ہوا واللہ اعلم اور ایک حرف مضحک یعنے ہنسی کا اور بھی نادر ہی کہ نہ کہہ سکے فقیر جب طالب تفحص مین منزل اور مقام حضرت ؐ کے جو بدر مین تھے اون لبشار تو نکے حکم سے جو مدینہ کی تاریخ مین مرقوم ہو ڈھونڈھتا تھا ناگاہ ایک اعرابی جاہل وہان کھڑا اور بار بار یہی کہتا تھا ہذا مقام ابو جہل اور کبھی کہتا ہذا مقام محمد اور ہذا مقام ابو جہل جب اوسنے بہت کہا تب مینے کہا رحمت اللہ علیہ و لعنت اللہ علیہ یعنے رحمت خدا کی اوپر اوس مکان کے اور لعنت خدا کی اوپر اوسکے پس وہ عرب بحکم جاہلیت جو بیٹھا ہوا تھا بولا لا لا کان قریشیاً یعنے نہین نہین وہ قریشی تھا تمام ہوا ذکر غزوہ بدر کا جو دوسرے سال مین ہجرت سے واقع ہوا اور دوسرے سال کے وقائع سے سریہ عمیر بن عدی بن خرشہ خطمی کا ہے کہ بھیجا اوسکو یعنے عمیر کو حضرت ؐ نے عصماء بنت مروان یہودیہ پر زوجہ یزید بن زید خطمی یہودی کے قتل کرے اوسکو اور وہ ملعونہ یعنے عصماء بنت مروان بہایت بیحیا تھی یہود کی عورتون کے مشاہیرون سے اور سلیط زبان کہ ہمیشہ نام رکھتی تھی اسلام اور اہل اسلام کو اور ہجو کرتی اور ایذا دیتی تھی رسول خدا ؐ کو پس عمیر بموجب فرمان رات کے وقت عصماء کے گھر گیا اور گھر اوسکا مدینہ کے باہر تھا اور دو لڑکے اوسکے گرد سے تھے ایک کو اُن دونون سے شیر دیتی تھی عمیر نے اوس شیرخوار کو اوس سے جدا کیا اور شمشیر کو اوسکی چھاتی پر رکھا اور زور کیا کہ پُشت سے اوسکی پار ہوگئی وہ تو جہنم کو سدھاری اور عمیر اوسی رات کے وقت وہان سے پھرا اور صبح کی اوسنے حضرت ؐ کے ساتھ اور جب حضرت ؐ نے اوسے دیکھا فرمایا کہ مار ڈالا تو نے مروان کی دختر کو اوسنے کہا ہان فرمایا الا ینتطح فیہا عنزان یہ کلام اوّل کلام تھا جو پیغمبر خدا ؐ سے سُنا گیا کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب والا کہتا ہی کہ عمیر بن عدی اعمی تھا یعنے اندھا تھا اور معارج النبوت والا کہتا ہی کہ عمیر بن عدی اعمی تھا قدماء اسلام سے اور خلوص نیت اور صفاء عقیدت سے محبت الٰہی مین اور دوستی رسالت پناہی مین مشہور تھا اور نذر کی تھی اوسنے کہ اگر حقتعالے اپنے حبیب کو مدینہ مین بسلامت پھیر لاوے تو اوس ملعونہ کو یعنے عصماء بنت مروان کو قتل کرونگا اور عمیر بے بصری کے سبب سے یعنے اندھے پنے کی جہت سے اوس سفر مین یعنی بدر کے سفر مین موکب ہمایون سے رہگیا تھا جب

حضرت اپنے مقر یعنے جاے قرار مین پہونچے عمیر مطابق اپنی نذر کے اوسی رات ایک قائد کے ہمراہ
قائد کے معنی آگے کھینچنے والا اوس ملعونہ کے گھر کیطرف متوجہ ہوا اور اوسکے گھر مین در آمد کی اور جس
لمس اوسے پایا جس دیکھنا اور حرکت کرنا اور لمس چھونا اور ملنا یعنے اوسے ٹٹول کر پایا اسطور سے کہ
ایک لڑکا اوسکی پستان سے دودھ پی رہا تھا اوس لڑکے کو اوس سے جدا کر کے اوسے رستہ
عدم کا بتایا عمیر نے اس خوف سے کہ ایسا نہو اس کام مین یعنے اوسکے مار ڈالنے مین معصیت
یعنے گناہ ہو حضرت سے سوال کیا یا رسول اللہ اس کام سے مجھپر کچھ واجب ہوتا ہے حضرت نے
فرمایا لا ینتطح فیہا عنزان اور یہ مثل اوّل اوس جناب سے سنی گئی بعد اوسکے فرمایا اذا احببتم
ان تنظروا الی رجل نصر اللہ و رسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر ابن عدی یعنے اگر چاہتے ہو تم اور
عزیز رکھتے ہو اس بات کو کہ دیکھو اوس شخص کو جسنے نصرت کی خدا اور رسول کی غائبانہ مین یعنے
مخفی تو دیکھو عمیر بن عدی کے تئین تب عمر ابن خطاب نے کہا دیکھو اس اندھے کو کہ کیسا
سعی کی طاعت خدا مین حضرت نے فرمایا لا تقل الاعمیٰ لکنہ البصیر یعنے مت کہو اعمی لیکن وہ
بصیر ہے انتہی پوشیدہ نرہے کہ سیاق اور سیاق عبارت سے مدارج النبوت سے معلوم ہوتا ہی
سیاق سابق ہونا ساق چلانا چنانچہ کہتے ہین سوق کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ عمیر بن عدی نے
اس فعل کے تئین یعنے اوس شاہ کے قتل کو اپنی طرف سے حسبۃ للہ بے فرمانے حضرت کے کیا تھا
لہذا یعنے اسواسطے مدارج والے نے عنوان مین بھی نہین کہا اس لفظ کو کہ سریہ عمیر بن عدی کا جیسا کہ
روضۃ الاحباب مین کہا ہی واللہ اعلم صفے سریہ کے جو ٹکڑی فوج کی لشکر سے آگے نکلے اور پیغمبر بنفس
نفیس اوسمین موجود نہوا اوسکو سریہ کہتے ہین یہ معنی ہین سریہ کے اور دکر در مکرر گذرے معنی اوسکے
عنوان کے معنے نامہ اور نشان اور سرنامہ اور اسی سال مین غزوہ قرقرۃ الکدر کا واقع ہوا قرقرۃ نام ہی
ٹکسار مطمئنہ کی زمین کا اور کدر طائر کی قسم سے ہی ایک طائر کہ جسکے رنگ مین تیرگی ہوتی ہے اور
سبب اس غزوے کا یہ تھا کہ حضرت کی سمع مبارک مین یہ بات پہونچی کہ ایک جمعیت بنی سلیم اور
غطفان کے قبیلے سے اوسجگہ یعنے قرقرۃ الکدر مین مجتمع ہوئی ہے پس حضرت مہاجرین اور انصار
کی ایک جمعیت کو ہمراہ لیکر اونکی طرف متوجہ ہوے اور ایک لوا یعنے علم کو آراستہ کر کے حضرت علی
کو سونپا اور مدینہ مین سباع بن عرفطہ کے تئین خلیفہ گردانا اور بعضون نے یون کہا ہے کہ

ابن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور جب اوس موضع مین یعنی قرقرة الکدر مین پہونچے کسی شخص کو کفار سے نہ پایا ایک جماعت کو اپنے یارون سے اعدا کی جانب بھیجا کہ احتیاط کرین اور آپ تمامی اصحاب کے ساتھ وادی کے اندر روانہ ہوے ایک شبانون کو یعنی چرواہونکو دیکھا کہ اونٹ چراتے مین مشغول ہین اور درمیان اونکے ایک غلام تھا یسار نام حضرت نے اوس سے پوچھا کہ بنی سلیم اور غطفان کہان ہین اوسنے عرض کی کہ وے جہان پانی دیکھتے ہین وہان منزل اور مقام کرتے ہین اب معلوم نہین کہ کہان ہین وے پس فرمایا کہ اونھونکے اونٹون کے تئین مدینہ کیطرف ہانکو کہتے ہین کہ پانچسو اونٹ تھے اور اصحاب دوسو اونمین سے خمس نکال لینے کے بعد اونٹونکو اصحاب پر تقسیم کی ہر ایک شخص کو دو دو اونٹ حصے مین پہونچے اور معارج النبوت مین یون ہی کہ بعضون نے اس سے زیادہ کہا ہے یعنے دو دو اونٹ سے زیادہ اور اوپر اس روایت کے یعنی اس روایت کے اندازے پر پایہ کہ اعداد اصحاب کے دوسو سے کم ہونگے یا عدد اونٹون کے پانچسو سے زیادہ ہونگے خدا جانے اور یسار یعنے وہ غلام جسکا نام یسار تھا چرواہے تھے اونٹونمین تھا اور حضرت نے اوس سے کفار کا احوال پوچھا تھا سو وہ غلام حضرت کے سہم مین یعنے حصے مین آیا اور حضرت نے اوسے آزاد کیا اور یسار مشہور ہوا ایسون سے حضرت رسول کے سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نماز صبح ادا فرماتے تھے کہ یسار کو ملاحظہ کیا کہ لوگونکے ساتھ نماز مین ہے حضرت اوسکی اصابت سے خوش ہوے اور اوسے آزاد کیا اور مدت اقامت یعنی رہنے کی مدت اوس جناب کی اوس موضع مین یعنے قرقرة الکدر مین تین روز تھے اور بعضون نے کہا ہی دس روز اور تمامی مدت اس سفر کی یعنے جب سے خروج ہوا مدینے سے اوس روز سے پہونچنے تک پندرہ روز تھے بعضے اہل سیر نے اوسکو یعنے اس غزوے کو غزوہ سویق کے بعد ذکر کیا ہی اور بعضون نے تیسرے سال کے وقائع مین اسکو محسوب رکھا ہی اور مواہب مین غزوۂ قرقرة کے بعد سریہ سالم بن عمیر کا لکھا ہے اور کہا ہی کہ حضرت نے سالم بن عمیر کو بھیجا ابی عفکہ یہودی کیطرف اور وہ یعنے ابی عفکہ پیر کہنہ سال تھا کہ عمر اوسکی ایکسو بیس برس تک پہونچی تھی اور وہ بدبخت ایسا شقی تھا کہ لوگون کو تحریض کرتا یعنے رغبت دیتا اوپر اس بات کے کہ رسول خدا سے منحرف ہوجاوین اور اوسی مضمون کے اشعار کہا کرتا تھا پس سالم بن عمیر گیا اوسکی طرف اور اپنی تلوار کو اوسنے اوسکے

کلیجے پر رکھکر زور کیا کہ اوس تلوار نے اوسکے جگر مین گھسکر اوسکے میدان جگر کو خس و خاشاک کے کینہ اور شقاوت کی زرفت دور و کی پس صبح پینے آواز کی دشمن خدا نے اور جان مالک جہنم کو سونپی۔ روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مین اس سریہ کا مذکور نہین کیا بعد اسکے غزوہ قینقاع کا واقع ہوا قینقاع ایک بطن ہے مدینہ کے یہودون سے کہ صاحب شجاعت اور صابر ہوتے تھے اور یہ غزوہ شوال کی پندرھوین کو تھا اور بیسوین مہینے کی شروع مین ہجرت سے بدر کے واقعے کے بعد واقع ہوا اور کفار ہجرت کے بعد ساتھ سرور عالم کے تین قسم سے تھے ایک قسم ایسی تھی کہ مصالحہ کیا تھا اونھون نے حضرت سے کہ محاربہ یعنے جنگ نکرین اور اوس جناب کے دشمنونکی یاری اور مددگاری نکرین اگر دشمن ہجوم لاوے تو مدد اور نصرت حضرت کی کرین تین گروہ یہودیون سے اسطور سے تھے بنو قریظہ اور بنو النضیر اور بنو قینقاع اور ایک قوم ایسی تھی جنھون نے محاربہ یعنے جنگ کی حضرت سے اور قیام کیا اونھون نے مقام عداوت مین جیسا کہ قریش اور اہل موالات اونھونکے اور ایک یون تھے کہ نہ دوست تھے نہ دشمن عرب کے طائفون کی طرح کہ منتظر تھے کہ دیکھا چاہیے آخر کار کیا انجام ہوا اور مآل کار کیا ہوا اور معاملہ حضرت کا اپنی قوم کے ساتھ کس بات پر قرار پکڑے بعضونکو اس قوم کے یعنے اس گروہ ثالث کے تئین مضمر باطن اونھونکا یعنے دل مین جو کچھ اونکے پوشیدہ تھا سو یہ بات تھی کہ ظہور اور غلبہ اوس جناب کا چاہتے تھے اور بعضے اوس گروہ ثالث سے برعکس اوسکے تھے یعنے اونکا مضمر باطن ظہور و غلبہ اعدا کا تھا اور بعضے اونھون نے اظہار دوستی و موافقت کرتے تھے اور باطن مین دشمن اور مخالف تھے اور منافق لوگ تھے کہ باطن اونکا موافق ظاہر کے نتھا اور دل ساتھ زبان کے ایک نہین اور اول جنھون نے نقض عہد یعنے توڑنا عہد کا کیا سو وے بنو قینقاع تھے پس محاربہ کیا حضرت نے اونسے شوال کے مہینے مین بدر کے واقعے کے ایک مہینے بعد مروی ہے کہ جب حضرت نے غزوہ بدر سے مراجعت کی یعنی پھرے یہودیون نے جو بنی قینقاع کے قبیلے سے تھے حسد اور بغاوت اور عناد کو ظاہر کیا اور کہنے لگے کہ محمد نے ان لوگون سے جنگ کیا جو محاربہ جانتے ہی نتھے اگر ہمسے لڑے تو معلوم کرے کہ ہم کیسے لڑتے ہین اور اوس سے کہتے ہین کہ سبب اونکی عہد شکنی کا یہ تھا کہ ایک عورت اہل اسلام سے ایک سنار کی دوکان پر بیٹھی ہوئی تھی ایک یہودی نے اوسکے پیچھے سے آکر اوسکی تہمد کو پیچھے سے اوٹھاکر اوسکی پیٹھ کی جانب گرہ دی اور مواہب مین اس فعل کو اوس سنار سے اسناد کیا ہے یعنے سنار نے

گرہ دی تھی یہودی نے نہین اور جسوقت وہ عورت اوٹھی تب اوسکا ستر ظاہر ہوا اور اوسے دیکھکر لوگ ہنسنے تب وہ رونے لگی اور فریاد کرنے ایک شخص مسلمانون سے وہان کھڑا ہوا تھا تلوار کھینچکر اوسنے اوس یہودی کو یا اوس سُنار کو قتل کیا پس قوم یہود نے جمع ہو کر اوس مسلمانکو مار ڈالا جب حضرتؐ نے خبر سنی تب اوتھونکی قوم کو جمع کیا اور فرمایا پرہیز کرو اور ڈرو تم اے رہط یہود خدا ئے عز و جل سے کہ جو کچھ قریش کو پہونچا خدا کے غضب سے تمپر بھی وہی پہونچیگا اوتھون نے یہ سُنکر ایسا ہی حرف نا معقول جواب مین اوس جنابؐ کے روبرو کہا پس معلوم ہوا حضرتؐ کو کہ یہ لوگ نقض عہد یعنے عہد توڑنے کے مقام مین ہین پس جبرئیلؑ نازل ہوے اور یہ آیہ لائے واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین یعنے اگر ڈرے تو اے محمدؐ اوس قوم سے از روے خیانت کے یعنے یہ کہ وے عہد توڑتے ہین پس ڈال تو اونھون کیطرف عہد اونھون کا علی سواء یعنے راہ عدل اور راستی پر اور تابی نکرنا جنگ پر یہانتک کہ خیانت تیری جانب سے نہو تحقیق کہ خدا نہین چاہتا خیانت کرنے والونکو پس حضرتؐ نے جنگ کا تہیہ کیا اور مدینہ مین ابو لبابہ کو خلیفہ گردانا اور ایک سفید علم مرتب فرمایا اور حمزہ کو دیا اور اونھون کی طرف یعنی بنو قینقاع کی جانب متوجہ ہوے اور محاصرہ کیا اونکو پندرہ روز تک پس اللہ تعالے نے اونھون کے دلون مین رعب ڈالا اور تنگ آئے اپنے اپنے حصارون سے نیچے آئے اور راضی ہوے اس بات پر کہ اموال اونھون کا غنیمت ہو اہل اسلام کا اور ذریت یعنے بال بچے اونھونکے اون کو رہین حضرتؐ نے حکم کیا کہ اون کی مشکین باندہین اور چاہا کہ حکم کرین اونکے قتل کرنے پر عبد اللہ بن ابی سلول کہ مشہور منافق تھا اوسنے درخواست اونھونکی کی کہ حضرتؐ نے اعراض کیا یعنے قبول نفرمایا اوسنے سوال و بیحیائی اور بے ادبی حد سے گذرانی اور اوس جنابؐ کو الحاح یعنے گڑگڑانے سے اونکی تخلیص مین یعنے چھوڑانے مین تنگ کیا پس اوس جنابؐ نے اوسپر اور اوس قوم پر لعنت کرکے خون سے اونکے درگذر سے اور حکم جلاء وطن کا یعنے دیس نکالنے کا کیا ابن سلول نے اسبات مین بھی الحاح بہتسی کی لیکن قبول نہوئی اوس کی الحاح اور وہی یعنے وہی بنو قینقاع عبادہ بن صامت سے بھی حلف یعنے قسم آپس مین رکھتے تھے سو وہ بھی یعنے عبادہ بن صامت نبی خدا اور رسول کے حکم سے اونھون کی قسم سے بیزار ہوا اور اون کو اونھون کی منازل سے یعنے گھرون سے نکالا پس لاچار ہوے وہی یعنے بنی قینقاع کے گروہ

سے اور جات یمن اور جات شام کی آراضی سے ہے آراضی جمع ارض کی بمعنے زمین اور تھوڑی ہی مدت مین وے ہلاک ہوئے اور اموال اور اسلحہ اون کا غنیمت مین آیا اہل اسلام کے اموال جمع مال ہے اسلحہ بمعنی ہتھیار حضرتؐ نے اونمین سے خاص اپنے واسطے تین کمان اور تین تلوار اور تین برچھے اختیار کیے اور ایک زرہ محمد بن مسلمہ کو اور ایک سعد بن معاذ کو بخشی کہتے ہین اونھون مین تین سو زرہ پوش تھے اور حکم کیا اوس جنابؐ نے کہ خمس اوس اموال کا جدا کرین روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ یہ پہلی خمس تھی کہ حضرتؐ کے حکم سے جدا کی گئی جب غزوۂ قینقاع سے حضرتؐ نے مراجعت کی نماز عید قربانی ادا کی اور ساتھ اصحابؓ کے قربانی کی اور اسی سال مین امیہ بن صلت ایک شاعر تھا کہ ابھی جاہلیت تھا اور ہوائے تدین وتالہ سر مین رکھتا تھا یعنے خواہش دین جاری کرنے کی اور خدا پرستی کرنے کی رکھتا تھا اور قدیم کتابین پڑھا ہوا تھا اور نصارے کے دین مین آیا ہوا تھا اور بت پرستی سے اوسنے اعراض یعنے سر پھرایا تھا اور منتظر نور ظہور نبوت کا تھا اور فضیلتین اپنی ذات مین دیکھکر خواہش نبوت اور رسالت کی سر مین رکھتا تھا جب اوسنے خبر حضرتؐ کے ظہور نبوت کی سنی حسد سے اور سابقہ شقاوت ازلی سے گرفتار نکال کفران کا ہوا سابقہ اور سابق

ایک معنے ہین اور شقاوت بمعنے بدبختی ازل بمعنے اول اور قاموس مین الازل لیس لہ الابتداء یعنے ازل اوس ابتدا کو کہتے ہین جسکو اور دوسری ابتدا نہو نکال بمعنے خرابی کفران اور کفر کے ایک ہی معنی ہین کہتے ہین کہ اشعار اوسکے متضمن علم اور حکمت کے تھے حضرتؐ نے اوسکے شعرون کو سنکر اوسکے حق مین فرمایا امن لسانہ وکفر قلبہ یعنے زبان اوسکی مومن ہے اور دل اوسکا کافر اور ایک روایت یون آئی ہے کہ فرمایا امن شعرہ وکفر قلبہ یعنے ایمان لائے اشعار اوسکے اور کافر ہے دل اوسکا اوسکے بعد ذالحج کے مہینے مین پانچ شب کے بعد غزوہ سویق واقع ہوا اور محمد بن اسحق نے کہا ہے کہ صفر کے مہینے مین یہ غزوہ واقع ہوا اور سبب اس غزوے کا یہ تھا کہ ابوسفیان نے غزوۂ بدر کے بعد قسم کھائی کہ مساس نکرے عورتون کو اور اوہان نکرے جب تک انتقام نہ کھینچے محمدؐ کے اصحابؓ سے مساس کے معنے ملنا اور اوہان تیل ملنا پس باہر نکلا ابوسفیان دونسو سوار سے قریش مکے اور ایک روایت ہے یہ کہ چالیس سوارون سے یہانتک کہ عریض تک پہونچا عریض نام ہے ایک ناحیہ کا مدینے سے تین میل کے فاصلے

پر پس جلایا ایک نخل کو اور مار ڈالا ایک مرد کو انصار سے پس گمان کیا ابوسفیان نے کہ ادا کی اوس نے
سوگند اپنی اور کھینچا انتقام یعنے بدلا محمدؐ کے اصحابؓ سے لیا اور مکے کی طرف پھر الیس باہر نکلے حضرتؐ
دو سو سوار سے مہاجرین اور انصار سے اور ابوسفیان اور اوسکے ہمراہیون نے راہ مین ڈالا سویق
کے تئین اونکے وادی سے تھا بوجہ کی تخفیف کرنے کے واسطے اور بھاگ گئے اور لیا مسلمانون نے
سویق کو اسیواسطے اس غزوے کو غزوۂ سویق کہتے ہین اور لاحق نہین ہوسے یعنے اون کبسگوڑون
سے نہین ملے پس رجوع کی یعنے پھرے طرف مدینے کے اور غیبت اوس جنابؐ کی اس سفر
مین پانچ روز تک تھی اور بعضون نے اہل سیر سے ذکر غزوہ سویق کا سنہ ثلثہ مین کیا ہے
یعنے تیسرے سال مین یہ غزوہ واقع ہوا ہے اور اسی سال کے ذالحج کے مہینے مین عثمان
بن مظعون نے فوات کی اور شوال کے مہینے مین ولادت پائی عبداللہ بن زبیر نے

ذکر تیسرے سال کے وقائع کا ہجرت سے اس سال مین غطفان کا غزوہ واقع ہوا
اور اس غزوے کو غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہین اور حاکم نے اس غزوے کا نام انمار رکھا ہے اور یہ
ناحیہ نجد مین ہے ربیع الاول کی بارہ شب کے بعد اور سبب اس غزوے کا یہ تھا کہ خبر پہونچی کہ
ایک جمعیت بہا نسے بنی ثعلبہ کی اور محارب سے ذی امر کی موضع مین جو نجد کے مواضع سے ہے
جمع ہوسے کہ مدینہ کے حوالی کو یعنے اطراف کو غارت کرین یعنے لوٹین جمع کیا تھا اونھون کو
دعثور بن حارث محاربی نے اور خطیب بغدادی نے کہ نام اوسکا غورث اور مرد جنگ آور اور
بہادر تھا ایں بلایا حضرتؐ نے مسلمانون کو اور باہر نکلے ساڑھے چار سو سوار سے اور مدینہ مین
عثمان بن عفان کو خلیفہ گردانا جب حضرتؐ اونکے مواضع مین پہونچے تب وسے بھاگ گئے اور
پہاڑون پہ پناہ لے گئے پس پایا مسلمانون نے ایک مرد کو بنی ثعلبہ سے اور حضور مین لائے حضرتؐ کے
پس حضرتؐ نے اوسے دعوت کی طرف اسلام کے اور وہ مسلمان ہوا الیس مصاحب کیا اوس
جنابؐ نے اوسکو بلال کے ساتھ اور جنگ واقع نہوا اتفاقاً مینہ برسا اور اصحابؓ اور حضرتؐ کے
ملبوس تر ہوسے بعد اوسکے حضرتؐ نے پوشاک اپنی ایک درخت پر لٹکائی کہ خشک ہو اور آپ نے
اوس درخت کے نیچے استراحت یعنے آرام کیا اور گروہ اعدا کے جو پہاڑ پر آسرا لیگئے تھے ایک
درخت کی ڈالی پر سے پہاڑ کے اوپر سے دیکھ رہے تھے دعثور سے اونھون نے کہا کہ اسوقت محمدؐ

اکیلا درخت کے نیچے تکیہ کیے ہوئے ہے اور اصحاب اوس سے دور ہین ہو سکتا ہی تجھ سے کہ تو
اوسپر ہاتھ پاوے یعنے غالب ہووے دعثور نے اپنی تلوار اوٹھائی اور حضرتؐ کی نزدیک آکر کھڑا
ہوا اور بولا کون ہی آج ایسا جو تجھکو بچا لیوے مجھ سے حضرتؐ نے فرمایا خدا نگہبان ہی میرا پس جبرئیلؑ
پیدا ہوے اور ایک ہاتھ سینے پر دعثور کے ایسا مارا کہ دعثور کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور حضرتؐ
نے اوسکی تلوار اوٹھالی اور فرمایا کون ہی جو تجھکو بچاوے مجھ سے اوسنے کہا کوئی نہین وانا اشہد
ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے تمھارے ہاتھ سے مجھ کو کوئی نہین
بچا سکتا ہی اور مین شہادت دیتا ہون کہ سوای خداے عزوجل کے کوئی خدا نہین ہی اور یہ کہ تو رسول
برحق ہی خدا کا حضرتؐ نے اوسکی تلوار اوسکو پھیر دی اور وہ اپنی قوم کیطرف پھرا اونھون نے کہا
کیا ہوا تجھکو کہ تو تلوار کھینچکے اوسکے سر پر گیا اور کچھ نکر سکا یہ بولا یعنے ایک مرد سپید بلند بالا دیکھا
کہ اوسنے ایک ہاتھ میری چھاتی پر ایسا مارا کہ مین زمین پر چارون شانے چت گرا پس دعوت کی
اوسنے اپنی قوم کو طرف اسلام کے اور نازل ہوا یہ آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمت اللہ
علیکم اذہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم یعنے ای وے گروہ جو ایمان لائے یاد کرو تم اوس
نعمت کو اللہ کی جو تمپر ارزانی رکھی جس وقت ہمت کی یعنے قصد کیا قوم نے یعنے غورث
اور اوسکے تابعین نے یہ کہ کشادہ کرین طرف تمھارے اپنے ہاتھونکو قتل اور ہلاک کے واسطے
پس حق تعالے نے باز رکھے ہاتھ اونکے تم سے پس سرور عالم مدینہ کو پھرے اور مدت اس
سفر کی گیارہ روز تک تھی اور صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے اس لفظ سے کہ کہتے ہین کہ یہ ماجرا
غزوۂ ذات الرقاع مین تھا انتہی کہتا ہون مین اور توفیق چاہتا ہون مین خدا سے کہ ذات الرقاع کے
غزوے مین اور صلوٰۃ خوف حدیث مین صحیح بخاری مین یون آیا ہے کہ حضرتؐ ایک درخت کے
نیچے آرام کرتے تھے اپنی شمشیر کو اوس درخت سے لٹکا کر پس ایک اعرابی آیا اور وہ تلوار لیکر
حضرتؐ کے نزدیک آکر تلوار کھینچکر کھڑا ہوا اور بولا من یمنعک منی یعنے اب کون شخص ہی یہان
ایسا جو منع کرے تجھکو یعنے بچاوے تجھکو مجھ سے حضرتؐ نے فرمایا خدا شمشیر اوس کے
ہاتھ سے چھینکر اوسے آگے سے ہانک دیا اور اس مقام کے درمیان صحیح بخاری مین ذکر
اوسکے اسلام لانے کا نہین ہے مگر یہ کہ قسطلانی نے واقدی سے روایت کی ہی کہ کہا اوسنے

کہ اسلام لا کر اوس اعرابی نے رجوع کی اپنی قوم کیطرف اور راہ راست پائی سبب سے اوسکے قوم عظیم نے یہ تمام کلام انشاء اللہ تعالی غزوہ ذات الرقاع مین آویگا اور وقایع سنہ ثالثہ سے ہجرت سے کے ایک یہ ہو قصہ کعب بن اشرف یہودی کا قتل ہونے کا کہ ربیع الاول کے مہینے کی چودھوین شب کو ہجرت سے واقع ہوا اور اسکو مواہب مین محمد بن مسلمہ کا سریہ نام رکھا ہی اور بیان اوسکا یہ ہے کہ ابن کعب بن اشرف ایک شاعر تھا کہ دائم رسول خدا اور مسلمانون کی ہجو مین مشغول رہتا اور ایذا اونکو دیتا اور کفار قریش کے تئین حضرت کے محاربے پر تحریص کرتا یعنے رغبت دلاتا کہ لڑین اوس جناب سے کفار قریش اور جسوقت بدر کی فتح کی خبر اوسے پہونچی اور سُنا کہ صنادید قریش یعنے سرداران قریش مارے گیے بہت ملول ہوا اور قریش کی ماتم پرسی کے واسطے مکے مین گیا اور بدر کے مارے گئے ہوؤن پر بہت رویا اور مرثیے کہے اور ضمن مین اوس کے یعنے اوسی رونے پیٹنے کے اور مرثیہ گوئی کے ضمن مین اوسنے تحریص کی کفار کے تئین حضرت کی جنگ پر اور حضرت جب مدینے مین تشریف لائے تب اہل مدینہ کو اختلاط پایا اختلاط بمعنے آمیزش یعنے کفار کے ساتھ پس چاہی اوس جناب نے استصلاح اونکی استصلاح بمعنی طلب صلاح کرنا اور یہود اور مشرکون کو دیکھا کہ ایذا دیتے ہین مسلمانونکو ایذاے سخت پس امر کیا طرف صبر کے اور جسوقت اس ملعون کے قبیح حال پر یعنے اوسی شاعر کافر کی قباحت پر اطلاع پائی تب دعا کی کہ یا پروردگار کفایت کر تو مجھے ابن اشرف کی شر کے تئین اوپر اوس بات کے جو کچھ چاہتا ہی تو اور جیسا کچھ چاہتا ہے تو پس مامور ہوے حضرت خدا کے نزدیک سے اوسکے اہلاک پر اور قتل پر پس حکم کیا اوس جناب نے سعد بن معاذ کو کہ بھیجو ایک گروہ کو اوس ملعون پر کہ جا کر اوسے قتل کرین اور ایک روایت مین یون آیا ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ کون ہو تم مین سے ایسا کہ کفایت کرے ہم سے ابن اشرف کے شر کے تئین کہ آشکارا کرتا ہی ہماری عداوت کو اور ہجو کرتا ہے ہماری اور مسلمانون کی اور تحریص کرتا ہی یعنے رغبت دلاتا ہی اور جمع کرتا ہی مشرکون کو ہمارے قتال پر اور اوس بات پر اطلاع دی ہی مجھے میرے پروردگار نے اور امر کیا ہی اوسکے قتل کا پس پڑھا حضرت نے مسلمانون کے آگے اس آیت کو الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین

امنوا سبیلا اولٓئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا سرسے پر آیت جو الم ہی لفظ الم ہے
اور الف استفہامیہ یعنی آیا نہین دیکھا تونے اون لوگونکی طرف کہ دیا ہی اونکو نصیب یعنے حصہ
مراد توریت سے جہان اوتی نصیبا من الکتاب آیا ہے یومنون یعنے گرویدہ ہوتے ہین وے
مسلمانون کی عداوت کے لیے ان دونون بتونکے دین کے یعنے جبت اور طاغوت کے گرویدہ ہوتے
ہین کہتے ہین کفار قریش جبت جادو ہی اور طاغوت شیطان اور وہی متابعت اون دونونکی کرتے تھے
اور محققون کے نزدیک جبت نفس امارہ ہی اور طاغوت ارزوئین اوسکی یعنی نفس امارہ کی ویقولون
الذین کفروا ہولآء اہدی من الذین آمنوا سبیلاً یعنے کہتے ہین وے یعنے وہی یہود کافرون کے
حق مین یہ بات کہ ہمارے اجتہاد کی رو سے یہ گروہ قریش زیادہ ہادی ہین یعنے راہنما ہین زیادہ اون
لوگون سے جو ایمان لائے ہین راہ کی جہت سے یعنے پیغمبر اور اصحاب سے مراد اولٓئک الذین
وے لوگ اون لوگون سے ہین یعنے جو یہ کہتے ہین لعنھم اللہ لعن کے معنے بیزار ہونا اور دور کرنا
یعنے وے لوگ وے ہین جنکو دور کیا ہے خواری سے حق تعالے نے اپنی رحمت سے ومن یلعن
اللہ یعنے اور جسکو دور کرے اور بیزار ہوئے خدا اوس سے فلن تجد لہ نصیرا نہ پاوے تو
واسطے اوسکے کوئی یار اور یاور کہ بچاوے اوس عذاب سے اور ایک روایت مین یون
آیا ہے کہ حضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو فرمایا کہ سعد بن معاذ سے بھی اسباب مین مشورت کرو
یعنے اوسی شاعر کافر کے قتل مین اور چار صحابیون نے بھی اتفاق کیا ابو نایلہ نے جسکا نام
ملکان بن سلامہ تھا اور کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے کہ اوسکے رضاع اور ندیم سے
تھا جاہلیت مین اور عباد بن بشر نے اور حارث بن اوس بن معاذ نے اور ابو عبس بن جبیر
نے اور یہ سب اوسکے قبیلے سے تھے روضۃ الاحباب مین اس قصئے کو بہ تفصیل یعنے جدا جدا
ذکر کیا ہے اور ہمنے صحیح بخاری کی حدیث کو اصل گردان کے ترجمہ کرکے کمی اور زیادتی کو مخالفت
اور موافقت کے تئین ساتھ اوسکے ضم کرکے یعنے ملاکر ترجمہ کیا تھا اوسنے یعنے بخاری نے
کہ روایت ہی جابر سے کہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لکعب بن الاشرف
کہا حضرتؐ نے کہ کون ہی ایسا کہ مستعد ہووے کعب بن اشرف کے قتل پر کیونکہ تحقیق اوسنے اذیت
دی ہی خدا کو اور خدا کے رسول کو یہ سنکر محمد بن مسلمہ اوٹھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا

دوست رکھتے ہو تم اس بات کو کہ مین اوسے مارون حضرتؐ نے فرمایا نعم محمد بن مسلمہ نے عرض کی یا رسول برحق اگر اوسکے قتل کے احتیال مین اور فریب دینے مین اوسکے بعضے مقدمات بکے کہ صورت ظاہر مین شکایت اور نقص جناب رسالت کی ہو اور ایسی باتین اوسکے سامنے بولنے مین آوین اذن ہے حضرتؐ نے فرمایا جو تو چاہے سو اوس سے بول اور جسطرح ہوسکے اوسے قتل کر نقص گنتنا شکایت کرنا فریب مکر احتیال قبول حیلہ کرنا اذن بمعنے حکم پس محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف شاعر کے پاس گیا اور بطریق شکایت اوس سے بولنے لگا کہ یہ مرد یعنے حضرتؐ تحقیق سوال کرتا ہی ہم سے صدقے کا یعنے ہمارے اموال سے صدقات جمع صدقے کی اور زکوٰۃ وغیرہ لیتا ہے اور تعب مین یعنے رنج مین ڈالا ہی اوس نے ہمکو اور تکلیفون سے جو اوسنے شرع کی ہی ہم تعب مین ہین تصحیح بخاری کی حدیث مین یون ہی اور روضۃ الاحباب مین یہ کیفیت اور زیادہ اوپر اوسکے اور بھی آیا ہی کہ یہ بھی کہا محمد بن مسلمہ نے کہ یہ مرد یعنے حضرتؐ اون بلاؤن سے ہی ہمپر کہ عرب ہماری جنگ کرنیکے درپے ہوئے ہین اور راہ تجارت اور آمد و شد بند ہو گئی ہے اور یہ مرد ہم سے ہر وقت صدقہ مانگتا ہی اور حال یہ کہ ہم آپ اوتنا نہین پاتے کہ آپ کھاوین اور ہم کو رنج اور تعب مین ڈالا ہی کعب نے یہ سنکر کہا قسم ہے خدا کی کہ ملول ہو گی تم اوس سے یعنے ابھی کیا ہوا ہے زیادہ اس سے ملال اور محنت دیکھو گے تم اوس سے محمد بن مسلمہ نے کہا اب تو ہم نے متابعت اوس کی ہے اور بات دی ہی اوسکو ہمنے خوش نہین رکھتے ہم یعنے نہین چاہتے ہم اس بات کو کہ بالفعل اوسے چھوڑین اور اوس سے پھرین وہ ملعون یہ بات سنکر خوش ہوا محمد بن مسلمہ اور سعاذ کہ آپس مین مشورت مین مامور تھے اور ابو نائلہ کہ وہ بھی ہمراہ تھا کہا اونھون نے کعب سے کہ ہمکو تجھ سے ایک حاجت ہی اسواسطے آئے ہین ہم تیرے پاس کہ قرض دیوے تو ہمکو ایک وسق یا دو وسق شک راوی کی ہی قسم طعام سے اور وسق کہتے ہین ایک اونٹ کے بوجھ کو اور بوجھ ایک اونٹ کا ساٹھ صاع ہوتا ہی صاع کو یعنے تاج المصادر مین پیمانہ چہار من کا شاید یہ حساب تبریز کے من کا ہوگا جو ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اور ہمارے ملک مین من چالیس سیر کا اور سیر اسّی تولے بھر اور قنیہ مین صاع کے یہ معنے ہین کہ پیمانہ جسمین تیرہ سیر گیہون سماوین اور مترجم کے دیکھنے مین آیا ہے شاید صاع

کو آنحضرت سیرا پیمانہ کہتے ہون واللہ اعلم اور ایک روایت مین ذکر وسق کا نہین ہی مگر اسیقدر ہی کہ کہا
اونھون نے کعب سے کہ طلب قرض کرتے ہین ہم تجھسے تھوڑا کھانیکی قسم سے جیساکہ روضۃ الاحباب مین آیا ہی
کعب نے تب کہا اچھا قرض دیتا ہون تمکو اس شرط سے کہ تم کچھہ گرو رکھو میرے پاس اونھون نے کہا
کیا گرو رکھین ہم تیرے پاس اوسنے کہا اپنی جورؤن کو گرو رکھو اونھون نے کہا کس طرح جورؤنکو
ہم گرو رکھین اور حال یہ کہ تو عرب کے لوگون سے زیادہ حسن اور زیادہ جمال رکھتا ہی اور خوبصورت ہی
یعنے عورتین رغبت کرتی ہین جمال والے صورتون سے اور خوب شکلون سے مبادا تجھہ سے گرفتار
ہووین اور تیری مبتلا ہووین یہ کہا اور یہ نکہا کہ تو مبادا مبتلا ہووے اون عورتون سے اور بدکاری
کرے اونھون نے اس جہت سے یہ نہ کہا کہ ادب اور بزرگی کی اوسکی اور احتراز کیا نسبت بدکاری
سے طرف اوسکے کہ ایسا نہو ہاتھہ سے جاتا رہے اور مجرا ملنے اوسنے کہا پھر اگر جورو تو تمکو گرو نہی
نہین رکھتے تو اپنے بیٹون کو گرو ہی رکھو اونھون نے کہا یہ کس طرح سے ہووے کہ لڑکو نکو ہم
گرو رکھین کہ لوگ اونکو گالیان دین گے اور عیب کرینگے ایک وسق یا دو وسق کھانے کے
واسطے تم گرو رکھے گئے یہ عار ہماری طرف سے راجع ہوگی لیکن ہم گرو رکھتے ہین اپنے لامہ کو
یعنے ہتھیار کو اور ایسی ہی تفسیر کی گئی ہی لامہ کی سلاح کرکے اور اہل لغت کہتے ہین کہ لامہ زرہ
کو کہتے ہین کعب نے قبول کیا پس وعدہ کیا محمد بن مسلمہ نے کہ رات کو مین تیرے پاس آونگا پس شب
کو اوسکے نزدیک آیا اور ابو نایلہ بھی اوسکے ساتھہ آیا بعضے کہتے ہین کہ محمد بن مسلمہ بھی کعب کے
ساتھہ اخوت رضاعی رکھتا تھا یعنے دودھ بھائی تھا اوسکا پس پکارا محمد بن مسلمہ اور ابو نایلہ نے
کعب کو پس کعب نے بلایا اونھون کو حصین کیطرف حصین بروزن کمین بمعنے حصار کیا گیا
جسکو گڑھی کہتے ہین کعب نے چاہا کہ نیچے اوترے حصین سے اونھون کیطرف اور وہ نو کتخدا تھا
یعنے نیا بیاہا ہوا پس کہا اوسکی جورو نے کہ کہان جاتا ہے اور باہر کسکی طرف جاتا ہی تو اس
گھڑی کعب نے کہا کوئی نہین مگر محمد بن مسلمہ ہے اور ابو نایلہ بھائی میرا جورو نے اوسکی اوس سے
کہا ست جا کہ مین سنتی ہون ایک آواز کو جس سے خون ٹپکتا ہے اسبات کو اس عورت نے
کہانسے پایا شاید آواز بایل کو پراگندہ کیا ہو قصداً وقذف نے کہ جس سے اوس عورت کو
وحشت پیدا ہوئی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ بات اوسنے مشاہدہ وقت اور حال سے پائی ہو

کہ یہ بیوقت آنا رات کے وقت طریق غیر معتاد سے ہی اور خصوصیت کرنے سے اور سابقہ علم ساتھ صدق محبت اور صفائی عقیدت صحابہ کی حضرتؐ کے ساتھ اور خبث و عداوت اوس بدبخت کی اوسکس جناب سے یعنے اوس عورت کو یہ تو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ اصحاب حضرتؐ کے ساتھ صدق محبت و عقیدت رکھتے ہین اور یہ بدبخت خبیث دشمن ہے اوس جنابؐ کا اور یہ چارون شخص اسلام لائے ہین اوس سرور سے گو خصوصیت کی راہ سے یہ اسوقت آئے ہین لیکن بدون ارادے کسی وحشت کے یہ بات نہوگی یعنے اونکا بیوقت آنا اور باوجود اسکے معلوم ہوتا ہی کہ وہ زناکا بدون کسی تفرس اور استدلال کے تھا استدلال دلیل قائم کرنا اور قسطلانی نے کہا ہی کہ یہ عبارت کنایت ہی طالب شر سے اور ابن اسحٰق کی روایت مین آیا ہے کہ انی لاعرف فی صوتہ الشر یعنے ہر آئینہ تحقیق آگاہ ہوتا ہون مین اوس آواز مین جو پوشیدہ ہی اور جسوقت مبالغہ کیا اوس عورت نے منع کرنے مین باہر نکلنے سے کعب نے کہا کہ مرد کریم بزرگ اگر بلایا جاوے طرف طعن کے طعن معنے بھالا مارنا اور ہلاک کرنا یعنے اگر مرد کریم بلایا جاوے طرف ہلاک کے تحقیق کہ جاتا ہے اور اجابت کرتا ہی اودھر جدھر بلایا جاوے پس اندر آیا مسلمہ اور چارون شخصونکے ساتھ جو اتفاق رکھتے تھے اوسکے ساتھ اور اوںھون نے آپس مین یون بات ٹھہرائی تھی محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جس وقت کعب آوے مین اوسکے سر کے بالون کو سونگھون گا اور تم جسوقت دیکھو کہ مین متمکن یعنی جگہ پاتا ہوا ہون اوسکے بالون سے اور لپیٹ لیے ہین مینے بال اوسکے اپنے ہاتھ مین تب اوسکی گردن مارو پس نیچے اوترا کعب اپنے سر اور تن کو لباس سے لپیٹے ہوئے اور نکلتی تھی اوسکے سر سے بوے خوش تب محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مینے آجکے دن کیطرح نہین دیکھی کوئی باس اس باس سے زیادہ جو تیرے سر سے خوشبو آتی ہی کعب نے کہا مینے نکاح کیا ہی ایک عورت سے کہ وہ اعطر نساء عرب ہے اور اجمل اونھون کی یعنے ایسی عورت کہ زیادہ خوشبودار عرب کی عورتون سے ہی اور بہت جمال رکھتی ہی محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تو اذن دیتا ہے کہ تیرے سر کے بالونکو مین سونگھون اوسنے کہا سونگھو محمد بن مسلمہ نے اوسکو آپ سونگھا اور اپنے یارون کو بھی سونگھایا اور دوسری بار پھر سونگھا اوسنے اوسکے بالون کو پس محکم ہاتھ مین لپیٹا اون بالون کو اور پکارا مارو گردن دشمن خدا کی پس مار ڈالا اوس ملعون کو اور جدا کیا سر ناپاک کو

اوسکے تن پلید سے اور مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اتفاقاً حارث بن اوس کو جو شریک اور متفق تھا
اور ہمراہ آیا تھا یارون ہی کی تلوار سے اوسکے مارتے وقت زخم بدن مین آلگا اور اہل حصار
کعب کے باہر نکلے اونھون کے پیچھے لیکن گمراہی سے راہ گم کرکے دوسری راہ پر جا پڑے اور
یاران رسول کو اونھون نے نہ دیکھا اور جب وے بقیع مین پہونچے تب اونھون نے صدا سے تکبیر بلند کی
حضرتؐ شب کی نماز مین مشغول تھے جو ہین انکی تکبیر کی آواز سنی معلوم ہوا اوس جناب کو کہ اوس
ملعون کو مار ڈالا اور اوس جناب نے بھی تکبیر بلند کی اور جب حضور مین وے آئے اور سر پلید اوس
دشمن کا حضرتؐ کے پاؤن کے آگے اونھون نے خاک مذلت پر ڈالا اور یہ سر پہلا سر تھا
جو اوٹھایا گیا اسلام مین تب حضرتؐ شکر الٰہی بجالائے اور آب دہن مبارک اپنا حارث
بن اوس کے زخم پر لگایا جو یارون کی تلوار سے ہوا تھا اور خون جاری تھا ملا فی الحال وہ زخم
ملگیا اور چنگا ہوا الحمد للہ اس مقام سے بعضے کج طبعون کے مزاج مین یہ بات نہ پہونچے کہ یہ
حیلہ کرنا کعب اشرف کے قتل مین اور دغا سے مار ڈالنا کیا لائق درگاہ نبوت تھا یہ فہم یعنے
یہ سمجھنا ناشی یعنے پیدا ہوئے والا طبیعت کی کجی سے اور عدم فہم سے متصور ہے کیونکہ وہ
واجب القتل تھا اور حق تعالے نے اوسکے قتل پر امر کیا تھا اور کچھ عہد و پیمان اوس
ملعون سے نتھا اور ہر وجہ سے اوسکے مار ڈالنا ہی سزاوار تھا کہ دشمن دین تھا اور ہجو کرتا تھا
اہل اسلام کی اور اگر وہ جنگ مین بھی مارا جاتا تو بھی اسی باب سے تھا الحرب خدعة
یعنے جنگ کرنا مکر کا بہتر ہے کفار سے اور قتل کرنا اہل شرک کا اور دفع کرنا اونکے شر
اور فساد کا اصلاح عالم اور اہل خیر کے مقصد کے واسطے بعینہ اس طرح ہے کہ کاٹنا
ہر درختون کا پھیلی ہوئی ڈالیان جو زائد ہین گدی درختون کی میوے دار ڈالیون کی
اصلاح کے واسطے اور وے ڈالیان جو صالح ہین جب تک اون بے اسلوب ڈالیون کو
نہ کاٹین تب تک درخت پھلدار نہووے گا اور تحقیق ایمان لانے کے بعد صدق اور
حقانیت مین شارع کے کیا جگہ شک کی اور اشتباہ کی ہے نسال اللہ العافیة یعنے سوال
کرتا ہون مین خدا سے عافیت کا اور اسی سال مین غزوہ بحران کا تھا اور اسی کو غزوہ
بنی سلیم بھی کہتے ہین فرع کی نواح سے ہوا اور سبب اسکا یہ تھا کہ خبر پہونچی حضرتؐ کو

وہاں یعنے نجران مین ایک جمع کثیر بنی سلیم سے مجتمع ہوئے ہین لیس باہر نکلے حضرت ہ تین سو مرد کے ساتھ اصحاب سے لیس پایا اوس جناب نے انھون کو کہ متفرق ہوگئے ہین اپنے کنوؤن پر اور تالابون پر جو اپنے ہر ایک رکھتے تھے لیس رجوع کیا اوس جناب ہ نے یعنے پھرے اور آمد کے نہ آیا کوئی جنگ اور عامل گردانا تھا اوس جناب نے مدینے پر ام مکتوم کو از مدت اس سفر کی دس روز تک تھی کذا فی المواہب اللدنیہ اور یہ غزوہ اسی مواہب مین مذکور ہے اور یہ کتابون مین نہین پایا جاتا اور اسی سال مین سریہ قردہ کا واقع ہوا قردہ نام ہے ایک پانی کا نجد کے پانیون سے اور سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت ہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ قریش کا کاروان عراق کی راہ سے شام کو جاتا ہے حالانکہ قریش اول تجارت کے واسطے حجاز کی راہ سے شام کو جایا کیا کرتے تھے بدر کے واقعے کے بعد ڈر گیے اور اوس راہ کو اونھون نے چھوڑ دیا اور عراق کی راہ کو اختیار کیا لیس نکلی جمع کثیر تجارون سے کہ درمیان اون کے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ تھا اور اونھون کے ساتھ بہت سا مال اور باسن روپے کے بھیجا حضرت ہ نے زید بن حارثہ کو جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو ہجرت سے اٹھائیسوین مہینے کے اوائل مین سو سوار کے ساتھ اونکے اوپر بھیجا لیس پہونچے سب اوس کاروان کو اور اعیان قوم یعنے بڑے اوس قافلے کے بھاگ گئے اور تمامی کاروان کو پکڑ کر حضور مین حضرت ہ کے لائے فرمان سے اوس سرور کے خمس اوسمین سے جدا کی گئی کہتے ہین یہ خمس بیس ہزار درم تھے اور بعضی روایت مین پچیس ہزار درم یہ خمس اوسمین سے لیکر باقی تمام اموالی کو اہل سریہ پر تقسیم کیا درم بمعنے تین ماشہ برابر چار جو برابر دیا ابن اسحق نے اس قصے کا ذکر کعب بن اشرف کے قتل کے اول کیا ہے اور اسی سال مین کعب بن اشرف کے قتل کے بعد قتل ہونا ابورافع تاجر حجاز کا تھا یہ قصہ غریب تر یعنے نادر اور عجیب تر کعب کے قتل سے ہے صحیح بخاری کے درمیان اسباب مین دو حدیثین لایا ہے ساتھ تھوڑے ایک اختلاف کے ہم اون دونون حدیثون کو ایک ساتھ نقل کرتے ہین اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ ایک قول سے قتل ہونا اوسکا یعنے اوس تاجر کا چوتھے سال مین تھا اور ایک قول سے پانچوین سال مین اور ایک قول سے چھٹے برس مین واقع ہوا قتل اوس کا ان قولون پر

ایراد اوسکا یعنے لانا یعنے ذکر کرنا اوسکی کیفیت کا بیان کعب بن اشرف کے قتل کی مناسبت کرکے ہوگا چنانچہ صحیح بخاری مین بھی اسی مقام مین مذکور ہی اور قسطلانی نے شرح مین لکھا ہے فی رمضان سنہ ست یعنی قتل ہونا اوسکا رمضان مین تھا چھٹے سال مین اور نام ابورافع تاجر کا عبداللہ بھی کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہی اسلام اور سلام بتخفیف لام اور بتشدید لام اور ابن ابی الحقیق بصیغہ تصغیر بر وزن حزیل کہتا ہی اور یہ ابورافع کنانہ بن حقیق کا بھائی تھا جو صفیہ کا شوہر تھا ذکر اوسکا خیبر کے غزوے مین آویگا اور وہ یعنے ابورافع ایک حصن مین یعنے ایک گڑھی مین رہتا تھا حجاز کی زمین کی راہ مین اور یہ بھی ایذاے حضرتؐ مین اور مسلمانون کی ایذا مین مشغول تھا اور مشرکون کو اعانت کیا کرتا تھا مال سے کہ پیغمبر خداؐ سے لڑین اور قصہ اوسکا یہ ہی کہ کعب بن اشرف کے قتل کرنے والے جو قبیلۂ اوس سے تھے اور ایک بڑا کام توفیق الٰہی سے اونھون نے بتقدیم پہونچایا اور خدمت شایستہ کی قبیلۂ خزرج کو بھی داعیہ پیدا ہوا کہ ہم بھی ایک ایسے دشمن دین کو مارین جو عدیل اور نظیر ہو کعب کا تا سعادت پاوین بہ سبب اوس کام کے اور آبرو بڑھاوین اور نام اونٹ کے کجاوے پر دو شخص سوار ہوتے ہین ہر ایک کو عدیل کہتے ہین اور نظیر بمعنے مانند قبیلۂ خزرج کے بختیارون نے اس سعادت کی آرزو کرکے آپسمین بیٹھکر یہ مشورت ٹھہرائی کہ ایسا کوئی نہین مگر ابورافع کہ مال اور منال سے اپنے مشرکونکو اعانت کرتا ہی کہ رسول برحق سے لڑین اور پیغمبر اور اسلام کے ایذا دینے مین اور بدخواہی مین گوے بدبختی اور شقاوت اپنے ابناے جنس کفار سے لیجاتا ہے اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا ابورافع کے قتل کے واسطے حضرتؐ سے امر واقع نہین ہوا بلکہ اونھون نے یعنے قبیلۂ خزرج کے لوگون نے اپنی آرزو سے دل سے درخواست اس کام کی کی اوس جنابؐ سے اور حضرتؐ نے اذن دیا اونکو اوپر اس کام کے اور ایک جماعت کو اونھون کے اوپر بھجوایا اور عبداللہ بن عتیک کو اونھون پر امیر گردانا ان سب لوگون نے رخصت پاکر خیبر کیطرف روانہ ہوئے کیونکہ حصار یعنے گڑھی ابورافع کی اوسی طرف تھی اور جب وہان پہونچے تب عبداللہ بن عتیک نے یارون سے کہا کہ تم بیٹھو اور یہان اپنی جگہ مین رہو کہ مین علاج مین اس کام کے سعی کرکے ایک احتیال یعنے ایک حیلے سے حصار کے اندر جاؤن اور تمکو بھی اوس مین داخل کرون آفتاب کے غروب ہونے کا وقت تھا

اور اوس وقت مویشی اہل حصار کی چراگاہ سے پھر کر حصار مین جاتے تھے عبداللہ بن عتیک نے
اوس دم حصار کے نزدیک جا کر دامن سے اپنے اپنے سر کو لپیٹا جس طرح کہ قضاء حاجت کیواسطے
سر لپیٹتے ہین اوسیطرح سر کو لپیٹ کر چھپایا اور وہان بیٹھ گیا اور اپنے تئین ایسا بنایا اور دکھایا کہ گویا
اہل حصار سے ہے پس دربان نے اوس حصار کے اوسکو پکارا کہ ای بندے اللہ کے آتا ہے تو جلدی آ
کہ مین دروازہ بند کیا جاتا ہون ابن عتیک کہتا ہے کہ مین تو یہ بات خدا ہی سے چاہتا تھا بے
تامل حصار مین داخل ہوا اور جہان گدھون کا مربط تھا وہان بیٹھا اور مین نے درنگ کیا جس وقت
لوگون نے ابورافع کے ساتھ کھانا کھایا اور گفتگو کر چکے اور اوسکے پاس سے نکلے ساکن ہوئین
حرکتین اور بیٹھین آوازین یعنے رات زیادہ ہوئی سونیکا وقت ہوا ظاہر ہے کہ جب سوتے ہین
خلائق تب آواز اور حرکت موقوف ہوتی ہے ترجمہ اسبات کا اس سان ہے چنانچہ اس بیت مین سید
انام کے حسب حال ہے اسوقت کہ شب مہتاب ہے اور نظر مین اوس الفاظ کے بیت روشن بیان
جنگل وہ نور فشر پژدہ براق سا ہر طرف دشت و در بد کہتا ہے ابن عتیک کہ اوس وقت مین نے
دروازہ بان کو دیکھا کہ اوسنے کنجی کو طاق مین رکھکر سر پر غفلت اپنا بالین خواب پر رکھا
ہین تو اس تاک مین دبکی مارے بیٹھا تھا اوٹھا اور کنجی کو اوس طاق مین سے لیکر مین نے دروازے
کو کھول دیا کہ بالفرض اگر اہل حصار مجھے دیکھ پاوین اور خبردار ہووین مجھ سے تو مین آسانی سے
بھاگ نکلون نہ فکر کرے کے مین تفحص مین ہیسے لگا کہ پتا پایا مین نے کہ ابورافع اپنے بالاخانے مین
ہے اور جاگتا ہے اور ایک قصہ خوان اوسکے آگے قصہ پڑھ رہا ہے اور حدیث بخاری مین یون
آیا ہے کہ افسانہ خوان اوسکے آگے افسانہ پڑھ رہا ہے فرق قصے اور افسانے مین بسبب استعمال
زیادہ نہین ہے مگر یہ کہ افسانہ یعنے احوال گذرے ہوئے لوگون کا کہ ندرت رکھتا ہوا و طبیعت
اوسے قبول نکرے قصہ یہ معنی رکھتا ہے مگر اوس مین یہ ہے کہ شاید واقع مین ایسا ہوا ہو یعنے
صلاحیت رکھتا ہے صدق کی اور کذب کی بھی مگر کم اور لغت مین معنی افسانے کے سرگذشت
گذرے ہوؤن کی اور قصہ کے معنے امر اور حال اور بات جو آدمی کے دل مین آوے اور
چاہے کہ اوسے اظہار کرے اور استعمال مین حکایت دراز کو کہتے ہین کہتا ہے ابن عتیک کہ جب
فارغ ہوا ابورافع تب سو گیا اوسوقت مین بالاخانے کی دروازون کو کھلا ہوا دیکھکر اندر گیا

جس مکان کا دروازہ باہر سے مین کھولتا تھا اندر جاکر بند کر دیتا تھا اس واسطے کہ شاید اگر کوئی مجھپر
اطلاع پاوے مجھ تک نہ پہونچے یہانتک کہ اوس مکان مین پہونچا جہان ابورافع تھا دیکھا مینے کہ
وہ تاریک مکان مین اہل وعیال مین اپنے سوتا ہی ہرچند مین تفحص کرتا ہون کہ پاؤن اوسے لیکن
اندھیارے کے باعث سے نہین پاتا اوسے کہ کسطرف سوتا ہی پس ندا کی مینے اور کہا ای ابورافع
پس وہ بیدار ہوا اور بولا یہ کون ہی یہ سنتے ہی جھٹ مین نے اوسکی آواز کی جانب تلوار چلائی
ازبسکہ دہشت مجھپر غالب ہوئی تھی تلوار کارگر نہوئی اور ابورافع نے غل کیا مین باہر آیا اوس مکان
سے ایک لحظہ کے بعد پھر اندر گیا اور اپنی آواز بدلکر ایسی بنا وٹ کی کہ گویا فریادرسی کرتا ہون
اوس سے کہا مینے ای ابورافع یہ کیسی آواز تھی اوسنے جانا کوئی اپنا ہی بولا ای وائے تیری مان پر
ایک آدمی اجنبی گھر مین آیا ہی اور اوسنے مجھے تلوار ماری ہی آواز کے ساتھی اسبار بھی مین نے
اوسکی آواز کیطرف تلوار چلائی ابھی کافی نہوئی تھی کہ پیپلا تلوار کا مینے اوسکی پیٹھ پر رکھا اور
ایسا زور کیا کہ اوسکی پیٹھ سے باہر نکلا اس درجے مین کہ سنا مین نے اوسکی ہڈیونکی آواز کو
اور کام اوسکا تمام ہوا پس کھولنے مینے دروازے اون مکانون کے جہان جہان بند کیے تھے
یہان تک کہ سیڑھیون تک پہونچا اور شب مہتاب تھی مین نے جانا کہ زمین ہی اوسپر چلا
اور بے تحاشا نیچے گرا اور پاؤن میرا ٹوٹ گیا اور ایک روایت مین یون ہے کہ اوس
گرنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی پس مین نے اوس پاے شکستہ کو اپنی دستار سے باندھا
اپنے ایک پاؤن سے کودتا پھاندتا چلنے لگا اور اپنے یارون مین جا ملا اور وہان ہم نے
اتنا توقف کیا کہ حصار کے باہر سے ہمنے سنی آواز نوحہ کرنے والون کی اور سنا ہم نے کہ
لوگ کہتے تھے کہ ابورافع تاجر تھا حجاز کا مارا گیا بعد اسکے یارون نے مجھے اوٹھا کر مدینہ مین
حضرت ص کے حضور لائے حضرت م مستبشر ہوے یعنے طلب بشارت کرنے والے اور خبر پایا
بشارت ہو جیو تجھے اے عبد اللہ پس اپنا دست مبارک اوس جناب ص نے میرے ٹوٹے
ہوئے پاؤن پر ملا فی الفور شفا پائی مینے اور اوٹھ کھڑا ہوا اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی
کہ روایت ابورافع کے قتل کی صحیح بخاری مین مسطور ہی یعنے لکھی ہوئی ہی اور کتب سیر مین اور
طور سے مذکور ہے لیکن جو کچھ صحیح بخاری مین ہی لانے کے واسطے بہتر ہے واللہ اعلم بالرشاد

انتہی اور اسی سال مین یعنے تیسرے سال مین ہجرت سے رمضان المبارک کی پندرھوین کو سبط رسول
و نور دیدۂ بتول ریحانہ مشموم یعنے سونگھا گیا اور امام مسموم یعنے زہر دیا گیا نور دیدہ مصطفےٰ امام حسن مجتبیٰ
متولد ہوئے اور احوال اس اہل بیت مطہر کا اپنے محل مین مسطور ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اور اسی سال
مین ام کلثوم کو اونکی ہمشیرہ رقیہ کی وفات کے بعد کہ غزوہ بدر مین وفات پائی تھی عثمان بن عفان
سے کتخدائی ہوئی اور اسی تیسرے سال مین رسول خدا حفصہ عمر بن الخطاب کی بیٹی کو اور زینب
بنت خذیمہ کے تیئن اپنے عقد نکاح مین لائے اور تفصیل اس احوال کی اپنے محل مین مذکور ہووے گی
انشاء اللہ تعالےٰ اور اسی تیسرے سال مین غزوۂ اُحد شوال کی گیارھوین شب کو یا ساتوین شب
کو اور بعضون نے کہا ہی نصف شوال مین اور مالک سے یون منقول ہی کہ بدر کے ایکسال کے بعد
یہ غزوہ اُحد کا واقع ہوا اور یہ بھی اونہی سے منقول ہی علے راس احدی و ثلثین شہرًا من الہجرۃ یعنے
اکتیسوین مہینے کے اوائل مین اُحد کا غزوہ واقع ہوا یہ غزوہ بھی غزوات عظیمہ سے ہی یعنے عظیم
غزوات سے ہے یہ غزوہ اُحد اور قرین ہی غزوۂ بدر کی عزت اسلام کے درمیان اور قوت دین
مین سوا اسباب کے غزوۂ بدر مین حسن وجمال اور فضل وکمال لایزال کی تجلی تھی اور یہان
یعنے غزوۂ اُحد مین ساتھ اوس کرشمے اور ناز اور کبریائی کے جلال بھی تھا جہت سے اختیار
کرنے فدیے کے اُساری بدر مین اساری جمع اسیر کی چنانچہ سابق ذکر اسکا ہوا یعنے فدیہ
کی جہت سے تھا اُساری بدر مین اور جہت سے متزلزل ہونے یعنے اصحاب کے مرکز استقامت سے
تزلزل بمعنی ڈگنا جگہ سے اور بمعنی زلزلہ یعنے لرزنا یعنے اوس مرکز استقامت سے ڈگنے کے سبب سے
یعنے اصحاب اور رغبت کرنے سے طرف احراز غنیمت کے احراز بمعنی حذر مین لانا کیسکو اور متاع دنیا کی
طرف رغبت کرنے کی جہت سے یہ جلال تھا چنانچہ آیہ کریمہ مین خبر دیتا ہی اللہ تعالی منکم من یرید الدنیا ومنکم
من یرید الآخرۃ یعنے تم مین سے بعضے وہ شخص ہین جو ارادہ کرتے ہین دنیا کا اور تم مین سے بعضے وے
شخص ہین جو ارادہ کرتے ہین آخرت کا اس غزوے مین ایک تزلزل اور وحشت کی چیزین اور
بھی مذکور ہوتی ہین گی وقوع مین آئین اور معارج والا اس لفظ سے بولتا ہے ذکر غزوہ
موحشۂ اُحد موحشہ وحشت پایا ہوا اور آخر کو فتح اور نصرت اور عزت اور رفعت رسول کی
اور مسلمانون کی ہوئی اور ہوا سب مین بعضے علما سے منقول ہے کہ جو کوئی کہے کہ حضرت ص

سے نے ہزیمت پائی ہزیمت کے معنے بھاگنا تو توبہ کرے اسہاب سے اور اگر توبہ نکرے تو اوسکو قتل کرنا درست ہو کیونکہ وہ جناب یقین کامل پر تھے پس نسبت کرنا ہزیمت کا طرف اوس جناب کے مستلزم ہے نفی یقین کا اوس جناب صلعم سے یعنے نسبت ہزیمت مستلزم ہوتی ہے اسہاب کو کہ بلا تشبیہ ہزیمت پائی عدم یقین سے معاذ اللہ منہا اور یہ بات موجب کفر ہے اور اُحد بضم ہمزہ اور حا پہاڑ ہی ایک مشہور مدینے کے نزدیک ہے اور اشتقاق اوسکا یعنے لفظ اُحد کا توحد سے ہے تفرد اور انقطاع کی جہت سے اور پہاڑون سے تفرد کے معنے ایک ہونا اور انقطاع بہ معنے جدا ہونا یعنے وہ پہاڑ اکیلا ہے اور جدا ہے اور پہاڑون سے ایک ٹکڑا ہے پہاڑ کا مدینے کے مقابل وہ شمال کی طرف دو میل کی مسافت پر مدینے سے یا کچھ زیادہ ہو کہ کسی اور وصیلہ یعنے ملاپ اور پیوند نہین رکھتا اور جہت ہونے اوس کے یعنے اُحد کی اہل ایمان اور اہل توحید کے نصرت پانے کی جگہ اس جہت سے نام اوسکا اُحد ہے اس نکتے سے معلوم ہوتا ہے کہ اطلاق یعنے بولنا اس اسم کا اوسپر یعنے اُحد عرف اہل اسلام سے ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس اسم کا اطلاق اوسپر قدیم سے ہے پیش از وجود اسلام اور حدیثین فضیلتون مین اُحد جبل شریف کی یعنی اُحد کی بہت وارد ہین اور ایک کتاب مین جس کا نام جذب القلوب الی دیار المحبوب ہے تمامی اُن فضیلتون سے اوسکی یعنے اُحد کی مرقوم ہین اور مشہور فضیلت مین اوسکی یہ حدیث ہو کہ احد جبل یحبنا ونحبہ یعنے فرمایا اوس جناب صلعم نے کہ اُحد جبل ایک پہاڑ ہو کہ دوست رکھتا ہی ہمکو اور دوست رکھتے ہین ہم اوسکو اور ایک روایت مین انس رضہ سے آیا ہے کہ ایک روز نظر سرور عالم کی جبل اُحد پر پڑی پس تکبیر بلند کی اور فرمایا ہذا جبل یحبنا ونحبہ علے باب من ابواب الجنۃ یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ چاہتا ہے ہمکو اور ہم پیار کرتے ہین اوسے اوپر دروازے کے جنت کے دروازون سے اور ایک پہاڑ ہے مدینے کے جنوب کی طرف کہ نام اوسکا عیر ہے اوسکی شان مین فرمایا وعیر جبل یبغضنا ونبغضہ علے باب من ابواب النار یعنے عیر پہاڑ ایک ہے کہ بغض رکھتا ہمسے اور بغض رکھتے ہین ہم اوسکے ساتھ اوپر دروازے کے دروازون سے دوزخ کے اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغض اور عداوت اور سعادت اور شقاوت جمادات مین یعنے پتھرون مین بھی پیدا ہے لیکن

نووی کہتا ہے کہ محبت جانبین اسمے ہے یعنے احد کی جانب سے نسبت کر نیکی طرف اوس جناب ؐ کے اور اوس جناب ؐ کی جانب سے نسبت کرنے طرف احد کے محمول ہے حقیقت پر یعنی یہی نسبت محبت حقیقی پر محمول ہے یعنے گمان کیا گیا ہے اور اسی واسطے جبل جنت آیا ہے اوسکی شان مین کہ جگہ حضرت سید کائنات کی ہے والمرء مع من احب یعنے ہر مرد وہان رہتا ہے جہان اوسکا دوست ہو اور ابداع عشق اور محبت یعنے نادر ہونا عشق اور محبت کا درمیان پہاڑون کے حکم وجود تسبیح کا رکھتا ہے جمادات مین جمادات اور پتھرون سے ہے یعنے جس طرح جمادات تسبیح کرتے ہین حق سبحانہ کی یہی حکم ہے ابداع محبت کا جبال مین کہ وان من شئی الا یسبح بحمدہ یعنے نہین کوئی چیز مگر تسبیح پڑھتے ہین خداے حق کی تسبیح کے معنے سبحان اللہ کہنا اور جب ہوقت یہ بات ثابت ہوئی کہ تمامی جبال اور جمادات محل التسبیح خدا کے ہوسکے یعنے تسبیح اور ذکر کرنے والے ہوئے حضرت حق کے تو کیا عجب کیا ہے اگر محبت مین اوسکے حبیب ؐ کے بھی موصوف ہون اور فرمانا اوس جناب ؐ کا اوس جبل رفیع المحل کو یعنے احد کو جب لرزے مین تھا اسکن یا احد فانما علیک نبی او شہید یعنے ساکن ہو اے احد بیشک تحقیق کہ نہین اوپر تیرے مگر نبی ہے یا شہید ہے یہ بات دلیل ہے اوپر وجود عقل اور فہم کے کیونکہ جسکو عقل اور فہم ہو عشق و محبت اوسی کو ہوتا ہے اور عشق و محبت فہم و عقل کے لوازم سے ہے یعنے یہ لازم ہے کہ جہان عقل و فہم ہوگا وہان ہی عشق ہوگا اور سلام کرنا احجار کا یعنے پتھرون کا اوس جناب ؐ کو اور رونا جذع کا مفارقت سے اوس جناب ؐ کی جذع مراد اوس ستون چوبی سے ہے حضرت جو اوسپر تکیہ کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور اوس جناب ؐ کی مفارقت سے وہ رویا تھا اور نالہ کیا تھا اور یہ قصہ اوسکا طولانی ہے یہ سب واضح دلیلون سے اس مطلوب کی ہے اور مطلوب وہی ہے جو ہم کہتا آتا ہے جواب دخل مقدر کا یعنے سوال یہان یہ وارد ہوتا ہے کہ پہاڑ کو محبت اور عشق سے کیا علاقہ کیونکہ وہ نہ ذی الروح ہے نہ ذی العقول ہے اور عشق لازم ہے جاندار کو بہ شرط وجود عقل و تمیز چنانچہ اسیواسطے تاویل کرتے ہین محبت اور عداوت کی جو کہنے مین آتے یہ کہ مراد محبت سے اور عداوت سے محبت اور عداوت وہان کے رہنے کی ہے یعنے احد کی اور اوس دوسرے کوہ کی جو منسوب بہ بغض مذکور ہوا لیکن یہ بات راہ نادانی سے ہے کیونکہ وہ

حبیب الٰہی تمام عالم و آدم اور چیز و کس کا محبوب اور مطلوب ہی اور اسی طرح ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا ہی کہ محبت یہان کنایت ہی اوس مسرت سے جو سرور عالم کو جس وقت سفر سے تشریف
لاتے دیکھنے سے اِس پہاڑ کے یعنی اُحد کہ عظیم تر اور رفیع تر آثار اور علامات سے اِس
بلدہ مطیبہ کے یعنی مدینہ کی ہی حاصل ہوتی تھی یعنی مسرت اور وہ جناب بلسان حال مدینہ
کے اور اہل مدینہ کے نزدیک ہونے سے خبر بشارت اثر دیتے تھے یارون کو اور یہ کلام محبونکا ہی
بدون تقیدات کے ساتھ تنگی حلم اور قیاس عقل کے تقیدات جمع ہی تقیید کی تقیید سے معنی قید
کرنا یعنی یہ جو بعضون نے کہا ہی کہ محبت اس جگہ کنایت ہی مسرت سے تا آخر یہ سب کلام
تقیید ہی اور تحقیق وہی ہی جو ارباب بصیرت نے کہا ہی جو مذکور ہوا اور یہ کلام صداقت انجام
دستت ثبت رکھتا ہی اور طولانی ہی بہتر یہی ہے کہ شبدیز قلم جولان گاہ سے اِس راحت
کے جلوت عنان کے مقصود کیطرف جو غزوہ اُحد کے سبب کا بیان ہے جلو ریز ہون پس
سبب اسکا یہ تھا کہ جب مشرکین قریش بدر سے شکستہ ہو کر مکے کو پھرے اور ابوسفیان نے
اپنے کاروان کو لا کر اموال اوس کا دار الندوہ مین رکھا تھا صنادید قریش یعنی سرداران قریش
جیسے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابوجہل اور سواد نکے جنکے باپ اور بھائی اور بیٹے اوس
غزوے مین مارے گئے تھے اون سبھون نے ابوسفیان سے کہا کہ تم لوگون سے کہو کہ
اموال سے ہماری اعانت کرین تا کہ ہم اوس لشکر کی تجہیز یعنی ساز و سامان کرین اور اپنا کینہ محمدؐ
سے لیوین اور اوسکی جنگ کے لیے نکلین واہ سبحان اللہ مجھکو تم تعجب اندیشے ہی اور بیشعور چاہتے ہو کہ
محمدؐ سے اور اوس جناب کے اصحابون سے کینہ کشی ہو وہ کینہ جو حضرت منتقم حقیقی تم سے
لیوے گا اوسکا کیا تدارک اور علاج کروگے کہ فرمایا ہے انا من المجرمین منتقمون یعنی مین
گنہگارون سے انتقام لینے والا ہون کہتے ہین کہ تمامی اموال ہزار اونٹ کا بوجھ تھا اور راس المال
اوسکا پچاس ہزار مثقال مثقال چار ماشے کو کہتے ہین ساڑھے تیرہ جو برابر اور ربح اوسکا ربح معنے
نفع یعنی نفع اوس اموال کا دو سو ہزار اپنی راس المال کا مال خاوندون کو سونپا اور ربح کو لشکر
کی تجہیز کے ساز و سامان مین خرچ کیا اور انہون ہی کی شان مین یہ آیہ نازل ہوا ہے ان الذین
کفروا ینفقون اموالہم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونہا ثم تکون علیہم حسرۃ ثم یغلبون ؕ

بیشک تحقیق کہ وہی گروہ کفار کے نفقہ کرتے ہین اپنے اموال کو تاکہ باز رکھیں لوگوں کو راہ خدا سے پس جلد ہو
کہ نفقہ کرین وہ اپنے اوس اموال کو پس ہوگی یہ بات کہ وہ نفقہ کرنا حسرت ہوا اونپر پس مغلوب
ہووین آخرکار لیدرا سکے اونھون نے ایک جماعت کے تئین عرب بانون سے عرب کے لشکر جمع ایک
اونھون سے تھا قبائل عرب کیطرف بھیجا کہ اونھون کو اپنی نصرت اور اعانت کے واسطے بلاوین
عرب زبان بھی شیرین زبان اور چاپلوس اور فریب دینے والا پس قبائل عرب آئے اور فراوان
لشکر جمع ہوا اور تمام یکجا اور یکدل ہوئے ایک جمعیت گروہ زنون سے بھی ہمراہ لیگئے کہ بدر کے
مقتولونپر جنکا زخم مصیبت ابھی تازہ ہے نوحہ کرین اور روین اور سرود کرین لینے گاوین تاکہ
داعیہ انتقام اوس سے تازہ ہو جوش مین آوین اور تاکید قبول کرے داعیہ انتقام کا اور باعث
قتال ہو اگرچہ ابو سفیان اس بات سے چندان راضی نتھا لیکن ہندہ جورو اوسکی کہ بیٹی تھی
عتبہ بن ربیعہ کی عورتون کے باہر لیجانے اور ہمراہ چلنے کے واسطے بجد ہوئی اور جب لشکر کی
سوجودات لی گئی تین ہزار مرد شمار مین آئے کہ سات سو اوس سے زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے
اور تین ہزار شتر اور پندرہ ہودج زنان لینے کجاوے عورتونکے شمار مین آئے اور یہ سب
رسول خدا کی جنگ کے واسطے نکلے سبحان اللہ ای گروہ بے شکوہ کہان جاتے ہو اور کس کام کے
لیے جاتے ہو اور کس سے جنگ کرتے ہو نعوذ باللہ من الغفلۃ والشقاوۃ پناہ طلب کرتا ہون
خدا سے غفلت اور بدبختی سے عباس بن عبد المطلب کہ اوسوقت مکہ مین تھے عرضداشت کی
اونھون نے حضرت صلعم کے حضور مین اور کمیت اور کیفیت پر اونکے لشکر کی خبر دی اور فرمایا اونھون
نے قاصد کو کہ تین روز کے عرصے مین وہان خبر پہونچا دے لفظ کمیت مین کم معنے کتنے اور تا
واسطے مصدر کے ہی ترکیب معنی اسکے کتنے ہونا اور کیفیت بمعنی حقیقت پس نکلا لشکر کفار طرف
مدینہ کے اور سرداری اس لشکر شقاوت اثر کی اوپر ابو سفیان کے مقرر ہوئی کیونکہ وہ اشد
تھا سختی مین اور عداوت مین سید عالم کی اور جب ذی الخلیفہ مین پہونچے تین روز تک وہان
مقام کیا ذی الحلیفہ نام ہی ایک منزل کا مدینہ سے پانچ چھ میل پر پس حضرت صلعم نے حباب بن
منذر کو جو صاحب عزم اور رزم تھا بھیجا کہ حقیقت کمیت سے اور اونھون کے لشکر کی
کیفیت کی خبر لاوے وہ بھی مطابق اوسکے جو واقع مین تھا یعنے حقیقت مین جتنا

تھا موافق اوس قول کے جو عباس نے لکھا تھا خبر لایا تب فرمایا اون جناب نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللھم بک احول وبک اصول احول اصول دونون صیغے وحدان متکلم کے ہین حول اور صول سے آسکے لیکن یعنے کافی ہی مجھکو اللہ اور بہترین وکیل ہے اے پروردگار قوت چاہتا ہون مین تجھ سے اور د بدبہ چاہتا ہون مین تجھ سے اور اسمین اشارت ہی اوپر اس بات کے اگر کسیکو خبر پہونچے ایسی کہ جس مین خوف اور ہراس ہو دشمن سے چاہیے کہ رجوع کرے جناب اقدس الٰہی کیطرف اور توکل کرے حضرت حق پر اور اعانت اور استمداد چاہے معارج النبوۃ والاواقدی سے روایت کرتا ہی کہ جب مشرکین ابوا مین پہونچے یہان مرقد ہے بی بی آمنہ کا تب کہنے لگے کہ محمدؐ کی والدہ کی قبر یہان ہی اوسکو ہم کھولتے ہین اور اوسکی ہڈیان نکال لیتے ہین اگر فرضاً ہماری عورتین اوسکے ہاتھ اسیر ہووین تو ہم کہین کہ عظام رمیم یعنے بوسیدہ ہڈیان تیری امان کی ہمارے ہاتھ مین ہین خواہ مخواہ بدلے اون ہڈیون کے وہ عورتین ہماری پھیر دیگا اور اگر ہاتھ نہ پاوے یعنی غلبہ نہ ہو ہمپر تو بہت سا مال ہمکو بدلے اون ہڈیون کے دیگر لیوے گا جب کفار نے ابوسفیان سے اس باب مین مشورت کی تب اوسنے استخفاف کی اس عقل کی یعنے اونکو یہ کہا کہ تمھاری یہ بات خفت عقل سے ہی اور لوا بنو بکر اور بنو خزاعہ جو حلفاء یعنے قسم کھائے ہوئے ہین اور دوستون سے محمد کے ہین اگر اس بات پر وے اطلاع پاوین تو ہمارے تمام مردون کو قبرون سے نکال لیوین گے پس ابوسفیان ساتھ لشکر کفار کے روانہ ہوا اور ہا لنسے اونھون نے نزول کیا بطن وادی مین اُحد کیطرف سے مدینے کے مقابل جمعے کی رات کو اوس وادی مین اوترے کہ روز ہفتے کے کہ فریقین یعنے دونون لشکر ملاقی چاہیے ہونگے یعنے مشاہیر صحابہؓ سے مشاہیر جمع مشہور کی جیسے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر ہمراہ ایک جماعت کے صحابہؓ کے دلاورون سے مسلح ہوکر یعنے ہتھیار باندھکر مسجد مین یعنے نگہبانی حضرتؐ کی قیام کرنے لگے اور تمام شب بیدار رہے اور بعض مسلمانون نے مدینہ کی بھی اوس شب پاسبانی کی حضرتؐ نے ایک خواب دیکھا اور جب صبح ہوئی فرمانے لگے کہ خواب مین دیکھتا ہون بیلونکو کہ ذبح کیے جاتے ہین اور دیکھا مینے کہ میری شمشیر مین رخنہ یعنے سوراخ پڑا ہے اور دیکھتا ہون مین کہ اپنے دونون ہاتھون کو ایک زرہ مین یعنے لاکر محکم کیا ہے اس طرح تقریر کرتا ہی اہل سیر نے

خواب کی اور مواہب لدنیہ اور روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مین یون آیا ہی کہ ایک زرہ مین
پہنے ہوے ہون اور کچی رخنے یعنے سوراخ ذوالفقار مین پیدا ہوے ہین اور تمام پہلو نکو مار ڈالا
ہی لوگون نے اور پیچھے اوسکے ایک کبش بذبوح ہوا کبش یعنی گوسپند کبش آیا ہے لغت مین اور
ذوالفقار نام ہے منبہ بن حجاج سہمی کی تلوار کا کہ غزوہ بدر کی غنیمت سے تھی اور حضرت ص نے
اپنے واسطے اوسنے انتخاب کیا تھا اور پاس رکھتے تھے یہان تک کہ غزوہ خندق مین حضرت
علی کو بخشی اور صحیح بخاری مین فقط سیف مذکور ہے لیکن قسطلانی نے کہا ہے کہ مراد اوس سے
ذوالفقار ہے اور صحیح بخاری مین تقریر رویا کی یعنے اس خواب کی ایسی کی گئی ہے کہ دیکھا مین نے
اپنے یارون مین کہ جنبش مین لایا مین تلوار کے تئین پس منقطع ہوا یعنے ٹوٹ گیا صدر یعنے
سینہ اوس تلوار کا پس وہ یعنے وہ ٹوٹنا وہ چیز تھا کہ پہونچی مومنون کو بظاہر ایک شکست
اور ہزیمت احد کے روز حضرت ص نے فرمایا بقیہ اوس کا یہ کہ پس جنبش دی مین نے یعنے
ہلایا ذوالفقار کو دوسرے بار پس وہ بہتر اوس سے ہوئی جیسے اول تھی پس وہ یعنے
دوسری بار درست اور سالم ہونا ذوالفقار کا وہ چیز تھا کہ ظفر دی اللہ تعالے نے اور
جمع کیا مومنین کو اور اس رویا کی خبر کو معارج النبوت اور روضۃ الاحباب مین مذکور نہین
کیا باقی رہا کلام اوس بات مین جو تعبیر خواب مین واقع ہوا ہے کہ فرمایا کہ زرہ محکم مدینہ ہی
اور رخنہ ذوالفقار وہ ہے جو مصیبت مجھے پہونچی یعنے جو کچھ کہ لب اور دندان اور
رخسار مبارک کو اوس جناب ص کے صدمہ پہونچا اور رکھتے ہین کہ فرمایا کہ ذوالفقار کا رخنہ دار
ہونا یہ ہے کہ ایک مرد میرے اہل بیت سے مارا جاویگا شاید مراد اوس مرد سے سید الشہدا
حضرت حمزہ اور مراد بیلون سے جو مارے گیے یہ ہو کہ جو کشتن یعنے مارا جانا واقع ہوا اور
میان اصحاب ص کے کذا قیل یعنے کہا گیا ہی اور مخفی نرہے کہ بقر جو بمعنی گائو ہے اسم جنس ہی یعنے
واحد اور جمع پر اطلاق اوسکا صحیح ہے پس عبارت مواہب کی جو کہی گئی ہے کہ بقر سے
مراد اصحاب میرے ہین کہ مارے گیے ہین جو مارے جاتے گے بہتر ہے لیکن کبش جیش قریش
سے ہے یعنے ایک شخص اونکے کبار یعنے بزرگون سے کبش الکتیبہ اپ سے کہتے ہین مارا
جاویگا اور معارج النبوۃ مین اور روضۃ الاحباب مین کہا گیا ہی کہ ایک کبار اعادی سے یعنی اعدا

سکے بزرگون سے ایک شخص مارا جاوے کذا قالو یعنے جیسا کہ اہل سیر نے کہا ہی حضرت کے کلام کے تئین مولف کہتا ہی کہ اس مسکین کے ذہن مین پہونچتا ہے کہ مراد نفر سے جو بیلوے کے معنی پر ہی عموم صحابہ مراد ہون یعنے یہ قید نہین کہ کونسا اصحاب بلکہ علی العموم اور بخصوص کبش سے مراد حمزہ ہون کہ حملہ کرنے مین مثل تجقار کے تھے یعنے مینڈھے کی طرح تھے واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ مردان انصار کہ جون سے کہ مشہد بدر مین حاضر تھے تاسف اور تحسر کرتے تھے فوت ہونے پر اوسکے یعنے یہ سعادت ہاتھ سے جانے کے سبب حسرت کرتے تھے کہ کاشکے بدر مین ہم بھی ہوتے مشہد بمعنی جاے شہادت تاسف اور تلہف کے ایک معنی ہین یعنے افسوس کرنا لیکن فرق یہ ہے کہ تاسف اوس شے کے واسطے ہے جو فوت ہو چکی اور تلہف اوس شے کے واسطے جو آیندہ فوت ہو چنانچہ کہتے ہین حفظہ اللہ عن التاسف والتلہف اور چاہتے تھے وے یعنے وہی مردان انصار کہ کوئی ایسا قضیہ اور معرکہ یعنے جنگ واقع ہو کہ تلافی تقصیر یعنے بدلا اوسکا جو قصور واقع ہوا حضور بدر مین اور جبر مافات یعنے بھرتی اوسکی جو چیز فوت ہوا کرین مراد اوس سے جنگ بدر ہے چنانچہ مانند اسکے یعنے اس خواہش کے کعب بن اشرف کے قتل مین جو قبیلہ اوس سے صادر ہوا تھا اور قبیلہ خزرج بھی چاہتے تھے کہ اون سے بھی مانند اس خدمت کے ہاتھ سے برآوے تاکہ مجری ہووے یہ کیفیت اوپر محرر قوم ہو چکی ہی اور اختلاف کیا اہل اسلام نے کہ بعضون کی مرضی اوپر اسبات کے آئی کہ مدینہ سے باہر نکلنا چاہیے اور سب عورتون کو اور بچون کو حصار مین بھیجنا چاہیے کہتے ہین کہ اسبات مین راے شریف سرور عالم کی بھی موافق اونکی راے کے متمکن ہوئی اور عبداللہ بن ابی منافق بھی یہی راے مارتا تھا یعنے یہی صلاح دیتا تھا لیکن حمزہ بن عبدالمطلب اور ایک جمعیت مہاجرین سے اور سعد بن عبادہ اور ایک گروہ قبیلہ اوس اور خزرج سے عرض کرنے لگے کہ اگر ہم مدینہ مین متحصن ہو دین یعنے گھیرے جاوین تو دشمن ہمارے ضعف حال پر گمان کرینگے اور یہ بات سبب ہوویگی اون کی جرات اور قوت کے لیے یعنے وے ڈھیٹ ہو وینگے اور بار سے روز رساختہ اسبات کے سوا تین سو مرد کے اور کوئی تھا حق تعالی نے ہمکو نصرت اور فتح کرامت فرمائی آج کے روز فضل الہی سے ہمارا لشکر قوی ہی اور دہشت اور دبدبہ ہمارا بہت ہی اور مدتون سے ہم ایسے

دن کی آرزو مین ہیں اور مالک بن سنان ابو سعید خدری کے باپ نے کہا یا رسول اللہ قسم ہی خدا کی
کہ ہم احدی الحسنیین مین ہین یعنے دو حسنون سے ایک حسن مین یعنے ظفر یا شہادت اور یہ دونون
ہمارے نزدیک محبوب ہین حمزہؓ نے کہا قسم ہی اوس خدا کی جسنے قرآن پیغمبر نازل کیا کہ مین شب
تک روزہ نکھولونگا جب تک اپنی تلوار کے ساتھ مشرکین سے جنگ نکرون اور نعمان بن مالک
کہ ایک بہادر دلاوران انصار سے اور جانبازون اونکے سے عرض کی اوسنے یعنے نعمان بن مالک نے
کہ یا رسول اللہ ذبح ہونا بیل کا جو آپ کو خواب مین دکھایا گیا ہے وہ میرا مارا جانا ہے اور
مذبوح ہونا قسم ہی خدا کی کہ سوا اوسکے کوئی خدا نہین کہ مین بہشت مین داخل ہونگا تب
حضرتؐ نے فرمایا کس سبب سے اوسنے کہا اس سبب سے کہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھتا ہون
مین اور معرکہ جنگ مین دشمنون سے منھ نہین پھیرتا حضرتؐ نے فرمایا سچ کہتا ہی تو اور نعمان
نے احد کی جنگ مین شہادت پائی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن صادق اگر جزم
کرے بلکہ قسم کھاوے کہ مین جنت مین داخل ہونگا درست ہوگا اور تصدیق اوسکی کیا
چاہیے اور حقیقت مین یہ بات غلبہ رجا سے ہے یعنے نہایت امید سے اور وثوق بوعدہ
حق سے اور حسن ظن سے ساتھ پروردگار تقدس و تعالے کے انہ لا یخیب من رجاہ
یعنے حضرت حق نا امید نہین کرتا اوس شخص کو جو امید رکھے اوس سے القصہ اصحابؓ نے اتنا مبالغہ
اور الحاج یعنے گڑگڑانا کیا کہ حضرتؐ نے رغبت مدینہ سے باہر جانیکے واسطے کی اگرچہ کارہ تھی یعنے
کراہیت کرنے والے تھے حضرتؐ واللہ اعلم پس حضرتؐ نے جمعے کے روز خطبہ پڑھا اور لوگون کو
نصائح اور مواعظ فرمایا جمع نصیحت کی اور وعظ کی اور امر کیا طرف جد کے یعنے کوشش اور اجتہاد کے
اور خبر دی کہ نصرت تمکو ہوگی اگر صبر کروگے اور ثابت قدمی سے رہوگے اور حکم کیا کہ لشکر کی کارسازی
مین مشغول ہو پس جماعت کے باہر جانے پر حریص تھے خوشحال ہوئے اور جب نماز دیگر یعنے
عصر کی نماز سے حضرتؐ فارغ ہوئے تب حجرہ شریف مین تشریف لے گئے اور صدیق اور فاروق
ملازمت مین گئے اور دستار سر مبارک پر اوس جنابؐ کے سنواری اور زرہ تن مبارک مین
اوس جنابؐ کے پہنائی اور ایک جماعت نے ساز جنگ کیا اور خلق کثیر حجرہ کے دروازے
کے اوپر صف باندھکر انتظار مین حضرتؐ کے باہر تشریف لانے کے کھڑی ہوئی تھی سعد

بن معاذ اور اسید بن حضیر لینے لگے کہ حضرت پر وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے پس بہتر یہی ہے کہ زمام یعنی مہار اختیار کی ہاتھ مین اوس جناب صلعم کے چھوڑین اور اوس جناب کو کراہت نہ دیوین اور مبالغہ نکرین کہ خواہ مخواہ چلو واسطے جنگ کے اسی گفتگو مین تھے کہ خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات والتسلیمات محل مبارک سے مسلح ہو نکلے زرہ پہنے ہوے اور دستار مبارک سر پر رکھے ہوے اور ایک پٹکا ادیم کا کمر مین باندھے ہوے اور تلوار حمائل کیے ہوئے اور نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے باہر خرام فرمانے لگے ادیم خوشبو دار چمڑے کو کہتے ہین ضیا اوسکی انبان ہی کہتے ہین کہ بدخشان کیطرف سہیل کیسی اوقات مین تابش کرتا ہے اور سکلیاسے وہان کے چارون طرف چمڑے سکے بچھاتے ہین اوسکے تیز تو سے لوزدار ہوتے ہین اور کہین سطر بھی جاتے ہین چنانچہ سعدی نے کہا ہی بیت برہمہ عالم ہمے تابد سہیل جائے انبان میکند جائے ادیم جب اصحابؓ نے اوس جناب صلعم کو اس ہیئت سے یعنی ہتھیارون سے مسلح دیکھا تمام حیران اور پشیمان ہوے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو یہ نہین پہونچتا کہ آپ کے خلاف رائے ہم کرین جو کچھ خاطر مبارک مین آوے سو کرین ہمنے خطا کی کہ اسباب مین تکرار کیا فرمایا کہ مین پہلے تم سے کہتا تھا تمنے نہ سنا مبالغہ اور الحاج یعنی گڑگڑانا کیا اب سزاوار نہین ہی کہ پیغمبر خدا ہتھیار باندھے اور پھر کھولے مگر جبتک کہ خدا تعالےٰ حکم کرے درمیان اوس کے اور اوس کے اعدا کے اب تمکو مین جو کچھ کہون اور کرون سو تم سنو اور عمل مین لاؤ اور صبر و استقامت کرو کہ نصرت تمکو ہوگی اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا ہی کار اس غزوے کا واسطے اختلاف اور کراہیت کے تھا شاید کہ یہی ابتداء جنگ مین موجب اختلال اور تزلزل کا آیا ہی اختلال فتور خلل کرنا تزلزل لرزنا جا بیجا ہونا لیکن جب آخر الامر اختیار اوس جناب صلعم کا اوپر اسباب کے ہوا کہ باہر آئے اور عزم کیا بحکم فاذا عزمت فتوکل علی اللہ یعنے پس جس وقت عزم کیا تو نے پس توکل کر تو اوپر اللہ کے توکل کے معنے بھروسا رکھنا یا امید آخر کار فتح و ظفر کے پھر آگے یہ جملہ جزا ہے اوس جملہ شرطیہ کی جو اوپر گذرا کہ جب اختیار اونکا اوپر اسباب کے پڑا جزا یہ کہ آخر کار فتح و ظفر پھر آئے مدینہ مین وہ انتہا ہم اوس وقت مین علم ترتیب کیے مہاجرین کا علم اسد علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا اور بعضے کہتے ہین مصعب بن عمیر کو اور

علمدار اوسکا سعد بن عبادہ اور خزرج کا علمدار حباب بن منذر کو ٹھہرایا اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ
مین خلیفہ فرمایا اور متوجہ طرف احد کے ہوئے اور اہل اسلام بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے اور
درمیان انھون کے سو زرہ پوش تھے اور اعداد جمع عدد اور افراد علی ہذہ القیاس لشکر اسلام کے
ہزار مرد تھے اور ایک روایت سے یہ کہ نوسو مرد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ دونون زرہ پہنکر
آگے آگے اوس جناب ؐ کے چلتے تھے اور جب منزل شیخین مین پہونچے تب ایک جوق
یعنے ایک غول لشکر سے دیکھا کہ اوس سے ایک آواز ساتھ خشونت کے یعنے سختی اور درشتی
کے ساتھ سمع مبارک مین پہونچی فرمایا اوس جناب ؐ نے کہ یہ کون لوگ ہین عرض ہوئی یہ
عبداللہ بن ابی کے حلیف ہین یعنے قسم کھانے والے فرمایا سرور عالم ؐ نے لا تستنصروا
یا اہل الشرکۃ علی اہل الشرک یعنے طلب یاری مت کرو اہل شرکت سے اوپر اہل شرک کے اور اوس
مقام مین اوس جناب ؐ نے عرض لشکر فرمایا مراد عرض لشکر سے موجودات دیکھنا اور ایک جماعت
کو لڑکون سے صحابی کے واسطے ہونے اونکے صغیر سن جیسے عبداللہ بن عمر خطاب رضؓ اور
زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور زید بن ارقم اور براء بن عازب اور ابوسعید خدری اور سمرۃ بن
جندب اور رافع بن خدیج وغیرہم ان سبھونکو فرمایا کہ مدینہ کو معاودت کرین سعادت عود سے
آیا ہی یعنی پھرنا جسطرح مراجعت عرض یا رسول اللہ رافع اگرچہ لڑکا ہے لیکن تیر انداز
ہی حضرت ؐ نے اوسے دستوری دی یعنے حکم کیا کہ ساتھ لشکر کے رہے سمرۃ بن جندب نے
عرض کی یا حضرت ؐ رافع کو آپ نے دستوری دی مین کشتی مین اوسکی پیٹھ زمین کو پہونچاتا ہون
مجکو اس سعادت سے کیون محروم رکھتے ہو فرمایا ہان آپس مین کشتی کرو جب کشتی کی
دونون نے تب سمرۃ نے رافع کو پچھاڑا پس سمرۃ کو اوس جناب ؐ نے دستوری عطا فرمائی
اور جب آفتاب نے غروب کیا تب بلال نے اذان دی اور نماز اوس جناب ؐ نے بجماعت ادا
کی شب کو اوس منزل مین تھے اور حضرت ؐ نے بنی النجار مین نزول اجلال فرمایا تھا محمد بن
مسلمہ کو ارشاد ہوا کہ پچاس شخصون کے ساتھ لشکر کی پاسبانی کرے مطابق حکم کے پاسبانی
کرتے تھے اور مشرکین نزدیک تھے اور دیکھتے تھے کہ لشکر اسلام کیا کرتے ہین اور دشمنون نے بھی یعنے
کفار نے عکرمہ ابوجہل کے بیٹے کو تعین کیا کہ پیچھے پچھاڑے کے اپنے لشکر شقاوت اثر کی نگہبانی کرتا رہا جب

فجر ہوئی حضرت صلعم بیدار ہوئے اور دلیل طلب کی دلیل یعنی راہ دکھانے والا کہ اوس جناب صلعم کو
اچھے رستے سے دشمنوں پر لیجاوے ابوحثمہ حارثی نے اِس خدمت کو قبول کیا پس جناب حضرت صلعم
خاصے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابوحثمہ دلیل راہ ہوا اور حضرت صلعم کو اُحد مین پہونچایا راہ مین اتفاقاً عبور
یعنے گذار ایک منافق کے حائط پر کہ نام اوسکا قبطی تھا اور کور ظاہر و باطن تھا واقع ہوا حائط یعنی دیوار
وہ منافق اوٹھا اور اوس نابکار نے لشکر اسلام پر خاک چھڑکنا پکڑا اگرچہ حقیقت مین وہ اپنی ہی روے
روزگار پر خاک ڈالتا تھا اور حضرت صلعم سے گستاخانہ کتّے کیطرح بھوک بھوک کر کہنے لگا کہ اگر تو رسول خدا
ہوتا تو میرے حائط کے اندر نہ آتا اور حائط میرا خراب نکرتا سعد بن زید اشہلی نے کمان اوسکے
سر پر ماری اور سر اوس گیدی خر کا توڑ ڈالا حضرت صلعم نے فرمایا دعہ فان الاعمی اعمی القلب یعنے
چھوڑ دے اوسکو پس تحقیق اندھا اندھا دل کا ہی اور جسوقت حضرت اُحد مین پہونچے وہ وقت
نماز صبح کا تھا پس بلال نے اذان دی اور تکبیر اوٹھائی اور صفین کھڑی ہوئین اور نماز جماعت
ادا کی گئی حضرت صلعم ایک زرہ بدن مین پہنے ہوئے تھے اور ایک زرہ اوسکے اوپر بھی اور خود
سر مبارک پر رکھا خود لوہے کی ٹوپی کو کہتے ہین جو جنگ کے روز مبارز سر پر رکھتے ہین اس
جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ تمسک یعنے پنجہ مارنا ساتھ اسباب کے یعنے اسباب جنگ پہننا اور
مباشرت اوسکی مراد اوسی آلات حرب سے توکل کا منافی نہین ہی کہ سید المرسلین نے اوسے
کیا ہے اور حقیقت مین ثقہ کا توکل (یعنے راستباز کا توکل کرنا تقدیرات الٰہی پر ہی اور مباشرت
اسباب کی کہ وہ بھی تقدیرات الٰہی سے ہے داخل بندگی ہی اور حضرت صلعم اشجع البشر تھے
یعنے سب سے زیادہ شجاعت رکھتے تھے اور جو کوئی اشجع ہوگا وہی جنگ مین دغدغہ ناک ہوگا
اور کارگذار سلاح کا اور آلات کا یعنے لڑنے والا ہتھیارون کا جو ہوگا وہی جنگ کی نگاہ رکھنے
والا ہوگا یہ باتین واسطے تمثیل کے کہتا ہے مؤلف یعنے حضرت صلعم نے جو ہتھیار باندھے اس
بات کی تمثیلات کرتا ہی کہتے ہین کہ عبد بن ابی منافق کہ سرگروہ منافقین تھا سو اپنے
جوق کے ساتھ یعنے اپنے غول اور جمعیت کے ساتھ کہ تخمیناً یعنے اندازے کی رو سے
تین سو نفر تھے اوس منزل یا آگے اوس سے پھرا اور تحقیق یہ ہے کہ پیش از وصول
باحد یعنے اُحد کے پہونچنے کے آگے ہی پھرا اور احد تک کہ مقام مومنین کا اور

موحد وتھا ہی پہونچ لشکا یعنے مومنین پہونچے وہ منافق تھا نہ پہونچا اور ایک قول سے یہ ہے کہ
حضرتؐ نے اوسکو پھرا دیا اونھون کے کفر و نفاق کی جہت سے **وصل** جب لشکر اسلام اُحد
مین پہونچا جانبین نے صف آرائی کی مسلمانون نے احد کے بیچ مین صف باندھی بیچ بمعنے جڑ
یعنے نیچے احد کے اور اون شور بختون نے شورستان مین جو وہان ہے وہان صف باندھی اور
حضرتؐ آپ بنفس نفیس صفین اصحاب کی راست فرماتے تھے اور ایسا کیا اوس جناب نے کہ اُحد
پشت پر اور مدینہ منورہ مقابل رو کے ہوا اور وہان ایک جبل ہی یعنے پہاڑ کہ نام اوسکا عینین ہے
بصیغہ تثنیہ اور بلفظ جمع بھی کہتے ہین یعنے پہلا نون مکسور کرکے یہ جبل یسار یعنے دست چپ
کیطرف واقع ہوا اور عینین کے پہاڑ مین ایک شگاف تھا کہ وہ محل خطر تھا ایسی جگہ کہ جہان دشمن
کمین کرین یعنے دبکی مارین خفیہ اور وہان سے لشکر اسلام پر ٹوٹین حضرتؐ نے عبداللہ بن جبیر کو
پچاس تیر اندازون کے ساتھ تعین یعنے مقرر فرمایا کہ اوس راہ کی محافظت کرین اور نچھوڑین
کہ اوس راہ سے کفار لشکر اسلام پر آوین اور اگر آوین تو اونکو تیر باران کرین اور اونھونکو حضرتؐ نے
وصیت کی کہ کسی حال مین اپنی جگہ سے جنبش نکرین خواہ اہل اسلام غالب ہون یا مغلوب اور
یہانتک اوس جنابؐ نے اونسے مبالغہ فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ ہمکو طایر لے اوڑے تو بھی تم
اپنی جگہ سے مت ہلو یہانتک کہ مین کسیکو بھیجون تمھارے نزدیک اور اگر دیکھو کہ ہمنے ہزیمت دی
یعنے بھگا یا دشمن کو تو بھی مت جنبش کرو اور اگر ہمکو مار ڈالا اونھون نے تو بھی مت ہلو بعد اسکے
عکاشہ بن محصن اسدی کے تئین میمنہ پر یعنے دست راست پر اور ابو سلمہ بن عبد الاسد
مخزومی کو میسرہ پر یعنے دست چپ پر اور ابو عبیدہ بن جراح کو اور سعد بن ابی وقاص کو مقدمے پر
یعنے لشکر کے آگے ہراول پر اور مقداد بن عمرو کو اوپر ساقی کے مقرر فرمایا اور مشرکون نے اپنی صفین
آراستہ کین خالد بن ولید کو میمنہ پر اور عکرمہ بن ابو جہل کو میسرے پر اور ابو سفیان کو قلب پر تعین کیا
قلب بمعنی اندر لشکر کے اور قلب جگہ سردار لشکر کی ہوتی ہے اور کفار نے صفوان بن امیہ کو اور
ایک روایت ہے یہ کہ عمرو بن عاص کو اوسکے اتباع کے ساتھ اتباع جمع تابع کی رخنہ کوہ کے
برابر مقرر کیا رخنہ بمعنے سوراخ یعنے وہی سوراخ جہان حضرتؐ نے عبداللہ بن جبیر کو پچاس ۵۰
شخص تیر اندازون کے ساتھ محافظت کو تعین فرمایا اور عبداللہ بن ربیعہ کو تیر انداز و تیر انداز اونھون نے

امیر کیا اور علم طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا کہ نام جبکا بش تھا بیہقی بخاری روایت کرتے ہین کہ ایک شمشیر حضرتؐ کے دست مبارک مین تھی کہ جسپر یہ شعر مرقوم تھا شعر فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ والمرء بالجبن لاینجو من القدر ۔ ترجمہ اوسکا یہ فرد ہر فرد بزدلی مین ننگ اور اقبال مین ہے عزت و جاہ ۔ مرد نامردی سے کب چھٹکارا پاوے از قضا ۔ حضرتؐ نے فرمایا کون ہی جو اس تلوار کو لیوے اور حق اسکا ادا کرے یہ سنتے ہی کئی مرد اوسکے واسطے کھڑے ہوئے حضرتؐ شمشیر لیے رہے اور اونمین کسیکو سرفراز نفرمایا پس ابو دجانہ کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ کیا حق ہی اس تلوار کا حضرتؐ نے فرمایا حق اسکا یہ ہی کہ اسے دشمنونپر یہانتک مارنا کہ غنی یعنی باریک اور لانحو ہو جاوے اور کج ہو وے ابو دجانہ بولا مین لیتا ہون اسکو اور ادا کرتا ہون حق اسکا پس وہ شمشیر اوس جنابؐ نے اوسے ارزانی فرمائی ابو دجانہ مرد شجاع تھا کہ خرام کرتا جنگ مین اور جلوہ کرتا جسے تبختر کہتے ہین اکثر بانکون کی یہی چال ہی حضرتؐ نے جب ملاحظہ فرمایا اوسکو تبختر مین اس صفت سے اور اوس چال سے فرمایا یہ وہ رفتار ہی جسے دشمن رکھتا ہی حقتعالے مگر ایسے موطن مین یعنے اس چال کو ایسے موطن مین کہ جنگ ہو یہ چال معیوب نہین ہی کہتے ہین ابو دجانہ کے پاس ایک عصابہ تھا عصابہ بمعنے سربند اور دستار جسوقت وہ سرخ عصابہ سرپر باندھتا تو عنت جنگ وہ کرتا پس آیا ابو دجانہ اور اوس نے اپنے سرپر وہ سرخ عصابہ باندھا اور معرکہ جنگ مین گیا جو مین سامنے اوسکے مشرک آیا اوسنے اوسی شمشیر آبدار سے شربت مرگ پلایا یہانتک کہ سفح جبل مین ابو سفیان کی زوجہ کہ نام اوسکا ہندہ تھا پہونچا اور وہ عرب کی عورتون کے ساتھ رجز پڑھ رہی تھی اور دف باہم وہ عورتین بجا رہی تھین اور جو لوگ کہ اونکے بدر مین مارے گئے تھے اونپر نوحہ اور زاری کر رہی تھین ۔ ابو دجانہ نے تلوار بلند کی کہ ہندہ کو بھی اوس سے سیراب کرے پھر اپنے دل مین سمجھکر ہاتھ رکھ لیا کہ یہ تلوار اس سے برتر اور گرامی ہی کہ اوس عورت کے خون سے آلودہ ہو پس دونون طرف سے لڑائی شروع ہوئی کہتے ہین کہ لشکر کفار سے اوّل جسنے لشکر اسلام پر تیر چلایا سو ابو عامر فاسق تھا لعنت خدا کی اوس ملعون پر اور اوسے ابو عامر راہب بھی کہتے ہین کہ وہ ملعون پچاس نفرون سے اپنی قوم کے آگے آکے بولا مین ہون ابو عامر مسلمانون نے اوس سے کہا لا مرحبا بک ولا اہلا یا فاسق اہلاً وسہلاً اور مرحبا عادت عرب ہی کہ مدح اور دعا مین کسیکو

کہتے ہین یا اگر کوئی دوست ہو تو اوسے بولتے ہین اہلاً وسہلاً اور فارس واسطے ایسے مقام مین بولتے ہین
خوش آمدی صفا آوردی یعنی اوسکے نہین مرحبا تجھکو اور نہین اہلاً تجھکو ای فاسق پس وہ ملعون ساتھ اپنی
قوم کے اہل اسلام پر تیر اندازی کرنے لگا اور ساتھ اوسکے کئی غلام تھے کہ لشکر اسلام پر پتھر پھینکتے تھے
کہ مسلمان بھی اونھون پر تیر اور پتھر چلاتے تھے یہانتک کہ وہ فاسق ساتھ اپنے یارون کے بھاگا
اور یہ فاسق بدبخت پیش از ظہور نبوت کے خبر دیتا تھا حضرتؐ کے احوال سے اور اوس جناب کی بعثت سے
اور بعثت کے بعد اوسنے انکار کیا اور اپنے قول سے پھر گیا اور حضرت سے جدال کیا اور تمام قصہ اوسکا
باب ہشتم میں گذرا اور اخبار مین کہ اہل سلف کی کتابون مین اور امم ماضیہ کی کتب مین جو حضرتؐ کی بعثت مین
واقع ہوے ہین گذرا ہے اور جمیع امت کی ماضی زمانہ گذرا ہوا اور سلف بھی ایسا ہی کچھ بعد اسکے طلحہ
بن طلحہ جو قریش کا صاحب لوا تھا نکلا اور پکارا اور اوسنے مبارز طلب کیا شیر بیشہ ہیجا بہر برسیدان
وغا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اوسکے سامنے آوردہ ہوے اور جا کر ایک تلوار اوس بدانجام نے ایسی
اوسکے سر پر ماری کہ منہ تک اوسکا سر کھل گیا اور شگافتہ ہوا اور حیدر اپنی صف مین آکر کھڑے
ہوے یارون نے کہا یا علی کیون تم نے طلحہ کا کام تمام نکیا فرمایا کہ جب وہ گرا ستر اوسکا ظاہر ہوا اور
اوسنے مجھے قسم دی کہ مین اوسے چھوڑ دون شرم آئی مجھکو کہ پھر اوس سے متعرض ہون اور معلوم کیا
مینے کہ وہ عنقریب ہلاک ہوگا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ مصعب بن عمیر نے اوسے
مارا کہتے ہین کہ کبش کتیبہ جسکا مارا جانا پیغمبرؐ نے خواب مین دیکھا تھا چنانچہ گذرا بعد اسکے
مومنین نے مشرکین پر پے در پے حملے کیے اور کفار کی صفون کو توڑا اور درہم کیا اون کو بعد
اسکے حمزہ بن عبد المطلب مبارزت کرنے لگے اور عثمان ابی طلحہ کو جو کفار کا علمدار تھا تلوار
ایک ایسی اوسکے دونون شانون کے درمیان ماری کہ گذر گئی اور مونڈھا اوسکا گرا یہانتک
کہ پھیپھڑا اوسکا ظاہر ہوا اور پھرے حمزہ اور کہتے تھے جنگ مین انا ابن ساقی الحجیج یعنی مین حاجیون کے
سیراب کرنے والے کا فرزند ہون مراد عبد المطلب سے کہ سقایہ حرم کا حوالے اوسکے تھا بعد
اوسکے ابو سعید بن ابی طلحہ نے علم کا فرون کا اوٹھایا بعد اوس کے سعد بن ابی وقاص نے
اوٹھایا کہتے ہین کہ دس آدمیون سے زیادہ نے علم مشرکین کے اوٹھائے اور سب مارے گئے
جتنے اونکے لشکر سے سر باہر نکالا سرنگون ہوکر گرا یہانتک کہ ایک عورت کہ نام اوسکا عمرہ

تھا بیٹی علقمہ حارثیہ کی علمدار قریش کی ہوئی بعد اسکے مومنین یکبارگی اعدا پر متفرق ہوئے یعنے بکھر
گیے اور حملہ کیے کفار میدان سے پھرے اور بھاگے اور مغنیات جمع مغنیہ یعنی عورتین گانیوالیان تھین
سرود کی جگہ نوحہ فریاد اور واویلا کرنے لگین اور دفون کو ہاتھون سے اونھون نے پھینکدیا اور
اپنے دامنونکو اپنے ہاتھونمین اوٹھا کر اتنے کچھ اونکی پنڈلیان اور خلخال یعنے پازیب نظر آتی تھی
پہاڑ کی طرف بھاگتی تھین خالد بن ولید نے ساتھ ایک جمعیت مشرکین کے چاہا کہ تنگناے سے
پہاڑ کے جاکر لشکر اسلام کے عقب سے یعنے پیچھے سے آوے تیر اندازون نے وے تیر انداز جنکو
حضرت ؐ نے اوس جگہ کی محافظت کے واسطے تعین کیا تھا بزخم تیر اوسکو یعنے خالد کو پھیر دیا خالد
نے کئی بار یہ داعیہ کیا اور کام نکر سکا آخر پھرا لیکن ہنوز کمین مین یعنے دبکی مارے ہوئے مخفی تھا
القصہ اہل اسلام لشکر کفار پر غالب ہوئے اور کافر سب بھاگے فتح و نصرت بجانب اسلام ہزیمت
اور خیبت یعنے ناامیدی لشکر کفار پر مقرر ہوئی ناگاہ چشم زخم جمال شاہد اقبال کو اوس صاحب
اقبال کے پہونچا صورت اوسکی یہ کہ اون تیر اندازونکی جماعت نے دیکھا کہ لشکر کفار بھاگا اور
اہل اسلام غنیمت مین یعنے لوٹنے مین مشغول ہوئے اور نہیب و غارت کرنے لگے نہیب و
غارت متحد المعنے ہین وے بھی اپنی جگہ سے جنبش مین آگئے اور بے صبری کی اونھون نے
عبد اللہ بن جبیر نے جو اونھون کا امیر تھا ہر چند نصیحت کی اور فرمان حضرت ؐ کا کہ مبالغہ اور تاکید
تمام سے فرمایا تھا حضرت ؐ نے کہ ہرگز ہرگز استقامت سے یعنے جای قرار سے نہ ہلین اونھونکو
یاد دلایا لیکن فائدہ نہوا اکثر اونھون سے گیے اور غارت اور غنیمت مین مشغول ہوئے اور
عبد اللہ بن جبیر جماعہ معدودہ سے کہ دس تک نہین پہونچے تھے یعنے دس جوان سے بھی کم تھے
اپنی جگہ مین ثابت قدم رہا خالد بن ولید نے جو کئی بار قصد پہاڑ کے رخنے سے آنیکا کیا تھا
کہ اوس راہ سے لشکر اسلام پر تاخت لاوے یعنے دوڑ کرے ہر بار مبارزونکے تیر باران کے
ہجوم سے خائب یعنے ناامید اور خاسر یعنے نقصان پانیوالا وہان سے پیچھے پھرا تھا اور ابھی مطلق
مایوس نہین ہوا کمین گاہ مین تھا اور منتظر تھا فرصت کا اور مومنونکی غفلت اور مساہلت
کا مساہلت مشکل کام کو سہج سمجھنا جب اوسنے اونھون کو لوٹ مین دیکھا فرصت کو
غنیمت جان کے وہ آپ یعنے خالد ساتھ عکرمہ بن ابو جہل کے اور اور ایک جمعیت

مشرکون نے عبداللہ بن جبیر پر ٹوٹ پڑے اور عبداللہ کو ساتھ اوسکے یاروں کے کہ کئی شخص معدود تھے شہید کر کے اسی طرف سے اوس پہاڑ کے باہر نکلے اور مسلمانوں کے عقب میں آئے اور تلوارین چلانے لگے اور اہل اسلام کے قتل میں بازو کھولے اور اضطراب عظیم لشکر اسلام میں پیدا ہوا اور لشکر تمام تتر بتر ہوگیا اور شوریدگی حال اسقدر دورسی لشکر اسلام میں پڑی کہ اپنی آپس کو ہی قتل کرنے لگے اور شعور و شعار نہیں رکھتے تھے شعور کے معنے جاننا اور شعار بمعنے شیوہ اور کردار چنانچہ کہتے ہین اسید بن حضیر رض کو دو زخم مسلمانوں نے پہونچے اور ابو بردہ کو بھی دو زخم پہونچے اور جب یہ ماجرا حضور اقدس میں عرض کیا فرمایا ہو فی سبیل اللہ یعنے وہ راہ خدا میں تھا اور یمان حذیفہ رض کا باپ بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہر چند حذیفہ پکارتا تھا ای بندگان خدا یہ میرا باپ ہے اور مسلمانوں سے کسیکو تمیز نہوئی اور اوسے مار ڈالا پس کہا حذیفہ نے کہ بخشے اللہ تعالی تمکو اور رحمت کرے اور ہمیشہ حذیفہ دعاے خیر اور طلب رحمت کرتا تھا اپنے باپ کے قاتلون کے واسطے اور جب یہ حکایت حضرت صلعم کے حضور میں عرض ہوئی فرمایا یمان کی دیت یعنے خون بہا دیوین حذیفہ نے دیت لی اور لیکر مسلمانوں پر سے تصدق کی پس اشرار نے غلبہ کیا اور اخیار پر ٹھہر گئے اشرار جمع شریر کی مراد اوس سے کافر اخیار جمع خیر کی اصل اوسکا خیر بمعنے مرد بسیار نیک مراد اوس سے مومن اور یکبار گی قضیہ منعکس ہوا یعنے فتح سے شکست ہوئی کافرون نے قدم راہ جلادت میں رکھا یعنے مردانگی کی راہ میں قدم بڑھایا اور اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہوئے اوس گروہ سے شکوہ کی نافرمانی کی شومی کی جہت سے جو رسول خدا سے اونھون نے کی اور اونھون کی یعنے اسلامیون کی طمع اور رغبت حطام دنیوی کیطرف کرنے کی جہت سے شکست لشکر اسلام پر پڑی حطام بمعنے شکستہ اور ریزہ گیاہ لغت میں اور مراد اوس سے لوٹ منسوب طرف صحابی کے انا للہ وانا الیہ راجعون ہم بندے خدا کے ہین اور ہم طرف اوسکے رجوع کرنے والے ہین اور ہنوز عنایت الٰہی جل و علا ان مسلمانوں سے منقطع نہیں ہوئی تاکہ معلوم ہووے اور تمام مسلمانوں کے تئین بخشا کہ جس سے حضرت حق نظر عنایت اور قبول رکھتا ہی پھر اوسے نہیں ہانکتا اور دور نہیں فرماتا اور یہ تمام افراایمان سے ہی اوس حضرت کے اور اوسی جناب صلعم کے طفیل سے ہے جیسا کہ منطوق اس آیہ کریمہ کا

بر منطوق نطق کیا گیا النطق بمنزلہ گویا بئی ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان
ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم یعنے تحقیق جن لوگون نے منھ پھرا یا تم سے یعنے بھاگ گئے
جس روز ملتقی ہوے تھے یعنے متقابل ہوے تھے باہم منھ کے روبرو منھ لائے تھے دو جمع یعنے دو گروہ
یعنے گروہ مسلمانان اور گروہ کافران یہ بات اسکے سوا نہین ہی کہ ڈگایا اونکو شیطان نے جادے
استقامت سے بعضو نکی شامت کے سبب سے جو کچھ کیا اونھون نے رسول ؐ سے یعنے مخالفت کی اونھون
نے رسول ؐ کے حکم کی اور ہر آئینہ تحقیق عفو کیا اللہ تعالے نے اس گناہ کو اونھون کے توبہ کرنے سے
اور اعتذار کی جہت سے تحقیق کہ اللہ تعالے بخشنے والا ہے اور حلیم ہے یعنے بردبار ہے یعنے جلدی
نہین کرنے والا ہی گنہگارون کے عذاب کرنے مین کہتے ہین کہ اصحاب رض اوس وقت مین یعنی اوس
سراسیمگی مین چار قسم ہوے ایک گروہ لڑے اور شہید ہوے اور ایک گروہ بھاگ کر کونون مین اور
دامنون مین پہاڑ کے چھپے اور بعضون نے بھاگ کر شہر مین جا کر دم لیا اور قرار پکڑا عثمان رض ابن
عفان اونھون سے تھے یعنے جو بھاگ کر شہر مین گئے راست گئے مقاتلہ کے معاملے کے تمام ہونے
کے بعد اور شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے بعد خدمت مین حاضر کی پھر آئے اور یہ آیہ کریمہ سب کے شامل
حال ہو کر رقم عفو اور مغفرت سبکی پیشانی حال اور نامہ اعمال پر کھینچی ایک گروہ یعنے قسم چہارم مرکز صدق
پر ثابت قدمی کرکے قائم و دائم رہے راضی ہی اللہ تعالے اونھون سے مؤلف کہتا ہے کہ یہان
خاطر مین پہونچتا ہے کہ یہ وہی خالد بن ولید ہے کہ آخر مسلمان ہوا اور اسلام مین آکر اوسنے
کئی بار فتح کی اور یہان تک پہونچا کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ خالد سیف من سیوف اللہ یہ کیا حجاب تھے جو
درمیان مین آئے ساتھ ظہور انوار اور بروز اسرار کے بروز یعنی ظاہر ہونا الامر مرہون باوقاتہا
یعنی کام موقوف اپنے وقت پر ہے یعنے جو کام جسوقت ہونیکا ہی اوسی وقت ہوتا ہی اور باپ خالد کا کہ نام
اوسکا ولید تھا بیٹا مغیرہ کا سو اشد کفار سے تھا و مصداق الد الخصام کا تھا جسطرح کہ ابو جہل باپ عکرمہ کا
اور دونون سعادتمند یعنے خالد کا پدر اور عکرمہ اون دونون بے سعادتون سے پیدا ہوے تھے
گویا علاقہ اتفاق کا درمیان ان دش مردون کے یہ تھا اب کہتا ہون مین راضی ہوا اللہ اونھون
سے اسبات کی جگہ مین جس جگہ اون کے باپون پر کہتا ہون مین لعنت خدا کی اونھون پر
یخرج الحی من المیت یعنے حق تعالے نکالتا ہے زندہ مردے سے یعنے بد سے نیک پیدا کرتا ہے

حضرت ع اور کبھی عکس اسکے بھی واقع ہوتا ہے یعنے اولٹا اسکا جو مذکور ہوا کہ چھوٹون سے بڑے پیدا ہوتے ہین واللہ علی کل شئی قدیر یعنے اللہ تعالےٰ تمامی اشیا پر قدرت رکھنے والا ہی روایت کرتے ہین کہ جسوقت لشکر اسلام مین اختلاط اور اشتباک پڑا اختلاط بمعنی آمیزش اور اشتباک بمعنے سوراخ شبکہ سے آیا ہے اور دہم اور کشش یعنے مارنا واقع ہوا تیا ابن سراقہ نے کہ ایک اون بی سعادتون کا تھا آواز دی یعنے ندا کی کہ الاان محمدا قد قتل یعنے آگاہ ہو کہ محمد مارا گیا اور روایتون مین آیا ہی کہ ابلیس نے جعال بن سراقہ کی صورت مین متصور ہو کر یعنے صورت پکڑ کر یہ آواز کی اس دلیل سے کہ خوات بن جبیرہ نے اور ابو بردہ نے روایت کی ہی کہ جعال بن سراقہ ہمارے پہلو مین کھڑا تھا اور ہم نے اس ندا کو اسکے غیر سے سنا یعنے اوسنے یہ ندا انہین کی بلکہ اور ہی کوئی تھا جس نے یہ آواز اوٹھائی اور غرائب روایات سے یعنے عجیب اور نادر روایتون سے جو معارج النبوت مین لایا ہے یہ ہے کہ شیطان جو حضرت ع کے مارے جانیکی یہ ندا کرتا تھا یہ آواز مدینہ مین پہونچی یہانتک کہ مدینہ کے گھرون مین بھی یہ آواز سُنی گئی اور حضرت بی بی فاطمہ رض زہرا رض نے جب یہ آواز سُنی ہاتھون سے سر پیٹتی ہوئین گھر سے باہر نکلین اور اسی طور سے زنان ہاشمیہ بھی نالہ وزاری کرنے لگین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زہرا اس آواز کے سننے کے بعد مدینہ سے اُحد کو گئین چنانچہ ذکر شریف اونکا اوس جگہ مین آوے گا اگرچہ اہل اسلام متزلزل ہوئے یعنے زلزلے مین آکے جابجا ہوتے اور بے صبری کی لیکن حضرت ع اپنی جگہ پر ثابت اور قائم تھے اور سوا چودہ تن کے کہ سات مہاجرین سے تھے اور سات انصار سے ان چودہ کے سوا کوئی نہ رہا مہاجرین سے ابو بکر صدیق رض عبد الرحمن بن عوف علی مرتضیٰ رض سعد بن ابی وقاص رض زبیر بن عوام رض طلحہ بن عبید اللہ رض ابو عبیدہ بن جراح رض اور انصار سے حباب بن منذر رض ابو دجانہ رض عاصم بن ثابت رض سہیل بن حنیف رض اسید بن حضیر رض سعد بن معاذ رض حارث بن صمہ رض یہ چودہ شخص حضرت ع کے ساتھ رہ گئے اور روضۃ الاحباب مین لایا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ محمد بن مسلمہ بھی اونھون سے تھا اور آیا ہے کہ درمیان قوم کے ابی قحافہ کا بیٹا یعنے حضرت ابا بکر صدیق رض اور آیا ہی درمیان قوم کے بیٹا خطاب یعنے حضرت عمر رض یعنے جنھون نے ثابت قدمی کی اور حاضر

رہے رسول خدا کی ساتھ رکھا ہی مولف اس کتاب کا ثابت رکھے اوسکو شیخ اللہ تعالیٰ اوپر حق
کے اور یقین کے کہ تعجب ہر کہ انھون نے کے درمیان عمر خطاب رض کا ذکر نہین کیا اور مجھے وہی حضرت
کے نزدیک جسوقت فراہم آئی جمع ہوئی ہوئے اصحاب رض یک سرور عالم کے اور ندا کی ابوسفیان نے

ہل فی قوم محمد وہل فی القوم ابن ابی قحافہ وہل فی القوم ابن الخطاب رض

ہل حرف استفہام ہے معنی آیا درمیان قوم محمد کے اسلئے آخرہ حضرت صلعم نے فرمایا جواب مت دو
آخر عمر بن الخطاب رض سکے بیتاب ہوکر جواب اوسکو دیا لیکن اوس سے آگے کا ذکر نہین کیا کہ تیر
اندازون مین تھے عمر خطاب رض یا اونہین جو بھاگے یا اون مین جو متزلزل اور مختلط ہوئے وہ
حکایت مشتبہ یعنے شبہہ دار اور مشکل یعنے اشکال کی گئی رہی واللہ اعلم ہان عثمان رض کے احوال
مین آیا ہے کہ بھاگے احد کے روز جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہو کہ ایک مرد ابن عمر رض کے پاس
آیا اور بولا کہ خبر دی مجھے کہ عثمان رض احد کے روز بھاگے اور کہا اوسنے آیا جانتا ہی تو کہ تخلف کیا
عثمان رض نے بیعۃ الرضوان سے اور حاضر ہوا اوسمین کہا ہان پس تکبیر بلند کی اوسنے پس ابن عمر رض نے
کہا آ کہ خبر دیتا ہون مین تجھے اور بیان کرتا ہون تجھ سے جس چیز کا تو سوال کرتا ہی بھاگنا عثمان رض
کا احد کے روز گواہی دیتا ہین کہ خدا تعالیٰ نے عفو کیا اوس سے اشارت کی طرف اوس
آیت کے جو سابق گذر رہی لیکن غائب ہونا اوسکا بدر سے اس جہت سے تھا کہ تحت اوسکے
بیٹی رسول اللہ کی تھی اور مریض تھی پس حضرت صلعم نے چھوڑا اوسے کہ عثمان بن عفان کو بیمار داری
کے واسطے کہ تجھکو اجر اوس مرد کا ہے جو حاضر ہوا بدر کے بیچ مین اور سہم اوسکا یعنے حصہ اوسکا
لیکن غیبت اوسکی یعنے عثمان بن عفان رض کی بیعۃ الرضوان سے اس جہت سے تھی کہ بھجوایا حضرت صلعم
نے اوسکو اہل مکہ کے پاس کہ اونھونکو پیغام پہونچاوے کہ حضرت صلعم معتمر آئے نہ محارب معتمر یعنے
عمرہ کرنے والا محارب جنگ کرنیوالا اور اگر عثمان رض سے کوئی زیادہ عزیز ہوتا ہر آئنہ بھیجتے
حضرت صلعم رسول خدا اوسکو لیکن بھجوایا عثمان رض کو اور بیعۃ الرضوان عثمان رض کے جانے کے
بعد تھی اور حضرت صلعم نے اپنے دست راست کو دست چپ پر مارا اور کہا یہ ہاتھ عثمان رض کا ہی
پس کہا ابن عمر رض نے اوس مرد کو لیجا اس علم کو اپنے ساتھ یعنے علم یہ جاننا اور یہ مرد
عثمان رض کے ساتھ سوء اعتقاد رکھتا تھا سو ہمارے بیچ مدینہ اس حدیث سے معلوم

ہوتا ہی کہ عثمان ابن عفان رضہ داخل اوس جماعت کے تھے جو بھاگ گئے لیکن بالا عمر خطاب رضہ کا بیان نہین کیا ہی کہ اوس جماعت مین تھے جو عبیدہ بن زبیر کے ساتھ تھے اور بھاگ گئے اور آپسین لڑے بیچواسی سے اور جو اشخاص باقی رہے وہی خود مارے گیے اور اگر عمر خطاب اوس جماعت مین تھے کہ حضرت صلعم کے ہمراہ باقی رہے ہیں کس واسطے ذکر نہین کیا ان دونون حدیثون کو واللہ اعلم وصل لیکن قصہ حمزہ بن عبد المطلب کے قتل کا مجمل یعنے مختصر اوس سے یہ ہے کہ جب صف آرائی ہوئی واسطے قتال کے تب باہر نکلا صف سے اپنی سباع بن عبد العزی خزاعی اور بولا آیا ہے کوئی مبارز یعنے مرد جنگی کہ باہر آوے میری طرف پس باہر آئے حمزہ بن عبد المطلب اور حملہ کیا اوپر اوسکے اور مارا اوسکو کل کے روز کے مانند جو گذرا یعنے گیا عالم سے اور نابود ہوا وحشی نام ایک پتھر بڑے کے نیچے چھپا ہوا تھا حمزہ رضہ جس وقت اوس پتھر کے نزدیک آئے تب وحشی نے اپنا حربہ حمزہ رضہ پر ایسا پھینکا کہ پشت کی طرف سے جا نکلا اور تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حدیث صحیح بخاری مین جعفر بن عمر اور ابن امیہ ضمیری سے لایا ہے کہ کہا باہر آیا مین عبید اللہ بن عدی بن خیار کے ہمراہ ایک سفر مین اور جب ہم حمص مین ہوئے مجھے عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا آیا رغبت ہی تجھے وحشی کے دیکھنے مین کہ پوچھین ہم اوس سے کہ حمزہ کو اوسنے کس طرح مارا کہا مین نے ہان اچھا رغبت ہی مجھکو اور یہ وحشی حمص مین رہتا تھا پس پوچھا ہمنے اوسکی جگہ اور منزل کے تئین لوگون نے کہا وہ یہ ہے کہ ایک کوٹھے کے سائے مین بیٹھا ہوا ہے ایک بڑی مشک کے مانند پس آئے ہم اور تھوڑا کھڑے رہے ہم اوسکے نزدیک اور سلام کیا ہمنے اوسے پس جواب دیا اوسنے عبید اللہ بن عدی کا سر اور عمامہ دستار سے لپٹا ہوا تھا کہا اوس سے عبید اللہ نے ای وحشی تو مجھے پہچانتا ہی اوسنے کہا نہین پس کھولا عبید اللہ نے اپنے منھ کو اور کہا آیا خبر نہین دیتا تو ہمکو حمزہ رضہ کے قتل کی کہا اوسنے نعم یعنے ہان خبر دیتا ہون نعم اگرچہ لفظ عربی ہی جسطرح حبذا لیکن ایسے مقامون مین جیسے اقبال مین استعمال ہوتا ہی ہندی مین ترجمہ اوس کا لفظ اچھا اور لفظ ہان چنانچہ بولتے ہین ہان کہتا ہون اچھا خبر دیتا ہون حمزہ نے طعیمہ بن عدی ابن خیار کے تئین غزوہ بدر مین قتل کیا تھا وحشی کہتا ہے کہ میرے آقا نے یعنے جسکا غلام تھا نام اوس کا جبیر بن مطعم

پس جبیر بیٹا مطعم کا کہا مجھے اوسنے کہ میرے چچا کو جسکا نام طعیمہ بن عدی تھا حمزہ نے اوسے مارا ہی
اگر تو حمزہ کو بدلے اوسکے قتل کرے تو مین تجھے آزاد کرون وحشی کہتا ہی پس جس ہنگام مین کہ
باہر آئے لوگ سال عینین اور عینین مین ایک پہاڑ ہے احد کے برابر مراد غزوہ احد ہے تب باہر آیا
مین لوگون کے ساتھ قتال کیطرف پس جسوقت طرفین سے صف آرائی ہوئی واسطے قتال
کے اوسوقت اپنی صف سے سباع نکلا اور نعرہ کیا اوسنے ہل من مبارز یعنے آیا ہی کوئی مرد جنگی
اوس زمانے مین دستور تھا کہ پہلے جب صف آرائی ہوتی تب ایک جوان ادھر سے اور ایک اودھر سے
نکلکر آپس مین لڑتے جبتک دونون سے ایک نگرتا تب تک کوئی جنبش نکرتا پس اپنی صف سے باہر
نکلے حمزہ بن عبد المطلب اور ہم آورد سے اپنے کہنے لگے ای سباع اے ام انمار مقطعۃ البظور کے بیٹے
لڑتا ہی تو خدا سے اور اوسکے رسول ص سے یہ کہکر اوسپر حملہ کیا اور اوسے مقتول کیا کل کے روز
جو گذرا وحشی کہتا ہے کہ مین ایک بڑے پتھر کے نیچے دبکی مارے بیٹھا ہوا تھا جب نزدیک ہوئے
حمزہ مجھ سے تب پھینکا مینے اپنا حربہ یعنے برچھا اوسکی طرف پس رکھا مینے اوس حربے کو درمیان
سرہ اور عانہ اوسکے اور زور کیا یہانتک کہ دونون رانون کے درمیان جا نکلا اور یہ آخر عہد
اوسکا یعنے حمزہ رض کا آخر عہد ہی یعنے آخر وقت عانہ موی زہار کو کہتے ہین جسکی ہندی کالے بال
اور سرہ چوترا کو کہتے ہین وحشی کہتا ہی کہ جب پھرے لوگ مکے کی طرف مین بھی پھرا اونکون کے
ساتھ اور مکے مین مینے اقامت کی یہان تک کہ مکے مین اسلام فاش ہوا یعنے آشکارا اوسکے
بعد باہر آیا مین طرف طائف کے یعنے بھاگا مین اور جب رسول خدا ص نے مکے کو فتح کیا تب
اہل طائف نے اوس جناب ص کیطرف بھجوایا ایلچیون کو اور بھی کہا لوگون نے کہ حضرت ص
ایلچیون کو نہین ستاتے یعنے اگر تو بھی اس جماعت کے ساتھ جاویگا تو سلامت رہیگا پس آیا
مین رسول خدا کیطرف اور جب اوس جناب ص نے مجھے دیکھا فرمایا آیا تو وحشی ہی کہا مینے ہان
پھر فرمایا آیا تو نے شہید کیا حمزہ کو کہا مینے واقع ہوا جو کچھ پہونچا آپ کو یعنے ہونی تھی سو ہوئی
فرمایا نہین سکتا ہی تو کہ غائب کرے تو اپنے منہ کو مجھ سے یعنے دور ہو میرے سامنے سے
پس باہر گیا مین اور جب قبض کیا گیا رسول خدا یعنے جب قبض روح مطہر ہوا اوس جناب کا تب
خروج کیا مسیلمہ کذاب نے کذاب بمعنے بہت جھوٹا اور مسیلمہ نام تھا اوسکا پس مین نے

اپنے دل مین کہا کہ نکلون مین طرف مسلیمہ کے شاید کہ اوسے مارون اور مکافات کرون یعنے بدلا کرون اوس سے حمزہ کے قتل کے تئین پس نکلا مین طرف اوسکے یعنے مسلیمہ کذاب کیطرف پس واقع ہوا کام سے جو کچھ واقع ہوا ناگاہ ایک مرد ہی کھڑا ہوا درمیان دیوار کے گویا ایک اونٹ ہے سپیدا ور سیاہ بکھرے ہوے بال پس ڈالا مینطرف اوسکے اپنے حربے کے تئین اور رکھا مینے اوسکی پستان مین اور زور کیا یہانتک کہ شانون سے اوسکے پار ہوگیا اور اوسکی طرف ایک مرد انصار سے کود اپس ماری ایک تلوار اوسکے سر پر ایک باندی کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی پکار اوٹھی کہ مارڈالا امیر المومنین کو مراد اوس سے مسلیمہ کذاب ہی ایک غلام سیاہ نے یہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہی روایت کرتے ہین کہ جب وحشی طعیمہ بن عدی کا کینہ لینے کے واسطے نکلا احد کیطرف حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے واسطے راہ گمراہی ملوکرنے لگا ملی معنے لپٹنا اور مراد اوس سے راہ کا ملنا ہندہ عتبہ کی بیٹی جو غزوہ بدر مین مارا گیا ابوسفیان کی جورو معاویہ کی مان جسوقت راہ مین وحشی کو پہونچتی اور دیکھتی تو اوسکو تحریص کرتی یعنے رغبت دلاتی کہ مردانہ رہ کہ جبتک ہماری خاطر کو بھی تو ہاتھ لاویگا تو بھی تجھے آزادی میسر ہوگی اور مین تجھے تربیت یعنے پرورش کرونگی کہ میرے باپ عتبہ کو بھی حمزہ نے بدر کے روز مارا ہی وحشی کہتا ہی اتفاقاً جنگ مین حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا مینے کہ مست شیر کیطرح درمیان قوم کے گھسا تھا اور صفین لشکر قریش کی اوسنے درہم توڑ ڈالین ناگاہ سباع بن العزی خزاعی نام قبیلے کا ہی صف کفار سے نکلا ہوا مبارز طلب کر رہا تھا حمزہ نے نکلکر سباع کو قتل کیا اور مین ایک پتھر کی چٹان کے پیچھے ڈبکی مارے ہوے بیٹھا تھا اور حربہ خوب چلاتا تھا ایسا کہ میرا حربہ کم خطا کرتا تھا جسوقت حمزہ غافل میرے نزدیک پہونچا تب مینے حربے کو اوسکے عانے پر چلایا ایسا کہ دوسری طرف باہر آیا سر نیزے کا دیکھا مینے کہ حمزہ میری طرف متوجہ ہوا مین بھاگا حمزہ راہ مین گرا اور ایک جماعت نے اوسکے یارون سے اوسکے سر پر آکر کہا یا اباعمارت جواب اونھون کا نہ دیا معلوم کیا مین نے کہ آخر ہوا صبر کیا مین نے یہان تک کہ لوگ اوس کے نزدیک سے دور ہوے تب جاکر مینے اپنے حربے کو اوٹھایا اور شکم چاک کرکے کلیجا نکال کر ہندہ کے پاس لے گیا اور بولا یہ جگر حمزہ کا ہے جسنے تیرے باپ کو مارا ہے ہندہ نے اوسکو مجھ سے لیا اور چبایا منھ مین اور

باہر نکالا اور ڈال دیا اور گویا ہندہ نے وحشی سے کہہ رکھا تھا کہ جب تو حمزہ کو مارے تب اوسکا جگر
میرے پاس لانا اس سیاہ قلب نے یہ عمل اپنے ہی پاس سے ایجاد کیا ہو ہندہ نے اپنی پوشاک اور
تمام زیور مجھے دیا اور وعدہ کیا کہ جب مکے کو پہونچونگی تب دس دینار سرخ تجھے دونگی تب ہندہ نے کہا
کہ بتا مجھے کہ اوسکا مصرع کہاں ہے ہندہ کو میں وہاں لیگیا ہندہ نے وہاں جا کر آلت اور کان
اور ناک حمزہ کے قطع کیے اور مکے میں اپنے ساتھ لے گئی اور حمزہ کو مضغ جگر کے واسطے ہندہ
کے تئین آکلۃ الاکباد کہتے ہین آکلہ تانیث فاعل ہے یعنے کھانے والی اکباد جمع ہے کبد کی
کبد بمعنی کلیجی یعنے کھانے والی کلیجی کی اور روایت کی گئی ہے کہ جب کفار جا چکے اور اہل
اسلام میدان مین آئے تفحص اور تلاش اپنے مارے ہوؤن کا کرتے تھے حضرت صلعم نے فرمایا
لا افعل عمی ما فعل حمزۃ یعنے کیا کیا میرے چچا نے کیا کیا حمزہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ جستجو میں
مشغول ہوئے اور حمزہ کے نزدیک پہونچکر اونکو اوس ہیئت سے مشاہدہ کیا رونے لگے اور وہان
سے پھر کر حضرتؐ کو صورت حال سے واقف گردانا سید عالم علی مرتضیٰ کے ہمراہ حمزہ کے نزدیک گئے
اور فرمایا ما وقفت موقفاً اغیظ لی من ہذا اوس وقت فرمایا واللہ اگر مین قریش پر غلبہ پاؤن
تو اونکے ستر آدمیون کو مثلہ کرون مین مثلہ اوسے کہتے ہین جسکے اعضائے مخصوص کاٹین یعنے
جو حالت حمزہ کی ہے جبرئیل نازل ہوئے اور یہ آیہ لائے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم
ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین یعنے اگر عذاب کرو تم اور سزا دو عذاب کی مانند اوسکے جسطرح
تمنے عذاب پایا اور اگر صبر کرو پھر آئینہ صبر بہتر ہے صبر کرنے والون کو حضرت صلعم نے فرمایا واللہ صبر
کرتا ہون مین اور اوس داعیے سے گذرا مین یعنے وہی جو فرمایا تھا کہ ستر آدمیون کو قریش
سے حمزہ کے مانند مثلہ کرونگا مین اور عوض اوسکے اوس جنابؐ نے حمزہ کے واسطے
استغفار کی اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر خاطر صفیہ کے درمیان نہوتی
تو دفن نکرتا مین حمزہ رضہ کو اور چھوڑ دیتا کہ طیور اور سباع اوسے کھاوین اور حق تعالے
حشر کرتا اوسے اونکے اندر سے طیور جمع طایر کی سباع یعنے جانور درندہ جانور دو قسم ہین
ایک دام دوسرے دد دام وہ جانور ہے جو درندہ نہو اور دد جانور درندہ کو کہتے ہین اور
روایت کرتے ہین کہ حضرت صفیہ رضہ پھوپھی رسول خدا صلعم کی حمزہ بن عبد المطلب کی

بہن دو رسے پیدا ہوئیں حضرت صلعم نے زبیر بن عوام اونکے بیٹے کو فرمایا کہ جا اپنی والدہ کو پھیر کہ
اپنے بھائی کو اس حال سے نہ دیکھے اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ آخر صفیہ حمزہ کے نزدیک
آئیں صفیہ اور فاطمہ رضہ روتی تھیں اور اونکے رونے سے حضرت صلعم بھی روتے تھے اور فرمایا کہ نام حمزہ
بن عبد المطلب کا ساتوں آسمان کے اہل میں یعنے وہانکے رہنے والوں میں اسد اللہ اور
اسد رسولہ لکھا گیا ہے اور فرمان سے اوس جناب کے قبر کھودی گئی اور حمزہ رضہ کو دفن کیا
ذکر شہیدوں کے دفن کا اور نماز کرنا اوپر اونکے آخر باب میں آویگا وصل اور اور بھی صحابیوں
نے اس غزوے میں بہت کارزار کیے کارزار یعنے جنگ اور حق محنت اور اخلاص بجالائے یعنے
شہادت کے شربت کو پہونچے اور بعضے باقی رہے راضی ہو حق خدا اونسے اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
سے روایت کی گئی ہے کہ جب کفار نے مسلمانوں پر غلبہ کیا حضرت صلعم میری نظر سے غائب ہوئے
پردہ حجاب درمیان آیا شہیدوں میں جاکر میں نے تلاش کی مقتولوں میں میں نے حضرت کو نپایا دل
میں کہا کہ شاید حق تعالے نے واسطے ہمارے فعل کے یعنے فعل یہ کہ صحابی فراری ہوئے اس فعل
کی جہت سے غضب کیا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر لیگیا حضرت علی رضہ کہتے ہیں یعنے دلمیں میں نے
کہا کہ بہتر یہی ہے کہ میں قتال کروں اور مارا جاؤں تلوار میں نے کھینچی اور اعدا پر حملہ کیا کہ کفار سب
درہم ہوکر بکھر گئے یعنے بھاگے ناگاہ حضرت صلعم کو میں نے دیکھا کہ بسلامت موجود ہیں معلوم کیا
میں نے کہ حقتعالی نے اپنے حبیب کو ملائکہ کرام سے محافظت اور نگہبانی کی نقل ہے کہ جب لشکر اسلام
فراری ہوا اور حضرت صلعم کو اکیلا چھوڑا حضرت صلعم غضب میں آئے اور پسینہ پیشانی مبارک سے
متقاطر ہوا یعنے قطرہ قطرہ پسینا ٹپکنے لگا اور موتیوں کے مانند جبین مبارک سے نیچے دوڑنے
لگا اوس حالت میں اوس جناب صلعم نے دیکھا کہ حضرت علی پہلو میں کھڑے ہوئے ہیں حضرت صلعم
نے فرمایا یا علی کس طرح کی بات ہے کہ تم یاروں میں اپنے ملحق نہوسکے یعنے نہ بھاگے اونکے ہمراہ علی
مرتضی نے کہا اأکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ لفظ اکفر ہے صیغہ متکلم کا یعنے کافر ہوں میں
اور الف واسطے استفہام کے ہے یعنے آیا کافر ہوں میں ایمان لانے کے بعد تحقیق کہ مجھے تجھسے
اقتدا ہے یعنے مجھے تجھسے کام ہے نہ یاروں سے اور بھائیوں سے کیا کام جو بھاگے ہیں
اور لوٹنے کے واسطے گئے ہیں اونسے مجھے کیا کام ہے ایسے وقت میں ایک گروہ

کفار کا متوجہ طرف اوس جناب کے ہوا حضرت ص نے فرمایا یا علی تجھے اس گروہ سے بچا اور حق
خدمت اور یاری بجالاؤ کہ وقت یاری ہی علی مرتضیٰ رض متوجہ طرف اوس گروہ کے ہوئے اور
ان اور انکے روزگار سے نکالا دمار ہلاک کرتا اور اونکو پراگندہ کیا اور ایک جمع کثیر کو جہنم کیطرف
روانہ کیا یعنے مار ڈالا اور آیا ہے کہ اوسوقت ملائک بھی حاضر تھے اور جبرئیل اور میکائیل مانند
دو مرد سفید پوش کے حضرت ص کے داہنے بائین ہاتھ کی جانب کھڑے تھے اور محافظت اوس
جناب کی کرتے تھے اور کفار سے محاربہ کرتے تھے اور مشہور یون ہی کہ محاربہ یعنے جنگ کرنا
ملائک کا مخصوص بغزوۂ بدر ہے اور غیر مین اوسکے یعنے غزوۂ بدر کے سوا اور غزوان مین حاضر
ہونا ملائک کا اور امداد اور اعانت ثابت ہی نہ یہ کہ جنگ اور مقابلہ چنانچہ ذکر اسبات کا غزوہ
بدر مین گذرے گا کما مینے واللہ اعلم ہوسکتا ہی کہ نازل ہونا ملائک کا ہزار بعد ہزار کے کفار
کے قتال کیواسطے مخصوص بغزوۂ بدر ہو لیکن ملازمت جبرئیل اور میکائیل کہ دونون ملازم
درگاہ ہین اسجگہ بین ہوا اور محاربہ کیا ہو اونھون نے منافات نہین رکھتا کہتے ہین کہ
جب شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ نے یہ مردانگی کی اور اوس جناب کو نصرت دی تب جبرئیل نے
حضرت ص سے کہا یا محمد ص یہ کمال مواسات اور جوانمردی ہے جو علی مرتضیٰ رض تمسے کرتے ہین
حضرت ص نے فرمایا انہ منی وانا منہ یعنے تحقیق کہ علی رض میرا ہے اور مین علی کا ہون یہ کنایہ ہے
کمال اتحاد سے یعنے ایک پنے سے اور اخلاص اور یگانگی سے اور آیا ہے جب حضرت ص
نے یہ کلمہ فرمایا یعنے انہ منی وانا منہ تب جبرئیل نے کہا انا منکما یعنے مین تم دونون کا ہون
کہتے ہین اوسوقت ایک آواز سننے مین آئی کہ گویندۂ غیبی کہتا تھا لا فتے الا علے لا
سیف الا ذو الفقار یعنے جوانمرد کوئی نہین مگر علے ہے اور تلوار کوئی نہین مگر ذو الفقار ہے
مدارج النبوۃ مین لایا ہی کہ کشف الغمہ مین بھی مانند اسی واقعے کے لایا ہے اس سے
مبسوط یعنے اس سے زیادہ وسیع ہے یعنے یہی مذکور جو ہاتف کہتا تھا اور آخر مین اوسکے
لایا ہی کہ حضرت ص نے فرمایا کہ یا علے اپنی مدح سنتے ہو کہ ایک فرشتہ جسکا نام رضوان
ہے آسمان مین کہتا ہے لا فتے الا علے لا سیف الا ذو الفقار روضۃ الاحباب
والا کہتا ہے کہ اس حدیث کو اس طریق سے بعضے اکابر محدثین نے یعنے محدثو نکے

کبیروں نے یعنے اوسکے بزرگوں سے اور اہل سیر اپنی کتابوں میں لائے ہیں لیکن ذہبی نے
اسکے راوی کی تضعیف کی ہے واللہ اعلم مؤلف کہتا ہے خاص کرے اوسکے تئین اللہ تعالے
ساتھ زیادتی یقین کے کہ ظاہرا قصہ نادعلیاً مظہر العجائب کا بھی اسی سال میں اور اسی معرکے میں
واقع ہوا ہے یعنے نازل ہونا نادعلی کا اسی جنگ میں ہے اور مشہور جنگ خیبر میں ہے کہ آنکھیں
حضرت علی رض کی آئی تھیں اور مدینے میں تھے اور نادعلی کے پڑھتے ہی حاضر ہوئے جنگ خیبر
مین جو حضرت نے پڑھا اور تمام نادعلی یہ ہے نادعلیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی
النوائب کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی لفظ ناد جو سرے پر ہے صیغہ امر ہے مثلاً
نادعلیاً یعنے ندا کر تو یا محمد علی رض کی تئین کہ مظہر العجائب ہے پاوے گا تو اوس سے آرزو و مدد
کی واسطے اپنے نوائب میں نوائب کے معنی خرابیاں اور تشویشیں لفظ جمع ہے تمامی
تفکرات میں اور عموم میں نزدیک ہے روشن ہوجہ بسبب تیری نبوت کے ای محمد اور بسبب
تیری ولایت کے اے علی یعنے اس مقام میں تین۳ مرتبہ محمد اور تین مرتبے علی رض کہتے ہیں
واللہ اعلم لیکن کتب حدیث میں ذکر اسکا نہیں کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور بالجملہ اوس مبارز
غازی علی کرم اللہ وجہہ نے حق مبارزت اور محاربت اور جلادت اور شجاعت وہ بجالایا کہ فوق اوس
سے متصور نہو سکے روایت ہے قیس سے کہ اوسنے اپنے باپ سے روایت کی کہ کہا علی رض
مرتضےٰ سے سنا مینے کہ فرمایا اُحد کی جنگ مین سولہ ضرب تلوار کی مجھے پہونچی کہ چار اون
ضربوں سے میں زمین پر گرا اور ہر ایک بار جو میں زمین پر گرتا تھا ایک مرد خوبصورت نیکخو میرا
ہاتھ پکڑتا تھا اور کہتا تھا کہ متوجہ کافروں کا ہو یعنے کافروں کو مار کہ تو اطاعت میں خدا کی
اور اوسکے رسول ص کی ہے اور یہ دونوں تجھ سے راضی ہیں اوس جنگ کی فراغت کے بعد
اوس کیفیت کو حضرت ص سے مینے بیان کیا حضرت ص نے فرمایا کہ یا علی رض تم اوسے پہچانتے ہو کہ وہ کون
تھا کہا مینے نہیں لیکن دحیہ کلبی کی صورت میں ملتا ہوا تھا فرمایا یا علی حق تعالے نے تمھاری آنکھیں
منور رکھے وہ جبرئیل تھا اور طلحہ رض سے بھی جنگ اُحد میں بہت دلاوری ظہور میں آئی کہ سبب
ہوئی وہ دلاوری دخول جنت کے ایجاب کی اور بڑے قتال کیے حضرت ص نے فرمایا طلحہ اون لوگوں
سے ہے کہ جو کچھ حق تھا سو بجا لایا کہتے ہیں طلحہ رض نے حضرت ص کے روبرو اپنے ہاتھ کو سپر کیا تھا

اور ابن قمیہ کی تلوار کو اوس جناب سے رد کیا اور ہاتھ اوسکا اوس زخم کے سبب سے شل ہوگیا شل اوسے
کہتے ہین جو کام سے جاتا رہے اور خشک ہوجائے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ اوسنے اپنے ہاتھ کو
سپر ایک تیر کی کیا تھا کہ ایک کافر نے اوس جناب پر ایک تیر چلایا تھا اور طلحہ کے خنصر پر وہ تیر آلگا تھا
اور ہاتھ نکما ہوگیا تھا خنصر ہاتھ کی چھوٹی اونگلی کا نام ہے جسے چھنگلنا کہتے ہین اور آیا ہی روایت
مین کہ اُحد کے روز طلحہ نے اسّی زخم کھائے تھے ساتھ اوسکے کوشش کرتا تھا یکبارگی دو ضرب
تلوار کی کفار نے اوسکے سر پر ماری کہ اوسکے نہایت الم سے گرا اور بیہوش ہوگیا تھا ابوبکر صدیق رض
نے آکر اوسکے چہرے پر پانی چھڑکا کہ ہوش مین آیا اور پوچھا طلحہ نے کہ رسول خدا کا حال کیا
ہے کہا صدیق اکبر نے کہ خیریت ہی اور اوس جناب نے مجھے تیرے پاس بھجوایا ہے طلحہ نے کہا
الحمد للہ جو مصیبت کہ اسکے بعد ہوگی آسان ہی اور باقی احوال طلحہ رض کا ابن قمیہ ملعون کی شرارت
کے بیان مین آویگا اور روایت کرتے ہین کہ انس بن نظر انس بن مالک کا چچا واقعہ بدر مین حاضر
نہین ہوا تھا چاہا اوسنے کہ اُحد مین آکر تدارک مافات مین قیام کرے مافات کے معنے جو چیز
فوت ہوئی تدارک کے معنے بدلا جب پہونچا حضرت صلعم کا احوال پوچھا لوگون نے کہا ایسا
سنتے ہین ہم کہ حضرت صلعم مقام شہادت کو پہونچے تب اوسنے اصحاب رض سے کہا کہ یہ روا ہے کہ
تم جیتے رہو اور پیغمبر کو کفار مار ڈالین یہ کہکر تلوار کھینچکے متوجہ دشمنون کا ہوا اتفاقاً سعد بن
ابی وقاص تک پہونچا اور ایک روایت مین یہ کہ سعد بن معاذ تک پہونچا بولا واللہ کہ مین
بہشت کی بو سونگھتا ہون اُحد کی جانب سے یہ کہکر اپنے تئین لشکر کفار کے قلب پر مارا اور
محاربہ عظیم کیا یہانتک کہ شہید ہوا رض اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ اسّی پر کئی زخم اوٹھائے
اوس نے بدن پر اس درجے مین تن اوسکا زخمون سے چور تھا کہ مقتولون مین معلوم
نہین ہوتا تھا اوس کی بہن نے تِل سے جو اوسکے انگوٹھے پر تھا اوس سے پہچانا کہ انس
بن نظر ہے اور سعد بن ابی وقاص جو موصوف بصفت اول من رمی فی سبیل اللہ تھا یعنے
اول اون شخصون کا جسنے تیر چلایا راہ خدا مین سو اُحد کے روز مامور تھا تیر اندازی
پر اور فرماتے تھے حضرت صلعم یا سعد ارم فداک ابی وامی یعنے تیر چلا تو قربان تیرے
ہوجیو باپ میرا اور ماں میری یہ قول عرب کا ہی دعا کے وقت بولتے ہین ارم صیغہ امر

ہی یعنے تیر چلا تو اور مالک بن زہیر کا فر تھا کہ کئی مسلمان اوس پلید کے زخم سے مقتول اور
مجروح ہوے سعد بن ابی وقاص سے اوسکی آنکھ پر ایک ایسا تیر مارا کہ اوسکی گدی کیطرف سے
نکلگیا اور وہ بد بین کانا ہو کر جہنم کو پہونچا اور حضرت سے اوس مفسد کے اہل اسلام نے چھٹکارا پائی
حضرتؐ نے سعد بن وقاص کو دعاے خیر دی اور فرمایا اجاب اللہ دعوتک وسدد رمیتک حضرتؐ
کی دعا کی برکت سے سعد مستجاب الدعوات ہوا چنانچہ لوگ تبرک اوسکی دعا سے چاہتے تھے نقل ہے
کہ آخر سعد رضہ اندھا ہو گیا لوگون نے اوس سے کہا تیری دعا سے مریض شفا پاتے ہین کسواسطے
دعا نہین کرتا کہ خدا تجھے پھر آنکھین دیوے کہا قضاء اللہ تعالے اسلے من بصیری یعنے چاہا
اللہ تعالے کا اور حکم اوسکا نزدیک میرے محبوب ہی بینائی چشم میرے سے ابو طلحہ انصاری
حضرتؐ کے حضور مین کھڑا ہوا تھا اور اپنے تئین سپر اوس جنابؐ کی کیا تھا تیر اندازی کے فن مین
مہارت تمام رکھتا تھا اور خوب کھینچتا تھا کمان کو یہانتک کہ دو تین کمان اوس روز اوسکے ہاتھ
سے ٹوٹین اور آواز بلند رکھتا تھا اپنے تمام تیرون کو ترکش سے اوسنے خالی کیا اور وہ تمام
پچاس تیر تھے ہر بار جو تیر کہ چلاتا نعرہ مارتا اور کہتا یا رسولؐ اللہ نفسی دون نفسک جعلنی فداک
یعنے جان و تن میرا تجھپر فدا ہو جیو اور جب تیر اوسکے تمام ہوے تب حضرتؐ نے ایک لکڑی اوسے
زمین سے اوٹھا کر دی اور فرمایا ارم یا ابا طلحہ یعنے تیر چلا تو اے ابا طلحہ اور جب ابو طلحہ اوس لکڑی کو
خانۂ کمان مین لاتا تب وہ لکڑی تیر ہوتی اور دشمن کیطرف چلاتا اور جب کوئی شخص حضرتؐ کے
پاس گذرتا اور اوسکے تیر کا جعبہ دیکھتے فرماتے اور عجب ہی کہ ساتھ مہارت اور بصارت کے
جو ابو طلحہ فن تیر اندازی مین رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے اوس فن مین شہرت پائی اور
اس کمال مین مثل ہوا ظاہرا یہ بابت سعد کی اولیت اور سابقیت کی جہت سے ہو تیر چلانے مین
راہ خدا مین اور استقامت اور مضبوطی بیچ اوسی راہ خدا کے واللہ اعلم اولیت بمعنے اول ہونا
سابقیت سابق ہونا اور احد کے روز قتادہ بن نعمان کی آنکھ پر ایک تیر پہونچا یہانتک
کہ اوسکے رخسار پر آنکھ لٹک پڑی پس اوس جنابؐ نے رد کیا اوسے اوسکی جگہ مین اور فرمایا
اللہم جمالا دے تو قتادہ کے تئین از روے جمال کے پس بہتر اور تیز تر اوسکی آنکھین ہوئین اور
عبد اللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی حضرتؐ نے اوسے ایک کھجور کے درخت کی ڈالی دی

پس ہاتھ مین اوسکے وہ تلوار ہوگئی جسطرح عکاشہ کو بدر کی جنگ مین امداد ہوئی تھی عبداللہ بن جحش کی تلوار کا نام عرجون تھا اور عکاشہ کی تلوار کا نام عون تھا چنانچہ گذرا اور بیچی گئی عون معتصم باللہ کے امر سے ایک امیر کے ہاتھ دوسو دینار کو واللہ اعلم اور ایک دلاوروں سے اور جانبازوں سے درگاہ نبوت کے حنظلہ تھا جسکو حنظلہ الغسیل اور غسیل الملائکہ کہتے ہین وہ مدینہ مین تھا اور اسی جنگ احد کی شب مین کتخدا ہوا تھا اور اپنی عروس کے ساتھ سویا تھا فجر کے وقت غسل جنابت کر رہا تھا ایک اپنے سر کو اوسنے دھویا تھا ناگاہ اوسنے سُنا کہ وقت اصحاب رسول پر تنگ ہی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ غیب سے اوسنے ایک آواز سُنی یا خیل اللہ ارکبی یعنے ای گروہ براہ خدا کے سوار ہو اوسی حالت جنابت مین بے طاقت ہو کر احد مین آیا اور محاربہ کرنے لگا بہت سے کافرون کو دوزخ مین اوسنے بھجوایا اور آپ شہید ہوا پس حضرت نے اوسے دیکھا کہ ملائک اوسے غسل دیتے ہین تعجب کیا کہ یہ کیا حال ہے وہان سے مراجعت کرنے کے بعد اوسکا یہ احوال اوسکی عورت سے جسکا نام جمیلہ تھا اور عبداللہ بن ابی کی بہن تھی حضرت نے پوچھا اوسنے تمام حقیقت حال عرض کی حضرت نے فرمایا کہ وہ غسل اوس کا اوس کی جنابت کی جہت سے تھا یہ وجہ تسمیہ ہے غسیل الملائک کا اور اوپر اسبابت کے تمسک کیا ہی بعضے اماموں نے مثل امام ابوحنیفہ وغیرہ کہ قائل ہین شہید کے غسل دینے پر جسوقت کہ وہ جنب ہو اور جمیلہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اوسنے رات کو بیچ خواب مین دیکھا کہ فرجہ یعنے ایک کھڑکی آسمان مین پیدا ہوئی اور حنظلہ اوس فرجے سے آسمان مین درآمد ہوا اور پھر وہ کھڑکی بند ہوگئی تعبیر اس خواب کی یعنے یہ کی کہ حنظلہ شہادت پاویگا اور ابوسعید ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت حضرت نے یہ سخن فرمایا کہ حنظلہ کو غسل دیتے ہین ملائک اوسوقت مین حنظلہ کے نزدیک گیا دیکھا مین نے کہ پانی اوسکے سر سے متقاطر تھا یعنے ٹپکتا تھا اس صورت عجیبہ کو حضرت کی خدمت مین معروض کیا اور عجائب حکایات سے عمر بن جموح انصاری کی حکایت ہی کہ وہ اعرج تھا یعنے لنگڑا تھا اور اوسکے چار بیٹے تھے کہ حضرت کی خدمت مین معارک جہاد مین مبادرت یعنے جرائت کرتے تھے چاہا عمر بن جموح نے کہ غزوہ احد مین آپ بھی موافقت کرے اوسکی قوم نے منع کیا اور کہا تو مرد اعرج یعنے لنگڑا مرد ہے و لیس علی الاعرج حرج یعنے

لنگڑے کو کچھ حرج نہین ہے اور چار بیٹے تیرے حضرت کی خدمت مین ہین عمر نے کہا کیا خوب کہ میرے بیٹے بہشت مین جاوین اور مین تمھارے پاس بیٹھون اوسکی عورت نے کہا کہ میری نظر مین ہی کہ تو بھاگ کر پھر آیا ہے عمر نے یہ بات سنکر ہتھیار لگا لیے اور دعا کی اللھم لا تردنی الی اہلی یعنے ای پروردگار مجھے مت پھیر امیرے اہل کیطرف یہ کہکر روانہ ہوا اور حضرت کی خدمت مین جاکر منع کرنا اپنی قوم کا عرض کیا حضرت نے فرمایا لقد عذرک اللہ ولا جناح علیک ہر آئینہ تحقیق کہ معذور رکھا تیرے تئین اللہ تعالی نے اور نہین گناہ اوپر تیرے عمر نے مکرر التماس کی تب حضرت نے اوسکی التماس قبول کی اور اوسے اجازت دی ابو طلحہ کہتا ہے کہ عمر بن جموح کو مینے جنگ گاہ مین دیکھا کہ خرام کرتا تھا اور کہتا تھا خدا کی قسم کہ مین بہشت کا مشتاق ہون اور بیٹے اوسکے بھی اپنے باپ کے پیچھے دوڑتے تھے اور اعدا سے جنگ کرتے تھے بہت سے دشمنون کو داخل جہنم کیا اور آپ بھی شہید ہو کر داخل بہشت ہوئے اور روایت کرتے ہین کہ ہند زوجہ عمر بن جموح کی اپنے شوہر اور بیٹے اور بھائی کے لاشون کو اونٹ پر لاد کر مدینے کو لانے لگی کہ وہان دفن کرے ہند کا اونٹ زانو مار کر بیٹھ گیا اور ہر بار جو ہند اونٹ کو جھڑک کر اوٹھاتی تھی اور مدینے کی طرف چلتی تھی اونٹ سو جاتا تھا ایکبار اوسنے احد کی طرف اونٹ کو ہانکا اونٹ رفتار مین آیا یہ حال ہند نے حضرت سے عرض کیا حضرت نے فرمایا تیرا یہ شتر مامور ہے پھر ہند سے اوس جناب نے پوچھا عمر بن جموح نے آتے وقت کچھ بات کی تھی اوسنے عرض کی کہ یا حضرت جسوقت احد کو چلنے لگا قبلے کیطرف منھ کرکے اوسنے دعا کی کہ اے پروردگار مجھے مت پھیر امیرے اہل کیطرف حضرت نے فرمایا یہی سبب ہے کہ اونٹ تیرا مدینہ کیطرف نہ چلا وصل اور ایک سخت وقائع غزوہ احد سے یہ ہی کہ شہادت پانا مصعب بن عمیر رض کا روایت کرتے ہین کہ جب اہل اسلام فراری ہوئے مصعب بن عمیر رض کہ جسکے ہاتھ مین علم مہاجرین کا تھا اوسی اثنا مین ابن قمیہ ملعون اوسکی طرف متوجہ ہوا اور تلوار کی ضرب سے اوسکا سیدھا ہاتھ بدن سے گرایا مصعب نے علم بائین ہاتھ مین لیا اور یہی کہتا تھا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے نہین محمد مگر رسول تحقیق کہ گذرے ہین اوس سے آگے رسل رسل جمع رسول ہی ابن قمیہ نے دوسرا وار ایک ہاتھ مارا اور اوس کا بائین طرف کا ہاتھ بھی جدا کیا

مصعب نے پھر بھی یہی کلمہ زبان سے نکالا اور اپنے دونون بازون سے علم کو اپنے سینہ سے منضم کیا یعنے ملا دیا پھر اوس نابکار نے ایک تیر اوسپر مارا کہ مصعب گرا کہتے ہین کہ یہ آیت ابھی نازل نہوئی تھی کہ حق سبحانہ وتعالی نے اوسکی زبان پر جاری کی جب مصعب زمین پر گرا تب ابو الروم اوسکے بھائی نے علم کے تئین اوٹھایا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حق تعالی نے ایک فرشتے کو نازل کیا مصعب کی صورت کہ اوسنے علم مسلمانون کا اوٹھایا اور آخر روز جب جنگ سے فارغ ہوے تب حضرت صلعم نے فرمایا تقدم یا مصعب اوس فرشتے نے کہا مین مصعب نہین ہون حضرت صلعم نے معلوم کیا کہ وہ فرشتہ تھا کہ حق تعالے نے مومنون کی مددگاری کے واسطے بھجوایا بعد اوسکے ابو الروم نے اوس علم کو اوٹھایا اور مدینہ کے آگے آگے سرور عالم کے چلتا تھا اور مصعب بن عمیر اجلۂ صحابہ سے تھا یعنے بڑے صحابیون سے اور اوسکے فاضلون سے تھا کہ جنہنے ہجرت کی طرف حبش کے اور حاضر ہوا بدر مین اور بھجوایا سرور عالم صلعم نے اوسے عقبۂ ثانیہ کے بعد مدینہ مین اور ایک روایت سے یہ کہ عقبۂ اولی کے بعد مدینہ کو بھیجا کہ تعلیم کرے وہ انھونکو اور دین اور فقہ سکھاوے اونھونکو اوائل مین مصعب رضہ نہایت متنعم تھا اور عیش و کامرانی مین ہی رہتا تھا اور جب اسلام لایا تب زہد اختیار کیا اوسنے دنیا مین ایک روز حضرت صلعم نے اوسے دیکھا کہ ایک بھیڑ کا چمڑا کمر مین باندھے ہوے تھا فرمایا دیکھو اے لوگو اس مرد کو کہ روشن گردانا حضرت حق نے اوسکے دل کو ایمان کے واسطے دیکھا مینے کہ اوسکے مان باپ اوسکے واسطے حلہ خرید کرتے تھے دوسو درہم کا وسوقت اسکی پوشاک وہ تھی اور محبت خدا و رسول خدا اوسے اس حالت پر لائی ہی جو دیکھتے ہو روایت کیا ہی اس حدیث کے تئین ابو نعیم نے اربعین صوفیہ مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور دیلمی اور ابن عساکر نے اور بہادران میدان شجاعت سے وہب بن قابوس مزنی اور بھتیجا اوسکا حارث بن عقبہ بن قابوس تھے اگرچہ اوّل امر مین یعنے جس وقت اہل اسلام لوٹنے مین مشغول ہوے تھے یہ دونون بھی لوٹ ہی مین تھے لیکن جسوقت خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل جسوقت لشکر اسلام کے پیچھے آئے وہب اور حارث نے اونھون کے مقابل ہو کر ثابت قدمی کرکے داد مردی اور مردانگی دی اس حالت مین ایک گروہ اشرار حضرت صلعم کی طرف متوجہ ہوے حضرت صلعم نے فرمایا

من لهذہ الفرقۃ یعنے کون ہی جو اس گروہ کو دفع کرے وہب نے کہا انا یا رسول اللہ یہ کہکر ہاتھ
تیراندازی پر چھوڑا اور تیرون کے بند ونکو بھگا دیا اسکے بعد اور ایک گروہ دشمنون کا پیدا ہوا حضرت صلعم
نے فرمایا من لهذہ الکتیبۃ یعنے کون ہی جو اس لشکر کو دفع کرے وہب نے پھر وہی جواب دیا اور تلوار
چلانا شروع کیا قتل کیا اور بھگایا پھر ایک گروہ پیدا ہوا حضرت صلعم نے فرمایا من لهؤلاء
یعنے کون ہے اس گروہ کے واسطے وہب نے کہا یا رسول اللہ یعنے مین ہون حضرت صلعم نے
فرمایا قم وابشر بالجنۃ یعنے اوٹھ اور بشارت لے جنت کی وہب اس بشارت عظمی سے بشتر
ہوکر اہل کفار کی صف مین گھسا اون نابکارون نے اوسے درمیان لیا اور گھیر کر برچھون
اور تلوارون کے زخم سے اوسے گرایا اوسکے بعد بھتیجا اوسکا حارث بہت سی کوشش کے بعد
یعنے مار ڈالنے کے بعد عز شہادت مین فائز ہوا فائز فوز سے آیا ہے بمعنے کشایش پانا
عمر رضہ سے منقول ہی کہ کہا دوست رکھتا ہون مین کہ موت میری وہب مزنی کی طرح ہو
اور سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ وہ دلاوری اور پردلی جو مین نے جنگ احد کی وہب بن
قابوس مزنی سے دیکھی کسی جنگ مین کسی سے دیکھنے مین نہین آئی اور کہا دیکھا کہ رسول خدا صلعم
مزنی کے سرہانے اوسکے قتل کے بعد کھڑے ہوئے تھے اور فرماتے تھے رضی اللہ عنک
فانی عنک راض یعنے راضی ہو خدا تجھہ سے پس مین تحقیق تجھ سے راضی ہون بعد
اسکے دیکھا مین نے کہ حضرت صلعم کے ساتھ الم جراحت کے پانؤن سے کھڑے رہے اور اوسے
قبر مین رکھا اور چادر ایک تھی مزنی کے پاس حلم کی گئی سرخ علمون سے سو اوسکو پہنائی گئی
راضی ہو اللہ تعالے اوس سے اور بعضے اونھون سے ایسے تھے کہ اوسی روز یعنے اوسی
جنگ کے روز عنایت الٰہی دستگیر حال اونھون کی ہوئی اور نور ہدایت اونکے دلون
مین پڑا جیسا کہ عمر بن ثابت وقیش ایک شخص تھا کہ دین اسلام مین شک رکھتا تھا اور ہر چند
اوسکی قوم ایمان لائی تھی اور اوسکو ثبات اور استقامت مین نصیحت کرتی تھی مفید نہین پڑتا
تھا اتفاقاً اوسی روز جس روز اہل اسلام غزوہ احد کو جاتے تھے غفلت کا قفل عمر بن ثابت
کے دل سے کشادہ ہوا اور یقین اوس کے دل مین در آمد ہوا اپنے ہتھیار ونکو اوسنے
اوٹھایا اور جنگ گاہ مین جاکر اوسنے اوتنا محاربہ اور مقاتلہ کیا کہ مجروح اور ناتوان

ہو کر مقتولون مین گرا اور شہادت کو پہونچا حضرت نے اوسکے حق مین فرمایا انہ لمن الجنۃ یعنے
تحقیق کہ وہ اہل الجنۃ سے ہے اور ایک یہودی تھا مخریق نام احبار بنی اسرائیل سے احبار
جمع حبر کی حبر بمعنی دانشمند کہ موسی کی اُمت کے دانشمندون سے تھا اور مال بہت رکھتا تھا
قدیمی کتابون مین صفت پیغمبر آخر الزمان کی پڑھا ہوا تھا لیکن بحکم الفت وعادت دین یہودیت
پر قرار و استقرار پائے ہوئے تھا الفت اور عادت کے ایک ہی معنے ہین اسی سے تالیف آیا ہے
بمعنی ملانا اور الفت وعادت سے مراد یہ کہ وہ خوگر تھا دین یہود پر جس روز حضرت صلعم غزوۂ احد کے
واسطے باہر نکلے وہ روز شنبے کا تھا داعیہ اسلام لانے کا مخریق کے دل مین مصمم ہوا اپنی قوم کو
بھی اونسے دعوت کی وے عذر لائے اونسے کہا تحقیق اور درستی اور راستی کہ محمد رسول ہے
خدا کا ایمان لاؤ تم اوس سے اور نصرت دو اوسے کہ شرف اور سعادت دنیا اور آخرت کی تمکو
نصیب ہو اونھون نے کہا آج روز شنبے کا ہے روا نہین ہے کہ ہم جنگ کرین مخریق
نے کہا کہ یہ بات دین یہودی سے ہے کہ شریعت محمدی جسکی ناسخ یعنے رد کرنے والی ہو گی
ہے پس اوٹھا اور اپنی تلوار لیکر حضرت صلعم کی خدمت مین آکر مسلمان ہوا اور وصیت کی کہ میرا
مال میرے بعد حضرت صلعم کے ملازمان درگاہ سے متعلق ہے یہ کہکر اعتقاد درست سے
مشرکون کی جنگ مین گیا اور یہانتک جنگ کی کہ درجۂ شہادت کو پہونچا اوس کا اموال
اوس جناب صلعم نے موافق اوسکی وصیت کے تصرف کیا اور مسلمانون پر صرف کیا اور اوسکے
حق مین ایسا فرمایا مخریق خیر یہود یعنے مخریق بہترین یہود ہے وصل مردانگی اور دلاوری مردان
اصحاب کی یہ تھی جو تمام اوس سے رقمزدۂ کلک بیان ہوئی اور بعضی نساء مومنات جو ہمراہ تھین خدمت
غازیون کی کرتی تھین اور پانی اونکو پہونچاتی تھین جہاد اونھون نے کیے اور بہت
قتال کیے اُن عورتون نے چنانچہ نسیبہ کعب کی بیٹی کہ شیر عورت تھی پُر دل اور بہادر اور
ایک ہنر ور تھی معرکون مین اور محفلون کی کہ اپنے شوہر کے ساتھ زید بن عاصم اور
دونون بیٹے اوسکے عمارہ اور عبد اللہ کیا کیا اہتمام ظہور مین لائے نسیبہ کہتی ہے کہ احد کے روز
میرے نزدیک ایک مشک تھی کہ مسلمانون کو پانی اوس سے پلاتی تھی جب دیکھا مینے کہ ایادی
اعادی کی اہل اسلام مین قتال مین دراز ہوئی ایادی جمع ید کی اور اعادی جمع اعدا کی تب پانی

لوگون کو پلانے سے مینے ہاتھ کھینچا اور اہل کفر اور ضلال کے قتال مین مینے اشتغال کیا ضلال بمعنے
گمراہی اشتغال شغل کرنا کہتے ہین چنانچہ تیرہ زخم مجھے پہونچے اون مین سے ایک زخم ایسا تھا
کہ ایک سال تک اوسکی دوا مین مشغول تھی لوگون نے پوچھا کہ وہ زخم کسکے ہاتھ کا تھا
نسیبہ نے کہا ابن قمیہ مردود کے ہاتھ کا اور مینے بھی اوس ملعون پر کئی ہاتھ چھوڑے لیکن
وہ دو زرہ پہنے تھا اور وہ ضربین میرے ہاتھ کی اوسپر کارگر نہوئین اور جسوقت مجھے زخم
شدید پہونچا تب پیغمبر نے عمارہ میرے بیٹے سے تعیین فرمایا کہ شتاب اپنی مان کیطرف جا اور اوسکے
جراحت کو باندھ نسیبہ کہتی ہے کہ مین اور میری اولاد حضرت کے آگے مقاتلہ کرتی تھی اصحاب
فراری ہوکر اوس جناب کے روبرو سے گذرتے تھے میرے پاس سپر نتھی یکایک نظر مبارک
اوس جناب کی ایک اصحاب پر پڑی کہ اوسکے پاس ڈھال تھی اوسنے فرمایا کہ اے سپر رکھنے والے سپر
اپنی تو اوسے دے جو کوئی قتال کرتا ہے اوسنے سپر ڈالدی مینے وہ سپر لے لی اور حضرت
کے گرداگرد مشرکون کے حملونکو مین رد کرتی تھی یہانتک کہ ایک سوار نے کفار سے ایک
تلوار مجھپر ماری لیکن کارگر نہوئی مینے ایک تلوار کا وار اوسکے گھوڑے پر کیا گھوڑا اوسکا گرا
اور وہ سوار گھوڑے سے جدا ہوا حضرت جو ناظر تھے اس حال کے میرے بیٹے کو ندا
فرمائی کہ اے ابن عمارہ پہونچ اپنی مان تک تب مین نے اور میرے بیٹے نے فرمان پر
اوس جناب کے عمل کیا اور اوس مشرک کو مار لیا اور عبد اللہ اسی نسیبہ کا بیٹا کہتا ہے کہ
اس روز ایک مشرک کے ہاتھ سے مجھپر ایسا زخم پہونچا کہ خون بند ہوتا نتھا میری مان نے
میری جراحت کو باندھا اور کہا اوٹھ قتال مین مشغول ہو حضرت نے فرمایا اے عمارہ کی مان جو
طاقت اور ہمت تجھ مین ہے کس مین ہے اتنے مین جس مشرک نے مجھپر تلوار مار کر زخمدار کیا
ہمارے آگے سے گذرا حضرت نے فرمایا اے ام عمارہ یہ وہی شخص ہے جسنے تیرے فرزند کو
زخمدار کیا نسیبہ نے ایک تلوار کا وار اوسکی ران پر کیا ایسا کہ گرا دیا حضرت اوسے دیکھکر ہنسے
اس درجے ہین کہ نواجد اوس جناب کے ظاہر ہوئے نواجد انگلے دانتونکو کہتے ہین اور فرمایا کہ
قصاص تو لے لیا اپنے بیٹے کا خوب لیا اے ام عمارہ شکر خدا کا جسنے تجھے تیرے دشمن پر ظفر دی اور تیری
آنکھون کو اوسکے ہلاک ہونے کے مشاہدے سے روشن گردانا نسیبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

دعا کرو کہ آپ کے اہلبیت کے ساتھ بہشت مین آپ کے ملازمون سے اور رفیقون سے ہو یئن ہم
حضرت نے اوسکے اور اُسکے فرزندون کے اور شوہر کے حق مین یہ دعا کی اللھم اجعل رفقائی فی الجنۃ یعنے اے
پروردگار گردان انھونکو میرے رفیقون سے بہشت مین میری مان نے کہا اب جو مصیبت کہ بعد اسکے مجھے
پہونچیگی اُس سے خوف نہین رکھتی مین کہتے ہین نسیبہ مسیلمہ کذاب کی جنگ مین بھی حاضر تھی کہتی ہی نسیبہ کہ
یمامہ کی جنگ کے روز مسیلمہ کو مین ڈھونڈھتی تھی یکایک اہل شقاق سے ایک ناپکار نے ایک تلوار مجھے
ماری اور ایک ہاتھ گرا دیا قسم ہی خدا کی ساتھ اُس ایک ہی ہاتھ کے قتال سے مین نہ پھری اور ایک لحظے کے بعد
اُس ملعونکو مینے قتل کیا ہوا پایا اور عبد اللہ اپنے بیٹے کو مینے دیکھا کہ وہ اُسکے سرہانے کھڑا ہوا اپنی تلوار کو
اُس ناپاک کے خون سے پاک کرتا ہی اُسوقت سجدۂ شکر مین بجالائی اور اپنی جراحت کی دوا مین مشغول
ہوئی سبحان اللہ یہ کیسی عورت تھی کہ بہت سے مردون سے فائق اور فاضل تھی مشایخون سے
ایک مشائخ نے کہا ہے کہ آدمی مین عمل چاہیے کیا مرد کیا عورت شیر جو اپنے بیشے نکلتا ہے
یہی کہتے ہین کہ شیر نکلا یہ کوئی نہین کہتا کہ یہ مادہ ہے یا نر ہے وصل محاربہ اور قتال اصحاب
کا ساتھ کفار کے اس غزوے اور مارنا اور مارا جانا اور اُس حضرت صابر جان فدا کرنا
اور وفا سے عہد کرنا بہت ہی اور زیادہ اُس سے جو کچھ مذکور ہوا لیکن جو کچھ اوس جناب
نبوت مآب کو شدت اور محنت اور ایذا اور آزار کفار سے پہونچی وہ جدا ہی روایت کرتے ہین کہ پانچ
ناکسون نے کفار فجار سے آپس مین عہد کیا کہ سید کائنات کو قتل کرین ایک اون سے عبد اللہ بن قمیہ کہ
اشد اس قوم کا تھا دوسرا عتبہ بن ابی وقاص زہری سعد بن ابی وقاص کا بھائی کہ لب و دندان پیغمبر
کے اُسکے ہاتھونسے ٹوٹے تیسرا عبد اللہ بن شہاب زہری چوتھا ابی بن خلف اور بعضون نے لکھا ہے کہ
عبد اللہ بن حمید اسدی بھی اونھین مین سے تھا اور نہ یہ جانا اون شقیون نے کہ پیغمبر مطلق اُن
کے ہاتھون سے مارے جانے والا نہین ہی جب تک کامل نکرے اپنے دین کو اور غالب نہو وے
دین اُسکا تمام دینون پر تب تک عالم سے جانیوالا نہین ہی یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہھم
ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنے چاہتے ہین کفار کہ بجھا دین خدا کے
نورون کے تئین مراد نورون سے قرآن اور پیغمبر اور نہین چاہتا خدا مگر یہ کہ کامل کرے
اپنے نور کو یعنے دین کو اگرچہ کراہیت کرین کفار اور اس ابن قمیہ ملعون نے اور تینے پتھر

اوپر اوس گوہر درج رسالت کے پھینکے کہ رخسار مبارک اوس جناب کا خون آلودہ ہوا اور خود کے
حلقے رخسار مبارک پر دھس ہو گئے اور اسطرح جیسے کہ ٹیاں خود کی رخسار ہمایون میں اون پتھروں سے
جم گئین کہ ابو عبیدہ بن جراح نے ایک کڑی پر اوس حلقے کے اگلے دانت کو رکھکر روی مبارک سے
حضرت کے کھینچی دانت اونکا گر پڑا اور دوسرے حلقے کو دوسرے دانت سے اوٹنے کھینچا وہ دانت بھی اونکا
گر پڑا اور اون پتھروں سے پیشانی مبارک شکستہ ہوئی اور خون جاری ہو کر محاسن مبارک پر
دوڑنے لگا محاسن داڑھی کو کہتے ہین حضرت صلعم اپنی ردائے مبارک سے اوس خون کو پونچھتے تھے
اور فرماتے تھے کہ کسطرح رستگاری پاوینگے وہ قوم جنھون نے اپنے پیغمبر سے ایسا سلوک کیا
اور حال یہ کہ وہ پیغمبر اونکو دعوت کرتا ہو یعنی بولاتا ہو طرف اللہ کے جبرئیل نازل ہوکے اور یہ آیہ
لائے لیس لک من الامر شئی او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون یعنے نہین واسطے تیرے
اس کام سے کوئی شئی یعنے تصرف اور اعتراض اختیار سب پروردگار کو ہی اگر چاہے بخشے اور رجوع
کرے اوپر اونکو اونکی رحمت یا عذاب اونکون کے تئین کہ وے ظالم ہین نہین ہے مگر تو بندہ
مامور بانذار اور جہاد انذار کے معنے ڈرانا یہ واسطے تادیب اور تہذیب کے تھا اوس
جناب کے نفس مقدس کے لیے کہ مبادا رجوع طرف بشریت کے کرے اور دائرہ عبودیت
سے باہر ہوا اور نزول اس آیہ کا وہان بھی کہتے ہین جہان حضرت صلعم نے بددعا کی قنوت
مین قبائل کفار کو اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرت صلعم خون مطہر پونچھتے تھے اور ایک
قطرہ اوس سے زمین پر نہین گرنے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اس خون سے کچھ بھی مین پر
گرے ہر آئینہ نازل ہو آسمان سے ایک عذاب اہل زمین پر کہ ہلاک کرے اونکو اور ایک گھانس
زمین سے نہ اوگے بعد اسکے فرمایا اللھم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون اے پروردگار بخش تو
میری قوم کو کیونکہ بدرستی کہ یہ لا یعلم ہین یعنے یہ نہین جانتے مجھکو اور نہین پہچانتے میرے
حقیقت حال کو اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضرت صلعم کیطرف پھینکا نیچے کے ہونٹھ پر
اوس جناب کے وہ پتھر پہونچا آگے کا نیچے والا دانت شکستہ ہوا اور عبد اللہ بن شہاب نے
ایک پتھر اوس جناب کے مرفق پر مارا اور مجروح کیا مرفق کہتے ہین کہنی کو ابو سعید خدری رض
روایت کرتا ہی کہ جسوقت خون مطہر روے مبارک سے حضرت صلعم کے جاری تھا اوسوقت

میرا باپ مالک بن سنان اپنے منھ کو اوس موضع مطہر پر ڈالکر لہو چوستا تھا اور نگلتا تھا پس لوگون نے اس باب مین کلام کیا حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی مساس کرے خون کو نہ پہونچے اوسے آگ دوزخ کی اور آیا ہی روایت مین کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ زہرا رضی خون روئے مبارک سے دھوتے تھے علی مرتضی اپنے سپر پانی لائے اور حضرت زہرا نے شست وشو کی ہر چند دھوتی تھین خون بند نہوتا تھا تب ایک ٹکڑا حصیر کا جلاکر اوسکی راکھ جراحت پر حضرت کے ڈالی اور خون بند ہوا اوس سے بعد حضرت دوا کرتے تھے جراحت کی بوسیدہ ہڈی سے یہانتک کہ باقی نرہا اوس سے کچھ اثر اور روضۃ الاحباب والا شیخ ابن حجر سے نقل کرتا ہی کہ شرح بخاری مین اوسنے کہا ہی کہ عبد الرزاق معمر الزہری سے روایت کرتا ہی کہ ستر ضرب تلوار کی کافرون نے حضرت کے روے مبارک پر مارین اور حقتعالی نے اوس جناب کو سب کے شر سے بچایا اور کہتے ہین مراد عدد سبعین سے حقیقت اوسکی ہو یعنے حقیقت مین ستر عدد ضرب شمشیر کے روے مبارک پر لگے ہون یا مبالغہ ہو کثرت مین یعنے اندازہ اسبات کا اتنی تلوارین روے مبارک پر لگین کہ اندازہ اوسکا ستر تک تھا نقل ہی کہ ابن قمیہ ملعون نے اپنی تلوار کا ایک ہاتھ اس شدت سے اوس جناب پر لگایا کہ اوس ملعون کی ضرب سے اور اپنے سلاح کے بوجھ سے کہ دو زرہ پہنے ہوے تھے ایک گڑھے مین کہ وہان نزدیکی مین تھا انھین ملعونون نے کھدوایا تھا حضرت اوس مین گرے اور آنکھون سے لوگون کے پوشیدہ ہوے اور دونون زانو اوس جناب کے چھل گئے اسجگہ سے اوس بدشوم نابکار نے آوازہ ڈالا کہ محمد مارا گیا اور شیطان نے بھی ندا کی کہ محمد صلعم بتحقیق مارا گیا ابو سفیان نے کہا ای گروہ والو معشر تم مین سے کسنے محمد صلعم کی ہسم آخر کو پہونچائی ابن قمیہ نابکار نے کہا مینے محمد کو مارا ہی ابو سفیان نے اوس سے کہا ہم سوار تیرے ساتھ مین کرینگے جسطرح اہل عجم اپنے مبارزونکو سوار یعنی سوار کیا گیا کر دانتے ہین سوار اُس بانی کو کہتے ہین جو کوئی دلاوری کرے جنگ مین اور فوج کے سردار کو مارے یا کسی نامی پہلوان کو مارے اوسکے ہاتھ مین وہ بانا آتا ہے اور اوس سے نامی اور ممتاز ہوتا ہی یہ دستور اہل عجم کا تھا قطران کہتا ہے فارسی مین تجنیس ناقص کی صنعت مین

شعر پیادہ شود دشمن از اسپ دولت • چو باشی بر اسپ سعادت سوار • بر اسپ سعادت سواری و

داری؛ بدست اندرون از جلادت سوار؛ اور ہندی مین کرٹا کہتے ہین جب حضرتؐ اوس
گڑھے مین گرے تب طلحہؓ نے اوتر کر اپنی بغل مین پکڑا اور علی مرتضیٰ نے اوپر سے ہاتھ دیا اور مدد
کی کہ حضرتؐ اوپر آئے اور حضرتؐ نے اون پانچون نابکارون پر جنکا مذکور ہوا بد دعا کی کہ ایک
سال اون پر نہ گذرا بعضے اوسی روز مارے گئے اور بعضے اوسی سال مین جہنم واصل ہوئے اور
اوس ابن قمیہ سگ ملعون نے جب تلوار سرور عالم پر ماری کہا لے یہ ہاتھ مجھ سے کہ ابن قمیہ
ہون مین سید رسلؐ نے فرمایا اقماک اللہ واذلک یعنے خوار اور ذلیل کرے تجھے اللہ تعالے
کہتے ہین اوسی سال مین وہ پلید ملعون ایک پہاڑ پر بکریون کے گلّے کے نزدیک نیند مین تھا
کہ حقتعالی نے ایک مینڈھا نازل کیا کہ اوسنے سینگ اوسکے پیٹ پر ایسا مارا کہ اوس کے حلق
سے نکلا کذا فی روضۃ الاحباب اور اس عبارت کی روش ظاہر سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قضیہ ابن قمیہ
کے ہلاک ہونیکا احد کے روز یا قریب اوسکے تھا بلکہ ایکمدت کے بعد ہوا معارج النبوت کی
عبارت یہ ہی کہ مشرکون کے پھرنے کے بعد مکّے کیطرف ابن قمیہ ایک پہاڑ پر سوتا ہوا تھا کہ
ایک مینڈھا فرمان الٰہی سے بسر وقت اوس لعین کے پہونچا الخ لیکن ابی ابن خلف جو اونھین
پانچون سے تھا حضرتؐ نے اوسے کسیوقت فرمایا تھا کہ تیرا قاتل مین ہونگا یہ اندیشہ اوسکے
دل مین بندھا ہوا تھا اسی واسطے مکّے سے قریش کے نکلتے وقت نہین چاہتا تھا کہ مکّے
سے باہر نکلے مارے جانے کے خوف سے ابوسفیان اوسے بزور لیگیا چنانچہ گذرا اور قصّہ
اوسکا اسطرح کہتے ہین کہ وہ داخل اسیران بدر تھا اور جب آپنے فدیہ قبول کیا اور مکّے کیطرف
جانیکی رخصت پائی کہ فدیہ ادا کرے تب اوس بیحیا نے حضرتؐ کے روبرو کہا اے محمدؐ میرے
پاس ایک گھوڑا ہی کہ اوسے اتنا دانہ دونگا یہانتک کہ فربہ ہووے اوسپر سوار ہوکر تجھ سے
لڑنے آونگا اور تجھے قتل کرونگا حضرتؐ نے فرمایا بلکہ مین تجھے قتل کرونگا اوس حال مین
جسوقت تو اوس گھوڑے پر سوار ہوگا اور قتل تیرا میرے ہاتھون سے ہونیوالا ہی انشاءاللہ
تعالے اور کہتے ہین کہ بدترین خلق اور بدبخت خلائق سے وہ کوئی ہی جسے وہ پیغمبر برحق مارے
کیونکہ وہ واجب القتل ہوگا حقا احد کے روز حضرتؐ نے فرمایا کہ ابی بن خلف سے آگاہ ہو
کہ وہ ناخلف بیخبر میرے خوف سے باہر آویگا اگر دیکھو کہ آتا ہی تو مجھے آگاہ کر دیکا یک

آخر جنگ مین وہ نابکار اپنے اوسی گھوڑے پر سوار ہو کر پیدا ہوا جب اسکی نظر سرور عالم ؐ پر پڑی
ناسزا باتین کہنے لگا کہ اے محمد ؐ نجات نپاویگا ابی بن خلف اگر تو آج میرے ہاتھ سے نجات نپاوے
دیکھو اوس بیحیائی بیحیائی کو کہ ساتھ اثبات کے کہ وہ اعتقاد رکھتا ہی اثبات کا کہ اوس
جناب ؐ کے ہاتھ سے مارا جاویگا پھر بھی ایسی بات بولتا ہی صحابی ؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ؐ
اشارت کرو ہمکو کہ اوسپر حملہ کرین ہم اور اوسے دوزخ کو بھیجین جب وہ لعین نزدیک ہوا پہونچا
زبیر بن عوام وہان کھڑا ہوا تھا حضرت ؐ نے نیزہ اوس سے لیلیا اور ایک روایت سے
یہ کہ حارث بن حمیہ سے لیا اور ابی بن خلف پر پھینکا اور ایک روایت سے یہ کہ اوسی کا نیزہ اوس
کے ہاتھ سے لیکر اوسپر چلایا اوس شقی کی گردن پر پہونچا فی الفور اوسنے اپنے گھوڑے کی باگ
اپنے لشکر کیطرف پھرائی اور اوسمین ملحق ہوا اور بیقراری سے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا
اور بیل کیطرح سے پکارنے لگا اوسکی قوم نے کہا کہ تیرا زخم ایک خراش سے یعنی
چھلاوٹ سے زیادہ نہین ہی کچھ جزع اور فریاد تو کرتا ہی کس واسطے وہ بولا جانتے ہو تم کہ یہ
زخم کسکی ضرب کا اثر ہی مین جانتا ہون کہ اس زخم سے مین نہ بچونگا یہ زخم مجھ اکیلے پر ہی
اگر یہ تمام اہل ذی المجاز پر ہوتا تو سب یکبارگی مرجاتے کسواسطے کہ محمد ؐ نے مجھے خبر دی ہی
کہ قاتل تیرا مین ہونگا اور بولا کہ اگر محمد ؐ میرے اوپر ایک کنکری مارتا تو مار ڈالتا وہ مجھکو
اسیطور سے فریاد کرتا تھا یہانتک کہ مشرکون کے پہونچنے سے آگے مکے مین وہ نابکار
مرالظہران مین کہ مکے سے ایک منزل ہی دوزخ کو گیا اور مواہب لدنیہ والا واقدی
سے روایت کرتا ہی کہ کہتا تھا ابن عمر ؓ کہ موا ابی بن خلف بطن رابغ مین اور کہا مین سیر
کرتا تھا بطن رابغ مین تھوڑی رات گذرنے کے بعد ناگاہ زبانہ نکلا ایک آگ نے یعنی آگ کی
ایک لپٹ پیدا ہوئی پس ہیبت کھائی مینے اوس سے ناگاہ باہر نکلا اوس آگ سے
ایک مرد جکڑا ہوا زنجیرمین اور زنجیر کو کھینچتا ہوا اور پکارتا ہوا پیاس سے کتے کیطرح
زبان منھ مین مارے پیاس سے لخ لخ کرتی تھی اور دوسرا ایک مرد کہتا تھا کہ مت دو
اسکو پانی کہ یہ قتیل ہی رسول خدا ؐ کا ابی ابن خلف لعنت خدا کی اوسپر قتیل صفت مشبہ
ہی کہین معنے اسکے فاعل کے ہوتے ہین اور کہین مفعول کے یہان بمعنی مفعول ہے

یعنے قتل کیا گیا رسول خدا صلعم کا اور عبد اللہ بن حمید اسدی جو اونھین پانچون سے تھا سو وہ بھی حضرت صلعم کے قصد مین گھوڑا دوڑاتا تھا ابو دجانہ نے ایک ضرب شمشیر سے اوسے زمین پہ گرایا اور کیفیت عتبہ بن ابی وقاص کی اور عبد اللہ بن شہاب کی معلوم نہین کہ وے دونون کب ہلاک ہوگئے اور معارج مین مجمل کہا ہی کہ بقیہ اون پانچون بدشوم کا بھی اسی سال مین اقبح وجوہ سے ہلاک ہوے لعنۃ اللہ علیہم وصل روایت کرتے ہین کہ جب حضرت علی مرتضی کی امداد سے اور طلحہ رضی کی اوس مغاک سے باہر نکلے اور اصحاب رض نے معلوم کیا کہ حضرت حیات ہین تب حضرت صلعم یارون کے ساتھ متوجہ شعب احد کے ہوئے شعب یعنی شاخ اور چاہا اوس جناب نے کہ پہاڑ کے قلعے پر چڑھین ضعف کی جہت سے جو جراحتون سے اور کہ فتون سے بدن مطہر مین عارض ہوئین تھین میسر ہوا ابو سفیان نے ایک گروہ مشرکون کے ساتھ دوسری طرف سے چاہا کہ پہاڑ پر مستعلی ہووے مستعلی بلند ہونا یعنے اوپر چڑھنا اور ارادہ کیا اوسنے کہ اوپر جا کر حضرت صلعم سے حائل ہووے کہ پہاڑ کے شعب مین جانے نہ دیوے حضرت صلعم نے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی اللھم لا تدعہم ان یعلمون یعنے ای پروردگار مت چھوڑ انھونکو کہ اپنی جگہ سے آگے گذر سکین اور روایت ہی ایک یہ عمر خطاب رض نے ایک جماعت اصحاب رض سے سر راہ یعنی ناکا اونکون کا روکا اور اوس گروہ سے جنگ کی اور انھونکو اوس جگہ سے دور کیا بس اون نامردون نے میدان جنگ مین اطراف و جوانب کشتون کیطرح دوڑنا پکڑا اسیر و تفرج کرنے لگے اور زجرین جھوک جھوک کر پڑھنے لگے اور اظہار خوشی و بشاشہ مائی کرتے تھے اور عورتین اونکی مثل ہند وغیرہ اہل اسلام کے مقتولونمین اگر حنظلہ غسیل الملائکہ کے سوا اکثر مقتولونکو مثلہ کیا پیٹ اونکون کے چاک کرکے کلیجے باہر نکالے ناکین اور کانون کو شہیدون کے کاٹ کر دھاگون مین کھینچکر ہنسلیان اور پہونچیان بنا کر ہاتھ اور گردنونمین اپنے پہنے اور حنظلہ کو مثلہ نکرنیکا یہ سبب تھا کہ وہ ابو عامر راہب کا بیٹا تھا جسے ابو عامر فاسق کہتے ہین اور وہ مشرکون سے ایک تھا اول جو کوئی لشکر اسلام پر تاخت لایا وہ لعین تھا سید عالم صلعم نے نہایت ضعف اور ناتوانی سے پیشین کی نماز اوس روز بیٹھے بیٹھے ادا کی اور چاہا اوس جناب صلعم نے کہ پہاڑ پر چڑھین ایک بڑا پتھر سر راہ آگے آیا کہ اوس پر چڑھ نہ سکے طلحہ رض ساتھ اون جراحتون کے جو رکھتا تھا بیٹھ گیا کہ حضرت صلعم اوسکے کاندھے پر پانون رکھکر

اور پھر حضرت نے فرمایا اوجب طلحہ یعنے واجب کیا طلحہ نے بہشت کو اپنے اوپر بعد اسکے ابوسفیان
نے چاہا کہ بیقین معلوم کرے کہ پیغمبر حیات مین ہین یا شہید ہوے احد کے نزدیک آکر اونچے فریاد
بلند کی کہ محمد ان لوگون مین ہی حضرت نے فرمایا اوسے جواب مت دو پھر پکارا کہ ابن قحافہ اس
قوم مین ہی اس بار بھی فرمایا جواب مت دو پھر پکارا کہ ابن خطاب درمیان قوم کے ہی اس بار بھی
حضرت نے فرمایا جواب مت دو پس ابوسفیان اپنی قوم کیطرف آکر بولا کہ جنھون کا نام لیکر مین
پکارا سو یہ سب مارے گئے اگر جیتے ہوتے تو جواب دیتے تب عمر خطاب نے بیطاقت ہوکر کہا
کذبت یا ابوسفیان یعنے جھوٹ بولا تو ای دشمن خدا کے یعنے ابوسفیان جنھون کا تو نے نام لیا
یہ سب جیتے ہین پس ابوسفیان اپنے بتون کی تعریف کرنے لگا اور بولا اعل ہبل یعنی بلند ہو تو ای ہبل
کہ تیری برکت سے ہمکو ظفر اور نصرت ہی ابوسفیان مکے سے نکلتے وقت اوس سے یعنے ہبل سے
استمداد اور تفاول کی تھی استمداد مدد مانگنا تفاول شگون چاہنا حضرت نے فرمایا کہ اوسکے
جواب مین کہو اللہ اعلی واجل یعنی ہمارا اللہ برتر ہی اور بزرگتر ہی ابوسفیان نے کہا
العزی لنا ولا عزی لکم عزی نام بت کا ہی یعنے عزی ہمارے واسطے ہی تمھارے واسطے
نہین حضرت نے فرمایا کہو اللہ مولینا ولا مولی لکم یعنی اللہ صاحب ہمارا تمھارا صاحب نہین
ہی کہ تم کافر اور مردود ہو اوسکی درگاہ سے پس ابوسفیان نے کہا یوم بیوم البدر والحرب
سجال سجال یعنے غلبہ اور نوبت مراد اوس سے یہ کہ احد کے روز جو ہمکو فتح اور غلبہ ہوا بدر کے روز
کے روز کے برابر ہی کہ فتح اور نصرت اوس روز تمکو تھی اور جنگ مانند ڈولون کے ہی کہ کبھی ایک بھرا ہوا
ہی دوسرا خالی اور کبھی وہ بھرا ہی یہ خالی ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت نے
کہو قتلانا فی الجنۃ وقتلاکم فی النار یعنے ہمارے مقتول جنت مین ہین اور تمھارے مقتول دوزخ مین
بعد اسکے ابوسفیان نے کہا کہ تمھارے مقتولونکو جو مثلہ کیا ہی مین نے نہین فرمایا ہے اور
مکروہ بھی نہین رکھتا اسکے تئین اسکے بعد ملاقات درمیان ہمارے اور تمھارے سال آیندہ ہوگی
بدر مین پس روانہ ہوا اپنے گمان مین مظفر اور منصور اور حقیقت مین مخذول اور مقہور تھا وصل
جب مشرکین مکے کو پھرے اصحاب کی خاطر مین دغدغے نے راہ پائی کہ کہین ایسا نہو کہ یہ مدینے کو
غارت اور تاراج کرین اسواسطے علی مرتضی کو حضرت نے فرمایا کہ مخالفون کے پیچھے سے جاکر

یہ خبر تحقیق کریں حضرت امیر بموجب فرمان خبر لائے کہ مشرکین مکے کی طرف گئے حضرت م نے فرمایا اس سے بعد ہرگز کفار قریش ہمپر ظفر نہین پاتے اور نہ پاوین گے اور ہمکو مکے کی فتح حاصل ہوگی انشاء اللہ تعالی جب مشرکین مکے کی طرف گئے تب اہل اسلام اپنے مقتولون کی تلاش مین مشغول ہوئے حضرت م نے حمزہ رض کا احوال پوچھا علے مرتضی گئے اور تحقیق حال حمزہ کا کرکے خبر لائے پس سرور عالم م نے پاس جا کر الی آخرہ قصۃ اور روایت کی گئی ہی کہ حضرت م نے پوچھا کہ کون ہی کہ سعد بن ربیع بن عمر انصاری خزرجی عقبی بدری کے حال سے کہ محبون اور مخلصون سے درگاہ کے تھا خبر لادے کہ مارا گیا ہی یا جیتا ہی ایک شخص انصار سے ڈھونڈھنے کیواسطے گیا سعد کے تئین مقتولون مین پایا کہ ابھی اوسکی حیات سے ایک رمق باقی تھی اور سلام سرور عالم م کا اوسے پہونچایا سعد نے کہا سلام میرا رسول خدا کو پہونچاؤ اور کہو کہ سعد کہتا ہی جزاک اللہ عنا یا رسول اللہ افضل ما جزی نبیا عن امۃ جزاء لہو یعنی مزدوری تیرے تئین خدا تعالی ہماری طرف سے اے پیغمبر خدا کے بہترین جزا جو جزا دیوے حق تعالی نے اپنے پیغمبر کو اوسکی امت سے اور اسیطرح میرے یارون کو میری طرف سے سلام پہونچاؤ اور کہو کہ اگر فرمانبرداری اور خدمتگاری مین اپنے پیغمبر کی تقصیر کروگے تو تمکو درگاہ الہی مین کچھ عذر کی جگہ نہوگی یہ کہکر جان مجوں تسلیم کی پس وہ مرد انصاری پاس سے پھرا اور صورت حال حضرت م کی خدمت مین عرض کی حضرت م نے فرمایا اللہم ارض عن سعد بن الربیع یعنے راضی ہو تو سعد بن سے سبحان اللہ یہ کیسی محبت اور اخلاص ہی کہ جان دیتا ہی اور شکر کرتا ہی اور عذر کرتا ہی جسوقت یقین حاصل ہوا نعمت حق سے اور دین اسلام سے جو وہ سرور م لایا اور دیکھا ظہور انوار کو پردہ اوٹھ گیا پھر کیا جگہ توقف اور اشتباہ کی ہی اور کہا ہی اونھون نے کہ شہید کو جسوقت اسنے اپنی جان دینے مین اور اپنے سے گذر جانے مین قرار اور پایداری کی اوس وقت شہید کو ایسا کچھ کھلتا ہے اور وہ کچھ معلوم ہوتا ہی کہ دوسرونکو ارلعینون مین نہ کھلے اور معلوم ہوا ارلعین چالیس روز کے چلے کو کہتے ہین کہ اہل عبادت اور ریاضت کمان کیطرح خم ہو چلے مین بیٹھتے ہین اور اہل دنیا سے گوشہ گیر ہوتے ہین کہ انکو انوار جلال الہی کھلے اپنے تئین ہدف تیر محنت کا بناتے ہین اور اس وسیلے سے اپنی مراد شست آرزو مین لاتے ہین باوجود اسکے جو کچھ شہید ونکو کھلتا ہی شہادت

پانیکے وقت سواے اونکو ابعینون میں یعنے بہت جلون مین ویسا نہین منکشف ہوتا اصل کا راس بذل
روح مین ہی اور جان دینے مین اختیار سے اور دوسرے اختیار تمام اسکے فرع ہین اور اوس سے فروتر
اور بکثر ہین اور مشائخون کی حکایت مین لائے ہین کہ جریری نے شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف سے

کہا الشان ہو بذل الروح و لا تغتر بترہات الصوفیۃ یعنے کام شہادت کیا ہی وہی شہادت روح کی
نثار کرنے مین ہی اور مغرور مت ہو صوفیہ کے ترہات سے ترہات اوسے کہتے ہین جو باتین بناوٹ
کی ہون چنانچہ بعضے صوفیونکا مقولہ مشہور ہے یعنے اون کی بناوٹ کی باتون پر مغرور
مت ہو اور نماز پڑھنے میں احد کے شہیدون پر دو روایتین ہین بعضے اہل سیر اور اہل
حدیث اوپر اسبات کے ہین کہ اوس جناب نے اوّل حمزہ کے جنازے پر نماز پڑھی ور بعد اسکے
جس شہید کا جنازہ لاتے تھے حمزہ کے آگے رکھتے تھے اور نماز پڑھتے تھے یہان تک کہ ستر نمازین
حمزہ پر پڑھی گئین اور اکثر ایمہ حدیث کے نزدیک یہ بات ہی کہ نماز نہین پڑھی اور شافعیہ کا اختیار
بھی اسی بات پر ہی اور حنفیہ اسبات پر ہین یعنی شہداے احد پر حضرت نے نماز پڑھی اور یہ
بحث طول اور تفصیل کے ساتھہ سفر السعادت کی شرح مین بیان کی گئی ہی اوسجگہہ دیکھا چاہیے
لیکن شہیدون کو اوس جناب نے غسل نہین فرمایا اور اوسی خون آلود کپڑون سے اونکو کو
دفن فرمایا اور فرمایا کہ قیامت کے روز حق تعالے اونکو اوٹھاویگا اوس حال مین کہ خون
اونکے جراحتون سے جاری ہوگا اور فرمایا کہ خون کا رنگ خون ہی کا رنگ ہوگا اور باس اوس مین
مشک کی ہوویگی اور فرمایا کہ قتلی کے تئین ہانسے دوسری جگہہ نہ لیجاو ین قتلی مین علامت
تانیث پائی جاتی ہی شاید کہ مراد اوس سے اُن عورتونکی ہو جنھون نے وہان شہادت پائی ہو
یا کہ جمع قتیل ہو برخلاف قیاس اور فرمایا کہ اگر کوئی اپنے قتیل کے تئین دوسری جگہہ لیگیا ہو پھیر
اسی جگہہ لے آوے چنانچہ جابر رضہ اپنے باپ عبد اللہ کو مدینہ مین لیگیا تھا حضرت صلعم کے حکم
سے پھر احد مین لایا اور فرمایا کہ بعضے شہیدون سے جو آپسمین زیادہ الفت اور محبت رکھتے تھے
اونکو ایک قبر مین دفن کیا اون مین سے حمزہ کے تئین عبد اللہ بن جحش کے ساتھہ کہ اونکے
بھانجے تھے حمزہ کے ساتھہ ایک قبر مین دفن کیا اور اسیطرح سے اور بعضونمین تین شخص کو ایک
قبر مین رکھا اور فرمایا کہ جسنے قرآن کو بیشتر پڑھا تھا اوسے زیادہ بلند یعنے لحد سے نزدیک رکھتے تھے

اور آخر روز مین مدینہ کو مراجعت فرمائی مرد اور عورت سب ہر قبیلے کے واسطے استقبال کرنے اوس بادشاہ ملک قتال کے آگے آتے تھے اور سلامتی اور بقای ذات اوس تمامی امانی اور آمال کے مرجع پر وظیفہ شکر گزاری کے بجا لاتے تھے اور جسکو جو مصیبت گذری تھی اور پہونچی تھی حضرتؐ کی سلامتی کے آگے اوس مصیبت کو سہل سمجھا تھا اور کہتا تھا کہ یا رسول اللہ جو مصیبت کہ آپکی مصیبت کے سوا ہی سو سہل اور حقیر ہی ایک عورت تھی کہ اوسکا باپ اور بیٹا اور خاوند اور خویش و اقارب اوسکے سب مارے گئے تھے ہر کسی سے وہ عورت پوچھتی تھی کہ رسول خداؐ جیتے ہین اگر جیتے ہین تو مین کسی کے مرنے سے اندیشہ نہین رکھتی اور غم نہین کھاتی شعر مرا جان و دل گر فدا ہو تو کیا غم ؛ سلامت رہے تو غرض بس یہی ہے ؛ بیت اپنے خویشون کے سبب سے گرچہ دل بے آس ہی ؛ تو ہمارے پاس ہے تو ہمکو کیا وسواس ہی ؛ اور جب حضرتؐ بنی اشہل کے قبیلے مین پہونچے کہ سعد بن معاذ اوسی قبیلے سے ہی تب کبشہ رافع کی بیٹی سعد بن معاذ کی مان سنکر نکلی اور دوڑتی تھی یہان تک کہ اوسنے اپنی آنکھین جمال جہان آرا سے اوس جنابؐ کے روشن کین اور حضرتؐ گھوڑے پر سوار کھڑے ہوئے تھے اور سعد بن معاذ لگام اوس جنابؐ کے گھوڑے کی تھامے ہوئے کھڑا تھا عرض کی سعد نے کہ یا رسول اللہؐ یہ میری مان ہی جو آپ کی ملازمت کے واسطے آئی ہی فرمایا مرحبا بہا یعنی شاباش اس عورت کو پس وہ آئی یہان تک کہ نزدیک اوس جنابؐ کے پہونچی اور دیدار مبارک سے مشرف ہوئی عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے جو آپکو سلامت پایا جو جرعہ مصیبت کا ہو اوس کا پی سکنا بہت سہل ہی حضرتؐ نے اوس سے تعزیت اوسکے بیٹے عمرو بن معاذ کی ادا کی اور فرمایا اے ام سعد بشارت ہو تجھے اور بشارت دے تو اپنے لوگونکو کہ جو مقتول کہ اونھون نے شربت شہادت پیا ہی منازل بہشت مین گشت کرتے ہین اور سیر اور تفرج مین ہین اور شفاعت کرنا اونھونکا اونکے اہالی کے حق مین یعنے اون کے خویشون کے واسطے درگاہ الٰہی مین مقبول ہوا ہی کبشہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ راضی ہوئے ہم اس حال سے اور اوسکے بعد بشارت جاے تہنیت ہی تعزیت کی جا نہین ہی اور التماس کی کہ یا رسول اللہ اونکے باز ماندگون کے حق مین دعا فرماؤ حضرتؐ

رسول اللہ نے فرمایا اللھم اذہب حزن قلوبھم واجبر مصیبتھم یعنے ای پروردگار دور کر تو اونکے دلون کے حزن کے تئین اور اجر دے اونکی مصیبت کا اور فرمایا کہ جو کوئی زخمی ہو سو اپنے گھر مین جاکر اپنی علاج کرے اور میرے ساتھ گھر مین نہ آوے اور جراحت اہل بنی اشہل مین بہت تھے تیس آدمی تک اونھون سے زخمی ہوے تھے اور سعد ہمراہ اوس جناب ص کے محل شریف تک آکر حضرت ص کو پہونچاکر اپنے گھر کو پھر گیا اور روایت کرتے ہین کہ جب مصیبت کے مارے حضرت ص کے استقبال کو نکلے ہوے تھے تب فاطمہ حمزہ کی بیٹی سر راہ آکر کھڑی ہوئی دیکھتی تھی کہ جوق کے جوق چلے آتے ہین ہر چند اوسنے تفحص اور تلاش کی اپنے باپ کو اونھونمین نہ دیکھا صدیق کو راہ مین دیکھکر پوچھا کہ میرا باپ کہان ہی کہ لشکر مین اوسے نہین دیکھتی ہون مین صدیق رضہ سنکر سوختہ ہوکر آنکھون مین پانی بھر لائے اور کہا کہ اس دم رسول خدا ص پوچھتے ہین یعنے اونسے پوچھو جب حضرت ص پہونچے اپنے والد کو ہمراہ اوس جناب ص کے نہ دیکھا آگے بڑھکر لگام اوس جناب ص کے گھوڑے کی پکڑلی اور کہا یا رسول اللہ ص میرا باپ کہان حضرت ص نے فرمایا تیرا باپ مین ہونگا حمزہ کی بیٹی نے کہا یا رسول اللہ بہات سے خون کی باس آتی ہی اور آنسو اوسکی آنکھہ سے ٹپکنے لگے اور اصحاب بھی اوسکی موافقت سے رونے لگے بعد اوسکے حضرت ص سے فاطمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ص کیفیت میرے باپ کے شہادت کی بیان کرو فرمایا ای فرزند اگر مین اوس کا بیان کرون تو دل تیرا طاقت اوسکے سننے کی نہ لاویگا خروش اور نالہ اوس لڑکی کا یہ سنکر اور زیادہ ہوا اور اس جگہہ مین ایک نادر حکایت ہی جو نقل کی گئی ہی کہ جب حضرت ص مدینہ مین تشریف لائے تب اکثر انصار کے گھرون سے اوس جناب ص نے عورتونکے رونے کی آواز سنی مگر حمزہ کے گھر سے نہین فرمایا ولکن حمزۃ لابواکی لہ یعنے حمزہ جو عورتین کہ واسطے اوسکے روئین نہین رکھتا ہی انصار نے جب یہ بات سنی تب اونھون نے اپنی اپنی عورت کو کہا کہ پہلے حمزہ کے گھر مین جاکر روؤ بعد اسکے اپنے گھرون مین آکر اپنے مقتولون پر روؤ انصار کی عورتین شام اور خفتن کے مابین حمزہ رضہ کے گھر مین آئین اور آدھی رات تک حمزہ پر روتی تھین اور حضرت ص استراحت مین تھے جب بیدار ہوے اون عورتونکے رونے کی آواز حمزہ رضہ

کے گھر سے نشی پوچھا کیسی آواز ہی عرض ہوئی کہ انصار کی بیبیان آپ کے چچا پر روتی ہین فرمایا رضی اللہ عنکن وعن اولادکن واولاد اولادکن یعنے راضی ہو خدا اُن عورتون سے اور اُنھون کی اولاد سے اور اولاد کی اولاد سے ایسا ہی معارج النبوۃ مین اور روضۃ الاحباب مین یہ زیادہ ہی اس سے کہ ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مقصود میرا اوس بات سے یہ نتھا کہ عورتین آوین اور حمزہ پر روّین اور منع کیا اوس جناب نے نوحہ کرنے سے اور مبالغہ اور تاکید کی ہی اس بات مین انتہی کہتا ہی مؤلف ثابت رکھے اوس کے تئین اللہ تعالیٰ اوپر طریقۂ حق کے کہ ظاہر یہ ہی کہ فرمانا اوس جناب کا اس کلمے کے تئین ولکن حمزۃ لابواکے لہ تو مقصود اُس سے افسوس اور الم تھا غربت اور مصیبت پر حمزہ رض کے کہ حمزہ مارے گئے اوس حالت سے کہ معلوم ہی اور دوسری غربت یہ کہ اونکا کوئی بھی نہین کہ روے اور رونا بدون نوحہ کرنے کے ممنوع بھی نہین ہی اور انصار نے مبادرت یعنی جرارت کی جہت سے طلب رضامندی اور مبالغے اوس جناب کے اس بات مین یہ سمجھے کہ شاید مقصود حضرت کا یہ ہی کہ مستورات آوین اور روَدین اور حضرت صلعم نے بھی جب انصار سے طلب رضا اور حکم کو بجا لانا مشاہدہ کیا تب دعا کی اون کے حق مین اور ہوسکتا ہی کہ نوحہ گری نہ پائی ہو یعنی جاری ہُوا ہو پکار کے رونا پس منع کیا اوس جناب نے اور مبالغہ کیا او ہین اور ہوسکتا ہی کہ اوّل نوحہ کرنا مباح ہو پیچھے منسوخ ہُوا ہو یہ حکم خدا جانے اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ جنگ اُحد مین سَتّر شخص اسلام سے شہید ہوئے چار شخص مہاجرون سے اور چھیاسٹھ انصار سے اور لشکر کفار سے قریب تیس لوگونکے جہنم مین گئے اور جس وقت اہل اسلام نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ مصیبت ہمین کہا سے پہونچی حقتعالیٰ نے اسکے جواب مین یہ آیت نازل کی اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انّی ہذا قل ہو من عند انفسکم یعنے جب پہونچی تمکو مصیبت یعنی قتل اور جراحت اور مارے جانا ستّر شخصونکا تم سے اُحد کے روز تحقیق کہ پہونچا یا تم نے دو برابر اوسکے اپنے دشمنون کے تئین بدر کے روز مارا جانا ستّر کا اور اسیر ہونا ستّر کا کفار سے کہو اے محمد صلعم پہونچا اس مصیبت کا تمھارے نفس کیطرف سے تھا کہ مخالفت امر کی تمنے چھوڑنے سے مرکز و عدے کے اور فتح

مشیر وحاکمی ثبات سے اور ہماری متابعت سے مدینہ کے خارج ہونے سے بلے توقف اور انتظار حکم اور اذن پیغمبر خدا کا جیساکہ احد کے قصے کے اوائل مین گذرا یا اس سبب سے کہ اختیار کیا تمنے فدیہ بدر کے روز کہ مارے جاوین تم سے ستر شخص جیساکہ غزوہ بدر مین مذکور ہوا بعد اسکے حضرت پروردگار نے دلداری مؤمنونکی کی اور فرمایا اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ یعنے جو مصیبت پہونچی تمکو تمھاری طبیعتونکے مکروہاتون سے اوس روز جس روز ملتقی ہوے دوگروہ یعنے زوبرد ہوے دو گروہ یعنے ابوسفیان کا لشکر اور مؤمنونکی سپاہ پس خدا کے حکم سے اور قضا وقدر سے اوسکے یہ بات تھی اور مومن جسوقت پہچانے کہ جو کچھ اوسے صدمہ پہونچا قضاء الٰہی سے تھا تو حاصل ہووے اوسے اوس سے تسلی اور آسان ہووے اُسکی مصیبت چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ ایمان لانے سے قضا وقدر پر مومن کا غم واندوہ زائل ہوتا ہی وصل اور حضرت صاحب کے شہیدونکی شان مین علی الخصوص حدیثون کے وارد ہونیکے بعد جو مطلق شہادت کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین فرمایا کہ جب اونھون نے یعنے شہیدون نے اوس عالم مین انتقال کیا تب حضرت خالق نے اون کی ارواحون کو سبز طائرون کے بدن مین سپرد دیا اور وے طائر بہشت کی نہرون پر آتے ہین اور پانی اوسکا پیتے ہین اور میوے بہشت کے کھاتے ہین اور منازل بہشت مین اور بہشت کے مکانون مین اور بوستانون مین اور بہشتی گلستانونمین طیران کرتے ہین یعنے پرواز کرتے ہین اور جب سیر سے فارغ ہوتے ہین رات کیوقت سونے کی قندیلونمین جو ساق عرش پر لٹکتی ہین اونکی طرف پھرتے ہین جب وے اون دولتونسے مستعد اور کامیاب ہووے اور اوس ناز ونعمت کو پہونچے تب اونھون نے مناجات کی درگاہ الٰہی مین کہا ہو پروردگار ہمارے ایسا کون ہی جو ہمارا پیغام ہمارے بھائیونکو یعنے تمامی مسلمانون کو جو دنیا مین ہین پہونچادے اور ہمارے حضور اور جمعیت اور عیش اور کھانے اور پینے سے اونھونکو آگاہ کرے کہ دنیا مین فرصت کو غنیمت جانین اور بذل مجہود غزوے مین اور جہاد مین تقدیم پہونچاوین اور اپنے تئین ایسی سعادت سے اور درجہ شہادت کے وصول سے محروم نرکھین بذل یعنی بخشش مجہود جہد کیا گیا تقدیم پیش پہونچانا وصول ملنا درگاہ الٰہی مین اون کا استغاثہ مقبول ہوا اور حضرت حق نے فرمایا کہ مین جو تمھارا پروردگار ہون پیغام تمھارا اونھون کو پہونچاؤن پس

یہ آیہ نازل ہوا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ یعنے مت گمان کرو تم اُن لوگون کو جو مارے گئے ہین خدا کی راہ پر یہ کہ وے مرے ہوے ہین بلکہ وے جیتے ہین نزدیک اپنے پروردگار کے رزق پاتے ہین و بہشت کے میوؤن سے اوس حالت مین کہ شاد رہین اوس چیز سے جو عطا کیا ہی اللہ تعالیٰ نے اونکو اپنے فضل و کرم سے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت م نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اونپر تجلی کرے اور فرماوے کہ اے میرے شہیدو اور چاہ نیاز و مجھ سے تم مانگو جو کچھ مانگتے ہو تب یہ سب کہین اے مولا ہمارے اور اے پروردگار ہمارے ہم چاہتے ہین کہ ہماری ارواحونکو پھیر ہمارے جسدون کیطرف اور پھر دنیا مین ہمکو بھیجو اکہ تیری راہ مین ہم دوسری بار پھر شہید ہووین فرمان آیا درگاہ آلہ سے کہ ہم جسکی روح قبض کرتے ہین پھر دنیا مین نہین بھیجتے اس مقام مین اہل شرح شارحین حدیث نے کلام کرتے ہین کہ آرزو حیات دنیا کی حصول شہادت کا قصد دوسری بار کرنے سے کیا فائدہ کرتا ہی وہی شہادت کا ثواب جو پہلی بار حاصل ہوا ہی اسبار بھی حاصل ہوگا زیادتی اسمین کیا ہی جواب اسکا یہ شاید اونھون نے خیال کیا ہو کہ دوسری بار شہید ہونے مین ثواب زیادہ ہوگا مطابق اسکے لئن شکرتم لازیدنکم یعنے اگر شکر کرو تم ہر آئینہ زیادہ کرون مین تمھاری نعمت کو اور ہوسکتا ہی کہ تصور ذوق کا اور شہادت کی لذت کا اگرچہ ظاہر مین بصورت الم معلوم ہوتا تھا انھونکو باعث طلب اوسکا اور اوسکے دریافت کا دوسری بار ہوتا ہو اور ہوسکتا ہی کہ مقصود اونھون کا اوس بات سے اس نعمت کی ستھرائی اور لطافت سے اور اظہار رضا اور شکر اوپر اوس جزا کے جو اونھون نے اوس شہادت کے سبب سے پائی اوس سے مقصود ہو یعنے کوئی اور دوسری نعمت ہم نہین چاہتے اور دوسری کوئی آرزو نہین رکھتے اور اس نعمت سے کوئی نعمت زیادہ خوشگوار اور بہتر نہین چاہتے اور اگر چاہتے ہین تو پھر بھی اسی نعمت کو چاہتے ہین اور یہ خود حاصل ہی ہمکو پس بوجہہ تو یہ بات عالم برزخ مین ہی سوا آخرت کے دیدار کا ہی اور نہین تو اوسے طلب کرتے کہ تمام نعمتون سے برتر ہی برزخ اوسے کہتے ہین جو درمیان دو چیز دن کے ہووے اور روح اعظم کو بھی برزخ کہتے ہین اور اہل تصوف صورت کو برزخ بولتے ہین اور ظاہر حدیث و آیت یہ ہی کہ حیات شہیدونکی حیات حقیقی جسمانی ہی نہ صرف

معنوی اور روحانی چنانچہ بعضون کے کلام سے ظاہر ہوتا ہی ساتھہ اسکے انبیا کی حیات اوس سے
اعلی اور اتم اور اکمل ہی اور یہ مسئلہ پیغمبرونکی حیات کا جذب القلوب الی دیار المحبوب کی کتاب مین جو
مدینہ کے احوال مین لکھی گئی ہی بتفصیل تمام ذکر کیا گیا ہی اور اگر خدا چاہتا ہی تو حضرت حمزہ کی وفات
کے ذکر کے ذیل مین بھی کچھ ایک اوس سے مذکور ہوگا تنبیہ کہتے ہین کہ لانا ارواح کا طائرون کے
بدن مین اس طور سے نہین ہی جسطرح طریقہ روح کے تعلق کا بدن سے ہو کہ متصور اور مدبر ہووین
اونکے بدنین اسبات مین کہ کسواسطے طائرونکے بدن آدمیونکی ارواح کے قبول تدبر اور تصرف کی صلاحیت
نہین رکھتے اور لازم آتی ہی تنقیص اونکی یعنے نقصانمند ہونا اونکا اس طور سے کہ مرتبہ
انسانی سے مرتبہ حیوانی پر اونکا تنزل ہوا یہ نہین ہی بلکہ یون ہی جس طرح جواہر رکھے جاوین
صندوقچون مین اور ظروف مین کذا قالوا یعنے ایسا ہی کہا ہی اہل سنت نے لیکن اس تقدیر
مین مشکل ہوتا ہی بلند ذا اور تنعم اونکا یعنے لذت پانا اور نعمت کھانا اونکا جنت کی نعمتون
سے کیونکہ یہ وجود آلات اور حواس مین ظاہر ہے مگر یہ کہا جاوے کہ یہ آدمیونکے بدنون کے طائرون
کی جنت ہی کہ جسمین حواس انسان کے ایداع اور ابداع کیے جاوینگے یعنے سونپے جاوینگے
اور نادر کیے جاوینگے گویا وے سب آدمی ہین طائرون کی صورتون پر جیسا کہ دنیا مین اور صورتین
رکھتے تھے یہان طائرونکی صورتین رکھتے ہین لیکن یہان توہم تناسخ کا ہوتا ہی کہ روح ایک
بدن سے دوسرے بدن مین گئی نہ اس یہ کہ صورت اس بدن کی اوس بدن کی صورت سے مغائر ہی
اور اس توہم کا دفع یہ ہی کہ بطلان تناسخ کا دنیا مین ہی جو حشر اور نشر کا مبطل ہی اور یہان ایسا
نہین ہی بلکہ یہ بدن جس برزخ مین سونپا گیا ہی اوسمین اور متعلق ہی اوس سے معہود کیا جاتا ہی
اور اصلی بدن مین لاتے ہین کذا قیل اور بعضے کہتے ہین کہ ارواح کو متمثل اور متجسد یعنے
جسد پائی گئی ساتھہ اون طائرون کے کہتے ہین یہ بات منافی اور مخالف ہی ظاہر لفظ حدیث
کی کہ فرمایا ہی بدخل فی جوف طیور یعنے شہید داخل ہوتے ہین طائرون کے جوف مین جوف
کہتے ہین شکم کو مراد اوس سے طائرون کے بدن ہین سر رب آئے ہین شہدا اور کہہ سکیے
کہ شاید عالم برزخ مین مرتبہ طیور گذر اوین حشر اور نشر کے بعد اصلی بدنون کو پیدا کر کے مرتبہ
انسانی کو پہونچاوین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہے کہ حافظ

عماد الدین بن کثیر لایا ہی کہ چہار روایت کیے گئے ہین ہم مسند مین امام احمدرح کی ایک حدیث کے کہ جسمین بشارت ہی ہر مومن کے تئین کہ روح اوسکی بہشت مین رہتی ہی اور بہشت کے میوے کھاتی ہی اور جو کچھہ سرسبزی اور سرور بہشت مین ہی سو دیکھتی ہی اور جو کچھہ مکرمت سے اوسکے واسطے مہیا کیا گیا ہی سو دیکھتی ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث اسناد صحیح عزیز سے جسمین تین امام متفق ہین ایمہ اربعہ سے ایمہ اربعہ مراد چارون امامون سے ہی روایت کی ہی یہ امام احمدرح نے شافعی سے اور اوںھون نے مالک سے اور اوںھون نے زہری سے اور اوںھون عبدالرحمن سے اور اوںھون نے باپ اپنے سے جو کعب بن مالک سے ہی اور اوںھون نے رسول خداصم سے کہ فرمایا روح مومن کی ایک طائر ہی کہ کھاتی ہی میوے بہشت کے درختون سے یہانتک کہ پھیر لاوےگا خداے قادر قیوم اوسے اوسکے جسد کیطرف جس روز اوٹھاویگا اوسے یعنے محشر کے دن پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر اسبات کے کہ روح مومن کی بہشت مین ایک طائر کی شکل ہی اور شہیدون کی ارواح جو اصل اور جوف مین سبز طائرون کے رہتی ہی پس معلوم ہوا کہ شہیدونکی ارواح راکب کے مانند ہین عموم مومنونکی نسبت کرتے نسال اللہ الکریم ان یمیتنا علے الایمان سوال کرتا ہون مین خدا سے کہ یہ مجھے باایمان موت نصیب کرے اور طلحہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ جب رسول خداصم اُحد کی جنگ سے فارغ ہوے تب خطبہ پڑھا اور حمد وثنا حضرت حق کی بجالاتے اور مسلمانون کی تعزیت فرمائی اور اوںھونکو خبردار کیا اوس چیز سے لیے اوس جزا اور ثواب سے جو پروردگار تعالی نے اوںھون کے واسطے مقرر گردانا ہی اوسکے بعد حضرت صم نے اس آیت کو پڑھا رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضے نحبہ ومنہم من ینتظر یعنے ایسے مرد ہین جنھون نے راست کیا اون چیزونکو جو عہد کیا اپنے خدا سے اوپر اوس چیز کے جو ثابت ہی قتال پر خدا کی راہ مین پس اوںھون مین سے ایسا شخص ہی کہ جسنے وفا نحبت کے تئین یعنے نذر کے تئین اور کارزار کو یہانتک کہ شہید ہوا جیسے حمزہ رض اور مصعب اور انس اور اوںھون سے ایسا شخص ہی جو انتظار کرتا ہے اس سعادت کا مانند اور اصحاب کے اور ابی فروہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ حضرت صم نے ایک روز اُحد کے شہیدونکی قبرون کی زیارت کی اور کہا ای خدا میرے پرستش کے سزاوار بدرستی اور راستی

بندہ تیرا اور رسول تیرا گواہ ہو کہ ان لوگون نے تیری طلب رضامندی مین جہاد کیا ہے اور
شہید ہوئے ہین اور بعد اسکے فرمایا کہ جو کوئی زیارت کرے اور تحیت سلام کرے احد کے شہیدونکو
تو دے جواب اوسکے سلام کا دیوینگے قیامت تک یہ بات رہیگی اور منقول ہو کہ حضرت ہر سال احد کے
شہیدونکی زیارت کیواسطے جاتے اور فرماتے السّلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار مین
قلب اضافت ہو یعنی دار عقبیٰ اور بعد اوس جناب کے ابوبکر رض اور عمر رض بھی یہی سلوک اور سلوک
رکھتے تھے یعنی احد کے شہیدونکی ہر سال زیارت کرتے تھے اور فاطمہ خزاعیہ کہتی ہو کہ ایکروز
جنگل مین مین گذرتی تھی کہا مینے السّلام علیک یا عم رسول اللہ یعنی سلام اوپر تمھارے اے چچا رسول
خدا کے آواز سنی مینے کہ علیک السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اوپر تیرے سلام ہو جیو ای فاطمہ اور رحمت
اللہ کی ہو جیو اور برکت اللہ کی ہو جیو عم رسول حضرت حمزہ ہین وہان اور عطاف بن خالد
مخزومی اپنی خالہ سے روایت کرتا ہو کہ کہا مین احد کے شہیدونکی زیارت کیواسطے گئی اور میرے
ساتھ دو غلام کے سوا جو میرے اولاغ کے تئین رکھتے تھے اور کوئی نتھا اور مینے سنا تھا رسول
خدا سے کہ احد کے شہید جیتے ہین انکو سلام کرو کہ وے سلام کا جواب دیتے ہین اولاغ اوس
شخص کو کہتے ہین جو کہین جلد جانیکے واسطے اپنے لیے جگہ جگہ پر گھوڑے مقرر کرے سواری
کے واسطے اور جہان جہان وہ پہونچے نیا تازہ دم گھوڑا اوسکے واسطے مہیا ہو اوسے اولاغ
کہتے ہین دکن کے محاورے مین اوسے بٹال کہتے ہین اور اردو کے محاورے مین ڈاک چوکی
اور خود گھوڑے کو بھی اولاغ کہتے ہین پس سلام کیا مینے اور اوسکا جواب سنا اور آواز آئی کہ
ہم تمکو پہچانتے ہین یہ سنکر ہیبت سے میرا بدن کانپنے لگا جلد مین سوار ہوئی اور روانہ ہوئی اور
اخبار اور آثار احد کے شہیدونکی فضیلت مین بہت آئے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور روایت
کرتے ہین کہ چھیالیس برس کے بعد کشف قبور احد کے بعضے شہیدونکا واقع ہوا یعنی بعضی
قبرین کھولی گئین ویسی ہی تر و تازہ پھولونکے غنچے کے مانند اپنے کفن کی ساتھ جیسے
کہ توکل کے روز دفن کیے گئے ہین اور بعض اون شہیدونسے دیکھنے مین آئے کہ ہاتھ
اپنے زخمونپر رکھے ہوئے ہین جب ہاتھ اونکے زخمونپر سے اوٹھاتے تو لہو اون کے
زخمونسے ٹپکتا تھا اور جب چھوڑتے ہاتھ اونکے تب اونکے زخمون ہی پر اونکے

ہاتھہ میں پہونچتے اور حسن وقائع مین کہ موجب کشف ان قبرونکا ہوا ایک یہ تھا کہ کسیکے اہل قرابت کوئی کسی اجنبی کے ساتھہ مدفون ہوا تھا صریح اجازت سے جو حضرتؐ سے اونھون نے پائی تھی یا دلالت حال سے یا قیاس سے اور اجتہاد نکالکر جُدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرین اونھین شہیدونکے سیل کی جہت سے جو بعضے وادیون سے پہونچا تھا مکشوف ہوتی تھین اور یہ قلیل الوقوع تھا یعنی یہ کہ پانی کی طغیانی سے جو قبور کھل جاتی تھین تھوڑی تھین اور اکثر قبور شہیدونکی اس جہت سے مکشوف ہوئین کہ معاویہ ابوسفیان کے بیٹے نے اپنی امارت کیوقت مین ایک نہر کھدوائی اس مشہد مقدس کی راہ مین مشہد جگہہ شہیدونکی یعنی اوس نہر کو ان شہیدونکی قبرونکی راہ سے روان کیا اور اکثر قبرین اوس سبب سے مکشوف ہوئین اور شہیدون کو قبرون سے باہر نکالتے تھین اور مدینہ کی تاریخ مین امام تاج الدین سبکیؒ سے شفاء السقام سے لاتا ہو کہ جب معاویہ نے نہر نکالی اور حکم کیا شہیدون کے نکالنے کا اون کی قبرون سے تب پھر مساحی سید الشہدا حمزہؓ بن عبد المطلب کے قدم کو پہونچے اور خون اوس سے جاری ہوا اور روایت کرتے ہین کہ اوسکے عامل نے اوس نہر کے گڑھا کھدانیکے روز مدینہ مین منادی کی کہ نہر امیر المومنین کی آتی ہو جسکا مُردہ احد مین ہو سو آوے اور اوسے وہانسے اکھاڑ کر دوسری جگہہ لیجاوے اور روایت کرتی ہین کہ جب ابوسفیان اور مشرکین احد کی جنگ سے مکّے کو پھرے تب اپنے پھرنے سے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمنے ایک زحمت کھینچی اور لشکر ایک جمع کیا اور محمدؐ کے لشکر مین ہمنے ایک دہن عظیم ڈالا اور اوسکے اصحابؓ کو مارا اور ہنوز کام تمام نکرکے ہم پھرے مصلحت یہ ہو کہ پھر پھرین اور اوسکے اصحابؓ کو تمامی مستاصل کرین اور اوسکے پیچھے ملکے کو پھرین مستاصل یعنے استیصال کیا گیا اور استیصال یعنی بیخ وبنیاد سے اکھاڑنا عکرمہ ابوجہل کا بیٹا موافق تھا ابوسفیان سے لیکن صفوان بن امیہ نے اسبات مین موافقت نہ کی اور بولا کہ تدبیر بہتر نہین ہو کیونکہ محمدؐ اور اصحابؓ اوسکی جہت سے اوس مصیبت کے جو اونھونکو پہونچی اور اپنے تمھارے ساتھہ بتقاضائے غضب مین ہین انتقام مین شاید کہ تمامی اوس اور خزرج کے تئین جو احد مین حاضر نتھے جمع کرکے تم سے مقابلہ اور مقاتلہ کرے اور سعی اور کوشش کامل اس کام مین تقدیر کو پہونچاوے اور تم پر غالب ہو اور مغلوب ہونے کے بعد غالب ہو اور قضیہ برعکس ہو لیئے تمھاری

فتح سے شکست ہو جب یہ خبر حضرتؐ کو پہونچی حضرتؐ نے چاہا کہ خوف اور رعب مشرکون کے دلون مین
ڈالین اور مشرکین معلوم کرین کہ اہل اسلام کے تئین شوکت اور قدرت اونھون سے لڑائی کی ہی اتوار کے
روز کہ لڑائی کے دن کا دوسرا دن تھا بلال کے تئین حکم کیا کہ منادی کرے کہ حق جل و علا کا حکم ہے کہ
مشرکون کے جہاد مین شتابی کرین اور چاہیے کہ جو لوگ احد مین حاضر ہوے تھے اونکے سوا
کوئی باہر نہ نکلے اور تحقیق کہ غرض اِس سے وہ تھی کہ مشرک جانتے کہ جو لوگ احد مین حاضر ہوے تھے
واسطے قتال کے اونکو کچھ سُستی اور ضعف طاری نہین ہُوا جو لڑ نہ سکین اور یہ کفار کو معلوم کراوین
کہ جنگ کے لیے جو لوگ باقی رہے ہین اونکے واسطے امداد اور کمک اَوس اور خزرج کی جو جنگ احد
مین حاضر نہین ہوے تھے محتاج نہین ہین اونکے آنیکے اصحابؓ نے جب سُنا کہ یون حکم الٰہی ہے
جان و دل سے کمر اطاعت اور فرمانبرداری کی کسکر پٹی جراحتون پر باندھکر مُستعد اور تہیہ
کرنے والے جنگ کے ہوے اور حضرتؐ بھی سلاح سجکر سرِ راہ آکر کھڑے ہوے اور لشکر اسلام مین
ملحق ہوے پس حق تعالیٰ نے اونھون کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی الذین استجابوا للہ
والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم یعنے جن لوگون نے
صدق کی رو سے اجابت کیا خدا اور رسول کے حکم کو بعد اوس چیز کے کہ پہونچے تھے اونھون کو زخم
واسطے اوسکے کہ نیکی کی اونھون نے اونھون سے وفا اور عہد سے اور ڈرے خدا کے غضب
سے پیغمبر کی مخالفت مین اونھون کے واسطے اجر عظیم ہے یعنے بہشت اور جابر عبد اللہ کا بیٹا
جو بدر کے عیال کے تعہد کے واسطے احد مین حاضر نہین ہوا تھا سو اوسنے عرض کی کہ مجھے
بھی اجازت ہو کہ مین بھی اس غزا مین ملازم رہون حضرتؐ نے اوسے اجازت دی اور اوسکے
سوا غیر حاضرون سے اُحد کے جسنے یہ التماس کی ساتھ چلنے کی حضرتؐ نے اجازت نہ دی اور
ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ گردانا اور علم علے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ارزانی فرمایا اور ایک
روایت مین یہ ہی کہ ابوبکر صدیق کو دیا اور حمراء الاسد مین کہ نام ایک موضع کا ہی مدینے سے تین میل
پر ذی الحلیفہ کو جو رستا جاتا ہی اوسکے بائین ہاتھ کیطرف ہی اوس موضع مین گئے
جب رات ہوئی تب فرمایا اوس جناب نے کہ پانسو جگہ آگ روشن کرین ظاہرا یہ بات
اس واسطے تھی کہ دیکھنے والون کی نظر مین اور خیال مین یہ بات کہ لشکر بہت بڑا ہی کہ

مشرکین اوسے نسبی اور کسی تاکہ خون اور بیت کہا وین واللہ اعلم اور معبد ام معبد خزاعی کا بیٹا کہ ہنوز
اسلام مین نہین آیا تھا لیکن حضرت سے نسبت رکھتا تھا کیونکہ بنو خزاعی حلفا یعنے اہل قسم اور ہم سوگند تھے
حضرت کے سواون دنون مین کہ آنحضرت کوجاتا تھا حمراء الاسد مین پہونچا حضرت سے اوسنے ملازمت حاصل کی
اور اوس جناب سے اصحاب کی ماتم پرسی کرکے اور متوجہ اپنے مقصد کا ہوا اور ابوسفیان اور تمامی
مشرکین کے پاس پہونچا ابوسفیان نے اوس سے پوچھا کیا خبر رکھتا ہی محمد کی معبد نے جوابدیا کہ ایک
گروہ کثیر احد کی جنگ کے حاضرون سے اور دوسرے سوا انھون سے تمھارے انتقام کے واسطے
مدینہ سے باہر آئے ہین اور سیتے اونکو تمکو حمراء الاسد مین چھوڑا کفار نے کہا یہ کیسی بات ہی جو تو
کہتا ہی معبد نے کہا قسم خدا کی مین سچ کہتا ہون اور تصور میرا وہ ہے پیش ازانکہ اس قول
سے تم کوچ کرو اونکے لشکر کے گھوڑون کے پرون کو دیکھو پوشیدہ نہو کہ حضرت کے جو لوگ اُحد
مین حاضر ہوئے تھے اونکے سوا کسیکو ہمراہ نہین لے گئے تھے تو پھر کیطرح کہا معبد نے کہ جمع کثیر
اُحد کی جنگ کے حضار سے اور سوا اونکے باہر نکلے ہین اور اوسنے جھوٹی قسم کھائی ہی اور یہ بات سے
شاید اوسنے اسکو دروغ مصلحت آمیز خیال کیا یا اوسکے گمان مین یون تھا کہ اور دریافت حال اور
تحقیق اوسکی نکرکے کہا ہو یا یہ کہ اوس زمانے مین وہ تدین نرکھتا ہو کہا ہو جو کچھ ظاہر ہو واللہ
اعلم مشرکو نکو اس خبر سے نہایت وہم اور خوف کامل خاطر مین پیدا ہوا اور نہایت جلدی سے مکے
کو روانہ ہوئے معبد نے فی الحال ایک قاصد حضرت کی خدمت مین روانہ کیا اور صورت حال اوسنے
معروض کی اور ابوسفیان نے ایک جمعیت کو پیدا کرکے مدینہ کیطرف بھجوایا کہ مسلمانونکو خبر پہونچا دو
کہ ہم تمھارے قتال اور استیصال کیواسطے متوجہ ہین ہوشیار رہو اور ڈرو ہم سے اونھون نے
حمراء الاسد مین پہونچکر ابوسفیان کی بات کے تئین اہل اسلام سے بیان کیا مسلمانون نے توکل خدا پر
کرکے بولے حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور اوپر اس معنی کے خبر دیتی ہی یہ آیہ کریمہ الذین قال لہم الناس ان
الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنے کہا اونھون سے لوگونے
بدرستی کہ ابوسفیان اور اوسکے اصحاب تحقیق کہ جمع ہوئے تمھارے قتال کے واسطے پس ڈرو
تم اونسے کہ تمکو اون سے لڑنے کی طاقت نہین پس زیادہ کیا اس بات نے مومنون
کے تئین یقین اور تصدیق اپنے کام مین کہ نڈر ہوے اور کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنے

بس ہی ہمکو ہمارا خدا یاری دینے والا اور کفایت کرنیوالا اور اس مقام مین تنبیہ ہی یعنی آگاہی ہے
کہ مومن کو جب دشمن سے خوف اور ہراس پیدا ہووے اُس کلمے کو کہے کہ اونکی شر سے نجات
پاوے اور ماثورہ کی دعا اُن مین یہ کلمہ زیادہ آیا ہے نعم المولی ونعم النصیر اور اوسجگہ مین یعنی حمراء الاسد
مین ابوعزہ شاعر جو بدر کے اسیرون سے تھا اور اوسنے بدون فدیہ لینے کے آزاد کیا تھا اس شرط سے
کہ پھر دوسری بار مومنونکی جنگ کو نہ آوے اور اوس بدبخت نے عہد توڑ کر احد کے غزوے مین آیا
اور اہل اسلام کی جنگ مین گرفتار ہوا پس حضرتؐ نے اوسکے قتل کرنے مین حکم کیا اور فرمایا
لا یلدغ المؤمنین من جحر مرتین یعنی کاٹا نجاوے مومن ایک سوراخ سے دو بار دوسرا معاویہ بن مغیرہ
کہ واجب القتل تھا اور مسلمانونکو ایذا دیا کرتا تھا وہ بھی گرفتار ہوا پس اون دونون کے قتل کا حکم
صادر ہوا اور ایک وقائع سے جو واقع ہوا صفر مین چھتیس مہینے کے اوائل مین ہجرت سے کہ چوتھے
سال کا شروع ہی سو سریہ رجیع کا تھا رجیع نام ہی ایک ہذیل کا کہ مخصوص ہی مکے اور عسفان
کے مابین حجاز کے نواح مین اور یہ قضیہ جو اوسکے نزدیک تھا اسی واسطے التسمیہ اوسکا سریہ
رجیع ہوا اور اس قضیے مین حدیث عضل اور قارہ کی کہ نام دو موضع کا ہی عضل بفتح عین بے
نقطہ اور کے اور سکون ضاد نقطہ دار کے نام ایک موضع کا اور قارہ ساتھ قاف و راے
مخففہ اور دوسرا سریہ بیر معونہ ہی جو چوتھے برس کے اول مین واقع ہوا اور ذکر اوسکا آویگا
اور اسمین رعل اور ذکوان کا ذکر ہی محمد بن اسحق نے کہا ہی کہ رجیع کا سریہ تیسرے سال کے
اواخر مین ہی اور بیر معونہ کا سریہ چوتھے برس کے اول مین وقوع اِن ہر سہ سریہ کا
آپسمین قریب قریب ہی اور کہتے ہین کہ رجیع کے اور بیر معونہ کے اصحابؓ کی خبر ایک شب پہونچی اور
بخاری کے ترجمے کا سیاق موہم کہ رجیع اور بیر معونہ کا بعث ایک ہی ہی اور ایسا نہین ہے
کیونکہ بعث رجیع کا عاصم اور خبیب کا سریہ تھا اور اونکے اصحابؓ کا اور سریہ ساتھ عضل کے
اور قارہ کے ہی اور بیر معونہ سریہ قرا کا ہی وہ ساتھ رعل اور ذکوان کے ہی بخاری نے
دونونکو جمع کیا ہی دونون کے تقارب یعنے نزدیک نزدیک واقع ہونیکی جہت سے اور بخاری
نے مراد نہین رکھی ہی کہ دونون قضیے ایک ہین پس تامل کر سریہ اور بعث اوسے کہتے ہین
جو ٹکڑا فوج سے نکلے دشمنون کے جاننے کے واسطے اور پیغمبرؐ اوسمین آپ حاضر نہو

بنفس نفیس بارہا گئی ہیں معنی گذرے سریہ رجیع کی تفصیل یہ ہے کہ احد سے پیچھے ہٹنے کے بعد سفیان
بن ہذلی ساتھ ضمہ ہا کے اور فتحہ ذال نقطہ دار کے یعنے ذال ہجائی ساتھ فتحہ لام کے اور
کسرہ بھی لام کے اور سکون یا نقطہ دار کے کہ اشقیا و فتنے تھا عضل اور قارہ کی ایک جمعیت کے
ساتھ مکے میں قریش کی تہنیت کے واسطے کہ اونکو ظاہر میں ایک فتح اور غلبہ اپنے گمان میں
ہوا تھا آیا اور جب آیا تھا اوسنے کہ سلافہ سعد کی بیٹی طلحہ بن ابی طلحہ کی جورو کہ جنگ احد میں کفار کی
علمدار تھی خاوند اور بیٹا اوسکے مارے گئے تھے سو اوس مردار نے نذر کی تھی کہ جو کوئی عاصم بن ثابت
کا سر لاوے کہ اوسنے اوسکے دونوں بیٹوں کو مارا تھا سو اوسے سو اونٹ چنے ہوے بہتر دیوے مدارج النبوت
کی عبارت ایسی واقع ہوئی ہے اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس لکا کی نذر یعنی اوس سلافہ کی منت
مخصوص عاصم بن ثابت کے واسطے تھی اور روضۃ الاحباب والاکتفا ہے کہ اوس حرامزادی نے شرط کی تھی کہ
جو لوگ اوسکے بیٹوں کے قاتل ہیں اونھوں میں سے جس کا سر جو کوئی لاوے سو سو اونٹ بہتر اوس پاوے
اور بیٹے اوسکے چار تھے دو بیٹوں کو اوسکے عاصم بن ثابت نے قتل کیا تھا اور ایک کو طلحہ بن عبید اللہ نے
اور ایک کو زبیر بن عوام نے مارا تھا پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر اوسکی مخصوص عاصم بن ثابت کے واسطے
تھی اوسکے بیٹوں کے قاتلوں میں سے جو کوئی ہو واسطے اوسکے تھی اور کام عاصم پر اوس جہت سے آکر پڑا کہ
حضرت نے عاصم کو سریہ کے ہمراہ بھیجا تھا ہر تقدیر سے اوس ملعون کو یعنی سفیان بن خالد کو طمع اوس کام میں
زیادہ ہوئی کہ مقصود اوس عورت کا حاصل کرے اور سو اونٹ اوس سے لیوے پس اوس ملعون نے
ایک منصوبہ اوٹھایا اور سات ناکسوں کو اپنی قوم بد قوم سے مدینہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ حضرت کے
پاس جاؤ اور اظہار اسلام کرو اور عرض کرو کہ ایک جمعیت اپنے اصحاب سے ہمارے ہمراہ بھیج کر
دیں ہماری قوم کو شرائع اور احکام کی تعلیم کریں شاید میسر ہو ان تین شخصوں کو جو قاتل ہیں سلافہ کے
بیٹوں کے بھی گرفتار کرکے ہمراہ کر لاوے اور ہمارا مدعا اونھوں سے حاصل ہو پس سات نفر ایک قبیلہ عضل اور
قارہ کی قوم سے مدینہ میں آئے اور بولے یا رسول اللہ ہم مسلمان ہوے اور ایک قوم ہماری قبیلے
سے اسلام میں آئی ایک جماعت اپنے یاروں سے بھجوائیے کہ ہمارے پاس قرآن کی تلاوت کریں
اور احکام شریعت ہمکو سکھاویں اور صحیح البخاری میں واقع ہے نے قصہ سفیان بن خالد کے آنے
کا اور سلافہ کے بیٹوں کا قتل ہونا اور نذر کرنا اوسکا سو اونٹ اور سفیان کا قبول کرنا

اور بھیجوانا اون ساتون ساتون ملعونون کا مکر اور حیلے سی خدمتین سرورعالم کے اور آخر قصہ تک ذکر نہین کیا اور ابتدا اسی جگہ سے کی ہی کہ بھیجوایا حضرت نے سریہ اور امیر گردانا اونپر عاصم بن ثابت کے تئین پس گیا یہ سریہ مابین عسفان اور مکے کے الخ قصہ اور او پر اس طریق کے جو کتب سیر مین مذکور ہے کہ سفیان بن خالد نے اپنی قوم سے سات نفر کے مدینہ مین حضرت کے حضور بھیجے کہ وے بنفاق اسلام لائے اور ایک جمعیت کو ہمراہ لیجانیکے واسطے التماس کی اور تقریب عاصم بن ثابت کے بھیجنے کی سریہ مین اس طور سی ذکر کی ہی کہ اون ملعونون نے ثابت بن ابی فلح جو عاصم بن ثابت کا باپ ہی اوسکے پاس نزول کیا اور عاصم بن ثابت سے اونھون نے محبت اور مودت اور اخلاص کی بنیاد رکھی اور صبح وشام اوس سے آمیزش اور چاپلوسی کرتے تھے اور عاصم سے کہتے تھے کہ کیا خوب ہوتا کہ جو لوگ حضرت ہمارے ہمراہ بھیجین گے تو بھی اونھین مین ہوتا پس حضرت نے دس شخصونکو اون سات نفرونکے ساتھ نامزد یعنے مقرر فرمایا کہ عاصم اور خبیب بن عمری اور مرثد اور عبداللہ بن طارق اور خالد بن ابی کبیر اور زید بن دثنہ اون دس مین تھے یعنے حضرت نے جو دس شخص مقرر فرمائے اون مین یہ شخص کہ جنکا نام مذکور ہوا ہمراہ تھے اور عاصم کے تئین بقول صحیح اور ایک قول سے یہ کہ مرثد کے تئین امیر گردانا پس ان دس شخصونکو اصحاب سے اون ساتون نابکارون کے ساتھ جو عضل اور قارہ سے تھے روانہ فرمایا اونھون نے اپنے سلاح اور ہتھیار بحکم قدم راہ مین بڑھایا اور چلنے لگے یہانتک کہ ایک موضع مین پہونچے جسکو ہدہ کہتے ہین عسفان اور مکے کے مابین ہی تب ایک اون سات منافقون سے جدا ہو کر ابو سفیان بن خالد کے پاس گیا اور عاصم اور باقی اصحاب کے آنے سے اوسے اوسنے خبردار کیا اوس جہنمی کتے نے دو سو ملعونون کے قریب اور ایک روایت سے یہ کہ قریب سو تیر اندازکے ہمراہ لیکر مومنون کیطرف قصد کیا اور وجہ توفیق درمیان ان دونون روایتون کے یعنے دو سو اور سو ان دونون روایتون کے موافقت کی وجہ ہے یہ کہ اس روایت آخر مین سو تیر اندازون کو اعتبار کیا ہی اور سوا اونکے جو کہ تیر انداز نتھے اونکو چھوڑ دیا ہی فجر کا وقت تھا کہ عاصم اپنے اصحاب کے ساتھ رجیع کے قریب جو موضع تھا اوسمین اترے ہوئے تھے اور مدینہ سے جو خرما اپنے ہمراہ لائے تھے سو کھارہے تھے اور پہاڑ کے اوپر گئے اور ابن سعد کی روایت مین ایسا

ذکر آیا ہی کہ جب دیکھا اونھون کو تب عاصم اور اوسکے اصحاب فدفد پر پناہ لے گئے فدفد بروزن
جعفر بلند ٹیلے کو کہتے ہین اور روایت پہلی سے یہ بوجھا جاتا ہی کہ آنا عاصم وغیرہ اصحاب کا پہاڑ کے اوپر
پہلے آنے کفار سے اور دیکھنا ان کفارون سے ہوا اور روایت کی ظاہر سے یہ بوجھا جاتا ہی کہ نکلنا ایک شخص
کا کفار کے آنے سے اول اور دیکھنا اونکو بکا ہو ظاہر اوس جگہ بھی اوس کافر کے جدا ہونیکے قرینے سے
اونھون نے معلوم کیا ہو کہ اوس مقام مین فریب اور دغا ہی ایک عورت بنو لحیان کے قبیلے سے اوس
نواحی مین بکریان چراتی تھی سو رجیع کے پانی پر پہونچی دیکھا اوس نے کہ گٹھلیان چھوہارون کی
وہان پڑی ہین بولی واللہ یہ گٹھلیان یثرب کے خرمے کی ہین کیونکہ مدینے کی تمر کی گٹھلیان
باریک اور چھوٹی ہوتی ہین اس نشان سے اوس ملعون نے پہچانا اور کہا اے طالبو تمھاری جماعت تمھارے
مطلوب نے اس منزل مین رات کاٹی ہی کفار نے رجیع کے پانی پر سے اونکی پیر پیچھے پاؤن کے نشانون پر چلنے لگے
اور وہ مدبر نابکار جو راہ مین جدا ہوا تھا سو کفار کے آگے آگے آتا تھا خالد بن ابی بکر نے عاصم سے کہا
اے ابو سلیمان تیرے مہمانون نے ہمکو فریب دیا عاصم نے کہا سچ ہی اور اپنے یارونکو عاصم نے اونکے قتال پر
تحریص کی یعنی رغبت دلائی اور کہا اے یارو درجہ شہادت کو حاصل ہونے کو غنیمت جانو اور اعداء
دین سے مقاتلہ کرو کافرون نے جب دیکھا کہ اہل اسلام مقاتلے پر مستعد ہین تب اونھون نے
نصیحت شروع کی کہ اپنے تئین ہلاکت مین مت ڈالو کہ تمکو ہمارے ساتھ لڑنے کی طاقت نہین
عاصم نے کہا ہم مارے جانے سے نہین ڈرتے کہ نصرت پر ہین اپنے دین کو اور حدیث پر حیات دنیا
کا ہم ہارا ہی کفار نے کہا اے عاصم شتابی مت کرو اور اپنے تئین ہلاکت مین مت دو کہ ہم نے
تجھے امان دی عاصم نے کہا اے قوم مین کسی مشرک کی امان کو قبول نکرونگا اور ہاتھ کسی
کافر کے ہاتھ مین نہ دونگا اور خدا سے مینے عہد کیا ہی اور مراد مانگی ہی مین نے خدا سے کہ کسی کافر
کا عضو میرے تئین نہ چھووے اور مینے سُنا ہی کہ سلافہ طلحہ کی جورو نے نذر کی ہی کہ میری کھوپڑی
مین شراب پیوے اسکے بعد کہا عاصم نے اے خداوند جب تک تو میرے احوال کی اپنے پیغمبر کے تئین
پس قبول ہوئی دعا اوسکی درگاہ الٰہی مین اور خبر دی حضرت جبرئیل نے اپنے رسول کو اوس
حال سے جو کچھ محنت اور مصیبت عاصم اور اوس کے اصحاب کو پہونچی تھی بعد
اوس استغاثے کے عاصم نے تیر چلانا کفار پر شروع کیا اور جب تیر اوسکے تمام ہوئے برچھی

سے مقاتلہ کرنے لگا یہانتک کہ اون کا نیزہ بھی ٹوٹ گیا بعد اسکے عاصم نے تلوار میان سے کھینچی
اور منھہ طرف قبلے کے کرکے دعا کی اور بولا خداوندا مینے اول روز تیرے دین کی حمایت کی تو آخر روز
میرے بدن کو مشرکوں کے ننگ سے محفوظ رکھیو تیر باران کیا کافرون نے اور عاصم کو شہید کیا اور یہ جو قول
عاصم کا تہا کہ خداوندا مینے اول روز تیرے دین کی حمایت کی تو آخر روز میرے جسد کو کافرون سے بچا اسمین
اجرت اور عوض کا طلب کرنا اور استحقاق اوسکا عمل پر نہیں بلکہ اس سے مقصود اظہار امیدواری ہے
کہ اوسکے تئین اپنے فضل سے تو نے عطا کیا ہی یعنے یہ کہ بولا مین اول روز تیرے دین کی حمایت کی
یہ حمایت کرنا خدا ہی کی عنایت سے ہی اور اوسکے تئین بھی عطا کر یعنے دوسرا جملہ یہ
اس کے تئین بھی اپنے فضل سے عطا کر یعنے میرے جسد کو دشمنون سے بچا لے اس
واسطے کہ طریقہ اہل حقیقت کا اور ادراک ارباب قرب کا طالب اجرت نہین ہوتا ساتھہ
اس کے کہ شریعت کے معاملے مین نظر صدق وعدے پر بھی حق کے ہوتی ہے اور حدیث
ابن عمار کی اور یہ آیہ کریمہ ان تنصروا اللہ ینصرکم یعنے اگر مدد کرو گے تم اللہ کی مدد کرے گا اللہ
تمہارے تئین حجت ہی اوپر اسبات کے آیا بر سر حقیقت جب ارباب شقاوت نے قصد کیا کہ عاصم
کا سر تن سے جدا کرکے سلافہ کے نزدیک لیجاوین اور سو اونٹ جو شرط ہوئی تھی اوس سے لیوین
حق جل وعلا نے ایک لشکر زنبور کا یعنے بھڑونکا لشکر بھجوایا کہ اون بھڑون نے عاصم کے گرداگرد
صف باندھی جو کوئی آگے قدم بڑھاتا تھا اونکا نیش سر مین اور بدن مین کھاتا تھا اور یکبارگی
بھڑونکا اوسپر ایسا ہجوم ہوتا کہ وہ لکڑی کیطرح اولٹے پیرون پھرتا یہانتک کہ کسیکو یہ مجال اور
قدرت نرہی کہ عاصم کی لاش کے گرد پھر سکے اور جب رات ہوئی تب حقتعالی نے ایک
سیلاب بھجوایا کہ عاصم کو وہ سیلاب دشمنون کے درمیان سے باہر نکال لیگیا عاصم کا احوال تو
یہ ہوا اور روایت کرتے ہین کہ جب سفیان بن خالد اور اوسکی قوم بد قوم سلافہ بنت سعد کے
پاس سو اونٹ مانگنے کیواسطے گئی وہ بولی مینے شرط کی تھی کہ میرے بیٹون کے قاتلونمین ایک کے
تئین جیتا یا سر اوسکا میرے پاس لادے تو سو اونٹ دون مین تم کسیکو نہین لائے سو اونٹ
مین تمکو کس واسطے دون وے بیچارے خائب یعنے نا امید اور خاسر یعنے نقصان پانیوالے
اوسکے پاس سے پھرے لعنت خدا کی اون ملعونون پر اور چھہ شخص اون سعادتمندون سے

بہی کفار سے مقابلہ کرکے شہادت کو پہونچے اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق اور زید بن
دثنہ نے اوس قوم سے فروتنی کی اور پہاڑی سے نیچے اوترے اون بدبختون نے سر رشتہ پیمان توڑ کر
اون تینونکے ہاتھونکو کمانونکی زہونسے باندھا اور عبداللہ بن طارق نے جب اونکو نسے غدر دیکھا تب
ایک لطائف الحیل سے ہاتھ اپنے سکے تئین بند سے کھولا اور تلوار کھینچکر اعدا پر حملہ کیا آخر کافرون نے
اوسے سنگسار کرکے شہید کیا اور خبیب اور زید کو مکے مین لاکر دونون کو بیچڈالا خبیب کے تئین
حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے نے سو اونٹ دیکر مول لیا کہ حارث بن عامر کے بدلے خبیب کو قتل
کرے کیونکہ خبیب نے اوسکو یعنی حارث بن نوفل کو مارا تھا اور زید کے تئین صفوان بن امیہ نے
پچاس اونٹ دیکر مول لیا کہ اپنے باپ کے بدلے جو زید کے ہاتھ سے بدر کے روز مارا گیا تھا مارڈالے
اور لانا اونکا مکے مین ذیقعد کے مہینے مین تھا پس اونکو یعنی اون دونون کو اون بدبختون نے
قید کیا یہانتک کہ شہر حرام گذرا شہر حرام رمضان اور ذی الحج اور محرم کو کہتے ہین اور صحیح بخاری مین
آیا ہی کہ خبیب جسوقت قید مین تھا دیکھا لوگون نے کہ وہ انگور کا خوشہ ہاتھ مین تھامے ہوے اوس
سے انگور تناول کرتا ہی اور اوس ہنگام مین مکے کے درمیان کوئی میوہ نتھا اور وہ مکے مین موثق
تھا یعنی عہد کیا گیا اور استوار کیا گیا اور نتھا وہ خوشہ انگور کا مگر رزق ایک کہ اوسے روزی کردنا
تھا پروردگار تعالے نے اور جب منقضی ہوا یعنی گذرا شہر حرام تب تنعیم کے موضع مین جو زمین
حرم سے باہر ہی اور مکے سے نزدیک وہان خبیب اور زید کو دار پر کھینچا چنانچہ وہان ہی وہ
آسودہ ہی خبیب نے قریش سے التماس کی کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ مین دو رکعت نماز ادا کرون
حق تعالی نے اون سنگدلون کے دلکو نرم کیا اونھون نے اوسکی التماس قبول کی اور نماز پڑھنے
کیواسطے اجازت دی یہ سنت مقتولون مین خبیب سے یادگار ہے اوسوقت خبیب نے
کہا کہ اگر یہ بات نہوتی کہ کہین کہ مرنے سے ڈرتا ہی تو مین نماز پڑھنے مین زیادت کرتا یعنی
دیر تک پڑھتا رہتا اور کئی بیتین اوسنے اوس وقت کہین مضمون اونکا یہ ہے
نہین ڈرتا مین مارے جانے سے ٭ جان دینے سے جی کہپانے سے ٭ ہی رضای خدا مین میرا
ہلاک ٭ مین مسلمان چلا ٹھکانے سے ٭ ہی یہ قدرت خدا کو اور قوت ٭ ٹکڑے ٹکڑے سے جسد
بنانے سے ٭ جیسکا ہر ذرے ہوا ہو جسم تمام ٭ تن پہ زخم ستم اوٹھانے سے ٭ دیوے برکت

اگر خدا چاہے ٭ قدرت اپنی یہان دکھانے سے ٭ بعد اسکے خبیب نے اونکو نفرین کی اور دعا کی اور
بولا اے پروردگار میرے تو گن انکو اور مار انکو متفرق کرکے اور اونمین سے ایک کو مت چھوڑ
کہتے ہین اجابت کی حق تعالی نے اوسکی دعا کی اور تھوڑی سی فرصت مین اونکو بلا مین گرفتار کیا اور
معاویہ ابو سفیان کا فرزند کہتا ہی کہ مین اوس واقعے مین حاضر تھا میرے باپ نے مجکو زمین پر لٹایا
خبیب کے خوف سے اور اوسکی دعا کی ہیبت سے اور عرب کے قبائل مین ایسی شہرت تھی کہ کسیکو بددعا
کرین یعنے کوسین اگر مدعو علیہ یعنے جسپر دعاے بد واقع ہوا اوسے زمین پر لٹاوین تو اوسکے حق مین
وہ بددعا تاثیر نکرے واہ یہ کیا جہل اور عناد ہی اگر تم محمد رسول اللہ کے چاکرون سے ایک چاکر
کی بددعا سے ایسا ڈرتے ہو اور ملاحظہ رکھتے ہو کیون خود اوس سے نہین ڈرتے ہو اور ایمان
نہین لاتے ہان اوس جناب سے بھی ڈرتے تھے لیکن بدبختی اور عناد اونکو نہین چھوڑتی تھی
کہ ایمان لاوین نعوذ باللہ من ذلک یعنے پناہ چاہتا ہون مین خدا سے اوس شقاوت سے اسکے
بعد خبیب کو دار پر سوار کیا اوس طور سے کہ منھ اوسکا مدینے کیطرف ہوا اور کعبے سے منحرف ہوا یعنی
روگردان ہوا خبیب نے کہا مجھے اس سے کیا نقصان حقتعالی نے خود فرمایا ہی فاینما تولوا فثم وجہ
اللہ یعنے پس جس جگہ کہ منھ کرے تو یعنے ہر طرف پس ادھر وجہ خدا ہی وجہ بمعنی رو محققون کو
اس آیت کی تحقیق مین ایک نکتہ ہی چنانچہ سلسلة الذہب کی ان بیتون مین اشارت ہی
طرف اوسکے بیت از پی اینما تولوا خوان رو ٭ ثم وجہ اللہش مقصد دان ٭ یعنے آنسو کہ روے
مقصد آری ٭ تا جہت بندگیش بگذاری ٭ وجہ حق آن بود حقیقت او ٭ باشد آنجا بسوے
او کن رو ٭ ہیچ جا را نکردم استثنا ٭ پس بود عین حق عیان ہمہ جا ٭ عارف حق شناس را باید ٭
کہ بہر سو کہ دیدہ بکشاید ٭ بیند آنجا جمال حق پیدا ٭ نگسلد از جمال حق قطعا ٭ اور خود مدینہ قبلہ حقیقی
اوسکا یعنے خبیب کا وہی ہی کہ رسول برحق وہان ہی پس کہا کفار نے اوس سے کہ دین اسلام
سے اگر تو باز آوے تو ہم تجھے چھوڑ دیتے ہین اوسنے کہا قسم رب العزت کی اگر تمام
روے زمین مجھے دو تو مین دین سے نہ پھرونگا ایک جان خبیب کی سو جان فدا اسکی ہو جیو
ع من جان ز برای دوست میدارم دوست ٭ ع مین نچاہون جان کو چاہون تو جانان
کے لیے ٭ پھر ان بیحیاؤن نے کہا کہ اے خبیب تو یہ چاہتا ہی کہ محمد اس دار پر تیری جگہ

مین ہوا اور تو اس جگہ مین سلامت رہے کہا اوسنے خدا کی قسم ہی کہ مین اوسکو روا نہین رکھتا کہ
اوس جنابؐ کے پای مبارک مین ایک کانٹا چبھے اور مین گھر مین حاضر رہون یعنے سلامت رہون اور
بالجملہ طرح طرح کے خوفون سے اور شدتون سے اور بیہودہ گوئی سے اوسے اونھون نے چاہا کہ وہ
دین سے پھرے لیکن وہ ثابت قدم ہرگز نہ پھرا یہان تک کہ کام اوسکا مارے جانے پر مقرر ہوا
تب خبیبؓ نے درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا کہ ای پروردگار یہان سوا دشمنون کے کوئی میری نظر
مین نہین آتا اور دوستو نمین کوئی نہین جو پیغام میرا تیرے حبیبؐ کو پہونچاوے اے خداوند
سلام میرا اپنے حبیب کو یعنے اپنے رسولؐ کو تو پہونچا زید بن اسلم کہتا ہی کہ مین ایک جمعیت
کے ساتھہ رسول خدا کی مجلس مین حاضر تھا کہ یکایک علامت وحی کی اوس جناب پر ظاہر ہوئی
جب حالت اصلی مین آے تب فرمایا علیہ السّلام یعنے اوسپر سلام پھر فرمایا رحمۃ اللہ علیہ یعنے رحمت
خدا کی خبیب پر بعد اسکے فرمایا کہ خبیب کو قریش نے شہید کیا اور یہ جبرئیلؑ ہی جو آیا ہی اور اوسکا
سلام مجھے پہونچایا پس مشرکون نے بدر کی جنگ مین جنکے باپ وغیرہ مارے گئے تھے اونھونکو بلایا
چالیس مرد برچھے ہاتھونمین لیے ہوئے آئے اور خبیبؓ کے بدن مین چبھانے لگے خبیبؓ
ضرب کے زور سے اضطراب کرتا تھا اور حرکت کرتا تھا یہانتک کہ منھہ اوسکا قبلے کیطرف ہو گیا
خبیبؓ بولا شکر خدا کا کہ جسنے میرا منھہ قبلے کیطرف کیا کہ جسمین راضی ہی حضرت حق اپنی ذات کے لیے
اور اپنے پیغمبرؐ کے لیے اور مومنونکے لیے اگرچہ منھہ خبیبؓ کا ہر حال سے قبلۂ حقیقی کی طرف تھا
لیکن حقتعالی نے چاہا کہ خبیبؓ مین ظاہر اور باطن اور صورت اور معنی اور حقیقت اور شریعت
کو جمع کرے بعد اسکے اون اشقیاؤن سے ایک شقی مرتد نابکار نے ایک نیزہ تان کر خبیبؓ کے
سینے پر ایسا مارا کہ اوسکی پشت سے گذر گیا تب اوسنے زبان کلمۂ شہادت پر کھولی اور کلمہ پڑھتا ہوا
اس جہان سے دار آخرت کو گیا رضی اللہ عنہ وارضاہ راضی ہو جیو خدا اوس سے اور راضی
کرے اوسکو اور جب زید دثنہ کے بیٹے کو دار پر چڑھایا اوسنے بھی نماز پڑھنے مین خبیبؓ کی اقتدا
کی یعنے جس طرح خبیب نے دو رکعت نماز کی مہلت لیکر پڑھی زید نے بھی بدستور پڑھی اور کفار نے
جو کچھہ خبیبؓ سے گفتگو کی تھی زید سے بھی وہی بک بک جھک جھک کی اور کہتے ہین جسطور سے
کہ خبیبؓ جہان سے گیا اسیطرح زید بھی گیا اور کہتے ہین کہ زید کو صفوان بن امیہ کے غلام نے

جس کا نام نسطاس تھا شہید کیا اور روایت کرتے ہین کہ جب خبیب رض اور زید نے شہادت
پائی تب ابوسفیان نے کہا کہ ہمنے ہرگز نہین دیکھا کسیکے اصحاب کو ایسا جانباز اور جان نثار جیسے محمد کے
اصحاب ہین محمد مین مضبوط آور حبیب خبیب رض کے تئین قتل کرنیکے بعد دار پر لٹکا ہوا رہنے دیا اور فضیحت
اور رسوائی اُن بدبختون کی اُس سعادتمند پر زیادہ ہوئی اُس سے جو کچھ زید کے حق مین اون
بدبختون نے کیا اور ظاہر یہ ہو کہ مرتبہ خبیب رض کا عالی اور غالب درگاہ آلہی مین زید سے زیادہ تھا
پس اہتمام اوسکی رفعت اور عزت کی شان مین زیادہ ہوا خبیب رض کو کئی دن تک ویسا ہی دار
پر لٹکا ہوا چھوڑا یہانتک کہ اوسکے قتل کی خبر عرب مین پراگندہ ہوئی اور اوسکی حقیقت حال وحی
سے حضرت پر ظاہر ہوئی تب اون جناب ع نے خطاب کیا طرف اصحاب رض کے کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے
کہ جاوے اور خبیب رض کو دار پر سے اُتارے اور بدلا اسکا بہشت برین ہو زبیر بن عوام اور مقداد
بن اسود رض نے اسکا التزام کیا یعنے اپنے پر اسکو لازم گردان کر دونون روانہ ہوے دن کو
چھپ جا کر رات کو راہ کاٹتے تھے یہانتک کہ ایک رات تنعیم مین جہان خبیب رض کو دار پر چڑھایا
تھا پہونچے اور چالیس دشمنونکو اوسکے آس پاس سوتا پایا خبیب رض کو ساتھ سہولت کے
دار سے اوتارا چالیس روز اوسپر گذر چکے تھے اور ابھی تازہ تھا اور لہو زخمونسے اوسکے ٹپک
رہا تھا اور مشک کی خوشبو اوس سے نکلتی تھی زبیر نے اُسے اپنے گھوڑے پر لادکر محکم کیا اور دونون
رفیق وہان سے پھرے جب فجر ہوئی قریش خبردار ہوے ستر سوار اون کے پیچھے روانہ
ہوے اور نزدیک اونکے آپہونچے زبیر نے مردہ خبیب رض کا گھوڑے پر سے نیچے اوتار کر یعنے
زمین پر اوتار کر رکھدیا فی الفور زمین اوس لاش کو نگل گئی اسی سبب سے خبیب کا بلیع الارض لقب
ہوا اور معنی بلیع الارض کے نگلا ہوا زمین کا ہین زبیر نے منھ طرف کفار کے کیا اور کہا مین ہون زبیر
عوام کا بیٹا اور مان میری صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور یہ میرا مصاحب مقداد بن اسود ہم دو شیر ہین
اپنے بیشے مین جاتے ہین اور منع کرنے والونکو اپنی راہ سے دفع کرتے ہین ہم اگر تم چاہتے
ہو تو مناضلہ کرین اور اگر چاہو تو منازلہ کرین اور اگر چاہو پھر جاؤ کفار یہ سنکر مکہ کو پھرے اور
زبیر اور مقداد حضرت کی ملازمت مین مدینے مین پہونچے جبرئیل مجلس مین حضرت صلعم کی حاضر
تھے حضرت کیطرف منھ کرکے روح الامین نے کہا اے ختم رسل ملائک تمہارے ان دونون یارون

سے مباہات کرتے ہین راضی ہو خدا اُن دونون سے منا صلہ کے معنی آپسمین تیر چلانا اور منازلہ کے معنے دو گروہ کا آپسمین ملکر اوترنا نزال اسی سے معدول ہی اور نزل اُسے کہتے ہین جو کچھ مہمان کے آگے لاوین اور ہجرت سے پینتیسوین مہینے کے اوائل مین سریہ ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی کا واقع ہوا کہ اوسے سرور عالم نے ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ کہ ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص اور اسید بن حضیر اور ارقم بن ابی ارقم اور سوا اونکے اونمین تھے بنی اسد پر بھجوایا اور باعث اسکا یہ تھا کہ خبر گذری حضور اطہر مین کہ طلحہ اور سلمہ خویلد کے بیٹون نے اپنے تابعدار اونکے تھین اور عملا انا ہی پیغمبر کی جنگ پر تحریص اور ترغیب کرتے ہین اور امکان رکھتا ہی کہ مدینے کیطرف میل کرکے غارت اور تاراج مدینے کے اطراف کو کرین یعنی وہ لوگ جو صاحب جاہ ہین اور ایک روایت سے یہ کہ لشکر جمع کرکے مدینے کیطرف وے متوجہ ہوے اور راہ مین پشیمان ہو کے اپنے منازل کو پھر گئے پس سرور عالم نے ابو سلمہ کو حضور مین بلا کر وصیت کی کہ پیشتر اسکے کہ وے خبردار ہووین اور لشکر اکٹھا کرکے تیرے اوپر آوین تو اونکی سرزمین پر جا اور غارت کر ابو سلمہ نے حکم کے مطابق اہیر کی راہ سے جا کر قطن کے موضع مین کہ نام ہی ایک پانی کا بنی اسد کے پانیون سے اور بعضون نے کہا ہی ایک پہاڑ ہی قبلے کی نواح مین پہونچکر جو کچھ اوس موضع مین پایا غلے کی قسم سے اور مواشی یعنے اونٹ گھوڑا وغیرہ بے تحاشا غارت کرکے بعضے لوگونکو جو وہان تھے اونکو اسیر کیا تھوڑے لوگ بھاگ کے اپنی قوم مین جا ملے اور اونکو کثرت اور عدت سے اہل اسلام کی آگاہ کیا بنو اسد کی قوم اس خبر کے پاتے ہی ہر ایک اپنے اپنے مکان سے نکلکر ایک ایک گوشے مین گیا اور ابو سلمہ نے اپنی قوم کے ساتھ اونکے رہنے کے مکانون مین آکر غارت کیا اور بہت سی غنیمت یعنی لوٹ ہاتھ مین لائے کچھ جنگ و جدل واقع نہوا اور مدینے کو پھرے اور غنیمت مین خمس نکالکر باقی کو آپسمین تقسیم کیا ہر ایک شخص کے حصے مین سات سات اونٹ اور کئی کئی بکریان آئین اور ایک روایت مین یہ کہ وے ابو سلمہ کے برابر آکر صف آرا ہوے اور سعد بن ابی وقاص نے سپاہ کفار سے ایک کو قتل کیا اور سپاہ اسلام پر نعرہ مارا کہ حملہ کرو ابو سلمہ اور تمامی مسلمانون نے یکبارگی حملہ کیا اور کفار کے لشکر کو بھگایا سالما اور غانما مدینے کو پھرے اور ابو سلمہ کی مدت غیبت اس سریہ مین دس روز تک تھی اور بھی اسی پینتیسوین مہینے مین عبد اللہ

بن انیس کو حضرتؐ نے بھجوایا کہ سفیان بن خالد کو جو عرنہ کا رہنے والا تھا جسکا ذکر بیچ رجیع کی سریہ مین گذرا قتل کرے اور ساحت دین اسلام کے تئین اُس ناپاک کے وجود نابہبود سے پاک کرے اور باعث اُس سریہ یہ بات تھی کہ وہ ملعون عاصم بن ثابت اور اُسکے یارون کے قتل کا اور بیچنے کا اونکے یارون کا باعث کا ہوا تھا اور خبیبؓ کے قتل کا بھی وہی باعث ہوا تھا جیسا کہ تحریر مین آیا اور ساتھ اس بیحیائی اور شرارت اور فساد کے اوسنے اکتفا نکرکے چاہا کہ ایک سپاہ سنوار کر رسول خدا کے مقابلے مین آکر مقاتلہ کرے قاتلہ اللہ قتل کرے اوسے اللہ جب یہ خبر حضرتؐ کو گذری تب اوس جناب نے عبداللہ بن انیس کو ساتھ ضم حمزہ کے جہنی مدنی عقبی ان سب لفظون مین یا نسبت کی ہو کہ مرد شجاع تھا اوس شریر کے شر کے دفع کرنیکے واسطے بھجوایا عبداللہ سفیان کو پہچانتا نتھا حضرتؐ سے اوسنے التماس کی کہ آپ اُسکی شکل اور شمائل کا بیان فرمایئے اُس سے اوسے پہچانون اور قتل کردون فرمایا وہ مرد ایسی ایسی شکل رکھتا ہی اور جب تو اوسے دیکھیگا ڈریگا اور اوسکی ملاقات کے وقت شیطان تیری خاطر مین راہ پاویگا عبداللہ بن انیس نے حضرتؐ سے اجازت چاہی کہ جو کچھ چاہے اوس سے بولے اور اوسے دام مین لاوے جیسا معاملہ کعب بن اشرف یہودی اور ابو رافع تاجر حجاز کے مقدمے مین گذرا تب عبداللہ نے تلوار اپنی اوٹھالی اور قطع منازل کرکے بعد بطن عرنہ مین پہونچا ایک شخص اوسنے دیکھا ساتھ ایک گروہ کے جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا مین پہچانا اُسکو اُس صفت سے اور بولا صدق اللہ رسولہ سچا ہی خدا اور رسول اوسکا اور جب ابوسفیان کی نظر عبداللہ پر پڑی پوچھا یہ مرد کون ہی عبداللہ کہتا ہی کہ مینے کہا کہ مین مرد خزاعی ہون عبداللہ نے اپنے تئین خزاعی بنایا تھا شاید اسمین مصلحت دیکھی ہو اوسنے سفیان سے کہا ایسا سنا ہی مینے کہ تو لشکر محمدی کیواسطے آمادہ اور مہیا کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ تیری رکاب مین حاضر رہون اور خوشامد کی باتین ابلہ فریبی کی بہت سی کہین پس عبداللہ نے اوسکی ہمراہی کی اور اوسپر اشعار پڑھے اور انبساط کیا یہانتک کہ وہ اوس سے امین اور مطمئن ہوا اور اپنے خیمے مین گیا اور قرار پایا جب رات ہوئی اور یار و یاور اوسکے متفرق ہوے اور ہر ایک ایک گوشے مین سو گیا تب عبداللہ اوسکے خیمے مین گھسا اور تیغ بیدریغ سے اوس کا سر کاٹ کر اوسنے مدینے کی راہ لی اور راہ مین ایک غار مین مختفی ہوا حق تعالے نے مکڑی کو حکم کیا کہ اوس غار پر اوس نے جالا باندھا اور اس غار کو غار ہجرت کے مانند کیا جب قوم اوس بدقوم کی اُس کام سے خبردار

ہوئی عبد اللہ کے پیچھے دوڑی ہر چند اسے ڈھونڈھا نہ پایا پس عبد اللہ غار سے باہر نکل کر مقصد کیطرف
راہی ہوا رات کو چلتا تھا اور دنکو چھپ جاتا تھا یہانتک کہ مدینے مین پہونچا اور حضرتؐ کو اسنے مسجد مین پایا
سر اس نامبارک کا پای مبارک کے نیچے ڈالا اور اصحابؓ خوش و خرم ہوئے اور روایت کرتے ہین کہ
حضرتؐ نے عبد اللہ انیس کو ایک عصا عطا کیا اور فرمایا کہ ٹیکا کریگا تو اس عصا پر بہشت مین مقصود اس سے
داخل ہونیکی بشارت تھی جنت مین اور جزم اور براومیات کے کہتے ہین کہ وہ عصا اوسکے ہاتھ مین تھا
یہانتک کہ اوسنے وفات پائی اور وفات کے وقت اوسنے اپنے اہل کو وصیت کی کہ اس عصا کو کفن مین
لپیٹ کر ساتھ اوسکے قبر مین رکھے مدت غیبت عبد اللہ کی اس سریہ مین اٹھارہ دن تھی اور چوتھے
سال کے وقائع سے مہینا صفر کا جو چھتیسوین مہینے مین غزوۂ اُحد کے چار مہینے کے بعد واقع ہوا قصۂ
بیر معونہ کا تھا کہ جسے سریۃ المنذر اور سریۃ القرّاء بھی کہتے ہین اور بیر معونہ ایک موضع ہی ہذیل کے
بلاد مین درمیان مکے کے اور عسفان کے اور قصّہ اُسکا جیسا کہ محمد بن اسحٰق نے اور اوسکے سوا اہل سیر
نے ذکر کیا ہی یون ہی کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر جو مشہور تھا ملاعب بن الاسنہ کر کے اسنہ جمع ہی
سنان کی سنان کہتے ہین بھالے کو یعنے کھیلنے والا بھالون سے ظاہرا جنگ اوسکی بھالون سے بیشتر ہو
یہی وجہ تسمیہ ہے اسکا نجد اور بنی عامر کے قبیلے سے تھا سو مدینہ مین آکر شرف مجلس مین سرور عالمؐ سے
مشرف اور کامیاب ہوا حضرتؐ نے اسے دعوت باسلام کی آپ ربقۂ اسلام مین نہ آیا لیکن اسنے دین
محمدی کی مدح کی اور کہا کہ جانتا ہون مین کہ تمھارا دین شریف اور ملت حنیف ہی حنیف بمعنی پاک اور ربقہ
بمعنے رسن اور رقبہ گردن اور کہا اُسنے کہ میری قوم کے لوگ بہت ہین اگر ایک جمعیت اپنے یارون
اور جان نثارون سے میرے ہمراہ نجد اور بنی عامر کے قبیلے کیطرف آپ بھجوا دین تو شاید کہ وہ دین
آپکا قبول کرین اور آپکی دعوت کو اجابت کرین گویا اس کلام مین اسنے عدم جرات سے طرف
اسلام کے عذر کی تمہید کی یعنے چاہتا ہون کہ آپکی دعوت کی اجابت کرون اور آپ کے امر کی
اطاعت کرون لیکن ملاحظہ اپنی قوم کا اور اُنھون کے تمرد کا کرتا ہون اگر آپ ایک جماعت کو
وہان بھجوا دین شاید کہ وے اسلام قبول کرین تو مین آپ کی اس بات سے ابا اور
کنارہ نہین کرتا ہون حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اہل نجد سے
بیغم نہین ہون گمان یہ ہی کہ وے اونھون کا قصد کرین ابو براء عامر نے عرض

کی کہ دشمنے کو خاطر مبارک مین راہ ندیجیے کہ آپ کی قوم میری پناہ مین رہیگی مین اپنی جوار مین اونکو لونگا اور کسیکو اونسے متعرض ہونے نہ دونگا پس سرور عالم نے سَتّر شخصونکو اپنے فقراء صحابہ سے اور ایک قول ہے یہ کہ چالیس اور ایک روایت سے تیس اوسکے ہمراہ فرمایا اور پیشہ اس جماعت کا یعنے یہ جو ابوبراء ہمراہ گئے تھے یہ تھا کہ دن کو پانی اور لکڑیان ڈھوتے تھے ازواج مطہرہ کے حجرون کے واسطے اور ایک روایت ہے یہ کہ اُسے بیچتے تھے اور بہا سے یعنے جو پیسا کہ اُن پانی لکڑیون کی قیمت کا ہاتھ آتا اوسکا کھانا مول لیتے اصحاب صفہ کے واسطے بیان اصحاب صفہ کا پیچھے گذرا اور ایک روایت ہے یہ کہ میٹھا پانی حضرت کیواسطے لاتے تھے اور جب رات ہوتی تب نماز اور ذکر مین اور تلاوت قرآن مین وے مشغول ہوتے اور اونکو قراء صحابہ بھی بولتے تھے اکثر اونکے انصار سے تھے اور بعضے مہاجرین سے اور اسامی اُنھونکے جو کچھ کہ حدیث اور سیر کی کتابون مین مذکور ہے سَتّر شخص کو لکھا ہے اور ہمنے اُنکے ذکر اور بیان مین جتنے کہ اس سریہ کے قصے مین ذکر کیے گئے ہین اکتفا کی اور امیر گردانا حضرت نے اس جماعت پر منذر بن عمرو کو اور ایک مکتوب نجد اور بنی عامر کے رئیسون کو لکھا اُنھون کے ہاتھ مین دیا ابو براء عامر بن مالک کا ایک بھتیجا تھا جسکا نام عامر بن طفیل بن مالک تھا بخلاف ابو عامر کے کہ وہ تمرد اور انکار اور عداوت مسلمانون سے نہین رکھتا تھا اور جب یہ گروہ مسلمان کا بیر معونہ مین اُترا اور اونٹون کو انھون نے عمرو بن امیہ ضمری اور حارث بن صمہ کو جو اونھون کے یارون سے تھا سونپا کہ چراگاہ مین لیجاوین اور لے آوین اور پھر آوین اور مکتوب اوسے دیا جو حرام بن ملحان نام رکھتا تھا ام سلیم کا بھائی اور انس بن مالک کا ماموں تھا صحیح بخاری کی لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مبعوث یعنی بعث کیا گیا بنی عامر کیطرف وہی تھا لیکن ارباب سیر نے امیر قوم منذر بن عمرو کو لکھا ہے شاید کہ مبعوث امیر سے عام زیادہ ہو اور بہر تقدیر کے مکتوب حضرت کا حرام بن ملحان کو دیا کہ وہ عامر بن طفیل کے پاس لیجاوے حرام دو آدمیونکے ساتھ روانہ ہوا جب اونکی قوم کے پاس پہونچا تب اُن دونونسے کہا تو اسی جگہہ رہو مین آگے جاتا ہون اگر مجھے اُنھون نے امان دی تو تم بھی آؤ اور اگر مجھے مارڈالا تو تم اصحاب سے جاکر ملحق ہو پس حرام آگے بڑھا جب اُنھون کے نزدیک پہونچا بولا امان دیتے ہو مجھے تم جو مین رسول خدا کی رسالت پہونچاؤن جس اثنا مین کہ اُسنے یہ گفتگو کی اُنھون نے اشارت کی ایک

شخص کو اوسنے اوسکے پیچھے سے آکر ایسا ایک برچھا مارا کہ پیٹ سے گذر گیا پس حرام اپنے لہو کے تئین
منھ اور سر پر چھڑکتا تھا اور کہتا تھا اللہ اکبر فزت برب الکعبہ یعنے بزرگ ہی خدا پایا مینے اپنے مقصود کو سرا و
اُس مقصود سے حکم بجالانا پیغمبر کا اور حصول درجہ شہادت کا ہی قسم ہی رب کعبہ کی بعد اُسکے
عامر بن طفیل نے بنی عامر سے مدد چاہی کہ رسول خدا کے اصحاب کے جنگ پر قیام کرین بنی عامر نے
معلوم کیا تھا کہ ابو براء نے مسلمانون کے تئین اپنے جوار مین لایا ہی عامر بن طفیل کے مطلوب کو حاصل
نکیا اور کہا کہ ہم نقض جوار ابو براء کا قبول نہین کرتے نقض جوار یعنے ہمسایگی کا توڑنا پس تمامی
بنی عامر نے اہل اسلام کی جنگ سے ابا کی عامر بن طفیل نے دوسرے قبیلون مین جیسے سلیم اور عصیہ
اور رعل اور ذکوان اُن قبیلون مین آدمی بھجوایا اور اونھون سے استمداد اور کمک طلب کرکے
ایک جمعیت کثیر جمع کرکے بیر معونہ کی طرف روانہ ہوا اور لشکر انبوہ سے آکر اونھون کو
گھیرا اہل اسلام نے جب اپنے تئین گرداب بلا مین غرق دیکھا درگاہ الٰہی مین نالہ کرنے لگے
اور بولے اے پروردگار ہم کسیکے تئین نہین دیکھتے ایسا کہ ہمارا اسلام تیرے رسول کو پہونچاوے اے
پروردگار تو ہمارا اسلام پہونچا پس جبرئیل نازل ہوے اور سلام اُن دردمندون کو حضرت کو پہونچایا
حضرت نے فرمایا علیہم السلام یعنے انھو پر سلام اور دوسری ایک روایت مین آیا ہی کہ خبر اون
مقتولون کی حضرت نے اپنے اصحاب کو دی اور فرمایا کہ تمھارے یار سب مصیبت زدے ہوگئے
اور پروردگار تقدس و تعالٰی سے اونھون نے سوال کیا کہ اے پروردگار خبر دے تو ہمارے حال سے
ہمارے بھائیونکو کہ راضی ہوگئے ہم تجھ سے اور راضی ہو تو ہم بندون سے اور ایک روایت
سے یہ کہ اُن مقتولون کے باب مین یہ آیہ نازل ہوا بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا
وارضانا یعنے پہنچاؤ تم جانب ہمارے سے گروہ ہمارے کے تئین بتحقیق کہ ہمنے ملاقات کی
پروردگار اپنے سے پس راضی ہوا اللہ تعالٰی ہم سے اور راضی کیا اللہ نے ہمارے تئین اس آیت کے
کو چندگاہ قرآن مین تلاوت کرتے تھے بعد اسکے منسوخ التلاوت ہوئی یعنے تلاوت سے
موقوف ہوئی آیا اُس قصے پر کہ اہل اسلام نے کفار سے اتنی کشش اور کوشش کی کہ تمامی اصحاب رض
شہید ہوگئے مگر منذر بن عمرو کو کہا کفار نے منذر سے اگر تو چاہے تو امان دیوین ہم اُسنے امان اُنکی قبول
نہ کی اور اُنھو سے مقاتلہ کیا یہانتک کہ شہید ہوا اور عمرو بن امیہ ضمری اور حارث بن صمہ

جراونٹونکو چراگاہ میں لیگئے تھے جب انھوں نے پھر کر دیکھا کہ اپنے لشکرگاہ میں آوین ناگاہ طایرون کو انھوں نے دیکھا کہ لشکر کے گرداگرد اڑتے ہین اور ایک غبار اور گرد اٹھی ہوئی ہے اور کافرون کے سوار کھڑے ہوے ہین ان دونون نے ایک ٹیلے کی بلندی پر جاکر نگاہ کی دیکھا تمام اصحاب مارے پڑے ہین آپسمین کہا مصلحت کیا ہے عمرو نے کہا مصلحت وہی ہے کہ رسول خدا کے پاس جاکر اس حال سے آگاہ کرین حارث نے اس بات سے ابا کی اور کہا کہ ایک شہادت ہمکو پہونچی ہے اور یہ شہادت غنیمت ہے یہ کہکر دونون کفار کیطرف متوجہ ہوے اور قتل کرنے لگے دو کافرون کو جہنم کا رستہ بتاے کہ آخر آپ دونون گرفتار ہوے حارث کے قتل سے باوجود کفار درگذری لیکن پھر بھی اسنے قتل شروع کیا یہانتک کہ اور دو کفار ونکو مارکے بہشت کو سدھارا اور عمرو کے تئین عامر بن طفیل نے نہ مارا اور پیشانی کے بال کترکر آزاد کیا کیونکہ اُسکی مان کو آزاد بندہ درکار تھا عمرو کو اس سبب سے چھوڑدیا اور رخصت کیا کہ مدینے کو جا اور پوچھا ان تمام اپنے یارون کو تو پہچانتا ہے اُسنے کہا ہان پہچانتا ہون پس وہ تھا اور مقتولونمین آکر ایک ایک کا اسم اور نسب پوچھتا تھا بعد کہنے لگا ایسا کوئی ہے تیرے یارون مین جسے تو یہان نہین پاتا اُسنے کہا ہان عامر بن فہیرہ ابی بکر صدیقؓ کا غلام جو ہمارے درمیان تھا اُسے نہین دیکھتا عامر بن طفیل نے کہا وہ کیسا مرد تھا عمرو نے کہا ہمارے افاضل سے تھا اور مسلمانون کے اوائل سے بولا جسدم اُسے ہمنے قتل کیا اوسوقت دیکھا مینے کہ اوسے آسمان کی جانب لیجاتے ہین اور یہ عامر بن فہیرہ اول غلام تھا عائشہ صدیقہؓ کے مان جائے بھائی کا جیسے سب مادری کہتے ہین خدمت کرتا تھا انھون کی پس خرید کیا اُسے ابوبکرؓ نے اور آزاد کیا اور وہ رسول خداؐ اور صدیق کی رفاقت مین تھا اور ثالث تھا وہ انھون کا درمیان سفر ہجرت کے مدینے مین اور قدیم الاسلام تھا اسلام لایا تھا پیش از انکہ آنحضرتؐ دار ارقام مین آوین عجب وہ کہ یہ عامر بن طفیل شقی نے ساتھ اسبات کے کہ یہ کرامات اور برکات ان لوگونسے دیکھی انھون کے قتل سے پشیمان نہوا اور ایمان نہ لایا شقاوت اور عناد اس سے زیادہ نہین ہوتی ایک مرد تھا بنی کلاب کے قبیلے سے کہ اُسے جبار بن سلمی کہتے تھے اور وہ ان کافرونکے درمیان تھا انس سے منقول ہے کہتا ہے کہ جب نیزہ عامر بن فہیرہ کو مینے مارا اس شدت سے کہ اوسکی پشت سے پار ہوا اُسنا اوس سے مینے کہ کہا فزت واللہ اور دیکھا مینے کہ اُسے آسمان پر لے گئے اسپنے

جی مین یعنے فکر کی کہ مراد اسبابات سے کہا او سنے فزت واللہ کیا ہو گی ضحاک بن سفیان کلابی سے پاس
گیا مین اور اوسکے تئین سنے خبردار کیا اس حال سے آپنے کہا مقصود اوسکا وہ تھا کہ کہا اوسنے فزت اینثر
بالجنۃ یعنے پہونچا مین مقصود کو قسم ہی اللہ کی اور بہشت کی اور مجھے کہا مسلمان ہو پس مسلمان ہوا مین
اور باعث میرے مسلمان ہونیکا وہ حال تھا جو مین نے عامر بن فہیرہ سے مشاہدہ کیا سبحان اللہ سعادتمندونکا
یہ حال ہی کہ ایسے حال کے مشاہدے سے اور ایسی مقال کے سننے سے نور اسلام دل مین آیا اور اوس بدبخت
کو کچھ اثر ہوا بلکہ مادہ شقاوت اور عناد اوسکا قوی تر ہوا ہوگا مادہ اوسے کہتے ہین جو خیر صورت قبول
کرے انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم نہین ڈراتا ہی تو مگر اوس شخص کو
جو اتباع کرتا ہی ذکر کے تئین اور ڈرتا ہی پروردگار سے پس بشارت دے اوسکے تئین مغفرت کرنے
اور اجر عظیم کرنیکی نقل ہے کہ ضحاک بن سفیان نے ایک مکتوب حضرت کی خدمت مین
لکھا جبار بن سلمی کے اسلام لانے کا احوال اور کچھ اوسنے دیکھا کہ عامر بن فہیرہ کو
آسمان پر لے گئے حضرت نے فرمایا تحقیق کہ فرشتون نے اوسکے تن کو دفن کیا اور
اوس کی روح کو لے گئے اعلی علیین پر اور صحیح بخاری مین یون آیا ہی کہ کہا عامر بن طفیل نے
دیکھا مین نے عامر بن فہیرہ کو مارے جانے کے بعد کہ اوٹھایا گیا آسمان کیطرف یہانتک کہ نظر
کرتا ہون مین آسمان مین اور اوسکے اور زمین بیچ رکھا گیا طرف زمین کے اور قسطلانی نے
کہا ہی کہ واقدی کی روایت مین آیا ہی کہ پوشیدہ کیا اوسے زمین نے پس نہ دیکھا اوسکو
مشرکون نے روایت کرتے ہین کہ ابو براء اوس عذر سے جو اوسکے بھتیجے نے رسول خدا کے
یارون سے کیا نہایت متالم یعنے الم کرنے والا اور محزون ہوا اور بہت افسوس کیا اسی سبب
سے اونھین دنون مین عالم آخرت مین اوس نے انتقال کیا پھر یہ قسم دوسری ہی کہ جانتا تھا
ابو براء شرف اور بزرگی دین اسلام کی اور کمال نبوی کے تئین اور ایمان نہ لایا اور انقیاد
نکیا اور ربقہ اسلام مین نہ آیا عامر بن طفیل کی اوس شقاوت کو دیکھو اور عامر بن مالک کی اس
بے نصیبی کو نگاہ کرو وہان شیطان نے راہ ماری یہان دنیا غالب ہوئی واللہ الہادی
خدا ہدایت کرنیوالا ہی اور ایک روایت ہی کہ ربیعہ کا بیٹا ابو براء جسکا نام تھا قصد عامر کا
کیا اور اپنی قوم کی انجمن مین اوسپر برچھا چلایا اور اوسکے ہلاک کے درپے ہوا لیکن وہ ہلاک نہوا

بعد اسکے ایک طاعون اونٹ کے طاعون کے مانند اسکے بدن مین نکلا اور گھوڑے کے اوپر سواری ہے
مین دوزخ کیطرف اڑ گیا طاعون مرض بلا کو کہتے ہین جو آدمی کے جسم پر پیدا ہوتا ہی معاذ اللہ منہا
اور حضرت نے اسکے حق مین دعا کی تھی اللہم اکفنی عامرا اور عامر بن طفیل کی حماقتوں سے ایک
یہ بات تھی کہ اوسنے حضرت کو مخیر کیا یعنے مختار کیا درمیان تین خصلتوں کے کہ ارباب سہل تمکو
رہے سہل کہتے ہین نرم زمین کے تئین یعنے مکان جو جنگل مین ہی سو تمھارا اور اہل مدر میرا مدر
کہتے ہین کلوخ کے تئین یعنی اہل بلاد اور قری قری جمع قریے کی ہی قریہ گانون کو کہتے ہین تیسری بات یہ کہ
یا مین تمھارا خلیفہ رہون تا کہ غزا کرون اہل غطفان کے ساتھ ہزار اشقر گھوڑون سے اور ہزار اشقر
ناقون سے اشقر دواب مین سرخ رنگ دواب کو کہتے ہین اور آدمیون مین اشقر سرخ و سفید کو کہتے ہین پس فرمایا
سید عالم نے اللہم اکفنی عامرا اور جب صحابی قرے کے مارے جانے کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو پہونچی بہت ملول ہوئے کسی مصیبت مین متالم نہین ہوتے تھے ایک مہینے تک اور
روایت سے ایک چالیس روز تک فجر کی نماز کے قنوت مین رعل اور ذکوان اور عصیہ اور
تمامی اون قبیلون پر دعا کرتے تھے اور مسلم کی روایت مین انس سے دعا کرنے مین اس
جناب سے بنی لحیان کا ذکر بھی واقع ہوا ہی اور یہ یعنے بنو لحیان بیر معونہ مین داخل نہین ہین بلکہ
رجیع کے قصے مین ہین لیکن اون پر بھی دعا کی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بالتبع اور صاحب مواہب
نے کہا ہی کہ سبکے اخبار حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایک وقت مین پہونچے پس دعا کی تمامی طوائف اور
قبائل پر دعاء واحد مین یعنے ان سبکو ایک ساتھ دعا کی اور حدیث بخاری مین بھی بنو لحیان کا
ذکر ہی اور توجیہ وہی ہی جو اوپر گذری ہی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کبار صحابہ کی
ایک جماعت کے ساتھ مثل شیخین رضی اور علے مرتضیٰ رضی اور طلحہ اور زبیر مہاجرین سے اور سعد بن معاذ اور اسید
بن حضیر اور سعد بن عبادہ انصار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے ساتھ اس تقریب کے جو ارباب
سیر مین ذکر کیا ہی یہود بنی النضیر کے منازل مین تشریف لائے بنو النضیر ساتھ فتحہ
نون کے اور کسر ضاد معجمہ کے اور نام ایک قبیلہ بزرگ کا ہی قبائل یہود سے وقوع اس
قضیے کا سنہ اربع مین ہی بیر معونہ کے بعد جیسا کہ ابن اسحق نے ذکر کیا ہی اور سہیلی نے کہا کہ
غزوہ بنی النضیر بدر کے غزوے سے چھ مہینے کے بعد پیش از جنگ احد واقع ہوا ہی اور بخاری نے

بھی بنو النضیر کا قضیہ غزوہ بدر کے آخری باب مین ذکر کیا ہی کعب بن اشرف شاعر اور ابو رافع تاجر کے
قتل کے ذکر کے آگے اور غزوہ احد کے ذکر سے قبل ابن اسحق کا قول زیادہ صحیح ہی اور جب حضرت صلعم
بنو النضیر کی منازل مین پہونچے کہا اونھون نے یا ابا القاسم ایک لحظہ بیٹھو تاکہ ضیافت کرین
ہم تمھارے تئین اور تمھارے اصحاب کے تئین یہود آگے اُس جناب کو اس کنیت سے یعنے ابو القاسم
کہکے بولتے تھے تاکہ ملزم نہوین وجود اسم شریف سے جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
انکی کتابون مین اور صحیفون مین پس سرور عالم بیٹھے اُنکے گھر کی دیوار سے پشت مبارک لگا کے
ایک شقی جسکا نام حیی بن اخطب تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشد اعادی سے تھا اعادی عدو
کی جمع ہی سو اس نابکار نے یہود سے کہا اے گروہ یہود ہرگز ایسی خلوت درمیان تمھارے اور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے میسر نہو گی بہتر یہ ہی کہ ایک شخص اس گھر کے اوپر چڑھکے ایک بھاری پتھر اوسکے
سر پر مارے اور ہلاک کرے تاکہ ہم اوسکے زحمت سے چھوٹین عمرو بن حجاش نے کہا مین یہ کام کرتا
ہون سلام بن مشکم نے کہا اس خیال سے باز آؤ کہ فی الحال تمھارے اس قصد کرنے سے آسمان سے
اُسے خبر پہونچیگی اور یہ بات سبب نقض عہد ہوگی جو درمیان ہمارے اور اوسکے ہی ہر چند اوسنے
منع کیا اونھون نے نمانا جس دم کہ اوس شقی نے ایک پتھر مہیا کیا چاہتا تھا کہ اوپر سے مارے وہین
جبرئیل نازل ہوے اور انکے مکر سے حضرت کو آگاہ گردانا حضرت مع نے بدون استمہات کے کہ
یارون کو خبر کرین جس ہیئت سے کہ کوئی واسطے قضاء حاجت کے اُٹھے اُٹھکر متوجہ ہوے جب
اصحاب نے دیکھا کہ حضرت مع کے آنے مین دیر ہوئی اُٹھے اور در پے اوس جناب کے روانہ
ہوگئے اور خدمت مین پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو حقیقت حال پر آگاہ کیا
کہتے ہین کہ اس واقعے مین ہی اس آیت کا نزول یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم
قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم یہ آیہ ماقبل ساتھ ترجمے کے گذرا معنے اسکے یہ کہ اے
گروہ مومنین یاد کرو تم خدا کی نعمت کو اور آپ نے جس وقت گمان کیا قوم نے یہ کہ کشادہ کرین
تمھاری طرف اپنے ہاتھونکو تم سے اور جب یہود نے دیکھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہان سے اوجھل ہوے کنانہ جو اونھون کے احبار سے یعنے دانشمندون سے یہود کے تھا
بولا اے قوم مین جانتا ہون کہ حق تعالے نے تمھارے غدر سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو آگاہ کیا اے قوم تم قریب کی راہ مت چلو کہ وہ برحق خدا کا رسول ہے اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
تمھاری آرزو یہ تھی کہ خاتم الانبیا ہارون کی نسل سے ہو حق تعالی نے اپنی نعمت جسے چاہی عطا کی اور سعادت
کا دروازہ جسکے واسطے چاہا مفتوح کیا جتنے توریت میں جو کچھ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور
آثار سے دیکھا ہے سو سب اس پیغمبر کی ذات میں موجود اور ظاہر ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمھارے
دلیس نکالا دینے کا حکم کرے گا اب مصلحت وہ ہے کہ تم دو کام سے ایک اختیار کرو اب درا اول تو یہ ہے کہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان لاؤ کہ دنیا اور آخرت کی صلاح اسی میں ہے دوسری یہ بات ہے کہ اس دیار سے
باہر نکلو اور جزیہ دینا قبول کرو تاکہ اموال اور اولاد تمھارے محفوظ رہیں یہود نے کہا ہم جلا
یعنی دیس نکالا اختیار کرینگے اور موسیٰ کے دین کو ترک نہیں کر سکتے اور درمیان حضرت کے اور بنی النضیر
کے یہود کے عہد و میثاق تھا اور جب بدر میں نصرت مومنوں کی ہوئی تب کہتے تھے کہ وہ نبی موعود ہے
یعنے جو کچھ توریت میں وعدہ کیا گیا ہے یہ وہی نبی ہے اور جب اُحد کی جنگ میں صورت شکست
مسلمانوں پر واقع ہوئی تب شک لائے اور ابو سفیان سے اونھوں نے حلف کیا یعنے ہم سوگند
ہوگئے اسکے بعد حضرت نے محمد بن مسلمہ کے تئیں بنی النضیر کے نزدیک بھیجا کہ میرے دیار
سے نکل جاؤ کیونکہ تم نے غدر کیا دس روز تک تمکو مہلت ہے اور دس روز کے بعد جو کوئی وہاں
رہے گا اسکی گردن ماری جائیگی یہود نے دل اجلاء وطن پر رکھا کار سازی میں اوس کی
مشغول ہوئے اپنے اونٹوں کو جنگل سے لاکر اور دوسرے اونٹوں کو کرائے لیتے تھے کہ باہر جاویں اتنے
میں قاصد عبد اللہ بن سلول منافق کا جو منافقین کا رئیس تھا بنی النضیر کے نزدیک پہونچا کہ ترک
اوطان اپنا مت کرو اوطان جمع وطن کی اپنے اپنے قلعوں میں متوطن ہوکر یعنے متمکن ہوکر مرفہ الحال
اور فارغ البال بیٹھو کہ میں دو ہزار جنگی مردوں سے تمھارا یار اور مددگار ہوں اور بنی قریظہ
کے یہود اور اونھوں کے ہم سوگند جو بنی غطفان ہیں وے بھی تمھارے ممد و اور معاون
ہوویں گے اوس منافق بیہودہ مردک نے نہایت عداوت اور حماقت سے ایسی عداوت ظاہر
کی اور اپنی حماقت سے یہ نہ سمجھا کہ ایسے ایسے دلیروں نے اور اتنے سرکشوں نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس جناب کے اصحاب سے محاربہ کیا اور بے بس ہوئے اُنھوں سے
اور اُنھوں کے قلعوں سے کیا ہوتا ہے بارے یہود نا بہبود اس احمق منافق کی بات پر مغرور ہوکر

مسرور ہوئے اور حضرتؐ کے نزدیک پیغام بھیجا کہ ہم اپنے دیار سے نکلتے نہیں جو کچھ تو کر سکتا ہے سو کر جب
یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی سید البشرؐ نے باآواز بلند تکبیر بلند کی اور اصحاب نے بھی اس جناب کے تکبیر کہی
اور اس جنابؐ کے فرمان سے غزا کے سامان کے تہیہ میں مشغول ہوئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابن ام مکتوم کو مدینے میں خلیفہ گردانا اور علم عقد فرما کر علی بن ابی طالب کو ارزانی فرمایا اور مدینے سے باہر نکلے
اور عصر کی نماز بنی النضیر کے فضا میں ادا فرمائی فضا یعنی سبزہ اور سیرابی اور بنی النضیر کا دیار مدینے
سے نزدیک ہی جب یہود نے سپاہ اسلام کو دیکھا اپنے قلعوں کے دروازوں کو باندھکر پتھر اور تیر
چلانے پر ہاتھ کھولے اور عشا کے وقت تک لڑتے تھے جب مومنوں نے عشا کی نماز پڑھی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی شخصوں کے ساتھ منزل شریف میں تشریف لائے اور تمامی صحابہ کے
سردار انھوں کے ابوبکر تھے یا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ علی اختلاف الروایتین یعنی ان دونوں روایتوں
میں اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس فوج کے سردار تھے یا صدیق اکبرؓ غرض صبح تک یہود کے
محاصرے میں مشغول رہے روایت کرتے ہیں کہ خیمہ سرور عالم کا بنی حطمہ کے فضا میں برپا کیا
تھا یہود کے تیر اندازوں سے ایک مغرور تھا جسکا نام غرورا تھا اوسنے خیمۂ مبارک پر ایک تیر
چلایا اور اوسکا تیر وہاں پہونچا خیمے کے تئین وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ برپا کیا علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ اسکی کمینگاہ میں تھے ناگاہ ملاحظہ کیا کہ وہ یعنے غرورا تلوار کھینچے ہوے اور نو سرکشوں
کے ساتھ باہر نکلا شیر یزدان نے اسپر حملہ کیا اور سر اسکا تن سے جدا کر کے حضرتؐ کے آگے
لائے حضرتؐ نے ابودجانہ اور سہیل کے تئین اور آٹھ شخصوں کے ساتھ علی مرتضی کے ہمراہ کیا
وے نو مغرور جو غرورا کے ہمراہی تھے ان سبھوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو حضرتؐ کے حضور
میں لائے حضرتؐ نے پندرہ شبانہ روز اس جماعت کے تئین محاصرے میں رکھا اور وہ ابی منافق
اور دوسرے قبائل کچھ بھی بنی النضیر کی فریاد کو پہونچ نہ سکے پس سرور عالم نے ابولیلی مازنی
کے تئین ساتھ عبد اللہ بن سلام کے امر کیا کہ یہود کے نخلستانوں کو قتل کریں یعنے قطع کریں
اور ایک روایت میں حرق آیا ہے یعنے یہ کہ جلانا نخلیات کا پس ابولیلی ایک نوع کا تمر یعنے خرما تھا
جسے عجوہ کہتے ہیں اسے کاٹتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہود پر اس خرما کا کاٹنا صعب ہے اور سخت
دشوار ہے اور عبد اللہ بن سلام اوسکے ارادہ کو قطع کرتا تھا اور بولتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ عنقریب

میوونکے متملکات اہل اسلام پر مقرر ہوں پس جو کچھ بہتر ہی انھون کیواسطے چھوڑتا ہون اور وہ خرما یعنی چنگال
خرما اور روضۃ الاحباب الایون نقل کرتا ہی کہ حضرت نے امر کیا انھون کے خرماکے درختون کو قطع کر و سوا
ایک نوع خرماکے جسے عجوہ کہتے ہین اصحاب قطع کرنے مین مشغول ہوئے یہ روایتین منافات رکھتی
ہین اول کی روایات سے جو ظاہر عبارت دلالت کرتی ہی اوپر اسبات کے کہ حضرت نے حکم کیا قطع
کرنے یا جلانے مین نخیلات کے مگر یہ کہ کہا جاوے کہ ایک وقت ویسا حکم ہوا اور دوسرے وقت
ایسا اور روایت کرتے ہین کہ بنی النضیر نے کہا کہ تم مسلمان ہو حلال نہین تمکو قطع کرنا نخیلات کا اور
کہا کہ منع کرتا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فساد سے پس واسطے قطع کرنے نخیل کے کیونکر حکم فرمایا ہی پس اہل
اسلام نے اختلاف کیا بعضون نے کہا ہم قطع کرتے ہین اور بعضون نے کہا کہ ہم قطع نہین کرتے پس حکم ہوا یہود کے
آثار کے استیصال مین یعنی بیخ و بنیاد انکی آثار کے کھودنے مین نعوذ باللہ من غضب اللہ ورسولہ اور جناب
عزت جل جلالہ سے حکم نازل ہوا ما قطعتم من لینۃ او ترکتموہا قائمۃ علی اصولہا فباذن اللہ ولیخزی
الفاسقین یعنی جو کچھ کہ قطع کیا تمنے لینۃ سے یعنی خرماسے یا ترک کیا اُسکو یعنے خرماکے تئین حالیکہ قائم تھا اپنی
اصل پر پس یہ قطع و ترک خدا کے حکم سے ہی اور اسواسطے ہی یہ بات کہ خدا خیر خوار کرے فاسقون کو یعنے
جہودونکو اور جو کوئی دائرہ حکم سے باہر ہوا ہی اور صاحب مواہب سہیلی سے نقل کرتا ہی کہ کہا سہیلی نے کہ بعضے
مسلمانوں کے نفوس مین نخیل کے کاٹنے سے اور حکم کرنا اوپر اُسکے کچھ گذرا تھا یعنے شک سے اور شبہہ سے یہانتک
کہ بھیجا اللہ تعالی نے اس آیت کے تئین اور کہا ہی اُسنے کہ لینۃ ایک رنگ خرما ہی سوا وسّ خرما کے جو
عجوہ اور برنی ہی پس آیت مین بیان وہ ہی کہ حضرت صلعم نے اُس خرما کو نہین جلوایا جو اُنھون کا
قوت تھا اور قوت اونھونکا عجوہ اور برنی تھا پس قول حق سبحانہ تعالی کا ما قطعتم من لینۃ علی العموم
اور نہ کہنا من نخلۃ اسمین تنبیہ ہی اوپر کراہت قطع کرنے سے اُس چیز کے جو قوت اور غذا ہوتی ہی دشمنونکی
درختون سے تنبیہ کے معنے آگاہ کرنا اور صاحب کشاف نے لینۃ کی تفسیر کی ہی نخلہ کرکے اور بیضاوی نے
اُسکی متابعت کرکے لینۃ کی تفسیر نخلہ کریمہ کرکے کی ہی اور کہا ہی کہ آیت مین دلیل ہی جواز ہدم دیار کفار پر
ہدم بمعنی توڑنا اور راوندھا کرنا اور جواز بمعنے روا رکھنا اور دلیل ہی قطع کرنے مین انکے اشجار کے تئین
زیادت غیظ کا قصد کرکے اُنھوں پر غیظ بمعنے غصہ اور صراح مین لینۃ بمعنی نوعی از نخل آیا ہی اور قاموس نے الالا
کہتا ہی لینۃ لون وقل ہی نخل سے اور دقل کہتے ہین اردہ ثمر کے تئین اردہ خرما بہ معنے چنگال خرما

یہ ہی کلام قوم کا اس مقام مین اور اضطراب سے خالی نہین پس سوچکر تو اور حدیث بخاری مین اور مسلم مین ابن عمر سے آیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کی نخل کی تحریق کی یعنے جلوایا حسّان بن ثابت نے اسی حادثے کے بیان مین کہا ہی یہ شعر شعر وہان علی سراۃ بنی لوی ٭ حریق بالبویرہ مستطیر ٭ بویرہ بصیغہ تصغیر نام ایک موضع کا ہی جسمین بنی النضیر کے نخل تھے اور مستطیر مشتق ہی استطارہ سے استطارہ بمعنی پراگندگی ظاہرا قطع کرنا اور جلانا دونون باتین تھین القصہ خدای عزوجل نے بنی النضیر کے دل مین ایک خوف ڈالا اور ایک رُعب اُنھون پر غالب ہوا کہ کسیکو پیغمبر خدا کے نزدیک انھون نے بھجوایا کہ ہمکو چھوڑ دو کہ ہم اپنے دیار سے باہر جاوین اور حضرت نے فرمایا آج التماس تمھاری مبذول نہین مگر یہ کہ تمامی اپنے ہتھیارون کو چھوڑ دوا ور جتنا اموال تمھارے دواب اُٹھا سکین اُتنا بضرورت اور بضطراب اپنے ساتھ لیجاؤ کفار اسبات پر راضی ہوے اور اپنے گھرونکو اپنے ہاتھون سے خراب اور ویران کرتے تھے چنانچہ یہ آیہ کریمہ ہوالذی اخرج الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم یعنے وہ ہی خدا ہے برحق جسنے خارج کیا اُن لوگون کو جو کافر تھے اہل کتاب سے مراد جہود او نھون کے دیار سے اس آیت تک وقذف فی قلوبہم الرعب یخرجون بیوتہم بایدیہم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار یعنے ڈالا خدا نے اُنھون کے دل مین ترس اور دہشت کے تئین تا کہ اُنھون نے دل جلاء وطن پر رکھا اور جب حکم بجلاء وطن ہوا خراب کرتے ہین وہ اپنے گھرونکو اپنے ہاتھون سے اور مومنون کے ہاتھون سے یعنے اُنھون نے نقض عہد کیا اسواسطے انھون کے گھر مومنون کے ہاتھون سے خراب ہوتے ہین پس عبرت پکڑو تم اے صاحبان بینائی یعنے دیکھو انھون کا حال اور عبرت پکڑو خبر دیتا ہی انھون کے حال سے اور جہ سوار انکے اُنھون نے لادکر بعضے شام کیطرف اور تھوڑے خیبر کیطرف اور تھوڑے اور کسی طرف جلاء وطن اور سرگردان ہوے اپنی ضلالت سے اور ساحت دین انھون کے مکر سے اور شر و فساد سے پاک ہوے اور مضمون ان المدینۃ تنفی خبثہا کما ینفی الکور خبث الحدید کا وجود اور ظہور مین آیا یعنے تحقیق کہ مدینہ یعنے شہر پاک کرتا ہی خبث اپنے کے تئین یعنے جو اشخاص اپنے بیچ مین خبیث ہین سو ہم انھونکو اپنے مین سے نکالتا ہی جسطرح پاک کرتا ہی کور اور بعضے کہتے ہین یہ کیر ہی خبث حدید کے تئین حدید کہتے ہین لوہے کو اور کیر اوسے کہتے ہین جس سے لوہا چھیلا جاوے احتمال رکھتا ہی کہ سوہن

کو کہتے ہین اور ان مخذولون نے نکلتے وقت اپنے تیئن سنوار ا دف بجاتے اور گیت گاتے مدینے کے بازار
سے نکلے اور مقصود شریعت غرا سے اور جہاد سے یہ کہ پاک کرنا ساحت دین شر اور فساد سے کفار کے جس طرح
کانٹا مفسد ڈالیون کا ہی جو صالح ڈالیون کے پھل دینے کے حائل اور مانع ہوتے ہین اگر کہی جاوے
یہ بات کہ ان کافرونکو اس طور سے مارنا تھا کہ جس طور اُنھون کا آثار شرکت نیست و نابود ہوجاتا
جلاء وطن مین اُنھون کے اُنھون کا وجود خبث خود باقی ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جب اُنھون سے عذر
اور بدعہدی ظہور مین آئی سزا اوسکی دیس نکالا ملی اور اُنھون مین سے جسنے جنگ مین استادگی کی
اُسے قتل کیا اور جب وی آلے قتال سے باز آئے باقی کو حکم بجلاء وطن ہوا اور بدون اُنھون کی قتال
کرینگے حکم قتل کرنے کا انپر صادر نہوا اور جب یہ تمام حکم آلہی سے ہی تو مجال سخن کی اسمین تنگ ہے اور
فرس عقل شل اور لنگ اور جو کچھ کہا گیا بیان حکمت کا اور نکتے کا ہی مشرکون اور مفسدون کے
قتل مین اور اصل حکم آلہی ہی خواہ قتل مین خواہ جلاء وطن مین مشرکون کے ہوا اور باقی اموال
وجہات اور ضیاع و عقار اور منقولات محصولات فی مین داخل ہوتا تھا فی اوس اموال کو کہتے
ہین جو کفار سے بدون جنگ اور کمک کے ہاتھ آوے اور جو اموال جنگ اور قتال مین ہاتھ آوے
اُسے غنیمت کہتے ہین یہ اصطلاح فقہ ہی درمیان ارباب سیر کے اور کبھی ہر ایک یعنے فی اور غنیمت
اور دوسرے معنی سے بھی آتا ہی اور یہ تمام داخل خالصہ شریفہ ہی اور خمس اور قسمت اس مال
مین راہ نہین پائی فی معنی لغت مین سایۂ زوال اور اہل الفقہ کے محاورے مین فی اُس مال
کو کہتے ہین مثلاً کوئی کافر دیار اسلام مین مرجاوے اور اسکا مال جو ضبط ہو حاکم کے یہان اور
ضیاع کہتے ہین زمین کو اور عقار بمعنی مال و متاع اور منقولات اس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے
دوسری جگہ اُٹھایا جاوے چنانچہ زمین کو منقولات نہین کہینگے اور غنیمت کو ہندی مین لوٹ کا مال
بولتے ہین اور حضرتؐ اس اموال اور فدک وغیرہ سے اپنے اور اہل اسلام کے اور اون کے
نوائب اور حوائج کے قوت مین خرچ فرماتے تھے اور اسی کام کے واسطے مستعد اور مہیا رکھا تھا
حوائج جمع ہی حاجت کی کہتے ہین کہ بنی النضیر کا اسلحہ پچاس زرہ اور پچاس خود اور تین سو
چالیس تلوارین ان ہتھیارون سے جو جسے چاہتے تھے اُسے بخشتے تھے نقل ہی کہ جس وقت
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تھے مہاجرین انصار کے گھر مین اترے ہوے

ستے اور طالب سکون و قرار کرنے کے طریقۂ اخوت یعنی بھائی بننے کا سلوک رکھتے تھے اور انصار تمامی
وجوہ سے مہاجرین کے خبرگیران تھے اور اپنے اموال اور بساتین اور تمامی اشیا مین اونکو
شریک کرتے تھے بلکہ اگر کوئی انصار متعدد عورتین رکھتا تھا یعنے اُن عورتون سے اپنے سے جدا کرکے
اپنے یار کو دیتا تھا اور جب اموال بنی النضیر کا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مقرر ہوا تب اُس جناب نے
انصار کو دعا و ثنا کرکے جو احسان اور امداد اُنھون نے مہاجرین سے بجا لائے تھے شکر گذاری اُسکی حضرت
بجا لائے بعد اُسکے فرمایا کہ اے گروہ انصار یہ اموال بنی النضیر کا جو حقتعالی نے ہمکو ارزانی رکھا ہے اگر چاہتے
ہو تم تو سب یہ اموال تمھارے تئین تقسیم کرین اور مہاجرین بدستور سابق تمھارے مکانون مین
رہین اور اگر چاہو تو اس اموال کو خاص مہاجرین کو دیوین ہم اور یہ سب تمھارے مکانون سے نکلین
اور اونکے لیے علیحدہ مکانات مقرر کرین ہم کہ یہ سب اپنی کفایت امور معاش مین مشغول ہوئین اور
تم مستغنی یعنے بے نیاز ہووین اور تمکو اونکی معونت کرنیسے ایک تخفیف یعنے سبکدوشی
حاصل ہووے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ جو رئیس اور اکابر قوم کے تھے عرض کی اُنھون نے یا
رسول اللہ صلعم مراد ہماری وہ ہے کہ اس اموال کے تئین آپ فقرا مہاجرین کو قسمت فرماوین کہ ان
سبھون نے آپکی محبت پر اپنا جان و مال و ضیاع و عقار اور اقارب عشائر اپنے چھوڑکر غربت اختیار
کی ہے یہ سب بدستور سابق اسیطرح متمکن اور مستقر رہین کہ اُنھون سے ہمارے مکانون مین روشنائی
و خیر و جمعیت ہے مستقر طالب سکون و قرار کرنے والا اقارب عشائر خویش و قوم غریب پردیسی
عقار مال و اسباب ضیاع اراضی خانمان گھر جب اُن دونون نیکبختون نے حضرت کے حضور مین
یہ عرض ادا کی اور باقی انصار اسی خواہش مین ان دونون کے تابع ہوے حضرت اس کلام سے
محظوظ اور خوشحال ہوے اور اونکے تئین بدعاے خیر مشمول اور مخصوص گردانا اور فرمایا
اللھم ارحم الانصار و ابناء الانصار ابناء ابناء الانصار یعنے اے پروردگار رحم فرما تو انصار
کے تئین اور انکی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو بعد اسکے اوس اموال کو جو بنی النضیر سے ہم
پہونچا مہاجرین پر قسمت یعنے بانٹا فرمایا اور بعضے کبار مہاجرین کے تئین یعنے جو اُنھون سے
اعلے تھے انکو ضیاع تعین فرمائی یعنے اراضی یعنے زمین مقرر فرمائی اور بعضے انصار سے
کہ جو محتاج تھے اور لوگون سے حضرت صلعم نے کچھ عطا فرمایا اور ہتھیارون سے ابن ابی حقیق

کی تلوار کو جو مشہور بجودت تھی سعد بن معاذ کو عطا فرمائی صلوات خدا کی اور آپ جناب صلعم کے اور
آل کے اور اسی سال مین وفات پائی عبداللہ بن عثمان بن عفان رض نے کہتے ہین کہ ایک مرغ نے اسکی آنکھون مین
چونچ سے ٹھونگ ماری اور اُس سبب سے مریض ہوکر دنیا سے گیا اور اسی سال مین زینب بنت خزیمہ نے
کہ ازواج مطہرات سے تھین وفات پائی اور اسی سال مین حضرت نے ام سلمہ سے تزوج یعنے
نکاح کیا اور شوہر اُسکا پہلا جو ابو سلمہ مخزومی تھا فوت ہوا اور اسی سال مین فاطمہ بنت اسد
بن ہاشم بن عبد مناف والدۂ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی وفات ہوئی روایت ہے کہ جب فاطمہ
بنت اسد کی وفات نزدیک پہونچی حضرت نے فرمایا کہ جب انکا انتقال ہو تب مجھے خبر کرو پس
فرمایا کہ جنت البقیع مین اُنکے واسطے قبر کھودین موافق فرمان کے قبر کھودی گئی اور لحد بنائی گئی
اور جب لوگ قبر کھودنے سے فارغ ہوے تب سرور انبیا اُنکی قبر مین اُترے اور لحد مین لیٹ کر
کلام اللہ کی تلاوت فرمائی اور اُنکی یعنے فاطمہ بنت اسد کی قبر کے نزدیک نو تکبیر کے ساتھ اور ایک
روایت ہے یہ کہ ستر تکبیر کے ساتھ نماز پڑھی اور مناقب مین اُس رضی اللہ عنہا کے آیا ہے کہ فرمایا
حضرت نے کہ کوئی ضغطہ قبر سے بیفکر نہین مگر فاطمہ بنت اسد یعنے سبکو قبر کا ضغطہ ہوا ہے اور ہوتا ہے
اور فاطمہ بنت اسد اس سے فارغ اور بیفکر ہین اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والا القاسم یعنے فرزند اُس جناب کا جسکا نام تھا قاسم ساتھ اسکے چھوٹے سن مین انتقال کیا
تھا والا ابراہیم یعنے قاسم کی کیا بات ہے ابراہیم جو اُس سے بھی چھوٹا تھا اس عالم سے گیا ہے سو
بھی ضغطہ قبر سے بیفکر نہین لغت مین ضغطہ زبان وغیرہ کی پیچیدگی کو کہتے ہین اور اصطلاح مین
ضغطہ وہ ہے کہ جسوقت آدمی کو قبر مین اُتار کر پیچھے پھرتے ہین اُسوقت قبر کے دونون پہلو آپس
مین ملجاتے ہین اور زمین مُردے کو یہانتک اپنے مین بھینچتی ہے کہ چھٹی کی رات کا دودھ
اُسکے تھنون سے نکلتا ہے اُسوقت کا اللہ ہی بیلی ہے اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ جلسہ فرمائے ہوے تھے اتنے مین ایک شخص
خبر لایا کہ جعفر اور علی رض اور عقیل رض کی والدہ نے رحلت کی فرماتے اصحاب سے کہ اٹھو کہ اپنی مان
کیطرف جاؤن مین یہ فرماکر حضرت اوٹھے اور اصحاب بھی اوٹھے اور نہایت خشوع و خضوع
کے ساتھ جس طرح کان علی رؤسہم الطیر یعنے اس طرح سے گویا انکے سرون پر طائر

بیٹھے ہوئے ہین یعنے سرزمین ہلاتے تھے ستائے مین حضرت صلعم کی ملازمت مین چلے چلتے تھے جب فاطمہ بنت اسد کے گھر کے دروازے پر جا پہونچے تب حضرت پیراہن اپنے بدن مبارک سے نکال کر اُنھونکو دیا اور فرمایا غسل دینے کے بعد اس پیراہن کو فاطمہ بنت اسد کے کفن پر لپیٹو اور جب جنازہ باہر آیا تب اُس جناب نے اُس جنازہ کا پایہ اپنے کتف مبارک پر اوٹھایا اور تمامی راہ مین کبھی اگلا پایہ جنازے کا اور کبھی پچھلا کاندھے پر اوٹھاتے تھے کاندھا دیے ہوئے چلے جاتے تھے سبحان اللہ کیا عالی مرتبہ تھا اُم المومنین کا جب قبر پر پہونچے تب حضرت لحد مین اوترے اور لیٹے پھر باہر اُس لحد سے برآمد ہوئے اور فرمایا اوتارو قبر مین فاطمہ بنت اسد کو بسم اللہ وعلی اسم اللہ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہمنے دو چیزین فاطمہ بنت اسد کے باب مین آپ سے دیکھین کہ اور دوسرے کے حق مین ہمنے ایسا نہ دیکھا اول یہ کہ قمیص یعنے کُرتا اپنا آپ نے اوتار کر فاطمہ کا کفن گردانا دوسرا یہ کہ آپکی لحد مین آپ لیٹے حضرت نے فرمایا غرضکہ لباس سے یعنے لباس کرنے سے قمیص کے یہ تھی کہ دوزخ کی آنچ اُسے نہ پہونچے اور لحد مین لیٹنے سے یہ مقصود تھا کہ حق تعالی فاطمہ بنت اسد کی وسعت اور فراغت دیوے اور ابن عباس کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوطالب کی رحلت کے بعد سوا فاطمہ بنت اسد کے میرے حق مین کوئی نکوکار نہ تھا اپنا پیراہن میں نے اُسے اسواسطے پہنایا کہ بہشت سے کپڑے اُسے نصیب ہوئین اور اوسکی قبر مین اسواسطے لیٹا کہ قبر کی بلا اوسکے نزدیک نہ آوے اور انس بن مالک کی روایت مین آیا ہی کہ جب فاطمہ بنت اسد نے رحلت کی حضرت وہان جاکر اونکی لاش کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا یا امی بعد امی یعنی خطاب کیا کہ ای مان میری میری مان کے بعد اور بہت سی ثنا اور صفت اونکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اپنا پیراہن اُنکا کفن گردانا اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد کے واسطے تم قبر کھود و اور لحد اونکی اُس جناب نے اپنے دست مبارک سے کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی اُسکی باہر نکالی اور لحد کی فراغت کے بعد آپ اوسمین لیٹے اور فرمایا اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت الاسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین یعنی اللہ ایسا اللہ ہی کہ اپنے بندون کو جلاتا ہی اور مارتا ہی اور وہ آپ حی لا یموت ہی مغفرت کر تو اے پروردگار

میرے بعد ماں میری فاطمہ بنت اسد کی اور وسیع کر اسکے لیے مدخل اسکا یعنی قبر اسکی وسیع کر بحق نبی کے طفیل سے اور جو انبیا کہ مجھسے آگے گذرے ہین پس تحقیق کہ تو ارحم الراحمین ہی بعد اسکے حضرت صلی اللہ وسلم نے چار تکبیرین پڑھین اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالی عنہ کے تئین لحد مین اتارا عباس اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما بھی حضرت کے ہمراہ تھے عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ حضرت کسیکی قبر مین اترے نہین مگر پانچ شخصونکی قبر مین کہ اُن مین سے تین عورتین تھین اور دو مرد تھے اوّل خدیجۃ الکبریٰ کی جو مکے مین مدفون ہوئین اور چار مدینے مین چنانچہ ایک لڑکا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کہ حضرت کے ظل عاطفت مین اُسنے پرورش پائی تھی تیسرا عبد اللہ مزنی جسے ذو النجادین کہتے ہین اور چوتھی امام زمان کی قبر مین پانچوین فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر مین اترے اور اسی سال مین شعبان کی چوتھی تاریخ کو ریحان رسول نور چشم بتول امام شہید مظلوم سعید ابو عبد اللہ حسین متولد ہوئے اور حضرت امام حسنؑ کے تولد کے پچاس شب کے بعد حضرت امام حسینؑ کرکے نخل امید اوس جناب کا بار ور ہوا تھا اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو وہ چیز اصلا نتھی جو چیز عورتون کو ہوتی ہی یعنے حیض اور نفاس تمامی عورتونکو جہان کی شامل ہی اس جنابؓ کو یہ نتھا اور حورا جنت ہی اوس جناب کا اسم ہی وجہ تسمیہ اسکا یہی ہی اور اسی سال مین غزوہ بدر موعد یعنے جو وعدہ کیا گیا تھا بدر کی جنگ کے بعد کہ ابوسفیان نے وعدہ کیا تھا کہ ایک سال کے بعد ہم پھر لڑینگے اور اس غزوہ کو بدر صغریٰ بھی کہتے ہین اور سبب اس واقعے کا یہ تھا کہ ابوسفیان نے کہا تھا اہل اسلام سے کہ ہماری جنگ کا وعدہ تم سے سال آیندہ ہی بدر مین عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اُسے جواب دیا کہ نعم انشاء اللہ تعالی یعنے ہان لڑینگے ہم اگر چاہیگا اللہ تعالی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ یہ جواب ابوسفیان کو بعض اصحابؓ نے دیا اور بیضاوی کی ظاہر عبارت سے پوچھا جاتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا نعم پس دوسرا سال جو موعود تھا ابوسفیان اسباب جنگ کی ترتیب اور تہیہ مین اسباب قتال کے مشغول ہوا اور قریش کو مکے سے اُسنے خروج کرنے پر تحریص اور ترغیب کی لیکن تکلیف اور تجلد کرتا تھا تاکہ لوگ نہ کہین کہ ابوسفیان ڈر گیا اور نکل نہ سکا نعیم بن مسعود اشجعی جو مدینے سے مکے مین گیا تھا سو اوس نے قریش کو لشکر اسلام کی شوکت سے اور اسباب قتال کی طیاری سے کہ وعدہ اس سال کا تھا خبردار کیا اور کہا کہ مدینہ لشکر سے ایسا بھر گیا ہے

گویا اگہ بہ یہان ہی ہربان کہتے ہین انار کے تئین بذی کو اُسنے انار سے تشبیہ اس معنی سے دی کہ دانے انار مین جسطرح گتھے ہے بھرے ہوتے ہین اسطرح مدینہ لشکر سے مملو ہو گیا ہی ابو سفیان نے نعیم بن مسعود سے ملاقات کی اور کہا اس سال مین ہمارے شہر و نمین ایسا قحط اور خشکی ہی کہ جانورونکو جنگل مین گہاس نہین ملتی ہی اگر تو مدینے کو پیاسے پہرے تو تو محمد کو اور اصحاب کے تئین تحذیر کر تحذیر کے معنی ڈرانا اور ہماری جنگ کے لیے اُنھونکو نکلنے سے باز رکہ تا کہ خلافت وعدہ اور رعب اُنکی طرف سے ثابت اور متحقق ہووے بلیس اونٹ تین سال بینے قبول کیے اور تجھکو دونگا مین نعیم یہ سنکر مدینے کو گیا اور اپنے سر کو اُسنے منڈوایا اور ایسا اپنے تئین بنایا کہ گویا عمرے گیا تھا اور کشاف سے معلوم ہوتا ہی کہ حقیقت مین وہ عمرے کو گیا تھا اور لشکر اسلام کو اُسنے لشکر قریش کی اور کثرت اور شوکت اُنھونکی خبر دی اور کہا مصلحت یون معلوم ہوتی ہی کہ مدینے سے تم باہر مت نکلو کہ گمان میرا وہ ہی کہ اگر اُنکو سنے تم مقابلہ کروگے ایک شخص تم مین سے سلامت باہر نہ نکلیگا مگر جو شخص بھاگے گا اہل اسلام نے نعیم کی تصدیق کر کے خروج کو موقوف کر کے رکھا تھا یہانتک کہ ایسا گمان ہوا کہ کوئی اس غزوے کیواسطے باہر نہ نکلے گا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک مین پہونچی اور اصحاب کا خوف معلوم کیا اور گمان کیا کہ انھون سے کوئی باہر نہ نکلیگا لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت کی ملازمت مین آئے اور مقدمات بیان کیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوے اور فرمایا قسم اس واحد کی کہ جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسکے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جنگ کے لیے مین خروج کرونگا اگرچہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ اس جنگ مین موافقت نکرے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا اہل اسلام خوشدل ہوے اور خوف و وسوسہ جو شیطان نے اُنھونکے دلون مین ڈالا تھا زائل ہوا اور قوت و شوکت اُنھونکی باطن پر مستعلی اور مستولی ہوئی اور خروج کرنے پر عازم جازم ہوے جازم جزم سے آیا ہی مستولی یعنی غالب مستعلی یعنی بلند سرور عالم نے عبد اللہ بن واحد کے تئین مدینے کا خلیفہ گردانا اور لواے علی مرتضی کو ارزانی فرمایا اور ڈیڑھ ہزار مرد میدان کے ساتھ باہر نکلے کتب سیر مین اس طرح ہی اور صاحب کشاف نے کہا ہی سبعین کے ہمراہ لیئے ستر شخصون سے حضرت نے خروج کیا اور بیضاوی نے اُسکے قول کی متابعت کی ہی یہ بات قطع نظر روایت کی صحت سے معقولیت سے بعید ہی کہ ایسے واقعے مین ستر آدمیونسے

حضرت باہر نکلین مگر یہ کہ ابتدائے خروج ساتھ ستر کے ہوا اور بعد اسکے اصحاب نے اتباع یعنے پیروی اور متابعت کی ہو اور کہتے ہین کہ اس لشکر مین دس گھوڑونسے زیادہ نتھے اور مسلمانون نے تجارت کا مال بہت سا ہمراہ لیکر بدر مین آئے تھے آٹھ روز تک وہان اُنھون نے اقامت کی اور اپنی متاع کو کامل قیمت سے اُنھون نے بیچا یہانتک کہ ایکدرہم کے دو درہم حاصل ہوے اور ساتھ رفاہیت اور سرور کے مدینے مین اپنے اپنے گھرون کو پھرے اور دشمنون سے بھینٹ اور مقابلے کا اتفاق نہ پڑا یہ آیہ کریمہ اُس جگہہ نازل ہوئی الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء معنی اس آیت کے اگرچہ گذرے لیکن پھر بھی لکھے جاتے ہین یعنے اجابت کرنیوالے وہ لوگ ہین جنھونکو کہا لوگون نے تحقیق کہ ابوسفیان اور اصحاب اُسکے جمع ہوے اور متفق اللفظ ہوے تمھارے قتال کے لیے پس ڈرو تم اُسکے اور اُسکے اصحاب کے آنے سے کہ تمکو اُس جماعت سے لڑنے کی طاقت نہین ہی پس زیادہ کیا اس بات نے مومنونکے ایمان اور یقین کے تئین اور بولے کہ بس ہی یعنے کافی ہی ہمکو خدا تعالی مدد کرنے والا اور نیک وکیل ہی پس مراجعت کی اہل اسلام نے بدر سے ساتھ عافیت اور نعمت کے خدا کیطرف سے اور زیادتی حرفت اور مال تجارت کی افزونی کے ساتھ نہ پہونچی اُنھونکو کچھہ کراہیت قتل اور جرح اور ہزیمت سے بلکہ بسلامت وکرامت پھر آئے کہتے ہین کہ ابوسفیان دو ہزار اشقیا کے ساتھ مکّہ سے باہر نکلا اور پچاس گھوڑے تھے اُس جمعیت مین اور مرالظہران مین جو مکّہ سے سات آٹھہ میل پر ہی پہونچکر پیچھے پھرا اس بہانے سے کہ صحرا خشک ہوگیا ہی خشکسالی سے گھانس دواب کے لیے اور دودھ لوگون کے واسطے پیدا نہین اور اصل حقیقت یہ کہ لشکر اسلام کی شوکت اور مکنت سے رعب مین آگیا تھا صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا یہ کیا کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصحابؓ سے تونے وعدہ کیا جنگ کا اور کچھ نہو سکا تجسے اور وے ہمپر دلیر اور شیر ہوئے ثم جنگ خندق کے اسباب کے تہیہ مین مشغول ہوے چنانچہ شرح کیا جاویگا اور اہل مکّہ نے اس سفر کو جیش السویق نام رکھا اس جہت سے کہ کچھ کھانا نہین رکھتے تھے جس سے تغذے کرین تغذی بمعنی غذا کرنا اور اہل مکّہ ابوسفیان پر طعنے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تم ابھی سویق کھانے کے واسطے گئے تھے اور غزوہ سویق دوسرے سال مین ہجرت سے ماقبل گذرا سوا اس کے کہ جہان ابوسفیان اپنے ہمراہ سویق لے گیا تھا اور جب بھاگا

راہ مین سویق کو پھینکتے گیا تھا اور اسی سال مین ایک مرد یہودی نے ایک یہودیہ عورت سے زنا کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم شریعت محمدی اُن دونونکو رجم کا حکم کیا ظاہر اوہی دونون ذمی تھے ذمی کافر مطیع الاسلام کو کہتے ہین جسطرح یہان کے ہنود ہین یہودی نے کہا ہم اپنے دین پر عمل کرینگے توریت مین زنا کا حکم یہی ہی کہ زانی اور زانیہ دونون کا منھہ کالا کرکے دونونکو اونٹ پر اُلٹا بٹھلاوین یعنے چوتڑ کیطرف منھہ کرکے اور شہر کے گرد پھراوین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹا ہی توزانی اور زانیہ کا حکم توریت مین بھی رجم ہی ہی قرآن اور توریت اس حکم مین موافق ہین عبداللہ بن سلام جو یہود کے دانشمندونسے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینے مین پہلے تشریف لائے اسلام لایا تھا سو عبداللہ نے بھی اس یہودیکی تکذیب کی یعنے جھوٹا ٹھہرایا حضرت نے فرمایا کہ توریت کو حاضر کرو یہودی توریت کو دیکھنے لگا جب آیت رجم کو پہونچا اپنے ہاتھہ کو رجم کے آیت پر رکھا اور اُسے اُسنے چھپایا عبداللہ بن سلام نے کہا ہاتھ اپنا اُٹھا جب اُسنے ہاتھہ اُٹھایا آیت رجم ظاہر ہوئی ابن سلام نے اُسے پڑھا کیونکہ پہلے وہ بھی یہودی ہی تھا چنانچہ گذرا اور اس زانی کو سنگسار کیا سنگسار اُسے کہتے ہین جو زانی کو گڑھے مین کھڑا کرین اور پتھرونکی بوچھار اُسپر کرین ہر کوئی اُسپر واسطے ثواب کے پتھر مارے یہانتک کہ مر جاوے یا نون تک پتھر ونمین نہا اُٹھے اور اسی سال مین سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی بن ثابت کو حکم کیا کہ توریت کا خط سیکھے کہ مبادا یہودیون سے رسائل اور مکتوبون مین تحریف یعنے حرف بدلنا اور تبدیل وجود مین آوے زید بن ثابت نے حکم کے مطابق پندرہ دنمین اُسے سیکھا کذا فی روضۃ الاحباب اور گویا یہ حکم زید کو توریت کا خط سیکھنے کیواسطے اسی قصۂ رجم سے ناشی ہوا ناشی نشو سے آیا ہی بمعنی پیدا ہونا لیکن اور حدیث مین یون آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے زید بن ثابت کو کہ یہودی ہماری طرف کچھہ لکھا کرتے ہین اور ہم اُنکی طرف کچھہ لکھتے ہین اور لکھنے کو فرماتے ہین ہم یہود یکیہ کر خط لکھے اور خط اُنھونکا پڑھے اور بیفکر نہین ہم اُنھون سے اور اعتبار اُنکی دیانت کا ہمکو نہین ہی کہ کیا لکھتے ہین اور کیا پڑھتے ہین اسواسطے توسیکھہ انھونکی خط وکتابت کو کہ بیفکر ہوؤن مین اُنھون سے اور اُنھونکے مکر اور تلبیس سے پس سیکھا زید نے یہود کے خط کتابت کو پندرہ روز مین اور اسی سال مین واقعہ سرقہ کا ہی طعمہ بن ابیرق کا جو بنی ظفر کے قبیلے سے سرقہ چوری کرنا طعمہ بن ابیرق نے ایک زرہ قتادہ بن نعمان انصاری کے گھر سے جو اُسکا پڑوسی تھا چورا کر آٹے کے انبان مین اوسے چھپایا اور آٹا سوراخ کی راہ سے جو انبان مین تھے گرانا شروع کیا انبان کہتے ہین چمڑے کو

پس لی ساوہ کہ حال ظاہر ہوا اور سراغ کسیکو نہ ملے اُس زرہ کو لیکر زید بن سمین یہودی گھر مین اُسنے ڈالا اور ایک روایت مین یون آیا ہو کہ اُسے سونپا دوسرے روز زید یہودی کے گھر مین پتا ملا زرہ کو اور نشان کو وہان سے لوگون نے نکالا اور اُس سے مواخذہ اور بازخواست کرنے لگے زید نے کہا کہ یہ طعمہ کا کام ہو کہ میرے گھر مین لاکر ڈال گیا ہو یا یہ کہا کہ میرے پاس اسی طعمہ نے بامانت رکھا ہو اور یہود کی جماعت نے اُسپر ساتھ گواہی دی پس قتادہ اور زید دونون طعمۂ بن ابیرق کے پاس آئے اور بولے کہ تو نے یہ کام کیا ہو طعمہ منکر ہوا اور اُسکی قوم ساتھ اُسکے کہ جانتی تھی کہ وہ جاہلیت مین چوری کی عادت رکھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آکر بولے طعمہ اس خیانت سے پاک ہو اور گناہ یہودی کی جانب سے ہو اور یہ خیال کیا کہ یہ جو طعمہ مسلمان ہو حضرت حمایت اسکی کرینگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ یہودی کو معاقب فرماوین یعنے عذاب کرین پس یہ آیہ نازل ہوا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما یعنے تحقیق ہمنے نازل کیا قرآن تیری طرف بحق تاکہ حکم کرے تو درمیان آدمیون کے جو دکھایا تجھے اللہ نے اور مت ہو تو واسطے خیانت کرنیوالون کے دشمن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ گناہ طعمہ کا ہو پس ابن سمین سے ہاتھ اُٹھا کر طعمۂ بن ابیرق کے ہاتھ کاٹنے پر حکم کیا طعمہ بھاگا اور مکے مین گیا وہان بھی اُسنے چوری کی کہ لوگ اُسپر واقف ہوے اور اُسکو قتل کیا اور ایک روایت مین یون آیا ہو کہ وہ ایک دیوار کو نقب کر رہا تھا دیوار اُسپر گر پڑی اور وہ مر گیا اور صاحب کشاف نے کہا ہو کہ وہ مرتد ہوا اور اپنی جان اُسنے چوری مین برباد کی اور ایک روایت مین یہ آیا ہو کہ مکے سے بھاگا اور بیچ کشتی کے بیٹھا اسی کشتی مین اُسنے کیسہ ایک چرایا اسواسطے اُسے دریا مین ڈال دیا اسجگہ سے معلوم ہوا کہ چوری کی عادت وہ چیز ہو کہ موافقت نہین کرتی جان اور سر اس کام مین جاتا ہو اور اکثر گناہ اور زشت عادتین یہی حال رکھتی ہین اور اسی سال مین بقول مشہور شراب حرام ہوئی اور ایک قول سے یہ کہ چھٹے سال مین اور ایک قول سے آٹھوین برس مین بعضون نے اس قول آخر کو ترجیح دی ہو اور کہتے ہین کہ پہلے جون سی آیت شراب کی حرمت پر نازل ہوئی یہ تھی ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکراً ورزقاً حسنا یعنے اور تمامی واسطے ہین میوے نخلستان کے اور انگورون کے تاک لیتے ہین اسی نشے کے تئین اور رزق حسن کے تئین جو کچھ اوس مین سے مست کرنیوالا ہو یہ آیت تحریم خمر سے پہلے نازل ہوئی یا مراد ہو نبیذ سے یعنے شیرہ سے جو خرما

اور نخود بیز سے نکالتے ہین اور بعضے کہتے ہین سکر بعضے سرکا ہی یعنے سرکہ لیتے ہو تم اُس سے یعنے ثمرات نخل اور عنایت سے اور روزی نیک ہی ابتدا میں دونوں میں اور اس آیت سے اباحت یعنے مباح ہونا عام تھا کہ لوگ اُسکے کہاتے ہین مشغول تھے مگر بعضے صحابی جو کمال عقل اور دانائی مین کامل تھے واسطے مفسد ہے جو اس سے مترتب ہوتا تھا نہین کہاتے تھے چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاہلیت مین اور اسلام مین اسکے مرتکب نہین ہوتے تھے اسکے

بعد یہ آیہ نازل ہوا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما یعنے پوچھتے ہین تجہسے اے محمد خمر کے پینے سے اور جوا کھیلنے سے کہو یا محمد ان دونوں کام مین یعنے شراب پینے مین اور قمار مین بڑا گناہ ہی اور آدمی کیواسطے نفعے ہین شراب کے نفعے آدمی کے حق مین یا بدنی ہو مگر جیسے اشتعال حرارت غریزی اور ہضم طعام یا نفع خلقی ہیں جیسے تواضع کرنا متکبر کا حالت سکر شراب مین اور سخاوت بخیلوں کی اور جرأت بزدلوں کی یا نفع مالی ہو جسطرح فراوان نفع ہوتا ہی اسکی بیع و شرا مین اور منفعت تجار کی توسیع تھی درویشوں پر کیونکہ جاہلیت کا رسم یہ تھا کہ جو کوئی جیتے ان کو مسکینوں کو دیتے تھے اور گناہ شراب کا اور جوے کا زیادہ ہی اسکے نفع سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مقدمہ تحریم خمر ہی اور جب یہ آیہ عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے سنا کہا اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر اس آیہ کے نازل ہونے سے بعضے اصحاب بکلی مجتنب یعنے پرہیزگار ہوئے اور بولے جس چیز مین اثم کبیر ہی یعنے گناہ بزرگ ہی ترک کرنا اسکا اہم ہی اور بعضے اس ملاحظے سے کہ اوسمین نفع ہی کبھی کبھی پیتے تھے یہانتک کہ ایکروز عبد الرحمن بن عوف نے ضیافت کی تھی اور مہمانوں نے شراب پی اور نشے کی حد کو پہونچے اتنے مین نماز شام آئی اور اوس نماز مین اُنھوں کے امام نے سورۂ قل یا ایھا الکافرون پڑھا کلمہ لا کو طرح کرکے جو سورے مین واقع ہی پس یہ آیہ نازل

ہوا یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون یعنے اے گروہ مومنین مت نزدیک ہو تم نماز کے جس حالت مین کہ تم سکاری ہو یعنے مست ہو یہانتک کہ سمجھو تم جو کچھ پڑھتے ہو تم پس اصحاب نے کہا جو چیز کہ بہ ترک نماز منجر ہو اور اوس مین جائز نہو کس طرح ارتکاب اُسکا کر سکیے پس اس کام سے باز آتے منجر بمعنے کھلا ارتکاب مشہور ہے اور ایک جماعت اصطلاح یہی تھی کہ نماز کے وقت مین واقع نہو اور مستی تک نہ پہونچے یہانتک

کہ ایک انصاری نے ضیافت کی اور اونٹ کا کلہ یعنے سر اسکا بریان کیا جب مہمانون نے کھانا کھایا اور شراب پی اور متوالے بنے آپسمین ایکدوسرے پر تفاخر کرنے لگے اور ایسے ایسے اشعار جو تفاخر اور مباہات اپنی پر مرافعے ہوتے تھے سو پڑھنے لگے اور سعد بن ابی وقاص رضہ نے ایک قصیدہ کہا کہ جس قصیدے مین انصار کی ہجو اور اپنی قوم کا فخر بنایا اور ایک مرد نے انصار سے اونٹ کے کلے کی ہڈی اوٹھاکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہ کے سر پر اسطرح کھینچکر ماری کہ سر اسکا پھوٹ گیا سعد رسول خدا کے حضور مین آیا اور انصار کی شکایت کی عمر فاروق رضہ نے جب اس حال پر اطلاع پائی پھر کہا اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر پس یہ آیہ نازل ہوا یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فہل انتم منتہون یعنے اے گروہ مومنین سوا اسکے نہین ہے کہ شراب اور تمامی مسکرات جو اسمین داخل ہین اور جوا اور انصاب یعنے بتون کے تئین جو برپا کیا ہے عبادت کے لیے اور ازلام یہ سب پلید ہین شیطان کا کام پس پرہیز کرو تم اس پلیدیون سے تا شاید کہ تم رستگار ہو سوا اسکے نہین ہے کہ شیطان چاہتا ہے کہ تمھارے درمیان ڈالے عداوت اور بغض شراب پینے مین اور جوا کھیلنے مین اور باز رکھے تمکو خدا کی یاد کرنے سے اور نماز پڑھنے سے پس آیا ہو تم باز آنے والے یہ استفہام یہان بمعنے امر ہے یعنے باز آؤ تم اس کام سے اور اس آیت مین مبالغہ اور تاکید بہت ہے تحریم خمر مین اور دس دلیل کی متضمن ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مدینے کے بازارون مین ندا کرین کہ اے گروہ مسلمین جانو تم اور آگاہ ہو کہ بتحقیق حرام گردانی گئی شراب پس لوگ شراب پینے سے باز آتے اور جس گھر مین شراب کے خم تھے سب ڈھلکا دیے چنانچہ شراب پانی کیطرح کوچون مین مدینے کے روان ہوئی دختر رز جو مدام دن کو حجرون مین مستور رہا کرتی تھی سو اوس کا پردہ ایسا فاش ہوا کہ گلی کوچون مین ننگی اور بے آبرو ہوئی تا کبھارون نے اوس سے کنارہ کیا اور وہ فاحشہ مارے شرم کے پانی پانی ہوکر مٹی مین ملی اور بہت سی حدیثین شراب کی حرمت یعنے حرام لینے مین اور شراب کے پینے والے کے وعید مین ثبوت کو پہونچی ہین اور حدیث کی کتابین بھی اوس سے بھری ہوئی ہین اور پانچوین سال مین ہجرت سے حضرت صلعم نے

حکم آلہی سے زینب بنت جحش کو اپنے نکاح مین لائے اور زفاف کے روز بقول اہل سیر آیۂ حجاب نازل ہوئی چنانچہ قصہ اُسکا ازواج مطہرات کے ذکر مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور اسی پانچوین سال مین غزوۂ مریسیع کا واقع ہوا مریسیع نام ہی ایک پانی کا بنی خزاعہ کے اور اس غزوے کو بنی المطلق بھی کہتے ہین یہ لقب ایک مرد کا کہ نام اُسکا خذیمہ بن سعد بن عمر تھا بطن ہی ایک خزاعہ کا اور صلق آواز سخت کو کہتے ہین بطن اپنے محاورے مین عرب بیت اور مکان وغیرہ کو کہتے ہین وقوع اس غزوے کا پیر کے روز شعبان کی دو شبون کے گذرنے کے بعد سنہ خمس اور ابن اسحق نے کہا ہی سنہ ست اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہی چوتھے سال اور کہا ہی کہ یہ سبق قلم ہی کہ خمس کی جگہ مین اربع لکھا ہی اور مختار یہ ہی یعنے صحیح اور مشہور یہ ہی کہ پانچوین سال مین یہ غزوہ واقع ہوا ہی اور سبب وقوع اس غزوے کا یہ کہ حارث بن ابی ضرار نے جو رئیس اس قوم کا تھا دعوت کی عرب کے بعض قبائل کے تئین کہ رسول خدا کی جنگ پر اجتماع کرین جب یہ خبر حضرتؐ کو گذری تب اُس جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کو مشہور صحابی تھے اوس جماعت کی طرف بھجوایا کہ تحقیق خبر لاوے اور اذن دیا کہ جو کچھ مقتضائے وقت ہو بحکم الحرب خدعۃ اونھون سے کہی الحرب خدعۃ یعنے جنگ کیا ہی دشمن کو فریب دینا ہی اس قول کے مطابق جو مناسب وقت ہو سو گفتگو کرے اُس جماعت کے پاس گیا اور بولا سُنا ہی کہ تمکو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑنے کا داعیہ ہی اگر یہ خبر سچ ہی تو مین تمھاری معاونت کرتا ہون اور ساتھ تمھارے اُسکے لڑنے مین شریک ہوتا ہون اُس جماعت نے بریدہ کی تعظیم اور تبجیل بجالا کر کہا ہان ہمکو داعیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ کا مصمم ہے تعظیم کے معنی گرامی رکھنا اور تبجیل بمعنی بزرگ کہنا اور بزرگی دینا بریدہ نے کہا تو تم مجھے اجازت دو کہ جاکر اپنے لوگونکو جمع کرکے آراستہ کرکے لے آؤن اس بہانے سے اُن کے درمیان سے بریدہ نکلا اور حقیقت حال جناب مقدس نبوی کے حضور مین عرض کی حضرتؐ نے لشکر کی کارسازی کرکے باہر نکلے زید بن حارثہ کو مدینے مین خلیفہ گردانا مہاجرین کا علم علی مرتضی کو دیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ صدیقؓ کو اور انصار کے علم کو سعد بن عبادہؓ کو عنایت فرمایا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ کو مقدمۂ لشکر پر تعین کیا مقدمۂ لشکر اوسے کہتے ہین جو لشکر سے اگاڑی ایک ٹکڑی چلے اور اس لشکر مین تیس گھوڑے تھے دس مہاجرین کے اور

پس انصار کے اور بہت سے منافقون نے لوٹ کی طمع سے لشکر اسلام سے موافقت کی راہ مین ایک جاسوس یعنے ہرکارہ خبرگیر کافرون کا اہل اسلام نے پکڑا اور کفار کے لشکر کی خبر پوچھی پہلے تو وہ مکر گیا بعد اوسکے عمر خطاب رضی اللہ تعالے عنہ کے ڈرانے سے اوسنے اقرار کیا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اوسے قتل کیا اور جب پہونچی حضرت حارث بشر یا پس لشکر اسلام سے انکی طرف تب بنی مصطلق کے دل مین ایک رعب پیدا ہوا ہیبت سے لوگ چوطرف سے جو حارث بن ضرار کے نزدیک مجتمع ہوے تھے متفرق اور پریشان ہوے اور ہر ایک منزل اور شہر اپنے مین پھر گئے اور حارث کے پاس سواے بنی مصطلق کے کوئی نرہا سب جاتے رہے اور حضرت جاکر مریسیع کے کنوین پر اوترے اور اس سفر مین امہات مومنین سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ ہمراہ تھین اور کفار نے بھی لشکر کو ترتیب دیکر مقابلے اور مقاتلے کے میدان مین قدم بڑھائے اور دونون طرف سے صفین آراستہ ہوئین تب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم ہوا کہ ندا کرو کہ کہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا کہ جان و مال سے تم محفوظ رہو کفار نے اس سعادت سے امتناع کیا پس لشکر اسلام نے ایکبارگی اون پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملے مین علمدار کفار کا مقتول ہوا اور شکست آمیز پڑی دس آدمی اونکے مارے گئے اور باقی تمام انکی عورتین اور مرد اسیر ہوے اور بہت سی غنیمت دواب نعم سے اور تین بکریان ہاتھ لگین اور اہل اسلام سے ایک شخص شہید ہوا نعم بمعنی چارپایہ اسی کی جمع ہی انعام اور دواب جمع دابہ ہی مشہور المعنی اور صحیح بخاری کی حدیث سے ابن عمر سے ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو غارت کیا وقت غفلت مین انعام انکون کے پانی پی رہے تھے پس قتل فرمایا مقاتلون کو انکین اور سچا کیا درازی کو اور روایت کرتے ہین کہ بعد اطفاے نائرہ حرب کے ایک شخص بنی مصطلق سے آیا اور شرف اسلام مین مشرف ہوا اور بولا کہ ہم مردان سفید پوش ابلق گھوڑون پر سوار لشکر اسلام مین مشاہدہ کرتے تھے کہ ہرگز کبھی ویسے لوگ ہمارے دیکھنے مین نہین آتے تھے نائرہ یعنے شعلۂ آتش اور اطفا یعنے بجھنا اور جویریہ رضی اللہ تعالے عنہا جو ایک امہات مومنین سے تھی سو اس غزوے کے اسیر دون سے تھی اسی حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھی عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کہتی ہین کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غنیمت اور سبایا کی تقسیم سے فارغ ہوے سبایا جمع ہی سبی کی ایک چشمے پر سامنے میرے بیٹھے ہوے تھے

استنے مین جویریہ بنت حارث بن ضرار کہ عورت ایک تھی بہت شیرین اور ملیح اور صاحب حسن وجمال جو
کوئی اوسے دیکھتا فریفتہ اُسکا ہوتا سو یہان آنہو بچی آتش غیرت اوس سے میرے دل مین پڑی
کہ ایسا نہو کہ مین حضرت کا مزاج اوسپر مائل ہو اور سلک ازواج مین اپنے اوسے لاوین اور آخر وہی ہوا
جو کچھ مین سوچی تھی ازواج جمع زوجہ کی اور سلک بکسر سین قطار اور جب جویریہ آئی اوّل کلام اوسکا یہ تھا
کہ کہا اوسنے یا رسول اللہ مسلمان آئی ہون مین اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسولہ اور کہا کہ مین
حارث بن ضرار کی بیٹی ہون جو سید اور پیشوا اپنی قبیلے کا ہے اب لشکر اسلام کے ہاتھ اسیر ہوئی مین
اور ثابت بن قیس کی سہم مین یعنے حصّے مین آئی ہون اور اوسنے مجھے مکاتب کروا نا ہے بہا ٹھہرائی
مال کے کہ مین اُسکے ادا کرنے کی طاقت نہین رکھتی امیدوار ہون کہ آپ اعانت کرین کہ اوس کی
ادا سے کتابت کرسکون مکاتب اوس بندے کو کہتے ہین جسے صاحب اوسکا کہے کہ اگر تو ہزار روپے
یا دس ہزار یا سو یا پانسو وغیرہ مجھے پیدا کر دے تو مین تجھے آزاد کرون حضرت نے فرمایا ہان مین
اس سے بہتر تجھسے عمل کرونگا اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہتر کیا
ہوگا فرمایا تجھے نجم کتابت دونگا اور اپنے حبالہ نکاح مین لاؤنگا پس اوس جناب نے ثابت بن قیس
پاس کسیکو بھجوایا اور نجم کتابت اوسکا ادا کرکے جویریہ کو اعتاق کے بعد اپنے ساتھ نکاح کیا اعتاق یعنے
آزاد کرنا صحابہ عظام نے جب حقیقت حال پر اطلاع پائی آپسمین کہنے لگے کہ نہ چاہیے جو سید کائنات
کی حرم ہو اوسکے اقربا اسیر کے بدل ہمارے قید رقیت مین مقید رہین پس تمام اسیرونکو آزاد کیا رقیت
مین تا مصدری ہے اور لفظ رق ہے معنی بندہ کہتے ہین تمامی سبایا بنی مصطلق کے سو آدمی سے زیادہ تھے
سبایا جمع سبی ہے یعنے اسیر عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ مین کسی عورت کو ایسی نہین جانتی ہون جو
جویریہ سے خیر وبرکت مین بزرگتر ہوا اور جویریہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا حضرت صلعم کے ہمارے
قبیلے پر پہونچنے کے آگے مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا ماہتاب یثرب کی طرف سے طلوع کرتا ہے
اور چلا آتا ہے اس طرح سے کہ گویا میری گود مین گرتا ہے اس خواب کو مینے کسی سے نہ کہا یہانتک
کہ ہوا جو کچھ ہوا یعنے اوس خواب کی تعبیر یہ ظہور مین آئی کہ اوس ماہتاب عالمتاب کی منکوحہ ہوئی
اور نام جویریہ رضی اللہ عنہا کا سبی سے آگے برہ تھا یعنی نیکوکار حضرت صلعم نے نام جویریہ رکھا اور یہ بات
اُس جناب کی بنا بر عادت شریفہ تھی کہ نامون کو تغییر دیتے تھے اگرچہ برہ نام نیک تھا لیکن حضرت صلعم نے

کراہت اسائی کی تھی مثلاً کوئی کہے کہ اس گھر میں برہ ہی جواب دیوین کہ نہین اس گھر مین برہ نہین ہی جسطرح
مثلم اور یسار مین مثلم بمعنی جاے فلاح یسار بمعنی فراغت اور مانند اسکے اوس جناب نے فرمایا یعنی آدمی کا
ایسا نام رکھا چاہیے جسکے پکارنے مین بد معنی سنو اور اسی غزوے مین اوس منافق بوالفضول ملعون
منافقون کا سردار عبداللہ ابی ابن سلول نے کہا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل یعنے اگر
ہم پھرین طرف مدینے کے ہر آئینہ خارج کریگا وہ شخص جو بزرگتر ہی اوس شخص کو جو ذلیل تر ہی اور اوس
نابکار نے تحقیر اور تذلیل کی مسلمانونکی اور منشاء اسکا یہ تھا انتشار بمعنی جاے نشو کہ سنان بن وبرۃ جہنی جو
عمر بن عوف کا ہم سوگند تھا خزرج کے قبیلے سے اور جہجاہ بن سعید غفاری جو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی
عنہ کا اجیر تھا ان دونون کے درمیان ایک سہج سی چیز پر نزاع ہوئی اور بیان اوسکا یہ کہ ان دونون
نے کنوین مین ڈول ڈالے تھے دونون ڈول مشتبہ اور ملتبس ہوے اور ایک ان دونون مین سے نکلا
سنان نے کہا کہ یہ میرا ڈول ہی اور جہجاہ نے کہا میرا اور حقیقت مین ڈول سنان کا تھا اور آپس مین
نزاع اس سے ہوئی کہ جہجاہ نے ایک گھونسا سنان کی صورت پر مارا کہ لہو اوس سے جاری ہوا پس
سنان جو حلیف انصار کا تھا استغاثہ انصار کیطرف لے گیا اور جہجاہ مہاجرین کی طرف پس ان
دونون جانب سے جماعتین نکلین ہتھیار لگاکر اور نزدیک تھا کہ شعلہ فتنے کا بلند ہو پس مہاجرین کے
ایک گروہ نے سنان سے درخواست کی کہ اپنے حق سے درگذرے سنان اون کے التماس سے
اپنے حق سے گذرا یہ خبر عبداللہ بن ابی منافق کو پہونچی اور اوّل اس سے مذکور ہو چکا ہی کہ
اس غزوے مین منافقین بھی ہمراہ تھے اور یہ منافق یعنے عبداللہ بھی انصار کے قبیلے سے تھا
اور جب اوسنے سُنا کہ جہجاہ نے جو منسوب تھا مہاجرین سے سنان کو جو حلیف یعنے ہم قسم انصار
کا تھا ایسا معاملہ کیا اسکے سننے سے اس مدرگ کی رگ نفاق اور کفر و عداوت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے جنبش مین آئی منافقون کی جماعت سے جو اُسکی مجلس مین بیٹھے ہوے تھے بولا کہ
یہ قدرت اور شوکت جو مہاجرین کو ہوئی ہی ہمارے سبب سے ہی ساتھ اوسکے وے ہمسے ایسا سلوک
کرتے ہین مثل ہمارے اور اونکے یہی ہی سمن کلبک یاکلک یعنے فربہ کر اپنے کتے کو تاکہ تجھے
کھاوے اور بولا اگر مدینے کو ہم پھرین باہر کریگا وہ شخص جو عزیز تر ہے اسکو جو ذلیل
تر ہی اور اس بدذات نے مراد اعز سے اپنی ذات ناپاک رکھی اور اذل سے مراد

ستئیر کائنات کی ذات بابرکات کو رکھا چنانچہ کلام الٰہی اسبات پر ناطق ہی یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل معنے اسکے اوپر گذرے اور احتمال رکھتا ہی کہ مراد اعز سے اپنے تئین اور اپنے ناہموار لوگون کو رکھا ہو اور اذل سے حضرت اور اصحاب سے ارادہ کیا ہو چنانچہ قول حق سبحانہ وتعالی کا اُسکے رد مین نازل ہوا ہی و للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون یعنے عزت اور جلال واسطے خدا کے ہی اور عزت رسول کے لیے ہی اور مومنین کے لیے ہی لکن منافقین نہین بوجھتے سکتے جس مجلس مین کہ وہ ملعون ویسی باتین کر رہا تھا زید بن ارقم انصاری بھی وہان حاضر تھا سو حضرت کی خدمت مین آیا اور جو کچھ اوسنے سُنا تھا سو حضور مین معروض کیا اکابر صحابہ مثل صدیق اور فاروق رضی اللہ تعالے عنہم اور سوا اونھون کے مجلس شریف مین حاضر تھے حضرت نے زید کے قول کو منسوب بغرض رکھا یعنے اُس سے دشمنی کی راہ سے کہتا ہی اور فرمایا شاید تو سنے سننے مین خطا کی ہو زید نے اپنے باپ کو قسم سے موکد کیا اور اوس منافق کی باتین لشکر اسلام مین فاش ہوئین ایک گروہ نے انصار سے زید بن ارقم کو سرزنش یعنے طعنہ زنی کی کہ تو نے سردار قوم پر جھوٹ تو تیا طوفان باندھا زید نے کہا واللہ مین نے یہ بات اوس سے سنی ہی اور حقتعالی سے امیدوار ہون کہ اسباب مین وحی اپنے پیغمبر پر نازل کرے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ حکم کرو کہ اس منافق کی گردن ماروں حضرت نے فرمایا کہ اگر اسے ہم مار ڈالین تو لوگ کہین گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو مارتا ہی پس حکم کیا حضرت نے خلق کو کہ کوچ کرین ساتھ اسکے کہ اسوقت ہوا گرم تھی اور شدت تھی دھوپ کی اور مقصود اس سے یہ تھا کہ لوگ منافقین مین خوض یعنے تامل نکرین اور اس گفت وگو مین نہ پڑین تب اسید بن حضیر نے عرض کی یارسول اللہ کیا واقع ہوا ہی جو آپ نے ایسے وقت مین کوچ کیا ہی حضرت نے فرمایا مگر تجھے یہ بات نہین پہونچی کہ تمھارے صاحب نے یعنے عبداللہ بن ابی منافق نے کیا کہا ہی اسنے عرض کی یارسول برحق اگر آپ چاہین اوسے مدینے سے نکالدین کہ عزآپ ہین اور قول وہ ہی اور عزت خدا اور رسول کیواسطے ہی اور واسطے مومنین پھر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آپ رفق اور یہ ارادہ کرین کہ آپکی تشریف لانے کے اوّل لوگون نے اتفاق کیا تھا کہ مدینے کی ریاست کا تاج اسکے سر پر رکھین اور اوسے رئیس اور امیر کرین اور تشریف لانا آپکا اول اسکی امارت اور حکومت کے رفع ہونے کا باعث ہوا

پس حسد اور بیاقتی اُسے اس بات پر رکھتی ہو کہ ہذیان کرتا ہی اور بیہودہ بکتا ہی پس بعضے انصار نے مجلس نبوی سے
برآمد ہوکر اوس منافق سے کہا کہ ایسی ایسی باتین تجھ سے حضور مین حضرتؐ کے گذرتی ہین اگر حقیقت مین تو نے
کہا ہی تو جاکر عذر کر اور اگر نہین کہا تو انکار کر اور قسم کھا اور خبردار جھوٹ مت بولیو کہ قرآن تیری شان
نازل ہوگا تب اس منافق نے حضور مین آکر جھوٹی قسم کھائی کہ زید نے جو کچھ کہا ہی سو مینے ایک بات
بھی اسمین سے نہین کہی زید کہتا ہی کہ مین بہت ملول ہوا اور تنگ دل پس سورۂ منافقون نازل
ہوا اور حضرتؐ نے مجھے بلاکر فرمایا بشارت ہو جیو تجھے کہ حق تعالے نے تیری تصدیق کی او
اوس منافق کی تکذیب کی پس عبادہ بن صامت نے عبد اللہ کے پاس جاکر اُسے سرزنش
کی اور کہا اوٹھ اور حضور مین سرور عالم کے آتا کہ تیرے لیے پیغمبر استغفار کرے اوس
سیاہ باطن کور دل نے اس سے گردن کھینچی اور انحراف کرنا پکڑا پس یہ آیہ نازل ہوا واذا
قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسہم ورأیتہم یصدون وہم مستکبرون یعنے جس وقت
کہا جاوے واسطے اونھون کے یعنے منافقین کو کہ آؤ عذر کرو تا کہ طلب آمرزش کرے واسطے
تمھارے رسول خداؐ اس سے پیٹین اپنا یعنے انحراف کرین اور منھ پھیراوین جس طرح کوئی کسی
مکروہ سے منھ پھیراوے اور تو دیکھتا ہی اونکو کہ اعراض کرتے ہین یعنے گردن پھیراتے ہین پیغمبر کی
خدمت مین جانے سے اور یہ لوگ مستکبر ہین یعنے گردن کش ہین اور روایت کی گئی ہی کہ اس
عبد اللہ بن ابی منافق کا ایک بیٹا تھا عبد اللہ نام مسلمان اور موحد اور مخلص اور محب درگاہ
مراجعت کرنیکے وقت جب اہل اسلام وادی عقیق مین پہونچے تب وہ بیٹا اوسکا بر سر راہ گیا اور کھڑا
ہوا یہانتک کہ اوسکا باپ پہونچا چاہا اوسنے کہ شہر مین داخل ہو اوسکے بیٹے نے اوسکے گھوڑے
کی باگ کو پکڑا اور کہا کہ خدا کی سون تجھے نچھوڑونگا کہ تو شہر مین داخل ہو یہانتک کہ پیغمبر خدا حکم کرے اور
جبتک تو یہ نہ کہیگا کہ اعز بنی آدم پیغمبر خدا ہی اور اذل اہل عالم مین ہون باپ اور بیٹے مین یہ جھگڑا
ہورہا تھا جو کوئی دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ بیٹا
اپنے باپ سے پڑا ہوا ہی اور منع کرتا ہی شہر مین داخل ہونے سے اور باپ اوسکا یہ بولتا ہی لانا اذل من
الصبیان وانا اذل من النساء یعنی ذلیل تر کودکون سے ہون اور مین ذلیل تر عورتون سے ہون
باپ یہ بولتا ہی اور بیٹا ویسا ہی مانع دخول ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا

انکو عبد اللہ چھوڑ دے اسکو کہ شہر مین جاوے عبد اللہ نے حضرت صلعم کے فرمانے سے اُسے چھوڑ دیا اور روایت کرتے ہین کہ بنی المصطلق کے غزوے مین جو مدینے سے نزدیک تھا مراجعت کرتے وقت ایسی بڑی ایک ہوا چلی کہ لوگون نے گمان کیا کہ شاید اعدا مدینے کے اوپر تاخت لیگئے اور نہب اور غارت مین اسکے آئے ہین حضرت صلعم نے فرمایا مت ڈرو کہ مدینہ امن کیا گیا ہی آفتون سے اور خوف سے اور کوئی گوشہ کنارا اسکا خالی فرشتون سے نہین ہی کہ محافظت اور نگہبانی مین اسکی موکل ہون لیکن آج کے روز ایک منافق عظیم النفاق مُوا ہی اور وہ زید بن رفاعہ تھا دوست عبد اللہ بن ابی کا اور اُس منافق کے مرنے سے بڑا ایک حزن اور غم اس منافق کو ہوا تھا کیونکہ یہ دونون اہل نفاق آپس مین محبت بہت رکھتے تھے اس طرح ہی لفظ حدیث کی اور یہ معلوم ہوا کہ گمان اصحاب کا اِس ہوا کے چلنے سے ساتھ ہونے اعدا کے اور نہب اور غارت کرنا مدینے کا یہ کہاں سے پیدا ہوا اور یہ بھی کہ چلنا اس ہوا کا ایک منافق کے مرنے کے جہت کس علاقے سے ہی واللہ اعلم اور غیبت سرور عالم کی اس غزوے مین اٹھائیس روز تھی اور اسی سال مین تیمم کا آیہ نازل ہوا اور صحیحین مین عائشہ رضہ کی حدیث سے آیا ہی کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے باہر آئے ہم رسول خدا صلعم کے ساتھ بعضے اسفار مین پس ذکر کیا پیغمبر صلعم کی حدیث کو اسفار جمع ہی سفر کی اور فتح الباری مین ابن عبد البر نے تمہید مین کہا ہی کہ کہا جاتا ہی کہ وہ یعنے نزول آیہ تیمم کا غزوۂ بنی المصطلق مین تھا جسے غزوۂ مریسیع کہتے ہین اور جزم کیا ہی اوپر اسکے استذکار مین اور سبقت کی ہی طرف اسکے ابن سعد اور ابن حبان نے استذکار طلب ذکر کرنا اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی کہ دوسرے ایکبار اسی سفر مین یا اور کسی دوسرے سفر مین گردن بند یعنے ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا گم ہوا تھا مدینے کی نزدیکی مین اور وہ منزل صلصل مین تھا بروزن بلبل مدینے کے قریب اور حضرت صلعم نے اسکی جہت سے توقف کیا تا کہ اوس گم کیے ہوے کو پھر پاوین اور اوس منزل مین پانی نہ تھا اور لوگون کے ہمراہ بھی پانی نہ تھا نزدیک تھا کہ نماز فوت ہو بے پانی سے پس لوگ ابو بکر صدیق رضہ کے پاس گئے اور عائشہ رضہ کیطرف سے شکایت کرنے لگے کہ اُسکے سبب سے ہم اِس بلا مین پڑے ہین پس ابو بکر صدیق رضہ عائشہ رضہ کے نزدیک گئے اور پیغمبر صلعم اپنا سر مبارک اونکی آغوش مین رکھے ہوے استراحت مین تھے صدیق رضہ نے صدیقہ رضہ سے عتاب شروع کیا اور درشتی کی اور اپنے ہاتھ کو تیرے

کے مانند عائشہ صدیقہ رض کی تھیگاہ پر مارا صدیقہ رض کو مجال یعنے طاقت جنبش کرنیکی نتھی کہ ایسا نہو کہ حضرت صلعم خواب سے بیدار ہون اور جب صبح ہوئی پانی نتھا کہ وضو کرکے حضرت صلعم وغیرہ ادا ی فرض کرین حقتعالی نے اپنے لطف و کرم سے آیۂ تیمم نازل فرمایا لشکر اسلام نے صبح کی نماز تیمم سے ادا کی اور اسید بن حضیر نے کہا ماہی باول برکتکم یا آل ابی بکر یعنے یہ اول برکت تمھاری نہین ہی ای ابو بکر رض کی آل نفی سے اثبات کرتا ہی یعنے یہ اول برکت ہی تمھاری اور عائشہ رض کہتی ہین کہ جب اونٹ کو اوٹھایا گردن بند یعنے ہار اونٹ کے نیچے سے نکلا گویا حکمت الہی بیان بھی تھی کہ ایک حکم احکام شرع سے جسمین تسہیل اور تیسیر مسلمانونکی ہو وقوع پاوے مراد تیمم سے ہی اور اسی بنی مصطلق کے غزوے مین جب مسلمانون نے عورتون کو پردہ پکڑا اور شہوت نے اونھون پر غلبہ کیا بطریق ملک یمین کے ادن سبایامین یعنے ادن بردون مین تصرف کرتے تھے اور عزل کرتے تھے عزل یعنے منی گرانا عورت کی فرج کے باہر تاکہ پیٹ نرہے اور آپسمین بولے کہ ہم عزل کرتے ہین اور رسول ہمارے درمیان ہی اور ہم اوس سے نہین پوچھتے ہین پس سوال کیا اونھون نے اوس سرور سے کہ عزل جائز ہی یا نہین حضرت صلعم نے جواب دیا کہ تم عزل کرو یا نکرو جو کچھ پیدا ہونے والا ہی سو ہوگا اسجگہ سے یعنے اس قول سے معنے اباحت کے بوجھے جاتے ہین یعنے مباح ہونا اور حرمت بھی یعنے حرام ہونا اور فقہ مین مذہب اس طور سے مقرر ہوا ہی کہ عزل آمہ مین جائز ہی اور حرہ مین نہین جائز ہی مگر اوسکے اذن سے اور غیر کی جاریہ مین جو منکوحہ کسی مرد کی ہو جائز نہین مگر باذن مولا مولے صاحبکو کہتے ہین آمہ ضد حرہ ہی حرہ آزاد عورت اور اسی سال مین اسی غزوے مین ام المومنین عائشہ رض کے افک کا قضیہ واقع ہوا افک کے معنے جھوٹ اور بعضے کہتے ہین افک کے معنی دروغ بالغ کامل کا اور بعضے کہتے ہین افک بہتان کے معنے ہین اور معنی صرف کرنا اور پھیرنا بھی کہتے ہین اور کذب مین بھی صرف شی ہی اسکی وجہ سے اور قصہ افک عائشہ رض کا غرائب قصون سے ہی غرائب جمع غریب کی غریب معنے تعجب کیا گیا اور نادر اور صحیح بخاری مین بخاری والا اس قصہ کو متعدد جگہ مین یعنے کئی جگہ مین لایا ہی ایکبات غزوات مین ہی کہ ترجمہ کیا گیا ہی اور اگر زیادتی یا کچھ خلاف دوسرے باب سے نظر آیا وہ بھی لکھا گیا اور تائید خدا سے ہی زہری عروہ اور ایک جماعت سے عائشہ رض سے روایت کرتا ہی کہ کہا جب حضرت صلعم ارادہ سفر کا کرتے قرعہ ڈالتے ازواج مطہرات کے نام سے جسکے نام کا قرعہ نکلتا اوسکو ہمراہ اپنے

پیچھے عائشہ صدیقہ رض کہتی ہین کہ پس قرعہ ڈالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوے مین جسمین غزا کی اوس
جناب نے اور صحیح بخاری کی حدیث مین بھی ایسا ہی مبہم واقع ہوا ہی اور شرح کرنیوالے بیان کرتے ہین کہ مراد غزوہ
مریسیع سے ہی جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہین پس قرعہ نکلا میرے نام سے پس نکلی مین ہمراہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ واقعہ یعنے یہ سفر جو نزول حجاب کے بعد تھا یعنے یہ کہ حکم آلہی ہوا تھا کہ عورتین مستور
ہوئین اسلیے بنائی گئی تھی واسطے میرے ہودج اور سوار ہوتی تھی مین اوسمین پس سفر کیا ہمنے یہانتک کہ
فارغ ہوے رسول خدا اس غزوے سے اور واپس پھرے اور نزدیک ہوے ہم مدینے سے پس اعلام
کیا یعنے آگاہ کیا ایک شب مجھے کہ کوچ ہی پس جسوقت اعلام کیا کوچ کے لیے اوسوقت مین قضاے
حاجت کیلیے اکیلی گئی یہانتک کہ باہر گئی لشکر سے اور جب قضاے حاجت سے فارغ ہو کر مین پھری
اور اپنے رہنے کی جگہہ مین آئی اور لمس کیا یعنے ہاتھ پھرایا اپنے سینے کو ناگاہ دیکھا مین نے کہ
گردن بند یعنے ہار میرا جو ظفار کی مہرون سے تھا ٹوٹ گیا ہی یہ دیکھکر پھر گئی وہان جہان قضاے حاجت
کی تھی وہان اپنے ہار کو مین ڈھونڈھنے لگی اور اوسکے ڈھونڈھنے مین مجھے دیر ہوئی عائشہ رض
کہتی ہین کہ آگے آئے وہ لوگ جو کستے تھے ہودج کو اونٹ پر اور مجھے سوار کرتے تھے پس
رکھی ہودج اونھون نے میرے شتر پر اور انھون نے گمان کیا کہ مین ہودج مین ہون اور عورتین
اوسوقت مین سبک اور ہلکی ہوتی تھین اور اپنے بدن کے گوشت کو بھاری نہین کرتی تھین اور گوشت
انپر نہین چھپا تا تھا کیونکہ کھانا کھانے کا کم پاتی تھین پس مستنکر نہوے یعنے خبردار نہوے وہ لوگ
جسوقت کہ اونھون نے ہودج اوٹھائی اوسکی سبکی کو یعنے معلوم نکرسکے اوسکی سبکی کو کہ آیا مین کوئی نہین
اور تھی مین جاریہ نو عمر دس سال و سبک بار پس نپاسکتے وے ہودج کی سبکی کو اور اوٹھایا اونھون نے شتر کو
اور روانہ ہوے اور مین اوسجگہہ ہون جہان اپنا ہار ڈھونڈھتی تھی لشکر کوچ کر گیا جب مین وہان سے
پھری تب مین نے وہان کسیکو نپایا نہ کسی پکارنے والے کو اور نہ کسی جواب دینے والے کو پس
قصد کیا مینے اپنی منزل کا یعنے جہان اوتری تھی اور گمان کیا مینے جب مجھے لشکر مین نپاوینگے
وہان سے پھر کر مجھے لینے آوینگے پس جس اثنا مین کہ مین اپنے نزول گاہ مین بیٹھی ہوئی
ہون نیند نے مجھپر غلبہ کیا اور مین سو گئی اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے
رہ گیا تھا اور اوسے اوپر اسباب کے مقرر رکھا تھا کہ لشکر کے پیچھے پیچھے آیا کرے کہ اگر

کسیکی کوئی چیز گری ہو یا کوئی کچھ بھول گیا ہو اوسکے مالک کو پہونچا دے عائشہ صدیقہ رض کہتی ہین پس صبح کی صفوان نے میری منزل کے نزدیک اور دیکھا اونے ایک سیاہی آدمی کی کہ بیچ خواب کے سوتا ہی پس پہچانا اُسنے مجھے جسوقت اُسنے مجھے دیکھا اور اُسنے مجھے پیش از حجاب دیکھا تھا کہا اُسنے انا للہ وانا الیہ راجعون یعنے ہم خدا کے ہین اور ہم طرف اُسکے رجوع کرنے والے ہین گویا یہ عائشہ رض کا تنہا صحرا مین پڑنا ایک مصیبت ہی اور واقعہ عظیم ہی جو اُسے پیش آیا ہی یا مسلمانونکو اُسکی جہت سے یا باعث استرجاع جو کچھ کہ متوہم ہی وقوع اُسکا آفت سے اور ہلاک سے یا خوف وقوع اُس چیز کا جو کچھ واقع ہُوا اور بعضون نے کہا ہی کہ صفوان نے خیال کیا کہ عائشہ رض موئی ہین اسی جہت سے استرجاع کی پس جاگی مین اوس کی استرجاع کی آواز سے اور ڈھانپا یعنے اپنے منھ کو اپنی چادر سے استرجاع رجوع سے آیا ہی بمعنے پھرنا اور مراد اس سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا اور قسم خدا کی کہ کلام نکیا ہمنے ایکبات سے بھی اور نہ زیادہ ایکبات سے اور نہ سُنا یعنے اس سے سوا استرجاع کے جو اُسنے کیا پس اوترا صفوان اپنے اونٹ سے اور بٹھایا اُسنے اپنے اونٹ کو پس رکھا اُسنے پانون اونٹ پر اور یہ اسواسطے کیا تاکہ آسان ہو عائشہ کو سوار ہونا اور محتاج نہو مساعدت کی یعنے سہارا دینے کی پس کھڑی ہوئی مین اور گئی طرف اونٹ کے اور سوار ہوئی اوسپر پس مہار ناقے کی اُسنے پکڑلی اور روانہ ہوا یہانتک کہ آئے ہم اور پہونچے ہم لشکر مین گرم گاہ روز مین جس حالت مین کہ لوگ اُترے ہوے ہین اور ایسے وقت مین کہتے ہین کہ یکایک گذرا انھونکا اہل نفاق کی منزل گاہ سے ہوا جہان عبداللہ بن ابی منافق اور اور منافق اور تابع اُسکے اُترے ہوے تھے پس دراز کی اہل افک نے زبان اور ہلاک ہوا جو کوئی ہلاک ہوا اور متولی اور متصدی یعنے چاہنے والا اور سرانجام کرنے والا بڑا عبداللہ بن ابی سلول ہُوا پس تحدیث کیجاتی تھی یعنے کہی جاتی تھی اور شائع یعنے پراگندہ گردانی جاتی تھی یعنے یہ خبر اوس کے نزدیک پس مقرر گردانتا تھا اور سُنتا تھا اور افراشش کرتا تھا اوپر اوس کے اپنے پاس سے باتین اور غریب یعنے نادر اور تعجب یہ ہی کہ اہل اسلام سے بھی کئی شخص اہل افک کے ساتھ شریک ہوے اس ورطے مین یعنے اس بھونرے مین مراد افک سے کون کون پڑے حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ جو ابوبکر صدیق رض کے خالا کی بیٹی کا بیٹا تھا اور حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی ہمشیرہ جو اُمہات مومنین سے ہی یعنے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم ہیں اور بعضے اور لوگ بھی کہ نام اونکے مذکور نہیں ہیں اور عروہ جو ابن
حدیث کا راوی ہے کہتا ہے کہ علم نہیں ہی مجھے اونکے ناموں پر یعنے اہل افک کے نام مجھے معلوم نہیں ہیں سوا
انکے جو عصبہ تھے چنانچہ کلام اللہ میں آیا ہے ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم عصبہ بالضم لوگوں کے گروہ کو کہتے
ہیں دس سے چالیس تک سو عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں مدینے میں پہنچی بیمار ہوئی
اور ایک مہینے تک بیمار تھی اور لوگ اہل افک کی باتوں میں پڑے تھے اور مشہور ہوئی تھی یہ بات
لوگوں میں اور مجھے اصلا اس میں شعور نہ تھا یعنے اوس کی خبر نہ تھی لیکن میں مزاج حضرت کا
اپنی اوس بیماری میں نسبت کرنی اپنی طرف متغیر پاتی تھی میں اور میں حیران تھی کہ سبب
اوسکا کیا ہوگا اور میں اس بیماری میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ لطف و عنایت
نہ دیکھتی تھی جو اور بیماریوں میں دیکھتی تھی ۔ شعر ۔ یار ہمسے نہ ہا جیسا تھا ۔ آہ کیا میرا یار
ایسا تھا ۔ اتنا تھا کہ گھر میں تشریف لاتے تھے اور گھر کے لوگوں سے سلام جو سنت مستمرہ
یعنے جاری اوس جناب کی تھی ادا فرماتے تھے پس پوچھتے تھے کس طرح ہے وہ زنک لفظ زن ہے بمعنی عورت
اور کاف فارسی میں تصغیر کے واسطے آتا ہے اور کبھی غیر کے واسطے بھی چنانچہ بولتے ہیں زنک
مردک اور ایک روایت میں ہے یہ کہ کس طرح ہے تمہارا بیمار اتنا ہی پوچھتے اور پھر جاتے اور میرے نزدیک
نہ آتے اور نہ بیٹھتے میرے پاس پس مجھے شک میں ڈالتیں یہ بے التفاتیاں اوس جناب کی اور
حال یہ کہ میں شعور حقیقت حال سے نہیں رکھتی یہاں تک کہ بیماری میری نقاہت یعنے ناتوانی کو پہنچی
پس نکلی میں ایک رات ام مسطح کے ساتھ طرف مناصع کے یعنے اُن مکانوں کیطرف جو مدینے کے
باہر تھے اور لوگ وہاں قضاے حاجت کے واسطے جایا کرتے تھے اور یہ رسم عرب کی تھی کہ
قضاے حاجت کے لیے صحرا میں جاویں اور کنیف یعنے بیت الخلا اس وقت میں گھر میں بنایا
تھا اور باہر نہیں نکلتی تھی میں مگر شب کو پس پھری میں اور ام مسطح کے گھر کیطرف قضاے
حاجت کے بعد میں لغزش میں آیا پانوں ام مسطح کا گلیم میں صوف کی جو اوڑھے ہوئی تھی پس
بولی وہ کہ مارا جاے اور منہ کے بل گرے مسطح میں نے کہا بڑی ہی ایسی بات جو تو بولی آیا تو گالی
دیتی ہے ایسے مرد کو جو حاضر ہوا ہے جنگ بدر کے تئیں اور ایک روایت سے یوں ہے کہ ایسا مرد کہ
اوّل مہاجرین سے ہے پس کہا ام مسطح نے اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہے نادان نہیں سنا تو نے

کہ کیا کہا ہی مسطح نے بینے کہا کیا کہا ہی پس خبر دی آسشنے مجھے اہل افک کے قول پر عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہین
پس زیادہ ہوئی مجھے بیماری پر بیماری اور ایک روایت سے یہ کہ ایک دھوان میرے سر پر دوڑا اگر پڑی
اور بیہوش ہوگئی اور جب گھر مین آئی تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مین اور پوچھا
اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح حال ہی تمھاری بیماری کا پس عرض کی مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آیا اذن دیتے ہو مجھکو کہ مین اپنے باپ کے گھر جاؤن اور
مقصود میرا یہ تھا کہ تحقیق کرون اور پوچھون اس حکایت کے تئین اور اس خبر کو اُس سے پس
اذن دیا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس گئی مین اور اپنی مان سے کہا مین نے ای
امّان یہ کیسی حکایت ہی جو لوگ کہتے ہین بولی آسان اٹکل تو ای بیٹی میرے کام کے تئین اوپر اپنے اور
عزمت کہا قسم خدا کی ایسی عورت کم ہوگی جو خوبصورت اور بلند قدر ہو کسی مرد پاس جو چاہتا ہو وہ
اُسکو اور اوس عورت کے شریک ہون مگر یہ کہ وافر باتین کرین اوسکے اوپر اور غالب آوین وہ شرکا
اوسپر پس کہا مینے سبحان اللہ آیا یہ تحقیق کہا ہی اور حدیث کی ہی لوگون نے یہ سخن کرکے مراد اوسی
افک سے اور لوگونکے افواہ مین پڑی ہی یہ بات اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
پہونچی ہی اور میرے باپ نے سُنا ہی پس غالب ہوا مجھپر رونا تمام رات روتے گئی یہانتک کہ صبح
کی مینے اور ابھی آنسو میری آنکھونسے جاری ہین اور سُرمہ نہین دیتی مین اور نہین سوتی ہین
اور تمام دن بھی روتے گذرا اور آنسو میرے بند نہین ہوئے اور نیند نہین آئی مجھے اور
باپ میرا دوسرے ایک مکان مین کلام اللہ پڑھ رہا تھا جب اونے میرے رونے کی آواز سُنی
وہ بھی رونے لگا بعد اُسکے تسکین دی باپ نے مجھے اور کہا صبر کرای عائشہ رضہ اور بیقراری مت کر
یہان تک کہ حق تعالے کیا حکم کرے عائشہ رضہ کہتی ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مین
میرے خلجان نے راہ پائی اور میری خرابی حال اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ کی اور اکثر
اُس گھر مین ملول بیٹھی اور دیر ہوئی نزول وحی مین اسباب مین طلب فرمایا اُس جناب صلی
اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو تاکہ مشورت کرین اُنھون سے اور
پوچھین اُنھون سے میرے حال کے تئین پس اشارت کی اسامہ نے اوپر اُس جنابؐ کے
اُس چیز سے جو کچھ جانتا تھا اُس جنابؐ کی اہل کی پاکی سے اور اُس چیز سے جو جانتا تھا وہ

محبت اور عنایت انھون سے اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مین بولا اسامہ نہین جانتا مین یا رسول اللہ آپکی
اہل مین سوا خیر و خوبی کے لیکن علی ابن ابی طالب نے کہا یا رسول اللہ تنگ نہین کیا ہی حقتعالی نے واسطے تیرے
عورتون کو یعنے کم نہین ہین اور سوا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت عورتین ہین پوچھیے آپ جاریہ سے
یعنے بریرہ سے جو خدمت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرتی تھی کہ سچ کہے یعنے احوال عائشہ رضی اللہ عنہا جو از روے راستی ہو آپ
سے عرض کرے پس بلوایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے تئین اور فرمایا اے بریرہ آیا
دیکھا ہی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا کوئی کام جو عیب دار کرے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور تجھے شک مین ڈالے
بریرہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم خدا کی نہین دیکھا مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ایسا کوئی کام جو عیب دار کرے عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ اس سے کہ وہ لڑکی ہی خرد سال غافل اس سے کہ
بکری آتی ہی اور جو آٹا یعنے گوندھا ہی کھا جاتی ہی اور جو کچھ صحیح بخاری مین مذکور ہی کہ علی رضی اللہ عنہ اور
اسامہ اور بریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اور انھون نے یہ جواب دیا لیکن بعضے علمای
سیر نے قصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا اور مشاورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
انھون سے اور جواب دینا انھون کا بھی ذکر کیا ہی اور اُس جگہ مین علی مرتضی کو بھی موافق انھون کے
کہا ہی لیکن عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکھی آپ کے بدن مبارک پر نہین بیٹھتی اسواسطے کہ نجاست پر
گرتی ہی اور پانون اُسکے آلودہ اُس سے ہوتے ہین حق تعالے آپکے مطہر بدن کو اُس سے بری
رکھتا ہی اور جو شخص کہ بدترین چیزون سے آلودہ ہو کس طرح اُس سے نگاہ رکھے عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان
رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکا سایہ یعنے پرچھائین زمین پر نہین پڑتی
کہ مبادا نجس زمین پر پڑے جب حقتعالی آپکی پرچھائین کی صیانت یعنے نگہبانی کرتا ہو ایسی کچھ تو کس
طرح ناشایستگی سے آپ کے حرم محترم کی صیانت نکرے اور علی رضی اللہ عنہ مرتضی نے کہا کہ حق تعالے نے یہ
بات روا نہین رکھی کہ آپکی نعلین ملوث یعنے آلودہ نماز مین آپکے پانون مین رہین اور خبر دی
حضرت حق نے آپکو تاکہ اُسے نکالین آپ اپنے پانون سے اگر یہ امر یعنے افک مذکور واقع ہوتا خبر
دیتا آپ کو اُس سے خاطر مبارک اپنی جمع رکھیے کہ حقیقت حال پر آپ کو حق تعالی خبر دیگا اور
جب حضرت نے یہ باتین سُنین مسجد مین تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کون ہی جو نصرت کرے
میری اور انتقام کھینچے اس مرد سے کہ بتحقیق پہونچی ہی مجھے ایذا اُسکی اور میری اہل کو مُراد عبداللہ

بن ابی منافق سے رکھی قسم خدا کی کہ مینے نہین جانا اپنی اہل سے سوا نیکی کے اور تحقیق ذکر کیا ہی انھون نے
مجھسے اس مرد کا نہین جانتا مین اس سے سوا نیکی کے مراد صفوان ابن معطل ہے جو منافقون نے اسے امر
شنیع سے متہم کیا اور وہ نیک مرد تھا فاضل عابد آپر خود کیا جگہ اتہام کی جو کوئی ادنا عقل اور فہم رکھتا ہو کہ نسبا فہم
اور وہم گنجایش رکھتا ہی جو ایسے محل مین جاوے مگر منافق ہو نہایت نفاق مین اور شیطان اور حسد اسکی راہ آرتے
عبد اللہ منافق سے عجب نتھا کہ وہ آپ گرفتار قید نفاق کا تھا اور حسد کا لیکن تعجب حسان اور مسطح سے ہی کہ
اس بلا اور خطا اور جنون مین گرفتار ہوے الغرض جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہدید یعنے ڈرانا اور
توبیخ یعنے گھرکی اس منافق کی کی اور وہ قبیلہ خزرج سے تھا پس سعد بن معاذ جو قبیلہ اوس سے تھا اٹھ
کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ مین نصرت کرتا ہون آپ کی اور انتقام کھینچتا ہون اس گروہ سے اگر
اسکے قبیلہ سے ہی جو ہمارا قبیلہ ہی گردن مارتا ہون مین اسکی اور اگر ہمارے بھائیون کے قبائل سے ہی
یعنے خزرج سے تو آپ حکم کیجیے کہ آپکے حکم کو جاری کرون مین پس سعد بن عبادہ جو خزرج کا پیشوا تھا
اٹھا اور اسنے سعد بن معاذ کو کہا جھوٹ بولا تو پس اسید بن حضیر جو چچیرا بھائی تھا سعد بن معاذ کا
اٹھا اور سعد بن عبادہ سے بولا تو جھوٹ بولتا ہی اور منافق ہی تو منافقون کی طرف سے بات کرتا ہی تو
اور اونکی جانب سے مجادلہ کرتا ہی پس اوس والون مین اور خزرج والون مین جنگ ہونا قریب ہوا
شیطان کے وسوسہ سے رگ عصبیت قبائل جنبش مین آئی پس حضرت صلعم نے انکو اس نزاع سے باز
رکھا اور ساکت یعنے خاموش کر دیا عائشہ رض کہتی ہین کہ مین اپنے باپ کے گھر مین تھی اور ہچکیان مجھے
پہونچین روتی تھی اور نالان اور بیطاقت تھی یہان تک کہ گمان کیا مین نے کہ رونا میرے جگر کو پاش
پاش کرے گا دو شب اور دو دن ایسے گذرے کہ کام میرا سوا رونے اور بیخوابی کے نتھا اور میرے
باپ مان دونون میرے پاس تھے مین روتی تھی اور میرے رونے سے وہ بھی روتے تھے اور ایک عورت
انصار سے تھی کہ مجھسے دوستی رکھتی تھی وہ بھی آئی اور رونے لگی اسی حالت مین جو ہم رکھتے تھے
ناگاہ رسول خدا تشریف لائے نزدیک ہمارے اور ادا سے سلام کے بعد بیٹھے نزدیک میرے اور جب سے یہ
گفت و شنید درمیان آئی تھی ہرگز بیٹھے نہ تھے اور ایک مہینا گذرا تھا کہ وحی نازل نہین ہوئی تھی
انکی جناب پر میری شان مین پس پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکا کیا حال ہی میری مان نے
کہا تپ اور لرزہ رکھتی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کیا جس وقت بیٹھے تشہد کے معنے

اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا اور تسبیح کے معنے سبحان اللہ کہنا اور تحمید کے معنے الحمد للہ کہنا اور بسملہ کے معنے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا یہ سب یاد کیا چاہیئے ہر ایک موقع مین پوچھا چاہیے بعد اسکے فرمایا لیکن بعد اے عائشہ
رضی اللہ عنہا تحقیق کہ پہونچا ہی مجھکو طرف سے تیرے ایسا اور ایسا یعنے ایسی ایسی چیزین تیری جانب سے مجھے
پہونچی ہین پس اگر ہی تو بری اور پاک پس نزدیک ہی کہ پاک گردانے تجھکو خدای تعالے اور خبر دیوے تیری
پاکی کی اور اگر ہی تو اُتری ہوئی طرف گناہ کے اور صادر ہوا ہی گناہ تجھ سے تو طلب آمرزش کر تو خدا
سے اور توبہ کر اور رجوع کر طرف خدا کے تحقیق کہ بندہ جب اقرار کرے اپنے گناہ پر اور توبہ کرے
اُس گناہ سے تو بخشتا ہی خدا تعالے اُسکے گناہ کو جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقالہ تمام فرمایا
سوکھ گئے آنسو میرے یہانتک کہ نہ دیکھا مینے آنکھ مین ایک قطرہ یعنے ایک بوند آنسو کی اور یہ بات
شادی کی جہت سے تھی کہ بشارت پائی اُس سے یا حرارت غضبیہ کے پیدا ہونے سے آنسو سوکھے ہون
واللہ اعلم کہا مینے والد سے اپنے کہ جواب دو میری طرف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ
نے کہا قسم خدا کی نہین پا سکتا مین اوسکو کہ کیا کہون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین
تب مان سے کہا مینے کہ تم جواب دو رسول خدا کو مان نے بھی کہا نہین جانتی مین کہ کیا کہون
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین پس کہا مینے کہ مین لڑکی خردسال ہون اور نہین پڑھا مینے
قرآن سے کچھ بہت ہر آئینہ قسم خدا کی بہ تحقیق کہ سُنا ہی تمنے اس حدیث کو یعنے افک کے ماجرے
کو تا آنکہ قرار پکڑا ہی اس بات نے تمھارے مزاج مین اور تصدیق کی ہی تمنے اُس بات کی
پس اگر کہون مین تم سے کہ پاک ہون اُس کام سے تصدیق نہین کرتے تم میری اور میری بات کو
باور نہین رکھتے اور اگر اعتراف یعنے اقرار کرتی ہون کسی امر مین تمھارے تئین اور خدا جانتا ہی کہ
مین پاک ہون اس سے تو تصدیق کرتے ہو تم پس قسم ہی خدا کی کہ نہین پاتی ہون مین اپنے تئین اور
تمھارے تئین مگر مانند یوسف کے باپ کے کہ کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون اور عائشہ
صدیقہ کہتی ہین کہ نہایت حزن اور اضطراب سے جو مجھپر تھا نام یعقوب کا میری خاطر مین نہ آیا یعنی کہا یوسف
کے باپ نے کہا اون نہ کہا کہ کہا یعقوب نے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ کہا عائشہ صدیقہ نے کہ یوسف
نے کہا فصبر جمیل اور اس جگہ مین نہایت حزن اور اضطراب سے کہ یوسف کا باپ بھی نہ کہا اور بعضے
نسخون مین یون ہی کہ کہا مگر پدر یعقوب کے مانند کہ کہا فصبر جمیل الی آخرہ لیکن بخاری کی بعضی

روایتونمین یعقوبؑ کا نام بھی آیا ہی یہ سہو بر سہو ہی اور شاید کہ راوی نے اپنے پاس سے درست کرکے
روایت کی ہی واللہ اعلم عائشہؓ کہتی ہین کہ مینے یہ کہا اور اپنے منھ کو پھیر لیا اور تکیہ کیا مینے اور خدا
جانتا ہی کہ مین پاک ہون خدا کی قسم نہ تھی مین اتنی کہ گمان کرون مین کہ نازل ہوئی ہی میری شان
مین وحی اور شان میری بہت حقیر ہی میری ذات مین کہ تکلم کرے وحی میرے حق مین کسی امر مین
لیکن امید رکھتی تھی مین کہ دکھایا جاوے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کچھ خواب کہ پاک کرون
مین اپنے تئین بسبب اسکے پس قسم خدا کی مفارقت نہ کی یعنے جدا نہوے رسول صلعم اپنی مجلس سے اور
باہر نہ نکلا کوئی گھر والون سے یہان تک کہ پیدا ہوا آثار نزول وحی کا اور پکڑا اس جنابؐ کو اس حالت نے
جو پکڑتی تھی نزول وحی کے حال مین یعنے شدت یہان تک کہ سیلان کرتا تھا یعنے جاری ہوتا تھا اوس
جنابؐ سے پسینا چھوٹے موتیونکے قطرون کیطرح بوجہ سے اس چیز کے جو نازل ہوتی تھی اور اس جنابؐ کے
پس کشادہ ہوئی وہ حالت اس حضرتؐ سے اور حال یہ کہ تبسم کرتے ہین یعنے مسکراتے ہین پس پہلی بات
یہی تھی کہ فرمایا اس جنابؐ نے ای عائشہ خدا نے بری کیا اور پاک گردانا تیرے تئین اور گواہی دی تیری پاکی
پر اس تہمت سے اور نازل کیا تیری شان مین آیہ پس کہا میری مان نے کہ اٹھ جا پیغمبر خدا کیطرف کہا مینے
قسم خدا کی نہین جاتی ہین اُسکی طرف اور بعضی روایتونمین آیا ہی کہ کہا میرے باپ نے شکر کر پیغمبرؐ کے تئین
کہا مینے شکر نہین کرونگی مگر خدا کے تئین اپنے کو جسنے پاک کیا مجھے اور بھیجا میرے واسطے آیت کو یہ
جوشش حال تھی جسنے پکڑا عائشہ رضؓ کو اور نہین تو یہ پاک کرنا اللہ تعالی کا انکو اور نازل کرنا آیت کا یہ
سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اور وسیلے سے تھا پس شکر وساطت یعنے واسطہ دار کا بھی شکر کرنا
واجب ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ مین لیا پس
کھینچ لیا مینے اپنے ہاتھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین سے پس برسبیل ناز آئین عائشہ رضؓ لیکن وہ ناز
کہ جسمین دو سو طرح کا نیاز ہی اور شکر خدا کا کہ منھ منافقو نکا اور جھوٹون کا کالا ہوا پس پڑھا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے آیت کو جسنے نزول پایا اور کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان الذین جاؤ
بالافک عصبۃ منکم لاتحسبوہ شرا لکم بل ہو خیر لکم دس آیت تک سورہ نور سے تب حضرتؐ خوشحال اور
خرم مسجد سے باہر آئے اور یارون کو جمع کرکے خطبہ پڑھا بعد اسکے آیات منزلہ کو اصحابؓ کے روبرو
حضرتؐ نے تلاوت فرمائی اور روایت کی گئی ہی کہ جب آیات برات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

پر نازل ہوئین تب وے لوگ جو قاذف تھے یعنے وہی جنھون سنے یہ قضیہ اٹھایا تھا انکو حضرتؐ نے بلا کر
حد قذف مارا یعنے ہر ایک کے تئین اسّی اسّی کوڑے مارے اور یہ چار شخص تھے حسان بن ثابت و مسطح
بن اثاثہ حمنہ بنت جحش عبداللہ بن ابی آور بعضے روایتون مین اجرام حد یعنے جاری کرنا حد کا عبداللہ
بن ابی منافق پر جلیہ مااستحقہ یعنے اوپر یعنے اوپر اُس منافق کے وہ چیز جسکا مستحق ہے یہ در پردہ لعن ہے
یعنے مستحق وہ لعنت کا ہے جس چیز کا وہ سزاوار وہ چیز اوسپر جاری نہین ہوئی یعنے قذف عبداللہ پر
جاری نہین ہوئی حد قذف یعنے اسّی درّے اوسپر نہین پڑے اس کا ذکر بعضے روایتون مین
راویون نے نہین کیا واللہ اعلم اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش سے میرے حال سے پوچھا اور فرمایا کہ کس طرح جانتی ہو تم
یا کیسے دیکھتی ہو تم اوسکو زینب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ
رکھتی ہون مین اپنی سمع کو یعنے کان کو اور بصر کو یعنے بینائی کو اوس بات سے کہ بولون مین
کہ سنا ہی مین نے اوس سے کچھ اور حال یہ کہ نہین سنا مین نے یا یہ کہ کہون مین دیکھا ہے
مین نے اوس سے کچھ اور حال یہ کہ نہین دیکھا مین نے قسم خدا کی نہین جانتی ہون اس سے
سوائے خیر و خوبی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ یہ زینب بھی پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حرمون سے کہ ساتھ میرے اپنے تئین مشابہ اور مانند جانتی تھی
اپنے تئین حسن اور جمال مین اور قدر و منزلت مین پیغمبر خدا کے نزدیک پس نگاہ رکھا
اُسے یعنے زینب کو حق تعالیٰ نے ساتھ ورع کے یعنے گنجایش اس بات کی تھی کہ وہ رشک
اور حسد کرے اور کچھ بد کہے لیکن ورع اور تقوی نے اُسے اوپر اس بات کے رکھا کہ اوسنے کچھ نہ کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین لیکن اُسکی بہن حمنہ اُس سے کہتی تھی کہ کیون کچھ نہین کہتی تو پس ہلاک ہوئی
اُن لوگون مین جو ہلاک ہوئے اور کہا عائشہ رض نے لیکن وہ مرد جو کہا گیا اُسکے تئین جو کچھ کہا گیا
یعنے صفوان بن معطل کہتا تھا سبحان اللہ قسم خدا کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے نہین اُٹھایا
مین نے پردہ کسی عورت کا یعنے جماع نہین کیا مین نے کسی عورت سے قسطلانی صحیح بخاری
کا شارح کہتا ہے کہ تحقیق روایت کی گئی ہے کہ وہ یعنے صفوان حصور تھا اور آلت کارگر
نہین رکھتا تھا گویا مشعر ریشے کے اوپر کپڑے کی دھجی کے اور مروی ہے عروہ سے کہ وہ

گالیان دیتا تھا حسان بن ثابت کو عائشہ رضہ کے نزدیک اوسکے وفور انکار کرنے کی جہت سے اوپر
عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور کہتا ہی وہی عروہ کہ مینے گالیان دین حسان بن ثابت کو عائشہ رضہ کے نزدیک
پس کہا عائشہ رضہ نے کہ گالی مت دو اوسکے تئین کہ وہ مخاصمت یعنے آپس مین دشمن ہونا اور مفاخرت
یعنے فخر کرنا کرتا تھا پیغمبر خدا سے مشرکون کی ہجو کر کے مین کہتا بندہ مسکین نے کہ عجب ہے
حسان سے کہ باوجود اوس مرتبے کے کہ ان اللہ یوید حسان بروح القدس مادام ینافح
عن رسول اللہ یعنے تائید کرتا ہے اللہ تعالے حسان کے تئین روح القدس کر کے جبتک منافحہ
کرتا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ساتھ اس مرتبے کے ورطہ ہالکہ مین پڑا اور اسیر نفس
ہوا ہوا اور حدیث مین بھی تائید اوسکی مقید ہی بحالت منافحت نہ کہ تمام احوال مین ہو یعنے تائید پاتا
تھا وہ جس حال مین کہ وہ منافحہ کرتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حال مین نہین والعہدۃ
علی الراوی ظاہرا شاعر پنے نے اوسکو اس بلا مین ڈالا نعوذ باللہ من ذلک اور روایت کرتے ہین کہ حسان
نے اس واقعے کے بعد عائشہ رضہ کی مدح کی تاکہ تلافی یعنے بدلا گذری ہوئی تقصیرون کا کرے لیکن کیا
تلافی کرے کہ تقصیرین حد سے گذرین ہان توبہ اور ندامت باقی ہی روایت ہی مسروق سے کہ
کبار تابعین سے تھا اور عائشہ رضہ کے راویون سے تھا کہتا ہے مسروق کہ حسان نے
عائشہ رضہ کی مدح مین ایک قصیدہ کہا کہ ایک اوسکی بیتون سے یہ بیت ہی جسکا مضمون یہ ہی کہ وہ
رضی اللہ عنہا امراۃ ایک ہی عفیفہ ذات وقار اور عقل و ثبات کی امراۃ بمعنی عورت عفیفہ عفت سے
آیا ہی ذات وقار یعنے جان وقار اور عین عقل و ثبات کہ متہم کی نہین جاتی ہی شک اور ریب
سے اور صبح کرتی ہی بھوکی اون عورتون کے گوشت سے جو غافل ہین یہ کنایہ ہی اس
بات سے یعنے غیبت کسیکی نہین کرتی کیونکہ غیبت بحکم نص قرآن اکل ہی یعنے کھانا ہی مسلمان
بھائی کے گوشت سے کہ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا لفظ یحب ہی اور الف واسطے استفہام
کے یعنے آیا دوست رکھتا ہی ایک شخص تم مین کا یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا حالانکہ
میت ہو پس کہا عائشہ رضہ نے حسان سے لکنک لست کذالک لفظ لکن ہی اور کاف واسطے
خطاب کے یعنے لیکن تو اے حسان نہین ہی ایسا یعنے تو نے غیبت کی کہ نا بندہ اوس غیبت کے
کوئی نکرے مسروق کہتا ہی پس کہا مینے عائشہ رضہ کے تئین کہ کیون تم اذن دیتے ہو حسان کو

کر آتا ہی تمھارے نزدیک اور حال یہ کہ حق تعالے فرماتا ہی والذی تولی کبرہ منہم لہم عذاب عظیم کہا عائشہ رضی نے
کہ کونسا عذاب زیادہ ہی عمی سے یعنے اندھے ہونے سے اور حسان اس قضیے کے بعد اندھا ہوا بجز
اسکے کہ نہ دیکھا حق کے تئین اور کہا عائشہ رضہ نے کہ وہ منافحت کرتا تھا رسول خدا سے اور حمایت کرتا
تھا کفار کی کیا خوب حق شناسی اور حسن خلق عائشہ رضہ کا منافحہ نفحہ سے آیا ہی اور مہاجات ہجو سے لیکن
مسطح بن اثاثہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خالا کی بیٹی کا بیٹا تھا اور بچ پنے ہی مین اسکے باپ نے
وفات پائی صدیق رض اوسکے تئین اسکے فقر اور قرابت کی جہت سے کفالت کرتے تھے اور غمخواری اوسکی
نفقہ یعنے کھانا اور کسوت یعنے پوشاک دیتے تھے اور جب قضیے مین عائشہ رضہ کے افک کے ابن ابی
سے اوسنے موافقت کی صدیق رضہ بحکم بشریت کے اور قصد مکافات عمل کے یعنے بدلا کرنا اوسکے
کام کا اگر چہ مقام صدیقیت کا قصدا اور انتقام سے اعلے تھا قسم کھائی کہ انفاق نکرون اوپر مسطح
کے یعنے نفقہ نہ دونگا مسطح کو ہرگز پس نازل ہوئی یہ آیہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ
یعنے چاہیے کہ قسم نہ کھاوین اہل فضل دین مین اور اہل دستگاہ فراخی مال مین ان یوتوا الی
القربی یعنے قسم اوپر اسبات کے کہ نفقہ ندیوین اپنے اقارب کو والمساکین والمہاجرین
فی سبیل اللہ یعنے اور درویشون اور محتاجون کو اور جو ہجرت کرنے والے ہین راہ خدا مین اور
مسطح خویش بھی تھا اور مسکین بھی تھا اور مہاجر بھی ولیعفوا ولیصفحوا یعنے اور چاہیے کہ عفو
کرین جو گناہ انھون سے صادر ہوا اور منھہ پھیراوین انھون کے انتقام کرنے سے الا تحبون
ان یغفر اللہ لکم یعنے آیا نہین چاہتے ہو تم کہ بخشے خدا تمکو پس تم بھی اورون کے گناہ سے درگذرو
واللہ غفور رحیم اور خدا بخشنے والا ہی ساتھ کمال قدرت کے اوپر انتقام کے مہربان
ہی اوپر اہل جرائم اور آثام کے پس تم بھی متخلق باخلاق الہی ہو کہ کمال ایمان اس مین ہے
جرائم جمع ہی جرم کی یعنے گناہ اور اسی طور سے آثام جمع ہی اثم کی یعنے گناہگاری پس کہا
ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ ہان قسم خدا کی کہ دوست رکھتا ہون کہ بخشے خدا
ہمارے تئین پس جو کچھہ معہود تھا یعنے مقرر کیا ہوا تھا النفقہ مسطح کو
دیتے تھے اور کہا ہرگز اسکو یعنے نفقہ اس سے موقوف نہ کرونگا مشائخ نے
کہا ہی کہ لوگ دنیا اور آخرت کی محبت مین چار قسم ہین ایک قسم وہ کہ ابتدا و انتہا دنیوی مین

کسیکو بدون اسکے کہ کوئی انکو ایذا دوے یہ قسم ادنے لوگون کی ہی اور خارج ہین ایسے آدمی دائرۂ
اعتبار سے دوسری قسم یہ کہ اگر کوئی انکو ایذا دے اور ستاوے مکافات یعنے پاداش اور جزا
اوسکی اوسے دیوین حسب مودہ شرع کے یہ عوام مومنین ہین اور قسم ثالث یہ کہ عوض ایذا اسکے
بخشین اور انتقام نکرین یہ خاص لوگ ہین اور قسم رابع وے لوگ ہین جو برابر اساءت کے
یعنے بدی کے احسان کرین اور جفا کے مقابل وفا کرین یہ اخص خواص ہین اور صدیق ہین
اور مقصود اس آیت سے تنبیہ اور تربیت صدیق اکبر کی ہی کہ مقام صدیقیت پر استقامت
کرین اور دائرہ کمال سے باہر نگرین تنبیہ بمعنے آگاہ کرنا اور تربیت بمعنی پالنا اور ساتھ اسکے
تنبیہ ہی اوپر اساءت کے کہ صاحب صفات حمیدہ اگرچہ گرفتار ذمایم اور شنایع ہو لیکن محل
شفقت ہی ذمایم جمع ذمیمہ کی اور شنایع جمع شنیع دونون کے معنے بدی اور گویا مسطح کو
اوسکی بدریت نے شفاعت کی اور اوسکی حامی ہوئی لفظ بدر ہی نام جگہ کا جہان جنگ واقع
ہوئی اور ابوجہل عتبہ وغیرہ واصل دوزخ ہوئے اور یا و تا اس مین واسطے مصدر کے
ہین یعنے بدر ہونا مراد اس سے یہ کہ مسطح جنگ بدر مین حاضر تھا اوسکے وہان حاضر ہونے نے
اوسکی شفاعت کی یہان اس لفظ بدریت کی لفظ پر مترجم کو ایک لفظ مضحک خاطر مین آئی
ایک مولوی قصباتی کسی طالب العلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے گنگلے کنارے تھے ایک نے کہا
مولوی صاحب گنگلے خوب بنے ہین فرمانے لگے ارے میان ہان خوب تو بنے ہین لیکن اہمین گریت
نہین گر امین بھی آپ نے تای مصدری لگادی یعنے گرینا اور حامی ہوئی اوسکی مسطح کی بدریت
اوسکی کہ ان اللہ اطلع علی اہل بدر اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنے تحقیق اللہ تعالی نے اطلاع دی اور بولا
اہل بدر سے عمل کرو تم جو کچھ چاہو پس بخشا مین نے تم کو اور اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے
بھی جس وقت ام مسطح نے مسطح پر سب کی یعنے گالی دی منع کیا اور کہا کہ تو گالی دیتی ہی اوس مرد کے
تئین جو غزوہ بدر مین حاضر ہوا ہی اور مہاجرین اولین سے ہی پس ضمن مین یہ مفہومات کلیہ لا کر اور اسکے
یعنی مسطح کے رحم کیا اور اہل سنت وجماعت نے اوپر اس آیت کے استدلال یعنے قایم کرنا دلیل کا کیا تاکہ
ابوبکر رض کے فضل پر جیسا کہ حکیم سنائی نے کہا ہی شعر بود چندان کرامت و فضلش ✿ کہ اولو الفضل
خواند ذو الفضلش ✿ اگر فضل کے تئین گمان اوپر مال اور منال کے زیادتی پر کرین جیسا قول الٰہی مین

واقع ہی بتفسیر یون فی الارض یبتغون من فضل اللہ یعنے زائید اور بیفائدہ ہوتا ہی اور فضل قرآن مین ان معنون
سے بہت آیا ہی قول الٰہی تعالیٰ وانتم مستدرک ہوتا ہی چنانچہ مخفی نہین ہی تنبیہ لوگون کے ذہنون مین
یون نقش ہوا ہی کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ عائشہ صدیقہؓ کے باب مین ممباہلہ راضی ہوسئے واللہ اعلم
لیکن بعضے کتب سیر مین چنانچہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر ذباب یعنے مکھی اور
عثمان بن عفانؓ سے ذکر حال سایہ تسلی اور تسکین مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا ہی اور
علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصہ نعلین کا بھی آیا ہی چنانچہ مذکور ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پوچھا احوال افک کا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ کے بدن پر مکھی نہین بیٹھتی جو آپکے
اہل بیہودہ کیونکر ویسا کی نجاست مین ملوث ہو اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپکا سایہ زمین پر نہین پڑتا
کہ مبادا نجس زمین پر پڑے الخ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا آپکی نعلین ملوث بہ نجاست نہین
ہوتی ہان قضیہ کے اوایل مین جسوقت کہ اس سے یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور اسامہ
بن زید سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہا تنگ نہین کیا خدا تعالیٰ نے
کام اوپر تمھارے یا رسول اللہ صلعم اور عورتین اسکے سوا بہت ہین جب دیکھا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تنگی خرچ اور حیرت اور تنگدلی مین پڑے ہین اور اس غم اور اندوہ کی کشادگی کار کی کوئی راہ
نہین ہی تب یہ کہا یہ بات برادری مین ان کی تنبیہ نہین اور خیر خواہی نہین ہوتی ہی مولف اس کتاب کا عبد الحق
دہلوی کہتا ہی ظاہر یہ ہی کہ جتنی محبت اور خیر خواہی کہ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے رکھتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہین رکھتے تھے پس اُسنے یعنے حضرت علی رضؓ نے حضرت صلعم کی رعایت
کرکے ایکبات کی لیکن عجب ہی کہ جو علاقہ محبت عائشہ صدیقہؓ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا شعور اور ملحوظ
حضرت امیرؓ کو نہوا اور اس طرف نہ پڑا یعنے کہتا ہی کہ یہ سمجھا اور لحاظ حضرت علی رضؓ کو نہوا کہ سمجھین کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کتنی کچھ محبت رکھتے ہین اور لا واللہ دستور ہی عربستان مین کہ اگر کوئی کسی سے
کچھ ماجرا پوچھے اگر معلوم نہو بولتے ہین لا واللہ یعنے نہین واللہ ہم جانتے نہین تحقیق احوال بریرہ سے
پوچھیو کہ شب و روز اوسکی خدمت مین رہتی ہی اور اُسکے احوال پر یعنے صدیقہؓ کے اطلاع رکھتی ہی جسوقت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روے مشورت اور طلب تحقیق کی طرف اصحابؓ کے لائے سب متفق ہوسئے عائشہ
صدیقہؓ کی خیر و خوبی کے ذکر مین اور اوس مقام مین احادیث اور اخبار اور بھی ہین کہ کتب صحاح مین مذکور ہین

اسکو مین نقل کرتا ہون اور نہین مجہپر سوا نقل کرنے کے ذالعہدۃ علی الراوی اور ہم مودت اور خلوص محبت مین دونون طرف کے موصوف ہین اور شکر خدا کے واسطے ہی صحیح بخاری مین لاتا ہی اور اصل اس باب مین زہری کی حدیث ہی کہ وہ تابعی صغیر کا ہی صغیر نام ہی کتاب کا اور وہ یعنے زہری کبار تابعین سے ہی عائشہ رض سے روایت کی ہی تمام حدیثون کے تئین اوسنے جمع کرکے حدیث طویل روایت کی ہی جو مذکور ہوا اور ایک حدیث دوسری یہ ہی کہ زہری سے روایت کرتے ہین کہ زہری کہتا ہی کہ کہا مجھسے ولید بن عبد الملک بن مروان نے کہ پہونچا ہی تجھے یعنے سُنا ہی تو نے کہ علی رض داخل تھے اُن لوگون مین جنھون نے عائشہ رض کے تئین قذف کیا کہا مینے یہ بات مجھے نہین پہونچی اور داخل نہین لیکن خبر دی مجھے دو شخصون نے تیری قوم سے یعنے قریش سے ایک ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور دوسرا ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام ہی اور ابو سلمہ آپ تابعی مشہور ہی اور اونھون کے ائمہ سے یعنے امامون سے اور عالمان ذی یشان سے ہی اور مدینے کے فقہائے سبعہ ہی یعنے سات فقیہون سے مدینے کے اور دوسرا ابو بکر بن عبد الرحمن یہ بھی علما اور فقہائے سبعہ سے ہی زہری کہتا ہی ان دونون شخصون نے مجھے خبر دی کہ عائشہ رض نے تجسے کہا کہ تھے علی رض مُسلّم میری شان مین مشتق تسلیم سے مکسور اللام بمعنے ساکت یعنی میرے قصے مین خاموش تھے ہان نہ کچھ نہین بولے اور ابو ذر جو ایک راوی ہی رواۃ بخاری سے رواۃ جمع راوی ہی او سنے اُس لفظ کو مفتوح اللام روایت کی ہی سلامت سے یعنے سالم تھے خوض کرنے سے اُس قضیے مین اور اس قضیے مین پڑنے سے خوض یعنے تامل اور ایک روایت مین بخاری سے یہ لفظ زیادہ آیا ہی کہ فرجعوا الیہ یعنے پس رجوع کیا لوگون نے طرف زہری کے اُس مسئلہ مین اور اس لفظ کی تحقیق مین کہ مسلم ہی یا مسلما ہی اور پوچھا کہ مسلما ہی پس رجوع نہ کیا زہری نے اپنے حرف سے رجوع بمعنے پھرنا اور جواب نہ دیا بغیر اسکے اور کہا روایت اسی طور ہی کہ مسلما بیشک اور مقصود زہری کا تقویت اور تائید اپنی روایت کی ہی یا احتراز ہی دوسرون کی روایت سے کہ بعضون نے روایت کی ہی کہ مسیئا بمعنی بد ضد محسنا مسلما کی جگہہ ہی اور کہا ہی قدیمی پرانے نسخون سے بخاری کے یہ لفظ پایا گیا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ایسجگہ ایک حدیث اور ہی کہ اوسی صحیح بخاری مین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لائے ہین کہ جب گران ہوا بدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سخت ہوئی یعنے بہت ہوئی

اُس جنابؐ کی دردمندی اور رنجوری تب اُس جنابؐ نے اجازت طلب کی اپنی زوجات سے کہ بیمار داری کی جاوے میرے گھر مین پس رخصت دی سب بیبیون نے پس باہر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز گھر سے مسجد کیطرف اور حال یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو مرد ہون سکے ہین اور اوپر اُنکے اعتماد کیے ہوئے یعنے تکیہ کیے ہوئے اور خط کھینچتے تھے دونون پاؤن اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمین مین نہایت ضعف اور ناتوانی سے خط سکتے ہین لکیر کو یعنے ضعف سے پاؤن کی لکیرین زمین پر پڑتی تھین گھسیٹ کر چلنے سے اور وہ دونون مرد ایک عباس رضہ تھے چچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرا ایک مرد اس جنابؐ کے اہل بیتؑ سے کہا ہے عبید اللہ بن عبید اللہ نے جو راوی ہی اس حدیث کا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ خبر دی مین نے ابن عباسؓ کو اوپر اس بات کے جو کچھ کہا عائشہ رضہ نے یعنے مین نے روایت اونکی سننے سے کی ہے یس کہا مجھے ابن عباس رضہ نے کہ آیا پاسکتا ہے تو کہ کون ہے وہ مرد دوسرا کہ نام عائشہ رضہ نے جسکا نہ لیا عبید اللہ نے کہا مین نہین جانتا ہون ابن عباسؓ نے کہا وہ مرد علی ابن ابی طالب رضہ ہے یعنے جن دو شخصون کے کاندھون پر اپنے ہاتھون کو رکھے ہوئے حضرتؐ مسجد کی طرف گئے ایک اُنسے عباس رضہ چچا اُس جنابؐ کے اور دوسرے علی مرتضیٰ رضہ تھے اب شراح اوسکی وجہ مین یعنے نام نہ لینے مین حضرت علی رضہ کا عائشہ رضہ کے اسمین شرح کرنے والے اختلاف رکھتے ہین بعضو نکے توہم کیا ہے کہ نام نہ لینا حضرت اُنکا لطافت اور نزاکت کی جہت سے ہے جو درمیان اُنھو نکے تھی اس جہت سے نام نہ لیا اور صحیح وہ ہے کہ صدیقہ رضہ نام نہ لینا علی مرتضیٰ رضہ کا سبب اسکا وہ تھا کہ ایک جانب معین تھا کہ عباس رضہ تھے اور دوسری طرف نوبت بنوبت تھے کبھی علی مرتضیٰ اور کبھی فضل بن عباس اور کبھی اسامہ بن زید اور سب یہ اہل بیت نبوی ہین اس جہت سے عائشہ نے نام علی رضہ کا نہ لیا ساتھ تعین اور تشخیص کے واللہ اعلم بالصواب اور اسی سال پنجم مین ہجرت سے غزوہ خندق واقع ہوا اور اسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہین اور غزوہ خندق اسواسطے کہتے ہین کہ ایک خندق کھودی تھی مدینے کے گرد ایسی کہ بیان اُسکا آویگا قاموس والا کہتا ہے خندق معرب کندہ ہے مترجم کہتا ہے تعجب کیا ہے بہت لفظین ایسی ہی تعریب کی آئی ہین چنانچہ معرب موافق دانہ وغیرہ احزاب کے معنے لشکر اور گروہ ہین اسی سبب سے اسے غزوہ احزاب کہتے ہین کہ گروہ کثیر کئی قبیلون سے

یہود وغیرہ سے جمع ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ اور دشمنی مین قریش کے ساتھ متفق ہو رہے تھے
اور خندق بنانا یعنے کندہ کرنا عادت عرب کی نہ تھی لیکن وہ یے کھودنا خندق قریش کے مکاید دفع کیواسطے سے
تھا مکاید جمع کید کی بمعنی مکر اور حیل جمع حیلہ کی اور سلمان فارسی نے اشارت کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اہل فارس کو جب دشمن محاصرہ کرتے ہین تب وہ ایک خندق کھودتے ہین پس قبول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکے تئین سلمان سے اور امر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے مین سلع کی جانب اور کام کیا
اُس جناب نے اوسمین بنفس نفیس اور حال یہ کہ پتھر باندھا تھا شکم مبارک پر گرسنگی سے چنانچہ عادت شریف تھی
یہ احوال وصل طعام مین اور باب عادات مین گذرا ہی اور ترغیب کی اوس جناب صلعم نے اہل اسلام کو اوپر
اُس خندق کھودنے کے اور تحقیق نازل کین حضرت حق نے اس قصے مین سورۂ احزاب کے اول مین کئی آیتین
اور اختلاف کیا گیا ہی اِس قصّے کی تاریخ مین موسے ابن عقبہ نے کہا ہی وقوع اُسکا یعنے اس جنگ کا شوال
کے مہینے مین تھا چوتھے برس مین اور ابن اسحاق نے کہا ہی پانچوین سال مین اور اسپر جزم کیا ہی اسکے
غیر نے اہل مغازی سے یعنے اسکے سوا اہل مغازی سے کوئی ہی کہ اُسنے بھی اسی بات پر جزم کیا ہی اور بخاری
نے میل کیا ہی یعنے رغبت کی ہی موسی ابن عقبہ کے قول پر اور استدلال کیا ہی اوپر اوسکے یعنے دلیل قایم
کی ہی ابن عمر کی حدیث سے کہ عرض کی ابن عمر رض نے اُحد کی جنگ کے روز کہ یا رسول اللہ مجھکو اجازت دیجیے
کہ غزا کیواسطے مین بھی ہمراہ چلون اور اون دنون مین چودہ برس کا تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اوسے اجازت اور اذن ندیا جہاد مین اور اجازت دی اوسکو یعنے ابن عمر رض کو خندق کے روز اُن دنون
مین پندرہ برس کا تھا پس معلوم ہوا کہ اُحد اور خندق کی جنگ مین ایک سال سے زیادہ فاصلہ نہ تھا اُحد کا
جنگ سال سوم مین تھا پس خندق کا قضیہ سال چہارم مین ہوگا اور تمام نہین ہی حجت یعنی دلیل اُسکے
تئین اسبات مین کیونکہ ثابت ہوا ہی کہ غزوۂ خندق سال پنجم مین تھا اور ہوسکتا ہی کہ ابن عمر رض نے غزوۂ
اُحد مین چوتھے برس مین پاؤن رکھا ہو یعنے تیرہ سال بھر کر شروع چودھوان برس اُس جنگ مین
ہوا ہو اور جنگ احزاب مین یعنے خندق کی جنگ مین تمام ہوئی ہون اوسکے پندرہ سال یون
جواب دیا ہی بیہقی نے اور شیخ ولی الدین بن عراقی نے کہا ہی کہ مشہور ہے اوس کا جنگ یعنے
خندق کا سنہ رابع مین تھا اور جسنے جو مدار سنوات کا روضۃ الاحباب پر رکھا ہی اس غزوے کو
سنہ خامس ذکر کیا مدار بہ معنے تتبع کرتے ہین ہم روضۃ الاحباب کی اور اسمین سنہ خامس کرکے

لکھا ہی اور مدار ہمارا جو اسی کتاب پر ہی اسواسطے ہمنے بھی پانچوان سال اس کتاب مین درج کیا اور قصہ اس قضیئے کا وہ ہی کہ ایک جماعت بنی النضیر کی یہود سے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین نکالا دیا تھا سو کئی شہرون مین متفرق ہوئی تھی ایک قوم انھون سے جو خیبر مین ساکن ہوئی تھی مکے مین آئی اور قریش سے کہنے لگی کہ ہم آئے ہین کہ تمسے عہد کرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر اور اسکے استیصال پر استیصال اصل سے آیا ہی اصل کہتے ہین جڑ کے تئین اور استیصال کے معنے جڑ سے اکھاڑنا ابوسفیان نے کہا مرحبا بکم واہلا یعنے شاباش تمکو اور آئے تم آنا کرکے ایسا آنا کہ اہل اور ہمیشہ تھا نزدیک یہ کلمہ اہل عرب اوس کسیکو بولتے ہین جہان کسیکو ستایش کرتے ہین شکر گزاری پر اوسکی اور ملاقات سکے لیے اگر کوئی آوے دور سے یا نزدیک سے اوسکو بولتے ہین آتیت اہلا وطیت سہلا معنے وہی ہین جو مذکور ہوئے اور اہل فارس اس موقع مین بولتے ہین خوش آمدی صفا آوردی اور ستایش مین لفظ شاباش بولتے ہین اصل اس لفظ کا شاد باش تھا کثرت استعمال سے دال گرگیا ہی اور ابوسفیان نے کہا بہترین اشخاص ہمارے نزدیک وہ کوئی ہی جو یاری دیوے ہمارے تئین اور کمک کرے ہماری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر پس استار کعبے مین آئے اور عہد و پیمان مضبوط و محکم باہم کیا استار جمع ستر کی مراد اس سے چادر دیواری ہی ابوسفیان نے کہا اے گروہ یہود تم اہل کتاب ہو اور جملہ احبار سے ہو احبار جمع حبر کی معنے دانشمند اور پیشوا اور علما ہو تم بولو تم کہ دین ہمارا بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم وہ قوم ہین کہ خانہ کعبہ کی تعمیر مین کوشش کرتے ہین اور بڑے بڑے کوہان کے اونٹونکو ہم ذبح کرتے ہین اور بیت اللہ کے حاجیونکے واسطے طعام و شراب اور دودھ دیتے ہین طعام معنے کھانا اور شراب پانی پلانا اور عبادت بتون کی جو طریق ہمارے آبا و اجداد کا ہی کرتے ہین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نیا دین پیدا کیا ہی اور رسم محدث یعنے نو پیدا رکھی ہی ہم راہ راست پر ہین یا وہ یہود نے دین کو دنیا کے لیے یعنے ناحق اور ناروا انکو جواب دیا کہ تم زیادہ راہ راست پر ہو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس یہ آیہ نازل ہوا الم تر الی الذین اوتو نصیبا من اہل الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین آمنو سبیلا اولئک الذین لعنہم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا یہانتک کہ وکفی بجہنم سعیرا معنے اس آیت کے گذرے اور جب یہود کا قریش سے عہد محکم ہوا اور مقرر اور انھون سے

طرف سے انھون نے خاطر جمع کی تب باہر آئے یہود مکے سے اور غطفان کیطرف کے غطفان ایک قبیلہ ہو قیس غیلان سے اور انھونکو بھی آکر انھون نے تحریص کی اور عہد کیا کہ خیبر کا ایک سال کا خرما انھونکو دیوین پس باہر نکلے قریش اور قاید انھونکا یعنے آگے چلنے والا انھونکا ابوسفیان بن حرب تھا اور اسکے ساتھ تین سو گھوڑے اور ہزار اونٹ تھے پس مدینے کیطرف چلے اور مر الظہران مین نام ہو منزل کا قبایل عرب اسلم اور اشجع اور ابو مرہ اور کنانہ اور فرازہ اور غطفان انبوہ کی جمعیت سے آکر ملحق ہوئے اس فوج سے یعنے ابوسفیان بن حرب سے جو مر الظہران آیا ہوا تھا اور یہ سب مل کر دس ہزار ہو گئے اور لشکر اسلام تمام تین ہزار کے قریب پہونچا اور انھون مین چھتیس گھوڑے تھے اس سبب سے اوسکو غزوۂ احزاب بولتے ہین جب یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی تب مہاجرین اور انصار کو طلب فرما کر اس احزاب کے مقدمے مین مشورت کی پس سلمان فارسی کی اشارت سے یعنے اوسکے جتانے سے قرار خندق کھودنے پر پڑا پس ایک موضع کے تئین طلب کیا کہ ایک مکان ٹھہرانے کیواسطے صلاح کی کہ اوسمین خندق کھدوا چاہیے اور بعضے اطراف جو مدینے کی عمارتونسے اور بناؤن سے مسدود یعنے سد کیے گئے سد یعنے دیوار اور محفوظ تھے اور بعضے موضعے جو جبل کیطرف ہین اور مدینے کی مشرق کیطرف ایک فضا کھلی ہوئی تھی اس موضع کو خندق کھودنے کے لیے اختیار کیا اور عسکر ہمایون یعنے لشکر مبارک نے سلع کے نیچے قرار پکڑا سلع نام ہو مدینے کے پہاڑ کا اور خیمہ ادیم سرخ کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے برپا کیا ادیم بہ معنے چمڑا ہو اور اول خندق کے موضع کو خط کھینچا یعنے لکیر کھینچی اور تقسیم کی اٹھارہ اٹھارہ آدمی کو چالیس چالیس گز اور ایک روایت ہے یہ کہ اٹھارہ شخصون کے حصے مین دس گز پہونچی زمین خندق کھودنے کی اور سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ دس آدمیون کے برابر اکیلے کام کرتے تھے روایت کرتے ہین کہ سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر روز پانچ گز کھودتے تھے کہ عمق اوسکا یعنے گہرائی اوسکی بھی پانچ ہی گز تھی مہاجرین اور انصار کو آپس مین نزاع یعنے قضیہ اور جھگڑا ہوا کہ انصار کہتے تھے سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمارا ہو اور مہاجر کہتے تھے ہمارا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے سلمان منا اہل البیت یعنے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہی اہل بیت سے اور روایت کرتے ہین قیس بن صعصعہ ایک مرد تھا عاین یعنے نظر لگانے والا کہ چشم زخم اوس سے لوگونکو پہونچتا تھا

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اُسنے نظر لگائی سلمانؓ بحکم العین حق یعنے نظر لگنا سچ ہے زمین پر گرا اور
بیہوش ہوا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی فرمایا اوس جنابؐ نے چاہیے کہ قیس بن صعصعہ
وضو کرے اور پانی وضو کا ایک ظرف میں جمع کرے اور اس وضو کے پانی سے سلمانؓ کو دھووو
اور وہ برتن پانی کا اوسکے یعنے سلمانؓ کی پیٹھ کے پیچھے اوندھا دین اصحابؓ نے ویسا ہی کیا
فی الحال یعنے فوراً سلمان رضی اللہ عنہ اچھے ہوگئے اور اسیطرح ایک واقعہ ایک دوسری جگہ میں بھی گذرا
ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے میں دیکھا کہا میں نے ہرگز ایسا اندام لطیف
اور پوست نرم نہیں دیکھا اگرچہ مخدرہ عورت سے ہو مخدرہ خدیرہ سے آیا ہے پہ معنے مستورہ
عورت یعنے کسی مستورہ کا بھی ایسا لطیف بدن نہیں دیکھا یہ عامر کا کہنا تھا اور سہل کا زمین
پر گرنا پس حضور اطہر میں عرض ہوئی کہ سہل بن حنیف زمین پر گرا ہے اور سر اپنا نہیں اُٹھا سکتا
فرمایا کہ وہ کسپر تہمت کرتا ہے یعنے یہ کیفیت فلانے کے سبب سے ہوئی کہا ہاں عامر نے
ایسی بات کہی اور سہل زمین پر گرا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی طور کا علاج
یہاں بھی کیا جیسا سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کیا تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا عامر کو غسل کرے اور
اپنا منہ دھووے اور دونوں ہاتھ اور دونوں آرنج یعنے کہنیاں اور دونوں زانو اور اپنے پاؤں کے
اطراف کو اور اوس پانی کو ڈال سہل پر ایسا ہی کیا فی الفور شفا ہوئی اور کُھل گیا القصّہ لوگ
خندق کھودنے میں مشغول ہوئے اور اسباب کھودنے کا مثین اور بیل اور توشہ اور
زنبیل یہود بنی قریظہ سے بعاریت لیا اور بنی قریظہ اس وقت میں اسلام سے صلح رکھتے
تھے اور اونکے عہد و میثاق میں تھے اور قریش کا آنا مدینے پر مکروہ جانتے تھے اور ہوا
بنہایت سرد تھی اور بھوک اصحابؓ پر غالب حفر یعنے گڑھا کرتے تھے اور خاک اپنے کاندھوں پر
اوٹھاتے تھے اور اونکوں پاس غلام نہ تھے کہ کام کریں اور جب دیکھتے حضرتؐ اونکے رنج اور تعب کو
اور انکو نکی جوع کو یعنے بھوک کو حفر خندق میں باآواز بلند فرماتے اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر
الانصار والمہاجرۃ یعنے اے پروردگار کوئی عیش نہیں بہتر مگر آخرت کا عیش پس بخش تو انصار اور مہاجرین کو
کہتے ہیں کہ یہ قول عبداللہ بن رواحہ کا ہے کہ فضلا اور شعرا صحابہؓ سے تھا کہ تمثّل کیا حضرتؐ نے اوس سے یعنے اوسکا
قول اور یہ یعنے صحابہ بھی فریاد اٹھاتے تھے اور کہتے تھے نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا ابدا المعنی ہمنے بیعت

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جہاد کے جبتک باقی رہین ہم ہمیشہ اور بعضی روایتون مین اسکے آخر مین
یہ رجز زیادہ آیا ہی وہن عضلا والقارۃ ہم کلفونا النقل الی الحارۃ یعنے ای پروردگار لعنت کر تو عضل اور قارہ
کے تئین نام ہین دو قبیلون کے یعنے بیزار ہو تو کہ تکلیف دی انھون نے ہمکو پتھرون کے بوجھ کی اور
صحیح بخاری مین براء بن عازب کی حدیث سے آیا ہی کہ جب احزاب کا روز ہوا اور خندق کھودی
حضرت کو دیکھا مین نے کہ اٹھاتے تھے خندق کی مٹی کو یہانتک کہ پوست شکم مبارک کا خاک سے
چھپ جاتا تھا اور حضرت کے بدن مبارک پر بال بہت تھے پس سنا مین نے اوس جناب سے کہ
ابن رواحہ کے اس کلمات کو پڑھتے تھے شعر اللھم لولا انت ما ھتدینا ٭ ولا تصدقنا ولا
صلینا ٭ فانزلن سکینۃ علینا ٭ وثبت الاقدام ان لاقینا ٭ ان الاولی بغوا علینا ٭ وان ارادوا فتنۃ
ابینا ٭ اور بلند فرماتے تھے اس کلمے سے آواز اپنی اور کہتے تھے ابینا ابینا یعنے اباکی ہم نے
پہلے مصرع کے معنے یہ ہین ای پروردگار اگر نہوتا تو نہ پاتے ہم ہدایت یعنے تیرے فضل سے ہمنے ہدایت
پائی دوسرا مصرع اور نہ صدق لاتے ہم اور نہ پڑھتے ہم نماز یعنے تیری عنایت سے یہ فیض ہمکو ہوا اور
یہ سعادت تیسرا بس بھیج تو سکینہ یعنے سکون و قرار ہمارے اوپر چوتھا اور ثابت رکھ ہمارے
قدم اگر ملاتی ہون ہم یعنے جسوقت ہم کفار سے مقابل ہون اوسوقت ہمکو ثابت قدم رکھ
پانچوان تحقیق کہ گروہ اولے نے بغاوت کی ہمپر چھٹا اور اگر ارادہ کیا انھون نے فتنہ کے تئین
اباکی ہمنے منظوم الٰہی گر نہوتا تیرا افضال ٭ ہدایت مین نپاتے سرفرازی ٭ نہوتا صدق سے
کچھ ہمکو بہرہ ٭ نہوتے ہم مصلی اور نمازی ٭ تو کر نازل ہمارے پر سکینہ ٭ کر اپنے لطف سے یہ چارہ
سازی ٭ ہمارے ہووے جب دشمن سے مٹھ بھیڑ ٭ ہمین ثابت قدم رکھ اور غازی ٭
ہمارے سے ہوے جو لوگ باغی ٭ اباکرتے ہین ہم وے فتنہ سازی ٭ اور یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ
حضرت کے بدن پر موہت تھے قسطلانی نے کہا ہی یعنے سینہ مبارک پر موہت تھے اور کہا ہے
قسطلانی نے کہ یہ بات معارض ہی اس خبر کے تئین جو ذکر ہوا اس جناب کی صفت مین کان دقیق
المسربہ یعنی ایسے مو تھے کہ شکم سے سینے تک تھے اور جمع کیا گیا ہی کہ منافات نہین رکھتے کثرت
سے وقت یعنے منتشر مونہ تھے بلکہ مستطیل تھے یہ طول سے آیا ہی اور بہ تحقیق ظاہر ہوئین
خندق کے روز نشانیان اعلام نبوت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک انھون

سے جو کچھ صحیح بخاری مین ہی روایت کی ہی جابر نے کہ کہا ہم کرھا کھود رہے تھے خندق کے تئین
ناگاہ پیش آیا ایک بڑا سا پتھر نہایت سختی مین ایسا کہ بیل اور متین یعنے سبل اور پھاڑرا اوس
مین کارگر نہو سکین پس آکر اصحاب نے حضرت کے حضور مین عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ ایک کدیہ ہی کہ عارض ہوا ہی خندق مین کدیہ بضم کاف ایک پتھر کے قطعہ کو بولتے ہین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یہ سنکر کھڑے ہوے اور یہ کہ شکم مبارک اوس جناب کا پتھر سے بندھا ہوا ہی مارے بھوک کے
اور رہ رنگ یعنی دیر کی تھی ہمنے کہ کچھ نہین چکھی تھی چیز چکھنے کی حضرت نے متین کو اپنے ہاتھ مین لیا اور
اس کدیہ پر یعنے اس قطعہ سنگ پر مارا پس ہوگیا وہ پتھر ایسا جس طرح ریت سیلان کرتی ہی یہ روایت
بخاری کی ہی اور بتحقیق احمد اور نسائی کے نزدیک زیادہ اس سے واقع ہوا اسناد حسن سے
براء کی حدیث سے کہ کہا جس وقت حکم کیا رسول خدا نے کہ خندق کھودین اوس وقت آگے آیا
ہمارے تئین ایک ایسا سنگ سخت کہ سبل اوس مین کارگر نہین ہو سکتی یہ شکایت ہمنے حضرت
کے حضور مین کی حضرت وہان تشریف لائے اور متین کے تئین لیکر بسم اللہ بولے اور مارا
اس پتھر پر پس پراگندہ ہوا ثلث اوس پتھر کا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان شام کی
قسم خدا کی تحقیق کہ دیکھتا ہون مین شام کے سرخ سرخ قصرون کو اس گھڑی پھر دوسرے بار
اس پتھر پر حضرت نے متین مارا اور ٹوٹا دوسرا ثلث اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان
فارس کی اور خدا کی قسم دیکھتا ہون مین مدائن کے سپید سپید کوٹھون کو یعنے بالاخانون کو اس گھڑی
اور وصف کی اوس جناب نے مدائن کے بالاخانون کی سلمان سے سلمان نے عرض کی کہ
قسم اوس خدا کی جسنے آپکو برحق بھیجا ہی ایسے ہی ہین وہ بالاخانے جیسے وصف کی آپ نے گواہی
دیتا ہون مین کہ تم برحق خدا کے رسول ہو مداین نام ایک شہر کا ہی فارس نوشیروان کا بنایا ہوا بعد
اسکے جو بار تیسرا اس پتھر پر مارا پس ٹوٹ گیا بقیہ اوس پتھر کا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھے کنجیان
یمن کی اور قسم خدا کی کہ دیکھتا ہون مین صنعا کے دروازون کو اس جگہ مین جہان کھڑا ہون
اس گھڑی اور معجزات سے جو صادر ہوا ان دنون مین قصتہ تکثیر طعام کا تھا جابر کے گھر مین اور
باب معجزات مین ذکر اسکا گذرا تکثیر یعنے بہت ہونا اور دوسرا معجزہ یہ ہی بیان اسکا یہان ہی ضرور
ہی کہ ایک لڑکی خرما تھوڑے سے لیے ہوئے حضرت کے حضور سے گذری حضرت نے پوچھا کہ یہ کیا ہی اسنے

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جہاد کے جبتک پاتے رہین ہم ہمیشہ اور بعضی روایتون مین اسکے آخر مین
یہ رجز زیادہ آیا ہی وسن عضلا والقارہ ہم کلفونا النقل الحجارہ یعنے ای پروردگار لعنت کر تو عضل اور قارہ
کے تئین نام ہین دو قبیلون کے یعنے بیزار ہو تو کہ تکلیف دی انھون نے ہمکو پتھرون کے بوجھ کی اور
صحیح بخاری مین براء بن عازب کی حدیث سے آیا ہی کہ جب احزاب کا روز ہوا اور خندق کھودی
حضرت کو دیکھا مینے کہ اٹھاتے تھے خندق کی مٹی کو یہانتک کہ پوست شکم مبارک کا خاک سے
چھپ جاتا تھا اور حضرت کے بدن مبارک پر بال بہت تھے پس سنا مین نے اوس جناب سے کہ
ابن رواحہ کے اس کلمات کو پڑھتے تھے شعر اللہم لولا انت ما ہتدینا ٭ ولا تصدقنا ولا
صلینا ٭ فانزلن سکینۃ علینا ٭ وثبت الاقدام ان لاقینا ٭ ان الاولی بغوا علینا ٭ وان ارادوا فتنۃ
ابینا ٭ اور بلند فرماتے تھے اس کلمے سے آواز اپنی اور کہتے تھے ابینا ابینا یعنے اباکی ہم نے
پہلے مصرع کے معنے یہ ہین ای پروردگار اگر نہوتا تو نہ پاتے ہم ہدایت یعنے تیرے فضل سے ہمنے ہدایت
پائی دوسرا مصراع اور نہ صدق لاتے ہم اور نہ پڑھتے ہم نماز یعنے تیری عنایت سے یہ فیض ہمکو ہوا اور
یہ سعادت تیسرا پس بھیج تو سکینہ یعنے سکون و قرار ہمارے اوپر چوتھا اور ثابت رکھ ہمارے
قدم اگر ملاقی ہون ہم یعنے جس وقت ہم کفار سے مقابل ہون اوسوقت ہمکو ثابت قدم رکھ
پانچوان تحقیق کہ گروہ اولے نے بغاوت کی ہمپر چھٹا اور اگر ارادہ کیا انھون نے فتنہ کے تئین
اباکی ہمنے منظوم الٰہی گر نہوتا تیرا افضال ٭ ہدایت مین نپاتے سرفرازی ٭ نہوتا صدق سے
کچھ ہمکو بہرہ ٭ نہوتے ہم مصلی اور نمازی ٭ تو کر نازل ہمارے پر سکینہ ٭ کر اپنے لطف سے یہ چارہ
سازی ٭ ہمارے ہووے جب دشمن سے مٹھ بھیڑ ٭ ہمین ثابت قدم رکھ اور غازی ٭
ہمارے سے ہوے جو لوگ باغی ٭ ابا کرتے ہین ہم وے فتنہ سازی ٭ اور یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ
حضرت کے بدن پر مو بہت تھے قسطلانی نے کہا ہی یعنے سینہ مبارک پر مو بہت تھے اور کہا ہے
قسطلانی نے کہ یہ بات معارض ہی اس خبر کے تئین جو ذکر ہوا اس جناب کی صفت مین کان دقیق
المسربہ یعنی ایسے مو تھے کہ شکم سے سینے تک تھے اور جمع کیا گیا ہی کہ منافات نہین رکھتے کثرت
سے وقت یعنے منتشر مونہ تھے بلکہ مستطیل تھے یہ طول سے آیا ہی اور بہ تحقیق ظاہر ہوئین
خندق کے روز نشانیان اعلام نبوت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک انھون

سے جو کچھ صحیح بخاری مین ہی روایت کی ہی جابرؓ نے کہا ہم گڑھا کھودتے تھے خندق کے تئین
ناگاہ پیش آیا ایک بڑا سا پتھر نہایت سختی مین ایسا کہ بیل اور متین یعنے سبل اور پھاوڑا اوس
مین کارگر نہو سکین پس آکر اصحابؓ نے حضرتؐ کے حضور مین عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ ایک کدیہ ہی کہ عارض ہوا ہی خندق مین کدیہ بضم کاف ایک پتھر کے قطعہ کو بولتے ہین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یہ سنکر کھڑے ہوئے اور یہ کہ شکم مبارک اوس جنابؐ کا پتھر سے بندھا ہوا ہی مارے بھوک کے
اور روز نکہ یعنی دیر کی تھی ہمنے کہ کچھ نہین چکھی تھی چیز چکھنے کی حضرتؐ نے متین کو اپنے ہاتھ مین لیا اور
اس کدیہ پر یعنے اس قطعہ سنگ پر مارا پس ہوگیا وہ پتھر ایسا جس طرح ریت سیلان کرتی ہی یہ روایت
بخاری کی ہی اور بتحقیق احمدؒ اور نسائی رحؒ کے نزدیک زیادہ اس سے واقع ہوا اسناد حسن سے
براء کی حدیث سے کہ کہا جسوقت حکم کیا رسول خداؐ نے کہ خندق کھودین اوس وقت آگے آیا
ہمارے تئین ایک ایسا سنگ سخت کہ سبل اوس مین کارگر نہین ہو سکتی یہ شکایت ہمنے حضرتؐ
کے حضور مین کی حضرتؐ وہان تشریف لائے اور متین کے تئین لیکر بسم اللہ بولے اور مارا
اس پتھر پر پس پراگندہ ہوا ثلث اوس پتھر کا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان شام کی
قسم خدا کی تحقیق کہ دیکھتا ہون مین شام کے سرخ سرخ قصرون کو اس گھڑی پھر دوسرے بار
اس پتھر پر حضرتؐ نے متین مارا اور ٹوٹا دوسرا ثلث اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھکو کنجیان
فارس کی اور خدا کی قسم دیکھتا ہون مین مدائن کے سپید سپید کوٹھون کو یعنے بالاخانون کو اس گھڑی
اور وصف کی اوس جنابؐ نے مدائن کے بالاخانون کی سلمان رضؓ سے سلمان رضؓ نے عرض کی کہ
قسم اوس خدا کی جسنے آپکو برحق بھیجا ہی ایسے ہی ہین وہ بالاخانے جیسے وصف کی آپ نے گواہی
دیتا ہون مین کہ تم برحق خدا کے رسول ہو مداین نام ایک شہر کا ہی فارس نوشیروان کا بنایا ہوا بعد
اسکے پھر بار تیسرا اس پتھر پہ مارا پس ٹوٹ گیا بقیہ اوس پتھر کا اور کہا اللہ اکبر دی گئین مجھے کنجیان
یمن کی اور قسم خدا کی کہ دیکھتا ہون مین صنعا کے دروازون کو اس جگہ مین جہان کھڑا ہون
اس گھڑی اور معجزات سے جو صادر ہوا ان دنون مین قصہ تکثیر طعام کا تھا جابرؓ کے گھر مین اور
باب معجزات مین ذکر اسکا گذرا تکثیر یعنے بہت ہونا اور دوسرا معجزہ یہ ہی بیان اسکا یہان بھی ضرور
ہی کہ ایک لڑکی خرما تھوڑین سیلے ہوئے حضرتؐ کے حضور سے گذری حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہی اسنے

کہا تھوڑی کھجوریں ہین کہ میری مان نے میرے باپ کیواسطے بھجوا کے ہین تا ناشتہ کرے حضرتؐ نے فرمایا
لگے لا ان کھجورونکو وہ لڑکی آگے لائی اور اس خرما کو اُس جنابؐ کے ہاتھ پر اُسنے رکھدیا حضرتؐ نے ایک چادر
طلب کی اور اُن کھجورونکو اوسپر ڈالدیا اور ایک مرد کو فرمایا کہ تمام اہل خندق کو بلاؤ سب حاضر ہوئے
اور اپنے خاطر خواہ سب خرما کھا کر پھر گئے اور کہتے ہین کہ کام کیا ہی درمیان خندق نزدیک بیس روز
کے ہی اور بعضے روایتون مین کامل ایک مہینے تک بھی آیا ہی اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی کہ
چھہ روز مین سرانجام پایا یعنے چھہ روز مین خندق کھد کر تمام ہوئی ظاہر اوس جماعت نے یعنے جو
راوی اوپر نام لیے گئے انھون نے اس واقعے کی تمامی مدت کے روزون کو کہا ہی اور مسامحہ کر کے
خندق کے اتمام سے منسوب کیا واللہ اعلم مسامحہ یعنی سہل انگلنا اور چھوڑنا اور نرمی کرنا جب حضرؐ خندق
سے فارغ ہوئے تب پیدا ہوا لشکر قریش کا ساتھ اُن قبیلون کے جنھون نے اونکی مطاوعت
اور موافقت کی مطاوعت طوع سے آیا ہی یعنے رغبت اور تابعداری اور اوترے گروہ
کفار اوس وادی مین جہان جمعیت لشکر کی تھی دس ہزار اشرار سے اور اوترے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سلع پہاڑ کی طرف تین ہزار غازیون کے ساتھ اور درمیان اوس جنابؐ کے اور
قوم کے خندق تھی پس دشمن خدا حیی بن اخطب ابوسفیان کے کہنے سے اور اپنی عداوت
ذاتی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا تھا اور عداوت جو اوسکو بنو النضیر کے
دیار وطن سے حاصل ہوئی تھی کعب کے پاس گیا جو صاحب عقد اور عہد تھا بنو قریظہ کا اور
بلایا اوسکو طرف قریش کے بنو قریظہ جو حضرتؐ کے عہد مین تھے یعنے عہد و پیمان مین
تھے سو انھون نے ابا کی اس سے یعنے قریش کی طرف جانے سے اور اوس پر
دروازہ بند کیا یعنے اوس حیی پر اور گالیان دین کعب نے حیی کے تئین اور کہا اے
میشوم ہمنے آپس مین عہد کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئین نقض عہد یعنے توڑنا
عہد کا نہین کر سکتے ہم پس حیی نے مبالغہ کیا دروازہ کھولنے مین اور حیلے کیے اسنے اوسمین
اور طعنہ کیا کعب کے تئین کہ تو اس سبب سے شاید نہین دروازہ کھولتا ہی کہ ایسا نہو ضیافت کرنا
پڑے کیونکہ کوئی خصلت درمیان عرب کے خست اور بخل سے بدتر نہ تھی کعب کے تئین یہ بات اوسکی
بہت دشوار آئی دروازہ کھول دیا اور اوسکے ساتھ جلیس اور ہم صحبت ہوا ہر چند حیی نے اوسکو حضرتؐ

کی مخوا الفتہا ہین اور نقض عہد مین ترغیب دی لیکن اُسنے قبول نکیا اور ابا کی لیکن حیی نے شیطنت اور حیلہ
گری سے جو اوسکی صفت خاص تھی حیلے اور مکر سے اوسکو اپنے مدعا پر لایا لعنت خدا کی اوسپر پس سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کے تئین بھیجا تھا کہ بنو قریظہ کی خبر لادے اور ایک روایت
مین یون ہی کہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کے تئین اور ایک جماعت اصحاب کو بھی بھجوایا تا کہ انھون
کو نصیحت کرین یعنی بنو قریظہ کے تئین اور باز لاوین انکو خلاف سے اور نقض عہد سے پس پایا انھون نکو
یعنے قریظہ کو خبیث تر اور زیادہ بدکردار اور جب قیام کیا قریش نے اور قبائل عرب نے عداوت پر حضرت کی
اور استیصال کرنے اہل اسلام کے فوق سے اور تحت سے آئے یعنے ہر طرف سے آئے اور اجتماع کیا اور خبر
بنو قریظہ کے نقض عہد کی یعنی عہد و پیمان توڑنیکی موکد اس حال کی ہوئی تب اشتداد پایا مسلمانونکی خوف نے
یعنے اہل اسلام کو شدت سے خوف ہوا اور عظیم ہوئی بلا انھونکی حضرت نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل لیکن ضعفا کے
اہل اسلام کے دل کفار کی شوکت اور کثرت سے اڑنے لگے اور انکھین نہایت رعب سے خیرہ ہوگئین یعنی تھکی رہگئین
جیسا قول حضرت حق کا اس حال سے خبر دیتا ہی اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت
القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ہنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا یعنے یاد کرو
اُسکو جب آئے تمھارے پر گروہ کفار کے تمھارے فوق سے یعنے وادی کے اوپر سے اور تمھارے
تحت سے یعنے اسفل وادی سے اور جب پھر گئین آنکھین احداق مین احداق جمع حدقہ کی
یعنے خانہ چشم اور خیرہ ہوئین خوف سے اور پہونچے قلوب جمع قلب کی یعنی دل حنجرون تک
خوف سے حنجرہ بمعنی حلق ہی حناجر اسکی جمع اور ظن کیا تم نے یعنے گمان کیا تم نے خدا سے کئی
طرحکے گمان مسلمانون کا گمان یہ کہ حق تعالے اپنے دین کو غالب کرے گا اور مومنونکو نصرت
دے گا اور منافقون کا گمان یہ کہ لشکر اہل اسلام تاب جنگ احزاب کی نہ لا کر مستاصل
ہوگا وہان آزمائے گئے اہل اسلام اور ثابت قدم اہل تزلزل سے ممتاز ہوئے اور
ہلائے گئے بلا سخت یعنے گھبرا کے بیتاب ہوگئے اور منافقین اور جو لوگ ضعیف الایمان تھے
سو کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمسے وعدہ کرتا ہی کہ قیصر اور کسریٰ کے خزانے اور گنج
ہمارے ہاتھ آوینگے اور حال یہ کہ ہم ایسے درماندے اور بیچارے ہوئے ہین وہان یہ آیہ نازل
ہوا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا یعنے اور یاد کر تو

اٹھاو کر جب کہا منافقون نے اور اُن لوگون نے جنکے دلونمین مرض ہے یعنے ضعیف الاعتقاد نہین وعدہ کیا ہمسے خدا نے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر وغرور کا یعنے فریب اور ایک جمعیت نے اُنھونسے یعنے لشکر اسلام سے جو ضعیف الاعتقاد تھے اذن چاہا اور بہانہ ڈھونڈھا کہ ہمارے گھر خالی ہین اور کوئی نہین کہ محافظت کرے اوسکی جیسا کہ فرماتا ہے حضرت جل وعلا واذ قال طائفة منهم یا اہل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منهم النبی یقولون ان بیوتنا عورة وما ہی بعورة ان یریدون الا فرارا یعنے یاد کر اُسے کہ کہا اہل گروہ نے اہل اسلام سے اور منافقون سے اے اہل یثرب نام ہے ایک سرزمین کا مراد مدینے سے رہنے کی جگہہ نہین واسطے تمھارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکرگاہ مین یا یہ کہ کھڑا ہونا یہان کیا وجہ رکھتا ہے یعنے کھڑے رہنے کی جگہہ نہین واسطے تمھارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکرگاہ مین یا یہ کہ کھڑا ہونا یہان کیا وجہ رکھتا ہے یعنے کھڑے رہنے کی جگہہ نہین پس پھر و تم اپنے گھرونکو جو مدینے مین رکھتے ہو یا یہ کہ اقامت دین اسلام پر نہین وجہ رکھتی ہے پھرو تم اپنے باپ دادے کے دین کی طرف اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دو اور اذن طلب کرتے ہین ایک گروہ اُنھون سے پیغمبر کے تئین کہتے ہین تحقیق کہ گھر ہمارے خالی ہین اجازت دو کہ جادین اور اُسے دشمن سے بچادین اور حال یہ کہ گھر اونکے خالی نہین ہین نہین جاتے ہین اس جانے سے مگر بھاگنا جنگ سے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کے تئین سو آدمی سے بھجوایا تاکہ حراست یعنی نگہبانی مدینے کی محالات کی اور مدینے کے گھرونکی کرین اور قریش نے چوبیس روز تک یا ستائیس روز تک اختلاف اقوال سے یعنے ان دونون قول کے اختلاف سے اہل اسلام کو محاصرہ کیا فرغہ کیا یہانتک کہ کام انھون پر تنگ آیا اور محاصرے کے دنون مین ہر رات زید بن بشر رضی اللہ تعالی عنہ ایک ایک جماعت سے نگہبانی حضرت ص کے خیمے کی کرتا تھا اور مشرک آتے تھے اور حضرت ص کے خیمے کا قصد کرتے تھے لیکن مجال نہین رکھتے تھے کہ خندق سے پار ہو لیکن القصہ محاربہ اور مقاتلہ میان دونو لشکر کے واقع ہوا بسبب حیدر کرار صاحب ذوالفقار علی مرتضی سے اوس غزا مین وہ وہ مبارزت اور مقاتلت واقع ہوئین کہ حد قیاس سے اور عقل کے احاطے سے باہر جیسا کہ اخبار مین واقع ہوا ہے لمبارزة علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة یعنے تحقیق مبارزت

جنگ کرنا علی ابن ابی طالب کا افضل ہی میری امت کے اعمال نیک سے روز قیامت تک
کذا فی روضۃ الاحباب اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
حق مین اور شمشیر اپنی جسکا نام ذوالفقار تھا اس جناب کو عطا کی اور جتنی مشقت اور محنت اور تعب جو
حضرت ہم کو اس غزوے مین پہونچی کسی غزوے مین ایسی نہین پہونچی تھین اگرچہ اُحد کی جنگ مین بھی
بہت سی شدتین اور کوفتین ہم پہونچی تھین لیکن سب ایکا ہی دن تھین اور صرف اکیلے قریش ہی تھین
اور یہان قبائل عرب کے تمام جمع ہوکر مقام اہلاک اور استیصال اپنے مین کھڑے ہوے تھے اور ایک
اس غزوہ عظیمہ سے قصّہ سعد بن معاذ کے زخمی ہونے کا ہی روایت ہی عائشہ رضہ سے کہ کہا
ایام خندق مین ایک روز مقابل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے کفار نے جنگ شروع کیا تھا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوے پیادہ یا سوار تھے اور روایت کی ہی کہ عائشہ رضہ کہتی
ہین کہ مین اوس روز سعد بن معاذ کی مان کے ساتھ مدینے کے حصنون سے ایک حصین مین تھی کہ سعد
بن معاذ گذرتا تھا یعنے چلا جاتا تھا کوتاہ اور تنگ زرہ پہنے ہوے ایسی کہ ہاتھون کو اور پانؤن کو
اوس کے کافی اور وافی نہ تھی کافی کفایت سے آیا ہی اور وافی وفا سے اور حال یہ کہ سعد بن
معاذ مرد عظیم جثہ اور طویل القامت تھا ام سعد نے کہا اے میرے بیٹے جلدی جا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق ہو عائشہ رضہ کہتی ہین مین نے کہا اے ام سعد اور وہ ایک زرہ ایسی کہ
تمام بدن اوسکا ڈھپے پہنے ہوتا تو بہتر تھا مجھے ڈر ہی کہ ایسا نہو کہ وہ تیر کھاوے ام سعد نے کہا
حکم کرتا ہی خدا جو کچھ حکم کرنے کا ہی یعنے جو کچھ خدا چاہے گا سو ہوگا اور جب سعد بن معاذ
خندق کے کنارے آپہونچا حسان بن العرقہ نے کفار کی صف سے نکل کر ایک تیر
اوس پر پھینکا اور کہا خذ انا ابن العرقہ یعنے لے اس تیر کو روک مین بیٹا عرقہ کا ہون
اور وہ تیر سعد کے اکحل پر لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرق اللہ وجہک
فی النار اکحل اوس رگ کو کہتے ہین جو درمیان بند ذراع کے ہو کہ جب کٹ جاے اور چھوڑ دینا
جتنا خون آدمی کے بدن مین ہو تمام باہر آوے اور اُسکو عرق الحیات کہتے ہین اور ہفت اندام
کی رگ بھی کہتے ہین اور ہر ایک رگ مین اُس سے ایک شعبہ یعنے ریشہ ہی اگر ہاتھ مین ہو تو اکحل
کہتے ہین اور اگر پشت مین ہو تو ابہر بولتے ہین اور اگر ران مین ہو تو نسا بولتے ہین

اور عرق النسا جو نام بیماری کا ہی مشہور سو اس معنی سے ہوا اور جب سعد مجروح ہوا اور جانا سعد نے کہ اس
جراحت سے زندگانی مشکل ہی کہا ای پروردگار اگر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش سے اور
بھی جنگ ہوگی تو مجھے مت مار تا کہ انھون سے مقاتلہ کرون اور نہین تو یہ تیر جو مجھے لگا ہی اسی کو میری
شہادت کا سبب کر لیکن اوتنی مہلت دے مجھے کہ مین بنو قریظہ کو اپنی مراد مین دیکھون یعنے جو میری
مراد ہی کہ دے تباہ ہون اس طرح سے مین انھین دیکھون فی الحال لہو سعد کے زخم سے نکلتا جو تھا
سو بند ہوگیا اور قصہ بنی قریظہ کا اسکے بعد معلوم ہوگا اور صحیح بخاری مین عائشہ رضہ سے روایت کرتے
ہین کہ سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالے عنہ نے دعا کی ای پروردگار تو جانتا ہی کہ کوئی قوم نہین ہے
زیادہ محبوب نزدیک میرے کہ جہاد کرون مین انھون کے ساتھ تیرے دین مین اوس
قوم سے جس نے تکذیب کی تیرے رسول کی اور باہر نکالا وسے ای پروردگار اگر باقی
رہا ہو قریش سے ایک بھی جہاد کرنا تو باقی رکھ تو مجھکو تا کہ جہاد کرون مین انھون سے
اور اگر رکھی گئی حرب اور باقی نہین رہی تو بس موت دے مجھے اس جراحت مین پس
شکستہ ہوئی جراحت اور روان ہوا خون اور مستجاب ہوئی دعا اوسکی اور روایت کرتی ہین
کہ ایک روز کفار نے تمام اتفاق کیا اور یکبارگی چارون طرف سے خندق کے جنگ ہونے
لگی اور اوس رات تک مقاتلہ ہوا ایسا کہ نماز ظہر کی اور شام کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور
اصحاب سے فوت ہوئی وقوع اسکا یعنے نماز فوت ہونیکا صلوۃ الخوف کی شرعیت سے آگے
ہی یا نسیان کی جہت سے ہوا اور جنگ ہونے کے بعد فرمایا اوس جناب نے بلال کو کہ اذان دیوے
اور اقامت کھینچے حضرت کے حکم سے بلال رضنے اذان دی اور اقامت کھینچی حضرت نے ظہر کی
نماز ادا کی بعد اسکے ہر نماز کے بعد اقامت پڑھی اور نمازون کو بترتیب قضا کیا ترتیب کے
معنے آراستہ کرنا اور ترتیب اُسے کہتے ہین کہ ہر چیز کو اپنے موقع سے لاوین جسکی جہان شان مقتضی ہو
اُسے وہان نصب کرنا اسی معنی سے کہ بترتیب قضا کیا یعنے اول نماز کو اول اور دوسریکو بعد اسکے

اور تیسری علی ہذا القیاس اور کافرون پر دعا کی اوس جناب نے ملاء اللہ بیوتہم وقبورہم نارا کما شغلونا
عن صلواۃ الوسطی العصر یعنے پر کرے اللہ تعالے بیوت اور قبور جمع قبر کی اور بیت کے معنی گھر انھون کے
آگ سے جس طرح باز رکھا میرے تئیں نماز وسطی یعنے نماز عصر سے اور یہ حدیث صریح ناطق ہی کہ مراد

صلواۃ وسطے نماز عصر ہی اور اختلاف ہوا اصحاب رض کے علما کے تعین صلواۃ وسطے کے تعین مین کہا ہی
اونھون نے کہ وقوع اسکا یعنے صلواۃ وسطی کا اونھون کے اجتہادات سے ہی اس حدیث کی اطلاع
سے آگے اور بعد از اطلاع اوپر اوسکے اختلاف کی مجال تنگ ہی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ
آفتاب نے غروب کیا اور تصریح بھی آئی ہی کہ حتی غابت الشمس یعنے یہانتک کہ غائب ہوا آفتاب
نہین کہا غائب الشمس اور کہا غابت الشمس مگر اسواسطے کہ شمس تانیث سماعی ہی مگر ہندی فارسی
مین مذکر آیا ہی اور بازغہ بھی نام اسیکا ہی اور یوح اور بیضا بھی اور حدیث مسلم مین آیا ہی حتی احمرت
الشمس او اصفرت یعنی یہانتک کہ سرخ ہوا آفتاب یا زرد ہوا اور حدیث بخاری مین بعد ما کادت الشمس او اصفرت
یعنے یہانتک کہ سرخ ہوا آفتاب یا زرد ہوا اور حدیث مین بعد ما کادت الشمس تغرب ہی یعنے بعد اوس چیز
کے قریب ہی کہ شمس غروب ہوئے اور ہوسکتا ہی کہ اشتغال کے سبب سے وقت نماز پڑھنے کا
گذر گیا ہوا اور نماز بعد نماز مغرب کے واقع ہوئی ہو ایسا ہی کہا ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے
اور مقتضا بھی اس روایت مشہورہ کا وہ ہی کہ فوت نہین ہوئی مگر عصر کی نماز اور موطا مین ظہر کی
نماز کا بھی ذکر کیا ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ شاغل یعنے مانع آئے مشرکین چار نمازون سے
اور تخصیص عصر کی نماز کی فوت ہونے سے ذکر اور حسرت یعنی افسوس کھانا اوپر اوسکے اوس نماز کی
کثرت فضیلت کی جہت سے ہی واللہ اعلم اور نووی نے کہا ہی کہ طریق جمع کا وہ ہی کہ واقعہ خندق کئی روز
باقی رہا یعنے ایام مین یہ ہوا اور بعضو نمین وہ اور تدبیرات الٰہی سے ایک تدبیر جو مشرکون کے
مخذول ہونے مین درمیان اس غزوے کے واقع ہونا تفرقے کا اور اختلاف کا ہی درمیان
اس قبائل کے جنھون نے اجتماع اور اتفاق کیا تھا سبب اسکا وہ تھا کہ نعیم بن مسعود اشجعی
غطفانی نے حضرت صلعم کے نزدیک آکر مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین مومن اور مسلمان
آیا ہون اور میرے اسلام سے کوئی خبر نہین رکھتا چاہتا ہون مین کہ حق کسی خدمت اور اعانت
کا نسبت کرنے آپ کی اور آپ کے یارون کی بجالاؤن اور ان قبیلون کے درمیان تفرقہ اور
جدائی اور خلاف پیدا کرون سبحان اللہ کیا حکمت الٰہی ہی لیکن اذن دیجیے کہ جو کچھ چاہون سو کہون فرمان
ہوا ہان کہو فان الحرب خدعۃ ہی پس نعیم قریش اور قبائل کے نزدیک گیا اور ہر ایک سے مقدمات اور کلمات
کرنے لگا کہ آپس مین مختلف ہوئے اوس کلام سے اور انھون سے بیزار ہوئے اور متنفر ہوئے و منتشر بھی

بیزاری ہی کے معنی پر جو نفرت سے آیا ہی اور مخالفت درمیان اونکے پڑی اور متزلزل ہوئے مرکز
اتفاق اور استقامت سے پس نعیم پہلے بنی قریظہ کے پاس آیا کہ تم نے معلوم کی میری دوستی
اور محبت کو اپنے سے جانو تم کہ قریش اور غطفان محمد صلعم کی جنگ مین آئے ہین اور تم اونکی
کی کمک کرتے ہو نہین جانتے ہو تم کہ یہ کچھہ نکر سک کر ملول ہون اور اپنے دیار کو پھر جاوین اور
تمکو محمد صلعم کے اور اوسکے اصحابؓ کے ہاتھہ مین چھوڑ جاوین اور تمکو قوت اونکے مقابلہ کی نہو اور
تمام تم مستاصل ہو مستاصل استیصال سے آیا ہی اور اصل مادۂ اشتقاق اسکا اصل ہی یہ کہکر قریش کے نزدیک آیا
اور غطفان کے مانند انھین باتون کے اونسے متکلم ہوا اور اتفاق اور ایتلاف سے اونکو باز رکھا
ایتلاف کے معنے بہم آنا اور ملنا اور یہ سب اوس جنابؐ کی دعا کا اثر تھا جو اوس جنابؐ نے لشکر احزاب پر
دعا کی تھی اللہم منزل الکتاب تو سریع الحساب اہزم الاحزاب وزلزلہم وانصرنا علیہم یعنے ای پروردگار
بھیجنے والا ہی تو کتاب کا اور تو سریع الحساب ہی ہزیمت دے تو احزاب کے تئین اور لغزش مین
ڈال تو اونھین قوم کفار کو اور نصرت دے ہمارے تئین اوسی قوم کفار پر اور جابر بن عبد اللہ
انصاری رضہ سے آیا ہی کہ جنگ خندق کے اواخر مین پیغمبر خدا نے متصل تین دن پیہم مسجد فتح مین دعا
کی دوشنبے کے روز سہ شنبے اور چہار شنبے کے روز ما بین ظہر و عصر کے تھا کہ دعا اوس جنابؐ کی
مستجاب ہوئی جابر کہتا ہی کہ مجھے کوئی واقعہ پیش نہ آیا مگر اس ساعت مین مین نے دعا کی اور
مستجاب ہوئی اور بعضے مشایخ طریقت نے جو کہا ہی کہ چہار شنبے کے روز ما بین ظہر اور عصر کے
شریف وقت ہی اور محل استجابت ہی ایسے وقت مین مشغول دعا ہوا چاہیے گویا اس جگہہ سے
اونھون نے استنباط کیا ہی یعنے کیا ہی اور امام احمد رضہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ کہا
ہمنے خندق کے روز یا رسول اللہ صلعم کوئی ایسی دعا ہی کہ جس سے قلوب بحناجر پہونچے فرمایا اللہم
استر عوراتنا وآمن روعاتنا اور ابن ظفر کے ینبوع الحیات مین نام کتاب کا ہی آیا ہی کہ حضرت صلعم
نے یہ دعا کی یا صریخ المکروبین ویا مجیب المضطرین اکشف ہمی وغمی وکربی تری ما نزل بی و باصحابی
پس مستجاب ہوئی دعا اور بھیجا حق تعالی نے باد صبا کے تئین تا کہ زلزلہ کفار کے لشکر مین ڈال دیوین
دیگچی ہانڈی برتن اونھون کے اوندھے کرتی تھی اور خیمے اونھون کے اوکھاڑتی تھی
اور نازل کیا حق تعالی نے ایک جماعت ملائکہ کے تئین تا کہ اونھون کے خیمونکی طنابونکو کاٹتے

سے تھے اور خیمونکو اکھاڑ ڈالتے تھے اور انکی آگ بجھاتے تھے انکا خوف اور رعب انکے دلون مین
پیدا ہوا کہ سواے بھاگنے کے انھون نے کوئی چارہ نہ دیکھا جیسا کہ یہ آیۂ قرآنی اُس حال سے خبر دیتا ہے

یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروہا وکان اللہ بما تعملون بصیرا
وکفی اللہ المومنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا پس نازل ہوئی باد صبا اور اوسنے اکھاڑ ڈالیں خیمین اور گرایا
انکے خیمونکو اور زمین پر پٹکا انکی دیگون کو اور منھ پر انکے سب کے ڈالا خاک کے تئین اور
انکے گھوڑون کو اور پتھر ڈالے انکی کرچیون کو اور سنتے تھے وہی ہر طرف سے اور ہر گوشے سے اپنے لشکر کی
تکبیر کے تئین پس بھاگے وے شبا شب یعنے راتون رات اور چھوڑ دیا انھون نے اپنے اسباب
کے بھاری بھاری بوجھون کو معنی اُس آیت کے یہ ہین۔ اے وے لوگ جو ایمان لائے ہین یاد کرو
تم خدا کی نعمت کے تئین کہ انعام فرمایا تمپر جسوقت آئے تمپر جنود جمع جند بمعنی لشکر اور جنود کہی لشکر
کفار قریش کے اور غطفان کے اور کنانہ کے اور یہود کے لشکر پس نازل کیا یعنی بھیجا ہمنے اوپر انکے
بیج کے تئین یعنے ہوا کو مراد باد صبا سے اور بھیجا لشکرون کو جنکو تم نے نہین دیکھا یعنے فرشتون کو
اور خدا دیکھتا ہی جو کچھ تم کرتے ہو اور کفایت کرتا ہی اللہ تعالے مومنین کے قتال کو اور ہی اللہ
بہت قوی اور عزیز یعنے غالب اور شیخ عماد الدین کثیر اپنی تفسیر مین لایا ہے کہ اگر حق تعالے اپنے پیغمبر رحمۃ
للعالمین کو نہ پیدا کرتا تو یہ ہوا جو کفار احزاب پر نازل ہوئی اشد ہوتی اُس باد عقیم سے جو
عادیون پر خدا کے غضب سے نازل ہوئی عقیم بمعنی بانجھ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین ابن عباسؓ سے
ایک نادر اور عجیب و غریب نکتہ لایا ہی کہ کہا لیلۃ الاحزاب مین لیلۃ بمعنی شب باد صبا نے باد شمال سے
کہا آ ہم تو چلکر رسول خدا کی کمک کرین باد شمال نے جواب دیا ان الحرۃ لا تسیر باللیل یعنے حرہ عورت
راتکو نہین چلتی حرہ بمعنی اصیل و آزاد عورت حقتعالی کا باد شمال پر غضب ہوا اور اُسکو عقیم گردانا پس جس ہوا
نے اس شب رسول خدا کو نصرت دی سو باد صبا تھی اور اسی واسطے فرمایا سرور عالم صلعم نے نصرت
بالصبا واہلکت عاد بالدبور یعنے نصرت دیا گیا مین باد صبا سے اور ہلاک ہوئی قوم عاد کی باد شمال
سے دبور باد شمال کو کہتے ہین اور کہا گیا ہی کہ سبب اسکا مطلع ثریا سے بنات النعش تک ہی اور مقابل
اُس کے دبور ہی ثریا اُن ستارونکو کہتے ہین جو چھوٹے چھوٹے ایک جگہ چھ سات معلوم
ہوتے ہین لیکن خدا جانے دو کتنے ہین اور نجوم کے قاعدے مین بقراط اور ارسطاطالیس حکیم

اور خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ اِن سبکا ایک ہی قول ہی کہ وہ چھہ ستارے ہین بطور نیچے سرخر نگ
زبان برج مین اُسے نجومی کرزکا بولتے ہین اور عورتونکی اصطلاح مین ساتہ سہیلیونکا جمکا بولتے ہین اور
بنات النعش اون ستارونکو بولتے ہین جو بڑے بڑے سات ہین چار بصورت چارپائی اور تین بصورت
ترپولیہ اونمین منجھلے ستارے کے نیچے ایک ستارا مخفف بہت ذرا سا محسوس ہوتا ہی عورتین اُسکو
کھٹولہ بولتی ہین اور فارس مین اُسے ہفت وادران کہتے ہین وادر خطہ خراسان مین بھائی کو بولتے ہین ادر
وادران جمع وادر ہی اور شمال بفتح اول و بکسر اول بھی وہ ہوا ہی کہ آگے آتی ہی تیرے دست راست سے جسوقت
تو مستقبل کھڑا ہو اور صحیح وہ ہی کہ وہ ہوا ہی کہ مہب اُسکا مابین مطلع شمس کے اور بنات النعش کے یعنے
جہان خورشید طلوع کرتا ہی اور بنات النعش نکلتے ہین ان دونونکے مابین سے وہ ہوا بہتی ہی یا یہ کہ مطلع شمس سے
نسر طائر کے مسقط تک اور قریب ہی کہ شکو بھی شمال نکلے ذکر ہذا کلہ فی القاموس صبا کیا ہی تمام احوال ہمائیونکا یاد
قاموس مین اور روایت کرتے ہین کہ جب حذیفہ بن الیمان حضرتؐ کے فرمان سے جس شکوکہ یہ کفار بھاگتے
تھے انھونکے منازل مین گیا دیکھا کہ ایک طوفان ہوا کا درمیان اُنھونکے پیدا ہوا ہی کہ ایک دیگر کے
بوجھے سر پر نہین رہنے دیتی اور انھون کے خیمون کو اکھاڑتی ہی اور آگ اُنھونکی اُڑا لیجاتی ہے
بجھاتی ہی اور گھوڑے اُنھون کے لشکر کے درمیان جولان کر رہے ہین اور پتھرونکی آواز آتی ہی
جو اُنھونکے منازل مین پڑتے ہین ابو سفیان کے تئین دیکھا کہ اپنے خیمے سے باہر نکلکر اپنے تئین آگ سے
سینک رہا ہی حذیفہ نے تیر کو کمان مین جوڑا چاہا کہ اسپر چلا دے لیکن حضرتؐ نے جو فرمایا تھا کہ خبردار تو
کچھہ دستبرد مت کیجیو یہ سوچکر اُسنے وہ تیر اپنے جیبے مین رکھا آہ کاشکے مارتا اُسکے تئین اور لوگون کو
اُسکے شر سے چھڑاتا اور تحقیق کہ آپ ہی چھٹکارا حاصل ہوئی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اب پھر یعنے کفار
ہماری جنگ کو نہ آوینگے بلکہ ہم انھونکے اوپر لشکر کشی فرماوینگے ایسا ہی ہوا کہ اُس غزوے کے بعد
اُنھونکو فرصت اور مجال اتنی نہوئی کہ مسلمانونکی جنگ پر آوین اور اودھو نپر لشکر کشی کرین اور سال
آیندہ حضرت بقصد عمرہ حدیبیہ مین گئے اور یہ جانا مبدا مکےؐ کی فتح کا اور تمامی فتوحات
کا ہوا کہ انا فتحنا لک فتحاً مبینا اشارت طرف اوسبات کے ہی حذیفہ کہتا ہی کہ جب اُنھون کے
لشکر سے پھر ا راہ مین مینے دیکھا کہ بیس سوار ہین سپید پگڑیان باندھے ہوئے سب مجھے کہنے
لگے خبر دے تو اپنے صاحب کو کہ حق تعالی نے تیرے دشمن کے شر کو تجھسے کفایت کیا جب

حضرتؐ کے حضور میں سو بیچا دیکھا ہیئے کہ حضرتؐ مشغول نماز ہین اور اگر کبھی اُس جناب کو کوئی امر درپیش آتا تو نماز میں مشغول ہوتے اون جناب نے ہاتھ سے اشارت کی کہ آگے آ تو آگے گیا اور اوس جناب کو بیٹے بشارت دی تبسم فرمایا ایسا کہ ایک نور اون جناب کے دانتوں سے چمکا والحمد للہ یہ تھی عاقبت قریش نافرجام کی اور ابوسفیان بدعاقبت کی جن نے لشکر کشی کی تا کہ پیغمبرؐ کو مستاصل کرے اون جناب کا کوئی کس طرح استیصال کر سکتا ہے کہ پروردگار تعالیٰ اسکے دین اور اوسکے اقبال کو چاہتا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون سننے اسکے مکر رگذرے اللھم صل علی محمد وآل محمد قدر حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ وجودہ ونوالہ وخاتمہ وجلالہ اور کہتے ہین کہ جب ابوسفیان غزوۂ خندق سے پھرا اپنی قوم کے درمیان بیٹھا ہوا تھا بولا کوئی ایسا ہو تمھارے درمیان میں کہ مدینے میں جاوے اور قابو پا کر انتقام ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھینچے کہ بازاروں میں سے وہ پیغمبر رفتار کرتا ہے اور ایسا تبلیغ رسالت میں مشغول ہے کہ دشمن و دوست کوئی ہو کسی خیانت کیطرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ تیری شقاوت اتنی کچھ ذلت اور خواری کھینچی اور برہان دیکھی اور ابھی اس خیال سے نہیں باز آتا کیسی شقاوت ہے اور شقاوت اور عداوت خدا اپنی پناہ میں رکھے لیپسے سے پس ایک اعرابی پیدا ہوا اور ابوسفیان سے بولا کہ تو اگر میری تقویت کرے تو میں اس مہم کی کفایت کرون اور ایسا ایک خنجر تیز اور بُران میرے پاس ہے کہ ایک لحظے مین اوسکا کام تمام کرون ابوسفیان نے ایک اونٹ اوسکی سواری کیواسطے دیا اور زاد راہ بھی اوسے سونپا اور پوشیدہ اس بھید میں اوسے وحشت کی اعرابی مدینے کیطرف جھپٹا اور حضرتؐ بعض قبائل سے ایک مسجد میں تھے کہ اوس میں بیٹھے ہوئے تھے اور مشغول بہ نصیحت تھے اعرابی وہان گیا اور بولا ایکن ابن عبد المطلب یعنے کہان ہے عبد المطلب کے فرزند کا فرزند حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو قصد میرے ہلاک کا رکھتا ہے اور فرمایا سچ کہو کہ راستی ہی سے تیرا چھٹکارا ہوگا اعرابی نے حقیقت حال عرض کی حضرتؐ نے اوسے امان دی اور فرمایا جا جہان جانا چاہتا ہے اعرابی نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ بعد اسکے بولا یا رسول اللہ جب میں نے آپکو دیکھا عقل میری اُس دم زائل ہوگئی اور لرزہ میرے اندام پر پڑا اور کسیکو میرے ضمیر پر اطلاع نہ تھی مگر میں اور ابوسفیان جانتے تھے پس میں نے معلوم

کیا کہ تیرا علم یعنی آگاہ کرنیوالا اور حافظ تیرا خدا ہی ابوسفیان اور شیطان کی دشمنی سے کیا ہوسکتا ہی
اعرابی یہ بات بولتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسّم فرماتے تھے اور اسی سال مین غزوۂ خندق کے
واقعے کے قریب غزوہ بنی قریظہ کا تھا بنی قریظہ ایک بزرگ قبیلے کا نام ہی یہود سے کہ بنی النضیر کے
عدیل ہین بنی النضیر وہ کہ جنھون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاء وطن کیا اور عدیل لغت مین اوسے
کہتے ہین کہ اونٹ کے کجاوے کے دونون پلون پر دو شخص بیٹھین ہر ایک کو عدیل دوسرے کا بولتے ہین
یہان اسی معنی سے ہی یعنے کثرت اور شوکت مین نظیر بنو النضیر کے تھے اور متبادر او ہام مین ایسا
آوے متبادر تبادر سے آیا ہی معنے ظاہر ہونا او ہام جمع ہی وہم کی یعنے لوگون کے ذہن مین یون
آوے کہ باعث اس غزوے کا یہ ہوگا کہ جب انھون نے نقض عہد کیا اور قریش سے اتفاق باندھا
اور انھون کے درمیان حیی بن اخطب جو بنی النضیر کے قبیلے سے تھا اور باعث نقض عہد اور مادۂ
شر اور فساد ہوا اور وہ پیغمبر خدا کے اعدائے حقیقی سے تھا سو انھون کے عہد اور حلف مین آکر یعنے
ہم سوگند اور ہم عہد ہو کر اسی جگہ اُسنے توطن اختیار کیا تھا چاہیے کہ قطع مادہ اور رفع فساد کرین
لیکن اسکے باعث یعنے اسی حیی بن اخطب کے باعث یہ ہوا بلکہ غزوۂ خندق سے حضرت م کے
گھر مین پہونچنے کے بعد متصل جبرئیل علیہ السلام آئے اور استعجال کیا یعنی جلدی اور کہا کہ حکم الٰہی اور
اسبات کے ہی کہ اسی ساعت بنی قریظہ پر چلا چاہیے اور ڈھیل نکیا چاہیے اور مین جو جبرئیل ہون اور اور
ملائک جو میرے ہمراہ ہین ہمنے ابھی تک اپنے ہتھیار تن سے نہین کھولے چنانچہ یہ ماجرا اُس قصّے کے
ضمن بیان مین بتفصیل و تحقیق بیان ہوگا یعنے معلوم ہوگا اور اگر ایسا بھی ہو کہ بظاہر حضرت م کے
تدبیرات کے سبب ہو تو یہ بھی حقیقت مین حکم اور تقدیر الٰہی سے ہی کیونکہ جو خدا تعالیٰ چاہے سو ہی
پیغمبر بھی اور تمامی غزوات مین یہی حال ہی لیکن یہان بظاہر جبرئیل بھی آئے اور انھون نے حکم
الٰہی پہونچایا اور جو ایسا حکم کہ اُس قوم کے قتل پر واقع ہوا چنانچہ آوے گا سو بھی اسی سے جانا
چاہیے جان کہ جب حضرت م غزوۂ خندق سے مدینے مین آئے اسی روز بنو قریظہ کا غزوہ
واقع ہوا عائشہ رض روایت کرتی ہین کہ حضرت م میرے گھر مین تھے اور اپنے سر و تن کو گرد و غبار
سے دھو رہے تھے اور ہتھیار کھول کر غسل فرماتے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ سر مبارک
ایکطرف سے دھویا تھا اور دوسری جانب سے نہین دھویا اور ایک روایت مین یون آیا ہی

که فاطمہ زہرا کے گھر مین تھے اور عادت شریف اوسپر جاری تھی کہ جب کسی غزوے سے یا سفر سے
پھرتے تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر مین آتے اور سر انکا بوسہ فرماتے بہر تقدیر یعنی بہر صورت
خواہ یہان تشریف رکھتے تھے خواہ وہان یکایک ایک مرد نے گھر کے باہر سے سلام کیا حضرت صلعم اوٹھے
اور باہر تشریف لیگئے مین بھی پیچھے سے گھر کے دروازے تک گئی دیکھا تو دحیہ کلبی تھا کہ غبار
اوسکے منھ پر اور اگلے دانتون پر بیٹھا ہوا اور ایک سپید اونٹ پر سوار تھا حضرت صلعم نے اپنی
رداے مبارک سے غبار اوسکے سر اور منھ سے پونچھا اور اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کلام
کیا جب گھر مین تشریف لاے فرمانے لگے کہ یہ جبرئیل تھا کہ جسنے مجھے کہا کہ بنو قریظہ کیطرف متوجہ ہوا
چاہیے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ ایک دستار استبرق کی سر پر باندھے ہوے ایک بغلے پر
کہ جسپر دیبا کا قطیفہ تھا سوار ہوکر آئے یعنے جبرئیل استبرق یعنی دیباے سبز دیبا مشہور ہے بغل کہتے
ہین خچر کو قطیفہ ریشمی کپڑے کو بولتے ہین بہت نرم ہوتا ہی بعضے ادیم کو بولتے ہین سرخ کو اور ادیم وہ
چمڑا ہی جو یمن مین بنتا ہی اور حدیث بخاری مین آیا ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے
پھرے اور ہتھیار اوتارے اور غسل کیا جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ تم نے ہتھیار
اوتارے اور ہم نے اپنے ہتھیار ابھی تک نہین کھولے باہر آؤ کہ حق تعالے تمکو امر کرتا ہے
کہ بنو قریظہ کی طرف جاؤ خدا کی قسم مین جاتا ہون تاکہ اونکے حصار کو پامال کرون اور
توڑ ڈالون اور زلزلہ ڈالون ایسا کہ جس طرح مرغی کے انڈے کو پتھر مارتے ہین یہ کہکر آگاڑی
گئے جبرئیل فرشتون کے ساتھ انس رض کہتا ہی کہ گویا مین دیکھتا ہون کہ ایک غبار کے تئین کہ
بنی غنم کے کوچون مین اٹھا ہوا ہی جبرئیل کے موکب سے موکب اُن سوارون کو کہتے ہین جو
امیر کے ساتھ سوار ہون اور معنی تھوڑا لشکر خاصگی سوارون کا پس حکم کیا سرور عالم نے بلال رض
کے تئین کہ ندا کرے مدینے مین کہ اے خدا کے سوارو سوار ہو اور فرمایا کہو جو کوئی سننے والا اور اطاعت
کرنیوالا خدا کے حکم کا ہی چاہیے کہ نہ پڑھے نماز عصر کی مگر بنو قریظہ مین اور علی مرتضی کو علم دیا اور
لشکر کا مقدمہ گردانا مقدمہ یعنے ہراول جو ٹکڑے فوج کے کہ لشکر سے مقدم ہون اور خلیفہ فرمایا
ابن مکتوم کو مدینے کا اور سوار ہوے اپنے گھوڑے پر جسکا نام لحیف تھا اور دو گھوڑے اور
جنیبت کبھی جنیبت کوتل گھوڑے کو کہتے ہین اہل فارس اوسے یدک بولتے ہین اور اہل اسلام

بھی ہتیار ہو کر نکلے اور صدیق اکبر رض جانب یمین اور فاروق اعظم رض طرف یسار اور آگے آگے اُس جناب م کے اعیان یعنی بزرگان مہاجرین اور انصار تین ہزار فرد تھے اور چھتیس گھوڑے اور راہ میں اوس جناب م نے بنی النجار کے قبیلے کو دیکھا کہ سوار ہو کر منتظر کھڑے ہوئے ہیں پوچھا تم کو کسنے کہا جو تم ہتھیار پہنکر کھڑے ہو بولے دحیہ کلبی نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا جو آگے گیا ہی جب وقت عصر کا پہونچا بعضے اصحاب رض نے نماز راہ میں پڑھی اور گمان کیا اُنھوں نے حضرت م کے قول کو کہ نہ پڑھو عصر کی نماز مگر بنی قریظہ نے او پر مبالغے اور تاکید کے اور جلدی ہو نیسرمیں یعنے شتابی روانہ ہونے کے لیے حضرت نے فرمایا اور بعضوں نے نماز نہ پڑھی مگر بعد از وصول بنی قریظہ کی منازل میں وصول پہونچنا اور قضا ادا کی نماز عشا کے بعد اس جہت سے کہ عمل کیا اُنھوں نے اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر قول پر کہ نہی کی اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ عصر پڑھنے سے مگر بنی قریظہ کے درمیان اور اُس حضرت م نے فعل اُن دونوں گروہ کا مسلم رکھا یعنے مقرر اور سلامت رکھا یعنے جنھوں نے نماز پڑھی اور جنھوں نے نہ پڑھی اور کسیکو زجر نفرمایا اور یہ قضیہ حجت ہوتا ہی یعنے دلیل اہل اجتہاد کے تئیں وہ مجتہدین جو اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے عمل کرتے ہیں اور گروہ محدثین کے تئیں بھی جو اہل ظاہر ہیں جو بظاہر احادیث عمل کرتے ہیں رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں دیتے پس بوجہہ باقی رہا یہ کہ ذکر صلوٰۃ عصر کا روایت بخاری میں ہی اور علماے اہل مغازی میں بھی یہی روایت مشہور ہوئی ہی اور مسلم کی روایت میں صلوٰۃ ظہر کر کے آیا ہی ساتھہ اتفاق بخاری اور مسلم کے دونوں نے ایک روایت پر ساتھ شیخ واحد پر اسناد واحد پر اور موافقت کی ہی مسلم کے تئیں ابوالعلی اور ابن سعد اور ابن حبان نے یعنے مسلم کی روایت پر یہ تینوں متفق ہیں اور جمع کیا ہی اُنھوں نے روایتوں کے تئیں اس احتمال سے یعنے اس گمان سے کہ شاید ایک گروہ سے پیش از حکم ظہر کے نماز پڑھ چکے ہوں اور ایک گروہ نے نہ پڑھی ہو پس فرمایا ہو اوس جناب م نے اُس گروہ کو جنھوں نے نماز نہیں پڑھی کہ چاہیے کہ نہ پڑھے تم میں سے کوئی ظہر کی نماز کو مگر بنی قریظہ میں پہونچکر اور کہا اوس گروہ کے تئیں جو آگے گئی تھی نماز ظہر کی اور جو لوگ کہ پیچھے لگے انکو فرمایا کہ صلوٰۃ عصر کو اور کہا ہی بعضوں نے جمع میں یعنے دونوں روایتوں کے اجتماع میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگوں کے تئیں جو بنی قریظہ کی منازل

سے نزدیک ستھے لا یصلین احد الظہر یعنے نہ پڑھے کوئی ایک نماز ظہر کی اور فرمایا ضعیفونکے تئین اور دور والونکو
صلوۃ عصر کی کذا قال القسطلانی واللہ اعلم اور پہونچے حضرت صلعم بنی قریظہ کی منازل مین ما بین شام کے اور
خفتن کے اور ابن اسحق کہتا ہے کہ محاصرہ کیا یعنی گھیر لیا انکو پچیس روز تک اور ابن سعد کی روایت
سے پندرہ روز اور سعد بن ابی وقاص کہتا ہے کہ دن سے رات تک اونھون کیطرف تیر چلاتے تھے اور کہا
کہ کھانا ہمارا اوس عرصے مین خرما تھا اور حضرت صلعم نے فرمایا بہترین کھانا ہے وہ اور محاصرہ کے ایام مین طول
کھینچا مت ڈالا حق تعالے نے انھونکے دلون مین رعب اور وحشت کے تئین کہا اونھون نے کہ ہم
بنی النضیر کی طرح جلاء وطن اختیار کرتے ہین ہمکو چھوڑ دو کہ ہم اپنے عیال و اطفال سمیت نکل جاوین
اور جتنا کچھ ہمارے اونٹ اوٹھا سکین سوا اپنے ہتھیارون کے زیادہ اوس سے کچھ نہ لے جاوین
حضرت صلعم اسبات پر راضی نہوے پھر اونھون نے کہا کہ اپنے مال اور متاع اور ہتھیارون سے بھی ہم
گذرے رخصت دو کہ ہاتھ اپنے بال بچے کے پکڑ کر دوسری جگہ چلے جاوین فرمایا الا ان تنزلوا علی پس
حیرت مین آ گئے ہوے سب پس کہا کعب بن اسد نے جو اونھون کا رئیس تھا اور حیی بن اخطب نے
جو کعب سے ہم عہد ہوا تھا حصار مین آ کر وہ بھی اوس مجلس مین حاضر تھا کہ ایمان لاؤ تم اے گروہ یہود
محمد سے کہ وہ خدا کا رسول ہے اور وہ کہ نبی ہے جسکی وصف توریت مین تمنے پڑھی ہے اور معلوم کیا ہے
تمنے کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور تم جانتے ہو کہ ہماری تکذیب اور انکار کرنا اوسکے تئین طرف حسد اور
عناد کے ہے اور ہم اخوان اور اموال اور اولاد اور عورتین تمھاری سلامت رہتی ہین پس ابا کی
یہود نے اسبات سے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین سے مفارقت نہین کر سکتے اور توریت پر کسی
کتاب کو نہین چن سکتے یعنے اوسکے سوا اور دوسری کتاب اور کوئی دین نہین اختیار کرسکتے
ہین واہ رے احمقو یہ کیا جہل اور عناد اور شقاوت ہے جان بوجھ کر یہ صلاح دنیا اور آخرت
اسی مین ہے ساتھ اسکے قبول نہین کر سکتے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وجحدوا بہا واستیقنتہا
انفسہم یعنے پہچانتے ہین وے یعنے یہود اوسکے تئین یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کو جس طرح پہچانتے ہین ابنا یعنے اولاد اپنے کے تئین اور انکار کرتے ہین اور طلب یقین
کرتے ہین نفس اونھون کے اور توریت بھی حکم کرتی ہے اس دین پر اور یہی رئیس
انھونکا جو کعب ہے یہ بھی ایمان نہ لایا اور انقیاد یعنی فرمانبرداری نہ کی اور انھونکی یعنے انھین

یہود کی موافقت مین دوزخ کو گیا لوگون کے خوف کی جہت سے کہ کہینگے کہ جان کے خوف سے ایمان
لایا اور اپنی قوم سے مخالفت کی اُسکے بعد کہا ابن کعب نے کہ مین تم کو وصیت کرتا ہون ایک اُن
تینون خصلتون سے اختیار کرو یا ایمان لاؤ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جیساکہ کہا مین نے اور اگر
ابا کرتے ہو اسبات سے تو آؤ اپنے بیٹونکو اور عورتون کو ہم مار ڈالین اور باہر نکلین محمدؐ کیطرف
اور اُسکے اصحابؓ کی جانب جنگ پر دیکھین خدا کیا حکم کرتا ہی اگر ہم مارے گئے اور ہلاک ہوے بارے
کسیکے تئین اپنے پیچھے نہین چھوڑنے کہ دلادر ہوا اور اگر ہمنے اوپر فتح پائی تو جورو بچے اور پیدا کر سکتے
ہین اُنھون نے کہا یہ کسطرح کرین کہ بیگناہون کو مار ڈالین ہم اور یہ کیسی زندگانی ہی جو ہم جورو
بچون بغیر اور متعلقون بغیر جیئین اُسنے کہا اگر یہ بھی نہین کرتے آؤ آج رات ہفتے کی رات ہی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور اصحابؓ تم سے بیفکر اور بے اندیشہ ہین یکایک اُنھون پر ہم ٹوٹین اور شبخون کرین
دیکھین کیا ہوتا ہی اُنھون نے کہا تعظیم سبت کی یعنے ہفتہ جو ہمارے دین مین ہی کسطرح ہاتھ سے
دین کہ اگلون نے یعنے جو لوگ اُنھون سے آگے گذرے ہین کیا ہی اور پہونچا اُنھونکو جو کچھ پہونچا مسخ اور
فسخ سے اور غرائب واقعات سے اس غزوے مین قصہ ابو الباب رفاعۃ بن عبد المنذرؓ اوسی کا ہے کہ
دوست اور ہم سوگند اُنھونکا تھا سو اُنھون نے اوسے حضرتؐ سے طلب کیا کہ اُسے ہماری پاس
بھیجو تاکہ اُس سے ہم مشورت کرین اپنے کام مین پس بھجوایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الباب
کے تئین اُنھون کے پاس اور جب ابو الباب حصار مین در آمد ہوا تب یہود برآمد ہوے اوسکے
استقبال کے واسطے اور جمع ہوئین عورتین اور لڑکے نزدیک اوسکے اور رونے اور فریاد
کرنے لگے اور شکایت کی اُنھون نے محاصرے کی شدت سے اور اپنی پریشانی حال سے ایسا
کہ ابو الباب کو اُنھون پر رحم آیا پوچھا اُنھون نے کہ مصلحت کیا ہی تیرے حکم پر ہم اوتر ین
ابو الباب نے کہا ہان اوترو تم اور اشارت کی اُسنے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کیطرف یعنے اگر
اُترو گے تو تم ذبح کیے جاؤ گے یہ بات کہنا تھا ابو الباب سے اور پشیمان ہونا معاً اور استرجاع
کرنا یعنے پھرنا کہ خیانت کی رسول خدا کے حق مین پس اوترا ابو الباب حصار سے روتا ہوا خجالت
سے بدون اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آوے اور یارون سے ملے مسجد مین گیا
اور اپنے تئین مسجد کے کھمبے سے باندھا اور اب وہ ستون مسجد شریف نبوی مین ستون ابو لبابہ کے نام سے موجود ہی اور موسوم

ہی ابو البابہ کا ستون کرکے اور اوسکے اوپر لکھا ہوا ہی اسطوانۃ ابو البابہ کہا ابو البابہ نے کہ مین نہ جاؤنگا
اس جگہ سے جبتک نہ مجھے خدا نہ بخشے اور اس گناہ پر چاہیے کہ مجھے نہ کھولین کسی وقت ستون سے
سوا نماز کیوقت یہانتک کہ توبہ میری قبول ہو جب یہ خبر حضرت صلعم کے حضور مین پہونچی فرمایا کیا
کیدن اگر وہ میرے نزدیک آتا تو مین استغفار کرتا اوسکے واسطے مطابق اس آیت کے ولو انہم
اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اب جو اوسنے اپنے
تئین درگاہ حق مین باندھا ہی نہ کھولونگا مین اوسے جبتک خدا تعالے اوسکا گناہ نہ بخشے اور توبہ
اوسکی قبول ہو اور بیٹی اوسکی آتی اور خرما اوسکے منھہ مین رکھتی اور تھوڑا پانی پلاتی اور نماز کیوقت کھولتی
تاکہ نماز پڑھے یا قضاے حاجت کرے کہتے ہین کہ اوسنے اپنے تئین ایک بھاری زنجیر سے باندھا
تھا اور پندرہ روزتک اسی طور سے تھا یہانتک کہ اوسکا سمع یعنے سننا جاتا رہا کچھہ نہین سن
سکتا تھا الیاس ہوگیا تھا اور نزدیک تھا کہ اوسکی بینائی بھی جاوے پندرہ روزتک اسی حال
سے تھا یہانتک کہ وحی ہوئی اوسکی قبول توبہ مین اور صورت اوسکی یہ کہ حضرت ام سلمہ رض کے گھر
مین تھے سحر کا وقت تھا کہ ام سلمہ رض نے سنا کہ حضرت ہنستے ہین پوچھا مین نے یارسول اللہ کس
بات سے آپ ہنسے ہمیشہ ہنستا رکھے آپکو حق تعالے فرمایا توبہ قبول ہوئی ابو البابہ کی
اور بخشا گیا گناہ اوسکا ام سلمہ رض کہتی ہین کہا مینے آیا بشارت دون مین اوسکے تئین اس خبر کی فرمایا
ہان دو بشارت اگر چاہتی ہی پس کھڑی ہوئین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے کے دروازے پر اور
یہ ماجرا آیت حجاب سے آگے تھا پس کہا ام سلمہ رض نے یا ابا البابہ بشارت ہو جیو تجھکو کہ قبول
ہوئی توبہ تیری یہ سنکر لوگ دوڑے جو مسجد مین تھے تاکہ اوسے کھولین اوسنے کہا مت کھولو جبتک
نہ آوے رسول خدا اور نہ کھولے اپنے ہاتھ سے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے واسطے
مسجد مین گئے تب کھولا اس جناب نے اوسکو اور صاحب لدنیہ کہتا ہی کہ روایت کی ہی بیہقی نے
دلائل النبوۃ مین مجاہد کی سند سے کہ یہ قول حق تعالے کا اعترفوا بذنوبہم ابو البابہ کی شان مین ہی
جس وقت کہا اوسنے یہود کو جو کچھہ کہا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو ذبح کرینگے اگر اترو گے تم
میرے حکم پر کہا بیہقی نے اور گمان کیا ہی محمد بن اسحق نے کہ ارتباط اوسکا اس ہنگام مین تھا
ارتباط کے معنے بندھنا اور روایت کیے گئے ہین ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جو کچھہ لاالتاکرتا ہی اوسکے

ارتباط پر مسجد کے ستون سے سوا اسکے تخلف کی جہت سے تھا غزوۂ تبوک سے یعنے غزوۂ تبوک سے
جو ابو لبابہ نے تخلف کیا تھا اس جہت سے اپنے تئین مسجد کے ستون سے باندھا تھا جیسا کہ
ابن مسیب نے کہا ہی اور کہا ہو کہ یہان نازل ہوئی ہو آیۂ مذکور یعنے وہی اعترفوا بذنبهم یعنے
اعتراف کیا اونھون نے اپنے گناہ پر پوشیدہ نرہے کہ مشہور وہی قول اوّل ہی اور کتابون مین
مذکور اور مسطور ہی اور تخلف غزوۂ تبوک کا منحصر اُن تین شخصون پر ہی جو آیت قرآن مین ذکر
کیے گئے ہین کہ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا یعنے اُن تین شخصون پر جنھون نے تخلف کیا مگر یہ
کہا جاوے کہ غزوۂ تبوک سے ہی تخلف کرنا مخصوص تین شخصونکا نہین ہی بلکہ سوا اُن کے بھی ہی
کہ ابو لبابہ انھو مین ہی اور توبہ مخصوص اُن تین شخصون پر ہے واللہ اعلم اور یہ باندھنا
ابو لبابہ کا اپنے تئین سکر حال سے تھا جیسا کہ ارباب احوال کو ہوتا ہی نہین تو توبہ عبارت
ندامت سے یعنے پشیمان ہونے سے ہی اور یہ گلانا نفس کا یعنے جان کا اور عذاب دینا جان کو
جیسا کہ ابو لبابہ نے کیا داخل اور لازم توبہ نہین ہی اور اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب رض
نکے تئین نشۂ احوال تھا اور حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے وہ ثابت اور صحیح ہی اور سادات
صوفیہ کو یہان حجت ہی اور وہی اُنکے منکرون پر تواجد بلال کا اس آیت کے نزول سے
انک لا تہدی من احببت یعنے تحقیق کہ تو نہین ہدایت کر سکتا جسکو دوست رکھتا ہی اور قول
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وبا کے ذکر کے نزدیک یہ کہ اللہم لا تحرم معاذ او اہلہ منہا یعنے
الٰہی محروم مت کر معاذ کے تئین اور اوسکے اہل کو اُس سے وبا مشہور ہی تواجد وجد کرنا اور قول
عائشہ رضی اللہ عنہا کا بعد از نزول برارت اُنکی نزاہت کے بعد اہل افک کے مقولے سے
اور کہنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا یا عائشہ اشکری رسول اللہ یعنے یا عائشہ رضی اللہ عنہا
شکر کر حکم رسول خدا کا صلعم قول اُنکا یہ کہ انا لا اشکر الا ربی یعنے مین نہین شکر کرونگی مگر اپنے رب کا
یہ سب اوسی قبیلے سے شمار کیا گیا ہی یعنے اُس سکر حال سے نزاہت اور برارت بہ معنی پاکی
پھر آیا بر سر مطلب جب تنگ ہوا بنی قریظہ پر وہ حصار تب منقاد ہوے یعنے فرمان بردار
ہوے اور راضی ہوے سیجے او ترنے پر حصار سے پس سیجے او ترے عاجز اور مضطر
ہوے حضرت نبوت ... کے حکم سے اور قائم ہوے سعد بن معاذ رض کے حکم پر یعنی جو وہ کہے

اُس ہوجب اُنکی حالت ہو پس حکم کیا حضرت نے محمد بن مسلمہ کے تئین کہ اُنکوں کے مردون کو ہاتھون کو اُنکوں کی گردنون سے باندھو اور عبد اللہ بن سلام کو فرمایا کہ اُنکی عورتون کو اور ذراری کو یعنی ذریات کو یعنی بال بچون کو اور اونکوں کے اموال اور متاع کو جمع کرو کہتے ہین پندرہ سو تلوارین اور تین سو زرہ اور دو ہزار بھالے اور پندرہ سو سپر اُس حصار مین تھین اور اموال اور متاع بہت اور تواضع اور مواشی بیشمار نکلے یعنے گائے بھینس بکری وغیرہ پس عرض کی اوسیون نے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح بنی قینقاع کے حق مین جو ہم سوگند عبد اللہ بن ابی کے تھے آپ نے رحمت ارزانی فرمائی اور سات سو کے تئین جنمین چارسو زرہ پوش تھے آپ بخشدیا اب بنی قریظہ کے حق مین بھی جو ہمارے ہم سوگند ہین اور اپنی عہد شکنی سے پشیمان ہوے ہین مرحمت فرمائی اور اُنکے گناہ سے درگذرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسیون کے معاملے مین کچھ نفرمایا اور تغافل کیا پس اُس جناب کامیاب نے کسیکو سعد بن معاذ کی طلب کے لیے بھجوایا جو جراحت کے سبب سے اُس غزوے سے چلا گیا تھا اوسکے تئین ایک درازگوش پر سوار کرکے لائے درازگوش یعنی گدھا جب وہ بنی قریظہ کی نواحی مین پہونچا اہل اوسکے ایک جماعت نے اُسکے آگے جاکر کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ نے بنو قریظہ کا حکم تجھپر منحصر رکھا ہی اور یہ سب تیرے حلفا یعنے ہم قسم ہین سب نے منھ پھرا کر روی امید تیری طرف لاتے ہین اور عبد اللہ بن ابی کو تو نے دیکھا ہوگا کہ اوسنے اپنے حلفا کے چھڑانے کے لیے جو بنی قینقاع کے قبیلے سے تھے کیسی سعی کی تو بھی بنی قریظہ کے حق مین شفقت اور مرحمت کر کہ بلا سے قتل سے نجات پاوین ہرچند اوسیون نے اسطرح کی باتین سعد بن معاذ سے کہین سعد خاموش رہا اور اُنکا جواب ندیا جب الحاح یعنی گڑگڑانا اُس جماعت کا حد سے زیادہ ہوا تب سعد نے کہا وقت اُسکا نہین ہی کہ راہ خدا مین ملامت کرنے والون کی ملامت کسیکو پہونچے پس ناامید ہوے اور معلوم کیا کہ حکم اُنکوں کے قتل پر کریگا اور جب سعد مجلس نبوی کے قریب پہونچا روایت بخاری مین آیا ہی کہ جب وہ مسجد کے نزدیک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوموا الی سیدکم اُٹھو اپنے سردار کے لیے ایک جمعیت اوسکے قبیلے سے اُٹھی اور سعد کو درازگوش سے اُتار کر ادیم کا وسادہ اوسکا وطار کیا ادیم یعنے چمڑا خوشبو وسادہ یعنے بچھونا وطار یعنے بستر اور نہالی بعضے لوگون نے یہان سے استدلال کیا ہی ثبوت قیام پر

یعنے اگر کوئی مجلس مین آوے اُسکے واسطے اُٹھین اور مجلس مین داخل کرین جیسا کہ اب متعارف ہی اور تمام نہین ہی استدلال کرنا اُنھون کا کیونکہ یہ اُٹھنا سعد کے اُتارنے کے واسطے تھا اور از گوش سے کیونکہ وہ مجروح تھا اور جسیم تھا یعنے عظیم الجثہ تن دار تھا یہ اوٹھنا اوسکی تعظیم اور تکریم کے واسطے نہ تھا اسیواسطے فرمایا اوس جناب نے قوموا الی سیدکم جیسا کہ حدیث بخاری مین ہی انہ سیدکم یعنے اُٹھو اوسکے لیے ہر آئینہ وہ سردار ہی تمھارا اور تعجب ہی روضتہ الاحباب والے نے روضتہ الاحباب مین لسیدکم نقل کیا ہی اور اس نکتے پر مستشعر یعنے شعور پانے والا نہین ہوا اور شارحون نے اسباب مین کہا ہی کہ اگر یہ بقصد تعظیم و تکریم بھی ہو تو کیا کہ آج مصلحت اسمین تھی کہ اُسکو حکم کرنے واسطے طلب کیا تھا اور اسمین تمہید تھی اُسکا حکم لوگون کے قبول کرنے کے واسطے اور اُسکا انقیاد کرنے کے لیے اور مراد مسجد سے جو روایت بخاری مین واقع ہی ایک جگہ ہی کہ جہان دور کر کے لکیر کھینچی تھی بنی قریظہ کے مکان مین نماز پڑھنے کے واسطے مدت اقامت تک اوس جناب کے اُس مقام مین نہ یہ کہ مسجد شریف نبوی ہو اور جب بیٹھا سعد حضور مین اُس جناب کی تب خون اُسکے جراحت کا ٹھہر گیا اور اوسیون نے اُسی بات جو طلب ترحم مین سعد بن معاذ رضہ سے یہود بنی قریظہ کے سبب مین کہا تھا پھر اُسکا اعادہ کیا سعد نے کہا عہد اور میثاق خداے تعالے کا ہی تم سے کہ جو کچھہ حکم کرون اُسمین تم راضی ہو سب نے جواب دیا کہ ہان راضی ہین کہتے ہین کہ سعد نے روے توجہ اوس جناب کیطرف لاکر تعظیم اور ادب سے صریح خطاب سے اجتناب یعنی پرہیز کر کے کہا جو کوئی یہان ہی میرے حکم کرنے مین راضی ہی یعنے ادب صریح خطاب سے مراد یہ تھا کہ نہ کہا آپ میرے حکم کرنے مین راضی ہین حضرت م نے فرمایا کہ حکم وہی ہی جو تو کرے سعد نے کہا کہ مین حکم کرتا ہون کہ اونکے یعنے بنی قریظہ کے مردونکو قتل کرو اور اُنھون کی عورتون کو اور لڑکونکو بردہ کرو اور اموال اُنھون کے مسلمانون مین تقسیم کرو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد تو نے وہ حکم کیا اُنھون کے حق مین جو خداے تعالے نے سات آسمان پر سے کیا تھا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ اے سعد تو نے حکم کیا خدا کا حکم کر کے یعنے جو حکم خدا تعالی نے کیا ہی تو نے وہی حکم کیا ہی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حکم کیا تو نے بحکم ملک بکسر لام یعنی حقتعالی یا بالفتح لام یعنی جبرئیل اور جابر رضہ کی حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے سعد حکم

اگر تو درمیان اُنھون کے سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا اور رسول خدا ہم سزاوار تر ہین حکم کرنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق کہ حکم کیا ہی تجھے خدا ی عزوجل نے کہ تو حکم کرے درمیان اُنھون کے یعنے اُنھون کے حق مین پس حکم کیا اوس جناب نے کہ بنی قریظہ کے ہاتھون کو باندھکر مدینے مین لیجا کر قید کرین کہتے ہین کہ بحالت قید مین اُنھون کے آگے لوگ خرما ڈال دیتے تھے ہاتھ جو اُنھون کے بندھے ہوے تھے اپنے منھ مین خرما لیتے تھے اور کھاتے تھے اور جب حضرتؐ مدینے مین تشریف لائے تب حکم کیا کہ زمین مین کئی کھو کھودی جاوین خندق کے مانند پس علی مرتضیٰؑ اور زبیر اُس جنابؐ کے حکم سے تلوارین کھینچکر اُنکی گردن زنی کرتے تھے اور لہو اُنکو کا خندق مین روان ہوتا تھا حیی بن اخطب کو دست بستہ حضرتؐ کے حضور مین لائے فرمایا ای عدو اللہ آخر دیکھا تو نے حق تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ اسیر گردانا اور خوار کیا اور مجھے تجھپر غالب کیا اور حاکم گردانا ہنوز اُس شقی نے شوخی کر کے کہا کہ مین اپنے نفس کے تئین یعنے ذات کو تیری عداوت مین ملامت نہین کرتا ہون و لیکن من یخذل اللہ مالہ من عزیز مین اپنی عزت طلب کرتا تھا خدا تعالے نے تجھے ظفر دی یہ ملعون نہایت عداوت اور عناد اوس جنابؐ سے رکھتا تھا اور بے اختیار تھا اوس جنابؐ کی عداوت مین جس وقت حضرتؐ مدینے مین تشریف لائے ہجرت کر کے یہی حیی بن اخطب ملازمت مین اُس جنابؐ کی آتا اور صبح سے شام تک خدمت مین رہتا اور نفاق خرچ کرتا ایک رات اپنے گھر گیا یاسر بن اخطب جو اُسکا بھائی تھا اُسنے پوچھا کیون بھائی یہ وہی مرد ہے جسکے وصف ہمنے توریت مین پڑھے ہین بولا ہان یہ وہی ہی لیکن مین اپنے دل مین نہین پاتا مگر عداوت اوسکی اور صفیہؓ جو امہات مومنین سے ہین اوسکی بیٹی تھین جو غزوہ خیبر مین اسیر ہوئین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو یعنے صفیہؓ کے تئین آزاد کر کے نکاح کیا چنانچہ یہ احوال آیندہ آوے گا کہتے ہین کہ جب عیذر کرار نے حیی بن اخطب کے قتل کے واسطے ذوالفقار کھینچی حیی گردن آگے لایا امیر المومنین نے اُسے تلوار مار کر اسفل السافلین کو روانہ کیا اوس کے بعد کعب بن اسد کے تئین ہاتھ گردن سے باندھکر حضور مین لائے حضرتؐ نے فرمایا ای کعب تو ایمان نہین لاتا اور حال یہ کہ تو جانتا ہے کہ مین برحق رسول ہون کعب نے کہا مین تصدیق آپکی کرتا تھا اور اطاعت مین تھا لیکن عار

ونتگ کیواسطے کہ لوگ کہینگے کہ کعب جب عاجز ہوا جان کے ڈر سے ایمان لایا دین یہود پر دنیا سے
جاتا ہون آپکی پناہ تیری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بھی اُسکے یارون سے ملحق کرو
اوسدن رات تک علی مرتضیٰ اور زبیر بنی قریظہ کے قتل مین مشغول تھا اور جب رات ہوئی مشعل
کی روشنائی مین جتنے باقی رہے تھے اُنکو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ مجموع یہ سب چارسو آدمی تھے اور
ایک فرقے نے انھین چھہ سو کہا ہی اور ایک جماعت نے سات سو ذکر کیا ہی اور ایک گروہ نے کہا ہی
کہ وہ نو سو تھے پہلی روایت زیادہ صحیح ہی اور طریق جمع مین کہا گیا ہی اور بعضے ان روایتونکے
اجتماع مین یہ کہ چارسو اصل اور متبوع ہونگے اور باقی اتباع اور خدام یعنے نوکر اور غلام اُنھونکے
اور تقسیم ہوا مال اُنھون کا اہل اسلام پر اور بعضے اسیرونکو آزاد کیا اور بعضون کو ہبہ کیا یعنے بخشدیا
اور ریحانہ بنت عمر کو حضرت نے خاص اپنے واسطے اختیار فرمایا اور ملک یمین کرکے اُسمین تصرف
کرتے تھے ملک یمین اُسے کہتے ہین جو اپنی باندی ہو اور چاہا اُس جناب نے کہ اُسے آزاد کرین اوسنے
عرض کی کہ یارسول اللہ یہی زیادہ آسان تھا مجھکو اور آپ کو واللہ اعلم یہان دو حکایتین
عجیب ہین جو نقل کی گئین ہین ایک یہ کہ ایک بڈھا تھا بنو قریظہ سے جسکا نام زبیر بن باطا تھا
ثابت بن قیس بن شماس نے اوسکی شفاعت کی اس جہت سے کہ وہ ثابت بن قیس پر سابق
کچھہ حق ثابت رکھتا تھا حضرت سے ثابت نے عرض کی کہ یارسول اللہ زبیر بن موطا کو بخشئے
فرمایا بخشا یعنے پھر عرض کی کہ اُسکے عیال اور اطفال کو رقیت کی قید سے اطلاق فرمایئے
رق کہتے ہین غلام کو تا اوسمین مصدری ہی اوسکی ایسے التماس کو بھی اُس جناب نے مبذول رکھا
اور ثابت نے اُسکے اموال کی بھی استدعا کی وہ بھی التماس قبول ہوئی پس پوچھا زبیر بن باطا نے کہ کعب کا
حال کیا ہی اور حی بن اخطب کیا ہوا اور فلان کہان ہی اور فلان کیا ہوا لوگون نے کہا اوس سے کہ یہ
سب راہ عدم کے راہی ہوئے یعنے مارے گئے زبیر بن باطا نے کہا کہ ای ثابت خدا کی قسم کہ
مفارقت اصحاب کی اور مباعدت یعنی دوری اُنھون کی مرنے سے زیادہ تلخ ہی اب اُس سابق کی
خدمت کا جو حق مین تجھہ سے رکھتا ہون کہ حق خدمت کے بدلے میرے حق مین یہ سلوک کر کہ مجھے بھی
اُنھون کے پاس پہونچا پس ثابت نے تلوار کھینچکر اوس واجب القتل کو قتل کیا اور ایک روایت
مین یون ہی کہ زبیر بن باطا کو اُسیکو سپرد کیا کہ اُسنے اپنے سر کو اپنے ہاتھ سے تن سے جدا کیا واہ

کے قبیلے کی عورتوں سے کہ وہ اپنے شوہر کی یاد میں ماری گئی یہ کہ اوسکے فراق سے نالہ کرتی تھی
اور اوسکی آتش محبت مین جلتی تھی ناگاہ ایک شخص نے آواز دی وہ عورت ہنسی خوشی سے
شادان اور خندان دوڑی گئی اور بولی میرے تئین مارنے کے واسطے بلاتے ہو کہا دستور نہین ہے کہ
عورتونکو مارین وہ یہ سنکر کہنے لگی کہ مین بنی قریظہ سے ایک شخص کی اہلیہ تھی اور وہ آپس مین نہایت محبت
رکھتی تھی جب محاصرہ شدت سے ہوا تب میرے خاوند نے کہا کہ اگر محمدؐ کی ہمپر دسترس ہوگی تو مردون کو
قتل کرینگے اور عورتون کو اسیر کرینگے اور بردی بناوینگے مین نے اپنے خاوند سے کہا افسوس ایام
وصال آخر ہوئے مجھکو تیری زندگی ناگوار ہے شوہر نے کہا اگر تو سچ کہتی ہے اور احوال تیرا یہی ہے
تو حیلہ اور مکر تیرے مارے جانے مین یہی ہے کہ ایک گروہ لوگون کا زبیر بن باطا کے قلعے کی
چھانو مین بیٹھا ہوا ہے ایک ایسا سنگ تو اوٹھا لے اور اونھون کے سرون پر لڑکا دے شاید کہ
ایک کوئی اونمین سے مارا جاوے اور تیرے تئین اوسکے بدلے قصاص کو پہونچاوین مین نے
اوس پتھر کو اوپر سے گرا دیا اور خلاد بن سوید پر پہونچا اور وہ اوس سے مارا گیا اس وقت مجھکو
اوسکے قصاص مین طلب کرتے ہین عائشہؓ کہتی ہین کہ ایک مدت ہے کہ مین نہین بھولتی اوس کا
ہنسنا اور خوشی کرنا مقتول ہونے مین واہ واہ عشق اور محبت کی جہالتین اور باطل اس سرحد کو
بھی پہونچتی ہین کہ اپنی جان فدا کرتی ہین اور اس سبب سے خوش حال ہوتے ہین جیسا کہ اوس
بڈھی جہود نے جسکا نام زبیر بن باطا تھا اور اوس ناپاک نا فرجام عورت نے کیا لیکن ایمان لانا
اور اسلام مین آنا اونھونکا زیادہ دشوار اور مشکل تھا اوس سے نعوذ باللہ من الجہل والغوایت جب
اہل اسلام یہود بنی قریظہ کے قتل سے فارغ ہوئے تب سعد بن معاذ کے جراحت کھلے اور اس سے لہو
جاری ہوا اور سعد نے جان بحق تسلیم کی حضرتؐ اوسکی نزع جان کندنی کے فرقت لوسکے سرھانے حاضر
تھے اور اوسکا سر حضرتؐ نے اپنے زانوے مبارک پر رکھا تھا اور فرمایا کہ الٰہی سعد نے تیری راہ مین
زحمتین کھینچین اور تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو حقوق اسلام کے اسکے ذمے تھے سو سب ادا کیے
پس تو روح اوسکی بہترین وجہ سے جس طرح اپنے دوستون کی ارواح کو قبض کرتا ہے قبض کر سعد بن معاذ
نے جب آواز حضرتؐ کی سنی آنکھین کھولین اور کہا السلام علیکم یا رسول اللہ مین گواہی دیتا
ہون کہ تو رسول ہے خدا کا جیسا چاہیے ویسی ہی تو نے تبلیغ کی رسالت کی اور سر اپنا حضرتؐ

کے زانو سے اوٹھالیا اور عذر خواہی کی اور وداع کیا ایک ساعت کے بعد سعد رحمت الٰہی مین داخل ہوا
اور جبرئیل نازل ہوئے مندیل یعنے عمامہ استبرق کا سر پر باندھے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ کون ہی
تمھارے اصحاب سے جسنے وفات پائی اور آسمانون کے دروازے اوسکی روح کے آنے کے واسطے
کھلے ہین پس حضرت محل مین اوسکے تشریف لائے اور سعد کی تجہیز اور تکفین کی اور کہا ستر ہزار فرشتے
سعد کے جنازے پر حاضر ہین اور سعد طویل القامت یعنے دراز قد تھا اور عظیم الجثہ یعنے بڑے بدن
لیکن جنازہ اوس کا نہایت ہلکا تھا لوگ اسبات سے حیران تھے حضرت نے فرمایا کہ ملائک
اوسکے جنازے کو اوٹھائے ہوئے ہین اس جہت سے سُبک ہی اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ اگر کوئی
قبر کے ضغطے کی نجات پاتا سعد بن معاذ ہوتا حقیقت ضغطۂ قبر کی ما قبل گذری فاطمہ بنت اسد
کے وقائع مین لیکن تنگی کی اس بندۂ صالح کے اوپر قبر نے یعنے سعد بن معاذ کے اوپر بعد
اسکے فراخ کیا حضرت حق نے اوسپر اسکی قبر کے تئین اور فرمایا اہتزاز کیا اوسکی موت کے لیے خدا
کے عرش نے مسلم اور بخاری نے اِس حدیث کو روایت کیا ہی اہتزاز کے معنے ہلنا اور اختلاف کیا ہی
علما نے اسکی تاویل مین یعنے یہی جو گذرا اہتز از الموتہ عرش الرحمن پس کہا ہی ایک گروہ علما نے
کہ یہ حدیث محمول ہی ظاہر پر اور اہتزاز عرش تحرک کرنا اُسکا ہی سعد کی روح کی پیش آنے کی فرح
سے با حزن اور اندوہ اوسکی موت سے اور پیدا کیا حضرت حق تعالی نے عرش کے درمیان تمیز اور ادراک
کے تئین کہ حاصل ہوئی اوسے یعنے عرش کو اس سبب سے یعنے تمیز اور ادراک جہت سے فرح اور
شادی اور غم اور اندوہ کیونکہ بدون تمیز اور ادراک کے کسی شی کو فرح اور غم حاصل نہین ہوتا
اور اسبات کا مانع کچھہ نہین جیسا کہ فرمایا حضرت حق نے شان حجارہ مین کہ وان منہا لما یہبط من خشیۃ
اللہ یعنے بہ تحقیق کہ اوسی حجارہ سے ہی یعنے سنگ سے جو کچھہ کہ نیچے اُترتا ہی اور بلندی سے پستی
قبول کرتا ہی خدا کے خوف سے اور ظاہر حدیث بھی ہی اور یہی ہی مختار مازری یعنے مازری کا
مذہب یہی ہی جو کہا ہے کہ ظاہر حدیث حرکت عرش ہی اور منکر اس کا نہین عقل کی جہت سے
کیونکہ عرش جسم ہی ایک اجسام سے کہ قبول کرتا ہی حرکت کے تئین اور سکون کو اور بعضون نے
مراد اہتزاز سے استبشار یعنے طلب بشارت کرنا اور سرور رکھا ہی نہ یہ کہ حرکت چنانچہ عرب
کہتا ہی فلان شخص اہتزاز کرتا ہے مکارم سے یعنے ہلتا ہی بزرگیون سے اور ارادہ نہین کرتے

ہین اس سے اضطراب اور حرکت جسم کی بلکہ ارتیاح یعنے خوشی اور سرور اوس سے یعنے اوس اہتزاز سے
اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ عبارت یعنی یہ کہ اہتزاز الموتہ الخ کنایت اوسکی ہو وفات کی تعظیم کے معنے
بزرگ کرنا اور عرب نسبت کرتے ہین شئی معظم کو مشغلہ شئی سے چنانچہ کہتے ہین کہ تاریک ہوا عالم اور
قائم ہوئی قیامت اوسکی موت سے اور ایک قوم نے کہا ہی یعنے ایک گروہ نے کہ مراد اہتزاز سے اہتزاز
کرنا اوسکے جنازے کا ہی اور اوسکی نعش کا اور یہ بات باطل ہی رد کرتے ہین اسکو صریح روایتین جنکو مسلم نے
ذکر کیا ہی اہتزاز الموتہ عرش الرحمن اور بعضون نے کہا ہی مراد حملہ عرش سے ہی اور روایت کی ہی براء
بن عازب نے کہ پیشکش کیا گیا یعنے نذر کیا گیا واسطے رسول خدا کے ایک حلہ حریر کا پس لمس کرتے تھے یعنے
ہاتھ سے اوس حلّے کو مس کرو دیکھنے سے اصحاب اور تعجب کرتے تھے اوس سے اور کہتے تھے بھیجا گیا حضرت
کے لیے آسمان سے پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ مندیل سعد بن معاذ کی بہشت مین اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ
نرم ہی اور اسباب مین نہایت مبالغہ ہی کیونکہ مندیل ادنی ثیابات ہی ثبات بمعنی چادر اور مندل ہی وہ یعنے
شمار کی گئی ہی میل پونچھنے کیواسطے اور اعضا ملنے کے لیے پس وہ جسوقت ایسی نفیس اور شریف ہو
سوا اوسکے قسم ثیاب سے کچھہ نفیس اور شریف ہونگی اور ابو نعیم محمد بن منکدر کی طریق سے روایت
کی ہی کہ ایک مٹھی مٹی ایک آدمی نے سعد بن معاذ کی قبر سے اوٹھائی اور اپنے ساتھہ اوسے لیگیا بعد
اسکے دیکھتا ہی وہ اوسے کہ مشک اذفر ہی پس فرمایا حضرت صلعم نے سبحان اللہ سبحان اللہ یہان تک کہ
ظاہر ہوا اثر اس تعجب کر نیکا اوس جناب کی وجہہ مبارک مین اور ابن سعد ابو سعید خدری سے لاتا ہی
یعنے اوس سے روایت کرتا ہی کہ گیا تھا مین درمیان اون لوگون کے جنھون نے قبر کھودی واسطے
سعد کے کہ فایح ہوتی اوس سے مشک کی باس اور یہ سب کرامات اور برکات تمام حق تعالی کی رضا
حاصل ہونے سے اور اوسکے رسول کی رضا جوئی کے حصول سے تھین اوس حکم کے ضمن مین جو کہ
حق تعالی نے سعد بن معاذ کی زبان حق ترجمان سے جاری کیا اور اوسیون نے نظر بظاہر حال اور گرفتاری
عرف وعادت اسکے تمیز پا نہ سکے اور اسیواسطے فرمایا حضرت صلعم نے کہ ای سعد تو نے حکم کیا ساتھہ اوس
حکم کے جو خدا کے نزدیک ہی ساتون آسمانون مین اور التفات اوسیون کی بات پر نفرمایا اور اسی
قضیے کے واقع ہونے مین قتل کرنا بنی قریظہ کا اس مخصوص کیفیت سے اور خواری وزاری سے کہ
اٹکلہ نہین کئی سو آدمی کی گردن ماری گئی اور خندق اونھون کے لہو سے بھر ہوئی یہ خالی خرابے سے یعنے تعجب

اور حیرت سے خالی نہین ہی اور کچھ تعجب نہین جو حکم الٰہی سے واجب القتل کا فرون کو اگر ہزار ہون
یا سو ہزار کو ایک جگہہ مین گردن مارین کیا تفاوت کرتا ہی اقتلوا المشرکین کافہ یعنے قتل کرو گروہ اہل
شرک کے تئین تمامی کو اور اذلال یعنے ذلیلین اور اہانت اظہار شوکت اسلام اور عزت اہل اسلام
کی جہت سے ہی اور شاید کہ بعضے ضعیف طبیعتون مین ایسا آتا ہو گا کہ یہ یعنے یہی قتل خلاف صفت رفق
اور مہربانی کے ہی اور یہ بات اعوجاج طبیعت یعنی کجی طبیعت سے اور انحراف جادۂ مسلمانی سے ہے
صفت ایمان کی تحقیق کے بعد سے اور وہ اعتقاد کہ جو کچھ خدا کا رسول کہتا ہی خدا کے حکم سے ہی اور حق ہے
اور یہ وسواس نامعقول اور باطل ہی اور علامت ہی عدم صدق اور ایمان کی کہ اگر حکم الٰہی بنو النضیر کی
جلا وطن پر ہوا اور بنو قریظہ کے قتل پر تو کیا جگہہ نزاع کی ہی کہ کہین کسواسطے وہان جلا وطن کیا
اور یہان قتل یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید کرتا ہی خدا جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہی جو ارادہ کرتا ہی اور
اگر کوئی حکمت طلب کرین اور فرق ڈھونڈھین وہ دوسری بات ہی احتمال رکھتا ہی کہ شدت خبث
اور شرک بنو قریظہ مین زیادہ ہو کیونکہ اونھون نے نقض عہد کیا اور قریش سے جو دشمن اسلام تھے
ملگئے اس جہت سے کہ سزاوار قتل کے اور عذاب کے بیشتر اور اکثر ہوئے یہ بات ان احمقون کی خاطر کہتا ہون
جو گرفتار عقل اور طبیعت کے ہین اور نہین تو جاننا حکمت کا بھی کیا درکار ہی حکمت کے تئین بھی حکیم
مطلق کو سونپین وہ جانین کہ کیا حکمت ہی اور نہین اور مطلع ہونا تمھارا حکمت پر شرط طریقۂ ایمان
کی نہین ہی اور حال یہ کہ مذہب اہل حق وہ ہی کہ رعایت حکمت واجب نہین ہی پروردگار پر کہ
مختار مطلق ہی اگرچہ ہر فعل مین سیکڑون حکمتین رکھتا ہی لیکن اگر نہ کرے تو واجب نہین ہے
اوسپر اور کسیکو نہین پہونچتا کہ کہے کسواسطے نہ کیا کسواسطے کہ دست تعرض عقل اوسکا دامن عزت
جلال سے کوتاہ ہی یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید کے یہ معنے رکھتا ہی شیخ سعدی کی یہ بیت اس مقام مین
کیا خوب موجہ ہی بیت نہ براوج ذاتش پرد مرغ وہم ۔ نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم ۔ بلمترجمہ
قصر رفعت سے ہی اوسکے نارسا ۔ طائر اولی اجنحہ سے فکر کا ۔ اور ظاہر وہ ہی کہ سعد بن معاذ کے حکم کرنے سے
آگے اوس جناب کو معلوم تھا کہ حکم ربانی اس قضیے مین یہ ہی لیکن بنی قریظہ کے الزام کے واسطے کہ
وے آپ راضی ہوے اوسکے حکم پر اسواسطے سرور عالم نے سعد بن معاذ پر موقوف رکھا اور اوسکے
دل مین الہام ہوا کہ خدا کے نزدیک حکم یہ ہی اور رسول خدا کی رضامندی اسی مین ہی اسواسطے فرمایا حضرت

سنے کہ ای سعد حکم کیا تو سنے وہ حکم کرکے جو خدا کے نزدیک ہی ساتون افلاک مین اور اس مقام مین اوسیون کی نظر قاصر تھی جنھون سنے سعد سے التماس کی کہ رحمت اور شفقت کر تو اونھون پر اور سابقہ حقوق و عہود نگاہ رکھ جس طرح حق کی جمیع حقوق ہی اسیطرح محمد کی جمیع عہود اور وہ کیا حق نگاہ رکھتا کہ حق یہی تھا اور حضرت سے اونھون نے عرض کی یعنی اوسیون نے نظر بظاہر اور اعتماد کرکے کرم اور مسامحت اوس جناب کی اور اسیواسطے اوس جناب نے جواب اونھون کا ندیا اور خاموش رہے اور دوسرے صحابیون سے کسی سنے اِس مقدمے مین دم نہ مارا ایمان کامل و اسلام صادق یہ ہی علی مرتضی اور زبیر تمام روز اور تھوڑی رات تک قتل کے کام مین مشغول تھے اور بعضے ناقص اور کج طبع ہونگے جو اوسنے رگ کفر کی اب تک اونکو یعنے ناقص طبعونکو ہنوز جہل کی صحبت سے یاد یار کفر کی مجاورت سے یعنے ہمسائگی سے ہی کراہت اِس خونریزی کی اونھون کی طبیعتون مین بیٹھی ہی یہانتک کہ اگر اونھونکو جانور ذبح کرنے کیسے تو نکر سکین اگرچہ جانور مردار مرے اور بعضے درویشون سے بھی یہ بات دیکھنے مین آتی ہی شاید اونھون کو کچھ مال بھی عارض ہوتا ہوگا کہ اوس سے اونھون کو معذور رکھ سکیے لیکن یہ سب گوشہ جہل کے نہین ہی اور جہل عذر نہین اتباع یعنے اطاعت پیروی چاہیے سعدی نے بحکم شرع آب خوردن خطاست ؛ وگر خون بفتوی بریزی رواست ؛ مصرع اول جملہ خبریہ ہی اور مصرع ثانی جملہ شرطیہ مصرع اوّل مین جو مولف لایا ہی نہ بحکم شرع کرکے یہ مقتضا ہوتا ہی حرف ترقی کا یعنے بلکہ کسواسطے کہ اول مصرع مین نہ نافیہ ہی اور ثانی مصرع مین اگر شرطیہ یہ دونون آپس مین متضاد ہین اور پیچ یہان یہ ہی کہ اس نفی سے اثبات ہوتی ہی یہ کہ شرع کے حکم بن صرف پانی ہی پینا خطا نہین ہے بلکہ اگر حکم شرع سے خونریزی کرے تو روا ہی اِس تقدیر مین نون نافیہ بمعنی ہی بلکہ اگر اسطرح ہو تو سزاوار ہی کہ سعدی حکم شرع آب خوردن خطاست ؛ وگر خون بفتوی بریزی رواست ؛ اور سعدی سنے بھی اسی طرح کہا ہی لیکن اس صورت مین الف زائدہ ہی معنے اوس سے کچھ مقصود نہین ہی اگر کہے تو کہ حکم الٰہی وہ تھا کہ اوس قوم کے تئین مار ڈالین زبیر بن موطا کا بخشنا ثابت بن قیس کے التماس سے کیا تھا جواب اوسکا یہ کہ حکم ہوا زبیر بن ماطا کے بخشنے کا اونھون کے درمیان سے پس بخشا اوسکو اور بخشنا اہل حرب کا فدیہ کرکے اور منّ امان کرکے احکام شرع سے ہی اور مذہب صحیح مختار وہ ہی کہ احکام مفوض ہی یعنے سونپا گیا ہی حضرت رسالت کے تئین کہ جسکو جو کچھ چاہے حکم کرنے

حرب کا فدیہ کرے اور منّ امان کرے احکام شرع سے ہی اور مذہب صحیح مختار وہ ہی کہ احکام مفوض ہی یعنے سونپا گیا ہی حضرت رسالت کے تئین کہ جسکو جو کچھ چاہے حکم کرے اور ایک فعل کو ایک پر حرام گردانے اور دوسرے پر مباح فرماوے اسکی مثالیں بہت ہین کما لا یخفی علی متتبع حق جل علا نے عالم پیدا کیا ہے اور ایک شریعت رکھی ہی اور سب کے تئین اپنے رسول اور حبیب کو سونپا ہی اور اس سال کے وقائع سے یہ کہ بلال بن حارث مزنی چار سو شخصوں نے قبیلۂ مزنیہ سے آکر سرور عالم کی خدمت مین دولت اسلام سے مستعد اور کامیاب ہوے پس سرور عالم نے انھونکو انھون کے گھرون کو روانہ فرمایا کہ تم جہان رہوگے داخل مہاجرین ہو پس بموجب حکم وہ قوم اپنے اپنے شہرونکو پھیرے یہ بلال بن حارث فرع کی نواحی کا عامل تھا کہ پانچ دن کی راہ ہی مدینے سے اور یہ مزینہ کی علم اُٹھانے والون سے ایک ہی فتح کے روز روایت کی ہی اُس سے حارث نے اُسکے بیٹے نے اور علقمہ بن وقاص نے روایت کی ہی سات اُسکے اربعہ نے یعنے چار شخصون نے سوا بخاری اور مسلم کے اور اوسکے تئین ایک بیٹا تھا نام اُسکا حسّان تھا محدث بصری کا سنہ ماۃ ستین ولا ثمانون سنۃ اور اس سال مین چاند گہن ہوا اور وفتۃ الاحباب مین چاند گہن کا احوال اس سال مین مذکور ہی اور یہ کہ جہود سب مدینے مین طاس بجاتے تھے کہ کہتے تھے کہ چاند کو سحر کیا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز خسوف مین مشغول ہوے یہانتک کہ قمر روشن ہوا انتہی اور دسوین سال ابراہیم بن رسول اللہ کی وفات مین سورج گہن ہوا ایسا کہ اپنے محل مین مذکور ہوگا لوگون نے گمان کیا کہ شاید یہ سورج گہن ابراہیم کے فوت کے سبب سے ہی اس اعتقاد سے ہو لوگونمین شائع یعنے مشہور تھا کہ چاند گہن اور سورج گہن جسے کسوف اور خسوف کہتے ہین عظمی لوگونکے مرنے سے یا کسی حادثہ عظیم کے وقوع مین آنے سے ہوتا ہی پس سرور عالم نے فرمایا کہ شمس اور قمر دو آیت ہین یعنے دو نشان ہین آیات الٰہی سے کہ کسیکے مرنے سے گہنے نہین جاتے اور جسوقت گہے جاوین اسوقت نماز پڑھیو اور تصدق دو اور استغفار کرو اور کیفیت اُسکی نماز کی مذکور ہی اور اسی سال مین غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا اور دومۃ الجندل نام ہی ایک پہاڑ کا کہ وہان سے مدینے تک دس مرحلہ راہ ہی اور دمشق تک بھی دس مرحلہ کذا قیل اور کہتے ہین کہ دومۃ الجندل نام ایک قلعے کا ہی کہ اساس اوسکا یعنے بنا اوسکی پتھر پر رکھی گئی ہی اور محصول اس موضع کا خرما ہی اور جو اور مواہب والا کہتا ہی کہ وہ ایک شہر ہی کہ درمیان اوسکے اور دمشق کے مسافت پانچ شب کی ہی اور بعد اوسکا یعنے دوری اوسکی

مدینے سے پندرہ یا سولہ شب ہی اور تسمیہ اسکا یعنے نام رکھنا اُسکا دومۃ الجندل کرکے دومی اسمعیل کے
بیٹی سے ہی کہ وہان نزول کیا تھا اور قاموس مین لکھا ہی کہ اُسے دومائی الجندل بھی کہتے ہین سبب
اس غزوے کا یہ تھا کہ حضور اقدس نبوی مین خبر گذری کہ اُس سرزمین مین ایک جمع کثیر مجتمع
ہوئے ہین اور راہ گذرنے والے مسافر کو رسوائی کو زحمت پہونچاتے ہین اور ظلم اور تعدی
سے دست درازی کرتے ہین اور اکیدر جو حاکم اُس موضع کا ہی اور نصرانی ہی سواد سے ایک لشکر
اکٹھا کر کے مقاتلے کے درپی ہی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ہزار شخصوں سے باہر آئے اور سباع بن عرفطہ کے تئین مدینے کا خلیفہ گردانا اور ایک راہ بتلانے
والے کو راہ کے لیے مقرر فرما کر اہل طغیان کے قلع قمع کیطرف متوجہ ہوئے قلع قمع یعنی بیخ و بنیاد
سے پاک کرنا پس رات کو چلتے تھے اور دن کو کمین کرتے تھے اور راہ سے منحرف ہوکر یعنے راہ
سے ایک کنارہ کر کر اوترتے تھے اور جب اُس دیار کے نواحی کو پہونچا اور ایک روز کے رستے پر رہا
تب دلیل نے یعنے راہ دکھانے والے نے عرض کی کہ مواشی اور انعام مخالفون کے نزدیک
ہین مواشی بیل بکری اونٹ وغیرہ اور انعام بھی اسی معنے پر ہین ہجوم لائے مواشی پر اور چرواہے
اُنھون نکے بھاگ گئے اور ہر طرف پریشان ہوگئے اور نزدل فرمایا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُنھونکے ساحت مین یعنے میدان مین پس باقی نرہا وہان کوئی ایک اور توقف فرمایا یعنے مقام
اُس جناب نے کئی دن اور بھیجے سرایا ہر ایک کیطرف سرایا جمع سریہ کی سریہ کے معنے بارہا گذرے
پس متفرق ہوئے اہل سریہ اور نپایا اُنھون نے کسیکو مگر محمد بن مسلمہ ایک شخص کو پکڑکر حضور مین لایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اُس قوم کی خبر پوچھی اُسنے کہا کہ جب لشکر اسلام کے متوجہ
ہونے کی خبر اس دیار کے باشندونکو پہونچی جب ہی بشتابی وے بھاگ گئے اور یہ شخص ایمان
لایا پس حضرت نے سالماً غانماً مدینے کو مراجعت فرمائی اور مدت اُس سفر کی زیادہ ایک مہینے سے
تھی اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی کہ اُس مدت غیبت مین سعد بن عبادہ کی ماں نے وفات پائی
تھی حضرت نے اُسکی قبر پر آکر نماز پڑھی سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری
ماں بطریق مفاجاۃ موئی ہی اور مین گمان کرتا ہون کہ اگر وہ مجال یعنے طاقت فرصت کی پاتی
تو کچھ اپنا مال تصدق کرتی اگر مین تصدق کرون تو ثواب اوسکا اوسے پہونچیگا حضرت نے فرمایا

ہاں پہونچیگا سعد نے پوچھا کونسا صدقہ افضل ہی فرمایا پانی سعد بن عبادہ نے ایک کنواں کھدوایا اور
اپنی ماں کے نام پر اسے سبیل کیا اور کہا ہذا لام سعد یعنے یہ کنواں ام سعد کے واسطے ہی انتہی اور عالمون
کے تیئن ثواب عبادت بدنی کا میت کو پہونچنے مین اختلاف ہی اور مالی مین اختلاف نہین اور
بالاتفاق جائز ہی روایت کرتے ہین کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے تیئن وفات کے بعد کسی نے
خواب مین دیکھا اور حساب مین پوچھا کہ ہم قرآن کو مُردون کی نیت سے پڑھتے ہین کیا حال رکھتا ہی تمکو
پہونچتا ہی یا نہین کہا ہاں پہونچتا ہی ثواب اور کہا کہ ہم دنیا مین فتوی دیتے تھے برخلاف اسکے اب
یہاں معلوم ہوتا ہی کہ پہونچتا ہی واللہ اعلم بالصواب اور اسی سال مین ذیحجہ کے مہینے مین سریہ ابوعبیدہ
بن جراح کا تھا اور معارج النبوہ والا معارج النبوۃ مین لاتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابوعبیدہ بن جراح کے تیئن ساتھہ ایک جمعیت کے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا تھا اور زاد اونکون
کا یعنی توشہ اس سفر مین خرما تھا روایت ہی کہ ہر روز ہر ایک مرد ایک خرما کھاکر گذران کرتا تھا آخر نوبت
یہانتک پہونچی کہ آدھی کھجور پر قناعت کرنے لگے تھوڑے ملک اسیطور سے کٹے اور جب کام انکھون پر
دشوار ہوا حق جل وعلا نے ایک مچھلی دریا سے ساحل پر بھیجی کہ تین سو آدمی ایک مہینے تک اسکے گوشت
سے محظوظ ہوے اور مستقصی مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہی کہ مین ساتھہ اپنے اونٹ کے
اس مچھلی کے ضلاع سے ایک ضلع کے نیچے ہو نکلا انتہی اضلاع جمع ضلع کی ہی ضلع پہلو کی ہڈی کو کہتے ہین
اور مشکات مین مشکات والا جابر سے اس طریق سے حدیث لایا ہی کہ کہا غزا کیا ہمنے جیش الخبط کے تیئن
اور امیر گردانا گیا ہمپر ابوعبیدہ پس بھوکے ہوے ہم نہایت بھوکے قدرت الہی سے ایک
مچھلی مری ہوئی کنارے آپڑی ایسی کہ ہرگز ہمنے ویسی نہین دیکھی تھی اور بعضی روایتون مین آیا ہے
کہ انھون نے دریا کے کنارے ایک دابہ پایا بدون اسبات کے کہ نام کرین اوسکے تیئن
حوت کرکے یعنے مچھلی اور اس دابہ کے تیئن عنبر کہتے ہین دابہ بمعنی جانور چارپایہ اور ایک روایت
مین دابۃ العنبر آیا ہی یعنے وہ دابہ جسکا نام عنبر ہی اور وہ ایک بڑی مچھلی ہی کہ جس کے پوست کی
سپر بناتے ہین اور اوس سپر کو عنبر کہتے ہین اور احتمال رکھتا ہی کہ دابۃ العنبر اس جہت سے
کہتے ہون کہ عنبر نام ایک خوشبو کا ہی مشہور سو اس سے پیدا ہوتا ہی اور قاموس والا کہتا ہے
کہ عنبر دابہ بحریہ کے سرگین سے ہی بمعنی لینڈی اور دابہ بحریہ یعنے بحر کا دابہ کہ عنبر ایک چشمے کا

ہی جو دریا مین ہی اور نام سمکہ بحریہ ہی اور ترس ایک ہی کہ اوسکے پوست سے بناتے ہین ہمکہ مچھلی کو کہتے ہین اور ترس یعنی سپر ہی پس کھایا ہمنے گوشت اوسکا آدھے مہینے تک پس لیا ابو عبیدہ نے ایک ہڈی کو اوسکی ہڈیون سے پس گذرا وہ سوار ہوکر اوسکے نیچے سے اور سنن مین آیا ہی کہ کھڑا کیا ابو عبیدہ نے اوسکی ہڈی کے تئین دیکھا اوسنے زیادہ دراز ایک اونٹ سے پس آیا نیچے اوس کے اور جب ہم مدینے مین آئے ذکر کیا ہمنے اس قصے کے تئین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین پس فرمایا اوس جناب نے کہ کھاؤ تم اس رزق کو جو بھیجا ہی حق تعالی نے تمہاری طرف اور کھلاؤ ہمکو اگر تمھارے ساتھ ہو تھوڑا اوسمین سے یہ بات اونھون کے دلون کے خوش کرنے کے واسطے فرمائی اور واسطے اوسکے حلیت کی تاکید کی حلیت یعنی حلال ہونا یا اس جہت سے فرمایا ہو کہ ہونا اوس طعمہ کا خرق عادت سے طعمہ یعنی کھانا جاپر کہتا ہی پس بھجوایا ہم نے تھوڑا سا اوسمین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پس تناول فرمایا اوس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متفق علیہ خبط یعنے پتا درخت کا جو مارا جاوے عصا سے اور درخت سے جھڑ جاوے اور اس سریہ کے تئین جیش خبط نام رکھا اونھون کے اضطرار کی جہت سے اوسکے کھانے مین بھوک سے یہانتک کہ جوش مین آئے اطراف دہن مین قروح اوسکے اوراق کی حرارت کی جہت سے پس ہوئے ہونٹھ اونھون کے اونٹون کے ہونٹھون کے مانند اور روضۃ الاحباب مین ذکر اس سریہ کا نہین پایا جاتا ہان چھٹے سال کے اواخر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن مسلمہ کے سریہ مین لایا ہی اور اتنا ہی ذکر کیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کے تئین چالیس شخصون سے کشتن گاہ مین بھجوایا تاکہ اوس جماعت سے انتقام کھینچین جیسا کہ ذکر اوسکا آویگا انشاء اللہ تعالے

ذکر چھٹے سال کے وقایع کا

اس سال مین بقول جمہور حج اسلام فرض ہوا جمہور یعنی سب اسی کی جمع ہی جماہیر اور ایک گروہ عالمون سے اوپر اسبات کے ہین کہ فرض ہونا حج اسلام کا نوین برس مین ہی حجت یعنے دلیل طائفہ اولے کی یعنی جمہور کی یہ قول حق تعالی کا ہی اتموا الحج والعمرۃ للہ یعنے تمام کرو تم حج کو اور عمرے کو واسطے اللہ سبحانہ کے اور نزول اس آیت کا چھٹے سال مین ہی اور کہا ہی مراد تمام حج سے اوسکا ابتداء آتیان ہی اور موید ہی اسبات کی علقمہ اور مسروق اور ابراہیم کی قرارت کہ وے تینون بزرگان تابعین سے ہین

لفظ واقیموا کرے اور طبرانی نے صحیح سندوں سے اس قرارت کی اُنھوں سے روایت کی ہو اور احتجاج
یعنے حجت دوسرے گروہ کی جو کہتے ہین کہ فرضیت حج کی نوین سال مین ہو اسپر ہو کہ نزول صدر سورہ آل
عمران کا جسمین یہ آیۃ کہ یہ ہو واللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً سو نوین برس مین ہو جسکو
عالم الوفود کہتے ہین اور بھیجا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گئے کو اور امیر حاج کرنا اونکا یعنے
صدیق کا اور بھیجا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا سورہ برات کی قرارت کیوا سطے مشرکو نپر نوین سال مین تھا معنی
اس آیت با ہدایت کے یہ کہ اور واسطے خدا کے ہو اوپر لوگون کے قصد خانۂ کعبہ کا جو کوئی توانائی رکھتا ہو
بیت اللہ کیطرف راہ کے لیے اور استطاعت بمعنی توشہ ہو بعضے عالمونکے نزدیک راجح اور
مختار یہی قول ہو دلیل کی جہت سے یعنے یہ دلیل قوی ہو اس جہت سے یہ قول راجح ہے
راجح بمعنی غالب اور بہتر اور مختار اختیار کیا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحال اسباب سفر
حج کی درستی مین مشغول ہوئے لیکن جانا اس جناب کا اس سال مین میسر نہوا کیونکہ مشغول تھے غزوات
کے کام مین اور تشیید احکام مین وفود کی تعلیم مین وفود جمع ہو وفد کی وفد بمعنے قبیلہ پس ابو بکر
صدیق رض کو بھجوایا تاکہ حج ساتھ اہل اسلام کے ادا کیا اور یہ کہتے ہین کہ یہ آیہ واتموا الحج والعمرۃ للہ
اگرچہ چھٹے سال مین ہجرت سے نازل ہوا ہو لیکن یہ آیہ دلالت حج اور عمرہ کی فرضیت پر نہین
رکھتا کیونکہ ظاہر معنی اتموا امر کے ابتدا سے اتیان حج اور عمرہ نہین ہے بلکہ امر ہو باتمام حج وعمرہ
بعد از شروع کرنے اوسکے پس ہوسکتا ہو کہ امر باتمام حج شروع کرنے کے بعد چھٹے سال مین نازل ہوا اور
فرضیت ابتدائی حج کے نوین برس مین ہو اور فتح الباری مین کہتا ہو کہ یہ آیہ تقاضا کرتا ہو یعنی چاہتا ہے
فرضیت حج کی متقدم ہونے کو اسپے اوپر یعنے جب اتموا سے مراد اتمام اور استکمال حج اور عمرہ ہو بعد
از شروع کے اوسمین لازم آتا ہو کہ حج اور عمرہ اس سے آگے مشروع ہوا اور اگر آگے اس سے حج
اور عمرہ نہتا تو امر اوسکے اتمام اور اکمال مین بعد از شروع کیا معنے رکھتا ہو انتہی یہ بات ظاہر ہو اور
کاتب حروف نے یعنے مؤلف نے فتح الباری مین دیکھنے سے آگے ہی اوپر اسکے توارد مارا تھا لیکن اب
خاطر مین پہونچتا ہو کہ امر باتمام حج وعمرہ بعد از شروع کرنے کے مستلزم فرضیت نہین ہو یعنے فرضیت
اوسے لازم نہین ہو کہ ہوسکتا ہو کہ نفل ہو اور امر اوسکے اتمام مین شروع کرنے کے بعد صادر
ہوا ہو چنانچہ مطلقاً یعنے بلا قید حکم نفل سے ہمارے اماموں کے نزدیک بلکہ حج اور عمرہ ادا کرنا انھون

کے نزدیک پیش از تکلم شارع ہی جسطرح کہ رسم قدیم اہل مکہ کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت سی آگے
حج ادا فرمایا ہی اور اختلاف اوسمین ہی کہ اُس جناب نے کتنے حج کئے ہین عدد اُسکا معلوم نہین ہوا امر
کرنے مین درمیان اتمام کرنے اُسکے کافی ہی اور فرضیت اُسکی زمان اسلام مین ہوئی ہی اگرچہ یہ توجیہ
ایک بُعد رکھتی ہی یعنے طویل ہی واللہ اعلم اور اسی سال مین بقول جمہور مورخین اور اہل سیر کے قول سے
غزوات ذات الرقاع واقع ہوا اور ابن اسحٰق کے نزدیک سنہ اربعہ مین ہی بنی النضیر کے واقعے کے
بعد اور ابن سعد اور ابن حبان کے نزدیک سنہ اربعہ مین اور بخاری نے اُسکے تئین خیبر کے بعد کہا ہی اور
باوجود اسکے ذکر اُسکا یعنے ذات الرقاع کا خیبر سے آگے غزوہ خندق کے بعد اور بنی قریظہ کے بعد کیا ہی اور
کہا ہی کہ یہ صنع بخاری سے ہوا ہی یا اُسکے راویون سے عمداً یعنے قصداً یا سہواً یا احتمال ہی یہ کہ متعدد
غزوات ہون ایک خیبر سے آگے اور دوسرا اُسکے بعد اور مواہب مین اِس مقام مین کلام طویل
لاحاصل کیا ہی اور ہمکو جو کچھ ضرور ہی سو کلام اوسکے سبب وقوع مین ہی اور اوسکے تسمیہ مین ساتھ
اس سبب کے لیکن سبب وقوع وہ ہی کہ ایک شخص بکریان بیچنے کے واسطے مدینے مین لایا اور اُس
نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلام یعنے آگاہ کیا کہ بنی انمار اور ثعلبہ نے غطفان
سے ایک لشکر جمع کیا ہی اور مدینے کا قصد رکھتے ہین پس باہر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار سو
شخصون سے اور ایک روایت سے یہ کہ سات سو آدمی سے اور عامل گردانا اوس جناب نے مدینے پر
عثمان بن عفان کے تئین رضی اللہ تعالے عنہ اور بعضون نے کہا ہی ابوذر غفاری کے تئین پس
نزول کیا درمیان نخل کے نخل ایک موضع ہی نجد کے مواضع سے بنی غطفان کی اراضی سے اراضی جمع
ارض کی مدینے سے دو روز کی مسافت پر پس نپایا اُنکو تکے دیار مین اور مواضع مین مگر ایک جماعت
عورتون کے تئین اور ہر دسب اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی خبر سُنکر بھاگ کر
درمیان جبال اور تلال کے متحصن ہوئے تھے جبال جمع جبل کی جبل پہاڑ تلال جمع تل کی تل بمعنے
تودہ اور زمین بلند اور اہل اسلام اُنھون کے اموال کے تاراج کرنے مین مشغول رہے اور ایک روایت
مین آیا ہی کہ اُس گروہ کی بعضے عورتون کو جو اپنے گھرون مین رہ گئین تھین اُنکو اسیر کیا اور مدت
غیبت اِس غزوے مین پندرہ روز تھے اور جب نماز کا وقت آیا تب حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس خوف کی جہت سے جنکے متوقع تھے کہ اگر نماز مین مشغول ہون مشرکین قصد

کرینگے اس جہت سے صلوٰۃ خوف پڑھی اور نماز خوف متعدد وجہوں سے آئی ہے اور سفر السعادت
مین کہ نام ہے کتاب کا اسکا یعنے صلوٰۃ خوف کا بتفصیل بیان ہے اور اول صلوٰۃ خوف یہ تھی جسکو پڑھا
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پھرے کو پھرے بدون اسباب کے کہ جنگ واقع ہو لیکن وجہ
تسمیہ اس غزوے کی ذات الرقاع کرکے وہ ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی
موسیٰ سے روایت لایا ہے کہ کہا اُن نے کہ باہر نکلا مین ایک غزوے مین سب کا نبات کے ساتھ اور
ہم چھہ آدمی تھے کہ درمیان ہمارے بعیر یعنے شتر تھا کہ باری باری سے سوار ہوتے تھے پس مجروح
ہوے ہم سبھوں کے پانوٴن اور مجروح ہوے پانوٴن میرے اس روش سے کہ ناخن میرے
گر پڑے پس ہم اپنے پانوٴن پر رقعے اور خرقے لپیٹتے تھے پس نام رکھا گیا ذات الرقاع کرکے
رقعہ بمعنے ٹکڑا اور خرقہ بمعنے تھگلی یعنے ٹکڑے اور چیتھڑے کپڑے کے یہ وجہ تسمیہ ہے ذات الرقاع
کا رقاع جمع رقعہ ہے اور ذات بمعنی صاحب اور صحیح بخاری مین کہتا ہے کہ حدیث کی ابوموسیٰ نے
یہ حدیث کرکے پس مکروہ رکھا حدیث کرنے کے تئین اس طور سے تاکہ افشاے عمل اور
تزکیہ نفس لازم نہ آوے افشاء بمعنے پراگندہ کرنا تزکیہ پاک کرنا اور اہل بخاری نے اس غزوے
کا وجہ تسمیہ مین ذات الرقاع کرکے وجہین اور بھی کہی ہین ایک یہ کہ یہ سب ایک پہاڑ کے نیچے اُترے
ہوئے تھے کہ ہر رقعہ اور ہر قطعہ اُس پہاڑ کا ہر ایک رنگ کا تھا یعنے رنگ برنگ کا تھا دوسری وجہ یہ
کہ اس غزوے مین رقعے اور وصلے یعنے ٹکڑے پارچے اپنے علمو نیر باندھے تھے اس جہت سے
ذات الرقاع کہا اور ایک وجہ یہ کہ وہان ایک درخت تھا جسے ذات الرقاع بولتے ہین اور جو تھے یہ کہ
ابلق گھوڑون پر سوار تھے لیکن مختار یعنے مشہور اور اختیار کی گئی وہ ہے وجہ اول ہے اور وقائع
سے اس غزوے کے ایک یہ کہ جابر بن عبداللہ انصاری ایک اونٹ پر سوار تھا اور چلنے مین
جلدی کرتا تھا لیکن اونٹ اُسکا بسبب ناتوان تھا اور کندرو تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسپر ایک عصا مارا اونٹ تند ہوا اور تیزرو ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابرؓ
سے پوچھا کیون ایسا شتاب جاتا ہے تو عرض کی یا رسول اللہ اس جہت سے نوداماد ہوا ہون یعنی یعنے
نکاح کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باکرہ کی ہے یا ثیبہ اُسنے عرض کی کہ ثیبہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیون باکرہ نہ کی کہ تو اُسکے ساتھ کھیلتا اور وہ تجھسے جابرؓ نے عرض کی کہ باپ میرا جنگ اُحد مین مارا گیا

اور دو بیٹیاں اور سات لڑکیاں چھوڑ مرا ہی میں نے ثیبہ سے نکاح کیا تاکہ خدمت اور تربیت کرے ان لڑکیون کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شتر کو اس سے خرید فرمایا اس شرط سے کہ مدینہ تک جابر اسپر سوار چلے اور شہر مین
پہونچکر سونپے اور قیمت اسکی لیوے جب شہر مین پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت اونٹ کی
جابر کو دی اور اونٹ کے تئین بھی اسیکو بخشا معلوم ہوتا ہی اس حدیث سے جائز ہونا بیع بشرط
اور منع کرنا فقیہوں کا اس سے یعنی بیع بشرط سے شاید اور دوسری کسی حدیث سے ہوگا اور
بعضون نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اضطراب ہی اور کلام اس مقام مین طولانی ہی ذکر کیا گیا ہی اپنے
موضع مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے مین ایکدرخت کی چھاؤن کے نیچے استراحت
فرماتے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور تلوار اسی جناب کی کھینچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑا
ہوا حضرت ہوتے بیدار ہوئے اعرابی بولا ایسا کون ہی جو منع کرے تیرے تئین مجھسے یعنی مجھسے کون بچاوے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یکایک تلوار اس اعرابی کے ہاتھ سے گر پڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس تلوار کو دست مبارک مین لیکر اعرابی سے فرمایا کون منع کرتا ہی تیرے تئین مجھسے اعرابی نے
کہا بخشو مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہی دیتا ہی تو کہ مین خدا کا رسول ہون اعرابی نے
کہا مینے عہد کیا کہ تم سے قتال نکرون اور اس جماعت مین نہ ہون جو تم سے قتال کرینگے پس
چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اور گیا وہ اپنی قوم مین اور بولا آیا مین تمہارے پاس
بہترین انسان کے پاس سے اور واقدی نے ذکر کیا ہی کہ اسلام لایا اعرابی اور پھرا وہ اپنی قوم کیطرف
پس ہدایت پائی اس سے خلق کثیر نے یعنی بہت سے لوگون نے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ پکڑا اعرابی
کے تئین زور زلخ نے یعنی درد استخوان پشت کو کہتے ہین جسکو ریڑھ کی ہڈی بولتے ہین اور تحقیق گذرا ہی مانند
اسی قصے کے غزوہ غطفان اور انمار مین سال سوم مین ہجرت سے پس سبیل یعنی راہ وہ ہی ترجیح کیا چاہیے
یعنی غلبہ اور حسن دیا چاہیے ایک جگہ کے تئین دونون مین سے اوپر دوسرے کے اور محققین اہل
اسبات کے ہین کہ یہ دونون قصے ہین کہ دو نون غزوے مین واقع ہوئے ہین واللہ اعلم اور
اسی سال مین غزوہ بنو لحیان کا واقع ہوا ربیع الاول کے مہینے مین اور ابن اسحق کے نزدیک
جمادی الاول کے مہینے مین چھ مہینے کی دراس پر یعنی بعد بنو قریظہ سے اور ابن حزم نے کہا ہی
کہ صحیح وہ ہے کہ سن پنجم مین اس غزوے نے وقوع پایا ہے اور سبب اسکا وہ تھا

کہ جب واقعہ عاصم بن ثابت کا اور خبیب بن عدی کا اور اونھون کے رفقا کا جو سریہ سال مین ذکر
کیا گذرا ظہور مین آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملول اور محزون رہتے تھے اور ہمیشہ انتہاز
فرصت کرکے چاہتے تھے کہ بنی لحیان سے جو مکر کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے اس جماعت کے
تئین اپنے ساتھ لیگیا کہ اُنھون نے غدر کیا تھا اُسکے انتقام کھینچین انتہاز جنبش کرتا رہا تاآنکہ سال
مین جو چھٹا سال ہے ہجرت سے دوسو مرد مہاجرین اور انصار سے کہ اُنھون مین سوار بیس تھے
ہمراہ لیکر متوجہ اُس جماعت کے ہوے اور اظہار ایسا کیا کہ شام کی طرف جاتے ہین تاکہ اُنھونکو یعنے
بنو لحیان کو یاد دین اور سرعت کو پہونچاوین ابن مکتوم کے تئین مدینے پر خلیفہ فرمایا اور تیز یعنے جلد چلے
تاکہ اُس مکان مین پہونچے جہان وے مومنین مقتول اور اسیر ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے وہان پہونچکر اونھون کے واسطے طلب مغفرت کی اور دعاے خیر سے اونھونکو یاد
فرمایا بنو لحیان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ سے خبردار ہو کر بھاگ گئے اور پہاڑون پر
جا کر متحصن ہوئے جان ورطہ ہلاک سے باہر نکال لے گئے ورطہ یعنی گرداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک دو روز اقامت یعنے مقام فرما کر سرایا اطراف و جوانب مین بھجوائے سرایا جمع
سریہ کی بعد اسکے عسفان مین پہونچکر ابو بکر صدیق کے تئین اور ایک قول ہے سعد بن عبادہ کے تئین
جمعیت سے اور ایک روایت ہے کہ دس سوار سے کراع الغمیم مین بھجوایا تاکہ آوازہ لشکر اسلام کا
قریش کے کان مین پہونچے کہ زلزلہ اور خوف اُنھون مین پیدا ہوا اور یہ سب موضع مقصود مین یعنے جس
موضع مین بھجوائے گئے تھے وہان پہونچے اور کسی مخالف سے اور دشمن سے اتفاق ملاقات کا نہ ہوا
اُس موضع سے پھرکے حضرت صلعم کے ساتھ آکر ملحق ہوئے مدت غیبت اُس سفر مین چودہ شبانہ روز تھی اور
اسی سال مین محمد بن مسلمہ کے تئین تیس سوار سے ربیع الاول کے مہینے مین ایک جماعت پر بنی کلب
ضریہ کے موضع مین جو مدینے سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ہے روانہ کیا اور فرمایا چاہیے کہ اچانک اُنھون کے
سر پر جا پڑیں محمد بن مسلمہ دن کو مختفی رہتا تھا اور رات کو چلتا تھا پس وارد ہوا اُنھون پر رات کے وقت
اور تاخت لایا اُنھون پر اور کئی آدمیون کو کفار سے قتل کیا باقی بھاگ گئے اُس جماعت کے اونٹوں
کو اور بکریون کو مدینے مین لائے حضرت صلعم نے خمس نکالا لینے کے بعد تقسیم کی کہتے ہین ڈیڑھ سو
اونٹ تھے اور تین ہزار بکریان اور غیبت محمد بن مسلمہ کی اس مین پندرہ روز تھی اور ایک روایت

سنتالیسوین ہجری بیان کرسے یہ محمد بن مسلمہ کے دو ہین اس سریہ کے تئین روضۃ الاحباب
مین ہاشمیہ کے درمیان محمد بن مسلمہ کے سریہ مین بقرطات نے لکھا ہی اور کلام اُسی مین اسی مقدار
کیا ہی جو مذکور ہوا اور ایک سریہ محمد بن مسلمہ سے مضاف یعنے منسوب بذی القصہ کر کے اور
کہا ہی کہ محمد بن مسلمہ کو اُس مرد کے ہمراہ ہو ثعلبہ اور بنی ثعلب کے دیار مین ذی القصہ کے موضع مین
بھجوایا اور رات کا وقت تھا جو محمد بن مسلمہ اُنھون نے پہونچا اُسنو مرد کے قریب تھے سب جمع ہوئے
اور ایک ساعت وہ مین مشغول تیر اندازی ہوئے یعنے آپس مین تیر چلانے لگے آخر الامر کفار نے یکبارگی
حملہ کیا اور برچھیون پر بھیرے اور اُنھون کو شہید کیا اور محمد بن مسلمہ گھائل ہو کر زمین پر گرا اور زخم اُسکے
کعب پر پہونچا ایک مرد اہل اسلام سے محمد بن مسلمہ کے تئین پہونچا پس اُٹھا کر اُسے اپنے کاندھے پر
بٹھا کر مدینے مین لایا پس بھجوا دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کے تئین
ربیع الآخر کے مہینے مین چالیس مردون مین تاخت لایا اُنھون پر اور بھاگے اور پہاڑون مین
گھسے پس پایا ابو عبیدہ نے ایک مرد کے تئین پس وہ اسلام لایا اور چھوڑ دیا اُسکے تئین اور لیا
اُنھون کے مویشی کے تئین اور اُنھون کے گھر کا متاع کو اور آیا مدینے مین تخمیس کیا اُسکو
رسول خدا نے یعنے خمس نکالا اوسمین سے اور تقسیم کیا باقی کو اُنھون پر اور مدارج النبوۃ مین قصہ
دستگیر کرنے اور اسیر کرنے ثمامہ بن اثال کا خالی از غرابت نہین ہی چھٹے سال ہی اُسکے
وقائع مین رکھکر محمد بن مسلمہ سے منسوب کیا ہو اور بیان اُسکا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ
اصحاب سے محمد بن مسلمہ کے ہمراہ دیگر نجد کی طرف بھجوایا اور اُنھون نے ایک مرد کے تئین بنی حنیفہ سے
جو شاید یعنے سردار اہل یمامہ کا تھا اور نام اُسکا ثمامہ بن اثال تھا اُسے دستگیر اور اسیر کر کے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اُسے مسجد کے ستونون سے
ایک ستون مین باندھا پس باہر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سوال کیا اُس جناب نے اُس سے کہ
اے ثمامہ کیا حال ہی تیرا اور کیا رائے ہی تیری اور کیا گمان رکھتا ہی تو اپنے کام مین جواب دیا کہ یا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک میرے خیر ہی اگر مارتے ہو مجھکو تو مارتے ہو خونی کو یعنے اُس کسی کو جو
مستحق قتل ہی یا اُس کسیکو جسکا خون ہدر نہین کرتا اور اگر بخشتے ہو تو بخشتے ہو ایک شاکر کے تئین
یعنے اگر بخشتے ہو تو شکر تمھارا کرتا ہون اور اگر مال چاہتے ہو تو چاہو دیتا ہون جو کچھ چاہو پس

چھوڑا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوسرا روز ہوا پھر یہی یہی جواب وسوال سُنا تین
روز تک اسیطور سے جواب وسوال ہوا تیسرے روز حکم کیا کہ کھولو اوسکو اور چھوڑ دو پس
گیا ثمامہ ایک نخل مین جو مسجد سے قریب تھا پس غسل کیا اور مسجد مین در آمد ہوا اور بآواز بلند کہا
اشہد ان لا آلہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ بعد بولا یا محمد قسم خدا کی نہ تھا زمین کے
پردے پر کوئی منھ میرے نزدیک دشمن رکھا ہوا زیادہ آپ کے منھ سے پس ہوا منھ آپکا زیادہ
محبوب سب کے منھ سے میرے نزدیک اور نتھا کوئی دین زیادہ مبغوض یعنے بغض رکھا ہوا
آپکے دین سے میرے پاس پس ہوا دین تمھارا زیادہ محبوب اور دینوں سے میرے پاس اور نہ تھا
کوئی شہر زیادہ مبغوض تمھارے شہر سے پس ہوا محبوب ترین شہرون کا نزدیک میرے اور بولا
کہ یا رسول اللہ تمھارے لشکر نے مجھے دستگیر کیا اور مین چاہتا تھا کہ عمرہ بجالاؤن آپ کیا
فرماتے ہین پس بشارت فرمائی رسول خدا نے اوسکو اور حکم کیا کہ جا عمرہ بجالا جب ثمامہ مکے
مین پہونچا تب بولا اُسکے تئین بولنے والا کہ مجھے کہو کہ صابی ہوا یعنے باہر آیا اپنے دین سے اور
دوسرے دین مین داخل ہوا اور مسلمانون کو کافر صابی کہتے تھے اسی معنی سے اور مقصود اونکا
اُس سے وہ تھا کہ دین حق سے نکلے اور دین باطل مین آئے پس کہا ثمامہ نے قسم خدا کی کہ مین
صابی نہین ہوا ہون لیکن اسلام لایا ہون رسول خدا سے اور کہا خدا کی قسم نپاؤگے تم ثمامہ سے
ایکدانہ گیہون کا جبتک اذن نہ دیوے رسول خدا یہ حدیث روایت کی ہی مسلم نے اور
اختصار کیا ہی بخاری نے اور اسی سال مین غزوہ ذی قردہ واقع ہوا ذی قردہ نام ہی ایک پانی کا کہ
مدینے سے ایک برید کی مسافت پر ہی برید کہتے ہین بیک کو احوال اُس پانی کا اس قصے کے اثنا
کے بیان مین معلوم ہوگا اُسکو غزوہ غابہ بھی بولتے ہین غابہ نام ہی ایک گانوُن کا اور غابہ در اصل معنی بیشہ
ہی وقوع اس غزوے کا حد سے آگے ہی اہل سیر اسبات پر اتفاق رکھتے ہین اور بخاری نے کہا ہی کہ خیبر
کی جنگ سے اگاڑی تین روز اور مسلم نے بھی مانند اسی کے کہا ہی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہی کہ جو کچھ
صحیح مین آیا ہی تاریخ سے بنی ذی قردہ کے غزوے مین اصح ہی اس سے جو کچھ کہا ہی اہل سیر نے
واللہ اعلم اور سبب اس غزوے کے وقوع کا وہ ہی کہ حضرت کی سرکار عظمت وقار کے بیس لقحہ تھے یعنے
ناقہ شیر دار قریب العہد بالولادت کہ تئین کہ چرتے تھے درمیان غابہ کے اور ابوذر غفاری بھی وہان رہتا تھا

اتفاق اوسکی خاطر مین یون آیا کہ چند گاہ اوسی جگہ رہے پس اذن طلب کیا اونے ساتھ اوسکے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اذن نہین دیتے تھے الحاح کیا یعنے گڑگڑایا اور مبالغہ کیا کہ اذن
واقع ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی غطفان سے باک ہی کہ کہین ایسا نہووے کہ
وے تمہارے اوپر آوین پس اذن فرمایا اور ارشاد کیا کہ گویا مین دیکھتا کہ وے یعنے غطفان
آئے اور اونھون نے تیرے بیٹے کو مار ڈالا ہی ابوذر کہتا تھا تعجب آیا مجکو اپنے حال سے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرماتے ہین اور مین مبالغہ کرتا تھا آخر وہی ہوا جو کچھ مخبر صادق نے
فرمایا تھا اور تعجب حقیقت مین اس واقعے مین ابوذر سے تھا کہ ساتھ اس قدر کے اور مرتبے کے
جو طلب رضا مین اوس جناب کے وہ رکھتا تھا مقابل اوس کام کے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم توقف فرماتے تھے اوسمین اسنے گستاخی کی اور مبالغہ کیا تقدیر الٰہی یون ہی تھی القصہ عیینہ
بن حصین فزاری نے چالیس سوار سے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے اونٹونکو غارت کیا اور
لیگیا اور اوسکے چرواہونکو مار ڈالا اور ابوذر کے بیٹے کو بھی مار ڈالا اتفاقاً سلمہ بن الاکوع اور
رباح غلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے صبح کے وقت اس موضع کی طرف نکلے ہوئے
تھے سلمہ نے رباح سے کہا کہ تو جا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال سے آگاہ کر اور مین انکے پیچھے
جاتا ہون اور جب خبر ہوئی اوس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کی گئی کہ خیل اللہ ارکبی یعنی اے گروہ خدا کے
سوار ہو اور یہ ندا تھی جو منادی کی گئی پس سوار ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو سوار سے اور
ایک روایت ہے یہ کہ سات سو اور خلیفہ گردانا مدینے پر ابن مکتوم کو اور عقد کیا لوا یعنے باندھا علم
واسطے مقداد کے اوسکے نیزے مین اور فرمایا تو آگے چل اور ملتی ہین تجکو قوم یعنے لشکر تیرے پیچھے
پہونچتا ہی اور سلمہ بن الاکوع تو آپ ہی اون بدذاتون کے پیچھے گیا ہوا تھا اور یہ سلمہ بن الاکوع بہت
شجاعت اور مردانگی رکھتا تھا کہ جنگ کرتا تھا اور پیادہ سوارون پر جھپٹتا تھا اور سبقت کرتا تھا
سوارون سے تیغ زنی اور تیر اندازی مین یگانہ تھا زمانے کا جسنے بیعت کی تحت الشجر مین بار اول اور
اوسط اور آخر موت پر کہتا ہی کہ رباح کے تئین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین خبر
پہونچانے کے واسطے بھیجوایا اور ایک ٹیلے پر چڑھا مین اور تین مرتبہ مینے کہا یا صباحاہ یہ کلمہ
اخبار ہی وقوع غارت مین اوس وقت کفار کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا ایک ٹکڑا اور جب تیر کا میسر

پاس تھا تیرون کو طرف کفار کے مین چلاتا تھا اور ہر ایک تیر سے ایک کو گھائل کرتا تھا اور اس
جنگل مین درخت بہت تھے جب کوئی سوار میرا قصد کرتا تب مین ایک درخت کی اوٹ مین بیٹھ جاتا اور
تیر کے زخم سے اسکو اپنے سے دفع کرتا اور کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا اور پتھر اونپر پھینکتا ایسا انھونکو
مینے تنگ کیا کہ میرے ہاتھ سے بجان آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے ناقون کو
چھوڑکر میرے آگے سے باہر گئے ہین اونٹونکو مینے مدینے کی طرف ہانکا اور پھر انھونکے پیچھے
چلا اور تیر کے زخمونسے سب کو مینے عاجز اور سراسیمہ کیا چنانچہ تیرون کو اور چادرون کو اپنے
گرا گئے تھے تاکہ مین اونکے اوٹھانے مین مشغول ہون اور جنگ سے ہاتھ اوٹھاؤن جو کچھ وے ڈالتے
مین پتھر اوسپر رکھتا اور اوسکے لینے اور اوٹھانے پر مقید نہوتا اور پیچھے انھونکے چلا جاتا یہانتک
تیس نیزے اور تیس چادر اونھونسے مینے اس طور سے لین جب وقت دوپہر کا ہوا اوسوقت ایک
گروہ کفار فرازہ سے اپنی قوم کی مدد کو پہونچے اور میری طرف متوجہ ہوئے ناگاہ دیکھتا ہون
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے انکو اوس جناب نے مقدمے پر یعنے آگے چلنے پر تعین فرمایا
تھا درختونکے درمیان سے پیدا ہوئے اوّل اونھون سے اخرم اسدی کہ دلیرون سے اور جوانمردون
سے اور سعادت مندون سے تھا اور پیچھے اوسکے ابوقتادہ جیسے فارس رسول اللہ کہتے تھے
یعنے سوار اور اسی قصّے کے آخر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر فرساننا الیوم
ابوقتادہ وخیر رجالتنا سلمہ یعنے بہترین ہمارے سوارون کا آجکے روز ابوقتادہ ہی اور بہترین پیادونکا
سلمہ ہی اور اوسکے پیچھے مقداد بن اسود کندی آپہونچے مشرکون کی نظر جب اہل اسلام پر پڑی
بھاگنے لگے اخرم اونھونکے پیچھے چلا مینے پہاڑ سے اوترکر باگ اوسکے گھوڑے کی پکڑی اور کہا
صبر کر کہ باقی اصحاب اور سرور عالیجناب صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپہونچین اخرم نے کہا کہ ای سلمہ اگر
تو ایمان خدا پر اور روز قیامت پر رکھتا ہی اور جانتا ہے کہ بہشت اور دوزخ حق ہی تو تو حائل
مت ہو درمیان میرے اور شہادت کے یہ سنکر مینے ہاتھ اوسکی باگ سے کھینچا اخرم
نے اپنے تئین عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن کے بیٹے تک پہونچایا اور ایک بھالا اوپر اوسکے مارا
لیکن کارگر نہوا عبدالرحمن نے بھی اخرم پر برچھا مارا اور اونکو شہید کرکے اوسکے گھوڑے پر سوار ہوا
پس ابوقتادہ عبدالرحمن کو پہونچا اور اسی نیزے سے جو اوسنے اخرم پر مارا تھا ایک ضرب

اوسپر مار کر اوسسے دو تیغ کا رستاد کھایا اور درک الاسفل کا گرا جھنکا یا اور گھوڑے پر اوسکے چڑھ بیٹھا قصقہ کما تدین تدان کا درست آیا کما تدین تدان ضرب المثل ہو عرب کے کہ ایسے موقع مین بولتے ہین معنے کما تفعل تجزی یعنے جیسا کریگا ویسا پاویگا اور فارسی مین ایسے موقع مین کردۂ خویش آمد پیش بولتے ہین یعنے ہندی مین جیسی کرنی ویسی بھرنی ابوسلمہ کہتے ہین کہ جب عبدالرحمن مارا گیا تب ہم کفار کے پیچھے روانہ ہوئے اور وے سب درمیان ایک شعب کے گھسے شعب کے لغوی معنے شاخ اور مراد شعب سے پہاڑ کی کھو اور چوٹی ہے درمیان اوس شعب کے ایک چشمہ پانی کا تھا کہ جسے ذو قرد کہتے تھے اور یہ غزوہ مضاف ہے یعنے منسوب ہی طرف اوسکے چاہا اونھون نے کہ اوس چشمے سے سیراب ہون ہم جو نزدیک پہونچے تھے ہمارے خوف سے پانی نہ پی سکے اور اوس سے گذر گئے اور جلدی سے بھاگنے مین تیز قدمی کرنے لگے اور مین نے اکیلا اس جماعت کے تئین غروب تک تعاقب یعنے پیچھا کیا دو گھوڑے اون بھگوڑون کے لیکر پیچھے پھیرا واہ مردانگی اس مرد کی اور ایمان اوسکا اور محبت اوسکی پیغمبر خدا سے اور یہ بات واسطے اونٹون کے اور اونھون کے فقدان یعنے گم ہونے کی جہت سے نہ تھی بلکہ تمام متاع دنیا کی اور اونٹ اوس جناب کی نظر عالی منظر مین کیا مقدار رکھتے تھے کہ جسکی تقریب مین لشکر بھیجین اور آپ بھی خروج فرماوین منظور اور مقصود دفع فساد اور اظہار شوکت دین اسلام اور نگونساری کفار کی تھی القصہ ابوسلمہ کہتے ہین کہ جب پھر کر ہم ذی قرد مین آئے دیکھا ہم نے کہ رسول خدا نے ساتھ لشکر کے اس موضع مین نزول اجلال فرمایا ہے اور بلال نے ایک اونٹ اون اونٹون سے جو کفار سے مومنون کو غنیمت ہوا ہی ذبح کرکے کلیجی اور کوہان اس اونٹ سے اوس جناب کے واسطے کباب تیار کر رہا ہی پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پہونچا مین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ قوم پیاسی اور بیتاب اور بیطاقت جاتی ہی اجازت دیجیے تاکہ مین سو شخص اپنے اصحاب سے انتخاب کرون یعنے چن لون اور مخالفون کے پیچھے جاؤن اور ایک کو انھون سے جیتا نہ چھوڑون حضرت نے فرمایا ایسا کرےگا تو کہا مین نے قسم اوس خدا کی جسنے آپ کو معزز اور مکرم گردانا ہی ایسا ہی کرونگا حضرت مسکرائے تبسم فرمایا ایسا کہ دندان مبارک اوس جناب کے آگ کی روشنائی مین دکھائی دیے بعد اسکے فرمایا یا ابن الاکوع اذا ملکت فاسجح یعنی اے

مساہلہ اور مسامحہ کرا اور اسج صیغۂ امر ہے
... دستی ... سہل کرنا اور سجاحت بمعنے سہولت یعنے
... اپنے دین کی نکبت تھی یعنے تباہی سو خود حاصل ہی ہوا اور بیشک اللہ کا
فرمایا ... بنی غطفان کے درمیان مہمانی کرینگے بعد اسکے ایک شخص غطفان سے
آیا اور خبر لایا کہ انھون نے ایک اونٹ کو ذبح کیا تھا اور پوست اونٹ کے چھیل رہے تھے کہ
ایک طرف سے غبار بلند ہوا اور انھون نے اس تصور سے کہ یہ گرد لشکر اسلام کی ہی رو بگریز
لائے بعد اسکے بنی عمر اور بنی عوف سے مدینے سے مدد یعنے کمک آئی سوار اور پیادون سے اور
کام تو آپ ہی انصرام کو پہونچ چکا تھا یعنے کفار بھاگ چکے تھے اور حضرت نے سہم یعنے حصہ سوار اور پیادے
کا مجکو عطا فرمایا اور اپنا ردیف گردانا ردیف اوسے کہتے ہین کہ ایک گھوڑے پر آگے پیچھے دو شخص
سوار ہون اور اقامت کی یعنے مقام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شب پس رجوع کیا یعنے پھرے
وہانسے اور مدت غیبت درمیان اس غزوے کے پانچ شب تھی اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے
اس غزوے مین بھی نماز خوف پڑھی ہے کہتے ہین کہ حضرت صلعم اس غزوے مین گھوڑے سے جدا ہوئے اور پنڈلی
اس جناب کی مجروح ہوی اور جب مدینے مین پہونچے اس سبب سے کئی نمازین بیٹھکر پڑھین یہ قضیہ گھوڑے سے
سے گرنے کا اور مجروح ساق یا ہونیکا یا فخذ کا یعنے پایہ کہ ران کے مجروح ہونے کا قضیہ اول مین
جو نوین سال مین واقع ہوا سو بھی آیا ہے ظاہر ایہ گھوڑے سے جدا ہونا اوس جناب کا دو بار تھا واللہ
اعلم اور یارون سے تئین بھی حضرت صلعم نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھین امام کی رعایت متابعت کی
جہت سے لیکن بہت علما کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے کہ کیونکہ صحت کو پہونچی ہے یہ بات کہ حضرت صلعم
نے مرض موت کے درمیان بیٹھے ہوئے نماز پڑھی اور یارون نے کھڑے ہوکے اقتدا کی اور اوس
جناب صلعم نے اوسکے تئین تقریر فرمایا اور اسی سال مین عکاشہ بن محصن اسدی کے تئین چالیس مرد
کے ساتھ بنی اسد کے ایک گروہ کی طرح بھیجا فرمایا اس موضع مین جسکا نام غمرہ ہے اور جب اس
نواحی پہونچے وے سب عکاشہ کے آنے سے خبردار ہوئے اپنے گھرون کو خالی چھوڑ کر
بھاگ گئے اور جب یہ سب اونکے مکانون مین آئے کسیکو نہ دیکھا پس ایک شخص ان لوگون
سے ہاتھ چڑھا اسے امان دی اور اوسنے اونکی دلالت کی یعنی راہ بتائی طرف اوس موضع کے

جنمین مواشی اور چارپائے تھے اس قوم کے وہان جاکر دوسو اونٹ انکے ہانکے اور مدینے کیطرف پھیرے
اور اسی سال مین زید بن حارثہ کے تئین ایک جمعیت کے ساتھ جموم کے موضع مین جو بطن نخلہ سے قریب ہی
بنی سلیم پر بھیجا یا انھون نے جاکر انکے مواشی کو غارت کیا اور ایک گروہ لوگونکو اسیر یعنے قید کرکے
مدینے کو پھیرے اسیطرح روضۃ الاحباب مین ذکر کیا ہی اور سیرا ور مواہب مین یون کہا ہی کہ سریہ زید
بن حارثہ کا بنی سلیم کیطرف جموم مین اور بولا جاتا ہی کہ جموح مین ایک ناحیہ ہی بطن نخلہ کے مدینے
سے چار کوس یہ سریہ ربیع الآخر کے مہینے مین ششہ مین پایا انھون نے ایک عورت کو کہ نام اوسکا
حلیمہ تھا پس دلالت کی یعنی راہ بتائی اوس عورت نے ایک محلے پر بنی سلیم کے محال سے محالے کی جمع
محال ہی اور محل یعنے مکان پس پایا انھون نے اونٹون کو اور بکریون کو اور اسیرونکو اور درمیان
اسیرونکے خاوند اس عورت کا بھی تھا پس رجوع کی زید نے یعنے پھر الیکر جو کچھ پایا اور پہونچا سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پس بخشا حضرتؐ نے واسطے اوس عورت کے اوسکے
نفس کو یعنے اوسکی ذات اور اوسکے خاوند کو بھی اور اسی سال مین دوسری بار زید بن حارثہ کے
تئین موضع عیص مین کہ مدینے سے چار میل کے فاصلے پر ہی جمادی الاول کے مہینے مین ستر سوار سے
قریش کے کاروان کے طلب مین جو شام سے آتا تھا بھجوایا پس آگے اوپر کاروان کے اور لیا اہل
کاروان سے جو کچھ اونھون کے پاس تھا اور بہت سی چاندی جو صفوان بن امیہ کے پاس تھی لی اور
اسیر کیا اونھون نے جماعت کے تئین کہ ابو العاص بن ربیع زوج زینب بنت رسول اللہؐ کا درمیان
اونکے تھا پس امان دی اور اپنی پناہ مین لیا اوسکے تئین اوسکی زوجہ زینب نے پس روا رکھا
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی امان دینے کے تئین اوسکے حق مین پس مکے مین گیا ابو عاص اور ایمان
لایا اور مدینے کو پھر آیا اور تمام قصہ ابو العاص کا یہ ہی کہ وہ بدر کے اسیرونمے تھا اور سب اہل مکہ نے
اپنے اسیرونکے لیے فدیہ دیا زینب بنت رسول اللہؐ جو اوسکے تحت مین تھی اور اوسوقت مین نکاح
مومنہ کا مشرک کے ساتھ درست تھا سو اوسنے مکے سے ابو العاص کے فدیہ مین کچھ ایک مال بھیجا کہ
درمیان اوسکے ایک ہار گلے کا خدیجہ کا تھا جو زینب کے جہیز مین دیا تھا جب حضرتؐ نے اوس ہار
کے تئین دیکھا خدیجہؓ کے یاد آنے سے ایک رقت پیدا ہوئی اصحابؓ سے فرمایا ہو سکتا ہی تمسے
اگر فدیہ ابو العاص سے نہ لو اور اسیر منت رکھو یعنے احسان اور چھوڑ دو اصحابؓ نے قبول کیا

الاکوع کے فرزند جسوقت مالک اور قادر ہوئے تو تب اسماحل اور مسامحہ کر اور اسجح صیغۂ امر ہے باب افعال سے جسکا مصدر اسجاح ہی بمعنی رفق اور نیکی کرنا اور سجاحت بہ معنے سہولت یعنے شدت مت کر کہ مقصود اعدا سے دین کی نکبت تھی یعنے تباہی سو خود حاصل ہی اور بیشک اللہ کا اور فرمایا اونھون کے تئین غطفان کے درمیان مہمانی کرینگے بعد اسکے ایک شخص غطفان سے آیا اور خبر لایا کہ انھون نے ایک اونٹ کو ذبح کیا تھا اور پوست اونٹ کے چھیل رہے تھے کہ ایک طرف سے غبار بلند ہوا اور انھون نے اس تصور سے کہ یہ گرد لشکر اسلام کی ہی روگریز لاتے بعد اسکے بنی عمر اور بنی عوف سے مدینے سے مدد یعنے کمک آئی سوار اور پیادون سے اور کام تو آپ ہی انصرام کو پہونچ چکا تھا یعنے کفار بھاگ چکے تھے اور حضرتؐ نے سہم یعنے حصہ سوار اور پیادے کا مجکو عطا فرمایا اور اپنا ردیف گردانا ردیف اوسے کہتے ہین کہ ایک گھوڑے پر آگے پیچھے دو شخص سوار ہون اور اقامت کی یعنے مقام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شب پس رجوع کیا یعنے پھرے وہانسے اور مدت غیبت درمیان اس غزوے کے پانچ شب تھی اور روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ نے اس غزوے مین بھی نماز خوف پڑھی ہی اور کہتے ہین کہ حضرتؐ اس غزوے مین گھوڑے سے جدا ہوئے اور پنڈلی اُس جنابؐ کی مجروح ہوئی اور جب مدینے مین پہونچے اُس سبب سے کئی نمازین بیٹھکر پڑھین یہ قضیہ گھوڑے سے گرنے کا اور مجروح ساق یا ہونیکا یا فخذ کا یعنے پایہ کہ ران کے مجروح ہونے کا قضیہ اول مین جو نوین سال مین واقع ہوا سو بھی آیا ہو ظاہر ایہ گھوڑے سے جدا ہونا اوس جنابؐ کا دو بار تھا واللہ اعلم اور یارون کے تئین بھی حضرتؐ نے فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھین امام کی رعایت متابعت کی جہت سے لیکن بہت علما کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی کہ کیونکہ صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ حضرتؐ نے مرض موت کے درمیان بیٹھے ہوئے نماز پڑھی اور یارون نے کھڑے ہوکے اقتدا کی اور اوس جنابؐ نے اوسکے تئین تقریر فرمایا اور اسی سال مین عکاشہ بن محصن اسدی کے تئین چالیس مرد کے ساتھ بنی اسد کے ایک گروہ کی طرح بھیجا فرمایا اس موضع مین جسکا نام غمرہ ہی اور جب اُس نواحی پہونچے وے سب عکاشہ کے آنے سے خبردار ہوکے اپنے اپنے گھرون کو خالی چھوڑکر بھاگ گئے اور جب یہ سب اونکے مکانون مین آئے کسیکو نہ دیکھا پس ایک شخص اُن لوگون سے ہاتھ چڑھا اُسے امان دی اور اوسنے اونھونکی دلالت کی یعنی راہ بتائی طرف اوس موضع کے

جسمین مواشی اور جانور تھے اس قوم سے وہان جاکر دو سو اونٹ انکے ہانک لایا اور مدینے کیطرف پھر آئے
اور اسی سال مین زید بن حارثہ کے تئین ایک جمعیت کے ساتھ جموم کے موضع مین جو بطن نخلہ سے قریب ہی
بنی سلیم پر بھیجوایا انھون نے جاکر انھون کے مواشی کو غارت کیا اور ایک گروہ لوگون کو انکے اسیر کرکے قید کرکے
مدینے کو پھرے انتہی روضۃ الاحباب مین ذکر کیا ہی اور بیچ مواہب مین یون کہا ہی کہ سریہ زید
بن حارثہ کا بنی سلیم کیطرف جموم مین اور بولا جاتا ہی کہ جموح مین ایک ناحیہ ہی بطن نخلہ کرکے مدینے
سے چار کوس پر سریہ ربیع الآخر کے مہینے مین سنہ ست پس پایا انھون نے ایک عورت کو کہ نام اوس کا
حلیمہ تھا پس دلالت کی یعنی راہ بتائی اوس عورت نے ایک محلے پر بنی سلیم کے محال سے محلے کی جمع
محال ہی اور محل یعنے مکان پس پایا انھون نے اونٹون کو اور بکریون کو اور کیا اسیر انکو اور در میان
اسیرونکے خاوند اس عورت کا بھی تھا پس رجوع کی زید نے یعنے پھر آیا جو کچھ پایا اور پہونچا سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پس بخشا حضرت نے واسطے اوس عورت کے اوس کے
نفس کو یعنے اوسکی ذات اور اوسکے خاوند کو بھی اور اسی سال مین دوسری بار زید بن حارثہ کے
تئین موضع عیص مین کہ مدینے سے چار میل کے فاصلے پر ہی جمادی الاول کے مہینے مین ستر سوار سے
قریش کے کاروان کے طلب مین جو شام سے آتا تھا بھیجوایا پس آئے اوپر کاروان کے اور لیا مال
کاروان سے جو کچھ اونھون کے پاس تھا اور بہت سی چاندی جو صفوان بن امیہ کے پاس تھی لی اور
اسیر کیا اونھون سے جماعت کے تئین کہ ابو العاص بن ربیع زوج زینب بنت رسول اللہ کا در میان
اونھون کے تھا پس امان دی اور اپنی پناہ مین لیا اوسکے تئین اوسکی زوجہ زینب نے پس روا رکھا
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی امان دینے کے تئین اوسکے حق مین پس مکے مین گیا ابو عاص اور ایمان
لایا اور مدینے کو پھر آیا اور تمام قصہ ابو العاص کا یہ ہی کہ وہ بدر کے اسیرون مین تھا اور سب اہل مکہ نے
اپنے اسیرونکے لیے فدیہ دیا زینب بنت رسول اللہ جو اوسکے تحت مین تھی اور اوسوقت مین نکاح
مومنہ کا مشرک کے ساتھ درست تھا سو اونسنے مکے سے ابو العاص کے فدیہ مین کچھ ایک مال بھیجا کہ
در میان اوسکے ایک ہار گلے کا خدیجہ کا تھا جو زینب کے جہیز مین دیا تھا جب حضرت نے اوس ہار
کے تئین دیکھا خدیجہ رضہ کے یاد آنے سے ایک رقت پیدا ہوئی اصحاب رض سے فرمایا ہو سکتا ہی تمسے
اگر فدیہ ابو العاص سے نہ لو اور اسیر منت رکھو یعنے احسان اور چھوڑ دو اصحاب رض نے قبول کیا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے چھوڑ دینے کے وقت اس سے عہد لیا کہ زینب کو مدینے مین بھجوا دے پس زینب کے لانے کے واسطے لوگونکو بھجوایا اور زینب مدینے مین آئی اور ہنوز ابوالعاص مشرف باسلام نہین ہوا تھا یہانتک کہ سنہ سادسہ مین ہجرت سے شام کی تجارت کو جاتا تھا اور وہانسے قریش کے کاروان مین آتا تھا اہل اسلام نے کاروان کو تاراج کیا اور کاروان والونکو اسیر کیا اُنھون کے درمیان ابوالعاص بھی اسیر ہوا کسیکو اپنے زینب کے نزدیک بھجوایا کہ لسے اپنی جوار مین لیو جوار ہمسایہ اور حمایت زینب نے حضرت سے التماس کی اور التماس زینب کی قبول ہوئی پس لوگون نے ابوالعاص سے کہا کہ مسلمان ہو تاکہ یہ اموال لوگونکا جو تیرے ہمراہ ہی اسکا مالک تو ہی ہو اُسنے کہا حاشا کہ مین اپنے اسلام کے تئین انکے مالون سے چرک آلود کرون پس ابوالعاص مکے مین گیا اور اموال لوگونکا اُنکو سونپا اور کہا ای اہل مکہ پایا تمنے اپنے مالون کے تئین تمام اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور اصابہ مین وقت جانے سفر شام کے ہی لیکن تحقیق وہ ہی کہ یہ واقعہ شام کی تجارت سے پھرنے کے بعد ہے جیسا کہ اہل سیر نے ذکر کیا ہی اور اصابہ مین شیخ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہی اور پہلے قول کی تضعیف کی ہی جیسا کہ تامل سے اصابہ کے درمیان معلوم ہوتا ہی فتدبر یعنے سوچکر اصابہ نام کتاب کا ہی اور اسی سال مین زید بن حارثہ کے تئین درمیان وادی القرہ کے رمضان کے مہینے مین حضرت نے بھجوایا اور سبب اس واقعے کا یہ تھا کہ زید برسم تجارت شام کی طرف جاتا تھا اور اصحابؓ نے بھی اُسکے ساتھ اپنی اپنی بضاعت یعنے پونجی بھجوائی تھی جب زید وادی القری کے نزدیک ہوا تب ایک گروہ نے بنی بدر سے قبیلہ افرازہ سے اُنھون کی سر راہ پکڑی یعنے اُنھونکا راہ روکا اور آپسمین محاربہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوئے اوس قوم کے لوگ بہت تھے اور اہل اسلام اندک کفار غالب ہوئے پس مارا اُنھون نے زید کو اور اصحاب کو زخمی مار نا اور اموال مسلمانون کے لیگئے زید ہزیمت کھا کر مدینے کو پھرا اور واقعے کی کیفیت کو حضور اقدس نبوی مین عرض کی اوس جنابؐ نے ایک جماعت اوسکے ہمراہ کی دن کو کمین مین رہتے اور رات کو چلتے پس صبح کی زید نے اور اوسکے اصحابؓ نے انتقام کھینچا اور اونھون سے بعضونکو مار ڈالا اور ایک گروہ عورتونکو اسیر کیا باقی بھاگ گئے یہ کئی سریہ زید بن حارثہ کے روضۃ الاحباب مین ذکر کیے ہوئے ہین اور مواہب مین کئی اور بھی اور براوسکے کیے ہین ایک سریہ زید بن

حارثہ کا رمضان کے مہینے میں طرف ام القرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن زید فزاریہ کہ جو ام القرفے کے ناحیہ
میں تھی اور وہانکی رئیسہ اور ملکہ تھی مدینے سے سات شب کی مسافت پر اور اسجگہ میں بھی قصہ وادی
القرے انکے سریے کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پکڑا ام قرفہ کے تئین کہ بڑا ئی عجوزہ تھی اور مارڈالا اُسکے
تئین مارنا سخت اور اوسکے دونوں پاؤں میں رسی باندھکر ایس رسی کو دو اونٹوں کے درمیان
باندھکر اور اون دونوں اونٹونکو ہانکا اور دوڑایا پس ٹکڑے ٹکڑے ہوا اندام اوسکا اور جب
زید بن حارثہ مدینے میں آیا حضرتؐ کے محل کے دروازے پر جاکر حلقہ مارا یعنے دستک دی یعنی تالی بجائی
پس باہر آئے حضرتؐ گھر سے حالانکہ بدن مبارک برہنہ تھا اور جس حال میں کہ پوشاک مطہر جسم منور سے
اوتارتے تھے پس بغل میں لیا زید کو اور بوسہ دیا اوسے اور احوال اوسکا پرسش فرمایا پس خبر دی
اوپر اس چیز کے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ظفر دی تھی اوسکو اور دوسرا سریہ زید بن حارثہ کا طرف کیطرف
طرف نام ہے ایک پانی کا مدینے سے چھتیس۳۶ میل کی مسافت پر پس باہر آیا بنی ثعلبہ پر پندرہ مرد کے ہمراہ
پس پایا انہوں نے اونٹونکو اور بکریوں کو پس بھاگے اعراب اور صبح کی زید نے مدینے میں بیت بعیر
میں اور ملاقات نہ کی کسی جنگ کے تئین اور غائب ہوا چار شب یعنے مدت غیبت چار شب تھی
بیت بعیر یعنے شترخانہ اور سریہ زید کا طرف حسمی اکے سوا ہے وادی القرے کے جمادی الآخر کے
مہینے میں اور سبب اوسکا یہ تھا کہ اقبال کیا وحیہ بن خلیفہ کلبی نے قیصر کے آگے سے بھجوایا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اسکی طرف اور جائزہ اور خلعت دیئے تھے اسکو قیصر نے پس ملاقات کی
اس سے ہنید نے ایک خدام کی جماعت کے ساتھ درمیان حسمی کے پس قطع کیا اوپر اوسکے طریق کے
تئین یعنے راہ کے تئین پس سنا اُسکے تئین ایک جماعت نے بنی الضبیب سے پس لوٹے اوپر
اونہوں کے اور لے گئے دحیہ کے متاع کے تئین اور آیا وحیہ حضور نبی میں اور خبر دی اوسنے
اوپر حقیقت حال کے پس بھجوایا حضرتؐ نے زید بن حارثہ کے تئین پانسو مرد کے ساتھ اور دحیہ
کو بھی اوسکے ساتھ روانہ فرمایا پس چلتے تھے رات کو اور کمین میں رہتے دن کو یعنے چھپے رہتے
پس ہجوم لائے صبح کے وقت اوپر اس قوم کے اور تاخت لے گئے اون پر اور قتل کیا ہنید کے
تئین اور اوسکے بیٹے کو اور لوٹا اون کے مواشی سے ہزار شاۃ کے تئین یعنے بکریوں کو اور
عورتوں سے اور بچوں سے سو تن کے تئین پس رحلت کی زید بن رفاعہ جذامی نے رحلت

بمعنی چلنا اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے ساتھ پس رجوع کیا او سینے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی کتاب کو یعنے خط کو جو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور لکھتا تھا اونکے واسطے لئے اور اپنی قوم سے کئی راہوں میں جو وہ آیا تھا اور اسلام لایا اور بھجوایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے تئین زید بن حارثہ کیطرف اور امر کیا کہ چھوڑ دو اونکو اونھوں سے اموال کے ساتھ پس رد کیا زید نے اور اونھوں کے اونھوں کے اموال کے تئین اور دوسرا سریہ زید کا طرف وادی القرے کے رجب کے مہینے میں پس ماری گئی اہل اسلام کی ایک جمعیت اور زید اوٹھایا گیا جنگگاہ سے مجروح کہ ایک رمق باقی تھی زندگی سے اوسکی پس معلوم ہوا کہ زید کے سریے کئی ہیں بعضے سریہ میں غالب ہوا اور بعضے میں مغلوب اور ان سریوں کے ذکر نہ کرنے کی وجہ روضۃ الاحباب میں ظاہر نہیں ہی اور معارج النبوت میں بھی ذکر نہیں کیا واللہ اعلم اور اسی سال عبدالرحمن بن عوف کے تئین بنی کعب کے قبیلے پر اوس موضع پر جسکا نام دومۃ الجندل ہی بھجوایا روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کے تئین طلب فرمایا اور حضور میں بٹھایا اور اپنے دست مبارک سے عمامہ اوسکے سر پر باندھا اور ایک روایت میں ذکر غذبہ کا بھی آیا ہی کہ فرمایا اغز بسم اللہ وفی سبیل اللہ یعنے غزا کر تو خدا کے نام سے خدا کی راہ میں پس قتال کر تو اوس سے جو کافر ہی خدا سے اور خیانت مت کر تو غنیمت کے درمیان اور غدر یعنے مکر مت کر اور طفل کو مت مار ڈال اور ایک روایت میں یہ کہ عورتوں کو مت مار اور فرمایا اگر استجابت کریں یعنے قبول دعوت کو کرے مانگ تو اونھوں کے بادشاہ کی بیٹی کو پس چلا اور روانہ ہوا عبدالرحمن یہانتک کہ دومۃ الجندل کو پہونچا اور درنگ کیا درمیان اونکے تین روز درحالیکہ دعوت کرتا تھا اونکو پس اسلام لایا اصبغ بن عمر کلبی جو رئیس اونھوں کا تھا اور اسلام لائے ساتھ اوسکے بہت سے لوگ اور جنھوں نے توفیق اسلام نہ پائی جزیہ دینا اختیار کیا ظاہر وہ ہی کہ تمامی مغازی اور سرایا سے مذکورہ میں یہی حکم ہوگا اگرچہ صریح مذکور نہیں ہی کیونکہ حکم شریعت یہی ہو مغازی جمع غزوہ کی اور سرایا جمع سریہ کی اور تزویج کیا عبدالرحمن نے اصبغ کی بیٹی سے تئین جسکا نام تماضر تھا اور آیا مدینے میں پس نکلا واسطے اوسکے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہ امام دین اور اکابر تابعین سے تھا اور مدینے کے ساتوں فقیہوں سے ہی اور اسی سال میں علی ابن ابی طالب کے تئین بنی سعد بن بکر کے قبیلے پر سو شخصوں کے ساتھ فدک کے موضع میں حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بھجوایا اور سبب اسکا یہ تھا کہ حضور نبوی مین خبر گذری کہ بنی سعد بن بکر لشکر جمع
کرتا ہی تاکہ کمک کرے خیبر کے یہود کی اور اُنھونکے اتفاق سے وہ سب قصد مدینے کا کرین پس روانہ
ہوئے حضرت علی رض مثل ماہتاب عالمتاب رات کو رفتار فرماتے اور دن کو مختفی ہوتے پس یکایک
وارد ہوئے اونھون پر اور تاخت لائے درمیان فدک اور خیبر کے پس شکست پائی بن سعد نے
پانچسو اونٹ اور دو ہزار بکریان ہاتھ لگین پس آئے علی مرتضیٰ اور جو اشخاص اُنکے ہمراہ رکاب تھے
مدینے مین بدون اسکے کہ جنگ واقع ہو اور اسی سال مین قضیہ عکل کا بروزن نقل اور عرینہ کا بروزن
علیلہ واقع ہوا اور اوسکے تئین سریہ کرز بروزن گرز بن جابر فہری کہتے ہین ابن اسحق نے کہا ہی کہ
آنا اُنھونکا غزوہ ذی قرد کے بعد جمادی الآخر کے مہینے مین تھا اور ذکر کیا ہی اُسکو بخاری نے
حدیبیہ کے بعد ذی القعدہ کے مہینے مین اور واقدی کے نزدیک شوال کے مہینے مین اور متابعت
کی ہی اُسکی اُس قوم مین ابن سعد اور ابن حبان نے اور صحیح بخاری مین کتاب المغازی کے درمیان
انس سے روایت لایا ہی کہ لوگ عکل اور عرینہ سے آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اور
تکلم کیا اُنھون نے اسلام کرکے یعنے ظاہر کیا اسلام اور تلفظ کیا اسلام کرکے پس بولے کہ یا نبی اللہ
تحقیق کہ تھے ہم اہل ضرع یعنے صاحب شتر اور بیل اور بکری اور نہ تھے ہم اہل ریف یعنے اہل زراعت
اور ریف بروزن حیف اوس زمین کو کہتے ہین جسمین کھیتی اور گھانس اور نخلستان ہو یعنے اہل
بادیہ ہین ہم اہل مدن نہین ہین ناگوار اور گران جانی اُنھون نے آب و ہوا مدینے کی یعنے اُنھونکے
مزاج کے موافق نہوئی اور بیمار پڑے اور سوج گئے پیٹ اُنھونکے اور اُنھونکی صورت کا رنگ زرد ہو گیا
پس امر کیا اُس جناب نے اُنھونکو ذود کرنے ذود کہتے ہین اونٹون کو دو سے نو تک اور فرمایا پیوین
دودھ اونٹنی کا اور اُسکے بول کے تئین اور اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے مسجد قبا
کی ناحیہ مین جبل عیر کے قریب عیر بروزن غیر نام ہی پہاڑ کا پس پیا اُنھون نے اُسکے تئین جو کچھ فرمایا
تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحت پائی اُنھون نے اور تندرست ہوئے عالمونکو اس
مقام مین اقوال ہین یعنے کئی قول ہین اول یہ کہ پاک ہی پیشاب اُن حیوانون کا جنکا گوشت کھانا
حلال ہی مانند اونٹ اور بکری وغیرہ کے اگر پاک نہوتے امر اوسکے پینے مین نہ فرماتے

مایوکل لحمہ یعنے وہ چیز جسکا گوشت کھایا جاوے مراد اونٹ دوسرا یہ کہ پینا اوسکا

دوا کی جہت سے تیسرے نجاست اور حرمت یعنے حرام ہونا اور حرام کرنا طرف پینے کے مت کے واسطے اُس قوم کی یعنے اُن مرضون کے مخصوص اُنھون سے تھا اور ساتھ وحی کے تھا پس جب تندرست ہوگئے اور بحال خود آئے کافر ہوگئے اسلام لانے کے بعد اور مار ڈالا راعی کو اُس جناب کے یعنے چرانے والا اونٹونکا اور لیگئے اونٹونکے تئین پس جب پہونچی یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تب بھیجوایا طلب کے تئین پیچھے اُنھون کے اور حکم کیا کہ سلائی کھینچیں اُنکی آنکھونمین اور کاٹ ڈالے ہاتھ اُنھونکے اور چھوڑے گئے بیچ سنگستان کی ناحیہ مین تاکہ مرے وے بحال خود لفظ سنگ ہے اور ستان ظرف ہے یعنے جگہ جیسا کہ گل سے گلستان اور بو سے بوستان اور خار سے خارستان اور سنگ سے سنگستان وغیرہ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ سیل کھینچی گئی اُنھون کی آنکھونمین اور چھوڑا گیا اُنھون کے تئین دھوپ مین تاکہ مرگئے وہ اور دوسری ایک روایت مین آیا ہے کہ داغ کیا نہ گیا اونکا قطع کا مقام یعنے عادت یون ہے کہ جب ہاتھ کاٹ ڈالیں داغ دیتے ہین تاکہ لہو بند ہوجائے اور منجر بموت نہو خلاف بیان سکے کہ داغ نکیا کہ خون بہتا رہے اور منجر بہلاک ہو انس کہتا ہے دیکھا مین نے ایک کے تئین اونھون سے کہ دانتون سے زمین کے تئین کاٹتا تھا یہانتک کہ ہلاک ہوا اور آیا ہے کہ کہتے تھے وے پانی اور پاتے تھے حضرت آگ اور یہ سیل آنکھون مین کھینچنا ہاتھ کاٹنا اور دھوپ مین چھوڑنا اور داغ نہ کرنا بطریق قصاص تھا کہ اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راعیون سے یعنے اونٹ چرانے والون سے ایسا ہی عمل کیا تھا اور کہتے ہین پہلے پیش از آنکہ مامور ہون بطلب خروج طرف اہل کے اصحاب صفہ سے کہ درمیان آکر بیٹھے ہوئے تھے اہل یعنی شتر اصحاب صفہ وہ جنکا بیان گذرا فقرا صحابہ کرکے پردیسی مسافر بکیس بے ٹھکانے تھے یہان شاید یعنے حمقا یہ نہ کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کام اُنھون کا اور کفر اونھون کا مکشوف نہین ہوا کسواسطے چھوڑا اونھون کے تئین درمیان مسلمانون کے اور کس لیے حکم کیا اونھون کے تئین اونھون کے خروج پر اہل کی طرف یہ کلام جاہون کا ہے کیونکہ کشف ہونا احوال کا اوپر اوس جناب کے اور اطلاع انجام کار پر وحی اور اعلام الٰہی سے ہوتا تھا اور یہان نہ حاجت سے اُس حکمت کی کہ اعلام الغیوب کے سوا کوئی نہ جانے اور اسیطرح احوال اہل کشف کا اور خبرت کا اولیا سے اور عدد ان پاکونکا آٹھ اور اونٹ پندرہ اور سریہ بیس سوارون انصار سے تھا اور روایت

کی ہی ابن مردویہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا کہ نام اوسکا یسار تھا ایک روز حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ نماز خوب پڑھتا ہی پس آزاد فرمایا اُسکے تئیں اور بھجوایا تھا حضرتؐ نے
اسکو اونٹونکی نگاہبانی پر پس یسار اُن اونٹون مین تھا پس آیا ایک قوم عرینہ سے اور ظاہر کیا انھون نے
اسلام کے تئیں اور آئے اُس حالت مین کہ بیمار تھے اور تپ کے مارے ہوئے کہ پھولے ہوئے تھے پیٹ
اونکے پس دست درازی کی اُنھون نے یسار پر اور ذبح کیا اُسکے تئیں اور کانٹے چبھائے اُسکی آنکھون مین
اور ہانک لیگئے اونٹونکو پس بھجوایا پس اُنھون کے حضرتؐ نے گروہ کے تئیں مسلمانون سے اور
سردار اُنھونکا تھا اور پکڑ لائے اونھونکو اور کاٹے اونھون کے ہاتھ اور پانون اور سلائیان
کھینچین اُنھونکی آنکھون مین یہانتک کہ ہلاک ہوئے اور کراہت کی حضرت حق نے سلائی آنکھون مین
پھیرنے سے اور اس آیت کو نازل فرمایا انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ الخ اور صاحب
مواہب نے کہا ہی کہ قول ابن مردویہ کا جو کہا اُسنے کہ کراہت کی حق تعالے نے سمل اعین سے یعنے
سیل آنکھون کھینچنے سے یہ مخالف ہی مسلم کی روایت کے تئیں کیونکہ سمل اعین اور اوسکے مانند کے
تئیں یہ بوجہ قصاص تھا پس مکروہ نہوگا نزدیک حق تعالے جلشانہ کے **تنبیہ** فتح الباری مین
لکھا ہی کہ ابن التین نے زعم کیا ہی کہ عرینہ اور عکل نام ایک قبیلے کا ہی اور یہ زعم اسکا یعنے گمان غلط
ہی بلکہ دو قبیلے ہین متغائر یعنے غیر یکدیگر عکل عدنان سے ہی اور عرینہ قحطان سے اور اسی سال کے
وقائع سے سریہ عبد اللہ بن رواحہ کا ہی اسیر بن رزام خیبر کے یہودی کی طرف اور سبب اوسکا وہ تھا
کہ جب مارا گیا ابو رافع سلام بن ابی الحقیق تب امیر گردانا یہودیون نے اسیر کے تئیں پس سیر
کی درمیان غطفان کے یعنے گئے تاکہ جمع کرین اُنھون کے تئیں یعنے غطفان وغیرہ کو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے لیے جب یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب عبد اللہ بن
رواحہ کو اوس جناب نے تین آدمیون سمیت بھجوایا تاکہ خبر اُسکی حقیقت حال سے لاوے پس خبر لایا پس
بھجوایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کے تئیں تیس آدمیون سے پس یہ سب گئے اور
اسیر سے بولے کہ بھجوایا ہی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے پاس اسواسطے کہ تو چلے
طرف اوس جناب کے تاکہ تجھے عامل گردانے اوپر خیبر کے اور احسان کرین تجھپر پس طمع
کی اُسنے اوسمین پس باہر آئے ساتھ اُسکے تیس آدمی یہود سے ساتھ ہر ایک مرد کے یعنے

مسلمانون سے یہانتک کہ جب قرقری مین پہونچے پس مارا اوسکے تئین عبداللہ بن انیس نے اور تھا
سر مین ساتھ تلوار کے اور گرا اپنے اونٹ سے اور میل کی یعنے رغبت کی مسلمان نے اوسکے اصحاب پر
اور قتل کیا سب کے تئین سوا ایک مرد کے اور مسلمانون سے کوئی مارا نہ گیا پس آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک فرمایا تحقیق کہ نجات دی تمکو حق تعالےٰ نے قوم ظالم سے اور اس سال کے وقائع سے بھیجنا
عمرو بن امیہ ضمیری کا تھا طرف ابوسفیان بن حرب کے مکے مین اور سبب اوسکا وہ تھا کہ ابوسفیان نے مدینے
مین ایک مرد کو بھیجا تھا کہ حضرتؐ کو مارڈالے بطریق غدر یعنے دغا سے اسکے پاس ایک خنجر تھا پس گیا وہ مدینے
مین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایمان لایا تھا چنانچہ ذکر اوسکا غزوہ خندق کے آخر مین گذرا
پس بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ کے تئین اور ہمراہ کیا سلمہ بن اسلم کے تئین اور ایک
روایت مین یون ہی کہ جبار بن صخر اسکے تئین بھیجا ابوسفیان کیطرف کہ اگر ہاتھ پہونچے تو مارڈالین
اوسکو پس گیا عمرو بن امیہ مکے مین اور اور ایک رات تھا کہ طواف کر رہا تھا کہ ناگاہ دیکھا کہ اوسکو
معاویہ بن سفیان نے پس خبر کی قریش کو اُسکے ہونے سے پس پوچھا اوسکے تئین اور بہت ٹٹولا اوسکو
اور کہا اہل مکہ نے کہ یہ عمرو بن امیہ ہی اس سے غافل مت رہو اور مشہور تھا عمرو بن امیہ جاہلیت مین لکایک
مارڈالنے مین پس اجتماع کیا اہل مکہ نے اسکی طلب پر اور قتل پر اوسکے اور جب اہل مکہ عمرو اور سلمہ
کے ہاتھ سے واقف ہوگئے اون دونون نے آپسمین سے افتراق کیا یعنے جدا ہوگئے سلمہ بن اسلم
مدینے کیطرف مراجعت کی اور عمرو مکے کے جبال اور شعاب کیطرف مختفی ہوا جبال یعنے کوہستان اور
شعاب جمع شعب کی یعنے پہاڑ کی چوٹی کھوہ وغیرہ عمرو کہتا ہی کہ اوسوقت عثمان بن المالک میرے سامنے آیا
مینے ایک خنجر اوسکے سینے پر مارا ایسا نعرہ کیا اوسنے کہ اکثر لوگون نے سُنا اُسکی آواز کے تئین اور
لوگ تمام اوسمین مشغول ہوگئے میری طرف کسی نے رُخ نہ کیا اور مین ایک غار مین گھسا اور اُس غار سے
دوسرے غار مین گیا اس غار مین مینے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اعور تھا یعنے کانا اپنی بکریون کو
دھوپ سے چھانو مین لایا ہوا تھا لیٹنے کے وقت یہ بیت اوسنے پڑھی شعر فلست بمسلم مادمت
حیا ٭ ولست ادین دین المسلمینا ٭ وزن اس شعر کا اور ترجمہ یہ فرد ہی فرد نہین مسلم مین ہون
جب تک کہ جیا ٭ نہین ہی دین میرا دین مسلم ٭ اور کئی باتین پیغمبر خدا کی شان مین اوس
مرد دو دل نے ہذیان سے بکین صبر کیا مینے یہان تک کہ وہ مرد کل سوگیا پس مین نے نکالا

کے گوشے کے تئین اسکی چشم صحیح پر رکھکر ایسا زور کیا کہ اسکی ناک تک پہونچا خواب غفلت سے جاگ کر
خواب عدم مین سویا ایک آنکھ تو اصل مین نہ تھی دوسری آنکھ کو بھی ساتھ جان کے رویا اور کھویا لعنۃ اللہ
علیہ اور جب غار سے مین باہر نکلا دو جاسوس یعنے ہرکارے قریش کے میرے نزدیک آئے ایک
کو مین نے تیر سے مارا دوسرا بھاگ گیا بعد اسکے بسلامت اور عافیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پابوسی مین مشرف ہوا اور وہ یار میرا بھی عافیت سے مدینے مین پہونچا ہوا تھا جب ابوسفیان
نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اپنی محافظت مین کوشش کرتا تھا اور مبالغہ کرتا اور عمرو بن امیہ
کہتا افسوس کہ ابوسفیان کی اجل نہ پہونچی تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اسی سال مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا طلب باران مین کی روایت کرتے ہین کہ رمضان کے مہینے مین چھٹے سال
مین درمیان مدینے کے قحط یعنے کال پڑا لوگون نے واسطے استسقا کے استغاثہ کیا حق تعالے
جل جلالہ نے باران بھجوایا اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ استسقا اوس جناب سے چھ وجہ سے واقع
ہوا وجہ اول یہ کہ جمعہ کے روز خطبہ کے اثنا مین اوس جناب نے طلب باران کیا اور کہا اغثنا اغثنا
اللھم اسقنا استقنا یعنے اے پروردگار اغاثہ کرتا ہون مین اور استسقا کرتا ہون مین استسقا بمعنی طلب سیرابی
کرنا اور اغاثہ دعا اور فریاد کرنا جیسا کہ بخاری اور مسلم اور موطا اور ابو داؤد اور نسائی اور انس
روایت متنوعہ سے لائے ہین کہ ان سبھون نے نوع بنوع کی روایتین انس سے لائے ہین کہ کہا
انس نے کہ پہونچا لوگون کو قحط ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین پس تھا یون کہ جمعہ کے
روز پیغمبر خدا خطبے مین مشغول تھے ناگاہ ایک عرب کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ ہلک المال وجاع
العیال فادع لنا اے پیغمبر خدا کے ہلاک ہوا مال ہمارا اور بھوکے ہین بال بچے ہمارے پس دعا کر تو واسطے
ہمارے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اس اعرابی نے کہا کہ یا رسول اللہ قحط المطر واحمرت الشجر
وہلکت البہائم یعنے قحط ہوا مینھ اور لال ہوئے درخت یعنے سوکھ گئے اور ہلاک ہوگئے بہائم جمع ہے
بہیمہ کی بمعنی جانور اور روایت مین یون ہے کہ کہا ہلکت المواشی ہلکت العیال ہلک الناس یعنے ہلاک
ہوتے چارپائے اور عیال اور آدمی پس اٹھایا رسول خدا نے اپنے دونون ہاتھو نکو اور کہا اللھم اغثنا
اللھم اغثنا چار بار اور ایک روایت مین یہ تین مرتبہ اور ایک روایت سے یہ کہ دو بار کہا یا تین بار یہ کہ
اللھم اسقنا انس کہتا ہے خدا کی قسم نہین دیکھتے تھے ہم آسمان مین کوئی ٹکڑا بادل کا اور نہ ہوتا پیغمبر خدا

اپنے ہاتھہ دعا سے نیچے نہین اُتارے تھے کہ یہانتک کہ ایک بلند ہوا ابر پہاڑون کے مانند اور برسا اُس روز
اور دوسرے روز یہانتک آئندہ جمعے تک پس آیا وہی عرب یا دوسرا کوئی عرب اور کہا یا رسول اللہ صلعم
تہدم البناء وغرق المال یعنے ٹوٹ گئین حویلیان اور غرق ہوا مال اور ایک روایت مین آیا ہی کہ کہا
ہلکت الاموال وانقطعت السبیل یعنے ہلاک ہوئے اموال اور بند ہوئے رستے یا رسول اللہ دعا کرو
کہ کھولے حق تعالی اُس ابر کے تئین پس اُٹھا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک
کے تئین اور ایک روایت مین یون ہی کہ حضرت صلعم نے تبسم فرمایا بنی آدم کی سرعت ملال سے یعنے
جلدی ملول ہونے سے آدمی کے اور کہا اللہم حوالینا ولا علینا اور ایک روایت مین اس زیادت
سے آیا ہی اللہم علی الاکام والضراب وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر اور جس طرف اشارت کرتے تھے
کھلتا جاتا تھا ابر اُس طرف سے یہانتک کہ تمام مدینے پر سے ابر کھل گیا اور روان ہوئے وادی
قنات کے قنات کہتے ہین کاریز کے تئین ایک مہینے تک نہ آیا کوئی کسی نواح سے مگر یہ کہ خبر لایا مینھہ
برسنے کی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ پس کشادہ ہوا ابر مدینے پر سے اور برستا تھا گرداگرد اور
نہین برستا تھا مدینے مین ایک قطرہ یہ قصہ مسجد شریف مین تھا جمعے کے روز خطبے مین اثنا مین
دوسری وجہ وہ کہ ابو داؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ شکایت کی لوگون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قحوط مطر کے تئین یعنی مینھہ کے قحط سے نالش کی پس امر کیا حضرت صلعم نے
کہ ایک منبر مصلے کے درمیان رکھو اور وعدہ کیا اصحاب کے تئین روز معین مین کہ باہر آوین پس
باہر آئے اُس روز جسوقت پیدا ہوئے اور آفتاب کی یعنے کرن سورج کی حین طلوع آفتاب ساتھہ
تواضع اور تخشع اور تبذل تمام کے اور جب منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم
نے اتنا اوس خطبے سے محفوظ ہی یعنے یاد ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم
مالک یوم الدین لا الہ الا اللہ یفعل ما یرید اللہم انت اللہ لا الہ الا انت تفعل ما ترید اللہم انت
اللہ لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی
حین یعنی ازل سے ابد تک حمد ثابت ہی واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ پرورش کرنیوالا عالمین کا ہے
عالمین جمیع عالم کی ہی ایسا اللہ کہ بخشندہ ہی اور مہربان صاحب ہی روز قیامت کا نہین سے ہے
کوئی اللہ مگر اللہ کہ کرتا ہی جو کچھہ چاہتا ہی اے پروردگار تو اللہ ہی نہین ہی اللہ کوئی مگر تو چاہتا سو کرتا ہی

تو اے پروردگار تو اللہ ہی نہین اللہ مگر تو ہی غنی ہی اور ہم سب فقیر ہین نازل کر اوپر ہمارے غیث کے تئین
غیث مینھ کو کہتے ہین اور کر دان تو اس چیز کے تئین جو نازل کرتا ہی تو واسطے ہمارے قوۃ اور بلاغ طرف اس
ہنگام کے پس اٹھایا اُس جناب نے اپنے ہاتھو نکو اور شروع کیا تفرع یعنے زاری اور ابتہال یعنی عاجزی
اور مبالغہ کیا ہاتھ اُٹھانے مین یہانتک کہ ظاہر ہوئی سپیدی دونون بغلون کی پس طرف قبلے
کے اور پشت طرف حاضرون کے کی اور قلب ردا کیا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے چادر اُلٹی کی
چنانچہ ردا کا سیدھا طرف بطرف چپ ہوا و طرف چپ بجانب راست ہو گیا اور اندرون ردا بیرون ہوا
اور بیرون ردا اندرون ہو گیا اور ردا سیاہ رنگ تھی ایسی جو مستقبل یعنے قبلے کیطرف جو کھڑے
ہوئے تھے دعا کی اور نزول فرمایا یعنے منبر سے نیچے اُترے اور نماز شروع کی دو رکعت نماز پڑھی بدون
اذان و اقامت کے اذان اور اقامت مشہور ہی سب نمازی لوگ جانتے ہین اور قرات بجہر پڑھی

جہر یعنے بلند پڑھنا پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد یعنے الحمد کے بعد سبح اسم ربک الاعلی الذی
کا سورہ پڑھا اور دوسری رکعت مین ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھا اور دونون سورے
عم کے پارے مین ہین اور پڑھنا پر سورہ قاف کا اور اقتربت الساعۃ کے سورے کا بھی آیا ہی اور
آخر حدیث مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ جب فارغ ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تب پیدا کیا حضرت حق نے ایک ابر کے تئین اور رعد اور برق کو رعد نام بادل کا ہی اور برق بجلی کو
کہتے ہین اور مینھ برسنے لگا یہانتک کہ مسجد شریف تک آنے تک سیلاب روان ہوا اور جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے شتابی اور اضطراب لوگونکا مشاہدہ فرمایا ہنسے اتنا کہ ظاہر ہوئے نواجد اوس جناب کے
نواجد سامنے کے دانتونکو کہتے ہین فرمایا اُس جناب نے کہ گواہی دیتا ہون مین کہ خداوند قادر ہی
اوپر ہر چیز کے اور گواہی دیتا ہون کہ مین تیرا بندہ اور رسول ہون اور تیسرے وجہ وہ تھی کہ
مدینے کی مسجد مین استسقا کیا سو روز جمعہ کے جیسا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین یزید بن عبد اللہ
سلمی کے طریق سے لایا ہی کہ حضرت غزوہ تبوک سے پھر کر تشریف لائے تب اوس جناب سے بنی فزارہ
کی وفد نے یعنے قبائل نے ساتھ اپنی عورتون کے اور بچون کی شکایت کی قحط کے ہاتھون سے اور
بولے کہ دعا کر اے رسول خدا کے اپنے پروردگار سے تاکہ باران بھیجے اوپر ہمارے اور چاہیے اے پیغمبر
کہ تم شفاعت کرو ہماری اپنے خدا سے اور شفاعت کرے پروردگار تم سے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ و یلکم سبحان اللہ

محل حیرت مین بولتی ہین یعنی پاک ہی اللہ اور ویلکم مین لفظ کم ضمیر جمع ہی بمعنی تم اور ویل بمعنی وای ہی یعنے وا سے تمھارے تئین سب شفاعت پرور دگار سے کرو اور ایسا کون ہی کہ جس سے پروردگار تعالی شفاعت کرے

لا الہ الا اللہ العلی العظیم یعنے کوئی نہین الہ مگر اللہ جو ایسا اللہ کہ برتر ہی اور بزرگ اور فرمایا حقتعالی ہنستا ہے ترس سے اور نالہ اور فریاد اور اضطراب سے تمھارے ایک اعرابی درمیان کھڑا ہوا تھا بولا ایسا ہنستا ہی پروردگار ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم یعنے ہان ہنستا ہی حق تعالے اعرابی نے کہا پس ہرگز گم نکرینگے ہم طلب خیر کے تئین اوس پروردگار سے کہ ہنستا ہی اور خوشحال رہتا ہی حضرت اس کلام سے اعرابی کے ہنسے پس منبر پر چڑھے اور ہاتھونکو واسطے دعا کے اٹھایا اور حضرت حق سے باران طلب کیا یہانتک کہ تمام ہفتے تک برسا آخر الحدیث اور اس وجہ استسقا مین نماز اور خطبہ محفوظ نہین یعنی یاد نہین ہی بلکہ مجرد دعا ہی یعنے صرف دعا ہی چوتھی وجہ مدینے کی مسجد مین اوس جناب نے دعا کی اور استسقا کیا بیٹھے بیٹھے کہ قیام تھا نہ صعود منبر پر صعود یعنے اوپر چڑھنا اور اوس روز کی دعا سے اسیقدر

یاد ہی اللہم اسقنا غیثا مریعا طبقا عاجلا غیر رائث اور ایک روایت یون ہی غیر اجل نافعا غیر ضار غیر اجل یعنے بغیر تاخیر باران بھیجے یا الہی اور نافع غیر ضار یعنے ایسا باران کہ غیر ضرر ہو پانچوین وجہ یہ کہ مدینے مین ایک مکان ہی مسجد کے باہر زوراکے نزدیک زوراس مکان کا نام ہی جسے حجار الزیت بولتے ہین مسجد کے دروازون سے ایک دروازے کے نزدیک جسے باب السلام کہتے ہین اس مکان مین اس جناب نے ایک بار استسقا کیا چھٹی وجہ یہ کہ غزوون سے بعضے غزوے کے درمیان مشرکون نے پیشی کی اور پانی پر اوترے اور اہل اسلام بے آب رہے پیاس کا غلبہ ہوا سب پر حال اپنا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا منافقون نے اور مشرکون نے آپسمین کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتا تو اپنی قوم کے واسطے استسقا کرتا جس طرح موسی نے اپنی قوم کے لیے استسقا کیا ظاہر امر اوس سے مارنا موسی پیغمبر کا عصا کے تئین پتھر مین اور نکلنا بارہ چشمونکا اوس سے ہی یا سوا اوسکے یہی موسی نے استسقا کیا ہوا اور دعا کی ہو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی فرمایا کہ مشرکین یون کہتے ہین نا امید مت ہوا ایمان لانے والو شاید کہ اللہ تعالی تمکو پانی دیوے اوس وقت ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے یہ چھ وجہ اہل سیر نے ذکر کیے ہین اور دعا کی سرور عالم نے درگاہ ذو الجلال مین فی الحال بادل پیدا ہوا اور چھا گیا یہانتک کہ جہان تاریک ہو گیا اور دھوم

سے بچاری سیلابون سے ممتلی ہوئین یعنی پُر ہوگئین ان چھہ وجہون کو ذکر کیا ہی اور استسقا کرنا اوس جناب صلعم کا
قحط پڑنے کے وقت قریش پر اوس دعا سے کہ اوپر اُنھون کے کی کہ اللھم سنین کسنی یوسف اور ایک روایت
مین یون کہ سبعا کسبع یوسف اور آنا اُنکو نکا نزدیک اوس جناب صلعم کے گڑگڑانا اور زاری کرنا بھی مشہور
و معروف ہی اور عادت شریف یون تھی کہ جسوقت مینھ برسنا شروع ہوتا تب پوشاک مطہر بعض بدن
انور سے دور کرتے تاکہ باران اوسے پہونچے اور فرماتے لانہ حدیث عہد البریہ تنبیہ امام ابو حنیفہ رح
کے نزدیک استسقا کے درمیان کوئی نماز مسنون نہین ہی یہی دعا اور استغفار ہی بموجب اس آیت
کے استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا یعنی استغفار کرو رب اپنے کے تئین
تحقیق کی شان یہ ہی کہ وہ غفار ہی بھجواتا ہی آسمان سے پانی کے تئین اور اکثر حدیثون مین یہی
استسقا کی وجہین جو مذکور ہوئین صلوٰۃ نہین مگر ایک وجہ کہ مین کہ حضرت صلعم مصلے کو گئے اور دو
رکعت نماز پڑھ کے خطبہ پڑھا اور یہ حدیث تمامی خصوصیات سے سرحد صحت کو پونہچی نہین یا یہ کہ
مخصوص ہی حضرت رسالت پناہ صلعم سے اور سنت بھی وہ ہووے کہ اوس جناب صلعم نے اوپر اوسکے
مواظبت کی ہو ساتھہ ترک کے کبھی اور یہان ترک اکثر ہے اور فعل اوسکا یعنی اوسی صلوٰۃ
استسقا کا سوا ایکبار کے نہین اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ امیر المومنین حضرت عمر رضہ نے استسقا کیا
اور اوسمین بھی دعا اور استغفار تھا اگر نماز مسنون ہوتی استسقا مین تو عدم علم عمر رضہ کا یعنی نہ جاننا
عمر خطاب رضہ کا اوسی ساتھہ عموم بلوے کے اور قرب کرکے زمان نبوت سے اور ترک کرنا اوسکا یعنی
صلوٰۃ کا باوجود علم یعنی باوجود جاننے کے صورت نہین یعنی اگر استسقا کے درمیان نماز
مسنون ہوتی تو البتہ عمر خطاب رضہ کو معلوم ہوتا اور یہ بات عام ہوتی اور باوجود جاننے کے ترک
کرنا اوس نماز کا کوئی وجہہ نہین رکھتا اور مراد اوس سے جو کہتے ہین کہ استسقا مین نماز نہین یہہ ہے
کہ نماز ساتھہ جماعت کے اور خصوصیات کے ساتھہ مسنون نہین اور اگر نہین ہر ایک شخص اگر
تنہا تنہا نماز پڑھین اور تضرع اور زاری کرین اور طریقہ دعا اور استغفار کا اسو جہہ سے برپا کرین
درست ہی اور احسن ہی اور بالجملہ حدیثین جو روایت کی گئین ہین استسقا کے باب مین سو
خالی اضطراب سے نہین ہین اور بہت سے طرق سے جمیع طرق طریقہ کی اوس حدیث کی جو
مشتمل ہوا اوپر ان خصوصیات اور کیفیات کے بے ضعف کے نہین پس اخذ نہ کیا یعنی لیا ابو حنیفہ نے

خلاصہ کر کے اور مقصود اوسکا جو دعا اور استغفار تھا اور نماز کے تئین تجویز کیا ہی یعنے جائز کیا ہی اور اثبات کی ہی اور جماعت کی اور خطبے کی اور اُسکے امثال کے تئین یعنے مانند اوسی جماعت کے اور خطبے کے تئین اخذ بالمتیقن کر کے اخذ بمعنے لینا منسوب ہی بنا بر تمیز اور صاحبیہ کے نزدیک اور ائمہ ثلاثہ یعنی تینون اماموں کے نزدیک استسقا مین نماز ہی ساتھ جماعت کے اور خطبہ ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ قول امام محمد کا ہی کا ہی اور ابو یوسف کا ساتھ ابو حنیفہ کے ہی اور اب فتوی مذہب حنفیہ مین صاحبیہ کے قول پر ہی اور کہا ہی کہ ملحوظ اور منظور اصلی درمیان استسقا کی چاہیے کہ متابعت سنت اور اقامت مراسم عبودیت ہو اقامت قائم کرنا مراسم جمع رسم کی اور انزال مطیر یعنے نازل کرنا مینھ کا اور استجابت دعا اسکی فضل خداوندی سے ہی واللہ ذو الفضل العظیم اور اسی سال مین دوشنبے کے روز ذیقعدہ کے غرے کو سنہ ہجرت سے عمرہ کا قصد کر کے حدیبیہ مین کہ نام ہی ایک موضع کا مکے سے نو میل پر اور وہ جگہ جامع ہی درمیان حل کے اور حرم کے اور در اصل نام ہی ایک کنوین کا یا درخت کا جو اوس مکان مین ہے اب یہ نام اوس مکان کا ہو گیا ہی اور وہ مکان زمان کرامت نشان مین اوس جناب صلعم کے متعین اور معلوم تھا اور اصحاب کے زمانے مین مبہم اور مجہول ہو گیا اور لوگ اوسکے دریافت سے اور زیارت سے اوس مکان کے محروم ہین جہت یعنے طرف اور مسافت اوسکی معلوم ہے لیکن خصوص وہ جگہ متعین اور متیقن نہین ہوتی اور صحیح بخاری مین سعید بن مسیب سے جو کبار تابعین سے ہی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی اور تھا وہ یعنے باپ اوسکا اون لوگون سے جنھون نے بیعت کی تحت شجرہ یعنے درخت کے تلے کہا اوسنے کہ رجوع کیا ہمنے سال آیندہ مین پس پوشیدہ ہوا ہم سے اور نہ پہچانا ہمنے اوس جگہ کے تئین یعنے حدیبیہ کو اور طارق بن عبد الرحمن سے روایت لاتا ہی کہ کہا گیا مین واسطے حج کے پس گذرا مین درمیان اوس قوم کے جو نماز پڑھتے ہین یعنی درمیان حدیبیہ کے اور راہ آنے کی درمیان مکے کے اوس زمانے مین بھی حدیبیہ تھی اور اب حدیبیہ دست چپ کیطرف رہتی ہی کہتا ہی دیکھا مینے ایک قوم کے تئین یعنے لوگون کے تئین کہ نماز پڑھتے ہین اوس مسجد مین جو وہان ہی پس پوچھا مین نے کیسی مسجد ہی یہ جو یہان بنائی ہی لوگون نے کہا یہ موضع شجرہ ہی جہان بیعت کی تھی رسول خدا صلعم کے تئین اصحاب نے اسکے نیچے اسکے تئین بیعت الشجرہ اور بیعت الرضوان کہتے ہین چنانچہ فرماتا ہی حضرت جل و علا

لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ یعنے ہر آئینہ تحقیق راضی ہوا اللہ مومنین سے
جسوقت بیعت کی تیرے تئین تحت شجرہ کے یعنے وہ جگہ ہے جو حدیبیہ کے درمیان بیعت شجرہ یہان واقع
ہوئی ہی اور لوگون نے یہان مسجد تیار کی ہی چنانچہ تمامی آثار نبویہ مین مدینے مین اور اوسکی راہ
مین مسجدین بنائی ہین اور زوار اُسے تبرک جانتے ہین اور نماز پڑھتے ہین کہتا ہی طارق بن عبد الرحمن
کہ آیا مین بعد اسکے مدینے مین سعید بن مسیب کے نزدیک اور خبر دی مینے اُسے اس حال پر پس کہا
سعید نے کہ حدیث کی ہی مجھسے میرے باپ نے کہ تھا وہ اون لوگون سے جنھون نے بیعت کی تھی
تحت شجرہ کہا کہ جب باہر آئے ہم سال آئندہ فراموش کیے گئے ہم اوس موضع کے تئین جو شجرہ تھا
پس قدرت نپائی ہمنے اوسکے دریافت پر اور مشتبہ ہوا وہ مکان اوپر ہمارے اور کہا سعید بن مسیب نے
کہ اصحاب محمد نے نہ جانا اور نپایا اوس جگہہ کے تئین اور تم نے پایا پس تم زیادہ دانا ہو اونھون سے
اور حال یہ کہ علم یعنے جاننا اور معرفت یعنے پہچاننا اونھون کا یعنے اصحاب کا اوس جناب کی صحبت
مین ساتھ قرینون کے زیادہ اور وافر تھا تم سے ہان بیچ ہی لوگون نے اپنے قیاس اور گمان
سے اوس جگہہ کے نزدیک ایک جاگہہ بنائی ہوگی لیکن تعین اوسکا اونسے میسر نہین اور سعید کے
کلام مین تنبیہ ہے یعنے آگاہ کرنا ہی اوپر سبابت کے کہ دعوای علمیت یعنی زیادہ دانی کا دعوی بزرگون
اور مقربون سے جو کوئی کرے نامعقول ہی جو کچھ کہ اونھون نے کہا ہی اور جانا ہی اوسی پر
اکتفا کیا چاہیے اور تسلیم کیا چاہیے یعنے سلامت رکھا چاہیے اونکے قول کو اور یہ اصل عظیم ہی باب
ادب و تواضع مین اور انحصار مین انکسار یعنے فروتنی کرنا واللہ الموفق اور روایتین حدیبیہ کے لشکر
مین مختلف یعنی کئی طرح کی آئی ہین ایک روایت مین چودہ سو سے زیادہ تھے اور ایک روایت
مین پندرہ سو کہا کسر کو جبر کیا اور ایک روایت مین تیرہ سو اور جمع و توفیق مین یعنے موافق ہونے
مین ان روایتون کے کہا گیا ہی کہ حقیقت مین وہی چودہ سو سے زیادہ تھے وہ زیادتی جو تھی سو کسر
تھا اوسکو جبر کر کے پندرہ سو کہا اور جسنے چودہ سے کہا اور کسر کو چھوڑا اور یہ رسم عرب ہے
حساب مین اور مساہلہ درمیان اوسکے یعنے سہل انگانا اور راس توجیہہ کی ہو سکتی ہے براء
ابن عازب کی روایت کہ کہا ہزار اور چار سو یا اکثر لیکن روایت سولہ سو کی اور سترہ سو کی
جو آئی ہی موافقت کی نہین کسی نے اوپر ان دونون روایتون کے کذا قال صاحب مواہب اور

ایک روایت مین یہ کہ ایکہزار پانچسو بیس تھے اور ایک تمامی روایتون کی جامع ہی یہ روایت کہ
باہر آئے حضرتؐ عام حدیبیہ عام یعنی سال یعنی سال حدیبیہ جس طرح عام الفیل ہی عشرہ مین بضع عدد مبہم ہے
یعنے سال حدیبیہ حضرتؐ باہر آئے ایک ہزار کئی سو مین اعتماد کیا ہی اوپر اسو جہ کے نودی نے یہ تو خود
ہوا ہی لیکن روایت تیرہ سو کی ممکن ہی حمل اوپر سہابت کے یعنے گمان کہ مطلع ہوا راوی اسکا یعنے
تیرہ سو کا اس عدد پر اور مطلع نہ ہوا زیادت پر اور غیر اسکا مطلع ہوا اوپر اوسکے یعنے جسنے تیرہ سو
کی روایت کی اوسکے سوا اور دوسرا راوی تیرہ سو سے زیادہ پر مطلع ہوا اور روایت کی اوسنے اوس
زیادت کی مثلاً ایکبار ایک جماعت آئی وہ جو شخص مطلع ہوا اوس سے اور دیکھا اوسے اور روایت
کی دوسری تھوڑی دیر کے بعد اور ایک جماعت آئی اور اوس جماعت پر مطلع نہ ہوا اور جس شخص
نے کہ مجموع کے تئین دیکھا کہ جماعت کے بعد اور جماعت مجتمع ہونے کے بعد دیکھا مجموع کے
تئین نقل کیا اوسنے اور اصول حدیث مین مقرر اور مبین ہوا ہے کہ زیادہ ثقہ کی مقبول ہے ثقہ
مشہور ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ اس توجیہ سے روایت سولہ[۱۶۰۰] کی اور سترہ[۱۷۰۰] سو کی و بعضی روایتون
مین آئی ہی اوس سے بھی اصلاح کر سکیے یعنے ان دونون کی روایتون کی صلاح بھی ہو سکتی ہے
اوس توجیہ سے واللہ اعلم لیکن کلام اسمین ہی کہ ظاہر عبارت اور متعارف وہ ہی کہ کہا جاوے
ایکہزار چار سو تھے یا ایک ہزار پانچسو یا ایک ہزار تین سو نہ یہ کہ چودہ سو اور پندرہ سو اور تیرہ سو
اور توجیہ کی گئی ہی اسکی اس طور سے کہ منو منو جماعت متعدد جدا جدا تھین تیرہ[۱۳۰۰] سو چودہ[۱۴۰۰] سو
یا پندرہ[۱۵۰۰] سو اس حیثیت سے اس عبارت سے کیا ہی نکتہ یہ کہ ہی کذا قیل اور یہ غزوہ حدیبیہ مبدا
فیوضات اور فتوحات عظیمہ کا ہوا مبداء یعنے شروع کہ بعد اسکے یعنے حدیبیہ کے غزوے سے کے
بعد حصول پایا اور براء بن عازب سے آیا ہی کہ کہا شمار کرتے ہو تم فتح کے تئین جو مکے کی فتح ہی یعنی
جو فتح کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا مین واقع ہی تم اوسکو مکے کی فتح پر حمل یعنے گمان کرتے ہو بہ تحقیق کہ
تھی فتح مکے کی ایسی فتح اور ہم شمار کرتے ہین بیعتہ الرضوان کی فتح کے تئین یعنے مکے کی فتح تو
فتح ہی لیکن فتح بیعتہ الرضوان بڑی فتح ہی اور اختلاف درمیان مفسرون کے کہ مراد اس فتح
سے جو انا فتحنا مین واقع ہے فتح مکہ ہے یا فتح حدیبیہ یا دوسری فتوح جو حدیبیہ کے بعد واقع
ہوئی بیضاوی کہتا ہی کہ یہ وعدہ ہے طرف مکے کی فتح کے اور تعبیر اوسکی ماضی کر کے تحقیق

وقوع کی جہت سے ہی یا اون لفظون کی طرف جنکا اتفاق ہوا اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل فتح خیبر کے
اور مانند اسکے یا یہ کہ اعتبار ہی حدیبیہ کی صلح سے اور تسمیہ کیا اسکا فتح کر کے جہت سے واقع ہونے اوسکے اور
اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبے کے بعد تمامی مشرکین پر جس ہنگام مین کہ طلب کیا انھون نے صلح کے
تئین اور سبب اسکا یعنے حدیبیہ کا یہ سبب ہونا مکے کی فتح کے تئین اور فارغ ہونے حضرت اس
سبب کر کے عرب کے تئین پس غزا کی اس جناب نے انھون سے اور فتح کیے مواضع کثیر یعنے بہت
سے موضع اور لانے اسلام مین خلق عظیم کے تئین اور ظاہر ہوئی حدیبیہ مین آیات عظیمہ اور فتح روم
کی اور غلبہ انکون کا فارس پر اس سال مین اور سچا کیا گیا ہی ہونا رسول کی اس فتح کا سورۂ روم مین
انتہی اور سیوطی نے لکہا ہی کہ یہ اختلاف قدیم ہی جو واقع ہوا ہی درمیان فتح کے اور تحقیق یہی کہ مراد
اس سے مختلف ہی آیتون مین پس قول حق سبحانہ تعالی کا انا فتحنا لک فتحا مبینا یعنے فتح کی ہمنے واسطے
تیرے فتح ظاہر مراد اس سے حدیبیہ ہی کیونکہ وہ مبداء فتح ہی یعنے حدیبیہ اور قریب ہوئی امید
صلح جو واقع ہوئی ہین درمیان اسکے اور دور ہونا جنگ کا اور مراد قول حق سبحانہ تعالی سے
کہ واثابہم فتحا قریبا فتح خیبر ہے اور قول حضرت حق کا فجعل من دون ذالک فتحا قریبا اس سے
بہی مراد فتح حدیبیہ ہی اور قول حضرت حق اذا جاء نصر اللہ والفتح یعنے جس وقت آئی نصرت
خدا کی اور فتح مراد اس سے مکے کی ہی اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین
دیکہا کہ ساتھ اصحاب کے کعبۂ معظم کی زیارت کے واسطے گئے اور عمرہ ادا کیا اور کعبے کی کنجی کو اپنے
ہاتھ مین لیا اور بعضے یارون نے حجامت کی اور بعضون نے قصر کی یعنی بال کترواے اور جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تقریر یارون سے فرمائی تب خوشوقت ہوے اور سمجہے کہ تعبیر خواب
کی اسی سال مین ظہور مین آوے گی اور جب قضیہ حدیبیہ کا دوسرے طور سے واقع ہوا سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے کب کہا تم سے کہ اسی سال مین وقوع مین آوے گا
اب تمام قصۂ حدیبیہ کا بیان کرون مین جان ای میری جان کہ سرور عالم فخر بنی آدم حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب بشارت آیات کے دیکہنے کے بعد اس سفر خیریت اثر
کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اصحاب رض سے ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ عمرے کو جاتا ہون
یہ سب بہی مستعد اور مہتی یعنے تہیہ کرنے والے ہوئے پس جناب رسالت مآب مدینے سے باہر

تشریف لائے اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینے کا خلیفہ گردانا اور اکثر اصحابؓ نے اپنے ساتھ ہتھیار لینے زرہ نہ لے مگر تلوار کہ جسکو سلاح مسافران بولتے ہین اور بعضے اصحاب مثل عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ سلاح ساتھ لیجانے مین اہتمام کرتے تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز اُسکی نفرمائی اور ہدیے کے اونٹونکو جمع کیا ستر اونٹ تھے اور ابو جہل کا اونٹ جو غزوہ بدر کا غنیمت سے ہاتھ لگا تھا اور وہ جناب صلعم اپنی ملک خاص مین اُسے لائے تھے اُن اونٹونمین وہ بھی تھا اور اصحابؓ سے بھی جس کسیکو قدرت تھی ہدے لیا اس نماز پیشین یعنی ظہر کی نماز ذی الحلیفہ مین پڑھی اور اونٹونکو مجلل گردانا اور اشعار اور تقلید اور جو کچھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اصحابؓ نے بھی اشعار یعنے شق کرنا اونٹ کا کوہان و دمین سے ایک کے تئین تاکہ خون جاری ہو اس سے اور یہ سنت ہی اور جایز ہے کہ مبالغہ اسمین لوگ نہ کرین اور امام ابو حنیفہؒ سے کراہت اشعار نقل کرتے ہین یعنے یہ کہ اونٹ کے اشعار کرنی کراہت ہی اور ائمہ نے یعنے اماموں نے طعن کیا ہی کہ بیشبہ حدیث صحیح مین اشعار اس جنابؐ سے روایت کیا گیا ہی بس حکم کرنا اوسکی کراہت پر کیا معنے رکھتا ہی لیکن کراہیت کرنا امام کا اُسکے تئین مبالغہ کرنے سے ہی درمیان اُسکے کہ اہل زمان اُنھوں کے کرتے تھے اور مقصود اشعار سے اعلام ہی یعنے ظاہر کرنا ہی اور پر آیات کے کہ یہ اونٹ ہدے کے ہین اور تقلید اُسکو کہتے ہین کہ لٹکائی جاوین اونٹ کی گردن مین نعلین اور مانند اُسکے اور یہ بھی سنت ہی اسی غرض کیواسطے غرض وہ ہی جو مذکور ہوا کہ اشعار واسطے اسکے ہی اور تقلید کہ معلوم کیا جاوے کہ یہ اونٹ ہدے کے ہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ فرمانے کی خبر قریش کو پونہچی سب نے آپس مین اتفاق کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑین کہ مکّے مین درآمد ہوں قریش نے مصلحت ٹھہرا کر اطراف کے قبائل سے اور جماعت جابش سے اعانت یعنے مدد ڈھونڈھ کر یعنے کمک چاہ کر اپنے اتفاق مین لاتے اور کارسازی جنگ کی کر کے مکّے سے باہر آئے ذو بلدح کے درمیان جو موضع ایک ہی مکے کے باہر جدے کی راہ مین لشکرگاہ کیا اور خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابو جہل کے تئین لشکر شقاوت اثر کا طلیعہ کیا طلیعہ اس فوج کو کہتے ہین جو مقدمے کے آگے رہتی ہو حضرتؐ نے جب معلوم کیا کہ قریش درپے ہین کہ اوس جنابؐ کے تئین مکّے مین جانے سے منع کرین تب روے مشورت طرف اصحابؓ کے لائے اور فرمانے لگے کہ مصلحت

ہو کہ ہم اہل وعیال پر اس جماعت کے جو قریش کے واسطے گئے ہین تاخت لیجاوین اور غارت کرین تاکہ انھونکے مردونکو ایک شکست عاید ہو اور احتمال رکھتا ہی کہ اپنے اہل کی جماعت کے لیئے قریش سے جُدا ہون اور ہم انھون سے یعنی قریش سے بآسانی جنگ کرین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال بہ نیت عمرہ آسئے ہین اور اور کسی سے داعیہ جنگ کرنیکا نہین رکھتے ہکو چاہیے کہ اُسی عزیمت پر ثابت رہین ہان اگر قریش آیکو بالفعل سکتے ہین داخل ہونے سے مانع ہون اسوقت انھون سے جنگ کرین ہم حضرت نے صدیق کے بات کا استحسان کیا استحسان نیک کہنا اور صدیق کی راے کی تصویب کی یعنے صائب ہی تدبیر آور فرمایا چلو بنام خدا کے عزوجل آور پیغمبر جدام سے بھی وہ خاطر تھی یعنے خاطر مبارک مین حضرت کے یہ تھا کہ استکشاف حال مین صحابہ کے واسطے ایک حرف فرمایا اور استشارہ کیا یعنے استشارہ بمعنے مشورہ آیا ہی شورہ کہتے ہین مساحت کرنے کو اور زیادہ کیا احمد نے درمیان حدیث کے کہ کہا ابو ہریرہ رضہ نے نہین دیکھا مین نے کسیکو ہرگز مشورت کرنے والا اپنے اصحاب سے اوس جناب سے زیادہ اور فرمایا حضرت نے کہ خالد بن ولید درمیان غمیم کے قریش کے لشکر کے طلیعہ مین بیٹھا ہوا ہی تم دست راست کی راہ سے جاؤ تاکہ بیخبر یکایک انھون پر پہونچین ہم کہتے ہین کہ اہل اسلام راہ نخت اور دشوار مین جا پڑے ایسا کہ فرود اور عبور یعنے گذرنا انکو نکا اوپر شعاب اور عقاب کے تھا شعاب شعبہ سے اور عقاب عقبہ سے آیا ہی جب انھون نے یعنے اہل اسلام نے ہبوط اور صعود راہ سے دیکھے ہبوط نیچے اوترنا اور نہ مشاہونا صعود اوپر چڑھنا تب حضرت نے مرہم رحمت انھون کے جراحت مشقت پر رکھکر فرمایا کہ یہ ایک دروازہ ہی بہشت کے دروازون سے یہ عبارت معارج النبوۃ کی ہی اور حقیقت مین بحکم حفت الجنۃ بالمکارہ ہی اور فرمایا جو کچھ راہ خدا مین دشواری آگے آوے موصل بجنت یعنی جنت کو پہونچانے والی ہی اور خود بہشت اور دوزخ نے بارہا اس جناب کا تمثل کیا ہی جیسا کہ فرمایا اس جناب نے رایت الجنۃ فی عرض ہذا الحائط یعنی دیکھا مینے جنت کے تئین اس راہ کی حایط مین حایط بمعنے دیوار یہان بھی ایسا ہی کچھ ظاہر ہوا ہوگا جب اون عقبون سے گذرے اور ہموار زمین پر پہونچے تب فرمایا نستغفر اللہ ونتوب الیہ یعنی اسکے ظاہر ہین بصیغہ متکلم دونون جگہ گویا تنبیہ کی اوس جناب نے مسلمانون کے تئین استغفار پر

اُس تقصیر سے جو اُنھون کی مخطور خاطر ہوئی تھی اس رستے پر راوی کہتا ہے خدا کی قسم کہ واقف حال نہوا
خالد اِن مجاہدون کے وجود سے یعنے اِن جہد کرنے والون کے ہونے سے آگاہ نہ ہوا تا آنکہ غبار
لشکر اسلام کا اُسکی آنکھون مین آیا فی الحال بھاگ کر قریش سے جا کر ملحق ہوا اور اُنھونکو اس حقیقت
سے خبردار کیا اور جب حضرت ثنیہ مین جو نزدیک ہے حدیبیہ کے پہونچے اور اُسے ثنیہ مرار بھی کہتے
ہین ناقہ اُس جناب کا جسپر سوار تھے قصوا نام تھا وہان بزانو آیا ہر چند اُسے جھڑکی دی اور لوگون
نے کہا حل حل ناقہ نہ اوٹھا حل حل نام ہے آواز کا کہ اونٹ کے اوٹھانے کے وقت بولتے ہین
جس طرح نخ نخ اُسکے بٹھاتے وقت بولتے ہین لوگون نے کہا خلات القصوا یعنے تھک گیا ہے قصوا
راہ چلنے سے حضرت نے فرمایا خلات القصوا یعنے ماندہ نہین ہوا وما ذاک لہا بخلق ولکن حبسہا
حابس الفیل یعنی عادت قصوا کی نہین ہے ماندہ ہونے کی اور خو اُسکی لیکن منع کیا اُسکو یعنی قصوا
کو مکے مین داخل ہونے سے منع کرنے والے نے فیل کے مکے مین داخل ہونے سے یعنے جس طرح اصحاب
فیل ایک فیل لائے تھے تا کہ خانہ کعبہ کی بنا کو منہدم کرین اور ہتک کرین حرمت حرم کے تئین
پس باز رکھا خدائے قادر نے اُنھون کے تئین اُس چیز سے جو کچھ قصد کیا تھا اُنھون نے اور
بٹھا دیا فیل نے اُنھونکو یہان بھی ویسا ہی احتمال رکھتا ہے کہ جب آتے تھے اصحاب رضی مکے
کے تئین اس صورت سے اور باز رکھتے تھے قریش اُنھون کے تئین مکے مین داخل ہونے سے
واقع ہوتا درمیان اُنھون کے قتال کہ یہ موجب ہتک حرمت کعبہ ہے اگرچہ قصد اُنھونکا یہ نتھا
باز رکھا اُنھون کو اس سے اور جب مستشعر ہوئے یعنے خبردار ہوئے حضرت اُس معنے سے اور فہم
عالی مین اس معلی جناب کی یہ نکتہ آیا تب فرمایا قسم اُس خدا کی کہ بقائے ذات تمہارا اُسکی دست
قدرت مین ہے کہ نہین چاہتے قریش اُس امر کے تئین جسمین تعظیم حرم کی ہے لیکن مین قبول کرتا ہون
اُسکے تئین پس زجر کیے ناقے کے تئین پس اوٹھا ناقہ اور منحرف ہوئے حضرت یعنے سر پھرایا حضرت نے
اُس راہ سے اور نزول کیا اُس جناب نے اقصائے حدیبیہ کے درمیان ایک کنوین پر کہ ایک تھوڑا
پانی اُسمین تھا اقصا بمعنی گرداگرد اور کھینچتے تھے لوگ پانی اس کنوئین سے تھوڑا تھوڑا ایسی دیر
نہ گذری کہ پانی کنوئین کا تمام ہوا اور شکایت کی اُنھون نے پیاس سے حضرت کے حضور مین
پس کھینچا اس جناب نے ایک تیر تیردان سے اور فرمایا کہ اس تیر کو اس کنوین مین گاڑ دو

پس جوش مین آیا پانی ہوا ایسا کہ سارا لشکر سیراب ہوا اور منزل جو کم آب تھی کئی معجزے اسی باب کے ظہور مین پہونچے ایک تو یہی جو مذکور ہوا اور ایک بار در قلت آب کے لوگون نے حضور مین استغاثہ کیا حضرت کنوئین کے کنارے آئے اور وضو کیا اور پانی مضمضہ کا یعنی کلی کا کنوئین مین ڈالا اتنا پانی اسمین پیدا ہوا کہ لوگ اور چارپائے یعنی اونٹ بیل بکری گھوڑے وغیرہ تمام سیراب ہو گئے اور ایک بار اور حضور مین اُس جناب کی گذارش کی کہ یا رسول اللہ کہیں جگہہ اس منزل مین پانی نہین مگر آپ کے رکوے مین رکوہ نام اُس کاسے کا تھا جس سے حضرت صلعم وضو کرتے تھے پس حضرت صلعم نے دست مبارک منھ پر اُس رکوے کے رکھا پس اُس جناب کی اونگلیون کے درمیان پانی جوش مین آیا جس طرح چشمون سے جوش مارتا ہی اور جابر رض جو راوی حدیث ہی پوچھا لوگون نے تم کس مقدار تھے یعنی کتنی جمعیت تھی جابر رض نے کہا ہم پندرہ سو آدمی تھے اور اگر سو ہزار یعنی لاکھ آدمی ہوتے تو بھی کفایت کرتا پانی ہمکو پھر پانی اُس مقام سے کم نہ ہوا اور اسی مقام مین سب آبی سے شکایت کرتے تھے پس حضرت صلعم نے دعا کی مینہ آسمان سے آیا اور معمور کیا اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ جب رات کو مینہ برسا اور حضرت نماز صبح سے فارغ ہو کے اصحاب سے فرمایا کچھ جانتے ہو تم کہ تمھارے پروردگار نے کیا کہا عرض کی سب نے کہ خدا اور رسول خدا دانا تر ہین فرمایا کہ کہتا ہی پروردگار کہ مین نے مینہ بھیجا یا پس صبح کی میرے بندون نے بعضے مومن سے اور بعضے کافر پس جن شخصون نے کہا کہ مینہ پایا ہمنے خدا کے فضل سے اور اُسکی رحمت سے وہ ایمان لائے ہین مجھ سے اور کافر ہین کوکب سے یعنی ستارون کی گردش کے معتقد نہین ہین جیسا کہ مذہب منجمون کا ہی اور جنھون نے کہا کہ مینہ پایا ہمنے اس سبب سے کہ ماہتاب فلان برج مین آیا کافر ہین مجھ سے اور ایمان لائے ہین کوکب سے اور مراد اس سے یہ ہی کہ چاند کے آنے کو اُس برج مین سبب حقیقی جانے اور کہین اور اعتقاد کرین اس بات پر کہ جب ماہتاب فلان برج مین آویگا تب خواہ مخواہ مینہ ہوگا اور صورت نہین رکھتا کہ نہو اور اگر اس برج مین نہ آوے ہرگز مینہ نہ برسے اور صورت نہین رکھتا یہ اعتقاد کفر ہی اور یہ لفظ الفاظ کفر سے لیکن اگر ایسا اعتقاد کرین اور کہین کہ جب چاند اُس منزل مین آویگا تقدیر الٰہی سے اور خلق باری تعالی سے مینہ آویگا اور اگر حق تعالے نہ چاہے نہ برسیگا اور چاہے تو برسا دے جیسا کہ حکم عادت ہی اسمین کفر نہین ہوتا اور اگر نہ کہین تو مقام توحید اور ایمان سے نزدیک تر ہوا اور مناسب تر اور بعضی روایتون مین

دیکھا ہی واللہ اعلم بصحتہا یعنے خدا دانا تر ہی اسکی صحت کا کہ ایکبار امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے مین استسقا کرتے تھے کہا عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ اگر چاند کی منزل کو نگاہ رکھو یعنی چاند برج آبی مین ہی یہ دیکھکر دعا کرو تو بہتر ہی یعنے اسواسطے کہ رعایت سبب حقیقی اور دعا دونون جمع ہون اور اگر آیا چاند کا اُس منزل مین سبب حقیقی اور علت یقینی ہو تو حاجت استسقا کرنے کی کیا ہی فافہم وباللہ التوفیق **وصل** جب دریافت کیا مشرکان قریش نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم کی حرمت کی نگاہ رکھنے مین اور محاربہ اور مقاتلہ کے ترک کرنے مین اور قلع و قمع مین اُنھون کے ہین تب مغرور ہوئے اور اپنی جہل اور سفاہت اور بدخوئی اور بدبختی پر قیام کرکے تمرّد اور سرکشی کی بنیاد کو محکم کرنے لگے قلع بمعنے جڑ سے اوکھاڑ ڈالنا اور قمع بمعنے کوٹنا سفاہت بمعنی کمینہ پنا کرنا تمرد بمعنی شوخی کرنا بنیاد بمعنے جڑ اور لوگون کو اپنے مدعا کے اثبات کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے درمیان لاتے اول بدیل بن ورقا خزاعی کے تئین اُس قبیلے کی ایک جمعیت کے ساتھ جو عہد جاہلیت و اسلام مین اُس جناب کے مخلصون سے تھے اور محرمان درگاہ نبوت سے اور ہمیشہ اخبار اور اسرار مکے کے لوگون سے مدینے کی طرف بھجواتے تھے اخبار جمع خبر کی اور اسرار جمع سر کی بمعنی بھید اور یہ بدیل بن ورقہ نے ابھی سلک اسلام مین انتظام پایا تھا اور بعضون نے اوسے صحابی متقدم الاسلام لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسلام لایا وہ اور بیٹا اُسکا عبداللہ اور حکیم بن حزام مکے کی فتح کے روز حاضر ہوا وہ اُسکا بیٹا حنین مین اور طائف اور تبوک مین یہ نام موضعون کے ہین جہان لڑائیان واقع ہوئے اور مارا گیا وہ عہد نبی مین اور بعضے کہتے ہین کہ مارا گیا صفین کے روز القصہ بدیل آگے اُس جناب کے آیا اور عرض کرنے لگا کہ قریش نے آپسمین قبائل عرب سے اتفاق کرکے حدیبیہ کے کنوؤن پر اوترے ہوئے ہین اسی قصد سے کہ آپ کو مکے مین داخل ہونے سے اور کعبے کی زیارت سے باز رکھین اور اگر آپ نہ مانین تو وے قدم مقام قتال مین رکھین حضرت نے فرمایا کہ ہم کسی سے قتال وجدال کرنے کے واسطے نہین آئے مقصد ہمارا یہ ہی کہ خانۂ کعبہ کی ہم زیارت کرین اور عمرہ ادا کرین اور فرمایا کہ قریش بہت مائل ہین جنگ کے لیکن یہ موجب ضرر ہی اُنھون کا اگر چاہین ایک مدت تعین کرین کہ اُس مدت مین درمیان ہمارے اور اُنھون کے جنگ نہ رہے اور مجھے

تمامی مشرکوں سے چھوڑ دیں کہ جہاد کروں میں اگر مغلوب ہو گئے ہم تو مطلب انھوں کا جو میری مغائرت اور زبونی ہے حاصل ہوا اور اگر ہم غالب ہو گئے تو وہ بھی اگر چاہیں سائر الناس کی طرح متابعت میری کریں اور اگر نہ متابعت کریں تو بارے مدت مصالحہ میں جنگ و جدال و قتال سے فارغ ہو بیٹھیں اور اگر قریش ان باتوں سے جو میں نے کہیں ابا اور امتناع کریں تو قسم خدا کی جس کے دست قدرت میں میری بقا و ذات ہے انھوں نے یہاں تک مقابلہ کروں کہ جدا ہو سالفہ میرا سالفہ معنے صفحہ گردن کنایت کی اس جناب نے اپنے قتل سے اور ہر آئینہ حقتعالی نافذ یعنی جاری کرے گا اپنے امر کے تئیں اور نصرت دیگا اپنے دین کے تئیں بدیل نے یہ سنکر عرض کی کہ پس جلد ہو کہ پہونچاؤں میں آپکے اس کلام کے تئیں قریش کو پس مجلس شریف سے اٹھا اور مشرکوں کے لشکرگاہ میں گیا اور بولا کہ میں نے محمد سے ایک کلام سنا ہے اگر اذن ہو تو تمسے کہوں بعض سفہا انھوں کے مثل عکرمہ بن ابو جہل اور حکم بن عاص وغیرہ کہنے لگے ہمکو حاجت نہیں ہے اسکا کلام سننے کی سفہا جمع ہے سفیہہ کی بمعنے ناداں لیکن عقلا اور اصحاب رائے انھوں کے بولے کہو جو سنا ہے اس سے بدیل نے جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا درمیان لایا اور بولا اے گروہ قریش تم واسطے قتال کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے استعجال یعنی شتابی کرتے ہو اور وہ کعبہ کی زیارت کیواسطے آیا ہے اور تمسے داعیہ جنگ کا نہیں رکھتا دستور یہ کہ تم قتال اور جدال سے ہاتھ اوٹھاؤ قریش نے بدیل کی اُن باتوں کو باور نرکھا اور گمان کیا کہ اسنے پیغمبر سے سازش کی ہے کیونکہ قبیلہ خزاعی والے ہمیشہ اس جناب کے خلاص مندوں سے ہیں اس اثنا میں عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور بولا اے معشر قریش یعنی گروہ قریش میں تمھارے فرزند کے مانند ہوں اور تم بمنزلہ پدر ہو انھوں نے کہا ہاں سچ ایسا ہی ہے بولا مجھکو خیانت اور عداوت سے متہم کرو گے بولے نہیں اسوقت عروہ حقوق سابق جو انھوں نے اسنے تقدیم کو پہونچائے تھے بولا یہ عروہ وہ مرد تھا جو حقوق و عہود لوگو پر بہت رکھتا تھا جیسا کہ اثنا سے بیان میں کہیں ہو گا اور خیال نکریں کہ عروہ بن مسعود بھائی عبد اللہ بن مسعود کا ہے یہ عروہ بن مسعود ثقفی ہے اور عبد اللہ بن مسعود ہذلی ہے اور عروہ بن مسعود اسوقت تک مسلمان نہوا آخر مسلمان ہوا آیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سنہ تسع میں جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے پھرے پس اسلام لایا اور نزدیک اسکے عورتیں تھیں زیادہ اوپر چار کے پس امر کیا اسے پیغمبر خدا نے کہ اختیار کرے ان میں سے چار عورتوں کو تئیں اور باقی کو چھوڑ دے پس اجازت مانگی اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے وطن کو پھرے پس اذن دیا اسے حضرت

پس گیا وہ اپنے وطن کو اور دعوت کی اُسنے اپنی قوم کے تئیں پس ابا کی اُنھوں نے اور سرکشی کی پس وقت فجر کے نماز کا تھا کہ کھڑا ہوا عروہ بن مسعود اپنے غرفے پر غرفہ یعنی دریچی گھر کی وہ غرفہ ہوا اُسکے گھر بلند تھا پس اذان دی اُسنے اور تشہد میں تھا یعنے یہانتک پہونچا تھا کہ کہتا تھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہ تیر چلایا ایک مرد دو نے ثقیف سے اور مار ڈالا اُس مومن کو نماز میں ثقیف نام ہی قبیلے کا جب یہ خبر پیغمبر خدا کو پہونچی فرمایا یہ قصہ اور داستان مسعود کا صاحب لیس کی داستان اور قصے کے مانند ہی کہ دعوت کی اُسنے اپنی قوم کو خدا کیطرف پس مار ڈالا قوم نے اُسکے تئیں القصہ کہا عروہ نے قریش سے جو کلام کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمسے کرتا ہی پسندیدہ ہو اور مستحسن یعنی نیک ہی اور قبول کرنا اُسکا لازم ہی اور اگر رخصت دیتے ہو تو جاتا ہوں میں اور اُس سے بات کرتا ہوں دیکھوں کیا کہتا ہی اور مصلحت کیا ہی پس عروہ سرور کائنات کی ملازمت میں آیا حضرت نے وہی کلام جو بدیل سے ارشاد کیا تھا عروہ سے بھی فرمایا عروہ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے کہو اگر تم استیصال اپنی قوم کا کرو تو کیا کام کیا ہو تمنے کسی شخص نے تمسے آگے عرب سے اپنی اصل کے تئیں ہلاک اور مستاصل نہیں کیا اور اپنی قوم سے یہ معاملہ پیش نہیں لیگیا جو تم لیجاؤ اگر اُنھوں کے مغلوب ہوے تم تو معلوم ہی کہ حال کیا ہوگا اور تحقیق کہ جماعت اوباش ہنیئے والی لوگ اور اطراف کے لوگ تمھارے ساتھ جمع ہوے ہیں اور جب وقت گذر جاویگا تمہا چھوڑ دینگے میدان میں اور بھاگ جاوینگے یہ بات عروہ سے یاوہ اور نامعقول تھے اور جیسے عرف و عادت اہل روزگار پر اور ارباب دولت دنیاوی اور دنیا کے طالبوں کیسی تھی جس طرح ملوک اور سلاطین جو ظہور اور غلبہ اور دبدبہ اپنے ابناے جنس پر چاہیں یہ بات اُسنے کہا چاہیے یہاں نبوت اور رسالت ہی اور دعوت بحق و بامر الٰہی اور وحی آسمانی سے ہی یہاں یہ بات کیا گنجائش یعنی سمائی رکھتی ہی ہنوز ظلمت کفر اور رسم جاہلیت عروہ کے دامنگیر حال تھی اور اسیواسطے ابوبکر صدیق رض جو اس مجلس میں حاضر تھے یہ بات سنکر عروہ کی تغلیظ کی یعنی گالی دی اور اہانت پہونچائی اُسکے تئیں اور اُسکے بتوں کے تئیں اور یہ گالی جو متعارف عوام عرب سے تھی دی کہ امصص بظر اللات امصص صیغہ امر ہی باب سمع سے مصدر اُسکا مص یعنی مکیدن یعنے دودھ پینا چوسنا اور بظر اُسے کہتے ہیں جو چھیچھڑا عورت کے ختنہ کرنے کے بعد فرج میں باقی رہتا ہی اور لات نام اُس بُت کا جسے ثقیف اور قریش پوجتے تھے اور عادت عرب کی وہ تھی کہ جب تغلیظ کرتے تھے کسیکو گالی دینے میں تو کہتے تھے امصص بظر ایک تغلیظ

چوس تو اپنی مان کے بظر کے تئین یہ مبالغہ کیا ابوبکر صدیق رض نے عروہ کی گالی دینے مین لات کے
تئین کہ معبود اُسکا تھا اُسکی مان کی جگہ مقرر کیا اور عورت ٹھہرایا اور بظر کی نسبت کی طرف لات کے
اور باعث صدیق رض کے تئین اس تغلیظ کا عروہ کا کلام تھا کہ ہرگاہ نہ ہو ساتھ معرفت اور دانائی کے ہو کیونکہ
غرور اور تکبر کی نسبت کی آنحضرت پیغمبر صلعم اور نسبت بھاگنے کے اور بیوفائی کی طرف اصحاب رض کے
لہذا کہا صدیق رض نے انحن نفر منہ و ندعہ یعنے آیا ہم سب بھاگین گے اُس سے یعنے حضرت صلعم سے اور اُسے
تنہا چھوڑینگے جب عروہ نے ابوبکر رض کا یہ بولنا سنا سر اٹھایا اور کہا یہ کون ہے جو ایسی باتین کرتا ہے
لوگون نے کہا ابوبکر صدیق رض ہے کہا ای ابوبکر رض آگاہ رہ خدا کی قسم اگر یہ نہوتا کہ تیرا ایک حق مجھ پر
ثابت ہے اور بدلا اُسکا نہین کیا مین نے تو جواب تیرا دیتا مین اور تجھے سزا دیتا اور حق ابوبکر رض
کا وہ تھا کہ ایام جاہلیت مین دیت عروہ پر لازم ہوئی تھی اور ابوبکر رض نے اُس قضیے مین اُسکی
ایک اعانت کی تھی اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ دس اونٹ جوان اُسے دیے تھے اور
ایک روایت مین یون ہے کہ ہر ایک نے یارون سے اور مددگارون سے کسی نے ایک بیل کسی نے
دو بیل اُسے دیے تھے اور ابوبکر رض نے دس بیل دیے تھے اور روایت کرتے ہین کہ عروہ جب اثنا مین
کہ پیغمبر خدا صلعم سے بات کرتا تھا ہاتھ اپنا محاسن مبارک تک پہونچاتا تھا جس طرح عادت اجلاف عرب کی
کی ہے اجلاف یعنی رذالے اور محاسن داڑھی کو بولتے ہین یعنی دستور ہے رذالون کا آپسمین کسی جا ملے
کے لیے باتین کرتے ہین ٹھوڑی ہاتھ مین لیتے ہین اُس طور سے عروہ بھی باتین کرتا تھا اور آئین
ادب سے بعید ہے مغیرہ بن شعبہ رض جو صحابی مشہور ہین اپنی تلوار کے قبضے کو اُسنے عروہ کے ہاتھ پر
مارا اور کہا ای بے ادب اپنے ہاتھ کے تئین دور رکھ اور حد ادب سے آگے مت بڑھ عروہ نے
کہا کون ہے یہ مرد کہ مجھے ایذا دیتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین کسیکو مین اس سے زیادہ
لئیم اور بدتر اُس سے نہین دیکھتا ہون لئیم یعنے شوم لوگون نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ ہے عروہ بولا ای
غدار مینے تیری تمشیت امر یعنے اجراے امر اور اصلاح غدر مین تیری سعی کی ہے اور کرتا ہون
اور تو مجھ سے ایسا سلوک کرتا ہے تعجب ہے عروہ کی نادانی سے کہ ساتھ اسکے کہ آپ دیکھتا ہے
لوگونکا اور اصحاب رض کا ادب کرنا پیغمبر خدا صلعم سے کس درجے مین دیکھتا ہے اور تعجب کرتا ہے اور اس
ادب کے تئین مغیرہ سے دیکھتا ہے اور متعجب ہوتا ہے اور اُسے برا لگتا ہے اب قصہ مغیرہ کے غدر کا

جو ابن مسعود بولا اور سعی عروہ کی اُسکی اصلاح مین کونسی ہی بیان کرتا ہون اگرچہ بات سکے اندر بات آتی ہی اور انجام تطویل ہوتا ہی لیکن چونکہ اوروں نے ذکر کیا ہی ہم بھی ذکر کرین اور یہ خود عادت ہی ہماری بات میں یہ قضیہ یوں ہی کہ کسیوقت مغیرہ زمان جاہلیت مین تیرہ شخصوں کے ساتھہ بنی مالک سے قبیلہ ثقیف سے نکلا تھا اور اسکندریہ کے بادشاہ کے پاس جسکا نام مقوقس تھا گئے ہوئے تھے مقوقس نے بنی مالک کے تئین مغیرہ پر تفضیل دی اور ترجیح یعنے غلبہ بزرگی دیکر اُسے عطایاے شایستہ اور ہدایاے بائستہ سے مخصوص گردانا اور جب یہ جماعت اسکندریہ سے پھری ایک رات شراب پیکر مست ہوکر اپنے سے بیخود پڑے ہوئے تھے مغیرہ نے نہایت حسد اور عداوت سے جو اُس کے نفس پر یہ جماعت غالب ہوئی تھی سب کو قتل کیا اموال اور متاع اُنکون کے اُٹھاکر مدینے مین لایا اور اُسکو غنیمتوں سے آپنے شمار کیا اور مسلمان ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای مغیرہ ایمان لانا تیرا صحیح لیکن ہمکو تیرے اس مال سے کچھہ احتیاج نہین اور ہم خمس اسمین سے نہین لیتے اور جب یہ خبر مکے مین پہونچی اسی عروہ نے رئیس بن مالک سے جو مسعود بن عمر تھا اسباب مین گفتگو کی اس کام کی استصلاح کے لیے یعنے ہی جو مغیرہ نے اُنکو مارا تھا اسکی اصلاح کیواسطے بہت سعی کی اور یہ ٹھہرایا کہ دیت تیرہ[۱۳] آدمیون کی جو مغیرہ کے مقتول تھے اُسکے وارثوں کو دیوے جسوقت وارث اُنھوں کے واسطے قصاص کے مستعد ہوئے تھے اُسوقت اور مغیرہ کی قوم اور عشیرت سے یعنے گروہ سے مقام نزاع اور جنگ مین آئے ہوئے تھے عروہ کی کوشش سے اور لطائف الحیل سے اُسکے یہ مادہ خصومت اور نزاع منقطع ہوا کلام عروہ کا جو مغیرہ سے کیا اور اظہار عذر اُسکا اور سعی اپنی جو مغیرہ سے تلوار کی موٹھہ مارتے وقت بولا یہ قصہ تھا اور روایت کرتے ہین کہ عروہ بن مسعود اس مجلس مین گوشۂ چشم سے یعنے کن انکھیوں سے پیغمبرؐ کے اصحابؓ کیطرف دیکھتا تھا اور ملاحظہ اُنکے احوال کا کرتا تھا اور رعایت آداب اور تعظیم اور احترام مین اصحابؓ کی نسبت کرتے پیغمبرؐ عالی منزلت کی طرف دیکھکر عروہ حیران تھا اور وہانسے پھرنے کے وقت اُسنے مشرکوں سے کہا کہ ای گروہ قریش مین بادشاہون کی اور امیرون کی صحبت مین بہت پہونچا ہون اور کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کی ملازمت مین رہنے کی ہی کسی بادشاہ کے ملازموں سے مینے نہین دیکھا کہ اکرام اور احترام ایسا کچھہ کرین جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اُس جناب سے کرتے ہین کہ جب وہ پیغمبرؐ اپنا آب دہن

یعنے تھوک اپنے دہن مبارک کا مطہر سے زمین پر ڈالے اور اصحاب اُسکی ہتھیلی پر آوے تو وہ اُسے اپنے
رخساروں پر ملتا ہی اور جب وہ پیغمبر کوئی کام فرماوے ایسا کہ اور کسی سے ہونیکا ہو اُس کام میں
بزرگترین قوم مبادرت یعنے جرأت کرتے ہیں اس کام کی بجالانے میں کسراے ایران کے بادشاہ کو اور
قیصر روم کے بادشاہ کو اور نجاشی حبش کے بادشاہ کو دیکھتے ہیں اور جب پیغمبر کے سامنے کچھ کلام کریں تو اپنی
آواز کو بہت پست کرتے ہیں یعنے بہت آہستہ بات کرتے ہیں یہ بات رعایت ادب کی ہی اور اُسکی صورت
پر تیز نگاہ نہیں کرتے اور نہایت احترام سے اُسکی صورت پر نگاہ نہیں کرسکتے اور جب پیغمبر وضو کرتا ہے
اوسوقت وضو کے پانی کے واسطے آپس میں منازعت کرتے ہیں یعنے یہ کہ وہ کہتا ہی میں لون
دوسرا کہتا ہی میں لون ایسا کہ نزدیک ہی کہ آپسمیں کٹ مریں اور جب کوئی بال اُسکی محاسن سے یا سر سے
نیچے گرے اُسے تبرک کرتے ہیں اور یہ تبرک اُسے کہتے ہیں اور جو جو حالات اُسنے مشاہدہ اور
معلوم کیے تھے تمام بتفصیل کفار قریش کے سامنے بیان میں لایا اور احوال اصحابؓ کا شجاعت
اور مردانگی سے اور تو ورے یعنے دوستی سے اور ایک جہتی سے جو آپس میں رکھتے ہیں بیان
کیا کہ آپسمیں اسدرجہ میں دوست ہیں کہ زیادت اُسپر متصور نہ ہو اور بولا قسم خدا کی میں نے
وہ لشکر دیکھا کہ تم سے منھ نہ موڑیں جب تک سب نہ مارے جاویں یا تمپر غالب ہوویں آخر کار
یعنے انجام عروہ کا جو ایمان لانے پر تھا اور مرد پختہ اور کاروان اور قدرشناس تھا اور جتنا
تعصب کہ اور مشرکون کو تھا اُسے نہ تھا جو کچھ اُسنے دیکھا تھا واقعی بیان کیا لیکن تعجب کرنا
اور تحیر میں آنا اُسکا اس جہت سے کہ اصحابؓ پیغمبر خدا کا ادب اور احترام ایسا کچھ کرتے ہیں جسطرح
بادشاہی بندے اپنے بادشاہوں کا کریں نہ کہ زیادہ اس سے اور تعجب اور تحیر اُسکا اہل عالم کی
ظاہر روش سے تھا اور ہنوز پیچ پیشہ رسالت کے درک میں یعنے سراغ دریافت معنے رسالت میں
اور اُسکی قدر اور مرتبے میں نہیں پہنچا تھا اور اگر جا پہنچتا اور پایا تو جگہ تعجب اور تحیر کی نہ تھی اور
ساتھ اسکے قریش کی نصیحت میں اور صلاح وقت میں کافی تھا لیکن وہ کچھ شقیا ہنوز اپنے حرف لا یعنی پر
قائم تھے اور بولے تیری ان نصیحتوں کی باتیں ہمارے کانوں میں نہیں آتیں ہم لیے اس عزم پر جازم ہیں
کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اُسکے اصحابؓ کو کہ آگے ہیں نکال دیں ہم اس سال درخانہ کعبہ کی
زیارت کو راہ نہ دینگے اب پھر جاویں اور سال آئندہ آویں جیسی عروہ کی اور آمد و رفت اُس کی

ہوا بسبب صلح میں یعنی بنیاد صلح میں گھٹا نے نہ پہونچی اور ایک مرد تھا احابیش سے کہ نام اُسکا حلیس تھا
بصیغہ تصغیر بروزن لفظ حسین کہ وہ پیغمبر خدا کی ملازمت کے تعہد سے اُٹھا اور قریش سے اُسنے
اجازت چاہی اور قریب لشکرگاہ اسلام کے آیا حضرت نے فرمایا کہ یہ مرد اُس قوم سے ہے جو تعظیم بدن
بہت کرتے ہیں بدن یعنی گروہ اور بدنہ اُن اونٹونکو اور بیل وغیرہ کو کہتے ہیں جو قربانی کیے ایسے
قربانی کے اونٹوں کو جگہ سے اُٹھاؤ اور اُسکی نذر میں لاؤ پس لوگ لبیک کہتے ہوئے حلیس کے
استقبال کو نکلے حلیس نے جو یہ حال دیکھا معلوم کیا یہ اہل زیارت ہیں نہ اہل قتال نہ ہیں میں پانی آنکھوں
میں لایا اور بولا سبحان اللہ سزاوار نہیں کہ اس قوم کو خانۂ کعبہ کے طواف سے منع کریں یہ سب
نہیں آئے مگر واسطے عمرہ ادا کرنے کے اور بولا ہلکت قریش ورب الکعبہ یعنے ہلاک ہوئے قریش
قسم خدا کی فی الحال بدون اسبات کے کہ حضرت سے ملاقات کرے پھرا اور قریش کے نزدیک آیا
اور بولا ای یار دنبی محمد کے اصحاب کو دیکھا کہ اونٹوں کو اُنھوں نے اشعار اور تقلید کی ہے
اور قصد بیت اللہ کی زیارت کا رکھتے ہیں مصلحت نہیں دیکھتا میں کہ تم اُنھونکو منع کرو اس کام سے
قریش نے حلیس کو اس قصے میں سوء ظن نکالا کر گمان اُسکی سادہ لوحی یعنے نادانی پر کیا اور نہایت
شقاوت اور بدبختی سے کہا کہ ای حلیس تو مرد اعرابی ہے اُمور ملکی تو نہیں جانتا حلیس اسبات پر
خشمناک ہوا اور بولا ای قریش ہم تسے موافقت نہیں کرنے کے اسمین کہ تم بیت اللہ کی زیارت
کے قصد کرنے والیوں کو منع کرو قسم اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت میں جان حلیس کی ہے اگر تم محمد کے
تئین کعبے کے طواف سے باز رکھوگے تو میں اپنے تمامی احابیش سے تم سے روگردان ہونگا قریش نے
یہ سُنکر عذرخواہی اور دلداری اور تسکین اُسکی کی اور کہا ای حلیس چھوڑ دے ہمکو تاکہ ہم اپنے
دلخواہ محمد سے صلح کریں اور روایت کرتے ہیں کہ جب قریش کیطرف سے لوگ گئے اور سعی اُنھونکی رفع
فساد میں قریش کی اور اُن اشقیاؤں کی شدت میں سودمند نہوئی حضرت نے بھی چاہا کہ کسیکو
بھجوا دیں کہ اس مقدمے میں سعی کرے پہلے ایک مرد کو کہ نام اُسکا خراش بن امیہ کعبی خزاعی کے قبیلے سے تھا
ایک اونٹ دیا تاکہ وہ اُنھونکے دلنشین کرے اسبات کے تئین کہ آنا محمد کا زیارت کعبہ کے واسطے ہے اور عمرہ ادا
کرنیکے لیے نہ محاربے اور قتال کے واسطے جب وہ قریش کے نزدیک پہونچا اونھوں نے اُسکے اونٹ کو
پے کیا یعنے خونرنگ کیا اور اُسکے قتل پر مجتمع ہوئے قوم اُسکی جو مکے میں تھی اُنھوں نے اُسکی حمایت کرکے

چھڑوا دیا اور پیغمبر صلعم کیطرف بھیجا پس خواجہ عالم نے عمر خطاب رض سے کہا کہ تجھے مکے مین جانا چاہیے اور انکو
معقول کیا چاہیے کہ ہم داعیہ جنگ کا نہین رکھتے اور عمرے کی زیارت کیواسطے آئے ہین عمر رض نے عرض کی
یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھ سے کسقدر ہے مین ہی اور شدت اور غلظت میری
اس قوم سے کس مرتبے مین اگر انھون نے مجھے ہاتھ پایا بیشک مجھے جیتا نچھوڑینگے اور مکے مین بنی عدی
سے کوئی نہین کہ مجھے انکی شر سے حمایت کرے اگر عثمان رض بن عفان کو بھیجو تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
وہ قریش کے نزدیک زیادہ عزیز ہی اور اقارب اور عشائر مکے مین اسکے بہت ہین عشائر جمع عشیرہ کی
یعنے گروہ پس حضرت نے عثمان بن عفان کو فرمایا کہ مکے کیطرف جاؤ اور ابی سفیان سے اور صنادید
قریش سے یعنے سرداران قریش سے میرے مافی الضمیر سے اعلام کرو یعنے آگاہ کرو مافی الضمیر یعنے
جو کچھ دل مین ہی پس عثمان رض فرمانے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متوجہ مکے کے ہوئے اور جب
بلاج کی منزل مین مشرکون سے ملے تب پیغام اُس جناب کا اُنکو پہونچایا اور کفار اپنی اُسی جہل
وتعصب یعنی سختی پر مصر اور مستمر کہ امکان نہین رکھتا کہ محمد کو چھوڑین ہم کہ بیت اللہ کی زیارت کرے
واہ کیا جاہل اور بدبخت لوگ ہین یہ سب جہل اور شدت انھون کے واسطے ہی کہ پیغمبر نرمی کرتا ہے
اور عذر چاہتا ہی کہ جنگ کا قصد نہین کرتا اور اگر برسر شدت اور محاربہ آوے اسی ساعت جان
انھون کی نکلجاوے جیسا کہ قصے کے آخر مین ظاہر ہوگا پس ابان بن سعد بن عاص عثمان رض کے تئین
تبجیل اور تعظیم کرکے اپنے گھوڑے اوپر ردیف ہوا اور مکے مین لیگیا ردیف یعنے پیچھے سوار ہونا
جب ذی النورین نے پیغام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان کو اور صنادید قریش کو
جو اپنے قوم کے ساتھ مکے سے باہر نہین نکلتے تھے اور انھون کو بھی اسبات مین ساتھ قوم کے موافق
پایا چاہا کہ وہان سے مراجعت کرے پس خاطر رکھنے کے واسطے عثمان رض کی انھون نے کہا کہ اگر تیری
خاطر چاہے تو آ کعبہ اور طواف کر عثمان رض نے کہا مین طواف نہین کرتا جب تک رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم طواف نکرے اسبات سے وے دق ہو گئے اور غصے مین آکر عثمان رض بن عفان
کے تئین رخصت اُس طرف کی نہ دی کہتے ہین کہ جب عثمان رض مکے کیطرف روانہ ہوئے اصحاب رض
بولتے تھے کیا خوب وقت عثمان رض کا کہ مکے مین گیا اور بیت اللہ کی زیارت کریگا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گمان میرا عثمان رض سے وہ ہی کہ ہمارے بغیر طواف نہ کرے گا اور بعضی روایتون

مین آیا ہی کہ مہاجرین دس آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکے مین گئے اور جب مدت اقامت عثمان رض کی درمیان مکے کے دراز ہوئی لشکر اسلام مین یہ خبر منتشر ہوئی کہ عثمان رض کے تئین ساتھ دس آدمیون کے جو مکے کو گئے تھے مکے والون نے قتل کیا حضرت ص اس خبر سے ملول ہوئے پس پشت مبارک درخت پر رکھی اور اصحاب رض کے تئین دلالت بہ بیعت فرمائی کہ ثابت قدم رہو اور اگر جنگ واقع ہو تو منھ مت پھراؤ قرآن مجید اس بیعت کی اس آیت سے خبر دیتا ہی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنے ہر آئنہ تحقیق راضی ہوا اللہ مومنین سے جسوقت بیعت کی اُنھون نے تجھ سے درخت کے نیچے اور اسی جہت سے اس بیعت کے تئین بیعت الرضوان بولتے ہین اور ایک حدیث مین یون ہی کہ نپاویگی آگ کسیکو اُن لوگون سے جنھون نے بیعت رضوان کی ہی اور ایک روایت مین یون ہی کہ جو کوئی حاضر ہوا حدیبیہ کے تئین اُسکو آتش نہ پہونچے گی اور ایسا ہی اہل بدر اور اُحد کی شان مین واقع اور وارد ہوا ہی اور اس بیعت مین اُس جناب ص نے اپنے بائین ہاتھ سے رشارت کی اور کہا کہ یہ ہاتھ عثمان رض کا ہاتھ ہی پس اپنے سیدھے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر رکھا اور عثمان رض کیطرف سے اپنے سے بیعت کی اور تحقیق کہ حکمت الٰہی انتشا خبر قتل مین عثمان بن عفان رض کی جو باعث اس بیعت کی ہوئی یہ تھی کہ جب قریش نے خبر اس بیعت کی سُنی ایک خوف اور وہم اُنھون کے دلون مین پیدا ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنھون سے واسطے جنگ کے قائم ہوگا اور وے ہلاک اور مستاصل ہونگے پس مضطر ہوئے اور صلح اختیار کی اور سہیل بن عمر کے تئین جو خطیب تھا اُنھون کا اس مہم کے واسطے بھجوایا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ سہیل بن عمر کے آنے کے آگے جسوقت حلیس پھر اُسنے قریش سے کہا کہ اس جماعت کو بیت اللہ کی زیارت سے منع کرنا سزا وار نہین اوسوقت مکرز بن حفص قریش سے اجازت لیکر لشکر اسلام مین آیا جب دور سے پیدا ہوا حضرت ص نے فرمایا کہ یہ مکرز بن حفص ہی جو آتا ہی اور یہ مرد فاجر ہی اور ایک روایت سے یہ کہ یہ مرد غادر ہی یعنے مکار ہی پس آیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلم مین آیا اور جس اثنا مین کہ متکلم تھا اس جناب ص سے ناگاہ سہیل بن عمر آیا حضرت ص نے فرمایا سہیل امر نا یعنے آسان ہوا کام ہمارا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا تحقیق سہل لکم امرکم یعنے تحقیق آسان ہوا تمھارے واسطے کام تمھارا اور مکرز بن حفص اور حویطب بن عبد العزیز بھی ہمراہ سہیل کے تھے لیکن مدار کار سہیل کا یعنے بڑا امین سہیل ہی تھا اور

یہ سہیل بن عمر بدر کے روز اسیر ہوا تھا اور میان کفار کے اور قریش کا خطیب تھا پس عمر ابن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ توڑ ڈالو اُسکے دانتون کے تئین تا کہ بعد اُسکے آپ پر خطبہ نہ پڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امید ہے کہ وہ ایسے مقام مین کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھے کہ وہ محمود ہوا اور وہ اسلام لایا مکے کی فتح کے بعد اور جس مقام مین کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اُسکے کھڑے ہونے کی اور خطبہ پڑھنے کی اُس مقام مین اور محمود ہونا اُسکا اُس مقام مین وہ تھا کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی مختلف ہوئے مکے مین لوگ اور مرتد ہو گئے تھے پس کھڑا ہوا سہیل اور پڑھا اُسنے خطبہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا گویا سنتے ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبے کے تئین اور تسکین دی اُسنے لوگون کے تئین اور باز رکھا اُنھونکو اختلاف سے وفات پائی اُسنے یعنے اُسی سہیل نے نے سنہ ثمانی عشرہ مین عمواس کے طاعون مین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین اور باقی نرہا کوئی اُسکی نسل سے اور ابو جندل اُسکا بیٹا جسکا ذکر آویگا وہ بھی اُسی طاعون مین مرگیا معاذ اللہ منہا طاعون اُسے کہتے ہین جو ایک بلا ہے بو غمہ گوشت کا لوتھڑا سا بیٹھ پر یا شانے پر نکلتا ہے بلائی آسمانی ہے اُس سے بچنا محال اور وہ اکثر عربستان کیطرف اور روم و ترکستان وغیرہ کیطرف کبھی ہوتا ہے القصہ آیا سہیل بن عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین صلح کی تمہید کے واسطے پہلے پہل بولا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو جماعت ہماری کہ آپکے قید مین اسیر ہوئی ہے اُسکو اطلاق کیجیے یعنے آزاد فرمائیے ماجرا اُسکا یہ ہے کہ پچاس آدمی اُنھون کے تھے کہ اُنھون نے لشکر اسلام پر بھجوائے تھے تا کہ قیاس کرین لشکر اسلام کے تئین یعنے یہ کہ کتنے لوگ ہین اور شاید کہ اسلام سے کوئی جنگ مین بھی پڑے باتفاق یہ کہ ان پچاسون کو محمد بن مسلمہ نے اور اُس جمعیت نے جو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کے ہمراہ فرمایا تھا دستگیر اور اسیر کر کے حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اُنھونکو قید کرو جب سہیل نے اُن اسیرون کو طلب کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میرے اصحابؓ کے تئین یعنے عثمان رضی اللہ عنہ کے تئین اور دس آدمیونکو مہاجرین سے جو مکے مین گئے تھے اور تمنے اُنکو رکھ چھوڑا ہے بھجوا دو تا کہ مین بھی تمھارے اسیرون کو دون پس حویطب بن عبد العزی اور مکرز بن حفص نے باتفاق سہیل کسیکو مکے مین بھیجوایا کہ محمدؐ کے اصحابؓ کو جو تمنے مکے مین قید کیا ہے بھجوا دو تا کہ یہ تمھارے اسیر چھٹکارا پاوین پس عثمان بن عفانؓ اور وہ دس شخص وہان سے آئے کہ اُس طرح

لایا ہی معارج النبوت کی درمیان اور روضۃ الاحباب مین یون ہی کہ ان سچاس آدمیونکو جو محمد بن مسلمہ اسیر
کر کے حضور مین لایا پیغمبر خدا نے اُسی دم اُنکو نہایت لطف اور احسان کر کے چھوڑ دیا اس واسطے آنا
عثمان رضی کا اُسوقت ہوا جسوقت حضرت نے وقوع صلح کے بعد اور صلحنامے کی کتابت کے بعد سہیل بن عمرو کے
تئین اپنے نزدیک رکھا اور فرمایا جبتک عثمان رضی بن عفان رضی نہ آوے تو نجانے پاویگا تب اُسنے قریش کو
لکھا کہ تم عثمان کو بھجوا دو تاکہ مین بھی چھٹکارا پاؤن پس عثمان رضی آگئے اور اُسنے رخصت پائی کذا
فی المواہب واللہ اعلم وصل اُسکے بعد نیفنے آنے کے بعد خویطب بن عبد العزی اور مکرز بن
حفص اور سہیل بن عمرو نے تمہید صلح کی کی اول جو کچھ کہا سہیل نے یہ تھا کہ اس سال یہانسے پھر جاؤ
اور دوسرے برس آؤ عمرہ ادا کرو اور دس برس تک درمیان ہمارے اور تمھارے صلح رہے محاربہ
اور مقاتلہ اور جدال موقوف رہے اور بلاد و دیار مین ساتھ امن اور سلامت کے آمد و رفت
کرین اور آپسمین تعرض نہ کرین اور ہم سوگندون کو اور ہم عہدونکو آپسمین تعرض نہ کرین مشہور
یون ہی کہ مدت مصالحہ دس سال تک تھی جیسا کہ سیر کی کتابون مین مذکور ہی اور ابو داود نے
ابن عمر کی حدیث سے روایت کی ہی اور ابو نعیم نے مسند مین عبد اللہ بن دینار ہی سے روایت کی ہی
کہ مدت مصالحہ چار سال تک تھی اور اسیطرح لایا ہی حاکم مستدرک مین اسی طرح نقل کی ہی صاحب
مواہب نے اور یہ شرط بھی کی کہ سال آیندہ بھی اگر آؤ تو تین دن سے زیادہ مت رہو اور اپنی تلوار کو
جلباب مین رکھو جلباب چمڑے کے انبان کو کہتے ہین جسمین تلوار رکھی جاوے درمیان نیام کے
اور ایک شرط عجیب شنیع یہ کہ جو کوئی ہم مین سے بدون اذن کے اور بیخود تمھارے پاس آوے
اُسکو تم ہمارے پاس بھجوا دو اگرچہ مسلمان آیا ہو اور اگر اسیطرح جو کوئی تم مین سے ہمارے
پاس آوے اُسکو ہم تمھارے پاس نہ بھجوا دین اہل اسلام نے اِس شرط سے تعجب کیا اور کہا سبحان
اللہ کس طرح پھیر بھیجین اُسکو جو مسلمان آیا ہو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب سہیل نے
اس شرط کا ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہی کہو رہے عمر خطاب رضی اللہ
تعالی عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اسبات پر راضی ہوتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اے عمر رضی جو کوئی اُنھون سے نزدیک ہمارے مسلمان آوے اور ہم اُسے
پھیر دین حق تعالی اُسے کشایش اور فراغت روزی کریگا اور جو کوئی ہم سے اعراض کرے تحقیق رد کردان

ہوا اور مشرکون کیطرف جاوے ہمکو اس سے کچھ کام نہین وہ کفار کی مصاحبت کے لیے سزاوار ہی
پر شق اخیر یعنے یہ پچھلی بات وقوع اسکا کم ہوتا ہی اور کمتر واقع ہوئے اور شق اول نے وقوع پایا لیکن
اُسکے تئین عاقبت بخیر اور معاملۂ جمیل یعنے نیک وجود مین آیا جیسا کہ ابوبصیر کے قصے سے جو اس قصّے کے
اخیر مین مذکور ہوگا وضوح مین آویگا اسی حال کے اثنا مین ابوجندل اسی سہیل کا بیٹا کہ اس نے آگے
مسلمان ہوا تھا اور باپ نے اُسکو محبوس کرکے مقید رکھا تھا ساتھ بند گران کے کلمۂ شہادت پڑھتا
ہوا اپنے تئین درمیان اہل اسلام کے آسنے ڈالا سہیل نے کہا یا محمد صلّی اللہ علیہ آلہ وسلم یہ اول امر ہی جسپر
صلح مقرر ہوئی ہی اُسکو مجھے سونپیو اور ہماری طرف پھیر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ابھی صلحنامے
کی کتابت سے فارغ نہین ہوئے یہ شرط صلح ہونیکے بعد اور اُسکے اتمام کے بعد ہی اُسنے مکابرہ اور مجادلہ
کرکے کہا اگر تم اس بات پر راضی نہین ہوتے تو ہم صلح نہین کرتے کسی بات پر اور درمیان ہمارے تمھارے
سمجھوتہ نہین پھر فرمایا ای سہیل اسکو میری خاطر کے واسطے مستثنےٰ رکھ یعنے جُدا ہُوا رکھو یعنے الگ کھ
اور مساہلہ کر یعنے آسانی کر بولا نہین کرتا فرمایا قبول کر بولا نہین ہر چند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مبالغہ کیا سہیل نے قساوت اور عداوت سے جو اُسکو اُسکے بیٹے کے اسلام لانیکی جہت سے
پیدا ہوئی تھی نہ مانا مکرز بن حفص نے ساتھ اُسکے غدار اور فجور رکھتا تھا بولا قبول کیا سہیل نے
نہ مانا پس سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل کے تئین اُسے سونپ دیا اور فرمایا بارے
اُسکو عذاب اور ایذا مت دے مکرز اُسکے امان کا ضامن ہُوا ابوجندل نے کہا کہ ای مسلمانون مجھے
مشرکون کو مت سونپیو مین مومن اور مسلمان آیا ہون اور تم سے پناہ لایا ہون تم نہین جانتے کہ
کافرون سے کیا عذاب اور آزار مجھے پہونچے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای
ابوجندل صبر کر اور دل خوش رکھ اور اعتماد کرم الٰہی پر کر کہ تجھے کشایش اور فراغت پیدا ہوگی اور
اب اس جماعت سے ایک شرط درمیان آئی ہی اور عہد ہوگیا ہی ہم غدر کام ہمارا نہین فان الصبر
مفتاح الفرج یعنے پس تحقیق کہ صبر کنجی ہی کشایش اور فراغت کی اسکی علما نے دو وجہین کہی ہین اوّل
یہ کہ اس حالت مین جو وہ ہی اجر اور ثواب نقد ہی اور حاصل ہونا اُسکا غنیمت باقی عمل اگر اوپر
رخصت کے کرے اور تقیہ کرے یعنے اسلام مشرکون سے چھپاوے یہ بھی جائز ہی دوسرا یہ کہ
باپ ہر چند دشمن ہو اور بیدردی کرے علاقہ نہین جاتا یہان تک کہ ہلاک ہو اور اسی واسطے

عمر ابن الخطاب نے ابوجندل کو باعث ہونے اُسکے باپ کے قتل پر تصریح یعنی صاف صراحت سے اور تعریض اور
تحریض کی اُسے اوپر اوس بات کے اور کہا یہ مشرک نجس اور ناپاک ہین اور خون انکون کا جو کتّے کا خون
ہر تو اپنے باپ کو مار ڈال اور اُسنے باپ کو نہ مارا حیلہ کیا اُسکے مارنے مین اور ہلاک اُسکا بھی یعنے
ابوجندل کا اُسکے باپ سے کبھی وجود مین نہ آوے گا اور بالجملہ جو تقریر اور تمہید ہوئی صلح کی شرطون
کے اثبات مین اور آلات ادوات کتابت کے حاضر کرنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
بن خولی انصاری کو جو صنعت کتابت مین مہارت رکھتا تھا فرمایا اُسے کہ عہدنامہ لکھے سہیل نے کہا
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیے کہ یہ نامہ تمہارے چچا کا بیٹا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ لکھے اور یہ بات
شاید اسواسطے ہو گی کہ احق اور اولے امر دکے معاملے مین مصالحہ اور معاہدہ کرنے سے اور نقض
اُسکا یعنے توڑنا اس عہد کا اس بات مین اہل اور عصبات یعنے وارث اُسکے احق اور اولے ہین اور
اسی واسطے سورۂ توبہ کے پڑھنے کے لیے جسمین نقض عہد تھا اور توبہ منافقون کی ہر ابوبکر رضہ
کے بھیجنے کے بعد حج کے لیے اور اُسکے امیر اور امام کرنے کے بعد علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو
بھجوایا اور ایک روایت مین آیا ہر کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ سے یعنے عثمان لکھین صلحنامہ
اور عثمان بھی عبشمون سے ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو طلب کیا
اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا ہم رحمان کو نہین پہچانتے اور ایک روایت ہے یہ کہ
کہا اُسنے ہم الرحمن الرحیم کو نہین پہچانتے لکھو باسمک اللہم جسطرح آگے لکھتے تھے اور متعارف اور معہود
جاہلیت مین سرنامون پر یہ کلمہ لکھتے تھے یعنے باسمک اللہم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم وضع دین اسلام
سے ہر پس کہا اہل اسلام نے واللہ ہم نہین لکھین گے مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنے بسم اللہ
ہی لکھین گے اور اُسکے سوا نہین پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا علی لکھو باسمک
اللہم حضرت علیؑ نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ویسا ہی لکھا. یعنے
باسمک اللہم لکھا بیچ یہان یہ ہر کہ یہ مناقشہ یعنے جھگڑا سہیل کا ہر کیونکہ مضمون دونون
کلام کا ایک ہی ہر یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ معنے ابتدا کرتا ہون مین نام سے
خداوند بخشندہ اور مہربان کے اور باسمک اللہم یعنے شروع کرتا ہون مین تیرے نام سے
اے پروردگار جو کچھ گفتار نے چاہا منسدہ اسمین نہین مفسدہ اس تقدیر مین ہر کہ ابتدا

اُسنے اپنے بتون کے نام سے کرتے تھے اُسکے بعد یعنے باسمک اللھم لکھنے کے بعد فرمایا کہ لکھو یا علیؓ ہٰذا ما قضٰی بہ محمد رسول اللہ لیکن قاضی یعنی حکم کرنے والا لبیب اور سکے خدا کے سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کا حضرت علیؓ نے یہ لکھا سہیل نے کہا ہم قرار تمھاری رسالت پر نہین رکھتے واللہ اگر علم ہم جانتے کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو بیت اللہ کی زیارت سے تمکو مانع ہوتے پس لکھو محمدؐ بن عبد اللہ حضرتؐ نے فرمایا مین محمد رسول اللہ بھی ہون اور محمد بن عبد اللہ بھی ہون کما اُسنے لکھو محمد بن عبد اللہ اور لفظ رسول اللہ کو محو کرو یعنے نابود کرو اور لکھو اسجگہ محمد بن عبد اللہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین یون نہ لکھونگا اور وصف رسالت کو محو نکرونگا اور آیا ہی کہ علی مرتضیٰ نے صحیفے کے تئین یعنے نامے کے تئین ہاتھ سے ڈال دیا اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر لیگئے امتناع کرنا اسد اللہ الغالب کا لفظ رسول اللہ کے محو کرنے سے ترک امتثال سے تھا کہ یہ بات مستلزم ترک ادب ہو بلکہ عین امتثال یعنی حکم برداری اور ادب ہو اور ناشی ہی نہایت عشق اور ادب سے ناشی نشو سے لیا ہی پس لیا سرور عالم نے حضرت علیؓ کے ہاتھ سے نامہ اور محو کیا لفظ رسول اللہ کے تئین اور لکھا اُسکی جگہ مین محمد بن عبد اللہ جان کہ ظاہر حدیث آہین ہی کہ اس لفظ کے تئین یعنے محمد بن عبد اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے لکھا اور بعضے کہتے ہین کہ مراد وہ ہی کہ اُس جناب نے امر کیا اُسکے لکھنے مین جیسا کہ آیا ہی کتب الی قیصر کتب الی کسرے یعنے نامہ لکھا طرف قیصر کے اور نامہ لکھا طرف کسرے کے اور یہ مجاز متعارف ہی زبان عربی مین اور کلام اصحاب مین درازہی آخر مبعث مین اسپر تنبیہ کرینگے ہم مبحث امّی جاننے کی آور صاحب معراج النبوۃ لاتا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؓ تمکو بھی کسیوقت ایسا ہی معاملہ آگے آوے گا کہتے ہین کہ صفین کے قضیے مین جب صلح پر قرار پایا گیا صلحنامے مین لکھا گیا کہ یہ نامہ امیر المؤمنین علیؑ کا ہی معاویہ بن ابو سفیان کے ساتھ معاویہ نے کہا کہ لفظ امیر المؤمنین کو محو کرو اور لکھو علی ابن ابی طالب اگر مین اُسکو امیر المؤمنین جانون تو اُس سے مقاتلہ نہ کرون اور متابعت اُسکی کرون پس حضرت علیؓ نے فرمایا صدق یا رسول اللہ یعنے سچ کہا خدا کے رسولؐ نے جیسا معاویہ کہتا ہی ویسا ہی لکھو اور روایت کرتے ہین کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحابؓ نہایت اندوہناک اور محزون ہوئے ایک تو اُس جہت سے کہ اُنھون کے تصور مین یہ بات آئی تھی کہ اسی سال مین اُس

جناب ؐ کے خواب کا نتیجہ ظاہر ہوگا اور مکے کی فتح میسر ہوگی اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہونگے
نقل ہی عمر ابن الخطاب ؓ سے کہ ایکروز میرے دلمین ایک امر عظیم آیا اور مراجعت کی مین نے حضرت ؐ کے
ساتھ کہ ہرگز اسکے مانند نہین کی تھی اور کہا مینے آیا تو پیغمبر برحق نہین ہی فرمایا ہون پھر کہا مینے کہ
ہم برحق نہین ہین اور مخالف باطل پر فرمایا ہان کہا مینے پس کسواسطے یہ مذلت اور حقارت کھینچین ہم
اور اس طور سے صلح کر کے پھرین ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای بیٹے خطاب ؓ کے تحقیق کہ مین
فرستادہ خدا ہون اور بیفرمانی اسکی نہین کرتا مین اور وہ میرا ناصر اور معین ہی وہ مجھے ضائع نچھوڑیگا
یہان لئے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی نہ رائے اور اجتہاد سے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ ؐ
آپنے ہمسے وعدہ نہین کیا کہ جلد ہے کہ مکے مین جاوین ہم اور بیت اللہ کا طواف بجالاوین ہم
فرمایا ہان وعدہ کیا مینے لیکن یہ نہین کہا کہ اس برس ای عمر رض نے مت کہا کہ تو کعبے کی زیارت کو
پہونچیگا پس ایسا ہی اندوہگین پیغمبر ؐ کے آگے سے اٹھا مین اور ابوبکر صدیق ؓ کے نزدیک گیا مین
اور وہی حکایت جو حضرت ؐ سے مینے عرض کی تھی اس سے بھی کہی مینے اور وہی جواب جو مینے حضرت ؐ
سے سنا تھا صدیق رض سے بھی سنا مینے اور یہ حکایت دلیل ہی کمال عقل اور نور صدق اور یقین پر
صدیق اکبر ؓ کے اور مطابقت رکھتی ہی اس حدیث سے ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا وصبت
فی صدر ابو بکر الصدیق اور ایک روایت وہ کہ صدیق ؓ نے عمر ؓ سے کہا ای مرد جا اور ہاتھ اسکی
رکاب مین مار اور کچھ اعتراض مت کر کہ وہ فرستادہ خدا ہی جو کرتا ہی وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہی اور
مصلحت اسمین ہی اور خدا ناصر ہی اسکا اور یہ قول عمر خطاب ؓ بر سبیل استکشاف اور استفسار تھا نہ بر سبیل
شک و انکار اور ساتھ اسکے عمر خطاب ؓ کہتے تھے کہ ایک عمر گذری ہی کہ شیطان کو وسواس سے اور کید نفس
سے جو اس روز میری خاطر مین گذرا تھا استغفار کرتا ہون اور اعمال صالحہ سے صوم و صلوۃ اور اور
اعتاق و تصدقات سے توسل ڈھونڈھتا ہون مین تا کہ میری اس جرأت کی کفالت ہو نقل ہی کہ حدیبیہ
کی صلح کی مدت مین مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کرتے تھے ابتداء بعثت سے حین مصالحہ تک
ابوبکر صدیق ؓ نے کہا کہ کوئی فتح اہل اسلام مین حدیبیہ کی صلح کے برابر نہ تھی لیکن ادراک عقل اس
معنے پر نہین پہونچتا وہ ایک سر تھا درمیان اس جناب ؐ کے اور اسکے پروردگار کے لیکن بندے
تعجیل کرتے تھے اور خداوند عز و جلا عجلت سے یعنے جلدی کرنے سے مبرا اور منزہ ہی یعنے پاک ہی اور

صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے کہ صلح مترتب ہوا اس فتح پر اور برکات ظاہرہ یعنی ہویدا روشن اور فوائد
متظاہرہ وہ ہیں کہ آخر وہ فتح مکے کی ہوا اور اسلام لانا سکل اہل کا اور داخل ہونا آدمیوں کا دین خدا
میں کیونکہ کفار پیش از صلح مختلط نہ تھے یعنی ملے جلے نہ تھے مسلمانوں سے اور ظاہر نہیں ہوا تھا انکون
کے نزدیک احوال اور اوضاع پیغمبر خدا تعالیٰ کا جیسا کہ چاہیے اور صحبت اور خلوت نہیں کی تھی انھون
نے کسی سے جو معلوم کرا دیوے انکو اور تعلیم کرے اور مصلح کرے احوال و صفات پیغمبر برحق کی
مفصل اور تحقیق یعنی جدا جدا احوال و صفات اور تحقیق کیا ہوا اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح
تب مختلط ہوئے کفار مسلمانوں سے اور آئے مدینے میں اور مطلع ہوئے احوال شریفہ پر اس جناب
کے اور اصحاب کے کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشا اور مباحثہ اور مناظرہ کرسکتے
بے ملاحظہ اور دیکھے اہل اسلام گھر میں اور خلوت اور جلوت کی انھون نے اپنی اہل و عیال سے اور اپنے
یاروں سے اور دوستوں سے اور نسبت کی انھون کے تئیں اور دیکھنا اہل نے احوال شریفہ اس جناب
صلی اللہ علیہ وسلم کا اور معجزات ظاہرہ اور آثار بینہ یعنی روشن اس جناب کا اور اعلام نبوت اور حسن
سیرت یعنی ظاہر کرنا ثبوت کا اور نیکی خصلت کی اور جمال طلعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پس پیدا ہوئی
انکے دلوں میں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مائل ہوئے بواطن جمیع باطنوں کی طرف
ایمان کے اور اسکے احکام کے اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس سے آگے نہیں سنتے تھے سوا اہل کفر کی
افتراؤں کے افترا یعنی بہتان اور طغیان اور تعصبات نفس کے اور شیطان کے مفتریات اختراع سے
آیا ہے یعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میان اور مکے کی
فتح میں بہت سے لوگ اور حاصل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے یہانتک کہ
طلوع ہوا انوار مکے کی فتح کا یعنی مکے کی فتح ہوئی اور ساطع ہوا برہان دین یعنی روشن ہوئی حجت
دین کی اور تھے عرب سوائے قبائل قریش کے وادیوں میں کہ جنھوں نے موقوف رکھا تھا
اپنے اسلام کے تئیں مکے کی فتح پر اور اہل مکے کے اسلام لانے پر اور جب مکہ مفتوح ہوا اور
اسلام لائے قریش ظاہر ہوا مصداق حضرت حق جل وعلا کا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت
الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا یعنی جس وقت آئی نصرت اللہ کی اور فتح داخل ہوئی
اور دیکھا تو ہوئے لوگ تئیں کہ دین حق میں فوج فوج اور مبدا اس امور اور فتوح کا صلح

حدیبیہ کی تھی اور ایک جماعت مفسرین کے نزدیک مراد فتح سے یہ آیہ ہی انا فتحنا لک فتحا مبینا یعنی قضیہ حدیبیہ کا مراد ہی اور قبول شرطونکے ساتھ جو پہلے مذکور ہوئے اور اختلاف کیا ہی عالمون نے کہ آیا جائز ہی صلح کرنا مشرکون سے اور یہ بات کے کہ رد کیا جاوے یعنے سونپا جاوے انکی طرف وہ شخص جو مسلمان آوے ایک گروہ کہتے ہین جائز ہی بنا بر قصۂ ابو جندل اور ابو بصیر کی اور ایک گروہ کہتے ہین کہ جائز نہین اور رد جو واقع ہوا ہی یعنے سونپنا ابو جندل کا سو یہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ حدیث ہی انا بری من مسلم بین المشرکین یعنے مین بری ہون مسلمانسے درمیان مشرکون کے اور حنفیہ کا قول یہی ہی اور شافعیہ کے نزدیک تفصیل ہی یعنے جدا کرنا ہی درمیان عاقل اور دیوانے کے اور صبی کے یعنے لڑکی کے پس وہ رد کیے جاوین اور عاقل کیا جاوے کیونکہ عاقل ہی تنبیہ سابق یعنے اگاڑی اشارت کی گئی کہ اختلاف ہی علماء سیر اور تواریخ مین کہ لکھا اس جناب نے اپنا نام جیسا کہ قریش نے چاہا یعنے ہاتھ سے یا امر کیا حضرت علی کو کہ لکھو تمسک کیا ہی فرقۂ اول نے ظاہر حدیث پر یعنے اسبات کو دلیل گردانا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہ بتادو مجھے جگہ اس کلمے کی یعنے لفظ محمد صلی اللہ کے تئین پس بتادیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پس محو کیا رسول خدا نے اسکو اور لکھا محمد بن عبد اللہ اور اسی جانب پر گیا ہی ابو الولید باجی کہ مغرب کے بڑے عالمون سے ہی اور دعوے کیا ہی اسنے کہ لکھا پیغمبر نے اپنے دست مبارک سے اور یہ سوال ہی کہ لکھنا نجانتے تھے پس تشنیع کی یعنے بد کہا اسے اندلس کے عالمون نے جو اسکے ہمعصر تھے اور نسبت کی اسکو کفر سے اور زندقہ سے زندقہ یعنی کافر کیونکہ اسنے ایسا قول بیان کیا ہی کہ مخالف ہی نص قرآن کا اور اسی معنی مین کہا ہی انکے عالمونمے ایک عالم نے یہ شعر شعر برئت ممن شری دنیا بآخرة ٭ وقال ان رسول اللہ قد کتبا ٭ یعنے بیزار ہوں مین اس شخص سے جسنے بیچا اپنی آخرت کو بدلے دنیا کے اور کہا تحقیق کہ رسول اللہ صلعم نے لکھا ہی لفظ کتب صیغۂ ماضی ہی یعنے لکھا اور الف آخر مین اشباع کا ہی الف اشباع اسے کہتے ہین جو دراز ی فتحہ سے پیدا ہو معنی اسمین کچھ نہین ابیات مین بری ہون اس سے جسنے آخرت ٭ بیچی دنیا کے لیے مفت خر ٭ اور کیا لکھنے سے امی کو منصف ٭ عالم و آدم کا ہی جو مفتخر ٭ اور کہا انھون نے

یعنے اُن عالمون نے اندلس کے کہ حق تعالی نے اپنے حبیب کو منزہ اور مبرا کیا خط و کتابت سے اور کیا اُسکو نبی اُمّی اور گردانا اُسکے تئین یعنی اُس جناب کے اُمّی ہونے کے تئین برہان نبوت یعنی دلیل نبوت اُس جناب کی اور فرمایا اللہ تعالی نے وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون یعنے نہ تھا تو کہ تلاوت کی ہو تو نے آگے کسی کتاب کے تئین اور نہین لکھا تو نے کتاب کے تئین سیدھے ہاتھ سے اس وقت شک مین پڑے تباہ کے لوگ یعنے اہل شرک پس اثبات کتابت واسطے اُس جناب کے موجب ابطال اس برہان کا ہوگا اور موجب کفر ہوتا ہی اور جب یہ مناظرہ اور مجادلہ درمیان علما کے آیا تب جمع کیا اُنھون کو حاکم وقت نے اور استظہار کیا باجی کے تئین یعنے پشتی کی باجی کی یعنے حمایت اُنھون نے اُس چیز کے جو کچھ نزدیک حاکم کے تھا علم اور معرفت سے اور کہا یہ بات جو باجی کہتا ہی یعنے یہ کہ لکھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ منافی قرآن شریف کے نہین ہی بلکہ ماخوذ ہی یعنے لیا گیا ہی مفہوم قرآن سے کیونکہ قید کیا ہی نفی کے تئین ماقبل ورود قرآن کے اور جب متحقق ہوئی اُمیت اس جناب کی اور متقرر ہوا یعنے ثابت ہوا اس سے معجزہ اُس جناب کا حاصل ہوا امن شک سے اور ارتیاب سے یعنے ریب کرنے سے اُسمین یعنے حضرت صلعم کے لکھنے مین مانع کوئی نہین کہ عارف ہوا یعنے جاننے والا ہوئے کتابت کا بعد اوسکے بدون تعلیم کے اور یہ معجزہ دوسرا ہی اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ذکر کیا ہی ابن دحیہ نے کہ ایک گروہ نے علماء افریقیہ سے موافقت کی ہی باجی کے تئین اس معنے مین یعنے اسمین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا جملہ علما سے شیخ ابو ذر جو شیخ بخاری کے راویون سے ہی اور ابو الفتح نیشاپوری اور اور علما اُسکے وقت کے اور احتجاج کیا گیا ہی بعضون نے اُنھون سے یعنی دلیل قائم کی ہی اوپر اس چیز کے جو روایت کی ہی ابن ابی شیبہ نے مجالد کے طریق سے عون بن عبد اللہ سے کہ کہا ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کتب یعنے نہین وفات پائی سرور عالم نے یہانتک کہ کتابت کی اور کہا مجالد نے کہ ذکر کیا مین نے یہ مقالہ شعبی کے نزدیک پس کہا شعبی نے کہ سچ کہا ہی عون نے اور تحقیق سنا ہی مینے کسی کے تئین جسنے کہا ہی یہ یعنے مینے اسبات کے کہنے والے سے سنا ہی اور قاضی عیاض نے کہا ہی کہ وارد ہوتے ہین آثار اور اخبار مین کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ حضرت صلعم

جانتے تھے حروف خط کے تئین اور اوسکے حسن صورت کے تئین یعنے خط کی خوبی کے تئین کہ کونسا حرف کیسا لکھا چاہیے مثل قول اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے ارشاد فرمانا اُس جناب کا اپنے کاتب کے تئین کہ رکھ قلم اپنے کان پر کہ یہ یاد دہندہ ہی تیرے تئین اور فرمایا معاویہ کے تئین جالیسکہ لکھتا تھا واسطے اُس جناب کے کہ سیاہ رکھ سیاہی کے تئین اور محرف رکھ قلم کو اور تمام کر بے کے تئین یعنے حرف با تمام لکھ اور تفریق کر سین کے تئین یعنے جدا کر اور گول کر میم کے تئین اور کہا ہے اُسنے یعنے قاضی عیاض نے کہ یہ سب اگرچہ اثبات اسبات کی نہین کرتے کہ اُس جناب کا لکھنا ثابت ہو لیکن دور نہین ہی کہ دیا ہو اُس جناب کو علم اور کتابت کی صنعت کیونکہ دیا گیا ہی اُس جناب کو علم ہر چیز کا صلوات ہو جیو خدا کی اُس جناب پر سے ہو وین خوبیان جگ کی اوسپر تمام علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام ؛ اور جواب دیا ہی جمہور نے یعنے سب عالمون نے ان حدیثون کے ضعف پر اور جواب دیا ہی حدیبیہ کے قصے سے کہ قصہ ایک ہی ہی اور کاتب حضرت علی ہین اور تحقیق تصریح کی گئی ہی مسور بن مخرمہ کی حدیث سے جو اصل ہی حدیبیہ کے صلح کے باب مین جیسا کہ صحیح بخاری مین لایا ہی کہ لکھا علی مرتضی نے اس حرف کے تئین یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ اُس جناب کے حکم سے پس نکتہ ہی راوی کے قول مین جو کہا کہ پس کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نامے کے تئین اور فرمایا بتاؤ مجھکو کہان ہی وہ کلمہ جسکے محو کرنے مین حضرت علی نے امتناع کی کہ محو کرین نہ یہ کہ لکھین اُس جگہ اپنے ہاتھ سے پس گویا اُسکے قول مین یعنے راوی کے وکتب حذف ہی حذف بمعنی دور کرنا اور تقدیر کلام وہ ہی کہ محو کیا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دیا حضرت علی کو پس لکھا علی نے پس کتب امر بکتابت ہوگا اور ایسے بہت سے کلام ہین جیسا کتب الی قیصر الی کسرے مین ہی مترجم کہتا ہی ظاہر یہ ہی کہ ہر محاورے مین یہ مجاز ثابت ہی عربی فارسی مین اور ہندی مین عربی کی نظیر کو کتب الی قیصر وغیرہ پوچھا چاہیے اور فارسی مین یہ حکایت کہ شخصے میخواست خطے بدوست نویسد نویسندہ طلب کرد گفت پایم دردمی کند گفت ای عزیز دستت سالم ست از پا نخواہی نوشت جواب داد کہ خط من شیوہ دارد کہ بہر کہ نوشتہ شود ویرا سے خواندنش من طلبیدہ شوم اور ہندی مین یہ بات کہ شیدی کا فور نے حبشی کی بادشاہ کو باپ نے بیٹے کو خط لکھا ای فرزند ہم تو کو پڑھ رہ گئے تم پڑھ لکھ کر راہ سنوارو

اور جس تقدیر مین کہ حمل کرین ظاہر حدیث پر یعنے ظاہر حدیث یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا یہ کمال لازم نہین آتا اس سے کہ اس جناب نے کتابت کیا ہوا پنے اسم شریف کو اس روز بدون اسبات کے کہ لکھنا جانتے ہون کہ آگاہ ہون کتابت پر بعد اسکے یعنے لکھنے کے بعد اور اُمی پنے سے باہر آوین کیونکہ بہت ہین ایسے کہ لکھنا نہین جانتے اور پہچانتے ہین صورتین بعضی لفظون کی اور جانتے ہین اُسکی وضع کے تئین یعنے رکھنا اسکا یعنے بنانا اُس حرف کا اپنے ہاتھ سے خصوصاً اسماءمین اسما جمع اسم کی اور اس مقدار کے جاننے سے اُمی پنے سے باہر نہین آتے چنانچہ بعضے بادشاہون سے ایسے ہی ہوئے ہین اور احتمال رکھتا ہی کہ جاری ہوا ہو ہاتھ اُس جناب کا کتابت مین اُسوقت ساتھ نہ جاننے کتابت کے پس باہر آئے بروفق مراد اُمی پنے سے یعنے موافق مراد کے اور جرا دلکھنا اُس جناب کا اور باہر نہین آتے اُس سے یعنے اتنے لکھنے سے اُمی ہونے سے اور یہ کرکے جواب دیا ہی ابو جعفر سمنانی نے کہ آئمہ اصول سے ہی آئمہ جمع امام ہی اور اُسکی متابعت کی ہی ابن جوزی نے ذکر کیا ہی اس سبب کا صاحب مواہب نے کہا ہی مؤلف اس کتاب کا عبد الحق بن سیف الدین کہ اگر کلام اوس جناب کے کتابت کرنے مین اپنے اسم مبارک کے ہو تو اسمین مجال خلاف تنگ ہی اور ظاہر ہی عبارت حدیث بھی ناظر اسمین یعنے اسی بات مین کیونکہ حصول اُسکا یعنے اسی کتابت کا بطریق معجزہ ہی اور اُمی پنے کا کہ مدار اعجاز اور برہان نبوت یعنے دلیل نبوت اوپر اُسکے ہی یعنے اُمی سے اُسکا منافی نہین ہی یعنے وہی لکھنا اور اگر کہین کہ اُمیت یعنی اُمی پنا اور نجاننا کتابت کا تحقیق نزول قرآن تک اور ثبوت نبوت اور اقامت حجت یعنے دلیل قائم ہونے تک اور مادہ شبہہ کے جسم تک یعنے مادہ شبہ دفع ہونے تک ہوا اور اُسکے بعد یعنے اسی اُمی پنے کی اور کتابت نجاننے کے بعد اگر حاصل ہو اور وجود پکڑے تو کچھ ضرر نہین رکھتا اور ورطہ شک مین یعنے گرداب شک مین اور ارتیاب یعنے ریب مین نہین ڈالتا یہ کلام محل نظر ہی یعنے جاے تامل ہی یعنے خوب سوچ کرنے کی جگہ ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو عود کرتا ہی شبہ اور کہتے معاند یعنے دشمن کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خط و کتابت جانتے تھے لیکن چھپاتے تھے وارد ہونا

قرآن کا یعنے آیت کا جو فرماتا ہی حضرت حق کہ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب و تخطہ الخ معاند کے واسطے کیا فائدہ کرے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہی کہ حق وہی کہ معنی کتب امر بہ کتابت ہی واللہ اعلم

وصل جب کتابت صلحنامے کی اختتام کو پہونچی اور اعیان اصحابؓ نے یعنے اکابر اصحاب نے اور بعضے مشرکون نے بھی اپنی گواہی لکھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اٹھو اور ہدیے کے اونٹونکو ذبح کرو اور اپنے سرون کو منڈواؤ اور احرام سے نکلو احرام یعنے نیت باندھنا از بسکہ وحشت اور ملال اس جہت سے کہ عمرہ ادا نہ کرکے پھرتے ہین اونھون کے دلون مین پیدا ہوا تھا اصحاب سے کوئی نہ اٹھا اور کسی نے امتثال امر مین شتابی نہ کی ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھون کو معذور رکھو کہ انھو پر امر عظیم گذرا ہی انھون نے دل سکے سے فتح پر لگایا تھا اور جزم کیا تھا کہ عمرہ ادا کرینگے اور باوجود فقدان مطلوب کے یعنے ساتھ اسکے کہ مطلوب حاصل نہ ہوا آپنے قریش سے صلح کی اور جو کچھ انھون نے آپ سے چاہا آپ نے قبول کیا اگر آپکی خاطر مبارک اسبات پر ہی کہ اصحاب نحر کرین یعنے اونٹ ذبح کرین اور حلق کرین یعنے حجامت کرین تو آپ اٹھیے اور کسی سے کچھ نہ کہیے اور اپنے اونٹون کو نحر کیجیے اور سر مبارک کو حلق فرمایئے جب یہ سب دیکھینگے کہ آپ نے ایسا کیا انھون کو سوا متابعت کے چارہ نہ ہوگا اور سب وہی عمل کرینگے جو آپ نے کیا پس سرور عالم ام سلمہ رضہ کے خیمے سے برامد ہوئے اور حلق فرمایا اصحاب نے بھی لیکن احوال انھونکا غم اور اندوہ سے یہانتک پہونچا تھا کہ اپنے تئین تباہ کرین اور مار ڈالین پس بعضون نے حلق کیا اور بعضون نے قصر یعنے کترانا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم اغفر للمحلقین یعنے اے پروردگار بخش تو حلق کرنیوالون کو پس بعضون نے کہا والمقصرین یا رسول اللہ یعنے جنھون نے قصر کیا انکو بھی اے رسول خدا کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم اغفر للمحلقین اور اصحابؓ کہتے تھے والمقصرین چوتھی بار فرمایا والمقصرین پس تجویز قصر کیا یعنے قصر جائز کیا ساتھ اظہار زیادت فضل حلق یعنے ساتھ اسبات کے کہ ظاہر کیا حلق کی فضیلت کے تئین اوپر قصر کے اور روایت کرتے ہین کہ ابوجہل کا اونٹ کہ اُس جناب کے اونٹون مین تھا مشرکون نے چاہا کہ اُسے نگاہ رکھین یعنے بچالیوین سہیل بن عمر جو مسبب یعنے اسباب کرنے والا اور مرتب یعنے ترتیب دینے والا صلح کا تھا اُسنے اُنھون کو یعنے مشرکون کو منع اور زجر کیا یعنے جھڑکی دی اور کہا اگر یون چلتے ہو تو سو اونٹ اُس اونٹ کے عوض مین دو شائد کہ قبول کرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

پر بہت اونٹ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نکیا اور
فرمایا اگر وہ ادمی مسلمان ہوتا یعنے ناجی نہ ہوتا التماس تمھاری قبول کرتا مین تعجب کہ ان بدبختون نے
اسکو شمار یقین داخل نکیا لیکن فایدہ نہین کرتا تھا یعنے انکے التماس سے اور کہتے ہین مقصود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل کے اونٹ کے ذبح کرنے سے غیظ کفار کا اور شکست خاطر انکی
تھی یعنی غیظ یعنی غصہ اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس اونٹون کے تئین کہ ایک
انمین سے ابوجہل کا شتر تھا اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا یعنے ذبح کیا اور باقی کے تئین ناجیہ بن
جندب کو دیا کہ مکے مین لیجاکر مروے مین ذبح کرے اور گوشت انکا فقرا اور مساکین کو تقسیم کرے
اور بعضے کہتے ہین ہدے کے تمامی اونٹونکو حدیبیہ مین ذبح کیا اور اسی جا سے ہی کہ شافعیہ
کے نزدیک نحر کرنا حرم کے درمیان شرط نہین لیکن حنفیہ کہتے ہین کہ حدیبیہ یعنے اول اور بعضے
حرم اور روایت کرتے ہین کہ جب قربانی کی مہم سے اور حجامت کرنے سے اور بال کم کرنے
سے سب نے فراغت پائی حق تعالی جلشانہ نے ایک تند ہوا کے تئین بھجوایا تاکہ اہل اسلام کے
بالون کو مکے مین لیجاکر درمیان حرم کے پراگندہ کیا اس ہوا نے اور حضرت صلعم نے اپنے سر مبارک کے
بالون کو ثمر کے یعنے خرما کے درخت پر جو نزدیک تھا اس جناب کے ڈالا اصحاب نے ازدحام مین یعنے
انبوہ کرکے ان مبارک بالون کو یکدیگر سے لینا کی طرح چھیٹ لیا ام عمارہ کہتی ہین کہ مینے بہت سعی کی
یہانتک کہ کئی تار اس موی مبارک سے میرے ہاتھ لگے اور میرے پاس تھے تاکہ بیمارون کیواسطے
اسکو دھو کر اسکا پانی پیتے اور شفا پاتے اور مدت قیام لشکر اسلام کا حدیبیہ مین بیس روز کے
قریب تھا اور جب حضرت صلعم نے مراجعت فرما کر ضجنان کی منزل مین اور ایک روایت سے کہ کراع
الغمیم کے درمیان پہونچے تب سورہ انا فتحنا جو جامع حصول مقاصد دینی و دنیوی اور کمالات
ظاہر اور باطن ہی نازل ہوا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب سے کہ آج رات مجھپر
ایسا سورہ نازل ہوا ہی کہ زیادہ دوست رکھتا ہون اسکو ان تمامی چیزون سے جنپر آفتاب
طلوع کرے پس پڑھا اوپر انھون کے سورہ انا فتحنا کے تئین پس تہنیت کی اس جناب
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے تئین اور تہنیت دی اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم
کو اصحاب کی اور سابقا یعنے اول گذرا ہی یعنے تحریر ہوا ہے کہ مراد اس فتح سے گروہ

مفسرون کے نزدیک حدیبیہ کے صلح ہی کہ مبدا یعنے جائے ابتدا اور مقدمہ یعنے امام مقصود فتوحات کثیرہ اور فیوضات عظیمہ کا ہی اور تقریر اس معنی کے ساتھ تفصیل کے مبین ہوئی یعنے بیان کی گئی اور ایک گروہ اوپر اسبات کے ہین کہ اس مراد سے مکے کی فتح ہی اور بعضون نے فتح خیبر کے تئین مراد رکھا ہی اگرچہ یہ تمام فتحین ہنوز وجود مین نہین آئین اور وقوع مین نہین ملین اس سبب سے کہ متحقق ہونا اُسکے وقوع کا صیغہ ماضی سے کیا ہی جیسے کہ عادت زبان عرب کی ہی اور روش قرآن مجید کی واللہ اعلم ماضی گذرے زمانے کو کہتے ہین اور صیغہ ماضی جو مولف نے راویون سے نقل کیا ہی سورہ فتحنا ہی سورہ انا فتحنا مبین یعنے فتح کی ہمنے حضرت حق تعالے ارشاد فرماتا ہی اس ماضی کے صیغے سے تحقیق وقوع زمانہ مستقبل پر کیا ہی اور یہ بات ہندی محاورے مین بھی مستمر ہے چنانچہ بولتے ہین ہمنے تجربہ پایا اور مین مراد کو پہونچا اور مین کامیاب ہوا وغیرہ اوس محل مین جہان کہین آیندہ توقع متحقق اور متیقن ہوا اور ثابت اور مترتب اور اس قضیے کے غرائب سے قضیہ ابو بصیر اکا ہی بن اسید ثقفی کا بنی زہرہ کا حلیف یعنے ہم سوگند کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی اور مدینے کو رونق افزا ہوئے اس ابی بصیر نے کیا کیا کہ مسلمان ہو کر مکے سے بھاگ کر سات روز مین پیادہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا کفار قریش نے دو آدمی اُسکے پکڑنیکے واسطے بھیجے ایک بنی عامر سے کہ نام اُسکا معلوم نہین اور دوسرا کوثر نامے کہ ملازم اُسکا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اُنھون نے ایک مکتوب لکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ موافق حدیبیہ کی صلح کے ابو بصیر کو ہماری طرف پھیر دالی ابن کعب نے نامہ اُن مشرکونکا حضور مین پڑھا پس سرور عالم نے ابو بصیر کو پھیرا یا اور اُنھونکو تسلیم کیا یعنے سونپا ابو بصیر نے کہا یارسول اللہ مجھے مشرکون کیطرف بھیجتے ہو حضرت نے فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ اس قوم نے ہمسے عہد کیا ہی اور کام ہمارا عذر نہین جا حق تعالی تیرے کام مین تجھے کشایش دیگا اور فراغت نصیب کریگا پس اُن دونون مشرکون نے اُسے لیکر مکے کی طرف چلے اور جب ذی الحلیفہ کے درمیان منزل کری ابو بصیر مسجد مین گیا جو وہان تھی اور دو رکعت نماز پڑھکر توشہ جو اوسکے ہمراہ تھا اپنے آگے رکھا اور دونون ہمراہیون کو بھی اپنے آگے بلا یا کہ باہم بیٹھین اور آپسمین ایک اُنمین بکرین ابو بصیر نے نام و نسب عامری کا پوچھا اور بولا کہ یہ تلوار تیری کیا خوب

معلوم ہوتی ہی عامری نے تلوار نیام سے کھینچی اور بولا ہان لو یہین ہی جیسا تو کہتا ہی مینے بارہا اس
تلوار کی آزمایش کی ہی ابو بصیر نے کہا آوے تو مجھے مین دیکھون عامری نے بسبب غفلت کے تلوار ابو بصیر
کے ہاتھ مین دیدی ابو بصیر نے ایک وار مین اُس نابکار کو مُردار کیا کوثر نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر
مجلس شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا حضرت صلعم نے اُسے دور سے دیکھکر فرمایا کہ یہ وہ کوئی
ہی جسنے ہول ایک پایا ہی اور سہما ہوا ہی جب نزدیک پہونچا عرض کی کہ یار میرا مقتول ہوا اور مین بھی معرض
تلف مین ہون اتنے مین ابو بصیر بھی عامری کی تلوار حمائل کیے ہوئے اور اُسکی سواری پر سوار ہوکر
اُسی گھڑی مدینے مین پہونچا اور متوجہ مجلس مقدس کا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ بھی عہدہ عہد سے نکلے یعنے موافق عہد کے مجھے قریش کو سونپا اور مجھے حق تعالیٰ نے انھون
سے چھوڑایا اور اُنکے شر سے بچایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویل امه مسعر حرب لو كان له
احد ویل کلمے واسطے انہ مسعر حرب یعنے تحقیق کہ وہ یعنے ابو بصیر روشن کرنے والا آتش حرب
کا ہی اگر ہی کوئی واسطے اُسکے اُسمین دونون باتین نکلتی ہین یعنے ہی کوئی اُسکی اعانت کرنیوالا
اور ہی کوئی پکڑنے والا اور یہ بات مشعر ہی یعنے آگاہ کنندہ ہی طرف گریز کے ابو بصیر کے
تئین اور اشارت ہی طرف اسبات کے کہ وہی لوگ جو مکے مین مقید ہین اہل اسلام سے اور ممنوع
ہین اُس سے یعنے اسلام لانے سے ایسا ہی کہا ہی شرح کرنے والون نے اِس عبارت کے معنی کے
بیان مین اور اس معنی سے مراد اُسکی مذمت نہین ہی بلکہ مراد تعجب ہی اس بات پر کہ عجب مرد ہی
اور مردانہ اگر کوئی اُسکی نصرت اور اعانت کرے تو وہ ایسا کام کرسکتا ہی جیسا چاہیے جیسا کہ
وقوع مین آویگا بلکہ یہ متضمن مدح کا ہی اور ظاہر سوق حدیث اور مقتضاے مقام ناظر اسبات
مین ہی کہ شاید مراد سرزنش اور شکایت اُسکی ہو کہ عجب مہیج جنگ ہی اور باعث فساد اور
کوئی تو معلوم کروا وے اُسے کہ ہم سے پھرے اور ہمارے نزدیک نہ آوے اور بھاگے کہ ہونا اُسکا
ہمارے نزدیک باعث غدر رہی اور موجب فتنہ اور جنگ یا یہ کہ ہی کوئی جو اُسے پکڑے اور قریش کو
سونپ دیوے اور اِسمین اداے تلقین اور تعلیم بھی ہی فافہم یعنے بوجھ سبحان اللہ کیا کلام با نظام ہی
بلفظ قلیل معنے کثیر کلام الملوک ملوک الکلام یہان ہی صادق آتا ہی ابو بصیر نے جب اُس
کلام کو سُنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اُسکو قریش کیطرف پھر بھیجین گے مسجد سے باہر

نکلا اور فرار اختیار کیا یہانتک کہ دریا کے کنارے اُس منزل مین پہونچا جسکا نام عیص تھا اور وہ یعنی
وہی منزل عیص ممر کاروان قریش کے یعنے گذرنیکی جگہہ تھی جب شام کی تجارت کو جاتے پس لوگ اوس
پاس جمع ہوتے اور جو کوئی مسلمان ہوتا اہل مکہ سے سو اُسکے نزدیک آتا اور مجتمع ہوتا اور کہتے ہین
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ابوجندل بن سہیل بن عمرو جو درمیان حدیبیہ کے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین اسلام لایا تھا اور حضرت نے اُسے اُسکے باپ کے حوالے کیا تھا اُسے
پیام بھیجا اور ابو بصیر کا قصہ اُس سے ظاہر کیا ابوجندل بھی اپنے باپ سے بھاگ کر ابو بصیر کے
پاس آیا یہانتک کہ ایک جمعیت کثیر بہم پہونچی تین سو تک اور جو کاروان کافرون کے شام کو
جاتے انکا ناکا پکڑتے اور اہل قافلہ کے تئین مار کر اموال و اشیا انکو نکال لیتے ایسا کہ قریش اس
بات سے تنگ آئے اور اپنے کیے سے پشیمان ہوئے اور ابوسفیان بن حرب کے تئین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انھون نے بھجوایا اور قسم دی خدا کی کہ اس جماعت کو اپنے نزدیک
بلوا لو کہ ہمنے اس شرط سے ہاتھ اُٹھایا جو کوئی ہمارے پاس سے تمھارے پاس آوے امان مین
رہے اور ہمین اُس سے کچھ کام نہین پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو بھیجا اور انکو اپنے
پاس بلوایا اور ایک روایت یہ کہ ایک مکتوب ابو بصیر کو لکھا کہ اپنی جماعت کے ساتھ ہماری طرف
متوجہ ہو جب عنایت نامہ خسرو عالم کا ابو بصیر کو پہونچا حالت نزع مین تھا نامہ رسول کا اپنے ہاتھ مین
لیکر اپنے سر اور آنکھون پر رکھا اور جان بحق تسلیم کی راضی ہو خدا اُس سے پس ابوجندل نے اُسکو
غسل دیا اور تجہیز اور تکفین اُسکی کرکے اُسے دفن کیا اور اُسکے قبر کے نزدیک ایک مسجد بنائی اور
ساتھ یارون کے مدینے مین آیا اور اسی سال مین بادشاہ عالم اور فخر بنی آدم حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسل اور مناشیر رسل جمع رسول کی یعنے قاصد اور مناشیر جمع منشور کی
یعنے فرمان آفاق کے بادشاہونکو آفاق جمع اُفق کی یعنے چارون طرف کے بادشاہون کو
اور سلاطین اکناف و اطراف کو بھجوائے اور بعضے اہل سیر اسبات پر ہین کہ یہ ارسال
یعنے نہ بھیجنا فرمان وغیرہ کا محرم کے مہینے مین سال ہفتم مین تھا ظاہر اچھٹے سال
کے اواخر مین اور ساتوین سال کے اوائل مین یہ ماجرا تھا یا یہ کہ ارادہ بھیجنے کا سال
ششم مین تھا اور ارسال سال ہفتم مین ظہور مین آیا یا بعضون کے درمیان ساتوین

برس مین اشتباہ چھٹے سال مین تھا اور بعضونکو ساتوین سال شبہہ ہوا واللہ اعلم اور جب جناب ختم رسل
صلی اللہ علیہ وسلم نے کران بادشاہونکو فرمان صادر فرماوین عرض ہوئی کہ یا حضرت ﷺ یہ لوگ جس نامہ پر
مُہر نہو اُسکا معتبر نہین جانتے اور نہین پڑھتے پس اُس جناب ﷺ کے واسطے انگشتری طلا کی تیار ہوئی
اور اصحاب نے بھی جسکو مقدور تھا اپنے واسطے انگوٹھی طلا کی بنائی پس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا
یا رسول اللہ مردون کو سونا پہننا حرام ہی حضرت ﷺ نے انگشتری ہاتھ سے دور کی اور اصحاب نے بھی
اور فرمایا کہ روپے کی انگوٹھی تیار کروایی کہ حلقہ یعنے گھیر اور نگینہ یعنے تھیوا سب روپے کا ہی تھا
اور نقش نگین لفظ محمد رسول اللہ تھا اس طور سے کہ تین سطرین تھین اُسمین ایک سطر اللہ اور
ایک رسول اور ایک محمد اس صورت سے محمد رسول اللہ اور جن بادشاہونکو کہ اُس جناب ﷺ نے فرمان
لکھا ایک اُنمین سے نجاشی تھا نجاشی لقب ہے حبش کے بادشاہ کا اور نام اُسکا اصحمہ اور تھا
اور دوسرا ہرقل روم کا بادشاہ تیسرا کسرےٰ مداین کا بادشاہ چوتھا مقوقس والی اسکندریہ کا
پانچوان حارث بن ابو شمر غسانی شام کا حاکم چھٹا ہوذہ بن علی حنفی والی یمامہ کا یہ چھ شخص ہین
جنکو فرامین صادر ہوئے اور بعضے اہل سیر نے ساتوان منذر بن ساوی بحرین کے حاکم کو بھی کہا ہی
اور کہا ہی کہ جس رسول کو یعنے ایلچی کو جس بادشاہ کیطرف بھیجواتے تھے حضرت رب العزت اُسے
اُس ملک کی زبان الہام فرماتا تھا اور یہ معجزہ تھا اُس جناب ﷺ کے معجزون سے لیکن نجاشی بفتح و کسر
نون اور تخفیف جیم اور تشدید سے اگر جیم کو پڑھین تو غلط ہی اور تخفیف یا اور تشدید یا جو آخر مین
ہی دونون درست ہین یعنے نجاشی نجاشی اور نام اُسکا اصحمہ ہی اُسکے باپ کا نام ابجر اور ایلچی اُسکی
طرف عمرو بن امیہ ضمری تھا سعادتمندون سے تھا جب نامہ سرور عالم ﷺ کا نجاشی کو پہونچا احترام کیا اور
تخت سے نیچے اُترا اور زمین پر بیٹھا اور اُس نامے کو بہت تعظیم سے لیکر بوسہ دیا اور اپنی آنکھون
پر رکھا اور اپنے منشی کو فرمایا کہ اُسے پڑھ مضمون اُس فرمان کا راجع طرف اُس مستغنے کے تھا
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کیطرف سے نجاشی حبش کے بادشاہ کو تحقیق کہ
مین حمد و ثنا بھیجتا ہون تیری جانب اُس خداوند کی ستائش کہ بادشاہ برحق اور خداوند مطلق
ہی اور پاک ہی نقایص اور عیوب سے جس طرح جمیع عیب کی اسی طرح نقصان کی جمیع
نقایص ہی اور ایسا خداوند کہ سالم ہی تمامی آفتون سے اور مصدق تصدیق سے آیا ہی

اپنے پیغمبرون کا اپنے آیات اور معجزات سے اور امان دینے والا اپنے بندون کا قیامت کے فزع سے فزع بمعنی کو ٹلنا اور پہونچانے والا اپنے بندون کا درجات کو درجات یعنے منازل بہشت عند درکات کا یعنے طبقات جہنم اور ایسا خداوند کہ غالب تمامی اشیا پر اور جبار اور متکبر کبر سے آیا ہی اور دانا ہی اور گواہی دیتا ہون مین کہ عیسیٰ روح اللہ ہے یعنے خدا کی روح ہو اور کلمہ اسکا ہی القا فرمایا اس کلمے کے تئین مریم بتول طیبہ حصینہ کے تئین مریم نام عیسےٰ کی مان کا اور بتول اس عورت کو کہتے ہین جسے حاجت مرد کی نہو طیبہ بمعنی پاک اور حصینہ یعنے پارسا عورت اور آبستن ہوئی وہ یعنے حاملہ عیسےٰ سے پس پیدا کیا حضرت حق نے عیسےٰ کے تئین اپنی روح سے اور دمیدہ کی وہ روح درمیان اسکے جس طرح آدم کو پیدا کیا اپنے ید قدرت سے دمیدن بمعنی رستن اور رویانیدن کی آیا ہی حاصل دمیدن داخل کی روح اپنی اسکے جسد مین یعنے آدم کے اما بعد تحقیق کہ مین پڑھتا ہون تیرے تئین یعنے دعوت کرتا ہون طرف دین اسلام کے اور یہ تحقیق کہ بھیجا ہی مین نے اس سے آگے تیری طرف اپنے چچا کے بیٹے کے تئین جعفر بن ابی طالب کو اور مسلمانونکو جو اسکے ہمراہ ستھے چاہیے کہ تجبر اور تکبر چھوڑے تو تجبر جبر سے اور تکبر کبر سے یعنی مغروری آیا ہی اور میری نصیحت کو بسمع قبول سُنے تو اور ربقہ اطاعت اور انقیاد مین آوے تو ربقہ بمعنی رستی والسلام علی من اتبع الہدی یعنے سلام اوپر اُسکے جسنے متابعت کی ہدایت کے تئین نجاشی نے یہ فرمان سنکر بے تحاشے کلمۂ طیبہ شہادت زبان پر جاری کیا اور بولا کہ اگر مین سکتا تو ملازمت مین جاتا اور اپنے تئین سعادت حضور سے مشرف کرتا اور جواب اُس نامے کا لکھا اُسنے اس مضمون سے بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کیطرف نجاشی حبش کے بادشاہ سے سلام اور رحمت اور برکات خدا کی برتر کی تجھپر اے پیغمبر خدا کے کہ کوئی الٰہ سزاوار الوہیت نہین ہی سوا اُسکے اور راہنمائی کرنیوالا ہی میرا طرف اسلام کے اما بعد تحقیق نامۂ شریف آپ کا مجھکو پہونچا جو کچھ یاد کیا ہی یعنے ذکر کیا عیسےٰ کے تئین قسم رب آسمان وزمین کی کہ عیسیٰ کچھ زیادہ نہین ہی اور ایک روایت سے یہ کہ عیسےٰ کچھ زیادہ نہین ہی اُس پوست پر جو خستہ خرما مین ہی اور اسکے قشر مین ہی قشر بمعنی پوست یعنی خرما کے پوست سے زیادہ نہین اسکے وجود کی آگے اور تحقیق جانا تھا مینے آپکی حقیقت شریعت کے تئین جو

لائے ہین آپ یعنی شریعت حق کو آپ نے ظاہر کی ہی اور گرامی رکھا ہے یعنے بزرگی دی آپ نے آپکے پیر
مرتے ہین اور آپکے یارون کے بیچ ہین اور گواہی دیتا ہون مین کہ آپ راستگو ہین اور رسول برحق
خدا کے اور جو پیغمبر کہ آگے گذرے ہین اور کتب سلف سابق نے تصدیق آپکی کی ہی اور مین نے بیعت
کی آپ سے آپکے پسر عم کے وسیلے سے و اسلمت علی یدیہ و الحمد للہ رب العالمین یعنے اور
اسلام لایا مین اُسکے ہاتھون سے اور شکر خداوند کا جو رب العالمین ہی اور آپ کی خدمت مین بھیجا
مین نے اپنے بیٹے کو جسکا نام ارمی بن اصحمہ ہی اور اگر فرماؤ اے رسول خدا کے تو بھی تمھاری خدمت مین
حاضر ہون اور گواہی دیتا ہون اسبات پر کہ جو کچھ آپ فرماتے ہین حق ہی اور سچ ہی والسلام علیک
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور منقول ہی کہ سید رسل نے اور ایک مکتوب نجاشی کو لکھا تھا مضمون
اُسکا یہ کہ ام حبیبہ ابو سفیان کے بیٹی کو جو مہاجرت حبش سے یعنے کی طرف ہجرت کرنے والون سے ہی
ہمارے واسطے اُسے خواستگاری کرے اور مدینے کیطرف بھجوا دے اور مہاجرین حبش کی جماعت
کو بھی بھیجے پس نجاشی نے ام حبیبہ کو اُس جناب کیواسطے خطبہ کیا اور خالد بن سعید بن عاص کے
تئین وکیل کیا تا کہ اُسے یعنے ام حبیبہ کو پیغمبر خدا کی زنی مین یعنے جورو پنے مین دیا اور چار سو
مثقال سونا مہر گردانا اور مہاجرون کی کارسازی کر کے یعنے سامان کر کے دو کشتیون مین عمرو بن امیہ
ضمری کے ساتھ مدینے کو بھجوایا مثقال بیس قیراط کو کہتے ہین اور قیراط ایک حبہ اور چار خمس ا حبہ
یعنی ۵ ماشے کو بولتے ہین یعنے ماشے کے آٹھوین حصے کو کیونکہ آٹھ حبہ یعنے گھونگچی ایک ماشہ ہوتا ہی
اور روایت کرتے ہین کہ نجاشی نے ایک حقہ عاج کا یعنے ہاتھی دانت کا طلب کیا اور پیغمبر خدا کے ان دونون
مکتوبونکو اُس حقے مین مضبوط کر کے رکھا اور بولا ہمیشہ درمیان اہل حبشہ کے خیر و برکت رہیگی جبتک کہ یہ
دونون مکتوب درمیان اُنھونکے رہینگے حقہ لکڑیکے چھوٹے ظرف کو کہتے ہین جسکا مُنھ تنگ ہو شاید ڈبہ کی
قسم سے ہوگا اور کہتے ہین کہ نامہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بادشاہان حبش کے درمیان ابتک باقی ہی
اور تعظیم اور احترام اُسکا بجا لاتے ہین اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہی کہ یہ نجاشی اصحمہ ہی جسکی طرف
ہجرت کی مسلمانون نے سال پنجم مین نبوت سے اور لکھا تھا نامہ اُس جناب نے سال ششم
مین ہجرت سے اور مسوادہ یعنے نجاشی متعنہ تاسع مین اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُسپر درمیان مدینے کے لیکن وہ نجاشی جو والی ہوا اُسکے بعد اُسکی طرف ابھی

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نامہ لکھا تھا اور دعوت کی تھی معلوم نہین ہوا ہی اسلام لانا اسکا اور
نہ نام اسکا اور خلط کی گئی ہی درمیان ان دونون نجاشیون کے اور تمیز نہین کی اور صحیح مسلم مین نقل کیا ہی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نامہ لکھا طرف نجاشی کے اور یہ وہ نجاشی نہین ہی جسپر نماز پڑھی جناب
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہی واللہ اعلم لیکن ہرقل مشہور بفتح را و کسر ہا اور سکون قاف اور سکون را
و کسر قاف سے بھی کہتے ہین اس طور سے ہرقل نام قیصر روم کا ہی قاموس مین کہتا ہی کہ وہ اول آن
شخص ہی جسنے دیناروں پر سکہ مارا اور اول شخص جسنے بیعت کی احداث یعنے ایجاد کی اور رسول
یعنے قاصد یعنی ایلچی اسکی طرف دحیہ کلبی تھا کہ صحابہ مشہور ہی جمال روشن اور حسن فائق رکھتا تھا
اور جبرئیل اسی کی صورت مین متمثل ہوتے تھے اور حکم یون تھا دحیہ کو کہ نامے کے تئین امیر
کے حاکم کو پہونچا اور وہ اسکو تیرے ہمراہ کریگا تاکہ ہرقل تک پہونچیگا بصرے نام ہی ایک گانون کا
شام کے قریون سے ہی پس دحیہ بموجب حکم عالی کے متوجہ ہوا اور جب شام کے بصرے مین پہونچا
حارث بن ابی شمر جو بزرگ اور خطے کا تھا خلاصہ یعنے شہر اسنے عدی بن حاتم طائی کے تئین اسکا
مصاحب کرکے یعنے دحیہ کا ہمراہی کرکے ہرقل کی دار السلطنت کیطرف روانہ کیا اتفاقاً ہرقل ان
دنون مین بیت المقدس کی زیارت کیواسطے گیا ہوا تھا اس جہت سے کہ اسنے نیت اسکی کی
تھی کہ جب ہاتھ خسرو پرویز کے اندرن کا روم کے یعنے ملک سے جو اسکے تصرف مین آیا ہوا
تھا کوتاہ ہووے اور اہل روم اہل فارس پر غالب آوین تو قسطنطنیہ سے نام ہی ایک شہر کا روم
کے شہرون سے ننگے پانون بیت المقدس تک جاوے اور مسجد اقصے کے درمیان نماز پڑھے اور
عبادت کرے جب اہل روم اسکی نیت کے موافق اہل فارس پر غالب ہوئے جیسا کہ اول اشارت
طرف اسبابت کے گذری تب اسنے فرمایا یعنے ہرقل نے تاکہ راہ مین بچھونے بچھاتے تھے اور اسپر گل و
ریاحین ڈالتے تھے پانون اسپر رکھکر اس طریق سے بیت المقدس تک گیا اور اپنی نذر کے ادا کرنے
مین اسنے قیام کیا اور انھین دنون مین جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا ایک شب اسنے نظر کی احکام
نجوم مین اور پھر اسکو معلوم ہوا کہ اسکے سبب سے ایک تغیر کلی اسکی ذات مین پیدا ہوا اور
خبیث النفس یعنی بد نفس ا در مشکل الهیئۃ یعنے بھونڈی صورت کرکے اٹھا اسکے مقربون نے
اس سے پوچھا کہ آج آپ کو ہم مکدر اور محزون دیکھتے ہین سبب کیا ہی بولا شب گذشتہ

اوضاع فلکی سے ایسا ظاہر ہوا کہ ملک الختان نے ظہور کیا ہے یعنے بادشاہ اُسکا کہ ختنہ کرنا جنکی سنت ہو پیدا ہوا ہے اور نزدیک ہے کہ دست تسلط یعنے اُنکے غلبے کا ہاتھ ہماری مملکت کی نواحی پر دراز ہووے اور اُس بلاد کے اہل پر اُنھون کا غلبہ ہو لیکن معلوم نہین ہے کہ کون سی قوم سے ہے جسکا طریقہ ختنہ کرنا ہے اُسکے مقربون نے عرض کی کہ اس عصر مین یہود دین جو ختنہ کرتے ہین پس حکم کیا اُسنے کہ جس جگہ یہود کو پاؤ قتل کرو اسی حال کے خلال مین خلال بمعنی خلل قیصر کی سمع مین لوگون نے یہ بات پہونچائی کہ ایک شخص عرب سے آیا ہے اور ایک حکایت عجیب اور قصہ نادر جو حوادث درمیان ایام بلاد عرب مین ظاہر ہوا ہے نقل کرتا ہے کہ عبارت نور ظہور نبوت سے اور احوال شریف سے اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے تحقیق کیا اُنھون نے کہ یہ شخص مختون ہے یعنے اسکا ختنہ کیا ہوا ہے ہرقل بولا جو کچھ کہ جہت دلیل نجوم سے ظاہر ہوا ہے ظہور اسی جماعت کے بادشاہ کا ہے اسی اثنا مین دحیہ کلبی نے نامہ شریف جو عدی ابن حاتم طائی کو بصرے سے ساتھ لایا تھا ہرقل کو پہونچایا مضمون اُس نامے کا یہ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبد اللہ خدا کے بندے کے اور اُسکے فرستادے کی طرف سے ہرقل عظیم روم کی جانب سلام اوپر اُس شخص کے جو راہ راست کی پیروی کرے اما بعد بدرستیکہ مین پڑھتا ہون تجھکو یعنے دعوت کرتا ہون کلمہ اسلام کیطرف مسلمان ہو تو تاکہ سلامت رہے تو اور دیوے حق تعالے تجھے اجر دو بارہ اور اگر پیٹھ دیوے تو اور منھ پھیر اوے اسبات سے اور میرے دین کو قبول نکرے تو تحقیق کہ تجھپر گناہ ہوگا مزارعون کا یعنے کھیتی کرنے والے یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون یعنے اے اہل کتاب آؤ طرف کلمہ راست کے یعنے سخن راست کی طرف گرویدہ ہو درمیان ہمارے اور تمھارے یعنے ایسا کلمہ کہ چاہیے کہ اُسمین لوگ یکسان رہین اور بیان کلمہ تین چیز ہے اول یہ کہ پرستش نہ کرین ہم مگر خدا یتعالی کی دوسرا یہ کہ شرک نہ لاوین ہم پیغمبر کے خدا سے اور تیسرا یہ کہ اتخاذ نہ کرین یعنے نہ لیوین بعض ہمارے بعض دیگر کے تئین ارباب یعنے خدا اپنے نہ گردانے سوائے خدائے برتر کے اتخاد ارباب کا نصاری سے یہ تھا کہ اپنے احبار کے تئین سجدہ کرتے تھے اور کہتے تھے کمال ریاضت سے حلول لاہوت ذات

مین انھون کے ظاہر ہی اور اتخاذ ارباب کا یہ صورت ہے جتا کہ اطاعت اپنے احبار کی یعنے دانشمندون کے پیشواؤن کی کرلے تھے تحلیل اور تحریم مین جیسا تا ک ایا ًمن دون اللہ کے معنی ہیں فان تولوا

فقولوا شہدوا بانا مسلمون یعنی پس اگر پھرین اہل کتاب اس کلمہ عدل سے تو یہ کہو تم ای پیغمبر اور اصحاب انکھون کے تئین کہ گواہ رہو اس بات پر کہ ہم مسلمان ہین جب ہرقل نے پیغمبر خدا کے نامے پر اطلاع پائی اسکی ہیبت سے پسینا اسکی پیشانی سے روان ہوا اور فریاد و فغان اسکی مجلس سے اٹھا اپنے ارکان دولت سے اسنے کہا کہ دیکھو تو تلاش کرو کہ میری مملکت مین اس مرد کی قوم سے کوئی ہی جو دعوی نبوت کا کرتا ہی تاکہ حقیقت حال کو اس سے پوچھون مین ارکان جمع رکن کی رکن معنی کھم مجازاً ارکان سردارون کو کہتے ہین اتفاق یہ ابوسفیان بن حرب حدیبیہ کی صلح کے بعد شام کی تجارت کو گیا ہوا تھا اسکو انھون نے پایا ہرقل کے حکم سے بیت المقدس کے درمیان لیگئے ابن عباس ابوسفیان سے نقل کرتا ہی کہ جب ہمکو لیگئے قیصر کے حضور مین تب اسنے پوچھا کہ تم مین کونسا مرد قرابت مین اس سے زیادہ تر نزدیک ہو کہا مین نے کہ مین اقرب ہون اس سے اور وہ میرے چچا کا بیٹا ہی اور یہ بات اس سے یعنے ابوسفیان سے بطاہر سچ نہین ہی مقصود یہ ہی کہ نسبت ہمارے آبا و اجداد مین ثابت ہی چنانچہ اسکا جد لیئے دادا جو امیہ ہی پیغمبر خدا کے جد کے ساتھ کہ عبد المطلب ہین ابن عم ہی اس طور سے امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن عبد المطلب بن ہاشم پس ہرقل نے مجھے اپنے آگے بلایا اور میرے یارون کو میرے پیچھے رکھا اور ترجمان سے ترجمان اسے کہتے ہین جو ایک زبان سے دوسری زبان مین بیان کرے میری طرح کہا کہ اسکے یارون سے کہو کہ کئی باتین ابوسفیان سے اس مرد کے احوال سے یعنے پیغمبر کے مین پوچھون گا اگر جواب مین خلاف واقع ہو یعنے اگر ابوسفیان جھوٹ کہے تو تم اسکی تکذیب کرو ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم کہ اگر مین اسبات کی حیا نرکھتا کہ مجھ سے تم جھوٹھ نقل کرو تو تحقیق مین باندھتا محمد پر کئی چیزین یعنے جھوٹ کے بہتان باندھتا سچ کہا ابوسفیان نے عداوت اور خلاف جو وہ جناب رسالت ؐ سے رکھتا تقاضا اسی بات کا کرتا ہی کہ وہ اس جناب پر جھوٹ باندھنو باندھتا یہ بھی اسنے تکلف ہی کیا جو بولا کہ حیا مانع ہوئی حیا خود شعبہ ایمان سے ہی سو تو اسے نصیب نہین ہوا تھا مگر یہ مراد خوف رسوائی کی

اور نصیحت لوگوں میں تھا اور ہرقل نے خود اُسکی قوم کو جو اُسکی ساتھ تھی اُسپر یعنی ابوسفیان پر گماشتہ
کیا تھا کہ وہ جھوٹ کہے تو تم مجھے خبر کرو کہ اُسکو سزا دوں میں خوف یہ تھا ورنہیں تو دوسرا مانع اُسے نہ کیا تھا
ابوسفیان کہتا ہی بعد اسکے ہرقل نے مجھ سے پوچھا کہ اصل و نسب اُس مرد کا یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
درمیان تمھارے کیا ہی میں نے کہا وہ درمیان ہمارے صاحب نسب شرافت ہی او عظیم کیونکہ بنی ہاشم درمیان
عبد مناف کے شریف اور عظیم ہوتے آئے ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ حق تعالی نے برگزیدہ کیا ابراہیم علیہ السلام
کی اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کے تئیں اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے قریش کے تئیں اور قریش کے درمیان ہاشم کے تئیں
اور اولاد ہاشم سے عبد المطلب کے تئیں پس میں زیادہ برگزیدہ برگزیدوں سے ہوں برگزیدن بمعنی
پسند کرنا چن لینا ہرقل نے کہا ایسا ہی ہی انبیا اور رسل شریف النسب ہوتے ہیں تاکہ اُنکی
متابعت سے عار اور ننگ اُنکے متابعوں کو لاحق نہو پھر پوچھا ہرقل نے کہ کسی نے اس سے
آگے قریش نے اور عرب نے دعوی نبوت کا کیا تھا میں نے کہا کہ نہیں ہرقل بولا کہ اگر کسی نے دعوے
نبوت کا کیا ہوتا تو تہمت اسبات کی ہوتی کہ میں کہتا کہ تقلید اسبات کی کرتا ہی جو اُس سے آگے کی گئی
ہی پھر پوچھا اُسکے باپ دادے سے کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا نہیں کہا اگر کوئی اُسکے سلسلے
میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ مرد ایسا ہی کہ ملک اپنے باپ کا چاہتا ہی اور نبوت کو اُسنے
وسیلہ کروانا ہی اپنے باپ کی مملکت طلب کرتا ہی پھر پوچھا اقویا لوگ یعنے صاحب قوت بڑے آدمی
اُسکی پیروی کرتے ہیں یا ضعیف اور فقیر کہا میں نے ضعیف اور فقیر لوگ بولا ضعیف اور فقیر زیادہ
پیرو ہوتے ہیں انبیا کے پھر پوچھا کہ متابعین اُسکے روز بروز بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے ہیں
کہا میں نے زیادہ ہوتے ہیں کہا ایسا ہی ہی ایمان کا کام کہ تدریج سے یعنے درجہ بدرجہ زیادہ ہوتا
جاتا ہی یہاں تک کہ حد کمال کو پہونچے پھر پوچھا کوئی اُسکے دین سے مرتد ہوتا ہی اور پھر جاتا ہی
اُسکے دین سے مکروہ جاننے کے سبب سے کہا میں نے نہیں بولا ایسی ہی ہی حلاوت یعنے مٹھاس
ایمان کی جب دل میں آوے اور جان سے باہر نہیں نکلتی پھر پوچھا آیا لوگ اُسے جھوٹ
سے متہم کرتے ہیں اس سے آگے کہ یہ دعوت اُسنے کی کہا میں نے کہ نہیں بولا ایسا ہوا نہیں
کہ جھوٹ خلق پر باندھے اور خدا پر دروغ باندھے پھر پوچھا کہ وہ غدر کرتا ہی یعنے
جو عہد جنگ میں اور غیر جنگ کے درمیان کرتا ہی اُسے توڑ ڈالتا ہی میں نے کہا نہیں

بولا کہ پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہین غدر نہین کرتے کیونکہ طلب دنیا مین ہوتا ہی اور انبیا طالب دنیا نہین
ہوتے ابوسفیان کہتا ہو کہ اتنی بات مین نے زیادہ کی کہ ان دنون مین ہمارے اور اُسکے درمیان صلح
ہوئی ہی اور ایک عہد و پیمان درمیان آیا ہی نہین معلوم کہ وفا کریگا اور ثابت رہیگا او پیمبر
یا نہ رہیگا کہتا ہی کہ نہ سکا مین کہ ان باتون کے درمیان ایسی بات جسمین نسبت منقصت کی یعنے
نقصان کی لازم آوے اس سے یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سما سکون اور لگا سکون مگر یہی
بات بطریق امکان اور احتمال امکان بمعنی ہونا اور احتمال گمان اور خدا کی قسم کہ ہرقل نے کچھ
التفات نکیا اس بات پر اور جانا کہ یہ ایک احتمال ہی کہ اسنے اپنے آگے سے یعنے اپنی طرف سے
اُٹھایا ہی اور پوچھا کہ مقاتلہ درمیان تمھارے اور اوسکے واقع ہوا ہی یا نہین مین نے کہا
ہان پوچھا کس طرح ہی حال مقاتلے کا مین نے کہا کبھی وہ ہمپر غالب ہوتا ہی یعنے جنگ بدر مین
اور کبھی ہم اُسپر غالب ہوتے ہین یعنے درمیان جنگ اُحد کے بولا حال انبیا کا ایسا ہی ہوتا ہی
کہ کبھی مغلوب ہوتے ہین دشمن کے غلبے سے لیکن آخر دولت اور نصرت انھون کی ہے
پھر پوچھا کس چیز پر امر کرتا ہی وہ تمھارے تئین یعنے کہا کہتا ہی وہ کہ پرستش کرو خدا
یکتا بیہمتا کے تئین اور کسی چیز کو اُسکے ساتھ شریک مت کرو اور ترک کرو یعنے چھوڑ دو اُس
چیز کو جو کچھ تمھارے باپ دادے کہا کرتے تھے اور امر کرتا ہی ہمکو کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو
اور صدقہ دو اور صدق اور عفاف یعنی پارسائی اور صلۂ رحم بجا لاؤ ہرقل نے کہا جو سب
تو نے ذکر کیا یہ سب صفات حمیدہ پیغمبرون کی ہی تعجب کہ ہرقل سے ابوسفیان نے یہ نہ پوچھا کہ
پس تم کسواسطے اُسکی اطاعت نہین کرتے اور اُس سے ایمان نہین لاتے شاید یہ جواب اُسکا
یہی دیتا کہ وہ ہمارے باپ دادون کے برخلاف امر کرتا ہی لیکن ہرقل نے یہ حرف نہ کہا کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ یہ کافر ہین اور معاند یعنے دشمن دین اور کہتے اگر چاہتا اور ہو سکتا تو اُس تک
پہنچون تو ہر آئینہ کوشش کرتا اور اس سعادت تک فائز ہوتا اور کہتے ہین کہ ہرقل وحیہ کو
خلوت مین لیگیا اور بولا واللہ جانتا ہون مین کہ وہ پیغمبر مرسل ہی اور وہ وہ ہی کہ ہرقل نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب کو ایک حریر کے پارچے مین لپیٹ کر صندوق مین رکھا
اور وہ مکتوب اُسکی اولاد کے درمیان تھا اور جب تک وہ مکتوب اُسکے گھرانے مین رہا

تب تک برکت سے اُسکی بادشاہی اُسکے خاندان سے نہ گئی بعد اُسکے کہا ہرقل نے ابوسفیان کو کہ جو کچھ
تو نے جواب دیا محمدؐ کی صفات سے اگر مطابق واقع ہو یعنے اگر حقیقت مین یہ بات سچ ہو تو نزدیک ہی کہ اُس
مملکت پر وہ غالب ہو اور فرمانروا اس دیار کا ہووے اور مین الیقین جانتا تھا کہ ایک پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اس اوصاف کا مبعوث ہوگا لیکن صاف نہین جانتا تھا یہ کہ تمھاری قوم سے ہوگا جسکے ہم
منتظر تھے اور کتب آسمانی اُسکے وصف اور نعت مین پڑھی ہین لیکن ڈرتا ہون اگر متابعت اُسکی کرون
اہل روم میرے ہلاک کا قصد کرین بعد اُسکے ہرقل نے دحیہ کو اور ایک شخص کے پاس بھیجا کہ رومیون
کے درمیان وہ رہتا تھا اور نام اُسکا ضغاطر تھا مقتدا تھا وہ نصارے کا اور عیسیٰ علیہ السلام
کے دین کا امام جب دحیہ اُسکے پاس گیا اُسنے بھی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر برحق ہی جس
صفت سے کہ تو نے کہا اپنی کتاب مین ہمنے پڑھا ہی اور معلوم کیا ہی اور ہم کچھ شبہ اُسکی نبوت
مین نہین رکھتے پس ضغاطر اُٹھکر کنیسا کے درمیان آیا اور بولا اے گروہ روم معلوم ہو تمکو کہ
احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے ایک مکتوب ہمکو آیا ہی اور اُس مکتوب مین ہمکو طرف
دین حق کے دلالت کی ہی یعنے رہنمائی اور حقیقت مین اُسکی رسالت کی آفتاب کی طرح روشن ہی
گواہی دو تم کہ خدا ایک ہی اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اور رسول اُسکا ہی نصارے نے
یعنے عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت نے جو ہین یہ شہادت ضغاطر سے سنی اُسے برچھی کی ضرب
سے شہید کیا پس دحیہ وہان سے پھرا اور گذرا ہوا احوال ہرقل سے بیان کیا اُسنے
کہا مین نے تم سے آگے ہی کہا تھا کہ نصارے سے خوف کرتا ہون اللہ کہ ضغاطر اپنی قوم کے
نزدیک مجھ سے بزرگتر تھا اور اُس سے اہل روم زیادہ اعتقاد رکھتے تھے صحت کو پہونچی ہی
یہ بات کہ جب ضغاطر کے مارے جانے کی خبر ہرقل کو پہونچی تب بیت المقدس سے دار السلطنت
حمص مین آیا اور عظمای روم کو یعنے روم کے بڑے آدمیون کو دانشمندون کو اپنے پاس
بلوایا اور سکرے کے درمیان رکھا سکرہ اُس قصر کو کہتے ہین جسکے گرداگرد گھر ہون جیسے برج
چھوٹا سا گانون ہوتا ہی اور اُسکے دروازون کو بند کر دیا اور اُس قصر کی کھڑکیون سے ایک
کھڑکی پر آیا اور بولا اے گروہ روم اگر رغبت ہی تمکو کہ فلاح اور رستگاری اور راہ راست پاؤ تم
اور ثابت اور مدام رہے ملک تمھارا تمھارے تئین تو رغبت کرو تم اُس پیغمبر سے

جو آنیوالا ہی یعنے جسکی بعثت ہونی ہی رومیون نے جب یہ بات ہرقل سے سُنی اپنی خیریت سے آپس سے
متنفر یعنے بیزار اور متفرق ہوئے اور رم کھا گئے جس طرح گورخر رم کر جاوے اور دروازے کی
طرف سیدھے ہوئے دروازے کو بند دیکھا ہرقل نے جب یہ نفرت یعنے بیزاری اُس جماعت
سے دیکھی اور اُنکے ایمان لانے سے مایوس ہوا کہا اُنکو پھر آؤ یعنے بلاؤ جب وہ
سب آئے تب ہرقل نے اُنکی تسکین کی اور کہا یہ جو تم سے کہا تمھاری آزمایش اور امتحان
کرتا تھا کہ تم اپنے دین مین مضبوط ہو یا نہین اب معلوم کیا مین نے کہ ثابت ہو یہ سُنکر سب
راضی ہوگئے اور سجدہ کیا اور باہر آئے. بخاری اپنی صحیح مین یہ کہتا ہی کہ انجام کار ہرقل کا یہ تھا
اور اختلاف کیا ہی عالمون نے کہ ہرقل دنیا سے مسلمان گیا یا نہین بعضے اسبات پر ہین کہ
اُسنے دنیا کے تئین عقبے پر اختیار کیا اور شرف اسلام مین مشرف ہوا جیسا کہ صحیح بخاری کی
اس حدیث سے ظاہر ہوا اور اس تاریخ سے دو برس کے بعد غزوۂ موتہ کے درمیان اہل اسلام
سے وہ لڑا بہت لوگ اہل اسلام سے شہید ہوئے اُس جنگ مین چنانچہ بیان اُسکا آویگا
انشاء اللہ تعالےٰ اور یہ بھی آیا ہی کہ اُسنے تجہیز جیش یعنے لشکر کا سامان کیا تبوک کی طرف
اور قتال کیا اور بعضے اسبات کے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ پوشیدہ ایمان لایا ہو اپنے
مارے جانے کے خوف سے اور ملک کے زوال کے ڈر سے اس معاصی کو اظہار کرتا ہو لیکن
امام احمد حنبل رحمہ کے مُسند کے درمیان روایت ہی کہ ہرقل نے تبوک سے سرور عالم کو لکھا کہ
مین مسلمان ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہتا ہی بلکہ وہ اپنی نصرانیت پر یعنے
نصرانی پنے پر ہی واللہ اعلم اور اہل اخبار بھی اختلاف رکھتے ہین آپس مین صدیق اکبر رضہ کے وقت
مین یا عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اُسے یا اُسکے بیٹے کو اور ظاہر تر یہ ہی کہ اُسی کو اہل
اسلام نے تخیر اسکی چپٹکی ہو یعنے یہ نہین لکھا کہ مسلمانون نے اُسے کیا کیا صرف اتنا ہی
لکھا ہی کہ اورا مسلمانان در زمان ابوبکر رضہ و عمر رضہ اوست یا پسر او وا ظہر آنست کہ اوست کذا
فی فتح الباری واللہ اعلم لیکن کسرے بالفتح را اسر اور سکون سین یہ لفظ کسرے معرب ہی خسرو کا
کہ لقب فرس کے بادشاہ کا ہی اور کسرے اُس زمانے مین پرویز ہرمز کا بیٹا تھا نوشیروان کا
پوتا اور کہتے ہین کہ وہ خود نوشیروان تھا جس عصر مین کہ حضرت م کو بعثت ہوئی تو نوشیروان

تھا لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ نوشیروان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت تھا چنانچہ
لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے کہ ولدت فی زمن الملک العادل یعنی پیدا ہوا میں عادل بادشاہ کے
زمانے میں یعنی نوشیروان عادل کے عصر میں اور محدثوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور کس طرح
صحیح ہو مشرک موصوف کرنا عدل سے اور حالانکہ شرک خود ظلم عظیم ہے قال اللہ تعالیٰ ان الشرک
لظلم عظیم یعنی شرک البتہ ظلم عظیم ہے اور کہتے ہیں کہ مراد عدل سے یہاں رعیت کی سیاست ہے اور
داد ستانی اور فریاد رسی کہ اہل عرف اسے عدل کہتے ہیں لیکن جاری ہونا اسم عادل کا سید انبیا صلی
اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مشرک کو بعید ہے مترجم کہتا ہے یہ تاویل لفظ عدل کی جو اسطے بیان ہوئی ہے
کیونکہ عدل کا اطلاق کافر پر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکا کفر اور شرک خود ضد عدل ہے تو پھر کس طرح یہ
حدیث جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہتے ہیں ولدت فی زمن الملک العادل صحیح ہو سکتی
ہے بعضے ناواقف شیخ سعدی کے کہنے پر لگ گئے ہیں جو بوستان میں اسنے کہا ہے ع سزد گر بدورش
بنازم چنان ٭ کہ سید بدوران نوشیروان ٭ اس مضمون میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ شاید شہرت عام
کیطرف گئے اور قلم کو سرگردان کیا اسبات سے شیخ سعدی کے عرفان میں کچھ خلل نہیں آتا کیونکہ خود
محدث نہتے آیا مطلب پر اور ایلچی اسکی طرف یعنی کسرے کی طرف عبد اللہ بن حذافہ سہمی تھا کہ
صحابی قدیم الاسلام ہے اور سابق کے پہلے مہاجروں سے ہے لفظ سہم ہے یا میں نسبت کی ہے منسوب
ہے سہم بن عمر کیطرف قریش کے قبیلے سے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عبد اللہ بن حذافہ
سہمی یہ نامہ بحرین کے حاکم کو پہونچاوے اور وہ کسریٰ کو پہونچاوے مضمون اس نامے کا یہ تھا

نامہ آنحضرت	بسم اللہ الرحمن الرحیم	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد رسول اللہ سے کسرے فارس کے بزرگ کیطرف سلام اس شخص پر جو پیروی کرے راہ راست کی اور
ایمان لاوے خدا سے اور گواہی دیوے کہ خدا ایک ہے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے بلاتا ہوں میں تجھے
یعنی دعوت کرتا ہوں میں تجھے اسکے کلمے کیطرف یعنی خدا کے اور تحقیق کہ میں رسول خدا کا ہوں تمامی لوگوں پر
تاکہ دہشت دوں اور ڈراؤں میں اور الزام حجت کروں کافروں پر مسلمان ہو تو تاکہ
سلامت رہے تو اگر ایسا کرے تو اور سرکشی کرے تو تحقیق کہ وبال مجوس کا تجھ پر ہوگا

کہتے ہین کہ جب مکتوب شریف اُسکو پہونچا بولا بان محمد مجھے ایسا خط لکھتا ہی درحال یہ کہ وہ میرا بندہ ہی
اور رعیت ہی اُس مردک نے غرور سے اپنے یہ کہا اور یہ نہ جانا اُس کُتّے نے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ
خاص حضرت لایزال کا ہی کہ جسکو حقتعالی نے صاحب و سردار اپنے تمامی بندون کا کیا ہی کہتے ہین کہ
کسریٰ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نام میرے نام کے اوپر لکھا ہی اور نہین جانتا وہ جاہل
یعنے وہی کسریٰ کہ لکھنے کی روش خود یہی ہی کہ من فلان الی فلان یعنے فلان سے فلان کیطرف
خط اور نام اُس عالی مدار کا عرش پر لکھا ہوا ہی تو کیا ہی اور نام تیرا کیا پس برہم ہوا وہ کافر اور پھاڑ ڈالا اُسنے
اُس نامے کو اور ہذیانات یعنے بیہودہ گوئی کی اور عبد اللہ بن حذافہ کیطرف التفات نکیا اور جواب
اُس مکتوب کا نہ لکھا جب یہ خبر حضرت کو پہونچی فرمایا مزق کتابی مزق اللہ ملکہ یعنے پھاڑا اُسنے میرے
نامے کے تئین پھاڑے اللہ تعالی اُسکے ملک کو بعد اُسنے یعنے کسریٰ نے باذان کو جو اُسکی طرف سے
یمن کا عامل تھا لکھا کہ سنا ہی کہ حجاز کے لوگوں نے دیار عرب مین ایک شخص دعوی پیغمبری کا کرتا ہی چاہیے
کہ دو مرد معتمد جلدی اپنے پاس سے بھیج تو تاکہ اُسکو باندھکر میرے پاس لاوین باذان نے اُسکے
حکم کو سنکر اپنے خزانچی کو جو زورآور اور اہل شجاعت سے تھا اور ایک شخص اُسکے ساتھ کہ وہ ذکر
سکے دلیرون سے تھا نام اُسکا خرخسرہ کہ وہ بھی درمیان اُنکے ممتاز تھا اس احوال کی تحقیق اور
تفتیش کے واسطے پیغمبر خدا کے پاس بھیج دئے اور نامہ لکھا کہ ان دونون مردون کے ساتھ کسریٰ
کے نزدیک جو تمکو طلب کرتا ہی آؤ پس وہ دونون مرد طائف مین پہونچے اور طائف کے درمیان چند دید
قریش یعنی اکابر قریش مثل صفوان بن امیہ اور ابو سفیان وغیرہ تھے اُنھون نے احوال پیغمبر خدا کا
اُن دونون نے پوچھا اُنھون نے کہا وہ یثرب مین رہتا ہی اور خوش حال ہوئے کہ محمد کا اپنے
بادشاہ کے ساتھ جو کسریٰ ہی بگاڑ ہوا ہی کہ امید ہی کہ مہم اُسکی ہمارے دلخواہ ہو گی القصہ وہ دونون
مدینے مین پہونچنے کے بعد مجلس مقدس مین سرور کائنات کے آئے اور آغاز سخن کیا کہ
شاہنشاہ کسریٰ نے یمن کے بادشاہ کو جسکا نام باذان ہی نامہ لکھا ہی مضمون اُسکا یہ ہی کہ تمکو اپنے
لوگون کے ساتھ کسریٰ کے نزدیک بھجوا وے اور ملک باذان نے ہمکو اسواسطے بھیجا ہی کہ تمکو
کسریٰ کے دار الملک مین لیجاوین اگر ہمارے ساتھ طوع اور ترغیب سے چلو تو باذان عذر خواہی
ملک الملوک سے لکھیگا تاکہ وہ تمھارے گناہ سے درگذر کرکے عفو کریگا اور اگر اباکرو تو جانتے

ہو صولت اور سطوت یعنی دبدبہ کسریٰ کا معلوم ہے تمکو اور جانتے ہو کہ وہ کیسا بادشاہ ہے تمکو اور تمھاری
قوم کو ہلاک کریگا اور بلاد اور دیار تمھارے ویران ہو جاوینگے یہ کسریٰ بازان کا مکتوب اُنھون نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جب حضرتؐ نے اُسکے مزخرفات اور ہذیانات یعنی بیہودہ گوئیون پر اطلاع پائی
تب تبسم فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اس بابویہ نے اور خرخسرہ نے زرین سوار یعنے سونے کے
کڑے اپنی کلائیون مین پہنے ہوئے سوار کڑا فارس کا دستور ہے کہ جو کوئی دلیر اور پہلوان ہوتا ہے اور
جنگ مین کسی نامی پہلوان کو اُسنے مارا ہو اُسکے ہاتھ مین سوار ڈالتے ہین سونے کے گویا بانے کے
قبیل سے جس طرح اپنے ملک مین بانا کھیلتے ہین اور کپڑے دیباج کے پہنے ہوئے دیباج معرب ہے
دیبا کا دیبا کپڑے کی قسم سے ہے سبز رنگ نہایت لطیف کہ بادشاہ یا سردار نامی اور اہل دول
اُسکو قبا کے اوپر پہنتے ہین اور اُسکو دیباچہ کہتے ہین لفظ چہ دیبا کے بعد واسطے تصغیر کے ہے یعنے
چھوٹا اور کتاب کا خطبہ جو امام المقصود ہوتا ہے اسی معنی سے دیباچہ بولتے ہین اور اپنی کمر مین پٹکے
سُنہرے روپہلے باندھے ہوئے اور اپنی داڑھیان منڈائے اور موچھین چھوڑے ہوئے ایسے کہ
بعد نطق اُنکے ہونٹ ڈھپے ہوئے تھے جیسے کہ روش مجوس کی ہے اس وضع سے آئے تھے حضرتؐ نے جب اُنکو
اس ہیئت سے دیکھا چنانچہ وہی دونون روش مجوس سے مخلع ہو کر حضور مین گئے حضرت صلعم نے
کراہیت کی یعنے گھن کی اور فرمایا واے تمپر یعنے دھرکار ہے تمھارے پر کسنے حکم کیا ہے تمکو اس وضع
کا اور کسنے کہا ہے تمکو کہ داڑھی منڈواؤ اور شوارب یعنے موچھین چھوڑ دو کہا اُنھون نے کہ ہمارے
پروردگار نے یعنے کسریٰ نے حضرتؐ یہ سُنکر بولے ولیکن میرے پروردگار نے مجھے امر کیا ہے کہ
داڑھی رکھون اور شوارب کے تئین پست کرون شوارب جو ہونٹھون کے اوپر موچھین سامنے کی ہوتی
ہین اُسے بولتے ہین پس فرمایا بیٹھو پس بیٹھے وے دونون دو زانون ادب سے بیٹھے مترجم کہتا ہے کسی کتاب مین
اس مقام مین مینے یون دیکھا ہے اور بعضے بزرگون سے بھی سُنا ہے کہ جب یہ دونون سرکش حضور مین آئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ اپنا موڑ لیا دوسری جانب سے گئے اُدھر سے بھی منھ پھیر لیا یہ دونون
یہ دونون مایوس ہو کر اپنے نزول گاہ کو گئے دوسرے دن یہ دونون حضرت علیؓ کے حضور جا کر یہ
ماجرا بولے فرمایا تم اپنے طور سے مت جاؤ بلکہ لباس شرعی پہنو چنانچہ وہی دونون لباس روش مجوس سے
نکلکے حضور مین حضرت صلعم نے اُنکو طرف اسلام کے دعوت کی اور ثواب و عتاب سے ترغیب و ترہیب

فرمائی ثواب کے معنی مشہور ہین اور عقاب یعنی عذاب اور ترغیب پر منحصور اور ترہیب ڈرانا یہان لف ونشر کی
معنی اسکے یون ہین کہ ثواب سے انکو رغبت دلائی اور عذاب سے ڈرایا لف ونشر دو قسم ہین مرتب اور غیر مرتب یہان
لف ونشر مرتب ہی اور غیر مرتب اسکے برخلاف ہی انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو سنکر کہا
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ رستہ آگے لے کہ تجھکو ہم ملک الملوک یعنے شاہنشاہ کے پاس لے جاوین
شاہنشاہ مخفف شاہ شاہان کا ہی یا شاد نشان کا اگر تخلف کریگا تو شاہنشہ عجم ایک عرب کو بحال
تجھکو چھوڑے گا یا تمام کو مار ڈالے گا یا دیس نکالا دیگا اور روایت کی گئی ہی کہ یہ دونون کافر ناپاک
ہر چند جرأت یعنے ڈھیٹ پنا کرتے تھے اور بے ادب باتین کرتے تھے لیکن ہیبت نے مجلس عظمت
نشان نبوت کی انھون کے دلون مین ایسی تاثیر کی تھی کہ انھون کا بند بند کانپتا تھا اور نزدیک
تھا کہ سر اپنے انھون کے تن سے خوف دہشت اور ہیبت سے اوکھڑ جائین اور بدن سے بند
ڈوریون کے مانند ٹوٹین یا دریشے انھون کے سرون کے قدون کے ستون پر لرزتے تھے اور تھرتھراتے
اور تینون سے پیٹ انھون کے گرجتے تھے سچ ہی فیل سرکش جیسے گینڈ کہتے ہین جنگل ہی مین دلیر ہی لیکن
جب انکس کے نیچے آیا تب رام ہی ہو جاتا ہی ان دونون سرکشون نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر نکلنے
کی تکلیف جو کی تھی اس سے درگذر کرا اور یہ بات کے آئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باذان کے نامے کے
جواب مین ایک نامہ ارسال فرما دین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے روز اپنے اوتارے کی
جگہہ مین پھر وکل آؤ دیکھین کیا ہوتا ہی جب یہ دونون فرستادے مجلس شریف سے باہر آئے ایک نے دوسرے
سے کہا کہ اگر یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر اپنی مجلس مین ہمین اور رکھتا تو ڈر یہ تھا کہ طناب حیات
ہماری ٹوٹ جاتی اور اسکے خوف اور رعب سے ہم ہلاک ہوتے دوسرے نے کہا کہ میری ساری عمر مین
ہرگز مجھپر ایسی ہیبت غالب نہین ہوئی ہی جو آج اس مرد کی مجلس مین گیا مجھپر اتنا خوف مستولی ہوا معلوم
ہوتا ہی کہ یہ مؤید ہی تائیدات الہی سے اور کام اسکا خدائی کام ہی جب دوسرا روز ہوا وے دونون پھر
مجلس مین پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے سردار کو یعنے باذان کو خبر کرو کہ میرے
پروردگار نے تیرے بادشاہ کو یعنے خسرو کو قتل کیا اس طور سے کہ سات گھڑی رات گذری تھی
شیرویہ جو اسکا بیٹا تھا اسکو اسپر بھجوایا کہ اسنے اسکے پیٹ کو چیر ڈالا اور یہ منگل کی رات
تھی جمادی الآخر کی دسوین تاریخ سنہ سبع من الہجرۃ یعنے ہجرت کی ساتوین برس مین

اور اسطرح آس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کے فرستادون کو فرمایا کہ تم اپنے صاحب سے کہو کہ
نزدیک ہے کہ دین میرا کسرے کی مملکت مین ظاہر ہو اگر تو مسلمان ہووے تو جتنا ملک تیرے قبضے مین ہے
سب تجھے چھوڑ دون مین اور تجھے ابنائے فارس پر یعنے جو تیرے فارسی بھائی ہین اُنھون پر تجھے حاکم کر دانون
پس فرستادے رخصت پاکر مدینے سے باہر آئے اور جب یمن مین پہونچے جو کچھ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اُنھون نے سُنا تھا باذان کو پہونچایا اور جو کچھ دیکھا تھا سو سُنایا باذان نے پوچھا کہ
اُسنے یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہبان ہین یعنے لوگ اُسکی محافظت کرتے ہین کہا نہین بلکہ
اکیلا بازارون مین اور گلیون مین پھرا کرتا ہی باذان نے کہا قسم خدا کی جو کچھ تم اُس سے نقل کرتے
ہو بادشاہون کے کام مین نہین ملتا ہی تصور میرا یہ ہی کہ وہ مرسل پیغمبر ہی اور اُسکی نبوت مین
کچھ حرف نہین کوئی بادشاہون سے اسلام لانے مین اور ایمان لانے مین اُس سے مجھ پر سبقت
نکرے اور اسی اثنا مین مکتوب شیرویہ بن پرویز کا پہونچا مضمون اُسکا یہ کہ کسرے اعیان اور اشراف
کے تئین فارس کے بیگناہ اور بے خیانت مار ڈالتا تھا اور پریشانی کے پیچھے اس دیار کے نامدارون
کی جماعت مین ڈالتا تھا اس جہت سے مینے اُسکو مار ڈالا اور لوگون کو اُسکے شر اور فساد سے بچالیا
چاہیے کہ تو میری اطاعت کرے اور لوگونکو میری متابعت یعنے تابعداری مین اور مبایعت یعنے
بیعت مین بلاوے تو اور خبردار کسی طور تعرض اُس صاحب دولت سے جو زمین عرب اور عجم مین دعوی
نبوت کا کرتا ہی نکیجیو یہانتک کہ میرا فرمان اُسکی شان مین تجھے پہونچے باذان نے جب اس
قصے کی اطلاع پائی فی الحال مسلمان ہوا اور از سر صدق و اخلاص کلمہ شہادت زبان پر لایا اور تمامی
لوگ یمن اور فارس کے جو اس مملکت مین تھے سبھون نے اُسکے ساتھ موافقت کرکے دولت ایمان سے
مشرف اور کامیاب ہوئے باقی احوال فارسیون کا شیرویہ بن پرویز کے دولت کے بعد اور معاملہ اُسکا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کتب تواریخ سے ڈھونڈھا چاہیے لیکن مقوقس بروزن مدور اسم
فاعل تفعیل والی مصر کا اور اسکندریہ کا اور رسول اُسکی طرف یعنے فرستادہ رسول خدا کیطرف سے
حاطب بن ابی بلتعہ تھا کہ صحابی مشہور ہے اور اہل بدر سے ہی اور مضمون اُسکے نامے کا ہرقل کے
نامے کے مضمون کے قریب ہی اور جب پہونچایا حاطب نے نامہ اُس جناب کا اُسے یعنے
مقوقس کو تب اُسنے احترام اور اکرام کیا اس نامے کے تئین اور برابر اُسکے بھلی بھلی باتین کین

اور حاطب کے تئین خلوت مین بلایا اور جو کچھ صفتین اور وصفین اُس جناب کے حاطب سے اُسنے تئین جن
نعتون سے کہ عیسیٰ بن مریم نے پیغمبر آخر الزمان کے تئین بیان کیا تھا موافق اور مطابق پایا اور کہا کہ یہ
وہی رسول ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اُسکے قدوم کی یعنے پیش آنے کی یعنے مبعوث ہونیکی بشارت دی
تھی اور بتحقیق وہ غالب ہوگا اور لیوینگے اصحاب اُسکے اِس دیار کے تئین یہ سب اُسنے کہا لیکن ایمان
نہ لایا اور اطاعت و انقیاد نہ کی اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ جب حاطب آیا مقوقس پاس کہا
بتحقیق کہ تھا تجھ سے آگے اِس مُلک مین ایک مرد کہ گمان کرتا تھا اور دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا
انا ربکم الاعلیٰ یعنے مین ہون پروردگار تمھارا برتر فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولی لیس انتقام
کھینچا پروردگار تعالےٰ نے اُس سے پس عبرت پکڑ تو یعنے ڈر تو غیر سے یعنے اپنے غیر کا حال
دیکھکر ڈرتا کہ عبرت نہ پکڑے غیر تیرا تجھ سے یعنے اُسنے بڑا بول کیا آخر ایسا ہوا کہ
غضب الٰہی مین گرفتار ہوا کہ لوگون کو اُس سے عبرت حاصل ہوئی تو ایسا مت کر کہ تو بھی
غضب مین گرفتار ہو اور تجھسے غیر تیرے عبرت پذیر ہوون مقوقس نے کہا ہمارا ایک دین ہی کہ
نہین ترک کرینگے ہم اُس دین کو مگر اُس دین کی جہت سے جو اُس دین سے بہتر ہو پس کہا حاطب
نے کہ تجھے بلاتا ہون مین خدا کے دین کی طرف جو دین اسلام ہی کفایت کرتا ہی حق تعالیٰ بسبب
اُس دین کے غیر سے اُسکے یعنے یہی دین کافی ہی اور وافی اور بہ تحقیق کہ اس پیغمبر نے دعوت
کی لوگون کے تئین پس اشد اور زیادہ سخت اور سنگدل تمام لوگون سے اُس جناب پر
قریش تھے اور زیادہ دشمن یہود تھے اور زیادہ نزدیک نصارا لوگ اور قسم میری عمر کی
یعنے جان کی قسم کہ نہین بشارت موسیٰ کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کی مگر مانند بشارت
عیسیٰ علیہ السلام کے طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنے جس طرح موسیٰ نے بشارت
دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی اپنے بعد اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت
ہی اِس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور نہین بلانا ہمارا تجھے طرف قرآن کے مگر مانند
بلانے تیرے اہل توریت کی طرف انجیل کے جہان ضمیر سائر ہو درمیان نفی اور
اثبات کے وہان اُسے حصر عقلی کہتے ہین یہان نفی سے اثبات کرتا ہی پھر سچ کہ اور کہا
حاطب نے کہ جس نبی نے کہ پایا ایک قوم کو یعنے جس قوم مین پیدا ہوا اور جسم عصر

ہوا اِس قوم سے پس دامی اُسکی اُمت سے ہین پس حق ہوا اور ثابت ہی اوپر انھونکے کہ اطاعت کرین
وہ قوم اُسکی اور تو نے پایا ہی اِس پیغمبر کو یعنے اُسکے عصر مین ہی تو پس ایمان لا تو اُس سے اور ہو تو اُسکی امت سے
اور نہی کر نہین کرتے ہم تجھے یعنے باز رکھتے نہین ہم تجھے مسیح پیغمبر علیہ السلام کے دین سے بلکہ تجھے امر کرتے
ہین طرف اُسکے پس کہا مقوقس نے کہ مین فکر اور نظر کیا ہون یعنے سوچا ہون اِس پیغمبر کو اور پایا ہی مین نے
اِس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور وہ امر نہین کرتا طرف اُس چیز کے جس سے نفرت چاہیے کرنا
اور نہی نہین کرتا اُس چیز سے جس سے رغبت چاہیے کرنا اور اگر نہ پاؤن مین اُسے ساحر اور نہ کاہن اور
نہ کاذب تو اور کبھی نظر اور فکر کرتا ہون مین پس لیا مقوقس نے نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور
رکھا اُسکو ہاتھی دانت کی ڈبیا مین اور حکم کیا اپنے کاتب کو نامے کا جواب لکھنے کے واسطے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضمون اُسکا یہ ہی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط
یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کی طرف مقوقس کی طرف سے جو قبط کا سردار ہی اما بعد تحقیق
پڑھا مین نے تمھارے نامے کو اور سمجھا مین جو کچھ ذکر کیا تم نے اور اطلاع پائی اُس چیز پر جسکی
طرف دعوت کرتے ہو اور تحقیق مین جانتا ہون کہ باقی رہا ہی ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو
خاتم انبیا ہوگا اور گمان کرتا ہون کہ خروج اُسکا شام کی طرف سے ہوگا گرامی رکھا مینے تمھارے
ایلچی کو اور بھجوایا مین نے تمھاری طرف دو باندیون کو ماریہ اور شیرین نام دونون لونڈیون
کا ہی کہ اُنھون کا یعنے باندیون کا مرتبہ عظیم ہے قبط مین لباس سے اور ہدیہ بھیجا مین نے واسطے
تمھارے ایک اُشتر کے تئین کہ اُسپر سوار ہو تم والسلام اور زیادہ نہ کیا مقوقس اوپر اُسکے یعنے ان
ہدیون پر اور اسلام نہ لایا انتہی کلام المواہب اور استیعاب مین نام کتاب کا لایا ہی کہ کہا حاطب نے کہ
جب بھیجا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقوقس اسکندریہ کے ملک کی طرف پس پایا مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامے کو اُسکے تئین پس اوتارا اُسنے مجھے اپنے مکان مین اور اقامت
کی مین نے اُسکے نزدیک راتون کو پس جمع کیا اُسنے اپنے بطاقہ کو بطاقہ بالکسر یعنی کرباس
جیسے کھادی وغیرہ کہتے ہین اور بعضی کاغذ بھی آیا ہی اور کہا خبر دی مجھے اپنے یار کی
مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مین نے آیا نہین وہ رسول خدا کا ہی کہا اُسنے ہان
وہ رسول خدا کا ہی اور کہا اُسنے کیا سبب تھا کہ اُسنے دعا نہ کی تا خدا اُنھون کو ہلاک کرتا

کہا اُسنے سچ کہا تو نے حکم ایک یہ آیا حکیم تعالی شانہ کے نزدیک سے اور جب حاطب مقوقس کے پاس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیلی کی خبیث نے اپنی ملک کے
سبب اور اُسکے ملک کو کچھ بقا نہوگی اور مقوقس نے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین وفات پائی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے ہدیے کو قبول فرمایا تھا اُنمین سے ماریہ کے تئین جب ایمان لائے اپنے
خاص واسطے برسم تسری رکھی اور ملک یمین کر کے تصرف اُسمین کرتے تھے ملک یمین اُسے کہتے
ہین جو ہاتھ کے پیسون سے خرید کیجاوے اُس سے ابراہیم بن رسول اللہ عرصۂ وجود مین آیا
اور شیرین کو اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو بذل فرمایا عبد الرحمن بن حسان
اس سے پیدا ہوا تنبیہ روضۃ الاحباب سے معلوم ہوتا ہی کہ مقوقس کے ہدایا مین چار باندیان ترکنیان
تھین ایک ماریہ نام دوسری اُسکی بہن جسکا نام شیرین تھا اور ایک خواجہ سرا جسے خصی بھی کہتے
ہین اور ایک استر سفید جسکا نام دلدل تھا اور ایک حمیر جسے دراز گوش کہتے ہین نام اُسکا
عفیر تھا یا یعفور تھا اُسکا نام اور ایک نیزہ اور بیس قد کا جامہ یہان جامہ مراد اس جامے سے
نہین جو یہان متعارف ہی اور ہزار مثقال طلا اور حاطب کو سو مثقال طلا اور پانچ جامے انعام
دیے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سب مین سے ماریہ کو برسم تسری آپ نگاہ رکھی اور ملک
یمین کر کے اُسمین تصرف فرماتے تھے اُس سے ابراہیم بن رسول اللہ عرصۂ ظہور مین آئے اور شیرین
کو حسان بن ثابت کو بخشا اور حال دونون باندیون کا جار سے جس طرح اُنکا نام نامعلوم ہی نام اُسکا
معلوم نہین اور دراز گوش پر کبھی آپ سواری فرماتے تھے یہانتک کہ حجۃ الوداع کے سفر مین ہلاک ہوا
ایسا کچھ مذکور ہی اور مشہور یہی روضۃ الاحباب مین اور دوسری روایتون مین آیا ہی کہ اُس وفادار حمار نے
حضرت سید ابرار کی رحلت کے بعد اپنے تئین ایک کنوین مین گرایا بیطاقتی اور بے صبری اور حزن والم سے
اُس جناب کی رحلت فرمانے سے اور وہان ہی اُس کنوین مین یا پاس اُسکے اُسکی قبر ہوئی اور دلدل
کو بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص سواری کے لیے اختیار فرمایا بعد اُسکے علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ کو سواری کیواسطے دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سواری سے دُلدل نے سُم افتخار
آسمان پر گھسیٹا جیسا کہ شیخ جی فرماتے ہین ع چہارم علی شاہ دلدل سوار ۔ اور مراد
اوسی دلدل سے استر ہے اور کسی اور نے بھی کہا ہے شعر تنہا ہمین نہ یک سر خیبر کشتا

علی ست ٭ دلدل سوار معرکہ لا فتا علی ست ٭ یہان فارسی مین دو بیت واقع ہوئین مترجم کو بھی بنا بر اس بات کے کہ اس عالی جناب سے امید اسبابت کی رکھتا ہی کہ قیامت کے دن اس گروہ سے ہو دے جو اس عالی مرتبت کے سایۂ عنایت اور حمایت مین آفتاب کی حدت اور سوزش اور تپش سے مامون اور مصئون اور محفوظ رہینگے اور دنیا مین بھی اُسی کا آسرا کافی ہی لازم پڑا کہ چند ابیات ہندی زبان مین زبان قلم اور قلم زبان سے دلدل کی تعریف مین تحریر اور تقریر کرے ابیات وہ سریع السیر خوش رفتار جون باد بہار ٭ جسکی جست و خیز پہ بجلی کا دل ہو بیقرار ٭ گر کہون ہی برق تو کب برق کو ہین ایسے گام ٭ اور عنقا ہی اسکو کہون تو سم کا مشکل ہی نجار ٭ ماہ پیکر سیم تن فخر پری رشک براق ٭ باد پا بل خود صبا رفتار پر اسکے نثار ٭ شہسوار شیر رب و لطیف امیر المومنین ٭ حیدر صفدر علی مرتضی عالی وقار ٭ بادشاہ دین و دنیا ساقی جام طہور ٭ وارث علم لدنی اہل اسلے کا تاجدار ٭ مخزن اسرار سبحانی غازی میدان دین ٭ ہو وے جب دلدل پہ بلطف حضرت حق سے سوار ٭ ہو بلند افلاک پر بولین فرشتے بار بار ٭ لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار ٭ ہی حسن کی التجا ہی تم سے یا شاہ نجف ٭ منزل مقصود کو پہونچاؤ شادان ایکبار ٭ دین و دنیا مین مجھے کافی ہی تیرا آسرا ٭ اور نبی کی آل سے بڑا امرا نت ہو کیا یار ٭ آور علی مرتضی کے بعد امام حسن اُسپر یعنے دُلدل پر سوار ہوتے تھے یہانتک کہ بعد گذرنے زمانے معاویہ کے وہ ہلاک ہوا اور کہتے ہین کہ دانت اُسکے گر گئے تھے آٹا پانی مین تر کر کے اُسے دیتے تھے اور حال خواجہ سرا کا جو مقوقس کے ہدایا مین آیا دسوین سال مین تھا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ذکر مین آویگا اور مواہب والے نے عسل یعنے شہد کو زیادہ کیا ہی یعنے ہدیون مین کہ بنہا کا تھا بکسر اول و سکون ثانی بر وزن منقاد نام ہی ایک قریے کا لیں خوش آیا وہ عسل حضرت کو اور دعا کی اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بنہا کے عسل مین کہ بارک اللہ فی عسل بنہا یعنے برکت دے خدا بنہا کے عسل مین اور یہ بنہا مصر کے قریون سے ہی اور مشہور کتب سیر مین فقط ذکر ماریہ باندی اور دلدل کا ہے واللہ اعلم لیکن حارث بن شمر غسانی جو شام کی ولایت کا والی تھا فرستادہ اُسکی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے شجاع بن وہب اسدی تھا بالفتح غین معجمہ جب شام کی سرحد کو پہونچا سنا اُسنے کہ وہ حارث شامی دمشق کے غوطیہ کے درمیان گیا ہی اس واسطے کہ پیشکش جو ہرقل کے واسطے

ایلیا کے درمیان میں تھے اُس سے ترکیب دے کہ ہرقل کے لیے ارسال کرے ایلیا بیت المقدس کا
نام ہی شجاع بن وہب چند روز غوطے کے درمیان تھا لیکن ملاقات حارث کی میسر نہیں ہوئی تھی
اُس حارث کے حاجبوں سے ایک حاجب تھا کہ اسلام کی محبت اُسکے دل میں متمکن یعنے جاگیر
ہوئی تھی اور شجاع اُسی کا متوسل ہوا تھا تا مکتوب حارث کو پہونچاوے کتنے روز گذرے کہ دیکھنا
اُس شخص کا میسر نہوا اتفاقاً ایک روز حارث نکلا اور تخت پر بیٹھا اور تاج سر پر رکھا شجاع نے آکر
اُس سے ملاقات کی جو ہی مکتوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسنے دیا اُسنے مکتوب کو پڑھکر زمین پر
ڈالا اور ناموجہ باتیں زبان پر لایا اور اپنے لوگونکو حکم کیا کہ گھوڑونکی نعلبندی کرو کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی جنگ کو چلیں اور ہرقل کو ایک عرضداشت لکھی کہ اُسمیں قصۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مکتوب کے آنے کا اور اپنی سواری کا عزم جنگ کے واسطے اُس جناب سے مرقوم تھا قیصر نے
کہلا بھیجا کہ چندگاہ اس داعیہ سے گذر اور میرے پاس آ تا کہ مقتضائے صلاح وقت پر عمل کریں
اور جب مکتوب ہرقل کا حارث کو پہونچا تب شجاع بن وہب نے اُسکو بلا کر پوچھا تو اپنے صاحب کے
پاس کب روانہ ہوگا کہا اُسنے کل کے روز جاتا ہوں حارث نے سو مثقال طلا اُسے دیکر رخصت
کیا اور اُس حاجب نے شجاع بن وہب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال اور صفات سُنکر رقت کی اور
رویا اور بولا کہ میں نے تعریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انجیل میں اسی دستور دیکھی کہ تو نے پڑھی ہے
اور ایمان لاتا ہوں اور تصدیق اُسکی کرتا ہوں لیکن حارث سے ڈرتا ہوں کہ ایسا نہو مجھی مار ڈالے
اور اُس حاجب نے شجاع کی ضیافتیں کیں اور بہت اکرام کیا اور تھوڑا کھانا اُسکے ہمراہ کیا تا کہ
اُسکا توشۂ راہ ہو اور جب شجاع مدینے میں آیا اور صورت حال کو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُس سے فرمایا باد ملکہ یعنے ہلاک ہوا وہ یا ہلاک ہو جیو ملک اُسکا پس حارث جس سال مکہ معظم
فتح ہوا اُسی سال دار البوار کو پہونچا اور اُسکی مملکت کا مالک جبلہ بن ایہم غسانی ہوا اور بعضے اہل سیر
اور ایسا کہتے ہیں کہ حارث مسلمان ہوا لیکن قیصر کے خوف سے اظہار نکیا اور قیصر کو بھی ایسا ہی کچھہ
کہتے ہیں کہ ایمان لایا اور پوشیدہ رکھا واللہ اعلم لیکن ہوذہ بن علی جو والی یمامہ تھا فرستادہ اُسکی
طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سلیط بن عامر تھا اُسنے جب مکتوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
اُسے پہونچایا ہوذہ نے جب نامہ پڑھا سلیط کا اعزاز و اکرام کیا اور اپنے مکان میں اوتارا

مضمون نامے کا یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے ہوذہ بن علی کو سلام اُس
شخص پر جو متابعت کرے ہدایت کے تئین جان تو کہ دین میرا نزدیک ہی کہ ظاہر ہو منتہا خف تک اور حافر
تک خف کہتے ہین اونٹ بکری وغیرہ کے سم کو اور حافر بولتے ہین گھوڑے اور گدھے کے سم کو ہر ازان دو
لفظون سے جو فرمائی جناب سرور کائنات نے یہ ہی یعنے جہان تک پاؤن چارپایون کے پہونچتے ہین اور
نہایت آبادانی ہی یعنے جہانتک بنی نوع انسان اور جنس حیوان بستے ہین اُسکے نہایت تک میرا
دین ظاہر ہونا ہی عنقریب پس مسلمان ہو تو کہ سلامت رہے آفتون سے اور خوفون سے دنیا اور
آخرت کے ہوذہ نے جواب اسکا لکھا یہ مکتوب کیا عجب نیک طریقہ و خوب روش ہی وہ چیز جسکی طرف
دعوت کرتے ہو خلق کو لیکن مین شاعر اور خطیب ہون اپنی قوم کا اور عرب کو مجھ سے ایک خوف اور
ہیبت ہی دل مین اور عظیم جانتے ہین مرے مقام اور منزلت کو پس گر دانو تم واسطے میرے بعضے
کامونکے تئین تاکہ متابعت کرون مین تمھاری یعنے حل و عقد اپنے دیار کا مجھے سونپو اور میرے قبضہ
اقتدار مین چھوڑ دو تاکہ متابعت کرون مین اور تمھاری طرف آؤن مین اور سلیط کو اُسنے جائزہ دیا
اور پوشاک نفیس و لطیف اُسے پہنائی ہجر کے بافتون سے اور انعام اُسکے لائق دیا اور روانہ
کیا جب سلیط مدینے مین پھر آیا اور اُسکا نامہ جسمین طلب امارت اور حکومت اُسنے کی تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گذرانا حضرت نے فرمایا لو سالنی سیابۃ من الارض ما فعلت باد ما لہ بیدہ یعنے اگر
طلب کرے مجھ سے وہ ایک غورہ خرما زمین سے تو نہ دون اور تجویز نہ کرون مین ہلاک ہو جیو وہ اور جو کچھ
اُسکے ہاتھ مین ہی ملک اور مال سے سیابہ بالفتح یعنے غورہ خرما جسے بلح کہتے ہین اور اول خرما طلع ہی
دوسری قسم بلح تیسرا رطب اُسکے بعد تمر اور صاحب روضۃ الاحباب کہتا ہی کہ بعضے اکابر فن سیر نے اس
لفظ کے تئین تصحیف کیا ہی سبابہ کر کے واللہ اعلم اور سبابہ کہتے ہین انگلی شہادت کو یعنے اگر ایک
انگلی کے مقدار مجھ سے زمین مانگے تو نہ دونگا مین بحث یہان اسی لفظ کی ہی جہان اوپر واقع
ہوا لو سالنی سیابۃ من الارض یعنے بعضے اس طرف گئے ہین کہ یہ سیابۃ من الارض ہی اور بعضے
سبابۃ من الارض چنانچہ گذرا التصحیف یعنے بدل لفظ کرنا نظیر اُسکی بوستان مین شیخ سعدی رحمہ نے
کہا ہی ؎ مرا بوسہ گفتا بتصحیف دہ ؛ کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ ؛ بوسہ کہ تصحیف کرنے مین
توشہ ہوتا ہی اور روایت کرتے ہین کہ مکے کی فتح میسر ہوئی کہ جبرئیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو ہرزہ کے مرنے کی خبر پہونچائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد آنیکے یمامہ کے درمیان ایک کذاب پیدا ہوگا اور دعوی نبوت کریگا اور میرے بعد مقتول ہوگا اشارت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے قصّے کیطرف جو آخر زمان نبوت مین حضرت کے جسنے دعوی نبوت کا کیا اور صدیق اکبر رض کی خلافت کے زمانے مین مارا گیا چنانچہ یہ قضیہ اپنے محل مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی یہ چند نامے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ملوک زمان کو اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھجوائے تھے اور بعضے ارباب سیر نے اور ایک نامہ اُن مین پر افزود کیا ہی جو علاء بن حضرمی کے ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی کو جو بحرین کا والی تھا بھجوایا تھا مواہب والا کہتا ہی کہ واقدی اپنی اسناد سے عکرمہ بن ابو جہل سے روایت لایا ہی کہ کہا پایا مین نے اِس نامے کے تئین ابن عباس رض کی کتابون مین بعد موت ابن عباس رض کے پس انتساخ کیا مین نے اُسکے تئین یعنے نسخہ اُٹھایا یعنے لکھا اُسکے تئین مضمون اُسکا یہ کہ بھیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی کی طرف اور لکھا طرف اُسکے ایک نامہ دعوت فرماتے تھے اُسے طرف اسلام کے اور لکھا منذر نے جواب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ اما بعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا مین نے تمھارے نامے کو جو اہل بحرین کے لیے لکھا تھا پس بعضے اُنھون سے وہ شخص ہین جنھون نے دوست رکھا اسلام کے تئین اور خوش آیا اُنھین اسلام اور بعضے وہ شخص کہ مکروہ رکھا اسلام کو اور راضی نہ ہوے اسلام سے جیسے یہود اور مجوس ہین پس جو کچھ حکم کرو اُس موجب عمل کرون مین پس لکھا دوسری بار سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ سے طرف منذر کے سلام تجھپر مترجم یہان ایک فائدہ بیان کرتا ہی اگرچہ درمیان فاصلہ ہوتا ہی جان تو بیجان من کہ کئی نامے واقع ہوئے جنھون مین یون واقع ہی کہ سلام اُس شخص پر جو پیروی کرے راہ راست کی یہان یون ہی سلام تجھپر تو یہ ہی کہ سلام نام ہی خدا کا اور بہشت کا اور بہ معنے سلامتی بھی آیا ہی پس فرمانا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسپر اور سلام تجھپر معنے یہ ہین خدا کا نام تجھپر اور بہشت واسطے تیرے اور سلامتی واسطے تیرے یہ منذر مسلمان ہوا تھا اسواسطے یون فرمایا اور جہان کہین فرمایا سلام اُس شخص پر جو پیروی کرے راہ راست کی

اسی لحاظ سے پس لازم ہی مسلمان کو ہی کہ اپنے برادران دینی کو سلام لکھین اور اُنکے غیر کو غیر اُسکا فافہم
و باللہ التوفیق پس بدرستی حمد کرتا ہون مین طرف تیری خدا کے تئین کہ نہین کوئی خدا سوا اُسکے
اور گواہی دیتا ہون مین کہ خدا ایک ہی اور محمدؐ رسول اُسکا ہی امّا بعد مین یاد دلاتا ہون تجھے خدا ے عزّ و
جل کے تئین اور جو کوئی نصیحت کرتا ہی کسیکو اور خیر خواہی کرتا ہی کسیکی نصیحت اور خیر خواہی نہین
کرتا وہ مگر اپنے تئین اور جو اطاعت کرتا ہی میرے فرستادون کی اور اتباع کرتا ہی اُنھون کی
اطاعت اور اتباع کرتا ہی میری اور جسنے خیر خواہی کی میرے فرستادے کی خیر خواہی کی میری اور
تحقیق کہ میرے فرستادون نے ثنا کی تیری از روے خیر کے اور مین شفاعت کرتا ہون تجھے تیری
قوم کے درمیان پس چھوڑ تو مسلمانون کو اوپر جس چیز کے ہین یعنے اُنھون کو اسلام پر ثابت
رکھ اور احکام شریعت تعلیم کر تو اُنھون کو اور عفو کر اُن کی تقصیرون کو پس تحقیق کہ تو جب تک
کہ صلاح کرتا ہی اور اصلاح کرتا ہی امور خلق کو تب تک معزول نہین کیا جاوے گا عمل سے یعنے
وہان کی حکومت سے اور جو کوئی قائم اور ثابت رہے اپنے یہودیت اور مجوسیت پر جزیہ لے
تو اُس سے اور زنہار کہ اہل اسلام مجوس کے ذبح کیے ہوئے گوشت کو تناول نکرین اور
ساتھ اُنھون کے عقد اور نکاح نہ کرین اور منصب جزیہ لینے کا علاء حضرمی کو اُس جنابؐ
نے سونپا چنانچہ علاء حضرمی بھجوایا کرتا تھا جزیہ کا احوال حضور نبویؐ مین پوشیدہ نرہے
کہ مکاتیب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اقوام اور اعیان و اشخاص کے
جو معاملات دینی اور دنیوی مین لکھے گئے بہت ہین شاید مقصود یہان اون
مکتوبون کا بیان ہی جو بادشاہون کی طرف لکھے گئے بلکہ وہ مکتوب مقصود ہین جو
چھٹے سال مین لکھے گئے اور اسی واسطے منذر بن ساوی کے مکتوب کو جو مذکور ہوا
روضۃ الاحباب مین آٹھوین سال کے وقائع مین مکے کی فتح کے بعد لایا ہی اور نامہ
جبلہ بن ایہم کا جو حارث بن ابی شمر غسانی کے بعد جسکا مذکور ہوا بادشاہ ہوا ساتوین
سال مین خیبر کے غزوے کے بعد لکھا ہے پس معلوم ہوا کہ مقصود یہان اُن
مکتوب کا ذکر ہی جو چھٹے سال مین ملوک آفاق کو یعنے چارون طرف کے شاہون کو
لکھے گئے اور مواہب لدنیہ مین اوس نامہ مین ایک مکتوب مذکور ہی حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے عمان کے شاہ کی طرف جو عمرو بن عاص کے تئین بھجوایا لیکن کچھ معلوم نہ ہوا کہ کونسے
سال مین بھجوایا جو یہ بات مناسب اِس مقام کے تھی اسواسطے یہان تحریر کی گئی مضمون اُس نامہ کا
یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبد اللہ کی طرف سے اور اُسکے رسول کی طرف سے یعنے خدا کے
فرستادے کی طرف سے جیفر اور عبد جلندی کے فرزندون کی طرف سلام اُس شخص پر جسنے پیروی کی
کی راہ راست کی اما بعد دعوت کرتا ہون مین تمکو دعوت اسلام کرکے اسلام لاؤ تم تاکہ سلامت
رہو اور بہ تحقیق کہ مین رسول صلّی اللہ علیہ وسلم خدا کا ہون تمامی لوگون پر تا انذار کرون یعنے
ڈراؤن مین اُس شخص کو جو جیتا ہی یعنے حیات قلبی رکھے تاکہ ثابت ہو حجت کافرون پر اور تم اگر
اقرار لاؤ طرف اسلام کے والی گردانتا ہون اور ثابت رکھتا ہون تمھارے تئین تمھارے ملک پر
اور اگر اِبا لاتے ہو تم اور بھاگتے ہو اسلام سے تو زائل ہوتا ہی تمھارا ملک تم سے اور گھوڑے ہمارے
جولان کرینگے تمھارے ساحت مین اور غالب ہوتی ہی نبوت میری تمھارے ملک پر اِس مکتوب کو
ابی بن کعب نے لکھا اور ختم کیا کتابت کو عمرو بن عاص کہتا ہی پس چلا مین یہانتک کہ عمان کو پہونچا اور
جب اُسمین وارد ہوا تب قصد کیا مین نے طرف عبد کے یعنے اُنھین دونون بھائیون سے
ایک بھائی پاس جنکا نام مذکور ہوا اور جیفر اور عبد کرکے جلندی کے بیٹے اور تھا وہ یعنے عبد بہت
محکم اور نہایت باحیا اور شرم بیٹون جلندی سے کہ جیفر و عبد ہین از روے خلق کے پس کہا مینے اُس سے
کہ مین رسول ہون رسول خدا کا تیری طرف اور بھائی تیرا مقدم ہی تجھپر سن و سال اور ملک کی رو سے
اور مین پہونچاتا ہون تجھے اُسکی طرف تاکہ پڑھے تیری کتابت کو پس کہا اوسنے مجھے کہ کیا چیز کرکے
دعوت کرتا ہی تو کہا مین نے دعوت کرتا ہون مین طرف خدا کے جو یگانہ ہی اور کوئی شریک نہین
اُسکا ایمان لا تو اُس واحد بیہمتا سے اور ترک کر اور دور کر اُس چیز کو جو پرستش کیجاتی ہی اُسکے
سوا مراد بتون سے اور گواہی دے تو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اور فرستادہ اُسکا ہی یہ
سُنکر عبد نے کہا اے عمرو تو اپنی قوم کے سردار کا بیٹا ہی تیرے باپ نے کیا کیا کہو تو کہ ہمکو اتباع
اور اقتدا ہی اُسکی طرف یعنے اگر وہ مسلمان ہوا تو ہم بھی ہووین کہا مینے میرا باپ موا اور
ایمان نہ لایا محمد صلّی اللہ علیہ وسلم سے اور دوست رکھتا ہون کہ کاشکے مسلمان ہوتا اور تصدیق
کرتا محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے تئین اور مین بھی اپنے باپ دادے کی راے کے مانند تھا ایمان

ذلالت مین یہانتک کہ ہدایت کیا میرے خدا تعالی نے طرف اسلام کے کہا عبد نے کہ کب مسلمان ہوا تو
کہا مینے اسی نزدیکی مین پوچھا اُسنے کہان تھا ایمان تیرا کہا مین نے نجاشی کے نزدیک اور خبر دی مینے
اُسے کہ نجاشی بھی مسلمان ہوا پوچھا اُسنے کہ پھر کیا کیا اُسکی قوم نے اُسکے ملک مین کہا مین نے
برقرار رکھا اُسے اور اُسکی متابعت کی بولا احبار اُسکے دانشمندون نے اور اُن کے
راہبون نے کیا کیا آیا تابع اُسکے ہوے اور اُسکی پیروی کی اُنھون نے کہا مینے ہان
بولا اے عمرو دیکھ فکر اور غور کر کہ کیا کہتا ہے تو تحقیق کہ مرد کے حق مین کوئی چیز جھوٹ بولنے سے
بدتر نہین ہے رسوائی مین کہا مین نے جھوٹ نہین بولتا اور حلال نہین رکھتے ہم جھوٹ کو اپنے
دین اور آئین مین پھر بولا عبد کہ پس خبر دی مجھے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کس چیز پر امر کرتا ہے
اور کس چیز سے نہی کہا مینے کہ امر کرتا ہے خدا ے عزوجل کی اطاعت کرنے پر اور نہی کرتا ہے زنا کرنے
سے اور شراب پینے سے اور بتون کی عبادت کرنے سے اور پتھرون کے پوجنے سے اور صلیب سے
صلیب عرب ہی چلیپا کا عبد یہ سب سُنکر بولا کیا خوب ہے یہ جو کچھ کہ دعوت کرتا ہے وہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرا بھائی متابعت اور موافقت کرے تو سوار ہوتے ہین ہم اور چلتے
ہین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تاکہ ہم ایمان لاوین ہم اُس سے اور تصدیق کرین
اُسکی لیکن میرا بھائی بخیل ہے اپنے ملک پر کہا مین نے اگر اسلام لاویگا تیرا بھائی تو
مالک کریگا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے تئین اُسکی قوم پر پس لیویگا صدقہ اُنکے
دولتمندون سے اور دیویگا اُسے اُنکے محتاجون کو کہا عبد نے قسم خدا کی یہ خلق نیک ہے
اور صدقہ کیا چیز ہے پس خبر دی مینے اُسے جو کچھ فرض گردانا ہے رسول خدا نے صدقون سے اموال
مین یہانتک کہ منتہی ہوا مین لیتے انتہا کو پہونچایا مین نے صدقے کے بیان کو اور پہونچا مین
اونٹ کے صدقے کے بیان تک تب کہا اُسنے اے عمرو آیا لیا جاویگا صدقہ ہمارے مواشی سے
جو چرتے ہین درختون کے تئین اور اترتے ہین پانی پر کہا مینے ہان لیا جاویگا تب کہا اُسنے
واللہ کہ اتنا نہین پاتا مین اپنی قوم کو جو اس امر کی اطاعت کرین عمرو بن عاص کہتا ہے پس
درنگ کیا مین نے چند روز یہان تک کہ وہ پہونچے اپنے بھائی پاس اور خبر کرتے اوسے
جیفر کے بعد اُسکے بلایا اُسنے مجھے ایک روز اپنے پاس آیا مین نزدیک اُسکے پس پکڑے

باز و میرے اُسکے اعوان نے یعنے اُسکے ندیموں نے پس منع کیا اُسنے اُنھونکو اور کہا چھوڑ دو اُسکو
پس چھوڑا اب مجھے پس چاہا مینے کہ بیٹھوں میں پس نچھوڑا اُنھون نے کہ بیٹھون مین اور ابا کی اُنھون
نے میرے بیٹھنے سے پس نگاہ کی مین نے طرف اُسکے یعنے اُسنے عبد جیفر کے بھائی کی طرف کہا اُسنے
کہو تیری حاجت کیا ہی پس دیا مین نے نامہ اُسے سربمہر پس توڑا اُسنے مُہر کو اور پڑھا اُسکی
کتابت کو یہان تک کہ پہونچا اُسکے آخر کے تئین پس دیا اُسنے اپنے بھائی کو اور اُسنے بھی
پڑھا لیکن مینے دیکھا اُسکے بھائی کو اُس سے نرم اور خلیق پس کہا اُسنے کہ خبر دیتا نہین تو مجھے
قریش کی کہ کیا کیا اُنھون نے کہا مینے متابعت کی قریش نے اُس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر
پوچھا اُسنے آیا وے ازخود راغب ہین دین کے یا مقہور شمشیر ہین یعنے آپ سے اُنھون نے رغبت
کی یا تلوار کے قہر سے دین مین آئے اور کون سے لوگ موافق ہین اُس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے مین نے کہا بہ تحقیق رغبت کی اُنھون نے اسلام مین اختیار کیا اُنھون نے اسلام کو
اور پہونچا یا اُنھون نے اپنی عقلون سے یا خدا کی ہدایت سے کہ تھے پہلے وے ضلالت
اور گمراہی مین پس نہین جانتا مین کسی ایک کو جو باقی رہا ہو سوا تیرے جو مسلمان نہوا ہو اگر
اسلام نہین لاتا تو آج کے دن تو غارت کرین گے تجھے گھوڑے اسلام کے اسلام لاتا کہ سلامت
رہے تو اور عامل کرے وہ سرور تجھے تیری قوم پر اور ایسا نہ ہو کہ خروج کرین تجھ پر
گھوڑے اور جوانمردان اسلام کے یہ سب سنکر کہا اُسنے فرصت دے مجھے تو آج کے
روز اور کل میرے نزدیک آ کہ تیرا جواب دون پس پھرا مین اُسکے بھائی کی طرف پس کہا
اُسنے اے عمرو تحقیق کہ مین امید رکھتا ہون کہ سلامت رہے اور بیچے میرا بھائی اگر بخیلی نہ کرے
اپنے ملک سے جب دوسرا دن ہوا گیا مین اُسکی طرف پس ابا لایا وہ اسبات سے کہ اذن دیوے
مجھے اندر آنے کا پس وہان سے پھرا مین اُسکے بھائی کی طرف اور خبر کی مین نے اُسے کہ مین
نہین پہونچ سکتا اُسکی طرف تو نے مجھے پہونچا اُسنے کہا مین نے فکر کی اسبات مین جس بات
کی دعوت کرتا ہی تو مجھے مین ضعیف ہون یعنے کم زور ہون عرب سے اگر مالک کرو تو کسی
مرد کو مرا دیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس چیز کا جو میرے ہاتھ مین ہے تو نہین
پہونچین گے گھوڑے اُسکے یہان اور اگر پہونچین گھوڑے اُسکے تو ڈرتا ہون مین اُن

قتال سے جو قتال نہین مانند قتال اُس شخص کے جسنے ملاقات کی اُسکے تئین بیٹے دیکھا اُس قتال کے
تئین مین سے کہا کہ مین کل کے روز باہر نکلنے والا ہون جب یقین ہوا اُنھون کو میرے جانے کا
خلوت کی اوسنے اور مشورت کی اپنے بھائی سے اور جب صبح ہوئی تب بلایا مجھے پس ایک جماعت
کی دعوت سے طرف اسلام کے وہ اور اُس کا بھائی دونون نے تصدیق کی پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی اور ایمان لائے اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے الحمد للہ کہ ہدایت شامل حال
ہوئی اُنھون کی اور اسی سال مین قضیہ خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن خزرج کی ظہار کا
اُسکے خاوند سے جسکا نام اوس بن اخرم انصاری تھا واقع ہوا ظہر اور ظہار کے معنے لغت
مین پشت کے ہین لیکن فقیہون کے عرف مین قسم کھانے کے معنی ہین اور صورت ظہار کی
یہ ہے کہ مثلاً خاوند اپنی جورو سے اگر بولے تو میری مان کی پشت کے مانند ہے مجھپر تو کفارت
لازم آتی ہے یہی معنی ہین ظہار کے چنانچہ مقولہ عرب کا انت علی کظہر امی ترجمہ اُسکا او پر ہوا
روایت کرتے ہین کہ خولہ صاحب جمال اور صالحہ اور عاقلہ عورت تھی اور خاوند اُسکا اوس بن
اخرم خفت اور ایک نوع دیوانگی سے خالی نہ تھا اور آخر عمر مین ضعیف اور فقیر اور ضریر یعنے
نابینا اور بدخلق ہوا ایک روز اُسنے خولہ کو واسطے مباشرت کے بلایا اُسنے اُسکی اطاعت نہ کی
غضب مین آیا اور بولا انت علی کظہر امی یہ کہکر باہر گیا اور بعد از تسکین نائرہ غضب اُس
سے پشیمان ہوا چاہا اُسنے کہ صلح کرے خولہ نے کہا یہ بات نہین ہو سکتی جب تک حقیقت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض نکرون مین پس مجلس شریف مین آئی اور گذرا اسو عرض
کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہار جاہلیت مین حکم طلاق رکھتا تھا اور کوئی نص مجھپر
اسباب مین وحی نہین ہوئی خولہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ میرا نہایت
اشکال مین پڑا ہے اگر فرزندون کو اس پاس چھوڑون تو ضائع ہوتے ہین اور اگر اپنے ساتھ لون
تو جایع رہتے ہین اس مشکل کو مگر خدا ے عز وجل آسان کر وانے جایع جوع سے آیا ہے بعضی جگہ کا
نقل ہے کہ جب خولہ نے یہ اپنا واقعہ عرض کیا اور عائشہ صدیقہ رض کے گھر کے ایک کونے مین
جاکر سر سجدے مین رکھا اور نالہ کرنے لگی اور اپنی حاجت قاضی الحاجات سے معروض رکھی اور
بولی اللھم انی اشکو الیک وحدتی و وحشتی و فراق زوجی و وحیدی یعنے اے پروردگار شکایت کرتی

ہو نہین طرف تیرے اپنی تنہائی کی اور اپنی وحشت کی اور اپنے زوج کے جدائی کی اور ملنے کی ابھی سر سجدے سے اُسنے نہین اُٹھایا تھا کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اوائل سورۂ مجادلہ جسمین حکم ظہار اور بیان اسکی کفارت کا مذکور ہو لائے کما قال اللہ تعالی قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما الخ یعنے تحقیق کہ سُنا اللہ تعالے نے قول اس عورت کا جو جدال کرتی ہو یعنے جھگڑتی ہو تجھ سے اپنے خاوند کے کام مین اور شکایت کرتی ہو طرف خدا کے اور خدا سنتا ہو تم دونون کی گفتگو کو اور سوال وجواب کو عائشہ صدیقہؓ کہتی ہین کہ مین حضرت پروردگار کے کمال سمیعی سے حیران ہون کہ خولہ اپنی کیفیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برسبیل خفیہ عرض کرتی تھی اس طور سے کہ کسی نے اُس سے نہین سُنا اور ایسی آہستہ بات کرتی تھی کہ مین جو گھر مین تھی سو مین بھی بعضے بات اُسکی نہین سُننے پاتی تھی اور حضرت حق نے سُنا اور فی الفور آیت بھیجی قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا الخ یہ بات عائشہ صدیقہ رضہ نے بطریق عرف وعادت کہی اور نہین تو سمع ازلی مین اور اُسکے علم مین آواز بلند اور پست تمام یکسان ہو سکتے ہین کہ خولہ کے تئین بعد اس واقعے کے بسبب قرب ایسا کے جو درگاہ الٰہی مین حاصل ہوا درمیان مسلمانون کے ایک قدر اور آبرو حاصل ہوئی جسوقت عمر خطاب رضہ اُسکو دیکھتے اُسکو اکرام کرتے اور عزت رکھتے اور کہتے قد سمع اللہ لہا یعنے تحقیق خدا نے سُنا واسطے اُسکے ایک روز عمر خطاب رضہ اشراف قریش وغیرہم کے ساتھ جاتے تھے کہ خولہ پہونچی چاہا اُسنے کہ جو حاجت رکھتی ہو عمر خطاب رضہ سے ظاہر کرے عمر خطاب رضہ کھڑے رہے اور توقف کیا لوگون نے تعجب کیا کہ ایک بڑھیا کے لیے اتنے اشراف کو چلنے سے موقوف رکھنا کیا معنے رکھتا ہو کہا عمر خطابؓ نے کہ یہ وہ عورت ہو جسکے شکوے کو حضرت حق نے سات آسمان کے اوپر سے سُنا القصہ جب کفارت ظہار نازل ہوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بلایا اور فرمایا ایک بردہ آزاد کر تو اور اُسکے بعد خولہ سے صحبت کر اوسنے کہا مین اسپر مقدور نہین رکھتا فرمایا دو مہینے تک بلا ناغہ پے درپے روزہ رکھ کہا اُسنے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ نہین رکھ سکتا اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا اوسنے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حال میرا ایسا ہو کہ اگر ایک روز مین دو بار یا تین بار کھانا نہ کھاؤن مین تو آنکھ میری تاریکی کرتی ہو فرمایا ساٹھ مسکین کے تئین کھانا دے کہا اُسنے اسپر

بھی قدرت نہین رکھتا پس ایک شخص حضور مین آیا اور ایک زنبیل لایا خرما سے بھری ہوئی جسمین پندرہ صاع خرما گنجائش رکھتا تھا سو مجلس شریف مین لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خرما کو لیجا اور فقیرون کو دے تا کہ تیرے ظہار کی کفارت ہو اُسنے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکو اپنے سے زیادہ محتاج نہین جانتا اگر حکم ہو تو اُسکو اوپر اپنے اور اپنے اہل کے صرف کر دون مین فرمایا یون ہین کر یہان علما اختلاف رکھتے ہین کہ اگر صاحب کفارت محتاج ہو تو جائز ہے کہ اوپر اپنے صرف کرے اکثر امام اسبات پر ہین کہ جائز ہی نظر کرنے اس حدیث کے ظاہر پر اور ہمارے نزدیک جائز نہین اور مقصود حضرت کا یہ تھا کہ بالفعل تو کھا آیندہ کفارت دیجیو اور سال ششم کے وقائع سے مسابقت تھی درمیان اونٹون کے اور گھوڑون کے مسابقت کے معنے آپسمین سبقت اور پیشی کرنا گھوڑا دوڑانے مین اور صورت اُسکی یون ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل اسلام اپنے اونٹون کو اور گھوڑون کو دوڑادین اور آپسمین مسابقت کرین تا کہ دیکھا جاوے کہ گھوڑا اور اونٹ کسکا آگے دوڑتا ہی اور یہ بات اعداد آلات جہاد سے ہی اور اسی باب مین محدثین نے اُسکو ذکر کیا ہی اور اس مسابقت مین شرط بھی درست ہی کہ آپسمین کرین کہ جو کوئی سبقت کرے اُسکو اتنا مال دیا جاوے اور یہ اگر ایک طرف سے ہو تو روا ہی اور نہین تو قمار یعنے جوا ہو جاوے اور قمار حرام ہی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ناقہ تھا غضبا نام اور کوئی اونٹ اُسپر سبقت نہین کر سکتا تھا دوڑنے مین ناگاہ ایک اعرابی آیا ایک اونٹ رکھتا تھا ضعیف اور ناتوان اُسکو اُسنے غضبا سے دوڑنے مین بڑھا دیا یہ بات مومنین پر دشوار گذری پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی تسلی کی خاطر کے واسطے فرمایا کہ خدا ے ذو الجلال برحق ہی اسبات کا کہ نہ اُٹھاوے اور بلند کرے امور دنیا سے کسی چیز کے تئین مگر یہ کہ پست کرے اُسکو یعنے جس چیز کو اللہ تعالی برتر اور رفیع کرتا ہی اُسکو پست کرتا ہی اور موافق ہی اسبات کے ایک سخن جو لوگون مین مشہور ہے ہر کمال کے واسطے ایک زوال ہی اور ہر شرف کے لیے ایک وبال ہی کعبہ معظم ساتھہ اسکے کہ یہ عظمت اور کرامت رکھتا ہی اور بقا اس جہان کی اُس وجود سے ہی جب دن قیامت نزدیک پہونچے گا تب حق تعالی ایک جیش یعنے لشکر بھیجے گا تا کہ ایک ایک پتھر اُسکا اُٹھایا جاوے گا اور اُسکے بعد قیامت قائم

ہوگی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور سطوت یعنی دبدبہ کل شی ہالک الا وجہہ کا ظہور میں پہونچے گا اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسافت معین اور مقرر فرمائی مسابقت کے واسطے کہ یہان
سے وہان تک دوڑیں اور ایک فرق مقرر کیا مضمر اور غیر مضمر گھوڑوں کے درمیان کہ حفیا
سے ثنیۃ الوداع تک دوڑا دیں اور غیر مضمر گھوڑے ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک حفیا
اور ثنیۃ الوداع نام ہے دو موضع کا مسافت ان دونوں کے درمیان ایک میل ہے مضمر تضمیر سے
آیا ہے اور تضمیر گھوڑے کی یہ ہے کہ علف دیتے ہیں تاکہ فربہ ہو اور قوی ہو بعد فربہ ہونیکے کم کرتے
ہیں علف کو اور مقدار قوت تک رکھتے ہیں اُسے گھر میں اور اسکا بدن جھول سے پوشیدہ رکھتے ہیں
تاکہ گرم ہو اور پسینا آوے اُسے اور جب خشک ہو عرق اُسکا خشک ہو گوشت اُسکا اور وہ قوی
اور تیز ہو یہ ریاضت چالیس دن میں ہوتی ہے اور ضمر لغت میں بمعنی لاغری اور سبکی گوشت کے ہے اور مضمار
جو بمعنی میدان ہے یہان ہی سے ہے پس اسپ مضمر جو سبک اور تیز رو ہوتا ہے اور بہت دوڑتا ہے اس واسطے
مسافت اور مسابقت واسطے اُسکے بیشتر مقرر ہوئی اور غیر مضمر گھوڑا بھاری اور سست رو ہوتا ہے
اور بہت نہین دوڑتا ہے اسواسطے مسافت اور مسابقت واسطے اُسکے کم معین کی اور حدیث
میں آیا ہے لا سبق الا فی نصل او خف او حافر یعنے مسابقت نہیں مگر تیر کے پیکان میں اور خف میں
اور حافر میں اونٹ کے سم کے درمیان چاک ہوتا ہے اسواسطے اُسے خف کہتے ہیں اور گھوڑے کے
سم میں چاک نہیں اس لیے اُسے حافر کہتے ہیں اور ہاتھی اور حمار بھی مثلاً حکم شتر و اسپ میں ہوگا کیونکہ
انکون کے سموں میں چاک نہیں ہے اور اکثر جہاد اور غزا اونٹ اور گھوڑے سے واقع ہوتی ہے اور
سال ششم کے وقائع سے وفات ام رومان کی ہے جو مان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی ام رومان
بروزن عثمان لقب ہے اور نام اُسکا زینب بنت عامر ہے اور نسب میں اُسکے بہت اختلاف ہے
اتفاق جمہور اصحاب پر ہے کہ بنی غنم بن مالک بن کنانہ سے ہے اور عبد الرحمن بن ابو بکر عائشہ رضی کا
شفیق ہے کہ دونوں ایک مان سے ہیں اور مان محمد بن ابی بکر کی اسما بنت عمیس خثعمیہ ہے اور
عبد اللہ بن ابی بکر رض جو بڑی اولاد اُسکی مان کا نام قتیلہ بروزن لطیفہ ہے وفات ام رومان
کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات کے زمانے میں تھی اور حضرت صلعم حاضر ہوئے اُسکے دفن کے
لیے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں ام رومان کے در آئے اور

فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف ایک عورت کے کہ حور العین سے ہی چاہیے کہ نظر کرے ام رومان کے
تئین اور اسی سال کے اواخر مین اور ایک روایت سے یہ کہ اول سال ہشتم مین ابو ہریرہ دوسی بروزن
موسی اسلام لایا اور کلام اسکے اسلام لانے مین شرح مین اور اسکے تمامی احوال مین طول لانی بہت ہی

ذکر خیبر کے غزوے کا خیبر نام ہی ایک شہر بزرگ کا جس مین قلعے متعدد ہین اور زراعتین
بیت مدینہ منورہ سے آٹھ برید کے فاصلے پر جانب شام کے ہی کذا فی المواہب اور قاموس
والا کہتا ہی خیبر مشہور قلعہ ہی اور کہتے ہین کہ مدینہ اسے کہتے ہین جو کثرت اور عمارت مین گانون سے
کی حد سے متجاوز ہوا ہوا اور مرتبہ مصر کو نہ پہونچا ہو چھوٹا سب سے قریہ ہی جسے گانون کہتے ہین اور بالاتر
سب سے مصر اور مدینہ اور بلدہ اوسط کا نام ہی یعنے قریہ سے بڑا اور مصر سے چھوٹا اور بعضون نے
مدینے کو بالاتر کہا ہی مصر سے اور مصر سے ایک مرتبہ اندازہ کیا ہی یعنے مصر اور مدینے کو باہم ترتیب مقرر
رکھا ہی اور مجموع کا اور یہ مجموع اس حصونکو خیبر کہا ہی پس ہر ایک حصون سے قریہ ہوگا اور مدینہ نام
اس مجموع کا اور یہ مجموع آٹھ قلعے ہین کتیبہ ناعم صعب شق غموص نطارہ سطیح سلالم اور وقوع
اس غزوے کا سال ہفتم مین ہی ہجرت سے ابن اسحق نے کہا ہی کہ باہر آئے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم بقیہ محرم مین سنہ سابع سے اور محاصرہ کیا دس روز پس فتح کیا اسکو اور بعضون نے
کہا ہی کہ آخر سنہ ستہ مین اور امام سے بھی یہی منقول ہی اور اسی بات پر جزم کیا ہی ابن
حزم نے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہی کہ راجح وہی بات ہی جو ذکر کیا ہی ابن اسحق نے یعنے قول
اول اور جمع کیا ہی ان دونون قولون کو اوپر اس بات کے کہ جسنے سنہ ست کہا ہی اوس
نے ابتداء سنہ ہجرت کے مہینے سے جو ربیع الاول ہی اختیار کیا ہی کہ حقیقۃ اور سابق یہی
ہی اور اختیار کرنا محرم سے ابتداء سال کے تئین آخر مین مقرر ہوا کذا فی المواہب اور
ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہی کہ کہا ابی سعید نے
کہ باہر آئے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب رمضان کے مہینے مین
اٹھارہ دن کو اور یہ خطا ہی یعنے یہ بات غلط ہی اور صحیح یون ہی کہ یہ بات ناشی مکے کی فتح سے ہی
جو رمضان مین وقوع مین آئی اور خیبر تصحیف حنین ہی تصحیف کے معنے منتخب اللغات
مین خطا کردن اور نوشتہ یعنے حنین کی جگہ خیبر کو لکھا ہی خطا کر کے پس باہر آئے حضرت م

مدینے سے ایک ہزار اور چار سو جوان سے اور مواہب میں یون ہی کہ ایک ہزار اور ایک سو پیادے اور دو سو سوار کے ساتھ اور سبب اس غزوے کا وقوع کا وہ تھا کہ جب حضرت جل وعلا نے حدیبیہ کی مراجعت کے بعد انا فتحنا نازل فرمایا اور بشارت دی اور وعدہ کیا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کا اور غنیمت ہاتھ آنے کا کما قال وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فجعل لکم ہذہ الخ یعنے وعدہ کیا تم کو خدا تعالے نے بہت سی غنیمتوں کا لیوگے تم اُسکو پس گردانا واسطے تمھارے اُنکو اور گمان کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو فتح خیبر پر اگرچہ عادت شریف اس جناب کی یہ تھی کہ توریت تھی لیکن یہان تصریح فرمائی اور اصحاب سے فرمایا کہ لشکر کی کارسازی کو کرو کہ ہم خیبر کی غزا کو چلتے توریتہ کی معنے ارادہ کسی چیز کا کرکے پوشیدہ دل میں رکھنا اور غیر اُسکا ظاہر کرنا اور تصریح کے معنے یہ کہ جو ارادہ دل میں ہی سو ظاہر کرنا اور مدینے میں خلیفہ گردانا اُسنے سباع بن عرفطہ غفاری کے تئین اور ام سلمہ کو ہمراہ لیا اور بعض عورتین مسلمات سے بن قحص اسدی اور تعہد مرض اور جرح کی اور خدمت کے واسطے اور مقدمہ لشکر یعنے ہراولی عکاشہ کے عہدے مین رکھی اور میمنہ یعنے دست راست کی فوج عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدے مین اور میسرہ یعنے دست چپ کی فوج اور بعضے اصحابؓ کو اور لشکر اسلام مین دو سو گھوڑے خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور اونٹ بہت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر نہ آوے ہمارے ساتھ اس سفر مین وہ شخص جسکو حطام دنیا ہو بروزن غلام بمعنے اندک مال دنیوی اور ایک روایت مین یون آیا ہی عبداللہ بن سلول منافق نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ساتھ چلنے کے دستوری چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے جواب مین یہ بات فرمائی اس منافق نے خیبر کے یہودیونکو خبر بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے استیصال کا قصد رکھتا ہی خبردار کہ اپنے حصارون مین مت گھسو باہر اُن سے لڑنے کو نکلو کہ اسباب جنگ تمھارے درمیان وافر ہے اور بشیار خذلہم اور تحقیق کہ منافقون کے ممنوع ہونیکا سبب اس غزوے سے یہ تھا کہ وعدہ تھا جناب احدیت سے مومنون کو اور غنیمت بہت بھار کھتا تھا اور مترتب تھی اوپر اُس کے ہدایت صراط مستقیم کی اسواسطے اُسکو پاک کیا اللہ تعالے نے اُسسے منافقون کے لوث اور مکر سے اور نہ چاہا کہ شریک ہون اہل نفاق اہل وفاق کی غنیمت مین واللہ اعلم

اور تمام قصہ اس غزوے کا اُسکے کلیات اور جزئیات کہ وقایع کے ساتھ سیر کی کتابوں مین لکھا ہوا ہی
اور سہمنے اختصار اختیار کرکے کلیات وقایع پر اختصار کیا کہ فوائد عظیم اور عوائد عجیب اُس مین
مذکور ہین اور خدا سے طلب توفیق کرتا ہون جان اے عزیز کہ صحیح بخاری مین سلمہ بن الاکوع
کی حدیث سے لایا ہے کہ کہا سلمہ بن الاکوع نے کہ باہر آئے ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ طرف خیبر کے پس چلتے تھے ہم راتون سے ایک رات اتنے مین ایک مرد نے عامر بن
سنان بن الاکوع کے تئین کہا آیا نہین سُناتا تو ہمکو اُس کلمات اور جزے سے جو یاد ہین اور عامر مرد
شاعر تھا اور حدی کے تئین باواز خوب پڑھا کرتا تھا اور حدی کے معنے ہانکنا اونٹ کا نغمے سے
اور عرب کی عادت ہی کہ راہ چلنے مین کو خستگی اُنھون کو ہوا اور اونٹ چلنے سے ماندے ہووین
تب حدی پڑھتے ہین تا وقت خوش ہوا اور اونٹ تیز ہو جاوین چلنے مین پس نیچے اوترا عامر اونٹ
سے اور حدی پڑھنا شروع کیا اُسنے عبداللہ بن رواحہ کی ابیات کو جسکا اول یہ ہے بیت
اللّٰھم لولا انت ما اہتدینا ۰ ولا تصدقنا ولا صلینا ۰ خوش آوازی سے اور طیب نغمہ سے اُسنے پڑھا
پس اصحاب کا اُسکے الحان سے وقت خوش ہوا اور ایک رقت حاصل ہوئی اور اونٹ بھی
بخوشی اور سرعت راہ چلنے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ شخص کون ہی جو اونٹونکو
ہانکتا ہی اور حدی پڑھتا ہی عرض ہوئی یہ عامر بن الاکوع ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم اللہ
یعنے بخشے اُسے اللہ اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا غفر لک ربک یعنے بخشے تجھے تیرا پروردگار
پس عرض کی ایک مرد نے قوم سے اور ایک روایت مین یون ہی کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسواسطے نہ چھوڑا آپ نے اُسے کہ شنید گاہ بہرہ مند ہوتے ہم اُس سے
اور زندگانی کرتا وہ درمیان ہمارے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب واجب ہوئی واسطے اُسکے
شہادت اور دستور یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا جسکے حق مین فرماتے وہ شخص شہید ہوتا اور
مواہب مین مقید ہوئی ہی یہ بات کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موطن مین یعنے جس وقت غزا
کے سفر مین ہو کر ایسی دعا جسکو دیتے سو بدرجہ شہادت پہونچتا پس شہید ہوا عامر خیانچہ بیان اُسکا
عنقریب آتا ہی اور جان تو کہ روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ مین درمیان اس حدی کے یہی ایک
بیت اول کی جو مذکور ہوئی لایا ہی اور رہلے آخر کے بول کے چھوڑ دیا ہی جیسا کہ متعارف ہی اور مواہب

ہین تمام ابیات کا شرح کیا ہی اقتضا ہی رقت نے مجھے اوپر اسباب کے رکھا کہ مین سب کو نقل کرون
کہ بعض نکات ہین اسمین اگرچہ موجب تطویل ہی بیت اول سے شروع کرتا ہون اللہم لولا انت ما اہتدینا
یعنے ای پروردگار اگر نہوتا تو یعنے اگر فضل اور رحمت تیری اگر نہوتی تو نہ پاتے ہم راہ راست کے تئین
ولا تصدقنا ولا صلینا اور نہ تصدیق کرتے ہم اور نہ نماز پڑھتے ہم یہ تیرا فضل ہی کہ تونے ہمکو ہدایت کی
اور ہمکو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی توفیق دی فاغفر فداء لک ما اتقینا پس بخش ہمکو فدا تیرے ہوین ہم تا کہ
تقوے کرین ہم وثبت الاقدام ان لاقینا اور برقرار رکھ تو ہمارے قدمون کو اگر آگے آوین ہم
دشمنان دین کے وانزل سکینۃ علینا اور ڈال تو آرام اور قرار اور آہستگی کے تئین اوپر ہمارے انا
اذا صیح بنا ابینا تحقیق کہ جب صیح ہووے اور آوے اوپر ہمارے قتال اور جو مکروہ آوے نہ بھاگین ہم
اس سے وبالصیاح عولوا علینا اور آواز بلند اور درشت سے دشوار ہو لینے کام اوپر ہمارے بعض
روایتون مین یہ بیت زیادہ آئی ہی ان الذین قد بغوا علینا تحقیق جن لوگون نے ستم کیا اور بغی اوپر ہمارے
اذا ارادو فتنۃ ابینا جسوقت چاہین کہ فتنہ مین ڈالین ہمکو ابا لاتے ہین اور سر کھینچتے ہین ہم اور
نہین پڑتے ہم فتنے مین اور آیا ہی کہ یہ آخر کا لفظ ابینا باواز بلند پڑھتا تھا اور مکرر کہتا تھا
ابینا ابینا اور عبد اللہ بن رواحہ نے اس رجز کو بعضے غزوات مین کہا تھا اور عامر
بن الاکوع نے اسکو اس مقام مین خندق کے درمیان پڑھا اور اصحاب کو ذوق مین لایا ترجمہ
اُن بیتون کا نظم مین یہ بیتین ہین ابیات

الٰہی تو ہی کردگار امم	نہ ہوتا اگر تیرا فضل و کرم	نہ ہوتے ہدایت سے ہم بہرہ مند
ضلالت مین رہتے سدا ہم تمام	نہ کرتے تصدیق نہ پڑھتے نماز	کرم سے ترے ہینگے ہم چارہ ساز
ہمین بخش تجھپر سے ہووین فدا	کہ تقوی ہمارے رہوین سدا	مقابل ہون جب دشمن دین سے ہم
تو ثابت قدم رکھ ہمین اور دم	ہمارے اوپر جب آوے قتال	دیا دشمن زشت روکا وبال
نہ بھاگین ہم اس سے رہین پا بجا	تو ہمکو یہ ہمت دے اور ہمت	جنہون نے کیا ہمپہ ظلم و ستم
ارادہ کرین وہ اگر بیش و کم	کہ ہمکو پھنسا دین بلا مین وہ قوم	الٰہی نہ دکھلا تھیوا لینا یوم
ابا انکے فتنو لیسے ہی ہمکو نت	وہ اپنی لعادت سے ہون آپ ہی حیت	آپ ہمانے جوان بیتون مین

کئی مقام مشتبہ ہون دے کے ہین انکو واضح اور تشریح کرتا ہون تیسرے مصرع مین جو واقع ہی فاغفر

فداؤ لک اسمین کلام ہی کیونکہ اطلاق فدا نسبت کرنی بار یتعالے کی درست نہین اور روا نہین کہ حضرت حق سے کہین کہ ہم تجھپر فدا اور ہماری جان تجھپر فدا ہو جیو کسواسطے کہ فدا کا اطلاق اس جگہہ ہوتا ہی کہ مثلاً ایک شخص متوقع کسی بلا اور آفت کا ہو دوسرا ایک شخص چاہتا ہو اس سے اُسنے چھوڑا دے بحال یا بنفس اور فدا کرتا ہو اُسکے تئین اسپر معنے فدا کے یہ ہین اور حق سبحانہ مبرہ اور منزہ ہی اس سے اور جواب یہ ہی کہ یہ لفظ اسی طرح واقع ہی بدون اسبابت کے کہ اُسکے معنے حقیقی مراد ہوں چنانچہ کہتے ہین قاتلہ اللہ اور مراد حقیقت دعا کی طرف قتل اور ہلاک کے نہین ہی اور بولتے ہین تبت یداہ اور تبت یداک اسی طور سے یہ الفاظ زبان زد عرف عادت ہوئے ہین بدون اُس کے کہ حقیقت معانی اُنکی مراد ہو اور یہ واسطے خوف پہونچانے مکروہ کے اُسکے تئین اور گویا مراد شاعر کی وہ ہے کہ بذل کرتا ہون اپنی ذات کو اُسکی رضا مین مفدی کے معنی فدا کرنے والا مفدی عنہ جس کے واسطے فدا ہو اور بہر حال اگرچہ ممکن ہی صرف معنی طرف جہت صحیحہ کے اور اطلاق لفظ اور استعارہ اور تجوز موقوف ہی ورود شرع پر اور اُسکے اذن پر اور ایک جواب یہ ہی کہ وہ خطاب اس کلام سے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اور مراد اُس سے یہ ہی کہ مت پکڑ ہمکو بسبب ان تقصیرون کے جو ہمسے تیرے حق مین اور تیری نصرت دینے مین ہوئی ہین اسمین اور ایک تھوڑا یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ اگر لولا انت خطاب طرف سید عالم کے ہی تو اللہم لولا انت کسواسطے بولا ہی جواب یہ ہے کہ اللہم دعا کا قصد کرکے نہین بولتا بلکہ افتتاح کیا ہی اُسنے کلام اللہم کرکے تبرکًا اور تیمنًا اور مخاطب بقول لولا انت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیکن پانچوین مصرع مین جو کہا ہی کہ وانزل سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا یہ بظاہر منافات رکھتا ہی اس سے کیونکہ یہ دعا ہی خدای عزوجل سے اور احتمال رکھتا ہی کہ اُسکے بھی مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور معنے اُسکے یون ہون کہ سوال کر تو اپنے پروردگار سے کہ نازل کرے سکینہ کے تئین یعنے قرار و آرام اوپر ہمارے اور ثابت رکھے ہمارے قدم کو اور کہتا ہے بندۂ مسکین یعنے عبدالحق مؤلف کتاب کا ثابت رکھے اللہ تعالے اُسے راہ حق اور یقین پر کہ اگر یہ دعا اور سوال حضرت رسالت ہم سے کہ وکیل اور سفیر جناب باری تعالے کے ہین اور رہا تھہ تصرف اور قدرت مین اُسکی بھی تدبیر کام کی اور زمام اختیار کی کرین درست ہی اگرچہ فاعل حقیقی اللہ تعالے ہی اور حقیقت مین یہ معنے راجح ہین

طرف تاویل کے اور احتمال آخر کی اور لیکن احتیاج تقدیر کے کلام میں نہیں ہی فافہم و باللہ التوفیق اور روضۃ الاحباب میں بعضی کتب سیر سے منقول ہی کہ جب عامر حادی ہو رہے تھے ہیں فالمرتسر ہا حرادتیہ عبداللہ بن رواحہ جو مصنف ان ابیات کا تھا اور رکاب سعادت میں حاضر تھا اُس سے فرمایا تو ہمارے لیے حدی نہیں بولتا اور اونٹوں کو رفتار میں نہیں لاتا عبد اللہ بن رواحہ نے شکر شرط ادب بجا لایا اور انھیں بیتوں کو جو عامر نے پڑھیں تھیں پڑھنا شروع کیا اور ایک بیت اخیر اُس پر زیادہ کی سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا رحمہ اللہ و جبکہ غزوہ موتہ میں پہنچے تجھ شرح اُسکی آوے گی شہید ہوا سبحان اللہ کہ یہ کیا درگاہ ہی کہ اجر خدمت اُنمیں قبول ہو رحمت کا ہی کہ جان دیویں اور مارے جاویں اور حقیقت میں لطف و رحمت یہ ہی کہ اس عالم کے ضیق سے چھٹکار پاویں یہ وہ درگاہ ہی کہ سوا اسبابات کے کہ جان سونپیں چارہ نہیں ہی تنبیہ جان کہ غنا کے اقسام سے ایک قسم حدی ہی کہ سننا اُسکا مباح ہی باتفاق علما اور سننا ہی اُسکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پسند فرمایا ہی جیسا کہ معلوم ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حادی تھا یعنی حدی بولنے والا نام اُسکا انجشہ بہت خوش آواز تھا اور حسن صوت بھی رکھتا تھا حدی معنے تحسین رجز مباح جو نرم اور شیرین آواز سے ہو سفر کی محنت کی تخفیف کے واسطے اور جذب نشاط کے واسطے اور قطع کرتا ہی اونٹ اُس سے راہ کے تئیں اور اُٹھاتا ہی بھاری بوجھوں کو اور دوسری ایک قسم ہی اقسام غنا سے جسے رکبانی بولتے ہیں کہ سواری میں واسطے تخفیف اعیاء سفر کے پڑھتے ہیں اعیاء کے معنے ماندہ ہونا وہ بھی مباح ہی اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اُسکو بہت سنا کرتے تھے اور ایک قسم اُس سے یہ ہی جسے نشید کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ پڑھنا اشعار اور قصیدوں کو باواز خوب اور رنگین بترتیب خاص ساتھ رعایت قوائد موسیقی کے یعنی راگ کے طور سے اور تکلف سے کلام اُسمیں طویل ہی آخر باب عبادات میں کچھ ایک اُس سے گذرا ہی وصل اہل خیبر نے حضرت خیر البشر کی اس عزیمت پر خبر پائی کنانہ بن ابی الحقیق کے تئیں اپنے ہم سوگندوں کے نزدیک جو غطفانیوں سے تھے بھیجوایا اور استمداد چاہی اور ایک قول یہ ہی کہ اُنھوں نے اہل خیبر کی التماس کو مبذول اور مقبول نرکھا اور ایک روایت یوں ہی کہ چار ہزار مرد جنگی اس قبیلے سے نکلے اور پہلی منزل میں اُنھوں نے ایک آواز آسمان سے سنی کہ غارت

آپہونچی اُسپر جو کچہ تم لوگ اپنے گہر وہین چہوڑ کر آئے ہو یہ آواز غیبی سنکر دو اپنے گہرون پر پہرے اور یہہ بہی آیا ہو کہ غطفانیون نے ایک آواز حس و حرکت کی اپنے عقب سے سُنی گمان کیا کہ اہل اسلام اُنکے غارت کے واسطے آئے ہین پس پہرے اور چلے گئے اور یہ بات اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے تہی اور ساتہ اسکے یہ سب بہیر گئے تو بہی دس ہزار سوار اہل خیبر کے لشکر مین موجود تہے اور سب مخذول ہوئے اور روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قلعون کے روبرو آئے اور چشم مبارک اُس جناب کی اُس دیار پہ پڑی یہ دعا اُس عالی منزلت نے پڑہی اللہم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین اسألک خیر ہذہ القریۃ وخیر ما فیہا واعوذ بک من شرہا وشر ما فیہا اور اصحاب نے بہی ساتہ اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دعا پڑہی اور پڑہنا اس دعا کا جس وقت کوئی شہرون کو یا قریون کو دیکہے اور اُسمین وارد ہو تو یہ دعا واسطے اُسکے ماثور اور منقول ہو بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادخلوا علی برکۃ اللہ یعنے داخل ہو تم خدا کی برکت سے پس روان ہوئے طرف اس موضع کے جسکا نام منزلہ کہتے ہین پس نزول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس منزل مین اور ایک جگہہ واسطے نماز کے متعین فرمائی اور وہان نماز تہجد ادا کی اور نماز صبح کی درمیان غلس کے پڑہی اور خیبر متوجہ ہوئے اور عادت شریف یہ تہی کہ غارت صبح کے وقت کرتے تہے اور قادر مطلق نے اس رات خواب غفلت اہل خیبر پہ ڈالا کہ اُس جناب کے آنے سے وہ ناواقف رہے ساتہ اُسکے کہ آہٹ سُن چکے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دیار مین آتے ہین ہر شب احتیاط کیا کرتے تہے اور ہر رات اُنہون کے سوار مسلح ہوکر نکلا کرتے تہے اور متفحص رہا کرتے تہے لیکن اُس رات تمام غفلت کے جیسے پڑی کی نیند مین پڑ گئے یہان تک کہ اُنکون کے مرغون نے بہی بانگ نہ کی اور دواب بہی اُنہون کے حرکت سے ممنوع ہوئے جب آفتاب طلوع ہوا سب بیدار ہوئے اور اپنے بیلچے اور پہاڑوے لیکر باہر نکلے کہ اپنے کہیتون پر جاوین ناگاہ لشکر اسلام کا دور سے اُنکون کی نظرون مین نمودار ہوا تمام بہاگے اور بولے واللہ محمد والخمیس یعنے خدا کی سون یہ محمد ہی جو آتا ہے ساتہ لشکر گران کے اور خمیس نام اُس لشکر کا ہی جسمین پانچ ٹکڑیان ہون مقدمہ میمنہ میسرہ

پیچھے حصہ میں ہوتے ہیں اور خمیس تھا جو داہنے بائیں ہوتے ہیں اور قلب اور ساقہ قلب درمیان
کی فوج کو ہوتے ہیں اور ساقہ عقب کی فوج کو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال انکے
بھاگنے کا مشاہدہ فرمایا تکبیر بلند کی اور کہا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ جب متوجہ ہوئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم طرف خیبر کے
تب اہل اسلام نے اونچی آواز بلند کی اس تکبیر میں اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے رفق اور نرمی کرو اے گروہ اپنی ذات پر تحقیق کہ تم پکارتے بہرے کو اور نہ غائب کو
بلکہ بلاتے ہو اس شخص کو جو سنتا ہے اور نزدیک ہے تم سے اور وہ ساتھ تمہارے ہے مراد جناب
احدیت جل جلالہ سے ابو موسی اشعری جو راوی حدیث ہے کہتا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
عقب تھا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا فرمایا اے عبد اللہ بن
قیس میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ فرمایا رہنمائی کروں تجھے طرف اس کلمے کے جو جنت کے
خزانوں سے ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ فداک امی وابی رہنمائی فرماؤ فرمایا آں جناب صلی اللہ
علیہ وسلم نے وہ کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے لبیک وہ کلمہ ہے کہ جواب میں بولتے ہیں پکارنے والے
کے جو عالی شان ہو اور معنی اسکے یہ ہیں کھڑا ہوں میں خدمت میں تیرے کھڑا ہونا بعد کھڑا ہونا کے
اور اسیطرح سعدیک اصل ان دونوں لفظوں کا الب لک البابین اور اسعد لک اسعادین تھا تخلیل
کے بعد لبیک اور سعدیک رہا ہے کہتا ہے بندہ مسکین کہ خصوص کرے اسکے تئیں اللہ تعالے زیادتی
یقین کے کہ شارحوں نے بیچ تاویل اور تحقیق اس کلمے کے گنجہائے بہشت سے باتیں کہیں ہیں یاد ہے
مجھے کہ شیخ عبد المتقی نے جب اقوال شراح کے نقل کرنے سے فراغت کی اور اسکی تاویلات کے
ذکر سے تب کہا چھوڑ دو اسی جگہ معلوم ہوگا کہ حقیقت اسکے معنے کی کیا ہے انتہی اور مشائخوں
نے کہا کہ تکرار کرنا اس کلمے کا اور استدامت اوپر اسکے بہتر چیز ہے اوپر توفیق عمل کے
غرض جب لشکر کفار اپنے قلعوں میں متحصن ہوا انہیں گھیر لیا اور خبر سلام بن مشکم کو پہنچی سلام نام ہے
اس مرد کا جو انکا رئیس اور بزرگ تھا تب اسکی تحریض اور تحذیر سے دل اوپر قتال کے
رکھا اور اہل وعیال کو قلعہ کتیبہ میں متحصن کیا اور قوت اور کھانا جو کچھ ذخیرہ کیا تھا
حصار نطاۃ میں جسکا نام ناعم اور صعب تھا محفوظ اور مضبوط کیا تحریض کے معنے حریص کرنا

کسی چیز پر اور تمرد پر قادر نا کسی چیز سے اور دلیران لشکر اسلام قلعہ النطاط پر مجتمع ہوئے اور سلام بن مشکم ساتھ
اسکے کہ نہایت ضعف اور بیماری رکھتا تھا کہ پانون سے چل نہ سکتا تھا سوا سے نطاط مین آکر مرکے بھل
دوزخ کو گیا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ کو اوپر جنگ کے تحریص کی اور طرف اجر آخرت
کے اور رفع درجات اور مثوبات کی نوید اور بشارت دی کہ ظفر اور فیروزمندی تمکو ہی اگر صبر کرو پس صلاح
اور التماس کرنے سے حباب بن منذر کی جو مرد رزم و جزم تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رجیع
کے موضع مین جو بہتر اور لائق جگہ تھی لشکر کو وہان مقام کروایا اور نطاط کے قلعے سے جنگ شروع
ہوئی یہود نامسعود قلعے کے اوپر سے تیر چلاتے تھے اور لشکر مین پڑتے تھے اہل اسلام بھی انھون پر
تیر چلاتے تھے اور جو تیر انھون کیطرف سے یہان آکر پڑتے تھے انھین تیرون کو چن کر اہل نطاط پر پھیر
چلاتے تھے جب رات ہوئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر موضع رجیع مین تشریف لائے اور دن کو
عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے تئین لشکر مین چھوڑ کر آپ قلعے کے نیچے واسطے جنگ کے
آتے اور اسی طرح پر روز جنگ کرتے تھے یہان تک کہ قلعہ نطاط فتح ہوا اور ان دنون مین
اہل اسلام سے پچاس شخص گھائل ہوئے اور واقعون سے جو واقعہ اس غزوے مین واقع
ہوا ایک یہ تھا کہ ہوا ان دنون مین بہت گرم تھی محمود بن مسلمہ کا بھائی تھا سو شدت حرارت
سے اور ہتھیارون کے ثقل سے ناعم کے حصار کے سایے مین جاکر اس تصور سے کہ یہان اہل
قتال سے کوئی نہین سو گیا تھا اتنے مین ایک نامرد نے اسنے جسکا نام کنانہ بن ابی حقیق یا مرحب
یہودی تھا علی اختلاف القولین اور صحیح پہلا ہی ایک پتھر حصار کے اوپر سے محمود پر پھینکا وہ پتھر قضاے
آسمانی کی طرح اسکے سر پہ آلگا اور سر اس غازی کا ٹوٹ گیا اور انھین دنون مین اسنے اس زخم سے
شہادت پائی اور جنت الفردوس کو پہونچا دوسرا واقعہ یہ ہی کہ حباب بن منذر نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ خرمے کے درخت یہود کے نزدیک بہت احب
ہین یعنے بہت پیارے ہین انھون کے فرزندون سے زیادہ عزیز ہین حکم ہو کہ ان درختون کو
قطع کرین تاکہ انھون کو حسرت زیادہ ہو پس اصحابؓ اس کام مین مشغول ہوئے جب
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ دل انکا بہت رحیم اور رفیق تھا اور یہ حالت سے مطلع
ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالے اجل جلالہ

مشہور ہے کہ خیبر کی فتح ہو گی اور یہ وعدہ وفا ہونے والا ہے گو درختوں کے کاٹنے سے کیا فایدہ ہے اگر حکم کرو تو لوگ قطع نخیلات سے ہاتھ اٹھا دین تو بہتر ہوتا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ اٹھا دین اس کام سے کہتے ہین کہ چار سو نخیل تک کٹ چکے تھے اور نطاۃ کے حصار کے سوا بھی یعنے اور جگہہ مین بھی قطع نخیل واقع نہین ہوا ہی اور یہ تمام رائے اور اجتہاد سے اصحاب کے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راے بھی موافق اسکے جاری ہوئی تھی اور نہی اور عتاب بھی اوپر اسبات کے واقع نہین ہوا جیسا کہ اساری بدر کے اساری جمع اسیر کی سے فدے لینے کے بیان مین گذرا واللہ اعلم اور ایک واقعہ یہ کہ ایک رات عمر خطاب رضی اللہ عنہ لشکر کی حراست مین قیام کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی پاسبانی کے واسطے ہر شب ایک نگہبانی کے عہدے مین مقرر فرماتے تھے ناگاہ اہل لشکر ایک یہودی کو عمر خطاب رض کے پاس پکڑ لائے حکم کیا اسکو قتل کرو یہودی نے کہا مجھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لیچلو کہ مین اس جناب سے کچھ بات کیا چاہتا ہون عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے حضور اطہر مین بھیجا وہ یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین آکر عرض کرنے لگا کہ یا ابو القاسم مجھے امان دو تاکہ جو کچھ مطابق واقع ہی یعنے جو کچھ نفس حقیقت ہی سو بولون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان دی اسنے عرض کی کہ اہل خیبر کی خبر یہ ہے کہ وہ آپ کے دبدبے سے اور مبارزان اسلام کی صلابت سے نہایت ہراسان ہوے ہین علے الخصوص آج کے قتال کی ہیبت سے انھون نے یہ ارادہ کیا ہی کہ اس حصار مین جاوین جسکا نام شق ہی اور ہتھیار اور غلہ اور ذخیرہ جو کچھ ہی اسکو ایک جگہہ چھپایا ہی مین اس موضع کو جانتا ہون اور کل کے روز جب یہ حصار مفتوح ہوگا تب ملازمان درگاہ کو وہ جگہہ مین دکھلاؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ تعالے تب یہودی نے عرض کی میرے بال بچے جو اس حصار مین ہین سو مجھے بخشو فرمایا بخشا مین نے دوسرے روز نطاۃ فتح ہوا اور اسکے حصار بھی مفتوح ہوے تب وہ یہودی ساتھ اپنے توابع کے آکر مسلمان ہوا اور ایک واقعہ یہ کہ ایک حبشی غلام تھا کہ ایک یہودی کی بکریون کی شبانی کیا کرتا تھا جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حصار کے دروازے تک آوین اس حبشی نے دیکھا کہ یہودی مسلح اور آمادہ جنگ ہوتے ہین پوچھا تمھارا

حال کیا ہے کہا انھون نے کہ ہم اُس مرد سے جو دعوے پیغمبری کا کرتا ہے مقابلہ کیا چاہتے ہیں اسی
بات سے اُس حبشی کو آگاہی پیدا ہوئی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا اور پوچھا
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم طرف کس چیز کے دعوت کرتے ہو تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طرف
اسلام کے کہو تو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ اُسنے کہا جب میں یہ کہوں تو مجھے کیا ملیگا
فرمایا بہشت اگر اوپر اس بات کے ثابت رہے تو غلام فی الحال مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں اگر حکم ہو تو اُسکے مالک کو پہونچا دون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انھون کو لشکر سے باہر لیجا کو اور انھون کو ڈانٹ تو اور کچھ کنکر انھون کے پیچھے
پھینک تحقیق کہ اللہ تعالے تیری طرف سے یہ امانت پہونچا دیگا غلام نے ایسا ہی کیا
بکریاں سب دوڑتی ہوئی بے توقف اور بے اختیار اپنے خاوند کے گھر گئیں اور یہ ایک
تصرف اور معجزہ تھا اُس جناب سے کہ وہ بکریاں بے اختیار دوڑتی ہوئی اس غلام کے
صاحب کے گھر پہونچیں تب وہ حبشی ہتھیار لگا کر صف قتال کا راہی ہوا اور یہودیوں سے
قتال کرتا تھا یہانتک کہ شہید ہوا اہل اسلام اُسے قتلگاہ سے اُٹھا کر لائے اور لشکرگاہ
کے خیمون سے ایک خیمے میں لیگئے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسکے حال سے آگاہ کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل قلیلاً واجر کثیراً یعنے کام تھوڑا کیا اور مزدوری بہت پائی یعنے
روزہ اور نماز اور طاعات اور عبادات اُسنے نہ کی ہی ایک عمل اُس سے ہوا کہ ایمان لایا اور
شہید ہوا لیکن پوچھا چاہیے کہ یہ کیسا عمل ہے اصل اصول تمامی عملون کا ایمان ہے اور مشکل تر
اور شاق یعنے دشوار تر اعمال کا اور جہاد بذل روح کا ہے اور کیا باقی رہا اور حقیقت میں فضل
اللہ تعالے شانہ کا ہے اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود
بنفس نفیس اُس خیمے میں تشریف لیگئے اور فرمایا اور تحقیق کہ اللہ تعالے نے اس بندے حبشی کو
اکرام کیا اور بہشت کو پہونچایا اور دیکھا کہ دو حورعین اُسکے بالین پر بیٹھی ہوئی ہیں پوشیدہ
نرہے کہ بعضی حدیثون میں وارد ہوا ہے کہ اُس حبشی کو لے گئے اور بہشت میں داخل کیا
اور بہشت جواب موجود ہے در آمد ہونا اوس میں درست ہے لیکن اُس شخص کے تئین پھر
نکالین گے اور موقف حشر میں حاضر کرینگے اور حال یہ تھا بہشت سے داخل ہونے

سکے بعد واقع نہین ہوا اور حدیث مین آیۃ الکرسی کی قراءت کی فضیلت مین بعد داخل ہونے سے کے
واقع ہوا ہے لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت یعنے نہین مانع اُسسے داخل ہونے سے جنّت سے
مگر موت اور ہو سکتا ہی کہ مراد تہیہ اور استعداد ہو جنّت کے داخل ہونیکے تئین اور ظاہر یہ ہے کہ
مراد دخول ارواح ہی سبز طائرون کے جوف مین جیساکہ شہیدون کی فضیلت مین واقع ہوا ہی اور
ایک واقعہ یہ ہی کہ مومنین حصار صعب کے محاصرے مین مشغول تھے کہ مرحب یہودی قلعے سے باہر
نکلکر مبارزت مین جولان کر رہا تھا اور عامر بن سنان بن الاکوع جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حدی بولتے وقت فرمایا یرحمہ اللہ چنانچہ گذرا سو مرحب کے مقابل ہوا اُس جہود نے ایک ہاتھ
تلوار کا اُسپر چلایا عامر نے وہ وار سر پر لیا تلوار مرحب کی اُسکے سپر مین جم بیٹھی پس عامر نے تلوار
غلاف سے نکالکر مرحب پر وار کیا اور اُسکی شمشیر اُسکے سر سے خطا کرا پنے زانو پر لگی اپنی تلوار سے
آپ ہی مجروح ہوا اور اُسی زخم سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور مصداق دعا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا جو اُسکے حق مین فرمایا تھا رحمہ اللہ اور غفر لہ ربہ ظاہر ہوا روایت کرتے ہین کہ سلمہ بن
الاکوع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے
اصحاب کہتے ہین کہ عامر کا عمل حبط ہوا کہ اپنی تلوار سے آپ ہی مارا گیا اور اپنے نفس کا آپ ہی
قاتل ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دے غلط کہتے ہین تحقیق کہ اُسنے دو اجر ہین اور اپنی
دونون انگشت مبارک کے تئین ضم کیا اور فرمایا انہ لجاہد مجاہد ضم کے معنے ملانا اور حبط کے معنے
باطل ہونا عمل کا اور ایک واقعہ یہ کہ صعب کے محاصرے کے دنون مین اسلام کی مہم مجاعت کی
سختی سے نہایت صعب ہوئی ایسی کہ قریب ہلاک پہونچے مجاعت جوع سے آیا ہی یعنے بھوک اور
صعب آخر کے معنی دشوار اور صعب اوّل نام اُس قلعے کا ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
درگاہ صمدیت سے سوال کی تاکہ اپنے فضل وکرم سے ایسا کوئی قلعہ اسلامیون کے ہاتھ سے
مفتوح فرماوے کہ عُسرت اُنکی بدل ہوئے یسر سے اور محنت منتقل ہوئی طرف راحت کے
پس علم منذر بن حباب کے ہاتھ دیا اور اہل اسلام نے یکبارگی حملہ کیا اور اپنے تئین قلعے کے دروازے
تک پہونچایا اور قتال مین مشغول ہوگئے تائید الٰہی سے حصار کشادہ ہوئے قماش اور متاع اور
کھانے بیشمار اُس سے باہر لائے اور شراب بہت سی گرائی یعنے اُس قلعے مین جو آن شرابخواروں کے

خم تھے سو توڑ ڈالے اور شراب کو بہا دیا عبداللہ بن حمار ایک مرد تھا اسلام سے کہ کبھی کبھی بنت انگور سے چاشنی گیر تھا اور اسکی صحبت سے سرگرم اور سرخوش ہوتا تھا اُس روز اُسنے اہل خیبر کی شراب سے تجرع کیا اصحابؓ نے اُسپے تشنیع اور ملامت کی اُن سبھون مین عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسپے لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تبرا اُسسے مت کر کہ وہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محبت ارتکاب معصیت سے فی الجملہ جمع ہوتی ہے نعم محبت کامل وہ ہے کہ ساتھ موافقت اور اتباع کے ہو ان المحب لمن یحب مطیع اور یہ ہر مومن خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے موصوف ہے جس طرح ایمان کامل اور ناقص ہوتا ہے محبت بھی بدستور ناقص اور کامل ہوتی ہے اور ایک واقعہ یہ کہ اہل اسلام غموص کے حصار سے مشغول تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دردسر عارض ہوا تھا کہ بنفس نفیس وہان حاضر نہ ہوتے تھے اور ہر روز اعیان مہاجرین اور انصار سے ایک کو اختیار فرماتے تھے اور رایت نصرت اُسے دیکر واسطے جنگ کے بھجواتے تھے غموص کا قلعہ اور قلعون سے نہایت مستحکم اور مضبوط تھا فتح اُسکی باسانی نہوئی روایت کرتے ہین کہ ایک روز عمر خطاب رضی اللہ عنہ علم اُٹھا کر ایک جمعیت کے ساتھ قلعے کے نیچے آئے اور جتنا کوشش اور جد وجہد کیا روی مراد نہ دیکھا تب ابوبکر صدیقؓ نے رایت اُٹھایا اور ایک گروہ شجعان ابطال سے ہمراہ لیکر قتال وجدال مین ارباب ضلال کے مبادرت کی اور بڑا ہی ایک مقاتلہ درمیان لائے لیکن مقصود پیچھے پھرے نیل بروزن سیل یعنے پانا اور ابطال جمع ہے بطل کی بطل یعنے بہادر تیسری بار پھر عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھ گروہ اصحابؓ کے جاکر محاربہ کیا عنان مراد ہاتھ مین نہ لاکر پیچھے پھرے چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی اوپر اسباب کے جاری ہوئی تھی کہ یہ فضل خاص مزید اختصاص یعنے فتح خیبر کی جناب ولایت مآب اسد اللہ الغالب شہسوار بطحا و یثرب امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ سے رکھتا ہو اور قلعہ غموص تمامی قلعون سے خیبر کے سخت تر اور محکم تر تھا سو اُسکو اُس شہسوار کے ہاتھ سے فتح کرکے مقدمہ اساس فتوح تمامی قلعون کا اور خیبر کے دیار کا کیا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنے یہ فضل اللہ تعالیٰ دیتا ہے جس شخص کو کہ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ واجب فضل کا ہے فضل ایسا فضل کہ عظیم ہے اگرچہ بعضے اُن قلعون سے

مثل قلعہ نطاۃ اور صعب وغیرہ اس سے آگاڑی مفتوح ہوے لیکن اتمام فتح خیبر اور اکمال منسوب بجنگ مرتضوی ہی روایت کرتے ہین کہ جب خلفاء راشدین سے یہ مہم انصرام کو نہ پہونچی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کو یہ ارشاد فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غدا اولیاخذن الرایۃ غدا رجل یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ یعنے کہ عطا کرونگا مین رایت کل کے روز یا اس طور سے فرمایا کہ لیوے گا رایت کل کے روز ایک مرد ایسا کہ جسے دوست رکھتا ہی اللہ تعالے اور رسول اسکا فتح کرے گا خدا خیبر ہاتھ سے اسکے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا لیاخذن الرایۃ غدا رجل کرار غیر فرار یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ کرار یعنی حملہ کرنے والا اور پھیرنے والا دشمن پر اور بہت حملہ کرنے والا اور روضۃ الاحباب والے نے اس لفظ کی تفسیر یہ کی ہی جنگ کرنے والا دشمن سے اور نہ بھاگنے والا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر بشارت اثر اور یہ نوید سعادت ثمر زبان معجز بیان سے فرمائی تمام اصحاب نے دیدہ امید کی راہ پر اور چشم انتظار رسول کی درگاہ پر لگا کر بیٹھے کہ دیکھین یہ دولت سرمدی اور عنایت ایزدی کسکو نصیب ہو اور یہ فضیلت کس سے مخصوص ہو سعد بن ابی وقاص سے مروی ہی کہ کہا کہ حضور اطہر مین گیا مین اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آداب کر کے دو زانو بیٹھا مین اور پھر اٹھا مین امید سے کہ اس رایت کا صاحب مین ہون عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ کہا ہرگز امارت کو مین نے دوست نہین رکھا مگر اس روز اور ایک روایت مین یون ہے کہ جماعۃ قریش آپسمین کہتی تھی کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اس مراد سے فائز نہوینگے کیونکہ انکی آنکھین آئی ہین اور درد کرتی ہین اس درجے مین کہ اپنے پاؤن تک آگاڑی نہین دیکھ سکتے اور منقول ہی کہ جب حضرت امیر نے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرماتے ہین تب راہ آرزو اور طلب کی باندھ کر اور دل اور چشم توکل اور امید خدا کے فضل پر لگا کر کہا اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت یعنے اے پروردگار کوئی مانع نہین ہو سکتا جسے تو عطا کرے اور کوئی عطا نہین کر سکتا جسکے واسطے تو منع کرے اور اس جناب نے درد چشم کے سبب سے خیبر کے سفر سے تخلف کر کے مدینے ہی مین قیام کیا تھا اور ہمراہ پیغمبر کے نہین آسکے تھے اور آشوب چشم کا نہایت رکھتے تھے اپنے دل مین کہا کہ تخلف میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوری جہاد کے کاروبار سے خوب نہین سفر کی کارسازی کر کے پیچھے سے لشکر اسلام کے راہ مین یا پہونچنے کے بعد

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی جب دن ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہیں
لوگ چاروں طرف سے پکار اُٹھے کہ یہاں ہی ہیں لیکن آنکھیں اُن کی ایسی درد کرتی ہیں کہ آپ کے سامنے
نہیں دیکھ سکتے فرمایا اُنکو میرے پاس لاؤ سلمہ بن الاکوع نے جاکر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا لیے ہوئے
لاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں پہونچایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جنابؓ کا سر
اپنے زانوے مبارک پر رکھا اور آب دہان مبارک اپنا حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگایا اور دعا کی
فی الحال درد چشم زائل ہوا اور شفاے کلی حاصل ہوئی اور اُس روز سے پھر کبھی درد چشم اور درد سر
امیر عالیمقدار کو نہ ہوا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی
اللہم اذہب عنہ الحر والقر الٰہی دور کر اُس سے گرمی جس سے آزار ہو اور سردی کو جس سے اذیت ہو
کیونکہ تشویش اکثر آدمیوں زاد کے تئیں اس امر سے ہوتی ہے خصوصاً معرکہ جنگ میں اور خیبر کی ہوا
اُن ایام میں بہت گرم تھی پس اُسکو نفی کیا اور سرما کو بھی استطراداً فرمایا ابن ابی لیلی کہتا ہے کہ
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سخت گرمی کے دنوں میں پوشاک پنبہ دار پہنتے تھے اور کڑاکے جاڑے
میں باریک لباس پہنتے تھے اور اُس سے کچھ اندیشہ اور باک نہیں رکھتے تھے جب علی مرتضیٰؓ
اُس علت سے صحیح ہوئے تب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص زرہ اُن کے بدن مطہر پر پہنی
اور ذوالفقار کمر سے لگائی اور رایت اپنا اُس شیر الٰہی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا جاؤ التفات مت کرو
جبتک مفتوح کرے اللہ تعالےٰ قلعہ تمہارے ہاتھ سے علی مرتضیٰؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کس چیز پر
قتال کروں اُنھوں کو حضرتؐ نے فرمایا قتال کر جب تک کہ دیویں گواہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی سو جب یہ گواہی دیویں وے پس تحقیق بچالیا اُنھوں نے اپنی جان و مال کو مگر حق پراُسکے اور
حساب اُنھوں کا خدا پر ہے اور ایک روایت سے یہ کہ جب علی مرتضیٰ علم ہاتھ میں لیکر چلنے لگے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتال کرتا ہوں میں جب تک کہ وے مانند ہمارے ہوں یعنے
اسلام لاویں فرمایا علی تعجیل مت کر جب تک اُن کے ساحت میں اترو اُسوقت اُنکو طرف
اسلام کے دعوت کرو اور خداے عز و جل کے حقوق پر جو کچھ اُسنے اپنے بندوں پر واجب گردانا
ہے واقف کرو اور قسم خدا کی اگر ہدایت کرے خدای تعالے تمہارے ہاتھ سے ایک مرد کو بہتر ہے وہ
تمکو اسباب سے جو تمکو ہوویں اشتران سرخ کہ راہ خدا میں تصدق کرو تم اور مراد اُن سے

یہ ہی کہ ہدایت کرنا موجب ثواب آخرت ہی فاضلتر اور بہتر تر ہی دنیا سے کیونکہ رہنمائی کرنا طرف حق کے
فاضل ترین اعمال ہی اور تصدیق کرنے سے جو عبادت مقدری کی ہی مانند اسکے جو واقع ہوا ہی کہ ذکر
کرنا افضل ہی خدا کی راہ مین سونا اور روپا انفاق کرنے سے انفاق نفقہ سے آیا ہی پس سوچ تو اگر
ایک شخص ہو کہ دامن اور آستین اپنے روپے اور سونے سے پُر کرکے راہ خدا مین بخشش کرے
اور دوسرا شخص ہو کہ گوشے مین بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہو وہ شخص بہتر ہی انفاق کرنے والے سے
پس شیر خدا وہ علم اُٹھا کر مثل آفتاب عالمتاب روان ہوئے اور عرصۂ خیبر کو اپنی ضیا اور صولت سے
منور اور لرزان کیا اور حصار قموص کے نیچے آکر علم کو ایک سنگریزے کے تودے پر جو وہان تھا
قائم فرمایا ایک شخص احبار یہود سے اُس حصار کے اوپر کھڑا ہوا تھا دیکھکر بولا ای صاحب علم
تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی فرمایا مین علی ہون یہ سنکر وہ یہودی اپنی قوم سے بولا قسم توریت
کی اب تم مغلوب ہوئے اور یہ جوانمرد فتح کیے بغیر یہان سے نہین پھرے گا ظاہرا وہ یہودی خبر
صفات علی مرتضے علیہ السلام کی جانتا تھا اور شجاعت اُس شجیع بیمثل کی اور اوصاف اُسکے توریت
مین پڑھے تھے اور وصف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اصحابؓ خاص کے کتب سلف مین
مذکور اور مسطور تھے پس اول جو شخص اُس حصار سے باہر نکلا واسطے جنگ کے سو حارث یہودی
تھا دلاور اور پہلوان کہ نیزہ اُسکا تین من کا تھا فیل سیہ مست کی طرح آکر لگا جنگ کرنے اور اہل
اسلام سے اُسنے کئی شخصونکو شہید کیا مترجم کہتا ہی کہ ارمان میرے دل مین اسی بات کا ہی کہ اکثر مقام
ایسے ہین جہان طبیعت بے اختیار چاہتی ہی کہ عروس مضمون کو جو الفاظ کے حجلے مین مائیون بیٹھی ہی
رنگین بیانی کی آرایش سے بنا سنوار کر بال بال گج موتی پرودن لیکن کیا کرون متابعت مصنف کی
یکسر سو نہین چھوڑتی نہین تو موشگافی کرتا اور عبارت اس کتاب کی ایسی تنگ ہی جس سے میرا جی تنگ
ہوا ہی اور حوصلے کا قافیہ بھی تنگ سراسر اکثر الفاظون کی شرح کرتا ہون اور مضمون کی بھی
اور اُسین مقامات وہ نامشکل ہین اور وہ دریاے عمیق ہے کہ جہان منتہی نظر التعمق اور
تامل سے اگر غوص سے دیکھے تو غوطہ مین جاوے سو ایسے بحر موّاج مین غواصی کرکے دُر
گران بہا لعت مراد پر لاتا ہون اور اس وقت کو پانی کرتا ہون شاہ ولایت کی مدد سے
جو عالم علم لدنی ہی جسنے ایک ہاتھ سے خیبر کا دروازہ اُکھاڑا اور اپنا سینہ سپر کیا غرض جب

حیدر کرار نے دیکھا کہ حارث نے خیبر کے میدان مین کئی مسلمانون کے خون سے زمین کو سرخ کیا غضب
مین آکر اُسکے مقابل ہوکے ذوالفقار دو سر سے اُسکے سرتاپا کو ایک اشارے مین قلم کیا اور
جہنم کو بھیجا مرحب جو اُسکا بھائی تھا اُسکے قتل سے واقف ہوا خاک پھانکتا آگ بگولے کی طرح خیبر کے
کئی شجیعون سے ہتھیار لگا کر بلکہ تمام و پر انتقام باہر آیا کہتے ہین کہ مرحب اہل خیبر کے درمیان
بڑا ہی پہلوان تھا نہایت تنومند اور بلند و بالا اور شجاعت اور مبارزت مین اُس گروہ کے
پہلوانون مین اُسکا ثانی اور ہمتا نہ تھا اور اُس روز اُسنے دو زرہ پہنی تھین اور دو تلوارین حمائل
کین اور دو پگڑیان سر پر پیچ کر اور ایک خود آہنی اُسپر رکھکر یہ رجز بولتا ہوا میدان جنگ مین آیا
شعر قد علمت خیبر انی مرحب ٭ شاکی السلاح و بطل مجرب ٭ ترجمہ اُسکا **شعر** جانتے
ہین اہل خیبر ہون مین مرحب لوگ جان ٭ ہون زرہ لٹکانے والا اور مجرب پہلوان ٭ مرحب
یہ رجز پڑھتا ہوا میدان مین جولان کرتا تھا اور ہل من مبارز کا نعرہ مارتا تھا لشکر اسلام سے کسی کو
یہ مجال نہوئی کہ اُسکے ساتھ مقابلہ کرے اور میدان قتل مین آوے اُس وقت غضنفر ہیجا
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اُسکے روبرو ہوئے اور یہ رجز زبان مبارک سے پڑھی **شعر** انا الذی
سمتنی امی حیدرہ ٭ ضرغام اجام ولیث قسورہ ٭ ترجمہ اسکا **شعر** مین ہون وہ غازی دین سمتنی
امی حیدرہ ٭ ضرغام اجام ولیث قسورہ ٭ ترجمہ اسکا **شعر** مین ہون وہ غازی اور قسورہ بمعنی شیر
حملہ آور مترادف المعنی ہین اور رجز پڑھنا معرکہ جنگ مین عادت شجیعون کی ہے اور مدح نفس کرنا
اس مقام مین جائز ہے تاکہ ہیبت دشمن کے دل مین پڑے اور ایک شوکت ظاہر ہو مرحب
نے چاہا کہ پیش دستی کرکے تلوار سے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سر پر چلاوے شاہ ولایت نے
سبقت کرکے ذوالفقار آبدار کا ہاتھ اُس ملعون غدار کے سر پر اُتارا اُسنے سپر کے گھونگھٹ
مین اپنا سر چھپایا سپر اور خود اور دستار سے گذر کر اُسکے حلق تک پہونچی اور ایک روایت مین
یہ کہ اُسکی رانون تک اور ایک روایت ہے یہ کہ قابوس زین تک ذوالفقار پہونچی اور وہ کافر
مانند ایک برج کے جو قلعۂ آہنی مین تھا دو ٹکڑے ہو گیا سچ ہے جسپر ید اللہ کا غضب کا ہاتھ اُٹھے
پھر وہ دو ٹکڑے نہو تو کیا ہو **شعر** غضب سے وہ ہاتھ اپنا جسپر اُٹھائے ٭ اجل کا تپانچہ قسم اُس
کی کھائے ٭ پس واسطے مدد حضرت امیر رض کے مومنین میدان مین آئے اور ہاتھ جو دیون

کے قتل پر دراز کیا سات شخص اُنکے رئیسون سے اور نامدار بہادرون سے قتل کیے اور باقی اُنکے دُن
کے بھاگ کے قلعے کی طرف چلے حضرت امیرؑ اُنکے پیچھے مارتے ہوئے بھگاتے چلے جاتے تھے
اُس حالت مین ایک یہودی نے اُس جناب ولایت مآب کے ہاتھ پر شدت سے ایک ضرب کی اور
آپ مشرکون کی زد و کوب مین مصروف تھے سپر دست مبارک سے زمین پر گری ایک یہودی
نے وہ سپر دوڑ کر اُٹھا لی اور بھاگ گیا اور حضرت امیرؑ کو غضب مین لایا اور ایک حالت عالم
قدرت ربانی سے بقوت روحانی وارد ہوئی کہ خندق سے ایک جست کر کے حصار کے دروازے
پر جا پہونچے اور اُس حصار کا ایک در آہنی تھا قدرت دست ولایت سے اُکھاڑ لیا اور اپنی سپر
گردانا اور جنگ مین مشغول ہوئے حضرت امام محمد باقر سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام اولادہ
الکرام سے منقول ہے کہ کہا جب شاہ ولایت نے خیبر کا دروازہ ہاتھ مین پکڑا اور ہلایا تا کہ
اُسے اُکھاڑین تب تمام حصار ہل گیا اور ایسا لرزا کہ صفیہ حی بن اخطب کی بیٹی تخت پر سے
گر پڑی اور منھہ اُسکا مجروح ہوا نقل لیا گیا حکمت تخصیص اس جنبش کی سرایت کی صفیہ کے تئین
علامت ایک مناسبت کی تھی کہ بسبب اُسکے اسیر ہوئی اور آخر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے
حبالۂ نکاح مین آئے یعنے یہ تخت سے گرنا صفیہ کا اسواسطے تھا کہ متنبہ یعنے آگاہ ہو اور اُس کے
باطن کا علاقہ حرکت مین آوے اور استعداد پذیر ہو کے مستعد اُس دولت اور سعادت کی ہو
چنانچہ بیان آگے آویگا اور روایت کرتے ہین کہ علے مرتضے نے جنگ سے فارغ ہو کر
اُس پٹ کو دو وجب کے مقدار پر تافت کیا اور بیٹھہ کے پیچھے دور پھینکا کہتے ہین سات شخص
صاحب زور و قوت نے ہر چند جہد اور کوشش کی اُس در کے تئین اس پہلو سے طرف اُس
پہلو کے پھرا وین نہ پھرا سکے اور چالیس شخصون نے ارادہ کیا کہ آپس مین ایک دوسرے کی
کمک سے اُس پٹ کو اُٹھاوین عاجز ہوئے روضۃ الاحباب اور معارج مین یون ہے اور
اکثر کتب سیر مین اور معارج مین نقل کی ہے کہ وزن اس پٹ کا آٹھہ سو مَن کا اور مواہب مین
لایا ہے کہ اُکھاڑا علی رضی اللہ تعالے عنہ نے باب خیبر کے تئین اور تحریک نکر سکے اس در کو
ستر شخص اگر بہت سی مشقت کے بعد آور ابن اسحق کی روایت مین سات شخص کر کے آیا ہے
اور روایت کی ہے حاکم نے بیہقی سے لیث بن ابی معلم سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے

جابر سے کہا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خیبر کا در اکھاڑا اور ہاتھ پر اٹھا لیا اگر تجربہ کیا گیا بعد
اُسکے اور اُٹھا نہ سکے اُسے چالیس مرد اور کہا ہی گرلیسٹ جسکا نام اوپر نزدیک گذرا روایت ضعیف
ہی اور ایک روایت مین بیہقی سے آیا ہی کہ جب حضرت امیر علیہ السلام حصار کو پہونچے تب
اکھاڑا اور اسکو زمین پر پھینکا جمع ہوئے اسکے بعد ستر مرد ہم سے کہ اعادہ کرین اور قائم کرین
اس پٹ کو اسکی جگہ مین اور کہا ہی ہمارے شیخ نے کہ یہ تمام روایتین واہی ہین اور سیوطی نے انکار
کیا ہی بعضے عالمون نے انتہی کلام المواہب اور صحیح بخاری مین امیر المومنین رض کی فتح مذکور ہے اور
اسمین در اکھاڑنے کا مذکور نہین ہی لیکن مشہور ہی اور کتب احادیث مین مذکور اور مسطور ہی اور
معارج مین ایک عجیب حکایت دوسرے عالم سے لاتا ہی کہ جب چالیس مرد زور اور اس در کے
اٹھانے سے عاجز ہوئے تب حضرت شاہ کی خاطر مین ایک تعجب گذرا اور اپنے اس زور اور
قوت پر ایک نازش فرمائی جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا پیغمبر سے علی مرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ سے کہو کہ پھر جا کر اس پٹ کو اٹھاؤ پس حضرت امیر گئے اور ہر چند جہد و اہتمام کیا اسکو
نہ اٹھا سکے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ فرماتا ہی کہ اس در کا
اٹھانے والا وہ شیر نہ تھا بلکہ ہم تھے اُسکے اٹھانے والے اور اسی جگہہ سے ہی جو حضرت
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس در کو مین نے قوت روحانی سے اکھاڑا جسمانی سے نہین
اور ظاہر ہی کہ یہ بات عالم قدرت سے تھی نہ عادت سے اور عالم حقیقت سے تھی نہ مجاز سے
القصہ جب اہل حصن قموص اور خیبر کے تمامی قلعہ والون نے یہ قوت اور قدرت حضرت
امیر علیہ السلام سے دیکھی فریاد الامان الامان انکھون سے بلند ہوئی حضرت امیر علیہ السلام
نے موافق اشارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انکھون کو امان دی اس شرط سے کہ ہر مرد
اپنے لائق کھانا ساتھ اٹھا لیکر اس دیار سے باہر جاوے اور مال و متاع اور ہتھیار اور
تمامی اموال اہل اسلام کے واسطے چھوڑین اور کسی چیز کو پنہان اور پوشیدہ نہ رکھین
اگر کچھ مال ظاہر ہو جسنے ظاہر نہ کیا ہو امان بھی مانند انکھون کے ایمان کے مسلوب ہو اور
جب خیبر کی فتح کی خبر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی شکرانہ اس نعمت کا بجا لانے
کو کہ فتح سبب ظہور عزت اسلام کے ہوئی اور جب حضرت امیر ہم کفار کو ٹھہرا کر اور قرار دیکر فتح فیروزی

سے متوجہ طرف سید ابرار کے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالیجناب کی تہنیت کے واسطے استقبال اور استبشار کے لیے خیمے سے باہر آئے اور حضرت امیر سے بغلگیر ہوئے اور انکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا بلغنی نبائک المشکور وصنیعک المذکور قد رضی اللہ ورضیت انا عنک یعنے میرے تئین خبر تیری ایسی خبر کہ شکر کی گئی اور کام تیرا ایسا کام کہ ذکر کیا گیا تحقیق کہ راضی ہوا خدا تجھ سے اور راضی ہوا مین تجھ سے پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ روئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی یہ رونا خوشی کا ہی یا اندوہ کا کہا بلکہ خوشی کا اور کہا کیونکر خوش نہ ہوئین کہ تم مجھ سے راضی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مین تنہا تم سے راضی کیا ہون بلکہ خدا اور جبرئیل اور میکائیل اور تمامی فرشتے تمسے راضی ہین کہتے ہین کہ حصن قموص مین جسکا والی کنانہ بن ابی الحقیق تھا سو جوشن یعنے زرہ اور چار سو شمشیر اور ہزار نیزے اور پانچ سو کمان ہاتھ چڑھین اور اثاث اور امتعہ جمیع متاع کی فراوان جمع ہوا اور روایت کرتے ہین کہ کنانہ بن ابی الحقیق کہ جو یہود خیبر کے رئیسون سے تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لائے فرمایا ابی الحقیق کا گنج کہان ہی جو پہلے ایک کھال بری کی زر اور زیور اور دُر و جواہر اُس پاس تھا برہ بکری کے بچے کو کہتے ہین جو شیرخوارہ ہو اُسکو ثروت زیادہ ہوئی تب بکری کی ایک کھال اُس سے پُر ہوئی اور جب اُس سے زیادہ فراغت ہوئی تب ایک بیل کے پوست مین گنجایش ہوئی اور جب اُس سے بھی ترقی ہوئی ایک کھال اونٹ کی پُر ہوئی اور جب اہل مکہ کے تئین کوئی جشن یا شادی برات ہوتی تب وے ابی الحقیق کے نزدیک کچھ گروی بھجواتے اور اُس سے زیور اور جواہر جو اُنھون کو درکار ہوتا عاریت لیتے پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ جو اُسکا بیٹا تھا اُس سے فرمایا وہ گنج ابی الحقیق کا کہان ہی اُسنے کہا یا ابوالقاسم ہمنے اُسکو جنگ کے کامون مین اور زمانے کے تفرقون مین خرچ کیا اور اُس سے کچھ بھی نہین بچا اور سوگند کی حضرت نے فرمایا اگر اس سے بعد یہ بات برخلاف ظاہر ہو تو خون تمھارا مباح ہوگا اور امان سے باہر آوگے تم یہ فرما کر حضرت امیرؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے تئین اور یہود کے گروہ کو اس قضیے پر گواہ کیا اور حال یہ کہ اس ہنگام مین وہ مال تھا جب حصار نطاۃ مفتوح ہوئی اُس مال کو کنانہ بن ابی الحقیق نے ایک کھنڈر مین گاڑ دیا تھا خدائے عز وجل نے اپنے پیغمبرؐ کو اس راز سے خبردار کیا پس سرور عالمؐ نے کنانہ کے تئین حضور مین یاد فرمایا کہ تو بحکم

خبر آسانی جھوٹا نکلا پس سید رسل نے زبیر عوام کے تئین اہل اسلام سے ایک گروہ کے ساتھ اس ویرانے کی طرف بھجوایا انھون نے جاکر حکم کے مطابق جہان پتا دیا تھا جاکر اس جگہ کو کھودا اور اس گنج کو وہان پایا اور جب غدر اس جماعت کا ظاہر ہوا مطابق اُس عہد اور شرط کے جو درمیان ہوا تھا امان انھون سے اُٹھ گئی پس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کے تئین محمد بن سلمہ کو سونپا اُسنے اُسے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض مقتول کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت حضرت امیر کو قموص پر جنگ کے لیے بھیجا تب محمد بن مسلمہ کو فرمایا کہ بشارت ہو تجھے کہ کل تو اپنے بھائی کے قاتل کو مقتول کریگا آخر الامر سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر پر منت رکھکر انھون کے خون سے درگذرے اور انھون کی عورتون کو سبی یعنے اسیر کیا اور انھون کے اموال کو غنیمت کیا اور حکم سے اُس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی غنایم جمع غنیمت کی یعنے لوٹ وہان کی قماش اور متاع اور ہتھیار اور کھانے بیشمار اور دواب یعنے گائے بیل وغیرہ سب کو حصار نطاۃ مین جمع کیا آکر فرمایا کہ منادی کردو کہ خبر ایک رسی یا سوئی کو اگر پوشیدہ رکھوگے تو خیانت غنیمت مین موجب عار اور عیب ہے اور آتش دوزخ ہو روایت کرتے ہین کہ ایک حبشی غلام تھا کہ اسباب اور متاع سفر اُس جناب کا اُسکے عہدے مین تھا اور نام اُسکا کرکرہ جھر جھرہ کے وزن پر اور دردرہ کے وزن پر بھی آیا ہی اور بعضون کے نزدیک بروزن ہرکرہ اور جھر جھرہ ہی سو اُنھین دنون مین فوت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آتش دوزخ مین ہی اصحاب رضی نے اُس بوجھ مین تلاش کی اُسکے اسباب مین ایک پشمین گلیم پائی کہ غنیمت سے اُسنے اُسے اپنے حصے سے زیادہ لیا تھا اور یہ بھی مروی ہی کہ خیبر کے روز اصحاب رضی سے ایک مرد فوت ہوا اُس نماز کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلام کیا حضرت نے فرمایا نماز پڑھو اپنے صاحب پر مین نہین پڑھتا یہ سُنکر لوگون کا رنگ متغیر ہوا فرمایا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمھارے اِس یار نے غنیمت مین خیانت کی اصحاب نے اُسکی متاع مین تفحص کیا اور تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اُسکے سامان مین کئی مُہرے یہود کے مہرون سے ملے کہ وہ دو درہم کی قیمت نہ رکھتے تھے اور حدیث متفق علیہ مین بھی آیا ہی یعنے سب اسباب پر متفق ہین کہ ایک شخص نے سرورِ عالم کے واسطے ایک غلام بھجوایا نام اُسکا مدعم بروزن درہم پس جسوقت بوجھا اوتارتا تھا اسوقت اُسکو ایک تیر سونچا کہ معلوم نہ تھا اُس تیر کا چلانے والا

پس مرا وہ اُسکے زخم سے پس کہا لوگون نے گوارا ہو جیو اُسکو بہشت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین اُسنے شہادت پائی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے مجھے اُس خدا کی کہ بقاے ذات میری
اُسکے ہاتھ مین ہی کہ اُس غلام نے وہ گلیم جو خیبر کے اموال کے غنایم سے پیشتر از قسمت لی شعلہ مارتی ہو اُسپر
دوزخ کی آتش اور جب لوگون نے یہ بات سنی تب ایک شخص ایک بند نعال یعنے جوتی کا بندھن چمڑے
کا اور دوسرا وہ بند لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک دوال اور وہ دوال آتش سے
ہین اور وعید اسباب مین بہت واقع ہوئے ہین وعید یعنے ڈرانا خدا کے غضب سے لیکن فقہ کی
کتابون مین مذکور ہی کہ اگر جنس طعام سے ہو یا میوہ ہو اگر کھاوین تو جائز ہے اور اگر بیل یا اونٹ ذبح
کرکے کھاوین تو بھی روا ہی اور تمامی غنیمت جمع ہوئی تب تقسیم کی خمس نکالنے کے بعد پیادے کو ایک
سہم اور گھوڑے کو دو حصّے پس جو گھوڑا رکھتا تھا اُسے تین سہم دیے اور جو گھوڑا نہ رکھتا تھا اُسے
ایک سہم ایسا تفسیر کیا ہی نافع نے اس حدیث کو سہم یعنے حصّہ اور عسقلانی کہتا ہی کہ کہا ہے
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ سوار کو دو سہم ہین ایک اُسکی ذات کا دوسرا اُسکے گھوڑے کا اور جو عورتین کہ
اہل لشکر کی خدمت کے واسطے اور بیمارون کے اور گھایلون کی دوا کے واسطے ہمراہ تھین اُنکو بھی
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عطا فرمایا لیکن اُنھون کو سہم نہین دیا اور حکم کیا سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ خیبر کے غنایم کو بیچ ڈالو اور برکت اور رواج ہونے کے واسطے اُسپر دعا کی پس تجار
ہر طرف سے حاضر آئے برغبت تمام اور دو دن مین تمام وہ اموال بک گیا اور گمان یہ تھا کہ مدت مدید
تک اُسکے بیچنے سے فارغ نہوینگے کیونکہ بہت اموال تھا اور منقول ہی کہ جب غدر یہود کا ظاہر ہوا
باوجود اُسکے ترک قتل کرکے اُنھون پر منت رکھکر حکم کیا کہ خیبر کی زمین سے نکل جاوین پس اہل خیبر
تضرع اور زاری کرنے لگے کہ ہمکو اہل اسلام باغون کی اور کھیتون کی خدمت کے جہت سے رکھین
التماس یہ کہ ہمکو اجرت سے خدمت فرماوین اور اپنے تئین اس کام کے تردد سے فارغ رکھین
اور ہمکو اصل ملک مین کچھ دخل نہین ہی پس رحمۃ للعالمین نے اُنھون پر ترحم فرماکر اُس
کام پر تعین فرمایا مقرر یہ کہ آدھا محصول بیت المال کو پہنچاوین اور دوسرا آدھا اپنی
اجرت عمل مین یعنے مزدوری مین لیوین اور اس معاملے کے تئین مخابرہ کہتے ہین جو اہل
خیبر کے ساتھ واقع ہوا اور خمس سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ایک حصّہ ارزانی فرمایا اور یہ

جو حدیث میں آیا ہے کہ عثمان بن عفانؓ اور جبیر بن مطعمؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گئے کہ ہم
بنی ہاشم کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے کیونکہ آپ انھوں میں سے ہیں لیکن قرابت ہماری اور بنی مطلب
کی آپ سے ایک مرتبے میں ہے یہ کیونکر ہوا کہ انھوں کو عبد المطلب کا سہم آپ نے عطا کیا اور
ہمکو محروم کیا تو آپ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نہیں ہیں
مگر ایسے ہی یعنے جس طرح بیان کیا اور آپ نے اصابع مبارک کو تشبیک فرمایا یعنے انگلیوں کو کھولا
اور فرمایا ہم اور بنی مطلب آپس سے جدا نہیں ہوئے نہ جاہلیت میں نہ اسلام کے جبیر کہتا ہے
پس نہ دیا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد الشمس کے تئیں اور بنی نوفل کے تئیں کچھ بھی
اور ثبوت کو بھی پہونچی ہے یہ بات کہ اس غنایم سے حضار معرکے کے سوا یعنے جو وہاں حاضر تھے
اُن کے سوا کسی کو کچھ نہ دیا مگر اس جماعت کو جو حبش کے مہاجروں سے تھے اور فتح ہی کے روز
دریا کے سفر سے پھرے تھے مثل جعفر بن ابو طالب اور اسما بنت عمیس اُن کی زوجہ اور ترپن شخص
یا باون شخص اشعریوں سے کہ ابو موسے اشعری رئیس اُن کا تھا اور صحیح بخاری میں ابو موسے
کی حدیث سے آیا ہے کہ کہا پہونچی ہمکو خبر پیغمبر خدا کے باہر نکلنے کی اور اوس سرور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مکے سے طرف مدینے کے اور تھا وہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام کہ ایمان لاکر
اپنے بلاد کی طرف گیا تھا پھر ان دنوں میں آیا سو کہتا ہے کہ جب پہونچی ہمکو خبر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نکلنے کی اور ہم یمن میں تھے پس باہر آیا میں ہجرت کرنے والا طرف اس جناب کے
میں اور میرے دو بھائی اور میں اُن دونوں سے چھوٹا تھا ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام
ابو رہم پچاس یا ترپن یا باون شخصوں سے ہماری قوم کے پس سوار ہوئے ہم کشتی پر پس ڈالا ہمکو
ہماری کشتی نے طرف نجاشی کے حبش میں نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے پوشیدہ نرہے کہ
ایک گروہ اصحاب نے ہجرت کی تھی طرف حبش کے چنانچہ سابقًا مذکور ہوا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ
ابو موسے اشعری اور اس کا گروہ بھی انہیں سے حبش کا خیال کرکے نجاشی کی ملازمت کے
واسطے نکلے تھے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کا ارادہ کرکے نکلے تھے ناگاہ کشتی بے
اختیار حبش کی طرف جا پڑی بظاہر اس عبارت سے کہ ڈالا ہماری کشتی نے ہمکو طرف نجاشی کے
جو اوپر نزدیک گذرا معنی اخیر ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ مراد معنی اول ہو اور مناسب وقت کی یہی معنی ہے کیونکہ

اصحاب حبش کو گئے اور ہجرت کی تھی یہ بھی اُسی قصد پر آئے ہوں واللہ اعلم بہر تقدیر کہتا ہے پس
موافقت کی ہمنے اور ملاقات کی ہمنے جعفر بن ابو طالب سے جو حبش میں تھا پس اقامت کی ہمنے ساتھ
اُسکے حبش میں یہانتک کہ آئے ہم سب خیبر کو پس ملازمت کی ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس ہنگام میں جب خیبر فتح ہوا یعنے آنا ہمارا فتح ہونے کے بعد ہوا اور معرکہ جنگ میں حاضر
نہیں ہوئے ہم اور بعضے لوگ اور عمر خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے سے کچھ کچھ بولتے تھے یعنے بڑائی
کرتے تھے اپنی اور اپنا ترجیح حال ہمارے اوپر یعنے یہ کہ ہمنے سبقت کی تم سے ہجرت میں اور حاضر
ہوئے ہم مشاہد اور غزوات میں آسماء بنت عمیس جعفر بن ابی طالب کی زوجہ ایک روز حفصہ رض
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کے دیکھنے کے واسطے گئی ہوئی تھی اور اسما بہت دانا اور
صاحب عقل وکیاست اور فراست تھی اور تھی وہ صاحب حسن وجمال اور ہجرت کی تھی اوسنے
طرف حبش کے اپنے زوج جعفر بن ابوطالب رض کے ساتھ اور خیبر میں ہمراہ اُسکے آئی تھی یہ بی بی ام
المومنین حفصہ رض کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں عمر خطاب رضی اللہ عنہ آئے اسما بنت عمیس کو
دیکھکر عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حفصہ رض یہ عورت کون ہے جو تمھارے پاس بیٹھی ہوئی ہے
حفصہ رض نے کہا یہ اسما بنت عمیس ہے عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حبش کی عورت ہے یہ عورت
بحریہ ہے یعنے یہ وہ عورت ہے جو حبش سے دریا کی راہ آئی ہے حفصہ رض نے کہا ہاں ظاہر یہ تھا کہ حفصہ رض
اوتنا ہی جواب دیتی تھیں جتنا عمر خطاب رضی اللہ عنہ پوچھتے تھے لیکن اسما بنت عمیس صاحب
استعداد اور قوت تھی جواب میں آئی اور گویا سنا تھا پہلے کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور بعضے
اصحاب اُنکے حق میں کچھ کچھ بولتے ہیں پس کہا عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے سبقت کی ہمنے تم سے
ہجرت میں پس ہم زیادہ سزاوار ہیں اور زیادہ قریب ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
تم سے پس غصے میں آئی اسما بنت عمیس اور کہا کلا یوں نہیں ہے یعنے خدا کی قسم یوں نہیں ہے بلکہ تھے
تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ کھانا دیتا تھا وہ سرور تمھارے بھوکوں کو اور نصیحت
فرماتا تھا وہ جناب تمھارے جاہلوں کو اور تھے ہم زمین دور دراز میں درمیان دشمنان دین کے
تھے حبش میں اور تمام وہاں کافر تھے سوا نجاشی کے اور تھے ہم شدت میں اور محنت میں اور یہ تمام
دکھ خدا اور رسول خدا کے واسطے ہمنے اٹھایا خدا کی قسم نہ کھاؤں گی میں کھانا اور نہ پیوں گی

پانی جب تک نہ کہوں اور نقل نکروں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ تونے کہا اور کہا ہم وہ ہیں جو ایذا پاتے تھے دشمنوں سے اور ڈرائے جاتے تھے پس بولونگی میں رسول خدا سے اور پوچھونگی اُس جناب سے حقیقت حال اور خدا کی قسم کہ جھوٹ نہ بولونگی اور میل طرف باطل کے اور زیادہ کوئی نکرونگی جو کچھ مینے تجھ سے سنا سوہی بولونگی پس جسوقت سرور عالم مجلس میں تشریف لائے تب اسما بنت عمیس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ عمر کہتا ہے ایسا اور ایسا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھر تونے کیا کہا عمر رض کو بولی کہا مینے اُسے ایسا اور ایسا یعنے جو کچھ گفتگو آپس میں ہوئی تھی سو سب بیان کی پس فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں عمر رض اور یاران اُسکے تم سے زیادہ سزاوار میرے نزدیک اور اُسکے اور اُسکے یاروں کو ایک ہجرت ہے مکے سے مدینے کو اور تمکو اے اہل سفینہ دو ہجرت ہیں یعنے مکے سے حبش کو اور حبش سے پھر مدینے کو اسما بنت عمیس کہتی ہیں پس بہ تحقیق دیکھا مینے ابو موسے کو اور اصحاب سفینہ کے تئین کہ آتے ہیں میرے نزدیک فوج فوج اور فرقہ فرقہ اور گھڑی گھڑی پوچھتے ہیں مجھسے یہ حدیث دنیا سے اُنکو کوئی چیز اُس سے زیادہ نہ تھی کہ شاد ہوں اور گرامی ہوں اپنی ذات میں اسبات سے جو کچھ فرمایا پیغمبر خدا نے اُنکو اور مدح کی اور اُن کی شان اعلا کی اور بہ تحقیق دیکھا مینے ابو موسے کو کہ طلب اعادہ اور تکرار کرتا تھا وہ مجھسے اُس حدیث کو یعنے بار بار پوچھتا تھا مجھسے اسبات کو اُس ذوق اور خوشحالی کی جہت سے جو حاصل ہوئی اور کہا ہے ابو موسے نے کہ آئے رسول خدا کے پاس خیبر کی فتح ہونے کے بعد پس حصہ دیا پیغمبر خدا نے ہمکو غنایم سے اور حصہ ندیا کسیکو جو حاضر نہوا تھا فتح کے تئین ہاں روضۃ الاحباب میں بعضے کتب مغازی سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبد اللہ کو بھی حضرت صلعم نے کچھ عطا فرمایا ساتھ اُسکے کہ حاضر نہیں ہوا تھا کیونکہ حدیبیہ میں حاضر تھا انتہی اور وہ حضرت حاکم اور مختار ہے جسکو جو چاہے سو دے لیکن تعلیل ہے اسبات میں کہ حدیبیہ میں حاضر تھا منقص ہے کیونکہ حدیبیہ میں بہت شخص حاضر تھے جابر رض کی وجہ تخصیص کیا ہے واللہ اعلم اور خیبر کے مقتولوں کے عدد اہل اسلام سے پندرہ شخص شہید ہوئے اور یہودیوں سے ترانوے مرد و مارے گئے وصل خیبر کے غزوے کا اور اُسکے احکام کا ذکر جو کچھ توفیق کی رفاقت سے حاصل ہوا یہاں تک ہے اور باقی وقایع اور قضایا اور احکام جو اس غزوے میں صادر ہوئے اُنکو بھی ذکر کرتا ہوں اول ذکر ام المومنین صفیہ کے تزوج کا رضی اللہ عنہا

یعنے صفیہ بنت حی ابن اخطب یہودی ہی جسکا ذکر اوپر گذرا خصوصاً غزوہ خندق مین مذکور ہوا ہے اُسی
غزوے مین وہ مارا گیا تھا ام المومنین پہلے کنانہ بن حقیق جو خیبر کی جنگ مین مارا گیا اُسکے تحت
مین تھین اور وہ رضؓ خیبر کے اسیرون سے تھی اور نوعروس سترہ برس کی پس ذکر کیا لوگون نے
اُس کے حسن وجمال کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پس پسند کیا اُس جناب نے
اوس کو اپنے واسطے اور سزاوار تھے وہ جناب کہ پسند کرین واسطے اپنے کسی چیز کو غنیمت
سے کوئی تلوار یا کوئی گھوڑا یا کوئی داہ وغیرہ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب حکم کیا
یہودیون کے عورتون کے اسیرون کو اور یہودیون کی ذریات کو تب ام المومنین صفیہ بھی
اسیرون مین تھین اور دحیہ کلبی کے سہم مین آئین اور عرض کی لوگون نے حضرتؐ سے کہ یا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ نہایت جمیلہ ہین اور سردار قبیلہ اور سیودت کے شاہ ہوئے ایک بادشاہ
کی بیٹی ہین ہارون پیغمبر کی اولاد سے مناسب یہ ہی کہ وہ مخصوص آپ سے ہون اور اصحاب رضؓ
کے درمیان مانند دحیہ کے بہت ہین اور غنیمت مین صفیہ کے انند کمیاب اور تخصیص اُنکے
ساتھ دحیہ کے بہت سے اصحاب رضؓ کی خاطرون کا سبب آزار ہوگا مصلحت عامہ اسباب مین
ہی کہ وہ پھیر لیجاوین دحیہ سے اور مخصوص گردانی جاوین آپ سے اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ فرمایا حضرتؐ نے دحیہ کلبی کو کہ سبایا ہی ایک اور جاریہ کے تو جاریہ بمعنے کنیز اور سبایا جمع سبی بمعنے
اسیر جسے بندی کہتے ہین اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ دحیہ کو حضرتؐ نے صفیہ کے چچا کی بیٹی دی
عوض مین صفیہ کے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ خرید فرمایا صفیہ کو دحیہ سے سات جاریہ دیکر
اور اطلاق شرا یعنے مول لینا قبیل مجاز سے ہی اور مراد لینے سے اُسکے ہاتھ سے اور دینا سات
جاریہ کا اُس سے یہ منافات نہین رکھتا اُس روایت سابق سے کہ جسمین حضرتؐ کہتے تھے اگر حجاب
کیا صفیہ نے تو مالکیت میمنہ سے ہوگی یعنے پردہ کیا اور روپوش ہوئی تو ملکات ایمن سے
ہوگی فرمایا سلے ایک جاریہ کے تعین سبی سے اُسکے بدلے کیونکہ دلالت نہین اُسمین اُسکی سیاوت
پر یعنے ایک جاریہ سے اگر زیادہ فرمائے ہون اسباب کی نفی پر کوئی دلالت نہین پائی جاتی
اور ہوسکتا ہی کہ پہلے ایک جاریہ فرمائی ہو اُسکے بعد سات تک نوبت پہونچی ہو اور بہر تقدیر
اسجگہ سے رجوع نہین ہے سنے اور کچھ کام نہین یعنے سبب کا مذکور نہین اور آیا ہی کہ اہل اسلام

اختلاف کرتے تھے اصحاب بین کہ صفیہ امہات مومنین سے ایک ہوگی یا ملکت یمینہ سے یعنے
ملک یمین سے پس آزاد کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اور تزوج فرمایا اور گردانا اُسکے
عتاق کو مہر اوسکا عتاق یعنے آزاد کرنا اور جب صہبا مین پہونچے تب بنا فرمایا ساتھ اُسکے عبادت
کی بعد حیض سے اور طیار فرمایا حیس کے تئین اُسکے ولیمے کے درمیان اور فرمایا انس کو بلالو
لوگون کو جو تیرے گرد ہین ولیمے پر صفیہ کے اور صہبا نام ہی ایک موضع کا خیبر کے موضعون سے
ہے اور بنا بالکسر معنے جورو گھر مین لانا اور حیس اُس کھانے کو کہتے ہین جو خرمے کی گٹھلی دور
کرکے اوسمین گھی اور پنیر ملاکر خوب لت کرکے تیار کرین اور ولیمہ طعام عروسی کو کہتے ہین اور
روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تب اپنا
ردیف گردانا صفیہ کو اور پردہ پکڑا واسطے اُسکے اُس عبا کے تئین جسے بچھاتے تھے آپ اپنے
بعیر پر بعیر اونٹ اور عبا چادر اور ردیف جو آگے پیچھے سوار ہون جب سوار فرماتے تھے اپنے
ساتھ شتر پر تب اپنے زانوے مبارک رکھتے تھے اور صفیہ اُسپر پاؤن رکھکر سوار ہوتی تھی اور
فضائل صفیہ رض کے اور باقی احوال اُسکا ازواج مطہرات کے ذکر مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے
اور منقول ہی کہ صفیہ رض نے پیش از فتح کے ایک خواب دیکھا تھا کہ چودھوین رات کا چاند اوسکی بغل
مین پڑا ہی پس صفیہ نے یہ خواب اپنے شوہر سے جسکا نام کنانہ تھا بیان کیا اُسنے کہا مگر آرزو
رکھتی ہی تو کہ اس ملک کی جورو ہووے جو ہمارے ساحت مین اوترا ہی اور ایک سخت طمانچہ صفیہ رض
کے منھ پر مارا ایسا کہ اُسکی آنکھ کی اطراف کبود ہوا اور جس شب زفاف سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کا واقع ہوا اُس روز تک بھی اثر اُس طمانچے کا جو کنانہ نے مارا تھا صفیہ رض کے رخسارے
پر تھا حضرت صلعم نے اُسکے سبب سے پوچھا صفیہ رض نے حقیقت حال کو تقریر کی اور ایک زفاف ام
المومنین ام حبیبہ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ کا تھا ماں اُسکی صفیہ بنت ابوالعاص بن امیہ عثمان
بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ کی پھپی اول وہ زوجہ عبیداللہ بن جحش کی تھی جو زینب بنت جحش
کا بھائی تھا اور ہمراہ اوسکے طرف حبش کے ہجرت کی تھی ہجرت ثانیہ یعنے دوبارہ ہجرت کی اور
اُس سے پیدا ہوئی حبیبہ اور کنیت کیا گیا اُس سے نام اُسکا اور نام اُسکا رملہ تھا اور بعضون نے
ہند کہا ہے اور اول زیادہ صحیح ہی بعد اُسکے مرتد ہوا عبیداللہ اور دین نصاریٰ کی پر آیا اور مرا درمیان

حبش کے اور ثابت رہی ام حبیبہ اسلام پر اور جن دنون مین کہ عمر بن امیہ ضمری حضرتؐ کی طرف سے فرستادہ ہوکر گیا تب ام حبیبہ نے خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص اُس سے کہتا ہی یہ خطاب کر کے کہ یا ام حبیبہ یا ام المومنین جب خواب سے بیدار ہوئے تب تعبیر کی اس خواب کی کہ پیغمبر خدا صلعم کے فرش سے مشرف اور کامیاب ہوگی غرضکہ عمر بن امیہ ضمری نجاشی کی مجلس مین پہونچا اور مکتوبات سید کائنات کے اُسے پہونچائے سوا اُن مکتوبون کے ایک مکتوب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی لکھا تھا مضمون اُسکا یہ کہ ام حبیبہؓ ابو سفیان کی بیٹی جو حبش کے مہاجرون سے ہی پیغمبر خدا کے واسطے خواستگاری اور ام حبیبہؓ نے قبول کیا نجاشی نے حبش کے مہاجرونکی کارسازی کرکے دو کشتیون مین عمر بن امیہ کے ساتھ مدینے کو روانہ کیا اور ذکر اس احوال کا سابقہ سنہ سات سنہ کے وقائع مین گذرا ہی اور مروی ہی کہ نجاشی کے پاس ایک کنیزک تھی نام اُسکا ابرہہ تھا نجاشی نے اُسے ام حبیبہ کے پاس بھجوایا اسواسطے کہ وکیل کو ام حبیبہ تعین کرے تاکہ مہم مناکحت اتمام پاوے ام حبیبہ ابرہہ سے نہایت مسرور ہوکر جتنا زیور کہ اُسکی انگلیون اور پاؤن مین تھا سو اُس باندی کو بخشا اور خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل گردانا اور نجاشی نے ایک مجلس آراستہ کی جعفر بن ابو طالب کو اور جتنی جمعیت اہل اسلام کے حبش مین تھی سبکو جمع کیا اور کھانا وافر اور متکلف اور لطیف آگے دھرا اور چار سو مثقال طلا اور ایک روایت سے یہ کہ چار ہزار درہم ام حبیبہؓ کے کابین مقرر کیا اور اُسکے نزدیک بھجوایا تاکہ اپنی مہمات اور کارسازی مین صرف کرے ام حبیبہؓ نے پچاس مثقال طلا اُس سے ابرہہ کے واسطے بھیجا اور عذرخواہی کی کہ جس روز تو نے بشارت اور خوشخبری مجھے پہونچائی اُس روز تجھے مین نے ہدیہ شائستہ نہین دیا پس نجاشی نے اول جو کچھ زیور ام حبیبہؓ نے ابرہہ کو عطا کیا تھا ساتھ اُس پچاس مثقال طلا کے جمع کرکے پھر ام حبیبہ کو بھجوایا اور کہا کہ تم آپ ان زیور وغیرہ کی سزاوار ہو کہ خاوند کے پاس جاتی ہو اور تم سے ایک چیز کی درخواست کرتا ہون مین کہ حضرت رسالت پناہ کو میری طرف سے سلام پہونچاؤ اور عرض کرو کہ مین تمہارے دین پر قائم ہون اور ہمیشہ درود تمپر بھیجتا ہون اور نجاشی کی عورتون نے خوشبوئیان ام حبیبہؓ کے واسطے تیار کرکے بھیجین اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ جب اس عقد کے استحکام کے سلسلے کی خبر حضرتؐ کو پہونچی تب

شرحبیل بن حسنہ کو بھجوایا کہ ام حبیبہؓ کو مدینے مین لاوے اور آنکے پہونچنے کے بعد مدینے مین ام حبیبہؓ کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زفاف فرمایا اور جب ام حبیبہؓ نے نجاشی کا سلام اور پیام آپ علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا تب فرمایا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ام حبیبہؓ ان دنون مین تیس پر کئی سال کی تھی اور وفات آنکی چوالیس ۴۴ برس مین بعد ہجرت سے تھی باقی احوال ذکر ازواج مطہرات مین انشاء اللہ تعالی آویگا اور روایت کرتے ہین کہ جسوقت ابو سفیان حدیبیہ کے عہد کے بعد مدینے کو پھرا اور اُسنے ام حبیبہؓ کو دیکھا چاہا کہ اُسکے بچھونے پر بیٹھے ام حبیبہؓ نے بچھونا اُسے کہ اُسکے فرش پر بیٹھے اور کہا کہ یہ فرش طاہر اور مطہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تو ملوث ہی پلیدی آلودہ ہے کفر کی نجاست سے اور شرک کی نجاست سے راضی ہو خدا اُس سے اور آنا جعفر بن ابو جعفر کا اور اشعریون کا بھی اسی صحبت مین ہے اور آیا ہے کہ جب جعفر بن ابو طالب کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کمال فرحت اور خوشی سے فرمایا کہ مین نہین جانتا ان دو امرون سے کونسے امر کی شادی اور خوشی کرون جعفر کے آنے کی یا خیبر کے فتح کی اور اُنھون کو غنایم سے سہم دیا اگرچہ معرکہ جنگ مین حاضر نہو سکے تھے جیسا کہ مذکور ہوا تھا مترجم کہتا ہے حصہ دینا حضرتؐ کا غنیمت مین جعفر بن ابو طالب وغیرہ کو اس جہت سے ہوگا کہ وے ہجرت کرکے حبش کو گئے تھے اور کفار مین اپنی اوقات کاٹتے تھے ساتھ اُن محنتون کے اور اذیتون کے دین پر ثابت اور قائم تھے گویا خود وے غزا مین اور جہاد ہی مین تھے اس جہت سے شریک ہوے سہم مین واللہ اعلم

بیان زہر دینے کا سرور عالم کو جو یہود خیبر نے سرور عالم کو کھلایا حیلہ و مکر سے

اور ایک اس غزوے کے وقایعون سے زہر دینا اہل خیبر کا سرور عالم کو تھا اور اخبار صحیح مین آیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تب حضرت قلعہ قموص مین آئے کہین اس قلعہ کا نام غموص لکھا ہے اور کہین قموص شاید قاف اور غین دونون سے اسکا املا درست ہوگا لیکن قلعہ ایک ہی ہے یہ نہ سمجھے کوئی کہ غموص جدا ہے اور قموص جدا اور زہر دینے والی اُس جناب کو حارث کی بیٹی تھی جسکا نام زینب مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی جورو صورت اُسکی یہ کہ اُسنے پوچھا کہ محمدؐ بکری کے گوشت سے کونسے گوشت کو دوست رکھتے ہین لوگون نے کہا اُسکی ذراع اور کتف کو ذراع رانون کو کہتے ہین اور کتف شانے کو پس زینب بنت حارث نے ایک بزغالہ یعنی بکری کا بچہ لیا اور

یہودیون سے مشورت کی کیسا زہر دینا انھون نے اشارت کی طرف ایک طور زہر کے اور وہ زہر قاتل
ایسا تھا کہ درنگ نکرے اور ایکساعت مین ہلاک کرے آدمی کو بھی کیسا ہی قوی ہو پس زہر ڈالا اُسنے
اُس بزغالے مین اور ذراع اور کتف مین بیشتر داخل کیا اور پکاکر حضور اطہر مین لاکر رکھا اور جتنے اصحاب
کہ مجلس مین حاضر تھے اور انمین بشیر بن براء بھی موجود تھا پس تناول فرمایا انمین سے اور کاٹا اُس
گوشت کو حضرتؐ نے اگلے داتون سے اور تناول کیا بشیر بن براء نے دوسری ران سے پس فرمایا
حضرتؐ نے کہ اوٹھاؤ میرے آگے سے اس ذراع کے تئین کہ اُسنے مجھے خبر دی کہ مجھہ مین زینب نے زہر ملایا
ہے بشیر نے بھی عرض کی کہ یا رسول اللہ مین جسوقت کہ لقمہ مضغ کرتا تھا یعنے چباتا تھا اُسوقت ایک
نفرت اور کراہت مینے اپنے مین پائی اور نچاہا مینے کہ منھ سے اُسے باہر ڈالون مبادا آپ کی
طبیعت کھانا تناول فرمانے سے منغص ہو بشیر ابھی اپنی جگہ سے نہین اُٹھا تھا کہ اُسکے منھ کا رنگ سبز
وسیاہ ہوگیا اور اُسی ساعت مر گیا اور ایک روایت سے یہ کہ ایک سال تک مریض تھا بعد اُسکے
اُسنے وفات پائی بعد اُسکے فرمایا حاضر کرو یہودیون کے رئیسونکو اور زینب کو بھی پس حاضر کی
گئین فرمایا حضرتؐ نے کہ مین سوال کرتا ہون تم سے ایک چیز کا آیا راست کہوگی کہا یا ابوالقاسم
نعم یعنے راست کہینگے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے تمھارا باپ مراد بڑے باپ سے جو
قبیلے کا باپ ہے کہا انھون نے فلان ہمارا باپ ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروغ کہتی ہو تم
تمھارا باپ فلان ہے یہ بولی سچ فرماتے ہو یا رسول اللہ اور نیک فرماتے ہو شاید یہ پوچھنا اُس جناب کا
آنسے اور تنبیہ کرنا یعنے آگاہ کرنا راستی پر امتحان حال تھا انھون کا اور توطیہ و تمہید تھی انھون
کے اقرار کرنے کے واسطے زہر دینے کے صدق تصفیے پر اور جھوٹ کہنا انھون کا سوال و جواب
مین عمداً تھا یعنے قصداً جیسے کہ انھون کی عادت تھی کذب و افترا کرنے مین یا جہل و نسیان سے
ہو اُس قوم کی اور ظاہر یہ ہے کہ انھون نے عمداً جھوٹ کہا کہ فلان ابو قبیلہ ہے اپنا حضرتؐ کے
امتحان حال کرنے کے واسطے کہ ہمارا جھوٹ دریافت کرینگے یا نہین اور جب ظاہر ہوا انھون پر کہ
انھون کا جھوٹ حضرتؐ کو معلوم ہوا ہے تب اقرار کیا انھون نے اپنے جھوٹ پر اُسکے زہر دینے کا
تفہیم حضرتؐ کے لئے اُسنے پوچھنا تمہید کے معنے مشہور ہے اور توطیہ معنے بچھانا اور صحیح بخاری مین اور
بھی ایک سوال ذکر کیا ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا ہو تم راست گو اگر پوچھون مین تمسے

پھر بولے وہی نعم یا ابوالقاسم اور اگر جھوٹ کہیں ہم تو پہچانیں گے آپ ہمارے جھوٹ کو جیسا پہچانا آپ نے
ہمارے جھوٹ کو ہمارے باپ کے باب میں پس پوچھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھوں سے کہ اہل نار کون
ہیں یعنے وہی لوگ جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے یہودیوں نے کہا رہیں گے ہم دوزخ میں چند روز لن تمسنا
النار الا ایاما معدودة یعنے نہیں مس کرے گی ہمکو آتش دوزخ مگر کئی دن بعد اُسکے خلیفہ ہمارے
ہوسکے تم آگ میں اور داخل ہوسکے اور رہو گے اُس میں خطاب کرتے ہیں اہل اسلام کی طرف
حضرت نے یہ بات اُن نامعقولوں سے سنکر فرمایا اخسؤا فیہا یعنے دور ہوا ور داخل ہوا سمیں
یعنے آتش دوزخ میں لا نخلفکم فیہا ابدا خلیفہ نہونگے ہم تمھارے تئین ہرگز اُس نار میں خلیفہ اخسؤا
صیغہ امر ہی خسا سے آیا ہی مصدر ہی بمعنے ہانکنا کتے کا اور جانا کتے کا لازمی اور متعدی
دونوں آیا ہی بعد اُسکے فرمایا سید عالم نے آیا سچ کہو گے تم اگر سوال کروں تم سے کسی چیز کا کہا اُنھوں
نے نعم یا رسول اللہ فرمایا داخل کیا ہی تمنے اس گوشت میں زہر کہا اُنھوں نے نعم یعنے ہاں داخل کیا ہی
ہمنے اسمیں زہر کسنے تم سے یہ بھید ظاہر کیا یا رسول اللہ فرمایا اُسنے اشارت کی طرف ذراع کے کہ
اُسکے ہاتھ میں تھی یعنے اُس بزغالہ کی ران کیطرف پھر فرمایا کون باعث ہوا تمکو اس کام پر اور بعضے
روایتوں میں آیا ہی کہ اُس عورت سے حضرت نے پوچھا کیا تھا تجھے اس کام سے کہا یہودیوں نے یا کہا
اُس عورت نے یا رسول اللہ چاہا ہمنے کہ اگر کذاب ہو تم تو ہم فارغ ہوں تمسے اور اگر برحق پیغمبر ہو تو
کچھ زیان نکریگا یہ تمکو اور اختلاف کیا ہی اس بات میں کہ حضرت نے اوس عورت کو معاقب کیا اور چھوڑ دیا
اور کچھ نہ کہا پس بیہقی کے نزدیک ابوہریرہ رض کی حدیث سے آیا ہی کہ تعرض نہ کیا حضرت نے
اوس عورت سے اور ابی نضرہ کے طریق سے جابر رض سے بھی مانند اوسکے آیا ہی اور دوسری
ایک روایت میں آیا ہی کہ قتل کیا اُسکو اور بیہقی نے کہا ہی احتمال رکھتا ہی کہ اوّل اوسے چھوڑ دیا
ہوا اور نہ چاہا ہو اوس جناب نے کہ اپنے نفس کی جہت سے اُسے مار ڈالا ہو اور جب بشیر مر گیا
تب اُسے مار ڈالا ہو بطریق قصاص کے یا بطریق سیاست کے اور روضۃ الاحباب والا کہتا ہی
کہ مذہب بعضے ائمہ شافعی کا یہ ہی کہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی کھانے میں زہر ملا دے اور کسیکو کھلا دے
کہ وہ مر جاوے تو قصاص واجب ہو لیکن ائمہ حنیفہ رح کے نزدیک اور تمامی ائمہ شافعیہ کے
کہتے ہیں کہ قصاص نہیں ہی پس بنا بر مذہب اُنھوں کے اگر روایت قتل کی صحت کو پہنچے

یعنے یہ کہ حضرت صلعم نے اُس عورت کو قتل کیا تو محمول ہوئیگے گمان کیا جاوے اوپر سیاست کے اور قصہ صلب جو قتل کی روایت مین واقع تائید اس توجیہ کی کرتی ہی واللہ اعلم انتہی صلب کے معنی دار پر چڑھانا اور زہری سے آیا ہی کہ وہ عورت اسلام لائی پس چھوڑ دیا اُسکو اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہی کہ مغازی مین سلیمن یتیمی لایا ہی کہ کہا زینب نے حضرت کو کہ اگر تو کاذب ہوتا یا رسول اللہ تو چھوڑا تی مین لوگونکو تجھہ سے اور تحقیق ظاہر اور ہو یدا ہوا مجھپر کہ تو صادق ہی اور مین گواہ کرتی ہون تجھے اور حاضرونکو کہ مین تیرے دین پر ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور روایت زہری کی موافقت رکھتی ہی اُسکے اسلام لانے مین اور جب بشیر مر گیا تب قتل کیا اُسے کیونکہ اُسکے مرنے سے تحقیق ہوا قصاص انتہے لیکن اس جگہ ایک شبہہ آیا ہی کہ اسلام ہدم کرتا ہی یعنے دور کرتا ہی اور توڑ ڈالتا ہے اپنے ما قبل کے تئین یعنے جو پیش از اسلام لانے کے عمل سرزد ہوا ہو خواہ حق اللہ ہو خواہ حق الناس اُسکے اسلام لانیکے بعد قصاص کسی طرح کیا گیا اُس عورت سے اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے خون نکلوایا اپنے دونون شانون کے درمیان سے کیونکہ اس گوشت سے کچھ ایک کھانے مین آیا تھا اُسکے رفع ضرر کے واسطے اور اصحاب رض سے جنھنے اُس گوشت سے کوئی لقمہ مضغ کیا یعنے چبایا تھا اور نگلا تھا نہ اُنھون کو بھی فرمایا کہ اُنھون نے اپنے سرون کے درمیان سے حجامت کی اور بخاری نے عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ کہا عائشہ رض نے کہ حضرت صلعم اپنے مرض موت کے درمیان فرماتے تھے کہ اے عائشہ رض تھا یون کہ ہمیشہ پایا کرتا تھا مین الم اُس کھانے کا جو کھایا تھا مین نے خیبر مین اور اسوقت مین پاتا ہون مین اپنے ابہر کے انقطاع کے تئین اُس زہر سے انقطاع بمعنے ٹوٹنا اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے کہ جب منقطع ہو تب مرتا ہی شخص گویا اثر اُس زہر کا بدن مطہر مین اُس جناب کے باقی رہا تھا اور اب اُسنے سرایت کی اور ظہور کیا یا اب از سر نو وہ زہر احداث ہوا اور ایجاد کیا گیا قدرت حق سے اور اسیطرح سانپ کے زہر کا اثر ظاہر ہونے کو کہتے ہین جو ابوبکر صدیق رض کو غار ہجرت مین کاٹا تھا اور اس غزوے کا وقائع سے یہ ہی کہ جب حضرت صلعم خیبر سے مراجعت کرنے کے بعد منزل صہبا کے درمیان پہونچے اور صفیہ رض سے زفاف فرمایا اسی منزل مین نماز عصر سے جب فارغ ہوے تب سر مبارک اپنا علی مرتضے کے زانو پر رکھے ہوے لیٹے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ اوسی طرح علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے گھٹنے پر سر رکھے ہوے

استراحت مین تھے کہ یکایک آثار وحی اُس جناب پر ظاہر ہونے لگا اور علی مرتضیٰ نے عصر کی نماز ہنوز پڑھی
تھی اور زمان وحی کا ایسا دراز ہوا کہ آفتاب غروب ہوا اور جب وحی منجلی ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا یا علیؓ
نماز عصر تمنے پڑھی ہی کہا لا یا رسول اللہ نہین پڑھی عصر کی نماز مین نے حضرتؐ نے مناجات کی کہ اے
پروردگار اگر علیؓ تیری طاعت مین ہی اور تیرے رسولؐ کی طاعت مین تو آفتاب کو پھیر اکہ نماز عصر پڑھے
پس حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کی مسألت کو اجابت فرمایا اور آفتاب جو غروب ہو چکا تھا حکم الٰہی سے طلوع
ہوا ایسا کہ شعاع اُسکی پہاڑون پر اور جنگلون پر چمکی اور خلائق نے رأی العین سے مشاہدہ کیا تب مقبول
درگاہ لم یزلی حضرت علیؓ نے وضو کرکے عصر کی نماز ادا کی جان کہ حبس شمس اور رد کرنا اُس جناب کا تین
موضع مین روایت کرتے ہین ایک بعد از شب اسرا جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اُس
رات انصراف کے بعد قریش کے قافلے کو راہ مین دیکھا اور ایک علامت بھی اُسکی ذکر فرمائی کہ ایک
اونٹ اُس قافلے سے بھاگا ہی اور اہل قافلہ یعنے اُسکے پیچھے دوڑتے ہین پس کہا قریش نے
یا محمدؐ کہو تو بھلا وہ قافلہ کب پہونچے گا فرمایا چار شنبے کے روز اور جب بدھ کا روز ہوا تب نگران
ہوے قریش کہ قافلہ کب پہونچتا ہی اور روز گذر گیا قافلہ نہ آیا پس دعا کی حضرتؐ نے اور زیادہ کی گئی
دن مین ایک ساعت حبس شمس کرکے پس پہونچا قافلہ روایت کیا ہی اس حدیث کے تئین یونس بن بکیر
بروزن فعیل نے مغازی مین ابن اسحٰق سے ساعت کہتے ہین اڑھائی گھڑی کو اور حبس بمعنی قید کرنا اور
روکے معنے پھیرنا اور اسیطرح روایت کی گئی ہی حبس شمس کی جنگ خندق کے دن جب مشغول
کردانے گئے صلوٰۃ عصر سے جیسا کہ بعضے روایتون مین آیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ قضا کے بعد
غروب کے مشغول شغل سے آیا ہی شغل معنے کام اور یہ لے پروائی یعنے خندق کی اور نماز عصر سے
بے پروا کردانے گئے کاروبار جہاد کے لیے اور ایک یہ حدیث ہی کہ فوت ہوئی علی مرتضےٰ سے
نماز عصر کی پس دعا کی حضرتؐ نے اور رد کیا آفتاب پس نماز عصر ادا کی علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے
اور تکلم کیا ہی یعنے اعتراض کیا عالمون نے آفتاب کی ان حدیثوں مین اور کہا ہی کہ یہ سب مخالف ہین
اُس حدیث کے جو یوشع بن نون کے باب مین واقع ہوئی ہی کہ وہان سے حبس شمس کا اختصاص
یوشع پیغمبر سے معلوم ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ مشکوٰۃ مین بخاری اور مسلم سے
ابوہریرہؓ سے لایا ہی کہ کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلا واسطے غزا کے پیغمبرون سے ایک پیغمبر

اور کہا ہی کہ مراد اس پیغمبر سے یوشع بن نون ہی پس قریب ہوا وہ پیغمبر ایک قریہ سے عصر کی نماز کے وقت
پس کہا اس پیغمبر نے آفتاب کو کہ تو مامور ہی اور مین بھی مامور ہون اور مناجات کی خدا سے کہ اے
پروردگار حبس کر تو اور نگاہ رکھ تو آفتاب کو اوپر ہمارے حبس آفتاب تین صورت سے متصور ہی رد
کرنا اوپر اوراج کے یعنے پھیرنا اوپر راہ کے یا توقف بے رد یعنے ٹھہرنا بدون پھیرنے کے یا ابطاء سیر
آفتاب یعنے آہستہ چلنا سورج کا پس حبس کیا گیا آفتاب تاکہ فتح کیا اللہ تعالے نے اس قریے کو اس
پیغمبر کے واسطے اور اگرچہ روایت اختصاص حبس آفتاب کے ساتھ یوشع پیغمبر کے مذکور نہین
ہی لیکن اور روایتون مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت نے لم تحبس الشمس علی احد الا لیوشع بن نون
یعنے نہین حبس کیا گیا شمس اگلے پیغمبرون سے کسی پر مگر واسطے یوشع بن نون کے جیسا کہ مواہب
مین لایا ہی کہ قتال کیا یوشع نے جبارون کے تئین جمعہ کے روز اور جب غروب کے نزدیک ہوا
ڈرا کہ ایسا ہو کہ غائب ہو آفتاب پیش از آنکہ فارغ ہو قتال سے اور آوے یوم سبت یعنے
شنبے کا روز پس حلال نہ ہو اسکو قتال کرنا پس مناجات کی اسنے خدا سے پس رد کیا اللہ تعالے
نے سورج کو تاکہ فارغ ہوا یوشع انکے قتال سے اور بعضے عالمون نے جمع کیا ہی درمیان
ان حدیثون کے یعنے وہی رد شمس کے تئین حدیثین جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے
حضرت نے مناجات کی اور یوشع کی حدیث مین اور اسبات کے کہ احتمال رکھتا ہی کہ مراد اس
سے یہ ہو کہ حبس نہین کیا گیا آفتاب سوائے یوشع کے کسی انبیا کے واسطے جو ماتقدم تھے یعنے
یہ حدیث جو حضرت نے فرمایا لم تحبس الشمس علی احد الا لیوشع اس سے مراد یہ ہی کہ مراد ہو کہ حبس نہین
کیا گیا آفتاب کسی پیغمبر کے واسطے سوا میرے مگر واسطے یوشع کے اور مآل دونون معنون کا
ایک ہی ہی یعنے میرے اور یوشع ہی کے واسطے حبس شمس ہوا ہی یا صدور اس یوشع کی حدیث کا
حضرت سے پیش از وقوع رد شمس ہوا ہو اس موضع مین یعنے حضرت کے واسطے جب رد شمس
واقع ہوا یوشع کی حدیث اس سے اول حضرت نے ارشاد فرمائی تھی پس معلوم ہوا کہ اعتراض
محدثین کا رد اور حبس شمس مین مخصوص علی مرتضی سے نہین ہی بلکہ تینون مواضع پر انھون
کا اعتراض ہی جو واقع ہوا ہے لیکن اعتراض رد شمس کی حدیث مین جو علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے واسطے واقع ہوا مؤلف کہتا ہی جو کچھ عالمون نے کہا ہی اسے مین نقل کرتا ہون

لے تعجب کی حدیث رد شمس میں جو واسطے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں آئی ہے مواہب لدنیہ
والا کہتا ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کے تئیں طحاوی نے جو علمائے حنفیہ کے اکابر سے ہے اور
دراصل شافعی تھا اور پھر مذہب شافعی سے طرف حنفی مذہب کے گیا شرح مشکوٰۃ الآثار کے درمیان
حکایت کی ہے قاضی عیاض مالکی نے اور کہا ہے طحاوی نے کہ احمد بن صالح جو ثقات
علمائے حدیث سے ہے احمد بن حنبل کی شان میں کہتا تھا کہ سزاوار نہیں اس شخص کو
جس کی راہ علم ہے یعنے جو عالم ہے کہ تخلف اور تغافل کرے اسما بنت عمیس کی حدیث
کے حفظ کرنے سے کیونکہ وہ نبوت کی نشانیوں سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے یہ حدیث صحیح نہیں
ہے اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موضوع ہے اور اسکی سند میں
احمد بن داؤد ہے اور وہ متروک الحدیث ہے اور کذاب ہے چنانچہ دارقطنی نے کہا ہے اور ابن حبان
نے کہا ہے کہ وضع کرتا تھا وہ حدیث کے تئیں اور یہ بھی ابن جوزی نے کہا ہے کہ روایت کیا ہے اس
حدیث کو ابن شاہین نے اور کہا ہے یہ حدیث باطل ہے اور اسکے واضع کی غفلت سے ہے کہ اسنے نظر
کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ظاہر فضیلت کی طرف اور تصور نہیں کیا اس کے عدم فائدے کے
تئیں اور نہیں جانا کہ صلواۃ عصر آفتاب غروب ہونے سے قضا ہوئی اور رجوع شمس یعنے رد شمس
ادا نہیں گردانتا اسکے تئیں اور بہ تحقیق افراد کیا ہے ابن تیمیہ نے ایک تصنیف کے تئیں علیحدہ اور
روافض میں اور ذکر کیا ہے حدیث کے تئیں اسکے طریق سے اور کہا ہے کہ وہ موضوع ہے یعنے بنائی
ہوئی ہے اور کہا ہے کہ تعجب ہے قاضی عیاض سے ساتھ اس جلال اور قدر اور مرتبے کے علم حدیث
میں کہ کس طرح خاموش رہا اس سے وہم کرنے والا اسکی صحت کے تئیں اور نہیں کرنے والا
اسکے ثبوت کے تئیں مؤلف کہتا ہے کہ قول اس حدیث کے قائل کا کہ نماز عصر آفتاب کے غروب
ہونے سے قضا ہوئی اور رجوع شمس ادا نہیں گردانتا اسکے تئیں محل نظر ہے یعنے جائے تامل ہے
کیونکہ قضا اس تقدیر پہ ہوتی ہے کہ آفتاب باقی رہتا اور غیبوبت کے اور فوات وقت کے لیکن
اگر وقت بھی عود کرے یعنے پھر سے تو کس واسطے ادا نہ ہوئے اور اسکے یہ ہیں مگر وقوع نماز
وقت میں اگرچہ اعادہ وقت سے ہو تو کیا مضائقہ یہ جواب دیا ہے مؤلف نے اسکا جسنے کہا
کہ نظر کی فلاں نے ظاہر فضیلت اور سمجھا نا کہ صلوٰۃ عصر کی غروب ہونے سے قضا ہوئی اور

دوسرا جواب دیتا ہی جو اُسکے بعد قاضی عیاض کے باب ہی یہ کہ بعد از اعتراف قاضی عیاض کے جلال اور قدر سے مناسب توقف اور تردد ہی یعنے اسبات پر اقرار اور اعتراف کرتے ہو کہ قاضی عیاض صاحب جلال اور کمال ہی اور پھر اُسپر اعتراض ایسا کرتے ہو جہان ایسا اعتراف سننے کیا وہان تمکو مناسب یہ ہی خاموش ہو اور فکر کرو اُسکے کلام مین نہ یہ کہ جزم کرو اُسکے قول کے بطلان اور انکار پر ساتھ اوس کے طحاوی جیسے شخص نے اور احمد بن صالح نے اوسکی تصحیح کی ہو اور ابن جوزی مستعجل ہی وضع کے حکم مین اور اوسکے ادعا مین اور وثوق نہین اُسکے قول سے اسباب مین جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے اِس حدیث مین دعوا کیا ہی کہ سدوا کل باب الا باب علی ابن جوزی نے اُسکے تئین مستند اس حدیث کی صحت کے ساتھ کرکے کہا ہے سدوا کل خوخۃ الا خوخۃ ابوبکر اور تاریخ مدینے کے درمیان مینی نے اُسکے تئین ذکر کیا ہی اور شیخ محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ مین لکھا ہی کہ کہا ہے احمد نے لا اصل لہ یعنے نہین اصل واسطے اُس کے یعنے یہی جو اوپر گذرا اور متابعت کی ہی اُسکی ابن جوزی نے اور لایا ہی اُسکے تئین موضوعات مین اور تصحیح کیا ہی اُسکے تئین قاضی عیاض نے اور طحاوی نے اور تخریج کیا ہی یعنے نکال ڈالا ہے اسبات کے تئین ابن مندہ اور ابن شاہین نے اسما بنت عمیس کی حدیث سے اور ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی کی حدیث سے انتہے اور مواہب والے نے کہا ہی کہ روایت کیا ہی اُسکے تئین طبرانی نے معجم کبیر مین کئی اسناد حسن سے جیسا کہ حکایت کی ہی شیخ الاسلام بن عراقی نے شرح تقریب مین اسما بنت عمیس سے اور حافظ ابن کثیر نے کہا ہی کہ یوشع کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رد شمس یوشع پیغمبر علیہ السلام کے خصایص سے ہی پس دلالت کرتا ہی اُس حدیث کے ضعیف پر جو روایت کی گئی ہے رد شمس مین واسطے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اور تصحیح کیا ہی اُسکے تئین احمد بن صالح مصری نے لیکن نقل نہین کی گئی کتب صحاح کے درمیان اور حسان منفرد ہوا ہے اوس کی نقل مین یعنے اسما کی اِس عبارت سے کہ عورت ایک اہل بیت سے مجہول کہ پہچانا نہین جاتا حال اُسکا انتہے مخفی نرہے کہ قول اُسکا یہ کہ نقل نہین ہوا کتب صحاح مین اور حسان مین یہ منظور فیہ ہے اوپر اسبات کے کہ جب طحاوی اور احمد بن صالح اور طبرانی اور

قاضی عیاض قائل اس کی صحت کے اور اسکے حسن کے ہوئے اور ذکر کیا ہے انھوں نے اپنی کتابوں میں قول اوپر اسکے ثبات کے کہ ذکر نہیں کیا گیا ہے کتب صحاح اور حسان میں یہ بات درست ہو گی اور لازم نہیں کہ تمامی کتب صحاح اور حسان میں مذکور ہو اور یہی قول اوپر جہالت اور عدم معرفت اسما بنت عمیس کے حال کی مسموع یعنی یہ قول جو اوپر گذرا کہ اسما ایک عورت مجہول شد معلوم کہ اہل بیت سے کہ معلوم نہیں احوال اسکا یہ بات بھی ممنوع اور نامقبول ہے کیونکہ اسما بنت عمیس عورت تھی صاحب جلال اور جمال اور عقلمند اور وہ وہ کوئی ہے کہ احوال اسکا معلوم اور معروف ہے چنانچہ عنقریب گذرا ہے اور تھی یہ رضی اللہ تعالے عنہا جعفر بن ابوطالب کے تحت میں اور پیدا ہوا اُس سے عبداللہ بن جعفر اسکے بعد ابوبکر کے تحت میں آئی اُس سے پیدا ہوا محمد بن ابوبکر اسکے بعد علی مرتضے کے تحت میں اور پیدا ہوا اُس سے یحیی اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ تخلف علے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا نماز ادا کرنے سے ساتھ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور تاخیر اُسکی بعید ہے اور کچھ بعد نہیں رکھتا کیونکہ بہت سی حاجتیں اور حوادث در پیش آتے ہیں کہ اُس سے ایسی صورتیں وقوع میں آتی ہیں یعنی نماز میں تاخیر ہونا اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو نماز کے بعد کسی کام کے واسطے بھیجا تھا اور غزوہ خیبر میں بہت کام تھے علے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حوالے اور علے مرتضیٰ کے جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی گئی اور علی کرم اللہ وجہہ حاضر نہ تھے یہ واقع ہوا جو کچھ واقع ہوا مراد اُس سے رد آفتاب ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اس غزوے کے وقائع سے قصہ لیلۃ التعریس کا ہے تعریس کے معنے اوترنا مسافر کا آخر شب کو واسطے خواب اور استراحت کے روایت کی ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ کہا کہ جس ہنگام سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی غزا سے مظفر اور منصور ہو کر واسطے کوچ کیا ایک رات کوچ میں تھے کہ اُس جناب پر نیند کا غلبہ شدت سے ہوا پس اوترے آخر شب واسطے خواب اور استراحت کے اور فرمایا اُس جناب نے بلال کے تئیں کہ میں آرام کرتا ہوں تو نگہبانی کر واسطے میرے رات کے تئیں اور

بیدار رہ اور صبح سے خبردار رہ صبح کے وقت مجھے بیدار کیجیو کہ صبح کی نماز ہاتھ سے نہ جاوے
شاید کہ تہجد کی نماز حضرتؐ اس سے آگے پڑھ چکے تھے یا یہ کہ خواب کا غلبہ اس شدت سے ہوا کہ
فرصت اسکی نہوئی اور حدیث مین آیا ہی کہ اگر نیند یا ضعف یا بیماری مانع آتی اُس جنابؐ کو قیام شب سے
تب قضا کرتے دن کو پیش از زوال شب کی نماز کو اور اس جگہ شاید کچھ بھید ہوگا کہ نفع اُسکا راجع ہو طرف
منفعت اُمت کے جیسا کہ ظاہر ہوا پس مستعد ہوا بلال شب کی بیداری کے واسطے اور اوسنے نماز پڑھنا
شروع کیا اور نماز پڑھی اُسنے اُسی قدر جتنا کہ تقدیر کیا گیا واسطے اُسکے اور توفیق پائی اُسنے اور پرُ سکے
اور خواب کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہؓ نے ابوبکر رضہ بھی اُسمین تھے یعنے اُسیاتؔ مین کہ بلال
کو بیداری کے واسطے بولے تھے اور روایت مین بھی آیا ہی کہ ابوبکرؓ نے بھی وصیت کی بلال کو کہ ای بلال
نگاہ رکھ اپنی آنکھون کے تئین خواب سے اور یہ بار گران بلال کی گردن پر پڑا جب صبح نزدیک ہوئی تب
تکیہ مارا بلال نے یعنے ٹیک دیا اپنے راحلے پر راحلہ سواری کو بولتے ہین اور متوجہ ہوا طرف فجر کے
اور دیکھنے لگا اُسکی طرف ناگاہ غلبہ کیا بلال پر بلال کی آنکھون نے اور بے اختیار سو گیا اور حال یہ کہ
اپنے بستر پر تکیہ دیے ہوے اور ایک روایت سے یہ کہ اپنے ہاتھ کو کشادہ کیا اور اجتبا کیا اُسسے یعنے
جمع کیا بستر کو پس بیدار نہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ بلال جسے حضرتؐ نے نگاہبان گردانا تھا
اور نہ کوئی ایک اصحابؓ سے یہان تک کہ گرم کیا آنکھون کو آفتاب کی گرمی نے اور طلوع آفتاب نے
پس سب سے پہلے جو کوئی بیدار ہوا حضرت تھے پس خوف کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سو جانے سے
اور نماز کے فوت ہونے سے شہود صفات قہر یہ حضرت حق سے یعنے خدا کی جو صفت قہر ہی اُس سے
حضرت ڈری اور اُسکی تجلی سے جو بصفت قہر و جلال ہی اُسکے بعد اور سب بھی بیدار ہوے پس فرمایا حضرتؐ
نے اور ندا کی بلال کے تئین ای بلال یعنے یہ کیا واقع ہوا اور کیون سو گیا تو اور نگہبانی مین تقصیر کی تو نے
پس عرض کی بلال نے کیا کام کرون مین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پکڑا میرے نفس نے مجھے
اور عارض ہوئی اُس سے وہ چیز جو عارض ہوئی آپ کی ذات مطہر کو یعنے نیند ساتھ اُس قوت تیقظ
کے جو آپ رکھتے ہین قوت تیقظ یعنے بیداری سحر اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ آیا بلال کے تئین شیطان اور بلال کھڑا ہوا تھا نماز مین پس مارا
شیطان نے بلال رضہ کے سینے پر اور ٹہلایا اُسے پس آرام دیا اور ساکن گردانا اُسے جس طرح

تسکین دیا جاتا ہی کودک نیند کے درمیان پس سوگیا بلال رضہ پس بلایا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال رضہ کو اور پوچھا رات کی کیفیت کو اُس سے بلال نے جیسا کہ حضرت ؐ نے ابو بکر رضہ سے فرمایا تھا ویسا ماجرا تقریر کیا پس کہا ابو بکر رضہ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ اور اصح کہ جگہ ایمان کی اور تقریر شہادت رسالت کی جگہہ تھی تا کہ وسواس شیطان اسمین کچھ بھی راہ نپاوے بعد اسکے سرور عالم ؐ نے فرمایا اصحاب رضہ کو کہ کھینچو اپنے اونٹون کو اور ہان کو یہان سے پس کھینچا اصحاب رضہ نے اونٹون کو اور نکلے اوسجگہ سے اور اُس جگہہ کے نکلنے کے سبب مین علما اختلاف رکھتے ہین پس جو کوئی جائز نہین رکھتا قضاے فوت کے تئین یعنے جو کوئی کچھ فوت ہوئی اُسکے قضا کرنے کو جو کوئی جائز نہین رکھتا اوقات منہیہ مین جیسا کہ مذہب حنفیہ رح ہی سو یہ بات کہتا ہی کہ یہ نکلنا اُسجگہ سے اس جہت سے تھا کہ تا بلند ہوا آفتاب اور جو کوئی جائز رکھتا ہی قضاے فوایت کو اور نہی کو مخصوص ساتھ نوافل کے رکھتا ہی جیسا کہ شافعیہ کا مذہب ہی سو یہ بات بولتا ہی کہ سبب وہان سے نکلنے کا یہ تھا کہ وہ وادی جگہہ شیطان کی تھی چنانچہ ایک روایت مین تصریح بھی اوسکی ہی اور بہت سے اسباب کے آگی ہی اور بھی وضو کرنے تک اور اذان اور اقامت کہنے تک آفتاب بلند ہوتا اور نماز وقت منہی مین واقع ہوتی احتیاج نکلنے پر نتھی پس وضو کیا حضرت ؐ نے اور بلال رضہ نے حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے امر سے اقامت کہی اور حضرت ؐ نے ساتھ اصحاب رضہ کے نماز بامداد کو ادا فرمایا اور ظاہر اس حدیث کا اسمین ہی کہ اذان نماز قضا مین نہین ہی اور شافعی رح کا مذہب بھی ہی ایک قول مین اور دوسرا قول یہ ہی کہ نہ اذان اور نہ اقامت اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ پیغمبر خدا ؐ نے قضا ادا کی نماز فجر غداۃ لیلۃ التعریس مین ساتھ اذان اور اقامت کے غداۃ بمعنے بامداد اور تعریس کے معنے اوترنا مسافر کا آخر شب واسطے آرام کے اور شیخ ابن ہمام احادیث صحیح اسباب مین لایا ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ اذان مشروع ہی واسطے آگاہ کرنے وقت کے اور لوگونکے بلانے کیواسطے اور یہان خود سب حاضر ہین اور جواب اُسکا یہ ہی کہ اذان مشروع اکیلے اعلام کے یعنے آگاہ کرنے کیواسطے نہین بلکہ تحصیل ثواب کے واسطے ہی اُن کلمات کے ذکر سے یعنے اُسی اذان کے ذکر سے اور تکمیل صلوٰۃ بھی اُس سے مشروع ہی اور اسیواسطے افضل یہ ہی کہ منفرد یعنے اکیلا شخص اذان اور اقامت نکہے جیسا کہ حضرت ؐ نے ایک بکریان چرانے والے کو دیکھا کہ اذان کہتا ہی اور نماز پڑھتا ہی فرمایا علی الفطرۃ فطرۃ بمعنے دین واسلام یعنے یہ چرواہا اپنے دین اور اسلام پر ہے

اور دوسرا قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عجب ہی کہ نہ اذان کہی اور نہ اقامت اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو
اس حال سے مضطرب دیکھا انکی تسلی کے واسطے فرمایا ای لوگو تحقیق کہ خدا ی تعالیٰ نے قبض ہماری
ارواح کو کیا اگر چاہتا تو اسوقت کے سوا کبھی ہمکو بیدار کرتا اور فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے فراموش
کرے نماز کے تئین پس چاہیے کہ ادا کرے اسے جسوقت یاد آوے اسکو اور دوسری
احادیثون مین ذکر نوم بھی واقع ہی اور جس روایت مین کہ واقع نہین ہوا نوم کے تئین داخل
نسیان اور مستلزم اسکا یعنے نسیان کا رکھا ہی نوم بمعنے نیند تنبیہ یہان اشکال کرتے ہین
کہ حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی تنام عینی ولا ینام قلبی یعنے آنکھین میری سوتی ہین
لیکن دل میرا جاگتا ہی یعنے مین جو سوتا ہون اتنا ہی ہی کہ آنکھین میری پوشیدہ ہین لیکن دل
میرا آگاہ ہی نہ جیسا کہ اور لوگون کو ہے کہ نیند مین اُن سے شعور اور ادراک منتفی
ہوتا ہے اور حقیقت مین خواب نہین اگرچہ بعض آثار خواب ظاہر ہوتا ہی مثل غطیط
یعنے آواز جو سوتے مین آدمی کے نتھنون کی راہ دماغ سے نکلتی ہی اور فرمایا کہ مین سوتے
ہین سنتا ہون تمھاری باتون کو جو آپس مین بولتے ہو میرے پاس اور بعد نوم کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ ٹوٹنا بھی یہی ہوگا اور اسبابت کو اُس جناب کے خصائص سے شمار کیا ہی اور بعضے
کہتے ہین تمامی انبیا کا یہی حکم ہی اور کہا ہی رویا الانبیا وحی یعنے پیغمبرونکا رویا خود وحی ہی پس
ساتھ بیداری دل کے کیا سبب تھا کہ حضرت طلوع فجر سے آگاہ نہوے جواب یہ ہی کہ مین
کہ دریافت کرنا طلوع اور غروب کا کام آنکھون کا ہی اور آنکھین جو اُس جناب کی پوشیدہ تھین
طلوع اور غروب مدرک نہوا گویا جیسے ایک شخص گھر کے کنج مین بیدار ہی یا پردہ اُسکی آنکھون کے
آگے لٹکا ہی طلوع اور غروب کو نہین پاسکتا پس دل کی بیداری کو آنکھونکے سونے سے دریافت
کرنا طلوع فجر کا سو مفید نہوگا آنکھین بھی کھلی ہوئی چاہیئے تاکہ دیکھین تنہا بیداری دل کی کفایت
نہین کرتی لیکن ہنوز محل شبہ باقی رہتا ہی کہ کس واسطے دل سے اور کشف سے اور وحی سے
اور الہام سے اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت نکیا مثلاً جس طرح منجمی گھر مین جو ساعتون سے حساب
سے معلوم کرے کہ فجر ہوئی ہی جواب اسکا یہ کہ حکمت الٰہی نے اقتضا کیا اسبابت کا کہ کشف
نہووے اور وحی اوپر اسبابت کے نازل نہوئی تاکہ بسبب تشریع قضا ہی فوائت اور ادراک

سے کے عارض ہوتے ہیں اوپر اوس جناب کے کہا گیا ہی مؤلف بھی جواب دیتا ہے مخصوص گردانے اوسکے تئین اللہ تعالے نے ساتھہ زیادتی معرفت کے اور یقین کے کہ ہان دل بیدار ہی اور خواب کے تئین اوسمین کچھہ تاثیر نہیں لیکن ہو سکتا ہی اوس جناب کو کوئی حالت اور شہود حاصل ہو اور اوسمین ایسا مستغرق ہو کہ اوس شہود کے ماسوا سے غافل ہو جاوے جیسا کہ بعضے وقتون مین حالت وحی کے درمیان مانند اسی حالت کے حاصل ہوتی ہی پس یہ باعث عدم ادراک اور نسیان اور غفلت اور نوم نہوگا بلکہ طریان کسی عظیم حالت اوس جناب کے دل پر ہوگا جسے سوا سے خدا سے عزوجل کےکوئی نہ پہچانے اور طریان کے معنے ہین ایک آنا کسی چیز کا اور ظاہر ہوتا کسی پر اور بعضے صوفیہ کہتے ہین کہ یہ خواب اور فراموشی پیغمبر خدا سے ابتلاے الٰہی تھا اخذ تدبیر اور ترک تفویض پر یعنے تدبیر لینا اور سونا چھوڑنا تاکہ بلال کو اوس جناب نے شب کو نگہبانی کے واسطے چھوڑا اور عالم تدبیر مین اور اختیار کرنے مین آئے چاہیے تھا کہ حق تعالی کو اپنا کام سونپتے کہ وہ خود محافظت اسباب کی کرتا اور یہی بات اون لوگون کے نزدیک یعنے صوفیہ کے پاس ایک اصل عظیم کہ جیسا اسقاط تدبیر اور ترک اختیار کہتے ہین یہ بات صحیح ہی لیکن مجھے یہ بات اس مقام مین نسبت کرنے اوس جناب کے خوش نہیں آتی اور موہم ہی اعتراض کی طرف اوس عالی مقام کے اور حال تمسک یعنے چنگل مارنا طرف اسباب کے اور اوسکی رعایت کے نہایت مرتبۂ تحقیق اور تمکین کا ہی اور منافی توکل اور تفویض کا نہیں اور نوع تدبیر اور اختیار وہ ہی من عند النفس ہو یہان تو یہ بلال کا سفر کرنا بحکم شرع تھا چنانچہ اپنے مقام مین متحقق ہوا تا اس مقام مین حال نے کیا اقتضا کیا ہی اور بالجملہ تکلم کرنا حال شریف مین سید کائنات کے قیاس عقل سے بلکہ اپنے دریافت معرفت سے اور دائرہ حسن ادب سے باہر ہی اور حکم تکلم متشابہات مین رکھتا ہی واللہ اعلم ورسولہ اور اس غزوے کے وقائع سے یہ تھا کہ حرام گردانا سرور عالم نے گوشت حمار اہلیہ کا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی جس روز خیبر کی فتح ہوئی شام کے وقت تب روشن کی لوگون نے آگ بہت سی پس پوچھا سرور عالم نے کہ یہ آگ کیسی ہی اور کس واسطے یہ آتش افروختہ ہوئی ہی عرض ہوئی کہ واسطے لحم کے یعنے گوشت پکانے کے واسطے فرمایا کونسے لحم کے واسطے عرض ہوئی حمار اہلیہ کو پکاتے ہین کھانے کے واسطے حضرت نے فرمایا گرادو اوسے ناک پر اور توڑ ڈالو ہانڈیوں کو پس عرض کی ایک مرد نے توڑ ڈالین یا دھو ڈالین

اور سے فرمایا وھو ذوا الوحمر الہضم میم جمع ہے حمار کی جسے گدھا کہتے ہین اور وہ جو بضم اول و سکون
میم سے ہی جمع ہی احمر کی بمعنے شی سرخ رنگ اور اہلیہ منسوب ہی اہل سے یعنے وہ گدھے جو گھرون مین
ہوتے ہین احتراز ہے حمر وحشی سے جو صحرا مین ہوتا ہی اور وہ حلال ہی باتفاق جماعتونکے درمیان
اور حمر اہلیہ یعنے گھر کا گدھا بھی پہلے حلال تھا اب حرام ہوا ہی اور انسیہ بکسر ہمزہ مشہور ہی منسوب
انس سے بمعنی بنی آدم اور بضم ہمزہ بھی کہتے ہین اور بہ معنے ضد وحشیہ جو انس نہین رکھتے یعنے
محبت نہین رکھتا آدمی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا پہونچی ہمکو بھوک خیبر
کے روز پس چڑھائین ہمنے ہانڈیان گدھے کے گوشت کی جوش کرنے کے واسطے
پس بعضا گوشت پک گیا تھا اور بعض ابھی خام تھا کہ ندا ہوئی پھینک دو اوس گوشت کو اور توڑ ڈالو
ہانڈیون کو کہا عبد اللہ بن اوفی نے کہ پس کہتے تھے بعضے اصحاب کہ حرام گردانا اوسکا
اس جہت سے تھا کہ خمس نہین کیا گیا تھا کہ پس کہتے تھے بعضے کہ وہ اس جہت سے حرام ہوا کہ وہ
حرام کھاتا تھا یعنے نجاست اور بعضے کہتے تھے کہ وہ بوجھ اوٹھاتا ہے اور احتیاج تھی اوس سے
اور موید اسبات پر یہ حدیث ہی جو انس بن مالک سے آیا ہی کہ ایک شخص سرور عالم
کے نزدیک گیا اور بولا رسول اللہ کھا لئے گئے حمر یعنے گدھے پس خاموش رہے حضرت پھر دوسرا
ایک مرد آیا اور بولا کھا لئے گئے گدھے یہان بھی حضرت ساکت رہے جب تیسرا شخص آیا اور بولا
فانی کر دالے گئے حمر اس مرتبہ امر کیا سرور عالم نے منادی کے تئین کہ ندا کرے کہ خدا اور خدا کا
رسول نہی کرتا ہے لحوم حمر سے اور حق یہ ہی کہ تحتی حرمت اور نجاست کی جہت سے ہی جیسا کہ
یہی انس کی حدیث مین آیا ہی کہ آئے ہم خیبر مین صبح کے وقت اور نکلے اہل خیبر اپنی زراعت کے
ہل وغیرہ لیکر اور جب دیکھا اونھون نے حضرت کے تئین کہا محمد واللہ الخمیس چنانچہ گذرا پس
فرمایا حضرت صلے اللہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین پس پایا ہمنے
گوشت گدھے کا پس ندا کی پیغمبر کے منادی نے کہ خدا اور رسول خدا نہی کرتے ہین گوشت خر سے
گوشت وہ رجس ہی اور پلید ہے اور وہ حدیث جو انس سے مذکور ہوئی ساتھ اس حدیث کے
منافات نہین رکھتی اور وہ دو تھا دلیل اس گوشت کے حرام ہونے مین عدم خمس کی جہت سے با وجود
حاجت کی جہت سے جو اوپر مذکور کیا گیا منقول اوس جماعت کا ہی جو قائل ہین کہ گوشت خر مباح ہے

جیسا کہ امام مالکؒ سے نقل کرتے ہین یعنے اونکے نزدیک مباح ہی اور جمہور علما اوس بات پر ہین کہ
حرام مطلق ہی مثل مشہور ہے گوشت خردندان سگ اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ حرام گردانا گیا
لحوم حمر اور ایک روایت ہے یہ کہ اذن دیا اور ایک روایت سے یہ کہ امر کی سرور عالمؐ نے لحوم فرس
مین یعنے گوشت گھوڑے کا اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہی کہ اختلاف کیا ہی علما نے لحم فرس کے درمیان
پس شافعیؒ اور جمہور سلف اور خلف گئے ہین طرف اسبات کے کہ مباح ہی اور کراہت اوسمین کچھ نہین
اور اسی بات پر قائل ہے عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک اور اسما بنت ابوبکرؓ اور مسلم اسما سے
لایا ہے کہ کہا اسما بنت ابوبکرؓ نے کہ نحر کیا ہمنے یعنے ذبح کیا ہمنے ایک گھوڑے کو عہد رسولؐ
مین پس کھایا ہمنے اور ہم مدینے مین تھے اور دارقطنی بھی لایا ہے کہ کھایا ہم نے اور اہل بیت
پیغمبرؐ نے اور فتح الباری مین مذکور ہے کہ مستفاد ہوتا ہے اسما کے قول سے کہ تھے ہم
مدینے مین وقوع اسبات کا فرضیت جہاد کے بعد تھا پس رد ہوتا ہے طرف اوس شخص کے
جسنے استناد کیا ہے اوسکے کھانے کے منع مین ساتھ اسکے کہ وہ آلات جہاد سے ہی یعنے
گھوڑا اور استناد کے معنے طلب سند کرنا اور یہ قول رد ہی اوپر اوس شخص کے جسنے گمان کیا ہی
کہ اسما بنت ابوبکرؓ کی حدیث سے معلوم نہین ہوتا ہی کہ حضرتؐ اطلاع نہین رکھتے ہون اوپر اوسکے
یعنے اونکے کھانے پر گھوڑے کا حکم ساتھ اسکے اگر وارد نہووے تو وہ گمان نہین کرسکتی آل ابوبکرؓ پر
کہ یہ اقدام کرین کسی کام پر حضرتؐ کے زمانے مین مگر یہ کہ آنحضورؐ کو معلوم ہو جواز اوسکا کس واسطے
کہ پیوستہ اور قریب تھی یہ سرور عالم سے ساتھ توفیر داعیۂ اصحاب کی طرف سوال کے حضرتؐ
رسول خدا سے احکام مین یعنے ہر احکام مین سوال کرتے تھے رسول خداؐ سے اور اسیواسطے راجح
اور مختار یعنے اختیار کیا گیا اور بہتر یہ ہے کہ جب صحابی کہے کہ تھے ہم رسول خداؐ کے عہد مین کہ
ایسا عمل کرتے تھے تو ہووے اوسکے تئین حکم مرفوع کیونکہ ظاہر اطلاع اور تقریر پیغمبرؐ کی ہی اوپر اوس
عمل کے اور جب یہ حکم مطلق اصحابؓ مین ہوا یعنے علی العموم اصحابؓ کے درمیان پس کسطرح ہو
آل ابوبکر کا حکم یعنے اندازہ کار اور طحاوی نے کہا ہے ابو حنیفہؒ نے گھوڑے کے گوشت
کی کراہت کی طرف یعنے مکروہ ہے اور مخالفت کی ہی اسمباب مین صاحبین نے اور غیر
صاحبین نے اور احتجاج کیا ہے یعنے قبول حجت کرنا کیا انھون نے اخبار متواترہ سے اوسکے

حل بین اشتہ حل یعنے حلال کرنا متواتر یعنے پے در پے اور تحقیق روایت کی ہی یعنے تابعین نے
اوسکے گوشت کے حل کی اصحابؓ سے مطلقاً یعنے بلا قید استثنا ایک کے اونخون سے یعنے
سب اصحابؓ نے اوسے حلال رکھا ہی کسی نے حرام نہین کیا ایسی روایت کی ہی ابن ابی شیبہ نے بسند
صحیح بر شرط شیخین کہ عطا سے کہا گھوڑے کا گوشت اہل سلف ہمیشہ کہاتے تھے ابن جریج نے اوس سے
کہا کیا مراد سلف سے رسول خدام کے اصحابؓ کو رکھتا ہی تو عطا نے کہا نعم یعنے ہان اصحابؓ سے
مراد رکھتا ہون لیکن وہ جو ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ وہ مکروہ ہی اور روایت کیا ہی اِس کے
تئین ابن ابی شیبہ نے اور عبد الرزاق نے وہ سند ضعیف سے اور کہا ہی ابو حنیفہؒ نے جامع صغیر مین
کہ مکروہ رکھتا ہون مین لحوم خیل کے تئین ابو بکر رازی نے گمان کیا ہی اوپر تنزیہ پاک اور خیل یعنے
گروہ اسپ اور حمار اہلی گھر کا پلا ہوا گدھا اور تصحیح کیا ہی صاحب محیط نے اور صاحب ہدایہ نے
اور صاحب ذخیرہ نے تحریم کے تئین یعنے گھوڑے کا گوشت حرام ہی اور یہ قول اونخون کے
اکثرون کا ہی اور قرطبی نے شرح مسلم مین کہا ہی کہ مذہب مالک مین کراہت ہی اور فاکہانی
نے کہا کہ مشہور مالکیہ کے نزدیک کراہت ہی اور صحیح اونخون کے محققون کے نزدیک تحریم ہے
اور ابن ابی حمزہ نے کہا ہی کہ دلیل جواز مطلق پر واضح نہین ہی لیکن امام مالک کا سبب کراہت
اوسکے گوشت کھانے سے اِس جہت سے ہی کہ استعمال کیا جاتا ہی جہاد مین پس کراہت بسبب
خارج کے ہوئی نہین ہی بحث اوس حیوان مین متفق علیہ اوپر اباحت کے یعنے اوسکے مباح ہونے مین
کسی کی کچھ بحث نہین اگر حادث ہو یعنے پیدا ہو وہ امر کہ اگر ذبح ہووے پہونچاوے طرف ارتکاب محذور
کے یعنے جس سے کام حذر کرتا ہی تو ممتنع ہوتا ہی کھانا اوسکا اور لازم نہین آتا بیان سے قول
بتحریم تحریم حرام کرنا کسی چیز کا لیکن قول یعنے تابعین کا کہ اگر حلال ہوتا گوشت کھانا گھوڑے کا
تو جائز ہوتا اضحیہ اوپر اوسکے اضحیہ بکری کو کہتے ہین جو عید اضحیٰ کے روز قربانی ہو یعنے اگر حلال
ہوتا لحم فرس تو جائز ہوتا اوسکا قربانی کرنا یہ قول منتقض ہوتا ہی یعنے شکست ہوتا ہی تمامی حیوان
دشت سے کیونکہ وہ ماکول ہی یعنے کھایا جاتا ہی اور مشروع نہین اضحیہ اوپر اوس کے لیکن
حدیث خالد بن ولید کی ابو داود و نسائی کے نزدیک یہ کہ نہی کیا رسول خدام نے لحوم خیل اور
بغال اور حمیر سے سو ضعیف ہی لحوم جمع لحم خیل یعنے گھوڑے کا گلہ اور بغال یعنی خچر اونٹ اور حمیر

حمار کہنا اور اگر تسلیم کیا جاوے یعنے قبول کیا جاوے ثبوت اوسکا تو معارض نہین ہو تی جابرؓ کی حدیث کے تئین جو دلالت کرتی ہو اوپر جواز کے اور موافق ہو اُسکے تئین حدیث اسماؓ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق تضعیف کی ہو یعنے ضعیف ہی کہا ہو خالد بن ولید کی حدیث کو احمد نے اور بخاری نے اور دار قطنی نے اور خطابی نے اور ابن عبد البر نے اور عبد الحق نے اور علمار کبار نے اور بعضون نے گمان کیا ہو کہ جابرؓ کی حدیث دلالت کرتی ہو اوپر تحریم کے کیونکہ کہا ہو اُسنے رخص فے الخیل یعنے رخصت دی حضرت نے گھوڑے کے گوشت کھانے کی اور رخصت بمعنے استباحت محظور ہی سا تھہ قائم ہونے مانع کے محظور کے معنے حرام کیا گیا اور منع کیا گیا اور استباحت بمعنے طلب مباح کرنا پس دلالت کی اوپر اسبات کے کہ رخصت بسبب مخمصہ تھی جو پہونچا تھا اونکو پس دلالت نہین کرتا اوپر حل مطلق کے یعنے یہ کہ حلال صرف اور جواب دیا گیا ہو اسبات کا کہ اکثر روایتین وارد ہو ئی ہین بلفظ اذن جیسا کہ مسلم کی روایت مین ہو اور ایک روایت مین اُس سے آیا ہو کہ اکلنا من خیبر لحم حمر وخیل وحش یعنے کہایا ہمنے خیبر کے زمانے مین گوشت گدھون کا اور گھوڑون کا اور وحشی گدھون کا اور نہی کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حمار اہلی کے گوشت سے اور نزدیک دار قطنی کے ابن عباسؓ کی حدیث سے آیا ہو کہ نہی کی اوس جناب نے حمار اہل سے اور امر کیا طرف لحم خیل کے پس دلالت کی اوپر اوسبات کے کہ مراد رخصت سے اذن ہو اور اگر رخصت مخمصے کی جہت سے ہوتی تو حمار اہلی یعنے گہر کا گدھا پلا ہوا او لے تہا اوس سے اوسکی کثرت کی جہت سے اور اس جہت کی عزت گھوڑونکی اُس ہنگام مین بہت تھی پس دلالت کی اوپر اسبات کے کہ اذن گھوڑون کا گوشت کھانے مین اباحت عامہ کی جہت سے تہا یعنے عام مباح ہوتا نہ یہ کہ خاص ضرورت کی جہت سے ہو ذکر کیا ہو اس سبب سے تئین مواہب لدنیہ مین اور فتاوی سراجیہ مین مذکور ہے کہ گھوڑے کا گوشت مکروہ ہی ابو حنیفہؒ کے نزدیک خلافا لہما والشافعیؒ یعنے شافعیؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک خلاف اسکا ہو یعنے مکروہ نہین ہی بعد اسکے کہا قاضی امام صدر الاسلام نے مراد کراہیت سے تحریم ہو اور کہا ہو اُسکے بہائی فخر الاسلام شیخ امام علی بزدوی نے کہ مراد کراہت سے تنزیہ ہو تنزیہ بمعنے پاک اور شیخ الاسلام امام سرخسیؒ نے کہا ہو کہ جو کچھ ابو حنیفہؒ نے کہا ہی سو احوط ہو یعنے زیادہ احتیاط کیا گیا اور جو کچھ صاحبین نے کہا ہی سو اوسع ہو لوگو نپر یعنے زیادہ وسیع ہی اور خلاصہ مین مذکور ہے

کہ مکروہ ہے لحم خیل اور اصح یہ ہے کہ کراہت تحریم ہے اور کافی مین مذکور ہے کہ مکروہ ہے ایسا مکروہ کہ کراہت
تنزیہ و ہو الصحیح یعنے یہی صحیح ہے اور اسی بات پر گئے ہین فخر الاسلام اور ابو معین اور لکھا ہے
ابنی جامعین کے درمیان جامعین تثنیہ ہے جامع کا جامع نام کتاب کا اور یہ ہی اختیار امام
اسبیجابی کا ہے اور امام سرخسی نے کہا ہے کہ یہ ارفق ہے تو گو نکو عرف ظاہر کی جہت سے اوسکا گوشت
بیچنے مین اور کفایۃ المنتہی مین کہا ہے کہ ابو حنیفہؒ نے رجوع کیا ہے یعنے پہرے ہین ابو حنیفہ گہوڑے
کے گوشت کی تحریم سے اپنے مرنے سے تین روز اول وعلیہ الفتوے یعنے اسی بات پر فتویٰ ہے
اور اتفاق اہل ماوراء النہر کا نام ہے شہر کا توران مین ہے اوسکی اباحت پر کافی ہے حنفیہ کے
تئین اوسکا گوشت کہانے پر اور جرأت اوپر اوسکے اور ایسا سنا گیا ہے کہ بعضے اتقیا انہون کے
ایسے تھے کہ آپ نہین کہاتے تھے لیکن ضیافت کرتے تھے اپنے مہمانون کے تئین اور
اس غزوے کے وقائع سے ہے تحریم اکل ثوم ہے اور صحیح وہ ہے کہ اکل بصل یعنے پیاز کہانا اور
اکل ثوم یعنے لہسن حرام نہین ہے اور مکروہ ہے حاضر ہونا کہانے والا اوسی پیاز اور لہسن کا اوسی
وقت مسجدون مین یعنے جسوقت جو شخص پیاز اور لہسن کہاوے اوسوقت نجاوے مسجدون مین
اور نہ مجالس خیر کے درمیان کہ ایذا پاوین لوگ اوس سے اور تحریم ہے ذی ناب کے کہانے
کی جو سباع سے ہو ناب کہتے ہین دانت کو اور ذی بمعنی صاحب یعنے جو چیز کہ صاحب دندان ہو اور
سباع جمع سبع کی ہے سبع کہتے ہین اوس حیوان کو جو درندہ ہو اور سبع سات کو کہتے ہین اور جانور کو سبع
اسواسطے کہتے ہین کہ اکثر اوقات سات مہینے کے بعد جو جنتی ہے اوسکی مادہ اور فارسی مین ددے
دد کہتے ہین اور جو جانور کہ درندہ نہو اوسے دام بولتے ہین اور تحریم بیع مغانم جو پیش از قسمت
ہو یہ عطف ہے او پر جو اول واقع ہوا کہ خیبر کے وقایع سے ایک تحریم اکل ثوم ہے اور تحریم بیع مغانم
ہے جو پیش از قسمت ہو اور نہی وطی سے پیش از استبرا یہ جملہ عطف ہے جملہ ماقبل پر وطی کے معنے جماع
استبرا بمعنے پاکی اور نہی عورتون کے متعہ کرنے سے جو نکاح ہے مدت معین تک یہ سب اسی غزوے
کے وقائع سے ہین اور متعہ مباح تہا اول اسلام مین غزوۂ خیبر تک پس حرام گردانا گیا اس
غزوے مین بعد اوسکے مباح گردانا گیا مکے کی فتح مین مراد یوم اوطاس سے ہے جو مکے کی فتح کے
بعد ہے اور تسمیہ کیا گیا اوپر اوسکے یعنے مکے کی فتح پر بہ قرب زمان اتصال کی بابت ہے اوسکے اوطاس

تمام ہو جنگ کا بعد اوسکے حرام گردانا گیا اور تین روز متعہ کے بعد تحریم مؤبد اور مخالفت نہین اس بابت مین کوئی
شخص مگر روافض اور اس غزوے کے وقائع سے قصہ اُس مرد کا ہے کہ جسنے اوس جنگ مین ایسا قتال
کیا کہ جو اُسکے سامنے آیا اُسے مار ڈالا خستہ کیا اپنی تلوار سے اس درجے مین کہ کہا بعض اہل اسلام نے
کفایت اور سعایت جیسی اس کارزار مین اس شخص سے ہوئی ہے ویسی نہین ہوسکی پس پہونچائی یہ خبر
اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کہا یا رسول اللہ فلان شخص نے ایسا کام کیا کسی سے نہوا حضرتؐ
نے فرمایا آگاہ رہو اور جانو تم تحقیق کہ وہ اہل نار سے ہے پس حیران ہوے لوگ اُسکی سعی کارزار مین اور
مشرکونکے قتال مین ایسی کچھ اور حضرتؐ یون فرماتے ہین دیکھا چاہیے کہ حقیقت حال کیا ہے اور نزدیک تھا
کہ اصحابؓ ورطہ اشک مین پڑین پس کہا ایک مرد نے قوم سے کہ آج مین اُسکے ساتھ ہون اوسکے ہمراہ
رہتا ہون یہانتک کہ معلوم کرون کہ اُسکی حقیقت حال کیا ہے اور دوسری ایک روایت مین یون آیا ہے کہ
کہا اُسکے پیچھے جاتا ہون جہان جاوے پس نکلا چلا ساتھ اوسکے جہان وہ کھڑا رہتا اور جہان وہ
شتابی کرتا وہان یہ بھی شتابی کرتا پس قتال کیا اُسنے قتال شدید اور گھائل ہوا سخت پس تنگ آیا
اپنی خستگی سے اور جلدی کی اُسنے واسطے موت کے پس کھڑا کیا اپنی تلوار کو زمین پر اور پھلا اُسکا رکھا
اپنی پستان پر اور زور کیا اُسنے اُسپر اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اوسنے اپنے ترکش سے کھینچا
تیر دنکو اور ایک روایت سے یہ کہ ایک تیر اُس سے مار ڈالا اپنے تئین اور کہتے ہین منافات نہین
درمیان اُن دونون روایتونکے یعنے تیرون کے اور ساتھ اُس روایت کے جو سابق گذری کہ رکھا اُسنے
تلوار کو زمین پر اور زور کیا چھاتی پر اس جہت سے منافات نہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ کاٹا ہو اُسنے
اپنے تئین تیر سے اور نہ نکلی ہو جان اُسکی اُس سے پس تکیہ کیا ہو اوسنے سیف کے واسطے استعجال موت
کے اور ایک روایت سے یہ کہ رکھا اُسنے اپنی تلوار کو زمین پر بہر تقدیر جب دیکھا اُس مرد نے جو اُسکے
پیچھے پڑا تھا کہ اُسکی حقیقت کو معلوم کرے سو دوڑتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا اور بولا
اشہد وانک رسول اللہ فرمایا کیا حال ہے اور کسواسطے تجدید شہادت کرتا ہے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ
اوس مرد نے جو مشرکون سے ایسا شدید قتال کیا اور آپ نے ہمکو خبر دی کہ وہ اہل نار سے ہے
دشوار معلوم ہوئی یہ بات ہم لوگون کو پس باہر نکلا مین اوس کی تحقیق حال کے واسطے اور پڑا
مین اُسکے پیچھے پس دیکھا مین نے اوسکو کہ مجروح ہوا ہے سخت مجروح پس قتل کیا اوسنے

اپنی ذات کو اور قاتل النفس نار ہی ہی ہوتا ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک مرد عمل کرتا ہی ظاہر مین
اہل جنت کا اور حال یہ کہ وہ اہل نار سے ہی لیسے عمل پر مغرور نہو اچاہیے کہ ایک مرد عمل کرتا ہی اہل نار کا
ظاہر مین اور حال یہ کہ وہ اہل جنت سے ہی اور یہان سے لازم نہین آتا کہ جو کوئی قاتل النفس ہی اہل نار سے ہو
مگر استحلال یعنے طلب حلال کرے یا مراد وہ ہی کہ وہ اہل نار سے ہی اگر نہ بخشے اسکو خدا تعالی عز وجل
فرماتا ہے القسطلانی اور یہ بھی قسطلانی نے کہا ہی کہ شاید وہ باطن مین اہل نفاق سے ہو یا مرتد ہوا ہو
استحلال قتل سے اور خبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر اسبات کے کہ وہ اہل نار سے ہی اس جہت
سے ہوگا اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منادی کرو کہ داخل نہین ہوگا
بہشت مین کوئی مگر مومن اور حق تعالی تائید اور تقویت کرتا ہی اس دین کی مرد فاجر کو اور کبھی
فتح فدک مین اگرچہ داخل غزوہ خیبر مین لیکن تابع اور متصل ہی اسکے ایک فتح فدک ہی کہ نام ہی ایک موضع
کا نزدیک خیبر کے اہل سیر لائے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے حوالی مین پہنچے حوالی
کی یعنے گرد اگرد تب اس جناب نے محیصہ بن مسعود حارثی کو جو بھائی حویصہ بن مسعود
حارثی کا تھا فدک پر بھجوایا تا کہ اہل فدک کو طرف اسلام کے دعوت کرے اور کہے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تمہاری جنگ کے واسطے آویگا جیسا اہل خیبر کی جنگ کے واسطے گیا انھون نے کہا کہ
اہل خیبر دس ہزار مرد جنگی اپنے پاس رکھتے ہین ہم یہ گمان نہین رکھتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ان سے مقاومت کرسکین محیصہ نے جب دیکھا کہ اہل فدک طرف صلح کے اور اصلاح کے
نہین پھرا کرتے تب وہان سے پھرا اور کیفیت کے تئین حضور اقدس مین عرض کیا اور اوس کے
پیچھے بعد اوس جماعت نے ایک مرد کے تئین اپنے رئیسون سے ساتھ ایک گروہ یہود فدک کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھجوایا تا کہ امر صلح استحکام پاوے بعد از گفتگو کے یہ قرار اور
اسبات کے ہوا کہ آدھی زمین فدک کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آدھی واسطے انکے رہی اور
عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے تک اوپر اسی دستور کے عمل جاری تھا اسوقت حضرت عمر نے
اونھون کو فدک سے نکال دیا اور شام کو بھجوایا اور آدھی زمین جو اونکی تھی اسے پچاس
درہم کو قیمت کرکے بیت المال سے خرید کیا اور ذکر فدک کا اور اوسکے اموال کا اپنے محل مین آویگا
انشاء اللہ تعالی اور اسی طرح اہل خیبر کے تئین بھی عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر سے نکال دیا یہودیون

سے کہا ای عمر رضہ کیسی بات ہی کہ جو کچھ ابو القاسم ؐ نے مقرر کیا ہی تو اسکا خلاف کرتا ہی عمر خطاب رضہ نے
کہا تم یہ گمان کرو کہ مین اُس روز حاضر تھا اور نہین پیغمبر ؐ نے تمسے فرمایا جبتک ہم چاہتے ہین تم
اُس کام پہ قیام کرتے ہو اب ہم نہین چاہتے اور حدیث بخاری مین ابن عمر رضہ سے آیا ہی کہ جب عمر
خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور مصمم گردانا اپنی عزیمت کے تئین اُنکے اجلا کے اور یعنے اہل
خیبر دیس نکالا دینے پر تب آیا اُنکے پاس ایک شخص بنی الحقیق سے اور بولا کہ ای امیر المومنین نکال
دیتا ہی تو ہمکو اور حال یہ کہ مقرر رکھا ہی ابو القاسم ؐ نے پس کہا عمر رضہ نے آیا گمان کرتا ہی تو کہ مین بھولا ہون
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے تئین جو فرمایا تجھے کہ کیا ہوگا حال تیرا جب نکالا جاویگا
تو خیبر سے جاویگا ناقہ تیرے رات کے بعد رات کے یعنے باہر نکلینگے خیبر سے متعدد راتون مین کہا
اُس یہودی نے یہ بات ابو القاسم ؐ سے بطریق مزاح تھی نہ بر سبیل جد و جزم پس کہا عمر رضہ نے
جھوٹ بولا تو ای دشمن خدا پس جلاوطن کیا اُنھون کے تئین اور جو کچھ مال اور شتر اور
متاع اور پالان اور رسیان وغیرہ اونکا تھا سو اس سب کی قیمت اُنھون کو دی جب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم وادی القری کیطرف پہونچے منزل صہبا تک خبر پہونچی اور اسی منزل مین
ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے زفاف فرمایا اور اُسی منزل مین رد شمس واسطے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
واقع ہوا جیسا کہ گذرا اور جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم وادی القری مین پہونچے اقامت کی وہان
چار تنیے کے روز اور محاصرہ کیا اہل وادی القری کے تئین اور وے بھی واسطے جنگ کے آمادہ
ہو کر باہر نکلے اور حضرت ؐ نے واسطے قتال کے صف آراستہ فرمائی اور لوا کو یعنے علم کو ایک
صحابی کو جسکے نام مین ارباب سیر کو اختلاف ہی دیکر دعوت کی اُنھون کو طرف اسلام کے
اور فرمایا اُنھون سے اگر اسلام لاؤ تو اموال اور دمار تمھاری مصئون اور معصوم رہین اور حساب
تمھارا خدا تعالے پر ہو دمار جمع دم کی بمعنے خون مصئون بمعنے محفوظ وادی القری والون نے
پیغمبر خدا ؐ کے فرمان کو قبول نکیا اور جناب مین داد جہالت دینے لگے اس روز شب تک محاربہ ہوتا
رہا اور رئیس یہودی ہر اول بنکر جہنم کیطرف روانہ ہوئے دوسرے روز صبح کے وقت فتح الاسلام
واقع ہوئی اور مال بہت سا اور اثاثہ اور متاع بیشمار اہل اسلام کے ہاتھ چڑھا اور حضرت ؐ نے وادی
القری کے یہود پر شفقت اور لطف اور مرحمت فرما کر اُنھون کی زمینون کو اور باغات کو اُنھون کے

ہی ہاتھ مین چھوڑدیا تاکہ وہی کام کرین اور اجرت لیوین اور جب وادی القریٰ کے یہودیون کی خبر اور خیبر کی اور فدک کی خبر تباہی کی یہودیونکو پہونچی تب وہ راہ صلح سے درپیش آئے اور انھون نے جزیہ دینا قبول کیا اور اس سال مین سرایا بہت واقع ہوئے سریہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اور سریہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا اور بشیر بن سعد الانصاری کا اور غالب بن عبداللہ لیثی کا میفعہ پر اور سریہ غالب بن عبداللہ کا ذکر کیے گئے بنی ملوح پر پہلے اور فدک پر اسکے بعد واقع ہوا سریہ اُس فوج کے ٹکڑے کو کہتے ہین جو لشکر سے علیحدہ ہوکر دشمن پر جاوے اور پیغمبر جس فوج سے نکلے اسکو غزا بولتے ہین اور جمع سریہ کی سرایا ہی اور اُسی سال مین عمرۃ القضا جو حدیبیہ کی صلح مین واقع ہوا تھا اور وقوع اوسکا ذیقعدہ کے مہینے مین سنہ سبع من الہجرت تھا اور تسمیہ عمرۃ القضا کرنے کے شافعیہ رح کے نزدیک اس جہت سے کہتے ہین کہ قضا بمعنے صلح ہی یعنے وہ عمرہ حدیبیہ کی صلح مین مقرر ہوا تھا سال آیندہ آؤ اور عمرہ ادا کرو اور اسیواسطے تسمیہ عمرۃ الصلح و عمرۃ القضیہ بھی واقع ہوا ہی اور حنفیہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس جہت سے ہی کہ قضا وہ عمرہ ہی جو فوت ہوا اور میان حدیبیہ کے احصار کے سبب احصار کے معنے باز رہنا حج سے اور یہ اختلاف مبنی ہی اوپر اختلاف وجوب قضا کے یعنے قضا کے واجب ہونے مین جو اختلاف ہی اوپر اُس شخص کے جسنے احرام عمرے کا باندھا اور باز رکھا گیا بیت اللہ سے شافعی رح کا مذہب یہ ہی کہ واجب ہی اُسپر ہدی اور قضا نہین واجب اُسپر اور ابوحنیفہ رح کے نزدیک عکس ہی یعنے قضا واجب ہی ہدی نہین ہی ہدایا کے معنے چارپایہ جانورونکے کو واسطے قربانی کے بھجوانا شافعی رح کی حجت یعنے دلیل یہ آیت ہی فان احصرتم فما استیسر من الھدی یعنے اگر باز رکھے جاؤ تم مکے سے بسبب بیماری کے یا خوف کے یا قوت نہونے کے سبب پس اوپر تمھارے ہی جو کچھ میسر ہو قربانی سے وہان بھجواؤ اور ابوحنیفہ رح کی دلیل یہ ہی کہ عمرہ لازم ہوا بسبب شروع کے شروع کے معنی کسی کام کے واسطے نکلنا پس جب احصار ہوا یعنے جب باز رکھے گئے مکے سے اور ادا نہوا احصار کے زائل ہونے کے بعد قضا لازم ہوتی ہی اور شافعی رح کہتے ہین کہ حدیبیہ کا عمرہ فاسد نتھا بلکہ تمام تھا یعنے کامل تھا اور اسی طرح سرور عالم کے عمرے چودہ شمار کیے گئے ہین پس معلوم ہوتا ہی کہ حدیبیہ کا عمرہ بھی معدود یعنے گنا گیا معتبر ہی اور یہ بات مدخول ہی یعنے داخل کی گئی ہی یا یہ کہ مراد یہ ہی کہ اجر اُسکا ثابت ہی حصول نیت کی جہت سے اور ظاہر یہ ہی کہ عمرہ وجود مین نہین آیا اور طواف اور سعی

واقع نہین ہوا فی الجملہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوے سے پھرنے کے بعد اور اوسکے اتمام مہم کے
بعد اور سرایا اطراف مین گئے اور مدینے کے بھجوانے کے بعد ذیقعدہ کے اوائل مین ساتوین
سال مین ہجرت سے عمرۃ القضا کے اسباب کے تہیہ مین مشغول ہوے اور حکم کیا کہ جتنے اصحاب رضی اللہ عنہم
کہ حدیبیہ مین حاضر ہوے تھے اس سفر پر موافقت کرین اور تخلف نکرین اور سوا انکے بھی جو چاہے
سو آوے پس اس جمع سے جو کوئی قید حیات مین تھا سو کارسازی مین قیام کرکے ہمراہ رکاب ہوا
اور کئی سو آدمی جو بیعۃ الرضوان مین حاضر نہین ہوے تھے سو ہمراہ ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ابو رہم غفاری کے تئین مدینے مین خلیفہ کرکے چھوڑا اور ساتھ دو ہزار شخصون کے
اور سو گھوڑے جنیبت اور سات ہدی اور ایک روایت سے یہ کہ اسّی ہدے اور اسلحہ سفر جنگ
خودین اور زرہین اور بھالے اس تجمل کے ساتھ مدینے سے باہر نکلے اور جب درمیان
ذی الحلیفہ کے پہونچے اور گھوڑان کو محمد بن مسلمہ کو سونپا اور اسلحہ بشیر بن سعد کو سونپ کر احرام
باندھا اور تلبیہ کیا اور مسلمانون نے بھی احرام باندھا اور تلبیہ کیا ساتھ اُس جناب کے تلبیہ کے معنے
لبیک بولنا اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ اور گھوڑون کے تئین آگے روانہ کیا اور جب
مرالظہران کے درمیان جو ایک منزل ہی مکّے کے مرحلون سے پہونچے وہان ایک جماعت
قریش سے تھی پس محمد بن مسلمہ سے انھون نے خبر اُس جناب کی پوچھی کہ پیغمبر کہان ہے اونے
کہا اب آپہونچے اور یہان کے محاورے سے اُسی اکل کی صبح کو نزول فرماوینگے اس منزل مین
انشاء اللہ تعالےٰ پس آئے سرور عالم اور نزول کیا بطن یاجج کے قریب پس جب سُنی قریش نے خبر
اُس جناب کے آنے کی اور دیکھا گھوڑونکو اور اسلحہ کے تئین پوچھا یہ کیا ہی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قصد
جنگ رکھتے ہین اور نقض صلح کرتے ہین یعنے صلح توڑ ڈالتے ہین کہا صلح بحال خود ہی اور اسکو بقصد
احتیاط ہمراہ رکھا ہی پس جمع ہوئی خاطر قریش کی اور چھوڑا اس منزل مین حضرت نے اوس بن
خولی انصاری کے تئین دو سو مرد سے اور باہر نکلے وہان سے مکّے کی طرف اور سوار ہوے
اپنے راحلے پر جسکا نام قصوا تھا اور حمائل کیا اہل اسلام نے اپنے تلوارون کو غلاف کے
درمیان گرد بگرد اُس خورشید ہدایت کے مانند ذرّون کے اور قمر فلک رسالت کے اطراف
مانند ستارون کے لبیک بولتے ہوئے چلے جاتے تھے کفار قریش یہ اخبار سننے کے واسطے

پہاڑ دن پر پہاڑی کوڑن کی طرح آگے گئے اور آگے کیا اُس جناب نے ہرایا کے تئین طرف ذی طوی کے نام ہی ایک جگہ کا اور درآمد ہوئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنیہ سے طلوع کرتے ہوئے اوپر حجون کے حجون اُس پہاڑ کا نام ہی جو مکے کے پاس ہی اور تنیہ عقبہ بلند کو کہتے ہین جس سے بدشواری گذر سکے عقبہ بھی بمعنے تنیہ ہی شاہ پہاڑون کے ٹکرے کو بولتے ہین اور عبداللہ بن رواحہ نے جو خلص اصحابؓ سے اور شعراء اسلام سے تھا مہار اُس جناب کے ناقے کی پکڑے ہوئے پیش پیش چلا جاتا تھا اور اس رجز کو پڑھتا تھا خلوبنی الکفار عن سبیلہ یعنے چھوڑ دو اے کفار کی اولاد اور ایک طرف ہو پیغمبرؐ کی راہ سے دوسرا مصرع الیوم نضربکم علی تنزیلہ آج کے دن مارتا ہون مین تمکو اوپر تنزیل اُسکی یعنے پیغمبر کی مراد قرآن سے تیسرا مصرع ضربا یزیل الہام عن مقیلہ مارنا ایسا مارنا کہ زور ڈالنا سر کے تئین خوابگاہ سے اُسکی یعنے سر کے چوتھا مصرع ویذہل الخلیل عن خلیلہ اور فراموش گرداننا ہی دوست کے تئین اپنے دوست سے اور بعضے روایتون مین یہ زیادہ آیا ہی قد انزل الرحمن فی تنزیلہ یعنے تحقیق نازل کیا ہی پروردگار نے اپنی تنزیل مین یعنے قرآن مین اُسکا دوسرا فی صحف تتلی علی رسولہ یعنے قرآن مین جو تلاوت کیا گیا ہی اوپر رسول کے اُسمین نازل کیا ہی اللہ تعالی نے کیا نازل کیا ہی خیر القتل فی سبیلہ ساتھ اسباب کے کہ تحقیق بہتر قتل ہے راہ مین اُسکی یعنے خدا کی راہ مین پس کہا عمر خطابؓ نے کہ اے ابن رواحہ تو پڑھتا ہی رسول خداؐ کے آگے شعر کے تئین پس فرمایا حضرتؐ نے اے عمرؓ اُسے منع مت کر شعر پڑھنے سے ہر آئینہ یہ اشعار زیادہ سریع جاتے ہین درمیان انکھون کے برچھا کھینچنے سے اور حضرتؐ لبیک بولتے تھے یہان تک کہ کعبے تک آئے اور استلام حجر اسود کا کیا استلام بمعنے مس کرنا پتھر کا ہاتھ سے یا لب سے اور استلام اُس جنابؐ کا ایک لکڑی سے تھا جسکا سر کج تھا اکثر ہاتھ مین رکھا کرتے تھے چوگان کے مانند عربی مین اُسے محجن بولتے ہین اور طواف کیا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار اپنے راحلے کے اوپر سے اور اضطباع کیا تھا اُس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوشاک کے تئین اضطباع کے معنے سیدھی بغل سے ردا اوسکے شانے پر ڈالنا اور اصحابؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور جب مشرکون نے طعن کیا اصحابؓ کے تئین کہ یثرب کی تپ نے اور وہان کی ہوا کی عفونت نے تمکو سست اور ناتوان کیا ہے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے امر کیا اصحابؓ کو کہ قوت اور جلادت کرو مشرکون کے ساتھ اور رمل کرو تین شوطوں کے درمیان پہلے اور آخر کے چار شوط کے درمیان اپنے حال پر چلو رمل یعنی پویہ دوڑنا جس طرح پہلوان دوڑتے ہین اور شوط کو فارسی مین تک کہتے ہین اور ہندی مین دوڑ اور تمامی اشواط مین حکم نکیا سرور عالم نے کہ رمل کرو یعنے سات دوڑ مین اسین تین دوڑ تک حکم کیا کہ پویہ سے دوڑو اور چار مین آہستہ شفقت کی جہت سے اصحابؓ پر اور فرمایا ہے کہ تین شوط مین بھی رکن یمانی اور اسود کے درمیان آہستہ چلو کہ مشرکین تمکو نہین دیکھینگے کیونکہ وہ رقعیقان کے جبل پر تھے کہ یہ جبل رکن عراقی اور شامی کے مقابل ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عبید اللہ بن رواحہ اس رجز کو جیوا پر گذرا اسوقت حضرت کے طواف فرماتے تھے پڑھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ اس ذکر کے تئین بھی پڑھ لا الٰہ الا اللہ وحدہ نصر عبدہ واعز جندہ وہزم الاحزاب وحدہ یعنے نہین کوئی خدا سواے اللہ کے حالیکہ واحد ہے وہ ایسا اللہ کہ مدد کی اونسے اپنے عبد کی اور غالب کیا اپنے لشکر کو اور ہزیمت دی گروہ کفار کو ابن رواحہ نے یہ ذکر شروع کیا اصحابؓ نے بھی اوسکی موافقت کرکے پڑھنا شروع کیا بعد اسکے مسجد سے باہر آئے ویسے ہی سوار جیسے تھے حضرتؐ نے سعی کی اوس جنابؐ نے درمیان صفا اور مروہ کے نام ہے دونون پہاڑون کا سعی کے معنے چلنا پھرنا دوڑنا اور امر کیا اُس جنابؐ نے کہ ہدی کے تئین مروہ کے نزدیک رکھین اور فرمایا کہ یہ منحر ہے اور تمام کوچے مکے کے منحر اور جائز ہے نحر درمیان اوسکے یعنے مکے کے کوچون مین نحر بروزن لہر معنے اونٹ کا ذبح کرنا اور منحر ظرف کا صیغہ ہے معنے نحر کرنے کی جگہ پس نحر کیا سرور عالمؐ نے مکے کے نزدیک اور حلق کیا اور اصحابؓ نے بھی یہی کیا حلق سر مبارک کا خراش بھیجوایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت کے تئین اصحابؓ سے کہ بطن ناجج کو جاوین اور محافظت سلاح وغیرہ کی کرین اور وہ لوگ جو سلاح کے نزدیک ہین آوین اور اپنا قضا سے نسک کرین نسک معنے قربانی کرنا اور عبادت کرنا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے داخل ہونے مین درمیان کعبے کے دو روایتین کرتے ہین ایک یہ کہ در آمد ہوئے اور نماز ظہر تک وہان تھے اور دوسری روایت سے یہ کہ عمرۃ القضا مین یعنے اسی عمرے مین خانہ کعبہ مین نہین در آمد ہوئے اور قریش نے نہین چھوڑا کہ داخل ہون کیونکہ صلح مین اوسکا مذکور نہ تھا واقدی اسی روایت کی ترجیح کرتا ہے پس امر کیا اُس جنابؐ نے

بلال کو کہ کعبے کے بام پر چڑھکر اذان دیوے اور یہ بھی ایک ہی بار تھا بعد اوسکے حضرت جعفر بن ابو طالب
کے تئین حکم ہوا کہ میمونہ بنت حارث کو اُس جناب کیواسطے خواستگاری کرے اور میمونہ نے اپنی
عم عباس بن عبد المطلب کو سونپی کیونکہ بہن اُسکی ام الفضل عباس کے گھر مین تھی پس عباس رضہ نے
اُسکا عقد حضرت کے ساتھ کیا اور اُسوقت حضرت صلعم احرام مین تھے اور بعضے کہتے ہین کہ احرام سے
نکل چکے تھے اور اس مقام مین اختلاف ہے اور یہ مبحث اصول فقہ مین مقرر اور مذکور ہوا ہے اور اگر ذکر
ازواج مین توفیق اس قصے کی پائی گئی تو ذکر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی اور اُس جناب صلعم نے تین
روز مکے مین قیام کیا جب چوتھا روز ہوا تب قریش نے علی مرتضی کے پاس پیغام بھجوایا کہ اپنے
پیغمبر سے کہو کہ مکے سے نکلو حضرت علی رضہ نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ قریش یون
کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہان ہم یہی کرتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلعم نے
پیغام اُنکو بھجوایا کہ اگر ساعت دو تم میمونہ کے ولیمہ کا کھانا طیار کرین ہم اور تمھارے واسطے بھی کھانا
ترتیب کرین اُنھون نے کہا ہمکو تیرے طعام کی حاجت نہین ہے اس ہماری زمین سے باہر جاؤ
ولیمہ عروسی کے کھانے کو بولتے ہین سبحان اللہ زمین خدا کی ہے اور اگر ہے تو اوسکی نیابت اور
خلافت سے رسول خدا کے واسطے ہے کل معلوم ہوگا قیامت کو کہ یہ زمین کسکی ہے اور کسکے
ہاتھ آوے گی سعد بن عبادہ مجلس شریف مین حاضر تھا جب مبالغہ اور سخت گوئی اون بے حیاؤن
کی حد سے زیادہ ہوئی تحمل نہ کر سکا اور بولا ہم یہان سے باہر نجاوینگے جب تک نچاہین گے ہم
آپ حضرت نے تبسم فرمایا اور سعد کے تئین تسکین اور تسلیت دی یعنے خاموش کیا اور فرمایا
کہ منادی کرو کہ کوئی شخص اصحاب سے رات تک مکے مین نرہے اور اُس جناب نے اپنے غلام کو
جسکا نام ابو رافع تھا فرمایا کہ میمونہ کو پیچھے سے لیکر آوے اور آپ مکے سے باہر گئے اور علم اور
[illegible] کیا بسبب اُس عہد کے جو باندھا تھا [illegible] صلوٰۃ خدا کی اور سلام اُس جناب پر اور
روایت کرتے ہین کہ جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے باہر آتے تھے اُسوقت عمارہ حمزہ
بن عبد المطلب کی بیٹی [illegible] کے ساتھ جسکا نام سلمی بنت عمیس تھا مکے مین رہتی تھی سو حضرت کے
پیچھے روانہ ہوئی اور بولے یا عم یا عم یعنے چچا اور چچا کہنا اوسکا اُس جناب کو یا اس جہت سے
تھا کہ عادت عرب [illegible] یا اس جہت سے کہ حمزہ برادر رضاعی یعنی ہمشیر بھائی اون جناب کے تھے

پس لیا اُسے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اور کہا یا رسول اللہ اپنے چچا کی بیٹی کو کس واسطے مشرکوں میں یتیم چھوڑیں
ہم اُسکے تئین اپنے ساتھ لاتا ہوں پس علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ زہرا سے کہا کہ اپنے چچا کی
بیٹی کو ہودج میں بٹھالو اور جب مدینے میں پہونچے تب درمیان ان تین ناماروں کے مباحثہ ہوا
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کہا میں لایا اُسکو اور وہ میری بنت عم ہے اور کہا جعفر نے میری بنت عم ہے
اور خالہ اُسکی بنت عمیس میرے تحت میں ہے اور کہا زید بن حارثہ نے وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ
درمیان اُسکے اور حمزہ کے مواخات تھی جس وقت مواخات دلوائی تھی حضرت نے درمیان مہاجروں
کے اور بعضے کہتے ہیں درمیان زید کے اور حمزہ کے اخوت رضاعی تھی یعنے دونوں آپس میں ہم شیر
تھے مواخات آپس میں بھائی کھلانا پس حکم کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے جعفر کے
اُسکی خالہ کی جہت سے اور فرمایا الخالۃ بمنزلۃ الام یعنے خالہ ماں کی جگہ ہے اور ظاہر سوق سے اِس
حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں اختصام بھی واقع ہوا ہے واللہ اعلم اختصام قبول خصومت کرنا
یعنے آپس میں جھگڑنا اور اس روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ علی مرتضےٰ نے فرمایا کہ لایا میں اُسکو اور
سبب باہر لانیکا میں ہوا اور فاطمہ بنت رسول اللہ میرے گھر میں ہے اور وہ احق ہے اُسکی تربیت
کے لیے یعنے حضرت بی بی فاطمہ زیادہ سزاوار ہیں اوس لڑکی کی پرورش کے واسطے پس حکم کیا حضرت
نے اُسکی خالہ کے واسطے اور حکم کرنیکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھوں کے تطییب خاطر کی
یعنے خوشی خاطر کی اور کہا علی مرتضیٰ کو انت منی وانا منک یا علی تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور فرمایا
جعفر کو اشبہت خلقی وخلقی اور فرمایا زید کے تئین انت اخونا ومولانا یعنے تو میرا بھائی ہے دین میں اور
میرا محب ہے اور فرمایا جعفر کو کہ تو احق ہے اُسکے رکھنے کے واسطے اور پرورش کو کیونکہ اُسکی خالہ تیرے
گھر میں ہے اور خالہ بمنزلہ ماں ہے اور فرمایا نکاح نہیں کیجاتی عورت اپنی بھتیجی اور خالہ کے اوپر پس جعفر نے
بسبب ان عنایتوں کے جو اوسکے باب میں واقع ہوئیں بہت خوشحال ہوئے اور روایت میں یوں آیا
ہے کہ مارے خوشی کے جعفر ایک پاؤں سے حضرت کے گرد پھرے اور جب فارغ ہوئے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے جواب دیا کہ درمیان حبش کے دیکھا میں نے کہ وہ [illegible] واسطے
اپنے شاہوں کے ایسا کرتے ہیں اور [illegible] جب کہ [illegible] خوشنود کرتا ہے
وہ شخص اٹھکر اُسکے گرد ایک پاؤں سے پھرتا ہے اور بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت

نے زید سے فرمایا کہ انت اخونا و مولانا تب زید نے حجل کیا یعنے رقص کیا فرح اور سرور سے اور حجل کے معنے اٹھانا ایک پانوں کا اور ایک پانوں کا رکھنا اور صراح مین حجل و حجلان بمعنے کودنا اور اچھلنا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ خالہ حکم مادر رکھتی ہی یعنے اس حکم خاص مین کہ حضانت ہی اور بعضون نے اسی قصے سے اخذ کیا ہی یعنے لیا ہی کہ خالہ حضانت مین مقدم ہی چچی پر کیونکہ صفیہ بنت عبد المطلب چچی اوس لڑکی کی اوس ہنگام مین موجود تھی اور بھی اخذ کیا ہی بعضون نے کہ تقدیم اقارب ام اقارب اب پر ہے یعنے مان کے اقربا مقدم ہین باپ کے عزیزون پر کذا فی المواہب اور آیا ہی کہ حضرت نے عمارہ کے تئین یعنے اسی لڑکی کو کہ نام اسکا عمارہ تھا سلمہ بن ابی سلمہ کے ساتھ جو اس جناب کا ربیب تھا نکاح کیا ربیب اس بچے کو کہتے ہین جو نکاحی جورو کے ساتھ اگلے شوہر سے بچہ آوے اور عرض کی اوس جناب سے لوگون نے کہ آپ کیون نہین اس سے نکاح فرماتے کہ آپ کی بنت عم ہی فرمایا میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہی یعنے ہم شیر کی جو حمزہ ہے اس مقام مین ایک اشکال رہ جاتا ہی کہ قریش نے کس طرح آنے دیا عمارہ کے تئین اور حال یہ کہ صلحنامے مین مندرج تھا کہ جو کوئی ہم مین سے ارادہ خروج کا کرے اور تمھاری طرف آوے اوسے پھر ہماری طرف پھرا دو پس کس واسطے نہ پھرایا عمارہ کے تئین کفار کی طرف مواہب والا کہتا ہی کہ اس واسطے اوسے نہ پھرایا کہ انھون نے طلب نکیا اسے گویا شرط وہ تھی کہ اگر طلب کرین تو پھراوین اور کہہ سکتے ہین کہ عمارہ صبیہ تھی اور صادر نہوا تھا اوس سے ارادہ خروج کا واسطے داخل ہونے اسلام کے اور بھی کہتے ہین کہ وہ شرط مردون مین تھی عورتون مین نتھی اور اگر وہ شرط عام تھی یعنے عورت ہو یا مرد تو منسوخ ہوا حکم عورتون کا بقولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات فامتحنوہن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموہن مومنات فلا ترجعوہن الی الکفار یعنے اے گروہ مومنین جس وقت آوین تمھارے تئین عورتین ایمان لانے والیان ایسی کہ ہجرت کرنے والیان پس امتحان کرو تم اون عورتون کو اللہ جانتا ہے ایمان انھون کا پس اگر معلوم کرو تم ان عورتون کو مومنات پس نہ پھیرو انھون کو طرف کفار کے اور اس مقام مین بندہ داستان ہی کہ روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ کے درمیان اسی سال مین عمرۃ القضا کے بعد لایا ہے اگرچہ ذکر انھون کا اوس ذکر مین مناسب تھا جو سال ششم کے درمیان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بادشاہون کی طرف ایلچی اور نامے بھجواے لیکن رعایت نہنی یعنے سال کی رعایت جو منظور اور معتبر ہی اس
واسطے ان دونون قضیونکو سال ہفتم کے درمیان تحریر کا اتفاق ہوا اول رسال نامہ جبلہ بن ایہم غسانی
کے تئین کہ حارث بن ابی شمر غسانی کے بعد غسان کا بادشاہ ہوا روایت کرتے ہین کہ جب مکتوب
اور دعوت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جبلہ بن ایہم کو پہونچی مسلمان ہوا اور اوسنے ہدایا پیغمبر
خدا کے واسطے بھجوایا اور دین اسلام پر ثابت ہوا یہانتک کہ فاروق رضے اللہ عنہ کے زمانے
مین ایکبار حج کو آیا ہوا تھا اور طواف کرتا تھا ناگاہ فرازہ کے قبیلے سے ایک مرد نے پانون اسکے
ازار پر رکھا اور پاجامہ اسکا کھل گیا جبلہ یہ دیکھکر غصے مین آیا اور ایک طمانچہ اوس فرازی کے منھ پر
ایسا مارا کہ اوسکی ناک ٹوٹ گئی فرازی عمر خطاب رض کے پاس مستغاث ہوا عمر رض نے اوسکے واسطے
قصاص کے حکم کیا یا یہ کہ راضی کرے اوس عرب کو اور درگزر کرے وہ اپنے حق سے جبلہ نے کہا مجھے
اوسکے واسطے قصاص کرتے ہو اور حال یہ کہ مین بادشاہ ہون اور وہ مرد بازاری عمر رض نے کہا
تسویہ کیا ہی اسلام نے درمیان تم دونون کے احکام مین تسویہ برابری اور تجھے کچھ فضیلت
نہین مگر تقوے سے جبلہ نے کہا اگر ایسا ہی تو مین اس دین سے نکلونگا اور نصارے کے دین
کی طرف رجوع کرونگا عمر رض نے فرمایا اگر ایسا کریگا تو مین تیری گردن مارونگا جبلہ نے کہا
آجکی رات مجھے مہلت دو کہ اپنے کام مین تھوڑا تامل کرون جب رات ہوئی تب جبلہ وہان سے
بھاگ کر روم کو گیا اور نصرانی ہوا اور ارتداد پر موا یعنے مرتد ہونے ہی پر موا نعوذ باللہ من ذلک
اور بعضے اہل سیر اثبات پر ہین کہ پھر طرف اسلام کے وہ پھر گیا ہی اور دنیا سے مسلمان گیا ہے
عالم پشیمانی مین اپنے ارتداد سے اوس سے کئی ابیات نقل کرتے ہین مضمون ان کا یہ ہی کہتا ہی
کہ مین نصرانی ہوا دین اسلام کے بعد طمانچے کی عار سے جو قصاص لیا جاتا اور تھا اسمین کچھ ضرر
اور نقصان کاشکے نہ جنتی میری مان مجھے اور کاشکے مین اسیر ہوتا ربیعہ کے ہاتھ مین اور کاش
مجھے شام کے درمیان اودنے معیشت ہوتی کہ بیٹھتا مین بہرون اور اندھون کے ساتھ اور
کاشکے چراتا مین اونٹون کے تئین بیابان مین اور منکر ہوتا اثبات سے جو عمر رض نے کہا واللہ
اعلم بحقیقۃ الحال اور دوسری داستان فروہ بن عمر جذامی کے اسلام کی ہی کہ روم کے بادشاہ
کی طرف سے عامل تھا عمان کا جو زمین بلقار سے ہی وقوع مین آیا اور اسنے مکتوب سرور عالم کو لکھا

اور ایک سفید اونٹ جسکو فضہ بولتے تھے اور ایک گھوڑا اور ایک حمار اور کئی جامے نرم اور قبائی سندس میں طلا دوزی بر سم ہدیہ حضور اطہر میں ارسال کیا اُسنے اور لکھا کہ میں مسلمان ہوں اور خدا کی وحدانیت پر اور تمہاری رسالت پر اقرار کیا میں نے اور میں یقین جانتا ہوں کہ تم وہی رسول ہو جو عیسے ابن مریم نے تمہارے آنے کی بشارت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے ایلچی کو جسکا نام مسعود بن سعد تھا اکرام فرمایا اور بلال کو حکم کیا کہ اُسے گھر میں لیجاوے اور ضیافت کرے اور اوسکے ہدایا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور نرم جاموں کو یعنے باریک کپڑوں کو مستورات کو تقسیم فرمایا اور اشتر کو جسکا نام فضہ تھا ابو بکر صدیق رضہ کو بخشا اور قبا مخرمہ بن نوفل کو عنایت کی اور اسپ اور دراز گوش اسید ساعدی کو سونپا کہ محافظت کرے اور اوسکے مکتوب کا جواب لکھا مضمون اُسکا یہ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کیطرف سے فروہ بن عمر کو لیکن بعد اوسکے فرستادہ تیرا ہمارے پاس پہونچا اور جو کچھ تو نے ارسال کیا تھا ہمکو پہونچا یا اور تیرے اسلام لانے سے اُسنے مجھے اعلام کیا یعنے آگاہ کیا تحقیق کہ خدای تعالے لانے تو تجھے راہ راست دکھائی اگر نیکوئی کرے تو اور اطاعت خدا کی اور اوسکے رسول کی بجالاوے اور مال زکوٰۃ دیوے تو اور بلال کو فرمایا کہ پانچ سو درہم مسعود بن سعد کو دے اور اُسے روانہ کرو درہم اور درہم ایک سکہ ہیں وزن اسکے چھ دانگ ہوتے ہیں اور دانگ دو قیراط کو کہتے ہیں اور قیراط دو طسوج اور طسوج دو جو کا ہوتا ہے اور دس درم شرعی سات مثقال ہوتا ہے اور درم شرعی کو درہم بغلی بھی کہتے ہیں کیونکہ راس البغل نام ایک ضراب یعنے ٹکسالی تھا عجم سے اور وہ درہم بغلی جو ڈالی میں ہتھیلی کے برابر ہوتا ہے نقل ہے کہ جب فروہ کے اسلام لانے کی خبر روم کے بادشاہ کو پہونچی تب اوسنے فروہ کو اپنے پاس بلوایا اور کہا اپنے دین سے پھر تو کہ ملک میں تجھے دونگا میں اوسنے کہا کس طرح پھروں میں اوس دین سے اور حال یہ کہ میں یقین جانتا ہوں کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور تو بھی جانتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے جسکے آنے کی عیسی نے بشارت دی تھی لیکن تو ضنیہ کرتا ہے یعنے بخل کرتا ہے اپنے ملک پر پس روم کے بادشاہ نے اوسے قید کیا مدت مدید اور بعد اسکے زندان سے اُسے نکالا اور مار ڈالا اور دار پر چڑھایا اگر یہ بادشاہ روم وہی ہرقل ہی تو وائے اوس پر اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی نصرانیت پر باقی تھا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے

اور اختلاف اسکی شان ہین اور ایمان کی گنجایش نہین رکھتا نعوذ باللہ من شر القضا و من شر النفس و شر شیطان الرجیم
یہ وقائع ہین جو سال ہفتم مین درمیان روضۃ الاحباب کے ذکر کیا ہی اور کہتا ہی کہ کلام واقدی کا مشعر اوپر
اسبات کے ہی یعنے خبردار کرنے والا ہی اوپر اسبات کے کہ تاریخ اس جبلہ اور رفیدہ کے سال کی معلوم
نہین اور اہل سیر نے بعضے اکابر جیسے ان دونون قصون کو اثنا ے وقائع سال ہفتم کے درمیان
لائے ہین اس کتاب مین بھی اسی طریق سے ثبت ہوے لیکن غالب ظن یہ ہی کہ ارسال مکتوب طرف
جبلہ کے سال ہشتم مین یا بعد اسکے تھا کیونکہ کہتے ہین کہ حکومت اسکی حارث بن ابی شمر غسانی کے بعد تھی
اور غسانی حارث بن ابی شمر سال ہشتم مین فوت ہوا تھا واللہ اعلم

ذکر سال ہشتم کے وقائع کا ہجرت سے صفر کے مہینے مین

اوائل سال مذکور اہل جمہور خالد بن مغیرہ قرشی مخزومی اور عمرو بن عاص بن وائل قرشی سہمی اور عثمان
بن طلحہ عبدری حجبی کہ کعبے کی کلید اوسکے ہاتھ تھی مسلمان ہوے اور بعضون کے نزدیک
اسلام لانا انھون کا سنہ پنجم کے اواخر مین واقع ہوا ہے اور بعضون نے سنہ خمس بھی کہا ہے
لیکن خالد بن ولید نے اگرچہ مدت حیات مین اپنے کفار قریش کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے لڑائیان بہت کین اور براہ بیگانگی اور عناد گیا لیکن جوہر ذات مین
اسکی کچھ مودع تھا یعنے سونپا ہوا کہ توقع اسلام اور ایمان اوس سے قریب تھا اور دور
ہونا پردے بشری کا اور کینہ نفسانی کی موقوف اوپر وقت کے تھا مروی ہی اسی خالد سے کہ
کہا کہ جب ارادت ازلی متعلق ہوئی اوپر اسبات کے کہ مسلمان ہون مین دوستی اسلام کی
میرے دل مین القا کی گئی اور جب حدیبیہ کی صلح کے درمیان ہمارے اور پیغمبر کے واقع ہوئی
اپنے مین آپ مین نے اندیشہ کیا کہ قریش کو کچھ قوت اور شوکت نہ رہی اور نجاشی پاس بھی
مین نہین جا سکتا کہ وہ تابع محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوا خیال باندھتا تھا کہ ہرقل کے پاس
جاؤن اور نصرانی ہون پھر اپنے دل مین مین نے کہا کہ اپنے ہی دیار مین اقامت کرون مین
دیکھون تو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی ما بین اسی حال کے جب حضرت عمرۃ القضا کے ادا
کرنے کے واسطے آئے تب مین باہر گیا اور میرا بھائی ولید بن ولید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہمراہ مکے مین آیا اور مجھے اوسنے ڈھونڈھا نپایا ایک مکتوب میری طرف

بھجوایا مضمون یہ کہ حضرت مقدس نبوی نے تجھے یاد فرمایا ہے کہ خالد اس قبیل سے نہیں ہے کہ حقیقت اسلام کی اُس وقت تک اُسپر پوشیدہ رہے اگر مسلمان ہووے تو اور اپنی شجاعت دین اسلام کی تقویت میں صرف کرے ہر آئینہ واسطے اوسکے بہتر ہوگا اور ہم اُسکو اوسکے غیر پر مقدم کرینگے اے بھائی جلدی آ اور اس دولت کو پا کر جو بہت تجھ سے فوت ہوئی ہے خالد کہتا ہے کہ جب اس نامے کے مضمون پر میں واقف ہوا تب رغبت اسلام کی مجھپر غالب ہوئی یعنی عزم میرا مدینے کی طرف چلنے کا مصمم ہوا پس صفوان بن امیہ کے پاس گیا میں اور کہا اے ابو وہب نہیں دیکھتا تو کہ ہم ایک کھانے سے اور ایک لقمے سے زیادہ باقی نہیں رہے ہیں یعنے اب گردادبار کفار پر ایسی چلی ہے کہ انکو بے نکبت ہو گئے اپنی بدبختی اور ضلالت سے اہل اسلام جو غازی اور شیر میدان ہیں اون کے آگے ہم ایک لقمے کا حکم رکھتے ہیں اور حقیر ہیں دین لینے ہمد کے سبب ہمکو کچھ نہ بولے اگر چاہیں تو فی الفور ہمکو تمام کریں اور کھا جاویں یہاں بطریق استعارہ کہا خالد نے ہم ایک لقمہ ہیں یعنے ہم کم ہو چکے ہیں اور دیدبہ دولت محمدی نے عالم کو لیا ہے اور لیتا جاتا ہے صلاح دینا ہمارے واسطے یہی ہے کہ اُسکی خدمت میں جاویں ہم صفوان نے یہ سنکر ہاتھ میری چھاتی پر رکھا اور ابائے عظیم کی اور کہا اگر سوا میرے قریش سے کوئی شخص باقی نہ رہے تو میں متابعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کروں بعد اسکے عکرمہ بن ابو جہل سے یعنے ملاقات کی اور اوس سے بھی یہی مضمون ادا کیا اوس نے بھی قبول نکیا اپنے دل میں کہا میں نے کہ اب انھوں کا وقت بھی پہونچا آتا ہے کہ مکے کی فتح ہو اور یہ مضطر اور بے اختیار ہووین اور کسی طرف گزیر یعنے چارہ اور گریز یعنے بھاگنے کو ٹھکانا نرہے پھر بضرورت وے بھی مسلمان ہووین اور جب میں انھوں کی موافقت اور مرافقت سے یعنے رفاقت سے ناامید ہوا عثمان بن ابی طلحہ کو دیکھا میں نے وہ میرا دوست تھا پس ہم دونوں آپس میں موافقت اور مرافقت سے مدینے کو چلے اور جب ہدائے کے موضع میں ہم پہونچے تب عمرو بن عاص کو میں نے دیکھا میں نے کہ حبش سے چلا آتا ہے کہ مدینے کو جاوے اور مسلمان ہووے پس باتفاق مدینے میں آئے ہم اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آنے سے باخبر ہوئے تب اصحاب سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکہ اپنے جگر گوشوں کو تمھاری طرف

یعنی کا قریش نے کنایہ ان لوگوں کی طرف آنے سے کا کابر قریش سے تھے کیا خالد کہتا ہی کہ جب مدینے مین
آئے ہم تب اپنوں میں بہتر ہمنے پہنے اور قصد حضور پر نور کا ہمنے کیا راہ مین میرا بھائی ولید تھے پہونچا اور
کہا کہ جلد ہو کہ خبر تیرے آنے کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی ہی اور شاد مان منتظر تیرے بیٹھے
ہوئے ہین جب مجلس پاک مین مین پہونچا اور نظر مبارک اُس جناب کی مجھپر پڑی تبسم فرمایا مین نے
کہا السلام علیک یا رسول اللہ تب کشادہ روئی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب
دیا بولا مین اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فرمایا الحمد للہ الذی ہداک للاسلام یعنے تمامی
حمد وا سطے اوس اللہ کے جسنے تجھے رہنمائی کی طرف اسلام کے فرمایا حضرت نے اے خالد مین جانتا تھا
تو عقل رکھتا ہے اور امید رکھتا تھا مین خدا سے کہ تجھے براہ خیر ہدایت کرے مین نے عرض
کی یا رسول اللہ آپ نے دیکھا کہ مینے مواطن غیر مین کتنی کچھ عناد حق سے کی اب آپ دعا
کرین تا کہ حق تعالی بخشے اور میرے گناہوں سے درگذرے فرمایا کہ اسلام گناہوں کو ہدم
کرتا ہی پس تھا خالد کے تئین مساعی جمیلہ بیچ جہاد مین اور تقویت وتائید اسکی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیات مین اور بعد اوس جناب کی وفات کے بعد بڑے اُکھاڑ امر تدون کو اصحاب سے
مسیلمہ وغیرہ کے اور تھا وہ جاہلیت مین رؤسائے قریش سے اور مشریفون سے اونکوں کے
مان اوسکی لبابہ بنت حارث میمونہ زوج نبی کی بہن اور ہوئی وہ سنہ احدی وعشرین یا اثنین
عشرین مین عمر خطاب رضہ کے زمانے مین لیکن عمرو بن عاص ذکر کرتا ہی اس سے کہ کہا جب حرب احزاب سے
پھرا مین تب یارون سے مین نے کہا کہ ایسا گمان کرتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام
ترقی مین ہی اور روز بروز بلند ہوتا ہی مصلحت وہ دیکھتا ہون کہ نجاشی کے پاس جاؤن اگر محمد
ہماری قوم پر غالب ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہین اور اگر ہماری قوم غالب ہوئی تو اپنے مسکن
مالوف کو مراجعت کرین ہم تمام یارون نے میری اس تدبیر کو صائب رکھا صائب صواب سے
آیا ہی یعنے خوب اور بعضے میرے رفیق ہوئے پس کارسازی کرکے طائف کی ادیم کے تئین
نجاشی کے تحفے کے واسطے جمع کیا ہمنے اور حبش مین گئے اور وہان رہتے تھے یہان تک کہ
عمرو بن امیہ ضمری حضرت کے حضور سے نجاشی کے پاس آیا جیسا کہ مذکور ہوا ادیم خوشبو چمڑے
کو کہتے ہین عمرو بن عاص کہتا ہے کہ مین نجاشی کے پاس گیا مین اور اس سے عمرو بن امیہ ضمری کو

میں نے طلب کیا اُسسے مار ڈالوں کہ قریش کے آگے سبکی آگئی ہو نجاشی نے مجھ سے تعجب کیا یہ بات
سنکر ہاتھ اپنے منھ پر مارا اور کہا کس طرح فرستادہ ایسے شخص کا تجھے دوں میں جو ناموس اکبر اسپر آوے
جیسا موسیٰ پر اور رسول خدا بر حق ہے ای عمرو میری بات سن اور اسکی متابعت کر اور جان تو کہ وہ غالب ہوگا اپنے
تمام مخالفوں سے جس طرح موسیٰ فرعون پر غالب ہوا پس میں نجاشی کے ہاتھ مسلمان ہوا اور اسکے
آگے سے باہر آیا اور اس حال کو اپنے یاروں سے میں نے مخفی رکھا مدینے کو متوجہ ہوا راہ خدا
میں خالد بن ولید مجھے ملا اُس سے میں نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے تو کہا واللہ صراط مستقیم پیدا ہوئی
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر حق پیغمبر ہو جاتا ہوں میں کہ مسلمان ہوں میں نے کہا کہ میں بھی اسی کام
کے واسطے جاتا ہوں پس مدینے میں آئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اول
خالد نے کلمہ توحید ظاہر کیا اسکے بعد میں آگے گیا اور کہا میں نے یا رسول اللہ اپنے دست مبارک کو
کشادہ کرو تاکہ بیعت کروں میں تم سے پس حضرت نے اپنا دست راست کشادہ کیا اور میں نے
اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچا فرمایا سبب کیا ہوا ای عمرو جو تو نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچا میں نے کہا چاہتا
ہوں کہ شرط فرمایا کیا شرط کرتا ہے میں نے کہا کہ میرے گناہ بخشے جاویں فرمایا تو نہیں جانتا
ای عمرو کہ ایمان محو کرتا ہے اگلے گناہوں کے تئیں اور ہجرت کرنا دار کفر سے دار اسلام میں اور حج کرنا
بیت اللہ کا برابر کرتا ہے ان میں سے محو اور ہدم کرتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے آگے کیے گئے ہیں
لیکن عثمان بن طلحہ سے اسلام لانے کے وقت کچھ منقول اور مذکور نہیں ہوا اور مروی ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی فتح کے روز کنجی ان سے لی پس نازل ہوا قول حق تعالے
کہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا یعنی حق تعالی امر کرتا ہے کہ ادا کرو امانتوں کو
طرف اہل ان امانتوں کے پس رد کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کنجی کے تئیں طرف
انھوں کے اور فرمایا کہ لو اسے بنی طلحہ اسکے تئیں ہمیشہ چھین کر نہ لیویگا اسکے تئیں تم سے کوئی
شخص مگر ظالم پس نزول عثمان بن ابی طلحہ درمیان مدینے کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات
تک اور اسکے بعد رجوع کی اوسنے طرف مکے کے اور ساکن ہوا وہاں تا یہانتک کہ موا سنہ اثنی و اربعین
میں وہ اور اسی سال میں غالب بن عبد اللہ لیثی کے تئیں بنی الملوح پر روزن معصر کو بھجوایا تاکہ موضع
کدید پر روزن جا پہنچے اور جب رات ہوئی اوس جماعت پر شبخون مارا اور انھوں کے

اونٹوں کو ہانکا لیکر چلا انھوں کے پیچھے سے ایک قوم آپہونچی اور جب صبح ہوئی تب دیکھا انھوں نے
کہ نزدیک پہونچے ہیں ایسے کہ سوا ایک دو ندیوں کے بیچ میں کوئی اور نہیں اور انھوں کو قوت
انھوں سے مقابلے کی نہ تھی پس حق تعالے نے اپنی قدرت سے ایک سیل کو بھیجا کہ وہ ندی مملو
ہوئی لیکے پُر ہوگئی ایسی کہ کسیکو اوس سے عبور اور مرور کی مجال نہوئی اور اوس وقت کہیں
کچھ ابر و باران نہ تھا سلامت مدینے کو پھرے اور اسی سال اسی غالب بن عبد اللہ کو فدک پر
بھیجا کہ وہاں کے کفار کی جماعت سے انتقام کھینچے اور مروی ہے کہ درمیان اس سریہ کے
اسامہ بن زید نے ایک مرد کے پیچھے کفار سے جسکا نام نہیک بن مرداس تھا گھوڑا چلایا اور جب
اوسے پہونچا اور تیغ اوس پر کھینچی نہیک نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ
اسامہ نے اوسکے ایمان لانے پر اعتبار نہ کیا اور تلوار سے اوسے مار کر قتل کیا اور جب مدینے میں پہونچا
حقیقت حال عرض کی حضرت نے اسامہ پر بہت عتاب کیا اور فرمایا ہلا شققت قلبہ یعنے کیا تو نے اوس کا
دل شق کیا اور صاحب کشاف کہتا ہے کہ نزول آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا الخ
اسی قضیے میں نازل ہوا ہے اور بیضاوی نے اسی آیہ کو مقداد کے قضیے میں بھی کہا ہے بیان اوسکا یہ کہ
مقداد ایک شخص پاس پہونچا کہ وہ بکریاں چراتا تھا پس چاہا مقداد نے کہ اوسے قتل کرے پس
کہا اوسنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس مار ڈالا مقداد نے اوسے اور کہا کہ وہ چاہتا تھا کہ اپنے
مال اور اہل و عیال کے تئیں بچاوے اور اسی غالب بن عبد اللہ کے سریہ کو بعضوں نے سال
ہشتم میں مقعد پر جو ایک موضع ہے بطن نخلہ کے قریب ذکر کیا ہے جیسا کہ گزرا اور اسی سال میں سریہ
موتہ کی اور بھی واقع ہوئے ہیں یہاں تک کہ منتہی ہوا سریہ موتہ پر جو نام ہے ایک موضع کا نزدیک
بلقا کے اور وہاں سے بیت المقدس تک دو مرحلے ہیں اور ذکر اوسکا اوس نامے کے ارسال
میں جو ہرقل کو بھیجا گذرا ہے اور یہ سریہ درمیان اور سریوں کے مشہور ہے شدت اور
صعوبت میں محاربہ اور مقاتلے کے سبب وقوع اوسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک مکتوب ملک بصرے کی طرف لکھا اور حارث بن عمیر کو دیا کہ اوسکے پاس لیجاوے پس
حارث بموجب حکم کے روانہ ہوا اور جب موتہ کے موضع میں پہونچا تب شرجیل بن عمرو غسانی جو
قیصر کے امیروں سے تھا پیش پہونچا اور پوچھا کہاں جاتا ہے کہا شام کو جاتا ہوں

شرجیل نے کہا تو یا تو فرستادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حارث نے کہا ہان مین رسول رسول خدا
کا ہون پس شرجیل نے حارث کو قتل کیا اور ہرگز کوئی نہین مارا گیا حضرتؐ کے فرستادون سے سوا اسکے
اور مارے جانے ایلچیون کا کسی سے معتاد نہین ہوا اور امان فرستادون کی امر مقرر ہے درمیان
بادشاہون کے ایکبار مسیلمہ کذاب کا فرستادہ جسنے پیغمبری کا دعوے کیا تھا حضرتؐ کے حضور مین
آیا ساتھ اسکے کہ آنحضرتؐ سے گستاخیان کین اور کفر بکا لیکن حضرتؐ نے اُسے قتل نکیا اور فرمایا اگر تو
فرستادہ نہوتا تو تجھے مین قتل کرتا غرضکہ جب خبر حارث بن عمر کے مارے جانیکی پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو پہنچی خاطر مبارک پر شاق گذرا اور فرمایا اصحابؓ کو کہ مخالفون کی جنگ کے واسطے
نکلین اور درمیان جرف کے جو نام ہی ایک موضع کا تین ہزار تک جمع ہوے پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وہان تشریف لے گئے اور فرمایا زید بن حارثہ کے تئین سینے تمھارا امیر گردانا اور وہ مارا
جاوے تو جعفر بن ابو طالب امیر ہو اگر جعفر مقتول ہو تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہو اگر وہ بھی شہید ہو
تو اہل اسلام جسکو چاہین اپنا امیر کرین اور یہ فرمانا اور ترتیب امارت کی انکی شہادت کو وحی سے یا الہام
سے معلوم ہوا یا حق تعالی نے ایسا کلام زبان فیض ترجمان پر اوس مخبر صادق کے گذرایا اور
وقوع مین آیا مانند اس آیت کے جو یعقوب پیغمبر نے اپنے بیٹون سے کہا یوسف علیہ السلام
کے حق مین کہ انی اخاف ان یاکلہ الذئب یعنے مین خوف کرتا ہون یہ کہ کھاوے یوسف علیہ السلام
کو بھیڑیا واللہ اعلم اور روایت کرتے ہین کہ ایک یہودی مجلس مین حاضر تھا بولا یا ابا القاسم اگر
تم نبوت کے دعوے مین صادق ہو تو جس جس کا نام امیری پر لیا تمنے چاہیے کہ وہ وہ مارا جاوے
کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل جب لشکر دشمن کیطرف بھیجواتے اگر جو شخصون کو اس نہج پر سے امارت
پر تعین کرتے تمام مارے جاتے اسکے بعد اس یہودی نے زید سے کہا اے زید مین تجھ سے
عہد کرتا ہون اگر محمد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہی تو تو اس سفر سے پیچھے نہ پھرے گا زید نے کہا
کہ مین خبر دیتا ہون تجھے کہ وہ پیغمبر راست گفتار ہے اور نیکو کردار تھا ہر بات ہی کہ یہ بات
مخبر صادقؐ سے حکم اخبار اور بعثت مین تھی اور تردید کلمہ شک سے اوس کی احتیاط اور
عدم اظہار سے بھی جو تھا اور جو کچھ یہودی نے کہا یا وہ اور بیہودہ تھا بلکہ اپنی خباثت سے
اور عداوت سے جو اس قوم نا فرجام کا کام ہے چنانچہ زید بن حارثہ نے کہا کہ موجب آزار

خاطر مبارک ہوگا اور ماننا ان احتمالوں کے یعنی ایسے گمانوں کے مانند جو کفار کرین تو او نکی خباثت سے اور نہیں ہو تردید بمعنے رد کرنا کسی چیز کا یعنے یہ ہو کر یہ ہوا اور کہتے ہیں کہ جب امارت لشکر اسلام کی زید بن حارثہ کو مقرر ہوئی تب جعفر بن ابو طالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین یہ توقع آپ سے رکھتا تھا کہ زید کو مجھپر امیر کرو فرمایا اے جعفر تو روانہ ہو اور بات رسول خدا کی سن کیونکہ تو نہیں جانتا کہ بہتری تیری کس چیز میں ہے اور یہ مانند اس احوال کے ہے کہ اس جناب نے دوسرے سال مین اسامہ ابن زید کے تئین اسی جگہ پر جہان باپ اسکا شہید ہوا تعین کیا کہ انتقام اپنے باپ کا انھون سے کھینچے اور ابو بکر صدیق رضہ اور عمر فاروق رضہ کے تئین اسامہ کے ہمراہ کیا لوگون نے گفتگو کرنا پکڑا کہ کس طرح ایک لڑکے کو امیر کیا ہوگی کہ کیا مہاجرین اور انصار کے تئین تابع اسامہ کا کرین پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ سزاوار ہو امارت کا اور باپ اسکا بھی سزاوار تھا امارت کا آخر وہ سریہ کی اسامہ پر صورت نہ ہوئی اور ایام رحلت سرور کائنات صلعم کے نزدیک پہونچے جیسا کہ بیان اسکا آوے گا انشاء اللہ تعالے اور یہ اس جناب کا اثر عنایت و محبت ہی جو انھون پر رکھتے تھے کہ اوس نے باپ کو موسوم اور مخصوص متبنا پر رکھا متبنا غیر لڑکے فرزند کو کہتے ہین تا آنکہ نازل ہوا یہ آیہ ادعوھم لآبائھم الخ اور زینب بنت جحش کے تئین جو اس جناب کی چچی زادی تھی تزویج فرمائی اور امیر گردانا اوسکو متعدد سرایا کے درمیان اور ہوے وہ سابقین اولین مہاجرین سے اور وہ جو اسامہ بن زید تھا اوسے حب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگ بولتے تھے حب بکسر حا یعنے محبوب اور مرتبہ اوسکا یہ تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسے اور حسنؓ اور علی رضہ کے تئین اپنے کاندھے پر اور آغوش میں لیتے تھے اور کہتے تھے خداوندا مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو پس دوست رکھو تو انھون کو اور فرماتے کہ من احب اللہ و رسولہ فلیحب اسامہ یعنے جو شخص دوست رکھتا ہی مجھے پس گویا کہ دوست رکھے اسامہ کو اور زیادہ کرنا عمر اسکی وظیفے کے تئین ابن عمر کے وظیفے سے یہان وظیفہ بمعنے روزینہ ہی جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہے بیت اے کریمی کہ از خزانہ غیب ۞ گبر و ترسا وظیفہ خور داری ۞ پس کہتا ابن عمر کہ کسواسطے فضیلت دی تو نے اسے مجھپر اور حال یہ کہ سبقت نہیں کی اوسنے مجھپر کسی مشہد کے درمیان مشہد بمعنے جنگ گاہ کہا عمر نے اس جہت سے کہ

وہ زیادہ محبوب تھا رسول خدا کے نزدیک تجھ سے پس ایثار کیا مین نے رسول خدا کے محبوب پر
اپنے محبوب کو غرضکہ محبت اور عنایت اُس جناب کی زید پر اور اسامہ پر اس مرتبے مین تھی کہ
مثل جعفر بن ابو طالب و عم عقائغ جیسے کے تئین تابع اُنھون کا کیا اور صاحبون کو پہونچتا ہے کہ ایک
کے تئین خاک سے اُٹھاوین اور پسند کرین یعنے انتخاب کرین جس طرح برگزیدہ ہوا آدم ملایک پر اور
مسجود اُسکے ہووے وہ اور اگر یہ بات وحی سے تھی تو کیا تو جاے سخن ہے اور اگر اجتہاد سے ہوگا تو بھی
صواب ہی ہوگا اور اسجگہ ایک عرض اور مصلحت حمیدہ ہوگی کہ مرشد اُسے طالبون کی تہذیب اخلاق
کے واسطے اور ہضم نفس کے لیے ہضم یعنے ٹوٹنا اور مریدون کی کسر اور حرص کے واسطے کرین جیساکہ
اشارت پیغمبر خدا کے قول کیطرف جعفر بن ابو طالب کے جو فرمایا کہ تو بات رسول خدا کی سُن تجھے کیا
معلوم کہ بھلائی تیری کس مین ہے قال اللہ تعالیٰ ثم لایجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً
یعنے پس نہین پاتے وے اپنی ذاتون مین کوئی حرج اُس چیز سے جو خواہش کی گئی یا جو قضا ہوئی
اور تسلیم کرتے ہین تسلیم کرنا یعنے قبول کرتے ہین قبول کرنا تاکہ بمقتضاے جہل اور کوتہ نظری
لوگ گمان نکرین کہ یہ خواہش طبیعت بشری سے ہے ہان حصہ ذات طبیعت آدمی کی جوہر ذات
مین باقی ہے جیساکہ قوم کہتی ہے لیکن نہ ویساکہ جیسے اور افراد بشر مین ہے کہ برخلاف حق رویہ ہو اُسکا
القصہ حضرت نے اپ لواے سفید یعنے علم عقد کیا یعنے باندھا اور زید بن حارثہ کو دیا اور آپ
بھی سرور عالم سے ثنیۃ الوداع تک انھون کے مشایعت کے واسطے گئے اور وصیت کی
اونھونکو اور فرمایا کہ جاؤ تم حارث بن عمیر کے پاس اور دعوت کرو طرف اسلام کے اُن لوگون کو جو
وہان ہین اگر اجابت کرین تو بہتر اور نہین تو استعانت کرو خدا سے یہ فرمایا اور رخصت کیا
اور جب یہ روانہ ہوے تب حضرت نے دعا کی واسطے اہل اسلام کے اور ندا کی اُنھون نے کہ
خدا دفع کرے دشمنون کو ہمارے سر سے اور پھیر لاوے ہمکو سالم و غانم غانم بہ معنے غنیمت
کرنے والا پس فرمایا ابن رواحہ کے تئین لیکن مین سوال کرتا ہون خداے مہربان سے مغفرت
اور شہادت کا نقل ہے زید بن ارقم سے کہا تھا کہ مین زندگانی کرتا تھا ظل حمایت اور رعایت مین
عبد اللہ بن رواحہ کی اور نہین جانتا مین کسی شخص کو عدیل بروزن و معنی نظیر اُسکا یعنے ثانی
اُسکا یتیمون کی پرورش کرنے مین جب روانہ ہوے طرف موتہ کے تب فاقت کی بیٹنے ساتھ

اُسکے اور تھا مین اُنکا ردیف اُنکے پیچھے ایک مرکب پر سوار ہوئے والا اثنا راہ مین ایک شب اُنسے انشا کیا
ایک شعر کہ جس سے بوے شہادت آتی تھی اُسے سُنکر مجھے رقت ہوئی پس تسکین دی اُنسے مجھے اور کہا کیا
زیان رکھتا ہی تجھے ای فرزند کہ خدا ہی تعالی مجھے شہادت کی سعادت نصیب کرے کہ دنیا کی مشقتون سے اور
حوادثات سے فراغت اور راحت پاؤن اور جوار قرب حق مین اور فضای عالم قدس مین تماشا کرون اسکے بعد
مرکوب سے نیچے اوترا اور نماز اور دعا اور مناجات مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا تب مجھ سے بولا کہ ای فرزند غالباً
خدا تعالی نے میری دعا کو اجابت فرمایا اور نعمت خوشگوار شہادت کی مجھے روزی کریگا جب زید بن حارثہ
ساتھ لشکر اسلام کے موتہ کی جانب متوجہ ہوا اور مخالفون کو خبر پہونچی تب شرجبیل نے ایک لشکر
عظیم آگے بھجوایا واسطے طلایع یعنے ہراولی کے واسطے اور اوترے اہل اسلام معان مین پر وزن
مکان نام ہی ایک موضع کا ارض شام سے اور سُنا اُنھون نے خبر کثرت لشکر اعدا اور اون کے
تجمع کے تئین اور شرجبیل نے اپنے بھائی کو جسکا نام سدوس بروزن جھڑوس تھا پچاس نفرون سے
آگے بھجوایا کہ لشکر اسلام کی خبر تحقیق کرے مومنین اُس جماعت مشرکین کو پہونچے اور مقابلہ
کیا اور اُس جھڑوس کو مار کر جہنم کو بھیجا اور اوس کے جو ہمراہی تھے سو بھاگے شرجبیل
اس خبر کے سُننے سے ہراسان ہوا اور اپنے قلعے مین گیا اور دوسرے بھائی کو اوسنے ہرقل
پاس بھجوا کر کمک طلب کی ہرقل نے گروہ کثیر اُس بے پیر کے پاس بھجوایا اور قبائل عرب کے
مشرکون سے بھی ایک جم غفیر اُنھون سے آملے چنانچہ عدد دشمنون کے لشکر کا لاکھ سے بھی متجاوز
ہوا جب یہ خبر مومنین کو پہونچی اسی منزل مین اونھون نے توقف کیا اور تبادیل اور مشورت
کی اور کہا کہ ہم بھی حضرت کو کچھ لکھین اور صورت حادثہ معروض ہمایون کرین کہ ہمکو پھیر بلاوین
یا لشکر ہماری کمک کے واسطے بھجوا دین پس دلیر کیا اُنھون کو عبد اللہ بن رواحہ نے اور
کہا ای قوم اوس چیز کو تم مکروہ تصور کرتے ہو جسکے احراز ثواب کے لیے اپنے دیار سے
باہر آئے یعنے شہادت کے تئین اور تھا وہ یعنے عبد اللہ بن رواحہ رض اس قضیے کے درمیان
طالب شہادت اور ساعی اُس مین اور کہا ہم ہرگز لشکر کی بہوتات سے دشمن پر مظفر اور
منصور نہین ہوئے بلکہ اس دین کی قوت سے کہ ہمکو بسبب اوسکے غالب رکھا ہی خدا نے جنگ
بدر مین جانتے ہو کہ ہمارا لشکر کتنا تھا اور خدا کی قدرت نے ہمکو کیسی فتح اور نصرت دی احدی الحسنیین سے

خالی نہین یعنی وہ خوبیون سے ایک خوبی یا ظفر ہے یا شہادت اگر ہم غالب ہوے فہو المراد
اور اگر شہید ہوے تو بہشت مین اپنے یارون سے جو شہادت کے مرتبے کو پہونچے ہین ملحق
ہووینگے بیت در غربت مرگ بیم تنہائی نیست ؛ یاران وعزیزان طرف پیشتر اند ؛ اہل اسلام
عبد اللہ بن رواحہ کی ہمت اور قوت دینے سے قوی دل ہوے اور مخالفون کی طرف چلے
اور موتہ کے قریب تک پہونچے ابوہریرہ رض کہتے ہین کہ مین غزوے موتہ کے درمیان حاضر تھا
جب مشرکون کا لشکر پیدا ہوا تب اتنے ہتھیار اور گھوڑے اور دیبا اور حریر دیکھے کہ میری انکھین
خیرہ ہوگئین یعنی چکاچوندھ مین آگئین ثابت بن اقوم انصاری نے کہا ای ابوہریرہ رض غزوہ بدر
مین تو حاضر نہ تھا اگر ہوتا تو دیکھتا کہ حضرت حق نے ساتھ قلت عدد کے کسطرح نصرت دی اور جب
تلاقی فریقین یعنی روبرو ہونا دو گروہ کا ہوا اور صفین آراستہ ہوئین تب زید بن حارثہ رض نے علم اٹھایا
اور میدان مین آیا اور محاربہ کیا یہانتک کہ تیرون کی بوچھار لشکر کفار سے اسیر ہوئی اور اون
تیرونکے گھاوٗ سے شہید ہوا اسکے بعد جعفر بن ابوطالب نے علم اٹھایا اور پیادہ ہوا اور اپنے گھوڑے
کو اوسنے چورنگ کیا اور محاربہ کرنے مین مشغول ہوا کفار نے اسکا سیدھا ہاتھ گرادیا علم بائین ہاتھ
مین لیا اور جنگ کرتا تھا اس ہاتھ کو بدن سے جدا کیا علم کو اسنے اپنے بازوونکے بل سے سنبھالا
ناگاہ ایک دشمن دین نے آکر اسکی کمر پر ایک تلوار کا وار کیا اور دو ٹکڑے کیا انتہٰی عبد اللہ بن عمر
رضی کہتا ہی کہ مین اس جنگ مین حاضر تھا شہیدونکے درمیان جعفر کے تئین ہم ڈھونڈھتے تھے
پچاس زخم اسکے بدن مین ہمنے گنے کہ کوئی گھاوٗ پشت کیطرف نہ تھا سواے ان کے اور مواہب لدنیہ
مین لایا ہی کہ پائے گئے جعفر کے ایک طرف کے نصف بدن مین اسّی پر کئی گھاوٗ اور اسکے پیش کی جانب
ستّر پر دو ضرب شمشیر کے اور بر حیوان کے اور بروایت بخاری مین آیا ہی کہ پائے ہمنے جعفر کے بدن مین نوّے پر کئی
زخم نیزے اور تیر کے بعد اسکے عبد اللہ بن رواحہ رض نے جو تشنہ زلال شہادت تھا علم اٹھایا اور قتال کیا
اور اس رجز کے تئین پڑھا جسکا مضمون یہ ہی کہ کسواسطے ای نفس طوع اور رغبت نہین کرتا تو شہادت مین
اور مکروہ انکلتا ہی تو بہشت کو اور کہتے ہین کہ عبد اللہ بن رواحہ رض نے تین دن سے کھانا کھایا نہ تھا اسکے
چچا کے بیٹے نے تھوڑا گوشت اسے دیا جو ہین اسنے اسکو چکھا اور دانت کے نیچے رکھا جعفر کی شہادت
کی خبر اسے پہونچی فی الفور گوشت کو منھ سے باہر پھینکا اور کہا ای نفس جعفر دنیا سے گیا اور تو ابھی دنیا مین

مشغول ہو اسوقت کہا اے نفس اگر جورو پر دلبستگی رکھتا ہی تو تو جورو کو طلاق وی مین نے اگر غلاموں سے تعلق رکھتا ہی سبکو مین نے آزاد کیا اور باغ و بستان جو کچھ رکھتا ہون سو سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا مینے اب کچھ نہین رکھتا کہ کس چیز پر دل لگاتا ہی کیون شہادت سے بھاگتا ہی بسم اللہ آمین ثم دعا مانگتا ہی حضرت باری جل جلالہ سے کہ یا پروردگار جب میرا وقت آ پہونچے تب اپنے حبیب کے تصدق سے اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضہ کی روح کی برکت سے مجھے شہادت نصیب کیجیو اور حشر کیجیو مجھے ساتھ آن شہیدون کے بحق محمد و آلہ الامجاد اور حکم جو یون تھا کہ عبد اللہ بن رواحہ شہید ہو تب اہل اسلام مختار ہین جسے چاہین اپنا امیر بناوین ثابت بن اخرم انصاری عجلانی نے جرأت کی اور علم اٹھایا اور کہا اے مسلمانو سب اتفاق کرو اور ایک کے تئین امارت دو سب نے کہا تو ہی اس امر پر قیام کر اوسنے کہا مین نہین کر سکتا اس امر عظیم پر قیام کرنا پس سب نے اتفاق خالد بن ولید پر کیا اور اوسنے اختیار کیا خالد نے کہا اے ثابت تو مجھ سے اس کام مین زیادہ سزاوار ہے کہ بدر کی جنگ مین حاضر تھا تو اور مجھ سے بڑا ہی تو ثابت نے کہا اے خالد شجاعت اور سپاہ گری تیرا کام ہی اور علم کو تیرے واسطے اٹھایا تھا مینے پس اٹھایا علم خالد بن ولید نے اور روایت کرتے ہین کہ جب نوبت خالد بن ولید کو پہونچی تب اہل اسلام نے پیٹھ دی اور مشرکین در پے پڑے اور مارا گیا اون مین سے جو مارا گیا اور ہر چند منع کیا انھون کے تئین خالد نے فائدہ نکیا تب قطبہ بن عامر نے بیقرار ہو کر نعرہ مارا اور پکارا کہ یا معشر المسلمین یعنے اے گروہ مسلمین معرکے مین مارے جانا بہتر ہے بھاگنے سے مارے جانے مین اور بہتری ہی بھاگنے سے مارے جانے مین اہل اسلام اوس کی اس بات سے متنبہ ہوئے اور پھرے اور بعضے کہتے ہین کہ ہزیمت نتھی بلکہ منکشف ہوئے تھے یعنے آپس مین سے کھل گئے تھے اور متفرق ہوئے تھے بہر تقدیر سب جمع ہوئے اور حملہ کیا خالد نے اور قتال کیا قتال عظیم اور صاحب مواہب حاکم سے نقل لایا ہے کہ کہا کہ قتل کیا خالد نے اور قتل کیا مشرکون سے جمع عظیم کے تئین اور پائی غنیمت اور منقول ہی کہ خالد نے کہا کہ اوس روز میرے ہاتھ مین نو تلوارین ٹوٹین اور نرہا میرے ہاتھ مین ایک صحیفہ یمانی کے سوا جو تھا میرے پاس اور بالجملہ خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے اوس روز تقصیر تلافی ایام گذشتہ کی کی جو مشرکون کی طرف سے لشکر اسلام سے احد وغیرہ مین کیا تھا اور شاید

کہ ٹوٹنا اُن تلواروں کا موافق اُن تلواروں کے تھا جو معرکوں میں مشرکوں کے ساتھ ہو کر ادن سے لڑا تھا سبحان اللہ وہ تردد اور ایمان جو لشکر کفار کے ہمراہ دیکھنے میں اور سننے میں آتی تھیں دل جلتا تھا اور حیرت آتی تھی کہ ساتھ اسکے وہ صفائی جوہر جو خالد رکھتا تھا اور وہ فضیلت جو آخر اوسکے واسطے موعود تھی کہ خالد سیف من سیوف اللہ یہ کیا تیرگی اور حجاب تھی کہ اوسکے عارض وقت ہوئی تھی آج کے روز اور روزوں میں وہ حجاب رفع ہوئے اور صفت مبدل بنور ہوئی یہ جو بولتے ہیں کہ ہر بات موقوف وقت پر ہی ہوگا اور خالد کا لقب سیف من سیوف اللہ جو واقع ہوا ہے اسی روز تھا اور کہتے ہیں کہ خالد نے اس روز بڑی جنگ کی اور جب رات ہوئی اور فریقین نے جنگ سے ہاتھ کھینچا لوگ اپنے نزول گاہ کو پھرے اور جب صلح ہوئی خالد نے پھر علم اوٹھایا اور جب صف آراستہ ہونے لگی تب لشکر کی ترتیب دوسری طرح سے کی کہ مقدمہ کو ساقہ اور ساقہ کو مقدمہ اور میمنہ کو میسرہ اور میسرے کو میمنہ کیا یعنے آگے کی فوج کو پیچھے کی فوج کیا اور پیچھے کی آگے اسی طرح دست راست کی فوج دست چپ اور دست چپ کی فوج کو دست راست کو قائم کیا مخالفوں نے جب یہ حال مشاہدہ کیا ایسا تصور ہوا اُن کو کہ اہل اسلام کی امداد کے واسطے کچھہ لشکر آیا ہے اس سے اُنکے دلوں میں ایک خوف اور دہشت پیدا ہوئی اور بھاگنے لگے خالد ساتھ لشکر اسلام کے انکھوں کے پیچھے پڑا اور مراسم مردانگی اور دلیری بجالایا روایت کرتے ہیں کہ وہاں ایک قلعہ تھا کہ جسوقت لشکر اسلام موتہ پر متوجہ ہوا تھا اوسوقت ایک شخص کو سپاہ اسلام سے کفار نے اُس قلعے میں مار ڈالا تھا اُس حصار کے فتح کرنے کے بعد ایک جمع کثیر کفار سے جو وہاں متحصن ہوئی تھی اُنھونکو قتل کیا اور بالجملہ خالد سے اس قضیے میں سعی بلیغ وجود میں آئی وہ کان سعیہ مشکورا اور اخبار میں وارد ہوا ہے کہ جب سپاہ اسلام لشکر کفار سے مقابلہ کرکے کھڑی ہوئی اسوقت حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مدینے کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور حجاب اُس سرور کی نظر سے اوٹھایا گیا تھا اور حال اہل موتہ کا اُس جناب کی نظر میں رکھا گیا تھا ایسا کہ جنگ گاہ او نھوں کا دیکھتے تھے اور اصحاب سے فرماتے تھے کہ زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور شہید ہوا اُس کے بعد جعفر نے علم اُٹھایا اور شہید ہوا اوسکے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم

اٹھایا اور شہید ہوا یہ فرماتے تھے اور آنسو اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے جاری تھے اسکے بعد فرمایا کہ خالد نے علم اٹھایا ہی اور فتح اسکے ہاتھ پر حاصل ہوئی اس روز خالد کا سیف اللہ لقب ہوا اور فرمایا شیطان نے زید بن حارثہ کے سامنے حیات کو آراستہ کیا اور چاہتا ہی کہ اسوقت زندگانی کی محبت اسکے دل مین ڈالے اور مقرر کرے اور مکر و فریب سے راہ خدا سے ڈگاوے زید نے شیطان سے کہا کہ یہ وہ وقت ہی کہ ایمان مومن کے دل مین کامل اور ثابت چاہیے تو آیا ہی کہ دنیا کی حیات کا مجھے دوست کر ڈالے پر ہنوگا یانون آگے بڑھایا اور جنگ کرتا تھا یہان تک کہ شہید ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر دعاے خیر کی اور اصحاب رض سے فرمایا کہ اسکے واسطے طلب آمرزش کرو اور تحقیق کہ وہ بہشت مین داخل ہوا اور بہشت کے بستانون مین پھرتا ہے اور اوسکے بعد جعفر نے علم اٹھایا شیطان نے اسکے پاس آکر وسوسہ شروع کیا اور آرزوئین دنیا کی اوسکی نظر مین سنوارنے لگا وہ بھی اسکا فریفتہ نہوا اور معرکے مین آیا اور شہید ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسسے دعا کی اور اصحاب رض کے تئین فرمایا تم بھی دعا کرو اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان موت کے وقت وسوسے کے واسطے آتا ہی اور محبت حیات کی میت کے دل پر ڈالتا ہی اور اسی واسطے حدیث مین میت کی تعلیم اور تلقین کیواسطے یہ دعا آئی ہی اللھم انی اعوذ بک ان اموات فی سبیلک مدبرا وان یتخبطنی الشیطان عند الموت اور فرمایا کہ وہ بھی بہشت مین داخل ہوے یعنے جعفر بن ابو طالب رض اور حق تعالی نے دو بال یعنے دو بازو یاقوت کے اسے ارزانی فرمائے کہ اس سے طیران کرتا ہی یعنے اڑتا ہی اسیواسطے انکو جعفر طیار کہتے ہین اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ وہ بال لہو کے یعنے موتی کے اسکے دونون ہاتھون کے بدلے جو خدا کی راہ مین گر گئے تھے خدا نے کرامت فرمائے ان دونون پرون سے طیران کرتا ہی جنت مین اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مینے جعفر بن ابی طالب رض کے تئین کہ طیران کرتا ہے ملائک کے ساتھ اور یہ بھی ابو ہریرہ رض سے آیا ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ گذرا میرے پاس جعفر ابن ابی طالب آسمان مین ملائک کے اور حال یہ کہ دونون جناح یعنے دو پر اوسکے مخضوب ہین خون سے یعنے خضاب کیے گئے ہین یعنے بھرے ہوے ہین اور یہ بھی آیا ہی کہ فرمایا داخل ہوا مین بہشت مین گذری شب کو پس دیکھا اوسین مین نے جعفر بن طالب رض کو کہ طیران کرتا ہے

ملائکہ کے ساتھ اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ طبرانی کرتا ہے جبرئیل اور میکائیل کے ساتھ مواہب کے درمیان سہیل سے منقول ہے کہ نسبت مراد اُس سے یعنے جناح سے جو مذکور ہوا جعفر رضہ کے باب میں مراد اُس سے طائروں کے جناحوں کے مانند یعنے بازوؤں کے مانند اور پروں کے مانند کیوں صورت آدمی کی اکمل اور اشرف صورت ہے پس تبدیل اوسکی بصورت طائر مناسب نہوگی پس مراد جناحین سے صفت ملکیت اور قوت روحانی ہے کہ عطا کی گئی جعفر رضہ کے تئیں اور تحقیق تعبیر کی گئی ہے یعنے تفسیر کی گئی عضو کی جناحین کر کے قولہ تعالیٰ اضمم یدک الیٰ جناحک اور کہا ہے علما نے کہ ملائکہ کے جناح کہ وہ صفات ملکیہ ہے یعنے موصوف ہونا فرشتے کا جناح سے یہ کہ مفہوم نہیں ہوتا مگر دیکھنے سے پس تحقیق ثابت ہوا ہے کہ جبرئیل کے چھ سو جناح ہیں اور معہود نہیں ہیں طیر کو تین جناح چہ جا زیادہ اُس سے یعنے طائر کو اُڑنے کے واسطے دو پروں سے تیسرا درکار نہیں اور حضرت جبرئیل کے چھ سو جناح ہیں اور جب ثابت نہوئی ہے کچھ خبر اور اثر اوسکی کیفیت کا بیان میں پس ایمان لایا چاہیے اوپر اوسبات کے بدون بحث اور گفتگو کے اُس کی حقیقت میں انتہی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ جزم ہے مقام احتمال اور منع میں اور جو کچھ نقل کیا گیا ہے علما سے نہیں صریح اور لفظ اور دلالت اوسمیں جو کچھ ادعا کیا گیا ہے اور کوئی مانع نہیں گمان کرنے سے اوپر ظاہر کے مگر اس جہت سے کہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے معہود سے اور یہ قیاس غائب اور شاہد کے ہے اور بات یہ ضعیف ہے اور ہونا صورت بشر کا اشرف صور منع نہیں کرتا حمل کرنے سے یعنے گمان کرنے سے اوپر ظاہر کے کیونکہ صورت باقی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بھی صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب تحیت کرتا یعنے نسبت اسلام ادا کرتا جعفر کے بیٹے پر تب کہتا السلام علیک یا ابن ذی الجناحین یعنے سلام تجھپر اے بیٹے دو جناح والے کے اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب خبر فوت اہل موتہ کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب مسجد میں بیٹھے ایسے محزون کہ پہچانا جاتا تھا روے مبارک سے حزن اور الم اور میں دروازے کی دراڑ سے دیکھتی تھی اتنے میں ایک مرد آیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کے گھر میں مستورات اُسکے گھر کی روتی ہیں اوسکے واسطے پس امر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد کو کہ منع کر تو انھوں کو رونے

سے وہ مرد گیا اور پھر آیا اور بولا یا رسول اللہ مین نے نہی کیا اونکو رونے سے لیکن وہ
رونے سے باز نہین آتی ہین پھر فرمایا جا منع کر پھر وہ مرد آیا اور بولا تحقیق قسم خدا کی غلبہ کیا عورتون
نے اور باز نہ آئین رونے سے پس فرمایا مٹی چھڑک اُنھون کے مُنھ مین یہ مبالغہ ہی درمیان انکار
کے کہ احتراز نہ کیا اونھون نے بکا سے یعنے رونے سے اور شاید بکا ان عورتون کا ساتھ نوحے
کے تھا اور نہین تو صرف بکا جو بے نوحہ ہو منہی عنہ نہین ہی مبالغہ اوس مین کا ہے کو کرین اور بعضے
کہتے ہین کہ بے نوحہ بکا تھا اور نہی واسطے تنزیہ کے ہی کیونکہ بعید ہی تمادی صحابیات کے نہی تحریمی
کی تکرر کے بعد اور اسی جہت سے اطاعت نہ کی اُن عورتون نے اُس مرد کے قول کی اس گمان
سے کہ وہ محتسب ہی اپنے پاس سے کہتا ہی نہ یہ کہ فرستادہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا ہی یا اس جہت سے
ہو کہ مغلوب معقلین یہ عورتین درد اور مصیبت کی اور اُسکی حرارت کی جہت سے سوا رونے کے کچھ نہ
سوجھا کذا فی مجمع البحار نقلا عن القرطبی اور غزوہ اُحد مین حمزہ بن عبد المطلب کی مصیبت مین بھی کلام
ایک متعلق ساتھ اس مقام کے گذرا ہی یعنے رونا میت پر اور نہی اُس سے اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت نے جعفر بن ابو طالب کی آل کو تین روز چھوڑا کہ اونھون نے تعزیت رکھی بعد اوسکے
حضرت آپ اونکے گھر مین گئے اور فرمایا کہ بعد الیوم یعنے آج کے بعد میرے بھائی مت رو یعنے جعفر
پر اور جعفر کے فرزندون کی اُس جناب نے دلداری کی اور فرمایا محمد بن جعفر میرے چچا ابو طالب رضی کی
شبیہ ہی اور عبد اللہ بن جعفر بحسب خلق وخلق یعنے بحسب پیدایش اور صورت میری صورت مین
ملتا ہے یہ فرما کر دعاے خیر کی اُنھون کے حق مین اور مسائل فقیہ مین لکھا ہوا ہے کہ تعزیت تین روز
کے سوا نہ رکھا چاہیے اور حدیث مین آیا ہی کہ لعنت کرتا ہی خداے تعالے اُس عورت کو جو سوگ رکھے
اوپر اوس مرد کے جو غیر شوہر ہوا اُسکا تین دن سے زیادہ نقل ہے اسماء بنت عمیس سے جو زوجہ تھی
جعفر کی کہ جب خبر جعفر کی حضرت کو پہنچی تب میرے گھر مین آئے اور پوچھا حضرت نے کہ
لڑکے کہان ہین جعفر کے میرے پاس لاؤ مین لڑکون کو حضور مین لے گئی حضرت نے اون کو
بوس فرما کر سونگھا اونھون کو اور گود مین لیا اور آنسو آنکھون سے جاری ہوے مین نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ گویا جعفر کی برائی آپ کو پہنچی فرمایا ہان وہ شہید ہوا مین یہ سنکر بیخود ہو گئی اور اُٹھی
اور فریاد وفغان کرنے لگی اور عورتین میرے پاس جمع ہوئین فرمایا ای اسما فریاد وفغان مت کر

اور ناشایستہ مت بول اور بھائی پر ست مار یہ فرمایا حضرت نے اور اٹھے اور اسی طرح آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے حضرت فاطمہ زہرا کے گھر گئے ملاحظہ کیا کہ بی بی فاطمہ زہرا روتی ہین اور یا عماہ یا عماہ کہتی ہین یعنی ہاے چچا ہاے چچا فرمایا علی مثل جعفر فلیبک الباکیہ یعنے حضرت علی رض اور اوپر مانند جعفر کے پس کو کہ روتی ہی رونے والی بعد اسکے آپنے محل تشریف لیگئے اور اہل محل سے فرمایا کہ جعفر کی اہل کیواسطے کچھ کھانا بھجواو کیونکہ انکو ایک مشغولی آگے آئی ہی کہ فرصت کھانا پکانے کی نہین رکھتی ہین اور کہتے ہین کہ جب اہل غزوہ موتہ وہان سے مراجعت کرکے مدینے مین آئے لوگ انکو طعن اور تشنیع کرتے تھے کہ تم بھگوڑے ہو یہانتک کہ کبار اہل موتہ اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے اور باہر نہین آسکتے تھے لوگون کے طعنون سے حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ فرار نہین ہین یعنے بہت بھاگنے والے بلکہ یہ کرار ہین یعنے مکرر پھرنے اور دشمن سے لڑنے تاکہ فتح حاصل ہو چاہیے کہ اپنے گھرون سے باہر آوین اور بالجملہ موتہ کا سریہ اصعب و اشد سرایا سے تھا اور خالد بن ولید کو اوسمین ماثر تھا واللہ اعلم اور اسی سال مین سریہ عمر بن عاص کا ذات السلاسل کی طرف تھا تسمیہ ذات السلاسل سے اسواسطے کیا گیا اسکا کہ مشرکون نے آپس مین ایک دوسرے کو زنجیرون سے باندھا تھا کہ نہ بھاگین اور بعضے کہتے ہین کہ اس جہت ذات السلاسل نام رکھا گیا اس سریہ کا کہ سلاسل نام ایک پانی کا ہی یہ سریہ جہان تھا سواے وادی ذوالقربی کے مدینے سے دس روز کی مسافت پر اور وقوع اس قضیے کا جمادی الآخر کے مہینے مین تھا سن ثمان من الہجرۃ اور بعضون نے سنہ سبع مین کہا ہی اور اسی بات پر جزم کیا ہے ابن ابی خالد نے صحیح التاریخ کے درمیان نام ہی کتاب کا اور نقل کی ہی ابن عساکر نے باتفاق اس بات پر کہ یہ سریہ غزوہ موتہ کے بعد تھا مگر ابن اسحق نے کہا ہی کہ اس سے آگے تھا اور سبب وقوع اس سریہ کا یہ ہی کہ حضرت رسالت پناہ کو خبر پہونچی کہ قبائل قضاعہ اور بلی بر وزن للی اور بنو قین بروزن بین نے آپس مین اتفاق کرکے مدینے کے اطراف کو تاخت اور غارت کرنے کا ارادہ کیا ہی پس طلب کیا حضرت صلعم نے عمر بن عاص کو اور فرمایا کہ مکمل اور مسلح ہو تو کہ چاہتا ہون تجھے ایک لشکر پر بھجواون تاکہ غنیمت تیرے ہاتھ آوے عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مین مال دنیا کے واسطے مسلمان نہین ہوا حضرت صلعم نے فرمایا نعم المال الصالح وللرجل الصالح اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ عمر بن عاص رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

ایک مدت مدید تک ہارم قواعد دین میں سینے کوشش کی ہو یعنے دین کے ڈھانے میں اور توڑنے میں اب دوست رکھتا ہوں میں اسباب کو کہ تاسیس اساس اسلام میں مجھ سے کچھ اثر ظاہر ہوا ور راہ خدا میں محاربہ اور مقاتلہ کرنے میں سعی کروں حضرتؐ نے فرمایا صبر کر میں ایک جگہ تجھے بھیجوں گا پس عمرو بن عاص انتظار اس امارت کا کرتا تھا یہاں تک کہ حضور میں ابن جماعت کے اجتماع کی خبر پہونچی اور انکے قصد فساد کی خبر پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لواے سفید منعقد کیا یعنے طیار فرمایا اور تین سو مرد اہل اسلام سے کہ ایک جماعت اعیان مہاجر اور انصار سے انمین تھی مثل سعید بن زیدؓ اور سعد ابن ابی وقاص اور عامر بن ربیعہ اور صہیب بن سنان رومی اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما وغیرہ ان سبھوں کو عمرو بن عاص رضؓ کے ساتھ کیا کہ مخالفون کے قلع اور قمع میں کوشش کریں اور دن میں پوشیدہ رہیں اور رات کو چلیں اور روضۃ الاحباب میں محمد بن اسحٰق سے منقول ہو کہ کہا کہ حکمت عمرو بن عاصؓ کی تخصیص میں اس سریہ کے امارت یہ تھی کہ اسکی ماں کی طرف سے اہل بلی سے جنکا نام اوپر گذرا خویشی تھی پس حضرتؐ نے چاہا کہ انھوں کے تئیں یعنے بلی کے قبیلے عمرو بن عاص کے واسطے سے تالف ایک طرف اسلام کی حاصل ہو تالف بمعنے آمیزش حکمت اسکی تخصیص میں یعنے اسکو امیر گردانے میں اسی فوج کا خاص کر کے یہی وجہ ہوگی واللہ اعلم لیکن اعیان اور اکابر مہاجرین اور انصار کے تعین کرنے کی وجہ اوسکی ساتھ کیا ہوگی یہ موکول ہی یعنے سونپی گئی ہے جناب رسالتماب کے علم میں صرف ایک اس بات سے موتہ کے قصے میں مذکور ہوا ہی ہو سکتا ہی کہ وہ ہو واللہ ورسولہ اعلم اور جب عمرو بن عاص مدینے سے باہر آیا اور مشرکون کیطرف متوجہ ہوا اثنا راہ میں سنے کہ ایک جمعیت اور بھی عرب سے آکر اس قبائل کے ساتھ جمع ہوئی ہی اور اتنے لشکر سے جو اسلام کا فی الحال ہی مقابلہ انھوں سے نہیں کر سکتے اندیشہ مند ہو کر ایک قاصد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھجوایا اور ضرورت حال معروض کر کے استمداد کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو جسمین صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ داخل تھے مقرر فرمایا کہ عمرو بن عاصؓ کی مدد کے واسطے جاویں اور اس جماعت پر ابوعبیدہ کے تئیں امیر گردانا اور رخصت کے وقت ابوعبیدہ کو وصیت کی کہ جب سب اکٹھے ہو تب تمامی امور میں متفق رہو اور آپس میں اختلاف مت کرو جب یہ فرقہ دوم عمرو بن عاصؓ پاس پہونچا

اور نماز کا وقت آپہونچا تب عمرو نے ابو عبیدہ سے کہا کہ تو جو میری کمک کے واسطے آیا ہی تابع میرا رہ اور نماز میرے پیچھے پڑھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امارت قوم سابق کی متعلق تجھ سے ہوا اور امارت قوم لاحق کی مجھسے یعنے لوگ جواب ابو عبیدہؓ کے ساتھ آکر عمرو بن عاصؓ سے ملے عمرو بن عاص نے اسبات مین مضائقہ آغاز کیا اور ابو عبیدہؓ نے پیغمبر کی وصیت کو یاد کرکے ترک مخالفت کرکے عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی پوشیدہ نرہے کہ امارت مین واجب نہین ہی کہ امیر افضل ہو نماز پڑھنے مین چاہیے کہ احق یعنے سزاوار تر وہ شخص ہو جو اعلم یعنے دانندہ تر اور اقرء یعنے خوانندہ تر اور اورع یعنے پرہیزگار تر زیادہ سب سے ہو پس سبکو چاہیے تھا کہ نماز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھتے لیکن جب عمرو بن عاصؓ نے دعا کیا کہ مین جو امیر ہون احق ہون واسطے امامت کے مقابل اُسکے ابو عبیدہؓ بھی امیر تھا نزاع ہوئی آخر حضرتؐ کے فرمائے ہوے سے کہ آپس مین خلاف نہ کرین اور تمامی امور مین متفق رہین ترک نزاع کیا اور ابو عبیدہ نیک اخلاق اور لین الجانب یعنے ملائم طرف بولا اے عمرو آہستہ رہ اور تندی مت کر کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر وصیت جو مجھے کی ہی یہ تھی کہ جب ہم پہونچو تو آپسین مخالفت مت کرو اگر تو طریق مخالفت مسلوک رکھے تو مین نہین رکھونگا نقل ہی کہ جب دشمن کے نزدیک پہونچے اور سست ہوے اور کیونکہ جاڑا شدت سے تھا اہل اسلام نے چاہا کہ الاؤ لگاوین جس سے گرم ہون عمرو بن عاصؓ نے اُنکو منع کیا یاران اسبات سے تنگ آئے اور ابوبکرؓ کے نزدیک شکایت لیگئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاصؓ سے اسبات مین بات کی اُسنے کہا کہ جو کوئی آگ دہکائے گا اُسے آگ مین ڈالونگا اور روایت کرتے ہین کہ عمرؓ نے عمرو پر انکار کیا یعنے ابن خطابؓ نے ابن عاصؓ پر اور کہا کہ ای عمرو تو مامور ہوا ہی کہ میری بات سُنے اور میرا فرمان اُٹھاوے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر سے کہا جانے دو اُسے اُسکے حال پر چھوڑدو تحقیق کہ رسول خدا نے اوسے ہمپر امیر نہین گردانا ہے مگر اس جہت سے کہ وہ مصلحت جنگ خوب جانتا ہی صبر و تحمل کر اور تابع فرمان پیغمبرؐ کا اور اوسکے حکم کا رہ اور جان کہ رسول خدا نے جو کچھ حکم کیا اور اختیار کیا اوسمین حکمت جمیلہ اور عاقبت حمیدہ ہوگی اگرچہ الفاظ حدیث مین صریح مذکور نہین ہین لیکن حاصل مضمون کلام صدیقؓ کا اور شرح اوسکی یہی ہی پس بہ اتفاق کفار کی طرف روانہ ہوے اور بعضون نے اُس قبائل والون سے گھر اپنے خالی چھوڑکر فرار کیا تھا اور بعضون نے جنگ کرکے

مغلوب ہوئے اور بھاگے اور متفرق ہوئے عمرو بن عاصؓ نے کئی روز وہان توقف کیا اور سوارون کو اطراف مین بھجوایا تھا تاکہ بکریان اور اونٹ لاتے تھے اور ذبح کرتے تھے اور کھاتے تھے اور اس سفر مین زیادہ اوپر اسکے کچھ غنیمت نہ تھی کہ قابل تقسیم ہو اوسوقت مدینے کو پھرے ایسا مذکور ہی روضۃ الاحباب مین اور معارج النبوت والا کہتا ہے کہ جب عمرو بن عاصؓ ابو عبیدہ کی مدد سے مستظہر ہوا یعنے کمک پشتی کیا گیا اور لشکر اسلام مخالفون کے دیار مین وہ آمد ہوا یعنے غارت اور تاراج مین دراز کرکے بہت سے مواشی یعنے گاے بکریں اونٹ وغیرہ ہاتھ مین لائے اور ساتھ حصول مقصد کے وہان سے پھرے اور روایت کرتے ہین کہ ہنگام مراجعت ایکرات عمرو بن عاصؓ کو احتلام ہوا اور ہوا نہایت سرد تھی اپنے اصحاب سے کہا کہ مین محتلم ہوا ہون اگر غسل کرتا ہون تو ہلاک ہوتا ہون پس تھوڑا پانی منگوایا اور استنجا کرکے وضو کیا اور تیمم کیا اور صبح کو نماز اپنی قوم کے ساتھ باماست ادا کی یہ حکایت بھی غرایب سے یعنے تعجب سے خالی نہین ہو شاید عمرو بن عاصؓ نے احکام شرعیہ کا تعلم اور تحفظ نہین کیا تھا نہین تو صورت جنابت مین جہان خوف ہلاک ہو وہان تیمم ہے وضو نہین ہو اور تیمم ایک ساتھ اور بالجملہ جس جگہہ کہ ابو بکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما اور اعیان مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہما ہون وہان تفرد اور استقدار درمیان عبادات کے بدون امر اور فتوے انکے درست نہوگا امر جنگ اور تدبیر اوسکی جدا ہی اور جب قصہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالے عنہ اور ابو عبیدہؓ کے متاولہ کا یعنے باہم بایکدیگر گفتگو کرنے کا اور مطاوعت کرنا یعنے طوع کرنا ابو عبیدہؓ کا حضرتؐ کے حضور مین مذکور ہوا تب حضرتؐ نے فرمایا یرحم اللہ ابا عبیدۃ یعنے بخشے اللہ ابو عبیدہ کو اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جنابت کے قصے مین بھی تبسم فرمایا اور کہا نظر کرو اوسکے کام مین کہ اوسنے واسطے اپنے کیسا مخلص پیدا کیا اور جس جگہہ آگ سلگانے کا تذکرہ آیا وہان عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بولا کہ یہ کام مین نے اسواسطے کیا کہ اگر آتش روشن ہوتی تو مخالف ہماری قلت سے یعنے کمی سے خبردار ہوتے اور جب عمرو بن عاصؓ جیش ذات السلاسل سے پھرا تب ایک زعم اور غرور اوسمین سمایا اور اپنے دل مین کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اس جماعت کا امیر کیا جسمین ابو بکر اور عمر رضے اللہ تعالے عنہما تھے یہ نہین مگر واسطے قرب اور منزلت میری کے

جو اُس جناب کے نزدیک ہر اس حال کی تحقیق کے واسطے اور اس خیال کی تقریر کے لئے حضرت کے
حضور میں آیا اور عرض کی یارسول اللہ دوست ترین آدمیاں آپکے نزدیک کون ہو فرمایا عائشہ پھر
عرض کی کہ مردوں سے پوچھتا ہوں فرمایا اُسکا باپ عرض کی اُسکے بعد کون فرمایا عمر رضی اللہ تعالے
عنہ اُسکے بعد اور کئی شخصوں کو بھی اسیطرح سے شمار کیا اور خاموش ہوا کہ ایسا نہو کہ مجھے سب کے بعد
حضرت یاد کریں اور حضرت نے اس جواب سے اُسکا قطع طمع اور توہم کیا اور امیر گردانا اس جناب کا
اُسکو بھی حکم تالیف قلوب تھا یعنے دلکو خوش کرنا اور جمع کرنا اور بعضے اور حدیثوں میں اُسکی مدح
بھی حضرت نے کی ہو کہ اسلم الناس وامن عمرو بن عاص رض ناس یعنی آدمی اور مراد ناس سے اقران
اور امثال اُسکے ہوں واللہ اعلم اور اسی سال میں ابو عبیدہ بن جراح کو تین سو شخص کے ساتھ مہاجرین
اور انصار سے جیساکہ صحیحین وغیرہما میں آیا ہو اور نسائی کی روایت میں تھوڑے گروہ کو زیادہ کیا ہو
امیر کرکے جہینہ کے قبیلے کی طرف بھجوایا اور عمر خطاب بھی اُس جماعت کے درمیان تھے اور درمیان جہینہ
کے اور مدینے کے پانچ روز کی مسافت ہو اور اس سریہ کو سریۃ الخبط کہتے ہیں اور سریہ سیف البحر بھی
بولتے ہیں خبط کہتے ہیں اُس پتے کو جو درخت پر جھاڑا جاوے اور حضرت نے اُس جماعت کو ایک
جراب خرما دیے تھے جب وہ تمام ہوئے تب درختوں کے پتے اپنے عصاؤں سے جھاڑتے تھے اور
کھاتے تھے یہاں تک کہ ہونٹھ اُنکے اونٹوں کے ہونٹھوں کے مانند ہوئے تھے اسی
واسطے سریۃ الخبط کہتے ہیں اسکو اور یہ وجہ تسمیہ ہے اس سریہ کا اور ایک روایت میں آیا ہے
کہ پتوں کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور یہ بات دلالت رکھتی ہو اوپر اس بات کے کہ وہ پتے
خشک تھے جو وے کھاتے تھے خلاف اُس شخص کا جو کہتا ہو سبز پتے کھاتے تھے اور اگرچہ ابو عبیدہ
نے امر کیا کہ تمام لشکر اپنے توشوں کو جمع کریں اور سو بھی برابر دو مزدور کے ہوا اور ہر روز تھوڑا اُس
سے ہر ایک کو دیتے تھے یہانتک نوبت پہونچی کہ ہر ایک کو ایک ایک خرما سے زیادہ حصہ نہ پہونچا
اور سیف بروزن قیف دریا کے ساحل کو کہتے ہیں چونکہ منتہائے سفر اُنکوں کا دریا کے
کنارے تک تھا اسواسطے اضافت اُسکی طرف اُسکی کرکے سیف البحر نام رکھا گیا اس
سریہ کا اور وقوع اس سریہ کا رجب کے مہینے میں تھا سنہ ثمان من الہجرۃ شیخ ابن
حجر صحیح بخاری کی شرح میں لایا ہے کہ قول جو اس سریہ کا وقوع میں سال ہشتم کرکے

ہونا بیشتر زیادہ ہی کیونکہ صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے آیا ہی کہ حضرتؐ نے اوس سریہ
کو بھیجوایا کہ کاروان قریش پر جاوین اور یہ بات اوس جناب سے سال ہشتم مین متصور نہین رکھتی
کہ واقع ہو کیونکہ اون دنون قریش سے صلح تھی لیکن صحیح وہ ہی کہ یہ سریہ سنہ ست کے درمیان ہو
حدیبیہ کے قضیے سے اول انتہے اور مواہب مین شیخ الاسلام ابن عراقی سے منقول ہی کہ یہ سریہ
قریش کے نقض عہد کے بعد یعنے عہد توڑنے کے بعد اور مکے کے فتح سے اول رمضان
مین اس سال کے تھا پس منافات نہین رکھتا واقع ہونے مین اوسکے سال ہشتم کے درمیان
اور روایت کرتے ہین کہ اس سفر مین کسی دشمن سے ملاقی نہو کے پھر کے آئے اور اس
سفر کے غرائب سے یعنے عجائب سے یہ بات تھی کہ روایت کیا اوسکو بخاری نے اور مسلم
نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غزا کی ہمنے جیش خبط کے تئین اور امیر گردانا گیا اوپر ہمارے
ابو عبیدہ پس بھوکے ہوئے ہم سخت بھوکے پس اوچھالا دریا نے ایک مری ہوئی مچھلی کے
تئین کہ ہمنے کبھی ایسی مچھلی دیکھی نہ تھی اور کہا جاتا ہی اوسکو عنبر یعنے نام اوسکا عنبر ہے پس کھایا
ہم لوگون نے اوس مچھلی سے آدھے مہینے تک پس لیا ابو عبیدہ نے ایک ہڈی کو اوسکی ہڈیون
سے پس گذرا حالیکہ تھا سوار اوسکے نیچے سے پس جب آئے ہم مدینے مین ذکر کیا ہمنے اوس مچھلی
کے قصے کے تئین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین فرمایا حضرتؐ نے کھاؤ تم اوس رزق کو
جو باہر لایا خدا تعالےٰ نے واسطے تمھارے اور کھلاؤ ہمکو بھی اگر باقی رہا ہو اوس سے کچھ ایک
تمھارے ساتھ پس کھینچا ہمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اوس سے کچھ ایک پس
تناول کیا اوس جناب نے اوس سے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ تھی وہ مچھلی مانند پہاڑ
کے اور ایک روایت مین یون ہی کہ بڑے تل کے مانند یعنے بڑے ٹیلے کی طرح اور اوس مچھلی
کا نام عنبر ہو بنائی جاتی ہی اوس مچھلی کے پوست سے سپر اور اوس سپر کو بھی عنبر ہی کہتے ہین اور
عنبر جو نام ایک خوشبوئی کا ہی مشہور سو وہ لید ہے دریا کے چارپائے کی یا یہ کہ کسی چشمے سے نکلتا ہی
جو دریا مین ہی اور مراد استخوان سے جو مذکور ہوا استخوان پہلو کی دو ہڈیونکو ابو عبیدہ نے نصب کیا
تھا یعنے کھڑا کیا تھا اور کہا ہی کہ جو لشکر مین مرد بہت سا لمبا شتر دار تھا اور پالان دار اونٹ پر سوار
کیا تھا سو اوسنے اوس ہڈی کے نیچے سے چلایا اور سر اوسکا سا بھڑا وسکے کہ اونٹ پر سوار رہے اور اس

استخوان کو نہ پہونچا اور مسند اور مسلم کی صحیح مین امام احمد سے روایت کی گئی ہی کہ حکم کیا ابو عبیدہ نے کہ لوگ اُس مچھلی کی آنکھ کے کاسے مین جا کر بیٹھین تیرہ مرد اوسمین سمائے اور مواہب مین اُسکے درمیان اُس مقام مین دو سر لیے اور بھی مذکور ہوئے ہین ایک سریہ ابو قتادہ کا طرف ارض محارب کے درمیان نجد کے نام ہی ایک شہر کا شعبان کے مہینے مین سنہ ثمان من الہجرۃ اور بھیجوایا حضرت صلعم نے اُسکے ساتھ پندرہ مرد کو طرف غطفان کے پس قتل کیا اُسنے جو ملا اور بہتون کو اور بند کیا بہت سے بندیون کو اور دو سو اونٹ کو اور دو سو بکریان اور غیبت اوسکی یعنے ابو قتادہ کی پندرہ روز تھی اور دوسرا سریہ بھی ابو قتادہ کا ہے طرف اضم کے جس مین محلم بن جثامہ تھا اور عامر بن اضبط پیش آیا اور محلم نے اوسے مار ڈالا اور اسی سال مین حضرت صلعم نے عبد اللہ بن رواحہ کو ایک گروہ پر امیر کر کے اضم کی جانب بھجوایا اضم نام ہی ایک جگہ کا مدینے مین برید کے فاصلے پر برید بیک کو بھی کہتے ہین اور اُس سریے کے درمیان محلم بن جثامہ تھا عامر بن اضبط راہ مین پیش آیا اور اصحاب پر اُسنے تحیت سلام ادا کی اہل اسلام جو اعتقاد اسلام اسپر نرکھتے تھے اوسکے سلام کا جواب نہ دیا اور محلم نے اُسے قتل کیا جب خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم پر عتاب کیا اور اور فرمایا تو نے کسواسطے ایک مسلمان کے تئین مارا اُسنے عرض کی اس جہت سے کہ اُسنے موت کے ڈر سے اظہار اسلام کیا حضرت صلعم نے فرمایا تو نے کیون نہ چیرا اُسکے دل کے تئین کہ قصد اور ارادہ اُسکا جانتا اور فرمایا زبان سفیر ہے اور ترجمان ہی یعنے دل کی پس آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا الخ آیہ اسی مقام مین نازل ہوا ہی پس محلم آیا اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین دو زانو بیٹھا اور التماس کی اونسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے واسطے طلب آمرزش کی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو اُسکی اس حرکت سے کوفتہ خاطر ہوئے تھے فرمایا لا غفر اللہ لک ولا عفا اللہ عنک یعنے نہ بخشش کرے اللہ واسطے تیرے اور نہ عفو کرے گناہون کو تجھ سے پس محلم اُٹھا در حالیکہ پاک کرتا ہے اپنے آنسوؤن کو اپنی دونون بردے سے یعنے چادر سے اور محلم نے ایک ساعت کے بعد اور ایک روایت سے یہ کہ سات دن کے بعد جان اپنی قابض ارواح کو سونپی جب اُسکو دفن کیا

زمین نے اوسے باہر ڈالا تین بار اوسے اسی طرح دفن کیا اور زمین نے اوچھال دیا آخر اوسے پتھروں میں پوشیدہ کرکے چھوڑا یہ خبر حضرت م کو پہونچی فرمایا زمین محلم کے تئین نگل گئی اور نگلتی ہے اوس شخص کو جو اوس سے بدتر ہو لیکن خدا ے تعالے لانے چاہا کہ پند کرے تم لوگون کو تاکہ متنبہ ہو تم اور روضۃ الاحباب مین یہ سریہ ابو قتادہ کے نام مذکور ہے مکے کی فتح کے ذکر کے اول ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پیشتر ازانکہ حضرت م مکے کی طرف روانہ ہون رمضان کے اوائل مین آٹھوین سال مین ابو قتادہ انصاری کے تئین قبیلہ اضم پر بھجوایا تاکہ لوگون کو گمان ہو کہ حضرت م داعیہ اسبابت کا رکھتے ہین کہ اوس جماعت پر جاوین نہ یہ کہ مکے کی طرف اسکے بعد اس سریہ کا قصہ ذکر کیا ہے بعد اسکے شروع فتح کے قصے کو کیا ہے اور مواہب مین بھی ابو قتادہ ہی کے نام یہ سریہ اور مکے کی فتح سے آگے مذکور کیا ہے اور اصابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محلم نام تین شخصون کا ہے اور جس شخص نے کہ قتل کیا عامر بن اضبط کو سوا محلم کے ہے جسے زمین نگلے چنانچہ گذرا واللہ اعلم اور مواہب مین ایک سریہ اور ذکر کیا ہے اور اوسکو سریہ ابو العوجا نام کیا ہے بنی سلیم کی طرف ذالحجہ کے مہینے مین سنہ سبع من الہجرۃ کہ پچاس مرد سے نکلا تھا گھیرا اوسے کفار نے ہر نواح سے اور قتال کیا انھون نے یہان تک کہ مارے گئے اکثر اونھون سے اور پایا گیا ابن ابی العوجا مجروح مارے گئے ہون ساتھ اپنے اوٹھا کر لایا گیا حضرت م کے حضور مین اور اس پر تمام ہوا وقائع سال ہفتم کا ذکر مکے کی فتح کا بھی سال ہشتم مین ہجرت سے مکے کی فتح ہوئی زاد اللہ تعظیما و تشریفا اور یہ فتح فتح مبین ہے یعنے آشکارا ہے کہ سورۂ انا فتحنا لک فتحا مبینا ناطق ہے اوسپر اگرچہ ایک گروہ مفسرون نے اوپر سبابت کی ہین کہ مراد اس فتح سے فتح حدیبیہ ہے کہ فی حد ذاتہ فتح تھی یعنے خود اپنی ذات مین آپ فتح تھی چنانچہ مذکور ہوا بیعت شجرہ وغیرہ اور فشار یعنے جاے نشو و نما اور مبدا اور فتوحات عظیم کا ہوا اور واقع مین مکے کی فتح اعظم فتوحات ہے کہ غالب گردانا حق تعالے نے اُس سے اپنے دین کو اور قوی اور غالب گردانا اپنے رسول کے تئین اور عزیز گردانا اپنے جند کو یعنے غالب گردانا اپنے لشکر کو اور محترم گردانا اپنے حرم امن کے تئین اور پاک گردانا مشرکون کے رجس سے یعنے پلیدی سے بلد امین اور بیت شریف اپنے کے تئین ایسی فتح کہ مستبشر ہوے اوس سے یعنے طلب بشارت کرنے والے آس[illegible]

اہل آسمان و زمین اور فتح و نصرت پائی اوس سے سید المرسلین نے اور عرب تمام اطراف و جوانب سے چشم انتظار راہ اختیار میں کھولے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ اگر یہ مرد یعنے حضرت پیغمبر اپنی قوم سے پس آیا اور اس بلد معظم اور اس بیت مکرم کو اپنے قبضہ اقتدار میں لایا تو ہم بھی اوسی کے اختیار میں آوینگے اور توقف اور تردد کی قید سے نکلیں گے اور جب یہ نصر عظیم اور فتح مبین وجود میں آئی تب آئے لوگ ہر طرف سے اور لوٹے ہر جانب سے کما قال سبحانہ تعالے

اذا جاء نصر اللہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا اشارہ ہی اتمام نعمت کی طرف اور اکمال دین اور ارتفاع حجاب یعنے طرف دور کرنے اشارہ اور شک و ریب اور نور صدق و یقین کے سطوع کی طرف یعنے آئے جس وقت نصرت اللہ سے اور دیکھا لوگوں نے داخل ہوئے لگے خدا کے دین میں فوج فوج پس تسبیح کر حمد میں اپنے پروردگار کے اور استغفار کر اوس سے تحقیق کہ وہ ہی تواب یعنے قبول کرنے والا توبہ کا اور مکے کی فتح کے بعد مشرکوں کو کوئی جگہ بھاگنے کے واسطے باقی نرہی اور کچھ چارہ نرہا اونکو اور خواہ مخواہ ربقہ اسلام میں آئے ربقہ بمعنے رسی پس اوس روز سے نیک ہوا اسلام بعضوں کا اور ظاہر ہوئیں امارات اور علامات یعنے نشانیاں تصدیق قلبی کی یعنے دل سے اسلام پر تصدیق کرنا اور بعضو نکو نہوا اور ظاہر آیہ کریمہ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم ولا ہم ینظرون اوسمیں ہی کہ ایمان فتح کے روز نافع نہوگا اور مقبول نہوگا یعنے کہ تو یا محمد کہ نہیں نفع پہونچاتا دن فتح کا اون لوگو نکو جو کافر ہیں ایمان کو اونھوں کے اور وے نہیں نظر کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ مراد وہ کافر ہیں جو مقتول ہوئے فتح میں اور ایمان لاتے اس حالت میں پس نفع نہیں کرتا ایمان لانا حال قتل کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یوم الفتح سے روز قیامت ہی کہ مومنوں کی نصرت کا روز ہے کافروں پر اور دن فصل کا ہے یعنے جدا کرنے کا حکومت سے درمیان آدمیوں کے اور فتح بحکومت آیا ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالے کے قول میں ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین واللہ اعلم اور باعث حصول اس موہبت ربانی کا اور سبب ظہور اس فتح صمدانی کا یہ ہوا کہ صلح جو درمیان حدیبیہ کے ہوئی تھی اوسکی شرطوں سے ایک شرط یہ بھی کہ طرفین اپنے اہل حلف سے حلف بمعنے سوگند اور ہم عہد ونسے تعرض نکریں

اور جو کوئی جو کچھ چاہے اختیار کرے خواہ عہد اور حلف مین قریش کے آوے اور خواہ رسول خدا صلعم کے عہد مین داخل ہو پس بنی بکر قریش کے عہد مین آئے اور خزاعی حضرت صلعم کے عہد مین اور اونھون کو یعنے بنی خزاعی کو اس سے آگے بھی رجوع اور التجا اوس جناب صلعم سے تھی اگرچہ ایمان نہین لائے تھے اور بنی بکر اور خزاعی کے درمیان عہد جاہلیت کی جہت سے نزاع اور خلاف اور عداوت تھی اور محاربے اور مقاتلے آپس مین بہت سے واقع ہوئے تھے اور جب قضیہ حضرت پیغمبر صلعم کے بعث کا درمیان آیا اتنے کچھ اوسمین مشغول تھے کہ اصلا اپنے حال پر متوجہ ہوتے تھے اور حدیبیہ کے صلح کے بعد اپنے حال مین آئے اور خاطرین اپنی جمع کین اور فرصتین پائین پھر اپنی اوسی نزاع اور خصومت پر جو آگے آپس مین رکھتے تھے آئے یہان تک کہ ایک روز ایک شخص نے بنی بکر سے ہجو سید عالم صلعم کی کرتا تھا ایک مرد قبیلہ خزاعی سے وہان کھڑا ہوا تھا اوسے منع کیا ممتنع ہوا پس اُسنے غصے سے جاکر اُسکا منھ اور سر توڑ ڈالا وہ شخص ہاجی سر اور منھ ٹوٹا پھوٹا اور بنی نفاثہ کے نزدیک گیا اور استغاثہ کیا بنو نفاثہ بر وزن کلالہ بھی ایک قوم ہین بنو بکر سے سو وے خزاعیون کے ساتھ واسطے محاربے کے اوٹھے اور بنی مدلج سے اونھون نے مدد چاہے اونھون نے اونھون کی اعانت اور امداد سے امتناع کی پس قریش سے اونھون نے استغاثہ کیا اور مدد چاہی ایک جماعت نے جو سفہاے قریش سے تھے سفہا جمع ہے سفیہ کی یعنے نادان اور ہلکا اور اعداے مسروری اون حضرت صلعم کے تھے مثل عکرمہ بن ابو جہل اور صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمر وغیرہ ان سبھون نے اپنی ہیئت بدل کر اور اپنی بھونڈی صورتون پر نقابین ڈالکر بنی بکر کے رفیق ہوکر خزاعیون پر شبخون مارا اور محاربہ اور مقاتلہ عظیم کیا ایسا کہ لڑتے ہوئے زمین حرم مین داخل ہوئے اور بنو خزاعہ نے فریاد کی اور نوفل بن معاویہ سے جو امیر بنو بکر کا تھا کہا کہ خدا سے ڈر اور حرمت حرم نگاہ رکھ نوفل بن معاویہ نے کہا کہ یہ بات بڑی ہے اور مین نہین جانتا ہون لیکن فرصت عمل کرنے کی اوسپر نہین رکھتا مین اور کہتے ہین کہ بیس ۲۰ شخص خزاعیون سے اس جنگ مین مارے گئے اور گمان قریش کا وہ تھا کہ کسی نے اونکو نہین پہچانا اور یہ قضیہ پوشیدہ رہیگا اور حضرت صلعم اوسی شب وحی سے خبردار ہوگئے تھے عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہین کہ اوس رات کی صبح کو کہ حادثہ جنگی درمیان بنی بکر اور بنی خزاعہ کے واقع ہوئی حضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضہ ایک حادثہ

کے سے کے درمیان واقع ہوا ہو کہ قریش نے نقض عہد کیا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم
آپ گمان کرتے ہیں کہ قریش عہد توڑنے پر دلیری کریں گے اور حال یہ کہ شمشیر نے اونکو فانی
کیا ہے فرمایا کہ اونھوں نے عہد توڑا ایک امر کے واسطے جو امر حضرت جل و علا نے ارادہ
چاہا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ امر خیر ہے یا شر فرمایا خیر ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ اور طبرانی
معجم صغیر کے درمیان میمونہ رض سے لاتا ہو کہ سنا میں نے ایک شب حضرت سے کہ فرماتے تھے
اپنے وضو کرتے وقت تین بار لبیک لبیک اور کہتے نصرت نصرت تین مرتبہ جب برآمد ہوئے
میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سنا میں نے کہ آپ تکلم کرتے تھے آیا تھا کوئی آپکے پاس
جس سے آپ باتیں کرتے تھے فرمایا کہ یہ راجز یعنے فریاد کرنے والا مجھ سے بنی کعب سے ہے
خزاعیوں سے کہ مجھ سے طلب نصرت کرتا ہو اور کہتا ہے کہ قریش نے بنی بکر کی اعانت کی
اور ہمارے پر شبخون مارا اور تین روز کے بعد عمرو بن سالم خزاعی چالیس سوار سے
لیکے مدینے میں آیا کہ خبر کرے حضرت صلعم کو جو کچھ گذرا اور مدد چاہے اور طلب نصرت
کرے پس حضرت صلعم اوٹھے درحالیکہ کھینچتے تھے اپنی ردائے مبارک کو زمین پر سے اور فرماتے تھے
کہ نصرت دیا گیا نہوں اگر نصرت نہ دوں تمکو جس طرح نصرت دیتا ہوں اپنی ذات کو اشارت
کی اوس جناب نے نہایت اتحاد اور اخلاص کیطرف اور تقویت اور تسلی فرمائی اونھوں نے
دلوں کو اور گویا ایک بادل آسمان پر تھا پس کہا حضرت صلعم نے یہ ابر فریاد کرتا ہے اور خبر دیتا ہے
بنی کعب کی اور فرمایا اونھوں سے کہ تم مراجعت کرو اپنے دیار کی طرف اور غم مت کھاؤ
کہ فتح و نصرت کے ایام نزدیک پہونچے ہیں اور اصحاب سے فرمایا کہ گویا دیکھتا ہوں کہ ابوسفیان
آیا ہو اور طلب تجدید اور افزونی مدت صلح میں کرتا ہو یعنے نئے سر سے صلح کرتا ہو اور خائب و
خاسر اور نقصان پانے والا اور بے نصیب مکے کو پھر گیا ہو اور روایت کرتے ہیں اپنے اس
فعل سے جب قریش پشیمان ہوئے تب ابوسفیان کو حضرت صلعم کی ملازمت میں بھجوایا کہ وہ عذر کرے
اور کہے کہ یہ فعل میری مشورت سے واقع نہیں ہوا ہو اور صلح کو نئی سر سے موکد اور مقرر کرے اور تھوڑا
اوسکی مدت پر بڑھا دے پس ابوسفیان مدینے میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر جو امہات مومنین سے تھی گیا اور
چاہا کہ بیٹھے کہ رسول خدا صلعم کے فرش پر بیٹھے ام حبیبہ نے اوسکو لپیٹ ڈالا کہا ابوسفیان نے کہ اس فرش کو تو نے

مجھ سے دریغ رکھا ام حبیبہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کہا یہ فرش سرور مطہرین کا ہے اور تو مشرک ہے اور نجس پس غصے سے بیٹی کے پاس سے باہر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گیا اور ہر چند اُسنے تجدید صلح کے باب مین گفتگو کی جواب نہ پایا پس ناامید ہوکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گیا وہان سے بھی خائب اور خاسر پھرا اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے بھی پس فاطمہ زہرا رضہ سیدہ لنساء العالمین رضی اللہ عنہا کے دروازے پر گیا اور عرض کی کہ یا بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمھاری بہن زینب نے ابوالعاص کو امان دی اور محمد نے اسکی امان کو جائز رکھا اور اعتبار کیا حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کہا اس امر مین مجھے کچھ اختیار نہین پس علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حضور گیا وہان سے بھی ناامید پھرا پس مکے کو ہانکا کودوان بھاگتا پھر گیا اور جب ابو سفیان مکے کو پہونچا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کارسازی مین مشغول ہوے اور عائشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ اسباب سفر کے تہیہ مین مشغول ہو اور کسی سے یہ راز درمیان نہ لاؤ پس ابو بکر رضہ عائشہ رضہ کے مکان مین آئے دیکھا کہ اسباب کا تہیہ کرتی ہین پوچھا اے عائشہ رضہ یہ کیا ہے جو بناتی ہو کہا یہ ایک چیز جو حضرت صلعم نے مجھے فرمایا ہے تیار کرتی ہون زیادہ اسپر نہین جانتی ہون اور نہین کہہ سکتی پس حضرت صلعم در آمد ہوے ابو بکر رضہ اگاڑی بڑھے اور بولے یا رسول اللہ سفر کا داعیہ رکھتے ہو فرمایا ہان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ قصد یہ رکھتا ہے کہ قریش پر جاوے تو فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہان لیکن تو اس بات کو پوشیدہ رکھ اور فرمایا اللھم خذ علی العیار ہم فلا یروانی الا بغتۃ یعنے اے پروردگار لے اُنھون کی بینائی کو پس نہ دیکھین مجھے مگر ناگہاں اور تمامی اصحاب کو فرمایا کہ سفر کی کارسازی کرو اور ہتھیار اپنے ساتھ اوٹھاؤ لیکن مقصد کے تئین کسی چیز پر جزم کرکے اعلام نہ فرمایا اور حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف نامہ لکھا اور خبردار کیا اُنھون کو سرور عالم کی لشکر کشی کے حال سے کہ تمھارے سر پر آتے ہین مضمون اس نامے کا یہ کہ پیغمبر خدا صلعم لشکر کا ساز اور سامان درست کرتے ہین اور گمان نہین کرتا ہین کہ دوسری جگہ جاوین سوا مکے کے تم اپنی کچھ فکر حال کرو والسلام اور نامے کو اُسنے ایک عورت کو دیا مزینہ کے قبیلے سے کہ قریش کو پہونچا دے پس مطلع کیا حق تعالے نے اپنے پیغمبر کو اس حال پر حضرت صلعم نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرمایا اور زبیر بن عوام کو اور مقداد بن اسود کو کہ خاخ کے روضے

پہونچو وہاں ایک عورت آویگی ایک ہودج پر سوار اُسکے ساتھ ایک خط ہی چھین لاؤ خط کو اُس سے پس پہونچے اُس عورت کو اور پایا اُس نامے کو اپنے سر کے بالوں مین گرہ دیکر چوٹی مین چھپایا تھا اور لائے اُس خط کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پس طلب کیا حاطب کو اور فرمایا یہ کیا ہے اے حاطب تیرا کام جو کیا ہی تو نے کیا خبر اس بات پر رکھتے تھے سبکے حاطب نے کہا یا رسول اللہ شتابی مت کرو مجھپر خدا کی قسم کہ مین مومن ہون یعنے ایمان لانے والا ہون خدا سے اور رسول خدا سے لیکن مین ایک مرد ہون ملصق یعنے ملا ہوا اور حلیف یعنے سوگند کیا ہوا درمیان قریش کے اور انکی ذات سے نہین ہون مین اور کسیکو سگے بھی نہین رکھتا ہون کہ حفظ وحمایت میرے اہل اور مال کی کرے اور جو اشخاص آپ کے ساتھ ہین مہاجرون سے سوا مفون کے اقربا کے ہین بہت ہین کہ حمایت کرتے ہین اُنکون کی اہل اور اموال کے تئین یہی ہو بات جسنے مجھے فتنے مین ڈالا ہو اور نہین کیا مین نے یہ کام نفاق اور ارتداد سے یعنے مرتد ہونے سے اور راضی بکفر بعد از اسلام لانے کے نہین پس فرمایا حضرت نے کہ دانا اور آگاہ رہو کہ حاطب نے سچ کہا ہی اور کہا عمر رضہ نے یا رسول اللہ مجھے چھوڑو کہ مین گردن مارون اس منافق کے تئین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اطلع علی اہل بدر واعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنے تحقیق اللہ نے اطلاع کی اوپر اہل بدر کے اور کام کرو جو چاہو سو پس تحقیق بخشا مین نے واسطے تمھارے رواہ الطبری اور ایک روایت مین غفرت لکم کی جگہ مین فانی ناظر لکم ہی پس گریہ کیا عمر خطاب رضہ نے اور کہا خدا اور رسول خدا زیادہ دانا تر ہین اور نازل ہوا یہ آیہ یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء یہان تک فقد ضل سواء السبیل اور فتح الباری مین مذکور ہے کہ کہنا عمر خطاب رضہ کا حضرت صلعم سے کہ چھوڑو مجھے یا رسول اللہ کہ گردن مارون مین اس منافق کی ساتھ اسبات کے کہ تصدیق کی رسول خدا نے حاطب کی جو کچھ عذر کیا اُسنے سوا اس جہت سے تھا کہ تھا وہ نزدیک اُنھون کے بعض منافقون سے کہ جانتے تھے یہ بات کہ جو کوئی رسول خدا کے مخالف کرے واجب ہے قتل اُسکا لیکن جزم یعنے قصد نہ کیا اوپر اُسکے یعنے اُسکے قتل پر اور استیذان کیا یعنے طلب اذن اُسکے قتل مین اور اطلاق کیا اُسپر اسم منافق کا اسواسطے کہ اُسنے ابطان کیا یعنے پوشیدہ کیا خلاف اس چیز کا جو ظاہر کیا اور عذر حاطب کا یہ کہ تاویل کی اُسنے ایسے کام کے کرنے سے کہ کم ضرورت کچھ ضرر

نہین رکھتا اور مراد اس قول سے فقد غفرت لکم یعنے پس بخشا مین نے تمکو اغفر لکم یعنے بخشون گا
مین تمکو بطریق تعبیر مستقبل سے ماضی کر کے ہی واسطے مبالغہ کے تحقیق و قوع مین اور کہتے ہین کہ یہ
خطاب اکرام و تشریف ہی یعنے اس جماعت کو جو غزوہ بدر مین حاضر تھے ایک حالت حاصل
ہوئی ہی کہ بخشا یعنے اونکے گذرے ہوے گناہون کو اور اہل اور سزاوار اوسکے ہوئے ہین
کہ بخشون مین اُنکے گناہان لاحقہ کے تئین اور تحقیق ظاہر گردانا حق سبحانہ تعالے نے اپنے رسول کے
صدق کے تئین جسکی خبر دی اُس نے کسی چیز کی اسبات سے یعنے جسکے حق مین جو خبر دی پیغمبر خدا صلعم
نے اسبات سے صدق پیغمبر کا ظاہر گردانا کیونکہ وے یعنے وہی بدری ہمیشہ تھے اوپر اعمال اہل
جنت کے یہانتک کہ مفارقت کی اُنھون نے دنیا سے اور اگر اندازہ کیا اُنھون نے کسی
چیز کے صادر ہونے کا یعنے یہ کہ فکر کی اسبات کی ہمسے کچھ خطا صادر ہوئی تو جرأت کی اوسنے
طرف توبہ کے توبہ لازم گردانا طریقہ نیک کے تئین اور جانتا ہی اسبات کو اُنکے احوال سے جو کوئی
جانتا ہی اور مطلع ہی اُنکی سیرتون سے ایسا نقل کیا ہے صاحب مواہب نے قرطبی سے فافہم
اور ذکر کیا ہی بعضون نے اہل مغازی سے کہ حاطب نے جو نامہ لکھا تھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ
کہ اے گروہ قریش رسول خدا آتا ہی تمھارے اوپر ساتھ ایسے لشکر کے جو مثل لیل اور سیل ہے
اور قسم خدا کی کہ اگر وہ اکیلا آوے تمھارے اوپر تو نصرت دیگا اُسے خدا تعالے اور راست
گردانتا ہی اپنے وعدے کو پس فکر کرو اپنے احوال کی کذا حکاہ یعنے اسیطرح حکایت کی ہی
اُسکی سہیلی نے انتہے اور نہین اوسمین ایسی کوئی چیز جس سے کفر اور نفاق لازم آوے مگر
اظہار سر مکتوم یعنے پردہ اور عذر کیا حاطب نے اُس سے اس امید سے کہ شاید قبول پڑے
اور بتحقیق قبول ہوا جسوقت کہ تصدیق کی اوسکی رسول خدا نے اور منع کیا عمر خطاب رضی اللہ
تعالے کو اُسکے قتل کرنے سے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا کہ اُسے مسجد سے باہر کرو اور لوگ علی سبیل بدلیت یعنے ایک کے بعد دوسرا
ہاتھ اوسکی پیٹھ پر رکھتے تھے کہ اُسے مسجد سے باہر کرین اور وہ اس حال مین رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کیطرف اس امید سے کہ اُسکے اوپر ترحم کرین مڑ مڑ کے دیکھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اُسے پھیر لاؤ فرمایا مین تیرے گناہ سے درگذرا اور خدا عز وجل سے مغفرت

چاؤ اور چاہیے کہ دوسری بار ایسے کام کے گرد مت جا کہتے ہین کہ حاطب کبار مہاجرین سے اور ارباب دانش وبنیش سے تھا اور یہ زلت اوس سے غفلت سے آئی اور حضرتؐ نے اوسے مقوقس اسکندریہ کے پادشاہ پاس برسالت بھیجوایا تھا جیسا کہ گذرا **وصل** جب عزیمت مکے کے سفر کی مصمم ہوئی تب بعضے صحابی کو حضرتؐ نے بھجوایا کہ قبائل عرب کے تئین قبیلہ اسلم سے اور غفار اور جہینہ اور اشجع اور سلیم وغیرہم جو کہ داخل حوزۂ اسلام ہوے تھے خبر کرین تا کہ سب آوین اور سب جمع ہووین اور اسباب جنگ کا تہیہ کرین پس باہر نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک کی دسوین تاریخ بدھ کے روز عصر کے بعد سنہ ثمان من الہجرۃ جیسا کہ واقدی نے اور نزدیک احمد کے اسناد صحیح سے آیا ہے ابی سعید سے کہ کہا ابو سعید نے کہ باہر کہا ہی ضعیف ہی اور تاریخ کے تعیین مین اور بھی اقوال آئے ہین بارھوین سولہوین سترھوین اٹھارہوین اونیسوین دو قول سابق کے قریب زیادہ ہین صحت سے اور اون دونون مین دوسرا بہت صحیح ہی واللہ اعلم پس جب باہر مدینے کے آئے تب لشکر کی موجودات ہوئی سات سو مرد مہاجرین سے آئے اور اون مین تین سو گھوڑے تھے اور انصار سے چار ہزار اور پانچ سو گھوڑے اور اسی طرح اُن قبیلون سے جنکے نام گذرے چار پانچ ہزار ساتھ بعد مخصوص گھوڑون سے موجودات مین آئے اور راہ مین آ کے ملے یہان تک کہ مجموع دس ہزار ہوے اور بعضون نے بارہ ہزار بھی کہے ہین اور وجہ جمع درمیان اُن دونون قول کے یہ ہوسکتا ہے کہ خاص مدینے سے دس نکلے اور دو ہزار اور اُنکے آنے کے بعد آ کر ملے جیسا کہ آیا ہی کہ بنو سلیم پیچھے سے قریب دو ہزار مرد سے کہ اکثر گھوڑے سوار تھے آ کر ملے اور مدینے مین ابن مکتوم کو اور بعضون نے کہا ہی ابوذر غفاری کو خلیفہ اور ازواج مطہرات سے ام سلمہؓ کو ہمراہ لیا اور جب منزل کدید مین بروزن جدید نام ہی ایک پانی کا مابین قدید بروزن سہیل اور عسفان بر وزن غلطان کے حلم اور رایت برپا کیے اور اصحابؓ کو سونپے اور منزل قدید کے درمیان افطار فرمایا اور حکم کیا واسطے افطار کے اور منادی کی کہ جو کوئی افطار نہ کرے عاصی ہوگا اور ایک روایت نسے یہ کہ فرمایا جو کوئی چاہے افطار کرے اور جو کوئی چاہے تفطار رکھے اور درمیان افطار کرنے سفر مین اور جواز صوم مین دونون مین اختیار ہی اور تفصیل مین ایک

سے اور پردوری سفر کے مخالف حدیثین آئی ہین بحسب عبارت مسافت کے اور تمام احادیث شید متفق ہین
جواز افطار پر یعنے سفر مین افطار کرنا جائز ہے اور بعضے اہل مکہ بھی بقصد ہجرت مدینہ کیطرف
نکلے اور انھین سے عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل وعیال سمیت
سقیا کی منزل مین اور ایک قول ہے یہ کہ جحفہ کے درمیان اور ایک قول ہے ذوالحلیفہ مین آکر
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ کے آنے سے
بہت خوشحال ہوے اور امر کی کہ اپنے مال ومتاع کو مدینے مین بھجوا دو اور آپ ہمراہ رہو اور
عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجرت تمھاری آخر ہجرتون کی ہے جیسے کہ نبوت میری آخر
نبوتون کی ہے اور بھی راہ ہی مین ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب ابن عم پیغمبر خدا کے اور
عبداللہ بن امیہ حضرت کی پھوپھو کا بیٹا جسکا نام عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا اور انھون نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا اور اہانت مین بہت جد وکوشش کی تھی ہو آکر مسلمان ہوے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھون سے اعراض کیا یعنے منہ پھیرا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی التماس
سے انھون کے گناہ سے درگذرے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے
انھون سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آؤ اور یہ کہو جیسا کہ یوسف پیغمبر
علیہ السلام کے بھائیون نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تاللہ لقد اثرک اللہ علینا
وان کنا لخاطئین پس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یغفر
اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اور کہتے ہین کہ ابوسفیان بن حارث نے اسکے بعد ہرگز اپنے سر
کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اوپر نہ اوٹھایا شرمندگی کے مارے بعد اسکے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان سے کوچ کرکے مرالظہران مین ہو پہنچے کہ وہان سے
مکے تک چار فرسنگ فاصلہ ہے ایک فرسنگ تین کوس کا ہوتا ہے اور اب اسجگہ کو وادی فاطمہ
کہتے ہین اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ یہ وادی مضاف طرف حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے
نام کیطرف ہے بلکہ یون ہی نام ہے اسجگہ کا جیسا کہ نام ہوتا ہے موضعون کا پس فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو کہ ہر شخص اپنے خیمے کے اگاڑی آگ روشن کرے وہین دس
ہزار یا بارہ ہزار جگہ آگ سلگائی گئی ہوگی اس ہنگام تک قریش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

آنے سے اور احوال شریف سے خبر نہیں رکھتے تھے لیکن خوف اور فکر میں بہت تھے کیونکہ جانتے تھے
کہ حضرت مکے کا قصد رکھتے تھے پس ابو سفیان بن حرب کہا انہوں نے کہ باہر جیا اور تفحص اخبار کرو
اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تجھے ملاقات کا اتفاق ہو تو ہمارے واسطے اُن سے امان
طلب کریں ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا باہر آئے اور دیکھا انہوں
نے کہ تمام وادی کے تئین آگ نے لیا ہے سب جنگل آگ سے پُر ہے پوچھا کہ کن لوگوں نے آگ
سلگائی ہے اور خیمے دیکھے اور گھوڑوں کے صہیل کو سنا صہیل ہنہنانا گھوڑے کا اُس طرف سے
عباس بن عبد المطلب نے کہا کہ واے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اُس شوکت اور دبدبے کے
یکایک ساتھ قہر کے قریش پر جا دیں تو سب مستاصل ہونگے یعنی جڑ بنیاد سے اُکھڑ جاوینگے اور
اُنکی نشانی باقی نہ رہیگی عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاص استر پر سوار ہوا ہوں اور باہر
آیا تھا کہ اگر اہل مکہ سے کسیکو دیکھوں تو اُس سے صورت حال کہوں کہ مکے والونکو خبر کرے کہ ابھی فکر
کریں ناگاہ آواز ابوسفیان کی پہچانی سُنے اور کہا میں نے یا ابو الحنظلہ اُسنے بھی آواز میری پہچانکر
کہا یا ابو الفضل مَیں نے کہا میں نے ہاں ہوں بولا ابوسفیان اے ابو الفضل میرے ماں باپ
تجھ پر فدا ہو ویں یہ کیا واقعہ ہے کہا میں نے واے تجھ پر وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے کہ دس ہزار فوج سے تمہارے سر پر آیا ہے کہا اُسنے اے عباس تو ہمارا چارہ اب کیا ہے
کہا میں نے میرے پاس استر پر آکر میرے پیچھے سوار ہو کہ تجھے رسول خدا کے پاس لیجاؤں
میں اور تیرے واسطے طلب امان کروں میں پس وہ میرے استر پر سوار ہوا اور بدیل بن
ورقا اور حکیم بن حزام مکے کو پھر گئے اور ایک روایت ہے یہ کہ بدیل اور حکیم بھی ابوسفیان کے
ساتھ مجلس شریف میں آئے اور مسلمان ہوئے اور شاید کہ مکے کو پہونچکر پھر کر آئے ہونگے
عباس کہتے ہیں پس عمر خطاب رضہ کے خیمے کو پہونچے ہم جس وقت عمر رضہ نے ابوسفیان کو
دیکھا اپنی جگہ سے اُچھل کر اور تلوار کھینچکر ہمارے پیچھے دوڑا اور چاہا اُسنے کہ ہم سے آگے ہی
پہونچکر حضرت سے ابوسفیان کے قتل کی اجازت لیوے کیونکہ ابھی امن وامان اور ایمان
میں نہیں آیا تھا میں نے اپنے استر کو تند ہانکا اور عمر رضہ سے آگے اپنے تئیں رسول خدا صلعم کے
خیمے میں پہونچایا اور کہا میں نے یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو امان دے کر اپنی زینہار

میں لیا ہی اور عمر رض اُسکے قتل کرنے میں شتابی کرتا ہی فرمایا ای عباس آج کی رات ابوسفیان کو تو اپنے خیمے
میں رکھ فجر کو ہمارے پاس لا جب صبح ہوئی اُسے حضرت کی ملازمت میں لیگیا حضرت نے فرمایا وای
تجھپر ای ابوسفیان ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ جانے تو کہ کوئی معبود پرستش کے لائق نہیں سوا اللہ
کے ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر کیا کریم اور حلیم ہیں آپ کہ
ساتھ ایسی جفاؤں کے اور ستم کے جو ہمسے ہوے آپ ایسے الطاف فرماتے ہیں اب جانا میں نے کہ
کوئی خدا دوسرا نہیں سوا اللہ کے اگر ہوتا تو اب ہمکو وہ نفع پہونچاتا اور ہماری مدد کرتا اسوقت فرمایا
وہ وقت نہیں آیا کہ جانے تو کہ میں پیغمبر ہوں خدا کا کہا ابوسفیان نے و تبک ایک شک میرے دل
میں تھا اور ایک توقف سینہ اُسکا تصدیق رسالت پر کھلتا تھا عباس رض نے کہا ویحک یا ابوسفیان
یعنی وای تجھپر بات کو دراز مت کر اور زبان کلمۂ توحید پر کھول نہیں تو اسی ساعت عمر رض آکر تیری گردن
مارتا ہی ابوسفیان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پس عرض کی فضل عباس نے
کہ یا رسول اللہ ابوسفیان ایسا مرد ہی کہ فخر اور شرف اور جاہ کے تئیں دوست رکھتا ہی اوسنے ایک ایسے
مرتبے پر سرفراز کیجے کہ درمیان اہل مکہ کے سربلند ہووے پس حضرت نے فرمایا من دخل دار ابوسفیان
فہو امن یعنے جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا سو امن میں رہے گا اور جو ہتھیار ڈال دیگا
پس وہ امن میں ہی اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کریگا پس وہ امن میں ہی اور جو کوئی مسجد حرام میں
داخل ہوگا پس وہ امن میں ہی اور کہتے ہیں کہ ایک وقت ابتدا سے حال میں اہل شہر کے حضرت کو ستاتے
تھے ابوسفیان اُس جماعت کو اپنی پناہ میں لیکر اپنے گھر میں لیگیا تھا یہ انعام اور اعزاز اُس سے جزا
اور مکافات یعنے بدلا اُسکا تھا اور اس واسطے کہ تکبر اور غرور دفع ہوا دونوں کو بھی حکم امن کا کیا
تا کہ خیال نکرے کہ یہ فضیلت مخصوص مجھی سے ہی یعنے ابوسفیان یا کہ احسان ایک ہی کہ اور داخل ہے
اوس عموم کے درمیان اور جب روانہ ہوا ابوسفیان تب حضرت نے عباس کو فرمایا کہ اُسے مت
چھوڑ کہ گھر کو جاوے بلکہ اپنے ساتھ رکھ اور ایسا تنگ جگہ میں کھڑا کرنا کہ کوکبہ لشکر اسلام تمام
اُسکی نظر کے آگے سے گذرے اور رعب اور ہیبت اسلام کی اُسکے دل میں آوے اور صورت شوکت
اُسکی ٹوٹے کو کبہ اُن مخصوص سواروں کو کہتے ہیں جو امیر کے گرد پیش سوار ہوں پس عباس نے ندا کی
ہوا اور کہا ای ابوحنظلہ کھڑا رہ اور مت جا پیچھے پھر ابوسفیان ڈر گیا اور بولا ای بنی ہاشم کہ کچھ مکر

کیا چاہتے ہو عباس رض نے کہا اہل بیت نبوت کے خدمت نشین کرتے ہیں عباس رض ابوسفیان کو ایک تنگ
گذرگاہ مین لے گیا اور کھڑا کیا یہان تک کہ لشکر اسلام فوج فوج ساتھ عزت اور شوکت کے
گذر کرنے لگا اور عباس رض ہر ایک کی ابوسفیان سے تعریف کرتا تھا اور اُسکے دل کو آتش حسد اور
غیرت سے جلاتا تھا پہلے سپاہ شوکت پناہ خالد بن ولید کی آئی ہزار آدمی سے بنی سلیم اور درمیان اس
فوج کے دو علم تھے ابوسفیان نے عباس سے پوچھا یہ کون ہے کہا خالد بن ولید ہے اور جب خالد
ابوسفیان کے برابر پہونچا تین بار ساتھ اپنے خیل و حشم کے باواز بلند تکبیر کی اور ابوسفیان کی جان
مین تزلزل ڈالا اور اُسکے پیچھے زبیر بن عوام پانچسو مردانگی دلاور اور پہلوانون سے تکبیر بولتا ہوا سیاہ
علم سے اُسکے آگے سے گذرا ابوسفیان نے کہا کہ یہ کون ہے عباس نے کہا زبیر بن عوام ہے بولا کیا تیرا
بھانجا کہا ہان اُسکے بعد زبیر کے پیچھے سے تین سو شخص بنی غفار سے ظاہر ہوے اور لوا اُنکا ابوذر
غفاری کے ہاتھ مین تھا یہ بھی تکبیر کہتے ہوے گذرے اور عباس نے تعریف اس قبیلے کی بھی ابوسفیان
سے کی ابوسفیان نے کہا مجھے ان لوگون سے کام نہین تکبیر کے معنے اللہ اکبر بولنا اس وقت
بنو کعب کہ درمیان اُنھون کے پانچسو سوار نامی تھے پہونچے اور علم اُس فوج کا بشیر بن سفیان کے
ہاتھ مین تھا ابوسفیان نے اس فرقے کی تحقیق کی عباس نے کہا کہ یہ حلفا ہین پیغمبر خدا کے حلفا
جمع حلیف کی بہ معنے ہم سوگند بعد اُسکے ہزار شخص کی ٹکڑی قبیلۂ مزینہ سے پہونچی کہ تین علم
درمیان اُسکے تھے ابوسفیان نے اس گروہ کی تعریف سننے کے بعد بھی کہا کہ مجھے اُنھون سے
کام نہین بعد اُسکے جہینہ کی قوم پہونچی کہ آٹھ سو شخص اُن مین شجیعون سے تھے اور چار علم رکھتے تھے
اور اُنکے پیچھے تین سو شخص اشجع کی قوم سے پہونچے عباس نے جب تعریف بنی اشجع کی کی
تب ابوسفیان بولا سب سے زیادہ دشمن محمد کے یہ لوگ تھے عباس رض نے کہا حق تعالی نے محبت
اسلام اُنھون کے دل مین جاگیر کی ابوسفیان بولا اُنھون کو دیکھا مین نے مجھے ان لوگون سے کچھ
کام نہین یہان تک کہ فوج خاص حضرت سید کائنات مفخر موجودات احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم کی نمودار ہوئی اور حضرت ہمراہ اپنے خاص ناقے پر جسکا نام قصوا تھا سوار تھے اور پانچ ہزار
کے قریب اعیان مہاجرین اور انصار رضی اللہ تعالی عنہم سے تمام مکمل اور مسلح جس طرح ماہتاب کے
گرد ستارے سے گرد و پیش رکاب فلک فرسا مین اور جناب کے آراستہ اور پیراستہ تکبیر کہتے ہوے

پہونچے ایک ہاتھ کی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک ہاتھ کیطرف اسید بن حضیر اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم انھوں سے تکلم کرتے ہوئے ابوسفیان نے جب یہ حشمت اور عظمت اور جاہ و جلال دیکھا
چشم عقل اوسکی خیرہ ہوئی اور اوسکی بند ہو گئی جھپک گیا ہاتھوں کے توتے اوڑ گئے اور زور قوت اور حرکت
بدن سے ہرن ہو گیا اور ہوش و حواس کافور اور نہایت دہشت اور وحشت و حیرت میں جو اسپر
غالب ہوئی بولا یا عباس ملک تیرے بھائی کے بیٹے کا نہایت قوی ہوا عم عظیم عباس رض
نے کہا دیکھ یا ابوسفیان یہ رسالت اور نبوت ہی ملک اور سلطنت کی کیا بساط ہے نقل ہے
اس روز سعد بن عبادہ جسکے ہاتھ انصار کا علم تھا ہزار شخص انصار سے آگے اور پیچھے چلا
جاتا تھا جب ابوسفیان کے برابر سے گذرا بولا یا ابوسفیان الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل
الحرمۃ الیوم اذل اللہ قریشا یعنی ای ابوسفیان کا آج کا دن قتل کرنے کا دن ہے آج کا روز
وہ روز ہے کہ حلال کیجاتی ہے حرمت حرم کی آج کا روز وہ روز ہے کہ حق تعالے ذلیل کرتا ہے قریش کو
یہ کہکر اپنے یاروں کی طرف متوجہ کرکے کہا ای گروہ اس روز حذر ہے آج احد کی جنگ کا کینہ قریش
سے لو جب سعد بن عبادہ رض نے اس گفتگو سے ابوسفیان رضی اللہ تعالے عنہ کو ورطۂ وسوسہ میں
ڈالا اور وہاں سے گذرا ابوسفیان رض نے فریاد کی اور پکارا کہ یا رسول اللہ اپنی قوم کے قتل کا
فرمان دیا ہے آپ نے حضرت نے فرمایا نہیں ابوسفیان نے سعد بن عبادہ رض کی گفتگو دہرائی فرمایا
سعد بن عبادہ رض نے یہ بات اپنے پاس سے کہی ہے اور سہو سے بولا ہے آج کا روز لطف و مرحمت کرنے کا روز
ہے آج کا روز وہ روز ہے کہ باریتعالی قریش کو عزت دیگا آج کا روز وہ روز ہے کہ باریتعالی اپنے
گھر کی تعظیم زیادہ کرتا ہے اپنی خاطر میں جمع کرو اور ایمان لاؤ اور ایک روایت میں یوں آیا
ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹ کہا ہے سعد نے ولیکن یہ وہ روز ہے کہ بزرگی کرتا ہے
اللہ تعالے اس گھر کی اور پہناتا ہے اوسے خلعت الکرام یہ سنکر ابوسفیان رض کی جان میں جان آئی
اور بات کرنے کو جگہ پائی اور بولا ای بہرور کونین تو ہی ہے نیکو کار تمام جہان سے زیادہ اور تو ہی ہے
رحیم اور کریم شفیع گردانتا ہوں میں اپنا خدا کے تئیں کہ نظر کرتے اوس قرابت کی جو آپ کو
قریش سے ہے کہ اونکے خون سے درگذرو اور اپنے اقربا پر رحم کرو اور کرم اور عطوفت
مبذول رکھو تب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے تئیں مہر قرابت کی و رعایت

آگئی اور متغیر حال ہوئی اور بولے یا رسول اللہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بیفکر اور دہشت
نہیں ہیں ایسا ہو کہ قریش کو آسیب پہونچاوے تب حضرت نے اُسکے بیٹے قیس بن سعد کو
حکم کیا کہ لو اسکے تئیں اپنے باپ سے لے اور ایک روایت سے یہ کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے لیوے
ہوئے اور اسباب کے کر تمام سعد سے لیویں اور رفق و رافت سے یعنے مہربانی سے مکے میں داخل
ہوئے جدا ہوتے عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تجھے مکے میں جانا چاہیے اور قریش کو تخویف کیا چاہیے
یعنے ڈرانا کہ مسلمان ہوں اور قتل اور اسیری سے بچیں اور نہیں تو ہلاک ہونگے پس ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے
استقر گریز پا کو دو بار شتابی سے مکے میں آیا اور لوگوں کو خبر دی کہ پیغمبر خدا نے حکم کیا ہے کہ جو کوئی
ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے یہاں داخل ہوا اور جو کوئی ہتھیار ڈالدے اور جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ باندھے
اور جو کوئی مسجد حرام میں داخل ہو سو امان میں ہے سب بولے قبحک اللہ یعنے زشت کرے تجھے اللہ
یہ کیسی خبر بد ہے جو ہمارے واسطے لایا ہے تو گویا قریش کو حضرت کا تشریف لانا ہنوز معلوم نہیں ہوا کہ پوچھا
ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہ کون ہے تیرے پیچھے اور گرد و غبار کیا اُٹھا ہے کس سبب سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ
پوچھنا خبط دماغ سے اور حیرت اور سرگردانی سے اور خبث باطن سے ہو تکلف اور تجاہل
کر کے اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا جو ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے آگے مکے کو پھر کر گئے تھے ظاہر ہے
کہ اُنھوں نے خبر کی ہو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گروہ قریش کہ محمد ایک ایسے سپاہ پر حشمت و شکوہ سے
پہونچا ہے کہ مجال جنگ کی اور طاقت مقابلے کی اس سے تنگ اور دشوار ہے اور جورو سلیطہ یعنے غالب
اور ڈھیٹ اور بیحیا اور جہان کی بزرگ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی جسکا نام ہندہ تھا عتبہ کی بیٹی اور آکلۃ الاکباد
بھی اُسکا نام ہے جو حمزہ کا کلیجہ نکالکر کھا گئی سو اس سلیطہ نے یہ سنکر اپنے خاوند ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی
پکڑ کر لوٹ گئی اور بہت سا ذلیل کر کے بولی اے آل غالب کی مار ڈالو اس بڈھے احمق کے تئیں
کہ ایسی باتیں نہ کرے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا جو خواری مجھپر کرتی ہو کر و سوگند کھاتا ہوں کہ اگر مسلمان
نہو گی تو گردن ماری جائیگی اب تمکو تدبیر اور علاج یہی ہے کہ گھر میں آؤ اور دروازہ باندھو اسکے سوا
کچھ نہیں ہو سکتا رجعنا الی القصہ رجوع کرتا ہوں اب پھر طرف بات کے جہاں سے چھوڑا
روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم فخر بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
مرالظہران کی منزل گاہ سے ساتھ جلال اور اقبال کے سوار ہوئے تب فرمان لازم الاذعان

زبیر بن عوام کو ہوا کہ گروہ مہاجرین سے مکے کی اعلای راہ سے جسکا نام کدا بروزن گدا ہے ہوکر
درمیان حجون مکے جو نام موضع کا ہی نزول کرے اور خیمہ عزت و احتشام اُس عالیمقام کا بھی وہان ہی
برپا کرے اور منتظر قدوم شریف کا رہے اور عبیدہ بن جراح کو حکم عالی صادر ہوا کہ ساتھ ایک
گروہ کے جنکے پاس ہتھیار نتھے واسطے رفق اور مہربانی کے قریش پر بطن وادی کی راہ سے روانہ
ہوں اور حکم کیا خالد بن ولید کو کہ ساتھ افواج متعددہ کے راہ اسفل مکہ سے جسکو کدا بروزن جدا
کہتے ہین ہو کر اپنے علم کے تئین منتہا سے عمارات مکہ کے درمیان نصب کرے یعنے استادہ
کرے اور حضرت بعد فیض آیات غسل کرنیکے بعد اور ہتھیار لگانے کے پیچھے اور اس جماعت کو مقرر
کرنے کے بعد آپ خاص اصحابیوں سے سوار ہوے نقیب اور حاجب دار اور چوبدار یہ کہتے آپسین
ل بل کر پکارتے تھے سوار اب ہوا ہی خدا کا حبیب بہ کہ نصر من اللہ وفتح قریب ہوا اور جو نظر فیض منظر
کی فتح و نصرت الٰہی پر تھی اپنی ہجرت کا وقت اُس جنابؐ کو یاد آیا اور تصور اور سوچ کیا کہ کسطرح مین تن تنہا
اور بیکس و بے پناہ مگر بپناہ حضرت الٰہ اور پوشیدہ اور دشمنون سے گریزان مکے سے باہر گیا اور تھوڑی ہی
مدت مین حضرت قادر ذوالجلال نے مجھے نمایان اور آشکارا ساتھ اس شوکت اور عظمت اور جلال کے
اور لشکر بیشمار کے ساتھ پھیر لایا سر مبارک اُس جنابؐ نے اپنا تواضعاً للہ نیچے ڈالا یہانتک کہ محاسن
مبارک اُس جنابؐ کی ناقے کے پالان کی لکڑی پر پہونچی اور یہی اسی پالان پر سر رکھکر سجدہ شکر بجالائے
اور حق حمد و ثنا تقدیم کو پہونچایا اور آیا ہی کہ بھی اونٹ ہی کے اوپر حضرت اوائل سورۂ انا فتحنا کا بہ آواز
بلند ترجیع اور تردید صوت سے پڑھتے تھے صوت کہتے ہین آواز کو اور ترجیع بمعنے پھرنا آواز کا حلق
مین جیسا کہ کہا جاوے آآآ پس بعضے کہتے ہین کہ یہ ترجیع شتر کی رفتار کی حرکت کی جہت سے تھی
کہ آواز درست نہین نکلی تھی اور حق یہ ہی کہ غلبہ شوق اور سرور اور اس نعمت کے شکرانہ عظیم کی
جہت سے تھا اور قرآن کے تغنی مین یعنے غنا سے پڑھنے مین علے الاطلاق حدیثین وارد ہوئی ہین
اور صاحب سفر السعادت کہتا ہی کہ حضرتؐ بعضے اوقات قرآن تغنی سے پڑھتے تھے اور درمیان
اُسکے ترجیع کرتے تھے جس طرح خوش آواز حافظ لوگ پڑھین اور مکے کی فتح کے روز اسی طور سے
سورۂ انا فتحنا کو تلاوت کیا جیسا مذکور ہوا انتہٰی اور اسی حال سے مکے مین داخل ہوے سبحان اللہ
یہ کیا شریف وقت اور سعید ساعت ہی کہ وقت ظہور نور ایمان ہی اور زوال ظلمت کفر و ضلال

اور مقام کیسا ہوگا بسبب ترددیں سرور عالم و آدم تھا الہی اوس وقت اور ساعت کے واسطے سوال
کرتا ہوں میں تجھ سے ایمان کے تئین اور قرآن کے تئین کہ تیرا فضل اور رحمت متعلق ہو آپ پر قل بفضل اللہ

ورحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور کہا گیا ہے کہ مراد فضل سے ایمان ہے اور رحمت سے قرآن مراد ہے پس حضرت صلعم
نے حکم کیا خالد کو اور تمام لشکر کے تئین کہ کسی سے جو اہل مکہ ہے اور حرم کے مجاوروں سے محاربہ
اور مقاتلہ نکرو مگر جنسے بغیر دون اور بے خبر ہونسے اگر لڑنے کو پیش آوین تو مضائقہ نہیں نقل ہے کہ جب
خالد متوجہ اس موضع کا ہوا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا خالدؓ کے نزول کے واسطے
چنانچہ بیان اوپر گذرا ہے اسجگہ میں عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو کہ ابھی قید عداوت
اور شقاوت میں اور ظلمت کفر و ضلالت میں جکڑے ہوئے تھے کمال بیخبردی اور بیباکی سے ساتھ
اور ایک گروہ بنی حارث سے اور ایک بدیل اور احابیش سے جو اونکے مدد اور معاون تھے سو آکر تہیہ
اسباب جنگ کا کرکے خالد بن ولیدؓ کے آنے کا انہوں نے پکڑا اور یہ بیخبر دل اور گمراہ لوگ جو ابھی
تک سعی اور کوشش تائید اور تقویت میں اپنے آبا ے اشقیا کے دین کے ہیں یہ نہیں جانتے
کہ اب کیا توقع اور تمنا فتح اور نصرت کی رکھتے ہیں ابوسفیانؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی بسبب جاری
کرنے کلمہ اسلام کے زبان سے شامل توفیق ہوا اور خالد بن ولیدؓ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے مقام
رفعت کو پہونچا ہے ظاہرا یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو دکھاویں کہ اگر اتفاق پڑے کہ ہم اسلام میں داخل
ہوں تو بسبب اور بحکم اضطرار اکراہ ہے ہمارا اسلام لانا نہ یہ کہ ہم رغبت سے اور اختیار تاکہ ارواح
خبیث انکے بزرگوں کی انہوں نے راضی رہے پس خالد کو بھی ضرورت ہوئی کہ انہوں سے مقابلہ
کرے اور جس موضع کے درمیان جسکا نام خندمہ تھا بروزن چندمہ محاربہ کیا اور ایک جنگ عظیم
واقع ہوئی یہانتک کہ خرورہ تک بروزن طرورہ اور عوام اوسے عزورہ کہتے ہیں موضع ہے ایک
متصل کعبہ معظم کے جنگ ہوتی آئی اور اٹھائیس آدمی ارباب طغیان اور خذلان سے نمازیوں
کی تلواروں کی ضرب سے ایسی سطہر جگہ میں مارے جاکر جہنم کے سنڈاس کو گئے اور خالد کے لشکر
سے دو شخص شہادت کو پہونچے ایک جیش بن اشعر اور دوسرا کرز بن جعفر جب یہ خبر حضرتؐ کو پہونچی
فرمایا میں نے منع کیا تھا خالدؓ کو جنگ سے پھر کیوں لڑا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایک گروہ کثیر
اوسکے لڑنے کے واسطے نکلے پس اوسنے دفع کیا انہوں کو اپنے سے جیسا کہ اشارت طرف اوسکے

واقع ہوا ہی محاربہ اور مقاتلہ کرنا اُنھون سے ضرور پڑا فرمایا قضاء اللہ خیرا اور نقل ہو کہ حضرت م نے عتاب کیا
خالد پر اور فرمایا کسیکو کہ جا خالد سے بول ضع عنہم السیف یعنے باز رکھ اُنھون سے تلوار یعنے اُنھون کے
قتل سے باز آوے وہ روندہ جاکر برعکس اسکے خالد سے بولا اِنبع فیہم السیف یعنے رکھ درمیان اُنھون کے
تلوار یعنے قتل کر اُنھون کو پس خالد نے اُس روز ستر شخصون کو قتل کیا جب یہ بات حضرت کو معلوم
ہوئی فرمایا خالد کیون خلاف حکم کیا تو نے عرض کی خالد نے مین کیا کرون یا رسول اللہ آپکے
فرستادے نے آکر مجھ سے کہا ضع فیہم السیف اور غرائب اخبار سے یعنے عجائب سے جو بعضی تفسیرون
مین آیا ہو کہ حضرت م نے اُس شخص کو بلاکر پوچھا مینے تجھ سے کیا کہا تھا کہا اُسنے یا رسول اللہ مین جب
باہر آیا آپ کے حضور سے تب آگے آیا میرے ایک مرد کہ سر اُسکا آسمان تک پہونچا ہوا ہو اور حربہ
اُسکے ہاتھ مین ہو پس ہاتھ اُسنے میرے سینے پر مارا اور کہا کہ ضع فیہم السیف اور نہین تو اس حربے سے
تجھے ہلاک کرتا ہون مین ناچار مینے خالد سے جاکر یون ہی کہا حضرت م نے جب یہ سُنا فرمایا صدق اللہ
وصدق رسولہ احد مین جس روز حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا مینے کہا کہ اگر قریش پر مین غالب
ہونگا تو اُنھون سے ستر شخصونکو قتل کرونگا اور اُس روز حق تعالے نے مجھے سہی فرمایا اُس سے آج
چاہا کہ جو کچھ اُسکے پیغمبر م کی زبان سے گذر اتھا سچا کرے یہ مقتول ہونا اُنھون کا اسواسطے ظہور مین آیا
اور ایک روایت مین یون آیا ہو کہ حضرت کی خدمت مین عرض ہوئی کہ یا رسول اللہ مکے کے کمینون سے
اور اوباش سے ایک گروہ ٹھٹھا لی کرتے ہین فرمایا احصدوہم حصدا یعنے کاٹو تم اُنھونکو کاٹنا ایک طور کا
ابو سفیان حضرت م کے حضور مین آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش ہلاک ہوئے
پس سرور کائنات نے اُنھون پر رحم کیا اور فرمایا کہ اب قریش کو مت مارو پس اہل شقاق کے گروہ
نے جو جنگ کی اور شکست پائی اور پہاڑ و نپر چڑھ گئے اور کنج اور سوراخون مین گھس گئے اور بعض کوہ
و بیابان کو نکل گئے اور بعضون نے گھرون مین آکر دروازے اپنے باندھکر بیٹھ گئے اور قتل
سے چھوٹے پس سرور عالم م بسبب خطر از دحام یا بقصد تعلیم احکام سوار ہی مسجد الحرام مین داخل
ہوئے اور اُس مکانکو اُس جناب نے اپنے نور حضور سے لباس نور علے نور پہنایا اور حجر الاسود کے
تئین اپنے محجن سے کہ نام لکڑی کا ہو جیسے ہمیشہ یا اکثر اوقات اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے استلام کیا
مس کیا اور زبان حق ترجمان کے تئین تکبیر مین کھولا اور مومنون نے بھی موافقت و قصد اتباع

کرنے تکبیر بلند کی اس درجے میں غلغلہ تکبیر کا تمام مکے کے درمیان پڑا اور منافق اور مخالف لرز گئے اور مشرک میں پہاڑوں کے اوپر سے اس احوال کو دیکھتے تھے اور غصے تھے اور آتش عداوت اور حسد سے دل جن ارباب جو تھے خدا ہمیشہ جلا دے مشرکوں کو قاطبۃ و صل جب حضرت رسول مقبول ... ان سے فارغ ہوئے تب بیت الحرام کے طاہر اور پاک کرنے میں بتوں کی نجاست کو قیام فرمایا اور ... عزت اور حرمت کو اسکے پاک اور صاف کیا اور ارباب سیر نے لکھا ہے کہ مشرکوں نے تین سو ... بت اطراف و نواحی میں کعبے کے نصب کیے تھے اور ایک روایت سے یہ کہ ابلیس نے قدم ان بتوں کے رصاص سے زمین میں محکم کیے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی سے جو دست مبارک میں تھی اشارت طرف ان بتوں کے کرتے تھے اور کہتے تھے جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور تمام بت اوندھے گر گر پڑتے تھے اور ایک روایت سے یہ کہ چت گرتے تھے اور وجہ جمع درمیان ان دونوں روایتوں کے یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چھڑی سے اگر اشارت فرماتے تھے تو اوندھے گرتے تھے اور بعضے سیر کی کتابوں میں عباسؓ سے آیا ہے کہ پایا سرور عالم نے فتح کے روز بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بتوں کو کہ یہ قبائل عرب کے تھے کہ وہ حج کرتے تھے طرف ان بتوں کے اور نحر کرتے تھے یعنے اونٹ قربانی کرتے تھے واسطے ان کے پس شکایت کی بیت اللہ نے حضرت حی قیوم سے کہ اے پروردگار میرے کب تک عبادت کیے جاویں یہ بت ان کے میرے گرد اگرد سوا تیری عبادت کے پس وحی بھجوائی حضرت حق نے بیت اللہ کی طرف کہ نزدیک ہے کہ پیدا کروں میں واسطے تیرے نوبت اپنے نور کی اور بھجواؤں طرف تیرے ایک قوم کے تئیں کہ نرم آویں یعنے دوڑے آویں تیری طرف کرگسوں کے مانند اور میل کریں تیری طرف طائروں کی طرح جوں اپنے بیضوں پر رغبت کرتے ہیں اور آواز کریں وہ قوم گرد تیرے تلبیہ کی تلبیہ لبیک لبیک بولنا اور اساف اور ہبل اور نائلہ اور دوسرے اور بڑے بڑے بتوں کو توڑ ڈالا اور آیا ہے کہ اساف کو صفا پر نصب کیا گیا تھا اور نائلہ کو مروہ پر اور کہتے ہیں کہ اصل حقیقت ان دونوں بتوں کی یہ تھی کہ اساف ایک مرد تھا اور نائلہ ایک لڑکی تھی قبیلہ جرہم سے کہ انھوں نے زنا کی تھی کعبہ کے درمیان پس حق تعالے نے ان دونوں کو مسخ کر ڈالا اور پتھر کیا اور قریش کمال جہالت اور فرط ضلالت سے ان پتھروں کے پوجنے میں مشغول

ہوئے اور الاٰن جو یہ دونون صنم شکستہ ہوئے ایک کے درمیان سے ایک کالی عورت باہر نکلی حضرت م
نے فرمایا ہذہ نایلہ یعنے نایلہ یہی ہی کہ اب سے بعد ابد تک نہین پرستش کیجاویگی ابد کے معنے لیس له
الانتہا و اور ازل کے معنی لیس له الابتدا اور جب ہبل توڑا گیا تب زبیر بن عوام نے ابوسفیان رض سے
کہا کہ یہ بت وہی ہبل ہی کہ احد کے روز اُس سے تو فخر کرتا تھا اُعل ہبل یعنے برتر ہو ہبل سو اب اِس
خواری سے توڑا گیا واہ کیا مذہب نحس اور نجس ہی کہ خدا سے واحد حقیقی کو جسنے ارض و فلک اور انس و
جن و ملک اپنے ید قدرت سے پیدا کیے ایسے خلاق کو چھوڑ کر پتھر کو پوجے جسکا صانع آپ ہی ہو اپنے
ہاتھ سے بنا دے اور بندے کا بندہ کہا وے لعنت ایسے مذہب پر اور ایسے کردار پر یہان یہ بیت
مناسب مقام مجھے یاد آئی بیت سبحہ میگفت در دیر از برہمن ۞ خدایا من تو ئی ای بندہ من ۞
الٰہی شکر ہی تیرے افضال اور نعمتون کا اگر لاکھون اور کرورون شکر ہر روز کرون تو بجا ہے کہ
تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے مسلمانون مین پیدا کیا امت محمد مصطفےٰ مین اور میرے دل کو
اُس جناب کی آل کی محبت اور ولا سے پر نور اور معمور کیا اب امید محمد عاصی کی یہی ہی کہ اپنے
حبیب کے طفیل سے اور اُسکے جانشین کے تصدق سے جب میرا وقت آپہونچے تب دنیا سے مجھے
با ایمان اُٹھائیو اور روز حشر کو اُس جناب کی شفاعت سے کامیاب کیجیو بحق محمد و آلہ الامجاد
و صحابہ الابرار کہتے ہین کہ جب زبیر بن عوام نے ہبل کی مذمت اور رسوائی کرکے ابوسفیان کو
ملامت کی تب اُسنے کہا جانے دے ای زبیر مجھے سرزنش مت کر اگر خدا کے سوا دوسرا کوئی خدا ہوتا تو
البتہ مدد کرتا ہماری اور ایسا احوال واقع نہوتا اور بعضی سیر کی کتابون مین مرقوم ہی کہ کئی ایک
بڑے بڑے بت ایک بلند مکان پر رکھے ہوے تھے کہ ہاتھ وہانتک پہونچ سکتا نہ تھا اور بعضی روایتون
مین آیا ہی کہ اُنکے بڑے بت کا نام ہبل تھا تب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ اپنا پاے مبارک
میرے شانے پر رکھو اور اِن بتون کو نیچے اُتارو فرمایا یا علی تمکو طاقت نبوت کے بوجھ اُٹھانے
کی نہین تم اپنا پانون میرے کندھے پر رکھو اور یہ کام کرو تب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے امتثالاً للامر
یعنے فرمانبرداری کی راہ سے جیسا کہتے ہین الامر فوق الادب پانون رسول خدا کے شانے پر رکھا
اور اُن بتون کو نیچے پٹکا اُسوقت سید کائنات نے پوچھا یا علی اس وقت اپنے تئین کیسا
پاتے ہو کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہون کہ تمام حجاب کے پردے مکشوف ہو گئے ہین اور گویا سر میرا

ساق عرش کو پہونچا ہو اور جس چیز پر ہاتھ دراز کروں وہ چیز میرے ہاتھ آتی ہی حضرت نے فرمایا یا علی !
خوش ہو جیو حال تمھارا کہ خدا کے کام کرتے ہو اور خوش ہو جیو حال میرا کہ بار حق اٹھاتا ہوں بین روایت
کرتے ہین کہ جب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے بتون کو زمین پر پھینکا اور ٹکرے ٹکرے کیا اپنے تیئن اُس
جناب کے دوش سے زمین پر گرایا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ اپنے تیئن کعبے کے نزدیک سے
گرایا اس جناب کے ادب اور شفقت کی جہت سے اور جب زمین پر گرے تب تبسم کیا حضرت نے پوچھا
یا علی کیا چیز تمکو تبسم مین لائی علی مرتضی نے کہا یہ کہ اپنے تیئن مین نے ایسی جگہ سے گرایا اور کچھ
آسیب مجھے نہ پہونچا حضرت نے فرمایا کس طرح تمکو الم پہونچے اور حال یہ کہ اُٹھانے والا تمھارا محمد ہو
اور اوتارنے والا تمھارا جبرئیل ہو اور بعضے عالمون سے حضرت نے جو علی مرتضے کو دوش
مبارک پر اُٹھایا اور انھون نے بتون کو اوتارا اُس اُٹھانیکی وجہ یون آئی ہی کہ ان بتون کو بحکم آیہ
کریمہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم یعنے تم ای مشرکین اور جس چیز کی عبادت کرتے ہو تم
سواے اللہ کے لکڑیان ہووینگی دوزخ کی اور دوزخ کے جلنے کی لکڑیان بنادینگے اگر ہاتھ حضرت کا
ان بتون کو پہونچتا تو آخرت مین دوزخ کی آنچ انکو نہ پہونچتی اور معارج کے درمیان اس سے ایک
عجیب و غریب نقل لایا ہی کہ حضرت ایک روز بی بی فاطمہ کے گھر گئے تھے فاطمہ زہرا نے روٹیان
تنور مین لگائی تھین اور اُس کی حرارت سے بدن مطہر اُس مادر مومنین کا گرم ہو گیا تھا پس
حضرت نے فرمایا اور چاہا کہ کئی روٹیان اپنے دست مبارک سے پکاوین جو روٹی تنور مین اُس
جناب کے ہاتھ سے لگی سوکھی ہی اُتری حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حیران ہوئین کہ سبب
کیا ہی کہ حضرت نے جتنی روٹیان تنور مین لگائین سب خام اُتریں فرمایا ای فاطمہ تعجب مت کرو کہ
اِن روٹیون نے میرے ہاتھ کے مساس کا شرف پایا اور جس چیز کو میرا ہاتھ مس کرے اُسے آتش
کارنہین کرتی جس وقت حضرت رسول خدا نے کعبے کی ساحت عزو علا کو اُن بتون کی نجاستون
سے پاک اور صاف کیا چاہا کہ کعبے کے اندر جاوین پس عثمان بن طلحہ کے تیئن بلایا کہ کعبے کی
کلید کو جو قدیم الایام سے اوس کے حوالے تھی لاوے اور وہ کنجی اُسکی مان کے پاس
تھی جس کا نام سلافہ بنت سعد تھا عثمان بن طلحہ اپنی مان کے پاس گیا اور اُس سے اوس
کنجی کو طلب کیا اُس کی مان اوس کے دینے سے اِبا لائی عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے

کہا خدا کی قسم اگر کنجی وہیں ہو تو دے نہیں تو تلوار اپنی کمر سے کھینچتا ہوں پس کلید اپنی ماں کے ہاتھ سے
لیکر حضرت کے حضور آیا اور حضرت نے دست مبارک سے کعبہ کا دروازہ کھولا رواہ مسلم اور ابن سعد
اپنے طبقات کے درمیان لایا ہے عثمان بن طلحہ سے کہ عادت جاہلیت میں یوں تھی ہمیشہ پیش از اسلام
کہ کعبے کو دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روز نہیں کھولتے تھے اور جس روز حضرت نے بھی عہد جاہلیت ہی
میں میرے پاس آکر کعبے کا دروازہ کھولنے کے واسطے التماس کی اور میں نے اس جناب سے درشتی
کی اور حضرت نے صبر اور حلم کیا اور فرمایا اے عثمان بن طلحہ ایک روز ایسا ہوگا کہ اس کنجی کو تو میرے
ہاتھ میں دیکھیگا اور جس جگہ کو چاہوں گا وہاں میں ملاحظہ کرونگا کہا میں نے مگر قریش اس روز خوار اور
ہلاک ہو رہیں گے اس روز سے وہ بات میرے دلنشین ہوئی کہ رجوع اس امر کی مجھ سے ہوگی
جب فتح کا روز قریب آیا فرمایا اے عثمان کلید کو لا لایا میں حضرت نے میرے ہاتھ سے لیکر پھر میرے ہی
ہاتھ میں دی اور فرمایا لو اسکو کہ قیامت تک تمہارے ہاتھ سے کوئی نہ لیویگا مگر ظالم اور فرمایا
کہ اے عثمان بن طلحہ تجھے میں نے کہا تھا کہ ایک روز ایسا ہوگا کہ تو دیکھیگا کہ یہ کنجی میرے ہاتھ میں
ہے اور رکھوں گا اسکو جسکے ہاتھ چاہونگا یعنے عرض کی تحقیق ہے یا رسول اللہ اشہد انک
رسول اللہ یہ تکرار شہادت عثمان بن طلحہ سے اس معجزہ کے مشاہدہ سے ہوئی نہیں تو معلوم
ہوا ہے کہ اسلام عثمان بن طلحہ کا ساتھ خالد بن ولید کے اور عمرو بن عاص ایک سال آگے مکہ کی فتح
سے تھا چنانچہ گذرا اور روایتوں میں آیا ہے کہ جب حضرت نے عثمان بن طلحہ کو کلید کے واسطے
طلب کیا تب عباس بن عبد المطلب نے التماس کی کہ کنجی کعبے کی مجھے عطا کیجیے اور منصب کعبے
کی سدانت کا اور سقایہ کا بھی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ
کعبے کی حجابت کا منصب اپنا اہل بیت سے کسیکو دیجیو جس طرح زمزم کے سقایہ کو [illegible]
کو ارزانی فرمایا واللہ اعلم یعنے خدا جانے حضرت مرتضیٰ نے منصب حجابت اپنے واسطے چاہا یا
عباس کی تقویت کی کہ جس طرح آپ سقایہ کی خدمت انکو ہے منصب حجابت بھی [illegible]
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو نہ دیا اور کلید کو عثمان کے ہاتھ [illegible]
لائے پس یہ آیت نازل ہوا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا یعنے حضرت حق جل جلالہ
امر کرتا ہے تمکو یہ کہ مسترد کرو امانت کو طرف اہل کی طرف یعنی جسکے ہاتھ تھی اسکو دیں حضرت نے

علی مرتضیٰ کو پھیر بھیجا یا کہ اسی کو دو اور عذر خواہی کر و جب اُسکے پاس کنجی لیکے گئے کہا اُسنے بزور لیگئے اور
اعتذار سے لائے یہ کیا فرمایا علی مرتضیٰ نے امر الٰہی اسی طور سے ہے اور بعضے کہتے ہیں آیت نازل
ہوئی ہو اور بولے کہ یہ بیت جبتک ساروں سے زمین پر قائم ہو تب تک سدانت اور مفتاح کعبے کی انھوں
کی ہو قیامت تک اور جب عثمان بن طلحہ نے وفات پائی تب شیبہ اپنے بھائی کو سونپی جسکا نام شیبہ تھا
اور عثمان کو اولاد نہ تھی اور اب اُن لوگوں کو بنی شیبہ کہتے ہیں واللہ اعلم اور یا تحملہ حضرت صلعم کعبے
کے اندر گئے ساتھ اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ کے اور ابن عثمان دروازے کے اوپر کھڑا ہوا
اور اسامہ اور بلال اندر گئے اور دروازے کو بند کیا تاکہ لوگ ازدحام نکریں پس حضرت ایک ساعت کی
مدت تک اندر تھے اور بیت اللہ کے گوشوں میں دعا اور تضرع کرتے تھے بعد اسکے برآمد ہوئے اور
برآمد ہونے سے اول عمر خطاب کو امر کیا کہ پیغمبروں کی تصویریں اور فرشتوں کی جو کفار نے کعبے کی دیواروں پر
کھینچی تھیں محو کرو پس سبکو محو کیا عمر خطاب رضہ مگر ابراہیم اور اسمٰعیل کی تصویر کو کہ ہر ایک کے ہاتھ میں
ایک ایک تیر قمار بنایا ہوا تھا اُنکو بھی فرمایا محو کرو یہ قوم نہیں جانتی تھی کہ پیغمبر ہرگز جوا نہیں کھیلتے
ہیں پس پانی کا ڈول طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے حضرت نے اُن تصویروں کو دھو ڈالا اور ابن عمر رضہ کی
روایت میں بلال آیا ہی طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے حضرت صلعم نے اُن تصویروں کو دھو ڈالا اور ابن سعد
کی روایت آئی کہ حضرت صلعم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی دو رکعت اور ابن عباس رضہ کی روایت میں آیا
ہو اسامہ سے کہ نہیں پڑھی اور اعتماد بلال کی روایت پر ہی کہ مثبت ہی نہ اسامہ کی روایت جو نافیہ
ہی اور اصول فقہ کے قواعد سے ہی یہ کہ مثبت مقدم ہی نافی پر کیونکہ ساتھ زیادت علم ہی یعنی مثبت کے
درمیان معلومیت بہت ہی کہ نہیں ہی نافی کے درمیان اور بلال واقف تھا احوال شریف سے اور
ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے تھا اول سے آخر تک اور اسامہ کو باہر کہیں بھیجا تھا کسی کام کے لیے اس جہت سے
مطلع نہوا ناظر ہو اپانی کا ڈول لانے گیا تھا جس سے تصویریں دھوئی گئیں چنانچہ ایک روایت
تصریح سے بھی آیا ہی یہ ہی وجہ جمع درمیان ان دونوں روایتوں کے بلال کی روایت کہ حضرت صلعم
نے نماز کعبے کے اندر پڑھی اور اسامہ کی روایت کہ نہیں اور اسامہ سے بھی جسطرح مواہب میں احمد سے
اور طبرانی سے لایا ہی کہ پڑھی نماز اور تمامی روایتوں میں کہ اسامہ نے جہاں اثبات کیا ہی وہاں اعتماد
کیا ہی اور جمع کرنے درمیان ان دونوں روایتوں اسامہ علمائے محدثین نے کہا ہی لیکن خبر پر اور جس جگہ

نفی کی ہو اسامہ نے وہان اپنے علم کے مقتضا سے کہا ہی یعنے اپنی معلومیت کی راہ سے کہ حاصل ہوا
کر کہا کہتے ہین کہ حضرت نے نماز پڑھی لیکن مین نے نہین دیکھا فلا تناقض اثبات مین کچھ توہم
نہین ہی اور شکست نہین اور جب کہ کھولا گیا دروازہ تب حضرت صلعم چوکھٹ پر دروازے کے دونون
بازوونکو پکڑ کر کھڑے ہوے اور خالد بن ولید لوگون کو دروازے سے دور کرتا تھا اور حضرت کا
اس ذکر کے تئین جو متضمن حمد و ثنای الٰہی ہی اور ادائے شکر نعمت کا منتہا ہی باواز بلند پڑھتے تھے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ الخ جسکا ترجمہ
اوپر گذرا ہی اور اعیان قریش کھڑے ہوے تھے منتظر اور راہی یعنے امید و بیم مین کہ انکے حق مین
کیا حکم ہوا اور کیا خبر ہا دین اتنے مین حضرت صلعم نے اہل مکہ سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو تم
کہ مین تمسے کیا کرونگا بولے نقول خیرا ونظن خیرا اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت کہتے ہین ہم نیک اور
گمان کرتے ہین ہم نیکی کا بھائی کریم کا تو اور بیٹا کریم کے بھائی کا ہی تو اور تحقیق قدرت پائی ہی تونے اوپر
ہمارے وہ لوگ جو سن و سال مین ہم عمر اس جناب کے مرتبہ مین تھے انکو اخ کریم کرکے کہا اور وہ لوگ
جو والد شریف اس جناب کے مرتبہ مین تھے انکو ابن اخ کریم کرکے کنایہ کیا اور بقول انکے قد قدرت
اشارت ہی طلب عفو سے کہ العفو عند القدرۃ یعنے عفو قدرت کے ہونے پر ہی اور اس عبارت مین
جو ایک ایما ہی یوسف پیغمبر کے قصے کیطرف اور درگزرنا یوسف کا اپنے بھائیون کے گناہون
سے کرکے کہا انھون نے لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین حضرت صلعم نے فرمایا اقول ما قال یوسف
یعنے کہتا ہون مین جو کہا تھا یوسف نے لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم یعنے نہین سختی اور ملامت
تمپر آج کے روز بخشتا ہی خدا تمکو وہو ارحم الراحمین اور ابتدا سے مین سوال انکی جانب سے ہوا کہ پوچھا
انھون نے کہ کیا سمجھتے ہو اور کیا کرتے ہو ہمسے آج کے روز پس فرمایا حضرت صلعم نے کہتا ہون جو کچھ
کہا میرے بھائی یوسف پیغمبر نے ابتدا مین سوال حضرت کا اور خطاب عتاب آلودہ انھون سے
ایک نوع توبیخ اور تہدید سے ہی کہ مخفی نہین واللہ اعلم توبیخ جھڑکنا اور تہدید ڈرانا اور فرمایا حضرت نے
اذہبوا فانتم الطلقاء یعنے جاؤ تم پس آزاد ہو اور قید سے چھٹکارا پانیوالے ہو ولنعم ما قال یعنے
تحقیق کیا خوب ہی جو کہا کسی نے ع بشکر وصل کہ حاصل بکام دل کردم ✽ ستمگران حسد پیشہ را
بحل کردم ✽ گویا مضمون اس بیت کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو رحمۃ للعالمین

ہین قریش کسیطرح تہا ہو جو ستمگر اور حسد پیشہ تھے اور موذی اسکے بعد پیغمبر برحق شفیع مطلق نے خطبہ پڑھا
نہایت فصاحت اور نہایت بلاغت سے اور رسوم اور عادات کو ایک رقم اٹھا ڈالا اور احکام قصاص
اور دیات جسمین اہل جاہلیت افراط اور تفریط کیا کرتے تھے یعنے بڑھا لے گھٹاتے تھے بیان فرمایا اور یہ
کہ جو فخر کرتے تھے اپنے آبا اور اجداد سے اور تکبیر اور تعظیم انھون سے جو اشد اور اقبح عادات
جاہلیت سے ہے اور جاہلیت مین یہ بات غالب تھی یعنے اکثر نہی اس سے نہی کی اور فرمایا کہ سب لوگ
آدم کے فرزند ہین اور آدم خاک سے ہے کسیکو کسی پر فضل اور زیادتی نہین ہے مگر تقوے سے اور طہارت سے
اور اس آیت کو پڑھا یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا
ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم ان اللہ علیم خبیر یعنے اے گروہ آدمیان تحقیق کہ ہمنے پیدا کیا تمکو مرد اور
عورت سے اور گردانا تمکو شعبہ شعبہ یعنے گروہ گروہ تاکہ پہچانے جاؤ تم تحقیق کہ بزرگی تمہاری اللہ کے نزدیک
ہے تمہارے پرہیزگار رہنا کی تحقیق کہ خدا علیم ہے اور خبیر اور خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت ام ہانی بنت
ابوطالب حضرت امیر المومنین علی مرتضے کی ہمشیرہ کے گھر رونق فرما کر تازہ ایک غسل بجا لائے
اور نماز چاشت آٹھ رکعت سے جلد پڑھی اور فرمایا ہذہ سبحۃ الضحے اور سبحہ نفل کی نماز کو کہتے
ہین اور اشارت سبحہ کی طرف ضحی کے معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت کے سبب سے ہوگی اور بعضون کا
گمان اس نماز کا پڑھنا فتح کے شکرانے کی جہت سے تہا اور عمدہ نماز چاشت کے شروع ہونے مین
یہ حدیث ہے ام ہانی کی اور اس نماز کے درمیان عالمون کے تئین کلام بہت ہے سفر السعادت کی
شرح مین بتفصیل و تحقیق مذکور ہوا ہے وہان دیکھا چاہیے اور تحقیق یہ ہے کہ پڑھنا نماز چاشت کا
حضرت سے دائمی نتہا لیکن وہ نماز جسے اشراق کہتے ہین دائمی تھی اور ان دونون نمازون پر
اطلاق صلوۃ الضحے کا یعنے کہا یا جاتا صلوۃ الضحے کا جدید تئین واقع ہوا ہے اسوقت حضرت متوجہ
منزل کے ہو گئے اور ابوطالب کی شعب مین اور بنی کنانہ خیف مین اس جناب نے نظر کی اور
ان باڑون سے اور تختون سے جو مشرکون کے ہاتھ سے اس مین صدمہ ہا حضرت نے دیکھے تھین
اسوقت کی جمعیت قریش نے قسم اور عہد کی کفر پر اور شرک ساختہ اور بنا العتبہ پر بنی ہاشم کے
ساتھ یہ کہ سونپ دین انکو حضرت کے تئین جیسا کہ سابق گذرا یہ سب اس جناب کو یاد آیا اور اس نعمت اور
عزت پر جو مکے کے وقت اقبال آئی سے نائل ہوئی اور دشمنان دین پر غالب ہوئے شکر الہی بجا لائے اور جب

ظہر کی نماز کا وقت آیا تب بلال کو فرمایا کہ کعبے کے بالاخانے پر جا کر اذان دیوے اور یہ بھی عجیب وقت شریف اور لطیف اور نعمت عظیم ہے کہ دست ادراک دامان اجلال پر اسکے نہیں پہونچتا یعنے ادراک نہیں کیا جاتا اسوقت کی عظمت اور اجلال کی حقیقت فرشتوں سے اور عرش کے ساکنون سے پوچھا چاہیے کہ یہ آواز اذان وہانتک پہونچی ہوگی بلکہ وہانسے بھی گذری ہوگی اور کلمات اذان کے بھی اُسی مقام سے وارد ہین جیسا کہ اذان کے باب مین گذرا ہے الٰہی اُسوقت مبارک کی حرمت کے طفیل ہمکو دین اسلام پر ثابت رکھ اور کلمۂ اسلام کو بلند آوازہ کر بحق محمد و آلہ الاطہار مشرکون نے جب بلال کی آواز سُنی بعضون نے اُنھون سے مثل خالد بن اسید عتاب بن اسید کا بھائی اور حارث بن ہشام ابوجہل کا بھائی اور حکم بن عاص رضؓ نے اُس اذان کو سُنکر نالائق باتین کہنا پکڑا پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور حضرتؐ کو خبردار کیا اُن باتون سے جو کچھ اُس جماعت نے کہا تھا حضرتؐ نے اُس جماعت کو حضور مین بلایا اور ہر ایک سے جو کچھ اُنھون نے کہا تھا اعلام اور اخبار کیا یہ بات سبب اسلام ہوئی ایک جماعت کثیر کی مثل حارث بن ہشام و عتاب بن اسید وغیرہ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ابوسفیان بن حرب بھی اُس جماعت کے درمیان تھا جو نالائق باتین کرتے تھے سو بولا مین کچھ نہ کہونگا کیونکہ جو کچھ یہ لوگ کہینگے گمان کرتا ہون کہ یہ کنکر پتھر محمدؐ کو اُن باتون سے خبردار کرینگے اور حضرتؐ نے اُس جماعت کو اُنکی کہی ہوئی باتین اُنھون کے منھ پر یاد دلائین تب کہا ابوسفیان بن حرب نے کہ یارسول اللہ مینے ان باتون سے کچھ نہین بولا حضرتؐ نے تبسم کیا اور اُسکی تصدیق کی اور اگر یہ روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اُسکے دل مین آیا اور اسلام اُسکا حسن پذیر ہوا تھا اور فتح کی اسلام لانیوالون سے بعضونکو کہا گیا ہے کہ حسن اسلام یعنے حسن پذیر ہوا اسلام اوس کا اور بعضونکے اسلام مین اختلاف کیا گیا ہے اور بہر تقدیر مؤلفۃ القلوب مین کہا گیا ہے اور معنے اس لفظ کے اور معاملہ اُنھون کا غزوۂ حنین اور تقسیم غنائم مین اُس کے واضح ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اور معاویہ ابوسفیان کا بیٹا بھی اسی فتح مکے مین مسلمان ہوا اور مؤلفۃ القلوب مین ہے بعضون نے کہا ہے کہ اسلام اُسکا اُسکے اسلام کے آگے ہے کہ حضرتؐ مکے مین داخل ہوے اور کہتے ہین کہ راہ مکے مین معاویہ رضؓ حضرتؐ کے پاس پہونچا اور اسلام لایا بعد اسکے حضرتؐ کوہ صفا پر رونق افزا ہوے اس طور سے کہ خانہ اُس جنابؐ کی نظر مین آتا تھا پس ہاتھ واسطے

دعا کے اُٹھائے اور شکر اُس نعمت بجالائے اور اُس جگہ بیٹھے اور شمر خطاب ملازمت میں اُس جناب کی کھڑے ہوئے تھے اور ایک ایک مردان قریش سے لاتے تھے اور بیعت کرتے تھے بعد مردوں کو عورتین آتی تھیں اور بیعت کرتی تھیں اور بیعت عورتوں کی زبان سے تھی نہ ہاتھ سے اور کہتے ہیں کہ عورتوں کی مبایعت کا طریقہ یہ تھا کہ ایک گوشہ ردا کا حضرت اپنے دست مبارک میں لیتے اور دوسرا کونا چادر کا اُسکو دیتے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک قدح پانی کا حضور میں لایا جاتا اور حضرت صلعم اپنا دست مبارک اُسمیں ڈالتے اور اُنھون کو دیتے تاکہ وے اپنے ہاتھونکو اُسمین ڈالتیں اور صحیح یہ ہے کہ بیعت زبان سے تھی جیسا کہ حدیث عائشہ رضہ میں آیا ہی اور عورتوں کی بیعت کا بیان یوں آیہ ہے

یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئاً و لا یسرقن الخ یعنے اے پیغمبر جسوقت آویں تیرے پاس ایمان لانے والیاں بیعت کریں تجھسے اس بات کی کہ شریک نہ کردانین خدا کے ساتھ کسی شی کو اور یہ کہ سرقت نکریں اور آیا ہی منع فرمایا اہل مکہ سے مار دھاڑ کو اور تلطف کیا اونھوں پر انصار کو اسبات سے رشک اور غیرت خاطر میں گذری اور بولے اس مرد نے مراد حضرت صلعم سے اپنی قوم اور عشرت سے یعنے اپنے گروہ سے میل کی یعنے رغبت کی اور مہربان ہوا اور ہمکو تنہا چھوڑا اور اونھوں ہی کی طرف جھکا اپنے ہی شہر میں اور گمان انصار کا یہ تھا کہ حضرت نے جو ایذا اور آزار قریش سے کھینچے ہیں اور ستم اور عداوتیں اُنسے دیکھی ہیں جزا اُسکی اُنکی دینگے اور یکسر اونھوں کو قتل کرینگے جیسا کہ سعد بن عبادہ کے قول سے جو گذرا ہوا اور نہیں جانتے وے یعنے وہی انصار جنھوں نے یہ گمان کیا کہ وہ جناب رحمۃ للعالمین اور ہادی الضالین یعنے گمراہوں کے رہنما ہیں مقصود اُس جناب کا ہدایت ہی اور انتقام کام بادشاہوں کا ہی انصار آپس میں اس گفتگو میں تھے کہ آثار وحی حضرت صلعم پر ظہور میں آیا اور جب منجلی ہوا تب انصار سے فرمایا کہ تم نے ایسا اور ایسا کیا ہے اونھوں نے اقرار اور اعتراف کیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ حاشا وکلا یعنے قسم خدا کی اگر میں ایسا کروں میں بندہ ہوں خدا کا اور اوسکا رسول امر الٰہی تولی سے یعنے ہجرت کی تمھاری طرف حیات میری تمھارے ساتھ ہی اور موت میری تمھارے درمیان ہوگی پس انصار رونے لگے اور بولے واللہ یا رسول اللہ یہ بات بدگمانی کی جہت سے نہ تھی بلکہ کمال محبت سے اور دلبستگی سے آپکی جناب میں ہمنے یہ باتیں کہیں ہیں کہ آپ از روئے کے واسطے ہوں اور ہمکو چھوڑ

دیوین اور جو نزاع اور جدال اور حرب و قتال اس جناب کا اس قوم سے واسطے اعلاے کلمہ اسلام کے یعنے کلمۂ اسلام کے بلند کرنے کے واسطے اور اظہار دین کے لیے تھا نہ واسطے دنیا اور جاہ کے اور مطمع نظر اس مقصد کا حاصل ہوتا تھا جب یہ حاصل ہوا تو پھر انتقام کس واسطے کھینچیں اور مکے کی فتح کے دوسرے روز بھی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا یا ایہا الناس بدرستیکہ خداتعالی نے حرام گردانا ہی مکے کے تئیں جس روز پیدا کیا ہی آسمان و زمین کو یہ کنایہ قدم حرمت سے ہی مکے یعنے قدیم سے محترم ہی اور ایسا ہی محترم رہیگا قیامت تک اور حلال نہین بندہ مومن کے تئیں جو ایمان رکھتا ہو خدا سے اور روز آخرت پر کہ مکے مین خونریزی کرے اور کاٹے اسکے درختون کو اور اکھاڑے اسکی گھانس کو اور اگر رخصت چاہے اور متمسک کرے خدا کے رسول سے قتال کا یعنے یہ کہ رسول م رخصت دیوے اور راضی ہو قتل سے تو کہو اس سے اذن کیا حق تعالے جلشانہ نے اپنے رسول م کو اور اذن نہین کیا تمکو اور حلال نہین ہوا مجھ سے اول کسی شخص پر اور حلال نہوئیگا میرے بعد اور حلال ہوا مجھپر مگر ایک ساعت دن سے بعد اسکے حرمت اسکی بحال خود آئی جیسے پہلے تھی اور یہ باتین اس واسطے فرمائین کہ جندب بن اوبع ازلی مکے کے درمیان گیا اور خراش بن امیہ خزاعی نے اُسے قتل کیا اور جب یہ خبر حضرت کو پہونچی منع کیا اُسے اس کام سے اور جھڑکی دی اُسے اور فرمایا اپنے ہاتھ کو قتل سے باز رکھو اور اس مرد کو جسے مارا ہی حکم کیا جیسے کہ دیت دیوے یعنے خون بہا اور اسکے بعد کسی اور کو قتل کرین تو اہل قتیل یعنے جو مارا جاوے اسکے لوگ مخیر ہوین بین القصاص والدیہ یعنے وے اختیار رکھتے ہین چاہین قصاص لیوین چاہین دیت لیوین پس خزاعیون نے سو اونٹ اُس مرد کی دیت مین دیے اور گویا یہ قتل بشبہہ تھا اور قاتل نے حلیت اُسکی یعنے قتل کا حلال ہونا اعتقاد کیا پوشیدہ نرہے کہ حضرت م نے قتال نہین کیا اور جو قتال کہ خالد سے واقع ہوا حضرت م کے اذن سے نہ تھا خالد کو قتل سے منع کیا تھا اور بعد از وقوع بھی حضرت م نے اُسے جھڑکی لیکن ابتدا جو قریش کی طرف سے ہوئی اوس کے دفع کرنے مین رخصت کرکے اشارت کی تھی اوس جناب نے یعنے یہ کہ اگر وے قتال کرین تو ان کی دفع کرو سو بھی یکایک واقع ہوا اور جد و اختیار سے یہ بات نتھی اور وہ بھی ایک ساعت سے زیادہ نہین اور گویا کہ قتال نتھا اور اوسی جگہہ سے ہی جو اختلاف کیا ہے عالمون نے کہ مکے کی فتح عنوۃ تھی یا صلحاً اور وہ لوگ جو قایل ہین صلح کے سو کہتے ہین کہ امان دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مرالظہران مین

نام ہو مسعع کا اور اضافت کے گھرون مین انھون کو چنانچہ مذکور ہوا کہ جو کوئی فلان کے گھر اور فلانی جگہ
بیٹھے سو قتل سے امان مین ہی اور قسمت نہین کی حضرت نے ان دارون کو درمیان جلتین لینے والون کے
واللہ اعلم وصل اور اگر حضرت نے امن دی مکے والون کے تئین اور نہی کی اونھون کے قتل سے
لیکن ایک جماعت کو استثنا کیا اس حکم سے اور ہدر کیا خون اُنھون کا اور حکم کیا مارے جاوین
جہان ملین حل مین ہون یا حرم مین اور لیکن ہدر دم کے بعد یعنے خون کے ہدر ہونے کے حکم کے
بعد اور حکم قتل کے بعد بعضے اُنھون سے توبہ اور رجوع طرف ایمان کے کرکے ماموں ہوئے یعنے
امن پائے گئے اور نجات پائی اُنھون نے اور اس مجموع مین مردون سے گیارہ تن تھے اور عورتون
سے چھ مردون سے چار آدمی مارے گئے اور سات ماموں ہوئے اور مواہب لدنیہ مین عورتون سے
چار عورتین مقتول ہوئین اور ایک عورت کے مارے جانے مین اختلاف ہی اور دو عورتین ماموں ہوئین
ان تمام مردون اور عورتون کا ذکر کرون کہ حقیقت حال کی ظاہر ہو اول اُنھون سے ابن خطل ہے
اور نام اُسکا جاہلیت مین عبد العزی تھا کہ حضرت نے اُسکا نام عبد اللہ رکھا اور بعضے لوگون نے جو نام
اُسکا ہلال کہا ہی سو مشتبہ ہے اور ملتبس ہوا ہے اُسکے بھائی کے نام سے جسکا نام ہلال بن خطل تھا اور
قضیہ اُسکا یہ ہی کہ وہ مکے کی فتح سے اول مین مدینے آیا اور مسلمان ہوا پس بھجوایا حضرت نے اُسے
زکوٰۃ لینے کو واسطے بعضے قبائل کے درمیان اور اُسکے ساتھ انصار سے ایک مرد کو بھجوایا اور اُس کے
ساتھ ایک خدمتگار تھا خزاعی اور مسلمان اور اوترے منزل مین پس امر کی اُسکی اُس خزاعی کو
ایک بکرا ذبح کر اور میرے واسطے کھانا پکا یہ کہکر سو گیا اور خزاعی نے بھی اس کام مین قصور کیا
وہ بھی سو گیا اور کھانا نہ پکایا جب بیدار ہوا اور دیکھا کہ کھانا نہین پکایا غضب مین آیا اور خزاعی
کو مار ڈالا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر مین مدینے کو جاؤن تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے بقصاص
قتل کرینگے پس مرتد ہوا اور چار پائے تصدق کے جو تھے سو لیکر اپنے اہل کے ساتھ ملحق ہوا اور اُنھون
سے کہا تمھارے دین کو مین نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہتر پایا اور کہتے ہین کہ اوس کے
پاس دو باندیان تھین کہ تغنی کرتی تھین یعنے گاتی تھین اُسکے آگے حضرت کی ہجو اور جب کہ
مفتوح ہوا تب وہ آیا اور کعبے مین پناہ لے گیا اور کعبہ کی دیوار سے متعلق ہوا جس وقت حضرت طواف
کرتے تھے ایک شخص نے صحابیون سے اُسے دیکھا اور کہا یا رسول اللہ ہذا ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ

یعنے یہ ابن خطل ہی کعبے کی دیوار سے ملا ہوا فرمایا مار ڈالو اُسے جہان ہو پس بموجب فرمان حضرت کے اُسی جگہ
اُسے قتل کیا اُسکے قاتلون مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ جرأت کی اُسکی طرف سعید بن حریث
نے اور عمار بن یاسر نے اور سبقت کی سعید نے اور تھا جوان عمار سے اور مارا اُسنے اوسے اسلئے
آخر الحدیث اور روایت کی ہی ابن ابی شیبہ نے ابو عثمان نہدی کے طریق سے کہ ابو برزہ نے قتل
کیا اُسے اور حال یہ کہ وہ متعلق تھا استار کعبہ سے اور یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اخبار ون سے
جو وارد ہوئی ہین اُسکے قاتل کے تعیین مین اور گمان کیا ہی باقی روایتون کے تئین یہ کہ اورون نے جرأت
کی لیکن مباشر قتل انھون سے ابو برزہ تھا اور ابن ہشام اپنی سیرت کے درمیان لایا ہی کہ سعید اور
ابو برزہ شریک ہوئے اُسکے قتل مین کذا فی المواہب اللدنیہ دوسرا عبد اللہ بن ابی السرح تھا
کہ جب اُسکے قتل پر حکم ہوا تب عثمان بن عفان رض کے نزدیک گیا اور چھپا اور تھا وہ عثمان بن عفان رض
کا رضاعی بھائی یعنے ہمشیر اور جب طلب کیا رسول خدا نے لوگون کو واسطے بیعت کے تب لائے
اوسے عثمان بن عفان رض اور کھڑا کیا اوسے حضور مین اور کہا یا رسول اللہ علیہ وسلم بیعت کرتا ہی
عبد اللہ بن ابی السرح پس حضرت نے سر مبارک اُٹھایا اور اُسکی طرف نگاہ کی اور پھر نظر مایا
پھر عثمان بن عفان رض نے کہا یا رسول اللہ بیعت کرتا ہی عبد اللہ پھر حضرت خاموش رہے پھر کہا پھر
خاموش رہے تین بار عثمان بن عفان رض نے کہا اور حضرت نے ابا کی اُسکی بیعت سے پس منھ طرف
اصحاب کے کر کے کہا آیا نہین تھا درمیان تمھارے کوئی رشید مرد جو کھڑا ہوتا اُسکی طرف جس وقت مین نے
ابا کی اوسوقت قتل کرتا اُسے پس عرض کی صحابیون نے یا رسول اللہ ہمکو کیا معلوم کہ آپکے دل مین
کیا ہے اگر آپ کچھ اشارت یا ایما کرتے ہماری طرف تو ہم مار ڈالتے اوسے فرمایا کہ نہین چاہیے اور
نہین ہوتا پیغمبرون کو خائنۃ الاعین الحدیث یعنے آنکھون کا اشارہ اسی مقدار مذکور ہی اور
اُن چار دن سے عبد اللہ بن سرح کو عثمان بن عفان رض لائے تھے جنکو فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ امان نہ دو نگا اُنکو نہ حل مین نہ حرم مین جیسا کہ گذرا اور معلوم نہین کہ تتمہ حدیث کا یعنے اس
حدیث کا باقی جو اشارت کی طرف قول اپنے الحدیث کر کے کہا ہی اور الحدیث سے مراد اسلئے
آخر الحدیث ہی اور تمام قصہ اُسکا جیسا کہ کتب سیر مین مذکور ہی اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت
مین لائے ہین سو یہ ہی کہ وہ یعنے وہ عبد اللہ اوائل حال مین ایمان لایا اور وہ جو علم کتابت رکھتا تھا

تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کاتب وحی کروایا اور قرآن کے لکھنے مین خیانتین اور تبدیل کلمات اُس
سے وجود مین آتی تھین جیسا کہ مثلاً عزیز حکیم کی جگہ علیم حکیم لکھتا تھا یہانتک کہ سرزد ہوئی اُس سے یہ بات کہ
بولا کون کہتا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہین جانتے کہ کیا کہتا ہی اور مین جو کچھ چاہتا ہون سو لکھتا ہون بلکہ وحی
جس طرح اُسپر نازل ہوتی ہی مجھپر بھی نازل ہوتی ہی اور جب اُسے معلوم ہوا کہ حضرتؐ اُسکی خیانت پر مطلع
ہوئے ہین تب مدینے مین رہ نہ سکا بھاگ کر مکّے مین آیا اور مکّے کی فتح کے روز آکر امیر المومنین عثمانؓ
پاس پناہ لے گیا اور اُسنے اپنا شفیع کیا اور کہا ای بھائی پناہ تجھ سے لایا ہون مین میرے واسطے
حضرتؐ سے طلب کر تو اور خون میرا اُس جناب سے بخشا کہ میرا گناہ بہت بڑا ہی اور مین اب اُس سے
پشیمان ہون اور توبہ کرتا ہون عثمان بن عفانؓ کئی دن کے بعد اُسے مجلس شریف مین لیجا کر اُس کے
امان کے حقوق جو اپنے اوپر تھے سو بیان کیے اور التماس کی کہ اُسے امان دو حضرتؐ نے اعراض کیا
اور اُن کے جواب مین کچھ نہ کہا عثمانؓ نے مبالغہ بہت کیا اور حضرتؐ کے نزدیک جا کر سر مبارک کو
بوسہ دیا اور تضرع اور زاری کی اور کہا یا رسول اللہؐ امان دی آپ نے عبد اللہ کو فرمادی اور
کہتے ہین کہ اگرچہ عبد اللہ ایمان لایا اور امان پائی لیکن شرمندگی سے جسوقت حضرتؐ کو دیکھتا بھاگ
جاتا عثمان بن عفانؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ میرا رضاعی بھائی جب آپ کو دیکھتا ہی تب
بھاگ جاتا ہی حضرتؐ نے تبسم کیا اور فرمایا بیعت کی مین نے اُسکے تئین اور امان دی اُسے عثمانؓ
نے عرض کی سچ ہی لیکن جس وقت اُسے وہ اپنے گناہ عظیم یاد آتے ہین تب شرمندہ ہوتا ہی اور
نظر شریف کی تاب نہین لاتا سرور عالمؐ نے فرمایا الاسلام یجب ما کان قبلہ عثمانؓ نے ابی السرح
سے یہ بات کہی بعد اسکے جب لوگ حضرتؐ کی زیارت کو آتے تب وہ اپنے تئین درمیان اُنھون
کے طفیل کرتا اور حضرتؐ کو سلام کرتا بھکون کی طرح تیسرا عکرمہ ابو جہل کا بیٹا تھا اور قصہ
اُسکی ایذا اور ضرر جو اوسنے پیغمبر خداؐ کو پہونچایا اور رنج دیا سو سب مشہور ہے اور کیون نہ ہو کہ
ابو جہل کا بیٹا تھا اور شناعت اور بدی مین جانشین اور وارث باپ کا اور تمامی غزوون مین
سردار اور سرگروہ اُن بدبختون کا تھا اور جب حصہ ایک سعادت کا اُسکے نام پر لکھا تھا آخر
ظہور کیا سیوطی جمع الجوامع مین ایک حدیث لاتا ہی کہ حضرتؐ ایکبار عالم خواب مین جنت مین
درآمد ہوئے ایک خوشہ انگور کا یا خرما اُس جناب کے ہاتھ مین دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ خوشہ

ابوجہل کا حقیقہ ہی فرمایا ابوجہل کو جنت سے کیا نسبت مثل مشہور ہی کہ سنگ را بسجد چہ کار تاویل اسکی بالفعل ظاہر
نہوئی اور ایک حیرت درکار تھی جب مکے کی فتح کے بعد ابوجہل کا بیٹا عکرمہ رضہ اسلام مین آیا تب معلوم ہوا
کہ تعبیر اس خواب کی یہ تھی کما قال اور کہتے ہین کہ مکے کی فتح کے روز ایک شخص صحابیون سے عکرمہ بن ابوجہل
کے ہاتھ سے شہید ہوا جب خبر حضرتؐ کو پہونچی تب تبسم فرمایا اصحابؓ نے سبب تبسم کا پوچھا فرمایا
عالم الغیب مین ایسا معلوم ہوا ہی کہ یہ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ جو عکرمہ ہی ایکدوسرے کے
ہاتھ پکڑ کر دونون بہشت مین جاوینگے اور قصہ اسکے اسلام لانیکا ایک طور رکھتا ہے اور
روایت کرتے ہین کہ جب مکہ معظم مفتوح ہوا تب عکرمہ وہان خوف کی جہت سے رہ نہ سکا کیونکہ
اوسنے سنا تھا کہ رسول خداؐ نے اوس کا خون ہدر کیا ہی پس بھاگا اور ساحل کی طرف گیا اور
کشتی مین بیٹھا کہ یمن کو جاوے اتنے مین دریا سے ایک موج نکلی اہل کشتی تضرع اور زاری
کرنے لگے اور اوس سے بھی بولے کہ تو بھی خدا کو یاد کر بولا وہ خدا کہ محمدؐ ہمکو جسکی طرف دعوت
کرتا ہی اوسی مین بھاگا مگر اس واسطے کہ خدا کو یاد نکرون اور کہتے ہین کہ نظر اسکی اس حالت مین کشتی
کی لکڑی پر پڑی یہ لکھا ہوا اسنے دیکھا وکذب بہ قومک وہو الحق یعنے جھوٹ بولی قوم تیری
اوسکو اور وہی حق ہی یعنے سچا ہے مراد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک کسوٹی اوس کے
پاس تھی یا آلہ حک جس سے حک کرکے لکھا ہے ہرچند اسنے چاہا کہ اسے اس سے حک کرے
یعنے چھیل ڈالے میسر نہوا یعنے نہ چھیلا گیا ایک تغیر اسکے باطن مین یعنے دل مین پیدا ہوئی
اور زوجہ اسکی ام حکیم بنت حارث بن ہشام جو ابوجہل کا بھائی تھا سو اس عورت نے
مسلمان ہوکر حضرتؐ سے واسطے اسکے حکم یعنے عکرمہ کے سے امان حاصل کرکے اوس کے
ڈھونڈھنے کو نکلی تھی سو اسکے وہان پہونچی بولی ای میرے چچازاد اٹھ اور چل کہ تیرے واسطے امان
حاصل کرکے آئی ہون جب اسنے امان کی خبر اس سے سنی حیران ہوکر متعجب ہوا اور بولا ساتھ ان
ایذاؤن کے جو مجھ سے پہنچی ہین امان دی ہی ام حکیم نے کہا وہ اس سے زیادہ کریم ہی جو وصف
مین آوے پس عکرمہ اپنی زوجہ کے ساتھ پھرا جب نزدیک مکے کے پہونچا تب حضرتؐ نے اپنے نور
باطن سے دریافت کیا کہ عکرمہ مومن اور مہاجر آتا ہی اصحابؓ سے فرمایا زنہار کہ اسکے باپ کو گالی
مت دو کہ وہ متاذی نہوئے پس عکرمہ اپنی زوجہ کے ساتھ حضرتؐ کی بارگاہ پر پہونچا اور اوس کی

نزوجہ نے اپنے منھ پر نقاب چڑھائی تھی بعد استیذان کے یعنے طلب اذن کے بعد سامنے آئی اور بولی یا رسول اللہ عکرمہ کو لائی ہون کیا حکم ہوتا ہی حضرت اپنی جگہ سے اٹھے اس طور سے کہ ردای مبارک دوش مبارک سے گری نہایت فرح سے اسکے آنے سے فرمایا لاؤ اسکو جب لائے اسکو اور نظر مبارک اُسپر پڑی فرمایا مرحبا الراکب المہاجر اُسوقت بیٹھے اور عکرمہ مقابل حضرت ہو کے کھڑا ہوا اور بولا یا محمد یہ عورت کہتی ہی کہ آپ نے مجھے امان دی ہی فرمایا نعم امان دی ہی سینے عکرمہ نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وانک عبد اللہ ورسولہ اسوقت نہایت شرمندگی سے عکرمہ نے سر نیچے ڈالا اور بولا یا رسول اللہ تحقیق آپ نیکوترین اور راستگوترین اور وفادار ترین مردم ہین حضرت نے فرمایا ای عکرمہ جو کچھ تو مجھ سے التماس کرے اور چاہے اور مجھکو اسپر قدرت ہو سو تجھے عطا کر دین عکرمہ نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ عداوت مینے آپ سے کی ہی اور جو قدیم کہ اہل شرک کی تقویت کے واسطے آپکی دشمنی کی راہ مین رکھا ہی مینے اور جو بے ادبی اور گستاخی تو آپ سے کی ہی مین نے اور جو بات کہ آپکی غیبت مین مین بولا ہون خدا سے مجھے بخشوا دو اور مجھے آمرزیدہ فرماؤ حضرت نے دست مبارک واسطے دعا کے اٹھائے اور جو کچھ عکرمہ نے کہا تھا سو درگاہ الٰہی سے درخواست کی اور کہا عکرمہ نے یا رسول اللہ جو درہم اور دینار کہ زمان جاہلیت مین خدا کے بندون کے منع کرنے مین راہ حق سے مینے صرف کیے ہین چاہتا ہون کہ اب اُسکے دوگنے حق تعالےٰ کی راہ مین صرف کرون اور جو قتال کہ خدا کے دوستون سے کیے ہین وہ برابر اسکے دشمنون سے کرون پس تھا وہ رضی اللہ عنہ کہ توڑ ڈالا اوسنے جو عہد اور دوستی کہ کفار سے رکھتا تھا اور اہتمام کیا اُسنے دین کی تقویت مین اور جہاد کیا خدا کی راہ مین یہانتک کہ ابوبکر صدیق کی خلافت کے زمانے مین غزوہ اجنادین مین شہید ہوا سبحان اللہ یہ اُس ملعون کا بیٹا ہی جو ابوجہل تھا ایسا صاحب یقین و ایمان ہوا یخرج الحی من المیت یہ معنے رکھتا ہی یعنے پیدا کرتا ہی خدا زندہ مردے سے جو تھا صفوان بن امیہ کہ سرگروہ کفار قریش کا اور مہتر اپنی قوم کا تھا حضرت کی مخالفت اور عداوت مین شدید اور حدید یعنے لوہا تھا جب سنا اُسنے کہ خون اوسکا حضرت نے ہدر کیا ہے بھاگا اور عزم کیا اُسنے کہ دریا کے رستے سے کسی طرف نکل جاوے اور عمیر بن وہب جمحی جو اوس کے اقارب اور مخلصون سے تھا سو اُسنے حضرت سے التماس کی کہ اُسے امان دو حضرت نے التماس عمیر کی

مبذول فرماکر صفوان کو دو مہینے امان دی پس عمیر صفوان کے پیچھے دوڑا اور خوشخبری امان کی اُسے
پہونچائی از بسکہ نظر صفوان کی اپنے سوء حال پر اور قبح افعال پر پڑی بات کو اُسنے عجب جانا اور بولا واللہ
نہ پھرونگا مین جبتک محمدؐ کی ایک نشانی نہ لاوے تو کہ مجھے اعتبار اور وثوق حاصل ہو یہ سنکر عمیر
اوپر سمت اُس حال کے اور اس مقال کے صدق کے لیے پھر حضرتؐ کی خدمت مین آیا اور عرض کی
کہ یارسول اللہ صفوان نے از بس اپنے تئین ساحت قبول سے حضرتؐ کے دور پایا یعنے یہ کہ ہرگز
مقبول نہوگا اسواسطے نہین آیا جبتک حضرتؐ کی امان کی نشانی نپاوے حضرتؐ نے عمامہ یعنے
دستار اور ایک روایت سے یہ کہ رِدا اُسی صفوان تک پہونچائی پس مراجعت کی اور ملازمت
شریف مین آیا اور عرض کی کہ عمیر نے مجھے یہ خبر پہونچائی ہی کہ آپ نے مجھے دو مہینے کی امان دی ہی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای صفوان بینے تجھے چار مہینے کی امان دی ہی اور صفوان ہنوز
اسلام اختیار کرنے مین متردد اور متوقف تھا اور ساتھ شرک کے غزوۂ حنین اور طائف مین ہمراہ
رکاب تھا اور وہان حضرتؐ کے انعامون سے مخصوص ہوا اور اسلام لایا اور مؤلفہ کی قوم
مین داخل ہوا اور ذکر اس قوم کا حنین کی قسمت کے ذکر مین آوے گا انشاء اللہ تعالے پانچوان
حویرث بروزن جبیف تصغیر حارث بنی نقید کا بیٹا اور یہ شقی شاعر تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رسالت پناہ کی ہجو بہت کیا کرتا تھا فتح کے روز جب اُسنے خبر اپنے ہدر خون کی سنی گھر مین بیٹھا
اور دروازہ بند کیا حضرت شاہ مردان اُسکے گھر کے دروازے پر آئے اور اس کا حال پوچھا
اونھون نے کہا کہ جنگل کو گیا ہی حویرث کیونکہ اُسنے جانا کہ مجھے طلب کرتے ہین تھوڑی دیر
حویرث نے صبر کیا یہان تک حضرتؐ اوسکے گھر سے دور گئے چاہا اوسنے کہ کسی دوسرے
کے گھر مین جاکر چھپے کہ ایک کوچے مین علی مرتضےؓ اُس سے ملاقی ہوے اور گردن اُس بدبخت
کی ذوالفقار سے قلم کی اگر کہین کہ یہ حکم یون ہوا تھا کہ جو کوئی اپنے گھر مین بیٹھے اور دروازہ
بند کرے سو مامون ہی جواب اسکا یہ ہی کہ شاید یہ بات اون لوگون کے حق مین تھی جو
مخصوص اعیان قریش سے تھے اور یہ اون لوگون سے نہ تھا جنکا خون ہدر کیا گیا
تھا اور بھی جب وہ گھر سے باہر ہوا اوس جماعت کے حکم سے نکلا یہ دوسرا جواب ہی اور
بھی یہ حکم اہدار خون کا اغلب یہ کہ اس جماعت مین سابق تھا فتح سے ذکر وحشی کے قرینے سے

اُسمین اور ظاہر یہی ہے کیونکہ گناہ اُنھون کے جو موجب اہدار خون ہوے سابق تھے جس وقت
حضرت مدینے مین تھے چھٹا مقیس بروزن ولید بن صبابہ بروزن جلابہ اور گناہ یہ تھا کہ بھائی اُسکا ہشام
بن صبابہ مدینے مین آیا اور مسلمان ہوا اور غزوہ مریسیع کے درمیان حضرت کا ایک ملازم تھا ایک انصاری
بنی عوف بن عمر نے گمان کیا کہ وہ مشرک ہے اور اُسے بھول سے مار ڈالا مقیس مدینے مین آیا اور اپنے
بھائی کا خون طلب کیا خطا سے جو وہ مارا گیا تھا حکم ہوا انصاری کو دیت اُسے دیوے مقیس دیت لینے کے
بعد مسلمان ہوا اور ساتھ اسکے کہ اُسنے دیت لی انصاری کے سر پر آیا اور اُسے مار ڈالا اور آپ مرتد
ہو کر مکے کو پھر گیا واہ عجب بدبخت لوگ تھے اور جس روز مکہ معظمہ مفتوح ہوا تب مقیس ساتھ ایک
جماعت مشرکون کے ایک گوشے مین جا کر شراب پینے مین مشغول ہوا اور حضرت نے اُسکے قتل پر
حکم کیا تھا نمیلہ بن عبد اللہ لیثی اُسکے حال پر مطلع ہو کر اُسکے سر پر گیا اور اُسے قتل کیا ساتوان
ہبار بروزن جبار بن اسود بہت سی ایذا جناب مقدس نبوی کو اُس سے پہونچی تھی اور اُسکے
حرکات شنیعہ سے ایک یہ بات تھی کہ ابو العاص بن ربیع زینب بنت رسول اللہ کا شوہر غزوہ
بدر مین اسیر مسلمانون کا ہوا تھا حضرت نے اُسپر منت فرما کر مکے کو بھجوا دیا تھا اس شرط سے کہ جب
مکے مین پہونچے تب زینب کو مدینے مین بھجوا دے اور ابو رافع اپنے غلام کو اور سلمہ بن اسلم کو
اور ہی جناب نے بھجوایا کہ زینب کو مدینے مین لاوین پس یہ مکے مین آئی اور ابو العاص نے
ایک کجاوہ بنا کر زینب کو اُس مین بٹھایا اور بھجوایا ہبار بن اسود جب اس بات پر خبردار
ہوا ساتھ ایک جماعت کے اوباش قریش سے انکا راستہ روکا اور ایک برچھا زینب پر مارا کہ
اونٹ سے پرے ایک پتھر پر گری اور حمل اُسکا ساقط ہوا اور مریض ہوئی اور اُسی مرض مین وفات
پائی حضرت نے اُسپر بہت بر سر غضب ہو کے خون اُسکا ہدر کیا تھا ایکبار سریہ مکے کی اطراف
مین روانہ ہو گیا تھا اور اُن سے فرمایا تھا کہ اگر ہبار کہین ملجاے تو اُسے جلا دو پھر اُسکے فرمایا
انما یعذب بالنار رب النار یعنی عذاب نہ کرے مگر آگ سے پروردگار آگ کا اگر اُسپر قابو پاؤ تو اُس
کے ہاتھ پاؤن کاٹ کر اُس وقت اُسے مار ڈالو آخر اُسپر ظفر نہ پایا کیونکہ مکے مین تھا اور جب مکہ معظمہ
مفتوح ہوا ہبار کہین بھاگ گیا تھا نہ ملا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو مراجعت کی
ایکروز درمیان اصحاب کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ہبار پیدا ہوا اور پکارا کہ یا محمد مین اسلام

پر اقرار کرتا آیا ہوں اور تحقیق کہ میں اس سے آگے مخذول اور گمراہ تھا اب مجھے خدا تعالیٰ نے
ہدایت کی طرف اسلام کے گواہی دیتا ہوں میں کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اور رسول ہے اسکا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی نظر مبارک میں میں گناہگار اور شرمندہ ہوں میں حضرتؐ نے سر مبارک
اپنا آگے ڈالا اور اسکے اس اعتذار سے شرم رکھی کہ اسپر عتاب کریں پس اسلام اسکا قبول کیا اور
فرمایا کہ ای ہبار تجھے میں نے عفو کیا اور اسلام قطع کرتا ہے گناہونکو اور ہدم کرتا ہے بنیاد کو گذرے ہوئے
گناہوں کی آٹھواں حارث بن طلاطلہ بروزن مبادلہ وہ بھی حضرتؐ کے ایذا دینے والوں سے تھا
اور فتح کے روز علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسپر ظفر پاکر اس بدبخت کو قتل کیا نواں کعب بن زہیر تھا
یہ ہجو کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فتح کے روز بھاگ گیا تھا اور بعد اسکے اپنے بھائی
بجیر کے ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں آیا اور پہلے اسنے اپنے بھائی کو بھیجا تاکہ
معلوم کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ایمان لانے کو قبول کرینگے اور اوسکے قتل سے
درگذر کرینگے بجیر آیا بہ شرف اسلام مشرف ہوا اور اوسنے اپنے بھائی کعب کو خبر بھیجی کہ آ
مسلمان ہو حضرتؐ تیرے گناہونکو بخشتے ہیں پس جلدی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کو دوڑا
اور یہ قصیدہ انشا کیا ایک مصرع قصیدے کے اول کا یہ ہے مصرع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ؂
یعنے جدا ہوئی سعاد نام ہے اسکی محبوبہ کا پس دل میرا آج متبول ہے یعنے معارضہ کیا گیا
یہاں تک پہونچا کہ ان الرسول لسیف یستضاء بہ یعنے تحقیق کہ رسول تحقیق کہ سیف ہے
ایسی شمشیر کہ طلب روشنی کیجاتی ہے اس سے مہند من سیوف اللہ مسلول مہند اسم
فاعل ہے ہند سے آیا ہے یعنے کاٹنا اور صفت ہے لفظ مہند سیف کا یعنے رسول اللہ شمشیر برندہ
ہیں خدا کی سیفوں سے ایسی سیف جو مسلول ہے یعنے سان کی ہوئی بیت ان رسول اللہ اوعدنی
یعنے خبر پائی میں نے یہ کہ رسول خدا نے وعدہ کیا مجھ سے عفو کا والعفو عند رسول اللہ مامول یعنے اور عفو
رسول خدا کے نزدیک امید کی گئی ہے جب یہاں پہونچا تب حضرتؐ نے اشارت کی طرف اصحاب کے
کہ دیکھو سنو کیا کہتا ہے ترجمہ اسکا نظم میں ہے ہے نور رسول پاک مظہر ہے خدا کا نور ہے ؂ تو ہمکو کردار
ہے اور دل مرا مجبور ہے ؂ سیف بران ہے تو خلاق جہان کا یا رسول ؂ قہر سے کر جس پر گرے
وہ دم میں چکنا چور ہے ؂ میں سنا وعدہ کیا ہے تم نے میرے عفو کا ؂ رحمۃ للعالمین

سے بخشنا منظور ہی پس روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ خوش وقت ہوئے اور ایک چادر بطریق جائزہ اُس جنابؐ نے اُسے اور دعائی آپ بھی مین بھی اُس جنابؐ کا مداح ہون مجھے بھی اُس جنابؐ کے بردشفاعت سے محشر مین کامیاب اور سرفراز کیجیو اور اسلام لانا زہیر کا سال نہم مین تھا ہجرت سے اور ذکر اُسکا آٹھوین مین مکے کی تقریب سے اور اُسکے اہدار خون کے سبب سے اور پیدا ہونا باعث توبہ کا اور پہونچنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھوین سال مین کہ مکے کی فتح جس سال واقع ہوئی واقع ہوا اور روضۃ الاحباب کے درمیان اسی سال مین اتنا بھی ذکر کیا ہی اور سال نہم مین اس سے مفصل ذکر کرونگا مین انشاء اللہ تعالی دسوان وحشی قاتل حمزہ رضہ اور اہل اسلام بہت حریص تھے اُسکے قتل کرنے پر اور حضرتؐ نے حکم کیا تھا اُسکے قتل کا پس وحشی طائف کے وفد یعنے ایلچی لوگ حضرتؐ کے نزدیک جاتے تھے لوگون نے اُس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وافد کو ایذا نہیں دیتے اور قتل نہین کرتے تو اُنھون کے درمیان جا اور ایمان لا پس اُنھون کے همراہ مجلس شریف مین آیا اور بولا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ حضرتؐ نے کہا تو وحشی نہین ہی کہا ہان مین وحشی ہون فرمایا بیٹھ اور مجھسے کہہ کہ میرے چچا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو تو نے کسطرح مارا اُسنے تمام کیفیت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کی عرض کی فرمایا میرے روبرو مت آ اور اپنی صورت مجھے مت دکھا وحشی کہتا ہی کہ جسوقت حضرتؐ سے ملاقی ہوتا روبرو نہ آتا اور بھاگتا اور اپنے تئین اُس جنابؐ کے عقب ڈالا اور جب ابوبکر صدیق رضہ کے زمانے مین اہل اسلام مسیلمہ کذاب کی جنگ کو جاتے تھے مین بھی اُنھون کے ساتھ گیا اور وہی حربہ جس سے حمزہ رضہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کذاب پر چلایا ایسا کہ اُسکی بیٹھ سے پار ہوا متعاقب میرے انصار سے ایک مرد نے تلوار اسپر چلائی نہ جانون میرے حربے کی ضرب سے وہ مرا یا اُسکی تلوار کے زخم سے ولیکن سُنلیجئے کہ ایک بالاخانے کے اوپر سے ایک عورت بولی کہ ایک کالے غلام نے مسیلمہ کو قتل کیا اور منقول ہی وحشی سے کہ کہتا تھا قتلت خیر الناس فی الجاہلیۃ وقتلت شر الناس فی الاسلام یعنے مارا مینے بہترین انسان کو جاہلیت کے درمیان اور قتل کیا اشر الناس کو اسلام لانے کے بعد اور غزدہ اُحد کے درمیان یہ احوال گذرا ہے کہ ایک جماعت وحشی کے دیکھنے کے واسطے گئی تھی تا کہ حمزہ کے قتل کی کیفیت کو اُس سے پوچھین دیکھا اُنھون نے کہ ایک گھر مین بھری ہوئی مشک کی طرح پڑا ہوا ہے ایک درد سے بھونڈی صورت اور بدشکل پس تقریر کیا اُس قصے کو اور بعضے کتب سیر کے درمیان اُسکی آنے کا

قصہ حضرت کے حضور ایک ایسے طریق سے لکھا ہی کہ خالی از تاثیر نہین اور اسکے تئین روایت کیا ہوا ابن عباس سے کہ کہا آیا وحشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور بولا کہ آیا ہو مین کہ سیتے امان دو تم کہ کلام الٰہی سنون مین آپ سے ایسا کہ جسمین میری مغفرت اور نجات ہو حضرت نے فرمایا کہ مین دوست رکھتا تھا اس بات کو کہ میری نظر پڑے بدون اسکے کہ تو طالب ہوا امان کا یعنے مین حکم کرتا تیرے قتل پر اب جو تو طالب امان ہوا امان دی مین نے کہ کلام حق سُنے تو پس یہ آیہ نازل ہوا والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مہانا وحشی بولا مین مشرک رہا ہون اور مینے ناحق خون کیا ہی اور زنا پر بھی اشتغال رکھا ہی آیا ان حالتون پر خدا تعالے بخشیگا پس حضرت خاموش رہے اور کچھ نفرمایا پھر یہ آیہ نازل ہوا الا من تاب وآمن وعمل صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما وحشی نے کہا اس آیت مین شرط کی گئی ہی کہ بخشے جانا گناہون کا اُسے حاصل ہوگا جو توبہ کرے اور عمل صالح اُس سے ظہور مین آوے شاید مجھسے عمل صالح نہوسکے اور مین آپکے جوار مین ہون کہ ایک شئون جسمین کچھ قید نہو یہ آیہ تلاوت کی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء وحشی نے کہا یہان مغفرت متعلق ہی مشیت سے اور شاید کہ مین اُن لوگو نسے ہون کہ مشیت الٰہی میری مغفرت سے متعلق نہو بعد اسکے یہ آیہ نازل ہوا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم وحشی بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب کوئی قید اور شرط نہین دیکھتا مین فی الحال مسلمان ہوا اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ حق تعالے بخشتا ہی بدون کے گناہون کے تئین تمام بدون قید مشیت کے اور بدون شرط توبہ کے اگرچہ شریک ہو لیکن مذہب وہ ہی جو معلوم ہوا ہے اور وجود عذاب آخرت مین بحکم نص قرآن وحدیث متحقق الوقوع ہی اگر کہا جاوے کہ شاید جزا اور اور عقاب اور عذاب آخرت کے وقوع کے بعد عفو اور رحمت اور مغفرت ظہور کرے تو یہ بات منافی ہے خلود اور ابدیت سے کہ فرمایا ہے کہ خالدین فیہا ابدا یعنے ہمیشہ رہین گے کفار درمیان اوسکے یعنے دوزخ کے واللہ اعلم گیارھوان عبد اللہ بن زبعری بروزن اکرایہ شعرائے عرب سے تھا اور حضرت کی اور اصحاب کی ہجو کرتا تھا اور مشرکون کو مسلمانون کے حرب پر تحریص کرتا تھا جب فتح کے روز اُسنے یہ خبر سُنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون اُسکا ہدر کیا

ہی بھاگ گیا نجران کی طرف پہلے نون ہی بعد جیم نام ہے ایک موضع کا یمن کے درمیان تسمیہ کیا گیا ہے
نجران بن زید بن سبا کے نام پر اور پیچھے کئی وقت کے اس نواح مین وہ تھا جاہلیت کے معاملے سے پشیمان ہوا
اور نور اسلام نے اسکے دل مین پرتو ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کو متوجہ ہوا اور جب
حضرت نے اُسے دور سے دیکھا فرمایا یہ ابن زبعری ہی جو آتا ہی کہ اسلام کا نور اُسکے دل مین جاگیر ہوا ہے
جب ابن زبعری نزدیک پہونچا بولا السلام علیک یا رسول اللہ گواہی دیتا ہون مین کہ خدا ایک ہی اور
تو رسول ہی خدا کا شکر و سپاس خدا کا جسنے میرے تئین ہدایت کی طرف اسلام کے کہ یا رسول اللہ ص
مین نے بہت تقصیرین اور بے ادبیان آپ سے اور آپ کے اصحاب سے ہین آپ سب سے
پشیمان ہون اب حکم آپ کے ہاتھ ہی فرمایا الحمد للہ الذی ہداک الی الاسلام اور جان تو کہ اسلام
تدارک کرتا ہی گذرے ہوئے گناہون کا اور کتب کلامیہ کے درمیان لائے ہین کہ جب یہ آیہ نازل ہوا انکم
وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم یعنے تحقیق کہ تم اور جس چیز کی عبادت کرتے ہو تم سوائے خدا کے
سو جہنم کی لکڑیان ہونگی ابن زبعری نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی
کہ عیسے علیہ السلام پیغمبر جیسے نصاریٰ نے پرستش کی جہنم مین ہو وے جب وہ جہنم مین ہووے تو ہمارے معبود
بھی مراد بتون سے جہنم مین ہو وینگے حضرت صلعم نے فرمایا ویلک ما اجہلک بلسان قومک یعنے وا ہے
تجھپر جس چیز پر جہل کی تو نے تیری قوم کے لسان سے لفظ ما اجہلک کے درمیان جو ما ہی اس سے
کنایہ کیا ہی اُس جناب کی طرف اُس لفظ ما کے جو آیت مین گذرا و ما تعبدون کی بیان یہ ہے کہ
ابن زبعری نے اعتراض جو کیا ہی کہ حضرت عیسے بھی جہنم مین خدا نخواستہ پڑینگے ایسی بات کہا
یعنے حضرت عیسے کو بھی عبادت کرتے ہین نصاریٰ کہ خدا استغفر اللہ منہ خدا کا بیٹا کہتے ہین تو پھر عبادت
کرتے ہین وہ بھی اُنکی کیونکہ ما واسطے غیر ذو العقل کے ہی جس طرح من واسطے عقلا کے ہی اسیطرف
کنایہ کیا ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ما اجہلک بلسان قومک کر کے جیسا کہ نحو کے قاعدے
سے مقرر ہوا ہے اور اسیواسطے اس آیت کے مانند مین تاویل کرتے ہین کہ والسماء وما بنیہا۔
اور مکہ معظمہ کی فتح کے روز جن عورتون کے قتل اور ہدر خون کے واسطے حکم ہوا سو وے چھ ہین
بعضی اُنھون سے نامون ہوئین اور بعضی مقتول ہوئین اول ہندہ عتبہ کی بیٹی ابو سفیان
کی جورو اور جو کچھ ایذا اُسنے پیغمبر صلعم خدا کو پہونچائی سو مشہور ہی اُحد کے روز حمزہ رض پیغمبر کے چچا کا

مقتول ہونا اور مثلہ کرنا اُسی کی سعی سے تھا مثلہ اُسے کہتے ہین کہ کئی اعضا جنکا ذکر نسبت بجناب حضرت حمزہ رضہ
کے بیان ہو لی ہو کاٹنا چنانچہ اوپر مکرر ترجمہ کیا گیا ہو عجب خونخوار تھی جسنے پیغمبر کے چچا کا کلیجہ کچا لہو ٹپکتا ہوا
چبایا از بسکہ بیدردی اور خبیث بیشرمی سکتے ہین کہ مکے کی فتح کے بعد جس وقت عورتین پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیعت کرتی تھین ہندہ نے ایک نقاب مُنھ پر باندھ کر اپنے تئین اُن عورتون کے درمیان
ڈال کر چوری سے نامعلوم مسلمان ہوئی بعد اُسکے نقاب مُنھ سے کھولی اور بولی مین ہون ہندہ عتبہ کی
بیٹی حضرت صلعم نے فرمایا اب جو تو مسلمان آئی خوش آئی اور صحیح مین آیا ہو کہ جب حضرت صلعم نے عورتون
کے آگے بیعت کی آیت پڑھی اُسمین یہ واقع ہوا کہ ولا یسرقن یعنے چوری نکرین عورتین تب ہندہ نے
کہا یا رسول اللہ ابو سفیان مرد بخیل اور کنجوس ہو اگر اسکے مال سے اپنے عیال کے لیے کچھ چوراون تو
درست ہوگا حضرت صلعم نے فرمایا اتنا لے جتنا تیری اولاد کو کفایت کرے معروف کرکے یعنے معلوم کی رو سے
اور فرمایا ولا یزنین یعنے اور زنا نکرین عورتین ہندہ بولی وہل تزنی الحرۃ یعنے کیا حرہ عورت زنا
کرتی ہی اشارت کی اپنی عتبہ کی طرف اور صحیح بخاری مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہو کہ کہا ہندہ
نے یا رسول اللہ صلعم تمھارے روے زمین پر کوئی اہل خیمہ کہ دوست رکھتی تھی خوار اور اوسکی تمھارے
خیمے سے بعد اسکے صبح نکی روے زمین پر کسی اہل خیمہ نے کہ عزت اوس کی زیادہ دوست ہو میرے
نزدیک تمھارے خیمے سے حضرت صلعم نے فرمایا وایضاً یہ مفعول مطلق ہو فعل محذوف کا جو آرہے
فارسی مین نیز ہین اور ہندی مین بھی اوسکے معنے ہین اور شراح اسکے دو معنے کہتے ہین ایک
یہ کہ زیادہ محبت پیدا ہوگی تجھ مین
کہ مین بھی یہی حال رکھتا ہون تجھ
بعد اس کے آیت پڑھی حضرت صلعم
پس ہندہ نے کہا کہ مین چاہتی ہون
پہونچاون حضرت صلعم نے فرمایا مین بیعت
عورتون کو مانند میرے ہو ایک عورت کے
ہاتھ سے جیسا کہ گذرا کہتے ہین کہ جب ہندہ
اور بولی کہ ہم تمسے غرور اور فریب مین

چور اون
لیے دونون مین
ابعد الاسد کی بیٹی ہو مسلمہ بن
کی یعنے چوری اسکے حضرت کے

سنی عسند خواہی کی کہ ہمارے پاس بکریاں کم ہیں حضرت نے دعا کی اسکی بکریوں کے درمیان برکت ہوئی
اور ہندہ کہتی ہی ہذا من برکت رسول اللہ صلعم یعنے یہ رسول خدا صلعم کی برکت سے ہیں دوسرے اور تیسرے
قریبہ بروزن رحیلہ اور فرتنا بروزن رمنا یہ دونوں بندوڑیاں مغنی تھین ابن خنظل کی کہ ہجو حضرت
کی گایا کرتی تھین پس قریبہ مقتول ہوئی اور فرتنا بھاگی اور اُسکے واسطے لوگون نے امان طلب
کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے امان دی اور وہ آگر مسلمان ہوئی چوتھی ارنب بروزن حرب وہ
بھی ابن خنظل کی باندی تھی وہ بھی فتح ہی کے روز مر گئی اور جہنم مین داخل ہوکر دوزخیون کی بلند دنیا
پانچوین سارہ بنی مطلب کی باندی اور بعضون نے کہا ہی عمر بن ہشام کی اور وہ وہ عورت ہی جس کے
ہاتھ حاطب نے بن ابی بلتعہ نے مکتوب قریش کو بھجوایا تھا اور اوسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہے
کہ وہ مرتد ہوکر مکے مین گئی اور جس روز مکہ مفتوح ہوا اُس روز حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ماری گئی
اور بعضے کہتے ہین کہ لوگون نے اُسکے واسطے امان طلب کی اور امان دیگئی اور عمر خطابؓ کے خلافت
کے زمانے مین الطح کے جو نام ہی ایک موضع کا ایک سوار نے گھوڑا اُسپر ہانکا اور وہ اُسی سبب سے مر گئی
اور ابن حجر کی شرح مین آیا ہی کہ وہ مسلمان ہوئی اور ایک قول اُسنے حمیدی سے نقل کیا ہے کہ
مقتول ہوئی واللہ اعلم کذا ذکر فی روضۃ الاحباب چھٹی ام سعد تھی سو اُسکے مقتول کیا گیا اتنا ہی
مذکور ہے اور معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہی اور گناہ اُس کا کیا تھا اور قاتل اُس کا کون ہے۔
تنبیہات جمع ہی تنبیہ کی تنبیہ کہتے ہین آگاہ کرنے کے تئین مالک نے کہا ہی کہ روایت بخاری مین
آیا ہی کہ نتھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے روز جس چیز مین ہم گمان کرتے ہین محرم یعنی احرام
کیا گیا روایت کیا ہی اُسکے تئین عبدالرحمن بن مہدی نے مالک سے بطریق جزم اور شاہد ہے
اُسکے تئین روایت مسلم کی جابر کی حدیث سے کہ کہا کہ درآمد ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے
کن فتح
کے روز اور اُس جنابؐ کے سر پر عمامہ سیاہ تھا بدون احرام کے اور روایت کی ہے ابن
سے مقبری
اور مکہ معظمہ کی اسناد صحیح سے کہ کہا درآمد ہوے حضرتؐ مکے مین ہرگز بدون محرم مگر فتح کے روز اور
بعضی اُنھون سے نامور ن نے کہ آیا واجب اوپر اُس شخص کے جو داخل ہو مکے مین احرام یا نہین جب
کی جورو اور جو کچھ ایذا اُسنے بعلام وجوب ہی یعنے واجب نہین مطلقاً یعنے کسی طرح واجب نہین اور ایک
جو کوئی مکرر یعنے دو بار داخل ہو مکے مین اسمین خلاف ہی ظاہر یہ ہی کہ

عدم وجوب ہی اور مشہور ائمہ ثلاثہ سے وجوب ہی اور ایک روایت مین ہر ایک سے عدم وجوب
آیا ہی ہر ایک سے مراد مکرر جو مذکور ہوا سو ہی اور جزم کیا ہی عالمون نے یہ کہ جسطرح استثنا کر حاجتمندون
کی ہی اور استثنا کیا ہی حنفیہ نے اُس ایک شخص کو جو داخل میقات ہو کذا فی المواہب اور مختلف
آئی ہین روایتین کہ حضرتؐ جب مکہ معظمہ مین داخل ہوئے تب سر مبارک پر مغفر تھا یعنے خود یا دستار
سیاہ جمع کیا ہی عالمون نے یعنے خود اور دستار دونون سکتے اس استعمال سے کہ اول جب مکے مین داخل
ہوئے تب سر پر مغفر تھا اور بعد اسکے اُسے اُتار کر عمامہ پہنا پس حکایت کی جس نے جو کچھ دیکھا
یعنے جسنے مع خود اور دستار دیکھا اون روایت کی اور جسنے دستار سے دیکھا اُسنے یون روایت
کی اور عمرو بن حریث کی روایت مین آیا ہی کہ حضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور سر مبارک پر دستار
سیاہ تھی لیکن یہ صورت کعبے کے دروازے پاس تھی جس وقت باہر آئے کعبے کے اندر سے
اور یہ داخل ہونے کے بعد ہی اور یہ توجیہ قاضی عیاض کی ہی واسطے جمع بین الروایتین کے
یعنے دو روایتون کے جمع کرنے کے واسطے اور بعضون نے جمع کیا ہی اوپر اسبات کے کہ عمامہ
ملفوف تھا یعنے لپٹا ہوا تھا مغفر پر یا مغفر کے نیچے واسطے وقایہ راس کے یعنے سر کی محافظت
کے لیے لوہے کی صدامے سے پس جسنے مغفر کا ذکر کیا ہے مقصود اسکا یہ تھا کہ بیان کرے تہیا اوس
جنابؐ کا واسطے جنگ کے اور جسنے عمامے کا ذکر کیا اُسنے ارادہ کیا کہ بیان کرے احرام کے تئین کذا فی المواہب
وصل سابق معلوم ہوا کہ خروج حضرتؐ کا مدینے سے چارشنبے کے دن تھا رمضان کی دسوین تاریخ
عصر کے بعد ساتھ اس اختلاف کے جو اُسکے درمیان مین یعنے وقت کے تعیین مین اور داخل ہونا مکے مین
اور فتح مکہ معظمہ کی اس مہینے کی بیسوین تاریخ تھی اور حضرتؐ نے اس مہینے کے باقی روزہ اور چھ روزہ
شوال کے مہینے تک مکے کے درمیان توقف کیا اور مواہب والا کہتا ہی کہ اقامت سرورِ عالمؐ کی مکے
مین پندرہ روز تھی اور ایک روایت مین انیس روز اور ایک روایت مین سترہ دن اور ترمذی کے
نزدیک اٹھارہ دن اور کہا ہے ترمذی نے کہ اصح روایت بضع عشر ہے یعنے دس اور کئی روز اور ان
دنون حضرتؐ نماز قصر کر کے ادا کرتے تھے اور ان دنون یعنے مکے کے توقف کے روز دن مین
کئی قضیے واقع ہوئے ایک یہ کہ ایک عورت جسکا نام فاطمہ تھا اسود بن عبد الاسد کی بیٹی ابو سلمہ بن
عبد الاسد مخزومی جو قبیلہ مخزومی کے شرفا سے تھا اسکی بھتیجی سو اُسنے کی یعنے چوری اُسنے حضرتؐ کے

حضور لائے اور دزدی کے ثابت ہونے کے بعد حکم کیا پیغمبر خدا نے کہ اسکا ہاتھ کاٹیں یہ سنکر اسکی قوم کو ایک وحشت عظیم پیدا ہوئی چاہا انھون نے کہ ایک شفیع پیدا کرین شاید کہ وہ سرور ہو اوسکے ہاتھ کے کاٹنے سے درگذرے پس اُسامہ بن زید کے تئین جو محبوب اور مقرب درگاہ تھا درمیان لائے اور آپ ہی اس قوم کے ساتھ آئے اور گڑگڑانے سے حضرت کی خدمت مین آکر عرض کی اور التماس حضرت نے فرمایا ای اسامہ ایک حد مین خدا کی حدود سے تو شفاعت کرتا ہی اسامہ نے جب تغیر اور غضب حضرت کا دیکھا بولا یا رسول اللہ میرے واسطے طلب مغفرت کرو پیغمبر بعد کیا پس حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا ای لوگ جانو اور آگاہ رہو تم کہ جسنے ماتقدم کی اُمتون کو ہلاک کیا یہی تھا کہ جب کسی شریف نے درمیان اُنھون کے چوری کی اُسنے چھوڑ دیا اور حد اُسپر قایم نہین کی اُنھون نے اور جب کسی ناتوان اور غریب سے ایسا کام ہوتا تو حد اُسپر جاری کرتے قسم اُس خدا کی اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دزدی کرے تو ہاتھ اُسکا قطع کردون پس اوس عورت کا جو مخزومی تھی ہاتھ قطع کیا اور خدا خیر دیوے امام تاج الدین سبکی کے تئین جو ائمہ مذہب شافعیہ سے ہی کہ نقل سخن مین سرور عالم کے صریح نام فاطمہ زہرا کا ذکر نکیا اور ادب کیا اور روا نہ رکھا اس مقام مین اسم شریف اُسکا ذکر کرے اور بولا کہ کہا حضرت نے اگر دزدی کرلی فلان اور لیا نام اُسنے ایک شخص کا اپنی گھر والیون سے تو ہاتھ کاٹتا مین اُسکا بارک اللہ فی تعظیمہ ورعایۃ ادبہ مع الزہراء البتول سلام اللہ علیہا وعلی سائر اہل بیت الرسول اجمعین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی حرمت شفاعت کی درمیان حدود کے حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد یعنے شفاعت کرنا حرام ہے اور آگے اس سے یعنے پیش از رسیدن حاکم اگر وہ شخص جسکی شفاعت کرتے ہین شریر اور موذی نہ ہو لیکن تعزیر مین جائز ہی اور دونون صورتون مین یعنے بعد از رسیدن بحاکم اور پیش از رسیدن بحاکم خصوصاً شمرات کے قضیے مین اور اُس قضایا مین سے جو مکے مین توقف کرنے کے دنون مین واقع ہوا یہ تھا کہ ایک مرد حضرت کے نزدیک آکر بولا یا رسول اللہ مین نے نذر کی تھی کہ جب حضرت جل شانہ مکہ معظم کو آپکے واسطے مفتوح کرے تب مین بیت المقدس کے درمیان جاکر مین اُس جگہ نماز پڑھون فرمایا یہان ہی پڑھ یعنے مکے کی مسجد مین تین بار اُسنے التماس کی اور حضرت سے یہی جواب پایا اُس وقت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار پڑھنا

نماز کا اس جگہ مین افضل ہی ہر نماز سے جو دوسری کسی جگہ پڑھی جاوے کسی شہر مین ہو اور بس
حدیث مین ایسا واقع ہوا ہی اور دوسری ایک حدیث مین یون واقع ہوا ہی کہ ایک نماز پڑھنا
بیت الحرام مین سو ہزار نماز کے برابر ہے یعنے لاکھ نماز اگر دوسری جگہ پڑھی جاوین مساجد کے درمیان
بیت الحرام سے ایک نماز پڑھنے کے برابر ہی اور یہ بھی آیا ہی کہ ایک نماز مسجد اقصیٰ مین پڑھنا ہزار
نماز کے برابر ہے اور مدینے کی مسجد مین ایک نماز دس ہزار نماز کے برابر ہی اور مسجد الحرام کے درمیان
ایک نماز لاکھ نماز کے برابر ہے پس نماز مسجد حرام کے درمیان اکثر ہے اپنے ایک کے لاکھ بحسب ثواب
دوسری جگہ کرتے اور امام مالک جو قائل ہوا اسبات پر کہ مدینے کو تفضیل دیتا ہی مکے پر اس طور سے کہ
مدینے کی مسجد مین نماز پڑھنے کو افضل کہتا ہی دوسری جگہ سے کہین ہو دور اگرچہ بحسب کمیت یعنے
بحسب عدد یعنی گنتی اکثر ہو یعنی مسجد حرام کی نماز لیکن مسجد مدینے کے درمیان بحسب کیفیت اور
نفاست یعنی کیسی اور پاکیزگی حضرت صلعم کے جوار کی برکت سے افضل ہی اور کثرت کثیر کی منافات نہین
رکھتی قلیل کی نفاست سے جس طرح ایک جوہر ہوتا ہی ہزار درہم کا یعنے اگرچہ وہ چھوٹا سے لیکن
قیمت اسکی بڑی ہی اور یہ بحث مدینے کی تاریخ مین جو مسمی ہی جذب القلوب الی دیار المحبوب
کر کے اسکے درمیان تقریر اور تحقیق کی گئی ہی اور مسائل فقیہ کے درمیان مذکور ہوا ہی کہ اگر کوئی
شخص نذر کرے کہ مسجد مفضول کے درمیان نماز پڑھے یعنے ایسی مسجد ہو جو افضل ہو نماز پڑھنے
کے واسطے کہ وہ نذر جو اسنے کی ہی اسکے عہد سے باہر آوے گا جس طرح نذر کی اسنے کہ مسجد اقصےٰ
مین نماز پڑھے اور پڑھی نماز مدینے کی مسجد مین اور پڑھے مسجد الحرام کے درمیان یا نذر کی اسنے کہ مسجد اقصےٰ
مین نماز پڑھے اور پڑھی نماز مدینے کی مسجد مین بخلاف عکس اور فرمانا حضرت صلعم کا اس مرد کو جسنے نذر کی تھی
بیت المقدس مین نماز پڑھنے کے واسطے یہ کہ یہان ہی نماز پڑھ دلالت رکھتا ہی اور یہ بات کے یعنے
یہ کہ مدینہ افضل ہے مکے سے اور قضایا اور احکام سے جو ایام توقف مین درمیان کے واقع ہوے یہ
تھے کہ شراب اور سؤر اور میت اور بت اس سب کے بیچنے سے نہی ہوئی اور کاہن کے حلوان سے یعنے
اس اجرت سے جو اسے دیوین بسبب کہانت اور مرے ہوے جانور کی چربی سے جس سے مشک
اور کشتیان چکناتے ہین سب سے نہی ہوئی اور فرمایا مارے خدا تعالےٰ یہود کے تئین حرام کی
گئی انھون پر شحوم جمع شحم کی یعنے چربی پس بیچا انھون نے اسے اور کھایا اسکی بہا کے تئین

اور اسجگہ سے معلوم ہوتا ہو کہ جس چیز کا کھانا حرام ہو اسکا بہا بھی یعنے مول کا پیسا بھی حرام ہوگا
اور اس وقائع سے جو اندنون واقع ہوئے وہ تھے کہ حضرت ؐ نے خالدؓ بن ولید کو تیس سواروں سے
بموضع نخلہ عزی کے تہانے کے خراب کرنیکے لیے جو نام بت کا مشہور ہے بھجوایا پس خالدؓ وہان پہونچا
اور جاکر اس تہانے کو اکھاڑ ڈالا اور وہانسے پھرا حضرت ؐ نے پوچھا اس تہانے کو تو نے اکھاڑا
عرض کی اکھاڑا حضرت ؐ نے فرمایا تو نے وہان کوئی چیز دیکھی کہا نہین فرمایا تو نے عزے کو منہدم
نہین کیا خالدؓ وہانسے پھرا اور جب اس موضع مین پہونچا خوب تفحص کیا اور عورت کالی کلوٹی
ننگی منگی سر کے بال بکھرے ہوے خالدؓ پر ظاہر ہوئی خالدؓ نے تلوار کھینچکر اُسے مارا اور ایک اُسکے
دو ٹکڑے کیا اور حضرت ؐ کی خدمت مین آکر ماجرا ظاہر کیا حضرت ؐ نے فرمایا کہ وہ عزّے تھی اور پھر اب
تمھارے شہرون مین عزی پرستش نہین کیجاویگی اور یہ عزی قریش کی اور تمامی بنی کنانہ کی معبود
تھی اور اُنکے بتونکی بڑی تھی چنانچہ وے سوگند کھایا کرتے تھے لات اور عزی کی لات اہل ثقیف کا
صنم تھا طائف کے درمیان اور حدیث مین آیا ہی من تحلف باللات والعزی فلیقل لا الہ الا اللہ یعنے جو
شخص قسم کھاوے لات اور عزے کی پس چاہیے کہ کہے لا الہ الا اللہ دوسرا یہ کہ عمرو بن عاص کو
سواع کے بتخانے کے خراب کرنیکو بھجوایا سواع نام ہو اس بت کا جو قبیلہ ہذیل کا بت تھا مکے
سے تین میل کے فاصلے پر عمرو بن عاص سے منقول ہو کہ کہا جب مین اس جگہ پہونچا تب اس تہانے کے
شادن نے یعنے پیر یرا عنی پوجاری مجھ سے بولا کہ کیا چاہتا ہی تو مین نے کہا رسول خدا ؐ نے
حکم کیا ہی کہ اس تہانے کو مین منہدم کرون وہ بولا تو یہ کام نہین کر سکیگا اور اس کام سے ممنوع ہوگا
یعنے اس بت کے زور اور کرامت سے عمرو بن عاص کہتا ہی کہ مین نزدیک گیا اور اس بت کو مینے توڑا
اسوقت شادن سے مین نے کہا دیکھا تو نے تب وہ بولا اسلمت للہ یعنے اسلام لایا مین خدا کا
اور یہ کہ سعد بن زید اشہلی کو حضرت ؐ نے بیس سوارون سے مشلل کے موضع مین بھجوایا بر وزن مکلل نام ہی
ایک موضع کا حرمین کے تہانے کو جسے زمانہ جاہلیت مین اوس اور خزرج اور غسان کی قبائل نے بنا معبود ٹھانا تھا
تھے اُسکے خراب کرنے کے واسطے سعد بن زید کو بھجوایا جب سعد تہانے کے درمیان پہونچا اُس تہانے کے
شادن نے پوچھا کس کام کو آیا تھا تو کہا منات کے ہدم کرنے کو کہا اُسنے تو جان بطریق اسکے کہ کہا یہ
کام مشکل ہی مت ہو خطا پاویگا خبردار بطریق استفہام پس سعد اس تہانے کی طرف چلا اور ایک عورت

وہان بھی مارا اور ننگی سر کے بال بکھرے ہوے تھانے سے نکلی ہاتھہ چھاتی پر مارتی تھی اور نوحہ کرتی تھی بعد سے ایک حضرت شمشیر سے اُسکا کام تمام کیا اور تھانے کو ویران کرکے حضرت م کی خدمت مین آیا

اور ایک واقعہ عظیم جو خالی از شناعت نہین یہہ ہے کہ حضرت نے خالد کو نخلہ سے اور ہدم عزیٰ سے مراجعت کرنے کے بعد تین سو ساٹھہ مردون سے مہاجرین اور انصار اور بنو سلیم سے یلملم کیطرف بنی جذیمہ بروزن قبیلہ کی طرف بھجوایا تاکہ اُس گروہ کو طرف اسلام کے دعوت کرے نہ اُس واسطے کہ اُنسے مقاتلہ کرے اور اُنھون نے زمان جاہلیت مین خالد کے چچا کو جسکا نام فاکہ بن مغیرہ تھا اور عبدالرحمن کے باپ کو جسکا نام عوف تھا قتل کیا تھا بسبب اُس کے کہ یمین کی تجارت سے پھر کر یلملم کو پہونچے تھے اور بنی جذیمہ نے مال کی طمع کرکے دونون کو قتل کیا تھا اور اُسکے اموال کو لیا تھا ایک جگہہ یلملم لکھا ہے اور ایک جگہ یلملم لکھا ہے مین نے دونون کی صورت نویسی کی شاید دونون نام ایک ہی جگہہ کے ہون بہر کیف جب وے خالد کے پہونچنے پر خبردار ہوے رعایت طریقہ حزم و احتیاط کرکے اُنھون نے زرہین پہنکر باہر نکلے خالد نے اُنھون سے پوچھا تم کون لوگ ہو کہا اُنھون نے کہ ہم مسلمان ہین کہ محمد پر اور اُسکے دین کے شرائع پر ایمان رکھتے ہین اور نماز پڑھتے ہین ہم اور اپنے درمیان مسجدین طیار کرکے اذان اقامت بول کے ساتھہ جمعے اور جماعت کے قیام رکھتے ہین ہم خالد نے کہا پھر کیا سلاح پہنکر میرے برابر کیون آئے ہو کہا اُنھون نے کہ درمیان ہمارے اور ایک قوم عرب کے عداوت ہے ڈرے ہم کہ شاید تم لوگ اُنھون سے ہو اپنے بچانے کیواسطے پہنے زرہ یعنی خالد نے اُنکا عذر قبول نکیا اور کہا اپنے سلاح اُتارو اُنھون نے مطابق حکم کے عمل کیا اور سلاح سب اپنے بدن سے جدا کیے اُسوقت خالد نے حکم کیا کہ ایک کی مشکین باندھو اور اُن اسیرون کو اپنے یارون میں ہر ایک کو ایک سونپ دیا اور رات کو سحر کے وقت ندا کی کہ جسکے پاس جو اسیر ہو اُسے قتل کرے بنو سلیم نے خالد کے کہنے سے بیگناہ اسیرونکو مار ڈالا لیکن مہاجر اور انصار نے اپنے اسیرونکو قتل نکیا اور ایک روایت ہے کہ جب سلاح اُنکے بدن سے خالد نے جدا کیے تب اُنھونکے درمیان تلوار رکھی یعنی مارنا شروع کیا اور سو آدمی تک کو اُس قبیلے کے مار ڈالا ایک شخص نے بنی جذیمہ سے حضور نبوی مین آکر جو کچھہ خالد نے

اُس جماعت سے سلوک کیا تھا عرض کیا حضرت بہت غضب مین آئے اور دو تین بار زبان مبارک سے یہ فرمایا اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنی خداوندا مین بیزار ہون اُس سے جو کچھہ کیا خالد نے اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کو

بہت سے مبلغ دیکر حضرتؐ نے بنی جذیمہ کے پاس بھجوایا تاکہ دیت مارے گئے ہوؤن کی اور عوض اُن
مالون کا جو تلف ہوا اُن لوگون سے حضرت علی دیوین اور خالد کو ملامت کرین علی مرتضیٰ بموجب فرمودہ
اس قبیلے کے نزدیک گئے اور اُنکی مہمات کو کفایت کیا یعنے دیت دی اور کچھ ایک اُس اموال سے
جو لائے تھے اُنکو سونپا اور راضی کر کے حضرتؐ کی خدمت مین آئے اور کہتے ہین کہ حضرتؐ ایک
مدت تک خالد پر بسر غضب تھے اور جب بنی جذیمہ خوشنود ہوئے حضرتؐ بعضے اصحابؓ کی شفاعت
کے وسیلے سے خالد سے درگذرے اسجگہ محل تعجب اور حیرت ہی اس فعل کو خالد سے کس خیر پر گمان
کیجیے علما کہتے ہین کہ یہ بجہت خطا اور اجتہاد خالد طرف صباۃ کے گیا کہ وے لڑنے کو نکلے ہین اور
جھوٹا عذر کرتے ہین کہ یہ لے صباۃ کے خلاف کی طرف گئی والمجتہد یخطی و یصیب اور اسی واسطے
حضرتؐ نے حکم دیت دینے کا کیا اور بہت ایسا ہوتا تھا کہ حضرتؐ اپنے پاس سے دیت دیا کرتے
جیسا کہ خیبر مین جو یہود سے قضیہ مقاسمت کا گذرا واللہ اعلم اور روضۃ الاحباب والے نے کہا ہی
کہ قصہ خالد اور بنی جذیمہ کا اہل سیر نے اسی طرح سے جو مذکور ہوا ایراد کیا ہی اور کتب احادیث مین صحت
کو پہونچی ہی یہ بات عبداللہ بن عمرؓ کے طریق سے کہ کہا پیغمبر خدا صلعم نے خالد کو اس قبیلے پر بھجوایا پس
اُسنے اُنکو دعوت کی اور اُنھون نے اپنا سلام خوب ادا نکیا اور نہ کہا اسلمنا یعنے اسلام لائے
ہین ہم بلکہ کہتے ہین صبانا صبانا یعنے صابی ہوئے ہم پس قایم ہوا خالد اور اُنکو قتل کرتا تھا
اور اسیر بھی اور حدیث کی شرح کرنے والون نے کہا ہی کہ احتمال رکھتا ہی کہ بنی جذیمہ نے جو صریح لفظ
اسلام سے عدول کیا خالد نے گمان کیا ہوگا کہ یہ بر سبیل انتفاع اسلام سے بولتے ہین اور ارادہ
حقیقت نہین رکھتے اس سبب یعنے اسی لفظ سے جو بولے صبانا پس اس تاویل سے اُن بیچارون کو قتل اور اسیر
کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور یہ روایت جو کتب احادیث مین مذکور ہے موجب اشتباہ اور محل التباس
ہو سکتی ہی لیکن جو کچھ کہ کتب سیر کے درمیان مذکور ہی نہایت بعید ہین اور نہایت شناعت مین ہی کہ جو قوم
صریح مسلمان ہوا اور اقامت شرایع اور شعار تصدیق نبوت کرتے ہون اور بولتے ہون کہ ہمنے سلاح
واسطے مسلمانون کی جنگ کے نہین پہنے یعنے اُنھون نے استعمال کرین اور ذکر اسباب کا کہ اس قوم نے
جاہلیت کے درمیان خالد کے چچا کو اور عبدالرحمن کے باپ کو مارا تھا موجب بدظنی اور وہم ہی اس بات
کا کہ خالد نے اُنکو سابق کی عداوت سے مارا نہ واسطے دین کے آخر اسی کی شان مین فرمایا ہی

کہ خالد سیف من سیوف اللہ اور سیف خدا کی ناحق جاری ہو جیسا کہ قتل میں خالد کے نویرہ کے تئین کما حرن صنا بکم عمر خطاب رض نے اُسکے تئین مواخذہ کیا یعنے باز خواست مانند اسکے واقع ہوا ہی مولف کہتا ہی کہ یاد رکھتا ہوں کہ جب مکہ معظمہ میں قاضی علی بن جار اللہ کے روبرو جو بنی ظہیرہ سے ہی خالد بن ولید کی اولاد سے تھے ذکر خالد کا فتح کے روز اور شتابی کرنا اُسکا درمیان اُسکے یعنے قتل میں بے امر صریح یعنے ساتھ اسباب کے کہ حضرت نے صریح حکم نہیں کیا تھا درمیان آیا قاضی علی کو ان باتوں سے شرمندگی اور خجالت حاصل ہوئی اور دفع انفعال کے واسطے یعنے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا واللہ کان فیہ رضی شوبا من الاستعجال و المبادرۃ الی القتال یعنے واللہ کہ تھا اُس میں ایک شوب جلدی سے اور ایک جرأت طرف قتال کے صابی کے معنے مائل ہوا ایک دین سے طرف دوسرے دین کے اور کفار قریش حضرت کو صابی کہتے تھے کہ میل کی اُس جناب نے دین آبائے طرف دین مخترع کے اور مسلمانونکو صباۃ کہتے تھے کہ مائل تھے نئے دین کی طرف پس خالد کو یہ لفظ ناخوش آئی اور ظاہر وہ ہی کہ وے کہتے تھے اسلمنا اسلمنا یعنے اسلام لائے ہم اسلام لائے ہم واللہ اعلم فصل درسال ہشتم کے وقائع سے غزوہ حنین ہی بصیغہ تصغیر نام ہی ایک موضع کا درمیان مکے کے اور طائف کے اور نام ایک پانی کا ہی کہ درمیان اُسکے اور مکے کے تین شب راہ درمیان ہی طائف کے نزدیک اور غزوے کو غزوہ ہوازن بھی بولتے ہیں ہوازن نام قبیلے کا ہی ساکن اُس زمین کے اور قصہ اُس غزوے کا یہ ہی کہ جب سید المرسلین فارغ ہوئے مکے کی فتح سے اور اُسکے قواعد اور قوانین کی تمہید سے اور داخل ہوئے تمامی قبائل عرب ربقۂ اطاعت اور انقیاد کے درمیان مگر دو قبیلے ہوازان اور ثقیف کہ مبارز یعنے پہلوان اور گردن کش اور صاحب اموال تھے گرفتار قید حسد اور بغض و عداوت رہے پس ملاقات کی اُن دونوں قبیلوں کے اشرافوں نے آپسمیں اور بولے کہ محمد غالب ہوا اہل مکہ پر اور وے علم حرب کے درمیان کچھ مہارت نہیں رکھتے تھے لیکن اگر محمد ہم سے مقابلہ کرے تو جانے کہ جنگ کیا ہے اور شاید کہ وہ ہمارا قصد نکریگا اور اگر آگے اُس سے کہ وہ ہمارے سر پر آوے ہم اسپر ہجوم کریں تو بہتر ہے یہ باتیں اُنھوں نے راہ غرور اور تکبر اور سرکشی سے کہیں در حقیقت میں اُنھوں نے خیر خواہی مسلمانونکی کی اور اُنھوں کو گویا بشارت دی کہ غلہ اور مال اور منال اور شیا اور اسباب حصہ اُنھونکا ہی زیادہ اُس سے جو دوسری جگہ سے حاصل ہوا جیسا کہ آیا ہی کہ جب حضرت کو خبر گذری کہ ہوازن یعنے اہل و عیال اور مواشی اور اموال سے تمام نکلے ہیں فرمایا یہ سب غنیمت اہل اسلام کی ہی انشاء اللہ تعالیٰ

غرض جب حضرت نے سنا کہ یہ گروہ قصد جنگ کا رکھتے ہیں تب مکے سے باہر آئے مکے سے ہفتے کے روز
شوال کی چھٹی تاریخ بارہ ہزار اہل اسلام سے دس ہزار اہل مدینے سے اور دو ہزار اہل مکہ سے طلقا اور حلفا
سے جمع حلیف کی یعنی ہم سوگند اور حضرت نے سو زرہ صفوان بن امیہ سے طلب کیں صفوان نے کہا غصبا
یا رسول اللہ یعنی از روے غصب لیتے ہو یہ زرہیں ہم سے یا عاریت فرمایا ہاں عاریت لیتا ہوں کہ اگر
تباہ ہوں یعنی اگر ٹوٹ جاوے زرہ تو ضمان دوں واہ رے تیری عقل کی سخافت کہ اس عادل پیغمبر
سے تو ہم غصب کرتا ہے غصب کے معنے ناحق کسیکا مال لیکر نہ دینا اور دل تیرا لرزہ دینے میں لرزتا ہے دیکھیگا
کیسی کچھ عطا اور انعام تجھے کرینگے اور اس فوج اسلام کے درمیان مشرکوں سے بھی اسی آدمی تھے مثل
صفوان بن امیہ وغیرہ اور عتاب بن اسید کو حاکم گردانا سرور عالم آنے لگے پس پہونچے حنین کو منگل
کی رات شوال کی دسوین تاریخ اور ہوازن کا رئیس مالک بن عوف نضری اور پیشوائے ثقیف کنانہ بن
عبد یالیل ثقفی تھا پس بنا کر رسول خدا کی جنگ کے واسطے نکلے اور بعضے اور قبائل جو انھوں سے قریب جوار
رکھتے تھے سو بھی انھوں سے آکر ملے پس ایک لشکر مجموع چار ہزار ترتیب دیکر باہر آئے اور درید بن صمہ ایک
شخص تھا کہ تجربہ کیا ہوا اور نابینا ایکسو بیس برس کی عمر تھی بڑا نامی گھوٹ تھا اور ایک روایت ہے یہ کہ
ایکسو ساٹھ برس کا مالک بن عوف نضری کو اُسنے منع کیا کہ اہل و عیال اور اموال کے ساتھ مت لا لیکن وہ
اُسکے کہنے سے ممتنع ہوا القصہ درید نے کہا اے ہوازن مالک بن عوف تو سب کو فضیحت کیا چاہتا ہے
تمہاری عورتیں اور اطفال اور مواشی اور اموال دشمن کے ہاتھ ڈالے گا اور تمکو دشمن کے
ہاتھ چھوڑ کر بھاگے گا پس لوگوں میں اختلاف کی ایک صورت بندھی مالک نے کہا اگر تم میری
اطاعت نہیں کرتے میں اپنے تئیں ہلاک کرونگا یہ کہکر شمشیر کو نیام سے نکالکر پھیلا اُسکا اپنی چھاتی
پر رکھا کہ اگر تم میری اطاعت بجا نہ لاؤگے تو زور کرتا ہوں اُس تلوار پر کہ میری پیٹھ سے پار ہو
ہوازن نے کہا کہ جوان ہے اور جاہل اگر ہم اُسکی موافقت نکرینگے تو وہ جہل کرکے اپنے تئیں
مار ڈالتا ہے درید بصیغہ تصغیر بڑھا اور عاجز اور اندھا ہے اور ریاست کے لائق نہیں
ہے اور کسی اور کو ہم نہیں جانتے جو اس کام کے لائق ہو یعنے ریاست کے پس درید سے
اور انھوں نے اعراض کرکے یعنے سر پھیر کر مالک بن عوف سے اتفاق کیا اور طرف
حنین کے متوجہ ہوے نقل ہے کہ مالک بن عوف نے کئی شخص لشکر اسلام کے تجسس

حال کے واسطے بھجوائے اور وے اسکی فرمان کے مطابق آکر تحقیق کرکے ڈر کے مارے ہانپتے کانپتے مالک کے سامنے گئے اُسنے پوچھا تمھارے کانپنے کا سبب کیا ہی کہا اُنھوں نے کہ ہم جب محمد کے لشکر کو پہونچے تب ہمنے مردان سفید پوش دیکھے ایسے کہ مانند اُنھوں کے کبھی دیکھے نہ تھے اب مصلحت ہمکو وہ معلوم ہوتی ہی کہ یہان سے اُلٹا پھیر تو اگر ہماری یہ سپاہ اُن مردون کو دیکھے گی تو انپر بھی وہی حالت گذرے گی جو ہمارے اوپر گذری مالک نے اُنکی باتون پر اعتماد نکیا اور اورون کو بھجوایا دوسرے بھی اُسکے پاس اسی حالت سے آئے اور یہ سب ملائک تھے کہ اہل اسلام کی نصرت کے واسطے نازل ہوئے تھے جیسا کہ غزوہ بدر مین آیا ہی اور یہین سے معلوم ہوا کہ ملائک کا نازل ہونا مخصوص بدر سے نہین یعنے یہ کہ صرف بدر مین ہی نازل نہین ہوئے بلکہ اکثر غزا کے درمیان نازل ہوے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ قتال اور حرب ملائک کی مخصوص ہین بدر سے اور حنین ہین واسطے امداد اور اعانت کے اور تقویت اور تائید قلوب مسلمین کے لیے نازل ہوئے تھے نہ واسطے مقاتلے اور محاربے کے القصہ مالک بن عوف نے ساتھ اسباب کے کہ ایسا کچھہ مشاہدہ کیا اپنے ارادے سے نہ پھرا اور یہی اسی حال پر مصمم رہا اور کہتے ہین کہ جب کثرت اور شوکت لشکر اسلام کی مسلمانون کی نظرون مین آئی ایک مرد نے مسلمانون سے کہا کہ ہم آج کے روز قلت کی جہت مغلوب نہین ہووینگے حضرت کو یہ بات جو مشعر عجب تھی بہت مکروہ اور شاق گذری اور کہتے ہین کہ وہ صورت شکست اور انہزام جو لشکر اسلام پر پیدا ہوئی اسی بات کے سبب سے تھی تاکہ معلوم کرین کہ فتح و نصرت کثرت عدد سے نہین ہے بلکہ خدا تعالی کے نزدیک سے ہی وما النصر الا من عند اللہ یعنے نہین نصرت ہی مگر خدا کے نزدیک اور یہ آیہ ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیأ یعنے ہر آینہ تحقیق کہ نصرت کی حضرت حق نے تمھارے بہت سے مقامون مین اور حنین کے روز جس وقت عجب کیا تمنے اپنی کثرت کا پس غنی نہوا کوئی تم سے کسی شی کے تئین اسی معنی مین نازل ہوا ہی پوشیدہ نرہے کہ شاید کراہت اس قول کی اس مقام کے درمیان اس جہت سے تھی کہ اُسکے بولنے والے سے بقرینہ معنی عجب سمجھے اور تو یہ معنے صحیح ہی کیونکہ ابو داود اور ترمذی وغیرہ کی حدیثون مین آیا ہی خیر الصحابۃ اربعۃ وخیر السرایا اربعمائۃ وخیر الجیش اربعۃ الاف ولن تغلب اثنا عشر الفا من قلۃ یعنے بہترین اصحاب چار ہین اور بہترین سرایا چار سو اور بہترین لشکر چار ہزار اور ہر گز نہین مغلوب ہے اور عدد لشکر اس غزوے کے درمیان

بارہ ہزار تھا شاید کہ اس قایل نے یعنے جو بولا عجب کی بات نظر کرنے لشکر کے عدد ملاحظہ کر کے نہ کہا بلکہ اسکی شوکت اور کثرت کی جہت سے کہا جیسا کہ اسکی نظر مین آیا ہی جیسا کہ سیاق کلام دلالت کرتا ہی اوپر اسکے فافہم اور اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ قایل اس قول کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ تھے جیسا کہ ایک روایت مین آیا ہی یعنے یہ کہ بات عجب کی اُنھون سے ہوئی اور کہتے ہین کہ مالک بن عوف نے لشکر اسلام کے آنے کے اول حنین کے وادی مین اپنے لشکر کو کمینگاہون مین بٹھایا اور کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر غافل اس میدان مین آوے تب تم یکبارگی حملہ کر کے تیرباران کرو اور پیغمبر خدا صلعم کا اول فجر اور ایک روایت ہے یہ کہ سحر کے وقت سحر صبح کاذب کو کہتے ہین دو تین گھڑی رات باقی رہتی اور یہ دونون روایتین نزدیک ہین مقصود کے اسوقت حضرت ؐ نے اپنے لشکر کو تعبیہ کر کے اور لوا اور رایتون کو لوگونکو دیکر متوجہ کیا اور کمینگاہ جو وہانکی تنگ تھی اور وادی کے درمیان ایسے مغاک یعنے گڑھے تھے اور تمام راہ تنگ تھی سب ایک ساتھ ایک جگہ سے نہ چل سکے ٹکڑے ہو کے وادی کی تنگی سے متعدد جگاہون سے چلے اور مخالفون نے قابو پاکر وے کمینی کمینون سے نکل کر یکبارگی لشکر اسلام پر ٹوٹے اور تیرباران کیا یہ سب تیرانداز تھے اور مقدمہ لشکر یعنے اگاڑی لشکر کے خالد بن ولید تھا ساتھ بنی سلیم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اکثر اُنکے درمیان بے سلاح تھے سو سب بھاگے اور اُنکے پیچھے کفار قریش جو ہمراہ تھے لشکر اسلام کے اور مسلمان جتنے ضعیف الایمان کہ جنون کے دلون مین اصلا جاگیر نہوا تھا وے بھی بھاگے باقی اصحاب بھی طاقت اور تاب نہ لاکے توسن گریز پا پر جولان کر کے متفرق ہوا اور متزلزل ہوے اور تفرقہ لشکر اسلام مین پڑا ایسا پڑا کہ معدودے چند نامدارون کے سوا کوئی نہ ٹھہرا ان دلاورون سے جنھون نے قدم ثابت رکھے علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ غیر فرار اور عباس اور ابوسفیان بن حارث اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور فرزندان عباس قثم اور فضل اور اسامہ بن زید اور بھائی اُسکی مان کا ایمن بن ام ایمن اور عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کئی شخص اور بھی جو اہل بیت ہی سے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور عمر خطاب رضہ اور مسعود رضی اللہ عنہما بھی درمیان اُنھون کے تھے بعض اُنھون کے منھ کی طرف اور بعضے یمین شمال یہ تفسیر ان تین صاحبون کی ہی جو آخر جنکے نام لیے گئے اور تعجب تو یہ ہی کہ شیخین جو اول

ہین سب کے بعد ان کے نام اس جنگ مین لکھے گئے اور ابوسفیان بن حارث سرورعالم کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے کھڑا تھا اور ایک روایت ہے یہ کہ عباس رکاب سعید کی طرف کی ہاتھ مین پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث دست چپ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے تھے اور حضرت اس خچر پر سوار تھے جسکا نام دلدل تھا اور ایک روایت ہے کہ اس بغلہ بیضا پر جو فروہ جذامی نے ہدیہ بھجوایا جیسا کہ اپنے مقام مین گذرا خچر بیضا سفید اونٹ کو کہتے ہین اور کہا گیا ہی کہ بغلے پر سوار ہونا ایسے محل مین جو موضع حرب وضرب ہی کمال شجاعت اور مزید قوت اور نہایت قدرت اور تحقیق نبوت سے ہی اور نہین تو بغال درمیان عادت کے اور مرکبون طمانیت اور استراحت اور صلاحیت نہین رکھتے واسطے جنگ کے مگر خیل یعنے گھوڑے کہ پیدا ہوئے ہین واسطے کر و فر کے اور تحقیق سوار ہوئے ملائک ہمراہ اس جناب کے گھوڑون پر نہ اور کسی مرکب پر اور اسی جہت سے دیا نہین جاتا سہم یعنے حصہ غنیمت کا مگر واسطے گھوڑون کے بخلاف بغال اور ابل پس گویا ظاہر کیا سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنگ اور سلم یعنے امن میرے نزدیک برابر ہی درمیان قوت دل اور شجاعت ذات ثقہ اور توکل ذات خدائے عز وجل پر اور باوجود اسکے یعنے یہ کہ سب بھاگ گئے تھے ساتھ اسکے مرکب ہانکتے تھے اعدا کی طرف اور چاہتے تھے کہ ماریں اپنے تئین حملہ کرکے انکے لشکر پر اور ابوسفیان بن حارث عنان پکڑے ہوئے نہین روادار تھا کہ آگے جاوین اور عباس رضی اللہ عنہ رکاب پکڑے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جانو تم کہ مین عبد خدا اور رسول اسکا ہون اور فرمایا انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب یعنے مین نبی ہون نہین جھوٹ مین بیٹا عبد المطلب کا ہون یہ اسواسطے فرماتے تھے کہ تقویت اور توفیق کرین اہل اسلام کے دلون کی اور ذکر کرین انھون سے وعدۂ حق کو نصرت کرکے اور فرماتے تھے الی این یا عباد اللہ الی این ایہا الناس اور فرماتے تھے یا انصار اللہ یا انصار رسولہ یعنے مین پیغمبر ہون اور پیغمبر جھوٹ نہین بولتا اور مجھے یقین ہی کہ وعدہ حق کا مجھے بنصرت حق ہوا اور اسواسطے فرمایا ہی حضرت حق جل وعلا نے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروہا یعنے پس نازل کیا اللہ نے اپنا قرار اور آرام اپنے رسول پر اور انپر جو مومنین تھے اور نازل کیا ایک لشکر کو جسکو نہ دیکھا تمنے مراد ملائک ہی اور حضرت نے جو فرمایا کہ انا ابن عبد المطلب اور نہ کہا انا ابن عبد اللہ اور عبد المطلب حضرت کے دادا تھے

کیونکہ شہرت عبدالمطلب کی بجد نہایت مشہور ہے اور ظاہر تھی نسبت کرنے عبداللہ کی جو باپ تھے حضرت کے کیونکہ باپ نے وفات پائی تھی دادا کے حضور اور عظیم تھا قدر عبدالمطلب کا درمیان لوگوں کے ایسا کہ کوئی اس شوکت اور دبدبے کو نہیں پہونچا تھا اور محل ظہور غرابت اور خوارق عادات کا محل تھا اور وہ ایسے فراری ہوئے تھے یعنے وہی جو مشرک لوگ اور ضعیف الایمان وغیرہ فوج اسلام ایسے بھاگ تھے کہ حضرت پکارتے تھے اور کوئی اپنا منھ پیچھے نہیں پھیرتا تھا اور ایک جماعت قریش سے اور وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُنکے سینے حسد اور کینے کی نجاست سے پاک نہیں ہوئے تھے اپنے باطن کی خباثت کو ظاہر کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ واہ وا دیکھو تو سہی اصحاب محمد کے ایسے بھاگے جاتے ہیں کہ دریا کے کنارے تک کہیں نہ ٹھہرینگے اور کلدہ بن جنبل جو ماں جایا بھائی صفوان بن امیہ کا تھا بولتا تھا کہ آج وہ روز ہے کہ سحر باطل ہوا اور بعضے مانند ایسی بیہودہ باتوں کے ابو سفیان بن حرب سے بھی نقل کرتے ہیں کہ اُسنے صفوان سے کہا کہ بشارت ہو تجھے کہ محمد اور اُسکے اصحاب بھاگے اور صفوان کی جو صورت شرک اور کفر میں اُسکی تھوڑی سی شکست ہوئی تھی اور ممنون عنایت اُس جناب کا ہو کر امن وامان میں آیا تھا چنانچہ بیان اسکا گذرا سو اُسنے اظہار بشارت نہ کیا اور بولا تو ڑے خدا تعالیٰ تیرے منھ کو ہر آئینہ تربیت ایک مرد کا قریش سے مجھے بہتر ہے اُس سے کہ تربیت کرے مجھے ایک مرد ہوازن سے تربیت کے معنے پالنا القصہ جب صحابی تمام پریشان ہوئے اور حضرت گنتی کے کئے نامداروں سے اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے حضرت نے عباس کو فرمایا کہ ایک ہانک مار یاروں پر اور ندا کر اور کہہ کہ یا معشر الانصار یعنے اے گروہ انصار یا اصحاب السمرۃ سمرہ نام اُس درخت کا جہاں اصحاب نے حدیبیہ کے درمیان اُسکے نیچے بیعت کی اور اُنکو اصحاب الشجرۃ اور اہل بیعت الرضوان بھی کہتے ہیں اور یا اصحاب سورۃ البقر مراد تعظیم اصحاب ہے جو ایمان لائے سورۂ بقر پر جو سورۂ اعظم قرآن ہے اور عباس نہایت جہیر الصوت تھے یعنے بہت بڑی آواز تھی اُن کی حضرت کے فرمان کے مطابق اور اقتضائے مقام با آواز بلند اصحاب کو پکارا کہ حاضر ہوں یاروں نے جب آواز عباس کی سُنی جواب دیا اور بولے یا لبیک لبیک اور عباس کی آواز کی طرف دوڑے اور بعضے جنھوں کے گھوڑے چلنے میں کُندی کرتے تھے سلاح اپنے بدن سے نکالکر پھینک کر کبوں سے کود کر

اپنے تئین زمین پر گرایا اور دوڑتے ہوئے حضرتؐ کی طرف آئے یہانتک کہ سو آدمی تک جمع ہوئے اور
دشمنون پر حملہ کیا اور جنگ مین مشغول ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الآن حمی الوطیس
وطیس گرم تنور کو کہتے ہین جس مین روٹیان پکائی جاتی ہین جس وقت جنگ شدت ہووے اوس
وقت یہ مثل بولتے ہین کہ الآن حمی الوطیس یعنے اب ہوا گرم تنور جنگ کا اور کہتے ہین کہ یہ وہ فصیح کلام
ہو کہ سنا نہین گیا حضرتؐ سے آگے کسی سے اور حضرتؐ نے استر کے اوپر سے نیچے اوترکے ایک مٹھی
خاک سا تھہ کنکرون کے لیکے یا یہ کہ اسی طرح سوار ہوے حضرت علیؑ سے منگا کر اور ایک روایت
ہے یہ کہ ابن عباسؓ سے طلب کی اور مٹھی خاک دشمنون کی طرف پھینکی اور فرمایا شاہت الوجوہ
یعنے بھونڈے ہو جیو منھہ سب مخالفون کے پس پڑی وہ خاک اور کنکر آنکھون مین تمام مشرکون
کے لشکر کی اور اُنمین کوئی ایسا نہ بچا جسکی آنکھہ مین نہ پڑی ہو اور روایت ہے یہ ہے کہ پھیر گئین
آنکھین اور منھہ خاک اور سنگریزون سے مخالفون کے پس فرمایا شکست کھائی کافرون نے قسم
محمدؐ کے پروردگار کی اور حضرت حق سے التجا کی کہ اے پروردگار سچ گردان تو اپنے وعدے کو نہین
سزاوار اور نچاہیے کہ غالب ہون کفار مسلمانون پر ایک روایت ہے یہ کہ حضرتؐ نے یہ دعا پڑھی
اللھم لک الحمد و الیک المشتکی وانت المستغاث وعلیک التکلان اور فرمایا انہزموا ورب محمد صلعم یعنے
بھاگے کفار قسم محمدؐ کے پروردگار کی پس نازل ہوے جبرئیلؑ اور بولے محمدؐ تلقین فرماتا ہے حضرت
پروردگار آج کے روز تمکو وہ کلمات جو تلقین کیا موسیٰؑ کو اس روز جس روز دریا شگافتہ ہوا بنی اسرائیل
کے لیے سو یہ آیہ اسی جگہ نازل ہوا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ولیبلی المؤمنین منہ بلاء حسنا ان اللہ
سمیع علیم اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ اُن سنگریزون کی آواز جو رسول خداؐ نے
لشکر کی طرف پھینکے ایسی معلوم ہوئی کہ گویا جس طرح آسمان سے ایک طشت مین ڈالے گئے اور اولاد اُن
لوگون کی جنکے باپ ہوازن کے لشکر مین تھے نقل کرتے تھے اپنے باپون سے کہ کہتے کہ جب محمدؐ نے
سنگریزے ہماری طرف پھینکے کوئی ہم سے نہ بچا جسکی آنکھہ مین نہ پڑی اور ہمارے دل تڑپنے لگے اور
قلق اور اضطراب ہوا اور ہمارے اوپر ایک ہیبت عظیم غالب ہوئی اور سُنی ہمنے ایسی آواز جس طرح
لوہے کو طشت مین پار کرتے ہون اور اسی وقت دیکھا ہمنے کہ آسمان سے سیاہ چیز پیدا ہوئی اور
ہمارے درمیان اور قوم کے پڑی نگاہ کرکے دیکھا تو چیونٹیان اُس صحرا کے درمیان منتشر ہوئین

اور تمام جنگل اُس سے بھر گیا ہے اور کہتے تھے کہ ہر پتھر اور درخت جو اُس جنگ گاہ کے درمیان تھا مخالفون کی نظر مین ہر ایک پر ایک سوار معلوم ہوتا تھا اور درمیان آسمان اور زمین کے تھے مردان سفید پوش دیکھے ابلق گھوڑون پر سوار کہ دونون شانون کے درمیان اُنھون نے علاقے رکھے ہوئے تھے اور ہمکو مجال اور طاقت اثبات کی تھی کہ اُنھون کی طرف نگاہ کر کے دیکھ سکین اور سعید بن جبیر سے آیا ہے کہ کہا حق تعالی نے اُس روز مدد کی اپنے پیغمبر کی پانچہزار فرشتون سے اور اُس جنگ کے تمام ہونیکے بعد ہوازن کہتے تھے کہان ہین وہ جو ابلق گھوڑون پر سوار تھے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ہمارے لوگ مارے نہین گئے مگر اُنکے ہاتھون سے اسجگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائک نے غزوۂ حنین کے درمیان بھی قتال کیا ہے جیسا کہ بدر کے درمیان اور قول یہ ہے کہ یہان نازل ہوئے تھے واسطے امداد اور اعانت کے اور قتال مخصوص ہے بدر سے یہ بات مشیت ہے پس اہل اسلام نے تلوارون کو غلاف سے نکالکر مخالفون پر ایسے ٹوٹے جس طرح ستارے ٹوٹین آسمان سے اور دشمنون کو شکست دی اور ہوازن اتنی دیر بھی نہ ٹھہر سکے جتنی دیر مین دودھ جاری ہو اونٹنی کا اور بھاگ گئے واللہ اعلم والحمد للہ۔
شیبہ بن عثمان حجبی سے روایت کرتے ہین کہ کہا جس وقت پیغمبر خدا کے ہمراہ ایک جماعت قریش کی حنین کی طرف باہر آئی مین بھی تھا اور مقصود میرا یہ تھا کہ اگر قابو کچھ بھی پاؤن تو پیغمبر کو قتل کرون اور وہ کینہ جو میرے باپ اور بھائی اُحد کے روز مارے گئے میرے دل مین تھا سو یہی نیت تھی میری کہ وہ کینہ نکالون اور یہ نیت تھی اگر تمام لوگ پیغمبر کے مطیع ہون تو مین نہون اس قصد سے اُس جناب کے پیچھے مین آیا اور چاہا مینے کہ اُس پر تلوار چلاؤن یکایک دیکھا مینے ایک زبانہ آتش کا درمیان میرے اور اُس جناب کے بجلی کی طرح پیدا ہوا اور نزدیک تھا کہ مجھے وہ آگ کی لپٹ جلاوے کہ پیغمبر نے مجھے فرمایا اے شیبہ آگے آ مین آگے آیا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور کہا اے پروردگار اسے شیطان کی شر سے اپنی پناہ مین رکھ پس حق تعالی نے اُس داعیہ کو میرے دل سے دور کیا اور قسم خدا کی کہ وہ سرور اُسی ساعت مجھے زیادہ دوست تھا آنکھون سے میری اور کانون سے پس فرمایا جا کفار سے مقاتلہ کر پس حضرت صلعم کے آگے چلتا تھا مین اور کفار سے جنگ کرتا تھا اور قسم خدا کی اگر اُس ساعت میرا باپ جیتا ہوتا تو یقین تھا کہ مین اُسے تلوار سے مارتا پس کفار بھاگ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے کی طرف مراجعت کی

کتنا یہ جمال باکمال کے مطالعے سے مشرف ہوں فرمایا ای شیبہ جو کچھ خدا تعالے نے تجھ سے چاہا بہتر تھا اُس سے جو تو نے اپنی ذات کے واسطے چاہا اور جو کچھ میرے دل کا بھید تھا سو اُس جناب نے ظاہر کیا میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ بعد اسکے کہا میں نے کہ یا رسول اللہ استغفرلی یعنے طلب مغفرت کرتا ہوں میں تجھ سے فرمایا غفر اللہ لک یعنے بخشے تجھے خدا ای شیبہ ظاہر ہے کہ سیاق حدیث دلالت کرتا ہی اور یہ بات کے کہ ایمان شیبہ کے دل میں اسی تصرف سے جو حضرت نے اُس سے کیا آیا تھا کہ باعث ہوا کنارہ کرنے قتال پر لیکن تلفظ شہادت یعنے پڑھنا شہادت کا یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا اس سے ظہور میں نہیں آیا تھا اور اب مشرف ہوا شہادت سے پس ای حدیث میں دلیل ہی اور یہ بات کے کہ حقیقت ایمان رہنا تصدیق قلبی ہی یعنے یہ کہ دل سے کہے کہ خدا ایک ہی اور محمد برحق اور اقرار بلسان یعنے زبان سے کہنا اسکا زائد ہی واسطے جاری کرنے احکام ایمان کے پس جب وہ بھی حاصل ہوا یعنے اقرار بلسان ایمان کامل ہوا مترجم کہتا ہی بہتر تصدیق بالقلب ہی اور اقرار بلسان فرع اسکا جہاں اصل پائی جاوے فرع کی کیا حاجت ہی خود بخود موجود ہی اور جہاں فرع پائی جاوے اور اصل نہو اوسکا کیا اعتبار مثلاً کوئی ہندو ہمارے سامنے زبان سے اقرار اور دل میں اوسکے بوے ایمان نہو تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے وہ مسلمان نہوگا بلکہ کافر کا کافر ہی رہیگا گو بسبب ظاہر مسلمان ہوا ہو اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ براء بن عازب سے پوچھا کہ آیا تم بھاگے حنین کے روز کہا اُس نے ہاں لیکن نہیں بھاگا رسول خدا اور مرکز استقامت پر ثابت اور مستقیم تھا اور جب ہمنے حملہ کیا گروہ ہوازن پر متفرق ہوئے پس آگے ہم واسطے متاع انکے لینے لوٹنے لگے واسطے پس گھیرا انھوں نے ہمکو اور تیر باران کیا ہمکو سہام سے سہام تیر کو کہتے ہیں اور حصے کو بھی کیا خوب واقع ہوا ہی یہ لفظ سہام غنیمت کے موقع میں مرصع اشارت کی براء بن عازب نے اس سے کہ یہ بلا ہمارے اوپر بھاگنے کی اور پریشانی ہماری اہی تقصیر سے ہمارے اور آئی کہ ہم جھکے حطام دنیوی کیطرف جس طرح غزوہ احد کے درمیان اور کہا براء نے لیکن رسول خدا اپنے بغلہ بیضا پر سوار تھے اور کہتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اور جاتے نہیں اُس جناب پر قرار اور ہرگز کسی مقام میں فرار اور انہزام نہیں کیا اور خود فرار کیا صورت رکھتا ہی کہ ساتھ اُس شجاعت کے اور حضرت صلعم

حق کے ایسے مضبوط وعدے کے ہوتے متزلزل ہون اور فرار کرین نعوذ باللہ اور اجماع اوپر
عدم جواز اعتقاد انہزام کے یعنی علما متفق ہین اسبات پر کہ سرور عالم ہرگز نہین فراری ہوے اور
قاضی عیاض نے شفا کے درمیان نقل کی ہی ابن مرابط مالکی سے کہ جو کوئی کہے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرار کیا اُس سے توبہ دلانا اگر توبہ کرے تو بہتر اور نہین تو اُسے قتل کرنا اور کہا اُسنے کہ
علامہ بساطی نے کہا ہی کہ اگر قائل اِس توبہ کا مخالف ہی بیچ اصل مخالف کے کہ وہ بیچ حق اُنکی کے واقع
ہو یعنی جو شخص کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیوے اسکا حکم اور جو شخص کہ اعتقاد رکھے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیوے اسکا حکم اور جو شخص کہ اعتقاد رکھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بھاگے اور بعد اُسکے توبہ کیا اُس شخص نے اگر یہ دو حکم مخالف ہین تو ایکو کہ رکھتا ہی اور اگر ان دونونکا
حکم موافق ہی کہ توبہ کیا قبول نہین کیے جاتے تو کل ہی یہ قایل یعنی بولنے والا اسبات کا کہ حضرتؐ
معاذ اللہ فراری ہوے مخالف ہی توبہ کا یعنی توبہ نہین کرتا اس کہنے سے اصل مسئلہ کے درمیان جو
حکم ساب ہی تو ایک وجہ رکھتا ہی اور اگر موافق ہی کہ ساب نہین قبول کیا جاتا تو توبہ اسکی مشکل ہے
اور اِس مسئلے مین اختلاف ہی عالمون کا کہ توبہ حضرتؐ کے ساب سے مقبول ہی یا نہین اور قتیل
اُسکا یعنی جو ساب پر مارا جاے سو بجہت ارتداد ہے یعنی مرتد ہنے سے مارا گیا ہی یا بطریق
تعزیر کے فصل روایت کرتے ہین کہ اس غزوے مین چار شخص اہل اسلام سے شہادت کو پہونچے
ایک اُنھون سے ایمن بن ام ایمن تھا بھائی اسامہ بن زید کا مان کیطرف سے یعنی مان جایا
بھائی تھا دوسرے باپ سے اور تھا وہ رضؓ خادم حضرتؐ کا اور ذکر اُسکا آخر کتاب مین خادمونکے
ذکر مین آویگا اور ستر آدمی اہل شرک سے مارے گئے اور جہنم کے مقیم ہوے اور بہت اُس
گروہ سے ربقہ اسلام کے درمیان داخل ہوے اور باقی بھاگ گئے اور وے تین قسم ہوے
ایک گروہ انھون سے مالک بن عوف کے ساتھ طائف کے حصن مین گئے اور ایک فرقہ بطن نخلہ
کیطرف بھاگا اور ایک جماعت اُنسے اپنے حال کی محافظت کے واسطے جو اوطاس مین تھا
دوڑے اور اہل اسلام اُنکے پیچھے پڑے اور قتل کرنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا من قتل قتیلا فلہ سلبہ یعنی جو کوئی قتل کرے قتل کیے ہوے کے تئین پس واسطے اُسکے
ہی سلب اُسکا یعنی ساز و سامان اُسکا مترجم کہتا ہی اُس مین ایک فائدہ بیان کرتا ہون

کردی بھگوڑے ہنوز زندہ تھے پس طرح ہو یہ بات کہ جو کوئی مار ڈالے مرے ہوے کو پس اسباب اُسکا وہ لے جواب اُسکا یہ ہے کہ اگرچہ وے جیتے ہوے تھے لیکن حکم قتیل مین تھے کہ واجب القتل تھے اور بی زور جسطرح بند ہوا ہو یعنے جیتے جی مرے ہوے تھے جو چاہے سر اُنکا کاٹ ڈالے اور ایک روایت میں یہ کہ جو کوئی قتل کرے اور اُسپر گواہ گذرانے تب اُس قتیل کا سلب اُس قاتل کو ملیگا اور سلب نام ہے سلاح کا اور کپڑے کا اور مرکب قتیل کا اور سوا اُسکے جو کچھ اُسکے پاس ہو اس سب کے تئین سلب کہتے ہین اہل شرع کے لوگ اور اُس بہاڑ سے گذرے اور یہ اُسکا سلب سلاح اور ثیاب اور دابہ وغیرہ جو پاوے سو اُسکا مالک ہے اور ابو قتادہ انصاری نے اُس روز ایک کافر کو مارا تھا اور سلب اُسکا دوسرے کسی مرد کے ہاتھ لگا تھا ابو قتادہ نے حضرت کے حضور آکر صورت حال عرض کی اُس مرد نے کہا سلب اُس کافر کا میرے ہاتھ مین ہے ابو قتادہ کو راضی کر دیا رسول اللہ مجھ سے تاکہ وہ اُس قتیل کا سلب مجھے چھوڑ دیوے ابو بکر صدیق نے کہا قسم خدا کی کہ جس شیر نے خدا کے شیرون سے راہ خدا مین مقاتلہ کیا ہو رسول خدا اُسے محروم نہ کرینگے اور سلب جو حق اُس جوان مرد کا ہے تجھے دلا دین حضرت نے فرمایا سچ کہتے ہین ابو بکر اُسکے قتیل کا سلب تو اُسے دے پس ابو قتادہ نے زرہ اُسکی بیچکر اُسکے بہا سے ایک عورت پر ہوا جو ماری گئی تھی اور لوگون نے اُسپر اژدحام کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اژدحام کیا ہے عرض ہوئی کہ ایک عورت ہے کفار سے جسے خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضرت نے ایک آدمی خالد کے پاس بھجوایا کہ کہہ رسول خدا نہی کرتے ہین کہ عورت ہو یا لڑکا ہو یا اجیر ہو اُنکو قتل کرنے سے اور شاید کہ یہ اول تشریع تھا اسباب مین اور خالد کو اُس سے آگے معلوم نہ تھا بعد اُسکے ابو عامر اشعری کو جو ابو موسی اشعری کا چچا تھا ساتھ ایک جماعت کے کہ زبیر بن عوام اور ابو موسی اشعری اور سلمہ بن الاکوع انہین تھے حضرت نے اُن بھگوڑون کے پیچھے اوطاس کی طرف بھجوایا اور اہل اسلام نے منزلون کے کاٹنے کے بعد مخالفون کو پہونچے کے بعد محاربہ اور مقاتلہ کیا اور درید بن الصمہ جو پیر کہنہ سال تھا اور سردار اُس قوم کا سابق گذرا زبیر بن عوام کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور ابو عامر بھی جو امیر اس سریہ کا تھا شہادت کو پہونچا اور کیفیت اُسکے شہید ہونے کی مختلف روایتون سے وارد ہوئی ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اثنائے جنگ مین ایک مرد تھا بنی جشم سے کہ اُسنے ایک تیر ابو عامر کے زانو پر مارا ایسا

کہ اسکے زانو مین جا گیر ہوا اور ابو موسیٰ اس جشمی ملعون کے پیچھے روانہ ہوا اور اسے پایا اور قتل کیا اور چاہا کہ تیر
ابو عامر کے گھٹنے سے کھینچے جب کھینچا بہت سا لہو اس سے جاری ہوا اور ابو عامر اپنی حیات سے بے توقع
ہوکر بولا اے میرے بھائی کے بیٹے میرا اسلام پیغمبر خدا کو پہونچا اور اس جناب سے التماس کر کہ میرے
واسطے طلب آمرزش کرین کہتا ہے وہ کہ سرداری لشکر کی ابو عامر نے مجھے سونپے اور حق تعالے
نے میرے ہاتھ سے فتح میسر کی حضرتؐ کے نزدیک مین پہونچا تب حضرتؐ گئے محل مین مین گیا دیکھا
مین نے کہ ایک بوریا ہے جو کھجور کی کھال سے بنا ہوا ہے حضرت اسپر لیٹے ہوے ہین اور اسکی سختی
نے بدن مبارک مین اثر کیا یعنے اس بوریے کے نشان بدن مطہر مین پڑے ہین پس مین نے
قصہ ابو عامر کا اور سندیسا اسکا معروض کیا پس پیغمبر خدا نے پانی طلب کیا اور وضو کرکے دو رکعت
نماز پڑھی بعد اسکے دست مبارک اٹھائے یہانتک کہ سفیدی اس جنابؐ کی بغل مطہر کے تحت کی
نظر پڑی یہ دعا کی اللھم اغفر لابی عامر واجعلہ من اعلی امتی فی الجنۃ یعنے یا الٰہی مغفرت کر ابو عامر کی اور
گردان اسے برتر میری امت سے جنت مین مین نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے واسطے بھی طلب
آمرزش کرو حضرتؐ نے دعا کی اللھم اغفر لعبد اللہ بن قیس وادخلہ یوم مدخلا کریما یعنے اللہ بخش
واسطے میرے عبد اللہ بن قیس اور داخل کر اسکو قیامت کا روز داخل کرنا ایسا داخل کرنا کہ کریم
یعنے جنت مین عبد اللہ نام ابو موسیٰ اشعری کا ہے اور قیس نام اسکے باپ کا اور حدیث کے
درمیان مستحب ہونا وضو کا اور نماز کا ہے پیشتر از دعا اور غنیمت پانا وقت شریف کا بزرگون سے
اور طلب دعا انھون سے اسوقت کے درمیان اور اہتمام طالب دعا مین واسطے آمرزش کے کہ
اصل اور عمدہ دعاؤن کا یہی ہے انھون سے اور حضرتؐ نے امر کی کہ حنین کے غنیمتون کے تئین
درمیان جعرانہ کے جمع کرو اور مضبوط اور محفوظ رکھو تاکہ فرصت کے وقت تقسیم کی جاوے جعرانہ
بروزن فرستادہ نام ہے ایک موضع کا اوطاس اور حنین اسکے قریب ہے ایک مرحلہ تا حاصلکلام مختصر
سے حضرتؐ نے وہان تشریف لا کر غنیمتون کو تقسیم کیا حنین کے اور پندرہ سولہ روز وہان اقامت
کی اور جعرانہ نام تھا ایک عورت کا یہ موضع اسکے نام پر مشہور ہوا ہے وہان سے حضرتؐ نے
شبانہ مکے مین آکر یعنے راتون رات آکر عمرہ ادا کیا جیسا کہ ذکر اسکا آوے گا اور منادی کو
فرمایا کہ یعنے ندا کرنے والے کو کہ یہ ندا کرے کہ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقیل یعنے

جو شخص ایمان رکھتا ہی خدا سے اور روز آخرت سے پس چاہیے کہ غلول نکرے غلول یعنی خیانت کرنا غنیمت مین
پس ہر ایک اصحاب نے جو کچھ کہ غنیمت سے اُٹھایا تھا پھر لائے یہانتک کہ عقیل بن ابو طالب نے ایک
سوئی اُٹھائی تھی اور اپنی زوجہ کے لیے لائے تھے تاکہ پوشاک اپنی اُس سے سیوین اور جب عقیل نے
اُس منادی کی خبر سُنی اُس سوزن کو اپنی زوجہ سے پھیر لیکر داخل غنیمت کیا اور غنایم حنین کی بہت
تھے کہ ہرگز کسی غزوے مین اور سریہ مین ایسے بلکہ قریب اسکے ہاتھ نہین چڑھے تھے اور سبایا کے
درمیان حکم کیا پیغمبر صلعم نے اسیر عورتون کے باب مین کہ وطی نہ کیجاوین جو حاملہ ہون یہانتک کہ وضع حمل نہو اور
غیر حمل والیان جب تک ایک حیض نلاوین روایت کرتے ہین کہ سبایا کے درمیان ایک عورت تھی
شیما بنت حارث بن عبد العزی نام رکھتی تھی ایک شخص نے اصحاب سے ساتھ اُسکے عنف کیا وہ بولی
بہن ہمشیر تیرے صاحب کی ہون یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس وہ شخص اُسکو حضور مین لایا بولی
یا محمد تمہاری رضاعی بہن ہون حضرت صلعم نے فرمایا کچھ نشانی اسبات پر رکھتی ہو پس اُس عورت نے
بعضی کیفیتون کو حضرت صلعم کو یاد دلائین کہ اُس جناب نے قبول کیا پس اپنی ردائے مبارک اُسکے
واسطے بچھائی اور اُسکو اُسپر بٹھائی اور آنسو رخسار مبارک پر آنکھون سے ٹپکے حضرت صلعم نے حلیمہ اور
اُن کی قوم کا احوال پوچھا جواب دیا کہ انہون نے دنیا سے رحلت کی بعد اُسکے حضرت صلعم نے فرمایا اگر
چاہے تو میرے پاس رہو کہ معزز اور مکرم رہوگی اور اگر چاہتی ہو تو اپنے دیار کو جاؤ تو کچھ انعام تمکو
عطا کرون پس اُسنے یہی شق ثانی اختیار کی یعنے دیس جانے کی بات حضرت صلعم نے اُسے ایک باندی اور
تین غلام اور بکریان عطا کرکے رخصت کیا اور شیما زیور ایمان سے مزین ہوکر اپنے دیار کو گئی اور بعضی
کتابون سے مفہوم ہوتا ہی کہ آنا شیما کا جعرانہ کے درمیان تھا جہان اموال کی تقسیم ہوتی تھی اور وجہ
درمیان ان دونون روایتون کے یہ ہوسکتا ہی کہ آیا ہو کہ حضرت جعرانہ سے رخصت کرتے وقت شیما کو فرمایا
کہ تو مراجعت کر اور اپنی قوم کے ساتھ جعرانہ کے درمیان اقامت کر مین طائف کو جاؤنگا اور
جعرانہ کے درمیان اسباب معیشت کا تیرے واسطے مہیا اور مرتب کرونگا اور جب حضرت
جعرانہ کے درمیان آئے شیما کو اور اُسکی قوم کو مواشی اور اموال بہت مرحمت کیا اور تونگر کیا
پس ایک راوی نے جو اُسکو پیش از جعرانہ دیکھا اُس سے روایت کیا اور جس راوی نے جعرانہ
مین دیکھا سو بیان کیا واللہ اعلم وصل جب مالک بن عوف ساتھ ایک جماعت مشرکون کے

ثقیف اور ہوازن سے جو حنین سے بھاگ کے طائف کی طرف گئے اور اسکے حصار کے درمیان متحصن ہوئے
اور محاربے اور شکست کھانے سے اول ہی انھون نے قلعداری کی استعداد ایک سال کی تھی اور اس حصار
مین دو متحصن ہوئے اور دروازون کو باندھا اور مداخل مخارج کے تئین یعنے نکال پیٹھال کو مضبوط
کرکے بیٹھے اور دل جنگ پر لگایا اور طائف بڑا ایک شہر ہے دو مرحلے ہین یا تین مرحلے پر مکے سے
اور عرفات کی راہ سے اور وادی نعمان کے رستے سے کہ راہ پہاڑ کی ہے رات بسے جاتے ہین
کثیر الاعناب والفواکہ یعنے اسمین عناب اور میوے بہت ہوتے ہین یہ وہی موضع ہے جسے اہل عجم
حجاز کہتے ہین اسکے میوے اور ہوا بہتر ہے اور خوش حجاز نام ولایت کا ہے یعنے ملک کا جس طرح
پچھم پورب اسی طرح طائف بھی ہے شہر ہے حجاز کے شہرون سے اخبار مین آیا ہے کہ جبرئیل نے اوس
بستان کو کہ اصحاب صریم سے تھا جسکا قصہ نون والقلم کے سورے مین مذکور ہے زمین سے الگ
اکھاڑا اور مکے مین لائے اور کعبے کے طواف کیا اسوقت قایم کیا اسکو اسجگہ جہان طائف ہے اس
علاقے سے اسکا نام طائف رکھا گیا اور اس سے آگے وہ بستان صنعا کی نواحی مین تھا اور اس زمین کو
جسکے درمیان طائف ہے وج کہتے ہین بروزن فج اور بعض روایتون مین اطلاق حرم واقع ہوا ہے یعنے
کہا یا جانا حرم کا اور بعضے عالمون کی مثنوی درمیان نظم کیا کہ وحرم الہادی ووج الطائف حرام والجزاء
النفی بحرم لفظ ہادی سے مدینہ مشرفہ ارادہ کیا ہے اور وج سے طائف اسی زمین کے تئین مراد رکھکر
کہتا ہے کہ مدینہ اور وج حرم ہین باعتبار تعظیم اور احترام لیکن سوا اسکے کہ جزا نہین ہے مدینے مین
جیسا کہ جزا ہے مکے مین ہے یعنے اسبات کے متواتر اور ثابت ہے دوسری جیسا کہ حرم کے درمیان مکہ ہے
اور حنفی کا مذہب یہی ہے آیا بر سر قصہ جب کیفیت حال مین مالک بن عوف کے بندوبست کرنے
کی سرور عالم ص کو پہونچی تب عزیمت اس قلعے کے فتح کرنے پر مصمم کی اور خالد بن ولید کو ہزار مرد
سے لشکر کا مقدمہ فرمایا اور راہ مین جو گذر ایک موضع پر ہوا جسکو لیہ بروزن دیہ کہتے ہین نام ہے
ایک جگہ کا اور ایک قصر تھا مالک بن عوف نذری کا حضرت ص نے فرمایا کہ اس قصر کو ویران
کرو اور جلاؤ حکم کے موافق اسے توڑ کر جلایا اور آثار شرک کو جڑ سے اکھاڑا اور لاید یعنے ضرور
کہ درمیان اس قصر کے بت بھی ہونگے اور طائف کے متوجہ ہونے سے اول حضرت ص نے طفیل
بن عمر دوسی کو ذی الکفین کے بتخانے کو ایک بت اوسمین تھا خشب کا یعنے لکڑی کا بھجوایا کہ اسکے منہدم کرو

یعنے اے ذی الکفین نہیں ہوں میں تیری پرستش کرنے والوں سے میلادنا اقدم من میلادک یعنے ولادت ہماری
یعنے مسلمانوں کی قدیم ہے تیری ولادت سے یعنے مشرکوں نے تجھے لکڑی سے چھیل کر بنایا ہے اور اور
ہمکو خدا عز وجل نے پیدا کیا ہے انی حشیت النار فی فوادک یعنے تحقیق کہ روشن کی ہے آگ میں نے
تیرے دل کے درمیان یعنے جلایا میں نے تجھے اور طفیل نے اس خدمت کو بجا لاکر ساتھ بعض اپنی
قوم کے جنھوں نے اُس سے موافقت کی تھی آکر سرور عالم سے ملحق ہوا اور یعنے آلات اور اسباب قلعے
کے فتح کرنے کے اور اسکے نقب مارنے کے بھی ہمراہ اپنے لایا تین مصرع واقع ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ مصرع رابع رہ گیا ہے یا در اصل تین مصرع ہی اُسنے کہے ہوں اور اُسکے تین قافیے عبادکا میلادکا
فوادکا در اصل عبادک میلادک فوادک تھے کاف آئین واسطے خطاب کے ہے اور الف اشباع کا ہے
الف اشباع اُسے کہتے ہیں جو فتحے کی درازی سے پیدا ہو جوہر لفظ نہیں بلکہ عرض ہے فافہم اور
جب لشکر اسلام نے طائف کے قلعے کے نیچے آکر نزول کیا اہل قلعہ نے ایک عظیم تیرباران لیا اور بہت سے
اسلامی زخمی ہو گئے اور بعضے شہید ہوئے اور ہوازن تیراندازی کے فن میں بہت ماہر تھے میں حکم کیا کہ
لشکر مومنین اُس جگہ سے کوچ کرکے اوس بلندی پر جہاں اب مسجد طائف ہے اوتریں اور اُس غزوے
کے درمیان امہات مومنین زینب اور ام سلمہ ہمراہ تھیں اُن کے واسطے دو خیمے مرتب کیے گئے
اور اصحاب کو حکم ہوا کہ اُس قوم کے اشجار میووں کے تھے قطع کریں کہ سبب نگونساری ہو اُس
گروہ کا اہل طائف جب اس بات پر خبردار ہوئے درخواست کرنے لگے اور زبان تضرع اور زاری
میں کھولی کہ واسطے خدا کے اور رعایت رحم کے واسطے ان درختوں کا کاٹنا موقوف کرو پس حضرت
نے فرمایا انی ادعها لله والرحم یعنے تحقیق کہ میں چھوڑ دیتا ہوں اُن درختوں کو واسطے خدا کے اور واسطے
رحم کے اور اسجگہ میں بھی جو مدت اقامت میں اٹھارہ روز اور ایک سے پندرہ روز اور ایک روایت
میں چالیس روز محاصرہ کیا بہت بڑی جنگ واقع ہوئی اور منجنیق رکھے گئے اسلام کے درمیان اور
اسباب اور آلات اُس منجنیق کے طفیل بن عمرو دوسے جسوقت پھر آ سریہ ذی الکفین سے ساتھ
لایا تھا الیس باری گئی کفار سے ایک جماعت اور ایک جمع کثیر اصحاب سے مجروح ہوئے اور بارہ[12]
مرد شہادت کو پہونچے چار انصار سے اور سات قریش سے اور ایک قبیلہ بنی لیس سے ایک اُس
شہیدوں کے درمیان عبداللہ تھا بیٹا صدیق اکبر کا اس بارہ میں بعضوں نے کہا ہے کہ ابو محجن ثقفی نے

اسے ایک تیر مارا زخمی ہوا اور زخم بھر لا اور چنگا ہوا اور مدتوں کے بعد وہ زخم پھر بہا اور حضرت صدیق کی
وفات کے بعد صدیق اکبر کی خلافت میں دنیا سے گیا اُسی کی زحمت سے اور عبد اللہ بن ابی امیہ ام سلمہ
کا بھائی بھی اسی غزوے کے شہیدوں سے ہی اور مواہب لدنیہ میں حافظ زین الدین عراقی سے شرح
تقریب کے درمیان آیا ہی کہ اس غزوے میں اندھی ہوئی آنکھ ابوسفیان صخر بن حرب کے ہیں ذکر کیا ہی ابن
سعد نے کہ پیغمبر کے پاس آئے اور حال یہ کہ آنکھ کا ڈھیلا اُسکے ہاتھ میں تھا فرمایا یہ کیا زیادہ محبوب
ہی نزدیک آنکھ جو جنت میں ملے تجھے یا عالم کے درمیان کہ دیوے اللہ تعالے اسے تجھے آنکھ دنیا میں اُسنے عرض
کی کہ وہ آنکھ جو جنت میں مجھے ملے زیادہ محبوب ہی میرے نزدیک یہ کہکر آنکھ کو ہاتھ سے ڈالدیا اور معلول
ہوا اور اندھی کی اُسنے آنکھ اپنی یرموک کے روز زمان خلافت عمر رضہ کے اور وقت محاصرے کے ایام
میں جس میں ایک روز حضرت نے حکم کیا کہ ندا کرو کہ جو بندہ کہ حصار سے مسلمانوں کیطرف نیچے آوے سو آزاد
ہوگا بیس بیس آدمی کے قریب تھے طائف کی جماعت سے کسی بہانے سے قلعے سے نیچے آگئے اور انمیں سے ایک
نفیع تصغیر کے حارث بن حارث تھا کہ بکرہ کے درمیان سے اتر آیا تھا اور اسی جہت سے ملقب بہ ابی بکرہ ہوا
اور بہترین اصحاب اور مشاہیر صحابیوں سے ہوا حاصل یہ کہ بڑا مشہور اور مشہور صحابی ہوا پس حضرت نے
تمام اُن غلاموں کے تئیں آزاد کیا اور اُنکے رقبے کے تئیں رقبہ عبودیت سے مطلق گردانا مثل ہمنے
بقید ربقہ سے رقبہ گردن اور ہر ایک ملازم درگاہ کے تئیں سونپا کہ اُنکے کھانے پینے سے خبرگیران
رہیں اور بہت سی مدتوں کے بعد جب اہل طائف اسلام میں آئے تب اُنھوں نے التماس کی کہ ہمارے
غلاموں کو پھیر دو حضرت نے فرمایا اولئک عتقاء اللہ یعنے وے خدا کے آزاد کیے ہوئے ہیں [illegible]
غلامی کے عود نہ کرینگے اور ابوبکرہ کے نسب میں ایسا آیا ہی کہ نفیع بن حارث بن ثقفی نے کہا ہی کہ
نفیع بن مسروح بن کلدہ اور کہا ہی کہ وہ حارث بن کلدہ کا غلام تھا یا مسروح بن کلدہ کا جسنے اُسے آزاد
نہ کیا تھا اگر کہیں یعنے اعتراض کریں کہ یہ کیا تھا کہ اُنکے غلاموں کو اپنی طرف بلانا اور آزاد کرنا اور
پھر مسترد نکرنا اُنکے مالکوں کی طرف جواب اسکا یہ ہی کہ یہ دعوت تھی غلاموں کے تئیں طرف اہل
اسلام کے اور بشارت دینی طرف اطلاق کے اور اگر کفار کی جماعت کو دعوت کریں طرف
اسلام کے یعنے جو حر ہوں نہ عبد اور بشارت دیں دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی طرف تو جائز
ہی اسی طرح سے ان جماعت کو دعوت کی طرف اسلام کے پس جب آئے حکم تھا کم ہونے سے

غنیمت کی قسم سے ہوئے کیونکہ دشمن کی ملکیت تھی اور غلام ہوئے اور آزاد کیے گئے اور انھوں کو بطریق
غلبہ جو نہیں پکڑا تھا شاید غلام نہیں رہے ہونگے اور مراد آزادی سے اطلاق اور رہائی ہی اور اپنے
طور اور حال سے رہنا تھا پچھلے اوپر کی عبارت جو گذری اولئک عتقاء اللہ اشارت ایک کرتی ہے طرف
اسباب کے بہر تقدیر اس قوم کی ملکیت کی نفی انھوں سے کیا چاہیے یا کہ امر کیا ہو حضرت نے انکے لیے ان کے
مالکوں کو کہ انھیں آزاد کرو یعنی ان غلاموں کو اور گویا کہ یہ خدا عز وجل حرف تھا کہ اس راہ سے انھوں کو اس قوم کے قید سے
نکالا اور حقیقت میں جو یہ سب راجع ہیں طرف حکم الٰہی کے یعنے جو کچھ کرتے تھے حکم الٰہی سے کرتے تھے اور
راجع ہی طرف تفویض احکام حضرت رسالت کی طرف یعنے احکام سونپے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تو
کچھ محل اشکال اور استبعاد نہیں یعنے مشکل اور بعید نہیں واللہ اعلم اور روایت کرتے ہیں کہ طائف کی محاصرے
کے ایام میں علی مرتضےٰ کے ساتھ سے ایک جماعت اصحاب کے خدا کے حبیب کے فرمان سے اس دیار کے
گرد اگرد دین کے دشمنوں نے محاربہ اور مقاتلہ کیا اور دلاوری اور ثقیف اور ہوازن کے بتوں کو جو
اس نواحی میں تھے سب کو توڑ ڈالا اور آثار اور دیار مشرکوں کا خراب کیا اور حضرت کی طرف آئے چشم
مبارک سرور عالم کے چہرہ منور پر اس غازی میدان دین اور شہسوار یکتا کے پڑی تکبیر کی اور اور مہر
نبوت اور رسالت نے ساتھ اس مہر ولایت اور امامت کے ایک خلوت کی ہے وہ ساعت مبارک
کہ اجتماع سعدین اور التقائے نیرین ہے جنکے پرتو سے چشم جہان اور جہانیان پُر زمین و زمان منور ہے
سے جہان ان کے پرتو سے ہے کامیاب ۔ نبی آفتاب اور علی ماہتاب ۔ ایسے موقع میں ہوا
جہان غیر کو اصلا دخل نہوا جیسا کہ وارد ہے کہ سے درین بزم رہ نیست بیگانہ را ۔ اور بطریق راز
خفیہ گفتگو آپس میں بہت ہوئی اور حضرت مان گفتگو دراز ہوا اور امتداد کو پہونچا یعنے بہت دیر ہوئی جابر
کہتا ہی کہ تب صحابہ کہنے لگے کہ پیغمبر راز دور و دراز چچیرے بھائی سے بولتا ہی کہ دوسروں سے کبھی سے
نہیں کہتا حضرت نے فرمایا انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنے میں بھید نہیں کہتا علی سے لیکن خدا راز
کہتا ہی اس سے یعنے میں آپ سے اس سے بھید نہیں کہتا بلکہ مجھے خدا امر کرتا ہی کہ اس سے
راز کہوں میں سے مجھکو اس جا سے ہوا معلوم ای جامی وقار ۔ یعنے تو ہی راز دار مصطفےٰ اور کردگار
پایہ منصب تیرا درگاہ حق میں ہی رفیع ۔ رتبہ عالی ترا اعلیٰ ہی اعلیٰ بیشمار ۔ اور جب
پانچواں روز ہوا اور شوال کا اور ایک روایت سے چالیس روز محاصرے میں گذرے حکم رحیل جاری ہوا

یعنے بعض محبر خبرداشنے کوچ کا حکم کیا اور امر کیا کہ قلعے کے فتح کرنے پر مقید نہو دین اور یہان سے کوچ کرین یہ امر صحابیون پر شاق گذرا اور بولے واعجبا یعنے ای عجب ہم کوچ کرین اور فتح نہین کیا گیا طائف یہ کیا صورت ہی پس حضرت نے انکی تفریح کے قصد سے فرمایا کہ اگر چاہتے ہو تو بامداد کرو قتال پر تاکہ فتح حاصل ہو دوسرے روز اصحاب جنگ مین مشغول ہوے اور بہت سی جراحتین انکو پہونچین اور پشیمان ہوے اور بر سبیل امتثال امر حاکم ہوئی امتثال امر حکم اٹھا نا پس فرمایا حضرت نے

انا قافلون غداً ان شاء اللہ تعالیٰ یعنے ہم کوچ کرنے والے ہین کل فجر اگر چاہے خدا یہ بزرگ سنکر یاران خوشحال ہوے اور حب بار کرتے تھے یعنے اسباب لادتے تھے حضرت تبسم فرماتے تھے یعنے جب کہا کہ کوچ کرو نہ کیا اب آپ سے آپ اسباب پر آئے کہ یا رسول اللہ ثقیف کے تیرون نے ہمکو سوخت کیا انھون پر آپ دعاے بد کرین حضرت نے فرمایا الٰہی ہدایت کر تو انھون کو اور لا انکو اسلام پر میرے نزدیک اور روایت کرتے ہین کہ حضرت نے کہ جن دنون طائف کے قلعے کو محاصرہ کیا تھا ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑا سا قدح دودھ سے بھرا ہوا اُس جناب کے آگے دھرا ہے از انکہ تناول کرین ایک مرغ نے آکر اسمین چونچ ماری اور اوسے گرا دیا اس خواب کو حضرت نے ابو بکر صدیق سے جو فن تعبیر مین کامل تھے حکایت کی عرض کیا یا رسول اللہ یہ خواب بشیر ہے یعنے اشارت کرنے والا ہے اوپر اس بات کے کہ اس سال آپ کو اس قلعے کی فتح کی اجازت نہین ہی حضرت نے فرمایا سچ ہے مین نے بھی یہی تعبیر کی ہے اور کہتے ہین کہ سید عالم نے طائف کے امر مین نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورت کی اُسنے کہا یا رسول اللہ یہ جماعت مانند روباہ ہین سوراخ مین گھسے ہوے کہ اگر پاتے ہین اُنکو پکڑ لیتے ہین اور اگر چھوڑ دیتے ہین تو کچھ نقصان حضرت کو نہین پہونچا سکتے ہین اور اور جب عمر خطاب نے کوچ کی ندا کی اور لوگ مستعد کوچ پر ہوے اور مواہب کے درمیان شیخ محی الدین نووی سے مروی ہی کہ کہا ہی کہ قصد کیا حضرت نے شفقت اور رفق کے تئین اوپر اپنے اصحاب کے چلنا کرکے طائف سے اُس کی صعوبت کی ہیبت سے اور کفار شدت سے جو اُس مین تھے اور بھروسا اور تحصن انھون کا اپنے حصن سے یا یہ کہ اُس جناب کو معلوم تھا یا امیدوار تھے کہ فتح کرین اُسکو بعد اسکے بدون مشقت اور جس وقت اصحاب نے رغبت

اقامت کی اور کوشش کی بہر دو عالم نے قتال مین اور جب پہونچین انکو جراحتین اور پشیمان ہوے
اپنے کیے سے اور رجوع کی اُنھون نے طرف اُسکے جو کچھ قصد کیا تھا اُس جناب نے یعنے کوچ کرنے کا
پہلے از روے شفقت اور مہربانی کے پس خوشحال ہوے اُس سے جو کچھ کہ دیکھی اُنھون نے شفقت پس صواب
کی اُنھون نے چلنے پر پس تبسم کیا اُس جناب نے بسبب تعجب اُنکی عقل کے تغیر ہونے سے انتہی

اور امر کیا پیغمبر خدا نے اصحابؓ کو کہ کوچ کرنے وقت یہ بولین لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ

وہزم الاحزاب وحدہ اور جسوقت چل کھڑے ہوے اُسوقت فرمایا کہ یہ بولو ایبون عابدون لربنا
حامدون یہ کلمہ مسنون اور ماثور ہے وطن کیطرف مراجعت کرتے وقت پس دیکھو کہ کیا کرتے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت باہر آتے تھے واسطے جہاد کے طرف اعدا کے اور استعداد اصحابؓ کے جمع
کرنے مین اور لینا خیل کا یعنے گھوڑونکا اور گروہ کے معنی مین بھی آیا ہی اور سلاح جیسے احتیاج ہوتی
تھی آلات جہاد سے اور سفر سے پس خالی ہوتے تھے اُن سے یعنی اُن اسباب جنگ وغیرہ سے اور
سپرد کرتے تھے اپنے کامون کے تئین طرف اپنے مولی عز وجل کے مطابق اپنے قول کے آیبون

تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور ہزم الاحزاب
وحدہ سے اشارت اُس جنابؐ کی تمام اُن اسباب کی نفی کی طرف ہے یعنے واحد حقیقی نے دشمنون کو
ہزیمت دی سلاح وغیرہ سے کیا ہوتا ہی اور حقیقت یہی ہی کیونکہ انسان اور فعل انسان دونون
مخلوق اُس پروردگار کے ہین حق تعالی نے پیدا کیا اور تدبیر کی اور اعانت کی اور جاری کیا
کامون کے تئین جسکے ہاتھ سے چاہا اور اختیار کیا اُس خلاق نے خلق سے اپنے جو کچھ چاہا پس
سب صادر اُس سے ہین اور راجع طرف اُسکے اور اگر چاہتا وہ عز وعلا تو ہلاک کرتا اہل کفر کے
تئین بدون قتال کے ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلو بعضکم ببعض پس ثواب دنیا ہے صابرونکو اور شاکرون

کو وقال اللہ تعالی ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلو اخبارکم پس قرار جیسے کہ کراہت
پر امتثال یعنے فرمانبرداری دونون حالتون کے درمیان تعاطی اسباب مین بھی اور رجوع کرنے
مین طرف مولی کے اور سکون طرف اُسکے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے سیکھے
اسبابات کے تئین اول واسطے تادب کے یعنے با ادب ہونا ساتھ خدا تعالی کے اور واسطے اُمت
کی تشریع کے یعنے شرع کرنے کے واسطے اُمت کیلیے یعنے جو پیغمبر کرے اُمت بھی ایسا ہی قائم کرے

بعد اسکے رجوع کرتے اور سوتیتے کاموں کے تئین جناب احدیت کو اور ظاہر کرتا حضرت بے نیاز اور من جناب کے ہاتھ سے جو کچھ چاہتا ہے اپنی قدرت غالبہ اور حکمت غامضہ سے جو ذخیرہ کیا ہے اپنے حبیب کے واسطے واللہ اعلم بالصواب وصل جب حضرت نے طائف سے کوچ کر کے جعرانہ کے درمیان آئے جہاں حنین کی غنائم جمع کی گئی تھی اور وہ سب چھ ہزار بردے اور چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی اوقیہ نام چالیس درم کے وزن کا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کثرت بکریوں کی اسدرجے میں تھی کہ شمار میں نہ آئیں پس پیغمبر خدا نے دست نوال بذل اموال میں خلائق پر کھولا خصوصاً اُن لوگوں کو مولفۃ القلوب تھے کہ ہنوز نور ایمان جنکے دلوں میں قوت پذیر ہوا تھا حکم ہوا زید بن ثابت کے تئین لوگوں کے حاضر کرنے کا اسوقت بکریوں کو اور اونٹوں کو شمار کیا اور انھوں کو تقسیم کیا ہر مرد کے حصے میں چار شتر اور چالیس بکریاں جو کوئی پیادہ تھا اوسکا حصہ اور اگر سوار تھا اُسے بارہ اونٹ اور ایکسو بیس بکریاں حصے میں آئیں اور سہم سے زیادہ دینے حصہ ندیا اور جتنا کہ نقد جنس تھا سب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع کیا گیا تھا ابوسفیان بن حرب آیا اور بولا یا رسول اللہ آپ آجکے روز تمام قریش سے زیادہ مالدار ہیں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور بولا یا رسول اللہ اس مال سے کچھ مجھے عطا نہیں فرماتے حضرت نے بلال رضہ کو فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اُسکو انعام دے ابوسفیان بولا یا رسول اللہ میرے بیٹے یزید کو حصہ ایک دو یزید ابوسفیان کے بڑے بیٹے کا نام تھا اور یہ یزید بن معاویہ قاتل امام حسین کے تئین اُسکے چچا کے نام سے موسوم کیا تھا جو معاویہ کا بھائی تھا حضرت نے حکم کیا بلال رضہ نے موافق حکم کے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ نقرہ اُسکے بیٹے یزید کو بھی دیا پھر ابوسفیان بولا یا رسول اللہ میرے دوسرے بیٹے معاویہ کا بھی حصہ دو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ بھی اُسے دیے پس ابوسفیان بولا میرے باپ اور ماں فدا تمھارے یا رسول اللہ قسم خدا کی کہ آپ کریم ہیں کیا صلح میں اور کیا جنگ میں نہایت کرم اور مروت کی آپ نے خدا تعالی تمکو جزائے خیر دیوے اور اسیطرح حکیم بن حزام کو سو اونٹ عطا کیے اور ملاحظہ کیا کہ ہنوز رغبت زیادت کرتا ہے رکھتا ہے سو اونٹ اور بھی بخشے اور جماعت کثیر کہ عرب کے رئیسوں سے ہے مثل سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزی اور اسید بن جاریہ ثقفی اور حارث بن ہشام ابوجہل کا بھائی

اور قیس بن عدی اور اقرع بن حابس بن عدی اور اقرع بن حابس اور ایک جماعت کو مثل علا بن جاریہ
مخرمہ بن نوفل اور سعید بن یربوع او عثمان بن عمر عامری ان جماعتونکو پچاس پچاس اونٹ ہر ایک او رحمت
فرمائے اور عالمونکے درمیان یہ اختلاف ہی کہ یہ عطایا تمام مجموع غنایم سے تھی یا خمس سے ایک جماعت
اسبات پر ہین کہ خمس سے تھی اور ایک جماعت بولتے ہین کہ تمامی غنیمت مین سے یہ قول زیادہ ترجیح
رکھتا ہی القصہ بطولہا یعنے حاصل کلام اسکے طول سے تمام اموال نقود سے اور ابل سے اور غنم سے
تمام اہل مکہ وغیرہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کیا اور مشہور فرمایا یعنے جو ایمان لاے تھے
اور بعضے جنھون کے ایمان سست تھے بسبب حصول رضا اور خوشی کے ایک قوت پیدا کی اور
روایت کرتے ہین کہ انھین دنون کے درمیان گذر ہوا سرور عالم کا ایک شعب پر شعاب سے اور صفوان
ابن امیہ اس جناب کے ہمراہ تھا اور وہ شعب اونٹون سے اور بکریون سے اور چارپایون سے مملو تھی
یعنے پر صفوان گھور گھور کر انکی طرف دیکھتا تھا سرور عالم نے گوشۂ چشم سے اسکے نگاہ کی
فرمایا کہ یہ سب تجھے اچھے معلوم ہوتے ہین بولا اچھے لگتے ہین فرمایا ان سب اونٹونکو اور
چارپایون وغیرہ کو تجھے بخشے صفوان ان سبکو اسی وقت اپنے تصرف مین لایا واللہ مسامحت
نہین کسی شخص کے مانند اس عطا کے مگر ذات پیغمبر کی پس مسلمان ہوا اور داخل مؤلفۃ القلوب
ہوا اور بعضے نادانون سے عرب کے اس ضمن مین یعنے اسے عطا کرنے مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے رنج بھی اٹھائے اور فرمایا رحم اللہ موسی اوذی باکثر من ہذا فصبر اور عیینہ بن حصین اور
حابس بن اقرع کو سو سو اونٹ بخشے اور عباس بن مرداس کو سو اونٹ سے کم بخشے سو وہ غصہ کیا
اور ابیات تصنیف کئے کہ اتجعل نہبی ونہب العبید ❊ بین عیینہ والاقرع ❊ وماکنت دون امرء
منہما ❊ ومن تضع الیوم لا یرفع ❊ اس سے ایک یہ بیت ہی جو نحو کی کتابون مین غیر المنصرف مین مذکور
ہوتی ہی وماکان حصن ولا حابس ❊ یفوقان مرداس فی مجمع ❊ افتخار کرتا ہی عباس بن مرداس اپنے باپ
پر جو مرداس ہی پر حصن حابس کے کہ عیینہ اور اقرع کے باپ ہین اور جب یہ ابیات مسمع شریف مین حضرت کے
پہونچین پس فرمایا اقطعوا عنی لسانہ پس ابوبکر صدیق رض اسے تمام اونٹون مین لے گئے اور سو اونٹ
اسے دیے پس ہوا وہ زیادہ خوش سب لوگون سے پس فرمایا حضرت صلعم نے تو میری شان مین
شعر کہتا ہی پس وہ عذر کرنے لگا یعنے یہ کہ مین نے بد کہا اور بولا یا رسول اللہ میرے مان

باپ فدا ہون تجپر مین ایک ہب چیونٹی کے وہب کیطرح اپنی زبان مین پاتا ہون اور کاٹتی ہی میری ایڑیکے تئین
جسطرح چیونٹی کاٹتی ہو جبتک شعر نہ کہی مین بے اختیار ہون حضرت نے تبسم کیا اور کہا عرب ترک شعر نہین کر سکتے
کہا عباس نے جسطرح اونٹنی اپنے بچے کو نہین چھوڑ سکتی اور بعضے سیر کی کتابون مین آیا ہی کہ جب یہ شعر حضرت
نے سنے اُس سے فرمایا کہ یہ تو نے کہا ہی اتجعل نہبی ونہب العبید بین الاقرع وعیینہ ابوبکر صدیق رضنے جب اُسکو
مقفی اور موزون نہ دیکھا کہا یا رسول اللہ بین العیینہ والاقرع جو فرمایا خواہ اسطرح ہو خواہ اُس طرح
دونون معنی ایک ہین صدیق اکبر نے عرض کی کہ گواہی دیتا ہون مین یا رسول اللہ کہ تم شاعر نہین ہو
اور سزاوار نہین پیغمبر کو شعر کہنا جیسا کہ حضرت حق نے فرمایا ہی وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یعنی نہین
سکھایا ہمنے شعر گوئی پیغمبر کو اور نہین لائق واسطے اُسکے اور ہم سمجھ گئے ہین جو بعضون نے کہا ہی کہ موزون
پڑھنا شعر کا حضرت کو میسر نتھا اور فرق درمیان موزون اور ناموزون کے نہین کرتے تھے سبحان اللہ القصہ
بطولہا خاص وعام کے تئین عطا اور انعام سے شامل فرمایا اور خلائق کے ظاہر اور باطن کے تئین
محظوظ اور معمور گردانا خصوصاً اہل مکہ کے تئین جو مولفۃ القلوب وغیرہ سے تھے زیادہ حد اور حصر سے
بخشش کی مگر انصار کے تئین جو مخلصان درگاہ بیگاہ منزہ اور متبرک ہون یا معاف اور محروم رکھا
مانند ان بخششون کے اُنکے حق مین نہوئی کہتے ہین کہ اس بات سے انصار دلگیر ہوئے اور زبان شکوہ
کہ پیغمبر خدا نے قریش سے جو ہنوز حسد ونفاق کی باس اُن مین مہکتی ہی اور تمامی قبائل عرب
کے تئین جنہون نے خدا کی راہ مین رنج اور محنت نہین کھینچے ایسا کچھ بخشے ہین اور ہمکو محروم
اور متروک رکھتے ہین اور حال یہ کہ ہماری تلوارون سے ہنوز کفار کا خون نہین خشک ہوا
جب یہ حکایت سمع شریف مین پہونچی تب آنحضرت نے اُنکو حضور مین طلب کیا ایک خیمے کے درمیان آپ
بیٹھے ہوئے تھے اُنکو بٹھایا اور سوا اُنکے کسیکو آنیکا حکم نکیا کہ اندر آوے پس فرمایا اے گروہ انصار
کیسی بات ہی جو مجھے پہونچی تمسے یہ باتین کہی ہین یا نہین انہون نے عرض کی یا رسول اللہ لیکن
ہمارے رئیسون اور اکابر نے پس جانتا کوئی اگر بولی ہی یہ بات لیکن جو ادنی ہے اور نوجوان لوگ کے
ہم ضامن نہین ہین شاید کہ بولے ہونگے اور انکی زبان پر ایسی باتین گذری ہونگی پس
فرمایا حضرت نے کیا تمنے نہین پایا تمکو کافر اور گمراہ پس بخشا تمکو خدا تعالی نے ایمان تمہارے کو
میری ذات کے سبب سے ہوئے ایمان اور ہدایت کیطرف راہ راست کے جو نعمت عظیمہ ہی اور

بہترین عطا ہو اور آگے اس سے جب میں آیا درمیان تمھارے تم دشمن تھے ایک دوسرے کے پس الفت عطا کی اللہ تعالی نے درمیان تمھارے اور حضرتؐ کے آنے سے اول انصار آپس میں نہایت جنگ و جدل رکھتے تھے اور اوس اور خزرج دو قبیلے ہیں کہ ایک سو بیس برس سے آپس میں جنگ رکھتے تھے جیسا کہ فرمایا ہے حضرت حقتعالی نے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور غنی گردانا اللہ تعالی نے تمکو غنیمتوں سے اور برکت تمھارے مالوں میں اور اولاد تمھاری میری ذات کے سبب سے ہوئی درمیان وجود کے آئی قولہ تعالی واثابہم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الی آخرہ الآیۃ وغیر ذلک من الآیات اور جو نعمت کہ پروردگار تعالی نے اس جناب کے سبب سے انصار کو ارزانی رکھی حضرتؐ نے ذکر کیا اسکا انصار خاموش تھے پس فرمایا حضرتؐ نے کیوں مجھے جواب نہیں دیتے تم انصار یوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ فدا ہوں تمہیں کیا جواب دیویں ہم واحد المنۃ و رسولہ فضل اور احسان آپکا ہمارے اوپر فراوان ہے پس فرمایا اُن حضرتؐ نے کہ اگر چاہو تو کہو تم کہ اُس بات میں صادق اور مصدق ہو تم یہ کہ تو ہماری طرف آیا جس حالت میں کہ تیری قوم نے تیری تکذیب کی اور ہم تیری تصدیق کرتے تھے اور کوئی تیری پروا نہیں کرتا تھا اور نصرت نہیں دیتا تھا تجھے اور ہمنے نصرت اور اعانت کی تیری اور تو نکلا ہوا اور باہر نکالا ہوا تھا اپنے دیار سے ہمنے تجھے جگہ دی اور فقیر اور درویش تھا تو ہمنے مواسات اور جوانمردی اور خدمت تیری کی اور خائف تھا یعنے خوف کرنے والا اور ہمنے تجھے امین یعنے بیغم گردانا جب یہ باتیں انصار نے حضرتؐ سے بطریق انصاف اور تواضع اور شکر گذاری حضرت باری کی سنیں بولے بلکہ خدا اور رسول خدا ہمارے اوپر منت اور احسان ہے یا رسول اللہ اگر وجود باجود آپ کا درمیان ہمارے نہ ہوتا تو کیا فرق ہوتا درمیان ہمارے اور دوسروں کے ہم آپ سے معزز اور منفرد اور سرفراز ہوئے ہیں اور دنیا اور آخرت میں ہم معزز اور مکرم ہوئے ہم کیا چیز ہیں اور کون ہیں ہم سب خوبی ہماری آپ سے ہے اور آپ کے طفیل سے ہم راضی ہیں خدا سے اور رسول خدا سے نظر ہماری آپ کی متابعت ہے متاع دنیا پر نہیں ع چو تو داریم ہمہ داریم ہمہ اور انصار سے جو دیرینہ تھے اور بزرگوں سے رونے لگے اور حضرتؐ کی دست بوسی اور زانو بوسی سے سرفراز ہوئے بعد اُسکے سرور عالم نے انصار کی تسلی کے واسطے اور عذر خاص کرنا قریش کا ساتھہ عطایا اور نعمت دنیاوی کے فرمایا کہ قریش قریب العہد جاہلیت

سے اور مصیبتین ہو پہنچیں اُنھون کو اور میں نے چاہا کہ سبب اس مال کے اور عطا کے اُنکی مصیبتون کا جبر کرون یعنے بدلا پہونچاؤن نعمت اور ثروت سے اور اُنھون کے دلونکو الفت دون طرف ایمان کے اور قبول اسلام کی جانب اور فرمایا کہ جعیل بن سراقہ ضمیری جو فقراے اصحاب صفہ سے اور اکثر غزوات مین پیغمبر ہمراہ تھا اُسے مین نے اس غنائم سے کچھ نہین دیا اور ہر ایک عیینہ اور اقرع کے تئین مین نے سو سو اونٹ دیے کیونکہ مجھ اعتماد رکھتا ہون کہ وہ ایمان اور اخلاص پر رہیگا اور اے گروہ انصار مگر راضی نہین ہو تم کہ دوسرے لوگ ساتھہ اونٹون کے اور بکریون کے اپنے گھرونکی طرف پھرین اور تم ساتھہ خدا اور رسول خدا کے اپنے گھر و نکو پھرو قسم خدا کی جس چیز کے ساتھہ تم مراجعت کرتے ہو بہتر اُس چیز سے جو کہ لیکر مراجعت کرتے ہین اور فرمایا اے گروہ انصار تم غصہ کیواسطے ہو کہ مین مال مولفۃ القلوب کو دیتا ہون اور تمکو تمہارے ایمان پر چھوڑتا ہون اور کمال اخلاص پر تمہارے اعتماد کرتا ہون اور فرمایا کہ اگر لوگ کسی وادی اور شعب مین سلوک کرین یعنے چلین انصار کے وادی اور شعب مین سلوک کرون لوگ سب دثار ہین اور انصار شعار ہین دثار باہر کی پوشاک کو کہتے ہین مثل چادر وغیرہ اور شعار پوشاک اندرونی کو کہتے ہین جو بدن سے پیوستہ اور چسپیدہ ہو اور ایک جگہ یون واقع ہوا ہی کہ فرمایا کہ انصار میرے کرش ہین اور عیبت ہین کرش کہتے ہین معدے کو اور عیال اور چھوٹی اولاد کو اور عیبت زنبیل کو کہتے ہین جسمین پوشاک رکھین اور اُسے مولف کہتا ہی بقچہ کہتے ہین اور مین کہتا ہون جامہ دانی اُسے بولتے ہین کیونکہ اطلاق زنبیل کا اُسپر ہو جسمین گُتھلی اور غیر اُسکا ہو اور اُسمین پوشاک رکھکر بند کرین اور بقچہ وہی ہی جسمین ایک جوڑا پوشاک سردست حاضر رکھین اور وہ کپڑے کا ہوتا ہی چمڑے کا نہین اس واسطے اُسے دست بقچہ بھی کہتے ہین یعنے اے انصار جس طرح عیبت سے کمر بیان پوشاک و متاع رکھتے ہین اسیطرح انصار کے دل اور سینے جای اسرار اور انوار میرے ہین اور فرمایا اے انصار مین تمہارے ساتھہ ہون درحال حیات اور ممات اسکے بعد ایک نوع کی نوید کی خبر بھی دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک وثیقہ یعنے نامہ لکھون کہ میرے بعد بحرین مخصوص تمہارا ہووے کہ وہ بہترین موضعون سے ہی اور مجھے فتح سے محفوظ اور مخصوص رکھا گیا ہی انصار نے یہ گریہ وزاری کر کے کہا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہمکو اُس جگہ سے احتیاج نہین ہی اور دنیا کے مال و متاع سے کام نہین وہ روز نہو جیو کہ سایہ عنایت آپکا ہمارے سر سے کم ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عالم سے جانے مین چارہ نہین ہے اور بعد میرے تمکو بہت کام در پیش آوین گے صبر و تقوی اختیار کرنا کہ بے خیالت

اور سب بے شرمندگی خدا اور رسول خدا سے ملحق ہوا اور وعدہ میری ملاقات کا تم سے حوض کوثر ہے جسکا طول
اور عرض اس مقدار صنعاء اور عمان کی ہے اور اسکے کوزوں کے عدد آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں
پس انصار شکر خدائے جل وعلا کا بجا لائے کہ طرف کے مال کے فریفتہ نہ ہوئے اور خدا اور رسول سے دور نہ پڑے
اور خاص عنایتوں سے اس جناب کی مخصوص ہوئے والحمد للہ اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جعرانے کے درمیان تقسیم سبایا کی اور اموال کی کی ایک گروہ ہوازن سے آکر بشرف اسلام مشرف ہوا
اور بقیہ قوم کے اسلام لانے سے بھی خبر دی انھوں نے اور اس قوم کے درمیان ابو برقان بروزن
سلطان کہ حلیمہ کی نسبت کرکے حضرت کا عم رضاعی ہوتا تھا اور زہیر بن صرد یہ دونوں تھے آکر
عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ جو بلا اور محنت کہ ہمکو پہونچی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے اب ہم پر منت
رکھو اور رحمت کرو جس طرح خدا تعالے تمہارے اوپر منت رکھے اور رحمت کے امیدوار ہیں ہم
کہ ہمارے اموال اور سبایا کے تئیں ہمکو پھیر دو کیونکہ درمیان سبایا کے آپ کی عمات اور خالات
رضاعی اور خواص ہیں جنھوں نے کفالت اور نگاہداشت آپکی کی ہے اور آپ کی خدمت کی ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غنیمت کی تقسیم کر چکا اور تمھارا انتظار بہت کیا کہ تم آؤگے اور اس
باب میں بات کروگے اور تم نہ آئے میں کیا کروں اور میری ایک جماعت ہے لوگ جیسے کہ تم دیکھتے ہو
اور میرے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو راست ترین سخن ہو رد کرنا اموال و سبایا کا متعذر معلوم
ہوتا ہے تم اختیار کرو اپنے اموال و سبایا سے جسکو زیادہ چاہتے ہو ان دونوں سے ایکو دلواؤں
میں انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل وعیال کو چھوڑ کر دودھ اور بکریوں کی اور نقد
کی کیا بات کریں ہم بضرورت ہمنے سبایا کو اختیار کیا حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ بنی ہاشم کے حصے میں
اور ایک روایت ہے یہ کہ جو کچھ بنی عبد المطلب کے بخش میں آیا ہے تم کو میں نے چھوڑا اور تمھارے واسطے
لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وے اپنے حصص اور انصباء سے درگذریں حصص اور انصباء جمع
ہیں حصہ اور نصیب کی دونوں کی ایک ہی معنی ہیں جب نماز پیشین پڑھی جاوے اسوقت تم کھڑے ہو اور
مجھے مسلمانوں کے نزدیک اپنا شفیع گردانو کہ ہمارے بچوں کو اور اہل کو ہمکو پھیر دیں بعد اسکے
میں تمھارے واسطے مسلمانوں سے درخواست کروں گا انھوں نے بموجب فرمان عمل کیا
پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور بعد از حمد و ثنا

حضرت باری جل جلالہ جیسا کہ لائق اور سزاوار اُسکی جناب کا ہی ادا کرکے فرمایا کہ اے مسلمانون تم لوگون
کے بھائی ہوازن مسلمان اور تائب ہو کر میرے نزدیک آئے تھے کہ قرار اوپر اسبات کے ہوا ہے کہ
اُنکے سبایا کو ہم اُنھین پھیر دیوین تم سے جو کوئی اسبات پر راضی ہی اور اپنے دل کی خوشی سے اپنے
حصّے سے گذرے تو چاہیے کہ وہ ایسا کرے اور جو کوئی حصّے سے درگذر نکرے تو اُسکا عوض مین دیتا ہون
جتنے حاضر تھے بولے یا رسول اللہ ہمنے یہ سب اپنے دل کی خوشی سے قبول کیا بدون عوض کے اُس وقت
مہاجرین کھڑے ہوئے اور بولے کہ جو کچھ ہمارا حصّہ ہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی انصار نے بھی
اسی کلمے پر گویا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین راضی اور ناراضی کو نہین جانتا تم جاؤ اور اپنے
وکیلونکو میرے پاس بھجواؤ کہ وے آکر میرے سے بات کرین پس لوگ گئے اور اُنکے عرفا اور وکلا آئے اور بولے
یا رسول اللہ یہ گروہ تمام راضی ہین اور اپنے دل کی خوشی سے یہ بات قبول کرتے ہین اور ایک روایت
مین آیا ہی کہ تب حضرتؐ اپنے حصّے سے اور بنی ہاشم اور مہاجر اور انصار اپنے اپنے حصّون سے سب
درگذرے تب اقرع بن حابس تمیمی جو بنی تمیم کا پیشوا تھا کھڑا ہوا اور بولا مین اور بنی اسبات پر راضی
نہین اور عیینہ بن حصین فزاری جو مقتدا بنی فزارہ کا تھا بولا مین اور ہماری قوم بھی راضی نہین ہی اور
عباس بن مرداس بولا مین اور بنی سلیم بھی راضی نہین بنو سلیم نے اُس سے کہا تو جھوٹا ہی اُسکی تکذیب کر کے
کہا یا رسول اللہؐ جو کچھ ہمارا ہی سو رسول خداؐ کا ہی اور تعلق حضرتؐ سے رکھتا ہی جسکو چاہو بخشو رحمت خدا کی
اُن لوگونکو اور راضی ہو خدا اُنسے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی راضی نہین اُسکو مین
مقابل ہر اسیر کے یعنے بدلے اُسکے چھ اونٹ دیتا ہون اُس غنیمت کی اوّل سے جو خدا تعالی کرامت فرماتا ہی
اور یہ جماعت جو مذکور ہوئی اشد عرب سے اور جفات سے تھی اور مولفۃ القلوب سے تھے کہ ہنوز شدت
اور ظلمت جاہلیت اُنکے سینون سے نہین گئی اور تہذیب اخلاق سے مجلا نہین ہوئی تھی خصوصًا یہ عیینہ
بن حصین نہایت شدت اور خشونت اور قساوت رکھتا تھا جیسا کہ حدیثون مین مذکور ہوا ہے شاید
اسلام لانے کے بعد اس صفات سے متصف ہوا ہو یا ظاہرداری کرتا ہو واللہ اعلم بہر تقدیر جب
اہتمام سرور عالمؐ کا سبایا کی شان مین یعنے اسیرون کی ایسا مشاہدہ کیا تمام سبایا اُنھون
نے اُنکو پھیر دیے اور حضرتؐ نے اپنے پاس سے بھی اُن اسیرون کو پوشاک اور خلعتین عطا
فرمائین بعد اُسکے حضرتؐ نے اُن سے پوچھا کہ مالک بن عوف جو رئیس اس قوم کا تھا اور سر انجام کرنیوالا

تھا ربلے اور مقاتلے کا ہوا جیسا کہ مذکور ہوا کہا ان ہی انہون نے کہا طائف میں بھی فرمایا اگر وہ آوے اور مسلمان ہو
تو اہل وعیال اور مواشی اُسکے اُسے دون میں اور سو اونٹ اور بھی اُسے عطا کرون جب یہ خبر مالک کو پہونچی مسرور
ہوا پس جعرانے میں ہی حضرتؐ کی ملازمت میں آیا اور مسلمان ہوا اور اہل ومال موعود لیے جو وعدہ کیا
گیا تھا سو پایا اُسنے در حضرتؐ کی مدح میں بیتین کہیں کہ بعض اُن سے یہ ہین ع ما ان رایت ولا
سمعت بمثلہ * فی الناس کلہم بمثل محمد * اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی * ومتی یشاء یخبرک عما فی غد *
اُسکو بھی رسول خدا نے داخل مؤلفۃ القلوب کر کے اُسکی قوم پر اور دوسرے کئی قبیلون پر جو اسلام میں
آ گئے تھے امیر گردانا اور اُسنے اُن قبیلون کی پشتی اور مدد سے گروہ ثقیف سے مقاتلہ کیا یہان تک کہ
مسلمان ہوے اور جب حضرتؐ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوے اور عزیمت مدینہ منورہ کی مصمم ہوئی بیچ
شب چہارشنبہ کہ بارہ شب ذیقعدہ سے باقی تھین جعرانے کے موضع سے احرام عمرہ کا باندھا اور مکے
مین داخل ہوے اور عمرے کے ارکان بجا لائے اور کہتے ہین کہ عشا کی نماز حضرتؐ نے ساتھ
اصحابؓ کے پڑھی اور جعرانے سے مکے مین راتون رات گئے اور آئے اور پھر فجر کی نماز اُنھون کے ساتھ
پڑھی اور اُس آمد ورفت سے اُس جناب کے کوئی خبردار نہوا اور یہ جعرانہ ایک مرحلے پر ہی مکے سے کہ آخر
روز اگر سوار ہون تو آخر شب وہان پہونچین جیسا کہ اُس دیار کے سفر کا رویہ ہی اور اُسکے نواح مین
ایک کنوان ہی جسکا پانی ایک کولہرے کے مانند جسمین آٹا گوندھتے ہین اور پانی اُسکا بہت میٹھا ہی شاید کہ
اُسے اہل لشکر نے وقت اقامت کھودا ہوگا یا یونہین مینہ کے سیلاب سے بنا ہی واللہ اعلم مؤلف کہتا ہی
کہ شیخ امام ولی قدوہ عبد الوہاب متقی قادری فرماتے تھے کہ بارہا جعرانے کے درمیان پیادہ یا روزمرہ
جایا کرتا تھا ایکبار ایسا ہوا وہان سو گیا اور وہان مین جمال باکمال سے پیغمبر خدا کے مشرف ہوا ہر بار
جب آنکھین بند کرتا تھا جمال مبارک نظر مین تھا عدد کثیر بیان کیا کہ یاد نہین رہا اور مین بھی
بقصد متابعت وہان گیا اور خیال خواب کیا لیکن مجھے وہ قابلیت اور طالع کہان جو ایسی سعادت
پاؤن واللہ علی کل شئ قدیر اُسکے بعد پیغمبر خدا مدینے کی طرف متوجہ ہوے اور عتاب بن اسید کو جنکو
امیہ بن ابو العیص بن امیہ بن عبد شمس جو اسلام فتح کے روز لا اور سادات سے اور خیر فاضل تھا قریش
کا لیکن سردارون سے مکے کی حکومت پر اُسے مقرر فرمایا اور اسماء الرجال کی کتب سے معلوم ہوتا ہی کہ
عامل گردانا تھے مین جس روز حنین کی طرف خروج کیا اُس روز سے تھا حضرتؐ کی وفات تک وہ عامل تھا

اور صدیق اکبرؓ کے لئے بھی مقرر کیا اور حضرت نے ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو بھی ساتھ عتاب کے
مکے میں چھوڑا کہ مکے والوں کو احکام شرع سکھا دیں اور احکام دین و ملت کو جاری کریں اور کہتے ہیں
کہ ہر روز ایک درہم حضرتؐ نے بیت المال سے عتاب بن اسید کے واسطے مقرر کیا اور عتاب کسی وقت
خطبے کے اثنا میں کہتا کہ اے لوگو خدا اسکو بھوکا رکھے جس شخص سے کہ پیٹ کو ہر ایک دن ایک درہم پر قناعت
نکر سکے مجھے پیغمبر خدا نے ایک درہم مقرر کیا ہے اور میں اسی سے خوش تھا اور حاجت کسی سے نہیں رکھتا
اور گویا کہ اس مرد میں معنی زہد اور قناعت کی رکھی گئی ہے کہ بنی امیہ کے درمیان بہت کم تھی ور سنت ہے کہ
اسکی تعریف خیر و فضل کی گئی ہے اور جب حضرتؐ مکے سے مرالظہران کی منزل میں آئے اور جو کچھ غنیمت
سے باقی رہا تھا اسجگہ تقسیم کی اور ذیقعدہ کی آخر یا ذی الحجہ کے اوائل مدینے کی طرف مراجعت کی اور
اس سال لوگوں نے حج کیا جیسا کہ عرب جاہلیت کے درمیان حج کرتے تھے اور عتاب بن اسید نے
مسلمانوں کے ساتھ حج کیا بدون اسکے کہ حضرتؐ نے اسے امیر حاج کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ
اُسے امیر حاج گردانا تھا اور کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے ابوسفیان کو نجران کا ساتھ نوانا اور حکم کے جو
بلاد یمن سے حاکم گردان کے تالیف اسکی بلکہ مجموع مدت غیبت اس سفر کی درمیان فتح مکے کا سفر
دو مہینے اور سولہ روز تھے اور اسی میں حضرتؐ نے چاہا کہ سودہ بنت زمعہ کو جو امہات مومنین سے
تھی طلاق دیویں اور ایک روایت ہے کہ طلاق اسے دی پھر تقدیر سودہ نے عرض کی کہ دوستی مرد
کی میرے دل میں نہیں رہی لیکن میں چاہتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے قیامت میں اُن عورتوں کے ساتھ
محشور کرے جو آپکی زوجہ ہیں اور مجھے یہی سعادت کافی ہے اور آپنے نوبت اپنی یعنی باری اپنی عائشہ
کو بخشی تاکہ باعث محبت ہو حضرتؐ نے منت کر کے اُسے پھر رکھا اور اسی سال کے درمیان ماریہ قبطیہ
سے وہ جیسا کہ مذکور ہوا ہے کے درمیان ہوا حضرتؐ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور حضرتؐ نے اسکا
نام ابراہیم رکھا ولادت اسکی سنہ ثمان کے درمیان اور وفات اسکی سنہ عشر میں اور اُسوقت عمر اسکی
سولہ مہینے اور ایک روایت میں اٹھارہ مہینے اور بعضی کتابوں میں ایک سال اور دو مہینے اور چھ روز منقول ہے لیکن
اتفاق کیا گیا ہے اسبات پر روایتیں جو مدت رضاع میں تھیں یعنی شیرخوارگی کے دنوں سے پوری
ہوتی تھیں اور تمام احوال اسکا اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد کرام کے ذکر میں آویں گے
اور اسی سال زینب نے دختر حضرتؐ کی جو ابوالعاص بن ربیع کی منکوحہ تھیں وفات پائی

اپنے ہاتھ اُسکے اوپر رکھے اور اُسے بغل مبارک مین لیکر فرمایا اگر چاہے تو تجھے تیری جگہ مین قایم کرون جیسے جہان اُگا تھا تاکہ پھر سبز اور خرم اور شاداب ہووے تو اور میوہ دار ہووے تو اور اگر چاہے تو بہشت کی زمین مین تجھے قایم کرون تاکہ بہشت کی نہرون سے اور چشمون سے پانی پیوے تو اور انبیا اور اولیا اور سب صالح اور بہشتی تیرا میوہ تناول کرین اور جسوقت حضرتؐ اُس ستون کو بغل مین لیے ہوئے تھے فرماتے تھے نعم قد فعلت نعم قد فعلت اصحابؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہین فرمایا جب مین نے اس ستون سے پوچھا کہ تو کیا اختیار کرتا ہی دنیا مین رہنا چاہتا ہی یا بہشت مین تب اُسنے اختیار کیا بہشت کا رہنا تب مین نے کہا قد فعلت یعنے تحقیق اختیار کیا تو نے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا ان ہذا قد بکا لما فقد من ذالذکر حسن بصری سے منقول ہی کہ جب منبر کی حدیث کو روایت کرتے کہتے ای مسلمانون لکڑی کا ٹکڑا حضرتؐ کے شوق سے نالہ کرتا ہی پس تم زیادہ سزاوار ہو اوپر اسبات کے کہ تم مشتاق ہو اُسکی لقا کے سنتے ہو گیا ہی کہ درو خا صیتے ہست ❁ بر آدمی دان کہ درو معرفتے نیست ❁ تعجب کا مقام تو یہان ہی کہ ایسا نور الٰہی ہو جسکی مہر اور عشق پتھر اور لکڑی مین ایسا کچھ ہووے لوگ کیسے ہونگے جو جان بوجھ کر شقاوت اور بد بختی سے اپنی اور ضلالت اور گمراہی ساتھ ایسے معجزے اور کرامت کے جو اُس صاحب کرامت سے دیکھتے تھے اور کفر اور حسد اور نفاق ہاتھ سے چھوڑتے نتھے اور دوستی کے لباس مین دشمنی سے کمی نہین کرتے تھے اور تحقیق تو یہان ہی اور مقام حیرت ہی کہ نا نا کا کلمہ اور نواسے کا ہو کے پیاسے سر کاٹین عجب خونخوار لوگ تھے طالب دنیا دشمن دین ❁ جسم نامی ہی شجر جیتا ہو سبز ❁ جسم مطلق پتھر اور لکڑی ہی ہان ❁ دیکھیو حیوان بھی حساس ہی ❁ پر نہین اُنمین تعقل کا نشان ❁ نطق و عقل انسان کے جوہر ہین گر ❁ تو لوازم اُسکے بتلاؤ کہان ❁ پتھر اور لکڑی مین جب ہو خاصیت ❁ آدمی مین گر نہو تو بیگمان ❁ اس سے بہوندے بانٹا کے رُوڑے بھلے ❁ الحذر ہی الحذر ہے الامان ❁ مثنوی مین مولوی نے جان کر ❁ یون لکھا ہی ای عزیز من بدان ❁ اینکہ می بینی خلاف آدم اند ❁ نیستند آدم غلاف آدم اند ❁ قطعہ ❁ طالب دنیا کو کب ہو دین سے کام ❁ ہان مگر کتا بنے مردار خوار ❁ جسکا ہو مطلوب دین دریا سے دُر ❁ موجزن گر ہو تو مارے ہی وہ دھار ❁ روایت ایک یون ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس ستون کو اُسی محفل کے درمیان دفن کرین چنانچہ مطابق حکم کے بجا لائے اور

منبر شریف اثل غابہ کی لکڑی سے تھا اثل نام ہے درخت کا مشابہ بدرخت گز کے لیکن وہ درخت گز
سے بڑا ہوتا ہے درخت گز جھاؤ کے درخت کو کہتے ہین اور غابہ ایک بیشے کا نام ہے جسمین درخت بہت
ہین مدینے سے نو میل کے فاصلے پر اور طول منبر شریف کا بقول صحیح دو ذراع تھا اور عرض ایک ذراع
ذراع یعنی ایک ہاتھ کہنی سے اونگلیون کے آخر تک اور ذرعہ کا عرض ایک شبر اور شبر ایک بالشت اور وہ
منبر خلفاے راشدین کے زمانے تک بحال خود تھا یعنے تغیر واقع نہین ہوئی تھی کسی طور کا پھر اول جس
کسی نے اسکی کسوت قبطی سے پوشش کی عثمانؓ تھے انھون نے اپنی خلافت سے چھ برس کے بعد
اور کچھ سفلی سے جیسے عمر بن الخطاب رضؓ نے ابو بکر صدیق رضؓ کے بعد اختیار کیا تھا محل جلوس مین پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی ترقی کی یعنے بعد اس منبر کے نیچے کے درجے سے اوپر کے درجے پر جہان حضرتؐ جلوس
فرماتے تھے بیٹھے اور شیخین اسی نیچے کے درجے پر بیٹھے تھے اور ایک قول سے یہ کہ اول جسنے اسے کسوت
کیا معاویہؓ تھا اور یہی اسی نے اپنی امارت کے زمانے مین جسوقت شام سے مدینے مین آیا چاہا کہ
پیغمبر خدا کے منبر کو شام کے تئین لیجاوے اور جب منبر کو اسکی جگہ سے جنبش دی ایک ایسی ظلمت پیدا ہوئی
کہ تمام شہر تاریک ہو گیا اور آفتاب کو گہن لگا ایسا کہ ستارے آسمان مین دن کو نمایان ہوے پس معاویہؓ
اس خیال محال سے پھرا اور پشیمان ہوا اور اسکا اعتذار اصحابؓ سے کیا کہ مقصد میرا تفحص اور تفقد
اس منبر کا تھا کہ ایسا نہو اسے زمین نے نہ کھایا ہو یعنے بوسیدہ نہوا ہو بعد اسکے چھ درجے زیادہ کیے
اور منبر نبوی اسکے اوپر رکھا کہ بلند ہو اور حاضران اہل مسجد خطیب کو دیکھین کذا فی التاریخ المدینہ اور
روضۃ الاحباب مین ایسا لایا ہے کہ معاویہؓ نے مروان کو جو اسکی طرف سے مدینے کا حاکم تھا شام سے
لکھا کہ منبر نبوی مدینے سے شام کو بھیجدیوے آخر القصہ اور شاید کہ پہلے مروان کو لکھا ہو اور اپنے
آنے کے بعد مدینے مین آپ ہی قصد اسبات کا کیا ہو یا پہلے آپ آیا ہو اور قصد اسکا کیا ہو اور بعد
اسکے مروان کو لکھا ہو واللہ اعلم بعد اسکے مہدی خلیفہ ثانی نے چاہا کہ اس مقدار پر کچھ زیادہ کرے
یعنے منبر کے امام مالکؒ نے اسے منع کیا اور جب معاویہؓ کے منبر نے بھی طول عہد کی جہت سے تہافت پائی تہافت
ایکدوسرے پر گرنا بعضے خلفاے عباسیہ نے منبر کے تجدید کرنے مین اسکے بقایا سے منبر نبوی کے تئین
بقصد تبرک شانے بنائے اور بعضے کہتے ہین کہ چھ سو چون ہجری مین ایک تحریق یعنے جلنا
مسجد شریف مین واقع ہوا وہ منبر معاویہؓ کا ساتھ جلاوہ منبر نبوی کے محترق ہوا یعنے جل گیا

اور صحیح یہ ہے کہ محترق ہونا ساتھ اس حریق کے خلفاء عباسیہ کا منبر تھا الغرض اسکے بعد اسکے ہر ایک بادشاہوں
سے مقام تجدید میں آگے اور جو بطور پہلے تھا اسکی تغییر کرتے تھے الی یومنا ہذا سلطان روم مراد خان بن سلطان
سلیمان شہور ثمان وتسعین وتسعمائۃ میں ایک منبر عالی سنگ رخام سے تیار ہوا ہے اور منبر کے ایک قبہ ہفت
جوش سے ڈھالا گیا ہے اور یہ عبارت اسکے بنا کی تاریخ کی موودی ہے منبر عمر سلطان مراد اور حدیث صحیح میں
آیا ہے کہ ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنے میری قبر اور منبر کے مابین ایک روضہ جنت کے
روضوں سے ہے اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ ما بین حجرتی ومنبری الخ اور ایک روایت میں ما بین
بیتی ومنبری الخ اور زیادہ کیا ہے بخاری نے ومنبری علی حوضی اور بعضے روایتوں میں علی ترعۃ الجنۃ اور
تفسیر لفظ ترعۃ کی بعضوں نے دروازہ اور بعضوں نے روضۃ جو بلند جگہ پر ہو اور بعضوں نے درجہ
کرکے کی ہے اور عالموں سے تحقیق اور تاویل میں ان حدیثوں کے متعدد وجہیں آئی ہیں بعضوں نے
کہا ہے مراد اس بقعہ شریفہ کی تشبیہ ہے روضۃ جنت سے نزول رحمت میں اور حصول سعادت میں جیسا کہ مساجد
کی تسمیہ سے ریاض جنت کرکے مقصود اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا کے حدیث سے یہ تو اشارت اوپر
اسکے پڑتا ہے اور بعضے اور اسیات کے ہیں کہ بیان شرف عبادت اور طاعت اس مکان عظیم الشان
میں ہے طرف واصل ہونے دار جنان کے اور حصول روضۃ رضوان کے جیسا کہ الجنۃ ظلال السیوف
والجنۃ تحت اقدام الامہات آیا ہے یعنے پہونچانے والی طرف نعیم خلد کے اور ریاض جنت کے ہے یہ تاویلات
اہل ظاہر کی ہیں جو سراغ طرف حقیقت کے نہیں لے گئے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کلام محمول ہے اپنی حقیقت
پر اور ما بین حجرہ نبوی اور منبر شریف کے حقیقت ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اس معنی سے کہ
قیامت کے دن اُسے فردوس اعلے پر نقل کرینگے اور مانند تمامی زمین کے بقعوں کے مستہلک نہوگا
جیسا کہ ابن فرحون نے امام مالک سے نقل کی ہے اور عالموں کی جماعت کے اتفاق کو بھی اُس سے
ملایا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علمائے حدیث نے اس قول کی ترجیح کی ہے اور ابن جمرہ نے
جو کبار علمائے مالکیہ سے ہے کہا ہے کہ احتمال رکھتا ہے کہ یہ بقعہ شریفہ عین روضہ ہو ریاض جنت
کہ جہاں سے رسول خدا دار دنیا میں بھیجے گئے جیسا کہ حجر اسود کی شان میں اور مقام
ابراہیم کی شان میں واقع ہوا ہے اور قیام قیامت کے بعد بھی اُسکے مقام اصلی میں اُسے
لیجاوینگے یعنے اس بقعے کو اور نزول رحمت اور استحقاق جنت کا اسکی ملازمت سے یعنے اسی

نشیتے ذریعہ ہے کے لازم ہے فضل اور علو مرتبت ہی فرعیت یعنی افزونی پس جس طرح حضرت ابراہیم کا
خلیل بیٹے کا رتبہ جنت میں ایک حجر کے سبب ممتاز ہوا اسیطرح حضرت محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے
حبیب بیٹے کا مرتبہ جنت میں ایک روضے سے اختصاص پذیر ہوا اور اگرچہ درچشم ظاہر دنیا کے سائر اراضی
کی نسبت پر آیا چنداں عجب نہیں کیونکہ جبتک انسان کے درمیان نشاۂ معنی تو پیدا ہونا اور دنیا سے
حجب کثیفہ طبیعت کا محجوب ہے اور مغلوب ہے احکام عادت البشریہ کا تب تک اس سے انکشاف حقائق
اشیا کا اور اطلاع امور آخرت پر نہو سکے مگر شارع کے اعتبار کرنے پر اور توہم نکریں کہ جب بقیہ از روئے
حقیقت کے روضہ ایک ریاض جنت سے ہے تو چاہیے کہ تشنگی اور برہنگی اور مانند ان چیزوں کے
کہ ہو یا آنہی چیزوں کا خواص اور لوازم جنت سے ہے اسکے رہنے والوں میں اور ملازموں میں اسکے
نہو لما قال سبحانہ انک ان لا تجوع فیہا ولا تعرى وانک لا تظمأ فیہا ولا تضحى یعنی تحقیق واسطے تیرے
ہے کہ نہ بھوک ہے اسکے درمیان نہ برہنگی اور تحقیق کہ تو پیاسا نہوگا درمیان اسکے اور نہ ناشتا کریگا
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ لوازم جنت اس بقعے کے خارج کرینگے بعد از روئے صورت انتقال اور انفکاک
پذیر ہوا ہو اور ایسا ہی منبر کی حدیث میں کہ منبر میرا میرے حوض پر ہے اور منبر میرا ترعۂ جنت پر ہے
تاویلات کرتے ہیں کہ کنایہ ہے اس بات سے کہ قصد اسکا اور تبرک اسپر اور ملازمت اعمال حضور
میں اسکے سبب ورود حوض نبوی ہے کہ آخرت میں اس جناب کے واسطے ہوگا اور موجب شرب کا اسکے
زلال جانفزا سے ہی یا ہو سکتا ہے اس منبر کو جسے سرور انبیا نے مشرف رکھا قیامت کے روز تمامی خلائق
کے سامنے میں اعادہ کریں اور حوض کوثر کے کنارے کہ ترعۂ جنت عبارت اس سے قائم کریں کذا ذکر
العلماء جاننا کہ روضۃ الاحباب میں ارسال علاء حضرمی کا طرف منذر بن ساوی کے اس مقام
میں ذکر کیا ہے اور بعد اسکے تنبیہ کی ہے کہ اکثر اہل سیر نے قصہ علاء حضرمی کے ارسال کا طرف
منذر کے چھٹے سال میں یا ساتویں سال میں ایلچیوں کی تعداد میں کہ جس سال ملوک اطراف کی
طرف بھجوائے گئے ایراد کیا ہے لیکن صاحب طبقات نے تصریح کی ہے کہ جعرانہ کی مراجعت کے
بعد ارسال واقع ہوا اور بعض کتب سیر میں یوں ہے کہ حدیبیہ کے بعد یہ ارسال واقع ہوا انتہے ا
اور کاتب حروف نے موافق بعضی کتب سیر کے اسی جگہ ذکر کیا تھا اور مناسب مقام بھی یہی ہے اگر
روایت صحیح ہو اور خود اہل سیر اسی بات پر ہیں اور بر تقدیر مذکور ہو اخواہ بیان خواہ یہاں اور اس

سال کے وقائع سے قضیہ عبد القیس کے وفد کے آنیکا ہی وفد کہتے ہین اس جماعت کو جو ایلچی بنکے
پیش آوین اور ورود کرین اور عبد القیس بن قصی ایک قبیلے کا باپ کا نام ہی اسد سے ربیعہ کی احفاد سے
احفاد یعنی اولاد کر سال مین سید رسل کی ملازمت کے واسطے آئے اور یہ سب چودہ مرد تھے اور سردار ان
اُنھونکا مرد تھا کہ اُسے تیج کہتے تھے اُن لوگونکے آنے سے ایک روز اول فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے کہ کئی سوار شرق کی طرف سے ہمارے پاس آتے ہین کہ اپنی طوع و رغبت سے اسلام مین
داخل ہووین اور اُنھون کے سردار کی ایک نشانی ہی اور فرمایا اللہم اغفر لعبد القیس اور جب
وہ لوگ حضرت کے حضور مین آئے من القوم یعنے کون ہین یہ قوم اور من الوفد یا فرمایا کہ کون ہین یہ
وفد عرض ہوئی ربیعہ ہین یعنے اولاد اور احفاد سے ربیعہ بن منذر بن نزار بن عدنان ابو قبیلہ یعنے
قبیلے کا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے قریش سے بالا تر ذات مین جیسا کہ نسب کے بیان
مین معلوم ہوا فرمایا مرحبا بالقوم او الوفد یعنے خوش آئی یہ قوم اور یہ وفد اور رجاے وسیع مین آئے
اور یہ ایک دعا ہی کہ کسی عزیز اور دوست کے آنے کے وقت بولتے ہین اور فارسی مین خوش آمدی
صفا آوردی اور ترکی مین خوش کلدی صفا کتردی اور عربی مین اور بھی ایک لفظ ہی اس مقام مین
اتیت اہلاً وسہلاً اور ہندی مین کوئی لفظ خاطر مین نہین پہونچا مگر عورات کے محاورے مین جم جم
نت نت بولتے ہین واللہ اعلم پس فرمایا حضرت نے آنکو کہ رسوا اور پشیمان نہووین یہ قوم پیطرلق
دعا کے پس عرض کی کہ عبد القیس کے وفد نے یا رسول اللہ ہم نہین پاسکتے آپ مگر اشہر حرم مین یعنی اُن
مہینون مین کہ جنمین درمیان عرب کے آپسمین جنگ نہین ہوتی اور وے چار مہینے ہین ذی قعدہ
ذی حجہ محرم رجب اور درمیان ہمارے اور آپ کے حائل یہ قبیلہ ہی جو کفار مضر ہین مضر بوزن
گذر بن نزار ربیعہ بن نزار کے بھائی کا نام ہی حضرت کے اجداد شریف سے ایک کا اور یہ مضر خلیل علیہ
کے دین پر تھے اور حضرت نے فرمایا گالی مت دو مضر کو کہ وہ دین اسلام پر تھا اور تسمیہ اُسکا مضر
کر کے اس جہت سے تھا کہ وہ دوست رکھتا تھا مضر کے تئین جو بمعنی لبن حامض ہی یعنی دودھ
اور مولع تھا اُسکے شرب پر یعنے حریص یا اس جہت سے اُسے مضر کہتے تھے کہ اُسکا منہ اور رنگ
اُسکا براق تھا اور اُسے مضر حمرا بھی کہتے تھے کیونکہ اُسکے باپ کی میراث سے اُسے زر سرخ ہاتھ آیا تھا
اور ربیعہ کے ہاتھ گھوڑے یا اس جہت سے ہو کر شعار اُنھونکا جنگ مین سرخ علم تھے کذا فی القاموس لیکن جو

کی اس وفد عبد القیس سے کہ امر کرو ہمکو یا رسول اللہ طرف ایک امر فصل یعنی کے مفصول جدا کیا گیا یعنی
روشن کرنا فرق ہو درمیان حق اور باطل کے اور جسمیں اشتباہ اور التباس نرہے تاکہ خبر دیوین ہم اسپر اپنی
قوم کو جو ہمکو پیچھے ہو اور آئے ہیں ہم یا آگے ہمارے ہیں کہ جاتے ہیں ہم نزدیک اُنکے تاکہ داخل
ہوویں ہم اور وہ ساتھ اسکے اعمال کر کے بہشت میں پس امر کی حضرت صلعم نے اُنکو طرف ایمان اور نماز اور زکوٰۃ
اور ادائے خمس کے غنیمت سے اور سوال کیا اس قوم نے حضرت صلعم سے اشربہ کے حکم سے یعنی ظروف اشربہ
جسمیں پینے کی چیزوں کو جیتے اور نبیذ ڈالتے ہیں یعنی انگور کا شیرہ مقصود یہ ہے کہ جسوقت خمر حلال
تھی اُسوقت اجناس ظروف میں رکھتے تھے کہ اُنکو اُسکے استعمال میں لاتے تھے اب جو حرام ہوئی
تو ایا اُن ظروف اشربہ کے درمیان اور بھی بیچیں اور اُنکو کام میں رکھیں یا پرہیز کریں اس جہت
سے کہ مشابہت رکھتے ہیں وقت شراب پینے کے ساتھ یا اُن برتنوں کی آلودگی کی جہت سے پس منع کی
حضرت صلعم نے چار ظروف سے اور اُنکو استعمال میں لانے سے ایک اُن چار برتنوں سے حنتم بروزن جعفر اور
تفسیر کی ہے اور تفسیر کیا ہے اسکی جرۂ خضرا کر یعنی کوزہ سبز کی جسمیں خمر اور نبیذ ڈالتے تھے دوسرا دبا
بروزن کیا بمعنی کدو کہ اُسے مجوف خشک کر کے اور رنگ چڑھا کر صراحی بناتے تھے یا صراحی بمانند کدو کے
تیسرا النقیر بروزن فقیر درخت کی جڑ کی اسکے اندر کھود کر ظرف بناتے تھے اور اسمیں نبیذ ڈالتے
تھے چوتھا مزفت بروزن ملوث طلا زفت سے یعنی قیر اندودہ اور قیر اُسے کہتے ہیں جو کشتی
اور پیاسنون میں ملتے ہیں کہ پانی سرایت نکرے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ یاد کرو اِن امور اور احکام کے
تئیں اور خبر دو اُسکی اپنی قوم کو جو اپنے دیار میں ہیں اور یہاں نہیں آئے اور علماؤں کو خلاف ہے کہ جب
قلع اور قمع آثار خمر کا ثبوت کو پہونچا اور مقرر ہوا تو استعمال ان ظروفوں کا حرام نہوگا اور وقت خمر کے تحریم کا
ہنوز تازہ اور نزدیک تھا منع اس جہت سے تھا اور بعضوں نے کہا کہ وہی تشبہ کی جہت سے یعنی
اُن پاسنون کے مشابہت رکھنے کے سبب سے اور روایت کرتے ہیں کہ جب وہ گروہ حضرت صلعم کی ملازمت
میں پہونچے اور جمال باکمال اُس جناب کا اُنھوں نے دیکھا اپنے مرکبوں سے زمین پر گرے اور دست
و پائے مبارک کو بوسہ دیا اور عاشقی اور شوق اور ذوق کی داد دی حضرت صلعم نے اُنکو تقریر کی
اوپر اُسکے اور منع نکیا اس سے تقریر اُسے کہتے ہیں کہ جو کوئی صحابی حضرت صلعم کے روبرو ایک
فعل کرے اور حضرت صلعم اُسے دیکھکر چپ رہیں اور منع نکریں تقریر بمعنی قرار دینا اور اقرار ہے

لاتا لیکن سردار انھونکا جسکو شیخ عبد القیس کہتے تھے اشجّ اس قوم کے ہمراہ حضرت سے طہارت
نہ کی ایک جگہ لیکر وہان اُترا اور تازہ ایک غسل کیا اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور آہستہ بروضع حلم اور
وقار اور حضور قلب مسجد شریف میں آیا اور دوگانہ ادا کیا اور دعا کی پس ملازمت مین حضرتؐ کی
مشرف ہوا پیغمبر خدا نے اُسکی اس وضع کو پسند فرمایا اور تحسین کی اور فرمایا ان فیک لخصلتین یحبھما
اللہ الحلم والاناۃ یعنے تحقیق کہ تجھ مین دو خصلتین ہین ایسی کہ دوست رکھتا ہی خدا اُنکو ایک حلم اور
دوسری اناۃ بروزن نبات اور تفسیر کی ہی حلم کی عدم استعجال اور تدبیر امور مین نظر مصالح کے درمیان
اور اناۃ کی تفسیر جودت نظر اور حاصل اُسکا وقار اور گرانباری ہی اور ایک روایت مین الحلم
والاناۃ کی جگہ الحلم والحیا آیا ہی اور ایک روایت مین الحلم والتودد کرکے اور تمام یہ الفاظ متقارب
ہین معنی مین اور روضۃ الاحباب مین خوب باتین اشجّ سے منقول ہین کہ جب یہ لوگ آئے حضرتؐ
کے حضور پوچھا حضرت نے کہ عبد اللہ اشجّ تمھارے درمیان کون ہی اُسنے عرض کی مین ہون یا رسول
اللہؐ اور کہتے ہین کہ وہ کچھ صورت نہین رکھتا تھا حضرت طرف اُسکے ایک نگاہ کرتے تھے
گویا تعجب فرماتے تھے یعنے یہ کہ ایسے حقیر مرد کو کیا سمجھکر اپنا سردار کیا ہے جو کچھ مطلوب ہے
سو زبان اور دل ہی کہ معانی کو سمجھین اور زبان فصیح سے بیان کرین حضرتؐ نے اُسے اسبات کے
سُننے سے اپنے نزدیک گردانا اور اپنے پہلو مین بٹھایا اُسوقت فرمایا بیعت کرو تم مجھسے اپنی ذاتون
پر اور اپنی قوم پر لیئے ضامن اپنی قوم کے ایمان لانے کے ہوا انھون نے عرض کی کہ قبول کیا
بیعت کا حکم جس طرح ہی ایسا ہی کرینگے اشجّ نے عرض کی یا رسول اللہؐ لوگون کو اپنے تئین
دین سے پھیرانا مشکل کام ہی ہم بیعت کرتے ہین اپنی ذاتون پر اور آپ ایک شخص کو بھیج دیجئے
کہ انھون کو دعوت کرے طرف اسلام کے جو کوئی پیروی ہماری کرے ہمارا ہی اور جو کوئی سرکشی
کرے اُس سے ہم مقابلہ کرین حضرت نے فرمایا سچ کہتا ہی تو تحقیق کہ تجھ مین دو خصلتین ہین کہ
دوست رکھتا ہی خدا تعالے ان دونون کو حلم اور تانی یعنے وہی جو عرض کی اُس نے کہ یا
رسول اللہ یہ دو خصلتین مجھ مین جبلی ہین یا عارضی فرمایا جبلی پس کہا اشجّ نے شکر خدا کا
کہ مجبول گردانا مجھے اوپر دو خلق کے کہ دوست رکھتا ہی انکو اور کہتے ہین کہ یہ لوگ دس روز
مدینے مین رہے اور تعلیم قرآن کی اور احکام شرعیہ کی انھون نے وہان پائی اور حضرتؐ

نے ہر ایک کو اُنمیں سے جائزہ دیا یعنے عطا اور انعام اور ایتج کو سب سے زیادہ اور اُنھونکو رخصت کیا صلوات
اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ ذوالمکرمین وصل روایت کرتے ہین کہ محرم کی چاندرات کو نوین سال مین
ہجرت سے حضرت نے عمال تعین فرمائے کہ جن سے قبائل شرف اسلام سے مشرف ہوے ہین اُنکے
پاس جاوین اور زکوۃ اموال اُنسے لیوین اور لاوین اور وصیت کی اُن عاملونکو کہ خبردار پرہیز کرو تم
اسبابت سے اور لوگونکے بھاری اموال مت لو اور لوگونسے بھی فرمایا کہ راضی ہون اگر وے عدل کرین یعنی
اہل عمل تو واسطے اپنے کرین اور اگر ظلم کرین تو فائدہ تمھارا اُنکی رضامندی مین ہے اور ایک صدقات
کے عاملون سے بشیر بن سفیان کعبی تھا کہ اُسے قبیلۂ کعب بن خزاعہ سے بھجوایا اور جسوقت بشیر بنو کعب
کو پہونچا وے سب ایک پانی پر ساتھ بنو تمیم کے مجتمع تھے بشیر نے اُنکے مواشی کو جمع کیا اور شمار
لاکر زکوۃ لینے پر قیام کیا وہ اموال بنو تمیم کی نظر مین دنائت اور خست سے اور بقیہ جہالت اور
جفا اور شدت اور قساوت اور عدم حسن اسلام سے اُنکے جور کئے تھے بہت معلوم ہوا اور بنو کعب سے
اُنھون نے کہا کہ کسواسطے اتنا مال اپنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا چاہیے کیون ایسے اموال کو چھوڑ دیتے
ہو کہ تمھارے درمیان سے باہر لیجاوین پس تمام تیر اور کمان اور تلوارون سے باہر آگئے اور چھوڑ دیتے
تھے کہ عامل پیغمبر خدا کا صدقات باہر لیجاوے بنو کعب نے کہا کہ ہم ایمان لاتے ہین اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین مین آئے ہین اور اُس جناب کی متابعت اور فرمانبرداری ہمنے اپنے اوپر مقرر کی ہے
اور زکوۃ واجبات سے ہے بنو تمیم نے کہا خدا کی قسم کہ ہم نہ چھوڑینگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل ایک شتر
باہر لیجاوے بشیر نے جب صورت حال اس نہج سے دیکھی اُنکے درمیان سے باہر آیا اور اُن بدوون
سے بھاگ کر بتعجیل تمام مدینے کا عازم ہوا اور جو کچھ اُسنے بنو تمیم سے دیکھا تھا سو عرض کیا حضرت نے
فرمایا کون ہے تم مین سے جو بنی تمیم سے انتقام کھینچے عیینہ بن حصن فزاری نے کہا قسم خدا کی کہ مین بنو تمیم کے
پیچھے جاؤن اور نہ پھرون جبتک اُنھونکو آپ کے نزدیک نہ لاؤن حضرت نے پچاس سوار کہ جنکے
درمیان مہاجرین اور انصار سے کوئی نتھا اُسکے ہمراہ فرمائے اور بنو تمیم پر بھجوائے جب عیینہ مع اُنکے
ہمراہی مخالفون کے دیار مین پہونچے اکثر گھر اُنھون کے مردون سے خالی پائے ناچار غارت کرینکے
اور اسیر کیا گیارہ مرد اور سترہ عورتین اور ایک روایت ہے کہ گیارہ عورتین اور تیس کودک کے تئین بردہ
کرکے مدینے کو پھرے پس ایک گروہ بنی تمیم سے اس سبایا کی طلب کے واسطے مدینے مین آگئے اور اقرع

بن حابس سا تھا جسکا ذکر حنین کے غنایم کی تقسیم مین گذرا فصیح اور بلیغ درمیان انھون کے تھا اور دو لائے خطیب
اور شاعر کو بھی ساتھ لائے تھے کہ مفاخرت کرین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسوقت مسجد شریف
مین آئے اور حضرت اسوقت عائشہ صدیقہ کے حجرے مین قیلولہ مین تھے اور استراحت فرماتے تھے قیلولہ
دوپہر دن کے سونے کو کہتے ہین اور وے نہین جانتے تھے کہ حضرت کونسے حجرے مین ہین جون سے حجرے
کے دروازے کے دیر پہونچتے فریاد کرتے تھے کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم باہر آؤ کسواسطے ہمارے لڑکونکو اور
عورتونکو اسیر کیا ہو ہمارے آپ کا ہمنے کیا گناہ کیا ہو ہر چند بلال اور اہل مسجد انھونکو تسکین دیتے تھے اور کہتے
تھے کہ آواز مسجد مین بلند مت کرو اور ادب سے آواز نکالو فائدہ نہین تھا بلال نے کہا ابھی صبر کرو تو ایک
لحظہ آرام پکڑو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز کے واسطے باہر آوینگے پس حضرت حجرے سے باہر
آئے اور فرمانے لگے کہ اس قوم کو کیا ہوا ہو کہ مجھے انھون نے نیند سے جگایا اور دست مبارک اپنی آنکھون
پر ملتے تھے جیسے کہ عادت شریف تھی اُن جناب کی کہ نیند سے اُٹھتے تھے اور جب نماز پیشین بجماعت ادا
کی خدا جانے کہ اس جماعت نے بھی نماز پڑھی ہو یا ہنوز اپنی جہل و جاہلیت مین ہون اور نماز پڑھنا
سیکھے ہون یا گرم رفتاری سے خشم اور اضطراب کی طبیعت کی فرصت نپائی ہو کہ نماز مین مقید ہون خدا جانے
اور جب سرور عالم بعد ادائے نماز حجرۂ شریف مین گئے یہ لوگ بر سر راہ آئے رستا روک کر اپنی باتونکو
پھر اعادہ کرنے لگے حضرت نے انکی طرف ملاحظہ کیا اور جواب مین کچھ نفرمایا اور حجرے مین آکر سنت نماز
پیشین ادا کی بعد اسکے باہر تشریف لائے اور مسجد کے صحن مین بیٹھے اور بنی تمیم کے درمیان سے
اقرع بن حابس مجلس مین آیا اور بولا یا محمد ہمکو اجازت دو کہ ہم بات کرین حضرت نے فرمایا کہو کہنے لگا ہم
وہ لوگ ہین کہ مدح ہمارا زین ہے اور ذم ہمارا شین یعنی مدح کرنا ہمارا آرائش ہے اور نکوہش کرنا یعنی
ہجو کرنا بد بولنا ہمارا عیب ہے حضرت نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے تو وہ خداوند تعالیٰ ہے کہ مدح اسکا زین
ہے اور ذم اسکا شین اور غرض یا مقصود تمھارا اسبات سے کیا ہے انھون نے کہا ہم اپنے شاعر اور خطیب ساتھ
لائے ہین کہ آپ سے مفاخرت کرین حضرت نے فرمایا کہ مین شعر پر مبعوث نہین ہوا اور مفاخرت پر مامور
نہین ساتھ اسکے لاؤ کیا رکھتے ہو اسوقت انھون نے عطارد بن حاجب کو جو انھونکا خطیب اور فصیح تھا
کہا اٹھو خطبہ پڑھو عطارد کھڑا ہوا اور خطبہ اپنے مشتمل حمد و سپاس اور بنی تمیم کے قبیلے کی فخر اور شرف
کے ذکر مین پڑھا جب عطارد خطبے سے فارغ ہوا حضرت نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری

کو جو اکابر اصحاب سے اور اعلام انصار سے یعنے مشہور انصاریون سے اور سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے
خطیبون سے تھا خطاب کرکے فرمایا کہ عطارد کے جواب مین خطبہ پڑھ پس ثابت نے خطبہ پڑھا نہایت
فصاحت اور بلاغت سے مشتمل حمد وسپاس حضرت پروردگار اور ذکر شہادتین اور صلوات دو پہ نبی
مختار کے اور فضل مہاجرین اور انصار کا اور متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نصرت اور
معاونت اس جناب کی کہ جو موجب عزت اور غیرت اور قوم کی ہوئی اسوقت شاعر انکا جسکا نام
زبرقان بن بدر تھا کھڑا ہوا اور اشعار پڑھنے لگا شعر فضل و افتخار میں پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حسان بن ثابت کو طلب فرمایا اور ارشاد ہوا کہ انکے جواب مین شعر کہو حسان نے قصیدہ غرا
بدیہتہ انکے جواب مین کہا قصیدہ غرا اسکو کہتے ہین جو سو بیت سے تجاوز کرے اور فرمایا
فی البدیہہ وہ ہے جو بے تامل ترت کہے اس طرف سے اقرع بن حابس اٹھا اور اشعار بدعوی اور افتخار
پڑھنے لگا حسان نے امر رسول مختار سے انکے جواب مین بھی ایک قصیدہ پڑھا اس قصیدہ سے
زیادہ غرا پس اقرع بن حابس نے کہا قسم خدا کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب سے نصرت اور تائید کی
گئی ہے اور کوئی فضل اور مکرمت اس سے دریغ نہین رکھا گیا خطیب انکا زیادہ فصیح ہے ہمارے خطیب سے
اور شاعر انکا زیادہ بلیغ ہے ہمارے شاعر سے اور تمام خبر انکی بہتر ہے ہماری تمام خبرون سے پس مقام
انصاف اور تسلیم مین آئے اور مطیع اور منقاد ہوے اور ایمان بسلامت لیگئے اور حضرت نے ان کے
سبایا کو اور اسیرون کو ان کے پھیر دیا اور انعام انکے فراخور یعنے انکی لیاقت کے موافق عطا کیا
صلی اللہ علیہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ وجودہ ونوالہ وجاہہ وجلالہ اور انھون کے باب مین نازل
ہوا ہے ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان
خیرا لہم واللہ غفور رحیم اور خبر دینا بصفت مغفرت اور رحمت ناظر ہے طرف عفو اور صفح ہے لیکن نظر
بسیاق کلام سے کے نظر کرنے اور بے ادبی ان یمنیون کی یعنے بخیلون کی اس مین بھی ایک نوع
سے تہدید سے یعنے ڈرانے سے اور توبیخ اور انتقام سے یعنے اگر صفت غفاریت اور رحمانیت
ہوتی ساتھ اس سوء ادب کے اور ترک تعظیم رسول خدا کے جو انھون سے صادر ہوئی مستحق
عذاب اور عتاب عظیم کے ہوتے تھے اثر اس صفات کا تھا کہ باز رہے فضیحت اور تقریع
سے گذر گئے اور اس سے آگے بھی نہی واقع ہوئی ہے رفع اصوات اور جہر سے بالقول وخطاب

باسم ونیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون یہ قوم بھی رد و جل اور مصدوق ہیں لیکن سبب نزول میں اسکے اور ایک وجہ صحیح بخاری میں آئی ہے کہ اور ایک وقت آئے بنو تمیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اور درخواست کی انھوں نے کہ امیر کر دانو ہمارے اوپر کسی شخص کو پس عرض کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر گردانیے انھوں پر قعقاع کو بروزن لبلاب بن معبد بن زرارہ بروزن ہزارہ نام ہے ایک مرد کا بنی تمیم سے اور کہا عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر کیجیے اقرع بن حابس کو اور ظاہر ہے یہ امر عمر خطاب رضہ سے اسباب میں گران گذرا صدیق رضہ کو اور کہا یا عمر رضہ مقصود تمھارا مخالفت کرنا ہے مجھسے اس بات میں پس کہا عمر رضہ نے کہ مقصود میرا مخالفت تمسے نہیں کرنا یعنے میںنے ایسی بات کہی کہ اپنے گمان میں صلاح وقت میں لئے اسمیں دیکھی پس جدال اور نزاع کیا آپسمیں دو مرد بزرگ نے اور جدال واسطے اظہار حق کے یعنے جو بات حق ہو اسکے ظاہر کرنے کے لیے تاکہ اتباع کیا جاوے اسکا نہ یہ کہ غلبہ کرنے کے قصد سے ہو اور ترفع جائز ہے اور جاری ہوا ہے درمیان اصحاب کے پس بلند ہوئیں آوازیں انھوں کی پس نازل ہوا اسباب میں قول حق سبحانہ تعالیٰ کا یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ یعنے تقدیم مت کرو قضا کے تئیں پیش از آنکہ حکم کرے خدا اور رسول خدا اسمیں اور جب نازل ہوا لا ترفعوا اصواتکم الخ یعنے بلند مت کرو تم اپنی آوازوں کو تب سوگند کی عمر خطاب رضہ نے کہ تکلم نکروں رسول خدا کے آگے مگر ایسا کہ جس طرح کوئی راز کہے اپنے یار سے جہانتک استفہام کیا جاتا ہے کہ کیا کہا اور بیضاوی نقل کرتا ہے یہ سوگند کھانا ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کا پس نازل ہوا ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی لہم مغفرۃ قولہ اجر عظیم اور روایت کی گئی ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ پتھر اپنے منھ میں لیکر بیٹھے تھے حضرت صلعم کے حضور تا کہ مجال سخن تنگ ہو اور یہ بھی آیا ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تب ثابت بن شماس جو مذکور ہوا جہر الصوت تھا یعنے آواز بہت بلند تھی اپنے گھر میں بیٹھا اور مجلس شریف سے کنارہ پکڑا کہ مبادا جہر صوت لازم آوے پس حضرت صلعم نے تفقد کیا اسکا اور فرمایا ثابت بن قیس نہیں آتا اور نہیں دکھائی دیتا سبب کیا ہے پس حاضر ہوا ثابت اور عرض کی اسنے کہ یا رسول اللہ نازل ہوا یہ آیہ آپ

برادر مین جہر الصوت ہون ڈرتا ہون کہ میرے عمل حبط ہون یعنے عمل خیر باطل ہو جاوین پس فرمایا حضرت ؐ
نے کہ اُس مقام مین تمہین جیدگیا تو بخیر اور مریگا بخیر اور آئیگا بہشت مین تنبیہ یہ شدت اور قساوت
اور مفاخرت جاہلیت کی بنو تمیم کے درمیان گویا مقتضاے جبلت اور طبیعت اُنکی تھی جس طرح بعضے
لوگون کے طباع مین ہوتی ہی تفاوت شدت کے درمیان اور غلظت طباع بر وزن قتال جمع طبیعت
کی اور صحیح بخاری مین عمران بن حصین رض سے لاتا ہی کہ آئی ایک جماعت بنو تمیم سے پیغمبر خدا ؐ کے نزدیک پس
فرمایا حضرت ؐ نے کہ قبول کرو تم بشارت کے تئین اے بنی تمیم یعنے بشارت دخول جنت کی اور تعریف اور تعلیم
کی اُس جناب ؐ نے اصول عقائد کی جو خبر دیتے تھے کہ مآل اُس مین ہی یعنے خوبی انجام پس فرمایا قبول
کرو تم اس بشارت کو اُنھون نے کہا بشارت دی تمنے لیکن کچھہ دو ہمکو یعنے ہم اسواسطے آئے ہین
تمہارے پاس کہ کچھہ دنیا کا مال و منال دو بشارت بحال خود یعنے بشارت اپنی جگہہ مین رہے بالفعل
ہمکو جو کچھہ مطلوب ہی سو دو واہ کیا دنیا پرست تھے گویا یہ دو بیتین انہین لوگون کی ہی شان مین
وارد ہین بیت زاہد گوید کہ جنت و حور خوشست ٭ من میگویم کہ آب انگور خوشست ٭ این نقد بگیر و دست
ازان نسیہ بدار ٭ کآواز دہل شنیدن از دور خوشست ٭ سچ ہی طالب دنیا کو دین سے کیا کام پس
بد گذرا سرور عالم ؐ کو اُنکی اس بات سے اور غضب مین آئے اور پایا گیا اثر اُس غضب کا چہرہ مبارک
مین اُس جناب ؐ کے اتنے مین ایک جماعت یمن سے اشعریون سے آئی ابو موسی اشعری رض کی قوم سے
پس فرمایا ان اشعریون سے کہ تم قبول کرو جب قبول نکیا بنو تمیم نے اشعری بولے تحقیق قبول کیا
ہمنے یا رسول اللہ ؐ اور ابو ہریرہ رض سے لاتا ہی کہا دوست رکھتا ہون مین بنو تمیم کو تین خیر کے بعد
خصلتون سے جو سنا ہی یعنے رسول خدا ؐ سے کہ فرماتے تھے اُنکے حق مین ایک یہ کہ یہ سب یعنے
بنی تمیم اشد امت ہین میرے اوپر دجال کے یہ سختیان اور شدتین اُنکی ظاہر ہووہان کام آوینگی
کہ دجال پر کام فرمائینگے دوسرا یہ کہ ایک راہ بنو تمیم سے کہ سبندی کرکے اُسے لائے تھے اس حمیرین
حصین کے سریہ کے قضیے مین جو لایا تھا ظاہرا چند روز ایک کو اُنمین سے اپنی خدمت مین رکھا ہو
یا دوسرے کسیوقت مین واللہ اعلم پس حضرت ؐ نے فرمایا عائشہ رض کے تئین کہ آزاد کرو تم اُسے کہ وہ
اسمعیل کی اولاد سے ہی یعنے عرب ہی تیسرا یہ کہ ایک وقت صدقات بنی تمیم کے اور زکوۃ اُنکی آئی تھی
حضرت ؐ نے فرمایا کہ یہ صدقات ایک قوم کے ہین یا یہ کہ فرمایا کہ یہ صدقات میری قوم کے ہین اُس سے

حاصل یہ کہ شرف دیا انکو اپنی ذات شریف سے اضافت کرکے یعنے نسبت دیکے یعنے کہ یہ میری قوم
ہین اور استمالت اور تالیف کی کہ یہ وہی قوم ہین کہ یہ منع کرتے تھے بنی کعب کے صدقات کے تئین جیسا کہ
گذرا بارے اب ایسے ہوے آپ ادا کرتے ہین صدقات کے تئین ظاہر ا رفتہ رفتہ جو ایمان لائے انکے
دلونمین جگہ کی ہو تو نصیبہ تہذیب اخلاق سے بھی اُنھون نے پایا ہو پھر ابن عیینہ بن حصین کو کیا کہتے
ہین کیسا فحاش درشت خو تھا فحاش یعنی بہوڑ فحش کرنے والا اور وہ وہی ہو کہ جو عائشہ رض کی حدیث مین
آیا ہو کہ ایک مرد نے استیذان کیا یعنے طلب اذن حضرت کی درگاہ فلک اشتباہ سے فرمایا اذن دو اُسکو کہ
اندر آوے کہ بد آدمی ہو اور جب وہ اندر آیا تب کشادہ رو ہوے حضرت ص اور انبساط کی ساتھ اُسکے
پس کہا عائشہ رض نے حضرت ص سے کہ آپ فرماتے تھے اُسکو ایسا اور ایسا اور جب سامنے آیا تب آپ نے
انبساط کی اُس سے اور طلاقت اُسکے سامنے فرمائی بدترین آدمی وہ کوئی ہو جسے چھوڑین لوگ اُسکے
فحش کے پرہیز کرنیکی جہت سے اور کہا گیا ہو کہ یہ پیش از اسلام تھا یا اُسکے حسن اسلام تک ایکبار یہ عیینہ
بن حصین اپنے بھتیجے کے وسیلے سے جسکا نام حر بن قیس بن حصین تھا جو ملازم اور مقرب تھا
امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی مجلس مین آیا اور کہا نہین دیتا تو اے خطاب کے بیٹے ہمکو
عطاے کثیر اور حکم نہین کرتا او پر عدل کے پس غصے مین آئے عمر خطاب رضی اللہ عنہ
اور چاہا کہ کرین اُس سے کچھ یعنے سزا دین پس پڑھا حر بن قیس نے اس آیہ کو خذ العفو
وامر بالمعروف واعرض عن الجاہلین کہا یا امیر المومنین یہ شخص جاہلون مین سے ہے
در گذرو اُس سے حال اس جماعت کا ایسا کچھ ہے عاقبت تک کیا کچھ ہوگا یعنے انجام اگر ایمان
حاصل اور ثابت ہو تو تعریف صحابی ہونے کی اُن پر صادق ہو اور حکم صحابی معلوم ہو کہ کیا ہو واللہ اعلم
اور اسی سال ولید بن عقبہ قرشی اموی کے تئین جو بھائی عثمان رض بن عفان کا دوسری مان
سے تھا بنی مصطلق پر صدقات کے لانے کے واسطے حضرت ص نے بھیجا اور ایام جاہلیت
مین درمیان ولید کے اور اوس جماعت کے دشمنی تھی جب اُس قوم نے سنا کہ وہ رسول
خدا کے نزدیک سے آیا ہو قطع نظر قدیمی عداوت سے کرکے واسطے تعظیم اور احترام ولید کے
ملاحظہ طرف سرور عالم ص کے کرکے ساتھ اسباب مہمانی کے بیس تخمینے سے استقبال اسکے واسطے نکلے جب
ولید نے اس جماعت کو دور سے دیکھا خبر دی شیطان نے اُسے کہ یہ جماعت تیری قدیمی عداوت سے تیرے

مارنے کی واسطے آئی تھی یہ سنتے ہی راہ سے پھرا اور مدینے میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ انھوں نے ایک لشکر جمع کرکے اور ہتھیار لگا کر واسطے جنگ کے نکلے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا مرتد ہوئے ہیں وے اور لشکر ایک جمع کرکے آپکی جنگ کیواسطے آتے ہیں حضرتؐ نے قصد کیا کہ ایک لشکر بھجوا دیں کہ انسے غزا کریں پس پیشتر آ گئے وے لوگ مدینے میں جنھوں سے ولید روگردان ہوا اور عرض کیا ان سواروں نے حقیقت حال کے تئیں جیسی تھی اور ایک روایت سے یہ کہ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو ساتھ ایک جمعیت کے انھوں پر بھجوایا تاکہ احتیاط کریں اور واجبی تحقیق حال کریں پس انھوں سے بانگ نماز کی اور اقامت اور صلوٰۃ اور بناء مساجد اور شعار اسلام دیکھکر پھرے اور جو کچھ معلوم ہوا سو حضور اقدس میں معروض کیا کہ ولید نے جھوٹ کہا اور بہتان کیا ہے اور یہ آیہ کریمہ

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین نازل ہوا اور فرمایا حضرتؐ نے التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان یعنے دھیرج خدا سے ہے اور جلدی شیطان سے اور ایک روایت سے یہ کہ التانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان اور فسق ولید کا بھی تھا کہ جھوٹ کہا اور بہتان کیا اور شر و فساد کا اور فتنے کا قصد کیا گویا اس آیت میں اشارت غیب کی خبر سے ہے کیونکہ اس ولید بن عقبہ کے تئیں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے والی کوفہ کا کیا تھا اور اُسنے شراب پی اور حد مارا گیا اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ امیر المومنین علی رض نے اُسے حد مارا اور اس آیت کے نزول کے بعد حضرتؐ نے اُس قوم پر نوازش کی اور عباد بن بشر انصاری کو اوپر انھوں کے تعین کیا تاکہ انھوں سے اخذ صدقات کرے اور تعلیم قرآن اور شرائع اور احکام سکھاوے اور اُسی سال پیغمبر خدا نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس مرد سے قبیلہ خثعم پر بھجوایا اور امر کی ان کے غارت کرنے پر پس گئے اور قتال کیا انھوں نے قتال عظیم اور بہت ہوئیں جراحتیں دونوں طرف والوں کو اور ہانک لائے اونٹ اور گوسپند اور عورتیں انکی مدینے کی طرف اور تقسیم کیا خمس کے نکالنے کے بعد غنیمت کے تئیں اور پہونچے ہر مرد کے حصے میں چار اونٹ اور مقابل ہوا ہر اونٹ دس گوسپند کے بعد اسکے سرور عالمؐ نے بھجوایا ضحاک بن عوف کلابی عامری کے تئیں جو شجاع تھا اور دلیری کرتے تھے اُسکے تئیں سو سوار سے اور کہا ہوا کر تا سر مبارک پر شمشیر سے طرف اُس شخص کے جو اسلام لائے ہوئے تھے بنی کلاب سے روانہ کیا ربیع الاول میں

پس دعوت کی اُسنے اُنکو طرف اسلام کے پس اِبا کی اُنھون نے پس قتال کیا اُسنے اور ہزیمت دی اُنکو اور غنیمت لایا اور اسی سال علقمہ بن مجزز بروزن منکر مدلجی بروزن منتقی منسوب طرف مدلج کے بن ضمرہ کے تئین ربیع الآخر کے مہینے مین تین سو مرد کا امیر گردان کے ایک جماعت کے اوپر اہل حبش سے کہ نواحی جدہ کے درمیان آئے ہوئے تھے اور خرابی کرتے تھے حضرت صلعم نے روانہ کیا پس خوض کیا دریا کے تئین اور پہونچا علقمہ اُس جزیرے کو جہان مسکن تھا اُنکا پس فرار کیا اُس قوم نے اور جب پھرے طرف مدینے کے بعضو نے ہمراہیون سے شتابی کی اور جلدی روانہ ہوئے اپنے اہل و عیال کی طرف اور عبد اللہ بن حذافہ سہمی اُنکے درمیان تھا اور علقمہ نے اُن متعجلون پر یعنے جلد بازون پر امیر گردانا تھا اور اُنکے مزاج مین ایک ہزل اور مزاح تھی یعنے ٹھٹھول اور نزول کیا درمیان راہ کے اُنھون نے ایک منزل مین اور آگ سُلگائی تا کہ گرم ہوون پس سوگند دی عبد اللہ بن حذافہ نے اُن لوگو کو کہ اپنے تئین آگ مین ڈالو جب اُن لوگون نے قصد کیا کہ اپنے تئین آگ مین ڈالین اور اُسکے حکم کی اطاعت کرین تب منع کیا اُنکو آگ مین گرنے سے اور کہا کہ مت گرو کہ مزاح کرتا تھا جب مدینے مین پہونچے تب اس حکایت کو حضرت صلعم کے حضور مین عرض کیا فرمایا جو کوئی امر کرے تمکو طرف معصیت کے اطاعت مت کرو اُسکی ایسا ذکر کیا ہے اس قضیے کو روضۃ الاحباب مین اور مواہب لدنیہ مین ذکر کیا ہے رواہ الحاکم یعنے حوالہ دیا ہے کہ روایت کیا ہے اُسکو حاکم نے اور ابن ماجہ و صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان مین حدیث ابی سعید الخدری اور صحیح بخاری مین اس قضیے کو ایسا تبویت کیا ہے یعنے باب اور کہا ہے سریہ عبد اللہ بن حذافۃ السہمی و علقمہ بن مجزز المدلجی و یقال لہا انہا سریۃ الانصار یعنے کہا گیا واسطے اُن کے تحقیق کہ وے سریۃ الانصار کے تئین لعبد اسکے روایت کی ہے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا کہ بھیجوایا پیغمبر خدا صلعم نے ایک سریہ پس عامل گردانا ایک مرد کو انصار سے اور امر کی قوم کو اطاعت کرو اُسکی اور جو کچھ وہ فرماوے سو بجا لاؤ پس غضب مین آیا وہ مرد جسے امیر گردانا تھا اُن لوگون پر اور کہا کہ جمع کرو لکڑیونکو پس جمع کین لکڑیان کہا سلگاؤ لکڑیون کے تئین پس روشن کیا آتش کو کہا گرو آگ مین پس قصد کیا اُنھون نے کہ آگ مین گرین پس منع کیا بعض نے بعض کو اور کہا کہ ہم آگ سے بھاگ کر طرف پیغمبر صلعم کے آئے ہین یعنے ہم جو ایمان لائے ہین سو جہنم کی آگ کے خوف سے لائے ہین پھر آگ مین گرنا کیا معنے رکھتا ہے یہ سب اس حال مین اس گفتگو مین

تھے کہ آگ سرد ہوئی اور غضب امیر کا اتر گیا جب یہ خبر حضرت ؐ کو پہونچی فرمایا کہ اگر وہ داخل ہوتے آگ
مین تو باہر نہ نکلتے آگ سے قیامت کے دن تک فرمانبرداری امر کی طاعت مین ہوتی ہی نہ کہ معصیت مین
انتہی اور یہ سیاق کلام ارباب سیر کا جو اولاً مذکور ہوا مخالف ہی بخاری کے کلام کے تئین کیونکہ اہل سیر
کے کلام سے معلوم ہوا کہ مبعوث حضرت کی طرف سے علقمہ تھا اور عبد اللہ نے آپسے امیر کیا مستعجلون پر یعنی
اُسنے اُنسے وہ کام کیا یعنے جلنے پر امر کی اور بخاری کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ دونون حضرت ؐ
کی جانب سے مبعوث تھے اور یہ اشکال اور مخالفت سہل ہی کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ جب علقمہ مبعوث
تھا حضرت ؐ کی طرف سے اور اُسنے عبد اللہ کو امیر گردانا گویا دونون حضرت ؐ کی طرف سے مبعوث ہوے
اور اشکال دوسرا یہ کہ بخاری نے اُسکو سریۂ انصار اور بعضے نسخون مین سریۂ انصاری کس معنون
سے کہا اور عبد اللہ بن حذافہ انصاری نہین تھا اور مواہب لدنیہ والا شیخ ابن حجر عسقلانی سے
نقل کرتا ہی کہ کہا ہی بخاری کے قول کے قول مین وقال انہا سریۃ الانصاری اشارت ہی طرف احتمال
تعدد قضیہ کے یعنے متعدد ہونیکی طرف قضیہ کے اور ظاہر یہی ہی اختلاف سیاق کی جہت سے اور نام
دونون امیر کا اور احتمال جمع درمیان ان دونون کے یعنے ارباب سیر کے اور بخاری کے کلام کے
درمیان جو احتمال جمع ہی ایک نوع سے تاویل دور ڈالتا ہی یہ کہ موصوف ہو عبد اللہ بن حذافہ سہمی قرشی
مہاجر انصاری کرکے اور احتمال رکھتا ہی کہ حمل کیا جاوے انصار معنے اعم پر یعنے جو عام معنے ہون
یعنے ناصر رسول اللہ یعنے اطلاق اس معنی اعم کا سب پر ہو سکتا ہی فی الجملہ یعنے تھوڑا سا یعنے اس
تاویل سے تھوڑا سا احتمال جمع ہو سکتا ہی اور یہ بہت بعید ہی اور تعدد قضیہ کی طرف میل کی ہی
ابن قیم نے اور ابن جوزی نے کہا ہی کہ قول اسکا جو من الانصار کرکے ہی وہم ہی یعنے راویون سے
اور کہا ہی فتح الباری کے درمیان کہ موید ہی اسکی ابن عباس کی حدیث احمد کے نزدیک اس

قول حضرت باری مین یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم نازل
ہوا ہے عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے حق مین بھیجوایا تھا رسول خدا ؐ نے اسی سریہ
کے درمیان اور اسی سال بھیجوایا حضرت ؐ نے علی ابن ابی طالب کے تئین ربیع الآخر کے مہینے مین
فلس کی طرف جو قبیلہ طی کے درمیان تھا اور وہان ایک بڑا بتخانہ تھا ڈیڑھ سو مرد انصار سے اور یہ
سو اونٹ اور پچاس اونٹون کے اور نزدیک ابو سعید کے دو سو مرد کے اندر یعنے دو سو کے

ترتیب پس توڑا حیدر غضنفر نے اُس بتخانے کو اور ویران کیا اُس شہر کو بت پرستون سے اور بیخ و بنیاد سے اُکھاڑا بتخانے کے تئین اور غنیمت کیا اونٹونکو اور گوسفندونکو بہت سے اور روایت کرتے ہین کہ حضرت امیر نے اُن غنائم کو خمس نکالنے کے بعد تقسیم کیا اور آل حاتم کی تقسیم نہ کی مدینے مین لائے اور عدی بن حاتم جو سردار قبیلہ تھا بھاگ کر شام کیطرف گیا اور بہن اُسکی سفانہ بنت حاتم بندی مین پڑی ایک روز حضرت اُس دروازے سے جہان سرایا کو یعنے بندیون کو رکھتے تھے گذرتے تھے اور آل حاتم اُس سرایا مین تھے بیٹی حاتم کی وہان بیٹھی ہوئی تھی اور وہ عورت ایک تھی نہایت صاحب جمال اور صاحب فصاحت اُٹھہ کھڑی ہوئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ والد میرا مرگیا اور وافد غائب ہوا منت رکھو مجھپر منت رکھے خدا تعالی تمھارے پر سرور عالم نے پوچھا وافد کون ہی بولی میرا بھائی عدی بن حاتم حضرت نے فرمایا کہ وہ گریزان ہی خدا اور رسول خدا سے یہ فرمایا کہ وہ روان ہوے کہتی ہی وہ عورت کہ دوسرے روز بھی پیغمبر خدا اُس طرف سے گذرے اور مینے وہی کل کی حکایت پھر کہی وہی جواب سُنا دوسرے روز پیغمبر خدا نے التفات کیا اور ایک مرکب اور خرچ انعام فرمایا اور رخصت کیا پس مین شام کو گئی اور اپنے بھائی کو دیکھا مینے اور وہ حرف جو حضرت نے اُسکے حق مین فرمایا تھا کہ وہ خدا اور رسول خدا سے گریزان ہی اُسکے سامنے دوہرایا اس بات نے اُسکے دل مین بڑی تاثیر کی کہنے لگا خدا اور رسول خدا سے کہا بھاگون مصرع ع بیچارہ از تو گریزان کجا رود یعنے ہوے عاجز سو تجھ سے بھاگ کر جاوے کہان پس متوجہ مدینے کا ہوا اور آنے کی شرح اور اسلام لانا اُسکا سال دہم مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور اسی سال حضرت کی مراجعت کے ما بین طائف سے اور غزوۂ تبوک سے قضیہ کعب بن زہیر بن کعب کے اسلام لانیکا واقع ہوا سابق معلوم ہوا کہ مکے کی فتح کے غزوے مین جو سال ہشتم مین تھا حضرت نے اُس جماعت کے ضمن مین جنھون کا خون ہدر کیا تھا اُس تقریب سے کہ پیغمبر خدا کے ہاجی تھے مثل ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب اور کعب کا خون بھی ہدر کیا تھا اور جس طرح دوسرے بھاگے تھے وہ بھی بھاگا تھا اور بعد اُسکے پھر آیا اور جانا اُسنے کہ سنا تھا مینے بھائی نے کہ جسکا نام بجیر بن زہیر تھا اور وہ بھی شاعر تھا لیکن اس بدکرداری مین جسمین وہ گرفتار ہوا مد تھا یعنے اب جو کوئی پیغمبر خدا کی ملازمت مین جاوے اور اعتذار اور استغفار کرے پس کہا اُس سے اُسکے بھائی اسلئے کہ تو اپنی جگہہ مین رہ تاکہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس جاؤں اور سنوں کلام اسکا اور دیکھوں صورت اسکی اور پہچانوں جو کچھ پاس اسکے ہے رضا اور
سنوا سنے خط اپنی آسیب پس آیا بجیر حضرت رسول کے حضور اور دیکھا اسنے اس صاحب جلال کے جمال کو
اور ایمان لایا اور کہتے ہیں کہ زہیر باپ انکا مجالست کرتا تھا اہل کتاب سے یعنے نصاری سے اور سنا
تھا اسنے کہ وقت بعثت پیغمبر آخر الزمان کا نزدیک پہونچا ہے اور خواب میں اسنے دیکھا تھا کہ ایک لمبی رسی آسمان
سے لٹکی ہوئی ہے اور اسنے ہاتھ اسپر دراز کیا ہے لیکن ہاتھ اسکا اسے نہیں پہونچا پس خبر دی اسنے اپنے
بیٹوں کو اسبات کی اور وصیت کی کہ اگر پاؤ تم پیغمبر آخر الزمان کو تو ایمان لاؤ تم اس سے اور جب حضرت صلعم
تشریف لائے طائف سے لکھا بجیر نے کعب کو کہ کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اگر تیری آرزو میں یہ آتا ہے
کہ حضرت رسول صلعم کی خدمت میں آوے اور توبہ کرے اور عذر کرے اور تو اگر عذر رسول خدا صلعم کے پاس
مقبول ہے اور یہ پیغمبر ذی عفو اس کسیکو نہیں مارتا جو تائب آوے اور عذر کرے اور اگر یہ نہیں اختیار
کرتا تو جا تو جان اور تیرا کام جانے پس ابیات لکھے اسنے بجیر کیطرف اپنی کشف حال کیلئے بجیر الجانبین
ان بیتوں کو حضرت کے حضور لیگیا فرمایا جھوٹ کہتا ہے جو کوئی یاد دے اسنے قتل کرے گویا اسبات سے
واللہ اعلم مقصود حضرت صلعم کا تشدید اور تخویف اسکے تائب ہونیکی باعث سے تھی پس بجیر اسنے بھی
کعب کو ابیات لکھے اور حقیقت کے تئیں کشف کیا یعنے آشکارا کیا اور جب پہونچا کعب کے تئیں خط بجیر
کا تنگی کی اسپر زمین نے ساتھ فراخی کے جو رکھتی ہے اور تنگ ہوئی سانس اسکی اور شاد ہوئے
دشمن اسکے اور یقین ہوا کہ کعب مارا جانے والا ہے پس جب اسنے کوئی چارہ نپایا تب انشا کیا
اسنے ایک قصیدہ کہ جسمیں مدح کرتا رہتا رسول خدا صلعم کی اور ذکر کرتا ہے اسمیں خوف و رجا کے تئیں
اور شماتت سخن چینوں کی اور دشمنوں کی پس باہر آیا مدینے کیطرف اور اترا ایک مرد کے یہاں
جو اسکا آشنا تھا قبیلہ جہینہ سے پس اسکے تئیں وہ مرد رسول خدا کی خدمت میں لے گیا اور دکھایا
اسنے حضرت کو اور کہا کہ یہ رسول خدا ہے جو دیکھتا ہے تو اٹھ اور جا اسکی طرف اور طلب امان کر
پس اٹھا کعب اور آیا اور بیٹھا رسول خدا صلعم کے حضور اور رکھے اسنے دونوں ہاتھ اپنے حضرت صلعم
کے دست مبارک پر اور حضرت صلعم نے اسے کبھی اسے دیکھا تھا پس کہا کعب بن زہیر آیا ہے
تائب اور مسلمان طلب امان کرتا ہے آپ سے آیا قبول کرینگے آپ اس سے توبہ اور مسلمانی اسکا
اگر لاؤں اسے آپکے حضور فرمایا ہاں قبول کروں گا پس بولا میں ہوں کعب یا رسول اللہ صلعم

فرمایا تو ہی کعب بن زہیر ہی اتنے مین ایک مرد انصار سے جو اُس مجلس مین حاضر تھا اُٹھے جست کی اور
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دو کہ گردن مارون اس دشمن خدا کی پس فرمایا
رحمۃ للعالمین نے کہ جانے دے چھوڑ دے اُسکو کہ وہ تائب آیا ہی پس غصّے مین آیا کعب اس مرد انصاری
پر کہ تکلم کیا اُسنے اُسکے قتل پر اور کسی نے تکلم نکیا مہاجرین سے مگر اُسکے بھائی بجیر نے پس پڑھا کعب نے
اپنے قصیدۂ لامیہ کے تئین کہ اول اُسکا یہ ہی ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ؎ متیم اثرہا لم
یفد مکبول ؎ اور کہا اس بیت ان رسول اللہ اوعدنی ؎ والعفو عند رسول اللہ مامول ؎ لا تأخذنی
بأقوال الوشاۃ ؎ ولم اذنب ولو کثرت فی الاقاویل ؎ ان الرسول لنور یستضاء بہ ؎ مہند من
سیوف اللہ مسلول ؎ یہ ابیات ایک جگہ اور بھی اول واقع ہوئی ہین وہان اس بیت آخر مین لنور کے جگہ لسیف
واقع ہوا ہی اور تلازم شعری کیواسطے وہی خوب معلوم ہوتا ہی اور کثرت فی الاقاویل مین تبدیل قافیہ
واقع ہوا ہی شاید وزن شعر کیواسطے ہو لیکن شعرا کے نزدیک یہ معیوب ہی پس فرمایا حضرت صلعم نے اصحاب رض
سے کہ دیکھو تو یہ کیا کہتا ہی اور حضرت اچھے شعر کو بہت دوست رکھتے تھے اگرچہ بذات معلا منزہ اور
مبرا تھے شعر گوئی سے اور محبوب رکھتے تھے مدح ذات شریف کے تئین جو بیشک و شبہ صدق اور
حق ہی پس پھینکا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف اُسکے اپنے بردہ مبارک کے تئین
یعنے چادر کو جو بدن مطہر پر تھی روایت کرتے ہین کہ معاویہ رض نے بذل کیا کعب کے تئین اُس
بردہ کے بدلے دس ہزار درہم اور قبول نکیا کعب نے اُس سے اسکو اور کہا ایثار نہین کرتا مین
رسول خدا صلعم کے اوڑھے ہوے کو کسی چیز کے ساتھ اور جب وفات پائی کعب نے تب بھجوایا
معاویہ رض نے اُسکے ورثہ کے پاس بیس ہزار درہم کو اور لیا اُس چادر کو اُنھون نے اور کہتے ہین کہ تھی
وہ بردہ بادشاہونکی سرکار مین الی الان یعنے ابتک اور کہتے ہین کہ بعد اُسکے یعنے حضرت صلعم کی
مدح کرنیکے بعد مدح مین بھی ایک قصیدہ کہا اور تھا کعب بن زہیر فحول شعرا سے اور باپ اُسکا زہیر بھی
شاعر تھا اور بھائی اُسکا بجیر اور بیٹا اُسکا عقبہ اور پوتا اُسکا عوام بن عقبہ سب کے سب شاعر تھے اور
نفع کیا مقوم کو شعر نے کہ اُسکی شاعت ہے یعنے شعر کے مقبول درگاہ ہوے مترجم کہتا ہی اسجگہ سے
معلوم ہوا ان شعر لطیف ہی اور اُسکا ماہر معزز اور مکرم ہی اور پیغمبرون کے اور بادشاہونکے اور
امرا کے پاس اُسکی عزت اور توقیر ہوتی آئی لیکن اس زمانے مین ایسا کچھ کساد بازاری ہی کہ اگر کوئی

شاعر خوش کلام دریاے فکر میں غواصی کرکے لآلی آبدار تازے تازے مضمونوں کے پیدا کرکے عروس خیال
کو کیا ہی اس سے مزین اور رنگین کرے لیکن مشتری کے فقدان سے وہ تو بیلی سترون ہی رہی
ہر چند غزل میں اپنے دُر یتیم ہو تو پھر شاعر دریا کی طرح اپنا سر پتھر پر کیوں نہ مارے جب بیچارہ کوئی حسرت
ملتا ہے اور سمجھے تو جناب رسالت مآب کی تصدیق اور عنایت سے استغنا ایسا کچھ ہی مطابق اس برائی
بیت کے ہے ہزار حیف کہ ابر بہار بیکار ہیں ۞ یہ آنکھیں وہ ہیں کہ دریا کو دھار بیکار ہیں ۞ رجعنا الی القصہ
اور اسی سال حضرتؐ نے ایلا کیا اپنی ازواج مطہرات سے کہ ایک مہینے تک اُنکے پاس نہ گئے اور نہ گذرے
ایلا یعنی سوگند کھانا اور فقیہوں کے نزدیک سوگند کھانا مرد کا ہے کہ عورت سے نزدیکی نکرے چار مہینے اور حکم
اُسکا یہ تعرض نکرے اور نزدیکی عورت سے چار مہینے کے گذرنے کے آگا طری جیسا کہ آیہ کریمہ وعلی الذین
یولون من نساءہم تربص اربعۃ اشہر اوپر مہبات کے حکم کرتا ہے اور اگر نزدیکی کرے تو کفارت یمین دیوے
اور پر اس جزا کے جو واسطے اُسکے مترتب کیا ہے جیسا کہ مثلاً کہا کسی نے اپنی جورو سے کہ اگر نزدیکی کروں
تجھ سے چار مہینے تو میرا غلام آزاد ہے اور اگر چار مہینے گذرے اور اُسنے نزدیکی نہ کی تو واقع ہوتی ہے
طلاق باین ابوحنیفہ کے نزدیک اور انکے اصحابؒ کے نزدیک اور مذہب سفیان ثوری کا اور بعضے
حالونکا بھی یہی ہے اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک اور اسحاق کے نزدیک واقع نہیں ہوتی طلاق چار مہینے گذرنے
سے بلکہ حبس یعنے قید اور جبر کیا جاتا ہے مرد کو اوپر مہبات کے کہ یا رجوع کرے اور کفارت یمین دیوے
یا طلاق دیوے اور اگر وہ طلاق نہ دیوے طلاق دلائی جاوے جبراً ایک طلاق اور جدا کی جاوے
اُس سے وہ عورت لیکن ایلا جو پیغمبر خدا سے واقع ہوا اسی قسم سے ہے کہ ایک مہینے تک اُنکدان سے
مخالطہ نکریں اور سبب اُسکا یہ تھا کہ حضرتؐ نے ازواج سے بہت آزار کھینچے اور ملول ہوئے پس سوگند
کی کہ ایک مہینے تک انکے پاس نجاویں اور سزا دیویں تا کہ وے اپنے کیے سے پشیمان ہوں اور اس
قصے میں ارباب سیر سے متعدد اقوال ہیں اور وہ سب بتفصیل روضۃ الاحباب وغیرہ کے درمیان مذکور
ہیں مجملاً ایک یہ کہ ازواج مطہرات نفقہ اور کسوت یعنے پوشاک طلب کرتی تھیں اور کچھ چیزیں
ایسی چاہتی تھیں کہ میسر نہ تھیں اُس سبب سے ایک ملال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر
مبارک میں پیدا ہوا اور دوسرا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض ازواج کے گھر تشریف
لے گئے اور وہاں شہد تناول کیا اور دیر ہوئی دوسری ازواج مطہرات نے اور [illegible]

کہا کہ یا رسول اللہ آپکے منہ سے ہم مغافیر کی باس پاتے ہیں اور مغافیر نام ہی ایک گوند کا کہ بدبو ہوتی ہے پس حرام گردانا حضرت نے عسل کو اپنے اوپر تیسرا یہ کہ حفصہؓ اپنے گھر میں نہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے مکان میں ماریہ کو طلب کیا اور اُنسے خدمت فرمائی حفصہؓ نے اس بات سے رشک یعنے ڈاہ کی اور رو دی پس حضرت نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام گردانا اور اُسے منع کیا کہ کسیکو مت کہنا اور حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہدیا پس حضرت رب العزت کی درگاہ سے عتاب آیا کہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک الخ یہ بھی سبب ملال خاطر شریف کا ہوا اور قسم کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اس اقوال کے جمع ہونے میں کہا ہی کہ شاید یہ تمام امور اسباب ایلا ہوے ہوں اور اُسکو یوں فرض کیا چاہیے کہ انسے حضرت کو آزار پہونچتے تھے اور درگذر کرتے تھے اور ایلا نہیں کرتے تھے اور سوگند نہیں کھاتے تھے یہانتک کہ مرتبہ اخیر میں اس جناب نے ایلا کیا لیکن لفظ احادیث ایسی واقع ہیں کہ ہر مرتبے میں آزار پایا اور ایلا کیا گویا متعدد ایلا واقع ہوے ہیں پر لازم نہیں کیونکہ ایلا بمعنی قسم ہی اگر کوئی کسی ایک چیز پر متعدد سوگند کھاوے تو اوپر اُسکے حنث ایکبار ہی متعلق ہوگا فافہم بر ہر تقدیر سبب اختلاف الاقوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عزلت اختیار کی یعنے گوشے میں بیٹھے اور ایکبار غرفے کے درمیان متمکن ہوے اور باہر نہ نکلے ایک غلام حبشی جسکا نام رباح تھا اُس سے فرمایا کہ غرفے کے دروازے پر بیٹھ اور کسیکو میرے بدون اذن اندر آنے مت دے اور مدینے میں آوازہ پڑا کہ پیغمبر نے اپنی ازواج کو طلاق دی اور یاروں سے جو کوئی یہ خبر سنتا تھا مسجد میں آتا تھا عمر خطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے آیا ہے کہ کہا کہ جب میں اس بات سے واقف ہوا تب میں بھی مسجد شریف میں گیا دیکھا میں نے کہ ایک جماعت پیغمبر خدا کے دروازے پر بیٹھی ہوئی ہی اور روتی ہی میں نے رباح سے کہا جا پیغمبر خدا سے میرے واسطے اذن طلب کر وہ حضور میں گیا اور ایک لحظے کے بعد پھر آیا اور بولا کہ میں نے تمھارے واسطے اذن طلب کیا کچھ جواب نپایا کئی بار ایسا ہی واقع ہوا آخر میں ناچار ہوا اور باواز بلند میں نے کہا اے رباح اجازت لے میرے واسطے پیغمبر سے حضرت نے گمان کیا کہ شاید میں اپنی بیٹی حفصہؓ کی شفاعت کے واسطے آیا ہوں قسم خدا کی اگر پیغمبر فرماویں مجھے کہ اُسکی گردن مار تو گردن ماروں فرمان سے اُنکے تجاوز نکروں یہ کہا میں نے اور وہاں سے پھرا میں ناگاہ رباح کی آواز میں نے سنی کہ مجھے بلاتا تھا اور کہتا کہ اے عمر آ کہ اجازت پائی تو نے پس حضور میں گیا

مین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنی ازواج کو آپ نے طلاق دی فرمایا نہین کہا چنے اللہ اکبر پھر مین مسجد
مین آیا اور اصحاب کو یہ خبر دی پس معلوم کیا اُنھون نے کہ ہمارا گمان خطا تھا پس عمر خطاب رض
نے حضور مین آکر ایسی باتین کین عورتون کے احوال کی کہ حضرت منبسط ہوئے اور تبسم کیا اور حدیث
صحیح مسلم کے درمیان جابر بن عبد اللہ انصاری سے آیا ہو کہ ایک روز ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے محل کے دروازے پر آئے اور اذن چاہا کہ اندر جاوین
اور دیکھا کہ بعضے لوگ محل کی ڈیوڑھی پر بیٹھے ہوئے ہین اور کسیکو اذن حاصل نہوا اور شکر خدا کا
کہ ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ کو حاصل ہوا بعد اسکے عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے آن کر اذن
طلب کیا اُن کو بھی اذن حاصل ہوا ان دونون صاحبون نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو دیکھا بہت اندوہ مین بیٹھے ہوئے ہین باعث ملال کو سوال کیا حضرت نے فرمایا یہ جو میرے گرد
بیٹھی ہوئی ہین اور اشارت کی طرف اُن بیبیون کے اور مجھ سے نفقہ طلب کرتی ہین اور وہ
کچھ مانگتی ہین جو حاضر نہین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کاش آپ دیکھتے کہ میری زوجہ خارجہ کی
بیٹی مجھ سے کچھ نفقہ طلب کرلی یہ کہکر اُٹھ کر اُسکی گردن مین ایک چپکر ماری حضرت ہنسے پس
صدیق اکبر رض نے اُٹھکر ایک چپکر عائشہ صدیقہ رض کے گردن مین ماری اور عمر خطاب رض نے اپنی
بیٹی حفصہ رض کی گردن مین بھی حضرت ہنسے عمر خطاب رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم مکے مین اپنی عورتون
پر غالب تھے اور جب مدینے مین آئے مدینے کی عورتین اپنے شوہرون پر غلبہ رکھتی تھین ہماری
عورتون نے خو یہانکی عورتون کی اختیار کی اور اس طریق کو اُنسے سیکھا کہ ایکبار روز مین نے
اپنی زوجہ سے آواز بلند کرکے بات کی اُسنے اس بات کو مجھے پھیر کر جواب اولٹا دیا مجھے یہ حرکت
اُس سے منکر معلوم ہوئی کہا اُسنے تو مجھ سے کیون بُرا مانتا ہی اور حال یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی عورتین اور ایک روایت مین یہ کہ حفصہ رض میری بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا اُلٹا ہی جواب
دیتی ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اُن پیغمبر خدا سے ہجرت کرتی ہی شب تک اور غصے مین جاتی ہی کہا مین نے
نا امید اور زیان کار ہو جیو حفصہ رض جو ایسا کام اُس سے صادر ہوا اور یہان سے معلوم ہوتا ہے
کہ باعث ایلا اور موجب ملال اور عزلت کا اختیار کرنا ازواج سے طلب نفقہ اور تکلیف مالا یطاق تھی
اور یہ بھی عمر خطاب رض سے آیا ہی کہ کہا اذن پایا مین نے اور حضور مین گیا مین نے دیکھا تو سرور کائنات صلعم

تے جیسا بدن مبارک میں گلاب پسینت کرتا ہی ایک لنگیتہ مین باندھا ہی اور پہلو برہنہ ہی ایک حصیر
پر خرما کے لیف سے تھا اوسپر رکھے ہوئے ہین اور اس حصیر نے پہلوے مبارک مین تاثیر کی ہو جیسے نشان
اسکے پہلو مین پڑ گئے ہین اور چمڑے کا ایک وسادہ ہی خرما کی لیف سے بھرا ہوا اوس پر تکیہ کیے ہوے ہین
اور پانؤن کے نزدیک سلم کے پتے ڈالے ہوے ہین اور مکان مین سوا ایک صاع جو کے اور ایک
کوزہ پانی کے سوا کچھ بھی گرم اور کچھ موجود نہین اور کئی ٹکڑے چمڑے کے سو بھی دباغت نہین کیے ہوئے مکان
کی دیوار پر لٹکتے ہوے ہین سبحان اللہ جو باعث موجودات ہی اور دو جہان کی خوبیان واسطے اوسی
کے پیدا ہوئی ہین اوسکا حال یہ عورتون کے ہاتھ سے پیغمبرون کا جب یہ احوال تو امتیون کا کیا حال ہو
عورتونکو ناقص العقل اسیواسطے کہتے ہین لیکن اور دن کو کیا نسبت ہی اونسے کہ وے سب ام المومنین ہین
عمر خطاب رض نے جب یہ احوال دیکھا نہ رہا گیا کہتے ہین کہ رونے نے مجھپر زور کیا اور سینہ میرا پھٹ گیا
فرمایا ای خطاب کے بیٹے کیون روتا ہی مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیون نہ رؤن کہ آپ کو اس
حال سے دیکھتا ہون محنت اور شدت مین پڑے ہوے اور قیصر اور کسرے عیش و کامرانی مین اثمار
اور انہار مین خوش اور شادان ساتھ کفر اور طغیان کے اور آپ رسول خدا ہو کے اس تشویش اور
رنج مین دعا کرو تا کہ خدا تعالے تمھارے اوپر اور تمھاری امت پر عیش کو کشادہ کرے انہار
اور اثمار جمع ہین ثمر اور نہر کی پس حضرت سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا ای خطاب کے بیٹے تو کہان ہے
اور کس جگہ ہی جو ایسی باتین کرتا ہی یہ وہ قوم ہین جنکو طیبات اس دنیا ہی مین لے گئے ہین اور ہمکو
آخرت مین آمادہ ہی اس بات کو حضرت نے عوام الناس کی تفہیم کے واسطے ینے سمجھانے کے لیے
فرمایا اور نہین تو ایسے کچھ انوار اور اسرار اور ذوق اور لذتین باطن کی اور حضور اور جمعیت اور
نبوت اور لوازم اوسکے اس جہان مین حاصل ہین اور نقد بہشت برین مین رکھتے ہین کہا مین نے
یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا پس ایک مہینے تک ازواج سے حضرت نے
ہجرت کی اور اسی غرفے مین مہینا کاٹا اور وہ مہینا انتیس روز مین تمام ہوا جب اس غرفے سے باہر
آئے پہلے عائشہ صدیقہ رض کے یہان گئے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے قسم کی تھی کہ ایک
مہینے تک ہمارے پاس نہ آؤگے اور حال یہ کہ مینے شمار کیا ہی کہ انتیس روز سے زیادہ نہین گذرے
فرمایا کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مہینا انتیس روز سے زیادہ نہین ہوتا اور یہ مہینا اون مہینون سے ہی اور عمر خطاب رض

کی اس حکایت سے بھی معلوم ہوتا ہے حضرت اُن دنوں غالب تھی اور دنیا بفقر کا متعسر تھا اور ایسے وقت
مین النفقہ مانگنا ازواج کا موجب ملال اور باعث ایلا ہوا پس تخییر کا آیہ نازل ہوا یا ایہا النبی قل لازواجک
ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار
الآخرۃ ان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما پس جسنے اختیار کیا خدا اور رسول خدا صلعم کو وہ ثابت اور قایم
رہے اور جسنے دنیا اور اسکی زینت کو اختیار کیا وہ نکل گئے اور اُسے نہ دین ملا اور نہ دنیا روایت کرتے
ہین کہ ایک عورت تھی ازواج سے حضرت کے کہ اُسنے دنیا کو اختیار کیا اور نکل گئی کسی نے ایکبار اُسے
دیکھا کہ راہ مین ایک کھجور کے خشتے یعنے چھلکے چنتی تھی کہ اُس سے اپنا قوت کرے پوچھا ای عورت تو کون
ہے اور اس افلاس مین گرفتار ہے کہا اُسنے انا الشقیۃ التی اخترت الدنیا یعنے وہ بدبخت عورت ہون
جسنے اختیار کیا دنیا کو اور جب یہ آیہ تخییر نازل ہوا آپ حضرت صلعم کو بھی علم عائشہ رض کی جبلت کا اور فراق دامنگیر
حال ہوا کہ ایسا نہو عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا کو اور زینت دنیا کو اختیار کرے فرمایا کہ ای عائشہ رض تجھے حکم
ایسا ہوا ہی تجھ کیا ارادہ رکھتی ہو اور فرمایا کہ شتابی اُسکے جواب مین مت کر جبتک اپنے مان باپ سے
مشورت نکرو عائشہ رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین اپنے مان باپ سے مشورت نہین کرتی یہ کیا بات ہے
مینے اختیار کیا خدا اور رسول صلعم کو لیکن آپ سے التماس رکھتی ہون یہ کہ اپنے دوسرے ازواج کو اس
بات سے خبردار نکریو جو مین نے التماس کی اور مدعا عائشہ صدیقہ رض کا یہ تھا کہ کوئی بی بی
حضرت صلعم کی حبالہ نکاح سے نکل جاوے اور اس تقریب سے باہر نکلے اور یہ بات بحکم طبیعت اور
غیرت محبت ہے نہ از روے غیرت اور اعتقاد تا کہ منافی ہو اس بات کی کہ یحب لاخیہ
ما یحب لنفسہ یعنے دوست رکھتا ہی اپنے بھائی کے واسطے جو کچھ دوست رکھتا ہی اپنی ذات کے واسطے
اور یہ بات جبلی ہی عورتون کی اور ظاہر یہ معفو ہے عورات سے اور معذور ہین وے اسمین اور گمان کیا
عائشہ صدیقہ رض نے کہ حضرت جو محبت مجھ سے رکھتے ہین قبول کرینگے اس بات کو اور اس التماس
کو مبذول رکھینگے لیکن اس جناب کی حقانیت اس جناب کو کسی سے متعلق نہین رکھتی اور
فرمایا ای عائشہ رض یہ کیا بات ہی کوئی عورت یہ نہ پوچھے گی کہ کیا اختیار عائشہ رض نے مگر یہ کہ خبردار کرون
مین اسبات پر اور اس بات مین اس جناب صلعم نے عائشہ صدیقہ رض کی رعایت خاطر بھی کی یعنے بے لیے
پوچھے بن آپ سے نہ کہونگا اگر پوچھینگی تو کہونگا اور فرمایا ان اللہ لم یبعثنی متعنتا ولا متعنتا

ولکن بعثنی معلما میسرا یعنی تحقیق کہ خدا تعالی نے مجھے اسواسطے نہیں بھیجا کہ مشقت اور شدت میں ڈالوں
کسیکو اور نہ طلب کرنیوالا ہوں میں خطا اور گناہ کا اور کسی کی ذات کا ولیکن بھیجا ہی مجھے خدا نے تعلیم کرنے والا
کام کے تئین اور اسی سال ایک عورت غامدیہ سبیعیہ کا مصغر ہی یہ سبیعہ سبع کا رجم واقع ہوا رجم یعنے
سنگسار کرنا بسبب حرام کے اور غامدیہ منسوب ہی غامد سے کہ نام تھا ایک مرد کا جو ابو قبیلہ تھا یعنے
قبیلے کا باپ اس عورت نے پیغمبر خدا صلعم کے حضور آکر اپنے زنا پر اقرار کیا اور طلب تطہیر کی اُسنے حد کے
قائم کرنے پر اور حضرت صلعم نے اسبات سے تغافل کیا جیسے عادت شریف تھی فاحشہ کے ستر اور کتمان
میں اور وہ عورت راضی نہوئی مگر قائم کرنے پر حد خدا کے اور بولی کہ یا رسول اللہ تم چاہتے ہو کہ مجھے
پھیر دو اور توقف کرو اقامت کے درمیان جس طرح اپنے ماعز کو پھیر دیا اور توقف کیا آپ نے حد
قائم کرنے میں اُسپر اور وہ عورت حاملہ تھی زنا سے حضرت صلعم نے فرمایا صبر کر تا کہ تجھے وضع حمل ہو کیونکہ
وہ جو تیرے پیٹ میں ہی بیگناہ ہی اور جب پیدا ہوا اُس سے فرزند تب پھر آئی اور عرض کی کہ
یا رسول اللہ صلعم اب کرو حد قائم کرنے پر واہ ری عورت تیری سکت اگرچہ گناہ شیطان کی غفلت سے
عمل میں آیا لیکن کیا جانباز ہے شرع پر فرمایا تیرا بچہ شیر خوار ہے جب ہم تجھے سنگسار کریں تب بچہ کون جیئیگا
اتنے میں ایک مرد انصار سے کھڑا ہوا اور متکفل اُس بچے کے پالنے کا ہوا حضرت صلعم نے اس عورت کو
بھی اسپر چھوڑا کہ دودھ پلاوے جب اس بچے کی مدت رضاع یعنے شیر خوارگی کی مدت گذر چکی تب وہ عورت ایک
ٹکڑا روٹی کا اُس بچے کے ہاتھ میں دیکر مجلس شریف میں آئی اور طلب اقامت حد کی اور عرض کی کہ
یا رسول اللہ صلعم لڑکے کو میں نے دودھ سے چھوڑا دیا اور کھانا کھاتا ہی اور حد کے قائم کرنے میں اوسنے جہد و
کوشش کی پس حضرت صلعم نے حکم کیا اُسکے رجم پر اور چھاتی تک اُسے دفن کیا اور سنگسار کیا کہتے ہیں کہ خالد
بن ولید رضہ نے ایک پتھر اُسکے سر پر مارا اور خون اُس سے جاری ہوا اور ایک بوند اُسکے لہو کی خالد کے منہ
پر پڑی پس گالی دی خالد رضہ نے اُسکو حضرت صلعم نے فرمایا ای خالد اُسے گالی مت دے قسم اُس بے نیاز کی کہ بقا ہے
ذات میری قبضہ قدرت میں اُسکے ہی کہ اُسنے توبہ کی ایسی کہ اگر صاحب مکس ایسی توبہ کرے تو
آمرزیدہ ہوا اور مکس کہتے ہیں خراج اور عشر لینا لوگوں سے ظلم اور ستم سے اور یہ بہت
بڑا گناہ ہی اور بہت قبیح ہے اور اسکو یعنے مکس کو تفسیر کیا ہے طناجی کرکے اسوقت فرمایا رسول خدا
نے تا کہ اُسے باہر نکالا اور اُسپر نماز پڑھی اور مدفون کیا اُسکو اور بعضا اس ہجرت کا یوں واقع ہوا ہے

ثم امر بہا فصلی علیہا یعنی پس امر کیا حضرت صلعم نے نماز پڑھی اُسپر اور یہ صلی بلفظ مجہول اور معلوم دونوں طرح سے لفظ مفسروں نے پڑھا ہی یعنے اسطور سے صلی بمعنی نماز پڑھی اُسنے یعنے حضرت نے ضمیر اسمین راجع ہے طرف فاعل نماز کے اور مجہول صلی ہی یعنے نماز پڑھی گئی پھر تقدیر اول یعنے لفظ مجہول کے معنے یہ ہین کہ امر کی حضرت نے تاکہ لوگون نے اُسپر نماز پڑھی اور آپ بنفس نفیس حضرت صلعم نے نہین پڑھی اور بر تقدیر ثانی یعنے جس تقدیر مین کہ لفظ صلی معروف ہو معلوم ہوتا ہی کہ حضرت صلعم نے آپ بھی اُسپر نماز پڑھی اور قاضی عیاض مالکی کہتا ہی کہ صحیح مسلم کے تمام راویون کے پاس صاد اور لام مفتوح ہی یعنے صلی لفظ معروف ہی اور طبری اور ابن ابی داؤد کے نزدیک صاد مضموم ہی اور لام مکسور یعنے مجہول ہے جسپر حد واقع ہوا اُسپر نماز پڑھنے مین ایسا کچھ آیا ہی لیکن مدیون پر یعنے جو قرضدار ہو کیکا اُسنے وہ ادا نکیا ہو متفق روائتین آئی ہین کہ اُسپر حضرت صلعم نے نماز نہین کی اور اسیطرح اُس کسی پر جسنے اپنے تئین ہلاک کیا اور غنیمت مین خیانت کی بلکہ بعضون نے کہا ہی کہ قاتل نفس پر اصلا نماز درست نہین اور مختار یہ ہی کہ یعنے اختیار کیا گیا ہو یہ کہ جو کوئی نماز پڑھے طرف قبلے کے اُسپر نماز کیا چاہیے اور امام احمد نے کہا ہی کہ امام نماز نہ پڑھے قاتل نفس پر اور دوسرے پڑھین جان کہ روضۃ الاحباب مین غامدیہ کے رجم کے ذکر کو اس سال مین ذکر کیا ہی اور عجب ہی کہ ماعز کے رجم کا ذکر جو اصل ہے شخص اسباب مین اور مشہور ہے سو مذکور نہین کیا شاید اسکی شہرت کی حیثیت سے ذکر نکیا ہوا اور یہ وجہ ضعیف ہی خدا جانے اور ظاہر مشکوۃ کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وقوع اسکا یعنے ماعز کے رجم کا بھی اسی سال مین واقع ہوا خدا جانے بعد پھر تقدیر ذکر کرنے کے لائق ہی روایت کرتے ہین کہ ماعز بن مالک اسلمی ایک مرد کے گھر مین رہتا تھا کہ نام اُسکا ہزال تھا اور وہ بھی اسلمی تھا سو اُسنے اسکی باندی سے کہ اُسنے آزاد تھا زنا کی جب یہ واقعہ اُسنے اس مرد سے ظاہر کیا تب اُسنے کہا کہ تجھے پیغمبر خدا صلعم کے پاس لیجانا چاہیے اور اپنا احوال عرض کیا چاہیے تاکہ وہ پیغمبر کیا فرماوے اور کیا حکم کرے پس حضرت صلعم کی خدمت مین آیا اور عرض کرنے لگا کہ پاک کرو تم مجھکو یا رسول اللہ صلعم پس فرمایا وا ئے تجھپر پھر جا اور طلب آمرزش کر خدا سے اور توبہ کر پس تھوڑا پھر گیا اور پھر آیا اور بولا یا رسول اللہ صلعم مجھے پاک کرو پس فرمایا حضرت صلعم نے کس چیز سے پاک کرون تجھے اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے مجملاً جانا

اس سے کچھ کیا واقع ہوا ہے اور خصوص زنا معلوم نہیں ہوا کہا اس مرد زانی نے کہ یا رسول اللہ مجھے
زنا سے اور اسکی آلودگی سے پاک کرو پس روے مبارک اسکی طرف سے پھیرا یا حضرت ﷺ نے دوسرے
کیسکی طرف ماعز بھی اسی طرف پھر گیا اور کھڑا ہوا اور حضرت ﷺ نے پھر منھ پھرایا اس سے اور فرمایا آیا
دیوانہ ہے یہ مرد اور اسبات کو از روے دیوانگی کہتا ہے عرض ہوئی لا یا رسول اللہ دیوانہ نہیں ہے
فرمایا کیا اسنے شراب پی ہے کہ مستی اور بیہوشی سے کہتا ہے پس ایک مرد اٹھا اور اسکے منھ کو اسنے
سونگھا پس نپائی اسنے اسکے منھ سے باس پس فرمایا رسول خدا ﷺ نے مگر تونے اس عورت سے بوسہ
لیا ہے یا زیر کیا ہے اسے ایک طور سے یا سویا ہے تو ساتھ اسکے اور مباشرت کی ہے اور دوسرے جو کچھ
مقدمات اور مبادی زنا ہو تونے اور اسکا نام زنا کیا ہے کہا لا یا رسول اللہ ﷺ میں نے زنا کی ہے
اس سے پس فرمایا حضرت ﷺ نے اس مرد کو جسکے گھر میں ماعز رہتا تھا اور زنا کیا تھا اور اشارت
کی ہے اس مرد کو کہ اگر تو ڈھانپتا ماعز کو اپنے کپڑوں میں اور ظاہر نکرتا اسکے زنا کے قضیے کو
تو بہتر تھا تجھے اور جب چار اقرار کیے ماعز نے تب امر کیا حضرت ﷺ اسکے رجم پر پس باہر لایا گیا
ماعز مدینے کے سنگستان کیطرف اور سنگسار کیا گیا اور جب سخت ہوا پتھروں کا الم اوپر اسکے تب
وہ بھاگا یہانتک کہ پہونچا ایک مرد کے نزدیک کہ اسکے ہاتھ میں ایک اونٹ کی ہڈی تھی
اور مارا اسنے اس ہڈی سے اور مارا لوگوں نے اسے یہانتک کہ اسنے جان بحق تسلیم کی
پس رسول خدا ﷺ کے نزدیک آے اور قصہ اسکا بیان کیا کہ جسوقت اسپر پتھروں کی بوچھار ہونے
لگی اور نزدیک ہلاک ہوا تب بھاگا فرمایا حضرت ﷺ نے کیوں نچھوڑا تمنے اسے کہ وہ توبہ کرتا اور
خدا اسکی توبہ قبول کرتا اور رجوع کرتا رحمت حق کیطرف اور فرمایا طلب مغفرت کرو ماعز بن
مالک کے واسطے کہ بتحقیق توبہ کی اسنے ایسی توبہ کہ اگر تقسیم کیجاتی درمیان ایک امت کے لیئے
ایک گروہ کے درمیان تو تحقیق کہ کفایت کرتا انھوں سے اور شامل ہوتا تمام کے تئیں اور اقامت حد کے
تئیں توبہ نام کیا حصول طہارت کی جہت سے اور براءت اس سے جیسا کہ توبہ میں حاصل ہوتا ہے
اور توبہ قتل نفس کے حکم میں ہے لیئے اپنی ذات کو باز رکھنا شے منہی سے اور رجوع کرنا طرف خدا کے
اور یہاں ماعز نے خود بحقیقت قتل ذات کیا اور جان دی اس سے زیادہ کیا ہوگا اور خود یہ کار
خدا طلبی اور سلوک اس راہ کا یہی ہے اس راہ خدا میں جان دینا ہے روایت کرتے ہیں کہ زوجہ ملے بر وزن

حسین قدس سرہ رواج کرنے کے وقت ایک کو اس راہ کے طالبوں سے وصیت کی اور کہا ہو
بذل الروح ولا تغتر بترہات الصوفیہ یعنی راہ خدا میں چلنا کیا ہے کہ بذل کرنا ہے روح کا اور مغرور مت ہو
صوفیوں کی ترہات سے اور ترہات صوفیہ سے مراد صوفیوں کی باتیں ہیں جیسے کچھ معلوم نہیں سے ۵
مقصود جامی از طلبم گفتہ کہ چیست ۔ مقصود او ہمین کہ وہ بجان در رہ طلب ۔ اگر کہا جاوے کہ جب مغفور
ہوا ماعز اور اسنے توبہ کی ایسی توبہ کامل تو پھر استغفار اسکے کیا ہے جواب اسکا یہ کہ واسطے مزید مغفرت کے
ہے اور ترقی درجات کیواسطے حد و نہایت نہیں اور مشکوۃ میں ماعز کی رجم کے قصے کے ذکر کے بعد مرقوم
ہے کہ ثم جاءتہ امراۃ من غامد یعنی تس پیچھے آئی حضرت کے حضور ایک عورت غامد سے وہی عورت جسکا
اول مذکور ہوا غامدیہ کرکے اور وقائع عظیمہ سے اس سال نہم کے غزوہ تبوک ہے اور تبوک نام ہے ایک موضع
کا مدینے کے اور شام کے مابین چودہ مرحلہ پر مدینے سے مرحلہ کہتے ہیں منزل کے تئیں اور بعضوں
نے کہا ہے نام ہے ایک حصن کا اور قاموس میں نام ہے ایک زمین کا درمیان مدینے اور شام کے
چودہ مرحلے پر مدینے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ تبوک نام ایک چشمے کا اس زمین کے درمیان اور سبب
تسمیہ کی یعنی رفتار لشکر اسلام نے اس سفر کے درمیان اس چشمے پر سبب اضافہ کی گئی طرف اُسکے
جیسے کہ قصے کے اثنا میں معلوم ہوگا اور حدیث مسلم سے مذکور ہوا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ سرانجام سے ہے
یعنی نزدیک ہے کہ پاؤ تم تبوک کے چشمے کے تئیں اور لغت میں بمعنی زمین کھودنا لکڑی سے اور جو چیز
مانند اُسکے ہو تا کہ پانی پیدا ہو اور دیکھا حضرت صلعم نے ایک جماعت اصحاب رض کے تئیں کہ بیشتر اس چشمے
میں قدح کے تئیں اور تبوک کرتے تھے اُسے تا کہ باہر آوے پانی اور فرمایا حضرت صلعم نے ما زلتم تبوکونہا
تسمیت ملک الغزاۃ بتبوک ایسا ہی صحاح میں ہے اور اس غزوہ کو غزوہ فاضحہ بانیت اسم فاعل یعنی
فضیحت کرنیوالا غزوہ کہ سبب فضیحت منافقین کا ہوا اور باعث رسوائی اُنکا اور غزوہ کو بغیر اور
جیش العسرۃ بھی کہتے ہیں اس جہت سے کہ مشقت اور بھوک اور پیاس بہت اس غزوے میں ہوئی اس
سبب سے کہ مسافت بہت دور کی تھی اور ہوا شدت سے گرم اور لشکر دشمن کا شوکت پر اور قحط سال اور لشکر
کثیر اور زاد و عدت یعنی راہ کا توشہ قلیل اور عُسرت یعنی تنگدستی درمیان اس غزوے کے اس مرتبے میں
تھی کہ اٹھارہ مرد کے درمیان فقرائے اصحاب سے ایک اونٹ سے زیادہ نہ تھا کہ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے
تھے اور ہوا گھن کھائے ہوئے خرمے کے اور جو پیکا لگی ہوئی تھی سو اور چربی بچکر الی ہوئی بغیر

کچھ زاد اور نہین رکھتے تھے اور پانی اس درجے مین کمیاب تھا کہ ساتھ آسکے کہ مرکب کی قلت تھی اونٹ کو
حلال کرتے تھے اور اُسکی اجھڑی کی اور اُنتڑیونکی رطوبت سے سوکھے منھ کو تر کرتے تھے اور درختون کے
پتے چباتے تھے یہانتک کہ باچھین منھ کی سوج گئی تھین اور ہونٹھ اونٹونکے مانند ہو گئے تھے اور اعتبار
اصحاب بھی باہر آنے مین بحکم طبع ایککراہت رکھتے تھے کیونکہ میوونکے پہونچنے کا وقت تھا اور عروا اُن
درختونکی اور تمتع پانا میوون کے مرغوب طبیعت اور مطلوب نفوس تھا پس یہ آیہ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا
فی الآخرۃ الا قلیل نازل ہوا اور کسکوڑا طعن و تشنیع کا آسودگی طلب کرنیوالونپر اور فراغت ڈھونڈھنے
والونپر مارا اور خروج واسطے اس غزوے کے پنجشنبے کے روز رجب کے مہینے مین سنہ تسع من الہجرۃ تھا بدون
خلاف کے بخلاف سے مراد یہ کہ یہی روایت صحیح ہی اسمین خلاف کچھ نہین اور سب راوی اسمین متفق ہین اور
باعث اس غزوے کا یہ تھا کہ اندنون قافلہ ایک شام سے مدینے آیا اور حضرت صلعم کی خدمت مین عرض کی
کہ روم کے بادشاہ نے بہت سا لشکر جمع کیا ہی اور بہت سے قبائل لخم اور جذام اور عاملہ غسان وغیرہم
متنصرۂ عرب سے یعنے عرب کے باہم یاری دینے والون سے جمع کیا اور اُس جمعیت سے خوشی مین آیا
ہرقل اور اُسکے خوف کے غلبے سے نصاری کے دین مین آ گئے تھے سو سب موافقت کرکے قصد مدینے
کا رکھتے ہین کہ نصارے لوگ جو اس دیار مین تھے اُنھون نے ہرقل سے جھوٹ موٹ کہا کہ یہ مرد جو
دعوی نبوت کا کرتا ہی ہلاک ہوا اور قحط اور تنگی اُسکے اصحاب کے درمیان پڑی ہی مال و متال تلف ہوا
مملکت اُسکی آسانی سے لے سکتے ہین پس ہرقل نے ایک مرد کو عظماء روم سے جسکا نام قباد تھا
چالیس ہزار مردون سے مدینے کا نامزد کیا یعنے مقرر کیا کہ مدینے پر مہم کرین اور یہ خبر حضرت صلعم کے حضور گذری
اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہرقل اپنے نصرانی پنے پر قائم تھا اور جو کچھ مذکور ہوا ما قیل کہ حضرت صلعم نے
اُسکی طرف نامہ بھجوایا اور اُسنے کلمۂ دین اسلام کیطرف رغبت کی یہ بات کچھ اصل نہین رکھتی اور اگر
اصل رکھتی ہو تو دنیا کی محبت نے اور ملک رانی کی الفت نے اُسے اور اُسکی قوم نے نچھوڑا کہ
وہ ایمان لاوے اور تابع اسلام ہو جیسا کہ گذرا اور جب عزیمت حضرت کی اوپر خروج کی طرف دیار شام کے
مصمم ہوئی تب اصحاب کو واسطے جمع کرنے لشکر کے طرف قبائل کے بھجوایا اور ہر شخص طرف ہر قبیلے کے
بھجوایا اور ہر شخص طرف ہر قبیلے کے جو منتسب تھے یعنے نسبت رکھتے تھے اُس سے حاصل یہ کہ جو جس

قبیلے کے قبیلہ یعنی گھرانا اور خاندان اسے اُس قبیلے کیطرف بھجوایا اور تعین فرمایا اور تجہیز سپاہ پر یعنے سپاہ کے
سامان اور خرچ وغیرہ دینے پر اور تصدق فقرا اور مساکین پر اور انفاق رعایت اور جہاد راہ خدا پر ترغیب و تحریص
فرمائی تاکہ ہر شخص نے اپنی ہمت اور قوت کے مقدور بھر لشکر کی کارسازی مین امداد کرکے اموال بذل کیا چنانچہ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے تمامی اموال سے ہاتھ اُٹھایا اور جو کچھ تھا سو سب راہ خدا مین صرف کیا اور عمر فاروق رض نے آدھا مال
اپنا جو کچھ انکی ملک مین تھا توفیق پائی روایت کرتے ہین وہ رض نے کہا کہ جب رسول خدا صلعم نے لشکر تبوک کی تجہیز مین
مبالغہ فرمایا اپنے دل مین مینے کہا کہ جو کسی روز کہ مین ابوبکر رض پر سبقت پا سکون سو آج ہی کا روز ہی مال بہت رکھتا
تھا مین نصف اس مال کو حضور مین لیگیا پوچھا حضرت صلعم نے کہ آپنے اہل وعیال کے لیے تمنے کیا رکھا مینے عرض
کی کہ اتنا ہی مال اپنے اہل وعیال کے واسطے مینے چھوڑا ہی بعد اسکے ابوبکر رض آئے پاس جو کچھ مال تھا سب لے
آئے اُنسے بھی حضرت صلعم نے یہی سوال کیا صدیق رض نے عرض کی از خدا و رسولہ بس فرمایا حضرت صلعم نے
ما بینکما ما بین کلمتکما یعنے تم دونون مین تفاوت اوتنا ہی ہی جتنا تمھارے درمیان یہ دونون باتین ہین تمھاری
پس کہا مین نے ابوبکر رض سے کہ مین تم سے پیشی نہین کرسکتا اور یہ بھی روایت کرتے ہین کہ ایک روز صدیق
اکبر رض حضرت صلعم کے حضور صدقہ لائے مخفی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم یہ صدقہ میری طرف سے ہی اور تمہارا
میرے نزدیک معاذ ہی اسکے بعد عمر خطاب رض آئے اور صدقہ لائے آشکارا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم
یہ صدقہ میری طرف سے اور خدا کو یا خدا کا میرے نزدیک معاذ ہی حضرت صلعم نے فرمایا عمر رض کیا تو نے کمان کو
بدون زہ کے فرق تم دونون کے صدقے مین اتنا ہی ہی جتنا تم دونون کی بات مین یہ حکایت اسی تبوک کے
قصے مین ہی یا اسکے غیر مین ظاہر روضۃ الاحباب کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سوا اس قصے کے ہی اور
دوسرے وقت مین اور سنے ایک حدیث مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ ایک شب شب مہتاب تھی
چاندنی کھل رہی تھی آسمان مین کہ مین اور حضرت صلعم اُس چاندنی مین تھے اور سر مبارک حضرت کا میرے کنار مین
تھا مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسا کوئی ہوگا کہ جسکے حسنات آسمان کے ستارون کے شمار ہون حضرت صلعم
نے فرمایا نعم عمر رض کے حسنات آسمان کے ستارون کی مقدار ہین پھر مین نے عرض کی پھر کہان ہین
حسنات ابوبکر رض کے فرمایا تمام حسنات عمر رض کے ابوبکر رض کی ایک حسنہ کے مانند ہین یعنے ہین یعنے ابوبکر رض
کے حسنات اُس سے بھی بہت ہین یا مراد یہ ہو کہ اگرچہ عمر خطاب رض کے حسنات کمیت عدد مین بیشتر
ہون لیکن کیفیت ابوبکر رض کی حسنات کی برتر ہے جیسا کہ دوسری ایک حدیث مین لاتے ہین کہ

فضیلت دیا گیا نہین ابوبکر رض کو بکثرت صوم و صلوٰۃ بلکہ اس چیز سے کہ رکھا گیا ہی اُسکے دل مین یعنے صدق و اخلاص
اور معرفت عبد الحق کہتے ہین مؤلف اس کتاب کے کہ قول عائشہ رض کا جو کہا کہ شب مہتاب تھی بیان واقع ہو
اور مراد تمامی ستارے ہین آسمان کے تاکہ یہ بات نہ کہی جاوے کہ چاندنی رات مین ستارے کمتر پیدا ہوون
اور کم معلوم ہوتے ہین اور شریک غالب اصحاب کا اس غزوے کے درمیان بات اتفاق مین یعنے
نفقہ دینے کے مقدمے مین عثمان رض بن عفان تھے اور مجہز جیش العسرہ انکے مدائح اور مناقب سے ہے مجہز
اسم فاعل ہے تجہیز کا نقل ہی وہ رض یعنے عثمان رض تہیہ ایک قافلے کی کرتے تھے کہ شام کی تجارت کو بھجوا دین
اُسکو ترک کیا اور حضرت م کے نزدیک آکے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ دو سو اونٹ ہین مکمل پالان اور
پشتین لگے ہین جو انپر پڑی ہوئی ہین اور دو سو اوقیہ چاندی لو اور اس لشکر کی کارسازی مین
صرف کرو اور ایک روایت ہے یہ کہ تین سو اونٹ مکمل مہار باندھے ہوئے اور ہزار مثقال سونا لاکر
حضرت م کے حضور مین رکھا حضرت م نے فرمایا اللہم ارض عن عثمان رض فانی عنہ راض اور کہتے ہین کہ غزوہ
تبوک کے درمیان تیس ہزار مرد تھے اور دو دانگ لشکر کے تئین عثمان رض بن عفان نے تجہیز کی اور من جہز
جیش العسرۃ فلہ الجنۃ کی بشارت سے مستبشر ہوئے اور یہ بھی آیا ہی کہ حضرت م نے فرمایا کہ خداوندا حساب
قیامت کا عثمان رض سے اُٹھا لے اور مواہب لدنیہ کے درمیان قتادہ سے مروی ہی کہ سواری دی عثمان رض
نے جیش عسرہ کے درمیان ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور عبد الرحمن بن سمرہ سے آیا ہی کہ لایا
عثمان رض بن عفان ہزار دینار اپنی آستین کے درمیان جسوقت تجہیز کیا جیش عسرہ کے تئین پس ڈالا
پیغمبر خدا م کے حضور پس دیکھا مینے رسول خدا م کا اُن دیناروں کو اُلٹا تے تھے اور فرمایا کہ ضرر نکریگا
عثمان رض کے تئین جو کچھ کرے اُس روز سے بعد اور ایک روایت مین آیا ہے غفر اللہ لک یا
عثمان با اسررت وما اعلنت اور اٹھانا دیناروں کا حضرت م کی ایک التفات کی روایت مین
دس ہزار دینار آئے ہین اور قول حضرت م کا جو فرمایا کہ زیان نہ کریگا عثمان رض کو جو کچھ کرے اب سے
پیچھے اشارت اور بشارت اوپر عفو اور صفح کے جو کچھ واقع ہوگا ہوون سے اور تقصیرون سے اور مضمون
اس قول کا جو اہل بدر کے حق مین فرمایا کہ ان اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم
اور یہ نہین کہ یہ لوگ خیانت کارون سے ہون اور چھوڑنا اُنھون کا کہ جو چاہین کسو کرین اور
خبر دخول نہین وقوع سے اُسکے یعنے خیانت کے واقع ہے سے اُسلئے البتہ بشارت اور

شرمت ہای کرامت عفو اور مغفرت سے اور امیر المومنین عثمان رضی کے حق میں بعضے حکایتیں سوا حضرت کے اور
اشتباہات ہیں واقع ہوئے ہیں کہ علماء نے اُسکے جواب بھی دیے ہیں اور عذر کیے ہیں جو اپنے محل میں
مذکور ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ جس کسی کو کہ قبول ہونا درگاہ کا ہاتھ آیا اور رضامندی
خدا کی اور اُسکے رسول کی حاصل ہوئی اور درگاہ قبول میں جگہ پائی امید عفو اور مغفرت اُسکے حق میں
واثق ہی اور عبد الرحمن بن عوف سے آیا ہی کہ چالیس ہزار درم لائے اور عرض کی کہ اتنے ہزار درم میرے
پاس تھے نصف اپنے اہل وعیال کے واسطے چھوڑے اور نصف طلب جزیل تو آپکے واسطے لایا ہوں فرمایا
برکت کرے تجھے خدا اور اس چیز میں جو کچھ لایا تو اور اُس چیز میں جو کچھ رکھا ہے تو نے اور اور حضرت کی
دعا کی برکت سے اموال اُنکا اس درجے پہونچا جو مشہور ہی روایت کرتے ہیں کہ عثمان نے وفات پائی اور چار زوجہ
اپنی چھوڑی آٹھواں حصہ ترکے سے کہ حصہ چار عورتوں کا ہی اور یہ جو تھائی حصہ اُس ثمن سے مصالحہ کیا چار
ہزار درہم پہونچے اور ایک روایت میں یہ ہی کہ چار ہزار دینار ہوئے اور ایک روایت میں یہ ہی کہ تیس
ہزار دینار پہونچے اور عبد الرحمن بن عوف جب مکہ سے پہلے آئے تھے فقیر تھے بعضے انصار نے اُنسے کہا
کہ عورتیں میں متعدد رکھتا ہوں ایک تئیں اُن عورتوں سے قبول کر کہ طلاق دوں میں اور ساتھ تیرے
نکاح کرا دوں میں اور اُن باغوں سے جو تیرے تئیں خوش آوے لے تو کہا عبد الرحمن نے خدا برکت دے
تیری عورتوں میں اور باغوں میں اور اب تو مجھے تئیں بازار کی راہ بتلائی اور اُسنے تجارت کی
تھوڑے دنوں میں برکت اُسکے مال میں ایسی ہوئی کہ احاطہ عادت سے خارج ہی اور اسطرح سے
تمامی اشراف اور اغنیائے مہاجرین یعنے غنی کی جمع ہی اور انصار نے دروازے بذل اموال کے
کھولے اور بعضوں نے اُنھوں سے اپنی عورتوں کے زیور ہاتھوں سے اور پانووں سے اور گوش و
گردن سے نکالکر حضرت کی خدمت میں لائے اور عاصم بن عدی انصاری سو وسق خرما لایا اور ابو عقیل
انصاری ایک صاع خرما لایا اور کہا آج صبح سے میں نے لوگوں کے واسطے پانی کھینچا ہی دو صاع کھجور
اُسکی اجرت میں مجھے ملا ہی ایک صاع اپنے اہل وعیال کے واسطے چھوڑا اور دوسرا حضرت کے
نزدیک لایا ہوں حضرت نے اُس صاع خرما کے تئیں تمام کے صدقات کے اوپر رکھا اور منافقوں
نے زبان اوپر لمز اور عیب اور تمسخر کے کھولی پس یہ آیہ نازل ہوا الذین یلمزون المطوعین من
المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب الیم اور

روایت کرتے ہین کہ ایک شخص اصحاب سے جسکا نام عتبہ بن زید تھا آیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مین
مال نہین رکھتا ہون جو راہِ خدا مین صرف کرون لیکن مین نے اپنا عرض لوگون پر حلال کیا عرض بالکسر بمعنے
آبرو اور ننگ تاکہ جو کوئی تعرض میری عرض پر آئے اوسکو مواخذہ نہو اور جو کوئی مجھے جیسے خدمت
فرماوے اور جیسی اہانت چاہے کرے معاف رہے حضرتؐ نے فرمایا تحقیق کہ قبول خدا تعالے نے
تیرے صدقے کے تئین اور اُس اموال کو حضرتؐ رسالت پناہ نے تمام حاجتمندون کو نفقہ فرمایا تاکہ اپنا
سامان سفر کرین اور فرمایا بہت نعلین اپنے ہمراہ لو کہ نعلین پہننا سواری کا حکم رکھتا ہی نعلین تثنیہ ہے
نعل کا اور نعل کہتے ہین کھڑاؤن کو اور یہ اُنکے زبان زد ہی جب نئی کھڑاؤن کو ملاتے ہین اور دونون
برابر ہوتی ہین تو کہتے ہین طابق النعل بالنعل یعنے برابر ہوئی کھڑاؤن کھڑاؤن سے اور یہ ضرب المثل
بھی ہی جہان کہین دو شخص برابر آپسمین ایک ہوے ہون یا رنڈی مرد ایک بانی کے جو وہان بھی بولتے
ہین طابق النعل بالنعل لیکن اب نعل جوتی کو بھی کہتے ہین اور آیا ہی کہ کئی اصحابون نے جنکے نام کتب سیر
مین مذکور ہین حضرتؐ کی خدمت مین آئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ہم پیادے اور سواری
نہین رکھتے ہمکو گھوڑے دو تاکہ اونپر سوار ہوکر غزوے کو چلین حضرتؐ نے فرمایا نہین پاتا مین کسی چیز کو
کہ سوار کرون تمکو اور اب موجود نہین تصدقات سے کچھ جو کفایت کرے تمھارے کامون کو بین تُٹے
لوگ مجلس شریف سے غمگین اور گریان اُٹھے اس حسرت سے جو انھون نے نپایا کچھ جو اتفاق کرتے اور
ملقب ہوے وہی گروہ بکا مین کرکے چنانچہ آیہ کریمہ اس حال سے خبر دیتا ہی ولا الذین علی اذا ما اتوک لتحملہم
قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینہم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون بکا مین لفظ ہی بمعنے بکا
کرنے والے یعنے رونے والے اور اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اگرچہ پیغمبر خداؐ کی صفات مین یہ کہ لکھا گیا ہی
ہرگز لا یعنے نہین سائل کے جواب مین زبان شریف پر جاری نہین ہوا لیکن بعضے اوقات بحکم ضرورت اور
مقتضاے حال شاید عذر کرتے ہون اور ساتھ اُسکے کہا گیا ہی کہ فرق ہی درمیان لا اعطی کے اور لا اجد کے
اور یہ کلام اوایل کتاب مین اخلاق شریف مین حضرتؐ کے گذرا ہی لا اعطی کے معنے یہ ہین کہ سائل کے
جواب مین کہا جاوے نہین عطا کرتا مین تجھے اور لا اجد کے معنے یہ کہ نہین پاتا مین کچھ اسوقت جو تجھے
دون اور آیا ہی کہ ابن یامین بن عمر نے دو شخصون کو اُن سے انھین فقراء صحابہ کو جنکو حضرتؐ نے
فرمایا لا اجد دو اونٹ دیے اور عباسؓ بن عبد المطلب نے دوسرے اور شخصون کو دو اونٹ

وسیلے اور عثمان بن عفان نے تین شخصونکو گروہ بکائین سے وسیلے اور یہ بھی روایت کرتے ہین کہ موسیٰ
اشعری کہتا ہی کہ بھجوایا مجھے میرے یارون نے یعنے میرے رفیقون نے یعنی اشعریون نے رسول خدا
کے نزدیک اور مرکب طلب کیے پس گیا مین حضرت کے حضور مین اور مینے عرض کی کہ یا نبی اللہ میرے یارون
نے مجھے بھجوایا ہی آپکے طرف تاکہ سوار کرین آپ انکو پس فرمایا واللہ مین سوار نہین کرتا انکو پس
پھرا مین ملول حضرت کے منع فرمانے سے اور اس خوف سے کہ کہین ایسا نہو کہ حضرت دلگیر ہوے ہون اور
غصے مین آئے ہون مجھپر پس پھرا مین اپنے یارون کیطرف اور خبردار کیا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد سے پس دیر نگذری کہ سنا ایک ساعت بلال رضی کے تئین کہ پکارتا ہی کہ کہان گیا عبداللہ بن قیس
جسکا نام ابوموسیٰ اشعری ہی پس جواب دیا مینے اسکو بلال رضی نے کہا حضرت یاد فرماتے ہین پس جب گیا
مین حضور مین حضرت کے فرمایا لے ان چھ اونٹونکو اور لیجا تاکہ تیرے رفقا سوار ہون خرید کیا
حضرت نے ان اونٹونکو سعد سے پھر کہتے ہین اونٹون کو مین لایا اور یارون کو دیا اور پشیمان اور شرمندہ
ہوا مین کہ حضرت کو مین نے تشویش دی اور ارادہ بسبب اسکے لایا مین کہ اس جناب نے قسم یاد کی اور
پھر اپنے تئین حانث کیا عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ آپ نے قسم کی کہ نہ دونگا اور دیا اور توڑا آپ نے
قسم کے تئین عنایت کیے اونٹ یہ کس طرح ہی فرمایا خدا نے سوار کیا تمکو اور حکم کیا مجھکو کہ جب سوگند کرون
کہ کوئی کام نکرون اور دیکھون کہ خیر اس کام کے کرنے مین ہی تو سوگند کو توڑون اور کفارت دون
اور شدت اور مشقت جو اس سفر مین بہت تھی ایک جماعت منافقین انکو نے کہ انکو معذرون کہتے ہین
اور وے بیاسی شخص تھے طرح طرح کے عذر پیدا کیے اور ایک جماعت نے بدون اسکے عذر کرین کہ تخلف
کیا اور لوگون کو بھی منع کرنے لگے اور ہوا کی شدت اور حرارت سے ڈرانے لگے اور سورہ توبہ کے
درمیان حال اس طوائف کا واقع ہی اور جد بروزن بد بن قیس ایک شخص تھا منافقون سے اسنے کہا
یارسول اللہ مجھے اجازت دو تا مدینے مین رہو نہین اور ایک نامعقول عذر درپیش لایا اور بولا کہ
مشغوف ہون یعنی خوشی کیا ہوا عورتون سے اور جب بنی اصفر کی عورتون کو دیکھونگا تو صبر اسنے
نکرسکونگا اور فتنے مین پڑونگا فرمایا اذن کیا مین نے تجھکو اور اس سے اعراض کیا یعنے منھ پھرایا

اور یہ آیہ نازل ہوا ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین
اور بنو اصفر نام روم کا ہے کیونکہ بڑا باپ انکا جو روم بن اسحق بن ابراہیم تھا اسکا رنگ زرد تھا

اور بعضے کہتے ہین کہ ان روم بن عیص نے تزوج کیا حبش کے بادشاہ کی بیٹی کو پس پیدا ہوئی اولاد اُس
سے درمیان بیاض اور سواد کے جو زردی ہی یعنے مائل بسفیدی و سیاہی اور کہتے ہین کہ حبشی غالب
ہوئے تھے بلاد روم کے تئین ایک کسی وقت اور وطی کی اُنھون نے وہان کی عورتون سے پس پیدا ہوئے
وہی اس رنگ کے یعنے زردہ اور کہتے ہین کہ اصفر نام روم بن عیص کا ہی خدا جانے اور کہتے ہین کہ
اور ایک جماعت ارباب نفاق سے بطمع غنیمت اور حطام دنیاوی ہمراہ ہوئے لشکر اسلام کے
اور ذہاب اور ایاب مین اونھون سے حرکات شنیعہ اور کلمات ناپسندیدہ ظہور مین آئے ذہاب
پہ معنے چلنا اور ایاب جانے بازگشت اور جب لشکر مرتب ہوا تب حکم ہوا کہ تمام لشکر ثنیۃ الوداع کے
اوپر جو مدینے کے باہر ہی جمع ہووے اور ابوبکر صدیقؓ پیشواے لشکر ہوئے اور عبداللہ بن سلول
منافق اپنے ہم سوگندون کے ساتھ اور تابعدارون سے لشکر اسلام سے باہر نکل کر ذباب کے
مقابل نام ہی ایک موضع کا اُسکے نزدیک جدا اُترا ہوا بولتا تھا کہ محمدؐ بن الاصفر کی غزا کو جاتا ہی اور
جانتا ہی کہ جنگ کرنا اُنسے آسان ہی قسم خدا کی کہ مین دیکھتا ہون اُسکے اصحاب کو مقید اور مغلول یعنے
غل کیا گیا غل گلے کے طوق کو کہتے ہین اور دیکھتا ہون تمام اصحاب کو کہ اطراف عالم مین متفرق ہو
ہین اور جب اس منافق کے پھر جانے کی خبر حضرتؐ کو پہونچی فرمایا کہ اگر اُسمین کچھ ہوتا تو ہمسے وہ تخلف نکرتا
اور فرمایا کہ منت رکھو یعنے شکر کرو خدا کا کہ تمنے اشرار کے شر سے خلاص پائی اور حدیث مسلم کے درمیان
سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث سے آیا ہی کہ جب رسول خداؐ نے مدینے سے باہر جانیکا عزم کیا تب علی مرتضیٰ
کو اپنے اہل بیت مین خلیفہ گردانا پس حضرت علی مرتضیٰؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ مینے کسی غزوے
مین آپ سے تخلف نہین کیا یہ کس طرح ہو کہ اسبار آپ مجھے چھوڑ جاتے ہین اور یہ کہا چھوڑا تمنے میرے
تئین یا رسول اللہ درمیان خوردون کے اور عورتون کے فرمایا یا علی آیا راضی نہین ہو کہ ہو تم
نسبت میرے بمنزلہ ہارون نسبت بموسیٰ یعنے جس طرح ہارون بھائی موسیٰ کے خلیفہ تھے موسیٰ کے
اسیطرح میرے جانشین ہو لیکن فرق یہ ہی کہ ہارون نبی تھے اور میرے بعد کسیکو نبوت نہوگی موسےٰ

جب میقات کو گئے ہارون کو خلیفہ گردانا اپنی قوم مین کما قال اللہ تعالیٰ اذ قال موسیٰ لاخیہ ہارون
اخلفنی فی قومی یعنے جسوقت کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ گردانا تئین تمنے مجھے
اپنی قوم پر اور روایت کرتے ہین کہ جب علی مرتضیٰ کو حضرتؐ نے مدینے مین چھوڑا منافقون نے اور

حاسدون اور بدخواہون ... رسول خدا ﷺ ... ی لوا سواسطے چھوڑ ... سے گران خاطر ہے حضر
علی نے یہ بات سنکر حضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور جرف کے درمیان نام ہی منزل کا پیغمبرؐ کے پاس پہونچکر
صورت واقعہ بیان کی فرمایا یا علی لوگون نے جھوٹ کہا جو کچھ کہ کہا اور مینے تمکو اسواسطے یہان چھوڑا ہی
کہ تم میرے خلیفہ ہو اور میری اور اپنے اہل بیت کا تعہد احوال کرو یہ حدیث فرمائی اور اسی حدیث پر تمسک
کیا ہی شیعہ نے اوپر اسبات کے کہ خلافت رسول خدا کی بعد حق علی مرتضیٰ کا ہی اور یہی وصیت ہی اُس
حضرتؐ سے علی مرتضیٰ کے تئین واسطے خلافت کے علماء سنت جماعت کہتے ہین کہ عجب نہین ہی انکو نکو
یعنے شیعہ لوگون کو اُس حدیث کے درمیان کیونکہ ظاہر حدیث یہ ہی کہ حضرتؐ نے خلیفہ گردانا علی
مرتضیٰ کو مدت غیبوبت اپنی طرف تبوک کے اور لازم اُسکے استخلاف سے یعنے علی مرتضیٰ کے
خلیفہ ہونے سے یہان لازم نہین آتا خلیفہ ہونا امت پر جس طرح موسے نے خلیفہ کیا ہارون کو
اپنی قوم مین اپنی مدت غیبوبت مین اپنی طرف مناجات کے اور نتھا ہارون موسیٰ کا خلیفہ موسے
کے بعد کیونکہ ہارون نے موسیٰ کے چالیس برس اول وفات پائی اور حضرتؐ نے خلیفہ کیا ابن ام مکتوم
کے تئین لوگون کی امامت کے واسطے نماز مین پس علی مرتضیٰؓ تفقد احوال اہل بیت کرتے تھے اور ابن ام
مکتوم امامت کرتا تھا لوگون کی اور اگر خلافت ہوتی تو امامت کا حکم بھی علی مرتضیٰ کو ہوتا بلکہ اوسلے اور
ہم تھا اور آمدی نے جو علماے اصول سے ہی تکلم کیا ہی اس حدیث کی صحت مین یعنے صحیح نہین ہی یہ حدیث
یعنے یہی جو مذکور ہوا کہ علی مرتضیٰ کو خلیفہ کیا اور ابن ام مکتوم نے امامت کی یہ حدیث صحیح نہین ہی اور تمام
ائمہ حدیث متفق ہین اس حدیث کی صحت پر اور اعتماد اُنکے قول پر ہی اور صحیح بخاری مین ان دونون
مین مروی ہی اور بعضون نے کہا ہی الا انہ لا نبی بعدی موجود نہین یعنے یہ بات جو حضرتؐ نے فرمایا
علی مرتضیٰ کو کہ تم اسطرح میرے خلیفہ ہو جسطرح موسیٰ کے ہارونؑ لیکن ہارون پیغمبر تھا اور میرے بعد
کوئی پیغمبر نہوگا اور پھر بھی کہتے ہین کہ یہ بھی مقبول بھی ہو یہ بات تو دلالت نہین رکھتی علی مرتضیٰؓ کی
خلافت پر اور نہ اوپر وجود اوس کے یعنے خلافت کے پیغمبر کے بعد بلے واسطہ یعنے بدون
دو دن دوسرے کی خلافت کے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلیفہ کرنے کے بعد بھی اختلاف
کیا ہی کہ حضرتؐ نے مدینے پر کسکو خلیفہ کیا بعضے کہتے ہین کہ محمد بن مسلمہ کو خلیفہ کیا اور کہتے ہین کہ
اصح روایت یہی ہی اور ایک روایت سے یہ کہ سباع بن عرفطہ کو اور ایک روایت سے یہ

کہ ابو رہم غفاری کو اور ایک روایت سے یہ کہ علی مرتضیٰ کو خلیفہ کیا اور ابن عبد البر نے ترجیح اس روایت
کی کی ہی یعنے یہ روایت غالب ہی سب روایتوں پر پس برآمد ہوے حضرتؐ اور ثنیۃ آراستہ کرنا پڑے لوکے
تئین حضرتؐ نے ابو بکر صدیق رضؓ کو دیا اور ایک لوز بیر بن عوام کو دیا اور اسیطرح ہر ایک بطن کو یعنے
ہر ایک خانوادے کو انصار سے فرمایا کہ اپنے واسطے ایک ایک علم طیار کرین اور عمارہ بن خرم
ایک مرد تھا انصار سے کہ لوا آپ نے اسے دیا تھا اور پھر اُس سے لیکر زید بن ثابت کو دیا عمارہ
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مگر آپ غصے مین آئے ہین مجھپر فرمایا نہین خدا کی قسم لیکن حق تقدیم یعنے
مقدم ہونا اہل قرآن کے تئین یعنے جسنے پہلے قرآن کو یاد کیا اور زید نے تجھ سے آگے قرآن کو سیکھا ہی
اور قرآن تقدیم کرنیوالا ہی اُس شخص کا اگرچہ بندہ سیاہ بریدہ گوش ہو یعنے حبش شمار مین آئے جیسا کہ
اول مذکور ہوا اور بعضون نے ستر ہزار کہا ہی اور یہ تمام روایتون سے مشہور ہی اور ایک گروہ نے سو ہزار بھی
کہا ہی یعنے لاکھ شخص اور ایک روایت سے چالیس ہزار انسے دس ہزار سوار اسپ تھے اور بارہ ہزار شتر اُس
لشکر مین تھے اور حضرتؐ نے خالد بن ولید کو مقدمہ یعنے پیش رو لشکر اور طلحہ بن عبید اللہ کو میمنہ یعنی دست راست
کی فوج پر اور عبد الرحمٰن بن عوف کو اوپر میسرہ کے مقرر کیا اور جب ثنیۃ الوداع سے روان ہوے اس منزل
سے بھی ایک جماعت منافقین نے تخلف کیا اور اسی موضع سے موضع جرف تک کوچ کیا اور عبد اللہ بن
ابی سلول منافق بھی ساتھ اپنے ہم سوگندون کے اور تابعون کے باہر گیا اور جب لشکر اسلام بعد از
قطع منازل اور طے مراحل یعنے منزلون کے اور مرحلون کے کاٹنے کے بعد تبوک مین پہونچے اُسجگہ مین دو
مہینے اور ایک روایت مین دو مہینے اور دس روز اور ایک روایت یہ ہے کہ بیس روز توقف کیا اور راہ کے
رنج سے اور شب و روز کوچ کرنے سے آسودہ ہوے قیصر اور روم کے لشکر کے تئین مسلمانونکی شوکت کی خبر
سننے سے اور دین مسلمانی کی عزت کے تصور سے اور حضرت رسالت پناہ کی قوت اعجاز سے ایسا ایک خوف اور
رعب دلمین پیدا ہوا کہ اُنسے کچھ خوف اور جنبش وجود مین نہ آئی روایت کرتے ہین کہ جب ہرقل روم کے والی نے
سُنا کہ رسولؐ خدا حدود شام مین پہونچے یعنے شہر شام کی کو پہونچکر تبوک کے درمیان اقامت اور
توقف فرمایا تب اُسنے ایک شخص کو بنی غسان سے مقرر کیا کہ لشکر اسلام کیطرف جاوے اور صفات و
علامات اور صورت اور سیرت اور شکل اور عادت پیغمبر خدا کی جیسی کچھ کتب سلف مین لکھی ہین معلوم کرے
وہ شخص ہرقل کے حکم کے مطابق تبوک مین آیا اور ہر طرح سے تفتیش اور تحقیق کرکے ہرقل کے

واسطے خبر لیگیا پس ہرقل نے اعیان ممالک کو یعنے اپنے ممالک کے امیروں کو اور روم کے اشرافوں کو جمع کرکے ترک دین نصرانیت پر اور دین اسلام کے اختیار کرنے پر تحریص اور ترغیب کی اہل روم قیصر کی اس بات کے سننے سے آشفتہ ہوئے اور اچھلے یہانتک کہ قیصر کو خوف مملکت کے زوال کا پیدا ہوا اور اس قصے کے سر سے گذرا اور مانند اسی حکایت کے اس وصل کے درمیان گذرا ہی یعنے ایسا ہی احوال ماقبل میں ہرقل کے قصے میں مذکور ہوچکا ہی کہ پیغمبر نے ایلچی اور نامہ بھجوایا ہرقل الی آخرہ اور وہانسے بھی معلوم ہوا کہ اُنے اپنے لشکر کو دین اسلام ہی کی طرف دعوت کی جب اُنھون نے ابا کی تب قیصر اس بات سے درگذرا اور اسجگہ سے بھی ویسا ہی سمجھا جاتا ہی وصل بمعنی ملنا آیا ہی لیکن اس وصل کو کوئی بمعنے ملنا نہ سمجھے بلکہ یہ مقابل فصل ہے جس طرح کتابون میں لاتے ہین کہ فصل درمیان فلان اور فصل کے معنے جدا کرنا جو مضمون کتاب میں مضمون سابق سے جدا ہوتا ہی اور متغایر وہان مصنف فصل لکھتے ہین علی ہذا القیاس یہان جو اس کتاب میں مولف لکھتا آیا ہی وصل تو یہ مضمون ماقبل سے ملاتا ہی اور لکھتا ہی وصل یعنی یہ مضمون اس مضمون سے ملتا ہے فافہم اور مواہب میں صحیح سے ابن حبان سے لاتے ہین کہ حضرت صلعم نے اس غزوہ میں بھی ہرقل کی طرف نامہ لکھا اور اُسے دعوت کی طرف اسلام کے لیں نزدیک تھا کہ اجابت کرے یعنے قبول کرے لیکن نہ کیا اور امام احمد رح کی مسند کے درمیان آیا ہی کہ ہرقل نے حضرت کو لکھا کہ مین اسلام لایا ہی حضرت صلعم نے فرمایا جھوٹ کہتا ہی وہ دشمن خدا باقی ہی ابھی نصرانیت پر واللہ اعلم القصہ حضرت نے اعیان مہاجرین اور انصار سے جو ذی رتبہ تھے اُنسے ولایت شام کیطرف جانے اور اہل روم کی جنگ سے بازگشت اور روالیان اس سرزمین کے باب مین مشورت کی اور اصحاب کے درمیان سے عمر ابن الخطاب رض نے حضرت صلعم سے عرض کی کہ اگر آپ شام کے چلنے پر مامور ہین یعنے خدا کی طرف سے تو چلیے کہ سب آپکے ملازم رکاب رہینگے اور جس جگہ آپ توجہ کرین ہم سب ہمراہ ہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مین مامور ہوتا خدا کی جانب سے تو تمسے مشورت کا ہیکو کرتا عمر خطاب رض نے کہا یا رسول اللہ روم کے بادشاہ کا لشکر بہت ہی اور بیشمار اور لشکر اہل اسلام کا حال معلوم ہے اور قیصر پر نزدیک پہنچے اور کیے سے پشیمان بھی ہوا ہے اور آپ کی ہیبت اور شوکت کا آوازہ اس دنیا میں شائع یعنے پراگندہ بھی ہوا ہے اور خوف اور رعب اہل روم کے دلون پر غالب ہوا ہی اگر آپ اُنکی پامال یہانسے پھر کے دوسرے سال متصدی ہوون یعنی سامان بکر سوا لے جنگ کے تو انسب اور اولے معلوم ہوتا ہی اور جب فائدہ اعظم

کی رائے صائب معلوم ہوئی حضرت کے مقدس بیوی نے عنان مراجعت طرف مقر عزت اور کرامت کے منعطف فرمائی
نقل ہو کہ تبوک کی منزل کے درمیان نحیہ بن رویہ بھی جو بادشاہ تھا ایلہ کا حضرت کے پاس آیا اور اسنے جزیہ
قبول کیا اور مصالحہ واقع ہوا اور سبابات مین ایک کاغذ بھی لکھا اور اہل اذرج بھی جزیہ اور دفتر بھی آئے اور جزیہ
قبول کیا اور صلحنامہ لکھا اور ابتک وہ کتابت اُس قوم کے درمیان باقی ہو کذا فی روضتہ الاحباب اور فوائد
اور عوائد جو سفر تبوک کے ضمن مین تھے اور تجہید یعنے کوشش کرنا اور ارتیاض نفوس فقراء اصحاب کا قبول
رضامندی کرنا فقراء اصحاب کے دلونکا اور حصول ثواب اور توفیق پانا نفقہ دینے پر اغنیاے اصحاب کا ظاہر ہونا
اہل نفاق کے بطون کا احوال کہ باعث ہوا وہ نفاق اور بد باطنی انکی نزول آیت کلام اللہ پر جو موجب زجر
منافقونکا ہوا یعنے آیہ قرآن اور موجب حصول عبرت مومنونکا اور ظہور شوکت اور اجلال لشکر اسلام کا ایسے بادشاہ
پر جو قیصر روم تھا اور دوسرے ملوک پر جو اُس اطراف اور اکناف کے تھے اور داخل ہونا خوف اور رعب کا اُنکے دلونمین اور
یہ جو حضرت اُنکے اوپر نہ گئے اور ترک محاربہ کیا اسمین بھی عزت اور نزاہت یعنے پاکیزگی اُس جناب کی تھی کہ
اپنے نفس نفیس سے نصرانی کے متقابل ہونے کہ عوام ناس کے دلون مین مبادرت اور مقابلت اور
معادلت گذرے یعنے برابری یا احتمال رکھتا ہو کہ نظر کرتے عالم اسباب ظاہر کے غلبہ طرف اس جانب کے ہوتا
اگرچہ بنظر تحکم انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون نصرت اور غلبہ اپنے وقت پر اسیطرف موعود
اور مشہور ہے اور شاید حکمت یہ تھی کہ پروردگار جل شانہ کی طرف سے مامور بجنگ و قتال نہوسے اور
کام اور مشورت اور رائے اور اجتہاد کے اوپر واللہ علیم حکیم اور جو کچھ معجزات اور علامات نبوت اور قضایا
اور وقائع وقت خروج یعنے جسوقت مدینے سے چلے اور اثناے راہ مین اور تبوک مین پہونچنے کے بعد اور
مدت اقامت مین اُنکی اور اُس سے پھرنیکے بعد اور مدینے مین پہونچنے کے بعد ظاہر ہوے سو بھی فوائد اور
اور نتیجون سے اس سفر کے ہی اور مفید فضل و کمال جیسا کہ کتب سیر مین مسطور ہے معجزات اس جناب کے
کیا لکھون کہ سراسر دائرۂ فضل و کمال معجزات اور آیات بینات سے یعنی روشن نشانیون سے مالامال ہو یعنے
دائرۂ فضل و کمال لیکن ایک حکایت ہو ایک شخص کی فقراء اصحاب سے بلکہ بحقیقت امراء احباب سے اور عبداللہ
ذوالبجادین نام ہو اُسکا اور بندۂ خاص ہو خداوند عز و جل کا اور اس سفر مین ہمراہ تھا اور تبوک
مین اسنے وفات پائی اور ذکر کیا جاتا ہو کہ یہ حکایت لذیذ اور ذوق بڑھانے والی ہے روایت کرتے
ہین کہ یہ عبداللہ ایک مرد تھا مزینہ کے باشندون سے کہ باپ سے اپنے یتیم رہا تھا اور پیش از آنکہ

اسلام مین آوسے محتاج تھا اور چچا اسکا اسکی یعنے پرورش کرتا تھا یہانتک کہ بڑا ہوا اسکے پاس کئی اونٹ
اور بکریان اور کئی غلام پیدا ہوے یعنے اسکو اتنی کچھ بضاعت حاصل ہوئی اور اسکے دلمین محبت ایمان کی مرکوز تھی
اور ہمیشہ چاہتا تھا کہ ایمان لاوے اور اپنے تئین گروہ مومنین مین داخل کرے لیکن چچا کے ڈر سے نکل نہین سکتا
تھا اور اس سعادت سے فائز ہو نہین سکتا تھا یہانتک کہ حضرت رسول ﷺ فتح سے پھرے طرف مدینے کے
عبد اللہ نے اپنے چچا سے کہا ای چچا ایک عمر ہی یعنے مدتون سے مین منتظر تھا کہ اسلام لاؤن اور ابتک مین نے
تجھ سے داعیہ اسلام لانیکا اور متابعت رسول خدا کی نپائی اور مین زیادہ اس سے اپنی زندگی پر اعتماد
یعنے بھروسا نہین رکھتا بہتر یہی ہی کہ مجھے رخصت دے کہ مین جاؤن اور مسلمان ہون اسکے چچا نے کہا
واللہ کہ اگر تو مسلمان ہوا اور متابعت محمد ﷺ کی کی تو جو کچھ مینے تجھے دیا ہی تجھ سے پھیر لونگا اور تجھے تیرے
ہاتھ مین نچھوڑونگا یہانتک کہ ازار اور چادر جو تو پہنے ہوے ہی سو بھی چھڑا لونگا عبد اللہ نے کہا
واللہ کہ مین مسلمان ہوتا ہون اور متابعت محمد کی کرتا ہون اور شرک اور بت پرستی ترک کرتا ہون
تو جو چاہے سو کر اور جو کچھ مال اور منال میرے پاس ہی لے کہ مین بیزار ہون اس سے جو کچھ اس کے
پاس تھا یہانتک کہ پاجامہ اور ردا بھی چچا کو حوالے کرکے مجرد اور برہنہ ہوا اور اپنی ماں کے پاس آیا
اسکی ماں نے کیفیت حال کو پوچھا بولا ای امان بت پرستی اور دنیا طلبی سے مین بیزار آیا ہون اور
مین چاہتا ہون کہ محمد کے پاس جاکر مومن اور موحد ہون مجھے کچھ دے کہ پہنون پس اپنی ماں سے ایک
کسا لیکر دو ٹکڑے کیا آدھے کی ردا بنائی اور آدھے کی ازار اور اسی سبب سے وہ ملقب ہوا ذو البجادین
کرکے یہ ہی وجہ تسمیہ اسکے ذو البجادین ہونیکا یعنے صاحب دو بجاد کا اور بجاد بروزن جراب بمعنے
سوتی گلیم پس متوجہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی ملازمت کا ہوا القصہ سحرگاہ نور کے تڑکے یہ عبد اللہ مدینے
مین پہونچا اور مسجد کے درمیان بیٹھ ٹیک کے کھڑا ہوا حضرت ﷺ واسطے نماز کے تشریف لائے
نظر مبارک اس جناب ﷺ کی مانند اکسیر کے اسکے مس وجود پر پڑی فرمایا تو کون ہی عرض کی کہ مین
فقیر ہون مسافر عاشق جمال اور طالب وصال آپ کا اور نام عبد العزی ہی فرمایا نام تیرا عبد اللہ
اور لقب ذو البجادین ہی ہمارے نزدیک تو مکان لے اور یہین رہ پس عبد اللہ درمیان اصحاب
صفہ کے جنکا احوال مذکور ہوا ہی ماقبل جو اضیاف تھے اس جناب ﷺ کے رہنے لگا اور قرآن خاص
حضرت ﷺ سے یاد کیا اضیاف جمع ہی ضیف کی بمعنے مہمان اور اسوقت مین لوگ لشکر تبوک کی تجہیز

جیش مین یعنے سامان لشکر مین مشغول تھے اور عبداللہ مسجد کے درمیان باواز بلند ساتھ ذوق اور شوق کے قرآن پڑھتا تھا عمر خطاب رضہ نے حضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ دیکھتے ہین اس اعرابی کے تئین کہ آواز قرآن پڑھنے مین بلند اوٹھاتا ہی اور لوگونکی قرارت اور نماز کا فراحم ہوتا ہی حضرت نے فرمایا ای عمر چھوڑ دے اُسکو کہ وہ باہر آیا ہجرت کرنے والا طرف خدا کے اور رسول خدا کے اسجگہ معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب حال اسبات مین جو کچھ صادر ہو اُس سے خلاف ادب اور لیقے ادب کی رعایت سے معذور ہی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ ہجرت ہمیشہ باقی ہی اور مراد اس قول سے جو فرمایا کہ لا ہجرت بعد الفتح یعنے ہجرت نہین فتح کے بعد ہجرت مخصوص ہی کہ مکے سے طرف مدینے کے کرتے تھے اور حقیقت مین مہاجر وہ شخص ہی جسنے ہجرت کی اس سے جو کچھ نہی کی ہی حق تعالی نے یعنے منہیات سے نفور ہو پس جب واسطے غزا کے باہر آئے لوگ تب عبداللہ رسول خدا کے حضور گیا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ دعا کرو کہ راہ خدا مین شہید ہون فرمایا ایک درخت کی کھال لے آ عبداللہ تھوڑا پوست ایکدرخت کا جسکا نام سمرہ تھا ہمراہ لایا حضرت نے اُسکو اُسکے بازو پر باندھا اور کہا بار خدایا مینے خون اُسکا کفار پر حرام گردانا اُسنے عرض کی کہ یارسول اللہ مقصود میرا شہادت ہی فرمایا جب تو غزا کی نیت سے باہر آوے اور تجھے تپ چڑھے اور اُس سے دنیا سے تو رحلت کرے تو شہید ہی تو پس عبداللہ اس غزوے کے درمیان ملازم تھا یہانتک کہ تبوک پہونچے اور اس منزل کے درمیان اُسے تپ آئی اور اُسنے وفات پائی بلال بن حارث مزنی کہتا ہی کہ شب تھی جب اُسے دفن کیا کہ بلال جو موذن ہی رسول خدا کا ایک چراغ لیے ہوے ہی اور حضرت اُسکی قبر مین اترے ہین اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اُسے قبر کے درمیان رکھتے ہین اور حضرت یہ فرماتے ہین ادبا اسکے اخاکم پس حضرت نے اُسے لحد کو سونپا اور اینٹین اُسپر چنین اُسوقت کہا یا پروردگار مینے اس سے شب کی اور اُس سے راضی تھا تو بھی اُس سے راضی رہ پس مسعود رضہ نے کہا کاش کے مین ہوتا صاحب لحد رضہ اور ایک اس وقایع سے یہ تھا بھجوانا خالد بن ولید کا طرف اکیدر کے کہ بروزن جھیندر جو حاکم تھا دومتہ الجندل کا روایت کرتے ہین کہ حضرت نے تبوک سے خالد بن ولید کو امیر چار سو بیس سوار کا کر کے اکیدر بن عبد الملک نصرانی پر جو کہ ایک ملک تھا اور حاکم تھا دومتہ الجندل کا بھجوایا پس عرض کی خالد نے کہ یارسول اللہ مجھے بنی کلاب کے بلاد مین آپ بھجواتے ہین

پس خالد بموجب فرمان روانہ ہوا دومۃ الجندل کے حصار تلک اور اکیدر اس حصار کے بھیتر تھا پہونچا اور رات
چاندنی کھل رہی تھی نہایت روشن تھی اور اکیدر اپنے گھر کے قصر پر اپنی جورو کے ساتھ شراب پی رہا تھا
یکایک ایک بیل پہاڑی آکر اپنا سر حصار مین ٹکرانے لگا عورت نے اسکی لب بام پر آکر صورت حال مشاہدہ
کی اور خبر اپنے شوہر کو پہونچائی اور بولی کبھی ایسی رات بھی تونے دیکھی ہے اور کبھی ایسا شکار جو اپنے پانون سے
چلکر دام مین آیا ہو ہاتھ سے گنواتا ہے اکیدر نے کہا نہین اور اکیدر کو نہایت شوق تھا گاؤ دشتی کے
شکار سے قصر سے نیچے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور بھائی اسکا حسان نام بھی کئی آدمی سے سوار
ہوکر ساتھ اکیدر کے شکار کے واسطے نکلا اور خالد انکو دیکھتا تھا اور بیل نے اپنی دم کو علم کیا اور اکیدر
اسکی دم کے پیچھے لاگا اور آپ خالد کا شکار ہوا خالد کے ساتھیون نے اسے اسیر کیا حسان جو اکیدر کا
بھائی تھا ہاتھ اور قتال کے اسنے دراز کیا آپ ہی مقتول ہوا اسکے ساتھ جو غلام اور لوگ تھے سو
بھاگ کر حصار مین گئے اور اکیدر نتیجہ تقدیر کا اسیر اور دستگیر ہوا اور حضرت نے خالد کو فرمایا تھا کہ جب تو اکیدر پر
غالب ہو تو اسے میرے پاس جیتا لانا اور اگر سرکشی کرے اور نہ آوے تو قتل کیجیو پس خالد نے اکیدر سے
کہا کہ تو چاہتا ہے جان تو جان سے تجھے امان دیکر رسول خدا کے حضور لیچلون اس شرط سے کہ قلعے کی
کنجیان مجھے دے اور حصار کا دروازہ مجھے کھلوا دیوے تو اکیدر نے قبول کیا اکیدر کا اور ایک بھائی تھا
مصاد نام کہ وہ قلعے کی حفاظت مین قیام کرتا تھا سو اسنے پہلے قلعے کا دروازہ کھولنے مین امتناع کی آخر
خواہ مخواہ دروازہ کھولدیا خالد نے اکیدر سے صلح کی اوپر اس بات کے کہ دو ہزار اونٹ اور سو برد دے
اور ایک روایت سے یہ کہ آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زرہ اور چار سو نیزے دیوے اور حکومت قلعے
کی بدستور سابق تجھپر بحال رہے اور اکیدر اور مصاد دونون پیغمبر خدا کی خدمت کے متوجہ ہوئے تا کہ جو
کچھ رائے عالم آرا اس جناب کی اقتضا فرماوے انکے حق مین جاری ہو اور خالد نے عمرو بن ضمری کو حضرت
کی خدمت مین روانہ کیا کہ دومۃ الجندل کی خبر فتح کی اور اکیدر کا پکڑنا اور اسکے بھائی حسان
کے مارے جانے حضرت سے عرض کرے اور زربفت کی قبا جو سلب حسان کا تھا واسطے نشان کے
اسکے ہمراہ کی سلب یعنی سامان مقتول کا جو کچھ اسکے تن پر ہو چنانچہ آیا ہے من قتل قتیلا فلہ
سلبہ اور جب عمرو بن ضمری حضور مین پہونچا بعضے لوگ ہاتھ اس قبا پر ملتے تھے اور اسکی نرمی کی
خوبی سے تعجب کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی مندیلین بہشت مین اس سے زیادہ نرم ہین

اور سابق غزوۂ خندق کے درمیان مذکور ہوا ہی کہ سعد بن معاذ کے ایام وفات کے قریب ایک بادشاہ نے
عجم کے بادشاہون سے ایک فوطہ حضرت کے واسطے بھجوایا اور عرب آئے تھے اور اُسے لمس کرتے تھے اور متعجب ہوتے تھے
اور کہتے تھے کہ یہ فوطہ پیغمبر خدا کے لیے آسمان سے آیا ہی حضرت نے فرمایا کہ مندیل سعد بن معاذ کی اس سے
زیادہ نرم اور نفیس ہی مترجم کو اس مقام مین ایک چٹکلا خیال مین آیا کہتے ہین کسی دولتمند نے ایک اچھی
خاص کمخواب کا تھان مکے کے مجاور کے واسطے بھجوایا ساتھ اور تحائف اور نذر وغیرہ کے قاصد کاسہ
قماش نے اُس خوش قماش تھان کو اُسے دیکر کہا یہ تمھارے واسطے راستے سر وال کے بھجوایا ہی اُسنے اُسے
دیکھکر کہا واہ تم لوگ عجب احمق ہو کہ سر مین باندھنے کی چیز کو پانوٗن مین پہنتے ہو یہ کہکر فراغت سے
اُسے اپنے سر پر لپیٹ لیا شاید ایسی چیزین اُدھر نادر ہین اور روایت کرتے ہین کہ حضرت اکیدر اور
مصاد کے خون سے درگذرے اور اُنکے اوپر جزیہ مقرر کیا اور کاغذ امان واسطے اُنکے لکھا اور بعضے کہتے
ہین کہ جب وہ مدینے مین آئے اسلام لائے اور صورت اُس نامے کی جو حضرت صلعم نے اکیدر کے واسطے لکھا
یہ ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب من محمد رسول اللہ لاکیدر حین اجاب الی الاسلام وخلع الانداد والاصنام
یعنے یہ مکتوب ہی رسول خدا کی طرف سے واسطے اکیدر کے جس ہنگام کہ اجابت کی طرف اسلام کے اور خالی کیا تونکو
اور شرک کو اور آخر مین اُس نامے کے ذکر کیا ہی ویقیموا الصلوة لوقتها ویؤتون الزکوة بحقها یعنی قائم رکھین نماز اوپر
وقت اُسکے کے اور دیوینگے زکواة کو اوپر حق اُسکے کے لینے کا حقہ یہ مضمون مؤید ہی اس قول کا جو مذکور
ہوا کہ وہ مسلمان ہو واللہ اعلم اور جب حضرت صلعم تبوک سے پھرے اور آئے طرف مدینے کے تب بنوائین راہ
مین مسجدین جسطرح مکے اور مدینے کی راہ مین بنوائین جہان جہان حضرت صلعم بیٹھے یا نماز پڑھی وہان لوگون
نے مسجدین بنائی ہین یہانتک کہ ذی اوان پر وزن جوان کی موضع مین جہان سے مدینہ ایک ساعت کی
راہ رہتا ہی پہونچے وہان خبر گذری اُس جناب کو مسجد ضرار کی جو منافقونکی مسجد قبا کے روبرو بنوائی
تھی اور حکم کیا اُسکے خراب کرنے پر اور تمام قصہ اس مسجد کی بنا کا اور اُسکی خرابی کا یہ ہی کہ پیش از ہجرت اور پیغمبر صلعم
خدا کے تشریف لانیکے اول ابو عامر جو قبیلہ خزرج کے اکابر سے تھا اور دین نصرانیت اُسنے اختیار کیا
تھا اور توریت وانجیل مین اُسنے مہارت تمام حاصل کی تھی طریق عبادت اور زہادت آگے پکڑکے داعیہ
ریاست کا سر مین رکھتا تھا اور اپنے اوائل حال مین ہمیشہ اوصاف پیغمبر آخر الزمان کے اہل مدینہ
کے آگے بیان کیا کرتا تھا کہ مینے تعریف اُس پیغمبر صلعم کی جن اور انس سے سُنی ہی جیسا کہ شمہ

ایک اُس سے ذکر وجود صفات مین اُس عالیقدر جناب کی کتب سالفہ کے درمیان اور امم سابقہ کے نزدیک گذرا ہے
امم جمیع امت کی معنی گروہ لیکن جب طلوع نیّر رسالت ہوا اور وہ جناب مدینے مین رونق فرما ہوا اور اُس بلد والے
شیفتۂ جمال اُس جناب کے ہوئے اور دین اسلام اُنھون نے برغبت اختیار کیا اور جو کچھ سوا اُس دین
برحق کے تھا اُسپر رقم زد اور کھینچا تب آتش حسد نے اُس شقی کے کانون سے شعلہ مارا یعنے اُسی رہبانیت
کی اور دنیا کی محبت نے اور اغوای شیطان نے اُسکی راہ ماری لوگونکو متابعت سے حضرت صلعم کی منع کرنے لگا
اور باز رکھنا پیشہ پکڑا لوگون نے اوس سے کہا کہ تو وہی ہے نہ جو وصف اور نعت اس پیغمبر کی ہمارے
آگے تقریر کیا کرتا تھا اب کیا ہوا جو اُسکی متابعت سے ہمکو باز رکھتا ہے کہا اُسنے کہ یہ وہ نہین ہے جو مین
کہتا تھا یہ دوسرا ہے کہ بہت مشابہت اُس سے رکھتا ہے اور وہ جسے مین کہتا ہون سو پیدا ہوگا حضرت صلعم
نے اُسے بلوایا اور دعوت کی اُسنے قبول نکیا اور براہ تمرّد اور عناد گیا اور جب غزوۂ بدر میں اہل اسلام کو
کو غلبہ اور دبدبہ حاصل ہوا تب مدینے سے وہ بھاگا اور مکے کو گیا اور کفار قریش کو حرب اور
عناد پر اُس جناب صلعم کی برچاپ دی اور دلیر کیا اور جنگ اُحد مین اول جسنے تیر لشکر اسلام پر چلایا وہ
مردود تھا جیسا کہ مذکور ہوا ہے پس مسلمانون نے اُسکا فاسق لقب کیا اور حضرت صلعم نے اُسے بد دعا کی کہ
الٰہی اُسے طرید اور وحید مار یو اور ایسا ہی واقع ہوا اور غزوۂ احزاب کے بعد بھاگ کر روم کو گیا اور ایک
روایت یہ کہ حنین کی جنگ مین حاضر تھا اور وہانسے بھاگ کر ہرقل کے پاس گیا اور اُسکا ملازم اور مقرب
درگاہ ہوا اور چاہتا تھا کہ ہرقل سے لشکر لیکر اُس جناب صلعم کی جنگ کیواسطے لائے صورت نہین بندھی
یعنے یہ بات غلط ہے پس وہانسے اُس مردود نے مدینے کے منافقونکو ایک نامہ لکھا کہ تم مسجد قبا کے
برابر اپنے محلے مین ایک مسجد میرے واسطے بناؤ کہ جب مین مدینے مین آؤن تو وہان رہون اور
افادۂ علوم مین مشغول ہون یعنے لوگونکو پڑھاؤن اور مسجد واسطے میرے اور تمھارے ایک جگہ ہو
تاکہ جو فکر اور مصلحت خاطر مین گذرے فرصت کے وقت وہان ظہور کو پہونچاوین کیا کھوٹے لوگ تھے لباس مستی
مین کیا کیا تلبیس کرتے تھے ع چراغی را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد ٭ پس اُس قوم نے
یعنے اُنھین منافقون نے ایک مسجد تیار کی اور اُسکے احکام مین کوشش کی اور حضرت صلعم کے متوجہ ہونیکے اول
طرف تبوک کے اتمام کو پہونچائی جسوقت حضرت غزوۂ تبوک کو نکلے وے اہل نفاق حضور مین آئے اور
بہت سے چرب زبانیان اور نفاق خرچ کیے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہمنے جاڑے اور برسات

کے بیمار ہونکے واسطے اور ناتوانونکے لیے ایکجگہ بنائی ہی التماس رکھتے ہین ہم کہ آپ وہان قدم رنجہ فرماوین اور اُس مسجد کے درمیان نماز پڑھنے سے اُسے مشرف کرین اور ہمپر منت رکھین پیغمبر خدا ؐ نے اُن منافقونکے جواب مین فرمایا اب مین متوجہ غزا کا ہون اگر آؤن اور خدا نے چاہا ہی تو نماز پڑھونگا اور اُسکا کام سنوار دونگا اور جب غزوۂ تبوک سے پھر کے منزل ذی اوان کے درمیان آئے تب وے لوگ حاضر ہوے اور کہنے لگے یارسول اللہ آپنے وعدہ فرمایا تھا کہ جب مین اس سفر سے پھرونگا تب اُس مسجد مین آؤنگا اب وقت اُس وعدے کے وفا کرنیکا ہی جبرئیل ؑ نازل ہوے اور یہ آیت لائے کہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین یہانتک کہ واللہ یحب المطہرین پس حضرت ؐ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کے تئین ساتھ اور ایک جمعیت کے طلب کر کے فرمایا جاؤ اُس مکانکو جو ظالمون نے بنا کیا ہی اُسے اوکھاڑو اور ڈھاؤ اور جلاؤ پس گئے اور جو کچھ فرمان ہوا سو بجا لائے اور بارہ منافق اُس مسجد کے بنا کرنے مین شریک اور نام اُنکا کتب سیر مین مسطور ہے اور وہ مسجد رفتہ رفتہ ایک مزبلہ ہوا تھا یہانتک کہ جو نجاست اور پلیدی ہوتی تھی وہی لوگ وہان ڈالتے تھے اور کہتے ہین کہ مدتون تک اُس مسجد کے ویران کرنے سے اور اُسکے ڈھانے سے جو گذرین تھین یعنے مدتین دھوان اُس سے نکلتا تھا اور جب حضرت ؐ نزدیک ہوے مدینہ مطیبہ کے تب اہل مدینہ نے باہر آکر استقبال کیا اور عورتین اور لڑکے اور لڑکیان باہر آئین اور کہنے لگین ؎ طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ❊ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ❊ یعنے طلوع کیا چودھوین رات کے چاند نے اوپر ہمارے ثنیات وداع سے نام ہی جگہہ کا واجب ہوا شکر اوپر ہمارے اوپر اُس نعمت کے جو بھیجا اللہ نے دعوت کرنیوالا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اوسوقت مین یعنے جو مذکور ہوا کہ مدینے کے لوگ وغیرہ استقبال کو نکلے جب حضرت ؐ مدینے مین تشریف لائے ہجرت کر کے جیسا کہ گذرا اور مواہب لدنیہ والا کہتا ہے کہ یہ قول وہم ہی اور خطا ہی کیونکہ ثنیات الوداع شام کے نواح مین ہی نہین دیکھتا اُسکو قادم یعنی آنیوالا مکے سے طرف مدینے کے یعنے مدینے کی راہ مین نہین ہی اور فرمایا حضرت ؐ نے تحقیق کہ مدینے کے درمیان ایک قوم ہین کہ جنھون نے سیر نہ کیا کسی وادی کے تئین یعنے کسی وادی کی طرف نہین چلے مگر یہ کہ رہے ہین وے ساتھ تمھارے اور موافق ہیبات نیتہ المومن خیر من عملہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہتے ہین اور دوسرا فرقہ جو ساتھ تمھارے ہے بحکم اسکے جدا ہی اور جب مشرف ہوے اوپر مدینے کے تب فرمایا ہذہ طابۃ وہذا احد یحبنا ونحبہ اور جب داخل ہوے مدینے مین تب مدح کی اُس جناب ؐ کی

عباس کا ایک قصیدہ غزوہ کے درمیان نہایت فصاحت و بلاغت سے جو مواہب لدنیہ میں مسطور ہے اور کئی بیتین اسکی
حضرت کے نسب کے ذکر میں سابقا لکھی گئی ہیں فصل جان تخلف کرنیوالے اس غزوہ کے منافقوں سے بہت تھے
اور عذر کرنیوالوں سے یہ عذر صحیح اور غیر صحیح بھی تھے یعنی بعضے تھے کہ عذر انکا بجا تھا اور بعضونکا بیجا اور جھوٹا
لیکن وہ اشخاص جنھوں نے بے عذر اور بے شک و شبہ اس غزوہ سے تخلف کیا پانچ شخص تھے صحابہ سے ابوذر غفاری
اور ابو خیثمہ سالمی اور کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ لیکن ابوذر غفاری حضرت کے پیچھے
باہر نکلے اور اونٹ راہ میں ماندہ ہوکر تھک گیا ابوذر غفاری نے اپنی متاع جو کچھ ضروری تھی اپنے کاندھے پر
اٹھائی اور روانہ ہوئے اور دوسرا تخلف کرنیوالوں مہاجرین سے ابی امیہ تھا بھائی ام المومنین ام سلمہ رضی
کے کہ انکی بہن کی عذر خواہی سے حضرت انکی تقصیر سے درگذرے جیسا کہ آخر کتاب کے درمیان اہلبیت ان
کے ذکر کے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے یعنے اُسی جناب کے احوال سے ہی سلام نازل کرے اسپر اللہ
کہ منزل تبوک میں تھے اور ابوذر دور سے پیدا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ دور سے
ایک بروہ تنہا چلا آتا ہے حضرت نے فرمایا ابوذر ہے اور جب حضور میں آیا تب حضرت اُٹھے اور مرحبا
کرکے فرمایا کہ رحم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ اور پوچھا اے ابوذر کیا حال ہے
پس قصہ شتر کا عرض کیا حضرت نے فرمایا تو میرا ہے جو قدم تونے میری طرف اٹھایا خدا تعالے ایک
قدم پر ایک ایک گناہ سے درگذرے اور لیکن ابو خیثمہ کئی روز کے بعد حضرت کے نکلنے سے روانہ
ہونے سے ایک روز اپنے گھر میں آیا اور وہ دن نہایت گرم تھا اور اسکی دو جورو ان تھیں ایک
عریش کے درمیان بیٹھی ہوئی عریش کہتے ہیں منڈھی کو اور سائبان کو اور اس عریش کو جھاڑ و دے کر
چھڑکاؤ کیا ہوا اور سرد پانی کے کوزے مہیا رکھے ہوئے اور کھانا بہتر ترتیب دیا ہوا ابو خیثمہ
عریش کے دروازے پر کھڑا ہوا اور اپنی عورتونکو اور انکی ترتیب کو ملاحظہ کیا دل میں کہا کہ یارسول
خدا تو سخت دھوپ میں اور گرم ہوا میں اور شدت عطش میں ہو اور خیثمہ ٹھنڈی چھاؤں میں اور سرد
پانی سے اور اچھے کھانے سے عشرت کرے یہ بات انصاف سے بہت دور ہے قسم خدا کی کہ ان عریشوں
میں نجاؤنگا جبتک پیغمبر خدا سے نملوں پس کھڑا ہوا زادِ راہ اٹھا لیا اور اپنے اونٹ کو آستے کھینچا اور
باہر گیا ہر چند اسکی عورتوں نے اُس سے بات کی لیکن اُسنے کسی سے تکلم نکیا اور حضرت کی پیچھے
روانہ ہوا اور منزل تبوک کے درمیان حضرت سے ملحق ہوا اور کیفیت حال عرض کی سید عالم نے

دعاے خیر کی اسکے حق مین لیکن دو تین بار کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع بن امیہ مشہور اور عمدہ درمیان انکے

قصہ کعب بن مالک کا اور اسکے توبہ کرنیکا ہی کہ یہ آیۂ کریمہ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض

بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم الی آخرہ شامل تینونکی ہی اور تینون محل عتاب وخطاب اور عفو وصفح ہوئی لیکن حال کعب بن مالک کا اور ہی ایک کرشمہ اور اور ہی ایک رنگ رکھتا ہی اور اسکے بیان حال کے ضمن مین ان دو یارون کا حال بھی ظاہر ہوتا ہی جان کہ کعب بن مالک انصاری خزرجی حاضر ہوا عقبۂ ثانیہ کے تین یعنے عقبۂ ثانیہ کی بیعت مین حاضر تھا جسکا بیان گذرا ہی ایک شخص ان سے ہی جو حاضر ہوے عقبۂ ثانیہ کے تین وثلث وخمسین یعنے یہ بھی کہتے ہین کہ پچاس پر تین شخص تھے اُنسے یہ ایک کعب تھا اور قصہ اسکے توبہ کا دراز ہی ساتھ اسکے نقل کرتا ہون کہ احسن قصص سے ہی یعنے یہ اُسکا قصہ بہترین قصون سے ہی روایت ہی کعب سے کہ کہا کہ تخلف کرنا میرا اس غزوے سے محض ابتلا تھا اور مجھے اسمین قصد اور اختیار ظاہر نتھا اور کچھ عذر مین نہین رکھتا تھا کہ جس سے سزاوار ہوتا کرنا اچھا سامان مرتب تھا اور دو مرکب سامنے موجود اور مین کسیوقت اُسوقت سے زیادہ مالدار نتھا اور کسی غزوے کے درمیان میرے پاس دو شتر نتھے اور غزوۂ تبوک کے واسطے دو اونٹ مینے خرید کیے تھے لیکن ہوا شدت سے گرم تھی اور خرما مدینے کے درختونپر آچکا تھا اور سفر بہت بڑا پیش آیا ہوا اور لوگونکا دل نہین قبول کرتا تھا کہ چھائون چھوڑ کر دھوپ مین اور مین اسبات کی تسلی پر کہ اسباب اور سواری مہیا ہی کچھ فکر نہین کرتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ جس روز کوچ ہوگا اُس روز بھی کوچ کرونگا جب کوچ ہوا تب اپنے مین مینے کہا کہ آج مجھے کچھ کام ہے دوسرے روز چلونگا دو تین روز اسی تردد اور تاخیر مین گذرے یہانتک کہ لشکر اسلام دور گیا اور وقت فوت ہوا اور کام ہاتھ سے جاتا رہا بہت نگران اور اندوہ مند ہوا مین کہ یہ کیا ہوا جب گھر سے باہر نکلتا تھا مین تب دلتنگی اور اندوہ مجھے زیادہ ہوتا تھا اس سبب سے کہ اکثر خبر اہل نفاق کی جنھون نے جھوٹے جھوٹے عذر کیے اور ناتوان لوگ جنکو معذور رکھا تھا مدینے مین نہین رہے تھے پشیمانی کھاتا تھا مین اور آتش حسرت و اندوہ مین جلتا تھا مین کہ مین کیون نگیا اور پیغمبر خدا نے مجھے کہین یاد نکیا مگر موضع تبوک کے درمیان کہ میرا احوال پوچھا عبد اللہ بن انیس جو انصاری مدنی عقبی تھا یعنے عقبۂ ثانیہ والا اور بعضے کہتے ہین کہ حلیف یعنے ہم سوگند تھا انصار کا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ باز رکھا ہے

اُسے اُسکے دو کپڑون نے بُرد کے اور نظر اسکی اُنکی لطافت مین ہے معاذ بن جبلؓ نے کہا بد بات کہی جو تو نے کہا قسم
خدا کی یا رسول اللہ ہمنے نہین جانا اُس سے سوا نیکی کے حضرتؐ نے کچھ نفرمایا کعب کہتا ہے کہ جب خبر لشکر اسلام
کے مراجعت کرنیکی مجھے پہونچی تب غم اور اندوہ میرا زیادہ ہوا یہانتک کہ حضرتؐ تشریف لائے حیران ہوا مین
کہ کل کیا عذر کرونگا مین اور کس طرح خدا اور رسول خداؐ کے قہر سے باہر آؤن مین جھوٹی جھوٹی باتین میرے
دل مین آتین کہ بولون میرے اقربا ہر ایک ایک تدبیر سوچا تے کہ یون کر اور ایسا کر اُس وقت تک کہ حضرتؐ مدینے
مین آئے وہ تمام اندیشے اور جھوٹی باتین سب میری خاطر سے جاتی رہین اور کہا مینے کہ مجھے نجات نہوگی
مگر صدق اور منافقون نے جھوٹی قسمین کھائین اور باطل عذر کیے اور رسول خداؐ نے ظاہر مین اُنکا عذر
قبول کیا اور باطن مین خدا کو سونپتے تھے پس گیا مین اور سلام بجا لایا حضرتؐ نے میری طرف نگاہ کی اور
تبسم فرمایا تبسم آمیز ایسا کہ مین اپنے سے جاتا رہا یعنے میرا ہوش و حواس اوڑ گیا فرمایا اے کعب کسواسطے
تخلف کیا آخر کیا تجھے اسباب مہیا تھا مینے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ بیشک جو مجھے درکار ہوا سو سب
مہیا لیکن میرے نفس شوم نے مجھے غافل کیا اور سستی مجھپر غالب ہوئی اور شیطان نے میری راہ ماری
اور مجھے بدنصیبی اور خرابی کے بھونر مین ڈالا فرمایا اُٹھ جا یہانسے تاکہ حق تعالے تیرے باب مین
کیا حکم کرے میرے عزیزون اور اقربا نے مجھے سرزنش کرنا پکڑا کہ کیون دوسرون کے مانند تو نے
عذر نکیا اور جھوٹ نہ باندھا مینے کہا مینے کہ وحی کے نازل ہونیسے ڈرا مین تاکہ ایسا نہو کہ میرے
جھوٹ پر گواہی دیوے اور معاملہ کسی دنیادار سے ہوتا تو کہتا مین جو چاہتا سو لیکن یہان سوا راستی
کے کچھ گنجایش نہین ہے پس پوچھا مینے لوگون سے کہ مانند اس واقعے کے جو مجھے پڑا ہے کسی دوسرے شخص کو
بھی پڑا ہے کہا ہان ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کا بھی یہی واقعہ ہے اور اسی بلا مین گرفتار ہین کچھ قوت
مینے اپنے تئین پایا اور دل مین کہا کہ یہ دونون مرد مسلمان صالح ہین دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے اور حضرتؐ نے اصحاب
کو منع کیا کہ ہم لوگون سے نشست و برخاست اور بات نکرین پس سب نے ہمسے اعراض کیا یعنے منہ پھرایا
اور حال ہمارا متغیر ہوا پچاس دن گنتے کے گذرے کہ یہی احوال تھا یہانتک کہ اپنی جان سے ہم
سیر ہوے اور جہان ہماری نظر مین تنگ ہوا اور اس پچاس دن مین ہلال اور مرارہ اپنے گھر سے باہر
نہ نکلے اور کسی سے جلسہ نکیا اور یہ دونون بڑھاپے کا ضعف بھی رکھتے تھے اور مین جوان تھا
اور دلیری کرتا تھا اور نماز کے واسطے باہر نکلتا تھا اور دورتا کا بیٹھتا ایک کونے مین مجلس

نبوی کی بیٹھا تھا اور حضرت انکھیون سے پیار کی نگاہ میری طرف کرتے اور میری شکستگی کو مشاہدہ فرماتے اور جب مین اُس
جناب کیطرف دیکھتا تغافل کرتے اور اعراض اور اگر کبھی کسی کام کیلیے مین باہر جاتا تو کوئی مسلمان مجھسے بات
نکرتا اور مجھسے صاحب سلامت بھی نکرتا یہانتک کہ ایکروز طاقت میری طاق ہوئی اور مین دلتنگ ہوا اور مدینے
سے باہر آیا اور ابو قتادہ جو میرا چچیرا بھائی تھا مجھسے بہت دوست رکھتا تھا اُسکا ایک باغ تھا مدینے کے
باہر اور وہان عمارت بنوا رکھا تھا اُسکے نزدیک گیا اور سلام کیا جواب ندیا اُسنے اور مجھسے منہ پھرایا کہا مینے اے
ابو قتادہ تو جانتا ہے کہ مین خدا اور رسول خدا کو دوست رکھتا ہون اور شرک و نفاق میرے دلمین نہین
کیون تو مجھسے بات نہین کرتا کچھ جواب ندیا یہانتک کہ مین بار یہی کہا مینے لیکن اُسنے جواب ندیا اور
اتنا ہی کہا اللہ و رسولہ اعلم یعنی خدا اور رسول اُسکا دانا تر ہے کہ تو شرک و نفاق رکھتا ہے یا نہین پس غم نے
سے مجھپر زور کیا اور مین پھر رہا مدینے مین گیا ناگاہ ایک نصرانی کو دیکھا مینے کہ شام کیطرف سے آتا تھا
اور میری خبر لوگونسے پوچھتا تھا جب مجھے دیکھا لوگون نے کہ یہ وہی مرد ہے جسے تو ڈھونڈھتا ہے اور
وہ قاصد تھا کہ غسان کے بادشاہ سے ایک نامہ میری طرف لایا تھا مضمون یہ لکھا تھا اے کعب بن
مالک سا جان تو کہ ہمنے سُنا ہے کہ صاحب تیرا یعنی محمدؐ نے دل تجھپر گران کیا ہے اور تجھے اپنے آگے
سے ہانکا ہے اور اصحاب اُسکے تجھپر جفا کرتے ہین اور تو اس لائق نہین کہ ایسی جگہ رہے تو جہان تجھپر
جفا ہو اور تجھے مہجور مطرود کرین جب تو اس نامے کے مضمون پر اطلاع پا ہمکے تب یہان چلا آتا کہ
ہماری نوازش کو دیکھے تو جب مینے اُس نامہ کو پڑھا اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی اُن بلاؤن سے ہے
جو مجھپر نازل ہوئی ہین اور اس سے بدتر کیا ہوگا کہ ایک کافر کی مجھ مین اور میرے دین مین طمع پڑی
ہے اور مجھے کفر کی طرف دعوت کرتا ہے اندوہ میرا زیادہ ہوا اُس نامے کو مینے آگ پر رکھا اور جلا دیا
اور قاصد کو اپنے آگے سے ہانکا اور کہا اپنے بادشاہ سے کہہ کہ بے عنایتی اور بے التفاتی اُس صاحب
کی میرے نزدیک بہتر ہے اور خوشتر تیرے لاکھ عنایت اور التفات سے اور مہجوری اُسکی بہتر ہے اور تیری
نزدیکی سے ؎ گر وصالِ تو نباشد بفراقِ تو خوشم * ہم فراقِ تو مرا بہ کہ وصالِ دگران * یہ شعر گویا کعب کی
زبان سے حضرت کی طرف ڈھلتی ہے اور مصرع ثانی مین کاف جو واقع ہوا ہے کاف تردید یعنی مجھے
فراق تیرا بہتر ہے یا وصال اورونکا اور اُسکی جگہ مین حرف ز جو مخفف از ہے ہوتا تو اولے تھا یعنے
مجھے فراق تیرا دوسرونکے وصال سے بہتر ہے کعب کہتا ہے پس گھر مین گیا مین اور دیکھا مینے

کہ رسول خدا نے ایک آدمی بھیجا ہے کہ فرمان ہے کہ تو اپنی زن سے اعراض کر یعنے کنارہ کر کہا مینے اُس سے کہ فرمایا ہے حضرت نے کہ طلاق دے کہا اُسنے کہ نہین بلکہ فرمایا ہے کہ اُس سے صحبت مت رکھ پس عورتکو مینے اُسکے باپ کے گھر بھیجا یا اور اُن دونون کو یعنی ہلال و مرارہ کو کہ اپنی عورتون سے دور رہین اور بعضے روایتون مین آیا ہے کہ اُنکی عورتونکو فرمایا کہ اپنے مردونکی خدمت نکرین اور معاشرت اُنسے اور آیا ہے کہ ہلال بن امیہ کی عورت رسول خدا کے حضور گئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا خاوند بڈھا ہے اور نا توان اور اُسکے کوئی خادم نہین اذن دیتے ہین کہ مین اُسکی خدمت کرون فرمایا ہان لیکن چاہیے کہ مباشرت اور مجامعت واقع نہو وہ بولی کہ وہ نہایت حزن اور اندوہ سے حرکت نہین کرسکتا اور ہر دم گریہ وزاری مین ہے مجامعت کی مجال کہانسے ہو کعب کہتا ہے کہ میرے گھر والون سے بعض نے مجھے کہا کہ کیا ہوا اگر تو بھی اجازت طلب کرے کہ تیری خدمت کرے کہا خدا کی قسم کہ مین ایسا کام نکرونگا کیونکہ نہین جانتا کہ اجازت ملے یا نملے اور مین جوان ہون احتیاج دوسرے کی خدمت کی نہین رکھتا مین کعب کہتا ہے یہانتک کہ پچاس روز تمام گذرے ایک رات مین اپنے گھر کے بالاخانہ پر پڑا ہوا تھا نہایت دلتنگ اور تیرہ بخت یکایک ایک آواز سنی مینے نگاہ کو دوڑایا ایک شخص کو دیکھا کہ ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا آواز بلند کرتا تھا بشارت ہو جیو تجھے ای کعب بن مالک کہ تیری توبہ قبول ہوئی اور ایک روایت سے یہ کہ ابو بکر صدیق رض نے رکن سلع پر جو کعب کے نزدیک تھا چڑھکر فریاد کی کہ خدا تعالیٰ نے کعب بن مالک کی توبہ قبول کی بعد اسکے میرے یار دوڑ دوڑ کر آئے اور یہ بشارت مجھے پہونچائی اور لوگون مین دھوم پڑی کہ تخلف غزوے سے کرنیوالونکی توبہ قبول ہوئی پس سر اوپر خاک نیاز کے رکھکر سجدہ شکرانہ بجالایا مین اور رسول خدا کی خدمت مین آیا مین حضرت کے حضور مہاجرین اور انصار بیٹھے ہوئے تھے مہاجرون نے مجھے تہنیت کی اور انصار خاموش رہے پس جب مین سلام بجالایا تب مین نے حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا مانند چودھوین رات کے چاند کے روشن اور تابان اور عادت اُس جناب کی تھی کہ جب کچھ خوشی اور شادی اُس جناب کو پہونچتی تب چہرہ مبارک روشن اور تابان ہوتا فرمایا مخبر صادق نے ای کعب بشارت ہو جیو تجھے اوپر بہترین ایک روز کے جو تجھپر گذرا اُس روز جو تو ماں سے پیدا ہوا جان تو کہ کوئی روز تجھپر نہ گذرا ہوگا بہتر اس روز سے بہتر اسکے کہ توبہ درگاہ الٰہی مین قبول ہوئی و للہ الحمد درست ہے شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد حوریان رقص کنان دست بشکرانہ زدند یہ شعر خواجہ حافظ کا ہے

اور اُسنے مصرع ثانی مین کہا ہی ساغر شکرانہ زرند یہان عبدالحق نے جو مؤلف ہین لفظ ساغر کو معنی جام مین حمل کر کے
کراہتہً دست سے بدل کیا کعب کہتا ہی مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ شکرانہ قبول توبہ اپنے تمام مال سے درگذرتا ہون
مین اور راہ خدا مین صدقہ کرتا ہون فرمایا ایسا کام مت کر پھر کہا نصف مال فرمایا نہین پھر کہا ثلث فرمایا ثلث
خوب ہے اور ثلث بہت ہی اور منقول ہی سیعد کہ کہتا ہی گیا مین ہلال بن مرہ کیطرف اور مینے بشارت دی
اُسے جلد مین گیا اور ایسا تضرع اور زاری کرنے لگا اور رونے کہ مینے گمان کیا کہ وہ اپنا سر نہ اُٹھاویگا
یہانتک کہ اُسکی جان باہر جاوے جسم سے اور کہتے ہین کہ وہ اُن دنون کھانا اور پانی کم کھاتا تھا اور کبھی
یون ہوتا کہ کئی روز تک روزہ وصال رکھتا اور ہمیشہ گریہ وزاری اور نالہ وسوگواری مین تھا ابوبکر
وراق سے لوگون نے سوال کیا کہ توبہ نصوح کی علامت کیا ہی کہا اُسنے یہ کہ زمین ساتھ اس وسعت کے
تائب پر تنگ ہو اور اُسکی جان بھی اُسپر تنگ ہو مانند کعب کی توبہ کے اور اُسکے دونون یارون کے
اور بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ مراد صادقین جو اس آیت مین واقع ہی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا
اللہ وکونوا مع الصادقین مراد صادقون سے وہی تین یار ہین کہ امر تخلف مین برخلاف منافقون کے
اُنھون نے راست کہا اور کہتے ہین کہ نازل ہونا اس آیت کا اُنکی توبہ قبول ہونیکے بعد ہی اور
کہتے ہین کہ غزوۂ تبوک کے بعد اہل اسلام اپنے سلاح بیچتے تھے اور کہتے تھے جہاد منقطع ہوا یہ خبر حضرت کے
سمع شریف مین پہونچی فرمایا لا یزال عصابۃ من امتی یجاہدون علی الحق حتی یخرج الدجال اور
ایک روایت مین حتی ینزل عیسی بن مریم ــ تنبیہ یہ تین شخص ذکر کیے گئے مشہور ہین تخلف کرنیوالون
سے جنکی توبہ قبول ہوئی اور حق تعالی نے خبر دی کہ اُس سے یعنی قبول توبہ سے کلام مجید کے درمیان
کہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار یہانتک کہ ان اللہ ہو التواب الرحیم اور دوسرا ایک
ابوذر غفاری یعنی کہ راہ کے درمیان منقطع ہوا اپنے اونٹ کے تھکا رہنے سے پس تبوک کے درمیان
آکر ملحق ہوا اور دوسرا ابو خیثمہ جو باغ بیچ مین تھا کئی روز کے بعد وہ بھی ملحق ہوا اور مواہب لدنیہ
کے درمیان اور کئی ایک بھی شمار کیے گئے ہین ایک ابو لبابہ جسکا ذکر بنی قریظہ کے قصہ
کے درمیان گذرا ہی کہتا ہی یعنے مواہب والا کہ بیہقی اپنے دلائل کے درمیان مرسل سعید
بن مسیب سے لاتا ہی کہ ابو لبابہ بن منذر نے اشارت کی بنی قریظہ کے تئین اپنے حلق کیطرف
کہ مآل کار تمھارا ذبح ہونا ہی یعنے اگر اپنے قلعے سے نیچے آوُگے تو پیغمبر تمکو ذبح کرے گا

پس خبر اسکی حضرت کو پہونچی فرمایا تو گمان کرتا ہی کہ خدا تعالی غافل ہی تیرے ہاتھ سے جو اشارت کی تو نے اُس
سے اُن لوگونکو اپنے خلق کیطرف اور عتاب کیا اُسپر اور جب غزا کیا اُس جناب نے طرف تبوک کے او تخلف کیا
ابو البابہ نے اُس جماعت کے درمیان کے جنھون نے تخلف کیا پس آیا ابو البابہ حضرت کے حضور کہ سلام کرے
حضرت نے اُس سے منھ پھیرا پس ڈرا ابو البابہ اور باندھا اُسنے اپنے تئین ساریہ توبہ سے اور بولا یہی میری
جگہہ یا مفارقت کرونگا مین دنیا سے تئین یا توبہ قبول کریگا حقتعالے لئے میری اور بیہقی کے نزدیک یہی ابن عباس
سے بھی اس آیہ کریمہ کے درمیان و آخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا عسی اللہ ان
یتوب علیہم کہا ہی اُسنے دس شخص تھے جنھون نے تخلف کیا پیغمبر خدا سے غزوہ تبوک کے درمیان پس
جب حضرت مدینے مین پھر آئے تب باندھا سات شخصون نے اُن دس سے اپنے تئین مسجد کے ستون سے
اور حضرت نے جب گذرے اُسجگہہ پر اور مسجد مین آکے پوچھا کون ہین یہ لوگ عرض ہوئی کہ ابو البابہ ہی
اور اُسکے یار ہین جنھون نے تخلف کیا آپ سے یا رسول اللہ تاکہ کھولین آپ اُنکو یا معذور رکھین
فرمایا واللہ کہ نہ کھولونگا مین اُنکو اور معذور رکھونگا یہانتک کہ خدا کھولے یا معذور رکھے اُنکو اعراض
کیا یعنے سر پھیرا ان لوگون نے مجھ سے اور تخلف کیا غزا سے پس نازل کیا حق تعالی نے اس آیت
کو و آخرون اعترفوا بذنوبہم الخ پس بھیجا حضرت نے کسی شخص کو اُنکے پاس تاکہ کھولا اور معذور رکھا
اُنکو یہ مواہب کا کلام ہی اس مقام مین اور سابقا غزوہ بنی قریظہ مین بھی اشارت ایک کی ہی اور مشہور
یہ ہی کہ تقصیر ابو البابہ کی اور باندھنا اُسکا اپنے تئین مسجد کے ستون سے بنو قریظہ کے قضیہ کے
درمیان تھا اور یہو تحقیق ہی یہ بات اُس شخص کو جو کہے شاید کہ یہ باندھنا دونون مقام مین ہو لیکن
ظاہر عبارت ان روایتونکی یہین ہی اُس شخص مین یعنی بنو قریظہ کے قضیے مین صرف عتاب تھا اور
باندھنا ستون سے غزوہ تبوک مین واقع ہوا اور اس عبارت کے درمیان اُسنے یعنے صاحب نے اُن
دس شخصونکو شمار بھی نہین کیا کہ کون کون تھے اور کتب سیر کے درمیان وہی تین شخص اور کبھی
ابو ذر اور ابو خیثمہ جیسا کہ ذکر کیا ہمنے واللہ اعلم اور مہاجرین سے ابی امیہ بھائی ام المومنین ام سلمہ
کا بھی تخلف لئے تھا اس غزوے سے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ کے اعتذار کرنے سے اُسکے گناہ
سے درگذرے جیسا کہ آخر کتاب کے درمیان اُس جناب کے ایلچیون کے ذکر مین مذکور ہوگا۔
انشاء اللہ تعالے اور اس سال مین تبوک سے پھرنے کے بعد تتابع وفود واقع ہوا تتابع

پدر پے ہونا کسی چیز کا وفود اور وفد یعنی ایلچی لوگ اور مطابق اس آیہ کریمہ کے روایت الناس یدخلون فی دین
اللہ افواجاً لوگ اطراف سے آکر قبضہ اسلام مین آنے لگے اور اسواسطے اس سال کے تئین سنۃ الوفود نام
رکھا گیا ہے اور مسجد شریف کے درمیان ایک ستون ہے جسے سطوانۃ الوفود کہتے ہین اور اس لفظ کو اوپر اوسکے
لکھا ہے اور گویا کہ وفود اکثر احوال مین وفد اور وفادہ یعنی داخل ہونا اور وارد ہونا آتا ہے اور اُس جماعت
کو کہتے ہین جو بھیجے جاوین بھیجوانیکے واسطے بادشاہون وغیرہ کے پاس وافد واحد ہے اُسکا یعنے وفد اور
وفود کا مثل رکب و راکب اور بعضے کہتے ہین کہ ابتدای وفود جعرانہ سے مراجعت کرنیکے بعد تھا جو آخر سنہ
اثمان مین اور ما بعد اُسکے ہے اور اکثر اہل سیر کہتے ہین کہ غزوہ تبوک سے مراجعت کرنیکے بعد تھا اور
تو اب یہ ہے وفد بعضے سنوات سابقہ کے درمیان بھی آتے تھے سنوات جمع سَن یعنی برس لیکن کثرت اور
تتابع اور توالی سنہ تاسع کے درمیان یعنی پدر پے آنا وفد کا اور جماعت کثیر نے علماے حدیث اور سیر سے
وفود کو ضبط کیا یعنے جمع کیا ہے کہ کتنے وفد حضرتؐ کے پاس آئے اور مجموع جو کچھ ذکر کیا ہے زیادہ
ساٹھ سے ہین اور ہر ایک کتاب کے درمیان بعضے اُسنے بعضے وفود سے ذکر کیا ہے اور ہم جو کچھ متضمن ہو
قصہ نادر کا یا حکایت عجیب کا یا کلمہ مفید یا مشتمل ہو اوپر معجزے اُس جنابؐ کے اُسنے ذکر کرتے ہین پہلے
جو کچھ بیچ روضۃ الاحباب مین ہے جو بناے زینت کتاب یہ اوپر اُسکے رکھی ہے ہمنے اسے ذکر کرتے ہین بعد
اُسکے جو کچھ مواہب مین اور دوسری کتابون مین پاوین ذکر کرین و باللہ التوفیق روایت کرتے ہین
کہ عادت شریف اُس جنابؐ کی یہ تھی کہ وفود کے آنے سے ہنگام لباس فاخرہ سے اپنے بدن کو منور
و مزین فرماتے اور اصحابؓ کو اوپر زیادہ تجمل کے امر فرماتے اور اُنکو یعنے وفود کو بہتر مکانونکے درمیان
اُتروا لے اور ضیافت کرتے اور ہر ایک کے حوصلے کے موافق جوائز دیتے جمع جائزہ کی یعنے انعام اور
عطا اور جملہ وفود سے جو نوبت مین آتے ایک وفد بنی اسد بن خزیمہ کا تھا دس لوگ اس قوم سے آگئے اور
مسلمان ہوے اور منت رکھی اُنھون نے کہ قحط سالی کے درمیان دور اور دراز رستا چلکر اور راتونکو
آسودہ ہوکے نہین کھانا کھایا ہمنے اور اپنے طوع و رغبت سے بدون اہبات کے کہ کوئی لشکر ہمارے
اوپر آوے اسلام مین ہم آئے ہین پس یہ آیہ نازل ہوا یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی
اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہداکم للایمان ان کنتم صادقین اور یہ منت رکھنا اُنکا حضرت رسولؐ پر
اگر از روے غفلت اور نادانی اور ان سمجھنے کی راہ سے ہو تو کوئی صورت نہین

رکھتا ہی کیونکہ فائدہ اسلام اور منافع اُسکے دنیا و آخرت مین راجع ہین طرف اُنکے اور خدا اور رسول خدا منزہ
یعنی پاک او رستغنی ہین اپنی ذات مقدس کو نفع پہونچنے سے اور مقام معلا اُنکا اس سے معنی ہی اور منت نام
ایک نعمت کا ہی ایسی نعمت کہ وہ نعمت دینے والا طمع اُسکے بدلے کی نرکھے اُس سے جسے بذل کیا نعمت
سکے تئین اور اسجگہہ ایسا نہین اور اگر یہ منت رکھنا اُنکا اظہار خدمت اور نصرت کی راہ سے ہو تو بھی
یہی حکم رکھتا ہی اور ہوسکتا ہی یہ قول اُن کا واسطے مجرا سے خدمت کے اور طلب نزول رحمت کے
اور طلب عنایت و شفقت کے لیے ہو اسکو بھی ترک حسن ادب کی جہت سے تسمیہ منت کرکے کیا فاعل اور
فعل کا بجناب احدیت سے ہی یعنے آیہ کے درمیان جو فرمایا یمنون علیک الخ اور اگر حقیقت حال
کو دیکھو جتنے تو نعمت توفیق مین غرق ہوکر سر اوپر نہ اُٹھا سکتے یعنی یہ اُنھون نے توفیق پائی اوپر
اسلام کے اور اسلام لانے سے معلوم ہی کہ نعمت دو جہان حاصل ہی بیت تو بندگی چو گدایان
بشرط مزد مکن ؛ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند؛ اور اشارت کی حضرت حق جل شانہ نے اپنے
قول سے انکنتم صادقین کرکے اوپر اسبات کے کہ یہ بھی اوپر اُس تقدیر کے ہی کہ اسلام لانا تمھارا حسن اور
صحت اور استقامت پیدا کرے اور ایمان کی حقیقت کیطرف کھینچے اور ہوسکتا ہی کہ مراد یہ ہو کہ اگر تم
صادق ہو اپنی خبر دینے مین اسلام لانے پر کہ حقیقت اُسکی تسلیم اور استسلام ہی منت رکھنا بلکہ عرض
حال پر زبان کھولنا اور طلب عنایت کرنا بھی منافی ہی اسکا یعنے اسلام لانیکا اور وفد فزارہ کا بروزن ہزارہ
بیس شخص کے قریب آئے اور اُنھون نے اسلام لانا ظاہر کیا اور اُنکے درمیان خارجہ بن حصن اور حر بن
قیس بن حصن فزاری تھا اور یہ سب عیینہ بن حصن کی قوم جو مولفۃ القلوب سے ہی ذکر اُسکی جفا
اور اُسکی سختی طبع کا سابقاً کئی جگہہ مذکور ہوا اور اُسکی حکایتین بہت ہین اسباب اور اُسکا بھائی
خارجہ اور حر بن قیس بن حصن اُسکا بھتیجا ہی اور یہ حر بن قیس امیر المومنین عمر خطاب رضی کے
مقربون سے تھا زمان خلافت مین اور ذکر اُسکا سابق عیینہ بن حصن کے ذکر مین مذکور
ہوا ہے القصہ اس جماعت نے حضرت کی ملازمت مین آکر شکایت کی مفلسی اور قحط کی ور اظہار
فقر و فاقہ کیا اور طلب باران کے لیے التماس کیا پس سرور عالم منبر پر چڑھے اور دعا کی برکت
دعا سے ایک ہفتہ تمام مینہ برستا رہا اور ہفتے کے درمیان اور دعا کی کہ زراعت اور
منابت اشجار مین یعنے درخت اُگنے کی جگہہ مین برسے اور مدینے مین نہ برسے

فی الحال ابر شگافتہ ہوا آفتاب نکلا اور آگاہی ایک دیہاتی قصہ کو سال ہشتم کے وقائع میں ذکر کیا گیا ہے
مجمل اسکا یہ ہے کہ حضرت جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہلکت
المواشی وجاع العیال وانقطعت السبل واحمرۃ الشجر یعنی اے خدا کے فرستادے ہلاک ہوئے چارپائے مواشی یعنی گائے
بکری وغیرہ اور بھوک سے ہوئے عیال اور منقطع ہوئے رستے اور سرخ ہوئے شجر یعنی از بس باقی نہیں رہا درخت
سوکھ کر لال ہوگئے ہیں پس سرور عالم نے دعا کی اور دوسرے جمعے تک مینہ برستا رہا پس دوسرے جمعے وہی مرد آیا یا
دوسرا کوئی اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ دعا کرو کہ باران نہ برسے پس حضرت نے دعا کی کہ پانی شہر
میں نہ برسے اور پہاڑوں پر اور کھیتوں کی جگہ پر اور درختوں کے اُگنے کے مکانوں پر برسے فی الحال ابر شگافتہ
ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ اور ہے اور فزارہ کا قصہ اور اور وفد بنی مرہ کا تیرہ مرد آئے اور مسلمان ہوئے
اور عشیرا اپنے سردار انکا حارث بن عوف تھا عرض کی اُنہوں نے کہ یا رسول اللہ ہم تمہاری قوم اور
عشیرہ ہیں لوی بن غالب کی اولاد سے حضرت نے تبسم فرمایا اور اُنکے احوال پر عنایت رکھ کے
اُنکے بلاد کا احوال پوچھا اُس جماعت نے قحط سے شکایت کی اور التماس دعا کی حضرت نے فرمایا
اللہم اسقہم الغیث اور بلال کو حکم فرمایا کہ ہر ایک شخص کے تئیں دس اوقیہ چاندی اور چار سو
درہم جائزہ دیوے یعنی انعام اور حارث کو بارہ اوقیہ عطا فرمایا اور جب ان لوگوں نے اپنی منازل
کو رجعت کی اور تحقیق کیا جس روز حضرت نے دعا کی تھی اُسی روز اُنکے بلاد میں باران ہوا تھا
اور وفد بنی البکا آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے اُنکے درمیان معویہ بن ثور بن عبادہ البکائی
ایک مرد تھا سو برس کا اور ساتھ اُسکے بیٹا اُسکا بشر نام معویہ نے التماس کی کہ حضرت اپنے دست مبارک
سے اُسکے منہ کو مسح کریں کہ وہ بیٹا بشر میرے ساتھ قاعدہ احسان اور مروت بجا لاوے حضرت نے
اُسکے منہ کو مسح کیا اور کئی گوسفند اُسے عطا کیں اور دعائے برکت اوپر اُن کے پڑھی راوی
کہتا ہے کہ کبھی ہوتا کہ قحط اور تنگی بنی البکا کے بلاد میں واقع ہوتی اور اس قوم کو قحط اور
تنگی نہ پہونچتی اور ایک مرد تھا اُس کا نام عبد الرحمن کیا اور کچھ ایک زمین اُس کے بلاد
سے برسم اقطاع اُسے دی اور وفد کنانہ آئے اور مسلمان ہوئے اور پیشوا اُنکا واثلہ بن
اسقع لیثی تھا لفظ لیث ہے نام بڑا ابو قبیلے کا اور اُسمیں یاے نسبت ہے حضرت اُسوقت لشکر
تبوک کی کارسازی میں مشغول تھے پس واثلہ نے بیعت کر کے اپنے قبیلے کی مراجعت کی اور اپنی

قوم کو اپنے حال سے خبر دی اُسکے باپ نے کہا واللہ مین تجھ سے ہرگز بات نہ کرونگا اور اُس سے بیزار ہوا پھر اُن اُسکی
بہن مسلمان ہوئی اور کار سازی یعنی ساز و سامان کیا کہ بیٹے کو تیار اور حضرت تبوک کو روانہ ہو چکے تھے اور لشکر
پیچھے سے چلا جاتا تھا واثلہ نے کہا کوئی ایسا ہی جو مجھے سوار کرے اور غنیمت میں سے جو کچھ آئے اُسکا وہ
مالک ہو کعب بن عجرہ نے اُسے سوار کیا جب حضرت کے پاس پہونچا حضرت نے اُسے خالد بن ولید کے
ساتھ اکیدر کے پاس بھجوایا اور جو اموال جنگ سے لا رہا تھا جب اُسے تقسیم کیا حصہ اُسکا بہت زیادہ
آیا تب اُسنے بموجب شرط کعب بن عجرہ کے پاس لایا کعب نے قبول نہ کیا اور کہا مینے تجھے خدا کیواسطے سوار
کیا تھا نہیں چاہتا تھا مین کہ اُسے دوسری غرض سے مشوب کردن یعنی آلودہ کردن احتمال رکھتا ہے
کہ کعب نے اُس وقت میں بھی سوار کیا یہی نیت رکھتا تھا لیکن کہ اُس سے ذلیوں سے پایہ کہ حبیب وفاء عہد اور مروت
واثلہ سے مشاہدہ کی نیت اسباب پر لایا اور میت صدق و اخلاص مین متجلی ہوا اور افق ہو جسدا
اُس سے تجلی پوشاک پہنایا گیا اور کہتے ہین کہ اُسی واثلہ بن اسقع نے تین سال حضرت کی خدمت مین
اور تھا وہ اصحاب صفہ سے [illegible] جنکا کئی بار احوال مذکور ہوا اور نزول کیا اُسنے
بصرہ مین کہ درمیان اُسکے [illegible] کیا تھا شام مین اور دمشق مین اور وفات پائی اُسنے سنہ خمس
یا ست و ثمانین مین اور وہ آخر [illegible] ہوا اصحاب سے جو دمشق مین تھے جو اصحاب سے فوت
ہوا [illegible] بعد دمشق کے شہر حمص مین [illegible] ہلال بن عامر تھا اور درمیان
اُسکے [illegible] عبداللہ بن مالک [illegible] بن الحرم اور [illegible] بن حارث [illegible] تھی زیاد
ام المومنین میمونہ کے گھر گیا کیونکہ میمونہ اُسکی خالہ تھی یہ زیاد دادا تھا اُسکا جسکا بیٹا عبداللہ بن زیاد
امام حسین سے کربلا مین لڑا اور [illegible] کی اور ظلم و جور ہوا کہتے ہین کہ جب حضرت میمونہ کے گھر
تشریف لے گئے اور زیاد کو دیکھا وہان دیکھا غضب مین آگئے اور وہان سے پھرے میمونہ نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ یہ میری بہن کا بیٹا ہے حضرت پھرے اور بیٹھے بعد اسکے حضرت مسجد مین لیگئے اور زیاد بھی
حضرت کے ساتھ باہر آیا اُس وقت زیاد کو اپنے پاس بٹھایا اور دعا کی زیاد کے حق میں اور دست مبارک اُسکے سر
اور چہرہ پر پھیرا تو [illegible] کہتے تھے کہ [illegible] ہمیشہ اثر برکت اور نور اُسکی صورت مین ہم مشاہدہ کرتے تھے اور
اُس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کرنا [illegible] جو مشہور ہے [illegible] اور نام عبد بن عوف
کا حضرت نے عبداللہ رکھا [illegible] عبد عمرو کا نام عبد الرحمن کیا اور یہ اِنسے معلوم

ہوتا ہے کہ زام میں اضافہ عبد کی خدا کے غیر کیطرف خوب نہیں واللہ اعلم اور قبیصہ بن مخارق سے کہا یا رسول اللہ میں نے تحمل کیا ہے یعنی اُٹھایا ہے بوجھ اور اُٹھایا ہے میں نے حمالہ یعنی یہ دین کسیکا کو کی اپنے ذمہ لیوے غیر سے اصلاح البین کے واسطے اور فتنہ و فساد کے دفع کرنیکے لیے یہ کہ میری قوم سے ایک شخص نے کسی شخص کو مار ڈالا تھا اور دیت اُسپر لازم ہوئی یعنے فتنے کے شعلے کی تسکین کے واسطے قرض کیا اور دیت اُسکی ادا کی اور میں سوال کرتا ہوں تمسے کہ اعانت فرماؤ میرے تئین اُسکے ادا کرنے میں یعنے اُس دین کے فرمایا اقامت کر ہمارے پاس یعنے رہ تاکہ صدقہ آوے اور اُس سے تیرا دین ادا کروں بعد اسکے فرمایا ای قبیصہ حلال نہیں سوال اور گدائی کرنا مگر ایک کو ان تین شخصوں سے ایک یہ کہ تحمل کرے حمالہ کے تئین جیسا کہ مذکور ہوا پس حلال ہوا اُسے سوال لوگوں سے تاکہ پہونچے وہ ایک مال کے تئین تاکہ ادا کرے اُس سے اُس دین کے تئین بعد اُسکے باز رکھے اپنی ذات کو سوال کرنے سے دوسرا وہ مرد جسے پہونچا ہے کچھ حادثہ کہ ہلاک کیا ہے اُسنے مال کے تئین پس حلال ہے سوال کرنا لوگوں سے تاکہ بحال خود آوے اور رفع حاجت ضروریہ کرے اور سد رباب اُسکا کرے زندگانی میں اور تیسرا وہ مرد جسے پہونچا ہے فاقہ اور گواہی دیویں تین مرد عاقل اور ہوشیار اُسکی قوم سے کہ فاقہ پہونچا ہے اور یہ مبالغہ ہے فقر اور فاقہ کے ثابت کرنے میں اور مقصود یہ ہے کہ معلوم اور یقین ہو فقر اور فاقہ اُسکا پس سوال کرے اُس مقدار جتنا اُسکی حاجت کے اور فرمایا ای قبیصہ جو کچھ سوا ان تین صورتوں کے ہے سوال کرنا اُسمین حرام ہے اور جو کوئی کھاوے اُسے یعنے اُس مال کو جو سوال کرکے پایا ہے حرام کھایا ہے روا مسلم اور حدیثین مذمت میں سوال اور گدائی کرنے کے بہت آئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ حرام ہے سوال کرنا اُس شخص کو جسکے پاس کھانا ایک دن کا ہے اگر قوت یوم نہ رکھتا ہے یا کچھ نہ رکھتا ہو کہ اُس سے ستر عورت کرے حلال ہے کہ سوال کرے اور جس فقیر کو کہ قوت یوم حاصل ہو یا قادر ہو اوپر کسب کے یعنی محنت و مزدوری کرنے پر حرام ہے اُسے سوال کرنا اور اتفاق رکھتے ہیں علما اوپر نہی سوال کے بےضرورت اور اختلاف اسمین ہے کہ سوال حرام ہے یا مکروہ تین شرطوں سے اول یہ کہ خوار نکرے اپنے تئین اور نہ گڑگڑاوے سوال کرنے میں اور ایذا نہ دیوے مسئول عنہ کے تئین مسئول عنہ جس سے سوال کیا جاوے اور اگر ایک ان تین شرطوں سے مفقود ہوینگی تو حرام ہے سوال کرنا باتفاق یعنی علما سب اِس بات پر متفق ہیں اور منقول ہے ابن مبارک سے کہ کہا خوش نہیں آتا مجھے کہ سائل لوجہ اللہ جب سوال کرے دیا جاوے اُسے کچھ لوجہ اللہ یعنے برای خدا کیونکہ دنیا خسیس ہے اور جب اُسنے لوجہ اللہ سوال کیا تب تعظیم کی اُسنے اُس چیز کی جسکی تحقیر کی ہے خدا نے یعنے سوال

بین یا نہ جاوے زجر اور منع کی جہت سے زجر کے معنے جھڑکنا اور اگر کہے کہ خدا کیواسطے اور محمد کے واسطے دو تو وہ واجب نہین
ہوتا مسئول عنہ کے تئین دینا اسکا اور جسنے پایا کچھ جھوٹی حاجت ظاہر کرنے سے تو وہ مالک نہین ہوتا اوسکا اور
اسیطرح جو کوئی کہے جھوٹ موٹ کہ مین علوی ہون یعنی اولاد علی اور ایک کے تئین واسطے صلاح کے دیوے اور
وہ باطن مین ارتکاب معصیت کرتا ہی یعنے یہ کہ جھوٹا شیخ بنتا ہی اور اگر جانے اسکے تئین معطی یعنے کرنیوالا تو نہین
دیتا سو بھی اُس چیز کا مالک نہین ہوتا اور حرام ہی اُسپر اور واجب ہے رد کرنا اسکا یعنے اُس چیز کا جو اُسنے
پائی مالک پر اور اسیطرح جو کچھ دیا جاوے کسی شخص کو اُسکی بدزبانی کی جہت سے یا اُسکے شر سعایت کی
جہت سے حرام ہی اُسپر اور اگر کوئی فقیر آوے واسطے سوال کے اور چاہے کہ ہاتھ کو مسئول عنہ کے بوسہ
دیوے تا کچھ پاوے مکروہ ہی اور افضل یہ ہی کہ مسئول منہ اپنا ہاتھ اُسے نہ دیوے بقصد منع اور زجر اور نہ
دیا جاوے اُس سائل کو جو طبل بجاتا ہوا دروازونپر پھرتا ہی اور مطرب نام سے افحش یعنے ڈوم ڈھاڑی کا
دینا ان سب سے بدتر ہی مثل مشہور گدھے کا کھایا کھیت نہ پاپ نہ پن یہ مسائل مطالب المومنین مین ذکر کیے
گئے ہین اور نقل کیے گئے ہین کتب سیر سے اور وفد عامر بن صعصعہ کے آئے اور درمیان اُنکے
عامر بن طفیل بن جعفر بن کلاب اور اربد بن ربیعہ اور ایک روایت سے یہ کہ اربد بن قیس اور خالد بن
جعفر اور حیان بن اسلم بن مالک یہ کئی شخص روسا قوم اور شیاطین اپنی قوم کے تھے اور یہ عامر بن طفیل
وہی بدبخت ہی جسنے ستر قاریون کو قتل کو پہونچایا اور بہت سی بدبختیان کین چنانچہ سال چہارم کے
وقائع کے ذکر مین بیر معونہ کے قصے کے درمیان گذرا ہی اب اس وفد مین بھی بقصد غدر آیا اور اربد سے
یہ بات اُسنے ٹھہرائی کہ محمد کو باتون مین لگاؤنگا چاہیے کہ تو اُسکے پیچھے سے آکر تیغ بیدریغ سے اُسکا لہو
گرا اور ہماری خاطر کو اُسکی مہم سے فارغ کر جب مجلس ہمایون کے درمیان پہونچے عامر نے کہا یا محمد
مین اگر مسلمان ہون تو مجھے کیا ہو فرمایا جو کچھ دوسرے مسلمانون کو ہو پھر کہا اُسنے کہ مجھے اپنے بعد
خلیفہ گردانو فرمایا وہ تجھے اور تیری قوم کو یعنے خلافت نہین پہونچتی اور وہ حق دوسرے کا ہی کہ تو نہین جانتا
پھر کہا کہ مجھے اہل بدو اور صحرا نشینون پر ولایت دیجیئے والی گردانو اور تم حاکم اہل قری اور مدن کے رہو قری
جمع قریہ کا اور مدن جمع مدینہ یعنی شہر فرمایا تجھے سردار اُس جماعت کا کرون تا کہ راہ خدا مین جہاد کرے
تو اور دنیا اور آخرت کی سعادت تجھے نصیب ہو اُسنے کہا مین سردار ایک قوم کا ہون قسم خدا کی چاہون اور ایسا
لشکر جرار یعنی بہت بہادر پیادہ اور سوار تیرے اوپر لاؤن اور ایک روایت سے یہ کہ اُس شقی نے کہا کہ ایک

لشکر ہزار گھوڑونکا اور ہزار شتر بقرا تیرے سر پر لاؤن یہ بولا اور اُس اربد کے ساتھ جسکا مذکور ہوا باہر آیا اور اُس سے کہنے لگا وہ وصیت جو مینے تجھے کی تھی یعنی پیغمبر کے مار نیکے لیے کیون تو نے اُس پر عمل کیا وہ بولا قسم خدا کی کہ جس وقت مینے چاہا کہ تلوار محمدؐ پر چلاؤن اُس وقت مین تجھے درمیان اپنے اور اُسکے حائل دیکھتا تھا کیا تجھے مارتا تلوار اور جب یہ دونون جنمی مجلس سے نکلے حضرتؐ نے فرمایا اللھم اکفنی عامرا یعنے الٰہی بچا مجھے نگاہ رکھ تو عامر کے شر سے اور ایک روایت سے یہ کہ عامر اور اربد کے شر سے پس آسمان سے بجلی پڑی اور اربد جل گیا اور عامر کے گلے مین ایک غدہ نکلا مانند اونٹ کے غدے کے پس راہ مین سلولیہ عورت کے گھر گیا اور گرا اور مقام کیا کہتے ہین کہ کہتا تھا غدۃ کغدۃ البعیر والموت فی بیت سلولیۃ اور یہ کلام مثل ہوا ہی درمیان عرب کے کہ جب برے طرح کی محنت اور مکروہ کسیکی پیش آوے تب اس مثل کو بولتے ہین پس سلولیہ کے گھر سے وہ غضب کا مارا ہوا نکلا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور جہنم کا رستا پکڑا اتھوڑی فرصت مین دوزخ کو گیا اور گھوڑے ہی کی پیٹھ پر وہ لت خوردہ ایڑھ کر گیا لعنت اللہ علیہ ایسا کچھ اس وفد کا ذکر کیا ہی علما سیر نے اور عنوان مین یعنی سرنامے پر یعنے اُس وفد کی تعریف مین لکھتے ہین وفد عامر یا وفد بنی عامر اور روضۃ الاحباب کے درمیان وفد عامر بن صعصعہ کر کے لکھا ہی اور بنی عامر ایک گروہ ہین بنی صعصعہ کے اور قصہ عامر بن طفیل کا اور اربد کا لائے ہین اور ذکر کیا ہی لیکن یہ نہین ذکر کیا کہ اس وفد مین کی شخص تھے اور کتنے شخص ایمان لائے اور ظاہر یہ ہی کہ سوا ان بدبختون کے جو مذکور ہوئے باقی تمام ایمان لائے ہونگے واللہ اعلم اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب حضرتؐ نے عامر پر بد دعا کی بعد اسکے فرمایا اللھم اھد بنی عامر واغن الاسلام عن عامر یعنے الٰہی ہدایت کر تو بنی عامر کے تئین اور بے نیاز گردان اسلام کے تئین عامر سے یعنے ابن طفیل سے یہان معلوم ہوا کہ بنی عامر نے ہدایت پائی اور اسلام مین آئے اور یہ نام عامر کا غیر ہی عامر کا کہ ابن طفیل ہی اور ایک دوسرا عامر بن مالک بن جعفر ہے اور کنیت اُسکی ابو البرہی اور وہ چچا اُس عامر بن طفیل بن مالک کا ہی جو حضرتؐ کے پاس آیا اور اُس نے تملق یعنے چاپلوسی بہت سی کی اور کہا یا محمدؐ مین تمھارے امر کو اور تمھارے دین کو شریف جانتا ہون لیکن مسلمان نہوا اور وہ قاریون کو سے گیا کہ تعلیم قرآن اور احکام شریعت کرین اور کہا اُنکو یعنے قاریونکو کہ تمکو مین نے اپنے جوار مین لیا اور کسی سے کچھ ضرر پہونچنے نہ دونگا اُنکی طرف اندیشہ نکرو مگر عامر بن طفیل بھتیجا اُسکا براہ شقاوت گیا اور کیا اُسنے جو کچھ کیا جیسا کہ بیر معونہ کے قصے مین بتفصیل معلوم ہوا اور وفد القیس سے ہے اور ذکر عبد القیس کے وفد کا سال ہشتم مین بتفصیل گذرا ہے موافق اُسکے جو روضۃ الاحباب مین ذکر کیا گیا ہے اور مواہب لدنیہ کے درمیان عام الوفود

میں یعنی سال وفود میں ذکر کیا ہے اور کہتا ہے یعنی روضۃ الاحباب لاکہ فضل عبد القیس کے دو وفد تھے ایک پیش از فتح اور پیش آنا
تھا اسکا سال پنجم میں اور قریہ انکا بحرین تھا اور سعد و وفد سکے یعنی اس وفد کی لوگ تیرہ مرد یا چودہ سوار اور اس وفادت
کے درمیان پوچھا گیا ایمان اور شربہ اور کبیر انکا یعنی سردار اشج تھا اور فرمایا اسکے حق میں حضرت نے ان فیک
الخصلتین الحکم والاناۃ چنانچہ گذرچکا اور روایت کیا ہے مسلم عن ابی سعید یعنی روایت کیا ہے اسکو مسلم نے ابو سعید سے دوسرا بار
سنۃ الوفود میں یعنی سال وفود میں عدد اس بار چالیس مرد تھے جیسا کہ ابن مندہ کی نزدیک ابو الخیری کی حدیث سے آیا ہے
اور کہتا ہے کہ ہوئی تعدد جو اس حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ کیا ہوا ہے تمکو جو متغیر ہوئے ہیں رنگ تمھارے
یہ بات دلالت رکھتی ہے اوپر سبقت کی کہ آگے اس آنے حضرت نے انکو دیکھا تھا اور کہنا انکو تھا اس حدیث میں
یا رسول اللہ ورسولہ اعلم اور کہنا انکو کہ بیننا وبینک کفار مضر یعنی درمیان ہمارے اور تمھارے کفار مضر حائل ہیں
کفار مضر کا بیان گذرا ہے اور ہونا ذکر حج کا پہلے وفادت کے درمیان یعنی وفد سے میں عدم فرضیت
حج کی جہت سے ہے یعنی حج فرض نہیں ہوا تھا اس ہنگام میں واللہ اعلم اور ضمام بن ثعلبہ ایک مرد تھا کہ اسنے
بنو سعد بن بکر نے یعنی بوفادت یعنی وفد کرکے بھیجا تھا مواہب میں صحیح بخاری سے انس بن مالک کی حدیث
سے لاتا ہے کہ کہا بیٹھے ہوئے تھے ہم حضرت کے پاس مسجد کے درمیان ناگاہ آیا ایک مرد شتر سوار پس بٹھایا
اونٹ کو مسجد میں اور باندھا اسے اور بولا کون ایک ہے تم میں سے محمد کہا یہ مرد سفید متکی اور حضرت اس
وقت درمیان اصحاب کے تکیہ لیے ہوئے بیٹھے تھے اور عجب ہے اس مرد سے کہ مشاہدہ امتیاز اور شوکت اور دبدبہ
اور نورانیت کے تعین نہ پاسکا شاید کہ اسکی بصر اور بصیرت میں تیرگی اور خیرگی تھی یکایک وارد
ہونے سے مجلس شریف میں پہونچنے سے آگے ہی پوچھا اور برسم عرب اور انکی سادگیوں سے یہ حرف
کہا اور ظاہر یہ ہے اس پوچھنے میں کہی ایک توطیہ اور تمہید اور تنبیہ ہے اوپر استحضار جمال اور کمال
اس جناب کے استحضار طلب حضور کرنا توطیہ سمجھنا پس کہا اے عبد المطلب کے فرزند حضرت نے فرمایا جواب
دیا میں نے کہ ضمام بولا میں پوچھنے والا ہوں تم سے کئی چیزیں اور مبالغہ اور تشدید یعنی درشتی
کرنے والا ہوں سوال میں مگر درمیان چاہیے کہ بد نہ گذرے تمھارے تئیں اور غصے میں نہ آؤ مجیب فرمایا
پوچھ جو کچھ تیرے دل میں آوے اور ضمام تھا مرد سرخ و سفید گیسو دراز کہنے لگا قسم میں دیتا ہوں تمکو خدا
کی تیرے پروردگار کی اور ان لوگوں کے پروردگار کی جو تم سے آگے تھے کہ خدا تعالی نے بھیجا ہے تمکو
ہماری طرف فرمایا نعم یعنی ہاں سچ ہے اسوقت نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حج کی کیفیت کو پوچھا

اس نے مجھ سے کہ قسم خدا کی دیتا تھا اور پوچھتا تھا قسم دیتا ہوں تمکو خدا کی آیا فرض گردانا ہے خدا نے اوپر امت کے نماز کو
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نعم اور اسیطرح زکوٰۃ اور حج کے باب میں پس بولا ضمام ایمان لایا میں اور اس
چیز کے جو بھیجا گیا ہے تجھپر ساتھ اسکے ابن اسحق نے ابن مغازی کے درمیان کہا ضمام نے قسم دیتا ہوں
تجھے خدا کی کہ خدا نے امر کیا ہے تمکو کہ عبادت کریں ہم اُسکے تئیں اور شریک نگردانیں ساتھ اسکے کسی
چیز کو اور چھوڑ دیویں ہم ان بتوں کو جنکو پرستش کرتے ہمارے باپ دادے اور خدا جانتے تھے اور بیزار
ہووے ہم ان بتوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم نعم پس اس مرد نے کہا کہ میں ضمام بن ثعلبہ
ہوں بھائی بنی سعد بن بکر کا کہ بھیجا ہے مجھکو تمہارے دین کی کیفیت کے تئیں اور پہونچاؤں انکو جو کچھ
سنا میں نے تجھے پس وہاں سے باہر آیا اور کھولا اُسنے اونٹ کے بند کو اور سوار ہوا اور گیا اور جب اپنے
قبیلے کی طرف گیا اوّل جو بات اُسنے قوم سے کی گالی اور اہانت لات اور عزیٰ اور منات کی تھی کہ اسکی
قوم نے کہا اے ابن ثعلبہ خاموش ہو ڈر کیا باتیں ہیں جو بولتا ہے ڈر تو کوڑھ یا جزام اور جنون کے مرض میں
تو مبتلا ہو اُسنے کہا عجب بیوقوف لوگ ہو تم یہ سب بُت نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع خدا تعالےٰ نے
ایک رسول بھیجا ہے اور ایک کتاب اسپر نازل کی ہے کہ اس سے تعلیم اور ہدایت کرتا ہے تمکو اور باہر
نکالتا ہے تمکو گمراہی اور جہالت سے گواہی دیتا ہوں میں خدا کی وحدانیت پر اور محمدؐ کی رسالت پر اور اس
کے نزدیک سے مامور ہوں اور منہیات لایا ہوں راوی کہتا ہے واللہ کہ شب نہ گذری تھی کہ تمام وہ قبیلہ
مسلمان ہوا اور مسجد بنانے میں اور اقامت صلوٰۃ اور اذان اور زکوٰۃ میں قیام کیا اور جس چیز میں سے
اختلاف کرتے تھے رجوع کرتے تھے طرف اسکے اور وفد بلی بروزن علی آئے ابو رویفہ بتصغیر رافع کا بن
ثابت بلوی منسوب بلی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا انکی قوم سے تھا
بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ میری قوم سے ہیں فرمایا مرحبا بک وبقومک کہا یا رسول
اللہ یہ لوگ آئے آپکے نزدیک درحالیکہ مقرر ہیں اسلام پر اور اپنی ساری قوم کے کفیل ہیں یعنی
ضامن فرمایا من یرد اللہ بہ خیر یہدہ الاسلام ایک پیر مرد تھا درمیان قوم کے کہ اسے ابو الضبیب کہتے
تھے بولا یا رسول اللہ میں ایک مرد ہوں کہ مجھے ضیافت کرنے اور مہمانی میں ایک رغبت ہے آیا مجھے اس
میں اجر اور ثواب ہوگا فرمایا ہاں جو نیکی اور کار خیر کہ کسی مسلمان سے بجا لاوے تو خواہ غنی ہو
یا فقیر مقبول ہے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدت ضیافت کتنی ہے فرمایا

مین ہون اور کچھ تین روز تک کے بعد ہو وفد قبیلہ اور حلال نہین کہ مہمان سے تین کی تیرے پاس رہے آتنا کہ تجھے حرج مین ڈالنے اور وفد تجیب جاہیت سے آیا ہی اور وہ تیرہ مرد تھے اور زکوٰۃ مواشی کی اور اپنے اموال کی لائے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مرحبا فرمایا زکوٰۃ مال اپنے دیار مین پھیر لیجاؤ اور اسی موضع کے فقیرون کو تقسیم کرو کہا انھون نے ہم نہین لائے ہین مگر اس چیز کو جو ہمارے فقیرون کے سے باقی رہا ہی ابو بکر صدیق نے کہا تمام وفود عرب سے کوئی وفد تجیب کے وفد سا ہمارے پاس نہین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق کہ ہدایت اور مزید لطف و عنایت حق تعالیٰ ہی جس کسیکو جو ارادہ کیا اسکے سینے کو منشرح گردانتا ہی یعنے حضرت حق جلشانہ نقل ہی کہ جب اس جماعت نے فرائض اور سنن اور قرآن کو پوچھا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت ان سے زیادہ ہوئی اور ان کے اکرام کرنے مین افزونی فرمائی اور بلال کو فرمایا تاکہ انکی مہمانداری اچھی طرح سے کرے اور رخصت کرتے وقت وفود سے انکو انعام اور جائزہ زیادہ عطا کیا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی عبادت اور طاعت مین کوشش کرے اور راہ دین مین طلب اور سعی کرے دنیا کے فائدے بھی واسطے اسکے مرتب ہون پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا آیا باقی رہا ہی تم سے کوئی اور بھی عرض کی ایک جوان ہی خادم سب سے چھوٹا کہ اسے ہنے نزول گاہ مین واسطے محافظت کے چھوڑا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے اپنے حضور مین بلوایا جب مجلس عالی مین آیا عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مین ایک مرد ہون اس قوم سے جنکی حاجتین روا کین آپ نے میری حاجت بھی روا کرو فرمایا حاجت تیری کیا ہی وہ بولا واللہ کہ مین اپنے بلاد سے اسواسطے نہین آیا کہ آپ کچھ مال دنیا دین جس طرح دوسرون کو آپ نے انعام فرمایا یارسول اللہ مین اسواسطے آیا ہون کہ خدا سے آپ درخواست کرین کہ مجھے بخشے اور مجھپر رحم کرے اور میرے دل کو دنیا کے مال سے بے نیاز کرے اور بے پروائی میرے دل مین ڈالے حضرت نے جب اسے طالب اور راغب آخرت پایا اور اسکی علو ہمت کے تئین مشاہدہ کیا اوپر اسکے زیادہ افضال اور توجہ کی اور فرمایا اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ اسوقت اس مقدار انعام جتنا ایک ایک مرد کو اس وفد کے دیا تھا اسکے بھی عنایت کیا اور دوسری ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت نے اسے دعا کی اوپر برکت کے پس ہوا بہتر قوم اور امیر گردانا اسکے تئین قوم پر اور امامت کرتا تھا انکی اور یہا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی

طالب آخرت ہوا اسکو دنیا اور دین دونون حاصل ہون اور اس مقام سے اپنے قبیلے کیطرف گئے اور سال آئندہ مین حجۃ الوداع کے درمیان منا مین تمیمیت ایک اس قوم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچی حضرت نے انسے اس جوان کا حال پوچھا انھون نے کہا ہرگز نہین دیکھا ہمنے مانند اس جوان کے کسیکو اور نہین سنا کسی شخص کو کہ اس سے زیادہ قناعت کرنیوالا ہو اگر تمام جہان قسمت ہو تو وہ التفات طرف اسکے نکرے ؂ گرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم * گر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم * دوسرے مصرع مین گر جہ مین جہ بمعنی قطع ہی اور دو قباحتین اس سے لازم آتی ہین اول وزن شعر ٹوٹتا ہی دوسرا یہ کہ معنی مین خلل واقع ہوتا ہی اور دونون مصرعون مین تکرار لفظی بھی شاید سہو کاتب سے ہو دونون مصرعے ملکر جملہ شرطیہ ہی اور ذکر وفد از مے کے قبیلۂ نخع سے آئے اور دس مرد تھے اور پیشوا انکا جسکا نام ہانی بن حبیب تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کئی گھوڑے اور زر لفت کی قبا اور ایک مشک خمر کی برسم ہدیہ لایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خمر کو اللہ تعالے نے حرام گردانا ہانی نے کہا پس بیچون مین اسکو فرمایا جسنے شراب کو حرام کیا اسکی بیع کو بھی حرام گردانا لیجا اسکو پھینک دے اور گھوڑونکو اور قبا کو قبول کیا اور کہتے ہین کہ اس قبا کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب کو دیا عباس رض نے کہا کیا کرون یا رسول اللہ اس قبا کے تئین اور حال یہ کہ مردون پر حرام ہی فرمایا اسکی طلا کو جدا کر تھوڑا اس سے زیور اپنی عورتون کا کروا اور تھوڑی اپنی ضروریات مین خرچ کر وا اور دیباج کے تئین بیچ ڈالو اور اسکی بہا سے نفع مند ہو پس عباس نے اس قبا کو آٹھ ہزار درہم کے تئین ایک یہودی کے ہاتھ بیچا صاحب روضۃ الاحباب نے اس مقدار وفود کا کیا ہی اور کہا ہی اور بھی وفود اس سال مین آتے ہین اور ذکر اسکی تفصیل کا فن سیر کے کتب مبسوطہ کا وظیفہ ہی اور صاحب معارج النبوت نے اس سے بھی کم ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ اس سال بہت سے وفود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پہونچے اور ذکر انکا اس نسخے کے درمیان موجب اطناب ہی یعنے طول دراس مقدار کے کفایت کی اور بسبب حاشیہ کے درمیان بھی کئی وفد ان دونون کتاب مستطاب کے درمیان مذکور ہونگے اور بندہ مسکین عبد الحق بن سیف الدین نے تمام وفود مواہب لدنیہ کی کتاب سے جو مشتمل ہے اوپر معانی مفیدہ کے نقل کیے اور درمیان اس کتاب کے جو ذکر اسکا یعنے وفود کا بذکر سنہ مقید نہین یہ کہ فلان سال مین یہ وفد اور وفود کے ذکر مین ایک جدا باندھا ہی جس سال مین ہو جس نوع سے کہ وہان ہی اسی طرح نقل کیا مقصود علم وقائع یعنے جاننا وقائع کا مقصود ہی کسی سال مین بھی ہو پیچ تو ہے آنحضرت کما اسنے سے

کام یا پٹیر لگتے سے ایک وفد ہوازن کا تھا طائف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراجعت کرنے وقت طرف جعرانہ کے جو آئے تھے یعنے وفد ہوازن اور التماس کی اپنی بسی اور اموال کے پھیر دینے سے جو مسلمانونکے ہاتھ پڑ گیا تھا بسی معنی اسیر بندی پس التماس انکی بندے کے رد کرنے پر مقبول ہوئی اور اموال پر نہیں جیسا کہ یہ قضیہ اُس موضع مین گذرا اور قدوم اُنکا سال ہشتم مین تھا ہجرت سے اور وفد ثقیف تھی تبوک سے پھرنے کے بعد اور حاصل قصہ اُنکا یہ ہے کہ جب حضرت طائف سے پھرے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہمکو بھون ڈالا ثقیف کے تیرون نے دعاء بد کرو اوپر ثقیف کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم اھد ثقیفا وآئت بھم یعنے الٰہی ہدایت کر بنی ثقیف کو اور لا اُنکو اور قول قائل کا کہ سوخت مارا تیر ہائے ثقیف مراد اس سے حقیقت معنی نہیں بلکہ یہ کہ بنی ثقیف نے ایسے تیر باران کیے کہ اکثر صحابی مجروح ہوئے اور کلیجہ داغدار ہوا اُس سے چنانچہ محاورہ ہر زبان کا ہے کہ بولتے ہین کہ تیرے ہاتھ سے مین جلکر کباب ہوا اور جب پھرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف مدینے کے تب آیا عقب سے حضرت کے عروہ بن مسعود ثقفی اور ملازمت کی اور مسلمان ہوا لفظ ثقفی مین یا نسبت کا ہے منسوب طرف ثقیف کے یا اوسنے محذوف ہوئی ہے واسطے ثقالت کے اور کثرت استعمال کی جہت سے اور درخواست کی اُس عروہ بن مسعود نے کہ پھرے طرف اپنی قوم کے پس بھجوایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اُسکی قوم کیطرف پس دعوت کی اُنکو اور وقت سحر کا تھا کہ عروہ بن مسعود اپنے بالاخانے پر چڑھا اور قوم کو دعوت کرنے لگا اور ظاہر کیا اُن پر دین حق کو اور اُنکے دین کا بطلان کیا پس چلائے اُنھون نے طرف اُسکے تیر اور پہونچا اُسے ایک تیر کہ ہلاک ہوا وہ اُس تیر سے اور آویگا باقی احوال آخر کتاب مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایلچیونکے ذکر مین بعد اسکے توقف کیا ثقیف نے عروہ کے قتل مین کئی مہینے بعد اسکی مشورت کی آپسمین پس اتفاق پایا اُنکی رائے نے اوپر اس بات کے کہ ہمکو طاقت نہین کہ جنگ کرین عربون کے ساتھ جو ہمارے گرد ہین اور وہ سب بیعت کر کے اسلام لائے ہین پس بھجوایا اُن لوگون نے یعنے ثقیف نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عبد یالیل بن عمیر کے تئین اور بھجواے ساتھ اُسکے کئی شخص اور بھی کہ ایک اُنمین عثمان بن ابو العاص تھا آئے یہ سب رسول خدا کے نزدیک اور برپا کیے حضرت نے اُنکے واسطے ایک قبہ مسجد کی ناحیہ مین اور جو کچھ درخواست کی اُن لوگون نے یہ تھا کہ لات کو نہ توڑین اور تین برس تک باقی رکھین پس ابا کی حضرت نے اس بات سے اور بھجوایا ابو سفین بن حرب کے تئین اور مغیرہ بن شعبہ کے تئین تاکہ ہدم کرین لات کو بعد اسکے

التماس کی انھون نے کہ بخشی جاوے انکو نماز پڑھنے سے معذور ہین اور کسر کرین اصنام کو اپنے ہاتھ سے یعنی
بتون کو اپنے ہاتھون سے توڑ ڈالین فرمایا اسیطرح خوب ہی مقصود کسر اصنام ہی جو کوئی توڑے اور اپنے ہاتھ سے توڑین
تو بہتر ہی لیکن عفو نماز صورت نہین رکھتا کچھ خیر نہین جس دین مین نماز نہین اور جب وے اسلام لائے امیر کردانا حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر عثمان بن ابو العاص کو اور وہ اگرچہ انکا چھوٹا تھا سن و سال مین حریص تھا اسلام مین اور
قرآن کے تعلیم کرنے مین پس پھرے طرف اپنے بلاد کے اور ابو سفیان اور مغیرہ بھی ہمراہ اُنکے گئے اور ہدم کیا یعنی سرنگون
کیا اور توڑ ڈالا لات کو اور منقول ہی عثمان بن ابی العاص سے کہ کہتا تھا مین سورۂ بقر کے تئین پس عرض کی مین نے
کہ یا رسول اللہ قرآن میرے سے رمیدہ ہوتا ہی یعنے حفظ نہین ہوتا پس رکھا سرور عالم نے اپنے دست مبارک کو
میرے سینے پر اور کہا باہر نکل اے شیطان عثمان کے سینے سے پس فراموش نکیا مینے کچھ بھی قرآن شریف سے جسکا
ارادہ کیا مین نے حفظ کرنیکا اور بھی کہا مینے یا رسول اللہ شیطان حائل ہوتا ہی درمیان میرے اور میری نماز کے
اور میری قرأت کے فرمایا وہ ایک شیطان ہی جسکا نام خنزب بروزن ہپٹ ہپٹ فعلل اور بروزن ہٹ ہٹ بھی
آیا ہی اور بروزن دت دت بھی لغت مین معنی لوتھڑا گوشت کا سڑا ہوا اور فرمایا جب پاوے تو اُسکے وسواس
کو اپنے مین یعنے جب وہ وسوسہ کرے تب تو تعوذ کر یعنے پناہ لے اوپر خدا کے اُس سے اور پھر جا اپنے دست چپ
کیطرف تین بار پس کیا مینے ایسا ہی پس دور کیا خدا تعالی نے مجھسے اُس وسواس کے تئین اور وفد کندہ
بروزن برندہ نام ہی حی کا یمن سے لقب ثور بن عفیر کا ہی یمن سے کیونکہ کفران نعمت کیا اُسنے اپنے باپ سے
اور ملحق ہوا اپنے ماموون سے اسواسطے کندہ نام رکھا گیا اور کندہ مشتق ہی کنود سے بمعنی ناشکری اور
سرکشی کرنا چنانچہ کلام الٰہی مین آیا ہی ان الانسان لربہ لکنود پس پیچھے نام حی کا ہوا یمن سے اور اسی یا ساٹھ
سوار کندہ سے آئے سر کے بال کنگھی کئے ہوئے اور زرہین پہنے ہوئے اور بردیمانی کے جبے جنکے حاشیہ حریر سے
سیئے ہوئے تھے پہنے ہوئے اور جب حضور اقدس مین آئے فرمایا کیا اسلام نہین لائے تم انھون نے عرض کی ہم
اسلام لائے ہین فرمایا پھر یہ کیا تمھاری گردنون مین ہی پس شق کیا اُن لوگون نے اور کھینچا نیچے سے اور
پھینک دیا اور وفد اشعریون کے اور اہل یمن کے ایسا واقع ہوا ہی یہ ترجمہ اور صاحب مواہب شیخ ابن حجر
عسقلانی سے نقل کرتا ہی کہ اس سے مراد بعضے اہل یمن ہین سوا اشعریون کے اور وہ وفد حمیر ہی جو آئے
اور بولے کہ ہم آئے تمھارے پاس یا رسول اللہ کہ تفقہ کرین دین مین اور پوچھا ابتدائے خلقت عالم کا احوال
کہ اول کیا تھا اور کیسا تھا پس حضرت نے فرمایا کان اللہ ولم یکن معہ شی وکان عرشہ علی الماء وکتب

فی الذکر کل شیء یعنی خدا ہی تھا اور تھا ساتھ اسکے کوئی چیز اور تھا عرش اسکا اوپر پانی کے لکھا ذکر مین ہر چیز کے
تئین یا لکھی گئی ہر چیز کے درمیان اور یہ دونون گروہ مجتمع یعنی ایکساتھ بھی نہین آئے کیونکہ آنا اشعریون کا ابو موسیٰ کے
ساتھ سنہ سبع کے درمیان فتح خیبر کے نزدیک تھا اور آنا حمیر کا سنہ تسع مین جو سنۃ الوفود ہی یعنی سال وفود اور یہ
دونون طائفہ بشر یعنی بشارت پائے ہوئے اور محمود ہین یعنی حمد کیے گئے زبان نبوت پر یعنی حضرت نے اُن
دونون گروہ کی صفت کی ہی روایت کی گئی ہی انس سے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ بیشک آتی ہی تمہارے تئین
ایک قوم کہ جنکو رقت قلب بہت ہی یعنی نرم دل ہین پس بیشک آئے اشعری لوگ درحالیکہ پڑھتے تھے اس
رجز کے تئین غدا نلقی الاحبہ محمد اور حزبہ اور ابو ہریرہ سے آیا ہی کہ سنا مینے رسول خدا سے کہ فرماتے تھے کہ
آئے اہل یمن اور بہت ضعیف ہین قلوب اُنکے ایمان یمانی ہی اور حکمت بھی یمانی ہی اور سکینہ یعنی سکون و آرام
اہل غنم مین ہی یعنی جو لوگ صاحب غنم ہین اور فخر و خیلا اریاب اہل کے درمیان اہل اونٹ اور غنم بکری کو کہتے
ہین اور صحیح بخاری مین لایا ہی کہ آئی ایک جمعیت بنو تمیم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پس فرمایا حضرت
نے اُنکو کہ بشارت ہو جیو تمکو ای بنی تمیم پس کہا اُنھون نے بشارت دی ہمکو تمنے کچھ دیو ہمکو پس متغیر ہوا چہرہ
مبارک حضرت کا بعد اسکے ایک جماعت اہل یمن سے آئی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
قبول کرو بشارت کے تئین ای اہل یمن جو قبول نہ کیا بنو تمیم نے اشعریون نے کہا قبول کیا ہمنے یا رسول اللہ اور
یہ بنو تمیم مؤلفۃ القلوب سے تھے کہ جفا و قساوت ہنوز اُنکے دلون مین جگہ رکھتی تھی جیسا کہ غزوہ فتح کے آخر ذکر
ذکر انکا گذرا اور اہل یمن اہل علم تھے اور صفائی قلب اور حکمت و معرفت اور رقت دل رکھتے تھے خصوصاً ابو
موسیٰ جو حسن قرات مین بے نظیر تھا اور اسکی شان مین آیا ہی اوتی مزمارا من مزامیر آل داود یعنی دی گئی
ابو موسیٰ کو مزمار مراد الحان سے آل داود کے مزامیر سے مزمار بالنلی کو کہتے ہین مزامیر جمع اور شیخ ابو الحسن
اشعری جو امام علم کلام اور رئیس اہل سنت وجماعت ہی ابو موسیٰ اشعری کی اولاد سے ہی اور وراثت سے یعنی دانائی
سے اور وراثت سے علم او حکمت اور معرفت اُنسے پہونچی ہی اور وفد ہمدان بر وزن میدان نام ہی ایک قبیلے
یمن سے روایت کی ہی بیہقی نے اسناد صحیح سے براء بن عازب سے کہ حضرت نے بھیجوایا خالد بن ولید کے
تئین طرف یمن کے اور مین اور ایک جماعت اور اصحاب سے بھی اُسکے ہمراہ تھے پس رہے ہم اُس مقام مین
چھ مہینے اور دعوت کی ہمنے اُنکو طرف اسلام کے اور اجابت نہ کی اُنھون نے بعد اسکے بھیجوایا حضرت نے
علی مرتضیٰ کو اور پڑھی اُس عالی گوہر نے نامہ رسول خدا کی تب سجدہ مین گئے اور جب سر سجدے سے اُٹھایا کہا

السلام علی ہمدان تین بار اور وفد مزینہ بروزن جہینہ جو نام ہے قبیلے کا روایت کی ہے بیہقی نے نعمان بن مقرن
بروزن مزمل سے کہتا ہے کہ آئے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار سو مرد قبیلہ مزینہ سے پس ارادہ کیا ہمنے
کہ مراجعت کرین تب حضرتؐ نے فرمایا عمر خطابؓ کو کہ توشہ یعنے زاد و راحلہ دے اس قوم کے تئین عرض کی
عمر خطابؓ نے کہ یا رسول اللہ نہین میرے نزدیک مگر تھوڑا تمر یعنے خرما اور گمان نہین رکھتا ہون کہ
راضی ہووین یہ لوگ اور قبول کرین فرمایا جاؤ توشہ دیو پس لے گئے انکو عمر خطاب رضؓ
اور لائے اپنے گھر مین جب داخل ہوئے ناگاہ دیکھا انھون نے خرما کے تئین مانند ایک شتر
سیاہ سفید رنگ کے یعنے ایک بڑا تودہ پس لیا ان لوگون نے اس سے اپنی حاجت کے مقدار کو
کہتا ہے نعمان اور تھا مین آخر ان لوگونسے جو وہانسے نکلے پس نظر کی مینے کہ ایک تمر اس خرما سے کم ہوا نہ تھا
حضرتؐ کی برکت اور تصرف سے اور یہ نعمان بن مقرن مزنی ہے اور تھا ہاتھ اسکے لوا مزینہ کا فتح کے روز
ہجرت کے اسنے سات بھائیونکے ساتھ اور یہانسے ظاہر ہوا کہ آنا اسکا واسطے اپنے اسلام کے نہ تھا
عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اسلام کے خانے ہین اور نفاق کے بھی گھر ہین آل مقرن کا بیت ایمان ہے اور وفد دوس کہ
نام ہے قبیلے کا ابو ہریرہؓ اس قبیلے سے ہے اور تھا آنا انکا حضرتؐ کی خدمت مین خیبر مین مواہب لدنیہ مین ابن اسحق
سے لایا ہے کہ کہا تھا وفد دوس مین طفیل بن عمرو دوسی جسنے تصدیق کی حضرتؐ کی مکہ کے درمیان پیش از ہجرت
پس رجوع کی اسنے طرف اپنی قوم کے اور تھا درمیان انکے حضرتؐ کی ہجرت کے وقت تک پس آیا خیبر کے
درمیان اور رہا حضرتؐ کے پاس یہانتک کہ رحلت حضرتؐ نے اور ذو النور خطاب ہے اسکا شہید ہوا یمامہ کے
درمیان ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ مین اور بعضے کہتے ہین کہ یرموک کے درمیان شہید ہوا عمر خطابؓ کے زمانہ مین اور
تھا وہ مرد شریف اپنا شاعر راضی ہو خدا اس سے اور مواہب کے درمیان ابن اسحق سے لاتا ہے کہ کہا کہ تھا طفیل بن
عمرو دوسی جو تحدیث کرتا تھا یعنے حکایت کرتا تھا اپنے احوال سے کہ آیا مین مکہ مین اور تھے رسول خدا مکہ کے
درمیان پس آئی نزدیک میرے ایک جماعت قریش سے اور کہا ان لوگون نے مجھسے کہ تو آیا ہے ہمارے ملک مین اور
یہ مرد جو ہمارے درمیان پیدا ہوا ہے تفریق کی ہے اسنے ہماری جماعت کے تئین اور درہم مارا ہے ہمارے کاروبار کو باتین
اسکی ایسی ہین گویا سحر ہین کہ جدائی ڈالتی ہین درمیان باپ اور بیٹے کے اور درمیان جورو اور مرد کے اور درمیان بھائی
اور بہن کے اور ہم ڈرتے ہین کہ کہیں ایسا نہو کہ وہ آوے نزدیک تیرے اور تیری قوم کے جو آیا ہے اوپر ہمارے یعنے
ہماری قوم کے درمیان تفرقہ پڑا ہے تیرے اور تیری قوم پر بھی تفرقہ پڑیگا پس بات مت کر تو اس سے

پس قسم خدا کی کہ ہمیشہ تھے قریش اوپر اس حال کے یہانتک کہ عزم جزم کیا مینے کہ میں نہ سنوں بات نکروں اور نہ سنوں
اسکی بات اسکو یہانتک کہ ٹھونسی مینے کانوں میں روئی تاکہ نہ پہونچے میرے کانوں میں آواز اسکی بات کی پس ناگاہ بامداد کی مینے
درمیان مسجد کے اور دیکھا مینے رسول خدا کو کہ نماز پڑھتے نزدیک کعبہ کے پس کھڑا ہوا نزدیک اس جناب کے پس ڈالا
خدا تعالی نے میرے کانوں میں اس جناب کے قول سے کچھ ایک اور سنا مینے ایک کلام کہ نہایت حسن اور لطافت میں
پس کہا مینے رووے ماں میری میں ایک مرد ہوں لبیب شاعر ہوں تمیز کرنیوالا درمیان حسن اور قبح کے نہیں پوشیدہ ہوتے مجھ پر تمیز کر
نہ سنوں میں اس مرد سے جو کچھ کہتا ہے اگر اچھا ہے جو کچھ کہتا ہے قبول کروں اسکو اور اگر برا ہے چھوڑ دوں اسے پس درنگ
کی مینے یہانتک کہ پھرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کی طرف اور چلا میں بھی پیچھے اس جناب کے جب جا پہنچا
حضرت کے گھر میں داخل ہوں تب کہا مینے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم تمہاری کہتی ہے مجھے ایسا اور ایسا یہانتک کہ
عہد کیا مینے کہ نہ سنوں میں تمہاری بات اور نکروں تم سے بات اور کہا مینے اپنے کانوں میں روئی کے تئیں تاکہ نہ پڑے
تمہاری بات کی آواز میرے کانوں میں پس ڈالا اللہ تعالی نے تمہاری بات کو میرے کانوں میں اور سنا مینے ایک کلام نیک
پس ظاہر کرو مجھ پر اسلام کے تئیں کہ کیا ہے پس پڑھا اس جناب نے کچھ قرآن سے پس قسم خدا کی کہ ہرگز نہیں سنا مینے
کوئی کلام بہتر اس سے اور نہیں دیکھا کسی امر کے تئیں زیادہ عادل اس چیز سے پس اسلام لایا میں اور شہادت دی مینے
شہادت حق اور عرض کی مینے کہ یا رسول اللہ میں مرد مطاع ہوں یعنی اطاعت کیا گیا یعنی صاحب حکم و بزرگی
اپنی قوم کے درمیان اور میں مراجعت کرتا ہوں طرف انکے اور دعوت کرتا ہوں انکو طرف اسلام کے تم دعا کرو
خدای عزوجل سے کہ گردانے واسطے میرے ایک آیت اور کرامت جس سے تصدیق کریں وہ میری پس کہا حضرت نے یا
پروردگار عطا کر تو اسکو نور ایک پس طالع ہوا میری دونوں آنکھوں کے درمیان مانند چراغ کے پس کہا مینے اے
پروردگار پھیر اس نور کے تئیں دوسری جگہ سوا میری دونوں آنکھوں کے تاکہ نہ کہیں میری قوم کہ یہ وہ چیز ہے کہ میری
آنکھوں میں واقع ہوئی ہے انکا دین چھوڑنے کی جہت سے پس پھرا وہ نور میری آنکھوں سے اور واقع ہوا سر تازیانہ کے
سر کے اوپر پس چمکتا تھا وہ تازیانہ رات کو مانند قندیل معلق کے یعنی جس طرح ادھر لٹکی قندیل روشن ہو
لٹکتی ہوئی یہانتک آیا میں قوم اپنی کے درمیان اور دعوت کی مینے انکو پس نزول کیا مینے اور آیا باپ میرا
پاس میرے اور تھا وہ پیر مرد پس مینے کہا باپ کو دور ہو مجھ سے کہ نہیں تو میرا اور نہیں میں تیرا کہا اس نے
کیوں کہتا ہے ای فرزند میرے یہ بات کہا مینے کہ میں اسلام لایا ہوں اور متابعت کی ہے مینے محمد کے دین کی کہا
باپ نے ای فرزند جو دین تیرا ہے سو دین میرا ہے پس مینے کہا جا غسل کر پس گیا باپ میرا اور اسنے غسل کیا اور پاک کپڑا

اپنے لباس کو اور آیا اور عرض کیا یعنے یعنی ظاہر کیا اوپر اسکے اسلام کے تئین پس اسلام لایا اور بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ اسلام لایا باپ اسکا اور اسلام نہ لائی ماں اسکی واللہ اعلم بعد اسکے آئی زوجہ میری اور اسے بھی کہا مینے کہ ایکطرف ہو مجھسے نہیں مین تیرا اور نہ تو میری بولی کسواسطے کہا مینے کہ تفریق کی اسلام نے درمیان میرے اور تیرے مین اسلام لایا ہون اور بیعت کی ہے مینے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسنے کہا جو دین تیرا سو دین میرا پس اسلام لائی وہ بھی پس دعوت کی مینے دوس کو طرف اسلام کے نام قبیلے کا ہے اسکے اور درنگ کی یعنے ڈھیل اسلام لانے مین پس آیا رسول خدا کے حضور اور عرض کی مینے کہ یا رسول اللہ تحقیق غلبہ کیا ہے مجھپر دوس نے دعا کرو اوپر انکے فرمایا اے پروردگار راہ راست دکھا دوس کو اور فرمایا پھر جا اپنی قوم کیطرف اور دعوت کر انکو پس مراجعت کی مینے طرف انکے اور رہتا میں زمین دوس کے درمیان دعوت کرتا انکو طرف خدا کے بعد اسکے آیا مین رسول خدا کی خدمت مین خیبر کے درمیان پس نزول کیا مینے درمیان مدینے کے ساتھ ستر گھر یا اسی گھر کے دوس سے ملحق ہوے ہم رسول خدا سے پس حصہ دیا ہمکو یعنے حصہ ساتھ مسلمانونکے اور صاحب مواہب کہتا ہے کہ یہ حکایت دلالت کرتی ہے اسکے تقدم اسلام پر یعنے اسکے مسلمان ہونے پر اور جزم کیا ہے ابن ابی حاتم نے کہ وہ آیا ابوہریرہ کے ساتھ خیبر کے درمیان اور گویا یہ آنا اسکا ثانی آنا ہے اسکا جو شبہ ہوا ہے اوسپر اور وفد بہراء جو نام ہے ایک قبیلے کا یمن سے تیرہ مرد تھے مین سے جب مدینے مین آئے گئے اوپر دروازہ مقداد بن اسود کے پس ترحیب کی اسنے انکو یعنے مرحبا کہا اور آگے لایا ایک کاسہ بزرگ حیس کا حیس نام ہے ایک طعام کا جو خرما اور دودہ اور گھی ملاکر تیار کرتے ہیں پس کھایا انھون نے اُسسے یہانتک کہ خوب آسودہ ہوگئے اور بھجوایا مقداد نے وہ طعام جو تھے ایک کاسہ مین حضرت کیواسطے ام سلمہ کے گھر مین پس تناول فرمایا حضرت نے اور جتنے اُس گھر مین تھے یہانتک سیر ہوگئے اور بھجوایا اُس طعام کو پیغمبر خدا نے واسطے اُن مہمانونکے بھی کہ دن مدت اقامت تک کھاتے تھے اور کم نہیں ہوا تھا یہانتک کہ انھون نے کہا اے اباسعید اور یہ کنیت مقداد کی ہے کہ تو آسودہ کرتا ہے ہمکو ایسے کھانے سے جو بہت محبوب ہے ہمارے نزدیک اور ہم اُسپر مقدور نہیں رکھتے ہرگز ان دنون پس خبر دی ابوسعید نے حضرت کی خبر سے کہ اُس جناب نے کھایا ہے یہ طعام اور بھجوایا ہے واسطے تمھارے اور یہ لذت اور فزونی اُس جناب کے اصابع کی برکت سے ہے اصابع جمع اصبع کی یعنے انگلیان یعنے انگلیان پیغمبر کی اُس کھانیکو پہونچی ہین اسواسطے یہ کم نہین ہوتا پس کہا قوم نے کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ وہ رسول برحق ہے خدا کا اور زیادہ ہوا یقین انکا اور سیکھا انھون نے فرائض کے تئین اور اقامت کی انھون نے چند روز پس رخصت ہوے رسول خدا سے اور امر کیا اُس جناب نے انکو انعام دینے کے واسطے پس مراجعت کی

اُنھون نے طرف اپنے اہل و عیال کے اور وفد عذرہ واقع ہوا عذرہ نام ہی ایک موضع کا مشہور شام کے ملک مین اور اکثر
وہان کے لوگ عشق مین مبتلا رہتے ہین اور عشقبازی ہی مین جان دیتے ہین جیسا کہ کہا ہی یا لائمی فی الہوی العذری
معذرۃ منی الیک و لو انصفت لم تلم یعنے اے ملامت کرنیوالے میرے عذری کے عشق مین ایسے عذری کہ معذور رکھنے والی
ہو مجھے طرف تیرے یعنی ایسے محبوب نازنین اور حسینا اور پاکیزہ ہی کہ اگر تو اسکی خوبیونکو دیکھے تو مجھے معذور رکھے
ملامت کرنے سے اسکے عشق سے اور اگر انصاف کرے تو نہ ملامت کرے۔ وفد عذرا کا آنا صفر ۹ھ مین تھا بارہ مرد تھے
کہ درمیان اُنکے حمزہ بن نعمان تھا پس ترحیب کی حضرت نے اُنکے تئین یعنی مرحبا کہا فرمایا یعنے تمکو آفرین ہی پس
اسلام لائے اور بشارت دی حضرتؐ نے اُنکو کہ ملک شام فتح ہوگا اور ہرقل بھاگے گا اور رخصت کے وقت انعام
دیا اُنکو پس پھرے وے اپنے موضع کو اور ظاہراً یہ فتح جسکی بشارت دی حضرتؐ نے اُنکو وہ فتح ہی جو عمرؓ کے زمانے مین
واقع ہوئی اسلام کو واللہ اعلم اور وفد محارب نام ہی قبیلے کا اور یہ حجۃ الوداع مین تھا یعنے حج وداع کے سال
مین تھا یہ آنا اُنکا اور تھے وے اغلظ عرب یعنی غلیظ ترین عرب اور سخت ترین حضرتؐ سے بیچ دنون حضرتؐ اسلام ظاہر
کرتے تھے اور دعوت کرتے تھے قبائل کے تئین پر آئے اُنسے دس شخص اور مسلمان ہوئے اور پھرے اپنے اہل و عیال
کیطرف اور وفد صداء اور یہ ذکر ان ہی اسپہ مہموز اللام مین سنہ ثمان مین جسوقت حضرتؐ جعرانہ سے پھرے بھجوایا حضرتؐ
نے قیس بن سعد بن عبادہؓ کے تئین چار سو آدمی کے درمیان لشکر کے پس آیا ایک مرد اہل صدا سے رسول خدا کے حضور اور
بولا یا رسول اللہ حاجت بھیجنے کی نہین ہی مین اس خدمت کو بجا لاتا ہون اور اپنی قوم کا ضبط کرتا ہون پس
بلوایا حضرتؐ نے قیس بن سعد کے تئین اور گیا وہ مرد اپنی قوم کیطرف بعد اسکے آئے پندرہ مرد اہل صدا سے
پس بیعت کی اُنھون نے اوپر اسلام کے اور پھرے اپنی قوم کیطرف اور فاش ہوا درمیان اُنکے اسلام اور آئے اُن
لوگون سے سو شخص حجۃ الوداع مین اور ذکر کیا واقدی نے کہ وہ مرد جو حضرتؐ کی ملازمت مین آیا اور متکفل اپنی
قوم کے اسلام کا ہوا زیاد بن حارث صدائی تھا اور تھا زیاد بن حارث حضرتؐ کے ہمراہ یعنے سفر وسکے درمیان
اور پوچھا حضرتؐ نے اُس سے آیا ہی تیرے ساتھ پانی عرض کی اُسنے کہ ہی میرے ساتھ پانی تھوڑا سی چھاگل کے
درمیان فرمایا ڈال اس پانی کو اکٹھے قدح کے درمیان پس رکھا کف دست مبارک کو اُس قدح کے درمیان
پس دیکھا مین نے اُس پانی کو باہر آتا ہی اُس جناب کی انگلیون سے چشمے کے مانند جو جوش مارتا ہوا ہو اور یہ معجزہ متعدد واقع
ہوا ہی علماء کہتے ہین کیا تھی حکمت اُسمین کہ قدح مین پانی گرایا اور ہتھیلی اُسپر رکھی کیون اُسکے پانی بغیر
اُس عین پانی سے جوش مار گئے مین حکمت اُسمین یہ تھی کہ اگر بغیر پانی پانی جوش مارتا تو ایجاد آب

لازم آتا اور یہ مخصوص ہی قدرت الٰہی سے اور صورت وجود آب مین قدح کے درمیان زیادہ تھا اور برکت ہوئی معجزے سے نہ یہ کہ ایجاد سے ایسا کچھ کہا ہی اہل سیر نے اور یہ بات خالی مناقشہ سے نہین ہی اور یہ کہ سکتے ہین کہ اتفاقاً ایسا واقع ہوا یعنے ایسا واقع ہوا کہ یہ صورت ظہور مین آئی واللہ اعلم اور آنا وفد غسان کا ماہ رمضان مین تھا سنہ عشر من الہجرت تین شخص تھے اور وفد بنی عبس سے کسی کو اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت مین بھیجوایا اور کہا یا رسول اللہ ایک جماعت نے ہمارے قراء سے یعنے قریون سے ہمارے پاس آکر ہمکو خبر دی کہ نہین اسلام واسطے اُس شخص کے جسکو ہجرت نہین یعنے جو چل کر نہ آوے پیغمبرؐ کے حضور اور ہمکو اموال اور مواشی ہی یعنے ہم صاحب اموال اور مواشی ہین پس اگر ہو لا اسلام لمن لاہجرۃ یعنے نہین اسلام واسطے اُس شخص کے جسکو ہجرت نہین تو ہم بیچ ڈالین اس اموال اور مواشی کے تئین اور آپ کی ملازمت مین آوین پس فرمایا حضرتؐ نے کہ تقوے کر وخدا سے جس جگہ چاہو رہو کم نہین کرتا اور باز رکھتا تمھارے علمون سے کسی چیز کے تئین اور وفد ازد بہ فتح ہمزہ بروزن مرد اور سین سے زیادہ فصیح ہی یعنے اگر زے کی جگہ سین ہوا سنے اسد بروزن مرد مذکور البوحی ہی یمن سے حی نام ہی قبیلے کا اور انصار اُسکی اولاد سے ہین اور اُسے ازد شنوہ بھی کہتے ہین کذا فی القاموس اور مواہب کے درمیان ابی نعیم سے کتاب معرفۃ الصحابہ کے درمیان اور ابو موسی مدنی کے سے احمد بن الحواری کی حدیث سے لاتا ہی یعنے ذکر کرتا ہی کہ کہا سُنا یعنے ابو سلیمان دارانی سے کہ کہا اُسنے کہ حدیث کیا مجھے یعنے کہا مجھسے علقمہ بن یزید بن سوید ازدی نے کہ حدیث کی میرے باپ نے میرے جد سے کہ کہتا تھا کہ آیا مین درحالیکہ مین ایک سات شخصون سے تھا اپنی قوم سے رسول خدا کے حضور اور جب آئے ہم حضرتؐ کے حضور اور گفتگو کی ہمنے اُس جنابؐ سے خوش آیا اُس جنابؐ کو اُس چیز سے جو کچھ دیکھا ہماری اردش کے تئین پس فرمایا حضرتؐ نے کیا چیز ہو تم یعنے کون لوگ ہو گویا حقیقت حال اور ماہیت اُن کی اُس جنابؐ نے پوچھی عرض کی ہم نے کہ ہم مومنین ہین یعنے ایمان لائے ہوے فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت ہی اور کیا ہی تمھاری بات کی حقیقت اور تمھارے ایمان کی کہا کہ پندرہ خصلتین ہین پانچ اُسنے امر کین ہمکو آپ کے فرستادون نے کہ ہم ایمان لاوین اُن پانچ خصلتون پر اور پانچ اُن مین سے وہ چیز ہین جس پر امر کیا ہی آپ نے کہ ہم عمل کرین اور پانچ اور خصلتین ہین کہ ہمنے خو کی ہی یعنے عادت اُن پر

جاہلیت کے درمیان اور ہم اب اُن خصلتوں پر ہین مگر یہ کہ مکروہ رکھین آپ اُن پانچ سے کسی چیز کو فرمایا کونسی پانچ
خصلتین ہین جنپر امر کیا ہی میرے رسولون نے عرض کی ہمنے یہ کہ ایمان لاوین ہم خدا پر اور فرشتون پر
اُسکے اور اُسکی کتابون پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور برانگیختن بعد از موت یعنے مرنے کے بعد خدا پھیر
جلا دیگا اُن پانچون کو حق جانتین بعد اسکے فرمایا وہ دوسری پانچ خصلتین کون ہین کہ امر کی ہین مینے
تمکو کہ عمل کرو اُنپر ہمنے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے امر کی ہی کہ کہین ہم لا الہ الا اللہ اور بپا رکھین
نماز کے تئین اور دیوین زکوۃ اور روزہ رکھین رمضان کا اور حج کرین کعبہ کا اگر مقدور رکھتے ہون اور راہ
پاوین اُسپر فرمایا وہ پانچ خصلتین جنپر تمنے خو کی ہی جاہلیت مین سو کونسی ہین ہمنے عرض کی کہ شکر خدا
کے وقت یعنے فراخی عیش کے وقت اور صبر بلا کے وقت اور رضا بقضا اور صدق ملاقات کے مواطن مین
اور ترک شماتت باعدا شماتت کے معنی شاد ہونا اُس چیز سے جو مکروہ کسی کو پہونچے پس فرمایا حضرتؐ نے
کہ حکما اور علما نزدیک تھے مجھے فقہ اور ایمان سے کہ انبیا ہوتے یعنے یہ تمام صفات انبیا کی ہین جو تم لوگون نے
رکھی ہین لیکن نبوت کا دروازہ بند ہوا یعنے نبوت ختم ہوئی پس تمام حکما اور علما ہو جو تابع انبیا ہو اور وارث
انبیا بعد اسکے فرمایا اور مین زیادہ کرتا تمکو پانچ خصلتین پس تمام ہون تمکو بیس خصلتین اگر ہو تم ایسے جیسا
کہ کہتے ہو اول یہ کہ جمع مت کرو اُس چیز کو جسکو کہاتے ہو اور بناو اُس چیز کو جسمین سکونت نکروگے اور رغبت
مت کرو اُس چیز کو جس سے کل کے روز دور ہونے والے ہو اور پرہیزگاری کرو خدا کے لیے پرہیزگاری طرف
اُسکے اور ظاہر ہوتی ہی اور پر اُسکے اور رغبت کرو اُس چیز پر جس چیز سے پر پیش آتے ہو اور درمیان اُسکے
خلود کرتے ہو یعنے ہمیشگی پس رخصت ہوئے اور پھرے اور یاد کیا اُنھون نے رسول خدا کی وصیت کے
تئین اور عمل کیا اُنھون نے اوپر اُسکے رضی اللہ عنہم وعن سائر عبادہ الصالحین وصلے اللہ علی سید
رسل اللہ ہادی الخلق الی طریق الحق والیقین وآلہ الطیبین الطاہرین اور وفد بنی منتفق بروزن
منتفی نام ہی ابو قبیلے کا یعنے قبیلے کے باپ کا عبد اللہ بن امام احمد نے اپنے باپ کی مسند کے
درمیان روایت کی ہی کہ عاصم بن لقیط بن عامر باہر آیا اور بارادت کے طرف رسول خداؐ کے یعنے وفد بنا
اور اُسکے ہمراہ ایک اُسکا یار تھا جسکو نہیک بروزن فقیر بن مالک بن منتفق کہتے ہین پس پایا
اُنھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس وقت پھرے نماز بامداد سے فارغ ہو کے اور
کھڑے ہوتے درمیان لوگون کے واسطے خطبہ پڑھنے کے اور فرمایا ای لوگو آگاہ رہو کہ مینے پوشیدہ

مسلمانوں کیا اور کثرت اسباب دین اور تقویت اصحاب دین ہو یعنے اول جو مسلمانوں پایا کم ہیں اور محتاج ہیں
اور اعدا بہت ہیں اور اصحاب دین کم ہیں اس سبب سے تو مسلمان نہیں ہوا قسم ہے خدا کی جلد ہو کہ مال
مسلمانوں میں اس درجے میں بہت ہو کہ کسیکو کوئی نپاوے کہ اس مال کو قبول کرے اور اگر تو عمر دراز
پاویگا تو دیکھے گا کہ مسلمان بہت ہونگے اور دشمنان دین کم اس درجہ میں کہ ایک عورت اکیلی اپنے اونٹ
پر سوار ہو قادسیہ سے اور تنہا جاتی کعبہ کی زیارت کو آوے اور کسی سے نہ ڈرے مگر خدا سے اور جلد ہو کہ
سنے تو کہ بالاخانے سفید بابل کی زمین کے اہل اسلام کے ہاتھ سے مفتوح ہوں زمین بابل ایران میں ہے
رستم کی سرزمین سلیمان کا شہر خاص وہاں ہے اور منتخب میں ہے کہ بابل ایک شہر ہے کوفہ کے پاس کہ
سحر اور شراب کو اس سے نسبت دیتے ہیں اور اب وہ شہر خراب ہے پس عدی شرف اسلام میں مشرف
اور کامیاب ہوا اور حضرت کو اسپر عنایت بہت تھی یہانتک کہ جب عدی واسطے شکار کے سوار ہوتا تو حضرت
اسکے ساتھ وادی عقیق تک مشایعت فرماتے اور عدی اوپر شکار کے مولع تھا یعنے حریص اور بہت
سی حدیثیں اس سے اس باب میں روایت کی گئی ہیں اور بھی اسی سال گیارہ فرد قبیلہ طے سے آئے اور
پیشوا انکا زید الخیل تھا حضرت نے انپر اسلام ظاہر فرمایا اور وے مسلمان ہوئے زید نے کہا شکر و سپاس
خدا کا کہ آپکے وجود کے سبب حضرت حق نے ہمارے تئین تقویت اور تائید فرمائی اور دین اسلام ہمکو نصیب
کیا اور میں اس اخلاق سے بہتر جس پر تم دعوت کرتے ہو اس سے بہتر کوئی اخلاق نہیں جانتا ہوں
اور تعجب کرتے ہیں ہم اس سے کہ ایک تنکا گم ہوتا تھا اور اسکی طلب میں پھرتے تھے ہم فرمایا علم و حال
تمکو زیادہ ہوگا پس انکو انعام عطا کیے اور بعضے اراضی مکہ کی برسم اقطاع زید کو عطا فرمائی اور اس
باب میں نامہ لکھا اور زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اقطاع کے معنے اپنے سے کسی چیز کو کاٹ
اور کسیکو دینا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عرب
کے مردوں کی فضل و بزرگی میرے لوگوں نے جیسی کچھ بیان کی سوا اسکے ان کو پایا میں نے
مگر زید الخیر کے تئین زیادہ اس سے پایا جیسا کچھ لوگوں نے اس کی شان میں کہا تھا اور اس میں
نہایت مدح اور ثنا زید الخیر کی اور گویا مراد ان طوائف اور قبائل سے ہے جو آتے تھے
اور مراد اس سے صفت خاص ہے کہ ہر ایک کی ذکر کی گئی تھی اور زید الخیر کی جو صفت کی
گئی تھی اس میں وہ کامل اور فائق تھا اور اس جگہ سے لازم نہیں آتا فضل اس کا

تمام وافد یون پر اور کمال کی حیثیت سے اس صفت مین اور توفد کرنا مہی قبیلے کا اور دوسرے دن آئے تھے عرض کی انہوں نے کہ یا رسول اللہ آپکے نزدیک ہم آئے ہین درحالیکہ ایمان خدا تعالی پر اور تصدیق آپکی رسالت پر رکھتے ہین اور راہ درشت اور عزم ہمنے قطع کی ہے آپکی زیارت کیواسطے اور منت ہے اوپر خدا کی اور خدا کے رسول کی ہے اور گویا اس جماعت نے منت رکھا قول حضرت سبحانہ کا بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان یعنی بلکہ منت رکھی اللہ تعالی نے اوپر تمھارے یہ کہ ہدایت کیا تمکو طرف ایمان کے یہ اسد کے باب مین نازل ہوا تھا جو آکر مسلمان ہو گئے اور منت رکھی انہوں نے اور کہا کہ ہم سال قحط مین راہ دور و دراز قطع کر کے آئے ہین جیسا کہ گذرا ایس منت ہے ہمارے اوپر خدا اور رسول کی حضرت نے فرمایا لیکن یہ جو تمنے کہا کہ ہم راہ درست اور نرم قطع کر کے آئے ہین جانو تم کہ اس راہ مین جو قدم کہ تمھارے اونٹ نے اٹھایا ہے ہر قدم پر ایک درجہ اور حسنہ مقرر ہوا اور یہ جو کہا تمنے کہ تمھاری زیارت کیواسطے آئے ہین ہم جانو تم کہ جو کوئی میری زیارت کیواسطے آیا مدینے مین قیامت کے روز میرے جوار یعنی پڑوس مین رہیگا کہا بندہ مسکین نے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی زیارت کرے میری قبر کی وفات کے بعد گویا زیارت کی اسنے میری حیات مین پس زائر قبر بھی داخل ہے اس بشارت مین یعنی جو قبر کی زیارت کرے اس بشارت مین جو حضرت نے فرمایا کہ میرے جوار مین ہوگا قیامت کے روز میر ازائر انشاء اللہ تعالی الٰہی بحرمت النبی و آلہ الامجاد مجھے بھی جسطرح چاہتا ہے اسی طرح اس جناب کی قبر مبارک کی زیارت سے اور تمام زیارتوں سے جتنی میرے دلمین خاطر مین تھین بخوبی کامیاب فرمایا بفضلک وجودک وکرمک واحسانک یا ارحم الراحمین مدینہ مطہرہ کے درمیان ایک درویش تھا کہ حضرت رسول کی زیارت سے زائر کے تئین درجہ محبت معنوی حاصل ہوتا ہے یعنے اس جناب کے ساتھ اور یہ احادیث موکد اور مثبت مین اسبات کی اور حضرت نے عہد لیا اُنسے وفا کرنے پر وعدے کے اور ادا کرنے امانت پر اور نیکی ہمسایہ سے کرنے پر اور نہی کی اس جناب نے ظلم سے اور فرمایا الظلم ظلمات یوم القیامت یعنی ظلم کرنا ظلمات روز قیامت کا ظالم کے واسطے اسوقت انکو انعام عطا کیا اور رخصت فرمایا اور وفد رہاویون کے رہاد بروزن سحاب الوجی ہے یعنے ایک قبیلہ مذحج سے بروزن مخرج پندرہ فرد آئے اور رملہ بنت حارث کے مکان مین اترے حضرت تھوڑے صحابیون سے انکے تفقد حال کے واسطے تشریف لے گئے اور ایک زمانہ تک یعنے دیر تک بیٹھکر انکے گفتگو فرماتے رہے اور زاد راہ سے جو یہ لوگ اپنے ہمراہ رکھتے تھے تھوڑا اسمین سے نکال کر برسم ضیافت آگے اس جناب کے لائے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ اپنا دست مبارک اس طعام پر پہونچاؤ اور تناول فرماؤ حضرت نے فرمایا کہ مین صائم ہون

یعنی روزہ دار اور یارونکو فرمایا کہ لے کے کھاؤ اور گیا اپنے زاد مین سے کھانا اُس جناب کا اور یہ کھلانیکے ایک نوع جرأت سے
اور سوء ادب سے یعنے بے ادبی سے تھا کہ مزاج عزت وعلا اور رفعت مکان پر اُس جناب کے گرانی لایا اور وجود صوم یعنے
ہونا روزے کا بھی موئد اور موکد اُسکا ہوا یعنے نہ کھانیکا اور اگرچہ چاہیے کہ اُنکی خاطر رکھنے کیواسطے اعتنا فرماتے یعنے
پروا اور روزہ نفل کا جو کہ بعضے مواضع اور محال مین کھولتے تھے یہان بھی گنجایش رکھتا تھا مقام عزت بزرگونکا بہت
رفیع اور محل نازک ہی واللہ اعلم اور اسباب مین جو یارون کو اُس جناب نے فرمایا کہ کھاؤ یہ بھی ایک عنایت ہی
اور اشارت ہی کہ تکلیف کرنا اور کھانے کے اُنکو مناسب تھا بارک اللہ فی دقائق احکامہ وحقائق حکمہ بارک اللہ
محل تعجب مین بولتے ہین یعنے کیا ہی باریکیان تھین اُس جناب کے احکام کی حقیقتون مین اور بارک اللہ یعنے
برکت دے اللہ اور التفات دوسرا اُس جناب نے یہ کیا کہ وہ لوگ تحفہ جو لائے تھے اُسمین ایک گھوڑا تھا
کہ اُسے مراغ کہتے تھے فرمان سے اُس جناب کے ایک شخص اُسپر سوار ہوا اور اُسکی رفتار اُس جناب
نے ملاحظہ فرمائی فرمایا کہ مجھے گمان یہ تھا کہ یہ گھوڑا کشادہ گام اور تیز تگ یعنے جلد دوڑنے والا ہوگا ایک شخص
نے اُس قوم سے کہا کہ یہ گھوڑا بحر کا ہی لیکن راہ کی ماندگی اور کوفت کی جہت سے خوب نہ ہوا پس فرمایا
کہ اصلاح اور پرورش اُسکی کرین پس حضرت نے چاہا کہ اُس گھوڑے کو اور گھوڑون کے ساتھ مسابقت
فرماوین یعنے دوڑاوین مسابقت کے معنے آپس مین سبقت کرنی جو شخص کہ وہ ہدیہ لایا تھا عرض کرنے لگا کہ
یارسول اللہ مجھے اجازت فرماؤ کہ مین اُس گھوڑے پر سوار ہون پس سوار ہوا اور میدان مسابقت مین
ہانکا پس وہ گھوڑا سابق ہوا یعنے آگے بڑھا اور گھوڑون سے پس فرمایا حضرت نے اما اراہ الا بحرا پس اُس گھوڑے کو
قبول فرمایا اور اُس گھوڑے کے عوض مین بہتر انعام عطا فرمایا اور دوسرون کو بھی انعام دیا اور اپنے اپنے
گھرونکو پھرے اور وفد غامد نام ہی قبیلے کے باپ کا کہ غامدیون کی نسبت کیجاتی ہی طرف اُسکے اور بعضون نے
کہا ہی کہ اسم اُسکا عمر بن عبد اللہ ہے اور غامد لقب ہے اُسکا اس جہت سے کہ ایک کام کی اصلاح کی تھی اُسنے جو
اُسکی قوم کے درمیان واقع ہوا تھا دس شخص آئے اور بقیع غرقد کے درمیان جہان مقبرہ ہی مدینے کا اُترے
غرقد ایک درخت کو کہتے ہین بہت بڑا ہوتا ہی اور بعضے اُسے عوسج بھی کہتے ہین اور ایک جوان کو کہ تئین
جو سب سے چھوٹا تھا اسباب کی محافظت کیواسطے اُنھون نے منزل مین چھوڑ کر آپ حضرت کی ملازمت
مین آئے اور سلام کیا حضرت نے فرمایا کہ جسکو تم منزل مین چھوڑ کر آئے ہو وہ سو گیا اور چور آیا اور تم مین سے
ایک شخص کے عیبہ کو چور لیگیا عیبہ بمعنی زنبیل چمڑے کی اور جامدانی جس مین پوشاک رکھتے ہین پھر وہ جوان

وہ عید اپنے ہاتھ لایا اور ایک جگہ میں اسے مضبوط کیا جب وہ اپنی منزل میں آئے حقیقت حال کے تئیں اسی نہج سے پایا جس طرح پیغمبر نے خبر دی تھی وہ بولے کہ ہمکو پیغمبر نے اس بات سے خبردار کیا ہم صدق رسالت پر اس جناب کے گواہی دیتے ہیں اور وہ جوان بھی آیا اور ایمان لایا اور حضرت نے ابی بن کعب کے تئیں فرمایا کہ اسنے ان جماعت کے تئیں اس مدت میں جو وے مدینے میں تھے قرآن کی تعلیم کی یعنے پڑھایا اور وفد بجیلہ آئے بروزن جمیلہ جریر بروزن امیر بجلی منسوب بجیلہ سے ڈیڑھ سو مرد سے آیا اور پیش ازانکہ وہ آوے حضرت نے فرمایا کہ طلوع کریگا اوپر تمہارے اس دروازے سے ایک مرد کہ اسکی صورت پر اثر یعنے نشان ملک کے مسح کا ہو اشارت جریر کے حسن و جمال کی طرف کی کہ گویا ایک فرشتے نے اسکے منہ پر ہاتھ پھیرا ہے اور ملا ہے اور رکھتا تھا وہ رض یعنے جریر حسن البالغ حسن بارع اور جمال ایک فائق نامی یعنے کمال کا بارع بمعنے افزون اور فائق کہا عمر خطاب رض نے کہ نہیں دیکھا میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کسی کو مگر یہ حکایت کرتے یوسف کی اور اسے یوسف امت کہتے تھے پس جریر اور اسکی قوم یعنے ہمراہی مسلمان ہوئے اور بیعت کی انھوں نے باقی احوال جریر کا حضرت کے ایلچیوں کے ذکر میں آخر کتاب میں آوے گا اور وفد بنی حنیفہ سے تھے جب وے مدینے میں آئے رملہ بنت حارث کے مکان میں اترے حضرت کی اشارت سے اور دوسرے روز شرف اسلام میں آکر مشرف اور کامیاب ہوئے اور مسیلمہ کذاب بھی اس جماعت کی سلک میں یعنے قطار میں انتظام رکھتا تھا اور شریعت مختار کی قبول کرنے میں ساتھ اپنے یاروں کے اسنے موافقت کی اور جب پھر کر یمامے کے درمیان گیا شیطان کے اغوا سے یعنے ورغلانے سے مرتد ہوا اور اسنے دعوی نبوت کی اور شرکت رسول خدا کے ساتھ رسالت میں شروع کی باقی احوال اسکی شقاوت کا سنہ احدی عشر میں مذکور ہوگا اور آنا وفد بنی حنیفہ کا سنہ عشر کے درمیان تھا اور دسویں فیروز دیلمی جو بھانجا نجاشی کا تھا آیا اور ایمان لایا نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور یہ فیروز وہ شخص ہے جسنے اسود عنسی کے تئیں جسنے دعوی کیا پیغمبری کا قتل کیا جیسا کہ اپنے محل میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اب یہاں سے پھرتے ہیں ہم طرف بقیہ ذکر وقائع سنہ تاسع کے جو بقصد اتصال ذکر وفود باقی رہا ہے جان کہ اواخر شوال میں اس سال کے یعنے سال نہم کے عبداللہ بن ابی سلول منافق جو رئیس تھا منافقوں کا بیمار ہوا اور مرض بیدلی کے تئیں جنیبہ مرض قلبی جو لازم حال منافقوں کا ہے کیا اور ذیقعدہ کے مہینے میں مر گیا اور درک اسفل کو پہونچا اسکا ایک بیٹا تھا نہایت مسلمان اور مخلص صادق پس حضرت اس مرض میں اس کی عیادت کے واسطے جاتے جسوقت مرتا تھا اس روز بھی گئے اور اسکی بالین پر بیٹھے اور وہ حالت

نزع مین تھا حضرت نے فرمایا کہ مین تجھے یہود کی دوستی سے منع کرتا تھا اور نہ سُنا تو نے کہا اُسنے یا رسول اللہ یہ وقت
سرزنش اور عتاب کا نہین ہے اس عالم سے جاتا ہون یہ معلوم نہین کہ اُس منافق نے جو بات کی یا رسول اللہ مر کر کے
سچ ہے یا یہ کہ راوی نے اپنے پاس سے اس لفظ کو زیادہ کیا تا کہ آپ یعنے تاوہی کی رو سے تاوہی کے معنے پہچنا سی
چیز کو ظاہر اُسنے یعنے عبداللہ بن ابی سلول نے اسکے تئین بھی از روے نفاق کے یعنے یا رسول اللہ جیو وہ. لولا
اور حالت نزع اور اضطرار نے اُسکو اوپر اسکے رکھا یعنے اس کہنے پر اور اگر از روے جد و یقین کہا تو شاید
ایمان یاس ہوگا واللہ اعلم یاس بروزن راس بمعنی عذاب اور سختی اور سخت ہونا جنگ مین اور کہا کہ جب
مین مرون تو تم میرے جنازے پر حاضر ہونا اور اپنا پیراہن یعنے کرتا دیجیو کہ اُسکے درمیان مجھے کفن کرینا
واہ رے تغافل بیدین اب بھی سمجھ نہ آیا تجھے سو بھی کس منہ سے تو پیراہن مانگتا ہے ساری عمر نفاق مین
کاٹی مرتے وقت آسرا ڈھونڈھا مسلمان ہوا کہتے ہین کہ حضرت اُس روز دو پیراہن پہنے ہوے تھے اوپر
کے قمیص کو دیا اور ابن ابی نے کہا کہ وہ قمیص دو جو تمھارے بدن سے ملاصق ہے لیکن حضرت نے وہ پیراہن
جو اُسنے چاہا تھا نہ دیا ملاصق یعنے ملا ہوا اور قمیص یعنے پیراہن اور ایک روایت ہے یہ کہ جو قمیص کہ اُسنے چاہا تھا
حضرت نے نہ دیا یعنے جو بدن مبارک سے ملصق تھا لیکن اُسکے مرنے کے بعد اُسکے بیٹے نے درخواست کی
کر وہ پیراہن جو آپکے بدن سے متصل ہے عنایت کرو بعد اسکے اُسنے التماس کی کہ میرے جنازے پر
نماز پڑھنا اور میرے واسطے طلب آمرزش کرنا سید عالم نے چاہا کہ اُٹھین اور اُسپر نماز کرین قدوہ اصحاب
عمر بن خطاب جگہ سے اُچھلے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ نماز اُسپر آپ پڑھتے ہین اور حال یہ کہ وہ منافق تھا
بیشک حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا اے عمر ہاتھ اُٹھا مجھے مخیر گردانا ہے پروردگار نے یعنے اختیار کرنیوالا
اسبات مین کہ استغفار کرون اُنکے واسطے یعنے منافقون کے لیے طلب مغفرت ستر بار اور نہ کرون
استغفار اور مین نے استغفار اختیار کیا ہے اور اگر مین جانتا کہ جب ستر بار سے استغفار زیادہ کرنے
اور آمرزیدہ ہوتے تو ہزار بار سے زیادہ کرتا غرض یہ کہ اُن لوگونکے واسطے طلب مغفرت کرنا اور
نکرنا برابر ہے آمرزیدہ نہوے ہین اور نہونگے اور یہ اشارت ہے طرف اُس آیت کے استغفر لہم اولا
تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم یعنے استغفار کرو ستر بار نکرو پس ہرگز نہین بخشیگا خدا
اُن کو نقل ہے کہ جب حضرت نے نماز اُسپر پڑھی یہ آیہ نازل ہوا ولا تصل علی احد منہم مات
ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ و رسولہ اور صادر اس احوال اور اصال کا اُس عذاب سے غرابت

اور عجائب سے ہی کہ کوئی اُس کُنہ میں نہیں پہونچ سکتا کُنہ معنی نہایت اور انتہا کسی چیز کی اور زیادہ نادر یہ بات ہی کہ کہتے ہیں
کہ جب ابن ابی منافق کو دفن کر چکے حضرتؐ اُسکی قبر پر گئے اور اُسے قبر سے باہر نکلوایا اور سر مبارک اُسکا اپنی کنار مبارک
پر رکھا اور آب دہن مبارک اُسکے مُنہ میں ڈالا ظاہرا یہ سب اُسکے بیٹے کی خاطر کیا اسواسطے تھا کہ محبان صادق اور
مخلصان دل گرفتہ تھا اور احتیاط کے اظہار کے واسطے تاکہ جانیں لوگ کہ شفاعت بدون سرمایۂ ایمان کے
فائدہ نہیں رکھتی حکم قطعی ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اور یہ سب جو اُس جناب نے کیا بحسب ظاہر تھا اور روے
حقیقت شاید اسمیں کچھ حکمت اور سر ہوگا کہ اُسی جناب کے علم سے مخصوص اور متاثر ہوگا اور کہتے ہیں کہ ایک
اُس حکمت سے اور بھیدوں سے ظاہرا یہ تھا کہ جو منافقین کہ تابع اور منافق تھے عبد اللہ بن ابی سلول
کے اور سوا اُن کے اور منافق جب وہ لطف و کرم اُس جناب سے اُسکے حق میں مشاہدہ کریں آشنا
ہوویں اور رغبت اسلام اور اطاعت اور انقیاد میں آویں اور نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ کی موت
کے وقت منافقوں نے دیکھا کہ جو اُن کا پیشوا تھا سو آخر کار محتاج ہوا حضرتؐ کی دعا اور نماز کا اور اُس
جناب سے اُسکے حق میں وہ الطاف اور کرم متحقق ہوے ہزار منافق آئے اور نفاق سے انھوں نے
توبہ کی اور از سر صدق و اخلاص مسلمان ہوئے اور بعضوں نے اُس پیراہن دینے کی یہ توجیہ کی ہے
کہ جنگ بدر کے روز جو عباس کے تئیں مسلمانوں نے اسیر کیا تھا اور برہنہ کیا تھا اور عباس کا قامت
بلند ہونے کی جہت سے کسیکا پیراہن اُسکے قد پر برابر نہیں آتا تھا عبد اللہ بن ابی نے اپنا کرتا اُسے
پہنایا تھا حضرتؐ نے اُسکا بدلہ کیا تاکہ بار منت اُسکا جاتا رہے لیکن اکرام کرنا نماز سے اور طلب
آمرزش کرنا اس جہت سے تھا کہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز مشرکوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا کہ ہم
محمدؐ کو نہیں چھوڑتے کہ مکے میں داخل ہو لیکن تجھے اجازت دیتے ہیں کہ عمرہ ادا کرے تو اُسنے کہا کہ محمدؐ
ہمارا پیشوا ہی اُس پر میں سبقت نہیں کرتا جب اُسنے یہ حرمت کی رعایت کی ہی ہر چند مشوب تھا یعنے آلودہ
نفاق سے پر حضرتؐ نے اُسکے بدلے اُسکے جنازے پر نماز پڑھی اور طلب آمرزش کی اور یہ باتیں
خالی از ضعف تحقیق نہیں اور سبب تشفی اور دافع تحیر نہیں اور جواب رافع اور حاسم مادۂ اشکال یہ ہی
یعنے رافع اٹھانے والا اور حاسم کاٹنے والا اس سے توہم جیسے کہ کہا جاوے کہ اخبار بعدم غفران
شرک یعنے مشرکوں کے نہ بخشے جانے کے اخبار اور آیت یعنے اختیار کرنا طلب آمرزش واسطے
منافقوں کے اور عدم غفران اور جو کچھ اثبات سے ہی ابن ابی کے مرنے کے بعد واقع ہوا ہی اور جو کچھ

اُس بنا سے واقع ہوا اُن آیتوں کے نازل ہونیکے اول تھا یہ بات اگر تمام ہو اور صحیح طریسے تو خلاصی اس اشکال
سے ہوسکتی ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ نہی استغفار کرنے سے واسطے اُس شخص کے جو مظہر اسلام ہوا ہی شرک پر موا ہی
منتفی نہین ہی طلب آمرزش کرنے سے واسطے اُس شخص کے جو مظہر اسلام ہوا کیونکہ احتمال رکھتا ہی کہ آخر کار مین
باطن یا ظاہر موافق ہوا ہو پس ہو سکتا ہی کہ حضرت نے اس احتمال کے واسطے طلب آمرزش کی ہو خصوصاً جیسا
دنیا سے جاتے وقت اُس سے آثار پشیمانی ظاہر ہوگئے اور اس تقدیر پر یہ تاخیر اگر ثابت ہو دور نہین کہ
کہا جاوے کہ یہ افعال اور اقوال پیغمبر خدا سے بقصد دعوت طرف ایمان تھے عبداللہ بن ابی کے لیے
اور قبول کرنا اُسکی التماس کا اُسکی استمالت خاطر کے واسطے اور اُسکی ترغیب اور تالیف کے واسطے تھا
اور جب نہی آئی یعنے جب آیت نہی کا نزول ہوا تب باز آئے حضرت اُس سے اور کتاب جمع الجوامع کے
درمیان سیوطی نے عبداللہ بن ابی کے تئین داخل صحابہ ذکر کیا ہی اور شیخ اجل اکرم علی متقی نے
کتاب جامع کبیر کے حاشیے مین جسکی تبویب کی ہی یعنے باب در باب اُسمین لکھا ہی کہ ہذا بحسب الظاہر
والا ہو کان منافقا یعنے یہ سب بحسب ظاہر تھا اور نہین تو وہ منافق تھا واللہ اعلم اور سال نہم کے
وقایع سے مرنا نجاشی کا ہی حبش کے حاکم کا مروی ہی جابر بن عبداللہ رض سے کہ کہا جس روز نجاشی نے
رحلت کی حضرت نے فرمایا آج ایک مرد صالح تمہارا بھائی اصحمہ موا ہی اُٹھو اُسپر نماز پڑھو اور فرمایا طلب
آمرزش کرو اپنے بھائی کے واسطے پس ہم سب نے اُس جناب کے پیچھے صف باندھی عید کے مصلے پر جانکر
نماز پڑھنے مین جنازے پر غائب کے علما کے تئین اختلاف ہی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور سلف یعنے
پہلے کے تمام عالم کہتے ہین کہ جائز ہی اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا اور مالکیہ کا یہ ہی کہ جائز نہین کیونکہ شرط
صحت نماز جنازے پر وہ ہی کہ میت مصلے کے روبرو ہو اور یہ یعنے یہ شرط غائب کے درمیان معلوم نہین
ہوتی حجت ائمہ کی یعنے اُن اماموں کی جو جائز کہتے ہین قصہ نجاشی کا ہی پس معلوم ہوتا ہی کہ ہونا میت کا
آگے مصلے کے فرض نہین اور وہ ائمہ جو منع کرتے ہین سو نجاشی ہی کے قصے سے جواب دیتے ہین کہ وہان نماز
غائب پر نہ تھی بلکہ زمین کو طی کر کے اُسکا جنازہ پیغمبر خدا پر ظاہر ایا اُسکا جنازہ حضرت کے آگے لایا گیا
اور اہل جماعت کا دیکھنا یعنے جو پیچھے تھے شرط نہین اور واحدی اپنی تفسیر مین ابن عباس رض سے لایا ہی
کہ کشف ہوئے پیغمبر خدا پر نجاشی کا سریر یعنے تخت تا کہ دیکھا اُس جناب نے اور نماز پڑھی پس یہ اُسی
جناب کے خصائص سے ہی اور آیا ہی کہ پیغمبر خدا نے تبوک مین بھی نماز پڑھی ایک صحابی پر جسنے

مدینے کے درمیان فوت کی تھی نام اسکا معویہ لیثی تھا اور فرمایا ستر ہزار فرشتون نے اسکے جنازے پر حاضر ہو کر
نماز پڑھی اسپر اور فضل اسکا اس سبب سے ہے کہ بہت پڑھتا تھا وہ سورہ اخلاص کے تئین اور حرمین شریفین کے
درمیان متعارف ہے یعنے دستور ہے کہ جب خبر پہونچتی ہے کہ فلان مرد صالح ایک شہر مین اسلام کے شہرون سے مواہے
شافعیہ نماز پڑھتے ہین اسپر اور بعضے حنفیہ بھی انکے ساتھ شریک ہوتے ہین مولف کہتا ہے کہ قاضی علی بن جار اللہ
نے جو شیخ حدیث اس فقیر کا تھا پوچھا گیا کہ حنفیہ کسطرح شریک ہوتے ہین اس نماز کے پڑھنے مین کہا
ایک دعا ہے جو کرتے ہین فلا بأس یعنے پس مضائقہ نہین اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی
نے فتوح الغیب کے درمیان لکھا ہے کہ ہر روز بطریق ورد جنازے کی نماز جتنی اس روز فوت کرتے ہین اسپر
کوئی پڑھے اور یہ لوگ حنبلی ہین اور امام احمد حنبل رح کے نزدیک جائز ہے اور اسی سال مین حضرت نے ابوبکر
صدیق رض کے تئین ذیقعدہ کے مہینے مین اور ایک قوم کے نزدیک ذالحجہ کے درمیان اور بعضے کہتے
ہین کہ ذیقعدہ کے پہلے سے روز حج کو بھجوایا تھا معلوم ہو چکا ہے کہ جمہور یعنے سب علما اور ارباب سیر کے
ہین کہ حج کا فرض ہونا چھٹے سال مین تھا اور ایک گروہ کہتے ہین کہ سال نہم مین تھا جسے عام الوفود
یعنے سال وفود کہتے ہین کیونکہ آل عمران کے سورہ کا صدر یعنے اول جسمین یہ آیہ کریمہ ہے واللہ علی
الناس حج البیت جو واقع ہے سال نہم مین نازل ہوا اور مختار محققین کے نزدیک یعنی اختیار کیا گیا یہی قول ہے
لیکن جانا اس جناب کا یعنے طرف حج کے اس سال یعنے اسی سال نہم مین بسبب اشتغال بامر غزوات
اور ترتیب احکام اور وفود کی تعلیم کرنیکی جہت سے میسر نہوا تشنیہ کے معنے عمارت اٹھانا پس صدیق اکبر رض
کے تئین امیر حاج کر کے تین سو مرد سے اور بیس بدنہ کے ساتھ اور پانچ بدنہ ابوبکر رض نے اپنی طرف
سے لیے بدنہ قربانی کے اونٹ کو کہتے ہین بیس بدنے حضرت نے انکے ساتھ دیکر بھجوایا تا کہ اقامت
مراسم حج کرین اور لوگونکو مناسک حج تعلیم کرین مناسک جمع نسک کی ہے یعنے عبادت کرنا قربانی
کرنا اور سورہ برات کے اوائل کو جو تیس آیتین یا چالیس آیتین ہین لوگون کے سامنے
پڑھین اور ایک جماعت صحابہ کبار سے مثل سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف
اور جابر عبد اللہ اور ابوہریرہ وغیرہم بھی درمیان انکے تھے یعنے ان تین سو آدمیون کے
درمیان جو صدیق اکبر رض کے ساتھ حضرت نے بھجوائی واسطے حج کے اور ادائے مناسک کی اور جب ابوبکر
صدیق رض ذوالحلیفہ کی مسجد سے احرام باندھکر روانہ ہوے تب جبرئیل پیغمبر کے پاس نازل ہوے کہ

کہ ادا ے رسالت اور پیام نہ کرے کوئی مگر تم آپ یا علی مرتضیٰ اور ایک روایت سے یا وہ مرد ہو مجھسے یا ہو کہ ثبوت عہد اور
نقض عہد کام اس مرد کا ہے جو صاحب معاملہ ہو یا وہ شخص جو خویش و قرابتی ہو پس حضرت نے علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ
یا علی ابوبکرؓ کے پیچھے جاؤ اور ان آیتونکو ابوبکر سے لے لو اور حج کے روز لوگون کے آگے پڑھو اور ان چار باتون
کو بھی فرمایا کہ لوگونکو پہونچا دو اول یہ کہ داخل نہوگا بہشت مین مگر مومن دوسرا یہ کوئی عریان طواف کعبہ کا
نکرین ایام حج کے مینی امان تیسرا یہ کہ اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج نکرے اور مسجد حرام کے درمیان قربانی
نکرے چوتھا یہ کہ کافرون کے گروہ سے جس شخص نے خدا اور رسول خدا سے جو عہد موقت رکھا ہو یعنے وقت
مقرر کیا گیا اسکے انقضا ہونے کے بعد یعنے اسوقت کے گذر جانے کے بعد اپنے عہد پر ثابت ہووے
اور اگر اصلا کچھ عہد نرکھتا ہو یا عہد موقت نہو یعنے صرف عہد ہو تو چار مہینے تک امان مین رہے گا اور بعد
اس چار مہینے کے اگر مسلمان ہو تو خون اور مال اسکا ہدر ہوگا یہ سب فرما کر علی مرتضیٰ کو اپنے
خاص ناقے پر جسکا نام عضبا تھا سوار کیا اور امور مذکورہ الصدر کے واسطے ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے
روانہ فرمایا جابر بن عبداللہ کہتے ہین کہ ہم صدیقؓ کے ساتھ بعزم حج منزل عرب کے درمیان کہ نام ہے
ایک منزل کا مکے کی راہ مین ضجنان تک پہونچے تھے نام ہے ایک پہاڑ کا مکے کے قریب صبح کی نماز کا
وقت آ پہونچا ابوبکر صدیقؓ نے چاہا کہ امامت کرین اور نماز شروع نہین ہوئی تھی کہ علی مرتضیٰ پیغمبر خدا
کے خاص ناقے پر سوار پہونچے پس پوچھا ابوبکر صدیقؓ نے کہ یا علی انت امیر او مامور یعنے تم جو آئے
ہو امیر ہو کے آئے ہو اور مین معزول ہوا ہون یا مامور آئے ہو علی مرتضیٰ نے کہا بل مامور فرمان واجب
الاذعان ایسا صادر ہوا ہے کہ وہ آیتین سورۂ برات کی مین پڑھون اور اس احکام کو جو مذکور ہوا لوگونکو
پہونچاؤن اور جب مکے مین پہونچے اور مناسک حج بجالائے ابوبکرؓ نے وہ خطبے جو ایام حج مین مقرر
ہین پڑھے اور مناسک حج کیا پس علی مرتضیٰ نے ان آیتون کو لوگون کے آگے پڑھا اور کلمات
اربعہ یعنے وہ چار باتین جو مذکور ہوئین ان کو پہونچائین اور جب ان مہمات سے فارغ ہو کر مدینے
کو پھرے ابوبکرؓ حضرتؐ کے حضور گئے اور کہا یا رسول اللہ مجھسے کیا واقع ہوا جو قرات سورہ
مجھسے تمنے لیا یعنے موقوف کیا حضرتؐ نے فرمایا کوئی تجھسے صادر نہین ہوا لیکن جبرئیلؑ
نازل ہوا اور کہنے لگا کہ ادا ان امرون کا کوئی نکرے مگر تم یا محمد یا وہ شخص جو تمہارا ہو اسواسطے
مین نے یہ کیا اور ان آیتون مین نقض عہد مشرکون کا اور تفضیح منافقون کی کی ہے مولف اسکا عبدالحق

کہتا ہی کیا دیکھتا ہون مین کہ ایک جگہ ایک مجلس تھی اور اُسکے درمیان بعضے شیعہ بیٹھے تھے ایک اُنمین سے کہ جہل و تعصب
اُسکی طبیعت پر غالب تھا بولا کہ حضرت ؐ نے علی مرتضیٰ کو نصب کیا اور ابو بکر رضؓ کو معزول کیا دوسرا شیعہ سماعت کا منکر ہوا
اور بولا کسواسطے جھوٹ کہتا ہی تو لیکن اب اس قصے کی تقریر سے معلوم ہوا کہ منصب امیر حاج بننے کا اور تعلیم احکام
حج مفوض تھے ابو بکر صدیق کو اور قرأت آیات اور تبلیغ احکام اربعہ یعنے اُن چار درج حکموں کا پہونچانا علے
مرتضےٰ کو مفوض تھا یعنے سونپا گیا اور یہ حکم بھی جو پہلے صدیقؓ کو اُس جناب نے فرمایا تھا اور بعد اُسکے علی
مرتضےٰ کو حوالے کیا تو وہم عزل نے راہ پائی یعنے کہ صدیق رضؓ معزول ہوے لیکن متبادر عزل سے یعنے
ظاہر اور روشن ہونا عزل سے عزل کلی ہی یعنے صدیقؓ دونون کام سے معزول ہوے اور غرض اُس شیعہ کی بھی
یہی تھی اور یہ منتفی ہی اور اسیواسطے کہا صدیقؓ نے امیر ام یا مور اور علی مرتضےٰ نے فرمایا مامور اور اسی القول
اکثر اہل سیر قصیۂ لعان واقع ہوا لعان اُسے کہتے ہین جو جورو مرد کے درمیان لعنت واقع ہو چنانچہ
نزدیک ہی کہ ظاہر ہو اور مشکوٰۃ مین دو حدیثین اسباب مین آئی ہین ایک درمیان عویمر بن حارث عجلانی
منسوب عجلان سے جو ایک بطن ہی یعنے خانوادہ انصار اور درمیان اُسکے زوجہ کے یعنے عویمر کے جسکا شوہر
خولہ بنت قیس تھا اور حدیث متفق علیہ ہے یعنی سب اس حدیث پر متفق ہین سہیل بن سعد ساعدی سے جو
کبار اصحاب سے ہے اور آخر مات من الصحابۃ بالمدینۃ سے بھی آیا ہی یعنے سہل بن سعد اُن شخصو نسے ہی جو سب نے
بعد صحابیون سے مدینے کے درمیان موا سو کہتا ہی کہ آیا عویمر عجلانی نزدیک رسول خدا ؐ کے اور
بولا یا رسول اللہ خبر دو مجھے اس مرد کے ساتھ دوسرے مرد کو زنا کرتے ہوئے آیا مار ڈالین اس مرد کو یا
مارین اُسکو یعنے مارنے والے کو مقتول کے وارث یا کسطرح کرے یعنے آیا درگذر کرے اور نہ قتل
کرے اُسکو پس فرمایا رسول خدا ؐ نے تحقیق کہ بھیجا گیا ہی تیرے حق مین اور تیری زوجہ کے حق مین قرآن یعنے
آیت لعان مراد ہی کہ والذین یرمون ازواجہم ولم یکن شہداء یہان تک کہ ان کان من الصادقین پس
فرمایا رسول خدا ؐ نے کہ جا اپنی زوجہ کو بلا لا پس تلاعن کیا اُسکی عورت نے یعنے آپسمین لعنت کرنا اور
عویمر نے آپس مین مسجد کے درمیان اور جب تلاعن سے فارغ ہوے عویمر نے کہا یا رسول اللہ مین نے
جھوٹ کہا ہو اس عورت پر اگر اُسے رکھون اپنے پاس پس طلاق دی اُسکو تین طلاق اور یہ بنا بر
اُسکے اس ظن کے تھا کہ گمان کیا اُسنے یعنے عویمر نے کہ لعان حرام نہین گردانتا زن کو مرد پر پس طلاق
دی تا کہ جدا ہو وے لیکن حکم یہ ہی کہ جدا ہوتی ہی بسبب لعان کے بعد از تفریق یا بے تفریق

جیسا کہ معلوم ہوگا یعنے آگے چلکر معلوم ہوتا ہے بعد اسکے فرمایا رسول خدا نے کہ دیکھو اس فرزند کو جو جنی یہ عورت کہ کیا شکل
اور کیا صورت رکھتا ہے اگر سیاہ ہے سیاہ چشم بڑے بڑے سرین یعنی چوتڑ موٹے ہوئی رانین تو گمان نہیں کرتا مین عویمر کے
تئین مگر یہ کہ صادق ہے اور اگر سرخ ہے دمرہ کے رنگ پر ہے دمرہ نام ایک جانور کا قسم وزغ سے پس گمان نہیں کرتا
عویمر کے تئین مگر کاذب پس جنی وہ عورت فرزند کے تئین اس صفت سے جو صفت کیا رسول خدا نے عویمر کی تصدیق
سے یعنی ہوا اس صفت سے جو مذکور ہوئی مشابہ اس مرد کے جسے منسوب کرتے تھے زنا سے نہ کہ سرخ مشابہ
عویمر کے اور نسبت کیا جاتا تھا وہ فرزند اسکے بعد یعنے اس قضیے کے بعد اپنی مان کی طرف جیسا کہ حکم ولد الزنا ہے
کہ نسبت اسکی ثابت ہوتی ہے مان سے اور وارث ہوتا ہے اس سے نہ باپ سے اور حدیث بخاری ابن
عباس رض سے کہ ہلال بن امیہ نے قذف کیا اپنی جورو کو شریک بن سحار سے نام ہے اسکی مان کا یعنے اس
بچے کی جو اس سے پیدا ہوا قذف کے معنی گالی دینا بسبب زنا کے اور نسبت بہ بدی کرنا پس فرمایا حضرت نے
گواہ ہو نکو گذران یعنے چار گواہ لا یا قبول کر کہ حد ماری جاوے تیری پیٹھ پر یعنے حد قذف کہا یا رسول اللہ
جس وقت دیکھے ہم مین سے کوئی شخص اپنی جورو پر کسی مرد کو جاوے گواہون کو بلاوے کیا گنجائش رکھتی ہے
یہ بات پھر فرمایا حضرت نے گواہ یا حد یعنے شریعت یہ ہے کہا ہلال نے قسم اس خدا کی جسنے تمکو حق بھیجا ہے کہ
مین صادق ہون اس قول مین امید رکھتا ہون کہ نازل کرے خدا تعالی ایک چیز کو یعنے وحی کو کہ پاک گردانے
میری پشت حد سے پس نازل ہوے جبرئیل اور لائے یہ آیت والذین یرمون ازواجہم پس پڑھا اسکے
تئین حضرت نے یہانتک ان کان من الصادقین پس نصیحت کی حضرت نے زن و مرد کے تئین کہ لا بد ایک
تم دونون سے جھوٹا ہے اور عذاب آخرت بہت سخت ہے عذاب دنیا سے پس اٹھی وہ عورت اور شروع کی
اسنے شہادت مین اور سوگند کہانے مین اور مبالغہ کیا لوگون نے کہ توقف کر اور شتابی مت کر اور جب پانچوین
شہادت کو پہونچی تب اس عورت نے ایک تردد کیا اور ایستادگی کی پھر بولی کہ مین فضیحت نہین کرتی اپنی قوم
کے تئین مدت عمر تک پس باز نہ آئی اور توقف نکیا اور سوگند کھائی پس تفریق کی گئی درمیان ان دونون
کے تفریق کے معنے جدا کرنا اس جگہ بھی حضرت نے فرمایا کہ دیکھو فرزند کے تئین کس شکل و صورت
سے جنی ہے جیسا کہ عویمر کی حدیث کے درمیان فرمایا تھا پیدا ہوا بچہ بصورت شریک اور فرمایا
حضرت نے اگر نہوتا وہ جو کچھ حکم کیا ہے کتاب اللہ نے کرتا مین اس عورت سے جو کچھ کرتا اور ہوتا مجھے
اور اس عورت کو کام ایک حکم خدا اور شریعت اسکی ایسی ہوئی درگذرا مین اس سے جان کہ لعان

اور ملاعنت اور تلاعن کے معنی لعنت کرنا یکدگر کے تئین اور جب مرد قذف کرے اپنی جورو کو زنا سے اور اثبات
نکر سکے اُسے چار گواہون سے اور اقرار نکرے عورت چار اقرار تو حکم الٰہی تعالے اس صورت مین یہ آیا کہ مرد چار بار
شہادت دیوے اور سوگند کہاوے کہ وہ صادقون سے ہی یعنے سچا ہی اور پانچوین بار کہے کہ لعنت خدا کی اُسپر جو
جھوٹا ہو بعد اسکے عورت چار بار شہادت دیوے اور سوگند کہاوے کہ یہ مرد جھوٹا ہی پانچوین بار کہے کہ غضب خدا
کا اُس عورت پر اگر یہ مرد سچا ہو اور جب ملاعنت کر چکین مرد و زن دونون تب تفریق کرے حاکم درمیان
اُنکے مذہب حنفیہ یہ ہی اور جو کچھ ابن عمر کی حدیث آئی ہی کہ فرق بینہما یعنے پس جدائی ہو گی درمیان اُن
دونون کے یعنے ملاعنت کر چکنے کے بعد مثبت ہی یہ اُس بات پر جو اوپر مذکور ہوا اور جمہور علما کے
نزدیک فرقت یعنی جدائی واقع ہوتی ہی بدون تفریق قاضی کے یعنے قاضی کے جدا کرنے کے بدون اُن
مین فرقت واقع ہوتی ہی اور اگر مرد شہادت نہ دیوے اور قسم نہ کہاوے تو ثابت ہوتا ہی اُسپر حد قذف اور
اگر عورت شہادت نہ دیوے اور قسم نکہاوے تو ثابت ہوتا ہی اُسپر حد زنا اور اسی واسطے کہا اُس عورت نے
کہ اگر سوگند نہ کہاؤن تو فضیحت کی ہوونگی اپنی قوم کے تئین پس لعان نے جو کام کیا سو یہی کیا کہ مرد اور
عورت کو رہائی دی حد قذف سے ولیکن بے شبہہ ایک ان دونون سے کاذب ہی اگر دنیا کے خوف عذاب
سے جو حد ہی کہا تو عذاب آخرت مین گرفتار ہوگا ہو گی جیسا کہ فرمایا ہے ان احدکما کاذب و ان
عذاب الدنیا اہون من عذاب الآخرۃ یعنے تحقیق تم دو سے جھوٹا ہی اور تحقیق عذاب دنیا کا آسان ہے
عذاب آخرت سے جان تو نفی کرنا فرزند کا باپ سے اور الحاق یعنے ملانا اسکے نسبت کرنا طرف ماں
کے جو مبنی بر ثبوت زنا ہی بسبب مشابہت اسکے ہوا یعنے اُس مرد سے جو متہم اور موسوم بزنا تھا اور بظاہر
اسجگہ تمسک یعنی دستاویز اور استدلال یعنے طلب دلیل کرنا شافعیہ کے تئین ہی حکم قیافہ کے اعتبار پر قیافہ
اُسے کہتے ہین کہ نشانی صورت کی معلوم کرین لیکن جب بسبب لعان کے حد زنا ساقط ہوا احکام دوسرا
عورت سے جو لحوق یعنے ملنا طرف ماں کے اور ثبوت نسب طرف اُسکے ہی ثابت رہا اور حکم قیافہ معتبر
ہی نزدیک اُنکے یعنے شافعیہ کے نزدیک چنانچہ جس صورت مین کہ جاریہ یعنے لونڈی مشترک ہو درمیان
دو شخصون کے یعنے دو مردون نے ایک لونڈی شراکت مین خرید کی ہو اور ہر ایک بحکم ملک
یمین اوس سے وطی کرے یعنے جماع ملک مین اوسے کہتے ہین جو ہاتھ کا پیسا دے کر
مول لیجاوے پس پیدا ہوا اوس سے فرزند شافعی عمل کرتے ہین بحکم قائف یعنے قیافہ

کر نہ ہوا لاتا کہ جو کوئی قیافہ سے معلوم کرے کہ ان دونوں سے ولد کسکا ہو اسکا ہو لینے جسکی صورت کا ہو گا اسکا
وہی ہو اور حنفیہ کے نزدیک دونوں کا بیٹا ہو بحکم شرع اگرچہ ولد دو شخصوں کا نہیں ہوتا لیکن احکام میں دونوں
کا اعتبار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیافہ ایک مظنہ یعنے گمان اور امارت پر وزن اکارت ہے اعتبار احکام
اسپر نکیا چاہیے اور ہم کہتے ہیں کہ قول پیغمبر خدا کا جو فرمایا کہ اگر نہوتا جو کچھ حکم کیا ہے کتاب اللہ نے تو ہوتا مجھے
اور عورت کو کام ایک دلالت رکھتا ہے اسبات پر کہ حاکم طرف مظنہ اور امارات اور قراین کے التفات
نکرے مگر ظاہر پر جو کچھ تقاضا کرتا ہے اور حجج اور دلائل شرعیہ حجج اور دلائل جمع حجت اور دلیل ہے
اور نہیں ہے وہ یعنے قیافہ مگر امارت اور مظنہ پس حکم کیا تجاوز سے اوپر اُسکے مگر بعضے احکام کے درمیان
کہ جسمیں امارت اور مظنہ کفایت کر سکے اور ایک دستاویز شافعیہ کے تئیں قیافے کا اعتبار کرنے میں
حدیث عائشہ صدیقہ رضہ کی ہے کہ کہا آئے ایکبار روز پیغمبر خدا میرے پاس خوش حال اور شادان کہ اسامہ
اور زید دونوں باپ بیٹے مسجد میں سوئے ہوئے تھے اور اوپر ایک قطیفہ تھا قطیفہ بمعنے چادر مخمل کی
کہ پوشیدہ تھے اُنکے سر اُس سے اور ظاہر تھے پاؤں پس دیکھا اُنکے پاؤں کے تئیں مجزز نے مجزز بر وزن
محمل مدلجی تھا اور علم قیافہ میں یگانہ روزگار مدلج نام ہے ایک قبیلے کا جسکی طرف منسوب ہے مجزز پس
کہا اُسنے کہ ان پاؤں کے اجزا یعنے جز ہیں بعض کے یعنے ان پاؤں کے صاحب کے درمیان نسبت کلی و جزئی
ہے اور پدری اور مادری ثابت ہے تفصیل اس اجمال کی یہ کہ زید بن حارثہ جو حضرت صلعم کا پسر خواندہ تھا سفید
فام اور خوبصورت تھا اور اسامہ جو اُسکا بیٹا تھا سیاہ رنگ تھا اور چنداں حسن و صورت نہیں رکھتا
تھا اور اپنی ماں سے جسکا نام ام ایمن تھا سیاہ رنگ جاریہ تھی مشابہ واقع ہوا تھا اور حضرت صلعم
اُنکو بہت چاہتے تھے اور اسامہ کے تئیں حب رسول یعنے محبوب کہتے تھے پس منافقوں نے اسامہ کی نسبت
میں زبان طعن دراز کی تھی کہ ایسے باپ کے ایسا بیٹا یعنے زید سے اسامہ حضرت صلعم اسبات سے کوفت میں تھے
جب اُس قائف نے ان دونوں کو دیکھا اور حکم کیا یعنے اندازہ کر یہ دونوں شخص چاہیے کہ باپ بیٹے
ہوں حضرت صلعم خوشحال ہوئے اسبات سے پس شافعیہ کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے قائف کا قول معتبر رکھا
اور اُسکے حکم سے خوشحال ہوئے اور ہم کہتے ہیں یعنے حنفی مذہب والے کہ خوشحالی اُس جناب صلعم
کی اُس جہت سے تھی کہ قول قائف کا عرب کے نزدیک معتبر تھا پس اون کو اسبات سے الزام دیا
اس سے لازم نہیں آتا کہ قائف کا قول معتبر ہو احکام شرعیہ کے درمیان اور یہ ہی ہمارا مذہب ہے تشبیہ

عالمون نے اختلاف کیا ہی اس حکم مین کہ مار ڈالا کسی شخص نے کسی شخص کو جسے پایا اپنی جورو کے ساتھ زنا کرتے ہوئے
جمہور صحابہ اس پر ہین یعنی سب کہ مارا جاویگا وہ یعنی زانی مگر یہ کہ چار گواہ گذرانین زنا پر یا اقرار کرین وارث مقتول کے
لیکن درمیان اُسکے یعنے قاتل کے درمیان اور خدا کے کچھ نہین یعنے کچھ مواخذہ نہین اگر صادق ہو کذا قیل یعنے
جیسا کہ کہا گیا یعنے جیسا کہ فقیہون نے کہا ہی اور ابوہریرہؓ کی حدیث مین آیا ہی کہ سعد بن عبادہ بن صاحب جو کبار صحابہ
سے تھا انصار سے سعد رضی سے آپنے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر پاؤن مین اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی شخص کو
آیا مساس کرون اُس مرد کو یعنے چھوڑون یا یہ کہ گواہ لاؤن فرمایا نعم یعنے ہان گواہ ہونگے سعد نے کہا
قسم اُس خدا کی جسنے تمکو حق بھیجا ہی علاج کرونگا اوسکا شمشیر سے اُس سے آگے یعنے گواہ ہونیکے
لانیکے اوّل اور کہا گیا ہی کہ یہ رد نہین ہی پیغمبر خدا کے قول کا اور نہین آئین مخالفت اُس جناب کے
امر کی اور معنی اسکے خبر دیتا ہی اپنے جی کی یعنے مین کیا کرون حال میرا یہ ہے اور غیرت اور غضب میرا اس
مقام مین ایسے ہی مین ہی ہان حکم شرع یہی ہی جو کچھ فرمایا آپ نے پس فرمایا حضرتؐ نے کہ سنو کیا کہتا
ہی تمہارا سردار تحقیق کہ وہ غیرت ناک ہی اور مین اُس سے زیادہ غیرت ناک ہون اور مجھسے زیادہ خدا
غیرت دار ہی اور خدا کی غیرت کی جہت سے جو حرام کروانا بندون سے تمام گناہونکو بندون پر ظاہر کیا یا باطن
کیا اور مقصود اُس جناب کا اس بات سے مدح کرنا غیرت کی صفت کا ہی جسے ذات مین اور اشارت ہے
اور اس بات کے کہ یہ غیرت بزرگون کی صفات سے ہی اور عادات سے ہی یعنے سردارون کی عادتین
اگرچہ حکم شرع اسجگہ دوسرا ہو نہ یہ تقریر اور اثبات بھی اسکی اور اس مین جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا
انہین اعتذار ہے اُس سے اس قول کے صادر ہونے مین یعنے سعد نے جو یہ کہا از راہ غیرت کہا فافہم
اور یعنے غیرت کے رشک کھانا اور یہ محبوب پر ہوتا ہی تاکہ غیر کو اُسپر دخل نہووے اور صادر ہوتی ہی آدمی سے
یعنے غیرت کسی مکروہ کے دیکھنے سے اور جو کچھ تعلق رکھتا ہی اوسپر یعنے کراہت پر اور غیرت حق تعالی کی
بندون کے زجر اور منع پر ہے گناہون سے اور حرام چیزون سے تاکہ اُسکی جناب قرب اور رضا سے دور
نہ پڑین اور محبت اور عنایت کی جہت سے جو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ اپنے بندون سے رکھتا ہے
اور جس طرح مار ڈالنا اوس مرد کا جائز نہین اسیطرح روا نہین مار ڈالنا یا زخمی کرنا اوس عورت کا
بدون اخبات شرعی یعنے جب تک شرع سے ثابت نہو

وقائع سال دہم کا ہجرت سے وقائع مین اس سال کے وفود اور [illegible]

اور ہمنے وفود کو ایک جگہ جمع کیا جس سال مین ہو جیسا کہ گذرا اور غیر وفود کے تئین اس جگہ ذکر کرتے ہین ایک اُس سے یعنے غیر وفود سے یہ کہ بھجوانا خالد کا ہی ساتھ ایک جمعیت کے بنی حارث بن کعب کی طرف اور خالد سے فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تین بار اُنکو دعوت کیجیو اگر قبول کرین تو درمیان اُنکے رہیو اور تعلیم قرآن اور شریعت کیجیو اور اگر قبول نکرین تو اُنسے مقاتلہ کیجیو پس گیا خالد اُنپر اور دعوت کی اور مسلمان ہوئے اور خالد نے بموجب حکم اُن کے درمیان توقف کیا اور قرآن اور احکام شرعیہ کے تئین اُنکو تعلیم کیا اُسوقت نامہ سرور عالم کو لکھا اور کیفیت احوال ظاہر کی اور حکم ہوا کہ اُن سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیکر آوے پس خالد اُن سے ایک گروہ کو ساتھ لیکر مدینے مین آیا جب وے مجلس نبوی مین حاضر ہوئے کہنے لگے اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ حضرت نے فرمایا مین بھی گواہی دیتا ہون حضرت حق کی وحدانیت پر اور اپنی رسالت پر اور ایک شخص کے تئین اوسی گروہ سے جسکا نام قیس بن حصین تھا حضرت نے اُنپر امیر گردانا اور اجازت اُن کے وطن مالوف کے مراجعت کی دی بعد اُن کے عمر بن حزم کو اُنپر بھجوایا تا کہ اُن کا امیر رہے اور اُنکے صدقات کو جمع کرے پس عمر بن حزم اُسی جگہ تھا جو حضرت نے اس جہان سے رحلت کی اور عمر بن حزم کے احوال مین لکھا ہے کہ وہ انصاری نجاری تھا اور کنیت اُس کی ابو الضحٰی اور بعضون نے ابو محمد کہا ہی پہلا مشاہد اُس کا حرب خندق ہے اور پندرہ برس کا تھا جو حضرت نے اُسے نجران کا عامل گردانا اور سترہ سال کا تھا جب یمن کو بھجوایا اور ایک مکتوب لکھا فرائض اور سنن اور دیات مین اور اُسکے ہمراہ کیا اور اسی سال مین یعنے سال دہم مین سرور عالم نے نجران کے نصاریٰ کو بھجوایا نجران بر وزن سخدان نام ہے ایک موضع کا یمن مین نام رکھا گیا نجران بن زید بن سبا کرکے اور اُنکو دعوت طرف اسلام کے کی پس اُس جماعت نے آپس مین مشورت کرکے چودہ شخصونکے تئین اپنی قوم سے اختیار کرکے یعنے چُنکے مدینے مین آئے کہ احوال پیغمبر خدا کا معلوم کرین اور خبر اون کو پہونچادین یعنے نجران کے نصاریٰ کو ایسا ہی روضۃ الاحباب مین اور مواہب لدنیہ مین کہتا ہے کہ وے ساٹھ سوار تھے اور چوبیس مرد اُن کے درمیان اون کے اشراف سے تین شخص اُنکے درمیان کار و بار اور اختیار اُنکے ہاتھ تھا ایک اُنسے عاقب تھا کہ امیر قوم اور صاحب مشورت تھا راس اور رئیس اُنکا تھا اور نام اُسکا عبد المسیح تھا دوسرا ایہم بروزن ایمن جسکا لقب سید تھا صاحب رحل اور مجمع اونکا رحل یعنی سامان اور اسباب اور مجمع جمیع

کرنیوالا تیسرا ابوالحارث بن علقمہ تھا کہ دانشمند اور مدرس اُس قوم کا تھا اور اُنکی کتابون کا سبق دیتا تھا
اور اس قوم کے ملوک اُسے دوست رکھتے تھے اور مقبول گردانا تھا اُسے اور وہ عارف تھا یعنے پہچاننے والا
حضرت کے احوال و صفات پر اور پڑھا تھا اُسنے اُنکو یعنے احوال و صفات اوس جناب کی کتب متقدمہ
سے لیکن باقی رکھا اُسکو نصرانیت پر اُسکی دنیا کی محبت نے اور عزت اور وجاہت نے اُسکی اُنکے نزدیک
یعنے اُنھین ملوک کے نزدیک اور روایت کرتے ہین کہ اس ابوالحارث کا ایک بھائی تھا نام اُسکا کرز بروزن برج
بن علقمہ اور وہ بھی اُسی وفد مین تھا کہتے ہین کہ اثنائے راہ مین اونٹ ابوالحارث کا گر پڑا کرز نے
کہا گر پڑے وہ جو ابعد ہے یعنے بہت دور مراد حضرت ص سے ابوالحارث نے کہا بلکہ تو گرے اور دھا
سر کے بھل کرز نے کہا ای بھائی کیون تو یون بولتا ہے ابوالحارث نے کہا قسم خدا کی کہ محمد رسول ہے
خدا کا جسکے ظہور کا ہم انتظار کھینچتے تھے کرز نے کہا پھر کیون محمد کے دین کو تو قبول نہین کرتا
ابوالحارث نے کہا موافقت کرنا محمد سے مستلزم مخالفت ہے ساتھ اپنے قوم کے اگر یہ صورت مسلمان ہونا
ہمسے ظہور مین آوے تو ہماری نصاری کے نزدیک کچھ قدر اور اعتبار باقی نرہے اور جو کچھ اموال
اور متاع ہمکو اُنسے پہونچا ہے پھیر لیوینگے اس بات سے کرز کے دل مین اسلام کی محبت نے جگہ کی اور
اُسنے اپنے اونٹ کو تعجیل سے ہانکنا شروع کیا اور جب پیغمبر خدا کے دست بوس سے فائز اور کامیاب ہوا
ایمان لایا اور منقول ہے کہ نصاری مدینے مین پہونچے تب اونھون نے راہ کی پوشاکین اپنے
بدنون سے جدا کین اور ریشمی حلّے پہنے ایسے کہ دامن اُن کے زمین پر گھسٹتے تھے اور سونے کی
انگوٹھیان ہاتھون مین پہنکر مسجد مین آئے اور سلام بجالائے حضرت ص نے اون کے سلام کا جواب
نہ دیا اور روئے مبارک اُس سے پھرا یا اور جب اُن کی نماز کا وقت پہونچا تب وے کھڑے ہوئے
تاکہ نماز پڑھین اور منھ طرف مشرق کے کیا کہ قبلہ اُن کا تھا پس لوگون نے چاہا کہ اون کو
منع کرین حضرت ص نے فرمایا کہ جس طرح اون کا جی چاہے پڑھنے دو جب وے نماز سے اپنی
فارغ ہوئے پھر رسول خدا ص کے حضور مین آئے اور ہر چند اونھون نے کلام کیا جواب نپایا پس
مسجد سے باہر نکلے اور عثمان بن عفان رض اور عبدالرحمن بن عوف سے جو پہلے جان پہچان رکھتے تھے
اُنکو پیدا کر کے کہنے لگے کہ تمھارے پیغمبر نے ہمکو مکتوب لکھا اور ہمکو دعوت کی جب ہم اُسکے
نزدیک آئے اور سلام بجالائے اور ہمنے بات کی ہمارے سلام کا جواب نہ ملا اور ہمسے کلام اوس جناب

نے نکیا اب صلاح تمھاری اسباب مین کیا ہی پھر جاوین ہم اپنے دیار کو یا توقف کرین پس عثمان بن عفان رض
اور عبدالرحمن حضرت علی مرتضیٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا علی اسباب مین تمھاری صلاح کیا ہی کہا میری
صلاح یہ ہی کہ تم یہ سونے کی انگوٹھیان اور پوشاک کو اپنے بدن سے دور کرو اور کپڑے رہبانون کیطرح پہنکر
مجلس شریف مین جاؤ پس جب وے اس وضع سے گئے اور سلام بجالائے حضرتؐ نے اُنکے سلام کا جواب دیا
اور فرمایا قسم ہی اُس خدا کی جسنے مجھے براستی مبعوث کیا ہی کہ یہ قوم اول جو مجلس مین آئی شیطان اُنکے
ہمراہ تھا پس انکو طرف اسلام کے دعوت کی انھون نے اباکی اور انکار و عناد مین انھون نے افزائش کی
اور بہت پریشان باتین کین یہانتک کہ بات منجر ہوئی اسبات پر کہ حضرتؐ سے انھون نے کہا کہ یا محمد
کیا کہتے ہو تم عیسےٰ کی شان مین فرمایا آج تمھارا جواب نہین دیتا ہون اقامت کرو اس شہر مین تاکہ
جواب اس سوال کا سنو تم گویا اُس جناب نے انتظار کیا وحی کا کہ نازل ہو اور کہا چاہیے پس
یہ آیہ نازل ہوا انّ مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون
الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
ساتھ اسکے بھی جب وے لوگ اپنے انکار اور سوء اعتقاد پر مصر اور مستقر ہی رہے تب حضرتؐ موافق اس آیت
کے حکم کے برسر مباہلت آئے مباہلہ بہلہ بالضم وفتح سے آیا ہی بمعنے لعنت کرنا اور دراصل بمعنے ترک ہی یقال بہلت
الناقۃ اذا ترکتہا بلا صرار اصل اسکا ابتہال ہی بمعنی عاجزی بعد اسکے استعمال کیا گیا اُس دعا مین جسمین
اجتہاد کیا جاوے اگرچہ اللعان ہو یعنے تبرا اور اس آیت کے درمیان بھی جو واقع ہوا ہے حکم الٰہی کہ ثم
نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین محمول اسی معنی پر ہوسکتا ہی یعنے پس ابتہال کرو دعا کی درمیان اور بر
گردان خدا کی لعنت کو جھوٹون پر حضرتؐ قصہ مباہلہ کا درمیان لائے انھون نے کہا ہمکو مہلت دو کہ ہم جا کر
اسباب مین تامل کرین اور کل کے روز آکر مباہلہ کرین اور انھون نے عاقب سے جو رئیس اور صاحب
مشورت تھا انکا پھر کہا کہ اسباب مین تیری صلاح کیا ہے عاقب نے کہا کہ ای گروہ نصاریٰ کے
خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد پیغمبر برحق ہی مباہلہ اُس سے مت کرو اور مباہلہ نکیا کسی قوم نے
کسی پیغمبر سے مگر یہ کہ ہلاک ہوئے اور اگر تم اسبات پر مُصر ہو کہ اپنے دینکو پھر دوسرے روز
صبح کے وقت حضرتؐ کے حضور مین آئے اور حضرتؐ آپ بقصد مباہلہ پر آئے حضرت امام حسینؑ کو اپنی بغل

مبارک مین لیا اور حضرت امام حسن کو دست مبارک پر اور حضرت فاطمہ زہرا رض کو اپنے عقب اور علی مرتضیٰ کو انکے
عقب اور انسے فرمایا جب نصاریٰ نے پنجتن پاک کے تئین اس روش سے دیکھا اور دعا اور آمین کا مذکور سنا ڈر گئے
اور لرز گئے ابوالحارث بن علقمہ جو دانشمند انکا تھا بولا اے قوم تحقیق کہ مین کئی صورتین دیکھتا ہون مراد
پنجتن سے ہے کہ اگر وے چاہین خدا سے کہ زائل کردا سے پہاڑ کو تو فی الفور زائل ہوگا انکی خواہش کے مطابق
زنہار زنہار انسے مباہلہ مت کرو کہ ہلاک ہوگی اور کوئی نصرانی روے زمین پر باقی نہ رہیگا اور فرمایا کہ قسم اُس
خدا کی جسکے دست قدرت مین میری بقا و ذات ہے کہ اگر وے مباہلہ کرتے تو مسخ ہوجاتے بصورت قردہ یعنے بندر
اور خنازیر کی صورت جمع خنزیر یعنے خوک نعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ اور گرتی اس جنگل سے انھون پر آتش
اور بیخ و بنیاد سے اوکھڑ جاتے اہل نجران یہان تک جتنے طائر وہانکے درختون پر ہوتے اور ایکسال
تمام نہوتا کہ تمام نصارے تمام ہوجاتے اور کوئی نہ بچتا پس کہا اُن لوگون نے کہ یا ابوالقاسم لقب ہے اُس
جناب کا ہم تم سے مباہلہ نہین کرتے فرمایا پس مسلمان ہو کہا یہ کام ہمسے نہین ہوسکتا ہے فرمایا پس آمادہ
جنگ ہو کہا ہم کو طاقت اور قوت تم سے جنگ کرنیکی نہین ہے لیکن آپ ہمسے مصالحہ کرتے ہین
اور پر اسبات کے کہ ہر سال دو ہزار حلّے اور ایک روایت سے یہ کہ حلہ سرخ ایسا کہ ہر حلّہ کی قیمت چالیس
درہم ہو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ تیس ۳۰ گھوڑے تیس ۳۰ شتر اور تیس ۳۰ نیزے بھی ہم دیوین اور فرمایا کہ
اگر مسلمانونکو کچھ حادثہ درپیش آوے تو عدد و تلفین انھین اشیا سے بعاریت دو یعنے وہی تیس ۳۰ تیس ۳۰
چیزین اور چاہیے کہ ربا مت کھاؤ یعنے سود ہم سے معاملہ مت کرو پس ان سب باتون پر مصالحہ واقع
ہوا اور صلحنامہ اسباب مین لکھا گیا اور گواہی ایک جماعت اصحاب کی اوسپر لکھی گئی اور اس گروہ
کو وہ صلحنامہ دیا گیا حلّہ کہتے ہین بردیمنی کو اور جس کپڑے مین استر ہو یا ازار اور ردا اور صرف ازار
اور ردا کو حلہ کہتے ہین درہم معرب درم وزن اُسکا چھ دانگ ہے اور ہر دانگ دو قیراط اور قیراط دو
طسوج اور طسوج دو جَو بھر اور دس درم شرعی سات مثقال ہوتا ہے اور آیا ہے کہ جسوقت اُن
لوگون نے قصد مراجعت کیا عرض کی حضرت سے کہ یا محمد ایک مرد امین اپنے یارون سے
ہمارے ہمراہ کرو تا کہ اگر ہمارے درمیان کچھ اختلاف ہو براستی حکم کرے فرمایا ایک ایسا شخص قوی
امین یعنے امانت دار تمہارے ساتھ بھیجون جو حق امانت بجالاوے پس ابوعبیدہ بن الجراح رض کو انکے
ہمراہ کیا پس وے اپنے بلاد کو گئے اور تھوڑی ایک مدت کے بعد عاقب اور سید پھر آئے اور مسلمان ہوئے

ہوئے اور انکی بعیت سے اور ایک جماعت بھی مسلمان ہوئی ہوں واللہ اعلم اور آیا ہو کہ پیغمبر خدا نے رخصت کے وقت
اسقف سے فرمایا کہ گویا مین دیکھتا ہون کہ تو اپنے گھر گیا ہی اور اپنی رحل کے آگے سو یا ہی یعنے اونٹ کے اور
بعد اسکے اوٹھا ہی تو اور تو نے اپنے اونٹ کا پالان اوٹھا اسکی پیٹھ پر کسا ہے جب اسقف اپنی منزل مین گیا
اور سویا بعد اسکے اوٹھا اور از سبر غفلت اسنے پالان اونٹ کا مقلوب باندھا اور جب صورت حال پر مطلع ہوا
یاد کیا اسنے کہ حضرتؐ نے یہ خبر دی تھی بولا اشہد ان محمدا رسول اللہ اور مواہب لدنیہ مین لایا ہی کہ اس مباہلے
قصے سے مشروعیت مباہلے کی معلوم ہوتی ہی یعنے مشروع ہی مباہلہ کرنا اگر مدعی مصر ہو ساتھ اسبات کے
حجت ظاہر ہوا اور کہتا ہی یعنے صاحب مواہب کہ یہ واقع ہوا ہی یعنے مباہلہ جماعت علما کے تئین سلفاً اور خلفاً
یعنے اگلے سلف کے اور خلف کے اور تجربے کو پہونچی ہی یہ بات کہ جسنے مباہلہ کیا اور مبطل تھا نہیں گذرتا اوسپر ایک
سال مباہلے کے روز واللہ اعلم اور اسی سال باذان یمن کے حاکم نے وفات پائی اور اسکے فوت کی خبر سمع مبارک
مین پہونچی تب اسکی مملکت کو اس جنابؐ نے تقسیم کیا بعض اس سے اسکے بیٹے کو جسکا نام شہر بن باذان تھا
اور بعض اس سے ابو موسی اشعری کو اور ایک ناحیہ یعلی بن امیہ کو اور تھوڑا معاذ بن جبل کو ارزانی فرمایا
اور یہ باذان دراصل حاکم تھا کسری کی جانب سے پس مسلمان ہوا اور دین اسلام مین آیا جیسا کہ سابق ذکر اس حال
کے درمیان جو حضرتؐ نے ملوک آفاق واطراف کو بھجوائے تھے اور ایک نامہ کسری کو لکھا تھا اور کسرے
نے فرمان اس جنابؐ کا پھاڑا تھا جیسا کہ مذکور ہوا اور اسی سال پیش از حجۃ الوداع حضرتؐ نے
ابو موسی اشعری کو اور معاذ بن جبل کو بھجوایا طرف یمن کے اور ہر ایک کو مخلاف پر مقرر فرمایا
مخلاف بروزن میقات یعنے جانب شہر اور ناحیہ اور شہرستان اور یمن کو دو مخلاف ہین اور مخلاف
معاذ کا بلندی کی جانب ہے عدن کیطرف نام ہی جگہ کا اور دوسرے وہ جبرا عمال سے یعنے مضافات سے خیبر
بروزن حیدر نام ہی ایک جگہ کا اور معاذ رضی کی ایک وہان مسجد ہی مشہور ابو موسی کا مخلاف بجانب
نشیب ہے اور حضرتؐ نے انکو وصیت کی کہ آسانی پکڑو کام وہان لوگون پر یعنے ان پر خیر مت کرو اور
دشواری مت دو اونکو اور بشارت دو انکو خیر کی اور مت بھگاؤ انکو اور رعیت کرنے دو انکو اور
فرمایا معاذ کو کہ تو جاتا ہی ایک قوم پر جو اہل کتاب ہین مرد انصاری ہے جو انجیل انکی کتاب ہے اور
جب پہونچے تو اسکے تئین تب دعوت کر تو انکو اوپر اس شہادت کے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس
اگر وے اطاعت اور فرمانبرداری کرین تیری خبر دے تو انکو کہ خدا تعالی نے فرض کیا ہے تپر حسد سے

کے تعین کیا جاوے تمھارے اغنیا سے جمع غنی کا اور رد کیا جاوے تمھارے محتاجوں کو پس اگر وے اطاعت کرین اس بات کی تو تو دور رکھ اپنے تئین اور پرہیز کر اُنکے کرایم اور نفایس اموال سے یعنے ایسا مت کر اونٹوں سے اور گایون بیلون سے اور بکریون سے جو اموال صدقات ہین نفیس اور منتخب چُن چُن کر لیوے تو اور ردی اور خسیس مال کو واسطے اُنکے چھوڑے تو اور پرہیز کر اور ڈر مظلوموں کی دعا سے کیونکہ نہین مظلوموں کی دعاؤن اور خدا کی درگاہ میں حجاب کچھ رواہ البخاری بعد اسکے بھیجا حضرت نے خالد بن ولید کو بیچ پیشن از حجۃ الوداع سنہ عشر مین ربیع الاول یا ربیع الآخر یا جمادی الاول کے مہینے مین عبد المدان کی طرف نام ہی ایک قبیلے کا نجران مین اور وے اسلام لائے بعد اسکے بھیجا علی مرتضےٰ کو طرف یمن کے مہینے مین سنہ عشرین مین سو تین سوار سے اور اُس مصلےٰ جناب کے واسطے ایک لوا اور دستار باندھی سر مبارک پر اُسکے اپنے دست مبارک سے کہتے ہین کہ وہ دستار سہ پیچہ تھی اور دو صلا تے چھوڑے اُس دستار کے ایک جانب پیش سے شانے کے قریب اور دوسرا قفا کی جانب شری کے نزدیک اور فرمایا کہ یا علی تمکو بھیجا مین نے اور تمھاری جدائی پر دریغ اور تاسف کرتا ہون اور فرمایا جاؤ اُنکے ساحت پر یعنے میدان پر اور قتال مت کر و یہان تک جب تک وے پہلے مقاتلہ نکرین اور اُس جماعت کو تحریص کر و اوپر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اگر اُنھون نے قبول کیا تو تم اُنکو امر کر و اوپر اقامت صلوٰۃ کے اور جب اطاعت کی اُنھون نے تب فرمایا کہ وے اپنے اموال کے صدقات کو اپنے محتاجون پر صرف کرین اگر وے اس بات کو قبول کرین تو تم متعرض اونکے مت ہو کسی وجہ سے اور شاید کہ اعتبار ترتیب درمیان صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے اُسکے فضل اور تقدم کی جہت سے ہوا اور تمامی عبادات کے تئین یہ کہ فرضیت زکوٰۃ کی موقوف ہی قبول فرضیت صلوٰۃ پر ترتیب کے معنی مقدم کو اوپر موخر کے لانا یعنی صلوٰۃ جو مقدم ہی اوپر زکوٰۃ کے اس حدیث مین اس جہت سے ہی کہ صلوٰۃ کو فضیلت ہے اور مقدم ہی تمامی عبادات پر اور عجب کہ صوم اور حج اس حدیث مین مذکور نہین شاید اس جہت سے ہو کہ صلوٰۃ فرض دائمی ہی اور اہتمام کیا اُس جناب نے صدقات مین کہ خلایق کا حق اُسکے درمیان ہی اور صوم سال مین ایکبار اور حج عمر مین ایکبار فرض ہی اور اسیواسطے قرآن مین اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ ایک ساتھ مذکور ہوئے ہین بہر تقدیر اس مقام کے درمیان اس دو فریضے پر اہتمام واقع ہوا اور معاذ کے قصّے مین جو اوپر گذرا اہتمام مقصود فریضۂ زکوٰۃ پر واقع ہوا مقصود کے معنے گھٹایا گیا اور منقول ہے کہ علی مرتضےٰ نے یمن کو متوجہ ہوتے وقت عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسی قوم کے دیار مین آپ بھجواتے

ہین جو اہل کتاب ہین اور جوان ہون چندان اطلاع علم قضا پر اور احکام شریعت پر نہین رکھتا پس حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا حضرت علیؓ کے سینہ مبارک پر رکھا اور فرمایا اللھم ثبت لسانہ واہد قلبہ لاجرم علم قضا مین اس مرتبے کو پہونچے کہ زبان معجز بیان رسول خدا کی اوپر اس منقبت کے ناطق ہوئی حضرت علیؓ کی شان مین کہ اقضاکم علی اور یہ عظیم منقبت ہے باب ہدایت اور حقانیت مین اور یہ بھی آیا ہی کہ حضرت صلعم نے علی مرتضےٰ کو فرمایا کہ یا علی اگر ہدایت بخشے خدا تمھارے ہاتھ ایک مرد کو بہتر ہی ہر چیز سے جسپر طلوع اور غروب کیا ہے آفتاب نے یعنے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا مین ہی اشارت کی اس جناب نے مرتبہ ہدایت کے فضل اور علو شان کی طرف پس شہسوار کشف علی مرتضےٰ نے اس دیار مین دعوت اسلام کا علم بلند کیا اور قدم جہاد اور محاربہ ثابت رکھکے جمع کثیر کو ہدایت کر کے ربقۂ اسلام مین لائے خصوصاً قبیلۂ ہمدان کو جو اہل یمن سے تھے کہ یکبارگی سب کے سب مسلمان ہوئے پس ایک مکتوب حضرتؐ کو علی مرتضےٰؓ نے لکھا اور اس قبیلے کے اسلام لانے سے اعلام کیا حضرتؐ خوشوقت ہوئے اور سجدۂ شکر بجا لائے بعد اسکے سر اٹھا کر فرمایا السلام علی ہمدان اور بریدہ اسلمی سے مروی ہی کہ حضرتؐ نے خالد کو طرف یمن کے بھجوایا بعد اسکے علی مرتضےٰ کو بھجوایا اور اسواسطے خمس ان غنیمتون کی جو خالد کی تحصیل کی تھین لیوین اور بھی بریدہ سے مروی ہی کہ مین اوس لشکر مین تھا جب خمس جدا ہوئی سبایا یعنے بندی اس خمس کے درمیان تھی علی مرتضےٰ نے ایک باندی کو جو سبایا مین سب سے بہتر تھی پسند کیا اور اسے خدمت مین سرفرازی بخشی اور مجھے علی مرتضےٰ سے اسبات سے کدورت اور انکار پیدا ہوا خالدؓ سے مین نے کہا دیکھتا ہی تو اس مرد کو یعنے علی مرتضےٰ کو کہ کیا کرتا ہے اور کہا مین نے یا ابوالحسن یہ کیا ہے فرمایا نہین دیکھتا تو اس جاریہ کے تئین کہ سبایا سے خمس مین آئی ہین واقع ہوئی ہی بعد اسکے آل محمد کے حصے مین واقع ہوئی بعد اسکے مرتضےٰ علیؑ کے حصے مین آئی اسواسطے مینے اوس سے نزدیکی کی گویا حضرت علیؑ نے حضرت صلعم سے اذن پایا ہی تھا خمس کی قسمت کا اور ذوی القربے کو اوسمین حصہ ہے پس اوس جناب نے تقسیم کی اور یہ باندی اپنے حصے مین آئی بریدہ کہتا ہی جب مین حضرتؐ کی خدمت مین آیا تب اس قصے کو مین نے عرض کیا فرمایا علے کرم اللہ وجہہ کو دشمن رکھتا ہے تو مین نے کہا کہ ہان دشمن رکھتا ہون فرمایا اے بریدہ اسکو دشمن مت رکھ اور اگر تو علے کرم اللہ وجہہ سے دوستی رکھتا ہی اسکی دوستی مین افزائش کر اے بریدہ حصہ علیؑ کا اس خمس سے زیادہ اس سے

تھا اور ایک روایت مین بریدہ سے آیا ہی رنگ حضرتؐ کے رخسار مبارک کا اس گفتگو سے سرخ ہوگیا مارے غصے کے
اور فرمایا علی مرتضی کی شان مین گمان بدست کر کہ وہ میرا ہی اور مین اسکا ہون اور وہ تمھارا مولا ہی اور جسکا مین
مولا ہون علی اسکا مولا ہی اور جسکا مین مولا نہین علی بھی اسکا مولا نہین ہی اور بعضے شارحون نے حدیث کہی
ہی کہ شکایت بریدہ کی علی مرتضی کی شان مین اسواسطے تھی کہ اُنسے وطی کیا باندی کو بدون استبرا اور یہ محل
انکار نہین اور مسئلہ استبرا مسئلہ فقہی اجتہادی سے ہی شاید کہ اجتہاد علی مرتضی کا کسی جانب ہوا ہو شراح نے
کہا نسے معلوم کیا اور کہا نسے نکالا اسبات کو کہ بدون استبرا وطی کیا اور حالانکہ پیغمبر خداؐ فرماتا ہی کہ علی مرتضی
کی شان مین گمان بدست کرو یہ عجب شرح ہی عندی اور پر بہر تقدیر جو کچھ خم غدیر مین واقع ہوا اعلاے
شان سے علی مرتضیٰ کے اور ترغیب اوس معلی جناب سے موالات پر باعث اسکا یہی بریدہ کی شکایت
تھی جیسا کہ خم غدیر کے قضیے کے درمیان آویگا انشاء اللہ تعالی بریدہ کہتا ہی بعد اسکے اصحابؓ کے
درمیان کوئی زیادہ محبوب نہ تھا میرے پاس علی مرتضیؓ سے زیادہ روضۃ الاحباب کے درمیان بعضے ارباب
سیر سے نقل کرتا ہی بھجوانا علی مرتضے کا یمن کیطرف دوبار تھا ایک سال دہم مین اور دوسرے بار کی تاریخ
بیان نہین کی احتمال رکھتا ہی کہ اسی سال مین ہو یا دوسرا کوئی سال ہو اور ثابت ہوا ہی کہ علی مرتضیؓ
یمن مین تھے کہ پیغمبر خدا نے حج کا احرام باندھا اور علی مرتضی یمن سے آکر حضرتؐ سے ملحق ہوے جیسا کہ
حجۃ الوداع مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور کلیہ سنہ عشر کے وقائع سے حج کرنا ہی حضرتؐ کا کہ فرضیت حج
کی سنہ ششم مین یا نہم مین ہوے اور قول اخیر یعنے سنہ نہم راجح اور مختار ہے اوسکی قوت دلیل کی جہت سے
بہر تقدیر اشتغال کی جہت سے طرف دعوت کے اور دین اسلام کے امور جاری کرنے کے سبب سے درمیان
حضرتؐ آپ حج کو نہین گئے اور ابو بکر صدیقؓ کو طرف مکے کے بھجوایا تا کہ لوگون سے حج ادا کرین اور سنہ عشر کے
درمیان حضرتؐ آپ حج کے واسطے متوجہ ہوے اور اسکو حجۃ الاسلام کہتے ہین اور حجۃ الوداع بھی بولتے
ہین اس جہت سے کہ حضرتؐ نے لوگون کو تعلیم احکام فرمایا اور بسفر آخرت سب کو وداع کیا اور فرمایا
لو مجھ سے اپنے مناسک کے تئین یعنے حج کے کامونکے تئین کہ شاید مین سال آیندہ حج نہ کرون اور جیتا نہ ہون
اور اطلاق حجۃ الوداع کا اوپر اسی حج کے واقع ہے حدیثون مین اور کتب احادیث مین
اور مواہب لدنیہ مین کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مکروہ رکھا اسبات کو کہ حجۃ الوداع
بولین اور وجہ اسکی کچھ ظاہر نہین مگر یہ یاد سرور عالم کے تودیع حیات سے دیتا ہی یہ لفظ تودیع یعنے وداع

اور ذکر کرنا اس لفظ کا ابن عباس پر موہم ہوتا ہے یعنے الم دسینے والا واللہ اعلم اور جب پیغمبر خدا صلعم فارغ ہوئے
امر غزوات سے اور وفود کے امور سے باہر آنے واسطے حج کے اور اعلام کیا اور ندا کی کہ رسول خدا صلعم حج
کو جاتے ہین اور بھجوایا اوس جناب نے لوگون کو اطراف واکناف پس آئی مدینے مین خلق کثیر ذی القعدہ کے
آخر کہ پانچ شب اُس مہینے سے باقی تھین اور داخل ہوئے سرور عالم مکے مین صبح کو چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی
اور اس سفر مین اتنے لوگ جمع ہوئے حد اور حصر سے باہر تھے بعضون نے کہا ہے نوے ہزار تھے اور ایک
روایت مے یہ کہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار اور یہ قول زیادہ صحیح ہے اور کہا ہے کہ جسطرف لوگ نگاہ کرتے تھے لوگ
ہی لوگ نظر مین آتے تھے پس پنجشنبے کے روز مدینے سے برآمد ہوئے پچیسوین تاریخ اور غسل کیا اوس جناب نے
نے اور سر مبارک مین کنگھی فرمائی اور تیل بالون مین ملا اور طیب لگایا یعنے خوشبو اور لباس احرام سے بدن مطہر کو
مزین فرمایا اور محل سے برآمد ہوئے اور نماز پیشین مدینے کے درمیان پڑھی پس ذوالحلیفہ کے درمیان تشریف
لائے اور عصر کی نماز وہان پڑھی ساتھ قصر کے اور احرام باندھا اور لبیک کہا اُسوقت ناقہ خاص پر جسکا نام
قصوا تھا سوار ہوئے اور جب ناقہ کھڑا ہوا دوسری بار تلبیہ کیا لبیک کہا پھر جب اوس پشتے پر جو برابر مدینے کے
ہویدا ہے اُسکی بلندی پر بلند ہوگئے دوسری بار تلبیہ کیا اور اسی جگہ سے ہے اختلاف روایتون کا کہ بعضون نے کہا
کہ حضرت نے تلبیہ کیا نماز کے بعد نزدیک شجرے کے جو اوسوقت وہان تھا اور اب وہان ایک مسجد ہے کہ اسے
مسجد شجرہ کہتے ہین اور روایتون مین ناقہ پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ کیا اور بعضے کہتے ہین کہ اُس پشتے پر چڑھنے
کے بعد غرضکہ جسنے جسوقت سُنا تھا اسی بات کو اُسنے روایت کیا اور حقیقت مین ابتداء تلبیہ نماز کی اور یہی
سنت ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک اور مشہور روایت مین امام احمد رح سے
اور کہتے تھے لبیک اللّٰھم لبیک لا شریک لک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور صحیحین
مین تلبیہ اس عبارت سے آیا ہے لبیک اللّٰھم لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل
اور آواز بلند کرتے تھے یہانتک کہ تمامی اصحاب رض سنتے تھے اور فرمایا اصحاب رض کو کہ آواز بلند کرو
کہ جبرئیل علیہ السّلام میرے نزدیک نازل ہوئے اور امر کیا مجھے کہ امر کرون مین اپنے
اصحاب رض کو کہ اپنی آوازین کو بلند کرین احرام مین اور بعد از تلبیہ حضرت دعا کرتے
تھے اور چاہتے تھے خدا سے رضامندی خدا کی اور دخول جنت کے تئین اور استعاذہ کرتے تھے
نار سے نار یعنے آتش دوزخ اور استعاذہ طلب پناہ کرنا خدا سے اور مرکب اوس جناب کا مشتری

تھا اور اوپر اُسکے ایک پالان تھا پُرانا اور اونٹ نکے اوپر نہ شقدف تھا نہ محمل اور نہ ہودج اور نہ محفہ شقدف بالضم
بمعنے جھٹولہ اور محمل بمعنی بارگیر اور ہودج کو کہتے ہین اور ہودج بمعنی کجاوہ آور جب منزل عرج کے درمیان پہونچے
ایک غلام ابوبکر صدیق رضہ کا پیچھے رہگیا تھا اور اونٹ جو زاملہ پیغمبر خدا کا تھا اور ابوبکر صدیق رضہ کا اُس غلام کے
ہاتھ تھا تھوڑی دیر انتظار کرتے تھے کہ وہ آپہونچے جب پہونچا شتر اُسکا ساتھ نتھا ابوبکر رضہ نے کہا اونٹ
کہان ہی غلام نے کہا گم ہوا صدیق رضہ اوٹھے اور اُسکو راہ تادیب کے مارتے تھے شاید کہ مارنا صدیق اکبر رضہ
کا اُسکو اُس زاملہ کے گم کرنیکی جہت سے تھا شرمندگی دلانے کی جہت سے جو کہ اُنکے غلام نے کیا حضرت صلعم
کر رہے تھے اور فرماتے تھے دیکھو کیا کرتا ہی انظر والی ہذا المحرم ما یصنع یعنے دیکھیو اس احرام باندھنے
والے کو کہ کیا کرتا ہی اور زیادہ اُسپر کچھ نہین کہا زجر اور توبیخ سے اور احرام کے فاسد ہونے سے
اور جزا کے واجب ہونے سے کیونکہ اس مقدار جنایت سے جزا واجب نہین ہوتی اور روضۃ الاحباب
سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر وہ زاملہ ملا اور جب ابوا کے درمیان پہونچے ابوا اور ودان نام ہی دو موضعونکا
جب اس موضع مین یا ودان کے درمیان پہونچے تب صعب بن جثامہ لیثی بر وزن غنی ایک حمار وحشی
ہدیہ لایا جیتا ہوا یہ حدیث بخاری اور مسلم ہی اور ایک روایت مین مسلم سے یہ کہ ہدیہ لایا عجز حمار وحشی کا
کہ ٹپکتا تھا اُس سے خون عجز بمعنے چوتڑ اور ایک روایت سے یہ کہ شق حمار وحشی کا بمعنی آدھا کسی چیز کا
اور ایک روایت سے یہ کہ ایک عضو صید کے گوشت سے اور ایک روایت سے یہ کہ پانون جنگلی
حمار کا لیس حضرت صلعم نے وہ اُس سے قبول نکیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہین یعنے احرام باندھنے والے گوشت
صید کا نہین کہاتے اور گوشت کہانا صید کا محرم کو اسباب مین روایتین متعدد اور مختلف اقوال
آتے ہین تفصیل اُسکی سفر السعادت کی شرح مین مذکور ہی اور جب پیغمبر خدا صلعم وادی عسفان مین پہونچے
ہود اور صالح پیغمبر اُس وادی سے گذرتے تھے دو سُرخ اونٹون پر مہار اُنکی خرما کے لیف سے تھی
اور ازارین اُنکی لنگین عباؤن سے اور ردائین اُنکی کملون کی اور تلبیہ کرتے تھے حج کا یہ روایت
احمد ہی اور روایت مسلم مین آیا ہی کہ جب سید کائنات وادی ازرق مین پہونچے فرمایا دیکھا مین نے
موسیٰ کو اُس وادی مین گذرتے تھے اور دو اونگلیان اپنی اپنے کانون مین رکھے ہوئے تلبیہ
کرتے تھے اور صحیح بخاری مین بھی آیا ہی لیکن تعین وادی نہین لایا یعنے یہ نہین مذکور کیا کہ یہ کون سے
وادی مین ہوا اور لفظ اُسکا یہ ہی کہ کہا حضرت صلعم نے کہ گویا دیکھتا ہون مین موسیٰ کو کہ نیچے اوترتا ہے

وادی سے اور تلبیہ کرتا ہی کمافی المواہب اللدنیہ اور ان احادیث کے معنی مین کئی قول ہین ایک یہ کہ یہ خبر ہی سرور
عالم کے حال سے کہ یہ انبیا کو انکی حیات مین تھا کہ حج کو آتے تھے اور احرام باندھتے تھے اور تلبیہ کرتے تھے وحی
کیا گیا پیغمبر پر اسبات کا اور قول دوسرا جناب کا حدیث مسلم مین کہ فرمایا دیکھا مینے موسیٰ کو اور حدیث بخاری مین
گویا دیکھتا ہون مین کمال علم اور یقین کی جہت سے ہی اور اُسکے یعنے موسیٰ کے دیکھنے پر گویا کہ آپ دیکھتے ہین اونکو
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ رویا منام ہی یعنے خواب کا رویا کہ حضرت نے انکو منام مین اس حال سے دیکھا اور اسی سفر
مین یا آگے اس سے اور اس سے اور اسوقت حال حج کے بلانے سے ذکر اسکا کیا اور بعضے کہتے ہین کہ مراد
اس سے یعنے حضرت کے اس قول سے حقیقت اسکی ہی کیونکہ انبیا صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم جیتے ہین پس اگر
حج لاوین کیا مانع ہی اور حج انکا اس حال تھا جس حال حج کو نکلے تھے اور انکو اس حال سے اُس جناب
نے دیکھا اور ایک جماعت یون کہتی ہی کہ وے جیتے ہین اپنی قبرون مین یا بہشت مین لیکن ارواح
مطیبہ انکی متمثل ہوتی ہین اور جسد قبول کرتی ہین جس جگہ چاہتی ہین چنانچہ حضرت نے موسیٰ کو قبر مین بھی
دیکھا نماز پڑھنے والا اور آسمان مین بھی دیکھا اور یہ اجساد متمثلہ بیداری مین بھی دکھائی دیتے ہین اور منام
مین بھی اور حقیقت مین یہ قبیل کشف عالم مثال سے ہی جیسا کہ اس کشف کے ارباب کو ہوتا ہی اور اس سے بھی
برتر ایک کلام ہی بسیار عالی کہ درک عقول جو محبوس ہین حضیض ناسوت اور اُسکے نہ پہونچ سکے یعنے جو عقلین
حضیض ناسوت مین محبوس اس کلام کے درک کو نہین پہونچ سکتے ہین ایسا عالی ہی اور وہ یہ ہی کہ کہتے ہین
کہ حضرت نے انکو یعنے انبیا کو اُسی حال سے دیکھا جو اپنی حیات مین رکھتے تھے اور یہ وہ عالم ہی جسے ماضی اور
مستقبل نہین اور سب حال ہی حال ہی اور یہ بات اس گروہ کی بعضے رسالون مین زمان و مکان کی تحقیق
مین مذکور اور مسطور ہے واللہ اعلم اور جب حضرت سرف مین پہونچے بروزن کتف نام ہی ایک موضع کا
ایک مرحلے کا مکے سے مرحلہ یعنی منزل تب عائشہ رض کو حیض آیا اور محزون ہوئین اور رونے لگین حضرت
نے فرمایا مگر تمنے حیض دیکھا ہی کہا ہان فرمایا اندوہ مت کرو اسکو حضرت حق نے آدم کی آل کے لیے لکھا ہے
جو عمل حجاج کرتے ہین کرو تم لیکن کعبہ کا طواف مت کرو اسواسطے کہ وہ مسجد کے درمیان ہی اور حائض کو مسجد
مین جانا جائز نہین عائشہ رض نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اور جب ادا کرنا عمرے کا متعذر ہوا حضرت نے چاہا کہ
حج اُسکے عمرے مین لاوین اور قارن گردانین عائشہ صدیقہ رض کو اور آپ بھی حضرت قارن تھے قارن اُسے کہتے ہین
جو حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کرے فرمایا ای عائشہ غسل کرو اور حج کا احرام باندھو اور احرام باندھنا حائض اور

نفاس کے تئیں اس حالت میں جائز ہے کہ غسل کریں اور احرام باندھیں جیسا کہ ذی الحلیفہ کے درمیان اسماء بنت عمیس زوجۂ ابوبکر صدیقؓ کی محمد بن ابوبکر کو جنی حکم ہوا کہ غسل کرے اور خرقہ باندھے اور آخر عائشہ صدیقہؓ نے تعظا اس عمرے کا جو اسما سے فوت ہوا تھا ادا کیا اور حضرتؐ نے مکے میں داخل کے واسطے غسل کیا اور آفتاب بلند ہونے کے بعد حجون نام ہے مکے کے گورستان کا اور اسے معلا بھی کہتے ہیں اور کدا کی راہ سے مکے میں داخل ہوئے کدا بروزن صدا نام ہے اس موضع میں داخل ہونا صبح کے وقت ہے اگرچہ یہ وقت منور اور مبارک ہو اور لیکن وقت چاشت ایک ہیبت اور جلال دوسرا رکھتا ہے اور علما نے کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو شب کو داخل ہو اور حضرت رسول امام تھے اور امام کو دن کے تئیں داخل ہونا زیادہ محبوب ہے تا کہ لوگ اسے دیکھیں اور اقتدا کریں اور جب رسول خدا بنی شیبہ کے دروازے جسے باب السلام کہتے ہیں پہونچے اور کعبے کا مشاہدہ کیا یہ دعا پڑھی اللھم زد ھذا البیت تعظیما وتشریفا وتکریما ومہابۃ اور بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے اللھم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم زد ھذا البیت تعظیما وتکریما ومہابۃ اور جب مسجد میں داخل ہوئے کعبے کی طرف روان ہوئے اور مسجد کی تحیت ادا کرنے میں مشغول نہوئے اور طواف کیا کیونکہ تحیت مسجد بیت الحرام کی طواف ہے جیسا کہ دوسری مسجدوں کی نماز ہے اور طواف حکم نماز رکھتا ہے اور جب حجر اسود کے برابر پہونچے استلام کیا اسے یعنے ہاتھ سے مس کیا اور بوسہ دیا اسکے تئیں اور رفع یدین نکیا اور افتتاح نکیا جیسا کہ جہال کرتے ہیں ایسا کچھ کہا ہے سفر السعادت کے درمیان افتتاح کے معنی کھولنا اور آغاز کرنا اور رفع کے معنی بلند کرنا اور فقہ حنیفیہ کے درمیان تکبیر اور تہلیل اور رفع یدین کہا ہے اور دوسری ایک حدیث بھی اس باب میں نقل کی ہے تکبیر کے معنی اللہ اکبر بولنا اور تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا اور بعد استلام حجر سرور عالم نے شروع کیا طواف کرنا اور خانہ کعبہ دست چپ کیطرف چھوڑا یہ طواف طواف قدوم ہے یعنے پہنچ آنیکا طواف اور اسے طواف تحیت بھی کہتے ہیں اور ان مکانوں نے کسی مکانیں کو کوئی دعا مخصوص اور مروی نہیں ہے کہ حضرتؐ سے ثابت ہوئی ہو مگر دونوں رکن یمانی کے درمیان اور حجر اسود کے کہ وہاں یہ پڑھتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اور ابن ماجہ نے اس آیت کے اول میں اس دعا کو بھی زیادہ کیا ہے یعنے لکھا ہے کہ حضرتؐ نے اس آیت کے اول اس دعا کو پڑھا اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ اور امام محمد نے تعین نہیں کیا مناسک حج کے درمیان کسی دعا کے تئیں اور کہا ہے کہ تعیین دعا مزیل رقت قلب ہے یعنے دل کی رقت کو زائل کرتا ہے اور ساتھ اسکے اوپر تبرک اور تیمن کے منقول اور ماثور کریں تو احسن ہے اور پیغمبر خداؐ اول کے تین شوطوں کے درمیان ساتھ تعجیل کے چلے

اور قدموںکو نزدیک رکھتے تھے جیسطرح کشتی گیر چلتے ہین اور اس فعل کو رمل کہتے ہین اور رداے مبارک کے تئین سیدھی بغل سے باہر لاکر بائین کاندھے پر ڈالا اور اسکو اضطباع کہتے ہین اور یہ بھی اول کے تین شوطون سے مخصوص تھا اور آخر کے چار شوط درمیان آہستہ چلے اضطباع کے معنی ردا سیدھی بغل سے نکالکر الٹے کاندھے پر ڈالنا اور شوط کے معنے دوڑنا اور تنک اور رمل کے معنی پویہ کرنا شوط اور رمل قریب المعنی ہین اور ہر نوبت سرور عالم جب حجر اسود کے برابر پہونچتے اشارت کرتے اس لکڑی سے جو اپنے دستِ مبارک مین رکھتے تھے اور اس چوب کو بوسہ دیتے اور وہ چوب ایک ہاتھ کی کوتاہ اور سر کج مشابہ صولجان کے اور دستِ مبارک مین اس جناب کے اکثر اوقات وہ لکڑی رہتی تھی صولجان معرب ہے چوگان کا اور اس طواف کے روز بھی وہ لکڑی اوس جناب کے ہاتھ مین تھی سوا عترہ کے جسے اہل خدمت واسطے سترہ وغیرہ کے ہمراہ رکھتے تھے کذا قالوا یعنے جیسا کہ کہا اہل سیر نے عترہ بالکسر حمائل اور گردن بند کو کہتے ہین جسے مشک اور زعفران اور عنبر مین بناتے ہین اور سترہ بالضم یعنی پوشش اور وہ چیز جس سے اپنے تئین پوشیدہ کیا جاوے اور رکن یمانی کے برابر اشارت فرماتے ہاتھ سے یا لکڑی سے لیکن ثابت نہین ہوا کہ پیغمبر خدا نے اپنے ہاتھ کو یا اس لکڑی کو بوسہ دیا ہو رکن یمانی بیت اللہ کے رکنون سے ایک رکن ہے اور رکن کہتے ہین ستون کو اور رکن یمانی اسواسطے اُسے کہتے ہین کہ وہ یمن کی طرف ہے اور بعضی روایتون مین استلام ہاتھ سے آیا ہے لیکن یہ استلام حجر اسود کا ثابت ہوا ہے کہ حضرتؐ اُسے بوسہ دیتے تھے اور دہن مبارک اور لبہاے مبارک اپنے کے تئین اوسپر رکھتے تھے اور در حالت استلام یہ کہتے تھے بسم اللہ اللہ اکبر اور کبھی پیشانی اسپر رکھتے اور اس جگہ سجدہ کرتے تھے اُسوقت بوسہ دیتے جیسا کہ کچھ ذوق اور جو لذت طالبون کو اور عاشقون کو بوسہ دیتے ہین اور اپنے لب اُس جگہہ پر جہان پیغمبرؐ اپنے لب مبارک رکھتے تھے رکھنے مین حاصل ہوتا ہے موقوف ہے اُسوقت اور حال پہ اور زبان وقت اُس کے بیان سے قاصر ہے ~~ صفتِ بادۂ عشقش ز منِ مست مپرس ۔ ذوق این مئ نشناسی بخدا تانہ چشی ۔ مین مست ہون مجھ سے کچھ نہ پوچھو ۔ تعریف صنم کے عشق مئ کی ۔ اس مئ کا وہ ذوق ہے کہ واللہ ۔ پیوے سو ہی جانے رمز جی کی ۔ اس بادہ تاب کو جو پیوے ۔ منہ خم سے لگا کے جو لے اُسے خزان و دی کی ۔ جمشید کا جام فرسے ہی برباد ۔ خسرو کی شکوہ شان کی کی ۔ یہ دو موضع ہین جنھون نے تغیر نہین پائی اور دست تصرف خلق کا اُسے نہین پہونچا ایک حجر اسود اور غار جبل ثور جسمین حضرتؐ ہجرت کے وقت در آمد ہوئے اور بیٹھے اور سوئے تھے اور جب طواف سے فارغ ہوئے تب مقام ابراہیم کے درمیان آئے

اور مقام ابراہیم نام ہو ایک پتھر کا جس میں ابراہیم کے پاؤں کا نشان ہی اور دو رکعت نماز انحضرت نے اُسی
مقام میں پڑھی اور مقام درمیان اپنے اور کعبے کے گردانا اور پڑھنا دو رکعت نماز کا طواف کے بعد واجب ہے
ہمارے نزدیک اور جس مسجد میں پڑھے جائز ہی اور افضل یہ ہی کہ مقام ابراہیم کے درمیان پڑھے پہلی رکعت میں
الحمد پڑھے اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد اور قل ہو اللہ احد اور جب حضرت نماز سے فارغ
ہوئے پھر حجر اسود کے پاس آکر استلام کیا پس [illegible] کے دروازے سے برآمد ہو کر کوہ صفا کی طرف گئے اور جب
صفا کے نزدیک آئے یہ آیت پڑھی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور کہا ابدأ بما بدأ اللہ بہ پس صفا کے
اوپر چڑھے ایسے کہ کعبے کو دیکھ سکے اور صفا کے اوپر کھڑے ہوئے اور کعبے کو مستقبل ہوکے [illegible] توحید اور تکبیر کی
یعنی اللہ اکبر کہا اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ
صدق وعدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور ایک روایت میں انجز وعدہ زیادہ آیا ہی اور دعا کی یہ کہ اللہم
انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم اللہم لا تدع
لنا ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ
الا قضیتہا تین بار یہی تہلیل جو مذکور ہوئے کی اور درمیان اس کے دعا کرتے تھے اور اسکے نیچے
اوترے اور موطا کے درمیان نام ہی کتاب کا ابن حبان یہ دعا بھی مروی ہی کہ حضرت [illegible]
کوہ صفا پر پڑھی اللہم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لا تخلف المیعاد وانا اسئلک کما
ہدیتنی للاسلام ان لا تنزعہ منی حتی تتوفانی وانا مسلم اور بعد اسکے نیچے اوترے اور بعد اسکے مروے
کی طرف گئے اور یہ روایت ہی کہ صفا اور مروے کے درمیان کہتے تھے رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم اور
یہی جب صفا سے نیچے اوترے سعی کی سعی کے معنی جلد جلد چلنا بلکہ دوڑنا اور جب وادی سے گذرے پھر
آہستہ چلے اور اب ایک علامت یعنی نشان منتہا محل سعی کے واسطے حرم کی دیوار میں مقرر کیے
ہیں اور اُسے میلین الاخضرین کہتے ہیں اور صفا سے مروے کو آتے تھے اور مروے
سے صفا کو جاتے تھے سات بار اسی طرح سے کیا اور ختم سعی مروے پر کیا اُس جناب نے اور جب مروے
کو پہونچے وہی اذکار اور دعا جو صفا میں پڑھتے تھے مروے میں بھی پڑھتے تھے اور
اُس جناب نے پیادہ سعی کی اور جب بہت ہوا ازدحام لوگوں کا اس جہت سے کہ اہل سعی
اور اور لوگ اُس جناب کے جمال جہان آرا کی دید کے واسطے نکلے تھے تب ناقہ پر سوار ہوئے

پس کہتے تھے لوگ کہ ہمارا رسول اللہ ہم احمد ہیاتنک کہ محذرات اور ابکار اپنے گھرون سے نکلے تھے اور نہ تھا اُس جناب کے نزدیک ضرب اور طرد اور دور باش اور پوشو جس طرح دنیا دار شاہون کا ہوتا ہی ضرب کے معنی مارنا اور طرد بمعنی ہانکنا اور دور کرنا حضور سے اور محذرات جمع محذرہ ہی بمعنے مستورہ اور ابکار جمع باکرہ آور جب پیغمبر خدا نے سعی تمام کی تب فرمایا کہ جو کوئی ہدی ہمراہ نہین رکھتا احرام سے باہر آوے اور جب بعضے اصحاب کو احرام سے نکلنا گران گذرا تب فرمایا اگر مین بھی ہدی ہمراہ رکھتا تو مین حلال ہوتا یعنے احرام سے نکلتا اس اثنا مین علی مرتضی یمن سے پہونچے اور کئی اونٹ بہ نیت ہدی ہمراہ لاسکے تھے اور مجموع جتنے اونٹ کہ حضرت علی کے ہمراہ اور پیغمبر خدا کے ہمراہ تھے سو تھے حضرت نے فرمایا کہ یا علی تمنے کیا نیت کی ہی کہا جواب نے نیت کی اور عبادت یہ ہے کہ گفتم اہلالا کاہلال نبیک یعنے کہا مین نے کہ از روے اہلال کے جس طرح اہلال تیرے نبی کا ہی یہ گفتم معلوم نہین قول کسکا ہی اور مقولا اہلالا کاہلال نبیک کسکا یعنے جیسا پایا ویسا ترجمہ کیا معنی اہلال کے بلند کرنا حاجیونکا لبیک اور کہنا نام خدا کا ذبح کرتے وقت اونٹ وغیرہ کو حضرت نے فرمایا یعنے احرام حج کا باندھا اور ہدی اپنے ساتھ لایا ہون یا علی تم بھی اپنے احرام پر رہو اور علی مرتضے نے حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضہ صلوٰۃ اللہ علیہا السلام کو دیکھا کہ مصبوغ پوشاک پہنے ہوے ہین اور احرام سے باہر آئی ہین مصبوغ رنگدار اور پیر حضرت علی نے اعتراض کیا کہ تم کیون احرام سے نکلین جواب دیا کہ پیغمبر کے امر سے اور حضرت نے حضرت فاطمہ رض کی تصدیق کی اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رض اور طلحہ اور زبیر رض اور ایک اور اصحاب سے جو ہدی ہمراہ رکھتے تھے احرام پر باقی رہے اور فاطمہ زہرا اور امہات مومنین جو ہدی ہمراہ رکھتے تھے احرام سے نکلے سوا عائشہ صدیقہ رض کے اور جب اصحاب اُس جناب کے حکم سے احرام سے نکلے بعضون نے حلق کیا یعنے سر منڈوانا اور بعضون نے قصر یعنے گھٹانا حضرت نے محلقین کو یعنے حلق کرنیوالونکو دعا کی یہ کہ اللھم ارحم المحلقین تین بار اُنکو دعا کی اور مقصرین نے الحاح کی یعنی گڑگڑانا ایکبار فرمایا والمقصرین آور مانند اسکے یعنے اسی حلق اور قصر کے حدیبیہ کے روز بھی واقع ہوا ہی اور احادیث حجۃ الوداع مین اکثر اور اصح ہین اور نووی نے کہا ہی ہو الصحیح المشہور یعنے یہی حدیث صحیح مشہور ہے اور کہا ہے کہ دور نہین ہے کہ دونون جگہ ہو یعنے حدیبیہ مین بھی اور یہان بھی یعنے یہ دعا کرنا محلقین وغیرہ کو اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اقرب یہی ہی یعنے قریب تر اور فتح الباری

کے درمیان کہا ہی بلکہ متعین ہی یہی تو اردا اور تظافر احادیث کی جہت سے درنوین تو ارد کے معنے باہم ایک جگہ اوترنا
اور جب قدوم سے ملتین آئے ہیں مکے مین چار روز گذرے احد و اثنین و ثلاثا و اربعا ایک اور دو اور تین اور
چار اور آفتاب بلند ہوا چاشت کے وقت پنجشنبہ کے روز منا کو متوجہ ہوئے ساتھ مجموع خلائق کے اور ساتھ
اُن صحابیون کے جو احرام سے نکلے تھے اس روز حج کا احرام باندھا اور جب منا کو پہونچے نزول فرمایا اور
ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور شب کو وہان بیتوتت کی یعنے گھر لبنا اور جب آفتاب بلند ہوا منا سے
روانہ ہوئے عرفے کیطرف بعضے صحابی تکبیر کہتے تھے اور بعضے تلبیہ یعنے لبیک کہنا حضرتؐ نے کسی پر انکار
نکیا کیونکہ مقصود ذکر ہے اور تسبیح اور تحمید اور لفظ سے تلبیہ کہنا اولی اور افضل ہے نمرہ کہ بر وزن حمرہ نام
ہی ایک موضع کا عرفات کے نزدیک پہونچے قبہ حضرتؐ کا اُس جنابؐ کے حکم سے اُسجگہ کھڑا کیا گیا تھا وہان
آنکر اوترے اور نماز صبح جمعے کے روز کی وہان پڑھی اور جب دھوپ ڈھلی فرمایا راحلے کو زین باندھ
اور اُسپر سوار ہوکر لبطن وادی مین آئے اور خطبہ پڑھا نہایت بلاغت سے اور اُس خطبے مین قواعد
مسلمانی اگرچہ معلوم بھی تھے تقریر اور تاکید فرمائی اور بنیاد شرک اور جاہلیت تمامی اوکھاڑ ڈالی
اور اوضاع جاہلیت کو ساتھ دوسروں کے پاؤن کے نیچے لائے اور فرمایا کہ خون اور اموال تمھارے
حرام ہین تمپر اس روز کی حرمت کے مانند یعنی جس طرح یہ روز حرام ہی اور یہ بلد مراد روز سے روز عرفہ ہے
اور مہینے سے ذیحجہ اور بلد سے مکہ معظمہ مراد ہی اور فرمایا جو کچھ امر جاہلیت رکھی گئی ہی سب میرے پاؤن کے
نیچے یعنے جو کچھ اوضاع اور رسوم جاہلیت تھے سب کو باطل کیا مینے اور کان لم یکن کیا مین نے یعنے گویا
نہین ہین وہ رسوم اور اوضاع جاہلیت کے اور عادت عرب ہے کہ جس چیز کو کہ نیست اور نابود اور باطل
کیا چاہین کہ بار دیگر اُسکے نزدیک نہو وین اور رجوع طرف اُسکے نکرین کہتے ہین کہ اُس چیز کو ہمنے
اپنے پاؤن کے نیچے کیا اور فرمایا کہ خون جاہلیت کے تمام موضع مین ہدر ہین کہ جسکا جس کسی پر دعوی خون
کا ہی جو جاہلیت مین واقع ہوا تھا اب اُس دعوی کو مینے برطرف کیا اور اول خونون سے جون مینے خون کو
مین نے ہدر کیا سو ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہی ماجرا اُسکا یہ کہ یہ ابن ربیعہ بنی سعد کے قبیلے
کے درمیان استرضاع کرتا تھا یعنے طلب شیر کرتا جسطرح کہ حضرتؐ نے بھی اسی قبیلے کے درمیان استرضاع
کیا تھا اور یہ قبیلہ مشہور تھا رضاع مین یعنی دودھ پلانے مین اوس قبیلے کی عورتین لوگون کے
بچون کو دودھ پلاتی تھین اور حارث بن عبد المطلب عم رسول خدا کا اور ربیعہ ابن عم اُسکا صحابی

اور یہ خون یعنی ربیعہ تھا اُس جنابؐ سے اور نام اُسکے بیٹے کا ایاس تھا کہ دودھ پیتا تھا بنی سعد کے قبیلے میں
اور ایک جنگ کے درمیان جو بنی سعد اور ہذیل کے قبیلے میں واقع ہوا تھا ایک تیر اُس لڑکے کو پہونچا اور مر گیا بنو
عبد المطلب دعوی اُس خون کا اوپر رکھتے تھے اور حضرتؐ نے اُس خون کو ہدر کیا اور بنو عبد المطلب کو اُس دعوے
سے باز رکھا اور فرمایا جاہلیت کے ربا اُس موضع میں رکھے گئے یعنے موقوف اور ہدر کیے گئے اور ربا کہتے ہیں
سود کھانے کو اور قریش کی عادت تھی کہ جاہلیت میں ربا کھاتے تھے اور دعوی اُن دمیوں کا جو ربا سے
تھا ایک دوسرے پر رکھتے تھے اُس دعوی کو بھی اُس جنابؐ نے بیخ و بنیاد سے اوکھاڑا اور باطل گردانا اور
فرمایا کہ اول جس ربا کو کہ میں باطل کرتا ہوں عباس بن عبد المطلب کی ربا ہے اور اُس جنابؐ نے اِس
خطبے کے درمیان وصیت کی امت کے تئیں کہ عورتوں سے مراعات اور ملاطفت کریں اور احسان اُن
کے حق میں کریں اور جو حق عورتوں کے مردوں پر ہیں اور مردوں کے جو عورتوں پر سو سب بیان کیے
اس جاے پر اگر مناسب ہو تو حق عورتوں کا جو مردوں پر ہے اور جو حق مردوں کا عورتوں پر ہے تمام مفصل
بیان کرتا اور فرمایا پرہیز کرو اور ڈرو خداے عزوجل سے عورتوں کے حق میں کہ کوفتہ کیا ہے تم نے
اونکو بہ اجماع سے خدا تعالے کے امر سے اور اُسکے عہد سے اور استحلال کیا ہے یعنے کھولنا اور تصرف کیا ہے
تم نے اُنکی فرجونکو حضرت حق کے کلمے سے اور حکم سے اور فرمایا تمھارے واسطے اوپر اُن عورتوں کے یعنے تمھارا حق
یہ ہے عورتوں پر کہ بچھونے سپرد نکریں تمھارے فرشتونکو کسی سے ایسا کہ جسکو تم مکروہ رکھتے ہو یعنے مرد بیگانہ کے
تئیں اپنے نزدیک جگہہ نہ دیویں اور اگر کریں یہ کام تو مارو تم اُنکے تئیں یعنے نہ ایسا مارنا سخت جس سے
اُنکو الم پہونچے اور عورتونکا حق تمھارے اوپر رزق کسوت ہے یعنے پوشاک ساتھ معروف اور انصاف کے
یعنے عرف کیا گیا یعنے جیسا پوشاک عورتیں پہنتی ہیں اور فرمایا تحقیق چھوڑا ہے میں نے درمیان تمھارے ایک چیز
کے تئیں کہ ہرگز گمراہ نہوگے تم اگر چنگل مارو تم اُسپر یعنے اگر پیروی کرو اُسکی مراد کلام اللہ ہے اور خطبہ
پڑھنے کے بعد اور وصیت کرنیکے پیچھے پوچھا اصحاب سے کہ قیامت کے روز پوچھے جاؤگے تم مجھ سے یعنے پوچھیگا
کہ میں نے کیا معاملہ کیا تمسے اور کیسی زندگانی کی میں نے درمیان تمھارے تم اسکا کیا جواب دوگے اور کیا
کہوگے اور کیا گواہی دوگے عرض کی کہ گواہی دینگے ہم یا رسول اللہ کہ تم نے خدا کے فرمانونکو پہونچایا
اور امت کو تم نے نصیحت بواجبی کی اور جو کچھ حق تھا تمھارے اوپر رسالت اور دعوت کے ادا کرنے کا سو
آپ نے ادا کیا اور جو امانت آپکے پاس تھی سو آپ نے جہاد راہ خدا میں کیا پس پیغمبر خداؐ نے انگشت

شہادت کو طرف آسمان کے اوٹھا کر پھیرا یا اور کہا اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد اور فرمایا اے گروہ اسلام تین
چیزیں ہیں کہ سینونکو صاف اور پاک گردانتی ہیں اول اخلاص عمل کہ اخلاص کے معنی پاک اور خالص کرنا دوستی کا
اور اطاعت پیدا کرنا دوم یہ کہ خیر خواہی برادر مومن کی کرنا سوم لزوم جماعت مسلمین لزوم کے معنی ملازم ہونا
کسی چیز کا اور فرمایا چاہیے جتنے یہاں حاضر ہیں جو کچھ سنے کہا غائبونکو پہونچا دین غائبوں سے مراد وہ لوگ
ہین جو انکے بعد پیدا ہوں اُس جناب کی امت سے اور درحالیکہ حضرت عرفے کے درمیان کھڑے ہوئے تھے
ام الفضل بنت حارث عبد اللہ بن عباس کی والدہ نے ایک قدح شیر کا اُس جناب کیواسطے بھجوایا قدح
حضرت نے لیا اور شیر کو تناول کیا ایسا کہ لوگوں نے دیکھا اور جانا کہ حضرت صائم نہیں ہیں اور کہا ہے یعنے
فقیہوں نے کہ روزہ عرفہ کا سنت ہے مگر اُن لوگوں کیواسطے نہیں جو واقفان عرفات ہوں واقف کے معنی کھڑا ہونیوالا
یعنی اُسپر روزہ سنت نہیں جو عرفات میں کھڑا ہوتا کہ ناتوانی مانع کار نہووے بعد اسکے حضرت اپنے راحلے سے
نیچے اوترے اور بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور پیغمبر خدا نے نماز ظہر اور عصر کی ساتھ جمع اور قصر کے
ادا کی ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز سنت اور نفل کی
نہیں پڑھی اور یہ واسطے تعجیل وقوف کے اور قصد امتداد زمان دعا کیواسطے تھا وقوف بمعنی کھڑا رہنا اور
تعجیل جلدی امتداد بمعنی دیر ہونا لازمی اور متعدی دونوں آیا ہے زمان بمعنی وقت اسجگہ کہتے ہیں کہ وہ کیا
مقام ہے جسمیں فرض نفل کی خاطر کیواسطے ترک کریں کہتے ہیں کہ وہ عرفات ہے کہ اسمیں فرض جو وقت عصر ہے
نفل کی جہت سے جو وجا بعرفات ہے ترک کرتے ہیں اور بعد اسکے کہ جمع بین الصلوتین یعنی سب متفق ہیں اس
بات پر کہ عرفے کے درمیان دونوں نمازوں کے باہم جمع کرنا اُس کے درمیان اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک
اُس روز کی جہت سے ہے اور ایک جماعت شافعیہ سے بھی اسی بات پر ہیں اور اکثر شافعیہ کے نزدیک سفر کی جہت سے
ہے یعنے یہ کہ دونوں نمازوں کا جمع کرنا یعنے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر اور عصر کے نماز ایک
ساتھ پڑھنا اور یہ جو اہل مکہ وغیرہ جو لوگ کہ مسافر نہ تھے اونھوں نے بھی جمع کیا اور حضرت
نے انکو منع نکیا اور تقریر فرمایا سو دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ جمع کرنا نسک کی جہت تھا نہ یہ کہ
سفر کی جہت سے ہو نسک کے معنے عبادت کرنا اور قربانی کرنا مگر یہ کہ کہیں کہ یہ یعنی جمع بین الصلوتین
پیغمبر خدا کی متابعت اور صحبت کی جہت سے تھا لیکن قصر خود سفر کی جہت سے تھا البتہ اور حدیث
میں آیا ہے کہ حضرت نے بعد ادا سے رکعتین فرمایا اتمام کرو اے اہل مکہ اپنی نماز کے تئیں کہ ہم اہل سفر

ہین اور جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوے سوار ہوکے عرفات مین آئے اور دامن کوہ عرفات کہ جسے جبل الرحمة کہتے ہین نزدیک اسکے کالے کالے بڑے بڑے پتھر جو ہین اور وہان ایک عمارت ریتی مین نکلی ہوئی اور لوگ اسکو مطبخ آدم کہتے ہین یعنی آدم کا باورچیخانہ کہتے ہین کہ تعین موضع وقوف حضرتؐ کا یعنے جہان کھڑے ہوتے تھے حضرتؐ عرفات کرکے سو کسی شخص کو معلوم نہین ہوا لیکن صخرات کی نزدیک اگر کوئی کھڑا ہووے اور ہر ساعت ہر مکان مین ان مکانونکے درمیان پھرے تو موقف شریف یعنی حضرتؐ کے کھڑے رہنے کی جگہ کو پاوے اور چڑھنا اس پہاڑ پر کچھہ معتبر نہین ہی سنت اور ثواب مین اور حضرتؐ نزدیک اسی صخرات کے قبلہ رو کھڑے ہوتے تھے اونٹ کے اوپر اور دعا اور تضرع اور ابتہال شروع کیا تھا اوس جنابؐ نے اور تضرع اور ابتہال اس مقام مین بہت مطلوب ہے اگر کچھہ بکا بھی حاصل ہو یعنی اگر کوئی رووے بھی تو وہ علامت قبول و اجابت ہی اور حضرتؐ نے دعا کی وقت اپنے ہاتھہ سینے کے برابر رکھے تھے جسطرح کوئی مسکین حاجت مانگتا ہو اور جو دعا کی اس روز یعنے عرفے کے روز ماثور ہو یعنے اثر کی ہوئی سو بہت ہین اور جو کچھہ سفر السعادت کے درمیان مذکور ہی اور فرمایا حضرتؐ نے کہ بہترین دعا جو مین پڑھتا ہون اور مجھہ سے آگے جو پیغمبر گذری ہین پڑھتے تھے یہی دعا ہی کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر یہان تک کہ آفتاب تمام غروب ہوا حضرتؐ روان ہوے اور عرفات کے روز یہ آیہ نازل ہوا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت منا لکم الاسلام دینا اور افاضہ انوار ایمان اور ادرار امطار رحمت اور فتح ابواب قبول و اجابت مترا کم اور متوالی ہی افاضہ یعنی بہت ہونا اور پانی چھڑکنا اور ادرار یعنے مینہہ برسنا زور سے فتح یعنے کھلنا اجابت قبول کرنا متراکم گنجان تلے اوپر بیٹھنا متوالی پے در پے ہونا کسی چیز کا اور حدیث مین آیا ہے کہ دیکھا نہین گیا شیطان زیادہ خوار اور حقیر اور زیادہ غم اور غصہ کھانیوالا کسی روز جیسا کہ عرفے کے روز مین اس جہت سے کہ دیکھا اسنے نزول رحمت الٰہی کو اور مغفرت آدم کے بیٹون کی اور بدر کے روز کہ دیکھا اس مردود نے جبرئیلؑ کو کہ ملائک کی صفین آراستہ کرتے تھے اور کہا ہے کہ بدبخت وہ شخص ہے جو اس موقف مین کھڑا ہو یعنے عرفات مین اور گمان کرے کہ مین آمرزیدہ نہین ہون اور یہ بھی حدیث مین آیا ہی کہ مباہات کرتا ہی حضرت حق جل وعلا فرشتون پر آدمیون سے یعنے فخر کرنا کسی چیز پر اور فرماتا ہے آیا کیا چاہا ہی یعنے کیا حاجت مانگی ہی انھون نے یعنے میرے بندون نے کہ چھوڑا انھون نے میرے واسطے اپنے خان ومان کو اور اہل و اولاد کو اور آئے ہین میری درگاہ مین سر برہنہ اور

گرد آلود یاد کرتے ہوئے آزاد کیا یعنے انکو آتش دوزخ سے اور بخشا یعنے اونکے گناہونکو اور کوئی ایک ساعت وقوف کرے یعنے کھڑا ہو واسطے ادا کرنے فرض کے کافی ہی اور سنت یہ ہی کہ غروب آفتاب تک کھڑا ہووے کیونکہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ تمام آفتاب غروب ہوا اور عرفات مین اس آیت نے نزول کیا الیوم اکملت لکم دینکم الی آخر الآیہ اگرچہ نازل ہونا اس آیت کا سبب فوق تا ورسرور اور عید اہل اسلام کا ہوا لیکن بعضے جاننے والون نے اور رمز پہچاننے والون اصحاب نے آپکے سے قرب زمان رحلت اور حلول مدت فرقت کو معلوم کیا اور شکستہ دل ہوکر بیٹھ گئی اور کلیجا دہل گیا جسطرح کہ ابوبکر صدیق رضہ بھی جسوقت سورہ اذا جاء نصر اللہ کا نزول ہوا مستشعر ہوئے یعنے خبردار اور روتے تھے اور حضرت م نے بعد از غروب افاضہ کیا اور عرفات سے روانہ ہوئے افاضہ کے معنی یکبارگی روانہ ہونا لوگونکا عرفات سے تب اُس جناب نے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا یعنے اپنے ساتھ اونٹ پر پیچھے سوار کیا اور اونٹ کی مہار کو کھینچے ہوئے رکھتے تھے اور فرماتے اے لوگو آرمیدہ رہو اور ساکن چلو یعنے آہستہ اور آرام سے چلو کہ خوبی شتاب کرنے مین نہین ہی اور پرہیزگاری جلدی کرنے مین نہین اور حقیقت مین سکون اور وقار موجب سکون اعضا ہی اور قرار دل ہی اور سبب ورود نور اور استقرار مادہ حضور ہی اور علامت استقامت ہی اور جمعیت بال بال یعنی دل اور تن آسانی اور حال اور حرکت و اضطراب سبب تشویش دل اور تفرقہ باطن اور پریشانی خاطر ہی اور بنا اس منع کرنے کی دوڑنے اور ضطراب کرنے سے واسطے دریافت کرنے جماعت کے ہی نماز مین کہ بعضے بیخرد اور ابلہ لوگ کرتے ہین یعنے جلدی اور اضطراب کرتے ہین نماز مین اسواسطے ہی یہ منع اور حضرت نے مازمین راہ سے مراجعت کی مازمین صیغہ تثنیہ کر کے نام ہی دو تنگ دردن کا کہ ایک درۂ درمیان عرفہ اور مزدلفہ کے ہے اور دوسرا بین مکہ اور منا کے اور وہی طریق جو عیدگاہ کے چلنے مین حضرت مسلوک رکھتے تھے راہ کے چلنے پھرنے کی مخالفت کی رعایت کے پھرنے مین بھی مسلوک رکھی کہ ضب کی راہ سے آئے اور مازمین سے پھرے اور اثنائے راہ مین اُس جناب نے اونٹ کی مہار تھوڑی سی ڈھیلی کی جس طرح سریع اور بطی کے درمیان چلتے تھے اور جب کسی کشادہ جگہ پہونچتے تو تھوڑا استعجاب شتر کو راہ مین لاتے اور جب کسی بلندی پہ پہونچتے تب ناقے کی مہار کو چھوڑ دیتے تا کہ وہ آسانی سے اوپر بلندی کے چڑھتا اور تمامی راہ مین تلبیہ کہتے تھے یعنے لبیک اور راہ مین اُس جناب نے رغبت کی طرف ایک شعب کے شعبون سے کے

اور قریب تھے بین اُس راہ کو جو دو پہاڑونکے درمیان ہو اور اونٹ سے اترے حضرتؐ نے نقض اور حضر فرمایا
نقض کے معنی توڑنا اور حضر نقصان کرنا اور ہلکا وضو کیا نہ یہ اسباغ اور اکمال کے ساتھ جسطرح نماز کے واسطے
کیا کرتے تھے ویسا نہین اسباغ اور اکمال قریب المعنی ہین یعنے تمام و کمال وضو کیا اسامہ نے عرض کی الصلوٰۃ
یعنے یارسول اللہ مغرب کی نماز پڑھو گے فرمایا نماز آگے ہی یعنے مزدلفہ کے درمیان عشا کی نماز کے ساتھ پڑھینگے
پس سوار ہوے اور مزدلفہ کے درمیان آئے مزدلفہ ایک مکان ہی درمیان منا اور عرفات کے اور قریش
ایام جاہلیت مین اسی جگہ وقوف کرتے تھے یعنے کھڑے ہوتے تھے اور عرفات کو نہین جاتے تھے اور کہتے
تھے کہ ہم حرم خدا کے ہمسایے ہین حرم سے باہر نجاوینگے حرم کے لغوی معنی چار دیواری اور مزدلفہ کے
درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کامل کیا اور حکم سے اُس جناب کے اذان دی گئی
اور اقامت کی گئی اور نماز شام حضرتؐ نے پڑھی آگے اُس سے کہ اونٹون کے بوجھے اوتارے جاوین اور
اونکو بٹھاوین اور جب بار اونٹون کے اوتارے گئے پھر اقامت کی گئی اور عشا کی نماز حضرتؐ نے پڑھی
اور نماز خفتن کے واسطے اذان دی نہ گئی اور مغرب اور عشا کے فرض مین اور کچھ نہ پڑھا یعنے سنت
کی نماز وغیرہ نہین پڑھی اور یہان سے معلوم ہوا کہ جمع درمیان مغرب اور عشا کے ایک اذان اور دو اقامت
سے تھا جسطرح عرفات مین گذرا درمیان نماز عصر اور ظہر کے اور حدیث بخاری و مسلم مین اسامہ بن زید
سے بھی یون ہی آیا ہی اور یہ زفر کا مذہب اور شافعی کا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور مالک روایت مین
احمد سے اور بہت ائمہ سے یہ آیا ہی کہ ایک اقامت سے نماز حضرتؐ نے ادا فرمائی اور یہ روایت بھی
ابن عمر سے صحیح مسلم کے درمیان آئی ہی اور ترمذی نے اسکو تحسین کیا ہی یعنے نیک کہا ہی اس روایت
کو اور تصحیح اُسکی کی ہی یعنے صحیح رکھا ہی اور ترجیح کیا ہی اس حدیث کے تئین اور یہ بہانت کے کہ جب عشا
اس مقام مین اپنے وقت پڑھے افراد اقامت سے اور اعلام کرنا اُسپر حاجت نہی یعنی جدا جدا اقامت کرنا
اور نماز عصر عرفے کے درمیان غیر وقت مین تھی پس احتیاج پڑی طرف زیادت اعلام کے واللہ اعلم اعلام کے
معنی آگاہ کرنا عشا کی نماز کے بعد حضرت رسولؐ نے استراحت فرمائی اور احیاء شب نفرمایا مراد جاگنا رات کا ساتھ
اسکے کہ کمال ضبط رکھتے تھے اور جاگنے کے رعایت اعتدال کی جہت سے اور حق بدن کی رعایت کے لیے پس
جب فجر طالع ہوئی نماز صبح کے تئین اول وقت مین اس جناب نے ادا کیا نہ پیش از وقت جیسا کہ بظاہر احادیث
گمان کرتے ہین اور وہ جو بعضی حدیثون مین واقع ہوا ہی کہ پیش از وقت حضرتؐ نے نماز پڑھی مراد

پہنچی نزد وقت عشاء اور ظہور صبح ظہور تمام بے شبہہ ہی اور تحقیق کہ ظاہر ہوا طلوع کرنا فجر کا حضرتؐ کو وحی سے
اور لوگون پر مشتبہ تھا پس سوار ہوئے اور مشعر حرام مین آئے اور وہ یعنے مشعر ایک تل ہی درمیان مزدلفہ کے
اور اوپر اُسکے ایک عمارت نئی بنی ہی پس مشعر مین کھڑے ہوے اور منھ طرف قبلہ کے لائے اور دعا
اور تضرع اور ابتہال مین مشغول ہوے اور سفر السعادت کے درمیان ابو داؤد و ابن ماجہ سے عباس رضی
بن مرداس سے آیا ہی کہ حضرتؐ نے دعا کی اپنی امت کے لیے عشیہ عرفہ کے درمیان عشیہ بروزن فعیلہ زندگانی
کرنا جواب آیا مغفرت کی یعنے مگر ظالم کے تئین کہ البتہ اُسے مظلوم کی جہت سے پکڑونگا پس کہا پیغمبر خداؐ
نے اے میرے پروردگار تو قادر ہی اگر چاہے تو مظلوم کو تو بہشت دے اور ظالم کے تئین بخشے اُسوقت
جواب اس دعا کا نہ آیا الٰہی کیا احوال ہوگا اُن ظالمونکا جنھون نے اہل بیت رسول کو دکھ دیا اور ظلم
وجبر کیا اور رسول خدا کے نواسے کا سر خنجر بُران سے کاٹا سو نہ بخشیگا خدا اُن ظالمونکو جنھون نے
دکھ دیا آل نبیؐ کو ٭ الٰہی ایک کو تو اُن سے مت چھوڑ ٭ عذاب نار مین رکھ اُن سبھی کو ٭ حدیث
مخبر صادق سچ برحق ٭ ستایا ظلم سے جسنے علیؑ کو ٭ محقق جا وہ پر ناحق کیا جور ٭ حقیقت
مین ستایا ہے نبیؐ کو ٭ پیمبر پر ستم جسنے کیا ہو ٭ تو خالق کی ہے لعن اُس مدعی کو ٭ جب
مزدلفہ کے درمیان رسول خدا آئے صبح کی پھر اعادہ کیا اُس دعا کے تئین جواب آیا اجابت کیا
یعنے یا محمد جو کچھ تو نے چاہا پس ہنسے سرور عالمؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ ہمارے مان باپ فدا ہون تمھارے اوپر یہ وہ ساعت نہ تھی کہ آپ اسجگہ ہنسین ہمیشہ ہنسا رکھے
آپکو خدا تعالیٰ نے فرمایا عدو اللہ ابلیس نے جب جانا کہ اجابت کیا ہے خدا تعالیٰ نے میری دعا کو
اور بخشا میری اُمت کو اُسنے خاک اپنے سر پر اُڑائی اور واویلا کر کے اُسنے فریاد کی پس ہنسا مین
اُسکی جزع اور فزع کرنے سے اور کہتے ہین امت سے اس جگہ وے لوگ ہین جو عرفے کے
واقف ہین یعنے کھڑے رہنے والے اور اس جگہ سے کہتے ہین بعضے کہ حج یکفر حقوق العباد
بھی ہوتا ہی تکفیر سے آیا ہی بہ معنے مزیل یعنے زائل کرنے والا اور چنانچہ کلام اللہ مین آیا ہے
یکفر عنھم سیاتھم یعنے زائل کرتا ہے خدا حج کرنے والون سے سیآت اُنکے اور حقوق عباد جو گناہ
اور ستم اور ظلم اور دین وغیرہ بندون کا عباد پر واقع ہوا اور اسی کی طرف اشارت کی ہے
لفظ بھی جہان کہا کہ بسبب حج کے حقوق عباد بھی خدا بخشتا ہی یعنے اور گناہ جتنے خدا کے بندہ

کرتا ہی حج کرنے سے سب بخشے جاتے ہین بلکہ حقوق عباد بھی انتہی شرحی اور طبرانی کہتا ہی کہ یہ محمول ہی یعنی حقوق عباد کا
بخشے جانا اوپر اسبات کے کہ اسنے توبہ کی اور عاجز آیا وفای حق سے یعنی حق عباد کے ادا کرنے سے تب بخشا جاویگا
نہین تو نہین اور بیہقی مانند ابو داؤد اور ابن ماجہ کی روایت کے لایا ہی اور کہا ہی اسنے کہ اسکے تئین شواہد بہت ہین
اگر یہ صحیح ہی تو حجت ہی یعنے دلیل ہی اور نہین تو قول الٰہی جل شانہ ویغفر ما دون ذلک یعنے دلیل ہی اور نہین تو
قول الٰہی بخشتا ہی خدا ما دون اسکے یعنے شریک کے یعنے جتنے گناہ شرک سے سوا ہین انکو بخشیگا ہی بس ہے
اور ظلم بھی ما دون شرک ہی اور بالجملہ حقوق اللہ بخشے جاتے ہین حج کرنے والون سے اور حقوق عباد مین
خلاف علما یعنے انکا بخشا جانا معلوم اور فضل اللہ واسع ہی اور ظاہر احادیث عام ہے واللہ اعلم رجعنا
الی المطلب اور حضرت تکبیر اور تہلیل اور ذکر مین تھے یہانتک کہ طلوع آفتاب نزدیک ہوا تکبیر اللہ اکبر کہنا
اور تہلیل لا الہ الا اللہ کہنا پس طرف منا کے روانہ ہوئے اور اس جناب نے فضل بن عباس کے
تئین اپنا ردیف فرمایا اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتا تھا اور اس راہ مین حضرت نے
فضل بن عباس کے تئین فرمایا کہ سنگریزے اٹھا دے واسطے رمی جمار کے چنے سے بڑے اور بندق سے
چھوٹے رمی بمعنی پھینکنا حج کے درمیان اور بندق مٹی کی گولی کو کہتے ہین اور ابن عمر سے بعرۂ غنم کے
مانند آیا ہی یعنے بکری کی مینگنی کے برابر اور اسکے تئین حصی خذف کہتے ہین اس سنگریزہ پھینکنے کے
تئین اور حصی جمع حصاۃ ہی بمعنی سنگریزہ اور خذف بروزن صرف بمعنی سنگریزہ ڈالنا دو انگلیون سے
اور اگر اس سے بھی بڑے کنکر ڈالین یعنے بعرۂ غنم سے تو جائز ہی اور خلاف سنت ہی پس فضل بن عباس
نے سات سنگریزے زمین سے چنکر رسول خدا کو دیتے اور یہ واسطے آج کے روز کے جو روز عید ہے
جمرۃ العقبہ کے مارنے کے واسطے کفایت کرتے ہین اور اگر تین روز کے واسطے کوئی سنگریزے
اٹھاوے تو ستر اٹھایا چاہیے سات عید کے روز کے واسطے اور ترسٹھ ایام تشریق کے لیے ہر روز اکیس
اکیس بعضون نے کہا ہی کہ بہتر ہے کہ عادت اسوقت یہی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اس سے زیادہ
سنگریزے اٹھا دے تو بہتر ہی شاید ایک اور انہین سے گر جاوے یا گم ہو لیکن حدیث سات کی واقع
ہوئی ہے اور حضرت نے اپنے دست مبارک سے وہ سنگریزے پاک فرماتے تھے یعنے گرد و غبار اسکا اور
بعضے کے نزدیک یہ ہی کہ اگر انکو دھو دین تو بہتر ہے ایام تشریق تین دن کو کہتے ہین بعد عید کے
اور جمرہ بمعنی سنگریزہ مارنا حج مین تین مرتبے اور گمان اہل عرب اور روم کا یہ ہے کہ پیش از بہار مین

جمرے آسمان سے زمین پر آتے ہین پہلا جمرہ پانی مین اثر کرتا ہی اور اُسکی برودت کم کرتا ہے اور جمرہ دوم زمین
مین اثر کرتا ہی اور جمرہ سوم اشجار مین تاکہ اُسے حرکت مین لاوے کہتے ہین ان تینون جمرون سے شکم
زمین کا گرم ہوتا ہی اور اُس سے بخار نکلتا ہی انوری انھین معنون پر کہتا ہی مصرع ع ہم جمرہ بر آورد ہم جزوہ برد
نفس را تو یعنی اس مقام سے کچھ علاقہ نہین رکھتے لیکن زیادتِ بصیرت کیواسطے مینے یہان شرح کی اور
سنگریزہ نجس کے پھینکنے مین دو قول ہین یعنی وہی جو اوپر پوچھنا سنگریزے کا اور دھونا اس راہ مین ایک
عورت نہایت خوبصورت قبیلہ خثعم سے آگے آئی اور سوال کرنے لگی کہ یا رسول اللہ میرا باپ بہت
بڈھا ہی اونٹ پر سوار نہین ہو سکتا آیا حج کرون اُسکی جانب سے فرمایا نعم یعنے ہان حج کر اُسکی طرف
سے اور فضل بن عباسؓ جو حضرتؐ کا ردیف تھا اُس عورت کی طرف نگاہ کرتا تھا وہ عورت بھی اُسکی
طرف تاکتی تھی اور اور فضل بن عباسؓ بہت خوشرو اور خوش مو تھا اور سرخ سفید صاحبِ حسن
پس حضرتؐ اپنا دست مبارک فضل کے منھ کے آگے حجاب کرتے تھے ان دونون کے آپس مین نظر کرنے سے
اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ مروڑا حضرتؐ نے فضل کی گردن کے تئین عباسؓ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ اپنے ابن عم کی گردن کو کیون مروڑا فرمایا دیکھا مینے مرد جوان کے تئین پس امین نہوا
مین انھون پر وسواس شیطان سے یہ دونون آپسمین گرفتار ہون اور اسی راہ مین ایک بڑھی آگے آئی
اور اُسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری مان نہایت عاجز اور ناتوان ہو گئی ہے اور اگر مین اُسے اونٹ
پر باندھتی ہون تو بیم ہلاک ہی آیا حج کرون اُسکی طرف سے فرمایا اگر تیری مان پر دین ہوتا تو تو ادا کرتی
یا نکرتی اُسنے عرض کی ہان ادا کرتی فرمایا پس حج اپنی مان کی طرف سے ادا کر کہ خدا کا دین ادا کرنا
بہتر ہے اور اس حدیث مین دلالت ہی جواز نیابت پر حج مین اور اس مسئلے مین ایک تفصیل ہے
مذکور کتب فقہ کے درمیان اور حضرتؐ بطن محسر بروزن مشدد پہونچے بطن محسر نام ہے ایک وادی کا
کوہ منا کے آگے تب وہان حضرتؐ نے اونٹ کو تندی سے ہانکا اور جلدی اُس وادی سے پار ہو گئے
اور سنت ہی راکب کو اور اگر پیادہ ہو تو بھی وہان سے تیز گذرے اور جلدی پار ہو وے اور یہ وہ
وادی ہی کہ پہونچا اصحاب فیل کے تئین جو کچھ قرآن مین مذکور ہے مترجم اس مقام مین جرأت
کرتا ہی جو اشخاص منتہی ہین اور عالم انکو احوال اصحاب فیل کا معلوم ہے لیکن بعضے ہندی زبان
عامیون کو کیا معلوم اسواسطے مجمل اس احوال کو یہان بیان کرون تاکہ معلوم ہو اور مجھے یادگاری

فیر یاد کرین وباللہ التوفیق ہمارے پیغمبرؐ کے زمان ولادت کے قریب کفار نے ایک تبکدہ عظیم بنایا اسواسطے کہ اطراف
کے لوگ اُسکی زیارت کرین اور نعوذ باللہ من ذلک کعبے کو نوبت ہتک ہو اور اُس سے لوگ بے اعتنائی کرین ایک عرب نے
سکنا بیت اللہ سے وہان جاکر اُس تبکدہ مین بفراغت پیخال کی اور اُس بیت الشیطان کو خوب گوہ در گوہ کر کے
اپنے مکانکو پھر آ جب گروہ شیطان اِس گوہاچھی سے واقف ہوئے دماغ اُنکے پیشاب ہوگئے اور آتش
غیرت اور حسد اُنکی دوبالا ہوئی آئین وے کنّاس صورت خنّاس سیرت مجتمع ہوکر ابرہہ کے پاس گئے اور
اُس حبشی نژاد کو کوئلے کیطرح سلگایا یہان تک کہ آتش غضب سے لال ہوگیا اور یہ کہنے لگا کہ جبتک کعبے کو
خراب نکرونگا نعل در آتش رہونگا غرض اُسی آتش خو سیاہ رو نے بہت سا لشکر و حشر اطراف سے جمع
کیا اور فیل سپید کو منگوایا اور لشکر انبوہ ٹیڈی سا ساتھ لیکر چلا اور اِس موضع مین جو اوپر مذکور ہوا آپہنچا
اُسوقت رئیس اور پیشوا حضرت رسول خدا کے دادا عبد المطلب تھے جہان مین کھلبلی پڑ گئی کنوؤن کے پانی
سوکھ گئے مگر غریبون کی آنکھین عرب پہاڑون پر جا چھپین زمین سیاہ ہوگئی اور آسمان سرخ اور اُسی گروہ کے
لوگ چارون طرف سے لوٹنے لگے چنانچہ مواشی عبد المطلب کے بھی لوٹ مین گئے الحاصل ابرہہ نے پوچھا یہانکا
رئیس کون ہے اور پیشوا اُسکے ندیمون نے عرض کی عبد المطلب اُسنے عبد المطلب کو بلوایا جب وے اُسکے حضور
گئے الطاف الٰہی سے اور نور محمدی کی برکت سے جو اُنکی پیشانی مین چمک رہا تھا اور وے نہایت حسین اور صاحب
جمال تھے ابرہہ کیایک دل مین عبد المطلب کی محبت لایا اور اُسنے دل مین کہا کہ یہ عجب لطیف اور شریف جوان ہے
کہ مینے ایسا کبھی نہین دیکھا اگر یہ شخص مجھ سے درخواست کعبے کی کرے تو مین اُسکی التماس سے کعبے کو ہدم
نکرون دل مین یہ ٹھہرا کہا مانگ مجھ سے کیا مانگتا ہے عبد المطلب نے کہا مین تجھ سے کچھ نہین چاہتا مگر میرا
سامان اور مواشی جو تیرے لوگ لائے ہین سو مجھے پھیر دیوین ؂ امیدوار بود آدمی بخیر کسان + مرا بخیر تو
امید نیست شر مرسان ؎ ابرہہ اس بات سے بد دماغ ہوا کیونکہ اُسنے اتنی بڑی بات دل مین ٹھہرالی تھی اور
مضمون یہ سنا بولا مین تجھے بغلط کچھ اور ہی سمجھا تھا اور یہانتک کہ اگر کعبے کیواسطے تو مجھسے التماس کرتا تو
مین بخشدیتا اور تو نے مجھسے ایک حقیر چیز کی درخواست کی کہ میری شان سے نہایت بعید عبد المطلب نے
کہا مینے اپنا مال تجھسے مانگا اور کعبہ میرا مال نہین اُسکا مالک ایسا شخص ہے کہ وہ آپ ہی اُسکا
محافظ ہے اور تیری کیا بساط جو مین تجھسے کعبے کو مانگون ابرہہ یہ سنکر دونا غضب مین آیا عبد المطلب اپنے
مواشی کو لیکر واپس پھرے اور ابرہہ اپنے تجمل اور لشکر سے فیل سفید کو آگے کرکے آمادہ ہوا کعبے کے انہدام

کی غرض سے جب اُس موضع میں فیل پہونچا ایسا بند ہوا کہ آگے نہ چل سکا ہر چند اُسے ہانکتے تھے قدم نہ بڑھاتا تھا اور
یکایک حکم آلہی سے ایک لشکر سبز طائروں کا دریا کی سمت سے پیدا ہوا ہر ایک کی منقار میں ایک کنکرا یہ لشکر طیور اس لشکر دشمن
سیرت پر ہوا میں چھا گیا اور لگے کنکر برسنے جسکے سر پر ایک کنکر پڑتا تھا سر سے سُرین کے بیچ تک تیر کی طرح
پار کرتا تھا نعوذ باللہ من غضب اللہ اور کہتے ہیں کہ ہر ایک کنکر پر اُس لشکر کے ایک بشر کا نام ثبت تھا
غرض مع فیل غارت ہونے لگا اُنمین سے بعضے بھاگنے لگے لیکن بھاگین کہان خدا کے غضب سے جہان جاوین
وہان اُن کے ساتھ ہی ہے ابرہہ نے جب یہ حالت دیکھی سراسیمہ ہوا اور بے تحاشا وہانسے بھاگا بھاگ حبش
مین پہونچا اور نجاشی کے پاس جا کر حقیقت حال بیان کرنے لگا نجاشی نے پوچھا وہ جانور کیسے تھے ابرہہ نے
کہا کیا کہوں کچھ کہا نہین جاتا دیکھنے مین تو ایک چڑیے کی طرح ہر ایک تھا پر کیا کہوں کہ اُسکی چونچ کا کنکر کیا
بلا تھا نجاشی نے کہا دیکھو تو یہ جانور کیسا ہے خدا کی قدرت سے وہی طائر اون طائرون سے ایک اوس
جگہ اُس کے سر پر ٹھیرا ہوا تھا جو نہین ابرہہ نے سر اوپر اُٹھایا اور اُسے دیکھا کہا ہان ہان یہ وہی
جانور ہے اُسی وقت اُس طائر نے کنکرا اپنی چونچ سے اُس کے سر پر چھوڑا اور ابرہہ تمام ہوا اور اسی
واسطے اس جگہ کو محسر کہتے ہین یعنے اسی بطن محسر کو جہان حضرت جلد پار ہوئے کہ فیل اس محل سے
نہ چل سکا اور رہ گیا عاجز ہو کر اور محسر تحسیر سے آیا ہے اور تحسیر کے معنی درماندہ اور عاجز اور منقطع کرنا
اور اس وادی نے عاجز اور منقطع کیا فیل کے تئین مکے مین آنے سے کہ اُسے لاتے تھے مکے کو ڈھانے کے
واسطے اور عادت شریف حضرتؐ کی یہ تھی کہ جون سے موضعون مین کہ دشمنان خدا پر بلا اور عذاب نازل ہوا تھا
جلدی اُس موضع سے گذرتے جسطرح غزوہ تبوک کے سفر مین جب لوط پیغمبر کے قریہ مین اور اُنکے گھرون پر پہونچے
حضرتؐ جلد وہانسے گذرے اور اصحابؓ کو بھی امر کیا کہ اس جگہ سے جلد پار ہون اور اسیطرح چلے
جاتے تھے منا کے مابین کی راہ مین یہانتک کہ اسفل وادی مین چاشت کے وقت آسکے اور جمرۃ العقبہ
کے برابر کھڑے ہوئے اور جمرہ دراصل بمعنی سنگریزہ ہے بعد اُسکے کثرت استعمال سے غالب آیا
اون موضعون پر یعنے اُن مکانون کا نام خود جمرہ ہوا جہان جمرات پھینکتے ہین اور وہ تین موضع ہین
جمرۂ اولی مسجد خیف کی طرف کی جب مزدلفہ سے درمیان کی کہتے آدین اول اُسپر گذر کرتے ہین
اُسکے بعد جمرۂ وسطی بعد اُسکے جمرۃ العقبہ اور عقبہ پہاڑ کی راہ نکلنے کو کہتے ہین اور یہ جمرہ دامن کوہ مین
واقع ہوا ہے اور یہ مکے کی طرف ہے لیکن نحر کے اول روز حضرتؐ جو مزدلفہ سے آسکے اون

جمرۂ اولی اور وسطی سے گذر کرکے ابن جمرہ کے برابر آکر کھڑے ہوئے نحر یعنی ذبح کرنا اونٹ کا اور کعبے کے تئین دست
چپ کیطرف چھوڑا اور منا کے تئین دست راست کی جانب اور حالیکہ سوار ہی تھے کہ ساتون کنکر ایک ایک کرکے
پھینکے جو رمی جمرات ثلث حضرت نے کیا اسوقت پیادے تھے اور اگر حاجی لوگ اسکو بھی سوار ہی کرین تو جائز ہی
لیکن اور اولی افضل یہ ہی کہ پیادے کرین جیسا کہ سنت مین آیا ہی اور رمی جمار کے بعد حضرت نے تلبیہ کے تئین
قطع کیا یعنی لبیک کہنا موقوف کیا اور بعد از رمی یعنی کنکر پھینکنے کے بعد نزول گاہ کو پھرے مسجد خیف کے پاس
خیف اس مکان کو کہتے ہین جو منحدر ہو پہاڑ سے اور مرتفع ہو سیل آب سے اور وہ بڑی ایک مسجد ہی منا کے
درمیان اور ایک گنبد جو اسکے صحن مین ہی مکان ہی حضرت پیغمبر کا اور اس مقام مین جو نزول گاہ حضرت م
کا تھا وہان اس جناب نے خطبہ بلیغ پڑھا اس طور سے کہ آواز مجموع خلائق کو جتنے اپنے خیمون مین تھے
پہونچے اور دیر پہونچنا آواز کا دور اور نزدیک کو اور سنوانا اسکا جملہ معجزات سے تھا اس جناب کی اور اس
خطبے کے درمیان اعلام کیا خلائق کے تئین عرفے کے روز کی حرمت پر اور فضل پر اسکے جو حق تعالے کے
نزدیک ہی اور فرمایا کہ زمانہ پھرا اور پر اسی ہیئت کے اور اسی وضع کے جیسے دل رکھتا تھا جس روز سے کہ پیدا کیا
حق تعالے نے سال اور بارہ مہینون کے تئین انمین سے چار مہینے حرام فرمائی تین مہینے متوالی یعنی پے در پے
ذیقعدہ، ذیحجہ، اور محرم اور چوتھا رجب درمیان جمادی الثانی اور شعبان کے اور فرمایا خون تمھارے
اور مال تمھارے اور آبروئین تمھاری حرام ہین یکدیگر پر اور فرمایا نزدیک ہی کہ آگے آؤ تم اپنے پروردگار کے
اور پوچھے حضرت حق تمسے تمھارے کردارون کو دانا اور آگاہ رہو چاہیے کہ بعد میرے مت پھرو دین سے اور
گمراہ مت ہو اور ایک روایت مین یہ کہ مت ہو میرے بعد کافر کہ مارین بعض تم سے گردن بعض کی اور
جانو تم کہ جو کوئی خیانت کریگا خدا اور رسول خدا کی حق مین اور خلق کے حق مین وہ اپنی ذات سے خیانت
کریگا دانا اور آگاہ رہو کہ مینے پہونچایا حکم پروردگار کے تئین تمکو اور فرمایا چاہیے کہ پہونچاوین یہ احکام
حاضر غائبون کے تئین مراد غائبون سے ہم لوگ ہین جو انکے بعد پیدا ہوئے اور قیامت تک ہوتے جاوین
گے اس جناب کی امت سے اور لوگون کو فرمایا کہ مناسک حج سیکھو اور شاید دوسری بار حج نکرون اور امر
کیا کہ بسمع و طاعت میرے امر کی فرمان برداری کرو ہمیشہ کہ کتاب اللہ پڑھو اور دین اور شریعت کی
مخالفت مت کرو اور فرمایا اعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم یہ فرمایا
اور وداع کیا اور وہان سے منحر مین آئے منحر کے معنے اونٹ کے ذبح کرنے کی جگہ اور وہ ایک

موضع ہی مشہور مناسک بادار کے درمیان کہ اسے منحر النبی کہتے ہین اور مجموع سو شتر تھے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے حضرت نے نحر کیے اپنی عمر شریف کے برسون کے عدد کر کے اور آیا ہی کہ نزدیک لائے جاتے تھے پانچ اونٹ تاکہ پیغمبر خدا نحر کرے اور اونٹ نزدیک ہوتے تھے اور ازدحام کرتے تھے اور ہر ایک اپنے تئین اُس جناب ص کے نزدیک لاتا تھا اور سبقت کا ناتھا کہ پہلے اُسے پیغمبر نحر فرماوے اور سینتیس اونٹ حضرت م نے علی کو دیے اور امر کیا کہ نحر کر دا اور اُس جناب نے شاہ ولایت مآب کو شریک گردانا ہدی کے درمیان اور امر کیا کہ ہر ایک اونٹ کے گوشت سے ایک ٹکڑا لیکر دیگ مین ڈالکر پکایا جاوے پس گوشت اور شوربا اُسکا پیغمبر خدا نے علی مرتضی کے ساتھ تناول فرمایا اور علی مرتضی کو حکم کیا کہ پوست اور جھول اونٹون کی مسکینون کو بخشین اور قصاب کو اُس سے کچھہ نہ دیوین یعنے اونٹون کے چمڑے چھیلنے والون کو اُسکے چمڑے وغیرہ نہ دیوین اور اجرت اُن کی علیحدہ پاس سے دیوین اور روایت مسلم مین جابر سے آیا ہی کہ ذبح کیا حضرت م نے ایک بیل اپنی نسا کی طرف سے اور ایک روایت مین نحر کیا عائشہ کی طرف سے ایک بیل اور کہتے ہین کہ اُس روز دو گوسفند بھی اُس جناب نے ذبح کین جب فارغ ہوئے نحر کرنے سے تب امر کیا کہ تمام زمین منا کی منحر ہے یعنے جائے نحر اور منحر مخصوص نہین بعضے مکانون پر یعنے ایک جگہ نہین جہان چاہین نحر کرین پس حلاق کو طلب کیا یعنے سر مونڈنے والے کو اور اُس جناب نے حلق کیا جب حلاق جسکا نام معمر بروزن جعفر بن عبد اللہ قرشی عدوی قدیم الاسلام تھا وہی معمر پیغمبر خدا کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہوا اور استرہ ہاتھ مین لیا تب حضرت نے نظر کی معمر کے منہہ کیطرف اور فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمہ اذنیہ و فی یدک الموسی یعنے ای معمر قادر گردانا تجھکو رسول خدا نے اپنے نرمۂ گوش پر اور حال یہ کہ تیرے ہاتھ مین استرہ ہی یعنے آگاہ اور ہوشیار اور قدر اس نعمت کی جان پس عرض کی پیغمبر سے واللہ یہ کھڑا ہونا میرا اور قدرت پانا میرا اس مقام مین ہر آئنہ نعمت خدا کی ہی مجھپر اور منت خدا ی عز و جل کی ہی مجھپر فرمایا حضرت م نے نعم اسی طرح ہی اور یہ عظیم نعمتون سے ہی اسوقت حضرت م نے اشارت فرمائی حلاق کو تاکہ ابتدا کرے جانب راست سے اور ظاہر مراد اُس جناب کی جانب راست سے ہے اور متفق علیہ حدیث مین جو مشکوۃ مین ہی تصریح اوپر اسی بات کے آئی ہی اور صحیح یہی ہی اور بعضون نے حلاق کے جانب راست کو اعتبار کیا حدیث متفق علیہ سے یعنے سب متفق ہین اس حدیث پر جب حلاق جانب راست کے حلق کرنے سے فارغ ہوا تب اُن بالون کو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قسمت کیا اوپر حاضرون کے

اور اشارت فرمائی کہ جانب چپ کو بھی حلق کرے اُن سب بالون کے تئین حضرت نے ابوطلحہ انصاری کو جو زوج ام سلیم کا یان انس بن مالک کی ہے عطا کیا اور اسی جہت سے بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کو عطا فرمائی بال سکے اور ابوطلحہ نے جانب راست سے بھی ایک حصہ پایا تھا سب آگے اور یہ فضل اور عنایت اُس جناب کی اوپر اسکے ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم اور جب حلق کرنے سے فارغ ہوئے اور سب لوگون کو ایک مو یا دو مو حصہ پہونچا

مرا از زلف تو موئے بسند است ۰ فضولی میکنم بوئے بسند است ۰ چرا ست کہ میکشی برجان عشاق ۰ ضعیف مغلوب را موئے بسند است ۰ یہان تک کہ حلاق نے انگشتان مبارک کے تئین تقسیم کیا اور وہ بھی اصحابؓ مین تقسیم ہوے اور بیشتر اصحابؓ نے حلق کیا اور بعضون نے تقصیر یعنے کترنا بالون کا اور حضرت نے حلق کو تفضیل دی اوپر قصر کے چنانچہ گذرا بعد اسکے پیش از زوال حضرت مکے مین گئے اور طواف کیا اور یہ طواف ارکان حج سے ہی اور فرائض حج سے اور اسکو طواف افاضہ کہتے ہین اور طواف زیارت بھی بولتے ہین اور جب طواف سے فارغ ہوئے چاہ زمزم کے نزدیک آئے اور عباس کو اور اُن کی اولاد کو کہ سقایت بیت اللہ منصب انکا تھا اور پانی کھینچ رہے تھے فرمایا کہ اگر نہ یون ہوتا ای آل عباس کہ لوگ تم پر غلبہ کرین تو مین آپ نیچے اوترتا اور پانی کنوین سے کھینچتا اور تمکو سقایت پر اعانت کرتا اس کام کے فضل اور بزرگی کی جہت سے یعنے اگر مین یہ کام کرون تو بعد سنت ہوجاوے یہ کام میری اُمت پر اور لوگون پر اور سب اس کام پر میری متابعت کا قصد کرکے ہاتھ ڈالین اور تم پر غالب آوین اور نوبت تم تک اس کام کی نہ پہونچے اور منصب عالی تمھارے ہاتھ سے جاوے پس ایک دلو پانی کا حضرت کے حضور لائے پس تناول فرمایا کھڑے ہوے اور کھڑا ہونا اس حالت شرب مین بیان جواز کے واسطے تھا یا واسطے کسی اور ضرورت اور حاجت کے کہ کثرت ازدحام کی جہت سے جگہ نہتی یا کوئی اور ضرورت اور حاجت ہو واللہ اعلم اور بعضے کہتے ہین کہ کھڑے پانی پینا مخصوص آب زمزم اور بقیہ آب وضو ہی اور یہ بحث بیان عادات شریف مین گذرا وصل شرب کے درمیان اور حضرت اس طواف مین راحلے پر سوار تھے اور سبب سوار ہونے کا بعضے کہتے ہین کثرت ازدحام سے تھا یا اس قصد سے ہو کہ لوگون کو شرف بخشین تاکہ تمامی لوگ مجموع حاضرین اُس جناب کو دیکھین اور طواف کی کیفیت کو سیکھین اور اوس کے آداب

اور احکام کو معلوم کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کے پائے مبارک میں ایک زخم تھا اور از روئے ضرورت
سوار طواف کیا اور ناقہ اس جناب کا مامون تھا مسجد کی تلویث یعنے آلودگی کرنے سے جیسا کہ تھا اور
در زمان یعنی فی الحال منا کو پھرے اور ظہر کی نماز منا میں پڑھی اور ایسا ہی صحیحین میں ابن عمرؓ سے اور
صحیح مسلم کے درمیان دوسری ایک روایت ہے عائشہؓ اور جابرؓ سے آیا ہے کہ نماز ظہر مکے میں پڑھی اور بعضے علما
اس حدیث کو ترجیح دیتے ہیں کہ راوی اسکے دو شخص ہیں جابرؓ اور عائشہؓ اور جابر اعرف ہے حجۃ الوداع
کی حدیث پر یعنے زیادہ عارف اور عائشہؓ اخص یعنے مخصوص تر رسول خدا کی اور بعضے ترجیح ابن عمرؓ کی
حدیث کی کرتے ہیں کہ متفق علیہ ہے یعنے سب اس پر متفق ہیں اور رجال اس کے اعظم اور
اجل ہیں یعنے بزرگتر اور شیخ ابن ہمام نے کہا ہے کہ اگر ہم تکلف کریں جمع بین الحدیثین کے تئیں یعنے
ابن عمرؓ اور عائشہؓ کی حدیث ان دونوں کو اگر ہم جمع کریں تو کہیں ہم کہ حضرت نے نماز مکے میں
پڑھی اور گمان کریں کہ حضرت نے منا میں نماز پڑھی بنا بر اعادہ کرنے اسکے یعنے نماز کے
اس سبب سے کہ مطلع ہوئے حضرت اس پر کہ موجب نقصان تھی وہ نماز جو اول ادا کی ہے
پس جب مراجعت کی طرف منا کے رات کو وہاں بیتوتت کی یعنی قیام اور دوسرے روز نحر کے روز کے
بعد انتظار کیا تاکہ آفتاب نے زوال کیا تب پیادہ حضرت پیش از ادائے صلوۃ ظہر جمرۂ اولیٰ کی طرف
تشریف لائے اور وہ وہ جمرہ ہے جو مسجد خیف کے نزدیک اور سات سنگریزے پھینکے اور ہر ایک کنکر کے
ساتھ تکبیر کہتے تھے جب رمی کرنے سے فارغ ہوئے یعنے سنگریزے پھینکنے سے چند قدم محل رمی سے
آگے بڑھے اور مستقبل قبلے کے کھڑے ہوئے اور اتنے وقت تک دعا میں رہے جتنی دیر میں
سورۂ بقر کوئی پڑھے اتنی دیر دعا پڑھنے میں تھے اور دعا سے فارغ ہوئے جمرۂ وسطی پر آئے اور اسی
طریق سے رمی کی اور اس جگہ سے براہ دست چپ کئی قدم درمیان وادی کے چلے اور کھڑے ہوئے
اور دعا کی اور طویل فرمائی یعنی دیر کی دعا میں اور روان ہوئے یہانتک کہ جمرۃ العقبہ
کے پاس آئے کھڑے ہوئے کعبے کو طرف دست چپ کے اور منا کو طرف راست کے کیا اور رمی کیا اور
در ساعت بے توقف پھرا اور اس محل میں دعا نہ کی اور حکمت اسبات میں موکول بعلم نبوت
ہے یعنے دو جمروں میں دعا کی دیر تک اور سوم میں توقف نہ کیا اس میں جو حکمت تھی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور علما اسمیں دو وجہ رکھتے ہیں ایک

یہ کہ یہ جمرہ راہ میں ہی اور اژدحام عظیم تھا اور جگہ کھڑے رہنے کی نہ تھی دوم یہ دعا صلب عبادت میں ہی جس طرح
جمرۂ اولی اور وسطی میں تھا افضل ہی اُس سے جو در پی عبادت کے ہو جس طرح اس جمرے کے درمیان ہی واللہ اعلم
اور حضرت نے نفر کے درمیان یعنی منا سے نکلنے میں جلدی نہ کی اور یوم النفر عید اضحے کے تیسرے روز کو کہتے
ہیں اور لیلۃ النفر اُس شب کو بولتے ہیں جس شب حجاج منا سے بار کر کے رواں ہوں اور عرفات سے روانہ ہونے
کو افاضہ کہتے ہیں اور مزدلفہ سے چلنے کو دفع کہتے ہیں اور منا سے چلنے کو نفر بلکہ تین روز تک وہاں اقامت کی
یہ جملہ متعلق اوپر کے جملے سے جو مذکور ہوا کہ پیغمبر خدا نے منا سے نکلنے میں جلدی نہ کی بلکہ تین روز کامل وہاں ہی
رہے اور بعض نے چوتھے روز جو روز سیزدہم ہی اور آخر ایام التشریق بعد از زوال رمی کر کے روانہ ہوا اور محصب
بروزن مشدد کے درمیان جو مکان ایک ہی مکے کے باہر اور حصبا یعنے سنگریزے اُس میں بہت ہیں حضرت صلعم نے
نزول فرمایا اور خیف بنی کنانہ اسی جگہ کا نام ہی اور اُسے ابطح بھی کہتے ہیں اور ابطح یعنے سیل واسع
جسکے درمیان باریک سنگریزے ہوں جسطرح وادیوں میں اور ندیوں میں ہوتے ہیں اور بطحا اور بطیحہ کا جو
بطحا اور ابطح نام ہی اسی جگہ سے ہی اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز حضرت صلعم نے اسی جگہ ادا کی
اور یہ تحصیب یعنے اس سنگریزوں میں اُترنے کے تئیں علما کہتے ہیں کہ یہ امر اتفاقی ہی کہ ابورافع جو
گماشتہ اور عہدہ دار دربار سید ابرار کا تھا اُسنے خیمہ وہاں کھڑا کیا اور حضرت صلعم تشریف لائے اور
وہاں ہی نزول فرمایا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سنن حج سے اور تمام مناسک حج سے ہی کیونکہ حضرت صلعم نے
منا کے درمیان فرمایا تھا انا نازلون غدا انشاء اللہ تعالی بخیف بنی کنانہ یعنے ہم نزول کرنے والے ہیں کل
فجر کو اگر خدا نے چاہا بخیف بنی کنانہ کے درمیان کنانہ اسجگہ کا نام ہی اور کافروں نے اس مقام میں سوگند
کھائی تھی اور عہد باندھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے آمیزش نکریں اور مناکحت اور مواصلت نکریں جب
تک کہ وے رسول خدا کو ہمکو نہ سونپیں پس حضرت صلعم نے محصب کے درمیان قصد نزول کیا کہ شعار
اسلام ظاہر فرماویں اُس محل میں جہاں کفار نے شعار کفر ظاہر کیا تھا اور شکر نعمت حق بجا لائے اور
غالب یہ ہی واللہ اعلم کہ توقف اور تحصیل کرنا حضرت کا وقت عشا تک عائشہ رض کے اعتمار کی جہت سے
تھا اور اعتمار عمرہ کرنا اور اگر یہ نہوتا شاید دیر اس سے کمتر کرتے اور جب یہ بندۂ ضعیف یعنے مؤلف
اس کتاب کا شیخ امام اجل اکرم عبدالوہاب متقی قادری شاذلی کی خدمت میں منا سے محصب میں آیا
نماز ظہر اُنھوں نے اس جگہ ادا کی اور سوئے اور عصر کی نماز بھی وہاں ہی ادا کی اور فرمایا اتنا احتراز

شرف اور سعادت اتباع کرنا کافی ہی اور یہ عبارت عرب کی روش سے فرمائی کہ ہٰذا القدر یکفی بزاید انشاء اللہ یعنے
اس مقام میں اسقدر بس ہے زائد سے اور کچھ تھوڑا شب کو بھی سوئے اور جب بیدار ہوئے سوار ہوکر مکے میں گئے
اور طواف وداع کیا اور یہ طواف واجب ہی غیر اہل مکہ پر یعنے جو مسافر ہوں دوسرے ملک کے اور اس طواف
میں رمل نکیا رمل کے معنے زیادتی اور افزونی کرنا کسی کام میں لیکن دو رکعت طواف کی ادا کی کیونکہ وہ وظیفہ ہر
طواف ہی مطلقًا یعنے بلا قید واجبًا کان او نفلًا یعنے عام ہی اس بات سے کہ وہ دو رکعت نماز واجب ہو یا نفل
اور ام المؤمنین عائشہؓ نے اس فرصت کے درمیان رغبت کی کہ عمرہ ادا کریں حضرتؐ نے انکو اجازت دی اور
انکے بھائی عبدالرحمن کو انکے ہمراہ فرمایا تا کہ تنعیم کے درمیان جو حرم کے باہر ہے جا کر احرام باندھا اور مکے
میں آئیں اور عمرہ ادا کیا اور ہنوز شب تمام نہوئی تھی کہ عمرے کے اعمال سے یعنے کاموں سے فارغ ہوئیں
اور محصب کو مراجعت کی پس حضرتؐ نے رحیل کی ندا کی اور اصحاب نے رحلت کی اور مدینے کو روانہ ہوے
اور اسفل مکہ کی طرف سے یعنے راہ نشیب سے جسکو کُدا کہتے ہیں بر وزن جدا بخلاف اُس راہ کے جس سے
در آمد ہوئے تھے جو اعلا تھی جو مکہ سے ہے یعنی بلندی چنانچہ عادت شریف تھی حضرتؐ کی راہ کے اختلاف میں
درمیان آنے اور جانے کے یعنی جس راہ سے تشریف لاتے تھے اُسکے برخلاف دوسرے راستے سے برآمد ہوتے
تھے اور بعضے فضلا نے کہا ہی کہ آنا جانب علو سے واسطے تعظیم شان بیت اللہ کے تھا اور باہر آنا جانب سفل سے
اُسکے فراق کے حزن کے سبب سے تھا اور کہتے ہیں کہ سنت ابراہیمؑ کی بھی ایسی ہی تھی اور وداع کے وقت
حضرتؐ نے وقوف کیا ملتزم کے درمیان ملتزم نام ہی جگہ کا اور وقوف کے معنے کھڑا رہنا اور وہاں اُس جناب
نے دعا کی اور آیا ہی کوئی آفریدہ نہیں جو ملتزم کے درمیان کھڑا رہے اور اپنی حاجت حضرت رب العزت سے
درخواست کرے مگر یہ کہ حاجت اُسکی روا ہو اور ملتزم اُس جگہ کو کہتے ہیں جو مابین حجر اسود کے ہے اور
کعبے کے نام اُس جگہ کا التزام کے معنے لازم کرنا اپنے اوپر اسواسطے کہ التزام کرتے ہیں اُسکو اور چسپیدہ
ہوتے ہیں اوپر اُسی کے اور مسافت مابین اُسکے ایک باع ہی جسطرح ایک کف دست دراز ہوا اور دوسرا
اوپر حجر کے اور یہ التزام مستحب ہے کہ بعد از وداع کرتے ہیں اور بھی سرور عالمؐ زمزم پر گئے اور نفس نفیس
خود ایک ڈول اُس سے کھینچا اور پیا اور بقیہ آب کو کوئیں میں ڈالا اور وداع کے وقت پیچھے قدموں پھیرے
متحسرًا باکیًا یعنے حالانکہ حسرت کرنے والے اور بکا کرنے والے تھے بکا کے معنے رونا اور اسیطرح ہی سنت
خانہ کعبہ کی وداع کے وقت اور نماز صبح کے برابر ادا کی اور نماز میں سورۂ والطور کو پڑھا اور نماز کے بعد روانہ ہوئے

اور جب راہ مین منزل روحا کو پہونچے رات کے وقت ایک جماعت سوارون کو دیکھا انکو سلام فرمایا اور پوچھا
تم کون ہو فرمایا مین رسول خدا ہون پس ایک عورت آگے آئی اور اپنے لڑکے کو محفہ سے اُسنے نکالا اور آگے لائی اور
عرض کی کہ یا رسول اللہ اس طفل کو حج کرنا درست ہو فرمایا ہان درست ہو اُسے حج کرنا اور تجھے بھی اُس سے ثواب ہو
اور جب ذی الحلیفہ کے درمیان پہونچے شب کو وہان اُس جناب نے اقامت کی اور صبح مدینے کو روانہ ہوئے اور
عادت شریفہ قدوم لانے مین مدینے کے درمیان چاشت کو وقت تھی اور گھر مین قدوم لانے مین شب کو گھر مین یعنے
پیش آنا یعنے داخل ہونا شب کے وقت کو نہی فرماتے تھے اور دوست رکھتے تھے اسکو کہ قادم یعنے پیش آنے والا
پہلے کچھ اپنے گھر بھجوا دے تاکہ وہ یعنے گھر والے استعداد اور تہیہ اُسکے قدوم کا کرین اور جب اُس جناب نے طرح بچی
کو دیکھا بشہود عظمت و کبریائی الٰہی اور ظہور آثار قدرت نامتناہی عزّ و علا اور مشاہدہ انوار اور اسرار ارض بلدہ
مطیبہ کا اور ملاحظہ شرف اور بزرگی اس مقام عالی کی کرکے تین بار تکبیر کی اور بعد اسکے مطابق اپنی سنت مستمرہ کے
جو وقت قدوم اوپر شہر کے رکھتے تھے بشکرانہ اعانت اور نصرت اور کمال دین اور اتمام نعمت اور تیسیر نا
بخیر و عافیت اور پہونچنا اپنے مکان امن و سلامت کے درمیان کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک

وله الحمد وهو علی کل شیٔ قدیر آیبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ

وہزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شیٔ بعدہ پس مدینے مین داخل ہوئے والحمد للہ علی نعمۃ الاتمام وعلی اتمام
النعمۃ و صلی حضرت سرور عالم فخر بنی آدم خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ نے اثنا ء راہ راجعت مین جب غدیر خم کی
منزل مین نزول فرمایا ارشاد فیض بنیاد کیا الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم یعنے آیا نہین جانتے
تم لوگ کہ مین نزدیک تر اور دوست تر ہون مومنون کے تئین مومنون کی ذاتون سے جیسا کہ قرآن مجید مین
بھی آیا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم اور ایک روایت مین آیا ہو کہ حضرت م نے تین مرتبے فرمایا
اس الفاظ کے تئین اور مراد اس سے یہ ہو کہ مین امر نہین کرتا مومنون کے تئین مگر اُس چیز مین جسمین صلاح
اور نجات دنیا اور آخرت انکی ہو بخلاف اُنکے نفوس کے یعنے ذاتون کے کہ کبھی طرف شر اور فساد کے
بھی کھینچتے ہین قالو بلی یہ جواب ہو اُس سوال کا جو حضرت م نے کہا الستم الخ یعنے کہا سبنے کہ ہان تم
اولی بالمومنین من انفسہم ہو اور ایک روایت مین آیا ہو کہ فرمایا کہ گویا مجھے اُس جہان مین بلایا ہے
اور مین نے اجابت کی جانو تم کہ مینے درمیان تمھارے دو امر عظیم چھوڑے کہ ایک دوسرے سے بزرگ
ہو یعنے ایک سے ایک بہتر ہے قرآن اور میرے اہل بیت دیکھو تم اور احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونون سے

کیا سلوک تم کرو گے اور رعایت حقوق انکا کس کیفیت سے کرو گے اور وہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہین
ہوویں گے یہانتک کہ بر لب حوض کوثر مجھ تک پہونچین گے اسوقت فرمایا خدا میرا مولا ہی اور مین تمام مومنون کا
مولا ہون بعد اسکے ہاتھ حضرت علی مرتضیٰ کا اپنے ہاتھ مین لیا اور فرمایا اللهم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے ای
پروردگار جسکا مین مولا ہون پس علی مولا ہی اسکا اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ ای پروردگار دوست
رکھ تو اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ تو اسکے تئین جو دشمن رکھے علی کو اور ایک روایت مین
یہ زیادہ آیا ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ای پروردگار یاری دے تو اسکو جو یاری دے علی کو
اور مخذول کر تو اسے جو چھوڑے علی کو وادر الحق حیث دار اور گردان حق کے تئین ساتھ علی کے جس طرف پھرے
علی اور آیا ہی کہ ملاقات کی حضرت امیر المومنین علیؓ سے امیر المومنین عمرؓ نے بعد اس حکایت کے اور کہا
گوارا ہو اور بشارت ہو ای ابوطالب کے فرزند کہ صبح کی تمنے اور شام کی اور ہوئے تم مولا تمام مومنین کے
کیا مرد کیا عورت روایت کیا ہی اس حدیث کے تئین احمد نے براء بن عازبؓ سے اور زید بن ارقم
سے کذا فی المشکوٰۃ جان تو کہ اس حدیث مین نہایت فضل اور عظمت اور جلال اور تکریم ہی علی مرتضیٰ کے
تئین اور تحریص اور ترغیب ہی مومنونکے تئین اوپر محبت اور موالات اُس مولا کے اور اجتناب اور احتراز بغض
اور عداوت سے اُسکی جیسا کہ اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ دوست نرکھے گا علیؓ کے تئین مگر مومن صادق
اور دشمن نرکھے گا علیؓ کے تئین مگر منافق کاذب لیکن دلالت استخلاف مین اُسکے یعنے خلیفہ
ہونا حضرت علی مرتضیٰ کا اور نصب قائم ہونا انکا اوپر امامت کے ایسی کہ سنت اور جماعت کو اسمین سخن ہی
اور شیعہ لوگون نے تمسک کیا ہی یعنے دلیل قائم کی ہی اور دعوی نص قطعی تفصیلی مین ایسی کہ مصرح یعنے
روشن اور ہویدا واسطے علی مرتضیٰ کے کہ مولا اسجگہ معنے اولی بامامت ہی پیغمبر خدا کے اس قول کی
دلیل سے الست اولی بالمومنین من انفسہم نہ یہ کہ مولا کے معنے ناصر اور محبوب ہون اور نہین تو احتیاج
تمام اصحاب کے جمع کرنے کی اور خطاب کرنا اُنسے اور یہ مبالغہ کرنا اور دعا کرنا علی مرتضیٰ کے تئین نتھی یعنی
پیغمبر خدا نے جو فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور شیعہ لوگون نے مولا کے معنے کو اولی بامامت کیا ہے
اور اُن کی خلافت پر دلیل گردانا ہی اور کہتے ہین کہ اگر یون نہوتا تو احتیاج تمام اصحابؓ وغیرہ کے
جمع کرنے کی نتھی کیونکہ جانتا تھا اور پہچانتا تھا علی مرتضیٰ کو ہر ایک شخص اصحابؓ سے اور یہ حدیث
صحیح ہی اور اسکو روایت کیا ہی جماعت کثیر نے ترمذی اور نسائی اور احمد اور طرق اسکے کثیر ہین اور روایت

کیا ہو اسکو جمع کثیر نے صحابیون سے اور گواہی دی ہو انھون نے یعنی اصحاب نے اوپر اثبات کے جسوقت کہ نزاع کی گئی علی مرتضی سے ایام خلافت مین اور التفات نہین اس شخص کے قول پر جسنے سخن کیا ہی اوس روایت کی صحت مین اور التفات نہین کیا ہی اسکے قول پر جسنے کہا کہ والاہ والاہ اور موضوع ہی کیونکہ وارد

ہی متعدد طرق سے کہ تصحیح کیا ہی اسکے تئین ذہبی نے اور اسکے سوا اورون نے کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق المحرقہ صواعق محرقہ نام ہی کتاب کا اور کہا شیخ نے ولیکن ہم کہتے ہین شیعہ کو بطریق الزام کہ انھون نے بھی اتفاق کیا ہی اوپر اعتبار تواتر دلیل کے امامت کے درمیان تواتر کے یعنی یہ کہ جو اشخاص اوس زمانے مین تھے ان سے یون ہی دلیل سننے مین آئی اور جو لوگ انکے بعد ہوے ان سے بھی اسی طرح سنا اور انکے بعد بدستور الی یومنا ہذا یعنی خبر پڑی دریا اور کہا ہے انھون نے یعنی شیعہ نے کہ جبتک حدیث متواتر نہو اس سے استدلال صحت امامت پر نہین کر سکتے ہم کہتے ہین یعنی سنت جماعت یقین کہ حدیث متواتر نہین ہی باوجود خلاف اسکے صحت مین اگرچہ وہ خلاف یعنی صحت حدیث کا خلاف اگرچہ مردود ہو یعنے رد کیا گیا بلکہ طعن کرنے والے اسمین یعنی اس حدیث کی صحت مین بعضے ائمہ حدیث ہین اور عدول ہین یعنے سر پھرنے والے اس سے کہ ہمارا یعنے سنت جماعت کا رجوع ان سے ہی اس امر مین مثل ابو داود سجستانی اور ابی حاتم رازی وغیرہ کے روایت نہین کیا انھون نے اوس سنکے تئین اہل حفظ اور اتفاق کہ طلب حدیث مین طواف بلاد اور سیر امصار انھون نے کیا ہی مثل بخاری اور مسلم اور واقدی وغیرہ اکابر اہل حدیث سے اور یہ بات اگرچہ محل نہین صحت حدیث کی لیکن دعوا تواتر کا شمل مین اعجب عجائب سے ہی اور انھون نے یعنے شیعہ نے شرط کیا ہی تواتر کے تئین حدیث امامت مین قبیح ہر اور اہل سنت وجماعت نے رد کیا ہی شیعہ اور کلام اس مقام مین طویل ہے اور صواعق محرقہ کے درمیان مذکور ہی اور ہم تھوڑا ایک اس سے بطریق اختصار لاتے ہین کہا ہے لا نسلم یعنے صواعق والے نے کہا ہی نہین سلامت رکھتے ہم اسبات کے تئین کہ اسجگہ مولا یعنے والی ہو بلکہ یعنے محبوب اور ناصر ہے اور لفظ مولی مشترک ہی درمیان معانی متعددہ کے معتق اور عتیق اور متصرف فی الامر اور ناصر اور محبوب اور تعیین کرنا بعض معانی مشترک کا بدون دلیل کے اعتبار نہین رکھتا اور ہم اور وے یعنے سنی اور شیعہ متفق ہین اوپر ارادہ کرنے معنے محبوب اور ناصر کے اور علی مرتضی سردار ہمارے اور ناصر ہمارے اور حبیب ہمارے ہین اور سیاق حدیث بھی اسی معنی مین ناظر ہی اور ہونا لفظ

مولا کا بمعنی امام معلوم اور معہود نہیں نہ لغت میں نہ شرع میں اور کسی نے ائمہ لغت سے ذکر نہیں کیا کہ مفعل بمعنی افعل آوے اور کہتے ہیں یہ چیز اولی ہے اس چیز سے اور نہیں کہتے کہ مولا ہے اس سے پس تحریف تنصیص سے اوپر موالات کے یعنے حضرت نے جو فرمایا من کنت مولاہ الخ اس سے غرض تنبیہ ہے اوپر اجتناب کے اوس عالی جناب کے بغض وعداوت سے کیونکہ تنصیص اوپر اسکے وافی تر اور موکد تر ہے مزید شرافت کو واسطے یعنے علی مرتضی کے اور اسی جہت سے حضرت نے تصدیر کیا یعنے مقدم کیا اپنے اس قول کو الست بالمومنین من انفسہم کر کے اور دعا بھی اسی جہت سے ہے یعنے یہ جو فرمایا کہ اللہم وال من والاہ الخ اور بعضے طرق میں ذکر اہل بیت نبوت کا عموماً ہے یعنے عام اور ذکر علی مرتضی خصوصاً یعنے خاص ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک بسند صحیح آیا ہے اور یہ دلالت رکھتا ہے اوپر اسبات کے کہ مراد حث اور ترغیب اور تاکید ہے انکی محبت پر حث بمعنی برانگیختن اور یہ بھی آیا ہے کہ سبب ورود اس حدیث کا یہ ہے کہ بعض اصحاب جو علی مرتضی کے ساتھ یمن میں تھے حضرت کے حضور آئے اور انکی کچھ ایک شکایت بعضے امور میں اور انکار آمیز کیا جیسا کہ بریدہ اسلمی نے اور ذکر اسکا علی مرتضی کے سفر یمن میں کی طرف حجۃ الوداع کے ذکر کے آگے گذرا ہے اور صحیح بخاری میں آیا ہے اور ذہبی نے بھی تصحیح اسکی کی ہے پس اس شکایت کے سننے سے روئے مبارک حضرت کا متغیر ہوا اور فرمایا الست اولی بالمومنین من انفسہم الی الحدیث اور اصحاب کو بھی جمع کیا اور تاکید کی اسباب میں بریدہ نے کہا ہوئے علی مرتضی زیادہ محبوب سب لوگوں سے میرے نزدیک اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ سلمنا یعنے سلامت رکھتا ہوں اسبات کو کہ مولا بمعنے اولی ہے لیکن کہاں لازم آتا ہے کہ اولی بامامت مراد ہے بلکہ بقرب واتباع جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت علام الغیوب فرماتا ہے ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ اور دلیل قاطع بلکہ ظاہر اس احتمال کی نفی پر نہیں رکھتے ہم سلمنا مراد اولی بامامت ہے لیکن دلیل نہیں امامت پر فی الحال بلکہ مآل کے درمیان وقت بیعت میں انکو اور ترتیب ہم اصحاب ثلثہ کی ثابت ہے اجماع سے اور علی مرتضی بھی اس اجماع میں داخل ہیں اور ان چیزوں کے قرینے سے جو مصرح ہیں ابوبکر کی خلافت پر حضرت کے بعد اور کس طرح نص ہو امامت پر اور حال یہ کہ حجت نہ لائے علی اور نہ غیر انکی حاجت کے وقت اوپر اسکے یعنے حجت لانے کے وقت خلافت پر بلکہ احتجاج لائے علی مرتضی پس سکوت کرنا علی مرتضی کا احتجاج سے ایام تک دلیل ہے اوپر اسبات کے کہ نص نہیں کی کہ نص نہیں ہے اسمیں انکی خلافت پر رسول خدا کی وفات کے بعد باوجود اس کے کہ

علی مرتضی نے تصریح کی ہی نص نہین ہی حضرت سے انکی خلافت پر اور نہ انکے غیر کی خلافت پر جیسا کہ اخبار صحیحہ مین
آیا ہی کہ لوگون نے پوچھا علی مرتضی سے کہ ابتدا قتال اور حرب جو تم سے ظہور مین آیا حضرت رسول م سے
نص ہی کچھ اس بات مین یا یہ وہ چیز ہی کہ اپنی راے اور اجتہاد سے تم کرتے ہو فرمایا نص نہین ہی
اس باب مین لیکن اگلے زمانے مین امور دین وملت منتظم تھے اور مستقیم اور اسباب اجراے احکام مربوط اور
محکم تھے اسلیے تعرض نکیا مینے اوپر اسکے اور جب دیکھا مینے کہ کارخانہ دین اور ملت انشقاق اور اختلال
سے گرا رعایت نصیحت خلق اور ملاحظہ تقویت دین نے مجھے اس بات پر رکھا کہ اب مجال صبر اور وقت
تغافل نہین ہی واللہ اعلم اور صحیح بخاری وغیرہ مین آیا ہی کہ علی اور عباس حضرت م کے پاس سے
مرض موت مین باہر آئے عباس نے علی سے کہا طلب کرو اس امر کے تئین حضرت م سے اگر ہمارے
مین ہو تو معلوم کرین اسے حضرت سے پس علی مرتضی نے کہا مین طلب نہین کرتا ڈرتا ہون کہ طلب کرون
اور نہ دے الی آخر الحدیث اور اگر وہ حدیث مذکور نص ہوتی انکی امامت پر تو کیا حاجت تھی
طرف مراجعت کرنے اس جناب کے پاس اور پوچھنا اس جناب سے اور کہنا عباس رض کا کہ اگر یہ امر ہمارے مین
ہو تو معلوم کرین ساتھ قرب عہد غدیر خم کے روز سے مانند دو مہینے کے کم وبیش اور تجویز نسیان کرنا
تمامی اصحاب کے یوم غدیر کا قضیہ اور پوشیدہ کرنا انکا اسکے تئین یعنے غدیر خم کی باتون کو ساتھ
اس بات کے کہ جانتے تھے یہ بات اس قبیل سے ہی کہ عقل تجویز نہین کرتی اسے اور حضرت نے غدیر خم
کے روز کے بعد خطبہ پڑھا اور آشکارا کیا حق ابو بکر اور عمر کا اور کہا اقتدوا بالذین بعدی ابوبکر و عمر اور
تحقیق ثابت ہوا ہی کہ حضرت نے حث کیا ہی یعنے اٹھایا ہی اپنے اہل بیت کی مودت پر اور انکے اتباع پر
اور فرق ہی درمیان محبت اور خلافت کے شیعہ کہتے کہ اصحاب رض نے معلوم کیا اس نص کے تئین
لیکن اتباع نکیا اسکے تئین یعنے نص اور انقیاد نکیا ظلم و عناد اور مکابرہ کرکے اور امیر المومنین نے
جو ترک احتجاج کیا تقیہ کی جہت سے تھا اور شیخ نے کہا ہی کہ یہ کذب اور افترا ہی کیونکہ علی مرتضی قوت
تمام رکھتے تھے اور کثرت بے اندازہ اور شجاعت کو علی مرتضی کی خود کہا نہین باوجود اسکے کہ حضرت م
سے نص کو سنا ہوا اور احتجاج اوپر اسکے نہ لاوین اور عمل اسپر نہ کرین محالات سے ہی اور جب ابوبکر رض
احتجاج لاے بحدیث الائمۃ من قریش کس واسطے نہ کہا انھون نے کہ ہان یون ہے ولیکن
نص بخصوص علی مرتضے واقع احتجاج کرنا اوپر اسکے فائدہ نہین رکھتا اور بیہقی امام اعظم سے

اور ابو منیر فیروزمنے لایا ہی کہ کہا اصل عقیدہ روافض کا یہ ہی کہ تفضیل کرتے ہین اصحاب رضی کی اور رافض قائل ہین
انکی تکفیر کے اور کہتے ہین سوا کئی شخصون کے اصحاب رضی سب کافر گئے دنیا سے اور قاضی ابو بکر باقلانی
نے کہا ہی کہ جس بات مین روافض گئے ہین ابطال اسلام ہی کیونکہ جب کتمان نصوص مین اپنے چھپانا نص کا شیوہ
اصحاب رضی کا ہی یعنے عبادت اور ظلم اور افترا اور کذب اور خیانت اول احکام اسلام مین غرض نفسانی سے اُنسے
واقع ہوا ہو چنانچہ اصحاب اور جو کچھ احادیث اور اخبار اُنسے مروی ہون وہ زرا اول باطل ہون بلکہ یہ
منقصت راجع ہوتا ہی طرف رسول خدا کے کہ انکی صحبت مین ایسے اشخاص نکلے اور طرف علی مرتضیٰ
کے کہ اپنے حق کے اثبات کرنے مین قصور کیا یہ کلام شیخ ابن حجر کا ہی صواعق کے درمیان اور ہنوز طول
رکھتا ہی جو کچھ ہمنے ذکر کیا کفایت کرتا ہی واللہ اعلم اور اسی سال جریر بن عبد اللہ بجلی کے تئین حضرت م
نے ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع پر کہ وہ یعنے ذی الکلاع ممالکت کے
ملوک سے ایک تھا اور خلق کثیر اسے بخدائی پرستش کرتے تھے اور مطیع اُسکی ہوئی تھی بھجوایا اور ہنوز
جریر نے اُسکے پاس سے مراجعت نہین کی تھی کہ حضرت م نے وفات پائی اور ذی الکلاع عمر خطاب رضی
کے زمانے تک تھا اور مواہب لدنیہ سے مفہوم ہوتا ہی کہ جریر کے ہاتھ سے اسلام لایا کہا ہی یعنے
مواہب والے نے کہ بھجوایا حضرت م نے جریر عبد اللہ کو طرف ذی الکلاع کے اور ذی عمر کے
تاکہ دعوت کرے اُنکو طرف اسلام کے پس وے مسلمان ہوے اور جریر اُنکے نزدیک تھا اور روضۃ الاحباب
مین کہتا ہی کہ وہ یعنے ذی الکلاع عمر خطاب کے زمانے تک کفر پر تھا اور عمر خطاب رضی کی خلافت کے
ایام مین مدینے کے درمیان آیا اور اُسکے ساتھ اٹھارہ ہزار غلام تھے وہ اور اُسکے غلام سب
یکبارگی مسلمان ہوے اور اُنمین سے چار ہزار کے تئین آزاد کیا عمر خطاب رضی نے کہا اے ذی الکلاع جتنے
غلام تیرے باقی رہے ہین میرے ہاتھ بیچ کہ مین دو دانگ قیمت انکی ابھی جگہ نقد دیتا ہون اور
دو دانگ یمن پر لکھتا ہون اور دو دانگ شام پر ذی الکلاع نے کہا کہ آج کے روز مہلت دو
کہ اپنے دل مین فکر کرون جب اپنی منزل مین آیا جتنے غلام باقی رہے تھے سب کو آزاد
کیا اور دوسرے روز امیر المومنین عمر کی مجلس مین گیا اور فرمایا تیری فکر نے غلامون کے
حق مین کیا اقرار پایا کہا خدا سے تعالیٰ نے جو کچھ بہتر تھا میرے اور اُنکے حق مین سو اختیار کیا
عمر خطاب رضی نے پوچھا وہ کیا ہی کہا مین نے سب کو رضا سے خدا کے واسطے آزاد کیا عمر خطاب رضی نے

اسکو تشویش اور تحسین کی اسوقت ذی الکلاع نے کہا یا امیر المومنین میرا ایک گناہ عظیم ہے اور گمان نہیں
کرتا کہ حق تعالیٰ اسکو مجھے بخشے پوچھا کون سا کہا ایکبار ایک جماعت کے لوگ مجھے عبادت کرتے تھے
میں چھپ گیا بعد اسکے ایک مکان سے اپنے تئیں میں نے انکو دکھایا جب انھوں نے مجھے دیکھا لاکھ آدمی
کے قریب نے سجدہ کیا عمر خطاب نے کہا توبہ خالص نصوح اور انابت درگاہ حق میں اور اکھاڑنا اپنا دل
گناہ سے امیدواری ہے طرف مغفرت خدائے برتر کے ہر چند گناہ عظیم ہو اور روایت ہو اور کہتے ہیں کہ جب
ذی الکلاع مسلمان ہوا دیکھا اسے کہ اسنے سلطنت کو ترک کیا تھا اور تھوڑا گوشت ایکدرہم کو مول لیا اور اپنے
گھوڑے کے زین سے لٹکایا تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات اف للدنیا اذا کانت کذا ٭
انا منها کل یوم فی اذی ٭ ولقد کنت اذا قیل من ٭ انعم الناس معاشا قیل ذا ٭ ثم بدلت بعیشی شقوة ٭
حبذا هذا شقاء حبذا ٭ ان شعروں کو جو نظم ہونے کی علی الترتیب لکھتا ہوں جان کہ معنے اف کے وہ ہیں کہ تنگدلی
کے وقت کہتے ہیں کہ اف ہے دنیا سے اور میں کہتا ہوں نظم ٭ تف ہی ہے دنیا پہ جب ہو ایسی کہ
ہوں اذیت میں اس سے ہر دن ٭ معاش نعمت تھی مجکو دے پچھے کہ لوگ کہتے تھے وہ ہی محسن ٭ ہوئی بدل
عیش سے شقاوت بھلے ہیں آئے شقی مرے دن ٭ ایسا ہی روضۃ الاحباب والے نے لکھا ہے اور ذوالکلاع
کا احوال لکھا ہے اور اسے طائف کے ملوک سے رکھا ہے اور صحاح کے درمیان جوہری نے ملوک یمن سے
کہا ہے اور قاموس والے نے کہا ہے ذوالکلاع الاکبر یزید بن نعمان والاصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو بن یعفر
بن ذی الکلاع الاکبر وهما من اذواء الیمن والتکلع التحالف والتجمع وبه سمی ذوالکلاع الاصغر لان
حمیر تکلعوا علیه ای تجمعوا الا قبیلتین هوازن وحراز فانهما تکلعتا علی ذی الکلاع الاکبر یعنے
ذوالکلاع دو ہیں ذوالکلاع اکبر یزید بن نعمان ہے اور ذوالکلاع اصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو
بن یعفر بن ذوالکلاع اکبر اور یہ دونوں اذواء یمن سے ہیں اور تکلع بمعنے تحالف اور تجمع اور اس
سبب سے نام رکھا گیا اسکا ذوالکلاع اصغر کیونکہ حمیر نام ہے قبیلے کا جمع ہوئے اسکے ہاتھ پر مگر دو قبیلے قبیلہ
ہوازان اور قبیلہ حراز پس تحقیق کہ وہ دونوں جمع ہوں اوپر ذوالکلاع اکبر کے اور کہا صاحب قاموس
نے التبابعة ملوک الیمن الواحد ولا یسمی به الا اذا کانت له حمیر وحضرموت یعنے تبابعہ ملوک یمن ہیں
اور نہیں نام رکھا جاتا ملوک یمن کو ساتھ تبابعہ کے مگر جسوقت ہوں واسطے انکے قبیلہ حمیر اور قبیلہ
حضرموت اور قول الٰہی تعالیٰ کی تفسیر میں اهم خیر ام قوم تبع کے آیا ہے کہ تبع حمیری نے رفتار ہے کے

بلاد کے تئین جمع بلاد کی لشکروں سے اور بنا کیا حمیر کے تئین اور سمرقند کو کہ نام ہی شہر کا توران میں اور بعضوں نے
کہا ہی کہ ہدم کیا سمرقند کے تئین اور وہ یعنی تبع مومن تھا اور قوم اسکی کافر اور روایت کی گئی ہی رسول خدا سے
کہ فرمایا نہیں جانتا ہوں کہ تبع پیغمبر تھا یا نہیں اور یمن کے بادشاہوں کو تابعہ کہتے ہیں جیسے کہ اقیال کہتے اور بعضوں نے
سنہ احوال تبع کا بسنہ کی تاریخ مین لکھا ہی اور اسی سال ابراہیم بن رسول اللہ نے وفات پائی اور اس روز سورج
کو گہن لگا اور کہا لوگوں نے کہ سورج کا گہن لگنا ابراہیم کی موت سے ہی اور مشہود اور مشہور تھا درمیان لوگوں کے
تو حضرت نے اسکا یعنے سورج گہن کا سبب حادثہ عظیم کے ہی جس طرح کہ کسی عظیم کے اور بادشاہ کے موت
ہونی سے سبب یہ بات سمع شریف میں پہونچی فرمایا کہ شمس اور قمر دو آیت ہیں آیات الٰہی سے
یعنے دلالت کرتے ہیں کمال قدرت اور عظیم صنع الٰہی پر اور دلالت کرتے ہیں دیسے اپنے خسوف
اور کسوف سے کمال قدرت اور سلطنت باری تعالے پر اور باعث عبرت ہیں واسطے اہل دانش و بینش
کے کہ ایک ساعت میں ساتھ اوس نورانیت اور ابہت اور جلالت کے ہوتے ہیں کہ روشن کیے ہوئے
تھے مظلم اور مکسوف ہوگئے اسی طرح قادر ہی حق سبحانہ کہ نور ایمان علم کے تئین آدمیوں سے کسف
کرے اور تاریک کردے اور کسی طرح اور کسیکو موت اور حیات میں دخل نہیں ہی پس جب دیکھو تم کہ کسف
ہوئے ہیں چاند اور سورج تب یاد کرو خدا کے تئین اور صدقہ اور اعتاق کرو اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ
موت ابراہیم کی عاشر رمضان کے روز تھی یا ربیع الاول کی دسوین کو اور اس میں رد اور ابطال ہی یعنے
باطل کرنا نجومیوں کا ہی کہ کہتے ہیں کہ آفتاب کو گہن نہیں لگتا مگر چاند کے آخر تین روز میں اور نہیں
ممکن مگر ایسا ہی یعنے اسی آخری تین روز میں سورج کو گہن لگتا ہی اسکے سوا نہیں ہوسکتا اور یہاں
دسوین تاریخ ہوا نقض عادت اوپر اسکے جاری ہی اور حق تعالی قادر ہے خرق عادات پر واللہ علی کل
شئ قدیر باقی احوال ولادت اور وفات کا ابراہیم کے اپنے محل میں آویگا انشاء اللہ تعالے
اور اسی سال جبرئیل نے ایک صورت سیاہ مو یعنے بال اسکے نہایت کالے تھے اور سفید پوشاک
نہایت سفید غایت حسن وجمال میں اسکی صورت سے مجلس شریف نبوی میں طلوع کیا ایسے کہ حاضران
مجلس تعجب اور تحیر میں رہ گئے اور پیغمبر خدا کے زانو بزانو بیٹھے اور اپنے ہاتھونکو حضرت کے دونوں زانو پر یا اپنے
دونوں زانوں پر رکھے عبارت اس حدیث کی دو معنوں کا احتمال رکھتی ہی اور پیغمبر خدا سے ایمان
کے معنی اور احسان کے اور قیام قیامت اور اسکی علامات کا سوال کیا حضرت نے تمام جواب کہا

اُسوقت مجلس سے باہر گئے سید عالم ؐ نے فرمایا اُسکو بلاؤ اصحاب باہر گئے اور ہر چند اُنھون نے تلاش کی کہین نپایا فرمایا کہ جبرئیل ؑ تھا جسنے تمکو دین کی تعلیم کی اور اس حدیث کے تئین حدیث جبرئیل ؑ کہتے ہین اور کتب احادیث اُسکے ذکر سے بھری ہوئی ہین اور اول کتاب مین مشکوۃ المصابیح کے بھی مذکور ہے احتیاج اُسکی شرح کی یہان نہین ہے

ذکر وقائع سال یازدہم اور قصہ مرض و وفات آنحضرت ؐ کا اور جو کچھ کہ متعلق ساتھ اُسکے ہے

روایت کرتے ہین کہ جب رسول برحق نبی مطلق صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی بعضے اشقیا اور جہال کو داعیہ نبوت کا پیدا ہوا مسیلمہ بن یمامہ اور اسود بن عنسی اور طلیحہ بن خویلد اسدی اور ایک عورت کہ جسکا نام سجاح بنت حارث بن سوید تمیمیہ یعنے بنی تمیم کے قبیلہ سے تھی وہ عورت لیکن مسیلمہ ان اشقیاؤن سے زیادہ شہرت رکھتا تھا اور اُسے مسیلمہ کذاب کہتے تھے اور وہ اپنے تئین رحمٰن الیمامہ کہلاتا تھا کیونکہ جو شخص وحی میرے پاس لاتا ہے نام اُسکا رحمٰن ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اپنا نام رحمٰن رکھتا تھا جاہل اور اصطلاحات کے لیئے ناواقف کہ یہ نام مخصوص حضرت رب العزت جل جلالہ کا ہے اور تھا وہ ملعون کبیر السن یعنے بڈھا حیال یعنے بڑا حیلہ گر اور سابق یہ احوال گذرا ہے کہ مسیلمہ کذاب بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینے مین آیا اور جب وے لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر مسلمان ہوے تخلف کیا اور کہا اُسنے کہ اگر محمد ؐ مجھے اپنے بعد خلیفہ کرے تو مین مسلمان ہوتا ہون اور متابعت اُس کی کرتا ہون حضرت ؐ اُس لعین کی منزل مین گئے اور اُس کے سرپر کھڑے ہوے اور ہاتھ مین حضرت ؐ کے خرما کی شاخ تھی فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ڈالی خرما کی طلب کرے تو بھی نہ دون سوا اُس کے جو کچھ حکم الٰہی ہو مسلمانوں کے درمیان اور فرمایا اگر تو میرے بعد جئے تو خداے تعالےٰ تجھے ہلاک گردانے مطابق اُس خواب کے جو حضرت ؐ نے دیکھا تھا کہ گویا ہاتھ مین اُس جناب کے دو سوار تھے یعنے کڑے اُس جہت سے محزون تھے پس حکم آیا کہ اُنھون پر دم کرو جب دم کیا دونون ناپیدا ہوگئے اور حضرت ؐ نے تعبیر کیا اُس خواب کے تئین ساتھ دو کذاب کے کہ ایک صاحب یمامہ اور ایک صاحب صنعا یعنے یہی ملعون مسیلمہ اور اسود ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ یہ مسیلمہ ربقۂ اسلام مین آیا اور جب اپنے بلاد مین گیا مرتد ہوا اور نبوت کا دعوا کیا اور خمر اور زنا کے تئین حلال گردانا اور فریضہ نماز کے تئین ساقط کیا اور جماعۂ اہل فساد اُسکی مطیع اور منقاد ہوئی اور اُسنے ایک نامہ حضرت ؐ کی طرف بھجوایا اور لکھا کہ من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض لنا نصف ولقریش نصف ولکن قریش یعتدون۔

جب نامہ اسکے کذاب کا حضرتؐ کو آیا حضرتؐ نے لکھا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من
یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین پس مسیلمہ نے کفر اور طغیان پر اصرار کیا اور سجعی نامسجع اور بیہودہ باتیں بکر وہ
اور نامقبول برابر قرآن مجید کے لگایا نہ جنہیں ایسے کہ مضحکہ عالم کے عقلا کا تھا اور علم مین بھی نیرنگی اور نا
شعبدے نادر اور عجیب ظہور مین لاتا تھا اور ہر ایک نمود خوارق عادات سے برعکس اور برخلاف اسکے مدعا
کے آتے تھا چنانچہ اگر کسیکو درازی عمر کے واسطے دعا کرتا تو فی الحال وہ مرجاتا اور اگر روشنائی چشم کیواسطے دعا
کرتا تو درحال وہ اندھا ہوجاتا تھا اور جب اسنے سنا کہ محمدؐ نے مضمضہ کیا یعنے کلی اور پانی اسکا کنوین مین ڈالا
پانی اسکا افزون ہوا اور شیرین ہوگیا اسنے بھی ایساہی کیا پانی کنوین کا زمین مین دھنس گیا اور
کھاری ہوا اور ایک لڑکا اسکے سامنے لائے اور مسیلمہ نے ہاتھ اسکے سر پر ملا وہ چھوکرا اقرع ہوگیا
یعنے گنجا اور ایک چھوکرے کے تالو مین اسنے انگلی کی شکستہ زبان ہوگیا اور ایکبار اسنے ایک بستان
مین وضو کیا اور پانی وضو کا وہان چھڑکا وہان کبھی گھاس بھی نہ اوگی چہ جائے پھول کے درخت اور عادت
اللہ جاری ہی اوپر اسباب کے کہ خارق کاذب کے ہاتھ موافق مدعا نہ ظاہر ہو سچ ہی مصرع چراغ کذب را
نبود فروغی یہ ایک بار ایک مرد نے اسکے پاس جاکر التماس کی کہ مین دو فرزند رکھتا ہون ان کے حق
مین دعا کرو اس جھوٹے لپاٹی نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اور وہ مرد اپنے گھر گیا جا کر دیکھتا کیا ہی کہ ایک
بیٹے کو اسکے گرگ یعنے بھیڑیا لیگیا اور دوسرا کنوئیں مین گر پڑا اور مرگیا واہ وا کیا دعا ہی اور کیا اچھی تاثیر
زور نبوت ہی عجب کہ وہ قوم حمقا ایسی باتین اسکی دیکھتے تھے اور اس سے بے اعتقاد اور بیزار
نہین ہوتی تھی چنانچہ جہال بغرض دنیاوی اور حب جاہ کیواسطے اسکے ساتھ رفیق تھے عجب لوگ ہین اس
سرزمین کے کہ بدلے دنیا کے گنواتے ہین سچ تو یہ ہی کہ بڑے اشقیا بے دین تھے اور ظاہر ہی جنکو دنیا کی تلاش
ہو انکو دین اور دیانت اور حق شناسی سے کیا نسبت اسوقت ایک نقل شیرین مضحک سب مجھے سوجھی
کہتے ہین ایک شخص نے پیغمبری کا دعوا کیا کہ مین پیغمبر ہون اسے لوگ بادشاہ کے حضور لیگئے بادشاہ
نے اس سے پوچھا تو کون ہی بولا انا نبی مرسل بادشاہ نے کہا اسکا دماغ خشک ہوگیا ہی لے جاؤ
اسکو باورچیخانے مین رکھو اور چکنا کھانا اسے کھلاؤ غرض وہ بادشاہی مطبخ مین رہنے لگا اور نعمت
کھانے لگا ایک روز بادشاہ اپنے باورچیخانے مین آیا نظر اسپر پڑی شاہ نے پوچھا کیون تو پیغمبر ہی اسنے پھر
وہی اقرار اعادہ کیا کہا بادشاہ نے کہ ہر پیغمبر پاس جبرئیلؑ نازل ہوتے آئے ہین اور وحی لاتے رہے ہین

تیرے پاس کبھی نزول کرتے ہین اُسنے کہا واہ رات ہی کو جبرئیل میرے پاس آئے تھے پوچھا کیا وحی لائے اُسنے کہا یہ
جگہہ بہت اچھی ہاتھ لگی زنہار اسجگہہ کو ہاتھ سے مت دیجیو بادشاہ قہقہہ مارکے ہنسا اور فی زماننا دیکھو یہ بالی
کاذب کی قوم اور جانشین فاسق ناحق شناس اُسکے موجود ہین ساتھ اسکے وہ اُسکے باپ دادے اور اُس کے کلمہ کو
ابا جنید کلمہ ہمارے پیغمبر کا پڑھتے تھے اور اب شیطان بنے اور حب جاہ نے انکو ایسا ہی کہ جو بدعت وسے کرسکتے ہین
اظہر ہو اور حضرتؐ نے خود فرمایا ہی کہ عرب اشد قوم ہین مین عربی ہون لیکن عرب میرے نہین ہین اہل دنیا مراد
ایسے بدبختون سے ہی کہ حق دیکھین اور حق پوشی کرین سے اہلِ دنیا از کہین و وزمین پہ لعنت اللہ علیہم
اجمعین یہ فی نارِ جہنم خالدین فیہا ابدا خدای عزّوجل نے اپنی حکمت بالغہ سے بہشتین بنائی ہین اور بہشت کا
عرض وطول مشہور ہے اور دوزخ اُس سے عرض وطول مین زیادہ ہی پس جہنمی لوگ اگر بہت نہون تو
دوزخ کہان سے بھرے نعوذ باللہ من الکفر والبدعت والضلالۃ والبغاوت والشقاوت ربنا الی الحقیقۃ
اور جب حضرتؐ نے اس جہان سے رحلت کی اور بہشت بریں کو اپنے مقدم سے سرسبز فرمایا کام مسیلمہ کذاب
کا اس مرتبے مین پہونچا کہ زیادہ سو ہزار سے یعنے لاکھ سے زیادہ اُس نابکار کے ساتھ جہال جمع ہوئے
آخر صدیق اکبرؓ کے زمانے مین خالدؓ بن ولید کے ہاتھ سے چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اُسکے سر پر گئے تھے
اور وہ چالیس ہزار مرد جنگی سے نکلا اور فریقین کے درمیان مقاتلہ عظیم واقع ہوا اگرچہ پہلے تزلزل لشکر
اسلام مین پڑا آخر بحکم الاسلام یعلو ولا یعلی اُسنے ہزیمت پائی اور بھاگا اور ایک اہل اسلام سے اُس کے
پیچھے گئے اور وحشی جو قاتل حمزہ بن عبد المطلب کا تھا اُس کذاب کو پہونچا اور وہی حربہ جس سے حمزہ کو شہید کیا تھا
اُسپر چلایا اور دوزخ کو اُسے پہونچایا اور اسجگہہ کہا وحشی نے انا قاتل خیر الناس فی الکفر وقاتل شر الناس
فی الاسلام یعنے مین قتل کرنے والا بہترین ناس کا حالتِ کفر مین اور بدترین ناس کا قاتل ہون اسلام
مین مراد اُسی شریر پلید سے ہی لیکن قصّہ اسود عنسی کا بروزن چرخی منسوب ہے عنس بن مذحج سے
اور نام اُس کا عبہلہ ہے اور اُسے ذو الخمار بھی کہتے تھے خا معجمہ سے کیونکہ وہ ایک خمار اپنے منھ پر
ڈالا کرتا تھا اور خمار بمعنے معجر عورتون کی اسواسطے اُسے ذو الخمار کہتے تھے اور بعضون نے
اِس لفظ کو حاء مہملہ سے پڑھا ہے اور وجہ تسمیہ یہ کہی ہے کہ وہ کہتا تھا یعنے وہی اسود کہ جو شخص مجھپر
حامل وحی نازل ہوتا ہی وہ حمار پر سوار ہوتا ہی اور کہتے ہین کہ وہ ایسا کاہن تھا کہ اُس سے شعبدے
عجیب عجیب کاموں کے ظاہر ہوتے تھے کاہن بمعنے غیب گو اور لوگون کے دلون کو اپنی باتون

سے فریفتہ اور مائل کرتا تھا اور اُسکے ساتھ دو شیطان قرین تھے جس طرح کہ کاہنون کو ہوتے ہین
کہ اُسکو حوادث دہر سے اخبار پہونچاتے تھے اور تمام قصہ اور شرح حال اور مبداء اور مآل اُس ملعون
کا یہ ہی کہ باذان جو ابنائے فارس سے تھا جو کسریٰ کیطرف سے یمن کا حاکم تھا اور آخر اُس نے اسلام
کی توفیق پائی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکومت صنعائے یمن کی اُسپر مقرر رکھی اور جب وہ جہان فانی
سے گیا سرور عالم آنے ممالکت کے تئین اُسکی قسمت کیا یعنے اُسکی ممالکت سے اُسکے بیٹے شہر بن
باذان کو اور بعض موسی اشعری کو اور بعض موسی بن جبل رض کو ارزانی فرمائی چنانچہ یہ بیان گذرا ہی
پس اس اسود نے جو خروج کیا اور دعوی نبوت کا کیا تھا اپنے لشکر سے اہل صنعا پر غالب آیا اور اوس
ممالکت کو اپنے احاطۂ تصرف مین لایا اور شہر بن باذان کو قتل کیا اور مرزبانہ کے تئین جو اہلیہ
شہر بن باذان کی تھی اُسنے خواستگاری کی فردہ بن مسیک نے کہ حضرت رسول حضرت ص
کی طرف سے عامل تھا قبیلۂ مراد سے عرضداشت کی رسول خدا صلعم کو اور کیفیت واقعہ سے
اعلام کیا اور معاذ بن جبل اور ابو موسی اشعری جو اُس نواحی مین تھے ان دونون نے اپنے
تئین باتفاق ہمدیگر حضر موت مین ڈالا تاہو شہر کا اور جب یہ خبر حضرت ص نے سنی اُس جماعت کو
نامہ لکھا کہ اتفاق کر کے جس طرح ہو سکے اسود کے شر کے دفع کرنے مین کوشش کرو اور دفع مادۂ
فساد کرو پس تابعان نبوی سب ایک موضع مین جمع ہوئے اور مرزبانہ کو اُنھون نے پیغام بھیجا کہ
اِس مرد نے یعنے اسود نے تیرے باپ کو اور شوہر کو مارا ہی معیشت تیری اُس سے کس طریق سے
ہو وہ بولی کہ یہ دشمن ترین خلق خدا ہے میرے نزدیک اُنھون نے کہا پس جس طرح تو جانے
اور جس طور تجھ سے ہو سکے اِس لعین کے دفع کرنے مین تدبیر کر مرزبانہ نے فیروز دیلمی کے تئین جو
مرزبانہ کا چچیرا بھائی تھا اور نجاشی حبش کے شاہ کا بھانجا اور سال ذہم مین ہجرت نبوی سے آکر
مسلمان ہوا تھا اور ایک شخص جسکا نام داذویہ تھا مقرر کیا کہ شب کو گھر کی دیوار سے نقب مار کے
اسود کے خواب کے وقت آؤ اور اُسے قتل کرو اور جب شب موعد آپہونچی مرزبانہ نے اُسنے
صرف خمر اُسے افراط سے پلائی یہانتک کہ اسود خواب مستی مین بیخود ہوا اور اُسکی ڈیوڑھی پر ہزار مرد
چوکیدار تھے فیروز نے ساتھ ایک جمعیت کے آکر دیوار کو نقب ماری اور سر اُس نابکار کا اُسکے تن سے
جدا کیا اُس حالت مین ایک آواز سخت اُس سے جس طرح ایک بیل اڑاوے نکلی یہ آواز

اُسکے نگہبان سے نہ سُنی آگے و ڈرسے تڑپا نہ گھر سے آگے دوڑی اور آپنے کہنے لگی کہ خاموش رہو کہ تمھارے پیغمبر پر وحی آئی ہے جب صبح صادق ہوئی موذن نے اس بات سے خبر پا کر اذان کے درمیان بعد اشہد ان محمد رسول اللہ کہا و اشہد ان عیہلہ کذاب عیہلہ نام ہے اِس اسود ملعون کا سر و ر عالم کے عالموں نے یہ خبر حضرتؐ کی خدمت میں ارسال کی اور حضرتؐ کی وفات کے بعد یہ خبر مدینے میں پہونچی لیکن پیش از وفات ایک شبانہ روز حضرتؐ کو یہ کیفیت وحی سے معلوم ہوئی تھی اور حضرتؐ نے فرمایا کہ آج کی شب اسود عنسی مارا گیا ایک مرد مبارک نے اہل بیت مبارک سے بکمال جرات اور دلیری اُس نا مبارک کو قتل کیا اور نام اُسکا فیروز ہے اور اُسکے حق میں فرمایا فاز فیروز یعنے کشائش کی فیروز نے یا کشائش کی خدا نے فیروز کے تئیں اور بعضے ارباب سیر نے ذکر کیا ہے اُس لعین کے قتل کا ابو بکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں کہ عکرمہ بن ابو جہل کے تئیں ساتھ ایک فوج کے اہل اسلام سے بامارت روانہ کیا اور اس واقعے میں بھی قتل میں اسود کا فیروز ہی کے ہاتھ سے تھا لیکن اکثر محدثین اور علماے سیر اُسی بات پر ہیں جو گذر اسلئے جو مذکور ہوا کہ حضرتؐ کے حین حیات یہ واقعہ ہوا لیکن طلیحہ بن خویلد قبیلہ بنی اسد سے تھا کہ اُسنے رسول خداؐ کی رحلت کے بعد خروج کیا اور عروج پایا اور عیینہ بن حصین فزاری جسکا ذکر سابقاً غزوہ حنین اور ہوازن میں گذرا ہے ساتھ قبیلہ فزارہ کے مرتد ہوا اور انکار کرکے جا کر اُس سے ایمان لایا واہ عجب ہادی پیدا کیا مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے اور طلیحہ دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آتے ہیں اور وحی لاتے ہیں اور اول استدراج جو اُس سے واقع ہوا اور سبب گمراہی لوگوں کا ہوا یہ تھا کہ ایک روز اُسنے اپنی قوم سے سفر میں تھا اور پانی اُنکے ہمراہ تھا تشنگی غالب ہوئی کہا اُسنے ارکبوا اعلالا و اضربوا امیلد لا تجدو اہلالا یعنے سوار ہو تم میرے گھوڑے پر اور جاؤ کئی میل پاؤگے پانی کے تئیں قوم نے اسی طرح کیا اور پانی پایا اور اعراب اسی علت سے فتنے میں پڑے استدراج کے لغوی معنے فراوان نعمت دنیا حاصل معصیت میں اور اصطلاح میں مقابل کرامت ہے اگرچہ فی مقابل ہے اور جب یہ خبر ابو بکرؓ کو پہونچی ایک لشکر تجہیز کرکے اور خالد بن ولید کو امیر بنا کر طلیحہ کی طرف بھجوایا یعنی خالد روانہ ہوا یہانتک کہ قبیلہ طے کو پہونچا اور درمیان دو پہاڑوں کے سلمی اور اجار کے لشکرگاہ بنایا اور قبائل عرب جو اُس نواحی میں اسلام پر باقی تھے خالد سے ملحق ہوئے اور محاربہ کیا اور عیینہ بن حصین نے کذب اُسکا دریافت اور ساتھ بنی فزارہ کے فرار کیا اور طلیحہ کا لشکر آپس میں بکھر گیا اور طلیحہ بھاگ کر شام کو گیا اور

جتنے قبائل مرتد ہوے تھے پھر اسلام کیطرف پھرے اور بعد اسکے طلیحہ بھی آیا اور مسلمان ہوا اور نہاوند کی جنگ مین
شہادت کو پہونچا راضی ہو خدا شہیدون سے لیکن سجاح پر وزن فعال آخر مین حاء مہملہ بنت حارث عورت
ایک تھی کہ بنی تغلب کے درمیان اُسنے دعوت نبوت کی ایک قوم اُسپر ایمان لائی اور زبان و مکان اُسکا مسیلمہ
کذاب کے نزدیک تھا یعنے ہمعصر تھے ایک گروہ اُس سے موافق ہوے مسیلمہ ڈرا کہ ہمیں اگر اُس سے متعرض ہون
کہین ایسا نہو کہ جو قبائل کہ اُس نواحی مین ہین اُسکے ساتھ اتفاق کر کے تمام یمامہ پر غالب آوین
پس مسیلمہ نے تحف اور ہدایا سجاح کی مجلس مین بھجواے اور اُسکی ملاقات کا استدعا کیا اور کہا کہ بعضے
اسرار نہانی ہین کہ بالمشافہ درمیان لایا چاہیے سجاح نے فرمایا تاکہ خیمہ برپا کیا گیا اور عطر حلے
عطریات اور خوشبوئیون سے اور فرش وغیرہ سے آراستہ ہوا پس مسیلمہ وہان گیا اور دونون اُس
خیمے کے درمیان باہم بیٹھے اور ہر باب سے حکایات درمیان لاے مسیلمہ نے اپنے ہذیانات اور
مخترعات جو رکھتا تھا اُسپر ظاہر کیے اور کہا بہتر ہوگی نسبت مناکحت ہماری ظاہر اور ہویدا سجاح سے
جو کچھ مسیلمہ نے کہا سب باور کیا سجاح اور اُسکی نبوت کو سجاح نے مسلم رکھا اور تین روز یکجا باہم
رہے اور عجب کہ اِن تین دن مین اِن دونون نے زنا کی ہو مطابق اِس قول شیخ کے سعدی رحمہ
گر نشیند فرشتہ بادیو وحشت آموزد و خیانت و ریو اور عقد مناکحت کے بعد سجاح اپنی قوم
مین جو اُسکی امت تھی گئی اور مسیلمہ اپنے فرقے سے جا ملا سجاح کی قوم نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا قصہ کیا ہوا
کہا اُسنے مسیلمہ کی پیغمبری کی حقیقت مجھپر ظاہر ہوئی اور مین اُسکے عقد نکاح مین آئی امت نے پوچھا مہر کیا
مقرر ہوا اُسنے کہا مہر تعین کرنے کی فرصت نپائی اُسکی امت نے کہا نکاح بدون مہر کے نہین ہوتا تشخیص
کیا چاہیے پس سجاح مسیلمہ کے نزدیک پھر آئی اور اُسنے طلب تعین مہر کیا اور بولی کہ یمامہ کے جتنے غلے
ہین اُس سے آدھا غلہ تجھے مسلم رہے اور زیادہ اوپر اُسکے یہ کہ صبح کی اور شام کی نماز یعنے تیری امت
پر تخفیف کی اور ایک جماعت اُسنے حکم کیا کہ اُن غلون کو حاصل کرین واہ رے چڑیل اچھی تخفیف
کی اُسی مہم مین تھے کہ کوکبہ خالد بن ولید کا ساتھ لشکر عظیم کے پہونچا اور اُسنے سجاح کے
عاملون کو تغیر کیا اُنکے عمل سے کوکبہ اُن سوارون کو کہتے ہین جو ساتھ شاہ کے یا امیر وغیرہ کے
سوار ہون اور اِس معاملہ مین دو روایت ہین ایک یہ کہ معاویہ کے زمانے مین وہ یعنے سجاح اور
اُسکی قوم آکر مسلمان ہوئی اور دوسری روایت یہ کہ مسیلمہ کے بعد اُسکا ایک جزیرہ تھا اور اُس مین

مختفی ہوئی اور وہاں ہلاک ہوئی اور کسی نے اسکا نام و نشان نہ دیکھا واللہ اعلم اور آخر غزوات اور آخر سرایا سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ کا ہے کہ آپ نے دوشنبے کے روز چھبیسویں کو صفر کی سنہ یازدہم ہجرت سے طرف اہل ابنی کے لبنم ہمزہ جو دیار روم سے ہے کہ وہ جگہ مقتل تھی اسکے باپ کی یعنے حارثہ کے قتل کی جگہ جسے حضرت نے امیر کیا سریہ موتہ کے درمیان کہ اس جماعت پر غارت لاؤ اور انکے خانمان کو جلاؤ اور جانے میں تعجیل کرے تاکہ پہونچنے سے آگے خبر اس قوم کو پہونچے اور جو جانے کہ اول جواسیس جمع جاسوس کی لیجئے ہرکارون کو روانہ کیا اور طلائع بھجواوے اور راہبر ونکو اپنے ساتھ لیجاوے اور اسی فکر مین تھے کہ چہار شنبے کے روز اسی مہینے کی اٹھائیسوین تاریخ کو حضرت رسول کے تئین بیماری طاری ہوئی اور تپ اور درد سر عارض ہوا اور درد سر اور باوجود مرض اپنے دست مبارک سے ایک لوا واسطے اسکے ترتیب فرمایا اور فرمایا اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ پس اسامہ نے لوا لیا اور باہر گیا اور لوا کے تئین اس نے بریدہ بن حصیب کو دیا تاکہ اس لشکر مین علم بردار وہ رہے اور جرف الجیمتین کہ نام ہے ایک موضع کا قریب مدینے کے منزل کی اور جرف کے معنے دراصل پانی کھودنا اس مقام مین مقام کیا تاکہ سپاہ وہان جمع ہو اور حکم عالی یون صادر ہوا کہ اعیان مہاجر اور انصار مثل صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اور عثمان ذو النورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہم سب زید بن حارثہ کے ہمراہ جاوین مگر علی مرتضیٰ کے تئین ہمراہ نہ کیا کہ اس لشکر کے ساتھ جاوین یہ بات لوگون کی خاطر پر گران گذری کہ پیغمبر خدا نے ایک غلام کو اکابر مہاجرین اور انصار پر امیر گردانا اور مجلسون مین ان لوگون نے یہ باتین ظہور مین آتی تھین یعنے یون بولتے تھے جب یہ اخبار سمع مبارک مین پہونچے خاطر مبارک بہت رنجیدہ ہوئی اور غضب مین آئی اور باوجود تپ اور درد سر کے سر مبارک اپنا عصابہ سے باندھکر باہر آئے اور منبر پر متوجہا فرا ہوے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا ایہا الناس یعنے گروہ انسان میں نے اسامہ کو جو امیر بنایا تم اس سے انحراف کرتے ہو اور اسکے باپ کی امارت مین بھی غزوۂ موتہ کے درمیان سخن کرتے تھے تم یہ کیا بات ہے قسم خدا کی کہ وہ سزاوار ہے امارت کا اور اسکا باپ بھی سزاوار امارت تھا اور پہلے لوگون سے زیادہ محبوب تھا میرے پاس اور اسکا بیٹا اسامہ بھی دوست ترین مردم سے ہے میرے نزدیک اسکے بعد یعنے زید کے بعد اور یہ دونو شخص خیر ہین اب وصیت میری اسکی شان مین قبول کرو کہ وہ بہتر یاران ہی تمھارے یعنے تمھارے بہترون سے ہے پس منبر سے نیچے اترے اور محل مین

لشکر یعنی بلایئے اور آیا ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی زمان خلافت میں جب اسامہ کو دیکھتے کہتے السلام علیک ایہا الامیر اسامہ کہتا غفر
اللہ لک یا امیر المؤمنین کہتا ہی تو مجھکو امیر کیوں کہتا ہے عمر کہتے کہ تیرے تئین کہتا ہوں امیر جبتک جیتا ہوں اور کہتے عمر تھا اب کہ
جب رسول خدا صلعم نے دنیا سے رحلت کی تو ہمارا امیر تھا اسامہ رسول خدا صلعم کی وفات کے نزدیک اٹھارہ یا انیس برس کا
اور کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ربیع الاول کی دسوین تاریخ کو تھا اور اس روز گروہ لوگوں کے جو مامور تھے ساتھ جانے
جانے کے اسامہ کے نزدیک فوج فوج آتے تھے اور پیغمبر خدا سے رخصت ہوکر لشکرگاہ کو جاتے تھے اور
اس روز بیماری رسول خدا صلعم کی اور دنوں سے زیادہ تھی اور فرماتے تھے کہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو
اور گیارھوین روز اسامہ بعد رخصت لشکر سے حضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور بالین مبارک پر حاضر ہوا
اور سر آگے لیگیا اور سر اور دست مبارک کے تئین حضرت صلعم کے آستے تقبیل کی یعنی بوسہ دیا اور گرانی
مرض کی حضرت صلعم پر ایسا غلبہ رکھتی تھی کہ مجال تکلم کی نہین رکھتے تھے لیکن حضرت صلعم اپنے دست مبارک
آسمان کیطرف اٹھا کر اسامہ پر اوتارتے تھے اسامہ نے کہا کہ مینے ایسا معلوم کیا کہ حضرت صلعم نے مجھے دعا کی پس اسامہ
رسول خدا صلعم کے حجرے سے باہر آکر لشکرگاہ کو گیا صبح کو دوشنبے کے روز پھر آیا اور حضرت صلعم کو تھوڑی تخفیف حاصل
ہوئی تھی اسامہ کو حضرت صلعم نے وداع کیا اور فرمایا اغد علی برکۃ اللہ یعنی صبح کر خدا کی برکت پر اور اسامہ
حضرت صلعم کے فرمان کے مطابق لشکرگاہ کو پھرا اور حکم کیا کہ لشکر کوچ کرے اور جب چاہا کہ آپ سوار ہووے
اسکی ماں ام ایمن نے پیغام بھیجا کہ رسول خدا صلعم نزع میں ہیں اسامہ پھر پھرا اور اعیان اصحاب رضی بھی
پھر آئے اور ابوبکر صدیق رض اور عمر فاروق رض اور امثال انھون کے خود مدینے ہی میں تھے اور بریدہ بن
حصیب لوا پیغمبر خدا صلعم کے دروازے پر گاڑ کر کھڑا کیا جب پیغمبر خدا صلعم کے دفن سے فارغ ہوگئے اور خلافت امیر المؤمنین
ابوبکر رض پر مقرر ہو چکی حکم کیا کہ لوا اسکے تئین اسامہ کے دروازے پر گاڑ دیا کہ جس لشکر سے کہ رسول خدا صلعم نے
حکم کیا ہی جاوے اور جبکہ رسول خدا صلعم نے کیا ہے جاری ہو پس اسامہ مدینے سے باہر گیا اور جرف کے درمیان
نزول کیا تاکہ لوگ جمع ہوں اس اثنا میں خبر مدینے میں پہونچی کہ بعضے قبائل عرب کے مرتد ہوگئے بعض
لوگوں نے کہا کہ اگر جانا اسامہ کا موقوف ہو جب تک کہ خاطر اہل ارتداد کے تنبیہ فارغ ہوں تو بہتر ہے
مبادا کہیں وہ تئین کہ ان دنوں ایسا لشکر قوی مدینے سے باہر گیا ہی دلیر ہوں اور مدینے پر تاخت
لاوین اور اہل مدینے کے متعرض حال ہوں صدیق اکبر نے اس حکایت کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اگر جانور مجھکو
کہ اسامہ کے لشکر کے بھیجنے سے لقمہ درندوں کو ہوگا خلاف فرمان رسول کا جائز نہ رکھوں لیکن صدیق نے

اسامہ سے درخواست کی حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے تئین اجازت دو کہ میرے نزدیک رہے پس اسامہ کے اذن سے عمر خطاب نے
اُس جیش سے تخلف کیا اور جب ربیع الآخر کا مہینا آیا اسامہ نے اُبنی کیطرف عزیمت کی اور وہانکے لوگون پر مظفر
اور منصور ہوا اور بہت سے لوگونکو اُنمین سے اُسنے قتل کیا اور بیضے اشجار اور منازل اور بساتین جمیع بستان اور
زراعتون کے تئین جلایا اور اپنے باپ کے قاتل کے تئین قتل کیا اور بہت سی غنیمت حاصل کی اور مراجعت کی
اور مدت غیبت اس جیش کی چالیس روز تھی سابقاً معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم جب حج سے فارغ ہوئے
بعد از تعلیم احکام دین اشارت کی طرف اپنی رحلت کے اس جہان سے سب کو اور فرمایا کہ شاید
کہ سال آئندہ میں تمہارے درمیان نہ ہون اور اسیواسطے اسکا نام حجۃ الوداع رکھا گیا اور نازل ہونا
اس آیہ کریمہ کا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی اشارہ کرتا ہے طرف اس بات کے یعنے طرف
رحلت کے جیسا کہ گذرا اور بھی حجۃ الوداع ہی کے درمیان ایام منا مین سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح
نازل ہوا اور جب یہ سورہ متبرکہ نازل ہوا پیغمبر خدا صلعم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا گویا مجھے خبردار کرداتے
ہین کہ اس عالم سے جایا چاہیے جبرئیل علیہ السلام نے کہا غم مت کھاؤ یا رسول اللہ صلعم وللآخرۃ خیر لک من الاولی
پس سرور کائنات آخرت کے کام مین جد و جہد بہت فرمانے لگے اس سورہ کے نزول کے بعد اکثر
ذکر اس جناب صلعم کا بحکم امر الٰہی تعالیٰ و تقدس جو فرمایا حضرت حق نے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان
توابا یہ ذکر تھا کہ سبحانک اللہم اغفر لی انک انت التواب الرحیم صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم
کیا سبب ہے کہ جو آپ یہ کلمات بہت فرماتے ہین فرمایا کہ جانو اور آگاہ رہو کہ مجھے عالم بقا مین دعوت
کی گئی ہے اور امر ہوا کہ تسبیح اور تحمید اور استغفار کرون اور رقت مین آئے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم موت سے آپ روتے ہین تحقیق کہ آپکو آمرزیدہ کیا حضرت غفار نے
اور بخشے گئے ہین آپکے گناہان گذشتہ اور آئندہ فرمایا فاین ہول المطلع واین ضیق القبر وظلمۃ اللحد
واین القیمۃ والاہوال اور یہ فرمانا تنبیہ ہے امت کے تئین کہ آگے آوینگی یہ سختیاں اور بلائین اور نہین
تو حال اُس جناب صلعم کا اعلے اور ارفع ہے اُس سے یعنے اُن محنتون سے اور عبد اللہ بن مسعود
سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی وفات کے ایک مہینے کے آگے ہمکو خبردار اور خاص خاص
اصحاب رضی اللہ عنہم کے تئین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بلوایا اور جب نظر مبارک اُس جناب صلعم کی
اوپر ہمارے پڑی رقت مین آئے اور تحقیق کہ وہ رونا غایت رحمت اور شفقت سے تھا اور الم فراق

کی شدت میں اسوقت فرمایا مرحبا بکم وحیاکم اللہ بالسلام حفظکم اللہ جبرکم اللہ نصرکم اللہ رفعکم اللہ ہداکم اللہ وقفکم اللہ
اداکم اللہ وفاکم اللہ سلمکم اللہ اور یہ دعا اگرچہ بظاہر متوجہ طرف اصحاب رض کے ہے جو حاضران درگاہ تھے لیکن بحقیقت
راجع تمامی امت پر اور شامل حال سب کے ہوگی اور تمامی خطابات شرع کے یہی حکم رکھتے ہین کہ اسمین تفاوت حاضر کی
غائب پر ہی اور فرمایا وصیت کرتا ہون تمکو کہ تقوی اختیار کرو اور خدا سے ڈرو اور تمکو خدا کے تئین سونپتا ہون
اور اپنا خلیفہ گردانتا ہون اور ڈراتا ہون تمکو خدا کے عقاب سے اور مین تمکو نذیر مبین سے ہون نذیر
مبین بمعنی ڈرانے والا ظاہر اور روشن اور چاہیے کہ علو اور عتو اور تکبیر عتو بمعنی تکبیر اوپر خدا تعالی کے
اور اسکے بندون کے درمیان اور خدا کے شہرون مین مت کرو کیونکہ حق تعالے فرماتا ہی تلک الدار الاخرۃ
نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین اور روایت کی ہی دارمی نے جب کہ
نازل ہوا اذا جاء نصر اللہ والفتح اور طلب فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا السلام کے
تئین اور فرمایا موت کی خبر پایا گیا ہون مین پس رقت کی فاطمہ زہرا رض نے پس حضرت صلعم نے فرمایا
رقت مت کرو کہ اول میرے اہل بیت سے جو مجھسے ملیگا تم ہوگی پس فاطمہ زہرا رض ہنسین اور صحیح یہ ہے کہ
یہ بات مدت مرض مین واقع ہوئی ہے جیسا کہ بیان آویگا اور تھے حضرت صلعم کہ بیان فرماتے تھے
قرآن کے تئین اوپر جبرئیل کے اور پڑھتے تھے اسکے ساتھ مدارست سے ہر سال ایکبار پس ظاہر کیا
اس سال دوبار اور یہ بھی رحلت کی نشانیون سے تھا مدارست کے معنے درس اور تعلیم کہنا کسیکو اور بعضی
روایتون مین قصہ حضرت فاطمہ زہرا رض کا رونا اور ہنسی کا اسی روایت کے تحت مین ذکر کیا ہی اور اعتکاف
کرتے تھے حضرت صلعم ہر سال رمضان کے عشرہ اخیر مین پس اعتکاف کیا اس سال دو عشر یعنے بیس روز
اور نماز پڑھی حضرت صلعم نے احد کے شہیدون پر آٹھ سال کے بعد انکی شہادت سے جیسا کہ طریق وداع
کرنیکا ہوتا ہی پس منبر پر آئے اور فرمانے لگے کہ مین تمھارا پیشرو ہون اور شہید ہون تمھارے اوپر شہید
بمعنی گواہ اور امین شہادت مین اور شہید اسے کہتے ہین جسکے علم سے کوئی چیز غائب نہو انھین معنون
سے خدای عز وجل کو شہید کہتے ہین اور بمعنے مارا گیا راہ خدا مین اور یہ دونون معنے یہان سازوار ہین
اور فرمایا اور موعد تمھارا یعنے جائے وعدہ حوض کوثر ہی اور مین اس حوض کی طرف بھی اسی جگہ سے
جہان کھڑا ہون اور بہ تحقیق کہ دی گئی ہین میرے تئین کنجیان زمین کے خزینون کی یہ بات
بشارت ہی روے زمین کے شہرون کے فتح ہونے کی اور ہاتھ آنا خزینون کا اور اسیواسطے فرمایا کہ مین

نہین خوف کرتا تم سے کہ میرے بعد تم مشرک ہو گے لیکن خوف ہی اسبات کا کہ تم دنیا کی رغبت کروگے اور فتنے مین پڑوگے
اور ہلاک ہو گے جس طرح ہلاک ہوئے وے لوگ جو تم سے آگے تھے اور ابو سعید خدری سے آیا ہی کہ حضرت رسول ؐ
بیٹھے منبر پر اور فرمایا کہ مخیر گردانا خداے تعالی نے اپنے بندون سے ایک بندے کے تئین درمیان اِن دو چیزون
کے کہ دیوے اُسے زیب و زینت حیات دنیا کی اور دوسرے یہ کہ اجر اور ثواب آخرت پس اختیار کیا اُس بندے
نے اُس چیز کے تئین جو اُسکے نزدیک ہی یعنے حضرت حق کے نزدیک ہی مراد اجر و ثواب آخرت سے اور رغبت
نہ کی دنیا کی پس روئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اِس خبر کے سننے سے اور کہنے لگے ہمارے ماں باپ
فدا ہوں تجپر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور کہا لوگون نے دیکھو اس شیخ کو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بندون سے ایک بندے کے حال سے خبر دیتا ہی اور وہ روتا ہی اور کہتا ہے
ہمارے ماں باپ تجپر فدا ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تھے رسول خدا ؐ خبر دینے
والے اپنے حال سے اور ابو بکر رضہ ہمسے دانا تر تھے اُس حال سے پس فرمایا حضرت ؐ نے کہ منت نہندہ
اور نیکی کنندہ ترین مردم مجپر اپنی صحبت اور مال مین ابو بکر رضہ ہی اور اگر ہوتا مین خلیل پکڑنے والا غیر از
خدا کسیکو تو پکڑتا ابو بکر کو لیکن خلیل میرا سوا خدا کے کوئی نہین اخوت اسلام باقی ہی اور خلیل کہتے
ہین دوست جانی کو جسکی دوستی دل مین جاگیر ہو اور فرمایا چاہیے کہ باقی نرہے مسجد مین کوئی
دریچہ مگر کھڑکی اور کہتے ہین کہ اِس کلام مین اشارت ہی ابو بکر رضہ کے تفرد کیطرف اور خلافت کے
اور اسبات کو حضرت ؐ نے مرض موت مین فرمایا پانچ شب آگے موت سے اور اور روایتون مین آیا ہی
قصّہ تخیر کا ایّام مرض مین اور پوچھا اصحابؓ نے حضرت ؐ سے کہ کب پہونچے گی اجل آپ کی یا رسول اللہ ؐ
فرمایا نزدیک پہونچا ہی پھرنا میرا طرف خدا کے اور جنت الماوی اور سدرۃ المنتہی اور رفیق اعلی اور
کاس اوفی یعنے جو جام کہ وفا کرے یعنے کفایت کرے مراد جام طہور سے اور عیش گور کی طرف اور اواخر ماہ
صفر مین اسی سال کے حضرت ؐ مامور ہوئے اہل گورستان البقیع کے واسطے استغفار کرین اور عائشہؓ سے
آیا ہی کہ ایک شب حضرت ؐ میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اور مین سوتی تھی جب چونکی حضرت ؐ
کے تئین مین نے بچھونے پر نپایا پس اُس جناب ؐ کے عقب سے مین باہر گئی کہ بقیع مین کھڑے
ہین اور کہتے ہین السّلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتوعدون انا انشاء اللہ بکم لاحقون یعنے سلام
اوپر تمھارے ای مومنون کی قوم کے گھر اور آیا تمکو جو کچھ وعدہ کیے گئے تم اور ہم انشاء اللہ تعالے تم سے

ملنے والے ہین یعنی ہم بھی آملتے ہین اور ایک روایت مین یون ہی کہ انتم لنا فرط وانا لکم لاحقون اللھم لاتحرمنا

اجرہم ولا تفتنا بعدہم اللھم اغفر لاہل البقیع الغرقد فرط کے معنے آگے بھیجا ہوا ایلچی کا یعنے تم ہمارے ہراول ہو

اور ایک روایت مین عائشہ رضی سے آیا ہی کہ پیغمبر میرے گھر سے باہر نکلے اور مین حضرت کے پیچھے

نکلی غیرت کی جہت سے کہ کہین ایسا نہو کہ حضرت اپنے قبیلون سے کسی بی بی کے یہان جاوین یہان تک کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کو پہونچے اور بہت کھڑے رہے اور تین بار اپنے دست مبارک اٹھائے

اور دعا کی اور وہان سے پھرے مین بھی پھری اور حضرت کے پہونچنے سے آگے گھر مین پہونچی اور سوگئی متعاقب

میرے حضرت بھی آئے اور جب رسول خدا نے اثر اضطراب اور تنگی نفس کے تئین میرے دریافت کیا پوچھا

ای عائشہ رض کیا حال ہی اور کیا ہوا تجھے بہ مضطرب معلوم ہوتی ہی صورت حال مین نے عرض کی

فرمایا وہ سیاہی جو مین نے اپنے آگے آگے دیکھی تھی مگر تو تھی مین نے کہا ہان یا رسول اللہ پس

رسول خدا نے ایک ہاتھ عنف سے میرے سینے پر مارا عنف بمعنی درشتی فندرفق اور درشتی

کرنا اور کہا تو نے گمان کیا تھا کہ خدا اور رسول خدا تیرے حق مین ظلم کرتے ہین کہا مین نے یا

رسول اللہ مہ خدا سے کچھ پوشیدہ نہین ہی ایسی ہی بات ہی جو حضرت فرماتے ہین لیکن مجھے

معذور رکھو کیا کرون مجھے میری جبلت بشری نے یعنے خلقت اور طبیعت نے اوپر اسبات کے رکھا

اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ حضرت نے عائشہ رض سے فرمایا کہ شیطان نے تجھے اسبات پر

کیا شنفہ کیا عائشہ رض نے کہا آیا مجھے شیطان ہی فرمایا ہر ایک ہر ایک کو شیطان ہی عرض کی کہ یا رسول

اللہ تمکو بھی ہی فرمایا ہان لیکن ایمان لایا پس آئے اور کھڑکی کے باہر ہی سے مجھے ندا کی اور جبرئیل

کی عادت ہی کہ جب تم نے کپڑے بدن سے دور کیے ہون اندر گھر کے نہین آتا اور بھی مین نے گمان

کیا کہ تو نیند مین ہے مین نے نہ جگایا تاکہ متوحش نہ ہو پس جبرئیل وحی لایا کہ پروردگار حکم

کرتا ہی کہ اہل بقیع کی طرف جاؤ اور انکو دعا کرو اور واسطے اونکے طلب آمرزش کرو اور نقل

دعا اس روایت مین یون آیا ہی کہ السلام علیکم دار قوم مومنین اتانا وایاکم متوا عدون غدا مواکلون

اور یہ بھی آیا ہے السلام علیکم اہل القبور ویغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر

اور بنا اسی حدیث کے قضیہ کے شعبان کی پندرھوین شب مین بھی آیا ہی کہ زیارت

قبور اس شب مسنون ہی اور ابی موہبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سے

روایت ہے کہ حضرت صلعم نے آدھی رات کے وقت مجھے بیدار کیا کہ مجھے امر ہوا ہے کہ اہل بقیع پاس جاؤن اور اُنکے واسطے آمرزش چاہون اور مجھے حضرت نے ہمراہ لیا اور بقیع کے درمیان آئے اور کھڑے ہوئے اور دیر تک استغفار یعنے طلب مغفرت کرتے رہے اور اتنی کچھ دعا کی اہل بقیع پر کہ مین نے آرزو کی اگر کاش مین بھی اہل قبور بقیع سے ہوتا کہ شرف اُس دعا کا پاتا اُسوقت فرمایا سلام تمپر اہل قبور گوارہ ہو جیو تمکو وہ نعمتین کہ صبح کی تمنے یعنے جہان تمنے بسر کیا اور رہے تم اُسمین یعنے اُن نعمتون مین اور دور ہو تم اُن فتنون سے کہ ہین جن فتنون مین لوگ اور تمکو نجات دی ہے اُن فتنون سے اور خلصی دی ہے خدا یتعالی نے اُن فتنون سے تحقیق کہ ہجوم لائے ہین لوگون پر فتنے مانند کالی رات کے قطعون کے متصل ہے آخر اُن فتنون کا اوّل سے اُن فتنون کے اور دوپے یکدگر کے آتے ہین وہ فتنے آخر اُن فتنون کا بدتر ہے اوّل سے بعد اسکے فرمایا حضرت صلعم نے مجھسے کہ اے مویہبہ دنیا کے خزانون کی کنجیان مجھپر ظاہر کی گئی ہین اور مجھے مخیر کر دیا گیا ہے کہ مخلد رہون یعنے ہمیشہ رہون دنیا مین ساتھ حصول درجات اور مراتب کے جو جنت مین ہین یا لقاے پروردگار اور مسارعت اوپر اُسکے اختیار کرون یعنے جلد لقاے آلہی کیواسطے کرون اور مین نے لقاے پروردگار ہی کے تئین اختیار کیا مویہبہ کہتا ہے کہ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ چندگاہ دنیا مین ہو بعد اسکے بہشت مین جاؤ تاکہ آپکی بدولت آسودہ حال رہین ہم فرمایا لا یا مویہبہ یعنے نہین اے مویہبہ مین نے اپنے پروردگار کی لقا ہی کو اختیار کیا اور ایک روایت مین آیا کہ بعد اسکے حضرت صلعم اصحاب کی طرف رونق افزا ہوئے اور فرمانے لگے کہ وے تمسے بہتر ہین یعنے وے لوگ جو گذر رہے ہین اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم وے ہمارے بھائی ہین جس طرح وے ایمان لائے ہم بھی لائے اُنھون نے انفاق کیا ہمنے بھی کیا وے گئے ہم بھی جاوینگے ہمپر اُنکو زیادتی کس چیز کی ہے فرمایا کہ وے گذرے اور اپنے اجر سے اُنھون نے دنیا مین کچھ نہ کھایا اور مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد کیا کروگے اور کیا کیا فتنے تمھارے درمیان تمسے سرزد ہووینگے اور ابی ہریرہ رضی سے آیا ہے کہ کہا آئے رسول خدا صلعم ایک روز بقیع کے درمیان اور فرمایا اے کاش دیکھتا مین اپنے بھائیون کو عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ صلعم ہم تمھارے بھائی نہین فرمایا تم میرے اصحاب رضی ہو اور بھائی میرے وے لوگ ہین جو میرے بعد آوینگے اور وے ابھی پیدا نہین ہوئے اور مین اُن کا فرط ہون حوض کوثر پر یعنے اُن کا پیشرو اور فرط اُسے کہتے ہین جو بر سولی اگاڑی

بھیجا جاوے حوض کی سمت نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ تم سے بعد آوینگے تمھاری امت سے اور تم نے انکو نہ دیکھا ہو
قیامت کے روز انکو کس طرح پہچانوگے فرمایا اگر تمسے ایک کے گھوڑے ہوں سیاہ رنگ اور گھوڑے
دوسرے کے غرہ رنگ یا سفید آیا اپنے گھوڑون کے تئین یکدگر سے نہ پہچانوگے فرمایا اوٹھیگی امت قیامت
کے روز سفید پیشانی اور سفید دست و پا وضو کے آثار سے اور اسیطرح یعنے جس طرح مذکور ہوا زیارت بقیع
کے واسطے اور انکی استغفار کے لیے مامور ہوے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ حضرت کو امر ہوا کہ بقیع مین جاکر
طلب آمرزش کرو پس حضرت گئے اور طلب مغفرت کی اور پھر آئے اور استراحت کی یعنے سوگئے پھر امر
ہوا کہ جاؤ اہل بقیع پر طلب بخشش کرو پھر گئے اور طلب رحمت کرکے پھر آئے اور آرام کیا پھر امر ہوا کہ جاؤ احد
کے شہیدون پر دعا کرو حضرت احد کو گئے اور احد کے شہیدون پر دعا کی جب وہان سے پھرے اور
دعا اور وداع کرنے سے احیا اور اموات کے فارغ ہوئے صداع طاری ہوا اور بیماری ہوئی صداع بہ معنی
درد سر اموات موئے ہوئے احیا جیتے جاتے لوگ اور یہان ایک نکتہ ہی کہ خاطر کے گرد پھرتا ہے کہ گویا
جانا حضرت کا اسوقت اہل بقیع اور شہداء احد کی زیارت کو اور دعا اور استغفار کرنا واسطے انکے
اور وداع کرنا ان کا یہ کیا اسوقت ہوتا ہی جس وقت اصحاب اور دوستون کو سفر کے وقت وداع
کرتے ہین اس جہت سے تھا کہ جب عزیمت سفر آخرت کی پیش آئی اور ایک مناسبت اور بازگشت
طرف اس عالم کے اور اس عالم کے لوگون کی طرف پیدا ہوئی تھی اور جب احیا کے تئین یعنی
جیتے لوگون کو مراد اصحاب سے دعا اور نصیحت کی اور تذکیر اور موعظت فرمایا اموات کے
تئین بھی دعا اور طلب مغفرت کی اور وداع کیا اگر اس جگہ کہا جاوے کہ جو لوگ گذرے ہین
عالم برزخ مین ہین اور حضرت بھی وہان جاتے ہین اور حضرت نے اسی واسطے انکو بشارت دی
اپنے اس قول سے کہ انا بکم لاحقون یعنے ہم بھی تم سے ملنے والے ہین تو پھر وداع کرنا کیا معنے
رکھتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ صورت وداع مین تھا جیسا ضمن بیان کے درمیان اشارت
ایک طرف اسکے کی گئی نہ یہ کہ حقیقت وداع مین ہو ساتھ اسکے کہ مقام اس جناب کا اعلی اور
ارفع ہی دوسرون کو کہان مجال اس جناب کے ساتھ مرافقت اور مصاحبت کی ہوگی اور
جیسا کہ آخرت مین ایک مقام ہی مخصوص اس سرور سے عالم برزخ مین بھی یہی حکم رکھتا ہے
واللہ اعلم اور عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت بقیع سے پھر آئے اسوقت

مجھے صداع عارض ہوا تھا یعنے دردسر اور مین کہتی تھی وارا ساہ یعنی ہای سر ہای سر راس کہتے ہین سر کے تئین
اور جب دردسر پیدا ہو تو ندبہ کے عالم مین وارا ساہ بولتے ہین حضرتؐ نے فرمایا بل انا وارا ساہ یعنے ای
عائشہ رضؓ بلکہ مجھے دردسر ہی اور فرمایا حضرتؐ نے بیری تسلی کیواسطے بطریق مزاح کے کہ کیا زیان کرتا ہی سبب تجھے ای
عائشہ رضؓ یہ کہ مجھسے آگے اس عالم سے جاوے تو اور مین کھڑا ہون تیرے سر پر اور قیام کرون تیری تجہیز اور تکفین پر اور
نماز پڑھون تیرے جنازے کی اور دفن کرون تیرے تئین اور استغفار اور دعا کرون تجھے پس عائشہ صدیقہ رضؓ
نے بھی مزاح غیرت آمیز سے حضرتؐ سے کہا گمان کرتی ہون مین کہ تم میرا جانا چاہتے ہو اور اگر مین مر جاؤن
گی تو تم اسی روز میرے گھر مین دوسری عروسی کرو پس تبسم کیا حضرتؐ نے اور فرمایا ای عائشہ رضؓ تیرا دردسر
اچھا ہوگا لیکن یہ سر کا درد جو مجھے ہے مشکل ہی کہ اس سے بچون اشعار کی اس جنابؐ نے یعنی آگاہی
اور یا اسبات کے کہ اس مرض مین اس جہان سے رحلت کرونگا اور گویا عائشہ رضؓ کے دل کو خوش
کرنے کے واسطے حضرتؐ نے فرمایا کہ قصد کیا مین نے اور چاہا کہ کسیکو بھیجواؤن طرف ابوبکر رضؓ کے اور
عبدالرحمن اسکے بیٹے کی طرف کہ آوین میرے نزدیک اور عہد کرون ان سے یعنے عہد خلافت تاکہ نہ کہین
کہنے والے اور آرزو نکرین آرزو کرنیوالے یعنے کوئی اور غیر ابوبکر رضؓ دعوی خلافت کا نکرے اور آرزو نکرے پھر اسکی
فرمایا پس کہا مینے یعنے اپنے دل مین ابا رکھتا ہی خدا تعالی اس سے یعنی اُسے خلیفہ کرنے سے یا اسبات سے
اور ابا رکھتے ہین مومنین آپس مین اور ابتدا مرض اس جنابؐ کا اُمّ المومنین میمونہ کے گھر تھا انکی خدمت
کے بارے مین اور جب شدید ہوا یہ مرض اس جنابؐ کا تب ازواج مطہرات سب جمع ہوئے حضرتؐ نے فرمایا
کل کے روز مین کہان ہونگا یعنے کسکے گھر اور مکرر فرمایا اس سخن کے تئین اور مقصود حضرتؐ کا یہ تھا کہ ایام
مرض مین عائشہ صدیقہ رضؓ کے گھر تشریف رکھین اور ایک روایت مین نہین پھر سکتا ساتھ بیماری
کے تمہارے گھرون مین اور رعایت قسم کی بجالاؤن اگر چاہو تو مجھے اجازت دو کہ عائشہ رضؓ کے گھر رہون مین
اور تم سب مجھے وہان بیمارداری کرو پس سب راضی ہوئین کہ حضرتؐ عائشہ رضؓ کے گھر رہین اور ایک
روایت مین آیا ہی کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضؓ نے فرمایا کہ حضرتؐ پر شاق ہوگا کہ تردد فرماوین
ہر ایک کے گھر پس سب راضی ہوئین کہ حضرتؐ عائشہ رضؓ کے گھر رہین پس باہر آئے حضرتؐ میمونہ کے گھر
سے دونون ہاتھ اہل بیت کے شانون پر رکھے ہوئے اس طور سے کہ اس جنابؐ کے پاؤن سے زمین پر لکیر کھنچتی
تھی یعنی ناتوانی سے اور سر مبارک خرقہ سے بندھا ہوا تھا اٹھا کر عائشہ صدیقہ رضؓ کے گھر لائے اور ایک

روایت مین آیا ہی کہ چندگاہ ازواج مطہرات کے گھرون مین پھرتے تھے اور رعایت قسم ادا فرماتے تھے یہان تک کہ
ایک روز میمونہ کے گھر تھے اور درد سر شدت سے ہوا پس فرمایا کہ مین نہین پھر سکتا ساتھ بیماری کے
تمھارے گھرونمین پس اتفاق کیا سب نے عائشہ صدیقہ کے گھر پر اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ابو بکر صدیق رضہ
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ بیمارداری آپ کی کرون اور شرائط خدمت بجالاؤن
فرمایا ای ابو بکر رضہ مین بیمارداری بغیر اہل بیت کے کسیکو فرماؤن تو مصیبت اُنکی زیادہ ہوگی اور تحقیق
کہ اجر تیرا خدائے عزوجل پر جس نیت سے کیا تو نے ثابت ہوا مین بہت سخت ہوا مرض اُس جناب کا
جیسا کہ روایت کرتے ہین کہ حضرت اضطراب کرتے تھے اور لوٹتے تھے اپنے فرش پر اور پہلو سے
طرف پہلو کے پھرتے تھے عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہین پس کہا مین نے یا رسول اللہ مانند اس حالت
کے اگر ہم سے ایک کسی سے وجود مین آوے تو آپ عیب کرتے ہین اور غصے مین آتے ہین فرمایا اَی
عائشہ رضہ بیماری میری نہایت دشوار ہی اور تحقیق کہ حضرت حق جل وعلا بلا انبیا اور صلحا پر نہایت
صعب اور شدید بھجواتا ہی اور کوئی مومن نہوگا ایسا جسپر بلا اور ایذا نہ بھیجے یہانتک کہ ایک کانٹا
پاؤن مین اُسکے نہ چبھے مگر یہ کہ خدائی تعالے اُس سبب سے واسطے اُسکے درجہ بلند کرے اور اُس
سے ایک خطیہ کم کرے یعنے گناہ اور فرمایا حضرت صلعم نے قسم اُس خدا کی کہ جان میری جسکے دست
قدرت مین ہی کہ کوئی شخص روے زمین پر نہوگا ایسا کہ اُسے ایک ایذا مرض وغیرہ سے نہ پہونچے
مگر یہ کہ زائل کرے خدائی تعالے اُس سے اُسکے گناہون کو جس طرح گرتے ہین پتے درختون
سے خریف کے درمیان یعنے خزان مین اور ایک روایت مین عائشہ صدیقہ رضہ سے آیا ہی کہ کہا کہ
نہین دیکھا مین نے کسی شخص کے مرض کو کہ پیغمبر خدا کے مرض سے زیادہ صعب ہوا اور منقول ہے
ابو سعید خدری سے کہ کہا آیا رسول خدا صلعم کے نزدیک اور حضرت نے ایک قطیفہ اوپر لپیٹا تھا اور
پاتا تھا مین تپ کی حرارت کے تئین قطیفے کے اوپر سے اور تحمل نہین رکھتا تھا میرا ہاتھ کہ
کہ اُس جناب کے بدن کو پہونچاؤن پس تعجب کیا مین نے قطیفہ کہتے ہین مخمل کی چادر کو فرمایا
حضرت نے کہ کسی کی بلا انبیا کی بلا سے زیادہ سخت نہین ہی لاجرم جس طرح اُنھونکی بلا مضاعف ہی
اُنھون کے اجر بھی مضاعف ہین یعنے انبیا کے لاجرم یعنے ضرور اور خواہ مخواہ اور تھا یون کہ
حق تعالے نے بعضے انبیا کے تئین مبتلا کرتا فقر و درویشی سے یہان تک کہ لباس پر قادر نہوتے

ہوا ایک عبا کے کہ شب و روز اسی کو پہنتے جان کہ اشتداد بلا اور امتحان اور ابتلا کے درمیان کہ یہ خواص درگاہ الٰہی ہی اور اعز اور اقرب آنکے یعنے بلا وغیرہ کے غرب اور اولیا اور صلحا ہین انسیات مین سخن نہین ہی جیسا کہ یہ حدیث کہ الامثل فالامثل منشور اور مثال ہے اُسکا یعنے جیسے انبیا ہین کہ انکو بلا و محن دو چند ہو ویسے ہی اُنکے اجر اور مراتب ہین لیکن جزع اور فزع کرنا بلاؤن مین اور آہ و نالہ کرنا بیماریون مین اسجگہ سخن ہی جزع اور فزع جو بمعنی بے صبری اور بیلا قتی ہی اور کراہیت بلا اور فرار اُس سے ہی حرام ہی بدون خلاف کے یعنے خلاف نہین بات کے درمیان اور آہ و نالہ جو بقصد غربت اور شکستگی اور بیچارگی ہو جو لازم حال بندگی ہی جائز ہے اور اضطراب اور بیقراری بھی جو شدت اور صعوبت مرض سے عارض ہو دوسرا ہی اور داخل جزع اور فزع اور کراہت بلا اور شکایت مبلی سے نہین ہی مبلی وہ جو مریض وغیرہ ہو یعنے یہ جزع و فزع مین داخل نہین ہی مبلی سے اور حدیث عائشہ صدیقہ کی جو بیان حال شریعت مین مذکور ہوئی اثبات مین اسبات کے کافی ہی ہان تا وہ اور انین یعنے آہ و نالہ جو عدم رضا و تسلیم سے ہو مکروہ ہی اور داخل شکایت ہی اور علما اور مشایخ سے بعضون نے اطلاق کراہیت اور شکایت اوپر اُسکے یعنے آہ و نالہ پر کیا ہی یعنے یہ کہا ہی کہ آہ و نالہ کرنا مکروہ ہی سو یہ مطلق نہین ہی یعنے بے قید بلکہ مقید ہی اوپر بے صبری اور بے رضائی کے یعنے جو آہ و نالہ بے صبری اور بدون رضا اور تسلیم کے ہو اور شیخ محی الدین نودی نے اگرچہ اس قول کی تضعیف کی ہی اور اس قول کی تصریح کی ہی یعنے شیخ نے کہا ہی کہ یہ قول ضعیف ہی اور باطل ہے لیکن کہا ہی کہ شاید مراد اُنھون کی کراہت سے خلاف اولی ہی کیونکہ اولی وہ ہی کہ مشغول ہو ذکر سے اور خلاف اولی وہ کہ مشغول بذکر الٰہی ہو اور نودی کے کلام مین بھی نظر ہے یعنے تامل اور سوچ کیونکہ اسکے ثبوت کے بعد حضرت صلعم سے اطلاق خلاف اولی کرنا ترک ادب ہی اور وہ بھی ایک نوع ذکر سے ہی یعنے اگرچہ حضرت صلعم جزع اور فزع کرتے تھے لیکن مشغول بہ ذکر تھے اور گویا یہ اُسی جناب صلعم سے مسنون ہے کہ حالت بیماری مین مریض بولتے ہین اللہ اللہ ہان اگر از روے غفلت اور طبیعت کی رو سے ہو جس طرح احوال عامیون کا ہی جو شعر ہے ضعف یقین پر اور موہم ہو تسخط قضا پر اگر ایسے کو مکروہ اور خلاف اولی کہین تو جائز ہے لیکن اخبار یعنے خبر دینا درد و الم سے بجبلت یا بطبیت لاباس بہ ہی یعنے اس مین کچھ مضایقہ نہین ہی باتفاق

یعنے اسباب میں سب متفق ہیں پس نہیں ذکر رجع سے شکایت یعنی سینے کے درد کی ظاہر میں ساکت ہوں اور باطن میں شاکی اور بسا ایسے ہیں کہ ظاہر میں متکلم اور باطن میں راضی پس معتمد اور معول محل قلب ہے نہ محل لسان معتمد اور معول مترادف المعنی ہیں معنی تکیہ کیا گیا اور صحاح احادیث میں عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہی کہ حضرت بیمار کے تئیں تعویذ کرتے اور پناہ کرتے ان کلموں سے اذہب الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما اور ایک روایت میں آیا ہی کہ جب حضرت آپ بیمار ہوتے اپنے تئیں بھی تعویذ کرتے ان کلمات سے اور اپنے دست مبارک کے تئیں اپنے بدن اطہر پر ملتے اور جب مریض ہوئے مرض موت سے عائشہ رض کہتی ہیں کہ تب میں نے اس دعا کے تئیں پڑھا اور چاہا کہ اس جناب کے ہاتھ کو اس جناب کے بدن پر پھیروں حضرت نے اپنے ہاتھ کو میرے سے کھینچ لیا اور فرمایا رب اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلی یعنے اے پروردگار مغفرت کر مجھے اور ملحق کر مجھکو رفیق الاعلے سے اور ایک روایت میں یوں ہی کہ فرمایا اس جناب نے کہ یہ تعویذ مجھے اس سے آگے نفع پہونچاتا تھا اب یہ سب فائدہ نہیں دیتے اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت اپنی تمام بیماریوں میں حق تعالے سے عافیت اور شفا طلب کرتے تھے مگر مرض موت کے درمیان کہ دعا شفا نکرتے بلکہ عتاب کرتے اپنی ذات سے اور فرماتے کہ اے جان میری کیا ہوا ہی تجھکو کہ پناہ ڈھونڈھتی ہی تو ہر ملجا اور معاذ سے ملجا اور معاذ جاے پناہ کی ایسا ذکر کیا ہی ارباب سیر نے لیکن اور ایک حدیث میں عائشہ رض سے آیا ہی کہ حضرت وقت خواب قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے سورہ پڑھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے بعد اسکے مسح کرتے وہاں تک جہانتک سکتے اور ہاتھ پہونچتا جسد مطہر پر جہانتک الی آخر الحدیث اور ابتدا فرماتے مسح سر سے اور منھ سے اور سینہ مبارک سے اپنے اور ایک روایت میں آیا ہی کہ حضرت جب کبھی بیمار ہوتے یوں ہی کرتے یعنے جسطرح اوپر مذکور ہوا اور جب بیمار ہوے بیماری موت کے تئیں میں دم دیتا معوذات کے تئیں جسطرح اس جناب کی عادت تھی دم کرنا اسکا یعنے معوذات کا یعنے قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق وغیرہ کا اور مسح میں نے ہاتھ سے اور ایک میں یہ کہ مسح کیا میں نے اوس جناب کے ہاتھ سے بامید برکت وحصول کہ عظیم تر تھی برکت اس جناب کے دست مبارک کی میرے ہاتھ سے یہ شاید اس جہت سے ہو کہ پڑھنا ان سورتوں کا بہ قصد شفا نہ تھا

بلکہ ایک درد تھا کہ حضرت م پڑھا کرتے تھے نہ یہ کہ نیت شفا سے ہو یہ کہ ابتداے مرض مین ہو آگے آ سکے کہ
مخبر گردانے گئے سرور عالم م کہ باقی اور پایندہ رہین حضرت اِس عالم مین یا توجہ کرین طرف عالم آخرت
کے اور اختیار کرنا اُس جناب کا اُس عالم کے تئین جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ جبرئیل امین اِس مرض مین
حق سبحانہ تعالی کے نزدیک سے آئے اور بولے کہ یا محمد تحقیق کہ پروردگار تمہارا آنکو سلام پہونچاتا ہی اور فرماتا
ہی کہ یا محمد اگر چاہے تو شفا دون اور اِس مرض سے خلاصی دون اور اگر چاہے تو موت دون اور مستغرق دریاے
رحمت کرون حضرت م نے جو تشنۂ زلال وصل تھے کہنے لگے کہ مینے بھی چاہا ہی کہ ملحق ہون برفیق اعلی مع الذین
انعمت علیہم من النبیین یعنے ساتھ اُنکے جنکو نعمت دی تو نے نبیون سے والصدیقین والصالحین وحسن
اولئک رفیقا اور اُن سے ملحق ہون جو صدیق ہین اور صالحین سے اور نیک ہین وہ گروہ از روے
رفیق ہونے کے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ پیغمبر خدا م نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یعنے اپنے
کام کو اپنے پروردگار پر چھوڑا جو چاہے مجھہ سے سو کرے اور ابتداے مرض اُس جناب کا اواخر صفر
مین تھا اُن دو شبون مین جو اُس مہینے سے باقی رہی تھین اور ایک روایت مین یون کہ مفتتح
ربیع الاول مین یعنے شروع ربیع الاول کے مہینے مین بیمار ہوئے اور کتاب الوفا کے درمیان
مذکور ہے کہ حضرت رسول م بیمار ہوئے صفر کے مہینے مین جب دس دن باقی تھے اُس مہینے کے
اور اختلاف ہی اہل سیر مین حضرت م کی مدت مرض کے درمیان اکثر اوپر اسبات کے ہین کہ تیرہ ۱۳
دن باقی تھے اور ایک روایت مین چودہ ۱۴ روز اور بعضون کے نزدیک بارہ ۱۲ دن اور ایک گروہ
اسبات پر ہین کہ دس روز اور یہ سب اختلاف فرع اختلاف ہین ابتداے مرض اور روز وفات
کے درمیان و سیجی ذکرہ یعنے نزدیک ہی کہ آتا ہی ذکر اُسکا ـــــ لکھون کیا مین یہ غم کہ پھٹتی
ہی چھاتی ؛ قلم کا جگر شق ہی درد و الم سے ؛ ہوا جب وہ خورشید نظرون سے غائب ؛ تو
حاضر ہوئی لیل یلدا سحر سے ؛ کھلی رہ گئین آنکھین اہلِ جہان کی ؛ تحیر مین نرگس کے مانند
نم سے ؛ جن و انس و ارض و سما اور ملائک ؛ زمان و مکان عرش و لوح و قلم سے ؛ اٹھا شور
واحسرتا یکباری ؛ شجر اور حجر وحش و طائر کے جم سے ؛ علی اور زہرا حسین اور حسن کو ؛
کہون کیا جو غم تھا لازم سے ؛ مری انگلیان ہاتھ نین کانپتی ہین ؛ قلم تھرتھراتا ہی
لوح غم سے ؛ حسن کی دعا ہی الہی حشر کو ؛ مجھے بخش ان پانچون تن کے کرم سے ؛

جو غم ہو تو بس آلِ خیر الوریٰ کا ٭ سوا اسکے رکھیا کہ تو مجھکو غم سے ٭ اور جو وقایع کہ ایام مرض مین واقع ہوئے
ایک اُنمین سے یہ ہی کہ حضرت رسول صلعم نے جس وقت بیماری شدت سے تھی فاطمہ زہرا رضہ کے تئین طلب فرمایا
جب وے اُنکے نزدیک آئین فرمایا مرحبا بنتی اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور تھے حضرت صلعم کہ جب حالت صحت
مین فاطمہ زہرا رضہ کے تئین دیکھتے اوٹھتے اور متوجہ اور مستقبل یعنے استقبال کرنے والے طرف فاطمہ زہرا رضہ کے
ہوتے اور اُنکو بوسہ فرماتے اور اُنکو شم فرماتے یعنے سونگھنا اور اپنی جگہہ پر بٹھاتے پس فاطمہ زہرا رضہ کے کان مین
حضرت صلعم نے کچھہ بات کی فاطمہ زہرا رضہ رونے لگین پھر اُسی طرح کان مین کچھہ بات کی مسرور اور خندان ہوئین
عائشہ صدیقہ رضہ کہتی ہین کہ مینے فاطمہ زہرا رضہ سے کہا کہ کسی رونے کو ہنسی سے اور کسی غم کو شادی سے مقارن
اور متصل مینے نہین دیکھا جیسا کہ آج مینے دیکھا سبب اسکا کیا ہی فاطمہ زہرا رضہ نے کہا یہ ایک سر ہی درمیان
میرے اور رسول خدا صلعم کے فاش نہین کر سکتی عائشہ رضہ کہتی ہین کہ پس فاطمہ زہرا رضہ نے اُس بھید کو
ظاہر نہ کیا یہانتک کہ حضرت صلعم نے دنیا سے رحلت کی بعد اسکے پھر مینے اس بات کو پوچھا کہ وہ کیا بات
تھی اُسوقت کہا کہ اوّل بار رسول خدا صلعم نے مجھہ سے کہا کہ تحقیق جبرئیل علیہ السّلام میرے ساتھہ ہر
سال ایکبار قرآن مدارست سے پڑھتا تھا اور اس سال دوبار پڑھا گمان نہین کرتا مین مگر یہ کہ اجل میری
نزدیک پہونچی ہی کہ جبرئیل نے قرآن کے پڑھنے مین یہ اہتمام کیا پس روئی مین یہ سُنکر اور دوسری بار
حضرت صلعم نے فرمایا اوّل جو کوئی میرے اہل بیت سے مجھسے ملحق ہوگا تو ہوگی اس بشارت سے مین مسرور
ہوئی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ اجل میری نزدیک پہونچی ہی اور اوّل جو کوئی اہل بیت سے ملحق ہوگی
مجھہ سے تو ہوگی پس روئی مین دبار دوم فرمایا راضی نہین تو فاطمہ رضہ کہ سیّد نساء اہل بہشت کی ہوگی تو
یعنے جتنی بہشت مین مستورات ہونگی سب کی فاطمہ زہرا رضہ سردار ہونگی بہشت مین مؤلف کہتا ہے کہ
پہلی روایت دلالت رکھتی ہی کہ فرح اور ہنسی اور بیت محوق پر ہی یعنے پہلے ملحق ہونے پر اور حزینت
نساء اہل جنّت سے زیادہ ہی اوپر اُسکے اور تھی وفات زہرا رضہ کی وفات بعد بقول مشہور چھہ مہینے
کے بعد رمضان کی تیسری تاریخ اور بعضون نے تین مہینے کے بعد کہا ہی واللہ اعلم اور از انجملہ یہ ہی یعنے
اُنمین وقایعون سے جو ایام مرض مین واقع ہوتے یہ کہ آزاد کیا حضرت صلعم نے چالیس غلامون کے تئین
اور غرائب وقائع سے جو مبادی ایام مرض مین واقع ہوا یہ ہی کہ شدت وجع سے یعنے سینے کے درد کی
شدت کہ کبھی طاری ہوتا تھا اغما آتے اور کبھی بافاقت آتے تھے اغما بمعنی بیہوشی کرنا اور

اگر قصد کرتے حضرت ہو کر سستی کریں یعنے چلنا تو حرکت نہیں کر سکتے تھے اور ناتوانی سے پاؤں سے زمین پر لکیر کھینچتی تھی یہ دیکھکر گمان کیا عورتوں نے کہ وجع اُس جناب کا ذات الجنب ہے نام ہے ایک مرض مشہور کا اور عباس رضی حاضر تھے اور عورتوں کے درمیان ام سلمہ اور اسما بنت عمیس تھیں جو حبش سے آئی ہوئی تھیں اور علاج ذات الجنب کے اُس دیار میں دیکھے ہوئی تھیں پس لد ود کیا انھوں نے حضرت کے تئین لد ود اُسے کہتے ہیں جو علاج کرانے دہان سے ڈالیں یعنے باچھوں سے ہر چند پیغمبر خدا نے اشارت کی کہ دوا مت ڈالو اُنھوں نے خیال کیا کہ یہ قبیل کراہت مرض سے ہی دوا کے تئین اور جب حضرت ص کو افاقہ میں آئے فرمانے لگے کہ یہ کام کسنے کیا مجھسے مگر اسکے تئین عورتوں نے کیا جو حبش سے آئی ہین اشارت کی طرف ام سلمہ اور اسما بنت عمیس کے جو حضرت ص نے فرمایا ای عورتو تم نے کیوں یہ کام کیا مجھسے اور میں نے نہی کی تمکو اس سے اُنھوں نے عرض کی کہ ہمنے گمان کیا کہ تمکو ذات الجنب ہی اور نہی بعادت مریض ہی کہ دوا کو مکروہ سمجھتا ہی پس تعلل کیا اُن عورتوں نے عباس رض سے جو وہ حاضر تھا حضرت ص نے فرمایا کس چیز سے تمنے علاج کیا کہا انھوں نے کہ عود ہندی سے اور کچھ ایک داس اور کئی قطرے زیت کے زیت یعنی زیتون کا تیل فرمایا حضرت ص نے کہ ذات الجنب شیطان سے ہی اور مسلط نہیں کرنا تھا اللہ تعالے شیطان کو مجھپر پس حکم کیا حضرت ص نے کہ باقی نرہے کوئی گھر میں مگر یہ کہ چوایا جاوے لد ود اُسکے منھ میں سوا میرے چچا عباس رض کے کہ وہ شریک نتھا پس جتنی عورتیں تھیں سب کے منھ میں لد ود ڈالا گیا یہانتک کہ میمونہ کے تئین جو روزہ دار تھی اور یہ چوانا دوا کا اُنکے حقوں میں من قبیل قصاص تھا کہ احکام شریعت سے ہی اور چاہا پیغمبر خدا ص نے کہ اُمت کے تئین تا وقت آخر دائرہ سیاست سے باہر نرکھیں اور احکام شریعت جاری رکھیں اور جو کوئی بدون رضامندی کسیکے بگمان خطا کسی سے کچھ عمل کرے خصوصاً کچھ علاج کرے بنادانی تو قصاص اُسکا اُسپر ثابت ہوا چاہیے لیوے چاہے عفو کرے اور شریعت میں آیا ہی کہ اگر کوئی علم طب نہ جانتا ہو اور مہارت اُسمین نرکھتا ہو اور جاہل ہو اور دوسرے کسیکو وہ جہل سے علاج کرے اور ضرر اُس علاج کا اُسے پہونچے تو قصاص اُسکا اُسپر ثابت ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ص نے فرمایا من تطبب لم یعلم منہ الطب قبل ذلک فھو ضامن اور اگرچہ یہ عورتیں سب مباشر تھیں یعنے کرنیوالیاں اس فعل کی یعنے حضرت ص کو دوا پلانے کی تھیں لیکن اُس جناب نے عقوبت کی اُسکے تئین اُنکی رضا کی جہت سے یعنے اگرچہ یہ عمل سب نے نہ کیا لیکن راضی تھیں اس بات پر

اور ترک عمل کیا انھوں نے اوپر نہی کے یعنے باوصف اسکے کہ حضرتؐ نے منع کیا تھا اور بعضوں نے دوا الموت کہا ہی
کہ نہ چاہا سرور عالمؐ نے کہ آوین یہ عورتین قیامت کے دن اور ہو اُنپر گناہ عظیم ایذاء رسولؐ کے باعث سے اور سوء
ادب کی جہت سے اور جرأت جو انھون نے کی پس پاک گردانا انکو قصاص سے اور اگرچہ عفو کرنا بھی گنجایش رکھتا تھا
اور تھے رسولؐ کہ انتقام نہ فرماتے تھے اپنی ذات کے واسطے لیکن مقصود تادیب تھا نہ انتقام اور تداوی
اگرچہ مشروع ہی اور جو کچھ اُن عورتون نے کیا علاج ذات الجنب کا تھا جیسا کہ طب النبیؐ کے درمیان حدیثین
آئی ہین لیکن مقرر اس مرض مین یہ تھا کہ دوا انکی مین جیسا کہ گذرا اور در واقع یعنے حقیقت مین ذات الجنب نہ تھا۔
شیخ علیہ طب کی کتابون مین مسطور ہے کہ ذات الجنب ورم حار ہی نعوذ باللہ من ذلک حار یعنی گرم نواحی صدر کے
درمیان صدر یعنی سینہ عضلات باطن مین اور حجاب اخل ساتھ حجاب حاجز کے حجاب یعنی پردہ سینے کا یا پیٹ کا
اور حاجز حجز سے آیا ہی یعنی کنارا اور جانب درمیان آلات غذا کے یعنے یہ حجاب حاجز درمیان آلات غذا کے
یعنے غذا کے رہنے کی جگہ اور آلات نفس کے یعنے جہان روح رہتی ہی اور اسکا نام جالیف ہے اور یہ اعظم اور اخوف
اقسام سے ہی یعنے ذات الجنب کے اقسام سے زیادہ ڈرانے والا اور عظیم تر یہ قسم ہی جو لکھا گیا یا یہ کہ عضلات
خارجہ یعنے ظاہرہ کہ درمیان عضل یعنی چربی جس سے گوشت فربہ رہتا ہی یعنے وہی ورم حار عضلات خارجہ
کے درمیان ہو ساتھ حجاب خارج کے بشارکت جلد یعنے جو پردہ کہ چمڑے سے شریک ہو اور ذات الجنب
کے اعراض سے یعنے آشکارا ہونے سے ذات الجنب کے کیا ہی یعنے اسکی علامت سے یہ کہ حمی یعنی تپ اور
حمی حادہ یعنی صرف تپ اور یہ کہ سعال یعنے کھانسی اور ضیق نفس یعنے تنگ ہونا سانس کا اور وجع ناخس
یعنے درد ناخس اور عطش یعنے پیاس اور اختلاط ذہن ہی یعنے اور اسکی علامت سے شوریدہ اور تباہ
ہونا ذہن کا ہی اور بالجملہ وہ یعنے ساتھ تمامی ان صورتون کے یہ ذات الجنب امراض شدیدہ مہلکہ سے ہی
کیونکہ حادث ہی درمیان دل اور جگر کے اور علاج کرنا اسکا خالی ایک تعسر سے نہین ہی اور یہ کہتے ہین
کہ ذات الجنب دو قسم ہے حقیقی اور غیر حقیقی ذات الجنب حقیقی وہ ورم ہی کہ اُس غشاء کے درمیان یعنے اُس
پردے مین جو پیدا ہوتا ہی درمیان اضلاع کے اضلاع پہلو کی ہڈیون کو کہتے ہین جیسا کہ مذکور ہوا اور غیر
حقیقی الم جانب پہلو ہی کہ غلیظ ہواؤن کے احتقان سے پیدا ہوتا ہی احتقان کے معنی حقنہ کرنا اور پھرنا
اور دوا اس قسم کے واسطے قسط ہندی ہی قسط نام ہی ایک لکڑی کا اور یہ دو قسم کا ہوتا ہی ہندی
اور بحری کہ جب خوب اُسے باریک پیسین اور زیت سے ملاوین اور اُس مکان مین ملین یا کبھی انگلی

اور سعوط جو تحلیل کرتا ہی اُس مادے کے تئین اور اعضاے باطن کے تئین تقویت دیتا ہی اور سدے دور کے تئین کھولتا ہی سدہ اُسے کہتے ہین جس بیماری سے منفذ بند ہو جائے اور سانس لی نجائے اور اطبا جس خلا کے تئین کہ مجاری وعذا کے اور درمیان رگون کے اور مفاصل کے واقع ہو اُسے سدہ کہتے ہین لیکن لغوع غشی اگر مادہ اسکا بلغمی ہو تو علاج پذیر ہوتا ہی علی الخصوص اختلاط مرض کے وقت اختلاط کے معنی نیچے اوترنا یعنے جسوقت بیماری طاری ہو اور اگر دموی ہو یا صفراوی تو علاج اسکا سخت تر اس سے کیا جاتا ہے جیسا کہ طب کی کتابون مین مسطور ہی اور بالجملہ حضرت نے اسناد اس مرض کے یعنے منسوب کرنا اس بیماری کا اپنی ذات شریف سے روا نرکھا واللہ اعلم یعنے اور جانا اوترا مرض اور اعانت کا اور بولتے ہین اس لفظ کو مصدر کرکے کہ اللہ اعلم فلان بات یون ہی فرماتے حضرت ہ کہ اکلہ خیبر کے یعنے جو گوشت خیبر مین کھایا تھا زہر آلود معاودت کیا کرتا تھا یعنے اسکا اثر جگر وغیرہ پر باقی رہا اور کبھی کبھی اپنا زور دکھلایا کرتا اور آلان یعنے اس وقت انقطاع ابہر کا وقت ہی ابہر نام ہی اُس رگ کا جو متعلق ہی دل سے لہذا کہا ہے اہل سیر نے کہ حق تعالے نے جمع کیا واسطے اپنے پیغمبر کے شہادت کے تئین ساتھ نبوت کے مراد اس زہر سے کہ اگرچہ بسبب زور رسالت کے زہر کی تاثیر نہوئی کہ ہلاک کرے لیکن اس وقت اُسنے عود کیا چنانچہ اس کا بیان ماسبق ہو چکا ہی فصل اُن وقایعون سے جو واقع ہوے ایام مرض مین حضرت ہ کے یہ ہی کہ جب سخت ہوئی بیماری رسول خدا ہ کی پنجشنبے کے روز جانا پیغمبر خدا ہ نے کہ لکھین ایک کتابت اور عہد نامہ پس فرمایا عبدالرحمن بن ابی بکر کے تئین کہ لا ایک شانہ یا تختہ تا کہ لکھون مین ابو بکر کے واسطے ایک کتابت کہ اختلاف نکیا جاوے اُس مین پس جب قصد کیا عبدالرحمن نے کہ جاوے اور لاوے حضرت ہ نے فرمایا ابا رکھتا ہی پروردگار اور مومنین کہ اختلاف کرین ابی بکر کے درمیان اور اہل سنت وجماعت کے تئین یہی دلیل ہی ابو بکر صدیق رض کی تخصیص خلافت پر اور کہتے ہین اہل سنت کہ اگر یون ہوتا کہ روز غدیر علی مرتضی رض کے تئین منسوب کیا ہوتا اور خلیفہ گردانا ہوتا تو آخر وقت ایسا نکرتے اور نہ کہتے جیسا کہ گذرا اور از انجملہ واقعہ مشہور کہ کتب صحاح کے درمیان مذکور اور مسطور ہے یہ ہی کہ حضرت ہ نے حین اشتداد مرض مین جسوقت تمام اصحاب رض حجرہ شریف مین مجتمع تھے فرمایا کہ لاؤ دوات اور صحیفہ اور ایک روایت مین یون ہی کہ لاؤ خامہ واسطے میرے تا کہ مین تمہارے واسطے ایک وصیت لکھون کہ میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہو پس اصحاب رض نے اختلاف کیا اسبات کا بعضون نے

کہا جو کچھ حضرت ؐ نے فرمایا اسپر عمل کیا چاہیے کہ خلاف امر رسول خوب نہین سو خلاف پیغمبر کیسے رہ گزیدہ شد
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید اور دوات اور کاغذ لایا چاہیے تاکہ رسول خدا ؐ جو چاہتے ہین سو لکھین اور
بعضون نے کہا مناسب نہین کہ حضرت ؐ کو اس محل مین مشغول بہ کتابت رکھین ہم کہ وقت اور بی
جنابؐ کا تنگ ہے اور عمر خطابؓ اس جانب تھے یعنی اسی بات کی طرف اور کہا عمر خطابؓ رضی اللہ
عنہ نے کہ درد و الم حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر مستولی ہے اور قرآن ہمارے درمیان ہے اور ہمکو
بس کرنیوالا ہے اور بعضی روایتون مین یہ آیا ہے کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مرد یعنی پیغمبر خدا ؐ
بشدت مرض کے وقت ایسی باتین کرتا ہے کہ اختیار کے دائرے سے باہر ہین شاید کہ یہ باتین بھی مانند
اُن باتون کے ہون یعنی مبادا لوگونکو راہ سخن پیدا ہو اور کہین اور خیال کرین اور طعن کرین کہ رسول
خدا ؐ ہذیان کرتا ہے یعنی بڑبڑاتا ہے جس طرح بیمار بیماری کی سختی کے وقت کہتے ہین اسی بات پر
روافض طعن اور تشنیع کرتے ہین حضرت عمر خطابؓ کو اور کہتے ہین کہ پیغمبر کا منصب نہین کہ عمر خطابؓ ایسی
بات اُنکی شان مین کہین کہ یہ مرد ہذیان کرتا ہے اور پیغمبر ولادت سے وفات تک ایسی چیزون سے
بیہوشیون اور ماسون اور مبرا ہے اور اس سے جو کلام ہو سراسر ہدایت ہی ہے ہذیان سے کیا معنے
اور ایک جماعت دوسری بھی موافق تھی عمر خطابؓ کے یعنی اُس بات مین اور ایک جماعت مخالف
تھی یعنی اُس بات سے یہان تک کہ اختلاف پڑا اصحابؓ کے درمیان اور آوازین بلند ہوئین
پس حضرت ؐ نے فرمایا کہ اُٹھو میرے سامنے سے کہ منازعت یعنی آپس مین نزاع کرنا اور رفع اصوات
یعنی بلند کرنا آوازون کا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مناسب نہین ہے ساتھ اسکے
تین وصیتین حضرت ؐ نے کین اول یہ کہ مشرکون کو جزیرۂ عرب سے اخراج کرو دوسرا یہ کہ جائزہ وفود
یعنی فرستادے جو تمھارے نزدیک آوین اُن کو جائزے یعنی انعامات اور صلے دو تیسری کو حضرت ؐ
نے فراموش کیا یا اُسکے ظاہر کرنے مین مصلحت نہ دیکھی کذا قال العلماء واللہ اعلم
اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہاے کیا سخت
مصیبت ہے کہ چھوڑا پیغمبر خدا ؐ کے تئین کہ وصیت نامہ لکھے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ سعید بن جبیر
جو راوی ہے اس حدیث کا کہتا ہے کہ ابن عباس کہتا ہے کہ پنجشنبے کے روز اور کونسا پنجشنبے کا روز
تھا جو یہ قضیہ واقع ہوا اور روتے ابن عباسؓ یہان تک کہ آنسو آنکھون سے مانند

ہو تیون کی جسطرح لڑی تاگے مین کھنچی ہوئی ہوا نکے منھ پر پڑتے تھے اور رونے کا تار بندھ گیا تھا اور اس قصے کو ذکر کیا جو اوپر کہا گیا یعنے یہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سخت مصیبت ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت نامہ نہ لکھنے دیا معلوم نہین کہ ابن عباس کی فہم مین کیا آیا اور خیال اسکا اسباب سے کیا تھا بعض کچھ ایک آخر وقت حیات مین پیغمبر خدا سے کوئی وصیت ظہور مین آئی کہ موجب اور بشیر جو کچھ لوگون کی فہم مین آتا ہی اور خیال مین اُنکے پڑتا ہی وہ ہی کہ مقصود اس جناب م کا تعین خلافت کہ اس جناب کے بعد کون خلیفہ ہو اور لفظ حدیث مین اور حال مین اوپر اسکے کچھ دلیل نہین ہی جدا جانے کیا چاہتے تھے ظاہر یہ ہی کہ تجدید بیان احکام و شرائع اور فرائض اور اس کے ضروریات کے تئین بیان کرین اور مواعظ اور نصائح جو مناسب ہون اُنکو سکھا دین جیسا کہ اُن تینون وصیتون کے ذکر سے جو مذکور ہوئین ظاہر ہوتا ہی اور معلوم ہوا کہ وحی نازل نہ تھی اور نہین تو جدول اور سکوت اس سے صورت نہین رکھتا تھا اور عمر رضہ وزیر اور واعرف تھا مصالح وقت اور صلاح کار کا اور حضرت م نے بھی اُن کو منع نہ کیا جیسا کہ ابو ہریرہ رضہ کی حدیث مین جو حضرت م نے اوس سے فرمایا کہ لوگون کے درمیان ندا کرے اور کہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ صدق دل سے کہے حرام ہی اوسپر آتش دوزخ کی پس مانع ہوئے عمر خطاب رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضہ کی اسبات مین طعن کرتے ہین رافضی کہ جس چیز کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری کرے اوس مین موجب برکت اور افزائش اسلام اور ترغیب دین ہی وہ حق کسی کو نہین پہونچتا کہ کوئی معترض ہو سکے پس کہا حضرت عمر رضہ نے کہ چھوڑ دو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ لوگ عمل کرین پس قبول کیا حضرت م نے اُنسے اِس بات کو اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ کہتے ہین حسبنا کتاب اللہ تب سکوت کیا اور خاطر شریف جمع کی اور جانا کہ یہ سب راسخ اور ثابت ہین دین پر اور حاجت نہین کسی چیز پر اور جب اختلاف اور غوغا کرنا اُن کا ناخوش آیا تب فرمایا اُٹھو میرے سامنے سے جاؤ اور شاید اہل تشیع کے دل مین ایسا آتا ہوگا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو منصوب کرین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے اِس کام کو دفع کیا اور قصے کے سیاق مین کچھ نہین کہ دلالت رکھے اوپر اسکے بلکہ وصیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے منصوب کرنے پر اقرب ہی اِس حدیث کے قرینے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمن

کو طلب کیا تاکہ عہد نامہ لکھیں واللہ اعلم اور از انجملہ یہ ہے کہ حضرت نے امر کیا ابو بکر صدیق رضی کے تئیں کہ لوگوں کے ساتھ
نماز ادا کریں اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت نماز پڑھتے تھے لوگوں کے ساتھ مدت مرض میں مگر تین روز کہ حکم
کیا آں جناب نے کہ ابو بکر صدیق پڑھیں اور بعضوں نے سترہ نمازیں کہی ہیں اور جب اذان کہی گئی نماز عشا کے
واسطے تب حضرت نے فرمایا امر کرو ابو بکر کے تئیں کہ پڑھے نماز ساتھ لوگوں کے اور امامت کرے انکے تئیں اور روایت
ہے زہری سے کہ فرمایا حضرت نے عبد اللہ بن ربیعہ کے تئیں کہ باہر جاؤ اور کہو لوگوں کو کہ نماز ادا کریں پس باہر آیا عبد اللہ
بن ربیعہ اور ملاقات کی اسنے عمر خطاب کے تئیں اور کہا کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیے عمر خطاب نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی
اور تھے عمر خطاب جہیر الصوت یعنی بلند آواز پس سنا رسول خدا نے عمر خطاب کی آواز کے تئیں اور کہا آیا نہیں
یہ آواز عمر کی عرض ہوئی کہ یہ آواز انھیں کی ہے فرمایا ابا رکھتا ہے خدا تعالیٰ اسکے تئیں اور مومنین کو
چاہیے کہ ادا کریں نماز ابو بکر رض کے ساتھ کذا ذکر فی المنتقی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بلال نے اذان
کہی واسطے نماز کے حضرت کے زمان مرض کے درمیان پس فرمایا حضرت نے عبد اللہ بن ربیعہ کے تئیں باہر جا
اور کہہ ابو بکر کے تئیں کہ پڑھے نماز لوگوں کے ساتھ پس باہر آیا عبد اللہ اور نہ پایا اسنے صدیق کو مگر عمر خطاب رض
کے تئیں اس جماعت کے درمیان اور یہ حین میں نہیں تھے ابو بکر پس کہا اسنے عمر خطاب کو کہ نماز پڑھو لوگوں کے
ساتھ پس جب عمر خطاب نے تکبیر بلند کی اور تھے عمر خطاب رض مرد سخت بلند آواز پس سنا رسول خدا
نے اُن کی آواز کے تئیں پس فرمایا ابا رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اور ابا رکھتے ہیں مسلمان مگر ابو بکر کو
تین مرتبے فرمایا اس بات کے تئیں اور کہا عمر خطاب رض نے عبد اللہ بن ربیعہ کے تئیں کہ بد کام کیا
تو نے کہ میں نے جانا کہ حضرت نے امر کیا تجھے کہ امر کرے کہا عبد اللہ بن ربیعہ نے لا واللہ امر نہیں کیا
رسول خدا نے مجھکو کہ میں امر کرتا کسیکو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بلال نے اذان دی اور دروازے
پر حضرت کے آکر کھڑا ہوا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ رحمت کرے تیرے تئیں خدا تعالیٰ
پس فرمایا حضرت نے کہ کہو ابو بکر کے تئیں کہ نماز پڑھے لوگوں کے ساتھ پس باہر آیا بلال ہاتھ اپنے
سر پر مارتا ہوا اور فریاد کرتا اسکا امید کے منقطع ہونے سے اور کمر ٹوٹنے سے کہ کاش نہ جنتی
مجھے میری ماں اور جب جنی کاش مرجاتا میں اس روز سے آگے اور نہ دیکھتا میں پیغمبر خدا کے اس
حال کے تئیں پس آیا بلال مسجد کے درمیان اور بولا صدیق اکبر سے کہ رسول خدا امر کرتے ہیں کہ تم
آگے بڑھ جاؤ اور نماز پڑھو ساتھ لوگوں کے پس جب دیکھا ابو بکر صدیق نے مسجد کا خالی رہنا رسول خدا سے

سے اور تھے ابو بکر رضؓ نرم دل سخت اندوہگین ہوئے کہ اپنے تئین نہ سنبھال سکے پس گر پڑے اور بیہوش ہو گئے اور رونے لگے اصحابؓ اور فریاد کرنے لگے پس کانون حضرتؐ کے پہونچا یہ شور پوچھا یا فاطمہ رضی اللہ عنہ یہ رونے کی اور فریاد کی کیسی آواز ہے جو پہونچتی ہے کہا یا رسول اللہؐ یہ آواز اہل کے رونے کی اور اُنکے فریاد کرنے کی صدا ہے کہ آپ کو مسجد میں نہیں دیکھتے پس طلب کیا حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ اور عباسؓ کے تئین اور تکیہ کیا اُنھون کے اوپر اور باہر آئے مسجد کی طرف اور نماز ادا کی اور فرمایا اگروہ اسلام خدا کے وداع مین اور پناہ مین اور نگاہداشت مین اور نصرت مین اُسکی ہو اور بغدا خلیفہ ہے میرا اوپر تمھارے تقویٰ اور حفظ طاعت پر اُسکے اور تحقیق کہ مین مفارقت کرتا ہون دنیا کے تئین اور چھوڑتا ہون دنیا کو اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ کہا گران ہوئے رسول خداؐ مسجد مین جا نسکے اور عشا کی نماز کا وقت تھا کہ لوگ منتظر اُس سرور کے بیٹھے ہوئے تھے فرمایا لوگون نے نماز پڑھی ہے یا نہین کہا مین نے یا رسول اللہؐ نماز نہین پڑھی اور آپکا انتظار کرتے ہین فرمایا میرے واسطے پانی مخضب مین رکھو پس آئے اور اُس پانی کو اپنے اوپر ڈالا اور چاہا کہ اُٹھین بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آئے پوچھا لوگون نے نماز پڑھی ہے یا نہین کہا مین نے آپ کے منتظر ہین فرمایا پانی میرے واسطے مخضب مین لاؤ پھر غسل کیا اور بیہوش ہو گئے تین بار اسی طرح اور غسل کیا اور بیہوش ہوئے تیسری بار کسیکو صدیق اکبر رضؓ کے پاس بھجوایا کہ لوگون کے ساتھ نماز ادا کرو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ سرور عالمؐ نے غسل کیا سات قربہ پانی سے اسطور سے کہ دہانہ اُسکا برہنہ نہ چھوڑے ہون قربہ کہتے ہین مشک کے تئین پس آیا بلال کہ اعلام کرے اُس جناب کے تئین واسطے نماز کے جسطرح عادت تھی اُسکی کہ اذان دینے کے بعد دروازے پر آتا اور اعلام کرتا واسطے نماز کے پس فرمایا حضرتؐ نے کہ امر کرو ابا بکر کے تئین کہ لوگونکے ساتھ نماز پڑھے عائشہ رضؓ کہتی ہین کہ پس کہا مینے یا رسول اللہؐ باپ میرا مرد اندوہناک نرم دل ہے جب کھڑا ہو آپ کی جگہہ مین نہین سنوا سکے گا قرآن کے تئین لوگون کو اگر عمر خطاب رضؓ کو فرماؤ تو تو ہو سکتا ہے پھر فرمایا امر کرو ابا بکر رضؓ کے تئین کہ نماز پڑھے لوگونکے ساتھ پس کہا حفصہ رضؓ سے عائشہ رضؓ نے کہ تم کہو حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یا رسول اللہؐ ابو بکر مرد نرم دل ہے جب کھڑا ہو آپ کی جگہہ یہ تو نہین سنوا سکیگا قرآن لوگون کے تئین پس فرمایا حضرتؐ نے کہ تم اے گروہ مستورات صواحب یوسف ہو لیئے اپنی بات پر پائداری کرتی ہو اور دل مین کچھ رکھتی ہو اور باہر کچھ کہتی ہو امر کرو ابو بکر رضؓ کے تئین

کہ نماز کرے لوگوں کے ساتھ پس جب آئے ابوبکر نماز پڑھنے میں پایا اُس جناب نے آسودگی اپنی ذات میں اقامت کے تئین پس
اُوٹھے درحالیکہ چلتے تھے دو شخصوں کے درمیان اور پاؤں اُس جناب کے خط کھینچتے تھے زمین پر یہاں تک کہ
داخل ہوئے تھے مسجد کے تئین اور جب سُنی ابوبکر رضہ نے حضرت کے آنے کی آہٹ چاہا کہ پیچھے جاویں پس اشارہ
کی اُس جناب نے کہ بحال خود رہو پس آئے حضرت اور بیٹھے ابوبکر صدیق کی جانب چپ کے تئین اور ابوبکر رضہ
کھڑے ہوئے اقتدا کرتے ہیں رسول خداؐ کی نماز پر اور اقتدا کیے ہوئے ہیں لوگ صدیق رضہ کی نماز پر یعنی صدیق رضہ
کی تکبیر کے واسطے سے افعال اور انتقالات پر پیغمبر خدا کے وقوف پاتے تھے یعنے جب ابوبکر صدیق کہتے تھے اللّٰہ اکبر اُس
وقت لوگ معلوم کرتے تھے کہ حضرتؐ رکوع میں آئے یا سجدہ میں اور بعضی روایتوں میں آیا ہی کہ ابوبکر رضہ امام تھے
اور حضرتؐ مقتدا اور کہتے ہیں کہ روایتیں متعاضد ہیں اوپر اس بات کے کہ امام ابوبکر رضہ تھے اور جب نماز سے
فارغ ہوئے کہا ابوبکر رضہ نے یا رسول اللہ دیکھتا ہوں تمکو کہ صبح کی ہی آپ نے بنعمت خدا اور فضل خدا جیسا کہ
چاہتے ہیں ہم اور دوست رکھتے ہیں ہم پس رخصت ہوئے ابوبکر رضہ اور اپنے گھر گئے جو سنح کے درمیان تھا
جانب عالیہ مدینہ کے سنح شاید نام جگہ کا ہی اور بعضی اسکے سخ ہیں اور بعضے گندہ روغن اور روایت
کی گئی ہے ابن عباس رضہ سے کہ کہا کہ نماز نہیں پڑھی پیغمبر خداؐ نے خلف کسی کے یعنے پیچھے کسی ایک کے
اپنی اُمت سے مگر خلف ابی بکر ایکبار اور خلف عبد الرحمان بن عوف ایک سفر میں ایک رکعت جیسا
آیا ہی ابی سلمہ بن عبد الرحمن کے باپ سے کہ تھا وہ یعنے عبد الرحمن تھا پیغمبر خداؐ کے ساتھ ایک غزوے
کے سفر میں پس گئے حضرتؐ اپنی حاجت کے واسطے اور آنے میں دیر ہوئی پس تکبیر کی اصحابؓ نے اور
آگے کیا عبد الرحمن پس آئے حضرتؐ اور پڑھی تھی عبد الرحمن نے ساتھ قوم کے ایک رکعت جب دیکھا اُسنے
حضرتؐ کے تئین چاہا کہ پیچھے ہٹے حضرتؐ نے اشارت کی کہ بحال خود رہے جسطرح ابوبکر رضہ کو فرمایا پس پڑھی رسول
خداؐ نے خلف عبد الرحمن کے ایک رکعت اور اُٹھے اور تمام کیا اُس جناب نے اُس ایک رکعت کو جو فوت
ہوئی تھی اور فرمایا قبض نہیں کیا گیا کوئی پیغمبر یعنے قبض روح تا آنکہ پڑھی اُسنے نماز پیچھے ایک صالح کے اپنی
اُمت سے اور اس حدیث میں ہی ذکر لبس حضرتؐ کا جبہ رومی خلیفۃ الکمین کے تئین اور مسح کرنا اوپر
ناصیہ کے اور عمامہ کے اور مسح خفین اور غسل رجلین یعنے دھونا پاؤں کا اور لحوق وعید ترک احتیاط پر
یعنے لاحق ہونا وعید کا احتیاط کے ترک کرنیوالے پر وعید یعنے ڈرانا کہ فرمایا ہی ویل للاعقاب من النار
واقع ہوا ہی اعقاب جمع عقب کا بروزن ملک معنی ایڑی یعنے ویل ہی واسطے ایڑیوں کے آگ سے پس معنی

لباس پہننا خفیۃ الکین نام ہی ایک قسم لباس کا خفین تثنیہ خف ہی بمعنے دونوں کے دو موزے رجلین بھی اسیطرح
تثنیہ رجل ہی بمعنے پاؤن پوشیدہ نرہے کہ تخصیص کرنے مین حضرت ابوبکر صدیق کے تئین واسطے امامت کے اور
مبالغہ کرنا اسمین دلیل ایک واضح ہی اہل سنت وجماعت کے تئین واسطے تقدیم کرنے انکے اوپر خلافت کے کہ
باوجود اسکے کہ اصحاب قریش اور علی مرتضیٰ حاضر تھے انکے حضور انکو تخصیص کیا اور تقدیم کی اور لہذا فرمایا علی
مرتضیٰ نے ابوبکر صدیق کے تئین قدمک رسول اللہ فمن الذی یوخرک اس کلام سے معلوم ہوتا ہی سماع حسن
بصری کا برخلاف اسکے جو مشہور ہوا ہی محدثون کے درمیان کہ حسن بصری علی مرتضیٰ سے سماع حدیث نہین رکھتا
واللہ اعلم اور اسد الغابہ کے درمیان حسن بصری سے علی مرتضیٰ سے لایا ہی کہ کہا تقدیم کی کے تئین اور پڑھی
نماز ساتھ لوگون کے اور مین حاضر تھا غیر غائب اور صحیح غیر مریض اور اگر چاہتا تقدیم کرنا میرے تئین پس راضی
ہوتے ہم اپنی دنیا کے واسطے اوپر اس شخص کے راضی ہوا خدا اور رسول خدا واسطے ہمارے دین کے اور
تسمیہ خلافت دنیا کرکے باعتبار ظاہر ہی کہ شامل امور دین و دنیا ہی اور نماز صرف دین ہی اور ایکبار اور بھی
حضرت نے زمان حیات مین مسجد قبا کی طرف واسطے اصلاح اور رفع نزاع کے جو بنی عمرو بن عوف ان کے رہنے والون
کے درمیان تھا گئے تھے جب نماز کا وقت آپہونچا بلال نے ابوبکر رض سے کہا کیا کہتے ہو نماز کا وقت آیا
اذان کہون نہین شاید کہ حضرت بھی پہونچین جب حضرت کے آنے مین دیر ہوئی سب اصحاب رض نے
اتفاق کیا کہ ابوبکر صدیق رض کو مقدم کرین واسطے نماز کے ناگاہ حضرت آپہونچے چاہا صدیق رض نے کہ پیچھے
سرکین اپنی جگہہ سے تاکہ حضرت نے اشارت کی کہ اپنی جگہہ مین رہو پس حضرت نے ابوبکر رض کے عقب نماز کی
اور اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہی کہ صدیق اکبر رض متعین اور مقدم تھے تمامی اصحاب رض پر اور ازانجملہ یہ ہی یعنے
اُن وقائعون سے جو ایام مرض مین گذرے یہ کہ حضرت نے وفات سے پانچ روز کے اول فرمایا کہ جانو
اور آگاہ رہو کہ تم سے آگے ایک گروہ تھے کہ لیتے انبیا اور صلحا کی قبرون کو مساجد گردانتے تھے
تمکو چاہیے کہ ایسا مت کرو اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا لعن اللہ الیہود والنصاریٰ
اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد یعنے لعنت کرے خدا یہود اور نصاریٰ کے تئین کہ انھون نے لیے ہین اپنے
انبیا کی قبرون کو مساجد اور ایک روایت مین یہ کہ فرمایا الٰہی میری قبر کو میرے بعد بت مت گردان
سخت ہو جیو یعنے بہت ہو جیو غضب خدا کا اُس قوم پر جنھون نے کیا اپنے انبیا کی قبور کو مساجد
اور تحقیق کہ مین تمھارے اُس کام سے نہین کرتا ہون اور فرمایا الا ہل بلغت اللہم اشہد یعنے

جو مشہور اور تھا بتون میں سے معبود تھا یا انکی شہادت دیتا ہو تین اس مبالغہ اور تاکید سے نہی کی تاکہ معلوم ہو کہ نہایت
الرشنیع ہی یعنی بڑا کام ہی اور تفصیل کلام اس مقام مین یہ ہی مراد اتخاذ قبور مساجد سے سجدہ کرنا طرف قبور کے
ہی اور یہ اوپر دو طریق کے متصور ہی ایک یہ کہ سجدہ طرف قبر کے کرین اور مقصود اسکے عبادت رکھیں جس طرح
بت پرست پرستش کرتے ہین دوسرا یہ کہ مقصود اور منظور عبادت الٰہی رکھیں لیکن اعتقاد کرین کہ متوجہ
ہونا طرف ان کی قبرون کے نماز اور عبادت حق مین موجب قرب اور سبب رضاے حق تعالے کا ہی
اور موقع اس کا عظیم ہے خداے تعالے کے نزدیک بسبب اشتمال اسکے اوپر عبادت کے اور مبالغہ
تعظیم انبیا مین انکی اور یہ دونون طریق ناپسند اور نامشروع ہین اول تو آپ ہی شرک جلی اور
کفر صریح ہی اور ثانی بھی حرام اور ممنوع ہی اور بسبب اشتمال اوپر شرک خفی کے اور بہر تقدیر لعن متوجہ ہی
اور نماز کرنا طرف قبر پیغمبر کے یا مرد صالح کے بقصد تبرک اور تعظیم حرام اور عالمون سے کسی کو اس مین
اختلاف نہین ہی لیکن اگر ان کی قبر کے نزدیک ایک مسجد بنا دین تاکہ نماز پڑھین بدون توجہ طرف اس قبر
کے تاکہ برکت مجاورت سے یعنے ہمسائگی سے اس موضع کی جہان انکے جسد مطہر کا مدفن ہی اور بامداد نورانیت
انکی روحانیت سے عبادت ایک کمال اور قبول پاوے اس جگہ یعنے اس صورت مین کچھ محذور یعنی حذر
کیا گیا نہین لازم آتا اور کچھ باک نہین ذکرہ کذا الشیخ ابن حجر فی شرح المشکوۃ یعنے یہ سب شیخ ابن حجر
نے مشکوۃ کی شرح مین ذکر کیا ہی اور جان کہ بعضے لوگ منع کرتے ہین مقبرے مین نماز پڑھنے سے اور
ایک حدیث بھی اس باب مین روایت کرتے ہین پس بعضے منع کرتے ہین مطلقاً یعنے بدون کہ بر کے
نظر بظاہر حدیث اور بعضے کہتے ہین کہ اگر خاک پاک ہو ریم اور خون سے اور ان نجاستون سے جو جدا ہوتی
ہین اموات سے خاک پاک ہو تو جائز ہی وہو المختار یعنے یہی بات اختیار کی گئی اور راجح ہی اور بوسہ
دینا قبر کو اور سجدہ کرنا اسکو اور ٹوپی رکھنا حرام اور ممنوع ہی اور والدین کی قبر کے بوسہ دینے مین
روایت فقہی نقل کرتے ہین اور صحیح یہ کہ لا یجوز یعنے جائز نہین ہی ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور از انجملہ
یہ ہی یعنے انھین وقائعون سے جو ایام مرض مین وقوع مین آئے یہ کہ حضرت ص کے سات دینار تھے ظاہرا
دنانیر جمع دینار کہین سے نذر لائے تھے سبکو فقیرون کے تئین تقسیم کیا مگر چھ یا سات انکے گھر مین باقی
رہے تھے پس رحلت کی حضرت نے جہان سے جب تک اتفاق نکیا انکو یعنے دنانیر کو فقرا کے تئین روایت
ہی سہل بن سعد سے کہ کہا تھے رسول خدا ص کے نزدیک سات دینار کہ رکھوا یا تھا انکو عائشہ صدیقہ رض

کے نزدیک اور جب سرور عالم بیمار ہوئے فرمایا بھجواؤ اُس ذہب کے تئین یعنے سونے کو کہ فقرا کو دیوین بعد اُسکے بیہوش ہوے حضرتؐ باز رکھا اُن دیناروں کے تئین عائشہ صدیقہ رضہ نے اُس سے یعنے ایثار کرنے سے اُس شغل سے جو حضرتؐ کی خدمتگاری مین رکھتی تھین یہانتک کہ فرمایا حضرتؐ نے تین بار اور ہر بار عارض ہوئی حضرتؐ کو بیہوشی اور عائشہ صدیقہ رضہ کو مشغولی پس بھجوایا سرور عالم نے اُن دیناروں کو علی مرتضیٰؓ کے نزدیک اور تصدق کیا علی مرتضیٰؓ نے اُن دیناروں کو اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے اور حال یہ کہ تکیہ کیے ہوئے تھے عائشہ صدیقہ رضہ کے سینے پر کہ ای عائشہ رضہ وہ ذہب کہان ہی کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے میرے پاس ہی فرمایا انفاق کر اُسکے تئین اور بیہوش ہوے جب ہوش مین آئے پوچھا ای عائشہ رضہ انفاق کیا اُسکو کہا نہین پس حضرتؐ نے طلب کیا اُن دیناروں کو اور اپنی ہتھیلی مین رکھا اور کہا کیا ہی گمان محمدؐ کا اپنے پروردگار سے اگر ملاقات کرے اُس سے یعنے حق جلّ وعلا سے اور یہ یعنے دنانیر نزدیک اُسکے ہون یعنے محمدؐ کے رواہ البیہقی اور جب شام ہوئی دوشنبے کے روز کی بھجوایا عائشہ صدیقہ رضہ نے چراغ کے تئین انصار کی عورتوں سے کہ ایک عورت جو اُن کی دوست تھی کہ اگر تیرے گھر مین تیل ہو تو چند قطرے اسمین ٹپکا کہ پیغمبر خداؐ صدد موت مین ہی سبحان اللہ اسی ساعت سات دینار تصدق کیے گئے ہین اور چراغ کے تیل کے واسطے گھر مین کچھ میسر نہین اس جگہ صلاہی طریقۂ اتباع کے مدعیون کے واسطے یعنے جو لوگ مدعی ہین رسول خداؐ کے اتباع کرنے کے اُنکو صلاہی یعنے آوازہ اور صلا کہتے ہین آوازۂ عطا کے تئین اور مراد اس سے یہ کہ دیکھین کہ گھر مین کچھ نہین رکھتے اور جو ہو سو راہِ خدا مین دیتے ہین جو اتباع رسولؐ کرے اُس کو یون لازم ہی نہ کہ گھر مال ومنال سے پر رکھین اور مال حرام پر مشغول ہون اور خونخواری لینے ذمّے پر رکھتے ہون اور دعوا خدا کی محبت کا اور رسول خداؐ کی اتباع کا کرین اور بازانجملہ وصایا پیغمبر خداؐ کی ہی یعنے وصیتین انصار کے تئین روایت کرتے ہین کہ جب ایام مرض کے درمیان تھوڑی تخفیف رسول خداؐ کو حاصل ہوئی باہر آئے اور لوگونکے ساتھ نماز ادا کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا ان الانصار عیبتی لفظ عیبہ ہی اور اُسمین یائے متکلم ہی بمعنی جامہ دان میرا اور ایک روایت سے یہ کہ فرمایا کہ ان الانصار کرشی یعنے تحقیق کہ انصار میرے کرش ہین اور کرش کہتے ہین اوجھڑی کو حیوان کی جس طرح معدہ ہوتا ہی انسان کا یعنے آدمی کے شکنبے کو معدہ کہتے ہین اور حیوان کے معدے کو کرش تشبیہ دی سرور عالم نے انصار کو اوپر کرش اور عیبہ کے یعنی انصار میرے خاص ہین اور محل اسرار ہین میرے اور فرمایا کہ مینے طرف انکے ہجرت کی اور اُنھون نے مجھے جگہ دی اور نصرت اور

محبت اور اخلاص اور دوستی مجھسے بجالائے قسم ہر اُس خدای عزوجل کی کہ مین دوست رکھتا ہون انکے تئین یعنے انصار کو
اور روایت کرتے ہین کہ جب انصار نے دیکھا کہ بیماری پیغمبر خدا کی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی اپنے گھرون مین
وے صبر و آرام نہین رکھتے تھے اور حیران اور سراسیمہ مسجد نبوی کے گرد پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ ڈرتے ہین ہم کہ
پیغمبر خدا دنیا سے رحلت کرے اور ہم نہین جانتے کہ بعد اسکے حال ہمارا کیا ہو جب انکے حال کی کیفیت سید عالم
کی خدمت مین معروض ہوئی حضرت اُٹھے ایک ہاتھ علی مرتضیٰ کے کاندھے پر اور ایک فضل کے شانے پر ڈالکر پاؤن
زمین پر کھینچتے تھے اور عباس آگے آگے اُس جناب کے جاتے تھے یہان تک کہ مسجد مین آئے اور منبر کے اوّل
پایہ پر بیٹھے اور عصابہ سر مبارک پر باندھا پس لوگ خدمت مین جمع ہوئے اور بعد از حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ ای گروہ
مردم مجھے پہونچا ہی یعنے خبر پہونچی ہی کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو گویا منکر موت ہو تم تمکو خبردار کیا گیا ہی میری مرگ اور
تمھاری مرگ سے یعنے حقتعالی نے فرمایا ہی انک میت وانہم میتون یعنے تحقیق کہ ای محمد تو رحلت کریگا اور وے سب یعنے
اہل اُمت مرنیوالے ہین اور فرمایا کوئی پیغمبر اپنی قوم مین جاوید نہین رہا جو مین درمیان تمھارے ہمیشہ رہون آور
جانو تم اور آگاہ رہو کہ بازگشت میری اور تمھاری سب کی طرف خدا کے ہی وصیت کرتا ہون مین تمکو کہ مہاجرین
اولین سے نیکی بجالاؤ اور وصیت کرتا ہون مہاجرین کے تئین کہ آپس مین نیکی کرین پس پڑھا حضرت نے

سورۂ والعصر کے تئین آخر تک اور اس آیت کو پڑھا فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم اور یہ آیت اشارت ہی طرف اوس جور اور ستم اور ظلم کے جو امرائے مروانیہ اور عباسیہ
وغیرہ نے اہل بیت نبوت سے کیا اور وصیت کرتا ہون مین تمکو انصار کے حق مین آور فرمایا ای انصار
میرے بعد ایک جماعت اوپر تمھارے اختیار اور ایثار کرینگے اور تمھارے اوپر ترجیح دینگی اپنے تئین یا اور
کسی کے تئین انصار نے عرض کی کہ یا رسول اللہ فرماؤ کہ ہم اُن سے کیا کرین فرمایا صبر کرو یہان تک کہ
حوض کوثر تک میرے پاس پہونچو تم اور روایت کرتے ہین کہ معاویہ خال المومنین کے عہد مین ایک
انصاری پر ظلم ہوتا تھا پس واسطے تظلم کے معاویہ کے نزدیک آیا اور معاویہ نے کچھ التفات نکیا
اور اُس کی داد نہ دی انصاری نے کہا کہ رسول خدا نے خبر دی تھی کہ ہمارے اوپر ستم ہوگا معاویہ
نے کہا پس تمکو کیا کہا ہے کہا انصار نے کہ کہا ہی کہ صبر کرو معاویہ بولا پس جا صبر کر عباس نے کہا
قریش کے حق مین بھی کچھ وصیت فرمائی فرمایا وصیت کرتا ہون طرف اس امر کے یعنے امر خلافت کے قریش
کے تئین اور فرمایا الائمۃ من قریش اور بلال کو سرور عالم نے فرمایا کہ لوگون کو ندا کر کہ سب جمع ہووین

کرنا چاہتا ہوں انکو وصیت کروں اور کہہ کہ یہ آخری وصیت ہے رسول خدا سے تب بلال نے بموجب فرمودہ عمل کیا اور مدینے کے کوچہ و بازار میں منادی کی تمام لوگ چھوٹے بڑے جس جنسے پہ تھا کسی اپنے گھروں کے دروازے اور دکانیں ضطراب کی جہت سے ویسی ہی کشادہ چھوڑ دیں اور مسجد میں آکر جمع ہوئے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ لڑکیاں گھروں سے باہر آئیں اور راستے لوگ حاضر ہوئے کہ مسجد میں اُن کی سمائی نہ تھی اور فرمایا او وسعوا لمن ورائکم یعنی کشادگی کرو واسطے اُنکے جو سوا تمہارے ہیں پس خطبہ بلیغ طویل پڑھا اور جو کچھ احکام اور شرائع اور مواعظ اور نصائح اور آداب مناسب وقت وحال تھے تعلیم کیا اور اعلام فرمایا اور فرمایا ای لوگو میرے باہر جانیکا وقت تمہارے درمیان سے نزدیک پہونچا جس کسی کا مجھہ پر حق ہوا استیفا کر حق کرنے معنی طلب وفائے حق کرے ذات اور مال اور عرض جسکا جو ہو قصاص اُسکا مجھہ سے لیوے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ ص میرے تین درہم ہیں آپ کے نزدیک حضرت ص نے فرمایا ہم تکذیب نہیں کرتے کسیکے تئیں اور سوگند نہیں دیتے یہ تین درہم کس امر سے ہیں عرض کی اوس نے کہ یا رسول اللہ ص ایک روز ایک مسکین نے آپ سے سوال کیا مجھے آپ نے فرمایا کہ تین درہم اسکو دے حضرت ص نے فرمایا ای فضل تین درہم اسکو دے اور فرمایا ایہا الناس جسپر جس کسیکا جو حق ہو چاہیے کہ آج کے روز اپنی گردن سے اُسے ادا کرے اور یہ نہ کہے کہ فضیحت ہونے سے ڈرتا ہوں جانو تم اور آگاہ رہو کہ دنیا کی فضیحت آسان ہے آخرت کی فضیحت سے پس ایک مرد اوٹھا اور بولا مال غنیمت سے تین درہم میں نے خیانت کیے تھے اور میری گردن پر ہیں فرمایا کیوں خیانت کی کہا یا رسول اللہ ص محتاج تھا اُس پر فرمایا ای فضل وہ تین درہم اُس سے لے اُسی وقت فرمایا ای گروہ مردم جس شخص میں جو صفت ایسی ہے کہ وہ بُرا مانتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو تاکہ میں دعا کروں واسطے اُسکے ایک مرد اُٹھا اور بولا یا رسول اللہ ص میں کذاب اور فحش گو ہوں اور سوتا بہت ہوں حضرت ص نے کہا الٰہی اسکو صدق وصواب نصیب کر اور نیند کو اُس سے دور کر جسوقت وہ بیداری چاہے ایک مرد اور اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ ص میں کذاب ہوں اور کوئی بدی ایسی نہیں جو میں نے نہ کی ہو عمر خطاب رض نے کہا ای مرد تو نے اپنے تئیں فضیحت اور رسوا کیا حضرت ص نے فرمایا دنیا کی فضیحت آسان ہے آخرت کی رسوائیوں سے اور کہا الٰہی اُسکو صدق اور ایمان روزی کر اور دل اُسکا بدی سے دور رکھ اور نیکی پر مائل کر اور عمر خطاب نے ایک ایسی بات کی کہ حضرت ص ہنس پڑے ایسا وعظ اور تذکیر کیا

پیغمبر خدا اٹھے اور گھر کو تشریف لیگئے اور ایسا ہی بجا لائے حضرت تمام اصحاب کے حق میں اور فرمایا کہ میں نہیں
ڈرتا ہوں تمہارے پر کفر کے تئین اور شرک کے تئین یعنی یہ کہ تم میری بعد کافر اور مشرک ہوگے لیکن ڈرتا ہوں اس
بات سے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور آپس میں لڑوگے اور نصیحت کی اس جناب نے ازواج مطہرات کے تئین اور
فرمایا تمہارے پر ہوجیو کہ تم اپنے تئین گھر کے گوشے میں نگاہ رکھو اور اپنے تئین نامحرموں سے محفوظ اور
پوشیدہ رکھو اور پڑھا اس آیت کو حضرت نے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ اور
ازانجملہ شغل کرنا اس جناب کا مسواک سے پیش از موت روایت کی عائشہ رض نے میرے سینے پر تکیہ
کیے ہوئے تھے ناگا عبد الرحمن بن ابی بکر پہونچا اور اسکے ہاتھ میں مسواک تھی پس دراز کیا رسول خدا ﷺ
نے اپنی نظر کے تئین طرف مسواک کے پس معلوم کیا میں نے کہ دوست رکھتے ہیں حضرت اسے کہ آیا لوں
میں تمہارے لیے اس مسواک کے تئین پس اشارت کی حضرت ﷺ نے اپنے سر سے کہ ہاں لے پس میں نے اس
مسواک کو چبا کر نرم کیا پس دیا میں نے حضرت ﷺ کے ہاتھ میں پس مسواک کی سرور عالم ﷺ نے بہتر اس سے
جسطرح کرتے تھے بعد اسکے پھیر دی مجکو وہ مسواک پس گر پڑا اسے ہاتھ سے یا گری مسواک انکے ہاتھ سے
پس جمع کیا حق تعالی نے میرے ریق کو حضرت ﷺ کے ریق کے ساتھ آخر روز میں دنیا سے اور اوّل روز میں
آخرت سے ریق یعنی آب دہن اور اسجگہ سے ہی جو عائشہ صدیقہ رض فخر کرتی تھیں تمامی نساء مطہرہ پر اور کہتی
تھیں کہ یہ خدا کی نعمتوں سے ہی مجھپر کہ رسول خدا ﷺ نے وفات پائی میرے گھر میں اور میری باری کے روز اور میری
واقنہ اور حاقنہ اور سحر اور نحر میں اور حق تعالی نے جمع کیا میرے اور انکے ریق کے تئین موت کے نزدیک
اور مواہب لدنیہ میں ایک حدیث سے جسے تخریج کیا ہی عقیلی نے لاتا ہی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صدیقہ رض
کے تئین اپنی بیماری میں کہ لا میرے واسطے گیلی مسواک اور اسکو چبا کر مجھے دے کہ اوسے چباؤں کہ
مختلط ہو میرا ریق تیرے ریق سے اور آسان ہو موت مجھپر کہا مؤلف کتاب نے کہ یہ چبانا مسواک مشروع کا
عائشہ رض کا جزاز فعل عائشہ رض ہی اور ایکبار حالت صحت میں حضرت ﷺ مسواک کرتے تھے پس وہ مسواک عائشہ
صدیقہ رض کو دی کہ اسے پانی سے دھوکر دو عائشہ صدیقہ رض نے پہلے وہ مسواک اپنے منھ میں ڈال کر
ابتلاع کیا پس دھوکر حضرت ﷺ کو دی لیکن غرائب اس جگہ سے ہی کہ فرماتا ہے کہ مسواک کے تئین مشغوع
کر کے مجھے دے تاکہ آسان ہو مجھپر موت اور اسمیں نہایت تشریف اور اکرام ہی عائشہ صدیقہ رض
کے تئین اور اظہار محبت ہی اس سے اور صاحب مواہب اس سخن کی شرح اور بیان میں اس

معنی کہ حسن بصری سے نقل کرتا ہی کہتا کہ جو مکروہ تھی موت بحکم طبیعت آسان کر دیا حق تعالی نے اپنے انبیا پر اور اپنے
دوستوں پر اپنے لقا سے اور ان چیزوں سے جو وے دوست رکھتے ہین تحفت اور کرامات اور امدادات اور اعانت
سے یعنی جن چیزوں کو وے چاہتے ہین سو ہویدا کی جاتی ہین ان پر یعنے انبیا وغیرہ پر یہانتک کہ جان ان کی
قبض کیجاتی ہی انکے دو جنب سے یعنے پہلوؤن سے اور وے محب اور مشتاق ہین موت کے اس جہت سے
کہ جو کچھ متمثل کیا گیا ہی اور حاصل اور موجود ہوا انکو ذوق اور شوق سے اور نمود اسکو یعنے اس صورت کو
احاد مومنین کے درمیان فرمایا کہ مومن مخیر ہین یعنے یہ صورتین واسطے مومن صادق کے میسر ہوتی ہین
بہر حال نکالی جاتی ہی جان اسکی اور وہ حمد کرتا ہی خدا کے تئین جیسا انبیا صلوات اللہ یعنے مومنین ہین یہ

بات ممکن ہی انبیا کا کیا پوچھنا ہی خصوصاً سید انبیا علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات اکملہا اور
سنت الٰہی جو انبیا کی تخییر موت پر اور لقا پر جاری ہوئی ہی بھی اسی مصلحت کے واسطے ہی کہ تحقیق رسول
خدا صلعم خوشحال ہوئے اور مدد چاہی اور انس پکڑی عائشہ صدیقہ رض سے اس حال مین جہت سے اس
محبت کی جو انسے رکھتے تھے کیونکہ محبت مزیل الم ہی ؂ یقین میدان کہ شیران شکاری ٭ درین رہ
خواستند از مور یاری ٭ اور مسند کے درمیان عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تحقیق
آسان کی گئی مجھ پر موت کیونکہ دیکھا مینے عائشہ رض کی ہتھیلی کی سپیدی کو بہشت کے درمیان اور دوسری
ایک حدیث مین آیا ہی ابن سعد وغیرہ سے مرسلاً یعنے از روے ارسال کہ گئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تحقیق دیکھا
مینے اسکے تئین یعنے عائشہ صدیقہ رض کو یا انکے ہاتھ کی ہتھیلی کو بہشت مین یہان تک کہ آسان کی گئی
مجھ پر بسبب اسکے موت گویا دیکھتا ہون مین عائشہ رض کی دونون کفدست کے تئین اور معلوم ہوا ہی
کہ محبت حضرت صلعم کی عائشہ صدیقہ رض سے نہایت مرتبہ کمال مین تھی ان سے پس متمثل کی گئین عائشہ رض
اس جناب کے واسطے جنت کے درمیان تاکہ آسان ہو موت اس جہت سے کیونکہ زندگانی خوش
محبوبوں کے اجتماع مین ہی اور ذوق بوستان دوستون کے دیدار مین ہی اور تحقیق پوچھا ایک مرد نے
حضرت صلعم سے کہ لوگو نسے کون آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہی فرمایا عائشہ رض پوچھا مردون سے کون ہی کہا
اسکا باپ اور اسیواسطے جب کہا عائشہ صدیقہ رض نے ابتدای مرض مین وارأساہ یعنے ہاے سر
تب حضرت صلعم نے فرمایا بل انا وارأساہ اور فرمایا اگر مرو تم ای عائشہ رض میرے آگے اور مین جیتا
رہون نماز کرون تجہیز اور دفن کرون یہ بات گران گذری عائشہ صدیقہ رض کو اور کہا کہ دوست

رکھتے ہو تم میرے فراق سے تئین اور مقصود سرور عالم کا یہ تھا کہ جب وہ اپنا اس عالم سے جان چکے تھے یا کہ
عالت میں مجھے آگے جاوین اور اس عالم میں مجتمع ہوں یہ حاصل کلام ہے صاحب مواہب لدنیہ کا اور حاشی ہے
نا بیت تدقیق اور ذوق اور وجدان پر مفہم اور ان وقائعوں سے جو واقع ہوئے ایام مرض میں قریب بروز
رحلت یہ کہ انس روایت کرتا ہے کہ کشف کیا حضرت نے پردے کے تئین حجرہ کے آگے پردا ہوا تھا پس نگاہ کی
اس طرف لوگوں کے جو مسجد میں تھے فجر کی نماز میں اور ابوبکر رضہ نماز کرتے تھے انکے ساتھ کھڑے
ہوئے حضرت اس حالت میں کہ نظر کرتے تھے طرف انکے پس گویا روئے مبارک اس جناب کا ورق مصحف
کا تشبیہ دی انس رضہ نے روئے شریف کے تئین ساتھ ورق مصحف کے ساتھ اور کیا
خوب تشبیہ ہے پس تبسم کیا حضرت نے اور کھڑے جو تھے اصحاب رضہ نے گمان کیا کہ آوین گے باہر
پس خوشحال ہوئے اور غایت فرح سے اور سرور سے چاہا انھوں نے کہ نماز سے نکلیں جیسا کہ شاعر نے
کہا ہے مصرع نماز را بگذارم ترا سلام کنم ۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹیں پس
اشارت کی حضرت صلعم نے کہ بحال خود رہو اور تمام کرو نماز کے تئین پس ڈالا گیا پردہ اور وفات پائی حضرت صلعم نے
اسی روز اور سارا جملہ یہ ہے کہ نازل ہوئے جبرئیل وفات سے تین روز اول اور رسالت لائے پروردگار کی
طرف سے کہ حق جل وعلا پوچھتا ہے کہ یا محمد تم اپنے تئین کیسا پاتے ہو اور یہ ماجرا شنبہ کے روز تھا پس ملک الموت
آیا اور استیذان کیا لیتے ملاقات اور روایت ہے ابی ہریرہ رضہ سے کہ جبرئیل آئے حضرت صلعم کے نزدیک
اس بیماری میں جس میں حضرت صلعم نے رحلت کی اور کہا خدا تعالے اسلام بھیجتا ہے تمھارے اوپر
اور فرماتا ہے کہ کیسا پاتے ہو اپنے تئین اور کیا حال رکھتے ہو کہا حضرت صلعم نے دردناک پاتا ہوں میں
اپنے تئین ای امین اللہ اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ کہا پاتا ہوں میں اپنے تئین مغموم اور اندوہگین یا جبرئیل
اور اس روز کے دوسرے روز پھر آئے جبرئیل اور ایسا ہی جواب دیا حضرت صلعم نے اور تیسرے روز پھر آئے
اور ساتھ انکے ملک الموت تھے اور دوسرا ایک فرشتہ جسکا نام اسمٰعیل ہے کہ ستر ہزار فرشتوں پر اور
ایک روایت ہے کہ لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے اور ہر ایک ان محکوموں سے اسکے ستر ہزار یا لاکھ
فرشتوں پر حاکم ہے اور اسکے ساتھ یعنی ملک الموت کے ہمراہ تھے کہا جبرئیل نے یا محمد خدا تم پر سلام
کہتا ہے اور کہتا ہے کس طرح پاتے ہو اپنے تئین دردناک اور پوچھا حضرت صلعم نے یہ کون ہے جو تمھارے ہمراہ ہے
جبرئیل نے کہا یہ ملک الموت ہے یا رسول اللہ اور میرا یہ آخر عہد ہے دنیا پر تمھارے بعد اور آخر عہد ہے

تمھارا دنیا پر اور نہ آؤنگا میں کسی آدمی کی اولاد سے کسیکے پاس تمھارے بعد اور نہ نازل ہونگا زمین پر تمھارے بعد پس پایا
حضرت نے سکرہ موت کی تئین اور اسکی سختی کو اور سکرہ بمعنی بیہوشی اور سختی مرگ اور حضرت کے نزدیک ایک قدح تھا پر آب
اور ڈالتے تھے ہاتھ پانی میں اور مسح کرتے تھے اس سے روے مبارک کے تئین اور کہتے تھے اللھم اعنی علی غمرات
الموت وسکرات الموت اور ایک روایت ہے یہ کہ کہتے تھے علی سکرات الموت اور ایک روایت میں آیا ہے
کہ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات اور کہتے ہیں کہ سکرات موت حضرتؐ پر ایسی دشوار تھی کہ کبھی
سرخ اور کبھی زرد ہوتے تھے اور کبھی دست راست اور کبھی دست چپ کھینچتے تھے اور پسینا رخسار نورانی پر
اس نور الہی کے بیٹھا تھا اور قصہ مسواک کا کہ سابقاً لکھا گیا اسوقت میں تھا اور جب گئے حضرتؐ اس
عالم سے اسوقت یہ کلمہ کہا رب اغفر واحقنی بالرفیق الاعلی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ یہ آخری کلام ہے جو سنا
ہمنے پیغمبر خدا سے اور مواہب کے درمیان سہیلی سے لایا ہے کہ دیکھا ہے بعضے کتب واقدی کے درمیان کہ اول
جو سنا کلمہ کہ تکلم کیا رسول خدا نے حلیمہ کے ہاں رضاع کے وقت یعنے دودھ پلانے کے وقت اللہ اکبر تھا اور آخر
کلمہ جس سے تکلم کیا الرفیق الاعلی تھا اور ام سلمہ سے آیا ہے کہ کہا ام سلمہ نے کہ اکثر وصیت جو رسول خدا نے
مرض موت کے درمیان کی یہ کہ نماز کرو اور احسان کرو اپنے مالک سے یعنے زر خرید غلام وغیرہ سے اسدم
تک کہ تلجلج کرتا سینہ اس جنابؐ کا اور کام نہیں کرتی تھی زبان اس جنابؐ کی اور انسؓ کی روایت میں
آیا ہے کہ تھی وصیت رسول خدا کی جس ہنگام حاضر ہوئی اسکو موت یہ کہ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم یہاں
تک کہ تغرغر کرتے تھے حضرتؐ اس کلمے سے اپنے سینے کے درمیان اور مدد نہیں کرتی تھی زبان
اس جنابؐ کی تلجلج کے لغوی معنی بات کرنے میں متردد ہونا اور تغرغر آواز میت کی مرتے وقت جسطرح ہوتی ہے اور
روایت کی گئی ہے کہ استیذان کیا ملک الموت نے حضرتؐ سے پس آیا آگے اس جنابؐ کے اور کھڑا ہوا اور
کہا یا رسول اللہ یا احمد حقتعالی نے مجھے بھیجا ہے طرف تمھارے اور امر الہی ہے کہ میں فرمانبرداری کروں تمھاری
جو کچھ فرماؤ اگر فرماؤ تو تمھاری روح کو قبض کروں اور اگر فرماؤ کہ قبض مت کر تو ترک کروں حق تعالے نے
مخیر کیا ہے تمکو پس جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ خداے تعالی مشتاق ہے طرف تمھارے اور چاہتا ہے تم کو
حضرتؐ نے کہا جس کام کے واسطے تو آیا ہے اور مامور ہوا ہے اسپر قیام کر کہا جبرئیلؑ نے یا رسول اللہ یہ میرا
آخری آنا ہے زمین پر اور حاجت تم تھے میری اس دنیا میں آنے سے اور تمھارے واسطے میں آتا تھا دنیا میں
شعر رفت بر کوے سر زلف تو حقی بچمن ❊ ورنہ کی بودے نسیم سحری بود غرض ❊ ہمیں کہا عائشہ صدیقہ رضؓ

سر مبارک پیغمبر خدا صلعم کا بالین پر اور ہاتھ تھیں در حالیکہ مارتی تھیں اپنے منہ پر اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بیچ روز
وفات کے روز حق تعالی نے امر کیا ملک الموت کو کہ اتر زمین کے اوپر جا میرے حبیب محمدؐ کے نزدیک اور بغیر
اجازت کے نہ جائیو اور اگر اُسکے گھر میں داخل ہووے تو اور اجازت سے کرے اذن اُسکی قبض روح کرے تو پس
قابض ارواح یعنی حضرت ملک الموت گھر کے باہر ایک اعرابی کی صورت سے کھڑے ہوئے اور بولے السلام
علیکم اہل البیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ ومختلف الملائکۃ اذن دیتے ہو میرے تئیں تاکہ داخل ہوؤں رحمت
کرے خدا تمہارے اوپر تمہارے فاطمہ زہرا رض حضرتؐ کی بالین پر بیٹھی ہوئی تھیں جواب دیا کہ پیغمبر بحال خود مشغول
ہیں اور اب ملاقات کا وقت نہیں دوسری بار اذن طلب کیا وہی جواب پایا تیسری بار پھر اذن طلب
کیا با آواز اس طور سے کہ جو کوئی اُس گھر میں تھا اُس آواز کی ہیبت سے لرز گیا اور کانپ اٹھا حضرتؐ
ہوش میں آئے اور آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ کیا ہوتا ہے صورت حال عرض کی حضرتؐ نے فرمایا ای
فاطمہ رض تمکو معلوم ہوا یہ کون ہے یہ شکنندہ لذات ہے یعنی لذتوں کا توڑنے والا اور آرزوں کا قطع کرنے والا
اور جدا کرنے والا جماعتوں کا اور بیوہ کرنے والا عورتوں کا اور یتیم کرنے والا فرزندوں کا فاطمہ زہراؓ نے
یہ بات سنکر رونا شروع کیا حضرتؐ نے فرمایا ای میری دختر مت رو کہ سکان عرش تیرے بکا پر روتے ہیں اور
حضرتؐ اپنے دست مبارک سے آنسو فاطمہ زہرا رض کے چہرے سے پونچھتے تھے اور دلداری کرتے تھے اور بشارت
دیتے تھے اور بعضی روایتوں میں مدت حضرتؐ کی موت کی خبر کی اور رونا فاطمہ زہرا رض کا اور تسلی کرنا
حضرتؐ کا انکو کہ تم اول مجھسے ملحق ہو گی اور تم سیدۃ النساء اہل جنت ہو گی یعنی بہشت کی جتنی بیبیاں
ہیں سب کی تم سردار ہو گی اسوقت میں آئی کہ پھر اور کہا رسول خدا صلعم نے کہ ای پروردگار اسے میری
مفارقت میں صبر کرامت فرما فاطمہ زہرا رض نے کہا واکرباہ یعنی وای کرب یعنی اندوہ اور ندا اسکو ندبہ
کہتے ہیں جیسے واویلاہ اور وامصیبتاہ اور واکرباہ حضرتؐ نے فرمایا کچھ کرب اور اندوہ نہیں تیرے
باپ پر آجکے روز کے بعد یعنی کرب اور اندوہ شدت الم و صعوبت رنج کے سبب ہے اور علاقہ جسمانی کے واسطے
ہے اور تعلقات کی جہت سے جو لازمہ بشریت ہی ہوتا ہی اسوقت رسول خدا صلعم نے فاطمہ زہرا رض سے فرمایا کہ
اپنے فرزندوں کے تئیں آگے لاؤ فاطمہ زہرا رض نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے تئیں علیہم التحیۃ
والرضوان حضرتؐ کے حضور لائیں جب ان دونوں گوشوارہ عرش اعظم نے رسول مکرم اپنے نانا
کو اس حال سے دیکھا بے تحاشی رونا شروع کیا کہ اُنکے رونے کو دیکھکر جتنے اُس گھر میں تھے

بے اختیار روئے لگے حضرت نے انکو بوسہ دیا اور سونگھا فرمایا اور لوگون کی تعظیم اور احترام اور محبت کے باب مین اصحاب کو اور تمامی اُمت کو وصیت کی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ ان دونون صاحبزادون کے رونے سے جتنے لوگ
دروازے پر حجرے کے تھے وہ بھی رو اُٹھے اور جب اُنکے رونے کی آواز رسول خدا صلعم کے کان مین پڑی تو
حضرتؐ بھی روئے اُمّ سلمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اگر آپکے گذری ہوگی گناہ اور آیندہ سے خدائے پاک نے آپکو پیدا
کیا ہو اور بخشا ہی موجب زاری کیا ہی فرمایا رونا میرا واسطے رحم اور شفقت کے ہی اُمت پر کہ آیا میرے بعد حال
اُنکون کا کن حدون پر پہونچیگا بعد اسکے عائشہ صدیقہ رضہ آگے گئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم میری طرف
ایک نگاہ کرو اور وصیت فرماؤ حضرتؐ نے آنکھیں کھولین اور فرمایا اے عائشہ رضہ مجھے نزدیک ہوا اور فرمایا کل
تینے وصیت کی تھی وصیت وہی ہوا اسکے بموجب کیا چاہیے اور حفصہ رضہ آگے گئین اور جس دستور سے کہ عائشہ
صدیقہ رضہ سے حضرتؐ نے مکالمہ کیا تھا حفصہ رضہ سے بھی فرمایا اور تمامی ازواج مطہرہ کے تئین وصیت کی بعد اسکے
فرمایا میرے بھائی علی مرتضیٰ عہ کو لاؤ علی مرتضیٰ عہ آئے اور حضرت صلعم کی بالین پر بیٹھے اور سر مبارک حضرت صلعم کا
اپنے زانو پر اون جنابؑ نے رکھا حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ فلان یہودی میرے پر چندے مبلغ رکھتا ہے
کہ لیئے اون سے اُسامہ کے لشکر کے سامان کے واسطے قرض کیا تھا زنہار لینے البتہ کہ اُسکا حق میرے
ذمّے سے ادا کیجیو اور فرمایا یا علیؑ تم اوّل اُن شخصون کے ہوگے جو حوض کوثر پر مجھ سے ملحق ہوا اور میرے
بعد بہت سے مکروہات تمہارے تئین پہونچین گے چاہیے کہ تم دلتنگ نہونا اور صبر کرنا اور جب دیکھو تم کہ
لوگون نے دنیا کو اختیار کیا چاہیے کہ تم آخرت کو اختیار کرنا اور ایک روایت سے یہ کہ کہا دوات
اور صحیفہ لاؤ تاکہ وصیت نامہ لکھون علی مرتضیٰ کہتے ہین کہ مین نے خوف کیا اسبات کا کہ کہین
ایسا نہو کہ جب تک مین اسباب کتابت کے تئین مہیا کرون حضرتؐ دنیا سے رحلت فرمائین اور مین
وصیت نامہ نپاؤن کہا مینے کہ یا رسول اللہ صلعم جو وصیت چاہتے ہو سو فرماؤ کہ مین یاد کرون فرمایا
الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم یعنے نماز اور جو ملک یمین اُنکی رعایت مین رہو اور ایک روایت سے یہ کہ
فرمایا اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم البسوا ظہورہم واشبعوا بطونہم والینوا لہم الی آخر القول علی مرتضیٰ
کہتے ہین کہ حضرت صلعم مجھ سے کلام کرتے تھے اور آپ دہن حضرت صلعم کا مجھے بہونچتا تھا مین حال اُس
جنابؐ کا متغیر ہوا اور مستورات پردے کے پیچھے سے بیاتنی کرتی تھین اور مین تحمل اسبات کا نہین رکھتا
تھا کہ حضرتؐ کو اُس سے دیکھون کہا مینے اے عباس مجھے پا لینے مین بچو اور بے طاقت ہون

میری خبر لیجیو پس عباس آئے اور پایا کہ پیغمبر رسول خدا م کو ہمنے لٹایا ذکر ہذا کلہ فی روضۃ الاحباب مؤلف کتاب کہتا ہی
کہ تنا اتفاقاً کہا ہوا ہی کہ عائشہ رضہ فخر کرتی تھین کہ قبض روح حضرت م کا میری آغوش مین ہوا ہی اور مشہور بھی یہی ہے
اور اس حدیث کو محدثون نے تصحیح کیا ہی اسجگہ روایت لاتے ہین کہ سر مبارک رسول خدا کا آخر وقت علی مرتضیٰ ع
کی آغوش مین تھا حاکم اور ابن سعد متعدد طریقون سے اس روایت کو لائے ہین اور تواتر جو کیا گیا ظاہر
ہوا کہ علی مرتضیٰ جو آئے اور پیغمبر خدا م کی بالین پر بیٹھے اور سر مبارک حضرت م کا اپنے بازو پر رکھا ظاہر ہوتا ہی کہ
آخر عہد یہی ہی اور جو مغایرت کہ ان دونون مفہومون کے درمیان ہی کہ سر مبارک زانو پر رکھا یا بازو پر رکھا
محل سے اختلاف لفظ روایت مین ہی بعضے کہتے ہین کہ بازو پر رکھا یہ روایت کرتے ہین اور بعضے کہتے
ہین زانو پر پس گویا عائشہ رضہ نے بسبب قرب زمان وفات آخر نام کیا جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا کہ سر مبارک تکیے
پر رکھا اور آنکھین درحالیکہ مارتی تھین اپنے منھہ پر واللہ اعلم اور روایت کرتے ہین کہ جب ملک الموت ع
نے بصورت اعرابی آکر اذن طلب کیا حضرت م نے فرمایا کہو کہ آوے پس حضرت عزرائیل ع آئے اور کہا
السلام علیک ایہا النبی تحقیق کہ خدائے تعالیٰ تمکو سلام پہونچاتا ہی اور مجھکو فرمایا ہی کہ آپکا قبض روح
کرون آپ کے اذن سے فرمایا ای ملک الموت قبض روح میری نہ کیجیو جب تک کہ میرا بھائی جبرئیل ع میرے
نزدیک نہ آوے پس جبرئیل ع حکم الٰہی سے نازل ہوئے روتے ہوئے حضرت م نے فرمایا ای دوست مجھے
ایسے وقت مین تو نے تنہا چھوڑا جبرئیل ع نے کہا یا رسول اللہ ص بشارت ہو جیو تمکو کہ مین ایک خبر لایا ہون
حق تعالیٰ نے حکم کیا مالک دوزخ کے تئین کہ روح پاک میرے حبیب کی آسمان پر آتی ہی آتش دوزخ کو
خاموش کر اور وحی کی حضرت باری جل جلالہ نے حور عین کے تئین کہ اپنے تئین آراستہ کرین اور
ملائک کو خطاب ایزدی آیا کہ اٹھو صف در صف باندھکر کھڑے ہو کہ محمد ص کی روح مطہر آتی ہے اور
مجھے حکم ہوا کہ زمین پر جا اور میرے حبیب کو خبردار کر کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہو کہ بہشت حرام ہی تمام انبیا
اور امتون پر جب تک کہ تم اور تمھاری امت بہشت مین داخل ہو اور فردائے قیامت تمھاری امت کو
اوتنا کچھہ تمھارے لیے خدا بخشے گا کہ راضی اور خوشنود ہو گے تم پس فرمایا ای ملک الموت آگے آ اور
جس بات پر مامور ہے عمل کریں ملک الموت نے روح اطہر اس سرور م کی قبض کی اور اعلیٰ علیین کو لیگیا اور
کہا یا محمداہ یا رسول اللہ ص یعنے مدینہ کے عالم سے علیین میں ہی علیہ کا علیہ یعنے بہشت کا غرفہ اور علی ابن ابی طالب سے
منقول ہی کہ کہا مین آسمان کی جانب سے آواز وا محمداہ سنتا تھا کہ یہ صدا ملائک کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رضہ

سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا کی روح مطہر نے جسد مبارک سے مفارقت کی ایسی بوے خوش جیسے اس جناب کے
جسد سے سونگھی کہ ہرگز نا شنیدہ اس بوی خوش کو سونگھی تھی پس اس جسد مطہر کو سینے پر دھرے سے ڈھانپا پردہ یمنی
چادر اور بعضی روایتوں سے وارد ہوا ہے کہ ملائک نے جسد مطہر کو آسمان سے ڈھانپا اور روایت کی گئی ہے ام سلمہ
سے کہ رکھا میں نے ہاتھ سینہ مبارک پر حضرت کے جس روز وفات پائی حضرت نے پس گذرے جمعہ کئی مجھے یعنی کئی
ہفتہ اور کئی کہ میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں اور نہیں جاتی بوی مشک میرے ہاتھ سے اور صحت کو
پہونچی ہے یہ بات کہ جب حضرت نے رحلت کی فاطمہ زہرا نے ندبہ کیا اور زاری اور کہا یا ابتاہ یعنی یا والد
دعوت حق کے تئیں تم نے اجابت فرمایا یا ابتاہ فردوس میں تم نے منزل کیا وا ابتاہ تمھاری رحلت کی خبر جبرئیل کو
کون پہونچا سکے یا ابتاہ تمھارے بعد نزول وحی کا منقطع ہوا اور جبرئیل ہمارے پاس کب آوے اے پروردگار میری
روح کو اپنے پیغمبر کی روح کے قریب پہونچا اے پروردگار مجھے اپنے رسول کے دیدار سے قرین گردان اے پروردگار مجھے
اپنے حبیب کے ثواب سے بے نصیب مت رکھ اور قیامت کے روز اسکی شفاعت سے محروم مت چھوڑ اور کہتے ہیں حضرت
کی رحلت کے بعد فاطمہ زہرا کے تئیں کسی نے ہنستے نہ دیکھا یعنی ہمیشہ غم و الم میں رہتی تھیں اور عائشہ
صدیقہ نے بھی زاری کی اور کہتی تھیں افسوس اوس پیغمبر کہ فقر کو اوپر غنا کے اختیار کیا یعنی درویشی اور تہیدستی
اور درویشی کو تونگری پر اختیار کیا اور حیف اس دین پرور سے کہ ایک شب تمام جرائم اور آثام کے غم سے
بستر راحت پر نہ سویا اور ہمیشہ اسنے ثبات قدم سے اور قرار مقام اصطبار میں محاربہ نفس میں استقامت
کی اور قرار پایا اور ہرگز دیدہ التفات سے منہیات کی طرف نگاہ نہ کی اور ہرگز غبار ملال ایذا و گفتار
سے دامن ضمیر پر اس سرور کے نہ بیٹھا اور ہرگز اوسنے دروازے بخشش اور احسان کے اور فضل و
مروت کے اہل فقر اور محتاجوں کے اوپر نہ باندھے یعنی ہمیشہ فضل و جود احسان اوس جناب کا مسکین اور
محتاجوں پر جاری ہی رہا اور دندان دُر مثال اسکا دشمنوں کے سنگ جفا سے شکستہ ہوا اور پیشانی وسیع اسکی
جو ارث پروردگار کے عصابہ سے بستہ ہوئی اور شکم اسکا دو روز پے در پے جو کی روٹی سے سیر نہ ہوا اور گھر کی
ناحیہ سے ایک آواز سنی گئی اور کسی گوینده کو نہیں دیکھتے تھے کہ کہا السلام علیکم اہل البیت
ورحمة الله وبركاته كل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجوركم يوم القيمة لو اور آگاہ رہو کہ ہر مصیبت
کے تئیں خدا کے نزدیک ایک عزا ہے اور تسلیہ یعنی دل کو خوشی دینا اور کسیکے دل سے اندوہ دور کرنا
اور رعایت کے تئیں ایک خلف ہے فائت فوت ہونے والا پس واثق رہو خدا سے یعنی اعتماد کرو لیے

اور رجوع کرو طرف اُسکے اور جزع مت کرو اور بے صبری مت کرو کہ بتحقیق مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو
ثواب آخرت سے محروم ہو والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ آواز ملائک کی تھی جو تعزیہ کرتے تھے اور آیا ایک مرد
اشہب اللحیہ یعنے سفید ریش جسیم صبیح یعنے فربہ اور صبیح یعنے خوب اور جمیل پس گذرا وہ مرد لوگوں کی گردنوں
کے تئیں اور روبا پس التفات کیا اُسنے یعنے اُسی مرد اشہب اللحیہ نے طرف اصحاب رضی کے اور کہا تحقیق کہ خدا
کے تئیں عزا ہی ہر مصیبت سے اور عوض ہی ہر فایت سے اور ہر ہالک سے پس طرف خدا کے رجوع کرو اور اُسی کی
طرف رغبت کرو اور نظر خدا ہی عزوجل کی طرف بلا کے ہی اور مصاب وہ شخص ہی یعنے مصیبت زدہ کہ جبر
نہ کی جاوے مصیبت اُسکی صبر سے یعنے جسکے بدلے جبر کے صبر دعطا ہو یہ کہا اور غائب ہوا پس کہا
علی مرتضیٰ اور ابوبکر نے کہ یہ خضر تھا جو ہماری تعزیت یعنے ماتم پرسی کے لیے آیا تھا اور روایت کرتے
ہیں کہ اصحاب رضی پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے بعد ایسے سراسیمہ اور حیران ہوگئے گویا عقلیں اُنکی مسلوب ہوگئیں اور
حواس معطل اور بعضوں کی زبان بستہ ہوگئی اور نطق نرہا یعنے گویائی عثمان بن عفان اِس قبیل سے
تھے یعنے جیسا کہ روایت کرتے ہیں کہ عمر خطاب رضی اُنکے پاس گذرے اور اُنکو سلام کیا اُنھوں نے سلام
اُنکا نہ سُنا اور جواب سلام ندیا الی آخر الحدیث اور بعضے صحابی جا ماندہ ہوگئے اور ہلنے کی طاقت نرکھتے
تھے جیسے کہ علی مرتضیٰ تھے اور تھے سب صحابیوں سے کہ درمیان اُسوقت اثبت اور اشجع ابوبکر رضی اور باوجود اسکے
گرتے تھے آنسو اُنکے اور اونچا ہوتا تھا آہ و نالہ اُنکا اور اسی بات پر استدلال کیا ہی اُن کی شجاعت پر
اور بعضے صحابی غم سے مریض اور لاغر ہوگئے اور گھٹ گھٹ کر عالم فانی سے گئے اور بعضوں نے دعا کی کہ
الٰہی ہمکو اندھا کر کہ طاقت نظر کرنے کی کسیکے منھ پر نہیں رکھتے یعنے دیکھنا دوسروں کے منھ کو نہیں دیکھ سکتے
اور ایسی کچھ فریاد اور بکا کرتے تھے جس طرح حجاج تلبیہ احرام کے درمیان فریاد کرتے ہیں اور عمر خطاب رضی کو
اُس درجے میں اختلال عقل ہوا اور فریاد کرتے تھے اور قسم کھاتے تھے کہ رسول خدا صلعم نہیں موے لیکن اُنکو صعقہ
ہوا ہی جسطرح موسیٰ پیغمبر کو صعقہ ہوا تھا صعقہ یعنی بیہوش ہونا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ
بوی مرد دیدار سے گئے ہیں جس طرح موسیٰ گئے تھے اور کہا کہ امید رکھتا ہوں کہ حضرت اتنا یعنے اتنی مدت دنیا میں
رہیں کہ ہاتھ اور زبان منافقوں کی کاٹیں اور بعضے منافق کہتے تھے کہ اگر محمد صلعم پیغمبر ہوتے وفات نپاتے
عمر خطاب رضی نے جب یہ بات سُنی تلوار کھینچی اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوے اور کہا کہ جو کوئی کہے کہ
پیغمبر خدا صلعم فوت ہوا اُسے اِس تلوار سے دو ٹکڑے کروں پس لوگ اِس بات کے سُننے سے شک اور شبہے میں پڑے اور

اور حضرت کی موت مین اسما بنت عمیس نے اپنا ہاتھ پیغمبر خدا کے دونون شانون کے درمیان کیا اور مہر نبوت کو نہ پایا
آواز بلند کی کہ مہر نبوت مرتفع ہوئی اور رسول خدا نے عالم سے انتقال کیا نقل ہے کہ ابو بکر صدیق رض اسوقت اپنے گھر
مین جو سنخ کے محلے مین تھے جب اس واقعے سے انھون نے خبر پائی سوار ہوئے اور جلدی سے عائشہ صدیقہ رض کے حجرے کو آئے
اور راہ مین روتے تھے اور کہتے تھے واانقطاع ظہراہ یہانتک کہ مسجد شریف مین آئے دیکھا کہ لوگ پریشان حال مین
کسی سے ملتفت نہوے اور بات نہ کی اور عائشہ صدیقہ رض کے حجرے مین در آئے اور روا روئے مبارک سے اُٹھائی اور
پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور ایک روایت مین ہے کہ رکھا اپنے دہن کو حضرت کے دہن اطہر پر اور سونگھا مرگ کی باس کے
تئین اور کہا وانبیاہ بعد اسکے سر اُٹھایا اور روئے اور پھر بوسہ دیا اور کہا واصفیاہ پھر سر اپنا اوٹھایا اور
روئے بار دگر تقبیل کی یعنے بوسہ دیا اور کہا واخلیلاہ اور کہا بابی انت وامی طبت حیا ومیتا یعنے میرے مان اور باپ
تمہارے فدا ہو جیو پاک اور خوب تھے تم حیات مین بھی اور ممات مین بھی معطر اور مطہر اور کہا لا یجمع اللہ
علیک موتتین اما الموتة التی کتبت علیک فقد وجدتہا یعنے جمع نکرے خدا تعالے تمہارے اوپر دو موتون
کے تئین لیکن یہ موت جو تمکو لکھی تھی پایا تمنے اُسکے تئین اور تم اس سے برتر ہو کہ تمکو وصف کرین اور اعلی ہو
اُسبات سے جو تمہارے اوپر روویں اگر زمام اختیار ہمارے ہاتھ ہوتی تو اپنی جان کو ہم تمپر فدا کرتے اور اگر
تمنے نہی نہ کی ہوتی رونے سے میت پر تو ہم اتنا روتے کہ ہماری چشمون سے چشمے جاری ہوتے الٰہی ہماری
طرف سے اسکو یعنے حضرت کو سلام پہونچا اور یا محمد ہمکو تم اپنے خدا کے پاس یاد کرو اور ابی بکر کے
قول مین لا یجمع علیک موتتین اختلاف کیا گیا ہے کہ مراد اُس سے کیا ہے یعنے یہ جو کہا صدیق نے کہ
دو موتین تجھے خدا نصیب نکرے اسمین بعضے کہتے ہین کہ اشارت کی اس قول سے صدیق نے طرف
رد کرنے اُس شخص کے جسنے گمان کیا کہ پیغمبر خدا عنقریب نزدیک ہے کہ پھر آوین اور کاٹین ہاتھ لوگونکے کیونکہ اگر یہ
صحیح ہو یعنے پھر آنا تو لازم آتا ہے کہ بار دیگر پھر رحلت کرین پس خبر دی کہ وہ جناب بزرگتر ہے اسبات سے کہ
جمع کرے خدا تعالی اُسپر دو موتکے تئین جسطرح جمع کیا یعنے دو موت کے تئین اوپر اُس قوم کے جو باہر آئی اپنے
دیار سے مرنے کے ڈر سے اور ہزارون تھے پس مارا اُنکو حقتعالی نے پھر جلایا یا مانند اُس شخص کے جو گذرا
ایک قریہ پر اور بولا کس طرح زندہ کرتا ہے خدا تعالے پس مارا اُسکو حضرت خلاق نے اور پھر جلایا تا آخر
قصہ عزیر پیغمبر اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اُس سے یہ ہے کہ حضرت نہین مرین گے دوسری موت سے قبر کے
درمیان جسطرح جلائے جاتے ہین بندے واسطے سوال منکر نکیر کے اور پھر مارے جاتے ہین اور بعضون

نے کہا ہی مراد دوسری موت سے موت سابق ہی اُس جناب کی کہ مقرر تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد موت ثانی سے
کرب اور اندوہ ہی یعنے ملاقی نہو دینگے آج کے روز کے بعد دوسری کرب و اندوہ کے تئین جسطرح حضرتؐ نے
فاطمہ زہرا رضہ کے جواب مین کہا یعنے جب حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضہ نے حضرتؐ کا رحلت کرنا معلوم کیا واکرباہ حضرتؐ
نے فرمایا لا کرب علی ابیک بعد الیوم یعنے نہین اندوہ تیرے باپ کے اوپر آج کے بعد اور فتح الباری کے درمیان اسی
معنے کو کہا ہی یعنے یہ کہ مراد موت ثانی سے کرب و اندوہ ہی اور صاحب مواہب نے کہا ہی کہ پہلا قول ارجح ہے یعنے جو
مذکور ہوا کہ اشارت ہی طرف رد کرنے اسکے قول کے جو کہتا ہی کہ حضرتؐ پھر آوینگے الخ آخر شاید کہ یہ اس اعتبار
سے ہی کہ لفظ محمول پر ظاہر ہے اور ظاہر یہ ہی کہ موت دوسری نہین اُس جناب پر اور بعد از جریان سُنت
الٰہی اذاقت موت یعنی ذائقہ چکھانا موت کا اور زندہ کرنا بعد از موت کے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ مین اس سے
زیادہ گرامی ہون مین خدا کے نزدیک کہ مجھے گور مین رکھے چالیس روز اور بعد اسکے حیات باقی اور مستمر ہوگی اور ممات
اُسپر طاری نہو گی پس یہ بات اشارت ہی طرف اُس جناب کی حیات کے اور یہ مسئلہ تاریخ مدینہ طیبہ کے
درمیان مشروح اور مبین ہوا ہی اور اگر خدا چاہتا ہی تو اس کتاب کے آخر مین بھی ذکر کیا جاوے گا پس
ابوبکر صدیقؓ گھر سے باہر آئے اور عمرؓ کو دیکھا کہ لوگون کے درمیان کھڑے ہوئے کہتے ہین کہ پیغمبر نے
فوت نہین کی اور وے رحلت نکرینگے جب تک منافقون کو نہ مارین اور اُن لوگون نے ظاہر کیا تھا دم خلاف
پیغمبر خدا کے فوت کرنے پر اور اٹھاکے تھے اُس گروہ نے سر اپنے پس کہا صدیقؓ نے کئی بار عمر خطاب رضہ کو
کہ بیٹھو عمر خطابؓ نے امتناع کیا پس کہا صدیقؓ نے ایہا الرجل جان تو کہ پیغمبر فوت ہوا ہی نہین سُنا
تو نے کہ خدا نے اپنے کلام مجید مین اپنے حبیب سے خطاب کیا ہی کہ انک میت و انہم میتون اور فرمایا
ہے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فہم الخالدون اُس وقت رسول خدا کے منبر پر چڑھے سب لوگون
نے عمر خطابؓ کو چھوڑکر ابوبکر صدیق رضہ کی طرف توجہ کی صدیقؓ نے خطبہ پڑھا مشتمل حمد و ثنا سے اسکے
اور درود رسول خدا پر اور کہا جو کوئی پرستش کرتا تھا محمدؐ کو پس تحقیق کہ محمدؐ نے وفات پائی اور جو پرستش
کرتا خدا ے عز و جل کے تئین پس تحقیق کہ وہ جیتا ہے اور ہرگز نہ مرے گا اور یہ آیت کو پڑھا وما محمد

الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم تا آخر انک میت و انہم میتون
معنے اس آیت شریف کے یہ ہین کہ نہین محمد بندہ ستایش کیا گیا مگر فرستادہ مگر تحقیق کہ گذرے ہین اُس
سے آگے فرستادے یعنے انبیا آیا اگر مرے یہ پیغمبر یا مقتول ہو تو منقلب ہوگے تم اپنے عقاب پر یعنے

پھر جاؤگے تم اپنی ایڑیون پر یعنے ترک جہاد کروگے یا مرتد ہوگے تم ومن ینقلب علی عقبیہ اور جو کوئی پھر جاوے اور برگشتہ ہو

بسبب ارتداد و یا ترک جہاد فلن یضر اللہ شیئاً پس ہان نہ دیوےگا برگشتہ ہونا خدا کے تئین شیئاً کچھ بھی وسیجزی اللہ الشاکرین

اور جلد ہو کہ جزا دیوے خدا تعالی شکر و سپاس کرنے والون کے تئین آیات بہت طولانی ہین انک میت وانہم

میتون تک یعنے تبرکا اسی آیت کے ترجمے پر اکتفا کیا پس لوگون نے ابی بکر صدیقؓ سے ان دو آیتون کو یاد کیا

اور ایسا خیال کیا لوگون نے کہ یہ آیات آج نازل ہوئین ہین بعد اسکے عمرؓ نے بھی خطبہ پڑھا اور کہا

ایہا الناس وہ گفتگو جو یعنے کل کے روز کی ہے ایسا نہین جو کہا یعنے واللہ کہ نہین پاتا مین اسکے تئین یعنے

اُس بات کو کلام اللہ مین اور نہ رسول خدا کے عہد مین لیکن مین امید رکھتا تھا کہ جیسے رسول اللہ اور تدبیر

کرسے ہمارے کاروبار کی تئین اور ہمارے بعد مرے پس اختیار کیا خدا عزوجل نے جو کچھ اسکے نزدیک ہے یعنے خواہش

الٰہی بندہ جو کچھ تمھارے نزدیک ہے یعنے یہ کہ جیسے ہون حضرت اور یہ آیات جو صدیقؓ نے پڑھی اور ہدایت

کی ہے خدا نے اس سے اپنے رسول کو پس لو تم اسکو یعنے آیت کو تاکہ راہ راست پاؤ تم جس طرح ہدایت

کیا گیا ہے رسول خدا کہا ابو نصرؒ نے کہ تھا یہ قول عمرؓ کا اور حال اس کا جہت عظم سے اس چیز کے جو

وارد ہوا اسپر اور خوف فتنہ اور ظہور منافقین پس جب مشاہدہ کیا عمر خطابؓ نے قوت یقین صدیق

اکبرؓ کے تئین تب تسکین پائی اس سے اور عمر خطابؓ سے نقل ہے کہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم کہ گویا ان

آیتون کو یعنے نہ سنا تھا جب ابو بکرؓ سے یعنے سنا لرزہ مجھپر غالب ہوا گر امین اور ابن عمرؓ نے کہا

کہ گویا ایک پردہ ہمارے منھ پہ تھا کہ ابی بکرؓ کے خطبے سے اوٹھا پس اہل مدینہ اور اصحابؓ نے دل

رسول خدا کی وفات پر رکھا اور استرجاع کیا استرجاع یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا بعد اس کے

ابو بکر صدیقؓ تعزیت اور تسلی اہل بیت کی بجا لائے اور کہا کہ کام رسول خدا کے غسل دینے کا اور تجہیز اور تکفین کا

تمھیں سے تعلق رکھتا ہے کہ تم اہل بیت ہو اور تم اسپر قیام کرو یعنے غسل وغیرہ پر اور صدیق آپ اکابر مہاجر اور

اشرف انصار سے سقیفۂ بنی ساعدہ کے درمیان امر خلافت کو مقرر کرنے کے واسطے گئے جو اہم دینی اور دافع وقوع

خلاف و نزاع اور موجب انتظام اور التیام مہام اسلام تھا مشغول ہوئے اور تفصیل کلام اس مقام کے

درمیان اپنے محل مین مذکور ہے اور مجمل اسکا یہ ہے کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان خلاف پڑا انصار نے

کہا منا امیر پس اس حدیث سے کہ الائمہ من قریش ثابت ہوا کہ امامت حق قریش کا ہے اور جو تقدم

اور رجحان ابو بکرؓ کا ذہنون کے درمیان بیٹھا تھا خصوصاً ایام مرض کے درمیان انکے تقدیم سے

واسطے نماز کے قرار ابو بکر رضہ پر پایا اور اجماع اوپر اُسکے منعقد ہوا تشبیہ سابقاً گذرا ہی کہ حضرت ؐ نے مرض موت کے
درمیان سکرات موت کے تئین یعنی سختی اور شدت موت کے تئین دیکھا اور کہا اللهم اعنی علی سکرات الموت
اور عائشہ صدیقہ رضہ سے لاتے ہین کہ مین رشک کرتی تھی اُس شخص پر جو آسانی جان دیتا تھا جب مین نے
رسول خدا م کی شدت موت کو دیکھا جانا مین نے کہ شدت مرنا بہتر ہی کیونکہ اگر آسانی سے مرنا بہتر ہوتا تو
حق تعالے اپنے حبیب کے واسطے اُسے اختیار کرتا اور اِس مسکین کو صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گران
گذرتا ہی کیا شدت تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھی مگر یہی کہ پانی قدح کے درمیان رکھا ہوا
تھا اور حضرت م اپنے ہاتھ کو اُسمین ڈالتے تھے اور اپنے روی مبارک کو مسح کرتے تھے اور ایک تغیر خسار
مبارک مین راہ پاتا تھا یہ کیا شدت ہی جو شدت کہ لوگون کو مرتے وقت لاحق ہوتی ہی وہ اور ہی یعنی
بر ہر تقدیر تغیر ایک وجود شریف کو پہونچا اور ذہنون کے درمیان یعنے اہل بصیرت کے دلون مین علو
مقام بر حکم عادت انام وہ تقاضا کرتا ہی کہ یہ بھی نتھا یعنے تغیر پانا اور بعضے عرفاے علما کے تئین
اِس باب مین ایک کلام ہی عالی کہ وجوہ متعددہ بیان حال شریف مین کر کے اِس مطلب عالی کے تئین
بیان کیا ہی جزاہ اللہ خیرا وجہ اول یہ کہ جان کہ یہ پانا الم اور کرب و شدت کا جسکا سکرات موت نام
رکھا ہی یہ اعتدال مزاج مبارک کی جہت سے حضرت م کے تھا اور اثر قوت ادراک اور احساس تھا احساس
کے معنی دیکھنا اور معنی ادراک بھی آیا ہی یعنے پانا اور جاننا اور مزاج شریف نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم جو غایت توسط مین اور نہایت اعتدال مین تھا لاجرم ادراک اور احساس اُس کا اوپر الم کے
اکثر یعنے جس طرح مزاج حضرت م کا کمال اعتدال مین اور نازک تھا اسی طرح پانا الم کا ہر چند کم ہو
لیکن بسبب لطافت مزاج کے بہت معلوم ہوتا تھا اور پانا اُس جناب کا اُسکے آثار کے تئین اتم اور
اوفر تھا اسی جہت سے فرمایا حضرت م نے کہ تپ کیا جاتا ہون مین جس طرح تپ کیے جاتے ہین تم سے دو
شخص اور جب معتدل اور برابر ہون دو کفہ میزان کے یعنی پلے ترازو کے اور حاصل ہو ایک مین اُسکے
دونون جانب سے کچھ اگرچہ اقل قلیل ہو ظاہر ہوتا ہی میل اور انحراف میل یعنے جھکنا اور انحراف
سر پھیرانا وجہ ثانی یہ کہ کرب و الم بجہت تعلق روح بہ بدن شریف تھا اور تعشق اُسکا یعنے روح
کا ذات کریم سے اُس جناب کے اور تھا مزاج انور اُس نور آلہی کا مادہ اصلیہ صورت حیات
کا اور قوام حقیقت حیات مادہ یعنے اصل ترکیب کسی چیز کی اور صورت یعنی ہیکل اور نقش اور نمونہ

کسی چیز کا اور قوام بروزن سحاب بمعنی نظام کسی چیز کا اور مدار اور اصل کسی چیز کا جس سے قائم ہو وہ چیز اور
جیسا انقطاع پذیر ہوا وہ تعلق جسم مقدس سے اور ذات مکرم سے اُس جناب کے تحت آیا الم جدائی کرنا اوسکا
اُس سے غایت تعشق کی جہت سے اور تعلق سے جو رکھتا تھا اُس سے یعنے بدن سے وجہ ثالث یہ کہ معاملہ جزیان
مین مانند اپنے وصف کی یعنے ایسی صورت جو مذکور کرب اندوہ کے اس حال کا جریان رسول خدا پر بسبب تسلیم
ہے یعنے دل خوشی دینا اُمت کے تئین منازلہ مین امثال ان شدائد کے کہ باوجود ہونے اُس جناب صلعم کے
حبیب الٰہی اور اعز اور اکرم خلق اوپر اُس جناب کے یہ صورت از صفت جاری ہے تو آسان ہوتا ہے کام
سکرات کے اٹھانے مین جیسا کہ اشارت عائشہ رض کے قول کی طرف اس معنی کی ہے جیسا کہ گذرا چوتھی وجہ یہ ہے کہ
حقیقت شریفہ اُس جناب کی جامع ہے تمامی اُمت کی حقیقتوں کی بلکہ تمامی کائنات کے اور منشاء موجودات اصلیہ و
فرعیہ ہے یعنے جتنے وجود مین اصل اور فرع کے اُنکی جائے نشو و نما اور معدن ہے حقیقت اُس جناب صلعم کی
اور ساری ہے وہ حقیقت یعنے سرایت کرنے والی تمام جواہر اور اعراض اور ارواح اور اجسام کی حقیقتوں
مین جواہر جمع جوہر کی اعراض جمع عرض ارواح جمع روح اجسام جمع جسد اور جوہر اُسے کہتے ہین جو بذات خود قائم
ہو اور عرض وہ جو قائم بغیر ہو پس گویا فراق کرنا روح شریف کا اُس جناب کے جسد لطیف سے فراق
کرنا ہر ایک روح کا ہے ہر جسد سے اور ہر ایک حیات کا ہر ایک حی سے یعنے زندہ سے پس جو کچھ
حاصل ہو شدت اور کرب اندک ہے بہت سے اور ایک قطرہ ہے بحار سے وجہ پنجم یہ کہ حضرت رسول صلعم
حامل ہین یعنے اٹھانیوالے تمامی اجمال کے یعنے بوجھوں کے اور اٹھانیوالے تمامی گرانیوں کے اور رجوع سب کا
طرف اُس جناب کے اور پناہ سب کی طرف اُنکے جیسا کہ قول حضرت باری کا عزیز علیہ ما عنتم ناظر ہے
اسبات پر پس ظاہر اثر اُس اجمال اور اثقال کا یعنے اُس سکرات سے اور غم و اندوہ کا اس وقت مین
جو اجمال اور اثقال کے اُٹھانے کا وقت ہے اور اسیواسطے جب جبرئیل امت کے بخشے جانیکی بشارت لائے
تب اُس سرور نے پائے راحت بالین استراحت پر رکھا اور منھ طرف عالم باقی کے کیا جیسا کہ گذرا چھٹی وجہ
یہ ہے کہ عادت مستمر ہے یعنے جاری اوپر سبھات کے کہ جسکو سونپے گئے ہوں قواعد مملکت اور خلافت کے اور
والی گردانا گیا ہو امور سلطنت کے تئین اور طلب کیا جائے درگاہ مین اور نقل کیا گیا ہو مملکت کر کے نقل
کے معنے ایک جگہ سے دوسری جگہ ہونا پھیر لابد ہے اُسے رجوع کرنے مین طرف جناب بادشاہ کے اندیشہ
کرنا سوال و جواب سے اور اُسسے ملاحظہ مخاطرہ کا ہوگا ہر چند سونپے گئے ہوں اُسیسے تمام کاروبار

علی الاطلاق تمامی اکناف اور آفاق کے اور بخشے گئے ہون اُسکو حساب و کتاب ہر حال کے اور ہر باب کے اور
کیسی مملکت عظیم اور دائرہ وسیع کی حضرت کو سونپی گئی تھی اور اُس جناب پر مسلم بھی لیکن ساتھ اسکے بھی ہیبت اور
دہشت سلطانی باقی ہی کہ انجام ہوگا مؤلف کہتا ہی شیخ اجل اکرم عبد الوہاب نے شیخ بزرگ یعنے شیخ علی متقی سے
نقل کی جب اِس عالم سے جاتے تھے کہتے تھے کہ اگر ہم مین سکرات موت کی شدت دیکھو تو دلگیر مت ہو کہ
یہ شدت لازمہ مرتبہ قطبیت اور عہدہ داری ہی واللہ اعلم ساتوین وجہ یہ کہ خلاصہ وجوہ حاصل ان قضایا کا
ہی یہ کہ حضرت حق نے اتحاف کیا اور اختصاص فرمایا اپنے رسول کے تئین اُسوقت مین اپنی تجلیات صمدیت
اور تنزلات احدیت سے اور اسرار کہ مسکن تھے نہایت قدس صفات کے ساتھ اور جو مشاہدات کہ
مستبرقع تھے اسمار و صفات کر کے اور شک نہین ہی ثقل اعیا مین اُن تنزلات کے ثقل بمعنے بھاری بوجھ اور
اعیار بمعنے ماندہ ہونا اور دشوار ہونا کام کا کسی پر اور تنزلات کے معنی نازل ہونا جمع تنزل اور عظمت سے اوس
چیز کے یعنے تجلیات جو پاتے تھے یعنے جو حالت ہوتی تھی اُس مفاتحات سے یعنے اُن فتوحون سے جیسا کہ
نزول وحی کی حالت مین اور قرآن کے نزول مین راہ پاتے تھے یعنے جو حالت ہوتی تھی جیسا کہ صدیقہ خود
روایت کرتی ہین کہ نزول وحی ہوتا تھا اُس جناب پر دن کو شدید البرد اور ٹپکاتی تھی پیشانی اُس جناب
کی پسینے کے تئین چنانچہ کلام اللہ مین آیا ہی انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً پس موت اُس جناب کی جو
جنابت ابد تھی اور انسات الٰہی سے اُس جناب کو سکرات مشاہدات کے تھے جو ظاہر ہوتے تھے ضیق
نطاق جسمانیہ سے از محض عالم عیان یعنے صرف عالم ظہور سے سکرات مین مجاہدات انا منہ کے معنے
سبب کر ضیق بمعنے تنگی اور نطاق نام ہی ایک لباس کا اور کمر بند کو بھی کہتے ہین یعنے لباس جسمانی کی تنگی
سے اور حاصل اِس وجہ کا اوپر اسباب کے ہی کہ اس حالت مین یعنے سکرات جیسے کہتے ہین سبب وحی
ہوتی تھی خاص بلکہ محل انتہا اور وقت اُسکا تھا یعنے نزول وحی کا وجہ ہشتم یہ تھی کہ اُسوقت مین
لقاے خاص حق جل و علا کی اور خشیت سے یعنے خوف سے اور ہیبت اور اجلال سے مناسب وقت
وصال معرفت اور عبودیت مین اور قرب حضرت ذوالجلال سے کہ ہرگز اس خصوصیت سے تھا یعنے
جس طرح اسوقت کے درمیان قرب ہوا اس درجے مین پہلے نہین تھا اسواسطے اسوقت مین ایک
ایسی حالت تھی کہ مخصوص اسیوقت اور حال سے تھی وجہ نہم یہ کہ استطارت شوق کی جہت سے تھا طرف
لقا کے استطارہ بمعنے پراگندہ ہونا اور اوڑ آنا جو روح کہ حامل تھی اوپر اسراع کے یعنے شتاب

کرنے پر طرف لقا کے چاہتی تھی کہ آہستہ باہر لاوے ذات کے تئین عالم ناسوت سے اور داخل کرے لیس عشت عجب لاہوت کے درمیان لاجرم ناشی ہوتی تھی قہر عالم طبیعت سے اور ضغطہ حضیض مزاج بشریت سے وہ حالت کہ قوی ہوتا تھا اُس سے انفعال اور ظاہر ہوتا تھا سلطان اُس حال کا یعنے غلبہ اُس حال کا اور طرف اسی حال کے رسول خدا م نے فرمایا کہ من احب اللہ احب لقاءہ یعنے جسنے چاہا خدا کے تئین چاہا اُسکی لقا کو ضغطہ کے معنے بھینچنا اور تنگ کرنا حضیض بمعنی پستی اور شبیہ انفعال کے معنی اثر قبول کرنا دسوین وجہ یہ کہ اس عالم والون کے تعلقات کا پرتو تھا یعنے دلبستگی اُن لوگون کی جو نصاب ہر حضرت عالیہ مین یعنے جنکا مرجع ہین حضرت مراد اہل بیت وغیرہ اور نصیب ایک ہی یعنے اُنھین لوگون کو حصہ ایک ہی امداد محمدیہ سے اوپر باقی رہنے اُس جناب کے اس وجودہ حیات مین اپنی جس طرح حیات ہر موجودات کی ہی اور پڑنا اس تعلقات کا مرآت حقیقت مین یعنے حقیقت کے آئینے مین کیسا آئینہ کہ اُسکے شعاع سے کسی حالت کی صفات صفات سے اُسکی کوئی مرآت زیادہ روشن نہین ہی اور یہ تعلقات حضرت کے ارتحال اور انتقال کی حالت کے نقیض ہین یعنے ضد ہوتا یعنے نہین چاہتے یہ وابستگی کہ ارتحال یعنے رحلت کرین پس جب تفاعل کرتی تھین یہ دو حالتین یعنے کام نقیض یکدیگر پر اور کشاکش کرتی تھین پس حاصل ہوتا تھا ضغطہ اور حصر ضغطہ بمعنے بھینچنا اور تنگ کرنا اور حصر کے معنے تنگ پکڑنا کسیکو اور باز رکھنا سفر سے اور گیارھوین وجہ یہ کہ القا اور اجرا ہی حضرت حق جل وعلا کا اپنے حبیب کے تئین اوپر اوصاف عبودیت کے کہ یہ اشرف اوصاف اور اجل محاسن اور محامد انصاف ہی القا کے معنے ڈالنا اور اسی طرح جب مخیر گردانے گئے حضرت م درمیان ملکیت اور عبودیت کے یعنے یہ کہ مختار کیا خدا نے حضرت رسول م کو کہ ملکیت اختیار کریا لقب عبودیت اختیار کیا حضرت نے عبودیت کے تئین اور کہا بندہ رہون گا مین بھوکا ہوتا ہون ایک روز اور آسودہ ہوتا ہون دوسرے روز اور کھاتا ہون جس طرح کھاتے ہین بندے اور بیٹھتا ہون جس طرح بیٹھتے ہین بندے اور مقتضا یعنے خواہش عبودیت کے مزاج کی یہ کہ عدم ارفاہ یعنے زیادہ حاصل ہونا اور منازلہ مکارہ یعنے نازل ہونا الم کا اور شدتون کا جنب اوامر اور احکام کے درمیان یعنے مقتضائے بشریت سے ہی یہ بات کہ عدم ارفاہ وغیرہ ہو اُسکے اوامر اور تحقیق ظاہر ہوتا تھا وہ جس جناب مین حصہ بشریت جیسا کہ روتے تھے نقد ولد یعنے لڑکے کے گم ہونے پر اور کہتے تھے کہ ان العین تدمع وان القلب یحزن یعنے تحقیق کہ میری آنکھ روتی ہی اور دل میرا محزون ہوتا ہے کہ القا

اختلاف ہوا کہ رسول اللہ کو لباس میں غسل دیویں یا جس طرح اور اموات برہنہ کرتے ہیں اور دھوتے ہیں
اسجگہ بھی ایک لباس اوپر انکے نازل ہوا یعنے اونگھ گئے اسقدر ہے مین کہ ٹھوڑیاں انکی چھاتیوں
پر تھیں ناگاہ ایک شخص نے گھر کے کونے سے آواز دی کہ برہنہ مت کرو تم رسول خدا کے تئیں اور
غسل دو پیراہن میں اور آیا ہے کہ جب چاہا عباسؓ نے کہ نہلاویں چادر ڈالا تو بیٹھا اور علی مرتضیٰ کے تئیں
بھی چادر ڈالو بٹھایا تاکہ رسول خدا کو اپنی آغوشوں پر بٹھایا پس وہاں بھی ندا آئی کہ لٹا دو رسول خدا
کے تئیں بر ظہر لیٹا یعنے پیٹھ پر اور دھوؤ اور سولایا علی مرتضیٰ اور عباسؓ نے اسی طرح سر طرف مشرق کے
اور پاؤں طرف مغرب کے اور مباشر غسل علی مرتضیٰ ہوئے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عباسؓ نے
رسول خدا کے تئیں اپنے سینے پر لیا اور خرقہ یعنے پارچہ اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر پیراہن کے اندر ہاتھ لیگیا اور
اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے قمیص پر یعنے کرتا اور عباسؓ اور قثم پھیرتے مین پہلو سے طرف پہلو کے
رسول خدا کو کمک اور مدد علی مرتضیٰ کی کرتے تھے اور غیب سے بھی اس کام مین اعانت واقع ہوئی جیسا کہ
گمان کیا انھوں نے کہ رسول خدا آپ سے آپ ایک ہاتھ سے طرف دوسرے ہاتھ کے پھرتے تھے اور آنکھوں پر
اون عضوؤں کی پٹی بندھی ہوئی تھی اور غیب سے اور پردے کے پیچھے سے ایک آواز آئی جسطرح کوئی کہتا ہے
کہ نرمی کرو تم ساتھ [illegible] رسول خدا کے اور علی مرتضیٰ کو حضرت کی وصیت تھی کہ مجھے سوا تمہارے کوئی
نہ نہلاوے اور نہ دیکھے مجھے کوئی مگر یہ کہ آنکھیں اسکی نابینا ہوں یعنے میری عورت کو سوا علی مرتضیٰ کے
جو میرے ستر ہیں اگر کوئی دوسرا دیکھیگا تو آنکھیں اسکی اندھی ہونگی اور باہر نہ آیا اس حرم سے جو
کچھ لوگوں نے نکالا ہو یعنے دستور ہے کہ میت کے پیٹ کو دباتے ہیں تاکہ اگر شکم مین کچھ ہو تو نکلے پس کہتے
تھے علی مرتضیٰ کہ اے نور الٰہی تیرے قربان جاؤں میں کیا پاک اور پاکیزہ ہے تو اور خوشبو حیات اور ممات
مین اور دھویا اس جناب کو تین بار آب خالص سے یعنی نرے پانی سے اور بیری کے پتوں کے پانی سے
اور کافور کے پانی سے اور ابن ماجہ بسند صحیح جید علی مرتضیٰ سے فرماتا ہے کہ فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ فرمایا تھا
رسول خدا نے کہ جب مین رحلت کروں تب غسل دیجیو مجھے سات قربہ سے غرس کے پانی سے قربہ بالکسر
پانی کی مشک اور غرس نام ہے کنوئیں کا اور یہ کنواں قبا کے شرق کی طرف ہے آدھی
میل کی مسافت پر اچھا کنواں ہے یہ کثیر الماء زیادہ وہ زیادہ سے یہ کنواں اون کنوؤں سے ہے
جو سات کنوئیں ہیں مدینے میں اور رسول خدا کے زمانے سے ابتک باقی ہیں اور غالب ہے کہ اسکے پانی

پر حضرتؐ نے بیٹھ کر پی اور اسے یعنی اسی غرس کو ایک ذریعہ ہی یعنی شیرینی پایہ کہ رہی کہ اسکی راہ سے اندر کنوئیں کے
جاتے ہیں اور ثبوت کو پہونچی ہی یہ بات کہ رسول خدا ﷺ نے اس کنوئیں کا پانی پیا ہی اور اس سے وضو کیا ہی اور
وضو سے جتنا پانی باقی رہا اسکو پھر اسمیں ڈالا ہی اور ابن حبان ثقہ لوگوں سے نقل لایا ہی کہ انس بن مالکؓ
بیر غرس سے پانی طلب کرتا تھا یعنی غرس کے کنوئیں سے بھرتا تھا بیر کے دو معنی ہیں گڑھا اور کنواں
اگرچہ دونوں ایک ہی ہیں اور کہتا تھا دیکھا میں نے رسول خدا ﷺ کے تئیں اسکے پانی کو پیتے اور وضو
کرتے اور لاتے ہیں کہ ایک روز حضرتؐ نے فرمایا کہ آج کی رات میں نے خواب میں دیکھا ہی کہ میں نے
ایک کنوئیں پر بہشت کے کنوؤں سے صبح کی ہی پس صبح کی حضرتؐ نے بیر غرس پر اور وضو کیا اور بزاق اپنا
یعنی تھوک اس کنوئیں میں ڈالا اور حضرتؐ کے پاس شہد بطریق ہدیہ کہیں سے آیا تھا اسکے تئیں بھی
اس کنوئیں میں ڈالا اور ابن ماجہ بسند جید لایا کہ وصیت کی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد
وفات مجھے سات قربہ پانی سے بیر کے جو بیر غرس ہی غسل دیجیو اور یہ بھی آیا ہی کہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ
کو فرمایا کہ جب میں اس عالم سے سفر کروں تو مجھے تم سات قربہ پانی سے بیر غرس کے ایسے سات قربہ جنکا منھ
کھلا ہو غسل دیجیو انتہی اور یہ ایام مرض میں بھی آیا ہی کہ ایک روز غسل کیا حضرتؐ نے سات قربہ پانی سے
تاکہ غسل کرکے باہر آویں طرف مسجد کے ظاہر یہ ہی کہ وہ بھی اسی کنوئیں کا پانی ہو واللہ اعلم اور بعض شراح
نے کہا ہی کہ یہ اس جہت سے تھا یعنی سات قربے پانی سے نہانا تاکہ عدد ہفت کے تئیں سحر کے دفع کرنے میں
ایک تاثیر ہی جسطرح زہر کے اور سحر کے علاج میں آیا ہی کہ سات تمر مدینے کے عجوے سے کھاوے جادو وغیرہ
دفع ہوتا ہی عجوہ قسم خرما ہی اور روایت کی گئی کہ جمع ہوا پانی غسل کے وقت حضرتؐ کی پلکوں کے نیچے اور
ناف میں اوپچا لیتے تھے اور اٹھاتے تھے اس پانی کو علی مرتضیٰؓ اپنی زبان مطہر سے اور فرمایا ہی علی مرتضیٰؓ
نے کہ اسی سبب سے ہی مجھے کثرت علم اور قوت حفظ اور جب تمام ہوا غسل رسول خدا ﷺ کا تب حنوط کیا
اس جناب کے مساجد کو یعنی جائے سجود اور مفاصل شریف کے تئیں اور تجمیر کیا عود کے تئیں تین بار
پس اٹھایا حضرتؐ کو اور رکھا اوپر سریر کے تجمیر کے معنی لوٹا ہوا باندھنا اور بہتر کرنا کام کسی کا حنوط
کے معنی خوشبوئیاں ملی ہوئیں جو میت کے واسطے بنائی جاویں اور آیا ہی کہ علی مرتضیٰؓ نے تھوڑا مشک
اور حنوط فرزندوں کو سونپا اور وصیت کی کہ اسکو میرے کفن میں لگائیو کہ رسول خدا ﷺ کے
حنوط کا فضل ہی یعنی اسمیں کا بچا ہوا ہی **فصل** اور تکفین حضرت سرور عالم ﷺ کی تین پارچوں میں تھی

سحول سے سحولی بالفتح منسوب ہی سحول سے سحول بمعنی قصار اور یہ روایت اظہر ہے یعنے تین پارچون کی اور سحل بمعنی
دھونا اور سفید کرنا کپڑے کا اور کوفتنا اور سحل سفید کپڑے کو بھی کہتے ہین اور قصار دھونا ہی کپڑون کے تیئن
یا یہ کہ منسوب ہی سحول سے جو نام ہی ایک گانون کا یمن کے مضافات سے ہی اور بالضم بھی آیا ہی منسوب سحول سے
جو جمع سحل ہی یعنے جامہ سفید اور نہین ہوتا یہ کپڑا مگر روئی سے یعنے ابریشم وغیرہ نہین ہوتا اور ایک حدیث مین
آیا ہی من کرسف یعنے کفن حضرت کا کرسف سے تھا بالضم بمعنے پنبہ ہی اور بعضون نے بفتح سین نام قریے
کا کہا ہی یعنے قریہ کرسف کے پارچے کا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ دو پارچے سفید تھے اور ایک بُرد یمانی
اور ترمذی نے کہا ہی کہ کفن مین رسول خدا کے مختلف روایتین آئی ہین اور حدیث عائشہ صدیقہ رض
اصح احادیث سے ہی اور عمل اوپر اُسکے ہی نزدیک اکثر اہل علم کے صحابہ وغیرہ سے اور بیہقی حاکم سے لایا ہی
کہ کہا متواتر ہوئی ہین اخبار علی مرتضے سے اور ابن عباس رض سے اور عائشہ رض اور ابن عمر اور جابر بن
عبد اللہ اور عبد اللہ بن مغفل رض سے کہ تکفین اُس جناب کی تین پارچون مین ہی کہ نہین اُنمین قمیص اور نہ
عمامہ اور اختلاف کیا ہی اس قول کے معنون مین جسمین قمیص اور عمامہ نہین ظاہر عبارت اثبات
مین ہی کہ حضرت کے کفن مین قمیص اور عمامہ نتھا اصلا اور شافی یہ کہ کفن کیا گیا تین پارچون مین خارج
قمیص اور عمامہ کر کے یعنے قمیص اور عمامہ زیادہ تین پارچون پر تھا اور یہ خلاف صریح عبارت ہی اور
خلاف واقع ہی یعنے حقیقت مین یونہین ہوا کیونکہ ثابت نہین ہوا حضرت مکفن کیے گئے ہون
قمیص اور عمامے کے درمیان اور مترتب ہی اوپر اسبات کے خلاف ائمہ کا یعنے امامون کا کہ کفن مین
قمیص اور عمامہ مستحب ہی یا نہین پس مالک اور احمد کہتے ہین کہ مستحب یہ ہی کہ تین پارچون مین کیا جاوے
کہ نہو اُن مین قمیص اور عمامہ حنابلہ کہتے ہین یعنے حنبلیان کہ مکروہ ہی زیادہ کرنا قمیص اور عمامے کا
لفائف ثلثہ سے یعنے اُن تین لفافون پر یہ دو زیادہ کرنا مکروہ ہی اُنکے نزدیک اور شافعی کہتے ہین جائز ہی
بغیر استحباب اور حنفیہ کہتے ہین تین پارچے لنگ اور قمیص اور لفافہ اور اُنھون کے متاخرین نے عمامہ
تجویز کیا ہی واسطے عالمون کے اور سنت کفن ہم سنیون کے مذہب مین تین پارچے ہین اور کفایت
اُسکی یعنے کفن کے دو پارچے ہین اور بضرورت جو کچھ کہ میسر ہو اور ایک روایت مین کفن مبارک مین
حضرت کے سات پارچے آئے ہین اور یہ روایت ضعیف ہی بلکہ کہتے ہین وہم ہے یعنے راویون کا واللہ
اعلم اور جو کچھ مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ جو کُرتا قمیص حضرت کے بر مین تھا اور غسل دیا گیا درمیان

اسیاہ بود داخل کفن تھا پس جو نسی حدیث کہ ابو داؤد کے سنن میں ابن عباس سے آئی ہے کہ پیغمبر خدا کو کفن دیئے گئے
تین پارچوں میں دو ثوب اور قمیص اور قمیص ثوب بطنی پارچہ اور جامہ زرد و سرخ نہیں احتجاج کرنا اوپر اسکے لیے
دلیل قائم کرنا کیونکہ یزید بن زیاد کہ ایک اسکے راویوں سے ہے ذہبی علیہ نے ضعیف اسکا لکھا ہے ہمیں راوی اسکے
ضعف پر مضبوط تھا جس جگہ کہ ثقات کا مخالف روایت کرتے ہیں نعم عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہے کہ کہا آئی میں ابوبکر رض
کے پاس مرض موت میں انکے پس نظر کی میں اوپر اس جامہ کے جو پہنے ہوئے تھے اور مریض ہو گئے تھے
اسکے درمیان آلودگی تھی زعفران کی کہا کہ دھو میرے اس جامہ کے تئیں اور زیادہ کرو دو جامے اوپر اسکے
اور تکفین کرو مجھے انمیں عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں پس کہا میں نے یہ کہ کپڑا جو تم پہنے ہو پرانا ہے کہا زندہ
لائق تر ہے نئے کپڑے کا مردے سے رواه البخاری فصل اور نماز پڑھنا رسول خدا کے جنازے پر ساتھ
جماعت کے نہ تھا تھوڑے سے لوگ آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے بے جماعت یعنی جدا جدا اور باہر جاتے تھے پس
دوسرے گروہ آتے اور نماز پڑھتے اور حجرہ مبارک اسی کہ میں تھا جہاں غسل دیا گیا تھا یعنی تمام دن نماز پڑھی
اور جب مرد فارغ ہوئے عورتیں آئیں اور عورتوں کے بعد لڑکے لڑکیاں آکر اوپر نماز کے قائم ہوئیں جس طرح
ترتیب صفوف ہے اور امامت نہ کی رسول خدا کے جنازے پر کسی نے امیر المومنین علی مرتضی سے منقول ہے کہ
فرمایا رسول خدا کے جنازے پر کوئی شخص امامت نہ کرے کیونکہ وہ جناب ایام حیات اور ممات میں امام تمہارا ہے اور
یہ اس جناب کے خواص سے ہے کہ متعدد نمازیں پڑھیں لوگوں نے اور تنہا تنہا پڑھیں اور ایک روایت میں
آیا ہے کہ اول جس شخص نے نماز پڑھی حضرت پر علی اور عباس اور بنی ہاشم تھے بعد انکے آئے مہاجر بعد انکے
انصار بعد انکے آتے تھے لوگ فوج فوج اور نماز پڑھتے تھے اور روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت نے پیش از مرض خبر
دی تھی اپنی وفات کی اور پوچھا تھا اس جناب کے تئیں کہ تمکو غسل کون دیگا فرمایا مرد میرے اہل بیت سے جو شخص مجھسے
نزدیک تر ہوگا کہا یا رسول اللہ تمکو کیسے کپڑوں میں تکفین کریں فرمایا ان کپڑوں میں جو پہنے ہوئے ہوں یا مصر کے
کپڑوں میں یا حلہ یمانی کے درمیان یا سپید کپڑوں میں لپیٹنا جس قسم سے کہ تم چاہو اور کہا یا رسول اللہ ص
نماز تمہارے اوپر کون پڑھے گا اور رونے لگے اور حضرت بھی روئے اور فرمانے لگے کہ صبر کرو اور
جزع مت کرو رحمت کرے خدای تعالے تمکو اور بخشے تمہارے گناہوں کو اور جزا اسے خیر دے تمہیں میری
طرف سے فرمایا جب مجھے غسل دیکے کفن میں لپیٹو رکھو مجھے میری قبر کے کنارے اسی گھر میں بعد اسکے باہر
جاؤ اور تھوڑی دیر مجھے رہنے دو کہ اول جو شخص مجھپر نماز پڑھیگا میرا دوست جبرئیل ہے پس میکائیل پس اسرافیل ع

پس جبرائیل ساتھ ایک گروہ انبوہ کے ملائکہ سے آور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا کہ پہلے پہل جو کوئی تکبیر نماز
کریگا میرا پروردگار ہی بعد اسکے اُن فرشتونکا ذکر فرمایا اور فرمایا بعد اسکے یعنے فرشتونکے بعد فوج فوج لوگ آوینگے
اور نماز پڑھینگے تکبیر اور فرمایا اور نوحہ نکرین اور چاہیے کہ ابتدا اوپر نماز کے میرے اہل بیت کرین بعد انکے
مستورات اہل بیت انکے بعد تمامی اصحابؓ اور پوچھا یا رسول اللہ آپکو قبر مین کون اُتارے فرمایا میری اہل بیت
ساتھ جمع کثیر ملائکہ کے کہ وے تمکو دیکھینگے اوس جگہہ سے کہ تم اُنکو نہ دیکھوگے اور ابن ماجون سے پوچھا گیا کہ کتنی نمازین
پڑھی گئین رسول خدا اوپر کہا ستر نماز کہا یہ کہانسے معلوم ہوا تجھے کہا اُس صندوق سے جو رکھا مالک نے لیکے خط ہی
نافع سے ابن عمر سے خط لکیر کو کہتے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ مراد اُن نمازون سے نمازین اصحابؓ کی ہونگی سوا
ملائکہ کے اور تاخیر جو حضرتؐ کے دفن مین واقع ہوئی اُسکا سبب یہ تھا کہ وفات دوشنبے کے روز ہوئی اور سہ شنبہ کا
تمام روز گذرا کہ سریر اُس جنابؐ کا گھر مین رہا اور نمازین پڑھی گئین اور دفن کیے گئے حضرتؐ چار شنبے کے
روز اور روایت ہی کہ جب رکھے گئے حضرتؐ قبر مین معلوم ہوا لوگونکو کہ کیا پڑھا لوگون نے پس پوچھا ابن مسعودرضؓ سے
پس امر کیا ابن مسعودرضؓ نے انکو کہ پوچھو تم علی مرتضیٰؓ سے پس فرمایا علی مرتضیٰؓ نے کہ پڑھو تم ان اللہ و ملئکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوات اللہ البر الرحیم
والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیء یا رب العالمین علی محمد
ابن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاہد البشیر الداعی الیک
باذنک السراج والمنیر وعلیہ السلام ذکر کیا ہی اسکے تئین شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب مین جسکا نام
تحقیق النصرہ ہی اور لائے ہین کہ علی مرتضیٰؓ حضرتؐ کے جنازے کی جانب کھڑے ہوئے اور کہا ای پیغمبر گرامی سلام اور رحمت
اور برکات خدا تعالیٰ کی اوپر تیرے نازل ہو جیو ای پروردگار گواہی دیتا ہون مین کہ اس رسول اکرم نے پہونچایا جو کچھ
نازل ہوا اُسپر اور شرائط نصیحت اپنی اُمت سے بجالایا اور راہ خدا مین جہاد کیا یہانتک کہ غالب گردانا
اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے تئین ای پروردگار ہمکو از انجملہ گردان کہ پیروی اُسکی کرین ہم جو کچھ اُسپر نازل ہوا
اور جمع کر اُسکو اور ہمکو قیامت کے روز لوگون نے کہا آمین کہا آمین کے معنے یون ہین ہو جیو **وصل**
دفن کرنا حضرت سرور عالمؐ کا اسجگہہ بھی اختلاف واقع ہوا ہی کہ پیغمبرؐ کو کس جگہہ دفن کیا چاہیے ایک
جماعت نے کہا کہ جس جگہہ اُس جنابؐ نے رحلت کی اُسی جگہہ اور ایک گروہ نے کہا مسجد مین آور ایک
فرقے نے کہا بقیع کے مقبرے مین دفن کرو اور بعضون نے کہا قدس کے درمیان کہ قبرین تمام پیغمبرون کی اُسی جگہہ

ہین ابوبکر صدیق رضی نے کہا کہ سُنا ہی مین نے رسول خدا سے کہ دفن نہین کیا جاتا کوئی پیغمبر مگر اسی جگہ جہان قبض
روح کی گئی ہو اور ایک روایت مین علی مرتضیٰ سے آیا ہی کہ کنارو سے زمین پر کوئی بقعہ ایسا گرامی نہین
ہی خدا کے نزدیک جسمین روح پیغمبر کی قبض کی گئی ہو پس فرش حضرت کا اُٹھایا اور حفر قبر اسجگہہ مین معین اور
مقرر کیا اور مدینے مین دو حفار تھے یعنے قبر کھودنے والے اور حفر یعنے گڑھا کھودنا ایک ابوعبیدہ بن جراح
کہ بطریق شق جسے آسامی بھی کہتے ہین قبر کھودتا تھا اور دوسرا ابوطلحہ انصاری تھا کہ بطریق لحد حفر کرتا تھا پس
کہا عباس رضی نے الٰہی اختیار کر تو واسطے اپنے حبیب کے جو کچھ تجھے محبوب اور پسندیدہ ہو یعنے شق یا لحد اور بھجوائے
دو شخص ایک ابوعبیدہ کے بلانے کے واسطے اور ایک ابوطلحہ کے لیے اور کہا جو کوئی پہلے آوے یہ کام اُسکو فرماؤن
پس نپایا اُس فرستادے نے جو بھجوایا گیا تھا ابوعبیدہ کیطرف ابوعبیدہ کے تئین اور آیا ابوطلحہ رضی پس حفر قبر کیا بطریق
لحد اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اللحد لنا والشق لغیرنا یعنے لحد واسطے میرے ہی اور شق میرے
غیر کے لیے اور مراد لنا سے اہل مدینہ کے تئین رکھا ہی اور غیر سے غیر اہل مدینہ اہل مکہ وغیرہ کو مراد رکھتا ہے اور
اِسکی توجیہ مین کہا ہی کہ مدینے کی زمین صلب ہے یعنے درشت سنگلاخ اور صلاحیت رکھتی ہی واسطے لحد کے بخلاف
ارض مکہ کہ سست ہے احتمال سقوط رکھتی ہی اور کہتے ہین کہ اس حدیث مین دلیل نہین ہی لحد کے واجب ہونے پر
اور شق کی نہی پر بلکہ یہ جملہ اختیارات سے ہی شاید یہ کہ سُنت ہو اور ساتھ اسکے شک نہین کہ جو کچھ پیغمبر کے واسطے
واقع ہوا افضل ہے ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ لحد افضل ہی اگر زمین صلب ہو اور شق افضل ہے اگر زمین نرم اور سست ہو
اور بعضون نے لنا سے اہل ملت اسلام کو مراد رکھا ہی اور لغیرنا سے اہل کتاب یعنی یہود وغیرہ اور شق کہتے ہین
اُس حفر کو جو قبر کے وسط مین ہو اور اب ہمارے دیار مین یعنے ہندوستان مین دیوارین نکالتی ہین وسط قبر مین
اور اُسکے تئین شاید حکم حفر فی الوسط مین رکھتے ہین واللہ اعلم اور شب چہارشنبہ سحر کا وقت تھا کہ رسول خدا صلعم کو
پائینتی کیطرف سے قبر مین اُتارا اور اصح یہ ہی کہ علی اور عباس رضی اور فضل اور قثم قبر مین اُترے اور تھا قثم آخر شخص
جو باہر آیا قبر شریف سے اور اُس سبب سے لاتے ہین کہ کہا یعنے قثم نے کہ آخر مین جنسے روے مبارک کو حضرت کے دیکھا قبر کے درمیان مین
تھا دیکھا مین نے قبر مین کہ حضرت اپنے لبہاے مبارک کو جنبش دیتے ہین پس مین نے اپنے کانون کے
تئین حضرت کے دہن مبارک کے آگے رکھا سُنا مین نے کہ فرماتے تھے رب اُمتی اُمتی اور قطیفہ سُرخ
نجران کا جو خیبر کی جنگ مین اُس جناب کو پہونچا تھا اور اُسکو اوڑھا کرتے تھے سو اُسکو قبر مین بچھایا
قطیفہ مخمل کی چادر کو کہتے ہین اور کہتے ہین بچھانے والا اُس قطیفے کا شقران تھا کہا شقران نے نہین

چاہتا ہیں کہ حضرت کے بعد دوسرا کوئی لیٹے اور ٹھیرتے اور کہا ہے نووی نے کہ شافعی اور اُنکے تمام اصحاب نے
تنصیص کی ہے اوپر کراہت کرنے بچھانے کے نیچے میت کی قبر کے درمیان اور نووی نے ائمہ شافعیہ سے کہا ہے کہ بچھانا بیچ
نیچے بچھانا اُسکا اتفاقاً تھا نہیں اِس حدیث کی حجت ہے اور صواب کراہت کرنا ہے چنانچہ جمہور کی بات ہے جس اور جواب
دیتے ہیں کہ بچھانے قطیفے کا بچھانا شقران کے فعل سے تھا اور مستفرد تھا لیے شقران کا اس کام میں دوسرا کوئی شریک
شریک نہ تھا اور موافق تھا نہ تھا اسکے کوئی شخص اصحاب سے اور عالم تھے اوپر اس کام کے اور شقران نے یہ کام
اپنے قیاس سے کیا اور مکروہ رکھا شقران نے کہ دوسرا کوئی اُسے اوڑھے اور بچھاوے سوا حضرت کے اور ابن عبد البر
نے کہا ہے کہ آخر باہر نکالا اُسے قبر شریف سے حکاہ ابن زبالہ وکذا فی سیرت مغلطای اور اگر یہ بچھانا قطیفے فرش کرنا
تو اُس جناب کے خصائص سے تھا اور دوسروں کو مکروہ ہے کہ قبر میں بچھایا جاوے اور تیار کی گئی قبر شریف میں
نو خشت تمام بعد اسکے ڈالی گئی خاک لحد مطہر پر اور چھڑکا بلال نے پانی قبر شریف پر اور [illegible]
ابتدا کیا جانب سر سے اور بلند کی گئی قبر شریف زمین سے مقدار ایک شبر کے یعنی ایک بالشت اور ایک روایت میں
چار انگل آیا ہے اور چھڑکے گئے قبر شریف پر سنگریزے سرخ اور سفید اور جب کہ اصحاب آپ کے دفن کی بعد فاطمہ زہرا رضی کے نزدیک
کہا فاطمہ زہرا رضی نے کس طرح تمہارے دلوں نے یاری دی کہ ڈالی خاک تم نے رسول خدا پر کہا ہاں یا بنت رسول اللہ ہم
یا زہرا رضی ہم بھی اسی خیال میں گئے تھے اور اندوہناک تھے ہم لیکن کیا کریں حکم شرع شریف سے چارہ نہیں بعد
اسکے آئیں حضرت فاطمہ زہرا رضی باپ کی قبر پر اور ایک مٹھی خاک قبر سے لیکر اپنی دونوں چشم گریاں پر ڈالی
اور کہا شعر ماذا علی من شم تربة احمد ۞ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ۞ صبت علی مصائب لو انها ۞
صبت علی الایام صرن لیالیا ۞ یعنی ان دونوں بیتوں کے علی الترتیب یہ ہیں کیا ہے اوپر اس شخص کے جس نے سونگھا
تربت احمد کے یعنی یہ کہ نہ سونگھے نہایت زمان غوالی غوالی جمع آیا ہے معنے مرکب خوشبو اور بیان یہ ہے جو کوئی
حضرت کی تربت کو سونگھے روا ہے جناب کے فراق میں مدت حیات درد و الم میں چاہے پھر لی ہیں یا چھوڑی ہیں
اور پڑے مجھ پر مصیبتیں اگر تحقیق کہ وہی مصائب پڑیں ایام پر تو ہو جاویں راتیں یعنی سیاہ اور تمہارے فراق سے
جو مصائب ہیں ایسے تیرہ و تاریک ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتا تو اسکے کہ سفید اور روشن ہیں پھر جاتے تو سیاہ
ہو جاویں اور روایتیں مختلف آئی ہیں کہ قبر شریف مسنم ہے یا مسطح یعنے بلند ہے یا برابر اکثر اور پیشتر روایات کے
ہیں کہ مسنم ہے قبر شریف اور صحیح بخاری میں ابوبکر بن عیاش کی حدیث سے لاتا ہے کہ اُسنے دیکھا پیغمبر خدا
کی قبر کو مسنم اور زیادہ کیا ابونعیم نے مستخرج میں اور قبر ابوبکر اور عمر رضی کی بھی ایسی ہی ہے

اور استدلال کیا گیا ہی اِس حدیث پر کہ مستحب یہ ہی کہ قبر مسنّم ہو اور یہ قول ابی حنیفہ رض کا ہی اور مالک اور احمد رح
اور مزنی اور بہت سے شافعیہ کا اور دعوا کیا ہی قاضی حسین نے اتفاق اصحاب شافعیہ کا اُسپر لیکن قدماء شافعیہ کی جماعت نے
مستحب رکھا ہی مسطح ہونیکے تئین اور اوپر اسکے جزم کیا ہی ماوردی اور دوسری ایک جماعت نے اور حاکم قاسم بن محمد
بن ابی بکر کے طریق سے لایا ہی کہ کہا آیا مین عائشہ رض کے نزدیک اور کہا مینے ای والدہ میری پردہ اوٹھاو واسطے
میرے رسول خدا صلعم کی قبر سے پس اوٹھایا پردہ قبر شریف نہ بلند تھی نہ برابر اور سنگریزے اوپر اسکے چنے ہوے تھے
اور بالجملہ تسنیم اور تسطیح دونون جائز ہین خلاف آئمہ ہی کہ ان دونون مین افضل کونسی بات ہی بعضے کہتے ہین
کہ پہلے قبر شریف مسطح تھی اور زمان امارت ولید مین مسنّم بنائی گئی اور یہ جو سفین تمار کی حدیث مین آیا ہی کہ دیکھا
مینے رسول خدا صلعم کی قبر کے تئین مسنّم محمول اسی بات پر ہی اور ہمارے دیار مین وہ طرح وضع کی گئی ہی کہ جامع ہی
تسطیح اور تسنیم کی معلوم نہین کہ حدوث اُسکا کبا سے ہی واللہ اعلم اور روایت کرتے ہین کہ حجرہ شریف مین
شیخین کے رکھنے کے بعد ایک موضع یعنے ایک قبر کی جگہ اور بھی باقی ہی اور اخبار مین آیا ہی کہ اُسجگہ قبر عیسے
بن مریم کی ہوگی اور جب امام حسن مجتبے نے رحلت کی عائشہ صدیقہ رض سے التماس کی گئی کہ یہ حجرہ تمھارا ہے
اگر تجویز کرو تم تو امام حسن کے تئین اُنکے جد کے پہلو مین دفن کرین صدیقہ رض نے قبول کیا مروان جو اُن
دنون معاویہ کیطرف سے مدینے کا حاکم تھا اُسنے جھگڑا کیا اُس امام ہمام کے تئین اُس جگہ دفن کرین اور بعد
اُنکے عائشہ صدیقہ رض نے عبد الرحمن بن عوف کے تئین بھی تجویز کیا کہ اُسجگہ مدفون ہو یہ بھی میسر نہ ہوا
اور ابن عمر سے آیا ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ نزول کرینگے عیسے بن مریم اور تزوج کرینگے اور پیدا ہونگی واسطے
اُنکے اولاد اور مکث کرینگے یعنے درنگ کرینگے زمین پر پینتالیس سال اور فوت کرینگے اور دفن کیے جاوینگے
میری قبر مین پس اوٹھینگے ہم اور عیسے بن مریم ایک قبر سے اور مراد یہان قبر سے مقبرہ ہی پھر رجوع
کرتا ہون طرف مقصد کے جو حضرت صلعم کے دفن کا بیان ہی اور جب اصحاب رض رسول خدا صلعم کے دفن سے
فارغ ہو گئے خاک حسرت اور ندامت کی اپنے حال اور وقت کے سر پر ڈالتے تھے اور آتش فراق سے
اُس محبوب دو جہانی کے جلتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے خصوصاً فاطمہ زہرا رض اور علی مرتضی
سب سے زیادہ مصیبت زدہ اور بیکس اور زار اور نالان تھے اور امام حسن اور امام حسین سکے منھ
کی طرف نگاہ کرتے تھے اور اپنی یتیمی پر اور اُن کی نامرادی پر نالان اور گریان تھے اُسطرف
سے عائشہ صدیقہ رض اُسی حجرے مین جہان دار السرور اُنکا تھا سو بیت الاحزان ہوا اور بے خانمان ہو کر

شب و روز روتی تھیں اور روایت کرتے ہین کہ حضرت مقدس نبوی نے جب اس سراے فانی سے طرف دار البقا
کے رحلت فرمائی روز روشن شب دیجور کے مانند ہوا انس رض بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ کہا کوئی روز بہتر اور
نورانی اس روز سے زیادہ نتھا کہ پیغمبر خدا مدینے مین تشریف لائے اور بدتر اور ظلمانی تر اس روز سے زیادہ
کوئی نہین جس روز اس عالم سے درپردہ ہوئے اور ہنوز رسول خدا م کے دفن سے ہم فارغ نہین ہوے
تھے کہ دل ہمارے پھر گئے اور پردہ اوپر ہمارے پڑا ایسا کہ انکار کیا ہمنے اپنے دلون کے تئین ہر ایک نے
اہل بیت کرام سے اور صحابہ عظام سے ایک ایک مرثیہ اس جناب کی وفات مین سلک نظم مین کھینچا اول ان
سب کی فاطمہ زہرا رض ہین کہ جب دفن کے بعد قبر شریف کی زیارت کیواسطے گئیں تھوڑی خاک تربت کی اٹھا کے
اپنے دیدۂ غمدیدہ مین ڈالی اور اس شعر کو انشا فرمایا ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد ۔ ان لا یشم مدی الزمان
غوالیا ۔ صبت علی مصائب لو انہا ۔ صبت علی الایام صرن لیالیا ۔ معنے ان بیتون کے نزدیک گذرے
بعضون نے کہا ہی کہ یہ مقولہ علی مرتضی کا ہی اور فاطمہ زہرا رض نے اسے انشا کیا انشا کے معنے خود تصنیف کرنا
اور انشاد کسیکا کہا ہوا شعر حالیہ آپ پڑھنا جس طرح زبان زد ہی انشد القصیدۃ اور بھی حضرت بی بی رض
نے دوسری زیارت مین کہا ؎ اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا ۔ انوح و اشکو ما اراک مجاوبا ۔
یا ساکن الغبراء علمنی البکاء ۔ وذکرک انسانی جمیع المصائب ۔ فان کنت عنی فی التراب مغیبا ۔
فما کنت عن قلبی الحزین بغایب ۔ معنے ان تینون بیتون کے علی الترتیب یہ ہین جسوقت شدت کرتا ہے
شوق میرا زیارت کرتی ہون مین تیری قبر کے تئین حالانکہ رونے والی ہون نوحہ کرتی ہون اور شکوہ کرتی
ہون مین جب نہین دیکھتی تجھے جواب دینے والا اے آرام پانے والے خاک کے آگاہ ہو میرے رونے سے
اور ذکر تیرا یعنے یاد کرنا تجھے میرا انس ہے تمامی مصیبتون کا پس اگر ہے تو میری آنکھون سے غائب
خاک مین پس نہین تو میرے دل محزون سے غائب اور ان مرثیون سے جو منسوب ہین حضرت زہرا رض
سے یہ دو بیت ہین ؎ نفسی علی زفراتہا محبوسۃ ۔ یا لیتہا خرجت مع الزفرات ۔ لا خیر بعدک فی الحیوۃ
وانما ۔ ابکی مخافۃ ان تطول حیاتی ۔ معنی ان دونون بیتون کے علی الترتیب یہ ہین جان میری اوپر
رنج اور مشقت والم لینے کے محبوس ہی اے کاش کہ وہی جان نکل جاوے ساتھہ درد و محنت کے
نہین بہتر بعد تیرے جینا اور نہین بکا کرتی ہین مگر واسطے خوف کرنے اسبات کے کہ دراز ہو حیات میری
یعنے خوف اسبات کا کرتی ہون کہ آپکے بعد تجھے جینا دشوار ہی ایسا نہو کہ مین زیادہ جیون دنیا مین

بلکہ جلدی رسول خدا سے ملحق ہون اور مروی ہی عبداللہ بن زید انصاری سے جو صاحب اذان اور مستجاب الدعوات
تھا دعا کی اُسنے کہ ای پروردگار میری چشم جہان بین کو لے لے کہ مین تیری حبیب کے مشاہدۂ جمال بغیر نہین چاہتا اُن کو
فی الحال نابینا ہوا اور ایک جماعت نے غربت اور مسافرت اختیار کی اور بدون اُس سرور کے مدینے مین
نہ رہ سکے از انجملہ بلال رض نے عزیمت کی طرف شام کے اور چھ مہینے تمام گذرے تھے کہ اُسنے خواب مین دیکھا کہ
حضرت صلعم فرماتے ہین کہ ای بلال کیا جفا کرتا ہی تو ہمارے اوپر کہ ہماری زیارت کو نہین آتا اُسی ساعت بلال جب
خواب سے بیدار ہوا متوجہ مدینے کا ہوا اور پہونچا حضرت خاتون جنت کی رحلت ہو چکی تھی جناب امام حسن اور امام حسین رض
کی ملازمت مین پہونچا پوچھا احوال فاطمہ زہرا رض کا صاحبزادے رونے لگے اور بولے اجرک اللہ فی فاطمہ رض
بلال رض بہت رویا اور بولا ای جگر گوشۂ رسول خدا کیا جلدی اپنے باپ سے ملحق ہوئی اور تمام قصہ بلال رض کے
ذکر مین مذکور ہوا ہی وصل اور ان آیات سی یعنے نشانیون سے جو ظاہر ہوئین رسول خدا کی رحلت کے
بعد یہ تھا کہ ایک حمار نے جسپر حضرت صلعم کبھی سواری فرماتے تھے بہت حزن کیا اور اُسنے اپنے تئین کنوئین مین ڈالا
اور ناقہ اُس جناب کا چارہ نہین کھاتا تھا اور پانی پیتا نہ تھا یہان تک کہ مر گیا اور ظاہر ہونا اُن باتون کا
جو خبر دی تھی حضرت صلعم نے کہ میری موت کے بعد ظاہر ہونگے بہت ہین خارج حد و عد سے اور ابی موسی
کی حدیث مین مسلم کے نزدیک آیا ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب چاہے خداے عز و جل کسی اُمت پر بہتری اور نیکی
قبض کرے اُس اُمت کے پیغمبر کو پیشتر اور گردانے اُسی پیغمبر کو فرط اور سلف واسطے اُمت کے فرط کے معنی پیشرو اور
ایلچی اور وہ شخص جو آگے کہین جاوے اور پیچھے لوگ اُس سے آملین اور جب چاہے خدای قہار کہ ہلاک کرے کسی
اُمت کو تو عذاب کرے اُس اُمت کو حال یہ کہ پیغمبر اُس گروہ کا بھی جیتا ہو پس ہلاک کرتا ہی اُمت کو اور
پیغمبر دیکھتا ہی پس روشن اور خنک کرتا ہی پیغمبر کی آنکھون کو اُنکے ہلاک سے کہ اُنھون نے تکذیب کی ہی
اور عصیان عمل مین لاتے ہین اُس پیغمبر سے وصل اور زیارت کرنا قبر شریف کا اور مسجد منیف کا اعظم قربات
اور اعلی درجات سے ہی منیف کے معنے بلند یعنے اوپر اسبات کے ہین کہ واجب ہی اوپر اُس شخص کے جو مقدور
رکھتا ہو جس طرح امام عبدالحق جو اعاظم علماء حدیث سے ہین ذکر کرتے ہین کہ مجھے وہ یعنے وہی زیارت
واجب سے سنت موکدہ ہی جو مرتبہ واجب کا ہی اور ثبوت کو پہونچی ہی یہ بات کہ حضرت صلعم نے فرمایا
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنے جو شخص زیارت کرے میری قبر کی واجب ہو واسطے اُسکے شفاعت
میری اور مروی ہی کہ من وجد سعة ولم یفد الی فقد اذانی یعنے جسنے پایا مقدور اور عود نکیا

طرف میرے پس تحقیق جفا کی اُسنے میرے تئین صاحب مواہب نے کہا ہی کہ یہ حدیث ظاہر اسمین ہی کہ ترک زیارت
حرام ہی کیونکہ اسمین جفا اور اذی ہی یعنے اذیت اور اذی اُس جناب پر حرام ہی اجماع کرکے پس واجب ہوگا
ازالہ جفا یعنے دور کرنا جفا کا اور وہ زیارت کرنا ہوگا پس زیارت واجب ہی اور فرمایا حضرتؐ نے من زارنی بعد
موتی فکانما زارنی فی حیاتی یعنی جس شخص نے زیارت کی میرے تئین میری موت کے بعد پس گویا کہ زیارت کی
اُسنے میرے تئین میری حیات مین اور حدیثین اس باب مین بہت ہین اور فضائل قبر شریف اور مسجد شریف کی
اور آداب اُسکے اور تمامی احوال اُس مقام کرامت انتظام کی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین جو
تاریخ مدینہ مطیبہ ہی اور اُس رسالے مین جو مناسک حج اور آداب زیارت مین تالیف ہوا ہی اُسمین مشرح
اور مبین ہوے ہین وباللہ التوفیق **وصل** اور جملہ احکام و تعامات سے اور خواص سے اُس جناب کے یہ کہ
جُدا جُدا ہونا نماز کا اور ترک کرنا جماعت کا نماز مین اور دفن کرنا گھر کے درمیان اور مانند اُسکے اور عدم
میراث ہونا تھا اور اختصاص پانا اس حکم کا سُنت باقی ہی اور انبیاء شریک ہین اس حکم مین جیسا کہ آیا ہی
انا معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ یعنے ہم گروہ انبیا ہین وارث نہین ہوتے ہین ہم
اور نہ وارث کیے جاتے ہین جو کچھ چھوڑا ہمنے سو صدقہ ہی اور عمدہ جو کچھ چھوڑا تھا حضرتؐ نے اپنے
بعد بغلہ یعنے خچر اور سلاح یعنے زرہ اور قمیص یعنی پیرہن اور مانند اُنھون کے اور بنی النضیر کی ارض
اور خیبر اور فدک تھا جو خالصہ اُس جناب کا یہ سب تھا اور اسکو نفقہ دینا اور مسلمانون کے حوائج مین انفاق
فرماتے تھے یعنی روزی دینا جب رحلت کی اُس سرور نے اس عالم سے اور خلیفہ ہوئے ابوبکرؓ پس آئین بنت
رسول اللہ فاطمہ زہراؓ ابوبکرؓ کے نزدیک اور میراث طلب کی میراث نہ دی ابوبکرؓ نے پس کہا فاطمہ زہراؓ
نے ای ابوبکرؓ اگر تو مرجاے کون وارث ہوگا تیرا کہا صدیقؓ نے کہ میرے اہل اور اولاد وارث ہونگے
فاطمہ زہراؓ نے کہا پھر سبب کیا ہی جو مین وارث نہون اپنے باپ کی کہا ابوبکرؓ نے کہ سنا ہی مین نے
رسول خداؐ سے کہ نہین ہوتی ہمکو میراث لیکن مین اُسکا خلیفہ ہون عیال داری کرتا ہون اوس
شخص کی جسکی عیال داری کرتے تھے رسول خداؐ اور انفاق کرتا ہون مین اُس اموال کے تئین
جو چھوڑا ہی رسول خداؐ نے جسجگہ انفاق کرتے تھے حضرتؐ اہل و عیال اور حوائج مین مسلمانون کے اور یہ
بھی سُنا ہی پیغمبر سے کہ کہا بدرستیکہ خدای تعالی نے جب اطعام کیا کسی پیغمبر کے تئین پس وہ طعمہ
واسطے اُس شخص کے ہی جو قیام کرے اور مصلحتون کے درمیان بعد اُسکے اور کہتے لوگ تھے کہ

حضرتؐ نے اُنسے وعدہ کیا تھا کہ تمکو کچھ دونگا پس آئے وے اُس جنابؐ کی وفات کے بعد اور دیا ابو بکر صدیق رضؓ
نے جو وعدہ موعود تھا اور نہ کہ یہ حکم فاطمہ زہرا رضؓ سے تھا عائشہ صدیقہ رضؓ بھی کہتی ہین کہ طلب کیا بیٹی رسول خداؐ
کی وفات کے بعد میراث کے تئین ترکے سے جو خیبر مین اور فدک مین اور صدقہ حضرتؐ کا مدینے مین تھا یعنے بنی النضیر کا
اموال پس نہ دیا ابو بکر رضؓ نے اُسے کچھہ اور جواب دیا جس طرح فاطمہ زہرا رضؓ سے کہا اور اسیطرح اور ازواج مطہرات
کے تئین اور نہ کہ روایت اِس حدیث کی مخصوص تھی ابو بکر صدیق رضؓ سے تمام اصحابؓ نے گواہی دی اوپر اوس
بات کے اور ایک تھے اُسبات پر پس نہ دیا ابو بکر صدیق رضؓ نے فاطمہ زہرا رضؓ کو کچھہ بھی اُس سے بطریق میراث
کے اور کہا کھا دینگے آل محمدؐ اِس مال سے جسطرح کھاتے تھے رسول خداؐ کے حضور مین اور مین تغیر نہین دیتا
اُس عمل کے تئین جو کرتے تھے رسول خداؐ اور خدا کی قسم کہ قرابت رسول خداؐ کی محبوب تر ہے نزدیک میرے
میری قرابت سے اور غرائب یعنے نادر بناء اسبات مین ہے کہ کہتے ہین کہ فاطمہ زہرا رضؓ دلگیر ہوئین اِس حکم مین
ابو بکر صدیق رضؓ سے اور قہر کیا فاطمہ زہرا رضؓ نے صدیق رضؓ پر اور ہجران کی اُنسے اپنی وفات کے وقت تک یہ
ہجران اور غضب کس جہت سے تھا اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث فاطمہ زہرا رضؓ کو پہونچی نہ تھی
یعنے عدم وراثت کی پس پہونچنے اور سننے کے بعد کس واسطے فاطمہ زہرا رضؓ نے قبول نکیا کہتے ہین کہ
یہ رنجیدہ ہونا بحکم طبیعت تھا لیکن دوام یعنے ہمیشگی اوپر اُس غضب کرنیکے اور استمرار یعنی جاری رہنا اُس غضب کا نادر
ہے اور بتحقیق ثابت ہوا ہے راضی ہونا فاطمہ زہرا رضؓ کا صدیق رضؓ سے مرض موت مین اُن کے روایت کی ہے
بیہقی نے شعبی سے کہ ابو بکر صدیق رضؓ نے عیادت کی فاطمہ زہرا رضؓ کے موت مین اُنکے عیادت کے معنے بیمار کے
پوچھنے کو آنا اور کھڑے ہوے اُنکے دروازے پر اور کہا علی مرتضیٰ نے کہ یہ ابو بکر ہے جو اذن طلب کرتا ہے تم سے
فاطمہ زہرا رضؓ نے کہا تم دوست رکھتے ہو اسبات کو کہ مین اذن دون اُسے علی مرتضیٰ نے کہا ہان پس اذن دیا

فاطمہ رضؓ نے اور آئے ابو بکر پس راضی گردانا ابو بکر رضؓ نے فاطمہ زہرا رضؓ کے تئین کذا فی کتاب الوفاء و ریاض النضرہ
اور لایا ہے کہ آئے ابو بکر رضؓ فاطمہ زہرا رضؓ کے نزدیک اور اعتذار کیا پس راضی ہوئین حضرت زہرا رضؓ اُن سے
اور اوزاعی سے لائے ہین کہ کہا باہر آئے ابو بکر رضؓ اور کھڑے ہوے فاطمہ زہرا رضؓ کے دروازے پر گرم روز کے
درمیان اور کہا نجاؤنگا مین یہانسے جبتک راضی نہووے بنت رسول اللہؐ پس آئے پاس اُنکے علی مرتضیٰ اور
سوگند دی فاطمہ زہرا رضؓ کو کہ راضی ہو پس راضی ہوئین آخرجہ الشیخان فی کتاب الموافقہ اور مشہور یہ ہے
کہ ابو بکر رضؓ فاطمہ زہرا رضؓ کے جنازے کے ساتھ نتھے اور نماز نہین پڑھی اُنپر اِس جہت سے کہ دفن کرنا اُنکا شب کو

تھا علی مرتضیٰ نے ابو بکر رضہ کو خبر نکی کہ رات ہے اور ابو بکر رضہ منتظر بیٹھے کہ علی مرتضیٰ مجھے بلاوینگے اور اخبار ابو بکر رضہ
کے حاضر ہونے مین فاطمہ زہرا رضہ کے جنازے پر اور نماز پڑھنے مین آنیر بھی آکے ہین جیسا کہ فاطمہ زہرا رضہ کے ذکر مین
اولاد شریفہ کے ذکر مین بیان اسکا آویگا اور فصل الخطاب مین لایا ہی کہ آستے صدیق رضہ فاطمہ زہرا رضہ کے نزدیک
جسوقت سخت بیار تھین اور طلب اذن کیا انسے پس کہا اُنسے علی مرتضیٰ نے کہ ابا بکر رضہ ہی دروازے پر اگر چاہو
تو اذن دو اسکو کہ آوے کہا فاطمہ زہرا رضہ نے آیا آنا اسکا تمھارے نزدیک زیادہ محبوب ہی نہ آنے سے کہا علی
مرتضیٰ نے کہ ہان پس آئے ابو بکر رضہ اور اعتذار کیا اُنسے اور کلام کیا پس راضی ہوئین حضرت زہرا رضہ اُنسے
اور لایا ہی نماز پڑھنے مین فاطمہ زہرا رضہ کے جنازے پر کہ وفات پائی حضرت زہرا رضہ نے مابین مغرب اور عشا کے
پس حاضر ہوئے اور ابو بکر رضہ اور عثمان رضہ اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام پس جب رکھا گیا جنازہ تا کہ
نماز پڑھی جاوے اُسپر تب کہا علی مرتضیٰ نے کہ آگے آؤ ابو بکر رضہ کہا ابو بکر نے کہ آگے آؤن مین اور تم حاضر ہو کہا
علی مرتضیٰ نے کہ ہان ہون پس آگے آئے ابو بکر رضہ اور نماز پڑھی فاطمہ زہرا رضہ کے جنازے پر اور چار بار تکبیر کی
اور دفن کی گئین حضرت زہرا رضہ رات کو واللہ اعلم اور جب ابو بکر صدیق رضہ نے وفات پائی اور خلیفہ اُن کے
بعد عمر رضہ ہوئے اُنھون نے بھی اُس اموال کو جس طریق سے ابو بکر صدیق رضہ کرتے تھے دو سال تک
قسمت کرتے تھے اور انفاق کرتے تھے بعد اسکے اُسکو عباس رضہ اور علی مرتضیٰ کو سونپا اور تولیت اُنکی قبضہ ولایت
اُسکی اُنھون کو دی تا کہ بر نہج مذکور قسمت اور انفاق کرتے رہین بعد چندگاہ درمیان اُنھون کے ناخوشی
واقع ہوئی اور عمر رضہ کے نزدیک آئے تا کہ درمیان اُنکے قسمت کر دیوے اور شرکت درمیان نہ رہے عمر رضہ
نے اصحاب کو طلب کیا اور کہا قسم دیتا ہون تمکو اُس خدا کی جسکے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہی کہ
پیغمبر خدا نے فرمایا انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ اُنھون نے کہا نعم واللہ قال پس
قسمت کرتے تھے اس مال کے تئین رسول خدا اور دیتے تھے اُس مال سے ایکسال کا نفقہ اپنے
ازواج کو اور جو کچھ باقی رہتا تھا اُسے گردانتے تھے بجاے مال خدا اور انفاق کرتے تھے اُسکو صلاح و
مصالح مسلمین مین بعد اسکے وفات پائی رسول خدا نے اور خلیفہ اُسکا ہوا ابو بکر رضہ اور ضبط کیا اُس نے
مال کے تئین اور عمل کرتا تھا وہ اوس مال مین جس طرح کرتے تھے رسول خدا اور خدا جانتا کہ وہ اپنے قول
و عمل مین صادق اور پاک اور راشد اور تابع حق تھا بعد اسکے وفات پائی ابو بکر رضہ نے اور مین خلیفہ رسول خدا
کا اور ابو بکر رضہ کا ہوا اور عمل کیا مین نے اُس مال مین دو سال جس طرح عمل کیا اُس مین رسول خدا

لے اور ابو بکرؓ نے پس آئے تم دونون اور کلمہ تم دونون کا ایک تھا اور کام تمھارا مجموع پس سونپا مین نے اُسے
تمھارے تئین کہ عمل کرو جسطرح معہود ہی اور کہا شیئے کہ تمھارے اوپر خدا کا عہد ہی کہ عمل کرو جسطرح کہ رسولخدا ﷺ کرتے
تھے پس کیا تم نے اور عہد کیا کہ ایسا ہی کرینگے ہم اور اب کہتے ہو کہ مین قسمت کر کے دون تمکو یہ ہرگز نہوگا اور نہ
رکھونگا مین اوپر اُسکے نام قسمت کا اور نہوزا اگر خوش نہین رکھتے ہو اور نہین کرسکتے تو مجھے پھیر دو کہ مین عمل
کرون اُسمین جس طرح عمل کیا رسول خدا ﷺ نے اور ابو بکرؓ نے پس تھا وہ ہاتھ مین علیؓ اور عباسؓ کے اور غلبہ
کیا عباسؓ کے تئین علیؓ نے اور علی مرتضیٰ کے بعد امام حسنؓ کے ہاتھ اور بعد اُنکے امام حسینؓ کے ہاتھ اور اُنکے بعد
امام زین العابدینؓ کے ہاتھ اور اُنکے بعد حسن بن حسن کے ہاتھ تھا اور دونون تداول کرتے تھے اُس مین
تداول کے معنے دست بدست پھرنا کسی چیز کا اور بعد اُنکے زید بن حسنؓ بن علی بن حسینؓ کے بھائی کے ہاتھ آیا پس پڑا
مروان کے ہاتھ جو امیر تھا اور مروانیون کے ہاتھ مین یہانتک عمرؓ بن عبد العزیز کی نوبت پہونچی اور کہا اُسنے
اُس عدالت کی جہت سے جو وہ رکھتا تھا کہ نہ لونگا مین اُس امر کے تئین جس سے منع کیا رسول خدا ﷺ نے فاطمہؓ کے
تئین اور حق نہین میرا اسبات سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ فاطمہ زہراؓ نے اُسے حضرت ﷺ سے زمانِ حیات مین طلب
کیا تھا اور نہین دیا تھا حضرت ﷺ نے اُنکو اور چھوڑا تھا اُسے اُسی نہج سے جس طرح تھا واللہ اعلم اور کہا
عمر بن عبد العزیز نے کہ مین رد کرتا اُسکو اُسی پر یہ مجمل حکایت اُس بات کی ہی کہ تفصیل اُس کی صحیح
بخاری کی احادیث مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ بنا اور مدار عدم میراث کا انبیا سے حیات
اُن کی ہی خصوصاً سید رسل اور میراث اموات کو ہوتی ہی نہ کہ احیا کے تئین اور جب کلام منجر ہوا اوپر
اون جناب کے حیات کے تو ہنگام اسبات کا ہی کہ مزین کرین ہم کتاب کے تئین اُسکے ذکر سے جو ممات اور حیات
کے ذکر کے مبحث مین گذرا اور احکام اُسکے جو غسل سے اور دفن سے ہین اور اسناد اُسکے لیئے نسبت طرف
حضرت مقدس نبوی کے جو مبدا حیات کا اور بنی آدم کی بقا کا بلکہ تمامی اجزاے عالم کا ہی باطن وقت
نے تنگی اور تیرگی قبول کی لیکن کیا کرسکے کہ دائرہ عبارت تنگ ہی بدون اطلاق کرنے ان لفظون کے
تغیر ہو سکتی یعنے لفظ موت وغیرہ کے بولنے بغیر نعم حقیقت یہ ہی کہ بحکم کل نفس ذائقة الموت اور بحکم اجرائے
سنت الٰہی الم موت یا لذت اُسکی کہون مین کہ حضرت ﷺ نے چکھی لیکن بعد اذاقت یعنے چکھنے کے بعد
لذت موت کو اور طریقۂ عبودیت کے قائم کرنے کے پیچھے سرتاپا حیات ہی تھی اور اب غیر ذکر مین
اُس حالت کے جو پڑھا جاتا ہی کتاب مین بے تحاشا اور بے ملاحظہ اسناد کرنا موت کا اور اطلاق کرنا

نیت کا اوپر اُس سرورؐ کے گران ہی اور دوسری عبارت سے ادا کرین تو بہتر ہی خدا تعالی رحمت کرے
امام مالکؒ کے تئین جو خاص مجاوران درگاہ محمدیؐ سے ہی مکروہ رکھتا ہی کہ کوئی زرت قبر النبی یعنے زیارت
کی مینے نبیؐ کی قبر کی بلکہ کہا چاہیے زرت النبی اور کہا قال رحمۃ اللہ علیہ یعنے یہ کہے کہ زیارت کی مینے نبیؐ کے
تئین یا اسطرح کہے جس طرح کہا ہی اُسنے رحمت خدا کی و فصل جان کہ حیات انبیا متفق علیہ ہے درمیان علمای
ملت کے اور کسیکو خلاف نہین اُسمین کا ملتر اور وجود حیات سے شہیدون کے اور اُنکے حیات سے جو مقتول
ہوگئے ہین فی سبیل اللہ کہ وہ یعنے معنوی اخروی ہی عند اللہ اور حیات انبیا کی جس سے دنیاوی ہی یعنے شہداء
وغیرہ کو حیات ہی پر اُس عالم مین ہی اور انبیا اسی عالم مین محسوس اور زندہ ابد ہین اور احادیث اور آثار
اُسکے درمیان واقع ہوئے ہین جیسا کہ مذکور ہوتے ہین ایک اُنمین سے یہ حدیث ہی ابو یعلی کی ثقات
کی نقل سے انسؓ بن مالک کی روایت سے لایا ہی کہ قال قال رسول اللہ الانبیاء احیاء فی قبورہم
یصلون الخ یعنے انبیا جیتے ہین اپنی قبور مین نماز پڑھتے ہین اور دوسری ایک یہ حدیث ہے کہ
و ما من مسلم یسلم علی الا رد اللہ روحی حتی ارد علیہ السلام اور عالمون نے اختلاف کیا ہی کہ یہ فضیلت عام ہے
واسطے ہر ایک اُس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو تسلیم کے معنے سونپنا اور گردن گِننا
اوپر حکم کے اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف حاضر ہو یا غائب اُس جناب سے جس مکان مین ہو اور ظاہر عموم ہے
اور بہر تقدیر مفید مدعا ہی جو حیات ہی اور نسائی باسناد صحیح ابن مسعودؓ سے لایا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ
حق سبحانہ تعالے نے فرشتون کو پیدا کیا جو سیاح ہین اوپر زمین کے کہ صلوۃ اور سلام اُمت کا مجھے پہونچاتے
ہین اور یہ بات غائبون کے حق مین ہی لیکن جو شخص کہ حاضر ہے اُسمین دو حدیثین آئی ہین ایک حدیث
دلالت رکھتی ہی اوپر اسبات کے کہ حضرتؐ سماع سلام کرتے ہین سلام کی آواز سنتے ہین اور بنفس نفیس اُسکے
رد سلام کے متکفل ہوتے ہین بلکہ بیشتر بندے کے سلام سے آپ مبادرت فرماتے ہین اوپر سلام کے جس طرح
خالت شریف تھی اُس جنابؐ کی حالت حیات کے درمیان اور دوسری حدیث جو دال ہے اوپر
اسبات کے کہ اِس حالت مین بھی یعنے سماع سلام کی حالت مین ایک فرشتہ موکل ہی کہ ابلاغ
سلام کرتا ہی یعنے پہونچانا سلام کا اُس جنابؐ پر کرتا ہی جس طرح بارگاہ ملوک و سلاطین مین معہود ہے
اور امام عبد الحق جو اکابر ائمہ حدیث سے ہی احکام صغری کے درمیان باسناد صحیح ابن
عباسؓ سے لاتا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر جسے وہ دنیا

مین پہچانتا تھا نہ گذرے اور اُسپر سلام نکرے مگر یہ کہ وہ بھائی اُسکو پہچانے اور رد سلام کرے اور حدیثین اِس
باب مین متعدد آئی ہین ہر گاہ یہ بابت احاد است اور عموم مومنین مین متحقق ہو فکیف سید المرسلین اور ابلاغ
سلام کیا ہو کہ اعمال یعنے اُمت کے تمامی کامون کی حقیقت اُس جناب کو پہونچتی ہے اور عبد اللہ بن مسعود رض
سے لاتا ہی کہ حضرت رسول ؐ نے فرمایا کہ حق تعالی کے فرشتے ہین سیاح زمین مین کہ پہونچاتے ہین وے مجھے
کام تمھارے یعنی اعمال نیک و بد کی خبر جو کچھ بہتر ہین شکر کرتا ہون مین خدا کے تئین اوپر اُسکے اور جو کچھ
دیکھتا ہون بد تو طلب آمرزش کرتا ہون واسطے تمھارے اور بیہقی انس کی روایت سے لاتا ہی اور تصحیح کرتا ہی
کہ انبیا رکھے نہین جاتے قبرون مین چالیس دن کے بعد بلکہ نماز پڑھتے ہین آگے خدا کے یہانتک کہ نفخ کیجاوے
صور کے درمیان یعنے خدا کے حکم سے اسرافیل جب صور کو دم کرین تب تک اور یہ بھی بیہقی کہتا ہی کہ شواہد انبیا
کی حیات پر احادیث صحیحہ بہت ہین بعد اسکے ذکر کیا حضرت ؐ کے گذرنے کی حدیث کو موسی پیغمبر کے پاس
بلکہ وے نماز پڑھتے تھے اپنی قبر کے درمیان اور ذکر کیا ہی اُن حدیثونکے تئین جو حضرت ؐ کی ملاقات مین
پیغمبرونکے ساتھ وارد پائی گئین ہین اور بیہقی کہتا ہی کہ مبنا اِن حدیثونکا اوپر اثبات کے ہی کہ حق سبحانہ
اپنے پیغمبرون کی روح کو اُنکی موت کے بعد رد کرتا ہی یعنے پھیر بھیجتا ہی اور بعد اسکے بحکم فصعق [illegible]
[illegible] سموات ومن فی الارض صعق اوپر اُنکے یعنی پیغمبرون کی بھی صعقہ یعنے بیہوشش ہونا اور لازم
نہین کہ وہ یعنے صعقہ تمامی وجوہ موت پر ہو مگر ذہاب شعور کے حق مین درمیان اِس حالت کے ذہاب
یعنے جانا اور شعور جاننا اور ہو سکتا ہی کہ بحکم قول حق سبحانہ جو فرماتا ہے کہ الا ما شاء اللہ اس حکم سے مستثنی
ہون یعنے نکالا ہوا یعنے حکم صعق سے یعنے بیہوش ہو مگر وہ جسے چاہے اللہ بیہوش نہو اور یہی حدیث
صحیح مین آیا ہی کہ فرمایا کہ بہت کرو جمعے کے روز صلوات اوپر میرے کیونکہ درود تمھاری معروض ہوتی ہی مجھپر
عرض کی اصحاب ؓ نے کہ یا رسول اللہ ؐ کس طرح معروض ہوتی ہی درود تمھارے تئین اور آپ پوشیدہ
ہونگے قبر کے درمیان فرمایا حق تعالی نے حرام کر دیا ہو زمین پر جو کھاوے انبیا کے اجساد کے تئین
اسجگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حیات انبیا کی حیات جیسے دنیاوی ہی نہ صرف بقا ارواح سے جسطرح شہیدون
کو اور شہیدون کو بھی طائرون کے جوفون مین ڈالتے ہین یعنے سبز پرندون کے بدن مین
لاتے ہین اور صاحب تلخیص نے جو شافعیہ ہی کہا ہے کہ جو مال کہ پیغمبر خدا ؐ کا باقی رہا ہی
اُسی طرح اُس جناب کی ملک پر باقی ہی اور انتقال نہین کرتا ملک ورثہ کے جس طرح اموات

کو ہوتا ہی اور امام الحرمین ... نے اس قول کی تصحیح کی اور کہا ہی یہ موافق ابوبکر صدیق سیرت کے اس خبر مین جو کچھ اموال حضرت نے چھوڑا تھا انتہی اور کہتے ہین کہ عجب ہے امام سے کہ آپ کہتا ہی مات رسول اللہ کذا لیسوّ قد مات وہو لارض عن العشرۃ پس نسبت موت کی طرف اس جناب کے کرتا ہی پھر اثبات حیات کی کسطرح ہی زرکشی کہتا ہی کہ کچھ محل تعجب نہین مات فاحیاہ اللہ یعنے موت پھر جلایا انکو اللہ نے اور سبکی شفاء السقام کے درمیان کہتا ہی کہ عود کرنا روح کا طرف جسد کے ثابت ہی تمامی اموات کے تئین جسطرح قبر کے درمیان لیکن کلام استقرار اور استمرار مین ہی روح کے بدن کے درمیان اس حیثیت سے کہ اس سے زندہ ہو بدن جسطرح دنیا کے درمیان تھا انتہی اور حلبی دلیلین کہ انبیا کے حیات پر دلالت کرتی ہین مقتضا اُن کا حیات ابدان ہی جسطرح دنیا مین تھے وی ابدان ہی جمع بدن کی ساتھ یعنے استغنا کے اغذا سے اور ساتھ ہونے قوت نفوذ کے عالم کے درمیان کیونکہ غذا اسباب عادی سے کہ دنیا کے درمیان حیات اس سے مشروط ہی ولیکن حق تعالے قادر ہی کہ بدون اسکے بھی یعنے غذا بغیر زندہ رکھے اور ایجاد اور احداث یعنے احوال و راعراض کا بدن کے درمیان کرے کہ التفات اور احتیاج غذا کی منقطع ہو جس طرح بعضے احوال کے درمیان طریان فرح اور سرور کے یا عارض ہونے سے خوف اور غم کے کتنی مدت تک کھانے اور پینے کی طرف احتیاج نہ پڑے بلکہ بھوک اور پیاس یاد نہ آوے مارے خوشی کے یا مارے غم کے نفوذ کے مارے جاری ہونا مولف کتاب کہتا ہی کہ حدیث صحیح اس مقدمہ مین کہ وارد ہوئی یہ ہی عندی ربی یطعمنی ویسقینی کہ صوم الوصول کے درمیان وارد ہی بس ہی اس مدعا کے اثبات مین خواہ مراد کھانے پینے سے اسکی حقیقت ہو کہ بہشت سے اور دوسرے عالم مین سے پہنچتا ہو یعنے اکل و شرب یا ذوق اور حضور حاصل وقت شریف ہوتا ہو اور حاصل آنکہ انبیا کی حیات مین اور اس صفت کے ثابت کرنے مین یعنے کہ وی جیتے ہین اور ترتب احکام اور آثار اسپر یعنے اسی اثبات حیات وغیرہ پر ان باتون پر عالمون کی کچھ خلاف نہین مگر اس بات مین کہ ہونا اُن کا قبرون کے درمیان اور تمکن اور استقرار انکا یعنے رہنا اور قرار پکڑنا اُس بقعے کے درمیان یعنے قبر مین آئین بعضون نے سخن کیا ہی شیخ علاء الدین قونیوی جو علماء شافعیہ سے اور ارباب تصوف سے ہی کہتا ہی کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین انبیا کی حیات پر حضرت پروردگار جل علاہ کے نزدیک وہ حیات کہ جو شرف اور اکمل ہے اس حیات متعارف سے اور اعتقاد رکھتے ہین ہم کہ وہ جناب جو ساتھ رفیق اعلے کے سماوات علا کے درمیان سدرۃ المنتہے کے نزدیک عندہا جنت الماوی

یعنے سدرۃ المنتہیٰ جسکے نزدیک جنت الماوی ہی ہو اور یہ حالت افضل اور اکمل ہے اس سے کہ وہ جناب قبر مین مقیم ہوا
اگرچہ موافق حدیث نبوی ایک کشایش اور وسعت مومن کی قبر مین ہوتی ہی جو مد نظر ہو جیسا سے قبر سرور انبیا لیکن
ہونا اُن جناب کا نسبت اعالی کے درمیان کہ عرش اُس جناب کا سموات اور عرش ہو اکمل و اعلیٰ ہی جو کچھ سوا اسکے
زر و سیم کے ہو اُسے عرض کہتے ہین اور رد کو وہ اور اُسکے گرد اگرد کو اُفق کہتے ہین اور معنے فراخی اور پہنا آوے
یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ انبیا کے تئین چالیس روز کے بعد قبر مین نہین رکھتے اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ مین
گرامی تر ہون اپنے پروردگار کے نزدیک کہ تین دن کے بعد مجھے قبر مین رکھے یعنے تین ہی روز قبر کے درمیان
رہونگا پس ظاہر ہوا کہ قطع کرنا اور اقامت کرنے انبیا کے اس حیات سے قبرون کے درمیان اور استمرار
اُنکا قبرون کے درمیان نہین ہو سکتا یہ ہی کلام محو یوں کا اور صریح منطوق سے اسکے ظاہر ہوا کہ تردد اُسکا
استمرار حیات مین اور انبیا کے استقرار مین قبرون کے درمیان ہی لیکن اصل مدعا جو ثبوت حیات حقیقی ہے
مسلم اور مقرر ہی اُسکے نزدیک اور یہ مراد ہے تردد کے بعد انبیا کے ہونے مین درمیان قبرون کے اس تردد کے
بعد کہتا ہی کہ گمان نکرین کہ التفات اُنکا قبرون سے یعنے انبیا کا منقطع ہی اور تعلق اُنکا قبرون سے جاتا
رہا ہی بلکہ درمیان اُنکے اور اُنکی قبرون کے علاقہ خاصہ مستمرہ غیر منقطع ثابت ہی کہ نسبت کرنے اور مکان
ہونے کے ثبوت نہین رکھتا اور اسیطرح تمامی مومنین کی قبرون کے درمیان نسبت خاص ہی مستمر یعنے جاری کہ
اُس سے زیارت کرنے والون کو پہچانتے ہین بدلیل استحباب زیارت کے تمامی وقتون مین یعنے اس
دلیل سے کہ زیارت مستحب ہے بعد اسکے بہت سی حدیثین لاتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ تمام حدیثین دلالت رکھتی ہین
اور یہ اسبات کے کہ اہل قبور کو ادراک ہی اور سماع حاصل ہی یعنے پہچانتے ہین اور سنتے ہین اور شک نہین
کہ سمع یعنی شنوائی اُن اعراض سے ہی جو مشروط ہین حیات پر پس سب حی ہین ولیکن حیات اُن کی
مرتبے مین کم ہی شہیدون کی حیات سے اور حیات انبیا کی کاملتر ہی شہیدونکی حیات سے پوشیدہ نرہے
کہ بعد ثابت کرنے حیات حقیقی حسی دنیاوی کے اگر بعد اسکے کہین کہ حقتعالے نے حضرتؐ کے جسد شریف
کے تئین ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہی کہ جہان جس مکان مین چاہین جاوین خواہ بعینہ یا ہوا ہوا
یا بمثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف مین یا دوسری جگہہ تو ایک صورت رکھتا ہی ساتھ
ہونے نسبت خاص کے قبر سے تمامی حال مین روایت کی گئی ہی کہ جب عثمان بن عفانؓ کے
تئین محاصرہ کیا یعنے صحابیون نے اُنسے کہا مصلحت وہ ہی کہ اہل شام سے ملحق ہو تم تاکہ اوس

بلا اور محبت سے جھٹکارا پایا و تم کہا ر انہین رکھتا ہین کہ دار ہجرت سے اپنے مفارقت کرون اور رسولخدا کی مجاورت کو چھوڑ دون اور قشیدیہ سماع سعید بن مسیب کا واقعہ حرہ کے ایام مین اذان حجرہ شریف کے اندر سے تین روز تک کہ لوگون نے مفارقت مسجد نبوی سے کی تھی مشہور ہے واقعہ سختی جنگ اور حریرہ پیاسا ہونا اور اس چیز سے جو کچھ دلالت رکھتا ہے وجود سرور عالم پر قبر مکرم کے درمیان سو واقعہ سلطان سعید نور الدین کا ہے سنہ سبع وخمسین وخمسمائۃ کے درمیان کہ دیکھا اسنے رسول خدا کو خواب مین تین بار ایک شب کے درمیان اور خبر دی اسے مخبر صادق نے دو نفر انیون کے شر سے اور سو پچاس ہزار مرد سے مدینے کو اور پایا ان دونون کو اسنے اور آگ مین ڈال کر جلا دیا اور حجرہ شریف کے گرداگرد خندق کر کے اسے رانگ سے پر کیا اور اس قصے کے تئین تمام مورخون نے مدینے کے مثل جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروز آبادی وغیرہ نامی عالمون نے ذکر کر کے تصریح کی ہے لیکن وہ جو قونیوی نے تفضیل اور ترجیح دی تھی ہونے کے تئین اس جناب کے تئین بہشت اعلی کے درمیان اور مستقر ہونے اس جناب کی قبر شریف کے درمیان استمرار کے معنے گذرنا جواب اسکا یہ دیا ہے کہ قبر اجاد مومنین میں روضہ ایک ہے ریاض جنت سے اور قبر شریف اس جناب کی افضل ریاض جنت ہے اور ہو سکتا ہے کہ رسول خدا کے تئین ایک حالت ہو تصرف کی اور نفوذ کی آسمانون سے اور زمین سے اور بہشت سے حجاب اٹھ گیا ہو بدون تجاوز اور انتقال کے کیونکہ امور آخرت اور احوال برزخ کے تئین دنیا کے اور احوال پر کہ مقید مضیق حدود کا اور حیات کا ہے قیاس نکر سکیے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مضیق یعنے تنگی انتقال ایک جگہ سے دوسری جگہ ہونا اور امام تاج الدین سبکی رح نے کہا ہے کہ کونسی جنت ہے جسے قبر شریف پر فضیلت دیوین قبر شریف افضل ہے تمام مکانون سے کیا بہشت کیا دوسرے مکان اور کہا ہے سبکی نے کہ اگر قبر شریف کو عرش اعظم پر فضیلت دیوین نہین جانتا ہین کسی مومن صادق کے تئین کہ توقف کرے اس مین کہ سب اس جناب کے طفیل وجود سے ہے واللہ اعلم

پانچوین قسم کتاب سے اولاد کرام اور ازواج مطہرات اور اس جناب کے سسرارے کے ذکر مین اور چچاؤن کے اور پھپھیون کے اور جدات اور خدمتگارون کے اور غلامون کے اور امرا اور ایلچیون کے اور منشیون کے اور عالمون کے اور شاعرون کے اور خطیبون کے اور موذنون کے اور جنگ کے ہتھیارون کے اور دواب کے اور اسباب وغیرہ کے بیان مین

اور ابن قسم کی گیارہ باب ہین باب اوّل اُس جناب کی اولاد امجاد کے ذکر مین

بیان کہ تمام جمہور اتفاق کیا گیا ہی یعنے رسول زادہ چھہ ہین دو بیٹے قاسم اور ابراہیم اور چار بیٹیان ہین زینب اور رقیہ
اُم کلثوم اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہم السّلام اور اُسنکے سوا کے درمیان اختلاف ہی یعنے طیّب اور طاہر کو بھی
شمار کیا ہی پس تمام آٹھہ ہونگے چار ذکور اور چار اناث اور بعضے کہتے ہین کہ سوا قاسم اور ابراہیم کے اور ایک
صاحبزادہ ہی عبد اللہ نام کہ کم سنی کے درمیان صغر سن مین عالم سے گیا اور طیّب اور طاہر لقب اُسکا ہی بجہت پیدا ہونے
اُسکے عہد اسلام کے درمیان امر اکثر اہل علم انساب کے یعنے جاننے والے نسب کے اور اسبات کے ہین اور دار قطنی نے
کہا ہی کہ یہ قول اثبت ہی یعنے زیادہ ثابت پس مجموع سات ہین تین ذکور اور چار اناث جو کچھہ مشہور اس مقام
مین اور زبانون پر پھرتا ہی یہ کلام ہی اور مواہب لدنیہ کے درمیان دار قطنی سے حکایت کی ہی کہ طیب اور
طاہر سوا عبد اللہ کے ہین پس ذکور پانچ تن ہوئے اور مجموع نو اور بعضے لوگون سے نقل کی گئی ہی کہ طیب
اور مطیب ایک پیٹ سے پیدا ہوئے ہین اور طاہر اور مطہر دوسرے پیٹ سے ذکر کیا ہی اس قول کے تئین صفوہ
نے پس سب گیارہ ہوے آور بعضون سے نقل کی ہی کہ پیدا ہوا بعثت کے آگے رسول خدا کے یہان ایک
لڑکا کہ نام رکھا جسکا عبد مناف کر کے پس مجموع بارہ تن ہونگے جو پیدا ہوے تمام سوا ابراہیم کے پیش از
اسلام اور وفات پائی اُنھون نے شیر خوارگی مین اور گذرا اُسکے غیر کے قول سے کہ عبد اللہ کی ولادت
بعد از نبوت ہوئی ہی اور اسی جہت سے نام رکھا گیا طیب اور طاہر پس حاصل ہوے تمامی اقوال سے
آٹھہ ذکور یعنے بیٹے اور اُن مین سے متفق علیہ وہ ہین یعنے اتفاق ہی سب کا اسبات پر کہ قاسم اور ابراہیم
اور چھہ مختلف فیہ یعنے اختلاف کیا گیا بیچ اسکے کہ چھہ ہین بیٹے عبد مناف اور عبد اللہ اور طیب اور مطیب
اور طاہر اور مطہر اور اصح وہ ہی کہ تین ذکور قاسم اور ابراہیم اور عبد اللہ اور چار اناث یعنے بیٹیان اور یہ
سب خدیجہ بنت خویلد کے پیٹ سے ہین سوا ابراہیم کے ذکر ذلک فی المواہب ولا تخلوا عن غرائب آور
اختلاف کیا ہی کہ اکبر اولاد رسول خدا کی کون سی ہی اور ترتیب اُن کی ولادت مین بعضون نے کہا ہی
کہ اکبر اولاد حضرت کا قاسم تھا بعد اُسکے زینب بعد رقیہ پیچھے عبد اللہ کے پیچھے اُم کلثوم اُسکے پیچھے
فاطمہ زہرا اور اُنکے بعد ابراہیم آور بعضون نے کہا ہی کہ اکبر زینب ہی اُسکے بعد قاسم اور بعضون نے کہا ہی
کہ فاطمہ زہرا بزرگتر ہین اُم کلثوم سے اور بعضون نے کہا ہی زینب بعد قاسم بعد اُم کلثوم بعد
فاطمہ زہرا بعد عبد اللہ کہ لقب جسکا طیب ہی و طاہر ہے بعد ابراہیم آور ابن عبد البر نے کہا ہے

کہ یہی قول صحیح ہے اور بعد ازانکہ ترتیب ولادت معلوم ہوئی اگر ذکور لوجداؤ درین ہم از انا شے تین ہیں انو مناسب ہر لیکن قاسم اول مولود ہے جو پیدا حضرت کے پیش از نبوت لسبب اسکے کنیت کی گئی حضرت کی ابوالقاسم کر کے اور جیسا قاسم یہانتک کہ مشی کیا یعنے اس سن تک کہ پاؤن سے چلا اور بعضون نے کہا ہے جبتک کہ لائق سواری کے ہوا اور بعضون نے کہا ہے دو سال جیا اور بعضون نے کہا سترہ مہینے اور کہا ہے کہ یہ قول صائب ہے اور وفات اسکی پیش از نبوت ہے اور صاحب مواہب نے کہا ہے کہ فریابی نے مستدرک کے درمیان ایک خبر ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وفات قاسم کی اسلام میں ہے اور وہ اول وہ ہے جو ہوا اولاد شریف سے اوس جناب کی لیکن عبداللہ بن نبی ولادت شریف اسکی مکے میں تھی بعد از اسلام پیدا ہوا اور طفولیت ہی میں فوت ہوا اور جب عاص بن وایل سہمی نے جو عمرو بن عاص کا باپ تھا ابراہیم کہ فوت کی خبر جو اس سے آگے قاسم بن رسول اللہ فوت کر چکا تھا سنی بولا محمد کے بیٹے مرگئے اور وہ ابتر رہیگا ابتر کے معنے لغت میں دم بریدہ اور بے فرزند جیسے اوت کتے ہیں اور معنی بے خیر ہونا بس یہ آیہ نازل ہوا ان شانئک ہو الابتر یعنے تحقیق کہ دشمن تیرا اور عیب کرنیوالا تیرا اور بدگو تیرا آخر وہی ابتر ہوگا کہ دنیا اور آخرت میں کوئی نام اسکا نہ لے اور اگر کوئی نام اسکا لیوے تو لعنت سے لیوے تجھسے شخص کو ابتر نہ کہ سکیے کہ نکوئی دین اور دنیا کی تجھکو حاصل ہے اس مرتبے میں کہ حیطۂ وصف و بیان سے باہر ہے اور عالم تیری اولاد سے پر ہوا اور مشرق و مغرب کے درمیان منتشر ہون اور روز قیامت تک جتنے مومنون سے اولاد پیدا ہون تمام اولاد معنوی اور اعقاب تیرے ہونگے اور اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو خبر دی انا اعطیناک الکوثر یعنے تحقیق کہ ہمنے عطا کیا تجھے کوثر کے تئین اور کوثر فوعل ہے کثرت سے اور مبالغہ ہے اسکے درمیان اور تمام خوبیان دنیا اور آخرت کی کہ دانائی خلق اسکے بھید کو نہ پہونچ سکے اور جو کوئی جو کچھ کہے سوا اس اجمال کے جنب میں یعنے پہلو میں ایک حرف ہے ایک دفتر سے اور ایک قطرہ ہے ایک دریا سے اور علمار تاویل کے اقاویل کو ثر کے درمیان بہت ہین ہر ایک نے نور باطن سے کچھ ایک پایا ہے اور ذکر کیا ہے اور نبوت اور معجزات اور شفاعت اور معرفت اور تمامی برکات اس جناب کی ذات شریف کے اور کمالات اور کرامات امت کی قیامت تک داوس میں داخل ہین اور حوض کوثر اس جناب کے واسطے بہشت میں مہیا کیا گیا ہے ایسا کہ جو کوئی اس سے پیوے سوا بد تک پیاسا نہو سو بھی ایک فرد ہے ان خوبیون سے اور لیکن ابراہیم آخر اولاد ہے اس جناب کا مدینے کے درمیان ذیحجہ کے مہینے میں سال ہشتم میں ہجرت سے پیدا ہوا مان اس کی

ماریہ قبطیہ کہ جسے سکندریہ کے بادشاہ نے برسم ہدیہ اور ہدیون کی ساتھ رسول خدا کی خدمت مین بھجوایا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراری سے درمیان مذکور ہی اور احوال اُسکا رسائل کے باب مین طرف ملوک و امرا کے جو سنہ ساد سہ مین واقع ہی مذکور ہوا ہے اور سلمی زوجہ ابو رافع کی مولاۃ رسول خدا کی یعنے باندی قابلہ اُسکی تھی یعنے دائی جنائی اور اُسنے اپنے شوہر ابو رافع کے تئین خبردار گردانا کہ ماریہ بیٹا جنی ابو رافع نے خبر حضرت کو پہونچائی حضرت نے مژدہ پہونچانے کے سبب اُسے ایک غلام بخشا پس جبرئیل حضرت کے پاس آئے اور کہا یا ابا ابراہیم حضرت خوشحال ہوئے اور عقیقہ کیا دو کبش کر کے کبش یعنے گوسفند اور ایک قول سے یہ کہ ایک گوسفند کر کے اور حلق کیا یعنے سر منڈایا اُسکا اور نام رکھا اور ایک قول سے یہ کہ روز اول نام رکھا اور صحیح بخاری کے درمیان انس رض سے روایت لایا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ زائیدہ ہوا آج کی رات واسطے میرے ایک غلام یعنے لڑکا نام کیا اُسکا میں نے اپنے باپ کا نام ابراہیم کر کے اور تصدق کیا حضرت نے اُسکے بالون کے وزن بھر روپا مسکینون کو اور دفن کیے اُسکے سر کے بال زمین مین بعد اُسکے سونپا ابراہیم کے تئین واسطے ارضاع کے ام سیف کے تئین جورو ایک لوہار کی تھی کہ اُسے ابو سیف کہتے تھے اور حضرت ابراہیم کے دیکھنے کے واسطے ابو سیف کے گھر تشریف لیجاتے تھے اور روایت ہی انس بن مالک سے کہ کہا کہ نہین دیکھا مین نے مہربان تر اپنی عیال پر رسول خدا سے اور تھا ابراہیم مسترضع یعنے دودھ پینے والا عوالی مدینہ کے درمیان پس جایا کرتے حضرت اور ہم اُس جناب کے ساتھ ہوتے تھے پس داخل ہوتے تھے حضرت گھر مین پس لیتے تھے ابراہیم کے تئین اور بوس کرتے تھے اُسے اور تھا ابو سیف وہی لوہار کہ کوئلے جلاتا تھا اور دھوان اُسکے گھر مین بھرتا تھا اور کبھی حضرت ابراہیم کے دیکھنے کے واسطے گھر مین جاتے تو مین آگے جاتا اور اُسے خبردار کرتا کہ حضرت آتے ہین تو وہ اُس کام کو چھوڑتا اور عوالی مدینہ کے درمیان واسطے ماریہ کے حضرت نے ایک گھر بنوا دیا تھا کہ اب اُس موضع کے تئین مشربۂ اُم ابراہیم کہتے ہین اور جابر رض کی حدیث مین آیا ہے کہ جب خبر پائی رسول خدا نے کہ ابراہیم سکرات مین ہی اُسوقت عبد الرحمن بن عوف حضرت کے نزدیک تھا پس لیا حضرت نے عبد الرحمن کا ہاتھ اور لائے پہونچے اپنے فرزند ابراہیم کے پاس حالیکہ جان دیتا تھا پس لیا اُسے اور اپنے آغوش مین رکھا پس آنسو چلنے لگے چشم مبارک سے پس فرمایا کہ ہم تیرے سبب سے ای ابراہیم اندوہگین ہین آنکھین روتی ہین اور دل جلتا ہی کہتے ہم اُس چیز کو جو ناراضی کرے پروردگار کے تئین اور عمر ابراہیم کی ستر دن کی تھی جیسا کہ ابو داؤد نے ذکر کیا ہے اور ایک روایت سے کہ سولہ مہینے

اور آٹھ روز کا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ایکسال اور دس مہینے اور چھ روز کا اور بعضون نے کہا ہی ڈیڑھ سال کے
قریب اسکی عمر تھی تبس عبدالرحمن بن عوف نے کہا تم بھی روتے ہو یارسول اللہ آخر نہی کی تھی تم نے رونے سے
پس فرمایا ای عوف کے بیٹے یہ حال جو تو مجہہ سے دیکھتا ہی رحمت اور رقت ہی بیشت پر کہ بمناشی ہوتا ہی اسکا حال
دیکھنے سے اور مینے نہی نہین کی مگر دو صورتا سے یعنے آواز ایک صوت وہ ہی جو نغمۂ لہو و لعب اور مزامیر
شیطان کے نزدیک ہو مزامیر جمع مزمار یعنی بانسلی اور دوسری صورت جو مصیبت کے نزدیک ہوا ور نہی کرتا
ہون مین منھ نوچنے سے اور منھ پر طمانچے پیٹنے سے لیکن پانی آنکھون سے جانا رحمت حق ہی اور جو کوئی رحم
نکرے رحم نہ کیا جاوے اسپر اور عبدالرحمن بن حبان بن ثابت اپنی مان سیرین سے جو بہن ماریہ کی تھی
روایت کرتا ہی کہ کہتی تھی کہ ابراہیم کے بالین پر حاضر تھی مین جسوقت کہ مین اور میری بہن ماریہ فریاد کرتی
حضرتؐ منع نہ کرتے جو روح اسکی قبض ہوئی ہمکو حضرتؐ نے ممانعت کی اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ جب حضرتؐ روئے تب اسامہ بن زید نے فریاد بلند کی حضرتؐ نے اُسے منع کی کہا اُسنے یارسول اللہؐ
دیکھا مین نے تمکو کہ روتے تم حضرتؐ نے فرمایا البکاء من الرحمۃ والصراخ من الشیطان اور کہتے ہین کہ ابراہیم
کی دایہ نے اُسے غسل دیا اور ایک قول سے یہ کہ فضل بن عباسؓ نے اور عبدالرحمن بن عوف پانی ڈالتا تھا
اور حضرتؐ بھی حاضر تھے پس اوٹھا گیا ابراہیم اوپر سریر صغیر کے اور صحیح یہ ہی کہ نماز پڑھی حضرتؐ نے
اُسکے جنازے پر اور یہ جو عائشہ صدیقہؓ سے آیا ہی کہ اسپر نماز نہین پڑھی اسکی تاویل کرتے ہین اوپر اس
بات کے کہ احتمال رکھتا ہی کہ خود بذات شریف حضرتؐ نے نماز نہ پڑھی ہو اور اصحابؓ کے تئین امر کیا ہو
کہ پڑھو یا مراد یہ ہی کہ نماز ساتھ جماعت کے نہ کی ہو اور دفن کیا اُسکو بقیع کے درمیان اور فرمایا دفن
کرتا ہون مین اُسے اپنے فرط عثمان بن مظعون کے نزدیک فرط اُسے کہتے ہین جو آگے بھیجا جاوے
اور پانی چھڑکا اُس کی قبر پر اور کہتے ہین کہ یہ اول قبر ہے جسپر پانی چھڑکا گیا اور نشانی کی گئی اُس
قبر پر جیسا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر نشان کیا تھا کہ آپ بنفس نفیس پتھر اوٹھایا اور اُس کی
قبر پر رکھا الی آخر الحدیث اور منکسف ہوا آفتاب یعنے سورج گہن ہوا ابراہیم کی موت کے
روز اور تھی موت اسکی محرم کی دسوین تاریخ یا یہ کہ ربیع الاول کی دسوین کو اور کہا لوگون
نے کہ یہ کسوف ابراہیم بن رسول اللہؐ کے جہت سے ہے اور تھا ذہن مین لوگون کے
کہ بگڑنا آفتاب کا اور ماہتاب کا بجہت موت عظیمی یا وقوع حادثۂ عظیم کی جہت

سے ہوتا ہی یعنی فرمایا حضرت نے کہ شمس و قمر دو آیت ہین آیات الٰہی سے کہ گرفتہ نہین ہوتے کسیکی موت کی جہت
سے نہ حیات سے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ فرمایا کہ دو آیت ہین کہ ڈراتا ہی اُن سے پروردگار
اپنے بندون کے تئین یعنے تاکہ عبرت پکڑین اُس سے پس تصدیق کرو اور اعتاق کرو یعنے آزاد کرو
اور توبہ کرو گناہون سے اور جب یہ کسوف دسوین تاریخ واقع ہوا اور عادت وقوع وہ ہی کہ اٹھائیسوین[28]
یا اونتیسوین[29] تاریخ گہن لگے اس جہت سے بیشتر لوگ اسطرف پڑے کہ یہ گہن ابراہیم کی موت کی جہت
سے ہی اور اس حدیث مین دلیل ہی اہل نجوم کے بطلان پر کہ اُنکے حساب سے ممکن نہین گہن لگنا سورج
کا مگر اٹھائیسوین اونتیسوین[29] کو اور منقول ہی کہ حضرت صلعم نے ابراہیم کی وفات کے روز فرمایا کہ ابراہیم
جیتا تو مین اُسکی مان کے اقربا کو آزاد کرتا اور تمام قبطیون سے وضع جزیہ کرتا یعنے رکھنا جزیہ کا یعنے
موقوف کرنا اور صحاح کے درمیان اخبار ثبوت پہونچے ہین کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ابراہیم میرے بیٹے نے
مدت رضاع تمام نکر کے دنیا سے رحلت کی اور تحقیق کہ واسطے اُسکے ایک مرضعہ دو مرضعہ بہشت سے اُسکے لیے ہونگی
تاکہ ایام رضاع کو تمام کرکے کامل گردانین یعنے دودھ پلاوینگی اُسے بہشت کے درمیان یہانتک کہ اُس سن تک ابراہیم
پہونچے اور شاید کہ مراد بہشت سے عالم برزخ رکھا ہو یا الآن یعنی اس آن اُسکو بہشت مین لیگئے ہون اور حکمت
اُسکی مرضعہ کے خلق ہونے مین اور تمام ہونا اُسکی مدت رضاع کا موکول بعلم رسالت ہی یعنے پیغمبر خدا ہی جانے
کہ اسمین حکمت کیا ہی اور بعضے مشائخ جو قائل ہین ترقی بعد الموت پر تمسک کرتے ہین اس حدیث پر
جو دلالت اس نقصان کی تکمیل پر کرتی ہی اور یہ بندہ بھی قائل ہی اسپر اور تمسک کرتا ہی اس دوسری
حدیث پر جو آیا ہی کہ جو کوئی قرآن کو حفظ کرنے مین ریاضت کرتا ہی اور تمام نکرکے عالم سے گذرے حق سبحانہ
تعالے قبر مین واسطے اُسکے ایک فرشتہ بھجواتا ہی کہ حفظ کلام اللہ تمام اور کامل اُسکا کرے سو یہ ظاہر
تر ہی اور چاہیے دریافت کرنا کہ موت کے بعد کیسے پردے اُٹھ جاتے ہین اور کیا چیزین منکشف اور
مشہود ہوتی ہین بالاتر اس سے کیا ترقی ہوگی کسی سالک کو اگر عالم غیب سے کچھ منکشف ہوتا ہی گویا
کچھ خوف اور سرور اور پُرنور ہوتا ہے جس جگہ کہ یہ سب انوار اور اسرار ظاہر ہون کیا حال ہوگا
اگر کہین کہ مراد ترقی سے بیان تمامی سلوک ہی کہ عبارت ہی زوال ظلمات صفات بشری سے یعنے
صفات بشریت کی تاریکیان زائل ہونے کو سلوک کہتے ہین اور یہ یعنے ظلمات بشریت کا دور ہونا
سوا بیچ دنیا کے نہین ہوتا یعنے دنیا ہی مین یہ کرامت حاصل ہوتی ہی بسبب سلوک اور ریاضت

اور سوا ہیچ دنیا کے تحقیق پذیر ہنین اور عجب کہ ساتھ اسبابت کے کہ ساتھ ظہور انوار اور بروز اسرار اُس عالم
کے بسبب زائل ہون یعنی ساتھ اسبابت کے کہ اُس عالم کے انوار اور اسرار ظاہر ہون اور پھر تاریکیان صفات
بشریت کی زائل ہون اور پاک نکرین بشر کو اور کہین کہ سلوک یعنے سالک بننا اسی جگہ یعنے اسی عالم مین تمام
کیا چاہیے اور وہان بے سلوک جانا فایدہ نہین رکھتا یہ اگر ہوگا تو عالم آخرت مین ہوگا اور عالم برزخ دوسرا
حکم رکھتا ہی اور شیخ ابن عربی نے اِس مدعا کے تئین اثبات مین کہا ہی اپنے بعضے رسائل کے درمیان کہ مین نے
امام سہل تستری کو تئین دیکھا کہ ایک علم اور اعتقاد پر تھا اور میرے نزدیک حق خلاف اُسکا تھا یعنے اُس اعتقاد کا
پس اُسکے تئین مینے اُسے تعلیم اور تلقین کیا اور حصول اِس علم کا واسطے سہل تستری کے شیخ داخل ترقی
رکھتا ہی واللہ اعلم جان کہ روایت کی گئی انسؓ بن مالک کی حدیث سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ
لو عاش ابراہیم کان نبیا یعنے اگر جیتا ابراہیم تو ہوتا نبی پس روضۃ الاحباب مین اِسکو اِسطرح نقل کیا ہی
اور کہا ہی کہ جو کچھ سلف سے منقول ہی کہ ابراہیم پیغمبر خداؐ کے بیٹے نے صغر سن مین وفات پائی اور اگر جیتا تو
پیغمبر ہوتا یہ بات صحت کو نہین پہونچی اور دلیری کرنا ہی علم غیب پر اور ابن عبد البر نے کہا ہی کہ نہین جانتا
مین کہ یہ سخن کیا معنے رکھتا ہی اور نوح علیہ السّلام کو فرزند تھا اور نبی نہ تھا انتہی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد وہ ہے
کہ یہ قول بعضے سلف سے روایت کیا گیا ہی لیکن رفع اُسکا یعنے اُٹھانا اس قول کا رسول خداؐ سے
صحت کو نہین پہونچا اور جب رفع اُسکا اُس جناب سے صحت کو نہین پہونچا تو اعتبار کچھ نہین رکھتا اور
یہ سخن بدون سُننے اُس جنابؐ سے دلیری کرتا ہی علم غیب پر بعد اِسکے نقل کیا اِسکو استبعاد کے
تئین ابن عبد البر نے یعنے یہ کہ بعید ہی اور مواہب لدنیہ مین مذکور ہی کہ روایت کی گئی ہی انسؓ
بن مالک سے کہ کہا لو بقی لکان نبیا ولکنہ لم یبق لان نبیکم آخر الانبیا استخراج کیا یعنے نکالا اِس
روایت کے تئین ابو عمر نے یعنے کہا انسؓ بن مالک نے کہ اگر باقی رہتا ابراہیمؑ ہر آئینہ ہوتا پیغمبر لیکن
باقی نرہا کیونکہ پیغمبر تمھارا ختم المرسلین ہی اور نقل کی ہی صاحب مواہب نے طبری سے کہ کہا نہین کہتا اِسکے
تئین انسؓ مگر سننے سے رسول خداؐ سے اُس چیز کے تئین جو مخصوص ہی ابراہیمؑ سے اور نہین تو لازم نہین
کہ ابن نبی نبی ہو اِس دلیل سے کہ بیٹا نوحؑ کا پیغمبر نتھا اور نووی سے بھی نقل کی ہی کہ کہا کہ یہ کلام
روایت کیا گیا ہی بعضے متقدمین سے لیکن باطل ہی اور جسارت ہی یعنے جرأت علم غیب پر مجازفت
اور ہجوم ہی امر عظیم پر اور شیخ سخاوی کے مقاصد حسنہ کے درمیان بھی مانند ابن عبد البر کے قول کے

کہا ہی اور شیخ ابن حجر نے نووی کی کلام کے پیچھے کہا ہی کہ یہ کلام ہی عجیب ساتھ اسکے کہ ورود اُسکا بین الرّق ہی اور کہا گویا ظاہر نہوئی اُسکو اُسکی تاویل کی وجہ پس اسکے انکار مین کہا اور سخاوی نے اُن تین طرق کو بیان کیا ہی ایک یہ کہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے وغیرہ ابن عباس کی حدیث سے کہ جب موے ابراہیم بن رسول اللہ حضرت نے نماز پڑھی اُسپر اور فرمایا واسطے اُسکے ایک مرضعہ ہی یعنے دایہ بہشت کے درمیان اور اگر جیتا تو ہوتا صدیق اور نبی اور اس حدیث کی سند مین ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی ہی اور وہ ضعیف ہے اور اسی طریق سے روایت کی ہی ابن مندہ نے کتاب المعرفہ کے درمیان اور کہا ہی کہ یہ نادر ہے دوسرا یہ کہ روایت کی ہی ابراہیم سدی نے انس سے کہ کہا حضرت انس نے کہ ابراہیم نے بھر دیا تھا مہد کے تئین اور باقی رہتا ہی ہوتا الی آخر الحدیث تیسرا یہ کہ جو کچھ بخاری کے نزدیک ہی طریق محمد بن بشر کے اسمٰعیل بن ابی خالد سے کہا کہا مینے عبداللہ بن اوفی کو کہ دیکھا تو نے ابراہیم بن نبی کے تئین کہا اُسنے کہ موا وہ صغیر اور اگر تقدیر کیا جاتا حضرت کے بعد پیغمبر تو نہ مرتا بیٹا اُسکا پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کو طرق ہین جمع طریق اگرچہ ضعیف اور نادر ہون وہ طریق اور ایسا نہین ہی جو کچھ کہا ہی بعضون نے سلف سے اور بعضے متقدمین نے یون کہا ہی کہ باطل ہی اور یہ جسارت یعنے دلیری اور مجازفت ہی علم غیب پر اور اس حدیث مین اشکال کی دو وجہ ہی ایک یہ کہ پیغمبر خدا کے بعد کوئی پیغمبر نہین پس کیا معنے رکھتا ہی کہ ابراہیم جیتا تو پیغمبر ہوتا جواب اُسکا یہ ہی کہ قضیہ شرطیہ مستلزم نہین صدق طرفین کا اور اُسکے وقوع کا جیسا کہ کہتے تو اگر عنقا موجود ہوتا تو ایک پرندہ ایسا اور ایسا یعنے ایسا کہ پنجے مین ہاتھی کو لی اُڑتا اور اگر زید گدھا ہوتا تو ناہق ہوتا اسیطرح اگر ابراہیم جیتا تو نبی ہوتا ولیکن نہ جیا اور پیغمبر ہوا ناہق اسم فاعل ہی یعنے نہیق کرنیوالا اور نہیق گدھے کی آواز کو کہتے ہین اور آوازین اُسکی تین ہین چنانچہ سے بلفظ عرب ہر سہ بانگ حمیر* بگفتم نہیق و زفیر و سفیر* وجہ دوم یہ کہ ملازمت اور توجیہ اُسکی یہ ہی کہ مقصود مدح اور اعلاے شان ابراہیم کی اور کمال استعداد اُسکی ہی کہ اس مرتبے مین تھا کہ اگر جیتا تو باب نبوت مسدود نہوتا یعنے اگر یہ بات نہوتی کہ پیغمبر کے بعد کوئی دوسرا پیغمبر ہونیوالا ہی تو ابراہیم نبی ہوتا اور یہ شان اور استعداد اُس جناب کے دوسرے فرزندون مین نتھی فافہم و اللہ اعلم وصل لیکن بڑی بیٹیان اکبر بنات اُس جناب کی زینب ہی بقول اکثر وہو الصحیح اور مواہب مین کہا ہی بلا خلاف مگر اُن لوگون کے نزدیک یعنے صحیح نہین کہ جنکا قول صحیح نہین اور کہا ہی کہ خلاف اسمین یعنے زینب اور قاسم مین ہی کہ کون پہلے متولد ہوا اور ابن اسحٰق کے نزدیک یہ ہی کہ پیدا ہوئی وہ سن ثلثین مین حضرت کی ولادت سے جو واقعہ فیل مین تھا اور پایا اُسنے اسلام کے تئین اور

ہجرت کی اور تزویج کی تھی اُسکی خالہ زادی سے جسکا نام ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف ہی اور
ماں ابو العاص کی ہند بنت خویلد ہین خدیجہ کی کہ ایک ماں اور باپ سے تھی اور ابو العاص مشہور ہی کنیت کرکے
اور نام مین اُسکے اختلاف ہی کہ لقیط نام ہی یا قسم یا یاسر ابن عبد البر نے کہا ہی کہ اکثر قول اوّل ہی یعنے غالب
یہ ہی کہ لقیط نام تھا اور ہجرت کی زینب نے ابو العاص کے اسلام لانے سے اوّل اور چھوڑا اُسکو یعنے ابو العاص کو
اوپر شرک کے اور اسلام لایا ابو العاص مکے مین اور مدینے کے درمیان سونپا اور حضرتؐ نے اُسکے تئین نکاح
اوّل اور بعضے کہتے ہین نکاح جدید یعنے یہ کہ نئے سر سے زینب کا نکاح ابو العاص سے کیا مجمل قصہ اُسکا یہ ہی اور
تفصیل اُسکی یہ کہ ابو العاص بدر کے اسیرون مین داخل تھا جب اہل مکہ نے اپنے اسیرون کے چھوڑانے کے واسطے
فدیہ بھجوایا زینب بنت رسول اللہ صلعم نے ابو العاص کے فدیہ مین ایک مال بھجوایا کہ درمیان اُسکے ایک قلادہ تھا کہ
خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے اُسکے تئین زینب کے جہیز مین دیا تھا جب دیکھا اُسے حضرتؐ نے تب یاد کیا خدیجہؓ کے عہد صحبت کو
اور بہت رقت کی اور کہا اصحابؓ سے اگر دیکھو تم کہ رہا کرو زینب کے اسیر کے تئین اور پھیر دو اُسکے فدیے کے
مال کے تئین تو تم جانتے ہو اور ایسا کرو اصحابؓ نے کہا نعم یا رسول اللہ ایسا کرینگے ہم جسطرح آپکی خاطر مبارک
چاہے اور حضرتؐ نے عہد لیا ابی العاص سے کہ بھجوا دے وہ زینب کے تئین حضرتؐ کی طرف پس قبول کیا ابو العاص نے
حضرتؐ کے فرمان کے تئین اور بھجوایا حضرتؐ نے زید بن حارثہ کے تئین اور ایک مرد کے تئین انصار سے مکے کو
تاکہ زینب کو لاوین اور فرمایا کہ مکے مین جاؤ اور بطن وادی یاجج کے درمیان یاجج آخر کو جیم نام ایک موضع کا ہی اور
اس لفظ کو کئی طریق سے نقل لیتے ہین اور مشہور یہی ہی جو کہا گیا یہ ایک موضع ہی مکے کے باہر مسجد عائشہؓ کے آگے
وہان سے احرام عمرے کا نکالتے ہین فرمایا اُس جگہ منتظر رہو کہ گذرے تمکو زینب پس مصاحب ہو تم اُسکے اور لاؤ
اُسے مدینے کے درمیان بعد اُسکے دو سال یا چھ سال کے بعد باہر آیا ابو العاص واسطے تجارت کے اور تھا اُس کے
ساتھ اموال اہل مکہ کا اور اُس تجارت سے پھرتے وقت اصحاب بعض حضرت رسول خدا صلعم کے اُس قافلے کے ڈھونڈنے
کے واسطے نکلے تھے اور جب پہونچے ابو العاص کو چاہا کہ لیوین اموال کے تئین اور مار ڈالین اُسکو اور جب پہونچی یہ خبر
زینب کو تب عرض کی اُسنے کہ یا رسول اللہ صلعم آیا نہین عہد و امان مسلمانون کو ایک فرمایا ہان ہی کہا زینب
نے پس تم گواہ رہو یا رسول اللہ صلعم کہ مینے امان دی ابو العاص کے تئین اور جب دیکھا اصحابؓ نے اس حال
کے تئین تب باز رکھا دست تعرض ابو العاص سے اور اُسکے اموال سے کہ مسلمان ہو تا کہ یہ تمام
اموال مشرکون کا غنیمت ہو واسطے تیرے کہا ابو العاص نے کہ مین شرم رکھتا ہون اس بات سے کہ مین

آلودہ کرون اپنے دین کو تئین اس پلیدی کیساتھ نہین آیا ہے مین اور سونپا اموال کے تئین اُسکے صاحبونکو اور کہا ای اہل مکہ
آیا پہونچایا مینے تمہارے اموال کے تئین تمکو اور بری کیا اپنے ذمے کے تئین اُس سے کہا اُنھون نے اللہم نعم پس کہا گواہ رہو
ای اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ پس ہجرت کی ابو العاص نے طرف مدینے کے اور سونپا حضرت نے
زینب کو اُسکے نکاح سابق یا جدید اور اسجگہ سے ہی اختلاف عالمونکا اس بات مین کہ اسلام احد الزوجین کا فسخ کرتا ہی
نکاح کے تئین یا نہین لیکن یہ کہ مرد عورت مین دو مین ایک اگر مسلمان ہو نکاح رہتا ہی یا ٹوٹتا ہی اور حضرت ص
بہت دوست رکھتے تھے ابو العاص کے تئین اور عنایت و شفقت فرماتے تھے اُسپر ایکبار مدینے مین
ابو جہل کی بیٹی آئی اور وہ بہت جمیلہ تھی علی مرتضٰی نے چاہا کہ اُس سے خواستگاری فرماوین جب یہ خبر
حضرت رسول اللہ کو پہونچی ناخوش گذرا اُس جناب کو پس منبر پر آئے اور خطبہ پڑھا اور مدح ابو العاص کی
اور اظہار رضامندی اُس سے بہت فرمایا اور فرمایا اگر علی ابوجہل کی بیٹی کو چاہتا ہی تو فاطمہ کو طلاق دیوے
خدا جمع نکرے اپنے دوست کی بیٹی کو اپنے دشمن کی بیٹی کو ایک جگہ پس امیر المومنین علی مرتضیٰ یہ سنکر حضرت ص
کے پاس آئے اور اعتذار کیا اور کہا یا رسول اللہ مینے نہین چاہا اُسکو نہین کہا مینے ایک حرف اُسکو
اس بات سے لوگ مجکو اس بات پر لاتے ہین حضرت نے فرمایا یا علی مین تمکو دوست رکھتا ہون اور فاطمہ نفس میری
جگر گوشہ ہی خوف کیا مینے کہ مبادا میری محبت مین تمکو کچھ خلل پہونچے اور زینب کے تئین ابو العاص سے
ایک بیٹا تھا علی نام اور ایک بیٹی نام اُسکا امامہ علی نزدیک حد بلوغ کے پہونچکر دنیا سے گیا اور حضرت نے
اُسکے تئین اپنا ردیف فرمایا تھا اپنے ناقے پر فتح کے روز اور امامہ کو بہت دوست رکھتے تھے جیسا کہ
ثبوت کو پہونچی ہی یہ بات کہ ایکبار نماز پڑھتے اور امامہ کے تئین اپنے کاندھے پر بٹھائے تھے جب رکوع مین جاتے
اُسے زمین پر رکھتے اور جب سجدے سے اُٹھاتے واسطے قیام کے تب اُٹھا لیتے اُسے اور شراح نے اسجگہ سخن کیا ہے
کہ یہ اُٹھانا اور زمین پر رکھنا فعل کثیر تھا کس طرح اُسکو جائز رکھا اور جواب دیتے ہین کہ وہ لڑکی آپ سے
آپ آکر چمٹتی تھی نہ یہ فعل اور اختیار حضرت ص کا تھا اور علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا رض کی رحلت کے بعد بموجب
وصیت حضرت بی بی فاطمہ رض کے امامہ کو نکاح مین لائے اور پیدا ہوا اُس سے ایک بیٹا کہ نام اُسکا محمد اوسط ہے
اور محمد اکبر اور محمد اصغر بھی علی مرتضیٰ کی اولاد سے ہین آگے عبارت یہ ہی کہ محمد اکبر محمد بن حنیفہ و محمد اصغر ام ادام ولد
کہ شہید ہوا امام حسین کے ساتھ مین نے نسخہ اُسکو جو دیکھا یہان لکھا اور وفات زینب کی حضرت رسول
خدا کے زمان حیات مین سال ہشتم مین ہجرت سے واقع ہوئی اور سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ رض اور ام ایمن رض

اور ام عطیہ انصاریہ سے اسکے تین غسل دو یا روایت ام عطیہ سے کہ آئے ہمارے پاس رسول خدا صلعم اور حال یہ کہ ہم غسل دیتے
انکی دختر کو یعنی زینب کو اور کہتے ہیں کہ مراد اس لفظ سے زینب بنت رسول اللہ ہے پھر فرمایا ہمکو رسول خدا صلعم نے غسل دو
اسکے تئیں الی آخر الحدیث ساتھ کلثوم عثمانؓ کی زوجہ کے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں آیا ہے ساتھ اسناد کے
اور یہ شرط تخییر ہے کے واللہ اعلم اور حدیث متفق علیہ میں مبہم آیا ہے کہ کہا ام عطیہ نے کہ آئے رسول خدا صلعم ہمارے
پاس اور ہم غسل دیتے تھے انکی دختر کو پس فرمایا دھوؤ اسکے تئیں تین بار یا پانچ بار درمیان ان عددوں کی یا زیادہ
اُس سے اور ایک روایت میں ہے کہ یا سات بار اور مقصود اس سے تخییر نہیں میان اعداد کے بلکہ مقصود وہ ہے کہ اگر
حاصل ہو نظافت اور پاکیزگی تین بار کے دھونے سے تو شروع نہیں زیادت اوپر اسکے اور نہیں تو زیادہ
کرو تا حاصل ہو نظافت اور واجب یکبار ہے اور روایت یا اکثر موید ہے اسبات کی یعنے یہ روایت کہ
گذری کہ دھوؤ تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اس سے یہ موید ہے اسبات کی جو مذکور ہوا کہ واجب ایکبار ہے
یہ کہ اشارہ ہو رعایت وتر پر اور فرمایا دھوؤ آب خالص سے اور آب ممزوج برگ کنار سے یعنے بیر کے
پتوں سے ملاتے ہوئے پانی سے اور کر ڈالو بار آخر کافور اور ایک روایت میں مشک بھی آیا ہے پس جب [illegible]
تم اے عورتو غسل دینے سے تب خبر کرو مجھے ام عطیہ جو راوی حدیث ہے کہتی ہے پس جب فارغ ہوئے ہم اور خبر کی
اُس جناب کے تئیں پس ڈالا طرف ہمارے حضرتؐ نے اپنی لنگ کے تئیں اور فرمایا شعار کرو اسکے تئیں
یعنے کفن کے اندر پہلے اسے پہناؤ تاکہ حاصل ہو برکت اور اسجگہ استحباب تبرک ہے آثار صالحین کرکے اور ایک
روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا دھوؤ اسکے تئیں وتر تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابتدا کرو سیدھی طرفوں
سے اور مواضع وضو سے مواضع جمع موضع یعنے جگہ وتر یعنے تنہا اور اکیلا ام عطیہ کہتی ہیں کہ بانا ہم نے
اُسکے بالوں کے تئیں تین نخش اور ڈالا ہمنے ان بالوں کو اسکی پیٹھ کے پیچھے اور تجہیز و تکفین
اور نماز کے بعد دفن کیا اور حضرتؐ خود قبر میں اترے رضی اللہ عنہا لیکن رقیہ ولادت اوسکی
تینتیسویں سال میں تھی واقعہ فیل سے زینبؓ کی ولادت سے تین برس کے بعد اور ذکر کیا زبیر بن
بکار نے زبیر دسنے کہ وہ یعنے رقیہ اکبر بنات ہے حضرتؐ کی اور تصحیح کیا ہے اسکے تئیں جرجانی نے اور ایک جماعت
نے نسابہ سے اور اصح جس بات پر اکثر ہیں وہ ہے کہ زینب اکبر بنات ہے جیسا کہ گذرا اور رقیہ پیشتر از
بعثت نبوت عتبہ بن ابی لہب کے تحت میں تھی اور ام کلثوم رضؓ اوس کی بہن اسکے بھائی
عتیبہ کے تحت میں ایسا ہی مواہب لدنیہ میں ہے اور اکثر کتب اور جامع الاصول میں اول

بصیغۂ تصغیر ہے اور ثانی مُصغر یعنے عتبہ عتیبہ جسطرح سے لفظ حسن اور لفظ حسین اور روضۃ الاحباب کے درمیان اسکے برعکس لایا ہے اور حاشیہ مین لکھا ہے کہ یہ کچھ اکثر کتب مین خطا ہے کیونکہ عتبہ مسلمان ہوا اور مقبول اسلام اور اعداد اصحاب رضی مین مذکور ہوا اور جسکے حق مین دعا حضرتؐ کی مستجاب ہوئی اور ایک شیر نے اُسکے تئین پھاڑا اُسکا بھائی عتیبہ ہے باتفاق اور بہر تقدیر جب نازل ہوا سورۂ تبّت یدا ابی لہب خدای تعالے نے مذمت کی ہے ابی لہب کی یعنے یہ کہ قطع ہو جیو دونون ہاتھ ابولہب کے تب کہا ابولہب عتبہ کے باپ نے کہ راس میرا یعنے سر تمھارے راس سے حرام یعنے بیزار ہوں تمسے اگر تم مفارقت نکرو محمدؐ کی بیٹیون سے پس مفارقت کی اُن دونون نے اور دخول نہین ابوقع ہوا تھا اور کہتے ہین کہ قریش ابوالعاص کے تئین بھی باعث ہوے تھے زینبؓ کی مفارقت پر اُسنے کہا حضرتؐ سے کہ مین ہرگز مفارقت نکرونگا محمدؐ کی بیٹی سے اور نہین چاہتا مین اسباب کو کہ عوض زینبؓ کے کوئی زن اور اپنے قریش سے پس تزوج کیا عثمان بن عفان نے رقیہؓ کے تئین مکے مین اور ہجرت کی ساتھ اُسکے ہجر تین یعنے طرف حبش کے اور حضرتؐ نے اُنکی شان مین کہا کہ وہ اوّل شخص ہے جسنے مہاجرت کی طرف خدا کے بعد لوط کے صلواۃ اللہ علیہ اور تھا وہ رقیہؓ صاحب حسن رائع اور جمال رایق اور ذکر کیا ہے دولابی نے کہ تزویج عثمانؓ کی رقیہ سے اسلام سے پہلے تھی اور ذکر کیا ہے اُسکے غیر نے کہ بعد اسلام آور نقل ہے کہ جب رقیہؓ نے وفات پائی عورتین روتی تھین اور حضرتؐ نے اُنکو منع نکیا اور فاطمہ زہراؓ رقیہؓ کی قبر پر رسول خداؐ کے پہلو مین بیٹھی ہوئی روتی تھین اور رسول خداؐ اُنکے منھ سے آنسو کوشے ردا کی سے پونچھتے تھے اور ساتھ اسکے ابن عباسؓ سے آیا ہے کہ جب تعزیہ کیا گیا حضرتؐ نے فرمایا رقیہؓ سے الحمد للہ دفن البنات من المکرمات اور اسجگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رونا مروے پر نشاء رحمت اور رقت کی جہت سے ہے نہ یہ کہ فقدان میت کی جہت سے کیونکہ تقدیر الٰہی واقع ہوا ہے فقدان یعنے گم ہونا اور نشاء پیدا ہونا اور یہ سب اُس تقدیر سے کہ رسول خداؐ رقیہؓ کی وفات کے وقت حاضر ہوئے اور حال یہ کہ حضرتؐ رقیہؓ کی وفات کے وقت بدر مین تھے جیسا کہ مشہور ہے پس ظن غالب یہ ہے کہ یہ قول زینبؓ یا اُم کلثومؓ کی وفات مین ہوں اور راوی نے وہم کرکے رقیہؓ کو لکھا ہو اور اگر یہ رقیہؓ کی شان مین ثبوت کو پہونچے تو یہین ہم کو احتمال رکھتا ہے کہ غزوۂ بدر سے پھر نے کے بعد حضرتؐ رقیہؓ کی قبر پر آئے ہون اور امور مذکورہ واقع ہوئے ہون واللہ اعلم اور ایک روایت مین بھی نقل کرتے ہین کہ حضرتؐ اُسکے ایام وفات کے قریب آئے اور لیکن اُم کلثومؓ جو عتیبہ کے تحت مین تھی کہتے ہین کہ پہچانا نہین گیا اُسکا نام اور بعضون نے

آمنہ کہا ہو اور لائے ہین کہ جب عتیبہ نے مفارقت کی اُمّ کلثوم سے آیا رسول خدا کے نزدیک اور کہا کافر ہو گئے وہ تیرے
دین پر نہ دوست میرا اور نہ مین دوست رکھتا ہون تجھے اور حملہ کیا حضرت پر اور پھاڑا اُس جناب کے پیرہن کو مین

اور ایک روایت مین آیا ہی کہ کہا اُسنے یعنے عتیبہ نے ہو یکفر بالذی دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
اور ظاہر ان کلمات کے تئین سورۂ نجم سے اُسنے لیا کہ اُن دنون مکے مین نازل ہوئی تھی اور کہتے ہین کہ اُس
ملعون نے اُتنی کچھ بے ادبی کی کہ آب دہن پلید اپنا اُس مقدس جناب کیطرف ڈالا اور کہا اُمّ کلثوم اور
رقیہ کو طلاق دی مینے حضرت نے اُسکے بد دعا کی کہ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک یعنے ای پروردگار غالب
اور حملہ آور گردان تو عتبہ پر ایک کتے کو اپنے کتون سے آور کہتے ہین کہ ابو طالب اُس مجلس مین حاضر تھے
کہا نہین جانتا مین کہ کون شی محمد کی دعا کے تیر کو تجھسے دفع کرسکے اور یہ ملعون شام کی طرف تجارت کا
قصد کرکے جاتا تھا اور راہ کے درمیان ایک منزل مین پہونچا کہ وہ درندون کے رہنے کی جگہ تھی ابو لہب نے
اہل قافلہ سے کہا آج کی رات تم ہمکو یاری دو کہ ڈرتا ہون کہ محمد کی دعا میرے بیٹے کے حق مین آج کی رات
تاثیر کرے پس بوجھون کو تمام جمع کیا اور تلے اوپر چنا اور عتبہ کے واسطے اُن بوجھون کے اوپر سونیکے
واسطے جگہ مقرر کی اور اُسکے گرداگرد بیٹھے پس حقتعالی نے اُنپر نیند بھیجی پس ایک شیر آیا اور ہر ایک کے
منہ کو سونگھتا تھا اور کسی سے کچھ تعرض نکیا اور اُچھلا ایک پنجہ اُس روباہ سیرت پر مارا اور سینہ اُسکا
پھاڑ ڈالا اور ایک روایت مین یہ کہ گردن اُسکی جدا کی اور حضرت نے رقیہ کی فوت کی بعد اُمّ کلثوم کو
کے تئین سنہ ثلث مین ہجرت سے عثمان کو تزویج کر دیا اور فرمایا یہ جبرئیل ہی کھڑا ہوا خبر دیتا ہی مجھے کہ
خدا تعالی نے امر کیا ہی کہ تزویج کرون تجھے اُس سے اور وفات کی اُمّ کلثوم نے سنہ تسع مین ہجرت سے
اور نماز پڑھی حضرت نے اُسپر اور بیٹھے تھے اُسکی قبر پر اور روان تھے آنسو دونون آنکھون سے حضرت کی اور
فرمایا آیا ہی کوئی درمیان تمھارے ایسا شخص جسنے مجامعت نہ کی ہو اپنی زن سے آج کی شب پس کہا
ابو طلحہ نے انا یا رسول اللہ فرمایا پس اُتر اُسکی قبر کے درمیان یعنے شارحون نے کہا ہی کہ یہ کہنا اُس
جناب کا تعریض تھا اوپر عثمان کے کہ رات کو جماع کی تھی اپنی باندی سے اس سبب سے کہ دیر کھینچی تھی
اُمّ کلثوم کی بیماری نے جب بیطاقت ہوا وہ رنج گیا اپنی جاریہ کے نزدیک اور جماع کی حضرت نے اُمّ کلثوم کی
وفات کے بعد فرمایا اگر ہوتی نزدیک ثالثہ تزویج کرتا مین تجھسے اُسکو اور ایک روایت مین
یہ کہ اگر دس رکھتا اور مرتی یکے بعد دیگری کے تو دیتا مین تجھکو اور کہتے ہین کہ اُمّ کلثوم نے مدت تک

عثمان رض بن عفان پاس تھی لیکن کوئی فرزند اُس سے حاصل نہوا اور بعضی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ فرزند پیدا ہوے لیکن باقی نرہے اور رقیہ سے بھی بچہ نہ بچا ہجرت اول میں جبش کے درمیان حاملہ تھی اور حمل اُسکا سقط ہوا اور بعد اُسکے ایک بیٹا ہوا اور جب دو برس کا ہوا ایک مرغ نے چونچ اُس کی آنکھ پر ماری اور مر گیا پس عثمان رض سے دختر رسول خدا صلعم سے کوئی فرزند نرہا اور دوسری ازواج سے اولاد ہوئی اور باقی رہی واللہ اعلم لیکن فاطمہ زہرا رض ولادت اُنکی سنہ احدی واربعین میں مولد نبی سے کہتے ہیں یہ قول ابوعمر کا ہے اور یہ قول مخالف ہے اُس چیز کا جو روایت کیا ہے اُسکے تئیں ابن اسحق نے کہ اولاد حضرت صلعم کی تمام پیدا ہو گئے ہیں پیشتر از نبوت الا ابراہیم کیونکہ اس قول پر ولادت اُس قدسیہ جناب کی نبوت سے ایکسال کے بعد ہوتی ہے اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ ولادت فاطمہ رض کی نبوت سے پانچ برس آگے تھی ہے اور سب روایتوں سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ اصغر بنات ہے رسول خدا صلعم کی ایک قول سے اور ایک قول سے رقیہ اور ایک قول سے اُم کلثوم اور وہ سیدۃ نساء العالمین اور سیدۃ نساء اہل الجنت ہے تسمیہ کیا گیا فاطمہ کر کے کیونکہ حضرت حق نے باز رکھا اُسے اور اُسکے محبوں کے تئیں دوزخ کی آنچ سے اور نام رکھا گیا بتول بسبب منقطع ہونے اُسکے نساء زمان اپنے سے فضل اور دین اور حسن اور جمال میں اور انقطاع اُسکا ماسوی اللہ سے اور زہرا زہرت کی جہت سے اور اُسکے اجمال کی جہت سے اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ بھی شریف سے اُس مقدسہ جناب عالیہ کے القاب شریفہ سے ہے اور تھی وہ اشبہ ناس رسول خدا صلعم سے راہ اور روش اور صورت اور سیرت اور بات کرنے میں اور تھے حضرت کہ جب آتی بی بی فاطمہ رض تب کھڑے ہوتے اور جاتے طرف اُسکے اور پکڑتے ہاتھ اُسکا اور بوسہ دیتے اُسکی جبین کو اور بٹھاتے اُسے اپنے بیٹھنے کی جگہ میں اور اسیطرح جب آتے حضرت تب کھڑی ہوتی حضرت فاطمہ رض اور جاتی طرف حضرت کے اور لیتی ہاتھ اُس جناب صلعم کا اور بٹھلاتی اپنی جگہ تزویج کی حضرت صلعم نے اُسکی علی مرتضیٰ سے سنہ ثانیہ میں رمضان کے مہینے میں بدر سے مراجعت کے بعد اور بعضوں نے احد کے بعد کہا ہے اور زفاف ہوا ذیحجہ کے مہینے میں اور ایک قول سے تزوج کی رجب کے مہینے میں اور ایک قول سے صفر میں تزویج اُسکی خدا کے امر سے اور خدا کی وحی سے تھی اور تھی پندرہ برس اور پانچ مہینے کی اور علی مرتضیٰ اکیس برس اور پانچ مہینے کے تھے اور اور بھی اقوال ہیں کہ تزویج اُن کی سال دوم میں ہجرت سے گذری اور پیدا ہوے اُنسے حسن[۱] اور حسین[۲] اور محسن[۳] اور زینب[۱] اور اُم کلثوم[۲] اور رقیہ[۳] اور محسن اور رقیہ نے زمان طفولیت

مین وفات پائی اور زینب کے تئین عبد اللہ بن جعفر رضہ کو اور ام کلثوم کو عمر خطاب رضہ سے منسوب کیا اور انسے نسل نہ رہی اگرچہ
ام کلثوم کو عمر خطاب رضہ سے ایک بیٹا ہوا نام اسکا زید اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ و حسن و حسین
سیدا شباب اہل الجنۃ اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ الفاطمہ بضعۃ منی فمن اذاہا اذانی و من اغضبہا
فقد اغضبنی اور یہ بھی آیا ہی کہ ان اللہ یغضب بغضب لفاطمۃ و یرضی لرضاہا یعنی خدا غضب کرتا ہی فاطمہ کے غضب سے اور
راضی ہوتا ہی اُنکی رضا سے کہتے ہین کہ ایکبار پیغمبر خدا صلعم ساتھ علی مرتضی اور فاطمہ زہرا رضہ کے مباسطت فرماتے ہوئے
تھے یعنی ہم بساط ہونا یعنے ایک فرش پر بیٹھنا اور دونون کو تلطف فرماتے تھے علی مرتضی نے کہا یا رسول اللہ صلعم
فاطمہ زہرا زیادہ پیاری ہی تمکو یا مین حضرت صلعم نے فرمایا وہ زیادہ پیاری ہی مجھے تجھسے اور تو عزیز تر ہی مجھکو اس سے
اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات عائشہ رضہ سے کہ باہر تشریف لیگئے پیغمبر خدا صلعم اور تھی اُس جناب پر ایک کساء یعنے کملی اُون
کی امام حسن حضرت کے آگے آئے پس کسا کے درمیان لیا اُس جناب نے امام حسن کو اور بعد اسکے امام حسین آئے
انکو بھی کسا کے درمیان لیا اُسوقت فاطمہ رضہ اور علی رضہ آئے انکو بھی کسا کے اندر لیا پس یہ آیت پڑھی انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا اور ان چار شخصون کے حق مین فرمایا کہ مین جنگ کرنیوالا ہون
اُس شخص سے جو جنگ کرے ان سے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو صلح کرے ان سے ایک روز
حضرت فاطمہ زہرا رضہ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہ زہرا رضہ پوشاک سطبر اونٹ کی اُون سے بنے ہوئی تھین
حضرت یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا ای فاطمہ رضہ آج دنیا کی مشقت اور تنگدستی پر صبر کرو کہ فردائے قیامت
نعمتین بہشت کی واسطے تیرے ہین اور آیا ہی کہ ایکروز حضرت صلعم نے اپنا دست مبارک فاطمہ زہرا رضہ کے سینے پر
رکھا اور دعا کی کہ ای پروردگار اسکو بھوک سے سیر کر فاطمہ زہرا رضہ کہتی ہین کہ جبتک مین زندہ تھی پھر ہرگز زحمت
بھوک کی اپنے مین نپائی و فی الحدیث قصہ اور ثوبان حضرت صلعم کے غلام سے مروی ہی کہ حضرت جب سفر کو
جاتے آخر جس شخص کو وداع کرتے فاطمہ زہرا رضہ تھین اور جب سفر کرتے پھر آتے اوّل اپنے اہل بیت سے
جس سے ملاقات کرتے فاطمہ زہرا رضہ تھین بعد اسکے اپنے ازواج مطہرات کے حجرون مین تشریف لیجاتے اور
لاتے ہین کہ عائشہ صدیقہ رضہ سے پوچھا کہ آدمیون مین سے حضرت صلعم کے نزدیک کون زیادہ پیارا تھا رسول خدا صلعم
کے نزدیک فرمایا فاطمہ رضہ پوچھا مردون سے کون زیادہ محبوب تھا حضرت صلعم کو کہا اوس کا شوہر یعنے
علی مرتضی اور اسجگہ سے انصاف عائشہ صدیقہ رضہ کا اور صدق حال اور مصادقت اون کی
اہل بیت سے جانا چاہیے اور دوسری ایک حدیث مین آیا ہی کہ فاطمہ زہرا رضہ سے پوچھا کہ عورتون سے

کون زیادہ دوست تھا رسول خدا صلعم کے نزدیک کہا عائشہ رض کہا مردوں میں سے کون کہا باپ اسکا سب محبوب ہیں
متعلق حقیقیوں سے امام حسن مجتبیٰ کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے اپنی ماں فاطمہ زہرا رض کے تئیں کہ اپنے گھر کی مسجد کی
محراب میں نماز پڑھتی تھیں یہانتک کہ صبح نے طلوع کیا سنا میں نے کہ مومنین اور مومنات کے تئیں بہت دعا کی
اور اپنی ذات کیواسطے کچھ دعا نہ کی کہا میں نے امی مادر مہربان یہ کیا تھا کہ تمنے اپنی ذات کیواسطے کچھ دعا نہ کی فرمایا
اے میرے فرزند الجار ثم الدار یعنے اول پڑوسی پیچھے گھر اور عمر ابن خطاب رض سے آیا ہے کہ آئے ایک روز
فاطمہ زہرا رض کے یہاں اور کہا یا فاطمہ رض کوئی فرد نہیں ہے تمہارے باپ کے بعد اپنی طرف میں نے محبوب تر
نہیں دیکھا تمسے اور مناقب اور فضل اہل بیت کے بیشمار ہیں اور دو قسم ہیں ایک مجمل بعنوان اہل بیت
دوسرا مخصوص فاطمہ زہرا اور علی اور حسن اور حسین اور مقصود جو اسجگہ ذکر فاطمہ زہرا سے ہی اقتصار اوپر اسکے
کیا گیا اور کلام معنی اہل بیت میں اور تفسیر اس آیت کے کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت بہت ہے اور
دوسرے مواضع کے درمیان تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس جگہ دیکھا چاہیے وباللہ التوفیق وفات فاطمہ زہرا رض
کی شب سہ شنبہ کے درمیان تیسری تاریخ رمضان کی پیغمبر خدا کی وفات کے بعد چھ مہینے کے بعد اور مشہور
اور صحیح یہی قول ہے اور اور بھی اقوال ہیں کہ رجب سے دو روز ہیں اور بقیع کے درمیان شب کو مدفون
ہوئی ہیں اور نماز انپر علی مرتضیٰ نے اور ایک قول ہے یہ کہ عباس نے پڑھی اور کہتے ہیں کہ دوسرے روز
ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور دوسرے صحابیوں نے علی مرتضیٰ سے شکایت کی کہ کیوں ہمکو خبر نہ کی تھی کہ
شرف نماز انکے جنازے پر پاتے ہم علی مرتضیٰ نے عذر کیا کہ میں نے فاطمہ زہرا رض کی وصیت جسطرح تھی سو کیا کہ
جب میں دنیا سے رحلت کروں تب مجھے رات کو دفن کیجیو تا کہ انکو نامحرم کی میرے جنازے پر نظر پڑے مشہور
درمیان لوگوں کے اور مذکور روضۃ الاحباب وغیرہ کے درمیان یہی ہے اور روایات خبردار ہونے میں صدیق کے اور
آنا انکا زہرا کے جنازے پر اور نماز پڑھنا انکا اور عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام کا
بھی آیا ہے اور سابقاً آخر فصل رسول میں مذکور ہوا اور محل دفن میں فاطمہ زہرا رض کے اختلاف ہے بعضے
اوپر اسبات کے ہیں کہ مرقد مطہر انکا بقیع کے درمیان عباس کے قبے میں جس جگہ تمامی اہل بیت نبوت
آسودہ ہیں اور بعضے اسبات پر کہ مدفن انکا انکے گھر ہی میں ہے جو داخل مسجد شریف نبوی صلعم ہوا ہے
اور انکے جنازے کے تئیں گھر سے باہر نہیں لیگئے اور اب زیارت انکی اسی جگہ متعارف ہے اور دوسرا
قول آیا ہے کہ قبر فاطمہ زہرا رض کی ایک مسجد میں ہے بقیع کے درمیان جو منسوب ہے ادھر ہی عباس کے قبہ کیطرف

نائل لبشری اور امام غزالی نے زیارت البقیع مین ذکر اس مسجد کا کیا ہی اور آس مین نماز پڑھنے پر وصیت کی ہی یعنے غزالی رحمہ نے اور
بعضون نے ذکر اس مسجد کا کیا ہی اور کہا ہی کہ وہ معروف ہی بیت الحزن کر کے کہ فاطمہ زہرا رضہ نے ایام حزن اور مصیبت
رسول ص کے درمیان آدمیون کی صحبت سے توحش اور جدائی اختیار کرکے اس جگہ اقامت کی تھی اور یہ بھی کہتے ہین
کہ یہ موضع ایک گھر ہی کہ علی مرتضی نے بقیع کے درمیان لیا تھا واللہ اعلم اور قول صحیح اور موافق اخبار و آثار
ہی اور مسعودی مروج الذہب مین لاتا ہی کہ جس جگہ امام حسن اور امام زین العابدین اور محمد باقر اور جعفر صادق
سلام اللہ علیہم اجمعین کی قبرین ہین وہان ایک پتھر پایا گیا اس پر لکھا ہوا کہ ہذا قبر فاطمة بنت رسول اللہ
سیدة نساء العالمین و قبر الحسن بن علی و علی بن الحسین بن علی و قبر محمد بن علی و جعفر بن محمد علیہم التحیة
والسلام اور ظاہر ہونا اس پتھر کا سنہ اثنین وثلثمائة مین تھا اور امام المسلمین حسین بن علی کے دفن
کے قضیہ مین آتا ہی کہ اُنسے یعنے امام حسن نے وصیت کی تھی کہ اگر لوگ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن
ہونے نہ دیوین تو تم سب مجھے بقیع کے درمیان میری مان فاطمہ رض کے پاس دفن کیجیو اور بالجملہ مختار یعنے اختیار کیا
گیا قبر شریف مین فاطمہ زہرا رضہ کے یہ مکان ہی اور محب طبری ذخائر العقبی مین لاتا ہی کہ خبر دی مجھے ایک شخص
صالح نے جو اخوف فی اللہ تھا یعنے خداترس تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی شیخ ابو الحسن شاذلی کا تلمیذ
زیارت بقیع کرتا تو عباس کے قبے کے آگے کھڑا ہوتا اور فاطمہ زہرا رضہ پر سلام کرتا اور کہتا کہ منکشف ہوئی
شیخ پر قبر فاطمہ زہرا رضہ کی اس موضع کے درمیان اور حضرت شیخ کو کشف کے درمیان ایک آیت تھی کبری کہتا
ہے مدت تک مدینہ کا اس اعتقاد کی جہت سے کہ مجھے شیخ کی خدمت مین تھا اسی اعتقاد پر تھا مین یہانتک کہ اس خبر کو جو ابن البر نے
امام حسن کی فوت کے قضیے مین نقل کیا دیکھا یعنے اور مجھے یقین ہوا اور یہ اس خبر کے جو مجھے شیخ کی کشف سے خبر دی تھی زیادہ
ہوا یعنے یقین اور کہا صحت حدیث مجھ پر شیخ کے کشف سے ثابت ہوئی اور صدق کشف شیخ کا حدیث سے ثابت ہوا

باب دوم ازواج مطہرات کے ذکر مین

جان تو کہ امور دنیا سے جو چیز سرور عالم ص کو زیادہ مرغوب اور محبوب تھی امہات مومنین تھین اور خوشبوئی
اور کہتے ہین کہ مباشرت مین خدائے قادر نے قوت تیس مردون کی یا چالیس مردون کی کرامت کی
تھی لاجرم مباح ہوا اُس جناب ص کے تئین کہ جتنی چاہے اپنے نکاح مین لا دے اور جان کہ فوائد نکاح
کے حفظ نسل اور بقائے نوع انسانی کے بعد ادراک نا لذت کا اور متمتع ہونا نعمت سے ان سب کے پیچھے نکاح کے
فائدہ ہی کیا حفظ صحت ہی کیونکہ حبس احتقان یعنے قید کرنا منی کا مولد امراض شدیدہ اور قوی اور اعضا کا ضعف

اور انسداد مجاری ہر یعنے بند ہونا جاری ہوسکنے متعاہون کا ہو منی کی حبس کرنا قوت باہ سے اور شہوت جماع سے اور منع کرنا اسپر او رتشنیع و تحقیر اسکی ضد پر یعنے عدم شہوت وغیرہ پر امر مقرر اور معروف اور عادت مستمر اور مستقر ہو درمیان مردون کے اور محبت عورتون کی اور نکاح متعدد کمال نوع انسانی سے ہی اور یہ اکمل افراد نوع انسانی مین پایا جاتا ہو اور تمامی انبیا اور رسل اہل تزویج اور اہل تاہل ہوتے آئے ہین مگر عیسیٰ اور یحییٰ اور روایتون مین آیا ہو کہ ابراہیم خلیل الرحمن ہر روز شام سے اوپر اُس براق کے جو تھا سوار ہو کر ہاجر اسمٰعیل کی ماں کی محبت کے شوق سے مکے مین آتے تھے اپنے کمال شغف سے طرف اُسکے اور قلت صبر سے اوس سے اور داؤد پیغمبر کے تھین ایک کم سو قبیلے تھے اور ساتھ اسکے اور ایک نکاح کیا تاکہ سو پوری ہوئین اور سلیمان کو تھین سو منکوحہ اور ہزار سریہ تھین اور ایک شب مین سو عورتون پر طواف کرتے تھے اور بخاری انس سے لایا ہو کہ حضرت رسالت پناہ امہات مومنین پاس ایک شب مین تمام سے ہم بستر ہوتے تھے اور وے گیارہ تھین اور ایک روایت سے نو اور کہتے ہم کہ تحدیث کرتے تھے کہ دیا گیا اُس جناب کو قوت اور زور تین مردون کا آور طاؤس اور مجاہد سے آیا ہو کہ قوت چالیس تن کی اور ایک روایت سے مجاہد سے ہے کہ قوت چالیس مردون کی اہل جنت سے اور روایت صحیح مین آیا ہو کہ ہر ایک مرد کو اہل جنت سے قوت چالیس مردون کی ہوگی اکل و شرب اور جماع مین اور اسی واسطے مباح ہوا اُس جناب کو کہ جس مقدار قبیلے چاہے نکاح مین لاوے اور اس جگہ کمال فضل اور شرف اور امتیاز ہو اُس جناب کا سایر رجال امت سے اور حکمت تکسیر نساء مین اُس جناب کے تئین وہ بھی تاکہ احکام درونی کے تئین کہ مردون کو اُسکے جاننے پر راہ نہ تھی اُمت سے نقل کرین اور زیارت تکلیف تمام حقوق اور حسن معاشرت پر اور صبر اُنکی صحبت پر ساتھ اُٹھانے اعباء رسالت کے اور اقامت نشاق عبادت بھی اُسکے فوایدسے ہی اعباء یعنی ماندہ کرنا اور دشوار ہونا کام کا اور جو کچھ نقل کی گئی تفضیل سلیمان اور حضرت کے مراد تکسیر نسائی جو گذرا الازم نہین آتا کیونکہ اُس جناب سے وہ فضائل اور کمالات ہین کہ اگر تمامی فضائل اور کمالات تمامی انبیا کے مقابل اُسکے رکھین فضائل اور کمالات ہمارے پیغمبر کے راجح آوین اور حقیقت حال وہ ہو کہ سلیمان نے حق تعالے سے ایسا ملک طلب کیا کہ دوسرے تئین میسر نہ ہو لیس حضرت حق نے سلیمان کے واسطے کئی چیزون کے تئین مثل تسخیر ریاح اور جن اور پری سلیمان سے مخصوص گردانا کہ اُسکے غیر مین یہ پیدا اور ہویدا نتھا اور سلیمان پیغمبر تھا ایسا کہ بادشاہ اور یہ سب یعنے کثرت اُسکے معجزات سے تھا اور حدیث مین آیا ہو کہ ہمارے پیغمبر کے تئین حق تعالے

نے مخیر گردانا کہ نبی ملک ہو یعنی پیغمبر اور بادشاہ یا نبی عبد یعنی پیغمبر نے اختیار کیا کہ نبی عبد رہے یعنی بابت بندگی بہتر ہی بادشاہی سے پس قایم رکھا ہمارے پیغمبر کے تئین حد بشریت پر اور فوقیت یعنی افزونی سلیمان کی وسعت ملک مین اور کثرت نسا اور جاہ تخت کا اور یہ ہوا کہ ورمسخر ہونا جن کا اس قبیل سے ہی اور یہ سب ظاہر مین تھا لیکن قدرت اور قوت تصرف ہمارے پیغمبر کا کامل تر اس سے تھا لیکن وجود اسکا در ظاہر تھا بخصوص سلیمان سے دلالت کرتا ہی اوپر اس معنی کے جو کچھ حدیث مین آیا ہی کہ ایک عفریت یعنی جن کے مردے سے نماز مین حضرت کے پاس آتا تاکہ وسواس اور تفرقے مین ڈالے حضرت فرماتے ہین پس مینے چاہا کہ اسے پکڑون اور مسجد کے ستون سے باندھ رکھون تاکہ کودک اور اطفال مدینے کے اس سے بازی کریں لیکن اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد لایا مین اور اسے مینے چھوڑ دیا یعنی مجھے قوت اور تصرف جن پر ہے لیکن یہ تصرف در ظاہر مخصوص ہی سلیمان کا انکی دعا اور درخواست کی جہت سے پروردگار سے اسواسطے مینے اسے ترک کیا فافہم وباللہ التوفیق اور حضرت ﷺ انکی یعنی ازواج کی نگاہداشت کے وقت گھر کے درمیان اور جگہہ دینے مین نفقہ اور تمامی حقوق انکے کامون کے جمیع قادر تھے لیکن محبت مین فرماتے خداوندا یہ قسم اور عدالت میری ہی اس چیز مین جس کا مالک ہون اور میرے اختیار مین ہی اور ملامت نکر میرے تئین اس چیز مین جسکا مین مالک نہین ہون یعنی محبت اور مجامعت مین اور وجوب رعایت مساوات مین درمیان انکے خلاف ہی کہ واجب تھا یعنی ازواج کے درمیان حضرت ﷺ مساوات رکھتے تھے کہ ہر روز ایک کے گھر تشریف رکھتے تھے اس بات مین خلاف ہی کہ یہ واجب ہونا اس مساوات کا محض کرم اور تفضیل اور مروت اور انکی تطییب قلوب کے واسطے تھا یا واجب تھا اور قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہی کہ ساتھ اتنی کچھ رعایت اور ملاحظہ اس معنی کا کرتے کہ گویا واجب ہی واللہ اعلم اور سیرت یعنی خصلت اس جناب کی ازواج مطہرات سے بہترین سیرتون کی تھی اور فرماتے کہ بہتر تم مین وہ شخص ہی کہ جسکی سیرت اور معاشرت بہتر ہے اپنے اہل وعیال سے اور مین بہترین تمھارا ہون اپنی اہل کے تئین اور جب ارادہ سفر کا کرتے درمیان انکے قرعہ ڈالتے جسکے نام پر قرعہ نکلتا اسکو اپنے ہمراہ سفر مین لیجاتے سبحان اللہ کیا عدالت ہی اور حق سبحانہ تعالے نے ازواج رسول ﷺ کے تئین امہات مومنین فرمایا اور یہ تحریم نکاح اور وجوب احترام مین ہی یعنی دوسرے کسیکو نعوذ باللہ من ذلک انسے نکاح حرام ہی اور احترام انکا واجب ہی نہ حکم نظر اور خلوت اور ساتھ اسکے بنات اس جناب کی حکم اخوت مومنین مین بہنین ہین اور نہ آباد ان امہات کے اور اجدات اور نہ اخوت اور اخوت ان کی حکم

احوال اور کمالات میں واسطے مومنین کے اور جس طرح ازواج مطہرات امہات ہیں مومنوں کی حضرت سو بھی
اب ہیں رجال اور نساء کے مومنین اور ازواج مطہرات کو فضیلت ہی نساء امت پر اور ثواب اور عذاب
انکا مضاعف ہی یعنے دو چند اور افضل نساء اُن جناب کی خدیجہ اور عائشہ ہیں اور فضیلت اُن دونوں
کے یکدیگر پر خلاف ہی چنانچہ تحقیق اسکی آویگی اور اختلاف کیا ہو عدد ازواج میں اور انکی ترتیب کے
درمیان اور عدد انکا کہ جنہوں نے وفات پائی اُن جناب کے آگے اور وہ کہ وفات پائی حضرت نے اُنکے آگے اور وہ کہ
جسپر دخول کیا اُن حضرت صلعم نے اور دخول نکیا اور وہ کہ جسکو خطبہ کیا اور نکاح نکیا اور وہ کہ جسنے عرض کیا اپنے
ذات کے تئیں اوپر اُن جناب کے اور متفق علیہ یعنے سب متفق ہیں اسبات پر بے خلاف کہ رسول خدا صلعم کی گیارہ
قبیلے ہیں چھ قریش سے خدیجہ بنت خویلد اور عائشہ بنت ابو بکر اور حفصہ بنت عمر خطاب اور ام حبیبہ بنت
ابو سفیان اور ام سلمہ بنت ابی امیہ اور سودہ بنت ربیعہ اور چار عربیہ ہیں غیر قریش سے زینب بنت جحش اور
میمونہ بنت حارث ہلالیہ اور زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین اور جویریہ بنت حارث اور ایک غیر عربیہ ہے
بنی اسرائیل سے صفیہ بنت حیی بنی النضیر کے قبیلے سے اور وہ جو فوت ہوئیں حضرت کے نزدیک دو ہیں خدیجہ اور زینب
ام المساکین اور وفات اُن جناب کی نو قبیلوں سے آگے اور خلاف نہیں صحابہ میں کہ اول جسکو تزویج کیا
حضرت نے خدیجہ ہی اور تزویج نہیں کیا اُن جناب نے اوپر خدیجہ کے کسی عورت کے تئیں یہانتک کہ اسنے
رحلت پائی اور یہ شروع اُنکے ذکر میں ہی بترتیب ام المومنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی
بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی متصل ہوا نسب انکا یعنے خدیجہ کا حضرت کے نسب شریف سے قصی کے
درمیان اور حضرت نے قصی کی اولاد سے سوا خدیجہ اور ام حبیبہ کے دوسرے کو نہیں خواستگاری کی اور
کنیت اسکی ام ہند ہی اور ماں فاطمہ بنت زائدہ بن اصم کی بنی عامر بن لوی سے تھی اور وہ یعنے خدیجہ پہلے
ابی ہالہ بن نباش بن ابی زرارہ تمیمی کے تحت میں تھی اور جنی اُس سے دو بیٹے ہند اور ہالہ اور نام ابی ہالہ کا
مالک اور ایک قول سے زرارہ تھا اور ایک قول سے ہند نام تھا بعد اسکے تزوج کیا اُسکے تئیں
عتیق بن عابد مخزومی نے پس پیدا ہوئی اُس سے ایک لڑکی کہ نام اسکا ہند تھا کذا فی المواہب اور
روضۃ الاحباب میں یوں ہی کہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور ہند اسم ہی کہ مرد اور عورت دونوں
اس نام سے نامیدہ کرتے ہیں جیسا کہ جویریہ اور بعضے تقدیم کرتے ہیں عتیق کے تئیں ابی ہالہ پر یعنے
پہلے عتیق کے اور بعد ابی ہالہ کے تحت میں تھی خدیجہ بعد اسکے تزوج کیا اسکو [illegible]

چالیس سال کی تھی اور رسول خدا پچیس برس کے اور ایک قول سے اکیس سال کے پہلا قول صحیح تر ہی اور بعضون نے
تیس سال بھی کہا ہی واللہ اعلم اور تھی حضرت خدیجہ عورت فاضلہ عاقلہ حازمہ اور جاہلیت مین اُسے طاہرہ کہتے تھے
یعنے لقب اور نسب عالی اور مال وافر رکھتی تھی صنادید قریش اہالہ یا عتیق کے بعد چاہتے تھے کہ اُس سے تزوج کرین
اور اُسنے قبول نکیا اور تھی رضی اللہ عنہا جسنے عرض کیا اوپر اُس جناب کے اپنی ذات کے تئین اور ذکر کیا
اُس جناب نے اسباب کو اپنے اعمام سے یعنے چچاؤن سے پس باہر آئے ساتھ حضرت کے حمزہ یہانتک کہ پہونچے
خویلد بن اسد کے پاس اور پس خطبہ کیا اُسکے تئین اور بقیہ اس کلام کا سال بست و پنجم مین کہ حضرت مراجعت لائے
شام کے سفر سے اور خدیجہ کے تئین تزوج کیا مذکور ہوا ہی اور مہر خدیجہ کا بیس جوان اونٹ تھے اور ایک روایت مین
بارہ اوقیہ سونا اور روایت کرتے ہین کہ خدیجہ نے خواب مین دیکھا کہ آفتاب آسمان سے میرے گھر مین اترا ہے
اور نور اُسکا اُس گھر سے منتشر ہوا ہی جیسا کہ مکے مین کوئی گھر نہین رہا الا یہ کہ اُسکے نور سے منور ہوا ہی جب
بیدار ہوئی اس خواب کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل سے بیان کیا ورقہ نے تعبیر اُسکے خواب کی یہ دی کہ پیغمبر
آخر الزمان تجھے تزوج کریگا اور خدیجہ اول وہ شخص ہی کہ بتحقیق جسنے شرف اسلام کو پایا اور اُس جناب کی
تصدیق کی اور اپنا اموال اُس جناب کی طلب رضا مین صرف کیا اور تمام اولاد حضرت کی ذکور اور اناث سے
خدیجہ سے تھی الا ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے تھا لفظ قبط ہی اور یا واسطے نسبت کے اور معاشرت خدیجہ کی حضرت کے
ساتھ پچیس برس یا چوبیس برس تھی اور وفات خدیجہ کی ہجرت سے پانچ سال پہلے اول تھی یا تین سال اور عمر اُسکی
چونسٹھ برس کی اور وفات اُسکی رمضان مین سال دہم کے درمیان بعثت سے اور مقبرہ حجون کے درمیان اور حضرت
آپ اُسکی قبر مین اوترے اور دعا خیر کی اور جنازے کی نماز ہنوز شروع نہین ہوئی تھی اور حضرت خدیجہ کی
فوت مین بہت ملول اور محزون ہوگئے اور خدیجہ کے سال وفات کا نام عام الحزن ہی اور فضائل اور مناقب
خدیجہ کے بہت ہین اور بس فضیلت مین اُسکی کہ فاطمہ زہرا اُسکے شکم مکرم سے تھین اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت کو جو غم اور اندوہ اور جو رنج اور درد اور تکذیب سے قریش کے پہنچتے تھے سب دیدار اور صحبت سے خدیجہ
کے دور ہوجاتا تھا اور شاد ہوتے تھے اور خدیجہ کی طرف رجوع فرماتے تھے خدیجہ تخفیف اُسکی کرتین اور ہر مشکل
کے تئین آسان گردانتین اور صحیحین مین ابو ہریرہ کی حدیث سے آیا ہی کہ جبرئیل حضرت کے نزدیک آئے
اور کہا یا محمد یہ خدیجہ ہی تحقیق لائی ہی واسطے تیرے ایک ظرف کہ اُس مین کھانا اور پانی ہے جب

آوے پاس تیرے تب کہو سلام اُسکے پروردگار کیطرف اور بشارت دے میری طرف سے کہ بہشت کے درمیان اسکے واسطے
ایک گھر قصب کا ایسا کہ نہیں اُسکے درمیان بانگ اور فریاد اور نہ تعب یعنی قصب کہتے ہیں کاواک موتی کے تئیں
اور بہشت میں گھر ہونگے ایک موتی سے اور عبدالرحمن بن زید سے لائے ہیں کہ کہا آدمؑ نے کہ تحقیق کہ میں سید البشر
ہوں قیامت کے روز مگر ایک مرد میری ذریت سے پیغمبر ایک پیغمبروں سے کہ نام اُسکا احمدؐ ہی اُسکو مجھپر دو چیز دن
سے ایک یہ کہ اُسکی زوجہ نے معاونت دی اور ہوئی واسطے اُسکے عون اور زوجہ میری مجھپر عون نہوئی یعنی
باعث ہوئی خطا پر ہوا کل شجر سے دوسرے یہ کہ اعانت کی اُسکے تئیں خدای تعالے نے اُسکے شیطان پر پس
مسلمان ہوا وہ شیطان اور کافر ہوا شیطان میرا اخرجہ الدولابی کما ذکرہ الطبری اور اس حدیث
کو حضرتؐ سے بھی روایت کرتا ہی کہ حضرتؐ نے از خود فرمایا گویا حضرتؐ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا اور بیان
کیا واللہ اعلم اور بہر تقدیر ظاہر ہوتا ہی کہ مراد زوجہ سے خدیجہؓ ہے اور روایت کی ہی امام احمد نے
ابن عباسؓ سے کہ کہا حضرتؐ نے کہ افضل نساء اہل جنت خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؓ بنت محمدؐ اور مریم عمران
کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی عورت ہی اور کہا ہی شیخ ولی الدین ابن عراقی نے کہ خدیجہ افضل اُمہات
مومنین ہے بر قول صحیح مختار اور بعضوں نے کہا ہی کہ عائشہ انتہے اور شیخ الاسلام زکریا انصاری نے درمیان
لبہ کے کہا ہی افضل ازواج مطہرہ خدیجہؓ اور عائشہؓ ہیں اور افضل ہونے میں ان دونوں کے خلاف ہی اور تصریح کی ہی
ابن عماد نے خدیجہؓ کے فضل کی اس جہت سے کہ جو کچھ ثابت ہوا ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا عائشہؓ کے تئیں جسوقت کہا
عائشہؓ نے حضرتؐ کے تئیں تحقیق روزی گردانا ہی تمکو خدا نے اُس سے بہتر ارادہ کیا صدیقہؓ نے اپنی ذات کے تئیں
اور تفضیل کی اپنے تئیں خدیجہ پر پس فرمایا ہی حضرتؐ نے لا واللہ روزی نہیں گردانا ہی واسطے میرے
خدیجہؓ سے بہتر ایمان لائی خدیجہؓ مجھپر اسوقت میں کہ تکذیب کی لوگوں نے میری اور دیا اُسنے مجھے اپنا
مال اُس ہنگام میں کہ محروم گردانا مجھے لوگوں نے اور پوچھا گیا ابن داؤد سے کہ ان دونوں کے درمیان کون
افضل ہے کہا خدیجہؓ کیونکہ پہنچوایا پیغمبر خداؐ نے عائشہؓ کے تئیں سلام جبرئیلؑ سے اور پہنچوایا خدیجہؓ کے تئیں جبرئیلؑ
نے پروردگار تعالے سے سلام محمدؐ کی زبان سے پس خدیجہ افضل ہے پس کہا گیا ابن داؤد کے تئیں تحقیق کہ
رسول خداؐ نے کہا ہی فاطمہؓ لخت جگر میری ہی پس برابر نہیں کرتا میں رسول خداؐ کے گوشت کے ٹکڑے
سے کسیکے تئیں گواہی دیتا ہے یہ قول اُس جنابؐ کا فاطمہ زہراؓ کی شان میں کہ آیا راضی نہیں تو کہ ہووے
تو سردار اہل جنت کی بیبیوں کی مگر مریم اور احتجاج کیا ہی اس شخص نے جسنے تفضیل دی ہے

عائشہ نے بیچ گروہ آخرت میں ساتھ رسول خدا کے ہوگی بیچ بہن فاطمہ کے ساتھ علی کے اور پوچھا الشیخ تاج الدین سبکی
اس مسئلے میں کہا اُسنے جو کچھ اختیار کرتے ہیں ہم اور کیش کرتے ہیں اُس سے خدا کے تئیں یہ ہے کہ فاطمہ بنت محمد صلے
خدا ہے پس پیچھے ماں اُنکی خدیجہ لیکے پیچھے عائشہ اور استدلال کیا اُنسے اُس چیز پر جو کچھ پیشتر گذرا لیکن حدیث

خیر نسائی کخیر نساء العالمین مریم بنت عمران ثم خدیجہ بنت خویلد ثم فاطمہ بنت محمد ثم آسیہ امراۃ فرعون جواب دیا ہے
اسکا ابن عماد نے یہ لئے کہ خدیجہ جو تفضیل دیگئی ہے باعتبار امومت نہ باعتبار سیادت اور اختیار کیا ہے سبکی نے کہ
مریم افضل ہے اس خبر کی جہت سے اور اُسکی نبوت میں جو اختلاف ہے اُس جہت سے انتہی اور کہا ہے ابو امامہ بن
النقاش نے کہ سابق ہونا خدیجہ کا اور تاثیر اُسکی اوّل اسلام میں اور تقویت اور نصر اور قیام اُسکا خدا کی
دین میں اپنے مال سے اور اپنی ذات سے شریک نہیں اُسکی تئیں کوئی ایک نہ عائشہ نہ غیر عائشہ کوئی اُمہات
مومنین سے اور تاثیر عائشہ کی آخر اسلام میں اور اُٹھانا دین کا اور پہونچانا اُسکا اُمت سے اُس چیز کے
تئیں کہ شریک نہیں اُسکے تئیں اُس چیز میں خدیجہ اور نہ غیر خدیجہ موجب امتیاز ہے اپنے غیر سے ذکر ہذا
کلہ فی المواہب اللدنیہ اور حاصل ان وجہوں کا اعتبار اختلاف حیثیات کا ہے واللہ اعلم سودہ بنت
زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود قریشیہ عامریہ نسب اُسکا حضرت صلعم کے نسب کے ساتھ لوی کے درمیان
متصل ہوتا ہے اور کنیت اُسکی ام الاسود اور ماں اُس کی شموس بنت قیس ہے اسلام لائی مکے میں
اوائل بعثت کے درمیان اور تھی پہلے اپنے ابن عم کے تحت میں کہ نام اُسکا سکران بن عمرو بن عبد شمس
بھائی عمرو کا اور اُسکا شوہر بھی اسلام لایا ہمراہ اُسکے ایک بیٹا تھا عبد الرحمن نام اور سودہ نے سکران
کے ساتھ ہجرت کی تھی طرف حبش کے ہجرت ثانیہ اور موا زوج اُسکا قدوم لانے کے بعد مکے کے
درمیان اور ایک روایت ہے یہ کہ موا حبش میں پس تزوج کیا اُسکے تئیں حضرت صلعم نے مکے کے درمیان خدیجہ
کے فوت کے بعد عائشہ صدیقہ رضہ کے عقد کرنے سے آگے اور یہ قول قتادہ اور ابی عبیدہ کا ہے اور ذکر تعیین
کیا اس تقدیم کے تئیں سوا اس قول کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تزوج کیا حضرت صلعم نے سودہ کے تئیں
عائشہ صدیقہ رضہ کے بعد اور جمع کرتے ہیں ان دونوں قول کے تئیں اوپر اس بات کے کہ عقد عائشہ رضہ سے
سودہ سے آگے ہوگا بعد عائشہ رضہ کا اور تزوج اور نکاح اطلاق کیا جاتا ہے دونوں معنوں پر کہ
متبادر فہم عقد ہے نہ دخول اور روایت کرتے ہیں کہ سودہ رضہ جب حبش سے مکے میں آئی خواب میں
دیکھا کہ پیغمبر صلعم اُسکی طرف آتے اور اُس کی گردن پر پاؤں رکھا اور اُسنے اپنے شوہر کو اس

واقعہ پر خبر دار کر دانا شوہر نے کہا اگر سچ کہتی ہے تو عنقریب مین مرونگا اور پیغمبر تجھے خواہش فرماوینگے پھر خواب مین دیکھا
کہ وہ تکیہ کیے ہوئے ہے اور چاند آسمان سے اُسپر پڑا اُس خواب کو بھی خاوند سے کہا کہا کہ اُسنے اگر سچ کہتی ہے تو
عنقریب مین مرونگا اور پیغمبر خدا ﷺ تجھے چاہینگے اُسی روز سکران خستہ ہوا اور کئی روز کے بعد اُسنے وفات پائی
اور سودہ قبلیہ رہ گئی یہانتک کہ سال دہم مین نبوت سے خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت ﷺ نے اُس سے تزوج کیا اور
مہر اُسکا چار سو درہم مقرر کیا اور ہجرت کی طرف مدینہ کے اور جب کبر سن نے اُسے پایا یعنے بڈھی ہوگی سال ہشتم
مین ہجرت سے اُسنے طلاق دی اور قول صحیح وہ ہے کہ ارادہ اُسکے طلاق کا کیا ایک رات سرراہ پر اُس جناب ﷺ
کے سودہ بیٹھی جس وقت کہ عائشہ صدیقہ رض کے گھر تشریف فرماتے تھے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ مین تم سے کچھ
طمع نہین رکھتی اور آرزو شہوت کی مجھے نہین رہی ولیکن چاہتی ہون مین کہ قیامت کے روز آپ کی ازواج
مین میرا حشر ہو اور نوبت باری اپنی عائشہ صدیقہ رض کو بخشی مین حضرت ﷺ اُسکے طلاق کے قصد سے گذرے
یا رجعت کی یعنے نکاح پر اختلاف قولین سے اور ابوہریرہ رض سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے درمیان
اپنے قبیلون سے کہا کہ یہ حجۃ الاسلام تھا کہ گردن سے ساقط ہوا بعد اسکے رونے حصیر کے تئین غنیمت جانو اور
اپنے گھر سے باہر نہ نکلو پس تمام بیبیان اُس جناب ﷺ کی بعد اُس سرور ﷺ کے حج کو جاتی تھین الا سودہ اور
زینب بنت جحش اور کہا اُنھون نے ہم پیغمبر ﷺ کے بعد دابہ پر سوار نہونگے جیسے کہ ہمکو وصیت کی ہے رسول خدا ﷺ
نے مرویات سودہ یعنے روایتین کتب متداولہ کے درمیان پانچ حدیثین ہین ازانجملہ ایک حدیث بخاری
کے درمیان باقی سنن اربعہ کے درمیان مروی ہین اور وفات اُس کی یعنے سودہ کی شوال کے مہینے
مین سنہ اربع اور خمسین معاویہ کی امارت کے زمانہ مین کذا فی المواہب اور ایک قول اسبات پر ہے
کہ وفات اُسکی امیر المومنین عمر کی آخر خلافت مین تھی اور کہتے ہین کہ سودہ طویل القامت اور جسیم تھی
عمر خطاب رض نے کہا اُسکو رات کو اُٹھاؤ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ مین نے حبش مین دیکھا ہے کہ واسطے
عورتون کے نعش ترتیب دیتے ہین پس نعش بنائی اور سودہ کے تئین اُس نعش پر اُٹھایا اور جس
شخص کے واسطے نعش ترتیب کی گئی سودہ تھی عمر خطاب رض نے جب اُسے دیکھا اسماء بنت عمیس کے تئین
دعا دی اور کہا سترتہا عشرۃ اللہ یعنے پوشیدہ کیا اُسکو پوشیدہ اور مستور رکھے خدا تجھکو اور بعض
کہتے ہین کہ نعش واسطے زینب بنت جحش کے تیار کی گئی کذا فی روضۃ الاحباب اور تحقیق آیا ہے
کہ نعش بنوانا اسماء بنت عمیس کا واسطے فاطمہ زہرا رض کے تھا اور وفات حضرت زہرا رض کی مقدم

ہی پس رہ ہیٹے فاطمہ زہرا رضی اور اول وہ ہیں جسکے واسطے نقش سوار ہی گئی عائشہ صدیقہ رضی بیٹی ابوبکر رضی کی کنیت اوسکی
اُم عبد اللہ نسبت کرتے تھے اُسکے خواہر زادے عبد اللہ بن زبیر کی جو بیٹا اسماء بنت ابوبکر رضی کا ہے بعد خواست صدیقہ حضرت صلعم
سے کنیت کی فرمایا حضرت صلعم نے کہ کنیت کر اپنی ساتھ اپنے بھانجے عبد اللہ زبیر کا نام کر کے اور ایک روایت میں آیا
ہے کہ جب پیدا ہوا عبد اللہ بن زبیر تب تحنیک کیا اُسکے تئیں حضرت نے اور ڈالا تھوکا آپ دہن اُسکے منھ میں
اور فرمایا عائشہ صدیقہ رضی کو کہ وہ عبد اللہ ہے اور تو اُم عبد اللہ اور ماں اُسکی رومان ہے بنت عامر بن عویمر
بنی کنانہ سے پہلے جبیر بن مطعم سے نامزد ہوئی تھی یعنے عائشہ صدیقہ رضی پس خطبہ کیا اُسکے تئیں رسول خدا صلعم
نے اور تزوج کیا اُسکے تئیں حضرت صلعم نے شوال سنہ کے مہینے میں اور وہ چھ برس کی تھی اور زفاف کیا
مدینے میں سنہ اثنین من الہجرت اٹھارویں مہینے کے آخر میں اور وہ نو برس کی تھی اور اُسکے تزوج
اور زفاف کی شرح سابق گذری اور عائشہ صدیقہ رضی دوست رکھتی تھی شوال کے مہینے کو خلاف اِس
بات کے کہ جاہلیت میں مکروہ سمجھتے تھے لوگ اُسے اور کہتی تھی صدیقہ رضی کہ میرا نکاح اور زفاف شوال
کے مہینے میں ہوا ہے اور کون ایک عورتوں سے محبوب تر تھی حضرت صلعم کے نزدیک مجھ سے اور نزدیک
حضرت صلعم کے اُسکے تئیں اپنے بعض سفروں میں یاد کرتے اور فرماتے وا عروساہ روایت کی احمد نے اور مدت
صحبت اور معاشرت عائشہ رضی کی ساتھ حضرت صلعم کے نو سال تھی اور حضرت صلعم کی وفات کے وقت
اٹھارہ برس کی تھی اور وفات صدیقہ رضی کی سنہ سبع و خمسین کے درمیان اور واقدی نے کہا ہے
کہ سہ شنبہ کی رات سنہ ثمان و خمسین کے درمیان اور تھی عمر شریف اُسکی چھیاسٹھ سال کی اور وصیت کی
دفن کی جاوے بقیع کے درمیان شب کو اور نماز پڑھی اُسپر ابو ہریرہ رضی نے اور تھا ابو ہریرہ خلیفہ مروان
کا مدینے پر معاویہ کے دور میں اور متولی ہوئے اُسکے دفن کے تئیں قاسم بن محمد بن ابی بکر اور تھی وفات اُسکی
موت طبیعی سے یعنے جس طرح لوگ مرتے ہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ معاویہ نے ایک کنواں کھدوایا اپنے
دروازے پر اور پوشیدہ کیا اُسکے سر کو اور طلب کیا عائشہ کو واسطے ضیافت کے پس گر گئی صدیقہ رضی اوسمیں
اور مری کذب اور افترا ہے اور تزوج نہیں کیا حضرت صلعم نے باکرہ کے تئیں سوا اُسکے اور پیدا ہوا صدیقہ رضی
سے ایک ولد روایت کرتے ہیں کہ گرایا صدیقہ رضی نے ایک سقط کے تئیں یعنے اسقاط حمل ہوا اور
تکنیہ یعنے کنیت کرنا اُم عبد اللہ کر کے اُسی اعتبار سے ہے اور ثابت نہیں ہوئی یہ روایت اور صحیح وہ
ہے کہ یہ تکنیہ نسبت کرتے ہیں عبد اللہ بن زبیر کی ہے اور فضائل اور مناقب عائشہ رضی کے حد شمار

سے باہر ہین اور تھی وہ رض فصیحہ اور بلیغہ اور فقیہہ اور علامہ اور اصحاب کے مفتیون نے اکابر سے یہ قول ہی یعنے سلف
سے کہ ربع احکام شرعیہ اُس سے یعنے عائشہ رض معلوم ہوا ہی اور اخبار مین وارد ہوا ہی کہ خذوا ثلثی دینکم من
ہذہ الحمیراء عائشہ حمیرا نام ہی انکا روایت کرتے ہین اُس سے جماعۂ کثیر صحابہ اور تابعین عروہ بن زبیر سے مروی
ہی کہ کہا نہین دیکھا مینے کسیکو عالم تر عائشہ صدیقہ رض سے قرآن کے معانی پر اور احکام حلال اور حرام اور علم انساب پر
اور یہ دو بیتین اُنکے اشعار سے ہین رسول خدا صلعم کی مدح مین شعر ولو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ ٭

لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد ہی ٭ لوائی زلیخا لو راین جبینہ ٭ لآثرن بالقطع القلوب علی الایدی ٭
پہلے مصرع کے معنے اگر سُنتے اہل مصر کے درمیان اوصاف اُسکے رخسار کے یعنے حضرت محمد رسول صلعم کے
تو نہ بذل کرتے وے یعنے اہل مصر یوسف کے سوم مین اپنے نقد سے من بیانیہ ہی لما بذلوا کا اور سوم کے معنے
گران بیچنا اور دقت کرنا بیچنے مین اور مول لینے مین تیسرے مصرع کے یہ معنے ہین اگر دیکھا کرتی زلیخا یعنے
اشارہ کرتی جس طرح یوسف کیطرف اشارت کی مصر کی عورتون نے دیکھا نیکو جو طعن کرتی تھین اُسے اور
اگر دیکھتیان وہ عورتین اُسکے جبین مبین کے تئین تو ہر آئینہ قصد کرتین طرف قطع کرنے دلون کے نہ
ہاتھون کے قصۂ زلیخا کا یوسف کے بلانے کا باغ مین اور بٹھانا مصر کی عورتون کا اور ہر ایک کے ہاتھ مین
ایک ایک ترنج دینا اور چاقو اور یکبارگی یوسف کو سامنے لانا اور اشارہ کرنا اُن عورتون کو طرف یوسف کے
کہ دیکھو یہی ہی جسکے واسطے مین تباہ ہون اور تحیر مین آنا اُن عورتون کا اور سُدھ بُدھ گنوانا یہانتک
کہ ترنج سے چاقو گذر کر ہتھیلیان اُنکی کٹ گئین اُسی مقام سے بی بی عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین کہ یوسف
کے دیکھنے مین انھون نے سُدھ گنوا کے اپنی ہتھیلیان کاٹ لین اگر جبین الٰہی کے حبیب مبین کو
دیکھتیان تو اپنے دلون کو قطع کرتین یعنے دل گنوا دیتیان اور کیا خوب ہی یہ شعر اسی مذاق کا فرد
گر از ترنج بہ بینی و دست نشناسی ٭ روا بود کہ ملامت کند زلیخا را ٭ اور اعظم فضائل سے اور مناقب سے
اُسکے یعنے عائشہ صدیقہ رض کے محبت حضرت رسول خدا صلعم کی ہی اُنکے تئین اشد محبت اور انس رض بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہی کہ کہا اول دوستی جو اسلام مین پیدا ہوئی وہ دوستی پیغمبر کی تھی ساتھ
عائشہ صدیقہ رض کے اور صحت کو پہونچی ہی یہ بات کہ حضرت صلعم سے پوچھا کہ عورتون سے زیادہ دوست
آپکے نزدیک کون ہی فرمایا عائشہ رض کہا مردون سے کون ہی فرمایا اُسکا باپ اور پھر عائشہ رض سے
پوچھا گیا کہ کون ایک عورتون سے محبوب تر رسول خدا صلعم کے نزدیک ہی کہا صدیقہ رض نے کہ

فاطمہ رض کہا گیا مردون سے کون کہا اُسکا زوج یعنے علی مرتضیٰ اور وجہ تطبیق یعنے وجہ ان دونون روایتون کی مطابقت کی وہ ہوگی واللہ اعلم کہ جملہ ازواج سے احب عائشہ صدیقہ رض تھین اور اولاد سے فاطمہ زہرا رض اور اہل بیت سے علیؓ اور اصحابؓ سے ابوبکر رض اور وجوہ اور حیثیات مختلف ہین اور عائشہ صدیقہ رض سے آیا ہی حضرت صلعم ٹانکتے تھے یعنے پیوند اپنی نعلین کے درمیان ایک روز اور حال یہ کہ مین چرخہ کاتتی تھی اُس جناب کے سامنے اور نظر کرتی تھی صورت کی طرف دیکھا مینے کہ پسینا جبین سے حضرت م کی ٹپکتا تھا اور پسینے سے ایک نور چمکتا ہی اور اُس جنابؐ کے جمال مین حیران تھی مین حضرت م نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ کیا ہی تجھے جو حیران ہوئی ہر ای عائشہ کہا مینے یا رسول اللہ م تمھارے بشرہ نورانی اور عرق پیشانی نے مجھے حیران کیا ہی پس حضرت م اوٹھے اور میرے نزدیک آئے اور میری آنکھونکے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا جزاک اللہ یا عائشہ خیرا ما سررت منی کسروری منک یعنے جزا دیوے تجھے خدا یا عائشہ بہتری کی نہین مسرور گردانی گئی تو مجھ سے جیسا کہ مین مسرور گردانا گیا ہون تجھ سے یعنے جتنا ذوق اور سرور تمکو ہی اُس سے میرا ذوق اور سرور زیادہ ہی اور بوسہ دینا سرور عالم م کا صدیقہ رض کی دونون آنکھونکی مابین انصاف اور آفرین سے ہی عائشہ صدیقہ رض پر کہ چشم محبت اور معرفت سے اُس جنابؐ کے جمال کو صدیقہ رض نے دیکھا مصرع نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است ؁ فرد روا ہی آنکھون پہ اپنی گر افتخار کرون ؁ کہ تجھسے مہر منور کے ہین یہ پرتو دار ؁ بیت ای خنک چشمی کہ او حیران اوست ؁ وی ہمایون دیدہ کو بریان اوست ؁ قطعہ اُن آنکھون کو سکھ ہو کلیجے کو ٹھنڈک ؁ جو اُسکے تصور مین حیران ہو بیکل ؁ مبارک وہی دل ہی دل اسکو کہیے ؁ جو بریان ہی اُس آتش عشق سے جل ؁ اور مسروق جو اکابر تابعین سے ہی جب حدیث عائشہ صدیقہ رض سے روایت کرتا تھا حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ یعنے حدیث کی میرے تئین صدیقہ صدیق اکبر رض کی بیٹی نے حبیبہ رسول خدا م کی اور کبھی یون کہتا یعنے وہی مسروق حبیبۃ حبیب اللہ مبرأۃ من السماء اور مفاخرت عائشہ صدیقہ رض اوپر فضیلت کے اور افزونی اوسکی تمامی ازواج مطہرات پر اور ظاہر کرنا الٰہی کا اپنے اوپر مشہور ہی کہتی کہ حضرت صلعم کسی کنواری کو سوا میرے نکاح مین نہین لائے اور یہ فضل خاص ہی عورت کے درمیان کہ دست آلود دوسرے کسی کی نہین ہوئی اور کنواری محبوب تر اور مانوس تر ہوتی ہی شوہر کے نزدیک اور شوہر اُسکے نزدیک اور جب حضرت م نے مجھے خواستگاری کی اُس سے آگے جبریلؑ نے میری صورت کو حریر

سکے ٹکڑے مین حضرت کو دکھایا اور کہا یہ تیری زوجہ ہو اور ایک روایت سے یہ کہ یہ تیری زوجہ ہو دنیا اور آخرت
مین یعنے یہ تمھاری زوجہ کی صورت ہی جسکی تصویر کھینچی گئی ہو اور تصویر کھینچنا اُن دنون حرام نتھا اور یہ
واقعہ بھی عالم خواب مین تھا جو عالم مثال ہی اور حدیث بخاری اور مسلم مین آیا ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کو
فرماتے کہ مینے تجھے خواب مین دیکھا تین شب کہ لایا اُسے ایک فرشتہ ایک سرقہ مین حریر سے سرقہ معرب
سرہ ہی یعنے ٹکڑا سفید حریر کا اور بعضے مطلق بھی آیا ہی اگر اسجگہ اسی پر حمل کیا جائے تو بہتر ہی یعنے مطلق
حریر یعنے عام ہو اس بات سے کہ کیسا ہی رنگ ہو اُسکا کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جبرئیل لائے صدیقہ رض کی
تصویر کے تئین ایک حریر کے ٹکڑے کے درمیان جو سبز تھا واللہ اعلم پس کہتا ہی فرشتہ کہ یہ قبیلہ تیرا ہی اُن
شکل اور شمائل سے پس دور کرتا ہون مین تیری صورت سے چادر کے تئین ناگاہ اب تو وہی صورت ہی جو
دیکھتا تھا مین تجکو اس بات سے موافقت صورت کی ہی اُس تصویر سے جو دیکھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منام مین اور کہتا ہون خواب مین کہ اگر یہ خواب خدا کے نزدیک ہی تو خدا امضا کریگا یعنے ظاہر کریگا
اِس کام کے تئین یعنے پہونچا دیگا خدا ے عز وجل مجھے اُس عورت کے تئین اور مراد اُس سے شرط
تحقیق اور تقریر امر ہے اور اظہار شوق اور رغبت درمیان اُسکے ہے اور یہ بھی منقبت عظیم ہی صدیقہ رض
کے تئین کہ حضرت صلعم کو صدیقہ سے پہونچنے کے اوّل محب اور مشتاق اُنکے جمال کا کیا زلیخا نے ایکبار یوسف
کے تئین خواب مین دیکھا عاشق اور فریفتہ اُسکی ہوئی یہان جو سرور کائنات صلعم نے مکرر تین بار صورت
صدیقہ رض کی اِس لطافت سے دیکھی ہو تو اظہار کمال شوق اور رغبت کے درمیان کیا حال ہوگا اور یہ
حال بھی موجب ازدیاد اُنس و محبّت ہی اور کہتی عائشہ صدیقہ رض اظہار فضل و موانست مین اپنے کہ
حضرت صلعم نماز پڑھتے اور مین اُس جناب کی نماز کے آگے مضطجع ہوتی اضطجاع کے معنی پہلو پر سونا اور یہ بات
مختص تھی مجھسے اور یہ حالت شب کی نماز مین تھی کہ حضرت ادا کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رض سونے کی جگہ مین
اپنی پڑی رہتی اور سجدے کے وقت پاے مبارک یا سر مبارک اُس جناب کا صدیقہ رض کے بدن کو جا پہونچتا
اور یہ بات مستلزم اسکی نہین ہی کہ حضرت روبرو اور مستقبل عائشہ صدیقہ رض کے نماز پڑھتے ہون بلکہ اُنکے
پائون کی جانب کی حضرت صلعم کے دست راست کی طرف سوئی ہوئی تھی اگرچہ ظاہر لفظ حدیث جو
اِس مقام مین واقع ہی یہ ہے وانا معترض بین یدی رسول اللہ مثل الجنازہ یعنے معترض تھی
رسول خدا صلعم کے دونون ہاتھون کے درمیان جنازے کی طرح اور اگر یہ ہو تو دوسرا ایک فصل ہے

اور اگر ایسا نہو تو باعتبار اختصاص یہ حال اوپر عائشہ صدیقہ رضہ کے صورت فضل ہے اُسکا یعنے صدیقہ رضہ کا اور اختصاص اس معنی سے ہر کہ وقوع اسکا یعنے یہ جو مذکور ہوا کہ حضرت نماز مین تھے گھر مین اور صدیقہ رضہ سوتی ہوئی تھین اسباب کا وقوع اتفاقاً عائشہ رضہ کے گھر مین تھا کہ نوبت اُنکی تھی نہ اس معنی سے کہ یہ حالت صدیقہ پر جائز تھی اور دوسری بی بی پر اگر دوسری بی بی ہوتی ساتھ اُسکے بھی یہ حالت جائز تھی اور اس حدیث کے آخر مین آیا ہی کہ حضرت اپنے ہاتھ کو میرے پاؤن مین گراتے تھے اور عائشہ کھینچتی تھین اپنے پاؤن کے تئین گویا سجدہ گاہ پاؤن کے نزدیک تھا اور جب حضرت سجدے کے بعد اُٹھتے تھے عائشہ پھر اپنے پاؤن کو دراز کر لیتی تھین اور یہ غلبہ خواب کی جہت سے تھا اور اور کسی جہت سے ہو خدا جانے اور عذر اسباب کا کرتی تھین کہ اس وقت چراغ گھر مین نتھا اور عالمون کے تئین اس حدیث مین دلیل ہے عدم انتقاض وضو پر لمس کرنے سے امراۃ کے یعنے عورت کو چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اس سوچ اور فضل عائشہ صدیقہ رضہ کا یہ تھا کہ کہتی ہین مین اور وہ یعنے رسول خدا ص ایک ظرف سے غسل کرتے تھے یعنے ایک بدھنے سے منھ ہاتھ دھوتے تھے غسل کے معنے دھونا اور کسی لسا سے یہ امر بجا نہین لاتے تھے اور واقع نہین ہوتا تھا یعنے ایک ظرف سے دھونا اور مشکوۃ کے درمیان معاوۃ عدویہ سے عائشہ صدیقہ رضہ سے لایا ہی کہ غسل کرتی تھی مین اور رسول خدا ص اناء واحد سے یعنے ایک بدھنے سے کہ میرے اُنکے درمیان تھا پس پیشی اور شتابی کرتے تھے حضرت ص مجھ سے پانی لینے مین یہانتک کہ کہتی تھی مین کہ چھوڑو میرے واسطے یعنے چھوڑو کہ مین بھی پانی لون اور حال یہ کہ حضرت ص اور عائشہ صدیقہ رضہ دونون جنب تھے اور یہ بات بھی دلالت کمال اتحاد اور الفت اور اختلاف پر رکھتی ہے اور یہ کہ کسی لسا کے جامے خواب کے درمیان وحی اُس جناب پر نہین آتی تھی مگر جامہ خواب مین عائشہ صدیقہ رضہ کے اور اسمین کمال فضل اور غایت امتیاز اور رفعت ہی یعنے افزونی صدیقہ رضہ کے تئین کہ حاجت شرح و بیان نہین رکھتا اور کیسے کہ انوار اور اسرار طرف اُنکے سرایت کرتے ہونگے اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اُم سلمہ نے عائشہ صدیقہ رضہ کے باب مین بات کی کہا اُسنے مجھے عائشہ رضہ کے باب مین ایذا مت دے تحقیق وحی جامہ خواب مین کسی لسا کے مجھپر نہین مگر عائشہ رضہ کے اُم سلمہ نے کہا اتوب الی اللہ تعالی من اذاک یا رسول اللہ اور فاطمہ زہرا رضہ سے کہا تم دوست رکھتی ہو جو کچھ مین دوست رکھتا ہون کہا فاطمہ زہرا رضہ نے ہان یا رسول اللہ ص دوست رکھتی تمہین ہون فرمایا پس دوست رکھو عائشہ رضہ کے تئین بہت سی آیتین اس باب مین واقع ہوئی ہین اور کہتی تھین یعنے صدیقہ رضہ کہ حضرت ص نے کسی ایسی عورت کو جسکے

ماں باپ نے خدا کی راہ میں ہجرت کی سوا میرے اور مشابہ ان فضیلت کے ہیں فضل اُن کے باپ کا رضہ کہ اُسکے دو
دو گھروں میں چار صحابی تھے اگر اسکو بھی راجع طرف اپنے فضل کے کریں تو سزاوار ہے اور یہ کہتی تھیں کہ برأت
میری آسمان سے نازل ہوئی برأت معنی پاک کرنا اشارت کی صدیقہ رضہ نے اپنی برأت کے قصے کی طرف
یعنے افک سے افک کے معنے بہتان باندھنا کسی پر جو منافقوں کی طرف سے ظاہر ہوا تھا اور اللہ تعالی نے سترہ یا
اٹھارہ آیتیں تبریہ ساحت عزت میں صدیقہ رضہ کی اور مذمت اور وعید میں اُس جماعت کی جو اُس کام میں
داخل تھے یعنے افک میں بھوائیں وعید کے معنی ڈرانا اور تبریہ پاک کرنا اور حضرت ؐ میرے گھر میں تمریض کی
یعنے بیمار ہوئے اور میری نوبت کے روز وفات پائی اور روح مطہر اُس جناب کی قبض ہوئی درحالیکہ میرے
سینے اور شش کے درمیان ہے اور میرے حجرے میں مدفون ہوئے شش بروزن ہش یعنے پھیپھڑا جو کلیجے
سے ملا ہوا ہوتا ہے اور عمار بن یاسر رضہ سے منقول ہے کہ سنا ایک مرد سے کہ عائشہ صدیقہ رضہ کے حق میں
ایک بات ناپسندیدہ کہتا تھا عمار نے اُسکے تئیں کہا اسکت مقبوحاً منبوحاً اتقع فی حبیبۃ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھیں عائشہ کہ کھیلتی تھیں لڑکیوں کے ساتھ جب حضرت ؐ اُنکے نزدیک
آتے لڑکیاں شرم اور ہیبت سے حضرت ؐ کی صدیقہ رضہ کے پاس سے باہر چلی جاتیں حضرت ؐ اُنکے پیچھے جاتے
اور لڑکیوں کو صدیقہ رضہ کی طرف پھر بھجواتے تاکہ صدیقہ رضہ کے ساتھ کھیلتیں اور بھی رضہ سے لاتے ہیں
کہ کہا آئے حضرت ؐ ایک روز اور ہیں اپنے لعبتوں کو یعنے گڑیوں کو گھر کے صفہ کے کنارے رکھے ہوئے
تھی اور پردہ اوپر اُنکے لٹکائے ہوئے اور حضرت ؐ کے ہمراہ زید تھا پردے کے تئیں اُسنے اُٹھا کے گڑیوں
کے تئیں حضرت ؐ کو دکھلایا حضرت ؐ نے فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے میں نے کہا میری بیٹیاں ہیں یعنے گڑیاں
میری اور درمیان اُنکے ایک گھوڑا حضرت ؐ نے دیکھا کہ دو بازو تھے اُسکے چیتھڑوں کے فرمایا یہ کیا ہے
کہا میں نے یہ ایک گھوڑا ہے فرمایا یہ کیا ہے اسپر کہا میں نے دونوں بازو ہیں اُسکے فرمایا کیا گھوڑوں
کے بازو بھی ہوتے ہیں میں نے کہا مگر نہیں سنا تمنے کہ سلیمانؑ کو گھوڑے تھے ایسے کہ اُنکو جنحہ تھے
یعنے بازو حضرت ؐ نے تبسم فرمایا ایسا کہ نواجذ اُس جناب کے نمودار ہوئے نواجذ سامنے کے
دانتوں کا نام ہے اور عائشہ رضہ کے تئیں حضرت ؐ کے ساتھ قدرت سخن اور مجال بحث بہت تھی اُنکے
فہم اور ادراک کی جہت سے اور قرب اور محبت جو درمیان تھی چنانکہ ایکبار حضرت ؐ نے فرمایا من حوسب
عذب یعنے فرمایا حساب کیا گیا صدیقہ رضہ نے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے فسوف یحاسب حساباً یسیراً اور جب

حساب یسیر ہو تو عذاب کسواسطے ہو حضرتؐ نے فرمایا وہ عرض ہی حساب نہین ہی اور مراد اس سے مناقشہ ہی حساب کے
درمیان آور بار دیگر فرمایا حضرتؐ نے جو کوئی دوست رکھے خدا کی لقا کے تئین دوست رکھے خدا اسکے لقا کو اور
جو کوئی دشمن رکھے خدا کے لقا کے تئین دشمن رکھے خدا اُسکے لقا کو اور مراد لقا سے موت رکھی گئی ہی کہا صدیقہؓ نے
کہ مین مکروہ ہون یعنے بحکم نفس اور طبیعت موت کے تئین فرمایا حضرتؐ نے ایسا نہین ہی جو تم سمجھی ہو حق تعالیٰ
بخشتا ہی محبت موت کی جسکو چاہتا ہی اپنے بندون سے اگرچہ قریب ہو ایام موت سے اور ایک بار فرمایا
حضرتؐ نے کہ داخل نہوگا بہشت مین کوئی شخص مگر خدا کی رحمت سے اور اُسکے فضل و کرم سے کہا صدیقہ رضؓ
نے تم بھی داخل نہو بہشت مین مگر خدا کی رحمت سے یارسول اللہؐ حضرتؐ نے فرمایا ہان داخل نہونگا مین
جبتک حضرت حق مجھے اپنی رحمت سے نہ پوشش کرے ایکبار فرمایا صدیقہؓ سے درمیان ایک حکایت
کے جو درمیان اُنکے گذری کہ شیطان نے تیرے تئین اوپر اسبات کے رکھا اشارت اس قصے کی طرف ہے جو
حضرتؐ رات کے وقت زیارت قبور اور اُنکی طلب آمرزش کے واسطے گئے تھے اور اُنکے پیچھے صدیقہؓ بھی
گئین تھین گمان کرکے کہ کسی دوسری بی بی کے پاس جاتے ہین کہا صدیقہؓ نے حضرتؐ سے کہ آدمی کو شیطان
بھی ہوتا ہی فرمایا ہر آدمی کو ایک شیطان ہی اُسکے نزدیک صدیقہؓ نے کہا تمکو بھی ہی یارسول اللہؐ
فرمایا ہان ہی لیکن میرا شیطان میرا مطیع ہوا اور مسلمان ہوا اور تھین صدیقہؓ کو حضرتؐ کے سے
وہ جیسی راز و نیاز ہین جو درمیان محبون کے اور محبوبون کے ہوتی ہین اور کرتی تھین جو چاہتی تھین اور
منقول ہی صدیقہؓ سے کہ کہا مجھسے رسول خداؐ نے کہ مین جانتا ہون ای عائشہؓ کہ تو مجھسے کبھی خوشنود ہے
اور کبھی غصے مین ہی کہا مینے یارسول اللہؐ کہانسے جانتے ہو تم اسبات کو فرمایا جب خوشنود رہتی ہی تو سوگند
جو کھاتی ہی تو کہتی ہے لا ورب محمدؐ اور جب خشمناک رہتی ہی کہتی ہی لا ورب ابراہیم کہا مینے ہان
یارسول اللہ یونہی ہی لیکن ما اہجر الا اسمک یعنے جدائی نہین چھوڑتی مگر تمھارے نام ہی کو یعنی حالت
خشم مین تمھارا نام نہین لیتی لیکن ذات تمھاری اور یاد تمھاری میری جان مین ہے اور جان و دل
میرا مستغرق ہی تمھاری محبت مین اور محبت مین کچھ تغیر نہین راہ پاتا اور بھی اُنھین سے منقول ہی کہ
کہا کہا رسول خداؐ نے مجھسے کہ ای عائشہ رضؓ اگر چاہتی ہی تو کہ بہشت کے درمیان میرے ساتھ ملحق ہو تو
چاہیے کہ دنیا سے ایک سوار کے زاد کی مقدار سے تجھے کفایت کرے اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھے تو جبتک
کہ اُسپر وصلہ نہ مارے تو اوپر پیوند نہ سیوے تو اور ایک روایت مین یون کہ کہا صدیقہ رضؓ نے

حضرت نے بہی کہ دیکہ اگر یا رسول اللہ تو یہ اللہ تعالی مجھے بہشت مین تمہارے ازواج مین سے کرے تو فرمایا اگرچہ مرتبہ چاہتی ہی تو
واسطے کل کے تو مت کر ذخیرہ دست کر اور پوشاک اپنے پرسے مت اُتار جبتک وصلہ یعنی پیوند اُسپر نہ سیو تو اور عائشہ صدیقہ رض
نصیحت اور وصیت پر اُس جناب کے ایسا قائم تھین اور رہتا تھین کہ اُس مرتبہ کو پہونچین کہ ہرگز ذخیرہ نکیا ذخیرہ جمع کرنا
مال وغیرہ کا اور عروہ بن زبیر سے مروی ہی کہ کہا دیکھا عائشہ کو تھین کہ ستر ہزار درہم راہ خدا مین تصدق کیے
اور اپنے پیراہن کی گوشہ کو پیوند لگایا ہوا تھا اور ایکبار عبداللہ بن زبیر کے واسطے اُنکے سو ہزار درہم یعنے لاکھ
درہم بھیجوائے تھے پس انفاق کیا اُن درہمونکو اسی روز اور اُس شب کے تھین اقارب اور فقرا کو تقسیم کیا اور
اُس روز روزہ دار تھین اور باقی نرہا اُس سے کچھ جاریہ کے ساتھ کہا واسطے جاریہ یعنی باندی کہا جاریہ نے
اگر درہم کا گوشت روٹی کیواسطے خریدہ کرتی تو کیا ہوتا کہا یاد نہ آیا اگر تو یاد دلاتی تو منگاتی مین درہم اور
دراہم معرب ہی درہم ہی اور بوزن اُسکا چھٹہ دانگ اور دانگ دو قیراط ہی اور قیراط دو طسوج اور طسوج دو جو کہ
اور دس درہم شرعی سات مثقال ہوتا ہی اور درہم شرعی کو درم بغلی بھی کہتے ہین اور مرویات صدیقہ رض
کی کتب معتبرہ کی درمیان دو ہزار اور دو سو دس حدیث ہین اُن مین سے متفق علیہ یعنے سب متفق ہین اس
بات پر کہ ایکسو چہتر اور افراد بخاری چون اور افراد مسلم سرسٹھ اور باقی تمامی کتابون مین اور خلق کثیر نے
صحابہ اور تابعین سے اُنسے روایت کی ہی اور وفات کے وقت کہتی تھین کہ کاش کے مین ایک کلوخ ہوتی
کاش کہ مین ایسی ہوتی کہ مجھے کوئی یاد نکرتا کاش کے مین مخلوق نہوتی سبحان اللہ یہ کیا شکستگی اور نیاز اور تواضع
اور انکسار ہی جسکا پدر بزرگوار کہ وہ افضل امت ہی ایسا کہتا ہو تو وہ کیون نہ کہے کہتے ہین کہ مقرب اور مبشر
لوگ اگرچہ مامون اور بشر ہین لیکن خوف درگاہ لا ابالی باقی ہی روایت کرتے ہین کہ جب صدیقہ رض نے
رحلت کی فریاد اُنکے گھر سے اُٹھی اُم سلمہ نے اپنی لونڈی کو بھجوایا تاکہ خبر لاوے کنیزک نے اُنکی وفات کی خبر
پہونچائی اُم سلمہ گریان ہوکر کہنے لگین رحمت خدا کی ہو جیو اُسپر دوست ترین آدمیان تھی پیغمبر پاس اُنکے باپ
کے بعد روایت کرتے ہین کہ ایک مرد نے عائشہ صدیقہ رض سے سوال کیا کب جانون مین کہ مین نیک ہون
کہا جب جانے تو کہ تو بد ہی اُس مرد نے کہا پس کب جانون مین کہ مین بد ہون کہا جب جانے تو کہ تو
نیک ہی اور کہا ہمیشہ ٹھوکتے ہو تم بادشاہ کے دروازے کو یعنے دہتک دو کشادہ ہوگا واسطے تمھارے کہا
گیا کس طرح اور کس وجہ سے دروازہ ٹھوکتے ہین ہم کہ بھوکے ہین اور پیاسے ہین اور کہتے ہین ایکبار درس
قرآن پڑھتی تھین اس آیت کو پہونچین ولقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون

پس ہمیشہ قرآن پڑھتی تھین اور معانی آیات قرآنی مین تامل کرتی تہانتک کہ ایکبار کہا تحقیق حق تعالے نے مجھسے
ذکر اور صفت پر قرآن مین اطلاع دی پوچھا گیا وہ کیا ہی یہ ہی کہ فرمایا ہی واٰخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملاً
صالحًا وآخر سیا عسی اللہ ان یتوب علیہم رحمت کیجیو خدا تعالی صدیقہؓ کے تئین اُسکے تواضع اور انصاف مین اور منجملہ
مین اُسکے حفصہ بنت عمر بن الخطاب قریشیہ عدویہ ماں اُنکی زینب بنت مظعون عثمان بن مظعون کی بہن اسلام
لائی لیعنے حفصہ اور ہجرت کی اور تھی پہلے خنیس کے تحت مین خنیس بروزن لفظ حسین بیٹا حذافہ سہمی کا اور
خنیس اہل بدر سے تھا اور ہجرت کی اُسنے ساتھ حفصہ کے اور موا خنیس واقعہ بدر کے بعد اور ایک قول ہے یہ کہ
غزوۂ اُحد کے بعد اور جب بیوہ ہوئی حفصہ تب ذکر کیا اُسکو عمر خطابؓ نے عثمانؓ کے نزدیک پس قبول نکیا عثمانؓ
نے اُسکو اور اُنہین دنون رقیہ دختر رسول خدا ام عثمانؓ کی زوجہ نے رحلت کی تھی پس عمر خطابؓ نے
حضرتؐ کے نزدیک عثمان ذی النورینؓ کی شکایت کی اور کہا حفصہؓ کو مینے اوپر اُسکے عرض کیا لیعنے بیان کیا
اور اُسنے قبول نکیا حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تعالی قبیلہ ایک بہتر تیری بیٹی سے عثمان کو اور خداوند ایک
بہتر عثمان سے تیری بیٹی کو دیوے اور ایسا ہی ہوا حضرتؐ نے حفصہ کو خواستگاری فرمایا اور اُم کلثوم
کو عثمان سے منسوب کیا اور عثمان بن عفانؓ نے حفصہ کو ابو بکر صدیقؓ پر بھی عرض کیا صدیقؓ نے در جواب
کچھ نہ کہا اور عمر بن الخطابؓ غصّے مین آئے پس خطبہ کیا اُنکو حضرتؐ نے پس نکاح کیا اُنکا عمرؓ نے ساتھ پیغمبرؐ
کے سال سوم مین اور ایک قول ہے یہ کہ سال دوم مین ہجرت سے اور صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمرؓ سے
لایا ہی کہ کہا جب بیوہ ہوئی حفصہؓ عمر بن خطابؓ کی بیٹی خنیس حذافہ سہمی سے اور تھا وہ اصحاب نبیؐ
رسول سے یعنے خنیس پس وفات پائی اُسنے مدینے مین پس کہا عمر بن خطابؓ نے آیا مین عثمان بن عفانؓ
کے پاس پس عرض کیا مینے اوپر اُسکے حفصہؓ کے تئین پس کہا عثمان بن عفانؓ نے مہلت دو مجھے تاکہ مین
اپنے کام مین ایک فکر اور تامل کرون پس توقف کیا مینے کئی شب پس ملاقات کی عثمان بن عفانؓ ملے اور
کہا ایسا مجھکو سوجھا ہی کہ مین تزویج نکرون چند روز پس کہا عمرؓ نے ملاقات کی مینے ابا بکر صدیقؓ سے اور
کہا اگر چاہے تو تزویج کر دون مین تجھے حفصہؓ کے تئین پس خاموشی اختیار کی صدیقؓ نے اور جواب
ندیا مجھے کچھ بھی پس غصّے مین آیا مین اُس پر زیادہ اُس سے جتنا خشمگین ہوتا تھا مین عثمان پر پس
درنگ کیا مین نے کئی شب پس خطبہ کیا اُسے رسول خداؐ نے پس نکاح کیا مینے اُسکا حضرتؐ سے
پس ملاقات کی مجھ سے ابو بکرؓ نے اور کہا شاید تو خشمگین ہوا مجھپر جسوقت عرض کیا تو نے

حفصہ کو مجھپر اور جو اب دیا میں نے کہا میں نے ہان جب عمگین ہوا مین کہا صدیق نے منع نکیا میری تئین جواب سے تیرے اُس
چیز مین جو کچھ ظاہر کیا تو نے مجھپر مگر اس بات سے کہ جانتا تھا میں کہ رسول خدا صلعم نے یاد کیا ہی اُنکے تئین یعنے حفصہ رض کو
اور فاش نکیا مینے رسول خدا صلعم کے سِر کو اور اگر قبول نکیا ہوا اُسے رسول خدا صلعم نے تو قبول کرتا ہوں مین اور روایت
کی گئی ہی کہ طلاق دی رسول خدا صلعم نے حفصہ رض کے تئین ایک طلاق رجعی اور جب یہ خبر عمر بن خطاب رض کو پہونچی متالم
ہوے پس آئے جبرئیل اور وحی لائے کہ حکم الٰہی اوپر اسبات کے ہی کہ مراجعت کرو تم طرف حفصہ رض کے کہ وہ صوامہ
قوامہ ہی اور وہ زوجہ ہی تمھاری درمیان بہشت کے ولادت حفصہ رض کی اوپر پانچ سال کے پیش از بعثت
تھی اور وفات اُس کی سنہ خمس اربعین یا احدی و اربعین یا سبع و اربعین معاویہ کی امارت کے
زمانے مین اور بعضوں نے کہا ہی کہ عثمان بن عفان کی خلافت کے زمانے مین والاول اصح واللہ اعلم
اور عمر اُسکی ساٹھ برس کی تھی اور مرویات اُسکی کتب متداولہ کے درمیان ساٹھ حدیثیں ہین اُنمین سے
متفق علیہ چار افراد مسلم اور چھ حدیث اور پچاس اور تمامی کتب مین مروی ہین زینب رض بنت
خزیمہ بن حارث ہلالیہ عامریہ اُسکو یعنے زینب کو ام المساکین کہتے تھے از بسکہ مسکینونکو کھانا دیتی
تھی اور شفقت کرتی تھی اُنپر اور تھی وہ پہلے عبد اللہ بن جحش کے تحت مین پس شہید ہوا وہ اُحد کے
روز اور بعضے کہتے ہین تحت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب ابن عم رسول صلعم کے تھی پس شہید ہوا عبیدہ رض
بدر کے روز اور بعضوں نے کہا ہی کہ پہلے زن طفیل بن حارث بن عبد المطلب کی تھی پس طلاق دی اُسے
طفیل نے اور اُسکے بھائی عبیدہ بن حارث نے اُس سے زناشوئی کیا اور ایک قول یہ ہی کہ عبد اللہ بن جحش
اسدی نے اُسکی خواستگاری کی اور بعضے اہل سیر نے ترجیح اس قول کو دی ہی کذا فی روضۃ الاحباب
اور مواہب مین یون ہی کہ الاول اصح یعنے جو پہلے مذکور ہوا صحیح تر ہے بر ہر تقدیر رمضان کے مہینے
مین سال سوم مین ہجرت سے رسول خدا صلعم کے اُسے اپنے نکاح مین لائے پس نرہی نزدیک اُس
جناب صلعم کے مگر تھوڑی مدت اور فوت کی اُسنے حین حیات اوس جناب صلعم کے بعضوں نے دو تین
مہینے اور بعضوں نے چھ مہینے کہا ہی اور آٹھ مہینے بھی کہتے ہین ذکرہ فی المواہب عن الفضائل
اور وفات پائی زینب رض نے ربیع الآخر کے مہینے مین سنہ اربع اور دفن کی گئی بقیع کے درمیان اور
بقیع مین ایک قبہ ہی کہ اُسے قبہ ازواج النبی کہتے ہین رضی اللہ عنہن اجمعین ام سلمہ رض
نام اُسکا ہند بنت ابی امیہ بنی مخزوم سے ہی اور بعضوں نے نام اُسکا رملہ کہا ہے اور اول

یعنے نسخہ بہند زیادہ صحیح اور مشہور تر ہی اور نام ابوامیہ کا سہل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہی اور نام ام سلمہ رض
کی مان کا عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ کذا فی جامع الاصول اور مواہب مین بھی ایسا ہی کہتا ہی اور کہتا ہی کہ نہین
یہ عاتکہ بنت عبدالمطلب پس جو کچھ روضۃ الاحباب مین کہا ہی کہ عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی ہی محل نظر ہی اور وہ یعنے
ام سلمہ پہلے زن ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کی تھی جو پھوپھی زادی حضرت ص کی جسکا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے
اور تھی وہ اور زوج اسکا اول اُن شخصون کے جنھون نے ہجرت کی طرف حبش کے پس جنی واسطے
اُسکے چار فرزند زینب عبارت اسی طرح ہی کہ زاد الجید برائے وے چار فرزند زینب معلوم نہین کہ مراد
اِس سے یہ ہی کہ چارون کا نام زینب تھا یا کچھ اور مراد ہی جو جنی بعد اُنکے عمر و زہ کے تئین اور
ان چارون سے ربیب اور عمر زینب حضرت ص کی ہوئی یعنے شیرین یعنے پیاری اور دونون بار
ہجرت طرف حبش اُنھون نے کی اور حبش کی معاودت کرکے ہجرت طرف مدینے کے لاسلے کر آور
بعضون نے کہا ہی کہ ام سلمہ اول ظعینہ ہے جو آئی مدینے کے تئین مہاجر ظعینہ بروزن سفینہ اوس
عورت کو کہتے ہین جو ہودج سوار ہو اور ابوسلمہ احد کی جنگ مین مجروح ہوا اور یہ ہوا بعد اسکے اوسکو
سریہ کرکے بھجوایا اور جب اُس سریہ سے پھر آیا زخم اُسکا پارہ ہوا اور اُسی جراحت مین وفات پائی
اُسنے سنہ اربع وقیل سنہ ثلث اور تھی ام سلمہ کہ سُنا تھا اُسنے پیغمبر سے کہ فرمایا نہین کوئی مسلمان کہ
پہونچے اُسے مصیبت پس کہے اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یعنے ای پروردگار اجر دے مجھے
اِس مصیبت مین میری اور خلیفہ گردان واسطے میرے یعنے خلف اُسکا یعنے بدلا اُسکا دے بہتر اُس سے
کہ مصیبت زدہ ہوا ہون مین اُس سے پس جب ہوا ابوسلمہ قیام کیا ام سلمہ نے اوپر اِس دعا کے ام سلمہ رض
کہتی ہین ابوسلمہ کی وفات کی مصیبت مین مین یہ دعا پڑھتی ہون اور سانس میری تنگی کرتی تھی کہ
مین بولون بہتر اُس سے مجھے دے اور دل مین کہتی تھی کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا مسلمانون مین لیکن
حضرت ص نے جو فرمایا پڑھنے سے چارہ نتھا اور یہ بھی حضرت ص سے مینے سُنا تھا کہ جب تم میت پر حاضر ہو خیر
طلب کرو کیونکہ اوس ساعت جو کچھ تم طلب کرتے ہو ملائک آمین بولتے ہین جب ابوسلمہ نے وفات
پائی مین پیغمبر خدا ص کے نزدیک گئی اور بولی یارسول اللہ ص اُسکے فراق مین کیا پڑھون فرمایا
کہ اللہم اغفرلی ولہ واعقبنی عقبیٰ حسنۃ پس اُس دعا پر مین نے قیام کیا حق تعالےٰ نے بدلا بہتر ابوسلمہ رض
سے دیا اور وہ آپ رسول خدا ص تھے کہ مینے اُن کو پایا اور ابوسلمہ کے بعد اُن سے نکاح

مین آئی اور جب ابوسلمہ کے گھر واسطے تعزیت کے گئی اور فرمایا الٰہی اُسکے اندوہ کو تسکین دے اور اُسکی مصیبت کو جبر کر یعنے بدلا اُسکا خوشی دے اور ایک عوض بہتر اُس سے کرامت فرما اور ایسا ہی کچھ ہوا جو حضرت صلعم نے دعا کی تھی ام سلمہ کہتی ہین پس بھیجا آنحضرت صلعم نے حاطب بن ابی ملتعہ کو پس خطبہ کیا میرے تئین اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ خطبہ کیا اُسے ابوبکر اور عمر نے اور قبول نکیا ام سلمہ نے اُنکے خطبے کے تئین اور جب آیا خطبہ حضرت صلعم کا ام سلمہ نے مرحبا کہا رسول خدا صلعم کے تئین لیکن مین عورت ہون کلان سال اور فرزندان یتیم رکھتی ہون اور مین غیرت رکھتی ہون اور تم عورتین جمع کرتے ہو حضرت صلعم نے فرمایا میری عمر تیری عمر سے زیادہ ہے اور پرورش تیرے یتیمون کی خدا اور رسول خدا صلعم پر ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ فرزند تیرے میرے فرزند ہین اور یہ جو کہا کہ مین غیرت بہت رکھتی ہون دعا کرونگا مین کہ حق تعالےٰ اسباب کو تجھ سے دور کرے اور تھا تزوج ام سلمہ کا شوال کے مہینے مین سال چہارم مین ہجرت سے اور تھا مہر اُسکا ایسی ایک متاع جسکی قیمت دس درم ہے اور وہ آخر امہات مومنین ہی ہوگی درمیان وفات ام سلمہ کے سنہ تسع و خمسین اور بعضون نے اثنین و ستین مین کہا ہے یزید بن معاویہ کے زمانے مین امام حسین کے قتل کے بعد والاول اصح کذا قیل لیکن موید قول ثانی ہے اوس حدیث کے تئین جسے روایت کیا ہے ترمذی نے سلمی امراۃ سے انصار سے کہ کہا سلمی نے آیا مین ام سلمہ کے نزدیک دیکھا مین نے اُسے کہ روتی ہے کہا مین نے کیا چیز رونے مین لائی تیرے تئین کہا ام سلمہ نے دیکھا مین نے اس وقت رسول خدا صلعم کے تئین منام مین اور سر اور لحیہ مبارک پر اُس جناب صلعم کے خاک ہے اور روتے ہین کہا مینے کیا ہوا ہے تمکو یا رسول اللہ صلعم فرمایا حاضر ہوا مین حسین کے قتل مین جو واقع ہوا اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ ام سلمہ رضہ امام حسین کے قتل مین جیتی تھین اور یہ بھی کہتے ہین کہ جب خبر امام حسین کے قتل کی ام سلمہ کو پہونچی تب لعنت کی ام سلمہ نے اہل عراق عرب کو یعنے یزیدی گروہ کو اور دفن کی گئی ام سلمہ رضہ بقیع کے درمیان اور نماز کی اوپر اُسکے جنازے کے ابوہریرہ رضہ نے اور بعضے کہتے ہین سعید بن زید نے اور تھی عمر اُس کی چوراسی سال کی اور ازواج اُس جناب صلعم کے دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہ اور سودہ اور حفصہ اور صفیہ اور ایک گروہ ام سلمہ رضہ اور تمامی زوجات مطہرات اور ام سلمہ سردار اس گروہ کی تھی کہتے ہین کہ جب ام سلمہ نزدیک حضرت صلعم کے آئی زینب بنت خزیمہ کا گھر جسمین اُسنے وفات پائی تھی ام سلمہ رضہ کے رہنے کے واسطے مقرر ہوا اور جب ام سلمہ اُس مین

داخل ہوئی ایک خم چوتھی دیکھی کہ اسمین تھوڑے جو تھے اور ایک بھاری دیگیا اور ایک چکی تھوڑے جو اس آسیا مین
ڈال کے پیسے اور عصیدہ تیار کرکے حضرت صلعم کے نزدیک لائی طعام ولیمہ ام سلمہ رض کا یہ تھا رفو ولیمہ اس کھانے کو
کہتے ہین جو عروسی مین تیار ہو مرویات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کتب متداولہ کے درمیان تین سو اٹھتر حدیث
ہین از انجملہ متفق تیرہ ۱۳ حدیث اور افراد بخاری مین تین ۳ حدیث اور افراد مسلم مین تیرہ ۱۳ اور باقی تمامی کتابون
کے درمیان مروی ہین زینب رض بنت جحش نام اسکا اول برہ تھا حضرت ؐ نے اسے تغیر دیا زینب کرکے
تزکیہ نفس کے ابہام کی جہت سے اس اسم کے تغیر مین کئی وجہین کہی گئی ہین اور روضۃ الاحباب مین وجہ اول
کے تئین تغیر اسم مین زینب کہا ہی اور ثانی کے تئین تغیر اسم مین جویریہ جیسا کہ آویگا ذکر کیا ہی اور وجہ تخصیص
ظاہر نہین ظاہر یہ ہی کہ تمام وجوہ سب باتون مین یا اس کراہت سے ہو کہ مثلاً کہین برہ کے نزدیک آیا یا
کہین اس گھر مین برہ نہین ہی اور کنیت اسکا ام الحکم ہے اور مان اسکی چچی رسول خدا صلعم کی امیہ بنت
عبد المطلب تھی اور وہ پہلے زن زید بن حارثہ کی تھی زید نے اسے طلاق دی اور حضرت ؐ نے اسے خطبہ
فرمایا مجمل اس حکایت کا یہ ہی اور تفصیل اسکی جیسا کہ روضۃ الاحباب مین لایا ہی یہ ہی کہ حضرت ؐ نے زید کے
واسطے خواستگاری فرمائی زینب اسبات سے ابا لائی اور سر پھیرا کیونکہ وہ صاحب جمال تھی اور دختر عمہ
پیغمبر خدا صلعم کی تھی اور اسمین یعنے مزاج مین اسکے ایک حدت اور تندی تھی مشابہ تعظیم اور تکبر کے کہا
اسنے یا رسول اللہ صلعم مین زید کو نہین چاہتی کیونکہ وہ ایک غلام ہی آزاد کیا ہوا اور بھائی زینب کا
عبد اللہ بن جحش بھی اسبات مین ابا لایا اور اپنی بہن کے قول کے ساتھ ایک تھا اور حضرت ؐ نے بعوض زید
کو پیش از نبوت آزاد فرمایا تھا اور اپنی فرزندی مین سر بلند گردانا تھا اور لطف وعنایت بے اندازہ
اسکے اوپر مبذول رکھتے تھے فرمایا فائدہ نہین رکھتا قبول کیا چاہیے اسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم مجھے
تھوڑی مہلت دو تاکہ اسبات مین تامل کرون اسی بات مین تھی کہ آیہ نازل ہوا وما کان لمومن ولا مومنۃ
اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا
زینب نے اور اسکے بھائی نے دونون نے کہا راضی ہوے ہم ہمکو مجال کیا ہی کہ پایہ اختیار اپنا درمیان لاوین ہم
اور معصیت کرین پس حضرت ؐ نے اسے زید کو منسوب فرمایا اور ایکسال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ تھی اور
بعد اسکے حق تعالی نے اعلام فرمایا کہ ہمارے علم قدیم مین اسیطرح ہوا ہی کہ زینب رسول خدا صلعم کی ازواج
مین داخل ہو پس درمیان زید اور زینب کے ناسازگاری پیدا ہوئی اور زینب کی کج خلقی نسبت کرتی

طرف زینب کے ظاہر ہونے لگی اس حد تک کہ زید تنگ ہوا اور حضرت کے نزدیک آیا اور زینب کی شکایت کرنے لگا اور بولا
یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ زینب کو طلاق دوں کہ مجھ سے بہت تندخوئی کرتی ہے اور زبان اُسکی مجھ پر دراز ہوتی ہے
حضرت نے فرمایا نگاہ رکھ اوپر اپنے اپنی زن کے تئین اور خدا سے ڈرو لیکن خدا نے جو پہلے سے اُس جناب کو معلوم کیا تھا
کہ زینب اُس جناب کی داخل ازواج ہوگی خاطر انور اُس جناب کی چاہتی تھی کہ زید اُسے طلاق دیوے لیکن شرم
رکھتے تھے کہ اُسے امر کریں زینب کے طلاق پر اور اس بات سے بھی اندیشہ فرماتے تھے کہ لوگ کہیں کہ اپنے فرزند
کی اہلیہ چاہتا ہے اور اہل جاہلیت جس عورت کو اپنے فرزند خواستہ کی منسوب کرتے تھے حرام جانتے تھے جس طرح
اپنے صلبی بیٹے کی جورو کو اور ہو سکتا ہے کہ مراد خشیہ ناس سے اُنکے ضعف ایمان سے خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہو
کہ شک اور تردد اُنکے ایمانوں میں پیدا ہو اور ورطہ ہلاک میں پڑیں اور کہتے ہیں کہ امر نکرنا زید کو کہ زینب
کے طلاق پر مقصود اس سے اختیار اور امتحان زید کا تھا تاکہ معلوم کریں کہ رغبت زید کے دل میں باقی ہے زینب
کی یا بالکل دور ہوگئی ہے دوسری بار مجلس شریف میں زید آیا اور بولا یا رسول اللہ زینب کو میں نے طلاق
دی یہ آیہ نازل ہوا و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک و اتق اللہ
و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس و اللہ احق ان تخشاہ نقل ہے کہ جب عدۃ زینب کی تمام ہوگئی
حضرت نے زید کو فرمایا جا زینب کو واسطے میرے خواستگاری کر اور حکمت تخصیص کرنے میں زید کے واسطے
اس کام کے یہ کہتے ہیں کہ لوگ گمان نکریں کہ یہ قصہ قہر راہ سے واقع ہوا ہے بلکہ بدل رضامندی زید کے اور معلوم ہو
کہ زید کے دل میں محبت زینب کی باقی نہیں رہی اور اس بات میں خوشنود ہے اور تثبیت زید کی اوپر ایمان اُسکے
اور کرنا اُسکا خدا اور رسول خدا کے فرمان کو اور راضی ہونا اُسکا حکم الٰہی سے بھی مقرر اور موکد ہو کہ محل ناز کہ ہے
القصہ زید سو جب فرمان از سر صدق و اخلاص روان ہوا زید کہتا ہے کہ جب زینب کے گھر آیا میں میری آنکھ
میں ایسی بزرگ معلوم ہوئی کہ میں اُسکی طرف نگاہ نکر سکا پس گھر کے دروازے کی طرف پیٹھ کر کے بہ طریق
قہقری اُسکی طرف گیا میں پیچھے اولٹے پیروں اور کہا میں نے بشارت ہو جیو تجھکو کہ رسول خدا نے مجھے
تیرے پاس بھجوایا ہے تاکہ تجھے واسطے اُس جناب کے خواستگاری کروں میں زینب نے کہا جواب اس بات کا
کچھ نہیں دیسکتی ہوں جبتک مشورت کروں اپنے پروردگار تعالیٰ سے پس اُٹھی اور نماز پڑھنے کی جگہ میں جا کر
سر سجدے میں رکھا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز پڑھی اور سجدے میں گری اُسوقت یہ مناجات
کی کہ تیرا پیغمبر مجھ سے خواستگاری کرتا ہے اگر میں اُسکے لایق ہوں تو تو مجھے اُس کی زوجیت

مین رسے فی الحال اسکی دعا مستجاب ہوئی اس جگہ معلوم ہوتا ہو کہ زینب کے شئین درگاہ صمدیت مین ایک قرب خاص تھا اور توجہ ایک مخصوص رانحنی ہو خدا اس سے اور یہ آیہ نازل ہوا فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منہن وطرا اور آثار وحی اوپر اوس جناب م کے پیدا ہوا اور بعد ایک لحظے کے منجلی ہوا سرور عالم متبسم ہوئے اور فرماتے تھے کون ہو کہ زینب پاس جاوے اور اُسے بشارت دیوے کہ حقتعالی نے اُسے میری زوجیت مین سرفراز گردانا سلمی جو کنیز حضرت م کی تھی دوڑی گئی اور زینب کو بشارت دی اور زینب نے یہ خوشخبر پہونچانے سے جتنا زیور پہنے ہوئے تھی اسکو بخشا اور سجدۂ شکر بجا لائی اور نذر کی کہ دو مہینے تک روزہ رکھے اور مروی ہو کہ حضرت م زینب کے گھر تشریف لیگئے درحالیکہ وہ سربرہنہ تھی غرض بے خطبہ اور بے گواہ یارسول اللہ فرمایا اللہ المزوج وجبرئیل شاہد پس طعام ولیمہ ترتیب کیا اور لوگون کو روٹیون سے اور گوشت سے آسودہ گردانا ایسا کہ کسی بی بی کے واسطے ایسا نہین کیا تھا اور اُس طعام داری مین کئی معجزے ظاہر ہوئے اور زینب کے نکاح نے لوگون کو عادت جاہلیت سے نکالا اور ایک خاص شرع وضع کی جیسا کہ فرمایا حضرت حق نے لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائہم اور شریعت حجاب بھی اسی قصے مین واقع ہوئی اور یہ قصہ جس نہج سے کہ مذکور ہوا اہل سیر کی محققون کے نزدیک معتبر اور مقرر ہے اور بعضے اہل سیر اور اہل تفسیر و تواریخ نے اس قصے کو اُس نہج سے ذکر کیا ہو کہ نہ موافق واقع ہو یعنے حقیقت مین اسطرح نہین گذرا انھون نے ذکر کیا اور نہ مناسب شان ہو پیغمبر خدا کے اور محققون نے اُسکو مفسرین کے زلات سے شمار کیا ہو اس قصے کے شئین اور یوسف ع کے قصے کو جو خلوت زلیخا کے ساتھ گذرا اور اُسی طرح قصہ داؤد کا ساتھ اوریا کے اور سلیمان کے قصے مین گم ہونا انگوٹھی کا یہ تمام محققون کے نزدیک متروک اور محظور ہے اور طریقہ صدق و سداد اور ادب سے دور ہے اور فضائل زینب کے بہت ہین روایت کرتے ہین کہ ایکروز عمر نے زینب جہت اسباب کے کہ اُسنے حضرت سے ایک سخت کلام کیا تھا درشتی کی اور کہا کسواسطے ایسا کلام تو نے حضرت م سے کیا پیغمبر خدا م نے عمر سے فرمایا چھوڑ دو اُسے تحقیق کہ وہ اواہ ہو ایک مرد حاضر تھا پوچھا اُسنے یارسول اللہ اواہ کیا ہے فرمایا الخاشع فی الدعاء والمتضرع الی اللہ یعنے اواہ اوسے کہتے ہین جو فروتنی کرے دعا کے درمیان اور تضرع کرے خدا سے بعد اسکے اسکو پڑھا ان ابراہیم لاواہ حلیم پس زینب رض کو حضرت م نے اس صفت مین خلیل کے مرتبے سے مخصوص گردانا اور عائشہ صدیقہ رض سے روایت لاتے ہین

کرتی تھیں لیکن نہیں دیکھا میں نے کسی عورت کو نفل خیر زیادہ اور بیشتر صدقہ دینے میں اور زیادہ پیوند کرنے والی رحم
کے تئیں یعنی رحمت صلہ رحم پر اور گنوانے والی زیادہ اپنی جان کو ہر چیز میں جسمیں تقرب ہو خدا سے زینب سے
اور زینب سے منقول ہے کہ حضرت سے بولتی کہ مجھے فضیلت ایسی ہیں کہ تمھاری نساؤں میں کسیکو نہیں ایک یہ کہ
جد میرا اور تمھارا ایک ہی دوسرا یہ کہ نکاح میرا آسمان میں واقع ہوا ہے اور یہ کہ اس قضیہ میں جبرئیل سفیر اور
گواہ تھا اور صحت کو پہونچی ہے عبد اللہ بن عمر سے یہ بات کہ رسول خدا نے ایک روز اپنی نساؤں سے فرمایا
اطولکن یدا اسرعکن لحوقا بی یعنے تم میں سے جسکے ہاتھ زیادہ دراز ہیں دوسروں کے ہاتھ سے مجھسے جلدی وہ
ملحق ہوگی یعنی میری رحلت کے بعد تم سب سے بیشتر وفات پاویگی اور مجھ سے آملیگی پس امہات مومنین نے رسی
سے ٹکڑے اٹھاکے اپنے ہاتھوں کو ناپا تا معلوم کریں کہ کسکے انمیں سے ہاتھ دراز تر ہیں دیکھا کہ سودہ بنت
زمعہ کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں اور جب حضرت کے بعد زینب نے وفات پائی معلوم کیا کہ مراد طول ید سے کثرت
صدقہ تھا کیونکہ زینب اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھی اور صدقہ دیتی تھی اور مروی ہے کہ جب اس
کی وفات کی خبر عائشہ صدیقہ رض کو پہونچی کہا ذہبت حمیدۃ مفیدۃ مفزعۃ الیتامی والارامل یعنے
گئی تعریف کی گئی فائدہ دینے والی پالنے والی یتیموں کی اور بیوہ عورتوں کی اور جب وفات پائی
اسنے تب عمر بن خطاب رض نے اسپر نماز کی اور فرمایا تا کہ ندا کی کہ اہل مدینہ اپنی ماں کی نماز کے واسطے
حاضر ہوں اور بقیع میں مدفون ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ وفات اسکی سال بستم میں تھی ہجرت سے اور
بعضوں نے کہا ہے اکیسویں سال میں اور عمر اسکی ترپن برس کی تھی اور مرویات اسکے گیارہ حدیث
ہیں ازانجملہ متفق علیہ دو حدیث اور نو تمامی کتب کے درمیان جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار نام اسکا بھی
در اصل برہ تھا اور پیغمبر خدا نے تغیر دی جویریہ کرکے براء بن عازب کہتا ہے گویا کہ مکروہ رکھا حضرت نے اس
بات کو کہ کہیں کہ برہ کے نزدیک سے باہر نکلا اور تغیر پانا اس اسم برہ کا زینب بنت جحش میں بھی تھا اور اس
جگہ وجہ تزکیہ کیا ہے تزکیہ پاک کرنا اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں جگہ دونوں وجہ پائی ہیں اور اور بھی ایک
وجہ ہے کہ نہی ہے اس تسمیہ کرنے سے فلاح کرکے اور مانند اسکے کہیں مثلاً کہیں کہ اس گھر میں فلاح نہیں یہ
وجہ بھی تغیر اسم برہ کے درمیان جاری ہے اور تھی وہ یعنے جویریہ رض متعبدہ اور ذاکرہ روایت کرتے
ہیں کہ ایک روز حضرت م نماز صبح کے بعد جویریہ کے نزدیک سے باہر تشریف فرما ہوگئے اور
جویریہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ مشغول بیٹھی ہوئی تھی اور ذکر تسبیح کر رہی تھی اور حضرت دوپہر کے وقت

اُسکے پاس پھر آئے اور فرمایا جسوقت سے کہ مین پاس سے باہر گیا تو اسی حال سے ہی کہا ہان یارسول اللہ ﷺ
پھر فرمایا جب سے مین تیرے پاس سے باہر گیا تین بار چار کلمہ مین نے کہے یعنی پڑھے کہ اگر وزن کرین اوس
تمام سے جو کچھ تو نے اتنے وقت مین پڑھا ہر آئنہ وے چارون کلمہ راجح آوین سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی
نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ گویا مقصود اصلی تعلیم کرنا اس کیفیت کا ہی تاکہ ان کلمات کو اُنسے ضم کرین اور
تنبیہ یعنی آگاہی اوپر سبات کے کہ ایک کیفیت ان کلمات مین ہی ایسی کہ مدلول اُسکا زیادہ اس کمیت پر سے
جو یریہؓ نے کہا والا شک نہین ہی کہ ثواب عمل بر قدر تعب ہی مثلاً اگر کوئی کہے کہ اللھم صل علی محمد الف مرۃ
یعنے ای پروردگار درود کاملہ نازل فرما کر اوپر محمد ﷺ کے ہزار بار اور دوسرا کہے کہ اللھم صل علی محمد ہزار
مرتبہ یا ہزار بار کہے اللھم صل علی محمد وآل محمد الف مرۃ بیشک ثواب اُسکا زیادہ اُس سے ہوگا نعم یعنے
ہان سچ ہی اگر کچھ کیفیت ہوگی کامل اور شامل غائب مبالغہ کے درمیان یعنے بہت پڑھنے مین اور کشف ہوگی
قائل پر یعنے پڑھنے والے پر حقیقت اُسکی اور از روے حقیقت پڑھے جیسا کہ حضرت ﷺ سے وہ دوسرا ہی جیسا کہ واقع
ہوا ہی کہ سبحان اللہ والحمد للہ ملاٴن ما بین السموات والارض یعنے پاک ہی اللہ تعالےٰ اور تمامی حمد
ثابت ہین واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ پر کرتا ہی ما بین زمین اور آسمان کے تئین اور منکشف ہو اوپر اُسکے
یعنے قائل کے حقیقت تنزیہ اور تقدیس اور تحمید الٰہی کہ پر کیا آسمان وزمین کے تئین نہ صرف تقوی اور
تکلم کرنے سے یعنے پڑھنے سے اُسکے اور فضل الٰہی واسع ہی اگر صرف ایک لفظ کے پڑھنے سے اُسکے ثواب
بخشنے تو قادر ہے فافہم واللہ اعلم اور روایت کرتے ہین کہ حضرت ﷺ جمعے کے روز جویریہؓ کے پاس آئے اور
وہ روزہ دار تھی فرمایا کل کے روز روزہ دار تھی کہا نہین فرمایا داعیہ رکھتی ہی کہ کل روزہ رکھے تو عرض کی نہین
فرمایا پس روزہ افطار کر اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ صرف جمعے ہی کے روز روزہ رکھنا مکروہ ہے
اور یہی ہی مذہب عالمون کا اور حدیث صحیح کے درمیان متفق ابو ہریرہؓ سے آیا ہے لا یصوم احدکم
یوم الجمعۃ الا ان یصوم قبلہ او بعدہ یعنے روزہ نہ رکھے کوئی تم سے جمعے کے روز مگر یہ کہ روزہ رکھے آگے اُسکے
یا بعد اُسکے اور یعنے عالمون نے اسکی توجیہ مین یہ کہا ہی تا کہ روزہ نہ رکھنا سبب ضعف بدن اور کسر
قوت شہوت اور اقامت وظائف اور اوسے جمعے کے باز نہ رکھے جیسا کہ رخصت پانے مین افطار مین عرفے
کے روز ضعیفون کے تئین کیا گیا اور یہ وجہ ضعیف ہی اور روزہ رکھنے سے روز سابق اور لاحق کے
چنداں مناسبت اسسے نہین کیونکہ وہ ضعیف کنندہ تر اور قوت شکنندہ تر ہے اور کہتے ہین کہ وہ واسطے

تلافی کے اور واسطے جبر نقصان کے ہی جو مخالفت اور اورادمین واقع ہوا ہی اور تلافی عملون پر خوبیون سے بھی حاصل ہوتی ہی یعنے خوبیان حاصل ہوتی ہین تلافی بدلا کرنا اُس چیز کا جو فوت ہوئی اور یہی معنی ہین جبر نقصان کے اور بعضے کہتے ہین کہ اگرچہ یہ روز عظیم اور فاضل گردانا گیا ہی لیکن وجہ اُسکا منتشر او پر اُس تعظیمات کے رکھا چاہیے جو شرع مین وارد ہوا ہی اور زیادہ او پر اُسکے لپنے پاس سے مبالغہ نکیا چاہیے تاکہ موہم فضل تام ی وجوہ کر کے نہووے اور بسبب تجاوز حد سے نہو اور موجب تشبیہ یہود اور نصاری کے ساتھ نہو کہ وے تعظیم روز معین کی کرتے ہین جو ہفتہ اور اتوار ہی اور یہی روز جمعہ روز عید ہی جیسا کہ حدیث مین واقع ہوا ہی پس روزہ رکھنا اُسمین مناسب نہو اور تخصیص کرنا نامناسب تر ہی کہا مؤلف رحمہ اللہ نے اس کتاب کے یہ نہی ارشاد ہے اوپر اسبات کے کہ بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ مشغول بعبادت مولا ہو تخصیص جمعے کے روز کی اوپر صیام کے اور تخصیص جمعرات کی اوپر قیام کے مثلاً کچھ نہین ہی اور امام مالک سے منقول ہی کہ کہا نپایا ہمنے عالمون سے اُن لوگون کو جنکو پایا ہمنے کہ قائل ہون صرف جمعے کے روز روزہ رکھنے کی کراہت پر اور امام نووی نے کہا ہی کہ احادیث صحاح اسباب مین وارد ہوئی ہین اور اگر تمکو نہ پہونچی ہون کیا کر سکیے اور بعد از وجود حدیث صحیح نفی اُسکی اعتبار نہین رکھتی واللہ اعلم بات دراز ہی اُم المومنین جویریہ کے احوال کے ذکر کی طرف پھرین ہم جان کہ خواستگاری کرنا سرور عالم کا جویریہ کے تئین غزوہ مریسیع کے درمیان تھا کہ شعبان کے مہینے مین سال پنجم مین ہجرت سے اثناء مراجعت مین اُس غزوے سے اُسکی خواستگاری فرمائی اور عائشہ رض سے منقول ہی کہ جویریہ بنت حارث عورت ایک تھی نہایت شیرین اور ملیح اور صاحب حسن وجمال ایسی رہے مین جو اُسے دیکھتا فریفتہ ہوتا اور اس غزوے کے درمیان جنگ وقسمت غنائم اور سبایا کے بعد رسول خدا ایک چشمے آپ پر بیٹھے ہوئے تھے میرے ساتھ کہ ناگاہ ایک جویریہ پیدا ہوئی آتش غیرت میرے درمیان پڑی ہی کہ مبادا حضرت طرف اُسکے رغبت کرین اور سلک ازدواج مین لپنے اُسے لادین اور جب جویریہ آئی پہلا کلام اُسکا یہی تھا یا رسول اللہ مسلمان آئی ہون مین اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسولہ اور مین بیٹی حارث بن ابی ضرار کی ہون جو سید اور پیشوا اس قبیلے کا تھا سید مینے سرداراب لشکر اسلام کے ہاتھ اسیر ہون مین اور ثابت بن قیس کے سہم مین بعضے حصے آئی ہون اور اُسنے مجھے مکاتب گردانا ہے اوپر اُتنے مال کے جسکے ادا کرنے کی طاقت نہین رکھتی مین امیدوار ہون کہ میری اعانت فرماؤ تم اُسکی کتابت کا ادا و انجام کر سکون مین مکاتب اُس بندے کو کہتے ہین جسے خداوند اُس کا کہے کہ

مثلاً اگر ہزار یا نسو درہم وغیرہ مجھے پیدا کرکے تو دیوے تو آزاد ہو تو حضرتؐ نے فرمایا تیری مراد حاصل کرتا ہوں اور اُس
سے بہتر تجھسے سلوک کرون کہا اُسنے یا رسول اللہؐ اس سے بہتر اور کیا ہوگا فرمایا نجم کتابت تجھے دون اور تجھے اپنے
حبالۂ نکاح مین لاؤن پس حضرتؐ نے ثابت بن قیس کے پاس کسیکو بھجوایا اور اُسکا نجم کتابت اُسسے ہو نیا اور بعد
از اعتاق یعنے آزاد کرنیکے بعد اُسے نکاح مین لائے اور چار سو درہم اُسکا مہر گردانا اور ایک قول ہے یہ کہ
صداق اُسکا آزادگی بنی المصطلق کے اسیرون کی گردانا صداق بمعنی کابین آور تھی وہ رضی اللہ عنہا بیس
سال کی صحابۂ عظام نے جب حقیقت حال پر اطلاع پائی آپسمین کہا اسرا و ازمنین کہ اقربائے حرم سید کائنات
جو اصہار اُس جناب کے ہین ہمارے ذل اسر اور قید رقیت مین گرفتار رہین پس تمام کے تئین آزاد کیا
اصہار جمع صہر ہے بمعنے جورو کے اقربا اور مرد کے اقربا کو بھی کہتے ہین اسر بمعنے گرفتار ذل ذلت رقیت غلام بنا
باندی بنے کو کہتے ہین مجموع اساری بنی مصطلق کے سو آدمی سے زیادہ تھے تمام اس قید سے آزاد ہوئے
عائشہ رضؓ کہتی ہین نجانون مین کسی نسا کے تئین کہ خیر و برکت اُسکی جویریہ رضؓ سے بزرگتر ہو اور لاتے ہین
جویریہ سے کہ کہا رسول خداؐ کے پہونچنے کے اوّل ہماری قوم پر مینے خواب دیکھا کہ گویا چاند یثرب کیطرف
سے سیر کرتا ہے یعنے چلتا ہے اور آتا ہے یہانتک کہ میری کنار مین پڑا اور اُس خواب کے تئین مینے کسی سے ظاہر
نکیا اور اُس خواب پر مین امیدوار تھی یہانتک کہ تعبیر اُسکی دیکھی مینے اور ہوا جو کچھ ہوا شکر خدا کا
یعنے زوجہ رسول خداؐ کی ہوئی وفات جویریہ رضؓ کی سن پچاس ۵۰ یا چھپن ۵۶ سال مین ہجرت سے اور عمر اُسکی
پینسٹھ ۶۵ برس کی تھی نماز کی اوسپر مروان نے جو معاویہ کیطرف سے مدینے کا حاکم تھا مرویات اوسکے
کتب معتبرہ کے درمیان سات حدیث ہین ازانجملہ چار حدیثین صحیحین مین اور دو بخاری مین اور دو
صحیح مسلم مین اور تتمہ باقی کتابونمین مروی ہین اُمّ حبیبہ رضؓ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ
بن عبد شمس بن عبد مناف اور نام اوسکا رملہ اور ایک قول ہے ہند اور مان ابی العاص بن امیہ
بن عبد شمس پھپھی عثمان بن عفان بن ابی العاص کی اور ام حبیبہ اوّل زوجہ عبید اللہ بن جحش
عبد اللہ بن جحش اسدی کے بھائی کی تھی اوائل حال مین دونے مسلمان ہوئے اور حبش کیطرف
اُنھون نے ہجرت کی ہجرت ثانیہ اور اُسے عبید اللہ سے ایک لڑکی ہوئی حبیبہ نام اور اُسپر تکنیہ ہوئی
یعنے کنیت کی گئی یعنے ام حبیبہ کر کے بعد اسکے عبید اللہ بن جحش مرتد ہوا اور دین نصرانیت
کی طرف پھرا اور خمر خواری مین اوقات مصروف رکھی یہان تک کہ اسی کام مین ناکام ہوا

ام حبیبہ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے خطاب کرتا ہے کہ ام المومنین اس خواب کی تعبیر میں نے
یہ کی کہ رسول خدا مجھے خواستگاری فرماوینگے پس سرور عالم نے عمرو بن امیہ ضمیری کے تئین نجاشی کے پاس بھجوایا
کہ ام حبیبہ کو میرے واسطے خطبہ کر اور نکاح کر پس ام حبیبہ نے خالد بن سعید بن ابی العاص کو جو حبش کے درمیان تھے
وکیل کیا اور جعفر بن ابی طالب اور جو کوئی اسلام سے حبش میں تھے حاضر ہوئے پس خطبہ پڑھا نجاشی نے کہ
الحمد للہ الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ
بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اما بعد فقد اجبت الی ما دعی الیہ رسول اللہ وقد
اصدقتہا اربعمائۃ دینار ذھبا بعد اسکے ڈالے دینار آگے لوگوں کے پس تکلم کیا خالد بن سعید نے جو وکیل ام حبیبہ کا تھا اور
کہا الحمد للہ احمدہ واستعینہ واستغفرہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اما بعد فقد اجبت الی ما دعا رسول اللہ صلعم
زوجت ام حبیبہ بنت ابی سفیان فبارک اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معنے اس خطبے کے یہ ہین تمامی ستائش
ازل سے ابد تک ہر حامد سے طرف محمود کے ثابت ہین واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ بادشاہ ایسا بادشاہ کہ
ہے نہایت پاک اور مبارک ایسا کہ سلام ہی یعنے پاک عیبون سے ایسا کہ مومن ہی یعنے ایمان اور امان دینے والا
ایسا اللہ کہ مھیمن ہی یعنے گواہ اور نگاہبان اور مہربان ایسا کہ غالب ہے ایسا کہ جبار شہادت دیتا ہون مین یہ کہ نہین
کوئی الہ مگر اللہ اور یہ کہ محمد بندہ اسکا ہی اور فرستادہ اسکا ہے بھجوایا ہوا یعنے حضرت رسول کو ہدی کرکے
یعنے واسطے ہدایت کے اور دین حق کرکے تاکہ ظاہر کرے اوس دین کو اوپر تمامی دینون کے اور اگرچہ
کراہت کرین مشرک لوگ لیکن بعد پس تحقیق جواب دیا مینے طرف اوس چیز کے کہ پڑھے گئے رسول
خدا طرف اس چیز کے مراد ام حبیبہ اور تحقیق اصداق اوسکا یعنے کابین چارسو دینار سونے کے
خالد بن سعید ام حبیبہ کے وکیل نے جو خطبہ پڑھا اوسکا ترجمہ یہ ہی ازل سے ابد تک ستائش ثابت ہی واسطے
اللہ کے ایسا اللہ کہ حمد کرتا ہون مین اوسکے تئین اور استعانت کرتا ہون مین اس سے اور طلب آمرزش
کرتا ہون مین اس سے اور گواہی دیتا ہون یہ کہ کوئی خدا نہین سوا اللہ واحد کے حالیکہ واحد ہے وہ
اور نہین کوئی شریک واسطے اسکے اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ محمد عبد اسکا ہے اور فرستادہ اسکا
بھجوایا اسی خدا نے ہدی کرکے یعنے واسطے ہدایت کے اور دین حق کے تاکہ ظاہر کرے اوس دین کو
تمامی ادیان پر اور اگرچہ کراہت کرین شرک کرنے والے لیکن بعد اسکے تحقیق جواب کو ہوا مین

طرف اُس چیز کے جو کچھ طلب کیا رسول خدا نے اور تزویج کیا مینے اُمّ حبیبہ ابی سفیان کی بیٹی کے تئین پس برکت دی اللہ تعالی نے واسطے رسول اپنے کے اور سونپا نجاشی نے دیناروں کو سعید بن خالد کے تئین پس قبض کیا اسکو سعید نے پس چاہا اُنھوں نے کہ اوٹھین کہا نجاشی نے بیٹھو کیونکہ سنّت انبیا ہو کہ کھایا جاوے طعام مجلس تزویج کے درمیان پس طلب کیا نجاشی نے طعام کے تئین پس کھایا سب نے پس بمقتضاے اذا طعمتم فانتشروا متفرق ہوئے کذا فی المواہب اور تھا ابوسفیان باپ ام حبیبہ کا اسکے نکاح کے وقت مکّے مین مشرک اور جنگ کرنے والا رسول خدا کے تئین اور یہ معاملہ اکرام ام حبیبہؓ کا اپنے باپ سے حالت کفر مین اسکے یعنے ابوسفیان کے حدیبیہ کے صلح کے بعد جو مدینے مین آیا تھا اور مدت صلح کے تئین دراز کیا تھا اور اُمّ حبیبہؓ کے پاس گیا اور چاہا کہ رسول خدا کے فرش پر بیٹھے اُم حبیبہ نے روا نرکھا اور کہا کہ یہ فرش طاہر مطہّر ہے اور تو آلودہ ہو کفر کی نجاست اور پلیدی سے مشہور ہے اور دوسری اور حکائتین بھی متعلق ہین اُس بات سے جو تزویج کیا اُسکے تئین نجاشی نے سابقاً جو وقائع غزوہ خیبر کے ذکر کے درمیان مذکور ہوئی ہین اور کہتے ہین کہ جب اُم حبیبہؓ کی وفات کا وقت پہونچا تب عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ سے کہا مجھے حلال کرو یعنے بخشو تم کہ درمیان اُن عورتوں کے جنکا ایک شوہر ہو بہت گفتگوئین درمیان آجاتی ہین جو کچھ مجھسے نسبت کرتے تمھارے واقع ہوا ہو یعنے کہا سو بخشو اُنھوں نے کہا خدا تعالی ہمکو اور تمکو بخشے حلال کیا ہمنے اور عفو کیا اُمّ حبیبہؓ نے شاد کیا تمنے مجھے خدا تعالی تمکو شاد گردانے اور تھی اُمّ حبیبہ پاکیزہ ذات اور حمیدہ صفات اور جواد اور عالی ہمت وفات اُنکی چالیسوین سال یا چوتالیسوین سال ہجرت سے تھی مدینے کے درمیان اور مرویات اُسکی کتب متداولہ کے درمیان پینسٹھ حدیث ہین ازانجملہ دو حدیث متفق علیہ اور مسلم کے نزدیک ایک حدیث اور باقی تمامی کتابون مین مروی ہین صفیہؓ بنت حیی بن اخطب بنی اسرائل سے ہارون بن عمران کے سبط سے یعنے نانہال اُسکا ہارون بن عمران کو پہونچتا ہو بنی النضیر کے قبیلے سے اور تھی وہ پہلے زن سلام بن مسلم کی اور جب درمیان اِن دونون کے جدائی پڑی کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے تحت مین آئی اور کنانہ خیبر کی حرب مین مقتول ہوا اور بعد اسکے جب خیبر کے فتح مین غنیمت ہاتھ لگی صفیہ کو حضرتؐ نے ازجملہ سبایا خاص اپنے واسطے اختیار فرمایا اور آزاد کرکے تزویج کیا اور تمامی یہ قصہ بتفصیل غزوہ خیبر کے درمیان مذکور ہوا ہے اور روایت کرتے ہین کہ صفیہؓ کے تئین جب حضور اشرف مین لائے فرمایا اسے خیمے مین لیجاؤ اُس وقت آپ

خیمے مین تشریف لائے جب صفیہؓ نے اُس سرور کو دیکھا اوٹھ کھڑی ہوئی اور جس فرش پر آپ بیٹھی ہوئی تھی اوٹھا کر
رسول خدا صلعم کے واسطے اُسے بچھایا اور آپ نے اُسپر بیٹھی فرمایا ای صفیہ ہمیشہ تیرا باپ مجھہ سے عداوت کیا کرتا تھا
یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اُسے ہلاک کیا صفیہؓ نے عرض کی کہ خدا تعالیٰ کسی بندے کو دوسرے کے گناہ کے سبب
نہین پکڑتا اُسوقت سید عالم صلعم نے اُسے مخیر گردانا یعنے مختار درمیان اسبات کے کہ اُسے آزاد کرین اور اُسکی قوم
سے ملحق گردانین اور درمیان اسبات کے کہ اسلام لاوے اور حضرتؐ اُس سے خواستگاری فرماوین صفیہ بہت
حلیمہ اور عاقلہ تھی عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اسلام کی آرزو رکھتی ہون اور مینے تمھاری تصدیق کی ہے
پیش از آنکہ دعوت کرو تم مجھے اب جو مین تمھارے گھر مین آئی ہون مجھے مخیر کرتے ہو کفر و اسلام مین واللہ
کہ خدا محبوب تر ہے مجھے آزادی پانے سے اور اپنی قوم مین ملنے سے اور تحقیق کہ مقصود سرور عالم صلعم کا امتحان
حال اور اختیار عقل اور صدق طلب اُسکے کا تھا نہ حقیقت تخیر درمیان کفر اور اسلام کے پس اُسے آزاد کیا
اور عقد باندھا اور اعتاق کے تئین اُسکے صداق اُسکا گردانا یعنے مہر اور جب حضرتؐ نے کوچ کیا راحلہ اُس
جنابؐ کا لایا گیا کہ سوار ہون حضرت صلعم نے پاے مبارک اوپر راحلے کے رکھا تا کہ صفیہ اُسپر سوار ہو
حضرت صلعم کی ران پر پانون رکھکے صفیہ رضؓ نے ادب نگاہ رکھا کہ پانون اُس جنابؐ کے زانو پر رکھے پس
اپنے زانو کو حضرت صلعم کی ران پر رکھا اور سوار ہوئی پس حضرتؐ نے اُسے اپنا ردیف گردانا اور پردہ آڑ کیا
کہتی ہے کہ ایکبار ستر خاص اُس جنابؐ کا لغزش مین آیا اور حضرت صلعم اور صفیہؓ دونون زمین پر آئے لیکن
لوگون مین کسیکی نظر اوپر نہ پڑی نہ صفیہ پر نہ حضرتؐ پر پس اوٹھے حضرت صلعم اور کھڑے ہوئے اور ستر کیا صفیہؓ
کے تئین اور تمامی احوال صفیہؓ کا غزوہ خیبر کے درمیان مذکور ہوا ہے اور جب زفاف کیا سرور عالم صلعم نے
اوس سے امر کیا اصحابؓ کو کہ جو کوئی جو کچھ اپنے ہمراہ توشہ رکھتا ہے حاضر کرے پس حیس تیار کیا گیا کہ
اوس جنابؐ کی برکت اور اعجاز سے تمام صحابی سیر اور آسودہ ہوئے اور یہ تھا ولیمہ صفیہ کا ولیمہ طعام
عروسی اور حیس اُس کھانے کو کہتے ہین جو خرما اور پنیر اور روغن سے بنایا جاتا ہے اور صفیہؓ کے تئین
حضرت صلعم کے نزدیک بڑی عزت اور شان تھی اور حضرت صلعم کو اُسپر عنایت اور رعایت تھی اور عائشہ صدیقہ رضؓ
اوس سے غیرت ایک کرتی تھی غیرت کے معنے رشک کرنا روایت کرتے ہین کہ ایک روز صدیقہ رضؓ نے
صفیہ رضؓ کی مذمت مین حضرت صلعم سے کہا بس ہے تم کو صفیہ رضؓ سے کہ وہ ایسی اور ایسی ہے یعنے کوتاہ قد
ہے حضرتؐ نے فرمایا تحقیق ای عائشہ رضؓ کہا تونے ایسا ایک کلمہ اگر اوسے دریا مین ڈالین

تو دریا فتسیر ہوا اور مروی ہے کہ ایکروز حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لیگئے دیکھا کہ وہ روتی ہے پوچھا رونیکا سبب کیا ہے عرض کی مجھے پہونچی ہے خبر کہ مجھے عائشہ اور حفصہؓ ایذا دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہم بہتر ہین صفیہؓ سے کہ ہم کو شرافت پیغمبر کے نسب کی ہے حضرتؐ نے فرمایا تو کسواسطے نہین کہتی ہے کہ تم کسطرح مجھسے بہتر ہو اور حال یہ کہ باپ میرا ہارون اور چچا میرا موسیٰ ہے اور عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایکبار پیغمبر خداؐ کے ساتھ ایک سفر مین تھے ہم صفیہؓ کا شتر خستہ ہوا اور راہ چلنے سے رہگیا اور زینب کو ایک اونٹ سواری سے زیادہ تھا حضرتؐ نے زینبؓ سے فرمایا صفیہؓ کا اونٹ خستہ ہوا ہے کیا اگر ایک اونٹ اسے دے تو اتنا کہ منزل کو پہونچے وہ زینبؓ نے کہا مین اس یہودیہ کو کوئی چیز ندونگی حضرتؐ اسپر قہر مین آئے اور دو مہینے یا تین مہینے اُسے ترک فرمایا جیسا کہ اس مدت مین اُسکے نزدیک نہ گئے اسطرح تھی سیاست اور تادیب اُس جنابؐ کی اُمہات لنساء کے تئین اگرچہ بعض اُنھون سے محبت زیادہ رکھتے تھے اور حق کے درمیان رعایت کسیکی نہین کرتے تھے نقل ہے کہ جب صفیہ مدینے مین پہونچی انصار کی نساؤن نے آوازہ اوسکے حسن اور جمال کا سُنا تھا واسطے تفرج کے اُسکے پاس گئین اور عائشہ صدیقہؓ نے بھی ایک چادر اوڑھکر اور ایک نقاب منھ پر ڈالکر انجانون کی طرح درمیان عورتون کے آئی کہ صفیہ کو دیکھے رسول خداؐ نے پہچانا جب باہر چلی حضرتؐ اُس کے عقب سے باہر گئے اور اُسے پاکر چادر کو پکڑکے فرمایا ای شقرا کہو صفیہ کو تو نے کیسا دیکھا کہا ایک یہودیہ درمیان یہودیات کے بیٹھی تھی فرمایا ای عائشہؓ یون مت بول کہ وہ مسلمان ہوئی ہے اور حسن الاسلام بنی ہے نقل ہے کہ مرض موت مین حضرتؐ کے اُمہات مومنین آگے حضرتؐ کے مجتمع تھین صفیہؓ نے کہا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی مین دوست رکھتی ہون کہ یہ مرض جو تمکو ہے مجھے ہو پس تمامی زوجات آپسمین غمز کرنے لگین اور حضرتؐ اسبات پر واقف ہوئے اور اُس جنابؐ کو بہت ناخوش گذرا اور حضرتؐ نے اسبات سے اظہار کراہت فرمایا یعنے غمز کرنے سے اُنکے صفیہؓ کو اور فرمایا قسم خدا کی کہ صفیہؓ اس دعوی مین صادق ہے وفات صفیہؓ کی چھتیسوین سال تھی ہجرت سے اور ایک قول سے پچاسوین سال مین اور ایک قول سے باونؔ سال اور ایک قول سے پچپن سال ہجرت سے اور ایک قول سے عمر بن خطابؓ کی خلافت مین اور عمرؓ نے اُسکے جنازے پر نماز پڑھی اور مرویات اوسکی دس حدیث ہین از انجملہ ایک حدیث متفق علیہ اور باقی تمامی کتب مین ہین میمونہؓ بنت حارث عامریہ ہلالیہ بلفظ عامر اور ہلال اور یا واسطے نسبت کے اور تاء تانیث ہے یہ تا حالت وقف

مین ہا ہوتی ہے ماں اُسکی یعنے میمونہ کی ہند بن عوف ہے قبیلۂ حمیر سے آور ایک قول سے یہ کہ قبیلۂ کنانہ سے اور میمونہ
کا نام بھی پہلے برہ تھا اور حضرتؐ نے اِس نام کو تغیر فرمایا میمونہ کرکے میمونہ مشتق ہے یمن سے یعنے برکت اور ماں
میمونہ کی ہند ایسی برکت کے نصیب رکھتی تھی کہ اُسکے داماد ایسے کچھ تھے کہ کسی عورت کے ویسے نہ تھے کیونکہ
ایک داماد اُسکے حضرتؐ تھے کہ میمونہ جن سے منسوب تھی آور دوسرا داماد عباسؓ کہ دوسری لڑکی
اُسکے ساتھ بیاہی گئی تھی جسے اُم الفضل کہتے تھے اور ہند کو سوا حارث کے جو میمونہ رضہ کا باپ تھا
دوسرا اور ایک شوہر تھا جسکا نام عمیس خثعمی اور اوس سے بھی کئی بیٹیاں رکھتی تھی ایک بیٹی اسما بنت عمیس جو
مشہور صاحب حسن و جمال تھی کہ جعفر بن ابی طالب سے منسوب ہوئی تھی اور جعفرؓ کے بعد ابوبکر رضہ اُسے نکاح مین
لائے اور ابوبکر کے بعد علی مرتضیٰؑ اور اسما کو ان ازواج سے لڑکے ہوئے جعفر سے عبد اللہ بن جعفر اور ابوبکر رضہ
سے محمد بن ابوبکر اور علیؑ سے عون بن علی ظہور مین آئے اور ایک بیٹی تھی زینب عمیس کہ حمزہ بن عبد المطلب رضہ
کے تحت مین تھی اور عمارہ بنت حمزہ اُس سے تھی کہ اُسے حق حضانت کرکے جعفر رضہ کو سونپا تھا حضرتؐ نے جو اُسکا
خالو تھا کیونکہ اسما بنت عمیس جعفر کی زن تھی حضانت یعنے پالنا اور ایک دختر تھی سلمی بنت عمیس کہ اُسکو شداد بن
ہاد اپنے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور قبیلۂ خثعم کی مستورات مین تمام صاحب حسن ہوتی ہین یہ سب داماد ہند
میمونہ کی والدہ کے تھے بیٹیاں چار تھین اور داماد چھ اور ولید بن مغیرہ خالد بن ولید کا باپ بھی داماد
اُسی کا تھا اور اُسے شمار مین نہ لائے کیونکہ وہ مشرک تھا اور خالد کی ماں کا نام لبابہ بنت حارث بہن
میمونہ بنت حارث کی جو زوجہ رسول خداؐ کی ہے یعنے میمونہ بنت حارث اور لبابہ بر وزن قطامہ کو لبابہ
صغری کہتے ہین یعنے چھوٹی لبابہ بنسبت کرتے ام الفضل کے کہ نام اُسکا بھی لبابہ ہے لبابہ کبری اور میمونہ
زمان جاہلیت مین مسعود بن عمر ثقفی کی زن تھی اور درمیان ان دونون کے مفارقت پڑی اور بعد
اُسکے ابو رہم کے یا دوسرے کسیکے تحت مین تھی اختلاف ہے اسمین اور اُسکے زوج ثانی کے حضرتؐ
اُسے حبالۂ نکاح مین لائے ذیقعدہ کے مہینے مین سال ہفتم ہجرت سے عمرۃ القضا کے درمیان اور
غرائب اتفاقات یہ ہے کہ نکاح میمونہ کا اور زفاف اور موت اوس کی یہ سب ایک ہی موضع
مین واقع ہوا جسے سرف کہتے ہین سرف نام ہے ایک موضع کا مکے سے دس میل پر اور
اب اوسکے مقبرے مین ایک عمارت ہے افتادہ اور اس سے روایتین ہین کہ حضرتؐ میمونہؓ کے تزوج
کرنے کے وقت محرم تھے یا حلال یعنے عمرے سے نکلے تھے یا نہین اس جگہ ہے اختلاف علما کا محرم کے

نکاح مین اور ہمارے مذہب مین یعنے سنت جماعت کی جائز ہی اور ترجیح دینے مین ان دونون روایتون سے
ایک کو اور تحقیق مین اسکے ایسا کلام ہی کہ اصول فقہ کے درمیان مذکور ہی وفات میمونہ رضہ کی سنہ احدی
وخمسین مین بقول اشہر اور ایک قول ہے یہ کہ سنہ احدی وستین مین اور ثلث وستین یا ست وستین یا ثمان
وستین مین بھی کہتے ہین بہت سے اقوال ہین اور ان قولون سے یہ ہی کہ سب سے آخر جو اہلیہ رسول خدا کی فوت
ہوئی میمونہ رضہ ہو گی اور مشہور یہ ہی کہ ام سلمہ تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ موت میمونہ رضہ کی ثمان وثلثین مین تھی
امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین اور وہ آخر ازواج ہی حضرت صلعم کی کہ اوسکے بعد پھر تزوج
نہین کیا اس جناب نے اور نماز کی اوسپر ابن عباس رض نے جو اسکا یعنے میمونہ رضہ کا ہمشیرہ زادہ ہے اور
اوترا اسکی قبر مین اور اور بھی ہمشیرہ زادے اوترے اور میمونہ رضہ سے مروی ہی کہ کہا ایک شب میری
نوبت کی شبون سے رسول خدا صلعم میرے پاس سے باہر گئے اوٹھی مین اور دروازے کو مین نے بند کیا
ایک لحظے کے بعد پھر آئے دروازے کو نہ کھولا مین نے حضرت ص نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول مین نے کہا
یا رسول اللہ صلعم میری نوبت کی شب مین دوسری بیبیونکے گھر مین جاتے ہو فرمایا ایسا نہین کیا مین نے
ولیکن قضاء حاجت کیواسطے مین گیا تھا اور اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی کہ قسم اور رعایت
قسم رسول خدا صلعم پر واجب تھی کہ میمونہ نے اسکو طلب کیا اور رنجیدہ ہوئی اور حضرت صلعم نے عذرخواہی
کی چنانچہ مشہور ہے اور مذہب شافعی یہی ہی اور مذہب حنفیہ یہ ہی کہ حضرت صلعم رعایت قسم بر سبیل کرم
وتفضل کرتے تھے اور ایسا اور اتنا کچھ کرتے تھے کہ گویا واجب ہے اور کہتے ہین کہ میمونہ وہ مستورہ ہے
جسنے اپنی ذات کو پیغمبر خدا صلعم کو بخشدیا جب اسکی خواستگاری کی خبر حضرت صلعم کیطرف سے اوسکے
نزدیک لے گئے اسوقت ایک شتر پر سوار تھی بولی شتر اور جو کچھ شتر پر ہے خدا اور رسول خدا صلعم کا ہی
یہ آیہ نازل ہوا وامراۃ مومنۃ وہبت نفسہا للنبی الی آخرہ الآیہ اور یہ بات خصائص سے اس جناب
کے ہے جیسا کہ آخر آیت مین حضرت حق فرماتا ہی خالصۃ لک من دون المومنین اور ایک قول یون ہی
کہ جس بی بی نے کہ اپنی ذات کو حضرت صلعم کو بخشا زینب بنت جحش ہے پوشیدہ نرہے کہ نکاح اسکا
یعنے زینب کا حق تعالے نے آسمان پر باندھا بخشنا انکا اپنے تئین کیا معنی رکھتا ہے اور ظاہرا
مراد ہبہ سے عدم الزام مہر ہے اور ایک قول ہے یہ کہ زینب بنت خزیمہ تھی اور بعضے کہتے ہین
کہ دوسری ایک عورت تھی بنی عامر سے شریک القرشیۃ العامریہ اسم اسکا غزیہ بنت جابر

بن عوف بنی عامر بن لوی سے عزیہ بروزن تربا اور بعضون نے کہا ہی بنت داؤد بن عوف و قیل غیر ذلک یعنی کہا گیا کہ
سوا اُسکے اور کوئی نہین جسنے بخشا اپنی ذات کو پس قبول نکیا حضرتؐ نے اُسکو اور تزوج نکیا واللہ اعلم مرویات
میمونہ کی چہتّر حدیث ہین ازانجملہ سات حدیث متفق علیہ ہین اور ایک فرد بخاری اور پانچ فرد مسلم اور باقی تمامی کتابون
مین ہین **وصل** یہ گیارہ مستورات ہین کہ حضرتؐ نے اُنکی خواستگاری کی ہی اور اُنسے زفاف فرمایا ہی اور بعض
اُنسے اولاد وجود مین آئی ہین اور ان تمام مین سے خدیجہؓ اور زینب بنت خزیمہ حیات مین اُس جنابؐ کے
دنیا سے گئی ہین اور باقی نے حضرتؐ کی رحلت کے بعد وفات پائی ہی اور ایک جماعت نسا اور ہین بیس یا
زیادہ کہ بعض کے تئین حضرتؐ نے تزوج فرمایا اور زفاف نہین کیا اور پیش از دخول مفارقت کی ہی اور بعض کے
تئین خطبہ کیا ہی اور خواستگاری کی ہی لاکن تزوج نہین کیا اور بعض کے تئین اُنسے تزوج کہا تخیر کے وقت جسوقت
ہی آیہ نازل ہوا جبالہ نکاح سے اُس جنابؐ کے باہر گئین یہ آیہ یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن
الحیوۃ الدنیا وزینتہا الی آخر الایہ یعنے اگر ہو تم کہ ارادہ کرتی ہو دنیا کی حیات کا اور اُسکی زینت کا
اور عالمون نے ان تمام کا ذکر کیا ہے اور بعض مقام استیفا مین آئی ہین اور ہمنے یعنے مولف
جو کچھ قصّۂ غریب اور نکتۂ عجیب کہ مفید اور نافع تھا اُسے ذکر کیا اگرچہ اس حیثیت سے کہ ذکر احوال شریف
اُس جنابؐ کا ہی اور تعلق اُس جنابؐ سے رکھتا ہی تمام مفید اور نافع اور موجب ذوق و لذت ہی ہی پس
ایک بیٹی ضحاک کلابیہ کی تھی جسنے دنیا کو اختیار کیا اور آخر کار حال اُسکا اُس حد کو پہونچا کہ خرما کی
گٹھلیان اور ایک روایت سے یہ کہ سرگین چُنتی تھی ایک شخص اُسکے پاس پہونچا اور پوچھا کون ہے یہ
سر اوپر کیا اور بولی ان الشقیۃ التی اختارت الدنیا علی اللہ ورسولہ یعنے وہ بدبخت عورت ہون جسنے
اختیار کیا دنیا کو اوپر خدا اور رسول خدا کے اور ایک اسما کندیہ ہی کہ جامع الاصول کے درمیان نام ہی کتاب کا
اُسکو جونیہ کرکے کہا ہی اور مواہب لدنیہ مین نام اُسکا اسما بنت نعمن بن ابی الجون کندیہ جونیہ ہے جون
بروزن عون اور کہتے ہین کہ اتفاق ہی اوپر اسبات کے کہ رسول خدا نے اُسسے تزوج فرمایا اور اختلاف کیا ہی
سبب مفارقت مین اُسکے پس کہا ہی قتادہ اور ابو عبیدہ نے کہ جب حضرتؐ نے اُسے بلایا اپنے نزدیک تب
ابا لائی وہ عورت اور سرکشی کی اور بعضون نے کہا ہی کہ کہا اُس عورت نے پناہ مانگتی ہون خدا سے تجھسے
فرمایا پناہ چاہی تو نے پناہ جائے بزرگ اور تحقیق کہ پناہ دی تجھے خدا نے تعالے الحقی باہلک
یعنے بہم ہو اور حمیث تو اپنون سے اور جامع الاصول مین یہی قصّۂ بنت جون کا اسطرح

آیا ہی عائشہ صدیقہ سے لایا ہی کہ کہا جون کی بیٹی آئی رسول خدا کی حضور اور بولی اعوذ باللہ منک حضرت نے فرمایا تحقیق کہ پناہ ڈھونڈھی تونے عظیم سے لاحق ہو اپنی اہل سے اخرجہ البخاری یعنے نکالا اس حدروایت کو بخاری نے اور نسائی کی روایت سے یون لایا ہی کہ کلابیہ جب آئی حضرت کے پاس الی آخرہ حضرت عائشہ سے اتنا ہی روایت کرتے ہین کہ اُسنے کہا یعنے اپنے پاس سے بولی اور کسی نے اُسکو نہین سکھایا دوسرا کیا ہو اور حسن ظن عائشہ صدیقہ پر ایسا ہی کہ وے اس تعلیم مین داخل نہون اور اُنسے یہ نادر قصہ صادر نہ ہوا ہو خدا دانا تر ہے اور ابی اسید کی حدیث سے یون لایا ہی کہ کہا باہر آئے ہم پیغمبر خدا کے ہمراہ یہانتک کہ گئے ہم ایک حائط کیطرف کہ کہا جاتا تھا اُسکو شوط اور منتہی ہو پر اُس حائط کے یعنے پہونچے اوس تک فرمایا رسول خدا نے بیٹھو اسجگہ اور لائی گئی جونیہ اور اوتاری گئی اوس نخلستان مین جو وہان تھا اور تھی ہمراہ اُسکے دایہ اُسکی کہ سوار آئی تھی اوپر اُسکے قرینہ عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لفظ دابہ ہو بمعنے چارپایہ نہ دایہ بمعنے جو دایا بخفیہ ترجمہ کیا جب آئے حضرت پاس اُسکے فرمایا ہبہ کر اپنی ذات کو واسطے میرے کہا اُسنے آیا آمادہ کرتی ہی بلکہ اپنی ذات کو فرومایہ لوگون کے لیے اور دراز کیا حضرت نے اپنے دست شریف کے تئین تاکہ پکڑین اُسکے ہاتھ کو اور ساکن ہووے وہ یعنے جونیہ بولی وہ اعوذ باللہ منک کیا بدبخت نامراد تھی نہین جانتی وہ جاہل کہ کونین کا بادشاہ وہ سرور آپ ہی اور وہ اپنے کو شہزادی ٹھہراتی ہی حالانکہ اُس خسرو انفس و آفاق کی کنیزک ہفت اقلیم کی شہزادیونکے بی بی بننے کی سزاوار ہے حضرت نے اُسے فرمایا پناہ ڈھونڈھی تونے پناہ گاہ عظیم سے پس باہر آئے حضرت طرف ہمارے اور فرمایا کہ اے ابا اُسید اوڑھا اوسکو دو چادرین اور پہونچا اُسکو طرف اُسکی اہل کے اور تکبر کرنا اوس عورت کا اور تسمیہ کرنا اپنے تئین ملکہ کرکے اوس جہت سے تھا کہ باپ اوسکا نعمان بن ابی الجون پیشوا اور سردار اہل کندہ کا تھا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ پیغمبر خدا کی نساؤن نے اُسے سکھایا کہ جب حضرت تجھے بلاوین اپنے آگے اور دست اندازی کرین تب کہہ تو اعوذ باللہ منک کہ خوش آتا ہی یہ کلمہ اوس جناب کو اور تھی یہ عورت اجمل نسا یعنے زیادہ صاحب جمال نساؤن سے اور خوف کیا انھون نے کہ غالب آوے اوپر ہمارے اور جب بولی وہ عورت یہ بات اور ناخوش آیا حضرت کو اور اُسے طلاق دی اور بھجوایا اوسے اوسکے لوگون کی طرف نام کرتی تھی یہ عورت اپنا بدبخت کرکے اور بعضے کہتے ہین نام اُسکا امیمہ تھا اور بعضون نے کہا ہی امامہ نام تھا اور ایک روایت

مین آیا ہی کہ حضرتؐ نے ابو اسید ساعدی کو بھیجا تھا تاکہ اسماء کو مدینے مین لاوے آوازہ اُسکے جمال کا مدینے مین شہرت
پا چکا تھا اور عورتین اُسکے دیکھنے کو آئین اور امہات مومنین نے ایک عورت کے تئین سکھا رکھا تھا کہ وہ اُس
سے کہے کہ تو بیٹی ملوک کی ہی اگر چاہتی ہی تو کہ کچھ بات اِس شوہر کے آگے رکھے تو جب تجھسے خلوت کرے کہہ تو
اعوذ باللہ منک کہ مجھسے بہت دور رہینگے حضرتؐ اِس بات کے بولنے سے اور ایک روایت مین یون آیا ہی
کہ جب اسکو حضرتؐ کے نزدیک لائے نساؤن نے اور اُسکے بہت رشک کیا اور ظاہر مین شفقت اور مہربانی
کے تئین اپنی آمیزش کی عائشہ صدیقہؓ نے حفصہؓ سے کہا کہ تو اسکو مہندی باندھ اور مین اُسکے سر کے
بالون کو کنگھی کرتی ہون اُسوقت اُس سے یہ حرف کہا کہ جب حضرتؐ تجھسے خلوت کرین تو اُنسے بول
اعوذ باللہ منک جب حضرتؐ ساتھ اُسکے گھر مین آئے اور پردہ ڈالا اور چاہا حضرتؐ نے کہ اُس سے
مباشرت فرماوین کہا اُسنے اعوذ باللہ منک حضرتؐ نے اُسکے نزدیک سے جست کی اور فرمایا پناہ گاہ
عظیم سے تو نے پناہ مانگی اُٹھ اور اپنے اہل کے ساتھ ملحق ہو تو اور ابو اسید کو فرمایا تاکہ اُس کو
اُسکے قبیلے کو اُسے پہونچا یا بعد اسکے حضرتؐ کے تئین اس بات سے خبردار کیا کہ نساؤن نے ایسا کام کیا
اور ایسا مکر اُسکے حق مین اُٹھایا تھا فرمایا انہن صواحب یوسف ان کیدکن عظیم اب آنکے ہم اس بات پر
کہ یہ کیسا مکر اور فریب ہی اور یہ کیا زیان کاری اور بد اندیشی ہی غیر کے حق مین جسنے کچھ گناہ نکیا ہو اور کچھ
خطا اُس سے نہوئی ہو جواب دیتے ہین کہ یہ بحکم طبیعت بشری ہی اور مقتضائے غیرت محبت ہی اور ناشی
ہے یعنے پیدا ہونے والا غایت محبت سے اُن جناب علیہ السلام کے اور طلب تقرب سے اُس حضرتؐ
کے کہ نہین چاہتی کہ دوسری کوئی اُس مین شریک ہو اور غیرت کے معنے یہی ہین کہ نہین
چاہتا محبوب اُسکا اُس سے جدا ہو اور وہ دوسرے کے واسطے ہو مثلاً ایک کوئی مال رکھتا ہے
یا صاحب جمال ہی یا کسی شخص سے شریک ہین اُس مین دوسرا کوئی آوے اور اُسے اُنکے ہاتھون سے
لے لیوے یا یہ کہ شریک ہووے اور وے اُسے دفع کرین کیا لازم آتا ہے اور نساؤن نے اُسکے
یعنے جونیہ کو جبر اور اکراہ نکیا اِس بات پر اُنھون نے ہر چند اُسے سکھایا یا وہ کسواسطے بولی اور یہ بات
شاید عورتون کو واسطے طلب محبت شوہر کے جائز ہو اور اسیواسطے حضرتؐ نے اُنھون پر قہر نکیا اور کچھ
منع اور زجر نہ فرمایا اتنا ہی کہا کہ نساؤن کو ایک کید اور مکر ہوتا ہی اور مکر اُنھون کا عظیم ہے
جیسا کہ قرآن مجید مین آیا ہی یوسف کی نساؤن کی شان مین ان کیدکن عظیم فافہم واللہ اعلم

اور ایک اور امراۃ تھی ملیکہ بنت کعب یعنی ملیکہ نام بیٹی کعب کی اور ایک قول سے لیثیہ یعنی لیث کے قبیلے کی کہ پیش از دخول مفارقت کی حضرت ص نے اُس سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہی تھی جسنے استعاذہ کیا یعنی حضرت سے بولی

اعوذ باللہ منک جیسا کہ اوپر گذرا اور بعضے کہتے ہیں کہ دخول واقع ہوا اور وفات پائی حضرت کے نزدیک اور قول اوّل صحیح تر ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت نے اُس سے تزوج بھی نہیں کیا صرف خواستگاری کی تھی لیکن حبالۂ نکاح میں نہیں لائے کذا فی المواہب اور روضۃ الاحباب میں لاتا ہی کہ جب حضرت ص نے خلوت کی اُس سے یعنے ملیکہ سے اور جب پوشش اوس سے دور کی سپیدی ایک نظر پڑی اُس سے متنفر ہوئے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور طرف اپنے اہل کے ملحق ہوا اور صاحب مواہب نے یوں کہا ہی کہ ایک عورت قبیلۂ غفار سے اور پیشک کے بعد اسکے ذکر کیا اس حکایت کو الی آخرہ اور ایک شراف سا تھ زبر شین معجمہ اور تخفیف را کے بنت خلیفہ کلبیہ دحیہ کلبی کی بہن تزوج فرمایا حضرت نے اُسے پس مولی وہ پیش از دخول اور ایک لیلی بنت خطیم بروزن حکیم قیس کی ہمشیرہ تزوج فرمایا اُسکو اور تھی یہ عورت غیور پس طلب اقالہ کیا اُسنے پیغمبر خدا سے پس اقالہ کیا حضرت نے اُسے پس کھایا اُسکو ذیب نے ذیب یعنی گرگ اور اقالہ فسخ بیع کرنا اور عقد توڑنا اور بعضوں نے کہا ہی وہ کہ جسنے ہبہ کیا اپنی ذات کے تئین یہی تھی اتنا ہی ذکر کیا ہی مواہب میں اور کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت پشت بر آفتاب بیٹھے ہوئے تھے مذکور اوس جناب کے قفا سے آئی اور ایک کی اوسنے پشت مبارک پر ماری فرمایا کون ہی یا کلہ الذیب یعنے کھاوے اُسے بھیڑیا کہا اوسنے میں ہوں خطیم کی بیٹی اور اپنے باپ کی تعریفونکو شمار کرنے لگی اور بولی آئی ہون میں کہ اپنی ذات کو تمھارے اوپر عرض کروں فرمایا خواستگاری کی یعنے تجھے واسطے اپنے پس لیلی اپنے قوم کے پاس گئی اور اُنھوں کو اس سے آگاہ گردانا کہا اُنھوں نے تو ایک عورت ہی غیور اور وہ بہت سے قبیلے رکھتا ہی غیرت سے جلیگی تو اور باتیں کریگی تو اور وہ قہر میں آویگا اور تجھپر دعاء بد کریگا اور دعا اُسکی مستجاب ہی جا طلب فسخ نکاح کر پس پھری اور حضرت کے نزدیک آئی طلب فسخ نکاح کرنے لگی پس حضرت نے اوس نکاح کو فسخ کیا اور اوس عورت نے دوسرا کوئی شوہر کیا اور کئی فرزند حاصل کیے ایک روز ایک بستان میں مدینے کے بستانوں سے غسل کرتی تھی ناگاہ ایک گرگ نے اُس پر جست کرکے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ایک سنا نام یا سنا یا اسما بنت صلت سلمیہ کے ہیں کہ حضرت ص نے اُس کی خواستگاری کی اور یہ خبر اُسے پہونچی شادی مرگ ہوئی اور بے اندازہ خوشی سے وہ مر گئی

اور ایک روایت یہ ہی کہ ایک مرد بنی سلیم سے حضرتؐ کے نزدیک آیا اور بولا یا رسول اللہؐ مجھے ایک لڑکی ہے
بہت صاحب جمال اور دانا مناسب نہین کہ دوسرے کیلئے پاس ہو یعنے یہ کہ دوسرے سے بیاہی جاوے سوا
تمھارے حضرتؐ نے اُسکی خواستگاری کی یا قصد خواستگاری کا کیا اوس مرد نے اُسکی ملح کا قصد کر کے
کہا کہ وہ ایک اور صفت رکھتی ہی کہ کبھی کوئی مرض اور کچھ زحمت اُسے نہین پہونچی سرور عالمؐ نے
فرمایا مجھے تیری لڑکی سے حاجت نہین ہی لاخیر فی مال یرزا منہ ولاجسد لاینال منہ اور ایک عورت
تھی مرہ بن عوف بن سعد سے خطبہ کیا سرور عالمؐ نے اُسکے باپ سے کہا اُسکے باپ نے کہا کہ یہ لڑکی
برص رکھتی ہی یعنے کوڑھی ہی کہتے ہین کہ وہ اِس بات مین دروغگو تھا چاہا اوسنے کہ عذر کرے اور
بیٹی ندیوے جب اپنے گھر کو پھرا پایا اُسنے برص کو اُس لڑکی مین اور کہتے ہین کہ اُسکے باپ نے اُسے
اپنے بھتیجے کو دیا اُس سے ایک بیٹا جنی نام اُسکا شبیب بن برصا اور شاعر تھا ذکرہ الطبری اور امامہ
بنت حمزہ بن عبدالمطلب عرض کی گئی اوپر اوس جنابؐ کے پس فرمایا کہ وہ بیٹی میرے بھائی کی ہے
رضاعت سے اور حمزہ برادر رضاعی ہی اُس جنابؐ کا کہ ارضاع کیا یعنے دودھ پلایا اُسکو ثوبیہ ابولہب
کی جاریہ نے جاریہ یعنے لونڈی اور عزہ بن ابی سفیان نے عرض کیا اوسکے تئین اُسکی خواہر ام حبیبہؓ
نے پس فرمایا وہ حلال نہین ہی مجھے اِس جہت سے کہ اُسکی بہن اُم حبیبہؓ میرے گھر ہے یہ کئی نسا ہین
کہ پیش از تزوج یا بعد از تزوج اور پیش از دخول جنسے مفارقت واقع ہوئی ہی اور کتب قوم کے
درمیان یعنے اہل سیر نے زیادہ اوپر اُسکے ذکر کیا ہی ساتھ اُن اختلافون کے جو اُنکے نامون مین
واقع ہوئے ہین اور از انجملہ جسکی خواستگاری کی اور نکاح میسر نہین ہوا ام ہانی بنت ابی طالب نام اُسکا
فاختہ ہی اور بعضون نے عاتکہ کہا ہی اور بعضون نے ہند قول اوّل اصح اور اشہر ہے کہتے ہین کہ عہد
جاہلیت مین حضرتؐ نے خواستگاری کی اُسے اور ہبیرہ بنت وہب مخزومی سے پس تزوج کیا ابوطالب نے
اُسکے تئین ہبیرہ سے پس فرمایا حضرتؐ نے ابوطالب سے ای چچا میرے تو نے بیٹی ابی ہبیرہ کو دی
اور مجھے ندی کہا ابوطالب نے ای بھائی کے فرزند مجھے اُن سے مصاہرت واقع ہوئی تھی اور
اُنسے بیٹی مانگی تھی طریقۂ کرم دہ دیکھا مین نے کہ بدلا اُنکا کرون پس جنی ام ہانی واسطے
ہبیرہ کے جعدہ اور عمرہ اور یوسف کے تئین اور ہانی کو کہ تکنیہ کیا اُسے اوس کر کے یعنے بیٹی کے
نام پر ہانی کی مان ام ہانی پس مسلمان ہوئی ام ہانی اور تھا اسلام اُسکا عام الفتح یعنے

مکے کی فتح کے سال مین جدائی ڈالی اُسکے اسلام نے درمیان اُسکے اور اُسکے شوہر کے پس خطبہ کیا رسول خدا نے
اُسکو پس کہا ام ہانی نے واللہ کہ مین دوست رکھتی تھی تمکو جاہلیت مین پس کیون نہ دوست رکھون تمکو اسلام
مین اور تم زیادہ دوست ہو مجھے میری آنکھون سے اور کانون سے میرے لیکن مین ایک عورت ہون کہ یتیم لڑکے
رکھتی ہون ڈرتی ہون کہ اگر مین رعایت حال مین اُنکے مشغول ہون حق خدمت آپکا بجا نہ لا سکون
اور اگر جیسا کہ شرط ہی آپکی خدمت مین قیام کرون اُنکی رعایت نکر سکون گی اور ضائع ہو جاوینگے وہ بچے
بچے اور شرم رکھتی ہون کہ آپ میرے بستر پر آوین اور کسی طفل کو دیکھین لیٹا ہوا اور وہ دوسرا دودھ پیتا ہو
پس حضرت نے فرمایا بہترین وہ عورتین ہین جو سوار ہوتی ہین اونٹون کے یعنی نساء عرب زنان
قریش ہین مہربان اور زیادہ رغبت کرنے والیان اپنی اولاد پر اور زیادہ رعایت اور امانت کرنے والیان
اپنے شوہر کی اُسکے مال مین اور کتب تفسیر مین لکھا گیا ہی کہ جب نازل ہوا یہ آیہ کریمہ کہ یا ایہا النبی انا احللنا لک

ازواجک اللاتی آتیت اجورهن وبنات عمک وبنات عماتک وبنات خالک وبنات خالاتک اللاتی هاجرن معک کہا
ام ہانی نے خطبہ کیا مجھے رسول خدا نے پس عذر کیا مینے اوس جناب سے پس معذور رکھا مجھے پس نازل
کیا خدا تعالے نے اس آیت کے تئین پس حلال نہوئی مین اوس جناب پر کیونکہ مین نے ہجرت
نہین کی تھی ساتھ اُس سرور کے اور تھی مین طلقا سے یعنی طلاق پائی ہوئیون سے روایت کی ہے
اُس سے علی اور ابن عباس اور ابن ابی لیلی اور عکرمہ اور شعبی اور عطا اور ابو صالح اُسکے غلام نے
اور اُسکی بیٹی جعدہ نے اور اُسکی پوتی ابن جعدہ نے اور ایک اور گروہ باقی رہا ہیانتک خمسین
کے بعد معاویہ کے زمانے مین اور اوسکا ذکر ہے فتح مکہ کے درمیان اور پڑھی سرور عالم نے
اُسکے گھر مین یعنے ام ہانی کے صلوۃ الضحی اور فضل صلوۃ الضحی کے باب مین حدیث اوسکی مروی ہو
خدا اُس سے اور سرداری اُس جناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار تھین اول ماریہ بنت شمعون
قبطیہ کہ مقوقس قبطی صاحب مصر اسکندریہ والی نے حضرت کے واسطے پیشکش کرکے بھجوایا تھا اور وہ
کنیزک سپید پوست صاحب جمال تھی مسلمان ہوئی اور حضرت نے اُسے برسم تسری نگاہ رکھا اور
ملک یمین کرکے اوسے تصرف مین لاتے تھے اور اُس سے محبت رکھتے تھے ایسی کہ عائشہ صدیقہ اُسپر
رشک کرتی تھین اور ابراہیم بن رسول اللہ اوس سے پیدا ہوا اور بھی مدینے مین واسطے اُسکے
گھر تعمیر کیا گیا کہ اب اُس جگہ کو مشربہ ام ابراہیم کہتے ہین اور حضرت اوسکے نزدیک اُس جگہ

جاتی تھی جیسا کہ گذرا اور بقیہ احوال یا ہر سال زمان میں جو شش سادسہ کے درمیان فتح حدیبیہ کے بعد واقع ہوا اندکور
ہوا ہے دوسری ریحانہ بنت زید بن عمرو اور بعضوں نے کہا ہے بنت شمعون بنی نضیر کے سبایا سے یعنے اسیروں سے آئی اور
ایک قول میں بنی قریظہ کے سبایا سے والاول اظہر یعنے پہلا قول ظاہر تر ہے بعضی فرماتے تھے حضرت اس سے ملک یمین
کرتے تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ آزاد کیا اُسے اور تزوج فرمایا محرم میں سال ششم میں ہجرت سے اور واقدی نے اس
قول کی ترجیح کی ہے اور ابن عبد البر وغیرہ نے ترجیح کی ہے قول اول کی وفات پائی اُسنے حضرت کے وفات سے
آگے حجۃ الوداع سے پھرتے وقت اور دفن کی گئی بقیع کے درمیان اور ایک قول ہے یہ کہ حضرت کے بعد وفات
پائی زمان خلافت میں عمر بن خطاب کی اور قول اول صحیح زیادہ ہے اور ایک کنیزک تھی صاحبہ جمال کہ بعضے سبایا
سے حضرت کو پہنچی تھی اور ایک کنیزک تھی کہ زینب بنت جحش نے حضرت کو بخشی تھی واللہ اعلم

باب سوم ذکر میں چچاؤں کے اور پھوپیوں کے اور بھائیوں کے ذکر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جدات کے ذکر میں

روضۃ الاحباب میں لاتا ہے کہ عبد المطلب کو تیرہ بیٹے تھے اور چھ بیٹیاں تھیں اور بعضے کہتے ہیں دس بیٹے تھے اور بعضے کہتے
ہیں یازدہ یعنی گیارہ لیکن اعمام یعنے چچا مواہب اللدنیہ میں ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی سے لاتا ہے کہ حضرت
کو بارہ چچا تھے جو عبد المطلب کے بیٹے ہیں عبد اللہ جو والد شریف ہے اُس جناب کا اور حارث اور ابو طالب اور
اسم اُسکا عبد مناف ہے اور زبیر کہ کنیت کہا جاتا ہے اُسکے تئیں ابو الحارث اور حمزہ اور ابو لہب اور نام اُسکا
عبد العزی ہے اور غیداق بر وزن میدان اور مقوم اور ضرار بر وزن فرار اور عباس اور قثم بر وزن عمر اور
عبد الکعبہ اور حجل پہلے جیم بعد حا مہملہ کے اسکے تئیں مغیرہ اور دار قطنی نے کہا ہے بتقدیم حا اس لفظ کو اس تقدیر
میں یعنی بحری اور بابر سے ہوگا اور نام اُسکا مغیرہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے گیارہ چچا ہیں حضرت کے
پس اسقاط کیا ہے مقوم کے تئیں اور بعضوں نے کہا ہے وہ اور عبد الکعبہ دونوں ایک ہیں اور بعضوں نے کہا ہے دس
چچا ہیں پس اسقاط کیا ہے غیداق کے تئیں اور حجل کے تئیں اور بعضوں نے کہا ہے نو ہیں اور اسقاط کیا ہے قثم کے تئیں

انتہی

اور کلام اس مقام میں بہت ہیں واللہ اعلم ولیکن پھوپیاں سرور عالم کی بیٹیاں عبد المطلب کی چھ ہیں ام حکیم جسکا نام بیضا ہے
اور برہ اور عاتکہ اور صفیہ اور اروی اور امیمہ ولیکن ام حکیم اور عبد اللہ والد اُس سرور کا اور ابو طالب اور زبیر اور
عبد الکعبہ اور بیضا اور امیمہ اور اروی اور برہ اور عاتکہ ایک ماں سے ہیں جسکا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم

اور حمزہ اور مقوم اور حجل اور صفیہ ایک مان سی جسکا نام ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہی اور عباس اور ضرار اور قثم ایک
مان سے جسکا نام نتیلہ بصیغۂ تصغیر بنت حباب بن کلب تھا اور حارث اور ابولہب ایک اِن دو سے اعیانی بھائی اور
بہن نہین رکھتے مان حارث کی صفیہ بنت جنیدب بر وزن جعیفر بصیغۂ مصغر آخر مین تا مان ابولہب کی لُبنٰی بروزن
کُبریٰ بنت ہاجر تھی اور پیغمبر خداؐ کے چچیون سے سوا حمزہ اور عباس کے اور کوئی اسلام مین نہین آیا اور ابوطالب اور
ابولہب نے زمان اسلام پایا ہی لیکن توفیق اسلام کی نپائی جمہور علما اسی بات پر ہین اور صاحب جامع الاصول لایا
ہی کہ زعم اہل بیت نبوۃ کا وہ ہی کہ ابوطالب مسلمان دُنیا سے گیا ہی واللہ اعلم کذا فی روضۃ الاحباب اور رسولخداؐ
کی پھپھیون سے جو مان زبیر بن عوام کی ہی مسلمان ہوئی ہی بالاتفاق یعنے اسبات مین کسیکو اختلاف نہین ہے اور
اُسے از جملۂ مہاجرات شمار کیا ہی اور حاضر ہوئی ہی غزوہ خندق کے تئین اور مارا اُسنے یعنے صفیہ نے ایک مرد کے
تئین یہود سے اور مارا اُسے حضرتؐ نے تیر سے اور دفن کی گئی ہی بقیع کے درمیان اور اروی اور عاتکہ کے
اسلام مین اختلاف ہی اور عاتکہ صاحب رویا ہی یعنے وہ ہے جسنے خواب دیکھا تھا جیسا کہ قصۂ بدر کے درمیان
گذرا اور ابو جعفر عقیلی اِنکے اسلام کی طرف گیا ہی یعنے یہ کہ مسلمان ہی اور ان کو صحابہ کے درمیان
محسوب رکھا ہی لیکن ابن اسحاق نے کہا ہی کہ مسلمان نہین ہوئی مگر صفیہ ولیکن برہ ابوسلمہ کی مان جو
بیٹا عبد الاسید کا ہی جو شوہر اُمّ سلمہ کا تھا حضرتؐ سے اوّل اور امیمہ مان عبد اللہ بن جحش کی اور
زینب بنت جحش اور حمنہ بنت جحش زینب کی بہنین ہین اور مناقب حمزہ اور عباسؓ کے بیت ہین اما حمزہؓ
یہان سے پیغمبرؐ کے چچا اُن کا بیان ہی ابو عمارہ کنیت ہی اوس عالی مقام کی اور سید شہدا لقب ہے
اوس کا سن اس بھائی میرے کنیت اور لقب اور اسم تینون ایک ہی ہین لیکن فرق یہ کہ جو نام کہ مصدر
ہوا ابن اور اب سے مثل ابو عمارہ ابن ابوتراب اوسے کنیت کہتے ہین اور جو نام بین مدح و ذم پائی جاوے
مثل سید الشہدا اور کرار غیر فرار وغیرہ اوسے لقب کہتے ہین اور جو نام اِن دونون سے نرالا ہو مثل
میرزا حسن بن فتح علی غفر اللہ لہما و نورہما اسکو علم کہتے ہین اور معجم لبغوی کے درمیان لایا ہے کہ
حضرتؐ نے فرمایا قسم اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری بقا کے ذات ہی کہ لکھا ہوا ہے خدا سے
عزوجل کے نزدیک آسمان ہشتم مین حمزہ اسد اللہ و اسد رسولہ اور اسلام اُس عالیمقام کا سنہ ثانیہ مین ہے
بعثت سے اور بعضون نے سنہ سادسہ مین کہا ہی حضرتؐ کے آنیکے بعد دار ارقم مین اور عمر خطاب کے اسلام کے
لانیکے اوّل تین روز آگے اور مارا اُسے شہید سعید نے عتبہ بن ربیعہ کے تئین یا شیبہ بن ربیعہ کو مبارزت

کرکے اور تھا سبب اسلام اسکا یہ کہ ایکروز ابو جہل لعین نے ایذا دی تھی سرور عالم کو اور دشنام دی تھی اُس جناب ص کو اور حضرت ص نے تحمل کیا اور حمزہ شکار کو گئے ہوئے تھے جب شکار سے پھرے باندی نے اُنکو خبر دی کہ آج ابو جہل نے سخت ایذا دی ہی رسول خدا ص کو پس غضب مین آئے حمزہ اور گئے ابو جہل کے نزدیک اور مارا اپنی کمان کے تئین جو ہاتھہ مین تھی اور توڑا اُس بدبخت کے سر کے تئین اور اسلام لائے پس خوشحال ہوئے حضرت ص اور عزیز ہوا اوس سے اسلام یعنے غالب ہوا اسلام بسبب حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور اوّل جو علم کہ مرتب فرمایا حضرت ص نے واسطے مسلمانون کے واسطے حمزہ کے تھا اوّل جو لشکر سریہ کر بعث کیا اوس جناب ص نے سریہ حمزہ کا تھا اور فرمایا حضرت ص نے کہ بہترین اعمام میرا یعنے میرے سب چچا ؤن مین حمزہ بہتر اور اعلیٰ ہی اور فرمایا سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب ہی اور ذکر کیا ہی سلفی نے بریدہ سے کہ اس قول حضرت ا کے بیچ کہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی اور نقل ہے ابن عباس رض سے کہ کہا کہ اس قول ملک علام بین کہ فمنہم من قضی نحبہ مراد حمزہ ہی جو گذرا اور قصہ اسکی شہادت کا غزوۂ اُحد کے درمیان ہی اور منقول ہی سعد بن مسیب سے کہ کہتا تھا کہ مین تعجب کرتا تھا حمزہ رض کے قاتل سے کہ کس طرح نجات پاویگا یہانتک کہ مُوا حمزہ کے درمیان اور جب دیکھا رسول خدا ص نے حمزہ کے تئین مارا گیا اور مثلہ کیا ہوا یعنے اعضا بعضے جو ہندہ نے اُسکے کاٹے تھے اوس حال سے حضرت ص نے جیسا دیکھا تب صیحہ مارا یعنے نعرہ مارا اور فرمایا مصیبت زدہ نہین ہونگا مین ہرگز تیرے مثلہ ہونے پر اور نہین کھڑا ہون مین کھڑا ہونا کسی جگہ غضب ناک زیادہ ہونے والا اس جگہہ سے اور منقول ہے ابن مسعود سے کہ کہا نہین دیکھا رسول خدا ص کو زیادہ رونے والا ہرگز اس شدت سے جس طرح حمزہ پر کھڑے ہوئے اُسکے جنازے پر اور روئے اور اوٹھائی آواز یہانتک کہ وہ جناب ص بیہوش ہوا اور فرمایا یا حمزہ یا عم رسول اللہ ص یا اسد اللہ و اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ کاشف الکربات یا حمزہ یا ذات عن وجہ رسول اللہ ص اور اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ درمیان ندبہ کے اور بیتابی کے درمیان فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود مین آیا ہے واللہ اعلم اور تھے حضرت ص کہ جب نماز کرتے جنازے کی چار تکبیر فرماتے اور حمزہ پر ستر تکبیر کی اور روایت کی گئی ہے انس بن مالک سے کہ شہدائے اُحد غسل نہین دیئے گئے اور نماز اُنکے جنازون پر نہین پڑھی گئی پس جو کچھ حمزہ پر وارد ہوا ہی مخصوص ہی اوس سے یعنے حمزہ رض سے اور جو کچھ نماز پڑھنے مین اُسکے غیر پر آیا ہو یعنے اور شہیدون پر سہو محمول اوپر اسکے ہوگا کہ باہر آیا حرب سے اور نہ مُوا یہانتک

کہ گذرا جنگ سے اور تھا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا او نسبٹھ برس کا اور سن تھا رسول خدا سے چار برس اور بعضی کتابوں میں دو سال کہا ہے اور رکھا گیا حمزہ اور اُسکا خواہرزادہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہما ایک قبر کے درمیان ذکر ہذا کلہ فی المواہب اللدنیہ اما عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کنیت اُسکی ابو الفضل ہے نسبت کرنے فضل کے جو بڑا بیٹا ہے اُسکا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑا ہے کہ نام جسکا عبید اللہ ہے لیکن وہ مشہور ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کرکے اور غالب آیا یہ نام اوپر اُسکے اور اُم عباس رضی اللہ عنہ کا نام نتیلہ بنت خباب بن کلب ہے کہتے ہیں کہ وہ مستورہ اول وہ عربیہ ہے جسنے پوشش کی بیت الحرام کی دیبا سے اور کئی طرح کا کسوت یعنے پوشش کیونکہ عہد صبا میں یعنے بچپنے میں گم ہوا تھا اور اُسنے نذر کی تھی کہ اگر آوے تو کسوت دیوے بیت اللہ کے تئیں اور تھا عباس رضی اللہ عنہ جمیل وسیم یعنے صاحب جمال تن دراز خوشبودار کہ تھے اُسکے دو گیسو طویل القامت جیسا کہ لائے ہیں کہ لوگوں کے قد ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شانوں تک پہونچتے تھے اور ابن عباس عباس رضی اللہ عنہ کے شانوں تک اور عباس عبد المطلب کے شانوں تک پہونچتے تھے اور بعضوں نے اُسکے وصف میں معتدل بھی لکھا ہے اور ظاہر یہ ہے مراد معتدل القامت ہو اور ہو سکتا ہے کہ اعتدال تمامی اعضا اور اجزا اُسکے درمیان مراد ہو واللہ اعلم ولادت اُسکی تین سال اگاڑی ہے عام الفیل سے یعنے جس سال ابرہہ فیل محمود لیکر مکے پر آیا واسطے انہدام کے اور غارت ہوا اُس سے تین برس کے اول عباس متولد ہوئے تھے اور سن تھا سرور عالم سے دو سال یا تین سال اور تھا عباس رضی اللہ عنہ رئیس قریش میں اور اُسے مفوض تھی عمارت مسجد حرام کی اور ظاہر یہ ہے کہ تعمیر مسجد کی اور درازی اُسکی مراد ہو اور سقایت مسجد حرام کا بھی اُسکے دست کفایت میں تھا اور تھا عباس ساتھ حضرت صلعم کے لیلۃ العقبہ کے درمیان جبکہ انصار نے عقد بیعت کیا اور کہا عباس رضی اللہ عنہ نے انصار سے کہ ہوشیار ہو اے قوم کہ محمد درمیان ہمارے شریف اور عظیم ہے مبادا ثانی الحال جو عہد باندھتے ہو اُسے توڑ ڈالو جیسا کہ گذرا اور تھے حضرت کہ وثوق فرماتے تھے طرف اُسکے تمام کاموں کے درمیان وثوق کے معنے اعتماد اور استواری نقل ہے کہ جب سخت کیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے بند کو بدر کے اسیروں کے درمیان حضرت صلعم کے تئیں عباس رضی اللہ عنہ کے آہ و نالہ کرنے سے اور اقصور حال سے اُسکے نیند نہیں آتی تھی پوچھا اصحاب رضی اللہ عنہم نے کس سبب سے بیداری ہے آپکی یا رسول اللہ صلعم فرمایا عباس رضی اللہ عنہ کی انین سے انین یعنی آہ و نالہ میں اُٹھا ایک مرد اور سست کیا اُسنے اُسکے بند کے تئیں پس حکم ہوا کہ تمام اسیروں کے بند اسی طرح ڈھیلے کرو ذکرہ ابو عمر وصاحب الصفوہ اور کہتے ہیں کہ تھا عباس رضی اللہ عنہ

کہ پوشیدہ رکھتا تھا اپنے اسلام کے تئین اور باہر آیا ساتھ مشرکون کے بطریق جبر وقہر یعنے انکے جبر اور قہر سے یعنے ناچار
انکے ہمراہ آیا اور فرمایا سید عالم صلعم نے کہ جو کوئی پیش آوے عباس کے تئین چاہیے کہ نہ مارے اسکو کیونکہ وہ باہر آیا ہی مستکرہ
یعنے کراہت اور نارضامندی سے کیونکہ کفار اور ابوجہل نہین روا دار تھے کہ کوئی مکّے مین رہے اور بدر کو باہر آوے
پس اسیر کیا عباس کو کعب بن عمر نے پس فدیہ دیا بدلے اپنی ذات کے عباس نے اور پھر الٹے مکّے کے اور کہتے ہین
کہ بھی بدر ہی کے روز اسلام لایا اور جب حضرت ؐ مکّے کی فتح کے واسطے نکلے عباس رض نے بھی مکّے سے ہجرت کی اور
حضرت ؐ سے راہ مین ملا اور اپنے عیال کو مدینے کی راہ بھجوایا اور آپ حضرت صلعم کے ہمراہ ہوا اور تھا حضرت ؐ کے ہمراہ
مکّے کی فتح کے درمیان اور فرمایا حضرت ؐ نے ختم کی گئی تیرے تک ہجرت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا اور بعضون نے
کہا ہی کہ عباس رض اسلام لایا پیش از فتح خیبر اور پنہان رکھتا تھا اپنے اسلام کے تئین اور رشاد اور مسرور ہوتا تھا
اوس چیز سے جو کچھ فتح اور فیروزی دیتا تھا اہل اسلام کو اور اظہار کیا اپنے اسلام کو مکّے کی فتح کے روز اور
حاضر ہوا جنگ حنین کے تئین اور طائف اور تبوک کے تئین اور کہتے ہین کہ عباس رض پیش از جنگ بدر بھی
مسلمان ہی تھا اور لکھا کیا کرتا تھا پیغمبر خدا ؐ کو اخبار مشرکون کے اور جتنے مسلمان مکّے مین تھے اعتماد
رکھتے تھے اسکا اور دوست رکھتا عباس رض طرف سید کائنات کے پس لکھا حضرت ؐ نے اُسے کہ رہنا تیرا
مکّے کے درمیان بہتر ہی مجھے اور سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہی کہ کہا استیذان کیا عباس رض نے یعنے
طلب اذن رسول خدا ؐ سے ہجرت کیواسطے پس لکھا حضرت ؐ نے اُسے کہ اے چچا تو اپنی جگہ رہ آخر خدا تعالی ختم
کریگا تجھسے ہجرت کے تئین جس طرح ختم کیا مجھپر نبوت کے تئین اور وہ یون ہوا کہ عام الفتح کے درمیان یعنے
سال فتح مکّے مین مکّے سے ہجرت کی اور حضرت ؐ سے ملاقی ہوا جیسا کہ معلوم ہوا اور بیہقی کتاب الفضائل کے
درمیان لایا ہی کہ ابورافع نے جب بشارت دی حضرت صلعم کو عباس رض کے اسلام لانے کی آزاد کیا سرور عالم صلعم نے
ابورافع کے تئین اور تھے حضرت ؐ کہ اکرام فرماتے تھے اور تعظیم کرتے تھے عباس رض کے تئین اور وصیت کیا اونکا
رسول خدا ؐ نے کہ تھا وہ یعنے عباس رض سخی ترین اور مہربان ترین مردم اوپر لوگون کے اور فرمایا عباس چچا میرا
اور صنو میرے باپ کا ہی صنو بالکسر والضم یعنے برادری مادری و پدری اور ابن عم کو کہتے ہین اور تحقیق
جو کوئی ایذا دیوے عباس رض کو ایذا دی ہی اوسنے مجھے یہ بات رسول خدا ؐ نے اوس وقت فرمائی
کہ عباس رض حضرت کے نزدیک آئے اور شکایت کرنے لگے لوگون کی یہ کہ کیا ہوا ہے ان لوگون
کے تئین کہ جب مین آتا ہون انکے درمیان ناخوشی آتا ہی اُن کے تئین اور پوشیدہ کرتے ہین

ہمسے اپنی باتون کو جو آپ یقین کرتے ہین اور درمیان اپنے محبت کی آنکھ سے نہین دیکھتے ہین کما قال ورلاتے ہین
کہ آیا عباس ایک روز نزدیک سرور عالم صلعم کے پس جب دیکھا حضرت صلعم نے اُسے اوٹھے طرف اُسکے اور بوسہ دیا درمیان
دونون آنکھونکے اُسکے اور بٹھایا اپنے دست راست کیطرف اور فرمایا یہ میرا عم ہی اور جو کوئی چاہے کہ مباہات
اور فخر کرے اپنے عم پر پس کہا عباس رض نے کیا خوب بات ہی یا رسول اللہ صلعم حضرت صلعم فرمایا کیون نہ بولو نہین اس
بات کو اور تو عم میرا ہی اور صنو ہی میرے باپ کا اور میرے باپ دادے کا بقیہ ہی اور وارث میرا ہے اور
بہترین شخص جسے چھوڑ جاتا ہو نہین اپنے اہل سے اور فرمایا حضرت صلعم نے ایک روز عباس سے اے چچا اپنے
گھر مین رہو اور باہر مت جاتو اور تیرے فرزند جبتک مین آؤن نزدیک تمھارے کہ مجھے ایک حاجت ہی درمیان
تمھارے پس جب آئے حضرت صلعم اوڑھایا اوپر اُنکے اپنی ردا اُسکے تئین اور ایک روایت سے یہ کہ اوڑھایا رسول
خدا صلعم نے اپنی کسا کے تئین یعنے کمبل کو اور کہا اے پروردگار یہ میرا چچا ہی اور صنو میرے باپ کا اور یہ اُسکے
فرزند ہین میرے اہل بیت پوشیدہ کر اُنکو آتش دوزخ سے جسطرح مینے اُنکو پوشیدہ کیا اپنی ردا سے پس
آمین کی چوکھٹ اور دیوار نے اوس گھر کے اور کہا آمین آمین آمین اور ایک روایت یہ کہ باقی نہ رہا گھر مین کوئی
پتھر اور کوئی کلوخ مگر یہ کہ آمین کی اُسنے آمین کے معنی ایسا ہو جیسا استجابت دعا کے وقت بولتے ہین
اور ترمذی کی روایت مین ابن عباس رض سے آیا ہی کہ کہا اوڑھایا رسول خدا صلعم نے اوپر ہمارے اپنی کسا کو
پس کہا اللهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة لا تغادر ذنبا اللهم احفظ فی ولده یعنے اے پروردگار
مغفرت کر واسطے عباس رض کے اور اوسکی اولاد کے ایسی مغفرت کہ ظاہر اور باطن نہ متغادر ہو گناہ کے تئین
الٰہی محفوظ رکھ اوسکی اولاد کے تئین اور کہا ترمذی نے حسن غریب یعنے نادر خوبی اور عباس رض
کی شان مین اور اُسکے بیٹون کے کہا ہی کہ بعد اوسکے برقرار رہین اور اخبار اوس کی خلافت
مین اور مدح اُن کی لبس سواد کرکے یعنے سیاہ کمبل کا اوڑھنا اور اعزاز دین اور تقویت ملت
اور ترغیب اُن کی محبت پر ان باتون پر حدیثین کی ہین ایسی کہ درمیان اُن حدیثون کے
راویون کے ضعیف راوی متروک ہین بلکہ مظان کذب اور وضع ہین یہ لفظ مظان شاید
ظاہر سے ہو قرینہ عبارت سے نہ ضاد سے جو بمعنے جاے گمان ہے بہ تشدید نون ظن سے
اور وضع کے معنے بنانا اور بناوٹ خدا جانے مؤلف نے جو لکھا سو مینے ترجمہ کیا اور بجدیہ لکھا ہے
کہ وہ ظاہر اند روایت آن اخبار و آثار در زمان خلافت ایشان ست و اللہ اعلم

اور وفات پائی عباسؓ نے عثمانؓ کی خلافت کے درمیان دو سال پہلے قتول ہونے سے اُسکے یعنے حضرت عثمانؓ
کے جمعے کے روز یعنے عباسؓ نے بارھوین کو یا چودھوین کو رجب کی یا رمضان شریف کی سنہ بتیس یا تینتیس مین
اور تھا وہ رفع الحاشیتی سال کا یا نو اسی سال کا پائی اُسنے اُس سے یعنے مدت حیات سے اپنی عباسؓ نے بتیس
سال سلام کے درمیان اور دفن کیا گیا بقیع کے درمیان اُس معلی منزلت کی قبر منور کے بیٹا اسکا عبد اللہ اور تھا
ابن عباسؓ بھی عظیم اور جلیل یعنے بزرگ اور صاحب جلال مسمی ترجمان القرآن کرکے اور ابو الخلفا کرکے اور کہتے
ہین کہ مان اُسکی یعنے عبد اللہ بن عباس کی ام الفضل جب جنی ابن عباسؓ کے تئین تب لائی سید کائنات کے حضور
پس اذان دی حضرتؐ نے اُسکے داہنے کان مین اور اقامت بائین کان مین اور فرمایا لیجا ابو الخلفا کے تئین
بزواہ ابن حبان وغیرہ سلنے یہ روایت کی ہی اور کہا ہی کہ پُر کیا اولاد اور احفاد نے ابن عباسؓ کی زمین کے تئین یعنے
بہت اولاد ہوئی احفاد جمع حفد ہی یعنے پوتے یہانتک پہونچے مامون خلیفہ کے زمانے مین آٹھ لاکھ کے تئین یعنے
آٹھ لاکھ شمار مین آئے اور مستبعد رکھی گئی ہی یہ خبر یعنے دراز بہ کثرت مگر یہ کہ مراد اُس سے ساتھ اتباع اور
لواحق کے رکھین واللہ اعلم اور تھا عباسؓ اصغر اعمام حضرتؐ کا یعنے سب چچاؤن سے چھوٹا اور اسلام نہ لایا
چچاؤن سے کوئی مگر وہ اور حمزہ سید الشہدا جیسا کہ معلوم ہوا راضی ہوا خدا اُن سے **اما جدات** یعنے
دادی نانی جدہ دو قسم مادری و پدری اور مواہب اللدنیہ مین سبکو عدد کیا ہی یعنے شمار اور یہ احوال جو مشتمل تھا اوپر
اُس بات کے جو کتب احادیث کے درمیان مذکور ہون مگر یہ کہ صرف اسما یعنے نام اُنکے سو بھی آشنا نہین یعنے نہین
پہچانے جاتے اسواسطے تعرض طرف اُنکے ذکر کے واقع نہوا **و اما اخوہ رضاعیہ** یعنے ہم شیر بھائی سرور
عالمؐ کے ایک اُن سے حمزہ سید الشہدا ہی چچا اُس جنابؐ کا اور دوسرا ابو سلمہ بن عبد الاسد زوج اُمّ سلمہ کا مان
اُسکی برہ بنت عبد المطلب پھپی رسول خدا کی سشیر دیا اُنھون کو اور پیغمبر خداؐ کو ثوبیہ ابو لہب کی جاریہ
نے اپنے بیٹے کا دودھ جسکا نام مسروح بن ثوبیہ ہی چار برس کے تفاوت سے پہلے اُنے حمزہ کو دودھ پلایا
اور بعد اُسکے حضرتؐ کو اور بعد حضرتؐ کے عبد اللہ بن عبد الاسد کے تئین اور ابو سفیان بن حارث ابن عم
رسولؐ بھی برادر رضاعی ہی اوس سرورؐ کا دودھ دیا اُسے یعنے ابو سفیان کو اور حضرتؐ کو حلیمہ سعدیہ نے
نے اور اولاد حلیمہ کی تمام اخوت اور اخوات رضاعیہ ہین حضرتؐ کے اور ایک بار جب لشکر
اوس جنابؐ کا ہوازن پر تاخت لایا درمیان اُنکے ایک عورت کو بولی وہ مین ہمشیر ہون تمھارے
صاحب کی اور جب حضور اشرف مین آئی بولی وہ عورت یا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین تمھاری

ہمشیر ہون رضاع سے یعنی ترحیب کی اُس جناب ؐ نے یعنے مرحبا فرمایا اُسے اور بچھائی واسطے اُسکے اپنی ردائے
مبارک اور بٹھایا اُسے اُسپر اور آنسو گر آئے آنکھون سے اوس سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد دلانے سے
گذرا ہوا احوال اور فرمایا کہ اگر تو دوست رکھتی ہی اسبات کو کہ ہمارے نزدیک رہے مکرمہ اور محببہ رہ
یہان اور اگر دوست رکھتی ہی اسبات کو کہ طرف اپنی قوم کے پھرے پس صلہ دون تجھے اور نعمت دون تجھے
عرض کی اُسنے کہ چاہتی ہون کہ اپنی قوم کی طرف پھرون مین پس مسلمان ہوئی اور عطا کیے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین غلام اور باندی اور کئی اونٹ اور بکریان آور آیا ہی کہ حلیمہ بھی آئی حضرت
کے نزدیک اور تحقیق انعام واکرام کیا اُسکے تئین حضرت ؐ نے اور ثویبہ ابولہب کی جاریہ کے تئین انعام
واکرام کیا اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اختلاف کیا ہی اُسکے اسلام مین یعنے ثویبہ کے
قرینہ عبارت سے نظر کرتے مرجع قریب کے یا اوس عورت کو جسنے کہا مین ہمشیر ہون تمھارے صاحب
کی جسطرح اختلاف واقع ہوا ہی حلیمہ کے اسلام مین اور بقیع کے درمیان ایک قبہ ہے چھوٹا سا کہ
اوسے قبہ حلیمہ سعدیہ کہتے ہین اور زیارت کرتے ہین اُسکی اور حلیمہ کے تزویج مین بھی اختلاف لاتے
ہین اور ظاہر اسلام ہی انکا ہے اور ثویبہ کے تئین آزاد کیا تھا ابولہب نے جسوقت بشارت دی
تھی اوسنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد ہونے کی اور اسی جہت سے آیا ہی کہ دوشنبے کے
روز ابولہب سے عذاب اوٹھایا جاتا ہے اور ثویبہ آیا کرتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تزوج کے بعد اور اکرام فرماتی تھین خدیجہ رضی اللہ عنہا اُسکے
تئین اور مدینے سے مکّے مین واسطے ثویبہ کے صلہ اور کسوت یعنے کپڑے بھیجا کرتی تھین یہانتک
کہ موئی ثویبہ خیبر کی فتح کے بعد اور تھی ایک خاصہ اوس جناب ؐ کی یعنے ایک دایہ کہ پرورش کرتی
تھی اوس جناب ؐ کو اپنی کنار مین ام المومنین حبشی تھی جسکا نام برکت تھا غالب آئی اوپر اوس کے
کنیت اوسکی مہاجرت کی ام ایمن نے حبش کو دونون ہجرت اور مدینے کو اور تھی ام یعنے ام ایمن مولاۃ
باندی اوس جناب ؐ کی کہ میراث مین پہونچی تھی اوس جناب ؐ کو والد شریف عبد اللہ بن عبد المطلب
سے اور بعضے کہتے ہین کہ اوس جناب ؐ کی والدہ آمنہ سے پس آزاد کیا حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسے جسوقت تزوج کیا ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تئین اور تزوج کی
اوسکی عبید بن زید بن عمرو سے بنی الحارث سے پس جنی واسطے اوسکے ایمن کے تئین یعنے

ایک بیٹا جسکا نام ایمن رکھا گیا پس کنیت بسبب اوسکے یعنے ام ایمن کرکے اور تزوج کیا اُسے بعد عبید کے زید بن حارثہ نے اور جنی واسطے اُسکے اسامہ بن زید کے تئین بسبب اُنکے یعنے ام ایمن کرکے اور تزوج کیا ام ایمن کے تئین امی بعد امی یعنے ماں میری بعد میری ماں کے وفات پائی بعد عمر رضی اللہ عنہ کے بیس روز کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین روایت کی گئی ہی اوس سے اوسکی بیٹی ایمن نے اور انس بن مالک نے اور طارق بن شہاب نے اور تیمار بنت حلیمہ سعدیہ بھی حضانت کرتی تھی اُس جناب صلعم کے تئین اپنی ماں حلیمہ کے ساتھ حضانت کے معنی پالنا

باب چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدام کے بیان مین

خدام جمیع خادم ہی اشہر والزم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں سے انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی ہی یعنے قبیلہ خزرج سے کنیت اوسکی ابوحمزہ لقب ایک چیز ہی مشہور یعنے ترکاری جسے فارسی مین ترہ تیزک کہتے ہین ایکبار وہ انس لاتا تھا اُسے یعنے حمزہ کو یعنے ترہ تیزک پس دیکھا اُسے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حال مین پس کنیت فرمایا اُسے اوپر اُسکے اور فرمایا یا ابا حمزہ خدمت کی اُسنے حضرت صلعم کی دس برس اور جسوقت ہجرت کی حضرت نے طرف مدینے کے انس کی ماں انس کو نظر النور مین حضرت صلعم کے لائی اور عرض کی یا رسول اللہ یہ میرا بیٹا انیس آپکی خدمت مین رہے پس خدمت کی اُسنے دس برس اور حاضر تھا سفر اور حضر مین کہتا ہی انس کہ ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے نہ کہا کسواسطے یہ کام کیا تو نے اور کس واسطے یہ کام نہ کیا تو نے اور کیون یون کیا اور کیون نہ کیا اور حاضر ہوا انس تمامی مشاہد کے تئین اور انتقال کیا اوسنے یعنے نقل مکان بصرے کیطرف عمر خطاب کی خلافت مین تاکہ فقیہہ گردانا تمام لوگون کے تئین وہ آخر صحابی ہی جو موا بصرے کے درمیان سنہ ثلث وتسعین یا احدی اثنین وتسعین اور دعا کی اوس جناب عالی نے اُسکو بخیر دنیا و آخرت اُسکی ماں کی التماس سے جو حضرت صلعم کے نزدیک آئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ انیس خادم ہی آپکا دعا کرو اسکے تئین پس دعا کی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسکے تئین اللہم اکثر مالہ وولدہ وادخلہ الجنۃ یعنے اے پروردگار بہت دے مال اُسکو اور اولاد اور داخل کر جنت مین انس کہتا ہے کہ دیکھا مین نے ان دونون کو جو کثرت مال اور ولد ہی اور امید رکھتا ہون تیسرے کے تئین جو دخول جنت ہی اور کہا کثرت مال اس حد مین ہوئی کہ مجھے ایک باغ ہی کہ پھل دیتا ہے ایک سال مین دوبار اور تھا وہ اوس کی

عمر ہوئے ننانوے برس سے ایک سو چھہ تر ذکور اور باقی اناث اور پہونچی ہیں روایتیں اسکی بارہ سو چھیاسی حدیث اور روایتیں کی ہین جماعۂ اصحاب نے اور روایتیں کی ہین اُس سے خلق کثیر نے اُسکی اولاد سے اور اولاد کی اولاد سے اُسکی اور سوا اُسکے اولاد کے اور وفات پائی انس رضہ نے ولید بن عبد الملک بن مروان کے زمانے مین اور غسل دیا اُسے محمد بن سیرین نے اور تھا سیرین اور موالیون سے یعنے غلامون سے اور جمع ہوئے اوپر اُسکے ایک سو بیس شخص اُسکی اولاد سے اور دفن کیا اوسے اور انتظار کیا حجاج کے آنے تک کیونکہ تھا انس رضہ کو ساتھ حجاج کے ایک کلام شدید اور قدرت نہین رکھتا تھا اوسکی ایذا پر جہت سے اوسکی جلالت اور فضل خدمت کی جو حضرت رسالت پناہ صلعم سے رکھتا تھا اور دعا انس کی جو تعلیم کی تھی اُسے حضرت صلعم نے اور قوت سے اوس دعا کی غلبہ کرتا تھا حجاج پر مشہور ہے اور فارسی کے رسالون مین اُسکی شرح کی گئی ہے اور روایت کی ہے ابو ہریرہ رضہ نے کہ نہین دیکھا مینے مشابہ تر نماز پڑھنے مین رسول خدا صلعم سے سوا انس رضہ کے کسی شخص کو یعنے انس رضہ مشابہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز کے نماز پڑھتا تھا اور عبد اللہ بن مسعود رضہ بن غافل الہذلی صاحب نعلین یعنے نعلین بردار اور مسواک اور متکا اور عصا رکھنے والا اور مواہب کے درمیان وسادہ زیادہ کیا ہے یعنے بچھونا اٹھانے والا اُن چیزون کے اور متکا کا ذکر نہین کیا یہ تمام اشیا خالی اُسکے شین یعنے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جب اوٹھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تب نعلین پاے مبارک مین وہ پہناتا اور جب بیٹھتے تب نعلین اوس جناب صلعم کے پاؤن سے وہی نکالتا اور اپنی آستین مین رکھتا اور تھا وہ رضی اللہ عنہ مقربان درگاہ سے اور حاضران گاہ و بیگاہ سے ایسا کہ آنے جانے والے لوگ اُسکو اُس جناب صلعم کے اہل بیت سے خیال کرتے مناقب اور فضائل اُسکے بہت ہین اور بس ہے اُسکو یہ منقبت کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رضیت لامتی ما رضی بہ ابن ام عبد وسخطت لہا ما سخط لہا وفات پائی مدینے کے درمیان اور بعضے کہتے ہین کوفے مین سنہ اثنین و ثلثین یا ثلث و ثلثین اور تھی عمر اُسکی ساٹھ سال کی کچھ اوپر روایت کی ہے اُس سے خلفاء اربعہ نے اور سوا اُنکے صحابہ اور تابعین نے اور ایمن عن ام ایمن صاحب مطہرہ یعنے پانی کا چھاگل اوٹھانے والا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شہید ہوا حنین کے روز اور ربیعہ بن کعب اسلمی رضہ جو آب وضو اوس جناب صلعم کا ترتیب دیا کرتا تھا اور اصحاب صفہ سے تھا اور صحبت قدیم رکھتا تھا حضرت صلعم

سے اور ملازمت کیا کرتا تھا سفر اور حضر مین روایت کی ہی اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور روایت کی ہی
اُس سے ایک جماعت نے تابعین سے اور روایت کی ہی بخاری نے اُس سے ایک جماعت نے توفی سنہ ثلث
وستین بعد وقعۃ الحرہ یعنے وفات پائی اُسنے ترسٹھ برس مین ہجرت سے وقعہ حرہ کے بعد اور عقبہ بن عامر
جہنی اوس سرور کے درمیان سفرون کے کھینچا کرتا وہی نے درمیان کاشف کے اُسکی تعریف کی ہے ان
لفظون سے کہ صحابی کبیر امیر شریف فصیح فرضی شاعر مقری کہتے ہین موذن کو والی گردانا گیا غزوہ بحرین
کے تئین اور مُوا مصر کے درمیان اور کہتے ہین کہ وہ والی تھا مصر کا معاویہ کی طرف سے اپنے بھائی
عتبہ بن ابی سفیان کے بعد اُسکے معزول کیا اوسے اور فوت ہوا مصر مین سنہ ثمان وخمسین مین
روایت کی ہی اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور روایت کی ہی اُس سے اصحاب سے جابر اور
ابن عباس نے اور تابعین سے خلق کثیر نے کذا فی جامع الاصول اور روایت کی گئی ہی اُس سے کہ
کہا تھا مین نے کہ کھینچتا تھا شتر کے تئین واسطے رسول خدا کے ایک راہ مین راہون سے پہاڑ کے
درمیان پس فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار ہو یا عقبہ بن عامر پس گرامی رکھا مین
نے اسبات کے تئین کہ سوار ہوؤن اوس جناب کے مرکب پر پھر ڈرا مین اسبات سے کہ کہین معصیت نہو
یعنے نافرمانی سے پس سوار ہوا اور جلدی نیچے اترا پس سوار ہوئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
کھینچا مین نے مرکب کو اوس جناب کے پس فرمایا مجھے آیا تعلیم کرون تجھے اور خبر دون تیرے تئین بہترین
دو سورتون سے جسے پڑھین لوگ کہا مینے ہان یا رسول اللہ تعلیم کیجیے آپ پر فدا ہون میرے مان باپ
فرمایا قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق اور جب ملاحظہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مجھے کہ مسرور نہوا مین ان دونون سورتون سے یعنے فضیلت پر اُنکی تمامی سورتون
سے قرآن کی خصوصاً سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقر اور مانند اُن کے کہ افضل اور اعظم سورے ہین پس
نیچے اترے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے لیے اور ادا کی نماز ان دونون سورتون
سے یعنے قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق سے صبح کی نماز کے تئین کہ افضل صلوۃ ہی اور
نگاہ کی اوس جناب نے میری طرف اور فرمایا دیکھا تونے یعنے دیکھا تونے کہ صبح کی نماز ان دو
سورون سے ادا کی مین نے زیادہ اِس سے کیا فضل ہوگا اور یہ یعنے یہ سورت سفر مین بھی
اور سفر مین پڑھنا معوذتین کا یعنے قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق کا نماز

صبح کے درمیان مستحب اور مسنون ہی اور حقیقت وہ ہی کہ خیریت اور افضلیت ان دونوں سورتوں کی باسبت استعاذہ کے درمیان ہی کہ شامل تمامی آفات اور بلیات جسمانی اور روحانی ہیں اور پڑھنا سفر میں صبح کے درمیان اسی جہت سے ہی روایت احمد و ابوداؤد ونسائی رحمہم اللہ تعالے لا استعاذہ بمعنے طلب پناہ کرنا اور احمد کی روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا اُسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آیا تعلیم کروں تجھے تین سورے جو توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان میں ہیں کہا میں نے ہاں یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تیں پڑھایا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور سعد رضی اللہ عنہ مولی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یعنے غلام اور بعضوں نے سعید کہا ہی اور سعد اصح اور اشہر ہے واسطے اُسکے یعنے سعد کی صحبت ہی کہ تھا وہ کہ خدمت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تئیں روایت کرتا ہی اُس سے حسن بصری رح اور روایت کی ہی اوسکے تئیں ابن ماجہ نے اپنے سنن کے درمیان ایک حدیث کہ کہا سعید نے کہ آگے لایا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئیں خرما پس اقران کرنا شروع کیا لوگوں نے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقران مت کرو اور اقران باہم دو خرمے ملا کر کھانے کو کہتے ہیں کذا ذکر الذہبی اور استیعاب کے درمیان کہا ہی نام کتاب کا ہی کہ مولے ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی لوس سے حسن بصری رح اور پائی نہیں جاتی حدیث اوسکی مگر ابی عامر ابی الخزار صالح بن رستم اور اُسے سعید بھی کہتے ہیں اور سعد اکثر اور افصح ہے شمار کیا جاتا ہی اہل بصرہ کے درمیان اور تھا وہ کہ خدمت کرتا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تئیں اتنا ہی اوسکا احوال لکھا ہی اور اُسکا حسب اور نسب کچھ نہیں لکھا مگر اتنا ہی کہ سعد مولے ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ہی اور اسلع رضی اللہ عنہ بن شریک صاحب راحلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنے مرکب کا رکھنے والا اور صاحب مواہب نے لکھا ہی کہ طبرانی ربیع بن بدر اپنے باپ سے لایا ہی کہ کہا خبر دی مجھے ایک مرد نے کہ اسلع نام رکھتا تھا کہا اوسنے کہ میں خدمت کرتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تئیں پس فرمایا اوس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

مجھے ایک مرد ذرا ای اسلع او کو اور باندھو یعنے لوجھ لادو اونٹ پر مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پہونچی ہی مجھے جنابت پس خاموش ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم پس آئے اوس جناب صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام ساتھ آیۂ سعید کے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے او کھڑا ای اسلع اور تیمم کر پس تیمم کیا مین نے پس بار باندھا مین نے واسطے اوس جناب صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے پس سیر کی یعنے رفتار یہانتک کہ گذرے ایک پانی کے تئین پس فرمایا مجھے کہ ای اسلع مس کر اس پانی سے اپنے تئین جلدی اسلع کہتا ہی پس بتایا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے تیمم ایک ضرب واسطے منہہ کے یعنے دو ہتھ اور ایک دو ہتھ واسطے ہاتھون کے مرفقین تک مرفقین دونون کہنیان

اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نام اوسکا جندب بن جنادہ ہی اعیان صحابہ اور زہاد صحابہ سے تھا اسلام لایا تھے کے درمیان رابعاً وخامساً فی الاسلام اور مذہب اوس کا حرمت ادخار وکنز ہے یعنے ذخیرہ کرنا مال کا اور گنج کرنا اوسکے نزدیک حرام ہی احوال غریبہ اور مناقب عزیزہ رکھتا ہی یعنے حقیقت اوسکی نادر ہی اور بڑائیان اور بزرگیان اوسکی فاخر ہین اور نزاع واقع ہوا درمیان اوسکے اور معاویہ کے اس آیت کے درمیان کہ والذین یکنزون الذہب والفضۃ یعنے وہ لوگ جو گنج کرتے ہین سونا اور روپا پس کہا معاویہ رض نے کہ یہ آیہ اہل کتاب کی شان مین ہی اور لکھی شکایت اوسکی امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا اسے شام سے مدینے مین پس بھجوایا اوسے ربذہ بہ وزن قبضہ کے درمیان ربذہ نام ہی ایک موضع کا مدینے سے تین مرحلے کے فاصلے پر اور سکونت کی اوسنے درمیان اوسکے اور وفات پائی اوسنے سنہ احدی وثلثین وقیل اثنین وثلثین اور اصابہ کے درمیان کہا ہی وعلیہ الاکثر نام ہی کتاب کا یعنے بتیسوین سال مین موا ہی اسپر اکثر ہین اور نماز کی اوسپر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جسوقت کہ کوفے سے آتا تھا اور رویا اوسپر رونا دراز یعنے بہت رویا اور کہا اخی وخلیلی عاش وحدہ ومات وحدہ ویبعث وحدہ طوبی لہ یعنے بہائی میرا اور دوست جانی میرا معیشت کیا حالیکہ تنہا تھا اور موا حالیکہ تنہا تھا اور برانگیختہ ہوا حالیکہ تنہا تھا خوشی ہو جیوہ واسطے اوسکے اور تھے ساتھ اوسکے یعنے عبد اللہ بن مسعود رض

ـکے ساتھ کسی شخص النعارتـــــ اور بخشین ساتھ اُنکے الثواب یعنے چادرین اور مُوا بعد اُسکے سیتنے آسنے کے بعد
آور اصحاب کے درمیان کہتا ہی کہ نماز کی اوسپر ابن مسعود رض نے پس آیا مدینے کے درمیان اور موا بعد
اُسکے اندک مدت کے درمیان واقع ہوا اُسسے بہی ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ مانند اوسکے جو کچھ واقع ہوا
ابو ذر رضی اللہ عنہ کے تئین آور قصہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے آنے کا مکے مین اور اسلام لانا اُسکا غرائب
سے ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ چھایا کن نہ کی آسمان نے اور بوجھ نہ اوٹھایا زمین نے ابوذر رضی اللہ
عنہ سے سچے کے تئین یعنے ابوذر رض ایسا راستگو اور راست رو تھا کہ جب سے زمین و آسمان
پیدا ہوتے دیسا کوئی زمین کے اوپر آسمان کے نیچے کم پیدا ہوا ہے اور آیا ہی کہ ابوذر رضی اللہ
مبارات کرتا ہی عیسے کے تئین اپنی عبادت مین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جس شخص کو یہ
بات خوش آئی ہو کہ نظر عیسے بن مریم کے زہد کی طرف چاہیے کہ نظر کرے ابوذر رضی اللہ عنہ
کی طرف آور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جو کوئی چاہے کہ مین ابوذر رضی اللہ عنہ کی
جو مشابہت زیادہ رکھتا ہی عیسی بن مریم علیہ السلام سے سو نظر کرے ہدی پر اور نسک مین
ابوذر رضی اللہ عنہ کے اور ایک سے یہ کہ پر اور صدق اور جد کے درمیان ابوذر رضی اللہ عنہ کے
جد یعنی کوشش اور ایک روایت سے یہ کہ خلق مین اُسکے نظر کرے اور ابن عبد البر استیعاب مین
لایا ہی کہ جب حاضر ہوئی وفات تب روئی اوپر اوسکے یعنے موت ام ذر زوجہ اوسکی کہا ابوذر نے
کیا چیز رونے مین لائی ہی تجھے ام ذر نے کہا کیون نہ روؤن مین کہ تو بیابان کے درمیان ہی زمین
افتادہ سے اور نہین مجھے کوئی چادر جس سے تکفین کرون تجھے کہا ابوذر نے بشارت دون تجھے
کہ سُنا ہی مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ایک جماعت کے تئین کہ مین
درمیان اونکے تھا کہ مریگا ایک مرد تم سے ایک بیابان مین حاضر ہونگے اُسے ایک عصابہ
مسلمانون سے عصابہ مرادف عصبہ ہی یعنے مردان بیس سے چالیس تک اور نہین درمیان اُس جماعت کے
کوئی مگر یہ کہ موا اپنی قوم کے درمیان پس مین ہون واللہ وہ مرد جسے حضرت صلعم نے فرمایا اور کہا جا نگاہ کر
براہ پر کہ ایک جماعت پہونچتی ہی عورت اوسکی بولی کونسا وقت جماعت کے پہونچنے کا ہی کہ حجاج
بسبب گئے اور راہ منقطع ہوئی کہا جا اور دیکھ اور خوب نگاہ کر پس نکلی مین ایک ٹیلے پر اور نگاہ
کی دیکھتی ہون مین کہ آتی ہی ایک جماعت اور ہانکتی ہے اپنے مرکبون کو اور جلد جلد ہانکتی ہے

اور حبیب دیکھا انھون نے مجھے کہا یا امۃ اللہ کون ہو تو مین بولی ایک مرد مسلمان سے مرتا ہی تکفین کرو تم
اوسے پوچھا کون ہی وہ مرد کہا مین نے ابو ذر رض وے بولے وہی ابو ذر رضی اللہ عنہ جو صحابی
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بولی ہان وہی ہے پس تعزیہ کیا اوسکا اپنے ابا
اور امہات کرکے یہان تک کہ آئے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے نزدیک پس کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ
نے اونکو کہ بشارت ہو جیو تمکو مین نے سنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ وہ
فرماتے تھے ایک جماعت کے تئین کہ مین درمیان اونکے موجود تھا کہ مریگا ایک مرد تم سے ایک
بیابان مین زمین سے اور حاضر ہونگے اوسکو ایک گروہ مومنین سے اور نہین کوئی اوس جماعت
سے لیکن یہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ نے فرمایا مگر یہ کہ موا اپنی قوم کے درمیان اور
قسم خدا کی کہ دروغ نہین بولتا مین اور کہا رہتی تھی ایک چادر میرے نزدیک یا میری عورت کے
نزدیک ایسی گنجائش رکھتی تھی اس بات کی کہ کفن ہو میرے تئین تکفین نکرتا مین مگر درمیان اوس
چادر کے اور مین سوگند دیتا ہون تمکو کہ تکفین نکرے مجھے وہ مرد جو تم سے امیر ہو یا عریف یا برید
یعنے پیک یا نقیب یعنے ان پانچ وصفون سے جو بری ہو سو مجھے تکفین کرے اور نہ تھا اوس
جماعت کا کوئی مرد مگر یہ کہ مباشرت رکھتا تھا منصبون سے ایک پس کہا ایک جوان نے
انصار سے کہ مین کفن دیتا ہون تجھے ای چچا اوس ردا کے درمیان جو اوپر میرے ہے اور
دو چادرون سے جو میرے عیبہ دان مین ہین کہ کاتا ہے اوسے میری جاریہ نے کہا
حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ہان تو تکفین کر مجھے پس تکفین کی اوس مرد
انصاری نے اور کھڑے ہوئے اوس رضی اللہ عنہ پر واسطے نماز کے اور دفن کیا اوس
رضی اللہ عنہ کو اوس مرد انصاری نے رضی اللہ عنہم اجمعین وغفر لنا ببرکتہم وبرکت عبادہ
الصالحین آمین آمین اور بھی صاحب استیعاب کہتا ہی اور پوچھا امیر المومنین مرتضے
رضی اللہ تعالے عنہ کے تئین حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حال سے کہ کیسا
تھا وہ رضی اللہ تعالے عنہ فرمایا کہ ہے وہ ایک مرد کہ یاد رکھتا ہے وہ
علم ہر چیز کا ایسی چیز کہ عاجز آئے لوگ اوس سے پس پوشیدہ کیا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے سر اوسکا اور باہر نہ نکالا اور نہ ظاہر کی اوس سے کوئی چیز

اور مہاجر غلام ام سلمہ کے ہین مہاجر اصحابون مین بہت ہین ایک تو مہاجر بیٹے حبیب کے ہین کہ جنسے ریا کی شکایت کے بارے مین حدیث روایت کی ہی اور دوسرے مہاجر بیٹے قنفذ کے ہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے ہین اور آپ نے اونکے حق مین فرمایا ہی ہذا المہاجر حقا اور مہاجر بیٹے ابی امیہ کے اُسکے بھائی ام سلمہ کے ہین کہ جنکا نام ولید تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس نام کو مکروہ جانا اور فرمایا ہو المہاجر پس لوگ سمجھے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکا نام بدلنا مقصود ہی اور مہاجر مکی ہین جنسے مشکوۃ مین حدیث نقل کی ہی اور ذکر اونکا ان کتابون مین نہین پاتا ہون اور مہاجر حضرت ام سلمہ کے غلام ہین کہ انھون نے بیان کیا ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور اہل مصر مین سے شمار کیے جاتے ہین صاحب استیعاب نے کہا ہی کہ مجھکو دریافت نہین ہوتا کہ وہی ہین جنھون نے روایت کیا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف مین دو تسمہ تھے یا مہاجر بیٹے زیاد کے وہ حارث جو بھائی ربیع بن زیاد کے ہین اور ایک اور مہاجر ہین جو بطریق مہاجر کے اصحابون مین سے ایک شخص مذکور ہین کہ اُنکو بھی کہتے ہین کہ انھون نے روایت کی ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریف مین دو تسمہ تھے اور مہاجر ابن مسعود ہین اصابہ کہ نام ایک کتاب کا ہی اوسمین بیان کیا ہی کہ اونکا اصحابون مین سے شمار کرنا وہم ہے اور حنین دونون کے ساتھ ہی اور وہ باپ عبد اللہ کے ہین جو حضرت ابن عباسؓ کے غلام ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اپنے چچا حضرت عباسؓ کو دیدیا اور کاشف مین لکھا ہی کہ حنین غلام ابن عباسؓ کے ہین لیکن اُسکے حاشیے مین تہذیب سے کہ نام ایک کتاب کا ہی لکھا ہوا ہی کہ حنین باپ عبد اللہ بن حنین کے ہین ہاشمی نے اسکو علیؓ سے روایت کیا ہی اور نسائی نے ایک حدیث اون کی جو گلنار رنگ کی نہی مین واقع ہی روایت کی ہی اور اُنکے بیٹے عبد اللہ نے اونسے روایت کی ہی اور لکھا ہی کہ علی رضؓ سے عبد اللہ بن حنین یاد مین ہی اور نعیم بیٹے ربیعہ کے باپ کے ہین جو کعب اسلمی کے بیٹے ہین اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا ہی اور اُنکی حدیث ابراہیم بن سعد نے محمد ابن اسحق سے اور انھون نے محمد بن عمرو بن عطا سے اور اونھون نے نعیم بن ربیعہ سے روایت کی کہ نعیم بن ربیعہ نے کہا ہی کہ مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور ابو الحمرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

غلام اور خادم ہین نام انکا ہلال ابن حارث ہی لاکن کنیت کے ساتھ مشہور ہین اور حمص مین آنکے رہے ہین کہ نام انکا ہلال ظفر ہی اور ابن عیسیٰ نے اسکو حمص کی تاریخ مین نقل کیا ہی انھون نے بیان کیا کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضا اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لیجاتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم اہل بیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا یعنے اے اہل بیت تم پر سلام ہی یون ہی ہی کہ چاہا اللہ نے سلے جاے تم سے ناپاکی اے اہل بیت اور خوب پاک صاف کردے تمکو جو حق پاک صاف کرنے کا ہی اوسکو استیعاب مین ذکر کیا ہی اور اصابہ مین بخاری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ صحبت اون کی ثابت ہوئی ہی اور حدیث انکی صحیح نہین ہی اور ابو السمح ہین اور یہ لفظ ساتھ فتح سین مہملہ اور سکون میم کے ہے نام اونکا یاد ہی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور خادم ہین اون سے محل نے جو ساتھ ضم میم اور کسر حاء مہملہ کے ہے اور میم کا فتح بھی مذکور ہے جو بیٹے خلیفہ کے ہین ایک حدیث روایت کی ہی جسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی اور اصابہ مین کہ نام ایک کتاب کا ہی لکھا ہی کہ لوگ کہتے ہین کہ نام اونکا ایاد ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہین اور ابو ذرعہ نے کہا ہی کہ نہ مین اونکا نام جانتا ہون اور نہ اونکو پہچانتا ہون لیکن ایک حدیث اونکی معلوم ہوئی اور اونکی حدیث کو ابن خزیمہ اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور بغوی نے بطریق یحییٰ ابن ولید کے ذکر کی ہی کہ حدثنا محل بن خلیفہ حدثنا ابو السمح اور ابو السمح نے بیان کیا ہی کہ مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ غسل کرین تو پشت مبارک مجھسے ملواتے تھے اور بزار نے کہا ہی کہ بغیر اس طریق کے مین ابو السمح کی حدیث نہین جانتا ہون اور لوگ کہتے ہین وہ قتل ہوگئے اور دریافت نہوا کہ کیا ہوگئے یہ تیرآن آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمون مین سے مواہب مین مذکور ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتین بھی خادمہ تھین ایک توام ایمن ہین جو حبش تھین اور نام اونکا برکت تھا اور مان اسامہ کی تھین جو بیٹی زید کی تھی چونکہ اونکا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عزیزون کے ذکر کے اخیر مین پہلے ہو چکا ہی اب اوسکے پھر بیان کرنے کی حاجت نہین ہی اور اسامہ کی رنگت سیاہ اونھین کی

وجہ سے تھی اگرچہ اسامہ کے باپ گورے اور خوبصورت تھے اور خولہ دادی حفص کی ہین اور مواہب لدنیہ اور روضتہ الاحباب مین ایسے ہی ذکر کیا ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہین لکھا ہی اور مین نے جو اُنکے نام اور احوال کھوج کیے تو نوبت سے یہ نام پائے آخر کو کتاب الاصابہ فی معرفتہ الصحابہ جو شیخ حافظ امام ابن حجر عسقلانی کی ہی اُسکے دیکھنے کی ضرورت پڑی چنانچہ شیخ نے یہ نام قریب تیس ۳۰ کے ذکر کیے اور بعض کا بعض کے ساتھ اتحاد اور مغایرت بیان کی اور کوئی اس عنوان کا نام یعنے جدہ حفص نہین ملا تاکہ خولہ تک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہین پہنچ جاتا اور شیخ نے کہا ہی کہ ابو عمرو نے بیان کیا ہے کہ اُنسے حفص ابن سعد نے اپنے باپ کے ذریعے سے روایت کی ہی اور اُنکے باپ نے خولہ سے والضحیٰ کی تفسیر مین روایت کی ہی اور کہا ہی یعنے عمرو نے کہ اس حدیث کی سندین ایسی نہین ہین کہ جسکے ساتھ حجت لائی جائے پس شیخ اس حدیث کو روایت کرتے ہین اور کہتے ہین اخرجہ ابو بکر بن شیبہ والطبرانی بن طریق ابی نعیم الملائی عن حفص عن ابیہ عن امہ وکان خادمۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے اوس حدیث کو نقل کیا ہی ابو بکر بن ابی شیبہ اور طبرانی نے بطریق ابو نعیم ملائی کے حفص سے اور اونھون نے اپنے باپ سے اور اونھون نے اپنی مان سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تھین کہ ایک کُتے کا بچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکان عالی مین چلا آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پلنگ کے نیچے بیٹھ رہا پس آپ نے بہت اندوہ کے ساتھ صبح کی یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل نہین آئے اور مین اسکا سبب نہین جانتا ہون پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک اوڑھی اور گھر سے باہر تشریف لائے اور مجھ سے ارشاد کیا گھر کو جھاڑو دے اور جھاڑو دیدے پس مینے گھر مین جھاڑو دی ناگاہ مینے دیکھا کہ کُتے کا بچہ پلنگ کے نیچے مرا پڑا ہی پس اوسکو مینے باہر پھینک دیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین تشریف لائے اور آپکی ریش مبارک ہلتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وحی آتی تھی آپ کا جسم شریف کانپنے لگتا تھا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خولہ مجھکو اکیلا چھوڑ دے یعنے گھر سے باہر چلی جا بعد اوسکے خدا تعالے نے والضحےٰ واللیل اذا سجےٰ پوری سورت نازل فرمائی انتہی حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ کہتے ہین

گردش اوس حدیث کے مشکوۃ میں حدیث ابن عباس سے ہے کہ انھون نے میمونہ سے روایت کی ہے بروایت مسلم اس لفظ کے ساتھ آئی ہے کہ میمونہ سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت رنج کے ساتھ صبح کی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے میرے پاس آج رات کو آنے کا وعدہ کیا تھا اور نہین آئے آگاہ رہو قسم ہے خدا کی کہ جبرئیل مجھ سے خلاف وعدہ نہین کرتے ہین یعنے بغیر عذر اور سبب کے پس عذر اونکا کیا ہوگا جو نہین آئے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کتے کا بچہ جو نیچے خیمے کے کہ وہ آپکا خیمہ تھا پڑا ہوا تھا خود بخود معلوم ہوگیا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے شریف کے نیچے سے باہر نکال دینے کا اوسکے حکم فرمایا بعد اوسکے آپ نے پانی کا برتن اپنے دست مبارک مین لیا اور اوسکی جگہ پر پانی چھڑکا پھر جب شب ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل بیشک تم نے کل کی رات مجھ سے ملاقات کرنیکا وعدہ کیا تھا جبرئیل نے عرض کیا کہ ہان مین نے وعدہ کیا تھا لیکن جس مکان مین کتا یا اوسکی تصویر ہوتی ہے وہان مین نہین آتا ہون پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے باغ کے کتون کا حکم قتل دیا اور بڑے باغ کے کتون کا قتل ترک کیا کہ اونکی محافظت کے لیے کتے کو نگاہ رکھین اور کتے کا واسطے شکار کے گھر اور کھیت اور باغ کی نگہبانی کے لیے پالنا جائز ہے اوسکو مسلم نے روایت کیا اور سلمی بان رافع کی اور بی بی ابو رافع کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مین صحابیہ ہین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی اور خادمہ ہین اور اسد الغابہ مین لکھا ہے کہ سلمی لونڈی صفیہ بنت عبد المطلب بی بی ابو رافع کی ہے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی قابلہ بنی فاطمہ اور قابلہ ابراہیم علیہ السلام بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین اور انھون نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اون کے شوہر حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیا ہے اور خیبر مین حاضر ہوئے ہین اور اون سے اون کے خادم عبد اللہ بن علی نے حدیث عذبت امراۃ فی ہرۃ کی حدیث روایت کی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ انھون نے بیان کیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع کی بی بی ابی رافع کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ وہ مجھکو مارتا ہے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی رافع سے فرمایا کہ اے ابی رافع وہ کیا کام کرتی ہے جو تو اسکو مارتا ہے اسنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ

مجھے دکھ دیتی ہی آپ نے فرمایا ای سلمی تو کیا اوسکو دکھ دیتی ہی اسنے عرض کیا یارسول اللہ مین تو اوسکو کچھ دکھ نہین دیتی ہون لیکن اوسنے نماز کی حالت مین گوز کیا پس مینے اوس سے کہا ای ابورافع پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانونکو حکم اسبات کا کیا ہی کہ جب ہوا نکلے وہ وضو کرین پس یہ کھڑا ہو گیا اور مجھے مارنے لگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا ای ابورافع سلمی نے تجھکو خیر ہی کا حکم کیا ہی تو اسکو نہ مار آور یہ اوسکی حکایت عجیب ہی شاید کہ اونھون نے حدیث سے وضو کے ٹوٹنے کا حکم نہین سنا تھا اور سلمی نے اپنے قول کے ساتھ اونکو اشارہ کیا جو کہا ای ابورافع پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدث کے بعد مسلمانون کو وضو کرنے کا حکم دیا ہی اور ابورافع بھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور خادم تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا اسباب اور کپڑے اُنکے حوالہ تھے اور بعضے کہتے ہین پہلے عباس بن عبد المطلب کے وہ غلام تھے پھر اونھون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا تھا اور جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری دی تو آپ نے اون کو آزاد کیا اور نام اون کا سالم یا ثابت یا بریدہ ہے اور اون کی کنیت اون پر غالب ہوئی ہی اور وہ اُحد اور خندق مین حاضر ہوئے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ساتھ سے پہلے تھا اور او سمین حاضر نہین ہوئے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ساتھ اپنی لونڈی کا نکاح کر دیا اور اوس سے رافع پیدا ہوئے اور میمونہ بیٹی سعد کی لونڈی اور خادمہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور اونسے حدیث روایت کی اور جماعت کثیر نے اون سے روایت کیا ہی اور حدیث اونکی بیت المقدس کے فضل مین اور قبر کے عذاب کی شدت مین جو بسبب سخن چینی اور پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہی اور کتاب لباس مین اور اُنکے سوا اہل شام کے نزدیک ہی اُمّ عیاش ساتھ یاء تحتانی اور شین معجمہ کے حضرت رقیہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ تھین اور اون سے اون کے خادم عقبہ نے روایت کیا ہی کہ وہ بیان کرتے ہین کہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا کرتی تھی اور مین کھڑی ہوتی تھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے اور کہتے ہین کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ آپ اپنی موچھون کو پست کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پانے تک مینے خضاب کرتے نہین دیکھا ہے اور کہتے ہین کہ

سنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ مینے اُم کلثوم رض کا عقد عثمان کے ساتھ وحی آسمانی
سے ہی کیا ہی یہ نام اُن عورتون اور مردون کے ہین جو مواہب لدنیہ مین مذکور ہین اور صاحب روضتہ الاحباب
نے کہا ہی کہ اہل سیر کی کتابون مین ستائیس مرد اور گیارہ عورتین دیکھنے مین آئی ہین اب جو اُن مین باقی رہ گئی
ہین اُنکا بھی ذکر کرتا ہون اور جسقدر اُنکا احوال معلوم ہوا ہی وہ بھی بیان کیا جاتا ہی و باللہ التوفیق
ایک بلال ہین آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موذن تھے اور فضائل اور مناقب اُنکے بہت
ہین اور اُنکی منقبت مین کافی ہی جو مروی ہی کہ آن حضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہی السباق اربعۃ انا
سابق العرب و بلال سابق الحبشۃ الحدیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی ابوبکر سیدنا اعتق
سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری مات بدمشق سنۃ عشرین وقیل سنۃ ثمان عشرۃ ولہ بضع وستون سنۃ و
قیل سبعون اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفقے کی خدمت اونکو سپرد تھی اور موذنون کے ذکر مین
اونکا ذکر شریف بھی آئیگا ذومخمر ساتھ میم کے کسرے کے اور سکون خاء معجمہ کے اور فتح میم دوم کے ہے
اور کہتے ہین کہ مخبر ساتھ باء موحدہ کے بجائے میم کے نجاشی کے بھانجے ہین ایسے ہی روضتہ الاحباب
مین ہی اور صاحب استیعاب نے کہا ہی ذومخبر ہے اور مخمر میم کے ساتھ کہا جاتا ہی اور کہا ہی کہ اوزاعی اُسکے
ذومخمر کے نام مین انکار کرتا ہی اور اُسکے غیر مین اوسکو انکار نہین ہی اور کہا ہی نجاشی کا بھتیجا ہی اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسنے حدیثین روایت کی ہین اور مخرج اُسکے اہل شام ہین اور وہ اون مین
سے شمار کیا گیا ہی انتہی اور صاحب قاموس نے بھی اوسکو نجاشی کا بھتیجا کہا ہی اور کاشف مین بھی ایسے
ہی لکھا ہی اور بیان کیا ہی کہ اوسکو شرف صحبت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہی اور شام مین
آرہے ہین اور شام مین وفات پائی اور اونسے جبیر بن نفیر اور خالد بن معدان نے اور ایک اور جماعت نے
روایت کیا ہی اور جامع الاصول مین لکھا ہی کہ ذومخبر ساتھ میم کے کسرے کے اور سکون خاء معجمہ کے اور باء موحدہ
کے زبر کے نجاشی کے بھتیجے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہین اور کہا گیا ہے کہ ذومخمر ساتھ
میم کے سینے جو بے کے ساتھ بدل ہی اور وہ آرہے ہین شامیون مین اور اون مین اون کی
حدیث ہی اور جو ذکر کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول صاحب روضتہ الاحباب کا کہ وہ نجاشی
کے بھانجے ہین سہو سے ہی اور بکیر بن شداخ لیثی ہین بکیر ساتھ باء موحدہ کے تصغیر کا صیغہ
ہی اور شداخ ساتھ شین معجمہ کے اور تشدید دال کے اور خاء معجمہ کے ہی روضتہ الاحباب مین

اسیسی ہی ہی اور اصابہ مین ہی بکیر بن شداخ ہی اور کہا ہی بکیر بھی کہتے ہین اور وہ اُن لوگونمین سے ہین جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے اور اُنکا ایک قصہ ہی کہ جسکو اشعث انصاری کے ترجمے مین ابن مندہ نے بطریق ابی بکر ہذلی کے عبد الملک بن یعلی لیثی سے ذکر کیا ہی کہ بکیر بن شداخ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مین ایک یہودی کو قتل کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا مین تمکو خدا کو یاد دلاتا ہون اور اوس شخص کو چاہتا ہون جو اِس امر سے آگاہ ہوا ور مجھکو اوسکی خبر دے پس بکیر بن شداخ اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین اِس امر کو جانتا ہون پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر پھر کہا بکیر نے کہ فلان شخص جو غزا مین تھا وہ باہر آیا اور اُسنے اپنے اہل کا مجکو وکیل کیا پس مین اوسکے دروازے پر آیا اور اوس یہودی کو مین نے پایا کہ کہتا ہی ؎ واشعث غرہ الاسلام حتی ٭ خلوت بعرسہ لیل التمام ٭ پس مینے اوسکو قتل کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکے قول کی تصدیق کی اور اوسکے خون کا ابطال کیا اور مراد فلان سے یہی اشعث ہین جو اسلام کے لشکرونمین سے ایک لشکر مین غزا مین گئے تھے اور وہین قتل ہوئے اور اونکا ایک بھائی تھا پس اوسکے بھائی کی بی بی نے اوسکے بھائی سے کہا تو اپنے بھائی کی بی بی کے ساتھ رغبت رکھتا ہی اور اوس عورت کے ساتھ ایک مرد کو ہم بستر دیکھا اور شعرون کو پڑھا پس اوسکو قتل کیا اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید اون شعرون مین اوس سے اقرار پایا گیا ہی جو زنا کا اوسپر اثبات کیا واللہ اعلم اور بشر یک ہین اور بشر یک صحابہ مین بہت ہین کہ اونکا دیکھنا اور روایت اونکی ثابت ہی اور کتنے ایک ہین کہ اونکی صحبت مین اختلاف ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنا کسیکی طرف نسبت نہین کی گئی ہی واللہ اعلم اور اسعد بن مالک اسدی ہین اسعد اصحابون مین بہت ہین لیکن اِس نسبت اور عنوان کے ساتھ ان کتابونمین نہین پایا گیا ہی واللہ اعلم اور ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری ہین یہ بھی اِس نسبت کے ساتھ نہین پائے گئے ہین بجز اِسکے کہ استیعاب مین جو ایک کتاب ہی عبد الرحمن بن ثعلبہ انصاری سے قطع سرقہ کی حدیث مین مذکور ہین واللہ اعلم اور جزء بن مالک ہین جزء ساتھ فتح جیم اور سکون زای معجمہ اور ہمزہ کے ہے اور بعضون نے ساتھ کسرے زے کے اور ساتھ یے کے کہا ہی اور بعضون نے جز ساتھ تشدید یا زے کے کہا ہی اور وہ یمامہ مین شہید ہوئے اور سالم ہین سالم اصحابون مین کئی ایک ہین ایک سالم غلام ابی حذیفہ کے ہین اور فاضل اور صحابہ کبار مین سے ہین اصل اونکی فارس ہی مقام اصطخر سے ہی اور

فرا دمین اونکا شمار ہی حدیث مین آیا ہی کہ قرآن کو ابن ام عبد اور ابی بن کعب اور سالم مولائی ابی حذیفہ اور معاذ بن جبل سے سیکھو اور وہ مہاجرین اولین کی امامت کرتے تھے اور اونمین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابو سلمہ بن عبد الاسد ہوتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونکی تعریف مین بہت مبالغہ فرماتے تھے اور وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین یوم الیمامہ مین شہید ہوئے اور سالم بن عبید الحجی ہین جو اہل صفہ مین سے ہین اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث تشمیت عاطس ہین اور اسکی روایت کی ہی اور سالم مذوری ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین حالانکہ نوجوان تھے اور گیسو رکھتے تھے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین دعا فرمائی اور سالم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کی ہی اور سالم ایک شخص صحابہ مین سے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے اور خون پچھنون سے نکالا ہوا پی گئے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نہین جانتا ہی کہ سب خون حرام ہین اور سالم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور سالم سوا انکے جو مذکور ہین اور بھی ہین اور معلوم نہین کہ یہ سالم جو شمار کیے گئے ہین کسی کے خادم ہین لیکن ظاہر یہین معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونگے اور عجب ان عزیزون سے کہ ان ناموں کے ذکر مین فی الجملہ کوئی چیز تمیز دلوانے والی نہین ذکر کی کہ مقصد کسی وجہ کے ساتھ مقرر ہوجاتا اور طالب کو اسکا ڈھونڈھنا آسان ہوجاتا خصوصاً اون نامون مین جو مشترک ہین اور سابق سا تحدیا رموحدہ کے بیٹے جالب بن عبد البر کہتے ہین استیعاب مین نقل کیا ہی کہ سابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہین اور انہنے ایک حدیث واحد روایت کی ہی اور اونکی صحبت مین اختلاف کیا گیا ہے اور کہتے ہین کہ سابق صحابہ مین نہین صحیح ہوئے ہین اور سلمی ہین سلمی مردون کے نامون مین نہین پایا جاتا ہی شاید سلمہ ہو اور سلمہ بہت سے ہین واللہ اعلم اور ابو سلام ہین کاشف مین کہا ہی کہ ابو سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام تھے اور انہنے سابق بن ناجیہ کے روایت کی ہی اور تہذیب مین کہا ہی کہ خلیفہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا ہی اور ابن ماجہ سابق سے اور اونھون نے ابی سلام سے اون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ذکر کیا ہی پس ایسا ذکر مین ذکر کیا ہے اور نزدیک ابو داؤد سابق بن ناجیہ سے اور اونھون نے ابی السلام سے روایت کیا ہی واقع ہوا ہے کہ وہ مسجد دمشق تھی پس لوگون نے کہا کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور استیعاب مین کہا ہی

کہ ابو سلام ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام ہین اور خلیفہ نے انکو صحابہ مین بنی ہاشم بن
عبد مناف کے غلامون مین سے ذکر کیا ہی اور روایت کیا ہی ابو عقیل سے اور انھون نے سابق بن ناجیہ سے
انھون نے ابی سلام سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہین ہی کہ صبح و شام تین بار کہے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا و
بمحمد نبیا مگر وہ کہ حق ہو خدا تعالی پر کہ اوسکو قیامت کے دن راضی کردے اور ابن عبد البر نے یہ بھی
کہا ہی کہ جسنے ابو سلام مین ابو سلامہ کہا ہی خطا کی انتہی اور جو کہ روضۃ الاحباب مین ابو سلام کو سالم کہا ہی
اوسکا بھی کہین ذکر نہین پایا جاتا ہی واللہ اعلم اور ابو عبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور
روایت کیا ہی کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پکایا پس آپ نے فرمایا کہ مجکو دست کا
گوشت دے اور وہ گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا الحدیث اور اس حدیث کو قتادہ نے شہر بن
خوشب سے اور انھون نے ابو عبید سے روایت کیا ہی اور ایسے ہی عبد البر نے استیعاب مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی
کہ ابو عبید کے نام سے واقف نہین ہوا ہون اور ترمذی نے بھی شمائل النبی سے نقل کیا ہی اور کہا ہے
حدثنا ابن بشار حدثنا ابان بن یزید عن قتادہ عن شہر بن خوشب عن ابی عبید قال طبخت للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم قدرا وکان یعجبہ الذراع اور مشکوات مین ابو رافع سے احمد کی حدیث سے لاتے ہین اور اخیر مین کہا ہی
کہ رواہ دارمی عن ابی عبید یعنے دارمی نے ابی عبید سے اوسکو روایت کیا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ ابو عبید
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اونمین سے ہین جنکے نام نہین پہچانے گئے ہین اور ترمذی نے اونکی
حدیث شمائل مین نقل کی ہی اور دارمی نے بطریق شہر بن خوشب کے اونسے نقل کی ہی اور رجال اوسکے
رجال صحیح ہین مگر شہر بن خوشب اور بغوی نے کہا ہی کہ اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب
ہوئی ہی اور کہا ہی کہ مجکو عباس سے حدیث پہونچی کہ انھون نے روایت کیا ہی یحیی بن معین سے
کہ اونھون نے کہا ہی کہ ابو عبید حبشی شہر نے روایت کی ہی اصحابیون مین سے ہین انتہی اور ان
اکابرون کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ اونکے حال مین کسطرح کا خفا ہی جو نام اونکا معلوم نہین ہی بخلاف
ابو رافع کے جو مشہور اور معروف ہین واللہ اعلم اور ہند اور اسماء حارثہ کے لڑکے ہین استیعاب
مین مذکور ہی کہ حارثہ اسلمی کے آٹھ لڑکے تھے اور وہ سب بیعۃ الرضوان مین حاضر تھے ہند
اور اسماء اور خراش اور ذویب اور فضالہ اور سلمہ اور مالک اور عمران اور کوئی ان بھائیون میں سے

کسی مشہد مین حاضر نہین ہوا ہی اور بغوی نے بھی ایسے ہی کہا ہی اور اولاد مقرن نے اُنپر اعتراض کیا ہی ایسے ہی اصابہ مین ہی اور اونمین سے دو شخص ہند اور اسماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اور خدمت کرتے تھے اور ہند والد یحیٰی بن ہند کے ہین جنسے عبد الرحمن بن حرملہ نے روایت کی ہی اور کاشف مین کہا ہے کہ عبد الرحمن بن حرملہ تابعی کوفی ہین جو ابن مسعود سے روایت کرتے ہین اور اونسے قاسم بن حسان روایت کرتے ہین اور اُنسے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہی اور بخاری نے کہا ہی کہ اُنکی حدیث صحیح نہین ہی اور اصابہ مین ایک حدیث جسکو عبد الرحمن بن حرملہ نے یحیٰی بن ہند سے روایت کیا ہی نقل کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت اسلم کیطرف گذرے کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ای اولاد اسمٰعیل تیر اندازی کرو کیونکہ تمھارا باپ اسمٰعیل تیر انداز تھا الحدیث اور تمام حدیث مشکات مین سلمہ بن الاکوع سے بخاری کی حدیث سے کتاب جہاد مین خدا تعالیٰ کے دشمنون کے جہاد کے باب مین ذکر کی گئی ہے اور ایک جوان انصار مین سے جنکا سن حضرت انس کے سن کے قریب ہی انکا نام پانا خالی اشکال سے نہین ہی کیونکہ اون جوان کا نام ذکر نہین کیا گیا ہی تو اسماء الرجال مین ملجاوے اور جامع الاصول مین مبہم نامون کو بیان کیا ہی وہان بھی نہین ملا لیکن کسی حدیث مین اسی ابہام کے ساتھ یا تعین کے نام کے ساتھ پایا جاوے واللہ اعلم اور روضۃ الاحباب مین گیارہ عورتین مذکور ہین پانچ اونمین سے جو مواہب مین تعین لکھی گئین باقی اور بھی لکھتا ہون ایک امۃ اللہ بنت رزینہ ہین جو ساتھ زے کے پیش کے اور رے کے سکون کے اور زے کے کسرے کے اور تشدید یاء تحتانی کے ہی اور اخیر مین اُسکے تے ہی اور صفیہ ہین اُنسے امۃ اللہ بنت رزینہ نے کسوف مین حدیث روایت کی ہی اور دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہین اور خضرہ ہین سلمی ام رافع سے مروی ہی کہ اُنھون نے بیان کیا ہی کہ میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہی اور خضرہ اور رضوی اور میمونہ لڑکیان سعد کی ہین ان سبکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا ہی اور رزینہ ام علیہ ہین ظاہر یہ ہی کہ یہ رزینہ امۃ اللہ مذکور ہین واللہ اعلم اور ماریہ ام الرباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہین اور کنیت اون کی ام الرباب ہے اور حدیث اونکی اہل بصرہ سے مروی ہی کہ اونھون نے اپنے سر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جھکا لیا ہے کہ آپ اوسپر سے اوس شب کو دیوار پر چڑھ گئے ہین کہ جسدن آپ کا فرون اور مشرکون سے پوشیدہ ہوکے تشریف لیگئے ہین مخفی نرہے کہ پوشیدہ تشریف لیجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت

کی تھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی سے ہوا ہی جو دیوار میں تھی اور یہ قصہ اپنی مقام پر ہوگا یا اور کہیں ہوگا واللہ اعلم اور ماریہ دادی مثنے کی ہین جو بیٹے صالح کی ہین اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہین اور دادی مثنے بن صالح بن مہران کی لونڈی عمرو بن حریث کی ہین اور اونکی ایک حدیث ہی اہل کوفہ کی حدیث سے اوسکو ابوبکر بن عباس نے مثنے بن صالح سے اور اوتھون نے اپنی دادی ماریہ سے روایت کیا ہی کہ ماریہ نے بیان کیا ہی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا ہی مینے کسی شخص کی ہتھیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کف مبارک سے نرم زیادہ نہین دیکھی ہی اور ماریہ قبطیہ ماں حضرت ابراہیم کی ہین جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہین اگر اس جگہ ہم اونکو شمار کرتے تو ہو سکتا تھا لیکن صاحب استیعاب نے اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیون سے کہا ہی اور خادمہ مین نہین کہا ہی اور احوال اونکا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمون مین مذکور ہوا ہی بلکہ اس سے بھی پہلے بادشاہون کی طرف قاصدون کے بھیجنے کے ذکر مین اور امیرون کے نامے مین جو مقوقس کیطرف روانہ ہوا ہی گذرا ہے اور اس مقام مین ایک حکایت غریب استیعاب مین ذکر کی ہی کہ ہین اوسکو لکھتا ہون کہ ثابت حضرت انس سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص کو ماریہ حضرت ابراہیم کی ماں سے جو بیٹے رسول اللہ کے ہین تہمت لگاتے تھے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو جا اور اوسکی گردن مار پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس کے پاس آئے ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ وہ شخص کنوئین مین اترا ہوا غسل کرتا ہی اور اپنے بدن کو سرد کر رہا ہے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوس سے کہا کہ باہر آ پھر آپ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کے باہر نکال لیا آپ کیا دیکھتے ہین کہ وہ شخص خصی ہی یعنے خوجہ ہی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکے قتل سے باز آئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ انہ مجبوب یعنے تحقیق وہ نامرد ہی اور ابو عمرو نے کہا ہی کہ یہ شخص جو متہم ہوا تھا ماریہ قبطیہ کے چچا کا بیٹا تھا اور مقوقس نے اوسکو ماریہ قبطیہ کے پیشکش کیا تھا اور مقوقس کے ہدیے کے قصے مین سابق مین مذکور ہوا ہی کہ اوسنے اپنے ہدیون مین ایک خواجہ سرا بھی بھیجا تھا اور یہ وہی شخص ہی اور یہ جماعت مرد اور عورتون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمون مین لکھی گئی ہے اور درحقیقت تمام صحابہ خادم درگاہ نبوی اور درگاہ بیگاہ کے حاضرین تھے اور ہر ایک کو جو خدمت

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اونکا حکم فرماتے تھے لیکن بعضے مقرر تھے اور مقدمت ہی معین تھی مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اور زبیر بن العوام اور محمد بن مسلمہ کو اور کتنے ایک لوگ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی گردن مارنے کو جو دین اور اسلام میں بزرگ اونہوں میں سے حکم فرماتے تھے اور بلال نفقات پر مقرر تھے اور معیقب بتیس خاتم شریف کے نگہبان تھے اور قیس ابن سعد بن عبادہ بر سم نگہبان اور کوتوال کے متعین تھے رضی اللہ عنہم اجمعین

پانچواں باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی کے بیان میں

موالی جمع مولےٰ کی ہے اور مولیٰ کے بہت سے معنی ہیں یعنی محب اور صدیق اور نصیر اور مالک اور عبد اور معتق اور صاحب اور قریب مثل ابن عم وغیرہ کے اور جار اور حلیف اور نزیل اور شریک اور ابن اخت اور رب اور ناصر اور منعم اور منعم علیہ اور تابع اور صہرا ایسے ہی قاموس میں آیا ہے اور ظاہر اس مقام میں معنی معتق ہیں چنانچہ احوال سکے بیان میں معلوم ہوگا اور نام اونکے یہ ہیں زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب کلبی ابو اسامہ اور نسب اونکا عمرو بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تک منتہی ہوتا ہے ابو اسامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور غلام سابقین اولین میں سے تھے اور اونکی ماں سعدی بنت ثعلبہ بنی معن بن طی میں سے تھیں نقل کی ہے کہ ایک روز اونکی ماں اپنی قوم سے دیکھنے کے لیے باہر نکلی تھیں اور ایک گروہ نے جو بنی القین بن جسر سے تھے عالم جاہلیت میں ایک قوم کو لوٹ لیا تھا پس اس گروہ کا گذر بنی معن کے گھروں پر ہوا جو زید کی ماں کی قوم تھی اور زید کو اوٹھا لیگئی اور زید اوس زمانے میں لڑکے تھے یعنے کوئی آٹھ سات برس کے تھے اور قریب بلوغ کے ہو چکے تھے اور اونکو بازار عکاظ میں کہ ناحیہ کے بازاروں میں سے ایک بازار کا نام ہو لائے اور وہاں جاہلیت میں لوگ خرید اور فروخت کرتے تھے پس حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے واسطے اونکو چار سو درم کو خرید کیا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا تو حضرت خدیجہ رضی نے زید کے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا اور جب انکی خبر انکی قوم کو پہونچی تو باپ اونکے حارثہ اور چچا اون کے کعب حاضر ہوئے اور اون کا فدیہ لیکے آئے تاکہ اون کو خلاص کرائیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو اختیار انسان کا دیا کہ خواہ میرے پاس رہو خواہ اپنے

لوگون مین چلے جاؤ لیکن زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین رہنا اختیار کیا بوجہ آپکی شفقت اور رحم اور احسان کے جو آپ سے دیکھا تھا اور عرض کیا کہ آپ پر کسیکو اختیار نہین کرتا ہون پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید کو باہر لوگونمین لائے اور فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہو مینے زید کو اپنا بیٹا بنایا اور وہ میرا بیٹا ہی اور میرا وارث وہ ہوا اور مین اوسکا وارث ہوا اور زید اسلام کے دور آنے تک اور قول سبحانہ تعالی کے نزول تک زید بن محمد پکارے جاتے تھے اور وہ آیہ یہ ہی ادعوہم لآبائہم ہو اقسط عند اللہ یعنے پکارو لے پالکونکو اونکے باپ کا کرکے یہی پورا انصاف اللہ کے یہان ہی پھر وہ زید بن حارثہ کہے جانے لگے اور ایک قول مین یہ وہ شخص ہی جو مردونمین سے پہلے اسلام لایا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونسے دس برس بڑے تھے اور ایک قول مین ہی کہ تیس برس بڑے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وہ کچھ لکھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن جو آپ کی لونڈی تھین اونکے ساتھ زید کا نکاح کر دیا پس ام ایمن کے یہان اونسے اسامہ پیدا ہوا بعد اسکے زینب بنت جحش کیساتھ عقد کیا اور وہ بدر اور احد اور خندق اور حدیبیہ اور خیبر مین حاضر تھے اور زید رضی اللہ عنہ صحابہ مین نامی تیرانداز تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریسیع پر تشریف لیگئے ہین تو اونکو خلیفہ کیا ہے اور سات جرسون پر سردار کیا ہی اور قرآن شریف مین سوا اونکے نام کے کسی صحابہ کا نام مذکور نہین ہے چنانچہ حقتعالے فرماتا ہی فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنے پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض یعنے طلاق دی ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی لیکن بعضی تفسیرونمین حق سبحانہ تعالے کے قول مین کہ وہ کطے السجل للکتب ہی آیا ہی کہ سجل ایک صحابی کا نام ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو اور اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو جو بیٹے عبد المطلب کے تھے آپسمین بھائی بنا دیا تھا اسکو زید کی بیٹی اسامہ سے اور ابن عباس نے زید سے روایت کیا ہی اور وہ یوم موتہ مین شہید ہوگئے اور اوس دن وہ لشکر کے افسر تھے جیسا کہ گذر گیا ہی اور اونکی پچپن برس کی عمر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زید بن حارثہ سوا ایک اور زید بھی تھے چنانچہ ذکر اونکا آگے آئیگا اسامہ بن زید بن حارثہ جو ہین اون کے فضائل بہت ہین اور اونکی فضیلتون مین سے اتنی ہی بات کفایت کرتی ہے کہ اون کو حب رسول اللہ کہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود مین لیتے تھے اور فرماتے تھے خدا اونہین دونون کو

دوست رکھتا ہون یعنی تو بھی دوست رکھ اون دونو نکو اور فرماتے تھے کہ جو خدا اور خدا کے رسول کو دوست رکھے اوسکو چاہیئے کہ اسامہ کو بھی دوست رکھے اور اونکا احوال کتاب کے کسی مقام مین گذر گیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے وقت انیس برس کے تھے اور عمر اونکی چوہتر برس کی ہوئی ہی اور اونکی وفات کے سن مین اختلاف ہو عبد البر نے کہا ہے کہ میرے نزدیک بہت صحیح یہ بات ہی کہ اونکی وفات سنہ ۵۴ چون مین حضرت معاویہ کے عہد مین ہوئی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شہید ہونے کے بعد ہے اور اوس سے ابن عباس رضا اور عروہ بن زبیر رضا اور ابو عثمان ہندی اور خلق کثیر نے روایت کی ہے ثوبان بجد ساتھ بے کے ضمہ کے اور سکون جیم کے پہلے دال کے باشی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور کنیت ابو عبد اللہ ہی اور ابو عبد الرحمن کنیت بھی آئی ہے اور اول صحیح ہے اور وہ سرۃ کے رہنے والون مین سے ہین جو درمیان مکہ اور یمن کے ایک مقام ہے اور بعضے کہتے ہین حمیر کے قیدیون مین اونکو لوگ لائے تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کیا اور آزاد کر دیا اور وہ ہمیشہ سفر اور حضر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین رہا کرتے تھے یہانتک کہ اس عالم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت کا اختیار کیا اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک شام کو گئے اور رملہ مین اوترے بعد اوسکے حمص مین انتقال کیا اور وہان ایک سرا بنوائی تھی اور وہ اون لوگون مین سے تھے کہ اون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین یاد کرتے تھے اور جو کچھ اونسے یاد کرتے تھے اوسکو بیان کرتے تھے اور وفات اونکی سنہ ۵۴ مین واقع ہوئی ہی اور تابعین کے ایک جماعت کثیر نے اون سے روایت کی ہے اور ابو داود نے بطریق عاصم کے ابو العالیہ سے اور انھون نے ثوبان سے روایت کیا ہو اونھون نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرے لیے ضامن ہو کہ لوگون سے سوال نہ کرے تو مین جنت کی اوس کے لیے ضمانت کرتا ہون پس ثوبان کسی شخص سے کسی چیز کا سوال نکرتے تھے ابو کبشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور بدر مین حاضر رہے ہین اور سب مشاہد اور مین بھی حاضر رہے ہین ابن ہشام نے کہا ہی کہ وہ فارس کے ہین اور رسوا اونکے ایک شخص نے کہا ہے

کہ مکہ شریف کے مولدین مین سے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ ارض اوسکے مولدین مین سے ہین رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے اونکو خریدا اور آزاد کیا اور نام اونکا سلیم ہے اور ابن حبان نے کہا ہی کہ نام اونکا اوس ہے
اور بعضون نے کہا ہی کہ اونکا نام سلمہ ہی اور وفات اونکی اول روز مین کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے
تھے واقع ہوئی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وفات اونکی سنہ ۲۳ مین واقع ہوئی ہی اور آگاہ ہو کہ کفار قریش
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے اور بعضے اون کی وجہ یہ بیان کرتے ہین آپکے ایک دادا
مان کی طرف کے تھے کہ اونکو ابی کبشہ کہتے تھے اور وہ شعری کی عبادت کرتے تھے اور سوا اونکے کوئی عرب
شعری کی عبادت نکرتا تھا اور وہ اس امر مین عرب کے مخالف تھے اور جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو آپ نے عرب کی مخالفت کی پس عرب کہنے لگے کہ یہ ابن ابی کبشہ ہین کیونکہ اوسکے طریقے پر چلتے
ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ آپکی جد کیطرف نسبت ہی کہ وہ باپ حضرت آمنہ کے باپ کے تھے جو بیٹی وہب
کی ہین اور اونکو ابی کبشہ کہتے تھے اور بعضون نے کہ عمرو بیٹی زید کی اور وہ بیٹی لبید البخاری کی اور
باپ سلمی کے جو مان عبد المطلب کی تھین اونکو ابو کبشہ کہتے تھے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اون کی طرف نسبت کیا ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے باپ
حارث بن عبد العزیز بن افاعہ السعدی اور شوہر سعدیہ کو ابو کبشہ کہتے تھے پس آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکی طرف نسبت کیا ہے یہ کل استیعاب مین مذکور ہی اور انسہ ساتھ زیر ہمزہ
اور نون اور سین مہملہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور بعضون نے ابو انسہ کہا ہے اور
ابو مسروح اور ابو سرح بھی کہا ہی اور مصعب زبیری نے کہا ہی کہ انسہ کی کنیت ابو سرح ہی اور وہ سراۃ
کے تھے اور حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اونھون نے انتقال کیا ہی اور خطیب نے کہا ہے کہ
مین اونکا نام نہین جانتا ہون اونھون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ روایت کیا ہی کہ جسکو
موسی بن عقبہ نے ابن شہاب سے اوس شخص کے حق مین کہ بدر مین حاضر ہوا تھا یا وہی بدر مین
شہید ہوا تھا روایت کیا ہی ابو عمر رض نے کہا ہی کہ یہی یاد ہے اور ایسے ہی ابن اسحق نے ذکر کیا ہی
اور واقدی نے کہا ہے کہ بعضے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اسباب کو ثابت کرتے تھے کہ وہ
احد مین حاضر ہوتے ہین اور بعد اوسکے باقی رہے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ انسہ نے بعد پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین وفات پائی ہے اور

مروی ہی کہ انسہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے اجازت دیتے تھے یعنے جب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوتے تھے اور کسی بات کی اجازت چاہتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو فرماتے تھے کہ اجازت دیدے یہ سب اصحابہ مین مذکور ہی اور صالح ہین جنکا لقب شقران ساتھ شین کے پیش کے اور قاف کے جزم سے ہی اور وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اونکا ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن شریف مین ہی کہ انھون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے قبر شریف مین رکھدیا اور یہ بات بجا ہے کہ بعد آپکے کوئی دوسرا شخص اس ردا کو اپنے نیچے بچھائے چنانچہ اسکا ذکر سابق مین ہوچکا ہی اور انکو عبدالرحمن بن عوف نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین پیشکش کیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا اور بعد بدر کے آزاد کردیا اور بعضے کہتے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اپنے پدر بزرگوار کے یا اُمّ ایمن کے اونکے وارث ہوئے تھے اونکو بغوی نے ذکر کیا ہی اور ابو معشر نے کہا ہی کہ وہ بدر مین حاضر ہوئے ہین اور اونکو حصّہ دیا گیا ہی اور وہ اوسوقت مین غلام تھے لیکن بدر کے قیدیون مین سے تھے اور جو شخص فدیہ دیتا تھا وہ اونکو کچھ دیدیتا تھا پس اونکو اُس سے زیادہ حاصل ہوا جو اور لوگون کو تقسیم مین حاصل ہوا تھا اور اونسے روایت کی گئی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خچّر پر سوار ہوئے خیبر کیطرف روانہ ہوئے اور نماز اشارے سے پڑھتے تھے اور رباح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور صحیحین مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات سے عزلت گزینی کے قصّے مین وارد ہونے سے ثابت ہوا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہی کہ مین بالاخانے پر جہان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آیا اور مین نے کہا اے رباح میرے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرلے اور وہ حبشی غلام تھا اور وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یسار کے قتل ہونے کے بعد کہ اُنکو عرنیین نے قتل کیا تھا اون کی جگہ پر اُنکو مقرر کردیا تھا اور یسار وہ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامون پر قیام کرتے تھے اور کبھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان بھی کہتے تھے یسار قال فی الاستیعاب یسار مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل یوم ... هو الراعی الذی قتله العرنیون الذین استاقوا الذود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقتلہم وقطع ایدیہم وارجلہم وسمل اعینہم والقاہم فی الحرۃ لیئے کہا استیعاب میں یسار غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور وہ چرواہے ہین جنکو عرنیان نے قتل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کے گلے کو ہانک لیگئے اور قتل کیگئے وہ لوگ اور کاٹے گئے دونون ہاتھ پاؤن اُنکے اور پھوڑدی گئین آنکھین اُنکی اور ڈالدیا اُنکو تپتی ہوئی زمین مین وہ درمیان چرواہون کے قتل ہوتے ہین کہ اُنکو عرنیون نے قتل کیا اور یہ حال ہجرت کے سنہ چھ مین گذر گیا ہی اور وہ شقی ایسے تھے جنھون نے دونون ہاتھ اور پاؤن یسار کے کاٹڈالے تھے اور اُنکے زبان مین کانٹے چبھوئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ ویسے ہی کیا جیسا اوس گروہ نے یسار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا چنانچہ اُسکا ذکر ہوچکا ہی ابو رافع اسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون مین سے مشہور ہین اور اونکا احوال خادمون کے ذکر مین جہان پر سلمی رافع کی مان اور ابو رافع کی زوجہ کا ذکر ہے گذرچکا ہی یہ بھی ذکر ہوا ہی کہ اُنکا نام اسلم یا ثابت یا ابراہیم یا ہرمز ہے اور بخاری نے اسلم کے ساتھ جزم کیا ہی اور وہ کُنیت کے ساتھ مشہور ہین اور ابو مُوَیہبہ ساتھ میم کے پیش کے اور واو کے فتح کے اور یے کے جزم کے اور ہے کے زیر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور مزینہ کے مولدین مین سے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خریدا اور آزاد کردیا استیعاب مین اسی قدر لکھا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ ابو مویہبہ اور موہوب کیے جاتے ہین اور یہ قول واقدی رحمۃ اللہ کا ہی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین مزینہ کے مولدین مین سے تھے اور غزوۂ مریسیع مین حاضر ہوئے ہین اور یہ اون لوگون مین تھے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کو لیچلتے تھے اور اُنسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے روایت کی ہے اور یہ اُنکے زمانے مین تھے یعنے اُنکا اونکا ایک ہی زمانہ تھا اور احمد اور دارمی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اوںھون نے ابو مویہبہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہا ہی ابو مویہبہ مین بیشک اسبات کا مامور ہون کہ اہل بقیع کے واسطے استغفار کردون پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے الحدیث بطولہ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو آپ کے دردسر شروع ہوا کہ جس مین آپ نے وفات پائی اور ابو البہی ہین اصابہ مین نام اونکا رافع لکھا ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کنیت اونکی ابو البہی ساتھ بے کے فتح کے اور ہا تحقیقہ کے زیر کے ہے اور ابن ماجہ کی حدیث مین عبد اللہ بن عمرو سے اونکا ذکر ہے کہ اونھون نے

بیان کیا ہی کہ میٔنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آدمیون مین سے بہتر آدمی کون ہی آپ
نے فرمایا کہ جسکا دل تپ زدہ ہی جو بیمار ہی اور سچا ہی الحدیث اور حدیث کے اخیر مین آیا ہی کہ مین نے کہا کہ یہ
اوصاف رافع ہی مین پاتا ہون جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین شیخ نے کہا ہی کہ یہ زیادتی جو بیان
ہوئی ابن ماجہ کی حدیث مین نہین ہی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین یہ کل حدیث روایت کی ہے
اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ حدیث ابو رافع سے مروی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ رافع بن خدیج سے مروی ہی
اور صواب یہ ہی کہ رافع سے یہ حدیث ہی اور مدعم ساتھ میم کے زیر کے اور دال کے جزم کے اور عین اور میم
کے زبر کے حبشی غلام تھے جنکو رفاعہ بن زید بن وہب جذامی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
شریف مین پیشکش کیا تھا اور اسباب مین اختلاف کیا گیا ہی کہ آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو آزاد کیا یا اونھون نے اسی غلامی مین وفات پائی ہی اور اونکی یہ خبر مشہور ہے کہ خیبر مین ایک
کملی چھوٹی سی غنیمت کی چورائی اور اونکو خیبر مین تیر لگا اور فوت ہوئے ایسے ہی اصابہ مین ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ ایک حبشی غلام مدعم کے سوا تھے اور مشکات مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی
کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین ایک شخص نے غلام
پیشکش کیا تھا اور مدعم کہا جاتا تھا پس اس اثنا مین کہ وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب اوتار
رہا تھا کہ ناگاہ ایک تیر اونکو لگا اور تیر مارنے والا معلوم نہوا اور وہ شہید ہو گئے پس لوگون نے کہا کہ
اسکے واسطے بہشت ہو جیو یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جان دی اور شہید مرا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلا یعنے ایسا نہین قسم ہی خدا کی کہ جسکے ہاتھ مین میری ذات کی
البتہ ہی وہ کملی جو اسنے خیبر مین لی تھی غنیمت کی ہوئی تھی ہر آئینہ اسپر آگ بھڑک رہی ہی پس جب لوگون
نے یہ بات سنی تو ایک شخص نعل کا ایک تسمہ اور دوسرا شخص دو تسمے نعل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت شریف مین لایا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک دوال آگ کی ہی اور یہ دو دوال آگ کے ہین یہ حدیث
متفق علیہ ہے اور رفاعہ ساتھ رے کے زیر کے بیٹے زید جذامی کے جو جیم کے پیش کے ساتھ
ہی نسبت طرف جذام ابو قبیلہ کے ہے اور جو کچھ ان کتابون سے معلوم ہوتا ہی یہ ہے کہ ایک
شخص ہی جسنے مدعم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین بھیجا تھا جیسا کہ مذکور
ہو چکا ہی لیکن یہ بات کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین ظاہر نہین ہوتی ہے اور

استیعاب مین رفاعہ بن زید بن وہب جذامی کو صحابہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص اپنی قوم کی جماعت مین حدیبیہ کی صلح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا تھا اور اسلام لایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لواکے ساتھ انکا عقد کر دیا تھا اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریفہ مین حبشی غلام مدعم نام جو خیبر مین مقتول ہوا پیشکش کیا تھا واللہ اعلم اور زید دادا ہلال کے جو بیٹے یسار کے ہین استیعاب مین لکھا ہی کہ وہ غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور اونھون نے استغفار مین حدیث روایت کی ہی اور ہلال نے اپنے باپ کی حدیث جو یسار بیٹے زید کے ہین روایت کی ہی اور اصابہ مین کہا ہے کہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور وہ زید بیٹے بولا کے جو ساتھ بے کے ہی باپ یسار کے ہین اور اونکی حدیث ابو داؤد کے پاس ہی اور ترمذی کے پاس ہی بروایت ہلال کے جو بیٹے یسار بن زید کے ہین کہ اونھون نے کہا ہی حدثنی ابی عن جدی اور ابو موسی نے ذکر کیا ہی کہ زید کے باپ کا نام بولا ساتھ باء موحدہ کے ہی اور شاہین نے کہا ہی کہ زید قید مین بیٹھے ہوئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی ثعلبہ مین اونکے پاس پہونچے اور اونکو آزاد کیا اور بعضے اسماء الرجال کی کتابون مین بلال ساتھ باء موحدہ کے بجائے ہلال کے ہی اور عبید بن عبد الغفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اونکو عبد اللہ بن عبد الغفار بھی کہا ہی سلمان تیمی نے اوسے روایت کی ہی اور اوسنے اونکے درمیان کوئی شخص نہین سُنا ہی اور اصابہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبید دوسرے بغیر نسبت کے ذکر کیے ہین اور کہا ہی کہ ابن حبان نے بیان کیا ہی کہ اونکو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر ہوئی اور ابن السکین نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ اُنکی حدیث کی صحت نہین ثابت ہوئی ہی اور بلادری نے کہا ہی کہ کہا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہ وہ عبید کہے جاتے تھے اور انسے دو حدیثین روایت کی ہین واللہ اعلم اور سفینہ بروزن سکینہ باپ عبد الرحمن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے غلام اور اونھون نے آزاد کیا اور شرط کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرین اور سفینہ اونکا لقب ہی اور اُنکے نام مین اختلاف ہی مہران یا طہمان یا رومان ساتھ رے کے یا کیسان یا فروخ ہے اور وہ اعراب کے مولدین مین سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ فارس کے لوگون مین سے تھے اور اونکی

سفینہ لقب ہونیکا سبب یہ ہی کہ ایک سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جو شخص اونکی قوم مین کا بوجھ اوٹھانے
سے عاجز آتا اُسے اُنپر وہ سب بوجھ لاد دیتا یہانتک کہ اُنھون نے بہت سی چیز اُٹھائی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُنکو سفینہ کے ساتھ تشبیہ دی اور یہ اونکا نام ہوگیا اور جب لوگ اُنسے اُنکا نام پوچھتے تھے تو وہ کہتے تھے
میرا نام وہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہی اور مین نہین چاہتا ہون کہ اُس نام کے سوا اور
میرا نام ہو اور وہ ہی حدیث الخلافت بعدی ثلثون سنة کے راوی ہین اور اُنسے کہا گیا کہ بنی امیہ
گمان کرتے ہین کہ خلافت ہم مین ہی اُنھون نے کہا بنو الزرقا جھوٹ کہتے ہین بلکہ وہ ملوک شر الملوک ہین
اسد الغابہ مین ایسا ہی ہی اور یہ بھی اسی کتاب مین ہی کہ محمد بن المنکدر نے اُنسے روایت کی ہے
کہ وہ بیان کرتے ہین کہ ایکبار مین کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی ٹوٹ گئی پھر مین اُسکے ایک تختے پر
سوار ہو لیا اور اُسنے مجھکو کنارہ پر ڈال دیا اور مین ایک جنگل مین پڑ گیا اور راہ بھول گیا اور میرے
آگے ایک شیر آیا پس مینے کہا ای ابا حارث مین سفینہ غلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون پس
اوس شیر نے اپنا سر جھکا لیا اور مجھکو اوسنے اپنے پہلو اور شانے سے ہٹایا یہانتک کہ مجھکو راہ پر لے آیا
اور ڈکارا اور مین سمجھا کہ مجھکو رخصت کرتا ہے اور اون کے بیٹے عبد الرحمن اور محمد اور زیاد
اور سوا اِن کے اُن سے روایت کرتے ہین اور مابور قبطی ساتھ پیش باء موحدہ اور واؤ کے
جزم کے اور اخیر مین راے مہملہ کے ہی اور یہ وہی خصی ہین جو عزیز ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم فرزند رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور مقوقس نے حضرت ماریہ قبطیہ کے ہمراہ اونکو بھیجا تھا جیسا کہ سابق مین انکا
قصہ گذرا ہی کہ ایک شخص کو لوگون نے ماریہ کے ساتھ تہمت لگائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اوسکو قتل کرو جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنکے پاس پہونچے تو
معلوم ہوا کہ یہ خصی ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوکے
اون کی حقیقت حال عرض کی اور صاحب اصابہ نے کہا ہی کہ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے
اور ابو بکر بن خیثمہ نے مصعب زبیری سے اون کا نام مابور بیان کیا ہے اور ابن عبد الحکم
نے فتوح مصر مین اون کی سند سے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہی کہ اونھون نے بیان
کیا ہی کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم
کے پاس تشریف لائے اور اون کے پاس اونکے عزیز کو پایا جو اُن کے ساتھ آئے تھے

اور وہ بہت ماریہ قبطیہ کے پاس آتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر شریف مین اونکی طرف سے کچھ
بات آئی اور آپ نے دامنے مراجعت فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملاقات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک مین ایک بات پائی اور آپ سے اوس کو
دریافت کیا اور آپ نے اوسکی خبر دی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شمشیر لی اور ماریہ کے پاس آئے
اور وہ عزیز انکے پاس بیٹھے تھے اور آپ نے تلوار اونکی طرف مائل کی پس جب اونکو دیکھا تو
آپ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ یہ رجولیت نہین رکھتے ہین اور کوئی امر انکے جی مین نہین ہے پس
حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین پھر حاضر ہوئے اور اونکی حقیقت
حال سے خبر دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور
اونھون نے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے ماریہ قبطیہ کے عزیز کو تہمت سے بری کیا اور خبر دی کہ ماریہ کے
شکم مین ایک فرزند ہے جو لوگون مین سے مشابہ زیادہ تمھارے ساتھ یعنے میرے ساتھ ہو اور مجھے کہا
کہ مین اوسکا نام ابراہیم رکھون اور صاحب اصابہ نے یہ بھی کہا ہی کہ ماریہ کے ساتھ آئے تھے اور
اون سے قرابت رکھتے تھے اور وہ اسلام لائے اور اونکا اسلام نیک ہوا انتہی پھر اونکو آزاد کیا
اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلامون مین داخل ہو گئے ہون اور مابور کے سے
کو ساتھ میم کے بدل کے اور بغیر رے کے ماموبھی کہتے ہین اصابہ مین ایسے ہی ہی اور واقد
یا ابو واقد ایک صحابہ کا نام ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ ابو واقد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین
اونکا ذکر ابن مندہ نے کیا ہی اور کہا ہے کہ اون سے زاوان نے روایت کیا ہی کہ اونھون
نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے خدا کی اطاعت کی اوسنے بیشک
خدا تعالیٰ کا ذکر کیا اگرچہ اوسکی نماز اور روزہ اور قرآن کی تلاوت کم ہو اور جسنے حقتعالیٰ کا گناہ
کیا اوسنے حقتعالیٰ کو نہین یاد کیا اگرچہ روزہ اور تلاوت قرآن اور نماز اوسکی بہت ہو اور
استیعاب مین واقد بغیر لفظ کنیت کے لائے ہین اور ہشام نے اپنے استیعاب مین نقل کیا ہی کہ
ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اون سے ابو زبیر نے روایت کی ہی اور آپ سے نقل
کرتے ہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا
رسول اللہ اوس شخص کی عورت کسی لمس کرنے والے کے ہاتھ کو نہین باز رکھتی ہے یعنے اپنے نفس کو

اوس شخص سے جو فحش کا قصد کرے نہین روکتی ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اوسکو طلاق دیدے
اوسنے عرض کیا کہ وہ عورت مجکو خوش آتی ہو اور اوس سے مفارقت نہین اختیار کر سکتا ہون پس آپ نے
فرمایا کہ اوس سے تمتع اختیار کر ابن عبد البر نے اسی الفاظ کے ساتھ استیعاب مین روایت کی ہو اور اس سے
معلوم ہوتا ہو کہ سائل یہی ہشام ہین اور اصابہ مین نقل کی ہے کہ ابو زبیر نے ہشام سے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین روایت کی ہو کہ انھون نے بیان کیا ہو کہ ایک شخص آن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ اوس شخص کی عورت کسی لمس
کرنے والے کے ہاتھ کو نہین باز رکھتی ہو الحدیث اور ان دونون طریقون مین فاستمتع بہا واقع ہے
اور یہ حدیث مشکوٰۃ مین بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بروایت ابوداؤد اور نسائی کے لائے
ہین اور اس طرح سے نقل کیا ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہو کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اوس شخص کی عورت کسی لمس کرنے والے کے ہاتھ
کو نہین روکتی ہو پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو طلاق دیدے اوس نے
کہا کہ مین اوسکو محبوب رکھتا ہون آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو نگاہ رکھ اور
اس طریق مین فاستمتع کی لفظ نہین ہو اور لوگون نے کہا ہو کہ اسکے معنے یہ ہین کہ نگاہ رکھ اور لازم
کر لے اور آگاہ رہ کہ وہ فحش نہ کرے اور زنا مین نہ پڑے صاحب مشکات کہتے ہین کہ نسائی نے
کہا ہو کہ بعضے راویون نے اس حدیث کو رفع کیا ہے اور بعضون نے رفع نہین کیا ہو اور یہ حدیث
صحیح اور ثابت نہین ہو واللہ اعلم اور بعضے شارحین نے کہا ہو کہ مراد اس سے یہ ہو کہ سائل کے
ہاتھ کو نہین رد کرتی ہو اور جو شخص چاہتا ہو میرا مال لے لیتا ہو اور وہ منع نہین کرتی ہو اور یہ معنے
عبارت کے ظاہر کے خلاف ہین اور شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ نے کہا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ بات بطریق غصے کے فرمائی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اوس شخص پر زجر اور تشدید
کرنا اور اوسکو اس امر سے روکنا ہے یعنے اوسکے حال شنیع سے شکایت کرتا ہو اور طلاق نہین
دیتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ اوسکو نگاہ رکھے تو نگاہ رکھ اور تو جان اور اس کلمے سے
حقیقت امر مقصود نہین بلکہ اوس شخص پر زجر اور تشدد ہے اور قنیرہ ساتھ ضاد کے
پیش کے اور سیم کے زبر کے اور یے کے جزم کے اسعد نام رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکا نام

سرح ساتھ رے کے زیر کے ہی اور بیٹے سندر کے ہین جو ساتھ سین کے زبر کے اور نون کے جزم کے اور دال مہملہ کے زبر کے ہی یا روح بیٹے شیرزاد ضمیری کے ہین روضۃ الاحباب مین ایسے ہی ذکر کیا ہی اور یہ سندر بیان کیا ہی اور استیعاب مین نقل کیا ہی کہ ابو ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے جو غنیمت مین آئے کہ حقتعالے نے آنحضرت پر اوسکو حلال کیا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابی ضمیر کا نام سعد حمیری ہی اور بخاری نے انکو ذی یزن کی اولاد مین سے کہا ہی اور استیعاب مین نقل کی ہی کہ ابو ضمیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ ابو ضمیرہ کا نام روح بن سندر ہے اور بعضون نے کہا ہی روح بن شیرزاد ہی لیکن اول صحیح زیادہ ہی اور وہ حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ مخرج کے دادا ہین اور حدیث اونکی اونکے بیٹے سے ہی اور اونکا شمار اور اونکی اولاد کا شمار اہل مدینے مین ہے اور وہ عرب مین سے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا اور ایک وصیت نامہ اونکے لیے لکھدیا اور وہ وصیت نامہ اونکی اولاد کے پاس ہی اور حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ وہ تحریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ابی ضمیرہ کی وصیت مین لکھی ہوئی تھی لیے ہوئے مہدی کے پاس آئے اور مہدی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس کتابت کو اپنی آنکھون سے لگایا اور اونکو بہت سا مال دیا اور بعضے کہتے ہین کہ سو دینار دیے اور اصابہ مین بھی مثل اسکے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ ابو ضمیرہ حمیری ضمیرہ کے باپ ہین اور کہا ہی کہ ابن ضمیرہ سوا ابی ضمیرہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غلام ہین اور اخیر مین حکایت مہدی کی لکھی کہ جب حسین بن عبد اللہ وہ روپیے جو مہدی نے اونکو انعام مین دیے تھے لیے آتے تھے اور چور اونپر پڑ پڑے اور وہ مال اون سے چھین لیا تو اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت چورونکو دکھائی لیں اون چورون نے اوس کتابت کو پڑھا اور جو زر کہ اونسے چھین لیا تھا وہ اون کو پھیر دیا اور کچھ تعرض نہین کیا اور حسین انکا ذکر پہلے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمون مین بہ نقل مواہب لدنیہ کے کہ اونکو صاحب مواہب نے خادمون مین ذکر کیا ہی لکھدیا ہے اب اوسکے اعادے کی کچھ حاجت نہین ہی اور ابو عسیب بفتح عین اور سین کے غریب کے وزن پر ہے اور نام اونکا احمر یا حمرہ ہی اور استیعاب مین کہا ہی کہ ابو عسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اونکو صحبت نصیب ہوئی ہی اور اونسے روایت ہی اور اونھون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثین اسناد کی ہی ایک ہجے مین اور دوسری طاعون مین ہی اور تقاسیم

بن حمزہ نے کہا ہو کہ میں نے ابوعسیب خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو کہ وہ اپنی ڈاڑھی اور سر میں خضاب کرتے تھے اور کہتے ہین کہ اونکا نام احمر ہو اور اصابہ مین کہا ہو کہ ابوعسیب غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنیت کے ساتھ مشہور ہین اور نام اونکا احمر ہو اور تجانے مین کہ انسے ایک حدیث سجود مین روایت کی گئی ہو اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طحاوی نے بطریق حسن بصری رضی اللہ عنہ کے نقل کی ہو کہ اوٹھون نے کہا ہے حدثنی احمر مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو استیعاب مین ذکر ابوعبید کا خادمون کے ذکر مین اس عبارت کے ساتھ کہ ابوعبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اصابہ مین بھی اسی عنوان سے مذکور ہے اور احوال پہلے بھی مذکور ہوا ہو اور روضۃ الاحباب مین ابوعبید کو غلامونمین ذکر کیا ہو اور یہ دونون وصف آپسمین منافات نہین رکھتے ہین ہان خادم غلام سے عام ہین اور اسلم بن عبید روضۃ الاحباب مین اسی طرح مذکور ہین آگاہ ہو کہ اسلم نام ابورافع کا ہو جو غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور بہ اختلاف کے ساتھ ہو جو اونکے نام ہو جیسا کہ گذر گیا ہو اور صحیح تر اور مشہور تر زیادہ وہ ہو کہ نام اونکا اسلم ہو اور ابورافع اور اونکی بی بی سلمی کا ذکر جنکو ام رافع کہتے ہین سابق مین گذر چکا ہو اور اسلم کہ جنکو روضۃ الاحباب مین اسلم ابن عبید کہا ہو اون اسلم کے سوا ہون جو ابورافع ہین اور اصابہ مین کئی اسلم کے ذکر کے بعد اسلم کو ذکر کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہین اور ابن مندہ سے نقل کیا ہو کہ اُنھون نے بیان کیا ہو کہ اسحٰق بن سلیمان نے سعد بن عبدالرحمن مدنی سے روایت کی ہو کہ رافع اور اسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خادم ہین اور اسکے بعد دوسرے اسلم کو ذکر کیا اور کہا کہ یہ نام ابی رافع کا ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہین اور انکے نام مین اختلاف ہو اور جن لوگون نے جزم اسبات کا کیا ہو کہ اونکا نام اسلم ہو وہ بخاری ہین اور ابو رشد قبطی کے کنیتون کے ذکر مین اون کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور جو اختلاف کہ ابورافع کے نام کیا ہے وہ بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسلم مشہور زیادہ ہو اور کہا ہے کہ وہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے ایمان لانے کی بشارت دی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اون کو آزاد کر دیا اور پھر دوسرے ابورافع سے نقل کیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام قبطی

کے سوا ہین اور بیان کیا ہی کہ ابو رافع ابی احیحہ غلام تھے جو ساتھ ہمزہ کے پیش کے اور دونوں حے کے زیر کے جنکے درمیان مین یے ہی اور وہ سعد بن العاص بن امیہ ہین پس اُنکے بیٹون نے جو آٹھ تھے یا دس تھے اپنے سب حصّے کو آزاد کر دیا لیکن خالد بن سعید بن العاص نے نہین آزاد کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا حصّہ خرید لیا یا اونھون نے اپنا حصّہ خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو آزاد کر دیا پس ابو رافع کہتے تھے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہون اور ابی اُحیحہ کے قصّے کو ابن عبد البر نے ابو رافع مین جو مشہور ہین بطریق بیان اختلاف کے جو اسبات مین ہی کہ وہ عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے یا سعید بن العاص کے غلام تھے نقل کیا ہی اور شیخ ابن حجر نے ابن عبد البر کی غلطی اور خطا اصابہ مین بیان کی ہی اور کہا ہے کہ ابو رافع قبطی ہون گے بلکہ یہ اُنکا غیر ہی پس ظاہر ہوا کہ وہ ابو رافع ہین اور اسلم کئی ایک ہین لیکن اسلم صحیح قول مین ابو رافع قبطی نام ہی اور یہ معلوم نہین ہوا کہ دوسرے ابو رافع کا نام بھی اسلم ہے یا نہین ہی اور یہ معلوم ہی کہ رافع بغیر کنیت کے لفظ کے بھی غلام ہین اور ظاہر وہ ہی جو سابق مین مذکور ہوا ہی کہ ابو لہبی رافع ہین اور اسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام بھی نہین ہی جو سفر مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے بہر تقدیر اسلم بن عبید جو روضۃ الاحباب مین مذکور ہین معلوم نہین ہوئے اور افلح استیعاب مین لکھا ہی کہ افلح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام غلامون مین مذکور ہین اور اصابہ مین ایسے ہی لکھا ہے اور کہا ہے قال ابو عمر اور کہا ہی کہ یوسف ابن خالد نے سالم بن بشیر سے روایت کی ہی جنھون نے ایک شخص سے کہ وہ بیان کرتا تھا کہ مینے افلح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے سُنا ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اپنے بعد اپنی امت کی تین خصلتون کا خوف کرتا ہون ایک تو خواہش مین گمراہ ہونیکا اور دوسرا شہوتون کے پیرو ہونے کا اور کہا تیسری لفظ مین بھول گیا انتہی اور حکیم ترمذی نے اپنے نوادر مین روایت کی ہی اور کہا ہی کہ تیسر اعجب ہے اور ابن شاہین کی روایت مین آیا ہی کہ تیسرے معرفت کے بعد غفلت ہی اور انجشہ ساتھ ہمزہ کے زیر کے اور نون کے جزم کے اور جیم اور شین کے زیر کے حبشی غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے وہ نہایت خوش آواز تھے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے ذکر مین فرمایا ہی یا انجشہ رفقا بالقواریر اور ایک روایت مین ہی لاتکسر القواریر اور ایک روایت مین آیا ہے رویدک

سوقک بالقواریر یعنے آہستہ سے اور رسان سے اور نرمی سے اونٹونکو چلایا حدی کو آہستہ سے گاتا کہ شیشونکے ساتھ
نرمی کی ہو اور وہ ٹوٹین اور مراد شیشون سے عورتین ہین اور نرمی نہ ٹوٹنے سے مراد عورتونکی آسودگی ہی کیونکہ
اونٹون کے تیز ہکانے مین صدمہ سے پہونچتا ہی یا دلون کا برانگیختہ کرنا مراد ہی جو گانا سننے مین پیدا ہوتا ہی جیسا کہ
کہتے ہین الغنا رقیۃ الزنا مواہب مین ایسے ہی ہی اور حضرت انس نے کہا ہی کہ براء بن مالک مردونکے لیے
حدی گاتے تھے اور انجشہ عورتونکے واسطے حدی گاتے تھے اور استیعاب مین لکھا انجشہ حبشی غلام تھے
حجۃ الوداع کے سال مین ازواج مطہرات کے اونٹونکو وہی ہکاتے تھے اور حدی گاتے تھے اور خوش آواز
تھے اور اُنکے حدی گانے سے اونٹ چلنے مین تیز ہوتے تھے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
رویدا یا انجشہ رفقا بالقواریر یعنی النساء اور اصابہ مین نقل کیا ہی کہ واثلہ بن الاسقع کی حدیث مین
واقع ہوا ہی کہ انجشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مخنثون مین سے تھے اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے مخنثون پر لعنت کی اور فرمایا کہ ان کو اپنے گھرون سے نکالدو پس حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے انجشہ کو گھر مین سے نکال دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلان کو نکال دیا
باذام ساتھ بے اور ذال کے مشہور میوہ کی لفظ کے ہی استیعاب مین اون کا ذکر نہین واقع ہوا ہے
اور اصابہ مین کہا ہی کہ باذام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اونکو بغوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے غلامون مین ذکر کیا ہو اور ابن عساکر نے اونکی تبعیت کی ہی اور حاتم انکا ذکر ان کتابون مین نہین پایا گیا
ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ حاتم غیر منسوب جھوٹون نے جھوٹ بنالیا ہی پس ابو اسحق سلمی اور ابو موسے
نے روایت کی ہی کہ اونہون نے نصر بن سفیان بن احمد بن نصیر سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مینے
حاتم سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسّی دینار کو خرید کیا اور آزاد کردیا
اور مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چالیس برس رہا ہون اور سلمی نے کہا کہ نصر کہتے تھے
کہ حاتم پر ایک سو چھتر برس گذرے ہین شیخ کہتے ہین کہ اون کے گمان مین ہو کہ حاتم کی
زندگانی قریب دو سو برس کے ہو اور یہ محال ہی یہ حکایت خالی ندرت سے نہین ہی اور اوسکا
مضمون بھی ظاہر نہین ہے اصابہ مین ایسے ہی ذکر کیا ہے اور بدر ساتھ لفظ ماہ تمام کے باپ
عبد اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین ان کا ذکر اسی قدر ملا ہے اور رویفع استیعاب
مین لکھا ہی کہ رویفع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین واللہ اعلم کہ روایت اور اصابہ مین

کہا ہی کہ رویفع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اوسکو ابو احمد عسکری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون
مین ذکر کیا ہی اور کہا ہے کہ رویفع عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے اور شام مین آئے اور اوسپر کسی نے اعتراض
نہین کیا ہی ابن عساکر نے اسکو بیان کیا ہی اور کہا ہی کہ مین کسیکو نہین جانتا ہون جنھون نے اسکو ذکر کیا ہی
اور ابو عمرو نے کہا ہی کہ اونکی روایت مین نہین جانتا ہون اور زید بن بولا ساتھ بے کے زیر کے سکری
کے وزن پر ہے اور روضۃ الاحباب کی عبارت سے ظاہر یہ ہے کہ یہ زید بن بولا ان زید کے سوا ہین جو
ہلال بن یسار کے دادا ہین اور اسماء الرجال کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ وہی زید ہین جو ہلال
بن یسار کے دادا ہین جیسا کہ گذر چکا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ زید بن بولا ساتھ بے کے زیر کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اونکی حدیث ابی داؤد اور ترمذی کے پاس اونکے پوتے ہلال سے ہے
جو بیٹے یسار بن زید کے ہین اور کہا ہی کہ حدثنی ابی عن جدی یعنے حدیث بیان کی ہی مجھ سے میرے
باپ نے میرے دادا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یعنے زید بن بولا کو غزوے کی قید مین دیکھا
پس انکو مثل زید بن حارثہ کے آزاد کیا اور وہ آنحضرت صلعم کے غلام تھے اور سعید بن زید مشہور صحابی
ہین اور شوہر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیر کے ہین اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین
مین سے ہین اور قرشی ہین اور پہلے اسلام لانے والون مین سے ہین جو معظم اور ممتاز ہین اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ اونہین کے گھر مین اسلام لائے تھے پس جو شخص غلامون مین سے ہی وہ کوئی دوسرا ہوگا
اور اصابہ مین جو کہا ہی وہ یہ ہی کہ سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین نام اونکا کسی نے
مہران کہا ہی اور کسی نے طہمان بیان کیا اور کسی نے احمر حکایت کیا ہی اور کسی نے رباح اظہار کیا ہے
یہانتک کہ اونکے نام کے اختلاف مین اکیس قول ذکر کیے ہین اور کہا ہی کہ قبل اونکی غارین جریس
اونکو حضرت ام سلمہ نے خریدا اور آزاد کیا اور شرط کر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
شریف مین حاضر رہ اور بیشک اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام سلمہ اور حضرت علی
مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی اور اونسے اونکے دو بیٹون نے عبد الرحمن اور عمر اور سالم
بن عبد اللہ بن عمر اور انکے سوا اور لوگون نے روایت کیا ہی اور حماد بن سلمہ نے سعید سے
روایت کیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر مین تھا
پس جو بعض قوم مین سے تھے کہ جب اپنے بوجھ کے اوٹھانے سے عاجز آتے تھے تو اپنا بوجھ

مجبیر لادے بیٹھے تھے اور بہت چیزین اونھین کی اپنے اوپر لاد لیتا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ما انت الا سفینۃ یعنے نہین ہے تو مگر کشتی اور یہ حکایت سفینہ سے ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور انکے
نام مین سے بھی بہت قول بیان کیے گئے ہین اور یہ سعید بھی اونکا نام ہی یا اور دوسرا نام ہو اور گمان ایسا ہوتا ہے
کہ غلامون کے نامون مین تکرار واقع ہوئی ہے آیا ذاتین بھی متعدد ہین یا روایتون سے ہر نام کی ایک
ذات جدا خیال کیا ہے واللہ اعلم اور سعید بن کندیر کا کوئی ذکر نہین پایا ہے سوا اسکے کہ استیعاب مین
بغیر نسبت کے سعید نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اونسے
ابو عثمان ہندی نے روایت کی ہے اور لفظ کندیر بھی مشخص نہین ہوئی بجز اسکے کہ قاموس نے
لکھا ہے کہ الکندیر بالکسر الحمار الغلیظ اسم یقال انہ لذو کنادیرۃ ذو غلظ وضخامۃ اور سلمان فارسی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور نجیب صحابیون مین سے اور عباد اللہ مین سے ہین اور اگر
کوئی اونسے پوچھتا تھا کہ تم کون ہو اور تمھارا نسب کیا ہے تو وہ کہتے تھے کہ نسب میرا اسلام ہے اور
باپ میرا اسلام ہے اور مین سلمان بیٹا اسلام کا ہون اور سلمان اصل فارس کے مقام رامہرمز کے ہین
اور بعضون نے کہا ہے کہ اصفہانی ہین اور وہ اوس قوم مین سے تھے ابلق گھوڑون کو پوجتے تھے
دین کی جستجو مین نکلے اور ایک مدت تک پھرے آخر کو جمال سید المرسلین کو دیکھا اور مسلمان
ہوگئے اور پہلے اونھون نے مخالف دینون کو اختیار کیا تھا اور کتنے ہی جگہہ بکے تھے
آخر کار ایک یہود کے ہاتھ لگے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اوس سے خرید لیا اور
آزاد کر دیا اور عمر مین بہت سے قول ہین ایک قول مین ہے کہ تین سو ساٹھہ برس کی عمر رکھتے تھے اور
اکثر دو سو پچاس برس کی عمر رکھتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اونھون نے
دیکھا ہے واللہ اعلم اور پہلے وہ خندق مین حاضر ہوئے ہین اور خندق اونکی راے اور تدبیر اور مشورے سے
بنائی گئی ہے جیسا کہ گذر گیا ہے اور مہاجرین اور انصار اونکے بارے مین خندق کے کھودنے کے دن
جھگڑتے تھے مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان ہم مین ہو اور ہمارے ساتھہ کام کرے اور انصار
کہتے تھے کہ ہم مین ہو اور ہمارے ساتھ کام کرے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سلمان منا اہل البیت اور وہ مرد قوی ہیکل اور قوی جثہ تھے اور وہ مجذوبون اور محبوبون
اور سابقین بدرگاہ مین سے ہین کہ بغیر بلائے درگاہ مین حاضر ہوئے تھے اور محبوبون نے جمع الجوامع مین

نقل کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ السابق اربعۃ انا سابق العرب و سلمان سابق الفرس و صہیب سابق الروم و بلال سابق الحبشہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور وہ اونھین سے ہین کہ جنکی بہشت مشتاق ہے کہ وہ حضرت علی اور عمار ہین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلمان کو مدائن کا حاکم کیا تھا جو کہ نوشیروان کا شہر ہے اور اوسی کا بنایا ہوا ہو اور وہ اپنے ہاتھ کے کسب کا کھاتے تھے اور اپنے وظائف اور عطا و نکو تصدق کرتے تھے اور فقیر و نکو بہت دوست رکھتے تھے اور وہ اہل صفہ مین سے تھے اور اونکی ایک عبا تھی کہ اوس کو پہنتے تھے اور بچھاتے تھے اور دیوار اور درخت کے نیچے سویا کرتے تھے اور نہ کوئی گھر رکھتے تھے اور نہ کوئی جگہ رہنے کی تھی اونکے ایک دوست نے چاہا کہ اونکے واسطے مکان بنائے اونھون نے کہا کہ گھر ایسا بناؤ کہ اوٹھتے کے وقت چھت مین سر نہ لگے اور عرض اوسکا بھی اسیقدر ہو کہ پاؤن پھیل سکین اور سورہون اور وفات اونکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ قریب سنہ تینتیس ۳۳ کے واقع ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین انتقال کیا ہو لیکن پہلا قول صحیح زیادہ اور اکثر ہو اور اونسے ابوہریرہ اور انس بن مالک اور ابو عثمان ہندی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین اور وہ بوجہ خوش طبعی اور ظرافت کے جیسے عجمون مین ہوتی ہو حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کبھی دل لگی کرتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بات کو اونھین منع کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تائید اور تقویت کی اور نقل کی ہو کہ ایک روز درمیان اونکے اور سعد بن ابی وقاص کے کوئی بات آگئی پس سعد نے کہا کہ اپنا نسب بیان کرو اور اورون سے بھی کہا یہانتک نوبت سلمان تک پہونچی اونھون نے اپنے حق مین کہا کہ مین اسلام مین کوئی بات نہین جانتا ہون میرا باپ اسلام ہو اور مین سلمان بیٹا اسلام کا ہون اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قریش جبل سے جانتے ہین کہ خطاب آدمیون مین بڑے عزت دار تھے اور مین عمر بیٹا اسلام کا بھائی سلمان بن اسلام کا ہون روایت ہو کہ سلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عمر رضہ نے لوگون سے فرمایا کہ باہر چلو تو ہم سب و نسے یعنے سلمان سے ملاقات کرین اور اونسے پہلے چلکے ملین اور سلمان رضہ سے مروی ہو کہ وہ بیان کرتے تھے کہ مین اپنے لوگون مین شہر رامہرمز مین تھا اور مین کتابت کے پڑھانے والو نکے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اور اثناء راہ مین ایک راہب تھا جب مین اوسکی طرف گذرتا تھا تو اوسکے پاس بیٹھ جاتا تھا اور وہ مجھکو آسمان اور زمین کی اخبارات کی خبر دیتا تھا اور

اوسکی مثل بیان کیا کرتا تھا آخر کو مین کمتب سے بے پرواہو گیا اوسکی صحبت مین نے اختیار کی اور معلم نے
میرے عزیز سے کہا کہ اس راہب نے تمھارے لڑکے کو تباہ اور خراب کر دیا ہی اون لوگون نے اوس راہب کو
شہر سے نکالدیا اور مین بھی اُسکے پوشیدہ اوس راہب کے ساتھ نکل آیا القصہ ہم بیت المقدس مین پہونچے
ناگاہ ایک عاجز سائل نے اوس سے کچھ سوال کیا اور مین نسمجھا کہ اوسنے کیا کہا پس راہب نے اوس سے کہا
کہ تو اسبات کو دوست رکھتا ہی کہ تو کھڑا ہو جاے اوسنے کہا ہان پس راہب نے دعا کی اور سائل کھڑا ہو گیا
اور عافیت اوسکو حاصل ہو گئی اور راہب چلا گیا اور مینے چاہا کہ مین اوسکی متابعت کرون اور اُسی جگہ
جاؤن جہان وہ گیا ہی پس مین راستہ بھول گیا اور اوسکی طلب مین نکل چلا اور سواران انصار سے
ملاقات ہو گئی اور مینے اونسے راہب کی خبر پہونچی اور کہا کہ تمنے کوئی شخص ایسا اور ایسا دیکھا ہے
اون سوارون نے کہا کہ یہ کوئی بھاگا ہوا غلام ہی اسکو پکڑ لو پس اون لوگون نے مجکو گرفتار کیا اور
اونمین سے ایک نے اپنے پیچھے مجکو سوار کر لیا یہانتک کہ مین مدینے مین آیا اور اون لوگون نے مجکو ایک
باغ کی خدمت کے لیے چھوڑ دیا مین اسکو سینچا کرتا تھا اور اپنی قوت اوس سے کرتا تھا اور بیشک راہب
نے مجکو پیغمبر آخر زمان کے بعث کی اوس مقام مین خبر دی تھی اور اوسکی نبوت کی علامات کے پتے
دیے تھے اور وصیت کی تھی کہ جو تو اوسکو پائے تو اوسکی تصدیق کرنا اور اوسپر ایمان لانا پس مین نے
اون علامتونکو پایا اور مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور سلمان کے قصے مین طالبان حق
اور سالکان طریق کے لیے عبرت ہی کہ جبتک سب سے جدا نہون اور کسی کامل کی صحبت اختیار نکرین مقصود کی
صورت نہ دیکھین ع خواہی کہ درین زمان مردی گردی ٭ واندر رہِ دین صاحب دردی گردی ٭
روزان وشبان بگرد مردان میگرد ٭ مردی گردی چو گرد مردی گردی ٭ جو کہ طلبگار رہا ہی وہ در بدر پھرا ہے
اور کہا ہی کہ جسکے مقدر مین بھلائی لکھی یا مرد کو اوسکے سرپر لاتے ہین یا اوسکو مرد کی خدمت مین
لیجاتے ہین اور جسکے لیے اندازہ نہین کیا درد مادرزاد کا کیا علاج ہی نعوذ باللہ من الخزی والخذلان
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام مین دونون قسمین موجود ہین کہ کسی جماعت پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچایا اور کسی جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ عالی
مین حاضر کیا اور دونون طائفون کو صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمایا رضی اللہ
عن اصحاب رسول اللہ اجمعین والتابعین لہم باحسان وتبع التابعین اجمعین ہذہ طریق الحق ٭

رب العالمین وصلی اللہ علی محمد سید الکل و الہادی الی الطریق الحق و الیقین اور سندر ساتھ سین کے زبر کے اور نون کے جزم کے ہی استیعاب مین نقل کیا ہی کہ سندر زنباع خزاعی کے غلام تھے اور زنباع ساتھ زے کے زبر کے اور نون کے جزم کے ہی اور سندر کو صحبت ہی اور انکی حدیث عمرو بن شعیب کے پاس انکے باپ اور انکے دادا سے پہونچی ہی کہ ایکروز سندر زنباع خزاعی کی ایک لونڈی سے ملوث ہوگیا پس زنباع نے اوسکے ناک کان کاٹ لیے اور اونکو خصی کرڈالا پس سندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے اور داد خواہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو زنباع کے پاس بھیجا اور کہا کہ جسکی ناک اور کان کاٹے گئے یا آگ سے جلایا گیا وہ حر ہے پس زنباع حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ غلام آپکا ہی آپ اسکو آزاد کیجیے اور مجھ سے اسکو راضی کرا دیجیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سندر سے فرمایا کہ مین تیرے واسطے ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہون کہ تیرے ساتھ نیکی کرے اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو سندر حضرت عمر رض کے پاس آئے اور عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو میرے حق مین ملحوظ رکھیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو مین تمھارا وظیفہ مقرر کردون اور نہ تم جس مقام کو پسند کرو وہان تمھارے واسطے نامہ لکھدون پس سندر نے مصر کو اختیار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو جو حاکم مصر کے تھے سندر کے حق مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے نگاہ رکھنے کے لیے لکھا اور جب سندر عمرو بن العاص رض کے پاس آئے تو اونھون نے اونکو ایک زمین کشادہ اور ایک مکان جاگیر مین دیا اور جب تک سندر زندہ رہے اوسی زمین سے جو پیدا ہوتا تھا وہ کھاتے تھے اور اوس مکان مین رہتے تھے اور جب اونھون نے وفات پائی تو وہ بیت المال مین داخل ہوگیا اور ابن عفیر نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہی کہ زنباع بہت متمول اور صاحب دولت تھے اور دیاہل اور عبد الملک بن مروان کے زمانے تک وہ زندہ رہے اور اصابہ مین لکھا ہے کہ زنباع بیٹے سلامہ کے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ بیٹے روح کے تھے جو بیٹے سلامہ کے تھے اور کسی قدر زیادتی کے ساتھ مثل اوسکے جو استیعاب مین لکھا ہے ذکر کیا ہے اور شمعون استیعاب مین لکھا ہی کہ شمعون بیٹے زید کے اور وہ بیٹے خنافہ قرظی کے بنی قریظہ سے تھے اور باپ ریحانہ حلیف الانصار کے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اور کہتے ہین کہ وہ ریحانہ کے باپ ہین

ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم اور وہ مشہور کنیت کے ساتھ ہین اور انکو صحبت ہی اور انھون نے سنا بھی
ہی اور اونسے روایت بھی ہی اور وہ فضلا زہاد مین سے تھے اور شام مین وارد ہوے اور شامیون نے اونسے روایت
کی ہی اور کاشف مین کہا ہی کہ وہ صاحب ورع تھے اور قصہ مغازی کا بیان کرتے تھے اور تہذیب مین لکھا ہے کہ
شمعون کو بعضون نے ساتھ غین معجمہ کے بھی کہا ہی اور اصابہ مین لکھا ہی کہ شمعون ساتھ شین اور عین اور سین
اور عین کے ہی اور شین اور عین مہملہ کے ساتھ بھی ہی اور ساتھ کنیت کے ابو ریحانہ مشہور ہین اور بعضون نے
انکو ازدی اور بعضون نے انصاری اور بعضون نے قریشی کہا ہی اور ابن عساکر نے کہا ہی کہ پہلا قول
صحیح زیادہ ہی اور شیخ کہتے ہین کہ سب انصار ازدی ہین اور ہوسکتا ہی کہ بعضے قریش کی حمایت مین آئے
ہین پس سب قول جمع ہوگئے اور شام مین نازل ہوئے ہین اور حدیث اونکی مصریون مین ہی اور ابو الحسن
رازی نے اپنے معتبر اور مضبوط شیخون سے روایت کیا ہی کہ وہ شخص ہے کہ جسنے پہلے دمشق کے ایک مکان
مین کہ جسمین اونکی اولاد رہتی ورود کیا ہی اور اونکو صحبت ملی ہی اور پانچ حدیثین روایت کی ہین اور
بیت المقدس مین اونھون نے سکونت اختیار کی ہی اور اونسے روایت کی گئی ہے کہ انھون نے بیان
کیا ہی کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور قرآن کے پڑھنے کی شکایت کی
کہ وہ مجھپر شاق ہوتا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھپر اوس چیز کا بار نڈالا جائیگا کہ
جسکی تو طاقت نہین رکھتا ہی تو سجدون کو اپنے اوپر لازم کرلے اور ابو ریحانہ سجدے بہت کیا کرتے تھے
اور نقل کرتے ہین کہ ایکروز ابو ریحانہ کشتی پر سوار ہوے اور اونکے پاس ایک مصحف تھا کہ جسکو یاد کرتے
تھے اور ایک سوئی تھی پس اونکی سوئی دریا مین گر پڑی پھر اونھون نے کہا کہ اے خدا تجکو قسم دیتا ہون
کہ مجکو میری سوئی ملجاے پس اونکی سوئی دریا مین سے ظاہر ہوگئی اور اونھون نے اوسے لے لی اور اصابہ مین اونکا اور
احوال بھی ذکر کیا ہی اور اونکی کنیت ابو ریحانہ کہی ہی لیکن یہ نہین کہا ہی شمعون باپ ریحانہ کے تھے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھین پھر کیونکر ہوگا کہ ابو ریحانہ انصاری یا ازدی یا قریشی تھے لیکن یہ
اوس قول پر کہ سکتے ہین کہ جب شمعون باپ ریحانہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہون اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمون کے ذکر مین گذرچکا ہی کہ ریحانہ بیٹی زید بن عمرو کی ہین اور بعضون
نے کہا ہی کہ ریحانہ بیٹی شمعون کے بنی نضیر یا بنی قریظہ کے قیدیون مین سے تھی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ملک یمین مین اونکے ساتھ صحبت کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے آزاد کیا پھر اُنکے ساتھہ نکاح کر لیا اور ظاہر نہیں ہوتا کہ یہی ریحانہ قید یون مین سے تھین یا اُنکے باپ بھی
قیدیون مین سے تھے اور شمعونکو جو قرظی کے ساتھہ وصف کیا ہی تو ظاہر ہوتا ہی کہ وہ بنی قریظہ کے قیدیون
مین سے تھے واللہ اعلم اور ضمیرہ بروزن صیغہ تصغیر کے بیٹے ابو ضمیرہ کے ہین اور استیعاب مین لکہا ہے کہ
ضمیرہ بیٹے ابو ضمیرہ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور ابو ضمیرہ اور بیٹے ضمیرہ ضمیرہ کو صحبت ہے
اور ابو ضمیرہ دادا حسین بن عبد الملک بن ضمیرہ کے ہین اور اہل مدینے مین شمار کیے جاتے ہین اور ابن ابی
ذہب نے حسین بن عبد الملک بن ضمیرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ضمیرہ کی ماں کی طرف سے
گذرے اور وہ رو رہی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تجکو کس چیز نے رولایا آیا بھوکی ہے
یا برہنہ ہی اُسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا لڑکا مجھ سے جدا کر دیا گیا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بیٹے اور ماں مین جدائی نہ ڈالی جاوے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو اوس
شخص کے پاس بھیجا کہ جسکے پاس ضمیرہ تھی اور اونکے ایک اونٹ جوان کے عوض مین اون سے خرید لیا اور
نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریر ضمیرہ بن ابو ضمیرہ کے واسطے لکھی کہ یہ اہل بیت عرب
مین غنیمت مین سے تھے جسکو حقتعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال کر دی تھی بعد اُسکے ضمیرہ
نے خبر کی کہ مین اپنی قوم کے ساتھہ ملاقات کرنیکا مشتاق ہون تب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو آزاد کر دیا پھر ضمیرہ نے خدا اور رسول خدا کو اختیار کیا پس کوئی اُنسے تعرض نکرے مگر ساتھہ خیر کے
پیش آئے اور جو کوئی مسلمانون مین سے ملاقات کرے چاہیے کہ اونکو خیر کی وصیت کرے اوسکو ابی بن کعب
اور عبد اللہ بن اسلم نے اصابہ مین لکہا ہی اور عبد اللہ بن اسلم ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
غلام ہین اور اُنکو بغوی نے اور سوا اُنکے اور لوگون نے صحابہ مین ذکر کیا ہی اور احمد وغیرہ نے ابن ابی
لہیعہ کے بکر بن سوادہ سے اونھون نے عبد اللہ بن اسلم سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تین
روایت کیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب سے فرمایا اشبہت خلقی وخلقی یعنے تو
مشابہ میری صورت سے اور میرے خلق سے ہی اور غیلان ساتھہ غین معجمہ کے زیر کے اور زبے کے جزم کے
ہی اور اصابہ مین لکہا ہے کہ غیلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور اسکو ابن السکین
نے ذکر کیا ہی اور کہا ہے کہ اُنسے ایک حدیث روایت کی گئی ہی جس کو اہل رقہ نے نقل کیا ہے
کہ غیلان نے کہا ہی کہ دجال نکلیگا اوس حالت مین کہ لوگون کو حق اور عدل کی طرف جو اُسکے نزدیک

ہوگا بلائیگا پس کوئی مومن اور کافر باقی نہ رہیگا لیکن وہ باقی رہیگا جو اوسکی اتباع کریگا اور یہ لوگ اوسکو
نہ پہچانینگے ناگاہ اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کفر ظاہر ہوگا پس ہر مومن اوسکو پڑھ لیگا اور اسکے
ظاہر ہونیکے وقت مومن جُدا ہوجائینگے اور کافر اوسکی اتباع کرینگے اور رفنالہ ساتھ فے کے زیر کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یمنی ہین اور جعفر مستغفری نے نقل کیا ہے کہ وہ شام مین وارد ہوئے
ہین اور ابو بکر بن محمد بن حزم نے اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون مین ذکر کیا ہے اور محمد بن سعد
نے واقدی سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ شام مین جا رہے اور اولاد اونکی وہین ہے انکے احوال مین
سے اسیقدر دریافت ہوا ہے اور نفیر ساتھ نون اور فے کے صیغہ تصغیر کے وزن پر دو نفیر مذکور ہین ایک
تو استیعاب مین نفیر بن المغلس بن نفیر الحضرمی ہین اور کہا جاتا ہے کہ نفیر بن مالک بن عامر الحضرمی اور بیان
کیا ہے کہ وہ باپ جبیر بن نفیر کے ہین اور انکی کنیت ابی جبیر کی گئی ہے اور شامیون مین اونکا شمار ہوگیا ہے
اور اونکے بیٹے جبیر بن نفیر نے حدیثین روایت کی ہین کہ بعضے اونمین کی وضو کی صفت مین ہین اور بعضی
دجال کی صفت مین ہین اور دوسرے اصابہ مین نفیر بن مجیب شامی یمانی ہین اور کہا جاتا ہے کہ اونکو
صحبت ہے اور یہ نفیر ہین لیکن نہین کہا گیا ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلامون مین سے ہین
واللہ اعلم اور کریب صیغہ تصغیر کے وزن پر ہے اصابہ مین کہا ہے کہ کریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
غلام ہین اور عبدان مروزی نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا ہے اور شیخ نے کہا ہے کہ یہ خطا کتابت کی غلطی سے
پائی جاتی ہے اور حرب ہین جو ساتھ حاء مہملہ کے باپ سلمہ راعی کے ہین اور محمد بن عبد الرحمن اور دوسرے
محمد نے کہا ہے انکا نام ناہیہ تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو محمد کے ساتھ بدل دیا اور استیعاب
اور اصابہ مین بہت سے محمد جو منسوب ہین ذکر کیے ہین اور ایک محمد غیر منسوب کو بھی ذکر کیا ہے
اور کہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور حاکم نے اونھین تاریخ نیسابور مین اون
لوگون مین ذکر کیا ہے جو خراسان مین آئے تھے اور اونکے بیٹے سے روایت نقل کی ہے کہ اونھون نے بیان
کیا ہے کہ میرے باپ کا نام ناہیہ تھا اور وہ مجوسی تھے جب اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا ذکر
اور آپ کے بعثت کا ذکر سنا تو وہ تجارت کے واسطے نکلے اور مدینے مین آئے اور اون کا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد رکھا پھر اپنے شہر کو اسلام کے ساتھ پھر گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے غلام کہے جاتے تھے اور اونکا مکان مرو مین تھا اور اوسکو توسی نے بطریق حاکم کے

نقل کیا ہی اور دوسرے محمد بن عبد الرحمن کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ محمد بن عبد الرحمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
غلام ہین اور انکو سبطین اور عبدان مروزی اور باوردی نے صحابہ مین ذکر کیا ہی اور روایت کیا ہی کہ محمد بن
عبد الرحمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص
ستر عورت کو کھولتا ہی اوسپر مہر اوسکا واجب ہوتا ہی یعنے مہر صحبت کرنے سے واجب ہوتا ہی اور غلام کہنے کی وجہ
معلوم نہین ہوئی بجز اسکے کہ وہ مجوسی تھے وہ قید مین پڑے ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد
کر دیا ہو واللہ اعلم اور مکحول یہ نام ان کتابون مین نہین پایا گیا ہی اور جو مکحول کہ مشہور ہین وہ مکحول شامی تابعین
مین سے ہین اور نافع نے اونکو ابو السائب کہا ہی اور استیعاب مین نافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
غلام ہین اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ تکبیر کرنے والا بہشت مین نہ داخل ہوگا
اور نہ بہشت زنا کرنیوالا اور نہ وہ شخص جو اپنے عمل پر احسان رکھے خالد بن امیہ نے اوسکو روایت کیا ہے اور
روضۃ الاحباب مین جو نافع کو ابو السائب کے ساتھ بیان کیا ہی کہین پایا نہین گیا ہی ہان ابو السائب ہی نافع
کتنے ایک اصحابون کی کنیت ہی اور ابو السائب غلام غیلان کے تھے پھر وہ غیلان کے اسلام لانے سے
پہلے اسلام لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کر دیا بعد اوسکے غیلان ایمان لائے
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو غیلان کو پھیر دیا اور شاید کہ اونکو اسیوجہ سے غلام کہتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کیا ہی لیکن اس سے لازم نہین آتا کہ یہ کنیت نافع کی ہی اور
روضۃ الاحباب کی عبارت سے ایسے ہی معلوم ہوتا ہی اور نبیہ ساتھ نون اور بے کے صیغہ تصغیر کے وزن پر
ہی اور بعضے کہتے ہین کہ عظیم کے وزن پر ہی اور استیعاب مین ابن عبد البر نے لکھا ہی کہ مین اس سے زیادہ
اونکو نہین جانتا ہون کہ بعضے لوگون نے اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون مین ذکر کیا ہی اور
ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خرید کیا اور آزاد کیا ہی اور اصابہ مین صاحب الجواہرہ
سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ وہ سراۃ کے مولدین مین سے تھے اور نہیک ساتھ نون اور بے کے
شریک کے وزن پر ہے اور اصابہ مین نہیک بن الاسود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین آیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مرض الموت مین بیہوش ہو گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگون کے ساتھ نماز
مین کھڑے ہوئے پس آپکو افاقہ ہوا اور آپ نے چاہا کہ مسجد کیطرف تشریف لیجائیں تو غلام حبشی

میرا غلام تھا اونسے آپکو تھام لیا اور اصابہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ اس حبشی غلام سے بھی نہیک بن الاسود مراد ہین واللہ اعلم اور نفیع ساتھ نون اور فے کے صیغہ تصغیر کے وزن پر بیٹے ابو بکرہ کے ہین جو ساتھ موحدہ کے زبر کے اور کاف کے جزم کے ہی اور آخر مین اوسکے تے ہی اور نام اونکا نفیع بن الحارث بن کلدہ ثقفی ہی جو کاف اور لام اور دال مہملہ کے فتح کے ساتھ ہی اور بعضون نے نفیع بن مسروح ساتھ میم کے زیر کے اور سین مہملہ کے جزم کے اور حاء مہملہ کے کہتے ہین اور بعضے اونکو مسروح بن کلدہ کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہی بلکہ وہ حارث بن کلدہ ثقفی کے غلام تھے اور اونھون نے اونکو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور ابو بکرہ کی مان سمیہ حارث کی لونڈی تھین اور وہ زیاد بن ابو سفیان کی مان تھین کہ اونسے ابی سفیان نے جاہلیت مین زنا کیا تھا اور اونپر اونکی کنیت غالب ہو گئی اور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی کنیت رکھدی تھی اس واسطے کہ طائف کے دن اونھون نے اپنے تئین بکرہ مین ڈال دیا تھا اور بکرہ کنوئین کے چرخ کو کہتے ہین اور وہ وقت وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے قلعے کو گھیرے ہوئے تھے آور یہ نفیع اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لقا کے اشتیاق مین اپنے تئین کنوئین کے چرخ مین باندھ کے نیچے ڈالدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرہ اونکی کنیت رکھدی اور وہ اوس کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئے اور نقل کیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو منادی کو حکم دیا کہ ہر ایک غلام کو پکار دے کہ قلعے سے اوتر آئے اور میرے پاس چلا آئے پس وہ آزاد ہی پھر وہاں سے دس غلام نکل آئے کہ اونمین سے ایک نفیع بھی تھے اور مغلطائی کے نزدیک ہے کہ تئیس غلام وہان سے نکل آئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک غلام کو جو چلا آیا تھا آزاد کر دیا اور ہر ایک کو اونمین سے ہر ایک مسلمان کو سپرد کر دیا کہ اونکی خدمت اون کے ذمہ ہو پس اہل طائف پر یہ بات دشوار ہوئی اور جب گروہ اہل طائف اوتر آئے اور اسلام لائے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا کہ ہر ایک کو ہم مین سے ہمارا غلام ملجائے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم عتقاء اللہ اور یہ حکایت سابق مین طائف کی لڑائی مین گذر چکی ہے اور یہ امر اس قول کی تقویت کرتا ہے کہ ابو بکرہ حارث کے غلام تھے اور اگر تھے تو بھی وہ اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے تھے اور مسلمانون سے کہتے تھے کہ تمھارا دینی بھائی ہون اور مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہون اور اگر انساب کا انکار کرو تو مجھکو چاہو کہ نسبت کرو تو مین نفیع بن مسروح ہون

اور وہ رضی اللہ عنہ افاضل اور نخبت اصحابون مین سے تھے اور بصرے مین آرہے تھے اور اونکی بصرے مین اولاد بزرگ اور اشراف ہوئی اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ عمر بن حصین اور ابی بکرہ سے افضل اصحابون مین سے بصرے مین نزول نہین کیا ہی اور اونھون نے جمل کے روز گوشہ نشینی اختیار کی اور کسی طرف میل نہین کیا اور کسی فریق کے ساتھہ قتال نہین کیا اور ابوبکر نے سنہ اونچاس مین بصرے مین وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ اکاون یا باون مین وفات پائی اور اونھون نے وصیت کی کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ میری نماز پڑھاوین اور ہرمز ابوکیسان نے اصابہ مین کہا ہی کہ کیسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور ہرمز بھی کہے جاتے ہین اور استیعاب مین ہی کہ کیسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور نام اونکا ہرمز کہا جاتا ہی اور کنیت اونکی ابا کیسان بیان کیجاتی ہی اور اوسکے نام مین اختلاف کیا گیا ہی اور بعضون نے کیسان کہا ہی بعضون نے مہران کہا ہی اور بعضون نے طہمان کہا ہی اور بعضون نے ذکوان کہا ہی اور یہ سب اوس حدیث مین ہی جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے دینے کی تحریم مین ہی اور وردان ساتھہ واو کے زبر کے اور رے کے جزم کے ہی اصابہ مین وردان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مذکور ہین اور ابونعیم نے اونکو اصابہ مین ذکر کیا ہی اور نقل کیا ہی عکرمہ سے اور اونھون نے ابن عباس سے کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام خرمے کی شاخ پر سے گر پڑا اور مر گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکی اولاد مین سے کسی شخص کو دیکھو اور اوسکی میراث اوسکو دیدو پس ایک شخص کو پایا اور اوسکی میراث اوسکو دیدی اور یسار یسار سابق مین رباح کے متصل مذکور ہو چکے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹون کے چرواہے تھے اور عرینیون نے اونکو قتل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یسار کا قصاص اون اشقیاؤن سے لیا اور رباح کو اونکے مقام پر مقرر کیا اور اس مقام پر جو یسار مذکور ہین یا تو مکرر واقع ہوا ہی یا کوئی دوسرے یسار ہین اور یسار بہت سے مذکور ہین گمان ہوتا ہی کہ بعضے اونمین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بھی ہون ایک یسار حبشی چرواہے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل مین سے پہنچے تھے اور وہان ایک غلام یسار نام ملے تھے دوسرے یسار اون لوگون مین سے ہین جو طائف کے قلعے پر سے اوتر آئے تھے اور ایمان لائے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کر دیا تھا لیکن ان یسار کو اصابہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام لکھا ہے اور

ظاہر ہے اس اعتبار سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون غلاموں کو جو طائف کے قلعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہو گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ہر صحابہ کے سپرد کر دیا تھا اور اون کی کفالت اون صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذمے میں مقرر کر دی تھی انکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ہوا اور اخیر شب کو آزاد کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم عتقاء اللہ پس اگر ان یسار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام کہیں تو درست ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہیں تو بھی بجا ہے اور ابوبکرہ اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام قرار دیتے تھے اور اگر اوس سب جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہیں ایک صورت رکھتا ہے واللہ اعلم اور ابوثیلہ سا تحقہ کے صیغہ تصغیر کے وزن پر ہے اور بغیر تصغیر کے بھی ہے ابن جوزی نے تلقیح میں ذکر کیا ہے اور اونکا وصف اسکے ساتھ کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور اس مقام پر ابوثیلہ دوسرے ہیں کہ جنکا نام راشد ہے اور نقل کیا ہے کہ انکا نام جاہلیت میں ظالم تھا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا انت راشد اور راشد دو ہیں ایک تو راشد بیٹے حفص بن عمر بن عبدالرحمن بن عوف کے ہیں اور دوسرے راشد بیٹے عبد ربہ سلمی کے ہیں اور اصابہ میں کہا ہے کہ راشد بن عبد ربہ کا نام عزیٰ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا نام راشد رکھا اور کنیت دونوں کی ابوثیلہ ہے اور ابوثیلہ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہا ہے اونکا نام ذکر نہیں کیا ہے اور یہ سب اصابہ میں مذکور ہے اور استیعاب میں یہ نام اور یہ کنیت کچھ مذکور نہیں ہے ابوالبشر استیعاب اور اصابہ میں ایک ابوالبشر صحابہ انصاری میں ذکر کیے گئے ہیں جیسے طلوع آفتاب وقت نماز پڑھنے کی حدیث مروی ہے اور اونھوں نے بڑی عمر پائی ہے اور لوگوں نے سنا ہے کہ بجز ایک ابوالبشر کے صحابیوں میں اور ابوالبشر نہیں ہے لیکن کسی نے اونکو غلام نہیں ذکر کیا ہے واللہ اعلم ابوصفیہ اصابہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مذکور ہیں اور بخاری اور عبیدہ نے اونکو مہاجرین میں شمار کیا ہے اور یونس بن طاس نے روایت کی ہے کہ اونھوں نے اپنی ماں سے سنا ہے کہ اونکی ماں نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوصفیہ کو دیکھا ہے اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین میں سے تھے کہ خرمے کی گٹھلیوں پر تسبیح پڑھتے تھے اور روایت کی ہے عبد الواحد بن زیاد نے یونس بن عبیدہ سے اور اونھوں نے اپنی ماں سے کہ اونھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوصفیہ کو دیکھا ہے جو ایک شخص مہاجرین میں سے ہے خرمے کی گٹھلیوں پر

تسبیح پڑھتے تھے اوسکو بغوی نے نقل کیا ہی اور ایک دوسرے طریق سے ابی بن کعب سے کہ اونھون نے ابو صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام سے نقل کیا ہی کہ ابو صفیہ کے آگے پتھر کے روڑے رکھتے جاتے تھے اور وہ نماز شام سے آدھی رات گئے تک اور ظہر سے شام کے وقت تک اونپر تسبیح پڑھتے تھے اور استیعاب مین بھی نقل کیا ہی کہ ابو صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مہاجر تھے خرمے کی گٹھلیون پر تسبیح پڑھتے تھے ابو قبیلہ اور ابو قبیلہ کہین نہین مذکور ہین لیکن وہ ابو قبیلہ مذکور ہین کہ جنکا نام مرشد ہی اور اونمین اختلاف ہی کہ وہ صحابی ہین یا تابعی ہین بہر تقدیر غلام ہونا صحیح نہین ہی واللہ اعلم اور ابو لبابہ اصابہ مین مذکور ہے کہ ابو لبابہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین اور محمد بن حبیب نے اونکو اپنی کتاب مین ذکر کیا ہی جو محبر نام رکھتے ہین اور بلاذری نے ذکر کیا ہی کہ وہ بنو قریظہ مین سے ہین اور مکاتب تھے اور مکاتب اوسکو کہتے ہین کہ غلام سے تحریر اس مضمون کی لکھواتے ہین کہ اسقدر تو ہمکو اپنی محنت و مشقت سے دے ہم تجکو آزاد کردین یعنے اوسکی آزادی مقید ایک مقدار معین کے ساتھ ہوتی ہے جسکے ادا کا وہ تحریراً اقرار کرتا ہی پس وہ اوس کتابت کے موافق ادا کرنے سے عاجز آگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خرید لیا اور آزاد کردیا اور اونھون نے روایت کی ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کہیگا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ پس اوسکے گناہ بخشدیے جاینگے اگرچہ وہ کافرون کے مقابلے مین سے بھاگا ہو اور یسار بن زید بن منذر کے باپ ہین اور شیخ کہتے ہین کہ مشہور یہ ہے کہ جسنے اس حدیث کو روایت کیا ہی وہ زید بن بولا ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہین جیسا کہ گذر چکا ہی انتہی اور یہ ابو لبابہ اون ابو لبابہ بن عبد المنذر کے سوا ہین کہ جنکا نام رفاعہ ہی کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھ دیا تھا چنانچہ وہ اپنے مقام مین مذکور ہی اور ابو لقیط اصابہ مین ابو لقیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حبشی یا کوفی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک باقی رہے ہین اور صاحب استیعاب نے کہا ہی کہ بعضے اہل سیر نے اون کو غلامون مین ذکر کیا ہی اور مین اونکو نہین پہچانتا ہون اور شیخ کہتے ہین کہ محمد بن حبیب نے اونکو اپنی کتاب مین جسکا نام محبر ہے ذکر کیا ہے اور جعفر مستغفری نے کہا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت مین دفتر مین بیٹھے تھے اور ابو یسر ساتھ نے اور سین کے زیر کے سے اور وہ مشہور ہین اور ذکر اونکا استیعاب اور جامع الاصول اور اصابہ اور حدیث کی کتابون مین

مذکور ہی لیکن کسی نے اونکو مولے کے لفظ کے ساتھ موسوم نہین کیا ہی اور استیعاب مین اون کے باپ اور دادا کے نامون کے بعد اور اون کے نسب کے ذکر کے بعد کہا ہے کہ انصاری سلمی ہین اور بعد عقبے کے بدر مین حاضر ہوئے ہین پس وہ عقبی اور بدری ہین اور اوتھون نے حضرت عباس کو بدر کے دن گرفتار کیا تھا اور وہ ٹھگنے اور کوتہ گردن اور بزرگ شکم تھے اور حضرت عباس بلند اور تیار تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا لقد اعانک علیہ ملک کریم یعنے ہر آینہ تیری مدد کی اوس پر فرشتے بزرگ نے اور اوتھون نے بدر کے دن مشرکون کے ہاتھ سے جھنڈا چھین لیا تھا اور وہ ابو عزیز بن عمر کے ہاتھ مین تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ صفین مین حاضر ہوئے ہین اور مدینے مین تھے اور مدینے مین سنہ پچپن مین وفات پائی ہے استیعاب مین یہ سب مذکور ہے اور اصابہ مین بھی ایسے ہی کہا ہی اور نام اور کنیت اور نسب اونکا ذکر کیا ہے کہ ابو بسر کا نام کعب بن عمرو ہے اور کہا ہے کہ وہ اپنے نام اور کنیت کے ساتھ مشہور ہین اور عقبے اور بدر مین حاضر ہوئے ہین اور بدر مین جو کچھ کہ اونسے ظہور مین آیا ہی وہ بہت کچھ ہے اور اوتھون نے حضرت عباس کو قید کر لیا تھا اور ابن اسحاق نے کہا ہی کہ بدر مین اور مشہد وٹین حاضر ہوئے ہین اور بخاری نے کہا ہی کہ اونکو صحبت ہی اور بدر مین حاضر ہوئے ہین اور کوتہ گردن اور بزرگ شکم تھے اور مدینے مین سنہ پچپن مین فوت ہوئے ہین اور اصحاب بدر مین سے جنسے اخیر کو وفات پائی ہے وہ ہی تھے اور عبادہ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اونسے روایت کی ہی اور حدیث اونکی طولانی ہی اور اوسکو مسلم مین نقل کیا ہی یہ عبارت اصابہ کی ہے اور جامع الاصول مین اون کی کنیت کے ذکر مین کہا ہے کہ ابو بسر ساتھ بے کے زیر کے اور سین حملہ کے زبر کے اور ساتھ رے کے کعب بن عمرو الانصاری مشہور صحابی ہین اور نامون کے ذکر مین کہا ہی کہ ابو البسر کعب بن عمرو الانصاری السلمی شہد العقبۃ و بدر وہو الذی کان اسر العباس بن عبد المطلب توفی بالمدینۃ سنۃ خمس وخمسین اور اسکے سوا دوسرے ابو بسر مذکور نہین ہین خدا معلوم مسیر نے کہان سے نقل کیا اور اونکو غلامون مین بیان کیا اور ذکوان یہ بھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلامون سے ہین اور استیعاب اور اصابہ مین مذکور ہین اور کہا ہی اون کی حدیث عطا بن سائب کے پاس ہی ان الصدقۃ لا تحل لی ولا لاہل بیتی وان

موالی القوم من انفسہم اور بعضوں نے اونکا نام طہمان کہا ہے اور بعضوں نے اوس مین شبہہ کیا ہے واللہ اعلم
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیون کے نام یہ ہین ام رافع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی زوجہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ہین اور کہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ
بنت عبد المطلب کی لونڈی تھین اور اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی کہتے ہین اور اونکا احوال پہلے
خادموں کے ذکر مین گذر گیا ہے اور روضۃ الاحباب مین سلمی اور ام رافع واقع ہوا ہے گویا کہ سلمی صفیہ بنت
عبد المطلب کی لونڈی کو سلمی ام رافع سے زیادہ شمار کیا ہے اور شیخ نے اصابہ مین کہا ہے کہ خطابی نے مین نے
پڑھا ہے لعقیب الجرمی کے مجموعہ اوسمیہ مین لکھا ہے کہ وہ عورت جسنے حمزہ سے کہا تھا جبکہ وہ شکار کھیل کے
آئے تھے کہ تم دیکھتے ہو کہ ابو جہل نے تمہارے بھائی کے بیٹے کے ساتھ کیا کیا اور حضرت حمزہ رض غصے
مین آئے اور ابو جہل کے پاس گئے اور کمان اوس کے سر پر ماری اور اسلام لے آئے یہ وہی سلمی صفیہ
بنت عبد المطلب کی لونڈی تھین جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھین اور ماریہ اونکا
ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرموں مین گذر چکا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیٹے کی ماں تھین اور سیرین ماریہ قبطیہ کی بہن ہین کہ اون دونوں کو مقوقس نے
ملک اسکندریہ سے بھیجا تھا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین کو حسان بن ثابت کے
تئین دے دیا تھا پس اونسے حسان بن ثابت کے بیٹے عبد الرحمن پیدا ہوئے اور رضوی اصابہ مین
رضوی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ہین اور ابو موسے نے کہا ہے کہ مستغفر نے اون کو
ذکر کیا ہے لیکن احوال مین سے کچھ نہین بیان کیا ہے امیمہ ابو عمر نے اصابہ مین کہا ہے کہ وہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھین اور حدیث اونکی شامیوں مین ہے اور حسین بن
فقیر نے روایت کی ہے کہ امیمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی نے بیان کیا ہے کہ مین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کراتی تھی اور آپ کے دونوں دست مبارک پر پانی ڈالتی تھی کہ ناگاہ
ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلعم
مین چاہتا ہوں کہ اپنے لوگوں مین پہونچوں پس آپ نے وصیت فرمائی کہ خدا کے ساتھ کسی چیز
کو شریک نکر اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جاوے آخر حدیث در حمیلہ تصغیر کے وزن پر ہے
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ہین ابن سعد نے اسکو ذکر کیا ہے بنا بریہ

اصحاب مین سائیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی بیان کیا ہی اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقلکی روایت کی ہی اور اوسنے طارق بن عبد الرحمن نے تاریخ نسائی مین روایت کی ہی ایسے ہی ذیل مین جو ابی موسی کی کتاب ہی ام ضمیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی اور ابو ضمیرہ کی بی بی ہین اور ضمیرہ اون کی بیٹی ہین اور ذکر ابو ضمیرہ اور ضمیرہ کا غلامونکے ذکر مین گذر چکا ہے

چھٹا باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نگہبانون کے ذکر مین ہی

حرس اور حراست نگہبانی اور نگہبانی کرنے کے معنے مین ہی اور حارث نگہبان کو کہتے ہین اور جمع اوسکی حُرّاس ساتھ حے کے پیش کے اور رے کے تشدید کے ہے اور احتراس کے معنی یہ ہین کہ اپنے تئین نگاہ رکھنا اور بعضے اصحابون نے جو نگہبانی کی ہے وہ اس طور پر ہے کہ ایک اصحابون کی جماعت متعین تھی بلکہ بعضے اصحاب بعض وقتون مین اس کام مین مشغول ہوئے ہین اور اس سعادت سے مشرف ہوئے ہین چنانچہ محدثین نے اوسکو ضبط کیا ہی اور شاید بعضے اصحاب اس کام پر ہمیشہ رہے ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وجہ اتباع سنت الٰہی عز وجل کے اسباب ظاہر کی رعایت جاری ہوئی ہے اپنی نگہبانی کراتے تھے لیکن اس کریمہ کے نازل ہونے کے بعد کہ وہ واللہ یعصمک من الناس ہی اوسکو ترک کردیا تھا پس اون نگہبانون مین سے ایک سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسنے ہین اور وہ اکابر اصحابون مین سے ہین اور وہ مدینے مین درمیان عقبۂ اول اور دوسرے کے مصعب بن عمر کے ہاتھ پر اسلام لائے ہین جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت کرنے سے پہلے مدینے مین بھیجا تھا اور انصاریون مین سے انھین کا گھرانا پہلے اسلام لایا ہی اور وہ اپنی قوم مین پیشوا اور مخدوم اور شریف تھا جیسا کہ گذر چکا ہے اور بیشک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الانصار کہا ہی اور بدر اور احد مین حاضر ہوئے ہین اور بیشک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کے دن جمے رہے اور خندق کے دن اونکی آنکھ کی ایک رگ مین جسکو اکحل روایت کیا ہے تیر لگا اور ایک مہینے کے بعد اونھون نے وفات پائی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے اون پر نازل ہوئے اور جبرئیل آئے اور عرض کیا

یا محمد آپکے اصحابون مین سے کون شخص مرا ہی کہ جسکے واسطے آسمان کے دروازے کھولدیے گئے ہین اور جسکی موت کی وجہ سے عرش رحمان ہل گیا ہی اور یہ سب احوال غزوہٴ خندق اور بنی قریظہ مین تفصیل کے ساتھ گذر گیا ہی اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی بدر کے دن کی تھی کہ عریش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنایا تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین خواب فرمایا اور سعد بن معاذ نے نگہبانی کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بدر کے دن عریش کے پاس تلوار کھینچے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کھڑے ہوئے تھے تاکہ مشرکون مین سے کوئی شخص آپکے سر مبارک تک نہ پہونچے اوسکو بن سماک نے کتاب موافقہ مین روایت کیا ہے اور ایسے ہی مواہب مین ہی اور حراست کے معنے اس جگہ پر ذکر کرنا بہتر اور خوب ہین لیکن عجب ہے کہ روضۃ الاحباب مین نہین ذکر کیے ہین اور محمد بن مسلمہ انصاری حارثی اشہلی بدریین اور سب مشہدون مین حاضر ہوئے ہین لیکن تبوک مین نہین حاضر ہوئے ہین اور اوسکی وجہ یہ ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو مدینے مین چھوڑ گئے تھے اور وہ فاضل اصحابون سے تھے اور اصحابون مین سے اونھین کا نام پہلے محمد رکھا گیا ہے اور اونکا گھوان رنگ تھا اور دراز قد تھے اور جسیم اور بعض نے کہا ہے کہ سیاہ رنگ تھے اور موٹے تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فتنے سے گوشہ اختیار کیا تھا اور جمل اور صفین مین حاضر نہین ہوئے اور اصابہ مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اوس شخص کو پہچانتا ہون جسکو فتنہ ضرر نہین کرتا ہی اور یاد فرمایا محمد ابن مسلمہ کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے سننے کی تصریح کی ہی اور اوسکو بغوی اور اور لوگون نے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو مشکات مین بھی بروایت ابو داوٴد نقل کیا ہی اور محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر عنایت کی اور فرمایا کہ اس شمشیر سے مشرکون کو قتل کر جب تک کہ وہ قتل کیے جائین اور جب تو اُمت کو دیکھے کہ بعضے بعضون کی گردن نہین مارتے ہین تو اس شمشیر کو پتھر پر دے مارنا کہ ٹوٹ جاوے بعد اسکے اپنے گھر مین بیٹھ رہ اور کہا ہے کہ جو لوگ کہ فتنے مین گھرون مین بیٹھ رہے وہ سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر اور محمد بن مسلمہ اور اسامہ بن زید تھے اور اونکے دس بیٹے اور چھہ بیٹیان تھین اور وہ مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر پہلے اسلام لائے اور آنکی اولاد

اسلام لائی اور مشکات مین اوسنے بروایت نسائی کے روایت کی ہو کہ اوںھون نے کہا ہو کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نفلون کے پڑھنے کو کھڑے ہوتے تھے تو فرماتے تھے اللہ اکبر انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین یعنے مینے اپنا منھ پھیرا اوسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور زمین ایکسے
طرح کا ہوکر اور مین شریک کرنیوالا نہین ہون اور اوںھون نے سنہ چھیالیس ۴۶ یا سینتالیس ۴۷ مین وفات
پائی ہو اور عمر اونکی ستر برس کی ہوئی ہے اور اوںھون نے احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
پہرہ دیا ہے مواہب مین ایسے ہی ہو ذکوان ابن عبد اللہ بن قیس کو مواہب مین ذکر نہین کیا ہو اور
روضۃ الاحباب مین کہا ہو ذکوان عبد اللہ بن قیس اور محمد بن مسلمہ احد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نگہبان تھے لیکن سابق مین قصہ احد مین بیان کیا ہو کہ جو وہان اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت شریف مین باقی رہے تھے سات مہاجرین اور سات انصار اور دونون فرقون کو شمار کرکے
آخر مین بیان کیا کہتے ہین کہ ان سبھون مین محمد بن مسلمہ بھی تھے اور ذکوان بن عبد اللہ بن قیس کا
کچھ ذکر نہین کیا اور استیعاب اور اصابہ مین بھی ذکوان بن عبد قیس کہا ہے اور ذکوان بن عبد اللہ بن
قیس نہین کہا ہی اور وہ غزوہ احد کے شہدا مین اصابہ مین نقل کیا ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم احد مین تشریف لائے تو آپ نے فرمایا من احب ان ینظر الی رجل یطاء قدمہ غدا الخضرۃ الجنۃ
فلینظر الی ہذا الطویل الحدیث یعنے جو شخص دوست رکھتا ہو کہ دیکھے ایسے شخص کو جسکے پیر روندی
گے کل بہشت کی سبزی کو تو دیکھے اسکو اور استیعاب مین کہا ہو کہ عقبۂ اول اور دوسرے مین
وہ حاضر ہوئے ہین بعد اوسکے مدینے سے نکلے ہین اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین
حاضر ہوئے ہین اور آپ کے ساتھ مکہ معظمہ مین تھے اور اونکو مہاجری اور انصاری کہتے تھے
شہد بدرا وقتل یوم احد شہیدا یعنے بدر مین حاضر ہوئے ہین اور احد کے دن شہید ہو گئے ہین اور
دونون کتابون مین اونکی نگہبانی کرنے کا ذکر نہین شاید ذکوان بن قیس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاسبان تھے اور ہون اور وہ کہین پائے نہین گئے ہین واللہ اعلم اور زبیر بیٹے عوام کے
اور وہ بیٹے خویلد کے اور وہ بیٹے اسد کے اور وہ بیٹے عبد العزی کے اور وہ بیٹے قصی کے اور
وہ بیٹے کلاب ابن مرہ قرشی کے ہین نسب اونکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے قصی مین
جاکے ملتا ہو اور صفیہ بیٹی عبد المطلب کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اون کی ماں تھین

اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا بنتی خویلد کی اونکی پھوپھی ہین اور اسماء بنتی حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اونکی بی بی ہین اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے ہین اور اسوقت مین وہ سولہ برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ پچیس برس کے تھے اور اصابہ مین بارہ برس کے اور بعض آٹھ برس کی عمر بھی روایت کی ہے پھر اونکے چچا نے اونپر بہت سختی کی اور اونکو بہت دکھ دیا کہ اونکو بورے مین لپیٹتے تھے اور دھوان کرتے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دین لیکن اونھون نے اسلام کو ترک نکیا اور حبشہ کیطرف ہجرت کر گئے اور بدر اور اور مشاہد دن مین جو اونکے بعد ہین حاضر ہوئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کے دن ثابت رہے ہین اور خندق کے دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کی تھی جیسا کہ گذر چکا ہے اور وہ اون دس اصحابون مین سے ہین کہ جنکے حق مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے اور اون چھ صحابہ مین سے ہین کہ جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا فورد سپرد کر دیا تھا اور وہ دراز قامت اور دبلے اور گندم گون تھے اور بال اونکے بہت تھے کہ جب سوار ہوتے تھے تو بال اون کے زمین پر لٹکتے جاتے تھے اور اون کے ہزار غلام تھے جو اون کو خراج دیتے تھے اور وہ اوس مین سے کوئی چیز گھر مین نہ لاتے تھے اور سب تصدق کر دیتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اون کی کم روایت کرنے کا سبب جو اون سے پوچھا گیا تو اونھون نے کہا مجھکو جو قرابت اور قرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مین جانتا ہون لیکن مینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جسنے مجھپر جھوٹ باندھا پس اوسنے اپنی جگہ آگ مین بنائی پس اس خوف سے کہ مبادا مین جھوٹ مین نہ شامل ہوجاؤن مینے روایت نہین کی ہے اور مجکو اوس کا علم تھا اور وہ وہ شخص ہین جسنے راہ خدا مین پہلے تلوار کھینچی ہے جیسے کہ سعد بن ابی وقاص ہین کہ اونھون نے پہلے سب سے راہ خدا مین تیر پھینکا ہے اور مناقب اور فضائل اونکے بہت ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کے حواری ہین اور میرا حواری میری امت مین سے زبیر ہے اور دوسری روایت مین زبیر کو ساتھ طلحہ کے ملاکر فرمایا لکل نبی حواری وانتما حواری یعنے ہر نبی کا حواری ہے اور تم دونون میرے حواری ہو اور حواری مخلص اور محب کو کہتے ہین جیسے کہ حواری حضرت عیسی علیہ السلام کے ہوئے ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابا عبد اللہ

یہ جبرئیل ہین جو تمکو سلام کہتے ہین اور کہتے ہین مین قیامت کے دن تمھارے ساتھ ہون تاکہ جہنم کے شرارون کو تمسے دفع کرون اور یہ جہنم مین نہ داخل ہونے سے کنایہ ہی بوجہ جنت کی بشارت کی دلیل سے اور جمل کے دن ۲۶ سنہ چھبیس مین شہید ہوئے ہین اور عمر اونکی چونسٹھ برس کی تھی اور وادی سباع مین دفن کیے گئے بعد اوسکے بصرہ مین نقل کیے گئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونیکا قصہ جو ذکر کیا گیا ہی یہ ہی کہ جب واقعہ جمل واقع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکارا کہ میرے واسطے زبیر بن العوام کو بلاؤ پس زبیر رضی اللہ عنہ بلائے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت زبیر سے کہا کہ تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا تم جانتے ہو کہ مین اور تم سقیفہ بنی فلان مین تھے اور آپسمین لڑائی کر رہے تھے پس ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا اور آپ نے فرمایا ای زبیر تو علی کو دوست رکھتا ہی پس تمنے کہا کونسی چیز مجکو منع کرتی ہی کہ مین علی کو دوست رکھون وہ میرے ماموں کا بیٹا ہی اور پھوپھی کا بیٹا ہی اور میرے دین پر ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای علی تم دوست رکھتے ہو زبیر کو پس مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین زبیر کو کیون نہ دوست رکھون وہ میری پھوپھی کا بیٹا ہی اور میرے دین پر ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا اما واللہ لتقاتلہ وانت ظالم پس زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا ہان قسم ہے خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن جو مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی وہ اسوقت بھول گیا تھا اب مجکو یاد آگیا خدا کی قسم مین تم سے قتال نہین کرتا ہون پھر زبیر رضہ معرکہ سے پھر آئے اور اُنکے بیٹے عبداللہ بن زبیر نے اونسے کہا کہ تمکو کیا ہوا جو پھر آئے اونھون نے کہا مجکو علی رضہ نے ایک حدیث یاد دلا دی جو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہی پس اونسے قتال نہین کرتا ہون پھر عبداللہ نے کہا کہ تم تو قتل کرنے کے لیے نہین آئے ہو بلکہ اس لیے آئے ہو کہ لوگون کے درمیان مین اصلاح کردو اور حق تعالے اس کلام کی اصلاح کرے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ مین نے قسم کھائی کہ مین علی رضہ سے قتال نہ کرونگا پس یہ بات لوگون مین مشہور ہو گئی پھر حضرت زبیر رضہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوے اور اوسکو ہانک دیا قتادہ سے روایت ہی کہ جب جمل کے دن حضرت زبیر مقابلے پر سے چلے آئے اور یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے صفیہ کے جانتے ہین کہ وہ حق پر ہین تو مقابلے مین نہ ٹھہرے چلے جاتے تھے پھر حضرت زبیر رضہ ایک موضع مین آئے اور نماز مین مشغول ہوئے پھر ابن جرموز جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر مین سے تھا

وہان گیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا عین نماز مین سر کاٹ لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور اجازت چاہی کہ آپکے روبرو حاضر ہو حضرت علی مرتضی نے اسکو اجازت ندی اور فرمایا کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے فرمایا قاتل الزبیر فی النار یعنے قاتل زبیر کا داخل آگ مین ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ابن جرموز نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپکو قتل زبیر کی بشارت ہو جیس آپ نے فرمایا کہ تجکو دوزخ داخل ہونیکی بشارت ہو جیو اور فرمایا کہ کیا ابن صفیہ کے قتل پر ناز کرتا ہی اپنا گھر دوزخ مین بنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کے حواری یعنے مخلص اور محب ہین اور میرا حواری زبیر ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب ابن جرموز نے حضرت زبیر کو قتل کیا اور حضرت علی رضی کی خدمت مین آیا اور اوسکے پاس حضرت زبیر رضی کی شمشیر تھی پس حضرت علی رضی نے اوس شمشیر کو دیکھا اور فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اس شمشیر کے مالک نے بہت سی کربتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سے دفع کی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت علی رضی نے فرمایا کہ اس شمشیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سے بہت سختیان دور کی ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ عمرو بن جرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور خوشخبری دی اور کہا کہ اہل بدر کے ساتھ ایسا کیا جاتا ہی پس حضرت علی رضی نے فرمایا کہ تیرے منھ مین خاک ہو یقین ہی امید رکھتا ہون کہ مین اور طلحہ اور زبیر اون لوگون مین سے ہون کہ جنکی شان مین حق تعالے جلشانہ نے فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنے نکال ڈالی ہمنے اونکے جیون سے خفگی بھائی ہوگئے تختون پر بیٹھے آمنے سامنے وصلی اللہ علی محمد ورضی اللہ عن اصحاب رسول اللہ اجمعین سعد بن ابی وقاص سعد بن مالک وابی وقاص کینت مالک کی ہی اور سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ مین سے ہین اور وفات پانے مین ان سبھون سے اخیر مین ہین اور اون چھ شخص مین سے ہین کہ جو خلافت کے مشورے مین شریک تھے اور انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایت کی ہی اور انسے ایک جماعت کثیر نے بزرگ اصحاب مین سے اور حضرت عائشہ رضی اور ابن عباس اور ابن عمر اور جابر بن سمرہ نے اور بزرگ تابعیون نے سعید بن مسیب اور ابو عثمان نہدی اور علقمہ اور احنف اور سوا انکے اور ون نے روایت کی ہی اور اونکی اولاد ابراہیم اور عامر اور مصعب اور محمد ہین اور وہ شخص ہین کہ راہ خدا مین پہلے تیر پھینکا ہے اور وہ اون لوگون کے سردار ہین جنھون نے عراق کو فتح کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کے والی ہوئے ہین اور کوفے کو بنیاد کیا ہی اور کوفہ بلاد اسلامیہ سے ہے

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مین بنایا گیا ہے بعد اسکے وہ وہان سے معزول ہوئے ہین اور حضرت عثمان رض
رضی اللہ وہانکے والی ہوئے ہین اور وہ مجیب الدعوات تھے اور اسی کے ساتھ مشہور تھے اور یہ مقبولیت دعا کا
وصف اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حاصل ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا اللھم استجب لسعد اذا دعاک
یعنے یا پروردگار قبول کر سعد کو جب دعا تجھ سے مانگے اور صحیح بخاری مین واقع ہوا ہے کہ اونھوں نے بیان
کیا ہے کہ مینے سات روز توقف کیا حالانکہ مجلس مین ثالث اسلام تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ پر اسلام لائے ہین اور وہ سات برس کے تھے یا اونیس ۱۹ برس کے تھے اور وہ تمام مشہدون مین
حاضر ہوئے ہین اور اونکے ہاتھ سے بہت شہر اور ملک عجم کے فتح ہوئے ہین اور اکاسرہ کی بنیاد منہدم
ہوئی ہے اور ترمذی نے جابر کی حدیث سے روایت کی ہے کہ سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف
مین حاضر ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میرا ماموں ہی ہیں کہو کوئی شخص اپنے ماموں کو مجھے دکھا لے اور
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد کو ماموں کہنا اس اعتبار سے تھا کہ وہ عبد مناف بن زہرہ کی اولاد
مین سے تھے اور حضرت آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی اونھیں کی اولاد مین سے تھیں در تمام
اولاد زہرہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہین اور نقل کی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہ مشرکون سے
چھپکے نماز پڑھا کرتے تھے ناگاہ سعد مکہ کے ایک درہ کوہ مین اصحابون کی جماعت مین نماز پڑھتے تھے پس
مشرکون نے نفرین کرنا شروع کی اور عیب مسلمانون کا بیان کرنے لگے یہانتک کہ نوبت قتال کی ہو پہنچی
پس سعد نے ایک مشرک کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور اسکے سر کو پھوڑ ڈالا اور یہ اسلام مین پہلا
خون کیا گیا ہے اور سعد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرنے مین مروی ہے کہ ایک شب کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار تھے اور آپ نیند ماتے تھے آپ نے فرمایا کاشکے کوئی مرد صالح اصحابون
مین سے میری پاسبانی کرے ناگاہ آپ نے ہتھیار کی کھڑکھڑاہٹ سنی آپ نے پوچھا کون ہے
اونھوں نے کہا یا رسول اللہ مین ہون سعد پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے
واسطے کھڑے ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین دعا فرمائی اور اونھوں نے
بھی فتنے سے گوشہ نشینی اختیار کی اور فتنے مین شریک نہین ہوئے اور ہاشم بن
عتبہ نے اون سے کہا کہ تم حضرت معاویہ کے ماموں ہو اور نہ اون کے ساتھ اونکی والدہ
کی جانب سے قرابت رکھتے ہو اس جگہ لاکھ شمشیر ہین کہ تمکو اس امر کا مستحق جانتے ہین

اونھون نے کہا کہ مین ایسی ایک شمشیر چاہتا ہون کہ جس سے مومن کو نہ مارون اور وہ کارگر ہو اور اگر اس سے کافر کو مارون تو کام کر جاوے اور وہ چھوٹے قد کے تھے اور اونگلیان اونکی موٹی موٹی اور سخت تھین اور اونھون نے اپنے مکان مین جو عقیق مین تھا کہ وہ نزدیک مدینے کے دس میل پر واقع ہی وفات پائی پس لوگون نے اونکو اپنی گردنون پر اوٹھا کے مدینے مین پہونچایا اور دفن کیا یعنے بقیع مین ۵۵ھ مین دفن کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ۵۹ھ مین وفات پائی ہی اور عمر اونکی ستہتر برس کی تھی اور بعضون نے کہا ہی بیاسی برس کی عمر تھی اور اس قول پر جو لوگون نے کہا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونسے بہت چھوٹے تھے یعنے بتیس برس چھوٹے تھے تو اونکی عمر اٹھاسی برس کی بلکہ اکانوے برس کی ہوتی ہی ایسے ہی کہا گیا ہی واللہ اعلم اور عباد بن بشر عبّاد ساتھ عین مہملہ کے زبر کے اور بے کی تشدید کے ہی اور بشر ساتھ بے کے زیر کے اور شین معجمہ کے جزم کے ہی اور وہ انصاری اشہلی ہین اور حضرت سعد بن معاذ کے اسلام لانے سے پہلے وہ مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے ہین اور بدر اور اُحد اور تمام مشہدون مین حاضر ہوئے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت کرتے تھے اور خندق کی راتون مین پہرہ دیتے تھے اور مواہب مین لکھا ہی کہ عباد بن بشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے تھے پھر جب آیہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو اونھون نے پاسبانی ترک کر دی اور فاضل اصحابون مین سے تھے اور اصابہ مین نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کی آواز سُنی پس آپنے فرمایا اللھم ارحم عبادیا اللہ رحم کر عباد پر اور اُنکے دین مین بہت سے اخبار ہین اور وہ اون لوگون مین تھے جنھون نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا اور وہ فاضل اصحابون مین سے تھے اور وہ ایک اون دو شخصون مین سے تھے کہ جنکی چھڑیین روشن ہو گئی تھین جب کہ وہ اندھیری رات مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آتے تھے اور دوسرے شخص اسید ساتھ ہمزہ کے پیش کے بیٹے حضیر کے جو صیغہ تصغیر کے وزن پر ہی تھے اور مشکوۃ مین باب کرامات مین بخاری سے اسکو نقل کیا ہی اور استیعاب سے معلوم ہوتا ہے کہ عصا کا روشن ہونا اون کے واسطے دائمی تھا اور کہا ہی کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اپنے گھر کی جانب آتے تھے تو اونکا عصا اون کے لیے روشن ہو جاتا تھا اور ایک بار اسید بن حضیر کے ساتھ واقع ہوا ہی کہ جب ایک دوسرے سے جدا ہوا تو ہر شخص کے واسطے ہر شخص کا عصا روشن ہو گیا

اور اونسے انس بن مالک اور عبد الرحمن بن ثابت نے روایت کی ہی اور وہ یوم الیمامہ مین شہید ہوئے ہین
اور عمر اونکی پچپن برس کی ہوئی ہی اور ابو ایوب انصاری نام اونکا خالد بن زید ہے اور وہ بنی نجار
مین سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عقبہ اور بدر اور احد اور خندق اور سب مشہدون
مین حاضر ہوئے ہین اور سنہ پچاس یا اکاون مین حضرت معاویہ کے زمانے مین یزید کے جھنڈے
کے نیچے قسطنطنیہ مین جو روم کے ملک مین سے ہی وفات پائی ہی اور لوگون نے نقل کیا ہی کہ رومیون نے
مسلمانون سے اونکے دفن کے وقت کہا کہ ابو ایوب کی ایک شان عظیم تھی پس مسلمانون نے کہا کہ یہ
شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ اصحابون مین سے ہی اور اسلام مین ہمسے مقدم تر ہی اور ہمنے
اونکو اس مقام پر دفن کیا ہی جہان تم دیکھتے ہو اور اگر تم اونکی قبر کو کھودوگے تو جبتک ہماری سلطنت
ہی ہمیشہ تم ناقوس نہ بجانے پاؤگے اور مجاہد سے بھی یہ بات روایت کی گئی ہی اور مجاہد نے بیان کیا
ہی کہ جب وہ لوگ چاہتے تھے کہ ہم اونکی قبر کو کھولین اور اوپر اسقدر مینھہ برستا تھا کہ کھودنے سے باز
رکھتا تھا اور ابن قاسم نے مالک سے روایت کی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مجکو یہ خبر پہونچی ہے کہ
رومی قبر ابو ایوب کے پاس بیٹھتے ہین اور دعاء استسقا مانگتے ہین اور زیارت کرتے ہین اور اوس سے
برکت چاہتے ہین اور شعبہ نے کہا ہی کہ ابو ایوبؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ صفین اور جمل مین نہین حاضر
ہوئے ہین لیکن نہروان مین اور اسکے سوا اور مقامون مین حاضر ہوئے ہین اور ابن کلبی اور ابن
اسحق نے کہا ہی کہ ابو ایوبؓ جمل اور صفین مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہوئے ہین اور وہ
مقدمہ نہروان کا تھا اور محمد سیرین سے روایت کی گئی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مجکو اسبات کی خبر
ملی ہی کہ ابو ایوبؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر مین حاضر ہوئے ہین اور کسی غزوے مین کسی
سال مین بیٹھ نہین رہے ہین یہانتک روم کی زمین مین وفات پائی ہی اور جب حضرت معاویہ نے یزید
کو قسطنطنیہ کے لشکر کا سردار کیا تو ابو ایوب کہتے تھے کہ ہمکو کیا ہوا ہی جو ہمپر جوان حاکم کیے گئے ہین اور
کہا کہ حق تعالے نے فرمایا ہی انفروا خفافا وثقالا پس اوسی غزوے مین بیمار ہوئے اور یزید ابن
معاویہ اونکی عیادت کو آیا اور کہا مجکو وصیت کرو ابو ایوبؓ نے کہا کہ جب مرجاؤن مجکو کفن دو
بعد اوسکے لوگونکو حکم دو کہ سوار ہون اور دشمنون کی زمین کی سیر کرین یہان تک کہ جب
اونکو ٹھکانا ہاتھ لگے اور مجال ملے تو دفن کردین پس یزید نے اونکی وصیت کو کیا اور نقل کیا ہے

کہ یزید بن معاویہ نے لوگونکو حکم دیا کہ آتے جاتے اونکی قبر پر گھوڑونکو دوڑاؤ تاکہ نشان قبر کا مٹ جاسے او سکو بیہقی
نے روایت کیا ہی ظاہر ایہ امر اسواسطے کیا ہو تاکہ نصاری اونکی قبر پر دست درازی نکرین اور نہ ڈالین
یا یہ کہ اوسکے اعمال بد اور خبث باطنی سے تھا کہ سابق مین اونکے ساتھہ عداوت رکھتا تھا واللہ اعلم
اور اس سب کو عبد البر نے استیعاب مین ذکر کیا ہی اور مناقب اور فضائل اونکے بہت ہین اور یہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کے مکان مین ہجرت کے بعد مسجد کی بنا تک تشریف رکھنا مشہور ہے
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابی ابن کعب سے روایت کیا ہی اور اون سے براء بن
عازب اور انس اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ نے اور ان کے سوا اور لوگون نے روایت
کیا ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونکو خلیفہ کیا ہے جبکہ وہ عراق کی طرف گئے ہین اور
اونھون نے نگہبانی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ خیبر مین حضرت صفیہ رض کی شب
عروسی مین کی ہی کیونکہ یہودیون کے شر کا خوف بہت تھا اور بلال جو خادم درگاہ اور
مقرب بارگاہ تھے وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وادی قری مین پاسبان تھے اور انکا
ذکر موذنون مین انشاء اللہ تعالے آئے گا اور مواہب مین کہا ہی مغیرہ بن شعبہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ کے دن نگہبان تھے اور شمشیر لیے ہوئے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سر مبارک پر کھڑے تھے ✦

ساتوان باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون کے ذکر مین

آگاہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے اور بعضے اونمین کے وحی کے کاتب تھے اور بعضے
بادشاہون اور امیرون اور جو اسکے سوا تھے اونکو خطوط لکھتے تھے اور بعضے صدقے کے مالون کو
لکھتے تھے اور بعضے معاملات اور شرطین وغیرہ اور مداینات لکھتے تھے اور چونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خط اور کتابت سے منزا اور مبرا تھے اور اکثر اصحاب بھی موافق عرب کی عادت کے اس ہنر سے
عاری تھے تو ضرور کرکے اونمین سے وہ لوگ جو خط اور کتابت کے ساتھہ موصوف تھے اس خدمت
پر مقرر تھے اور روضۃ الاحباب مین کہتے ہین کہ مقرر یہ بات تھی کہ حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وحی لکھتے تھے اور جسوقت کہ یہ موجود

منونے تھے تو ابی بن کعب اور زید بن ثابت وحی لکھتے تھے اور اگر ان چاروں اصحاب میں سے کوئی حاضر نہوتا تھا تو
جو کوئی کاتبوں میں سے حاضر ہوتا وہ وحی لکھتا انتہی اور پوشیدہ نرہے کہ اس ترتیب کے دوام اور استمرار میں محل سخن ہے
بلکہ زید بن ثابت اور ابی ابن کعب وحی اکثر لکھتے تھے گویا کہ وہ اس کام پر مقرر تھے اور آخر میں ناموں کے پورا
کر دینے کے بعد ایک کلام جو اصحاب میں نافع ہے انشاء اللہ تعالی نقل کرونگا اور سیر کی کتابوں میں اور جو کتاب
انہیں جیسے ہیں ان میں سب مذکور ہیں روضۃ الاحباب میں چالیس شخص ذکر کیے ہیں اور خلفاء اربعہ کو انہیں سے
شمار کیا ہے اور فضائل اور مناقب انکے مشہور اور معروف ہیں لیکن باوجود اسبات کے اگر نام پاک انکے تبرکاً
مبارک لکھے جاویں اور بعضے ضروری احوال جیسے تاریخ پیدائش کی اور وفات اور مدت خلافت کی اور جو
اسکے مثل ہے لکھا جاوے تو مناسب ہوگا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نام آپکا جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا اور
بعضے کہتے ہیں عبد رب الکعبہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام عبد اللہ رکھا اور بعضوں نے
کہا ہے کہ عتیق نام رکھا اسوجہ سے کہ آپ دوزخ کی آگ سے آزاد تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ آپکی ماں کا
کوئی فرزند زندہ نرہتا تھا جب آپ پیدا ہوئے تو آپکی ماں نے آپکو روبقبلہ کھڑا کیا اور کہا خداوندا اسکو
موت سے آزاد کردے اور مجکو بخشدے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عبد اللہ ہی نام آپکا ہمیشہ کا تھا اور صورت
یہ ہے کہ نام اور لقب دونوں اسلامی ہیں اور ترمذی نے روایت کیا ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَی الْعَتِیْقِ مِنَ النَّارِ
فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنی جو شخص چاہے کہ دوزخ سے آزاد کیے ہوئے کو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھے
اور کہا گیا ہے کہ لقب پایا تھا قدیم اپنی حسن و جمال کے حضرت ابو بکرؓ ملقب ساتھ آزاد ہونیکے اسوجہ سے اپنے
حسن اور جمال کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بوجہ اسکے کہ آپکے نسب شریف میں کوئی چیز ایسی نتھی کہ اسکے سبب سے کوئی
عیب لگایا جاسکے اسواسطے کہ آپ نسب میں الشریف لائے تھے اور قاموس میں ہے العتیق الکریم والجمال والنجابۃ والشرف
ہو العتیق لقب الصدیق کذا فی شرح السیرہ اور تمام امت کا آپکے صدیق نام ہونے پر اتفاق ہے اسواسطے کہ
آپنے بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی اور صدق پر اور تمام احوال پر ہمیشہ
ثابت رہتے تھے اور دارقطنی اور حاکم نے ابی یحیی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں گن نہیں
سکتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کتنی بار اسبات کو سنا ہے کہ آپ منبر پر فرماتے تھے کہ خداتعالی نے
ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام اپنے پیغمبر کی زبان مبارک سے صدیق رکھا ہے اور آپکی پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ولادت شریف کے دو برس اور کئی مہینے کے بعد ہوئی ہے اور یہی آپکی خلافت کی مدت ہے جو آپ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پوری کی ہی پھر وفات پائی اور وہ سنہ تئیس ۲۳ تھے اور فضائل اور مناقب آپکے بیشمار ہین
اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ عام فیل کے تیرہ برس کے بعد اتوار کی رات کو محرم کے غرہ مین پیدا ہوئے ہین اور اشراف
قریشیون مین سے تھے اور جاہلیت مین آپکی سفارت تھی اور جب قریش کے درمیان کوئی لڑائی واقع ہوتی تھی تو آپکو
بطریق سفیر اور قاصد کے بھیجتے تھے اور آپ لوگون سے طول مین بڑے ہوتے تھے گویا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ
سوار ہین اور لوگ پیدل ہین اور وہب بن منبہ نے کہا ہی کہ آپکا وصف توریت مین ہی قرن حدید والقرآن اجمل
الشعير وسمی الفاروق لفرقہ بین الحق والباطل اور جب آپ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد بیشک آسمان کے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام
کی خوشخبری دیگئے ہین اور یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین لینے
ای نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمکو خدا کافی ہی اور جو شخص تمہارا متبع مسلمانون مین سے ہوا ہی اور آپکے عہد مین ایکہزار
چھتیس شہر اپنے مضافات اور توابع کے ساتھ فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدین بنائی گئین اور چار ہزار مندر اور
بتکدے کھودے گئے اور ایکہزار نوسو منبر جمعون کے مقامون مین رکھے گئے اور آپکے فضل مین بہت سی حدیثین
وارد ہوئی ہین اور سب سے بڑھکے یہ ہی ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر یعنے بیشک حقتعالے نے کردیا ہی حق عمر
رضی اللہ عنہ کی زبان پر اور صحیح بخاری مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لقد کان فی من
قبلکم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کنا اصحاب محمد
لا نشک ان السکینۃ ینطق علے لسان عمر اور آپکے فضل بہت ہین جو محیط نہین ہوسکتے ہین اور آپ کی
خلافت کی مدت دس برس اور چھ مہینے ہین اور آپ جب حج سے تشریف لاتے ہین اوسکے بعد وفات
پائی اور کعب احبار کہتے تھے کہ مین آپکو توریت مین شہید پاتا ہون اور آپ کی دعا یہ تھی اللہم
ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک اسکو بخاری مین نقل کیا ہے اور
عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی پیدائش عام فیل کے سنہ ۳ مین ہی اور آپ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی دار ارقم مین داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضرت
ابی بکر اور حضرت علی اور زید بن حارث رضی اللہ عنہم کے بعد آپ اسلام لائے ہین اور لوگون
سے پہلے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے آپ اسلام لائے تھے اور جب اسلام
لائے تو حاکم بن ابی عاص نے آپکو گرفتار کیا اور باندھا اور بہت دکھ دیا اور جب اوسنے دیکھا کہ آپ اسلام

مین بہت مشہور اور بکثرت ہین اور دین اپنے مین بہت ثابت ہین چھوڑ دیا ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت کی ہی کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہی کہ ملاء اعلی مین
ذوالنورین پکارا جاتا ہی اور یہ بھی ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کی ہی کہ اونھون نے بیان فرمایا ہی کہ مینے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین فرماتے تھے کہ اگر میری چالیس بیٹیان ہوتین
تو مین ایک کو دوسری کے بعد اوسکو دیتا اور جب حضرت ام کلثومؓ کا عقد آپکے ساتھ کیا تو حضرت ام کلثومؓ سے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر تمھارا آدمیون مین سے تمھارے دادا ابراہیم اور تمھارے باپ محمدؐ کے ساتھ
بہت مشابہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ سے ارشاد فرمایا کیا تمنے ان دونون سے بہتر دو زوج
دیکھے ہین اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ مینے نہین دیکھے ہین اور آپکے فضل مین بہت سی حدیثین وارد
ہوئی ہین اور مشہور زیادہ حدیث استحیا ہی اور ابن عساکر نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے
بیان کیا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ایکبار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
شان مین فرماتے تھے کہ میرے پاس ایک فرشتہ فرشتون مین سے تھا کہ وہ کہتا تھا شہید یقتلہ قومہ
فانا نستحیی منہ یعنے ایک شہید ہے کہ قتل کرین گے اوس کی قوم اوسکو مجھکو اوس سے شرم آتی ہے
اور اسکو ترمذی اور حاکم نے نقل کیا ہی اور اسکی تصحیح کی ہی اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب سے روایت کی ہی
کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اسکو نزدیک
بتایا پس ایک شخص کپڑے مین خوب لپٹا ہوا نکلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص
اوس روز راہ راست پر ہوگا پس مین کھڑا ہوگیا کہ مین دیکھون کہ یہ کون ہی کیا دیکھتا ہون کہ عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ ہین اور آپکے شہید ہونیکا قصہ مشہور ہے اور وہ اسلام مین پہلا فتنہ واقع ہوا ہے
اور آپ کی خلافت بارہ برس رہی ہی اور آپ کی وفات ایام تشریق کے درمیان مین سنہ پینتیس [۳۵] مین
جمعہ کے دن واقع ہوئی ہی اور ہفتہ کی شب کو مابین مغرب اور عشا کے آپ مدفون ہوئے ہین اور عمر آپ کی بہتر [۷۲]
برس کی تھی اور بعضون نے کہا ہی چھیتر برس کی ہی اور بعضون نے اٹھانوے برس کی بھی ہی واللہ اعلم اور علی
مرتضی کرم اللہ وجہہ آپ کا نام علی ہی کنیت آپ کی ابو الحسن اور ابو تراب ہی اور آپ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور شوہر حضرت بتول سیدۃ النساء العالمین کے اور والد حضرت امام حسنؓ اور
امام حسین رضی اللہ عنہما کے تھے کہ جنکی شان مین ہی سیدی شباب اہل الجنۃ اور آپ کا نام

جاہلیت اور اسلام دونوں میں علی تھا اور بعضوں نے کہا ہی کہ آپکی والدہ فاطمہ بنت اسد نے اپنے باپ اسد کے نام پر آپکا نام حیدرہ رکھا اور حیدرہ نام اسد کا ہی اور جب ابو طالب آئے تو انھوں نے یہ نام مکروہ جانا اپنا نام علی رکھدیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام صدیق رکھا ریاض النضرہ مین ایسے ہی ہی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی کنیت ابو ریحانتین کر دی تھی اور لقب آپکا بیضۃ البلد اور امین اور شریف اور ہادی اور مہدی اور ذی الاذن الزرعیہ یعسوب امتہ رکھدیا تھا اور کہا ہی کہ آپکی ولادت جوف کعبہ مین ہوئی تھی اور اسلام پہلے لائے تھے اور ابن عباس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی اور مقداد اور اسود اور دوسری جماعت اصحابوں کی اسکی قائل ہی کہ وہ اسلام لانے مین پہلے ہین اور شیخ بن حجر نے اصابہ معرفۃ الصحابہ مین کہا ہی کہ اکثر اہل علم کا قول یہی ہی اور ابو یعلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ انھوں نے فرمایا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے اور مین دوشنبہ کے دن اسلام لایا اور عبد البر صاحب نے کہا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے اور اپنے باپ سے پوشیدہ کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور آپ نے اظہار کیا واللہ اعلم اور جسوقت مین کہ آپ ایمان لائے تو آپ کی عمر دس برس کی تھی اور ایک قول مین ہی کہ آٹھ برس کی عمر تھی سیوطی فی التشفی مین نقل کیا ہی اور جامع الاصول مین کہا ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوس روز کے سن مین اختلاف کیا گیا ہی بعضے اس کے قائل ہین کہ پندرہ برس کی عمر تھی اور بعضے کہتے ہین کہ چودہ برس کی عمر تھی اور صحیح یہی ہی کہ آپ صغر سن مین ایمان لائے ہین اور حد بلوغ کو نہ پہونچے تھے اور بتون کی پرستش نہین کی ہی اور آپ کی داڑھی بہت بڑی تھی اور لنبی تھی اور فصل الخطاب مین تاج الاسلام نے اربعین سے نقل کیا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خوبصورت مثل بدر کے تھے اور آپ مشہدون مین حاضر ہوئے ہین لیکن تبوک مین آپ تشریف نہین لے گئے ہین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکو اپنے اہل مین چھوڑ گئے تھے اور آپ کے فضائل اور شجاعت کی خبرین مشہور ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن آپکو لوا دیا اور فرمایا کہ روز فردا کے جھنڈا اوس شخص کو دونگا جو خدا اور خدا کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اوسکو خدا اور خدا کا رسول دوست رکھتا ہی جیسا کہ گذر چکا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے علی کو ایذا دی اوسنے مجکو ایذا دی اور جس نے علی کو دشنام دی اوسنے مجکو دشنام دی اور علی کو دوست نہین رکھتا مگر جو مومن ہی

اور علی سے بغض نہین رکھتا ہی مگر جو منافق ہی اور آپ سنہ ۴۰ تین ۴۰ کے شروع مین شہید کیے گئے ہین اور آپکے ساتھ مدت خلافت کی تمام ہو گئی اور آپ سے خلافت چار برس اور سات مہینے اور چھہ روز کی ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ چار برس تو مہینے خلافت کی ہی اور پانچوان برس امام حسن مجتبیٰ ابن علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تمام ہوا اور طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان اور عثمان نام ابو قحافہ کا ہی جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ہین پس طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہین اور حضرت ابو بکر اور عبد اللہ بیٹے عثمان کے ہین اور حضرت طلحہ کے باپ عبد اللہ بن عثمان ہین اور کنیت حضرت طلحہ کی ابو محمد ہے اور ان آٹھ آدمیون مین سے ہین جنھون نے اسلام لانے مین سبقت کی ہی اور اُن پانچ شخصون مین سے ہین جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور چھہ اصحاب شوریٰ مین سے ہین جنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور عشرہ مبشرہ مین سے ہین جنکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول جنت کی خوش خبری دی تھی اور سب مشہدون مین حاضر ہوئے ہین سوا بدر کے کہ اُسوقت مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو سعید بن زید کے ساتھ قریش کے کاروان کی خبر لانے کے واسطے جو ابی سفیان بن حرب کے ہمراہ تھا بھیجا تھا اور اُحد کے دن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے ہاتھ سے حفاظت کی ہی کہ اونکی اونگلیان شل ہو گئین تھین اور اوسدن زخمی ہوئے تھے اونکو چوبیس زخم لگے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اوس دن پینتیس زخم اون کو تیر اور نیزے اور تلوار کے لگے ہوئے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دن دو زرہ پہنے ہوئے تھے اور آپ کی ذات شریف کو اوسدن گزند پہونچی تھی پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ سنگرہ پر چڑھ آوین تو اوسپر آپ چڑھ نہ سکے پس حضرت طلحہ کو آپ نے نیچے بٹھایا اور اونپر سے آپ چڑھے اور سنگرہ پر جلوہ افروز ہوئے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوجب طلحہ یعنے طلحہ نے اس کام سے جو کیا ہی اپنے واسطے بہشت کو واجب کر لیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا طلحہ یہ جبرئیل ہین جو تجھ سے سلام کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ مین قیامت کے دن کے ہولون مین تیرے ساتھ ہون تا کہ تجھکو اوس سے نجات دون اور جب اُحد کے دن صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ گئے یہانتک کہ مہاجرین اور انصار مین سے

باقی نہ رہے سوا دس یا بارہ شخصوں کے اور حضرت طلحہ اونھین مین تھے پس ایک مشرک آیا اور چاہا اوس نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا ہاتھ چھوڑے پس طلحہ نے اسکو روک لیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ بیشک مینے دیکھا کہ تیرا گھر بہشت مین بنایا گیا ہی اور تو دنیا مین ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اونکا نام طلحۃ الخیر رکھدیا اور غزوہ ذات العسرۃ مین طلحۃ الفیاض اور خیبر مین طلحۃ الجود رکھا اور جب حضرت ابو بکر صدیق اُحد کے دن کا ذکر فرماتے تھے تو ارشاد کرتے تھے کہ تمام دن طلحہ کے لیے تھا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جمل کے دن پنجشنبہ کے روز جمادی الآخرہ کی بیسوین تاریخ سنہ ۳۶ چھتیس مین شہید ہوئے ہین اور اونکی عمر ساٹھ برس کی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ باسٹھ برس کی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ چونسٹھ برس کی تھی اور لوگون نے کہا ہی کہ مروان بن الحکم نے بوجہ دشمنی کے جو اونکے ساتھ رکھتا تھا اونکو قتل کیا اور ایک تیر مارا کہ اونکے حلقوم مین لگا اور جمل کے دن حضرت طلحہ بحیثیت خطا فی الاجتہاد کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور ثور ابن مجزاۃ سے جو میم کے زبر کے ساتھ ہے اور کبھی میم کو زیر دیا جاتا ہی اور جیم کے جزم اور بے اور ہمزہ کے زبر کے ساتھ ہی مروی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی مین کہ جمل کے دن طلحہ بن عبد اللہ کیطرف گذرا اور وہ زمین پر پڑے ہوئے تھے اور کچھ جان اونمین باقی تھی پس مین اونکے سر کے برابر جاکے کھڑا ہوا اونھون نے اپنے سر کو اوٹھایا اور کہا کہ بیشک مین ایک شخص کے چہرے کو دیکھتا ہون کہ گویا قمر ہی کہہ تو کون ہی مینے کہا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے اصحابون مین سے ہین کہا اونھون نے کہ اپنے ہاتھ کو پھیلا کہ بیعت کرلون پس مینے اپنے ہاتھ کو بڑھادیا اور اونھون نے بیعت کی پس جان بحق تسلیم ہوئے پھر مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور طلحہ کی وہ بات بیان کی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقتعالی نے طلحہ کا بہشت مین داخل کرنیکا انکار کیا مگر جبکہ بیعت میری اونکی گردن پر ہو اور روایت کیا گیا ہی کہ ایک شخص جمل کے دن آیا اور اوسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ طلحہ کے قاتل کو اذن دیجیے آپ نے فرمایا کہ اوسکو دوزخ کی آگ کی بشارت دو اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امید نجات کی رکھتا ہون کہ مین اور طلحہ اون لوگون مین سے ہون کہ جنکی شان مین حقتعالے نے فرمایا ہے

وزرعنا بابی حصد وہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین طٰہٰ اور نیز ذکر اونکا اور ذکر انکے احوال کا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبانون کے ذکر مین معلوم ہوا ہی اور سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور اونکا ذکر بھی
گذر چکا ہی اور کاتبون کے حدیثین مذکور ہوتین کہ اونھین انکے وحی لکھنے کا ذکر معلوم ہوتا اور عامر بن فہیرہ ساتھ
غزوے کے پیشتر کے ہی اور یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور سیاہ رنگ اور ازد کے مولدین مین
سے تھے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اونکو خریدا اور آزاد کیا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دار ارقم مین تشریف لیجانے سے پہلے اسلام لائے تھے اور وہ حسن الاسلام ہی اور ہجرت کے سفر مین
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور بدر اور احد مین حاضر
ہوئے ہین اور اونسے جابر بن عبد اللہ اور عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
روایت کی ہی اور بیر معونہ کے دن قتل ہوگئے ہین اور عمر اونکی چالیس برس کی تھی اور جب اون کی
پشت مین نیزہ لگا تھا تو اونھون نے کہا فزت ورب الکعبہ یعنے مین مقصد پاگیا اور بیچے چھٹکارا پایا اور
فتحمند ہوا قسم ہی پروردگار کعبہ کی اور اونکا قصہ چوتھے سال کے وقائع مین مذکور ہوا ہی اور مروی ہی کہ
اونکو کشتون مین ڈھونڈھا لیکن نپایا لوگون کہا ہی کہ انکو فرشتون نے دفن کیا اور کہتے ہین کہ
لوگون نے دیکھا کہ وہ درمیان آسمان اور زمین کے چلے جاتے ہین یہانتک کہ آسمان سے گذر گئے اور
ثابت بن قیس بن شماس ساتھ شین معجمہ کے زبر کے اور میم کی تشدید کے ہی اور وہ مدنی انصاری خزرجی
ہین اور کنیت اونکی ابو محمد ہے اور وہ عبد الرحمن کہے جاتے ہین اور احد مین حاضر ہوئے ہین اور جب
اونکے شہید واقع ہوگئے ہین اور بزرگ صحابیون مین اور مشہور انصار ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکے جنت مین داخل ہونے کی گواہی دی ہی اور انصار کے خطیب تھے اور وہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب بولے جاتے تھے اور سابق مین گذر چکا ہے کہ بنی تمیم تزک کے ساتھ
آئے اور اونکے خطیبون نے خطبے پڑھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے ارشاد
فرمایا کہ اون کے جواب مین خطبہ پڑھو اور اونھون نے ایک خطبہ بلیغ بدیہہ اون کے
جواب مین پڑھا کہ لوگ ملزم اور شرمندہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ محمد کی غیب کی طرف سے
مدد اور تائید ہی کہ کسیکو نہین ہے جیسا کہ غزوہ حنین مین گذر چکا ہے اور اون کا باقی
ذکر خطیبون مین انشاء اللہ تعالے آئیگا اور اون سے انس بن مالک نے اور اونکے

فرزندوں نے روایت کی ہے اور بخاری اور ابو داود اور نسائی نے اونکی روایت کی ہے اور وہ یمامہ کی لڑائی میں خالد بن ولید کے ہمراہ تھے اور مسلیمہ بن کذاب کے ساتھ خوب لڑے تھے اور اوسدن سنہ بارہ خلافت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہادت پائی اور جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنو لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اوسنے ای ایمان والو نہ بلندی کرو اپنی آواز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر تو ثابت بن قیس بوجہ اسکے کہ انکی آواز بہت بڑی تھی اپنے گھر میں چلے آئے اور گھر میں بیٹھ رہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا حاضر ہونا ترک کردیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے اپنی آواز کا بلند ہونا لازم نہ آئے اور عملو نکے مٹنے کا سبب نہو جائے پس جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو نہ دیکھا تو پوچھا کہ ثابت نہیں آتا ہے کیسا حال اوسکا ہے اور وہ کہاں ہے پھر ایک شخص کو اونکے پاس بھیجا اوس شخص نے دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اون سے کہا ای ثابت تمہارا حال کیسا ہے اونھوں نے کہا میں بلند آواز ہوں ڈرتا ہوں کہ میری کہیں آواز بلند ہو جائے اور نیک کام میرے مٹ جائیں پس وہ شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور اونکی حقیقت سے خبر دی کہ وہ ایسا کرتے ہیں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جا اور اوس سے کہدے کہ تو اوس جماعت میں سے نہیں ہے تو زندہ رہیگا خیر کے ساتھ اور مرے گا خیر کے ساتھ اور داخل بہشت میں ہوگا اور نقل کیا ہے کہ اس آیہ کریمہ کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ان اللہ لایحب کل مختال فخورا اپنے گھر چلے گئے تھے اور باہر نہیں نکلتے تھے پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکا حال پوچھا اور ایک شخص کو اونکے پاس بھیجا اور اونھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص ہوں کہ جمال کو دوست رکھتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اپنی قوم پر مجکو فوق ہو پس ڈرتا ہوں کہ اترانے والوں میں سے اور فخر کرنے والوں میں سے نہو جاؤں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اون میں سے نہیں ہے زندگانی کرتا ہو تو نیک اور مرے گا تو شہید اور بہشت میں تو داخل ہوگا اور خالد اور ابان یہ دونوں صاحب بیٹے سعید ابن العاص کے اور یہ بیٹے امیہ کے اور یہ بیٹے عبد شمس کے اور یہ بیٹے عبد مناف کے قریشی اموی ہیں اور ان سعید بن عاص بن امیہ کے آٹھ فرزند تھے تین اون میں سے کفر پر رہے ایک تو اجیحہ ساتھہ ہمزہ کے

پیش کئے ہین اور اونکی کنیت سعید تھی اور یہ کہے جاتے تھے ابو احیحہ سعید العاص بن امیہ اور دو اون مین سے عاص اور عبیدہ ہین اور پانچ بیٹے اون مین سے اسلام قبول کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریف سے مشرف ہوئے اور حکومت اور امارت کے ساتھ مخصوص ہوئے اور وہ خالد اور عمرو اور سعید اور ابان اور حکم ہین اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کا نام بدل کرکے عبد اللہ نام رکھدیا اور خالد بن سعید بن العاص بن امیہ ہمیشہ سے اسلام لائے تھے اور بعضون کے نزدیک یہ ہو کہ آن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے اور بعضے کہتے ہین کہ اسلام لانے مین یہ تیسرے شخص تھے اور بعضے کہتے ہین کہ چوتھے شخص تھے اور بعضے کہتے ہین کہ پانچوین شخص تھے اور غریب یہ بات ہو کہ وہ دعوت کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہتے تھے کہ مین تم سے پہلے خدا پر اسلام لایا ہون اور تم سے اپنے پروردگار کے نزدیک جھگڑون گا لیکن مین نے اسلام اپنے باپ کے خوف سے پوشیدہ کیا اور تمنے نہین چھپایا اسکو ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہو اور بعضون نے جیساکہ ان کے اسلام کا مقدم ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام پر بیان کیا ہو ویسی ہی اور ون نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام پر مقدم ہونا بیان کیا ہو واللہ اعلم اور ام خالد اون کی بیٹی ہین جو صغیرہ تھین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اپنے پاس بلایا اور ایک چھوٹی اوڑھنی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مین آپ کے پاس تھی وہ اونکو اوڑھائی اور فرمایا یا ام خالد ہذا سنا اور سنا حبش کی زبان مین معنی حسن کے ہو اور عوارف مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ام خالد کو لباس پہنانا اور اوسکو خرقہ کے پہنانے کے جواز مین جو صوفیہ کرام کے یہان ہے سند لاتے ہین اور دارقطنی افراد مین اور ابن عساکر نے تاریخ مین موسے بن عقبہ سے نقل کیا ہے کہ مینے ام خالد بنت سعید بن العاص سے سُنا ہو کہ وہ بیان کرتی تھین کہ خالد بن سعید نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک شب کو خواب مین دیکھا کہ گویا مکے مین تمام تاریکی چھاگئی ہے اور کسی کو ہاتھ سے ہاتھ نہین سُجھائی دیتا ناگاہ اس حال کے اثنا مین کہ ایک نور زمزم سے نکلا اور آسمان تک بلند ہوا پھر اوس سے کعبہ روشن ہوگیا بعد اس کے تمام مکہ روشن ہوگیا

پھر وہ روشنی نجد اور شربۃ کا سپیل ہوئی اور مین نے کہ درختون کو درخت مین دیکھا اور جب مین بیدار ہوا
تو یہ قصہ اپنے بھائی عمرو بن سعید سے کہا کہ وہ رائے صائب رکھتے تھے اونھون نے کہا ای بھائی یہ ایک
امر ہے کہ بنی عبد المطلب مین واقع ہوا ہے جو اونکے باپ کے گھرانے سے نمودار ہوا خالد نے کہا
پھر خدا نے تعالے اپنے بھائی کو اسلام کی ہدایت کی اور ام خالد نے کہا کہ اول جو شخص اسلام لایا وہ
میرا باپ تھا اور کہا کہ اپنے خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد انا و اللہ ذلک النور و انا رسول اللہ یعنے ای خالد بیشک
مین قسم اللہ کی وہی نور ہون اور مین اللہ کا رسول ہون پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس دین کو بیان کیا جسکے ساتھ خدائے تعالے نے آپ کو بھیجا تھا پس خالد اسلام
لائے اور بعد اون کے عمرو بھائی اون کے اسلام لائے سیوطی نے اسکو جمع الجوامع مین
ذکر کیا ہے اور خالد نے اپنے بھائی عمرو بن سعید کے زمین حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دس
برس کئی مہینے قیام کیا اور اون کے یہان ایک فرزند سعید بن خالد بن سعید
ام خالد پیدا ہوئی اور غزوۂ خیبر مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوئے اور آپ کے ساتھ مشہد ذان مین جو خیبر کے بعد واقع ہوا حاضر ہوئے
علیہ وسلم نے اونکو صدقات یمین کے ساتھ بھیجدیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور یمین تھے اور ابان بیٹے سعید ابن العاص بن امیہ کے اپنے بھائیوں
جو خالد اور عمرو تھے اسلام لائے اور وہ اونکے اسلام پر طعن کیا کرتے تھے اور
اونکی ہجو کرتے تھے پھر وہ بھی اسلام لائے اور اسلام اون کا نیک ہوا اور مین
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اوس وقت مین پناہ دی ہی کہ جب آن
علیہ وسلم نے اونکو قریش کیطرف عام حدیبیہ مین بھیجا تھا اور اپنے گھوڑے
رضی اللہ عنہ کو سوار کیا اور کہا کہ آپ آمد و رفت کیجیے اور
حرم کے لوگون مین بہت عزت دار تھے اور ابان
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ اور خیبر مین اسلام
اوس وقت آپ نے کہ ... سریہ مین سردار کیا اور ... کو بھیجا اور
... علاء بن الحضرمی کو معزول کیا پس ابان ہمیشہ بحرین

یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان دونوں صاحبوں کو یعنے خالد اور ابان کو جو سعید کی اولاد میں سے ہیں اہل سیر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں داخل کیا ہے کاتب کے اختیار اور آثار میں سے کوئی چیز نقل کرتے جو اوسپر دلالت کرتی اور اونکا اور تین بیٹیوں کا حال جو عمرو اور سعید اور حکم کہ تعبیر کیے گئے ساتھ عبد اللہ کے ہیں اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور کرتے اور استیعاب میں ان عبد اللہ بن سعید بن العاص کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ اونکا جاہلیت میں نام حکم تھا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا نام عبد اللہ رکھدیا اور اونکو لکھنا سیکھنے کا حکم کیا اور وہ خوشنویس تھے اور بدر میں وہ شہید ہوگئے اور بعض کہتے ہیں کہ مدینے میں شہید ہوگئے اور ابو معشر نے کہا ہی یوم الیمامہ میں شہید ہوگئے اور سعید بن العاص کے بعد سوا عاص کے جو اونکے بیٹے تھے اور کوئی نہیں رہا اور عاص کے ایک بیٹے ہیں جنکا سعید بن العاص دادا کے نام پر نام رکھا گیا ہی جیسا کہ عاص کا نام اونکے دادا کے نام پر جو عاص بن امیہ ہیں رکھا گیا تھا اور ان سعید بن العاص کو سعید بن العاص اصغر کہتے ہیں اور سعید بن العاص اکبر اونکے دادا کو کہتے ہیں جو امیہ کے بیٹے ہیں الغرض سعید بن العاص اصغر عام الہجرۃ میں یا ہجرت کے سن اول میں پیدا ہوئے ہیں اور قریش کے اشرافوں میں سے تھے اور سخاوت اور فصاحت میں جامع تھے اور اونکو عکۃ العسل کہتے ہیں اور یہ اون جماعت میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے قرآن شریف لکھا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ لہجہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ تھے اور عربیت قرآن شریف کی اونکی زبان پر ختم ہوگئی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اون کو کوفے پر عامل کیا تھا اور وہ طبرستان میں لڑے اور اوسکو فتح کیا اور جرجان آذربایجان میں لڑے اور اوسکو سنہ اونتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ میں فتح کیا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لڑائیاں واقع ہوگئے تو اونھوں نے گوشہ اختیار کیا اور جب حضرت معاویہ کی حکومت ہوئی تو اونھوں نے پہلے مدینے کا حاکم کیا پھر اون کو معزول کیا اور مروان کو وہاں کا حاکم کردیا پھر مروان کو معزول کیا اور پھر اون کو وہاں کا حاکم کردیا اور حضرت معاویہ انکے دونوں کے درمیان وہاں کی حکومت کو بدلتے تھے کبھی مروان کو لکھتے تھے کہ سعید کے گھر بار ڈھادے اور اون کے مال کو لوٹ لے اور کبھی سعید کو لکھتے تھے کہ مروان کے گھر بار کو ڈھادے اور مال ومتاع اون کے لوٹ لے

پس یہ حضرت معاویہؓ کے اس فعل پر تعجب کرتے تھے اور یہ دونون اونسے بڑے ہوگئے اور وہی سعید بن العاص
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین دس یا نو برس کے تھے اور اونھون نے سنہ اکٹھاون یا اونتھرین
وفات پائی ہی اور وہ زمانہ اخیر حضرت معاویہ کے عہد کا تھا اور ابن عمر سے روایت کی گئی ہی کہ ایک عورت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین ایک چادر لائی اور اسنے عرض کیا کہ مینے یہ نیت کی ہی کہ یہ
چادر عرب مین جو اکرام ہو اوسکو دون پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چادر اس غلام کو
یعنی سعید بن العاص کو دیدے اور اسیوجہ سے اوس قسم کی چادر کا نام ثیاب سعدیہ رکھا گیا ہی اور اس
مقام سے یہ بات فہم مین آتی ہی کہ سعید اکرم عرب کے مصداق ہونگے اور یہ گویا غیب کی بشارت
اور خبر دیتا ہی کہ اومین بزرگی بہت پیدا ہوگی جیسا کہ گذرا ہی کہ وہ سخاوت اور شجاعت اور فصاحت
رکھتے تھے یا یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت سے اوس چادر کو قبول نہین کیا
اسوجہ سے کہ اُسنے یاد دیا یا کیا اور سعید کو بخشدی اور آپ نے فرمایا کہ اوسکو دیدے واللہ اعلم اور
بنی امیہ کے ذکر مین بات چھڑ گئی اور ایک طولانی ہوگئی اور کاتب حروف کو انکے ذکر اور انکے احوال
کی معرفت کے ساتھ کوئی غرض متعلق نہ تھی بلکہ طبیعت مین اس قوم سے محض بیگانگی ہی لیکن اسقدر
معلوم ہوا کہ بنو امیہ دو فرقے ہین ایک مروانیہ اور دوسرا منسوب اونکی طرف اور تقدیر الٰہی سے انکے ہاتھ
حکومت اور امارت لگ گئی اور سعدیہ ان دونون فرقونکے درمیان مین ایک فرقہ ہی کہ جسکے اسلام لانیکا اور
صدق لہجہ کا اور قرآن کے جمع کرنیکا ذکر اور مثل اسکے جو ہی مذکور ہوا ہی اور حصہ سعادت اور نورانیت کا اسی
فرقے مین پایا گیا ہی واللہ اعلم اور حنظلہ بن الربیع ساتھ رے کے پیش کے اور بے کے زیر کے اور سیے
کے تشدید کے ہی اور اونکو ابن ربیعہ بھی کہتے ہین اور وہ اسیدی ہین جو ساتھ ہمزہ کے پیش کے اور
سین مہملہ کے زیر کے اور سیہ کے تشدید کے کہ وہ زیر کے ساتھ ہی اور یے کو ساکن بھی بعضون نے کہا ہے
اور موطا مین لکھا ہی کہ یے کی تشدید محدثین کے نزدیک اصل پر ہے اور اہل لغت کے نزدیک سکون
بوجہ تخفیف کے ہی اور وہ منسوب اسید بن عمرو بن تمیم کیطرف ہین اور کنیت اونکی ابو ربعی ساتھ
رے کے زبر کے اور بے کے جزم کے اور عین مہملہ کے زیر کے اور جو یے اخیر مین ہی اوسکی تشدید کے
ساتھ ہی اور وہ حنظلہ کاتب کہے جاتے ہین اسوجہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی
کی کتابت کرتے تھے اور مواہب الدنیہ مین انھین کو غسیلۃ الملائکہ کہا ہی اور اصابہ اور استیعاب سے

مغائرت معلوم ہوتی ہی کہ کاتب حنظلہ بن ربیع اور غسیل حنظلہ بن ابی عامر الراہب اور ہین اور لوگون نے کہا ہے کہ حنظلہ کاتب کے باپ اکتم صیفی کے ہین اور وہ منسوب صیفی کیطرف ہین جو ساتھ صاد مہملہ کے ہی اور وہ عرب کے دیہات مین سے تھے اور سن رسیدہ تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت مین موجود تھے اور اونکا سن ایک سو نوسے ۱۹۰ برس کا تھا اور وہ اپنی قوم کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوش خبری دیتے تھے اور وصیت کرتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اونھون نے اپنی قوم کو جمع کیا اور آپکی خدمت شریف مین آپ پر ایمان لانیکے واسطے بھیجا پس مالک بن زیرہ یربوعی اونکے آگے بھگے اور اوس جماعت کو متفرق کردیا پھر اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین اپنے بیٹے کو ایک جماعت کے ساتھ جو قریش مین سے تھے اور اونکی اطاعت کرتے تھے بھیجا پھر اوس جماعت نے راہ اختلاف اختیار کی اور ڈر گئی اور اکتم حکیم اور دانا تھے اونکے کلام مین سے ہی کہ جس شخص مین خیر نہین ہی وہ کسی سے خیر کی امید نہ رکھے اور یہ بھی اونکے کلام مین سے ہی کہ جو شخص صاحب دولت اور اقبال ہو جاتا ہی آرزوین اوسکی خدمت کی کرتے ہین اور جس شخص پر ادبار آتا ہی اور دولت اوسکی جاتی رہتی ہی تو اوسکی عقل اوروں کی خدمت کرتی ہی اور حنظلہ اہل بصرہ کے قتال مین جمل کے دن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ نہین گئے اور اونکی حدیث اہل کوفہ مین ہے اور اون سے ابو عثمان ہندی اور زید بن شجب نے روایت کی ہی اور اونھون نے حضرت معاویہ کے عہد مین کوفہ مین وفات پائی اور ابوسفیان بن حرب اونکے دو بیٹے یزید اور معاویہ ہین اور اونکو ابوسفیان صخر اور ابو حنظلہ بھی کہتے ہین اور وہ بیٹے حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے ہین اور عام الفیل سے دس برس پہلے پیدا ہوئے ہین اور جاہلیت مین قریش کے عزت والون مین سے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت عداوت اور حسد اور دشمنی رکھتے تھے اور وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے ہین اور حنین اور طائف مین حاضر ہوئے ہین اور یہ تمام احوال سابق مین اپنے مقام پر مذکور ہوا ہی اور اونکے حسن اسلام مین اختلاف کیا گیا ہی اور اوسمین اخبار اور آثار بھی مختلف آئے ہین بعضے اونکے حسن الاسلام پر دلالت کرتے ہین اور بعضے اونکے عدم پر دلالت کرتے ہین چنانچہ آیا ہی کہ جب حنین کے دن مسلمانون کی شکست ہوئی تو اونھون نے کہا بطل السحر اور ہمارے عالمون نے جو کچھ کہ ابیات مین ذکر کیا گیا ہے اوسکو مین بیان کرتا ہون شیخ ابوعمر بن عبد البر نے استیعاب مین دونون جانب کے اخبار نقل کیا ہی

اور کہتے ہین کہ ایک گروہ روایت کرتے ہین کہ جب ابوسفیان اسلام لائے تو اونکا اسلام نیک ہوا اور سعید
بن المسیب جو بزرگ تابعین مین سے ہین اور تابعین کے قدما مین سے ہین اپنے باپ مسیب سے جو صحابی ہین نقل
کرتے ہین کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ مینے ابوسفیان کو اونکے بیٹے یزید کے جھنڈے کے نیچے دیکھا ہے کہ
اونکو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے امیر کیا اور جھنڈا اسپرد کیا اور ابوسفیان کو اونکی ہمراہ کر دیا ہے مین
نے ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ لڑ رہا ہے اور کہہ رہا ہے یا نصر اللہ اقترب پھر مینے دیکھا کہ ابوسفیان بن
حرب ہین کہ قتل کر رہے ہین اور کہتے ہین یا نصر اللہ اقترب اور روایت کی گئی ہے کہ ابوسفیان بن حرب
یرموک کے دن سوارون کی جماعت کے پاس کھڑے تھے اور لوگون سے کہتے تھے اللہ اللہ کہ تم عرب
کے سوار ہو اور انصار ہو اور اسلام لائے ہو اور یہ سوار روم کے ہین اور سوار انصار ہین اور مشرک
ہین خداوندا یہ روز تیرے روزون مین سے ہے خداوندا اپنے بندون پر نصرت بھیج اور شیخ ابن حجر نے
اصابہ مین کچھ تھوڑا سا نقل کیا ہے اور ایک چیز روایت کرتے ہین جو اوسکے مخالف ہے کہتے ہین
الاول ہو الاصح اور استیعاب مین لکھا ہے کہ ایک گروہ روایت کرتے ہین کہ وہ جبکہ اسلام لائے
تھے منافقون کی پشت و پناہ تھے اور جاہلیت مین منسوب طرف زندقہ کے تھے اور حسن سے
روایت کیا گیا ہے کہ ابوسفیان حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین اسوقت
مین آئے کہ جب آپ خلیفہ ہوگئے تھے اور ابوسفیان نابینا تھے اور کہا کہ خلافت تیری طرف پھری ہے
بعد تیم و عدی کے پس بنی امیہ کے اوتاد کو پھیر اور وہ نہین ہے مگر ملک ہے اور جنت اور دوزخ کو نہین
پاتا ہون پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوسپر غل مچایا اور فرمایا کہ تیری ساتھ خدا کرے جو کچھ کہ
کرے اور اونکو اپنے پاس سے نکال دیا اور صاحب استیعاب کہتے ہین کہ اوسکے اخبار ایسے ہی بُری اور شنیع
ہین کہ انکو اہل اخبار نے ذکر کیا ہے اور مین کوئی وجہ اسکے ذکر کی نہین پاتا ہون کیونکہ ان اخبار مین [illegible]
چیزین ہین جو اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ اسلام سالم اور حسن نرکھتے تھے اور سعید بن المسیب کی
حدیث اونکی صحت اسلام پر دلالت کرتی ہے اور اصابہ مین کہا ہے کہ وہ مؤلفۃ القلوب مین سے تھے اور
قبل اسکے مشرکون کے سردار تھے اور انکے رئیس احد اور احزاب مین تھے اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اونکو نجران کا عامل کیا تھا اور یہ ثابت نہین ہوا ہے اور ابن اسحق نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو مناۃ پر بھیجا تھا تاکہ اوسکو کھود دین اور ابن سعد نے بطریق ابی السفر کی روایت کیا ہے

کہ انھون نے بیان کیا ہی کہ ابو سفیان نے فتح کے دن جو لوگون کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے
جاتے ہین حسد کیا اور اپنے جی مین کہا کہ کاش کہ یہ جماعت آپ پر پلٹ پڑے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہاتھ اونکے سینے پر مارا اور فرمایا کہ خدا تعالی تجکو ایسا رسوا کرے پس ابو سفیان نے عرض کیا اَستغفرُ اللہَ و اَتوبُ
اِلیہِ مین نے اس امر کے ساتھ لغویت نہین کی ہی یہ ایک امر تھا کہ میرے جی نے نہین کہا تھا اور جب فتح کے دن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کے اونسے فرمایا ای ابو حنظلہ کیا وقت نہین آن پہونچا ہے کہ
تو گواہی دے اَشہدُ اَن لا اِلٰہَ اِلّا اللہُ اونھون نے سکوت کیا اور جب آپ نے فرمایا کہ کیا وقت نہین آیا ہے
کہ تو گواہی دے اَشہدُ اَنّ محمداً رسولُ اللہِ تو کہا کہ ایسا تھا اب تک مین یقین نہین رکھتا ہون اور شبہ مین ہون
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ابو سفیان نے اپنے جی مین کہا کہ کس چیز سے محمد مجھپر غالب آتے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی مدد سے غالب آیا ہون پس اونھون نے کہا اَشہدُ اَنّکَ رسولُ اللہِ اور
نقل کیا ہی طائف کی لڑائی کے دن ابو سفیان کی آنکھ پر تیر لگا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری آنکھ مین تیر لگا ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو
چاہے تو مین دعا کرون اور پھیر تیری آنکھ تجکو پھیر دون اور اگر تو بہشت چاہے تو صبر کر اونھون نے کہا
مین بہشت چاہتا ہون اور ایک آنکھ اونکی یرموک کی لڑائی مین جاتی رہی اور دونون آنکھون
سے اندھے ہوگئے اور ابو سفیان تجارت کے لیے شام مین اور عجم کے شہرون مین تجارون
کو بھیجتے تھے اور کبھی خود بھی جاتے تھے اور بدر اور احد کے روز قضیے مین خود اہل مکہ کو
جنگ کے لیے بلایا تھا اور بہت بخیل اور کنجوس تھے چنانچہ ایک روز اون کی بی بی ہند بیٹی
عتبہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئین اور اونکی شکایت کی
کہ وہ بہت کنجوس ہی پیٹ بھر کے اولاد کو کھانا نہین دیتا ہے اور عرض کیا کہ اوسکے مال مین سے
کچھ چرالون جو اونکی اولاد کو کفایت کرے آپ نے فرمایا کہ اس کام کو کر لیکن بہت نہ کرنا اور
ابو سفیان نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی اور اونسے ابن عباس اور قیس بن
ابی حازم اور اون کے بیٹے معاویہ نے روایت کی ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قصۂ
ہرقل کی حدیث جو اپنے مقام پر گذر گئی ہے اون سے روایت کی ہی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی خلافت مین سنہ چونتیس ۳۴ مین فوت ہوگئے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ مدینہ مطہرہ مین

سنہ اکتیس ۳۱ مین اونھون نے وفات پائی ہی اور بقیع مین دفن ہوئے ہین اور حضرت معاویہ نے اونکی نماز پڑھی ہے
اور کہا گیا کہ بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اونکی نماز پڑھی ہی اور بقیع مین دفن ہوئے ہین اور انکا سن
اٹھتر برس کا تھا وقیل ابن بضع تسعین وغیر ذلک و یزید ابن ابی سفیان وہ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے
ہین اور حنین مین حاضر ہوئے ہین اور لوگ کہتے ہین کہ ابو سفیان کی بہترین اولاد مین سے تھے اور انکو
یزید الخیر کہتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بنی فراس کے صدقون پر عامل کیا تھا
اور یہ قوم اونکی عزیز تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنہ بارہ مین اونکو عامل کیا اور
عمرو بن عاص اور عبیدہ بن جراح اور شرجبیل بن حسنہ کو فلسطین کی جانب بھیجا اور انکو بلقا کے
جانے کا حکم دیا اور ہر ایک ان مین سے ایک امیر علیحدہ تھا بعضے گمان کرتے ہین عمرو بن العاص
اون سبھون پر امیر تھے پس خدا تعالے نے سنہ تیرہ مین دین کے دشمنون کو شکست دی اور جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اونھون نے ابو عبیدہ بن جراح کو والی کیا اور خدا تعالے
نے تمام شام کے ملکون کو فتح کر دیا اور یزید بن ابی سفیان کو فلسطین اور اوسکے گرد نواح کے
شہرون پر حاکم کیا اور جب ابو عبیدہ بن الجراح نے وفات پائی تو معاذ بن جبل کو اون کا قایم
مقام کیا اور جب معاذ بن جبل نے وفات پائی تو یزید بن ابی سفیان کو والی کیا اور جب یزید بن ابی
سفیان نے وفات پائی تو اونکے بھائی معاویہ کو حاکم کر دیا اور ان سبھون نے سنہ اٹھارہ مین
طاعون کی بیماری سے وفات پائی اور نقل کیا ہی کہ ایک روز یزید بن ابی سفیان نے اپنے شکم
کی جانب دیکھا کہ اوسکی کھال بلند ہو گئی ہی پس اوسپر درہ اوٹھایا اور کہا میرے پیٹ کی کھال کافر
ہو گئی ہے اور اونھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے اور اونسے عبد اللہ اشعری اور عیاض اشعری نے روایت کی ہی اور یزید بن ابی سفیان
نے سنہ سترہ مین وفات پائی ہی اور معاویہ بن ابی سفیان وہ عبد الرحمن کے ساتھ کنیت کیے
جاتے ہین اور باپ اور بھائی مسلمہ فتح اور مؤلفۃ القلوب مین سے ہین اور لوگون نے کہا ہی کہ انکا
اسلام فتح سے پہلے ہی یعنے قبل اسکے ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین تشریف لائین اور
فتح کرین اور یہ رسے پہلے ہی یعنے بدر سے پہلے گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کو
دریافت کیا اور اسلام لائے اور مروی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مین یوم القضیہ یعنے عمرۃ القضا مین

لایا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت اسلام میں ملاقات کی ہی اور یہ اون لوگوں میں سے ہیں جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ وحی لکھتے تھے اور صاحب جامع الاصول کہتے
ہیں کہ وحی کا لکھنا ثابت نہیں ہوا ہی اور صاحب مواہب الدنیہ لکھتے ہیں کہ وہ وحی کی کتابت میں مشہور ہیں اور
بعضوں نے کہا ہی کہ وہ وحی لکھتے تھے بلکہ کتاب اور فرقان لکھتے تھے اور وہ اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان
کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے حاکم ہوئے اور وہ چالیس برس تک ہمیشہ
متولی اور حاکم شام کے رہے چنانچہ اوسمیں سے چار برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رہے اور باقی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت اور اونکے بیٹے حضرت امام حسن
علیہ السلام کے زمانے میں رہے اور یہ تمام مدت کل بیس برس ہوتے ہیں اور سنہ اکتالیس میں بوجہ
اسباب کے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اونکو ملک شام سپرد کردیا مستقل حاکم ہوگئے اور
بیس برس اور وہاں اونکے حاکم رہے بعد اوسکے سنہ ساٹھ میں رجب کے مہینے میں شہر دمشق میں وفات پائی
اور اونکا سن اٹھتر برس کا تھا اور بعض کہتے ہیں چھیاسی برس کی عمر تھی آخر عمر میں اون کو عارضہ
لقوہ ہوگیا تھا اور آخر عمر میں کہتے تھے کہ کاش کہ میں ایک شخص قریش میں سے ہوتا اور ذی طوی میں
جو ایک شہر کا نام ہے معلا مقبرہ مکے کے نزدیک پڑا ہوتا اور اوس میں سے کسی چیز کا والی نہ ہوتا
اور لوگ کہتے ہیں کہ اونکے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر شریف اور پیراہن شریف اور
کچھ موے مبارک اور ناخن مبارک تھے پس اونھوں نے وصیت کی تھی کہ مجکو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پیراہن شریف سے کفن دینا اور آپ کی چادر شریف میں لپیٹنا اور میری ناک
کے سوراخوں کو اور منھ کو اور سجدے کے مقاموں کو موے مبارک اور ناخن مبارک سے بھر دینا
اور ارحم الراحمین کے حوالے کر دینا اور باقی احوال اونکا مشہور اور معروف اور مذکور ہے اور سیوطی
کا ایک رسالہ ہے کہ جسکا نام وامل ہے اوسمیں اونھوں نے اون چیزوں کا ذکر کیا ہی جو حضرت
معاویہ نے ایجاد کی ہیں اور کسی خلیفہ نے اونسے پہلے اوسکو نہیں کیا تھا اور اونکے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے مابین میں خلافت کا منشا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا واقع ہوا
تھا کہ حضرت معاویہ نے یہ بات کہی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اونکے موافق ہوئی تھیں
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے قصاص میں جلدی کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو خلفا پر

اس امر کی جرات نہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عجلت کرنے مین مصلحت دیکھی تا کہ امر خلافت مختلف نہو جاے اور یہی امر ہی جو لوگ کہتے ہین کہ خلاف کا منشا خطار فی الاجتہاد تھی بعد اُسکے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت معاویہ کو معزول کیا اور روز بروز مخالفت زیادہ ہوئی اور واقع ہوا جو کچھ کہ واقع ہونا تھا فانا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اور سیوطی نے احمد سے اپنی مسند مین عرباض بن ساریہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب اے بار خدایا سکھا دے تو معاویہ کو کتاب اور حساب اور بچا تو اوسکو عذاب سے اور ابن شیبہ اور طبرانی نے مالک بن عمر سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے کہا کہ جب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یا معاویہ اذا ملکت فاحسن یعنے جب بادشاہ ہو تو نیکی کر اور روایت مین ہے فاسجح یعنے نرمی کر مین ہمیشہ امارت کی طمع مین تھا اور محدثون نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ کے فضل مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے واللہ اعلم اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ معاویہ کی امارت کو مکروہ نجانو کیونکہ اگر وہ نہوگا تو بہت سے سر کندھون پر سے گر ینگے یعنے قتال ہوگا گویا کہ آپ نے اشارہ اون وقائع اور بری باتون کی طرف کیا جو یزید حضرت معاویہ کے بیٹے کے زمانے مین واقع ہوئے ہین اور زید بن ثابت بن ضحاک انصاری بخاری کنیت اون کی ابو سعید یا ابو ثابت ہے وہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھتے تھے اور فقیہ اصحابون اور ذی رتبہ اصحابون مین سے تھے اور فرائض پر مقرر تھے بدر کے دن آئے لیکن بدر مین حاضر نہین ہوئے اور احد مین حاضر ہوئے اور بعد اوسکے اور مشہدون مین حاضر ہوئے اور بعضون نے کہا ہے کہ پہلے حاضر ہونا اون کا خندق مین واقع ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور اونھون نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور اون سے صحابہ ایک جماعت نے مثل ابو ہریرہ اور ابو سعید اور انس اور سہیل بن سعد اور سوا اون کے جو ہین اونھون نے روایت کی ہے اور تابعین مین سے سعید بن مسیب اور اون کے بیٹے خارجہ اور سلیمان اور قاسم بن محمد وغیرہم نے بھی اونسے روایت کی ہے اور اونھون نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مین قرآن شریف کو جمع کیا اور خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین اوسکو مصحف مین نقل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون سے فرمایا کیونکر تیرے جمع کرنے سے انکار کیا جائے تو جوان عاقل ہے مین تہمت تجھپر نہین لگاتا ہون اور اون کے بیٹے خارجہ بن زید نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے

زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا گیا کہ یہ لڑکا بنی نجار مین سے ہی اور قرآن مجید کی سترہ سورتین اسنے پڑھی ہین پس مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھا اور آپ میرے پڑھنے سے خوش ہوئے اور فرمایا ای زید تو خط وکتابت یہود
کی سیکھ کیونکہ مین یہود سے کتابت مین مطمئن نہین ہون کہ اوسمین کمی اور زیادتی کرین پھر زبان سریانی سیکھ پس
مینے اوسکو سیکھا اور مجھپر نصف ماہ بھی نہین گذرا کہ مین اوسمین طاق ہوگیا پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اون یہود کو تحریر بھیجتے تھے تو مین لکھتا تھا اور جب وہ تحریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
شریف مین بھیجتے تھے تو مین اوسکو پڑھتا تھا اور سلیمان بن یسار نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
اور حضرت عثمان رضہ قضا اور فتوے اور فرائض اور قراءت مین زید بن ثابت پر کسیکو تقدیم نہین دیتے تھے
اور قاسم ابن محمد نے روایت کیا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سفر مین زید بن ثابت کے قائم مقام ہوتے
اور فرماتے تھے کہ میری وجہ سے اوسکا مقام جاتا نہین رہاہے لیکن اہل شہر اوسکے محتاج ہین زید کے
پاس علم اور قضا اور فتوی وہ پاتے ہین جو اوسکے غیر مین نہین پاتے ہین اور سالم بن عبداللہ بن
عمر سے منقول ہی کہ جس روز زید بن ثابت نے وفات پائی تو اونھون نے کہا آج عالم الناس مرگیا اور
ابوہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ اونھون نے کہا کہ اس امت کا خیر مرگیا یعنے بہتر اس امت کا مرگیا اور
امید ہی کہ خدا ے تعالے ابن عباس رضہ کو اوس کے قائم مقام کردے اور عبدالرحمن سے مروی ہی
کہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن شریف پڑھتا تھا پس آپ نے فرمایا کہ بے شک
تو آدمیون کے امورات کی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھتا ہو زید بن ثابت کے پاس جا اور اونکے
پاس پڑھ کیونکہ اس کام کی اون کو فرصت ہی اور میری اور اون کی قراءت ایک ہی ہے
میرے اور اونکے درمیان مین خلاف نہین ہی اور یعقوب بن سفیان نے صحیح سندون کے ساتھ
شعبی سے روایت کیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ ایک روز زید بن ثابت سوار ہوئے اور ابن
عباس رضہ نے اون کی رکاب تھامی پس اونھون نے کہا ای ابن عم رسول اللہ آپ سرک جایے ابن
عباس رضہ نے کہا مین ایسے ہی حکم کیا گیا ہون کہ عالمون کے ساتھ ایسا کیا کرون پس زید بن
ثابت نے کہا اپنا ہاتھ نزدیک لاؤ پس ابن عباس نے اپنا ہاتھ بڑھادیا اور اونھون نے بوسہ دیا
اور کہا کہ مین ایسے ہی حکم کیا گیا ہون کہ اپنے پیغمبر کے اہل بیت کے ساتھ ایسا کرون اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اپنے
شریفون کے ساتھ ایسا کرون اور ابن سعد نے صحیح سندون کے ساتھ روایت کیا ہی کہ زید بن ثابت

اون اصحابون مین سے تھے جو صاحب فتویٰ تھے اور حیات تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود اور ابو زید اور زید بن ثابت نے سنہ بیالیس یا تینتالیس یا پینتالیس مین وفات پائی ہو اور شرجبیل بن حسنہ شرجبیل ساتھ شین معجمہ کے پیش کے اور رے کے زبر کے اور بے کے زیر کے اور رے کے جزم کے ہو اور حسنہ تینون حرفون کے زبر کے ساتھ اونکی مان کا نام عبد اللہ ہو اور وہ بنی جمح مین سے ہین اور ایک صحابی ہین اور جمح ساتھ جیم کے پیش کے اور میم کے زبر کے ہو اور حبشہ مین ہجرت کر گئے تھے اور وجوہ قریش مین اونکا شمار ہو اور عبد الرحمن بن حسنہ کے بھائی ہین اور کنیت اونکی ابو عبد اللہ ہو اور بعضے کہتے ہین کہ عبد الرحمن اور وہ اور آپ کے بھائی عبد الرحمن حسنہ کیطرف نسبت کیے جاتے ہین جو اون دونون کی مان ہین اور بعضون نے کہا ہو کہ دونون آدمی حسنہ کے شوہر ہوکے بیٹے ہین اور نسبت اونکی اوپر غالب ہوگئی ہے اور ابن ماجہ نے اونکی ایک حدیث جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز مین طمانینت کے ترک کے وعید پر ہو روایت کی ہو اور اونکا ذکر اوس حدیث مین جسمین عقد کرنا نجاشی کا ام حبیبہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو آیا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مصر کی جانب بطریق پیغامبر کے بھیجا تھا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور شرجبیل مصر مین تھے اور اونھون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادہ بن صامت سے روایت کی ہو اور اونسے اونکے بیٹے ربیعہ نے روایت کی ہو اور اونکی کتابت کا ذکر کسی جگہ نہین معلوم ہوا ہو شاید کہ سفارت مصر مین کتابت کو بھی اون سے فرمایا ہو واللہ اعلم العلا ابن الحضرمی یہ مشہور صحابی ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بحرین پر عامل کیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اونکو وہین مقرر کیا یہانتک کہ اونھون نے وفات پائی اور وفات اونکی سنہ چودہ مین واقع ہوئی ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو بصرہ کا حاکم کر دیا تھا پس اونھون نے سنہ مذکور مین ارض بنی تمیم مین وفات پائی اور بعضون نے کہا ہو کہ بحرین مین سنہ اکیس مین اونھون نے انتقال کیا ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونکے مقام پر ابو ہریرہ کو حاکم کر دیا اور اونکے نام اور نسب مین لوگون نے بہت اختلاف کیا ہو اور اتفاق انساب پر کیا ہو کہ وہ حضر موت سے ہین جامع الاصول مین ایسیہی ہو اور کاشف مین کہا ہو کہ وہ حلیف بنی امیہ تھے اور اونکے دس بھائی تھے ابو ہریرہ نے اور سوا اونکے دوسرون نے روایت کیا ہو اور نقل کیا ہو کہ وہ دریا مین اوترے اور چند کلمہ اونھون نے پڑھے اور پار ہوگئے اور یہ حکایت اونکی

مشہور ہین اور وہ کلمے یہ تھے یا حلیم یا علیم اور وہ مجاب الدعوات تھے خالد بن الولید یہ بیٹے مغیرہ کے اور وہ بیٹے عبد اللہ کے اور وہ
بیٹے عمر کے اور وہ بیٹے مخزوم القرشی المخزومی سیف اللہ ابو سلیمان انکی ہین اور مان انکی لبابہ صغری بیٹی حارث ہلالیہ کی بہن لبابہ
کبری بیوی عباس بن عبد المطلب کی تھی اور یہ دونون میمونہ ام المومنین بیٹی حارث کی بہنین تھین اور خالد قریش کے
اشراف مین سے اور انکے سردارون مین سے جاہلیت مین تھے اور وہ جاہلیت مین سوارونکے افسر تھے اور کافرونکے ساتھ جو قریش
تھے غزوہ حدیبیہ مین خصوصاً غزوہ احد مین آئے تھے اور لشکر کو انکے آگے آگے چلاتے تھے پر سنہ سات مین خیبر کے بعد یا غزوہ
موتہ سے دو مہینے پہلے اسلام لائے تھے اور اس لڑائی مین اونھین کے ہاتھ پر فتح تھی اور انکو اچھی کوشش دین خدا
مین اور تقویت اور تائید اوسکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اور آپکی وفات شریف کی بعد حاصل ہوئی تھی
اور انکے اسلام لانیکا قصہ اور جو کام انھون نے جہاد کے مقامون مین کیے سابق ہجرت سنون کے قضیون مین گذر چکا ہی
اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ ایک منزل مین ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اوترا ہوا تھا اور لوگ سامنے سے گذر رہے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تھے کہ یہ کون ہی اور یہ کون ہی اور مین
جواب دیتا تھا کہ یہ فلان شخص ہی یہانتک کہ خالد سامنے سے گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہی مین نے عرض کیا
خالد بن ولید ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدا کا نیک بندہ ہی اور سیف ہی اللہ کی سیفون مین سے اور جب حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو مرتدون کی طرف بھیجا اور جھنڈا اونکے لیے قائم کیا تو فرمایا کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ وَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ خَالِدُ بْنُ وَلِیْدٍ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ
اور اونھون نے اس سیف کو کافرون پر کھینچا ہی اور مروی ہی کہ خالد بن ولید کی ٹوپی یرموک کے دن گم ہو گئی
پس اونھون نے لوگون سے کہا کہ اوسکو ڈھونڈھو اوسکی خوب کھوج کرو پس لوگون نے اوسے ڈھونڈھا اور
نپایا پھر لوگون نے اوسکی جستجو مین بہت کوشش کی اور وہ ملگئی اور دیکھا تو وہ ایک پرانی ٹوپی ہی پس لوگون نے
پوچھا کہ یہ کیسی ٹوپی ہی کہ جسکی تمنے اتنی جستجو کی خالد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تھا اور
سر مبارک کے بال منڈوائے تھے لوگون نے آپکے موے مبارک لینے مین جلدی کی اور مین آپکی پیشانی کے
موے مبارک لینے مین لوگون پر سبقت کر گیا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بالونکو اس ٹوپی مین
رکھکر مجکو عنایت کیا پھر جب سے جس لڑائی مین گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس تھی مجکو اوس لڑائی مین فتح ہی
ہوئی ہی اور جس مقام مین گیا وہ میرے ہاتھ سے فتح ہی ہوا اور مروی ہی کہ جب خالد حیرہ کے پاس گئے تو
اونکے سامنے زہر پیش کیا پس اونھون نے اوسکو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور نوش کر گئے اور اوس نے انکو کچھ

ضرر نہین کیا اور مروی ہی کہ ایک شخص خالد کے پاس آیا اور اوسکے پاس ایک مشک شراب کی بھری ہوئی تھی خالد نے
پوچھا اس مشک مین کیا چیز ہی اوسنے کہا سرکہ ہی خالد نے کہا خداوندا اسکو سرکہ کر دے پس وہ سرکہ ہو گیا اور ایک روایت
مین آیا ہی کہ خالد نے کہا خداوندا اسکو شہد کر دے پس وہ شہد کر دیا اور روایت کی گئی ہی کہ خالد کہتے تھے میرے
نزدیک کوئی شب مہاجرین کے لشکر کی شب تاریک سے محبوب زیادہ نہین ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ خالد کہتے
تھے کہ کوئی شب ایسی ہی کہ جسمین عروس میرے پاس بھیجی جاے یا جس شب مین مجھکو فرزند کے ولادت کی خوشخبری دیجاے
میرے نزدیک مہاجرین کے لشکر کی شب تاریک سے محبوب زیادہ نہین ہی اور خالد کہتے تھے قرآن کی بہت تعظیم
کرنے سے جہاد نے مجھکو باز رکھا اور جب خالد کے پاس مال آتا تھا تو وہ اوسکو بانٹ دیتے تھے اور اوسکا کچھ
حساب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ندیتے تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ خالد کو لکھ بھیجو کہ بغیر تمھاری اجازت کے کسیکو کچھ ندیوے پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
یہی مضمون خالد کو لکھ بھیجا اونھون نے اوسکا جواب لکھا کہ یا تو مجھکو میرے کام پر چھوڑ دیجیے کہ جو چاہون وہ کرون
اور جسکو چاہون اوسکو دون یا آپ جانیے اور آپکا کام جانے اور خالد کے مزاج مین تندی اور تیزی اور خلق سے
انقطاع کر دینا اور علو ہمتی جیسے کہ شجاع لوگون مین ہوتی ہی تھی چنانچہ ایکبار عمار بن یاسر پر سختی کی اور اونکو
کچھ سخت کہا اور عمار نے کہا کہ بیشک مینے قصد کیا ہی کہ تم سے ہرگز بات نکرونگا پھر عمار آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور خالد کی شکایت کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
خالد تجھے عمار سے کیا کام ہی عمار ایک جنتی شخص ہی کہ مین حاضر ہوا ہی اور عمار سے فرمایا ای عمار خالد خدا کے
سیفون مین سے ایک سیف ہی پس خالد عمار کے پاس آئے اور عذر کیا اور عفو تقصیر کرائی اور گناہ بخشوایا اور خالد نے
کہا ہی کہ اوسی روز سے پھر مینے ہمیشہ عمار کو دوست رکھا اور ایسے ہی عبد الرحمن بن عوف نے خالد بن ولید کی شکایت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای خالد تو کیون ایسے
شخص بدری کو ایذا دیتا ہی کہ اگر احد کے مثل سونا لٹا دے تو اوسکے عمل کو تو نہ پہونچے خالد نے عرض کیا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرے پیچھے پڑتے ہین اور مجھے دکھ دیتے ہین اور مین اونکا جواب اونکو دیتا ہون پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد کو ایذا مدو کیونکہ وہ خدا کی سیفون مین سے ایک سیف ہی القصہ جب خالد نے یہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی کو لکھ بھیجا کہ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجیے کہ مین جو چاہون وہ کرون اور جسکو چاہون اوسکو دون نہین
تو آپ جانیے اور آپکا کام جانے اور مجھ سے اپنا کام نکال لیجیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین ایکبات بنے

راہ پائی اور آپکے اور خالد بن ولید کے درمیان ایکمرتبہ ایسا بات تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خالد کو معزول کر دیں آپ نے کہا کہ کون ہی جو خالد کے پاس جاوے اور میری طرف سے یہ خبر کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین اس کام کو کرتا ہون آپ نے کہا تم جاؤ اور تمھارا کام جانے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کا سامان کیا تھا کہ سفر کرین کہ صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپکو کیا ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپکے پاس سے باہر جاتے ہین اور آپکو اونسے احتیاج پڑا کرتی ہی اور آپکو کیا ہوا ہی کہ خالد کو آپ معزول کرتے ہین اور وہ بڑے بڑے کام مومنین آپکی کفالت کرتے ہین پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر مین کیا کرون صحابہ نے کہا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کیجیے سفر نہ کرین اور قیام کرین اور خالد کو لکھ بھیجیے کہ وہ اپنے کام مین مستقیم رہین پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کیا جیسی کہ صحابہ کی مصلحت وقت دیکھی پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے تو اونھون نے خالد کو لکھا کہ بغیر میرے حکم کے کسیکو ایک بکری اور ایک برتن بھی نہ دیں پس خالد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہی لکھا جو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو معزول کیا اور اپنے پاس بلالیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خالد کے معزول کرنیکا ایک سبب یہ ہوا کہ خالد نے مالک بن نویرہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے مین قتل کیا تھا اور لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ ابن نویرہ کو مسلمان قتل کیا بوجہ ایک گمان کے جو اونسے ہوتا تھا یا کافر قتل کیا اور ابو قتادہ اور مالک نے حالت اسلام پر قتل ہونے کا انکار کیا ہی اور قسم کھائی ہے کہ خالد کے جھنڈے کے نیچے کافر ہی قتل ہوئے ہین اور استیعاب مین کہا ہے کہ خالد کے ہاتھ سے اکثر وہ لوگ قتل ہوئے جو اسلام لاکے بعد اوس کے اسلام سے پھر گئے اور مسلم اور مالک بن نویرہ بابو تمیم مین سے ہین اور اصابہ مین نقل کرتے ہین کہ مالک بن نویرہ تمیمی یربوعی ساتھ ابو حنظلہ کے کنیت کیے جاتے تھے اور ملقب مفول کے ساتھ تھے اور وہ ایک شاعر مشہر یعنے اہل زبان فارسی تھے اور جاہلیت مین بنی یربوع کے سوارون مین اونکا شمار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو اون کی قوم کے صدقون پر عامل کردیا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کی اوسکو خبر پہونچی تو صدقہ کو روک دیا اور اپنی قوم مین تفریق کی اور یہ شعر کہا ہے فقلت خذوا اموالکم غیر خائف ❊ ولا ناظر فیما یجیی من الغد فان قام بالدین المحقق قائم ❊ اطعنا وقلنا الدین دین محمد ❊ اور مالک بن

نویرہ جب ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا تھا تو کہتا تھا کہ تمہارے صاحب یہ کہا ان نہین کہتا ہون مگر یہ کہ ارشد
کیا ہی اور تمہارے صاحب نے ایسا کہا ہی پس خالد کو اوسکی ایسی باتین ناگوار ہوئین اور
اثر ہین اور اوسکی خالد ولید کے حکم سے قتل کیا روم کی فراغت کے بعد اوسکو قتل کیا اور خالد بن ولید نے
اوسکی بیوی کے ساتھ کہ نام اوسکا ام تمیم بنت المنہال تھا عقد کر لیا اور وہ حسین بہت بڑھ کے تھی اور خالد
نے مالک کو اوسکی بیوی کی وجہ سے نہین قتل کیا تھا جیسا کہ لوگون نے اتہام کیا ہی اور مالک بن
نویرہ کا ایک بھائی متمم بن نویرہ تھا اور وہ بھی شاعر تھا پس اوسنے مالک ابن نویرہ کا مرثیہ کہا اور حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور خالد کا ظلم کرنا بیان کیا اور زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہی کہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو لکھا کہ مالک کی بیوی کو چھوڑ دے اور آپ نے خالد بن ولید پر عیب
نہ کیا اور مالک کی بیوی کو اوس سے چھڑوا دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد کی سیف
مین تیزی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خطا ہوا اونھون نے تاویل کی اور خطا کی ہے اور کچھ
گناہ اوس سیف پر نہین ہی جسکو خدا تعالے نے مشرکون پر کھینچا ہی پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے خالد کو اپنے پاس بلایا اور جب وہ مدینے مین آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلوت مین دیکھا
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس مالک کے قتل ہونے کا
سبب پوچھا اور اونھون نے اوسکا سبب بیان کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اوسکی بیوی کے
ساتھ کیون عقد کیا اونھون نے کہا کہ وہ عورت بے شوہر تھی مین نے عقد کر لیا اور خالد نے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کیا فرمایا ہے خالد
سیف من سیوف اللہ ولیس یجری سیف اللہ الا الحق یعنی خالد سیف ہی اللہ کی سیفون مین سے
اور نہین جاری ہوتی ہی اللہ کی سیف مگر حق پر خالد نے یہ کہا اور باہر نکل آئے اور جب باہر آنے لگے
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے سے آ گئے اور آپ نے اونکا حال پوچھا خالد نے کہا کہ مجکو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفہ نے وہین بھیجا جہان مین تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جی مین خالد کیطرف سے کچھ بات
رہی اور کچھ آپ فرمانے لگے اور نہ کچھ کر سکے اور جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو خالد کو بلایا اور خفا ہو بیٹھے اور جو عذر کہ
خالد نے وہی عذر جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کیا حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے تہمت کے مقام سے پرہیز کیون نہین کیا بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بسبب

تقصیر معاف کی اور اوسپر رحم کیا اور فرمایا رحم اللہ خالداً اور کہا کہ مین خالد پر عتاب نکرتا لیکن مینے اسوجہسے عتاب کیا کہ
اونھون نے مال مین تعدی کی تھی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد نے بڑے بڑے کام
کیے تھے مین ڈرا کہ کہین اوسکے نفس کو غرور نہ آجائے اور سرکشی نکرنے لگے اور جب خالد بن ولید کی وفات ہونے لگی تو کہا
سبحان اللہ مین سو لڑائیون یا قریب اسکے حاضر ہوا اور میرے جسم مین کوئی جگہہ بالشت بھر ایسی نہین ہی کہ جسمین تیر
اور نیزے کے زخم نہین ہین اور مین آج اونٹ کیطرح سے مرتا ہون اور خالد کی وفات حمص مین ہوئی ہے اور
بعضون نے کہا ہی کہ مدینے مین سنہ اکیس ۲۱ یا بائیس ۲۲ مین حضرت عمر رضی اللہ کی خلافت مین واقع ہوئی اور مروی
ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت عمر بن الخطاب کو وصیت کی کہ میرے سب ہتھیار اور گھوڑے خدا تعالے
کی راہ مین کام آئین پس حضرت عمر بن الخطاب خالد کے جنازے پر تشریف لے گئے اور جب وہان آپ پہونچے
تو دیکھا کہ بنی مغیرہ کی عورتین خالد کے گھر مین جمع ہین اور خالد پر گریہ کر رہی ہین پس آپ نے فرمایا کہ
رونے مین خوف نہین ہی مگر ابی سلیمان پر وہ رونا روئین کہ جسمین فریاد اور نوحہ شامل نہو اور یہ حکایت اس
بات پر دلالت کرتی ہی کہ وفات اونکی مدینے مین واقع ہوئی ہی اور محمد اسلام نے کہا ہی کہ بنی مغیرہ کی کوئی
عورت باقی نہین رہی کہ جسنے خالد بن ولید کی قبر پر اپنے بال سر کے نہین ترشوائے اور یہ امر جاہلیت
کے زمانے کے قریب ہونے کی وجہ سے تھا اور جاہلیت کا غلبہ اون قوم مین جو بنی مغیرہ ہین بہت تھا چنانچہ
خود ولید بن المغیرہ جو خالد کے باپ تھے کافر تھے اور قریش کے جاہل ترین قوم مین سے تھے اور خالد نے
اونکے درمیان مین اسلام کی توفیق پائی اور اس مرتبے کو پہونچے اور خالد نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہی اور ابن عباس اور علقمہ اور جبیر بن نفیر نے اُنسے روایت کی ہی محمد بن مسلمہ انکا
ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نگہبانون مین گذر چکا ہی ظاہرا یہ دونون گروہ ہونگے تھے عبد اللہ
بن رواحہ ساتھ ر کے زبر کے اور واو کی تخفیف کے ہی اور ابو محمد عبد اللہ بن رواحہ انصاری
خزرجی ہین اور انصار کے ساتھ سابقین اولین مین سے ہین اور اونکی کنیت ابو محمد ہے اور بعضے
ابو رواحہ کہتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے اور مقداد کے درمیان بھائی چارہ کر دیا تھا
اور وہ اسلام مین بہت عزت اور توقیر والے تھے اور عقبہ اور بدر اور احد اور خندق اور سب مشاہد دن مین رہے
لیکن فتح مین مابعد اوسکے حاضر نہین ہوئے ہین اوسکی وجہ یہ ہی کہ وہ موتہ مین سنہ آٹھ ۸ مین شہید ہو چکے تھے اور
نقل کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو موتہ کی طرف رخصت کیا تو سب دعا مانگتے اور

پکارتے تھے کہ سلامتی سے جائیں اور سلامتی سے آئیں اور ابن رواحہ کہتے تھے ؎ لکنی اسال الرحمن مغفرۃ ؁ وضربۃ ذات فرغ
تقذف الزبد ؁ اور وہ طالب شہادت اور مشتاق شہادت کی جیسا کہ گذرا ہی اور وہ اسلام کی شاعروں میں سے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیطرف سے کفار ونکو جواب دیتے تھے اور انکی اور انکے دو بھائیونکی شان میں یعنی حسان بن ثابت اور کعب بن مالک کے
یہ آیۃ نازل ہوئی الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا یعنی مگر جو جی سی یقین لا ئی اور
کمین نیکیان اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلا لیا بعد اوسکے جو اون پر ظلم ہوا اور عبد اللہ بن رواحہ نے ابن عباس اور اسامہ
بن زید اور انس بن مالک سے روایت کی ہی اور انسے تابعین کی جماعت نے مانند ابی سلمہ بن عبد الرحمن اور عکرمہ وغیرہ نے روایت کیا ہی
اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتابت کرتے تھے اور وہ ہی بدر کے واقعہ کی خوشخبری مدینہ شریف میں لائے تھے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو تیس سواروں کی ساتھ اسیر بن زرام یہودی کی جانب بھیجا تھا اور اونھوں نے اوسکو قتل کیا اور
ابوہریرہ نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نعم الرجل عبد اللہ بن رواحہ یعنی خوب آدمی ہی عبد اللہ بن
رواحہ اور یہ حدیث طولانی ہی اور حضرت انس نے نقل کیا ہی کہ جب عبد اللہ بن رواحہ اپنے یاروں میں سے کسی سے ملاقات کرتے تھے
تو کہتے تھے کہ بیٹھو تو کہ میں اپنے پروردگار پر ایک ساعت ایمان لاؤں الحدیث اور بیہقی نے صحیح سند کی ساتھ بطریق ثابت کے
ابو لیلی سے نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور عبد اللہ بن رواحہ حاضر ہوئے پس انھوں نے سنا کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین بیٹھ جاؤ پس عبد اللہ ابن رواحہ اسی مقام پر کہ خارج مسجد تھا اور وہاں کھڑے ہوئے تھے بیٹھ گئے پھر
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے سے فارغ ہوئے تو آنکو فرمایا کہ تمکو خدا تعالی نے اپنے رسول کی فرمانبرداری کی حرص زیادہ دے
اور ہر ایک شخص نے عبد اللہ بن رواحہ کی بعد اونکی بیوی سے عقد کر لیا پس اس شخص نے اونکی بیوی سے انکے عمل کی کیفیت پوچھی
پس اسنے کہا کہ جب وہ چاہتے تھے کہ گھر سے باہر جائیں تو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور جب گھر آتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اس عمل کو
ہرگز ترک نہین کرتے تھے اور ہشام بن عروہ سے مروی ہی کہ جب آیت والشعراء یتبعہم الغاوون یعنی شاعرونکی بات پر وہی چلتے تھے جو
بیراہ ہین نازل ہوئی تو عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ بیشک حقتعالے نے چاہا کہ مین اونمین سے ہوں پس نازل ہوئی یہ آیت الذین
آمنوا وعملوا الصالحات الآیہ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح مین عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بہت بہتر جو
چیز کہی ہی یہ قول ہی ؎ لو لم تکن فیہ آیات مبنیۃ ؁ کانت بدیہتہ تنبیک بالخبر ؁ اور اس قسم مین حقتعالے کے قول
کیطرف یکاد زیتہا یضیئی ولو لم تمسسہ نار ہی اشارہ کیا ہی چنانچہ ایک رسالہ مین اللہ نور السموات والارض کی تفسیر مین
تقریر کی گئی ہی اوس مقام مین دیکھا چاہیے اور مغیرہ بن شعبہ مشہور صحابی ہین اور اونکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کاتبون مین لکھا ہے اور مواہب لدنیہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبانون مین سے تھے

اونکا ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تلوار لیے ہوے کھڑے ہوے تھے
جیسا کہ اسی مقام میں گذرا ہی اور یہ بھی اُسی مقام میں ہی کہ جب ان عروہ بن مسعود کی اور انکے ذکر کی تقریر ہوئی ہی اور مغیرہ بن شعبہ کے
ابتدا اسلام کی حکایت بھی معلوم ہوئی ہی اور وہ اُن اصحاب میں سے تھے کہ جنکی شان میں اہل سنت نظر اون کے حق
صحبت و فضیلت کے زبان کو بند کرنے اور بُری طرح یاد کرنے سے روکے رہتے ہیں اور جو کچھ ہمارے علماے سیر نے ذکر کیا ہے
اوسکو میں ذکر کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ وہ ہی ابو عبد اللہ ہیں اور کہا گیا ہی کہ ابو عیسیٰ مغیرہ بن ابی عامر ثقفی ہیں
عام الخندق میں اسلام لائے ہیں اور مدینے میں آگئے ہیں اور بعضون نے کہا ہی کہ پہلے وہ حدیبیہ میں حاضر ہوے
ہیں اور اونسے اونکی اولاد نے عروہ اور حمزہ اور اونکے غلام وراد نے جو ساتھ واو کے زبر کے اور رے کی
تشدید کے ہی ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری اور شعبی نے اور سوا انکے ایک جماعت کثیر نے روایت کی ہی اور اصابہ
میں کہا ہی کہ حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے اور بیعۃ الرضوان میں حاضر ہوے اور انکا اوس میں ذکر ہی اور وہ عرب کے
دہات میں سے تھے یعنے زیرکان اور کاردانان اور دہاۃ یعنی دشوار کام کرنیکو کہتے ہیں اور وہ مغیر الراے کہے جاتے
ہیں اور لوگون نے کہا عرب دانان اور کاردان اور دشوار کامون کے کرنیوالے چار شخص ہیں ایک تو معاویہ
بن ابی سفیان اور دوسرا عمرو بن عاص اور تیسرا مغیرہ بن شعبہ اور چوتھے زیاد اور استیعاب میں لکھا ہی کہ قیس بن
سعد بن عبادہ کاردانی اور دانائی میں ساتھ بزرگی اور فضیلت کے جو اونمین تھی اُنسے کسیطرح کم نہیں اور مغیرہ بن
شعبہ کا قد دراز اور آنکھیں بڑی بڑی اور بال سفید اور بزرگ سر موٹے بازو اور چوڑے شانے تھے اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو بصرہ کا حاکم کیا تھا اور اونھون نے ہمدان اور کتنے ہی شہر اونکو فتح کیا بعد اُسکے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے بوجہ اوسکے کہ اونسے ایک امر فحش صادر ہوا کہ جسکی گواہی ابو بکرہ وغیرہ نے دی اون کو
معزول کیا اگرچہ وہ گواہی موافق حکم شرع پوری نہیں ہوئی تھی لیکن بسبب احتیاط کے آپ نے ایسا امر
کیا اور کہا ہی کہ مغیرہ نے تین سو عورتون کو اسلام میں شوہردار کیا اور بعضون نے کہا ہی کہ ہزار عورتون
کو بعد اوسکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا اونکو حاکم کر دیا اور وہ وہانکے حاکم ہمیشہ رہے یہانتک کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اونکو اوسی عہدے پر مقرر رکھا
اور ہمیشہ اوسی عہدہ پر رہے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ کے درمیان
میں اختلاف واقع ہوا تو صفین میں اور سوا اسکے اور مقامون میں نہیں گئے اور جب قصہ
حکمین کا واقع ہوا تو حضرت معاویہ کے ساتھ ملگئے اور جب معاویہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام میں

صلح واقع ہوئی اور معاویہ پر لوگوں نے اجماع کیا تو اونھوں نے حضرت معاویہ کی بیعت کی اور انکو حضرت معاویہ نے
کوفہ کا حاکم کردیا اور انھوں نے یزید کی سلطنت کی تدبیر کی تھی اور لوگونکو اوسپر آمادہ کیا تھا اور نقل کیا ہے کہ ایکبار حضرت
معاویہ نے انکو کوفے سے اپنی پاس بلایا اور اونھوں نے آنے میں دیر کی اور حضرت معاویہ نے اونپر عتاب کیا اور اونھوں نے
حضرت معاویہ کو کہلا بھیجا کہ یہ تاخیر بوجہ تقصیر خدمت کے نہیں ہے اور میں ایک خدمتمیں مشغول ہوں کہ وہ یزید کی سلطنت کی
تدبیر ہے پس وہ کوفہ کے حاکم ہمیشہ رہے اور انکے احکام وہاں ہمیشہ جاری رہے یہانتک کہ کوفہ میں ۵۰ پچاسش میں
وفات پائی اور اپنی وفات کی وقت اپنے لڑکے کو جسکا نام عروہ تھا کوفہ پر خلیفہ کردیا اور حضرت معاویہ نے اسکو پسند
نہیں کیا اور کوفہ اور بصرہ پر زیاد کو حاکم کیا اور عراقین کو اوسی میں شامل کردیا اور کہتے ہیں کہ وہ ایکبار حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے در پر آئے اور اونھوں نے اجازت طلب کی اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ ابو عیسٰے اجازت طلب کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ عیسٰے کے باپ تھے گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس
کنیت کو مکروہ جانا لوگوں نے کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسی کنیت کے ساتھ اونکی کنیت رکھتے تھے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مغفور تھے کہ حقتعالی نے آپکے ذمہ ما تقدم و ما تاخر سب بخشدیئے
تھے ہمپر یہ کام مشکل ہے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ حقتعالی ہمارے ساتھ کیا کریگا اور فرمایا کہ کیا نہیں ہوسکتا مغیرہ بن شعبہ
ابی عبداللہ کے ساتھ کنیت کیا جاے اور اس حکایت کی صحت میں کلام ہے اور نقل کیا ہے کہ جب حضرت
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسند خلافت پر بیٹھے اور لوگوں نے آپکی
بیعت کی تو مغیرہ بن شعبہ آپکے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین آپکے واسطے میرے پاس ایک نصیحت ہے اور
میں آپکا خیر خواہ ہوں امیر المومنین علی نے فرمایا کہ وہ کیا ہے مغیرہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا امر
خلافت مستقیم ہوجائے تو طلحہ بن عبید اللہ کو کوفہ کا حاکم عامل کردیجیے اور زبیر بن عوام کو بصرہ کا عامل
کردیجیے اور معاویہ کو موافق انکے عہد کے شام پر چھوڑ دیجیے تاکہ آپکی اطاعت کو لازم کرلے اور جب ایک
امر قرار پایا جاے تو پھر جو آپ چاہے اور جس بات پر آپکی راے قرار پاوے اور اونکے ساتھ کیجیے پس حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام کے بارے میں فکر کرتا ہوں دیکھو اسمیں کیا
قرار پاتی ہے لیکن معاویہ کے بابمیں میں کچھ نہیں کہتا واللہ اعلم میں اپنے تئیں اونپر عمل کرنے والا
نہیں جانتا ہوں اور اونسے مدد ڈھونڈھنے والا میں نہیں ہوں جبتک کہ وہ اپنی حال پر رہیں لیکن
میں یہ چاہتا ہوں کہ جو اور مسلمان تو نے اختیار کیا ہے اوسکو وہ بھی اختیار کرلیں اور اگر وہ انکار

تو مین اونکو خدا تعالی اکے سپرد کرتا ہون پس مغیرہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس سے غضبناک پھرے اور چلےگئے اسوجہ سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نصیحت کو پسند نہین کیا دوسرے روز پھر آئے اور کہا جو مین نے کل کہا تھا آپ نے اوسکا مجھے جواب دیا تھا اومین نے فکر کی پس مجکو معلوم ہوا کہ آپ کو خیر کی توفیق ہوئی اور رجوع کو آپ نے چاہا اور جب مغیرہ وہانسے باہر آئے تو حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپسے یہ اعور کیا کہتا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کل ویسا کہا تھا اور آج ایسا کہتا ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل نصیحت کی تھی اور آج خوشامد تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر معاویہ پر اوسی بات کو مقرر رکھون جو اوس نے ہی تو مین مصداق اوس چیز کا واقع ہو جاؤن جو حق تعالی جلشانہ نے فرمایا وماکنت متخذ المضلین عضدا اور نقل کرتے ہین کہ جسطرح سے مغیرہ نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہما سے کہا تھا ویسی ہی طلحہ نے بھی کہا اور انھون نے بھی پسند کیا اور مآل کار حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا وہ ہوا کہ جیسا معلوم ہوا ہے اور عمرو بن عاص بن وائل قرشی سہمی منسوب بسہم بن عمرو بطنی سے کے طرف ہین اور وہ قریش مین سے ہین اور اونکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ ابو محمد تھی اور سنہ آٹھہ مین موافق قول صحیح کے اسلام لائے ہین جیسا کہ گذرا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ درمیان حدیبیہ اور خیبر کے اسلام لائے ہین اور جب وہ اور خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ حجبی آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشونکو تمھاری طرف پھینکا ہی اور واقدی رحمۃ اللہ نے کہا ہی کہ حضرت عمرو بن عاص نجاشی کے پاس مسلمان سنہ آٹھہ مین آئے تھے اور تحقیق ہی کہ نجاشی کے پاس اسلام لاچکے تھے اور دین اور اسلام کے معتقد ہو چکے تھے اسواسطے کہ نجاشی نے اونسے کہا اے عمرو تجھپر تیرے چچا کے بیٹے کا دین کیونکر مخفی رہا پس قسم خدا کی کہ وہ بیشک خدا کا رسول ہی عمرو نے کہا کہ تو اوسکو یقین اور صدق سے کہتا ہی نجاشی نے اونسے کہا کہ واللہ یقین اور صدق سے کہتا ہون پھر وہ نجاشی کے پاس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین فتح سے چھہ مہینے پیشتر چلے آئے اور باقی لشکر مین اونکے پیچھے کا حال سابق مین مذکور ہے پھر بیان کی حاجت نہین ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اون کو مصر کو بھیجا اور اونھون نے اوسکو فتح کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک مصر کے حاکم رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اون کو چار برس تک مستقل

اسی کے وہاں مقرر رکھا بعد اسکے آنکو معزول کیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو جو حضرت عثمان رض کے دودھ بھائی تھے مصر کا
حاکم کیا اور عمرو کو اسکندریہ کی طرف بھیجا اور اونھوں نے اوسکو فتح کیا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوے
تو اونھوں نے حضرت معاویہ رض کیطرف رجوع کی اور اون سے جا ملے اور مدار کار اون کا اونھین کے ذمہ ہو گیا اور
اون کے ہمراہ صفین مین حاضر ہوئے اور وہان قضیہ تحکیم واقع ہوا جیسا کہ معلوم ہوا اور مشہور ہے پھر حضرت
معاویہ رض نے اپنی حکومت کے زمانے مین مصر اون کو جاگیر مین دیدیا اور وہ مصر مین عید فطر کے دن
سنہ ۴۳ھ تینتالیس مین فوت ہوئے اور بعضون نے کہا ہو کہ سنہ ۴۲ھ بیالیس مین اور بعضون نے کہا ہے کہ
سنہ ۴۱ھ اکتالیس مین اور بعضون نے کہا ہے کہ سنہ ۵۱ھ اکاون مین اونھون نے وفات پائی ہی لیکن قول
اول صحیح ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ قول ثانی صحیح ہے پھر حضرت معاویہ رض نے اونکے بیٹے عبد اللہ
بن عمرو کو وہان کا حاکم کیا اور عمرو بن عاص کا سن نوے ۹۰ برس کا تھا اور بعضون نے کہا ہو کہ ننانوے ۹۹
برس کا سن تھا اور اون کے بیٹے نے اون کی نماز پڑھائی پھر مصلے پر آئے اور لوگون کے ساتھ عید کی
نماز پڑھی بعد اوسکے حضرت معاویہ رض نے عبد اللہ کو معزول کیا اور اپنے بھائی علقبہ بن ابی سفیان کو حاکم کیا
اور لوگون نے کہا ہو کہ عمرو بن عاص عرب کے داناؤن اور سردارون مین سے تھے اور صاحب عقل اور
ذہن اور کاردان تھے اور قصیر القامت اور ملیح تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منقول
ہو کہ جب آپ کسی شخص کو دیکھتے تھے کہ وہ بات کرنے مین اور اوسکے سمجھنے مین عاجز ہوتا ہو تو آپ
کہتے تھے سبحان اللہ خالق ہذا دعمرو واحد لیکن تعجب ہو کہ باوجود اس عقل اور فہم کے حضرت علی رضی
اللہ عنہ کو چھوڑ کے حضرت معاویہ رض کے تابع ہوئے حکیم فارابی ایک رسالہ مین کہ جسمین عقل تقسیم کی ہو کہتے
ہین کہ عقل کا اطلاق کئی مقام پر ہوتا ہے کبھی تو قوت عاقلہ نفس ناطقہ پر اطلاق کرتے ہین اور کبھی
اون امورون کے دریافت پر اطلاق کرتے ہین کہ جنمین معاد اور مبداء کی اصلاح ہو اور کبھی دنیا کے
مقصدون اور غرضون اور اوسکی حرکات اور سکنات کے دریافت پر اطلاق کرتے ہین اگرچہ موافق نفس الامر
اور مطابق حق کے نہو جیسا کہ عمرو بن العاص اور انکے جو مثل تھے اونھون نے کیا اور ظاہرا یہ الشیخ عمرو
بن عاص کی حضرت عمر بن الخطاب رض کی ولادت سے پہلے تھی کیونکہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ کی شب ولادت مجکو یاد ہو اور اصابہ مین کہا ہو کہ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہو کہ ایک شخص نے عمرو بن العاص
سے پوچھا کہ باوجود اس دانائی اور عقل کے جو کو رکھتا ہے اور اوس مین یکتا ہے اسلام لانے مین

کیون دیر کی اونھون نے جواب دیا کہ مین ایک قوم کے ساتھ کہ وہ مجھپر غالب تھی اور مین اونکے قابو مین تھا اور عقلین اونکی مثل پہاڑ کے تھین یعنی مستقل اور مضبوط تھین ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اوکا جہل اور دشمنی مین مضبوط ہونا اور اسکا ثبوت مراد ہی اور جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اونھون نے دشمنی کی راہ اختیار کی اور انکار کیا اور مینے بھی اونکی موافقت اور متابعت اختیار کی اور کچھ چارہ اوس سے نہ دیکھا اور جب وہ اس عالم سے گئے اور ناپیدا ہو گئے اور مجھکو اپنا اختیار ہو گیا تو مینے غور کیا اور فکر کی دیکھا تو حق پایا پس میرے دل مین دین اور اسلام کی محبت پڑ گئی اور قریش نے اوسکو معلوم کر لیا پھر مین اون کا متاع اسباب پر ہوا پھر ایک شخص کو میرے پاس بھیجا کہ اُسنے اسباب مین مجھ سے مناظرہ کیا مینے اوس شخص سے کہا کہ تجھکو خدا کی قسم دیتا ہون جو تیرا پروردگار ہی اور اونکا پروردگار ہی جو تم سے پہلے تھے اور تمھارے بعد ہونگے آیا ہم راہ راست پر زیادہ ہین یا فارس اور روم راہ راست پر ہین اوس شخص نے کہا کہ ہم راہ راست پر زیادہ ہین مینے کہا کہ عیش اور کامرانی فراخدستی ہمکو زیادہ ہی یا انکو زیادہ ہی اُس شخص نے کہا انکو زیادہ ہی پس مینے کہا کہ ہمارا فضل اونپر کیا فائدہ رکھتا ہی کیونکہ ہم اسی دنیا اور اسی عالم مین ہین اور یہ لوگ اسی دنیا مین ہمسے بزرگ زیادہ اور مرتبہ مین زیادہ ہین اور بیشک میرے جی مین آیا ہی کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ بعد موت کے آخرت مین نیک کار کرنیوالا نیکی کے ساتھ جزا دیا جاویگا اور بدکام کرنیوالا بدی کے ساتھ جزا دیا جائیگا یہ حق ہے اور باطل میں خیر نہین ہی اور جب عمرو بن العاص اسلام لائے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اونکی معرفت اور کارروائی اور شجاعت کے اپنے پاس بلایا اونکو ذات السلاسل کے غزوات مین امیر کر دیا اور اونھون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح کی تالیف کی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا کہ لائق کام کے ہے اور جو کوئی جھگڑا اسکی امر مین واقع ہوتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ چڑھ دوڑتے تھے اور دخل کر لیتے تھے اور انکو منع کر دیتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ کہتے تھے کہ ای عمر اوسکو اُسکے حال پر چھوڑ دو کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جنگ مین شایستہ کار اور مدبر جان کے امیر کیا ہی اور اسکی اور ان احوالون اور امور ونکی تفصیل سابق مین گذر چکی ہی اب مکرر بیان کرنیکی حاجت نہین ہی اور امیر المومنین کے وقت مین اونھون نے شام اور حلب اور ایلیہ اور فلسطین کو فتح کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسکے کام کو دیکھتے تھے تو فرماتے کہ ابو عبید کو زمین پر میرے سوا کے زندگانی کرنا سزاوار ہے اور عمرو بن عاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثین روایت کی ہین اور اونسے اونکے دونون بیٹون عبد اللہ اور محمد نے اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابو عثمان نہدی نے اور ایک جماعت کثیر نے سوا اُنکے روایت کی ہی اور ابن حنبل نے حضرت اُنسے کہ دہ عشرہ

بشیر وبن سعد وبین روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن العاص من صالحی قریش یعنے عمرو بن عاص قریش کے صالحین میں سے ہی اور یہ بھی روایت کیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عمرو کپڑے پہنو اور ہتھیار لگاؤ اور میرے آگے آ میں چاہتا ہوں کہ تجکو ایسے مقام پر بھیجوں کہ وہاں کی غنیمت تیرے ہاتھ لگے اور مال میں تجکو کچھ حاصل ہو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مال کے لیے اسلام نہیں لایا ہون بلکہ دین اور اسلام کی محبت اور رغبت سے اسلام لایا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم المال الصالح للرجل الصالح یعنے مال نیک اچھا ہی نیک شخص کے واسطے اور یہ بھی نقل کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم الناس وامن عمرو یعنے سلیم زیادہ اور امین بہت آدمیوں میں عمرو ہی ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ الناس سے مراد اون کی قوم ہوگی اور محدثین بھی اون کی شان میں روایت کرتے ہیں واللہ اعلم اور عمرو بن العاص کی وفات کا قصہ خالی ایک چیز سے نہیں ہو مسلم کی حدیث میں آیا ہی کہ عمرو بن العاص اس عالم سے جاتے وقت بہت خوف اور اضطراب کرتے تھے اور انکو بہت قلق تھا اور ایک جماعت انکی عیادت کو آئی تھی پس بہت زار زار روئے اور دیوار کیطرف اپنا منھ پھیر لیا انکے بیٹے عبداللہ بن عمرو نے کہا ای باپ اسقدر خوف اور گریہ وزاری کیون کرتے ہو تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریف سے مشرف ہوئے ہو اور آپ ہمراہ تمنے جہاد کیے ہیں اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت تمکو ملی ہی پس انھون نے لوگون کی جانب سے منھ پھیر لیا اور کہا ای میرے بیٹے مجپر تین حالتیں گذری ہیں ابتدا سے عمر میں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت دشمن تھا اگر اسی حال پر مرجاتا تو جہنمی ہوتا بعد اسکے مسلمان ہوا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوا اور ایسی میری کیفیت ہوگئی کہ کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبوب زیادہ میرے نزدیک نتھا یہانتک کہ نہایت ادب اور حیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلال سے آپکی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا اگر مجھ سے کہا جاتا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف کرو کہ آپکا حلیہ شریف کیا تھا تو میں بیان نکرسکون گا کیونکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف دیکھ نسکتا تھا اور آنکھ نہیں بھیر سکتا تھا اگر اس حالت میں اس عالم سے جاتا تو امید رکھتا تھا کہ میں اہل بہشت میں سے ہوجاؤنگا بعد اسکے میں امارت اور حکومت میں رہا اور اوسمیں مبتلا ہوا اور اس رہگذر دنیا سے جو کچھ پہونچا وہ پہونچا اب میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوگا پس جب میں مرون تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والون کو نکرنا اور جب مجکو دفن کرو تو مجپر مٹی آہستہ ڈالنا اور اتنی دیر کھڑے رہنا کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہوتا ہے اور گوشت اوسکا تقسیم ہوجاتا ہے [illegible]

دیتا ہون جامع الاصول مین مسلم کی حدیث سے ایسے ہی مذکور ہی اور نقل کیا ہی کہ جب عمار بن یاسر صفین مین قتل ہوگئے تو عمرو بن العاص حضرت معاویہ کے پاس آئے اور حسرت اور ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ عمار بن یاسر قتل ہوگئے اور مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے عمار سے فرمایا تھا کہ تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنی تجھکو باغیونکا گروہ قتل کریگا اور چونکہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہوئے تو مین گروہ باغی مین سے ہونگا معاویہ نے کہا تو عجب دلی ہی کہ لیٹے پیشاب مین آپ لتھڑتا ہی عمار بن یاسر کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہی کہ اوسکو لڑائی مین لائے اور لوگون نے کہا ہی کہ تاویل باطل ہی ورنہ لازم آئیگا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو منصف حق اور حق بینی تھی اور صحیح بخاری مین حضرت امام حسن علیہ السلام کی صلح کے قصے مین مذکور ہے کہ ہوکان خیر الرجلین یعنے تھا عمرو اچھے لوگون مین سے واللہ اعلم اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن سلول عبد اللہ بن ابی منافق مشہور ہین اور اسکو راس المنافقین کہتے ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اونھون نے افترا باندھا تھا اور دوسرے افعال بد کہ جو حد سے زیادہ ہین اوسکے بانی و مبانی ہی تھے اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور خزرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے چاہتے تھے کہ اوسکے سر پر تاج رکھین اور اپنا امیر کردین اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اونھون نے حسد اور نفاق اور بغاوت اختیار کی اور اوسکا احوال زندگی اور موت کا سنہ وار قصے مین گذر چکا ہی اور بیٹے اوسکے عبد اللہ بن عبد اللہ سچے مومنین اور مخلصین اور صدیقین مین سے تھے اور اونکا نام حباب تھا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کا نام عبد اللہ رکھدیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر مین اور تمام مشہد و نمین حاضر ہوئے ہین اور اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون مین لکھا ہی اور وہ یوم الیمامہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین سنہ بارہ مین شہید ہوگئے ہین اور اونسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی جہم بن سعد ساتھ خیم کے تذکرے اور سب کے ترجمے ہی اور اصابہ مین جہم بن سعد اسلمی ہی اون کو قضاعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون مین ذکر کیا ہی کہ وہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صدقے کے مال لکھتے تھے اور ایسے ہی قرطبی مولد نبوی مین جو اونکی تالیفات مین سے ہی ذکر کیا ہی جہم بن الصلت بن مخرمۃ بن عبد المطلب بن عبد مناف القرشی المطلبی استیعاب مین کہا ہی کہ عام خیبر مین اسلام لائے ہین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خیبر سے تین وسق عطا کیے اور اصابہ مین نقل کیا ہی کہ ابن سعد نے کہا ہی کہ بعد فتح کے اسلام لائے ہین اور مین اون کو نہین جانتا ہون اور روایت کی ہی کہ ایسے ہی بلاذری نے کہا ہے۔

لیکن اسمین اتنی زیادتی کی ہو کہ وہ جاہلیت مین خط و کتابت لکھتے تھے اور بیشک وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لکھتے
تھے اور ابن اسحق نے مغازی مین کہا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تبوک مین تشریف لائے تو یحنہ بن رؤبہ آپکی خدمت شریف
مین حاضر ہوا اور آپسے صلح کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریر اونکو لکھدی اور وہ تحریر اونکے پاس ہے اور
اوس تحریر کے کاتب جہیم بن الصلت تھے اور زبیر اور جہیم بن الصلت صدقون کے مال لکھتے تھے ارقم بن ابی الارقم
قرشی مخزومی ہین اور مہاجرین اولین مین سے ہین اور قدیم الاسلام ہین کہ ساتویں شخص جو پہلے اسلام لائے تھے اونمین
کے ایک یہ بھی ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ دس آدمیون کے بعد اسلام لائے ہین اور ابن عقبہ اور ابن اسحق نے ذکر کیا ہے
کہ وہ بدر مین حاضر ہوئے ہین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام مین مکہ شریف مین ارقم کے گھر مین قریشیون
سے پوشیدہ ہو رہے تھے اور لوگون کو اسلام کیطرف بلاتے تھے یہانتک کہ پھر آپ وہانسے باہر تشریف لائے اور اوس کا
گھر مکہ شریف مین کوہ صفا پر تھا اور وہین اصحاب کبار مین سے ایک جماعت کثیر ابتدائے اسلام مین اسلام لائے
تھے اور چالیس آدمی پورے ہوگئے اور آخر اون لوگون کے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے اور چالیس
کے عدد پورے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارقم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیثین روایت کی ہین اور مدینے مین ۵۵ پچپن مین وفات پائی ہی اور اونکا سن کچھ اوپر اسی برس کا
تھا اور اونھون نے وصیت کی کہ میری نماز سعد بن ابی وقاص پڑھاوین اور وہ عقیق مین تھے اور مروان نے
کہا کہ کیا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو ایک مرد غائب کے سبب سے قید کر رکھون پس ارقم نے اونکو
اسباب سے روکا اور انتظار کیا یہانتک کہ سعد آئے اور انھون نے انکی نماز پڑھائی عبد اللہ بن زید بیٹے عبد ربہ
ابو محمد انصاری خزرجی حارثی کے ہین جو بنی حارثہ سے ہین اور بیٹے خزرج کے ہین اور وہ صاحب اذان
تھے کہ اونھون نے خواب مین اذان سنی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم کیا تھا کہ بلال کو
اذان سکھا دو تاکہ وہ اذان کہے اور بعضون نے اونکے نسب مین ثعلبہ کو زیادہ کیا ہی اور کہا ہے کہ
عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ اور صواب یہ ہی کہ مشہور لفظ ثعلبہ ساقط کرنا ہے اور ثعلبہ بن عبد ربہ
چچا عبد اللہ کے اور بھائی زید کے ہین لوگون نے اونکو عبد کے نسب مین داخل کیا ہے اور
خطا کی ہے اور یہی عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ صحابی مشہور ہین کہ اونکو صاحب الاذان
کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون مین شمار کرتے ہین اور وہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خندق اور بدر اور سب مشہدون مین حاضر ہوئے ہین اور فتح کے دن جھنڈا بنی حارث

ہی فتح خیبر میں اونکے ساتھ تھا اور اونسے سعید بن مسیب اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور اونکے بیٹے محمد بن عبداللہ بن زید نے روایت
کی ہے ایسے ہی استیعاب میں ہے اور اصابہ میں بھی ایسے ہی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ترمذی نے کہا ہے کہ اونکی ایک حدیث یعنے
حدیث اذان کے سوا اور حدیث معلوم نہیں ہوئی ہے اور ابن عدی اور بغوی اور دوسری جماعت نے بھی کہا ہے کہ
بجز ایک حدیث کے اونکی اور کوئی حدیث نہیں ہے اور شیخ کہتے ہیں کہ یہ خطا ہے بلکہ اونسے کئی ایک حدیثیں آئی ہیں
اور مدائنی نے محمد بن عبداللہ بن زید سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے سن بتیس ٣٢ھ میں وفات پائی ہے اور سن اونکا
چونسٹھ برس کا تھا اور حضرت عثمان بن عفان نے اونکی نماز پڑھائی اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ احد میں
شہید ہوگئے ہیں اور نقل کیا ہے کہ بیٹی عبداللہ بن زید بن عمر بن عبدالعزیز کی آئیں اور کہا کہ میں بیٹی عبداللہ
بن زید کی ہوں جو بدر میں حاضر ہوا اور احد میں شہید ہوا پس حضرت عمر رض نے فرمایا کہ جو تیری حاجت ہو
مجھسے مانگ پس اوسنے مانگا اور جو کچھ اوسنے مانگا آپ نے اوسکو دیا اور جاننا چاہیے کہ ایک عبداللہ بن زید
صحابی اور ہیں کہ جنکو صاحب وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں اور ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ عبداللہ
بن زید بن عاصم انصاری مازنی بنی مازن بن نجار سے ہیں اور کنیت اونکی ابو محمد ہے اور وہ احد میں
حاضر ہوئے ہیں اور بدر میں نہیں حاضر ہوسکے ہیں اور حاکم اور ابن مندہ اثبات کے قائل ہیں کہ بدر میں
حاضر ہوسکے ہیں اور انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وضو کی حدیث روایت کی ہے اور چند حدیثیں
اور بھی روایت کی ہیں اور مسیلمہ کذاب نے اونکے بھائی حبیب بن زید کو قتل کیا تھا اور جب لوگوں نے یمامہ
میں غزا کی تو ابن عبداللہ بن زید وحشی بن حرب کے مسیلمہ کذاب کے قتل میں شریک ہوئے اور
سن ترسٹھ ٦٣ھ میں قتل ہوگئے اور اونسے ابن مسیب اور اونکے بھائی کے بیٹے عباد بن تمیم بن زید عاصم اور
واسع بن حبان اور سوا اونکے اور لوگوں نے روایت کی ہے العلاء بن عقبہ مستغفری نے اصابہ میں انکو صحابہ ذکر
کیا ہے اور مرزبانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ارقم انصار کے زمانے میں تھے اور معتصم بن صالح کی تاریخ میں آیا ہے
کہ علاء بن عقبہ اور ارقم عہود اور معاملات لکھتے تھے اور ابو ایوب انصاری ان بزرگ صحابی کا ذکر
آنحضرت کے میزبانوں کے ذکر میں گذر گیا ہے اور حذیفہ بن الیمان کنیت اونکی ابو عبداللہ ہے اور وہ
بزرگ اصحابیوں میں سے ہیں اور صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اونکو منافقوں کا
علم تھا اور آنحضرت نے اونکو صفات نفاق کی تعلیم کی تھی اور جو لوگ منافق تھے اونکو اور اونکے
ناموں کو کہ وہ کون کون ہیں سب اونھیں بتادیے تھے اور مسلم نے حذیفہ سے روایت کی ہے

کہ حذیفہ نے بیان کیا ہی کہ جو کچھ وقائع اور فتنے قیامت تک ہونیوالے ہین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکی خبر دیدی ہی گویا مراد کلیات وقائع اور حوادث سے ہوگی اور بعض جزئیات بھی جو فتنون کے وقائع سے تعلق رکھتے ہون واللہ اعلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونسے حدیث فتنہ پوچھتے تھے اور نفاق کی علامتین پوچھتے تھے اور مروی ہی کہ ایکبار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ سے پوچھا کہ آیا تم مجھ مین نفاق کی علامتون سے کوئی چیز پاتے ہو کہا کہ مین نہین پاتا ہون لیکن مینے سنا ہی کہ آپکے دسترخوان پر دو رنگ کا کھانا ہوتا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حاشا ایسا نہین ہی اور جب تحقیق کیا کہ وہ کیا تھا معلوم ہوا کہ آپ سبزہ کھاتے تھے اور جسکے زرد اور سفید ہوتا ہے دیکھنے والے کو شبہ ہوا کہ دو رنگ کا کھانا ہی اور مثل اسکے اور صحابہ نفاق کی علامتین اور صفات پوچھتے تھے اور حضرت عمر رضہ کے پاس جو جنازہ آتا تھا آپ اوسکی نماز پڑھانے مین توقف کرتے یہانتک کہ حذیفہ اوس جنازے کی نماز شروع کرتے تھے اور جس جنازے پر حذیفہ نہوتے تھے حضرت عمر بھی نہوتے تھے اور حذیفہ کے باپ کا نام حسل ساتھ حے کے زیر کے اور سین مہملہ کے سکون کے ہی اور بعضے حسیل صیغہ تصغیر کے وزن پر کہتے ہین اور وہ بیٹے جابر بن اسید کے جو ساتھ ہمزہ کے زبر کے اور سین مہملہ کے زیر کے ہی اور عبسی ساتھ عین کے زبر کے اور بے کے سکون کے اور سین مہملہ کے ہے کہ نسبت اونکی طرف عبس بن بغیض کے ہے جو ساتھ بے کے زبر کے اور غین کے زیر کے ہے اور آخر مین ضاد ہے اور یمان حذیفہ کے باپ کا لقب ہے اس وجہ سے کہ اونھون نے ایک شخص کو اپنی قوم مین سے قتل کرکے مدینے مین بھاگ گئے تھے پس بنی عبدالاشہل کہ انصار کے ایک قبیلے کا نام ہی اونکے حلیف ہوگئے پھر قوم نے اونکا نام یمان رکھدیا کہ حلیف یمان ہوگئے یعنے انصار ہوگئے کیونکہ انصار یمن سے ہین اور حذیفہ اور اونکے باپ احد مین حاضر ہوئے ہین پس اون کے باپ وہان قتل ہوئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے شبہہ سے اونکو قتل کیا اور وہ مشرکون سے قتال کرنے کے لیے باہر نکلے تھے اور حذیفہ فریاد کرتے تھے ای بندگان خدا ہذا ابی ابی یعنے یہ میرا باپ ہی لیکن وہ باز نہ آئے اور قتل کرڈالا پس حذیفہ رضہ نے کہا یغفر اللہ لکم اور عروہ نے کہا ہی کہ خدا کی قسم حذیفہ اپنے باپ کے قاتلین کے حق مین دعاے خیر کرتے تھے اور استغفار اونکے لیے کرتے تھے یہانتک کہ اس عالم سے گئے اور خداے عزوجل سے لاحق ہوئے اور وہ اور اونکے باپ بسبب اسکے کہ مشرکون نے اونکو حلیفہ کیا تھا بدر مین حاضر نہین ہوئے اور بسبب اسکے کہ مشرکون نے اون کو وہان کے حاضر ہونے سے باز رکھا تھا اور خندق مین

حاضر ہوئے تھے اور اونکے لیے اچھے ذکر ہین اور حذیفہ نہاوند مین حاضر ہوے ہین اور جب نعمان بن مقرن قتل ہوئے تو
جھنڈا لیا اور فتح ہمدان اور رے اور دینور سنہ بائیس ۲۲ مین حذیفہ کے ہاتھ سے ہوئی ہی اور حذیفہ سے پوچھا گیا کہ کونسا فتنہ
سخت زیادہ ہی اونھون نے کہا کہ وہ فتنہ سخت زیادہ ہی کہ تمسے خیر اور شر بیان کیا جائے اور تم دونون مین سے ایک کو
دریافت نکرو اور ترک نکرو اور حذیفہ نے کہا کہ قیامت برپا ہوگی جبتک ہر قبیلہ مین منافق اوس قبیلے کے سردار
اور رئیس ہونگے اور اونسے مروی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ ہر شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کو
پوچھتے تھے اور مین شر کو پوچھتا تھا تو مین اوس سے پرہیز کرون اور حذیفہ سے حضرت عمر بن الخطاب رض اور
حضرت علی رض بن ابی طالب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور سوا انکے اور اصحاب اور تابعین نے روایت
کیا ہی اور اونھون نے سنہ چھتیس ۳۶ مین مدائن مین وفات پائی ہی اور قبر اونکی وہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ
سنہ پینتیس ۳۵ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونیکے چالیس ۴۰ شبون کے بعد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
ابتدائے خلافت مین وفات پائی ہی اور جمل مین وہ نہین موجود تھے اور حذیفہ کے بیٹے صفوان اور سعید صفین
مین قتل ہوگئے ہین اور حضرت علی کی متابعت موافق اپنے باپ کی وصیت کے کی تھی اور بریدہ بن الحصیب
اسلمی ہی دونون نام صیغہ تصغیر کے وزن پر ہین اور حصیب ساتھ حے کے پیش کے اور صاد کے زیر کے ہے اور
آخر مین اسکے بھی مشہور ہے اور بریدۃ اسلمی کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور کہا گیا ہی کہ ابو سہیل اور کہا گیا ہی
کہ ابو ساسان ساتھ دونون سین مہملہ کے ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ نام اونکا ابو عامر ہے اور بریدہ اون کا
لقب ہی اور وہ بدر سے پہلے اسلام لائے ہین اور بدر مین حاضر ہوئے ہین اور جبکہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہجرت کے لیے تشریف لیچلے تھے اور کراع الغمیم مین جو ایک جنگل درمیان حرمین شریفین کے کہ
مکے سے دو منزل پر واقع ہی پہونچے اور قریش نے بریدہ کو آمادہ کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اودھر سے
پھیر دے یا قتل کرے اور سو شتر سرخ عوض اسکے قرار دیے تھے پس بریدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی جانب ستر سوارون کے ساتھ آیا آپ نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اونھون نے عرض کیا
کہ میرا نام بریدہ ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روے مبارک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جانب
کیا اور فرمایا برد امرنا یعنے میرے کام نے خوشی اور بہتری پائی پھر پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہی اونھون
نے عرض کیا بنی سلیم مین سے ہون آپ نے فرمایا ابا بکر سلمنا یعنے سلامت رہا مین اور
اوس جگہ ہمارے کام کی سلامتی ہے اور فرمایا کہ کون بنی اسلم اونھون نے عرض کیا

کو بھی سہم اسپ نے فرمایا کہ تجکو تیرا نصیب او رحصہ ملا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تطیر یعنے فال بد نہین لیتے تھے لیکن تفاول لیتے تھے بعد صنا ناموں سے پس بریدہ مع اپنی فوج کے جو انکے ساتھ تھی اسلام لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ جھنڈا فوج کے ساتھ چاہیے چنانچہ آپ نے دستار بھاڑی اور نیزے پر باندھی اور آگے آگے روانہ ہوئے اسکے بعد اپنے دیار مین پہونچے اور کچھ قرآن سیکھا اور غزوۂ بدر مین حاضر نہین ہوئے اور احد کے بعد آئے اور عجب ہی کہ یہ سب خبر دی اور خدمت شریف مین نہین پہونچے اور حدیبیہ مین حاضر ہوئے ہین اور بیعت رضوان اونکو حاصل ہوئی ہی اور مشہد ونمین حاضر ہوئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہ لڑائیان لڑے ہین ایسے ہی صحیحین مین ہی اور اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو کوشش خوب کی ہی اور بعد آپ کے خلفا راشدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ اچھے اچھے کام کیے ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ جمل اور صفین مین تھے اور جسوقت مین کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ یمن مین تھے تو آپ نے اونکی شکایت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین کی تھی اور وہ وقت مراجعت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع سے آئے اور باعث اسکا یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم مین خطبہ پڑھا اور لوگون کو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی محبت اور موالاۃ کی رغبت دی بریدہ نے کہا پس حضرت علی رض میرے نزدیک محبوب تر لوگونمین سے ہوئے اور یہ قصہ اپنے مقام پر گذر چکا ہی اور حضرت عثمان ابن عفان کے زمانے مین خراسان مین لڑے اور حدیبیہ مین ساکن ہونے کے بعد اوسکے بصرہ مین گئے پھر خراسان گئے اور وہان لڑائی لڑے اور اوسی جگہ یزید بن معاویہ کے زمانے مین وفات پائی اور حصین ابن نمیر یہ دونون نام صیغۂ تصغیر کے وزن پر ہین اور اصابہ مین اس نام کو متصل مکرر ذکر کیا ہی پہلے کہتے ہین حصین بن نمیر انصاری انکو ابن اسحق نے غزوۂ تبوک مین ذکر کیا ہی پھر کہتے ہین کہ ان حصین بن نمیر نے صدقے کے کاروانون کو لوٹا اور خود لیا پس آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا افسوس ہی کس چیز نے تمکو اس کام پر آمادہ کیا ہی اونھون نے عرض کیا اس کام پر اس چیز نے مجکو آمادہ کیا کہ مجکو گمان ہوا کہ حقتعالی آپکو اس کام سے مطلع نہین کرتا ہی لیکن جب حق تعالی نے آپکو اس کام سے مطلع کیا تو پس مین گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول خدا ہین اور مین اسوقت تک بالیقین آپ پر ایمان نہین رکھتا تھا پس آنحضرت نے اونکے گناہون سے درگذر کی اور اس بات کی وجہ سے جو اونھون نے کی تھی اونکے گناہ عفو کر دیے اخرجہ البیہقی فی الدلائل وفی السنن الکبیر

بعد اسکے دوسرے حصین بن نمیر کو ذکر کیا اور کہا کہ مین جانتا نہین ہون کہ یہ وہی ہین جو ذکر کیے گئے ہین یا کوئی اور ہین اور انکو ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف سے اور ونکے عامل تھے اور آپ فتوح مین صحابہ ہی کو امیر کرتے تھے اور ابن عساکر نے ان حصین بن نمیر کے ترجمہ کو حصین بن نمیر سکونی کے ساتھ بیشک خلط کر دیا ہو جو یزید بن معاویہ رضہ کیطرف سے اہل کوفہ کے قتال پر امیر تھے اور ظاہر یہ ہو کہ یہ وہ نہین ہو واللہ اعلم اور ابو علی بن مسکونہ نے اپنی کتاب تجارت الامم مین حصین بن نمیر کو اون لوگون مین سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتے تھے ذکر کیا ہو اور ایسے ہی عباس بن محمد نے اپنی تاریخ مین جو معتصم کے واسطے جمع کی ہو ذکر کیا ہو اور کہا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ اور حصین بن نمیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات لکھتے تھے اور ایسے ہی ایک جماعت نے کہ جنہنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون کو جمع کیا ہو اور کہا ہو اور ذکر کیا ہو کہ یہ دونون مداینات لکھتے تھے اور اوسکے ترجمہ مین کہا ہو کہ حصین بن نمیر بن فاتک بن لبید بن جعفر بن الحارث بن سلمہ بن مکانہ اور کہا ہے کہ وہ حمص مین شریف تھے اور ولد اونکے یزید تھے اور دوست اونکے معاویہ بن یزید اور ابی مارث حمصی تھے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور یہ ساتھ سین کے زیر کے اور رے کے سکون کے اور حا مہملہ کے ہو اور وہ قرشی عامری ہین اور دودھ بھائی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہین اور اونکی مان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور مان اونکی سعیدہ تھین اور کہتے ہین کہ اونکے باپ بڑے بڑے منافقون مین سے تھے اور وہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے قتل کرنیکا حکم اور ایک جماعت ابن خنظل وغیرہ کے ساتھ کیا تھا جو اوس مقام پر مذکور ہو پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اونکے عفو تقصیر مین پناہ ڈھونڈھی اور شفاعت چاہی پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہین کیا ہر چند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چاہا اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کی بیعت لے رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اون کو اون لوگون کے درمیان مین لاسکے اور اونکو کھڑا کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بیعت کرتا ہو اسکی بیعت قبول فرمائیے پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحابون کیطرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ کیا تم لوگون مین کوئی مرد رشید نہین تھا کہ اوس کیطرف جھپٹ پڑتا جس وقت کہ مین نے ہاتھ کو اوسکے ہاتھ سے باز رکھا تھا اور اسکو قتل کرتا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اشارہ فرماتے تو ہم جان و دل سے اوسکو قتل کرتے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبر کو نہین زیبا ہے اور نہین سزاوار ہے

کہ اون سے ایسا امر ظہور میں آئے بہر تقدیر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعث الحاج کی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی توبہ قبول کی اور اونکے خون سے درگذر کی اور عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ عبد اللہ بن ابی سرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی لکھتے تھے پس شیطان نے اونکو گمراہ کیا اور اونھون نے کہا کہ محمد نہین جانتے ہین کہ کیا کہتے ہین مین جو کچھ چاہتا تھا لکھتا تھا پس مرتد ہو گئے اور کفار زمین شامل ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے دن اونکے قتل کرنیکا حکم دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شفاعت کی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے قتل سے باز رکھا اور یہ عبد اللہ بن سعد حضرت عثمان رض کے زمانے مین مصر کی فتح مین حاضر ہوئے اور فتح مصر کے دن عمرو بن العاص کے ساتھ میمنۂ حرب پر تھے بعد اوسکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اونکو مصر کا امیر کر دیا اور جب فتنہ واقع ہوا تو عبد اللہ نے عقلان یا رملہ مین سکونت کی اور کسی کی بیعت نہ کی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نہ حضرت معاویہ رض کی اور سنہ چھتیس یا سینتیس۳۶ مین وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ صفین مین حاضر ہوے اور سنہ ۵۹ انسٹھ تک جیے اسکو ابن مندہ نے ذکر کیا ہے اور کہا ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین افریقہ کو فتح کیا اور بعد اوسکے مصر کے حاکم ہوے اور اونکی حکومت مصر پر سنہ پچیس۲۵ تک تھی بعد اوسکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت شریف مین حاضر ہوے اور سایب بن ہشام کو مصر پر خلیفہ کیا اور تین۳ لڑائیون مین لڑے ایک تو افریقہ اور دوسری ذات الشواری اور تیسری اسا درجوز مین روم کی ہو اور بزرگ فتوح مین سے فتح افریقہ کی تھی اور اونکو فارس کے حصے مین تین ہزار دینار پہونچے تھے اور وہ اپنی حکومت مین محمود تھے اور نقل کیا ہے کہ ابن ابی سرح رملہ کی جانب نکلے اور جب صبح ہوئی تو کہا کہ خداوندا میرا آخری عمل صبح کی نماز مین کر دے پھر وضو کیا اور نماز پڑھی اور دہنی طرف سلام پھیرا پھر چاہا کہ بائین جانب سلام پھیرین کہ ناگاہ اونکی روح قبض کر لیگئی اس مقام سے معلوم ہوا کہ اونکی توبہ صحیح تھی اور عاقبت اونکی بخیر ہوئی ؎ کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد ہ اور استیعاب مین لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن سعد نے توبہ کی اور اسلام لائے اور انکا اسلام نیک ہوا اور بعد اوسکے اونسے کوئی ایسی چیز ظاہر نہین ہوئی کہ اوسپر انکار کیا جائے اور قریش نجیبون اور داناؤن مین سے تھے اور ابو سلمہ بن عبد الاسد القرشی نام اون کا عبد اللہ اور مشہور کنیت کے ساتھ ہو گئے ہین اور وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے دودھ بھائی ہین کہ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے چار برس کے ہیر پھیر مین پہلے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا

پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو پھر ابو سلمہ کو اور وہ اسلام میں بعد دو کے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور برہ عبد المطلب کے بیٹے کے سابقین اولین میں سے تھے اور مدینے میں بدر سے پھرنے کے بعد وفات پائی ایسے ہی ابن مندہ نے کہا ہی اور ابن اسحق نے کہا ہی کہ احد کے بعد اور وہ ہی صحیح ہی کہ احد سے زخمی آئے پھر اونکا زخم اچھا ہوگیا بعد اوسکے سنہ چار میں اونکو سریہ کیطرف بنی سعد کے پاس صفر میں بھیجا پس اونکا زخم کھل گیا اور انھوں نے وفات پائی اور عبد البر نے کہا ہی کہ سنہ تین میں جمادی الاخریٰ میں یہ واقع ہوا ہی لیکن راجح پہلا قول ہی اور وہ پہلا وہ شخص تھا کہ جسنے بعد حبشہ کے ہجرت کر کے اپنی بیوی ام سلمہ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ام سلمہ کا نکاح کرنا امہات المومنین کے ذکر میں گذر چکا ہی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق میں اون کی سکرات کے وقت دعا فرمائی تھی اللہم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ اور حویطب بن عبد العزی ساتھ حے کے پیش کے اور طاء مہملہ کے زیر کے قرشی عامری ہیں اور کنیت اونکی ابو محمد یا ابو الاصبغ ہی اور وہ مسلمہ فتح اور مولفۃ القلوب میں سے ہیں اور اونھوں نے اسلام پایا ہی اور وہ سات برس کے یا مثل اسی کے تھے اور حنین اور طائف میں حاضر ہوئے ہیں اور حنین کے غنیمتوں میں سے اونکو سو اونٹ دئیے گئے ہیں جیسا کہ تمام مولفۃ القلوب کو انعام ملا تھا اور یہ اون میں سے ہیں کہ جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجدید حرم کا حکم دیا تھا اور اُن لوگوں میں سے ہیں کہ جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تھا جبکہ قاتلین آپکو شہید کر کے ڈال گئے تھے اور انھوں نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی ہی بخاری نے اپنی تاریخ میں ایسا ہی کہا ہی اور واقدی رح نے کہا ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں سنہ چون میں انھوں نے وفات پائی ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ اونکی حکومت کے زمانہ آخر میں وفات پائی ہی اور اون سے ابی نجیح مکی اور سائب بن یزید اور ابو سفیان اون کے بیٹے اور عبد اللہ بن بریدہ وغیرہ نے روایت کی ہی اور ابن معین نے کہا ہی کہ اون کی کوئی حدیث ثابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں جانتا ہوں اور واقدی رح نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم کی حدیث سے نقل کیا ہی کہ اونھوں نے کہا ہی کہ حویطب نے بیان کیا ہی کہ میں حدیبیہ کی صلح سے پھرا اور سہیل بن عمر کے ہمراہ آیا جو قریش کی جانب سے مصالحہ کے واسطے آئے تھے اور میں یقین جانتا تھا کہ محمد غالب آتے ہیں اور اونھوں نے ایک قصہ طولانی ذکر کیا ہی اور اونسے یہ روایت کیا ہی کہ اونھوں نے بیان کیا ہی کہ میں مشرکوں کے ساتھ بدر میں حاضر ہوا

اور مینے دیکھا کہ فرشتے آسمان پر سے اوترتے ہین اور قتال کرتے ہین اور مینے یہ کسی قریش سے نہین کہا اور مروان بن الحکم نے
ایک روز کہا کہ اے حویطب تجھکو کیا ہوا کہ اسلام تیرا چھوٹون اور نوعمرون سے پیچھے واقع ہوا حویطب نے کہا اللہ
المستعان خدا کی قسم ہے کہ مینے بارہا قصد کیا کہ اسلام مین پیشی کرون اور تیرے باپ نے ہر بار مجھکو اوس سے باز رکھا
اور مجھکو منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مرتبہ شرف سے اپنے تئین گرائے دیتا ہے اور اپنے اور اپنے باپ اور دادا کے
دین کو اس نئے دین کی وجہ سے چھوڑے دیتا ہے اور ایک شخص کا تابع اور فرمانبردار ہوا جاتا ہے پس مروان نے
جو کچھ کہ حویطب سے کہا تھا اوس سے پشیمان ہوا اور ساکت ہو گیا اور جب اپنے باپ کا حال اسلام کے اختیار قبول
مین تصور کیا تو اوسکو بہت غم ہوا بعد اوسکے حویطب نے کہا کہ مجھ سے زیادہ کراہت کرنیوالا قریش مین کوئی نتھا
جو لوگ اپنے دین پر باقی رہے یہانتک فتح ہوا مکہ اور واقع ہوا جو کچھ کہ تقدیر مین تھا اور ابن سعد نے
طبقات مین بطریق ابن المنذر وغیرہ کے حویطب سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو بہت مین خائف ہوا اور ڈرا اور اپنے قبیلہ طرائی ذکر کیا اور کہا
کہ مین عوف کے احاطہ مین چلا آیا اور وہان ٹھہر گیا ناگاہ ابوذر سے ملاقات ہوئی اور میرے اوسکے پہچان تھی
اور جان پہچان ہمیشہ نفع دیتی ہے پس مین نے اونکو سلام کیا اور اپنا حال اون سے بیان کیا اوٹھون نے
کہا کہ اپنے اہل وعیال کو جمع کر اور بےخوف رہ پھر ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوے
اور میرے حال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور مجھ سے ابوذر نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ کے پاس چل اور
جان لے کہ تجھکو خیر کثیر ہاتھ لگی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیکی اور احسان کرنیوالے ہین اور لوگون
مین بہت مرتبہ کے اور بزرگ ہین اور شرف اونکا شرف تیرا ہے اور عزت اونکی عزت تیری ہے اور جب تو اونکو
دیکھے تو کہہ السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ پس مین نے ایسا ہی کیا اور آپ نے فرمایا وعلیک السلام
پھر دین اور اسلام کی مین نے گواہی دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے بہت خوش اور شاد ہوئے اور
اور فرمایا الحمد للہ ہداک بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے قرض طلب کیا پس مین نے آپکو
چالیس ہزار درہم قرض دیے اور مین آنحضرت کے ہمراہ حنین اور طائف مین حاضر ہوا اور آپ نے وہانکی غنیمتون
سے مجھکو عنایت کیا اور حویطب مدینہ مین آ گئے اور وہین رہے یہانتک کہ وفات پائی اور اوٹھون نے اپنا مکان جو
مکہ مین تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور لوگون نے اونکو کہا کہ بڑے
مالدار ہو گئے پس حویطب نے کہا کہ یہ مال اوس شخص کے حق کے نزدیک کیا چیز ہے جو سب چیزون کا ہیچ

جانتا ہی اور حویطب رضی اللہ عنہ کے کلمات سے اوضح ہوتا ہی کہ یہ اون مؤلفۃ القلوب مین سے ہین کہ جنکا اسلام نیک ہوا ہی
اور حاطب بن عمرو ساتھ حے مہملہ کے زیر کے اور طاء مہملہ کے زیر کے ہی استیعاب اور اصابہ مین سوا حاطب بن بلتعہ کے جو
مشہور ہین دو حاطب ذکر کیے گئے ہین ایک تو حاطب بن عمرو بن عبد اللہ بن عبد شمس بن عبدود اور صاحب استیعاب مین
کہتے ہین کہ اونکو ابن عقبہ نے اون لوگونمین ذکر کیا ہی جو بنی عامر بن لوی سے ہین اور بدر مین حاضر ہوے ہین
اور وہ دار ارقم مین حاضر ہونے سے پہلے اسلام لائے ہین اور حبشہ کیطرف اونکا دو بار ہجرت کرنا ابن اسحق کی
روایت مین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ پہلی ہجرت مین اسلام لائے ہین اور واقدی نے کہا ہی کہ ہمارے نزدیک
بھی ثابت ہی اور ابن اسحق اور واقدی نے اونکو بدر کے حاضرین مین ذکر کیا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ حاطب
بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود قرشی عامری سہیل بن عمرو کے بھائی ہین اور حاطب سابقین مین سے تھے اور کہا
جاتا ہی کہ وہ پہلا وہ شخص ہی جسنے حبشہ کیجانب ہجرت کی ہی اور اوسکا زہری نے جزم کیا ہی اور اوس کے ذکر کے
ساتھ اون لوگون نے اتفاق کیا ہی جو بدر مین حاضر ہوے ہین دوسرے حاطب بن عمرو بن عتیک بن امیہ بن زید بن
مالک بن اوس بدر مین حاضر ہوے ہین اور اونکو ابن اسحق نے بدر کے لوگونمین ذکر نہین کیا ہی استیعاب مین
اسیقدر کہا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ حاطب بن عمرو بن عتیک انصاری اوسی اونکو ابو عمرو نے کہا ہی کہ بدر مین حاضر
ہوے ہین اور ابن اسحق نے اونکو بدر کے لوگونمین ذکر نہین کیا ہی اور کہتے ہین کہ سوا اوسکے اور کے پاس بھی اون کو
دیکھا ہی واللہ اعلم اور حاطب کو صحبت ملی ہی اور ان دونون کتابونمین حاطب بن عمرو واو کے ساتھ بھی ہے اور
روضۃ الاحباب کے صحیح نسخہ مین موجود ہی بغیر واو کے ہی واللہ اعلم اور ابن خطل ساتھ خاء معجمہ کے زبر کے اور طاء
مہملہ کے ہے اور ابن خطل کا احوال جو عبد العزی نام رکھتے تھے پہلی ہی عام فتح مین معلوم ہوا ہی کہ فتح کے قبل
مدینے مین آئے اور مسلمان ہوگئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا نام عبد اللہ رکھا اور زکوۃ کے
لینے کے واسطے قبیلے کیطرف بھیجا پس وہ مرتد ہوگئے اور جو چارپائے صدقے کے لیے تھے اون کو مکہ مین
ہانک لائے اور قریش سے کہا کہ تمہارے دین سے بہتر کوئی دین مین نے نہین پایا اور مکہ کے فتح ہونے
کے دن خانہ کعبہ مین پناہ لی اور اوسکے پردی مین چھپ گئے پس ایک صحابہ نے اونکو دیکھا اور عرض کیا رسول اللہ ص
ہذا ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ یہ ابن خطل کعبہ کے پردون سے چمٹا ہوا ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اوسکو قتل کر دیں پس بموجب حکم حضرت ص کے اوس مقام پر اوسے قتل کیا انتہی اور شاید ابن خطل
مرتد ہونے سے پہلے کہ جب مسلمان تھے لکھتے ہون لیکن اونکو ذکر نہین کیا ہی اور اگر ہو بھی تو بعد

مرتد ہو جاینگے اور اس حال پر اس عالم سے جانے مین صحابہ کے درمیان مین لکھنے کا کیا مقام ہی اور اسیوجہ سے
اسماء الرجال مین اسکا ترجمہ نہین کیا ہی لیکن شاید کسی تقریب سے کلام کے درمیان مین اوسکا قصہ ذکر کیا ہو اور
ابی بن کعب کنیت اونکی ابو المنذر اور ابو الطفیل ہی یعنے ابی بن کعب بن ابی منذر اور کہا گیا ہی کعب بن قیس
انصاری خزرجی بخاری مغازی المدنی اور یہ عقبہ ثانی مین حاضر ہوئے ہین اور بدر مین حاضر ہوئے ہین
اور بعد اسکے اور مشہد و نمین حاضر ہوئے ہین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھتے تھے اور
اون چھ شخصونمین سے وہ بھی ہین کہ جنھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین قرآن شریف یاد کیا تھا
اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ عظمت نشان مین فتوی دیتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین چار شخصون نے قرآن کو جمع کیا اور ابی کا ذکر کیا اور ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ فقہاے صحابہ مین سے تھے اور جو صحابہ کتاب الہی کے قاری تھے اونمین سے تھے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کو ابو المنذر کر کے کنایہ فرماتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ابو طفیل اون کی کنیت رکھی تھی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کا نام سید الانصار رکھا تھا
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اون کا نام سید المومنین رکھا تھا اور ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ یہ شخص جو آپ کے پہلو مین ہی کون ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سید المومنین
ابی بن کعب ہی اور شاید کہ مومنین سے مراد انصار ہون گے یا وہ قوم ہو گی جو انصار مین مخصوص ہین
نہ تمام مسلمان مراد ہونگے جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے
فرمایا کہ خداے تعالے نے مجھکو حکم کیا کہ مین تیرے پاس قرآن شریف پڑھون اور تجھکو قرآن سناؤن
پس ابی نے عرض کیا کہ کیا حقتعالی نے میرا نام لیا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت
شریف کو پڑھا قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون یعنے کہہ تو اللہ کے فضل سے اور
اوسکی مہربانی سے سو اسی پر چاہیے خوشی کرین یہ بہتر ہے اون چیزون سے جو اکٹھا کی ہین اور ایک
روایت مین آیا ہی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین تیرے نزدیک لم یکن الذین
کفروا پڑھون ابی نے عرض کیا میرا نام خداے تعالے نے آپ کے واسطے لیا ہی رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نعم یعنے ہان تیرا نام میرے واسطے خدای تعالے نے لیا پس ابی رونے
لگے اور ایک روایت مین ہی کہ ابی رونے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابی سے کہ یا ابا المنذر تجھکو علم گوارا ہو جیو اور اس مقام پر کہا ہی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سے پوچھا یا ابا المنذر تو جانتا ہے کہ کتاب خدا میں سے کونسی آیت بزرگتر ہے
ابی نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ ای ابو منذر تو جانتا ہی کہ کتاب الٰہی میں کونسی آیت معظم زیادہ ہی پس ابی بن کعب نے عرض کیا
اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابی منذر تجھکو علم گوارا ہو جیو
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعب کی طرح کی پوچھا اونکو دریافت ہو جانے اس
آیت کے بطریق الہام کے اور آگاہی دینے سبحانہ تعالیٰ کے اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تصرف سے تھی چنانچہ مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری بار اپنا دست
مبارک ابی بن کعب کے سینہ پر پھیرا پس یہ آیت اونکو دریافت ہو گئی اور واقدی نے کہا ہی کہ ابی بن
کعب پہلا وہ شخص ہی جسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لکھا ہی اور پہلا وہ شخص ہے کہ جسنے
آخر میں کتابت کی ہی کتب فلان بن فلان اور ابی بن کعب کا میانہ قد اور سپید ڈارھی تھی اور انھون
نے اپنے بڑھاپے میں تغیر نہیں دیا اور ابی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نوازل اور حوادث اونسے پوچھتے تھے اور اونکے ساتھ معضلات سے تحاکم کرتے تھے
اور صحابہ ایک جماعت کثیر نے اونسے روایت کی ہی اور ابی بن کعب نے سنہ بیس ۲۰ یا اونیس ۱۹ یا بائیس ۲۲ میں
حضرت عمر کی خلافت میں وفات پائی ہی اور حضرت عمرؓ نے اونکی وفات کے دن فرمایا کہ مات سید المسلمین
یعنے سردار مسلمانو نکا مر گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ سنہ تیس ۳۰ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں
اونھون نے وفات پائی اور یہ قول سب قولون سے ثابت زیادہ ہی اور عبد البر نے کہا ہی کہ اکثر اسبات
کے قائل ہین کہ اونکی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں واقع ہوئی ہے اور بغوی نے حسن سے
روایت کی ہین کہ اونھون نے کہا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے جمعے کے
دن اونھون نے وفات پائی ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اون کی وفات کے سنہ میں
اختلاف ہی اور ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ ایک مسلمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بیماریاں جو ہمکو ہوتی ہین اسکی خبر ہمکو دیجیے کہ عوض میں اسکے ہمارا
وہان کوئی حصہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمھارے گناہوں کا کفارہ ہے

پس ایسا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بیماری خفیف ہو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ ایک خار بھی چبھے
پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے حق میں دعا کی کہ مرتے دم تک میری تپ نجائے اور عمرہ اور جہاد اور نماز
فریضہ سے جماعت میں مانع نہو پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہمیشہ بیمار رہے اور تپ اُنکو آیا کی یہانتک کہ
اونہوں نے وفات پائی اسکو ابو الیعلی نے روایت کیا ہی اور ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہی عبد اللہ بن ارقم
بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری اونہوں نے صحبت پائی ہی اور عام الفتح میں اسلام
لائے ہیں اور یہ طلقا کے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے لکھا کرتے تھے اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسقدر امانت دار تھے کہ جب آپ حکم اونکو کرتے تھے کہ بادشاہوں
کو نامہ لکھو تو یہ فرماتے تھے کہ لکھو کیا لکھیگا پس وہ لکھتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُہر کر دیتے
تھے اور بوجہ اونکے امانت دار ہونیکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکو نہیں پڑھتے تھے بعد اوسکے
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کیطرف سے لکھا کیے اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی طرف سے
بیت المال کے والی ہوئے پھر اونہوں نے استعفا دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا
اور مالک نے کہا ہی کہ مجکو یہ بات پہونچی ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن ارقم کو تیس ہزار درہم
دیتے تھے اونہوں نے قبول نہیں کیے اور کہا کہ میںنے نیک کام اللہ تعالٰے کے واسطے کیا ہے اور ایک روایت
میں سہ صد ہزار کی لفظ آئی ہی اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک امانت دار اور مختار تھے یہانتک
حفصہ اونسے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تمھاری قوم مجھسے منکر نہ ہوتی تو
ہر آئینہ میں عبد اللہ بن ارقم کو اپنا خلیفہ کر دیتا اور میںنے خدا تعالی سے ڈرنے والا عبد اللہ بن ارقم سے
زیادہ کوئی شخص نہیں دیکھا ہے اور فرماتے تھے کہ اگر تمھاری قوم مثل سابقہ کے ہوتی تو میں کسیکو تم پر
تقدیم نہ دیتا اور اونسے عروہ بن زبیر اور اسلم حضرت عمر رضے اللہ عنہ کے غلام نے روایت کی ہی اور ابو داود
نے واسطے اونکے ایک حدیث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی اور اونہوں نے
کہا ہی کہ جب عشا کی نماز موجود ہو اور کوئی شخص چاہے بیت الخلا جائے یعنے رفع حاجت کرے تو اوسکو
چاہیے کہ رفع حاجت سے ابتدا کرے اور صاحب مشکوۃ نے باب الجماعۃ میں اور اوسکے فصل میں اس
لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اذا اقیمت الصلوۃ ووجد احدکم الخلاء فلیبدا بالخلاء اور اونہوں نے
عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی ہے اور یہ وہ نام ہیں جو روضۃ الاحباب میں مذکور ہیں

اور اکثر محدثین کے استیعاب میں عنوان کتابت میں ذکر نہیں کیے گئے ہیں اور ایات معیقیب کہ اس عنوان سے
ساتھ استیعاب اور مواہب میں مذکور ہوئے ہیں کہ یہ لفظ ساتھ میم کے پیش سے اور عین کے زبر کے اور یے کے سکون کے
اور قاف کے زیر کے اور یے کے جزم کے اور اخیر میں بے کے ساتھ ہے اور وہ ابن ابی فاطمہ دوسی سابقین اولین
میں سے ہیں مشہوروں میں حاضر ہوئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
خلافت میں اونھوں نے وفات پائی ہے مواہب میں اسیقدر لکھا ہے اور استیعاب میں لکھتے ہیں معیقیب بن
ابی فاطمہ غلام سعید بن العاص کے ہیں اور ایسے ہی انکو موسی بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے
کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ دوس سے ہیں اور اونکے غیر نے کہا ہے کہ وہ دوسی ہیں اور ابی سعید بن عاص کے
خادم ہیں اور مکہ میں قدیم سے اسلام لائے تھے اور حبشہ کیطرف دوبار ہجرت کی ہے اور وہاں قیام پذیر رہے
یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں مکہ میں حاضر ہوئے اور بعضے کہتے ہیں
کہ خیبر میں حاضر ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ خیبر سے پہلے حاضر ہوئے ہیں اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتم مبارک پر مقرر ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اون کو مدینہ
منورہ میں بیت المال پر عامل کیا تھا اور اونکو عارضہ جذام ہوا اور اوسکا علاج بحکم عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کے حنظل سے کیا گیا پس اونکا کام موقوف رہا اور اونھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
آخر خلافت میں وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ سنہ چالیس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آخر خلافت
میں وفات پائی اور اونسے کم حدیثیں مروی ہیں اور اونسے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے روایت
کیا ہے کہ اونھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ویل للاعقاب من النار اور دوسری
حدیث مسح کی یعنی موزہ میں ہے ذکر کاتبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام ہوا استیعاب میں لکھا ہے کہ ابی بن کعب
زید بن ثابت سے پہلے اور انکے ساتھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے وحی لکھتے تھے اور زید بن ثابت
انصاری نجاری سے وحی کی کتابت کیلیے لازم تر تھے اور بہت کتابیں اور رسائل جو لوگوں کو بھیجے جاتے تھے وہ بھی
لکھتے تھے اور محمد بن سعد نے واقدی سے ذکر کیا ہے کہ اونھوں نے کسی شخص سے روایت کی ہے کہ پہلے جسنے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مطہرہ میں تشریف لانے کے وقت وحی آپکے لیے لکھی وہ
ابی ابن کعب تھے اور جب ابی بن کعب حاضر نہ ہوتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم زید بن ثابت کو طلب فرماتے تھے اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور مین وحی لکھتے تھے اور یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما جو کتابت کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لوگونکو بھیجتے تھے لکھتے تھے اور جس کسیکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین عطا فرماتے تھے اوسکی تحریر لکھتے تھے
اور پہلے جسنے قریش مین سے کتابت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی وہ عبد اللہ بن ابی سعد بن ابی سرح تھا
بعد اُسکے وہ مرتد ہوگیا اور مکہ کی طرف پلٹ گیا اور اُسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ومن اظلم ممن افترے
علے اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوحی الیہ شی الآیہ یعنے اور اوس سے بڑھکے ظالم کون ہے کہ جسنے
اللہ پر جھوٹ باندھا یا کہا وحی کی گئی میری طرف اور نہین وحی کی گئی طرف اوسکے کوئی چیز اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسائل کے ہمیشہ لکھنے والے عبد الشمس رقم تھے اور آن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے عہد وپیمان اور صلحونکے لکھنے والے یعنے جو عہد آپ کرتے تھے یا جو صلح آپ کرتے تھے حضرت
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے اور جو لوگ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کتابت کرتے
تھے اونمین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور ابن ابی شیبہ نے اونکو کاتبون کی کتابت
مین کچھ زیادتی کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور
حضرت علی ابن ابیطالب و زبیر بن العوام اور خالد اور ابان رضی اللہ عنہم بعد اوسکے ذکر کیا کہ صاحب
استیعاب نے اکثر اس جماعت کے بعد مذکور کے تھے احوال ان صحابہ کا لکھا ہے آگاہ ہو کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نوشتہ اور فرمان بادشاہون اور اُمراؤن کے نام صدور فرمائے ہین وہ کتاب
قضایائے سنہ چھ مین سالقالجہ قفیشر حدیبیہ کے مذکور ہین اور جو آپنے بادشاہون اور امیرون
کے سوا اصحاب وغیرہ کو بیان شرائع اور احکام صدقات زکوۃ اور معاملات مین لکھے ہین وہ بھی ہین
اگر اونکی نقل زبان عربی مین کہ جیسے وہ ہین کی جاوے تو وضع کتاب کی مناسب نہین ہوتی اور اگر ترجمہ
کیا جائے تو وہ حسن اور خوبی اور دبدبہ جو عبارت شریف مین ہے باقی نہین رہتا اور ایک دوسری قسم ہے
کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض عرب کے قبیلون کو اونکی زبان اور اونکی لغت مین لکھے ہین
اور وہ اوفصاحت اور بلاغت کی دی ہی اور بڑے بڑے فصیح اور بلیغ اوسکے فہم مین خیرہ او حیران ہین
اور وہ سب قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شفا مین مذکور اور لکھتے ہین اور وہ حقیقت
مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بینات مین سے ہین کیونکہ نہ آپ کہین سے گئے
نہ کسی اہل زبان اور اوس قبیلے کے لوگون مین صحبت رکھی اور نہ لغت کہین دیکھی اور نہ ڈھونڈھی

اور نہ کسی سے تعلیم لی اور نہ کچھ حاصل کیا اور یہ اعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیروں میں جنکو
آپ پادشاہوں اور امیروں اور قبائل اور عشائر میں بھیجتے تھے ظاہر ہوتا تھا کہ ہر قوم کے ساتھ
اوسی کے لغت میں کلام کرتے تھے۔

آٹھواں باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامبروں کے ذکر میں ہے

آنکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہوں اور امیروں کے پاس بھیجا ہے اور روضۃ الاحباب میں
گیارہ آدمی ذکر کیے ہیں اور اُنکے نام کُتب اور رسائل کے ذکر میں جو سابق میں گذر چکے ہیں مذکور ہوچکے ہیں لیکن
انکا احوال مذکور نہیں ہوا ہے اور اکٹھا شمار اونکا نہیں واقع ہوا ہے اگر اس غرض سے کہ جو کچھ گذرا ہے اور
نہیں گذرا ہے اسجگہ جو ذکر کیا جاوے اور لکھا جاوے تو مناسب ہے ایک اونمیں سے عمرو بن امیہ ضمری ساتھ
ضاد کے زبر کے اور میم کے جزم کے بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف کنانی سے ہیں جو ساتھ کاف کے زیر کے
اور دو نون کے ہے اور وہ پہلے اُن اصحابوں میں سے تھے اور جرات اور تجربہ کاری میں عرب کے جوانمردوں
میں سے تھے اور بدر اور احد میں مشرکین کے ساتھ حاضر ہوے اور جبکہ مشرکین احد سے پھر گئے تو اُسکے
بعد وہ اسلام لائے اور اونکا پہلے حاضر ہونا بیر معونہ کے دن واقع ہوا ہے اور اوس دن اُن کو عامر بن
طفیل نے گرفتار کیا اور بعد اوسکے اونکی پیشانی کے بال کتر لیے اور چھوڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو حبشہ میں نجاشی کے پاس بھیجا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت کے ساتھ
نجاشی کے پاس آئے اور نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت کی تعظیم اور احترام کیا اور اسلام لایا
اور دوسرا مکتوب اونکے ہاتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تاکہ ام حبیبہ کا نکاح کر دے چنانچہ
سابق میں گذر چکا ہے اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمرہ کو مکتوب کے مسیلمہ کذاب کے
پاس بھیجا اور فروہ بن عمرو جذامی کیطرف بھیجا جو قیصر کا عامل تھا اور وغیرہ نے اوسکو اسلام
لانیکی دعوت کی پس وہ اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ لکھا اور اوسنے
ایک سفید خچر جسکو فضہ کہتے ہیں اور ایک اسپ کہ جسے ظرب کہتے ہیں مسعود بن سعد کے ہمراہ
ہدیہ بھیجا اور کپڑے عمدہ اور سندس کی قبا جو مذہب تھی بطریق ہدیہ کے بھیجی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس ہدیہ کو قبول کیا اور مسعود بن سعد کو بارہ اوقیہ بخشے اور زادان سے اون کے بیٹوں نے
جعفر اور عبد اللہ اور شعبی اور ابو قلابہ نے روایت کی ہے اور شمار اونکا اہل حجاز میں ہے اور حدیبیہ

مقاموں مین اونکا ذکر ہی اور اونھون نے حضرت معاویہ رض کے زمانے مین مدینے مین وفات پائی ہی اور کہا گیا ہے کہ
سنہ ساٹھ مین وفات پائی ہی دحیہ خلیفہ کلبی دحیہ ساتھ دال مہملہ کے زیر اور زبر کے ہی اور اہل حدیث کی روایت مین
دال کے زبر کے ساتھ ہی اور خلیفہ ساتھ خاے معجمہ اور فے کے ہی اور کلبی طرف کلیب بن وبرہ کی منسوب ہے جو ایک قبیلہ
کا نام ہی اور وہ ایک صحابی مشہور ہین اور حسن وجمال مین ضرب المثل تھے چنانچہ جب وہ باہر نکلتے تھے تو مرد اور عورتین
اونکے نظارے کے لیے نکلتی تھین اور وہ وہ شخص ہین کہ حضرت جبریل علیہ السلام اونکی صورت پر نزول کرتے تھے وہ بدر
مین حاضر نہین ہوے ہین اور اُحد مین حاضر ہوے ہین اور بعد اوسکے اور مشہد ونمین حاضر ہوے ہین اور بعضون نے
کہا ہے کہ پہلے وہ خندق مین حاضر ہوے ہین اور اونھون نے تحت شجرہ آنحضرت صلعم کی بیعت کی ہی اور آنحضرت صلعم
نے اونکو قیصر کے پاس بھیجا چنانچہ اوسکا قصہ طولانی گذر گیا ہی اور احمد نے بطریق شعبی کے دحیہ سے روایت کی ہی
کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مین حمار کو فرس پر آپکے لیے نچھوڑون کہ وہ آپکے
واسطے خچر جنے اور آپ اوسپر سوار ہون آپ نے فرمایا کہ یہ امر وہ لوگ کرتے ہین جنکو اسکا علم نہین ہی اور دحیہ
حضرت معاویہ رض کے زمانے تک باقی رہے عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور حذافہ ساتھ حاے مہملہ کے پیش کے اور
ذال معجمہ کے زبر کے ہی اور سہمی ساتھ سین مہملہ کے زبر کے اور ہے کے سکون کے منسوب طرف سہم بن عمرو بطنی کے ہی
جو قریش مین سے ہین اور کنیت اونکی ابو حذافہ ہی اور وہ قدیم سے اسلام لائے تھے اور مہاجرین سابقین
اولین مین سے تھے اور اونھون نے اپنے بھائی قیس بن حذافہ کے ساتھ حبشہ کی جانب دوسری بار ہجرت
کی اور رسول خدا کسری کیطرف تھے جیسا کہ گذر چکا ہی اور کہتے ہین کہ اون مین دل لگی اور ٹھٹھول تھی
چنانچہ نقل کیا ہی کہ ایکبار آن حضرت صلعم کے گھوڑے کا تنگ اسقدر ڈھیلا باندھا کہ قریب تھا کہ آن حضرت صلعم
گھوڑے پر سے گر پڑین اور یہ بات اس واسطے کی تھی کہ آنحضرت ہنسین اور اون کی دل لگی مین سے ایک
یہ بات ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو سریہ کا امیر کیا پس اونھون نے قوم کو حکم دیا کہ لکڑیان
جمع کرین اور اوسکو جلاوین اور جب اوس قوم نے اوسکی آگ روشن کی تو اونکو حکم کیا کہ اس آگ مین
گھس پڑین پس قوم نے اس سے انکار کیا اونھون نے قوم سے کہا کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حکم میری فرمان برداری کا نہین کیا ہی اور یہ نہین فرمایا ہے کہ جس نے امیر کی اطاعت کی
اوسنے میری اطاعت کی تو اوس قوم نے کہا کہ ہم آن حضرت پر ایمان لائے ہین اور ہمنے آپکی
پیروی کی اسی لیے کہ ہم آگ سے نجات پاوین پس جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اونکی یہ بات سنی تو اوسکی بہتری بیان کی اور فرمایا لاطاعت لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنے مخلوق کے واسطے
اطاعت معصیت خالق مین نہین ہو ایسے ہی استیعاب مین ہو اور اصابہ مین ہو اور اون کو حضرت عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین اہل روم نے گرفتار کیا اور چاہا کہ اونکو کافر کرڈالین اور اون پر
بہت سختی کی پس خدای تعالے جلشانہ نے اونکو محفوظ رکھا اور اون کافرون کے ہاتھ سے حق تعالے نے
اونکو نجات دلوادی اور استیعاب مین ایسے ہی کہا ہی اور اس عبارت سے ظاہر یہ ہی کہ وہ لوگ پشیمان ہوئے
اور اونکو اونھون نے چھوڑدیا اور اصابہ مین لکھتے ہین کہ عبداللہ بن حذافہ کے مناقب مین سے یہ بات ہی
کہ اونکو اہل روم نے گرفتار کیا اور روم کے بادشاہ نے کہا تو نصرانی ہو اور میرے ملک مین بیخوف اور خطر رہو
پس اونھون نے اوس سے انکار کیا پھر اوسنے حکم کیا اور لوگون نے اونکو دار پر کھینچا اور تیر مارے اور وہ
اوس سے زخمی نہوے اور اونکو دار پر سے اوتار لیا پھر اوسنے حکم کیا کہ اون لوگون نے ایک دیگ
چڑھائی اور اوسمین پانی جوش کیا اور اونکو اوسمین ڈالدیا تاکہ اون کی ہڈیان تک پگھل جائین
لیکن وہ سلامت رہے اور جب اونکو روم کے بادشاہ کے پاس لے گئے تو وہ رویا اوسنے کہا کہ اسکو
چھوڑدو پھر اونکا حال پوچھا اور کہا تو کیا آرزو رکھتا ہے اونھون نے جواب دیا کہ مین اسبات کی
آرزو رکھتا ہون کہ میرے جتنے ساتھی ہون اونکے تئین خدا کی راہ مین ایسی ہی محبت اور دکھہ پہونچے پس
اوسنے تعجب کیا اور کہا تو میرے سر کو بوسہ دے اور مین تجکو چھوڑے دیتا ہون اونھون نے کہا کہ جتنے
مسلمان قید ہین سب کے ساتھہ مجکو چھوڑے گا اوسنے کہا ہان پھر اونھون نے اوسکے سر پر بوسہ دیا
اور اونکو چھوڑدیا اور تمام مسلمان قیدیون کو رہا کردیا اور وہ تمام مسلمان قیدیونکے ساتھہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوٹھہ کھڑے ہوے اور اونھون
نے اونکے سر پر بوسہ دیا شیخ نے کہا ہی کہ ابن عساکر اس قصہ کے واسطے ایک شاہد ابن عباس رضی اللہ
عنہ کی حدیث سے مرسل لائے ہین اور دوسرا شاہد ابن عروہ کے فوائد ہشام سے زہری سے مرسل لائے ہین
واللہ اعلم حاطب بن ابی بلتعہ حاطب ساتھہ ح کے زیر کے اور طا ء مہملہ کے زیر کے ہی اور بلتعہ بے کے زیر اور
لام کے جزم اور تے کے زیر کے ہے اور وہ مشہور صحابی ہین کنیت اون کی ابو عبداللہ ہے اور کہا
گیا ہے کنیت اونکی ابو محمد ہے اور وہ قریش کے حلیف ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ زبیر
بن العوام کے حلیف ہین اور بعضون نے کہا کہ قریش کا ایک غلام تھا جسکا نام عبداللہ بن حمید تھا

اوسکو اونھوں نے مکاتب کیا پھر اونسے کتابت کے تئیں ادا کردیا اور آزاد ہوگیا اور وہ اہل یمن میں سے تھے
اور بدر اور اُحد اور خندق میں اور بعد اسکے اور مشاہد میں حاضر ہوئے ہیں اور ۳۰ھ میں حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینے میں اونھوں نے وفات پائی ہو اور انکا پینسٹھ برس کا سن تھا اور انپر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس
بھیجا تھا جیسا کہ گذر چکا ہی اور اہل مکہ کیطرف اونکے نامہ لکھنے کا قصہ جسوقت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکہ کی فتح کا قصد کیا تھا مشہور ہے اور یہ بھی سابق میں گذر چکا ہی اور اصابہ میں مرزبانی سے
معجمۃ الشعراء میں نقل کی ہو کہ اونھوں نے کہا ہی کہ حاطب جاہلیت میں قریش کے فرسان اور شاعروں
میں سے تھے اور حاطب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیثیں روایت کی ہیں ایک اون
حدیثوں میں کی یہ حدیث ہی من رانی بعد موتی فکانما رانی فی حیاتی ومن مات فی احد الحرمین بعث فی الآمنین
یوم القیمۃ یعنے جسنے دیکھا مجکو موت میری کے بعد پس گویا کہ دیکھا اوسنے مجکو میری زندگی میں اور جو شخص
مریگا ایک حرم میں دونوں حرموں میں سے اوٹھایا جائیگا وہ قیامت کے دن امن والے لوگوں میں
صاحب استیعاب کہتے ہیں سوا اس حدیث کے اونکی اور حدیث میں نہیں جانتا ہوں اور اصابہ میں کہا ہی
کہ صاحب استیعاب کی اسبات کو عالموں نے غریب جانا ہی کسواسطے کہ اس حدیث کے سوا انکی اور حدیثیں
بھی آئی ہیں ابن السکن نے بطریق محمد بن عبد الرحمن بن حاطب کے اونکے باپ سے اور اونھوں نے اپنے
دادا سے نقل کیا ہی کہ اونھوں نے بیان کیا ہی کہ میںنے رسول خدا سے سُنا ہی بہشت میں مومن ستر حوروں
سے نکاح کریگا ستر عورتیں جنت کی اور ۷۰ عورتیں دنیا کی اور صاحب اصابہ نے کہا ہی کہ تحقیق تین حدیثیں
اون کی اور میںنے پائی ہیں ایک وہ حدیث ہی کہ ابن شاہین نے بطریق یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب کے
اون کے باپ سے اور اونھوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہی کہ اونھوں نے بیان کیا ہی کہ رسول خدا صلعم
نے مجکو مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا اور میں رسول خدا صلعم کی کتابت اوسکے پاس لیگیا الحدیث
اور دوسری یہ ہے کہ حاکم اوسکو بطریق صفوان بن سلیم کے انس سے اونھوں نے حاطب بن ابی بلتعہ سے
نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آن حضرت صلعم کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے اور اونکے ہاتھ
میں ایک سپر تھی جسمیں پانی تھا الحدیث اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر غزوۂ اُحد میں واقع
ہوا ہے کیونکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہاں زخم لگے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ پانی لاتے کہ اون زخموںکو دھوتین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بوریا جلا کر لاتین کہ زخمونکو اوس سے
بھر دین چنانچہ یہ اپنے مقام مین گذر چکا ہی واللہ اعلم و شجاع بن وہب یہ ابی وہب الاسدی حلیف بنی عبد شمس
کہے جاتے ہین اور کنیت اونکی ابو وہب ہی اونکو ابن اسحق نے مہاجرین سابقین اولین مین اور ان لوگون مین
جنھون نے حبشہ کیطرف ہجرت کی ہی ذکر کیا ہی اور وہ بدر مین حاضر ہوے ہین اور ابی ابن حاتم نے کہا ہے کہ
شجاع ابن وہب اور انکے بھائی عقبہ بن وہب بدر مین حاضر ہوے ہین اور سب مشہدونمین حاضر ہوے ہین
اور صاحب استیعاب نے کہا ہی کہ مین اونکی کوئی روایت نہین جانتا ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اونکو حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا ہی جیسا کہ گذر چکا ہی اور نحیف اور دراز قد اور کوز پشت
تھے اور یوم الیمامہ مین اونھون نے شہادت پائی ہی اور عمر اونکی چالیس برس کئی سال کی تھی اور سلیط
سا تھہ سین کے زیر کے اور لام کے زیر کے اور اخیر مین طاء مہملہ سے ساتھہ بیٹے عمرو العامری کے ہین اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے ہاتھہ نامہ ہوذہ بن علی حنفی کے پاس بھیجا ہے جیسا کہ گذر گیا ہی اور
ابن اسحق نے کہا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھہ یمامہ مین حاضر ہوے ہین اور وہین وہ قتل ہوگئے ہین اور
ابو معشر نے کہا ہی کہ وہ قتل نہین ہوے ہین اور صاحب استیعاب نے کہا ہی کہ انشاء اللہ صواب یہی ہے
اور کہا ہی زبیر نے اونکی خبر یون دی ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو حلے پہنانے اور ایک حلہ اونمین سے بچ رہا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھکو اوس جوان کو
بتا دو کہ اوسنے اور اوسکے باپ نے ہجرت کی ہو لوگون نے کہا ہی کہ عبد اللہ بن عمرو ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا نہین بلکہ وہ سلیط ابن عمرو ہے اور وہ حلہ آپ نے خاص اونھین کو پہنا دیا اور علاء بن الحضرمی انکا
ذکر کاتبون کے ذکر مین گذر چکا ہی اور ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ کاتب بھی تھے اور پیامبر بھی تھے اور سابق
مین پیامبرون کے بھیجنے کے باب مین ارباب سیر سے نقل کر چکا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی کے پاس کہ جو بحرین کا والی تھا بھیجا ہی اور نامہ لکھا ہی اور مواہب لدنیہ
مین اونکا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہی اور جریر بن عبد اللہ البجلی انکو ذی الکلاع کے پاس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہی جو طائف کے بادشاہون مین سے تھا اور اوس کا قصہ دسوین برس کے
وقائع مین حجۃ الوداع کے ذکر کے بعد مذکور ہوا ہے اور جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نہایت
حسین اور جمیل اور صاحب فضل وکمال تھے کنیت اون کی ابو عبد اللہ ہی اور کہا گیا ہے کہ کنیت

اونکی ابوعمرو بجلی یمانی تھی اور بجلی بجیلہ کیطرف منسوب ہی کہ وہ نام ایک عورت اُمّ قبیلہ کا ہی اور اونکے اسلام لانیکے وقت مین اختلاف کیا گیا ہی بعضون نے کہا ہی کہ رمضان مین اسلام لائے ہین جس برس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے چالیس دن پہلے اسلام لائے ہین اور اس قول کے ساتھ ابن عبدالبر نے جزم کیا ہی اور اصابہ مین کہا ہی کہ یہ غلط ہے کیونکہ صحیحین مین واقع ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن اونسے ارشاد فرمایا کہ لوگون کو خاموش کردے اور واقدی نے جزم کیا ہی کہ اونھون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رمضان کے مہینے مین سنہ دس وفات پائی ہی کیونکہ نجاشی سنہ دس سے پہلے فوت ہوا ہی اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب جریر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی ردائے مبارک اونکے واسطے بچھائی اور اون کی توقیر کی اور اکرام کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کیطرف آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جب تمھارے پاس کوئی قوم کا بزرگ آئے تو اوسکی تم بزرگی کرو اور جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تو ایسا ایک شخص ہے کہ بیشک حق تعالے نے تیری صورت نیک بنائی ہی پس حق تعالی تیری سیرت کو نیک کردے اور منقول ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب مین تھے کہ اکثر اونمین یمنی تھے اوسی اثنا مین آپ نے یکایک فرمایا کہ قریب ہی کہ تمپر ظاہر ہو اور اس راہ سے بہترین اہل یمن ظہور کرے ناگاہ جریر بن عبداللہ بجلی پیدا ہوگئے اور اون لوگون کے سامنے گذرے پھر وہ آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور سبھون نے ایکبار اونکے سلام کا جواب دیا بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک کی جوڑان کو پھیلا دیا اور فرمایا یا جریر اسپر بیٹھ اور وہ اوسپر بیٹھ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوکر اون سے باتین کرنے لگے اور جب وہ چلے گئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم نے جریر کے حال پر آپ کی نظر عنایت وہ دیکھی کہ ہمنے ہرگز کسی کے حال پر نہین دیکھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان یہ ایک قوم کا بزرگ ہی اور جب تمھارے پاس کسی قوم کا بزرگ آئے تو تم اوسکی بزرگی کرو اور جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب مین مدینے کے قریب پہونچا تو مین نے اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر اپنی جامہ دانی کھولی اور اپنا حلہ پہنا اور مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف مین حاضر

ہوا اور اوسوقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے لوگون نے مجھکو خوب گھورکے دیکھا مینے اپنے
ہمنشین سے کہا یا عبد اللہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق مین کوئی چیز ذکر کی ہوا وسنے کہا
ہان ذکر خیر کیا ہی اور کہا کہ اسی درمیان مین کہ آپ خطبہ پڑھتے تھے کہ خطبہ مین ایک بات عارض ہوئی اور
آپ نے فرمایا بیشک قریب ہی کہ تمھارے پاس اس راہ و در از یمن سے بہترین صاحبون مین سے آئے جسکے
چہرے پر ملک کی نشان ہی جریر نے کہا کہ مینے اس نعمت پر خدا تعالیٰ کا شکر کیا جو کہ حق تعالی نے مجھکو مرحمت
فرمائی اور جریر رضی اللہ عنہ سردار اطاعت کیے گئے بدیع الجمال تھے کہ چہرہ اونکا مثل چاند کے ٹکڑے
کے تھا اور ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا مینے جریر کی صورت سے
بہتر نہین دیکھا ہی بجز اسکے کہ جو کچھ حضرت یوسفؑ کی خبر مجھکو پہونچی ہوا ور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے
تھے جریر یوسف ہذہ الامۃ یعنے جریر اس امت کا یوسف ہو اور جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے
کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین وفود عرب حاضر ہوتے تھے تو آپ مجھکو
بلاتے تھے اور مین اپنا حلہ پہنتا تھا اور مجلس شریف مین حاضر ہوتا تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مجھپر فخر کرتے تھے اور مروی ہو کہ جریر کا قد چھ ہاتھہ کا تھا اور جریر سے صحیح بخاری مین آیا ہو کہ وہ کہتے
تھے کہ جب سے مین اسلام لایا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجکو اپنے سے جدا نہین فرماتے
تھے اور جب مجکو آپ دیکھتے تھے مسکرا دیتے تھے اور میرے روبرو ہنستے تھے اور ابی زرعہ سے مروی ہے کہ
جریر نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت پر مسلمانون کی خیر خواہی
اور نصیحت پر کوشش کی اور جب کوئی چیز خریدتے تھے تو اپنے یار سے جو بائع ہوتا تھا کہتے تھے
واللہ اس چیز کی قیمت اوس سے زیادہ ہی جتنے کو مین نے خرید کیا ہے مثلاً جیسے کوئی گھوڑا ہوتا تھا
کہ اوسکی قیمت ہزار درہم آنکی جاتی تھی تو جریر اوس کی قیمت یہان تک بڑھاتے تھے کہ چار ہزار
درہم تک پہونچا دیتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جریر کو ذی خلصہ کی جانب
اون کی قوم کے تین سو آدمی کے ساتھ ایک بت کے توڑنے کے جو اوس مقام مین تھا بھیجا تو اونھون
نے عرض کیا یا رسول اللہ مین گھوڑے کی پیٹھ پر اچھی طرح سے نہین بیٹھ سکتا ہون پس آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا کہ اوس کی ٹھنڈک میرے سینے
مین پہونچی اور فرمایا اللہم ثبتہ واجعلہ ہادیا یعنے یا بار خدا اوسکو ثابت کر دے اور بنا دے اوسکو

اور یمن ذی خلصہ کو گئے اور اوس بت کو اونھون نے توڑ ڈالا اور جلا دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عراق کی لڑائیون مین تمام اہل بجیلہ پر جریر کو سبقت دیتے تھے اور اونھون نے قادسیہ کی فتح مین بہت بڑا کام کیا تھا اور جریر کوفہ مین آرہے اور اونکا وہان ایک گھر تھا اور حضرت معاویہؓ نے انکے پاس پیغام بھیجا اور وہ انکے لینے حضرت معاویہؓ کے پاس نہین گئے اور آخر کو دونون فریق مین سے کسی سے نہین ملے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ۵۴ھ سنہ چون مین وفات پائی اور بعضون نے کہا ہو کہ ۵۱ھ سنہ اکاون مین وفات پائی اور نقل کیا ہو کہ جریر ایکروز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مین حاضر تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مین بعضے اہل مجلس سے بدبو پھیلی تبین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص سے یہ بدبو پھیلی ہو وہ اوٹھے اور وضو کرے جریر بن عبد اللہ نے کہا ای امیر المومنین تمام اہل مجلس کو فرمایئے کہ اوٹھین اور وضو کرین یعنی بجبکہ سبکا کھل جائے اور عیب و سکانہ ظاہر ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سبکو ارشاد فرمایا کہ اوٹھو اور وضو کرو اور جریر کی یہ بات پسند فرمائی اور فرمایا ای جریر تو ہمیشہ جاہلیت اور اسلام مین رشید تھا ایسے استیعاب مین ذکر کیا ہو اور یہ بات حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی فقہ کی بعض کتابون مین دیکھنے مین آئی ہو اسوقت معلوم ہوا کہ جریر کے کہنے سے یہ بات ہوئی تھی یا قصہ متعدد ہو اور مہاجر امیہ بن المغیرۃ القرشی المخزومی بھائی ام سلمہ بیوی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ماں باپ سے ہین اور اونکا نام ولید تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے اِس نام کو مکروہ جانتے تھے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ میرا بھائی ولید مہاجر حاضر ہوا ہی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو المہاجر پس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سمجھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولید نام بدلنا مقصود ہی پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو المہاجر یا رسول اللہ اور یہ ایک طولانی حدیث مین ہی بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر بن ابی امیہ کو حارث بن عبد کلال حمیری کے پاس بھیجا جو یمن کے مالک تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کندہ اور صدف کے صدقات پر عامل کر دیا بعد اوسکے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون کو یمن کا حاکم کر دیا اور یہ وہ ہین جنھون نے بحر کے قلعہ کو حضرموت مین کہ جس مین کندہ زیاد بن لبید انصاری کے ساتھ گھر گئے تھے فتح کیا ایسے ہی استیعاب مین اور اصابہ مین لکھا ہو کہ بدر مین مشرکون کے ساتھ حاضر ہوئے اور اونکے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے اور سیف نے فتوح مین

ذکر کیا ہو کہ مہاجر ہتوک کی لڑائی مین بیٹھ رہے تھے پس ہمیشہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکی طرف سے معذرت کی
آخر کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف فرمایا اور عمرو بن العاص اونکو آن حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے
ملک عمان کی جانب جیفر اور عبد جلندر کے بیٹون کے پاس بھیجا تھا اور اسکا قصہ تفصیل سے پیغامبر و نکے بھیجنے
کے باب مین سال چھٹے مین بعد حدیبیہ کی صلح کے گذرچکا ہو اور عمرو بن العاص کا احوال کاتبون کے ذکر مین
لکھا گیا ہو اور عروہ بن مسعود ثقفی کنیت اونکی ابو مسعود ہو اور بعضون نے کہا ہو کنیت اونکی ابو یعفور ساتھ
یے کے زبر کے اور عین کے سکون کے اور فے کے پیش کے اور واؤ کے ساتھ ہو اور ثقفی اونکے باپ دادا
مین سے ایک شخص کے جانب جسکا نام ثقیف تھا منسوب ہو اور وہ حدیبیہ کے صلح مین کافر حاضر ہوئے تھے
اور جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم طائف سے پھرنے کے بعد مدینہ نو مین اونکے پاس تشریف لائے تو وہ
اسلام لائے اور اونکی بیبیان تھین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم کیا کہ چار بیبیونکو اختیار کر اور
باقی کو طلاق دیدے اور اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطن کی جانب پھر جانیکا اذن طلب
کیا آپ نے فرمایا اگر تم اون لوگو نمین جاوگے تو وہ تمکو قتل کرڈالینگے عروہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ مین اونکے نزدیک اون بن بیاہی بیٹون سے زیادہ محبوب ہون اور عروہ رضی اللہ عنہ اون
لوگو نمین محبوب اور مطاع تھے پھر وہ اپنے وطن کو پلٹ گئے اور اپنی قوم کو اسلام لانے کو کہا اور اون
لوگون نے اوس سے انکار کیا پھر جب فجر کا وقت ہوا تو اپنی کھڑکی مین کھڑے ہوئے اور نماز کے لیے اذان
کہی اور وہ شہادتین کہتے تھے اور اونکی قوم کے ایک شخص نے تیر مارا اور ایک روایت مین ہو کہ لوگون نے
تیرون کی بوچھار کردی اور اونکے ایک تیر لگ گیا اور اون کو قتل کیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونکی یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ عروہ مثل صاحب کی مثل کے کافی ہو کہ اوسنے اپنی قوم کو خدا سے عزوجل
کیطرف بلایا اور اونھون نے اوسکو قتل کرڈالا اور جب عروہ شہید ہوئے تو اونکی قوم نے کہا کہ تم اپنے
حق مین کیا کہتے ہو عروہ نے کہا کہ مجھپر حق تعالی نے اپنا کرم فرمایا کہ مجھکو شہادت نصیب کی اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے اونکے لیے مرثیہ فرمایا تھا اور ابن عباس اور عکرمہ اور محمد بن کعب اور اسدی اور قتادہ نے
حق تعالی عزوجل کے قول مین وقال الذین کفروا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم کہا ہو کہ مراد
قریتین سے مکہ اور طائف ہو اور رجل کے تعین مین اختلاف کیا ہو پس قتادہ نے کہا ہے کہ مراد
رجل سے عتبہ بن ربیعہ اور عروہ بن مسعود ہے اور بعضون نے کہا ہو کہ ولید بن مغیرہ ہین جو مکہ کے ہین

بن یا ئیل ہین جو طائف کے ہین اور قتادہ نے کہا ہی کہ ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود ثقفی ہین اور اکثر لوگ اسی کے قائل ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ناگاہ وانبیا میرے آگے پیش کیے گئے موسی لوگونمین سے ضرب تھے گویا کہ لوگونمین سے قوم شنوہ کی ہی اور ضرب دُبلے پتلے آدمی کو کہتے ہین اور عیسی ابن مریم کو ناگاہ دیکھا مینے اونکے ساتھ مشابہت عروہ بن مسعود بہت قریب ہین اور مینے ناگاہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور اُنکے اور اُنکے ساتھ مشابہت مین تمھارا صاحب بہت قریب ہی اور مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات شریف کو مراد لیا ہی اور مینے ناگاہ جبرئیل کو دیکھا اور اُنکے ساتھ مشابہت مین وحیہ کلبی بہت قریب ہی اور ان گیارہ آدمیونکو روضۃ الاحباب مین ذکر کرکے بعد اوسکے کہتے ہین کہ بعضے اہل سیر نے ابوموسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اور بعضون نے دبرہ بن محصن اور حبیب بن زید بن عاصم کو آنسرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامبرون مین شمار کیا ہی اور اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامبر پندرہ ہوتے ہین اور مواہب لدنیہ مین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور عیینہ بن حصین اور بریدہ اور عباد بن بشیر اور رافع بن مکیث اور ضحاک بن سفیان اور بشیر بن سفیان اور عبید اللہ بن العیبہ جو ایک شخص آزاد تھے ان سبکو بھی شمار کیا ہی ابوموسی اشعری نام اونکا عبد اللہ بن قیس ہی اور کنیت کے ساتھ وہ مشہور ہین اور نام کنیت کے ساتھ مشہور زیادہ ہین اور منسوب ہین اشعر کی طرف کہ وہ اُنکے اجداد مین سے ایک شخص ہی اور سبا کی اولاد مین سے ہی جو یمن مین تھے اور وہ اکابر صحابہ مین سے ہین اور مکہ مین آگئے ہین اور وہین ٹھہرے ہین اور سعید بن العاص بن اُمیہ کے حلیف ہوئے ہین اور مکہ مین اسلام لائے ہین اور حبشہ کیطرف ہجرت کی بعد اُسکے جعفر بن ابی طالب کے ساتھ خیبر مین آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر مین تشریف رکھتے تھے اور مشہور یہی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ قدیم سے اسلام لائے تھے اور اپنے شہر کو پلٹ گئے اور حبشہ کیطرف ہجرت نہین کی اور اصابہ مین لکھا ہی کہ اکثر کا قول یہی ہی کیونکہ موسی بن عقبہ بن اسحق اور واقدی نے جو علم سیر کے بڑے بڑے عالم ہوئے ہین اونکو حبشہ کے مہاجرین مین ذکر نہین کیا ہی بعد اُسکے وہ اور ایک جماعت اشعریونکی قریب پچاس آدمیونکے مدینہ مین خیبر کی فتح کے بعد آئے اور بعضون نے کہا ہی انکی کشتی ہوا نے نجاشی کی جانب زمین حبشہ مین پہونچادی اور وہان سے مدینے مین آگئے پس انکا آنا جعفر بن ابی طالب کے حبشہ سے آنیکے ساتھ موافق ہوگیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو یمن کے

بعض مقام میں جیسا کہ زبید اور عدن کا عامل کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے معزول کرنے کے بعد بصرہ میں انکو حاکم کر دیا پھر انھوں نے اہواز اور اصفہان کو فتح کیا اور بصرہ کے ہمیشہ حاکم رہے یہانتک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تھوڑے دنوں تک بھی رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکو وہانسے معزول کیا اور کوفہ کا انکو عامل کیا اور وہ وہان بھی ہمیشہ حاکم رہے یہانتک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ابو موسی قصہ تحکیم تک کوفہ مین تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انکو معزول کیا پھر وہ مکہ معظمہ میں چلے آئے اور گوشہ نشینی اختیار کی اور دونوں فریق سے علاحدگی قبول کی یہانتک کہ مکہ مین وفات پائی اور کہا گیا ہے سنہ باون۵۲ مین کوفہ مین وفات پائی اور بعضوں نے سنہ پچاس۵۰ مین اور بعضوں نے کہا ہے سنہ چوالیس مین اور کچھ اوپر ساٹھ برس کے تھے اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ دبلے اور چھوٹے قد کے تھے جیسے کہ اکثر یمن کے شہر وہنین اہل یمن ہوتے ہین اور انھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عمار سے روایت کی ہے اور انسے انکی اولاد نے مثل موسی اور ابراہیم اور ابو بکر اور ابو بردہ اور انکی بیوی عبد اللہ کی مان نے اور اصحابون نے مثل ابو سعید اور انس بن مالک اور طارق بن شہاب اور تابعین سعید بن المسیب اور ابو عثمان نہدی اور ابو الاسود وغیرہم نے جو بزرگ تابعین مین سے ہین روایت کی ہے اور مناقب انکے بہت ہین اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اہل بصرہ مین بہت بڑے فقیہ اور قاری تھے اور شعبی نے کہا ہے کہ علم چھ آدمیون پر ختم ہوا ہے اور انمین ابو موسی اشعری کو ذکر کیا ہے اور بخاری نے بطریق شعبی کے اس لفظ کے ساتھ کہ العلماء ستہ ذکر کیا ہے اور ابن المدینی نے کہا ہے امت کے قاضی چار ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی اللہ وجہہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بصرہ مین بصرہ کے اونکے واسطے ابو موسی سے بہتر سوار نہین آیا ہے اور وہ بہت حسین تھے اور قرآن خوب پڑھتے تھے اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اونکو مزمار آل داود اور ابو عثمان نہدی نے کہا ہے کہ مینے کوئی آواز اور نہ صنج اور نہ بربط اور نہ مزمار کی ابو موسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سے بہتر نہین سنی ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابو موسی کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے ابو موسی مجھے میرے پروردگار کو یاد دلا اپنے قرآن پڑھ تو پروردگار یاد آوے اور ایک روایت ہے کہ

پروردگار کا شائق کرا اور واقع مین کوئی چیز پروردگار کی یاد دلانیوالی اور اوسکا شوق پیدا کرنے والی قرآن شریف کے سننے سے بڑھ کے نہین جو عرب خوش آواز پڑھتے ہین اور مروی ہے کہ ایک رات کو ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ قرآن شریف پڑھتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی آواز پر کان رکھے اور گوشہ مین سنتے تھے جب دن ہوا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای ابو موسی کیا خوب تو قرآن پڑھتا تھا مینے سنا اور محظوظ ہوا اور ابو موسی نے عرض کیا کہ اگر مین جانتا کہ آپ سُنتے ہین تو مین اوس سے بہتر اور آراستہ زیادہ کرکے پڑھتا اور حدیث شریف مین آیا ہی زینوا قرآن باصواتکم اور ایک روایت مین ہی ملحون العرب ما اذن اللہ لشیء کاذنہ لنبی الجہر بالقرآن اور ایک روایت میں یتغنی بالقرآن اور مروی ہی لیس منا من لم یتغن بالقرآن اور اس مقام مین عبادات کے باب مین سابقًا گفتگو گذر چکی ہی معاذ بن جبل ابو عبد الرحمن الانصاری الخزرجی آپ ہی الامام المقدم فی علم الحلال والحرام اور وہ نجیب اور اخیار اصحابون مین سے اور جوانمردون اور عالی ہمتون سے ہین اور لوگون مین بہت بزرگ اور عزت والے تھے اور اون لوگون مین سے تھے جنکے ذکر کے وقت تکبیر اور تسبیح کیجائے اور اون ستر لوگون مین سے تھے جو عقبہ مین حاضر ہوے اور انصار مین اور عرکہ کی جماعت مین سے تھے اور جنھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین قرآن جمع کیا اور صحیح ابن عمر مین مرفوعًا آیا ہی استقرءوا القرآن من اربعۃ یعنے پڑھو قرآن چار سے اور معاذ بن جبل کو اون مین ذکر کیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے اور عبد اللہ بن مسعود کے درمیان مین بھائی چارا کردیا تھا وقیل اخی بینہ وبین جعفر ابن ابی طالب در کہا گیا ہی کہ بھائی چارا کردیا اوس کے اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان مین اور یون تو مسلمان سب آپس مین بھائی ہین لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسبتین خاص اور نسبتین مخصوص عنایت فرمائین اور بعض کے بھائی چارہ کو بعض کے ساتھ خاص کردیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو خوب جانتے ہین اور ہوسکتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو اور اون دونون عزیزون کو آپس مین بھائی بنادیا ہو واللہ اعلم اور معاذ بدر مین اور احد اور سکے اور مشہدون مین حاضر ہوئے ہین اور آن حضرت صلعم نے اون کو یمن کی جانب قاضی اور معلم کرکے بھیجا اور اونکا سن

اٹھائیں دو برس کا تھا اور جو مال یمن میں تھے اونسے حسد تو تھا لیکن آنکے سپرد فرمایا اور اوسکا فقیرونکو یا تھنا انکے حوالہ کر دیا اور اونکی فضیلت تو یہ بات کافی ہی کہ اونکی راے کو موافق کتاب اللہ اور برابر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقتعالی اعلیشانہ نے کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ اونھیں یمن کیطرف روانہ کیا تو فرمایا ای معاذ تم کس چیز کے ساتھ حکم کروگے اونھون نے عرض کیا کہ مین اوس چیز کے ساتھ حکم کرونگا جو کتاب خدا مین ہی آپ نے فرمایا اگر تم اوسکو کتاب خدا مین نپاؤ اور وہ تمیز ظاہر نہو تو کس چیز کے ساتھ حکم کروگے اونھون نے عرض کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ عمل کرونگا آپ نے فرمایا اگر رسول کی سنت نپاؤ تو کس چیز پر عمل کروگے عرض کیا کہ اجتہاد کرونگا اور حق کے پہونچانے مین کوشش کرونگا اور اپنی راے کے موافق حکم دونگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کیا اور فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی اللہ ورسولہ یعنے سب تعریف ثابت اللہ ہی کو ہے جسنے اپنے رسول کے پیغمبر کو توفیق دی اوس چیز کی جس سے اللہ اور رسول اسکا راضی ہی اور یہ تمام امت کے مجتہدونکے واسطے ہی اور راے اور اجتہاد کے جائز ہونیکے لیے سند ہی اور معاذ اس قوم کے امام اور پیشوا ہین اور سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل علما کے امام رضی اللہ عنہ آئینگے اور فرمایا کہ جب علما اپنے پروردگار کے حضور مین حاضر ہونگے تو معاذ بن جبل انکے آگے آگے ہونگے اور خدا تعالی معاذ بن جبل کے ساتھ فرشتونسی فخر کریگا اور مروی ہی کہ ہر چیز معاذ کا ایمان لائے ہین یہانتک کہ اونکی مہر انکا ایمان لائی ہی یہ اوس چیز کے صدق اور نصیحت کیطرف اشارہ ہے جسکا اونھون نی فتوا لکھا ہی اور جسپر مہر کی ہی اور فرمایا ہی اعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل یعنی بڑھ کے جانتا ہی اونسے حلال اور حرام کو معاذ بن جبل اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو اہل یمن کے پاس بھیجا تو لکھا کہ مینے تمھارے پاس اپنے لوگونمین سے بہتر کو بھیجا ہی اور مسروق سے روایت ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ مین ابن مسعود کے پاس تھا اور ابن مسعود نے پڑھا ان معاذا کان امۃ قانتا للہ تب فروہ بن نوفل نے کہ وہ حاضرین مجلس مین تھے کہا ابن مسعود آیت کو بھول گئے اور اوسکو بھولے سے پڑھا پس ابن مسعود نے کہا مین بھولا نہین ہون بلکہ مینے معاذ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے کے طریق سے پڑھا ہی اور ہم معاذ بن جبل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے اور استیعاب مین اس حکایت کو اسطرح پر لائے ہین کہ جب ابن مسعود نے پڑھا ان معاذا کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یکن من المشرکین تو فروہ بن نوفل نے کہا ای عبد الرحمن حق تعالی کا یہ قول اسطرح پر ہے ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ابن مسعود نے پھر دوبارہ پڑھا ان معاذ کان امۃ وہ کہتے ہین کہ جب مین نے دیکھا

کہا اونھون نے اسکا اعادہ کیا تو مین سمجھا کہ عمداً اونھون نے اوسکو پڑھا ہی بھولے سے نہین پڑھا ہی مینے سکوت کیا پھر ابن مسعود
نے کہا تم جانتے ہو کہ امت کیا ہی اور قانت کیا ہی مینے کہا اللہ تعالی دانا ہی ابن مسعود نے کہا امت وہ ہی جو خیر کی تعلیم
کرتا ہی اور اوسکی پیروی کیجاتی ہی اور قانت خاص خدای تعالی کا مطیع ہی اور معاذ بن جبل خیر کی تعلیم کرتا ہی اور حق تعالی
جلشانہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایسے ہی مطیع تھے اور نقل کیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے اونکو یمن کی جانب بھیجا تو فرمایا کہ اگر کوئی تیرے واسطے ہدیہ بھیجے تو تجھپر حلال ہی اور تو اوسکو قبول کر اور
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو رخصت کیا تو اونکے حق مین دعا فرمائی کہ خدا ے تعالی تجھکو
پس و پیش اور داہنے بائین اور سب طور سے محفوظ رکھے اور فرمایا کہ ای معاذ بن جبل مین بیشک تجھکو دوست رکھتا
ہون تو ہر نماز کے بعد تین بار کلمہ اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک یعنے مدد کر تو میری اپنی یاد پر اور اپنے
شکر پر اور اپنے حسن عبادت پر اور ابو نعیم نے حلیہ مین معاذ بن جبل کے وصف مین کہا ہی کہ وہ فقہا کے امام ہین اور
عالمونکے مخزن ہین اور وہ عقبہ اور بدر مین اور تمام مشاہد و غیرہ مین حاضر ہوے ہین اور انصار کے جوانون مین سے حلم
اور حیا اور سخاوت مین افضل تھے اور جمیل و وسیم یعنے خوبصورت اور شاندار تھے اور ایک روایت مین ہی کہ وہ گورے
تابندہ چہرہ اور درخشندہ دندان اور سرمگین چشم تھے اور کعب بن مالک نے کہا ہی کہ معاذ جوان خوبصورت
اور سخی اپنی قوم کے جوانونمین سے بہتر تھے خدای تعالی سے کسی چیز کا سوال نہین کرتے تھے لیکن خدا ے تعالی اونکو عطا
فرماتا تھا اور واقدی نے کہا ہی کہ لوگونمین بہت جمیل تھے اور سب مشاہد و غیرہ مین حاضر ہوے ہین اور اونھون نے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حدیثین روایت کی ہین اور اونسے عمرو بن عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن عمرو
بن العاص اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور انس بن مالک اور ابو قتادہ انصاری اور جابر بن سمرہ نے اور سوا انکے
صحابیون نے اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مین نہایت سخاوت
تھی کہ کوئی چیز نگاہ نرکھتے تھے اور ہمیشہ قرضدار رہتے تھے یہانتک کہ اونکا سب مال قرضمین مستغرق ہو گیا پس حضرتؐ
کی خدمت مین حاضر ہوے تاکہ آپ اونکے قرضخواہونکو بلا دین اور وہ عفو کر دیوین پس اونکے قرضخواہون نے
انکار کیا اور اگر وہ کسیکی وجہ سے کسیکے لیے ترک کر دیتے تو بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے
معاذ کے لیے ترک کر دیتے اور معاذ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین یمن سے آ گئے پھر
شام کی جانب چلے گئے اور جس وقت کہ معاذ شام کیطرف چلے گئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ معاذ بن جبل کا مدینہ سے نکلنا بیشک مدینہ کے

اونکو فتنہ مین اور جس چیز کے ساتھ لوگونکو فتوی دیتے اوسمین عمل ہوا اور یہین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیشک
کہتا تھا کہ تم اونکو نگاہ رکھو اسوجہ سے کہ لوگونکو اونکے حاجت پڑتی ہی پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھسے انکار صحابت کا
کیا اور کہا مین ایسے شخص کو کیونکر نگاہ رکھون جو شہادت کا خواہان ہی پھر سنے کہا واللہ آدمی کو شہادت کا ثواب
ملتا ہی درحالیکہ وہ اپنے فراش پر اپنے گھر مین ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی عبیدہ بن الجراح کی وفات کے
بعد اوسکو شام کا عامل کر دیا اور اونھون نے اوسی سال طاعون عمواس مین مقام اردن مین جو ساتھ ہمزہ کے
زیر اور ر کے سکون اور دال کے زبر کے ایک موضع کا نام ہی شام مین سنہ ۱۸ھ مین وفات پائی اور کہا گیا ہی سنہ ۱۷ھ مین
وفات پائی ہی اور اونکی عمر تینتیس یا چونتیس یا اڑتیس برس کی تھی اور عمواس درمیان رملہ اور بیت المقدس
کے ایک قریہ ہی اور اونکے بعد عمرو بن عاص کو عامل کر دیا اور جب طاعون کے عارضہ مین لوگ مبتلا ہوے تو عمرو بن عاص
اوٹھ کھڑے ہوے اور لوگون سے کہا کہ اس سے بھاگو کیونکہ یہ عارضہ آگ کی شکل ہی معاذ بن جبل نے کہا کہ تم نادان ہو
اور بیشک تم اور تمھارے اہل حمار سے زیادہ بیوقوف ہین مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے
کہ اس امت کے حق مین رحمت ہی خداوندا معاذ کو اور معاذ کے اہل کو اون لوگون مین یاد کر جنکو تو نے اس رحمت
مین یاد کیا ہی اور روایت کیا گیا ہی کہ طاعون کا عارضہ پیدا ہوا تو معاذ نے کہا خداوندا یہ تیری رحمت تیرے
بندون پر ہی خداوندا معاذ کو اور اوسکے اہل کو اس سے محروم نہ رکھ اور جب اونکو طاعون کا عارضہ ہوا تو وہ موت
کے وقت کہتے تھے اخنق خنقک یعنے گھونٹ تو اور سخت گرفت کر جیسا کہ تو چاہتا ہی فبعزتک انک لتعلم انی احبک
پس قسم ہی تیری عزت کی کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھکو دوست رکھتا ہون وکما قال واللہ اعلم اور مروی ہی کہ
ایک عورت کا خاوند دو برس سے غائب ہو گیا تھا اور جب وہ آیا سو اوسنے اپنی بیوی کو حاملہ پایا اوسنے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین اس امر کی نالش کی پس آپ نے اوس عورت کے سنگسار کرنیکا حکم کر دیا پس
معاذ بن جبل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اگر حاکم ہو تو اس عورت پر حاکم ہو اور جو اوسکے شکم مین ہی
اوسپر تم حکومت نہین رکھتے ہو پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جبتک اس عورت کی یہان لڑکا پیدا ہو
اوسکو نگاہ رکھو پھر اوس عورت کے یہان دو برس کا لڑکا پیدا ہوا اور جب اوسکے باپ نے اوسکو دیکھا
تو اپنی مشابہت اوسمین پائی اور کہا ابنی ابنی برب الکعبۃ یعنے قسم ہی پروردگار کعبہ کی کہ یہ میرا
ہی بیٹا ہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ عورت
لڑکا اپنے شوہر کے مانند نہ جنتی تو عاجز ہوتی اور اگر معاذ نہوتا تو عمر ہلاک ہوتا اور معاذ

رضی اللہ عنہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات شریف مین اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین لوگو نکو فتوی دیتے تھے اور روایت کی ہی کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ کو موت کا سامنا ہوا تو جو لوگ اونکے گرد بیٹھے تھے وہ رونے لگے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمکو کس چیز نے رولایا اُن لوگون نے کہا کہ ہم علم پر روتے ہین کہ تمھاری وفات سے منقطع ہوا جاتا ہی اونھون نے جواب دیا کہ علم اور ایمان قیامت تک اپنے مقام پر ہے اور جو شخص علم اور ایمان کی پیروی کریگا وہ اوسکو کتاب اور سنت مین پاویگا پس اوسکو چاہیے کہ ہر کلام کو کتاب کے موافق بیان کرے اور کسی کلام کے موافق کتاب کو نہ بیان کرے اور علم کو حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس طلب کرے اور اگر اونکو نپاوے تو چار آدمیون سے علم طلب کرے یعنے عویمر اور ابن مسعود اور سلمان الخیر اور ابن سلام اور یہ یہود تھے پھر اسلام لائے اور مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام بہشت مین داخل ہونے مین عشرہ مبشرہ مین سے دسوین شخص ہین اور کہا کہ عالم کی ذلت کرنے سے پرہیز کرو اور بچے رہو اور حق کو اختیار کرو جو کوئی اوسکو بیان کرے اور باطل کو رد کرو اوسی پر جو اوسکو بیان کرے کائنا مَن کان اور ایک روایت مین سعید بن مسیب سے ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے معاذ کو بنی کلاب کے پاس بھیجا کہ انکا مال انکے درمیان تقسیم کردو اور کوئی چیز نچھوڑو پھر وہان سے معاذ ایک کملی جو بہانے اپنے ساتھ لیگئے تھے اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے اونکی بیوی نے کہا تم وہان سے آئے ہو کہ جہان سے عامل آتے ہین اور اپنے اہل وعیال کے واسطے زر لاتے ہین تم ہمارے واسطے کیا لائے اُنھون نے کہا مجھپر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف سے ایک نگہبان تھا اونکی بیوی نے کہا تم تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک امین تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمپر نگہبان بھیجا پھر اونکی بیوی اور عورتون مین گئین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور یہ حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچی آپ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا اے معاذ مین نے تمپر کون نگہبان بھیجا تھا اونھون نے کہا یا امیر المومنین مینے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ مین اوس سے عذر کرتا لیکن یہ بات میرے ہاتھ لگی کہ مین نے اوسکو بطریق رمز اور کنایہ کے کہدیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہنسے اور اون کو کچھ دیا اور کہا کہ اوس عورت کو اس سے راضی کردو اور ابن جریر نے کہا کہ معاذ رضی اللہ عنہ کا جو قول ضاغط یعنے نگہبان کے معنے

مین ہی اوس سے مراد اونھون نے علم پروردگار رکھا ہی اور اون رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت ہین اور انکا ذکر
ایک طول طویل ہی اور وہ بندگان خاص اور حقتعالے کے مقربون مین سے تھے وبر بن محسن اور لوگ ابن محصن
کہتے ہین اور وبرہ کہتے ہین اور وبر بن مسہر حنفی کہلاتے ہین اونکو صحبت میسر ہوئی ہی مسلمہ کذاب سے اونکو
ایک جماعت کے ساتھ جنمین ابن النواحہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بھیجا تھا پس وبرہ بن محسن
اونمین سے اسلام لے آئے اور کہتے ہین اور کہتے ہین کہ ابن محصن خزاعی کو صحبت ہی اور وہ وہ ہین کہ جنکو رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیروز دیلمی اور جشیش دیلمی کے ساتھ یمن کی جانب اسود عنسی کے قتل کیواسطے جو نبوت کا
دعوی کرتا تھا بھیجا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسود اور مسلیمہ سے اور طلیحہ نے رسل سے قتال کیا ہی اور کسی چیز نے جو خدا کی راہ مین اور دین
کی نصرت کی قایم کرنیکی وجہ سے تھے اونکو باز نہین رکھا پس استیعاب کی عبارت سے وبر بن محسن کا یا ابن محصن کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامبر ونمین ہونا معلوم ہوتا ہی اور ظاہر ہوتا ہی کہ وبر بن مسہر حنفی بھی ایک
شخص ہی کہ جسکو صحبت نصیب ہوئی ہی اور اصابہ مین پہلے وبر بن مسہر حنفی کو مذکور کیا ہی بعد اوسکے وبر بن
محسن کلبی کو ذکر کیا ہی اور دونون کی صحبت کو ثابت کیا ہی اور وبر بن محس سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے
بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جو تو صنعا مین جاے تو بیشک
ایک مسجد جبل کے مقابل مین صنعا مین ہے اوس مین نماز پڑھنا اور جب اسود کذاب قتل ہوا تو
وبر بن محس نے کہا کہ یہ ایک مقام ہے کہ جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نماز پڑھنے
کا حکم فرمایا تھا اور وبر بن مسہر ذکر ہین اون کو اور ابن نواحہ اور ابن مجاعت حنفی کو مسلیمہ کا بھیجنا اور
انکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہونا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی رسالت کے صادق ہونیکی اور مسلیمہ کے کذب کی گواہی دینا بھی ذکر کیا فتدبر اور حبیب بن
زید بن عاصم انصاری مازنی بخاری بھائی عبد اللہ بن زید کے ہین اور بدر اور احد اور خندق
مین حاضر ہوئے ہین اور ابن اسحق نے اون کو عقبہ کے حاضرین مین ذکر کیا ہی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو مسلیمہ کذاب کے پاس بھیجا تھا اور مسلیمہ کذاب جب اون سے پوچھتا
تھا کہ کیا تم گواہی دیتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہین تو وہ کہتے
تھے ہان اور جب وہ کہتا تھا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون تو وہ کہتے

سے میں بہرا ہوں اور کچھ نہیں سنتا ہوں چنانچہ اسیطرح کئی بار کیا اور مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ نے انکو قتل کیا
اور انکے اعضا الگ الگ ٹکڑے ٹکڑے کیے اور حبیب رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے اور جب یمامہ کا روز ہوا تو آپکے بھائی عبد اللہ
بن زید نکلے اور انکی ماں نے نذر کی تھی کہ جبتک مسیلمہ کو قتل نکرے غسل نکرے اور جو نام کہ روضۃ الاحباب
میں مذکور ہیں تمام ہوئے اور جو نام کہ مواہب لدنیہ میں مذکور ہیں اونکو بھی میں بیان کرتا ہوں اول عباد
بن بشر ہیں جنکو بنی سلیم اور مزینہ کی جانب بھیجا تھا اور عباد ساتھ عین کے زیر کے اور بے کے تشدید کے
ہے اور بشر ساتھ بے کے زبر کے اور شین کے سکون کے ہے اور وہ انصاری اشہلی ہیں اور وہ سعد بن معاذ
کے اسلام لانے سے پہلے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور بدر اور احد اور سب مشہدوں میں
حاضر ہوئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت خدمت کرتے تھے اور آپکی نگہبانی کرتے تھے
اسی سبب سے انکا ذکر نگہبانوں میں ہوا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور بریدہ ہیں کہ اونکو کعب بن مالک سے
غفار اور اسلم کی طرف بھیجا تھا اور کتابت کرنے والوں کے ذکر میں بھی اون کا ذکر ہوا ہے اور رافع
بن مکیث جہنی ہیں اور مکیث ساتھ میم کے زبر کے اور کاف کے زیر کے اور یے کے سکون اور اخیر میں
ثے کے ساتھ ہے اور بیعۃ الرضوان میں حاضر ہوئے ہیں اور وہ اون لوگوں میں سے تھے جو فتح کے
دن جہینہ کے جھنڈے لیے رہتے تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو اونکی قوم جہینہ کے
صدقات پر عامل کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جابیہ میں حاضر ہوئے ہیں اور اونکی ایک
حدیث بطریق اونکے بیٹے حارث بن رافع کے رافع سے حسن بلکہ میں ابی داود کے پاس ہے اصابہ میں
ایسے ہی اور استیعاب میں کہا ہے کہ رافع بن مکیث جہنی بھائی جندب بن مکیث کے حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں
اور اونھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک آگ پیدا ہوتی ہے
کہ لوگوں کو محشر کیطرف ہانکے لیے جاتی ہے اور اونسے اونکے بیٹے بشر بن رافع نے روایت کی ہے اور ضحاک بن
سفیان بن عوف بن ابی بکر بن کلاب الکلابی ہیں اور اونکی کنیت ابو سعید ہے ابن حبان اور ابن سکن نے کہا ہے
کہ اونکو صحبت میسر ہوئی ہے اور ابو عبد اللہ نے کہا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
صحبت رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو جھنڈا دیا تھا اور واقدی نے کہا ہے کہ
وہ اپنی قوم بنی کلاب کے صدقات پر مقرر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو قریش
پر حاکم کر دیا تھا اور اہل مدینہ میں شمار کیے گئے ہیں اور وہ اون جواں مردوں میں سے ہیں کہ

ستر اسو جوان انکے مقابل میں اکیلے شمار کیے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو سریہ پر بھیجا اور اوسکو
لکھا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو اوسکو وارث کردے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں خطاء سے قتل کیا گیا
اور ضحاک نے اوسکی بیوی کیواسطے اوسکی دیت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گواہی دی اصحاب سنن نے
اوسکو نقل کیا ہے اور یہ حدیث مشکوۃ شریف میں مذکور ہے اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ وہ بڑے تلوریے
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر اپنی تلوار گلے میں ڈالکر کھڑے ہوتے تھے اگر اس سبب سے انکو سب
سے گناہوں کے ذکر میں ذکر کرتے تو بھی ہو سکتا تھا اور بشر بن سفیان ساتھ بے کے زیر کے اور شین معجمہ کے
سکون کے بھی ہیں اور وہ عدوی کہے جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بھی کعب کی جانب
بھیجا تھا اور عبد اللہ بن اللتبیہ میں لتبیہ ساتھ لام کے زیر اور پیش کے بھی آیا ہے اور تے کو زیر اور سکون
کے ساتھ بھی کہا ہے اور بے کے زیر اور یے کے تشدید کے ساتھ ہے اور اگر ساتھ لام کے پیش اور بے کے
سکون کے ہے تو منسوب طرف بنی لتب کے ہے جو ساتھ بے کے سکون کے ایک مشہور قبیلہ ہے اتبیہ ہمزہ کے
ساتھ بجاے لام کے بھی کہتے ہیں لیکن صحت کو نہیں پہونچا ہے اور ابی حمید ساعدی نے روایت کی ہے کہ وہ ایک
شخص ازد کا تھا جسکو ابن اللتبیہ کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بنی ذبیان کے
صدقات پر جو ذال کے پیش اور بے کے سکون اور یے کے ساتھ ہے عامل کیا تھا اور وہاں دولتمندوں نے
انکے واسطے ہدیہ بھیجا تھا اور جب یہ لینے آئے جہاں گئے تھے تو مسلمانوں سے کہا کہ یہ صدقہ کا مال جو وہاں سے میں
لایا ہوں تمہارے لیے ہے اور یہ ہدیہ جو لوگوں نے میرے واسطے بھیجا ہے میرے لیے ہے اور اونھوں نے دیانت کی اور اون
ہدیوں کو اپنے گھر بند لیگئے اور صحابہ سے کہا کہ آنحضرت کو اسکی خبر دیجیے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجویز
فرماویں ویسا عمل میں لایا جاوے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی خبر پہونچی آپ نے خطبہ پڑھا اور
باری تعالی کی حمد و ثنا کا حق بجا لائے اور فرمایا کہ بعد حمد و ثنا کے حق تعالے کے میں تم میں سے
ایک شخص کو کاموں پر بھیجتا ہوں جسکی حکومت حق تعالے جلشانہ نے مجھکو عنایت کی ہے اور
تم میں سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارے لیے ہے اور یہ پیشکش ہے کہ میرے واسطے بھیجی
گئی ہے وہ شخص اپنے باپ کے گھر میں اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا تو دیکھا جاتا اور
معلوم ہوتا کہ اوسکے واسطے ہدیہ بھیجا جاتا ہے یعنے یہ ہدیہ کہ اوسکو بواسطہ اور وسیلہ عمل کے بھیجا ہے
اور یہ اوسمیں داخل ہے اور اوسکے حکم میں ہے بعد اوسکے فرمایا کہ خدا ے تعالے کی قسم ہے

کہ جسکے دست قدرت مین زندگی ہی کوئی شخص اپنے مال زکوۃ مین کوئی چیز ناحق نہ لے لینیں تو قیامت کی دن اپنی
گردن پر رکھکے لائیگا اس حالت سے کہ وہ آواز دیتی ہوگی اور فریاد کرتی ہوگی خواہ اونٹ خواہ گاو بیل خواہ
بکری ہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونون دست مبارک یہانتک اوٹھائے کہ ہمنے بغلونکی سپیدی
دیکھی اور آپ نے فرمایا اللّٰھم ہل بلغت اوسکو بخاری اور مسلم نے روایت کی ہی اور عیینہ بن حصین ہین کہ انکو بنی
تمیم کی جانب بھیجا تھا اور یہ عیینہ بن حصین عرب مین سے بہت سخت اور جفاکش اور مولفۃ القلوب سے تھے
واللہ اعلم اور اونکا اسلام مشکوک ہوا ہی اور آنکے ذکر متعدد مقامو مین گذرے ہین جو اون کی خشونت
اور غلظت اور جفا پر دلالت کرتے ہین جیسا کہ اکثر بنی تمیم ایسا حال رکھتے ہین غرضکہ جب بشر بن سفیان
کعبی کو جو مذکور ہو چکے ہین بنی کعب کے پاس اون سے صدقات لینے کے واسطے بھیجا تو بنی کعب کو
اونھون نے حکم کیا کہ بنی کعب نے اپنے مواشی جمع کر دیے اور اونھون نے اونکی زکوۃ اون سے لے لی
بنی تمیم کو بسبب خست اور بخل کے جو اون مین تھا وہ مال بہت معلوم ہوا اور اونھون نے بنی کعب سے کہا
تم اپنا یہ سب مال کیون چھوڑے دیتے ہو کہ وہ لیجا ہین بنی کعب نے کہا کہ ہم دین اسلام مین متدین
ہوئے ہین اور دین زکوۃ دینا چاہیے تمیمون نے کہا خدائے تعالی کی قسم وہ ایک شتر یہان سے
نہین لیجا سکینگے اور اونھون نے ہتھیار باندھے اور جنگ پر آمادہ ہوئے اور بشر بن سفیان اقرار پر
اقرار اونسے کرکے مدینے مین چلے آئے اور جب اس واقعہ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
شریف مین عرض کیگئی آپ نے چاہا کہ لوگ بنی تمیم کیجانب بھیجے جائین پس فرمایا کہ ایسا کون ہی جو بنی تمیم
کیطرف جائے اور اونسے اسکا انتقام لے عیینہ بن حصن فزاری نے بسبب شدت عداوت کے جو بنی تمیم کے
ساتھ رکھتے تھے عرض کیا کہ یہ کام مین بجالاونگا پس آنحضرت صلعم نے آنکے ہمراہ پچاس سوار انصار اور مہاجر
کیے اور آنکو بنی تمیم کیطرف بھیجا اور وہ اونکے سر پر جا پہونچے اور دوڑ ماری اور آنکو لوٹ لیا اور آنکی
عورتون اور بچونکو گرفتار کرکے لے آئے بنی تمیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف
مین حاضر آئے اور فریاد کی کہ اے محمد ہمارا مال آپ کیون لوٹتے ہین اور ہماری بیبیون اور
لڑکونکو لونڈی اور غلام بناتے ہین پھر بہت جھگڑے اور فخر کرنے لگے یہ قصہ طول طویل نوین برس
کے واقعونکے ذکر مین پہلے گذر چکا ہی اور یہ چند شخص ہین کہ جنکو مواہب لدنیہ مین پیغامبرون
کے ذکر مین ذکر کیا ہی پوشیدہ نرہے کہ اون کو پیغامبرون مین داخل کرنا مناسب نہین ہے اونکو

عاملوں میں داخل کرنا چاہیے اور ایک عنوان دوسرا عاملوں کی ذکر کیلیے بڑھانا چاہیے جیسا کہ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے

باب عاملوں کے ذکر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامل قبیلوں کی صدقہ قوتیر تیرہ شخص تھے ایک عبد الرحمٰن بن عوف اور ابو محمد قرشی زہری رضی اللہ عنہ ہیں یہ بنی کلب کے صدقوں پر عامل تھے اور عام فیل کے دس برس بعد انکی پیدائش ہوئی ہے اور انکا جاہلیت میں عبد الکعبہ یا عبد عمر نام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام عبد الرحمٰن رکھا اور ماں انکی شفا نام بیٹی عبد عوف بن حارث بن زہرہ کی تھیں اور رہ اور انکی ماں قدیم ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائی تھیں اور حبشہ کی جانب دوبار ہجرت کی تھی اور سب مشہدوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں اور احد میں رہ ثابت رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے واقعہ میں انکے پیچھے نماز پڑھی ہے چنانچہ مذکور ہے اور حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل کی طرف تشریف لیگئے پس آپکے تشریف لانے میں اتنی دیر ہوئی کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا صحابہ نے نماز شروع کر دی اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو امام بنایا دوسری رکعت باقی رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ آئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنے حال پر رہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رکعت اونکے ساتھ پڑھی اور جس چیز کے ساتھ آپ مسبوق ہوئے تھے اوسکو تمام فرمایا اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ دولتمند اصحابوں میں سے تھے اور اونھوں نے مدینے میں ہجرت کی اور انکو تمام خیر اور دولت مدینے میں تجارت سے حاصل ہوئی اور نقل کی ہے کہ اونکے ایک دوست انصاری نے کہ جسکو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا بھائی بنا دیا تھا اونسے کہا کہ میں دو بیبیاں اور متعدد باغ رکھتا ہوں اور ایک بیوی کو تمھاری خاطر طلاق دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ سب باغ میرے اور تمھارے درمیان مشترک ہو جائیں عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا تعالی تمھاری بیبیوں میں اور مال میں برکت دے اور زیادتی کرے تم مجھکو بازار کی راہ بتا دو میں اور کچھ حاجت نہیں رکھتا ہوں پھر عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار میں آئے اور خرید اور فروخت کی اونکے کام میں اس قدر کشائش ہوئی کہ دولت کے اس مرتبے کو پہنچے کہ جسکا کچھ شمار نہ ہوتا تھا جیسا کہ گذرا ہے اور نقل کیا ہے کہ جب عبد الرحمٰن بن عوف نے وفات پائی تو اونکی چار بیبیاں تھیں پس اون چاروں کے آٹھویں ثمن سے صلح کر دی گئی جو ربع ثمن میراث میں سے

اونکا حصہ چالیس ہزار ایک کو اونمیں سے اسی ہزار درہم پہونچے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی اسی ہزار دینار پہونچے واللہ اعلم
اور اہل بدر میں سے سو آدمیوں کے لیے وصیت کی کہ ہر ایک کو چار چار سو دینار دینا اور ایکبار چار ہزار دینار تصدق کیے
اور دوسری بار چالیس ہزار دینار اور پھر دوبارہ چالیس ہزار دینار تصدق کیے اور راہ خدا میں پانچسو گھوڑے دیکر
لوگوں کو سوار کیا اور پانچسو کو راحلے پر بٹھایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپکی ازواج مطہرات کی
کفالت کرتے تھے اور اسیطرف کیطرف اشارہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا گیا ہی اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا عبد الرحمن بن عوف کی بیٹی سے فرماتی تھیں کہ خدا تعالی تیرے باپ کو سلسبیل جنت سے شراب
پلاوے کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کرتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ
میںنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے عبد الرحمن بن عوف کو میںنے بہشت میں بچہ کیطرح پر
چلتے دیکھا یعنے گھٹنیوں چلتے پس اونھوں نے اس نعمت کے شکرانے میں ایک کاروان جو شام سے آیا تھا
سب تصدق کر دیا اور ایک روایت میں ایسا آیا ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں تھیں کہ ایک
ایسی ایک آواز سنی کہ جس سے مدینہ ہل گیا اور لرز گیا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ غل شور
کیسا ہی لوگوں نے عرض کیا عبد الرحمن بن عوف کا ایک کاروان شام سے آیا ہی اور اسمیں سات سو
اونٹ تھے پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آگاہ ہو میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ میںنے عبد الرحمن بن عوف کو دیکھا ہی کہ بہشت میں بچے کیطرح گھٹنیوں چلتا ہے اور
یہ خبر عبد الرحمن بن عوف کو پہونچی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور جو خبر کہ پہونچی تھی
تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہونچی آپ نے اوسکو بیان کیا پس عبد الرحمن بن عوف نے کہا
میں آپکو گواہ کرتا ہوں کہ میںنے سب اونٹ مع انکے بوجھوں اور پالانوں اور اسبابوں کے خدا
تعالی کی راہ میں دیدیے اسکو احمد اور نعیم نے روایت کیا ہی اور مروی ہی کہ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اونسے فرمایا ای عبد الرحمن بن عوف تو دولتمندوں سے ہے اور جس طرح سے کہ بچہ
گھٹنیوں چلتا ہی اوسی طرح تو بہشت میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالے کو کچھ قرض دے کہ حق تعالی تیرے
پاؤں کھولدے اونھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا چیز خدا تعالے کو قرض
دوں آپ نے فرمایا کہ جتنا مال تو رکھتا ہے اوس سے الگ ہو جا اونھوں نے عرض کیا سب مال سے یا رسول
اللہ آپنے فرمایا ہاں پس وہ تصدق اسبات کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی حتی

نکلے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے پاس کسی شخص کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور انھون نے
کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کو حکم کیجیے کہ مہمانونکی مہمانی کرے اور مسکینونکو کھانا کھلاوے اور سائلونکو دے اور اپنے
اہل وعیال سے ابتدا کرے جب ایسا کرینگے تو جو چیز کہ اون مین ہی اوسکے دفع کا باعث یہ واقع ہو جاویگا
اوسکو ابن عدی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام کلثوم سے جو بیٹی
عقبہ کی اور بیوی عبد الرحمن بن عوف کی تھین فرمایا کہ سید المسلمین یعنی عبد الرحمن بن عوف کا نکاح کر دے اور
ابو نعیم اور ابن عساکر روایت کرتے ہین عبد الرحمن بن عوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہے جاتے تھے اور وہ
اون دس شخصون مین سے تھے کہ جنکے بہشت مین داخل ہونے کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری
دی ہی اور وہ دراز قد تھے اور چہرہ اونکا باریک اور رنگت گوری سرخی مائل اور ہتھیلیان گداز گندہ تھین
اور پیر مین اونکے لنگ تھا کہ اونکو احد کے دن بیس یا اس سے زیادہ زخم لگے تھے اور بعضے زخم اونمین سے
اونکے پاؤن پر بھی لگے تھے کہ اوس سے لنگ ہو گیا تھا اور وہ ایسے تھے کہ جنگ احد مین اونکے ہمراہ
فرشتے جنگ کرتے تھے اور وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین فتوے دیتے تھے اور اونکے اور
خالد کے درمیان مین ایک امر ہو گیا جیسا کہ بشریت سے لوگون مین ہو جاتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہی خالد اگر تیرے پاس سونا احد کے برابر ہو اور تو اوسکو تمام خدا کی راہ مین
دے تو بھی اوسکے رات اور دن کے برابر نہ ہونگے جو اوسنے خدائے تعالے کی راہ مین دیا ہی اور اسکو ابن عساکر
نے روایت کیا ہی اور انھون نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی
اور اونسے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اونکے بیٹے ابراہیم اور حمید اور مصعب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف
جو بزرگان دین اور دین کے اماموں مین سے مشہور ہین اور اونکے بھانجے مسور بن مخرمہ نے اور سوا ان کے
اور لوگون نے روایت کی ہے اور انھون نے سنہ ۳۲ بتیس مین وفات پائی ہی اور بقیع مین دفن ہوئے
ہین اور عمر اون کی بہتر برس کی تھی اور بعضون نے کہا ہے کہ پچھتر برس کی تھی اور بعضون نے کہا ہی
اٹھتر برس کی تھی اور وہ وہی ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مریض ہوئے اور اپنے بعد اون کو
خلیفہ ہونے کو کہا پس عبد الرحمن بن عوف نے دعا مانگی کہ حق تعالے مجھکو حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ سے پہلے موت دے اور اپنی دعا کے چھ مہینے کے بعد اونھون نے وفات پائی
اور جسوقت عبد الرحمن بن عوف نے انتقال کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ذہب ابن

عوف تقدیر اور کثرت صدقہ ہا و سبقت رانقہا ای کذرہا اور ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہی کہ عبدالرحمن
بن عوف مرض موت مین بیہوش ہو گئے اور جو ہوش مین آگئے تو انھون نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے سخت اور خشن آئے
اور اونھون نے کہا کہ ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہارا محاکمہ عزیز امین کے نزدیک کرین بعد اسکے ایک اور فرشتے نے اُنسے
ملاقات کی اور اُنسے پوچھا تم اسکو کہان لیے جاتے ہو اونھون نے جواب دیا ہم عزیز امین کے پاس اسکا محاکمہ کرینگے
پس اوس فرشتے نے ان دونون فرشتون سے کہا کہ تم چاہتے ہو کہ اسکو لیجاؤ تو اسکو چھوڑ دو کیونکہ یہ وہ شخص ہے کہ
سابق سے سعادتمند ہی در حالیکہ یہ اپنی ماں کے شکم مین تھا اسکو ابونعیم نے روایت کیا ہی اور عبدالرحمن بن عوف
کے اسلام لانیکا قصہ جیسا کہ حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے اپنے باپ سے روایت کیا ہی یہ ہی کہ اونھون نے بیان
کیا کہ مینے اپنے باپ سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے ایک
سال پہلے یمن کی جانب سفر کیا اور عکلان بن عوام حمیری کے پاس اترا اور وہ ایک شخص سن رسیدہ تھا کہ
اوسکی عمر بہت بڑی ہوئی تھی یہانتک کہ مانند جوزہ کے ہوگیا تھا اور مین ہمیشہ جب یمن مین جاتا تھا تو اوسکے پاس
اوترتا تھا اور مجھسے مکہ کی کیفیت پوچھتا تھا اور کہتا تھا کہ تم مین کوئی شخص ظاہر ہوا ہی کہ جس سے تم آگاہ ہو اور
جسکا ذکر ہوتا ہی کیا تم مین سے کسی نے تمھارے دین مین تم سے مخالفت کی ہی اور مین کہتا تھا نہین اور جس وقت مین
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور مین اوسکے پاس گیا تو اوسنے مجھسے کہا کیا مین تم کو
خوش خبری ایسی دون جو تیری تجارت سے بہتر ہی اور کہا کہ بیشک خداتعالی نے تمھاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث
کیا اور اوسپر کتاب اوتاری ہی کہ وہ بتونکی نہی کرتا ہی اور اسلام کی جانب بلاتا ہی اور حق کے ساتھ حکم کرتا ہی
اور اوسکا اثبات کرتا ہی اور باطل کی نہی کرتا ہی اور اوسکو باطل کرتا ہی اور بنی ہاشم مین سے ہی اور تم
ای عبدالرحمن اوسکے ماموؤن مین سے ہو اس واقعہ کو پوشیدہ رکھو اور پلٹ جانے مین جلدی کرو اور
اوسکی تقویت کرو اور اوسکی تصدیق کرو اور یہ بیتین میری اوسکے پاس لیجاؤ ۔ اشہد باللہ ذی المعالی

و فالق اللیل والصباح ۞ انک فی السر من قریش ۞ یا ابن المفدی من الذباح ۞ ارسلت تدعو الی
الیقین ۞ ترشد للحق والفلاح ۞ ہد کرور السنین رکنی ۞ عن بکرۃ السیر والرواح ۞ فصرت حلسا لارض
بیتی ۞ قد قعدت من نهوض جناحی ۞ اذ نادی بالدیار بعد ۞ فانت حرزی و مستراحی ۞ اشہد باللہ رب موسی ۞
انک ارسلت بالبطاح ۞ فکن شفیعی الی ملیک ۞ یدعو البرایا الی الفلاح ۞ عبدالرحمن نے کہا کہ
مینے ان بیتون کو یاد کرلیا اور مین وہان سے پھرا اور مکہ مین آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے

ملاقات کی اور یہ خبر اونکو دی اونھوں نے کہا کہ البتہ محمد بن عبد اللہ کو خدا تعالیٰ نے خلق کیطرف مبعوث کیا ہی پس
تو آنکے پاس چل میں اونکے پاس گیا تو وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے پس میں آپکے پاس حاضر ہونیکی
اجازت طلب کی جب آپ نے مجھکو دیکھا تو ہنسے اور فرمایا کہ میں چہرہ روشن دیکھتا ہوں اور اسکے واسطے امید خیر کی رکھتا
ہوں اے ابا محمد تیرے پاس کیا چیز ہے میں نے عرض کیا اے محمد تم کیا چیز لیکر بھیجے گئے ہو آپ نے فرمایا کہ تو ایک امانت
اور میں شہادت کی لایا ہوں بیشک تجھکو میرے پاس بطریق پیغامبروں کے بھیجا ہی پس وہ امانت کھولا اور کہو اور
جانتا تو اور آگاہ ہو کہ قبائل یمن حمیر کے خواص مومنین سے ہیں عبد الرحمن نے کہا کہ میں اسلام لایا اور میں نے
گواہی دی کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپکے آگے بیٹھے اون شعروں کو پڑھا اور اس خبر کی جسنے خبر دی جو حمیری
نے مجھکو کہی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہت لوگ مجھپر ایمان لاینگے جنھوں نے مجھکو نہیں دیکھا ہی
اور بہت لوگ میری تصدیق کرینگے اور وہ میرے پاس حاضر نہیں ہوسکے ہیں اور سچ ہی کہ وہ گروہ بھائی میرے
ہیں اسکو ابن عساکر نے روایت کیا ہی اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو جمع الجوامع میں ذکر کیا ہی
اور عدی بن حاتم بن عبد اللہ بن سعد الطائی ہیں جو بنی طے اور بنی اسد کی جانب بھیجے گئے تھے اور جواد بن
جواد تھے اور کنیت اونکی ابو طریف تھی اور وہ نصرانی تھے پھر اسلام لائے اور اپنی قوم میں شریف عزیز فاضل
کریم حاضر جواب تھے اون سے روایت کی گئی ہی کہ اونھوں نے بیان کیا ہی کہ جب سے میں اسلام لایا کوئی
نماز کا وقت مجھپر ایسا نہیں گذرا کہ جسکا میں مشتاق نہوں اور ایک روایت میں ہی کہ میں وضو سے نہوں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی قوم کے صدقات کے ساتھ ایام ردت میں حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور اسلام پر ثابت رہے اور اپنی قوم کو اور دوسرے گروہ کو پھر جانے سے
باز رکھا اور اونکو اسلام پر ثابت رکھا اور عراق کی فتح میں حاضر ہوئے بعد اسکے کوفہ میں ساکن ہوئے
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جمل میں حاضر ہوئے اور اوس دن اون کی ایک آنکھ جاتی رہی
اور صفین اور نہروان میں حاضر ہوئے اور کوفہ میں سنہ ۶۹ اونہتر میں وفات پائی اور عمر
اون کی ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہوئی اور ابو حاتم سجستانی نے کتاب معمرین میں اون کی
عمر ایک سو اسی ۱۸۰ برس کی نقل کی ہے اور پہلا قول صواب کے ساتھ بہت قریب ہی اور اونسے نقل کی
ہی کہ اونھوں نے بیان کیا ہی جب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر
ہوا آپ نے میرے واسطے جگہ کشادہ کردی اور وسعت دیدی یا آپ نے جنبش فرمائی اور

ایکروز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین آپکے خانہ مبارک مین حاضر ہوا اور خانہ مبارک صحابہ
سے بھرا ہوا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے وسعت دیدی اور مین آپکے پہلوے شریف مین بیٹھا
اور شعبی نے عدی سے روایت کی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین اپنی
قوم کی ایک جماعت مین آیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کیطرف متوجہ ہوے اور میریطرف متوجہ نہوے
پھر مین اونکے آگے آیا اور مینے کہا آیا آپ مجھکو پہچانتے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہان تم ایمان
اوس وقت مین لائے ہو کہ لوگ کافر تھے اور تمنے حق کو اوسوقت مین پہچانا ہی کہ وہ نہ پہچانتے تھے
اور تم نے اوس وقت وفا کی ہی کہ جس وقت اون لوگون نے غدر کیا اور تم اوسوقت مین آگے تھے
کہ لوگ بھاگ گئے تھے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابون کے پہلا صدقہ جو بھیجا گیا تھا وہ
صدقہ طی تھا اور عدی بن حاتم نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہی اور آپ سے ایک
جماعت بصریین اور کوفیین نے مثل ہمام بن حارث اور عامر شعبی اور ابو اسحٰق ہمدانی اور خثیمہ بن
عبد الرحمن نے روایت کی ہی اور اکثر اون کی روایتین شکار کے بارے مین ہین کہ وہ شکار بہت
کھیلتے تھے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق مشایعت کے اونکے ساتھ دور تک تشریف
لے گئے ہین کہ وہ شکار کو جاتے تھے اور نقل کیا ہی کہ ایک شخص نے اونسے سو درہم مانگے اونھون نے
اوس سے کہا کہ مین حاتم کا بیٹا ہون اور تو نے مجھسے سو درہم مانگے واللہ مین تجھکو وہ نہین دونگا
اور یہ بھی نقل کیا ہی کہ ایک شاعر نے چاہا کہ اونکی تعریف کرے تو اونھون نے کہا کہ تو ابھی ٹھہر جا مین
پہلے دیکھ لون کہ میرے گھر مین کیا ہی پھر تو اوسکے موافق میری مدح کر اور وہ گئے اور جو کچھ گھر مین نقد
اور جنس اور غلام اور گھوڑے سب اوسکو دیے باقی اون کا احوال ملاقات کرنیکا اور اونکے اسلام
لانیکا قصہ اور وفد طی کا قصہ وفود کے ذکر مین گذر چکا ہے اور عیینہ بن حصن بن فزارہ ساتھ تھے اور
رہے اور زندہ رہے ہین نوین برس کے واقعون کے پہلے ذکر مین ہی کہ آن حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے محرم کے مہینے سال نہم مین عامل مقرر فرمائے کہ اون قبیلون کی جانب جائین جو
اسلام لائے ہین اور اونسے اونکے مالون کے صدقہ لین اور لائین ایک اون مین سے بشیر
بن سفیان کعبی تھے کہ اونکو بنی کعب کی جانب خزاعہ سے بھیجا تھا اور جس زمانہ مین کہ بشیر
بن سفیان کعبی نے بنو کعب سے ملاقات کی اور زکوٰۃ اون کی جمع کی اور چاہا کہ لے آئین بنو تمیم

بسبب خست اور کنجوسی اور بقیہ جہالت اور ستمگری اور شدت اور قساوت اور ضعف اسلام کی جو وہ رکھتے تھے وہ مال ہو ونکی نظرون مین بہت معلوم ہوا اور اونھون نے بنی کعب سے کہا کہ کیون اپنا اتنا مال چھوڑتے ہو اور محمد کو دیتے ہو کہ وہ تم سے لیجائین اور آخر قصہ تک اسکا ذکر گذر چکا ہی اور عجب ہی کہ روضۃ الاحباب مین بشر بن سفیان کو عاملون کے مقام مین ذکر نہین کیا ہی لیکن شاید اسوجہ سے نہین کیا کہ وہ گئے اور کچھ کام اونسے نہین ہوا اور وہ وہان سے چلے آتے اور کیا کام کرتے کہ اونکے ساتھ لشکر نتھا اور عیینہ بن حصین نام رکھا اور اونکے ساتھ چند آدمیون کو جو وہان عامل تھا ذکر کیا اور اس جگہ ذکر نہین کیا اور مین بعد شرح احوال اس جماعت کے جو مذکور ہین اون کا احوال بھی انشاء اللہ تعالی ذکر کرتا ہون ایک ضباس بن قیس اسدی ہین کہ اونکو بنی اسد کی جانب بھیجا تھا اور یہ نام ان کتابون مین نہین پایا ہی اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط ہین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اون سے تئین مصطلق کی جانب بھیجا تھا کنیت اونکی ابو وہب ہی اور وہ اور اونکے بھائی خالد بن عقبہ اسلام لائے اور استیعاب اور اصابہ مین حارث بن عقبہ کہا ہی اور بنی مصطلق کیطرف اونکے بھیجنے کا قصہ گذر گیا ہی اور نقل کیا ہی کہ جب بنی مصطلق کے پاس اونکے مال کے صدقے لینے کو گئے تو وہ اونکے پاس ہتھیار باندھ باندھکے آئے پس انکے جی مین خوف انکا سمایا اور وہانسے پلٹ آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے ہین اور صدقہ ادا کرنیکا انکار کیا ہی پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اونکا حال تحقیق کرنیکے واسطے اون لوگونکے پاس بھیجا پس خالد بن ولید خبر لائے کہ وہ اسلام مین مضبوط ہین پھر یہ آیہ نازل ہوئی یاایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا الآیۃ بعد اوس کے وہ حضرت عثمان بن عفان کی پناہ مین آ گئے اور جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو اون کو کوفہ کا حاکم کر دیا اور سعد ابی وقاص کو جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین کوفہ کے حاکم تھے معزول کر دیا صحابہ کو ناگوار ہوا جب ولید کوفہ مین آئے سعد بن وقاص نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد صاحب لیاقت اور عاقل ہو گئے یا مین تمھارے بعد احمق اور نادان ہو گیا اونھون نے کہا ای ابو اسحٰق بے صبری نکرو تم اپنے تئین ایسا خطاب کرتے ہو اور ایسا کہتے ہو اور ابو اسحٰق سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہی ملک اور دولت صبح کسیکا ساتھ کرتی ہی اور شام کسیکا ساتھ کرتی ہی واللہ مین تمکو دیکھتا ہون کہ تم ملک خلافت کو قریب ہی

اولٹا پلٹ کر دے گے اور ابن مسعود سے نقل کیا ہو کہ جب ولید کوفہ مین آئے تو اونھون نے کہا مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد نیک کردار ہوگے یا لوگ برے ہوگئے ہین اور استیعاب اور اصابہ مین نقل کیا ہو کہ ولید بن عقبہ شاعر اور فصیح اور جواد اور کریم اور حلیم اور صالح تھے اور قریش کے لوگو نمین سے اور اونکے لشکر و نمین سے تھے لیکن اونکے برے کاموں کے اور بدر و شی کے اخبار بہت آئے ہین اور مشہور ہوگئے ہین اور اونھون نے شراب کا پینا بھی ثبوت کو پہونچا ہی اور صحیحین مین مذکور ہوا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اونپر شراب پینے کی حد جاری کی اور معزول کر دیا اور صحیح بخاری مین لکھا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اونکو شراب پینے کی حد مارین اور استیعاب مین ابن شوذب سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ ولید نے اہل کوفہ کے ساتھ صبح کی نماز کی چار رکعتین پڑھین اور قوم کیطرف دیکھا اور کہا کہ مین تم پر زیادہ کرون عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ہمیشہ آج کے دن سے تمھاری زیادتی مین ہین اور اصابہ مین کہا ہی کہ لوگ کہتے ہین کہ بعضے اہل کوفہ نے ولید کے ناحق کیجانب ہونے پر گواہی دی ہو اور ابن عبدالبر نے کہا ہو کہ جو لوگ اس باب مین خبرین لائے ہین وہ منکر ہین واللہ اعلم اور حارث بن عوف ہین اونکو مزنی نے عہد جاہلیت مین فرسان سے بنی مرہ کی جانب بھیجا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو اونپر قوم کا خون باقی رہا تھا اسلام لائے نے اوس سے چھٹکارا دلوا دیا اور نقل کیا ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی بیٹی کا خطبہ پڑھا تو اونھون نے عرض کیا کہ مین اوسکا نکاح آپکے ساتھ کرنے پر راضی نہین ہون کیونکہ اسکو برص کا عارضہ ہی اور حقیقت مین اوسکو یہ عارضہ نتھا پھر وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریفہ مین سے پھر کے اور اپنے گھر مین آئے تو دیکھا لڑکی مبروصہ ہی پس اوسکا نکاح اوسکے چچا کے بیٹے زید بن حمزہ مرنی کے ساتھ کر دیا اور اوس لڑکی کے گھر بیٹا ہوا جو ابن البرصا کے ساتھ مشہور ہو گیا اور سہیلی مین ہی بنی مرہ کے تیرہ شخص آئے اور اونکے سردار اور رئیس حارث بن عوف تھے اور یہ اوس وقت مین ہوا تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک سے مراجعت فرمائی تھی اور اون لوگون نے حارث کی بیٹی کے گھر مین نزول کیا اور بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت شریفہ مین حاضر ہوئے اور آپ مسجد مین تشریف رکھتے تھے حارث نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوی بن غالب کی اولاد مین سے ہین اور آپ کی قوم اور عشیرت یعنی کنبے مین سے ہین پس آنحضرت نے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بنی مرہ کی جانب بھیجا حارث بن عوف نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے نزدیک کسی
شخص کو بھیج دیجیے وہ آپکے دین کیطرف لوگونکو بلائے اور مین اوسکا نگہبان ہون پس آپ نے اونکے ساتھ ایک
انصاری کو بھیجدیا اور حارث کی قوم نے اوسکو قتل کرڈالا اور حارث اونکو اس امر سے باز نرکہ سکے پھر حارث آئے
اور انھون نے معذرت کی اور حسان بن ثابت نے اشعار کہے جو حارث کی معذرت کے نہ قبول ہونے پر گواہی رکھتے تھے
اور حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ مین
حسان بن ثابت کی زبان سے آپکی خدمت مین پناہ چاہتا ہون پس اونکا عذر قبول ہوا اور قاتل نے مقتول
کی دیت مین اونٹ بھیجے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون اونٹونکو قبول فرمایا اور آپ نے اون
اونٹونکو اوس انصاری کی قوم کے سپرد کر دیا اور مسعود بن رخیل اشجعی ہین اور رخیل ساتھ رے کے
صیغۂ تصغیر کے وزن پر ہے اور وہ بن اشجع اور بن عبد اللہ بن غطفان پر جو ساتھ غین کے زبر کے
اور حاء مہملہ کے ہے اور بنی عبس پر جو ساتھ عین کے زبر کے اور بے کے سکون کے ہے عامل تھے اور
یوم الاحزاب مین مسلمانون پر اشجع کیطرف سے تنگی کرتے تھے بعد اوسکے وہ اسلام لائے اور اون کا
اسلام شایان ہوا اور ابو جعفر طبری نے اونکو ذکر کیا ہے لیکن استیعاب مین ہوا اور انجم بن سفیان ہین یہ
عذرہ پر جو ساتھ عین کے پیش کے ہے اور سلامان دیلی اور جہینہ اور انبی پر جو ساتھ ہمزہ کے پیش کے
اور بے کے سکون کے ہے عامل تھے اور اس نام کو بھی مینے ان کتابون مین نہین پایا ہے لیکن ان قبیلونکے
ذکر اور بھیجنا عاملون کا اور لشکرون کا ان کی جانب مذکور ہے واللہ اعلم اور عباس بن مدراس ہین
اور مدراس ساتھ میم کے زیر کے اور دال کے سکون کے ہے جو رے پر مقدم ہے اور یہ بنی سلیم پر عامل تھے
اور اس نام کو بھی مینے نہین پایا ہے ہان ذکر عباس بن مرداس کہ رے دال پر مقدم ہے اور وہ مشہور
مؤلفۃ القلوب اور شاعر ہین سابق مین ذکر گذر چکا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ اونھون نے جاہلیت مین
شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا لیکن عملداری اونکی معلوم نہین ہوئی ہے اور روضۃ الاحباب
کے صحیح نسخے مین عباس بن مدراس رے پر دال کی تقدیم کے ساتھ لکھا ہے واللہ اعلم اور
لبید بن الحاجب ہین اور وہ قبیلۂ وارم پر جو رے کے زیر کے ساتھ ہے عامل تھے اور اس
نام کو بھی مینے نہین پایا ہے اور عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ عامری کلابی ہین
اور یہ بنی عامر بن صعصعہ پر جو دو نون صادون کے زبر اور پہلے عین کے سکون کے

ساتھ ہی عامل تھے اور انکو ملاعب الاسنہ کہتے ہیں اور بروایت سلیمان تیمی ابی عثمان نہدی ہی انکی ایک روایت مذکور ہے
کہ اونھون نے بیان کیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الطاعون والغرق شہادۃ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ طاعون اور غرق ہونا شہادت ہی اور استیعاب میں اسیقدر ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ ابن قانع نے اونکو صحابہ میں ذکر
کیا ہی اور اصابہ میں ایک کلام طولانی اونکے احوال میں نقل کیا ہی اور ایک جماعت کثیر کو مثل دارقطنی اور ابن السکن اور
ابن شاہین وغیرہم کے ذکر کیا ہی کہ اونھون نے اونکو صحابہ میں شمار کیا ہی اور ابی سعید خدری سے نقل کیا کہ ملاعب
الاسنہ نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں کسی شخص کو بھیجا اور اپنے بھائی کے بیٹے کے
درد شکم کی دوا طلب کی لیس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشکیزہ شہد بھیجدیا اور اوسنے شہد اون کو
پلایا اور وہ اچھا ہوگیا اور ایک دوسری طرح سے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہی کہ عامر بن مالک نے آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں کسی شخص کو بھیجا اور شہد طلب کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مشکیزہ شہد کا اوسکے پاس بھیجدیا اور یہ بھی نقل کیا ہی کہ ملاعب الاسنہ تبوک میں رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام لانے کو اوس سے کہا
اور اوسنے اسلام لانے سے انکار کیا بعد اوسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہدیہ بھیجا
آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہین کرتا اور بعضنے کتابوں میں تبوک
کا ذکر نہین ہی اور اسیقدر آیا ہے کہ عامر بن مالک جنکو ملاعب الاسنہ کہتے ہین آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے اور اپنے اسلام لانے کو اون سے فرمایا
اور اونھوں نے اوس سے انکار کیا اور ہدیہ بھیجا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرک
کا ہدیہ میں قبول نہین کرتا اور عامر بن مالک نے عرض کیا کہ آپ اپنے پیغامبرون سے جسکو چاہتے ہون میرے
ساتھ بھیجدیجیے میں اوسکو پناہ دونگا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیطی کو بھیجا اور قصہ بیر معونہ کا
طول طویل ہی ذکر کیا ہی اور صاحب اصابہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے اونکو اصحاب میں شمار کیا ہی اوسنے کسی
چیز پر اعتماد کیا ہی جو اونکی روایت میں واقع ہوئی ہی اور وہ اونکے اسلام کے لانے میں صریح نہین
ہی اور کہا ہی کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں چھبیس آدمی بنی جعفر اور بنی ابی بکر
میں سے کہ جن میں عامر بن مالک تھے حاضر ہوئے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی طرف
دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ بیشک میں نے تم لوگون پر اس شخص کو عامل کیا اور ضحاک بن سفیان

کلابی کیطرف یہ اشارہ فرمایا اور عامر بن مالک سے ارشاد کیا کہ تو جعفر پر عامل ہوا اور ضحاک نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
خیر کی وصیت فرمائیے پس یہ اسبات پر دلالت کرتا ہو کہ عامر بن مالک پہلے عذر کرتا تھا بعد اوسکے مسلمان ہوگیا
کلام اصابہ کا تمام ہوا اور بیر معونہ کا تمام قصہ ہجرت کے چوتھے سال کے واقعون کے ذکر مین کہ جہان ان عامر بن مالک
کا ذکر ہے گذر چکا ہی اور اوسجگہ سے معلوم ہوتا ہو کہ اوسنے اسلام کی توفیق نہین پائی لیکن لشکر اسلام کی جماعت
اور رعایت کی اور اس مقام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاملوںنین سے اوسکو ذکر کیا ہی ظاہر یہ سبب
اسلام لانے کی روایت سے معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور سعد بن مالک اور عوف بن مالک النفری اور ضحاک
ابن سفیان کلابی بنی کلاب پر عامل تھے اس عبارت سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ تینون شخص بنی کلاب پر عامل کرکے
بھیجے گئے تھے اور معلوم ہوا کہ بنی عامر اور بنی کلاب ایک ہی ہین اور سعد بن مالک کئی ہین ایک تو سعد بن مالک
بن سنان ساتھ سین کے زیر کے ہین جو ابو سعید خدری اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہین اور مشہور اصحابو نمین سے
اور دوسرے سعد بن مالک بن خالد انصاری ساعدی ہین اور وہ غزوہ بدر کے لیے سامان کرتے تھے اور مریض ہو
اور جا نہ سکے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اونکا حصہ رہا اور تیسرے سعد بن مالک ہین اور
جو سعد بن وقاص کے ساتھ مشہور ہین اور عشرہ مبشرہ مین سے ہین اور چوتھے سعد بن مالک عذری ساتھ
عین کے پیش کی اور ذال کے سکون کے بنی عذرہ کی جانب منسوب ہین اور وہ بنی عذرہ کی مہمانی مین آئے تھے
اور اصابہ مین ابی عمرو بن حریث العذری کی روایت سے بیان کیا ہی کہ مینے اپنے اجداد کی کتاب مین پایا کہ انھون
نے بیان کیا ہی کہ ہم بارہ آدمیون کے ساتھ سنہ ۹ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان ہوئے کہ اونمین حمزہ
بن نعمان اور سعد اور سلیم دونون بیٹے مالک کے ہین جیساکہ گذر چکا ہی اور ظاہر امر او سعد بن مالک سے اس مقام
مین وہی ہین اور عوف بن مالک نے اونکو اصابہ مین لکھا ہو کہ عوف بن مالک نفری کو خلیفہ نے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عاملونمین ذکر کیا ہو کہ آپ نے اونکو ہوازن اور نفر اور ثقیف پر بھیجا تھا اور کہا ہے کہ
گویا وہ منقلب ہوگئے ہین کہ مشہور مالک بن عوف ہین اور ترجمہ مین اونکے آیا ہو کہ مالک بن عوف
بن سعید بن جبیر بن یربوع ابو علی النفری حنین کے دن مشرکون کے رئیس تھے اور جب مشرکون نے شکست
پائی تو مالک بن عوف طائف مین آملے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر
وہ مسلمان ہوکر چلا آوے تو مین اوسکا مال اور اہل اوسکو پھیرے دیتا ہون پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سو اونٹ عنایت فرمائے جیسے کہ تمام مؤلفۃ القلوب کو عنایت کیے پھر مالک

بن عوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح مین قصیدہ کو کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو عامل انکی قوم پر کردیا جو اسلام لائے تھے شیخ نے اصلیہ مین ایسے ہی کہا ہی واللہ اعلم اور ضحاک بن عوف بن ابو بکر بن کلاب الکلابی ابو سعید اپنی قوم کے مسند تو نیز عامل تھے اور وہ جوانمردون مین سے تھے اور مقابل سو سوارون کے وہ اکیلے شمار کیے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو سریہ پر بھیجا تھا اور حسن ابن بصری رضی اللہ عنہ نے اونسے ایک حدیث روایت کی ہی جسکو بغوی اور ابن خانع نے نقل کیا ہی کہ ضحاک بن سفیان کلابی بڑے تلوار یے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر شمشیر حائل کرکے کھڑے ہوتے تھے اور اسوجہ سے اگر اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نگہبانون مین سے ذکر کرتے تو بجا تھا اور وہ لوگ کہ جنھکو روضۃ الاحباب مین سال نو کے واقعون کے ذکر مین عاملون مین سے قرار دیا ہی اور اس مقام مین عاملون کے ذکر مین ذکر نہین کیا ہی اونمین سے ایک بریدہ ہین جو کعب بن مالک کی روایت مین کاتبون مین مذکور ہوتے ہین

دسوان باب موذنون اور شاعرون اور خطیبون اور حدی گانیوالون کے ذکر مین

موذن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار تھے ایک اونمین سے بلال بن رباح ہین اور رباح ساتھ رے کے زیر کے اور بے کے زیر کے اور آخر مین حا کے ساتھ ہی اور آنحضرت بلال کی حمامہ ساتھ حاء مہملہ کے زیر کے اور میم کی تخفیف کے ساتھ ہین اور کنیت اونکی ابو عبد اللہ ہی اور کہا گیا ہی کہ ابو عبد الکریم ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ ابو عمر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے کہ آپ نے اونکو پانچ اوقیہ کو یا نو اوقیہ کو خرید کیا تھا بعد اوسکے آزاد کر دیا اور خازن تھے اور اصل مین وہ سراۃ کے مولدین مین سے ہین اور سراۃ ساتھ سین کے زیر کے اور رے کی تخفیف کے ایک موضع درمیان مکہ اور یمن کے ہی اور وہ قدیم سے اسلام لائے تھے اور اسلام مین سچے اور پاک دل تھے اور وہ پہلے وہ شخص ہین کہ مکہ معظمہ مین اپنے اسلام کو ظاہر کیا تھا اور عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ پہلے سات شخصون نے اسلام کا اظہار کیا ہی حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر اور اونکی ماں سمیہ جو ساتھ سین کے پیش اور یے کی تشدید کے ہے اور صہیب اور بلال اور مقداد اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپکو خدای تعالی نے بسبب چچا ابو طالب کے اوس سے منع کیا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپکی قوم کی وجہ سے منع کیا تھا لیکن اور لوگون کو مشرک پکڑتے تھے اور دکھ دیتے تھے اونکو توحید اور اسلام پر اور اونکو زرہین لوہے کی پہناتے تھے اور دھوپ مین بٹھاتے تھے اور اونکو مارتے تھے اور جو شخص مسلمانون سے تھے وہ لائے جاتے تھے اور مشرک اون سے جو چاہتے تھے وہ لوگ کرتے تھے

یعنے رخصت ہی پر عمل کرتے تھے لیکن حضرت بلال کہ انکا نفس خوار ہو گیا تھا اور وہ اپنے دین مین بہت مضبوط تھے
خدا کی راہ مین دکھ کو آسان جانتے تھے اور امیہ بن خلف کہ حضرت بلال کا مالک تھا وہ آپکو بطحا و مکہ مین دوپہر کے
وقت لاتا تھا اور انکے گلے مین رسی ڈالکے لٹا دیتا تھا اور انکے سینہ پر ایک بھاری پتھر کا رکھنے کو حکم کرتا تھا اور اوس سے
کہتا تھا تا کہ وہ مرجایئن یا محمد سے پھر جایئن اور کافر ہو جایئن اور اونکو رسی مین باندھتا تھا اور شعاب مکہ مین
پھراتا تھا اور وہ احد احد اور ایک روایت مین اللہ اللہ ہی اور تقدیر الٰہی سے ایسا ہوا کہ وہ ملعون بدر کے دن حضرت
بلال کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ایکروز وہ حضرت بلال کو وہ کفر کی مار دے رہا تھا اور حضرت ابو بکر کا گذر ہوا آپنے اونکو
ایک غلام کے عوض مین جو سیاہ رنگ تھا خرید کر لیا اور آزاد کر دیا اور مروی ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رض کو
اوسوقت مین خرید کیا کہ وہ پتھرونکے نیچے دفن تھے اور مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رض سے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ملاقات کی اور آپنے فرمایا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بلال کو مول لیتا پس حضرت ابو بکر نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے
ملاقات کی اور انسے کہا کہ میرے واسطے بلال کو خرید لو پس حضرت عباس امیہ بن خلف کی بیوی کے پاس تشریف لیگئے اور اوس سے
کہا کہ تو قبل اسکے کہ میرے ہاتھ سے جاتا رہے اور تو اوسکی قیمت سے محروم رہجاے اپنے اس غلام کو جو بلال ہے بیچنے کی رغبت رکھتی ہو
اوسنے کہا تم یہ کیا کام کرتے ہو وہ خبیث ہی اوس سے کوئی کام نہین ہوتا ہی پھر دوبارہ حضرت عباس نے اوس سے ملاقات
کی اور وہی بات پھر اوس سے کہی اور حضرت عباس رض نے انکو خرید لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت
مین بھیجدیا یعنے آپکو بخشدیا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اونکو آزاد کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب رض
رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابو بکر سیدنا اعتق سیدنا یعنے ابو بکر سردار ہمارا ہے اور جو آزاد کیا گیا ہے وہ
سردار ہمارا ہی اور اعتق سے مراد حضرت بلال ہین اور مشہور ہے کہ حضرت بلال حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد شام کو چلے گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ مدینے
مین رہین اور میرے لیے اذان کہین لیکن وہ نہ ٹھہرے اور کہا کہ اے ابا بکر رضی اللہ عنہ اگر آپ نے
مجھکو خدا تعالے کی رضا کے لیے خریدا ہے اور آزاد کیا ہے اب بھی مجھکو چھوڑ دیجیے اور جہاد کا راہ دیجیے
اور شام کو چلے گئے اور ابن عبدالبر نے استیعاب مین نقل کیا ہی کہ وہ ٹھہرے اور اونھون نے حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ کے واسطے اذان کہی اور مروی ہے کہ ابو جہل نے حضرت بلال رض کو دیکھا اور کہا کہ تو بھی
وہی کہتا ہی جو محمد کہتا ہی اور اونکو پکڑا اور اوندھے منہ گرا دیا اور دھوپ مین ڈالدیا اور اونکے سینے پر
چکی کا پاٹ رکھدیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے تھے احد احد پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کو اپنے دوستوں میں سے بھیجا تاکہ بلال کو آپکے لیے خرید لائے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا
تو انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رخصت مانگی آپ نے فرمایا کہ تمکو کونسی چیز اسبات کو منع کرتی ہی کہ تم میرے پاس رہو
اور اذان کہو اونھوں نے کہا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اذان کہی ہی اور حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ کے لیے اذان کہی ہی کہ وہ میرے ولی نعمت تھے اور بیشک مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے ای بلال کوئی چیز خدا کی راہ میں جہاد سے بہتر نہیں ہی اور یہ روایت خلاف
مشہور کی ہی اور کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام کو تشریف لیگئے اور
حضرت بلال رضہ وہان گئے تو اونھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اذان کہی اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ اور آپکے ہمراہ جو لوگ تھے اسقدر روئے کہ کہتے ہیں کہ اوس روز سے بڑھکے کسی نے کسیکو روتے نہیں
دیکھا تھا اور ایکبار اور حضرت بلال مدینہ مطہرہ میں آئے اور اذان کہنا شروع کی اور تمام نکر سکے اور قصہ اسکا
یہ ہی کہ جب حضرت بلال شام کو گئے تو چند مہینے کے بعد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ
آپ فرماتے ہیں یا بلال ما ہذا الجفاء الا تزورنا یعنے ای بلال یہ کیا ظلم ہی کیوں نہیں تو میری زیارت کرتا ہی چنانچہ
حضرت بلال اوسیوقت مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوے اور جب مدینہ منورہ کے نزدیک پہونچے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کا احوال پوچھا لوگوں نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
جنت کو سدھاریں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام باقی ہیں اور جب مدینہ منورہ میں پہونچے لوگوں نے
چاہا کہ انکے لیے وہ اذان کہیں لیکن کسیکی یہ مجال نہوئی کہ حضرت بلال رضہ سے یہ بات کہہ سکے غرضکہ لوگوں نے
آپس میں کہا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام سے کہنا چاہیے کہ حضرت بلال کو اذان کہنے
کا حکم کریں کیونکہ اون دونوں صاحبزادوں کے فرمانے سے چارہ نہوگا پس حضرت امام حسن علیہ السلام
نے حکم کیا اور حضرت بلال اوس مقام میں جہان حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور ہی میں
اذان کہتے تھے اذان کہنے کو آئے اور جب اونھوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا لوگوں میں بسبب خیال
اور یاد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات کے دنوں کے شور پڑ گیا اور جب اونھوں
نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو لوگوں کا شور دگریہ زیادہ بڑھ گیا اور جب کہ اونھوں نے
اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو زلزلہ شہر میں پڑ گیا اور نالہ وگریہ چاروں طرف ہونے لگا گویا کہ
آج کا دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا دن ہی پس حضرت بلال کو اذان کہنے کی

مجال باقی نرہی اور لوگونکو سننے کی طاقت باقی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال اور اپنے چچا کے بیٹے عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کے درمیان بھائی چارہ کردیا تھا استیعاب مین ایسے ہی ہے اور اصابہ مین کہا ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکا اور ابو عبیدہ بن الجراح کے درمیان بھائی چارہ کردیا تھا اور مالک رحمۃ اللہ کی مواخات مین ہی لکھا ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہونچا ہی کہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای بلال تیرا کیا حال ہی کہ جنت مین داخل ہوا ہی اور مینے تیری پاپوشونکی آہٹ سُنی تو بہتر عمل جو رکھتا ہی بامید اوسکی مجکو خبر دے اونھون نے عرض کیا کہ جو کچھ نماز مین سے بجز فرض کیا گیا ہی مین اوسکو طہارت ہی سے پڑھتا ہون اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حدیث کو ذکر کرتے تھے رونے لگتے تھے اور سیوطی جمع الجوامع مین روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی السباق اربعۃ انا سابق العرب و بلال سابق الحبشۃ الحدیث اور فضائل اور مناقب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیشمار ہین وکان آدم شدید الادمۃ نحیفا طویلا خفیف العارضین اور اونھون نے دمشق مین سنہ بیس ہین وفات پائی اور باب صغیر کے قریب دفن ہوے اور بعضون نے کہا ہی کہ سنہ مین وفات پائی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ حلب مین اونھون نے وفات پائی ہی اور وہین دفن ہوئے ہین لیکن قول پہلا ہی صحیح ہی اور اونکا سن کچھ اوپر ساٹھ برس کا ہوا تھا اور کہا گیا ستر برس کا سن ہوا تھا اور اوسنے اصحابونکی ایک جماعت نے جن مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمر اور کعب بن عجرہ اور براء بن عازب ہین اور سوا اونکے جو ہین اور تابعین کی ایک جماعت بزرگ نے جو مدینہ اور شام اور کوفہ کے ہین روایت کی ہی اور ابن ام مکتوم ہین کہ اونکا نام عبد اللہ ہے اور کہا گیا ہی کہ نام اون کا عمرو بن زائدہ ہے اور بعضون نے اونکا نام عبد اللہ بن شریح بن قیس کہا ہے اور جسنے اونکا نام عبد اللہ بن زائدہ کہا ہی اوسنے اونکے جد کیطرف نسبت کی ہی اور وہ قرشی عامری بنی عامر بن لوی سے ہین اور اونکی مان کا نام عاتکہ ہے کہ وہ بیٹی عبد اللہ مخزومی کی ہین اور وہ قدیم سے مکہ مین اسلام لائے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مصعب بن عمیر کے ہمراہ مدینہ مین اونھون نے ہجرت کی تھی اور واقدی وغیرہ نے کہا ہی کہ بدر کے تھوڑے زمانہ کے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین اکثر غزوات مین اون کو خلیفہ کرتے تھے اور بعضی روایتون مین آیا ہی

کہ تیرہ بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو خلیفہ کیا ہی اور تبوک کی لڑائی مین بھی اونکو خلیفہ کیا تھا اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل وعیال کے پاس چھوڑ دیا تھا اور ابن ام مکتوم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے
ساتھ اذان دیتے تھے اور اونہی مین سورۂ عبس نازل ہوئی ہی اور اونھون نے مدینے مین وفات پائی
ہی اور بعضے کہتے ہین کہ قادسیہ مین وہ شہید ہوے ہین اور حدیث کی کتابون مین اونکی روایت ذکر ہے
اور ابو محذورہ ساتھ حاء مہملہ اور ذال معجمہ کے ہین اور اونکا نام اوس بن معیر ساتھ میم کے زبر کے اور
عین مہملہ کے سکون کے اور یے کے زیر کے ہی اور وہ جمحی قرشی ہین اور کنیت اونکی اونپر غالب ہوگئی ہی
اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مکہ مین وہ اذان کہتے تھے اور ابی محذورہ کیطرف سے
مکہ مین اونکے بھائیون مین سے جو بنی سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح سے تھے وارث اذان کے
ہوے اور ابن محیریز نے کہا ہی کہ مینے ابو محذورہ کو دیکھا کہ وہ سر پر بال رکھتے تھے مینے اون سے کہا
کہ تم اپنے بال کیون نہین کترتے ہو اونھون نے کہا کہ مین وہ نہین ہون کہ اون بالون کو کترون جنکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوا ہی اور اومین برکت کی دعا دی ہی اور اونھون نے سنہ
اونسٹھ مین مکہ مین وفات پائی ہی اور کہا گیا ہی کہ اسکے بعد وفات پائی ہی اور اونھون نے ہجرت نہین کی
ہی اور مکہ مین ہمیشہ مقیم رہے ہین اور اونسے اونکے بیٹے عبد اللہ بن محیریز اور ابن ملیکہ نے روایت کی ہی
اور مسلم اور اربعہ نے اونکی روایت کی ہی اور ابو محذورہ کی اذان مین ترجیع واقع ہوئی ہی اور اقامت
مین تثنیہ واقع ہوئی ہی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان مین ترجیع نہین کرتے تھے اور اقامت
مین افراد کرتے تھے اور بعضے موذن نہ اذان مین ترجیع کرتے تھے اور نہ اقامت مین تثنیہ کرتے
تھے اور ہر ایک نے اون مین سے ایک طریق کو اوس مین سے اختیار کیا ہی اور ہمارا مذہب
اذان مین ترک ترجیع ہی اور اقامت مین تثنیہ ہی اور تحقیق اسکی اسکے مقام مین کی گئی ہی
اور سعد قرظ ہین اور اونکو سعد قرظی بھی کہتے ہین اور نام اونکا سعد بن عائذ ساتھ ذال کے
ہی اور وہ عمار بن یاسر کے غلام سعد قرظ کے ساتھ مشہور ہین اور اونکو صحبت ہی اور سعد قرظ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اونھون نے قرظ کی تجارت کی اور زیادہ اوس سے فائدہ اوٹھایا اور
پہلے اس سے جس چیز کی وہ تجارت کرتے تھے اوس مین نقصان اوٹھاتے تھے پھر اونھون نے
قرظ کی تجارت کا التزام کیا اور قرظ ساتھ قاف اور ظاء معجمہ کے زبر کے ورق سلم ہے

کہ جس سے چمڑے کو دباغت کرتے ہین اور اوسکو ادیم قرظی کہتے ہین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو
قبا کی مسجد کا موذن کر دیا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت بلال رض نے اذان کہنا
چھوڑ دیا تو مدینے کی مسجد مین سعد قرظ بدل دیے گئے اور اپنی زندگی کے زمانے تک ہمیشہ مسجد شریف مین
اذان کہا کیے اور اونکے بعد اونکی اولاد مین سے امام مالک کے زمانے تک اونکی طرف سے اذان کے وارث
ہوتے رہے اور امام مالک کے بعد بھی اوسی طریقے پر رہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ جنھون نے سعد قرظ کو
اذان دینے کے واسطے مدینہ شریف کی مسجد مین نقل کر دیا وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے اور
بعضون نے کہا ہے کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے اذان کہتے تھے اور بعد آپکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیواسطے
اذان کہتے تھے اور یہ بات حضرت بلال رض کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے زمانے مین مدینے سے نکلنے اور شام مین جانے پر بنا کی گئی ہو سکتی ہے جیسا کہ سابق مین اشارہ اس قول
کیطرف ہوا ہے اور سعد قرظ حجاز پر حجاج کی حکومت تک باقی رہے ہین اور یہ بات سنہ چورانوے ۹۴ مین تھی
واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر اونمین سے جو کافرونکے شر کو اسلام سے اور
اہل اسلام سے دفع کرتے تھے اور باز رکھتے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور کفار
لعنہم اللہ کی ہجو کرتے تھے تین شخصونکو شمار کیا ہے حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ
اور روضۃ الاحباب مین کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مداح اور شاعر مردون مین ایکسو
اونتیس تھے اور عورتون مین سے بارہ عورتین شاعرہ اور مدح کرنیوالی تھین انتہے اور مشاہیر شعرا بھی ان
تین شخصونکے سوا تھے مثل نابغہ کے کہ ایک شاعر جاہل دراز عمر دو سو برس کے یا ایکسو اسی برس کے تھے
اور قصے اور حکایتین اونکی عجیب اور غریب ہین اور لبید بن ربیعہ تھے کہ جاہلیت اور اسلام مین شریف
تھے اور ایک سو چالیس یا ایک سو ستاون برس کی عمر رکھتے تھے اور سحبان وائل تھے جو مشہور اور
معروف ہین اور وہ فصاحت اور بلاغت مین ضرب المثل ہین جیسا کہ باقل سے مقامات مین اور
شیخ ابن حجر نے اوسکو اصابہ مین ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ سحبان وائل جو فصاحت اور بلاغت
مین ضرب المثل ہین اونکو ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھکو
یہ بات پہونچی ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے پاس مہمان رہے ہین اور شیخ نے کہا ہے کہ اگر یہ
بات جو ابن عساکر نے کہی ہے ثابت ہوتی ہے تو وہ از قسم مخضرمین ہین کہ جنھون نے جاہلیت اور اسلام

گویا یا ہی اور کسی خبر مین وارد نہین ہوا ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین دیکھا ہی خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مین اسلام لائی ہین خواہ نہین اسلام لائے ہین اور وہ لوگ علمای حدیث کے نزدیک بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نہین ہین اگرچہ بعضے عالمون نے اونکو معرفۃ الصحابہ کی کتابون مین ذکر کیا ہی لیکن اصابت کی تصریح کی ہی کہ اون لوگو نکا ذکر کرنا بجہت قرب ہونے اون لوگو نکے اوس طبقے کے ساتھ ہی نہ یہ بات ہی اس طبقہ کے لوگو مین سے ہین ابن عبد البر نے اپنی کتاب کے مقدمہ مین اس امر کی تصریح کی ہی اور شیخ نے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین تین قسمون کو ذکر کیا ہی ایک یہی قسم ہی کہ اوسکو تیسری قسم قرار کردی ہی اور قسم پہلی یہ ہی کہ صحبت ان کی ثابت ہوئی ہی بطریق روایت کے اوس سے یا غیر اوسکے خواہ وہ طریق صحیح ہو یا حسن یا ضعیف یا واقع ہوا ہی ساتھ اوس طریق کے جو کہ دلالت کرتا ہی اوپر صحبت کے ساتھ جس طریق کے کہ ہوا اور قسم دوم یہ کہ عہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لڑکے ذکور یا اناث سے پیش کیے گئے بعض صحابہ کو کہ وفات پائی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور یہ سن تمیز کو نہین پہونچے تھے اور جو ذکر کیا جاتا ہے کہ صحابہ مین نہین ہین یہ ذکر بسبیل الحاق کے بجہت توفیر دواعی صحابہ سے احضار پر اپنی اولاد کے حضور مکرمت ظہور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نزدیک ولادت کے واسطے تحنیک اور تسمیہ کے ہی پس شیخ کہتا ہی کہ اگر یہ سخن کہ ابن عساکر نے سحبان وائل کے مقدمے مین کیا ہی ثبوت کو پہونچا محمول اوپر قسم ثالث کے ہوگا کس واسطے کہ مشہور یہ ہی کہ وہ جاہل ہے اور ابونعیم نے کتاب اپنی مین اور خطیبون مین کہا کہ سحبان وائل خطیب عرب غیر مدافع تھا اور جو خطبہ پڑھتا اعادہ نکرتا اور ایک حرف کو دو نہین رہنا تھا اوسمین اور توقف نہین کرتا تھا اور متفکر نہین ہوتا تھا بلکہ تھا مسلسل یعنے روان پس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سحبان شعرا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہین ہوا اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی بھی صحبت نہین پائی اور یہ امر کہ زمان شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایمان لایا یا بعد اوسکے اور مدت عمر اور زمان وفات بھی متحقق نہین ہوا واللہ اعلم حسان بن ثابت ابو الولید اور کہا گیا ابو عبد الرحمن اور اسیطرح ابو الحسام بن ثابت بن المنذر بن حرام منذر جلال الفساد سے بخاری حزرجی شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فحول شعرا سے ہے جاہلیت اور اسلام مین اور اجماع کیا ہی

عرب ہوے اور یہ بات کہے کہ اشعر اہل مدر اہل یثرب ہین پسر عبد القیس بعد اسکے ثقیف اور یہ کہ اشعر اہل مدینہ حسان بن ثابت ہو زندگی اوسکی مین باپ اوسکا ثابت اور دادا اوسکا منذر اور پردادا اوسکا حرام اور ہر ایک ایکسو بیس ۱۲۰ برس کا ہوا اور کہا ہی ابو نعیم نے پہچانے نہین جاتے ہین عرب مین چار شخص کہ تناسل کیا ہو ساتھ واحد سے کہ اتفاق ہوا ہو مدت انکی کو اسقدر عمر انکے اور عبد الرحمن پسر حسان بن ثابت جو ذکر کرتا اوسکو اوندھا گرپڑتا فراش پر اپنے اور پھیلا دیتا پاؤن اپنے کو اور خندہ کرتا فارغ روز مرنے سے ساتھ گمان اوسکے کہ مین بھی ساتھ اس سن کے پہونچونگا پس مرتا اڑتالیس ۴۸ برس کا ہو کر اور اصمعی سے آیا کہ کہا حسان بن ثابت فحول شعرا سے ہی اور ابو حاتم نے کہا کہ اشعار اوس سے نرم ظاہر ہوے ہین کہا اصمعی نے کہ نسبت کیجاتی ہی ساتھ اوسکے وہ بلکہ صحیح نہین ہی اوس سے اور ابو حاتم ابو عبیدہ سے لایا ہی کہ فضل دیا گیا حسان شعرا پر شاعر انصار تھا جاہلیت مین اور شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا نبوت مین اور شاعر تمامہ یمن تھا اسلام مین اور کہتے ہین شعر جاہلیت اوسکے کا اجود تھا شعر اسلام اوسکے سے کسواسطے کہ اسلام باز رکھتا ہی کذب سے اور منع کرتا ہی اوس سے اور شعر کو زینت دیتا ہی کذب اور افراط وصف مین اور تزئین بغیر حق ہی اور یہ سب کذب ہے اور زندگی کی حسان نے ساٹھ برس جاہلیت مین اور ساٹھ برس اسلام مین اور نابغہ اور اعشی کو دریافت کیا اور آگے اونکے شعر اپنے پڑھے اور ان دونون نے مسلم رکھا اور کہا تو شاعر ہی تو اور وہ ہجو کرتے تھے مشرکان قریش کو اونھون سے کہ ہجو کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مثل عبد اللہ بن الزبعری زے کے زیر اور موحدہ کے زبر اور سکون عین مہملہ اور رے کے زبر کے آخر مین الف اور ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عمرو بن العاص اور غیر ہم لائے ہین کہ کہا ایک نے مسلمانون سے ساتھ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کہ ہجو کیجیے میری طرف سے اس قوم کی کہ وہ ہماری ہجو کرتی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجکو اذن دین تو ہجو کرون مین اونکی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ بات سنی فرمایا کہ علے کے پاس نہین ہی جو کچھ کہ چاہا جائے اس مقدمے مین اور نہین ہی علی کو اوسجگہ جانا کہ جہان بلاتے ہین بعد اسکے فرمایا کیا منع کرتا ہی قوم کو کہ جنسے نصرت دی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ اسلحہ اپنے کے اس سے کہ نصرت دین اوسکو ساتھ زبانون اپنی کے پس کہا حسان نے مین واسطے اس کام کے ہون یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور دیا اپنی زبان کو اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکہ ہجو کرتا ہے تو اونکو اور میان نسب اونکون کے
پڑتا ہے تو اور میں اونمیں ہوں اور نسبت میں اونکے داخل ہوں میں اور کیونکر ہجو کرتا ہے تو ابا سفیان کو اور وہ
ابن عم میرا ہے کہا حسان نے واللہ باہر کرتا ہوں میں تمکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونمیں سے جیسے باہر کیا جاتا ہے بال
خمیر سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آ ابابکر اور رجوع کر ساتھ اوسکے کہ وہ اعلم ہے ساتھ انساب کے تجھسے
پس ابوبکر رضی اللہ عنہ جاتے تھے تا مطلع کریں اوسکو انکے انساب پر اور کہتے باز رکھ اپنے کو فلان سے اور ذکر
کر فلان اور فلان کو پس شروع کیا حسان نے ہجو کرنا مشرکون کا اور اشعار حسان بن ثابت کو قریش نے جو
سنا پہچانا کہ یہ شعر اوسکے نہیں بلکہ ابن ابی قحافہ کے ہیں ہجو کی حسان نے ابوسفیان بن الحارث کی جو خبر اوسکے
نزدیک ابی سفیان کے پہونچے ابوسفیان نے کہا یہ وہ کلام ہے کہ غائب نہیں ہے اس سے ابی قحافہ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے حسان بن ثابت کے منبر بچھواتے تھے مسجد میں کہ حسان کھڑا ہوتا واسطے
مدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ہجو دشمنوں اونکے کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان اللہ یوید حسانا بروح القدس ما دام ینافح عن رسول اللہ اور ایک روایت میں نفاخر آیا ہے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قول حسان بن ثابت کا سخت تر ہے اونپر آنے
تیر سے اور اوسکے چھیدنے سے اور کہا خدا تعالی جسکو زبان عطا کرے اور تکلم پر قدرت بخشے چاہیے کہ
تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہجو میں اونکے دشمنوں کے تقصیر نکرے کہ بہترین کاموں کا یہ ہے اور کہا ہے
کہ کار حسان بن ثابت کا وہ تھا کہ مشرکوں کو نکو وقایع اور ایام اور ماثر میں معارضہ کرتا اور ہجو کرتا اونکو
اور ذکر کرتا قبایح اونکے کو اور ایک دن عمر بن الخطاب حسان بن ثابت کے پاس آئے اور حال آنکہ وہ مسجد
میں شعر پڑھتا تھا پس عمر رضی اللہ عنہ نے طرف حسان کے نگاہ تیز کی اور کہا مسجد میں شعر پڑھتا ہے تو
پس کہا حسان نے میں شعر مسجد میں پڑھتا تھا آگے اوسکے کہ وہ بہتر تھا تجھسے یعنی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پس خاموش ہوئے عمر رضی اللہ عنہ اور اشعار جیدہ حسان سے ہیں جو کچھ لایا بسبیل ارتجال کے حضور میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قدوم بنی تمیم کے جیسا کہ گذرا پس حسان نے قصیدہ انشا کیا اور
ثابت بن قیس بن شماس نے خطبہ پڑھا اور اقرار کیا بنی تمیم نے ساتھ عجز اور نارسائی اپنی کے
اور کہا کہ شاعر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہتر ہمارے شاعر سے ہے اور خطیب اوسکا ہمارے خطیب سے
بہتر ہے اور وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسان حاضر ہو میان مومنین کے

اور منافقین دوست نہین رکھتے ہین اوسکو اور منافق اور دشمن رکھتے اوسکو مومن اور فرمایا سب یعنے بدگوئی نکر و حسان
کو کسواسطے کہ مناجت اور مخاصمت اور معارضت کرتا ہی خدا اور رسول اوسکے سے اور ساتھ حسان کی ایسی نسبت کی ہے
کہ بسبب اوسکے کسی مشہد مین حاضر نہوا خیر نقل کی ہین اوس سے متشنع اس قدر ہے ہین کہ مکروہ رکھتا تھا اور ذکر کیا
اوسکو اور حکایت کرنا اوس سے مناسب نہین ہی اور ابن کلبی نے کہا ہی زبان آور اور شجاع تھا پہونچی اوسکو ایک
علت پس جاذت ہوا اوسمین ایسا وقت سے کہ اصفوان بن المعطل نے ساتھ سیف کی مارا بعضے اہل علم سے منکر
ہوے بسبب نسبت کرنے ایسے کو ساتھ اوسکے اخبار کو کہ وارد ہوا اوسمین بدلیل اوسکے اگر اوسمین جبن یعنے
نامردی ہوتی ہجو کیا جاتا ساتھ اوسکے کسواسطے کہ اوسنے ہجو کی ہی اقوام کو ساتھ اوسکے پس اگر وہ بھی
جبان یعنے نامرد ہوتا ہجو کرتا اوسکو ساتھ اوسکے اور خطیات سے حسان بن ثابت عفا اللہ عنہ کے داخل ہونا
اوسکا اہل افک عائشہ رضی اللہ عنہا مین ہی خدا جانے کہ کیونکر اس ورطہ مین پڑا لیکن اگر کوئی اوسکو نزدیک
عائشہ رضی اللہ عنہا کے بد کہتا آپ کہتین کہ سب نکر و حسان کو کہ وہ مناجت اور مفاخرت کرتا تھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن الفریعہ نے کہا امید رکھتا ہون مین کہ خدا تعالے لاوے اوسکو بہشت مین درلاؤ بسبب
خوب ورفع کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ساتھ زبان اپنی کے فریعہ بنت قالہ ساتھ فا اور را اور
عین مہملہ کے صیغہ تصغیر پر نام مادر حسان کا ہی تیر خزرجیہ سے ہے دریافت کیا اسلام کو اور لایا حسان
اوسکو حضور فیض معمور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور بیعت کی تھی حسان نے کہ
مدح کرتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہ کو بعد توبہ کرنے کے اور وہ اوس شتیفہ سے دزد ہوا اور حد قذف
اور اعمی ہوا آخر عمر مین اور وفات پائی سنہ اربعین سے پیشتر خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین اور
کہا گیا سنہ خمسین مین اور کہا گیا سنہ اربعہ وخمسین مین یعنے سنہ چپن ہجری مین وہوا ابن مائتہ
وعشرین سنتہ اور لیکن کعب بن مالک اور ابو عبد الرحمن اور کہا گیا عبد اللہ کعب بن مالک
الانصاری الخزرجی السلمی مختین الثنین فے صحابی عقبی ہی حاضر ہوا عقبہ ثانیہ مین اور ایک اون ستر تن
مین سے ہی کہ حاضر ہوے عقبہ ثالثہ مین اور اختلاف کیا گیا ہی شہود اوسکے مین اور غزوہ بدر مین اور
حاضر ہوا مشاہد دیگر مین بعد غزوہ تبوک کے اور بعضے کہتے ہین بدر مین بھی حاضر ہوا تھا واللہ اعلم
اور زخمی ہوا احد کے دن ساتھ گیارہ زخمون کے اور ایک اون تین شخصون سے ہی کہ تخلف کیا غزوہ
تبوک سے پیشتر توبہ کی اور رجوع ساتھ رحمت حق کے کی اور حق تعالی نے قبول کی توبہ اونھون کی

اور قصہ اوسکا غزوہ تبوک مین کہ وقائع نوین مین سے ہی گذرا اور وہ شعرای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اور تھا
مجود اور مطیع اور خالص یا تمام گروہ شعر مین بیچ جاہلیت کی اور مشہور ہوا ساتھ اوسکے اور تھا کام اوسکا وہ کہ ڈراتا
کافرون کو ساتھ لڑائی کے اور حسان بن ثابت ہجو کرتا اونکو اور ذکر کرتا برائیون اونکو جیسا کہ گذرا اور
روایت کی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور روایت کی ہی اوس سے لڑکون اوسکے عبد اللہ اور
عبد الرحمن اور محمد اور عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ اور ابو جعفر اور محمد باقر نے اور روایت کی واسطے
اوسکے جماعت کے، مات سنہ خمسین وقیل ثلث وخمسین وہو ابن سبع وسبعین ولیکن عبد اللہ بن رواحہ انصاری
خزرجی سابقین اولین اور نقبای انصار سے ہی حاضر ہوا عقبہ ثالثہ و احد و خندق مین اور تمام مشاہد مین
الا فتح مکہ اور مابعد اوسکے اس سبب سے شہادت اوسکی ساتھ موتہ کے ہے اور وہ بھی شعرائے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اور کام اوسکا وہ تھا کہ توبیخ اور تعییر کرتا مشرکون کو اوپر کفر اور عبادت
اصنام کے اور باقی حال اوس رضی اللہ عنہ کا سابقاً ذکر کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین گذرا
وصل بیان صحابہ مین سوائے ان تین شخصون مذکور اور مشہور کے بھی شعرا مین لکھے گئے ہین مثل
ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور عباس بن مرداس السلمی اور عدی بن حاتم الطائی کے اور احوال
اونکو لکھا مواضع سابقہ مین معلوم ہوا ہی اور حمید بن ثور الہلالی کہ شاعر مجود تھا قدم لایا اوپر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور انشا کیا قصیدہ کو کہ مطلع اوسکا یہ ہے ؎ اصبح قلبی من سلیمی مقصدا ۔ ان خطا
منہا وان تعمدا ۔ اور آخر مین کہتا ہی ؎ حتی اتانا ربنا محمد ۔ یتلوا من اللہ کتابا مرشدا ۔ اور کہا ہی
کہ اوسکو روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اوسکے تئین زبیر بن بکار نے
شاعر اوسکے تئین اور ذکر کیا کہ قدم لایا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اصابہ مین کہا ہی کہ ذکر کیا
ہی اوسکے تئین محمد بن سلام جمحی نے بیچ طبقہ اربعہ کے شعرائے اسلامیین سے اور حرز بالی نے کہا کہ تھا
ایک شعرائے فصحامین سے اور تھا وہ کہ جسکی ہجو کرتا اوسپر غالب آتا اور تحقیق پایا زمانہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور زندگانی کی خلافت آنحضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک اور ابو الطفیل بن عامر
بن واثلہ اللیثی الکنانی اور بعضون نے کہا ہی عمرو بن واثلہ اور اول اکثر اور اشہر ہے ولادت اوسکی روز
احد در یافت کیا ہجرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آٹھ برس اور نزول کیا کوفہ مین اور صحبت
رکھتا تھا ساتھ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے اور حاضر ہوا وہ ساتھ اونکے سب مشہدون مین اور جو قتل ہوا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے طرف مکہ کے اور اقامت کی اوسنے اوسمین زمانہ وفات انکے تک اور روایت آئی ہی ایک
مائہ و سبع اور دوسری مائہ عشر اور ان روایتون سے بھی مدت عمر اوسکی کی معلوم ہو سکتی ہی اور بعضے کہتے ہین کوفہ مین
بھی اقامت کی ہی اور قول اول صحیح تر ہے اور وہ آخر اوس شخص کا ہی کہ دیکھا جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اور کہتا تھا وہ رضی اللہ عنہ نہین ہی روے زمین پر کوئی ایک کہ دیکھا ہو اوسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
سوا میرے اور ایک روایت مین باقی نہ رہا ہی روے زمین پر جس چشم نے کہ دیکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو سوا چشم میری کے عامر بن واثلہ شاعر محسن مجود فصیح عالم فاضل حاضر جواب اور کہا ہی دعا شاب
رہ اقتضین بالغیث علی ولکنی شیبا ابو قائف اور استیعاب مین کہا ہی کہ وہ تشنیع کرتا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
مین اور تفضیل کی اوسکو اور انشا اور استثنا کرتا تھا شیخین پر یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور ترحم کرتا
تھا عثمان رضی اللہ عنہ پر اور لائے ہین کہ قادم لایا وہ ایکدن معاویہ پہ لیکن کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے
کیونکر ہے وجد اور حزن تیرا اوپر دوست تیرے ابی الحسن رضی اللہ عنہ کے کہا مانند وجد اور حزن ام موسی
کے اور شکایت کرتا ہون مین طرف خدای تعالی کے تقصیر کو اور کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اوسکو آیا تھا تو
اوس جماعت مین کہ حاضر تھی عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کہا لا لیکن تھا مین اونھون مین کہ حاضر تھی اوسکے
لیے پس کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کس چیز نے منع کیا تجکو کہ نصرت دی تو اوسکو کہا یہ عامر نے کیا منع کیا تجکو
نصرت اوسکی سے کہ نہین آیا حادثہ تھا تو اہل شام مین اور سب تابع تیرے تھے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آیا
نہین دیکھتا ہی تو طلب کرنا میرا خون اوسکے کو کہا آرے دیکھتا ہون مین ولیکن حال تیرا ایسا ہے کہ کہا
ایک نے بنی فلان سے لا الفینک بعد الموت تندبنی ؎ وفی حیاتی ما زودتنی زادی ؎ ایمن بن خزیمہ
اسدی ساتھ خاے معجمہ اور زای منقوطہ کے صیغہ تصغیر پر بنی اسد بن خزیمہ سے ہی اسلام لایا یوم الفتح مین اور
وہ غلام کوالہ کا تھا روایت کرتا ہی باپ اور چچا اپنے سے اور یہ دونون بدری ہین اور روایت کرتا ہی
اوس سے شعبی کہ وہ شامی الاصل ہی اور وہ شاعر محسن اور مجود تھا اور شعبی سے روایت ہی کہ کہا بھیجا مروان
کو طرف ایمن بن خزیمہ کے کہ نہین آتا تو ہمارے پاس اور ہمراہ ہمارے نہین قتال کرتا ہی تو کہا باپ اور چچا میرے حاضر
ہوے ہین بدر مین اور عہد کیا ہی طرف میرے کہ قتال نکرون مین کسی مرد کو کہ مسلمان ہو اور کہے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ سے ہی اور جو برات نامہ ناری سے مجکو دے تو مین ساتھ تیرے ہون پس کہا مروان
نے کہ نہین ہی حاجت مجکو تیری مدد کی اور دارقطنی نے کہا ہی کہ روایت کی ہے ایمن بن خزیمہ سے

نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ابن عبد البر استیعاب میں کہتا ہی لیکن نہیں پائی میں نے کوئی روایت واسطے اوسکے مگر باپ اور چچا اوسکے سے اور اصابہ میں کہا ہی کہ ترمذی نے ساتھہ روایت ایمن بن خزیمہ کے ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخراج کی ہی اور حکم ساتھہ غرابت اوسکے کے کیا ہی اور کہا ہی خاصکر ایمن کو سماع پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہیں ہوا اور ابن عبد البر اوس حدیث کے واقف نہیں ہوا اور مرا کابل ہیں کہا کہ خاصکر اوسکو صحبت ہی اور قتل ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک شعر اوس سے نقل کیا گیا ہی گویا مرثیہ کیا ہی واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور صمعی نے ہی نقل کیا ہی کہ ایمن بن خزیمہ کو خلیل الخلفاء کہتے تھے بسبب اپنا جاننے کے اونھونکو خاصکر اوسکو جہت فصاحت اوسکی سے اور وہ رضی اللہ عنہ کو ساتھہ رحمۃ اللہ کے تفریق کتا اور عبد العزیز بن مروان باپ عمر و بن عبد العزیز کا کہ والی مصر کا تھا مواکلت کرتا تھا ساتھہ اوسکے اور اوبھار رکھتا تھا ایک چیز برص سے واسطے خوش کرنے اوسکے کے اور اعشیٰ بن مازن بن عمرو بن تمیم ساکن ہوا بصرہ میں اور تھا شاعر اور آیا نزدیک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انشا کیے شعر کہ اوس میں شکایت جورو کی تھی اور یہ مصرع تھا ع وہن شر غالب لمن غالب ۞ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مصرع کو تمثل کیا اور کہا ع امن شر غالب لمن غالب ۞ اور کہتے ہیں کہ اسم اس اعشیٰ بن مازن کا عبد اللہ ہے اور اسود بن سریع السعدی التمیمی ابو عبد اللہ نے نزول کیا بصرہ میں اور وہ واعظ اور شاعر محسن تھا اور وہ اول اوس شخص کا ہی کہ جسنے مسجد بصرہ میں وعظ کہی اور حسن بصری رحمۃ اللہ اوس سے روایت کرتے ہیں لائے ہیں کہ وہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا لکھوں میں واسطے تمہارے ایک محامد کہ تعریف کی ہی میں نے ساتھہ اوسکے پروردگار اپنے کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق کہ پروردگار تیرا حمد کیا جاتا ہی گویا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ بات گران آئی یعنے تو کیا کہتا ہے تمام عالم ستائش خدا تعالی کی کرتے ہیں وان من شی یسبح بحمدہ یا تقریر اور تحسین اوسکی مراد ہی یعنے خوب کیا تمام عالم حمد کہتے ہیں خاص کر اوسکو اور زیادہ اوپر اسکے نہ کہا کذا فی الاستیعاب اور اصابہ میں کہا ہی کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اسود بن سریع سے روایت کی ہی کہ کہا میں نے ساتھہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار غزوون میں غزا کی ہی اور ابن مقدمے میں حدیثیں آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں عہد معاویہ رضی اللہ عنہ سنہ اثنین واربعین میں وفات پائی حسن سے روایت کی ہی کہ کہا جو حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو اسود سفینہ میں سوار ہوا اور اہل و عیال کو اپنے اوس سفینہ میں ساتھ بٹھا لیا اور روانہ ہوا
اور پھر دیکھا گیا جان کہ شعرای اسلام بہت تھے اونھوں نے کہ روایت اونکی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی
یا ثابت ہوئی ساتھ ذکر لبید اور نابغہ کے کہ مشہور ہیں اختتام کرون میں لاکن لبید بن ربیعہ العامری الشاعر
ابو عقیل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدوم لایا اور وفد میں بنی موسوم کا کیا اور بنیز جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن
عامر بن صعصعہ اسلام لایا اور نیکو ہوا اور وہ اور فارس شجاع شاعر محسن و مجود اور شعر لبید تھا جاہلیت اور
اسلام میں شعر کہتا زمان جاہلیت میں اشعار طویل کہتا جو اسلام لایا شعر کہنا ترک کیا تھا ہر امراد تقلیل سے
ہو گی عادم ہر یان فطر لقیہ شعرا میں ساتھ مدح اور ذم کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر اصدق قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ابن عبد البر نے کہا
کہ شعر حسن ہے و دلالت ہے اسکی اثبات پر کہ اسلام میں کہا ہے واللہ اعلم لاکن اکثر اہل اخبار اسپر ہیں کہ
لبید نے اوس وقت سے کہ اسلام لایا شعر نہ کہا اور بعضون نے کہا ہے کہ اسلام میں نہ کہا مگر ایک قصیدہ کہ یہ شعر
اوس میں سے ہے ع الحمد للہ اذ لم یاتنی اجلی حتی اکتسیت من الاسلام سربالا ؛ اور بعضون نے کہا غیر
اوس سے ہے اور ایک بیت کہ اسلام میں اوسنے کہی یہ ہے ع ما عاتب المرء الکریم کنفسہ والمرء یصلحہ القرین
الصالح ؛ اور لاتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لبید کو کہا پڑھو واسطے میرے کوئی شعر شعروں اپنے
سے کہا کہ نہیں ہو سکتا ہوں وہ کہ شعر کہوں میں بعد اسکے کہ تعلیم کیا مجھکو خدا تعالی نے سورہ بقرہ اور آل عمران کو
یعنی قرآن کو تخصیص ان دو سورتوں کا واسطے زیادت فضل کے ثواب عظیم اوسکا ہوگا واللہ اعلم
یا بالفعل اوس وقت یہی دو سورہ تعلیم حفظ اوسکے میں ہونگے پس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
نے زیادہ کیا عطا اوسکے میں پانچسو اور پہلے دو ہزار تھے اور استیعاب میں کہتا ہے جو زمانہ امارت
معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہوا کہا دو ہزار بس نہیں علاوہ اوسکے پانچ سو واسطے کسکے ہیں اور معاویہ
رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ کم کرین اوسکو لبید نے کہا بالفعل میں مرنے والا ہوں پھر یہ دو ہزار بالکل
باقی رہینگے پس لبید نے قضا کی تھوڑی مدت کے بعد اونھوں نے کہا ہے جو اسلام لایا لبید رجوع کی
ساتھ قوم اپنی کے اور کوفہ میں اوترا تھا زمانہ ولید بن عقبہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں
اور یہ قول اصح ہے پس لبید پس جز و لبید کے مکان پر پہنچے پس نحر یعنی قربانی کی اوسکو اپنی طرف سے
سیر رتنے اور سوائے اسکے ذکر کیا ہے کہ لبید ربیعہ شاعر نے نذر کی تھی کہ باد صبا چلے مگر وہ کہ نحر کرے

طعام دیکر آدمیونکو پس نزول کیا کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ تھا جو باد صبا چلتی تھی کہتا تھا اعانت کروایا عقیل کو اور بعضون نے کہا نذر کی تھی لیکن ایکدن باد صبا چلی پس مہمانی کی اور وہ کوفہ مین تھا پس سُنا ولید بن عقبہ نے اُسکو اور تھا وہ امیر کوفہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیطرف سے پس خطبہ کیا آدمیونکو کہ تمنے پہچانا نذر ابی عقیل کو کہ لازم کیا ہے اوسنے اوپر نفس اپنے کے پس اعانت کرو بھائی اپنے کی پس خطبہ پڑھنے کے بعد نیچے آیا اور بھیجا آدمیونکو طرف اوسکے پس قضا کی نذر اپنی اور بیچ حدیث غیر مبرد کے آیا ہی کہ جمع ہوئے نزدیک اوسکے ہزار راحلہ پس انشا کیا ولید نے اس مقدمے مین ایک قصیدہ کہ مطلع اوسکا یہ ہی ع اری الجزار یشحذ شفرتیہ اذا ہبت ریاح ابی عقیل ❊ اغر الوجہ ابیض عامری ❊ طویل الباع کالسیف الصقیل ❊ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ رحمت کرے خدا اونکو تعالے لبید پر کہ کہا ہے ع ذہب الذین یعاش فی اکنافہم ❊ وبقیت فی خلف کجلد الاجرب ❊ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ لبید نے اپنے زمانہ مین اُسکو کہا ہے پس کیونکر ہوتا ہی اگر زمانہ ہمارے کو اور عروہ نے کہا ہی پس کیونکر دیکھتین زمانہ ہماری کو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لاتے ہین کہ کہا روایت کی گئی ہونگین لبید سے بارہ ہزار بیت اور صاحب استیعاب نے کہا ہی ولید بن ربیعہ عامری اور علقمہ بن علاثہ عامر مولفۃ القلوب سے اور علقمہ بھی فحول شعرای مجودین سے ہی لاتے ہین کہ جو کہا لبید نے الا کل شی ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لامحالۃ زائل کہا حاضر اوسکے تئین عثمان بن مظعون نے جھوٹ کہا تو نے نعیم جنۃ زائل نہین ہوتا ایس غضب مین آیا لبید اور زیادہ کیا اس بیت کو ع سوی جنۃ الفردوس ان نعیمہا ❊ یبقی وان الموت لابد نازل ❊ اور عمر لبید مین اختلاف کیا ہی بعضون نے ایکسو چالیس برس کی عمر کہی ہی اور بعضون نے ایک سو ستاون برس کی اور بعضون نے ایکسو ساٹھ برس کی واللہ اعلم ولیکن نابغہ جعدی کہ نام اوسکے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا قیس بن عبد اللہ اور بعضون نے کہا حبان بن قیس بن عبد اللہ بن عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ اور مشہور رہا ہی ساتھ نابغہ کے ساتھ غین معجمہ کے بسبب اسکے کہ ایام جاہلیت مین شعر کہے بعد اوسکے تئیس برس تک کوئی شعر نہ کہا پھر شعر کہنے لگا اور نام رکھا گیا اوسکا نابغہ نابغہ اور بمعنی شروع اور نبغ اصل مین بمعنے ظاہر ہونیکے بدون اسکے کہ اصل مین شاعر ہو شعر کہنے مین اور نکو وی ہین اور نوابغ شعرا سے جماعہ سے ہین مثل نابغہ جعدی کے ساتھ جیم کے اور نابغہ ذبیانی ساتھ پیش ذال معجمہ کے اور سکون بائے موحدہ کے اور خفہ التحتانیہ اور نون کے منسوب ساتھ ذبیان بن بغیض کے ساتھ غین معجمہ اور ضاد منقوطہ کے اور نابغہ جعدی اصل مین شاعر

تھا لیکن جو ایک مدت شعر کہنا ترک کیا گویا کہ شاعر نہ رہا اور پھر جو شعر کہا نابغ ہوا اور اسلئے لفظ نابغہ مین واسطے مبالغہ کے
ہی جیسا کہ بیچ قاموس کے ہی نبغ فلان قال الشعر واجادہ لیکن شاعر وہ تھا نابغہ شاعر حسن طویل العمر جاہلیت اور اسلام
مین بزرگ اور سن نابغہ ذبیانی سے اور تھی عمر اوسکی ایکسو اسی برس کی اور بعضون نے کہا ہی کہ عمر اوسکی دو سو برس
کی تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ عمر اوسکی دو سو تیس برس کی تھی اور اصمعی نے بھی کہا کہ دو سو تیس برس کی تھی اور قول
پہلا اصح ہی اور باقی تھا زمانہ عبد اللہ بن زبیر تک اور تھا جاہلیت مین کہ ذکر کرتا تھا دین ابراہیم کو اور نماز پڑھتا
اور روزہ رکھتا تھا اور توبہ کرتا تھا اور شعر کہتا تھا کہ دلیل تھی اوپر توحید اور اقرار کے بعث ذخیرہ وجنۃ ونار نحو
شعر امیہ بن ابی الصلت اور اثبات کہ ایک شعر واقع ہوا ہی کہ اکثر اوپر اوسکے ہین کہ یہ شعر اوسی کا ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ امیہ بن ابی الصلت کا ہی ؎ الحمد للہ الذی لا شریک لہ ٭ من لم یقلہا فنفسہ ظلما ٭ من لم یقلہا
لیصلے الجحیم ولیشفع الجبار وجہہ وان زعما ٭ اور ابن عبد البر نے کہا ہی کہ تصحیح کی ہی یونس بن حبیب اور
حماد الروایۃ اور محمد بن سلام اور علی بن سلیمان الاخفش نے کہ یہ شعر نابغہ جعدی کا ہی اور آیا ہی
اوس سے کہ کہا قدوم لایا مین اوپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور انشا کیا مینے اوپر اونکے
قصیدہ سے کو اور کہتا ہی بیچ اوسکے ؎ اتیت رسول اللہ اذ جاء بالہدی ٭ ویتلو کتابا کالمجرۃ نیرا ٭ اور
اوس قصیدہ مین بیتین ہین کہ خالی کوئلہ مفاخرت سے نہین ہین تو پہونچا مین ساتھ اس بیت کی بقاء السماء
مجدنا وجدودنا ورانا ٭ علیہ ناطر فیہا من المرجو فوق ذلک مظہرا ٭ کہتا ہی پس کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے این المظہر یا ابا لیلی اور ایک روایت مین الی این لا ام لک گفت الی الجنۃ پس کہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم انشاء اللہ بعد اوسکے پڑھا ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ بوادر تحمی صفوہ
ان تکدرا ولا خیر فی جہل اذا لم یکن حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اجادہ کیا تونے اور نیکو کہا تونے لا یفضض اللہ فاک پس دیکھا مینے بعد ایکسو تیس برس کے کہ تھے دانت اوسکے
بہتر ہین اور درست تر ہین دانتون آدمیون سے اور جو ٹوٹتا ایک دانت تو جمتا بجاے اوسکے دوسرا دانت
اور تھے دانت اوسکے مانند اولے گرے ہوے کے اور چمکتے تھے مثل برق کے بسبب قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جہت اوس دعا سے کہ واسطے زبان اوسکے کی تھی اور نابغہ نے پڑھا نزدیک آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قصیدہ کو تمام اور یہ قصیدہ طویل ہی مقدار دو سو بیت کے
شامل اوپر مدح ذات مقدس آنحضرت صلعم کے اور نابغہ خلفاء کرام کے نزدیک آیا جیسا کہ حضرت عمر رض

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور خاصکر اوسکے تئین بین اخبار غریبہ اور حسنہ اور باقی زمانہ ابن الزبیر تک درمسجد حرام مین آیا نزدیک اوسکے اور انشا کیے شعر بہت پس کہا ابن الزبیر نے نگاہ رکھ اسکو ای نابغہ کہ شعر تیرے مددگار تیرے ہین نزدیک ہمارے اور نزدیک تیرے بیچ مال خدا کے ایک حق ہی حقوق سے ساتھ روایت تیری کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ایک حق ہی ساتھ شرکت تیری کے اہل اسلام کو بیچ دین اونکے پس لیگیا اوسکو شترخانہ مین اور ہانکے جوان اور گھوڑے خوب اور بارہا کلان گیہوں اور جوار اون اور کپڑون کے دیے پس نابغہ تمر بستانی کھانے لگا پس کہا ابن الزبیر نے دیکھ ابا لیلی تحقیق مشقت گرسنگی کی تجکو بہت پہونچی ہے پس روایت کی نابغہ نے ایک حدیث مناقب قریش مین کہ اوسمین یہ کلمہ ہے کہ قریش تحت ابنیا ہین بہتوڑے ساتھ ایک درجے کے بہشت مین اور روایت کیا گیا ہی یہ قصیدہ نابغہ سے حدیث مسلسل الشعرا مین اور شیخ امام اجل متقی رحمتہ اللہ علیہ نے جامع کبیر مین کہ اسم تبویب جمع الجوامع سیوطی کا ہی ذکر کیا ہے اور ہوا فرادق تک طرماح شاعر سے کہ کہا ملاقات کی مینے نابغہ بن جعدہ شاعر سے اور کہا مینے کہ ملاقات کی تونے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا نعم لکھا مینے اس قصیدے کو پس دیکھا مین نے روے مبارک آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ متغیر ہوا رنگ چہرۂ مبارک کا اور ظاہر ہوے آثار غضب کے اوس سے اور کہا الی این یا ابا لیلے پس کہا مینے الے الجنتہ یا رسول اللہ فرمایا الی الجنتہ انشاء اللہ اور تحقیق کہ سبب ظہور تغیر کا روے مبارک آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بجہت وجود ایک نوع مفاخرت اور تکبیر کے اوس مین تھا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان مین کہا ہی نابغہ قیس بن عبداللہ جد اصفہان مین اور والی اصفہان جانب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھا اور اوسکی تین حکایتین اور اخبار ہین ولیکن خطباء آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بہی ایسا ذکر کیا ہی ساتھ لفظ جمع مشاکلت اور موافقت کے اور لمود تین اور مراد اوسکا ثابت تھا اور اس جگہ جو کچھ کہ ذکر کیا ہی ایک یہ ہو و ہے کہ ثابت بن قیس ہی اور مراد ساتھ خطیب کے نہین ہی واسطے اوسکے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے جمع اور اعیاد کے خطبہ پڑھتے تھے جیسا کہ اکابر کو ہوتا ہی کہ واسطے کہ اونکو واسطے نفس شریف اپنے کے کرتے تھے بلکہ خطیب قوم واسطے اوسکے ہوتا کہ ایک قوم ساتھ مفاخرت اور مکابرت اور تعصب اونکے کے اونکی مردانگی طرف سے پہونچا ساتھ مبارضت اور مصادقت کے قائم ہوے اور مقابلے مین آئے اور چاہا کہ غالب آوے اور مدد کرے جیسا کہ بنو تمیم جہال آئے اور شعرا اور خطبا

اپنے کولائے اور مفاخرت کی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت کو بھی فرمایا کہ ساتھ شاعروں
انھوں کے معارضہ کرے پس حسان نے قصیدۂ غرا برسبیل بداہت اور ارتجال کے انشا کیا اور غالب آیا اور اسیطرح
ثابت بن قیس کو فرمایا تو ساتھ خطیبوں انھوں کے مقابلہ کرے پس ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے بداہۃً خطبہ
فصیح اور بلیغ پڑھا کہ ساتھ اوسکے افحام اور اسکات اونھوں کا کیا اور یہ سب بسبب تائید اور تقویت اور نصرت اور
اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اور اقرع بن حابس نے کہ بزرگترین قوم کا تھا کہا قسم خدائے عز وجل
کی کہ اس مرد یعنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم غیب سے تائید اور نصرت دیگئی ہے اور یہ شخص بلا شبہہ
مؤید من اللہ ہے اور کوئی چیز پروردگار عالم نے اس شخص سے دریغ نہیں رکھی ہے کہ خطیب اسکا ہمارے خطیب سے
کہیں بہتر اور شاعر اسکا ہمارے شاعر سے بدرجۂ فاضل تر ہے پس جملہ ازروے انصاف وعدل کے مطیع
اور منقاد ہوے جیسا کہ یہ تمام قصہ اول وقائع سال نہم میں واقع ہوا لاکن ذکر احوال ثابت بن قیس بن
شماس بن مالک ابو محمد کا کہ جسکو ابو عبد الرحمن بھی کہتے ہیں اس طرح پر کیا گیا کہ یہ شخص خطیب انصار تھا
اور اسکو خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں جیسا کہ حسان بن ثابت شاعر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا تھا احد میں حاضر ہوا اور جو کچھ مشاہد ہیں ہر بعد اوسکے ہیں اور یوم الیمامہ زمان خلافت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوا اور اصابہ میں کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے اوسکو اصحاب مغازی نے بدریین
میں اور کہا ہے اور کہا ہے کہ اول مشاہدہ ہی اور بعد اسکے اور مشاہد میں حاضر ہوا اور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو خوشخبری بہشت کی دی قصہ مشہور ہیں کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے یا ایہا الذین
آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الآیہ گھر میں بیٹھا اور مجلس شریف آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بسبب
جہیر الصوت اپنے کے حاضر نہیں ہوتا پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو نزدیک اپنے
بلایا اور خوشخبری دی جیسا کہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اوسکے میں تفصیل اسکی
گذری نعم الرجل ثابت بن قیس اور کہا خاص کر اوسکو ہی تعیش حمیدا اور تقتل شہیدا اور انس رضی اللہ
عنہ سے آیا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۂ مطہرہ میں قدم شریف لائے ثابت بن قیس کو بلایا
کہا منع کرتا ہوں اور باز رکھتا ہوں حضرت کو اوس چیز سے کہ نفس اپنے کو اور اولاد اپنی کو منع
کرتا ہوں اور باز رکھتا ہوں پس کیا ہے جزا اسکی مجھکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جزا
تمھاری بہشت ہے انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو مردم جنگ میں روز یمامہ کے وحشت دیئے گئے

یعنے متفرق اور پریشان ہوے ثابت بن قیس کو کہا ہمنے ساتھ تمہارے کے نہیں مردم کو پس پایا ہمنے اونکو کہ انون سے
اوٹھایا ہی آزاد کو اور ہاتھ پانون مارتا ہی اور کہتا ہی کہ اسطرح قتال نہین کرتے تھے ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوپر اوس چیز کے ہی کہ معتاد کی ہین نفسون اپنے کو خداوندا مین بیزار ہون اوس چیز سے کہ یہ آدمی کرتے ہین پس
قتال کیا اور مقتول ہوا اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ جو دن یمامہ کا ہوا باہر آیا ثابت بن قیس ساتھ خالد
رابع بن الولید کے طرف مسلمہ کے جو التفات کیا ہی دو لشکرون نے یعنے آمنا سامنا ہوا دونون لشکرون کا
کشادہ ہوے اور متفرق ہوے پس کہا ثابت اور سالم مولی ابی حذیفہ نے یہ کیا ہی کہ یہ مردم کرتے ہین ایسا
نہین کرتے تھے ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس تر کھودا ہر ایک نے ایک کو اور مضبوط اور ثابت کیا
اپنے کو اوس گور مین اور قتال کیا تو وہ کشتہ ہوے اور یہان نیز ایک حکایت عجیب منقول ہی کہ روایت کیا ہے
اوسکو طبری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ وقت جنگ کے ثابت بن قیس پر ہاتھ نفیس تھا پس گذرا اوپر اوسکے
ایک مرد مسلمانون سے اور اوتار لیا اوسنے اوس زرہ کو اور ایک مرد لشکر اسلام سے خواب مین تھا پس ثابت بن
قیس سوتے مین اوسکے آیا اور کہا مین وصیت کرتا ہون تجکو اور تکو ایکہ یہ خواب اضغاث احلام ہی تو ضائع
کرے تو اس وصیت کو جان کہ جو مین قتل ہوا زرہ میری فلان مرد نے لی اور منزل اوسکی اقصاے مردم مین ہے
اور نزدیک اوسکے ایک گھوڑا ایسا ہی کہ طول اوسکے رسن دراز کا کہ جسمین گھوڑے کو باندھ دیتے ہین اور
چھوڑ دیتے ہین کہ جہان چاہے چرے پچھاڑ جاتا ہی اور کہا اوس درع پر دیگ ڈالی گئی ہی اور بالا اوس
دیگ کے ایک مرد ہی یہ ہے نشانی اوس درع سے کہ ثابت بن قیس نے اوس مرد کو خواب مین بیان کیا
کہا آ خالد کو کہہ کہ اوس زرہ کو سلے اور کہہ ابو بکر کو کہ قیمت اوسکی اوس دین مین کہ میرے ذمہ ہی دے
اور دین کو ادا کر اور ایک روایت مین آیا ہی کہ تفریق کر اوسکو اوپر مسکینون کے اور فلان غلام میرے کو
آزاد کر پس بیدار ہوا وہ مرد خواب سے اور آگے خالد بن ولید کے آیا اور خبر کی اوس سے جو کچھ کہ
خواب مین دیکھا تھا پس خالد نے ایک شخص کو بھیجا تو اوس درع کو لایا اور خبر دی حقیقت اس خواب
سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی وصیت ثابت کو اور
نہین جانتا ہون مین کہ متقید کیا ہو وصیت اوسکی کو بعد موت اوسکی کے سوا وصیت ثابت بن قیس
رضی اللہ عنہ کے اور اکابر اوس رضی اللہ عنہ کے حدی خوان تھے اور متعدد ذکر وقائع
سال ہفتم مین مذکور ہوے کہ جو آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خیبر کے متوجہ ہوے ایک

شب تھے یون منشاے اشعار سیر مین عامر بن اکوع نے رجز ہاے ابن رواحہ سے کہ اللہم لولا انت ما اہتدینا آخر واقع ہی
ان شعرون کو بطریق حدی کے پڑھا اور یار خوشدل و خوشوقت ہوے اور شتر نہایت تیز رفتاری مین آ گئے
حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ اشعار حدی کے کسکے کہے ہین عرض کیا کہ پسر اکوع کیے ہین
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رحمۃ اللہ اور ایک روایت مین واقع ہوا غفر لک ربک اور جو عامر
حدی کے کہنے سے خاموش ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ سے فرمایا تو واسطے ہمارے
حدی نہین کہتا ہی پس اوسنے حدی پڑھنا شروع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بھی دعا دی
اور انجشہ ایک غلام سیاہ تھا نہایت خوش آواز اور ذکر اوسکا ذکر موالی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
گذرا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ براء بن مالک کہ بھائی اوسکا تھا حدی پڑھا کیا کرتا واسطے مردون
کے اور انجشہ حدی پڑھتا واسطے عورتون کے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انجشہ سے فرمایا کرتے تھے
کہ نرم ہانک شترون کو ای انجشہ ہم تشنگی شیشونکی ہین شیشون سے مراد عورتین ہین کہ ضعف رکھتی ہین
اور تیز رفتاری شترون مین آزار کھینچتی ہین اور بعضے کہتے ہین مقصود رفع خاطر ہی کہ غنا سے حاصل ہوتا ہی
جیسا کہ سابق گذرا واللہ اعلم

باب گیارھوان بیان اسلحہ اور آلات حرب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

لاکن سیفین دس شمار کی گئی ہین اور معلوم نہین کرتے ہین کہ یہ دسون جملہ یکبار کی جمع تھین یا اوقات متعددہ مین
دست مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پہونچین اور تعداد اونکون کے مدت عمر مین دس کو پہونچے اور
اونمین سے کہ ذو الفقار کو کہتے ہین روز بدر مین دست مبارک مین آئی اور ہمیشہ غزوات مین کام کیے
بعد اوسکے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو بخشی اس سے معنی ثانی ظاہر ہوتے ہین اور ایسا ہی کلام ہی اسلحہ
دیگر اور افراس اور دواب مین واللہ اعلم ماثور بمثلثہ مضمومۃ فی القاموس الاثر فرند السیف بکسر ثا الیثیر
سیف ماثور فی متنہ اثر اور صراح مین کہا ماثور ما تقر فتح کے گوہر شمشیر والاثور السیف الذی یقال انہ
من عمل الجن قال الاصمعی ولیس من الاثر الذی ہو الفرند کذا فی الصحاح اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ مشہور است
کہ یہ اول سیف ہی کہ مالک ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے اور یہی شمشیر ہی کہ کہتے ہین
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدوم کیا ساتھ اوسکے ہجرت مین اور عضب ساتھ فتح عین مہملہ اور
سکون ضاد معجمہ کے اور اس شمشیر کو سعد بن عبادہ حضور مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

بطور ہدیہ کے لایا اوس وقت مین کہ مصر کی طرف متوجہ تھے فی القاموس القضب القطع وان ضرب بالطعن واضحا اور صراح مین
غضب بمعنی بریدن اور شمشیر بران کے اور مخذم ساتھ زیر میم اور سکون خا معجمہ اور فتح ذال معجمہ کے ہی اور قاموس مین
خذمہ یخذمہ قطعہ وسیف مخذم کمنبر وکصبور ومعظم قاطع اور صراح مین خذم بمعنی بریدن اور تخذیم بمعنی پارہ پارہ
کردن اور مخذوم ساتھ زبر میم کے بمعنی تیغ بران کے ہی اور رسوب ساتھ فتح را اور ضم سین کے اور رسوب ساتھ
ضم را کے تہ نشین کسی چیز کا اور رسابہ ساتھ فتح را کے سیف کہ غائب ہوتی ہی زخم مین اور رسوب اوسکا بیٹھتا ہے
اور قاموس مین کہا رسوب اسم سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سیوف سبعہ سے ہی کہ بلقیس نے واسطے
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہم السلام کے بھیجی تھی اور سیف حارث بن ابی شمر کی ہی اور سیاجبلی ثابت اور اوس شمشیر کو
جناب امیر علی رضی اللہ عنہ فلس سے فلس ساتھ پیش فا اور سکون لام کے بت یا بتخانہ بنی طی کا ہی سال نہم مین جب سریہ مین لائے
تھے جیسا کہ سابقا گذرا اور بعضے کہتے ہین زید الخیل طائی نے واسطے آن حضرت کے بھیجی تھی اور قلعی ساتھ پیش
قاف اور زبر لام کے قلع سے کہ ایک موضع ہی بادیہ مین ہو چکی تھی جیسا کہ شرح مواہب لدنیہ کے ہی اور صراح مین قلعہ
ساتھ تحریک کے نام ایک موضع کا ہی بادیہ مین اور سیف قلعی منسوب ساتھ اوسکے ہی اور قضیب ساتھ زبر قاف اور زیر ضاد
معجمہ اور سکون یای تحتانیہ کے اور آخر مین با موحدہ اور روضۃ الاحباب مین لکہا ہی کہ یہ شمشیر اول اوس شمشیر کی ہی کہ آنحضرت نے
کمر مبارک پر باندہی تھی قضیبہ قطعہ کا قضبہ قضب فلانا ضربہ بالقضیب ورجو درخت کہ دراز ہوا اور فراغ ہو مین شاخین
اوسکی اور جو لچہ کہ کاٹا گیا شاخون اوسکی سے واسطے تیر یا کمان بنانے کے جیسا کہ قاموس اور صراح مین قاضب بمعنے
تیغ بران کے واقع ہوا اور ذو الفقار ساتھ زبر فا اور زیر اوسکی کے اور وہ شمشیر منبہ بن الحجاج سہمی کی تھی
اور روز بدر مین پسر اوسکا عاص بن منبہ رکھتا تھا اور وسط مین اوسکے خطوط مثل فقار ظہر یعنے مہرہ ہاے
پشت کی تھے یہ شمشیر آنحضرت سے جدا نہین ہوتی تھی اور ہر جنگ مین ہمراہ رہتی اور قبیعہ اور حلقہ اور ذوابہ اور
نعل اور مکراب اور سباب نزد اوسکا قضہ سے تھا اور جو علی مرتضی نے عاص منبہ کو قتل کیا اور شمشیر کو نزد الوزر آن
حضرت مین لائے آن حضرت نے اوس شمشیر کو واسطے اپنے اختیار کیا اور پیچہے غزوہ احزاب مین حضرت علی کو بخشی
اور یہ وہ شمشیر ہے کہ اوسکی شان اور اوسکے صاحب کی شان مین کہا ہی لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار جیسا کہ
کہا روضۃ الاحباب مین یہ نہین وہ سیف ہی کہ مواہب مین مذکور ہے اور روضۃ الاحباب مین کہا کہ ایک شمشیر
اور تہی کہ میراث سے باپ کے اوسکو پہونچی تھی اور کہتا ہی کہ گمان اس فقیر کا یہ ہی کہ قضیب ایک ہی اور بعضے اہل سیر
اس بات پر ہین کہ قضیب اور ذو الفقار ایک ہی تھی اور لیکن ذراع یعنے زرہ آنحضرت کی ایک سعدیہ ہی ساتھ پیش سین اور

سکون عین سے اور سعدیہ ساتھ زبر سین کے اور فضہ بہ ساتھ پیش صاد کے بھی کہتے ہیں اور اور فضہ نام رکھتی تھی اور یہ دونوں اسلحہ یہودی قینقاع سے پہونچین تھیں اور مواہب میں کہتا ہے کہ سعدیہ زرہ داؤد علیہ السلام کی تھی کہ اونھوں نے وقت قتل کرنے جالوت کے پہنی تھی ذات الفضول ساتھ فا اور ضاد معجمہ کے نام رکھتی تھی بسبب درازی اور کشادگی کے اور سعد بن عبادہ نے وقت قدوم لانے آنحضرت صلعم کے مدینہ منورہ میں ہدیہ بھیجی تھی اور اوس زرہ میں چار حلقے چاندی کے تھے دو سینہ کیطرف اور دو پشت کیطرف اور یہ زرہ ابو شحم یہودی کے پاس تیس صاع جو پر گرو تھی جو آن حضرت صلعم نے وفات پائی تب بھی پاس اوسکے گرو تھی اور روز احد میں اسکو اور فضہ کو اوپر تلے پہنے ہوئے تھے اور روز حنین اور خیبر میں بھی سعدیہ اور ذات الفضول دونوں کو پہنے ہوئے تھے اور ذات الحواشی وتیرا نام رکھتی تھی جہت تفرد سے اور حرلفیا وجہ تسمیہ اسکا بیان نہین کیا ہی اور نقل ہے کہ زرہ ذات الفضول کو بعد آن حضرت صلعم حضرت علی رض تیمناً و تبرکاً اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے اور لڑائیوں میں پہنتے تھے اور کہتے ہیں کہ روز جمل کے اس زرہ کو پہنے ہوئے تھے اور بعضے اہل سیر سے اسبات پر ہیں کہ زرہ حضرت داؤد کی کہ جسے روز قتل جالوت پہنے تھے پاس آن حضرت صلعم کے تھی اور اوسکو روحانی کہتے تھے جیسا کہ روضۃ الاحباب میں ہی اور مواہب میں درع سعدیہ قینقاعی کو درع داؤد کہا ہے واللہ اعلم اور آن حضرت صلعم کے دو مغفر تھے ایک کو موشح اور دوسرے کو ذوالسبوغ کہتے تھے اور مغفر بروزن منبر اور مغفرہ ساتھ ہے کے اور غفارہ بروزن کتابت زرہ بنی ہوئی کہ زیر کلاہ پہنی جاوے یا وہ زرہ کہ ساتھ اوسکے تقنع کرتا ہی اور بعضے اہل سیر سے لائے ہیں کہ حضرت صلعم کو ایک خود بھی تھا کہ عرب اسکو بیضہ کہتے ہیں اور روز احد میں آن حضرت صلعم نے سر مبارک پر رکھا اور کیل اوسکی رخسار شریف میں چبھی اور سر اور روئے مبارک خون آلودہ ہوا اور درمیان مغفر اور بیضہ کے فرق کیا ہے کہ مغفر شبیہ ساتھ طاقیہ کے ہی کہ اکثر بیچ سر اوسکے آتا تھا اور بیضہ کو ایک طول ہوتا ہی اور طرف اعلیٰ میں اوسکی تیزی ہوتی ہی قریب سا نہ نصف بیضہ شتر مرغ کے اور اوسمین حلقے ہوتے ہیں کہ گردن اور زرہ کو اور بعضے کہتے ہیں اور سینہ کو چھپاتے ہیں ولیکن سپر آن حضرت صلعم کی تین سپرین تھین ایک کا زلوقہ نام تھا زلق سے بمعنی لغزیدن و جنبیدن اور دوسری کا فتق نام تھا بمعنی کشادن و شگافتن اور تیسری کا نام وفر کہتے نام کردن و بسیار کردن کے اور آیا ہی کہ آن حضرت صلعم کی ایک سپر اور تھی کہ اوسمین شکل کبش یا عقاب کی تھی اور ہدیہ میں آئی تھی پس آن حضرت صلعم کو وہ شکل بری معلوم ہوئی تھی اور مکروہ تھی دست مبارک اوسپر رکھنے سے محو اور مٹ گئی

اور ایک روایت مین ہی کہ آن حضرت ایکروز صبح کو اوٹھے اور حقتعالی نے اوس صورت کو اوس سپر سے محو کر دیا تھا اور روضۃ الاحباب مین کہتا ہی کہ معلوم ہوا کہ یہ سپر ایک اونھین سپرون مین سے ہی کہ ساتھ نام کے مذکور ہوئین یا اور ہی دونون احتمال رکھتا ہی واللہ اعلم لاکن نیزی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار تھے تین نیزے وہ کہ اونکو آنحضرت صلعم نے اسلحہ یہود بنی قینقاع سے اختیار کیے تھے اور ایک دوسرا کہ مثوی نام تھا مشتق ثوی سے بمعنی اقامت کے اور مثنی بھی کہتے تھے ثنی سے بمعنی دونا ہونیکے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ان دو سے نام نیزے کا ہی اور نیزہ مسلے نہین ہوا اور حربہ رکھتے تھے کہ ایک کو بنعہ کہتے ہین اور دوسرے کو بیضہ کہتے تھے اور وہ کہ عنزہ ساتھ عین اور نون اور زا مفتوحات کے صراح مین ہی بمعنی حربۂ چوب دستی کے اور بعضون نے تفسیر کی ہی ساتھ رمح صغیر کے جمع اوسکی حراب ساتھ زبر حا کے وفی الحدیث والحبشۃ کانوا یلعبون بالحراب پس ایک حربہ تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اوسکو نبعہ ساتھ فتح نون اور سکون با کے کہتے تھے نبع ایکدرخت ہی کہ کمان اوس سے بناتین اور اوسکی شاخون سے تیر بناتین پس نبع ایک چوب ہوا اور نیچہ پارہ چوب اور حربہ اور کہتے ہین کہ ظاہرا چوب سفید رنگ ہو اور عنزہ نقرہ درع اور خادم ہمراہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو رکھتے تھے واسطے نیزہ کرنے یا کلوخ استنجے کے اوپر دیوار کھودنے کے اور ایام اعیاد مین آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجاتے لاکن کمانین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ تھین سلاح بنی قینقاع سے ایک کو روحا کہتے تھے اور دوسریکو بیضا یہ دو ایکدرخت سے کہ نام اوسکا شوحط ہی اور دو درخت نبع سے کہ اوسکو صفرا اور کتوم اور تجلشت کہتے ہین پس لیا اوسکو قتادہ نے اور سداد اور جعبہ تھا کہ اوسکو متصلہ کہتے تھے اور ایک کمر ادیم سے تھا کہ تین حلقہ چاندیکے رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیمہ تھا کہ اوسکو کن کہتے تھے ساتھ زیر کاف اور تشدید نون کے اس سے عبارت قوم وہ ہی کہ کن نیام اوسکا تھا اور کن اور کنان اصل مین بمعنی پوشش کے ہی اور جمع اوسکی اکنان حق سبحانہ تعالے نے کتاب مجید مین منت خلق پر رکھکر فرمایا ہی وجعل لکم من الجبال اکنانا اکنہ بھی جمع کن کی ہی قولہ تعالی وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ اکنت ای سترتہ واکننتہ فی نفسہ اسررتہ فہو مکنون اور کنانہ تیر دان کو کہتی ہین اور کانون آتشدان کو کہتے ہین اور خیمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدمی ابرد سے اور ادیم بھی تھے اور ایک حدیث مین آیا کہ چھوٹا خیمہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسمین بیٹھتے تھے پس ایک صحابی آیا اور اوسکو اندرون خیمہ بلوایا اوس صحابی نے بطریق مزاح اور مطایبہ کے کہا بتمامہ خود در آون ہین یا رسول اللہ یعنے یہ خیمہ ایسا تنگ ہی کہ نہین سما سکتا ہون آنحضرت صلعم نے بھی مطایبہ فرمایا نعم بتمامہ در آ اور آنحضرت کو

الویہ اور آیات تھے ایک روایت میں آیا تھا کہ عقاب نام رکھتا تھا اور دوسرا الوا سفید تھا اور کبھی لوا چادرون سے درست کئے
رجات مسلمان انکو عقد کرتے اور مراتب اور دوا آنحضرت کے گھوڑے اور خچر اور اونٹ اور دراز گوش اور بکریان
متعدد کثرت سے تھے اور بنابت انکو اکثر سے بھی نگاہ رکھتے تھے اور حضرت کے گھوڑون میں سے دس گھوڑے تھا ذکر
کیا ہے اور انکے نام لکھتے ہین پہلے سکب ہے اور سکب اصل مین بمعنی پانی گرانے کے ہے چنانچہ کہتے ہین سکب الماء
سکب صبۃ و نصب مای ساکب و سکوب اور ساکب نسبت لفظ ہے مثل تامر اور لابن کے اور مای سکب بھی بطریق
مبالغہ کے ساتھ مصدر کے وصف کے کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام سکب تھا
بسبب اسکے کہ اوسکی چال مین روانی تھی اور فرس سکب اوس گھوڑے کو کہتے ہین جو تیز اور خوب روان
اور سریع السیر مانند آب روان کے ہو اور قاموس مین کہتے ہین کہ سکب گھوڑون مین سے وہ گھوڑا
ہے جو تیز رفتار اور تقدم مین ثابت ہو اور یہ نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا ہے اور
وہ پہلا گھوڑا ہے کہ جسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہوئے ہین اور آپ نے اوسکو دس
اوقیہ کو خرید فرمایا ہے اور اوسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ہے اور اوس گھوڑے کا
نام پہلے اپنے مالک کے پاس فرس تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا نام بدل کے
سکب رکھدیا اور اوس گھوڑے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوار ہوکر باہم دوڑایا تھا
اور آگے ہوگئے تھے اور آپ خوش اور مسرور ہوئے تھے اور ایک کمیت اغر محجل طلق الیمنی تھا
اور کمیت اوس گھوڑے کو کہتے ہین جسکا رنگ درمیان سیاہی اور سرخی کے ہو اور کوئی رنگ ان
دونون رنگتون مین سے خالص نہو اور اغر غین کے ساتھ وہ گھوڑا ہے جسکے پیشانی مین درم بھر
سے سپیدی زیادہ ہو اور غرہ غین کے پیش کے ساتھ اوس سفیدی کا نام ہے چنانچہ کہتے ہین
فرس اغر اور بیٹے شریف کے رجل اغر بھی کہتے ہین صراح مین بھی ایسے ہی ہے اور قاموس مین ہے اغر مطلق
سفیدی کو کہا ہے اور محجل اوس گھوڑے کو کہتے ہین جسکے چارون ہاتھ پاؤن سفید ہون اور
تحجیل ستور کے ہاتھ اور پاؤن کی سفیدی کو کہتے ہین اور طلق الیمین طا اور لام کے پیش کے ساتھ
اور مطلق الیمین بھی کہتے ہین اور وہ وہ گھوڑا ہے جسکے دونون پاؤن سفید ہون اور ایک
ہاتھ اوسکا سپید نہو اور صراح مین کہا ہے کہ ایک ہاتھ اوسکا یا دونون ہاتھ اوسکے سپید نہون
اور ابن الاثیر نے کہا ہے کہ جس گھوڑے کا نام سکب تھا وہ ادہم یعنے سیاہ تھا چنانچہ کہتے ہین

فرس ادہم اور بعیر ادہم وناقہ دہماء اور حدیث مین واقع ہوا ہے خیر الخیل ادہم اور یہ بھی حدیث
مین آیا ہے علیکم بکل کمیت اغر محجل او اشقر اغر محجل او ادہم اغر محجل اور درمیان کمیت اور اشقر کے
یہ فرق بیان کیا ہے کہ کمیت کے ایال اور دُم سیاہ ہوتی ہے اور اشقر کی سُرخ ہوتی ہے اور
صراح مین کہا ہے کہ شقرہ سرخ اور سپید کو کہتے ہین اور اشقر اوسی کی لغت ہے اور وہ وہ گھوڑا
ہے جسکے ایال اور دُم سرخ ہو اور جسکے ایال اور دُم سیاہ ہو اور باقی اور سُرخ ہو اوسکو کمیت
کہتے ہین اور دوسرا گھوڑا مرتجز تھا جو میم کے پیش اور رے کے سکون اور تے کے زبر اور جیم
کے زیر کے اور اخیر مین زے کے ساتھ ہے اور ماخوذ ہے رجز سے جو شعر کی قسم مین سے ہے
جسکا وزن تین بار مستفعلن ہے اور خلیل جو اوستاد اور موجد اس فن کا ہے وہ اوسکو شعر نہین
جانتا ہے بلکہ اوسکو نصف بیت یا ثلث بیت کہتا ہے اور جو کہ بعض حدیثون مین واقع ہوا ہے
اسی قبیل سے ہے اور اس گھوڑے کا اس اسم سے نام رکھنا اس وجہ سے تھا کہ اوسکی ہنہناہٹ
خوش تھی اور یہ وہ گھوڑا ہے جسکو ایک اعرابی سے کہ نام اوسکا سواد بن الحارث بن ظالم
ہے اور وہ بنی مرہ یا بنی تمیم سے تھا خرید کیا اور اعرابی منکر ہو گیا اور خزیمہ بن ثابت انصاری
نے گواہی دی اور اونکی شہادت بمنزلہ دو شہادتون کے ہوئی اور نام اونکا ذو شہادتین ہو گیا
اور تیسرا گھوڑا اللزاز تھا جسکو مقوقس نے بطریق ہدیہ کے بھیجا تھا اور کہتے ہین کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اس گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور اکثر سفرون مین اوسپر سوار ہوتے تھے اور قاموس مین ہے
کہ لزز بمعنے شدت اور الصاق اور الزام کے ہے اور لزاز مثل کتاب کے اور یہ نام اوس گھوڑے کا ہے جو
مقوقس نے ماریہ کے ساتھ بطریق ہدیہ کے بھیجا تھا اور لزز بمعنے مجتمع اللحم کے ہے اور مواہب مین ہے
کہ وہ گھوڑا اس اسم کے ساتھ بوجہ اپنی شدت تلزز اور اجتماع خلقت کے موسوم ہوا ہے ولز بالشیٔ
ای لزق یہ یعنے اوسکی ساتھ وصل ہو گیا کہ یہ گھوڑا بسبب اپنی سرعت کی مطلوب سے خوب ملجاتا تھا اور روضۃ الاحباب کے
حاشیہ مین لکھا ہے کہ لزاز بمعنے استوار باندھنے کے ہے اور رجل ملز یعنے شدید الخصومت کے ہے اور اوس گھوڑے کو لزاز
اسوجہ سے کہتے تھے کہ وہ مضبوط تھا اور اوسکی پیٹھ خوب تھی انتہے اور جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا لزاز نام رکھنا
از قبیل وصف کرنیکے ساتھ مصدر کے ہے اور چوتھا گھوڑا لحیف ساتھ حاء مہملہ کے تھا جسکو ربیعہ بن ابی البراء نے
ہدیہ کیا تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند اونٹ اوسکے عوض مین انکو عنایت فرمائے تھے

وحف یعنی لحاف مین چھپ گیا اور التحاف بمعنے بھم لپیٹنے جامہ کے ہی اور لحاف وہ چیز ہی جو لپیٹی جاے
اور وہ گھوڑا لحیف کے ساتھہ بسبب لمبائی اور بڑائی کے موسوم ہوا گویا کہ وہ زمین کو ڈھانپ
لیتا تھا اور دم اوسکی بوجہ درازی کے زمین چھپا لیتی تھی اور یہان فعیل بمعنے فاعل کے
ہے یقال لحف الرجل بالحاف اسی طرح علیہ اور بعض نسخون مین لحیف کی صحت ساتھہ لام
کے پیش کے اور حاے مہملہ کے زیر کے ہے اور راجح زیادہ لام کا زبر اور حاء مہملہ کے
زیر ہے روضۃ الاحباب کے حاشیہ مین ایسے ہی ہے اور یہ لفظ ساتھہ جیم اور خاء معجمہ کے
روایت کی گئی ہے اور صاحب نہایہ کہتا ہے کہ بخاری نے اس کو روایت کیا ہی اور
مین نے اسکو تحقیق نہین کیا ہے اور خاء معجمہ کے ساتھہ مشہور ہے مواہب مین ایسی ہی اور
قاموس مین اسکو لحف مین ساتھہ حاء مہملہ اور خاء معجمہ کے ذکر کیا ہے اور دونون مقام مین لکھا ہی
کہ سیر وزبیر اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان گھوڑا ورد تھا جو بمعنے گل کے ہی اور یہ
اوس گھوڑے کو کہتے ہین جو درمیان کمیت اور اشقر کے ہو اور چونکہ اونٹ کا بھی یہ رنگ
ہوتا ہے اوسپر بھی اس کا اطلاق کرتے ہین اور اس گھوڑے کو تمیم داری پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے بطریق ہدیہ کے لایا تھا پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غازی کو
عنایت کیا تھا کہ وہ خدا کی راہ مین اوسپر سوار ہوا اور اوس شخص نے اوس گھوڑے کو بدرجہ
نہایت دبلا کر ڈالا اور ضائع کر دیا اور بیچنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اوس
گھوڑے کو بیع مول لین اونھون نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا آپ نے
فرمایا جو چیز کہ تنے خدای تعالے کی راہ مین صدقہ کی ہے اوسکو کسی حال مین پھر نہ لو اور
چھٹا گھوڑا ضریش ساتھہ ضاد معجمہ کے تھا اور ضریش اوس کنوین کو کہتے ہین کہ جسکی پتھر سے
جوڑائی کی ہو اور اوس گھوڑے کو اسوجہ سے ضریش کہتے تھے کہ وہ مضبوط تھا روضۃ الاحباب
مین ایسی ہے اور قاموس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ضریش اوس پتھر کو کہتے ہین
کہ جس سے کنوین کی جوڑائی کی ہو یہ نام اوس گھوڑے کا ہی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرازی سے خرید فرمایا تھا اور نام اوس کا بدل کے سکب رکھدیا تھا پوشیدہ نرہے

کہ جو یہ بات ایسی ہو تو ذکر اوس کا ساتھ سکب کے مناسب نہیں معلوم ہوتا اور ساتوان گھوڑا ظرب تھا جو ظا معجمہ کے زیر اور رے کے زبر کے ساتھ ہے اور اوسکو فروة بن عمرو جذامی نے ہدیہ مین بھیجا تھا اور قاموس مین ہی ظرب کلتف الخیل لمنبسط اذا الصغیر اور یہ گھوڑا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور روضۃ الاحباب کے حاشیہ مین لکھا ہی ظرب بفتح جوا فر الدابہ اکا شدت وصلابت اور اوس گھوڑے ظرب بوجہ اوسکی صلابت اور شدت کے کہتے تھے اور آٹھوان گھوڑا ملاوح تھا جو میم کے پیش اور واو کے زیر کے ساتھ ہے اور یہ گھوڑا پہلے ابو بردہ بن نیاز کے ملک مین سے تھا اور روضۃ الاحباب کے حاشیہ مین کہ ملواح اور ملاوح اوس گھوڑے کو کہتے ہین جسکی کمر باریک ہو اور دو فربہ ہو اور نوان گھوڑا سبحہ تھا جو سباحت سے بمعنی پیرنے کے ہے اور قاموس مین ہی السوابح الخیل لسبھا اعداھا فی سیرہا اور مواہب مین ہی فرس سابح اذ کا عن مدالیدین فی الجری اور ابن المتین نے کہا ہے کہ گھوڑا اشقر تھا کہ اعرابی سے دس اونٹون کے عوض خرید کیا تھا اور دسوان گھوڑا بحر تھا یقال فرس بحری واسع الجری اور قاموس مین ہے البحر الجواد اور اس گھوڑے کو ایک تاجرون کی جماعت سے جو یمن سے آئے تھے خرید کیا تھا اور اوس گھوڑے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر تین بار باہم دوڑایا تھا اور تینون مرتبہ آپ آگے ہو گئے تھے اور دست مبارک اوسکی پیشانی پہ پھیرا تھا اور فرمایا تھا ما انت الا بحر قمیت بحرا وکانت بیضاء اسکو بخاری نے روایت کیا ہی اور ابن الاثیر نے کہا ہی کہ یہ گھوڑا کمیت تھا اور یہ دس گھوڑے ہین کہ اکثر سیر کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین اور بعضے اور بھی نام ذکر کیے ہین ابلق اور ذو العقال اور ذو اللمم اور مرتجل اور مراح اور سرحان اور یعبوب اور یعسوب اور نحیب اور ادہم اور سجاء اور سجل اور طرف اور مندوب پوشیدہ نہو کہ اہل سیر نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے متعدد ذکر کیے ہین لیکن یہ نہین ذکر کیا ہی کہ وہ گھوڑے کس جنس کے تھے کیونکہ گھوڑے کی جنسین متعدد ہین مثل عراقی گھوڑون کے اور ترکی گھوڑون کے اور سوا ان دو قسمون کے اور ظاہر یہ بات ہی کہ وہ گھوڑے عربی ہونگے چنانچہ اوس دیار مین متعارف ہین واللہ اعلم اور حضرت انس بن مالک سے مروی ہی کہ اونھون نے بیان کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دنیا کی چیزون مین سے بعد عورتون کے

دوست زیادہ گھوڑا اتھا اور وہ ہی تیسری بشیر ہے جو حدیث میں احب الی من امور الدنیا کم تلث
کے بتر ذکر ہوئی ہے اور نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست زیادہ اشقر اور ارثم اور
اقرح محجل مطلق الیمین تھے اور اشقر اور محجل اور مطلق الیمین معلوم ہو چکا ہے لیکن ارثم اوسکو
کہتے ہین جو گھوڑا سیاہ ہو اور نیچے کا ب جسم اوسکا سفید اور اقرح وہ گھوڑا ہی جسکی پیشانی غرہ سے کمتر
سفید ہو اور گھوڑے کی فضیلت مین اخبار اور حدیثین بے گنتی وارد ہوئی ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گھوڑے کی پیشانی کے بال کو بل دیتے تھے اور فرماتے تھے الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی
یوم القیمۃ الاجر والغنیمۃ اور عقد خیر کے معنے ساتھ نواصی خیل کے ملا ہونا لازم ہونا خیر کا اونکے
ساتھ ہے گویا کہ اوس مین معقود ہے اور ناصیہ سے مراد بال پیشانی پر چھٹے ہوئے ہین
اور تخصیص ساتھ سبب زیب اور زینت کے جو اوس مین ہی یا گھوڑے کی تمام ذات سے
کنایہ ہے جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان شخص مبارک ناصیہ ہے اور میمون الغرہ ہی یعنے مبارک
ذات ہی اور گھوڑے کی فضیلت اور شرف یہ کافی ہے جو حق تعالے نے اوس کے ساتھ
اپنے کلام پاک مین والعادیات ضبحاً الخ مین قسم کھائی ہے کہ مراد اوس سے غزوات کے
گھوڑے ہین اور حدیثون مین گھوڑے کے خوار رکھنے کی اور اوسپر بوجھ لادنے کی اور اوسکے
استعمال کرنے کی نہی واقع ہوئی ہے حیات الحیوان مین حاکم نیشاپوری سے جو حدیث کی بزرگ لوگون
مین سے ہی حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی کہ آپ نے بیان کیا ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار تعالے وتقدس نے چاہا کہ
گھوڑے کو پیدا کرے تو باد جنوب سے ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تجھ سے ایک مخلوق الیسی
پیدا کرون جسکو اپنے اولیا کی عزت اور دین کے دشمنون کی مذلت اور اہل طاعت کے جمال کا
باعث کرون پس باد نے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے پیدا کریں حق تعالے نے اپنے
دست قدرت سے ایک قبضہ اوس مین سے لیا اور اوس سے گھوڑے کو پیدا کیا اور
بلفظ روایتون مین آیا ہی کمیت گھوڑے کو پیدا کیا اور اوسکی طرف خطاب کیا اور فرمایا
کہ مینے تجھکو پیدا کیا اور تیرے ناصیہ مین خیر کردی کہ تیری پشت پر لوگ غنیمتین حاصل کرینگے
اور مین نے تجھکو ایسا کر دیا ہے کہ تو بلغیر پرون کے ترا رہے پھرے فانت لم طلب و

ذات اطہرت اور تیری پشت پر لوگون کو سوار کرون کہ وہ تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کرین اور جب فرشتون
نے سنا کہ پروردگار تعالیٰ نے گھوڑے کو پیدا کیا تو اونھون نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہمارے
ہم بھی تیرے بندے ہین اور تیری تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کرتے ہین ہمارے لیے کیا پیدا کرتا ہے
پس حق تعالیٰ نے فرشتون کے واسطے ایسے گھوڑے جنکی گردنین بختی اونٹون کے مانند ہین
پیدا کیے کہ خدا تعالیٰ جسکو اپنے انبیا اور رسولون مین سے چاہے اوسکی وہ مدد کرین اور
جب گھوڑے کے سب اعضا درست ہوے اور وہ بن چکا تو ہنہنایا پس خطاب ہوا کہ تو اپنی
ہنہناہٹ سے مشرکون کے دلون کو ڈرا اور ان سبکے کانون مین پہونچا اور انکی گردنون کو
خوار کر اور جب حضرت آدم علیہ السّلام پیدا ہوئے تو تمام مخلوقات اونکے روبرو کی گئی اور
ارشاد ہوا کہ میری خلق مین جسکو تو چاہے اور جو تیرے پسند آسکے اوسکو اختیار کر پس حضرت
آدم علیہ السّلام نے گھوڑے کو اختیار کیا پس ارشاد کیا گیا کہ تونے اپنی عزت اور اپنی اولاد کی
عزت ابدالابدین تک اختیار کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت
جبرئیل سے ارشاد فرمایا کہ باد جنوب مین سے ایک قبضہ لے حضرت جبرئیل نے ایک قبضہ لیا
پھر اوس سے کمیت گھوڑے کو پیدا کیا الحدیث اور حضرت جبرئیلؑ کا باد جنوب مین سے قبضہ لینے
کے حکم کے ساتھ خاص ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش مین حضرت عزرائیلؑ کو حکم ہوتا
گویا کہ یہ امر ہوگا کہ حضرت آدمؑ کی خلق مین خاک مین سے ایک قبضہ لیا تھا اور خاصیت خاک
بخل ہے پس حضرت عزرائیلؑ کو حکم ہوا کہ قہر اور جبر سے خاک مین سے مٹھی بھر لیں اور باد جود
کے ساتھ نسبت رکھتی ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف مین آیا ہو کہ کان فی
رمضان کالریح المرسلۃ پس اس مقام مین حضرت جبرئیل کو حکم ہوتا کہ ایک نرمی اور ملائمت کے
ساتھ اوسمین سے مٹھی بھر لیلین اور حضرت جبرئیلؑ کو گھوڑے کے ساتھ ایک نسبت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیے ہین اور حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام حیزوم ہے واللہ اعلم
اور نیز حیات الحیوان مین کہا ہے کہ پہلے جو شخص گھوڑے پر سوار ہوا ہی وہ حضرت اسمٰعیل
علیہ السّلام تھے اور اسی سبب سے اوسکا نام اعراب رکھا گیا اور اس سے پہلے گھوڑا بجنسہٖ مثل
تمام وحوش کے وحشی تھا اور جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السّلام کو

گھر نمازیکا اذن دیا تو سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین تمکو ایک گنج دینے والا ہون جو مین نے تمہارے
واسطے رکھا ہی بعد اوسکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وحی کی کہ باہر نکل اور اوس گنج کو طلب کر
پیغمبر حق عزوجل نے اونکو دعا الہام کی اور اونکو گھوڑون پر قادر کر دیا اور گھوڑون کو اون کا مطیع
اور تابع کر دیا اور اسی سبب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ارکبوا الخیل فانہا میراث
ابیکم اسمٰعیل اوسکو نسائی نے روایت کیا ہی و فصل اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد خچر
تھے اور ایک کا نام دُلدُل تھا اور وہ خچر شہبا تھا اور شہبہ سپیدی اور سیاہی ملی ہوئی کو کہتے ہین
تا ہم بہمین ایسی ہی اور اوسکو مقوقس نے حضرت ابراہیم کی مان ماریہ کے ساتھ بطریق
ہدیہ کے بھیجا تھا بعد اوسکے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اوسپر سوار ہوتے تھے اور اونکے بعد
حضرت حسن مجتبیٰ کو پہنچا چنانچہ سابق مین بادشاہون اور امیرون کیطرف پیغامبرون کے بھیجنے
کے باب مین گذر چکا ہی ابن عباس رضہ نے بیان کیا ہی کہ جب دُلدُل کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین لائے تو آپ نے مجکو ام سلمہ کے پاس بھیجا اور مین اوسکے واسطے تھوڑی سی اون
اور خرمے کی چھال لایا اور حضرت نے اوس اون کی رسی اوسکے لیے بٹی اور باگ ڈور بنائی
بعد اوسکے آپ گھر مین تشریف لے گئے اور ایک کملی پھٹی ہوئی نکال لائے اور چار تہ کی
اور اوس خچر کی پشت پر ڈال دی اور بسم اللہ کہکے آپ اوسپر سوار ہوے اور مجکو اپنے پیچھے
بٹھا لیا اور وہ پہلا خچر تھا کہ اسلام مین اوسپر سواری ہوئی اور صاحب حیات الحیوان نے کہا ہی
کہ اہل حدیث نے اسبات پر اجماع کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خچر نر تھا مادہ نہین تھا
واللہ اعلم اور طبرانی نے معجم اوسط مین بطریق انس رضہ کے روایت کیا ہے کہ
جب حنین کے دن مسلمانون نے شکست پائی اور لڑکھڑا گئے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے خچر شہبا پر جسکو دُلدُل کہتے تھے سوار تھے آپ نے اوس سے خطاب کیا کہ ابدُ دُلدُل
زمین سے لگجا یعنے خوب جھک جا دُلدُل نے اپنا سینہ زمین سے ملا دیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک زمین سے اوٹھائی اور دشمنونکے منھ پر چھڑک دی
اور فرمایا حم لا ینصرون پس اون لوگون کو شکست ہوگئی جیسا کہ گذر گیا ہے اور آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسرا خچر تھا اوسکو فضہ کہتے تھے اور اوسکو فروہ بن

عمرو جذامی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہدیہ میں بھیجا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دلدل اور فضہ ایک ہی ہیں اور یہ اوس قول کے ساتھہ موافق زیادہ ہے جو بعضوں نے کہا ہے کہ دلدل سفید تھا شہبا تھا اور اوسکو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا اور ایک خچر تھا جسکو ابن العلی صاحب ایلہ نے بھیجا تھا اور اوسکو ایلیہ کہتے تھے اور ایک خچر دومۃ الجندل سے آیا تھا اور ایک خچر نجاشی کے پاس سے آیا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک اور خچر تھا جسکو کسرےٰ نے بھیجا تھا اور قول بعید ہے کیونکہ اوس بدبخت نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پھاڑ ڈالا تھا اور گستاخی اور بے ادبی بہت کی تھی اوسکا ہدیہ بھیجنا بعید ہے اور جاننا چاہیے کہ خچر گھوڑے اور گدھے سے مرکب ہے اور اسی سبب سے اوسکے اعضا مین گدھے کے اعضا کی سختی اور گھوڑے کی بزرگ نشانیان ظاہر ہین اور ایسی ہی اوسکی آواز ہے جسکو شحیج ساتھہ شین معجمہ اور دونون جیمون کے کہتے ہین اور وہ مرکب گھوڑے اور گدھے کی آواز سے ہے اور وہ عقیم ہوتا ہے کہ اوسکی نسل مین اوس سے پیدایش نہین ہوتی ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ اوسکی پیدایش گدھے کو گھوڑے پر چھوڑنے سے ہوتی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خچر ہدیہ مین بھیجا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند آیا صحابہ نے عرض کیا کہ ہم بھی گدھے کو گھوڑے پر چھوڑین تاکہ اوس سے ایسی ہی پیدا ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی نہین ہوئے اور فرمایا کہ یہ ان لوگون کا کام ہے جو نہین جانتے ہین اور اوس نہی کی علت مین یون کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوپائے کو دوسرے چوپائے کے غیر جنس پر چھوڑنے کو مکروہ جانتے تھے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ امر گھوڑے کے نوع کی قلت کا باعث ہوگا اور گھوڑے کی منفعتین بیکار ہو جاینگی کیونکہ دار و مدار سواری اور طلب اور حرب اور لڑائی اور غنیمتون کے حاصل ہونیکا اوسپر ہے واللہ اعلم اور حیات الحیوان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدایش خچر کی دونون طرف سے ہے اور لوگون نے کہا ہے کہ اگر گدھے کو گھوڑے پر چھوڑتے ہین تو خچر گھوڑے سے مشابہ بہت ہو جاتا ہے اور اگر گھوڑے کو گدھے پر چھوڑتے ہین تو خچر گدھے سے مشابہ زیادہ ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اوسکا جو عضو فرض کرو وہ گدھے اور گھوڑے دونو تک بین بین کے ہوتا ہے اور ایسے ہی اوس کی

صدقات خارجی ہیں کہ ان میں نہ گھوڑے کی زکاۃ ہے اور نہ گدھے کی حماقت ہے اور باوجود اسکے وہ جس راہ سے ایکبار گیا ہے اوس راہ کے بتانے میں تعریف کیا جاتا ہے اور وہ ماوک سواری ہے اور بوجھ اوٹھاتے ہیں اور دور و دراز مقاموں کے سفر کرنے میں اکثر سواریوں سے فائق ہے اور ابن عساکر نے دمشق کی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ پہلے خچر سے نسل اوسکی پیدا ہوئی تھی اور چونکہ ابراہیم خلیل علیہ السلام کو آگ میں جلانے کے واسطے لکڑیاں اوٹھاتے ہیں اور چوپایوں سے جلدی کرنے والا اور قوی زیادہ تھا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بد دعا کی اور حق تعالی نے اوسکی نسل کو قطع کر دیا اور یہ بھی حیات الحیوان میں ایک عجیب نقل اسمٰعیل بن حماد بن امام ابی حنیفہ سے نقل کی ہو کہ اونھوں نے بیان کیا ہو کہ میرے گھر کے پاس ایک شخص رافضی تھا کہ اوسکے پاس دو خچر تھے ایک کا اوسنے نام ابابکر رکھا تھا اور دوسرے کا نام عمر رکھا اور دونوں کی اہانت کرنے میں اور خواری میں مبالغہ کرتا پس ان دونوں میں سے ایک نے اوس شخص پر حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا یہ خبر اسی کیفیت سے میرے دادا کو پہونچی انھوں نے کہا دیکھو ان دونوں میں سے کسنے اسکو مار ڈالا ہی لیکن گمان اس بات کا ہو کہ مار ڈالنے والا اوسکا وہ ہیگا جسکا اوسنے نام عمر رکھا ہوگا جب تحقیق کیا تو ویسے ہی تھا جیساکہ امام نے خبر دی تھی وصل اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین دراز گوش تھے ایک کا نام عفیر تصغیر کے وزن پر تھا جسکو مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا اور دوسرا یعفور تھا کہ اوسکو فروۃ جذامی نے بھیجا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ عفیر اور یعفور ایک ہی دراز گوش کا نام ہو اور عفرہ مٹی کے رنگ کو کہتے ہیں اور اعفر از ملبار وہ ہو کہ جسکی سپیدی پر سرخی ہو اور ایک دراز گوش تھا کہ اوسکو سعد بن عبادہ لائے تھے اور حیات الحیوان میں کہا ہو کہ حمار کی مدح اور مذمت میں موافق غرضوں اور مصلحتوں کے مختلف قول ہیں اور بعضے اگلے لوگوں سے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ چھوٹے گدھے کی سواری کو برا ذین کی سواری پر جو نام ترکی گھوڑوں کا ہو اختیار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بوجھ اوٹھاتا ہے اور منزل پر پہونچاتا ہے اور بیماری اوسکی سخت ہے اور چارہ اسکا خفیف ہی اور سستی اسمین کم ہے اور اعانت اس میں زیادہ ہے اور نیچے اوترنا اسکا آہستگی سے بہت ہی اور اوپر چڑھنا اسکا بہت جلد ہے اور بالجملہ اور چوپاؤں میں بعد گھوڑے

اور خچر اور اونٹ کے اوسکے شرف اور فضیلت مین سوار ہونا اوسپر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کافی ہی اور بعض حدیثون کی سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی سواری سے تواضع اور ترک تفاخر منظور اور ملحوظ تھا اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن مسعود سے نقل کیا ہی کہ سب پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہم حمار پر سوار ہوتے تھے اور پشمینہ پہنتے تھے اور بکریون کا دودھ دوہتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دراز گوش تھا اوسکو مقوقس نے آپکے واسطے بھیجا تھا اور نام اوسکا عُفَیر ساتھ عین کے بیش کے تھا اور قاضی عیاض نے اوسکو غین معجمہ کے ساتھ ضبط کیا ہے اور شارحین قاضی عیاض کے اسمین خطا کرنیکے قائل ہین اور اونکی غلطی کرنے پر اتفاق رکھتے ہین اور کہا ہی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تو ایک حمار سیاہ رنگ آپ کے ہاتھ لگا پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام اوس سے پوچھا اوسنے عرض کیا کہ میرا نام زید بن شہاب ہی خدا ی تعالیٰ نے میری نسل سے سات حمار پیدا کیے تھے جنپر پیغمبر ہی سوار ہوئے ہین اور مین امید رکھتا تھا کہ آپ مجھپر سوار ہون اور میرے جد کی نسل مین سے بجز میرے کوئی باقی نہین رہا ہی اور انبیا مین سے آپکے سوا کوئی باقی نہین ہی اور پہلے مین ایک یہودی کے پاس تھا اور اوسکی سواری مین جان کے مین ٹھوکر لیتا تھا اور وہ میرے شکم کو ایذا دیتا تھا اور میری پشت پر کوڑے مارتا تھا پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا کہ تو لکیفور ہے یعنے نام تیرا یعفور ہے ای یعفور تو مادہ کی خواہش رکھتا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین خواہش نہین رکھتا ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کی وقت سوار ہوتے تھے اور جب آپ اوپر سے اوترتے تھے تو اوسکو اوس شخص کے دروازے پر بھیجدیتے تھے جسکو آپ طلب فرماتے تھے پس وہ آتا تھا اور اوسکے دروازے کو اپنے سر سے کھٹکھٹاتا تھا اور جب صاحب خانہ اُسکے پاس چلا آتا تھا تو وہ اوسکی طرف اشارہ کرتا تھا اور وہ شخص جان جاتا تھا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو میرے پاس بھیجا ہی اور طلب فرمایا ہی پس وہ شخص حاضر ہوتا تھا اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو یعفور ایک کنوی پر آیا اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت مین بیصبری اور بیقراری کی وجہ سے اپنے تئین کنوے مین گرادیا اور ہلاک ہوگیا اور وہ کنوان اوس کی قبر ہوگیا چنانچہ ذکر وفات مین گذر چکا ہے اور بعض اہل حدیث اس حدیث کی صحت مین کلام کرتے ہین

اور سہیل نے اس روایت کو کتاب التعریف والاعلام مین ذکر کیا ہی اور یہ حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی جو اوس چوپائے مین ظاہر ہوا اور قشیری کے رسالہ مین کرامات الاولیا کے باب مین لکھا ہی کہ مینے ابوحاتم سجستانی سے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ مینے ابونصر سراج سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے حسین بن احمد رازی سے کہ وہ کہتے تھے کہ مینے ابوسلیمان خواص سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ایکبار وز مین حمار پر سوار تھا اور مکھیان اوسکو تکلیف دیتی تھین اور وہ اپنے سر کو جھکاتا تھا اور مین اوسکے سر مین اُس لکڑی سے مارتا تھا جو مین ہاتھ مین اوسوقت رکھتا تھا پس اوس حمار نے اپنا سر اوٹھایا اور کہا کہ تو اپنے سر پر بھی مار اور ماریگا یعنے جو مجکو مار مارے ہی اوسکا بدلا پاویگا اور صاحب حیات الحیوان نے ایک خبر غریب جابر بن عبداللہ سے نقل کی ہی کہ ایک شخص تھا کہ وہ صومعہ مین عبادت کرتا تھا جب مینہ برسا اور سبزہ اوگا تو وہ باہر نکلا تو اوسنے دیکھا کہ ایک گدھا چراگاہ مین چر رہا ہی اُسنے کہا ای پروردگار میرے اگر تیرا بھی حمار ہو تو اسکو اپنے حمار کے ساتھ چراؤن اور حق خدمت کا بجالاؤن یہ بات جو اوسوقت کے پیغمبر کے کان مین پہونچی اونھون نے منع کیا اور بددعا دینی چاہی پس اونپر وحی نازل ہوئی کہ مین بندون کو اونکی عقلون کے موافق اور صدق توجہ کے مطابق جزا دیتا ہون اور اس حکایت کو ابونعیم نے حلیہ زید بن اسلم کے ترجمہ مین لکھا ہے اور یہ حکایت بطریق اوس حکایت کے ہی جو مولانائے روم نے مثنوی شریف مین لکھی ہی کہ ع دید موسی یک شبانے را براہ بد کو ہمی زالیہ و میگفت ای آلہ ، اور حقیقت اسبات کی موافق اوسکے علم کے ہی کہ وہ شخص خدای تعالے تقدس کے بعض صفات جو متعلق ساتھ تنزیہ صفات کو منہ کے ہین نہین جانتا تھا اور کہا ہی کہ اصل ایمان کے حاصل ہونے مین بالفعل یہ علم شرط نہین ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چارپائے سے پوچھا کہ این اللہ یعنے اللہ کہان ہی جواب دیا فی السماء یعنے آسمان مین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ حصول برتری کے زمین کے باطل معبودون سے اوسکے اسلام کا حکم فرمایا اور یہ وہ شخص تھا جسکو خدا تعالی کے ساتھ جیسا کہ وہ معتقد تھا محبت اور انجذاب اور صدق اور اخلاص قوی حاصل ہوا اور اوس سے یہ کلمہ اوس حالت مین صادر ہوا تھا اور وہ معذور رکھا گیا اور یہ نسبت مقبول ہوئی و کلام المجانین یطوی ولا یروی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ نرو مادہ بہت سے تھے اور ایک اونٹ کا نام اون اونٹون مین سے قصوی تھا جو قابت کے زبر

اور صاد کے جزم کے ساتھ ہی وقصو قطع طرف اذن ناقہ اور اونٹ کو مقصو کہتے ہین اور اونٹنی کو قصوی اور شاذ
قصوا کہتے ہین اور جمل کو قصا نہین کہتے ہین بلکہ مقصو اور مقصے کہتے ہین انہین قیاس کو ترک کیا ہی صحاح مین
ایسی ہی اور قاموس مین لکھا ہی کہ ناقہ کو قصوی اور مقصو کہتے ہین اور جمل کو اقصے اور مقصو کہتے ہین
جیسا کہ امرأة کو حسناء کہتے ہین اور رجل کو احسن نہین کہتے ہین اور کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اونٹنی کے کان کٹے ہوئے نہین تھے بلکہ اوسکے کان کی پیدایش اسی طرح پر واقع ہوئی تھی کہ ایک
کان کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اونٹنی کو ہجرت کے وقت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرید فرمایا تھا چنانچہ اوسکا ذکر ہجرت کے باب مین گذر چکا ہی اور ہجرت
بھی اسی اونٹنی پر فرمائی تھی اور وہ اونٹنی اللہ کیطرف سے اسبات پر مامور تھی کہ جس طرف چاہے
جائے اور جہان چاہے بیٹھے اور حدیبیہ مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسی اونٹنی پر سوار تھے کہ
یہ بیٹھ گئے تھے جیسا کہ گذر گیا ہے اور سفر اور حضر مین آپ اسپر سوار ہوتے تھے اور اسکی سواری
مین وحی بھی نازل ہوتی تھی اور حالت وحی مین آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھانے کا تحمل
بجز قصوی کے کوئی اونٹ نہین رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹونکے نامو نمین
عضبا اور جدعا بھی واقع ہوا ہی اور عضب بھی اونٹ کے کان کے شگافتہ ہونے اور کیش کی
شاخ کے ٹوٹنے کے معنے مین ہی اور جدعا بھی اسی معنے مین ہی اور ہاتھ اور ناک اور کان اور
ہونٹھ کے کاٹنے کے معنے مین بھی آیا ہی اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ یہ دونون نام اوسی اونٹنی
کے ہین جسکو قصوی کہتے ہین کہ اوسمین قصوی اور عضبی اور جدعی تھا بلکہ اسکے کان مین ایک چیز
اوسکے مشابہ بھی جیسا کہ گذر چکا ہی اور صرما صاد مہملہ کے زبر اور رے کے ساتھ اور صلبا لام کے ساتھ
بھی آیا ہی اور مخضرمہ میم کے پیش اور خے کے زبر اور ضاد کے جزم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اونٹون کے نامو نمین واقع ہوا ہی اور صرم معنون مین قطع اور برید ہے اور ناقہ مصرمہ سربستان
برید کو کہتے ہین اور صلم جڑسے اوکھیڑ لینے کو کہتے ہین اور مصلمہ اوس اونٹنی کو کہتے ہین
جسکے کان جڑسے کٹے ہوئے ہون اور مخضرمہ اوس اونٹنی کو کہتے ہین جسکے کان کا کوئی کٹا ہوا ہو
اور ان نامون کو بعضی کہتے ہین کہ اوسی قصوی کے نام ہین اور مروی ہی کہ عضبا ایک
اونٹنی تھی کہ کوئی اونٹنی اوسپر سبقت نہین لیگئی تھی ناگاہ ایک اعرابی شتر جوانہ پر بوجھ

لادے ہوئے اور بیٹھا آیا اور غضباء سے سبقت لیگیا اور یہ بات صحابہ کو ناگوار ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ خدا تعالی پر حق ہی اسبات کا کہ دنیا مین سے کسی چیز کو مرتبہ نہ دے مگر یہ کہ پست کرے اور ابوجہل کا
ایک اونٹ کہ بدر کی لڑائی مین بطریق غنیمت کے ہاتھہ لگا تھا اور اوسکی ناک مین ایک چاندی کا چھلا تھا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اونٹ کو حدیبیہ کے دن مشرکون کو غصہ دلانے کے واسطے راہ سے نکالا
تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس اونٹنیان دودھ والی تھین کہ اونکو غابہ جو ایک مقام مدینہ
کی نواح مین ہی چراتے تھے اور ہر شب کو دو مشکین بھر کے دودھ دہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ وسلم کے
اہل و عیال اوس سے بسر اوقات کرتے تھے اور پینتالیس اونٹنیان دودھ دینے والی تھین جن کو
سعد بن عبادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لائے تھے اور اونکا نام سیر کی کتابون مین لکھا
ہوا ہی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سات بکریان شیردار تھین جنکو ام ایمن چراتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جس گھر مین شب کو رہتے تھے وہان اونکو لیجاتے تھے اور اونکے نام بھی کتابون
مین مذکور ہین واللہ اعلم اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محجن تھا جو میم کے زیر اور حے
کے جزم اور جیم کے زبر کے ساتھہ ہے اور محجن بمعنے چوگان کے ہی اور حجن بمعنے جذب اور عطف اور
صد اور صرف کے ہی حجن فلانا ای صرفہ وجذبہ بالمحجن و تحجن بمعنے اعوجاج یعنے ٹیڑھا ہونے کے ہے
اور محجن منبر کے وزن پر اوس لکڑی کو کہتے ہین جسکا سرا ٹیڑھا ہو اور جو چیز ٹیڑھی ہو اسکو کہتے
ہین اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محجن بمقدار ایک گز کے یا اوس سے زیادہ تھا کہ آپ اوسکو
لیکر چلتے تھے اور اوسکے ذریعہ سے سوار ہوتے تھے اور آپ اوسکو اپنے دونون دست مبارک کے سامنے
اونٹ پر لٹکا دیتے تھے اور مروی ہی کہ آپ اوسکو اکثر اپنے دست مبارک مین رکھتے تھے اور آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک مخصرہ تھا کہ اوسکو عرجون کہتے تھے اور مخصرہ میم کے زیر اور خے کے جزم اور
صاد مہملہ کے زیر کے ساتھہ خصر سے یعنی میانہ آدمی کے ہی جسکو تہیگاہ کہتے ہین اور اختصار بمعنے تہیگاہ پر ہاتھ
رکھنے کے اور اوسپر ٹیکن دینے کے ہی اور مخصرہ وہ چیز ہے کہ جسپر آدمی ٹیکن دے اور اوسکو تہیگاہ رکھے
مثل عصا اور عکازہ اور مقرعہ اور قضیب کے اور حدیث مین آیا ہی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے اور آپکا جو مخصرہ تھا اور وہ آپ کے پاس تھا اور کہا ہی کہ مخصرہ بادشاہون کے شعار
مین سے تھا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عصا تھا کہ آپ اوس پر ٹیکن دیتے تھے

اور فرماتے تھے کہ عصا پر تکیہ لگانا انبیا کے اخلاق سے ہے اور عرجون اوس خرمے کی شاخ کو کہتے ہین جو خشک ہو کے ٹیڑھی ہو جاے گویا مراد اوس سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصرہ کو عرجون کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے یا یہ بات ہے کہ وہ مخصرہ خرمے کی شاخ کا تھا اور قضیب شوحط کی لکڑی کا تھا کہ جسکو ممشوق کہتے تھے اور سابق مین معلوم ہوا ہے کہ قضیب درخت کی شاخ کو کہتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمشیر کا نیام تھا اور کبھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کی ایک شاخ جسکو شوحط کہتے ہین دست مبارک مین رکھتے تھے اور قاموس مین ہے شوحط بالشاء المہملۃ شجر تتخذ منہ القسی او ضرب من النبع جیسا کہ گذر چکا ہے اور قضیب ممشوق طویل اور باریک کو کہتے ہین قاموس مین السیمی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قدح تھا جسکا نام ریان تھا جو ری سے بمعنے سیرابی کے ہے اور چونکہ قدح مین پانی اور دودھ اور نبیذ اور مثل اسکے پیتے ہین تو نام اوسکا ریان رکھنا مناسب ہوگا اور ایک قدح اور تھا جسکو مغیث کہتے تھے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اشتقاق اوسکا غیث ہوگا جو باران کے معنی مین ہے اور ایک قدح اور مضبب تھا کہ تین مقام مین چاندی کی کیلین ٹھکی ہوئی تھین اور اوس قدح مین ایک حلقہ تھا کہ اوسکو اوس حلقے کے ذریعے سے لٹکا دیتے تھے اور ایک قدح عیدان کا تھا حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قدح عیدان کا تھا کہ وہ آپ کے پلنگ کے نیچے رکھا جاتا تھا اور آپ اوس مین پیشاب کرتے تھے اور اس لفظ کی دو طرح صحت کی ہے ایک تو عین کے زیر کے ساتھ جمع عود کی بمعنے چوب کی اور جمع اسکی باعتبار اجزا کے ہے اور دوسرے عین کے زبر کے ساتھ کہ ایک درخت کا نام ہے اور مجمع البحار مین لکھا ہے کہ عیدان عین کے زبر کے ساتھ عیدانہ کی جمع ہے جو ایک درخت دراز ہے کہ سر سے پا تک اوس مین پتی نہین ہین اور ایک قدح زجاج کا تھا جسکو ایک بادشاہ نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہدیہ مین بھیجا تھا اور ایک تور پتھر کا تھا جو تے کے زبر اور واو کے جزم کے ساتھ طغار سے مراد ہے اور اوسکو مخضب میم کے زیر اور خے کے جزم اور ضاد کے زیر کے ساتھ کہتے تھے اور جد ثیون مین اس کا بہت ذکر آیا ہے اور مرکن میم کے زیر اور رے کے جزم کے ساتھ تھا اور وہ بھی بمعنے طغار کے ہے اور ایک طغار اور پیتل کا تھا اور ایک مغتسل تھا کہ اوسکو صادرہ کہتے تھے اور وہ ایک چمڑے کا برتن ہے جس سے طہارت کرتے ہین اور اوسکو وارد وہ بھی کہتے ہین اور صادرہ وہ ہے کہ پانی پینے سے نکل آئے اور وارد وہ

جو پانی پینے کے واسطے اوتر ہے اور ظاہر اس معنی کے لحاظ سے عبادہ نام رکھنا وارد سے انسب ہوگا اور
مدہن یعنی تیل رکھنے کی پیالی تھی کہ آپ اوسمین تیل رکھتے تھے اور مدہن میم کے پیش اور ہے کے پیش کے
ساتھ ہے اور ایک ربعہ یعنی سنگار دانہ تھا کہ جسمین آپ آئینہ رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ تھا کہ
آپ اوسمین اپنا جمال باکمال مشاہدہ فرماتے تھے اور سچ تو یہی ہے کہ آئینہ دیکھنا آپ ہی کو سزاوار تھا کہ آپ
جمال حق کے مظہر کامل تھے اور ربعہ سے مراد آئینہ دان ہے کہ اوسمین آپ آئینہ رکھتے تھے اور قاموس میں ہے
کہ ربعہ طبلہ عطار اور صندوق مصحف ہے اور اوسکی توصیف اسکندرانیہ کے ساتھ اسوجہ سے ہے کہ اوسکو
مقوقس صاحب اسکندریہ نے ماریہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کے ہمراہ بھیجا تھا اور روضۃ الاحباب
میں اوسکو طبلہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ اوسمین کنگھی اور مسواک اور قینچی اور سرمہ دانی اور آئینہ رکھتے
تھے اور بعضوں نے قینچی اور استرہ اور چقمق بھی ذکر کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ کا
نام مدلہ تھا جو میم کے پیش اور دال کے زیر اور لام مشدد کے زبر کے ساتھ ہے اور مدلہ یعنی بیخود ہو جانیکی
اور عشق کے باعث عقل کے جاتے رہنے کے ہے کہ خود اپنے اوپر عاشق ہو جاتے تھے یا اور لوگ آپ کا جلوہ
جمال باکمال آئینہ میں دیکھتے تھے اور بیخود اور فریفتہ ہو جاتے تھے اور ایک مشط یعنی کنگھی تھی جو میم کے
پیش اور شین کے جزم کے ہے اور کنگھی ہاتھی دانت کی تھی جاننا چاہیے کہ حدیث میں آیا ہے کان له مشط من
عاج یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی اور اکثر علماء اسبات کے قائل ہیں کہ عاج سے
مراد ہاتھی کی ہڈی اور دانت ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ظاہر ہے کیونکہ ہڈی میں موت
بوجہ اوسمین حیات نہونیکے سرایت نہیں کرتی تھی اور اس حدیث کو ہاتھی دانت کی تجارت کے جائز ہونے پر
دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعضے اگلے لوگ اوسکی کنگھی بناتے تھے اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے
نزدیک ناپاک ہے اور مراد عاج سے جو یا کہ بحری کی پشت کی ہڈی ہے کہ اوسکو لیتے تھے اور اوسکی
ہڈی کی کنگھیاں بناتے تھے اور اسکو ذبل ذال کے زبر اور بائے موحدہ کے ساتھ کہتے ہیں اور حدیث
میں جو آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اوقلیہ عاج منگے
جس سے مراد یہی ذبل ہدیہ فرمائے تھے واللہ اعلم اور مکحلہ تھی جو میم کے پیش اور کاف کے جزم اور
حے کے پیش کے ساتھ سرمہ دانی کو کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو سوتے وقت
ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سوتے سے پہلے بھی آنکھ میں دو بار

سرمہ لگاتے تھے اور بائین آنکھ مین تین بار اور بعد اوسکے پھر سیدھی آنکھ مین ایکبار سرمہ لگاتے تھے تاکہ ابتدا اور
انتہا سیدھی آنکھ کیطرف سے واقع ہو اور صحیح اور مشہور وہی پہلا طریق ہی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قصعہ
تھا جو قاف کے زبر اور صاد کے ساتھ ہی نام اوسکا غرا تھا اور اوسمین تین حلقہ تھے اور قصعہ کاسہ بزرگ کو
کہتے ہین اور جفنہ بھی کاسہ بزرگ کو کہتے ہین اور جیم کے زبر اور فے کے جزم کے ساتھ ہے اور صحفہ بھی کاسہ
بزرگ کے معنے مین آیا ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ صحفہ وہ ہے جو پانچ آدمیونکو سیر اور آسودہ کرتا ہی اور
قصعہ وہ ہی جو دس آدمیون کو سیر کردیتا ہی اور ان تین لفظون کی جمع فعال کے وزن پر فے کے
زیر کے ساتھ آئی ہی قصاع جفان صحاف اور صحاح مین کسائی سے نقل کیا ہی کہ کاسون مین بڑا کاسہ
جفنہ ہے بعد اوسکے قصعہ ہی جو دس آدمیونکو سیر کردیتا ہے بعد اوسکے صحفہ ہے جو دو آدمیونکو آسودہ
کردیتا ہے بعد اوسکے مکیلہ ہے جو ایک آدمی کو آسودہ کردیتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
صاع اور مد تھا کہ اوس سے آپ فطرہ نکالتے تھے اور اگر اوس سے کھانا بھی اندازہ کیا جاے تو
کچھ دور نہین ہی چنانچہ حدیث مین ہے کہ کھانے کو ناپ کے خرچ کرو اور صاع پیمانہ ہی جو مد میم
کے پیش کے ساتھ ہے اوسکی تفسیر پیمانہ کے ساتھ کی ہے اور صاع کو چار مد کہا ہے اور مد ایک رطل اور
تہائی اہل حجاز کے نزدیک ہی اور ایک عراق کے نزدیک دو رطل ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک
پلنگ تھا جسکے پائے ساج کے تھے اور بچھونا ادیم کا جسکا بھراؤ خرمے کی چھال کا تھا اور ادیم چمڑا ہے
اور لیف خرمے کی چھال ہی اور پلاس یعنے ٹاٹ تھا جسکو آپ دو تہ کرکے تکیہ پشت کو اوس سے
لگاتے تھے اور چاندی کی انگوٹھی تھی جسکا نگ بھی چاندی کا تھا اور مواہب مین کہا ہی کہ ایک
انگوٹھی لوہے کی اوتھی جسپر چاندی کا ملمع تھا اور حدیثون مین آیا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی تھی واقع
ہوئی ہے اور گویا کہ چاندی کے ملمع سے اوسکا جواز ہوگیا ہو سابق حال ذکر کیا ہو واللہ اعلم اور
دو سادہ موزہ تھے جنکو نجاشی نے بطریق ہدیہ کے بھیجا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو
پہنا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین جبہ تھے کہ اونکو آپ جنگ مین زیب تن پاک فرماتے تھے
ایک جبہ سندس سبز کا تھا اور دوسرا طیالسہ کا تھا اور تیسرے کی کچھ تعیین نہین ہوئی ہے
کہ کس چیز کا تھا اور جبہ جامہ کو کہتے ہین جسکو قطع کرکے سیا ہو پس اگر اوسمین جیب ہی تو وہ قمیص
ہی اور اگر نہین ہی تو اوسکو قبا کہتے ہین اور جبہ سب کو شامل ہے اور زرہ اور دستار

کو جبہ نہیں پہنیں گے اور طیالسہ طیلسان کی جمع ہی گویا کہ طیلسان کا بنایا تھا اور سیا تھا اور اہل عجم کے لباس میں سے ہی کہ سیاہ اور گول ہوتا ہی اور تانا بانا اوسکا پشمی ہوتا ہی اور اسماء حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت کیا گیا ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیلیا پس میں اوسکو بیمارون کے لیے دھوتی ہون یعنے دھوکر پلاتی ہون اور شفا طلب کرتی ہون اوسکو مسلم نے روایت کیا ہی اور ایک عمامہ تھا جسکو سحاب کہتے تھے اور ایک اور عمامہ سیاہ تھا اور برد اتحمی اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہی کہ اہل سیر رحمہم اللہ نے نقل کیا ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس روز وفات پائی دو برد حبرہ اور جامہ صحاری اور ایک تہبند عمانی اور ایک قمیص سحولی اور جبہ یمنی اور خمیصہ اور قطیفہ اور ایک کسائی سپید اور ملحفہ جو ورس سے رنگی ہوئی تھی اور چند ٹاقیہ چھوڑ آپکے باقی رہتے تھے برد بے کے پیش کے ساتھ جامہ ہے صراح میں ایسا ہی ہی اور حبرہ حے کے زیر اور بے کے زبر کے ساتھ جامہ کی ایک قسم ہی اور صراح میں لکھا ہی کہ برد یمانی اور صحاری منسوب صحار کیطرف ہی جو یمن کا ایک قریہ ہی اور حدیث میں ہے کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثوبین صحارین اور کہا ہی کہ صحاری صحرۃ سے ہی اور صحرۃ ہلکی سرخی زمین کی رنگ کے مانند ہے اور ثوب اصحر اور صحاری کہا جاتا ہی اور عمان عین کے پیش اور میم کی تخفیف کے ساتھ یمن کا ایک شہر ہے عمن بالمکان اذا اقام بہ اور جو شام میں ہی وہ عین کے زبر اور میم کی تشدید کے ساتھ ہے اور قاموس میں ہی کہ عمان غراب کے وزن پر یمن کا ایک شہر ہے اور شداد کے وزن پر جو ہی وہ شام میں ہے اور سحولی حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سحولی کے تین کپڑون میں کفنائے گئے تھے اور یہ لفظ سین کے زبر کے ساتھ روایت کی گئی ہی پس زبر کے ساتھ منسوب سحول کے ہے جو معنے گاذر کے ہے کیونکہ وہ دھوتا ہی اور کپڑے کو سپید کرتا ہی اور معنے سپید کرنیکے ہے یا منسوب سحول کے ہی جو یمن میں ایک قریہ کا نام ہے اور پیش کے ساتھ سحل کی جمع جو معنے ثوب ابیض یعنے سپید کپڑے کے جس میں روئی نہیں ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ پیش کے ساتھ بھی قریہ کا نام ہے اور خمیصہ کپڑا ازقسم کا ہی جو ایک خوشبودار گھاس ہی یا پشمی نقشین ہے اور بعضون نے ثنا ہی کے ساتھ خمیصہ

لگائی ہے اور صراح میں ہے کہ خمیصہ سیاہ کملی چوکھونٹی ہے کہ اوسکے دو نام ہیں اور قطیفہ جامۂ رفتہ دار اور
بدوئی دار ہے اور کسا ساتھ زیر اور مد کے کملی ہے اور ملحفہ میم کی زیر اور لام کے جزم اور حاء مہملہ کے
زبر کے ساتھ چادر ہے اور ورس واو کے زبر کے ساتھ ایک گھانس ہے کہ اوس سے کپڑے رنگتے ہیں اور
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونھوں نے بیان فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑے
اور نہ درہم چھوڑے اور نہ گوسفند چھوڑیں نہ شتر چھوڑے اور راوی کہتا ہے کہ میں غلام میں شک
رکھتا ہوں اور یہ بات اوسکی خلاف نہیں ہے جو مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
گھوڑے اور اونٹ اور خادم اور غلام تھے اور سب کو آپ نے صرف کر دیا اور بخشدیا اور آزاد
کر دیا اور تشریف لیگئے اور وہ اور مال بنی النضیر اور فدک کا تھا جو مسلمانوں پر اور اونکے اور اہل بیت
کے حوائج اور اتفاقات کیلیے وقف تھا اور مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض متبرکات میں
سے عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا کہ وہ اوسکو اپنے گھر میں خوب اچھی طرح سے رکھتے تھے اور
ہر روز ایکبار جاتے تھے اور اوسکی زیارت کرتے تھے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جب بعض اشراف
اونکے پاس آتے تھے تو وہ اونکو اوس مکان میں لیجاتے تھے اور اون چیزونکی اونکو زیارت
کراتے تھے اور کہتے تھے میراث من اکرمکم اللہ واعزکم بہ اور کہتے ہیں کہ اوس مکان میں ایک پلنگ
اور ایک تکیہ چمڑے کا جسکا بھراؤ خرمے کی چھال کا تھا اور ایک جوڑا موزے کا اور ایک قطیفہ اور ایک دری
چکی اور ایک ترکش جسمیں چند تیر تھے رکھا تھا اور کہتے ہیں کہ اوس قطیفہ میں حضرت کے سر مبارک کے میل کا
اثر تھا اور ایک شخص بہت بیمار تھا اور شفا نہیں پاتا تھا عمر بن عبد العزیز نے لوگوں سے التماس کی
کہ اونھوں نے تھوڑا سا وہ میل دھویا اور اوس بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا اور وہ بیمار اچھا ہو گیا تکملہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کاملہ کے بیان میں جو اہل معرفت کی زبانی ہے اور آپ کی
جناب اقدس توجہ کی طرف بیان میں اور آپ سے استمداد اور اعانت کے چاہنے کے
بیان میں ہے آگاہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال اور اوصاف شریفہ دو قسم پر ہیں
ایک وہ ہیں جو اخبار اور حدیثوں میں مذکور ہیں کہ جنکو ثقات کی نقلوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور
جو سیر کی کتابوں میں اخلاق اور صفات کہ ثبوت نبوت اور رسالت میں تمام انبیاء پر
آپ کے افضلیت اور اکملیت میں کافی اور وافی ہیں لکھے ہوئے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے

کہ جسکو مکاشفان اسرار حقیقت اور مشاہدان انوار معرفت اور وحدت سنے دیدۂ بصیرت سے دریافت کیا ہی
اور اوسکے اظہار اور بیان کیطرف گئے ہین اور چونکہ پہلی قسم عنایت الٰہی کی مدد سے سابق کے بابون مین
ترتیب پاچکی ہی لہذا دوسری قسم کے ساتھہ بھی اوسکی تتمیم کیجاتی ہی بعضے بعضے عارفین کے کلام مین ہے
کہ انبیاء حق سبحانہ کے اسماء ذاتیہ سے مخلوق ہین اور اولیاء اسماے صفاتیہ سے مخلوق ہین اور تقیہ
کائنات صفات فعلیہ سے پیدا کی گئی ہے اور سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم ذات حق سے مخلوق ہین اور
ظہور حق کا آپ مین بالذات ہی اور چونکہ اقتضاے ظہور اور بروز صفات اور اسماء مین زیادہ اور
ظاہر تر ہے پس ہر صفت مین ہر صفات الٰہی مین سے جو کچھہ کہ جمال اور جلال مین سے اوس کے
ساتھہ مخصوص ہی ظہور کیا اور اسماء حسنہ مین سے ہر اسم سنے جو اوسکے مقتضاے کمال معنوی مین
سے تھا بروز کیا کنہ ذات الٰہی تعالٰی و تقدس اوسی طرح پر ہے جو بطون بحتی حقیقت کنزیہ پر خفاد
اور مکنون سے باقی رہی پس حقائق اون صفات اور اسماء کے شہد معنوی مین مجتمع ہوے ذات
حیث لاکیفیت ولا این اوسنے ندا کی اور الہام کیا کہ اگرچہ مینے اس کمال اور جمال اور جلال کے حقائق کو
جو حد حصر اور احاطہ اور انتہا سے باہر ہے ظاہر کیا لیکن یہ سب بحر وحدت مین کا ایک قطرہ ہی
اور بیضاے ذات مین کا ایک ذرہ ہے ہیہات ہیہات ہمارا اجتماع کہان اور حقیقت ذات
کہان اور ظہور شیون ذاتیہ حق کہان اور بروز حقائق اسمائیہ اور صفاتیہ کہان پس پھر اشارہ
مکنیہ عبارت منہ کے ساتھہ ہوا کہ مین اپنی ذات سے ایک ایسی حقیقت پیدا کرون جو تمام
کمالات اسماء اور صفات اور شیونات ذات کے جامع ہو اور پیدا کرون اوسمین ایک ایسی
پیدائش جو عین مکنون ہو اور ظاہر کرون اوسمین ایک ایسا ظہور جو عین بطون ہی اور متصور ہو
ساتھہ صورت بدیعہ کے اور متنزل ہو مشاہد رفیعہ مین اس طور سے کہ وہ حقیقت تمھارا محل نشارہ
رفیع اور جامع انشاء بدیع کے ہو اور اپنی حد ذات مین ساتھہ اوس چیز کے ممتاز ہو جو
کنہ کمال سے رمز کی گئی ہے کہ پہنچائی نہین جاتی ہے اور ایسی حقیقت جو دریافت نہین
ہوتی ہے اور وصف نہین کیجاتی ہی اور اوس مظہر کی نسبت تمھارے مظاہر عظیمہ اور مجالی
کریمہ کی نسبت سے اتم اور اکمل اور اجلے اور اعز اور افضل ہو جیسی نسبت ذات کی صفات
کے ساتھہ ہے تاکہ اوس سے تمامیری برتری کی میرے پر کامل ہوجاے پس مین سنے اوسکے نام کو

حمد سے اشتقاق کیا ہو اور جو اوسکا نام محمد اور احمد رکھا اور زمین سے اوسکو حامد اور محمود کا حمد کیا گیا گویا
اور لواء حمد اوسکے ہاتھ میں دیا اور اوسکا مقام وسیلہ عظمی مینے کر دیا پس انبیا اور اولیا علیہم الصلوات التسلیم
وسیلہ اسمای صفات کے مظہر ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذات کے مظہر ہین پس محمد صلی اللہ علیہ
وسلم مقام جلال اور اکرام کے بالذات ختام ہوے اور انبیا اور اولیا علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام
بواسطہ ہوے اور چونکہ سید رسل ذات حق سے مخلوق ہین اور ظہور حق کا آپ پر بذات ہی تو آپ
عامہ صفات اور جمیع کمالات مین ہر کسی سے جو آپکا غیر اوس سے فائق اور متفرد ہین اور اسیوجہ سے
آپکا دین تمام دینون کا ناسخ ہی کیونکہ صفات بعد بروز سے ذات کے مشہور نہین ہوے اور
اسیوجہ سے آپ عروج فوق ہر عرش ہی کیونکہ ذات فوق جمیع اشیا کی ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حبائب حق کے محل مین جو فوق عرش ہی اور اوس سے وسیع زیادہ ہی اور عرش محیط اجسام ہے
اور رحمتے وسعت کل شیء پس حقیقت محمدیہ مصدر جمیع موجودات ہی اور مبداء تمام کائنات کا ہے اور
تمام فیوض و برکات کا واسطہ ہی وصل اور بعد اوس کے تنزل سے حضرت احدیت سے مقام
واحدیت مین اسما اور صفات محل جلوہ مین ظاہر ہوے پس حضرت کمالیت اوسپر عاشق ہوا
مثل تعشق اسم کے مسمے پر اور صفت کے موصوف پر اور اون کمالات معانی مین سے ہر معنی اپنی
حقیقت کیطرف اشارہ نہین کرتا ہی مگر اوسی کی طرف اور اپنی ہویت پر دلالت نہین کرتا ہے مگر
اوسی پر اگر کوئی اون کمالات مشار الیہا مین سے کسی کمال کے ساتھہ متحقق ہو تو اور اوسی پر معطوف
ہوگا اور اوسی کا تابع ہوگا اور وصف نوریت کی حقیقت اوسی مین منحصر ہے اور نور اوسکے ناموں
مین ہی اور اگرچہ سب انبیا اور اولیا اس صفت کے ساتھہ متصف ہین اور اوسکے ساتھہ متحقق ہین
لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت کی حقیقت ہین اور درمیان حقیقت شیء کے اور اوسکی جو اوس شیء
کے ساتھہ متحقق ہو فرق ہی اور تمام چیزین اوس نور کے مظاہر ہین اور اوس نور کے مجالی ہین
قول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے مین اللہ کے نور سے ہون
اور کل مومنین میرے نور سے ہین اور ایک روایت مین ہے انا من اللہ والمومنون
منی یعنے مین اللہ سے ہون اور تمام مومن مجھہ سے ہین اوسی کی طرف اشارہ
ہے اور مومنین کی تخصیص اتفاقی ہے اور مقام کی موافقت کے لیے ہے اور جب وجود

کو نے ہین تو نازل کیا تو اوسکے واسطے سے عقول اور نفوس اور لوح اور قلم اور عرش اور کرسی
اور افلاک اور کواکب اور ارکان اور معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان جو حقائق کونیہ
نسخہ جامع ہی پیدا کیے گئے اور اوسی سے کارخانۂ وجودیہ اوس ترتیب کے ساتھ جو عارفین اور
حکماء کے کلام مین واقع ہے منتظم ہوا اور کہا ہے کہ ان موجودات کی موجودیت کی ترتیب ایسی ہی ہے جیسے کہ
واحد سے اعداد کے وجود کی ترتیب ہی کہ وہ موجود ہی نہین ہوتے ہین بدون وجود واحد کے
اور تین موجود نہین ہوتے ہین بدون دو کے وجود کے اور چار موجود ہی نہین ہوتے ہین بدون
تین کے وجود کے پس کوئی عدد مرتبہ مین موجود نہین ہوتا مگر بعد وجود اپنے ماقبل کے اور
سب موجود ہین واحد سے اور واحد عدد نہین ہے کیونکہ جو عدد کہ ضرب کیا جائے کسی عدد
مین وہ عدد اوس سے پیدا ہوتا ہی اور اگر جمیع اعداد واحد مین ضرب کیے جائین تو کوئی غیر اوس
سے پیدا نہین ہوتی ہے پس عقل اول جو حقیقت روح محمدی سے عبارت ہے وہ خاص
تمام عالم کے وجود کی اصل ہے کیا عالم امر اور کیا عالم خلق اور وہ حقیقت جمیع علل کی علت ہی
اور اللہ تعالے اوس سے منزہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کا علت ہو اور جو کچھ کہ مذکور ہوا ہی اوس
سے حقیقت محمدیہ کے وجود کی تفصیل معلوم ہوئی پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم اول وجود ہین آخر وجود
کے اسی سبب سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول پاک سے ظاہر فرمایا ہے
کہ اب زمانے نے اوس ہیئت پر دور کیا جو ہیئت سموات کے خلق کے وقت رکھتا تھا اور
دائرہ وجود کے درجات کا اعلے دور اوسکے ظہور سے اوس صورت اور معنی مین تمام ہوا اور
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ بطون ذات مین جیسے کہ اقرب خلق تھے ویسی ہی آخر مین
اعلی اور اکمل خلق حیات مین ہوے اور اوس درجے کا نام وسیلہ رکھا کہ اُسکے ساتھ وعدہ کیے گئے
ہین اور امت کو اوسکی درخواست کا واسطے اوسکے حکم کیا ہے اور وسیلہ کے معنے سبب ہین
پس آپ ابتدا مین پہلے ہی وجود خلق کے سبب تھے اور انتہا مین حق کے ساتھ خلق کے
قرب کا سبب ہونگے پس آپکو قرب صوری و معنوی حاصل ہوا اور علو مکان اور علو مکانت
مین کامل ہوے اور عالم سے اکمل وصفاً اور حالاً اور اعظم عالم صورۃ اور معنی اور اتم
اور اعدل از روے خلق اور خلق کے ہوے علیکم من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات

انتہا و المنتہا وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال خلقت اور اعتدال اور ظہور جمال اور جلال آپکا صورت اور معنی اسقدر ہے کہ احاطۂ حصر اور انحصار سے باہر ہے اور جو کچھ ذکر کیا ہی وہ ایسا ہی جیسے دریا کے ساتھ نسبت قطرے کی ہی اور روشنی کے ساتھ نسبت ذرّہ کی ہی آگاہ ہو کہ وجود مطلق بنظر مراتب مفردات موجودہ کے دو قسم پر منقسم ہے ایک قسم لطیف ہی جیسے کہ معانی اور اخلاق اور ارواح اور اوسکے اشباہ اور ایک قسم کثیف ہی مثل صور اور اشکال اور اجسام اور اوسکے امثال کے اور ان دونوں قسموں مین سے ہر قسم متفرع دو طرف ہی ایک طرف اعلے ہے اور دوسرا طرف ادنی ہے پس طرف اعلاء معنوی مانند تخلق اور تحقیق انسان کے ساتھ صفات الہیہ اور اخلاق محمودہ اور جمیع مراتب کمالات معنویہ کے ہے اور اس علو کو علو مکانت کہتے ہین اور اسکی نہایت خدا کے نزدیک ہی اور حق جل جلالہ یہ سب اوس شخص کو عنایت کرتا ہی جو اوس مین جمع کرتا ہی جسکی تعظیم کا ارادہ فرماتا ہے اور اپنے نزدیک جسکو بزرگ کر دیتا ہی اور طرف اعلاء صوری افعال حسنہ اور اعمال صالحہ اور صور حسنہ اور اشکال لطیفہ اور اماکن علیہ قیمتیہ ہین اور اس علو صوری کو علو مکان نام رکھتے ہین اور برتر مکان ساتھ تفاوت درجات اور مراتب کے جنت ہی اور اوسکے اعلے درجات مین سے وسیلہ ہے کہ جسکی خبر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ حقتعالی نے اپنے بندون مین سے ایک بندے کے واسطے اوسکا وعدہ کیا ہی اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہی ہون پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ علو مکانت کے ساتھ مخصوص ہین ویسے ہی علو مکان کے ساتھ مخصوص ہین کیونکہ اللہ تعالے کے نزدیک کوئی آپسے بزرگ زیادہ از روے قدر کے نہین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ مینے تیرے واسطے اپنی شفاعت کو پنہان رکھا ہے اور بجز تیرے کسی پیغمبر کے لیے مینے اوسکو پنہان نہین رکھا ہے اور ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سلام اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے زمین اور آسمان کے لوگون پر شرف کو کامل کر دیا ہے اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دہنی طرف عرش کے مین کھڑا ہونگا کہ بجز میرے کوئی اوس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اور فرمایا

کہ مین خروج مین آدمیون مین سے پہلے برآمد ہونگا جسوقت کہ وہ اوٹھائے جائینگے اور جبکہ وہ درگاہ مین آئینگے تو مین اونکا خطیب ہون اور جب نا امید ہون تو مین اونکا خوشخبری دینے والا ہون اور لواے حمد میرے ہاتھ مین ہے اور پروردگار تعالے اکے نزدیک مین گرامی ترین اولاد آدم مین سے ہون اور کچھ فخر نہین ہے اور ایک روایت مین ہی کہ مین اون کا قائد ہون جسوقت درگاہ مین حاضر ہون اور مین انکا خطیب ہون جسوقت کہ خاموش ہون اور شنین اور مین انکا شفیع ہون جسوقت کہ قید کیے جائین اور لواے کرم میرے ہاتھ مین ہے اور مین اپنے پروردگار کے نزدیک اولاد آدم مین اکرم ہون اور ابی سعید رضہ کی حدیث مین آیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا سید ولد آدم یوم القیمۃ وبیدی لواء الحمد ولا فخر یعنے مین سردار ہون اولاد آدم کا قیامت کے دن اور میرے ہاتھ مین لواے حمد ہی اور کچھ فخر نہین ہے اور نہین ہی کوئی پیغمبر آدم اور جسکی کہ خبر ہے مگر یہ کہ میرے لواے کے نیچے ہے یعنے سب پیغمبر میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہونگے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مین آیا ہے کہ آگاہ ہو مین خدا کا حبیب ہون اور ایک روایت مین اونہین سے آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انا اکرم الاولین والآخرین ولا فخر یعنے مین اکرم اگلے اور پچھلے کا ہون اور کچھ فخر نہین ہی اللہم صل وسلم علیہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ مین زمین کے تمام مشارق اور مغارب مین پھرا اور مینے محمد سے کوئی فاضلتر نہین دیکھا اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اکملیت مین اور آپکے جمیع کمالات صوری اور معنوی پر محیط ہونے مین اکثر حدیثین ہین کہ جنکا احاطہ نہین ہوسکتا ہے اور کوئی آپکی اکملیت اور افضلیت مین مقابل نہین ہوا اور آپ کے واسطے علو مکانت ہی جو ساتھ حقائق اسماء اور صفات کے تعبیر کیا جاتا ہے اور علو مکان ہی جو وسیلہ اور مقام محمود کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہی پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از روے مکان اور مکانت کے موجودات سے اعلے اور افضل ہین اور از روے صورت اور معنی کے نہایت علوی وجودی کے ساتھ مخصوص ہین اور یہ بیان طرف اعلے کا معتبر ساتھ مکان اور مکانت اسکے دونون جانب طرفین وجود کے ساتھ ہوا اور طرف ثانی طرف سفلی ہے جو سقوط مکانت

اور مکان کے ساتھ معتبر ہی اور ابلیس کو نصیب ہی اور مقام اور حد اوسکی ہی اور جو اوسکے تابعین اشقیا
مین سے ہین نعوذ باللہ من ذلک اور اوس باب مین کلام دو فصلون مین ہی وصل پہلی کمالات
معنوی مین جو خدائے عز وجل کے نزدیک آپکے علو مکانت پر شاہد ہین اور وہ دو قسمون پر تقسیم ہے
ایک قسم کمالی ہی جسکے ساتھ کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین متخلق اور متحقق ہین جیسا کہ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تخلقوا باخلاق اللہ دوسری قسم کمال کونی ہی جسکے
ساتھ کاملین متصف اور متخلق ہین اور وہ صفات حمیدہ ہین جسکا مجموع مکارم اخلاق ہے اور
مخفی نہین ہی کہ خلق خدا مین سے کوئی اوسکا جامع نہین ہی جیسے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکارم اخلاق اور محامد صفات کے جامع تھے کہ وہ آپ سے پیدا ہوئے اور آپ پر ختم ہوئی ہین
اور آپ ہی پر اتمام پایا ہی اسی سبب سے حق تعالے جل جلالہ نے آپ کے حق مین فرمایا ہے
انک لعلی خلق عظیم یعنے تحقیق تم ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہت بڑے خلق پر ہو اور سیر کی کتابین
اور حدیثین مروی اوس سے بھری ہوئی ہین اور اونکا کچھ حساب اور شمار نہین ہی اور شیخ عارف
کامل عبد الکریم جنبلی نے جو صاحب کتاب ناموس اعظم وقابوس اقدام کے ہین کہا ہے کہ ان
کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ مکارم اخلاق جو کتابون مین مذکور ہین وہ نسبت اون کے جو
وارد نہین ہوئے ہین اور بیان نہین کیے گئے ہین ایسے ہین جیسے قطرے کی نسبت دریا کے
ساتھ ہے اور جو کچھ وارد ہوا ہے اوسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جامع ہین اور
بجز آپ کے کوئی اوسکے ساتھ مخصوص نہین ہوا ہے اور اوس سے آپکا کمال معنوی خلقی
معلوم ہوا ہی لیکن کمال حقی جو حق سبحانہ نے آپ کو بخشا ہے اور آپ کو مخصوص اوس کے
کر دیا ہی وہ اوس سے بہت بڑھکے ہی جو دریافت کر لیا جاسے اور جسکی نہایت اور غایت
پہچان لیجاسے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کل اخلاق الٰہیہ اور صفات ربوبیہ کے ساتھ
متحقق تھے اور شیخ رضی اللہ عنہ نے کتاب مین جو موسوم بکمالات الٰہیہ اور صفات محمدیہ ہی صفت
صفت اور اسم اسم نقل کیا ہی اور اون چیزون کا ذکر کیا ہے جسپر کتاب عزیز نے تصریحًا اور
اشارۃً وتلویحًا دلالت کی ہی اور منجملہ اونکے اسم اللہ کا ہے اور دلیل اسبات پر کہ آنحضرت صلعم
اس اسم کے مظہر ہین سبحانہ تعالے کا قول ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی و من

لیطع الرسول فقد اطاع اللہ وان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم اور شیخ قدس سرہ نے
کہا ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قول انا عبد اللہ کے یہی معنی ہین اور یہ عبودیت خاص آپ کی پروردگار
کے اسم کے ساتھ آپکے موسوم ہونے سے عبارت ہی بوجہ اسمائت کے کہ آپ پروردگار تعالے
کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہین اور شیخ کہتے ہین کہ آپ کی اس بات کو تعظیم حق مین مستبعد نہ سمجھو
کیونکہ یہ امر اللہ تعالے کی نزاہت مین طعن نہین کرتا ہی اور اللہ تعالے جلشانہ کے کمال مین یہ کیا
نقصان پیدا کرتا ہے شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ شیخ سے عجب ہی کہ اسمائت
کا عذر کرتے ہین گویا کہ اس مقدار کے ساتھ شان آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
مین کمال آلہی کے نقصان کا شبہہ ہی اور یہ کیا بات ہے یہ تو خود عین کمال آلہی ہے کہ حقتعالی
نے ایک ذات ایسی پیدا کی اور ظاہر فرمائی اور حقیقت محمدی تو اکمل شیونات آلہی ہے
اور مظہر کمالات نا متناہی ہے اور بیشک اللہ تعالے نے بہت نامون کے ساتھ آپ کا
نام رکھا ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ اسماء آلہی کے تمام نامون مین تعلق اور تحقیق دونون
ممکن ہین لیکن اس اسم جلیل مین تعلق ہی حاصل ہے اور تحقیق ممکن ہے اور شیخ کا کلام
اسمائت مین ناظر ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس اسم جلیل کے ساتھ تخلق بھی حاصل
ہی اور اس اسم کے مفہوم مین جمیع صفات کمال کا جمع ہونا ماخوذ ہے اور حقیقت محمدیہ کو جمیع کمالات
حاصل ہین چنانچہ جو کچھ کہ بیان کیا گیا ہے اوس سے واضح ہوا ہے لیکن شک نہین ہے کہ مرتبہ
الوہیت ذات آلہی کے ساتھ مخصوص ہے خدا خدا ہی اور بندہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور
شیخ کہتے ہین کہ یہ بندگی خاص جو آپ کی ذات شریف کے ساتھ مخصوص ہی آپکے جمیع صفات
کمال سے متصف ہونیکا اور اسم پروردگار کے ساتھ موسوم ہونے کا تقاضا کرتی ہی اور گویا کہ
یہ معنے فنا اور بقا کا مبنی ہے اور چونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ذات اور صفات آلہی مین فانی
ہو گئے ہین پس ضرور ہی کہ اوسکے ساتھ باقی ہون اور اوسکے ساتھ متصف ہون اور شیخ دریائے فضل
حقیقت محمدیہ مین جس سے وحدت عبارت ہی ایسا غرق ہوا ہے کہ نقش دوئی کا اونکی نظر بصیرت
سے محو ہو گیا ہے واللہ اعلم اور کہتے ہین کہ منجملہ اونکے اسم النور ہے اور یہ اسم ذاتی
ہے لقد جاءکم من اللہ نور یعنے محمد وکتاب مبین یعنے قرآن اور منجملہ اوسکے اسم الحق ہے

حق تعالےٰ فرماتا ہی قد جاءکم الحق من ربکم اور ارشاد کرتا ہی بل کذبوا بالحق لما جاءہم یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور منجملہ اوسکے اسم الرؤف اور اسم الرحیم ہے کہ بسحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے بالمومنین رؤف رحیم یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور منجملہ اوسکے اسم الکریم ہے کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے انہ لقول رسول کریم یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور منجملہ اوسکے اسم العظیم ہی کہ سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وانک لعلی خلق عظیم اور خلق اسم وصفی ہے پس حق تعالےٰ نے اوسکو عظمت کے ساتھ وصف کیا اور منجملہ اوسکے اسم الشہید اور اسم الشاہد ہی اور اللہ تعالیٰ اسنے اپنی ذات کی شان مین بطریق حکایت کے عیسےٰ علیہ السلام کے قول سے ارشاد فرمایا ہے کہ وانت علی کل شئی شہید اور حق جل جلالہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین ارشاد کیا ہے ویکون الرسول علیکم شہیداً اور شیخ نے کہا ہی کہ قاضی عیاض سنے ذکر کیا ہی کہ حق تعالیٰ نے اپنے اسم الجبار کے ساتھ اور اپنے اسم الخبیر کے ساتھ اور اپنے اسم الفتاح کے ساتھ اور اپنے اسم الشکور کے ساتھ اور اپنے اسم العلیم العلام کے ساتھ اور اپنے اسم الاول کے ساتھ اور اپنے اسم الآخر اور القوی اور الولی کے ساتھ اور اپنے اسم العفو اور الہادی اور المومن اور المہیمن اور الداعی اور العزیز کے ساتھ اور اوسکے سوا جو اسماء الٰہیہ کہ اللہ تعالیٰ و تقدس کے ساتھ مخصوص ہین انکے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو موسوم کیا ہی اور قاضی عیاض ہر اسم پر قرآن عزیز سے ایسی ایک دلیل لائے ہین کہ کوئی دفع کرنے والا اوسکو دفع نکر سکے اور اوسمین کوئی مقام جھگڑے کا نہین ہے اور کہا ہی کہ مینے اوسمین اسیقدر پر ذکر پر اکتفا کیا ہے کیونکہ اسبات مین محققون کے نزدیک خلاف نہین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع اسماء حسنے اور صفات اعلےٰ کے ساتھ متصف اور متحقق ہین اور آپکو کمالات مین سے اسیقدر ملاہے کہ بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی اوسکے سزاوار نہین ہی چنانچہ گذر چکا ہے اور جسوقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق پوچھا گیا تو اونھون سنے فرمایا کان خلق القرآن اور قرآن خدا کا کلام ہے اور اوسکی صفت ہی پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خدا کی صفت کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق قرار دیا اور اونھون نے اوس امر مطلع ہونے کی وجہ سے اپنی معرفت کی زیادتی اور حق تعالےٰ نے قرآن کے باب مین خود فرمایا ہے انہ لقول

رسول کریم اور وہ حقیقت مین خدا کا قول ہی پس خدا ی تعالے کی صفات عظیم کے ساتھ تحقیق کیجانب
نظر کرنا چاہیے کہ اوسنے اپنی صفات اور اپنے اسما مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام استخلاف
مین مقام خلیفہ کے قائم کیا اور اس مین غور کر کیونکہ اوسکے تحت مین ایک بہت بڑا بھید ہے
اللہ تعالے مجکو اور تجکو اس حقیقت سے مطلع فرمائے واللہ الہادی ❀ وصل دوسرا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال صوری مین جو خدا ے تعالے کے نزدیک آپ کے علو مکان کی تحقیق پر
ظاہر ہے تین قسمون پر منقسم ہے قسم اول ذاتی ہے اور قسم دوسری فعلی ہے جیسے کہ نماز اور
روزہ اور صدقہ اور مثل اسکے اور قسم تیسری قولی ہے پہلی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات
شریف اور صورت جمیل ہے اور آپکی ذات شریف سب ذاتون سے جمیل زیادہ اور کامل تر اور
فاضل تر اور ظاہر تر اور انور تھی اور صورت شریف آپکی سب صورتون سے احسن اور
جمیل تر اور پاک و صاف تھی اور علما شکر اللہ سعیہم کو جو کچھ کہ آپکا حلیہ شریف معلوم
ہوا ہے اور اونکے فہم مین آیا ہے اونھون نے اوسکو جمع کیا ہے اور بیان فرمایا ہے اور
اوس سے تصور جمال اور مطالعہ کمال اور ہر گھڑی اوسکو ملحوظ رکھنا اور اس کام کی مشق
اور اوسکا مراقبہ کرنا اس حیثیت سے مقصود ہے کہ وہ جمال جہان افروز ہمیشہ پیش نظر رہے
اور مفارقت نکرے اور یہ واسطے حصول کمال اور قرب اور وصال کے طریقون مین سے
قریب تر طریق ہے اور حصول درجۂ صحبت کا اور اصحاب وافر النصاب مین شامل ہونے کا
ساتھ حاصل ہونے صحبت معنوی کے اور سعادت کبرے اور نعمت عظمے کے سبب ہی اور
اگر بطریق اتصال اور دوام کے اوس پر قابو نہ ملے تو چاہیے کہ کسی وقت صلوٰۃ اور
سلام کے وقت مین جو روشنی راہ اور حضوری درگاہ کے لیے قریب تر طریقون مین سے ہے
اوسکو نگاہ رکھے وباللہ التوفیق اور دوسری قسم کہ فعلی ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے افعال زکیہ اور احوال مرضیہ ہین جو معلوم ہین اور منقول ہین اور صحف اور دفتر اوس سے
بھرے ہوئے ہین اور اسباب مین یہ بات کافی ہے کہ کل عالم اور اونکے اعمال حسنات آپ
کے پلے مین ہین کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت اور ارشاد کی راہون کی بنا قائم
فرمائی ہی اور خلق کو گمراہی سے باہر نکالا ہے اور احکام وضع کیے ہین اور سنت قرار دی ہے

اور صلوٰۃ اور روزہ اور حلال اور حرام بیان فرمایا ہی اور جو چیز نیک اہل عالم سے ظہور پاتی ہے کیونکہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا الی یوم القیمۃ تمام اجر آپ ہی کے لیے ہونگے پس تمامہ خلق کے اجر آپ کے میزان اعمال مین ہین بلکہ وہ کل آپ کے دریاے فضل مین سے ایک قطرہ ہی اور آپ سب کے کل اور اصل ہین اور سب آپ کے اجزا اور فرع ہین اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شدت افعال اور قوت حال کیا بیان کرسکے بس جو کچھ کہ وارد ہوا ہے کہ جناب رسالتمآب با وجود عفو ہوجانے اگلے پچھلے ذنوب کے اسقدر قیام فرماتے تھے کہ پاے مبارک آپکے ورم کر آتے تھے اور باوصف اسکے کہ تمام زمین کے خزانون کی کنجیان عطا ہوئی تھین اور شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے کافی ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ پروردگار نے مجکو حکم کیا ہی کہ مین آپکے لیے زمین کے پہاڑون کو سونے کا کردون پس آپ نے اوس سے انکار فرمایا اور فقر کو اختیار کیا اور بحرین کا مال آپکی خدمت شریف مین لایا گیا اور آپ نے اوسکی طرف التفات نفرمایا اور کوئی چیز اوسمین سے آپ گھر مین نہین لے گیے اور اوسوقت مین آپکا کھانا بجز تمر اور پانی کے اور کچھ نتھا اور آپ کی صفات ظاہری اوس سے بہت زیادہ اور برتر ہے جو حصر کیجاے اور یہ مذکور اوسکا ایک نمونہ ہی اور تیسری قسم کہ قولی ہی وہ آپکے اقوال فصیحہ اور کلمات بلیغہ ہین جنسے اسلام کی کتابین بھری ہوئی ہین اور وہ ایک قطرہ دریا مین سے ہی اور ایک ذرہ روشنی مین کا ہی اور آپ کی عظمت شان مین قول حق سبحانہ تعالی کا قرآن شریف کے باب مین جو حق تعالے کا کلام پاک ہے کافی ہے انہ لقول رسول کریم کہ ظاہر مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ناطق تھے اور حقیقت مین وہ خدای تعالے کا کلام ہے اور قول حق سبحانہ تعالے کا وما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی کافی ہی اور آپ کی حدیث کے جس کلمہ مین چاہے تو غور کرتا کہ تجکو ہر حجت اور ہر حقیقت نیک کے مجامع اور محاسن آپ مین معلوم ہوجاوین اور آپ نے کسی چیز کو نہین چھوڑا مگر یہ کہ خلق کو اوسکی طرف ہدایت کی ہی یعنے خلق کو ہر چیز کی ہدایت کی ہے اور آپ نے کسی فضیلت کو ترک نہین کیا مگر یہ کہ اوس سے آگاہ فرمایا یعنے ہر فضیلت سے آگاہ کردیا ہی اور اسیوجہ سے حق جل وعلا نے آپ کو خاتم المرسلین کردیا ہی کیونکہ آپ نے ہر دقیقہ اور حقیقت پر آگاہی سے احاطہ فرمایا ہی

اور ہر طرح کو روشن کر دیا ہی پس سوا آپکے اور کسی مرشد کی حاجت باقی نہین رہی پس آپ آخر مین خاتم النبیین ہوے جیسے کہ اول مین سابق النبیین تھے وآدم بین الماء والطین یعنے آدم درمیان پانی اور مٹی کے تھے صلے اللہ علیہ وسلم وشرف وعظیم ومجد وکرم وصل اس امر کے بیان مین ہی کہ قابلیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع موجودات کی نسبت ایسی ہی جیسے کہ بحر کی قابلیت نسبت ساتھ قطرات کے ہی آگاہ ہو کہ فیض الٰہی تفاوت قابلیتونکی تفاوت کے موافق ہی تو نہین دیکھتا ہی کہ آفتاب کی شعاع آئینہ مین ظاہر ہوتی ہی اور اوسمین چمک ایسی پیدا کرتی ہی کہ کوئی قدرت نہین رکھتا ہی کہ خوب دیکھ سکے اور نظر اوسکے نظارہ مین خیرگی کرتی ہے بخلاف اوسکے جمادات پر ظاہر ہونے کے اور اسیطرح آئینہ معتدل بنے ہین جیسا کہ منھ بھی دکھائی دیتا ہی اور لمبے آئینہ مین لمبا منھ دکھائی دیتا ہی اور پھیلے ہوے آئینہ مین پھیلا ہوا منھ دکھائی دیتا ہی اور چھوٹے آئینہ مین چھوٹا منھ دکھائی دیتا ہی اور بڑے آئینہ مین بڑا منھ دکھائی دیتا ہی پس معلوم ہوا کہ فیض کا ثبوت بمقدار قابلیت کے ہی اور حقتعالی جلشانہ حکیم ہے وہ ہر چیز کو اوسکے مقام ہی مین رکھتا ہی اور قابلیتین متفاوت ہین اور فیض کا ظہور مخلوقات مین قابلیتون کے موافق ہی اور حقتعالے کا ظہور اپنے اسما اور صفات مین موافق ہر چیز کے ہے کہ جیسے اوسکی قابلیت تقاضا کرتی ہی پس اوسکا ظہور اسم منعم مین ایسا نہین ہی جیسا کہ اوسکا ظہور اسم منتقم مین ہے اور نعمت مین ظہور اوسکا ایسا نہین ہی جیسا کہ ظہور اوس کا نقمت مین ہی پس ظاہر واحد ہے اور بوجہ اختلاف مظاہر کے ظہور مختلف ہی اور حق ظہور مظاہر مین موافق قابلیتون کے ہی اور قابلیتین چیزونکی اونکی حد کے مقامون سے متعلق ہین جو اون سے ظاہر ہوئی ہین اور نعمت کا مقام حد اسم منعم اور اسم منتقم ہے اور منعم اور منتقم یہ دونون اسم الٰہی قدیم ہین کیونکہ صفات اللہ تعالے کی قدیم اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہین اور ہر چیز عالم اوسکے اسما اور صفات کا اثر ہی پس افراد عالم مین سے ہر فرد کا اسماء حق اور صفات الٰہی سے ایک مقام حد ہی اور آگاہ ہوا انبیاء صلوات اللہ علیہم حق کے اسماء ذاتیہ سے پیدا کیے گئے ہین پس وہ اسماء اون کے مقام حدود ہین اور اولیا اسماء صفاتیہ سے پیدا کیے گئے ہین اور اسماء صفاتیہ اون کے مقام حدود ہین اور باقیہ موجودات صفات فعلیہ سے مخلوق ہین اور وہ صفات اوسکے مقام حدود ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حق عزوجل کی ذات سے مخلوق ہین

آپ کا مقام حد ذات حق ہی اور حق کا ظہور آپ پر بالذات ہی اور اسیوجہ سے آپ جمیع کمالات کے ساتھہ منفرد ہین کیونکہ صفات راجع ذات کی طرف ہین اور آپ کا دین تمام دینون کا ناسخ ہی کیونکہ بعد ظہور ذات کے صفات مشہود نہین ہوتی ہین ہان علم اون کا باقی رہتا ہی اسیوجہ سے نبوت انبیا کی اپنے حال پر باقی رہی اور منسوخ نہین ہوئی مگر دین اونکے منسوخ ہوگئے اور نسبت قابلیت محمدیہ کی مثل نسبت بحر کے ہے اور نسبت انبیا اور اولیا کی قابلیتون کی مانند انہار اور جداول کے ہے اور نسبت بقیہ عالم کی اوس ہین سے مثل ایک قطرہ کے ہے یہ کلام شیخ کا ہی اور شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ اس فقیر حقیر کی زبان پر یون آیا ہی کہ یہ سب نسبتین جو مذکور ہوئی ہین مثل قرب اور کشتران اور اندراج اور عرصۂ اور قطرات بحر کے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجموع عالم ہین کیونکہ آپ کی روح عقل اول ہے اور تمام اوس سے مخلوق ہی پس تنہا آپ کی قابلیت مثل تمام موجودات کی قابلیتون کے ہی اور آپ مفیض اول ہین اور مفیض ثانی ہین اور فیض اقدس ذاتی متوجہ اول آپ کی جانب متوجہ ہے اور آپ سے بقیہ مخلوقات کیطرف اونکی قابلیتون کے موافق متوجہ ہی پس آپ کل موجودات کے ہین اور آپ سے کل ہے ہو الکل واللہ کل الکل اور حضرت امام یافعی عبداللہ رضی اللہ عنہ کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح مین کیا خوب قول ہے جو اونھون نے کہا ہو ؎ یا واحد الدہر

یا عین الوجودی ؛ یا غیث الانام وہادی کل حیران ؛ اور جب کہ قابلیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کل ہی اور قابلیت تمام اکوان اور مرسلین اور نبیکین اور ملائکہ مقربین اور تمام اولیا اور صدیقین اور مؤمنین جزئی ہی تو آپ کے انتہائے رفیع کے دریافت سے سب قاصر ہونگے اور آپ کی شان مرتفع کے لحوق سے عاجز ہونگے اور چونکہ انبیا اور اولیا نے اس معنے کو پہچانا اور دریافت کیا تو اونھون نے آپکے عزت عالی کے در پر اپنے سرون کو رکھدیا اور آپکے مجد شامل کے آگے زمین انکسار پر اپنی گردنون کو ڈالدیا اور انبیا علیہ السلام سے عہد لینے کے یہی معنی ہین کہ وہ ایمان آپ لائین اور آپ کی یاد ہی کرین چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہے

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الآیۃ اور تمام اولیاء مقربین آپ کی علو شان کیطرف آپ ہی کے عروۂ وثقی کے

ذریعے سے ترقی اور عروج کرتے ہیں حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ خدا تعالی کا در ہر طرف سے بند ہی لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا در کھلا ہی اور درگاہ حق مین حاضر ہونے کی کوئی راہ ہی بجز آپ کے دروازے کے اور کسیکو کچھ سزاوار نہین مگر یہ کہ آپ کی پیروی کرے اور آپکا ظاہرا اور باطنًا تابع ہو تاکہ خدا تک پہونچ جاے اور اگر یہ سد درمیان مین نہوتی تو اولیا آپکے بعد وہ دعوے کرتے جو انبیا علیہم السلام نے آپکے قبل دعوی کیا ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیار نے باطن مین خدا سے وہ پایا ہی جو انبیار علیہم السلام نے ظاہر مین پایا ہی اور اونھون نے بوجہ قطع ہوجانے نبوت کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوجانے کے سبب نبوت نہین پائی ہے اور اور حکمت اسمین یہ ہی کہ انبیار نے جو کچھ کہ پایا ہی نبوت سے پایا ہی اور ادیان کی جو کچھ شرع جاری کی ہی خدا تعالے کے اذن اور حکم سے ہی باوجود اسبات کے کہ اونکے دین دین محمدی کے ظہور کے باعث سے منسوخ ہو گئے کیونکہ اونکے دین جزئی تھے اور دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کلی ہے اور جزکل پر غالب نہین ہوتا ہی اور دین کی کلیت کی وجہ سے آپ تمام کافۂ خلق کیطرف مبعوث ہوتے ہین اور سوا آپ کے اور انبیار اور رسول ایک ایک قوم مخصوص کی طرف مبعوث ہوتے ہین بوجہ اسکے کہ اونکا دین جزئی تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی قوت مین تمام عالم کی قوت ہی مثل عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور افلاک اور املاک اور سموات اور ارض اور کواکب اور شمس اور قمر اور نار اور ہوا اور آب اور خاک اور درخت اور حیوانات اور جن اور انس کے اور جو کچھ کہ پیدا ہوا ہی اور پیدا ہوگا اور اوس سبب سے پھر جمعیت کبری زیادہ کی گئی ہی جو اوسکی حقیقت کے ساتھ مخصوص ہی اور وہ وہ معنی ہین کہ اوس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ قاب قوسین کے تعبیر کیے گئے ہین اور آپکے غیر کو اوس سے ایک حصہ نصیب نہین ہی مگر اوسکے قابلیت کی وسعت کے موافق پس تو سمجھ اور اوسکو دریافت کر اور گم ہوا اپنی ذات کو اوسکے ساتھ ایسا ملادے جیسا کہ قطرہ دریا مین ملجاتا ہی اور اوسمین گم ہوجاتا ہی کہ سعادت کبری اور مکان زلفی کو پہونچ جاتا ہی اور اس نکتہ مین ایک بہت بڑا بھید ہے اگر حقتعالی نے اوسکے سمجھنے کا تجکو فہم دیا ہی تو سمجھ لیگا اور اس بحر محمدی مین ملنے کیطرف سید العارفین شیخ ابو الغیث بن جمیل رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کے ساتھ اشارہ کیا ہے کہ خضنا بحرا وقفت الانبیار علی ساحلہ وہ فرماتے ہین

کہ ہین ایک دریا مین در آیا جسکے کنارے پر انبیا کھڑے ہوئے تھے کیونکہ مخلوق حقیقی شخص نہین ہوتا ہی مگر اوس شخص
کو جو بعد اوسکے آتے اور اوسکا صورتاً اور معناً تابع ہوئیں اولیاء کاملین امت محمدی کے آپکے ساتھ
صورتاً اور معنی کے لاحق ہین اور بحر مخلوق مین در آتے ہین بخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ محمد صلے اللہ
علیہ وسلم سے حکماً لاحق ہوگئے ہین اور آپسے من حیث المعنے کے لاحق ہین اور آپکے تابع ہین من حیث
الصورۃ تابع اور لاحق نہین ہی پس اسیوجہ سے انبیاء بشکل محمدی بحر مخلوق کے کنارے کھڑے ہوئے
ہین کیونکہ وہ اپنی حد ذات مین متبوع ہین اور تابع صورت نہین ہین لیکن معنے مین تابع ہین اور اولیاء
صورتاً اور معناً اور حکماً اور حقیقتاً تابع ہین پس جسکو اسبابت کی توفیق دی گئی ہی کہ وہ اپنے قطرۂ وجود
کو بحر حقیقت محمدی مین ملادے تو اوسکو سعادت کبرے اور مکان زلفی حاصل ہوگا اور یہ مراد ہے
کہ جو کچھ قطب الوقت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کوئی قدم نہین اوٹھایا ہی مگر یہ کہ مینے اپنا قدم آپکے قدم کے مقام پر رکھا ہے لیکن
قدم نبوت جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اوسکے مقام پر قدم نہین ہو سکتا
پس کوشش کر کہ آپکے ساتھ لاحق ہو اور آپکے دریاے متابعت مین غرق ہوجا وفقنا اللہ
وایاک لذلک وصل آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حبیب کے نام ہونے کے بھید کے بیان مین
اور حرکت کیجیئے ذکر مین جو آپکے اسم کے حد کا مقام ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث
مین آیا ہی کہ اونھون نے بیان فرمایا ہی کہ ایک روز کچھ لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین
سے آپکے باہر تشریف لانے کے انتظار مین بیٹھے پس آپ باہر تشریف لائے اور اونکے قریب ہوئے
اور آپ نے سنا کہ آپسمین ذکر کرتے ہین کہ ایک اونمین سے کہتا ہی ان اللہ اتخذ من خلقہ ابراہیم
خلیلاً یعنے تحقیق خدا تعالی نے اپنے خلق مین سے ابراہیم کو خلیل کیا ہی اور دوسرا کہتا ہے کہ
موسے کے کلام سے عجب ہی کلمت اللہ تکلیماً اور ایک دوسرا کہتا ہی کہ عیسے سے اللہ تعالے نے کلام کیا ہی
اور وہ روح اللہ ہین اور ایک دوسرا کہتا ہی کہ آدم علیہ السلام خدا تعالے کے برگزیدہ ہین پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے سلام علیک کی اور فرمایا کہ مینے تمھارے کلام کو اور تمھارے تعجب کرنے کو
سنا اور وہ اسیطرح ہے جیسے کہ تم سب کہتے ہو کہ ابراہیم خلیل اللہ ہین اور موسی نجی اللہ اور عیسے روح اللہ
ہین اور آدم کو خدا تعالے نے برگزیدہ کیا ہے خوب جانو اور آگاہ ہو کہ مین حبیب ہون خدا کا

اور کچھ فخر نہیں ہے اور قیامت کے دن میرے ہاتھ میں لواء حمد ہے اور کچھ فخر نہیں ہے اور میں اول شافع ہوں اور مشفع
ہوں اور کچھ فخر نہیں ہے اور زیادہ وہ شخص ہوں کہ بہشت کی کنڈی کھڑکھڑاؤنگا اور میرے لیے بہشت کے دروازے
کھولے جائینگے اور میں اُنمیں داخل ہونگا اور حالانکہ میری امت کے فقرا میرے ساتھ ہونگے اور میں اگلے اور پچھلوں سے
بزرگتر ہوں اور کچھ فخر نہیں ہے اور یہ حدیث آنحضرت کے کمال کی جامع ہے اور آپ کی جمیع فاضلین پر فضیلت
کی تصریح کرنیوالی ہے اور تحقیق آنحضرت صلعم کے علو مکان کا بیان گذرا اور اوسجگہ آن حضرت صلعم کے حبیب کے نام کے ساتھ
تخصیص ہونیکے بھید کا اطلاع دینا منظور ہے پس آگاہ ہو کہ مقام حبی کمالیت کے مقاموں کا برتر مقام ہے اور
حدیث قدسی میں آیا ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ولقد عرفتهم بی فعرفونی یعنی میں
ایک خزانہ مخفی تھا پس میں نے دوست رکھا اسبات کو کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا اور انکو اپنے سے
شناسائی دی پس مجھکو انہوں نے پہچانا جیسے پہچان لیا اور توجہ حبی پیدایش ہے جو جناب الٰہی سے ایجاد میں صادر ہوئی ہے
اور سب مخلوقات اسکی فروع ہے اور جمیع حقائق حب ہی کے واسطے سے ظاہر ہوئے ہیں اور اگر حب نہوتی تو خلق پیدا نکیجاتی
اور اگر خلق پیدا نکیجاتی تو اسما اور صفات الٰہی پہچانے نجاتی اور خلق روح محمدی ہی کے واسطے ظاہر ہوئی ہے اور اگر
روح محمدی نہوتی تو خدا تعالیٰ کو کوئی نہ پہچانتا کیونکہ کوئی پیدا ہی نہوتا پس حب موجودات کے وجود کا واسطہ
اول ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ حقتعالیٰ نے اپنے حبیب سے شب معراج میں ارشاد فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک
پس معلوم ہوا کہ آن حضرت صلعم مخزن مخفی کے پہچاننے کے لیے توجہ حبی سے مقصود ہیں اور جو کہ آپکے سوا ہے
اونکا آپ پر عطف ہے اور حب الٰہی سے اصل مقصود آپ ہیں اور جو آپکے سوا ہیں وہ آپکے فرع کے مانند
ہیں پس اسیوجہ سے حق سبحانہ نے آپ کو اسم حبیب کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور آپکے سوا مخصوص نہیں اور
آپ کی امت میں سے جسنے آپ کی پیروی کی ہے اوسکو حق سبحانہ نے محبوب کر لیا ہے بموجب آیہ کریمہ
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور یہ بحکم اسکے آپ ہی سے مخلوق ہیں انا من اللہ والمؤمنون
من نوری اور یہ خصوصیت خدا کے ساتھ آنحضرت صلعم ہی کی امت کو ہے اور سوا انکے اور امتوں کو یہ خصوصیت
نہیں ہے اور جیسے اگلی امتوں میں اسبات کا دعویٰ کیا کہ یہ امت احباء اللہ ہے حق تعالیٰ نے اوس
سے انکار کیا اور آنحضرت صلعم کے اتباع کرنیوالوں کے لیے محبت کو ثابت کیا کیونکہ ہر امت اپنے پیغمبر سے
مخلوق ہے اور اوسی کے ساتھ ملحق ہے اور آن حضرت صلعم کے سوا کوئی حبیب نہیں ہے پس آپ کی امت
محبت کے ساتھ مخصوص ہوئی اور آگاہ ہو کہ علی الاطلاق حب کے دو مرتبے ہیں دو مرتبے حق میں ہیں

اور باقی خلق مین ہین پس مرتبہ اولی جو حق مین ہی وہ تعبیر اسبات کے کہ اوسکے اثر ظہور کو حرکت ہی حب نام رکھا جاتا ہی اور حب و معاال حب مین حاصل ہو تو ارادت حاصل ہوا اور ارادت حقیقۃ خدا ہی کے لیے ہی اور حب کے مرتبون کا اول مرتبہ خلق مین میل ہی اور وہ قلب کا مطلوب کیطرف کھینچنا ہی اور جب وہ زیادہ ہوجاے تو اوسکو رغبت کہتے ہین اور جب رغبت زیادہ ہوجاے تو اوسکو طلب کہتے ہین اور جب طلب زیادہ ہوجاے تو اوسکو ولع کہتے ہین اور جب ولع خوب ہوجاے تو ولع دوام قبول کرلے تو اوسکو صبابہ کہتے ہین اور جب یہ قوی ہوجاے اور قلب سے متعلق ہوجاے اور مراد کے ساتھ انس اختیار کرلے تو اوسکو ہوا کہتے ہین اور جب ہوا غالب ہوجاے اور دل پر چھاجاے تو اوسکو شغف کہتے ہین اور وہ اس حیثیت سے ہو کہ محب اپنی ذات سے فانی ہوجاے اور جب وہ نمو پکڑے اسطرح سے کہ اپنے نفس سے فانی ہوجاے اور اپنی فنا سے فانی ہوجاے اوسکو اغرام کہتے ہین اور جب وہ مستحکم ہوجاے اور ظاہر اور متمکن ہوجاے اور محبت اپنے نفس سے اور حبیب سے بھی اس حیثیت سے فانی ہوجاے کہ شی واحد ہوجاے تو اوسکو عشق کہتے ہین اور یہ حب مطلق ہے اور یہ خلق کے لیے حب مین آخر مقامات سے ہی اور اوس مقام مین محب حبیب اور حبیب محب ہوجاتا ہی اور ہر ایک کا دوسرے کی صورت پر رنگ ہوجاتا ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ روح عاشق معشوق کی صورت مین متمکن ہوتی ہے اور وہ صورت روحانیہ اوسکے دل سے متعلق ہوجاتی ہی اور انفکاک اور مفارقت اور انفصال اون کے درمیان مین مستحیل ہوجاتا ہی جیساکہ کسی نے کہا ہی ع رق الزجاج ورقت الخمر الابیات اور یہ خلق کا مرتبہ حقیقی ہے اور نہ کہا جائیگا کہ خاص خدا تعالے کے لیے ہے مگر یہ کہ تمام خلق کا وجود خداے تعالے کے لیے ہی لیکن حب اور ارادت حقیقۃ خداے تعالے کے لیے ہی اور حب کا ایک مرتبہ دوسرا ہی جو حق مین اور ظاہر ہوتا ہی اور اوس کا نام جامعہ کہا جاتا ہی اور اسکو ود کہتے ہین اور اسماء الٰہی مین سے خلق ایک ودود نام ہی کہ حقتعالے اپنے بندون مین جسکو چاہتا ہے دوست رکھتا ہی اور بندے اوسکو دوست رکھتے ہین فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ تیسرا دوم مرتبہ مشترک ہی اور یہ عالم ظہور مین عشق کے مرتبون مین سے نہایت درجے کا مرتبہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسکا وقوع جانبین سے ہی اور کوئی چیز خلق مین مرتبہ عشق سے بڑھکے زیادہ نہین ہے اذ ہو نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ فافہم وصل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق ہو کیفیت مین اور آپ کے در پر حاضر رہنے کے بیان مین آگاہ ہو کہ جو

حق جل وعلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے آپ کو خلق کا شفیع قیامت کے دن کے لیے جو قرب
اور عزت اور محبت کے لوازم مین سے ہے کر دیا اور آپ کے لیے اوسکو عام کیا اور سوا آپ کے خلق مین
سے کسیکو عموم شفاعت نہین ہے اور اسکا بھید یہ ہے کہ چونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام
خلق کے واسطے مبعوث ہین اونکے متقدم اور راعی ہین اور ہر راعی مسئول رعیت ہے اور اوپر
اونکے احوال کی رعایت واجب ہے پس حق جل وعلا نے اونکے دنیا اور آخرت کے مصالح آپ پر
واجب کیے گئے اور اوسکی آپکو توفیق عطا فرمائی اور اوسی وسیلے کا وعدہ آپ سے کیا کہ وہ مقام
محمود ہے اور حقیقت مین وسیلہ معنے مطلوب کے حصول کا واسطہ بھی ہے اور وہ شفاعت ہے اور خاص
اسی معنے کو ایک منزلت ہے کہ جسکی صورت فردوس اعلے مین ہے جو جنتون کے بلند تر مقامون مین
سے ہے اور آپ وہان رہتے ہین اور کمال صورت اور معنی اور ظاہرًا اور باطنًا جمع کر رہے ہین اور
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کہ جمیع خلق کا واسطہ ہدایت وجود اور ظہور مین ہین ویسی
نہایت مین ہی نعیم مقیم کے واسطے واسطہ ہوئے پس ازل اور ابد اور اول اور آخر مین بجز
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تیرے وجود کا اور جو چیز کہ تیری ہے اور جس موجود کی ہے اوسکا واسطہ اور
وسیلہ اور علت کوئی نہین ہے پس ای طالب تجکو واجب اور لازم ہوا اوسلیے ہے تو آپ کی
جناب سے متعلق ہو اور آپکے در کا ہو رہ تاکہ تجکو مثل دونون طرف اور دونون جانب کا
حاصل ہو اور جو کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی تمنا کی کہ جنت مین آپ کا
رفیق ہو آپ نے ارشاد فرمایا اعنی علی نفسک بکثرة السجود یعنی آپ نے اوسکو حکم فرمایا کہ اپنے
نفس پر سجود اور تضرع اور زاری کے ساتھ اعانت کر تاکہ مطلوب حاصل ہو مقصود اتم اور اکمل متحقق ہو
اور اسی سبب سے دأب اولیاء کاملین رضوان اللہ علیہم کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی
جناب پاک سے تعلق کرنے کا اور آپ کے در پر جبہ سائی کرنے کا ہے اور ہمیشہ سے اہل کمال کا
دأب اور جسکی تکمیل اور جسکو پہنچانا مرتبہ علیہ کمیت حق تعالی نے چاہا اونکا دأب اور جب اولیا
رضی اللہ عنہم حضور الہی کے بعضے مقامون مین جہان اونکو ممکن ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
او مین حضور رکھین دیکھین لیکن وہ انوار الہیہ کی توجہ مشاہدہ مین جناب محمدی کی جانب
وارد ہوتے ہین اور آپ کی نسبت کا حضرت الہیہ کو صرف کرتے ہین اور ہر چیز سے غافل ہو جاتے ہین

کہ جنکا تقاضا اون کے حقائق کرتے ہین جو کمالات الٰہیہ مین سے ہین اور اوس جناب کے ادب
کرنے کی وجہ سے اپنے کمالون کو کم کر دیتے ہین اور اونکو اس حالت کی برکت سے اوس چیز سے
زیادہ حاصل ہوتا ہے جسکی شرح ممکن نہین ہے اور اوس وقت مین سمع اور بصر محمدی سے وہ چیز سنتے ہین
اور دیکھتے ہین جو قابلیت محمدی کے مناسب ہے کہ جس کی کسی کی ذات مین قوت نہین ہے اور
اونکو خلعات محمدیہ مین سے کہ جنکا حصول بجز اس طریق کے ممکن نہین خلعت پہنائے جاتے ہین اور
شیخ ابو الغیث بن جمیل کی مراد اپنے اس قول سے خضنا بحراً وقفت الانبیاء بساحلہ یہ ہے اور اس
بحر سے مراد بحر شریعت الٰہی ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے نہ اور انبیا علیہم السلام
کی شریعت مراد رکھی ہے اور اسی سبب جسکو نسبت محمدیہ ظاہراً اور باطناً متحقق ہو لی وہ بجسد
حقیقت محمدیہ مین بکمال اتباع محمدیہ صورت اور معنے کے درآیا اور حق سبحانہ سے بعض حضوری کے
مقامون مین بقابلیت محمدیہ چیزین لین اور جب کہ اسبات کو جانا اور پہچان لیا پس آپ کے
جناب کے تخیل کو لازم کرے اور آپکے حاضر رہنے کو واجب کرلے اور اگر تو کہے کہ مین اس تعلق کی
کیفیت کو اور اوس جناب عظیم کی ملازمت کو نہین پا سکتا ہون اور مین اوسکو کیونکر حاصل کرون پس
تو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق دو قسم پر ہے پہلی قسم اوس جناب کے ساتھ تعلق صوری ہے
اور یہ بھی دو قسم پر ہے قسم پہلی یہ ہے کہ کمال اتباع پر ساتھ مواظبت امر اور نہی اور کتاب اور سنت کے
از روے قول اور فعل کے استقامت کرے اور جیسے کہ امام اربعہ ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور
احمد اور حنبل قائل ہین اوسپر اعتقاد رکھے کیونکہ اجماع علمائے محققین کا اسبات پر واقع ہوا ہے کہ یہ
ایمہ اہل حق ہین اور انشاء اللہ قیامت کے دن فرقہ ناجیہ مین اور اس قسم کی اتباع صوری کا
کمال اسبات مین ہے کہ عزائم امور کے فعل پر اعتماد کرے اور رخصت کیطرف میل نکرے کیونکہ
حق تعالےٰ جل شانہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو عزائم کے ارتکاب کا حکم کیا ہے اور فرمایا
ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل اور اولوا العزم پانچ ہین جو اس آیت شریف مین تصریح
کے ساتھ مذکور ہین شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم
وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ پس نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد
صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اولوا العزم ہین اور تابع کامل الاتباع کو چاہیے کہ آستانے اور

عزائم امور کو اختیار کرے اور ترخیص اور تسہیل کی جانب کہ یہ مقام اسلام ہے میل کرے اور مین تیری لیے
وہ چیز چاہتا ہون جو اپنے واسطے ہم چاہتے ہین کہ وہ مقامات اور صدیقیت ہے اور اوسکی شرط
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع عزائم امور مین جیسا کہ چاہیے اور سزاوار ہے کرنی ہے
لیکن نفس کی شناسائی اور معرفت اور علل اوسکی کی بعد ہے اور تو اوسکو نہین پہچانتا ہے مگر
بواسطہ کسی شخص کے کہ اہل اللہ مین سے ہے جو تجکو راہ بتائے اور جو کچھ اعمال و احوال تیرے
حال کے لائق ہین ہر زمان مین تجکو وہ پہونچاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدایت امر مین
غار حرا مین ایام کثیرہ سے تعبد کرتے تھے اور جب آپ نہایت کو پہونچے اور آپ کی شان عظیم ہوگئی تو
آپ نے جاورت کو اور غار مین عبادت کرنے کو ترک کر دیا اور سواے رمضان شریف کے عشرۂ
اخیر کے اپنے صحابہ کے تمام سال رہے اور تحقیق طالب کسی چیز کو جو لائق اوسکے حال کے ہے
نہین پہچانتا ہے مگر شیخ مرشد کے واسطے سے جو اوسکو راہ بتائے یا بواسطہ جذب الٰہی کے جو
اوسباب کو اوس سے کشف کرے اور یہ ہمارا کلام مجذوب کے ساتھ نہین ہے اے غافل
اتباع محمدی کے طالب ہمارا کلام تیرے ساتھ ہے پس تجکو چاہیے کہ تو ایسے شیخ کی طلب مین
کوشش کر جو معرفت خدا کی طرف اوسکی تعریف کے ساتھ تجکو راہ بتائے اور جب تو اوس سے
واقف ہو تو اوسکے امر کے خلاف نکر اور اوس سے مفارقت نکر اگرچہ بلا تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے
اور اوسکی نا فرمانی سے یا اوس سے اپنے کام مین سے کوئی چیز چھپا لینے سے حذر کر اور اگر
تقدیرات الٰہی سے کوئی معصیت تجسے ہو جاے تو تجکو چاہیے کہ شیخ کی خدمت مین عرض کر
تاکہ وہ شیخ اوسکے دفع مین جو مقتضے ہے تیرے علاج کے ساتھ اوس چیز سے کہ تیرے حال کو
وہ پہچانتا ہے کوشش کرے یا درگاہ حق تعالے مین التجا اور شفاعت کرنے کی سعی فرماوے
تاکہ اوس مذمت کے عیب کو تجھ سے دور کر دے اور اگر تیرا اتفاق کسی اہل اللہ کی خدمت مین حاضر
ہونیکا نہو تو اہل اللہ کے طریق کو اختیار کر اور وہ چار چیزین ہین ایک تو ماسوای اللہ سے اور
اوسکی طرف میل کرنے سے دنیا اور آخرت مین قلب کا فراغ اور خالی ہوتا ہے اور دوسرے
اللہ جلشانہ کی جانب ساتھ محبت کے جو علل سے تجکو ہے بے فتور اور عدم التفات
اور غائب ہوس سے بمیشہ متوجہ ہونا ہے اور تیسرے ہمیشہ نفس کی مخالفت کرنا ہر چیز مین ہے

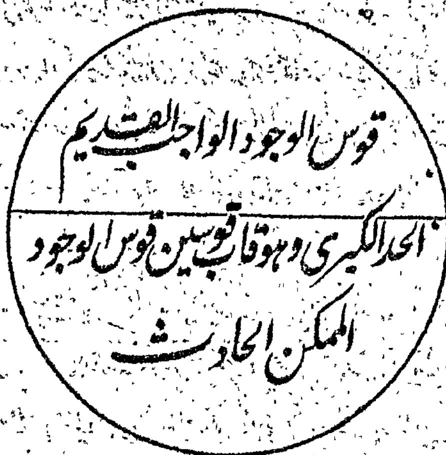
جو کچھ وہ طلب کرے کیونکہ مخالفت اوسکے مدارج کے ساتھ متعلق ہو اور بڑھکر نفس کی مخالفت ما سوے اللہ کا ترک کرنا تنشیراً اور اعتقاداً اور عملاً ہو اور چوتھے خداے تعالے کا ہمیشہ ذکر کرنا اوسکے جلال اور جمال پر نظر رکھنے کے ساتھہ ہی خواہ ذکر لسانی ہو یا ذکر قلبی ہو یا ذکر روحی ہو یا ذکر سری ہو یا مجموع ہو جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا ہے قسم دوسری پہلی قسم کی جو تعلق صوری ہی یہ ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور کمال محبت اوسکے ساتھہ کرے تا کہ تو خاص ذوق محبت کو اوسکے اپنے ساتھہ وجود مین پالے اور شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ خدا کی قسم ہی مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے دل اور روح اور جسم اور جان اور بشرہ اور بال بال مین اس طرح سے پاتا ہون جیسے کہ پانی سرد کا سریان اوسکے پیتے وقت تشنگی اور گرمی مین پاتا ہون اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہر ایک پر فرض عین ہی حق تعالے نے فرمایا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لن یومن احدکم حتے اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ وولدہ پس اگر تو اس محبت کو جس کی مین نے تیرے لیے توصیف کی اپنے مین نپاوے تو جان لے کہ تو ناقص الایمان ہی پس استغفار کر اور اپنے گناہون سے توبہ کر اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ ذکر کرنے مین طلب زیادہ کر اور آپ کا ادب امور منہی سے اجتناب کے ساتھہ اس امید سے کر کہ تو اوسکو پاجاے پس آپ کے ساتھہ تیرا حشر کیا جاے کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المرء مع من احب اور تحقیق تو نے اوس بات کو جو کچھ مین نے ذکر کی ہے جان لیا ہی کہ پہلی قسم جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تعلق صوری ہی وہ بدون شریعت ظاہر پر قیام کرنے کے اور عزائم طریقت کے سلوک کے اور آپکی محبت مین بالکلیہ مٹ جانے کے اور آپ کی شان کی تعظیم ظاہر اور باطن مین کرنے کے حاصل نہین ہوتا ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جملہ تعظیم مین سے یہ ہی کہ آپ کے اصحاب اور اہل بیت کا محبت کے ساتھہ ادب کرے اور ان کی محبت مین اللہ جلشانہ کی تعظیم اور جو حق ادب کرنے کا ہے ویسا اون کا ادب کرے واللہ الموفق والہادی ؛

وصل قسم دوسری جو جناب محمدی سے کے ساتھہ تعلق معنوی ہے وہ بھی دو قسم پر ہے

پہلی قسم اوس صورت بدیع المثال کا حاضر رکھنا ہے اور اگر تو ایسا ہے کہ تحقیق تو نے کسی وقت
خواب میں اوس صورت کو دیکھا ہے اور اوس سے مشرف ہوا ہے پس تو اوس صورت کو
جیسے تو نے خواب میں دیکھا ہے حاضر رکھ اور ہرگز تو نے نہیں دیکھا اور اوس سے
مشرف نہیں ہوا ہو اور تو اس بات کی قدرت نہیں رکھتا ہو کہ اوس صورت موصوف کو
بعینہ ان صفتوں کے ساتھ تصور میں لا سکے تو اوسکا ذکر کر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیج اور ذکر کی حالت میں اس صورت پر رہ گویا کہ آپ حالت حیات میں تیرے سامنے تشریف
رکھتے ہیں اور تو جلال اور تعظیم اور ہیبت اور حیا کے ساتھ ادب سے آپ کو دیکھ رہا ہو اور آگاہ ہو
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرا کلام سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالے کی صفات
کے ساتھ متصف ہیں اور یہ صفات الٰہی میں سے ہو کہ انا جلیس من ذکرنی یعنے میں اوسکا
جلیس ہوں جو میرا ذکر کرے اور خاص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس صفت میں
نصیب وافر ہے کیونکہ آپکا عارف وصف ہونا ایک مشہور آپکا وصف ہے اور آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے اللہ تعالے کے عارف زیادہ ہیں اور اگر تو اس صفت
کے ساتھ آپکے حضور میں نہیں حاضر ہو سکتا ہے اور تو ایسا ہو کہ تو نے کبھی قبر شریف کی
زیارت کی ہو اور آپ کے روضہ عالیہ اور قبہ شریف کو دیکھا ہے ذہن میں اوس درگاہ
پاک کو حاضر کر اور جسوقت آپکا ذکر کر آپ پر درود بھیج اور اس طور سے رہ جیسے کہ تو آپکی
قبر شریف کے پاس اجلال اور تعظیم کے ساتھ کھڑا ہے تاکہ آپکا مشاہدہ روحانی ظاہر ہو جاوے
اور اگر تو ایسا نہیں ہو کہ تو نے قبر شریف کی زیارت کی ہے اور حضرت ص کے موطن کو
اور آپکے روضہ منورہ کو دیکھا ہے تو ہمیشہ آپ پر درود اور سلام بھیج اور تصور کر کہ آپ
تیرے سلام کو سنتے ہیں اور اوس حالت میں ادب کے ساتھ جامع الہمت رہ تاکہ تیرا درود
حضور قلب کی حالت میں حضرت تک پہونچے اور جمع ہمت کو ایک بہت بڑا اثر ہے
اور واسطے سنانے شدہ [illegible] آپ [illegible]
مشغول ہوا اور درود تیرے جسم بنے روح کو حکم میں ہوا اور بند سلوکین سے جو عمل حضور قلب
کے ساتھ کرتا ہے وہ زندہ ہے اور اگر غفلت کے ساتھ اور غیر کی جانب مشغول ہونیکے ساتھ ہو

تو وہ جسم بے روح ہی اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انما الاعمال بالنیات اور شیخ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے اپنے شیخ شیخ اسمٰعیل جبرتی قدس سرہ سے ایک روز سُنا کہ وہ فرماتے
تھے کہ جب بندے سے ابتداءً مین عمل بدون نیت کے صادر ہوتا ہی اور وہ توجہ الٰہی اوسکی طرف
جاتا ہی تو اوسکو چاہیے عمل کے شروع کرنے کے بعد نیت کرلے اور یہ بات اوس عمل مین روح
پھونکنے کے مانند ہوتی ہی اور اگر کسی عمل کی نیت مین نیت قبیحہ کے بعد اوسکے اثناے عمل مین
اوس سے توبہ کی اور نیک نیت خیر اوس نیت قبیح کے کی تو وہ بھی اوسکو عمل کے حسن صورت مین
نافع ہی اور عمل اوسکی وجہ سے زندہ اور کامل ہوجاتا ہی اور بیشک شیخ رضی اللہ عنہ نے
جو کچھ اسبارے مین کہا ہی سچ ہی اور جب تونے اوسبات کو جو کچھ کہ ذکر کیا جان لیا کہ پہلی قسم
تعلق معنوی کی حضرتؐ کی صورت شریف کا تصور کرنا اور ذہن مین حاضر کرنا ہی یا اوس چیز کا
تصور ہی جو آپکے ساتھ تعلق رکھتی ہی مداومت اور ملازمت اور ہیبت اور اجلال اور عزت اور
کمال سے ہی پس تو اوسکو لازم کرلے کیونکہ اوسمین سعادت کبرٰے اور مکانت زلفی ہی واللہ الموفق
قسم دوسری تعلق معنوی کی آن حضرتؐ کی حقیقت کاملہ موصوفہ کا ساتھ اوصاف کامل کے تصور کرنا ہی
جو جامع درمیان جمال اور جلال کے ہی اور متجلی خداے کبیر کے اوصاف کے ساتھ ہی اور نور ذات
الٰہی کے ساتھ ازل اور ابد مین مشرف ہی اور کل کمال حقی اور خلقی کو محیط ہی اور ہر فضیلت وجود کے ساتھ
صورت اور معنی اور حقیقۃً اور حکماً اور عیناً اور شہادتاً اور ظاہراً اور باطناً پوری ہی اور تو اِس سب کا
تصور نہین کرسکتا ہی تا کہ تو جان لے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم برزخ کلی قائم حقائق وجود قدیم
اور حدیث مین ہی اور وہ ہر ایک جنین کی ذاتاً اور صفاتاً حقیقت ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نور ذاتِ الٰہی سے مخلوق ہین اور اوسکے اسماء اور صفات اور افعال اور آثار کے حکماً اور عیناً
جامع ہین اور یہی مقام ہی کہ حق جل وعلا آپ کے حق مین یہ فرماتا ہے ثم دنیٰ فتدلّٰی
وکان قاب قوسین او ادنٰی اور مین تیزی سے اِس آیت شریف فصیح کے معنی کی
کرکے اِس منیف مین سے ایک مثال مین لاتا ہون تا کہ تو تصور
کرلے اور تیرے ذہن مین اوس مثال کے دیکھنے سے اوس معنی کی کیفیت کشف ہوجاوے
انشاء اللہ تعالےٰ آگاہ ہو کہ سب وجود مانند دایرہ کے مقسوم بنصف پر ایک خط کے ساتھ

ہی جو مرکز دائرہ پر گذرتا ہی پس نصف اعلی اوسکا ساتھ وجود قدیم اور واجب اور حق بزرگ کے موسوم ہی اور وہ تقسیم اور انقسام سے منزہ ہی اور نصف اسفل اوسکا وجود محدث اور ممکن اور خلق سے موسوم ہے پس دائرہ کا ہر نصف قوس ہی اور خط واحد اوس قوس کا وتر ہے پس خط وتر قوس دائرہ ہے اور اوسکی وجہ سے ہر نصف قوس ہوتا ہی پس یہ خط جو وتر ہے قاب قوسین کے ساتھ موسوم ہوتا ہے اور آگاہ ہو کہ مقام محمدی کمالات الہیہ اور کمالات خلقیہ کا صورت اور معنی ہے اور وجود مثالیہ کے دائرے کی یہ صورت ہی



اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام برزخ کے درمیان حقیقت حق اور حقائق کونیہ کے ہونا اس وجہ سے ہی کہ آپ حقیقۃ الحقائق ہین اور فوق اوس سے ہین اور اسی وجہ سے آپ کا مقام شب معراج مین عرش ہوا اور عرش غایت مخلوقات ہی اور فوق عرش کوئی مخلوق نہین ہے پس سب مخلوقات حضرت کے تحت مین ہین اور پروردگار فوق اوسکے ہے اور اوسکے نزدیک اشنوار ہی پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان حق کے صورت محسوس کے ساتھ برزخ ہوئے جیسے کہ معنی مین برزخ تھے کیونکہ آپ حق سے موجود ہین اور خلق آپ سے موجود ہی پس آپ ہر ایک صنف کے ساتھ ہر دو جہت سے ...

اوس میر تو جان لیا ہوگا جو کچھ ذکر کی ہے تو کمال محمدی کا تصور جیسا کہ وہ کمال ہے انشاء اللہ تعالے آسان ہوگا تنبیہ جان لے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہر عالم مین ایسا ظہور ہی جو اوس عالم کے حال کے لائق ہی پس آپ کا ظہور عالم اجسام مین ویسا نہین ہی جیسا کہ عالم ارواح مین ہی کیونکہ عالم اجسام مین تنگی ہی اور وہ اوس چیز کی گنجایش نہین رکھتا ہی جس چیز کی عالم ارواح گنجایش رکھتا ہے اور آپکا ظہور عالم ارواح مین ویسا نہین ہی جیسا کہ آپ کا ظہور عالم معنے مین ہی کیونکہ عالم معنے عالم ارواح سے لطیف اور وسیع زیادہ ہی اور آپکا ظہور زمین پر ویسا نہین ہی جیسا کہ آپ کا ظہور آسمان پر ہے اور آپ کا ظہور سموات مین ویسا نہین ہے جیسا کہ آپ کا ظہور عرش کے داہنی طرف ہے اور آپ کا ظہور عرش کی داہنی طرف ویسا نہین ہی جیسا کہ آپ کا ظہور عند اللہ فوق عرش کے اوس مقام مین ہی جہان این اور کیف نہین ہی پس ہر مقام اعلےٰ مین آپ کا ظہور مقام ازل سے اکمل اور اتم ہوتا ہے اور ہر ظہور کے لیے ایک جلال اور ہیبت موافق محل اور مقام حد کے ہے یہانتک کہ منتہا سے ہوتا ہے وہ ایسے مقام مین کہ جہان انبیاء اور اولیاء اوس کے دیکھنے کی اوس مقام مین قدرت نہین رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ غیر ربی کے یہی معنے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل پس ای میرے بھائی تو اپنی ہمت کو بلند رکھ تا کہ حضرت کو مظاہر علیا مین حقیقت کبریٰ کی معاونت فا نما ہو ہو دیکھ لے فافہم اور ای عزیز مین تجکو آپ کی صورت اور معنے کے ملاحظے کی دوام کو وصیت کرتا ہون اگرچہ تو متکلف اور مستحضر ہو اور قریب ہی کہ روح تیری حضرت کے ساتھ الفت کرے اور بالذات آپکا ظہور تجھپر ہو اور تو آپ سے ملے اور باتین کرے اور آپ کے ساتھ خطاب کرے اور آپ تجکو اوسکا جواب دین اور تجھ سے باتین کرین اور خطاب کرین اور تو صحابۂ عظام کے درجے سے فائز ہو اور انشاء اللہ تعالےٰ اونکے ساتھ ملجاوے وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شریف کی ملازمت اور اوس صورت لطیفہ معانی عزیزہ کو ذات مبارک ... اگر تصور اور تخیل اور تفکر سے ہو لیکن آپ کی جناب عزت پر حاضر رہنے کا باعث اور آپ کی درگاہ قریب سے وصول کا موجب ہی کیا نہین دیکھا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اصدق القائلین ہین فرماتے ہین اکثر کم علی صلوٰۃ

اقربکم منی یعنے تم سے اکثر جو مجھپر درود بھیجنے والے ہین تم مین سے نزدیک تر مجھ سے ہین اور
پیدا ہونا اسوجہ سے ہے کہ درود بھیجنے والے کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جمال باکمال کے ساتھ تعلق کر لیتا ہی پس اوس کا دل حضرت صلعم کی صورت روحانیہ پر
عاشق ہو جاتا ہے پس آپ کے نزدیک اور آپ کے ہمراہ وہ ہو جاتا ہے المرء مع من احب
اور اس مقام مین ایک نکتہ اور ہی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین وارد ہوا ہے
آپ نے ارشاد کیا ہے کہ جب دعا مانگنے والا مسلمان بھائی کے لیے دعا مانگتا ہے تو
اوس سے فرشتے کہتے ہین ولک مثل ذلک اور اس بات مین کچھ خلاف نہین ہے کہ
فرشتون کی دعا مقبول اور مستجاب ہے پس مومن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجتا ہے اور حق سبحانہ تعالے اوس مومن پر رحمت نازل کرتا ہی پس درود بھیجنے والے کی
ذات کی طرف اوسکا درود اور حق تعالے جلشانہ کی رحمت پھرتی ہے اور نازل ہوتی
ہے اور اسیوجہ سے حدیث مین وارد ہوا ہے من صلی علی واحدۃ صلے اللہ علیہ عشرا
یعنے جو کوئی درود مجھپر ایکبار بھیجتا ہے حق تعالے اوسپر دس رحمتین نازل کرتا ہے اور
اسی مقام سے درود بھیجنے والے کو حقیقت قرب حاصل ہوتی ہی اور آپ کے ساتھ
حشر کیا جائیگا اور جب اوس درود بھیجنے کا نتیجہ جو زبان سے ہے ایسا ہوتا ہے تو اوس
درود کا نتیجہ جو قلب اور روح اور سر سے ہوگا کیسا ہوگا اور صلوٰۃ قرب اور اجتماع اور اتصال
اور متوجہ کرتا ہے جیسا کہ لغت مین وارد ہوا ہی اور جب کہ عمل ظاہر کا نتیجہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہی ایسا ہو کہ جیسے جنت مین قرب مکان ہے تو نتیجہ عمل باطنی کا اور
اوس تعلق اور اقبال کا اور صورت اور معنی کے ہمیشہ تصور کرنے کا کیا ہوگا اور وہ اقرب مکان ہی
اور بجرہ قرب فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہے کہ جہان نہ این ہی اور نہ کیف ہی فافہم
اشارہ جان لے کہ جس وقت ولی کامل کو معرفت خدا ہی تعالے زیادہ ہو جاتی ہے
[illegible] تو وہ ولی خلق کو فراموش
نہین کرتا ہے اور جبکہ ولی کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت زیادہ ہو جاتی ہی
تو مضطرب ہوتا ہے اور اوسپر آثار ظاہر ہوتے ہین کیونکہ ولی کی معرفت خدا کے ساتھ

اوسکی قابلیت کی موافق ہی اور جو مقام اور محل صدر خدا کی معرفت مین رکھتا ہی بین ساکن اور ثابت
ہوتا ہی اور ولی کی معرفت رسول خدا کے ساتھ قریب تر ہی خدا کی معرفت سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی قابلیت کے موافق ہی ہیں اسوجہ سے وہ اسبات کی طاقت نہین رکھتا ہے کہ ساکن اور ثابت
رہے اور اوسپر آثار ظاہر ہون کیونکہ وہ آثار اوسکے اطوار سے بڑھ گئے ہین اور جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ولی کو زیادہ ہو جاتی ہے تو اپنے غیر سے کامل تر ہو جاتا ہی اور حضرت
آلہیہ مین متمکن زیادہ اور معرفت خدا مین داخل بہت علی الاطلاق ہو جاتا ہی اشارہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین سے ہے کہ جو ولی آپ کو تجلیات الٰہیہ مین کی کسی تجلی
مین خلعات کمالیہ مین سے کوئی خلعت پہنے ہوئے دیکھتا ہی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس
خلعت کو اوس دیکھنے والے کے تئین عطا فرما دیتے ہین اور وہ خلعت اوس دیکھنے والے کے پاس
رہتا ہی اگر دیکھنے والے کو اتنی قدرت اور طاقت ہی کہ اوسکا پہن لینا ممکن ہی تو وہ اوسی وقت
پہن لیتا ہی اور نہین تو اوسکو نگاہ رکھتا ہے اور جبکہ اوسکو قوت پیدا ہوتی ہے اور
استعداد ہو جاتی تو دنیا مین پہن لیتا ہی اور نہین تو آخرت مین پہنتا ہے پس جسکو خلعت
حاصل ہو اور وہ اوسکو دنیا مین یا آخرت مین پہنے تو یہ قوت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
وراثت سے ہوتی ہی پس جو ولی اوس ولی کو تجلیات مین سے کسی تجلی مین دیکھتا ہی اور وہ خلعت
بجنسہ وہ پہنے ہی تو وہ ولی اوس خلعت کو دوسرے دیکھنے والے کو پہنا دیتا ہی اور حضرت نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کیطرف سے تصدق کرتا ہی اور اوس ولی کے لیے مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
ایک خلعت اوس سے کاملتر اوس تصدق کرنے کے بدلے مین اوترتا ہی اور اگر کوئی دوسرا
ولی اوسکو اوس حالت مین دیکھتا ہی تو وہ اوس خلعت کو اوسے دیتا ہی اور پہناتا ہی اور اوسکو
دوسرا خلعت حاصل ہوتا ہی اور ایسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہایت تصدق کیے
جاتے ہین اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابدًا ازل سے جاری ہی جبکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے
[illegible] مقام نبوت اوسکی وجہ سے
پایا کہ دست اولیا وہانتک نہین جا سکتا ہی کیونکہ اولیا نے آپکو اوس وقت نہین دیکھا ہے
لیکن اوس رویت کے بعد اوسکے مثل غیر مین دیکھا ہی اور اسیوجہ سے انبیا صلوات اللہ

وسلامہ علی نبینا و علیہم نے درجہ سعادت جو اونکے غیر کو حاصل نہیں ہو پایا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے پہلے وہ لوگ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکمل خلعت میں دیکھا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دراب اور عادت شریف ہر کسی کے واسطے ابد الآبدین تک ہی جیسے اولیاء کرام میں سے حضرت کو دیکھا ہی صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیراً فقط

الحمد للہ کہ حق جلشانہ کی عنایت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے ترجمہ ہر دو جلد مدارج النبوت تمام ہوا

خاتمۃ الطبع

بہترین مناہج ایمان ستایش الٰہی ہو اور بہین مدارج ایقان نیایش رسالت پناہی صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین بعد اسکے پوشیدہ نہ ہے کہ کتاب مستطاب ذخیرہ خیر و برکت مجموعہ یمن و سعادت مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ کہ جسے محقق بے بدل مدقق مقبول حق عزوجل منبع محاسن جلیل مظہر میامن نبیل جامع صفات حمیدہ خواجہ عبد المجید نے فارسی پاستان سے اردو زبان میں تالیف فرمایا عوام درماندہ طریق عسیر الافہام کو باسانی تمام و تسہیل مالا کلام منہج قویم ہدایت اور مسالک مستقیم [illegible] مدارج دھیر جاسے ہیں اور عارفان حدیث و اثر خوب جانتے ہیں کہ کتاب لاجواب کامل البلاغۃ مدارج النبوۃ حالات عظمت آیات حضرت ختم رسالت میں مرآت حقیقت نما بل لجہ محیط انتہا پارسی پاستان عالمانہ بیان افضل الفضلا اکمل الکملا

عارف بحق جناب عرفان مآب مولانا شاہ عبد الحق دہلوی قدس سرہ العزیز القوی کی تصنیف
صحت روایت اور لطافت عبارت مین نہایت صحیح و لطیف العظمۃ للہ کسقدر دقیق اور کیسی عمیق التحقیق
کہ ہر واحد کو عبارت بہ ہمہ متانت اوسکی سمجھنا دشوار اور نکات اور کنایات کا لوجہ لطافت مفہوم کرنا
دور از کار الحق مترجم نے اعجاز کو کار فرمایا آج تک ایسا ترجمہ دیکھنے مین نہ آیا حل لغات اور تصریح
مبہمات مین کیا کیا عرق ریزی کی داد تلاش و سعی دی اکثر جا ایضاح مطلب کے لیے فوائد زاید لکھے
اور جملہ شکوک اور شبہے دفع کر دیے جناب معلی القاب جامع حسنات منبع زکیات عالی ہمم معالی شیم
نامی جمہور منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کہ جنکی ہمت والا نہمت نے عالم کو نامی اور تسخیر
فرمایا اور نامیان سلف زمان کے ذکر کو مصداق صد شنیدہ کی بود مانند دیدہ بہ فسانہ خواب و
خیال کر دکھایا بسبب علو فطرت و سمو جبلت کے ہمیشہ اشاعت ندرت مین توجہ فرمائی اور جیسے
ایسی بدیعت مین صاحب ید طولی ہیں کتاب مدارج النبوت ہر دو جلد پیشتر آپکے مطبع فیض منبع مین
چھپ چکی اسکے ترجمے کے چھپنے کی ضرورت بھی مقتضی ہمت سمجھی فوراً ترجمہ موصوف کو کہ
قریب ڈیڑھ سو جزو کے ہے مترجم صاحب سے بصرف کثیر و بذل خطیر مع جمیع
حقوق تالیفی کے خرید فرمایا اور اسکے چھپنے کے لیے کارگذاران گرامی شان
اپنے مطبع واقع کانپور کو حکم بتاکید فرمایا چنانچہ اونھون نے
جیسا کہ چاہیے اسکو سرانجام دیا۔ ماہ اپریل سنہ [illegible] کے
کو مطبع منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای
واقع کانپور مین چوتھی مرتبہ چھپکر شہرت
پذیر ہوا الٰہی بانی مبانی اس خیر کو
فلاح دلی و بیجا اور مؤلف اور
مصحح کو خطا اور سہو سے
[illegible]

آمین ثم آمین

جذب القلوب الی دیار المحبوب —
از شاہ عبد الحق محدث دہلوی —
زبدۃ الصفا — حالات چہل تن از محمد خاوند شاہ
سیر الاقطاب — اذکار اولیاء اللہ حضرت
ذکر اولیا و اللہ از حضرت الہدیا چشتی —
تحفۂ سہروردی معروف بہ گنج تاریخ —
اوقات وفات اولیاء کرام —
فوائد شاہ معین الدین چشتی — از منشی
[illegible] لال —
سفینۃ الاصفیا — در حالات اولیا اور اہل اللہ
تذکرہ از مفتی غلام سرور لاہوری —
باغ فردوس — در احوال خواجگان فردوس
از شاہ امین احمد —

کتب متفرقات دینیہ

تحفۃ النساء — مسائل کہ کن عورتوں سے نکاح
درست ہے اور کن سے نہیں از مولوی نواب
قطب الدین خان دہلوی —
رسالۂ مکملہ باب الحج — احکام الحج از مولوی
سید [illegible] علی —
رسالۂ فضائل الشہور والایام — مسئلے
اور [illegible] — [illegible]
[illegible] ہندوستان کا —
شمائل محمدیہ [illegible] سراپائے رسول کا بیان
از کمال الدین حسین خان —
[illegible] محمد [illegible] نواب [illegible] خان —
[illegible] دہ مجالس مسمی بہ ریاض الاذکار —
از مفتی محمد قمر الدین گوپاموی —

اسرار کربلا — از منشی ظہیر الدین بلگرامی
چہاردہ مجالس مسمی بہ تاریخ الائمہ — بشاہد
روایات مذہب امامیہ از سید وزیر حسن [illegible]
[illegible] بریلی —
دہ مجالس مشہور — معرکۂ کربلا علی الترتیب
چودہ مجالس میں —
دہ مخزن — مصائب کربلا از حکیم نصر اللہ خان
[illegible] تخلص —
چہل مجالس [illegible] مسمی بہ فوائد ماتم — از سید
وزیر حسن رضوی مشہدی اثنا عشری —
دہ مجالس [illegible] مسمی بہ جامع البکا — مع رسالہ
[illegible] — مشہور بہ چہل مجالس —
مہر نبوت — از نواب محمد مرزا [illegible] خان نظام
[illegible]
رموز القرآن — اوقات قرآن کا بیان
از محمد حسین علی [illegible] —
آثار محشر — ذکر علامات قیامت —
[illegible] کا ستارہ — حالات قیامت و بہشت
و دوزخ از مولوی عباس علی —
قیامت نامۂ [illegible] — از مولوی فیاض الحق
آثار قیامت —
قیامت نامہ مسمی بہ آئینہ قصور — از
مولوی شمس الدین احمد [illegible]
[illegible] —
[illegible] ملقب بہ تذکیر الکلام — از مولوی [illegible]
رسالہ [illegible] الانبیاء — از مولوی ظہور الحق —
تحفۂ [illegible] نقشبندی — در وظائف اسمائے الٰہی
واسطے [illegible] رسالت پناہی —

